





۲۳۰۰

[illegible]

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U440

اسلام تادی انکام و بلیغ شریعہ یافتہ از ارض محکمہ بسمن سخیہ احسن الفتاویٰ در فقہ حنفیہ

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران

شادی کا ایک سیر

استغفره باسمه صاع صاعا مستجابا في شيعه عظيمه احسان فتوى لقلبه وقتنا سارت حقيقه بولاقه نفس جلاله واولا الله ان اسر  
للقول ان اجر الدلالة مولانا السيد محمد باقر عليه السلام في خطبه الكاظميه وريافت مولانا عالى قاضى حرمه وكرمه

طبع في منشأة واقع لعموم في حرم

اعلان کتابی شدہ نمبر ۵۵۱۳۵ شیخ الفیف بنی ذکوانیہ

مجلسه اول

ط ع

اس مکتب میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ فرخست کے لیے موجود ہے جسکی فہرست طویل ہر ایک شائق کو چاہیے خانہ سے سلسلہ کی ہو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے انھیں ان کی ضرورت کے مطابق کتب کی کاپیاں بھی ارسال ہوتی ہیں۔ ان میں بعض کتب فقہ اردو فارسی وغیرہ کی ہر ایک کتب کی کاپیاں بھی ارسال ہوتی ہیں۔ ان میں بعض کتب فقہ اردو فارسی وغیرہ کی ہر ایک کتب کی کاپیاں بھی ارسال ہوتی ہیں۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب فقہ اردو و مذہب اہل سنت		راہ الدیاریہ ترجمہ تشریح و تالیف اردو و ہندی	۱۰ روپے
غایت الاوطار - ترجمہ اردو در مختار مترجمہ مولوی خرم علی و مولوی محمد حسن کامل		کیا جانی - بطور تعلیمی کاغذ سفید	۱۰ روپے
چار جلدین کاغذ سفید	۵ روپے	ترجمہ شامل بہت رسالہ (۱) ہزار	۱۰ روپے
عین الہدایہ - ترجمہ کامل ہدایہ ہر جلد		ترجمہ شامل (۲) مسائل شانہ (۳) مسائل	۱۰ روپے
حائل المتن مترجمہ مولوی امیر علی صاحب		ترجمہ شامل (۴) مناجات بہنگاہ باری تعالیٰ	۱۰ روپے
مترجم فتاویٰ عالمگیری و غیرہ کاغذ گندہ سفید	۱۰ روپے	ترجمہ شامل (۵) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
اور جلدین کاغذ حنائی بہت فرق بھی فرخست کے لیے موجود ہیں۔		ترجمہ شامل (۶) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
جلد اول - معہ مقدمہ -	۱۰ روپے	ترجمہ شامل (۷) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
جلد دوم	۱۰ روپے	ترجمہ شامل (۸) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
جلد سوم - کاغذ سفید -	۱۰ روپے	ترجمہ شامل (۹) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
ایضاً - کاغذ حنائی -	۱۰ روپے	ترجمہ شامل (۱۰) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
جلد چہارم کاغذ سفید -	۱۰ روپے	ترجمہ شامل (۱۱) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
ایضاً - کامل کاغذ سفید گندہ -	۱۰ روپے	ترجمہ شامل (۱۲) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
راہ سخاوت - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ	۱۰ روپے	ترجمہ شامل (۱۳) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
منہاج النجۃ - از مولوی کریم علی جوہری	۳ روپے	ترجمہ شامل (۱۴) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
حقیقۃ الصلوٰۃ - مع رسالہ بے نماز -	۹ پائی	ترجمہ شامل (۱۵) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
کشف الحاجۃ - ترجمہ اردو والا بدینہ		ترجمہ شامل (۱۶) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے
از مولوی محمد نور الدین -	۳ روپے	ترجمہ شامل (۱۷) تہذیب و تمدن	۱۰ روپے

فقہ فارسی

ترجمہ شامل (۱۸) تہذیب و تمدن  
ترجمہ شامل (۱۹) تہذیب و تمدن  
ترجمہ شامل (۲۰) تہذیب و تمدن

فہرست ابواب و فصول فقہاوی ہند یہ ترجمہ فقہاوی عالمگیری جلد دوم	صفحہ	صفحہ	فہرست ابواب و فصول فقہاوی ہند یہ ترجمہ فقہاوی عالمگیری جلد دوم	صفحہ
مضمون	صفحہ	صفحہ	مضمون	صفحہ
فصل چودھویں - ضمانت مہر کے بیان میں -	۹۷	۲	کتاب النکاح	۲
فصل پندرہویں - دومی و سہمی کے مہر کے بیان میں -	۹۹	۳	باب اول - نکاح کی تفسیر شریعی و اسکی وقت و مہر	۳
فصل سولہویں - جہیز و خیر کے بیان میں -	۱۰۲	۴	باب دوم - جن الفاظ سے نکاح منع ہوتا ہے اور جن سے نہیں ہوتا -	۴
فصل سترہویں - متاع خانہ کی نسبت شوہر و زوہب کے اختلاف کرنے کے بیان میں -	۱۰۳	۱۲	باب تیسرا - مہرات کے بیان میں -	۱۲
باب آٹھواں - نکاح فاسدہ و اسکے احکام میں -	۱۰۴	۳۸	باب چوتھا - اولیا کے بیان میں -	۳۸
باب نواں - رقیق کے نکاح کے بیان میں -	۱۰۶	۳۹	باب پانچواں - اکفار کے بیان میں -	۳۹
باب دسواں - نکاح کفار کے بیان میں -	۱۱۶	۴۵	باب چھٹا - نکاح و نکاح وغیرہ کے بیان میں -	۴۵
باب گیارہواں - قسم کے بیان میں -	۱۲۳	۵۸	باب ساتواں - مہر کے بیان میں -	۵۸
کتاب الرضا	۱۲۷	۶۱	فصل اول - ادنی مقدار مہر کے بیان میں -	۶۱
کتاب الطلاق	۱۳۷	۶۴	فصل دوسری - ان امور کے بیان میں جن سے مہر و متعہ منکحل ہوتا ہے -	۶۴
باب اول - طلاق کی تفسیر شریعی و مہر و شرط کے بیان میں -	۱۳۸	۶۶	فصل تیسری - ان صورتوں کے بیان میں کہ مہر میں مال بیان کیا اور مال کے ساتھ ایسی چیز ملائی جو مال میں	۶۶
فصل ان لوگوں کے بیان میں جنکی طلاق واقع ہوتی ہے اور جنکی نہیں واقع ہوتی -	۱۳۹	۷۰	فصل چوتھی - مہر کی شرطوں کے بیان میں -	۷۰
باب دوسرا - ایقاع طلاق کے بیان میں -	۱۴۰	۷۳	فصل پانچویں - ایسے مہر کے بیان میں جن میں جہالت ہے -	۷۳
فصل اول - طلاق صریح کے بیان میں -	۱۴۱	۷۵	فصل چھٹی - ایسے مہر میں جو کسی سے خلاف یا با جاوے -	۷۵
فصل دوسری - زمانہ کی طرف طلاق کی ضمانت کرنے کے بیان میں -	۱۴۲	۷۹	فصل ساتویں - مہر گھٹا دینے اور بڑھا دینے کے بیان میں	۷۹
فصل تیسری - تنہی طلاق و اسکے وقت کے بیان میں -	۱۴۳	۸۰	فصل آٹھویں - نکاح میں سماعت کے بیان میں -	۸۰
فصل چوتھی - طلاق قبل الاہول کے بیان میں -	۱۴۴	۸۱	فصل نویں - مہر کے تلف ہوجانے اور استحقاق میں کمی جانے کے بیان میں -	۸۱
فصل پانچویں - کنایات کے بیان میں -	۱۴۵	۸۲	فصل دسویں - مہر مہر کرنے کے بیان میں -	۸۲
فصل چھٹی - طلاق بکتاہت کے بیان میں -	۱۴۶	۸۳	فصل گیارہویں - عورت کے اپنے آپ کو بوجہ مہر کے روکنے اور مہر میں میعاد مقرر کرنے کے بیان میں -	۸۳
فصل ساتویں - الفاظ فارسیہ سے طلاق کے بیان میں -	۱۴۷	۸۴	فصل بارہویں - مہر میں زوجین کے اختلاف کرنے میں	۸۴
باب تیسرا - لغوی طلاق کے بیان میں -	۱۴۸	۹۳	فصل تیرہویں - مکرار مہر کے بیان میں -	۹۳
فصل اول - اختیار کے بیان میں -	۱۴۹	۹۳		
فصل دوسری - امر بالبد کے بیان میں -	۱۵۰			
فصل تیسری - یشیت کے بیان میں -	۱۵۱			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۴۰	باب چوتھا۔ طلاق یا شرط کے بیان میں۔	۴۲۹	فصل پانچویں۔ نفقہ زوجی الارحام کے بیان میں۔
۳۴۱	فصل اول۔ بیان الفاظ شرط۔	۴۳۳	فصل چھٹی۔ نکاح ایک کے نفقہ کے بیان میں۔
۴۴۱	فصل دوسری۔ کلمہ کفر و کلمہ کفر سے تعلیق طلاق کے بیان میں۔	۴۳۴	کتاب العتاق
۴۴۶	فصل تیسری۔ کلمہ آن و آذ سے تعلیق طلاق کے بیان میں۔	۴۳۵	باب اول۔ عتاق کی تفسیر شرعی و اسکے رکن و قسم و انواع و شرط و سبب و الفاظ کے بیان میں۔
۴۴۷	فصل چوتھی۔ استثنائے بیان میں۔	۴۳۶	فصل۔ ملک و غیرہ کی وجہ سے آزاد ہونے کے بیان میں۔
۴۴۸	باب پانچواں۔ طلاق مرئیں کے بیان میں۔	۴۳۷	باب دوسرا۔ معتق بعض کے بیان میں۔
۴۴۹	باب چھٹا۔ رجوت اور بیعت مطلقہ طلاق ہو جاتی ہے اسکے بیان میں۔	۴۳۸	باب تیسرا۔ دو غلاموں میں ایک کے متق کے بیان میں۔
۴۵۰	فصل۔ ان امور کے بیان میں جن سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہے۔	۴۳۹	باب چوتھا۔ معتق کے ساتھ قسم کھانے کے بیان میں۔
۴۵۱	باب ساتواں۔ ایلاء کے بیان میں۔	۴۴۰	باب پانچواں۔ معتق بوجھل کے بیان میں۔
۴۵۲	باب آٹھواں۔ فلع اور جوا کے حکم میں ہے اسکے بیان میں۔	۴۴۱	باب چھٹا۔ تدبیر کے بیان میں۔
۴۵۳	فصل اول۔ شہادۃ فلع اور اسکے حکم کے بیان میں۔	۴۴۲	باب ساتواں۔ استیلاء کے بیان میں۔
۴۵۴	فصل دوسری۔ جس چیز کا بدل فلع ہونا جائز ہے اور جس کا نہیں جائز ہے۔	۵۰۶	کتاب الایمان
۴۵۵	فصل تیسری۔ طلاق برمال کے بیان میں۔	۵۱۶	باب اول۔ یمن کی تفسیر شرعی و اسکے رکن و شرط و حکم کے بیان میں۔
۴۵۶	باب نواں۔ قمار کے بیان میں۔	۵۱۷	باب دوسرا۔ ان صورتوں کے بیان میں جو قسم ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں۔
۴۵۷	باب دسواں۔ کفارہ کے بیان میں۔	۵۱۸	فصل۔ کفارہ کے بیان میں۔
۴۵۸	باب گیارہواں۔ لعان کے بیان میں۔	۵۱۹	باب تیسرا۔ دخول و کنی پر قسم کھانے کے بیان میں۔
۴۵۹	باب بارہواں۔ منہن کے بیان میں۔	۵۲۰	باب چوتھا۔ بکھنے اور آنے اور سوار ہونے وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان میں۔
۴۶۰	باب تیرہواں۔ عدت کے بیان میں۔	۵۲۱	باب پانچواں۔ کھانے اور پینے وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان میں۔
۴۶۱	باب چودھواں۔ حد کے بیان میں۔	۵۲۲	باب چھٹا۔ کلام پر قسم کھانے کے بیان میں۔
۴۶۲	باب پندرہواں۔ ثبوت نسب کے بیان میں۔	۵۲۳	باب ساتواں۔ طلاق و عتاق کے قسم کے بیان میں۔
۴۶۳	باب سولہواں۔ ضمانت کے بیان میں۔	۵۲۴	باب آٹھواں۔ خرید و فروخت و نکاح وغیرہ میں قسم کھانے کے بیان میں۔
۴۶۴	فصل۔ ضمانت کا مکان۔	۵۲۵	فصل۔
۴۶۵	باب سترہواں۔ نفقات کے بیان میں۔	۵۲۶	فصل اول۔ نفقہ زوجہ کے بیان میں۔
۴۶۶	فصل اول۔ نفقہ زوجہ کے بیان میں۔	۵۲۷	فصل دوسری۔ کنی کے بیان میں۔
۴۶۷	فصل دوسری۔ کنی کے بیان میں۔	۵۲۸	فصل تیسری۔ نفقہ عدت کے بیان میں۔
۴۶۸	فصل تیسری۔ نفقہ عدت کے بیان میں۔	۵۲۹	فصل چوتھی۔ نفقہ اولاد کے بیان میں۔
۴۶۹	فصل چوتھی۔ نفقہ اولاد کے بیان میں۔	۵۳۰	فصل۔

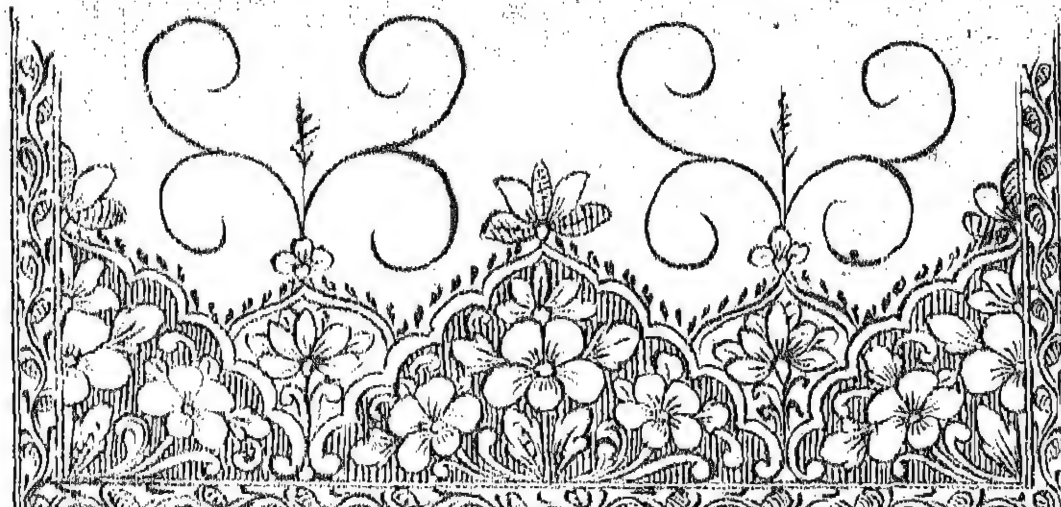


صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۳۶	باب نوان - حج و نماز و روزہ میں قسم کھانے کے بیان میں	۷۵۷	فصل اول - غنائم کے بیان میں -
۶۳۲	باب دسواں - کپڑے پہننے و پوش و زیور وغیرہ کے قسم کھانے کے بیان میں -	۷۵۹	فصل دوسری - کیفیت قسمت میں -
۶۳۷	باب گیارہواں - ضرب و قتل وغیرہ کے قسم کے بیان میں	۷۷۶	فصل تیسری - تنقیل کے بیان میں -
۶۴۶	باب بارہواں - تعاقب و دہم میں قسم کھانے کے بیان میں	۷۸۹	باب پانچواں - ایتلا و کفار کے بیان میں -
۶۶۱	کتاب الحردود	۸۰۱	باب چھٹا - مستامن کے بیان میں -
۷	باب اول - حد کی تفسیر شرعی و اسکے رکن کے بیان میں -	۷	فصل اول - مستامن کے امان لیکر دار الحرب میں داخل ہونے کے بیان میں -
۷	باب دوسرا - زنا کے بیان میں -	۸۰۵	فصل دوسری - حربی کے امان لیکر دار الاسلام میں داخل ہونے کے بیان میں -
۶۶۹	باب تیسرا - جو دہلی موجب حد ہے اور جو نہیں اس کے بیان میں	۸۰۹	فصل تیسری - ایسے ہدیہ کے بیان میں جو بادشاہ
۶۷۵	باب چوتھا - زنا پر گواہی دینے اور اس سے بچنے کے بیان میں	۸۱۰	اہل حرب مسلمانوں کے سردار شکر کے پاس بھیجے -
۶۸۷	باب پانچواں - شرب بخوری کی حد میں -	۸۱۰	باب ساتواں - مشر و خراج کے بیان میں -
۶۸۹	باب چھٹا - حد الفذف اور تعزیر کے بیان میں -	۸۱۶	باب آٹھواں - جزیہ کے بیان میں -
۶۹۹	فصل - در بیان تعزیر -	۸۲۹	باب نوان - مرتدوں کے احکام میں یعنی جو لوگ
۷۰۳	کتاب السرقة	۸۲۹	خالی زبان سے ظاہر میں مسلمان ہو کر آخر کو چھو گئے -
۷	باب اول - سرقت اور اسکے ظہور کے طور کے بیان میں	۸۶۲	کتاب اللقیطہ
۷۱۱	باب دوسرا - ان صورتوں کے بیان میں جن میں ہاتھ کاٹنا جائیگا اور جن میں تین فعلین ہیں -	۸۶۷	کتاب اللقطہ
۷	فصل اول - جن میں ہاتھ کاٹنا جائیگا -	۸۸۱	کتاب الملقود
۷	فصل دوسری - حرز اور حرز سے لینے کے بیان میں -	۸۸۳	کتاب الشرحہ
۷۲۱	فصل تیسری - کیفیت قطع و اسکے اثبات کے بیان میں -	۷	باب اول - شرکت کے اقسام و ارکان کے بیان میں
۷۲۶	باب تیسرا - سارق مال سرقت میں جو شریک پیدا کر دے اسکے بیان میں -	۷	فصل اول - انواع شرکت کے بیان میں -
۷۲۷	باب چوتھا - قطاع الطريق کے بیان میں -	۸۸۳	فصل دوسری - ان الفاظ کے بیان میں جن سے
۷۳۰	کتاب السیر	۸۸۹	شرکت صحیح ہوتی اور جنسے نہیں صحیح ہوتی ہے -
۷	باب اول - اسکی تفسیر شرعی و شرط و قلم کے بیان میں -	۸۸۹	فصل تیسری - جو چیز اس المال ہو سکتی ہے اور
۷۳۸	باب دوسرا - قتال کی کیفیت کے بیان میں -	۸۹۱	جو نہیں ہو سکتی اس کے بیان میں -
۷۳۳	باب تیسرا - مصالحہ اور امان کے بیان میں -	۸۹۱	باب دوسرا - مفادفہ کے بیان میں -
۷۵۷	باب چوتھا - غنائم اور اسکی تقسیم کے بیان میں -	۷	فصل اول - مفادفہ کی تفسیر و شرائط کے بیان میں -
		۸۹۲	فصل دوسری - احکام مفادفہ کے بیان میں -









بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله حمد لا يحصى والصلاة والسلام على رسول الله المصطفى وآله المجتبى واصحابه المقديين اباؤنا فيقول المتقاني الى لطفه  
 الحق والجليل محمد الشير بالامير علي عافاه الله تعالى وعفاه ويوفقه بلطفه بما يرضاه انه قد اتى بترجمة المجلدين الاخيرين من  
 الفتاوى المنيرة وحيث توفيق الله تعالى جارت كما تراها مستوفية مقفاه وكان قد بقي المجلد الثاني فشرعت فيه مستعينا بالله رب  
 ان يفتح بها كما نفع باصلاحها ان تعاضلها بواجبها كما يرضون رحيم

## کتاب النکاح

امین گیارہ باب میں

### باب اول نکاح کی تفسیر شرعی و اسکی صفت و رکن و شرط و حکم کے بیان میں

واقع ہو کہ شرع میں نکاح ایسے عقد کو کہتے ہیں جو قصد ملک مقیم پر وارد ہوتا ہو یہ کثیر میں لکھا ہے اور نکاح کی صفت  
 یہ ہے کہ حالت اہل میں نکاح کرنا سنت ہو کہ وہ اور شریعت شہوت کی ممانعت میں واجب ہو اور اگر آدمی کو نکاح کرنے میں  
 یہ خواہش ہو کہ احکام نکاح کی پابندی کرے میں اسکی طرف سے ظلم صادر نہ ہو گا تو اسکو نکاح کرنا مکروہ ہی یہاں تک کہ شرع  
 مختار میں لکھا ہے اور نکاح کا رکن یہ ہے کہ قبول ہو کہ فی الکافی اور یہاں تک کہ وہ ظالم ہی جو سبیل بولا بتا ہوا نہ ہو کہ اسکی طرف  
 سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو اور اسے جواب کو قبول کہتے ہیں یہ ممانعت میں ہو نکاح کی شرطیں بہت ہیں از انجملہ  
 شخص اس عقد کا باندہ نہ ہو والا ہی اسکا عاقل و بالغ و آزاد ہونا شرط ہو مگر یہاں تک کہ عاقل و بالغ ہونا شرط نہ ہو  
 ہو دیکھ واسطے شرط ہی پس اگر مجنون عقد باندہ سے یا اسیر الکا جو سزا دہن نکاح کو نہیں ہوتا تو مستفاد ہو گا اور عاقل و بالغ ہونا  
 لینے بالغ و آزاد ہونا نکاح نافذ ہونے کے واسطے شرط ہیں پس اگر طفل یا عاقل و بالغ نے عقد باندہ ہو اسکا نافذ ہونا اسکے  
 ولی کی اجازت پر موقوف ہو گا یہ بالغ میں ہی از انجملہ محل قابل نکاح ہو اس شرط ہی ایسی عورت ہو جسکو شریعت نے نکاح

نکاح کی تفسیر شرعی و اسکی صفت و رکن و شرط و حکم کے بیان میں  
 واقع ہو کہ شرع میں نکاح ایسے عقد کو کہتے ہیں جو قصد ملک مقیم پر وارد ہوتا ہو یہ کثیر میں لکھا ہے اور نکاح کی صفت  
 یہ ہے کہ حالت اہل میں نکاح کرنا سنت ہو کہ وہ اور شریعت شہوت کی ممانعت میں واجب ہو اور اگر آدمی کو نکاح کرنے میں  
 یہ خواہش ہو کہ احکام نکاح کی پابندی کرے میں اسکی طرف سے ظلم صادر نہ ہو گا تو اسکو نکاح کرنا مکروہ ہی یہاں تک کہ شرع  
 مختار میں لکھا ہے اور نکاح کا رکن یہ ہے کہ قبول ہو کہ فی الکافی اور یہاں تک کہ وہ ظالم ہی جو سبیل بولا بتا ہوا نہ ہو کہ اسکی طرف  
 سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو اور اسے جواب کو قبول کہتے ہیں یہ ممانعت میں ہو نکاح کی شرطیں بہت ہیں از انجملہ  
 شخص اس عقد کا باندہ نہ ہو والا ہی اسکا عاقل و بالغ و آزاد ہونا شرط ہو مگر یہاں تک کہ عاقل و بالغ ہونا شرط نہ ہو  
 ہو دیکھ واسطے شرط ہی پس اگر مجنون عقد باندہ سے یا اسیر الکا جو سزا دہن نکاح کو نہیں ہوتا تو مستفاد ہو گا اور عاقل و بالغ ہونا  
 لینے بالغ و آزاد ہونا نکاح نافذ ہونے کے واسطے شرط ہیں پس اگر طفل یا عاقل و بالغ نے عقد باندہ ہو اسکا نافذ ہونا اسکے  
 ولی کی اجازت پر موقوف ہو گا یہ بالغ میں ہی از انجملہ محل قابل نکاح ہو اس شرط ہی ایسی عورت ہو جسکو شریعت نے نکاح





اس عقد میں فقط عورت کا کلام سنا اور جس نے پہلے عقد میں عورت کا کلام سنا تھا اس مرتبہ فقط مرد کا کلام سنا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں سنا پس اگر یہ دونوں عقد دو مجلسوں میں واقع ہوئے تو بالاطلاق عقد جائز نہ ہوگا اور اگر ایک ہی مجلس میں واقع ہوئے تو عامہ علماء نے فرمایا کہ عقد منقذ نہ ہوگا اور بعض نے مثل شیخ ابی ہریرہ کے فرمایا کہ منعقد ہوگا اور شیخ زہدوی نے فرماتے ہیں کہ ہم قول شیخ ابی ہریرہ کو نہیں لیتے ہیں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں نے ہر دو عقد باندھنے والوں کا کلام سنا مگر اس کی تفسیر نہ سمجھے تو بعض نے کہا کہ عقد صحیح ہوگا مگر ظاہر اس کے برخلاف ہے اور امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت کے ذریعے یا ہندوستانی گواہوں کے سامنے نکاح کیا تو امام محمد رحمہ فرماتے ہیں کہ اگر دونوں گواہ اس کلام کو جو انہوں نے سنا قاعدین سے سنا ہو تو بیکس کر سکتے ہیں تو نکاح جائز ہوگا ورنہ نہیں گذارنے فتاویٰ سے قاضی خان مثال المتزوجہ اس روایت سے ظاہر ہو کہ امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھیں اگرچہ عامہ نے اختلاف کیا ہے چنانچہ بکتاب میں فرمایا اور آیا یہ شرط ہے کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھیں یا نہیں شرط ہے تو قنوی نے مذکور ہے کہ گواہوں کا فقط سنا مستحب ہے تو سمجھنا شرط نہیں ہے حتیٰ کہ اگر عربی مرد و عورت نے غیبی دو گواہوں کے سامنے عقد باندھا تو جائز ہے اور امام طبرانی نے فرمایا کہ ظاہر ہے کہ گواہوں کا سمجھنا بھی شرط ہے لہذا فی سراج التوابع اور یہی صحیح ہے یہ جو ہرہ نیزہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ایسے گواہوں کے سامنے جو اشیر میں ہیں نکاح کا عقد کیا اور ان نشہ کے مستون نے نکاح کو بچان لیا مگر بات اتنی ہی کہ جب وہ ہوش میں آئے اور ایشہ اتر گیا تو اب آنکو عقد یاد نہیں ہو تو نکاح منقذ ہو جائیگا یہ نزائۃ المتعین میں ہے۔ قنوی ابوالالیث رحمہ میں ہے کہ ایک مرد نے ایک قوم سے کہا کہ تم گواہ رہو کہ میں نے اس عورت سے جو اس کو ٹھہری میں ہی نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور گواہان مذکور نے عورت کا کلام سنا مگر اس عورت کو آنکھوں سے نہیں دیکھا پس اگر اس کو ٹھہری میں وہ اکیلی ہو تو نکاح جب جائز ہوگا اور اگر آسکے ساتھ کوئی اور عورت ہو تو نکاح جائز نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی لڑکی کو دوسرے مرد کے ساتھ بیاہ دیا اور یہ دونوں ایک کو ٹھہری میں ہیں اور دوسری کو ٹھہری میں چند مرد بیٹھے ہیں کہ وہ اس واقعہ کو سنتے ہیں مگر عاقلانے آنکو گواہ نہیں کیا پس اگر دونوں کو ٹھہروں کے بیچ میں کوئی موکلا ایسا ہو کہ جس سے ان مردوں نے دفتر کے باپ کو دیکھا ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر نہ دیکھا ہو تو مقبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مرد نے چند مردوں کو ایک عورت کے باپ کے پاس بھیجا کہ اس سے بیہینے والے کے واسطے اس عورت کی درخواست کریں پس باپ نے کہا کہ میں نے بیہینے والے کے ساتھ نکاح کر دیا اور بیہینے والے کی طرف سے ان مردوں میں سے ایک مرد نے قبول کیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح ہو جائیگا اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوے ہو یہ عیض سرخی و تجنیس میں ہے۔ اگر کسی مرد نے ایک عورت سے اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر نکاح کیا تو نکاح جائز نہ ہوگا یہ تجنیس میں ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اپنے ساتھ میرا نکاح کرے پس وکیل نے گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے فلاں عورت سے نکاح کر لیا مگر گواہوں نے اس عورت کو نہ پہچانا تو نکاح جائز نہ ہوگا جب تک کہ وکیل مذکور اس عورت کا نام اور بے شک باپ و داد کا نام بیان نہ کرے اس وجہ سے کہ عورت مذکورہ غائب ہو یعنی آنکھوں سے اوٹ ہو اور غائبہ کی شناخت اسی طرح نام بیان کرنے سے ہوتی ہے کہ فی محیط المسخری اور قاضی امام رکن الاسلام علی سفدی اجنبی میں داد کا نام بیان کرنا مشہور نہیں کرتے تھے پھر اپنی آخر عمر میں اس سے رجوع کیا اور داد کا نام بھی بیان کرنا

سلف و اولاد  
بہو گئی تو قاضی  
سامنے سے قاضی  
نکاح جائز نہ ہوگا  
اور ان مردوں  
میں سے ایک  
مرد نے قبول  
کیا تو نکاح  
صحیح نہ ہوگا  
یہ تجنیس  
میں ہے۔ اگر  
کسی مرد نے  
ایک عورت  
سے اللہ تعالیٰ  
واسکے رسول  
صلی اللہ علیہ  
وسلم کی گواہی  
پر نکاح کیا  
تو نکاح جائز  
نہ ہوگا یہ  
تجنیس میں  
ہے۔ ایک  
عورت نے ایک  
مرد کو وکیل  
کیا کہ اپنے  
ساتھ میرا  
نکاح کرے پس  
وکیل نے گواہوں  
کے سامنے  
کہا کہ میں  
نے فلاں عورت  
سے نکاح کر  
لیا مگر گواہوں  
نے اس عورت  
کو نہ پہچانا  
تو نکاح جائز  
نہ ہوگا جب  
تک کہ وکیل  
مذکور اس  
عورت کا نام  
اور بے شک  
باپ و داد کا  
نام بیان نہ  
کرے اس وجہ  
سے کہ عورت  
مذکورہ غائب  
ہو یعنی  
آنکھوں سے  
اوٹ ہو اور  
غائبہ کی  
شناخت اسی  
طرح نام بیان  
کرنے سے ہوتی  
ہے کہ فی  
محیط المسخری  
اور قاضی  
امام رکن  
الاسلام علی  
سفدی اجنبی  
میں داد کا  
نام بیان  
کرنا مشہور  
نہیں کرتے  
تھے پھر اپنی  
آخر عمر میں  
اس سے رجوع  
کیا اور داد  
کا نام بھی  
بیان کرنا

شرط کرنے لگے اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ دیئے منہماتین ہو۔ اور اگر عورت حاضر ہو مگر اس کے چہرہ پر نقاب ہو اور گواہ لوگ اس کو نہ پہچانتے ہوں تو نکاح جائز ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اگر مرد نے احتیاط کی تو چاہئے کہ اس کا چہرہ کو لکھ کر تاکہ گواہ لوگ اس کو دیکھ لیں یا اس کا اوزر اس کے باپ دوا کا نام بیان کرے۔ اور اگر گواہ لوگ اس عورت کو پہچانتے ہوں حالانکہ وقت عقد کے وہ عورت غائبہ ہو پس مرد نے فقط اس عورت کا نام بیان کیا اور گواہوں کو معلوم ہو گیا کہ ایسے اسی عورت کو مراد لیا ہو جس کو گواہ لوگ پہچانتے ہیں تو نکاح جائز ہو جائیگا یہ شرط شریعہ میں روا کرینے عمر کو وکیل کیا کہ زید کی دختر بااذن کا نکاح کر دے پس عمر نے مکر کی موجودگی میں درحالیہ زید بھی موجود تھا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا ورنہ نہیں یہ کنہیں ہیں۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی دختر باکرہ یا اذن کا نکاح کسی اور ازلیت سے درحالیہ دختر مذکورہ حاضر تھی مگر وہ کسی سے نکاح کر دیا اور باپ کے ساتھ دوسرا گواہ موجود ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر دختر مذکورہ غائبہ ہو تو صحیح ہوگا یہ بھی شریعہ میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے دوسرے کو دیکھ لیا کہ اس کا غلام بیاہ کر دے پس وکیل نے غلام کی موجودگی میں ایک مرد یا دو عورت کے حضور میں غلام کے ساتھ دیکھا۔ عورت کا نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ تبیین میں ہے اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دی ہے مگر غلام نے نکاح میں موجودگی میں دوسرے ایک مرد کی گواہی پر نکاح کیا تو شک ہے کہ یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک جائز ہے یا نہیں میں نے اور اگر وہ نے اپنے غلام یا اپنے نکاح کا فقط ایک مرد گواہ کی موجودگی میں درحالیہ غلام مذکورہ حاضر ہو کسی عورت سے کر دیا تو صحیح ہے اور اگر غلام حاضر ہو تو جائز ہوگا اور یہی حکم باندی کا ہے اور امام مرغینانی نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے کہ ذاتی اہل بیت یا اہل بیت کے ایک سے جموع النوازل میں نکاح کرے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ وہ مرد سے اس کا نکاح کر دے پس وکیل نے دو عورتوں کی موجودگی میں درحالیہ مگر حاضر تھی ایک مرد سے اس کا نکاح کر دیا تو امام تہذیب الدین نے فرمایا کہ نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور واضح ہو کہ گواہوں کے حاضر ہونے کا وہ وقت ہے جو قیمت ایجاب قبول واقع ہوتا ہے اور اجازت کے وقت گواہوں کی موجودگی بیکار ہے چنانچہ اگر عقد نکاح موقوف باجازت ہو اور گواہ لوگ وقت ایجاب قبول کے حاضر نہ تھے تو نکاح جائز ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت باکرہ یا اذن ہو یا ثبوت ہو اس کی رضامندی شرط ہو پس ہمارے نزدیک اس کا ولی اس کو نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان ہیں۔ اور ازلیت شرط ہے کہ ایجاب قبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں حتیٰ کہ اگر مجلس میں جائے مثلاً دونوں ایک مجلس میں ہوں پھر ایک نے ایجاب کیا پھر قبول کر لے سے پہلے دوسرا اٹھ کھڑا ہو یا کسی ایسے کام میں مشغول ہو گیا جو ایجاب قبول جائیگا موجب ہو تو پھر قبول کر لے سے نکاح منع ہوگا اسی طرح اگر دونوں مجلس میں ایک غائبہ ہو تو بھی یہی ہوگا کہ نکاح منع ہوگا چنانچہ اگر ایک عورت نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو فلاں مرد کو نکاح کرنے یا حالانکہ مرد مذکور غائب ہو چکا ہے اور اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا یا مرد نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا حالانکہ عورت مذکورہ غائب ہو چکی ہے اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اس کے نکاح میں یا تو عقد جائز ہوگا اگر یہ قبول ہو جو کی نہیں دونوں گواہوں کے جوہر امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور اگر عورت کے پاس بیوی ہو یا اس کو خط لکھا ہو پھر عورت مذکورہ نے ایسے دو گواہوں کے سامنے قبول کر لے یا بیوی کا کلام سنا یا عبارت خط لکھی ہو قبول کیا تو عقد جائز ہوگا اس وجہ سے کہ مجلس میں حیثیت متحدہ ہے اور اگر وہ دونوں گواہوں نے اپنی

عورت باکرہ یا اذن کا نکاح کر دے پس عمر نے مکر کی موجودگی میں درحالیہ زید بھی موجود تھا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا ورنہ نہیں یہ کنہیں ہیں۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی دختر باکرہ یا اذن کا نکاح کسی اور ازلیت سے درحالیہ دختر مذکورہ حاضر تھی مگر وہ کسی سے نکاح کر دیا اور باپ کے ساتھ دوسرا گواہ موجود ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر دختر مذکورہ غائبہ ہو تو صحیح ہوگا یہ بھی شریعہ میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے دوسرے کو دیکھ لیا کہ اس کا غلام بیاہ کر دے پس وکیل نے غلام کی موجودگی میں ایک مرد یا دو عورت کے حضور میں غلام کے ساتھ دیکھا۔ عورت کا نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ تبیین میں ہے اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دی ہے مگر غلام نے نکاح میں موجودگی میں دوسرے ایک مرد کی گواہی پر نکاح کیا تو شک ہے کہ یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک جائز ہے یا نہیں میں نے اور اگر وہ نے اپنے غلام یا اپنے نکاح کا فقط ایک مرد گواہ کی موجودگی میں درحالیہ غلام مذکورہ حاضر ہو کسی عورت سے کر دیا تو صحیح ہے اور اگر غلام حاضر ہو تو جائز ہوگا اور یہی حکم باندی کا ہے اور امام مرغینانی نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے کہ ذاتی اہل بیت یا اہل بیت کے ایک سے جموع النوازل میں نکاح کرے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ وہ مرد سے اس کا نکاح کر دے پس وکیل نے دو عورتوں کی موجودگی میں درحالیہ مگر حاضر تھی ایک مرد سے اس کا نکاح کر دیا تو امام تہذیب الدین نے فرمایا کہ نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور واضح ہو کہ گواہوں کے حاضر ہونے کا وہ وقت ہے جو قیمت ایجاب قبول واقع ہوتا ہے اور اجازت کے وقت گواہوں کی موجودگی بیکار ہے چنانچہ اگر عقد نکاح موقوف باجازت ہو اور گواہ لوگ وقت ایجاب قبول کے حاضر نہ تھے تو نکاح جائز ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت باکرہ یا اذن ہو یا ثبوت ہو اس کی رضامندی شرط ہو پس ہمارے نزدیک اس کا ولی اس کو نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان ہیں۔ اور ازلیت شرط ہے کہ ایجاب قبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں حتیٰ کہ اگر مجلس میں جائے مثلاً دونوں ایک مجلس میں ہوں پھر ایک نے ایجاب کیا پھر قبول کر لے سے پہلے دوسرا اٹھ کھڑا ہو یا کسی ایسے کام میں مشغول ہو گیا جو ایجاب قبول جائیگا موجب ہو تو پھر قبول کر لے سے نکاح منع ہوگا اسی طرح اگر دونوں مجلس میں ایک غائبہ ہو تو بھی یہی ہوگا کہ نکاح منع ہوگا چنانچہ اگر ایک عورت نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو فلاں مرد کو نکاح کرنے یا حالانکہ مرد مذکور غائب ہو چکا ہے اور اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا یا مرد نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا حالانکہ عورت مذکورہ غائب ہو چکی ہے اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اس کے نکاح میں یا تو عقد جائز ہوگا اگر یہ قبول ہو جو کی نہیں دونوں گواہوں کے جوہر امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور اگر عورت کے پاس بیوی ہو یا اس کو خط لکھا ہو پھر عورت مذکورہ نے ایسے دو گواہوں کے سامنے قبول کر لے یا بیوی کا کلام سنا یا عبارت خط لکھی ہو قبول کیا تو عقد جائز ہوگا اس وجہ سے کہ مجلس میں حیثیت متحدہ ہے اور اگر وہ دونوں گواہوں نے اپنی











جسکے ساتھ کسی نکاح واقع ہوا تھا تو ان دونوں کے حضور میں کہا پس عورت سے جواب دیا کہ میں راضی ہوئی تو یہ نکاح ہوگا یہ  
 فتاویٰ کے قاضی خان میں ہو۔ اور ایک مرد نے ایک عورت سے کہا کہ مرا با شیدی میری ہوئی تو پس اسے کہہ کر با شیدی ہوئی  
 میں تو نکاح منعقد ہو گیا لیکن اگر عورت سے کہو کہ مرا با شیدی برنی پتے جو وہ جانے کے حق میں تو میری ہوئی اور اسے  
 جواب دیا کہ با شیدی ہم تو نکاح منعقد ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ عورت اذلی میں ہی نکاح منعقد ہو جائیگا  
 اور عورت درواج کی راہ سے بھی ظاہر ہو یہ فلاہ میں ہو اگر ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی دختر تجھے دے پس اسے  
 کہا کہ میں نے دے دی تو نکاح منعقد ہو جائیگا اگر چہ منگنی واسطے سے پہر نہ کہا ہو کہ میں نے قبول کی اور اگر مانگنے واسطے سے  
 یوں کہا کہ مراد اوی پتے آیا تو نے پتے دیے ہیں اسے جواب دیا کہ میں نے دی تو جیتاں مانگنے والا پہر نہ کہے کہ میں نے  
 قبول کی تو جیتاں نہ منعقد ہو گا لیکن اگر اس نے اپنے کلام مراد اوی سے استفہام دیکھو تو مراد میں کی بلکہ یہ مراد لی کہ  
 دیر ہی پہنچے پیدل تحقیق واقع تو البتہ منعقد ہو جائیگا اگر چہ پہر نہ کہے کہ میں نے قبول کی۔ اور مجموع التوازل میں  
 شیخ امام نجم الدین شافعی سے مروی ہے کہ دختر نوشی مرادہ اپنے دختر شہب سے اس کلام کے ساتھ کہنا ضرور ہو کہ میری  
 جو وہ دے دے واسطے سے یعنی اپنی دختر شہب میری جو وہ دے دے واسطے سے اور ضرور کہ دوسرا بھی یوں کہے  
 کہ میں نے تیری جو وہ دے دے واسطے سے اور اگر بدل اس کے ہوگا تو بعضے مشائخ کے نزدیک نکاح منعقد ہوگا مگر  
 بعضوں کے نزدیک منعقد ہو جائیگا ہر حال اس قدر لفظ پر نہ دینا چاہیے ہو تا کہ یہ مسئلہ سب کے نزدیک بالاتفاق  
 صحیح ہو جائے یہ فیہ میں ہو۔ ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو فلاں مرد کی جو وہ دے دے واسطے سے دیا  
 پس اسے بواہی یا کہ داہینی دیا پہر شوہر سے کہا گیا کہ تو نے قبول کیا اسے کہا کہ پذیرفت یعنی قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا  
 اگر چہ عورت نے یوں نہ کہا کہ آدم یعنی میں نے دیا اور شوہر نے یوں نہ کہا کہ پذیرفت یعنی میں نے قبول کیا۔ اگر ایک  
 عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جو وہ کر دیا پس اس نے کہا کہ میں نے کر دیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا اس طرح  
 اگر عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جو وہ بنا دیا پس اس نے کہا کہ میں نے بنا دیا تو بھی یہی حکم ہو یہ ذخیرہ میں  
 ہو ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے نفس کو فلاں مرد کے نکاح میں دیا پس اسے کہا کہ نہیں پیرا شائے گفتگو سے میں کہا کہ  
 من دیرا خواستم یعنی میں نے اس مرد کو مانگا اور مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ شیخ  
 نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تو نے اپنے آپ کو بوجہ ہزار درہم میرے  
 میری جو وہ دے دے واسطے سے دیا پس اس نے کہا کہ بالسمع والاطاعت یعنی بہرہ و پتہ تو شیخ رحمہ فرمایا کہ نکاح منعقد ہو جائیگا  
 اور اگر کہا کہ میں احسان مند ہوئی تو منعقد ہوگا اس واسطے کہ پہلا کلام تو اجماع ہے اور دوسرا کلام وعدہ ہو یہ فیہ میں  
 میں ہو۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا پس مرد نے کہا کہ بخداوندگار می  
 پذیرفت یعنی میں نے آقا بنا دے واسطے قبول کیا قال المترجم کیا یتال مستراح بنا دے واسطے قبول کیا تو نکاح  
 صحیح ہوگا اور اگر اس سے یہ نہ کہا بلکہ اس سے کہا کہ شایاں پس اگر بطور طنز کے نہ کہا ہو تو نکاح صحیح ہو جائیگا  
 یہ خلاصہ میں ہو۔ اور لفظ اجارہ کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوتا ہوا یہی صحیح قول ہو اور نیز مثل اعازہ و ابا شیدی و اجال  
 و متع و اجازت و رضا و غیرہ الفاظ سے بھی منعقد نہیں ہوتا ہوا یہ میں ہو۔ اور نیز لفظ اقالہ طلع و صلح و براہ راستانہ  
 بھی منعقد نہیں ہوتا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور نیز لفظ شکر سے نکاح منعقد نہیں ہوتا کہ فی حیطہ الشری

نکاح منعقد ہو جائیگا اگر چہ پہر نہ کہے کہ میں نے قبول کیا۔ اور اگر مانگنے واسطے سے پہر نہ کہا ہو کہ میں نے قبول کی اور اگر مانگنے واسطے سے یوں کہا کہ مراد اوی پتے آیا تو نے پتے دیے ہیں اسے جواب دیا کہ میں نے دی تو جیتاں مانگنے والا پہر نہ کہے کہ میں نے قبول کی تو جیتاں نہ منعقد ہو گا لیکن اگر اس نے اپنے کلام مراد اوی سے استفہام دیکھو تو مراد میں کی بلکہ یہ مراد لی کہ دیر ہی پہنچے پیدل تحقیق واقع تو البتہ منعقد ہو جائیگا اگر چہ پہر نہ کہے کہ میں نے قبول کی۔ اور مجموع التوازل میں شیخ امام نجم الدین شافعی سے مروی ہے کہ دختر نوشی مرادہ اپنے دختر شہب سے اس کلام کے ساتھ کہنا ضرور ہو کہ میری جو وہ دے دے واسطے سے یعنی اپنی دختر شہب میری جو وہ دے دے واسطے سے اور ضرور کہ دوسرا بھی یوں کہے کہ میں نے تیری جو وہ دے دے واسطے سے اور اگر بدل اس کے ہوگا تو بعضے مشائخ کے نزدیک نکاح منعقد ہوگا مگر بعضوں کے نزدیک منعقد ہو جائیگا ہر حال اس قدر لفظ پر نہ دینا چاہیے ہو تا کہ یہ مسئلہ سب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہو جائے یہ فیہ میں ہو۔ ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو فلاں مرد کی جو وہ دے دے واسطے سے دیا پس اسے بواہی یا کہ داہینی دیا پہر شوہر سے کہا گیا کہ تو نے قبول کیا اسے کہا کہ پذیرفت یعنی قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا اگر چہ عورت نے یوں نہ کہا کہ آدم یعنی میں نے دیا اور شوہر نے یوں نہ کہا کہ پذیرفت یعنی میں نے قبول کیا۔ اگر ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جو وہ کر دیا پس اس نے کہا کہ میں نے کر دیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا اس طرح اگر عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جو وہ بنا دیا پس اس نے کہا کہ میں نے بنا دیا تو بھی یہی حکم ہو یہ ذخیرہ میں ہو ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے نفس کو فلاں مرد کے نکاح میں دیا پس اسے کہا کہ نہیں پیرا شائے گفتگو سے میں کہا کہ من دیرا خواستم یعنی میں نے اس مرد کو مانگا اور مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تو نے اپنے آپ کو بوجہ ہزار درہم میرے میری جو وہ دے دے واسطے سے دیا پس اس نے کہا کہ بالسمع والاطاعت یعنی بہرہ و پتہ تو شیخ رحمہ فرمایا کہ نکاح منعقد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میں احسان مند ہوئی تو منعقد ہوگا اس واسطے کہ پہلا کلام تو اجماع ہے اور دوسرا کلام وعدہ ہو یہ فیہ میں میں ہو۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا پس مرد نے کہا کہ بخداوندگار می پذیرفت یعنی میں نے آقا بنا دے واسطے قبول کیا قال المترجم کیا یتال مستراح بنا دے واسطے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر اس سے یہ نہ کہا بلکہ اس سے کہا کہ شایاں پس اگر بطور طنز کے نہ کہا ہو تو نکاح صحیح ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور لفظ اجارہ کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوتا ہوا یہی صحیح قول ہو اور نیز مثل اعازہ و ابا شیدی و اجال و متع و اجازت و رضا و غیرہ الفاظ سے بھی منعقد نہیں ہوتا ہوا یہ میں ہو۔ اور نیز لفظ شکر سے نکاح منعقد نہیں ہوتا کہ فی حیطہ الشری



آیا تو نے اپنی دختر میرے نکاح میں دی یہ استفہام ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور لفظ قرض و ہین سے کچھ منعقد  
 ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہو کہ ان لفظوں سے منعقد نہیں ہوتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا بعض نے  
 فرمایا کہ بنا بر قیاس قول امام ابو حنیفہ و امام محمد کے لفظ قرض سے منعقد ہوگا اس واسطے کہ نفس قرض و دونوں  
 اماموں کے نزدیک ملک ایک ہے اور یہی مختار ہے یہ مختار اختیار سے ہیں اور لفظ سلم سے بعضوں نے کہا کہ منعقد  
 ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں منعقد ہوتا اور اسی طرف سے صرف کی لفظ سے بھی نکاح منعقد ہونے میں ہے و قول  
 ہیں یعنی بعض کے نزدیک منعقد ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہے یعنی شیعہ کفر میں ہو۔ اور جو نکاح کے مضامین ہو مثلاً دختر کے  
 باہر ہونے کا کہ میں نے اپنی دختر فلاں کو کمال کے درخت سے نکاح میں دیا یعنی آئینہ ہو کل ہوگا تو یہ صحیح ہوگا اور جو نکاح کے  
 مضامین ہو پس اگر ایسی چیز پر مطلق ہو جو گنہگار ہو تو نکاح صحیح ہوگا اس واسطے کہ اسکا حال معلوم ہو چنانچہ اگر زید کی دختر کا نکاح  
 کیا گیا اور اس نے خبر دی کہ میں نے فلاں مرد سے اسکا نکاح کر دیا ہو پس غلط ہے اس قول کی تائید یہ ہے کہ اگر  
 اگر میں نے فلاں مرد سے اسکا نکاح نہ کیا ہو تو میں نے تیرے لیے اسکا نکاح کر دیا ہے اس لیے کہ باپ اسکا قبول کیا ہے  
 فلاں مرد کو زید نے کسی کے ساتھ اسکا نکاح نہیں کیا تھا تو نکاح صحیح ہوگا یہ ہر الفاظ میں ہے اور اگر گواہوں کے حضور  
 میں ایک عورت سے کہا کہ میں نے تیرے سے استفہام ہے یہ نکاح کیا بشرطیکہ میرا باپ اجازت دیدے یا راضی ہو یا ورنہ  
 پس عورت نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ وہ عورت طلاق پر یا مطلق  
 شرط کے حامی طلاق میں عورت مذکورہ کا اختیار اس کے قبضہ میں ہو تو امام محمد نے جامع میں ذکر فرمایا کہ نکاح جائز ہو اور  
 طلاق باطل ہو اور عورت کا اختیار عورت کے قبضہ میں ہوگا اور فقہ ابو الیہ شیعہ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ جب مرد نے  
 پہل کر کے یوں کہا کہ میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ تو طلاق نہ ہو اور اگر عورت نے پہل کی اور کہا کہ میں نے  
 اپنے نفس کو تیرے نکاح میں بدین شرط دیا کہ میں طلاق ہوں یا بدین شرط کہ اس طلاق میرے اختیار میں ہے جب چاہوں گی  
 اپنے آپ کو طلاق دے دونوں میں شوہر نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور طلاق واقع ہوگی اور امر طلاق اس  
 عورت کے اختیار ہوگا۔ ایسی طرح اگر سولی نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کیا پہل کر غلام نے پہل کی  
 اور کہا کہ میرے ساتھ ایسی باندی کا نکاح بوجہ ہزار درہم میرے اس شرط پر کر دے کہ اس باندی کی طلاق کا  
 اختیار تیرے ہاتھ میں ہوگا جب چاہے طلاق دے دینا پس مومن نے باندی مذکورہ اس غلام کے نکاح میں دی تو  
 نکاح صحیح ہوگا مگر امر طلاق کا اختیار مومن نے ہوگا اور اگر مومن نے ابتداء کی اور کہا کہ میں نے اپنی باندی  
 تیرے نکاح میں بدین شرط دی کہ اس کے طلاق کا اختیار میرے قبضہ میں ہو جب چاہوں گا طلاق دیدوں گا پس غلام نے  
 اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور مومن نے کو امر طلاق کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر غلام نے اپنے مومن سے کہا کہ اگر میں نے  
 اسکو اپنے نکاح میں لیا تو اس کے طلاق کا اختیار ہمیشہ تجھ ہی کو ہوگا اسکو اپنے نکاح میں لیا تو اس کے طلاق کا اختیار ہمیشہ مومن  
 کو حاصل رہے گا اور غلام مذکور مومن کو اس اختیار سے بھی خارج نہیں کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اس کا جواب  
 نے ذکر فرمایا کہ اگر کسی عورت سے ہزار درہم پر بوجہ عرصہ طلاق دے دیا اس نکاح کیا تو ہمارے مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور  
 میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائیگا اور مرد میں یہ مدت میعاد ثابت ہوگی یہ مختار الفتاویٰ میں ہے  
 اور نکاح میں خیال رویت و خیال شرط و خیال عیب ثابت نہیں ہوتا ہے خواہ خیال مرد کے واسطے قرار دیا جاوے

فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
 و لفظ قرض و ہین سے کچھ منعقد  
 ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے  
 و صحیح یہ ہو کہ ان لفظوں سے  
 منعقد نہیں ہوتا ہے یہ فتاویٰ  
 قاضی خان میں ہوا بعض نے  
 فرمایا کہ بنا بر قیاس قول امام  
 ابو حنیفہ و امام محمد کے لفظ  
 قرض سے منعقد ہوگا اس واسطے  
 کہ نفس قرض و دونوں اماموں  
 کے نزدیک ملک ایک ہے اور یہی  
 مختار ہے یہ مختار اختیار سے  
 ہیں اور لفظ سلم سے بعضوں نے  
 کہا کہ منعقد ہوتا ہے اور بعضوں  
 نے کہا کہ نہیں منعقد ہوتا اور  
 اسی طرف سے صرف کی لفظ سے  
 بھی نکاح منعقد ہونے میں ہے  
 و قول ہیں یعنی بعض کے  
 نزدیک منعقد ہوتا ہے اور بعض  
 کے نزدیک نہیں ہے یعنی شیعہ  
 کفر میں ہو۔ اور جو نکاح کے  
 مضامین ہو مثلاً دختر کے باہر  
 ہونے کا کہ میں نے اپنی دختر  
 فلاں کو کمال کے درخت سے نکاح  
 میں دیا یعنی آئینہ ہو کل ہوگا  
 تو یہ صحیح ہوگا اور جو نکاح کے  
 مضامین ہو پس اگر ایسی چیز  
 پر مطلق ہو جو گنہگار ہو تو  
 نکاح صحیح ہوگا اس واسطے کہ  
 اسکا حال معلوم ہو چنانچہ اگر  
 زید کی دختر کا نکاح کیا گیا  
 اور اس نے خبر دی کہ میں نے  
 فلاں مرد سے اسکا نکاح کر دیا  
 ہو پس غلط ہے اس قول کی  
 تائید یہ ہے کہ اگر اگر میں نے  
 فلاں مرد سے اسکا نکاح نہ کیا  
 ہو تو میں نے تیرے لیے اسکا  
 نکاح کر دیا ہے اس لیے کہ باپ  
 اسکا قبول کیا ہے فلاں مرد کو  
 زید نے کسی کے ساتھ اسکا  
 نکاح نہیں کیا تھا تو نکاح  
 صحیح ہوگا یہ ہر الفاظ میں ہے  
 اور اگر گواہوں کے حضور میں  
 ایک عورت سے کہا کہ میں نے  
 تیرے سے استفہام ہے یہ نکاح  
 کیا بشرطیکہ میرا باپ اجازت  
 دیدے یا راضی ہو یا ورنہ پس  
 عورت نے قبول کیا تو نکاح  
 صحیح ہوگا۔ ایک مرد نے ایک  
 عورت سے بدین شرط نکاح کیا  
 کہ وہ عورت طلاق پر یا مطلق  
 شرط کے حامی طلاق میں عورت  
 مذکورہ کا اختیار اس کے قبضہ  
 میں ہو تو امام محمد نے جامع  
 میں ذکر فرمایا کہ نکاح جائز  
 ہو اور طلاق باطل ہو اور عورت  
 کا اختیار عورت کے قبضہ میں  
 ہوگا اور فقہ ابو الیہ شیعہ نے  
 فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے  
 کہ جب مرد نے پہل کر کے یوں  
 کہا کہ میں نے تجھ سے اس شرط  
 پر نکاح کیا کہ تو طلاق نہ ہو  
 اور اگر عورت نے پہل کی اور  
 کہا کہ میں نے اپنے نفس کو  
 تیرے نکاح میں بدین شرط دیا  
 کہ میں طلاق ہوں یا بدین شرط  
 کہ اس طلاق میرے اختیار میں  
 ہے جب چاہوں گی اپنے آپ کو  
 طلاق دے دونوں میں شوہر نے  
 کہا کہ میں نے قبول کیا تو  
 نکاح جائز ہوگا اور طلاق  
 واقع ہوگی اور امر طلاق اس  
 عورت کے اختیار ہوگا۔ ایسی  
 طرح اگر سولی نے اپنی باندی  
 کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ  
 کیا پہل کر غلام نے پہل کی اور  
 کہا کہ میرے ساتھ ایسی باندی  
 کا نکاح بوجہ ہزار درہم میرے  
 اس شرط پر کر دے کہ اس  
 باندی کی طلاق کا اختیار  
 تیرے ہاتھ میں ہوگا جب چاہے  
 طلاق دے دینا پس مومن نے  
 باندی مذکورہ اس غلام کے  
 نکاح میں دی تو نکاح صحیح  
 ہوگا مگر امر طلاق کا اختیار  
 مومن نے ہوگا اور اگر مومن  
 نے ابتداء کی اور کہا کہ میں  
 نے اپنی باندی تیرے نکاح میں  
 بدین شرط دی کہ اس کے طلاق  
 کا اختیار میرے قبضہ میں ہو  
 جب چاہوں گا طلاق دیدوں  
 گا پس غلام نے اسکو قبول  
 کیا تو نکاح جائز ہوگا اور  
 مومن نے کو امر طلاق کا  
 اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر  
 غلام نے اپنے مومن سے کہا  
 کہ اگر میں نے اسکو اپنے  
 نکاح میں لیا تو اس کے طلاق  
 کا اختیار ہمیشہ تجھ ہی کو  
 ہوگا اسکو اپنے نکاح میں لیا  
 تو اس کے طلاق کا اختیار  
 ہمیشہ مومن کو حاصل رہے  
 گا اور غلام مذکور مومن کو  
 اس اختیار سے بھی خارج نہیں  
 کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی  
 خان میں ہے اور اس کا جواب  
 نے ذکر فرمایا کہ اگر کسی  
 عورت سے ہزار درہم پر بوجہ  
 عرصہ طلاق دے دیا اس نکاح  
 کیا تو ہمارے مشائخ نے اس  
 میں اختلاف کیا ہے اور میرے  
 نزدیک مختار یہ ہے کہ نکاح  
 منعقد ہو جائیگا اور مرد  
 میں یہ مدت میعاد ثابت  
 ہوگی یہ مختار الفتاویٰ میں  
 ہے اور نکاح میں خیال رویت  
 و خیال شرط و خیال عیب  
 ثابت نہیں ہوتا ہے خواہ  
 خیال مرد کے واسطے قرار  
 دیا جاوے





اگر سبب طہی و انہی حرام ہیں اور واضح رہے کہ بھوپہ کی بھوپہ کی ہوتی ہے یا جائیگا کہ اگر بھوپہ اس مرد کے باسب کی ایک بان دیا سبب کی طرف سے اسکی بہن ہو یا فقط باسب کی طرف سے بہن ہو تو بھوپہ کی بھوپہ بھی حرام ہوگی اور اگر بھوپہ اسکی فقط بان کی طرف سے بھوپہ بھی ہو تو بھوپہ کی بھوپہ بھی حرام نہ ہوگی سادہ خلاصہ سے یہ مراد ہو کہ اسکی ایک بان دیا سبب سے اسکی خال ہو یا اسکی بان کی سبب بہن ہو یا فقط باسب کی طرف سے یا فقط بان کی طرف سے خال ہو سبب حرام ہیں اور نیز اسکی آباء و اجداد و ان دھرمیات کی خالائیں بھی حکم کی جاتی ہیں کہ قطعاً و انہی حرام ہیں اور یہی خالہ کی خالہ ہیں اگر خالہ اس شخص کی سبب سے اسکی بان دیا سبب کی طرف سے اسکی بان کی بہن ہو یا فقط بان کی طرف سے بہن ہو نہ اسکی خالہ ہو تو اسکی خالہ کی خالہ اسپر حرام ہوگی اور اگر اسکی خالہ فقط باسب کی طرف سے اسکی بان کی بہن ہو نہ اسکی خالہ ہو تو خالہ کی خالہ اسپر حرام نہ ہوگی نیز یہ شری میں دو قسم دوہم نکاحات بھوپہ کے بیان میں تین تین قسم و انا دی کے رشتہ سے ہیں عورتین حرام ہو جاتی ہیں اور یہ عورتیں چار فرقہ ہیں فرقہ اول اپنی عورتوں کی انہیں سے و جد است از ہائے مادر و پدر اگر بچہ نکلتے ہی او سے بچہ مرتبہ ہو اور فرقہ دوم بھوپہ کی بیٹیاں اور اسکی اولاد کی بیٹیاں چاہے بیٹے بیٹے بچے پر ہوں مرد پر حرام ہو جاتی ہیں بشرطیکہ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو ان کی انہی خواہ اسکی زوجہ کی دختر اسکی پرورش میں ہو یا نہ کذا فی شریعہ انجاسع اصغیر افاضی خان قال المشرع زوجہ کی اولاد کی حرمت کے واسطے یہ قید رکھنی چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ دخول واقعی کیا ہو اور اگر وطی نہ کی ہو تو حرام نہ ہوگی پس چاہے قبل دخول کے زوجہ کو طلاق دے کر اسکی دختر نکاح کرے بخلات زوجہ کی مان و دانی و دادی وغیرہ کے بعد نکاح زوجہ کے چاہے نہ زوجہ سے وطی کرے یا نہ کرے اسکی مان وغیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا ہو فاحفظہ اور زوجہ سے وطی کرنے میں بہنہ بیان کر دیا کہ تحقیقی وطی ہو چنانچہ کتاب میں فرمایا کہ اور ہمارے اصحاب نے تفاوت کو وطی کے قائم مقام اس بات کے قی میں نہیں رکھا کہ غاوت واقع ہو نہ سے زوجہ کی اولاد حرام ہو جائے کذا فی الذخیرہ فی نوع ما لیس تحقیق تہی المشرع فرقہ سوم بیٹے یا پوتے یا فواستہ کی جوڑ سے چاہے نکلتے ہی بچہ درجہ کی ہو بھی نکاح کرنا جائز نہ رہیگا خواہ بھوپہ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو ولیکن اگر بیٹیاں تھیں تو اسکی جوڑ سے نکاح کر لینا حرام نہیں ہے بیٹے شری میں جوڑ فرقہ چارم آباء و اجداد و جد باور یا دیگر کی جوڑ میں اگر چہ نکلتے ہی درجہ پر ہوں یہ سبب نکاح و دانی و دونوں طرح سے ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں طہی و قدسی میں ہوا اور واضح رہے کہ حرمت مصاہرہ ایسے نکاح سے ثابت ہوتی ہے جو صحیح ہو اور نکاح فاسد کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتی تاویض شری میں ہو پس اگر کسی عورت سے بھوکا حرام عقد کیا تو فقہان نکاح سے اس عورت کی مان اس مرد پر حرام نہ ہوگی بلکہ اس عورت سے دخول کرنے کے بعد البتہ حرام نہ رہ جائیگی یہ بخلاف تہی میں ہو اور حرمت مصاہرہ وطی کرنے سے ضرور ثابت ہو جاتی ہے خواہ وطی بطور حلال ہو یا بطور منہی ہو یا بطور زنا ہو کذا فی فتاویٰ فافہم ان پس اگر کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی مان اس زانی پر حرام ہو جائیگی اسی طرح اسکی مان کی مان غیر چاہے نکلتے ہی او پنے درجہ کی ہو سبب حرام ہوگی اور اس عورت کی دختر اور دختر کی دختر وغیرہ نکلتے ہی بیٹے درجہ پر ہوں حرام ہوں ہوگی اسی طرح یہ عورت جس سے زنا کیا ہو اس مرد زانی کے آباء و اجداد پر چاہے نکلتے ہی او پنے درجہ پر ہوں اور اس مرد کے بیٹوں اور پوتوں پر چاہے نکلتے ہی بیٹے درجہ پر ہوں حرام نہ ہوگی یہ فقہان تقدیر میں ہے اور اگر کسی عورت سے وطی کی اور یہ عورت ہوئی کہ اس عورت کا پیشاب کا مقام اور پائنتی کا مقام بھوکا کر ایک کر دیا تو اس عورت کی مان

عورتین حرام ہو جاتی ہیں اور یہ عورتیں چار فرقہ ہیں فرقہ اول اپنی عورتوں کی انہیں سے و جد است از ہائے مادر و پدر اگر بچہ نکلتے ہی او سے بچہ مرتبہ ہو اور فرقہ دوم بھوپہ کی بیٹیاں اور اسکی اولاد کی بیٹیاں چاہے بیٹے بیٹے بچے پر ہوں مرد پر حرام ہو جاتی ہیں بشرطیکہ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو ان کی انہی خواہ اسکی زوجہ کی دختر اسکی پرورش میں ہو یا نہ کذا فی شریعہ انجاسع اصغیر افاضی خان قال المشرع زوجہ کی اولاد کی حرمت کے واسطے یہ قید رکھنی چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ دخول واقعی کیا ہو اور اگر وطی نہ کی ہو تو حرام نہ ہوگی پس چاہے قبل دخول کے زوجہ کو طلاق دے کر اسکی دختر نکاح کرے بخلات زوجہ کی مان و دانی و دادی وغیرہ کے بعد نکاح زوجہ کے چاہے نہ زوجہ سے وطی کرے یا نہ کرے اسکی مان وغیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا ہو فاحفظہ اور زوجہ سے وطی کرنے میں بہنہ بیان کر دیا کہ تحقیقی وطی ہو چنانچہ کتاب میں فرمایا کہ اور ہمارے اصحاب نے تفاوت کو وطی کے قائم مقام اس بات کے قی میں نہیں رکھا کہ غاوت واقع ہو نہ سے زوجہ کی اولاد حرام ہو جائے کذا فی الذخیرہ فی نوع ما لیس تحقیق تہی المشرع فرقہ سوم بیٹے یا پوتے یا فواستہ کی جوڑ سے چاہے نکلتے ہی بچہ درجہ کی ہو بھی نکاح کرنا جائز نہ رہیگا خواہ بھوپہ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو ولیکن اگر بیٹیاں تھیں تو اسکی جوڑ سے نکاح کر لینا حرام نہیں ہے بیٹے شری میں جوڑ فرقہ چارم آباء و اجداد و جد باور یا دیگر کی جوڑ میں اگر چہ نکلتے ہی درجہ پر ہوں یہ سبب نکاح و دانی و دونوں طرح سے ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں طہی و قدسی میں ہوا اور واضح رہے کہ حرمت مصاہرہ ایسے نکاح سے ثابت ہوتی ہے جو صحیح ہو اور نکاح فاسد کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتی تاویض شری میں ہو پس اگر کسی عورت سے بھوکا حرام عقد کیا تو فقہان نکاح سے اس عورت کی مان اس مرد پر حرام نہ ہوگی بلکہ اس عورت سے دخول کرنے کے بعد البتہ حرام نہ رہ جائیگی یہ بخلاف تہی میں ہو اور حرمت مصاہرہ وطی کرنے سے ضرور ثابت ہو جاتی ہے خواہ وطی بطور حلال ہو یا بطور منہی ہو یا بطور زنا ہو کذا فی فتاویٰ فافہم ان پس اگر کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی مان اس زانی پر حرام ہو جائیگی اسی طرح اسکی مان کی مان غیر چاہے نکلتے ہی او پنے درجہ کی ہو سبب حرام ہوگی اور اس عورت کی دختر اور دختر کی دختر وغیرہ نکلتے ہی بیٹے درجہ پر ہوں حرام ہوں ہوگی اسی طرح یہ عورت جس سے زنا کیا ہو اس مرد زانی کے آباء و اجداد پر چاہے نکلتے ہی او پنے درجہ پر ہوں اور اس مرد کے بیٹوں اور پوتوں پر چاہے نکلتے ہی بیٹے درجہ پر ہوں حرام نہ ہوگی یہ فقہان تقدیر میں ہے اور اگر کسی عورت سے وطی کی اور یہ عورت ہوئی کہ اس عورت کا پیشاب کا مقام اور پائنتی کا مقام بھوکا کر ایک کر دیا تو اس عورت کی مان



اگر وہ بال چھوئے جو اسکے سر سے متصل ہیں تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اگر لٹکے ہوئے سر سے چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی مگر امام ناطقی نے یہ تفصیل نہیں فرمائی جو بالک مطاق بال کے چھوئے سے حرمت مصاہرہ کا حکم دیا ہے یہ ظہیر یہ دو چیز کروری و سراج الوباح میں ہے۔ اور اگر شہوت سے اسکے ناخن چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ خلاصہ بیان ہے۔ ولیکن واضح رہے کہ مساس سے حرمت مصاہرہ بھی ثابت ہوتی ہے جو حسب چھوئے والے مرد اور بدن عورت کے درمیان کوئی کپڑا حاصل نہ ہو اور اگر کوئی کپڑا حاصل ہو گا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کپڑا اس قدر کثیف ہو کہ چھوئے والے کو بدن عورت کی حرارت معلوم ہو تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اگرچہ اس فعل سے اسکے آگے تناسل کو انتشار ہوا ہو اور اگر کپڑا باریک ہو کہ جس سے تن عورت کی حرارت چھوئے والے کے ہاتھ کو پہونچے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اور اسی طرح اگر وہ عورت کے موزہ کا ٹالا چھوئے تو بھی شہوت سے چھوئے میں ہی حکم ہے لیکن اگر موزہ نہ ہو تو منسل بیچہ نکھار ہو کہ جس سے قدم کی نرمی معلوم ہو تو یہ حکم ثابت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر مرد نے عورت کا بوسہ لیا حالانکہ دونوں کے درمیان کپڑا حاصل ہو ہو کہ عورت نہ کرے کہ اگر لگے دانستون کی طرف سے یا ہونے دونوں کی طرف سے پائی تو یہ بوسہ لیت اور جس کو نہ چھوئے و غسل ہو چھوئے میں ہو۔ اور حرمت مصاہرہ ثابت ہونے کے واسطے یہ شرط نہیں ہے کہ مساس پر دوام پایا جائے نہ ہی کہ گنا گیا ہو کہ اگر مرد نے کسی عورت کی باغضب شہوت سے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ناگاہ اس کا ہاتھ اس کی خوشتر کی ناک پر جا پڑا کہ اس کی شہوت قریا وہ ہو گئی تو اس مرد پر اس کی جہر و بیعت و خیر کی مان حرام ہو جائیگی اگرچہ اسی وقت اپنا ہاتھ ہٹا لیا ہو کہ نہ اسے الذخیرہ مگر یہ شرط ہے کہ عورت شہوت سے ہونے لگی ہو کہ مرد کو اس سے شہوت ہو تو یہ شرط نہیں ہے اور تو برس کی لڑکی محل شہوت ہے اس سے کم کی شہوت نہیں ہے اور اسی پر فتوے ہیں یہ معراج الذریعہ میں ہے اور فقہ ابوالمہدی رحمہ نے فرمایا کہ تو برس سے کم سن کی لڑکی شہوت سے نہیں ہوتی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور شیخ امام ابو بکر رحمہ نے منقول ہے کہ خواتین کے متعلق کو چاہیے کہ سات و آٹھ برس کی لڑکی کی صورت میں یوں فتوے دیے گئے کہ وہ شہوت سے نہیں ہوتی پس اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی لیکن اگر سال بہا لقمہ کرے کہ یہ لڑکی موٹی تانہی تن دار ہو تو ایسی صورت میں سات و آٹھ برس کی صورت میں بھی حرمت کا فتویٰ دیگا یہ ذخیرہ و مضمرات میں ہے پس اگر ایسی لڑکی سے جماع کیا جو شہوت سے نہیں ہو تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی یہ بجز الرائی میں ہے اور یہ حکم فقط ذخیرہ میں ہے اور کبیرہ عورت اگر بہت بڑھی ہو جائے کہ وہ شہوت سے کی حد سے باہر ہو جائے تو بھی اس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اس واسطے کہ وہ چھوئے میں داخل ہو چکی ہو پس بسبب بڑھی ہو جانے کے خارج نہ ہوگی بخلاف حنفیہ کے کہ اس میں یہ بات نہیں پائی گئی ہے لیکن شیخ نے اس کی طرف سے بھی شہوت پائی گئی ہوئے کہ اگر چار برس کے لڑکے نے اپنے باپ کی جہر و بیعت جماع کیا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اس حکم کے ثابت ہونے کے واسطے چوڑا کا ایسا ہو کہ اسکے مثل لڑکے جماع کر سکتے ہیں اس کی وطنی بمنزلہ مرد بالغ کی وطنی کے قرار دیا جائیگی اور شائخ نے فرمایا کہ ایسا لڑکا جس کے مثل جماع کرنے کے لائق ہوتا ہو وہ ہر ایسا لڑکا ہوتا ہو جو جماع کرے اور اس کو شہوت ہو اور عورت میں اس سے چہا کہ جن یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور شہوت اس وقت کی متبر ہو کہ جس وقت اسے چھوئے اور دیکھا ہو حتیٰ کہ اگر مرد نے عورت کو چھوئے اور دیکھا در حالیکہ اس کو شہوت نہ تھی پھر حسب چھوئے دیا تب اس کو شہوت ہوتی ہے تو اس سے حرمت مصاہرہ

مرد نے عورت کا بوسہ لیا حالانکہ دونوں کے درمیان کپڑا حاصل ہو ہو کہ عورت نہ کرے کہ اگر لگے دانستون کی طرف سے یا ہونے دونوں کی طرف سے پائی تو یہ بوسہ لیت اور جس کو نہ چھوئے و غسل ہو چھوئے میں ہو۔ اور حرمت مصاہرہ ثابت ہونے کے واسطے یہ شرط نہیں ہے کہ مساس پر دوام پایا جائے نہ ہی کہ گنا گیا ہو کہ اگر مرد نے کسی عورت کی باغضب شہوت سے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ناگاہ اس کا ہاتھ اس کی خوشتر کی ناک پر جا پڑا کہ اس کی شہوت قریا وہ ہو گئی تو اس مرد پر اس کی جہر و بیعت و خیر کی مان حرام ہو جائیگی اگرچہ اسی وقت اپنا ہاتھ ہٹا لیا ہو کہ نہ اسے الذخیرہ مگر یہ شرط ہے کہ عورت شہوت سے ہونے لگی ہو کہ مرد کو اس سے شہوت ہو تو یہ شرط نہیں ہے اور اسی پر فتوے ہیں یہ معراج الذریعہ میں ہے اور فقہ ابوالمہدی رحمہ نے فرمایا کہ تو برس سے کم سن کی لڑکی شہوت سے نہیں ہوتی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور شیخ امام ابو بکر رحمہ نے منقول ہے کہ خواتین کے متعلق کو چاہیے کہ سات و آٹھ برس کی لڑکی کی صورت میں یوں فتوے دیے گئے کہ وہ شہوت سے نہیں ہوتی پس اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی لیکن اگر سال بہا لقمہ کرے کہ یہ لڑکی موٹی تانہی تن دار ہو تو ایسی صورت میں سات و آٹھ برس کی صورت میں بھی حرمت کا فتویٰ دیگا یہ ذخیرہ و مضمرات میں ہے پس اگر ایسی لڑکی سے جماع کیا جو شہوت سے نہیں ہو تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی یہ بجز الرائی میں ہے اور یہ حکم فقط ذخیرہ میں ہے اور کبیرہ عورت اگر بہت بڑھی ہو جائے کہ وہ شہوت سے کی حد سے باہر ہو جائے تو بھی اس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اس واسطے کہ وہ چھوئے میں داخل ہو چکی ہو پس بسبب بڑھی ہو جانے کے خارج نہ ہوگی بخلاف حنفیہ کے کہ اس میں یہ بات نہیں پائی گئی ہے لیکن شیخ نے اس کی طرف سے بھی شہوت پائی گئی ہوئے کہ اگر چار برس کے لڑکے نے اپنے باپ کی جہر و بیعت جماع کیا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اس حکم کے ثابت ہونے کے واسطے چوڑا کا ایسا ہو کہ اسکے مثل لڑکے جماع کر سکتے ہیں اس کی وطنی بمنزلہ مرد بالغ کی وطنی کے قرار دیا جائیگی اور شائخ نے فرمایا کہ ایسا لڑکا جس کے مثل جماع کرنے کے لائق ہوتا ہو وہ ہر ایسا لڑکا ہوتا ہو جو جماع کرے اور اس کو شہوت ہو اور عورت میں اس سے چہا کہ جن یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور شہوت اس وقت کی متبر ہو کہ جس وقت اسے چھوئے اور دیکھا ہو حتیٰ کہ اگر مرد نے عورت کو چھوئے اور دیکھا در حالیکہ اس کو شہوت نہ تھی پھر حسب چھوئے دیا تب اس کو شہوت ہوتی ہے تو اس سے حرمت مصاہرہ

غایب ہو گئی۔ اور واضح ہو کہ شہوت مرد کی حد یہ ہو کہ مرد کے آہ تناسل کو انتشار ہو یا اگر منتشر ہو تو انتشار میں پادلی ہو جاوے۔ تبسین میں ہو اور بھی صحیح ہو یہ جو اہر انطاطی میں ہو اور اسی پر فتویٰ دیا جاوے۔ یہ خلاصہ میں ہو پس اگر کسی مرد کا آہ تناسل منتشر ہو اور اس نے شہوت میں اپنی جو رو کو طلب کیا اور اس درمیان میں اس نے اپنے آہ تناسل کو اسکی دختر کی ٹانگوں کے درمیان ڈال کر دیا تو دختر مذکورہ کی ماں اس پر حرام نہو جائیگی تا وقتیکہ اس حرکت سے اسکی شہوت میں اصل انتشار کے ساتھ انتشار میں زیادتی نہ ہو تبسین میں ہو اور یہ حد جو مذکور ہوئی ایسے لوگوں کے واسطے مقرر ہو جو مرد و جوان جماع کرنے پر قادر ہو اور اگر بوڑھا یا عجزین ہو تو اسکی حق میں شہوت کی حد یہ ہو کہ خواہش کے لیے اسکی قلب کو حرکت ہو اگر قبل اسکے اسکا قلب متحرک نہو اور اگر پہلے سے متحرک ہو تو حرکت قلبی میں زیادتی ہو جاوے۔ یہ محیط میں ہو۔ اور دونوں اور مرد و عورت کے حق میں شہوت کی حد یہ ہو کہ قلب کو حرکت نہو اور اس میں لذت پیدا ہو بشرطیکہ پہلے سے قلب کو حرکت نہو اور اگر پہلے سے ہو تو اس میں زیادتی ہو جاوے۔ یہ شرح نقایہ شیخ ابوالکلام میں ہے اور واضح رہے کہ مرد و عورت دونوں میں سے ایک کی طرف سے شہوت کا پایا جاوے حرمت ثابت ہوئے کے واسطے کافی ہو مگر بشرط یہ ہو کہ اسکا انزال نہو جائے حتیٰ کہ اگر چھوٹے یا دیکھنے کے ساتھ انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہو گی تبسین میں ہو اور علامہ صاحب رشیدی نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہو یہ شرح نقایہ علامہ شمس الدین ہو اور اگر سانس کیا پس انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرہ بنا بر قول صحیح کے ثابت نہ ہو گی اس واسطے کہ انزال سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ فعل داعی بکارت ہے طبعی نہیں ہو یہ کافی نہیں ہو اور اگر عورت کی دیر بیٹھے یا کھانے کے مقام کو دیکھا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور یہی اصل ہو محیط میں ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ جو اہر انطاطی میں ہو اور اگر مرد و عورت سے جماع کیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہو گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو مسألہ اگر جو مرد و عورت سے کسی نہ حرمت مصاہرہ واقع ہونے کا اقرار کیا تو اسکا اقرار مانو کیا جائیگا اور دونوں میں جہائی کروائی جائیگی اور اس میں اگر نکاح سے پہلے ایسا واقع ہونے کا اقرار کیا مثلاً اپنی جو رو سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے تیری ماں سے جماع کیا ہو تو اس اقرار پر مواخذہ کر کے دونوں میں تفریق کر دیا جائیگی لیکن مہر کے حق میں مرد مذکور کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی حتیٰ کہ جو مہر قرار پایا جو وہ دلایا جائیگا اور یہ نہو گا کہ اس پر حصر واجب ہو اور ایسے اقرار پر مہر نہو گا تبسین میں ہو چنانچہ اگر ایسے اس اقرار سے رجوع کیا اور کہا کہ میں جھوٹ بولا ہوں تو قاضی اسکے قول کی تصدیق نہ کرے گا لیکن اگر وہ اپنے اقرار میں در واقع جھٹلایا ہو گا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی عورت اس پر حرام نہو گی قال المشرع حرمت نکاح مرد و عورت میں جہائی ضروری نہو گی۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب النکاح میں ذکر فرمایا کہ اگر ایک مرد نے کسی عورت سے کہا کہ یہ عورت میری رضا میں ہے پھر اسکے بعد اس سے نکاح کرنا چاہا اور کہا کہ مجھے اس میں خطا ہوئی ہو تو اس سے انکار اسکا اختیار ہو گا کہ عورت مذکورہ سے نکاح کرے اور ان دونوں صورتوں میں فرق اسطرح سے کیا گیا ہو کہ اس صورت میں کہ جب اس نے اپنی جو رو کی ماں سے دلی کرنے کی خبر دی تو اس نے اپنے فعل کی خبر دی ہو اور جو فعل اس نے کیا ہو اسکے اوپر ایسی خطا و غلطی واقع ہونا ایک بات ہو پس اسکی تکذیب کی تصدیق نہ کی جائیگی اور رضاعت میں اس نے اپنے زمانہ کے فعل کی خبر دی ہوئی ہو کہ اسکو وہ یاد رکھتا ہو بلکہ اس سے اسکی کیا ہو سکتا ہو کہ اس نے ایسی خبر دی ہو اور ایسی خبر میں واقع ہونا بد بات نہیں ہو

انکاح میں مرد و عورت کے درمیان میں شہوت کی حد یہ ہو کہ قلب کو حرکت نہو اور اگر پہلے سے ہو تو اس میں زیادتی ہو جاوے۔ یہ شرح نقایہ شیخ ابوالکلام میں ہے اور واضح رہے کہ مرد و عورت دونوں میں سے ایک کی طرف سے شہوت کا پایا جاوے حرمت ثابت ہوئے کے واسطے کافی ہو مگر بشرط یہ ہو کہ اسکا انزال نہو جائے حتیٰ کہ اگر چھوٹے یا دیکھنے کے ساتھ انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہو گی تبسین میں ہو اور علامہ صاحب رشیدی نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہو یہ شرح نقایہ علامہ شمس الدین ہو اور اگر سانس کیا پس انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرہ بنا بر قول صحیح کے ثابت نہ ہو گی اس واسطے کہ انزال سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ فعل داعی بکارت ہے طبعی نہیں ہو یہ کافی نہیں ہو اور اگر عورت کی دیر بیٹھے یا کھانے کے مقام کو دیکھا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور یہی اصل ہو محیط میں ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ جو اہر انطاطی میں ہو اور اگر مرد و عورت سے جماع کیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہو گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو مسألہ اگر جو مرد و عورت سے کسی نہ حرمت مصاہرہ واقع ہونے کا اقرار کیا تو اسکا اقرار مانو کیا جائیگا اور دونوں میں جہائی کروائی جائیگی اور اس میں اگر نکاح سے پہلے ایسا واقع ہونے کا اقرار کیا مثلاً اپنی جو رو سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے تیری ماں سے جماع کیا ہو تو اس اقرار پر مواخذہ کر کے دونوں میں تفریق کر دیا جائیگی لیکن مہر کے حق میں مرد مذکور کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی حتیٰ کہ جو مہر قرار پایا جو وہ دلایا جائیگا اور یہ نہو گا کہ اس پر حصر واجب ہو اور ایسے اقرار پر مہر نہو گا تبسین میں ہو چنانچہ اگر ایسے اس اقرار سے رجوع کیا اور کہا کہ میں جھوٹ بولا ہوں تو قاضی اسکے قول کی تصدیق نہ کرے گا لیکن اگر وہ اپنے اقرار میں در واقع جھٹلایا ہو گا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی عورت اس پر حرام نہو گی قال المشرع حرمت نکاح مرد و عورت میں جہائی ضروری نہو گی۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب النکاح میں ذکر فرمایا کہ اگر ایک مرد نے کسی عورت سے کہا کہ یہ عورت میری رضا میں ہے پھر اسکے بعد اس سے نکاح کرنا چاہا اور کہا کہ مجھے اس میں خطا ہوئی ہو تو اس سے انکار اسکا اختیار ہو گا کہ عورت مذکورہ سے نکاح کرے اور ان دونوں صورتوں میں فرق اسطرح سے کیا گیا ہو کہ اس صورت میں کہ جب اس نے اپنی جو رو کی ماں سے دلی کرنے کی خبر دی تو اس نے اپنے فعل کی خبر دی ہو اور جو فعل اس نے کیا ہو اسکے اوپر ایسی خطا و غلطی واقع ہونا ایک بات ہو پس اسکی تکذیب کی تصدیق نہ کی جائیگی اور رضاعت میں اس نے اپنے زمانہ کے فعل کی خبر دی ہوئی ہو کہ اسکو وہ یاد رکھتا ہو بلکہ اس سے اسکی کیا ہو سکتا ہو کہ اس نے ایسی خبر دی ہو اور ایسی خبر میں واقع ہونا بد بات نہیں ہو



یہ نہیں دیکھا کہ کسی عورت کا بوسہ لیا پھر کہا کہ یہ شہوت سے نہ تھا یا اسکا مساس کیا یا اسکی فرج کی طرف  
 دیکھا پھر کہا کہ شہوت سے نہ تھا تو ہر راہ شہید رحمہ اللہ تعالیٰ سے بوسہ لینے کی صورت میں ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرہ  
 ثابت ہوئے کا حکم دیا جائیگا تا وقتیکہ یہ امر ثابت نہ ہو کہ یہ فعل بدو شہوت کے تھا اور چھوٹے اور فرج کے دیکھنے کی  
 صورت میں شہوت حرمت مصاہرہ کا حکم نہ رہا جائیگا تا وقتیکہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ فعل شہوت تھا اس واسطے کہ بوسہ  
 لینے میں مہل پہل یہ کہ شہوت سے ہوتا ہے بخلاف چھوٹے اور نظر کرنے کے کہ زانیہ الحیط اور یہ اس وقت ہر کہ اسے فرج کے سامنے  
 کسی چیز و بدن کو چھوا اور اگر فرج کو چھوا تو اس میں بھی اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی یہ ظہیر میں ہے اور شیخ  
 امام ظہیر الدین مرغنیانی شافعی اور کمال و سر کے بوسہ میں اگرچہ چھوٹے اور بوسہ میں حرمت مصاہرہ ثابت ہے لہذا فتویٰ میں  
 ہے اور فرمایا کہ اگر اسے بدو شہوت سے نہ ہو تو اس کے قول کا دعویٰ کیا تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور ابالی میں لکھا ہے  
 کہ اگر اسے چھوٹے کی صورت میں شہوت سے نہ ہو تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی لیکن اگر ایسا ہو کہ اسکا  
 ہر تمام مل کھڑا ہو اور اسے عورت کو ایسی حالت میں چھوا لیا ہو تو شہوت سے نہ کی جائیگی یہ چھوٹے میں ہے اور اگر عورت کی  
 چھاتی پکڑ لی اور کہا کہ یہ فعل شہوت سے نہ تھا تو تصدیق نہ کی جائیگی اس واسطے کہ اکثر یہ واقعہ شہوت سے ہوتا ہے اگرچہ  
 کے ساتھ جانور سوار سی پر سوار ہو تو بھی یہی حکم ہے بخلاف اس کے اگر اسکی پیٹھ پر سوار ہو کر اس کے سارے زانیہ سے عبور کیا تو  
 ایسا حکم نہیں ہے یہ وجہ کر دی ہیں کہ اور اگر کو ایوں نے یوں گواہی دی کہ اسے اقرار کیا کہ اس نے شہوت سے چھو دیا  
 بوسہ لیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ جواہر افلاطینی میں ہے اور غلطی میں ہے اور بوسہ لینے پر گواہی آیا مقبول ہوگی  
 بانوگی تو اس میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ مقبول ہوگی اور غلطی اسلام کی نزدیکی کا یہی حکم ہے جو کہ زانیہ میں لکھا ہے اور  
 ایسا ہی امام محمد رحمہ نے نکاح الجامع میں ذکر فرمایا ہے اس واسطے کہ شہوت ایسی چیز ہے کہ اسے ایسا کہ شہوت و قوت حاصل ہو جائے  
 ہو پس جبکہ اگرچہ حاصل جنبش کرنا ہو اسکی جنبش اگر سے اور جبکہ اگر نہیں کرے نہ کرنا ہو اس کے دوسرے آثار سے معلوم  
 ہو جاتا ہو کہ زانیہ الذخیرہ اور یہی مقبول ہے یہ جواہر افلاطینی میں ہے۔ قاضی علی بن محمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ  
 ایک مرد و نشہ کے ملبوس نے اپنی دختر کو پکڑ لیا اور اسکا بوسہ لیا اور اس کے ساتھ جماع کرنے کا قصد کیا پس اسکی دختر  
 نے کہا کہ میں تیری بیٹی ہوں پس اسکا چودہ دیا پس آیا اس دختر کی ماں اس مرد پر حرام ہو جائیگی تو فرمایا کہ ہاں  
 یہ تا تا رخانہ میں ہے۔ ایک شخص نے سے دریافت کیا گیا کہ تھے اپنی چھوڑ کر ماں کے ساتھ کیا کیا اس نے جواب دیا  
 کہ میں نے اس کے ساتھ جماع کیا تو فرمایا کہ حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی پھر پوچھا گیا کہ اگر پوچھنے والا اور جواب  
 دینے والا دونوں آدمی مسخرے تھے یا نہ ہوں تو فرمایا کہ پھر فرق نہ ہوگا اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے چھوٹے کو  
 سے کہا ہو تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی چھوٹے میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اس باندی ہو اس نے کہا کہ میں نے اس باندی سے  
 وطی کی ہو تو یہ باندی اس کے بیٹے کے واسطے حلال نہ ہوگی اور اگر اس شخص کی ماں میں یہ باندی نہ ہو اور اسے کہا کہ میں نے  
 اس سے وطی کی ہو تو اس کے پسر کو اختیار ہو کہ اسکی تکذیب کرے اور باندی سے وطی کرے اس واسطے کہ ظاہر حال اس کے  
 پسر کے واسطے شاہد ہو اور اگر باپ کی میراث میں باندی بانی تو بیٹا اس سے وطی کر سکتا ہو تا وقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ باپ  
 نے اس سے وطی کی ہو چھوٹے میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ وہ باکرہ ایسی ہو  
 کہ اسکا پردہ بکارت موجود ہو پھر جب اس کے ساتھ وطی کرنی چاہی تو اسکو پردہ دیدہ پایا پس اس سے

یہ نہیں دیکھا کہ کسی عورت کا بوسہ لیا پھر کہا کہ یہ شہوت سے نہ تھا یا اسکا مساس کیا یا اسکی فرج کی طرف  
 دیکھا پھر کہا کہ شہوت سے نہ تھا تو ہر راہ شہید رحمہ اللہ تعالیٰ سے بوسہ لینے کی صورت میں ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرہ  
 ثابت ہوئے کا حکم دیا جائیگا تا وقتیکہ یہ امر ثابت نہ ہو کہ یہ فعل بدو شہوت کے تھا اور چھوٹے اور فرج کے دیکھنے کی  
 صورت میں شہوت حرمت مصاہرہ کا حکم نہ رہا جائیگا تا وقتیکہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ فعل شہوت تھا اس واسطے کہ بوسہ  
 لینے میں مہل پہل یہ کہ شہوت سے ہوتا ہے بخلاف چھوٹے اور نظر کرنے کے کہ زانیہ الحیط اور یہ اس وقت ہر کہ اسے فرج کے سامنے  
 کسی چیز و بدن کو چھوا اور اگر فرج کو چھوا تو اس میں بھی اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی یہ ظہیر میں ہے اور شیخ  
 امام ظہیر الدین مرغنیانی شافعی اور کمال و سر کے بوسہ میں اگرچہ چھوٹے اور بوسہ میں حرمت مصاہرہ ثابت ہے لہذا فتویٰ میں  
 ہے اور فرمایا کہ اگر اسے بدو شہوت سے نہ ہو تو اس کے قول کا دعویٰ کیا تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور ابالی میں لکھا ہے  
 کہ اگر اسے چھوٹے کی صورت میں شہوت سے نہ ہو تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی لیکن اگر ایسا ہو کہ اسکا  
 ہر تمام مل کھڑا ہو اور اسے عورت کو ایسی حالت میں چھوا لیا ہو تو شہوت سے نہ کی جائیگی یہ چھوٹے میں ہے اور اگر عورت کی  
 چھاتی پکڑ لی اور کہا کہ یہ فعل شہوت سے نہ تھا تو تصدیق نہ کی جائیگی اس واسطے کہ اکثر یہ واقعہ شہوت سے ہوتا ہے اگرچہ  
 کے ساتھ جانور سوار سی پر سوار ہو تو بھی یہی حکم ہے بخلاف اس کے اگر اسکی پیٹھ پر سوار ہو کر اس کے سارے زانیہ سے عبور کیا تو  
 ایسا حکم نہیں ہے یہ وجہ کر دی ہیں کہ اور اگر کو ایوں نے یوں گواہی دی کہ اسے اقرار کیا کہ اس نے شہوت سے چھو دیا  
 بوسہ لیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ جواہر افلاطینی میں ہے اور غلطی میں ہے اور بوسہ لینے پر گواہی آیا مقبول ہوگی  
 بانوگی تو اس میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ مقبول ہوگی اور غلطی اسلام کی نزدیکی کا یہی حکم ہے جو کہ زانیہ میں لکھا ہے اور  
 ایسا ہی امام محمد رحمہ نے نکاح الجامع میں ذکر فرمایا ہے اس واسطے کہ شہوت ایسی چیز ہے کہ اسے ایسا کہ شہوت و قوت حاصل ہو جائے  
 ہو پس جبکہ اگرچہ حاصل جنبش کرنا ہو اسکی جنبش اگر سے اور جبکہ اگر نہیں کرے نہ کرنا ہو اس کے دوسرے آثار سے معلوم  
 ہو جاتا ہو کہ زانیہ الذخیرہ اور یہی مقبول ہے یہ جواہر افلاطینی میں ہے۔ قاضی علی بن محمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ  
 ایک مرد و نشہ کے ملبوس نے اپنی دختر کو پکڑ لیا اور اسکا بوسہ لیا اور اس کے ساتھ جماع کرنے کا قصد کیا پس اسکی دختر  
 نے کہا کہ میں تیری بیٹی ہوں پس اسکا چودہ دیا پس آیا اس دختر کی ماں اس مرد پر حرام ہو جائیگی تو فرمایا کہ ہاں  
 یہ تا تا رخانہ میں ہے۔ ایک شخص نے سے دریافت کیا گیا کہ تھے اپنی چھوڑ کر ماں کے ساتھ کیا کیا اس نے جواب دیا  
 کہ میں نے اس کے ساتھ جماع کیا تو فرمایا کہ حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی پھر پوچھا گیا کہ اگر پوچھنے والا اور جواب  
 دینے والا دونوں آدمی مسخرے تھے یا نہ ہوں تو فرمایا کہ پھر فرق نہ ہوگا اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے چھوٹے کو  
 سے کہا ہو تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی چھوٹے میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اس باندی ہو اس نے کہا کہ میں نے اس باندی سے  
 وطی کی ہو تو یہ باندی اس کے بیٹے کے واسطے حلال نہ ہوگی اور اگر اس شخص کی ماں میں یہ باندی نہ ہو اور اسے کہا کہ میں نے  
 اس سے وطی کی ہو تو اس کے پسر کو اختیار ہو کہ اسکی تکذیب کرے اور باندی سے وطی کرے اس واسطے کہ ظاہر حال اس کے  
 پسر کے واسطے شاہد ہو اور اگر باپ کی میراث میں باندی بانی تو بیٹا اس سے وطی کر سکتا ہو تا وقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ باپ  
 نے اس سے وطی کی ہو چھوٹے میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ وہ باکرہ ایسی ہو  
 کہ اسکا پردہ بکارت موجود ہو پھر جب اس کے ساتھ وطی کرنی چاہی تو اسکو پردہ دیدہ پایا پس اس سے

پوچھا کہ تجھ سے کس شخص نے یہ حرکت کی ہو کہ تیرا پردہ جاتا رہا پس اس نے جواب دیا کہ تیرے باپ سے پس اگر شوہر نے اس قول کی تصدیق کی تو وہ بائیں ہونگے اور اسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اسکی جوڑی ہوگی یہ غصہ یہیں ہے اور اگر زید کی جوڑی سے دعویٰ کیا کرے اس کے لیے نہ ہوگا اور اگر شوہر نے اس کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور زید سے بیٹے کا قول قبول ہوگا یہ سراج الہیاء میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی جوڑی کا شہوت سے بوسہ لیا یا باپ سے بیٹے کی جوڑی کا شہوت سے بوسہ لیا حالانکہ عورت مذکورہ باکرہ مجبور کی گئی تھی اور اس کے شوہر نے اس فعل کے شہوت سے ہونے سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اس زبردستی کرنے والے کے قول کی تصدیق کی تو جوابی ہونے سے انکار کیا جائیگی اور شوہر ہر مرد واجب ہوگا پھر جو کچھ وہ دیکھا اسکو اس فعل کے کرنے والے سے داپس لےکا بشرطیکہ اسے واقع ہو جائیگی اور شوہر ہر مرد واجب ہوگا پھر جو کچھ وہ دیکھا اسکو اس فعل کے کرنے والے سے داپس لےکا بشرطیکہ اسے عیہ فساد ڈالنے کا قصد کیا ہو اور اگر عیہ ایمان نہیں کیا ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہو اور طے کر لیتے کی صورت میں واپس نہیں لے سکتا اگرچہ اس نے عیہ فساد ڈالنے کے واسطے وطی کی ہو اس واسطے کہ اس صورت میں اس پر حد شرعی واجب ہوگی اور عیہ کے ساتھ مال و دون جمع نہیں ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا پھر ہنوز اس مرد نے اس کے ساتھ دخول نہ کیا تھا کہ باندی نے اپنے شوہر کے لیے اس کا شہوت سے بوسہ لیا پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ اسے میرے لیے اس کا شہوت سے بوسہ لیا ہو اور باندی نے اس کی تکذیب کی تو باندی مذکورہ اپنے شوہر سے بائیں ہو جائیگی کیونکہ شوہر نے اقرار کیا کہ اس نے شہوت سے میرے بیٹے کا بوسہ لیا ہو اور شوہر اپنے عیہ واجب ہوگا کیونکہ بوسہ نے اس کی تکذیب کی ہو یعنی اس نے شہوت سے بوسہ نہیں لیا ہو اور اگر اس معاملہ میں باندی نے خود کہا کہ میں نے شہوت سے بوسہ لیا ہو تو اس کا قول قبول ہوگا بشرطیکہ میں جی۔ اور اگر اس نے نہ لائی میں اپنے داماد کا اگر تہا سل پڑ لیا پھر کہا کہ یہ امر شہوت سے نہ تھا تو عورت مذکورہ کے قول کی تصدیق کی جائیگی نیز الزام الفتاویٰ میں ہے۔ اور نام مجھ پر نہ نکاح الاصل میں ذکر فرمایا کہ بسبب حرمت مہا ہرہ و حرمت رضاع واقع ہونے کے نکاح مرتفع نہیں ہو جاتا ہو بلکہ فاسد ہو جاتا ہو جس کے اگر تفریق و جدائی واقع ہونے سے پہلے شوہر نے اس عورت سے وطی کی تو شوہر پر بعد واجب ہوگی خواہ یہ امر اس پر مشتبہ ہو یا نہ ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پھر تو پر کر لی تو بھی اسکی دختر اس مرد پر حرام رہیگی اس واسطے کہ اسکی دختر اس مرد پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہوگی ہو کہ کہیں اس سے نکاح نہیں کر سکتا ہو اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ محرمات اس طے حرام کے ثابت ہوئی ہیں جن سے حرمت مہا ہرہ ثابت ہوئی ہے اس سے بھی ثابت ہوئی ہے نیز قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو کچھ مضائقہ نہیں ہو کہ اسکا بیٹا اس عورت کی بیٹی یا مان سے نکاح کر لے یہ عیہ خسر میں ہے اور فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنے ذکر پر کچھ لپیٹ کر ایک عورت سے نکاح کیا اس اگر وہ کچھ لپیٹ لگندہ ہو کہ فرج کی حرارت اس کے ذکر سے محسوس ہونے سے مانع نہ ہو تو یہ عورت بعد اس جامع و طلاق کے اپنے پہلے شوہر پر جس نے اس پر طلاق دیدی تھیں حلال ہو جائیگی اور اگر کچھ لگندہ ہو کہ وصول حرارت سے مانع ہو جائے تو مارواں تو عورت مذکورہ پہلے شوہر پر حلال ہوگی کذا فی الخلافہ قسم سوم وہ عورتیں جو بسبب مناعت کے حرام ہوتی ہیں پس ہر وہ عورت جو بسبب قرابت یا صہبت کے حرام ہوتی ہو وہ مناعت سے بھی حرام ہو جاتی ہے جیسا کہ کتاب الرضاۃ میں مذکور ہو یہ عیہ خسر میں ہے نیز قسم چہارم محرمات مجمع یعنی ان کے جن کرنے کی حیثیت سے

اگر شوہر نے اس کے قول کی تصدیق کی تو وہ بائیں ہونگے اور اگر زید کی جوڑی سے دعویٰ کیا کرے اس کے لیے نہ ہوگا اور اگر شوہر نے اس کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور زید سے بیٹے کا قول قبول ہوگا یہ سراج الہیاء میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی جوڑی کا شہوت سے بوسہ لیا یا باپ سے بیٹے کی جوڑی کا شہوت سے بوسہ لیا حالانکہ عورت مذکورہ باکرہ مجبور کی گئی تھی اور اس کے شوہر نے اس فعل کے شہوت سے ہونے سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اس زبردستی کرنے والے کے قول کی تصدیق کی تو جوابی ہونے سے انکار کیا جائیگی اور شوہر ہر مرد واجب ہوگا پھر جو کچھ وہ دیکھا اسکو اس فعل کے کرنے والے سے داپس لےکا بشرطیکہ اسے واقع ہو جائیگی اور شوہر ہر مرد واجب ہوگا پھر جو کچھ وہ دیکھا اسکو اس فعل کے کرنے والے سے داپس لےکا بشرطیکہ اسے عیہ فساد ڈالنے کا قصد کیا ہو اور اگر عیہ ایمان نہیں کیا ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہو اور طے کر لیتے کی صورت میں واپس نہیں لے سکتا اگرچہ اس نے عیہ فساد ڈالنے کے واسطے وطی کی ہو اس واسطے کہ اس صورت میں اس پر حد شرعی واجب ہوگی اور عیہ کے ساتھ مال و دون جمع نہیں ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا پھر ہنوز اس مرد نے اس کے ساتھ دخول نہ کیا تھا کہ باندی نے اپنے شوہر کے لیے اس کا شہوت سے بوسہ لیا پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ اسے میرے لیے اس کا شہوت سے بوسہ لیا ہو اور باندی نے اس کی تکذیب کی تو باندی مذکورہ اپنے شوہر سے بائیں ہو جائیگی کیونکہ شوہر نے اقرار کیا کہ اس نے شہوت سے میرے بیٹے کا بوسہ لیا ہو اور شوہر اپنے عیہ واجب ہوگا کیونکہ بوسہ نے اس کی تکذیب کی ہو یعنی اس نے شہوت سے بوسہ نہیں لیا ہو اور اگر اس معاملہ میں باندی نے خود کہا کہ میں نے شہوت سے بوسہ لیا ہو تو اس کا قول قبول ہوگا بشرطیکہ میں جی۔ اور اگر اس نے نہ لائی میں اپنے داماد کا اگر تہا سل پڑ لیا پھر کہا کہ یہ امر شہوت سے نہ تھا تو عورت مذکورہ کے قول کی تصدیق کی جائیگی نیز الزام الفتاویٰ میں ہے۔ اور نام مجھ پر نہ نکاح الاصل میں ذکر فرمایا کہ بسبب حرمت مہا ہرہ و حرمت رضاع واقع ہونے کے نکاح مرتفع نہیں ہو جاتا ہو بلکہ فاسد ہو جاتا ہو جس کے اگر تفریق و جدائی واقع ہونے سے پہلے شوہر نے اس عورت سے وطی کی تو شوہر پر بعد واجب ہوگی خواہ یہ امر اس پر مشتبہ ہو یا نہ ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پھر تو پر کر لی تو بھی اسکی دختر اس مرد پر حرام رہیگی اس واسطے کہ اسکی دختر اس مرد پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہوگی ہو کہ کہیں اس سے نکاح نہیں کر سکتا ہو اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ محرمات اس طے حرام کے ثابت ہوئی ہیں جن سے حرمت مہا ہرہ ثابت ہوئی ہے اس سے بھی ثابت ہوئی ہے نیز قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو کچھ مضائقہ نہیں ہو کہ اسکا بیٹا اس عورت کی بیٹی یا مان سے نکاح کر لے یہ عیہ خسر میں ہے اور فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنے ذکر پر کچھ لپیٹ کر ایک عورت سے نکاح کیا اس اگر وہ کچھ لپیٹ لگندہ ہو کہ فرج کی حرارت اس کے ذکر سے محسوس ہونے سے مانع نہ ہو تو یہ عورت بعد اس جامع و طلاق کے اپنے پہلے شوہر پر جس نے اس پر طلاق دیدی تھیں حلال ہو جائیگی اور اگر کچھ لگندہ ہو کہ وصول حرارت سے مانع ہو جائے تو مارواں تو عورت مذکورہ پہلے شوہر پر حلال ہوگی کذا فی الخلافہ قسم سوم وہ عورتیں جو بسبب مناعت کے حرام ہوتی ہیں پس ہر وہ عورت جو بسبب قرابت یا صہبت کے حرام ہوتی ہو وہ مناعت سے بھی حرام ہو جاتی ہے جیسا کہ کتاب الرضاۃ میں مذکور ہو یہ عیہ خسر میں ہے نیز قسم چہارم محرمات مجمع یعنی ان کے جن کرنے کی حیثیت سے

نکاح میں اور وہ دو قسم کی ہیں اول اجنبیات کا جمع کرنا اور دوم ذاتہ ارحام کا جمع کرنا یعنی جن عورتوں میں  
 رحم و نسب کی قرابت ہو پس اجنبیات میں یہ حکم ہو کہ مرد کو یہ حلال نہیں ہو کہ چار عورتوں سے زیادہ ایک وقت  
 میں اپنے نکاح میں جمع کرے یہ محیط شری میں ہے۔ اور غلام کو یہ حلال نہیں ہو کہ دو عورتوں سے زیادہ اپنے نکاح میں جمع  
 کرے یہ بدائع میں ہے اور نکاح کا ثبوت ہر دو سپر ام و لہد اس حکم میں مثل غلام کے ہیں یہ کفایہ میں ہے۔ اور مرد آزاد کو روا  
 ہو کہ جتنی اپنی باندیاں چاہے۔ اپنے تحت میں رکھے اگر خبیثا کی تعداد کثیر ہو اور غلام کو باندیاں کھانا جائز نہیں  
 ہو اگر چہ اس کے مولیٰ نے اس کو جائز کر دیا ہو یہ عادی میں ہے۔ اور مرد آزاد کو روا ہو کہ چار عورتوں میں آزاد و باندیاں اپنے  
 نکاح میں لائے لکذا فی الہدایہ اور غلام کو روا ہو دو عورتیں خواہ آزاد ہوں یا باندیاں اپنے نکاح میں لادے یہ  
 بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر مرد آزاد نے اس کے چھپے پائے عورتوں سے نکاح کیا تو پہلی چار عورتوں سے نکاح جائز ہوگا  
 اور باقیوں کا نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر ایک ہی عقد میں پانچ عورتوں سے نکاح کیا تو پہلی چار عورتوں کا نکاح فاسد ہوگا یعنی  
 باطل ہوگا سب طرح اگر تین عورتوں سے غلام نے نکاح کیا تو پہلی ہی حکم ہو اور اگر تین کا کرنے پانچ عورتوں سے اس کے چھپے نکاح  
 کیا پھر یکبارگی سب بیاہ کرے تو بالاتفاق پہلی چار عورتوں کے نکاح جائز رہیں گی اور باقیوں سے جدا کر دی جائیں گی اور  
 اگر تین نہ کرے سب سے یکبارگی نکاح کیا ہو تو انام و خفیہ میں اور انام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سات عورتوں میں  
 جدا کر دی جائیں گی اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر چار عورتوں سے یکبارگی نکاح کیا تو فقط پہلی عورت کا نکاح جائز ہوگا  
 یہ فتاویٰ فاشیخان میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے ایک عقد میں نکاح کیا اور دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا  
 سے ایک عقد میں نکاح کیا اور تقدیم و تاخیر معلوم نہیں ہو تو پہلے فریق کی عورت کا نکاح بہر حال جائز ہوگا اور اس کو نکاح  
 سببی ملے گا اور باقی دو فریق کا یہ حکم ہو کہ اس کا بیان بقول یا بقل نہیں ہر دو فریق کی عورتیں زندہ ہوں یا نہ ہوں  
 ہوں پس بعد بیان کے جبکہ نکاح کا باطل ہونا ظاہر ہوا اس کو نہ مہر ملے گا اور نہ میراں دے گا تا رہا نہیں ہو۔ اور اگر ایک عورت سے  
 دو شوہروں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو باطل ہو لیکن اگر ان دونوں میں سے کسی کے پاس چار عورتیں نکاح میں ہو جو دونوں  
 تو دوسرے کے ساتھ عقد جائز ہوگا محیط شری میں ہے اور وہ عورتیں جبکہ درمیان رحم و نسب کی قرابت ہو سہو کہ مرد کو یہ  
 حلال نہیں ہو کہ سگی دو بہنوں کو نکاح کرے جمع کرے اور یہ حلال نہیں ہو کہ دو باندیاں جو سگی بہنیں ہیں اپنی ماں یاں لاکر دونوں  
 سے وطی کرے اگر جمع کرے کامضمانہ نہیں ہے اور یہی حکم دو رضاعی بہنوں کا ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور اصل یہ ہے  
 کہ ہر ایسی دو عورتیں کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک جانب سے ہم ایک کو نہ کر فرض کریں تو دونوں میں سبب ذناعت  
 یا نسب کے ان کا نکاح جائز نہ تو ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا بھی جائز نہیں ہو لکذا فی المحیط میں یہ جائز نہیں ہو کہ مرد  
 ایک عورت اور ایک نسبی یا رضاعی بہن کو بھی یا نسبی یا رضاعی خالہ کو جمع کرے اور مثال سے اور عورتیں تین کا عہدہ مذکور  
 جاری ہو جمع نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر زیہ نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہندہ کے چھپے شوہر کی ایک سو و شتر کسی دوسری  
 عورت کے پیٹ سے ہو اس سے بھی نکاح کیا تو جائز ہو کیونکہ اگر ہندہ کو نہ کر فرض کیا جائے تو اس کو یہ وہ دختر  
 مذکورہ حلال ہوتی ہو بخلاف اس کے عکس کے۔ اسی طرح ہندہ اور اس کی باندی کا نکاح میں جمع کرنا بھی جائز ہے  
 اس واسطے کہ اس صورت میں بقاعدہ مذکورہ فرض کرنے سے عدم جواز نکاح بوجہ قرابت نسبی کے یا علاقہ رضاعت  
 کے نہیں ہے یہ شرح نقایہ شیخ ابوالکارم میں ہے۔ نہیں اگر ایک شخص نے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کیا تو اس کے

نکاح میں اور وہ دو قسم کی ہیں اول اجنبیات کا جمع کرنا اور دوم ذاتہ ارحام کا جمع کرنا یعنی جن عورتوں میں  
 رحم و نسب کی قرابت ہو پس اجنبیات میں یہ حکم ہو کہ مرد کو یہ حلال نہیں ہو کہ چار عورتوں سے زیادہ ایک وقت  
 میں اپنے نکاح میں جمع کرے یہ محیط شری میں ہے۔ اور غلام کو یہ حلال نہیں ہو کہ دو عورتوں سے زیادہ اپنے نکاح میں جمع  
 کرے یہ بدائع میں ہے اور نکاح کا ثبوت ہر دو سپر ام و لہد اس حکم میں مثل غلام کے ہیں یہ کفایہ میں ہے۔ اور مرد آزاد کو روا  
 ہو کہ جتنی اپنی باندیاں چاہے۔ اپنے تحت میں رکھے اگر خبیثا کی تعداد کثیر ہو اور غلام کو باندیاں کھانا جائز نہیں  
 ہو اگر چہ اس کے مولیٰ نے اس کو جائز کر دیا ہو یہ عادی میں ہے۔ اور مرد آزاد کو روا ہو کہ چار عورتوں میں آزاد و باندیاں اپنے  
 نکاح میں لائے لکذا فی الہدایہ اور غلام کو روا ہو دو عورتیں خواہ آزاد ہوں یا باندیاں اپنے نکاح میں لادے یہ  
 بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر مرد آزاد نے اس کے چھپے پائے عورتوں سے نکاح کیا تو پہلی چار عورتوں سے نکاح جائز ہوگا  
 اور باقیوں کا نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر ایک ہی عقد میں پانچ عورتوں سے نکاح کیا تو پہلی چار عورتوں کا نکاح فاسد ہوگا یعنی  
 باطل ہوگا سب طرح اگر تین عورتوں سے غلام نے نکاح کیا تو پہلی ہی حکم ہو اور اگر تین کا کرنے پانچ عورتوں سے اس کے چھپے نکاح  
 کیا پھر یکبارگی سب بیاہ کرے تو بالاتفاق پہلی چار عورتوں کے نکاح جائز رہیں گی اور باقیوں سے جدا کر دی جائیں گی اور  
 اگر تین نہ کرے سب سے یکبارگی نکاح کیا ہو تو انام و خفیہ میں اور انام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سات عورتوں میں  
 جدا کر دی جائیں گی اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر چار عورتوں سے یکبارگی نکاح کیا تو فقط پہلی عورت کا نکاح جائز ہوگا  
 یہ فتاویٰ فاشیخان میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے ایک عقد میں نکاح کیا اور دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا  
 سے ایک عقد میں نکاح کیا اور تقدیم و تاخیر معلوم نہیں ہو تو پہلے فریق کی عورت کا نکاح بہر حال جائز ہوگا اور اس کو نکاح  
 سببی ملے گا اور باقی دو فریق کا یہ حکم ہو کہ اس کا بیان بقول یا بقل نہیں ہر دو فریق کی عورتیں زندہ ہوں یا نہ ہوں  
 ہوں پس بعد بیان کے جبکہ نکاح کا باطل ہونا ظاہر ہوا اس کو نہ مہر ملے گا اور نہ میراں دے گا تا رہا نہیں ہو۔ اور اگر ایک عورت سے  
 دو شوہروں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو باطل ہو لیکن اگر ان دونوں میں سے کسی کے پاس چار عورتیں نکاح میں ہو جو دونوں  
 تو دوسرے کے ساتھ عقد جائز ہوگا محیط شری میں ہے اور وہ عورتیں جبکہ درمیان رحم و نسب کی قرابت ہو سہو کہ مرد کو یہ  
 حلال نہیں ہو کہ سگی دو بہنوں کو نکاح کرے جمع کرے اور یہ حلال نہیں ہو کہ دو باندیاں جو سگی بہنیں ہیں اپنی ماں یاں لاکر دونوں  
 سے وطی کرے اگر جمع کرے کامضمانہ نہیں ہے اور یہی حکم دو رضاعی بہنوں کا ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور اصل یہ ہے  
 کہ ہر ایسی دو عورتیں کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک جانب سے ہم ایک کو نہ کر فرض کریں تو دونوں میں سبب ذناعت  
 یا نسب کے ان کا نکاح جائز نہ تو ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا بھی جائز نہیں ہو لکذا فی المحیط میں یہ جائز نہیں ہو کہ مرد  
 ایک عورت اور ایک نسبی یا رضاعی بہن کو بھی یا نسبی یا رضاعی خالہ کو جمع کرے اور مثال سے اور عورتیں تین کا عہدہ مذکور  
 جاری ہو جمع نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر زیہ نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہندہ کے چھپے شوہر کی ایک سو و شتر کسی دوسری  
 عورت کے پیٹ سے ہو اس سے بھی نکاح کیا تو جائز ہو کیونکہ اگر ہندہ کو نہ کر فرض کیا جائے تو اس کو یہ وہ دختر  
 مذکورہ حلال ہوتی ہو بخلاف اس کے عکس کے۔ اسی طرح ہندہ اور اس کی باندی کا نکاح میں جمع کرنا بھی جائز ہے  
 اس واسطے کہ اس صورت میں بقاعدہ مذکورہ فرض کرنے سے عدم جواز نکاح بوجہ قرابت نسبی کے یا علاقہ رضاعت  
 کے نہیں ہے یہ شرح نقایہ شیخ ابوالکارم میں ہے۔ نہیں اگر ایک شخص نے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کیا تو اس کے

اور دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائیگی پس اگر ہنوز اس نے دخول و وطی نہ کی ہو تو دونوں کو کچھ نہ مانگا اور اگر پہلے دخول کے ایسا ہوا تو ہر ایک کو اس کے شریعی اور منہجی میں سے جو کم مقدار ہو وہ مانگی یہ ضرورت میں ہے۔ اور اگر دونوں کے ساتھ دو عقدوں میں نکاح کیا تو اخیر والی کا نکاح فاسد ہوگا اور مرد مذکور پر اسکا جھوٹا واجب ہوگا اور اگر قاضی کو معلوم ہو گیا تو دونوں میں تفریق کرادی جائیگی اگر مرد مذکور نے اسکو قبل دخول کے چھوڑا تو کوئی حکم ثابت ہوگا اور اگر بعد دخول کے چھوڑا تو اسکو ہر ایک کا شریعی اور منہجی میں سے کم مقدار مانگی اور عورت مذکورہ پر عقد مست واجب ہوگی اور اگر حمل رہ گیا ہو تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور مرد مذکور اپنی بیور سے جسے چاہے مانگا یہاں تک کہ اس کے چورو کی بہن کی عداوت گذر جائے یہ بچہ شریعی میں ہے اور اگر دونوں سے دو عقدوں میں نکاح کیا مگر یہ معلوم نہیں ہو تا کہ دونوں میں سے کون کون سے عورتیں پہلی ہو تو شریعی ہر کو حکم دیا جائیگا کہ خود بیان کرے پس اگر اس نے بیان کیا تو اس کے بیان پر عمل درآمد ہوگا اور اگر بیان نہ کیا تو اس میں شریعی نہ کی جائیگی بلکہ مرد مذکور اور دونوں عورتوں میں جس عداوتی کرادی جائیگی یہ شرح طحاوی میں ہے اور دونوں کو نصف ہر ایک کا بشرطیکہ دونوں کا ہر برابر ہو اور عقد میں بیان و تفریق کر دیا گیا ہو اور طلاق واقع ہونا دخول سے پہلے ہوا ہو اگر دونوں کا ہر مختلف ہو تو ہر ایک کے واسطے اس کے چھوڑنے والی ہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر عداوت میں ہر سے نہ تو دونوں کے واسطے ایک مستحب واجب ہوگا جو مختلف ہر کے بدلے میں ہوگا اور اگر جدائی بعد دخول کے واقع ہو تو ہر ایک کے واسطے اسکا پورا مرد واجب ہوگا کہ انی التبتیں اور شیخ ابو جعفر ہندوئی نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے معنی یہ ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ دونوں میں سے ہر ایک عورت دعویٰ کرے کہ میرے ساتھ پہلے نکاح ہوا ہو اور کسی کے پاس جہت نہ ہو تو دونوں کے واسطے نصف ہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ پہلے کون عقد واقع ہوا تو جب تک دونوں باہم صلح نہ کریں کسی امر کا حکم نہ دیا جائیگا کہ انی غایۃ السراجی اور صلح باہمی کی صورت یہ ہے کہ دونوں عورتوں قاضی کے حضور میں کہیں کہ ہمارا اس مرد پر ہر ہو اور یہ حق ایسا ہو کہ ہم دونوں سے متجاہز نہیں ہو پس باہم صلح کرتے ہیں کہ نصف ہر لیں پس قاضی نصف ہر کا حکم دیدیگا یہ نہایت میں ہے اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے نکاح کے مقدم ہونے پر گواہ پیش کیے تو مرد مذکور پر نصف ہر دونوں کے واسطے برابر مشترک واجب ہوگا اور ہر حکم اتفاقی ہو بنا برآں کہ روایت کتاب النکاح میں مذکور ہوا اور یہی ظاہر الہدایۃ کافی میں ہے اور یہ احکام جو دو ہنوں کے جمع کرنے کی صورت میں مذکور ہوئے ہیں مذکور ہونے میں ہر ایک دو عورتوں کے حق میں جاری ہیں چنانچہ جمع کرنا حرام ہو یہ فتح القدیر میں ہے اور جدائی کے بعد اگر اس نے چاہا کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرے تو اسکو اختیار ہو بشرطیکہ قبل دخول کے تفریق واقع ہوئی ہو اور اگر بعد دخول کے واقع ہو تو چھوٹا دونوں کی عداوت گذر جاوے تب تک کسی سے نکاح نہیں کر سکتا ہو اور اگر ایک کی عدت گذر گئی اور دوسری عدت میں ہو تو جو عدت میں ہو اس سے نکاح کر سکتا ہو دوسری سے نہیں کر سکتا ہوتا و فتاویٰ اسکی عدت نہ گذر جائے۔ اور اگر ایک کے ساتھ دخول کیا ہو تو اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہو نہ دوسری کے ساتھ تا وقتیکہ اسکی عدت پوری نہ ہو جائے اور جب رد فوطی کی عدت پوری ہو گئی تو پھر اسکو اختیار ہو کہ دونوں میں سے کسی ایک سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہو یہ یقین میں ہے اور مرد مذکور دونوں کو بھی وطی کا نفع حاصل کرے نہ کہ واسطے جمع کرنا نہیں جائز ہو جیسے دو ہنوں کا نکاح جمع کرنا نہیں جائز ہو اور اگر دو ہنوں کا مالک ہو تو اسکو اختیار ہو ہر ایک کو دونوں میں سے جس سے چاہے جمع حاصل کرے اور جب اس نے

فتاویٰ ہندو کی کتاب النکاح باب سوم حرکات

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم



دو لون میں سے ایک باندی سے متع حاصل کیا تو پھر اسکے بعد دوسری سے متع نہیں حاصل کر سکتا ہو اسی طرح اگر ایک باندی خریدی اور اس سے وطی کر لی پھر دوسری باندی جو اسکی بہن ہو خریدی تو وہ پہلی باندی سے وطی کر سکتا اور دوسری سے نہیں کر سکتا ہوتا و تھیکہ پہلی باندی کو اپنے اوپر حرام نہ کرے اور حرام کر لینے کے یہ معنی ہیں کہ کسی مرد سے اسکا نکاح کر دے یا اپنی ملک سے نکال دے خواہ بایں طور کہ اسکو آزاد کر دے یا جہہ کر دے یا فرزند کرے یا کسی کو صدقہ دیدے یا اسکو ملک تہب کر دے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور باندی کا کوئی حصہ آزاد کر دینا بمنزلہ کل آزاد کر نے کے ہو اسی طرح بعض حصہ کا مالک کرنا گو یا بمنزلہ کل کے مالک کر دینے کے ہو یہ تبیین میں ہے اور اگر زبان سے کہد یا کہ یہ جہہ حرام ہو تو ایسی حالت میں اسکی دوسری بہن اسپر حلال نہوگی جیسے حالت حیض و نفاس و احرام و حیض میں حلال نہیں ہوتا ہے یہ غایۃ السروی میں ہے۔ اور اگر اس سے دو لون سے وطی کر لی ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دو لون میں سے کسی سے وطی کرے تاکہ تھیکہ دو لون میں سے ایک کو اپنے اوپر بطرح پہلے بیان کیا ہو حرام نہ کرے اور اگر اسنے اس طرح حرام کر لیا کہ دو لون میں سے ایک کو فرخت کر دیا یا کسی سے اسکا نکاح کر دیا یا جہہ کر دی پھر صلیحہ سیدہ عیوبہ کے اسکو واپس وی گئی یا اس نے جہہ سے رجوع کیا یا اسکا شوہر نہ اسکو طلاق دینی اور اسکی عورت گذر گئی تو پھر دو لون میں سے کسی سے وطی نہ کر سیکے جب تک کہ دو لون میں سے ایک کو اپنے اوپر بطریق مذکورہ بالا حرام نہ کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا اور پھر اس کے ساتھ ہم بستر ہوا تھا کہ اسکی بہن کو خود خرید لیا تو خریدی ہوئی باندی سے ہم بستر نہیں ہو سکتا اور اس کے ساتھ کہ باندی سے نکاح نکاح سے بسترنا بہت ناموگیا ہو پس اگر خریدی ہوئی سے وطی کر لیا تو ایک بستر میں دو لون کو متع کرنے والا ہو جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح کیا حالانکہ باندی سے وطی کر چکا ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہوا تو پھر باندی مذکورہ منکو کہ سے وطی نہ کرے اگرچہ اسنے منکو کہ سے ہنوز وطی نہ کی ہو اور نیز منکو کہ سے بھی وطی نہیں کر سکتا ہو جب تک کہ منکو کہ کو اپنے اوپر اسباب مذکورہ میں سے کسی سے متع حرام نہ کرے پھر البتہ منکو کہ سے وطی کر سکتا ہو اور اگر منکو کہ سے وطی نہ کی ہو تو منکو کہ سے وطی کر سکتا ہو یہ ہر ایک میں ہے اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح کیا تو اسکی باندی جس سے اسنے وطی کر لی ہو اسپر حرام نہوگی لیکن اگر اسنے منکو کہ سے وطی کر لی تو البتہ اسکی منکو کہ باندی اسپر حرام ہو جائیگی یہ بکر الرائق میں ہے۔ دو لون میں سے ہر ایک سے ایک ہی مرد سے کہا کہ میں نے بعض اسقدر ہر کے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں دیا اور دو لون کا کلام دو لون کے منہ سے ایک ساتھ نکلا مگر مرد نے دو لون میں سے ایک کا نکاح قبول کیا تو یہ جائز ہے اور اگر شوہر نے ابتدا کی اور کہا کہ میں نے تم دو لون میں سے ہر ایک سے بعض ہر مرد ہر کے نکاح کیا پس دو لون میں سے ایک سے کہا کہ میں راضی ہوئی اور دوسری نے راضی ہونے سے انکار کیا تو دو لون کا نکاح باطل ہوگا یہ فقیرہ میں ہے امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکی شادی کرادے اور دوسرے شخص کو بھی اسی کام کے واسطے وکیل کیا پس دو لون وکیلوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک عورت سے ہر دون حکم اس عورت کے اسکے ساتھ نکاح کر دیا حالانکہ دو لون عورتیں باہم رضاعی بہنیں ہیں اور دو لون کا کلام ایک ساتھ ہی منہ سے نکلے تو دو لون نکاح باطل ہیں اسی طرح اگر دو لون میں سے ایک نکاح برضا ہندی عورت جو یا دو لون یا انسانی

وہ باندی ہے جس سے نکاح کیا گیا ہو اس سے نکاح باطل ہے اگر وہ باندی ہے جس سے نکاح نہیں کیا گیا ہو اس سے نکاح صحیح ہے

عورت کے ہون تو بھی یہی حکم ہے کہ اگر یہ عورت میں ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہیں کہ وہ دوکیل نہیں کیے گئے ہیں بلکہ فضولی ہیں اور دونوں نے دو ہنوں کا نکاح ہر دونوں کی اجازت سے دو عقد متفرق میں ایک مرد کے ساتھ باندھا اور ہر دو عورت میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک ایک خا طب ہوا اور ہر دو عقد پر بیاہ واقع ہوئے پھر یہ خبر مرد کو پہونچی جو شدہ ہر قرار دیا گیا ہے اس نے ہر دو میں سے ایک نکاح کی اجازت دی تو وہ نکاح جائز ہوگا اور اگر ان دونوں نے ایک ہی عقد میں دونوں کا نکاح کر دیا مثلاً باہین طہر کہ ہر دوکیل میں سے ہر ایک نے کیا کہ میں نے فلانہ و فلانہ عورت کا نکاح کر دیا اور ہر دو دونوں کی طرف سے دو مرد خا طب ہوئے تو انہیں سے کوئی نکاح جائز نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے دو ہنوں سے نکاح کیا حالانکہ ایک ہیں کسی شخص غیر کی عدت میں رہا یا اسکی سنکوہ ہو تو جو بہن خالی ہو اسکا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محمد بن سہری میں ہے۔ اور اس خبر کو طلاق دی اور وہ حالت عدت میں ہو نہیں حالت عدت میں اسکی بہن سے نکاح نہیں جائز ہے خواہ طلاق تہی کی عدت میں ہو یا باہن کی یا تین طلاق کی یا نکاح فاسد کی یا وطی بسترہ کی عدت میں ہو اور جیسے کہ عدت میں اسکی بہن سے نکاح نہیں جائز ہے اسی طرح ہر ایسی عورت سے جسکا اسکے ساتھ جمع کرنا نہیں جائز ہو نکاح جائز نہ ہوگا اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہو کہ اس عدت والی عورت کے علاوہ چار عورتوں سے نکاح کرے یہ کافی نہیں ہے۔ اور اگر اسنے اپنی امرد کو آزاد کر دیا تو جب تک اسکی عدت نہ گزر جاوے تب تک اسکی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا اور امام غفرم نے کہنے نزدیک کہ اگر عورت کے سوائے چار عورتوں سے نکاح جائز ہو اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اسکی بہن سے بھی نکاح جائز ہے یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ اس مطلقہ نے مجھے خبر دی تھی کہ میری عدت گزر گئی پس لکھ کر اتنی مدت گزر گئی ہو کہ ایسی کم مدت ہے تو عدت نہیں پوری ہو جاتی ہے تو مرد کا قول قبول ہوگا اور نیز عورت کا بھی قول قبول ہوگا الا اس صورت میں کہ ایسے امر کو بیان کرے جو محتمل ہو مثلاً کہ ایسا حمل جسکی خاقت و اعتنا ظاہر ہو گئی تھی ساقط ہو گیا ہو اور مثل اسکے۔ اور اگر اتنی مدت گزری ہو کہ ایسی مدت میں عدت گزر جاتی ہے پس اگر عورت مذکورہ نے مرد کے قول کی تصدیق کی یا خاموش رہی یا غائب تھی تو مرد مذکور کو اسکی بہن سے یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح اگر وہ رستہ اسکی تکذیب کی تو بھی ہمارے علماء کے نزدیک یہی حکم ہے یہ مسطور میں ہے۔ اور جو عورت مرتد ہو گئی ہے حسب وہ دار الحرب میں جا ملی تو اسکے مرد کو اسکی عدت پوری ہو جانے سے پہلے اسکی بہن کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہو جیسا کہ عورت کورد کے مرجانے کی صورت میں مذکور ہے اگر وہ مسلمان ہو کر واپس آئی تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو بہن کے ساتھ نکاح کر لینے سے پہلے واپس آئی یا اسکے بعد واپس آئی پس اگر بہن سے نکاح کر لینے کے بعد واپس آئی تو بہن کا نکاح فاسد ہوگا کیونکہ عدت عود نہ کر لی اور دوسری صورت میں بھی امام غفرم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہو کیونکہ عدت بعد ساقط ہونے کے بلا سبب جدید عود نہ کر لی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک مرد کو اسکی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مسلمان ہو کر اسکے واپس آنے کی صورت میں اسکا دار الحرب میں جا ملنا شرعاً مثل اسکے غائب ہونے کے قرار دیا جائیگا یا اسکو نہیں دیکھتے ہو کہ اسکو اسکا مال واپس دیا جاتا ہو اور وہ عود کر کے حالت عدت میں ہوئی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا کہ دونوں میں سے ہر ایک عورت دوسری عورت کی بھوپنی ہو جائز نہیں ہے اور نیز یہی دو عورتوں کا جمع کرنا جنہیں سے ہر ایک دوسری کی خالہ ہو جائز نہیں ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ دو مردوں میں سے

فقہ دینی ہندو کتاب النکاح باب سوم خواتین  
ترجمہ فقہ دینی عالمگیری جلد دوم  
۲۳

ہر ایک دوسرے مرد کی مان کے ساتھ نکاح کرے اور دونوں سے لڑکی پیدا ہو پس ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی بیوی ہوگی اور اگر دونوں مرد میں سے ہر ایک دوسرے کی دختر سے نکاح کرے اور دونوں کی لڑکیاں پیدا ہوں تو ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی خالہ ہوگی یہ ہا یہ میں ہے۔ ایک مرد نے دو عورتوں سے نکاح کا عقد باندھا حالانکہ دونوں میں سے ایک عورت ایسی ہو کہ اس سے نکاح کرنا حلال نہیں ہو مثلاً اس مرد کی ذوات مجارم مثل بیوی و خالہ وغیرہ یا بیٹھوہری ہو یا بت پرست ہو اور دوسری سے نکاح کرنا حلال ہو تو جس سے نکاح حلال ہو اس کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا اور دوسری سے نکاح فاسد ہو جائیگا اور جو مہر قرار پایا ہو وہ سب اسی کے واسطے ہوگا جس سے نکاح صحیح ہو اور یہ امام اعظم کا قول ہے تبیین میں ہے۔ اور اگر ان عورت کے ساتھ جو حلال نہیں تو اسے دخول کر لیا تو اصل میں مذکور ہو کہ اسکو مہر المثل ملے گا چاہے بقدر مہر اور جو مہر قرار پایا ہو وہ سب اسیکو ملے گا جو حلال ہو اور یہوطین فرمایا کہ نابرتوں کے لیے اس قول امام اعظم پر عمل نہیں ہے۔ چنانچہ باندیاں جہرہ کے ساتھ یا زہ کے اور نکاح میں لانی جائیں پس خرقہ کے ساتھ یا سرہ کے اور باندی کا نکاح میں لانا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بیعت شرعی نہیں ہے۔ اور مرد بزدل و ام ولد کا بیوی حکم ہو بیعت عقد نہیں ہے اور اگر مرد و باندی کو ایک ہی عقد میں لیا گیا تو خرقہ کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح باطل ہو جائیگا اور یہ اسوقت ہو کہ جب اس خرقہ سے نکاح کر لیا جائے اور اگر خرقہ سے نکاح حلال نہ ہو تو باندی کے ساتھ اسکو ملائے سے باندی کا نکاح باطل ہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر پہلے باندی سے نکاح کیا پھر خرقہ سے تو دونوں کا نکاح صحیح ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر خرقہ کو طلاق یا تین طلاق دیا اسکی عدت میں باندی سے نکاح کیا تو امام اعظم کے نزدیک نہیں جائز ہے اور صاحبان میں سے بعض کے نزدیک جائز ہے اور اگر خرقہ مذکورہ طلاق ہی کی عدت میں ہو تو بالاتفاق باندی سے نکاح نہیں جائز ہے یہ کافی میں ہے اور اگر باندی کو خرقہ سے نکاح کیا حالانکہ خرقہ مذکورہ کسی کے نکاح فاسد کی عدت میں ہو یا ولی بشہرہ کی عدت میں ہو تو میں بن زیاد نے ذکر کیا کہ یہ صورت بھی امام اعظم و صاحبین کے اختلاف کی ہے اور اسے سوائے مشائخ نے فرمایا کہ اس صورت میں باندی کا نکاح بالاتفاق جائز ہوگا اور یہی فہرہ و مشائخ اور اگر باندی کو تہی طلاق دیکر مرد سے نکاح کیا پھر باندی سے رجوع کر لیا تو جائز ہے یہ وغیرہ میں ہو فلام نے ایک خرقہ عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کر لیا حالانکہ بدو ان اجازت اپنے مولیٰ کے ایسا کیا پھر بدو ان اجازت اپنے مولیٰ کے باندی سے نکاح کیا پھر مولیٰ نے دونوں کے نکاح کی اجازت دیدی تو خرقہ کا نکاح جائز ہوگا اور باندی کا نکاح جائز ہوگا یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور اگر بدو ان اجازت باندی کے مولیٰ کے باندی سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول نہ کیا پھر آزاد عورت سے نکاح کیا پھر مولیٰ نے باندی سے اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر باندی مذکورہ کی دختر سے جو خرقہ ہو قبل اجازت کے نکاح کر لیا پھر باندی کے مولیٰ نے اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا یہ محیط خرسی میں ہے اور ایک شخص کی ایک دختر باندی اور ایک باندی باندی ہو پس اس نے ایک مرد سے کہا کہ میں نے یہ دونوں عورتیں ہر ایک ان میں سے بوجہ عقد ہر کے پیر سے نکاح میں دیں اور اس مرد نے باندی کا نکاح قبول کیا تو باطل ہوگا پھر اگر اس کے بعد خرقہ کا نکاح قبول کر لیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور باندی کے ساتھ نکاح کرنا خواہ باندی مسلمہ ہو یا کتبا یہ جائز ہے اگر چہ اسکو خرقہ عورت سے نکاح کرنے کی دسترس ہو یہ کافی میں ہے مگر باوجود دسترس خرقہ کے باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو باندیوں کا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط خرسی میں ہے۔ امام اعظم ان محرمات کے بیان میں بنے غیر کا حق متعلق ہو کسی مرد کو روا نہیں ہے کہ دوسرے کی اسکو حرام سے یا دوسرے کی عقدہ سے نکاح کرے کہ ان کی کراچی الیہ خواہ

عزت بطلان ہو یا عدت اوقات شوہر یا نکاح فاسد میں دخول کرنے کی عدت ہو یا دلی شبہہ کی عدت میں یہ ہر طرح  
 میں ہو اور اگر کسی نے غیر کی منکوحہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ نہیں جانتا ہو کہ غیر کی منکوحہ ہو پھر اس سے دلی کر لی تو عدت واجب  
 ہوگی اور اگر جانتا ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ ہو تو واجب نہیں ہوگی حتیٰ کہ اس کے شوہر کو اس سے دلی کرنا حرام نہیں ہے نہ نکاح دلی کا  
 میں ہو اور جس شخص کی عدت میں ہو اس کو اس کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہو بشرط شری میں ہو اور یہ حکم استتہت ہے کہ جب اس  
 صورت میں سوائے عدت کے اور کوئی اور مانع نہ ہو بدائع میں ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام حنفی نے فرمایا کہ زنا سے جو عورت  
 حاملہ ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہو لیکن اس کے ساتھ دلی کر کے یہاں تک کہ وضع حمل ہو اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ  
 نہیں صحیح ہے مگر فتویٰ طرفین کے قول یہ ہو چکا ہے میں ہو اور جس طرح اس کے ساتھ دلی بیاہ نکاح نہیں ہو اس طرح جو امور و داعی دلی  
 ہیں وہ بھی مباح نہیں ہیں یہ فتح القدیر میں ہے اور بعض ائمہ انزل میں ہو کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس کے ساتھ کسی دوسرے  
 زنا کیا تھا اور زنا سے پیش ظاہر ہو گیا تھا تو بالاتفاق نکاح جائز ہے اور بالاتفاق اس کا اختیار ہوگا کہ اس کے ساتھ دلی کرے  
 اور بالاتفاق وہ مستحق نفقہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے ایک طرف سے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس کا پیشہ گر کسی خلعت و اعتنا  
 ظاہر تھے پس اگر چاہتے ہیں بیٹھ کر اس کو نکاح جائز ہوگا اور اگر اس سے کم مدت ہو تو جائز ہوگا اس واسطے کہ خلعت  
 و اعتنا کا اختیار انیسویں روز سے کم نہیں ہوتا یہ ذخیرہ میں ہے اور جو عورت حاملہ ثابت ہو اس سے نکاح ساقط  
 بالاتفاق ہے نہیں جائز ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت ہے کہ اگر حمل کسی دوسری کا ہو مثلاً عورت حاملہ ہو کر نکاح کرے  
 دارالاسلام میں چلی آئی ہو یا دارالحرب سے قید کر لائی گئی ہو تو اس سے نکاح کر لینا جائز ہوگی دلی کر کے یہاں تک  
 کہ وضع حمل ہو جائے یہ حکم امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت کیا ہے اور اس پر امام شافعی نے اعتقاد کیا ہے اور  
 حنفیوں کا حکم امام محمد رحمہ اللہ امام غفرلہ سے روایت کیا ہے اور اس پر کئی نے اعتقاد کیا ہے اور یہی اصح و معتبر علیہ ہے میں  
 ہو ایک شخص نے اپنی ام ولد کا نکاح کر دیا حالانکہ اس کی ام ولد اس سے حاملہ ہو تو نکاح باطل ہوگا اور اگر حاملہ ہو تو نکاح  
 صحیح ہوگا یہ شرح جامع مغیرہ قاضی خان میں ہے اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے دلی کر لیا تو نکاح جائز ہوگا لیکن  
 مولیٰ پر واجب ہوگا کہ اس کے رحم کا استبراء کرے تاکہ اس کا نطفہ نکلے اور اس سے بچے نہ ہو اور دلی کر کے یہ معتبر  
 بطریق استبراء ہے نہ بطریق وجوب یہ شرح ہدایہ میں ہے اور جو بیکرا میں صورت میں نکاح جائز ہو تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ  
 اس سے قبل استبراء کرے دلی کر کے یہ امام غفرلہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیکرا میں قبل استبراء  
 اس سے دلی کر کے یہ ہدایہ میں ہے اور فقہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول اقرب بات ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ بیکرا میں یہ نہیں ہے  
 اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ باندی کے مولیٰ نے قبل استبراء کے نکاح کر دیا ہو اور اگر بیکرا میں استبراء کے نکاح کر دیا تو شوہر کو  
 اس کے ساتھ بلا استبراء دلی کرنا بالاتفاق جائز ہے فتح القدیر میں ہے اور اگر ایک عورت کو دیکھا کہ وہ زنا کیا کرتی ہے پھر اس کا  
 نکاح کیا تو بیکرا میں اس کے نزدیک قبل استبراء کے اس سے دلی کرنا حلال ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیکرا میں استبراء نہ کر کے بیکرا میں  
 نہیں ہے کہ اس سے دلی کر کے یہ ہدایہ میں ہے باب میں ہے اگر اپنے بیکری باندی سے نکاح کیا تو بیکرا میں نہ ہو تا فانیہ میں ہو اور  
 جو عورت دارالحرب سے پکڑ آئی ہو سوائے بیکرا لائے والے کے دوسرے کو اس سے نکاح کر لینا جائز ہے جبکہ عورت مذکورہ تنہا بدون اپنے  
 قاون کے گرفتار ہوئی اور دارالاسلام میں لائی گئی ہو اور اس پر اجتماع ہے اور جو عورت مذکورہ بیکری اور باندی جو عورت دارالکفر سے  
 ہجرت کر کے دارالاسلام میں آئی اس کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے اور امام غفرلہ نے فرمایا کہ اس پر عورت واجب نہ دلی اور صاحبین جسے نزدیک

نکاح بطلان ہو یا عدت اوقات شوہر یا نکاح فاسد میں دخول کرنے کی عدت ہو یا دلی شبہہ کی عدت میں یہ ہر طرح میں ہو اور اگر کسی نے غیر کی منکوحہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ نہیں جانتا ہو کہ غیر کی منکوحہ ہو پھر اس سے دلی کر لی تو عدت واجب ہوگی اور اگر جانتا ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ ہو تو واجب نہیں ہوگی حتیٰ کہ اس کے شوہر کو اس سے دلی کرنا حرام نہیں ہے نہ نکاح دلی کا میں ہو اور جس شخص کی عدت میں ہو اس کو اس کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہو بشرط شری میں ہو اور یہ حکم استتہت ہے کہ جب اس صورت میں سوائے عدت کے اور کوئی اور مانع نہ ہو بدائع میں ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام حنفی نے فرمایا کہ زنا سے جو عورت حاملہ ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہو لیکن اس کے ساتھ دلی کر کے یہاں تک کہ وضع حمل ہو اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ نہیں صحیح ہے مگر فتویٰ طرفین کے قول یہ ہو چکا ہے میں ہو اور جس طرح اس کے ساتھ دلی بیاہ نکاح نہیں ہو اس طرح جو امور و داعی دلی ہیں وہ بھی مباح نہیں ہیں یہ فتح القدیر میں ہے اور بعض ائمہ انزل میں ہو کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس کے ساتھ کسی دوسرے زنا کیا تھا اور زنا سے پیش ظاہر ہو گیا تھا تو بالاتفاق نکاح جائز ہے اور بالاتفاق اس کا اختیار ہوگا کہ اس کے ساتھ دلی کرے اور بالاتفاق وہ مستحق نفقہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے ایک طرف سے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس کا پیشہ گر کسی خلعت و اعتنا ظاہر تھے پس اگر چاہتے ہیں بیٹھ کر اس کو نکاح جائز ہوگا اور اگر اس سے کم مدت ہو تو جائز ہوگا اس واسطے کہ خلعت و اعتنا کا اختیار انیسویں روز سے کم نہیں ہوتا یہ ذخیرہ میں ہے اور جو عورت حاملہ ثابت ہو اس سے نکاح ساقط بالاتفاق ہے نہیں جائز ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت ہے کہ اگر حمل کسی دوسری کا ہو مثلاً عورت حاملہ ہو کر نکاح کرے دارالاسلام میں چلی آئی ہو یا دارالحرب سے قید کر لائی گئی ہو تو اس سے نکاح کر لینا جائز ہوگی دلی کر کے یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے یہ حکم امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت کیا ہے اور اس پر امام شافعی نے اعتقاد کیا ہے اور حنفیوں کا حکم امام محمد رحمہ اللہ امام غفرلہ سے روایت کیا ہے اور اس پر کئی نے اعتقاد کیا ہے اور یہی اصح و معتبر علیہ ہے میں ہو ایک شخص نے اپنی ام ولد کا نکاح کر دیا حالانکہ اس کی ام ولد اس سے حاملہ ہو تو نکاح باطل ہوگا اور اگر حاملہ ہو تو نکاح صحیح ہوگا یہ شرح جامع مغیرہ قاضی خان میں ہے اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے دلی کر لیا تو نکاح جائز ہوگا لیکن مولیٰ پر واجب ہوگا کہ اس کے رحم کا استبراء کرے تاکہ اس کا نطفہ نکلے اور اس سے بچے نہ ہو اور دلی کر کے یہ معتبر بطریق استبراء ہے نہ بطریق وجوب یہ شرح ہدایہ میں ہے اور جو بیکرا میں صورت میں نکاح جائز ہو تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے قبل استبراء کرے دلی کر کے یہ امام غفرلہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیکرا میں قبل استبراء اس سے دلی کر کے یہ ہدایہ میں ہے اور فقہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول اقرب بات ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ بیکرا میں یہ نہیں ہے اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ باندی کے مولیٰ نے قبل استبراء کے نکاح کر دیا ہو اور اگر بیکرا میں استبراء کے نکاح کر دیا تو شوہر کو اس کے ساتھ بلا استبراء دلی کرنا بالاتفاق جائز ہے فتح القدیر میں ہے اور اگر ایک عورت کو دیکھا کہ وہ زنا کیا کرتی ہے پھر اس کا نکاح کیا تو بیکرا میں اس کے نزدیک قبل استبراء کے اس سے دلی کرنا حلال ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیکرا میں استبراء نہ کر کے بیکرا میں نہیں ہے کہ اس سے دلی کر کے یہ ہدایہ میں ہے باب میں ہے اگر اپنے بیکری باندی سے نکاح کیا تو بیکرا میں نہ ہو تا فانیہ میں ہو اور جو عورت دارالحرب سے پکڑ آئی ہو سوائے بیکرا لائے والے کے دوسرے کو اس سے نکاح کر لینا جائز ہے جبکہ عورت مذکورہ تنہا بدون اپنے قاون کے گرفتار ہوئی اور دارالاسلام میں لائی گئی ہو اور اس پر اجتماع ہے اور جو عورت مذکورہ بیکری اور باندی جو عورت دارالکفر سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں آئی اس کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے اور امام غفرلہ نے فرمایا کہ اس پر عورت واجب نہ دلی اور صاحبین جسے نزدیک





اگر ایک ایسے حال پر ہو گیا کہ اگر از سر نو نکاح کیا جاوے تو ناجائز ہو تو ایسی حالت میں جائز نکاح بھی باطل ہو جائیگا۔  
 جب مجبوسیت اختیار کرنے سے نکاح فاسد ہو گیا اسلئے اگر یہ فعل اس عورت کی طرف سے ہو تو بعد از بیہوشی یا سگی اور عورت  
 مذکورہ کو اس کے گھر سے کچھ نہ ملے اور نہ متعلقہ ملک اگر قبل دخول کے مجبوس ہو گئی ہو اور اگر مرد کی طرف سے یہ فعل صادر ہو  
 پس اگر دخول سے پہلے چایا گیا تو عورت کو نصف ہر ملک بشرطیکہ قہری و مقرر ہو گیا ہو اور عقد میں بیہوشی نہ ہو تو متعلقہ حسب  
 ہوگا اور اگر بعد دخول کے مجبوس ہو گیا تو پورا عہد واجب ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور مرتد کور و انہیں اگر مرتد  
 یا مسلم یا اہل کافرہ عورت سے نکاح کرے اسی طرح مرتدہ عورت کا نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں جائز ہے یہ سب و ط میں ہے  
 اور مسلمان عورت کا نکاح کسی مرد مشرک یا کتبی سے نہیں جائز ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور بہت پرست اور مجوس  
 عورت سوائے مرتد کے ہر کافر کے واسطے جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور مذہبی لوگ اہلین ایک مرد  
 دوسری عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اگر چہ باہم انکی شریعتیں مختلف ہوں یہ بدائع میں ہے۔ اور مسلمان عورت  
 سے نکاح کرنے کے بعد اسکے اوپر کتابیہ آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور اسی طرح کتابیہ عورت پر مسلم  
 عورت کو بیاہ لا سکتا ہے اور باری میں دونوں برابر ہوگی کیونکہ دونوں علیحدہ نکاح میں برابر ہیں یہ قاضی خان کی  
 شرح جامع صغیر میں ہے کہ ہر ملک باری ملک یعنی ملک میں سے جو حرام ہیں عورت کے واسطے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے  
 غلام کے نکاح میں دے اور ان میں جائز ہے کہ ایسے غلام کے نکاح میں آوے جو اس کے وغیرہ کے دیوان شترک ہے اور وہ نکاح  
 پر ملک میں طارد ہو تو نکاح باطل ہو جاتا ہے چنانچہ اگر جو مرد میں سے کوئی دوسرے تمام کا یا اسکے کسی دھندہ ذائقہ ہو تو  
 نکاح باطل ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی باندی یا مکاتبہ یا مرتدہ یا ام ولد سے نکاح کیا یا ایسی  
 باندی سے نکاح کیا جس کے کسی حصہ کا مالک ہو تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اسی طرح ایسی باندی سے بھی  
 نکاح نہیں جائز ہے جس میں اس کا کچھ حق ملک ہو مثلاً ایسی باندی جس کو اسکے رب کا تہہ اپنی کمائی سے خریدا ہو یا اسکے  
 مازون غلام خریدا ہو یا یہ بیٹہ خیر میں ہو اور شاخ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں اولیٰ یہ ہے کہ اپنی باندی  
 سے بھی نکاح کرے حتیٰ کہ اگر وہ مرد ہوگی تو وطی حکم نکاح حلال ہوگی یہ سراج میں ہے غلام مازون یا باندی  
 منکوحہ کو خرید تو نکاح باطل نہوگا اسی طرح اگر مکاتبہ نے اپنی منکوحہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر مکاتبہ نے  
 کوئی باندی خریدی اور اس سے نکاح کیا تو صحیح نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جس میں سے بعض حصہ آزاد ہو گیا  
 ہو وہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک مکاتبہ کے حکم میں ہے لیکن اگر اس نے اپنی زہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور جہاں  
 کے نزدیک وہ مثل آزاد قرار دے رہے ہیں نکاح فاسد ہو جائیگا یہ سراج ادہاج میں ہے اور اگر آزاد ہونے اپنی جود  
 باندی کو بشرط اختیار خریدا تو امام اعظم کے نزدیک اس کا نکاح باطل نہوگا اور مکاتبہ نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس کا  
 وہ مالک تھا یعنی اپنی مولا سے تو صحیح نہوگا اور اگر اس سے وطی کر لی تو عقد دنیا ٹریکا۔ اور اگر مکاتبہ اپنی مکاتبہ کرنے والی سے نکاح کرنے کے  
 بعد آزاد ہو گیا تو نکاح مذکورہ جائز ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مکاتبہ یا غلام نے اپنے مولیٰ کی لڑکی سے  
 باجائز اپنے مولیٰ کے نکاح کیا تو جائز ہے یہ اگر مولیٰ مر گیا تو غلام کا نکاح فاسد ہو جائیگا اور مکاتبہ کا نکاح ہمارے نزدیک باجائز  
 مرتد سے فاسد نہوگا یہ سب و ط میں ہے یہاں تک کہ اگر مکاتبہ کو آزاد ہو گیا تو نکاح بترار ہو جائیگا اور اگر جائز ہو کر بیوی کر دیا گیا تو دختر کا

اگر ایک ایسے حال پر ہو گیا کہ اگر از سر نو نکاح کیا جاوے تو ناجائز ہو تو ایسی حالت میں جائز نکاح بھی باطل ہو جائیگا۔  
 جب مجبوسیت اختیار کرنے سے نکاح فاسد ہو گیا اسلئے اگر یہ فعل اس عورت کی طرف سے ہو تو بعد از بیہوشی یا سگی اور عورت  
 مذکورہ کو اس کے گھر سے کچھ نہ ملے اور نہ متعلقہ ملک اگر قبل دخول کے مجبوس ہو گئی ہو اور اگر مرد کی طرف سے یہ فعل صادر ہو  
 پس اگر دخول سے پہلے چایا گیا تو عورت کو نصف ہر ملک بشرطیکہ قہری و مقرر ہو گیا ہو اور عقد میں بیہوشی نہ ہو تو متعلقہ حسب  
 ہوگا اور اگر بعد دخول کے مجبوس ہو گیا تو پورا عہد واجب ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور مرتد کور و انہیں اگر مرتد  
 یا مسلم یا اہل کافرہ عورت سے نکاح کرے اسی طرح مرتدہ عورت کا نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں جائز ہے یہ سب و ط میں ہے  
 اور مسلمان عورت کا نکاح کسی مرد مشرک یا کتبی سے نہیں جائز ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور بہت پرست اور مجوس  
 عورت سوائے مرتد کے ہر کافر کے واسطے جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور مذہبی لوگ اہلین ایک مرد  
 دوسری عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اگر چہ باہم انکی شریعتیں مختلف ہوں یہ بدائع میں ہے۔ اور مسلمان عورت  
 سے نکاح کرنے کے بعد اسکے اوپر کتابیہ آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور اسی طرح کتابیہ عورت پر مسلم  
 عورت کو بیاہ لا سکتا ہے اور باری میں دونوں برابر ہوگی کیونکہ دونوں علیحدہ نکاح میں برابر ہیں یہ قاضی خان کی  
 شرح جامع صغیر میں ہے کہ ہر ملک باری ملک یعنی ملک میں سے جو حرام ہیں عورت کے واسطے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے  
 غلام کے نکاح میں دے اور ان میں جائز ہے کہ ایسے غلام کے نکاح میں آوے جو اس کے وغیرہ کے دیوان شترک ہے اور وہ نکاح  
 پر ملک میں طارد ہو تو نکاح باطل ہو جاتا ہے چنانچہ اگر جو مرد میں سے کوئی دوسرے تمام کا یا اسکے کسی دھندہ ذائقہ ہو تو  
 نکاح باطل ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی باندی یا مکاتبہ یا مرتدہ یا ام ولد سے نکاح کیا یا ایسی  
 باندی سے نکاح کیا جس کے کسی حصہ کا مالک ہو تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اسی طرح ایسی باندی سے بھی  
 نکاح نہیں جائز ہے جس میں اس کا کچھ حق ملک ہو مثلاً ایسی باندی جس کو اسکے رب کا تہہ اپنی کمائی سے خریدا ہو یا اسکے  
 مازون غلام خریدا ہو یا یہ بیٹہ خیر میں ہو اور شاخ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں اولیٰ یہ ہے کہ اپنی باندی  
 سے بھی نکاح کرے حتیٰ کہ اگر وہ مرد ہوگی تو وطی حکم نکاح حلال ہوگی یہ سراج میں ہے غلام مازون یا باندی  
 منکوحہ کو خرید تو نکاح باطل نہوگا اسی طرح اگر مکاتبہ نے اپنی منکوحہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر مکاتبہ نے  
 کوئی باندی خریدی اور اس سے نکاح کیا تو صحیح نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جس میں سے بعض حصہ آزاد ہو گیا  
 ہو وہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک مکاتبہ کے حکم میں ہے لیکن اگر اس نے اپنی زہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور جہاں  
 کے نزدیک وہ مثل آزاد قرار دے رہے ہیں نکاح فاسد ہو جائیگا یہ سراج ادہاج میں ہے اور اگر آزاد ہونے اپنی جود  
 باندی کو بشرط اختیار خریدا تو امام اعظم کے نزدیک اس کا نکاح باطل نہوگا اور مکاتبہ نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس کا  
 وہ مالک تھا یعنی اپنی مولا سے تو صحیح نہوگا اور اگر اس سے وطی کر لی تو عقد دنیا ٹریکا۔ اور اگر مکاتبہ اپنی مکاتبہ کرنے والی سے نکاح کرنے کے  
 بعد آزاد ہو گیا تو نکاح مذکورہ جائز ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مکاتبہ یا غلام نے اپنے مولیٰ کی لڑکی سے  
 باجائز اپنے مولیٰ کے نکاح کیا تو جائز ہے یہ اگر مولیٰ مر گیا تو غلام کا نکاح فاسد ہو جائیگا اور مکاتبہ کا نکاح ہمارے نزدیک باجائز  
 مرتد سے فاسد نہوگا یہ سب و ط میں ہے یہاں تک کہ اگر مکاتبہ کو آزاد ہو گیا تو نکاح بترار ہو جائیگا اور اگر جائز ہو کر بیوی کر دیا گیا تو دختر کا



مقتی کہ اگر یہ عورت مثلاً شوہر والی ہوگی یا کسی دوسرے کی عدت میں ہو یا اسی مرد کی طرف سے تین طلاق یا قتلہ ہو تو  
 قضا سے مذکور نافذ ہوگی اور عامہ مشائخ کے نزدیک قضا سے مذکور کے وقت گواہوں کا سامع ہو تا بشرط تین بین میں  
 اور اسی طرح اگر مرد نے عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا تو اسکا حکم بھی یہی ہو اور اسی طرح اگر چھوٹے گواہوں پر طلاق واقع  
 ہوئے کا حکم دیدیا گیا باوجود اسکے کہ عورت جانتی ہو کہ یہ طلاق واقع ہو تو عورت مذکورہ کو بعد عدت کے دوسرے  
 مرد سے نکاح کر لینا حلال ہو اور گواہ کو بھی اسکے ساتھ نکاح کر لینا حلال ہو اور مرد اول پر حرام ہو جائیگی اور امام  
 ابو یوسف کے نزدیک عورت مذکورہ نہ اول کے واسطے حلال ہوگی نہ دوسرے کے واسطے اور امام محمد کے نزدیک  
 جب تک دوسرے شوہر نے اسکے ساتھ دخول نہیں کیا ہو تب تک پہلے خاوند کے واسطے حلال ہوگی اور جب دوسرے  
 خاوند نے اسکے ساتھ دخول کر لیا تو اول پر حرام ہو جائیگی کیونکہ عدت واجبہ ہو گئی اور دوسرے مرد کے واسطے  
 کبھی حلال ہوگی یہ بکر الرائق میں ہو۔ نزدیک ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور اسکا کیا پس نزدیک اس  
 سو درم پر بدین شرط صلح کی کہ عورت مذکورہ اسکا اقرار کر دے پس عورت مذکورہ نے اقرار کیا تو یہ مال بدینہ ملازم ہو گا  
 اور یہ اقرار بضرر لاء النکاح کے قرار دیا جائیگا پس اگر اقرار مذکور گواہوں کے ساتھ نہ ہو تو نکاح صحیح ہو گا اور عورت کو اسکے ساتھ رہنا  
 فیما بینا و بین شدتھالی روا ہو گا ورنہ نکاح منعقد نہ ہو گا اور عورت مذکورہ کو نزدیک کے ساتھ رہنا واداد کا ادنیٰ حق ہے یہ بخاری میں ہے۔  
**چوتھا باب** اولیا کے بیان میں۔ اولیا جمع ولی کہ جو شرعاً دوسرے کے امور کا متولی ہو قال ولایت باسببوں  
 سے ثابت ہوتی ہو قرابت و ملازمت و ملائمت یہ بکر الرائق میں ہے اور عورت کے واسطے اقرب ولی یعنی سبب سے  
 قریب ولی اسکا بیٹا ہو پھر پوتا پھر اسی طرح پڑوتا چاہتے چھٹے بیٹے درجہ بہ درجہ پھر باپ پھر بھائی پھر دادا پھر پردادا  
 علی ہذا چاہتے چھٹے اور بیٹے درجہ بہ درجہ پھر بیٹھ میں ہو پس اگر چھوٹے عورت کا بیٹا ہو اور باپ ہو یا بیٹا واداد تو چھٹین درجہ کے  
 نزدیک اسکا ولی اسکا بیٹا ہو گا اور امام محمد کے نزدیک باپ ہو گا کذا فی المسراج الزواج اور افضل ایسی صورت میں  
 یہ ہو کہ اسکا باپ اسکے بیٹے کو حکم دے کہ تو اسکا نکاح کرادے تاکہ بلا خلاف جا کر ہو یہ شرع طحاوی میں ہے پھر عورت کا  
 سگا بھائی ایک ماں و باپ کا پھر علاقائی یہاں یعنی فقط باپ کی طرف سے پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاقائی بھائی کا بیٹا  
 اگر چہ بیٹے درجہ میں پوتا وغیرہ ہوں اسی مرتبہ میں ہیں پھر عورت کا سگا بھائی یعنی اسکے باپ کا ایک ماں باپ  
 سگا بھائی پھر علاقائی چچا پھر سگے چچا کا بیٹا پھر علاقائی چچا کا بیٹا اگر چہ بیٹے تک پوتا وغیرہ ہوں اسی درجہ میں ہیں  
 پھر باپ کا سگا چچا ایک مادر و پدر پھر باپ کا علاقائی چچا از جانب پدر فقط پھر ان دونوں کی اولاد اسی ترتیب  
 سے پھر سگے دادا کا سگا چچا ایک مادر و پدر پھر دادا کا علاقائی چچا از جانب پدر فقط پھر ان دونوں کی اولاد اسی  
 ترتیب سے پھر وہ فرج جو عورت کا سب سے بعید حصہ ہوتا ہو اور وہ دور کے چچا کا بیٹا ہو یہ تا تاریخین میں ہے اور ان  
 سب کو اسی ترتیب سے و فقیر وغیرہ و پسر وغیرہ پر جبر کرنے کا بھی اختیار ہے اور بالغ ہو جانے کی حالت میں اگر چہ بچوں  
 ہو جائیں تو یہی جبر کا اختیار ہے بکر الرائق میں ہے۔ پھر ان اولیا مذکورین کے بعد مولا یعنی عتقا کو ولایت حاصل ہو گواہ  
 مذکور ہوں سوخت ہو پھر اسکے بعد مولا یعنی عتقا کے عصبہ کو ولایت ملتی ہے یعنی عصبہ ہوتی ہو و فی الارحام  
 ہر قرابت دائمہ و صغیرہ وغیرہ کا وارث ہو ملتا ہو وہ اپنی و نون کی طرف سے چچا کا مختار ہوتا ہو یہی امام غزالی نے ظاہر فرمایا  
 ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ ذوی الارحام کے واسطے ولایت کا چھ استحقاق ہیں اور امام ابو یوسف کے قول مندرجہ پر

اولیا کے بیان میں  
 اقرب ولی یعنی سبب سے  
 قریب ولی اسکا بیٹا ہو پھر پوتا پھر اسی طرح پڑوتا چاہتے چھٹے بیٹے درجہ بہ درجہ پھر باپ پھر بھائی پھر دادا پھر پردادا







کسی عورت کا نکاح کر دیا اور پہنوز اس کے پسریاں مذکور نے اجازت نہ دی تھی کہ اسکو جنون مطبق ہو گیا پس باپ اس نے  
اس نکاح کی اجازت دیدی تو جائز ہو جائیگا اور قسبہ لو بکر نے اس صورت کے سوا کسی دوسری صورت میں اختلاف  
نہ کر کیا ہو اور فرمایا کہ اگر پسریاں بالغ ہوا تو عاقل تھا پھر جنون یا مستوہ ہو گیا تو بنا بر قول امام ابو یوسف رحمہ کے  
قیاساً باپ کی ولایت عود نہ کر سکتی تھی کہ اگر باپ نے اس کے مال میں تصرف کیا یا کسی عورت کو اس کے نکاح میں کر دیا تو  
ہائیر نہیں ہو بلکہ یہ ولایت قاضی کی طرف عود کرے گی اور امام محمد کے نزدیک استحصا نا ولایت باپ کی طرف عود  
کرے گی۔ اور فقہ ابو بکر منذانی نے فرمایا کہ ہمارے علمائے مشرک کے نزدیک ولایت باپ کی طرف عود کرے گی یہ ذخیرہ  
میں ہے۔ اور اگر باپ جنون یا مستوہ ہو گیا تو پسریاں اس کے مال میں تصرف کرنے کی ولایت حاصل نہو گی اور نکاح  
کر دینے میں امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ولایت حاصل ہوگی کذا فی الوجیز للکرموری اور یہی صحیح ہے وغیرہ  
میں ہے اور اگر صغیر یا صغیرہ کے دو ولی برابر تہہ کے جمع ہوں گے جیسے دو بھائی یا دو چچا تو ہمارے نزدیک دونوں  
میں سے جس نے نکاح کر دیا جائز ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان خواہ دوسرا ولی اس کی اجازت سے یا فصیح کرے  
بہر حال جائز ہوگا بخلاف اس کے اگر ایک باندی دو آدمیوں میں مشترک ہو اور ایک نے اس کا نکاح کر دیا تو بدولت اجازت  
دوسرے شریک کے جائز ہوگا اور فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر ایک باندی کے جو دو آدمیوں میں مشترک ہو کچھ پیدا ہوا اور دونوں  
نے مفاسد کے نسب کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ ہر ایک دونوں سے اس کا نسب ثابت ہو گیا تو ہر ایک دونوں میں سے اس کے  
نکاح کر دینے کا نہ تھا فقہاء ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر دونوں نے اس کے پیچھے اس کا نکاح کیا تو پہلا نکاح جائز  
ہوگا اور دوسرا جائز نہ ہوگا اور اگر دختر مذکورہ کا نکاح دونوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک مرد کے ساتھ ایک ہی  
وقت میں کیا کر دیا یا اس کے پیچھے کیا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اول کون نکاح ہو تو دونوں عقد باطل ہو جائینگے یہ  
فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر صغیر یا صغیرہ کا نکاح ایسے ولی نے کر دیا جو ابجد جو پس اگر اقرب یعنی سب سے  
قریب مرتبہ کا ولی حاضر ہو اور وہ ولی جو سب کی اہلیت نہیں رکھتا ہو تو دور والے ولی کا نکاح اقرب ولی کی اجازت  
پر موقوف رہیگا اور اگر اقرب ولی اہلیت ولایت نہ رکھتا ہو مثلاً بالغ ہو یا بالغ مجنون ہو تو دور والے کا نکاح کر دینا  
جائز ہوگا اور اگر اقرب ولی غائب ہو پس اگر اس طرح غائب ہو کہ اس کی غیبت منقطعہ ہو تو دور والے ولی کا نکاح  
کر دینا جائز ہوگا یہ غلط ہیں جو کہ اور باندی کا مولے اگر غائب ہو تو اقارب کو اس کے نکاح کر دینے کا اختیار نہیں ہے  
یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور واضح ہو کہ غیبت منقطعہ کی تقدیر یوں بیان کی گئی ہے کہ اتنی دور ہو کہ یقینی دوری پر  
مسا فرماؤ کہ قہر کرتا ہو اور اسی کو اکثر متاخرین نے اختیار کیا ہو اور اسی پر فتوے ہو اور سن لائے شری اور امام  
محمد بن افضل نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ ایسی حالت میں ہو کہ اس کی رائے لینے کے وقت تک جس مرد نے غیبت کیا ہو  
اور وہ ہر طرح سے کفو ہو یا قہر سے جاتا رہے اور یہ آسن قول ہے کذا فی البتین اور اسی پر فتوے ہو کلا سب سے  
جو اہر افلاطنی سے کہ اگر وہ شہر ہی میں کسی جگہ اس طرح چھپا ہو کہ اس کے حال پر توقف نہیں ہوتا ہو تو یہ بھی غیبت منقطعہ  
ہوگی یہ شرح مجمع البحرین میں ہے۔ اور اگر دور کے ولی نے نزدیک کے ولی کے موجود ہونے کی صورت میں نکاح  
کر دیا حتیٰ کہ نزدیک دالے ولی کی اجازت پر نکاح موقوف ہو یا پھر نزدیک کا ولی غائب ہو گیا اور ولایت  
بجانب ولی بعینہ نقل ہوئی تو جب تک کہ ولی بعد از سر فو اس نکاح کی اجازت اس کی جانب ولایت منتقل ہو جائے کہ بعد

نہ دے تب تک نکاح مذکور جائز نہ ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور ہمارے مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ ولی اقرب کے غائب ہو جانے سے اسکی ولایت جاتی رہتی ہو یا باقی رہتی تو بعض نے فرمایا کہ ولی اقرب کی ولایت باقی رہتی ہو لیکن ولی بعید کے واسطے ولی اقرب کے غائب ہو جانے کی حالت میں استحقاق ولایت جدید پیدا ہوتا ہو پس ایسا ہو جاتا ہو کہ گویا عورت کے واسطے مساوی درجہ کے دو ولی مثل دو بھائی یا دو چچا کے موجود ہیں اور نقصان نے فرمایا کہ ولی اقرب کی ولایت زائل ہو کر ولی بعید کی جانب منتقل ہو جاتی ہو اور یہی آئینہ کو یہ بدائع میں ہو پس اگر ولی اقرب نے جہان ہو زمین سے عورت کا نکاح کر دیا تو ہمیں کوئی روایت نہیں ہو اور چاہیے کہ یہ جائز نہ ہو اس واسطے کہ اسکی ولایت زائل ہو گئی ہو کذا فی فیض السہری اور فتاویٰ قاضی خان و ظہیر یہ میں ہو کہ اگر ولی اقرب نے جہان ہو زمین سے عورت کا نکاح کر دیا تو آئین اختلاف ہو اور ظاہر یہ ہو کہ جائز ہوگا انہی۔ پس اگر ولی اقرب اور ولی بعید دونوں کا عقد کرنا مطلق واقع ہو تو دونوں عقد جائز ہونگے اسی طرح اگر ایسی صورت واقع ہو کہ ہر دو عقد آگے پہلے واقع ہوئے ہوں مگر یہ معلوم نہ ہو کہ اول کون واقع ہوا ہو تو بھی یہی حکم ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو اور ولی اقرب کے آجائے پر ولی بعید کی ولایت باطل ہو جائیگی مگر جو عقد اس نے قرار دیا ہو وہ باطل نہ ہوگا کیونکہ یہ عقد اس نے پوری ولایت حاصل ہونے کی حالت میں کیا ہو یہ پیشین بین ہے۔ اور اصل میں یہ اجتماع ہو کہ اگر ولی اقرب نے تنگ کرنا شروع کیا اور ظلم کرنا چاہا تو ولی بعید کی جانب ولایت منتقل ہو جائیگی یہ غلامہ میں ہو اور اگر ولی غائب ہو گیا یا اسے تنگ کرنا شروع یا باب دوا اور فاسق ہیں تو قاضی کو اختیار ہوگا کہ عورت کا نکاح اسکے گھوٹے ساتھ کر دے یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور صغیر و صغیرہ کے ولی کو اختیار ہو کہ دونوں کا نکاح کر دے اگرچہ دونوں اس پر راضی نہ ہوں یہ ہندی میں ہو خواہ عورت باکرہ ہو یا شہیدہ جو یہ یعنی شرح کنہین ہو اور محتوہ و معتوہ اور جنون و شہوت مثل صغیر و صغیرہ کے ہیں کہ انکے ولی کو انکے نکاح کر دینے کا اختیار ہو بشرطیکہ جنون مطلق ہو یہ نہ الفائق میں ہو اور اگر دختر صغیرہ کا نکاح باپ و دادا کے سوا کسی دوسرے ولی نے باندھا تو اختیار ہے کہ ہر دو مرتبہ باندھے ایک مرتبہ بعض ہنسی کے یعنی ہر سفر کر کے اسکو بیان کر دے اور دوسری بار بغیر ہنسی کے اور یہ دو باتوں کے واسطے کرنا اچھا ہو ایک یا رہت ہو کہ اگر ہنسی میں کچھ ہوگی تو نکاح اول صحیح نہ ہوگا پس ایسی صورت میں دوسرا نکاح بعض ہنر مثل کے صحیح ہو جائیگا اور دوسری بات یہ ہو کہ شاید اگر شوہر نے اس لفظ سے قسم کھائی ہو کہ اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں یا باہن لفظ کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں اسکو طلاق ہو تو عقد اولی سے قسم پوری ہو جائیگی اور دوسرا عقد بعض ہنر مثل کے منقذ ہوگا۔ اور اگر نکاح باندھنے والا باپ یا دادا ہو تو بھی صا جہین کے نزدیک انہیں دونوں وجہوں سے ایسا کرنا چاہیے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نقطہ وجہ اخیر کے لحاظ سے ایسا کرنا چاہیے یہ ظہیر و فیض میں ہو اور اگر صغیر و صغیرہ کا نکاح انکے باپ و دادا نے کر دیا ہو تو بعد بالغ ہونے کے دونوں کو اختیار ہوگا اور اگر سوا انکے باپ و دادا کے دوسرے ولی نے نکاح کر دیا ہو تو وقت بالغ ہونے کے دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہوگا چاہے نکاح پر قائم رہے اور چاہے نسخ کر دے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور اس میں حکم قاضی کے لیا ہے اور غلامہ میں جو باندھی کسی غلام کے نکاح میں ہو اور آزاد کی گئی اور اسکو خیار حاصل ہو کہ چاہے اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا نہ رہے بلکہ نسخ کر دے تو اس میں نسخ کے واسطے حکم قاضی شرط نہیں ہو یہ ہا میں ہو پس اگر باوجود انکے بعد صغیر یا صغیرہ نے باندھی اختیار ہو



وہ اسی حال پر رہی کہ اسکو گواہ نہ ملے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ بین نکاح اسکے حق میں لازم کر دوں گا پس امام محمدؒ نے اس امر کو عذر نہیں ٹھہرایا یہ سب میں تہ۔ ابن ساجہ نے امام محمدؒ سے روایت کی کہ اگر کسی عورت نے بائع ہوئے پر اپنی نفس کو اختیار کیا اور اس پر گواہ کر لیسے مگر وہ ہمیشہ تک قاضی کے حضور میں نہ گئی تو وہ اپنے خیال پر ہلکی تاؤ تھیکہ اس نے شوہر کو اپنے ساتھ جماع نہ کرنے دیا ہو یہ ذخیرہ میں ہی اور اگر خیال بلوغ میں اختلاف ہو کہ عورت نے کہا کہ میں بائع ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کیا اور نکاح رد کر دیا ہو اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ خاموش رہی اور پھر خیال رسا قتل ہو گیا ہو تو قول شوہر کا معتبر ہو گا یہ طبع میں ہو۔ اگر لڑکی صغیرہ اور غلام صغیرہ کو کہہ دے کہ ان دونوں کا نکاح کر دیا پھر ان دونوں کو آزاد کر دیا پھر دونوں بائع ہوئے تو دونوں کو خیال بلوغ حاصل ہو سکتی کوئی ضرورت نہیں ہو اس واسطے کہ خیال عتیق و دونوں کو حاصل ہوا ہی یہی کافی ہے کہ اگر مومن نے صغیرہ باندی کو آزاد کر کے اسکا نکاح کیا پھر وہ بائع ہوئی تو اسکو خیال بلوغ حاصل ہو گا جیسا کہ امام بیہقی نے ذکر کیا یہ بکر الرائق میں ہے۔ ایک مسلمان مرتد ہو گیا اور دارالخبرہ میں جا ملا اور اپنی جوہر و صغیرہ و دختر دارالاسلام میں چھوڑ گیا اور صغیرہ مذکورہ کے چچا نے کسی مسلمان سے اسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہو گا اور صغیرہ مذکورہ کو ہر وقت بلوغ کے خیال حاصل ہو گا اور اگر ہنوز بائع نہ ہوئی تھی کہ یہ دختر دارالاسکا شوہر و اسکی ماں سبب بخت مرتد ہو کر دارالخبرہ میں چلے گئے تو نکاح بکا رہے گا پھر اگر سبب قیہ ہو کر اسلام میں داخل ہوئے تو دختر اور اسکی ماں دونوں مملوک ہو گئی اور بائع و شوہر دونوں آزاد ہو گئے پھر اگر باندی صغیرہ بائع ہوئی تو اسکو کچھ اختیار حاصل نہ ہو گا ہاں اگر آزاد کر دی جاوے تو اسکو خیال عتیق حاصل ہو گا یہ مجتہد سبکی میں ہے۔ اور واضح رہے کہ خیال بلوغ کی وجہ سے جو فرقت و بیداری ہو جاتی ہو وہ طلاق نہیں ہے کیونکہ اس فرقت کا سبب فقط مرد کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس میں مرد و عورت دونوں مشترک ہیں اور اسی طرح خیال عتیق سے جو فرقت پیدا ہوتی ہو وہ بھی طلاق نہیں ہے بخلاف عورت خیرہ کے اپنے جسکو اسکے نادر نے اختیار دیا ہو کہ حسب چاہے اپنے کو طلاق دے۔ یہ سراج الوداج میں ہے اور غنائیہ یہ تقریر ہوئی کہ جو فرقت از جانب عورت حاصل ہو مگر شوہر کے سبب سے نہ تو وہ فسخ نکاح ہی جیسے خیال عتیق و خیال بلوغ اور جو فرقت از جانب شوہر پیدا ہو وہ طلاق ہی جیسے ایلا و کرنا و محبوب ہونا اور نہیں ہونا یہ نہر القایق میں ہے اور جو سبب خیال بلوغ کے فرقت ہو گئی پس اگر شوہر نے اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کو کچھ ضرر نہ ہو گا خواہ مرد نے فسخ اختیار کیا ہو یا عورت نے اور اگر مرد نے اسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو اسکو پورا حرم ملے گا خواہ عورت کے اختیار سے فرقت واقع ہوئی ہو یا مرد کے اختیار سے پیدا ہوئی ہو یہ مختص میں ہے مثنویہ عورت کو اگر اسکے باپ یا دادا اسکے سوا سے دوسرے نے بیاہ دیا پھر وہ عاقلہ ہو گئی تو اسکو خیال حاصل ہو گا اور اگر باپ یا دادا اسکے بیاہ کر دینے کے بعد وہ عاقلہ ہوئی تو اسکو خیال حاصل ہو گا یہ مجتہد سبکی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے اسکا نکاح کر دیا تو یہ مثل ولایت باپ کے ہے بلکہ اس سے بھی اولیٰ ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور واضح ہو کہ صغیرہ کے ساتھ دخول کرنے کے وقت میں اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ حسب تک بانہ نہ ہو جائے شب تک اسکے ساتھ دخول نہ کرے اور بعض نے کہا کہ حسب انہیں کی ہر جاوے تو اسکے ساتھ وطی کر سکتا ہے یہ بکر الرائق میں ہے اور اکثر مشائخ کا یہ قول ہے کہ اس باپ یا شوہر کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ طاقت کا اعتبار ہے پس اگر بھاری بھر کم موٹی تازی ہو کہ مرد و بیکہم بستی کی طاقت ہو اور

وہاں سے کہ عورت نے اپنے شوہر کو طلاق دیا ہو اور اس کے بعد وہ بیاہ کر لیا ہو تو اس کا نکاح صحیح ہے





تو اسکا سواکت کرنا رضا مندی ہو گا نواہ یہ مرد اپنی ثقہ پر ہرگز کار ہو یا غیر ثقہ ہو یہ ضرورت میں ہو۔ اور اگر خبر دینے والا کوئی شخص فتویٰ ہو تو امام اعظم کے نزدیک اس میں عداوت اور عدالت یعنی عادل ہونا شرط ہو اور اس میں صاحبین کا خلافت ہو یہ کافی ہیں اور ہمارے فقہی مشائخ نے فرمایا کہ اگر خبر دینے والا اچھی ہو کہ ولی کا اپنی یا خود ولی نہیں اگر خبر دینے والا ایک مرد غیر ثقہ ہو پس اگر عورت نے اس کے قول کی تصدیق کی ہو تو نکاح ثابت ہو جائیگا اور اگر تکذیب کی ہو تو ثابت نہ ہوگا اگرچہ عدالت غیر یقینی ظاہر ہو جاوے یہ امام اعظم کا قول ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر عدالت غیر ظاہر ہو جائیگا تو نکاح ثابت ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی عورت کو خبر ہو چکی ہو اس نے کسی غیر معاملہ میں کچھ باتیں شریع کر دیں تو اس مقام پر یہ غیر ملکہوت کے ہر ایک طرف سے رضا مندی ثابت ہوگی یہ بکر الرائق میں ہو۔

باکہرہ بالائے نکاح کی خبر ہو چکی ہو اس کو چھینک اس نے لگی یا کھانسی اس نے لگی یہ حسب فقہری تو اس نے کہا کہ میں نہیں راضی ہوتی ہوں تو یہ رد کرنا جائز ہو گا بشرطیکہ علی الاتصال ہو اسی طرح اگر اسکا منہ بند کر لیا گیا پھر چھوڑا گیا تب بھی اس نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی ہوں تو بھی اس مقام پر یہ روایت ہو گا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور عورت سے اجازت لینے میں شوہر کا نام اس طرح بیان کرنا کہ وہ پہچان جاوے ضرور مستحب ہو یہ ہر ایک میں ہوتی کہ اگر عورت سے یہ یوں کہہ دے کہ میں ایک مرد سے تیرا نکاح کر دینا چاہتا ہوں اور وہ خاموش رہی تو یہ رضا مندی نہ ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ میں تجھے فلاں یا فلاں ایک جماعت کو بیان کیا کہ ان میں سے کسی مرد سے تیرا بیاہ کر دینا چاہتا ہوں اور وہ خاموش رہی تو یہ رضا مندی ہو کہ ولی کو اختیار ہو گا کہ جس سے چاہے نکاح کر دے اور اگر کہا کہ اسے پھر دیکھوں یا چچا کی اولاد سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں اور وہ خاموش رہی پس اگر یہ لوگ مسجد و مہون کے کسی شناخت میں ہوں تو یہ رضا مندی ہو ورنہ نہیں تسلیم میں ہو۔ اور یہ حسب اس وقت ہو کہ عورت مذکورہ نے اپنے نکاح ولی کو نہ سوچا ہو اور اگر یہ کہہ دے کہ میں لوگ تجھے طلبہ کرتے ہیں پس عورت نے کہا کہ جو تو کہہ رہے ہو منظور ہو یا جسکو تو پسند کرے اس کے ساتھ میرا نکاح کر دے یا شل اس کے اور اتفاق کے تو یہ اجازت سمجھو ہو اور بعض نے فرمایا کہ ہر کا بیان کرنا شرط ہو اور یہ متاخرین کا قول ہو اور فقہر القدر میں ہو کہ یہ اوجہ ہو بکر الرائق میں ہو اور اگر باسب نے قبل نکاح کے اس سے اجازت طلب کی اور کہا کہ میں تیرا نکاح کر دینا چاہتا ہوں اور اجازت لینے میں ہر کا اور شوہر کا ذکر نہ کیا پس اس نے سکوت کیا تو اسکا ساکت ہونا رضا مندی نہ ہوگی حتی کہ بعد نکاح کے عورت کو روک دینے کا اختیار ہو گا اور اگر اس نے شوہر کا نام و نشان و مہر کا ذکر کیا ہو تو اسکا ساکت ہونا رضا مندی ہوگی اور اگر شوہر کا ذکر کیا اور مہر کا ذکر نہ کیا اور عورت نے سکوت کیا تو شایع نے فرمایا کہ اگر باسب عورت مذکورہ کو کسی مرد کو پہنچا تو اسکا نکاح نافذ ہو جائیگا اس واسطے کہ عورت مذکورہ ایسے نکاح پر راضی ہوئی ہو کہ حسب بیان میں نہیں ہو اور ظاہر ہے کہ کل اجماع ہر شل کے ہو گا اور بافتل ہے جو نکاح ہوتا ہو وہ موجب ہر شل ہوتا ہو اور اگر ولی نے نکاح میں کچھ مہر بیان کیا ہو تو ولی کا نکاح کرنا نافذ ہو گا اس واسطے کہ عورت مذکورہ ولی کے تسلیم پر راضی نہیں ہوئی ہو بیع کی کا اس طرح کا نکاح نافذ ہو گا الا اس صورت میں کہ جدیداً اجازت حاصل کرے۔ اور اگر ولی نے بدن اجازت نکاح کر کے اسکا نکاح کر دیا پھر بعد نکاح کے اسکو خبر دی اور وہ خاموش ہو رہی پس اگر خالی نکاح کی خبر دی اور مہر اور شوہر کا بیان نہ کیا تو اس میں شایع نے اختلاف کیا ہو اور نتیجہ یہ ہو کہ یہ رضا مندی نہ ہوگی اور اگر ولی نے شوہر و مہر کا بھی حال بیان کر دیا ہو پس اس نے سکوت کیا تو یہ رضا مندی و اجازت ہوگی اور اگر شوہر کا نام بیان کر دیا اور مہر بیان نہ کیا تو اس میں بھی تفصیل ہو جو سمجھنے

اور فقہر القدر میں ہے کہ عورت نے شوہر کا ذکر نہ کیا اور مہر کا ذکر کیا تو نکاح نافذ ہے

قبل نکاح کے اجازت حاصل کرنے کی صورت میں بیان کر دی ہو اور اگر نہ کر کا ذکر کیا اور رشہ ہر کو بیان نہ کیا پس وہ خاموش رہی تو اسکا سکوت دلیل رضامندی نہوگی خواہ قبل نکاح کے اجازت چاہی ہو یا بعد نکاح خبر دی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر ولی نے اسکا نکاح کر دیا پس اسنے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی ہوں پھر اسی مجلس میں راضی ہو گئی تو نکاح جائز ہو جائیگا یہ غلط فہمی میں ہو۔ اور اگر ولی نے اسکا نکاح کر دیا پس اسنے رد کر دیا پھر دوسری مجلس میں کہا کہ چند لوگ مجھے خطبہ کرتے ہیں پس اسنے کہا کہ جو کچھ تو کہے میں اسپر راضی ہوں پس ولی نے اسی پہلے کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا پس اسنے نکاح کی اجازت دینے سے انکار کیا تو اسکا اختیار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور شیخ امام فقیر ابو نصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اس عورت کو جسکا ولی ہی بیہ دیا اور حسب اس عورت کو خبر پوچھی تو اسنے کہا کہ جس مرد سے نکاح کیا ہو وہ بد شکل ہو میں راضی نہیں ہوں یا کہا کہ وہ موچی ہو میں راضی نہیں ہوں تو شیخ نے فرمایا کہ یہ ایک ہی کلام ہے پس بھلا فقرہ اسنے حق میں مضر ہوگا اور نکاح باطل ہو جائیگا یہ غلط فہمی میں ہو۔ اور اگر ولی نے کسی مرد کے ساتھ نکاح کرنے کے واسطے عورت سے اجازت چاہی مگر اسنے انکار کیا پھر ولی نے اسے ساتھ نکاح کر دیا پھر وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہو یہ شرح جامعہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر ولی نے عورت کے حضور میں اسکا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی تو اس میں شائع نے اختلاف کیا ہے اور اسے یہ ہو کہ یہ رضامندی ہو اور اگر سادی درجہ کے دو لیدوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک مرد سے اسکا نکاح کیا پس عورت نے ایک ساتھ دونوں نکاحوں کی اجازت دیدی تو دونوں باطل ہو جائینگے کیونکہ دونوں میں سے کوئی ادلی نہیں ہو اور اگر ساکت رہی تو دونوں نکاح موقوف رہینگے یہاں تک کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کی اجازت دیدے کذا فی التبین اور یہی ظاہر انجوا سے ہے یہ بحر الرائق میں ہو اور اگر ولی نے یا کہ بائیس کے کسی مرد کے ساتھ اسکا نکاح کرنے کی اجازت چاہی اس نے کہا کہ اسے سوائے دوسرا بہتر ہو تو یہ اجازت نہوگی اور اگر ولی نے بعد نکاح کرنے کی اسکو خبر دی پس اس نے یہ لفظ کہا کہ دوسرا بہتر تھا تو یہ اجازت ہو یہ ذخیرہ میں ہے یا کہ بائیس کا نکاح اس کے باپ نے کر دیا پھر اسکو خبر ہو چکی پس اسنے کہا کہ میں نہیں چاہتی ہوں یا کہا کہ میں فلاں شخص سے نکاح نہیں چاہتی ہوں تو مختار یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں نکاح رد ہوگا یہ تاتارخانیہ میں عتابیہ سے منقول ہے اور اگر ولی نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ فلاں مرد سے نکاح کروں پس اسنے کہا کہ صلاحیت رکھتا ہو یعنی اچھا ہو پھر حسب ولی اس کے پاس سے باہر چلا گیا تو اس نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوں اور ولی کو اس منقول کا حال معلوم ہوا یہاں تک کہ اسنے فلاں مرد کو اس سے اسکا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا اور اگر ولی نے اسکا نکاح کر دیا پس اسنے کہا کہ ولی نے اچھا کام کیا تو اسے یہ تو کہ یہ اجازت ہو اور اگر اسنے ولی سے کہا کہ آمنت یعنی خوب کیا یا اصبحت یعنی صواب کی راہ پائی یا کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے یا ہنگو برکت دے یا اس نے مبارکبادی قبول کی تو یہ سب رضامندی میں داخل ہو اور شیخ ابن سلام نے فرمایا کہ اگر ولی نے اس سے کہا کہ میں فلاں مرد کے ساتھ بیہ دون اسنے جواب دیا کہ کچھ ڈنہیں ہو تو یہ رضامندی ہو اور اگر یہ کہہ کہ مجھے نکاح کی حاجت نہیں ہو یا کہا کہ میں بختہ کہ چکی تھی کہ میں نہیں چاہتی ہوں تو یہ اس نکاح کا رد ہے جسکو ولی عمل میں لایا ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نہیں راضی ہوں یا مجھے صبر ہوگا یا میں اسکو برا جانتی ہوں تو امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ نکاح ہو اور اگر یہ کہہ کہ مجھے خوش نہیں آیا ہو

یا میں اگر دواج کو نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہوگا حتیٰ کہ اگر اسکے بعد راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور اگر اس نے  
یوں کہا کہ میں فلاں مرد کو نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہوگا فی الظہیر یہ اور بھی انکار و اقرب الی الصدق اس کے بعد میں نے  
اور اگر اس نے کہا کہ انت اعلم یعنی تو خوب جانتا ہو یا فارسی میں کہا کہ تو بہ دانی یعنی تو بہتر جانتا ہو تو یہ رد تھا مگر  
نہیں ہو اور اگر کہا کہ یہ میری رائے کے سپرد ہے تو یہ رضا مندی ہی تو یہ ظہیر میں ہے۔ ایکس باکرہ سے اسکے چچا کے بیٹے  
نے اپنے ساتھ نکاح کر لیا حالانکہ باکرہ مذکورہ بالغ ہو چکا ہو مگر وہ خاموش ہو رہی تھی پھر کہ میں راضی نہیں  
ہوں تو اسکو یہ اختیار ہوگا اسکا اسکے چچا کا بیٹا اپنی ذات کے حق میں اگر نکاح تھا اور عورت کی جانب سے  
فصلی تھا پس امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کے موافق عقد نکاح تمام ہوگا پس عورت کی اول رضا مندی کے بعد کار  
ہوگی اور اگر مرد مذکور نے پہلے اس سے اپنے ساتھ نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی پھر اس نے  
اپنے ساتھ اسکا نکاح کر لیا تو بالا جناح جائز ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر باپ نے باکرہ بالغ سے کہا کہ فلاں  
مرد سے جو عرض اس قدر ہے مانگتا ہو پس باکرہ مذکورہ دوسرے اپنی بکرہ سے اچکی حالانکہ وہ خاموش رہی پھر باپ نے  
اسکا نکاح کر دیا تو جائز ہے یہ فایہ سرحدی میں ہے۔ اور اگر ولی نے بدولت اسکی اجازت لینے کے اسکا نکاح کر دیا پھر  
دونوں نے اختلاف کیا یعنی شوہر نے کہا کہ مجھ کو نکاح کی خبر پہنچی تھی پس تو خاموش رہی تھی اور عورت نے کہا کہ میں  
بلاکہ میں نے رد کر دیا تھا تو عورت کا قول قبول ہوگا یہ شرح جامع فیہ قاضی خان میں ہے پھر اگر شوہر نے اس دعویٰ پر  
کہ عورت مذکورہ وقت خبر پہنچنے کے خاموش رہی تھی گواہ قائم کیے تو وہ اسکی جو رد ہوگی ورنہ دونوں کے  
درمیان نکاح ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت پر شہ عائد نہیں ہوتی ہو اور صاحبین کے نزدیک عورت  
پر شہ عائد ہوگی کذا فی المحيط اور اسی پر فتویٰ ہو یہ شرح نقایہ شیخ ابوالکارم میں ہے پس اگر عورت نے قسم سے  
انکار کیا تو بدو جہ نکول کے اسپر ڈگری کی جائیگی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے شوہر نے اس امر کے گواہ دیے  
کہ وقت خبر پہنچنے کے یہ خاموش رہی اور عورت نے اس امر کے گواہ دیے کہ میں نے رد کر دیا تو عورت کے گواہ  
مقبول ہونگے کذا فی المحيط اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم اسکے پاس تھے مگر ہم نے اسکو کچھ بولتے نہیں سنا تو ایسی  
گواہی سے ثابت ہو جائیگا کہ وہ ساکت رہی تھی یہ شیخ الفاروق میں ہے۔ اور اگر شوہر نے گواہ دیے کہ عورت نے  
بر وقت خبر سانی کے عقد کی اجازت دیدی اور عورت نے گواہ دیے کہ اس عورت نے خبر پہنچنے کے وقت رد  
کر دیا ہو تو شوہر کے گواہ مقبول ہونگے یہ سراج الیواح میں ہے۔ اور اگر باکرہ کے ساتھ اسکے شوہر نے دخول کر لیا  
ہو پھر عورت نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوں تو اسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور دخول کرنے کا قیود دینا رضامندی  
قرار دیا جائیگا الا اس صورت میں رضامندی ثابت نہ ہوگی کہ زبردستی اسکے ساتھ دخول کیا ہو پھر اگر اس صورت میں  
اس نے رد کر دینے کے گواہ قائم کیے تو فتاویٰ فضلی میں مذکور ہو کہ گواہ مقبول ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ  
قبول نہ ہونگے اسوجہ سے کہ اسکو وطی کر لینے کا قیود دینا عورت کی طرف سے ہرگز قرار رضامندی کے ہوا اگر رضامندی  
کا اقرار کر کے پھر رد نکاح کا دعویٰ کرے تو دعویٰ صحیح نہیں ہوتا ہو اور گواہ قبول نہیں ہوتے ہر پاس ایسا ہی اس  
صورت میں ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اسکے ولی کا قول کہ وہ رضامند ہو گئی ہو مقبول نہ ہوگا۔ اسواسلئے  
کہ وہ عورت پر زوج کی ملکیت ثابت ہونے کا اقرار کرتا ہو اور عورت کے بالغ ہونے کے ولی کا اقرار عورت پر نکاح کا

طیقتی  
اس کے ساتھ  
دفعہ کر لیا  
نہ ہو









انتقال و در میان امام ابو حنیفہ و ان کے دونوں شاگردوں کے ایسی صورتیں ہو کہ باسبب نے دختر کا نکاح ایسے مرد سے کر دیا جس کو وہ غیر کفو جانتا ہو پس امام اعظم کے نزدیک جائز ہو اس واسطے کہ باسبب کا کل الشفقتہ وافر الیہ ہے پس ظاہر یہ ہو کہ اس نے جو بی فکر و تامل کے بغیر کفو کو بہ نسبت کفو کے زیادہ لائق پایا ہو یہ مجتہد میں ہو جو واضح ہو کہ پرہیزگاری کی کفارت ابتدا سے نکاح میں معتبر ہو اور بعد نکاح کے اس کا استمرار معتبر نہیں ہو چنانچہ اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور حالت نکاح میں اس کا کفو ہو پھر مرد نے کفر و ظالم و رافضی ہو گیا تو نکاح صحیح ہوگا یہ سراج الوداع میں ہے۔ از انجند امام ابو حنیفہ سے ظاہر الروایہ کے موافق یہ فرقین نکاح معتبر نہیں ہو چنانچہ میاں و قوم عطا کی عورت کا کفو ہوگا اور امام اعظم سے ایک روایت کے موافق اور صاحبین کے قول کے موافق جب تک ہمیشہ دینی ذلیل ہو چسبے بظاہر و حجام و جولاہہ و بھنگی و موچی تو وہ عطا و دینار و سراج الوداع کا کفو ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ فتویٰ قاضی قاضی خان میں ہو اور اسی طرح نانی بھی ان پیشہ وروں کا کفو ہوگا یہ سراج الوداع میں ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کا قول بروی ہو کہ جب دو پیشہ یا رسم متقارب ہوں تو اس نے اتفاق سے ایک اعتبار ہوگا اور کفو ثابت ہوگا چنانچہ جولاہہ بھنگی لگانے والے کا کفو ہوگا اور موچی بھی بھنگی کا کفو ہوگا اور پتیل کے برتن جاسے دالال یا سراج الوداع اور عطار بھی ہزار کا کفو ہوگا اور شمس الامم علوائی نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہو چسبے میں ہو قال الشیخ ابو یوسف اس پیشہ اپنی ملک کا ہو اور اصل یہ ہو کہ عورت میں بیکہ ردیل پیشہ جانتے ہوں وہ قول میں اور بیکہ قریب قریب و مساوی جانتے ہوں وہ رواج پر ہیں اور اسی پر فتویٰ دینا لائق و اصلاح ہے قاضی اور کفو ہونے میں تامل و خود بصورتی کا اختیار نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور صاحب کتاب نے فرمایا کہ اولیائے عورت کو چاہیے کہ حسن و جمال میں بھی یکساں ہونا لھو ظرھیں یہ تاتار خانہ میں ہے جگہ سے منقول ہے قال الشیخ حماد اصلاح و ادق ہے خصوصاً اس زمانہ قاسمین محاسن بعض امور طبعیہ مثل تناسل اجسام و غیرہ کی ضرورت ہے ہونی چاہیے ہیں اگرچہ یہ امر لوگوں کے نزدیک مستحب ہے مگر استعجاب بر بنائے او با حشیتانی ہو اور رواج اس زمانہ کے لوگوں کے حق میں اصلاح و ادق ہے وہ فیہ اصلاً حرم من الفضا و ما یدعوہم الیہ ولا یتبدی الیہ الا من رزق المعرفة بالناس و ما تنزل بہم و اسند الموفق و الہادی فاستقم۔ اور عقل کی راہ سے کفو ہونے میں اختلاف ہے ہو اور بعض نے فرمایا کہ عقل کی راہ سے کفو ہونے کا اعتبار نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے پھر واضح ہو کہ اگر عورت نے غیر کفو سے اپنا نکاح کر لیا تو امام اعظم سے ظاہر الروایہ کے موافق نکاح صحیح ہوگا اور یہی آخر قول امام ابو یوسف کا اور یہی آخر قول امام محمد کا ہے کہ جب تک قاضی کی طرف سے بنائے خصوصاً اولیاء دونوں میں تفریق نہ واقع ہوئی ہو تب تک طلاق و طہار و ایلاہ باہمی وراثت و غیرہ احکام نکاح ثابت ہونگے و لیکن اولیائے عورت کو اعتراض کا استحقاق ہو اور حسن نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ نکاح منعقد ہوگا اور اسی کو چار سہار سے مستثنیٰ ہے اختیار کیا ہو کذا فی الحیط اور ہمارے زمانہ میں فتویٰ کے واسطے یہی روایت صحیح کی گئی ہے اور شریک لائے شخصی نے فرمایا کہ حسن کی روایت اقرب با حقیقہ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان کے شرائط نکاح میں ہے۔ اور بزرگوار میں مذکور ہے کہ برہان الائمہ نے ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظم کے فتویٰ اس امر پر ہو کہ نکاح جائز ہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا شہیدہ اور یہ سب ایسی صورتیں ہیں کہ جب عورت کا کوئی ولی ہو اور اگر نہ ہو تو بالاتفاق نکاح صحیح ہوگا یہ تمام الفاظ ہیں و یاد

یہ فتویٰ قاضی خان میں ہے اور اسی طرح نانی بھی ان پیشہ وروں کا کفو ہوگا اور پتیل کے برتن جاسے دالال یا سراج الوداع اور عطار بھی ہزار کا کفو ہوگا اور شمس الامم علوائی نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہو چسبے میں ہو قال الشیخ ابو یوسف اس پیشہ اپنی ملک کا ہو اور اصل یہ ہو کہ عورت میں بیکہ ردیل پیشہ جانتے ہوں وہ قول میں اور بیکہ قریب قریب و مساوی جانتے ہوں وہ رواج پر ہیں اور اسی پر فتویٰ دینا لائق و اصلاح ہے قاضی اور کفو ہونے میں تامل و خود بصورتی کا اختیار نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور صاحب کتاب نے فرمایا کہ اولیائے عورت کو چاہیے کہ حسن و جمال میں بھی یکساں ہونا لھو ظرھیں یہ تاتار خانہ میں ہے جگہ سے منقول ہے قال الشیخ حماد اصلاح و ادق ہے خصوصاً اس زمانہ قاسمین محاسن بعض امور طبعیہ مثل تناسل اجسام و غیرہ کی ضرورت ہے ہونی چاہیے ہیں اگرچہ یہ امر لوگوں کے نزدیک مستحب ہے مگر استعجاب بر بنائے او با حشیتانی ہو اور رواج اس زمانہ کے لوگوں کے حق میں اصلاح و ادق ہے وہ فیہ اصلاً حرم من الفضا و ما یدعوہم الیہ ولا یتبدی الیہ الا من رزق المعرفة بالناس و ما تنزل بہم و اسند الموفق و الہادی فاستقم۔ اور عقل کی راہ سے کفو ہونے میں اختلاف ہے ہو اور بعض نے فرمایا کہ عقل کی راہ سے کفو ہونے کا اعتبار نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے پھر واضح ہو کہ اگر عورت نے غیر کفو سے اپنا نکاح کر لیا تو امام اعظم سے ظاہر الروایہ کے موافق نکاح صحیح ہوگا اور یہی آخر قول امام ابو یوسف کا اور یہی آخر قول امام محمد کا ہے کہ جب تک قاضی کی طرف سے بنائے خصوصاً اولیاء دونوں میں تفریق نہ واقع ہوئی ہو تب تک طلاق و طہار و ایلاہ باہمی وراثت و غیرہ احکام نکاح ثابت ہونگے و لیکن اولیائے عورت کو اعتراض کا استحقاق ہو اور حسن نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ نکاح منعقد ہوگا اور اسی کو چار سہار سے مستثنیٰ ہے اختیار کیا ہو کذا فی الحیط اور ہمارے زمانہ میں فتویٰ کے واسطے یہی روایت صحیح کی گئی ہے اور شریک لائے شخصی نے فرمایا کہ حسن کی روایت اقرب با حقیقہ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان کے شرائط نکاح میں ہے۔ اور بزرگوار میں مذکور ہے کہ برہان الائمہ نے ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظم کے فتویٰ اس امر پر ہو کہ نکاح جائز ہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا شہیدہ اور یہ سب ایسی صورتیں ہیں کہ جب عورت کا کوئی ولی ہو اور اگر نہ ہو تو بالاتفاق نکاح صحیح ہوگا یہ تمام الفاظ ہیں و یاد



ایسے نکاح میں دونوں میں تفریق کا وقوع بدون حکم قاضی کے ہوگا اور اگر قاضی نے نسخ نہ کیا تو دونوں میں کسی طرح سے نکاح نسخ ہوگا اور یہ جدائی بدوئن طلاق ہوگی چنانچہ اگر شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملے گا کذا فی المحیط اور اگر مرد نے اس کے ساتھ دخول کر لیا یا خلوت چھہ ہو گئی تو شوہر پر پورا مہر می واجب ہوگا اور نفقہ عدت واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج الہام میں ہے۔ اور قاضی کے سامنے اس مقدمہ کا مرافعہ وہی مرد کرے گا جو اس عورت کے محارم میں سے ہو یعنی جس کے ساتھ کبھی نکاح جائز نہیں ہو سکتا ہو یہ بعض مشائخ کا قول ہے اور بعض مشائخ کے نزدیک محارم وغیر محارم اسپین یکسان ہیں چنانچہ چا کا بیٹا اور جو اس کے مثل ہو اس کا مرافعہ کر سکتا ہے اور وہی صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور یہ ولایت ذمے الارحام کے واسطے ثابت ہوگی بلکہ فقط عصبات کے واسطے ثابت ہوگی یہ فلا صہ کی جنس خیار البلوغ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ دخول کیا اور پھر ولی کی نالیش سے قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی اور مرد پر مہر واجب کیا اور عورت پر عدت لازم کر دی پھر مرد نے اس عورت سے عدت میں بدوئن ولی کے نکاح کیا اور پھر قبل دخول کے قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی تو مرد پر عورت کے واسطے دوسرا مہر پورا واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو دوسری عدت واجب ہوگی یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ امام شری کی شرح مبسوط میں ہے۔ اور اگر عورت نے بدون رضاے ولی کے غیر کفو سے نکاح کر لیا پھر ولی نے اس کا مہر وصول کیا اور اس کو شوہر کے پاس خصوص کر دیا تو یہ امر اس ولی کی جانب سے رضا مندی و تسلیم عقد ہوگا اور اگر مہر قبضہ کیا اور عورت کو خدمت نہ کیا تو اسپین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ بھی رضا مندی و تسلیم عقد ہے اور اگر مہر وصول نہیں کیا تو لیکن عورت کی ولایت سے عورت کے نفقہ و تقدیر مہر میں اس کے شوہر سے خاصہ کیا تو اتھنا یہ امر اس کی طرف سے رضا مندی و تسلیم عقد قرار دیا جائیگا اور یہ اس صورت میں ہے کہ ولی کے مہر و نفقہ میں شوہر سے خاصہ کرنے سے پہلے غیر کفو ہونا قاضی کے نزدیک ثابت ہو اور اگر قبل اس کے قاضی کے نزدیک یہ امر ثابت نہ ہو تو قیاساً و اتھنا یہ امر اس کی طرف سے رضا مندی و تسلیم نکاح ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور ولی اگر جدائی کرانے کے مطالبہ سے خاموش رہے تو اس کا حق نسخ کرانے کا باطل ہو جائیگا اگرچہ زمانہ دراز گزر جاوے لیکن اگر عورت مذکورہ سے بچ پیدا ہو جاوے تو حق جانا رہیگا یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے اور اگر عورت کے اس غیر کفو سے بچ پیدا ہو تو اولیاء عورت کو حق نسخ حاصل نہ رہیگا لیکن مبسوط شیخ الاسلام میں مذکور ہے کہ اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور ولی کو اس کا حال معلوم ہوا مگر وہ خاموش رہا یہاں تک کہ اس سے چند اولاد ہوئیں پھر ولی کی رائے میں آیا کہ خاصہ کرے تو اس کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں تفریق کرادے یہ ہما میں ہے اور اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور اولیاء میں سے کوئی ولی راہی ہو تو پھر اس ولی کو یا جو اس کے مرتبہ میں ہیں اور جو اس سے بچے رہے کے ہیں حق نسخ حاصل ہوگا مگر جو اس سے اونچے درجہ کے ولی ہیں ان کو حق نسخ حاصل رہیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اسی طرح اگر کسی ولی نے اولیاء میں سے خود یا رضا مندی عورت اس کا نکاح کر دیا تو بھی یہ حکم ہے کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ولی نے غیر کفو سے اس کا نکاح کر دیا اور مرد نے اس سے دخول کیا پھر شوہر نے اس کو طلاق بائن دیدی پھر عورت مذکورہ نے اسی شوہر سے بدوئن ولی کے نکاح کیا تو ولی کو

بدوئن طلاق  
بغیر رضایت  
نسخ ہوگا  
علاقہ نسخ  
جو بدوئن



بیان کیا تو شوہر کو خیاں پہنچ جائے تو نکاح باطل ہو جائے اور چاہے طلاق دیدے یہ شریعت ہمارے  
 صغیر قاضی خان میں ہے۔ اور اگر زیادہ کسی عورت سے ہمیں اقرار نکاح کیا کہ وہ زید بن خالد تو ہمیں معلوم ہو اگر  
 وہ خالد کا باپ کی طرف سے بھائی ہو یا باپ کی طرف سے چچا ہو تو عورت کو حق نہیں حاصل ہوگا یہ قضاویہ  
 قاضی خان میں ہے اور اگر کسی مرد نے ایک عورت بھول النسب سے بیاہ کیا پھر اولاد قریش میں سے ایک مرد نے  
 دعوے کیا کہ یہ عورت میری بیٹی ہے اور قاضی نے اس عورت کا نسب اس مدعی سے ثابت کر دیا اور اسکی دختر  
 قرار دیا اور اسکا شوہر مرد حجام ہو پس اسکے اس باپ کو اختیار ہوگا کہ اسکے شوہر سے جدا کر دے اور اگر ایسا نہ ہو  
 بلکہ یہ ہو کہ اس عورت مذکورہ نے اقرار کیا کہ میں فلان مرد کی حملہ بانندی ہوں تو اسکے اس مولے کو نکاح باطل  
 کرانے کا اختیار ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور جب عورت نے کسی غیر کفو سے نکاح کر لیا پس کیا اسکو یہ اختیار ہے کہ  
 نارضا مندی اپنے اولیاء کے اپنے آپ کو شوہر کے تحت میں دینے سے انکار کرے تو فقہ ابوالمہدی نے فتویٰ دیا  
 کہ عورت کو ایسا اختیار ہے اگرچہ یہ خلاف ظاہر الروایہ ہے اور بہت سے مشائخ نے ظاہر الروایہ کے موافق فتویٰ دیا ہے  
 کہ عورت کو ایسا اختیار نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنا نکاح کر لیا اور ہر مثل سے اپنا ہم کر لیا تو  
 اسکے ولی کو اس پر اعتراض ہو چکا ہو یا نہ ہو اسکو جدا کر کے پس اگر قبل دخول کے  
 اسکو جدا کر دیا تو عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملے گا اور اگر بعد دخول کے جدا کیا تو عورت مذکورہ کو ہر مہر ملے گا اور اسکا  
 اگر جدائی سے پہلے دونوں میں سے کوئی مر گیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ ولی کو  
 اعتراض کا استحقاق نہیں ہے یہ نہیں میں ہو اور ایسی جدائی اور تفریق ہوا سے حضور قاضی کے نہیں ہو سکتی ہے اور جب تک  
 قاضی ہا ہی تفریق کا حکم صادر نہ فرمائے تب تک احکام نکاح مثل طلاق و فہارہ ایلا و میراث وغیرہ برابر ثابت  
 ہونگے یہ سراج الوداع میں ہے۔ اور اگر سلطان نے کسی شخص کو مجبور کیا کہ وہ فلانہ عورت کو جسکا وہ ولی ہے اسکے ہر مثل  
 سے کم مقدار پر فلان مرد کفو کے ساتھ بیاہ دے اور عورت مذکورہ امیر راضی ہو گئی پھر یہ اگر وہ اجبار ہو سلطان  
 کی طرف سے تقاضا کر لیا تو ولی کو اسکے شوہر کے ساتھ حضورت کا اختیار ہوگا تا آنکہ اسکا شوہر اسکے ہر مثل کو پورا  
 کرے یا قاضی دونوں میں تفریق کر دے یا اگر وہ صاحبین کے نزدیک ولی کو یہ استحقاق ہوگا اور اسی طرح اگر عورت  
 بھی ہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے پر مجبور کی گئی پھر اگر وہ اجبار کر لیا تو امام اعظم کے نزدیک عورت کو  
 مع اسکے ولی کے مہر کی بابت حضورت کا اختیار ہوگا اور صاحبین کے نزدیک حق حضورت فقط عورت کو حاصل  
 ہوگا اور ولی کو حاصل ہوگا یہ محیط کی فصل معرفۃ الاولیاء کے تصدیقات میں ہے۔ اور اگر کوئی عورت اس امر پر مجبور  
 کی گئی کہ اپنے ہر مثل پر اپنے کفو کے ساتھ نکاح کرے پھر اگر ان زائل ہو گیا تو عورت کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر  
 عورت مذکورہ غیر کفو سے یا ہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے پر مجبور کی گئی پھر اگر ان زائل ہوا تو عورت مذکورہ کو  
 اختیار حاصل ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کسی عورت کو نکاح کرنے پر مجبور کیا پس عورت نے ایسا کیا تو  
 عقد ہائے ہوگا اور اگر وہ کرنے والے پر کسی حال میں ضمان عائد ہوگی پھر دیکھا جائے گا کہ اگر اسکا شوہر اسکا کفو ہے  
 اور ہر مہر اسکے ہر مثل سے زائد یا مساوی ہے تو عقد جائز ہوگا اور اگر ہر مثل سے کم ہوا تو عورت نے درخواست کی  
 کہ میرا ہر مثل پورا کر دیا جائے تو اسکے شوہر سے کہا جائے گا کہ چاہے اسکا ہر مثل پورا کرے یا اسکو چھوڑے پس اگر

سکا  
 کہ وہ  
 عورت  
 اسکو  
 کی طرف  
 سے  
 بیاہ  
 دے  
 یا  
 عورت  
 کا  
 ہر  
 مثل  
 پورا  
 کرے  
 یا  
 اسکو  
 چھوڑے  
 پس  
 اگر

شوہر نے اسکا ہنر پورا کر دیا تو خیر بہتر ہے ورنہ اگر چہ پڑا تو دیکھا جائیگا کہ اگر قبل دخول کے چھوڑا ہی تو مرد و مذکور پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر مرد مذکور نے اس کے ساتھ ایسی حالت میں دخول کر لیا ہو کہ وہ مکڑہہ و مجبور تھی تو یہ امر اس مرد کی طرف سے اس امر کی رضامندی ہوگی کہ اسکا ہنر پورا کر لیا اور اگر عورت کی رضامندی سے اس کے ساتھ دخول کیا ہو تو یہ امر عورت کی طرف سے ہر قسمی رضامندی ہوگی و لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کے اولیا کو عورت پر اعتراض کا استحقاق ہوگا اور صاحبائے کے نزدیک اولیا کو یہ اختیار نہ ہوگا۔ یہ سب اہم صورت میں ہو کہ شوہر اسکا کفو ہو اور اگر شوہر مذکور اسکا کفو نہ ہو تو عورت کے اولیا کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں تفریق کر دیں پھر اگر شوہر اس کے ساتھ دخول کر چکا ہو پس اگر عورت کے اگر اہ کی حالت میں دخول کر لیا ہی تو مرد و مذکور پر ہنر پورا لازم ہوگا اور بوجہ کفو نہ ہونے کے اولیا کا اعتراض ہونے پائی رہے گا اور اگر عورت سے اس کی رضامندی کے ساتھ ودی کی ہو تو ہر قسمی لازم ہوگا اور اس سے زیادہ نہ دلایا جائیگا اور یہ امر عورت کی طرف سے نکاح پر اس کی رضامندی شمار کیا جائیگا اس واسطے کہ عورت کا اپنے اور پردہ کی واسطے قابو دینا عقد کی اجازت ہو جیسے اس نے یوں کہا کہ میں راضی ہوں تو اور ہر دو اختیار جو عورت کے واسطے ثابت ہے اس کے لیے سبب عدم کفو ہونے کے تفریق کرانے کا اور ہر کم ہونے کی وجہ سے پورا کرانے کا یہ دونوں اختیار ساقط ہو جائیں گے و لیکن اس کے اولیا کو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نقصان ہر دھرم کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا اختیار اور صاحبائے کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا اختیار باقی رہیگا اور اگر قبل دخول کے دونوں میں تفریق واقع ہوئی تو شوہر پر پھر لازم نہ ہوگا یہ کتاب الاکراہ لرجح الراجح میں ہو۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی اولاد صغیر کو غیر کفو کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً اپنے پسر کو کسی باندی کے ساتھ یا دختر کو کسی غلام کے ساتھ بیاہ دیا یا غلبہ فاحش یعنی خسارہ کثیر کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً دختر کو اس کے ہنر مثل سے کم پر بیاہ دیا یا پسر کی چور کو مہر زائد یا ندھا تو جائز ہے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے یہ نہیں جانتے ہیں جو اور صاحبائے کے نزدیک زیادتی یا نقصان صرف اسی قدر جائز ہوگا جب قدر لوگ خسارہ اٹھا لیتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ اصل نکاح صحیح ہوگا اور اصح یہ ہے کہ صاحبائے کے نزدیک نکاح باطل ہوگا کذا فی الکافی اور امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول صحیح ہے یہ مضمرات میں ہے اور اس امر پر اجماع ہے کہ ایسا کرنا سوائے باب دوا کے دوسرے کی طرف سے نہیں جائز ہے اور نیز قاضی کی طرف سے بھی نہیں جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ باپ کا یہ فعل اختیار کرنا ازراہ مجانہت یا فسق نہ ہو اور اگر براہ حق و مجانہت اس کی طرف سے معلوم ہو تو بالاجماع نکاح باطل ہوگا اور اسی طرح اگر وہ نشہ میں رہے ہو تو بھی دختر کے حق میں اس کی نزدیکی بالاجماع صحیح ہوگی یہ سراج الوداع میں ہے اور اگر زیادتی یا نقصان صرف ہر قدر ہو کہ جب قدر اس لیے امور میں لوگ برداشت کر جاتے ہیں تو بالاتفاق نکاح جائز ہے گا اور اگر ایسی صورت میں سوائے باب دوا کے دوسرے کسی ولی نے کیا تو بھی یہی حکم ہوگا چنانچہ میں نے

چھوڑا یا سبب نکاح وغیرہ کے بیان میں۔ نکاح کے واسطے وکیل کرنا جائز ہے اگرچہ جہنم گواہان نہ ہو یہ تاتار خانہ میں نہیں خواہ ہر زادہ سے منقول ہو۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ جس سے تیرا جی چاہے میرا نکاح کر دے تو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا مختار نہ ہوگا چنانچہ میں نے ہر یک میں ہو ایک مرد نے ایک عورت

شوہر نے اسکا ہنر پورا کر دیا تو خیر بہتر ہے ورنہ اگر چہ پڑا تو دیکھا جائیگا کہ اگر قبل دخول کے چھوڑا ہی تو مرد و مذکور پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر مرد مذکور نے اس کے ساتھ ایسی حالت میں دخول کر لیا ہو کہ وہ مکڑہہ و مجبور تھی تو یہ امر اس مرد کی طرف سے اس امر کی رضامندی ہوگی کہ اسکا ہنر پورا کر لیا اور اگر عورت کی رضامندی سے اس کے ساتھ دخول کیا ہو تو یہ امر عورت کی طرف سے ہر قسمی رضامندی ہوگی و لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کے اولیا کو عورت پر اعتراض کا استحقاق ہوگا اور صاحبائے کے نزدیک اولیا کو یہ اختیار نہ ہوگا۔ یہ سب اہم صورت میں ہو کہ شوہر اسکا کفو ہو اور اگر شوہر مذکور اسکا کفو نہ ہو تو عورت کے اولیا کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں تفریق کر دیں پھر اگر شوہر اس کے ساتھ دخول کر چکا ہو پس اگر عورت کے اگر اہ کی حالت میں دخول کر لیا ہی تو مرد و مذکور پر ہنر پورا لازم ہوگا اور بوجہ کفو نہ ہونے کے اولیا کا اعتراض ہونے پائی رہے گا اور اگر عورت سے اس کی رضامندی کے ساتھ ودی کی ہو تو ہر قسمی لازم ہوگا اور اس سے زیادہ نہ دلایا جائیگا اور یہ امر عورت کی طرف سے نکاح پر اس کی رضامندی شمار کیا جائیگا اس واسطے کہ عورت کا اپنے اور پردہ کی واسطے قابو دینا عقد کی اجازت ہو جیسے اس نے یوں کہا کہ میں راضی ہوں تو اور ہر دو اختیار جو عورت کے واسطے ثابت ہے اس کے لیے سبب عدم کفو ہونے کے تفریق کرانے کا اور ہر کم ہونے کی وجہ سے پورا کرانے کا یہ دونوں اختیار ساقط ہو جائیں گے و لیکن اس کے اولیا کو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نقصان ہر دھرم کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا اختیار اور صاحبائے کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا اختیار باقی رہیگا اور اگر قبل دخول کے دونوں میں تفریق واقع ہوئی تو شوہر پر پھر لازم نہ ہوگا یہ کتاب الاکراہ لرجح الراجح میں ہو۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی اولاد صغیر کو غیر کفو کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً اپنے پسر کو کسی باندی کے ساتھ یا دختر کو کسی غلام کے ساتھ بیاہ دیا یا غلبہ فاحش یعنی خسارہ کثیر کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً دختر کو اس کے ہنر مثل سے کم پر بیاہ دیا یا پسر کی چور کو مہر زائد یا ندھا تو جائز ہے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے یہ نہیں جانتے ہیں جو اور صاحبائے کے نزدیک زیادتی یا نقصان صرف اسی قدر جائز ہوگا جب قدر لوگ خسارہ اٹھا لیتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ اصل نکاح صحیح ہوگا اور اصح یہ ہے کہ صاحبائے کے نزدیک نکاح باطل ہوگا کذا فی الکافی اور امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول صحیح ہے یہ مضمرات میں ہے اور اس امر پر اجماع ہے کہ ایسا کرنا سوائے باب دوا کے دوسرے کی طرف سے نہیں جائز ہے اور نیز قاضی کی طرف سے بھی نہیں جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ باپ کا یہ فعل اختیار کرنا ازراہ مجانہت یا فسق نہ ہو اور اگر براہ حق و مجانہت اس کی طرف سے معلوم ہو تو بالاجماع نکاح باطل ہوگا اور اسی طرح اگر وہ نشہ میں رہے ہو تو بھی دختر کے حق میں اس کی نزدیکی بالاجماع صحیح ہوگی یہ سراج الوداع میں ہے اور اگر زیادتی یا نقصان صرف ہر قدر ہو کہ جب قدر اس لیے امور میں لوگ برداشت کر جاتے ہیں تو بالاتفاق نکاح جائز ہے گا اور اگر ایسی صورت میں سوائے باب دوا کے دوسرے کسی ولی نے کیا تو بھی یہی حکم ہوگا چنانچہ میں نے



کو وکیل کیا کہ میرا نکاح کر دے پس عورت مذکورہ نے اپنے آپ کو اس کے نکاح میں کر دیا تو نہیں جائز ہو یہ شرط بشرطین ہو۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ فلاں عورت عینہ سے بعض اس قدر ہر کے میرا نکاح کر دے پس وکیل نے بعض مہر مذکور کے اپنے ساتھ اس کا نکاح کر لیا تو وکیل کے واسطے نکاح جائز ہوگا یہ شرطین ہو۔ ایک عورت نے ایک مرد کو باہن طور وکیل کیا کہ میرے امور میں تصرف کرے پس مرد مذکور نے اپنے ساتھ اس کا نکاح کر لیا پس عورت نے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ خرید و فروخت کے امور میں تصرف کرے تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر عورت اس کو اپنا نکاح کر دینے کا وکیل کرتی تو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا اختیار نہ تھا تو ایسی عورت میں بدرجہ اولیٰ روا نہ ہوگا یہ جنہیں و مریہ میں ہو۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اپنے ساتھ میرا نکاح کر دے پس مرد نے کہا کہ میں نے فلاں عورت کو اپنے نکاح میں لیا تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ عورت مذکورہ پھر یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ تزویج کر دے پس وکیل نے اپنی دختر مصغرہ یا اپنے بھائی کی دختر مصغرہ اس کے نکاح میں کر دی اور یہی اس کا ولی ہو تو یہ جائز نہ ہوگا اور اسی طرح جو شخص اس مصغرہ کا ولی ہو بدون اس کے حکم کے اس کا یہی حکم ہو اور اگر وکیل مذکور نے اپنی دختر کبیرہ برضا مندی دختر مذکورہ اس کے نکاح میں کر دی تو اصل میں مذکور ہو کہ بنا بر قول امام اعظم کے جائز نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ موکل راضی ہو جائے اور صاحبین کے قول کے موافق جائز ہوگا اور اگر وکیل مذکور نے اپنی بہن یا لہ بھرتیا مندی میں سے اس کے نکاح میں کر دی تو بلا خلاف جائز ہو یہ شرطین ہو۔ جو شخص کہ از جانب عورت وکیل نکاح ہو اگر اسے عورت مذکورہ کو اپنے باپ یا بیٹے کے نکاح میں کر دیا تو بنا بر قول امام ابو حنیفہ رحمہ کے نکاح جائز نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر بیٹا نابالغ ہو تو بلا خلاف جائز نہ ہوگا یہ شرطین ہو۔ از جانب عورت جو وکیل نکاح ہو اگر اسے غیر کفو سے عورت کا نکاح کرو یا تو بعض نے فرمایا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک نکاح صحیح ہوگا یہی صحیح ہو اور اگر وہ کفو ہو لیکن اندھا یا لنگ یا یا طفل یا معتوہ ہو تو جائز نہ ہوگا اور اسی طرح اگر شخص یا عین ہو تو یہی حکم ہو اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے پس اگر وکیل نے اندھی یا لنگی یا ثقاہ یا مجنونہ یا مصغرہ سے خواہ قابل جماع ہو یا نہ آزاد یا باندی سے جو غیر کفو ہو خواہ مسلمان ہو یا کتا یہ ہو نکاح کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز نہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر وکیل نے اپنی ذاتی باندی سے اس کا نکاح کر دیا تو بالاجماع جائز نہ ہوگا یہ نہایت میں ہو اور اگر شوہا یا تو بائ سے جسکے شہ سے ہمیشہ عذاب ہا کرتا ہو یا زائل العقل سے یا ایسی عورت سے جسکو لقوہ ہو کہ ایک جانب اسکی کچھ ہو نکاح کر دیا تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور اسی طرح دونوں باتوں کی ہوئی عورت یا مفلولہ عورت سے نکاح کر دیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ نہایت میں ہو۔ وکیل کیا کہ گوری عورت سے شادی کر دے اس نے کالی عورت سے کرادی یا اس کے برعکس ہو تو صحیح ہوگا اور اگر اندھی سے شادی کرانے کا حکم دیا اور اسے آنکھوں والی سے شادی کرادی تو صحیح ہی ہو و نیز گوری میں ہو۔ وکیل کو حکم کیا کہ باندی سے شادی کر دے اس نے آزاد سے شادی کرادی تو جائز نہ ہوگا اور اگر مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کرادیا تو جائز نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر نکاح فاسد کے واسطے وکیل کیا اور اسے نکاح جائز نکاح کرادیا تو جائز نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر وکیل کسی عورت سے یا لکڑا دے پس وکیل نے ایسی عورت سے جسکو موکل طالق کرچکا ہو نکاح کرادیا پس اگر نکاح کرادیا تو نکاح جائز اور طلاق واقع ہوگی یہ شرطین ہو۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے اس کا نکاح کرادے پس وکیل نے ایسی

فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح باب ششم نکاح  
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم  
۲۴

عورت سے نکاح کر دیا جبکہ موکل قبل وکیل کرنے کے بائند کر چکا ہو تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ موکل نے وکیل سے اس عورت کی بڑھتی کی شکایت نہ کی ہو یا اور مثل اسکے کسی امر کی شکایت وغیرہ نہ کی ہو اور اگر ایسی عورت سے نکاح کر دیا جبکہ موکل نے بعد وکیل کے جدا کیا ہو تو جائز ہوگا یہ کتاب لو کالہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کرے اور جب یہ تو ایسا کر چکا تو عورت مذکورہ کو اپنے اور طلاق کا اختیار اپنے ہاتھ میں ہوگا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کر دیا مگر یہ امر اسکے واسطے شرط کیا تو امر طلاق کا اختیار اس عورت کے ہاتھ میں نہ جائیگا اور اگر کہا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا بیاہ کرے اور اسکے واسطے شرط کر دی کہ جب میں اس سے نکاح کروں گا تو اسکا اور طلاق اسکے ہاتھ میں ہوگا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کر دیا تو عورت کے اختیار میں امر طلاق نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ وکیل نہ کر سکے واسطے نکاح میں شرط کرے۔ اور اگر عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے شرط لگا لی کہ جب وہ اپنے نکاح میں لاؤں گا تو امر طلاق عورت مذکورہ کے اختیار میں ہوگا پھر اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور بروقت ترمیم کے امر طلاق عورت کے اختیار میں ہو جائیگا موکل کے ساتھ ایسی عورت کا نکاح کر دیا جس سے موکل نے ایلا کر کیا تھا یا وہ موکل کے طلاق کی حالت میں تھی تو وکیل کا نکاح کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر وکیل نے ایسی عورت کا نکاح کر دیا جو شیر کے نکاح یا غیر کی عورت میں ہو خواہ وکیل اس امر کو جاننا ہو یا نہ جانتا ہو اور وکیل نے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا اور حالیکہ اسکو ابھی امر سے آگاہی نہ ہوئی تو دونوں میں تفریق کرادی جائیگی اور موکل بہتر ہی اور جہر مثل دونوں میں سے کم مقدار واجب ہوگی اور موکل اس مال کو وکیل سے واپس نہیں لے سکتا ہو اسی طرح اگر اسکی جو روکی مان کے ساتھ نکاح کر دیا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ ہندہ سے یا سہلی سے اسکا نکاح کرادے تو دونوں میں سے جس عورت سے نکاح کرادینا جائز ہوگا۔ اور ایسی جہالت کی وجہ سے وکیل باطل نہیں جوتی ہو اور اگر دونوں میں سے ایک ہی عقد میں نکاح کر دیا تو دونوں میں سے کوئی جائز نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے نکاح کرادے اسنے دو عورتوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کر دیا تو دونوں میں سے کوئی نہ ہوگی کے ذمہ لازم ہوگی اور یہی صحیح ہو کہ ذاتی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان اگر موکل نے دونوں کا نکاح یا ایک کا نکاح جائز رکھا تو نافذ ہو جائیگا یہ بکرالرائین میں ہو۔ اور اگر اسنے دو عقدوں میں دونوں سے نکاح کر لیا تو ہلا نافذ ہو جائیگا اور دیگر عورت کا نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا یعنی شرح ہدایہ میں ہو۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں عورت معین سے اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اس عورت میں اور اسکے ساتھ دوسری ایک عورت دونوں سے نکاح کر دیا تو موکل کے واسطے یہ عورت معین لازم ہوگی۔ اور اگر وکیل کیا کہ دو عورتوں میں سے ایک عقد میں نکاح کرادے پس اسنے ایک عورت سے نکاح کر لیا تو جائز ہوگا اسی طرح اگر وکیل کیا کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک عقد میں نکاح کرادے پس وکیل نے دونوں میں سے ایک عورت سے نکاح کر دیا تو جائز ہوگا اور عقد میں تفریق نہ ہو جائے مخالفت میں داخل نہیں ہو ووقال لاتر دجنی الا اثین فی عقدۃ یعنی موکل نے کہا کہ میرے ساتھ کسی کا نکاح نہ کرادے الا دو عورتوں کا ایک عقد میں پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کر دیا تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی اسی طرح دوسرے عورتوں کے نکاح کی وکالت میں اگر اسنے اپنے آخر کلام میں کہہ دیا ہو کہ ایک کے ساتھ دونوں دوسرے کے نکاح نہ کرنا تو

یہی حکم ہو کہ اگر اس نے ایک کے ساتھ کر دیا تو جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ان دونوں بنوں کا میرے ساتھ نکاح کر دے پس اگر وکیل نے دونوں میں سے ایک کے ساتھ کر دیا تو جائز ہوگا الا اس صورت میں یہ بھی جائز ہوگا کہ جب اسے نکاح میں یہ کہہ دیا ہو کہ ایک ہی عقد میں ایسا کر اسے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے ساتھ ان دونوں بنوں کا نکاح کر اسے پس اگر وکیل نے ایک کے ساتھ نکاح کر دیا تو جائز ہوگا لیکن اگر اسے کہہ دیا ہو کہ ایک ہی عقد میں ایسا کر اسے تو ناجائز ہوگا اور اگر کہا کہ ان دونوں سے ایک عقد میں نکاح کر اسے حالانکہ وہ دونوں بنیں ہیں تو جدا جدا نکاح کر دینا جائز ہوگا لیکن اگر اسے تفریق سے منع کر دیا ہو تو جائز ہوگا یہ تا تاثر خانیہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ فلاں عورت سے اس کا نکاح کر اسے پھر وہ عورت شوہر والی نکاح کرے پھر اس کا شوہر مر گیا یا اسکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گزر گئی پھر وکیل نے اپنے موکل کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر وکیل کیا کہ میرے کنبے سے میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر اسے پس وکیل نے دوسرے کنبے کی عورت سے اس کا نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ خلاصہ میں ہے اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں عورت سے اس کا نکاح کر اسے پس وکیل نے اس کے ساتھ نکاح کر دیا تو وکیل کا نکاح جائز ہوگا پھر اگر وکیل نے ایک بن سے اس کا نکاح کر دیا تو وکیل کا نکاح طلاق دیدی اور اسکی عدت گزر گئی ہوئے کے بعد موکل کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تو موکل کا نکاح جائز ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر وکیل نے اس سے خود نکاح نہ کیا بلکہ خود موکل نے اپنے آپ اس سے نکاح کر لیا پھر طلاق دیکر اسکو بائیس کر دیا پھر وکیل نے موکل کے ساتھ اسکو بیاہ دیا تو نکاح جائز ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں عورت سے اس کا نکاح کر اسے پس وکیل نے اس کے ہر شل سے زیادہ کے ساتھ نکاح کر دیا پس اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت کر لیتے ہیں تو بلا خلافت نکاح جائز ہوگا اور اگر مقدار زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ میں ایسا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو بھی باطل ہے کے نزدیک یہ حکم ہے اور ماہدین کے نزدیک جائز ہوگا۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ہزار درم ہر کے عوض کسی عورت کے ساتھ نکاح کر دیوے پس وکیل نے اس سے زائد کے عوض نکاح کر دیا پس اگر زیادتی ہو تو وکیل کا نکاح جائز ہوگا اگر اس کا ہر شل ہزار درم ہو یا کم ہوں تو نکاح جائز ہوگا اور عورت نہ کہ وہ کے واسطے یہی مقدار واجب ہوگی اور اگر اس کا ہر شل ہزار سے زیادہ ہو تو نکاح جائز ہوگا جب تک اسکی اجازت نہ دیدے اور اگر وکیل نے کوئی چیز معلوم نام نہ کر دی ہو تو بھی جب تک موکل اسکی اجازت نہ دے جائز ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ فلاں عورت سے ہزار درم کے نکاح کرے پس وکیل نے دو ہزار درم کے عوض نکاح کر دیا پس اگر موکل نے اسکی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہو جائیگا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو جائیگا اور اگر موکل کو یہ بات معلوم نہ ہوئی یا تاکہ کہ عورت کے ساتھ دخل کر لیا تو بھی اس کا خیار باقی رہے گا کہ چاہے اجازت نہ دے یا رو کر دے پس اگر اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا اور موکل پر فقط قسمی واجب ہوگا اور اگر رد کر دیا تو نکاح باطل ہو جائیگا پس اگر قسمی سے اس کا ہر شل کم ہو تو ہر شل واجب ہوگا ورنہ قسمی واجب ہوگا اور اگر زیادہ مقدار پر موکل کی تارضامندی کی صورت میں وکیل نے کہا کہ یہ زیادتی میں تاوان و نکاح اور تم دونوں کا نکاح لازم کرونگا تو اسکو یہ اختیار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وکیل نے عورت کے واسطے ہر شل کی ضمانت کر لی اور عورت کو آگاہ کیا کہ موکل نے اسکو ایسا حکم دیا تھا پھر وکیل نے اس کا کیا کہ میں نے ہزار درم سے زیادہ





کر دیا یا کہا کہ میں نے اپنے ان ہزار درہم کے عوض تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور مال مہر شوہر پر واجب ہوگا چنانچہ ہزار درہم مشارالہ کا وکیل سے مطالبہ نہ کیا جائیگا یہ فی خیرہ میں ہوا اگر موکل کے غلام ہر ایک کے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز اور اسکا نشانہ ہر ہر غلام کی قیمت واجب ہوگی یہ محیطہ خرسی میں ہوا خود غلام مہر شوہر کا وقتیکہ شوہر اس پر راضی ہو جائے یہ محیطہ میں ہو۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے عورت سے موکل کا نکاح کر کے موکل کی طرف سے عورت کے واسطے مہر کی ضمانت کر لی تو جائز ہوگا وکیل اسکو شوہر سے واپس نہیں لے سکتا ہی یہ بسوطہ میں ہو۔ وکیل کیا کہ ہزار درہم پر کسی عورت سے نکاح کرے اور اگر اسے شوہر مانے تو ہزار سے دو ہزار تک کے درمیان بڑھائے پس ایسا ہوا کہ عورت نے انکار کیا پس وکیل نے دو ہزار درہم پر نکاح کر دیا تو اصل میں مذکور ہو کہ یہ جائز اور موکل کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیطہ میں ہو۔ عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی مرد سے چار سو درہم پر اسکا نکاح کرے پس وکیل نے نکاح کر دیا اور یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایک سال تک رہی پھر شوہر نے کہا کہ وکیل نے میرے ساتھ اسکا نکاح ایک تینار پر کر دیا ہوا اور وکیل نے اسکی تصدیق کی تو وکیل نے کہا جائیگا کہ اگر شوہر نے اقرار کیا کہ عورت مذکورہ نے اسکو ایک دینار پر نکاح کرنے کا وکیل نہیں کیا تھا تو عورت مختار ہوگی چاہے نکاح کو باقی رکھے اور اسکو ایک دینار کے سوا کچھ نہ ملے اور اگر چاہے رو کر دے تو شوہر پر اسکا مہر مثل واجب ہوگا چاہے جسدہ ہو اور اسکو نفقہ عدت نہ ملے اور اگر شوہر نے یہ اقرار نہ کیا بلکہ انکار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیطہ خرسی میں ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ مہر بیان ہو گیا ہو اور اگر ایسا نہ ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کرے پس وکیل نے ایک عورت سے بعض اسقدر مہر کشیدے کہ لوگ اپنے اندازہ میں اتنا خسارہ نہ اندازتے مہر مثل کے نہیں اٹھاتے ہیں کر دیا یا عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا نکاح کرے پس وکیل نے اسقدر قلیل مہر پر کہ لوگ اپنے اندازہ میں بنسبت مہر مثل کے اتنا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں کر دیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہوگا اور صاحبین رحمہم نے اس میں خلافت کیا ہی یہ غلامہ میں ہو۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے ہزار درہم ہر پر اس کے ساتھ نکاح کرے پس اس نے پچاس دینار کے عوض عورت کی اجازت سے یا پلا اجازت نکاح کر دیا پھر ہزار درہم کے عوض عورت کی اجازت سے یا پلا اجازت نکاح کی جسدہ کر دی تو پہلا نکاح دوسرے سے باطل ہو جائیگا اور اگر پہلا نکاح بعض ہزار درہم کے بلا اجازت عورت ہوا اور دوسرا بعض پچاس دینار کے بلا اجازت عورت ہو تو پہلا نہ ٹوٹے گا اور اگر دوسرا عورت کی اجازت سے ہو تو پہلا باطل ہو جائیگا یہ کافی میں ہو۔ مرد نے وکیل کیا کہ کل بعد مہر کے عورت سے میرا نکاح کر دے پس وکیل نے کل کے روز قبل ظہر کے یا کل کے بعد نکاح کیا تو جائز ہوگا۔ اور اگر عورت نے بدین شرط وکیل کیا کہ نکاح کر کے مہر کا نوشتہ لے لے پس وکیل نے بدون مہر نامہ لکھانے کے نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا یہ جو خبر کروری میں ہو ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری اس دختر کا نکاح ایسے شخص سے کرے جو ذی علم و دیندار ہو بشورہ فلاں شخص کے پھر وکیل نے ایک مرد ذی علم و دیندار سے بدون مشورہ فلاں شخص کے نکاح کر دیا تو جائز ہوگا اس واسطے کہ مشورہ سے اسکی غرض یہ ہو کہ نکاح ایسے شخص کے ساتھ واقع ہو جو اس صفت کا ہو پس جب غرض حاصل ہو گئی تو مشورہ کی کچھ حاجت نہ رہی یہ فتاویٰ کا حنی خان میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو بھیجا کہ فلاں شخص سے اسکی بیٹی میرے واسطے خطبہ کرے پس اس نے

مہر مثل واجب ہوگا چاہے جسدہ ہو اور اسکو نفقہ عدت نہ ملے اور اگر شوہر نے یہ اقرار نہ کیا بلکہ انکار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیطہ خرسی میں ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ مہر بیان ہو گیا ہو اور اگر ایسا نہ ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کرے پس وکیل نے ایک عورت سے بعض اسقدر مہر کشیدے کہ لوگ اپنے اندازہ میں اتنا خسارہ نہ اندازتے مہر مثل کے نہیں اٹھاتے ہیں کر دیا یا عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا نکاح کرے پس وکیل نے اسقدر قلیل مہر پر کہ لوگ اپنے اندازہ میں بنسبت مہر مثل کے اتنا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں کر دیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہوگا اور صاحبین رحمہم نے اس میں خلافت کیا ہی یہ غلامہ میں ہو۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے ہزار درہم ہر پر اس کے ساتھ نکاح کرے پس اس نے پچاس دینار کے عوض عورت کی اجازت سے یا پلا اجازت نکاح کر دیا پھر ہزار درہم کے عوض عورت کی اجازت سے یا پلا اجازت نکاح کی جسدہ کر دی تو پہلا نکاح دوسرے سے باطل ہو جائیگا اور اگر پہلا نکاح بعض ہزار درہم کے بلا اجازت عورت ہوا اور دوسرا بعض پچاس دینار کے بلا اجازت عورت ہو تو پہلا نہ ٹوٹے گا اور اگر دوسرا عورت کی اجازت سے ہو تو پہلا باطل ہو جائیگا یہ کافی میں ہو۔ مرد نے وکیل کیا کہ کل بعد مہر کے عورت سے میرا نکاح کر دے پس وکیل نے کل کے روز قبل ظہر کے یا کل کے بعد نکاح کیا تو جائز ہوگا۔ اور اگر عورت نے بدین شرط وکیل کیا کہ نکاح کر کے مہر کا نوشتہ لے لے پس وکیل نے بدون مہر نامہ لکھانے کے نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا یہ جو خبر کروری میں ہو ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری اس دختر کا نکاح ایسے شخص سے کرے جو ذی علم و دیندار ہو بشورہ فلاں شخص کے پھر وکیل نے ایک مرد ذی علم و دیندار سے بدون مشورہ فلاں شخص کے نکاح کر دیا تو جائز ہوگا اس واسطے کہ مشورہ سے اسکی غرض یہ ہو کہ نکاح ایسے شخص کے ساتھ واقع ہو جو اس صفت کا ہو پس جب غرض حاصل ہو گئی تو مشورہ کی کچھ حاجت نہ رہی یہ فتاویٰ کا حنی خان میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو بھیجا کہ فلاں شخص سے اسکی بیٹی میرے واسطے خطبہ کرے پس اس نے

و دختر مذکورہ سے پہنچنے واسطے کانکاح کر دیا تو جائز ہو خواہ بمثل ہو یا بغین فاحش ہو یا سراجیہ میں ہو۔ ایک مرد کو وکیل کیا کہ میرے واسطے فلان بی دختر کا خلیہ کرے پس وکیل مذکور دختر مذکورہ کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ اپنی دختر مجھے ہمہ کر دے پس باپ نے جواب دیا کہ میں نے ہمہ کی پھر وکیل نے دعویٰ کیا کہ میری مراد اس سے اسے منوکل کے ساتھ نکاح کی تھی پس دیکھنا چاہیے کہ اگر وکیل کا کلام بطور خطبہ تھا اور باپ کی طرف سے جواب بطریق اجابت یعنی منظور کرنے کے تھا نہ بطور قبول عقد کے تو دونوں میں اصل نکاح منعقد نہ تھا اور اگر بطریق عقد تھا تو وکیل کے واسطے نکاح منعقد ہو گا موکل کے واسطے منعقد نہ ہو گا اور اسی طرح اگر وکیل نے یہ کہا ہو کہ میں فلان کے واسطے قبول کیا تو بھی حکم ہو کیونکہ ہر گاہ وکیل نے کہا کہ اپنی دختر مجھے ہمہ کر دے اور باپ نے کہا کہ میں نے ہمہ کر دی تو دونوں میں عقد پورا ہو گیا اور اگر وکیل نے کہا کہ اپنی دختر فلان مرد کو ہمہ کر دے اور باپ نے کہا کہ میں نے ہمہ کر دی تو نکاح منعقد نہ ہو گا جب تک وکیل یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی پس جب وکیل نے کہا کہ یا کہ میں نے فلان کے واسطے قبول کی یا کہ میں نے قبول کی یعنی مطلقاً تو دونوں صورتوں میں موکل کے واسطے نکاح منعقد ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دختر کے باپ اور وکیل کے درمیان پیشتر سے منعقد نکاح موکل کے واسطے گفتگو میں بیان ہو رہے ہوں پھر دختر کے باپ نے وکیل سے کہا کہ میں نے اس عقد ہمہ پر اپنی دختر کو نکاح میں دیا اور یہ نہ کہا کہ غلط ہے کو دیا یا اس کے موکل کو دیا پس غلط ہے کہ میں نے قبول کیا تو غلط ہے کہ واسطے نکاح منعقد ہو گا یہ تاتار خانہ میں ہو۔ وکیل ترویج کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اپنی طرف سے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر اس نے وکیل کیا پس دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کے حضور میں نکاح کر دیا تو جائز ہو گا یہ نکاح اب الوکالۃ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اس کا نکاح کر دے اور مرد یا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہو گا تو وکیل کو اختیار ہو گا کہ اس کی ترویج کے واسطے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر وکیل اول کو موت آئی اور اس نے دوسرے مرد کو اس کے ترویج کے واسطے کی وصیت کی پس دوسرے وکیل نے بعد موت وکیل اول کے اس کا نکاح کر دیا تو جائز ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت یا مرد نے اپنی ترویج کے واسطے دو مردوں کو وکیل کیا پس ایک نے ترویج کی تو عقد جائز ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک مرد نے کسی مرد کو وکیل کیا کہ فلان عورت معینہ سے اس کا نکاح کر دے اور اسی مطلب کے واسطے ایک دوسرا بھی وکیل کیا اور عورت مذکورہ نے بھی اسی طرح دو وکیل اسی واسطے کیے پھر مرد کے دونوں وکیل اور عورت کے دونوں باہم ملاقی ہوئے پس مرد کے ایک وکیل نے ہزار درہم پر نکاح کیا اور عورت کی طرف کے ایک وکیل نے اس کو قبول کیا اور مرد کے دوسرے وکیل نے سو دینار پر نکاح کیا اور عورت کے دوسرے وکیل نے اس کو قبول کیا اور دونوں عقد ایک ہی ساتھ واقع ہوئے یا آگے پیچھے واقع ہوئے مگر اس میں جھگڑا ہوا کہ اول کون ہو اور حالت مجہول رہی تو بعض ہر مثل کے نکاح صحیح ہو گا یہ کافی میں ہو ایک مرد نے دوسرے کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے اس کا نکاح کر دے پس اس نے ایک عورت سے نکاح کر دیا پھر وکیل و شوہر میں اختلاف ہوا کہ شوہر نے کہا کہ تو نے مجھے اس عورت کا نکاح کر دیا ہو اور وکیل نے کہا کہ نہیں بلکہ اس دوسری سے نکاح کر دیا ہو تو شوہر کے قول کی تعمیل ہوگی بشرطیکہ عورت اس کے قول کی تصدیق کرے کیونکہ دونوں میں سے نکاح ہر ایک کا

دوسرے کی تصدیق کی پس دونوں کے لکھاؤ سے نکاح ہو جائیگا۔ اور یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہے کہ نکاح سے نکاح مہل ہو جاتا ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے اور اگر عورت نے تزویج کے واسطے وکیل کیا ہے اور خود ہی نکاح کر لیا تو وکیل مذکور وکالت سے خارج ہو جائیگا خواہ وکیل کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہ ہو اور اگر عورت نے اسکو وکالت سے خارج کیا حالانکہ وکیل اس سے واقف نہ ہو تو وکالت سے خارج نہ ہوگا پھر اگر وہ نکاح کرے تو نکاح جائز ہوگا۔ اور اگر مرد کی طرف سے کسی خاص عورت کے ساتھ تزویج کرنے کا وکیل ہو یہ موکل نے اس عورت کی مان یا بیٹی سے نکاح کر لیا تو وکیل وکالت سے خارج ہو جائیگا یہ عیض میں ہے۔ ایک عورت نے کسی مرد سے تزویج کے واسطے وکیل کیا پھر قبل تزویج کے نکاح فاسد نکاح کر لیا تو بعض مشائخ بخارانے فرمایا کہ وکیل وکالت سے مفرد ہو جائیگا اور یہی امام برہان مرغیانی نے اختیار کیا ہے اور قاضی برہان ہی نے قیاس سے اور بعض مشائخ بخارانے فتویٰ دیا کہ مفرد نہ ہوگا یہ تاثر خانہ میں فتاویٰ آہو سے منقول ہے۔ اور اگر عورت سے نکاح کر دیتے کا وکیل کیا پھر وہ عورت انفرادہ بالقد تقاضے مرتد ہو کر دارالحرب میں جا لی پھر وہ گرفتار ہو کر آئی اور مسلمان ہو گئی پھر وکیل نے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نکاح جائز ہوگا قالہ المترجم اور اسمین صاحبین کا خلاف بر بنائے اہل معرفت ہے۔ ایک مرکن کی زبان بند ہو گئی پس اس سے ایک شخص نے کہا کہ میں تیری دختر فلانہ کی تزویج کا وکیل ہونگا اس نے فارسی میں جواب دیا کہ آری آری یعنی ہاں ہاں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا پس وکیل نے نکاح کیا تو صحیح ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص کا ایک بیٹا ہو اور اس بیٹے کی دختر ہو پس اس شخص نے اپنے بیٹے کو یا گراہ مجبور کیا کہ مجھے اپنی دختر کی تزویج کا وکیل کرے پس بیٹے نے کہا کہ میں تجھے اور تیری فرزندی دونوں سے سیرا ہوں جو تیرا جی چاہے وہ کرے یا پسے جا کر اپنی پوتی کو بیاہ دیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ یہ نکاح صحیح ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اس کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کرے حالانکہ اس مرد موکل کے نکاح میں ہار ہو رہا ہو تو ایسی وکالت ایسے وقت کے واسطے مجمل کی جائیگی کہ جب موکل کسی عورت سے نکاح کرنے کا شرعاً فتوا ہو جاوے تب وہ کسی عورت سے اس کا نکاح کر دے یا ان طور کہ مثلاً وہ ان چاروں میں سے کسی کو بائن طلاق دیکر الگ کر دے یہ عیض خسی میں ہے اور اس امر پر ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ایک ہی مرد نکاح میں طرفین کا وکیل اور جانبین کا ولی اور ولی ایک جانب سے اور اہل دوسری جانب سے اور وکیل ایک جانب سے اور اہل دوسری جانب سے اور ولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے اور یہ امر کہ ایک ہی شخص دونوں جانب سے فتوٰی یا ایک جانب سے ولی اور دوسری جانب سے فتوٰی یا اہل ایک جانب سے اور فتوٰی دوسری جانب سے یا فتوٰی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے کہ عقد اجازت پر موقوف رہے یا نہیں تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک نہیں ہو سکتا ہے یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور اگر ایک فتوٰی نے عقد باندھا اور دوسرے شخص نے قبول کیا خواہ یہ دوسرا شخص فتوٰی ہو یا وکیل ہو یا اہل ہو تو عقد کا انعقاد ہوگا مگر جسکی طرف سے فتوٰی ہو انہی اجازت پر موقوف رہے گا یہ نہایت عین ہے۔ اور بشرط عقد

بہر حال  
ان کے  
فتوٰی  
میں

اسی مجلس کے قبول پر موقوف رہتا ہو اور اسے اس مجلس کے موقوف نہیں ہوتا ہو یہ سراج الوداع میں ہو ایک مرد نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں سنہ فلان عورت سے نکاح کیا پھر اس عورت کو خبر پہونچی اور اس نے اجازت دیدی تو یہ باطل ہو اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق کر کے نکاح نہیں دیا حالانکہ یہ مرد غائب ہو پھر اس کو خبر پہونچی اور اس نے اجازت دیدی تو عقد جائز ہوگا اور اگر وہ لون معورتوں میں غائب عورت یا غائب مرد کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کر لیا تو البتہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اجازت پر موقوف رہے گا یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور نکاح فضولی کی اجازت دینا بقول ثابت ہوتا ہو اور بطل بھی ثابت ہوتا ہو یہ بخار لرائق میں ہو پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح جو غائب ہو ایک عورت سے کر دیا اور یہ دونوں اجازت مرد کے ہو پھر مرد کو خبر پہونچی تو اس نے کہا کہ تو نے خوب کیا کیا کہا کہ نکاح اشد تھا لی اس میں برکت دے یا کہا کہ تو نے احسان کیا یا کہا کہ تو براہ صواب کیا تو یہ الفاظ اجازت میں گذارنے فتاویٰ قاضی خان اور یہی مختار ہے اور اسی کو شیخ ابوالکلام نے اختیار کیا ہو بیچیطین نے اگر کسی کلام میں یہ معاملہ ہو جائے کہ اس نے یا اور فقہان ایسا الفاظ کہے ہیں تو اس صورت میں یہ الفاظ اجازت نہ ہونگے اور اگر لوگوں نے اس کو صواب رکھا دوسری اور اس نے قبول کی تو یہ اجازت ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جہت میں ہے کہ فقہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ تاثر غائب میں ہے ایک شخص نے ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کا بدوہن اجازت عورت کے نکاح کر دیا پس عورت نے کہا کہ جبہ خیر فعل خوش بنایا یا قاری میں کہا کہ مرا خوش بنادین کار تو تو یہ رد نکاح نہیں ہو حتیٰ کہ اگر اس کے بعد یہ صبی ہو جاوے تو یہ نکاح نافذ ہو جائیگا یہ فصول عامہ میں ہے۔ ہر کا قبول کرنا اجازت ہو اور بدیہ کا قبول کرنا اجازت نہیں ہے یہ فتح القاری میں ہے۔ اور فاضل صاحب الحیطین نے کہ اگر مرد نے فضولی سے کہا کہ تو نے برا کیا تو یہ نکاح کی اجازت ہو ایسا ہی امام محمد سے ہے عورتی ہو اور ظاہر الحدیث کے موافق یہ کلام رد نکاح ہو اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور فعل کے ساتھ اجازت ہے کہ عورت کا ہر اس کو بھی ہے اور آیا شرط ہے کہ عورت کو ہر پہونچ جاوے یا نہیں تو امام تھیم الدین نے فرمایا کہ شرط ہے اور رسولانا اور قاضی امام فخر الدین نے فرمایا کہ نہیں شرط ہے۔ اور اگر عورت کے ساتھ خلوت کی پس آیا یہ اجازت ہے تو بولانا نے فرمایا کہ اجازت ہے اور بعض نے فرمایا کہ نفس خلوت اجازت نہیں ہے یہ فصول عامہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ بدوہن اجازت عورت کے بیاہ دیا پھر عورت کو خبر پہونچی پس عورت نے کہا کہ باک نیست یعنی کچھ ڈر نہیں ہو تو یہ اجازت ہو ایسا ہی فقہ ابو اللیث نے ذکر فرمایا ہے اور فقہ ابو جعفر نے اسی پر فتوے دیئے تھے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر فضولی نے چار عورتیں ایک عقد میں اور تین عورتیں ایک عقد میں خرید کے ساتھ بیاہ دیں پس زید نے ایک فریق میں سے ایک عورت کو طلاق دیدی تو اسی فریق کے نکاح کی اجازت ہوگی یہ فتح القاری میں ہے۔ اور اگر فضولی نے ایک مرد سے دس عورتوں کا نکاح مختلف عقدوں میں کیا اور ان دسوں عورتوں کو خبر پہونچی اور انھوں نے سب نے اجازت دی تو نوین دسوں عقد کی دونوں عورتیں جائز ہونگی اور علیٰ ہذا دس مردوں میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی دختر کا نکاح ایک مرد سے کیا اور یہ سب عورتیں باغہ ہیں پس سمجھوں نے نکاح جائز رکھا تو نوین دسوں کا نکاح جائز ہوگا اور اگر گیارہ مرد ہوں تو اخیر کی تین عورتوں کا جائز ہوگا اور اگر بارہ مرد ہوں تو چار عورتوں کا نکاح جائز ہوگا اور اگر تیرہ مرد ہوں

اسی مجلس کے قبول پر موقوف رہتا ہو اور اسے اس مجلس کے موقوف نہیں ہوتا ہو یہ سراج الوداع میں ہو ایک مرد نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں سنہ فلان عورت سے نکاح کیا پھر اس عورت کو خبر پہونچی اور اس نے اجازت دیدی تو یہ باطل ہو اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق کر کے نکاح نہیں دیا حالانکہ یہ مرد غائب ہو پھر اس کو خبر پہونچی اور اس نے اجازت دیدی تو عقد جائز ہوگا اور اگر وہ لون معورتوں میں غائب عورت یا غائب مرد کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کر لیا تو البتہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اجازت پر موقوف رہے گا یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور نکاح فضولی کی اجازت دینا بقول ثابت ہوتا ہو اور بطل بھی ثابت ہوتا ہو یہ بخار لرائق میں ہو پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح جو غائب ہو ایک عورت سے کر دیا اور یہ دونوں اجازت مرد کے ہو پھر مرد کو خبر پہونچی تو اس نے کہا کہ تو نے خوب کیا کیا کہا کہ نکاح اشد تھا لی اس میں برکت دے یا کہا کہ تو نے احسان کیا یا کہا کہ تو براہ صواب کیا تو یہ الفاظ اجازت میں گذارنے فتاویٰ قاضی خان اور یہی مختار ہے اور اسی کو شیخ ابوالکلام نے اختیار کیا ہو بیچیطین نے اگر کسی کلام میں یہ معاملہ ہو جائے کہ اس نے یا اور فقہان ایسا الفاظ کہے ہیں تو اس صورت میں یہ الفاظ اجازت نہ ہونگے اور اگر لوگوں نے اس کو صواب رکھا دوسری اور اس نے قبول کی تو یہ اجازت ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جہت میں ہے کہ فقہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ تاثر غائب میں ہے ایک شخص نے ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کا بدوہن اجازت عورت کے نکاح کر دیا پس عورت نے کہا کہ جبہ خیر فعل خوش بنایا یا قاری میں کہا کہ مرا خوش بنادین کار تو تو یہ رد نکاح نہیں ہو حتیٰ کہ اگر اس کے بعد یہ صبی ہو جاوے تو یہ نکاح نافذ ہو جائیگا یہ فصول عامہ میں ہے۔ ہر کا قبول کرنا اجازت ہو اور بدیہ کا قبول کرنا اجازت نہیں ہے یہ فتح القاری میں ہے۔ اور فاضل صاحب الحیطین نے کہ اگر مرد نے فضولی سے کہا کہ تو نے برا کیا تو یہ نکاح کی اجازت ہو ایسا ہی امام محمد سے ہے عورتی ہو اور ظاہر الحدیث کے موافق یہ کلام رد نکاح ہو اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور فعل کے ساتھ اجازت ہے کہ عورت کا ہر اس کو بھی ہے اور آیا شرط ہے کہ عورت کو ہر پہونچ جاوے یا نہیں تو امام تھیم الدین نے فرمایا کہ شرط ہے اور رسولانا اور قاضی امام فخر الدین نے فرمایا کہ نہیں شرط ہے۔ اور اگر عورت کے ساتھ خلوت کی پس آیا یہ اجازت ہے تو بولانا نے فرمایا کہ اجازت ہے اور بعض نے فرمایا کہ نفس خلوت اجازت نہیں ہے یہ فصول عامہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ بدوہن اجازت عورت کے بیاہ دیا پھر عورت کو خبر پہونچی پس عورت نے کہا کہ باک نیست یعنی کچھ ڈر نہیں ہو تو یہ اجازت ہو ایسا ہی فقہ ابو اللیث نے ذکر فرمایا ہے اور فقہ ابو جعفر نے اسی پر فتوے دیئے تھے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر فضولی نے چار عورتیں ایک عقد میں اور تین عورتیں ایک عقد میں خرید کے ساتھ بیاہ دیں پس زید نے ایک فریق میں سے ایک عورت کو طلاق دیدی تو اسی فریق کے نکاح کی اجازت ہوگی یہ فتح القاری میں ہے۔ اور اگر فضولی نے ایک مرد سے دس عورتوں کا نکاح مختلف عقدوں میں کیا اور ان دسوں عورتوں کو خبر پہونچی اور انھوں نے سب نے اجازت دی تو نوین دسوں عقد کی دونوں عورتیں جائز ہونگی اور علیٰ ہذا دس مردوں میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی دختر کا نکاح ایک مرد سے کیا اور یہ سب عورتیں باغہ ہیں پس سمجھوں نے نکاح جائز رکھا تو نوین دسوں کا نکاح جائز ہوگا اور اگر گیارہ مرد ہوں تو اخیر کی تین عورتوں کا جائز ہوگا اور اگر بارہ مرد ہوں تو چار عورتوں کا نکاح جائز ہوگا اور اگر تیرہ مرد ہوں





وہی حکم ہو جو ایک ہی ساتھ اجازت کا کلام نہ نکلتے کی حالت میں ہر ایک کے دونوں نکاحوں کی اجازت دینے کا حکم ہو یعنی دونوں میں سے ہر ایک نے اس کے پیچھے دونوں نکاحوں کی اجازت دیدی اور اس کا حکم یہ ہو کہ دونوں نکاحوں میں سے ایک نکاح لا محالہ نافذ ہو جائیگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے ان دونوں نکاحوں میں سے غیر معین ایک نکاح کی اجازت دی مثلاً مرد نے کہا کہ میں نے دونوں میں سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ میں نے اس نکاح کی یا اس دوسرے نکاح کی اجازت دی تو اس مسئلہ میں عورت کی اجازت چار صورتوں سے خالی نہیں اول آنکہ عورت نے کہا کہ میں نے اس نکاح کی اجازت دی جس کی شوہر نے اجازت دی ہو حالانکہ دونوں کے کلام ایک ہی ساتھ دونوں کے لئے نکلتے تو اس صورت میں دونوں میں سے ایک نکاح جائز ہوگا دوم آنکہ عورت نے کہا کہ میں نے اس نکاح کے سوا جس کی شوہر نے اجازت دی ہو دوسرے نکاح کی اجازت دی اور دونوں کے کلام ایک ہی ساتھ نکلتے تو اس صورت میں دونوں نکاح ٹوٹ جائیں گے ورنہ عورت نے کہا کہ میں نے دونوں نکاحوں کی اجازت دی تو اس کا وہی حکم ہو جو دوسرے نکاح کے لئے تھا جس کی شوہر نے اجازت دی ہو اس کی میں نے اجازت دی نہ کہ وہاں کو رہا ہو یعنی دونوں میں سے ایک نکاح جائز ہوگا چہاں کہ عورت نے کہا میں نے دونوں میں سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ میں نے اس کی یا اس کی اجازت دی ہے کہ شوہر نے کہا ہو اور دونوں کے کلام ایک ساتھ ہی نکلتے تو نہ کہ وہاں کو رہا ہو کہ دونوں میں سے کسی نے ابھی تک کچھ اجازت نہیں دی ہو اور دونوں کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے ایک نکاح جیسے چاہیں اتفاق کر لیں اور چاہیں دونوں کو فسخ کر دیں کذا فی الذخیرہ اور اگر عورت نے مثلاً کہا کہ میں نے ایک کی اجازت دیدی اور دوسرے نے اس کے بعد کہا کہ میں نے ایک کی اجازت دیدی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ میں نے ایک فصولی نے ایک غلام سے دو عورتوں کا نکاح ایک عقید میں کیا پھر دوسری عورتوں کا نکاح ایک عقید میں کیا اور یہ سب عورتوں کی رضامندی سے کیا پھر وہ غلام آزاد ہو گیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ دو عورتوں کے نکاح کی اجازت دے چاہے پہلے فریق کی دونوں عورتوں کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے دوسرے فریق کی دونوں عورتوں کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے پہلے فریق کی ایک کے نکاح کی اور دوسرے فریق کی ایک کے نکاح کی اجازت دے اور اگر تین کے نکاح کی اجازت دی تو سب باطل ہونے اور اگر چوتھی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر سب نکاح ایک ہی عقید میں واقع ہوئے ہوں تو اس کی اجازت بھی نہیں ہو سکتی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر غلام نے بدون اجازت مولیٰ کے تین عورتوں سے تین عقدوں میں نکاح کیا پھر مولیٰ نے سب کی اجازت دیدی تو تیسرے عقد والی عورت جائز ہوگی یہ عتا یہ میں ہو اور اصل یہ ہو کہ حق محل میں اجازت ہنر لہ انشاء سے عقد سے ہی پس اگر محل ایسا ہو کہ انشاء سے عقد میں اس کا جمع کرنا صحیح نہ ہو تو بحالت اجازت و امضا سے عقد بھی صحیح نہ ہوگا اور اگر انشاء سے عقد صحیح ہو تو باجائز بھی صحیح ہوگا۔ ایک مرد نے دوسرے مرد کے ساتھ بدون اجازت کے دو صبیحہ کا نکاح ایک ہی عقد میں بدون دونوں کے باپوں کی اجازت کے کر دیا اور ان دونوں صبیحہ کی طرف سے کوئی قبول کرنے والا ہو گیا پھر ایک عورت نے ان دونوں صبیحہ کو دودھ پلایا پھر جب شوہر کو خبر ہو گئی تو اس نے ان دونوں میں سے ایک کے نکاح کی اجازت دی اور اس صبیحہ کے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر ایک عورت نے دوسرے دونوں میں سے

یہاں تک کہ عورت نے  
اجازت دیدی ہو تو  
نکاح جائز ہوگا  
بشرطیکہ میں نے  
ایک کی اجازت دیدی  
اور دوسرے کی  
اجازت دیدی ہو



یا عقد و تفریق نہ کیا ہو بہر حال اجازت سے کہ کوئی عقیقہ جائز ہوگا یہ عیض میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی دختر یا بیٹے کو کسی مرد غائب سے نکاح کیا ہو یا وہ دیا اور مرد غائب کی طرف سے ایک فتویٰ ملے قبول کیا ہو قبل اجازت مرد غائب کے عورت کا باپ مر گیا تو اسکی موت سے نکاح باطل ہوگا۔ ایک مرد نے اپنے پیسے بائع کا نکاح ایک عورت سے کیا اور اجازت باپ مر گئے کے باوجود باپ قبل اجازت کے بیٹا بیٹوں کو دیا تو نکاح باپ کو بول کر لیا جائے کہ میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے نکاح کی اجازت دی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی دختر اپنے پیسے کے ساتھ بیاہ دی حالانکہ یہ دونوں غیر ہیں اور بیٹائی کی دختر کا باپ موجود ہی ہے قبل اجازت نکاح کے اسکا باپ مر گیا پھر چنانچہ قبل بیٹے دختر نکاح کے اس نکاح کی اجازت دے دے دی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اسی طرح اگر کسی مرد نے اپنے پیسے بائع کا نکاح بیرون اسکی اجازت سے ایک عورت سے کر دیا اور بیٹے نے بیٹے کو بیاہ دیا تو نکاح وہ مستوف ہو گیا پھر باپ نے اس نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر غلام نے بیرون اجازت مولیٰ کے نکاح کیا ہو قبل اجازت کے وہ اس مولیٰ کی مالک ہے نہ نکاح دوسرے سے مولیٰ کی مالک میں داخل ہوا پھر دوسرے سے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اور اسی طرح اگر باندی نے بیرون اجازت سے نکاح کر لیا پھر اس مولیٰ کی مالک ہے نہ نکاح دوسرے سے کی مالک میں داخل ہوئی خواہ بطریق بیع کے یا بوجہ ہبہ یا ارمہ کے پس اگر یہ باندی اس دوسرے مالک کے واسطے حلال ہو مثلاً یہ عورتیں ہوں کہ ایک جہا غریبہ اسکی وارث ہوئی یا فقیر بیٹیا وارث ہو کر باپ نے اس باندی سے وطی کر لی تھی یا مولا سے اول سے ایک جہا غریبہ کے ہاتھ بیع کی یا انکو ہبہ کر دی یا اپنے پیسے کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر باپ اس سے وطی کر چکا ہو تو ایسی صورت میں دوسرے سے نکاح کی اجازت سے نکاح جائز ہو سکتا ہے اور اگر دوسرے ولی کے واسطے باندی حلال ہو یا مولا سے اول سے کسی دوسری کے ہاتھ بیع یا اسکو ہبہ کی یا اپنے پیسے کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر خود اس سے وطی نہیں کر چکا ہو یا فقیر بیٹیا اسکا وارث ہو اور مالک باپ سے اس سے وطی نہیں کر چکا ہو تو ایسی حالت میں دوسرے مولیٰ کی اجازت سے جائز اور اس اجازت سے نکاح جائز ہوگا یہ عیض میں ہو مشکلات این باب مسائل الفسخ جائز ہے کہ نکاح بندگان سے بندگان کے بعد اسکے فسخ کرنے والے چار طرح کے لوگ ہوتے ہیں اول ایسا عقد باندی سے والا جو بقول یا بفعل کسی طرح فسخ کا اختیار نہیں رکھتا ہو اور یہ فتویٰ ہے کہ اگر فسخی نے ایک مرد کا نکاح بیرون اسکی اجازت سے کسی عورت سے کر دیا پھر کہا کہ میں نے عقد کو فسخ کیا تو فسخ ہوگا۔ اگر ایسی عورت کی ہیں سے اسکا نکاح باندھا تو دوسرا نکاح مرد کی اجازت پر موقوف ہوگا اور یہ نکاح اول کا فسخ ہوگا۔ دوم وہ عاقد ہو جو قول سے فسخ کر سکتا ہو اور فعل سے فسخ نہیں کر سکتا ہو اور یہ وکیل ہو چنانچہ اگر ایک شخص نے کسی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ فلاں عورت معینہ کا نکاح کر دے پس اس نے اس عورت سے نکاح کر دیا اور عورت کی طرف سے کسی فتویٰ نے قبول کیا تو اس وکیل کو اختیار ہو کہ قول سے نکاح فسخ کر دے یعنی کہ میں نے یہ نکاح فسخ کیا۔ اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن کے ساتھ بھی موکل کا نکاح کر دیا تو عقد اول فسخ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر وکیل نے عین ما اشی عورت سے عقد نکاح کر دیا

اگر کسی مرد نے اپنے پیسے بائع کا نکاح بیرون اسکی اجازت سے ایک عورت سے کر دیا اور بیٹے نے بیٹے کو بیاہ دیا تو نکاح وہ مستوف ہو گیا پھر باپ نے اس نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر غلام نے بیرون اجازت مولیٰ کے نکاح کیا ہو قبل اجازت کے وہ اس مولیٰ کی مالک ہے نہ نکاح دوسرے سے مولیٰ کی مالک میں داخل ہوا پھر دوسرے سے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اور اسی طرح اگر باندی نے بیرون اجازت سے نکاح کر لیا پھر اس مولیٰ کی مالک ہے نہ نکاح دوسرے سے کی مالک میں داخل ہوئی خواہ بطریق بیع کے یا بوجہ ہبہ یا ارمہ کے پس اگر یہ باندی اس دوسرے مالک کے واسطے حلال ہو مثلاً یہ عورتیں ہوں کہ ایک جہا غریبہ اسکی وارث ہوئی یا فقیر بیٹیا وارث ہو کر باپ نے اس باندی سے وطی کر لی تھی یا مولا سے اول سے ایک جہا غریبہ کے ہاتھ بیع کی یا انکو ہبہ کر دی یا اپنے پیسے کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر باپ اس سے وطی کر چکا ہو تو ایسی صورت میں دوسرے سے نکاح کی اجازت سے نکاح جائز ہو سکتا ہے اور اگر دوسرے ولی کے واسطے باندی حلال ہو یا مولا سے اول سے کسی دوسری کے ہاتھ بیع یا اسکو ہبہ کی یا اپنے پیسے کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر خود اس سے وطی نہیں کر چکا ہو یا فقیر بیٹیا اسکا وارث ہو اور مالک باپ سے اس سے وطی نہیں کر چکا ہو تو ایسی حالت میں دوسرے مولیٰ کی اجازت سے جائز اور اس اجازت سے نکاح جائز ہوگا یہ عیض میں ہو مشکلات این باب مسائل الفسخ جائز ہے کہ نکاح بندگان سے بندگان کے بعد اسکے فسخ کرنے والے چار طرح کے لوگ ہوتے ہیں اول ایسا عقد باندی سے والا جو بقول یا بفعل کسی طرح فسخ کا اختیار نہیں رکھتا ہو اور یہ فتویٰ ہے کہ اگر فسخی نے ایک مرد کا نکاح بیرون اسکی اجازت سے کسی عورت سے کر دیا پھر کہا کہ میں نے عقد کو فسخ کیا تو فسخ ہوگا۔ اگر ایسی عورت کی ہیں سے اسکا نکاح باندھا تو دوسرا نکاح مرد کی اجازت پر موقوف ہوگا اور یہ نکاح اول کا فسخ ہوگا۔ دوم وہ عاقد ہو جو قول سے فسخ کر سکتا ہو اور فعل سے فسخ نہیں کر سکتا ہو اور یہ وکیل ہو چنانچہ اگر ایک شخص نے کسی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ فلاں عورت معینہ کا نکاح کر دے پس اس نے اس عورت سے نکاح کر دیا اور عورت کی طرف سے کسی فتویٰ نے قبول کیا تو اس وکیل کو اختیار ہو کہ قول سے نکاح فسخ کر دے یعنی کہ میں نے یہ نکاح فسخ کیا۔ اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن کے ساتھ بھی موکل کا نکاح کر دیا تو عقد اول فسخ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر وکیل نے عین ما اشی عورت سے عقد نکاح کر دیا



تو عقد اول ٹوٹ جائیگا یہ جو بیعت شریعہ میں ہو۔ اور جو وہ عاقد جو باطل فیج کر سکتا ہو اور بقول فیج نہیں کر سکتا ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ ایک مرد نے ایک مرد کے ساتھ بدون اسکی اجازت کے ایک عورت کا نکاح کر دیا پھر شوہر نہ ہو تو اس فسخ کی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر کے اور کسی عورت کو حسین کیا پس وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو پہلا نکاح فسخ ہو جائیگا حالانکہ اگر وہ اس نکاح کو بقول فیج کرے تو فسخ صحیح نہیں ہو۔ چہارم وہ عاقد جو قول و فعل دونوں طرح سے فسخ کر سکتا ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ ایک مرد نے دوسرے کو کسی عورت سے بطور غیر حسین نکاح کر کے وکیل کیا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کر دیا اور عورت کی طرف سے ایک فسخولی سے قبول کیا پس اگر وکیل اس عقد کو فسخ کرے تو فسخ صحیح ہو اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن سے بھی موکل کا نکاح کر دیا تو عقد اول فسخ ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ یا بہ نکاح میں فسخولی کو قبول اجازت کے رجوع کا اختصار نہیں ہوتا ہو اور وکیل کو نکاح موقوفہ کی صورت میں قول و فعل دونوں سے رجوع کا اختیار ہوتا ہو یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ اور اگر زید کے ساتھ فسخولی نے ایک عورت کا نکاح کر دیا پھر زید نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اس نکاح کی اجازت دیدی پھر اسکو فسخ کیا تو بنا بر وایت باج کے اسکا فسخ کرنا صحیح نہ ہوگا اور اگر اسی عورت کی بہن کا با اجازت بہن کے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو پہلا نکاح باطل ہو جائیگا۔ اور اگر مطلق نکاح کے واسطے دو وکیل ہوں تو ایک وکیل کے ہاتھ سے عقد موقوفہ کو قبضہ اور دوسرا باطل نہیں کر سکتا اور وکیل اگر ایسا فعل کرے کہ اس عورت کی بہن سے موکل کا نکاح کرے یا دوسرے سے یہ نکاح کی تکدید کرے تو پہلا نکاح فسخ ہو جائیگا یہ عتایہ میں ہو۔ اور اگر زید نے ایک عورت سے بدون اجازت کے نکاح کیا پھر کسی کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اپنے قول سے فعل زید کو فسخ کیا تو نہیں صحیح ہوگا اور اگر وکیل نے اسی عورت کی بہن سے زید کا نکاح کر دیا تو نکاح اول ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر وکیل نے موکل کے ساتھ ایک ہی عقد میں دو عورتوں کا نکاح کر دیا کہ ان دونوں میں سے ایک عورت زید کی نکاح والی کی بہن ہو یا ایک ہی عقد میں چار عورتوں سے نکاح کر دیا تو پہلا نکاح فسخ نہ ہوگا یہ فیج شریعی میں ہے۔

مسائل تو ان باب ہر کے بیان میں اس میں چند فصلیں ہیں فصل اول اس نے مقدار ہر کے بیان میں اور جو چیزیں ہر ہو سکتی ہیں اور جو چیزیں نہیں ہو سکتی ان کے بیان میں۔ کم سے کم مقدار ہر دس درم ہو خواہ سکے دار ہوں یا نہ ہوں چنانچہ دس درم وزن کی خالی چاندی پر ہر جائز ہو اگرچہ اس قدر چاندی کی قیمت بہ نسبت دس درم کے کم ہو یہ تیسین میں ہو ساوڑ سوائے درم کے جو چیز ہو وہ وقت عقد کی قیمت ہو جیسا کہ درم کی قائم مقام رکھی جائیگی یہ ظاہر الدایہ کے موافق ہو چنانچہ اگر کپڑے یا کبلی یا ذری پیر پر نکاح کیا اور اس چیز کی قیمت وقت عقد کے دس درم ہو تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ قبضہ کرنے کے دن اسکی قیمت دس درم سے گھٹ گئی ہو پس عورت کو رد کر دینے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اسکی برعکس ہو کہ وقت عقد کے دس سے کم ہو اور وقت قبضہ کے نرخ زیادہ ہو گیا کہ دس درم قیمت ہو گئی تو وقت عقد کے جس قدر کمی تھی وہ عورت کو دلائی جاوے گی اگرچہ وقت قبضہ کے پوری دس درم قیمت ہو یہ نہ الفائق میں ہو اور اگر کپڑے کا کسی جزو میں نقصان ہو جانے سے قبضہ

سے پہلے اسکی قیمت میں نقصان آگیا تو عورت کو اختیار ہوتا ہے اسکی ناقص کو ملے یا اسکی قیمت دس درہم ملے یہ فیطہ سرخسہ میں ہو سادہ و واضح ہو کہ ہر ایسی چیز جو مال مقیم ہی ہو سکتی ہو۔ اور منافع بھی ہو سکتے ہیں مگر بات یہ ہو کہ اگر شوہر مرد آزاد ہو اور انہیں نے عورت سے اس منافع پر نکاح کیا کہ تین تیرہی خدمت کر دو نکاح تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ہر مثل کا حکم دیا جائیگا اور نکاح جائز ہو گا یہ ظہیر یہ بین ہو اور اگر عورت اپنے سوا کسی دوسرے آزاد کی خدمت پر نکاح کیا پس اگر اس غیر کے حکم سے ہو اور نہ اسنے اجازت دی تو اسکی خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر غیر مذکور کے حکم سے ہو پس اگر کوئی خدمت معین ایسی ہو کہ جس سے بے پردگی و فتنہ سے بچاؤ نہیں ہو سکتا ہو تو واجب ہو کہ منع کی جائے اور اسکو خدمت مذکورہ کی قیمت دیا دے اور اگر ایسی خدمت نہ ہو تو اس خدمت کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر خدمت غیر معین ہو بلکہ اس غیر مذکور کے منافع پر نکاح کیا حتیٰ کہ عورت مذکورہ ہی اس غیر مذکور سے خدمت لینے کی غرض سے ہو تو کیونکہ یہ اجیر خاص ہوتا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ نے ایسی خدمت اپنی مشورہ کی اسکی صورت میں اقول کہ اسکا حکم مثل حکم اقول کے ہو گا اور اگر بدلہ صورت دوم ہو تو اسکا حکم مثل صورت دوم کے ہوگا نیز فقہ القاری میں ہو اور اگر عورت سے واجب غلام یا باندی کی خدمت پر نکاح کیا تو صحیح ہے یہ ہر الفائق میں ہو اور اگر شوہر غلام ہو تو شوہر کو اسکی خدمت جائز ہو یہ بالاجماع ہے کہ ان فی محیط السرخسی اور اگر کسی عورت سے اس مرد پر نکاح کیا کہ اسکو قرآن شریف تعلیم کر دینا تو عورت مذکورہ کو اسکا ہر مثل بلکہ یہ فتادی قاضی خان میں ہو سادہ و اگر عورت سے اس مرد پر نکاح کیا کہ عورت مذکورہ کی بکریاں چرا دیں یا اسکی نر اس میں زراعت کر دینا تو ایک روایت میں نہیں جائز ہو اور ایک روایت میں جائز ہو کذا فی النہر الفائق اور یہ خطا ہے صواب یہ ہو کہ بالاجماع یہ خدمت جو ہر قرار دی ہو ادا کرے بلکہ فقہ سرخسی نے تصحیح علیہا السلام کے اور اگر کوئی کہے کہ وہ موسیٰ و شعیب کی شریعت میں تھا علیہا السلام اور ہم اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں تو جواب یہ ہو کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت جب کو اللہ تعالیٰ دیکھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی نوع انکار کے بیان فرمایا ہو و نہ ہم پر لازم ہو یہ کافی میں ہو اور اگر حلال و حرام احکام کی تعلیم یا حج و عمرہ وغیرہ عبادت کو مقرر دیا تو ہمارے نزدیک تسمیہ صحیح ہے سچہ واضح ہو کہ تسمیہ میں اصل یہ ہو کہ جب تسمیہ صحیح ہو جائے و متقرر ہو جائے تو ہر تسمیہ واجب ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر ہر مثل دس درہم یا زیادہ ہو تو عورت کو پس ہی بلکہ اس کے سوا کسی دوسرے کو ہو تو ہمارے اسی سبب ثلثہ کے نزدیک دس پورے کر دیے جائیں گے اور اگر تسمیہ فاسد یا غیر لزل ہو تو ہر مثل واجب ہوگا اور اگر ہر یہ قرار دیا کہ عورت مذکورہ کو اس کے شہر سے باہر نہ لجا دینا یا اس کے اوپر دوسرا نکاح نہ کر دینا تو تسمیہ صحیح نہیں ہو کیونکہ یہ اور مذکور مال نہیں ہو اور اسی طرح اگر مسلمان مرد تسمیہ سے مرد یا خون یا خیمہ یا مہر پر نکاح کیا تو تسمیہ صحیح ہو اور اگر عیان مال کے منافع پر مدت معلوم نہ ہو کہ واسطے نکاح کیا مثلاً اپنے دار کی سکونت واسطے جو اسواری کی سواری و بار برداری و زراعت کی زمین وغیرہ پر مدت معلوم نہ ہو کہ واسطے نکاح قرار دیا تو تسمیہ صحیح ہے بدائع میں ہو۔ اور اگر غلام نے اپنے مہر سے کی اجازت سے اپنے رقبہ پر کسی باندی یا مرد پر یا ام ولد سے

۱۳۴۲



لیکن اگر عورت اسی کہ پر راضی ہو جائے تو کم ہی لیسے۔ اور اگر عورت کے حکم پر نکاح ہو پس اگر عورت نے ہر مثل کا حکم کیا تو عورت کو یہی مانگا اور اگر ہر مثل سے زیادہ کا حکم لگایا تو قدر زیادتی کے جائز ہوگا لیکن اگر شوہر راضی ہو جائے تو مانگا اور اگر اجنبی کا حکم نکاح ہو پس اگر اس نے ہر مثل کا حکم دیا تو جائز ہو اور اگر ہر مثل سے زیادہ کا حکم دیا تو شوہر کی رضا مندی پر موقوف ہوگا اور اگر ہر مثل سے کم کا حکم دیا تو عورت کی رضا مندی پر موقوف ہوگا یعنی عورت اگر اس کی پر راضی ہو جائے تو صحیح ہو یہ بدائع میں ہے دوسری فصل ان امور کے بیان میں جن سے ہر مستعد متاكد ہو جاتا ہو۔ واضح ہو کہ تین باتوں میں سے کسی بات کے پائے جانے سے ہر متاكد ہو جاتا ہو ایک دخول دوسری خلوت صحیحہ اور تیسری جو دو مردان دونوں میں سے کسی کا مردانہ پس انہیں سے جب کوئی بات پائی جائے ہر متاكد ہو جائیگا خواہ ہر سی ہو یا ہر مثل حتی کہ بعد اس کے ہر میں سے کچھ سا قسط نہیں ہوتا اور الا باقی طور کہ جو حقہ اور وہ بری کرے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کا کچھ ہر بیان نہ کیا یا ہر بیان شرعاً نکاح کیا کہ اس کے واسطے کچھ ہر نہیں ہو تو اس عورت کو اس کا ہر مثل ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ دخول کو یہ یا شوہر مر جائے یا خود عورت مر جائے اور اگر دخول یا خلوت صحیحہ سے پہلے اس کو طلاق دیدی تو عورت کو ہر ملے گا اور اگر بعد عقد کے قاضی نے اس کے واسطے کچھ ہر مقدر کر دیا یا شوہر نے مقدر کر دیا پس وہ عورت متاكد ہو جائے گی کہ ماخذ ہر مثل کے متاكد ہوگا اور در صورتیکہ دخول سے پہلے طلاق دیدی تو مستعد واجب ہوگا اور یہ ہوگا کہ ہر مستعد مذکور کا نصف واجب ہو یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کا قول ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور مستعد بھی واجب ہی واجب ہوتا ہو کہ شوہر کی طرف سے فرقت پائی جاوے مثلاً شوہر نے طلاق دیدی یا ایلا کہ اس کے الگ کیا یا لہان کیا یا جبب نکلا یا عین ظاہر ہوایا اسلام سے منکر ہو کر مرد ہو گیا یا عورت کی مان یا بیٹی کا شہوت سے بوسہ لیا وغیر ذلک اور اگر عورت کی طرف سے فرقت پیدا ہو تو مستعد واجب ہوگا مثلاً عورت اسلام سے منکر ہو کر مرد ہو گئی یا اس نے شوہر کے سپر کا شہوت سے بوسہ لیا یا سورت کو دو دفعہ پلا دیا یا بخیار بلوغ یا بخیار عتق اس نے الگ ہو جانا اختیار کیا یا عدم کفو ہونے کی وجہ سے بھرائی اختیار کی وغیر ذلک اور اسی طرح اگر اپنی زوجہ کو جوڑید کی باندی ہو زید سے خرید کیا یا اسکے ذکیل نے زید سے خریدا تو یہی مستعد واجب ہوگا اور اگر مولے نے اس باندی کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت کیا اور اس غیر سے شوہر نے خریدی تو مستعد واجب ہوگا۔ اور جن صورتوں میں ہر سی نہیں ہونے پر مستعد بھی واجب نہیں ہوتا ہو تو ہر سی ہونے پر نصف مستعد واجب ہوگا یہ تین ہیں ہوا دہین صورتوں میں بقیہ عقد ہر مثل واجب ہوتا ہو اگر طلاق قبل دخول واقع ہو تو فقط مستعد واجب ہوگا یہ تین ہیں مذکورہ اور واضح ہو کہ مستعد سے اس مقام پر مستعد شیعہ و اہل نہیں ہر بلکہ جس کا حکم ارشد تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے یعنی تین کسرے ہیں تمہیں و چادر و مستعد اور یہ کسرے اوسط درجہ کے ہونگے نہ بہت ثمرہ کے نہ بہت ٹھنڈے کے کذا فی الخیط اور یہ رواج اماموں کے زمانہ کا ہو اور ہمارے مالک میں ہمارا عرف مجتہد ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو کپڑوں کی قیمت میں درم و دینار دیے تو قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگی یہ بدائع میں ہے مگر واضح رہے کہ نصف ہر سے زیادہ قیمت بڑھانا لازم نہیں ہو اور باج درم سے کم ہونگے یہ کافی میں ہے اور ان کپڑوں کا لٹا کر نے میں عورت کا حال دیکھا جائیگا کیونکہ یہ کسرے ہر مثل کے قائم مقام ہیں یہ امام کرخی کا قول ہے تین میں تین گرا دے

عورت کو کپڑوں کی قیمت میں درم و دینار دیے تو قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگی یہ بدائع میں ہے مگر واضح رہے کہ نصف ہر سے زیادہ قیمت بڑھانا لازم نہیں ہو اور باج درم سے کم ہونگے یہ کافی میں ہے اور ان کپڑوں کا لٹا کر نے میں عورت کا حال دیکھا جائیگا کیونکہ یہ کسرے ہر مثل کے قائم مقام ہیں یہ امام کرخی کا قول ہے تین میں تین گرا دے



درجہ کی عورت ہو یعنی سفلیہ لوگوں میں ہو تو اسکو کرباس کے کپڑے دیگا اور اگر اوسط درجہ میں ہو تو اسکو قز کے کپڑے دیگا اور اگر رفیعہ الحال ہو تو اسکو بڑے کرباس دیگا اور یہی سچ جو یہ بتایا میں ہو اور سچ ہو کہ مرد کے حال کا اعتبار کیا جائیگا یہ ہدایہ دکانی میں ہو اور بعض نے فرمایا کہ دونوں کے حال کا اعتبار کیا جائیگا اسکو صاحب بدائع نے نقل کیا ہے اور یہ قول اشبہ فقہ ہے کہ کافی التبتیین اور دولابی نے فرمایا کہ یہی سچ ہو اور اسی برہنہ ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور جس عورت کا شوہر مر گیا اسکے واسطے متعہ نہیں ہو خواہ عقد میں اسکا ہو مگر کیا دیا بیان کیا ہو اور خواہ اسکے ساتھ دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اسی طرح پر نکاح قاضی میں قبل عورت کے ساتھ دخول کرنے اور قبل خلوت صحیحہ کے یا بعد خلوت کے درمیان شوہر اسکے ساتھ دخول کرنے سے منکر ہو قاضی نے دونوں میں توفیق کر دی تو متعہ واجب ہوگا اور متعہ واجب ہونے کے حق میں غلام منکر کرے آزاد ہو بشرطیکہ غلام نے باجائزت مولے کے نکاح کیا ہو یہ محیط میں ہے ہمارے نزدیک متعہ میں طرح کا ہونا ہو ایک متعہ واجبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہوتا ہو جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی ہو اور عقد میں اسکے واسطے حرم سے نہ کیا ہو اور دوسرا متعہ صحیحہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہو جسکو بعد دخول کے طلاق دیدی ہو اور عقد میں اسکا ہو بیان کیا ہے یہ سراج الوداج میں ہے۔ اور خلوت صحیحہ کے چھ مہینے ہوں کہ مرد و عورت دونوں ایسے مکان میں تنہا جمع ہوں جہاں وطن کرنے سے کوئی جسمی یا شرعی یا الہی مانع نہ ہو ورنہ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور خلوت فاسدہ اسکو کہتے ہیں کہ حقیقہ وطنی کرنے پر قدرت نہ پائے جیسے مریض مدنف کہ وطنی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہو اور اس صورت میں چاہے عورت مریضہ ہو یا مرد مریض ہو حکم یکساں ہو اور یہی سچ ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور واضح ہو کہ مرض سے ایسا مرض مراد ہو جو جماع سے مانع ہو یا جماع سے ضرر لاحق ہو اور نہ یہ ہو کہ مرد کا مریض ہونا تاکہ وقت و مرض سے خالی نہیں ہوتا ہو پس جماع سے مانع ہوگا خواہ مرد کو ضرر لاحق ہو یا نہ ہو اور نہ ہی تفصیل عورت کے مرض میں ہو کہ کافی میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی عورت کے ساتھ خلوت کی حالانکہ دونوں میں سے ایک حج فرض یا نفل کے احرام میں ہو یا روزہ فرض یا نماز فرض میں ہو تو خلوت صحیحہ ہوگی اور روزہ قضا و روزہ نذر و روزہ کفارہ میں دوسرا تین میں اور واضح ہے ہو کہ ایسا روزہ مانع خلوت نہ ہوگا اور نفل روزہ ظاہر الرایہ میں مانع خلوت نہیں ہو اور نماز نفل مانع خلوت نہیں ہو اور حیض یا نفاس مانع ہو اگر دونوں کے ساتھ کوئی شخص وہاں ہو یا ہو یا اعمی ہو تو خلوت صحیح ہوگی اور اگر دونوں کے ساتھ کوئی ناجائز ناچشمہ ہو یا ایسا آدمی جو جسپر بیہوشی طاری ہو تو خلوت سے مانع ہوگا اور اگر دونوں کے ساتھ نابالغ سمجھ دار ہو پختہ ایسا ہو کہ جو بچہ ان دونوں میں واقع ہو اسکو بیان کرے یا ان دونوں کے ساتھ کوئی بہرہ ایسا ہو تو خلوت صحیح ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور بخیر و مشورہ مثل بچہ کے میں پس اگر دونوں سمجھتے ہوں تو خلوت صحیحہ ہوگی اور اگر نہ سمجھتے ہوں تو خلوت صحیحہ ہوگی یہ سراج الوداج میں ہے۔ اور اگر دونوں کے ساتھ عورت کی باندہی ہو تو اس میں اختلاف ہے اور فتویٰ اسپر ہے کہ خلوت صحیحہ ہوگی یہ وہ یہ میں ہے۔ اور اگر مرد کی باندہی ساتھ ہو تو خلوت صحیحہ ہوگی یہ سراج الوداج میں ہے اور امام محمد ابتدا میں فرماتے تھے کہ اگر خلوت میں مرد کی باندہی ہو تو خلوت صحیحہ ہوگی بخلاف ایسے اگر عورت کی باندہی ساتھ ہو تو صحیحہ ہوگی پس اس سے رجوع کیا اور فرمایا

[illegible]



پہلے میں یہ نہیں ہیں۔ اور چار دیواری کے باغ میں چھین ایسا دروازہ نہیں ہے جو بند کر دیا جاوے تو وہاں خلوت صحیح ہوگی اور اگر دروازہ ہوا اور بند کر دیا جاوے تو خلوت صحیح ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قبہ وار محل میں چھین یا رات میں خلوت میں بیٹھا پس اگر اس میں وطی کرنا ممکن ہو تو خلوت صحیح ہوگی اور اگر عورت کو پہچانتی کی کوٹھری میں تھا ساتھ رکھا یا چار دیواری کے باغ انگور میں ساتھ رکھا تو ظاہر اور یہ میں خلوت صحیح ہو گا۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہ ایسی صورت پر محمول ہو کہ جب باغ انگور چار دیواری دارمچ دروازہ ہو یہ غلبہ یہ میں ہو اور اگر چہ میں یا قبہ میں خلوت میں بیٹھا اور پودہ چھوڑ دیا تو خلوت صحیح ہو یہ بدلتا میں ہو اور اگر بیت میں اس کے اور باقی عورتوں کے درمیان پردہ پڑا ہو تو خلوت صحیح ہو اور تنقی میں ہو کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر پردہ باریک ہو کہ اس میں سے نظر آتا ہو یا چھوٹا ہو کہ اگر آدمی کھڑا ہو تو دونوں کو دیکھے تو خلوت صحیح نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر تین یا چار کوٹھریاں ایک بعد دوسرے کے ہوں اور سب سے پہلی کوٹھری میں اپنی جگہ دیکھے ساتھ تھا بیٹھا پس اگر دروازے کھلے ہوں کہ جو شخص داخل ہونا چاہے وہ بدرون اجازت لینے کے دونوں کے پاس چلا آوے تو خلوت صحیح ہوگی اسی طرح اگر دربار کی کوٹھری میں جس کا دروازہ دار کی جانب کھلا ہوا ہو اس طرح کہ اس کے نائے دار اور اجنبیوں میں سے جو چاہے وہ دونوں کے پاس چلا آوے کچھ اجازت لینے کی ضرورت نہ پڑے تو خلوت صحیح ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور مجموع النوازل میں ہے کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اس عورت کو اس کی ماں مرد کو دیکھے پاس داخل کر کے خود باہر نکل آئی اور دروازہ بھیڑ دیا و لیکن اسے بند نہیں کیا اور یہ کوٹھری ایک کاروان سرسے میں ہو کہ اس میں بہت لوگ رہتے ہیں اور اس کوٹھری میں رہنے والوں کے موم کھلے کھلے ہوئے ہیں اور لوگ کا بہانہ سرسے کے ہونے میں بیٹھے ہیں کہ دوسرے دیکھتے ہیں اس کا ایسی خلوت صحیح ہو تو بیچنے فرمایا کہ اگر لوگ ان موکھلون میں نظر آتے اور ان کے مترصد ہیں اور یہ دونوں اس سے واقف ہیں تو خلوت صحیح ہوگی اور یہاں دوسرے دیکھنا اور میدان میں بیٹھا ہونا تو یہ خلوت کے صحیح ہونے سے مانع نہیں ہو کیونکہ وہ دونوں ایسا کر سکتے ہیں کہ کوٹھری کے کسی کونے میں چھپ جائیں کہ لوگوں کی نظر ان پر نہ پڑے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور واضح رہے کہ خلوت خواہ صحیح ہو یا فاسد ہو عورت پر استیذان عورت واجب ہوتی ہو کیونکہ وہ ہم مشغول ہو اور شیخ قدوری نے ذکر کیا کہ مانع اگر کوئی اور شرعی ہو تو عورت واجب ہے اور اگر مانع حقیقی ہو جیسے مرض یا عجز سنی تو عورت واجب ہوگی اور ہمارے اصحاب نے بعض احکام میں خلوت صحیح کو بجائے وطی کے قرار دیا ہے اور بعض احکام میں نہیں پس ہمارے اصحاب نے مہر متاکد ہونے اور ثبوت نسب عورت نفقہ و مسکنی اس عورت میں اور اس کی بہن کے ساتھ نکاح حرام ہونے اور اس کے سوا سے چار عورتوں کے نکاح کر لینے میں اور نکاح باندی حرام ہونے میں بنا برقیاس قول امام ابو حنیفہ کے اور اس کے حج میں رعایت وقت طلاق میں وطی کا قائم مقام رکھا ہے اور حق اخصان میں اور دختر و نون کے حرام ہونے میں اور اول کے واسطے اس عورت کی حلت میں وجہ است میراث میں وطی کے قائم مقام نہیں رکھا ہے اور یہاں دوسری طلاق واقع ہونے میں ہوا میں دوسری میں اور اقرب یہ ہے کہ دوسری طلاق واقع ہوگی یہ نہیں میں ہو اور بکا رت زائل ہونے کے حق میں خلوت کو بجائے وطی کے قائم نہیں رکھا ہے چنانچہ اگر کسی باکرہ کے شوہر نے اس سے خلوت صحیح کی بھر اس کو طلاق

میں خلوت صحیح نہیں ہے اور اگر دروازہ ہوا اور بند کر دیا جاوے تو خلوت صحیح ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قبہ وار محل میں چھین یا رات میں خلوت میں بیٹھا پس اگر اس میں وطی کرنا ممکن ہو تو خلوت صحیح ہوگی اور اگر عورت کو پہچانتی کی کوٹھری میں تھا ساتھ رکھا یا چار دیواری کے باغ انگور میں ساتھ رکھا تو ظاہر اور یہ میں خلوت صحیح ہو گا۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہ ایسی صورت پر محمول ہو کہ جب باغ انگور چار دیواری دارمچ دروازہ ہو یہ غلبہ یہ میں ہو اور اگر چہ میں یا قبہ میں خلوت میں بیٹھا اور پودہ چھوڑ دیا تو خلوت صحیح ہو یہ بدلتا میں ہو اور اگر بیت میں اس کے اور باقی عورتوں کے درمیان پردہ پڑا ہو تو خلوت صحیح ہو اور تنقی میں ہو کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر پردہ باریک ہو کہ اس میں سے نظر آتا ہو یا چھوٹا ہو کہ اگر آدمی کھڑا ہو تو دونوں کو دیکھے تو خلوت صحیح نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر تین یا چار کوٹھریاں ایک بعد دوسرے کے ہوں اور سب سے پہلی کوٹھری میں اپنی جگہ دیکھے ساتھ تھا بیٹھا پس اگر دروازے کھلے ہوں کہ جو شخص داخل ہونا چاہے وہ بدرون اجازت لینے کے دونوں کے پاس چلا آوے تو خلوت صحیح ہوگی اسی طرح اگر دربار کی کوٹھری میں جس کا دروازہ دار کی جانب کھلا ہوا ہو اس طرح کہ اس کے نائے دار اور اجنبیوں میں سے جو چاہے وہ دونوں کے پاس چلا آوے کچھ اجازت لینے کی ضرورت نہ پڑے تو خلوت صحیح ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور مجموع النوازل میں ہے کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اس عورت کو اس کی ماں مرد کو دیکھے پاس داخل کر کے خود باہر نکل آئی اور دروازہ بھیڑ دیا و لیکن اسے بند نہیں کیا اور یہ کوٹھری ایک کاروان سرسے میں ہو کہ اس میں بہت لوگ رہتے ہیں اور اس کوٹھری میں رہنے والوں کے موم کھلے کھلے ہوئے ہیں اور لوگ کا بہانہ سرسے کے ہونے میں بیٹھے ہیں کہ دوسرے دیکھتے ہیں اس کا ایسی خلوت صحیح ہو تو بیچنے فرمایا کہ اگر لوگ ان موکھلون میں نظر آتے اور ان کے مترصد ہیں اور یہ دونوں اس سے واقف ہیں تو خلوت صحیح ہوگی اور یہاں دوسرے دیکھنا اور میدان میں بیٹھا ہونا تو یہ خلوت کے صحیح ہونے سے مانع نہیں ہو کیونکہ وہ دونوں ایسا کر سکتے ہیں کہ کوٹھری کے کسی کونے میں چھپ جائیں کہ لوگوں کی نظر ان پر نہ پڑے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور واضح رہے کہ خلوت خواہ صحیح ہو یا فاسد ہو عورت پر استیذان عورت واجب ہوتی ہو کیونکہ وہ ہم مشغول ہو اور شیخ قدوری نے ذکر کیا کہ مانع اگر کوئی اور شرعی ہو تو عورت واجب ہے اور اگر مانع حقیقی ہو جیسے مرض یا عجز سنی تو عورت واجب ہوگی اور ہمارے اصحاب نے بعض احکام میں خلوت صحیح کو بجائے وطی کے قرار دیا ہے اور بعض احکام میں نہیں پس ہمارے اصحاب نے مہر متاکد ہونے اور ثبوت نسب عورت نفقہ و مسکنی اس عورت میں اور اس کی بہن کے ساتھ نکاح حرام ہونے اور اس کے سوا سے چار عورتوں کے نکاح کر لینے میں اور نکاح باندی حرام ہونے میں بنا برقیاس قول امام ابو حنیفہ کے اور اس کے حج میں رعایت وقت طلاق میں وطی کا قائم مقام رکھا ہے اور حق اخصان میں اور دختر و نون کے حرام ہونے میں اور اول کے واسطے اس عورت کی حلت میں وجہ است میراث میں وطی کے قائم مقام نہیں رکھا ہے اور یہاں دوسری طلاق واقع ہونے میں ہوا میں دوسری میں اور اقرب یہ ہے کہ دوسری طلاق واقع ہوگی یہ نہیں میں ہو اور بکا رت زائل ہونے کے حق میں خلوت کو بجائے وطی کے قائم نہیں رکھا ہے چنانچہ اگر کسی باکرہ کے شوہر نے اس سے خلوت صحیح کی بھر اس کو طلاق

تو یہ عورت مثل باکرہ عورتوں کے پیا ہی جاوے گی یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور جب مہر نکاح ہو گیا تو پھر ساقط نہوگا اگرچہ  
جدا کی کا سبب عورت کی جانب سے پیدا ہو مثلاً مہر نہ ہو جاوے یا شوہر کے سپہر کی مطا وعت کرے حالانکہ شوہر  
اس عورت سے وطی کر چکا ہو یا اسکے ساتھ خلوت چھتہ کر چکا ہو اور بعض نے فرمایا کہ تمام مہر ساقط ہو جائیگا کیونکہ  
فرقت کا باعث عورت کی طرف سے پیدا ہوا ہے یہ شرط میں ہے۔ اور اس میں کچھ اختلاف نہیں کہ اگر جو دو مرد میں  
سے کوئی قبل وطی واقع ہونے کے اپنی عورت سے مرگیا حالانکہ نکاح ایسا تھا کہ اس میں مہر بیان کر دیا گیا تھا تو  
مہر نکاح ہو جائیگا خواہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک قتل کیا گیا خواہ اس میں  
ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا کسی اجنبی نے قتل کیا یا مرد نے خود اپنے آپ کو قتل کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عورت  
نے اپنے آپ کو قتل کیا پس اگر عورت آزاد ہو تو شوہر کے ذمہ سے کچھ مہر ساقط نہوگا بلکہ ہمارے نزدیک پورا  
مہر نکاح ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت باندی ہو اور اس نے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو جس نے امام ابو حنیفہ  
سے روایت کی ہے کہ اسکا مہر ساقط نہو جائیگا اور امام ابو حنیفہ سے دیگر روایت ہے کہ ساقط نہوگا اور یہی صاحبین کا  
قول ہے اور اگر باندی کو قبل دخول کے اسکے مرنے سے قتل کیا تو امام اعظم کے نزدیک اسکا مہر ساقط نہو جائیگا اور  
صاحبین کے نزدیک ساقط نہوگا اور یہ اختلاف اسوقت ہے کہ موسیٰ آدمی عاقل بالغ ہو اور اگر لڑکا یا مجنون ہو  
تو بالاجماع مہر ساقط نہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور ایسے نکاح میں مہر بیان نہیں ہوا ہے اگر جو دو مرد میں سے  
کوئی مرگیا تو ہمارے اہل کتاب کے نزدیک مہر مثل نکاح ہو جائیگا کذا فی البدائع اور مہر قتل کے یہ متنبہ ہیں کہ اسی  
کے قتل عورت کا جو مہر ہو وہی اسکا مہر قرار دیا جائیگا اور قتل دھمکو نہ دینے کے واسطے اس عورت کے باپ کی  
قوم میں سے کوئی عورت بجا نیکی بوسن و جمال و شہر و زمانہ و عقل و دین و بکار و ست کی راہ سے اسکے برابر ہوا اور  
نیز علم و ادب و کمال خلق میں بھی دونوں کا یکساں ہونا شرط ہے اور نیز یہ بھی شرط ہے کہ اسکے کچھ نہ ہوا ہو یہ  
تیس میں ہیں مگر واضح رہے کہ سن و جمال اسوقت کا اعتبار کیا جاوے گا جو وقت اس عورت کے ساتھ نکاح کیا  
ہو یہ شرط میں ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ شوہر کا بھی اعتبار کیا جائیگا کہ اسکا شوہر مال و حسب میں ویسا ہی ہو  
جیسے اسکے مثل عورتوں کے شوہر مال و حسب میں ہیں اور اگر نہ ہوئے تو محالست پوری نہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔  
اور اس عورت کے باپ کی قوم کی عورتوں سے یہ مراد ہے کہ اسکی ایک ماں و باپ کی سگی بہنیں ہوں یا فقط باپ  
کی طرف سے ہوں یا اسکی بہنیں بیان ہوں یا چچا کی بیٹیاں ہوں اور یہ ہوگا کہ اسکا مہر اسکی ماں کے مہر پر  
قیاس کیا جاوے لیکن اگر اسکی ماں اسکے باپ کی قوم میں سے ہو تو قیاس کیا جا سکتا ہو مثلاً اسکی ماں اسکے  
باپ کی چچا زاد بہن ہو یہ شرط میں ہے۔ اور اگر اسکے باپ کی قوم میں ایسی کوئی عورت نہ پائی جاوے تو اس سے  
اجنبی قبیلہ کی عورتوں سے محالست بجا نیکی جو اسکے باپ کے قبیلہ کے مثل ہوں تیس میں ہیں اور متقی میں لکھا  
ہے کہ یہ شرط ہے کہ مہر مثل کے خبر دینے والے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور یہ بھی شرط ہے  
کہ بلفظ شما دست خبر دین کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسکے مثل فلا نہ عورت کا مہر اسقدر ہے پس ان گواہوں کا عادل  
ہونا شرط ہوگا پھر اگر اسپر عادل گواہ نہ پائے جاوے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا۔ یہ خلاصہ میں ہے ایک  
عورت نے اپنی ماں کے مہر پر نکاح کیا تو جائز ہے اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے یہ غایہ سرسوی میں ہے

مہر نکاح کا جو مہر ہو وہی اسکا مہر قرار دیا جائیگا اور قتل دھمکو نہ دینے کے واسطے اس عورت کے باپ کی قوم میں سے کوئی عورت بجا نیکی بوسن و جمال و شہر و زمانہ و عقل و دین و بکار و ست کی راہ سے اسکے برابر ہوا اور نیز علم و ادب و کمال خلق میں بھی دونوں کا یکساں ہونا شرط ہے اور نیز یہ بھی شرط ہے کہ اسکے کچھ نہ ہوا ہو یہ تیس میں ہیں مگر واضح رہے کہ سن و جمال اسوقت کا اعتبار کیا جاوے گا جو وقت اس عورت کے ساتھ نکاح کیا ہو یہ شرط میں ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ شوہر کا بھی اعتبار کیا جائیگا کہ اسکا شوہر مال و حسب میں ویسا ہی ہو جیسے اسکے مثل عورتوں کے شوہر مال و حسب میں ہیں اور اگر نہ ہوئے تو محالست پوری نہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اس عورت کے باپ کی قوم کی عورتوں سے یہ مراد ہے کہ اسکی ایک ماں و باپ کی سگی بہنیں ہوں یا فقط باپ کی طرف سے ہوں یا اسکی بہنیں بیان ہوں یا چچا کی بیٹیاں ہوں اور یہ ہوگا کہ اسکا مہر اسکی ماں کے مہر پر قیاس کیا جاوے لیکن اگر اسکی ماں اسکے باپ کی قوم میں سے ہو تو قیاس کیا جا سکتا ہو مثلاً اسکی ماں اسکے باپ کی چچا زاد بہن ہو یہ شرط میں ہے۔ اور اگر اسکے باپ کی قوم میں ایسی کوئی عورت نہ پائی جاوے تو اس سے اجنبی قبیلہ کی عورتوں سے محالست بجا نیکی جو اسکے باپ کے قبیلہ کے مثل ہوں تیس میں ہیں اور متقی میں لکھا ہے کہ یہ شرط ہے کہ مہر مثل کے خبر دینے والے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور یہ بھی شرط ہے کہ بلفظ شما دست خبر دین کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسکے مثل فلا نہ عورت کا مہر اسقدر ہے پس ان گواہوں کا عادل ہونا شرط ہوگا پھر اگر اسپر عادل گواہ نہ پائے جاوے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا۔ یہ خلاصہ میں ہے ایک عورت نے اپنی ماں کے مہر پر نکاح کیا تو جائز ہے اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے یہ غایہ سرسوی میں ہے





یعنی طلاق و ہزار درم وہ آسپر جو عورت کی طرف سے ہو یعنی بضع و غلام پر تقسیم ہوگا پس ہزار کا آدھا سیلے  
 پانچ سو درم بمقابلہ غلام کے ہوئے پس یہ اسکا ثمن ہونگے اور باقی پانچ سو درم بمقابلہ بضع کے ہوئے پس یہ ہر  
 ہونگے راسوت کا طلاق دینا پس نصف طلاق بمقابلہ غلام کے ہوگی پس وہ خلع قرار دی جائیگی اور نصف طلاق  
 باقی بمقابلہ بضع کے ہوگی پس وہ ہر تو نہیں ہو سکتی اسوسلے کہ وہ مال نہیں ہو دیکھن یہ قرار دیا جائیگا کہ وہ عورت  
 کا حق ہو پھر جانتا چاہیے کہ جب مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی تو دو حال سے خالی نہیں ہو یا تو مرد نے راسوت کو طلاق  
 دیدی یا نہیں دیدی پس اگر مرد نے اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور راسوت کو طلاق نہیں دیدی اور غلام کی  
 قیمت اور ہر مثل دونوں برابر ہیں تو عورت مذکورہ شوہر کو دوسو پچاس درم واپس دیگی اور آدھا غلام مرد کا  
 ہوگا اور اگر ایسی صورت میں شوہر نے راسوت کو طلاق دیدی ہو تو شوہر کو دوسو پچاس درم ملیں گے اور پورا غلام  
 مرد کا ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اس عورت کو بعد دخول کے طلاق دیدی اور راسوت کو بھی طلاق دیدی تو ہزار درم عورت  
 کو ملیں گے اور غلام شوہر کو ملیگا اور اگر راسوت کو طلاق نہ دے تو عورت کو اسکا ہر مثل ملیگا پھر اگر شوہر نے راسوت کو  
 طلاق دیدی ہو اور غلام جو اپنا شوہر اسحقاق میں لے لیا گیا تو شوہر مذکورہ عورت سے ہزار درم میں سے غلام کا  
 حصہ پانچ سو درم واپس لیگا اور نیز غلام کی نصف قیمت بھی لیگا اور اگر شوہر نے راسوت کو طلاق نہ دیدی ہو  
 اور غلام مذکورہ استحقاق میں لے لیا گیا تو پانچ سو درم جو غلام کا ثمن تھے واپس لیگا اور نصف قیمت غلام مذکورہ  
 نہیں لے سکتا ہی یہ محیط شریعی میں ہو چوخصی فصل عہدہ کی شرطوں کے بیان میں اگر کسی عورت سے ہزار  
 درم بزنکاح کیا اور شوہر نکاح میں عورت کے ذمہ ایک کپڑا معین دینا شرط کیا تو ہزار درم مذکورہ اس عورت  
 کے ہر مثل اور کپڑے مذکورہ کی قیمت پر تقسیم ہونگے پس جب شوہر کپڑے کے حصہ میں پڑے وہ اسکا ثمن ہوگا اور  
 جو بضع کے مقابلہ میں آوے وہ عورت کا ہر ہوگا یہ عتا بیہ میں ہو اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا بدین  
 شرط کہ اگر مرد مذکورہ کی کوئی جو رو نہ ہو تو ہزار درم ہر پر اور اگر ہو تو دو ہزار درم ہر پر ہو یا ہزار درم پر اگر اسکو  
 اسکے شہر سے باہر نہ لجا وے اور دو ہزار درم پر اگر لجا وے یا ہزار درم پر اگر یہ عورت مولا لاہو اور دو ہزار درم پر  
 اگر عہدہ ہو یا ایسی ہی اور شرطیں کہیں تو اس میں شک نہیں ہو کہ نکاح جائز ہوگا اور ہر سو داخج ہو کہ پہلی شرط  
 بلا خلاف جائز ہوگی اگر مرد نے شرط پوری کی تو عورت کے واسطے جو کچھ اس شرط پر بیان کیا گیا ہو وہی ملیگا اور  
 اگر شرط پوری نہ کی پس اگر اسکے خلاف نکاح یا شرط کے برخلاف فعل کیا تو عورت کو اسکا ہر مثل ملیگا کہ ہر حصے  
 کی کم مقدار سے گھٹا یا نہیں جائیگا اور اسکی زیا وہ مقدار سے بڑھا جائیگا اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول  
 ہو اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ دونوں شرطیں جائز ہیں یہ بدائع میں ہو اور اگر عورت سے اگر شوہر بدعت  
 ہو تو دو ہزار درم پر اور اگر بدعت ہو تو ایک ہزار درم بزنکاح کیا تو صحیح ہو اور دونوں شرطیں بلا خلاف جائز  
 ہونگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر ہر مثل سے زائد پر بدین شرط نکاح کیا کہ یہ باکرہ ہو پھر وہ شیبہ نکلی تو زیادتی جب  
 ہوگی یہ قیہ میں ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط کہ باکرہ ہو نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پس  
 اسکو غیر باکرہ پایا تو پورا ہر واجب ہوگا یہ جنہیں و مزید طہین ہو اور اگر کسی عورت سے ہزار درم نکاح ال حال پر یا ہزار

پانچ سو درم بمقابلہ غلام کے ہوئے پس یہ اسکا ثمن ہونگے اور باقی پانچ سو درم بمقابلہ بضع کے ہوئے پس یہ ہر ہونگے راسوت کا طلاق دینا پس نصف طلاق بمقابلہ غلام کے ہوگی پس وہ خلع قرار دی جائیگی اور نصف طلاق باقی بمقابلہ بضع کے ہوگی پس وہ ہر تو نہیں ہو سکتی اسوسلے کہ وہ مال نہیں ہو دیکھن یہ قرار دیا جائیگا کہ وہ عورت کا حق ہو پھر جانتا چاہیے کہ جب مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی تو دو حال سے خالی نہیں ہو یا تو مرد نے راسوت کو طلاق دیدی یا نہیں دیدی پس اگر مرد نے اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور راسوت کو طلاق نہیں دیدی اور غلام کی قیمت اور ہر مثل دونوں برابر ہیں تو عورت مذکورہ شوہر کو دوسو پچاس درم واپس دیگی اور آدھا غلام مرد کا ہوگا اور اگر ایسی صورت میں شوہر نے راسوت کو طلاق دیدی ہو تو شوہر کو دوسو پچاس درم ملیں گے اور پورا غلام مرد کا ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اس عورت کو بعد دخول کے طلاق دیدی اور راسوت کو بھی طلاق دیدی تو ہزار درم عورت کو ملیں گے اور غلام شوہر کو ملیگا اور اگر راسوت کو طلاق نہ دے تو عورت کو اسکا ہر مثل ملیگا پھر اگر شوہر نے راسوت کو طلاق دیدی ہو اور غلام جو اپنا شوہر اسحقاق میں لے لیا گیا تو شوہر مذکورہ عورت سے ہزار درم میں سے غلام کا حصہ پانچ سو درم واپس لیگا اور نیز غلام کی نصف قیمت بھی لیگا اور اگر شوہر نے راسوت کو طلاق نہ دیدی ہو اور غلام مذکورہ استحقاق میں لے لیا گیا تو پانچ سو درم جو غلام کا ثمن تھے واپس لیگا اور نصف قیمت غلام مذکورہ نہیں لے سکتا ہی یہ محیط شریعی میں ہو چوخصی فصل عہدہ کی شرطوں کے بیان میں اگر کسی عورت سے ہزار درم بزنکاح کیا اور شوہر نکاح میں عورت کے ذمہ ایک کپڑا معین دینا شرط کیا تو ہزار درم مذکورہ اس عورت کے ہر مثل اور کپڑے مذکورہ کی قیمت پر تقسیم ہونگے پس جب شوہر کپڑے کے حصہ میں پڑے وہ اسکا ثمن ہوگا اور جو بضع کے مقابلہ میں آوے وہ عورت کا ہر ہوگا یہ عتا بیہ میں ہو اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا بدین شرط کہ اگر مرد مذکورہ کی کوئی جو رو نہ ہو تو ہزار درم ہر پر اور اگر ہو تو دو ہزار درم ہر پر ہو یا ہزار درم پر اگر اسکو اسکے شہر سے باہر نہ لجا وے اور دو ہزار درم پر اگر لجا وے یا ہزار درم پر اگر یہ عورت مولا لاہو اور دو ہزار درم پر اگر عہدہ ہو یا ایسی ہی اور شرطیں کہیں تو اس میں شک نہیں ہو کہ نکاح جائز ہوگا اور ہر سو داخج ہو کہ پہلی شرط بلا خلاف جائز ہوگی اگر مرد نے شرط پوری کی تو عورت کے واسطے جو کچھ اس شرط پر بیان کیا گیا ہو وہی ملیگا اور اگر شرط پوری نہ کی پس اگر اسکے خلاف نکاح یا شرط کے برخلاف فعل کیا تو عورت کو اسکا ہر مثل ملیگا کہ ہر حصے کی کم مقدار سے گھٹا یا نہیں جائیگا اور اسکی زیا وہ مقدار سے بڑھا جائیگا اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہو اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ دونوں شرطیں جائز ہیں یہ بدائع میں ہو اور اگر عورت سے اگر شوہر بدعت ہو تو دو ہزار درم پر اور اگر بدعت ہو تو ایک ہزار درم بزنکاح کیا تو صحیح ہو اور دونوں شرطیں بلا خلاف جائز ہونگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر ہر مثل سے زائد پر بدین شرط نکاح کیا کہ یہ باکرہ ہو پھر وہ شیبہ نکلی تو زیادتی جب ہوگی یہ قیہ میں ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط کہ باکرہ ہو نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پس اسکو غیر باکرہ پایا تو پورا ہر واجب ہوگا یہ جنہیں و مزید طہین ہو اور اگر کسی عورت سے ہزار درم نکاح ال حال پر یا ہزار

سعدی ایک سال پر نکاح کیا تو امام اعظم کے نزدیک اسکا ہر مثل حکم رکھا جائیگا پس اگر اسکا ہر مثل ہزار درم یا زیادہ ہو تو اسکو ہزار درم فی الحال ملینگے اور اگر کم ہو تو ہزار درم بوجہ ایک سال کے ملینگے۔ اور اگر عورت سے ہزار درم فی الحال یا دو ہزار درم بوجہ ایک سال کے نکاح کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اگر اسکا ہر مثل دو ہزار درم یا زیادہ ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے دو ہزار درم بوجہ ایک سال کے لے لے اور چاہے ہزار درم فی الحال لے لے اور اگر اسکا ہر مثل ہزار درم سے کم ہو تو مرد کو اختیار ہوگا کہ دونوں مالوں میں سے جو چاہے عورت کو دے اور اگر ہر مثل ہزار سے زیادہ ہو اور دو ہزار سے کم ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت کو اسکا ہر مثل یا گایہ کافی میں ہو اور اگر دخول سے پہلے طلاق دیدی تو مقررہ مہرین سے جو سب سے کم مقدار ہو اسکا نصف مہرین بالا جماع واجب ہوگا یہ عتا یہ میں ہو۔ اور ملتی میں ہو کہ اگر کسی عورت سے کم لیا کہ میں چھوٹے ہزار درم مہرین بدین شرط نکاح کرتا ہوں کہ تو مجھے فلانہ عورت اپنے پاس سے اسکا ہر دسے کر بیاہ لے پس اس شرط پر اس سے نکاح کیا تو ہزار درم ان دونوں کے مہر پر تقسیم کیے جائینگے جو ہر جس قدر اس منکو ہر دسے کورہ کے حصہ میں آئے وہی اسکا مہر ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ فلانہ عورت سے نکاح کر دے۔ اور اگر عورت سے کم لیا کہ میں سے ہزار درم پر بدین شرط نکاح کرتا ہوں کہ تو فلانہ عورت کا میرے ساتھ ہزار درم پر نکاح کر آئے لیتے یہ مہر اپنے پاس سے پس عورت نے یہ امر قبول کیا اور اسی پر نکاح کر لیا تو یہ ایسی عورت ہوگی کہ بدون مہر سے کے نکاح میں آئی ہو پس اسکو اسکے مثل عورتوں کا ہر ملیگا جیسے کسی مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط کہ عورت اسکو ہزار درم واپس دے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہو کہ یہ عورت بغیر مہر مہر کے منکوہ قرار دی جائیگی پس اسکو ہر مثل ملیگا اور اگر اس عورت نے جس کے نکاح کی شرط لگائی تھی فسط یا پنج سو درم پر نکاح منظور کر لیا تو جائز ہو اور پہلی عورت کے نکاح کا وہی حال رہیگا جو پہلے بیان کر دیا ہو کہ اسکا نکاح بغیر مہر سے رہیگا اور اگر کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ مرد نہ کور اس عورت کے باپ کو ہزار درم مہر کہے تو یہ ہزار درم مہر نہ ہوگا اور شوہر ہر جہر نہ کیا جائیگا کہ مہر سے پس عورت کو اسکا ہر مثل ملیگا اور اگر مرد نے ہزار درم دے دیے تو بھی مہر کرنے والا قرار دیا جائیگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے مہر سے رجوع کر لے۔ اور اگر عورت سے یہ شرط لی کہ تیری طرف سے اسکو ہزار درم مہر کہوں تو یہ ہزار درم مہر ہونگے پس اگر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی حالانکہ مہر مذکورہ وقوع میں آچکا ہو تو اس سے اسکا نصف واپس لیا اور عورت مذکورہ واپس ہوگی جیسا کہ میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے ایک باندی پر نکاح کیا بدین شرط کہ مرد کو جب تک کہ خود زندہ ہو اس سے خدمت لینے کا اختیار ہو یا جو اس باندی کے پیٹ میں ہو وہ مرد کا ہو تو یہ چھوٹا ہوگا بلکہ باندی و سکا نہت اور جو کچھ اسکے پیٹ میں ہو سب عورت کے واسطے ہو جائیگا بشرطیکہ عورت کا ہر مثل اس باندی کی قیمت کے مساوی ہو یا زیادہ ہو اور اگر اسکا ہر مثل باندی کی قیمت سے کم ہو تو عورت کو ہر مثل ملیگا لیکن اگر شوہر مذکور اپنے اختیار پر یہ باندی بدون شرط خدمت کے عورت مذکورہ کے سپرد کر دے تو وہاں یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے ایک مہین باندی پر نکاح کیا مگر جو باندی کے پیٹ میں ہو اسکو مستثنیٰ کر لیا تو عورت کو باندی اور جو اسکے پیٹ میں ہو سب ملیگا اسکو امام کرخی و طحاوی نے بلا خلاف بیان کیا ہو یہ بالائے میں ہو۔ اور اگر کبریٰ کے

سعدی ایک سال پر نکاح کیا تو امام اعظم کے نزدیک اسکا ہر مثل حکم رکھا جائیگا پس اگر اسکا ہر مثل ہزار درم یا زیادہ ہو تو اسکو ہزار درم فی الحال ملینگے اور اگر کم ہو تو ہزار درم بوجہ ایک سال کے ملینگے۔ اور اگر عورت سے ہزار درم فی الحال یا دو ہزار درم بوجہ ایک سال کے نکاح کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اگر اسکا ہر مثل دو ہزار درم یا زیادہ ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے دو ہزار درم بوجہ ایک سال کے لے لے اور چاہے ہزار درم فی الحال لے لے اور اگر اسکا ہر مثل ہزار درم سے کم ہو تو مرد کو اختیار ہوگا کہ دونوں مالوں میں سے جو چاہے عورت کو دے اور اگر ہر مثل ہزار سے زیادہ ہو اور دو ہزار سے کم ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت کو اسکا ہر مثل یا گایہ کافی میں ہو اور اگر دخول سے پہلے طلاق دیدی تو مقررہ مہرین سے جو سب سے کم مقدار ہو اسکا نصف مہرین بالا جماع واجب ہوگا یہ عتا یہ میں ہو۔ اور ملتی میں ہو کہ اگر کسی عورت سے کم لیا کہ میں چھوٹے ہزار درم مہرین بدین شرط نکاح کرتا ہوں کہ تو مجھے فلانہ عورت اپنے پاس سے اسکا ہر دسے کورہ کے حصہ میں آئے وہی اسکا مہر ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ فلانہ عورت سے نکاح کر دے۔ اور اگر عورت سے کم لیا کہ میں سے ہزار درم پر بدین شرط نکاح کرتا ہوں کہ تو فلانہ عورت کا میرے ساتھ ہزار درم پر نکاح کر آئے لیتے یہ مہر اپنے پاس سے پس عورت نے یہ امر قبول کیا اور اسی پر نکاح کر لیا تو یہ ایسی عورت ہوگی کہ بدون مہر سے کے نکاح میں آئی ہو پس اسکو اسکے مثل عورتوں کا ہر ملیگا جیسے کسی مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط کہ عورت اسکو ہزار درم واپس دے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہو کہ یہ عورت بغیر مہر مہر کے منکوہ قرار دی جائیگی پس اسکو ہر مثل ملیگا اور اگر اس عورت نے جس کے نکاح کی شرط لگائی تھی فسط یا پنج سو درم پر نکاح منظور کر لیا تو جائز ہو اور پہلی عورت کے نکاح کا وہی حال رہیگا جو پہلے بیان کر دیا ہو کہ اسکا نکاح بغیر مہر سے رہیگا اور اگر کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ مرد نہ کور اس عورت کے باپ کو ہزار درم مہر کہے تو یہ ہزار درم مہر نہ ہوگا اور شوہر ہر جہر نہ کیا جائیگا کہ مہر سے پس عورت کو اسکا ہر مثل ملیگا اور اگر مرد نے ہزار درم دے دیے تو بھی مہر کرنے والا قرار دیا جائیگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے مہر سے رجوع کر لے۔ اور اگر عورت سے یہ شرط لی کہ تیری طرف سے اسکو ہزار درم مہر کہوں تو یہ ہزار درم مہر ہونگے پس اگر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی حالانکہ مہر مذکورہ وقوع میں آچکا ہو تو اس سے اسکا نصف واپس لیا اور عورت مذکورہ واپس ہوگی جیسا کہ میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے ایک باندی پر نکاح کیا بدین شرط کہ مرد کو جب تک کہ خود زندہ ہو اس سے خدمت لینے کا اختیار ہو یا جو اس باندی کے پیٹ میں ہو وہ مرد کا ہو تو یہ چھوٹا ہوگا بلکہ باندی و سکا نہت اور جو کچھ اسکے پیٹ میں ہو سب عورت کے واسطے ہو جائیگا بشرطیکہ عورت کا ہر مثل اس باندی کی قیمت کے مساوی ہو یا زیادہ ہو اور اگر اسکا ہر مثل باندی کی قیمت سے کم ہو تو عورت کو ہر مثل ملیگا لیکن اگر شوہر مذکور اپنے اختیار پر یہ باندی بدون شرط خدمت کے عورت مذکورہ کے سپرد کر دے تو وہاں یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے ایک مہین باندی پر نکاح کیا مگر جو باندی کے پیٹ میں ہو اسکو مستثنیٰ کر لیا تو عورت کو باندی اور جو اسکے پیٹ میں ہو سب ملیگا اسکو امام کرخی و طحاوی نے بلا خلاف بیان کیا ہو یہ بالائے میں ہو۔ اور اگر کبریٰ کے

ایک مہینہ گزرے نہ نکاح کیا جائے بشرط کہ ان بکریوں پر جو صدف ہو وہ میرا ہی تو ہو ورنہ کو مستحباتاً انکا عقد ملے گا یہ ظہیر ہے  
 میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اس شرط پر نکاح کر لیا کہ تو مجھے یہ کپڑا دے تو عورت مذکورہ کو اسکا ہر  
 مثل ملے گا اور کپڑا دینا اسکے ذمہ لازم ہوگا۔ اور اگر دو ہزار درم پر عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ اس میں سے  
 ایک ہزار درم اللہ تعالیٰ کے واسطے یا اہل قربات کے واسطے یا مسکینوں کے واسطے یا عورت سے کہا کہ  
 ہزار درم اللہ تعالیٰ کے یا اہل قربات کے یا مسکینوں کے یا غلبہ سون کے لیے میں نے جو دوسرے تو مستحباتاً انکا  
 ہر ہزار درم ہوگا خواہ شرط مذکور شو بہر کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو۔ اور اگر مرد نے کہا کہ بدین شرط کہ  
 دو ہزار درم میں سے ایک ہزار درم اس عورت کے باپ کے واسطے یا فلاں شخص معین کے واسطے ہوں تو یہ کچھ نہیں ہو  
 کیونکہ مرد نے اس میں ہر باطل کی شرط لگائی ہو اور مرد پر اسکا پورا ہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ ہزار سے ہر مثل زیادہ ہو  
 یہ عتا بہرین ہو ابن سماعہ نے امام شافعی سے روایت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا  
 کہ اس میں سے ہزار درم عورت کے اور ہزار درم عورت کے باپ کے ہوں یا عورت سے کہا کہ میں نے اسچہ تھان تیرے  
 نکاح میں دو ہزار درم پر دیا کہ تیس میں سے ایک ہزار درم میرے واسطے اور ایک ہزار درم میرے باپ کے واسطے میں تو  
 جائز ہو اور دونوں ہزار عورت ہی کو ملینگے یہ عجیب و غریب ہے میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ میں تجھے بدین شرط نکاح  
 کرتا ہوں کہ تجھے ہزار درم سپرد کرونگا یا بدین شرط کہ تجھے اپنا غلام سپرد کرونگا پس اسی قرار داد پر اس سے نکاح کیا تو  
 امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جو بیان کیا وہ اگر سپرد دیا اور ویدیا تو یہی اسکا ہر ہو اور اگر دینے سے انکار کیا تو سپرد  
 جبر نہیں کیا جائیگا اگر سپرد عورت کا ہر مثل واجب ہوگا جو ہزار درم سے بڑھایا نہ جائیگا اور غلام کی قیمت سے زیادہ  
 نہ کیا جائیگا اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہے یہ قاضی خان میں ہو سنا اور ہشام میں امام شافعی رحمہ کی روایت ہے کہ اگر  
 عورت کے دیون نے خطیبہ کرنے والے مرد سے کہا کہ تجھے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ اس میں سے سو درم  
 تیرے ہیں تو یہ جائز ہو اور ہر نو سو درم ہوگا اور اگر کہا کہ تجھے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ اس میں سے سو درم  
 ہمارے ہونگے تو سب درم و دینار عورت ہی کے ہونگے یہ عجیب میں ہو۔ اور اگر عورت سے چار سو دینار پر بدین شرط  
 نکاح کیا کہ ہر سو دینار کے عوض اسکو ایک خادم یعنی غیر معین دیگا تو شرط باطل ہو اور عورت کو اسکا ہر مثل  
 ملے گا مگر چار سو دینار سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور نیز چار درم یا فی خادموں سے کم نہ کیا جائیگا اور اگر خادم معین  
 ہوں تو شرط جائز ہو اور عورت کو یہی چار خادم ملینگے گو یا عورت سے انہیں خادموں پر نکاح کیا ہو یہ  
 ہیط مشہی میں ہو۔ اور عورت سے سو درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ انکے عوض اسکو دس اوسلہ درہم کے اونٹ  
 دیگا تو مستحباتاً جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ابن سماعہ نے امام شافعی سے روایت کی ہا کہ ایک  
 عورت نے ایک مرد سے بدین شرط نکاح کیا کہ تو فلاں شخص کو اس قرضہ سے جو تیرا سپر آتا ہے بری کر دے تو فلاں  
 شخص مذکور اسکے قرضہ سے بری ہو جائیگا اور عورت کا ہر مثل سپر واجب ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ سے امامی  
 میں روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی دختر دو سہرے کے نکاح میں بدین شرط دی کہ شوہر اسکو اپنے قرضہ سے جو شوہر  
 کا سپر آتا ہے بری کر دے یا عورت نے خود اپنے تین ایک مرد کے نکاح میں بدین شرط دیا کہ مرد کا جو قرضہ اس  
 عورت پر آتا ہو اس سے بری کر دے اور وہ اسقدر ہو تو برات جائز ہو اور عورت کو اسکا ہر مثل ملے گا یہ ظہیر ہے

عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ اس میں سے ایک ہزار درم اس عورت کے باپ کے واسطے یا فلاں شخص معین کے واسطے ہوں تو یہ کچھ نہیں ہو کیونکہ مرد نے اس میں ہر باطل کی شرط لگائی ہو اور مرد پر اسکا پورا ہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ ہزار سے ہر مثل زیادہ ہو یہ عتا بہرین ہو ابن سماعہ نے امام شافعی سے روایت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا کہ اس میں سے ہزار درم عورت کے اور ہزار درم عورت کے باپ کے ہوں یا عورت سے کہا کہ میں نے اسچہ تھان تیرے نکاح میں دو ہزار درم پر دیا کہ تیس میں سے ایک ہزار درم میرے واسطے اور ایک ہزار درم میرے باپ کے واسطے میں تو جائز ہو اور دونوں ہزار عورت ہی کو ملینگے یہ عجیب و غریب ہے میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ میں تجھے بدین شرط نکاح کرتا ہوں کہ تجھے ہزار درم سپرد کرونگا یا بدین شرط کہ تجھے اپنا غلام سپرد کرونگا پس اسی قرار داد پر اس سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جو بیان کیا وہ اگر سپرد دیا اور ویدیا تو یہی اسکا ہر ہو اور اگر دینے سے انکار کیا تو سپرد جبر نہیں کیا جائیگا اگر سپرد عورت کا ہر مثل واجب ہوگا جو ہزار درم سے بڑھایا نہ جائیگا اور غلام کی قیمت سے زیادہ نہ کیا جائیگا اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہے یہ قاضی خان میں ہو سنا اور ہشام میں امام شافعی رحمہ کی روایت ہے کہ اگر عورت کے دیون نے خطیبہ کرنے والے مرد سے کہا کہ تجھے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ اس میں سے سو درم تیرے ہیں تو یہ جائز ہو اور ہر نو سو درم ہوگا اور اگر کہا کہ تجھے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ اس میں سے سو درم ہمارے ہونگے تو سب درم و دینار عورت ہی کے ہونگے یہ عجیب میں ہو۔ اور اگر عورت سے چار سو دینار پر بدین شرط نکاح کیا کہ ہر سو دینار کے عوض اسکو ایک خادم یعنی غیر معین دیگا تو شرط باطل ہو اور عورت کو اسکا ہر مثل ملے گا مگر چار سو دینار سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور نیز چار درم یا فی خادموں سے کم نہ کیا جائیگا اور اگر خادم معین ہوں تو شرط جائز ہو اور عورت کو یہی چار خادم ملینگے گو یا عورت سے انہیں خادموں پر نکاح کیا ہو یہ ہیط مشہی میں ہو۔ اور عورت سے سو درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ انکے عوض اسکو دس اوسلہ درہم کے اونٹ دیگا تو مستحباتاً جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ابن سماعہ نے امام شافعی سے روایت کی ہا کہ ایک عورت نے ایک مرد سے بدین شرط نکاح کیا کہ تو فلاں شخص کو اس قرضہ سے جو تیرا سپر آتا ہے بری کر دے تو فلاں شخص مذکور اسکے قرضہ سے بری ہو جائیگا اور عورت کا ہر مثل سپر واجب ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ سے امامی میں روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی دختر دو سہرے کے نکاح میں بدین شرط دی کہ شوہر اسکو اپنے قرضہ سے جو شوہر کا سپر آتا ہے بری کر دے یا عورت نے خود اپنے تین ایک مرد کے نکاح میں بدین شرط دیا کہ مرد کا جو قرضہ اس عورت پر آتا ہو اس سے بری کر دے اور وہ اسقدر ہو تو برات جائز ہو اور عورت کو اسکا ہر مثل ملے گا یہ ظہیر ہے



ایک مرد نے ایک عورت سے ہزار درہم پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت کو نفقہ نہ دینکا حالانکہ اس عورت کا مثل  
 سو درہم ہیں تو عورت مذکورہ کو ہزار درہم مہر لینے اور نفقہ بھی ملے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر ایک شخص  
 نے اپنی باندی سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے نکاح کرے اور میرا مہر ہی میرا آزاد کرنا ہوگی  
 باندی نے قبول کیا تو آزاد ہوگی پھر اگر باندی مذکورہ نے شرط پوری کی اور اس مرد آزاد کنندہ سے نکاح کر لیا تو  
 باندی پر کچھ لازم نہ ہوگا ورنہ باندی مذکورہ پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت نے اپنے غلام  
 سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا بدین شرط کہ تو مجھے ہزار درہم پر نکاح کرے یا تجھے ہزار درہم دے پس غلام نے قبول  
 کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر اگر اس نے عورت مذکورہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو غلام پر اپنی ذات کی قیمت واجب  
 ہوگی اور اگر عورت مذکورہ سے ہزار درہم پر نکاح کر لیا تو ہزار درہم اس غلام کی قیمت اور عورت کے مثل قیمت ہونے  
 پس جو غلام کے رقبہ کے حصہ میں ہے وہ غلام کا من اور جو حصہ کے مقابلہ میں ہے وہ عورت کا مہر ہوگا کہ قبل  
 دخول طلاق دینے سے اسی کا نصف دینا پڑیگا یہ عتبار یہ ہیں ہر یا چوتھیں فصل ایسے مہر کے بیان میں جس میں  
 جہالت ہو واضح ہو کہ مہر میں تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک نفع ہے جو کہ مہر میں کی جنس و وصفت دونوں قبول ہوں مثلاً  
 کپڑے یا چوپایہ یا دوسرا نکاح کیا تو ایسی صورت میں عورت کو اس مہر مثل ملے گا اور اسی طرح اگر اس چیز پر جو  
 اسکی باندی کے پیٹ میں ہو یا بکری کے پیٹ میں ہو یا اس چیز پر جو اس سال اس کے درخت خرما میں پھل آویں نکاح  
 کیا تو بھی یہی حکم ہو۔ نوع دوم یہ کہ جنس معلوم اور وصفت مجہول ہو جیسے غلام یا گھوڑے یا بیل یا بکری یا ہردی کپڑے  
 پر نکاح کیا تو ہر جنس میں سے اوسط درجہ کا واجب ہوگا پس اختیار ہوگا چاہے عینہ اوسط درجہ کا دیدے  
 یا اسکی قیمت دیدے یہ ظہیر یہ ہیں اور یہ حکم اسوقت ہو کہ غلام یا کپڑے کو مطلقاً بدون اضافت کے ذکر کیا  
 ہو اور اگر کپڑے یا غلام کو اپنی طرف مضاف کیا مثلاً کہا کہ میں نے تجھے اپنے غلام یا اپنے کپڑے پر نکاح کیا تو  
 قیمت دینے کا مختار ہوگا اس واسطے کہ جس طرح اشارہ سے معرفہ ہوتا ہو ویسے ہی اضافت سے بھی معرفہ ہو جاتا  
 ہو کذا نے محیط اور سنج کے بھاری وہلے ہونے کے حساب سے اوسط فرد کی قیمت معتبر ہوگی یہ امام ابوہنوفہ  
 و امام محمد کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کذا نے الکافی اور اسی پر فتویٰ ہے یہ غایۃ سرحدی میں ہو۔ اور اگر اوسط  
 غلام کی قیمت سے زیادہ پر دونوں کے صلح کی تو صلح جائز نہ ہوگی اور کم پر صلح جائز ہوگی یہ عتبار یہ ہیں ہر  
 نوع سوم یہ کہ جنس و وصفت دونوں معلوم ہوں مثلاً کسی عورت سے کیلی یا دوزنی چیز پر جسکا وصفت بیان  
 کر کے اپنے ذمہ لی ہو نکاح کیا تو تہمید صحیح ہوگا اور مرد پر اسکا سپرد کرنا لازم ہوگا یہ ظہیر یہ ہیں اور اگر  
 مطلق ایک کر لیں بدون پر بدون بیان و وصفت کے نکاح کیا تو چاہے درمیا فی ایک کر لیں دے اور چاہے  
 افکی قیمت دیدے یہ محیط مخری میں ہو۔ اور جو حکم گیدون کی صورت میں بیان ہوا ہو وہی باقی کیلی دوزنی  
 چیزوں میں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اس غلام یا ان ہزار درہم پر نکاح کیا تو مہر مثل حکم ہوگا اور  
 اسی طرح اگر اس غلام یا اس دوسرے غلام پر نکاح کیا حالانکہ ان دونوں میں سے ایک غلام بہ نسبت  
 دوسرے کے کم قیمت ہو تو مہر مثل حکم ہوگا اور مہر مثل حکم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اگر اسکا مہر مثل ادنیٰ  
 قیمت والے غلام کے برابر یا زیادہ ہو تو اوچھا غلام اسکو ملے گا کیونکہ عورت اس پر راضی ہو گئی ہو اور اگر

ایک مرد نے ایک عورت سے ہزار درہم پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت کو نفقہ نہ دینکا حالانکہ اس عورت کا مثل سو درہم ہیں تو عورت مذکورہ کو ہزار درہم مہر لینے اور نفقہ بھی ملے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے نکاح کرے اور میرا مہر ہی میرا آزاد کرنا ہوگی باندی نے قبول کیا تو آزاد ہوگی پھر اگر باندی مذکورہ نے شرط پوری کی اور اس مرد آزاد کنندہ سے نکاح کر لیا تو باندی پر کچھ لازم نہ ہوگا ورنہ باندی مذکورہ پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا بدین شرط کہ تو مجھے ہزار درہم پر نکاح کرے یا تجھے ہزار درہم دے پس غلام نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر اگر اس نے عورت مذکورہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو غلام پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت مذکورہ سے ہزار درہم پر نکاح کر لیا تو ہزار درہم اس غلام کی قیمت اور عورت کے مثل قیمت ہونے پس جو غلام کے رقبہ کے حصہ میں ہے وہ غلام کا من اور جو حصہ کے مقابلہ میں ہے وہ عورت کا مہر ہوگا کہ قبل دخول طلاق دینے سے اسی کا نصف دینا پڑیگا یہ عتبار یہ ہیں ہر یا چوتھیں فصل ایسے مہر کے بیان میں جس میں جہالت ہو واضح ہو کہ مہر میں تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک نفع ہے جو کہ مہر میں کی جنس و وصفت دونوں قبول ہوں مثلاً کپڑے یا چوپایہ یا دوسرا نکاح کیا تو ایسی صورت میں عورت کو اس مہر مثل ملے گا اور اسی طرح اگر اس چیز پر جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہو یا بکری کے پیٹ میں ہو یا اس چیز پر جو اس سال اس کے درخت خرما میں پھل آویں نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہو۔ نوع دوم یہ کہ جنس معلوم اور وصفت مجہول ہو جیسے غلام یا گھوڑے یا بیل یا بکری یا ہردی کپڑے پر نکاح کیا تو ہر جنس میں سے اوسط درجہ کا واجب ہوگا پس اختیار ہوگا چاہے عینہ اوسط درجہ کا دیدے یا اسکی قیمت دیدے یہ ظہیر یہ ہیں اور یہ حکم اسوقت ہو کہ غلام یا کپڑے کو مطلقاً بدون اضافت کے ذکر کیا ہو اور اگر کپڑے یا غلام کو اپنی طرف مضاف کیا مثلاً کہا کہ میں نے تجھے اپنے غلام یا اپنے کپڑے پر نکاح کیا تو قیمت دینے کا مختار ہوگا اس واسطے کہ جس طرح اشارہ سے معرفہ ہوتا ہو ویسے ہی اضافت سے بھی معرفہ ہو جاتا ہو کذا نے محیط اور سنج کے بھاری وہلے ہونے کے حساب سے اوسط فرد کی قیمت معتبر ہوگی یہ امام ابوہنوفہ و امام محمد کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کذا نے الکافی اور اسی پر فتویٰ ہے یہ غایۃ سرحدی میں ہو۔ اور اگر اوسط غلام کی قیمت سے زیادہ پر دونوں کے صلح کی تو صلح جائز نہ ہوگی اور کم پر صلح جائز ہوگی یہ عتبار یہ ہیں ہر نوع سوم یہ کہ جنس و وصفت دونوں معلوم ہوں مثلاً کسی عورت سے کیلی یا دوزنی چیز پر جسکا وصفت بیان کر کے اپنے ذمہ لی ہو نکاح کیا تو تہمید صحیح ہوگا اور مرد پر اسکا سپرد کرنا لازم ہوگا یہ ظہیر یہ ہیں اور اگر مطلق ایک کر لیں بدون پر بدون بیان و وصفت کے نکاح کیا تو چاہے درمیا فی ایک کر لیں دے اور چاہے افکی قیمت دیدے یہ محیط مخری میں ہو۔ اور جو حکم گیدون کی صورت میں بیان ہوا ہو وہی باقی کیلی دوزنی چیزوں میں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اس غلام یا ان ہزار درہم پر نکاح کیا تو مہر مثل حکم ہوگا اور اسی طرح اگر اس غلام یا اس دوسرے غلام پر نکاح کیا حالانکہ ان دونوں میں سے ایک غلام بہ نسبت دوسرے کے کم قیمت ہو تو مہر مثل حکم ہوگا اور مہر مثل حکم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اگر اسکا مہر مثل ادنیٰ قیمت والے غلام کے برابر یا زیادہ ہو تو اوچھا غلام اسکو ملے گا کیونکہ عورت اس پر راضی ہو گئی ہو اور اگر

بیت غلام کے برابر یا کم ہو تو گشتا ہوا غلام بیگ کیونکہ عورت کے مہرین مرد یا سپہ راہی ہو چکا ہو اور اگر نہ مثل ان  
 دونوں کے درمیان میں ہو تو عورت کو نہ مثل بیگ اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ عورت  
 کو سبب صورتوں میں گشتا ہوا غلام بیگ اور اسی طرح اگر ہزار درم یا دو ہزار درم پر نکاح کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف  
 ہے یہیں میں ہے۔ اور اگر ایسی صورت میں مرد نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو بالاجماع عورت  
 کو گشتے ہوئے غلام کا نصف ملے گا یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر گشتے ہوئے کا نصف بہ نسبت منقہ کے کم ہو  
 تو عورت کو منقہ بیگ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک کو ٹھہری پر عورت سے نکاح کیا تو دیکھا  
 جائیگا کہ اگر مرد بدوی ہو تو عورت کو بالوں کا سیت ملے گا اور اگر مرد شہری ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ عورت  
 کو سیت وسط بیگ اور اس سے مراد یہ ہے کہ اثاثہ البیت درمیان درجہ کا بیگ لیکن سیت کے لفظ سے اس  
 کتا یہ مراد لیا ہو یعنی اثاثہ البیت کیونکہ دونوں میں اتصال ہو اور شائع سے فرمایا کہ یہ عورت اس و بار کا  
 ہے اور ہمارے عرف میں سیت مراد اثاثہ نہ لیا جائیگا کیونکہ ہمارے عرف میں اس طرح بالے سے شائع  
 مراد نہیں ہوتی ہو بلکہ سیت سے کچا گھر جو بار کو ٹھہری کے ہو مراد ہوتا ہے اور یہ ہر ہونے کی صلاحیت نہیں  
 رکھتا ہے بشرطیکہ میں ہو مجملہ ہستی میں ہو پس مجملہ واجب ہوگا جیت دار غیر میں پر نکاح کرنے کی صورت  
 میں ہر مثل واجب ہوتا ہے اور اگر کسی جیت میں پر نکاح کیا ہو تو عورت کو یہی بیگ یا شائع نکاحی میں  
 ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت سے اس وقت پر جو مرد کا اس دار میں ہو نکاح کیا  
 تو امام نے فرمایا کہ میں عورت کے واسطے اسکا ہر مثل مقرر کرونگا مگر اس دار کی قیمت سے زیادہ نہ ہونے دو نکاح  
 اور ہمارے قول میں عورت کو وہی بیگ جو مرد کو ہوگا اس دار میں حق ہو اور کچھ نہ بیگ اور امام نے فرمایا کہ عورت  
 کو ہر مثل فقط بیگ جبکہ یہ وس درم تک ہو چاہے جو مرد سے بیگ میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے اس دار کے اسٹ  
 حصہ پر نکاح کیا تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ عورت کو اختیار ہو چاہے دار میں سے حصہ مرد نہ کورے اور  
 چاہے اپنا ہر مثل لے جو قیمت دار نہ کورے زائد نہ کیا جائیگا اگرچہ اسکا ہر مثل زائد ہو اور صاحبین کے  
 نزدیک عورت کو حصہ دار ہی بیگ بشرطیکہ وس درم کا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر عورت سے  
 مطلق ہزار کہ نکاح کیا تو چاندی کے درم یا سونے کے دینار میں سے جو چیز اسکے ہر مثل سے اقرب ہو وہ  
 قرار دی جائیگی یہ عتاب میں ہے اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور اس شہر میں نقد مختلف رائج  
 ہیں تو جو زیادہ رائج ہو وہ مراد لیا جائیگا اور اگر ایسا نہ تو اس عورت کا ہر مثل دیکھا جائیگا کہ کن درم  
 سے ہو پس ان نقد مختلف میں سے جو سکہ اسکے ہر مثل سے موافق ہو وہ مراد ہوگا اور اسی نقد کے ہزار درم  
 کا عورت کے واسطے حکم کیا جائیگا یہ آثار خانیہ میں ہے۔ اور نکاح الفتاویٰ میں ہے کہ ایک مرد نے ایک ہزار  
 درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر یہ درم کا سد ہوئے اور بجائے اسکے دوسرا نقد رائج ہوا تو حیدر نے  
 درم کا سد ہوئے اسدن جو انکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور یہی مختار ہو اسکو صدر الشہید نے ذکر فرمایا ہے  
 اور منقطع ہو جانا مثل کا سد ہو جانے کے ہے اور کا سد کسی سے ہے کہ تمام شہروں سے رواج آئے جائے  
 اور اگر بعض شہروں میں رواج رہے تو کا سد نہیں کہلاوے تھے اور عیون میں لکھا ہے کہ اگر کا سد نہ ہو

عورت کو ہر مثل دیکھا جائیگا کہ کن درم سے ہو پس ان نقد مختلف میں سے جو سکہ اسکے ہر مثل سے موافق ہو وہ مراد ہوگا اور اسی نقد کے ہزار درم کا عورت کے واسطے حکم کیا جائیگا یہ آثار خانیہ میں ہے۔ اور نکاح الفتاویٰ میں ہے کہ ایک مرد نے ایک ہزار درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر یہ درم کا سد ہوئے اور بجائے اسکے دوسرا نقد رائج ہوا تو حیدر نے درم کا سد ہوئے اسدن جو انکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور یہی مختار ہو اسکو صدر الشہید نے ذکر فرمایا ہے اور منقطع ہو جانا مثل کا سد ہو جانے کے ہے اور کا سد کسی سے ہے کہ تمام شہروں سے رواج آئے جائے اور اگر بعض شہروں میں رواج رہے تو کا سد نہیں کہلاوے تھے اور عیون میں لکھا ہے کہ اگر کا سد نہ ہو

اور نہ منقطع ہونے بلکہ سستے یا ہلکے ہو گئے تو اسکا کچھ اعتبار نہ ہوگا اور یہ سب اس وقت ہو کہ وقت عقد کے رائج ہوں اور اگر وقت عقد کے کا سہ ہوں تو یہی دم واجب ہوئے بشرطیکہ دس درم تک پہنچ جاوین یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے ہزار عدلی درمون پر نکاح کیا حالانکہ یہ دم چلن میں آئے ہو گئے ہیں تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے ہر مثل واجب ہوگا کیونکہ رائج نہ رہے تو نفقہ و مین داخل نہ رہے بلکہ اسباب و زینت ہو گئے اور اسباب کی شناخت باشارہ یا بذکر وزن ہوتی ہو حالانکہ مرد نے وزن کا ذکر نہیں کیا بلکہ عدد بیان کیے ہیں یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے اس زینیل بھر گہون یا اس پتھر کے وزن بھر سوئے یا فالانہ عورت کی مقدار صہر پر یا اس غلام کی قیمت پر یا کسی غلام کی قیمت پر نکاح کیا تو ہر مثل واجب ہوگا مگر مقدار سے سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور در صدرتیکہ جو مذکور ہوا ہو وہ معدوم ہو جاوے تو مقدار می کے باب میں شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر کہا کہ درمون پر یا ان اونٹوں میں سے ایک ناقہ پر یا دس درم قیمت کے کپڑے پر یا کہا کہ سب اس مال پر چسکا میں یا اس کا سہ ہوں یا نصف ہر مثل پر یا دار وقت کی سکونت پر یا اس بات پر کہ عورت کا بچا کا ہوا غلام واپس لاؤنگا نکاح کیا تو ہر مثل واجب ہوگا یہ عتایہ میں ہو اور اگر ہزار رطل سرکہ پر نکاح کیا پس اگر اکثر اس شہر میں چھو ہا رسے کا سرکہ ہو تو یہی مرد کے ذمہ ہوگا اور اگر اکثر اس شہر میں شراب کا سرکہ ہو تو وہ مرد کے ذمہ ہوگا اسی طرح اگر ہزار رطل دو دھیر پر نکاح کیا تو جو اس شہر میں غالب ہو وہی لیا جائیگا اور اگر سب میں کوئی غالب نہ ہو تو عورت کو اسکا ہر مثل بلیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت سے ایک دینار اور ایک تیرہ نکاح کیا تو ہر مثل واجب ہوگا اور ایک دینار پر زیادہ نہ کیا جائیگا بشرطیکہ دس درم ہو یہ غایہ سروجی میں ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے دس درم اور ایک کپڑے پر نکاح کیا اور کپڑے کا کوئی وصف بیان نہ کیا تو عورت کو دس درم لینے اور اگر عورت کے ساتھ دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو پانچ درم لینے الا اس صورت میں کہ عورت کا مستر اس سے زیادہ ہو تو اسکو اپنا مستہ بلیگا یہ قادی قاضیان میں ہو اور اگر عورت سے پانچ درم دیکڑے پر نکاح کیا تو عورت کو ہر مثل بلیگا اور اگر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو پانچ درم لینے اور اگر کہا کہ اس چہر پر جو میرے ہاتھ میں ہو نکاح کیا اور ہاتھ میں دس درم ہیں تو عورت کو اختیار چاہئے انکو لے لے اور چاہئے ہر مثل لے یہ غایہ سروجی میں ہو اور اگر دو عورتوں سے ہزار درم پر نکاح کیا تو ہزار درم دونوں کے ہر مثل پر تقسیم کیے جاوین جو جب حصہ میں پڑے وہی اسکا صہر ہوگا اور اگر قبل دخول کے دونوں کو طلاق دیدی تو ہزار کے نصف سے دونوں میں سے ہر ایک کو بقدر اپنے اپنے حصہ رسد بلیگا یہ محیط مشرعی میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک عورت نے قبول کیا اور دوسری نے قبول نہ کیا تو جس نے قبول کیا ہو اسکا نکاح بعض اسکے حصہ کے جائز ہوگا یعنی ہزار درم دونوں کے ہر مثل پر تقسیم کر کے جو قبول کرنے والی کے حصہ میں پڑے وہی اسکا صہر ہوگا اور باقی شوہر کو واپس ہو جائیگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر ان دونوں میں سے ایک عورت ایسی ہو کہ اسکا نکاح صحیح نہ ہو تو پورے ہزار درم دوسری کو لینے یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور اگر ائمہ عورت کے ساتھ جس سے نکاح صحیح نہ تھا دخول کر لیا تو اسکو ہر مثل بلیگا اور یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور یہی صحیح ہو یہ محیط مشرعی میں ہو۔ اور اگر ایک بھائی اور اسکی بہن نے ایک دار اپنے باپ کی یہ اث میں پایا

درم  
۱۲  
غالب  
بعضی  
ز یاد  
۱۶  
شماره  
بناس  
تاریخ

صفت  
مس  
فایده  
برج  
کمانند  
نقطه





یہ محیط خرسی میں ہو اور اگر کسی عورت سے اس شک روغن نکاح کیا پھر شک نہ ہو کہ زمین کچھ نہ نکلا تو عورت کو اس کے  
 مثل شک روغن ملیگا بشرطیکہ دس درم قیمت کا ہو اور اگر عورت سے اس چیز پر جو کچھ زمین کھنی سے ہو نکاح کیا  
 پھر کچھ زمین کچھ نہ نکلا تو عورت کو ہر مثل ملیگا اسی طرح اگر کچھ زمین جنس نہ ہو کہ سوا سے دوسری چیز نکلی جو خلاص  
 جنس ہو تو بھی حکم ہو کہ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور فقہی میں امام محمد سے روایت ہو کہ اگر کسی عورت  
 سے ایک اراغنی کو غیر قرار دے کر نکاح کیا اور زمین کے حدود بیان کر دیئے اور شرط کی کہ دس جریب زمین  
 ہو پس عورت نے اس پر قبضہ کر لیا پھر وہ چودہ جریب نکلی اور عورت نے اسکو ناپ نہیں لیا تھا تو عورت کو  
 اختیار ہوگا چاہے اسی زمین کو لے لے اور اسکو زیادہ کچھ نہ لے گا اور اگر چاہے تو زمین واپس کر کے  
 اس موضع کی قیمت زمین بحساب دس جریب کے لے لے۔ اور اگر عورت نے یہ زمین فروخت کر دی یا ہبہ کر کے  
 سپرد کر دی پھر اسکو معلوم ہوا کہ زمین چودہ جریب ہو تو عورت کو سوا سے زمین کے اور کچھ نہ ملیگا اسی طرح اگر  
 موئی اسی طور سے قرار پایا پھر وہ عورت کے پاس زمین گھٹا نکلا یا کچھ اسی طور سے عورت کے پاس  
 ناپ میں گھٹا نکلا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہو۔ اور اگر عورت نے زمین کو سب یا فروخت نہ کیا و لیکن مثل ملیگا  
 وغیرہ کے کوئی دریا چڑھ آیا اور اسی زمین میں بننے لگا اور یہ زمین تباہ ہو گئی پھر عورت کو معلوم ہوا کہ وہ چودہ  
 جریب ہو تو پوری دس جریب تک باقی چار جریب کی قیمت لے لے گی اور اسی طرح اگر عورت سے دشمن  
 ہر دہی کپڑوں پر جو معین ہیں بدین شرط نکاح کیا کہ ان میں سے ہر کپڑا دس تارا ہو پس عورت نے سب کو سات  
 تارا پایا تو عورت کو اختیار ہو چاہے ان کپڑوں کو لے لے اور چاہے انکو واپس کر کے حساب لگی موجودہ سات  
 کے دس تارے کی قیمت لے لے اور اگر عورت نے سب کو دس تارا پایا سوا سے ایک کپڑے کے کو سات تارا  
 نکلا تو عورت کو اختیار ہو چاہے سب کپڑے لے لے اور عورت کو سوا سے ان کپڑوں کے اور کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے  
 تو دس تارے کپڑے لے لے اور جو سات تارا ہو اسکو واپس کر کے اسکی قیمت جو اس کے دس تارے ہونے سے ملے گی  
 و بڑیا ہونے پر ہوتی وہ لے لے یہ محیط میں ہو اور اگر معین شیرہ انگور پر نکاح کیا اور وہ قبضہ سے پہلے شہر میں لے  
 تو امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ عورت کو اس حدیث کے مثل شیرہ انگور ملیگا بشرطیکہ ہاتھ اس کے اور اگر نہ مل سکا  
 تو اسکی قیمت ملیگی یہ محیط خرسی میں ہو۔ اور اگر عورت سے ان دس کپڑوں پر نکاح کیا پھر وہ اسکا تو امام محمد نے  
 فرمایا کہ عورت کو پندرہ کپڑے ملیں گے اور تمام ہر مثل میں ان کپڑوں سے جو کچھ پڑتی ہو وہ کچھ ملیگی بشرطیکہ اسکا ہر مثل  
 ان نو کپڑوں کی قیمت سے زائد ہو اور بقیاس قول امام اعظم رحمہ اللہ عورت مذکورہ کو نو سو کپڑے ملیں گے اور زیادہ کچھ  
 نہ ملیگا بشرطیکہ ان کی قیمت دس درم تک ہو پھر بچ جاتی ہو اور اگر گیارہ کپڑے نکلا تو امام محمد نے فرمایا کہ اس میں سے  
 عورت کو دس کپڑے جو اسکی رائے میں آئیں گے دیدیگا اور بقیاس قول امام اعظم رحمہ اللہ اگر عورت کا ہر مثل ان  
 کپڑوں میں سے سب سے گھٹا ہوا نکالنے کے بعد دس کپڑوں کی قیمت کے مساوی ہو تو سب گھٹا ہوا نکال کر باقی دس  
 کپڑے عورت کو ملیں گے اور عورت کو سوا سے اس کے کچھ نہ ملیگا اور اگر سب سے بڑیا نکالنے کے بعد باقی دس کپڑوں  
 کی قیمت ہر مثل کے برابر ہو تو سب سے بڑیا نکال لیا جائیگا اور فقط باقی دس کپڑے عورت کو ملیں گے اور کچھ نہ ملیگا  
 اور اگر بڑیا کپڑا اسکا ہر مثل سے اسکا ہر مثل زیادہ ہو یا تار ہو گھٹا ہو یا سب سے اسکا ہر مثل کم ہو یا تار ہو

کو اسکا مہر مثل ملیگا اور فتوہ سے امام اعظم کے قول پر تو یہ فتاویٰ تا ضیق ان میں ہو۔ اور اگر عورت سے ان کی ہوتی  
 کپڑوں پر نکاح کیا پھر وہ تو نکالے تو عورت کو نوکٹر سے موجودہ اور ایک ہر وی درمیا کی درجہ کا کپڑا دیا جائیگا  
 اور یہ بالا جناح ہی بیچ خط نسخی میں ہو۔ ایک عورت سے جس میں گہون پر بدین عشر ط کہ یہ دس گزین نکاح کیا پھر وہ  
 نوکٹر نکالے تو عورت کو نوکٹر موجودہ اور ایک کر ان موجودہ کے مثل اور دیا جائیگا یہ فتاویٰ تا ضیق خالی میں ہو۔ اور اگر  
 کسی عورت سے آراضی پر بدین عشر ط نکاح کیا کہ اس کی آراضی میں ہزار درخت خرمائین اور اس کی حاد و دیان کر دیسہ  
 یا ایک دار پر بدین عشر ط نکاح کیا کہ وہ پختہ اینٹ و بچ دسا کو کی لکڑی کا بنا ہوا ہو اور اس کے حدود دیان کر دیسہ  
 پھر دیکھا تو زمین میں کوئی درخت نہ تھا یا دار میں کچھ عمارت نہ تھی تو عورت کو اختیار ہی چاہیے یہ آراضی دینے والے  
 لے لے اور سوا اس کے کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے اپنا مہر مثل لے لے اور اگر اسکو قبل و خول کے طلاق دیدی تو  
 عورت مذکورہ کو سوا اس کے نصف دار و نصف زمین کے جس حالت پر اسکو پایا ہو اور کچھ نہ ملیگا لیکن اگر اسکا  
 مہر اس سے زیادہ ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے نصف زمین نصف دار لینا منظور کرے اور زیادہ کچھ  
 نہ پا دیگی اور چاہے مہر لے لے بیچ خط نسخی پر فصل سے تو زمین میں گھا و پیٹے و بڑھا دینے و زراعت لکھ لکھ کر شدہ  
 کے بیان میں قیام نکاح کی حالت میں ہمارے علماء ثلاثہ کے نزدیک مہر میں بڑھا دینا صحیح ہے یہ بیچ خط نسخی پر  
 اگر مہر میں بعد عقد کے بڑھایا تو زیادتی بذریعہ شوہر لازم ہوگی یہ سراج الدیاج میں ہے۔ اور یہ حکم ایسی صورت میں  
 ہو کہ جب عورت نے یہ زیادتی قبول کر لی ہو خواہ یہ زیادتی جس مہر سے ہو یا شوہر اور خواہ شوہر کی طرف سے ہو  
 یا ولی کی طرف سے ہو یہ نہر لائق میں ہو۔ اور زیادتی بھی تین باتوں میں سے کسی ایک بات کے پائے جانے سے  
 متاکد ہو جاتی ہو ایک ہے کہ وہ طعی ہو گئی دوم آنکہ خلوت صحیحہ تحقق ہوئی ساقم آنکہ جو دو طرف میں سے کوئی ہر گنا  
 اور اگر ان باتوں میں سے کوئی نہ پائی گئی مگر دونوں میں بعدائی پیش آئی تو زیادتی باطل ہو جائیگی پس فقہ اہل  
 مہر کی تنفیذ کیا جائیگی اور زیادتی کی تنفیذ نہ ہوگی یہ مضمر آیت میں ہے اور فتاویٰ سے شیخ ابواللیث میں ہے کہ مہر صحیح  
 کرنے کے بعد بھی مہر میں بڑھانا صحیح ہے اور کتاب الاکراہ شیخ الاسلام خواہ ہر زائدہ میں ہو کہ فرقت واقع ہوئے کے  
 بعد مہر میں بڑھانا باطل ہے اور ایسا ہی بشر رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے اور ابو یوسف نے  
 امام ابو یوسف سے روایت کی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ اگر عورت کو دخول کرنے کے بعد یا دخول سے پہلے تین طلاق  
 دیدیں پھر اس کے مہر میں کچھ بڑھایا تو صحیح نہیں ہے اسی طرح اگر طلاق نہ ہو مگر رجوع نہ کیا یا تنکاح کے عدت گذر گئی  
 پھر اس کے بعد مہر میں بڑھایا تو زیادتی نہیں صحیح ہے اور قدوری میں ہے کہ عورت کی موت کے بعد مہر میں بڑھانا امام اعظم  
 کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہے یہ بیچ خط نسخی میں ہے۔ اگر مطلقہ رجوع سے اس کے شوہر نے  
 کہا کہ میں نے تیرے مہر میں بڑھا دیا تو نہیں صحیح ہے اس واسطے کہ یہ مہر ہے اور اگر ایسی عورت سے کہا کہ میں نے  
 تجھے ہزار درم مہر پر رجوع کیا پس اگر عورت نے قبول کیا تو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے اس واسطے کہ یہ مہر میں  
 زیادتی ہے پس عورت کے قبول پر موقوف ہوگی اور رہا یہ امر کہ جس مجلس میں زیادہ کیا ہو اسی مجلس میں قبول  
 کر لینا شرط ہے یا نہیں اس صحیح ہے کہ اسی مجلس میں قبول کرنا شرط ہے یہ ظہیر یہ میں ہے ایک عورت نے  
 اپنا مہر اپنے شوہر کو سہ گز یا پھر شوہر کے گواہ کیے کہ عورت کا بچہ پراستہ رہا مہر ہی تو اس میں اختلاف ہے

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

اور فقہ ابو اللیث کے نزدیک مختار یہ ہے کہ شوہر کا اقرار جائز ہو بشرطیکہ عورت قبضہ کرے یہ خلاصہ میں ہے اور  
اشہب یہ ہے کہ اقرار صحیح ہو اور بلا قصد زیادتی کے زیادتی قرار نہ دیا جاسکی یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر کسی عورت  
سے ہزار درم پر نکاح کیا پھر دو ہزار درم پر نکاح کی تجدید کی تو اس میں اختلاف ہے شیخ امام خواہر زادہ نے کتاب  
النکاح میں ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ و امام محمد کے شوہر پر فقط ہزار درم لازم ہونگے باقی ہزار درم لازم  
نہوئے اور عورت کا ہزار درم ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے مرد پر باقی ہزار درم دوسرے بھی واجب  
ہونگے اور بعض نے اس کے برعکس اختلاف ذکر کیا ہے اور ہمارے بعض متاخرین نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مختار یہ  
ہے کہ مرد پر دوسرے ایک ہزار درم لازم نہوئے یہ ظہیر میں ہے۔ اور قاضی امام کا فتویٰ یہ ہے کہ دوسرے  
عقد پر کچھ واجب نہوگا لیکن اگر دوسرے عقد سے اسکی مراد یہ ہے کہ ہرمین اس نے بڑھایا ہے یعنی ہزار درم  
ہو اور اس پر ایک ہزار درم اس نے زیادہ کیے تو یہ جائز ہے اور دوسرا حد لینے دو ہزار درم واجب ہونگے یہ  
خلاصہ میں ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ اگر عورت نے اپنا ہرمین کر دیا پھر ہرمی نکاح کی تو بالاتفاق دوسرا  
ہرم لازم نہوگا اور بعض نے اسی صورت میں ذکر کیا ہے کہ اس میں اختلاف ہے یہ موطا الدرایہ میں ہے اور اگر نکاح  
کی تجدید بغرض احتیاط ہو تو زیادتی بلا خلاف لازم نہوگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ ابراہیم نے امام محمد  
سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنی باندی کسی مرد کے نکاح میں بہر معلوم دی پھر اسکو آزاد کر دیا پھر  
شوہر نے اسے ہرمین کوئی مقدار معلوم بڑھادی تو یہ زیادتی مولیٰ کو ملیگی اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف  
سے روایت کی ہے کہ یہ زیادتی اس عورت کو ملیگی اور میں شوہر پر جبر نہ کرونگا کہ یہ زیادتی اس کے مولے  
کو دے اور اگر مولے اول نے باندی کو فروخت کر دیا ہو تو یہ زیادتی مشتری کو ملیگی اور میں شوہر پر  
جبر نہ کرونگا کہ یہ زیادتی مولے کو دیدے اور امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ آزاد مرد نے ایک باندی  
سے باجارت اس کے مولے کے سود درم پر نکاح کیا پس شوہر نے مولیٰ سے کہا کہ تو نے نکاح کی اجازت دیدی  
اس نے کہا کہ میں نے اس شرط پر اجازت دی کہ تو ہرمین بچاس درم بڑھا دے پس اگر شوہر اس پر راضی ہو گیا  
تو صحیح ہے اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر راضی نہوا تو اجازت ثابت نہوگی اور نیز جامع میں ہے  
کہ ایک نکوہ باندی آزاد کی گئی حتیٰ کہ اس کے لیے خیال حقیقی ثابت ہوا پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ میں  
تیرے ہرمین بچاس درم بڑھا دے بدین شرط کہ تو میرے ساتھ میرے نکاح میں رہنا اختیار کرے پس اس نے  
یہی اختیار کیا تو یہ اختیار صحیح ہے اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور یہ زیادتی اس کے مولے کو ملیگی  
اور اگر باندی مذکورہ سے کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم بدین شرط کہ تو مجھے اختیار کرے اور اس نے ایسا ہی  
کیا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور خیال باطل ہو جائیگا۔ اور نکاح المنتقی میں ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کے  
نکاح کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ انکار کرتی ہو پھر شوہر نے عورت سے صلح کی کہ اگر وہ اجازت نکاح دیدے  
جسکا وہ دعویٰ کرتا ہو تو مرد اسکو ہزار درم دیگا تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اقرار نکاح  
کرے تو تیرے واسطے سود درم زیادہ کر دو نکاح پس عورت نے ایسا کیا پس اگر نکاح اول کے گواہ موجود  
ہوں تو شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ ان سود درم سے رجوع کرے اس واسطے کہ یہ ہرمین زیادہ کرنے کے ہے

یہ عیبت میں ہو۔ اور اگر عورت کے مہر میں سے خود عورت نے کٹھا دیا تو گھٹا صحیح ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور گھٹا نہ میں  
 عورت کی رضا مندی ضرور ہو حتیٰ کہ اگر اس نے باکراہ مجبوری کے ساتھ گھٹا یا تو صحیح ہوگا اور نیز ضرور ہو کہ عورت  
 مذکورہ مریض مہر میں الموت ہو یہ بکر الرائق میں ہو۔ اگر ایک مرد نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی  
 کسی مال میں پر نکاح کیا پھر مہر میں خود زیادتی ہو گئی پھر قبل دخول کے طلاق دیدی پس اگر عورت کے قبضہ سے پہلے  
 مہر کی چیز میں زیادتی ہو گئی ہو اور یہ زیادتی متعلقہ ہو جو اصل چیز سے پیدا ہوئی ہو جیسے مہر کی باندی یا غلام  
 ہوئی تازی ہو گئی یا بالغ ہو گئی یا حسن و جمال بڑھ گیا یا ایک آنکھ میں جال اتھا وہ روشن ہو گئی یا گونگا تھا وہ  
 بولنے لگا یا بھرا تھا وہ ٹھنڈے لگا یا وحشت خرا تھا کہ انہیں پہلے آئے یا نہیں تھی کہ انہیں زراعت کی گئی اور یا نیبیاوی  
 انفقہ ہو جو اصل سے پیدا ہوئی ہو جیسے بچہ و ارش و عقود و پیر و ہونیکہ کا مثلاً اپنے گئے ہوں یا بستم و بال جب  
 الگ کر دیے جا دیں یا چھوڑا رہے وراثت سے تو یہ گئے یا گھٹی اس زینہ میں سے کاٹ لی گئی تو ایسی صورت  
 میں اصل و زیادتی دونوں بالاجماع آدمی آدمی کی جائز ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر عورت نے اصل مع  
 زیادتی سے متولدہ کے اپنے قبضہ میں کر لی پھر مرد نے عورت کو قبل دخول کے طلاق دی تو یہی اصل مع زیادتی  
 کے آدمی آدمی کی جائز ہوگی یہ متولدہ میں ہو۔ اور اگر زیادتی متعلقہ ہو جو اصل سے متولدہ نہیں ہو جیسے کہ شہ کے گور نکاح یا  
 عمارت بنائی تو عورت اس سے فال بھی شمار ہوگی پس تصفیہ نہ کیا بیکی اور جس سے قبضہ کا حکم دیا گیا ہو اس  
 روز کی نصف تصفیہ نہیں عورت پر واجب ہوگی اور اگر زیادتی متعلقہ ہو جو اصل سے متولدہ ہو جیسے کہ کسی مرد نے  
 مہر کے غلام کو کچھ حصہ کیا یا اسے خود کما یا یا دار ہر کا کہ ایہ آیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اصل چیز کی تصفیہ ہوگی اور  
 زیادتی سبب عورت کو بیکی اور صاحب میں کے نزدیک اصل چیز کی تصفیہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو  
 اور اگر شوہر نے غلام کو اجارہ پر دیا ہو تو مرد و عورت کو بیکی گے اسکو حد تہ کہ وہ سے یہ عیبت میں ہو۔ اور  
 اگر قبضہ کے بعد ہو اور زیادتی متعلقہ متولدہ از اصل ہو تو شوہر کو نصف کر کے نہیں دیا جاسکتا ہو بلکہ جس دن  
 عورت کو سپرد کیا ہو اس روز کی نصف تصفیہ بیکی اور یہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہو اور امام شافعی  
 نے فرمایا کہ یہ امر بالغ تصفیہ نہیں ہو یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر زیادتی متعلقہ ایسی ہو کہ اصل سے متولدہ ہو  
 تو وہ بالغ تصفیہ پر اور عورت پر اصل کی نصف تصفیہ واجب ہوگی یہ بدائع میں ہو اور اگر زیادتی متعلقہ اصل سے  
 متولدہ ہو تو بالاجماع بالغ تصفیہ ہر اور اگر زیادتی متعلقہ اصل سے متولدہ ہو تو فقط زیادتی عورت کو بیکی اور اصل  
 دونوں میں نصف تصفیہ مشترک ہوگی اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ زیادتی پیدا ہونے کے بعد طلاق قبل دخول کے  
 واقع ہوئی ہو اور اگر طلاق پہلے واقع ہوئی پھر زیادتی پیدا ہوئی پس یا تو شوہر کے واسطے نصف واپس لینے کا حکم  
 قضا جاری ہونے سے بعد ہوگی یا اس کے پہلے ہوگی خواہ قبضہ ہو گیا ہو یا نہ ہو پس اگر قبل قبضہ کے ہو تو زیادتی  
 واصل دونوں میں نصف تصفیہ ہوگی خواہ حکم قضا پایا گیا ہو یا نہ پایا گیا ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہو اور شوہر کے  
 واسطے نصف دینے کا حکم ہی ہو گیا ہو تو بھی حکم ہو اور اگر شوہر کے واسطے نصف لینے کا حکم نہ ہو تو عورت  
 کے پاس مال ہر مثل عقد فاسد کے مقبوضہ کے حکم میں ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر زیادتی پیدا ہونے  
 کے بعد دخول سے پہلے عورت مرد ہو گئی یا اپنے شوہر کے پس کا بوسہ لیا تو یہ سب زیادتی عورت کو بیکی۔ اور

یہ عیبت میں ہو۔ اور اگر عورت کے مہر میں سے خود عورت نے کٹھا دیا تو گھٹا صحیح ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور گھٹا نہ میں  
 عورت کی رضا مندی ضرور ہو حتیٰ کہ اگر اس نے باکراہ مجبوری کے ساتھ گھٹا یا تو صحیح ہوگا اور نیز ضرور ہو کہ عورت  
 مذکورہ مریض مہر میں الموت ہو یہ بکر الرائق میں ہو۔ اگر ایک مرد نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی  
 کسی مال میں پر نکاح کیا پھر مہر میں خود زیادتی ہو گئی پھر قبل دخول کے طلاق دیدی پس اگر عورت کے قبضہ سے پہلے  
 مہر کی چیز میں زیادتی ہو گئی ہو اور یہ زیادتی متعلقہ ہو جو اصل چیز سے پیدا ہوئی ہو جیسے مہر کی باندی یا غلام  
 ہوئی تازی ہو گئی یا بالغ ہو گئی یا حسن و جمال بڑھ گیا یا ایک آنکھ میں جال اتھا وہ روشن ہو گئی یا گونگا تھا وہ  
 بولنے لگا یا بھرا تھا وہ ٹھنڈے لگا یا وحشت خرا تھا کہ انہیں پہلے آئے یا نہیں تھی کہ انہیں زراعت کی گئی اور یا نیبیاوی  
 انفقہ ہو جو اصل سے پیدا ہوئی ہو جیسے بچہ و ارش و عقود و پیر و ہونیکہ کا مثلاً اپنے گئے ہوں یا بستم و بال جب  
 الگ کر دیے جا دیں یا چھوڑا رہے وراثت سے تو یہ گئے یا گھٹی اس زینہ میں سے کاٹ لی گئی تو ایسی صورت  
 میں اصل و زیادتی دونوں بالاجماع آدمی آدمی کی جائز ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر عورت نے اصل مع  
 زیادتی سے متولدہ کے اپنے قبضہ میں کر لی پھر مرد نے عورت کو قبل دخول کے طلاق دی تو یہی اصل مع زیادتی  
 کے آدمی آدمی کی جائز ہوگی یہ متولدہ میں ہو۔ اور اگر زیادتی متعلقہ ہو جو اصل سے متولدہ نہیں ہو جیسے کہ شہ کے گور نکاح یا  
 عمارت بنائی تو عورت اس سے فال بھی شمار ہوگی پس تصفیہ نہ کیا بیکی اور جس سے قبضہ کا حکم دیا گیا ہو اس  
 روز کی نصف تصفیہ نہیں عورت پر واجب ہوگی اور اگر زیادتی متعلقہ ہو جو اصل سے متولدہ ہو جیسے کہ کسی مرد نے  
 مہر کے غلام کو کچھ حصہ کیا یا اسے خود کما یا یا دار ہر کا کہ ایہ آیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اصل چیز کی تصفیہ ہوگی اور  
 زیادتی سبب عورت کو بیکی اور صاحب میں کے نزدیک اصل چیز کی تصفیہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو  
 اور اگر شوہر نے غلام کو اجارہ پر دیا ہو تو مرد و عورت کو بیکی گے اسکو حد تہ کہ وہ سے یہ عیبت میں ہو۔ اور  
 اگر قبضہ کے بعد ہو اور زیادتی متعلقہ متولدہ از اصل ہو تو شوہر کو نصف کر کے نہیں دیا جاسکتا ہو بلکہ جس دن  
 عورت کو سپرد کیا ہو اس روز کی نصف تصفیہ بیکی اور یہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہو اور امام شافعی  
 نے فرمایا کہ یہ امر بالغ تصفیہ نہیں ہو یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر زیادتی متعلقہ ایسی ہو کہ اصل سے متولدہ ہو  
 تو وہ بالغ تصفیہ پر اور عورت پر اصل کی نصف تصفیہ واجب ہوگی یہ بدائع میں ہو اور اگر زیادتی متعلقہ اصل سے  
 متولدہ ہو تو بالاجماع بالغ تصفیہ ہر اور اگر زیادتی متعلقہ اصل سے متولدہ ہو تو فقط زیادتی عورت کو بیکی اور اصل  
 دونوں میں نصف تصفیہ مشترک ہوگی اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ زیادتی پیدا ہونے کے بعد طلاق قبل دخول کے  
 واقع ہوئی ہو اور اگر طلاق پہلے واقع ہوئی پھر زیادتی پیدا ہوئی پس یا تو شوہر کے واسطے نصف واپس لینے کا حکم  
 قضا جاری ہونے سے بعد ہوگی یا اس کے پہلے ہوگی خواہ قبضہ ہو گیا ہو یا نہ ہو پس اگر قبل قبضہ کے ہو تو زیادتی  
 واصل دونوں میں نصف تصفیہ ہوگی خواہ حکم قضا پایا گیا ہو یا نہ پایا گیا ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہو اور شوہر کے  
 واسطے نصف دینے کا حکم ہی ہو گیا ہو تو بھی حکم ہو اور اگر شوہر کے واسطے نصف لینے کا حکم نہ ہو تو عورت  
 کے پاس مال ہر مثل عقد فاسد کے مقبوضہ کے حکم میں ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر زیادتی پیدا ہونے  
 کے بعد دخول سے پہلے عورت مرد ہو گئی یا اپنے شوہر کے پس کا بوسہ لیا تو یہ سب زیادتی عورت کو بیکی۔ اور



عورت پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز کی اصل کی قیمت واپس کرے یہ بدائع میں ہے اور اگر شوہر کے قبضہ میں ہر  
 میں نقصان آگیا پھر قبل دخول کے مرد نے اسکو طلاق دیدی تو اس میں چند صورتیں ہیں وجہ اول یہ کہ نقصان  
 کسی آفت آسمانی سے ہو اور اس میں دو صورتیں ہیں کہ اگر نقصان غنیمت ہو تو اس صورت میں عورت کو نصف  
 خادم عیدار ملے گا برون تاوان نقصان کے اور اسکے سوا اسکو کچھ نہ ملے گا اور اگر نقصان فاحش ہو تو  
 عورت کو اختیار ہو چاہے اس مال ہرگز شوہر کے پاس چھوڑ کر اس سے روز عقد کی قیمت کا نصف لے  
 لے اور چاہے نصف خادم عیدار لے لے اور اسکے ساتھ شوہر بالکل تاوان نقصان کا ضامن ہوگا و چہ  
 دوم یہ کہ نقصان بغل زوج ہو اور اس میں بھی دو صورتیں ہیں کہ اگر نقصان غنیمت ہو تو عورت نصف خادم عیدار ملے گی  
 اور شوہر نصف قیمت نقصان کا ضامن ہوگا اور عورت کو اختیار نہیں ہوگا کہ خادم برون شوہر کے دستچوڑ کا نصف  
 قیمت خادم لے لے اور اگر نقصان فاحش ہو تو عورت کو اختیار ہو چاہے روز عقد کی نصف قیمت خادم لے  
 اور خادم شوہر کے پاس چھوڑ دے اور چاہے نصف خادم لیکر شوہر سے نصف قیمت نقصان لے اور وہ  
 سوم آنکہ نقصان خود عورت کے فعل سے ہو اور اس صورت میں عورت کو نصف خادم کے سوا کچھ نہ ملے گا  
 اور عورت کو کچھ اختیار نہ ہوگا خواہ نقصان غنیمت ہو یا شدید ہو اور وجہ چارم آنکہ جو چیز ہر گھری ہو وہ خود  
 ایسا فعل کرے جس سے اس میں نقصان آجائے تو ظاہر الروایہ کے موافق یہ نقصان قبل آفت کے  
 نقصان کے ہی اور وجہ پنجم آنکہ نقصان کسی اجنبی کے فعل سے ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں کہ اگر نقصان غنیمت ہو  
 تو عورت نصف خادم لیکر اجنبی سے نقصان کی نصف قیمت تاوان لے گی اور اسکے سوا اسکو کچھ اختیار  
 نہیں ہوگا اور اگر نقصان فاحش ہو تو اسکو اختیار ہو چاہے نصف خادم لیکر اجنبی سے نصف قیمت نقصان کا  
 مواخذہ کرے اور چاہے خادم بذمہ شوہر چھوڑ کر اس سے روز عقد کی نصف قیمت خادم لے لے پھر شوہر اس اجنبی  
 سے پورے نقصان کا مطالبہ کرے گا اور یہ سب ایسی صورت ہیں تھا کہ جب نقصان شوہر کے قبضہ میں  
 ہونے کی حالت میں واقع ہوا اور اگر عورت کے قبضہ میں واقع ہوا پھر مرد نے قبل دخول کے عورت  
 کو طلاق دی پس اگر نقصان بافت آسمانی اور غنیمت ہو تو شوہر نصف خادم عیدار لے لے گا اسکے سوا  
 کچھ نہیں کر سکتا ہو اور اگر نقصان فاحش ہو تو چاہے نصف عیدار لے لے اور اسکے سوا اسکو کچھ تاوان  
 نقصان نہ ملے گا اور اگر چاہے عورت کے ذمہ چھوڑ کر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت برون اعتبار  
 صحیح و سالم کے لے لے اور اگر بعد طلاق کے ایسا نقصان عورت کے قبضہ میں واقع ہو تو عامہ مشایخ رحمہ کے  
 نزدیک یہ حکم ہو کہ شوہر اسکے نصف کو مع نصف نقصان کے لے لے گا اور ایسا ہی امام قدوری نے اپنی  
 شرح میں ذکر فرمایا اور یہی صحیح ہے اور اگر عورت کے فعل سے نقصان ہوا خواہ قبل طلاق کے یا بعد طلاق کے  
 تو یہ صورت اور آفت آسمانی سے نقصان ہونے کی صورت دونوں یکساں ہیں اور اگر جو چیز ہر کی ہو مثل  
 غلام وغیرہ اسکے خود فعل سے نقصان ہوا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اجنبی کے فعل سے قبل طلاق کا نقصان واقع  
 ہوا تو مال ہر سے شوہر کا حق منقطع ہو جائیگا اور شوہر کے واسطے عورت پر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف  
 قیمت واجب ہوگی اس واسطے کہ اجنبی نے تاوان نقصان دیا پس یہ زیادہ مفصل ہو گئی لیکن اگر عورت نے اس مجرم اجنبی

کو بری کر دیا ہو یا تاوان نقصان قبل طلاق کے پاس تلف ہو گیا ہو تو ایسی حالت میں بسبب زوال مانع کے مال مذکور کی تنصیف ہوگی اور اگر یہ نقصان بعد طلاق کے واقع ہوا تو حاکم شہید رحمہ نے ذکر فرمایا کہ یہ صورت اور قبل طلاق کے نقصان واقع ہونے کی صورت دونوں یکساں ہیں اور قدوری نے اپنی تشریح میں ذکر فرمایا کہ شوہر نصف اصل لے لیا اور ارش یعنی جرمانہ میں اسکو اختیار ہوگا چاہے جرم اجنبی کا و مانگیر ہو کر اس سے نصف جرمانہ لے اور چاہے عورت سے لے اور اگر قبل طلاق کے شوہر کے فعل سے نقصان ہوا تو یہ صورت اور عورت کے فعل سے نقصان ہونے کی صورت دونوں یکساں ہیں اور اگر مال شوہر کے قبضہ میں تلف ہوا پھر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی تو عورت کے واسطے شوہر پر روز عقد کی نصف قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت کے ہاتھ میں قبل طلاق کے تلف ہوا پھر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو شوہر کے واسطے عورت پر روز قبضہ کی نصف قیمت واجب ہوگی پھر قبضہ میں ہو۔ اور مہر کے مال میں عورت کے واسطے اختیار و قیمت ثابت نہیں ہوتا اور اور نیز اسکو واپس نہیں کر سکتی ہوا الا اسی صورت میں کہ جب عیب فاحش ہو و لیکن عیب خفیہ کی صورت میں پھر واپس نہیں کر سکتی ہو کہ جب مال مہر کی یا دینی ہو اور اگر کیلی یا دینی ہو تو عیب خفیہ کی وجہ سے بھی واپس کر سکتی ہو پھر مہر میں ہو۔ اور اگر مہر میں باندی پر ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ باندی عورت کے قبضہ میں نہ تھی پھر عورت کو معلوم ہوا کہ وہ اندھی تھی تو عورت مذکورہ اندھی ہونے کا نقصان شوہر سے واپس لینی چاہیے پھر عورت ہو اور اگر باندی عورت ہو تو عورت ایک اندھی باندی کی قیمت کی ضمانت اور شوہر ایک اور عورت کی ضمانت کی قیمت کا ضمانت ہوگا پس دونوں باہم ان دونوں قیمتوں میں بدلا اتار کر بقدر ضرورت فضل نکلے گا وہ عورت کو واپس کر دینگا۔ اگر اس باندی کی قیمت نسبت اور درجہ کی خادمہ سے زیادہ ہو تو دونوں میں سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو پھر عورت میں ہو یا عورت میں ہو نکاح میں ہوتے ہی بیان میں۔

قال المترجم یعنی پوشیدہ مہر کی قرار دیا ہو۔ اور عورت یعنی لوگوں کے سامنے کو کچھ بیان کیا چنانچہ کتاب میں فرمایا کہ اگر عورت سے پوشیدہ کسی قدر مہر پر نکاح کیا اور سامنے کو ظاہر میں اس سے زیادہ بیان کیا تو مسئلہ میں دو صورتیں ہیں اول آنکہ دونوں نے پوشیدہ کسی قدر مہر پر قرار دیا کہ لی پھر دونوں نے علانیہ اس سے زیادہ مہر پر عقد قرار دیا پس اگر وہ چیز جو علانیہ عقد تھا اس میں سے کچھ پوشیدہ قرار دے کر لی ہو یا علانیہ جو ظاہر کیا ہو وہ پوشیدہ قرار دے کر لے کر لے کر واپس اگر دونوں نے خفیہ قرار دیا پر اتفاق کیا یا شوہر نے عورت کے اقرار پر یا عورت کے ولی کے اقرار پر گواہ کر لے کہ مہر یہی ہو جو خفیہ قرار دیا ہو اور نہ یا دینی جو عقد پر فقط سامنے لے کے واسطے ہو تو مہر وہی ہوگا جس پر دونوں نے خفیہ قرار دیا کی ہو۔ اور اگر دونوں نے اس میں اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے دعویٰ کیا کہ خفیہ ہزار درہم پر ہمارے درمیان قرار دیا ہو گئی ہو اور عورت نے اس خفیہ قرار داد سے انکار کیا تو مہر وہی ہوگا جو عقد میں علانیہ تھا اور عورت کا قول قبول ہوگا لیکن اگر مرد کے گواہ قائم ہوں تو گواہوں کی سماعت ہوگی اور اگر وہ چیز جس پر علانیہ نکاح کیا ہو خفیہ قرار دیا کی جنس سے یہ علانیہ ہو پس اگر دونوں اس خفیہ قرار داد پر اتفاق نہ کریں تو مہر وہی چیز کا جو علانیہ ہوتا تھا اور اگر خفیہ قرار داد پر اتفاق کیا تو نکاح بدوینہ منسلک کے منقطع ہوگا۔ اور اگر عورت نے

خفیہ قرار داد کر لی کہ مرد چنانچہ مگر ظاہر میں اس شرط پر نکاح کر لیا ہو کہ عورت کے واسطے کہہ کر نہیں تو مرد ہی  
 دینا رہے جس پر خفیہ قرار داد ہو گئی ہو اور اگر علانیہ اس شرط پر نکاح کیا کہ اس عورت کا مرد دینا نہ ہو گئے  
 یا علانیہ فقط نکاح کر لیا اور مرد سے سکوت کیا تو دونوں صورتوں میں ہر نکاح پر عقد ہو گا وجہ دوم  
 اگر دونوں نے خفیہ کسی قدر مرد پر عقد کر لیا ہو مگر علانیہ اس سے زیادہ مرد کا اقرار کیا پس اگر دونوں نے اتفاق کیا  
 کہ ہر ایک خفیہ اس قدر مرد پر عقد کیا ہو اور شاہد کر لیے کہ علانیہ زیادتی فقہائے سنہ کے واسطے ہو تو مرد ہی ہو گا جو  
 خفیہ عقد کے وقت مذکور ہوا ہو اور اگر دونوں نے اس امر کے شاہد نہ کر لیے کہ علانیہ زیادتی ہو وہ ہٹا دینے  
 کے واسطے ہستی تو شرح مختصر الطحاوی میں ہو کہ بنا بر قبول امام اعظم کے اور امام شافعی کے مرد ہی ہو گا جو علانیہ مذکور  
 ہوا ہو اور یہ زیادتی پہلے مرد پر زیادتی شمار ہو گی خواہ اول کی جنس سے ہو یا خلاف جنس ہو مگر فرق یہ ہو گا کہ  
 اگر خلاف جنس ہو تو جب قدر علانیہ مذکور ہوا ہو وہ سب مرد اول پر زیادہ قرار دیا جائیگا اور اگر اول کی جنس  
 سے ہو تو جب قدر مرد اول سے زائد ہو اسی قدر زیادہ زیادتی شمار کیا جائیگا۔ اور شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا کہ اگر دونوں  
 نے خفیہ ہزار درم پر عقد کیا اور ظاہر میں علانیہ اسکے خلاف ظاہر کیا پھر دونوں میں جھگڑا ہوا اور شوہر نے کہا  
 کہ ظاہر میں جو میں نے اسکے واسطے اقرار کیا وہ نہ لے تھا مقصود نہ تھا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تمہارا وعدہ تھا  
 تو عورت کا قول قبول ہو گا اور مرد ہی ہو گا جو علانیہ ٹھہرا ہو لیکن اگر شوہر اپنے دعوے کی گواہی  
 لاوے تو گواہ مقبول ہو گئے یہ ذخیرہ میں ہے تو فی فیصل مرد کے تلف ہو جانے اور استحقاق میں لیے جانے  
 کے بیان میں۔ اگر عورت سے کسی معین چیز پر نکاح کیا اور وہ سپرد کرنے سے پہلے تلف ہو گئی یا استحقاق میں  
 لے لی گئی پس اگر یہ چیز نشی چیزوں میں سے ہو تو شوہر سے اسکے ثمن لے لیگی ورنہ اسکی قیمت لیگی یہ محیط میں ہے۔  
 اسی طرح اگر مال معین جو مرد ٹھہرا ہو عورت نے شوہر کو مہر کر دیا پھر وہ استحقاق میں لیا گیا تو اسکی قیمت شوہر سے  
 واپس لیگی یہ ظہر میں ہے اور اگر ایسا دار جو مرد قرار دیا گیا ہو اس میں سے نصف پر کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت  
 کر کے لے لیا تو عورت کو اختیار ہو گا چاہے باقی کو لے اور نصف قیمت لے اور چاہے پوری قیمت لے لے اور  
 اگر مرد نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو فقط باقی نصف ملے گی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی عورت  
 سے اس عورت کے باپ پر جو شوہر کا ملوک ہو نکاح کیا تو باپ مذکور آزاد ہو جائیگا اور اگر باپ پر کسی شخص نے  
 استحقاق ثابت کر کے لے لیا پھر عورت کا شوہر اسکے باپ کا مالک ہو گیا پس اگر ہندو مرد پر اس عورت کے واسطے  
 اسکے باپ کی قیمت کا حکم قاضی کی طرف سے ثابت نہیں ہوا ہو تو عورت مذکورہ کو سوائے اپنے باپ کے  
 اور کچھ نہ ملے گی اور وہ ملے ہی خوراً آزاد ہو جائیگا اور اگر شوہر پر عورت کے واسطے قیمت کا حکم ہونے کے  
 بعد شوہر اسکا مالک نہ ہوا تو عورت مذکورہ اپنے باپ کو نہیں لے سکتی ہو اور عورت اول میں جب شوہر کا  
 مالک ہوا ہو تو عورت مذکورہ بدون حکم قاضی یا بدون سپردگی شوہر کے اسکی مالک نہیں ہو سکتی ہو اور شوہر  
 کو اختیار ہو گا کہ جب تک قاضی نے حکم نہیں کیا ہو یا مرد نے عورت کو سپرد نہیں کیا تب تک شوہر جو چاہے  
 اس میں تصرف کرے یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کسی غیر کے غلام پر نکاح کیا یا اپنے غلام پر نکاح کیا  
 مگر یہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا پس اگر وہ شخص جو اس غلام کا متعلق ہو اس نے اجازت نہ دی تو شوہر پر

لا  
اگر  
عورت  
چیز  
قیمت  
میں  
ہے

اسی غلام کی قیمت واجب ہو گئی اور اگر شوہر پر قیمت دینے کا حکم ہوئے سے پہلے کسی سبب سے یہ غلام پھر  
 شوہر کے ملک میں آ گیا تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ اجنبی ہی غلام عورت کو سپرد کرے یہ عتا بسبب میں ہو۔  
 ورنہ اسکو اسکو ہر جہ سے نہ کہہ بیان نہیں ہو سکتا کہ اختیار ہو کہ اسکی ہر کا جو مال شوہر پر آتا ہو خواہ مرد نے اسکی  
 سرائے و دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ اسکی شوہر کو سپرد کر دے اور عورت کے اولیا و عین سے خواہ باپ ہو یا کوئی اور ہو  
 کسی کو عورت پر اختیار کرے اسکا اختیار نہیں ہو یہ بشرط طلاق ہی میں ہو۔ اور عامہ علماء کے نزدیک باپ کو  
 یہ اختیار نہیں ہو کہ اپنی دختر کا شوہر کو دے یہ وارث میں ہو۔ اور مومن کو یہ اختیار ہو کہ اپنی باندی کا شوہر اسکی  
 شوہر کو سپرد کر دے اور اسی طرح چاہے اپنی بندہ باندی یا اس و لہ کا شوہر کرے اور اگر باندی کا شوہر ہو  
 تو اسکا شوہر اسی کا ہو گا اور اگر مومن اسکو سپرد کرنا چاہے تو بیع ہو گا اور اگر نکاح قبضہ سے شوہر نے اسکا شوہر اسکی  
 مومن کو دیدیا تو بڑی بڑی شرط طلاق ہی میں ہو۔ اور اگر زید شوہر کیا اور اسکی جو روئے اسکا شوہر اسکو سپرد کیا تو  
 جائز ہو۔ اگر عورت سے طلاق کی حالت میں بیکار اسکی جان پرین آئی تھی تو شوہر کو شوہر کیا پھر جائز ہوئی  
 اور اگر کسی تو بیع نہیں ہو کہ یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر بیعت کی جو روئے وارثان بیعت کو اپنا شوہر سپرد کیا تو بھی  
 جائز ہو۔ اور اگر عورت سے کسی شرط پر اپنا شوہر سپرد کیا پس اگر شرط پائی گئی تو جائز ہو اور اگر شرط نہ پائی گئی تو  
 ہر جیسے تھا و بیہا ہی ہو کر بیگاہہ تا انا رخصانیہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے ہزار درہم پر نکاح کیا اور عورت  
 نے ہزار درہم وصول کر لیا پھر شوہر کو سپرد کر دیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اسکو طلاق دی تو شوہر اس  
 عورت سے پانچ سو درہم واپس لے گا اور اسی طرح اگر شوہر کو نکاح کی گئی یا دینی چیز ہو جو وہ وقت بیان کرے  
 ذمہ رکھ لی ہو تو بھی ہی حکم ہو کہ وہ نکاح میں ہو۔ اور اگر عورت سے ہزار درہم پر قبضہ نہ کیا اور بدو فی قبضہ  
 کے شوہر کو سپرد کر لیا پھر مرد نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو دونوں میں سے کوئی دوسرے سے  
 کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر اسنے پانچ سو درہم وصول کر کے پھر پورے ہزار درہم سپرد کیا یعنی قبضہ  
 وغیرہ مقبوضہ یا فقط باقی ہے کہ پھر شوہر نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک  
 دونوں میں سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر عورت نے ہزار درہم کے نکاح سے کم  
 ہے کہ اور باقی سبب وصول کر لیا تو ایسی صورت میں امام رحمہ اللہ کے نزدیک عورت سے نفعت تک  
 مستقدر چاہیے ہو وہ سے کر پور کر لیا یہ ہر ایہ میں ہو۔ فقہی میں ابراہیم کی روایت ہے امام محمد سے مروی ہو  
 کہ اگر پورے ہزار درہم عورت کو دیدیے پھر عورت نے ہزار درہم واپس سے خلع کیا قبل اسکے کہ عورت  
 کے ساتھ دخول واقع ہو تو قیاساً عورت سے پانچ سو درہم واپس لے گا اور آئیناً کچھ واپس نہ لے گا  
 پر محیط میں ہو۔ اور اگر عورت سے مثل عرض وغیرہ ایسی چیز پر جو معین کرنے سے متعین ہو جاتی ہو نکاح کیا  
 پھر عورت نے اس چیز پر قبضہ کرنے کے بعد یا اس سے پہلے یہ چیز تمام یا آدھی شوہر کو سپرد کر دی پھر قبل دخول کے  
 شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو عورت سے کچھ واپس نہ لے گا اور اگر عورت سے کسی حیوان یا عرض چیز کا نصف  
 بیان کر کے اپنے ذمہ رکھا ہو نکاح کیا تو بھی ایسی صورت میں ہی حکم ہو کہ ان فی الکافی خواہ عورت نے اسپر قبضہ  
 کر لیا ہو یا نہ کیا ہو یہ کفایہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر کے سوا کسی اجنبی کو اپنا شوہر کیا اور اسکو وصول

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم



کر لینے پر تسلط کر دیا پھر اس سے وصول کر لیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیا اور اگر عورت نے مہر پر قبضہ کر کے کسی کو جو اجنبی ہو یہ کیا پھر اس اجنبی نے شوہر کو یہ کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیا خواہ مہر مال دین ہو جو عین کر کے لئے متعین نہیں ہوتا ہو یا اس کے برعکس مال عین ہو یہ خطا میں ہو۔ اور اگر عورت نے مال مہر شوہر کے ہاتھ فروخت کیا یا بھونٹا یہ کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو شوہر اس سے نصف مال مذکور کے مثل واپس لیا اگر مال مذکور مثلی ہو یا نصف قیمت واپس لیا اگر مثلی نہ ہو بلکہ قیمتی ہو پھر اگر عورت نے قبل قبضہ کے فروخت کیا ہو تو روضہ کی نصف قیمت لیا اور اگر بعد قبضہ کے فروخت کیا ہو تو روضہ قبضہ کی نصف قیمت لے لیا یہ برائے عین ہو۔ ایک مرد نے اپنی مطلقہ عورت سے کہا کہ اب میں تیرے ساتھ نکاح نہ کرونگا جب تک تو اپنا مہر جو میرا ہے مجھے نہیں دے کر دے پس اس نے اپنا مہر بدین شرط یہ کیا کہ شوہر اس سے نکاح کرے پھر شوہر نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو مہر مذکور شوہر پر باقی رہا خواہ شوہر اس سے نکاح کو لے یا نہ کرے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے تاکہ میں تجھے استعد یہ کہوں پس عورت نے کہا کہ میں نے تجھے بری کر دیا پھر شوہر نے اسکو مہر کر دینے سے انکار کیا تو مہر اس پر بحال باقی رہا یہ عادی میں ہو۔ ایک عورت نے اقرار کیا کہ وہ بالغہ ہو اور اپنا مہر اپنے شوہر کو مہر کر دیا تو مشایخ نے فرمایا کہ اسکا قد دیکھا جاوے اگر بالغہ عورتوں کا قد ہو تو اسکا اقرار صحیح ہوگا جتنے کہ اگر اسکے بعد اس نے کہا کہ میں اسوقت بالغہ نہ تھی تو اسکا قول قبول ہوگا اور اگر قد بالغہ عورتوں کا قد نہ ہو تو اسکا اقرار صحیح نہ ہوگا۔ اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قاضی کو ایسے معاملہ میں احتیاط کرنی چاہیے اور عورت سے اسکا سن دریافت کرے اور پوچھے کہ تو نے کیوں نہ یہ بات جانی ہو جیسے طفل کی صورت میں مشایخ نے فرمایا ہو کہ اگر وہ اپنے بالغ ہونے کا اقرار کرے تو قاضی احتیاط کے واسطے اس سے مزید دریافت کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ جو رو مرد نے مہر میں اختلاف کیا کہ جو رو دے گا کہ میں نے اس شرط سے مہر کیا تھا کہ تو مجھے طلاق نہ دے اور مرد نے کہا کہ تو نے بغیر شرط کے مہر کیا ہو تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ قنینہ میں ہو۔ **گیا رھوں فضل عورت** کے اپنے آپ کو بوجہ مہر کے روکنے اور مہر میں میعاد مقرر کرنے اور اسکے تعلقات کے بیان میں۔ ہر ایسی صورت میں کہ مرد نے عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا غلوں سے بھی ہو گئی ہو اور تمام مہر متا کر ہو گیا ہو اگر مہر جمل وصول پانے کے واسطے عورت اپنے آپ کو روکے اور مرد سے باز رہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت کو ایسا اختیار ہو اور انہیں صاحبین رحمہ نے اختلاف کیا ہے اور اسی طرح باہر نکلتے اور سفر کرنے اور حج فضل کے واسطے جانے سے امام اعظم رحمہ کے نزدیک منع نہ کیا گیا اگر اس صورت میں کہ باہر نکلتا حد سے گذرے ہو یا بیوہ ہو اور جب تک عورت نے اپنے نفس کو شوہر کے سپرد نہیں کیا ہو تب تک بالاجماع اسکو ایسا اختیار ہو اور اسی طرح اگر صغیرہ یا عجز نہ کے ساتھ دخول کر لیا یا زبردستی یا کراہ ایسا کر لیا تو بھی اسکے باپ کو اختیار ہو کہ اسکو روک رکھے یہاں تک کہ اسکے واسطے اسکا مہر جمل وصول کرے یہ عتبا یہ میں ہو۔ اور اگر

شوہر نے عورت کی رضا مندی کے ساتھ اس سے دخول کر لیا یا خلوت کی تو بنا بر قول امام اعظم رحمہ کے عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے آپ کو شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے روکے تاکہ پورا مهر وصول کرے یہ بنا بر جواب کتاب کے ہے اور ہمارے دیار کے عرف میں یہ موافق تھا تاکہ نہ قبل وصول کرے اور صاحبین نے فرمایا کہ اس کو یہ اختیار نہیں ہے اور شیخ امام فقیر زادہ ابوالقاسم صفار سفر کرنے میں موافق قول امام اعظم رحمہ کے فتویٰ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو مرض سے روکنے میں صاحبین رحمہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور ہمارے بعض مشائخ نے امام صفار کا اختیار پسند کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور جب مرد نے اس کو اسکا مهر ادا کیا تو جان چاہئے لیا دے اور بہت سے مشائخ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ ہمارے زمانہ میں شوہر اس کو سفر میں نہیں لے جاسکتا ہے اگرچہ اسکا مهر ادا کر دیا ہو لیکن گائون میں چاہئے لیا جائے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اس کو اختیار ہو کہ گائون سے شہر میں لے جاسکے یا ایک گائون سے دوسرے گائون میں لے جاسکے یہ کافی ہیں۔ اگر ایک شخص اپنی دختر باکرہ بائفہ کا نکاح کر دیا پھر بائفہ چاہا کہ اس شہر کو چھوڑ کر اپنے عیال کے دوسرے شہر میں جا رہے ہو اس کو اختیار ہوگا کہ دختر مذکورہ کو اپنے ساتھ لے جائے اگرچہ شوہر اس پر رضی نہ ہو بشرطیکہ شوہر نے اسکا مهر منظور ادا نہ کیا ہو اور اگر ہوا کر چکا ہو تو بدوون رضا مندی شوہر کے باپ کو اس کے لے جانا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مرد نے سبب مهر دید یا ہو مگر ایک درم نہ دیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور شوہر کو یہ اختیار ہوگا کہ جو کچھ عورت نے وصول کر لیا ہو اس کو واپس کرے۔

سراج الوہاج میں ہے۔ ایک دختر صغیرہ بیاہی گئی اور وہ مهر وصول ہونے سے پہلے شوہر کے مکان چلی گئی تو جبکہ قبل نکاح کے اس کے روکنے کا اختیار تھا اسی کو اب بھی اختیار ہوگا کہ وہاں سے لا کر اپنے گھر میں لے آئے اور جگہ سے منع کرے تاکہ اسکا شوہر اس شخص کو دیدے جو قبضہ کرے اور وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہے یہ تمام قاضی خان میں ہے اور اگر چاہے اپنی بیٹی صغیرہ کا نکاح کر لیا اور اس کو شوہر کے سپرد کر دیا اور ہنوز تمام مهر وصول نہیں پایا ہو تو سپرد کرنا فاسد ہے اور وہ اپنے گھر واپس کر دی جائے یہ نہیں و مزید میں ہے۔ اور باپ نے اگر اپنی دختر کا مهر وصول کر لینا چاہا تو عورت مذکورہ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اگر شوہر نے باپ سے عورت کے سپرد کر کے کاملاً لے لیا ہے اگر عورت اس کے گھر میں موجود ہو تو باپ اسکا سپرد کر دینا واجب ہے اور اگر موجود نہ ہو اور نہ باپ اس کے سپرد کرے نہ بڑا درہم تو باپ کو مهر کے وصول کرنے کا بھی اختیار ہوگا اور اگر عورت اپنے باپ کے گھر میں ہو لیکن شوہر نے اطمینان نہ کیا کہ وہ سپرد کرے گا اور باپ کی طرف سے ہر گمان ہوا تو قاضی اس عورت کے باپ کو حکم کرے گا کہ باپ اس مهر کی بابت شوہر کو کفیل ہے اور شوہر کو حکم کرے گا کہ مهر اس کے سپرد کر دے اور اگر مهر کی نالیش شہر کو فہم میں داخل ہوئی اور عورت شہر بصرہ میں ہو تو باپ کو یہ تکلیف نہ پڑے گی کہ دختر کو کو فہم میں لا دے بلکہ شوہر سے کہا جائیگا کہ مهر اس کو دے کر اس کے ساتھ بصرہ میں جسبسا کر وہاں سے عورت کو لے لے یہ محیط حسی میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے مهر چل کی مقدار بیان کی تو اسی قدر چل قرار دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بیان کیا تو عقد کے مهر مذکور کو اور عورت کو دیکھا جائیگا کہ اسی

مهر وصول ہونے سے پہلے شوہر کے مکان چلی گئی تو جبکہ قبل نکاح کے اس کے روکنے کا اختیار تھا اسی کو اب بھی اختیار ہوگا کہ وہاں سے لا کر اپنے گھر میں لے آئے اور جگہ سے منع کرے تاکہ اسکا شوہر اس شخص کو دیدے جو قبضہ کرے اور وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہے یہ تمام قاضی خان میں ہے اور اگر چاہے اپنی بیٹی صغیرہ کا نکاح کر لیا اور اس کو شوہر کے سپرد کر دیا اور ہنوز تمام مهر وصول نہیں پایا ہو تو سپرد کرنا فاسد ہے اور وہ اپنے گھر واپس کر دی جائے یہ نہیں و مزید میں ہے۔ اور باپ نے اگر اپنی دختر کا مهر وصول کر لینا چاہا تو عورت مذکورہ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اگر شوہر نے باپ سے عورت کے سپرد کر کے کاملاً لے لیا ہے اگر عورت اس کے گھر میں موجود ہو تو باپ اسکا سپرد کر دینا واجب ہے اور اگر موجود نہ ہو اور نہ باپ اس کے سپرد کرے نہ بڑا درہم تو باپ کو مهر کے وصول کرنے کا بھی اختیار ہوگا اور اگر عورت اپنے باپ کے گھر میں ہو لیکن شوہر نے اطمینان نہ کیا کہ وہ سپرد کرے گا اور باپ کی طرف سے ہر گمان ہوا تو قاضی اس عورت کے باپ کو حکم کرے گا کہ باپ اس مهر کی بابت شوہر کو کفیل ہے اور شوہر کو حکم کرے گا کہ مهر اس کے سپرد کر دے اور اگر مهر کی نالیش شہر کو فہم میں داخل ہوئی اور عورت شہر بصرہ میں ہو تو باپ کو یہ تکلیف نہ پڑے گی کہ دختر کو کو فہم میں لا دے بلکہ شوہر سے کہا جائیگا کہ مهر اس کو دے کر اس کے ساتھ بصرہ میں جسبسا کر وہاں سے عورت کو لے لے یہ محیط حسی میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے مهر چل کی مقدار بیان کی تو اسی قدر چل قرار دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بیان کیا تو عقد کے مهر مذکور کو اور عورت کو دیکھا جائیگا کہ اسی

عورت کے واسطے اس مہر میں سے کچھ بچل ہوتا ہو پس جو اسے قرار پاوے وہی بچل قرار دیا جائیگا اور  
 چھارم حصہ یا پنجم حصہ وغیرہ کی کوئی تقسیم نہ ہوگی بلکہ عورت و رواج پر نظر رکھی جائیگی اور اگر اولیا عورت  
 نے عقد میں پورے مہر کا بچل ہو تا شرط کر لیا تو پورا مہر بچل قرار دیا جائیگا اور عورت و رواج ترک کیا جائیگا  
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ہاتھ مہر کے عوض کوئی متاع فرودخت کی ہو تو عورت  
 کو اختیار ہے کہ متاع مذکور قبضہ کرنے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ  
 اگر عورت نے مہر کے درم وصول کیے و لیکن یہ در اہم زیوف شکہ یا ایسے درہم میں کہ انکار رواج قطبن نہیں  
 تو جب تک بدل نہ لےوے تب تک اسکو اپنے آپ کو روکنے کا اختیار ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت سے  
 ساتھ برضا مندی دخول کر لیا پھر عورت نے مہر قبضہ نہ کر لیا تو عورت شراب یا پاپا عورت نے جو متاع شوہر  
 سے خریدی اور قبضہ میں کر لی تھی اسکو بعد دخول برضا مندی ہونے کے کسی مدعی نے استحقاق ثابت کر سکے  
 اپنی ملک میں لیا تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہو کہ شوہر سے اپنے نفس کو روکے یا بی بیٹا میں تو از نقضی میں ہو کہ اگر  
 مہر نے احوال دینا ٹھہرا ہو پھر عورت نے شوہر پر اپنے ایک قرض خواہ کو حوالہ کر دیا یعنی اترائی کر دی تو عورت کو  
 اختیار ہے کہ جب تک قرض خواہ مذکور یہ مال وصول نہ کرے تب تک اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور اگر شوہر  
 نے مہر بچل کے واسطے عورت کو اپنے کسی قرض دار پر حوالہ کیا یعنی اترائی کر دی بدین شرط کہ شوہر کو مہر سے  
 بری کر دے تو استحقاق شوہر کو عورت کے ساتھ دخول کرنے کا اختیار نہیں رہتا و قتیقہ عورت قرض دار مذکور  
 سے مال وصول نہ کرے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مہر بچل ہو کہ اسکی میعاد معلوم ہو پھر میعاد آگئی تو بنا بر اصل  
 امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے عورت کو یہ اختیار نہیں ہو کہ مہر مذکور وصول کر لینے تک اپنے آپ کو شوہر سے  
 روکے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درہم پر بوعہ ایک سال نکاح کیا پھر شوہر نے سال  
 سے پہلے عورت سے دخول کرنا چاہا قبل اسکے کہ عورت کو کچھ مہر دے پس اگر شوہر نے شرط کر لی ہے کہ قبل  
 سال کے اسکے ساتھ دخول کریگا تو شوہر کو یہ اختیار ہوگا اور بلا خلاف عورت اسکو منع نہیں کر سکتی بلکہ یہ  
 جواہر اخلاطی میں ہے اور اگر یہ شرط نہ کر لی ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ مثل بیع کے شوہر کو وطی کرنے کا اختیار ہوگا  
 اور امام ہشام و ظہیر الدین اسی پر فتوے دیتے تھے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور  
 اسی پر صدر شہید رحمہ اللہ و سید تھقفہ یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر مہر بچل ادا کرنے سے پہلے وطی کرنے کی شرط کر لی ہو  
 تو شرط صحیح ہے اور اگر مہر بچل قرار پایا ہو پھر مہر بچل کر دیا تو امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ عورت کو  
 روکنے کا اختیار حاصل ہوگا یہ متناہر میں ہے۔ اگر بعض مہر بچل اور بعض میعاد دی ہو اور استثنائے بچل سبب وصول  
 کر لیا یا بعد عقد قرار پائے کہ بالالفاق مہر میعاد دی کر دیا جسکی مدت معلوم ہے تو دونوں صورتوں میں عورت  
 کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار حاصل ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف عہد کے میعاد دینے پر مہر وصول کر لینے  
 تک عورت کو اپنے روکنے کا اختیار ہوگا یہ شرح جامع حنفیہ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عقد میں یہ قرار دیا  
 کہ پڑھت مہر بچل ہو اور نصف مہر بچل ہو چلیے ہمارے ملک میں عادت جاری ہو مگر میعاد دی مہر کی مدت  
 ذکر نہیں فرمائی تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ میعاد عیان نہ ہوگی اور تمام فی الحال دنیا

عورت کے واسطے اس مہر میں سے کچھ بچل ہوتا ہو پس جو اسے قرار پاوے وہی بچل قرار دیا جائیگا اور چھارم حصہ یا پنجم حصہ وغیرہ کی کوئی تقسیم نہ ہوگی بلکہ عورت و رواج پر نظر رکھی جائیگی اور اگر اولیا عورت نے عقد میں پورے مہر کا بچل ہو تا شرط کر لیا تو پورا مہر بچل قرار دیا جائیگا اور عورت و رواج ترک کیا جائیگا فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ہاتھ مہر کے عوض کوئی متاع فرودخت کی ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ متاع مذکور قبضہ کرنے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر عورت نے مہر کے درم وصول کیے و لیکن یہ در اہم زیوف شکہ یا ایسے درہم میں کہ انکار رواج قطبن نہیں تو جب تک بدل نہ لےوے تب تک اسکو اپنے آپ کو روکنے کا اختیار ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت سے ساتھ برضا مندی دخول کر لیا پھر عورت نے مہر قبضہ نہ کر لیا تو عورت شراب یا پاپا عورت نے جو متاع شوہر سے خریدی اور قبضہ میں کر لی تھی اسکو بعد دخول برضا مندی ہونے کے کسی مدعی نے استحقاق ثابت کر سکے اپنی ملک میں لیا تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہو کہ شوہر سے اپنے نفس کو روکے یا بی بیٹا میں تو از نقضی میں ہو کہ اگر مہر نے احوال دینا ٹھہرا ہو پھر عورت نے شوہر پر اپنے ایک قرض خواہ کو حوالہ کر دیا یعنی اترائی کر دی تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک قرض خواہ مذکور یہ مال وصول نہ کرے تب تک اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور اگر شوہر نے مہر بچل کے واسطے عورت کو اپنے کسی قرض دار پر حوالہ کیا یعنی اترائی کر دی بدین شرط کہ شوہر کو مہر سے بری کر دے تو استحقاق شوہر کو عورت کے ساتھ دخول کرنے کا اختیار نہیں رہتا و قتیقہ عورت قرض دار مذکور سے مال وصول نہ کرے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مہر بچل ہو کہ اسکی میعاد معلوم ہو پھر میعاد آگئی تو بنا بر اصل امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے عورت کو یہ اختیار نہیں ہو کہ مہر مذکور وصول کر لینے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درہم پر بوعہ ایک سال نکاح کیا پھر شوہر نے سال سے پہلے عورت سے دخول کرنا چاہا قبل اسکے کہ عورت کو کچھ مہر دے پس اگر شوہر نے شرط کر لی ہے کہ قبل سال کے اسکے ساتھ دخول کریگا تو شوہر کو یہ اختیار ہوگا اور بلا خلاف عورت اسکو منع نہیں کر سکتی بلکہ یہ جواہر اخلاطی میں ہے اور اگر یہ شرط نہ کر لی ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ مثل بیع کے شوہر کو وطی کرنے کا اختیار ہوگا اور امام ہشام و ظہیر الدین اسی پر فتوے دیتے تھے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور اسی پر صدر شہید رحمہ اللہ و سید تھقفہ یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر مہر بچل ادا کرنے سے پہلے وطی کرنے کی شرط کر لی ہو تو شرط صحیح ہے اور اگر مہر بچل قرار پایا ہو پھر مہر بچل کر دیا تو امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ عورت کو روکنے کا اختیار حاصل ہوگا یہ متناہر میں ہے۔ اگر بعض مہر بچل اور بعض میعاد دی ہو اور استثنائے بچل سبب وصول کر لیا یا بعد عقد قرار پائے کہ بالالفاق مہر میعاد دی کر دیا جسکی مدت معلوم ہے تو دونوں صورتوں میں عورت کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار حاصل ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف عہد کے میعاد دینے پر مہر وصول کر لینے تک عورت کو اپنے روکنے کا اختیار ہوگا یہ شرح جامع حنفیہ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عقد میں یہ قرار دیا کہ پڑھت مہر بچل ہو اور نصف مہر بچل ہو چلیے ہمارے ملک میں عادت جاری ہو مگر میعاد دی مہر کی مدت ذکر نہیں فرمائی تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ میعاد عیان نہ ہوگی اور تمام فی الحال دنیا

واجب ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ میعاد جائز ہوگی اور ایسی میعاد جدائی واقع ہونے کے وقت پر محمول ہوگی یعنی اداسے بعض مہر کا وقت وہ ہوگا جب دونوں میں سبب موت یا طلاق کے جدائی واقع ہوا اور انا م ابووسف نے بعض ایسی روایت آئی ہے جو اس قول کی مؤید ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اس امر میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ مہر کے ادا کی میعاد معاوم مثل ایک مہینہ یا ایک سال وغیرہ کے مقرر کرنا صحیح ہے اور اگر اتنا معلوم نہ ہو تو ایسی مدت کی میعاد ہونے میں مشابیح کا اختلاف ہے بعضوں نے فرمایا کہ صحیح ہے اور یہی قول صحیح ہے اس وجہ سے کہ انتہائے مدت خود ہی معلوم یعنی طلاق یا موت کا وقت ہی آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ بعض مہر کا میعاد ہی ہونا صحیح ہوتا ہے اگرچہ تصحیح کسی مدت معلومہ کی نہ ہو یہی طعن ہے۔ اور اگر طلاق رجعی واقع ہوئی تو مہر جو میعاد میں ہر فی الحال واجب الادا ہو جاتا ہے اور اگر بعد اس کے عورت سے مراجعت نہ ہو تو پھر یہ مہر جو فی الحال واجب الادا ہو گیا ہے میعاد ہی نہ ہو جائیگا ایسا ہی استہادہ امام ظہیر الدین نے فتوے دیا ہے خلاصہ میں ہے۔ اور اگر نفوذ بالشفہ اطلاق عورت مقرر ہو گئی پھر مسلمان ہوئی اور نکاح پر مجبور کی گئی پس ۱ یا باقی مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں تو اس میں مشابیح کا اختلاف ہے یہی شیطانین ہی اور شقیین کا تھا ہے کہ اگر کسی عورت سے ایک کپڑے پر جبکا وصف بیان کرے کسی میعاد پر ادا کرنے کی بشرط سے نکاح کیا پھر جبب میعاد آئی تو عورت نے مہر کا ایک کپڑا اسی صفت کا غضب کیا تو یہ مہر کا قبضہ میں ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے چند کپڑوں پر جبکا وصف مع طول و عرض و رفع بیان کر کے اسے اپنے ذمہ رکھ لیا ہے بشرط کسی میعاد پر ادا کرنے کے نکاح کیا پھر ان کپڑوں کے عوض انکی قیمت عورت کو دے دی تو عورت کو اختیار ہوگا کہ قیمت قبول نہ کرے اور اگر اس کے واسطے کوئی میعاد نہ بٹھری ہو تو عورت اسکی قیمت لینے سے انکار نہیں کر سکتی ہاں یہ ظہیر یہ ہیں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درہم پر اس شرط سے نکاح کیا کہ اس میں جو کچھ مجھ سے بن پڑے ادا کرونگا اور جو باقی رہ جائے گے وہ ایک سال کے ختم ہوا کر دینگا تو پورے ہزار درہم میعاد ہی ہو عدہ ایک سال ہو گئے لیکن اگر دو میان میں عورت گواہ قائم کرے کہ اسکی قدرت دو ستر سی میں سبب مہر یا نفوذ آگیا ہے تو جب قدر کے گواہ قائم کرے اس قدر ملے سکتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک عورت نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کر دیا اور اسکا مہر وصول کر لیا پھر وہ دختر بالغ ہوئی پس اگر اسکی ماں اسکی وصیہ بنتی تو اسکو اپنی ماں سے مہر کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا شوہر سے مطالبہ نہیں کر سکتی ہے اور اگر اسکی ماں اسکی وصیہ نہ ہو تو عورت کو شوہر سے مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا پھر اسکا شوہر اسکی ماں سے واپس لیگا۔ اور یہی حکم سوائے باپ و دادا کے باقی او دیا کے حق میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا مہر شوہر سے وصول کیا پھر وصال کیا کہ پھر میں نے اسکو واپس کر دیا ہے پس اگر شوہر باکرہ ہو تو بدو گواہوں کے اسکی تصدیق ہوگی اور اگر شیعہ ہو تو تصدیق کی جائیگی یہ محیط مشرقی کے باب نکاح الصغیر والمصغیرہ میں ہے۔ اور باپ و دادا و قاضی کو باکرہ کے مہر وصول کر لینے کا اختیار ہے خواہ باکرہ مذکورہ صغیرہ ہو یا بالغہ ہو لیکن اگر باکرہ بالغہ ہو اور اس سے وصول کرنے سے نفرت کر دی تو نفرت صحیح ہے اور باپ و دادا و قاضی کے سوائے کسی دوسرے کو یہ اختیار نہیں ہے اور وصی کو صغیرہ کے مہر کی نسبت ایسا اختیار ہے

۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰



اور بالغ عورت کو مهر وصول کرنے کا استحقاق خود حاصل ہوتا ہو کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا تو اگر باپ نے  
 اقرار کیا کہ میں نے اس دختر کا مهر اسکی صفعتی میں وصول پایا ہو حالانکہ دختر مذکورہ اقرار کے وقت صغیرہ ہی  
 تو اسکی اقرار کی تصدیق ہوگی اور اگر باپ کے اقرار کے وقت یہ دختر بالغہ ہو تو باپ کے اقرار کی تصدیق  
 ہوگی اور دختر مذکورہ کے شوہر کے واسطے باپ کو یہ ضمانت ہوگا اسواسطے کہ شوہر نے اسکی تصدیق کی ہو لیکن  
 اگر باپ نے اس شرط سے وصول کیا ہو کہ اسکی دختر مهر سے بری کرے تو حکم اسکے برخلاف ہو یہ فتاویٰ میں  
 ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت بالغہ سے نکاح کیا اور اسکی باپ کو اسکی مهر کے عوض ایک زمین کی پورچسب  
 اسکو خبر پہونچی تو اسنے کہا کہ میں اپنے باپ کے فعل پر راضی نہیں ہوتی ہوں تو اسنے دو مورچین میں ایک سے کہ  
 ایسا معاملہ ایسے شہر میں واقع ہوا جہاں مهر کے عوض زمین دینے کا رواج نہیں ہو تو تم نکاح ایسے شہر میں ہوا جہاں ایسا  
 رواج ہو پس پہلی صورت میں جائز نہ ہوگا خواہ عورت پاکرہ ہو یا شیعہ ہو اور دوسری صورت میں جائز ہوگا اور یہ سب اس  
 صورت میں ہو کہ عورت بالغہ ہو اور اگر وہ نابالغہ ہو اور باپ نے مقررہ ہرین زمین کی اور یہ زمین مهر کے برابر نہیں  
 ہو پس اگر یہ معاملہ ایسے شہر میں واقع ہوا جہاں یہ رواج نہیں ہو کہ لوگ زمین کو دو چند قیمت پر لیتے ہیں تو جائز  
 ہوگا اور اگر ایسے شہر میں ہوا جہاں یہ رواج ہو کہ لوگ ہرین زمین کو دو چند قیمت پر لیتے ہیں تو جائز ہوگا۔  
 اور اگر دختر ایسی چھوٹی ہو کہ شوہر اس سے استمتاع حاصل نہیں کر سکتا ہو تو بھی باپ کو اختیار ہو کہ شوہر سے  
 اسکے مهر کا مطالبہ کرے چنانچہ مزید میں ہوا یہ ہونے فصل مهر میں شوہر وجور کے اختلاف کرنے کے بیان  
 میں اگر نکاح قائم ہونے کی حالت میں شوہر وجور نے مقدار مهر میں اختلاف کیا تو امام اہلیم و امام حنفی کے نزدیک  
 اس عورت کا مهر الثل غلم قرار دیا جائیگا پس اگر ہر امثل ان دونوں میں سے کسی کے قول کا شائبہ ہو تو انسی کا قول  
 بدین طور کہ وہ دوسرے کے دعویٰ پر قسم کھائے قبول ہوگا۔ پس اگر شوہر نے کہا کہ مهر ہزار درم ہو اور عورت نے کہا کہ  
 دو ہزار درم ہو اور اسکا ہر مثل ہزار درم یا کم ہو تو شوہر کا قول قبول ہوگا مگر اس قسم کے ساتھ کہ دانشین نے  
 اس سے دو ہزار درم پر نکاح نہیں کیا پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو زیادتی بسبب نکل کے ثابت ہو جائی  
 اور اگر قسم کھائی تو ثابت نہ ہوگی اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ قائم کیے تو اسکے گواہوں پر حکم دیا جائیگا اور  
 اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہوں پر حکم ہوگا۔ اور اگر عورت کا ہر مثل دو ہزار درم یا زیادہ ہو  
 تو عورت کا قول قبول ہوگا مگر ساتھ ہی قسم لی جائیگی کہ دانشین نے ہزار درم پر نکاح تمیں قبول کیا ہو پس اگر عورت  
 قسم نہ کھائی تو ہزار درم پر ہونا ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی تو عورت کو دو ہزار درم لینے چسین ایک ہزار بیسویں  
 ہو اسکے جسین مرد کو کچھ اختیار نہ ہوگا اور ایک ہزار بجملہ ہر مثل ہونے چسین مرد کو اختیار نہ ہوگا چاہے اسکے عوض درم  
 دیدے یا دینار سے ادا کرے اور دونوں میں سے جسنے گواہ قائم کیے اسکے گواہوں پر حکم ہوگا اور اگر دونوں نے  
 گواہ قائم کیے تو شوہر کے گواہوں پر حکم ہوگا اور اگر اسکا ہر مثل ایک ہزار یا پنج سو درم ہوں تو دونوں سے  
 باہم قسم لی جائیگی پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو دو ہزار درم اسکے ذمہ لازم ہونے کے یہ سب بطریق تسمیہ ہونگے  
 اور اگر عورت نے قسم سے انکار کیا تو ایک ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں قسم کھائے تو ایک ہزار  
 یا پنج سو درم کا حکم دیا جائیگا جسین سے ایک ہزار درم بطریق تسمیہ ہونگے اور با پنج سو درم ہر مثل ہونے اور با پنج سو

[illegible]

میں شوہر کو اختیار ہوگا چاہے دینار سے ادا کرے چاہے درم سے اور دونوں میں سے جو گواہ قائم کرے گا اسکے گواہ قبول ہونگے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ایک ہزار پانچ سو درم کا حکم دیا جائیگا جس میں سے ہزار درم بطریق تسمیہ ہزار یا پانچ سو درم بطریق اعتبار مہر المثل ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور شیخ ابو بکر رازی نے فرمایا کہ باہمی قسم فقط ایک صورت میں ہو کہ جب مہر المثل دونوں میں سے کسی کے قول کا شاہد نہ ہو اور اگر مہر المثل دونوں میں سے کسی کے قول کا شاہد ہو تو قول اسی کا مقبول ہوگا جس کے مہر مثل شاہد ہو مگر اس سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم لیا جائیگی اور دونوں سے باہمی قسم یعنی ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم نہ لیا جائیگی اور یہی صحیح ہے یہ شرح جامع صغیر کا مضمون ہے۔ اور شیخ کرخی نے ذکر فرمایا کہ اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو چھلے دونوں سے باہمی قسم لیا جائیگی پھر اگر دونوں قسم کھائے تو امام اعظم و امام مجتہد کے نزدیک مہر المثل حکم قرار دیا جائیگا اور شیخ امام اجل شمس الامم شمس نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے کہ زانی المیضا اور یہی صحیح ہے کہ یہ مہر طہرشی میں ہے۔ اور امام مال مہر عین ہو بلکہ مال دین ہو کہ اسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ رکھنا ہو مثلاً کسی کیلی چیز پر اسکا وصف بیان کر کے یا وزنی چیز موصوف یا اندر وضع موصوف پر نکاح کیا پھر دونوں نے کیل و وزن کی مقدار میں اختلاف کیا تو یہ مثل درم و دینار کی مقدار کے اختلاف کے ہو۔ اور اگر جنس میں اختلاف ہو مثلاً شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے ایک غلام پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ ایک باندی پر نکاح کیا ہے۔ یا شوہر نے کہا کہ ایک گرجو پر اور عورت نے کہا کہ ایک گرجیوں پر یا ہر وی کپڑوں پر یا شوہر نے کہا کہ ہزار درم پر اور عورت نے کہا کہ سو دینار پر نکاح ہو یا نوع میں اختلاف کیا کہ ایک نے ترکی غلام کہا اور دوسرے نے فروشی کا دعویٰ کیا یا ایک نے دینار صورت پر کہا اور دوسرے نے دینار صورت پر کا دعویٰ کیا یا صفت میں اختلاف کیا کہ ایک نے جبیر کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے روی کا دعویٰ کیا تو اس میں اختلاف مثل اختلاف مال میں کے ہو سو اسے درم و دینار کے درم و دینار میں ایسا اختلاف مثل اختلاف مقدار درم و دینار یعنی ہزار و دو ہزار کے ہو کیونکہ دو جنس اور دو نوع و دو موصوف میں سے کوئی بدون باہمی رضامندی کے ملک میں نہیں آتی ہو بخلاف درم و دینار کے کہ یہ دونوں اگرچہ دو جنس مختلف ہیں لیکن معاملات ہرین یہ دونوں مثل جنس و اہم کے قرار دیے گئے ہیں کیونکہ مہر مثل کا حکم جنس درہم و دینار دونوں سے ہو سکتا ہے کہ جس سے چاہے قرار دیا جائے پس یہ جائز ہوا کہ بدون باہمی رضامندی کے مستحق سو دینار ہو۔ اور یہ سب اس وقت ہے کہ مہر مال دین ہو اور اگر مال مہر میں ہو پس اگر دونوں نے اسکی مقدار میں اختلاف کیا پس اگر ایسی چیز ہو کہ اسکی مقدار سے عقد متعلق ہوتا ہو مثلاً طعمہ معین پر نکاح کیا اور دونوں نے اسکی مقدار میں اختلاف کیا بدین طور کہ شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے اس طعمہ پر بایں شرط کہ وہ ایک گرجو پر نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ تو نے مجھے اس پر بدین شرط کہ وہ دو گرجو پر نکاح کیا ہے تو یہ مثل اختلاف ہزار درم و دو ہزار درم کے ہو اور اگر ایسی چیز ہو کہ اسکی مقدار سے عقد متعلق نہیں ہوتا ہو مثلاً مرد نے ایک عورت سے معین اس تھاں کپڑے پر بدین شرط کہ وہ بی گزدس درم کا ہو نکاح کیا پھر دونوں میں اختلاف ہوا کہ شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے اس کپڑے پر بدین شرط کہ وہ آٹھ گزدس ہو نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ بدین شرط کہ وہ دس گزدس ہو نکاح کیا ہے تو یہی صورت

میں دونوں سے باہمی قسم نہ لیا جیسا کہ اور نہ ہر مثل حکم قرار دیا جائیگا بلکہ بالاجماع شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر ہر قسم کی جنس و عین دونوں میں اختلاف کیا مثلاً شوہر نے کہا کہ اس غلام پر اور عورت نے کہا کہ اس باندی پر نکاح کیا ہو تو یہ ہزار و دو ہزار درم کے اختلاف کے مانند ہو گا۔ ایسا ایک عورت کے اور وہ عورت ہو کہ اگر ہر مثل باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو عورت کو باندی کی قیمت ملے گی بعینہ باندی نہ ملے گی بلکہ اس کے اگر درم و دینار میں اختلاف ہو اس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے سو دینار یا زیادہ پر نکاح کیا تو عورت کو سو دینار فقط لینے کی جگہ ہے کہ سابق میں بیان ہوا ہے۔ یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں نے ہر باتفاق کیا اور ہر مال میں ہو مثلاً غلام یا کوئی اسباب وغیرہ ہو پھر وہ شوہر کے پاس تلف ہو گیا پھر دونوں نے اس کی قیمت میں اختلاف کیا تو شوہر کا قول بالاجماع قبول ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے اسپین سیاہ غلام پر جس کی قیمت ہزار درم تھی نکاح کیا اور وہ میرے پاس رہ گیا اور عورت نے کہا کہ میں بلکہ تو نے تجھے اور غلام پر جس کی قیمت دو ہزار درم تھی نکاح کیا ہو اور وہ میرے پاس رہا ہو تو ہر مثل حکم قرار دیا جائیگا اور اگر ہر مثل دونوں کے دعوے کے درمیان ہو تو دونوں سے قسم لیا جیسا کہ اور اگر ایک طرف عین پر نکاح کیا اور وہ تلف ہو گیا پھر دونوں نے اس کی مقدار یا نصف میں اختلاف کیا یا کسی عورت سے ایک عین کی قسم پر نکاح کیا یا گداختہ عین چاندی پر یا چاندی کی ابریق عین پر نکاح کیا اور یہ مال عین تلف ہو گیا پھر دونوں نے گزروں یا نصف یا ذرن میں اختلاف کیا تو جیسی صورتوں میں قسم ذکر کیا ہو کہ قبل تلف ہوئے کے شوہر کا قول قبول ہوگا انہیں میں بعد تلف ہونے کے بھی شوہر کا قول قبول ہوگا یہ عجیباً میں ہے۔ اور اگر دونوں نے وصف و مقدار دونوں میں اختلاف کیا تو وصف کے حق میں شوہر کا قول قبول ہوگا اور مقدار میں عورت کے پورے ہر مثل تک عورت کا قول قبول ہوگا یہ تفسیر یہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے اس غلام پر نکاح کیا ہو اور شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس باندی پر نکاح کیا ہو مالا نہ کہ باندی اس عورت کی مان ہو اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور باندی مذکورہ شوہر کی طرف سے آزاد ہو جائیگی اس واسطے کہ اس نے خود اقرار کیا ہو اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے جنھوں نے یہ گواہی دی کہ شوہر نے اس کے ساتھ ہزار درم پر نکاح کیا ہو اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ اس نے سو دینار پر اس عورت سے نکاح کیا ہو اور عورت کے باپ نے جو اس مرد کا غلام ہو گواہ قائم کیے کہ اس نے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہو تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر باوجود ان کے عورت کی مان نے جو شوہر کی باندی ہو گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے میری دختر سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہو تو باپ و مان کے گواہ مقبول ہونگے اور ان دونوں میں سے نصف نصف اس عورت کا ہر دوں باپ و مان اپنی اپنی نصف قیمت کے واسطے شوہر کے لیے سعایت کریں گے۔ اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ عورت نے گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے مجھ سے سو دینار پر نکاح کیا ہو اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے ہزار درم پر نکاح کیا ہو پس قاضی نے عورت کے گواہوں پر سو دینار کے عوض نکاح ہونے کا حکم دیا پھر عورت کے باپ نے جو شوہر کا غلام ہو گواہ قائم کیے کہ شوہر نے میرے رقبہ پر اس عورت سے نکاح کیا ہو تو قاضی پہلے

حکم کو نسخ کر لیا اور یہ حکم دیکھا کہ یہی باب اسکا مہر ہی اور اگر شوہر مدعی ہو کہ میں نے اس عورت کے پاس پر نکاح کیا ہے اور باپ نے اسکے قول کی تصدیق کی پھر دونوں نے گواہ قائم کیے اور عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے مجھے سو دن یا پر نکاح کیا ہے اور گواہ قائم نہ کیے ہیں قاضی نے باپ اور شوہر کے گواہوں پر حکم دیا اور باپ کو ہر قرار دیا اور عورت کے مال سے اسکو آزاد رکھا اور باپ کی دلا واس عورت کے واسطے قرار دی پھر عورت نے گواہ قائم کیے کہ نکاح سو دن یا پر ہوا تھا تو عورت کے گواہ مقبول ہو گئے اور قاضی سو دن یا پر کا شوہر پر حکم دیکھا اور عورت کے باپ کو شوہر کے مال سے آزاد قرار دیکھا اور دلا واس عورت کے واسطے حکم دیا جو باطل کر دیکھا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور اگر بعد طلاق کے دونوں نے اختلاف کیا پس اگر بعد دخول کے یا دخول سے پہلے بعد خلوت صحیح کے طلاق ہو کر اختلاف ہو ا تو اسکا حکم ایسا ہی ہوگا جیسا نکاح موجود ہونے کی حالت میں بیان ہوا ہے اور اگر دخول اور خلوٹ سے پہلے طلاق ہو کر اختلاف ہو اپس اگر مہر مال دین ہوا اور بقیہ رہا مہر مہرین کہ ہزار ہو یا دو ہزار ہو اختلاف کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور شوہر کے قول کے موافق ہو گا ورنہ بیوی اسکا نصف دیا جائیگا اور اسپن کچھ اختلاف ذکر نہیں فرمایا اور نسخ کر شی نے اسپر اجتماع بیان کیا ہے اور کہا کہ بالاتفاق سب اماموں کے نزدیک ہزار کی تنصیف کی جائیگی اور امام محمد نے جامع میں ذکر کر کے فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظم کے تا مقدار دستہ مثل عورت کا قول قبول ہونا چاہیے اور اس سے زائد میں شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے مگر یہی قول اول ہے اور بعضوں نے فرمایا کہ در حقیقت دونوں روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور یہ اختلاف بسبب اختلاف موضوع ہر دو مسئلہ کے ہو پس مسئلہ کتاب النکاح کا موضوع ہزار و دو ہزار ہے پس یہاں متعہ کے حکم کی کوئی وجہ نہیں ہے اور جامع کبیر میں مثل او شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے اور اس سے کم میں نے نسخہ جس درم پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ سو درم نکاح کیا ہے اور اس عورت کا متعہ مثل پیش درم ہو پس موضوع میں اختلاف ہے قال المترجم فیہ تامل اور اگر مہر مال عین ہو جیسا کہ مسئلہ غلام و باندی میں مذکور ہوا ہے تو عورت کو متعہ ملے گی لیکن اگر شوہر راضی ہو جاوے کہ عورت نصف باندی لے لے تو جائز ہے یہ ہرایع میں ہے اور اگر اصل سے میں ہو یعنی ایک نے دعویٰ کیا کہ تنمیم کچھ نہ تھا اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ مہر ٹھہرا ہے تو بالاتفاق مہر مثل واجب ہوگا تبیس میں ہے مگر عورت کے دعویٰ سے زیادہ نہ دلایا جائیگا بشرطیکہ عورت ہی دعویٰ کرتی ہو کہ مہر ٹھہرا گیا ہے اور اگر شوہر اسکا مدعی ہو تو اسکے دعویٰ سے کم نہ دیا جائیگا بلکہ بجا المرافق میں ہے۔ اور اگر دخول سے پہلے طلاق واقع ہونے کے بن ایسا اختلاف ہو تو بالاتفاق متعہ واجب ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر دونوں میں سے ایک کے مر جانے کے بعد ایسا اختلاف ہو تو اسکا حکم وہی ہے جو حالت کلیام نکاح میں اصل مسئلے یا مقدار میں اختلاف کرنے کی صورت میں مذکور ہوا ہے یہ ایضاً شرح کنز الدین ہے۔ اور اگر شوہر و عورت دونوں مر گئے اور وارثوں میں مقدار نسبی میں اختلاف ہوا تو قول دارشان شوہر کا قبول ہوگا اور استثنائے مستنکر ہوگا اور یہ امام اعظم کا قول ہے کذا فی البیین اور مستنکر کے وسیعہ میں اول یہ کہ آئیں جس درم سے کم پر نکاح کیا ہے اور اسی کو ہمارے مشائخ نے لیا ہے اور دوم آنکہ یہ دعویٰ کیا جاوے کہ آئیں اس عورت سے آئیں مہر پر نکاح کیا کہ ایسی عورتیں ایسے مہر پر نکاح میں نہیں لائی جاتی ہیں اور اسی کو عامیہ مشائخ نے لیا ہے



اور یہی صحیح ہو چکا ہے۔ اور اگر اصل منہر قرار پائے یا نہ پائے میں دونوں کے وارثوں نے اختلاف کیا تو قول  
 ان وارثوں کا قبول ہو گا جو منہر می ہونے کے متکرر ہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کے واسطے کسی چیز کا  
 حکم دیا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ منہر مثل کا حکم دیا جائیگا اور شایع نے فرمایا کہ فتویٰ صاحبین ہی کے  
 قول پر ہی یہ قیاس ہے قاضی خان میں ہو۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ جب عورت اپنے  
 نفس کو مرد کے سپرد نہ کر چکی ہو اور اگر عورت اپنے نہیں سپرد کر چکی تھی پھر حال حیات یا بعد حیات کے اختلاف  
 ہوا تو منہر مثل کا حکم نہ دیا جائیگا اس واسطے کہ ہم ما دتا جانتے ہیں کہ عورت سے بدن منہر مثل لینے کے  
 اپنے نہیں سپرد نہ کیا ہو گا پس کہا جائیگا کہ یا تو اس قدر منہر کا جسکو تو نے بطور منہر مثل لے لیا ہو اقرار کرے ورنہ ہم  
 رواج کے موافق جس قدر لیا جاتا ہو اُسے وصول پائے گا پھر حکم کرینگے پھر باقی کے واسطے وہی عمل در آمد  
 ہو گا جو مذکور ہوا ہے یہ محیط بشرخی میں ہو قال المتزوج ہمارے دیار میں منہر مثل کا پھر رواج نہیں ہے پس ہمارے  
 بیان پر حکم متعلق ہو گا قیاساً۔ اور اگر شوہر دعوت دونوں کر گئے اور عورت کا منہر نکاح میں مقرر ہو چکا ہو جو  
 بذریعہ گواہوں کے ثابت کیا گیا یا وارثوں کی باہمی تصدیق سے ثابت ہوا ہو تو عورت کے وارثوں کو اختیار  
 ہو گا کہ اسکا منہر ہی مذکور شوہر کی میراث سے وصول کریں اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جب یہ معلوم ہو کہ پہلے شوہر مر گیا  
 یا یہ معلوم ہو کہ دونوں ایک ساتھ مر گئے یا الگ الگ کچھ نہ معلوم ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے عورت مر گئی ہو تو  
 اس میں سے حصہ میراث شوہر نکال ڈالا جائیگا بیعت نکاح کی تصدیق میں ہو۔ اور اگر ہر دو فریق کے وارثوں نے  
 اتفاق کیا کہ نکاح میں کچھ منہر ٹھہرا نہ تھا تو منہر مثل کا حکم دیا جائیگا یہ صاحبین رحمہ اللہ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ  
 ہے یہ جو ہر اخلاطی میں ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر کو اپنے منہر سے بری کر دیا یا اسکا حصہ کر دیا پھر کچھ مدت بعد  
 مر گئی پس اُسکے وارثوں نے دعویٰ کیا کہ عورت مذکورہ نے اسے مرض الموت میں بہہ کیا ہے یا بری کیا ہے اور  
 شوہر نے اس سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہو گا یہ تمیز میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کے مرنے کے  
 بعد اس پر دعویٰ کیا کہ میرے اس پر ہزار درم منہر کے ہیں تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پورے منہر مثل تک اسکی قول قبول  
 ہو گا یہ محیط بشرخی میں ہے۔ ہاشم نے فرمایا کہ میں نے امام محمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک مرد پر  
 دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے ایک سال ہوا کہ کو فیہ میں دو ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور اس دعویٰ پر گواہ  
 قائم کیے اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ دو سال ہوئے کہ میں نے اس سے بصرہ میں ایک ہزار درم پر نکاح  
 کیا تھا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورت ہی کے گواہ قبول ہونگے تب میں نے پوچھا کہ اگر یہ عورت کے ساتھ  
 دو برس سے زیادہ کا بچہ موجود ہو تو فرمایا کہ اگر یہ ایسا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر شوہر نے  
 منہر نامہ لکھنے سے انکار کیا تو وہ مجبور نہیں کیا جائیگا اور اگر منہر نامہ میں وینار ہوں اور عقد درم میں سے ہوا  
 ہو تو درم واجب ہونگے اور منہر نامہ کے رد سے وینار واجب ہونگے اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکی حقی  
 یہ ہیں کہ فیما بینہ و بین اللہ تھا لے شوہر پر جو عقد میں ٹھہرا ہو وہی واجب ہو گا لیکن قاضی بظاہر اسکا  
 وینار درم کے ادا کرنے پر مجبور کر چکا لیکن اگر قاضی کو ایسا علم ہو جاوے کہ عقد درم میں سے ہوا ہو تو ایسا  
 نہ کر چکا یہ تاثر غایب نہیں ہو۔ اگر شوہر نے اپنی عورت کو کوئی چیز بیچی پھر عورت نے کہا کہ وہ یہ بیچی

منہر  
 نکاح  
 عورت  
 وارث  
 منہر  
 مثل  
 لے  
 لینے  
 کے  
 واسطے  
 وہی  
 عمل  
 در  
 آمد  
 ہو  
 گا  
 جو  
 مذکور  
 ہوا  
 ہے  
 یہ  
 محیط  
 بشرخی  
 میں  
 ہے  
 ہاشم  
 نے  
 فرمایا  
 کہ  
 میں  
 نے  
 امام  
 محمد  
 رحمہ  
 اللہ  
 سے  
 دریافت  
 کیا  
 کہ  
 ایک  
 عورت  
 نے  
 ایک  
 مرد  
 پر  
 نکاح  
 کیا  
 ہے  
 اور  
 اس  
 دعویٰ  
 پر  
 گواہ  
 قائم  
 کیے  
 اور  
 شوہر  
 نے  
 گواہ  
 قائم  
 کیے  
 کہ  
 دو  
 سال  
 ہوئے  
 کہ  
 میں  
 نے  
 اس  
 سے  
 بصرہ  
 میں  
 ایک  
 ہزار  
 درم  
 پر  
 نکاح  
 کیا  
 تھا  
 تو  
 امام  
 محمد  
 رحمہ  
 اللہ  
 نے  
 فرمایا  
 کہ  
 عورت  
 ہی  
 کے  
 گواہ  
 قبول  
 ہونگے  
 تب  
 میں  
 نے  
 پوچھا  
 کہ  
 اگر  
 یہ  
 عورت  
 کے  
 ساتھ  
 دو  
 برس  
 سے  
 زیادہ  
 کا  
 بچہ  
 موجود  
 ہو  
 تو  
 فرمایا  
 کہ  
 اگر  
 یہ  
 ایسا  
 ہو  
 تو  
 بھی  
 یہی  
 حکم  
 ہے  
 یہ  
 ذخیرہ  
 میں  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 شوہر  
 نے  
 منہر  
 نامہ  
 لکھنے  
 سے  
 انکار  
 کیا  
 تو  
 وہ  
 مجبور  
 نہیں  
 کیا  
 جائیگا  
 اور  
 اگر  
 منہر  
 نامہ  
 میں  
 وینار  
 ہوں  
 اور  
 عقد  
 درم  
 میں  
 سے  
 ہوا  
 ہو  
 تو  
 درم  
 واجب  
 ہونگے  
 اور  
 منہر  
 نامہ  
 کے  
 رد  
 سے  
 وینار  
 واجب  
 ہونگے  
 اور  
 شیخ  
 رحمہ  
 اللہ  
 نے  
 فرمایا  
 کہ  
 اسکی  
 حقی  
 یہ  
 ہیں  
 کہ  
 فیما  
 بینہ  
 و  
 بین  
 اللہ  
 تھا  
 لے  
 شوہر  
 پر  
 جو  
 عقد  
 میں  
 ٹھہرا  
 ہو  
 وہی  
 واجب  
 ہو  
 گا  
 لیکن  
 قاضی  
 بظاہر  
 اسکا  
 وینار  
 درم  
 کے  
 ادا  
 کرنے  
 پر  
 مجبور  
 کر  
 چکا  
 لیکن  
 اگر  
 قاضی  
 کو  
 ایسا  
 علم  
 ہو  
 جاوے  
 کہ  
 عقد  
 درم  
 میں  
 سے  
 ہوا  
 ہو  
 تو  
 ایسا  
 نہ  
 کر  
 چکا  
 یہ  
 تاثر  
 غایب  
 نہیں  
 ہو  
 اگر  
 شوہر  
 نے  
 اپنی  
 عورت  
 کو  
 کوئی  
 چیز  
 بیچی  
 پھر  
 عورت  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 وہ  
 یہ  
 بیچی

اور شوہر نے کہا کہ وہ ہرمین تھی تو جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہووے جیسے بھونا گوشت و سالن و فواکہ وغیرہ جو دیر تک باقی نہیں رہتے ہیں اس میں عورت کا قول قبول ہوگا اور یہ آستان ہو بھلا نہ اس کے جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہو جیسے شہر دہلی و انخروٹ و بادام و لہسنہ وغیرہ اس میں شوہر کا قول قبول ہو سکتا ہے یہ یسین میں ہے اور دیگر اشیا میں فقہ ابوالمیثقب نے یہ اختیار کیا ہے کہ جو چیزیں شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہیں جیسے موزہ و چادر وغیرہ اس میں شوہر کا قول قبول ہوگا اور جو متاع شوہر پر واجب ہو جیسے اڑھنی و کزنی و اشیا سے شرب تو انکو ہرمین محسوب نہیں کر سکتا ہے یہ یحییٰ بن عیسیٰ بن ہریر کا قول قبول ہوگا اگر متاع مذکور بحدیث قائم ہو تو شوہر کو واپس کر دے اور اپنا ہرے لے اس واسطے کہ یہ بیع بعوض ہرمین ہو اور شوہر اپنے ساتھ متاع نہیں ہو سکتا ہے بھلا نہ اس کے اگر جنس ہرمین ہو تو ایسا نہیں ہو اور اگر متاع مذکور تلف ہو گئی تو ہرمین نہیں لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ متاع و داجت تھی اور شوہر نے کہا کہ ہرمین تھی پس اگر وہ جنس ہرمین ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اس کے خلاف جنس ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ یسین میں ہے شوہر نے عورت کو کچھ مال دیا پھر عورت نے دعوے کیا کہ یہ نقد تھیں تھا اور شوہر نے کہا کہ ہرمین تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت نے ہی گواہ قائم کرے تو ایسا نہیں ہوگا فقہ ابوالمیثقب نے اپنی جو رو کو متاع کہی اور عورت کے باب میں بھی شوہر کو کچھ متاع کہی ہے شوہر نے دعوے کیا کہ میں نے جو بیجا ہے وہ ہرمین ہی تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو عورت کو چاہیے کہ متاع واپس کرے کے باقی ہرے لے کیونکہ وہ اس کے ہرمین ہونے پر راضی نہیں ہوئی اور اگر متاع تلف ہو گئی ہو پس اگر مثلی چیز ہو تو شوہر کو اس کے مثل دے اور اگر مثلی نہ ہو تو عورت اپنے شوہر سے باقی ماندہ ہر وصول نہیں کر سکتی ہے اور وہ متاع جو عورت کے باب میں بھی ہے اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر سے کچھ واپس نہیں لے سکتی ہے اور اگر موجود ہو پس اگر باپ نے اپنے ذاتی مال سے بھیجی ہو تو شوہر سے واپس لے سکتا ہے اور اگر دختر بالغہ کے مال سے اس کی رضا مندی سے بھیجی ہو تو واپس نہیں کر سکتی ہے یہ قاضی خان میں ہے اور شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی نگیر عورت کو دینا رہیے پس اس کے لوگوں نے اس شخص کے واسطے اس مال سے جوڑے بنا کے بھیجی عادت ہے پھر اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا کہ یہ مال نقد جو میں نے بیجا تھا وہ ہرمین بیجا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قول بھیجے والے کا قبول ہوگا پھر دریافت کیا گیا کہ اگر اس نے ان لوگوں پاس دینا بھیجے اور کہا کہ اس میں سے کچھ جولا ہے کی ضروری دو اور بعض سے ہر می خرید کر اس کا ثمن دو اور بعض جوڑے میں خرچ کر جیسی عادت جاری ہو پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر وہ عورت اپنے شوہر کے پاس بطریق زنا بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے دعوے کیا کہ میں نے یہ دینا میرے شوہر سے بھیجے تھے تو اس کا قول قبول ہوگا یا نہ ہوگا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قول کے ساتھ تصریح کر دی تو یسین میں اس کا قول قبول ہوگا اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے شوہر کے واسطے کسی دختر سے منگنی کی اور اس دختر کو دم بھیجے پھر باپ مر گیا اور اس کے سب وارثوں نے اس مال سے بھی

اور شوہر نے کہا کہ وہ ہرمین تھی تو جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہووے جیسے بھونا گوشت و سالن و فواکہ وغیرہ جو دیر تک باقی نہیں رہتے ہیں اس میں عورت کا قول قبول ہوگا اور یہ آستان ہو بھلا نہ اس کے جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہو جیسے شہر دہلی و انخروٹ و بادام و لہسنہ وغیرہ اس میں شوہر کا قول قبول ہو سکتا ہے یہ یسین میں ہے اور دیگر اشیا میں فقہ ابوالمیثقب نے یہ اختیار کیا ہے کہ جو چیزیں شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہیں جیسے موزہ و چادر وغیرہ اس میں شوہر کا قول قبول ہوگا اور جو متاع شوہر پر واجب ہو جیسے اڑھنی و کزنی و اشیا سے شرب تو انکو ہرمین محسوب نہیں کر سکتا ہے یہ یحییٰ بن عیسیٰ بن ہریر کا قول قبول ہوگا اگر متاع مذکور بحدیث قائم ہو تو شوہر کو واپس کر دے اور اپنا ہرے لے اس واسطے کہ یہ بیع بعوض ہرمین ہو اور شوہر اپنے ساتھ متاع نہیں ہو سکتا ہے بھلا نہ اس کے اگر جنس ہرمین ہو تو ایسا نہیں ہو اور اگر متاع مذکور تلف ہو گئی تو ہرمین نہیں لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ متاع و داجت تھی اور شوہر نے کہا کہ ہرمین تھی پس اگر وہ جنس ہرمین ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اس کے خلاف جنس ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ یسین میں ہے شوہر نے عورت کو کچھ مال دیا پھر عورت نے دعوے کیا کہ یہ نقد تھیں تھا اور شوہر نے کہا کہ ہرمین تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت نے ہی گواہ قائم کرے تو ایسا نہیں ہوگا فقہ ابوالمیثقب نے اپنی جو رو کو متاع کہی اور عورت کے باب میں بھی شوہر کو کچھ متاع کہی ہے شوہر نے دعوے کیا کہ میں نے جو بیجا ہے وہ ہرمین ہی تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو عورت کو چاہیے کہ متاع واپس کرے کے باقی ہرے لے کیونکہ وہ اس کے ہرمین ہونے پر راضی نہیں ہوئی اور اگر متاع تلف ہو گئی ہو پس اگر مثلی چیز ہو تو شوہر کو اس کے مثل دے اور اگر مثلی نہ ہو تو عورت اپنے شوہر سے باقی ماندہ ہر وصول نہیں کر سکتی ہے اور وہ متاع جو عورت کے باب میں بھی ہے اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر سے کچھ واپس نہیں لے سکتی ہے اور اگر موجود ہو پس اگر باپ نے اپنے ذاتی مال سے بھیجی ہو تو شوہر سے واپس لے سکتا ہے اور اگر دختر بالغہ کے مال سے اس کی رضا مندی سے بھیجی ہو تو واپس نہیں کر سکتی ہے یہ قاضی خان میں ہے اور شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی نگیر عورت کو دینا رہیے پس اس کے لوگوں نے اس شخص کے واسطے اس مال سے جوڑے بنا کے بھیجی عادت ہے پھر اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا کہ یہ مال نقد جو میں نے بیجا تھا وہ ہرمین بیجا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قول بھیجے والے کا قبول ہوگا پھر دریافت کیا گیا کہ اگر اس نے ان لوگوں پاس دینا بھیجے اور کہا کہ اس میں سے کچھ جولا ہے کی ضروری دو اور بعض سے ہر می خرید کر اس کا ثمن دو اور بعض جوڑے میں خرچ کر جیسی عادت جاری ہو پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر وہ عورت اپنے شوہر کے پاس بطریق زنا بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے دعوے کیا کہ میں نے یہ دینا میرے شوہر سے بھیجے تھے تو اس کا قول قبول ہوگا یا نہ ہوگا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قول کے ساتھ تصریح کر دی تو یسین میں اس کا قول قبول ہوگا اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے شوہر کے واسطے کسی دختر سے منگنی کی اور اس دختر کو دم بھیجے پھر باپ مر گیا اور اس کے سب وارثوں نے اس مال سے بھی

جو اس نے بیچا تھا میراث طلب کی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دونوں میں میل پورا ہو گیا ہو تو یہ بیچا ہوا مال اسی پسر کا ہوگا جس کے واسطے اس نے بیچا ہو اور اگر دونوں میں میل کی حالت چھپت پختہ نہ ہو گئی ہو تو یہ مال میراث ہوگا اور اگر باپ زندہ ہو تو اس کے بیان کی جانب رجوع کیا جائیگا۔ اور میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی منگیتر کے یہاں شکر اور جوز و لوز و قند وغیرہ بھیجے پھر مرد والوں کی رائے میں آیا کہ منگنی چھوڑ دین پس انھوں نے پیڑ دی تو اس مرد کو روایا کہ جو اس نے بیچا تھا وہ واپس کر لے تو میرے والد رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ اگر لڑکی والوں نے بھیجے واسطے کے حکم سے یہ چیزیں لوگوں کو بانٹ دی ہوں تو واپس کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اس نے یہ اجازت نہ دی ہو تو واپس لے سکتا ہو یہ تاتار خانہ میں ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے پاس بہا یا بھیجے اور عورت نے بھی انکی عوض میں بھیجے پھر عورت مذکورہ اس کے پاس بھیجی گئی پھر مرد کو نے اس کو جدا کیا پھر کہا کہ وہ چیزیں میں نے تیرے پاس بطور عاریت بھیجی تھیں اور واپس لینی چاہیں اور عورت نے اپنا معاوضہ واپس لینا چاہا تو حکوتہا کے واسطے ظاہر میں مرد کا قول قبول ہوگا اور جب اس نے عورت سے واپس لیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جو اس نے اس کا عوض دیا ہو وہ واپس لے یہ محیط میں ہو۔ اور شیخ ابو بکر اسکاٹ نے فرمایا کہ اگر عورت نے بھیجے وقت تصریح کر دی ہو کہ یہ اس کا عوض ہو تو یہی حکم ہو اور اگر تصریح نہ کی ہو لیکن اس نے دل میں خیال کر کے حساب کیا اور نیت کر لی کہ یہ عوض ہو تو یہ عورت کی طرف سے ہبہ ہوگا اور اسکی نیت باطل قرار دی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی قال المترجم یعنی عورت واپس نہیں لے سکتی ہو کہ تقریر فی المبتدئین الزوج والزوجة فقد کرا و محبت میں لکھا ہو کہ اگر عورت کو ناقہ مشک یا عطر وغیرہ خوشبو بھیجی پھر دعویٰ کیا کہ یہ مہر میں تھی تو مرد کا قول قبول ہوگا اور حاوی میں ہو کہ اگر عورت نے اس کو شوہر کی طرف سے ہدیہ خیال کر کے اس کے عوض میں پھر بیچا پھر اس کے خیال کے برخلاف ظاہر ہونے پر عورت نے اپنا عوض واپس لینا چاہا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کو یہ اختیار ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر خوشبو کے مذکور موجود ہو تو شوہر اس کو واپس لے گا در حالیکہ عورت اس کے مہر میں ہونے پر راضی نہ ہو اور اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر کو اس کے بدلے ملے گا اور اگر شہابی ہو تو اسکی قیمت تقاریر مہر میں سے محسوب ہو جائیگی یہ تاتار خانہ میں ہو۔ ایک عورت مرگئی اور اسکی ماں نے ماتم داری کی اور شوہر نے اسکی ماں کو ایک گائے بھیجی جس کو اس نے ذبح کر کے ماتم داری میں صرف کیا پھر شوہر نے اس گائے کی قیمت واپس لینی چاہی تو متنازع نے فرمایا ہو کہ اگر دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ شوہر نے عورت کی ماں کو یہ گائے بدین عوض بھیجی تھی کہ ذبح کر کے ماتم داری میں جو جمع ہوں ان کے صرف میں لائے اور قیمت کا ذکر نہ کیا تو قیمت نہیں لے سکتا ہو اور اگر اس امر پر دونوں نے اتفاق کیا کہ اس نے بھیجنے کے وقت قیمت کا ذکر کیا ہو تو قیمت واپس لے سکتا ہو اور اگر دونوں نے قیمت کے ذکر کرنے و نہ کرنے میں اختلاف کیا تو قسم سے عورت کی ماں کا قول قبول ہوگا اور شیخ مولف رحمہ اللہ قائل ہے فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور مجموع النوازل میں لکھا ہو کہ ایک شخص نے ایام عیدین اپنی عورت کو درابہم بھیجے اور کہا کہ یہ عید یہی ہے یا کہا کہ شکر کا دو پیسہ پھر دعویٰ کیا کہ یہ مہر میں تھا

تو اس کے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط میں یہ تیسری فصل تکرار ہر کے بیان میں۔ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ ہر بار کہ میں تجھ سے نکاح کروں پس تو طلاق ہو پھر اسی عورت سے ایک دن میں تین بار نکاح کیا اور ہر بار اس کے ساتھ دخول کیا تو اس پر دو طلاق واقع ہو گئی اور مرد پر دوسرا اور نصف مہر واجب ہوگا اور یہ بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف ہو اور وجہ یہ ہو کہ جب اس نے اول مرتبہ نکاح کیا تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوئی اور چونکہ قبل دخول کے طلاق پڑی ہو اس واسطے نصف مہر لازم آیا پھر جب اس کے ساتھ دخول ہوئی کیا اور یہ دخول خالی از شبہہ نہیں ہو اس واسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جو طلاق مطلق بہ نزع مجزئ ہوئی ہو وہ نہیں واقع ہوتی ہو پس عورت پر عدت واجب ہوگی پھر جب عدت میں دوبارہ اس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق واقع ہوگی اور یہ طلاق امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول کے موافق ہے لہذا جب مرد اس واسطے کہ ان دونوں اماموں کے نزدیک اگر عدت عورت سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اسکو طلاق دے دی تو حکم یہ طلاق بعد دخول کے ہوگی اگرچہ یہ عدت وطی بشبہہ کی ہو اور جو طلاق بعد دخول کے ہو وہ نقیبہ زوجت ہوتی ہو اور پورے مہر کی موجب ہو پس مرد پر تمام وہ مہر جو دوسرے نکاح میں قرار پایا تھا واجب ہوگا پس مرد کے ذمہ دو مہر و نصف نہرتبع ہو گئے اور تیسرا نکاح صحیح نہوگا اس واسطے کہ عورت طلاق جتنی حد تک اس سے طلاق تھی اس نے دیا ہو پس نکاح ثالث غیر معتبر ہو پس تیسرا مہر واجب نہوگا اور تیسرے نکاح کے بعد حواشی دخول کیا ہو اس سے کوئی مہر نہ دے واجب نہوگا اس واسطے کہ مرد نے اپنی منکوہ سے وطی کی ہو۔ اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ میں تجھ سے نکاح کروں تو تو طلاق بائن ہو پھر اسی عورت سے تین بار نکاح کیا اور ہر بار دخول کیا تو یہ عورت اس مرد سے تین طلاق کے ساتھ بائن ہو جائیگی اور مرد پر بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف کے ساڑھے پانچ مہر واجب ہونگے یعنی نصف مہر نکاح اول اور مہر مثل بدخول اول اور مہر سے نکاح دوم اور مہر مثل بدخول دوم اس لیے کہ مرد نے اس سے بشبہہ وطی کی ہو اور تیسری نکاح ثانی اور مہر مثل بدخول سوم اس واسطے کہ وطی بشبہہ ہو پس مرد کے ذمہ پانچ مہر و نصف مہر واجب ہوگا۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے عدت میں نکاح کیا پھر نکاح دوم میں دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو مرد پر نکاح اول سے مہر واجب ہوگا اور مہر کامل نکاح دوم لازم ہوگا اور لیام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا قول ہو اور ان دونوں اماموں کے نزدیک عورت مذکورہ پر نکاح ثانی کی جہد یہ از سر نو عدت واجب ہوگی اور اگر نکاح دوم میں مرد نے اسکو طلاق نہ دی بیان تک کہ عورت مذکورہ قبل دخول کے اپنے کسی فعل سے مثل مرتد ہو جانے یا پھر شوہر کی مٹاؤ غمت وغیرہ سے شوہر سے بائن ہو گئی ہو پھر امام موصوف رحمہما اللہ کے نزدیک مرد پر اسکا مہر کامل واجب ہوگا۔ اور اگر باندی ہو اور وہ بعد نکاح دوم کے آزاد کی گئی اور قبل دخول کے اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جہادی اختیار کی تو ہر دو امام موصوف کے نزدیک مرد پر اسکا مہر کامل دوسرے نکاح کا واجب ہوگا اور اگر غیر کفو کے ساتھ عورت کا نکاح ہوا اور اس نے عورت کے ساتھ دخول کیا پھر وہی نے قاضی سے ناشی کی اور قاضی نے دونوں میں تقریریں کرادی اور مرد عدت واجب ہوئی پھر بغیر وہی کے اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے دوسرے نکاح میں قاضی نے

۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲



دو نون میں تفریق کرا دی تو پھر مرد پر ہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر جدید از سر نو عدت واجب ہوگی اور یہ  
امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہے۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے تزویج اسکے ولی کے نکاح کیا اور قبل  
بلوغ کے اسکے ساتھ وطی کر لی پھر جب وہ بالغ ہوئی تو اس نے فرقت اختیار کی اور دو نون میں جدائی کرا دی گئی  
پھر عدت میں اس مرد نے اس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف  
نے نزدیک اسپر ہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب ہوگی۔ ایک شخص نے ایک  
صغیرہ سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر اسکو ایک طلاق بانہ دیدی پھر عدت میں اس سے نکاح کیا پھر  
وہ بالغ ہوئی اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور دو نون میں تفریق کرا دی گئی تو مرد پر ہر کامل اور عورت پر  
از سر نو عدت واجب ہوگی۔ اور علیٰ ہذا اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر وہ انورہ بانہ  
مردہ ہو گئی پھر سلمان ہوئی اور عدت میں مرد نکورنے اس سے نکاح کیا پھر قبل دخول واقع ہونے کے وہ عورت مردہ  
ہو گئی تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر وہ آزادی گئی اور  
اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت میں مرد نکورنے اس کے ساتھ نکاح کیا پھر قبل دخول کے اسکو طلاق  
دیدی تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر ایک شخص نے بنکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کر لیا پھر  
دو نون میں تفریق کرا دی گئی پھر عدت میں بنکاح جائز اس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو بھی  
امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مرد پر ہر کامل اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب کی یہ فتاویٰ  
قاضی خان میں ہے۔ اور اگر میسر کی باندی یا مکاتب کی باندی سے وطی کی یا نکاح فاسد میں عورت سے چند بار  
وطی کی تو وطی کرنے والے پر ایک ہی مرد واجب ہوگا یہ نظیر یہ میں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ شہر ملک ہونے کے  
بعد اگر وطی کتنی ہی بار واقع ہو تو فقط ایک ہی مرد واجب ہوتا ہے اس واسطے کہ دوسری وطی اسکی ملک میں ہوئی  
اور اگر شہر استنبابہ کے بعد چند بار وطی واقع ہوئی تو ہر بار کا ہر ملحد واجب ہوگا کیونکہ ہر وطی کا وقوع  
ملک غیر میں ہے۔ اور اگر میسر نے باپ کی باندی سے چند بار وطی کی اور شہر کا دعویٰ کیا تو اسپر ہر وطی کا ہر لازم  
ہوگا اور اسی طرح اگر اپنی جہرہ کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اپنی مکاتبہ سے چند بار وطی کی تو  
اسپر ایک ہی مرد لازم ہوگا اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے مشترکہ باندی سے چند بار وطی کی تو ہر بار کیو واسطے  
اسپر نصف مرد واجب ہوگا اور اگر اپنے دوسرے کی مشترکہ مکاتبہ کے ساتھ چند بار وطی کی تو اسپر اپنے نصف  
کے واسطے فقط ایک نصف مرد واجب ہوگا اور نصف شریک کے واسطے ہر بار کے لیے نصف مرد واجب ہوگا اور یہ  
سب مال جہرہ اس شہر کا تہ کو ملے گا۔ ایک عورت سے ایک مرد نے زنا کیا اور ہنوز وہ اسکے پیٹ پر چڑھا تھا یعنی کا زنا میں  
مشغول تھا کہ اسکے ساتھ نکاح کر لیا تو اسپر دو مرد لازم ہونگے ایک ہر مثل بوجہ زنا کے اور دوسرا قسمی بوجہ نکاح کے یہ  
محیط مخری میں ہے۔ اور اگر اپنی جہرہ سے جس سے دخول نہیں کیا ہے کہ جب میں تجھ سے خلوت کروں یا جو وقت میں میں  
تجھ سے خلوت کی تو تو طائفہ ہے پھر عورت مذکورہ سے خلوت کی وجہ سے کیا تو مرد مذکور نصف تہرہ اور پورا مرد  
واجب ہوگا کیونکہ ہر کامل تو بوجہ جماع کے اور نصف مرد بوجہ طلاق قبل دخول کے واجب ہوگا اور اس صورت  
میں خلوت کا کچھ اثر مرتب ہوگا باوجودیکہ طلاق بعد خلوت ہوئی ہے اس واسطے کہ ہر اگر یہ خلوت سے متاثر ہو جائے

لیکن جب ہی متا کر ہو جاتا ہو کہ جب اتنی دیر تک ہو کہ اس کے ساتھ دخول کرنے پر قادر ہو اور یہاں خلوت ہوئی ہی طلاق واقع ہو گئی ہو اور اگر مرد نے خلوت میں اس سے جماع نہ کیا ہو تو اسپر فقط نصف مهر واجب ہوگا اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کیا کہ جب میں بچہ سے نکاح کروں اور تیرے ساتھ ایک ساعت خلوت کروں تو تو طلاق ہو پھر اس سے نکاح کیا اور خلوت کی اور جماع کیا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اسکو دو مہر یعنی ایک مہر بعض خلوت کے اور دو سرا مہر بوجہ دخول کے بشرطیکہ دخول ایک ساعت خلوت کے بعد ہو اور اگر دخول خلوت کے ساتھ ہی ہو تو اسپر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر تین طلاق وی ہوئی عورت سے وطی کی اور شہدہ کا دعویٰ کیا تو بعض نے فرمایا کہ اگر تینوں طلاق ایسا کر دی ہوں اور گمان کیا کہ یہ واقع نہیں ہوئی ہیں جیسا کہ بعض کا مذہب ہو تو یہ گمان موقع ہو پس اسپر ایک ہی مہر واجب ہوگا اور اگر گمان کیا کہ تینوں طلاق واقع ہوئی ہیں مگر یہ گمان کیا کہ عورت سے وطی کرنا حلال ہو گمان سے موقع ہو پس ہر وطی کے واسطے اسپر مہر واجب ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر ایک باندی خریدی اور اس سے چند بار وطی کی پھر وہ باتبابت استحقاق سے لیکٹی تو مشتری پر ایک مہر واجب ہوگا اور اگر نصف باندی کا استحقاق ثابت کیا گیا تو صاحب استحقاق کے لیے فقط نصف مہر واجب ہوگا یہ قاضی کا ضعیف خان میں ہو اور اگر مشکوٰۃ سے چند بار وطی کرنے کے بعد ظاہر ہو کہ یہ وہ عورت ہے جس کے واسطے اس نے قسم کیا لی بختی کہ اگر بچہ سے نکاح کروں تو تو طلاق ہو تو مرد پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط رخسری میں ہو۔ چودہ برس کا لڑکا ہو اس نے بے خبر سوئی ہوئی عورت سے جماع کر لیا پس اگر یہ شبہ ہو تو لڑکے پر حد و عقرب واجب نہ ہوگا اور اگر باکرہ ہو کہ اس نے اسکا پردہ بکارت پہاڑ دیا تو اسپر مہر مثل واجب ہوگا اور اسی طرح اگر باندی ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہو اور اگر مرد و مخنون ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہو یہ قاضی کا ضعیف خان میں ہو اور اگر لڑکا کسی لڑکی سے زنا کرے تو اسپر واجب ہوگا اور اگر لڑکا اسکا مقرر ہو گیا تو اسپر مہر ہوگا اور اگر عورت حرمہ بالغہ سے لڑکے نے زنا کیا اور اسکا پردہ بکارت پہاڑ دیا پس اگر باکرہ و زبردستی ایسا کیا تو لڑکا مہر کا ضامن ہوگا اور اگر یہ عورت بطوع خود اس امر پر راضی ہوئی اور اسکو اپنی طرف بلایا تو لڑکے پر کچھ مہر ہوگا اور اگر لڑکی نے کوئی لڑکا بطوع خود اپنی طرف مائل کیا پس اس نے وطی سے اسکا پردہ بکارت پہاڑ دیا تو لڑکے پر مہر واجب ہوگا اس واسطے کہ اس لڑکی کا حکم و رضامندی اپنے حق کے ساقط کرنے میں صحیح ہوگا بخلاف عورت بالغہ کے کہ وہاں صحیح ہو۔ اور باندی نے اگر کسی طفل کو اپنی طرف بلایا جسے کہ اس کے ساتھ زنا کیا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا کیونکہ باندی کا حکم اس کے مولیٰ کی حق تلفی میں صحیح ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور واضح رہے کہ سوائے نکاح و وطی جائز کے جہاں مہر دینا بولایا گیا ہو وہاں مہر سے مراد عقرب اور عقربہ ہی جو بعض وطی میں وطی کرنے والے کے ذمہ واجب ہوتا ہو اور شیخ اراحم نجم الدین نے فرمایا کہ میں نے شیخ اراحم قاضی اسپر جانی سے فتویٰ طلب کیا کہ تقدیر عقربہ کیونکہ ہو تو لکھا کہ تقدیر عقربہ اس طرح ہو کہ دیکھا جاوے کہ اگر بالغہ زنا حلال ہوتا تو ایسی عورت کی اجرت کیا ہوتی پس اسی قدر واجب ہوگا اور ایسا ہی ہمارے مشائخ سے منقول ہو کہ اسے انخلاصہ اور محبت میں امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت ہو کہ امام نے فرمایا کہ عقرب

یہ تفسیر ہو کہ عقروہ مال ہو کہ جسکے عوض ایسی عورت نکاح میں لائی جاوے اور اسکی پرفتویٰ ہو یہ تاتار خانہ میں ہو  
ایک شخص اپنی جود سے جماع کرنے میں مشغول ہوا اور دخول کرنے کے بعد اسکی حالت میں اسکو طلاق دیدی  
پھر بعد طلاق کے اپنا جماع پورا کر لیا یہاں تک کہ اسکو انزال ہو گیا پھر اس سے الگ ہوا تو امام محمد رحمہ  
فرمایا اور یہی دور وایتون میں سے ایک روایت امام ابو یوسف سے ہے کہ اس مرد پر حد واجب نہوگی اور نہ  
مہر لازم ہوگا لیکن اگر اس نے آگے متنازل نکال کر پھر بعد طلاق کے داخل کیا تو البتہ واجب ہوگا اور اگر  
ایسا نہ کیا بلکہ اوپر ہی سے اختلاط کرتا رہا یہاں تک کہ انزال ہو گیا تو اسپر مہر لازم نہوگا اور اگر یہ طلاق رجعی  
ہو تو بنا پر قول امام محمد اور احمدی روایتین امام ابو یوسف کے اس فعل سے رجوع کرنے والا نہوگا اور  
اگر ختنہ موسے و ختنہ باندی باہم ملجائے کے بعد باندی سے کہا کہ تو حرمہ ہو یعنی آزاد کیا پھر اپنا جماع  
پورا کیا تو امام محمد کے قول میں موسے پر عقد واجب نہوگا لیکن اگر نکال کر پھر آزاد کرنے کے بعد داخل کر دے تو  
عقد لازم ہوگا یہ فتاویٰ خانہ میں ہے۔ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور زید کے پسر نے اس  
عورت کی دختر سے نکاح کیا پھر ہر ایک کی عورت منکوہ دوسرے کے پاس بھی گئی اور دونوں نے اس کے  
پچھے وطی کر لی تو پہلے وطی کرنے والے پر پورا مہر اس عورت کا جس سے وطی کی اور نصف مہر اپنی منکوہ کا  
واجب ہوگا اور دوسرے پچھلے وطی کرنے والے پر اپنی عورت منکوہ کا پچھ مہر واجب ہوگا اور اگر دونوں  
نے ایک ساتھ وطی کی تو دونوں میں سے کسی پر اپنی منکوہ کا پچھ واجب نہوگا۔ ایک مرد اور اس کے پسر نے  
دو اجنبیہ عورتوں سے نکاح کیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے سوا اسے دوسرے کے پاس بھی گئی اور دونوں  
عورتوں سے وطی کی گئی تو ہر ایک پر اپنی وطی کی عورت کا عقد واجب ہوگا اور کسی پر اپنی منکوہ کا  
عقد واجب نہوگا۔ دو بھائی ہیں کہ ان میں سے ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دوسرے نے اسکی بہن  
نکاح کیا پھر ہر ایک عورت اپنے شوہر کے سوا اسے دوسرے کے پاس بھی گئی اور دونوں سے وطی کی گئی تو امام ابو یوسف  
نے فرمایا کہ ہر ایک عورت اپنے شوہر سے بابتہ ہوگئی اور ہر ایک مرد پر اپنی منکوہ کا نصف مہر لازم ہوگا اور جس  
جس عورت سے وطی کی ہو اسپر اسکا عقد واجب ہوگا اور دونوں میں سے ایک کو اختیار نہ رہیگا کہ پھر اس کے  
بعد اپنی منکوہ سے نکاح کرے یعنی ان کے شوہر کو اسکی دختر سے جسکے ساتھ وطی بھی کی ہو نکاح کرنے کا اختیار  
ہو لیکن دختر کے شوہر کو اسکی ماں سے نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اسی طرح اگر مرد و شوہر میں پچھ مہر  
نہو تو بھی یہی حکم رہیگا یہ فہر یہ میں ہے۔ ایک مرد کے پاس اسکی بیور کے سوا اسے دوسری عورت بھی گئی اور  
اسنے اس کے ساتھ وطی کی تو اگر کا مثل اسپر لازم ہوگا اور جسے پاس بھی ہو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور  
پھر اگر یہ عورت اسکی منکوہ کی ماں ہو تو اسکی بیور ہمیشہ کے واسطے اسپر تمام ہوگی اور منکوہ کو قبل دخول  
کے حرام ہونے سے نصف مہر ملیگا۔ باپ کی جود قبل دخول کے اس کے پسر کے پاس بھی گئی اور پسر نے اس کے  
ساتھ دخول کیا تو باپ کو نصف مہر دینا پڑیگا اور اسکو اپنے پسر سے واپس نہیں لے سکتا ہو اس واسطے کہ بیٹے پر  
مہر مثل واجب ہوا ہو اور اگر پسر نے عملاً بغرض نسا دے کہے شوہر سے اس عورت کا بوسہ دیا تو باپ نصف مہر کو جو اسکو

دینا پڑا ہو پھر سے واپس لے لیا کیونکہ پھر کچھ نہیں۔ اور اس میں سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر ایک شخص نے دوسرے مرد سے عروہ کی اپنی باندی سے لے لی اور وہ عروہ سے لے لی اور اس کا عقد سو درم ہو اور قیمت میں سو درم ہو پھر وہ عروہ سے لے لی یہ باندی اسی سے لے لی کہ وہ عروہ سے لے لی پھر دو لون اپنے اپنے مرد سے لے لی تو وہ عروہ سے لے لی نہ ہوگا۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر شخص نے اپنی باندی ایک شخص کو عروہ کی اور وہ عروہ سے لے لی اس باندی سے خود واپس لے لی اور اس پر اس قدر قرضہ ہو کہ اس کے تمام مال کو گھر سے ہوئے تو پھر عروہ سے لے لی تو اس پر عروہ واجب نہ ہوگا اور اگر وہ عروہ سے لے لی اس باندی کا ہاتھ کاٹ دیا ہو تو بھی اس پر عروہ واجب نہ ہوگا بخلاف تندرست آدمی کے کہ اگر تندرست نے واپس لے لی پھر عروہ سے رجوع کیا تو اس پر عروہ واجب ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی باندی کسی کو عروہ کی اور اس پر قرضہ ہوا کہ تمام مال کو گھر سے ہوئے تو پھر وہ عروہ سے لے لی باندی سے واپس لے لی پھر عروہ سے لے لی والا مر گیا اور بوجہ قرضہ فقیر ہو گیا تو پھر وہ عروہ سے لے لی اس باندی کے عقد کا تمام ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ نو اور عروہ میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک عورت کو عروہ سے لے لیا اور سو اسے فرج کے اس کے ساتھ کسی طرح سے جماع کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا پس اگر یہ عورت باکرہ ہو تو غلامی پر ہر واجب ہوگا اور اگر عروہ سے لے لی ہو تو کچھ ہر واجب نہ ہوگا یہ تا تارخ مذکور ہے۔ چودھویں فصل ضمانت ہر کے بیان میں ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی دختر مغیرہ یا کبیرہ کا دیوا کرہ ہو یا غلام ہو کسی مرد سے نکاح کیا اور شوہر کی طرف سے اس کے ہر کی ضمانت کر لی تو ضمانت صحیح ہوگی پھر عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مطالبہ کرے یا اپنے ولی ضمانت سے مطالبہ کرے بشرطیکہ مطالبہ کی تاریخ رکھتی ہو اور ولی مذکور بعد ادا کرنے کے شوہر سے واپس لے گا بشرطیکہ شوہر کے حکم سے ضمانت ہوا ہو یہ تین میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا دوسرے سے وہ ہزار درم پر نکاح کیا اور اپنے اوپر اس امر کے گواہ کر دیے کہ میں نے فلاں عورت کا فلاں مرد کے ساتھ وہ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا ہے کہ ہزار درم شوہر پر اور ہزار درم میرے مال سے ہونگے پس شوہر نے قبول کیا تو پھر شوہر پر ہر ہوگا اور باپ اس کی طرف سے ہزار درم کا ضمانت قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت مذکورہ نے یہ مال اپنے باپ سے یا باپ کے ترکہ سے لے لیا تو باپ یا اس کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ اس قدر مال شوہر سے واپس لین یا محیط میں ہے۔ اور اگر اپنے شوہر کے ساتھ کوئی عورت بیاہی اور شوہر کی طرف سے اس کے ہر کا ضمانت ہوا اور یہ امر اس کی صحت میں واقع ہوا تو جائز ہے بشرطیکہ عورت نے ضمانت قبول کر لی ہو اور جب باپ نے یہ مال ہرا دیا پس اگر حالت صحت میں ادا کیا ہو تو آٹھ سو ادا کیا ہو وہ شوہر کے مال سے نہیں لے سکتا جو الا اس صورت میں کہ اصل ضمانت میں یہ شرط کر لی ہو کہ واپس لے لوں گا یہ ذخیرہ میں ہے پھر عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ طفل کے ولی سے ہر کا مطالبہ کرے اور شوہر سے مطالبہ نہیں کر سکتی جو جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے پھر جب شوہر بھی بالغ ہو جائے تو عورت مختار ہے کہ دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرے یہ تین میں ہے۔ اور اگر کسی اجنبی نے باپ کے حکم سے ضمانت کر لی تو وہ بعد ادا کرنے کے واپس لے لیا اسی طرح اگر کسی نے یتیم کی جو رو کا مال اپنے پاس سے ادا کیا تو واپس لے لیا اور اگر باپ ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر کو لینی شوہر سے لے

بابت شہر ہندیہ  
کتاب النکاح  
باب شہر ہندیہ  
۱۲



یا باپ کے ترک میں سے وصول کر لے پھر وارثان پر استعد مال اس پسر کے مال سے واپس لینے اور یہ ہمارے  
 احتساب فلسفہ کے نزدیک ہو کذا فی اختلافہ اور اگر ضمانت حالت صحت میں ہو اور اگر نا حالت مرض میں ہو  
 تو ضمانت میں سے اس کا اقسامی میں ذکر کیا ہو کہ امام اعظم رحمہ اللہ امام شافعی کے نزدیک وہ متبرع ہو گا اور  
 پسر کے کور کے واسطے جو حصہ میراث ملا ہو اس میں سے استعد مال محسوب ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہی رہے اور  
 بقایا میں ہو کہ اگر باپ نے کہا کہ تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے اپنے پسر کے ساتھ فلاں عورت کا نکاح کیا تو  
 ہر ایک کے ذمہ لازم ہو گا لیکن اگر ادا کر دے تو امام ابو یوسف کے نزدیک مسئلہ رحم قرار دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہی  
 اور اگر پسر مانع ہو اور باپ نے بدون اس کے حکم کے اپنی محنت میں مہر کی ضمانت کر لی پھر باپ مر گیا اور  
 عورت نے اس کے ترک میں سے وصول کر لیا تو باپ کے وارث لوگ بالاجماع اس مال کو پسر کے کور سے واپس نہیں  
 لے سکتے ہیں اور جنہوں لوگ اس مسئلہ میں مثل صبیان یعنی اطفال کے ہیں یہ فتاویٰ سے قاضی خان ہیں تو  
 اور یہ سبب اس وقت ہو کہ ضمانت حالت صحت میں واقع ہوئی ہو اور اگر ضمانت مرض میں واقع ہوئی  
 تو یہ باطل ہو کیونکہ اسے اس حلیہ سے وارث کو نفع پہنچانے کا ارادہ کیا ہی حالانکہ ایسا مہر یعنی ایسے کام کرنے  
 سے ممنوع و مجہور ہوتا ہو پس ضمانت صحیح ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو اگر ایک شخص نے ایک عورت کو خرید لیا اور اس کے  
 واسطے مہر کی ضمانت کر لی اور کہا کہ شوہر نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی طرف سے تیرے لیے تیرے مہر کی ضمانت  
 کر لوں پس عورت نے اس ایلی کے قول پر بیچنے والے سے اپنے آپ کو بیاہ دیا پھر شوہر آیا اور اسے  
 اس ایلی کی تصدیق کی کہ میں نے اس کو بیاہا اور اس کو حکم دیا کہ مہر کی ضمانت کرے تو نکاح صحیح ہو گا اور ضمانت  
 بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ یہ ایلی ضمانت ہونے لیا تھا رکھتا ہو پھر جب اسے مال ضمانت ادا کیا تو شوہر سے  
 واپس لیا اور اگر بیچنے والے نے اگر اس میں میں تقدیر کی کہ میں نے اس کو سنگی و نکاح کے واسطے بیاہا اور ضمانت  
 کا حکم دینے سے انکار کیا تو نکاح صحیح ہو گا لیکن ضمانت اس عورت اور ایلی کے درمیان صحیح ہوگی مگر بیچنے والے کے  
 حق میں صحیح ہوگی چنانچہ عورت کو یہ اختیار ہو گا کہ ایلی سے مطالبہ کرے کہ اپنا مہر وصول کرے پھر ایلی نے جو ادا کیا ہو  
 وہ شوہر سے واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر بیچنے والے نے بیچے اور ضمانت کا حکم دینے والوں سے انکار کیا اور اس  
 امر کے گواہ نہیں ہیں تو نکاح باطل ہو گا اور شوہر پھر واجب ہو گا لیکن عورت کو اختیار ہو گا کہ ایلی سے مہر کا  
 مطالبہ کرے پھر اس کے بعد روایات مختلف ہیں چنانچہ اصل کی کتاب النکاح اور بعض روایات کتاب الوکالت  
 میں مذکور ہو کہ عورت اس سے نصف مہر کا مطالبہ کرے گی اور بعض روایات کتاب الوکالت میں مذکور ہو کہ عورت  
 مہر کا مطالبہ کرے گی پس بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعض نے فرمایا کہ اختلاف دونوں جواب  
 بسبب اختلاف دفع ہر دو مسئلہ ہو اور یہ صحیح ہو چنانچہ ہم نے فصل وکالت میں بیان کیا تو یہ محیط میں ہو  
 اور اگر ایلی نے کہا کہ مجھے شوہر نے کچھ حکم نہیں دیا تو لیکن میں تیرا اس سے نکاح کیے دیتا ہوں اور مہر کی  
 ضمانت کیے لیتا ہوں امید ہو کہ وہ اس کو جائز رکھیں پس عورت نے منظور کیا پھر شوہر نے بیچنے سے انکار  
 کیا تو یہ سبب باطل ہو گا یہ فتاویٰ فیصل میں لایچھوڑا نکاح بالمرمیت میں مذکور ہو اور اگر وکیل نے جس کو تزویج کے  
 واسطے وکیل کیا ہو مہر کی بھی ضمانت کر لی اور ادا کر دیا پھر اگر ضمانت حکم شوہر یعنی وکیل ہو تو اس سے واپس لیا جائے

یا باپ کے ترک میں سے وصول کر لے پھر وارثان پر استعد مال اس پسر کے مال سے واپس لینے اور یہ ہمارے  
 احتساب فلسفہ کے نزدیک ہو کذا فی اختلافہ اور اگر ضمانت حالت صحت میں ہو اور اگر نا حالت مرض میں ہو  
 تو ضمانت میں سے اس کا اقسامی میں ذکر کیا ہو کہ امام اعظم رحمہ اللہ امام شافعی کے نزدیک وہ متبرع ہو گا اور  
 پسر کے کور کے واسطے جو حصہ میراث ملا ہو اس میں سے استعد مال محسوب ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہی رہے اور  
 بقایا میں ہو کہ اگر باپ نے کہا کہ تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے اپنے پسر کے ساتھ فلاں عورت کا نکاح کیا تو  
 ہر ایک کے ذمہ لازم ہو گا لیکن اگر ادا کر دے تو امام ابو یوسف کے نزدیک مسئلہ رحم قرار دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہی  
 اور اگر پسر مانع ہو اور باپ نے بدون اس کے حکم کے اپنی محنت میں مہر کی ضمانت کر لی پھر باپ مر گیا اور  
 عورت نے اس کے ترک میں سے وصول کر لیا تو باپ کے وارث لوگ بالاجماع اس مال کو پسر کے کور سے واپس نہیں  
 لے سکتے ہیں اور جنہوں لوگ اس مسئلہ میں مثل صبیان یعنی اطفال کے ہیں یہ فتاویٰ سے قاضی خان ہیں تو  
 اور یہ سبب اس وقت ہو کہ ضمانت حالت صحت میں واقع ہوئی ہو اور اگر ضمانت مرض میں واقع ہوئی  
 تو یہ باطل ہو کیونکہ اسے اس حلیہ سے وارث کو نفع پہنچانے کا ارادہ کیا ہی حالانکہ ایسا مہر یعنی ایسے کام کرنے  
 سے ممنوع و مجہور ہوتا ہو پس ضمانت صحیح ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو اگر ایک شخص نے ایک عورت کو خرید لیا اور اس کے  
 واسطے مہر کی ضمانت کر لی اور کہا کہ شوہر نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی طرف سے تیرے لیے تیرے مہر کی ضمانت  
 کر لوں پس عورت نے اس ایلی کے قول پر بیچنے والے سے اپنے آپ کو بیاہ دیا پھر شوہر آیا اور اسے  
 اس ایلی کی تصدیق کی کہ میں نے اس کو بیاہا اور اس کو حکم دیا کہ مہر کی ضمانت کرے تو نکاح صحیح ہو گا اور ضمانت  
 بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ یہ ایلی ضمانت ہونے لیا تھا رکھتا ہو پھر جب اسے مال ضمانت ادا کیا تو شوہر سے  
 واپس لیا اور اگر بیچنے والے نے اگر اس میں میں تقدیر کی کہ میں نے اس کو سنگی و نکاح کے واسطے بیاہا اور ضمانت  
 کا حکم دینے سے انکار کیا تو نکاح صحیح ہو گا لیکن ضمانت اس عورت اور ایلی کے درمیان صحیح ہوگی مگر بیچنے والے کے  
 حق میں صحیح ہوگی چنانچہ عورت کو یہ اختیار ہو گا کہ ایلی سے مطالبہ کرے کہ اپنا مہر وصول کرے پھر ایلی نے جو ادا کیا ہو  
 وہ شوہر سے واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر بیچنے والے نے بیچے اور ضمانت کا حکم دینے والوں سے انکار کیا اور اس  
 امر کے گواہ نہیں ہیں تو نکاح باطل ہو گا اور شوہر پھر واجب ہو گا لیکن عورت کو اختیار ہو گا کہ ایلی سے مہر کا  
 مطالبہ کرے پھر اس کے بعد روایات مختلف ہیں چنانچہ اصل کی کتاب النکاح اور بعض روایات کتاب الوکالت  
 میں مذکور ہو کہ عورت اس سے نصف مہر کا مطالبہ کرے گی اور بعض روایات کتاب الوکالت میں مذکور ہو کہ عورت  
 مہر کا مطالبہ کرے گی پس بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعض نے فرمایا کہ اختلاف دونوں جواب  
 بسبب اختلاف دفع ہر دو مسئلہ ہو اور یہ صحیح ہو چنانچہ ہم نے فصل وکالت میں بیان کیا تو یہ محیط میں ہو  
 اور اگر ایلی نے کہا کہ مجھے شوہر نے کچھ حکم نہیں دیا تو لیکن میں تیرا اس سے نکاح کیے دیتا ہوں اور مہر کی  
 ضمانت کیے لیتا ہوں امید ہو کہ وہ اس کو جائز رکھیں پس عورت نے منظور کیا پھر شوہر نے بیچنے سے انکار  
 کیا تو یہ سبب باطل ہو گا یہ فتاویٰ فیصل میں لایچھوڑا نکاح بالمرمیت میں مذکور ہو اور اگر وکیل نے جس کو تزویج کے  
 واسطے وکیل کیا ہو مہر کی بھی ضمانت کر لی اور ادا کر دیا پھر اگر ضمانت حکم شوہر یعنی وکیل ہو تو اس سے واپس لیا جائے

اور نہ نہیں یہ خلاصہ میں ہی پندرھویں فصل ذمہ کے ہر کے بیان میں۔ جو چیز مسلمانوں کے نکاح میں ہر  
 ہو سکتی ہو وہی اہل ذمہ کے نکاح میں ہر ہو سکتی ہو اور جو چیز مسلمانوں کے نکاح میں ہر نہیں ہو سکتی ہو  
 وہ ذمیوں کے نکاح میں ہر نہیں ہو سکتی ہو۔ سو اسے شراب و سحر کے کہ مخصوص ذمیوں کے ہر میں جائز ہو  
 یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے ہر دار یا خون پر نکاح کیا یا ذمیہ عورت پر نکاح  
 کیا خواہ باہر طور کہ دو نون سب ہر ہونے پر راضی ہوئے یا دو نون سب ذکر ہر سے سکوت کیا اور  
 ایسا عقد ان کے ملک میں جائز ہو پھر ذمی نے اس سے وطی کی یا قبل وطی کے طلاق دیدی یا ذمی ہر گیا  
 تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت مذکورہ کو کچھ ہر نہ ملیگا یہ یعنی شرح کنز الدین ہے خواہ دو نون ہر دو نون  
 میں دو نون مسلمان ہو جائیں یا دو نون ہر سے بیان مقدمہ پیش کریں یا ایک ہی مقدمہ رائر کرے اور یہ  
 اس وقت ہے کہ جب ذمی ہر کے ساتھ ہر مثل دلا یا جانا انکا مذہب نہ ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اسی طرح اگر ذمی ہر  
 نے ہر دار یا خون پر یا بدین شرط کہ عورت کے واسطے کچھ ہر نہیں ہو عقد یا ہر دار یا ہر دار یا ہر دار یا ہر دار  
 واقع ہوا تو بالاتفاق ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ ہر نہیں ہوگا یہ یعنی شرح  
 میں ہے خواہ دو نون مسلمان ہو جائیں یا ہر سے بیان مقدمہ کریں یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ذمی ہر  
 نے کسی ذمیہ عورت سے شراب یا سحر پر نکاح کیا پھر دو نون مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہوا اور اگر شراب  
 یا سحر میں ہوا اور ہر ذمیہ عورت نہیں ہوا ہو تو عورت کو سوا سے اس میں نہیں ہو کچھ نہ ملیگا اور اگر غیر ذمیہ  
 ہر مثلاً بعد بیان کے اپنے ذمہ قرعہ رکھا ہو تو عورت کو شراب کی عورت یا ذمیہ عورت یا ذمیہ عورت کی عورت  
 میں ہر مثل ملیگا اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ عورت کو ہر مثل ملیگا  
 خواہ شراب و سحر میں ہو یا غیر میں ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ چارہ میں ہر یا غیر میں ہو عورت کو  
 قیمت ملیگی اور اس میں اختلاف نہیں ہو کہ شراب یا سحر اگر اس کے ذمہ دین ہو تو عورت کا ہر ہر ہوگا جو قرار  
 پایا ہو اور کچھ نہ ہوگا اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ اسلام سے پہلے ہر متبطل ہو اور اگر قبضہ کر چکی ہو تو  
 اب عورت کو کچھ نہ ملیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قبل دخول کے ذمی نے اس کا طلاق دیدی تو معین ہونے کی صورت  
 میں عورت کو نصف میں ملیگا اور یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور غیر معین ہونے کی صورت میں شراب کی صورت میں  
 قیمت قیمت اور سحر کی صورت میں عورت کو کھتنہ ملیگا یہ کافی ہے ہر سحر ہر سحر ہر سحر ہر سحر ہر سحر ہر سحر ہر سحر  
 اپنی رخصت کو چہرہ زیکہ اس کے سپرد کر دیا تو پھر اس کا باپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس سے واپس لے لے اور اسی پر  
 فتویٰ ہے اور اگر عورت والوں نے سپرد کر دیا تو پھر اس کے باپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس سے واپس لے لے اور اسی پر  
 اس مسئلہ کے یہ مسئلہ ہے کہ یہ ہر الزام میں ہے۔ اور اگر عورت کے ذمہ دین ہو تو عورت کا ہر ہر ہوگا جو قرار  
 دیا گیا کہ اگر عورت شہر ہر کے یہ بیان رخصت کر دی گئی تو عورت ہر سے واپس نہ کرے اس سے واپس  
 لینا چاہا تو اس کے اختیار نہیں ہے ہر طلاق کے بعد یہ سب سے واپس نہ کرے کہ عورت کے ذمہ دین ہو تو عورت کا ہر ہر ہوگا جو قرار  
 شخص نے اپنی رخصت کا نکاح کر سب سے ہر زیکہ ہر سحر کیا پھر ذمی ہوا کہ عورت میں سے واپس نہ کرے اس سے واپس  
 لے لے اور رخصت کرنے کا کہ اس کے سپرد کر دیا تو پھر اس کے باپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس سے واپس لے لے اور اسی پر

اور نہ نہیں یہ خلاصہ میں ہی پندرھویں فصل ذمہ کے ہر کے بیان میں۔ جو چیز مسلمانوں کے نکاح میں ہر  
 ہو سکتی ہو وہی اہل ذمہ کے نکاح میں ہر ہو سکتی ہو اور جو چیز مسلمانوں کے نکاح میں ہر نہیں ہو سکتی ہو  
 وہ ذمیوں کے نکاح میں ہر نہیں ہو سکتی ہو۔ سو اسے شراب و سحر کے کہ مخصوص ذمیوں کے ہر میں جائز ہو  
 یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے ہر دار یا خون پر نکاح کیا یا ذمیہ عورت پر نکاح  
 کیا خواہ باہر طور کہ دو نون سب ہر ہونے پر راضی ہوئے یا دو نون سب ذکر ہر سے سکوت کیا اور  
 ایسا عقد ان کے ملک میں جائز ہو پھر ذمی نے اس سے وطی کی یا قبل وطی کے طلاق دیدی یا ذمی ہر گیا  
 تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت مذکورہ کو کچھ ہر نہ ملیگا یہ یعنی شرح کنز الدین ہے خواہ دو نون ہر دو نون  
 میں دو نون مسلمان ہو جائیں یا دو نون ہر سے بیان مقدمہ پیش کریں یا ایک ہی مقدمہ رائر کرے اور یہ  
 اس وقت ہے کہ جب ذمی ہر کے ساتھ ہر مثل دلا یا جانا انکا مذہب نہ ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اسی طرح اگر ذمی ہر  
 نے ہر دار یا خون پر یا بدین شرط کہ عورت کے واسطے کچھ ہر نہیں ہو عقد یا ہر دار یا ہر دار یا ہر دار یا ہر دار  
 واقع ہوا تو بالاتفاق ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ ہر نہیں ہوگا یہ یعنی شرح  
 میں ہے خواہ دو نون مسلمان ہو جائیں یا ہر سے بیان مقدمہ کریں یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ذمی ہر  
 نے کسی ذمیہ عورت سے شراب یا سحر پر نکاح کیا پھر دو نون مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہوا اور اگر شراب  
 یا سحر میں ہوا اور ہر ذمیہ عورت نہیں ہوا ہو تو عورت کو سوا سے اس میں نہیں ہو کچھ نہ ملیگا اور اگر غیر ذمیہ  
 ہر مثلاً بعد بیان کے اپنے ذمہ قرعہ رکھا ہو تو عورت کو شراب کی عورت یا ذمیہ عورت یا ذمیہ عورت کی عورت  
 میں ہر مثل ملیگا اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ عورت کو ہر مثل ملیگا  
 خواہ شراب و سحر میں ہو یا غیر میں ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ چارہ میں ہر یا غیر میں ہو عورت کو  
 قیمت ملیگی اور اس میں اختلاف نہیں ہو کہ شراب یا سحر اگر اس کے ذمہ دین ہو تو عورت کا ہر ہر ہوگا جو قرار  
 پایا ہو اور کچھ نہ ہوگا اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ اسلام سے پہلے ہر متبطل ہو اور اگر قبضہ کر چکی ہو تو  
 اب عورت کو کچھ نہ ملیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قبل دخول کے ذمی نے اس کا طلاق دیدی تو معین ہونے کی صورت  
 میں عورت کو نصف میں ملیگا اور یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور غیر معین ہونے کی صورت میں شراب کی صورت میں  
 قیمت قیمت اور سحر کی صورت میں عورت کو کھتنہ ملیگا یہ کافی ہے ہر سحر ہر سحر ہر سحر ہر سحر ہر سحر ہر سحر  
 اپنی رخصت کو چہرہ زیکہ اس کے سپرد کر دیا تو پھر اس کا باپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس سے واپس لے لے اور اسی پر  
 فتویٰ ہے اور اگر عورت والوں نے سپرد کر دیا تو پھر اس کے باپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس سے واپس لے لے اور اسی پر  
 اس مسئلہ کے یہ مسئلہ ہے کہ یہ ہر الزام میں ہے۔ اور اگر عورت کے ذمہ دین ہو تو عورت کا ہر ہر ہوگا جو قرار  
 دیا گیا کہ اگر عورت شہر ہر کے یہ بیان رخصت کر دی گئی تو عورت ہر سے واپس نہ کرے اس سے واپس  
 لینا چاہا تو اس کے اختیار نہیں ہے ہر طلاق کے بعد یہ سب سے واپس نہ کرے کہ عورت کے ذمہ دین ہو تو عورت کا ہر ہر ہوگا جو قرار  
 شخص نے اپنی رخصت کا نکاح کر سب سے ہر زیکہ ہر سحر کیا پھر ذمی ہوا کہ عورت میں سے واپس نہ کرے اس سے واپس  
 لے لے اور رخصت کرنے کا کہ اس کے سپرد کر دیا تو پھر اس کے باپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس سے واپس لے لے اور اسی پر

کیا تو انہیں دنوں کا قول قبول ہوگا باپ کا قول قبول ہوگا اور شیخ علی سفدی سے نقل کیا گیا ہو کہ انہوں نے بیان  
 کیا کہ باپ کا قول قبول ہوگا اور ایسا ہی ابام ہنری نے ذکر کیا ہے اور اسی کو بعض مشائخ نے اختیار کیا ہے اور  
 واقعات میں مذکور ہے کہ اگر دواج اسی طرح ظاہر ہو جیسا ہمارے ملک میں ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر  
 دواج مشترک ہو یعنی کبھی جہیز ہوتا ہے اور کبھی عاریت تو باپ کا قول قبول ہوگا کذا فی التبین اور صدر الشہید نے  
 فرمایا کہ یہی تفصیل فتوے کے لیے محتاج ہے یہ نہ لائق میں ہے۔ اور جس صورت میں کہ شوہر کا قول قبول ہوا اور باپ نے  
 گواہ قائم کیے تو باپ کے گواہ قبول ہونگے اور صحیح گواہی اس صورت میں یوں ہے کہ دختر کو سپرد کرنے کے وقت  
 گواہ کر لے کہ میں نے یہ چیزیں جو اس عورت کو سپرد کی ہیں وہ بطریق عاریت ہیں یا ایک تحریر لکھی اور دختر کے  
 اقرار کو یہ سب چیزیں جو اس فہرست میں تحریر ہیں میرے والد کی ملک ہیں اور میرے پاس بطور عاریت ہیں  
 تحریر کر لے لیکن یہ امر واسطے قضا کے لائق ہے نہ واسطے احتیاط کے یہ بکر الرائق میں ہے۔ اور اگر اپنی دختر با  
 کا نکاح کیا اور اسکو جہیز میں چیزیں دیں مگر ہنوز اس کے سپرد نہیں کی ہیں کہ اس کے بعد عقد منع ہو گیا اور باپ  
 نے اسکو کسی دوسرے کے نکاح میں دیا تو دختر مذکورہ کو باپ سے اس جہیز کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہے اور اگر  
 دختر کا باپ پر قرضہ ہو اور باپ نے اسکو جہیز دیا پھر وعدہ ہی کیا کہ میں نے اسکو قرضہ میں دیا ہے اور دختر نے  
 دعوے کیا کہ تو نے اپنے مال سے دیا ہے تو باپ کا قول قبول ہوگا اور اگر اپنے ام ولد کو کچھ مال دیا کہ اس سے  
 جہیز دختر کا سامان کرے پس اس نے سامان کر کے دختر کے سپرد کر دیا تو ام ولد کا دختر کو سپرد کرنا صحیح نہیں ہے  
 جب تک کہ باپ سپرد نہ کرے۔ دختر صغیرہ نے اپنے مان و باپ و اپنی کوشش کے مال سے جہیز بک  
 کپڑے بن کر تیار کیے اور برابر ایسا ہی کرتی رہی یہاں تک کہ وہ بالنتہ ہو گئی پھر اسکی مان مرگئی پھر اس کے اپنے  
 سب جہیز اس کے سپرد کر دیا تو اس کے بھائیوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جہیز مادر سی سے اپنے بھائیوں کا دعوے  
 کریں۔ ایک عورت نے اپنے بھائیوں سے چھوٹا سا باپ خریدتا تھا بہت چیزیں تیار کیں پھر باپ مر گیا تو عادت کے موافق یہ  
 سب چیزیں اسی عورت کی ہونگی۔ مان نے دختر کے جہیز میں بہت چیزیں باپ کے اسباب سے باپ کی  
 خدمت وری و علم میں دختر کو دیں اور باپ خاموش رہا اور دختر کو شوہر کے پاس رخصت کر دیا تو باپ کو یہ  
 اختیار نہ ہوگا کہ دختر سے یہ اسباب واپس کرے اسی طرح اگر مان نے دختر کے جہیز میں معتاد کے موافق خرچ کیا  
 اور باپ خاموش ہو تو بھی مان ضامن نہوگی یہ یقینہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت کو  
 تین ہزار دینار دست بیاں کے دیے اور یہ عورت ایک لونگر کی دختر ہو اور باپ نے اسکو جہیز نہ دیا تو امام  
 جلال الدین و صاحب تحفہ نے فتویٰ دیا ہے کہ شوہر کو اختیار ہوگا کہ موافق عرف و دختر کے باپ سے جہیز کا  
 مطالبہ کرے اور اگر وہ جہیز نہ دے تو اپنا دست بیاں واپس لے اور اسی کو ائمہ نے اختیار کیا ہے۔ ایک  
 شخص نے دوسرے کو دھوکا دیا کہ میں تیرے ساتھ اپنی دختر بڑے بھاری جہیز کے ساتھ بیاہ دوں گا اور تیرا  
 دست بیاں اس قدر دینا رنج واپس دوں گا پس اس سے دست بیاں لے لیا اور دختر بلا جہیز اسکو دی تو اسکی  
 کوئی روایت نہیں ہے و لیکن صدر الاسلام بہائی لائے و مشائخ بخار نے فتوے دیا ہے کہ اگر باپ نے دختر کو کچھ  
 جہیز نہ دیا تو شوہر اس عورت کے دست بیاں مثل سے جہیز نہ دے اور واپس لے لے گا اور صدر الاسلام و عماد الدین نسفی نے

بمقابلہ دست بیاں کی مقدار جہیز کا اندازہ یوں فرمایا ہو کہ بقابلہ ہر دینار دست بیاں کے تین یا چار دینا جہیز کے ہوں پس اگر باپ نے اس قدر دیا تو دست بیاں واپس کر لے اور امام فرشتیا فی رحمہ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ عورت کے باپ سے شوہر کو نہیں لے سکتا ہو اس واسطے کہ نکاح میں مال مقصود نہیں ہوتا ہو یہ وجہ کروری میں ہو ایک شخص نے اپنی دختر کے واسطے جہیز تیار کیا اور دختر کو سپرد کرنے سے پہلے مر گیا پھر باقی وارثوں نے جہیز کے مال سے اپنا حصہ طلب کیا پس اگر بہتر کے وقت دختر باغ ہو تو باقی وارثوں کو ان کا حصہ ملے گا ایسا ہی مذکور ہو کر اور یہی صحیح ہو اس وجہ سے کہ جب وہ بالغ ہو تو باقی وارثوں کو کچھ حصہ نہ ملے گا اس واسطے کہ صغیرہ کا قبضہ وہی اس کے باپ کا قبضہ ہی ہے جو اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ ایک عورت نے اپنا اس باپ اپنے شوہر کو دیا اور کہا کہ اس کو فروخت کر کے کتھالی میں بیچ کر پس اس نے ایسا ہی کیا پس آیا مرد مذکور پر اس کی قیمت لایم ہو گئی کہ عورت کو دیدے تو فرمایا کہ ہاں یہ فتاویٰ بخند ہیں ہو۔ ایک عورت کسی مرد کی طعانی وغیرہ کی عورت میں ہو اس کو ایک شخص نے بدین امید نفقہ دیا کہ بعد ان تصاوی عورت کے میرے ساتھ نکاح کر لیگی پھر جب اس کی مدت گزرتی تو اس نے نکاح کرنے سے انکار کیا پس اگر اس مرد نے نفقہ دینے میں یہ شرط کر لی کہ میرے ساتھ نکاح کرے تو جو کچھ خرچہ دیا ہو وہ واپس لے سکتا ہو خواہ عورت مذکورہ اس کے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے اس کو صمد فرشتیا نے ذکر فرمایا اور صحیح یہ ہو کہ اگر عورت نے نکاح کر لیا ہو تو واپس نہ لے گا۔ اور اگر انفاق میں یہ شرط نہیں لگائی بلکہ فقط اس طبع سے نفقہ دیا ہو تو اس میں شائع نے اختلاف کیا ہو اور واضح یہ ہو کہ واپس نہیں لے سکتا ہو ایسا ہی صمد فرشتیا نے ذکر فرمایا اور شیخ امام استاد نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ وہ ہر حال واپس لے گا خواہ اس کے ساتھ نکاح کر لے یا نہ کرے اس واسطے کہ یہ رشوت ہو اور اسی کو محیط میں اختیار کیا ہو اور یہ سب اس وقت ہو کہ مرد نے اس کو نقدی دوم دیا ہو کہ بجا وہ اپنے مصارف میں خرچ کرتی ہو اور اگر فقط اس کے ساتھ کہاں ہو تو اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر ایک مرد نے کسی شخص کے باغ انگور میں بدین طبع کام کیا کہ اپنی دختر میرے ساتھ بیاہ دے گا اگر اس نے بیاہ نہ کیا تو اس سے اجرا مثل لے سکتا ہو خواہ دختر کے نکاح کر دینے کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو پھر یہ اتنا معلوم ہو کہ وہ اسی غرض سے پیشکش و کار کرتا ہو اور استاد ظہیر الدین نے فرمایا کہ کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ خلاصہ میں ہو ایک مرد نے دوسرے کی دختر کا خطیبہ کیا پس باپ نے کہا کہ ہاں اچھا بشرطیکہ توجہ دہینے یا سال تک اگر مرد نقد ادا کرے گا تو میں تیرے ساتھ بیاہ دوں گا پھر مرد مذکور نے اس کے بعد دختر مذکورہ کے باپ کے گھر بدین بیاہ کرنے کیے مگر اس قدر مدت میں اس سے سب مہر کا بندوبست نہ ہو سکا پس باپ نے اس کے ساتھ دختر کی شادی نہ کی پس آیا جو مال اس نے مہر میں بیاہا ہو وہ واپس لے سکتا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ جو مال اس نے مہر میں بیاہا ہو خواہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو سب واپس لے گا اور اسی طرح جو یہ ہو اور وہ قائم ہو اس کو بھی واپس لے سکتا ہو اور جو تلف ہو گیا یا تاجت کر ڈالا ہو اس میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہو۔ ایک عورت کی باندی و غلام ہیں پس اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو انکو میرے مہر سے نفقہ دیا کر پس شوہر نے ایسا ہی کیا پھر عورت نے کہا کہ میں اس کو نہیں محسوس نہ کر دلی اس واسطے کہ تو نے اس سے فارست لی ہو تو شیخ امام ابو القاسم نے فرمایا کہ جو کچھ شوہر نے بطور حرج و مرج فرمایا ہو

عورت کے باپ سے شوہر کو نہیں لے سکتا ہو اس واسطے کہ نکاح میں مال مقصود نہیں ہوتا ہو یہ وجہ کروری میں ہو ایک شخص نے اپنی دختر کے واسطے جہیز تیار کیا اور دختر کو سپرد کرنے سے پہلے مر گیا پھر باقی وارثوں نے جہیز کے مال سے اپنا حصہ طلب کیا پس اگر بہتر کے وقت دختر باغ ہو تو باقی وارثوں کو ان کا حصہ ملے گا ایسا ہی مذکور ہو کر اور یہی صحیح ہو اس وجہ سے کہ جب وہ بالغ ہو تو باقی وارثوں کو کچھ حصہ نہ ملے گا اس واسطے کہ صغیرہ کا قبضہ وہی اس کے باپ کا قبضہ ہی ہے جو اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ ایک عورت نے اپنا اس باپ اپنے شوہر کو دیا اور کہا کہ اس کو فروخت کر کے کتھالی میں بیچ کر پس اس نے ایسا ہی کیا پس آیا مرد مذکور پر اس کی قیمت لایم ہو گئی کہ عورت کو دیدے تو فرمایا کہ ہاں یہ فتاویٰ بخند ہیں ہو۔ ایک عورت کسی مرد کی طعانی وغیرہ کی عورت میں ہو اس کو ایک شخص نے بدین امید نفقہ دیا کہ بعد ان تصاوی عورت کے میرے ساتھ نکاح کر لیگی پھر جب اس کی مدت گزرتی تو اس نے نکاح کرنے سے انکار کیا پس اگر اس مرد نے نفقہ دینے میں یہ شرط کر لی کہ میرے ساتھ نکاح کرے تو جو کچھ خرچہ دیا ہو وہ واپس لے سکتا ہو خواہ عورت مذکورہ اس کے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے اس کو صمد فرشتیا نے ذکر فرمایا اور صحیح یہ ہو کہ اگر عورت نے نکاح کر لیا ہو تو واپس نہ لے گا۔ اور اگر انفاق میں یہ شرط نہیں لگائی بلکہ فقط اس طبع سے نفقہ دیا ہو تو اس میں شائع نے اختلاف کیا ہو اور واضح یہ ہو کہ واپس نہیں لے سکتا ہو ایسا ہی صمد فرشتیا نے ذکر فرمایا اور شیخ امام استاد نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ وہ ہر حال واپس لے گا خواہ اس کے ساتھ نکاح کر لے یا نہ کرے اس واسطے کہ یہ رشوت ہو اور اسی کو محیط میں اختیار کیا ہو اور یہ سب اس وقت ہو کہ مرد نے اس کو نقدی دوم دیا ہو کہ بجا وہ اپنے مصارف میں خرچ کرتی ہو اور اگر فقط اس کے ساتھ کہاں ہو تو اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر ایک مرد نے کسی شخص کے باغ انگور میں بدین طبع کام کیا کہ اپنی دختر میرے ساتھ بیاہ دے گا اگر اس نے بیاہ نہ کیا تو اس سے اجرا مثل لے سکتا ہو خواہ دختر کے نکاح کر دینے کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو پھر یہ اتنا معلوم ہو کہ وہ اسی غرض سے پیشکش و کار کرتا ہو اور استاد ظہیر الدین نے فرمایا کہ کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ خلاصہ میں ہو ایک مرد نے دوسرے کی دختر کا خطیبہ کیا پس باپ نے کہا کہ ہاں اچھا بشرطیکہ توجہ دہینے یا سال تک اگر مرد نقد ادا کرے گا تو میں تیرے ساتھ بیاہ دوں گا پھر مرد مذکور نے اس کے بعد دختر مذکورہ کے باپ کے گھر بدین بیاہ کرنے کیے مگر اس قدر مدت میں اس سے سب مہر کا بندوبست نہ ہو سکا پس باپ نے اس کے ساتھ دختر کی شادی نہ کی پس آیا جو مال اس نے مہر میں بیاہا ہو وہ واپس لے سکتا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ جو مال اس نے مہر میں بیاہا ہو خواہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو سب واپس لے گا اور اسی طرح جو یہ ہو اور وہ قائم ہو اس کو بھی واپس لے سکتا ہو اور جو تلف ہو گیا یا تاجت کر ڈالا ہو اس میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہو۔ ایک عورت کی باندی و غلام ہیں پس اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو انکو میرے مہر سے نفقہ دیا کر پس شوہر نے ایسا ہی کیا پھر عورت نے کہا کہ میں اس کو نہیں محسوس نہ کر دلی اس واسطے کہ تو نے اس سے فارست لی ہو تو شیخ امام ابو القاسم نے فرمایا کہ جو کچھ شوہر نے بطور حرج و مرج فرمایا ہو



وہ نہرین ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو سترہویں فصل متاع خانہ کی نسبت ہر فردہ کے اختلاف کے لئے  
 کے بیان میں۔ امام ابو حنیفہ و امام محمد نے فرمایا کہ جس نہرین شوہر فردہ رہتے ہیں اگر اس کے اسباب جو وہ  
 میں دونوں نے اختلاف کیا خواہ در حالیکہ نکاح قائم ہووے یا قائم نہ ہو خواہ کسی ایسے فعل سے جدائی واقع  
 ہوئی جو شوہر کی طرف سے واقع ہو یا ایسے فعل سے جو نہرین کی طرف سے واقع ہو تو جو چیزیں عادت  
 کے موافق عورتوں کی ہوتی ہیں جیسے کرتیاں و لٹھنی و چرخہ و پٹارے وغیرہ تو یہ عورت کی ہونگی  
 الا ائس صورت میں نہونگی کہ شوہر اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کرے اور جو چیزیں عادت کے موافق  
 مردوں کی ہوتی ہیں جیسے تھیلا و ٹوپیاں و قبا و ٹپکا و پیٹی و کمان وغیرہ وہ مرد کی ہونگی الا ائس صورت میں  
 نہونگی کہ عورت اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کرے اور جو چیزیں عورت و مرد دونوں کی ہوتی ہیں جیسے  
 غلام و باندی و بچہ و سگے و بکریاں و بیل وغیرہ وہ مرد کے ہونگے الا ائس صورت میں نہونگے کہ عورت گواہ  
 قائم کرے کہ میری ملک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک دیکھ کر گیا اور اسکے وارثوں  
 اور یا تنہا زندہ کے درمیان اختلاف ہو تو بنا بر قول امام ابو حنیفہ و امام محمد کے جو چیزیں مردوں کے لائق ہوتی  
 ہیں وہ شوہر کی ہونگی اگر وہ زندہ ہو یا اسکے وارثوں کی ہونگی اگر مر گیا ہو اور جو چیزیں عورتوں کے لائق ہوتی  
 ہیں وہ عورت کی ہونگی اگر زندہ ہو یا وارثوں کی اگر مر گئی ہو اور جو چیزیں دونوں کے لائق ہوں وہ بنا بر  
 قول امام محمد کے شوہر کی ہونگی اگر زندہ ہو یا اسکے وارثوں کی اگر مر گیا ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ ایسی چیزیں دونوں  
 میں سے اسکی ہونگی جو زندہ رہ گیا ہو اور جو چیزیں تجارت کی ہوں اور مرد تجارت کرے نہ عورت نہ ہونگی اور کس  
 بھانستہ ہوں کہ یہ تاجر ہی تو پس شوہر کی ہونگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شوہر فردہ دونوں میں سے ایک آزاد  
 ہو اور دوسرا ملک ہو خواہ مجبور ہو یا نادون ہو یا ملک ہو تو جو کچھ اسباب آوہ اسی کا ہوگا جو آزاد ہو خواہ  
 شوہر ہو یا زوجہ ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر ملک مجبور ہو تو یہی حکم ہو اور اگر نادون یا ملک ہو تو وہی حکم  
 ہوگا جو دونوں کے آزاد ہونے کی صورت میں بیان ہوا ہو اور اگر دونوں میں سے ایک مسلمان یعنی شوہر مسلمان  
 ہو اور دوسرا یعنی عورت کافرہ کتا یہ ہو تو وہی حکم ہو جو دونوں کے مسلمان ہونے کی صورت میں مذکور ہوا ہو  
 اور اگر دونوں میں سے ایک عقیقہ و ایک بالغ ہو یا دونوں عقیقہ ہوں تو بعض روایات میں مذکور ہے کہ یہ دونوں  
 یکساں ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دونوں ملک یا دونوں ملک ہوں تو بھی اسباب خانہ داری میں  
 قول اسی طرح تفصیل کے ساتھ ہوگا جیسا کہ بیان کیا ہے یہ محیط میں ہے اور یہ سب امور میں جو چھنے بیان کیے ہیں  
 ہر حال اسی حکم پر رہے گی مکان کی وجہ سے انہیں کچھ فرق نہ ہوگا خواہ مکان مذکورین دونوں رہتے ہوں شوہر کی ملک ہو  
 یا جوہر کی ملک ہو اور اگر زوجہ کے سوا کسی دوسرے کسی عیال میں ہو مثلاً بہر اپنے یا بیہ کی عیال میں ہو یا باپ اپنی  
 اولاد کے عیال میں ہو یا اسکے مثل کوئی صورت ہو تو اشتباہ کے وقت اسباب خانہ ائس شخص کا ہوگا جسکے عیال میں  
 ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر شوہر کی کئی زوجہ ہوں اور مرد و عورت دونوں میں اسباب خانہ کی نسبت  
 اختلاف ہو پس اگر سب عورتیں ایک ہی شوہر میں ہوں تو جو چیزیں زبانہ کی ہوتی ہیں وہ (ان سب عورتوں میں  
 مساوی مشترک ہونگی اور اگر ہر عورت علیحدہ گھر میں ہو تو جو اسباب اس گھر میں ہوں اسی عورت اور شوہر کے

درمیان سو افق تفصیل مذکورہ سابقہ کے مشترک ہوگا اور کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ شریک نہ ہوگی یہ محض  
میں ہی اور اگر زوجہ نے کسی شمع کی نسبت اقرار کیا کہ میں نے اسکو اپنے شوہر سے خرید لیا تو وہ شمع شوہر کی  
ہوگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ گواہ قائم کرے اور اگر دونوں نے اس گھر کی بابت جہین دونوں دہتے ہیں  
اختلاف کیا کہ ہر ایک نے اسپر اپنا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہی شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے یا  
دونوں نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہوں پر حکم دیا جائیگا۔ اور اگر کوئی گھر ایک عورت اور ایک  
مرد کے قبضہ میں ہو اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہی اور یہ مرد میرا غلام ہی اور مرد نے گواہ قائم  
کیے کہ یہ گھر میرا ہی اور یہ عورت میری بیوی ہے تو عورت کے گواہوں نے اس سے ہر ارادہ پر نکاح کر کے اسکو پورا مرد یا بچہ دین  
مرد نے اسے گواہ قائم نہ کیے کہ میں آزاد آدمی ہوں تو حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اور یہ مرد دونوں عورت کی ملک میں  
اور ان دونوں میں نکاح نہیں ہوگا اگر مرد نے گواہ دینے کے لیے اصلی آزاد ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو مرد کی  
آزادی کا حکم ہوگا اور عورت کے ساتھ نکاح کا حکم ہوگا اور یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اس عورت کی ملک ہوگا  
فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایسے ایسا بیابان جو زمانہ ہوتا ہے دونوں نے اختلاف کیا اور دونوں نے  
اپنے گواہ قائم کیے تو شوہر کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ غیبا میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر کی روئی سے عورت  
کا تا بھر جدا کی ہوئے سے پہلے یا بعد جدا کی ہے اس صورت میں دونوں نے اختلاف کیا پس اگر مرد نے جو  
کو عورت کاٹنے کا حکم دیا ہو شادیوں کہا کہ اس روئی سے میرے واسطے عورت کاٹ دے تو عورت شوہر  
کا ہوگا اور عورت کی اسپر کہ اجرت نہ ہوگی لیکن اگر شوہر نے اپنے واسطے کوئی اجرت ہوا مقرر کر دی  
ہو تو عورت کو وہ اجرت ملے گی اور اگر شوہر نے اجرت قبول مقرر کی ہو یا یہ شرط کی ہو کہ عورت کو کچھ اور  
میں مشترک ہوگا تو عورت شوہر کا ہوگا اور عورت کے واسطے مرد پر اجرت مثل واجب ہوگا۔ اور اگر دونوں نے  
اجرت میں اختلاف کیا جتنا بچہ جوڑنے کہا کہ میں نے اجرت پر کاٹا ہی اور شوہر نے کہا کہ بلا اجرت تھا تو قسم  
کے ساتھ شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا ہو کہ تو اسکو اپنے واسطے کاٹ دے تو  
عورت عورت ہی کا ہوگا اور عورت پر کچھ واجب ہوگا اور اگر دونوں نے اختلاف کیا جتنا بچہ جوڑنے  
دعویٰ کیا کہ میں نے بچہ حکم دیا تھا کہ تو میرے واسطے عورت کاٹ دے اور عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے  
تو نے کہا تھا کہ اپنے واسطے عورت کاٹ دے تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور اگر یوں کہا کہ اس  
روئی کا عورت کاٹ نا کہ عورت ہمارے واسطے حاصل ہو تو عورت مرد ہی کا ہوگا اور عورت کے واسطے  
اجرت مثل واجب ہوگا اور اگر اسی قدر کہا کہ اسکا عورت کاٹ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو عورت شوہر کا ہوگا  
اور اگر عورت کو عورت کاٹنے سے منع کر دیا ہو مگر اس نے روئی لیکر عورت کاٹ لیا تو یہ غضب ہو پس عورت  
کا ہوگا اور عورت پر اس روئی کے مثل روئی شوہر کو دینی واجب ہوگی اور اگر اس صورت میں دونوں نے اختلاف  
کیا کہ شوہر نے کہا کہ تو نے میری اجازت سے عورت کاٹا ہی اور عورت نے کہا کہ بدوین تیری اجازت کے میں نے  
کاٹ لیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر روئی اپنے گھر لایا اور عورت سے کچھ نہیں کہا پھر عورت نے اسکا  
عورت کاٹ لیا پس اگر شوہر روئی فردش ہو تو عورت پر اس روئی کے مثل روئی واجب ہوگی اور عورت کا

۱۴  
 ۱۳  
 ۱۲  
 ۱۱  
 ۱۰  
 ۹  
 ۸  
 ۷  
 ۶  
 ۵  
 ۴  
 ۳  
 ۲  
 ۱

عورت کا ہونگا اور اگر وہ روٹی فروش نہ ہو پس اگر شوہر دعویٰ کرتا ہو کہ میں نے اجازت دی تھی تو شوہر کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر شوہر گھر میں گوشت لاوے اور عورت اسکی اسکو پکا دے تو طعام شوہر کا ہوتا ہو اور اسی طرح اگر کپڑے میں اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ تو نے جولاہہ کو کپڑا بننے کے واسطے سوت میری اجازت سے دیا ہو اور عورت نے کہا کہ بغیر اجازت دیا ہو تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور نکاح فتاویٰ ابو اللیث میں ہو کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی روٹی اسکی اجازت سے کاتی اور یہ دونوں اسکا کپڑا فروخت کیا کرتے تھے اور اسکے من سے اپنی ضرورت کا سامان خرید کرتے تھے اور دونوں نے تھان میں سے ٹوڑے کپڑے گھر کے بنائے تو یہ تھان اور جو چیز اسکے عوض خریدی گئی ہو سب مرد کی ہوئی سو اسے ان چیزوں کے جوہر دے عورت کے واسطے خریدی ہیں یا عادت سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ چیز شوہر نے عورت کے واسطے خریدی ہو تو یہ عورت کو ملیگی اور بیوع فتاویٰ ابو اللیث میں ہو کہ ایک مرد اپنی عورت کو اسکی ضرورت کی چیزیں دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی اسکو درم بھی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ان درموں سے روٹی خرید کر اسکا سوت کات پس عورت روٹی خرید کر کاتتی تھی پھر اسکا فروخت کر کے اسکے من سے خانہ داری کے اسباب خریدتی تھی تو یہ اسباب عورت کا ہونگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک عورت نے شوہر کے نام سے اسکی مندریل بنانے کے واسطے روٹی کا سوت کانا اور اسکا کپڑا اپنے جانے سے پہلے وہ عورت مر گئی تو یہ سوت اسکے شوہر کا ہوگا ایک شخص اپنی عورت کا تمام ہی یعنی اسکا خرچ اپنے بند و بست سے اٹھاتا ہو اور عورت کے واسطے جو رقم خریدتا ہو اور عورت اسکا سوت کاتتی تھی اور شوہر یہ سوت جولاہہ کو دیتا ہو چنانچہ ایسی عورت میں جولاہہ نے چند تھان بنے پھر شوہر وجوہ میں جدائی واقع ہوئی پس اگر عورت نے بدین غرض بنے ہوں کہ یہ فروخت کیے یا وین یا شوہر کے کپڑے بنائے جائیں تو یہ مرد کے ہونگا اور اگر عورت نے اپنے واسطے ایسا کیا ہو تو اسکے ہونگے یقینہ میں ہو

**آکھوان باب نکاح فاسد** اسکے احکام کے بیان میں جب نکاح فاسد واقع ہو تو شوہر دزد جرم میں قاضی تفریق کرا دینگا پس اگر ہنوز شوہر نے اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کے واسطے کچھ مہر ہوگا اور نہ عدت واجب ہوگی اور اگر اس عورت کے ساتھ وطی کر لی ہو تو عورت مذکورہ کو مہر ملی اور مہر مثل میں سے جو کم مقدار ہو ملے گی بشرطیکہ اس نکاح میں مہر ملی ہو گیا ہو اور اگر نکاح میں کچھ مہر قرار نہ پایا ہو تو عورت مذکورہ کو مہر مثل چاہے جس قدر ہو ملے گا اور عدت واجب ہوگی اور جماع وہ معتبر ہو جو فرج کی راہ سے ہو تاکہ مرد مذکور محقود علیہ بھر پاسنے والا ہو جاوے اور عدت اسوقت سے شمار ہوگی کہ جب قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی ہو اور یہ ہمارے علمائے شریف رحمہم اللہ کا مذہب ہے یہ محیط میں ہو۔ اور بیوع النوازل میں لکھا ہے کہ نکاح فاسد میں جو طلاق ہوتی ہو وہ متارکت یعنی باہم ایک دوسرے کو چھوڑ دینا ہو طلاق شرعی نہیں ہو چنانچہ قضاہ طلاق یعنی تین طلاق میں سے کوئی عدت نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو اور نکاح فاسد میں بعد دخول کے متارکت فقط بقول ہوتی ہو مثلاً یوں کہے کہ میں نے تیری راہ چھوڑ دی یا تجھے چھوڑ دیا اور خالی نکاح کے انکار سے متارکت ہوگی لیکن اگر انکار کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جا کر اپنا نکاح کر لے تو یہ متارکت ہوگی اور بعد دخول واقع ہونے کے ایک کے دوسرے کے پاس نہ جانے سے متارکت ہوگی اور صاحب المحیط نے فرمایا کہ قبل

یہاں  
نکاح  
فاسد  
میں  
اگر  
شوہر  
دعویٰ  
کرتا  
ہو  
کہ  
میں  
نے  
اجازت  
دی  
تھی  
تو  
شوہر  
کا  
قول  
قبول  
ہوگا  
چنانچہ  
اگر  
شوہر  
گھر  
میں  
گوشت  
لاوے  
اور  
عورت  
اسکی  
اسکو  
پکا  
دے  
تو  
طعام  
شوہر  
کا  
ہوتا  
ہو  
اور  
اسی  
طرح  
اگر  
کپڑے  
میں  
اختلاف  
کیا  
چنانچہ  
شوہر  
نے  
کہا  
کہ  
تو  
نے  
جولاہہ  
کو  
کپڑا  
بننے  
کے  
واسطے  
سوت  
میری  
اجازت  
سے  
دیا  
ہو  
اور  
عورت  
نے  
کہا  
کہ  
بغیر  
اجازت  
دیا  
ہو  
تو  
شوہر  
کا  
قول  
قبول  
ہوگا  
یہ  
فتاویٰ  
قاضیان  
میں  
ہو  
اور  
نکاح  
فتاویٰ  
ابو  
اللیث  
میں  
ہو  
کہ  
ایک  
عورت  
نے  
اپنے  
شوہر  
کی  
روٹی  
اسکی  
اجازت  
سے  
کاتی  
اور  
یہ  
دونوں  
اسکا  
کپڑا  
فروخت  
کیا  
کرتے  
تھے  
اور  
اسکے  
من  
سے  
اپنی  
ضرورت  
کا  
سامان  
خرید  
کرتے  
تھے  
اور  
دونوں  
نے  
تھان  
میں  
سے  
ٹوڑے  
کپڑے  
گھر  
کے  
بنائے  
تو  
یہ  
تھان  
اور  
جو  
چیز  
اسکے  
عوض  
خریدی  
گئی  
ہو  
سب  
مرد  
کی  
ہوئی  
سو  
اسے  
ان  
چیزوں  
کے  
جوہر  
دے  
عورت  
کے  
واسطے  
خریدی  
ہیں  
یا  
عادت  
سے  
یہ  
بات  
معلوم  
ہو  
کہ  
یہ  
چیز  
شوہر  
نے  
عورت  
کے  
واسطے  
خریدی  
ہو  
تو  
یہ  
عورت  
کو  
ملیگی  
اور  
بیوع  
فتاویٰ  
ابو  
اللیث  
میں  
ہو  
کہ  
ایک  
مرد  
اپنی  
عورت  
کو  
اسکی  
ضرورت  
کی  
چیزیں  
دیا  
کرتا  
تھا  
اور  
کبھی  
کبھی  
اسکو  
درم  
بھی  
دیتا  
تھا  
اور  
کہتا  
تھا  
کہ  
ان  
درموں  
سے  
روٹی  
خرید  
کر  
اسکا  
سوت  
کات  
پس  
عورت  
روٹی  
خرید  
کر  
کاتتی  
تھی  
پھر  
اسکا  
فروخت  
کر  
کے  
اسکے  
من  
سے  
خانہ  
داری  
کے  
اسباب  
خریدتی  
تھی  
تو  
یہ  
اسباب  
عورت  
کا  
ہونگا  
یہ  
ذخیرہ  
میں  
ہو۔  
ایک  
عورت  
نے  
شوہر  
کے  
نام  
سے  
اسکی  
مندریل  
بنانے  
کے  
واسطے  
روٹی  
کا  
سوت  
کانا  
اور  
اسکا  
کپڑا  
اپنے  
جانے  
سے  
پہلے  
وہ  
عورت  
مر  
گئی  
تو  
یہ  
سوت  
اسکے  
شوہر  
کا  
ہوگا  
ایک  
شخص  
اپنی  
عورت  
کا  
تمام  
ہی  
یعنی  
اسکا  
خرچ  
اپنے  
بند  
و  
بست  
سے  
اٹھاتا  
ہو  
اور  
عورت  
کے  
واسطے  
جو  
رقم  
خریدتا  
ہو  
اور  
عورت  
اسکا  
سوت  
کاتتی  
تھی  
اور  
شوہر  
یہ  
سوت  
جولاہہ  
کو  
دیتا  
ہو  
چنانچہ  
ایسی  
عورت  
میں  
جولاہہ  
نے  
چند  
تھان  
بنے  
پھر  
شوہر  
وجوہ  
میں  
جدائی  
واقع  
ہوئی  
پس  
اگر  
عورت  
نے  
بدین  
غرض  
بنے  
ہوں  
کہ  
یہ  
فروخت  
کیے  
یا  
وین  
یا  
شوہر  
کے  
کپڑے  
بنائے  
جائیں  
تو  
یہ  
مرد  
کے  
ہونگا  
اور  
اگر  
عورت  
نے  
اپنے  
واسطے  
ایسا  
کیا  
ہو  
تو  
اسکے  
ہونگے  
یقینہ  
میں  
ہو  
آکھوان  
باب  
نکاح  
فاسد  
اسکے  
احکام  
کے  
بیان  
میں  
جب  
نکاح  
فاسد  
واقع  
ہو  
تو  
شوہر  
دزد  
جرم  
میں  
قاضی  
تفریق  
کرا  
دینگا  
پس  
اگر  
ہنوز  
شوہر  
نے  
اسکے  
ساتھ  
دخول  
نہ  
کیا  
ہو  
تو  
عورت  
کے  
واسطے  
کچھ  
مہر  
ہوگا  
اور  
نہ  
عدت  
واجب  
ہوگی  
اور  
اگر  
اس  
عورت  
کے  
ساتھ  
وطی  
کر  
لی  
ہو  
تو  
عورت  
مذکورہ  
کو  
مہر  
ملی  
اور  
مہر  
مثل  
میں  
سے  
جو  
کم  
مقدار  
ہو  
ملیگی  
بشرطیکہ  
اس  
نکاح  
میں  
مہر  
ملی  
ہو  
گیا  
ہو  
اور  
اگر  
نکاح  
میں  
کچھ  
مہر  
قرار  
نہ  
پایا  
ہو  
تو  
عورت  
مذکورہ  
کو  
مہر  
مثل  
چاہے  
جس  
قدر  
ہو  
ملیگا  
اور  
عدت  
واجب  
ہوگی  
اور  
جماع  
وہ  
معتبر  
ہو  
جو  
فرج  
کی  
راہ  
سے  
ہو  
تاکہ  
مرد  
مذکور  
محقوق  
علیہ  
بھر  
پاسنے  
والا  
ہو  
جاوے  
اور  
عدت  
اسوقت  
سے  
شمار  
ہوگی  
کہ  
جب  
قاضی  
نے  
دونوں  
میں  
تفریق  
کر  
دی  
ہو  
اور  
یہ  
ہمارے  
علمائے  
شریف  
رحمہم  
اللہ  
کا  
مذہب  
ہے  
یہ  
محیط  
میں  
ہو۔  
اور  
بیوع  
النوازل  
میں  
لکھا  
ہے  
کہ  
نکاح  
فاسد  
میں  
جو  
طلاق  
ہوتی  
ہو  
وہ  
متارکت  
یعنی  
باہم  
ایک  
دوسرے  
کو  
چھوڑ  
دینا  
ہو  
طلاق  
شرعی  
نہیں  
ہو  
چنانچہ  
قضاہ  
طلاق  
یعنی  
تین  
طلاق  
میں  
سے  
کوئی  
عدت  
نہ  
ہوگا  
یہ  
خلاصہ  
میں  
ہو  
اور  
نکاح  
فاسد  
میں  
بعد  
دخول  
کے  
متارکت  
فقط  
بقول  
ہوتی  
ہو  
مثلاً  
یوں  
کہے  
کہ  
میں  
نے  
تیری  
راہ  
چھوڑ  
دی  
یا  
تجھے  
چھوڑ  
دیا  
اور  
خالی  
نکاح  
کے  
انکار  
سے  
متارکت  
ہوگی  
لیکن  
اگر  
انکار  
کے  
ساتھ  
یہ  
بھی  
کہا  
کہ  
تو  
جا  
کر  
اپنا  
نکاح  
کر  
لے  
تو  
یہ  
متارکت  
ہوگی  
اور  
بعد  
دخول  
واقع  
ہونے  
کے  
ایک  
کے  
دوسرے  
کے  
پاس  
نہ  
جانے  
سے  
متارکت  
ہوگی  
اور  
صاحب  
المحیط  
نے  
فرمایا  
کہ  
قبل

و دخول کے بھی متاثر کتب بدولت قول کے تحت نہیں ہوتی ہر دو دن میں سے ہر ایک کو بدولت حضور کی دوسرے کے شیعہ نہیں ہوتا اور یہاں سے اختیار ہوتا ہے اور یہاں سے دخول واقع ہونے کے بدولت دوسرے کی حضور کی شیعہ نکاح کا اختیار نہیں رہتا تاویہ و چیز کروری میں ہو اور دونوں میں سے جو متاثر نہیں ہوا اسکا آگاہ ہونا متاثر کتب صحیح ہونے کے واسطے شرط ہے اور یہی صحیح ہو چکا ہے اگر اسکو آگاہی نہ ہوئی تو عورت کی عدت متعین نہ ہوگی یہ قید نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ عورت کا متاثر کتب سے آگاہ ہونا شرط نہیں ہے جیسے کہ طلاق میں شرط نہیں ہے اور عدت و فوات کی نکاح فاسد میں واجب نہیں ہوتی ہر دو دن نفقہ واجب ہوتا ہے اور اگر نکاح فاسد میں نفقہ سے صحیح کر لے تو جائز نہیں ہے یہ و چیز کروری میں ہو۔ اور نکاح فاسد سے جو اولاد پیدا ہوا اسکا نسب ثابت رہتا ہے اور دخول کے وقت سے ابام مجھ کے نزدیک نسب کے واسطے عدت شمار کی جائیگی اور فقیر ابو اللہ نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ بین میں ہو اور نکاح فاسد میں دخول سے پہلے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا ہو چکا ہے اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا پھر اسکی مان کو بشعوت پیدا ہو اس عورت کا منکوحہ ہو کر دیا تو اسکا اختیار ہوگا چاہے اسکی مان سے نکاح کر لے یہ قلام میں ہے اگر اپنی جوہر کو خریدتا تو نکاح فاسد ہو جائیگا بخلاف قلام بدولت کے اگر (اسے اپنی جوہر کو خریدتا تو یہ حکم نہیں ہے یہ سراج میں ہے۔ اور نکاح فاسد میں دخول کرنے سے ضمن شوگا اور اگر بعد تفریق کے اس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی یہ سراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر نکاح فاسد عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ خلوت کی پھر اسکی بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے دخول سے انکار کیا تو امام ابو یوسف سے دور وائیں ہیں ایک روایت میں فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مرد و عدت واجب ہوگی اور دوسری روایت میں فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مرد و عدت واجب نہ ہوگی اور اگر مرد نے اس کے ساتھ خلوت نہ کی ہو تو بچہ مرد کو رکھ کر لازم ہوگا چنانچہ میں نے ایک شخص اپنی باکرہ جوہر کے پاس سے برسوں غائب رہا اور عورت نہ گھر نہ گئی مرد سے نکاح کر لیا اور کسی بچہ پیدا ہوا یہ با عورت گرفتار ہو گئی اور عربی کافر نے اس سے نکاح کیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے با عورت مذکورہ نے طلاق کا دعوے کر کے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یا اسکو اس کے شوہر کی موت کی خبر ہو چکی اور اس نے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو امام جعفر کے نزدیک یہ اولاد پہلے شوہر کی اولاد کی خواہ پہلا شوہر انکی نفی کرے یا دعوے کرے خواہ دوسرا شوہر نفی کرے یا دعوے کرے خواہ چوتھے عین سے کم میں جنی یا دوسرے سے زیادہ میں اور دوسرے شوہر کو روا ہوگا کہ اسے مالی کی زکوٰۃ ان اولاد کو دے اور اگر انھوں نے دوسرے شوہر کے واسطے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ و چیز کروری میں ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر جرحانی نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ اسی اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی اور امام نے اس قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی پر فتوے ہو چکے ہیں اور یہی فتاویٰ قاضی خان دوسرا جہ میں ہے اور اسی پر صدر الشہید نے فتویٰ دیا ہے اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ فتوے اس قول پر ہے کہ یہ اولاد اول کی ہوگی اس واسطے کہ نص سے یہ ثابت ہے کہ اولاد اسکی ہوتی ہے جبکہ فراش ہے۔ اور اگر اس صورت میں شوہر اول موجود ہوا وہ باقی مسئلہ بحال ہو تو اولاد پہلے خاوند کی ہوگی یہ و چیز کروری میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس عورت کو اسقاط ہوا کہ جسکی خلعت ظاہر ہو گئی تھی اور یہ اسقاط نکاح سے چارہینہ پہنچا تو بچہ نہ پڑا اور چارہینہ سے ایک و بچہ کم ہو کر چارہینہ

یہاں سے اختیار ہوتا ہے اور یہاں سے دخول واقع ہونے کے بدولت دوسرے کی حضور کی شیعہ نکاح کا اختیار نہیں رہتا تاویہ و چیز کروری میں ہو اور دونوں میں سے جو متاثر نہیں ہوا اسکا آگاہ ہونا متاثر کتب صحیح ہونے کے واسطے شرط ہے اور یہی صحیح ہو چکا ہے اگر اسکو آگاہی نہ ہوئی تو عورت کی عدت متعین نہ ہوگی یہ قید نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ عورت کا متاثر کتب سے آگاہ ہونا شرط نہیں ہے جیسے کہ طلاق میں شرط نہیں ہے اور عدت و فوات کی نکاح فاسد میں واجب نہیں ہوتی ہر دو دن نفقہ واجب ہوتا ہے اور اگر نکاح فاسد میں نفقہ سے صحیح کر لے تو جائز نہیں ہے یہ و چیز کروری میں ہو۔ اور نکاح فاسد سے جو اولاد پیدا ہوا اسکا نسب ثابت رہتا ہے اور دخول کے وقت سے ابام مجھ کے نزدیک نسب کے واسطے عدت شمار کی جائیگی اور فقیر ابو اللہ نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ بین میں ہو اور نکاح فاسد میں دخول سے پہلے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا ہو چکا ہے اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا پھر اسکی مان کو بشعوت پیدا ہو اس عورت کا منکوحہ ہو کر دیا تو اسکا اختیار ہوگا چاہے اسکی مان سے نکاح کر لے یہ قلام میں ہے اگر اپنی جوہر کو خریدتا تو نکاح فاسد ہو جائیگا بخلاف قلام بدولت کے اگر (اسے اپنی جوہر کو خریدتا تو یہ حکم نہیں ہے یہ سراج میں ہے۔ اور نکاح فاسد میں دخول کرنے سے ضمن شوگا اور اگر بعد تفریق کے اس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی یہ سراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر نکاح فاسد عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ خلوت کی پھر اسکی بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے دخول سے انکار کیا تو امام ابو یوسف سے دور وائیں ہیں ایک روایت میں فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مرد و عدت واجب ہوگی اور دوسری روایت میں فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مرد و عدت واجب نہ ہوگی اور اگر مرد نے اس کے ساتھ خلوت نہ کی ہو تو بچہ مرد کو رکھ کر لازم ہوگا چنانچہ میں نے ایک شخص اپنی باکرہ جوہر کے پاس سے برسوں غائب رہا اور عورت نہ گھر نہ گئی مرد سے نکاح کر لیا اور کسی بچہ پیدا ہوا یہ با عورت گرفتار ہو گئی اور عربی کافر نے اس سے نکاح کیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے با عورت مذکورہ نے طلاق کا دعوے کر کے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یا اسکو اس کے شوہر کی موت کی خبر ہو چکی اور اس نے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو امام جعفر کے نزدیک یہ اولاد پہلے شوہر کی اولاد کی خواہ پہلا شوہر انکی نفی کرے یا دعوے کرے خواہ دوسرا شوہر نفی کرے یا دعوے کرے خواہ چوتھے عین سے کم میں جنی یا دوسرے سے زیادہ میں اور دوسرے شوہر کو روا ہوگا کہ اسے مالی کی زکوٰۃ ان اولاد کو دے اور اگر انھوں نے دوسرے شوہر کے واسطے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ و چیز کروری میں ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر جرحانی نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ اسی اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی اور امام نے اس قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی پر فتوے ہو چکے ہیں اور یہی فتاویٰ قاضی خان دوسرا جہ میں ہے اور اسی پر صدر الشہید نے فتویٰ دیا ہے اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ فتوے اس قول پر ہے کہ یہ اولاد اول کی ہوگی اس واسطے کہ نص سے یہ ثابت ہے کہ اولاد اسکی ہوتی ہے جبکہ فراش ہے۔ اور اگر اس صورت میں شوہر اول موجود ہوا وہ باقی مسئلہ بحال ہو تو اولاد پہلے خاوند کی ہوگی یہ و چیز کروری میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس عورت کو اسقاط ہوا کہ جسکی خلعت ظاہر ہو گئی تھی اور یہ اسقاط نکاح سے چارہینہ پہنچا تو بچہ نہ پڑا اور چارہینہ سے ایک و بچہ کم ہو کر چارہینہ





پھر اس کے بعد عورت مذکورہ اس غلام سے کہیں باقی نہیں لے سکتی ہو اور قرض خواہ بعد اسکے آزاد ہو جانے کے اپنا  
 باقی قرضہ لے سکتا ہو یہ قضا و سنت کا ضعیف خیال میں ہو۔ اور مولے کو اپنے سب مال و کون پر نکاح کے واسطے چاہ کر  
 کا اختیار ہو سوائے ایسے غلام یا باندی کے جسکو مکاتبہ کر دیا ہو کذا فی القابیل میں مکاتبہ و مکاتبہ نکاح کے  
 واسطے مجبور نہیں کیے جاسکتے ہیں اگرچہ ضعیفہ وہ ان اور فیہ مسئلہ نہایت غریب مسائل میں سے ہو کہ امر نکاح میں  
 ضعیفہ و ضعیفہ کی ریسے کا اعتبار کیا گیا ہو حتیٰ کہ شایع ہے فرمایا کہ اگر مولے نے ان دونوں کا نکاح کیا تو ان  
 دونوں کی اجازت پر موقوف ہوگا اور پھر اگر دونوں بالی اور اگر کے آزاد ہو گئے تو جب تک دونوں ضعیفہ ہیں  
 تب تک انکی رائے کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ تنہا مولیٰ کی رائے و رضائی کی رائے معتبر ہوگی پیچیدہ ہیں۔ اور اگر مولے نے  
 مکاتبہ ضعیفہ کا نکاح کیا پھر وہ بالی کتابت اور کرے سے پہلے نکاح پر راضی ہو گئی اور اجازت و پیری پھر بالی  
 اور اگر کے آزاد ہو گئی تو بے احوال اس کا خیال نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ ضعیفہ ہو پھر سبب باندہ ہوگی تو وقت باوجود  
 کے اسکو اختیار حق حاصل ہوگا یہ کافی میں ہو اور اگر اس مکاتبہ سے نکاح کی اجازت دی اور نہ ہو کیا پھر  
 کہ غائب ہو گئی اور بقیہ کر دی گئی تو نکاح مذکور باطل ہو جائیگا چنانچہ اگر پھر اس نے اجازت دی تو کچھ کارآمد  
 نہوگی اور اگر چاہے مکاتبہ باندی کے مکاتبہ غلام ضعیفہ کہ مولے نے بدوین اسکی اجازت کے کسی عورت سے  
 اسکا نکاح کیا پھر وہ عاجز ہو کر بقیہ کر دیا گیا تو نکاح باطل نہ ہوگا بلکہ اس کی اجازت پر موقوف رہے گا چاہے  
 میں ہو اور نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد کو بھی شامل ہو اور یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین کے  
 نزدیک فقط نکاح صحیح پر ہوگا یہ تبیین میں ہے پس اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا پھر چاہے نکاح صحیح  
 اس سے نکاح کر لے اور مولے سے دوبارہ اجازت نہیں لی تو امام اعظم کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہ ہوگا  
 اس واسطے کہ نکاح فاسد کر لینے پر اجازت پوری ہو گئی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے مطلقاً نکاح  
 کر لینے کی اجازت دی پس اس نے نکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کر لیا تو امام  
 اعظم کے نزدیک غلام مذکور پرست احوال ضرور ہوگا کذا فی المحیط چنانچہ اگر مولے نے ادایا جائے تو غلام مذکور  
 کوئی احوال فروخت کر کے مہر دیا جائیگا بخلاف ہما جہیز کے کہ بعد ازاری کے ماحضہ ہوگا اور اگر مولے نے  
 صحیحاً اسکو نکاح فاسد کی اجازت دی ہو تو نکاح فاسد کے دخول کر لینے سے بالاتفاق بے احوال اس پر  
 لازم ہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر اپنے غلام کو مطلقاً نکاح کی اجازت دی پس اس نے دو عورتوں سے  
 ایک عقد میں نکاح کیا تو دونوں میں سے کوئی عورت جائز نہ ہوگی الا اس عورت میں کہ اجازت کے ساتھ  
 کوئی ایسی بات پائی جائے جس سے عام اجازت ہو نامائست ہو مثلاً یوں کہا کہ جس قدر عورتوں سے میرا  
 جی چاہے نکاح کرے یا اس کے مثل الفاظ بیان کیے تو البتہ ہو سکتا ہے کہ اجازت عام ہوگی پس دو عورتوں سے  
 نکاح کر سکتا ہو اور اگر مولے نے نکاح کے بعد کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ دو عورتوں سے چاہے نکاح کر لے تو  
 دونوں کا نکاح جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر غلام یا باندی نے بدوین اجازت مولے کے نکاح کیا پھر  
 قبل دخول کے مولے نے اجازت دی یا بعد دخول کے اجازت دی تو ایک ہی یعنی ہمیں واجب ہوگا اور اگر قبل اجازت  
 کے غلام نے طلاق دی تو وقت باطل ہو جائیگا یہ کتاب میں ہے۔ اور باندی کا جو کچھ ضرور لازم آوے وہ مولیٰ کا ہوگا

پھر اس کے بعد عورت مذکورہ اس غلام سے کہیں باقی نہیں لے سکتی ہو اور قرض خواہ بعد اسکے آزاد ہو جانے کے اپنا باقی قرضہ لے سکتا ہو یہ قضا و سنت کا ضعیف خیال میں ہو۔ اور مولے کو اپنے سب مال و کون پر نکاح کے واسطے چاہ کر کا اختیار ہو سوائے ایسے غلام یا باندی کے جسکو مکاتبہ کر دیا ہو کذا فی القابیل میں مکاتبہ و مکاتبہ نکاح کے واسطے مجبور نہیں کیے جاسکتے ہیں اگرچہ ضعیفہ وہ ان اور فیہ مسئلہ نہایت غریب مسائل میں سے ہو کہ امر نکاح میں ضعیفہ و ضعیفہ کی ریسے کا اعتبار کیا گیا ہو حتیٰ کہ شایع ہے فرمایا کہ اگر مولے نے ان دونوں کا نکاح کیا تو ان دونوں کی اجازت پر موقوف ہوگا اور پھر اگر دونوں بالی اور اگر کے آزاد ہو گئے تو جب تک دونوں ضعیفہ ہیں تب تک انکی رائے کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ تنہا مولیٰ کی رائے و رضائی کی رائے معتبر ہوگی پیچیدہ ہیں۔ اور اگر مولے نے مکاتبہ ضعیفہ کا نکاح کیا پھر وہ بالی کتابت اور کرے سے پہلے نکاح پر راضی ہو گئی اور اجازت و پیری پھر بالی اور اگر کے آزاد ہو گئی تو بے احوال اس کا خیال نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ ضعیفہ ہو پھر سبب باندہ ہوگی تو وقت باوجود کے اسکو اختیار حق حاصل ہوگا یہ کافی میں ہو اور اگر اس مکاتبہ سے نکاح کی اجازت دی اور نہ ہو کیا پھر کہ غائب ہو گئی اور بقیہ کر دی گئی تو نکاح مذکور باطل ہو جائیگا چنانچہ اگر پھر اس نے اجازت دی تو کچھ کارآمد نہوگی اور اگر چاہے مکاتبہ باندی کے مکاتبہ غلام ضعیفہ کہ مولے نے بدوین اسکی اجازت کے کسی عورت سے اسکا نکاح کیا پھر وہ عاجز ہو کر بقیہ کر دیا گیا تو نکاح باطل نہ ہوگا بلکہ اس کی اجازت پر موقوف رہے گا چاہے میں ہو اور نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد کو بھی شامل ہو اور یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک فقط نکاح صحیح پر ہوگا یہ تبیین میں ہے پس اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا پھر چاہے نکاح صحیح اس سے نکاح کر لے اور مولے سے دوبارہ اجازت نہیں لی تو امام اعظم کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اس واسطے کہ نکاح فاسد کر لینے پر اجازت پوری ہو گئی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے مطلقاً نکاح کر لینے کی اجازت دی پس اس نے نکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کر لیا تو امام اعظم کے نزدیک غلام مذکور پرست احوال ضرور ہوگا کذا فی المحیط چنانچہ اگر مولے نے ادایا جائے تو غلام مذکور کوئی احوال فروخت کر کے مہر دیا جائیگا بخلاف ہما جہیز کے کہ بعد ازاری کے ماحضہ ہوگا اور اگر مولے نے صحیحاً اسکو نکاح فاسد کی اجازت دی ہو تو نکاح فاسد کے دخول کر لینے سے بالاتفاق بے احوال اس پر لازم ہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر اپنے غلام کو مطلقاً نکاح کی اجازت دی پس اس نے دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا تو دونوں میں سے کوئی عورت جائز نہ ہوگی الا اس عورت میں کہ اجازت کے ساتھ کوئی ایسی بات پائی جائے جس سے عام اجازت ہو نامائست ہو مثلاً یوں کہا کہ جس قدر عورتوں سے میرا جی چاہے نکاح کرے یا اس کے مثل الفاظ بیان کیے تو البتہ ہو سکتا ہے کہ اجازت عام ہوگی پس دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہو اور اگر مولے نے نکاح کے بعد کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ دو عورتوں سے چاہے نکاح کر لے تو دونوں کا نکاح جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر غلام یا باندی نے بدوین اجازت مولے کے نکاح کیا پھر قبل دخول کے مولے نے اجازت دی یا بعد دخول کے اجازت دی تو ایک ہی یعنی ہمیں واجب ہوگا اور اگر قبل اجازت کے غلام نے طلاق دی تو وقت باطل ہو جائیگا یہ کتاب میں ہے۔ اور باندی کا جو کچھ ضرور لازم آوے وہ مولیٰ کا ہوگا



اس شرط پر کہ توجہ اختیار کرے تو اس کے اختیار کرنے پر عقد لازم ہوگا اور اس کے کچھ نہ ملے گا اور اگر کہا کہ توجہ  
 اختیار کرے اور تیرے واسطے پاس دوسرے تیرے ہر مین زیادہ ہیں تو صحیح ہو اور یہ زیادتی موملے کے واسطے  
 ہوگی یہ مجبوظہر خسی میں ہو۔ اور اگر باندی نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پھر موملے نے گواہوں کے حضور میں  
 اجازت دی تو نکاح صحیح نہ ہوگا یہ کافی میں ہو۔ باب و دادا و وصی و قاضی و مکتب و شریک مفاد فیہ یہ سب  
 لوگ باندی کے نکاح کر دینے کے مجاز ہیں اور غلام کا نکاح نہیں کر سکتے ہیں اور غلام مافون و طفل مافون و  
 مضارب و شریک عنان امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک باندی کا نکاح نہیں کر سکتے ہیں اور اگر باپ نے یا  
 وصی نے صغیر کی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو نہیں جائز ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر اپنی باندی  
 کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو عورت کا ہر اسپر لازم ہوگا یہ مجبوز میں ہو۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح  
 اپنے غلام کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس عورت کے امر طلاق کا اختیار میرے ہاتھ میں ہو جب یا ہوگا طلاق  
 دید و نکاح پس اگر موملے نے ابتدائی اور کہا کہ میں نے اس باندی کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس  
 باندی کے امر طلاق کا اختیار میرے قبضہ میں ہو جب یا ہوگا طلاق دید و نکاح اس کے قبول کیا تو صحیح  
 ہو اور اختیار طلاق موملے کے قبضہ میں ہوگا اور اگر غلام نے ابتدائی اور کہا کہ اپنی باندی کا نکاح  
 میرے ساتھ کرے بدین شرط کہ طلاق کا اختیار تیرے قبضہ میں ہو جب تیرا ہی چاہے طلاق دید و نکاح پس  
 موملے نے نکاح کر دیا تو امر طلاق کا اختیار موملے کے قبضہ میں ہوگا یہ وجہ ضروری میں ہو۔ اور اگر باپ نے  
 پسری کی باندی کا نکاح پسری کے غلام سے کر دیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور آئین امام فرماتے  
 خلاف کیا ہو اور اس وجہ سے امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کہ ایسی صورت میں ہر غلام کی گردن سے طلاق  
 نہیں ہوتا ہو اور نہ اس میں صغیر ہو پس باب کو اختیار ہوگا یہ مجبوظہر خسی میں ہو۔ اور اگر غلام نے یا مکتب نے  
 یا دبیر نے یا ام ولد کے پیشتر بدوئی اجازت منولی کے نکاح کیا پھر قتل اجازت موملے کے اسکو تو طلاق  
 دیدین تو یہ طلاق بجنہ متارکت نکاح ہے اور در حقیقت طلاق نہیں ہوئی کہ عدو طلاق میں سے کچھ کم ہوگا  
 اور اگر بعد طلاق کے اس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر طلاق کے بعد موملے نے اجازت  
 دی تو کچھ کار آمد نہ ہوگی اور اگر ایسی طلاق کے بعد موملے نے اجازت دی کہ اسی عورت سے نکاح کرے تو  
 میرے نزدیک نکاح کر لینا مکروہ ہے لیکن اگر نکاح کر لیا تو مین دونوں میں تفریق نہ کر دینا یہ فیض میں ہو اور  
 اگر باندی دو شخصوں میں مشترک ہو پھر ایک موملے نے اسکا کسی سے نکاح کر دیا اور شوہر نے اس کے ساتھ  
 دخول کیا تو دوسرے موملے کو اختیار ہوگا کہ نکاح توڑ دے پس اگر نکاح توڑ دیا تو باندی مذکورہ کو نصف  
 ہر المثل ملے گا اور جس موملے نے نکاح کر دیا ہو اسکو نصف بھی و نصف ہر المثل دونوں میں سے کم مقدار ملے گی  
 یہ ظہیر یہ میں ہو ایک باندی بھول الفص ہے اسنے اپنے شوہر کے باپ کے واسطے اقرار کیا کہ میں اسکی بیعت ہوئی  
 اور شوہر نے کہا کہ یہ پہلی حرہ ہو پھر باپ مر گیا تو نکاح فسخ ہو جائیگا یہ عتاب میں ہو۔ ایک باندی  
 بدوئی اجازت دے کے نکاح کیا پھر موملے نے اسکو فروخت کیا پھر مشتری نے نکاح کی اجازت دیدی اور شوہر  
 نے اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو تو صحیح ہو ورنہ نہیں اسواسطے کہ مشتری کے حق میں یہ باندی اسبب خبر پر

اور اگر باپ نے یا وصی نے صغیر کی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس عورت کے امر طلاق کا اختیار میرے قبضہ میں ہو جب یا ہوگا طلاق دید و نکاح پس اگر موملے نے ابتدائی اور کہا کہ میں نے اس باندی کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس باندی کے امر طلاق کا اختیار میرے قبضہ میں ہو جب یا ہوگا طلاق دید و نکاح اس کے قبول کیا تو صحیح ہو اور اختیار طلاق موملے کے قبضہ میں ہوگا اور اگر غلام نے ابتدائی اور کہا کہ اپنی باندی کا نکاح میرے ساتھ کرے بدین شرط کہ طلاق کا اختیار تیرے قبضہ میں ہو جب تیرا ہی چاہے طلاق دید و نکاح پس موملے نے نکاح کر دیا تو امر طلاق کا اختیار موملے کے قبضہ میں ہوگا یہ وجہ ضروری میں ہو۔ اور اگر باپ نے پسری کی باندی کا نکاح پسری کے غلام سے کر دیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور آئین امام فرماتے خلاف کیا ہو اور اس وجہ سے امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کہ ایسی صورت میں ہر غلام کی گردن سے طلاق نہیں ہوتا ہو اور نہ اس میں صغیر ہو پس باب کو اختیار ہوگا یہ مجبوظہر خسی میں ہو۔ اور اگر غلام نے یا مکتب نے یا دبیر نے یا ام ولد کے پیشتر بدوئی اجازت منولی کے نکاح کیا پھر قتل اجازت موملے کے اسکو تو طلاق دیدین تو یہ طلاق بجنہ متارکت نکاح ہے اور در حقیقت طلاق نہیں ہوئی کہ عدو طلاق میں سے کچھ کم ہوگا اور اگر بعد طلاق کے اس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر طلاق کے بعد موملے نے اجازت دی تو کچھ کار آمد نہ ہوگی اور اگر ایسی طلاق کے بعد موملے نے اجازت دی کہ اسی عورت سے نکاح کرے تو میرے نزدیک نکاح کر لینا مکروہ ہے لیکن اگر نکاح کر لیا تو مین دونوں میں تفریق نہ کر دینا یہ فیض میں ہو اور اگر باندی دو شخصوں میں مشترک ہو پھر ایک موملے نے اسکا کسی سے نکاح کر دیا اور شوہر نے اس کے ساتھ دخول کیا تو دوسرے موملے کو اختیار ہوگا کہ نکاح توڑ دے پس اگر نکاح توڑ دیا تو باندی مذکورہ کو نصف ہر المثل ملے گا اور جس موملے نے نکاح کر دیا ہو اسکو نصف بھی و نصف ہر المثل دونوں میں سے کم مقدار ملے گی یہ ظہیر یہ میں ہو ایک باندی بھول الفص ہے اسنے اپنے شوہر کے باپ کے واسطے اقرار کیا کہ میں اسکی بیعت ہوئی اور شوہر نے کہا کہ یہ پہلی حرہ ہو پھر باپ مر گیا تو نکاح فسخ ہو جائیگا یہ عتاب میں ہو۔ ایک باندی بدوئی اجازت دے کے نکاح کیا پھر موملے نے اسکو فروخت کیا پھر مشتری نے نکاح کی اجازت دیدی اور شوہر نے اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو تو صحیح ہو ورنہ نہیں اسواسطے کہ مشتری کے حق میں یہ باندی اسبب خبر پر



ہلال ہوگی اور حالت طبعی جب حالت موقوفہ پر طاری ہوگی تو بابت موقوفہ کو باطل کر دیتی ہوگی اگر کسی ایسا شخص ہو جسکو اس باندی سے وطنی کرنا ہلال ہی ہو تو نکاح نہ کرے مطلقاً جائز ہوگا یہ و نیز اگر وہی بن ہو اور اسی طرح مکاتیب باندی نے اگر بغیر اجازت مولے کے نکاح کیا پھر مولیٰ درگیا پھر وارث نے اس کے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور مکاتیب کا نکاح با اجازت وارث جائز ہے یہ علامہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرے پس اسے باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے اس کے مولے کی اجازت سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو جائز ہے اور یہ غلام ان خواتین کے مولے کا ہو جائیگا۔ اور اگر عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو نہیں جائز ہے اور اسی طرح اگر مکاتیب سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو بھی نہیں جائز ہے اور یہ سب اس وقت ہو کہ غلام کو یہ اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر کسی عورت سے نکاح کرے اور اگر صرف یہ اجازت دی کہ کسی عورت سے نکاح کرے اور یہ نہ کہا کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرے پس اسے آزادہ یا مکاتیب یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو اسکا نام اس کی قیمت پر نکاح جائز ہوگا یہ خطاطین نے فرمایا جو اس وقت ہو کہ اس کی قیمت ہر مثل کے برابر ہو یا اس قدر زیادہ ہو کہ بقدر لوگ اپنے اندازہ میں خسارہ اٹھاتے ہیں اور اگر اس قدر زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ میں ایسا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو نہیں جائز ہے حتیٰ کہ اگر اس صورت میں عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو تو غلام مذکور سے ہر کام مطالبہ نہ کیا جائیگا یا نکاح کہ غلام مذکور آزاد ہو جائے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اپنے مکاتیب یا مدبرہ کو اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرے پس اسے اپنے رقبہ پر باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو جائز ہے اور اسی طرح اگر آزادہ یا مکاتیب سے نکاح کیا تو بھی جائز ہے پھر جب نکاح جائز ہو تو مکاتیب یا مدبرہ واجب ہوگا کہ اپنی قیمت کی قدر معاہدہ کرے اور اگر اسے ایک غلام نے آزادہ یا باندی یا مکاتیب یا ام ولد یا مدبرہ سے بدون اجازت مولیٰ کے اپنے رقبہ پر نکاح کیا پھر مولے کو یہ خبر پہنچی اور اس نے اجازت دیدی پس اگر اس نے باندی یا ام ولد یا مدبرہ سے نکاح کیا ہو تو مولے کی اجازت کارآمد ہوگی اور نکاح صحیح ہوگا اور اگر آزادہ یا مکاتیب سے نکاح کیا ہو تو اجازت کارآمد ہوگی اور اگر اس نے کسی آزاد عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کر کے دخول کر لیا ہو تو غلام پر اپنی قیمت اور عورت کے ہر مثل دوہون میں سے کم مقدار لازم ہوگی پھر اس کے بعد مکاتیب یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کر کے دخول کر لیا ہو تو یہ مقدار ہر کی اس کے گردن پر قرضہ ہوگی کہ اس کے واسطے غلام فروخت کیا جائیگا الا یہ کہ مولے اس قدر دیدے اور اگر مولیٰ کی اجازت نکاح دینے سے پہلے غلام نے اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو تو غلام بعد آزادی کے اس مقدار کے لیے جو اس کے ذمہ لازم آئی ہو یا خود ہوگا۔ اور اگر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کر لیا پس اگر مولے کی اجازت دینے کے بعد دخول کیا ہو تو ہر مثل ہی لازم ہوگا یعنی رقبہ غلام مذکور پس یہ غلام اس عورت کے مولے کا ہو جائیگا اور اگر اپنے مولے کی اجازت دینے سے پہلے دخول کر لیا ہو تو بھی یہی حکم ہے کہ ہر مثل ہی واجب ہوگا یعنی یہ غلام مذکور اس عورت کے مولیٰ کا ہو جائیگا اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم مذکور بدلیل استسنان ہو چھیط میں ہے ایک غلام نے بدون اجازت مولے کے ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے نکاح کیا پھر مولے نے دونوں کے نکاح کی اجازت دی تو آزادہ کو نکاح جائز ہوگا

فتاویٰ ہندیہ کنیا نکاح باب نم نکاح مملوک

اور اگر آزادہ سے نکاح کیا پھر باندی سے نکاح کیا پھر موملے نے دو لون نکاحوں کی اجازت دی تو امام اعظم  
 کے نزدیک آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اسی طرح اگر غلام نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے  
 پھر ایک عورت سے نکاح کیا پھر موملے کو خبر ہوئی اور اسے نسب کی اجازت دیدی اور ہنوز غلام نے کسی سے  
 دخول نہیں کیا تو تیسری عورت کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دخول سب سے کر لیا تو سب کا نکاح فاسد ہوگا یہ  
 نظیر یہ ہیں تو اگر بدولن اجازت دے لے ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر  
 موملے نے سب کے نکاح کی اجازت دی تو اخیر دانی باندی کا نکاح جائز ہوگا اور اگر آزادہ عورت سے نکاح کیا اور دو لون  
 میں سے ایک کے ساتھ دخول کر لیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر موملے نے سب کی اجازت دی تو امام  
 ابو حنیفہ رحمہ فرمایا کہ ہر وہ آزادہ کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر دو باندیوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور ایک  
 کے ساتھ دخول کیا پھر وہ آزادہ عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کر لیا پھر  
 موملے نے ہر وہ قرینہ میں سے ایک قرینہ کی اجازت دی تو ان میں سے کسی کا نکاح جائز ہوگا یہ عہد شری  
 میں ہو ایک غلام نے ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح  
 کیا پھر موملے نے سب کی اجازت دی تو دو لون آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اگر غلام نے ان سب سے دو لون  
 سے دخول کر لیا تو سب کا نکاح فاسد ہوگا۔ ایک غلام نے ایک آزادہ عورت سے نکاح کیا پھر غلام نے  
 کہا کہ موملے نے مجھے اجازت نہیں دی تھی اور اس نے نکاح کوڑ دیا تو اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو  
 دو لون میں تفریق کرادی جائیگی اس واسطے کہ غلام نے اقرار کیا کہ نکاح فاسد ہو پس اگر غلام نے اس کے ساتھ دخول  
 کیا ہو تو عورت کا اور امر واجب ہوگا اور اگر نہ کیا ہو تو نہ صرف ضرر لازم ہوگا اور نیز عورت کے واسطے نقد عتق  
 واجب ہوگا یہ نظیر یہ ہیں جو۔ اور اسی طرح اگر اس عورت میں عورت نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ موملے نے اس کو  
 اجازت دی تھی یا نہیں تو بھی یہ حکم ہو یہ تاتار خانیہ میں جامع النجوا مع سے منقول ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام  
 یا ذون بدولن کا ایک عورت سے نکاح کر دیا تو جائز ہے اور عورت مذکور اپنے مہر کے واسطے تمام قرض خواروں  
 کے ساتھ شریک ہوگی بشرطیکہ نکاح بوجہ مہر مثل کے یا کم کے ہو اور اگر مہر مثل سے زیادہ ہو نکاح کہیں با  
 قرض خواروں کے حصہ رسد وصول کر لینے کے بعد بقدر ناند کے اس سے مطالبہ کیا جائیگا جیسے قرضہ عتق و  
 قرضہ مہر کی صورت میں ہوتا ہے فیج القدر میں ہو۔ اور اگر باندی کے موملے نے باندی مذکورہ کو اس کے شوہر  
 کے ہاتھ فروخت کیا تو مہر باق ہو جائیگا اس واسطے کہ فرقت موملے کی طرف سے قبل دخول کے پیدا ہوئی تو  
 جیسے ترکہ میں ہوتا ہے کہ اگر قبل دخول کے اس نے شوہر سے لیس کا بوسہ لیا یا ہر تد ہوئی تو مہر باق نظر ہو جائیگا  
 یہ تراثی میں ہے اسی طرح اگر قبل دخول کے موملے نے باندی کو آزاد کیا اور باندی نے اس شوہر سے فرقی  
 اختیار کی تو بھی مہر باق نظر ہوگا اور اگر باندی کو اپنے مشتری کے ہاتھ فروخت کر دیا جو اس کو شوہر سے لے گیا یا اپنی  
 غائب کر دیا کہ شوہر کی پہچان نہیں ہو سکتی ہو تو مہر کا مطالبہ باق ہو جائیگا جتنے کہ اگر اس کے بعد باندی کو  
 کر کے تو اس کو مہر ملے گا یہ تراثی میں ہے اور اگر موملے نے اس کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر اس  
 سے شوہر نے خریدی تو شوہر ہر ہفت مہر پہلے موملے کے واسطے واجب ہے اور اگر یہ تراثی میں ہے اور اگر

باندی نے بدو ن اپنے مولے کی اجازت کے نکاح کیا پھر مولے نے اس کے ساتھ وطن کی تو نکاح فسخ ہو گیا اور اسی طرح اگر شہوت سے اس کا بوسہ لیا تو فسخ ہو گیا خواہ مولے کو نکاح کا حال معلوم ہو یا نہ ہو یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر کوئی باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اس کا نکاح کر دیا پس اگر بیچ پوری ہو جاوے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر بیچ ٹوٹ گئی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نکاح باطل ہوگا اور اس میں امام محمدؒ نے خلافت کیا ہے مگر فقہ سے امام ابو یوسفؒ کے قول پر دیا جاتا ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور جن ملکات ابتدائی نکاح سے مانع ہو چکی ہوں گے بقیہ نکاح سے مانع نہیں ہو چکا ہے اگر بیچ فاسد ہونے سے بانی کو باندی واپس لینے کا استحقاق حاصل ہوا تو یہ ابتدائی نکاح صحیح ہونے سے مانع ہوگا اور اگر بانی نے اپنے پسر کے ساتھ مشتری کے پاس سے باندی کا نکاح کر دیا پھر بانی نے مرگیا اور چونکہ بیچ فاسد واقع ہوئی تھی حق استرداد اس پسر کو حاصل ہوا تو جب تک اس پسر مذکور واپس نہ کر لے تب تک نکاح باطل نہ ہوگا یہ عتاب میں ہے لیکن اگر بانی مذکور کے مر جانے کے بعد اس کا بیٹا اس سے نکاح کرے تو جائز نہیں ہے اور اسی طرح اگر زید کا غلام ہو اور عمر کی باندی ہو پس دونوں نے باہم بیچ کر لی اور زید نے باندی پر قبضہ کر لیا اور پھر عمر کے ساتھ اس باندی کا نکاح کر دیا پھر غلام مذکور قبضہ کرنے سے پہلے مر گیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور اگر غلام مر جانے کے بعد ابتدائی نکاح کیا تو نہیں جائز ہو یہ کافی میں ہے۔ اور اگر نکاح مشتری نے اپنی زوجہ یا اپنے مولے کی زوجہ کو کر دیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور اگر اس عورت کو بائیں کر کے پھر اس سے ابتدائی نکاح کیا تو نہیں جائز ہے اور اسی طرح اگر ایک شخص مر گیا اور اس کی دختر اس کے مکان تک کے تحت میں ہو یعنی نکاح میں ہو یا اس کے ایسے غلام کے تحت میں ہو جس کے حق میں اس نے وصیت کی ہو کہ بعد میری موت کے آزاد ہو گا بیعت مذکور پر اقرار قرضہ ہو کہ جو اس کے تمام مال کو بیچ دے تو نکاح دختر فاسد نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دو غلام ہوں اور وصیت سے ان دونوں میں سے ایک غیر معین کے عتق کی وصیت کی ہو تو ان دونوں میں سے جس کے تحت میں بیعت کی دختر ہو اس کے لحاظ سے دختر کا نکاح فاسد نہ ہوگا قال المترجم لیکن اگر عتق کے واسطے دوسرا متعین ہو کر آزاد ہو گیا تب فاسد ہو جائیگا اور اگر ایسے دونوں غلاموں کی تحت میں ایک ایک دختر مولے کی ہو تو ان کی کوئی روایت موجود نہیں ہے اور اگر مولے نے اپنی باندی کی وصیت اس کے شوہر کے واسطے کر دی تو نکاح فاسد نہ ہوگا یہاں تک کہ مولے کے مرنے کے بعد شوہر مذکور اس وصیت کو قبول کرے تب فاسد ہو جائیگا اور اگر غلام مذکور پر دختر مولے کا دوسرے کسی کا قرضہ ہو تو غلام پر ایسا قرضہ ہونا مانع میراث نہیں ہے لہذا نکاح فاسد ہو جائیگا یہاں تک کہ بیعت میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا تو مولے پر یہ واجب نہ ہوگا کہ باندی مذکور اس کے شوہر کی شب بستی میں سے باندی مذکور اپنے مولے کی خدمت کرے بلکہ یہ حسب اس کا شوہر کا بواپا دے تب اس کے ساتھ وطن کرے اور اگر شوہر نے شب بستی کی شرط کر لی ہو تب بھی مولے پر کچھ واجب نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ شرط مقدمہ فاسد عقد نہیں ہے اور اگر مولے نے باندی کو اس کے شوہر کے ساتھ کہیں رہنے دیا تو باندی کے واسطے نفقہ دینا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر کہیں رہنے دینے کی اجازت کے بعد مولے کی رائے میں آیا کہ اس سے خدمت لے تو ایسا کر سکتا ہے اور اگر کہیں رہنے دینے کے بعد شوہر نے اس کو طلاق دیدی تو باندی کے واسطے نفقہ دینا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر یہ اجازت نہ دی یا اجازت دیکر واپس بلالی ہو پھر طلاق بائن دی تو نفقہ دینا واجب نہ ہوگا اور نکاح اس حالت میں بطل نہ ہوگا یہ

باندی سے نکاح کی اجازت کے بعد مولے کی رائے میں آیا کہ اس سے خدمت لے تو ایسا کر سکتا ہے اور اگر کہیں رہنے دینے کے بعد شوہر نے اس کو طلاق دیدی تو باندی کے واسطے نفقہ دینا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر یہ اجازت نہ دی یا اجازت دیکر واپس بلالی ہو پھر طلاق بائن دی تو نفقہ دینا واجب نہ ہوگا اور نکاح اس حالت میں بطل نہ ہوگا یہ

تیسین میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی مدبرہ باندی یا ام ولد کا نکاح کر دیا اور کسی مکان میں اسکو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی پھر مولے کی رائے میں آیا کہ اسکو وہاں سے واپس لیکر اس سے اپنی خدمت سے تو مولے کو یہ اختیار ہو اور اسی طرح اگر شوہر کے واسطے یہ امر شرط کر دیا ہو کہ اس کے ساتھ بیٹی تو بھی شرط باطل ہوگی کہ یہ مولے کی خدمت لینے سے مانع نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور شاہج نے فرمایا کہ اگر اپنی باندی کا نکاح کر دیا اور اس کے شوہر کے ساتھ کسی مکان میں رہنے کی اجازت دیدی پھر وہ باندی کسی کسی وقت بدولت حکم و طلب مولے کے مولے کی خدمت کیا کرتی تھی تو اس سے باندی کا نفقہ اسکے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور یہ حکم مدبرہ وام ولد کا ہو یہ سراج الوداع میں ہو۔ اور اگر کسی نے باندی کا نکاح کسی عورت سے کر دیا تو غزل کی اجازت کا اختیار مولے کو ہو کذا فی الکافی اور غزل کے یہ معنی ہیں کہ عورت سے وغزل کر کے انزال کے وقت علیحدہ ہو کر باہر انزال کرے پس اگر آزادہ عورت ہو اور اسکی رہنمائی سے غزل کیا یا باندی کے مولے کی اجازت سے غزل کیا یا اپنی باندی کی بلا اجازت غزل کیا تو کچھ مکروہ نہیں ہو اور شاہج نے فرمایا کہ اسی طرح عورت کو بھی اختیار ہو کہ اسقاط حمل کی تدبیر و معالجہ کرے تا وقتیکہ نطفہ کی کچھ خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو اور یہ اس وقت تک ہوتا ہو کہ بچہ ایک سو بیس روز پہلے نہ ہوئے ہوں۔ پھر واضح ہو کہ اگر عورت سے غزل کیا پھر عورت کے پیٹ ظاہر ہو پس آیا اسے نسب کی نفی کرنا جائز ہو یا نہیں تو شاہج نے فرمایا کہ اگر دوبارہ اس سے وطی کرنا نہیں شروع کی یا بعد پیشا کرنے کے وطی کر نی شروع کی اور پھر انزال نہ کیا تو نفی جائز ہو ورنہ نہیں یہ تیسین میں ہو۔ اور اگر باندی یا مرکا شہ آزادہ ہو گئی تو اسکو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے جس شوہر کے تحت میں ہو اسی کے تحت میں رہے یا چھوڑ دے اگرچہ اسکا شوہر آزاد ہو یہ کنسرت میں ہو ورنہ چاہے کچھ اسکی رضامندی سے ہوا ہو یا بغیر رضامندی ہوا ہو کچھ فرق نہیں ہو یہ تیسین میں ہو پھر واضح ہو کہ خیار عتق میں چند باتیں ہیں کہ جبکہ بیان میں چند صورتیں ہیں اول آنکہ خیار عتق مرد یعنی غلام و مرکا تب وغیرہ کے واسطے ثابت نہیں ہوتا ہو فقط مؤنث کے واسطے ثابت ہوتا ہو اور دوم آنکہ خیار عتق بسبب اسکو نکاح کے باطل نہیں ہوتا ہو بلکہ ایسے قول سے یا ایسے فعل سے جو اختیار نکاح پر دلالت کرے باطل ہوتا ہو اور سوم یہ کہ مجلس سے آنکہ کھڑے ہونے سے باطل ہو جاتا ہو اور چارم آنکہ خیار عتق کی جمالت ایک عذر ہو چنانچہ اگر باندی کو اسے آزاد ہونے کا حال معلوم ہوا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ اسکو خیار عتق حاصل ہوا ہو تو اسکا خیار باطل ہوگا اگرچہ وہ مجلس سے آنکہ کھڑی ہو اور یہ اشارت الجامع سے مفہوم ہو اور یہی شیخ کرخی اور جماعہ شاہج کا قول ہو مگر قاضی نام ام ابوالطاہر و باس نے اسمین خلاف کیا ہے اور پنجم آنکہ خیار عتق کی وجہ سے جو فرقہ ہو اسمین حکم قاضی کی ضرورت نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر غلام نے بغیر اجازت مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر وہ آزاد کر دیا گیا تو نکاح صحیح ہوگا اور اسکو خیار عتق نہ ہوگا اسی طرح اگر مولے نے اسکو فروخت کیا اور مشتری نے اجازت دیدی یا اسکی موت کے بعد اس کے وارث نے اجازت دی تو بھی یہی حکم ہو یہ سراج الوداع میں ہو۔ اور اگر باندی نے بدولت جائز مولے کے اپنا نکاح کر لیا پھر مولے نے اجازت دی تو یہ مہر مولے کا ہوگا خواہ اسکے بعد مولے اسکو آزاد کرے یا نہ کرے خواہ وغزل کرنا بعد آزاد کرنے کے واقع ہو یا اس سے پہلے واقع ہوا اور اگر مولے نے اجازت دیدی



یہاں تک کہ آزاد کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور باندی کو خیار عتق حاصل نہ ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہو تو ہر باندی کا ہوگا اور اگر قبل عتق کے اس کے ساتھ شوہر دخول کر چکا ہو تو نہ مولیٰ کا ہوگا اور پسب اس وقت ہر باندی مذکورہ بالہ ہو اور اگر نا بالہ ہو اور مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا تو نکاح ہمارے نزدیک مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہوگا بشرطیکہ باندی مذکورہ کا کوئی عصبہ سوائے موسے کے نہ ہو اور اگر سوائے موسے کی باندی کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اس سے عقد کی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا پھر جب تک بعد بالہ نہ ہوگی تو اس کو خیار بلوغ حاصل ہوگا لیکن اگر اجازت دینے والا اس کا باپ یا دادا ہو تو اس کو خیار بلوغ حاصل نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے اور اگر دربرہ باندی نے اپنا نکاح کر لیا پھر موسے مر گیا اور یہ دربرہ مذکورہ موسے کے تھائی مال سے برآمد ہوئی ہو تو نکاح جائز ہوگا اور اگر تھائی مال ترکہ موسے سے برآمد نہ ہوئی ہو تو امام اعظم کے نزدیک نکاح جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ دربرہ مذکورہ اس قدر مال ادا کرے جس قدر کیونکہ اس پر حاکمیت لازم آتی ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اگر ام ولد نے بغیر اجازت مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا یا اس کو چھوڑ کر مر گیا پس اگر قبل آزاد ہونے کے شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر دخول کر لیا ہو تو جائز ہوگا یہ خلاصہ میری ہے اور اگر نکاح کے بعد رقیق طاری ہوئی پھر آزادی حاصل ہوئی تو خیار عتق ثابت ہونے کے واسطے وہ ایسی ہیست نکاح کے وقت رقیق موجود ہو اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً عریۃ عورت نے نکاح کیا پھر فاریان اسلام جہاد میں اس کو قید کر لائے پھر وہ آزاد کی گئی یا مثلاً مسلمان عورت نے نکاح کیا پھر فتح شوہر کے مرتد ہو کر دونوں دارالخراب میں چلے گئے پھر دونوں گرفتار ہو کر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس آزاد شدہ عورت کو خیار عتق حاصل ہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ خیار عتق حاصل نہ ہوگا اور شیخ قدوسی نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رحمہ فرماتے ہیں کہ خیار عتق ایک بعد دوسرے کے بار بار حاصل ہونا جائز ہے مثلاً مملوک آزاد کی گئی اور اس نے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا پھر شوہر کے ساتھ مرتد ہو کر دونوں دارالخراب میں چلے گئے پھر دونوں وہاں سے قید ہو کر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی اور اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کی تو جائز ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ فقط ایک دفعہ خیار عتق حاصل ہوگا۔ اور اگر آزاد شدہ باندی نے آزاد ہو کر اپنے نفس کو یعنی جدائی اختیار کی اور ہنوز اس کے شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہو تو اس کے واسطے کچھ نہ لازم ہوگا اور اگر دخول واقع ہو جانے کے بعد اس نے خیار عتق جدائی اختیار کی تو ہر قسم واجب ہوگا اور وہ اس کے سونے یعنی آزاد کرنے والے کا ہوگا اور اگر باندی نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا تو ہر قسم آزاد کرنے والے کا ہوگا خواہ شوہر نے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ محیط میں ہے اور اگر کسی فضولی نے باندی کو آزاد کیا پھر اس کا نکاح کر دیا اور جوہر ملا وہ اس نے موسے کو دیدیا پھر موسے نے عتق کی اجازت دیدی تو عتق و نکاح دونوں جائز ہونگے اور باندی کو اختیار ہوگا کہ چاہے موسے سے اپنا نہرواپس کر لے اور اگر فضولی نے اس کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اس کا نکاح کر دیا پھر موسے نے بیع کی اجازت دیدی تو پھر مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے نکاح کی اجازت دے یا نہ کرے یہ کتابیہ میں ہے۔ اور نکتہ میں امام محمد رحمہ فرماتے ہیں کہ عریۃ عورت نے نکاح کیا

یہاں تک کہ آزاد کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور باندی کو خیار عتق حاصل نہ ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہو تو ہر باندی کا ہوگا اور اگر قبل عتق کے اس کے ساتھ شوہر دخول کر چکا ہو تو نہ مولیٰ کا ہوگا اور پسب اس وقت ہر باندی مذکورہ بالہ ہو اور اگر نا بالہ ہو اور مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا تو نکاح ہمارے نزدیک مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہوگا بشرطیکہ باندی مذکورہ کا کوئی عصبہ سوائے موسے کے نہ ہو اور اگر سوائے موسے کی باندی کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اس سے عقد کی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا پھر جب تک بعد بالہ نہ ہوگی تو اس کو خیار بلوغ حاصل ہوگا لیکن اگر اجازت دینے والا اس کا باپ یا دادا ہو تو اس کو خیار بلوغ حاصل نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے اور اگر دربرہ باندی نے اپنا نکاح کر لیا پھر موسے مر گیا اور یہ دربرہ مذکورہ موسے کے تھائی مال سے برآمد ہوئی ہو تو نکاح جائز ہوگا اور اگر تھائی مال ترکہ موسے سے برآمد نہ ہوئی ہو تو امام اعظم کے نزدیک نکاح جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ دربرہ مذکورہ اس قدر مال ادا کرے جس قدر کیونکہ اس پر حاکمیت لازم آتی ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اگر ام ولد نے بغیر اجازت مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا یا اس کو چھوڑ کر مر گیا پس اگر قبل آزاد ہونے کے شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر دخول کر لیا ہو تو جائز ہوگا یہ خلاصہ میری ہے اور اگر نکاح کے بعد رقیق طاری ہوئی پھر آزادی حاصل ہوئی تو خیار عتق ثابت ہونے کے واسطے وہ ایسی ہیست نکاح کے وقت رقیق موجود ہو اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً عریۃ عورت نے نکاح کیا پھر فاریان اسلام جہاد میں اس کو قید کر لائے پھر وہ آزاد کی گئی یا مثلاً مسلمان عورت نے نکاح کیا پھر فتح شوہر کے مرتد ہو کر دونوں دارالخراب میں چلے گئے پھر دونوں گرفتار ہو کر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس آزاد شدہ عورت کو خیار عتق حاصل ہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ خیار عتق حاصل نہ ہوگا اور شیخ قدوسی نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رحمہ فرماتے ہیں کہ خیار عتق ایک بعد دوسرے کے بار بار حاصل ہونا جائز ہے مثلاً مملوک آزاد کی گئی اور اس نے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا پھر شوہر کے ساتھ مرتد ہو کر دونوں دارالخراب میں چلے گئے پھر دونوں وہاں سے قید ہو کر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی اور اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کی تو جائز ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ فقط ایک دفعہ خیار عتق حاصل ہوگا۔ اور اگر آزاد شدہ باندی نے آزاد ہو کر اپنے نفس کو یعنی جدائی اختیار کی اور ہنوز اس کے شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہو تو اس کے واسطے کچھ نہ لازم ہوگا اور اگر دخول واقع ہو جانے کے بعد اس نے خیار عتق جدائی اختیار کی تو ہر قسم واجب ہوگا اور وہ اس کے سونے یعنی آزاد کرنے والے کا ہوگا اور اگر باندی نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا تو ہر قسم آزاد کرنے والے کا ہوگا خواہ شوہر نے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ محیط میں ہے اور اگر کسی فضولی نے باندی کو آزاد کیا پھر اس کا نکاح کر دیا اور جوہر ملا وہ اس نے موسے کو دیدیا پھر موسے نے عتق کی اجازت دیدی تو عتق و نکاح دونوں جائز ہونگے اور باندی کو اختیار ہوگا کہ چاہے موسے سے اپنا نہرواپس کر لے اور اگر فضولی نے اس کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اس کا نکاح کر دیا پھر موسے نے بیع کی اجازت دیدی تو پھر مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے نکاح کی اجازت دے یا نہ کرے یہ کتابیہ میں ہے۔ اور نکتہ میں امام محمد رحمہ فرماتے ہیں کہ عریۃ عورت نے نکاح کیا

بدون اجازت مولے کے ایکسا آزادہ عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا تو حرۃ کی عدت میں باندی سے نکاح کرنا حرۃ کے نکاح کا رد نہ ہوگا یہ امام اعظمی کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک یہ فعل نکاح حرۃ کا رد ہے۔ اور اگر ایک حرۃ سے نکاح کر کے اسکے ساتھ دخول کیا پھر اسکی بہن سے نکاح کیا تو یہ فعل پہلی عورت کے نکاح کا رد نہ ہوگا اور بشر بن الولید نے اپنے نوادہ میں امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر ایک غلام نے بدون اجازت اپنے مولے کے دوسرے شخص کی باندی سے ساتھ اسکی اجازت سے نکاح کیا پھر کہا کہ بچے اسکے نکاح کی حاجت نہیں ہو تو یہ اسکے نکاح کا رد ہے اور اگر یہ نہ کہا جائے کہ اس کے ساتھ دخول کیا پھر اسکی عدت میں ایسی عورت سے نکاح کیا جس کے ساتھ نکاح روا نہیں ہے تو یہ فعل پہلے نکاح کا رد نہ ہوگا اور شافعی میں لکھا ہے کہ اگر غلام نے بدون اجازت مولے کے کسی آزادہ عورت سے اس شرط پر کہ اسکا بچہ نہیں ہو نکاح کیا پھر مولے نے اسی غلام کو اسکی چورہ کے مرتبہ قرار دیا اور عورت نے اسکو قبول کیا تو نکاح ٹوٹ جائیگا پس اگر غلام نے اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت پر واجب ہے کہ وہ اسکو کہ غلام اسکے مولے کو واپس کر دے۔ امام شافعی نے جانتے میں فرمایا کہ ایک شخص نے ایک مملوکہ کے ساتھ بدون اسکے حکم کے اپنی باندی کا نکاح باندی کی رضا مندی سے کر دیا اور یہ مملوکہ ہر مائل بالغ ہے کہ اسکی طرف سے اسکے باپ نے خطبہ کیا یا کسی اجنبی نے بدون اجازت اس مملوکہ کے ساتھ نکاح مذکور اس مرد کی اجازت پر موقوف ہوا پھر مولے نے باندی کو قبل اسکے کہ شوہر نکاح نکاح کی اجازت دے آزاد کر دیا تو بھی نکاح مذکور شوہر کی اجازت پر موقوف رہیگا اور باندی معتقہ و شوہر دونوں میں سے جو چاہے ابھی تک اس نکاح کو توڑ سکتا ہے اور باندی مذکورہ کا توڑ دینا صحیح ہے اگرچہ شوہر کو اسکا حال معلوم نہ ہو۔ اور اگر باندی آزاد کرانے کے بعد شوہر کی اجازت سے پہلے باندی کے مولے نے یہ نکاح توڑنا چاہا تو یہ صورت کتاب میں مذکور نہیں ہے اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مولے کو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر باندی مذکورہ کے آزاد ہو جانے کے بعد شوہر نے نکاح کی اجازت دیدی یہاں تک کہ نکاح نافذ ہو گیا تو باندی معتقہ کو خیار عتق حاصل نہ ہوگا اور معتقہ مذکورہ کا مرہی کو ملیگا۔ اور اگر مولے نے اس باندی کو بدون رضا مندی باندی کے بیاہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بکار رہے پھر باندی نے آزاد ہو جانے کے بعد خواہ شوہر کی اجازت دینے کے بعد یا پہلے اس نکاح کو توڑ دیا تو دونوں صورتوں میں اسکا توڑنا موثر ہوگا یعنی نکاح ٹوٹ جائیگا یہ شرط نہیں ہے اور اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کر لیا اور شوہر کی جانب سے ایک فقہولی ہے پھر باندی نے آزاد ہونے کے بعد یا اس سے پہلے قبل اسکے کہ شوہر اجازت دے نکاح توڑ دیا تو نکاح توڑنا صحیح نہیں ہے اور بسبب باندی نے آزاد ہونے کے بعد شوہر نے اجازت دی تو بدون اجازت باندی کے نکاح نافذ ہوگا اس واسطے کہ یہ اجازت بمنزلہ حدیر عقد باندی کے ہے تو یہ عتقا بیہمین ہے۔ وہ مردوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی یہ باندی آزاد کر دی ہے حالانکہ شخص مذکور انکار کرتا ہو پس قاضی نے عتقی کا حکم دیدیا پھر دونوں گواہوں نے گواہی سے رجوع کیا پھر دونوں میں سے ایک گواہ نے اس باندی سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر اس نے قبل اسکے کہ دونوں پر باندی کی قیمت کی ڈگری کی جادے اس باندی سے نکاح کیا تو باندی

بندہ کی باندی سے نکاح کرنا جائز ہے اگر باندی نے آزاد ہو جانے کے بعد یا پہلے اس نکاح کو توڑ دیا تو دونوں صورتوں میں اسکا توڑنا موثر ہوگا یعنی نکاح ٹوٹ جائیگا یہ شرط نہیں ہے اور اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کر لیا اور شوہر کی جانب سے ایک فقہولی ہے پھر باندی نے آزاد ہونے کے بعد یا اس سے پہلے قبل اسکے کہ شوہر اجازت دے نکاح توڑ دیا تو نکاح توڑنا صحیح نہیں ہے اور بسبب باندی نے آزاد ہونے کے بعد شوہر نے اجازت دی تو بدون اجازت باندی کے نکاح نافذ ہوگا اس واسطے کہ یہ اجازت بمنزلہ حدیر عقد باندی کے ہے تو یہ عتقا بیہمین ہے۔ وہ مردوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی یہ باندی آزاد کر دی ہے حالانکہ شخص مذکور انکار کرتا ہو پس قاضی نے عتقی کا حکم دیدیا پھر دونوں گواہوں نے گواہی سے رجوع کیا پھر دونوں میں سے ایک گواہ نے اس باندی سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر اس نے قبل اسکے کہ دونوں پر باندی کی قیمت کی ڈگری کی جادے اس باندی سے نکاح کیا تو باندی

اور اسکے درمیان تفریق کرا دی جائیگی اور اگر قیمت کی ڈگری ہو سکے بعد نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا۔ ایک مسلمان نے اپنے نصرانی غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دیدی پھر عورت نے نصرانی گواہ قائم کیے کہ اس غلام نے مجھ سے نکاح کیا ہے تو گواہ مقبول ہونگے اور اگر غلام مسلمان ہو اور مولیٰ نصرانی ہو تو ایسے گواہ مقبول نہ ہونگے یہ تلمیذ یہ ہیں۔ ایک شخص نے اپنے پسر کی باندی سے نکاح کر لیا اور اس سے اولاد ہوئی تو باندی مذکورہ کی ام ولد نہ ہو جائیگی اور اس پر عورت کا مرد واجب ہوگا ولیکن جو بچہ پیدا ہوا ہو وہ اپنے بھائی یعنی ماں کے مالک کی طرف سے یہ وہ قرابت کے آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی تو اس کی ام ولد نہ ہو جائیگی مگر بچہ اسکے باپ کی طرف سے آزاد ہو جائیگی یہ پھر تاشی ہیں۔ اور اگر باپ نے اپنے پسر کی باندی کو نکاح فاسد یا بوطی شبہ ام ولد بنایا یعنی دبی کر لی کہ اس سے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک باندی مذکورہ اس کی ام ولد نہ ہو جائیگی یہ بصورت میں ہو۔ ایک غلام کے تحت میں ایک آزادہ عورت ہو اس نے غلام کے مالک سے کہا کہ تو اس کو میری طرف سے ہزار روپہ پر آزاد کر دے پس مالک نے ایسا ہی کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور نکاح فاسد ہو جائیگا اور مولے کے اس عورت پر ہزار روپہ واجب ہونگے۔ اسی طرح اگر ایک مرد نے اپنی جوہر باندی کے مولے سے کہا کہ تو اس کو میری طرف سے ہزار روپہ پر آزاد کر دے اور مولیٰ نے آزاد کیا تو باندی آزاد ہو جائیگی اور نکاح فاسد ہو جائیگا اور مولے کے شوہر پر ہزار روپہ واجب ہونگے۔ اور اگر عورت نے غلام کے مولے سے صرف یہ کہا کہ اس کو میری طرف سے آزاد کر دے اور کچھ مال بیان نہ کیا پس مولے نے آزاد کر دیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور امام اعظم و محمد کے نزدیک اس کی ولادت اسکے آزاد کر دینے کی ہوگی کذا فی الکافی

دسوان باب نکاح کفار کے بیان میں۔ جو نکاح مسلمانوں میں باہم جائز ہو وہی اہل ذمہ کے درمیان جائز ہے اور جو مسلمانوں میں باہم نہیں جائز ہے وہ کفار کے حق میں چند طرح پر ہوگا ازاجملہ نکاح بغیر گواہوں کے ہو کہ مسلمان کے حق میں نہیں جائز ہو لیکن اگر کسی ذمی نے ذمہ عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور انکے دین میں یہ بات موجود ہو تو نکاح جائز ہوگا چنانچہ اگر پھر دونوں مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح پر برقرار رکھے جائیگے اور یہ ہمارے علماء ثلاثہ رحمہم اللہ کا قول ہے اسی طرح اگر دونوں مسلمان نہ ہوئے ولیکن دونوں نے یا ایک نے اپنے اس مقدمہ میں اسلام کے موافق حکم کی درخواست کی تو بھی قاضی دونوں میں تفریق نہ کریگا۔ ازاجملہ بغیر کی معتدہ عورت سے عدت میں نکاح کر لینا مسلمانوں میں نہیں صحیح ہو لیکن اگر ذمی نے کسی ایسی عورت ذمہ سے جو غیر کے ایام عدت میں ہو نکاح کیا پس اگر یہ عورت کسی مسلمان مرد کی عدت میں ہو تو نکاح فاسد ہوگا اور اس پر اجماع ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ اسکے مسلمان ہونے سے پہلے اس امر میں ایسے تعرض کیا جائیگا اگرچہ باہم وہ لوگ اپنے دین کے موافق یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے اور اگر عورت مذکورہ کسی کافر کی عدت میں ہو اور ان لوگوں کا اعتقاد ہو کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح جائز ہوتا ہے تو جب تک وہ لوگ اپنے کفر پر مدین تب تک ان سے بالاجماع کچھ تعرض نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہے اور اگر کافر نے کسی کافر کی معتدہ عورت سے نکاح کیا حالانکہ

الکافی  
باب نکاح  
کفار کے  
بیان میں





اگرچہ ذمی مسلمان ہو جاوے اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے ایسی حالت میں نکاح کیا کہ جب میں مسلمان نہ بنی  
اور ذمی نہ کیا کہ نہیں بلکہ تو اس وقت مجھ سے یہی تو تفریق کے لیے عورت کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ کفر کا دعویٰ  
کرتی ہو یہ جائز غانیہ میں۔ اور اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی باہم بیاہنے گئے اور دونوں ذمیوں میں سے  
ہیں پھر دونوں بالغ ہوئے ہیں اگر نکاح کر دینے والا ان کا باپ ہو تو دونوں کو خیار نہ ہوگا اور اگر  
سوائے باپ و دادا کے کوئی اور ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں کو خیار بلوغ حال ہوگا یہ محیط  
میں ہو اور اگر جو دو مرد میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو دوسرے پر بھی اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہی مسلمان  
ہو گیا تو دونوں جو دو مرد رہیں گے ورنہ دونوں میں تفریق کردی جائیگی یہ کنز میں ہو اور اگر دوسرا خاموش  
رہا تو قاضی دوبارہ اس پر اسلام پیش کریگا یہاں تک کہ تین مرتبہ اس کا حکم طلاق پیش کریگا یہ ذخیرہ میں ہو اور  
دونوں میں جو کفر پراگیا جائے وہ بالغ ہو اور چاہے تمیز دار نا بالغ ہو ہر حال اسکے انکار اسلام سے دونوں میں  
تفریق کردی جائیگی اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور اگر دونوں میں سے ایک نا بالغ ہے تمیز دار  
اسکے عاقل ہونے تک انتظار کیا جائیگا یہ تبیین میں ہو۔ پھر جب وہ تمیز دار عاقل ہو جائیگا تو اس پر اسلام  
پیش کیا جائیگا پس اگر مسلمان ہو گیا تو فیما ورنہ دونوں میں تفریق کردی جائیگی اور اسکے بالغ ہونے تک  
انتظار نہ کیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک مخنون ہو تو اسکے مان و باپ پر اسلام پیش کیا جائیگا  
پس اگر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہوا تو فیما ورنہ دونوں میں تفریق کردی جائیگی یہ کافی میں ہو اور  
اگر شوہر مسلمان ہو گیا اور جو دو نے انکار کیا تو دونوں میں تفریق ہوگی مگر یہ تفریق طلاق نہ ہوگی اور اگر  
جو دو مسلمان ہوئی اور شوہر کافر رہا تو دونوں میں تفریق امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق ہوگی یہ  
محیط شریعی میں ہو پھر اگر بوجہ انکار کے دونوں میں تفریق واقع ہوئی پس اگر بعد دخول ہو جانے کے  
تفریق ہوئی تو عورت کو اس کا پورا مہر ملے گا اور اگر قبل دخول کے ہو پس اگر بوجہ انکار شوہر کے ہوئی تو  
عورت کو نصف مہر ملے گا اور اگر بوجہ انکار جو دو کے ہو تو جو رو کو کچھ حصہ ملے گا یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر  
کتابیہ ذمیہ عورت کا شوہر مسلمان ہو گیا تو دونوں کا نکاح برقرار رہیگا یہ کنز میں ہو۔ اور اگر دار الحرب میں  
جو دو مرد میں سے ایک مسلمان ہوا اور یہ دونوں اہل کتاب نہیں ہیں یا ہن اور عورت ہی مسلمان ہوئی ہو  
تو دونوں میں نکاح ٹوٹ جائے تاہن حیض گزرنے تک موقوف رہیگا خواہ عورت کے ساتھ دخول کیا ہو  
یا نہ کیا ہو یہ کافی میں ہو پھر اگر تین حیض گزرنے سے پہلے دوسرا بھی مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی رہیگا اور  
اگر دونوں حربی امان لے کر آئے ہوں تو دونوں میں جدائی دو طرح سے یا تو دوسرے پر اسلام  
پیش کرنے اور اسکے انکار کرنے سے یا تین حیض گزر جانے سے ہوگی یہ عتابیہ میں ہو اور حیض شمار  
عدت نہیں ہیں اس لیے عورت مدخلہ غیر ذمیہ میں یکساں ہو پھر اگر دونوں میں جدائی واقع ہوئی پس  
اگر مدخلہ نہ ہو تو عورت پر عدت واجب نہ ہوگی اور اگر بعد دخول کے جدائی ہوئی پس اگر عورت  
کافرہ حربیہ رہی ہو تو بھی حکم ہے اور اگر عورت مسلمان ہوئی ہو تو بھی امام اعظم رحمہ اللہ نے نزدیک ہی  
حکم ہو یہ کافی میں ہو اور اگر عورت کو بوجہ صغیرہ ہونے یا بوجہی ہونے کے حیض نہ آتا ہو تو بدو تین مہینہ

گزرنے کے دونوں میں انقطاع ہو گا یہ بجز لائق میں ہو۔ اور اگر عورت مسلمان ہو گئی حالانکہ اسکا خاوند عربی  
 امان لیکر دارالاسلام میں آیا ہو تو بدوں میں حیض گزرنے کے انقطاع ہو گا اسی طرح اگر اسکا خاوند عربی  
 امان لیکر دارالاسلام میں آکر بیان ذمی ہو گیا تو بھی حکم ہو جاتا ہے کہ اگر عورت بھی دارالحرب سے نکلا کر دارالاسلام  
 میں آئی اور بدو تین حیض نہیں گزرے ہیں تو اس کے خاوند پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ مسلمان ہو گیا تو  
 دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی اور اسی طرح اگر شوہر مسلمان ہو گیا پھر جو وہ دارالحرب سے نکلا کر دارالاسلام  
 میں آئی اور ذمی ہو کر رہی تو جب تک تین حیض نہ گزرینگے تب تک انقطاع ہو گا پھر جب تین حیض گزرے  
 پر دونوں میں انقطاع ہوا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک یہ جدائی بطلان ہو گی چنانچہ نسیم کبیر میں  
 مذکور ہے یہ فیض شری میں ہے۔ اور بتائیں دارین یعنی ولایت کا جدا ہونا چاہیے دارالاسلام و دارالحرب یا یہ وجہ  
 فرقت ہے نہ قید ہونا چاہیے اگر کوئی عربی دارالحرب سے نکلا کر مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آ گیا یا دارالاسلام  
 میں ذمی ہو کر رہا خواہ مرد ہو یا عورت تو وہ مسلمان ہے فرقت ہو جائیگی یہ میں میں ہے۔ ایک عربی امان  
 لیکر دارالاسلام میں آیا پھر اس نے یہاں ذمی ہونا اختیار کیا تو اس کی جو دو باتیں ہو جائیں گی اور اگر وہ دونوں میں سے  
 کوئی قید ہو کر آیا تو فرقت ثابت ہو جائیگی نہ اس وجہ سے کہ قید ہو گیا ہو بلکہ اس وجہ سے کہ تین دارین ہو گیا اور اگر  
 جو وہ مرد و دونوں قید ہو کر آئے تو نکاح میں جدائی نہ کی جائے بلکہ الیہا ج میں ہوا اور اگر کوئی عربی امان لیکر  
 دارالاسلام میں آیا یا کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب میں گیا تو اس کی عورت اس سے بائنے نہ ہو جائیگی یہ کافی  
 میں ہے اسی طرح جو لوگ امام عادل سے یا عی ہو گئے ہیں اگر ان کے یہاں سے کوئی اہل عدل کے یہاں آیا یا اہل عدل  
 کے یہاں سے وہاں گیا تو اس کی جو دو اس سے بائنے نہ ہو گی یہ میں میں ہے۔ دارالحرب میں ایک مسلمان سے کسی عورت  
 کتابتہ جریہ سے نکاح کیا پھر فقط شوہر دارالحرب سے نکل آیا تو ہمارے نزدیک وہ عورت اس سے بائنے ہو جائیگی  
 اور اگر شوہر سے پہلے یہ عورت نکلا کر دارالاسلام میں آ گئی تو بائنے ہو گی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور جو عورت شوہر دار  
 کہ دارالحرب سے نکلا کر دارالاسلام میں آ گئی یا بن طور کہ وہ مسلمان ہو گئی یا اس نے ذمی ہو کر رہنا اختیار کیا تو بدوں  
 عدت کے اس سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اگر وہ دارالاسلام میں مسلمان ہو گئی یا یہاں ذمی ہو گئی تو بھی  
 یہی حکم ہے اور یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ عدت واجب ہے یہ نہیں میں ہے۔ اور اگر ایک  
 مرد عربی قید کیا گیا اور اس کے تحت تین دو بہنیں ہیں یا چار بہن یا پانچ بہن اور یہ بھی سب اس کے ساتھ مقید  
 ہو کر آئیں تو امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک سب کا نکاح باطل ہو جائیگا خواہ یہ نکاح ایک ہی عقد  
 میں سب سے کیا ہو یا عقود متفرقہ میں کیا ہو۔ اور اگر کسی کا فرقی تخت میں دو بہنیں ہوں یا پانچ عورتیں ہوں  
 پھر یہ سب لوگ ایک ساتھ مسلمان ہو گئے پس اگر اس نے عقود متفرقہ میں ان سب سے نکاح کیا ہو تو پہلی بہن کا  
 نکاح اور پہلی چار عورتوں کا نکاح جائز ہو گا اور باقی کا باطل ہو گا اور اگر ان سب سے ایک ہی عقد میں نکاح  
 کیا ہو پس اگر یہ سب لوگ مسلمانوں کے اہل ذمہ میں سے ہوں تو ہمارے نزدیک بلا خلاف سب کا نکاح باطل  
 ہو گا لیکن اگر مرد کے مسلمان ہونے سے پہلے انہیں سے ایک عورت عربی یا بائنے ہو گئی ہو تو باقی چار  
 عورتوں کا نکاح جائز ہو گا اور اگر یہ سب لوگ عربی ہوں تو بھی امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک

عورت  
 مسلمان  
 ہو  
 گئی  
 تو  
 باقی  
 کا  
 نکاح  
 باطل  
 ہے  
 اگر  
 وہ  
 مسلمان  
 ہوں  
 تو  
 پہلی  
 چار  
 عورتوں  
 کا  
 نکاح  
 جائز  
 ہے  
 اگر  
 ان  
 سب  
 سے  
 ایک  
 ہی  
 عقد  
 میں  
 نکاح  
 کیا  
 ہو  
 تو  
 پہلی  
 بہن  
 کا  
 نکاح  
 باطل  
 ہے  
 اگر  
 وہ  
 مسلمان  
 ہوں  
 تو  
 باقی  
 کا  
 نکاح  
 جائز  
 ہے  
 اگر  
 ان  
 سب  
 سے  
 ایک  
 ہی  
 عقد  
 میں  
 نکاح  
 کیا  
 ہو  
 تو  
 پہلی  
 بہن  
 کا  
 نکاح  
 باطل  
 ہے

یہی حکم ہے یہ عتاقیہ میں ہے۔ اور اگر مرد کے ساتھ اسکی دو عورتیں قید ہو کر آئیں تو انہیں دونوں کا نکاح باطل ہوگا اور جو باقی رہی ہیں جیسے دار الحرب میں ہیں انکا نکاح باطل ہوگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر عربی نے ایک عورت و اسکی ماں سے نکاح کیا پھر مسلمان ہو گیا پس اگر وہ دونوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا ہو تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا اور اگر وہ دونوں سے متفرق نکاح کیا ہو تو پہلی کا نکاح جائز اور دوسری بچلی کا نکاح باطل ہوگا اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے اور یہ استوقت ہے کہ وہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ دخول کیا ہو اور اگر اس نے دونوں سے دخول کر لیا ہو تو ہر حال دونوں کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر اجماع ہے اور اگر وہ دونوں میں سے ایک کے ساتھ دخول کیا پس اگر اس عورت سے دخول کیا ہو جس سے پہلے نکاح کیا ہے تو پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو پہلی عورت کا نکاح جائز اور دوسری کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر بھی اجماع ہے یہ بدائع میں ہے اور اگر اس نے پہلی عورت کے ساتھ دخول نہ کیا ہو بلکہ دوسری کے ساتھ دخول کیا ہو پس پہلی دختر اور دوسری ماں ہو تو بالاتفاق دونوں کا نکاح باطل ہوگا اور اگر پہلی ماں ہو اور دوسری دختر ہو پس دوسری کے ساتھ دخول کیا تو بھی امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں کا نکاح باطل ہوگا و لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ دختر کے ساتھ نکاح کرے اور اس عورت کی ماں سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر جو مرد و دونوں میں سے ایک دین اسلام سے مرتد ہو گیا تو وہ دونوں میں بغیر طلاق کے فرقت فی الحال واقع ہو جائیگی خواہ قبل دخول کے مرتد ہوا ہو یا بعد دخول کے پھر اگر شوہر نہی مرتد ہوا ہے تو عورت کو پورا مہر ملیگا بغیر طیکہ اسکے ساتھ دخول واقع ہوا ہو یا نصف مہر ملیگا اور اگر دخول واقع نہیں ہوا ہے اور اگر عورت ہی مرتد ہو گئی ہے پس اگر دخول ہو چکا ہو تو اسکو پورا مہر ملیگا اور اگر دخول نہیں ہوا ہے تو اسکو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر وہ دونوں ایک ساتھ مرتد ہو گئے پھر وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہو گئے تو انہیں ان کے اپنے نکاح پر باقی رہیگی اور اگر وہ دونوں ایک ساتھ مرتد ہو کر پھر وہ دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو وہ دونوں میں فرقت واقع ہو جائیگی یہ کافی میں ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اول کون مرتد ہوا ہے تو حکم میں یہ قرار دیا جائیگا کہ گویا دونوں ایک ساتھ مرتد ہوئے ہیں یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کے جلائے کے واسطے یا بدین غرض کہ اس مرد کے نکاح سے باہر ہو جاوے یا بدین غرض کہ تجدید نکاح سے اسپر دوسرا مہر لازم آوے اپنی زبان پر لکھ کر جاری کیا تو اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی پس وہ مسلمان ہونے کے واسطے مجبور کی جائیگی اور ہر قاضی کو اختیار ہے کہ اسکا جدید نکاح ہیبت کم مقدار پر اگرچہ ایک تینار ہو باندھ دے خواہ عورت اس سے خوش ہو یا ناراض ہو اور اس عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ اس شوہر کے سوائے دوسرے سے نکاح کرے اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ میں اسی حکم کو لیتا ہوں اور فقیہ ابو الیثیم نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ قمر تاشی میں ہے۔ اور اگر مرد مسلمان ہوا اور اسکے تحت میں کتابیہ عورت ہو پھر مرد کو مرتد ہو گیا تو اسکی جو داس سے بائند ہو جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور بچہ اپنے ماں و باپ میں سے اسکا تابع قرار دیا جاتا ہے جو براہ دین دونوں میں سے بہتر ہو یہ کنز میں ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ دار مختلف نہ ہو مثلاً دونوں دار الاسلام میں ہوں یا دونوں

بغیر طلاق کے فرقت فی الحال واقع ہو جائیگی خواہ قبل دخول کے مرتد ہوا ہو یا بعد دخول کے پھر اگر شوہر نہی مرتد ہوا ہے تو عورت کو پورا مہر ملیگا بغیر طیکہ اسکے ساتھ دخول واقع ہوا ہو یا نصف مہر ملیگا اور اگر دخول واقع نہیں ہوا ہے اور اگر عورت ہی مرتد ہو گئی ہے پس اگر دخول ہو چکا ہو تو اسکو پورا مہر ملیگا اور اگر دخول نہیں ہوا ہے تو اسکو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر وہ دونوں ایک ساتھ مرتد ہو گئے پھر وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہو گئے تو انہیں ان کے اپنے نکاح پر باقی رہیگی اور اگر وہ دونوں ایک ساتھ مرتد ہو کر پھر وہ دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو وہ دونوں میں فرقت واقع ہو جائیگی یہ کافی میں ہے اور اگر عورت نے اپنے شوہر کے جلائے کے واسطے یا بدین غرض کہ اس مرد کے نکاح سے باہر ہو جاوے یا بدین غرض کہ تجدید نکاح سے اسپر دوسرا مہر لازم آوے اپنی زبان پر لکھ کر جاری کیا تو اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی پس وہ مسلمان ہونے کے واسطے مجبور کی جائیگی اور ہر قاضی کو اختیار ہے کہ اسکا جدید نکاح ہیبت کم مقدار پر اگرچہ ایک تینار ہو باندھ دے خواہ عورت اس سے خوش ہو یا ناراض ہو اور اس عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ اس شوہر کے سوائے دوسرے سے نکاح کرے اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ میں اسی حکم کو لیتا ہوں اور فقیہ ابو الیثیم نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ قمر تاشی میں ہے۔ اور اگر مرد مسلمان ہوا اور اسکے تحت میں کتابیہ عورت ہو پھر مرد کو مرتد ہو گیا تو اسکی جو داس سے بائند ہو جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور بچہ اپنے ماں و باپ میں سے اسکا تابع قرار دیا جاتا ہے جو براہ دین دونوں میں سے بہتر ہو یہ کنز میں ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ دار مختلف نہ ہو مثلاً دونوں دار الاسلام میں ہوں یا دونوں

دارالحرب میں ہوں یا بچہ دارالاسلام میں ہو اور باپ دارالحرب میں مسلمان ہو گیا تو بچہ اپنے باپ کی جہت میں  
 مسلمان ہو گا اس واسطے کہ باپ اگرچہ دارالحرب میں مسلمان ہوا ہو لیکن وہ علماً دارالاسلام کے لوگوں میں سے ہو اور اگرچہ  
 دارالحرب میں ہو اور باپ دارالاسلام میں مسلمان ہو گیا ہو تو بچہ اس کا تابع قرار نہ دیا جائیگا اور مسلمان نہ ہو گا یہ  
 بتدین میں ہو اور مجوسی دین والا کتابی کا فرسے بدتر ہو یہ کہ زینت ہو پس اگر ماں و باپ میں سے ایک مجوسی اور دوسرا  
 کتابی ہو تو بچہ مثلاً بیٹی ہو وہ کتابی قرار دی جائیگی پس مسلمان مرد کو جائز ہو کہ اس عورت سے نکاح کرے اور بچہ  
 کا ذبیحہ حلال ہو گا یہ غایہ سرحدی میں ہو۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا پھر ایک ساتمہ دونوں  
 مجوسی ہو گئے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں میں فرقت واقع ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ واقعہ ہوگی  
 یہ ظہیرہ میں ہو اور اگر مسلمان کے تحت میں نصرانیہ عورت ہو اور دونوں ساتمہ ہی ہو دی ہو گئے تو بالاتفاق دونوں  
 میں فرقت واقع ہو جائیگی اور مرد پر پورا حرج واجب ہو گا اس واسطے کہ سبب فرقت کا خاصہ مرد کی طرف سے پیدا  
 ہوا ہو یہ سراج الابرار میں ہے اور اگر ایک مسلمان نے ایسی لڑکی سے نکاح کیا جس کے ماں و باپ مسلمان ہیں پھر  
 دونوں مرتد ہو گئے تو یہ لڑکی اپنے خاوند سے بائنے ہوگی اگرچہ دونوں ماں و باپ دارالحرب میں چلے جائیں  
 اور اگر دونوں اس لڑکی کو ہی دارالحرب میں لے گئے تو بائنے ہو جائیگی اور اگر دونوں میں سے ایک ہمارے دارالاسلام  
 میں مرتد ہو کر یا مسلمان ہونے کی حالت میں مر گیا پھر دوسرا مرتد ہو کر اس لڑکی کو دیگر دارالحرب میں چلا گیا تو یہ لڑکی  
 اپنے شوہر سے یا بائنے نہ ہوگی یہ ظہیرہ میں ہے اور ایک نصرانیہ لڑکی ایک مسلمان کے تحت میں ہو کر اس کا باپ  
 مجوسی ہو گیا حالانکہ اس کی ماں نصرانیہ ہونے کی حالت میں مر چکی ہو تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے یا بائنے نہ ہوگی ظہیرہ میں  
 میں ہے۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ لڑکی سے نکاح کیا جس کو اس کے باپ نے بیاہ دیا ہو اور اس کے ماں و باپ  
 دونوں نصرانی ہیں پھر اس کے باپ و ماں میں سے ایک مجوسی ہو گیا اور دوسرا نصرانی رہا تو لڑکی اپنے شوہر سے  
 بائنے ہوگی اور اگر ماں و باپ دونوں مجوسی ہو گئے اور یہ لڑکی ہندو برہمن حال خود نا بائنے ہو تو اپنے شوہر سے یا بائنے  
 ہو جائیگی اگرچہ دونوں اس کو دارالحرب میں نہ لیجاوین اور اس کو ہر سے قلیل و کثیر کچھ نہ مانگا اور اسی طرح اگر  
 لڑکی بائنے ہو گئی ہو لیکن متوہمہ بالغ ہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہو اس واسطے کہ جب معتوہمہ بالغ ہوئی تو ہر اہل  
 میں اپنے والدین و دار کے تابع رہیگی اس واسطے کہ معتوہمہ کا ذاتی اسلام و حقیقت کچھ نہیں ہوتا ہے پس اس  
 اعتبار سے بمنزہ صغیرہ کے ہے ایک عورت بائنے مسلمان تھی وہ معتوہمہ ہو گئی اور اس کے ماں و باپ مسلمان  
 ہیں پس اس کو اس کے باپ نے معتوہمہ ہونے کی حالت میں بیاہ دیا جسے کہ نکاح جائز ہو پھر اس کے ماں و باپ  
 نعوذ باللہ تھانے مرتد ہو گئے اور دارالحرب میں چلے گئے تو یہ عورت اپنے شوہر سے یا بائنے نہ ہوگی اور صغیرہ اگر  
 اسلام کو سمجھ گئی اور اس کو بیان کیا کہ اسلام یوں ہے پھر وہ معتوہمہ ہو گئی تو اس کا حکم بھی ایسی عورت میں اہی عورت  
 مذکورہ بالا کے مثل ہے ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا اور یہ صغیرہ ہو اور اس کے ماں و باپ  
 نصرانی ہیں پھر وہ بڑی لیٹنے بائنے ہوئی مگر ایسی کہ کسی دین کو نہیں سمجھتی اور نہ بیان کر سکتی ہو حالانکہ وہ معتوہمہ  
 نہیں ہے تو در صورت واقعہ مذکورہ بالا کے وہ اپنے شوہر سے یا بائنے ہو جائیگی اور اسی طرح اگر صغیرہ مسلمہ جب  
 بائنے ہوئی تو معتوہمہ نہ تھی مگر وہ اسلام کو نہیں جانتی اور نہ بیان کر سکتی ہے تو در صورت واقعہ مذکورہ بالا کے

دارالحرب میں ہوں یا بچہ دارالاسلام میں ہو اور باپ دارالحرب میں مسلمان ہو گیا تو بچہ اپنے باپ کی جہت میں مسلمان ہو گا اس واسطے کہ باپ اگرچہ دارالحرب میں مسلمان ہوا ہو لیکن وہ علماً دارالاسلام کے لوگوں میں سے ہو اور اگرچہ دارالحرب میں ہو اور باپ دارالاسلام میں مسلمان ہو گیا ہو تو بچہ اس کا تابع قرار نہ دیا جائیگا اور مسلمان نہ ہو گا یہ بتدین میں ہو اور مجوسی دین والا کتابی کا فرسے بدتر ہو یہ کہ زینت ہو پس اگر ماں و باپ میں سے ایک مجوسی اور دوسرا کتابی ہو تو بچہ مثلاً بیٹی ہو وہ کتابی قرار دی جائیگی پس مسلمان مرد کو جائز ہو کہ اس عورت سے نکاح کرے اور بچہ کا ذبیحہ حلال ہو گا یہ غایہ سرحدی میں ہو۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا پھر ایک ساتمہ دونوں مجوسی ہو گئے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں میں فرقت واقع ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ واقعہ ہوگی یہ ظہیرہ میں ہو اور اگر مسلمان کے تحت میں نصرانیہ عورت ہو اور دونوں ساتمہ ہی ہو دی ہو گئے تو بالاتفاق دونوں میں فرقت واقع ہو جائیگی اور مرد پر پورا حرج واجب ہو گا اس واسطے کہ سبب فرقت کا خاصہ مرد کی طرف سے پیدا ہوا ہو یہ سراج الابرار میں ہے اور اگر ایک مسلمان نے ایسی لڑکی سے نکاح کیا جس کے ماں و باپ مسلمان ہیں پھر دونوں مرتد ہو گئے تو یہ لڑکی اپنے خاوند سے بائنے ہوگی اگرچہ دونوں ماں و باپ دارالحرب میں چلے جائیں اور اگر دونوں اس لڑکی کو ہی دارالحرب میں لے گئے تو بائنے ہو جائیگی اور اگر دونوں میں سے ایک ہمارے دارالاسلام میں مرتد ہو کر یا مسلمان ہونے کی حالت میں مر گیا پھر دوسرا مرتد ہو کر اس لڑکی کو دیگر دارالحرب میں چلا گیا تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے یا بائنے نہ ہوگی یہ ظہیرہ میں ہے اور ایک نصرانیہ لڑکی ایک مسلمان کے تحت میں ہو کر اس کا باپ مجوسی ہو گیا حالانکہ اس کی ماں نصرانیہ ہونے کی حالت میں مر چکی ہو تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے یا بائنے نہ ہوگی ظہیرہ میں میں ہے۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ لڑکی سے نکاح کیا جس کو اس کے باپ نے بیاہ دیا ہو اور اس کے ماں و باپ دونوں نصرانی ہیں پھر اس کے باپ و ماں میں سے ایک مجوسی ہو گیا اور دوسرا نصرانی رہا تو لڑکی اپنے شوہر سے بائنے ہوگی اور اگر ماں و باپ دونوں مجوسی ہو گئے اور یہ لڑکی ہندو برہمن حال خود نا بائنے ہو تو اپنے شوہر سے یا بائنے ہو جائیگی اگرچہ دونوں اس کو دارالحرب میں نہ لیجاوین اور اس کو ہر سے قلیل و کثیر کچھ نہ مانگا اور اسی طرح اگر لڑکی بائنے ہو گئی ہو لیکن متوہمہ بالغ ہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہو اس واسطے کہ جب معتوہمہ بالغ ہوئی تو ہر اہل میں اپنے والدین و دار کے تابع رہیگی اس واسطے کہ معتوہمہ کا ذاتی اسلام و حقیقت کچھ نہیں ہوتا ہے پس اس اعتبار سے بمنزہ صغیرہ کے ہے ایک عورت بائنے مسلمان تھی وہ معتوہمہ ہو گئی اور اس کے ماں و باپ مسلمان ہیں پس اس کو اس کے باپ نے معتوہمہ ہونے کی حالت میں بیاہ دیا جسے کہ نکاح جائز ہو پھر اس کے ماں و باپ نعوذ باللہ تھانے مرتد ہو گئے اور دارالحرب میں چلے گئے تو یہ عورت اپنے شوہر سے یا بائنے نہ ہوگی اور صغیرہ اگر اسلام کو سمجھ گئی اور اس کو بیان کیا کہ اسلام یوں ہے پھر وہ معتوہمہ ہو گئی تو اس کا حکم بھی ایسی عورت میں اہی عورت مذکورہ بالا کے مثل ہے ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا اور یہ صغیرہ ہو اور اس کے ماں و باپ نصرانی ہیں پھر وہ بڑی لیٹنے بائنے ہوئی مگر ایسی کہ کسی دین کو نہیں سمجھتی اور نہ بیان کر سکتی ہو حالانکہ وہ معتوہمہ نہیں ہے تو در صورت واقعہ مذکورہ بالا کے وہ اپنے شوہر سے یا بائنے ہو جائیگی اور اسی طرح اگر صغیرہ مسلمہ جب بائنے ہوئی تو معتوہمہ نہ تھی مگر وہ اسلام کو نہیں جانتی اور نہ بیان کر سکتی ہے تو در صورت واقعہ مذکورہ بالا کے



وہ اپنے شوہر سے بائٹہ ہو جائیگی پھر بیٹہ میں ہو۔ اور قبل دخول کے بائٹہ ہو جائے میں اسکو کچھ ہر نہ ملیگا اور بعد دخول کے بائٹہ ہونے سے ہر سے ملیگا اور یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ پہل جلالہ کے نام پاک کو مع تمام اوصاف کے اسکے سامنے بیان کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ ایا اللہ تعالیٰ شانہ ایسا ہی ہو پس اگر اسنے کہا کہ ہاں تو حکم دیا جائیگا کہ وہ مسلمان ہو اور اگر وہ نہ ہو۔ نے کہا کہ میں سمجھتی ہوں اور وہ سن سکتی ہوں مگر نہیں بیان کرتی ہوں تو شوہر سے بائٹہ ہو جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ میں اسکو بیان نہیں کر سکتی ہوں تو ایسی صورت میں اختلاف ہو اور اگر اسلام کو پہنچے یا نہ پہنچے بیان نہ کیا تو بائٹہ نہ ہوگی اور اگر اسنے مجوسیا کا دین بیان کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بائٹہ ہو جائیگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اختلاف کیا ہے اور یہی مسئلہ ازداد طفل کا ہے یہ کافی میں ہے۔ ایک مرد چند مرتبہ مردہ ہو اور ہر بار تجدید اسلام کی اور تجدید نکاح کر لی تو بنا بر قول امام اعظم کے اسکی عورت اسکے واسطے بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حلال ہوگی۔ اور جو عورت مردہ ہو گئی اسکے شوہر کو اختیار ہے کہ اس عورت کے سوا سے چار عورتوں سے نکاح کرے بشرطیکہ عورت مذکورہ دارالرب میں جلی گئی ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے اسکے پاس سے سفر کیے چلا گیا پھر اسکو ایک مخبر نے خبر دی کہ وہ عورت مردہ ہو گئی اور یہ مخبر آزاد یا مملوک یا محبوس و القذف ہو مگر اسکے نزدیک یہ ثقہ یعنی معتد علیہ ہو تو اسکو گناہ پیش ہو کہ اسکی تصدیق کر کے اس عورت کے سوا سے چار عورتوں سے نکاح کرے اور اسی طرح اگر مخبر مذکور اسکے نزدیک غیر ثقہ ہو لیکن اسکی رائے غالب میں وہ سچا نظر آوے تو بھی اسکے یہی حکم ہو اور اگر اسکی رائے غالب میں وہ جھوٹا ہو تو تین سے زیادہ عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی عورت کو خبر دی گئی کہ تیرا شوہر مردہ ہو گیا ہو تو اسکو اختیار ہے کہ بعد انقضا سے عدت کے دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور یہ روایت استحسان ہے اور بنا بر روایت سید کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اور شمس لائے رخصی نے فرمایا کہ روایت استحسان زیادہ صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایسا مرد جو نشہ میں ہو اور اسکی عقل جاتی نہ ہو مردہ ہو گیا تو استحسان اسکی جو واس سے بائٹہ نہ ہوگی یہ سراج الہاج میں ہے

**گیا دھوان باب** قسم کے بیان میں۔ قال المرحوم قسم سے مراد باری ہے جبکہ کئی عورتیں ہوں تو ان میں باری مقرر کرے اور یہ امر کہ کن کن باتوں میں کس طرح واجب ہے یہ کتاب میں خود فرمایا ہے کہ شوہر دن پر واجب نہیں ہے ہو کہ اپنی جو روون کے درمیان تبدیل و تسویا پس باتوں میں کہیں جبکہ وہ مالک میں اور مہاجرت و مواسات کے واسطے شب بامی میں برابر رکھیں اور جو باتیں انکے اختیار میں نہیں ہیں ان میں تبدیل و تسویہ ان پر واجب نہیں ہے اور وہ محبت و ولی ہو اور جماع ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اس حکم میں غلام مثل آزاد کے ہے یہ خلاصہ میں ہے پس اپنی سب عورتوں کے درمیان امور مذکورہ میں سادات کے خواہ قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو خواہ باکرہ ہو یا شہیدہ خواہ صحیحہ ہو یا مریضہ ورتقا ہو یا ایسی مجنونہ ہو جسکی ذات سے خوف نہ ہو خواہ خالصہ ہو یا نفاس میں ہو یا حائضہ خواہ ایسی صغیرہ ہو جس سے وطی کرنا حلال ہو یا احرام باندھے ہوئے ہو یا ایسی ہو کہ اس سے ایلا و کیا ہو یا ظہا رکھیا ہو یا تیسرین میں ہو اور اسی طرح عورت مسلمہ و کتابیہ کے درمیان بھی باری واجب ہے یہ سراج الہاج میں ہے اور شوہر صحیح و مریض و مجنون و غرضی و غیرہ بالغ و مرہون و مسلمان و ذمی اس باری میں سب برابر ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے

مسئلہ شہر سے بائٹہ ہو جائیگی پھر بیٹہ میں ہو۔ اور قبل دخول کے بائٹہ ہو جائے میں اسکو کچھ ہر نہ ملیگا اور بعد دخول کے بائٹہ ہونے سے ہر سے ملیگا اور یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ پہل جلالہ کے نام پاک کو مع تمام اوصاف کے اسکے سامنے بیان کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ ایا اللہ تعالیٰ شانہ ایسا ہی ہو پس اگر اسنے کہا کہ ہاں تو حکم دیا جائیگا کہ وہ مسلمان ہو اور اگر وہ نہ ہو۔ نے کہا کہ میں سمجھتی ہوں اور وہ سن سکتی ہوں مگر نہیں بیان کرتی ہوں تو شوہر سے بائٹہ ہو جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ میں اسکو بیان نہیں کر سکتی ہوں تو ایسی صورت میں اختلاف ہو اور اگر اسلام کو پہنچے یا نہ پہنچے بیان نہ کیا تو بائٹہ نہ ہوگی اور اگر اسنے مجوسیا کا دین بیان کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بائٹہ ہو جائیگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اختلاف کیا ہے اور یہی مسئلہ ازداد طفل کا ہے یہ کافی میں ہے۔ ایک مرد چند مرتبہ مردہ ہو اور ہر بار تجدید اسلام کی اور تجدید نکاح کر لی تو بنا بر قول امام اعظم کے اسکی عورت اسکے واسطے بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حلال ہوگی۔ اور جو عورت مردہ ہو گئی اسکے شوہر کو اختیار ہے کہ اس عورت کے سوا سے چار عورتوں سے نکاح کرے بشرطیکہ عورت مذکورہ دارالرب میں جلی گئی ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے اسکے پاس سے سفر کیے چلا گیا پھر اسکو ایک مخبر نے خبر دی کہ وہ عورت مردہ ہو گئی اور یہ مخبر آزاد یا مملوک یا محبوس و القذف ہو مگر اسکے نزدیک یہ ثقہ یعنی معتد علیہ ہو تو اسکو گناہ پیش ہو کہ اسکی تصدیق کر کے اس عورت کے سوا سے چار عورتوں سے نکاح کرے اور اسی طرح اگر مخبر مذکور اسکے نزدیک غیر ثقہ ہو لیکن اسکی رائے غالب میں وہ سچا نظر آوے تو بھی اسکے یہی حکم ہو اور اگر اسکی رائے غالب میں وہ جھوٹا ہو تو تین سے زیادہ عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی عورت کو خبر دی گئی کہ تیرا شوہر مردہ ہو گیا ہو تو اسکو اختیار ہے کہ بعد انقضا سے عدت کے دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور یہ روایت استحسان ہے اور بنا بر روایت سید کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اور شمس لائے رخصی نے فرمایا کہ روایت استحسان زیادہ صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایسا مرد جو نشہ میں ہو اور اسکی عقل جاتی نہ ہو مردہ ہو گیا تو استحسان اسکی جو واس سے بائٹہ نہ ہوگی یہ سراج الہاج میں ہے

میں ہوا اگر ایک عورت مسلمان یا کتاہیم ہو اور دوسری باندی یا مکاتہ یا مدبرہ یا ام ولد ہو تو آزادہ کے واسطے دو دن و درات مقرر کرے اور باندی کے واسطے ایک دن و ایک رات مقرر کرے یہ خلاصہ میں ہوا اگر باندی کے پاس ایک دن رہا پھر وہ آزاد کر دی گئی تو آزادہ جو روئے نزدیک بھی ایک ہی روز بیگا اور سیدھیج اگر وہ خزانہ کے پاس رہا پھر باندی آزاد کی گئی تو آزادہ کے پاس چلا جاوے اس واسطے کہ مقتضی تاجہ زائل ہو گیا تب میں ہوا ہو۔ اور جو باندیاں اس کے تحت میں اسکی ملک میں ہوں انہیں کوئی تقسیم و باری نہیں ہو یہ پانچ میں ہوا اور باری کا مدار و عمارت ہو اور کسی عورت سے سوائے اس کے باری کے روز کے جناح نہ کرے اور کسی باری ان میں ہوا اس کے پاس اس رات میں نہ جائے لیکن دن میں کسی ضرورت سے اس کے پاس جانے میں مجبور ہوا لہذا نہیں ہوا ان اگر بغیر باری والی بیمار ہو تو دوسری کی باری کی رات میں بھی اس کے پاس عمارت کے واسطے جانا جائز ہو اور اسکا مرض سخت ہو گیا تو مہلت نہ نہیں ہو کر کسی کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ اچھی ہو جائے یا مری جاوے جو ہر غیرہ میں ہو۔ اور اگر دن کے مہلت کا اختیار کا اختیار ہو اس واسطے کہ وجہی احتیاق فقط تبدیل و تسویر کا ہو اس کے طریقہ کا یہ نہیں ہوا۔ اور اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا کہ باری و تسویر کے پیرائے خیانت کی اور ایسا نہ کیا پس جو رو اسکو قاضی کے پاس لکھی تو قاضی اس کے واسطے کوئی سزا بخو نہ کرے اس واسطے کہ وہ فعل جرم کا تکبیر ہوا ہو پھر اسکو حکم کرے کہ آئندہ تبدیل و تسویر سے رکھے اور جو زمانہ گذر گیا وہ راہگان گیا اسکی بابت اس جو رو کو یہ سزا لہذا نہیں ہو چکا ہے کہ اسنے دن اس کے پاس رہ کر پہلی خیانت کی تلافی کرے اور اگر ایک جو رو کی اجازت سے دوسری جو رو کے پاس باری سے زائد رہا تو جائز ہو مگر اجازت دینے والی جو رو کو اختیار ہو کہ اپنی اجازت سے رجوع کر جاوے پس اجازت لازمی نہیں ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کسی جو رو نے اپنی باری اپنی سوت کو ہمہ کردی تو جائز ہو لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اس سے رجوع کرے یہ سراج الراج میں ہو۔ اور اگر کوئی جو رو اپنی باری اپنی سوت کے واسطے چھوڑ دینے پر راضی ہوئی تو جائز ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کرے یہ جو ہر غیرہ میں ہو۔ اور اگر دو عورتوں سے نکاح کیا بدین شرط کہ ان دونوں میں سے ایک کے پاس زیادہ رہا کرے یا ایک نے شوہر کو مال دیا کہ اسکی باری بڑھاوے یا اپنے اوپر اسکی اجرت مقرر کی کہ اسکی باری بڑھاوے یا اپنے ہمہ میں سے کم کر دیا بدین غرض کہ اسکی باری بڑھاوے تو شرط اور بعد از دو دن باطل ہیں اور عورت مذکور کو اختیار ہوگا کہ اپنا مال واپس کرے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر شوہر سے دو دن میں سے ایک کو مال بدین شرط دیا کہ وہ اپنی باری دوسرے کو دیدے یا خود عورت نے شوہر کو مال دیا کہ وہ اپنی باری کو دیدے تو جائز نہیں ہو اور مال واپس کر لیا جائے یہ تانا و تانیہ میں ہو اور اگر ایک شخص کی ایک جو رو ہو اور یہ شخص رات کو عبادت شب میں مشغول رہتا ہو اور دن میں روزہ رکھتا ہو یا کوئی شغل میں مشغول رہتا ہو یعنی بیوی کا یہ حق ادا نہیں کرتا ہو پس اسکی جو رو نے قاضی سے فریاد کی تو قاضی اسکو حکم کرے کہ چند روز اس کے ساتھ رہا کرے اور احیانا اس کے واسطے روزہ افطار کرے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ فرماتے تھے کہ عورت کے واسطے ایک رات دو دن و مرد کے واسطے تین رات دو دن میں پھر اس سے رجوع ہو اور فرمایا کہ شوہر کو یہ حکم دیا جائے کہ عورت کی مراعات رکھے اور اپنی صحبت میں اسکو مانوس کرے اور بیوی

میں ہوا اگر ایک عورت مسلمان یا کتاہیم ہو اور دوسری باندی یا مکاتہ یا مدبرہ یا ام ولد ہو تو آزادہ کے واسطے دو دن و درات مقرر کرے اور باندی کے واسطے ایک دن و ایک رات مقرر کرے یہ خلاصہ میں ہوا اگر باندی کے پاس ایک دن رہا پھر وہ آزاد کر دی گئی تو آزادہ جو روئے نزدیک بھی ایک ہی روز بیگا اور سیدھیج اگر وہ خزانہ کے پاس رہا پھر باندی آزاد کی گئی تو آزادہ کے پاس چلا جاوے اس واسطے کہ مقتضی تاجہ زائل ہو گیا تب میں ہوا ہو۔ اور جو باندیاں اس کے تحت میں اسکی ملک میں ہوں انہیں کوئی تقسیم و باری نہیں ہو یہ پانچ میں ہوا اور باری کا مدار و عمارت ہو اور کسی عورت سے سوائے اس کے باری کے روز کے جناح نہ کرے اور کسی باری ان میں ہوا اس کے پاس اس رات میں نہ جائے لیکن دن میں کسی ضرورت سے اس کے پاس جانے میں مجبور ہوا لہذا نہیں ہوا ان اگر بغیر باری والی بیمار ہو تو دوسری کی باری کی رات میں بھی اس کے پاس عمارت کے واسطے جانا جائز ہو اور اسکا مرض سخت ہو گیا تو مہلت نہ نہیں ہو کر کسی کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ اچھی ہو جائے یا مری جاوے جو ہر غیرہ میں ہو۔ اور اگر دن کے مہلت کا اختیار کا اختیار ہو اس واسطے کہ وجہی احتیاق فقط تبدیل و تسویر کا ہو اس کے طریقہ کا یہ نہیں ہوا۔ اور اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا کہ باری و تسویر کے پیرائے خیانت کی اور ایسا نہ کیا پس جو رو اسکو قاضی کے پاس لکھی تو قاضی اس کے واسطے کوئی سزا بخو نہ کرے اس واسطے کہ وہ فعل جرم کا تکبیر ہوا ہو پھر اسکو حکم کرے کہ آئندہ تبدیل و تسویر سے رکھے اور جو زمانہ گذر گیا وہ راہگان گیا اسکی بابت اس جو رو کو یہ سزا لہذا نہیں ہو چکا ہے کہ اسنے دن اس کے پاس رہ کر پہلی خیانت کی تلافی کرے اور اگر ایک جو رو کی اجازت سے دوسری جو رو کے پاس باری سے زائد رہا تو جائز ہو مگر اجازت دینے والی جو رو کو اختیار ہو کہ اپنی اجازت سے رجوع کر جاوے پس اجازت لازمی نہیں ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کسی جو رو نے اپنی باری اپنی سوت کو ہمہ کردی تو جائز ہو لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اس سے رجوع کرے یہ سراج الراج میں ہو۔ اور اگر کوئی جو رو اپنی باری اپنی سوت کے واسطے چھوڑ دینے پر راضی ہوئی تو جائز ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کرے یہ جو ہر غیرہ میں ہو۔ اور اگر دو عورتوں سے نکاح کیا بدین شرط کہ ان دونوں میں سے ایک کے پاس زیادہ رہا کرے یا ایک نے شوہر کو مال دیا کہ اسکی باری بڑھاوے یا اپنے اوپر اسکی اجرت مقرر کی کہ اسکی باری بڑھاوے یا اپنے ہمہ میں سے کم کر دیا بدین غرض کہ اسکی باری بڑھاوے تو شرط اور بعد از دو دن باطل ہیں اور عورت مذکور کو اختیار ہوگا کہ اپنا مال واپس کرے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر شوہر سے دو دن میں سے ایک کو مال بدین شرط دیا کہ وہ اپنی باری دوسرے کو دیدے یا خود عورت نے شوہر کو مال دیا کہ وہ اپنی باری کو دیدے تو جائز نہیں ہو اور مال واپس کر لیا جائے یہ تانا و تانیہ میں ہو اور اگر ایک شخص کی ایک جو رو ہو اور یہ شخص رات کو عبادت شب میں مشغول رہتا ہو اور دن میں روزہ رکھتا ہو یا کوئی شغل میں مشغول رہتا ہو یعنی بیوی کا یہ حق ادا نہیں کرتا ہو پس اسکی جو رو نے قاضی سے فریاد کی تو قاضی اسکو حکم کرے کہ چند روز اس کے ساتھ رہا کرے اور احیانا اس کے واسطے روزہ افطار کرے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ فرماتے تھے کہ عورت کے واسطے ایک رات دو دن و مرد کے واسطے تین رات دو دن میں پھر اس سے رجوع ہو اور فرمایا کہ شوہر کو یہ حکم دیا جائے کہ عورت کی مراعات رکھے اور اپنی صحبت میں اسکو مانوس کرے اور بیوی



ہر عورت کو نکاح میں پختہ ہونے کا اختیار ہو۔ اور اگر عورت کا باپ لپٹا ہوا ہو تو کوئی آدمی ایسا نہ ہو جس کی  
 پتہ داری کرے اور اس عورت کا شوہر اسکو اس کے پاس جانے سے منع کرتا ہو تو عورت کو اختیار ہو کہ اپنے شوہر سے  
 کچھ نہ مانے اور جا کر اپنے باپ کی خدمت کرے خواہ اسکا باپ مسلمان ہو یا کافر ہو۔ ایک رو کی مان ہوا تو کہ وہ  
 شادی کی رسم ہو اور لوگوں کی عیادت وغنی میں جاتی ہو اور اس عورت کا شوہر نہیں ہو تو اسکا بیٹا اسکو نہیں  
 کر سکتا ہو تا وقتیکہ اس کے نزدیک یہ امر حقیق نہ ہو کہ عورت مذکورہ بنظر فساد جا کر ہو یعنی بیکاری کا قیاس ہو اور  
 جب اسکو یہ حقیق ہو تو قاضی کے پاس مرا فقہ کرے پھر حسب قاضی اسکو اجازت دے کہ جو شخص کر تو اسکو  
 اختیار ہو گا کہ اپنی ماں کو منع کرے کیونکہ وہ منع کرے میں قاضی کا قائم مقام ہو یہ کافی نہیں ہو۔ ایک شخص نے کو ف  
 میں چار عورتوں سے نکاح کیا پھر ان چار میں سے ایک غیر معین کو طلاق دی پھر ایک اور عورت سے نکاح کیا  
 پھر چاروں میں سے ایک غیر معین کو طلاق دی پھر ایک اور عورت سے نکاح کیا پھر ایک اور عورت سے نکاح کیا  
 ان میں سے کسی عورت سے نہ نکاح کیا تو طلاق والی عورت کو پورا مہر ملے گا اور اگر نکاح والی عورت کو آٹھ حصوں  
 میں سے سات حصہ مہر ملے گا اور اگر نکاح والی عورت کو پورا مہر ملے گا اور اگر نکاح والی عورت کو آٹھ حصوں  
 مساوی تقسیم ہو گا یا یک شمس سے ایک عقد میں ایک عورت سے نکاح کیا اور دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح  
 کیا اور میں عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا پس یہ میں فریق ہونے اور یہ مدام نہیں کہ ان میں سے کون فریق  
 مقدم ہو پس جس سے تمنا نکاح کیا ہو اسکا نکاح بالیقین صحیح ہے۔ اور باقی فریق میں شوہر کا قول لیا جائے گا کہ کون  
 ان میں سے اول ہو اور ان دونوں فریق میں سے جو فریق ملا اور شوہر زندہ ہو اور شوہر نے کہا کہ یہی فریق ان  
 دونوں میں سے پہلا ہو تو اس فریق کی عورتوں کا جو مہر گئی ہیں شوہر وارث ہو گا اور ان کے مہر ادا کرے گا اور  
 شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان تفریق کی جائیگی اور اگر شوہر نے ان سب عورتوں سے دخول کر لیا ہو  
 پھر اپنی عورت میں یا موت کے وقت کہا کہ ان دونوں فریق میں سے یہ فریق پہلا ہو تو یہی پہلا فریق ہو گا اور  
 شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان جدائی کی جائیگی لیکن دوسرے فریق کی ہر عورت کے واسطے اس کے  
 مہر سے اور نہ مثل دونوں میں سے کم مقدار شوہر کے ذمہ واجب ہوگی۔ اور اگر شوہر نے ہر دو فریق مذکورہ  
 کی نسبت کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ ان میں سے اول کون ہو تو وہ ان دونوں فریق سے ہر دو کا جائزہ فریق  
 اول یعنی وہ عورت جس سے تمنا نکاح کیا ہو اس سے نہیں روکا جائیگا پھر اگر شوہر مذکور بیان کرے کہ میں  
 پہلے کر گیا تو اس عورت کو اسکا پورا مہر ملے گا اور میں عورتوں واسطے فریق کو ڈیڑھ مانگا جو اس کے  
 درمیان مساوی مشترک ہو گا اور دو عورتوں واسطے فریق کو ایک مہر ملے گا جو ان کے درمیان مساوی مشترک  
 ہو گا یہ شرح بسوط امام شری ہیں ہو۔ ایک عورت اور اسکی دو بیٹیاں سے تفریق میں عقدوں میں نکاح کیا ہو  
 یہ مدام نہیں ہوتا کہ اول کس سے نکاح کیا ہو پھر شوہر قبل وطی اور بیان کے کر گیا تو ان سب کو ایک مہر کا مل ملے گا اور  
 جو میراث عورت کے واسطے مقرر ہو وہ پوری ایک ملکی اور نہ بالانفاق ہو پھر یہ تقسیم میں اختلاف ہو چکا ہے امام  
 ابو حنیفہ نے فرمایا کہ ہر میراث سے ہر ایک میں سے ماں کو نصف ملے گا اور صاحبین نے فرمایا کہ ان میںون میں ہر  
 ہو کہ تقسیم ہو گا اور اگر ان سے ایک عقد میں اور ہر دو دختر سے ایک عقد میں نکاح کیا تو بالانفاق سب ان کو





# کتاب الزنا

قال المترجم سمعنا من بعض افاضیہ بیان کرنا بہتر ہے رضا عت دودھ دینے کو کہتے ہیں اور بچہ کو اسکی مان کے سوا کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ عورت مہضہ ہو اور بچہ مہضی ہو اور یہ فعل بطور محال مصدر رضا عت ہو اور یہ مہضہ اس رضی کی دودھ پلائی مان ہو کہ اسکی ساتھ نکاح کرنا قطعاً حرام ہو جیسے اپنی مان سے جسکے پیوستہ سے پیدا ہوا ہو اور رضا عت سے حرمت اسی طرح ہو جاتی ہو جیسے نسب سے ہوتی ہو اگر تفسیر انط پائی جائے قال فی الزنا عت اگر عت اگر عت رضا عت میں پائی جائے تو وہ اہل قلیل رضا عت ہو یا کثیر ہو اس سے تفریم متعلق ہو جاتی تو یہ ہدایہ میں ہے اور قلیل رضا عت کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اس قدر ہو کہ اس سے یہ معلوم ہو کہ وہ عت سے پیوستہ میں ہو بچا ہو اور رضا عت کی مدت امام عظیم کے قول میں تین مہینہ ہیں اچھے بچہ ڈھائی برس تمام ہونے تک جسکا دودھ پیے وہ اسکی مہضہ مان ہو اور رضا عت میں نے فرمایا کہ رضا عت کی مدت دو برس ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے قال المترجم پس اگر اس مدت مذکورہ سے زائد سن کا بچہ ہو گیا اور اسے کسی کا دودھ پیا تو وہ ان احکام کے شریعت کے واسطے کافی نہیں ہو اور جو بعض اعاذیت میں اس سے زیادہ بلا جوان عمر کے واسطے رضا عت ثابت فرمائی گئی تھی وہ خصوصیات میں داخل ہو و نیز تاویلات و مباحث جو اس سے متعلق ہیں اپنے مقام پیش شرح ہیں یہ مقام بیان نہیں ہوا اسی پر استقامت کرنا چاہیے اور جو کتاب میں مذکور ہو مہضہ پلایا کہ اگر رضی عت کی مدت دو برس سے چھوڑ دیا گیا پھر مدت رضا عت باقی رہتی کہ اسکو کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ رضا عت ہی پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر دو برس کے اندر ایسا ہوا ہو تو بالاتفاق رضا عت ہوگی اور اگر دو برس کے بعد ڈھائی برس کے اندر ایسا ہوا ہو تو فقط امام عظیم کے قول پر تحقیق ہوگی اور یہ سوچہ سے ہو کہ مدت رضا عت میں پائی گئی ہو اور یہی ظاہر الحدیث ہو یہ محیط میں ہو اور تباہ میں لکھا ہو کہ یہی پر فتوے ہو یہ تاثر غائی نہیں ہو۔ اور جیسے مدت رضا عت گذر جائے تو پھر دودھ پلانے سے تحریم نہیں ثابت ہوتی ہو۔ یہ ہدایہ میں ہے بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہوا کہ رضا عت ثابت ہونے کے واسطے مدت رضا عت کی مقدار میں امام اور صاحبین میں اختلاف ہے لیکن اس امر پر اجماع و اتفاق ہے کہ رضا عت کی اجرت کا استحقاق ثابت ہونے کے واسطے مدت رضا عت دو ہی برس ہیں چنانچہ اگر شہر کی طرف سے اسکی جو زوجین سے بچہ پیدا ہوا ہو طلاق ہوئی مگر اس مطلقہ نے بچہ کو اجرت سے دودھ پلایا پھر طلاق مذکورہ نے دو برس کے بعد کی رضا عت کی اجرت کا مطالبہ کیا اور بچہ اسے باپ سے دینے سے انکار کیا تو اسے پھر جبر نہ کیا جائیگا اور دو برس تک کی اجرت دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور واضح رہے کہ جس طرح حرمت رضا عت مان لینے دودھ پلانے کی جائز ثابت ہوتی ہو اسی طرح اسکی

کتاب الزنا  
ترجمہ  
فتاویٰ  
عالمگیری  
جلد دوم  
صفحہ ۱۲۷  
کتاب الزنا  
ترجمہ  
فتاویٰ  
عالمگیری  
جلد دوم  
صفحہ ۱۲۷

خاوند یعنی جسکی وطنی سے اسکا دودھ ہو اسکی جائیداد ہی ثابت ہوتی ہو اور وہ اس رضیع کا باپ ہو یا ماں ہو  
 اور تمام احکام ثابت ہوتے ہیں یہ نہیں ہے بین ہو یا نہیں رضیع پر خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اسکی رضاعتی ماں یا باپ  
 اور ان ماں و باپ کے اصولی و قرینی رضیع رضاعتی دونوں طرح کے سبب ہوا ہو جائے یا نہ ہو کہ اگر  
 رضیع اس مرد سے جسکی وطنی کا دودھ لڑکی کو پیچھتی ہو خواہ دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد یا اسکے  
 سوائے اس طرح دوسرے شوہر سے بچہ جنمی یا کسی دوسرے رضیع کو دودھ پلایا ہو یا اس مرد کی اولاد اس  
 رضیع سے یا اسکے سوائے دوسری عورت سے قبل اس دودھ پلانے کے یا بعد دودھ پلانے کے یہ ہوا ہو  
 یا کسی عورت سے جسکا دودھ اسکی وطنی سے ہو کسی رضیع کو دودھ پلایا تو یہ سبب اس رضیع مذکورہ بالا کی زمین  
 و بھائی ہونگے اور انکی اولاد اس رضیع کے بھائی و بہنوں کی اولاد ہونگی اور اس مرد کا بھائی اس رضیع کا چچا  
 اور بہن اسکی بھوپھی ہونگی اور رضیع کا بھائی اسکا یا سون اور بہن اسکی خالہ ہونگی اور ایسے ہی خاد و دادی و  
 نانا و نانی وغیرہ میں سمجھنا چاہیے قال المتزوج تمثیل جو کہ سے پیشہ زید نے دوسری عورت سے یا بھائی بہن کے اندر ہندہ  
 کا دودھ پیا اور ہندہ کا دودھ خالہ نامی ایک مرد کی وطنی سے ہو تو ہندہ اس تہید کی رضیعہ ماں و خالہ اسکا  
 باپ ہوا پھر اس دودھ پلانے سے پہلے کی اولاد ہندہ کی لڑکا لڑکا از نطفہ خالہ ذکر یہ لڑکی از نطفہ خالہ و باپ  
 لڑکا و بھیلہ لڑکی از نطفہ شاہد نامے ایک مرد سے ہو اور دودھ پلانے کے بعد کی اولاد اس خالہ کے نطفہ  
 سے ایک لڑکا و لڑکی اور نیز خالہ کے سوائے بعد طلاق یا موت کے دوسرے شوہر کے نطفہ سے دوسری اور  
 اور ایک لڑکا ہو۔ اور نیز خالہ کا ایک لڑکا و لڑکی ان اس ہندہ کے سوائے دوسری جو رو کے پیٹ سے ہیں اور  
 یہ اولاد اس ہندہ کی زید کو دودھ پلانے سے پہلے کی ہو اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا دودھ پلانے کے بعد کا  
 کسی عورت کے پیٹ سے ہو اور نیز ہندہ مذکورہ سے شعیب نام ایک رضیع کو باسلی نام ایک رضیع کو دودھ پلایا  
 ہو یا خالہ کی دوسری عورت نے جسکا دودھ خالہ کی وطنی سے ہو کسی رضیع یا رضیعہ کو دودھ پلایا ہو یا خواہ ہندہ  
 کے زید کو دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد تو ہندہ کی سبب اولاد خواہ خالہ کے نطفہ سے ہو یا غیر کے نطفہ  
 سے ہو خواہ تہید کو دودھ پلانے سے پہلے کی پیدا ہوا یا بعد کی پیدا ہو اور نیز ہندہ کے سبب دودھ پلانے  
 بچے خواہ پہلے کے ہوں یا چھپے آنکو دودھ پلایا ہو یہ سبب زید کے بھائی بہن ہیں اور ہندہ کی بہن زید کی خالہ و  
 و بھائی یا سون ہو اور اس طرح خالہ کی سبب اولاد خواہ ہندہ کے پیٹ سے ہوا یا دوسری جو رو کے پیٹ سے ہو  
 خواہ زید کو ہندہ کے دودھ پلانے سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو اور سبب رضاعتی اولاد خواہ ہندہ کی رضیع ہوں یا  
 کسی دوسری جو رو کے جسکا دودھ خالہ کا ہو رضیع ہوں سبب زید کے بھائی و بہن ہونگے علیٰ ہذا القیاس حفظہ  
 اور رضاعت سے حرمت مصاہرہ بھی ثابت ہوتی ہو چنانچہ رضاعتی باپ کی جو جو رو ہوگی وہ اس رضیع پر حرام  
 ہوگی اور رضیع کی جو رو اسکے رضاعتی یا سبب ہوا ہوگی اور علیٰ ہذا القیاس یہی حکم مثل نسب کے سبب جگہ ہو  
 سوائے دو مسئلوں کے کہ ان میں یقین نہیں ہو کہ ان فی التہذیب چنانچہ اول و ثلثون میں سے ایک یہ ہو کہ کوئی و  
 نہیں ہو کہ اپنے نسب سے کسی بہن سے نکاح کرے اسو پہلے کہ کسی بہن اگر خود ایسے نطفہ سے ہوگی تو وہ اسکی دختر ہوگی  
 اور اگر اسکی نطفہ سے ہوگی تو یہ بیہ ہوگی ہر حال تا جائز ہوگی اور رضاعت کی عورت میں یہ جائز ہو کہ بیہ باپ







متعلق نہوگی اور اگر دودھ غالب ہو تو امام اعظم کے نزدیک اس صورت میں بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چنانچہ جب  
جلد سے ملگنی تو اس کے تالے ہو گئی ہیں وہ مشروب ہونے سے خارج ہو گئی یعنی اب پینے کی چیز نہ رہی تھی اگر کسی نے  
چیز رہی چنانچہ مثلاً طعام طویل ہو تو حرمت رضا عت ثابت ہو جائیگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب  
لحم اٹھائے وقت دودھ کے قطرے نہ ٹپکتے ہوں اور اگر لقمہ اٹھانے پر دودھ کے قطرے ٹپکتے ہوں تو امام اعظم  
کے نزدیک بھی حرمت رضا عت ثابت ہوگی اس واسطے کہ جب قطرہ دودھ کا حلق طفل میں گیا تو وہ نبوت درست  
کے واسطے کافی ہے اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک ہر حال حرمت رضا عت ثابت نہوگی کذا فی الکافی اور یہی  
صحیح ہے اس واسطے کہ دودھ کا قطرہ چلا جانا کافی نہیں ہے بلکہ بلوغت کی چاہیے ہو اور تعدی اس صورت میں طعام سے ہوگی  
یہ کہ بڑا بچہ ہو اور اگر عورت کا دودھ بکری کے دودھ میں ملا دیا مگر عورت کا دودھ غالب ہو تو حرمت رضا عت  
ثابت ہوگی اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی چھوڑ دی اور وہی اس دودھ کو چھوڑ دی یا اپنے  
دودھ میں مٹھوسا نے پس کر دودھ کا مشروب یا چائے تو حرمت ثابت ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا کہ طعام کو لالہ لکھ کر  
کھا یا اور اگر اس کو پینے کے طور پر پی لیا تو بالائتلاف حرمت رضا عت ثابت ہوگی یہ فقہی فاضلین میں ہے اور  
اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا چوپائے کے دودھ میں ملا دیا تو غالب کا اعتبار ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اسی طرح  
ہر قبیلہ میں ہوئی چیز یا باریہ چیز کے ساتھ ملائے میں یوں ہی اعتبار ہے یہ نہ ائلاف میں ہے اور غالب ہونے کے معنی یہ ہے  
میں کہ اس چیز سے اس کا مزہ نہ لگے بویا انہیں سے کوئی ایک بات معلوم ہوئی ہو اور بعض نے فرمایا کہ امام ابو یوسف  
کے نزدیک غالب سے یہ مراد ہے کہ دوسری چیز مگر دودھ کا رنگ و مزہ بدل دے اور امام محمد کے نزدیک یہ مراد ہے کہ  
دودھ ہونے سے خارج ہو جائے یہ صراح الیہ میں ہے اور اگر دودھ اور دوسری چیز دونوں یکساں ہوں تو بھی  
حرمت ثابت ہونا واجب ہے اس واسطے کہ دودھ متغایب نہیں ہوا ہے یہ بکرا لائق میں ہے اور اگر دودھ دونوں کا دودھ  
ملگیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک رضا عت کی تحریم اسی صورت سے متعلق ہوگی جس کا دودھ غالب ہے  
اور امام محمد نے فرمایا کہ دونوں سے متعلق ہوگی چاہے مساوی ہوں یا کوئی انہیں سے غالب اور کوئی متغایب ہو  
اور یہی امام اعظم سے بھی ایک روایت ہے اور یہی انہر و احوط ہے کذا فی التبیین اور بعض نے فرمایا کہ امام محمد کا  
قول اس میں ہے شرح تہذیب البیہ میں مولفہ ابن الملک رحمہ اللہ میں مذکور ہے اور اگر دونوں دودھ مساوی ہوں تو  
دونوں عورتوں سے متعلق ہوگی اور اس پر اجماع ہے یہ نہ ائلاف میں ہے اور اگر دودھ کو غلیظ یا راسب یا شیر زچہ  
یا قسط یا مصل بنادیا اور وہ بچہ نہ کھا یا تو ایسے کھانے سے تحریم رضا عت متعلق نہوگی اس واسطے کہ اس طرح دودھ  
کے کھانے کو رضا عت نہیں ہوتا ہے یہ مدائع میں ہے اور لفظ طعام میں ہے کہ کھانے کی کسی عورت نے ایک  
دھڑک دودھ پلایا یا براب یا یمنی طعام ہوتا ہے کہ کسی عورت نے اس کو دودھ پلایا ہو پھر اسی کا لون کے کسی دھڑکے  
اس دھڑکے سے نکل گیا تو اس کو کھانا نہیں ہے کہ اس منکوحہ کے ساتھ رہے اور یہ قضائے ہوا اور عورتوں پر  
واجب ہے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیں اور اگر پلا دیں تو یا دیکھیں یا اس کو کھانے کیلئے بیٹا ہی ہیں نے  
اپنے مشایخ سے سنایا ہے مضمرات میں ہے اور تحریم ثابت ہونے کے واسطے رضاع طاری و رضاع متقدم  
میں کچھ فرق نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ قال المتخرج یعنی رضاعت قبل نكاح کے ہو یا بعد نکاح کے واقع ہو ہر حال

اس واسطے کہ چنانچہ جب جلد سے ملگنی تو اس کے تالے ہو گئی ہیں وہ مشروب ہونے سے خارج ہو گئی یعنی اب پینے کی چیز نہ رہی تھی اگر کسی نے چیز رہی چنانچہ مثلاً طعام طویل ہو تو حرمت رضا عت ثابت ہو جائیگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب لحم اٹھائے وقت دودھ کے قطرے نہ ٹپکتے ہوں اور اگر لقمہ اٹھانے پر دودھ کے قطرے ٹپکتے ہوں تو امام اعظم کے نزدیک بھی حرمت رضا عت ثابت ہوگی اس واسطے کہ جب قطرہ دودھ کا حلق طفل میں گیا تو وہ نبوت درست کے واسطے کافی ہے اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک ہر حال حرمت رضا عت ثابت نہوگی کذا فی الکافی اور یہی صحیح ہے اس واسطے کہ دودھ کا قطرہ چلا جانا کافی نہیں ہے بلکہ بلوغت کی چاہیے ہو اور تعدی اس صورت میں طعام سے ہوگی یہ کہ بڑا بچہ ہو اور اگر عورت کا دودھ بکری کے دودھ میں ملا دیا مگر عورت کا دودھ غالب ہو تو حرمت رضا عت ثابت ہوگی اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی چھوڑ دی اور وہی اس دودھ کو چھوڑ دی یا اپنے دودھ میں مٹھوسا نے پس کر دودھ کا مشروب یا چائے تو حرمت ثابت ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا کہ طعام کو لالہ لکھ کر کھا یا اور اگر اس کو پینے کے طور پر پی لیا تو بالائتلاف حرمت رضا عت ثابت ہوگی یہ فقہی فاضلین میں ہے اور اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا چوپائے کے دودھ میں ملا دیا تو غالب کا اعتبار ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اسی طرح ہر قبیلہ میں ہوئی چیز یا باریہ چیز کے ساتھ ملائے میں یوں ہی اعتبار ہے یہ نہ ائلاف میں ہے اور غالب ہونے کے معنی یہ ہے میں کہ اس چیز سے اس کا مزہ نہ لگے بویا انہیں سے کوئی ایک بات معلوم ہوئی ہو اور بعض نے فرمایا کہ امام ابو یوسف کے نزدیک غالب سے یہ مراد ہے کہ دوسری چیز مگر دودھ کا رنگ و مزہ بدل دے اور امام محمد کے نزدیک یہ مراد ہے کہ دودھ ہونے سے خارج ہو جائے یہ صراح الیہ میں ہے اور اگر دودھ اور دوسری چیز دونوں یکساں ہوں تو بھی حرمت ثابت ہونا واجب ہے اس واسطے کہ دودھ متغایب نہیں ہوا ہے یہ بکرا لائق میں ہے اور اگر دودھ دونوں کا دودھ ملگیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک رضا عت کی تحریم اسی صورت سے متعلق ہوگی جس کا دودھ غالب ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ دونوں سے متعلق ہوگی چاہے مساوی ہوں یا کوئی انہیں سے غالب اور کوئی متغایب ہو اور یہی امام اعظم سے بھی ایک روایت ہے اور یہی انہر و احوط ہے کذا فی التبیین اور بعض نے فرمایا کہ امام محمد کا قول اس میں ہے شرح تہذیب البیہ میں مولفہ ابن الملک رحمہ اللہ میں مذکور ہے اور اگر دونوں دودھ مساوی ہوں تو دونوں عورتوں سے متعلق ہوگی اور اس پر اجماع ہے یہ نہ ائلاف میں ہے اور اگر دودھ کو غلیظ یا راسب یا شیر زچہ یا قسط یا مصل بنادیا اور وہ بچہ نہ کھا یا تو ایسے کھانے سے تحریم رضا عت متعلق نہوگی اس واسطے کہ اس طرح دودھ کے کھانے کو رضا عت نہیں ہوتا ہے یہ مدائع میں ہے اور لفظ طعام میں ہے کہ کھانے کی کسی عورت نے ایک دھڑک دودھ پلایا یا براب یا یمنی طعام ہوتا ہے کہ کسی عورت نے اس کو دودھ پلایا ہو پھر اسی کا لون کے کسی دھڑکے اس دھڑکے سے نکل گیا تو اس کو کھانا نہیں ہے کہ اس منکوحہ کے ساتھ رہے اور یہ قضائے ہوا اور عورتوں پر واجب ہے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیں اور اگر پلا دیں تو یا دیکھیں یا اس کو کھانے کیلئے بیٹا ہی ہیں نے اپنے مشایخ سے سنایا ہے مضمرات میں ہے اور تحریم ثابت ہونے کے واسطے رضاع طاری و رضاع متقدم میں کچھ فرق نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ قال المتخرج یعنی رضاعت قبل نكاح کے ہو یا بعد نکاح کے واقع ہو ہر حال

رضا خستہ تحقیق ہونے سے حرمت ثابت ہو جائیگی چنانچہ مثال کتاب میں فرماتے ہیں کہ اگر ایک مرد نے ایک عورت سے  
نکاح کیا پھر شوہر کی نسبی مان یا رضاعی مان یا اسکی بہن یا اسکی بیٹی نے اگر اس صغیرہ کو زور دیا یا تو  
یہ صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اور اسکا نصف ہر اپنے شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر مرد نے عہداً فساد  
کی نیت سے دو دھ پلا دیا تو شوہر اس مان کو اس مرضعہ سے واپس لیگا اور اگر اس نے عہداً ایسا نہیں کیا ہو تو  
واپس نہیں لے سکتا ہو یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر دو اجنبیہ عورتوں نے جبکہ دو دھ ایک ہی مرد کی  
وطی سے ہو وہ صغیرہ کو جو ایک مرد کے نکاح میں ہیں دو دھ پلایا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اور  
دونوں مرضعہ کچھ فساد میں نہ لگی اگرچہ دونوں نے عہداً بغرض فساد ایسا کیا ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دو دھ  
بیٹی ہوئی صغیرہ عورتوں سے نکاح کیا پھر ایک اجنبیہ عورت آئی اور اس نے ان دونوں کو ایک ہی ساتھ پلا  
آگے پیچھے دو دھ پلایا تو دونوں صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے  
ایک سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہو اور اگر ایسی تین صغیرہ ہوں اور تینوں کی عورت نہ کورہ نے دو دھ پلا دیا تو  
سب اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہو  
اور اگر مرضعہ نہ کورہ نے ایک یا دوسرے کے آگے پیچھے انکو دو دھ پلایا تو پہلی دونوں اس پر حرام ہو جائیگی  
اور رہی تیسری صغیرہ وہ اسکی جو رہی پہلی اور اسی طرح اگر اس نے دو کو ایک ساتھ دو دھ پلایا پھر تیسری  
کو تنہا پلایا تو پہلی دونوں حرام ہو جائیگی اور تیسری اسکی جو رہی پہلی اور اگر اس نے پہلی کو دو دھ پلایا پھر  
باقی دونوں کو ایک ساتھ دو دھ پلایا تو سب اس پر حرام ہو جائیگی یہ باریع میں ہے۔ اور شوہر پر یہ نہیں ہے  
ہر ایک کے واسطے نصف ہر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ نہ کورہ نے عہداً بغرض فساد دو دھ پلایا تو اس مجموعہ  
کو اس سے بلاور تاوان لے لیگا یہ صغیرات میں ہے اور اگر چار ہوں اور چاروں دو دھ پتی ہوئی صغیرہ ہوں اور مرضعہ  
اجنبیہ نے ان سب کو ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے دو دھ پلایا تو سب کا نکاح باطل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج میں ہے  
اور اسی طرح اگر ایک کو دو دھ پلایا باقی تین کو ایک ساتھ دو دھ پلایا تو بھی سب حرام ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے  
اور اگر ان میں سے تین کو ایک ساتھ دو دھ پلایا پھر چوتھی کو دو دھ پلایا تو چوتھی حرام نہ ہوگی یہ مختصر میں ہے۔ اور اگر کسی مرد  
نے ایک صغیرہ دو دھ پتی ہوئی تھے اور دوسری جوان عورت سے نکاح کیا پھر جوان عورت نے اس صغیرہ کو دو دھ  
پلا دیا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی پھر اگر جوان کے ساتھ دخول نہیں کیا ہو تو اسکو کچھ نہ لے لیگا اور صغیرہ کو  
نصف نہ لے لیگا اور اس نصف کو بھی شوہر اس جوان عورت سے واپس لیگا بشرطیکہ اس نے عہداً بغرض فساد ایسا کیا  
ہو اور اگر عہداً ایسا نہ کیا ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہو اگرچہ جوان عورت سے جانتی ہو کہ یہ صغیرہ ابھی میرے شوہر کی  
جو رہی ہے یہاں میں ہے اور بعد میں عہداً کی یہ صورت ہے کہ مرضعہ کو یہ معلوم ہو کہ اس صغیرہ اور شوہر کے درمیان  
نکاح ہو اور یہ دو دھ پلا دینا مفسد نکاح ہے پھر بھی اس نے عہداً دو دھ پلایا یا اپنے بدن میں غرض کہ نکاح باطل ہو جائے  
اور یہ غرض نہیں کہ یہ بھوک سے بھیا ہو دو دھ پلانے سے آرام پاوے یا ایسی حالت ہو کہ بھوک سے اس کے مرجانے کا  
خوف تھا پس اس نے دو دھ پلا دیا بنا بریں اگر نکاح کا حال نہ جانتی ہو مگر دو دھ پلانے کو مفسد نکاح نہ جانتی ہو  
یا جانتی ہو لیکن اس صغیرہ کے مرنے کا خوف ہو کہ اگر دو دھ نہ پائی تو خوف ہو کہ شاید مر جائیگی اور بغرض بھوک

ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر شوہر کی نسبی مان یا رضاعی مان یا اسکی بہن یا اسکی بیٹی نے اگر اس صغیرہ کو زور دیا یا تو یہ صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اور اسکا نصف ہر اپنے شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر مرد نے عہداً فساد کی نیت سے دو دھ پلا دیا تو شوہر اس مان کو اس مرضعہ سے واپس لیگا اور اگر اس نے عہداً ایسا نہیں کیا ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہو یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر دو اجنبیہ عورتوں نے جبکہ دو دھ ایک ہی مرد کی وطی سے ہو وہ صغیرہ کو جو ایک مرد کے نکاح میں ہیں دو دھ پلایا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اور دونوں مرضعہ کچھ فساد میں نہ لگی اگرچہ دونوں نے عہداً بغرض فساد ایسا کیا ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دو دھ بیٹی ہوئی صغیرہ عورتوں سے نکاح کیا پھر ایک اجنبیہ عورت آئی اور اس نے ان دونوں کو ایک ہی ساتھ پلا آگے پیچھے دو دھ پلایا تو دونوں صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے ایک سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہو اور اگر ایسی تین صغیرہ ہوں اور تینوں کی عورت نہ کورہ نے دو دھ پلا دیا تو سب اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہو اور اگر مرضعہ نہ کورہ نے ایک یا دوسرے کے آگے پیچھے انکو دو دھ پلایا تو پہلی دونوں اس پر حرام ہو جائیگی اور رہی تیسری صغیرہ وہ اسکی جو رہی پہلی اور اسی طرح اگر اس نے دو کو ایک ساتھ دو دھ پلایا پھر تیسری کو تنہا پلایا تو پہلی دونوں حرام ہو جائیگی اور تیسری اسکی جو رہی پہلی اور اگر اس نے پہلی کو دو دھ پلایا پھر باقی دونوں کو ایک ساتھ دو دھ پلایا تو سب اس پر حرام ہو جائیگی یہ باریع میں ہے۔ اور شوہر پر یہ نہیں ہے ہر ایک کے واسطے نصف ہر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ نہ کورہ نے عہداً بغرض فساد دو دھ پلایا تو اس مجموعہ کو اس سے بلاور تاوان لے لیگا یہ صغیرات میں ہے اور اگر چار ہوں اور چاروں دو دھ پتی ہوئی صغیرہ ہوں اور مرضعہ اجنبیہ نے ان سب کو ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے دو دھ پلایا تو سب کا نکاح باطل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اسی طرح اگر ایک کو دو دھ پلایا باقی تین کو ایک ساتھ دو دھ پلایا تو بھی سب حرام ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر ان میں سے تین کو ایک ساتھ دو دھ پلایا پھر چوتھی کو دو دھ پلایا تو چوتھی حرام نہ ہوگی یہ مختصر میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک صغیرہ دو دھ پتی ہوئی تھے اور دوسری جوان عورت سے نکاح کیا پھر جوان عورت نے اس صغیرہ کو دو دھ پلا دیا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی پھر اگر جوان کے ساتھ دخول نہیں کیا ہو تو اسکو کچھ نہ لے لیگا اور صغیرہ کو نصف نہ لے لیگا اور اس نصف کو بھی شوہر اس جوان عورت سے واپس لیگا بشرطیکہ اس نے عہداً بغرض فساد ایسا کیا ہو اور اگر عہداً ایسا نہ کیا ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہو اگرچہ جوان عورت سے جانتی ہو کہ یہ صغیرہ ابھی میرے شوہر کی جو رہی ہے یہاں میں ہے اور بعد میں عہداً کی یہ صورت ہے کہ مرضعہ کو یہ معلوم ہو کہ اس صغیرہ اور شوہر کے درمیان نکاح ہو اور یہ دو دھ پلا دینا مفسد نکاح ہے پھر بھی اس نے عہداً دو دھ پلایا یا اپنے بدن میں غرض کہ نکاح باطل ہو جائے اور یہ غرض نہیں کہ یہ بھوک سے بھیا ہو دو دھ پلانے سے آرام پاوے یا ایسی حالت ہو کہ بھوک سے اس کے مرجانے کا خوف تھا پس اس نے دو دھ پلا دیا بنا بریں اگر نکاح کا حال نہ جانتی ہو مگر دو دھ پلانے کو مفسد نکاح نہ جانتی ہو یا جانتی ہو لیکن اس صغیرہ کے مرنے کا خوف ہو کہ اگر دو دھ نہ پائی تو خوف ہو کہ شاید مر جائیگی اور بغرض بھوک

دور کرنے کے بلا یا تو یہ عہد فساد کی نیست نہیں ہو پس شوہر اس سے صغیرہ کا نصف مہر دے سکتا ہے اور اس مقدمہ میں کہ یہ فعل بضر فساد نہ تھا قسم سے جو ان عورت مہر کا قبول قبول ہو گا اور امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ دونوں صورتوں میں شوہر واپس لے سکتا ہے چاہے اس نے فساد کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن امام محمد سے صحیح ہے وہاں جو ظاہر المراد یہ میں مذکور ہے اور وہی نہیں جو امام محمد کا قول ہے یہ فتح القدر میں ہے اور اگر وہ دھڑلا دینے والی مجنونہ ہو تو شوہر اس سے صغیرہ کا نصف مہر نہیں لے سکتا ہے اور نیز اگر مجنونہ نے قبل دخول کے ایسا فعل کیا ہو تو اسکو نصف مہر یا کذا اسے فتاویٰ قاضی خان اور یہی حکم مقتوی ہے کہ کذا فی الحیطا دیوی حکم ہے اگر جو ان عورت مہر کا راہ دہر دستی کی گئی ہو کذا فی فتح القدر اور اسی طرح اگر صغیرہ خود جو ان عورت کے پاس آئی اور یہ سو رہی تھی پس اسکی چھاتی منہ میں لیکر دو دھڑلا دیا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جاوینگی اور دونوں میں سے ہر ایک کو اسکا نصف مہر یا کذا اور شوہر اسکو کسی سے واپس نہیں لے سکتا ہے کذا فی السراج الوباح پھر واضح ہے کہ ایسی عورت میں بالذات کی صورت دایمی ہو گئی ہے اور صغیرہ کی حرمت بھی دایمی ہوگی بشرطیکہ مہر کا نصف یعنی کبیرہ کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا کبیرہ کا دودھ اسی مہر سے ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو مرد کو اختیار ہو گا کہ صغیرہ سے دوبارہ نکاح کرے یہ نہ الفانی میں ہے اور اگر ایک مہر کی قسمت میں ایک صغیرہ اور ایک کبیرہ ہوں پھر کبیرہ کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو دونوں اپنے شوہر سے بائن ہو جاوینگی اور اسی طرح اگر کبیرہ کی بہن نے صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کبیرہ کی بہن نے صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو دونوں میں سے کوئی بائن نہوگی چوطین ہے اور اگر کسی شخص نے کبیرہ کا دودھ لیکر دوسرے صغیرہ کو پلا دیا تو شوہر انکو نصف نصف مہر تاوان دیکر پھر اس مال کو اس شخص سے چھین لے سکتا ہے چھین لے کر واپس لے لیا شوہر ایک شخص اس نے عہد فساد کرنے کے واسطے کیا ہو اور یہی صحیح ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح فاسد دہلی کی پھر ایک دختر صغیرہ سے نکاح کیا پھر اس صغیرہ کو اس عورت کی مان نے جبکہ ساتھ نکاح فاسد دہلی کی ہو دودھ پلا دیا تو صغیرہ بائن ہو جائیگی۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اسکی بہن نے اس سے نکاح کیا تو بھتی کا نکاح ہوگا پس اگر بھتی کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایک کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان دونوں کو دودھ پلا دیا پس اگر انکو ایک ساتھ پلا دیا تو سب کی سب پر حرام ہو جائیگی اور اگر کبیرہ اس کبیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا اور بھتی کی دوا ہوگا کہ ہر دو صغیرہ کو نکاح کر کے جمع کرے مگر یہ جائز ہے کہ ان دونوں میں سے ایک سے نکاح کرے بشرطیکہ کبیرہ سے دخول نہ کیا ہو اور اگر دخول کر لیا ہو تو مثل نسب کی صورت سے کہ یا ان بھی جائز نہیں ہے اور اگر کبیرہ نے ان دونوں کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلا دیا تو کبیرہ سے پہلی صغیرہ کے حرام ہو جائیگی اور دوسری دوسری صغیرہ کے آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلا دیا ہو جائے گا لیکن یہ صغیرہ رضاعی رہے ہو پس اگر اسکی مان یعنی کبیرہ سے دخول کر لیا ہو تو یہ بھی حرام ہوگی ورنہ نہیں اور اس کے بعد کبیرہ سے نکاح جائز ہوگا اور نہ دونوں صغیرہ کو جمع کرنا جائز ہوگا اور اگر کبیرہ سے نکاح کیا اور تین صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان صغیرہ کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلا دیا

اور اگر شوہر اس سے صغیرہ کا نصف مہر دے سکتا ہے اور اس مقدمہ میں کہ یہ فعل بضر فساد نہ تھا قسم سے جو ان عورت مہر کا قبول قبول ہو گا اور امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ دونوں صورتوں میں شوہر واپس لے سکتا ہے چاہے اس نے فساد کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن امام محمد سے صحیح ہے وہاں جو ظاہر المراد یہ میں مذکور ہے اور وہی نہیں جو امام محمد کا قول ہے یہ فتح القدر میں ہے اور اگر وہ دھڑلا دینے والی مجنونہ ہو تو شوہر اس سے صغیرہ کا نصف مہر نہیں لے سکتا ہے اور نیز اگر مجنونہ نے قبل دخول کے ایسا فعل کیا ہو تو اسکو نصف مہر یا کذا اسے فتاویٰ قاضی خان اور یہی حکم مقتوی ہے کہ کذا فی الحیطا دیوی حکم ہے اگر جو ان عورت مہر کا راہ دہر دستی کی گئی ہو کذا فی فتح القدر اور اسی طرح اگر صغیرہ خود جو ان عورت کے پاس آئی اور یہ سو رہی تھی پس اسکی چھاتی منہ میں لیکر دو دھڑلا دیا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جاوینگی اور دونوں میں سے ہر ایک کو اسکا نصف مہر یا کذا اور شوہر اسکو کسی سے واپس نہیں لے سکتا ہے کذا فی السراج الوباح پھر واضح ہے کہ ایسی عورت میں بالذات کی صورت دایمی ہو گئی ہے اور صغیرہ کی حرمت بھی دایمی ہوگی بشرطیکہ مہر کا نصف یعنی کبیرہ کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا کبیرہ کا دودھ اسی مہر سے ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو مرد کو اختیار ہو گا کہ صغیرہ سے دوبارہ نکاح کرے یہ نہ الفانی میں ہے اور اگر ایک مہر کی قسمت میں ایک صغیرہ اور ایک کبیرہ ہوں پھر کبیرہ کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو دونوں اپنے شوہر سے بائن ہو جاوینگی اور اسی طرح اگر کبیرہ کی بہن نے صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کبیرہ کی بہن نے صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو دونوں میں سے کوئی بائن نہوگی چوطین ہے اور اگر کسی شخص نے کبیرہ کا دودھ لیکر دوسرے صغیرہ کو پلا دیا تو شوہر انکو نصف نصف مہر تاوان دیکر پھر اس مال کو اس شخص سے چھین لے سکتا ہے چھین لے کر واپس لے لیا شوہر ایک شخص اس نے عہد فساد کرنے کے واسطے کیا ہو اور یہی صحیح ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح فاسد دہلی کی پھر ایک دختر صغیرہ سے نکاح کیا پھر اس صغیرہ کو اس عورت کی مان نے جبکہ ساتھ نکاح فاسد دہلی کی ہو دودھ پلا دیا تو صغیرہ بائن ہو جائیگی۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اسکی بہن نے اس سے نکاح کیا تو بھتی کا نکاح ہوگا پس اگر بھتی کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایک کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان دونوں کو دودھ پلا دیا پس اگر انکو ایک ساتھ پلا دیا تو سب کی سب پر حرام ہو جائیگی اور اگر کبیرہ اس کبیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا اور بھتی کی دوا ہوگا کہ ہر دو صغیرہ کو نکاح کر کے جمع کرے مگر یہ جائز ہے کہ ان دونوں میں سے ایک سے نکاح کرے بشرطیکہ کبیرہ سے دخول نہ کیا ہو اور اگر دخول کر لیا ہو تو مثل نسب کی صورت سے کہ یا ان بھی جائز نہیں ہے اور اگر کبیرہ نے ان دونوں کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلا دیا تو کبیرہ سے پہلی صغیرہ کے حرام ہو جائیگی اور دوسری دوسری صغیرہ کے آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلا دیا ہو جائے گا لیکن یہ صغیرہ رضاعی رہے ہو پس اگر اسکی مان یعنی کبیرہ سے دخول کر لیا ہو تو یہ بھی حرام ہوگی ورنہ نہیں اور اس کے بعد کبیرہ سے نکاح جائز ہوگا اور نہ دونوں صغیرہ کو جمع کرنا جائز ہوگا اور اگر کبیرہ سے نکاح کیا اور تین صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان صغیرہ کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلا دیا







کوئی رشتہ تھلا یا پھر کہا کہ جیسے وہم ہو گیا تھا ایسا نہیں ہو جیسا میں نے کہا تھا تو استحساناً دو لون میں تفریق نہ جائیگی اور اگر وہ اسی بات پر ہو کسی ہو اڑا رہا اور کہا کہ یہی سچ ہو جو میں نے کہا ہو تو دو لون میں تفریق کر دی جائیگی پھر اس کے بعد اگر اپنے قول سے پھر گیا تو انکار کچھ کارآمد نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ پس اگر عورت نے بھی اس کے قول کی تصدیق کی تو پھر مہر نہ ملے گا اور اگر تکذیب کی تو اس کو نصف مہر ملے گا اور اگر مرد نے اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو تو عورت کو پورا مہر و نفقہ و سکنی ملے گا بشرطیکہ مرد کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی ہو تو مہر سے دھڑل میں سے کم مقدار ملے گی اور نفقہ و سکنی کچھ نہ ملے گا یہ حضرات میں ہو۔ اور اگر قبل نکاح ہونے کے شوہر نے یہ اقرار کیا اور کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہو یا رضاعی مان ہو پھر کہا کہ جیسے وہم ہو یا میں نے خطا کی تو جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے اور اگر کہا کہ جو میں نے کہا وہی سچ ہو تو اس سے نکاح کر لینا جائز نہیں ہو۔ اور اگر نکاح کر لیا تو دو لون میں تفریق کرادی جائیگی اور اگر مرد نے ایسا اقرار کرنے سے انکار کیا اور دو لون ہونے سے اس کے اقرار کی گواہی دی تو بھی دو لون میں تفریق کر دی جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہو۔ اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ یا بھائی یا رضاعی بھائی کا بیٹا ہو اور مرد نے اس سے انکار کیا پھر عورت نے اپنی تکذیب کی یا کہا کہ میں نے خطا کی ہو پھر اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہو اور اسی طرح اگر عورت کے اپنی تکذیب کرنے سے پہلے مرد نے اس سے نکاح کیا تو بھی جائز ہو اور اگر عورت نے بعد نکاح کے پون کہا کہ میں نے قبل نکاح کے کہا تھا کہ تو میرا بھائی ہو اور تو نے میرے اقرار کرنے کے وقت کہا کہ یہ اقرار جو تو کرتی ہو سچ ہو اور یہ نکاح فاسد واقع ہو اور دو لون میں تفریق نہ کی جائیگی اور اگر ایسا قول شوہر کی طرف سے ہو تو دو لون میں تفریق کر دی جائیگی۔ اور اگر دو لون نے ایسا اقرار کیا پھر دو لون نے اپنی تکذیب کی اور کہا کہ ہم دو لون سے خطا ہوئی ہو پھر اس مرد نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز ہو گا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ میرا رضاعی بیٹا ہو اور اسی پر اثری رہی تو مرد کو یہ جائز ہو کہ اس عورت سے نکاح کرے اس واسطے کہ حرمت بجانب عورت نہیں ہوتی ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ جمیع وجوہ میں اسی پر فتوے دیا جاتا ہے یہ خبر الرائق میں ہو۔ اور اگر نسب کا اقرار کیا کہ یہ عورت میری نسبی بہن یا مان یا بیٹی ہو اور اس عورت کا نسب معروف بھی نہیں ہو اور اس کا سن بھی بلحاظ مرد کے ایسا ہو کہ اس کی مان یا بیٹی ہو سکتی ہو تو مرد سے دوسری بار دریافت کیا جائیگا پس اگر اس نے کہا کہ جیسے وہم ہوا تھا یا میں نے خطا کی یا مجھ سے غلطی ہوئی تو استحساناً دو لون اس سے نکاح پر رہیں گے اور اگر اس نے کہا کہ جیسا میں نے کہا ہو ویسا ہی ہو تو دو لون میں تفریق کر دی جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہو۔ اور اگر عورت کا سن مرد کے دعویٰ کا متحمل ہو مثلاً ایسی عورت ایسے مرد کی اولاد نہ ہو سکتی ہو تو نسب ثابت ہوگا اور دو لون میں تفریق نہ کی جائیگی یہ مبسوط میں ہو اگر عورت کو کہا کہ یہ میری نسبی دختر ہو اور اسی پر اثر رہا حالانکہ اس عورت کا نسب معروف ہو کہ وہ فلان شخص کی بیٹی ہو تو دو لون میں جدائی نہ کی جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ عورت میری مان ہے حالانکہ اس مرد کی مان معروف ہو کہ فلان عورت ہے اور مرد اس امر پر اصرار نہ کرے کہ دو لون میں تفریق نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہو۔

كتاب الطلاق

اسمیں سے ۱۵ باب ہیں

باب اول - طلاق کی تفسیر شرعی و رکن و شروط و وصفت و حکم و تقسیم کے بیان میں اور طبعی طلاق و اناج  
 جوتی ہو اور طبعی نہیں واقع ہوتی ہوا اسکے بیان میں - پس طلاق کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ قید نکاح کو بلفظ مخصوص قائل یا انا  
 رفع کرنے کو طلاق کہتے ہیں یہ بحر الرائق میں ہو - اور رکن طلاق یہ ہو کہ مثلاً تو طالق لقمہ ہو یا اسکے مثل الفاظ کہ یہ کافی ہیں  
 ہو - اور شرط طلاق علی الخصوص دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے ساتھ قید باقی ہو خواہ نکاح یا بعد نکاح اور وہ محل نکاح  
 کی ملکیت باقی ہو چنانچہ اگر بعد دخول واقع ہونے کے بمصاہرہ وہ حرام ہو گئی اور عدت واجب ہو گئی پھر عورت  
 میں طلاق دیدی تو واقع ہوگی کیونکہ ملکیت زائل ہو گئی اور اگر عورت طلاق دیدی پھر اس سے مراجعت کر لی تو  
 طلاق باقی رہے گا اگرچہ وہ فی الحال ملکیت و قید کا رفع نہیں کرتا ہوا سو جہ سے کہ فی الحال بعد وہ طلاق طائفے کے  
 وہ ان دونوں کو رفع کرے گا نیزہ طہ مشرعی میں ہو - اور حکم طلاق یہ ہو کہ اگر رجعی ہو تو بعد انقضائے عدت کے فرقت  
 ہو جائیگی اور اگر بائن ہو تو فی الحال بدون انقضائے عدت کے فرقت ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہو اور جب بئن  
 طلاق پوری ہو جائے تب سر عدت ایسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا ہو چنانچہ طہ مشرعی میں ہو - اور وصفت طلاق  
 یہ ہو کہ وہ بنظر اصل حرام ہو اور بنظر حاجت مباح ہو یہ کافی ہیں ہوا اور تقسیم طلاق کا بیان یہ ہو کہ طلاق دو قسم کی ہو  
 ایک طلاق سنی دوم طلاق بدعی اور ان میں سے ہر ایک کی دو چیزیں ہیں ایک قسم کا شرعی بجا نب ہو اور دوم کا شرعی بجا نہ ہو  
 ہوا پس طلاق سنی باعتبار عدد و وقت کے دو طرح کی ہوتی ہے آئن میں اس سے یہ ہو کہ اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی ایسے طہ مشرعی  
 جس میں اس سے وطی نہ کی ہو پھر اسکو چھوڑ دے یہاں تک کہ اسکی عدت گزر جائے یا وہ حاملہ ہو کہ اسکا حمل ظاہر ہو گیا  
 ہو اور جن میں یہ ہو کہ ایسے طہ میں جماع نہیں کیا ہو اسکو ایک طلاق دے پھر دوسرے طہ میں دوسری پھر تیسرے طہ  
 میں تیسری طلاق دیدے یہ غیط مشرعی میں ہو - اور عدد طلاق کی سنت میں عورت مدخولہ و غیر مدخولہ دونوں  
 مساوی ہیں اور وقت طلاق کے سنت خاصہ مدخولہ کے حق میں ثابت ہوتی ہو اور غیر مدخولہ کو حسب حاجت حالت  
 حیض و طہ میں طلاق دیدے یہ ہر ایک میں ہوا جس عورت سے اسکے شوہر نے غلو سے کر لی ہو اسکے حق میں وقت طلاق  
 کے رعایت فرمی ہی چاہیے جیسے مدخولہ کے حق میں ہو یہ غیط میں ہو - اور طلاق سنت میں وقت کی رعایت میں  
 عورت مسلمہ و کتابیہ و باندی سب یکساں ہیں یہ تانا خانہ میں ہو - اور بعض نے فرمایا کہ طلاق اول میں تاخیر کرنا یہاں تک  
 کہ عدت طہ آخر ہونے کو آوے تب طلاق دیدے تاکہ عورت تطہیل عدت سے متضرر نہ ہو اور بعض نے فرمایا کہ طہ طہ  
 پر طلاق دیدے تاکہ اسل مرتبہ بشرا نہ ہو کہ بعد جماع کے اس نے طلاق واقع کی ہو اور یہی اظہر ہو تیرہ ماہ میں ہو -  
 اور واضح رہے کہ جس طہ میں جماع نہیں کیا ہو وہ طلاق سنی کا محل حسب ہی ہو سکتا ہو کہ حسب اس نے اس طہ میں  
 جو حیض آیا ہو اس میں جماع نہ کیا ہو اور نہ طلاق دی ہو کیونکہ حالت حیض میں جماع کرنا یا طلاق دینا ہر ایک اسکے  
 ہیجے والے طہ کو ایسا نہیں رکھتا ہو کہ وہ وقت طلاق سنی کا باقی رہے اور یہ نہ یا و اس میں صریح مذکور ہو اور حکم  
 ہو وقت ہو کہ حالت میں کی طلاق سے اس نے مراجعت نہ کی ہو اور اگر مراجعت نہ کی ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ حسب

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



عورت ظاہر ہو کر پھر عاقل ہو پھر ظاہر ہو تو پھر چاہے اس طرح میں طلاق دیدے اور اس کلام میں اشارہ ہو کہ جس  
 حیض میں طلاق دیکر مراجعت کر لی ہو اسکے بعد والا طلاق سنی ہو نے کا محل نہ جائیگا اور طحاوی نے ذکر فرمایا  
 کہ اس حیض کے پیچھے جو طہر آویگا وہ ایسا ہوگا کہ چاہے اس میں طلاق سنی دیدے پس طحاوی کے کلام میں اشارہ  
 ہو کہ پھر وہ طہر محل طلاق نہایت ہو جائیگا اور شیخ ابو الحسن نے فرمایا کہ جو شیخ طحاوی نے ذکر فرمایا تو وہ امام  
 ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہو اور جو اصل میں مذکور ہو وہ صاحبین رحمہ کا قول ہو۔ اور اگر حالت حیض میں عورت کو طلاق  
 دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا پھر اس حیض کے بعد ہی جو طہر آیا اس میں طلاق دیدی تو بالاتفاق یہ طلاق سنی ہوگی  
 یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو ایسے طرح میں اس سے جماع نہیں کیا ہو طلاق بائن دیدی پھر اس سے  
 نکاح کر لیا تو بالاتفاق اسکو اختیار ہو کہ اسی طرح میں پھر طلاق دیدے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت کو ایسے  
 طرح میں اس سے جماع نہیں کیا ہو ایک طلاق دیدی پھر عورت سے اسی طرح میں بقول مراجعت کی تو  
 اسکو اختیار ہو کہ دوبارہ اسی طرح میں اسکو طلاق دیدے اور یہ طلاق امام اعظم رحمہ کے نزدیک طلاق سنی ہوگی  
 اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک نہوگی اور امام محمد رحمہ سے اس میں دو روایتیں ہیں کہ اسے ذخیرہ اور اسی طرح اگر  
 عورت کے شہوت اسکو چھو کر یا بوسہ لیکر یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھ کر مراجعت کی تو بھی ایسا ہی اختلاف  
 ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ پس اگر شہوت سے اپنی عورت کا ہاتھ پکڑے ہو اور اس سے کہہ کہ پھر نہایت کے طور پر  
 اپنے وقت پر تین طلاق ہیں تو عورت پر ہے الحال تین طلاق واقع ہو جاوے گی کہ ہر سہ طلاق ایک دوسرے  
 کے درپے واقع ہو جاوے گی اس واسطے کہ جب اسپر ایک طلاق ہوگی تو اس سے مراجعت کرنے والا ہو جائیگا پس  
 اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ بسو ط میں ہے اور اگر مسئلہ مذکورہ بالا میں عورت سے جماع کرنے سے رجوع  
 کیا ہو تو بالاتفاق اسی طرح میں اسکو طلاق سنی نہیں ملے سکتا ہو یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور یہ اس وقت ہو  
 کہ عورت سے یہ جماع رجوع کیا اور وہ اس جماع سے حاملہ نہیں ہوئی اور اگر حاملہ ہو گئی تو شہوت سے کو اختیار ہو کہ اسکو  
 دوسری طلاق دیدے اور یہ امام اعظم و امام محمد رحمہ کا قول ہے یہ بدائع میں ہے اور طلاق بدعی کی دو قسمیں ہیں ایک  
 وہ بدعی کہ اسکا مرجع عدو ہو اور دوسری وہ بدعی جسکا مرجع وقت ہو پس جو بدعی کہ راجع بکا نسب عدو ہو وہ  
 ایسی ہو کہ ایک ہی طرح میں عورت کو تین طلاق دیدے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا کلمات متفرقہ سے یا ایک ہی ط  
 میں دو طلاق جمع کر دے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا متفرق سے پس اگر ایسا کیا تو یہ طلاق بدعی ہو واقع ہو جائی  
 مگر طلاق دینے والا عامی ہوگا اور جو بدعی کہ راجع بجانب وقت ہو وہ ایسی ہو کہ اپنی مدلولہ عورت کو جبک حیض آتا  
 ہو حالت حیض میں یا ایسے طرح میں اس سے جماع کیا ہو طلاق دی تو یہ بدعی ہو اور طلاق واقع ہوگی  
 مگر مرد کو حسب ہو کہ اس سے رجوع کر لے اور اصح یہ ہو کہ رجعت کرنا مرد پر واجب ہو یہ کافی میں ہے۔ اور  
 طلاق بائن سنی نہیں ہو اور طلاق قطع سنی ہو خواہ حیض میں ہو یا غیر حیض میں ہو اور منقہی میں لکھا ہو کہ حیض میں اپنی  
 عورت کو فحشا کر کے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور اگر حیض میں عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یعنی طلاق  
 دے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہو اور نیز منقہی میں مذکور ہو کہ جب عورت بانہ ہوئی اور اسکو اختیار بلوغ حاصل  
 ہوا پس اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی تفریق وضع نکاح اختیار کیا تو کچھ مضائقہ نہیں ہو کہ قاضی عورت

مذکورہ کی حالت میں بین دونوں میں تفریق کر دے یہ محیط میں ہو اور حسب باندی آزاد کی گئی اور اسکو خیا تعلق حاصل  
 ہوا تو کچھ مضائقہ نہیں ہو کہ وہ حالت حیض میں اپنے نفس کو اختیار کرے اسی طرح اگر عینین کو جو مدت ہی گئی  
 قحی وہ ایسی حالت میں گزرتی کہ عورت حالت قحی تو تفریق میں کچھ مضائقہ نہیں ہو کہ اسے شرح الطحاوی اور  
 ان مسائل میں مدخل ہو یا غیر مدخل ہو دونوں کیساں میں یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت اسباب  
 صغریا کبر کے حالت نہ ہوتی ہو یا ان دونوں سببوں سے نہیں بلکہ وہ حالت نہ ہوتی ہو مثلاً سن بلوغ کو پہنچ گیا  
 مگر حیض کا خون بالکل نہیں دیکھا پس اس کے شوہر نے چاہا کہ اسکو طلاق سنی و دن تو اسکو ایک طلاق دیدے  
 پھر حسب ایک مہینہ گزر جاوے تو دوسری طلاق دیدے پھر حسب ایک مہینہ گزر جائے تو تیسری طلاق دیدے  
 پھر اگر طلاق اول ماہ میں لینے چاند رات کی رات میں واقع ہوئی تو تفریق طلاق و عدت کے واسطے  
 بالائیکہ مہینوں کا شمار چاند سے ہوگا اور اگر طلاق درمیان ماہ میں واقع ہوئی تو تفریق طلاق کے واسطے  
 بالائیکہ دنوں کا شمار ہوگا پس پورے تین روز پر دوسری طلاق نہ دیگا بلکہ اکتیسویں روز یا اس کے بعد دیکھا  
 اور عدت کے گزرنے کے واسطے بھی امام اعظم کے نزدیک و دنوں کا شمار ہوگا اور یہی امام ابو یوسف سے  
 بھی روایت ہے کہ پورے دنوں کو تین روز گزرنے کے عدت پوری نہ کی اور جو عورت کہ بسبب عجز و کبر کے  
 حالت نہ ہوتی ہو تو جائز ہے کہ حسب چاہے اسکو طلاق دیدے اور اس سے دلی کر کے کوئی زمانہ گزرے  
 نہ پائے کہ اسکو طلاق دیدے اور یہی ہمارے ائمہ شیعہ رحمہ اللہ کا قول ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور شریعہ  
 علوانی نے فرمایا کہ ہمارے شیخ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ جب عورت ایسی ہے کہ اس کے حیض  
 و جبل کی امید نہ ہو اور اگر ایسی ہو کہ اس کے حیض و جبل کا احتمال ہو تو نفی ہے کہ اس کے دلی و طلاق میں ایک مہینہ کا  
 فصل کرے یہ ذخیرہ میں ہے اور حالت کو جامع کے بعد طلاق دیدینا جائز ہے اور دلی طلاق کے واسطے اسکی ہر سہ طلاق  
 میں فصل کر دے کہ ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق اور پھر ایک مہینہ کے بعد تیسری طلاق دے اور یہ امام ابو یوسف  
 و امام اعظم رحمہما کا قول ہے یہ ہدایہ میں ہے اور اگر اپنی مدخل سے جبکو حیض آتا ہو کہ کما کہ تجھے بطور سنت اپنے وقت پر حیض  
 طلاق ہیں تو ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی بشرطیکہ وہ ایسے طہر میں ہو جس میں جامع نہیں ہوا ہو اور اگر  
 حالت نہ ہو یا ایسے طہر میں ہو جس میں جامع ہو گیا ہو تو فی الحال کوئی طلاق واقع نہ ہوگی بیان تک کہ سنت طلاق کا وقت  
 آوے پھر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی عورت مدخل سے جبکو حیض آتا ہو کہ کما کہ تجھے بطور سنت تین طلاق ہیں تو  
 اس میں کئی صورتیں ہیں کہ اگر اس نے یہ نیت کی کہ ہر طہر پر اسکا ایک طلاق واقع ہو تو یوں ہی ہوگا اور اسی طرح  
 اگر اس نے یہ نیت نہ کی تو بھی یہی ہوگا کہ ہر طہر پر اس پر ایک طلاق پڑے گی اور اگر یہ نیت کی کہ تینوں طلاق فی الحال  
 اس پر واقع ہوں تو نیت صحیح ہوگی اس واسطے کہ فی الحال تین طلاق کا واقع ہونا سنت سے مطہم ہوا ہو اور  
 اگر یہ نیت کی کہ ہر مہینہ کے شروع پر عورت پر ایک طلاق واقع ہو تو یوں ہی ہوگا اور اگر عورت اس سے یا  
 صغیرہ مدخل ہو اور اس سے کہ کما کہ تجھے بطور سنت تین طلاق ہیں تو فی الحال اس پر ایک طلاق واقع ہوگی  
 خواہ فی الحال اس سے دلی کی ہو یا نہ کی ہو پھر بعد مہینہ کے دوسری اور پھر بعد مہینہ کے تیسری واقع ہوگی  
 یہ محیط میں ہے۔ اور اگر نیت کی کہ فی الحال تینوں طلاق اس پر واقع ہوں تو ایسا ہی ہوگا چھ یا ستر میں ہو اور اس طرح

[illegible]

اگر حاملہ ہو تو بھی اسے نفی میں سے حکم ہوگا کہ در صورت عدم نیت کے بطور سنت اور در صورت نیت کے اسکی نیت کے موافق طلاق پڑے گی یہ تبیین میں ہو اور اگر عورت سے قبل دخول کے کہا کہ بتکا بطور سنت میں طلاق میں تو ایک فی الفور کہتے ہی واقع ہوگی پھر اگر اس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق نکاح کرتے ہی واقع ہوگی اور یہی حال دوسری طلاق کا بھی ہو یہ سراج المومنین میں ہے اور اسی طرح اگر حاملہ ہو اور اس سے کہا کہ تنجاء بطور سنت میں طلاق میں تو ایک کہتے ہی واقع ہوگی اور دوسری بعد وضع حمل کے فوراً واقع ہوگی اگرچہ بعد ایک ہی دوروز کے وضع حمل ہوا ہو یا اس سے دوبارہ نکاح کیا تو فوراً واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اس سے کہا کہ تو طلاق ہر سنت اور یہ نہ کہا کہ تین طلاق ہیں اگر عورت مذکورہ کو حیض آتا ہو تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ یہ قول ایسی طلاق کے وقت پر ہو اور اسکا وقت ایسا ہو جہاں جماع نہ ہو اور اگر وقت پر ہو تو جب تک وقت نہ آئے تب تک واقع ہوگی پھر جب وقت آدینکا تب واقع ہو جائیگی اور اگر عورت ایسی ہو کہ عینہ سے اسکا شمار ہو یا حاملہ ہو تو ایک طلاق اس پر کہتے ہی واقع ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے اور اگر کثرت طلاق کی نیت کی یا متفرق تین طروں پر واقع ہونے کی نیت کی تو صحیح ہے ایسا ہی شمس الامامہ شری نے ذکر کیا ہے اور نیز ایسا ہی شیخ الاسلام و صاحب الاسرار نے ذکر کیا ہے اور نیز الاسلام و صدر الشہید و ایک جماعت نے جنہیں سے صاحب ہمایہ بھی ہیں ذکر کیا کہ ایسی صورت میں اگر کثرت طلاق کی نیت صحیح نہیں ہو کہ ان فی التبعین چنانچہ ایک سے زیادہ اس صورت میں واقع ہوگی یہ کافی طمان کی شرح جامع ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاقہ سنت ہے اور اس سے ایک طلاق یا نہ مراد لی تو عورت بائٹہ نہ ہوگی یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر دو طلاق مراد تین تو دو واقع نہ ہوگی اور اگر لفظ طلاق سے ایک طلاق اور لفظ سنت سے دوسری طلاق مراد لی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی یہ تاتار خانہ میں ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طلاقہ ہر راہ میں سنت ہو پس اگر وہ اسے از حیض ہو کہ عینون سے اسکی عدت کا شمار ہو تو ہر عینہ پر ایک طلاق پڑے گی یہاں تک کہ وہ تین طلاق سے طلاق ہو جاوے اور اگر حیض آتا ہو کہ حیض سے عدت شمار ہوتی ہو تو اس پر ایک طلاق پڑے گی لیکن اگر شوہر نے تین طلاق کے ہر عینہ پر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو اسی طرح تین طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایسی جوڑے سے جسکو حیض نہیں آتا ہو کہا کہ تو عینون پر طلاقہ ہو تو ہر عینہ کے شروع پر اس پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو حیض پر طلاقہ ہو حالانکہ اس عدت کو حیض آتا ہو تو ہر حیض پر اس پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکو حیض نہ آتا ہو تو اس پر کچھ واقع نہ ہوگا یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر باوجود کلام مذکور کے یہی کہا کہ سنت پس اگر وہ ایسے طہر میں ہو عین جماع نہیں ہوا ہو تو ایک طلاق فحہ الحال پڑ جائیگی پھر ہر عینہ پر اور ہر حیض پر جب طہر ہوگی ایک ایک طلاق پڑے گی اس واسطے کہ اسے حیض کا لفظ بھی کہا ہو یہ طہر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو سنت دو طلاق سے طلاقہ ہو تو اسے طہر میں جماع نہیں کیا ہو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور سبلی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو بدو طلاق طلاقہ جنہیں سے اول طلاق سنت ہے پھر اگر وہ ایسے طہر میں ہو عین جماع نہیں ہوا ہو تو بدو طلاق سنت ہے وہ اس پر فی الحال ولا واقع ہوگی پھر اسکے صحیح ہے دوسری طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر عورت مذکورہ حائضہ ہو تو دونوں طلاق میں تاخیر ہو جائیگی یہاں تک کہ وہ طہر ہو پھر

فتاویٰ ہندیہ کتاب طلاق باب ثلث فی اقسام

دو دنوں طلاق اس طرح واقع ہونگی کہ پہلے طلاق سنت پڑیگی اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعی واقع ہوگی اور اگر عورت کہا کہ تو بدو طلاق طالق کہہ کر ان میں سے ایک بسنت اور دوسری طلاق بدعی ہو یا کہا کہ تو طالق ہے یک طلاق سنت و دیگر طلاق بدعت پس اگر عورت ایسی حالت میں ہو کہ وقت طلاق سنت ہو تو وہ دو دنوں طلاق واقع ہونگی کہ اولاً طلاق سنت پڑیگی پھر اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعت واقع ہوگی اور اگر وقت طلاق سنت نہ ہو تو طلاق بدعت ہی واقع ہو جائیگی اور طلاق سنت میں اس کا وقت آنے تک تاخیر ہوگی اور اگر اُسے اپنے کلام میں بیان طلاق بدعت کو مقدم کیا اور عورت ایسی حالت میں ہو کہ وقت طلاق سنت نہیں ہو تو طلاق بدعت واقع ہو جائیگی اور طلاق سنت میں تاخیر ہو جائیگی یہ محیط میں ہے اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو بدو طلاق بسنت طالق کہہ کر چھوٹے سے ایک یا کچھ تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دو دنوں میں سے جس کو چاہے بائیں قرار دے اور اگر اُس نے کچھ بیان نہ کیا پھر نکاح کہ عورت حیض کے بعد ظاہر ہوئی تو بدو طلاق بائیں ہو جائیگی یہ ظہیر میں ہے اور اگر کہا کہ تو بدو طلاق طالق کہہ کر تو بدو طلاق کے واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ہر گاہ تو کوئی کچھ جی تو تو بسنت طالق کہہ کر پھر وہ نہیں کچھ ایک ساتھی بیٹھ جی تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک واقع ہوگی اس واسطے کہ ان دو دنوں اماموں کے نزدیک نکاح پہلے ہو جاتا ہے پس جب وہ نفاس سے ظاہر ہو تو ایک واقع ہوگی پھر ہر طرح میں دوسری واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہر واحد کے ساتھ بسنت ہو تو میں طلاق بصفت سنت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بسنت طلاق تو میں طلاق فی الحال واقع ہوگی یہ عتاب میں ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو کل کے روز بسنت طالق کہہ کر حالانکہ عورت ایسی حالت میں ہو کہ کل کے روز اسپر طلاق سنت نہیں پڑ سکتی ہو تو اسپر طلاق نہ پڑیگی یہاں تک کہ سنت طلاق کا وقت آوے تب پڑیگی یہ محیط میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو بسنت طالق کہہ کر وہ عورت اپنے شوہر کی طرف سے بغیر جماع کے ہوئے ظاہر موجود ہو دیکن کسی دوسرے مرد نے بطور زنا اُسکے ساتھ وطی کی ہو تو اسی طرح میں اسپر طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت مذکورہ سے غیر مرد نے بشبہ وطی کی ہو تو اس طرح میں اسپر طلاق نہ پڑیگی یہ ظہیر میں ہے اور اگر اپنی جو رو سے منظر ہر گز کی پھر اُسکو طلاق سنت دی اور وقت طلاق سنت ہی اور نہ وہ کفارہ تہا را دانہیں کیا ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی اور حُرمت ظہار اس طلاق سے واقع ہونے سے مانع نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اپنی جو رو کی من سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کر لیا اور دو دنوں میں تفریق کر دی اور پھر اپنی جو رو کو اُسکی من کی عدت کی حالت میں طلاق سنت دی تو بھی واقع ہو جائیگی اور اسی طرح اگر اپنی جو رو کو طلاق سنت ایسی حالت میں دی کہ وہ زنا سے حاملہ ہو تو بھی یہی حکم ہے یا ایک عورت کو اُسکے شوہر کے مر جانے کی خبر دی گئی پھر اُسے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا پھر اُسکا پہلا شوہر آیا اور دوسرے شوہر اور عورت کے درمیان تفریق کر دی گئی اور دوسرے شوہر کی عدت عورت مذکورہ پر واجب ہوئی پھر اُسی عدت کی حالت میں پہلے شوہر نے اُسکو طلاق سنت دیدی تو امام ابو یوسف کے نزدیک واقع ہوگی اور امام اعظم کے نزدیک واقع ہوگی اور اگر شوہر نے عورت کو تین طلاق بسنت دیدی پھر اُسکو حیض آیا پھر ظاہر ہوئی اور اسپر ایک طلاق واقع ہوئی پھر اُس نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا اور دو دنوں میں تفریق کر دی گئی تو جب تک عورت مذکورہ دوسرے شوہر کی عدت میں بیٹھتا ہے

۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



اسپر باقی طلاق سنت واقع نہوگی یہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک واقع نہوگی۔ اور اگر جو روئے کہ کہ بظہر تین طلاق بسنت بعد نصف ہزار درم ہیں بشرطیکہ تو چاہے یا چاہے کو مقدم کیا کہ اگر تو چاہے تو بظہر تین طلاق بسنت ہیں پس اگر یہ قولہ حالت حیض میں ہو تو بقیاس قول امام اعظم کے شیت یعنی چاہنا ابھی نہوگا چنانکہ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے اور اگر یہ قولہ ایسے طہر میں ہو تب میں جماع کر لیا ہو تو مشیت ابھی نہوگی یہاں تک کہ اسکو حیض آکر پھر ظاہر ہو جائے یہ حیض میں ہو۔ اور اگر عورت کو طلاق دینی اور وہ عذرہ ہو پھر وہاں عذرہ نہ رہنے سے پہلے حائضہ ہو کر ظاہر ہوئی تو بالاجماع شوہر کو اختیار ہے کہ اسکو دوسری طلاق دے یا اسکو اگر عورت کو طلاق دے اور وہ ایسی تھی کہ اسکو حیض آتا تھا پھر وہ اسکو نہوگی تو اسکو دوسری طلاق دے سکتا ہے یہ شرط عذرہ میں نہوگی اور انوار ابو سیامان میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی جو روئے سے جو حیض سے آئسہ ہو گئی ہو کہ کہ بظہر تین طلاق ہیں تو ایک طلاق کتنی ہی واقع ہوگی پھر اگر عورت مذکورہ کو اسکے بعد حیض آیا اور پھر ظاہر ہوئی تو یہ طلاق اسے باطل ہوگی پھر حیض سے ظاہر ہونے پر ایک طلاق اسپر بیگی اور طلاق اسے باطل ہو جائے سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی مراد یہ عورت ہے کہ حالت آئسہ ہوئے میں اس طلاق کی گفتگو سے پہلے اسکے ساتھ وطی بھی کی ہو تو باطل ہو جائیگی پھر اگر اس حیض کے بعد وہ آئسہ ہو گئی اور ایام سے یہ بات ظاہر ہوگی تو باقی دو لون طلاق ہمینوں کے شمار سے واقع نہوگی۔ اور بقیہ میں مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہ کہ تو بسنت طلاق ہو پس اس نے کہا کہ میں ظاہر ہوں اور شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے حیض میں یا بعد حیض کے جماع کیا ہو تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر عورت نے کہا کہ میں حاملہ ہوں اور وہ نے کہا کہ تو حاملہ نہیں ہو تو دعویٰ میں عورت کے قول کی تصدیق نہوگی اور انوار مشام میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر اپنی جو روئے سے کہ کہ بظہر تین طلاق ہیں حالانکہ ایک سال تو دخول کر لیا ہو پس عورت نے کہا کہ تیری اس گفتگو سے پہلے تجھے حیض آیا پھر میں ظاہر ہو گئی پھر تیرے تو نے یہ گفتگو کی ہو تو میں اسوقت ایسی ظاہر تھی کہ تو نے مجھ سے اس طہر میں قربت نہیں کی تھی اور شوہر نے کہا کہ تیرے ظاہر ہونے کے بعد قبل اس کلام کے میں نے تجھے قربت کر لی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے حیض میں قربت کی تھی اور عورت نے اسکی تکذیب کی تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے ہرگز اسوقت تک میرے ساتھ دخول نہیں کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا۔ اور قدوری میں فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو بسنت طلاق دے۔ حالانکہ یہ عورت باندی ہو اور وہ اسوقت ایسی حالت میں ہو کہ اسپر طلاق بسنت نہیں واقع ہو سکتی ہو پھر اس باندی کو خرید کیا پھر بسنت طلاق کا وقت آیا تو اسپر کوئی طلاق واقع نہوگی پھر اگر اسکو آزاد کر دیا پھر بسنت طلاق کا وقت آیا تو اسپر طلاق واقع نہوگی یہ حیض میں ہو۔ اور اگر شوہر غلام اور جو روئے عورت سے کہ کہ تو بسنت طلاق دے پھر عورت نے اسکو خرید کیا تو جب بسنت طلاق کا وقت آوے گا عورت مذکورہ یہ طلاق واقع ہوگی اور ظہر میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ واقع نہوگی اور عتا میں میں لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے یہ باتار خانہ میں ہے ایک مرد نے اپنی جو روئے سے کہا کہ بظہر تین طلاق ہیں اور عورت اسوقت ایسے طہر میں ہو کہ کہ میں شوہر نے

سلطنت  
اور  
بظہر  
تین  
طلاق  
بسنت  
ہیں  
پس  
اگر  
یہ  
قولہ  
حالت  
حیض  
میں  
ہو  
تو  
بقیاس  
قول  
امام  
اعظم  
کے  
شیت  
یعنی  
چاہنا  
ابھی  
نہوگا  
چنانکہ  
کہ  
وہ  
حیض  
سے  
پاک  
ہو  
جائے  
اور  
اگر  
یہ  
قولہ  
ایسے  
طہر  
میں  
ہو  
تب  
میں  
جماع  
کر  
لیا  
ہو  
تو  
مشیت  
ابھی  
نہوگی  
یہاں  
تک  
کہ  
اسکو  
حیض  
آکر  
پھر  
ظاہر  
ہو  
جائے  
یہ  
حیض  
میں  
ہو۔  
اور  
اگر  
عورت  
کو  
طلاق  
دینی  
اور  
وہ  
عذرہ  
ہو  
پھر  
وہاں  
عذرہ  
نہ  
رہنے  
سے  
پہلے  
حائضہ  
ہو  
کر  
ظاہر  
ہوئی  
تو  
بالاجماع  
شوہر  
کو  
اختیار  
ہے  
کہ  
اسکو  
دوسری  
طلاق  
دے  
یا  
اسکو  
اگر  
عورت  
کو  
طلاق  
دے  
اور  
وہ  
ایسی  
تھی  
کہ  
اسکو  
حیض  
آتا  
تھا  
پھر  
وہ  
اسکو  
نہوگی  
تو  
اسکو  
دوسری  
طلاق  
دے  
سکتا  
ہے  
یہ  
شرط  
عذرہ  
میں  
نہوگی  
اور  
انوار  
ابو  
سیامان  
میں  
امام  
ابو  
یوسف  
رحمہ  
اللہ  
سے  
مروی  
ہے  
کہ  
ایک  
شخص  
نے  
اپنی  
جو  
روئے  
سے  
جو  
حیض  
سے  
آئسہ  
ہو  
گئی  
ہو  
کہ  
کہ  
بظہر  
تین  
طلاق  
ہیں  
تو  
ایک  
طلاق  
کتنی  
ہی  
واقع  
ہوگی  
پھر  
اگر  
عورت  
مذکورہ  
کو  
اسکے  
بعد  
حیض  
آیا  
اور  
پھر  
ظاہر  
ہوئی  
تو  
یہ  
طلاق  
اسے  
باطل  
ہوگی  
پھر  
حیض  
سے  
ظاہر  
ہونے  
پر  
ایک  
طلاق  
اسپر  
بیگی  
اور  
طلاق  
اسے  
باطل  
ہو  
جائے  
سے  
امام  
ابو  
یوسف  
رحمہ  
اللہ  
کی  
مراد  
یہ  
عورت  
ہے  
کہ  
حالت  
آئسہ  
ہوئے  
میں  
اس  
طلاق  
کی  
گفتگو  
سے  
پہلے  
اسکے  
ساتھ  
وطی  
بھی  
کی  
ہو  
تو  
باطل  
ہو  
جائیگی  
پھر  
اگر  
اس  
حیض  
کے  
بعد  
وہ  
آئسہ  
ہو  
گئی  
اور  
ایام  
سے  
یہ  
بات  
ظاہر  
ہوگی  
تو  
باقی  
دو  
لون  
طلاق  
ہمینوں  
کے  
شمار  
سے  
واقع  
نہوگی۔  
اور  
بقیہ  
میں  
مذکور  
ہے  
کہ  
اگر  
عورت  
سے  
کہہ  
کہ  
تو  
بسنت  
طلاق  
ہو  
پس  
اس  
نے  
کہا  
کہ  
میں  
ظاہر  
ہوں  
اور  
شوہر  
نے  
کہا  
کہ  
میں  
نے  
تجھ  
سے  
حیض  
میں  
یا  
بعد  
حیض  
کے  
جماع  
کیا  
ہو  
تو  
قول  
عورت  
کا  
قبول  
ہوگا  
اور  
اگر  
عورت  
نے  
کہا  
کہ  
میں  
حاملہ  
ہوں  
اور  
وہ  
نے  
کہا  
کہ  
تو  
حاملہ  
نہیں  
ہو  
تو  
دعویٰ  
میں  
عورت  
کے  
قول  
کی  
تصدیق  
نہوگی  
اور  
انوار  
مشام  
میں  
امام  
ابو  
یوسف  
رحمہ  
اللہ  
سے  
روایت  
ہے  
کہ  
اگر  
اپنی  
جو  
روئے  
سے  
کہہ  
کہہ  
بظہر  
تین  
طلاق  
ہیں  
حالانکہ  
ایک  
سال  
تو  
دخول  
کر  
لیا  
ہو  
پس  
عورت  
نے  
کہا  
کہ  
تیری  
اس  
گفتگو  
سے  
پہلے  
تجھے  
حیض  
آیا  
پھر  
میں  
ظاہر  
ہو  
گئی  
پھر  
تیرے  
تو  
نے  
یہ  
گفتگو  
کی  
ہو  
تو  
میں  
اسوقت  
ایسی  
ظاہر  
تھی  
کہ  
تو  
نے  
مجھ  
سے  
اس  
طہر  
میں  
قربت  
نہیں  
کی  
تھی  
اور  
شوہر  
نے  
کہا  
کہ  
تیرے  
ظاہر  
ہونے  
کے  
بعد  
قبل  
اس  
کلام  
کے  
میں  
نے  
تجھے  
قربت  
کر  
لی  
تھی  
تو  
قول  
شوہر  
کا  
قبول  
ہوگا  
اور  
اگر  
شوہر  
نے  
کہا  
کہ  
میں  
نے  
تجھے  
حیض  
میں  
قربت  
کی  
تھی  
اور  
عورت  
نے  
اسکی  
تکذیب  
کی  
تو  
قول  
عورت  
کا  
قبول  
ہوگا  
اور  
اسی  
طرح  
اگر  
عورت  
نے  
کہا  
کہ  
تو  
نے  
ہرگز  
اسوقت  
تک  
میرے  
ساتھ  
دخول  
نہیں  
کیا  
تو  
قول  
عورت  
کا  
قبول  
ہوگا۔  
اور  
قدوری  
میں  
فرمایا  
کہ  
ایک  
مرد  
نے  
اپنی  
عورت  
سے  
کہہ  
کہہ  
تو  
بسنت  
طلاق  
دے۔  
حالانکہ  
یہ  
عورت  
باندی  
ہو  
اور  
وہ  
اسوقت  
ایسی  
حالت  
میں  
ہو  
کہ  
اسپر  
طلاق  
بسنت  
نہیں  
واقع  
ہو  
سکتی  
ہو  
پھر  
اس  
باندی  
کو  
خرید  
کیا  
پھر  
بسنت  
طلاق  
کا  
وقت  
آیا  
تو  
اسپر  
کوئی  
طلاق  
واقع  
نہوگی  
پھر  
اگر  
اسکو  
آزاد  
کر  
دیا  
پھر  
بسنت  
طلاق  
کا  
وقت  
آیا  
تو  
اسپر  
طلاق  
واقع  
نہوگی  
یہ  
حیض  
میں  
ہو۔  
اور  
اگر  
شوہر  
غلام  
اور  
جو  
روئے  
عورت  
سے  
کہہ  
کہہ  
تو  
بسنت  
طلاق  
دے  
پھر  
عورت  
نے  
اسکو  
خرید  
کیا  
تو  
جب  
بسنت  
طلاق  
کا  
وقت  
آوے  
گا  
عورت  
مذکورہ  
یہ  
طلاق  
واقع  
ہوگی  
اور  
ظہر  
میں  
لکھا  
ہے  
کہ  
امام  
ابو  
یوسف  
رحمہ  
اللہ  
نے  
فرمایا  
کہ  
واقع  
نہوگی  
اور  
عتا  
میں  
میں  
لکھا  
ہے  
کہ  
اسی  
پر  
فتویٰ  
ہے  
یہ  
باتار  
خانہ  
میں  
ہے  
ایک  
مرد  
نے  
اپنی  
جو  
روئے  
سے  
کہہ  
کہہ  
بظہر  
تین  
طلاق  
ہیں  
اور  
عورت  
اسوقت  
ایسے  
طہر  
میں  
ہو  
کہہ  
کہہ  
میں  
شوہر  
نے

اسکے ساتھ جماع کیا ہو پھر اس پر زکوٰۃ پید کر اسی وقت آزاد کر دیا تو وہ وحیض کی عدت میں رہیگی کہ جب پہلے  
 حیض سے ظاہر ہوگی تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی اور دوسرا حیض پورا کر کے بائیسہ ہو جائیگی کہ پھر دوسری  
 طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر ایسا ہو کہ جس وقت اس سے یہ کلام کیا ہو اس وقت وہ حاملہ ہو پھر اسکو خرید کیا پھر حیض ہی  
 میں اسکو آزاد کر دیا پھر وہ حیض میں سے ظاہر ہوئی تو اس پر طلاق واقع ہوگی اسوجہ سے کہ سبب فساد نکاح کے دونوں میں  
 فرقت واقع ہوگی اور طلاق سنت بعد اسی فرقت کے جو شوہر و زوجہ میں ہوئی واقع نہیں ہوتی ہر الامداد ایک  
 عینہ کے یا بعد ایک حیض کے اسی طرح اگر آزاد شدہ باندی نے حالت حیض میں بچیا عتق اس پر نفس کو اختیار  
 کیا حالانکہ اسکا شوہر اس سے کہ چکا تھا کہ تو بسنت طلاق ہے تو جب اس حیض سے ظاہر ہوگی تو اس پر طلاق  
 واقع ہوگی یہ عینہ میں ہو۔ اور زیادت میں مذکور ہو کہ اگر کسی شخص کو تکلیف کیا یعنی وکیل کیا کہ اسکی جو رو کو بسنت  
 طلاق دیدے حالانکہ یہ عورت مدخولہ ہو پس وکیل نے کہا کہ تو بسنت طلاق ہے یا کہا کہ جب کچھ حیض آوے پھر  
 تو ظاہر ہو جاوے تو بسنت طلاق ہے پھر عورت حاملہ ہو کر ظاہر ہوگی تو اس پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی لیکن  
 اگر حاملہ ہو کر ظاہر ہوئی پھر وکیل نے کہا کہ کچھ طلاق ہو تو طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ میری  
 جو رو کو تین طلاق بسنت دیدے پس وکیل نے اسکو تین طلاق بسنت فی الحال دیدیں تو ایک ہی طلاق باقی  
 ہوگی پھر چاہیے کہ دوسرے طریقے میں دوسری طلاق اور تیسرے طریقے میں تیسری طلاق دیدے یہ فیہ طہرشی میں  
 ہے۔ اور اگر شوہر غائب ہو اور اس نے چاہا کہ اپنی عورت کو ایک طلاق بسنت دیدے تو عورت کو خط  
 لکھے کہ جب یہ خط میرا پہنچے تو پھر جب تو حاملہ ہو کر ظاہر ہو تو کچھ طلاق ہو۔ اور اگر تین طلاق بسنت  
 دینا چاہتے تو خط میں لکھے کہ جب میرا یہ خط پہنچے پھر تو حاملہ ہو کر ظاہر ہو تو کچھ طلاق ہو پھر جب تو حاملہ  
 ہو کر ظاہر ہو تو کچھ طلاق ہو پھر جب تو حاملہ ہو کر ظاہر ہو تو کچھ طلاق ہو یہ شرح لمحاوی میں ہے۔ اور بسنت  
 میں ہے کہ چاہے عورت میں ایسا نہ کرے یعنی کہ لفظوں میں سبب مضمون اور اگر سے اور یا میں طور پھر کہ جب کچھ  
 کچھ میرا یہ خط پہنچے تو کچھ بسنت تین طلاق ہیں پس طلاق ہائے مذکورہ ہر صفت مذکورہ بالا واقع ہوتی۔  
 اور اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو لکھے کہ جب میرا یہ خط پہنچے پھر چاند نظر آوے تو کچھ بسنت تین طلاق ہیں  
 یہ بحر الرائق میں ہے۔ اتفاقاً طلاق سنت بنا برائے نہ شہرہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ اسنت  
 وثقہ اسنتہ و علی اسنتہ و طلاق سنت وعدۃ و طلاق عدت و طلاق عدل (یا صافیت) و طلاق عدل و طلاق  
 و طلاق وین و طلاق اسلام و حسن الطلاق و اجل الطلاق و طلاق حق و طلاق قرآن و طلاق کتاب میں ہے  
 یہ سب اتفاقاً طلاق کے اوقات سنت کی طلاق پر محمول ہو گئے اور اگر کہا کہ انت طلاق فی کتاب اللہ و کتاب اللہ  
 اومعہ یعنی تو ایسی طلاق سے مطلق ہو جو کتاب اللہ میں موجود ہو یا کتاب اللہ یا مع کتاب اللہ ہو پس  
 اگر اس کلام سے اسکی نیت طلاق سنت ہو تو طلاق باوقات سنت واقع ہوگی درمیان الحال واقع ہوگی  
 اسواسطے کہ کتاب اللہ تعالیٰ ولایت کرتی ہے وقوع بسنت و وقوع مہرعت و دونوں پر یعنی دونوں کے  
 وقت پر واقع ہوتی ہو پس اس میں نیت کی احتیاج ہوئی اور اگر کہا کہ علی الکتاب اور نہ یعنی تو طلاق علی الکتاب  
 یا بالکتاب ہو یا کہا کہ علی قول الفقہاء و الفقہاء یعنی برقول قاضیاں فقہان یا کہا کہ طلاق الفقہاء و الفقہاء

یعنی تو طالق بطلان قاضیان و قیضیان ہو پس اگر اس نے طلاق سنت کی نیت کی تو دیا نہ اس کے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضا میں طلاق فی الحال واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تم بطلاق سینہ یا عدلیہ طالق ہو تو اہم ابو یوسف کے نزدیک باوقات سنت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بطلاق حسہ یا جمیلہ طالق ہو تو فی الحال واقع ہوگی اور انا و محمد نے جامع کبیر میں فرمایا کہ دونوں صورتوں میں فی الحال واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق للبدنہ یا طلاق بدنت ہو اور فی الحال طلاق واقع ہونے کی نیت تو واقع ہونگی اور نیز اگر ایک کی نیت کی تو بھی واقع ہوگی بشرطیکہ عورت حالت حیض میں ہو یا ایسے طہر میں جو عین جماع کیا ہو اور اگر مرد کی کچھ نیت نہ ہو تو ایک طلاق فی الفور واقع ہوگی بشرطیکہ عورت حالت حیض یا نفاس میں یا ایسے طہر میں جو عین جماع ہوا ہو اور اگر ایسے طہر کی حالت میں جو عین جماع نہیں ہو تو فی الحال کچھ نہیں واقع ہوگی یہاں تک کہ عورت حالت حیض ہو یا ایسی طہر میں اس سے جماع کر کے پرتخ القدرہ میں ہو اور اگر کہا کہ انت طالق تطلیقہ تھا یعنی تو طالق ہے بطلاق داؤن حق تو فی القدرہ طلاق ہو جائیگی اور اگر کہا کہ انت طالق تطلیقہ بالسنۃ او مع السنۃ او بعد السنۃ یعنی تو طالق بتطلیق سنت یا مع السنۃ یا بعد السنۃ ہو تو طلاق تو سنت میں ہوگی یہی طہر میں ہو اور الفاظ طلاق بدعت اس طرح ہیں کہ مثلاً کہیے کہ تو طالق للبدنہ یا بطلاق بدنت یا بطلاق معصیت یا بطلاق شیطان ہو پس اگر اس صورت میں طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی یہ بدلت میں ہو فصل ان لوگوں کے سامنے جن کی طلاق واقع ہوتی ہو اور جن کی نہیں واقع ہوتی ہو۔ واضح ہو کہ شوہر کی طلاق جبکہ وہ مائل باطلاق ہو تو واقع ہوگی خواہ وہ آزاد ہو یا مجنون خواہ اس نے بکبریت خود طلاق دی ہو یا بالکلام طلاق دی ہو جو ہرہ یزہ میں ہو۔ اور جس نے بطور تعجب و ہزل کے طلاق دی اس کی طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر اس کو کوئی اور بات کہتی منظور تھی مگر زبان سے طلاق نکل گئی تو طلاق واقع ہوگی یہی طہر میں ہو۔ اور جامع الاصفہ میں ہے کہ راشد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہنا چاہتا تھا کہ زینب طالق ہو مگر اس کی زبان سے نکلا کہ عمرہ طالق ہو تو قضا دی مسئلہ ہو جائیگی جب کا نام لیا ہو اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ دونوں میں سے کوئی مطلقہ ہوگی اور اگر ایک شخص نے اپنی جوہر سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ انت طالق کے معنی نہیں جانتا ہو تو طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی جوہر سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا ہو کہ یہ طلاق ہو تو قضاؤ وہ مطلقہ ہو جائیگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ مطلقہ نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اور طفل کی طلاق اگرچہ وہ سمجھ دار ہو اور مجنون و ناموس و غیرہ میں سے ہو بشرطیکہ وہ عاقل ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی جو کذا فی فتح القدرہ اور اسی طرح معنویہ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی اور یہ حکم اس وقت ہے کہ اس نے حالت عتق میں طلاق دیدی ہو اور اگر حالت افاقہ میں طلاق دی تو صحیح ہے اور کہ طلاق واقع ہوگی یہ جوہرہ یزہ میں ہے۔ ایک شخص سوئے ہوئے نے طلاق دی پھر قیام خواب سے بیدار ہوا تو اس نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھے سوئے میں طلاق دیدی ہو تو طلاق واقع ہوگی اس طرح اگر کہا کہ میں نے اس طلاق کی (جو خواب میں دی ہو) اجازت دی تو بھی واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے وہی طلاق واقع کی تو واقع ہو جائیگی اور اگر یوں کہا کہ میں نے وہ طلاق واقع کی جو میں نے سوئے میں زبان سے کہی ہو تو واقع ہوگی۔ مگر ہم نے طلاق دی پھر جب تندرست ہوا تو کہا کہ میں نے اپنی جوہر کو طلاق دیدی پھر کہا کہ میں نے یہ قول اس واسطے کیا کہ جس طلاق کو میں نے برسام کے مرض میں زبان سے نکالا ہو اس کے واقع ہونیکا مجھے وہم ہوا پس اگر یہ کلام اس فکر و حکایت

کے درمیان میں ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی ورنہ نہیں یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور اگر طفل نے طلاق دی پھر جب  
 بائع ہو تو اسنے کہا کہ میں نے اس طلاق کی اجازت دی تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے اسکو واقع کیا تو واقع  
 ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ ابتداء ایقاع ہو یہ بجز الرائق میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے طفل کی جورو کو طلاق دی  
 پھر طفل نے بعد بائع ہونے کے کہا کہ میں نے اس طلاق کو جسکو فلان نے واقع کیا بتا واقع کیا تو طلاق واقع  
 ہو جائیگی اور اگر کہا کہ میں نے اسکی اجازت دی تو پھر واقع ہوگی یہ بیطین میں ہو۔ اور اگر طفل کسی شخص کی طرف سے  
 طلاق دینے کا دلیل ہو پس طفل نے طلاق دی تو صحیح ہو یہ تا تاہر خانیہ میں ہو۔ زید نے عروہ کی قسم کا بیان کرنا  
 شروع کیا۔ یعنی عرفہ نے جو قسم کھائی تھی کہ اگر اسکی عورت فلان کے گھر میں جاوے تو اسکو طلاق ہو۔ مثلاً  
 یا اور اسکی مثال، پھر جب وہ طلاق کے بیان تک پہنچا تو اسنے دل میں خود ہی عورت کا خیال آیا پس اگر  
 اسنے طلاق کے فکر کے وقت تکایت عروہ کی بیان کی نہایت نہیں کی بلکہ از سر نو طلاق کی نہایت کی ہو اور اسکا کلام  
 اسطرح متصل ہو کہ یہ بھی ہو سکتا ہو کہ اسنے اپنی جورو کو طلاق واقع کی تو طلاق واقع ہو جائیگی اسواسطے کہ اسنے  
 طلاق واقع کی ہو اور اگر اسنے کچھ نہ کی ہو تو واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ حکایت پر مشمول ہو یہ قضا ہے  
 کبریٰ میں ہو اور سیکر ان کی طلاق واقع ہوتی ہو بشرطیکہ وہ خیر یا فہم کے بیٹے میں ہو اور یہی حکم  
 اصحاب کا مذہب ہے تو بیطین میں ہو اور اگر کوئی شخص شراب پینے پر یا کراہ چھو کر یا اسنے بضرورت شراب  
 پی اور نشہ ہوا اور اسنے اپنی جورو کو طلاق دیدی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہو کہ چھوہ اسبہرہ واجب  
 نہیں ہوتی ہو اسی طرح اسکی طلاق بھی واقع ہوگی اور اسکا کوئی نصرت نافذ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں  
 ہو۔ اور اگر مثل بنگا یا تافہ خروا پھر کے دودھ دودھ وغیرہ سے نشہ میں ہو تو اسکی طلاق وعتاق پھر واقع  
 ہوگی یہ تہذیب میں ہو اور اگر بنگ سے نشہ میں ہو تو اسکی طلاق ہو جائیگی اور اسکی عروہ کی جائیگی اسواسطے  
 کہ یہ فعل یعنی بنگ نوشی کو کون میں پھیل گئی ہو اور ہمارے زمانہ میں اسی بڑی ہو یہ جو اسرا خلاطی میں ہو اور اگر  
 اسنے ایسی اشیر میں سے جو حسب و فواکر دشہر سے بنائی جاتی ہیں استعمال کی ہوں پھر اسنے طلاق دی یا  
 آزاد کیا تو اس میں اختلاف ہو اور فقہ ابو جعفر نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ بھیسے اسبہرہ لازم نہیں آتی ہو  
 اسی طرح اسنے تصرفات بھی نافذ نہ ہوئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور فتح القدر میں لکھا ہو کہ اگر  
 کسی نے حبوب یا شہد کی بنائی ہوئی شراب پی اور اسکو نشہ ہوا اور اس نے طلاق دی تو امام ابو حنیفہ و امام  
 ابو یوسف کے نزدیک واقع ہوگی اور اس میں امام محمد نے اختلاف کیا ہے یعنی اسنے نزدیک واقع ہوگی اور  
 امام محمد کے قول پر فتوے دیا جائیگا انتہی اور امام محمد سے مروی ہو کہ اگر کسی نے بنیدنی اور اسنے مزاج کے  
 موا توتی ہوئی اور ارتفاع بخار است سے اسنے سر میں درد پیدا ہو اور شراب درد سے اسکی عقل زائل ہو گئی  
 نہ ہو بنیدنی پینے کے نشہ کے پھر اسنے طلاق دیدی تو واقع ہوگی اور اگر کسی کی عقل بوجہ صدمہ ضرب کے  
 زائل ہوئی یا اسنے خود اپنے سر میں مارا کہ جس سے عقل زائل ہوئی پھر اسنے طلاق دیدی تو طلاق واقع  
 ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اس پر اجاب ہو کہ اگر کوئی شخص قرار طلاق پر باکراہ مجبور  
 کیا گیا تو اسکا اقرار نافذ نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ ایک شخص کو سلطان نے باکراہ مجبور کیا کہ اپنی جورو کے

حکایت پر مشمول ہو یہ قضا ہے کبریٰ میں ہو اور سیکر ان کی طلاق واقع ہوتی ہو بشرطیکہ وہ خیر یا فہم کے بیٹے میں ہو اور یہی حکم اصحاب کا مذہب ہے تو بیطین میں ہو اور اگر کوئی شخص شراب پینے پر یا کراہ چھو کر یا اسنے بضرورت شراب پی اور نشہ ہوا اور اسنے اپنی جورو کو طلاق دیدی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہو کہ چھوہ اسبہرہ واجب نہیں ہوتی ہو اسی طرح اسکی طلاق بھی واقع ہوگی اور اسکا کوئی نصرت نافذ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر بنگ سے نشہ میں ہو تو اسکی طلاق ہو جائیگی اور اسکی عروہ کی جائیگی اسواسطے کہ یہ فعل یعنی بنگ نوشی کو کون میں پھیل گئی ہو اور ہمارے زمانہ میں اسی بڑی ہو یہ جو اسرا خلاطی میں ہو اور اگر اسنے ایسی اشیر میں سے جو حسب و فواکر دشہر سے بنائی جاتی ہیں استعمال کی ہوں پھر اسنے طلاق دی یا آزاد کیا تو اس میں اختلاف ہو اور فقہ ابو جعفر نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ بھیسے اسبہرہ لازم نہیں آتی ہو اسی طرح اسنے تصرفات بھی نافذ نہ ہوئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور فتح القدر میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے بنیدنی اور اسنے مزاج کے موا توتی ہوئی اور ارتفاع بخار است سے اسنے سر میں درد پیدا ہو اور شراب درد سے اسکی عقل زائل ہو گئی نہ ہو بنیدنی پینے کے نشہ کے پھر اسنے طلاق دیدی تو واقع ہوگی اور اگر کسی کی عقل بوجہ صدمہ ضرب کے زائل ہوئی یا اسنے خود اپنے سر میں مارا کہ جس سے عقل زائل ہوئی پھر اسنے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اس پر اجاب ہو کہ اگر کوئی شخص قرار طلاق پر باکراہ مجبور کیا گیا تو اسکا اقرار نافذ نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ ایک شخص کو سلطان نے باکراہ مجبور کیا کہ اپنی جورو کے





غلامت میں ہو تو بسبب زوال مانع کے طلاق واقع ہوگی یہ سبب میں ہو۔ اور اگر غلام نے کسی عورت سے نکاح کیا تو غلام کی طلاق اس عورت پر واقع ہو سکتی ہو اور آقا سے غلام کی طلاق اسکی عورت پر واقع نہ ہوگی یہ ہر اس میں ہو۔ اور طلاق کا اعتبار ہمارے نزدیک عورت کے لحاظ پر ہوتا ہو چنانچہ باندی کی طلاق پوری دو ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو اور آزاد عورت کی طلاق تین ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو یہ کافی میں ہو۔

**دوسرا باب** ایقاع طلاق کے بیان میں اور اس میں سات فصلیں ہیں فصل اول طلاق صحیح کے بیان میں اور طلاق صحیح اس طرح ہو کہ مثلاً کہا کہ تو طالق ہو یا مطلق ہو یا میں نے تجھے طلاق دی پس ایک طلاق صحیح واقع ہوگی اگرچہ اس نے ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو یا بابت طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نہ ہو یہ سبب میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہو اور نیت سے کہی کہ تو طلاق سے چھوٹی تو قضاء اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور دیانہ فیما بینہ وہیں اللہ تعالیٰ سے قضا ہوگا اور مرد کی طلاق صحیح ہوگی اگرچہ لال نہیں ہو کہ مرد کو کو اپنے اور برقا ہو دے جبکہ اس سے یہ کلام سن لے یا کوئی گواہ عادل اسکے سامنے یہ گواہی دے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق سے طالق ہو تو قضاء نہ ہوگا واقع ہوگا اور اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ تو اس سے طلاق ہے تو بھی حکم ہو اور اگر تو طالق ہو اس قول سے یہ نیت کی کہ تو قائم سے چھوٹی ہوئی ہو تو دیانہ و قضاء کسی طرح تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو اس عمل سے طالق یا فلان کلام سے طالق ہو تو دیانہ اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور قضاء تصدیق نہ ہوگی یہ سبب میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق از غل یا از قید ہو یہ مسئلہ منتفی میں دو جگہ مذکور ہو اور ایک جگہ یہ جواب مذکور ہو کہ قضاء طلاق واقع نہ ہوگی اور دوسری جگہ مذکور ہو کہ قضاء طلاق واقع ہوگی اور حسن بن زیاد نے امام اعظم سے روایت کی ہو کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اس قید یا اس غل سے طالق ہو تو وہ مطلق ہو جائیگی اور قضاء مرد مذکور کا دعویٰ کہ میں نے اس سے طلاق کے پیری یا طوق سے رہا ہونا مراد لیا ہو تصدیق نہ ہوگی یہ محط میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ تو میں طلاق سے طالق اس عمل سے ہو تو اس پر تین طلاق واقع نہ ہوگی اور قضاء اسکے دعویٰ کی کہ میں نے طلاق کی یہ سبب میں ہو تصدیق نہ کی جائیگی یہ اختیار شریع مختار میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اے مطلقہ پس اگر اس عورت کا اس سے پہلا کوئی شوہر نہ ہو یا ہو مگر طلاق نہ ہوئی ہو بلکہ مر گیا ہو اس عورت پر طلاق پھر جائیگی اور اگر اس عورت کا شوہر پہلا کوئی ہو اور اس نے اسکو طلاق دی ہو پس اگر اس شوہر نے اس کلام سے پہلے واقعہ کی خبر دیتے کا قصد نہیں کیا تو بھی مطلقہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اس کلام سے پہلے اخبار کا قصد کیا ہو تو فیما بینہ وہیں اللہ تعالیٰ سے قضا ہو سکتا ہو اور یہ امر کہ قضاء بھی اسکی تصدیق ہوگی یا نہ ہوگی تو اس میں روایات مختلف ہیں اور صحیح یہ ہو کہ اسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے اس کلام سے گالی دی ہے تو اس کا قصد کیا تھا تو قضاء تصدیق نہ ہوگی اور فیما بینہ وہیں اللہ تعالیٰ سے قضا ہو سکتا ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق کیا (یا رہا کیا) تو یہ صریح نہیں ہو پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ نہیں یہ قضا وے قاضیخان میں ہو۔ قال المترجم طلاق کا اسم مفعول ہونے سے مطلقہ ہونے کا معنی لاہم بلا تشدید یعنی باکوئی تشدید ہو قال اور اگر عورت سے کہا کہ تو مطلقہ ہو یا اے مطلقہ ہونے کا معنی لاہم بلا تشدید تو بدولت نیت کے طلاق نہ ہوگی

غلامت میں ہو تو بسبب زوال مانع کے طلاق واقع ہوگی یہ سبب میں ہو۔ اور اگر غلام نے کسی عورت سے نکاح کیا تو غلام کی طلاق اس عورت پر واقع ہو سکتی ہو اور آقا سے غلام کی طلاق اسکی عورت پر واقع نہ ہوگی یہ ہر اس میں ہو۔ اور طلاق کا اعتبار ہمارے نزدیک عورت کے لحاظ پر ہوتا ہو چنانچہ باندی کی طلاق پوری دو ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو اور آزاد عورت کی طلاق تین ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو یہ کافی میں ہو۔



دینے سے یہ خطا میں ہی اور غاصبی کے لئے فتاویٰ میں ہو کہ مختار یہ ہو کہ سب صورتوں میں واقع ہوگی یہ فتح القدر میں  
 ہیں ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ کوئی طلاق یعنی ہو جائے طلاق  
 یا کہا کہ اطلاق یعنی کوئی طلاق تو امام محمد نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ انت طلاق  
 طلاق یا انت طلاق انت طلاق یا قد طلقک یا انت طلاق یا قد طلقک تو وہ طلاق واقع ہوگی درحالیکہ  
 عورت مدخل ہو اور اگر کہا کہ دوسری سے میرا مقصود یہی کی خبر دیتا تھا تو قضائے اسکی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ و بین اللہ  
 تھا لے کر نہیں ہو سکتا ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو پس اس سے کسی نے پوچھا کہ تو نے کیا کہا پس اس نے  
 کہا کہ میں نے انتا و طلاق دیدی یا کہا کہ میں نے یہ کہا کہ وہ طلاق ہو تو قضائے ایک طلاق پڑیگی یہ بدائع میں ہے۔  
 اور اگر اپنی جوڑ سے کہہ کہ انت طلاق و طلاق و طلاق بچتے تو طلاق و طلاق و طلاق ہو۔ اسکو کسی شرط پر  
 معاف نہیں کیا پس اگر عورت مدخل ہو تو میں طلاق واقع ہوگی اور اگر غیر مدخل ہو تو ایک ہی طلاق واقع  
 ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ انت طلاق و طلاق و طلاق یا تم طلاق یا طلاق بچتے تو طلاق طلاق طلاق  
 پس طلاق ہو یا تو طلاق پھر طلاق پھر طلاق ہو یا تو طلاق طلاق طلاق ہو تو بھی یہ حکم ہے یہ سراج الابرار میں  
 ہو اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ انت طلاق انت طلاق انت طلاق بچتے تو طلاق ہو تو طلاق ہو تو  
 طلاق ہو پھر کہا کہ میں نے اول سے طلاق کا قصد کیا اور دوسری و تیسری سے نہ فقط عورت کا نہ طلاق کا مقصود  
 تھا تو دیا نہ اسکی تصدیق ہوگی اور قضائے عورت پر میں طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ کا غرضی خان میں ہے  
 ہر گاہ طلاق دینے والے نے انفرادی طلاق کو مکرر کہا خواہ بحرف وادب یا بغیر حرف وادب تو طلاق متعدد ہوگی  
 اور اگر دوم سے اول ہی مراد لینے کا دعویٰ کیا تو قضائے تصدیق نہوگی جیسے اس قول میں کہ اسے طلاق تو  
 طلاق ہو یا میں نے بچتے طلاق دی تو طلاق ہو تو طلاق رد ہوگی اور اگر دوسری کو بچتے تصدیق یعنی حرف  
 فاکس ساتھ ذکر کیا تو بدوینیت کے دوسری واقع نہوگی جیسے کہا کہ طلاق فانت طلاق یعنی میں نے بچتے  
 طلاق دی پس تو طلاق ہو یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ انت طلاق و عندی وانت طلاق عندی وانت  
 طلاق فاعندی بچتے تو طلاق ہو اور عندی اختیار کر یا تو طلاق ہو عندی اختیار کر یا تو طلاق ہو عندی اختیار کر لیں گے  
 ایک طلاق کی نیت کی تو ایک پڑیگی اور اگر دو طلاق کی نیت ہو تو دو طلاق پڑیگی اگر بچتے نہو پس  
 در صورتیکہ حرف فاکس ساتھ انت طلاق فاعندی کہا تو ایک واقع ہوگی اور اگر عندی یا عندی کہا تو  
 دو طلاق پڑیگی یہ خطا میں ہے۔ اور اگر عورت کو طلاق دی پھر اس سے کہا کہ طلاق وادعت میں نے بچتے طلاق  
 دی تو دوسری طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ طلاق وادعت است طلاق ابھی دی ہو تو دوسری واقع نہوگی۔ اور اگر  
 کہا کہ انت طلاق واحدة واحدة تو طلاق واحدة واحدة واقع ہوگی اور کہا کہ انت طلاق وانت  
 (تو طلاق ہو اور تو) تو دو طلاق واقع ہوگی اور فتاویٰ میں ہو کہ ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر  
 عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو پھر اس سے کہا کہ اسے طلاق تو دوسری طلاق واقع نہوگی۔ ابن سماعہ نے اپنی نوادر میں امام  
 ابو یوسف سے روایت کی ہو کہ ایک شخص کی دو عورتیں ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ اسنے دخول نہیں کیا ہو پس اسنے کہا کہ  
 میری جوڑ طلاق ہو میری جوڑ طلاق ہو پھر کہا کہ میں نے ان دونوں میں سے ایک کو وادعتا تو امام ابو یوسف نے فرمایا

سے  
 ۱۲۹  
 ۱۲۹



کہ میں اس کے قول کی تصدیق نہ کر دینگا اور دونوں کو اس سے بائنے کر دینگا اور اسی طرح اگر اسے کہا کہ میری جو دھات  
 ہو اور میری جو دھات لقمہ ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ان دونوں کے ساتھ اس نے دخول کر لیا ہو اور باقی مسئلہ بحال واقع ہو  
 تو اس کو اختیار ہوگا کہ دونوں کے قول کو ایک ہی پر واقع کرے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا  
 کہ تو مجھے طلاق دیدے اور تو مجھے طلاق دیدے اور تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ضرور میں نے تجھے طلاق  
 دیدی تو عورت پر تین طلاق واقع ہوئی خواہ شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر عورت نے بغیر  
 حرج و مضطرب اور اسے کہا کہ تو مجھے طلاق دے تو مجھے طلاق دے تو مجھے طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ ضرور میں نے  
 تجھے طلاق دی پس اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوئی اور اگر ایک طلاق کی نیت  
 ہو یا کچھ نیت نہ کی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے  
 اپنی جو رو سے کہا کہ طلاق غیر مرقعہ یعنی میں نے تجھے ایک بار سے سو اسے طلاق دی تو اس پر دو طلاق واقع  
 ہوئی اور دو اوقات نام طلاق میں ہو کر ایک شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ انت طلاق کذا کذا تو گویا اس نے کہا کہ اور اگر  
 کیا رہے ہیں تین طلاق واقع ہوئی یہ تارخانیہ میں ہے اور ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دے اس نے جواب  
 میں کہا کہ تو میری جو رو میں ہو تو بشارت نے فرمایا کہ یہ ایسا جواب ہو کہ اس سے طلاق پڑ جائیگی اور نیت کی حاجت نہ کی  
 ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس اس نے جواب میں کہا کہ انت واحدہ یعنی اچھا تجھے ایک ہی  
 تو ایک طلاق واقع ہوگی ایک شخص نے اپنی جو رو کو طلاق دی اور ایک طلاق یا دو طلاق دی تھیں پس عورت کی  
 مان اس کے پاس فی اور کہا کہ تو نے اس کو طلاق دیدی اور اس کے باپ کا حق کچھ ملحوظ نہ رکھا اور اس معاملہ میں اسے خطاب  
 کیا پس شوہر نے کہا یہ دوسری یا یہ تیسری ہو تو ایک اور طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت کی مان نے ذکر و یاد کو  
 ہتھ کیا اور اس طرح طلاق کا ذکر زبان سے نہ کیا پھر شوہر نے یہی بات کہی کہ یہ دوسری یا تیسری ہو تو بدو نیت  
 کے زیرِ اوتی واقع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہونے لگتی ہیں کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس  
 شوہر نے کہا کہ میں نے ایسا کیا تو طلاق پڑ جائیگی پھر اگر اس نے کہا کہ اور پڑ جائے اور شوہر نے کہا کہ میں نے ایسا کیا تو  
 دوسری طلاق بھی واقع ہوگی ابراہیم نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ کیا تو نے اپنی جو رو کو  
 تین طلاق دیدیں اس نے کہا کہ ہاں ایک تو انا خود نے فرمایا کہ قیاس یہ ہو کہ تین طلاق واقع ہوں لیکن ہم سب سنا  
 ہوا دیتے ہیں کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور نہ تین تھیں ہیں کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے  
 پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے بائنے کر دیا تو یہ جواب ہو کہ تین طلاق سے بائنے ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر  
 شوہر سے کہا کہ تو مجھے تین طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طلاق ہو یا پس تو طلاق ہو تو ایک طلاق واقع  
 ہوگی اور اگر شوہر نے جواب دیا کہ ضرور میں نے تجھے طلاق دی تو یہ تین طلاق ہوئی یہ سراج ابو ہاشم میں  
 ہے اور اگر عورت نے کہا کہ میں طلاق ہوں پس شوہر نے کہا کہ ہاں تو طلاق ہو جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے  
 طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ہاں تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو۔ ایک شخص سے  
 کہا گیا کہ اس نے طلاق امر ایک نئی کیا تو نے اپنی جو رو کو طلاق نہیں دی پس اس نے کہا کہ بلکہ یعنی ہاں ہی ہو تو  
 عورت طلاق ہو جائیگی گویا اس نے کہا کہ میں نے طلاق دی ہو اس واسطے کہ استفہام اس کا یہی تقریر کا جواب نفی بلکہ

کمال النعم  
 نور الدین  
 عرب میں  
 کمال النعم  
 میری جو رو  
 انت واحدہ  
 اور اگر  
 نیت کی  
 حاجت نہ  
 ایک شخص  
 نے اپنی  
 جو رو کو  
 طلاق  
 دیدی  
 اور ایک  
 طلاق  
 یا دو  
 طلاق  
 دی  
 تھیں  
 پس  
 عورت  
 کی  
 مان  
 اس  
 کے  
 پاس  
 فی  
 اور  
 کہا  
 کہ  
 تو  
 نے  
 اس  
 کو  
 طلاق  
 دیدی  
 اور  
 اس  
 کے  
 باپ  
 کا  
 حق  
 کچھ  
 ملحوظ  
 نہ  
 رکھا  
 اور  
 اس  
 معاملہ  
 میں  
 اس  
 کو  
 خطاب  
 کیا  
 پس  
 شوہر  
 نے  
 کہا  
 یہ  
 دوسری  
 یا  
 یہ  
 تیسری  
 ہو  
 تو  
 ایک  
 اور  
 طلاق  
 واقع  
 ہوگی  
 اور  
 اگر  
 عورت  
 کی  
 مان  
 نے  
 ذکر  
 و  
 یاد  
 کو  
 ہتھ  
 کیا  
 اور  
 اس  
 طرح  
 طلاق  
 کا  
 ذکر  
 زبان  
 سے  
 نہ  
 کیا  
 پھر  
 شوہر  
 نے  
 یہی  
 بات  
 کہی  
 کہ  
 یہ  
 دوسری  
 یا  
 تیسری  
 ہو  
 تو  
 بدو  
 نیت  
 کے  
 زیر  
 اوتی  
 واقع  
 نہ  
 ہوگی  
 یہ  
 فتاویٰ  
 قاضی  
 خان  
 میں  
 ہونے  
 لگتی  
 ہیں  
 کہ  
 ایک  
 عورت  
 نے  
 شوہر  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 مجھے  
 طلاق  
 دیدے  
 پس  
 شوہر  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 میں  
 نے  
 ایسا  
 کیا  
 تو  
 طلاق  
 پڑ  
 جائیگی  
 پھر  
 اگر  
 اس  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 اور  
 پڑ  
 جائے  
 اور  
 شوہر  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 میں  
 نے  
 ایسا  
 کیا  
 تو  
 دوسری  
 طلاق  
 بھی  
 واقع  
 ہوگی  
 ابراہیم  
 نے  
 امام  
 محمد  
 سے  
 روایت  
 کی  
 ہو  
 کہ  
 ایک  
 شخص  
 سے  
 کہا  
 گیا  
 کہ  
 کیا  
 تو  
 نے  
 اپنی  
 جو  
 رو  
 کو  
 تین  
 طلاق  
 دیدیں  
 اس  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 ہاں  
 ایک  
 تو  
 انا  
 خود  
 نے  
 فرمایا  
 کہ  
 قیاس  
 یہ  
 ہو  
 کہ  
 تین  
 طلاق  
 واقع  
 ہوں  
 لیکن  
 ہم  
 سب  
 سنا  
 ہوا  
 دیتے  
 ہیں  
 کہ  
 ایک  
 طلاق  
 واقع  
 ہوگی  
 اور  
 نہ  
 تین  
 تھیں  
 ہیں  
 کہ  
 ایک  
 عورت  
 نے  
 شوہر  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 مجھے  
 تین  
 طلاق  
 دیدے  
 پس  
 شوہر  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 میں  
 نے  
 تجھے  
 بائنے  
 کر  
 دیا  
 تو  
 یہ  
 جواب  
 ہو  
 کہ  
 تین  
 طلاق  
 سے  
 بائنے  
 ہوگی  
 یہ  
 محیط  
 میں  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 شوہر  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 تو  
 مجھے  
 تین  
 طلاق  
 دیدے  
 پس  
 شوہر  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 تو  
 طلاق  
 ہو  
 یا  
 پس  
 تو  
 طلاق  
 ہو  
 تو  
 ایک  
 طلاق  
 واقع  
 ہوگی  
 اور  
 اگر  
 شوہر  
 نے  
 جواب  
 دیا  
 کہ  
 ضرور  
 میں  
 نے  
 تجھے  
 طلاق  
 دی  
 تو  
 یہ  
 تین  
 طلاق  
 ہوئی  
 یہ  
 سراج  
 ابو  
 ہاشم  
 میں  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 عورت  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 میں  
 طلاق  
 ہوں  
 پس  
 شوہر  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 ہاں  
 تو  
 طلاق  
 ہو  
 جائیگی  
 اور  
 اگر  
 عورت  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 مجھے  
 طلاق  
 دیدے  
 پس  
 شوہر  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 ہاں  
 تو  
 طلاق  
 واقع  
 ہوگی  
 اگرچہ  
 شوہر  
 نے  
 طلاق  
 کی  
 نیت  
 کی  
 ہو  
 ایک  
 شخص  
 سے  
 کہا  
 گیا  
 کہ  
 اس  
 نے  
 طلاق  
 امر  
 ایک  
 نئی  
 کیا  
 تو  
 نے  
 اپنی  
 جو  
 رو  
 کو  
 طلاق  
 نہیں  
 دی  
 پس  
 اس  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 بلکہ  
 یعنی  
 ہاں  
 ہی  
 ہو  
 تو  
 عورت  
 طلاق  
 ہو  
 جائیگی  
 گویا  
 اس  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 میں  
 نے  
 طلاق  
 دی  
 ہو  
 اس  
 واسطے  
 کہ  
 استفہام  
 اس  
 کا  
 یہی  
 تقریر  
 کا  
 جواب  
 نفی  
 بلکہ

اشبات ہوتا ہو اور اگر اسنے جواب دیا کہ نعم یعنی ہاں نہیں دی ہو تو مطلقہ نہ ہوگی اسواسطے کہ نعم کے ساتھ اسے  
استفہام کا جواب نہ ہوتا ہو پس گویا اسنے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی یہ خلاصہ میں ہو اور اگر طالق سے قاف  
کرے کیونکہ کہا کہ تو طالق نہیں اگر لام کو کسرہ دیا (جو قاف محذوف ہونے پر دلالت کرتے) تو طلاق بلا نیست  
واقع ہوگی ورنہ اگر طلاق کی گفتگو میں یا حالت غضب میں کہا تو بھی یہ حکم ہو ورنہ نیست پر موقوف ہوگا اور اگر  
فقط لام صرف کیا اور کہا کہ تو طالق ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیست کی ہو اور اگر قاف و لام دونوں نہ  
ہوئے یعنی کہا کہ تو طالق اور اسنے کسی نے اسکا منہ بند کر لیا یا خود خاموش ہو گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیست کرے  
یہ بحر الراقی میں ہے ایک شخص نے اپنی جہور سے کہا کہ تیرا طلاق اور بیان پانچ الفاظ ہیں طلاق و طلاق و طلاق  
و طلاق تو شیخ امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر عہد کیا اور  
قصہ کیا کہ طلاق واقع نہ ہو تو قصہ اسکی تصدیق نہ ہوگی اور دہا بے تصدیق ہوگی لیکن اگر قبل اسکے اس نے  
گواہ کر لیے ہوں یا میں طور کہ اس نے گواہوں سے کہا کہ میری جہور سے طلاق مانگتی ہو اور مجھے اسکو  
طلاق دینا گوارا نہیں ہے پس میں اس لفظ کو نہ بیان سے کہوں گا کہ اسکی گفتگو بند ہو جاوے گی ورنہ نہ  
پھر گواہوں نے گواہی دے کہ اس نے طلاق مانگنے کی گواہی دی تو قاضی دونوں میں طلاق واقع ہونے کا  
حکم نہ دیگا اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ بتداین عالم و جلیل میں فرق کرتے تھے جیسا کہ امام شمس المائتہ عاونی کا قول  
ہو پھر اس سے رجوع کر کے حکم دیا جو چھنے بیان کیا ہو اور اسی پر فقہ سے ہو یہ خلاصہ میں ہے اور شیخ امام  
ابو بکر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہو کہ ایسا ترکی کے معاملہ میں چھ سے اسکا فتوے طلب کیا گیا کہ اس ترکی  
نے اپنی جہور سے کہا تھا کہ تیرا طلاق یعنی تیرے فوقانی و کاف اور ترکی زبان میں طلاق مانگتی کو کہتے ہیں  
پس ترکی نہ کہہ کرے کہا کہ میں نے تلی مراد لی تھی اور طلاق میری مراد نہ تھی پس میں نے فتویٰ دیا کہ قصہ اسکا  
قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ آیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے  
ہو اس نے سب میں نعم یا بے یعنی ہاں کہا مگر زبان سے اسکا تلفظ نہیں کیا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ  
قاضی خان میں ہو اور اگر عورت سے ابتداء کیا کہ انت طالق یعنی طالق تو طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ  
میں ہو اور اگر کہا کہ دنیا کی عورتیں یا صوبہ رسے کی عورتیں طالقات ہیں حالانکہ یہ شخص مجھ سے کہتا ہے  
رہنے والا ہو تو اسکی جہور و طلاق نہ ہوگی الا اس صورت میں ہوگی کہ اسکی نیست کی ہو اسکو ہشام نے امام  
ابو یوسف سے روایت کیا ہو اور اسی پر فقہ سے ہو اور لفظ جمیع یعنی سب عورتوں کا لفظ فکر کرنے  
بانہ کرنے میں کچھ فرق نہیں ہو اور یہی اصح ہو اور اگر کہا کہ اس کو چہ کی یا اس داری عورتیں طالقات  
ہیں یا اس بیت کی عورتیں طالقات ہیں حالانکہ اسکا گھر بھی اس کو چہ ہیں ہو یا وہ بھی اسی داری میں رہتا ہو  
اور اسکی جہور وہیں موجود ہو یا اس بیت میں ہو تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر کہا کہ اس  
شہر کی عورتیں یا اس گاؤں کی عورتیں طالقات ہیں اور اسی میں اسکی جہور بھی ہو تو مطلقہ ہو جائیگی یہ  
فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر کہا کہ انت ثلثات تو بیستہ تھیں تو تین طلاق پڑے گی اگر نیست ہو اور اگر  
اس نے کہا کہ میں نے نیست نہیں کی پس اگر نہ کرے طلاق کی حالت میں اس نے ایسا کہا ہو تو تصدیق نہ ہوگی

استفہام کا جواب نہ ہوتا ہو پس گویا اسنے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی یہ خلاصہ میں ہو اور اگر طالق سے قاف کرے کیونکہ کہا کہ تو طالق نہیں اگر لام کو کسرہ دیا (جو قاف محذوف ہونے پر دلالت کرتے) تو طلاق بلا نیست واقع ہوگی ورنہ اگر طلاق کی گفتگو میں یا حالت غضب میں کہا تو بھی یہ حکم ہو ورنہ نیست پر موقوف ہوگا اور اگر فقط لام صرف کیا اور کہا کہ تو طلاق ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیست کی ہو اور اگر قاف و لام دونوں نہ ہوئے یعنی کہا کہ تو طلاق اور اسنے کسی نے اسکا منہ بند کر لیا یا خود خاموش ہو گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیست کرے یہ بحر الراقی میں ہے ایک شخص نے اپنی جہور سے کہا کہ تیرا طلاق اور بیان پانچ الفاظ ہیں طلاق و طلاق و طلاق و طلاق تو شیخ امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر عہد کیا اور قصہ کیا کہ طلاق واقع نہ ہو تو قصہ اسکی تصدیق نہ ہوگی اور دہا بے تصدیق ہوگی لیکن اگر قبل اسکے اس نے گواہ کر لیے ہوں یا میں طور کہ اس نے گواہوں سے کہا کہ میری جہور سے طلاق مانگتی ہو اور مجھے اسکو طلاق دینا گوارا نہیں ہے پس میں اس لفظ کو نہ بیان سے کہوں گا کہ اسکی گفتگو بند ہو جاوے گی ورنہ نہ پھر گواہوں نے گواہی دے کہ اس نے طلاق مانگنے کی گواہی دی تو قاضی دونوں میں طلاق واقع ہونے کا حکم نہ دیگا اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ بتداین عالم و جلیل میں فرق کرتے تھے جیسا کہ امام شمس المائتہ عاونی کا قول ہو پھر اس سے رجوع کر کے حکم دیا جو چھنے بیان کیا ہو اور اسی پر فقہ سے ہو یہ خلاصہ میں ہے اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہو کہ ایسا ترکی کے معاملہ میں چھ سے اسکا فتوے طلب کیا گیا کہ اس ترکی نے اپنی جہور سے کہا تھا کہ تیرا طلاق یعنی تیرے فوقانی و کاف اور ترکی زبان میں طلاق مانگتی کو کہتے ہیں پس ترکی نہ کہہ کرے کہا کہ میں نے تلی مراد لی تھی اور طلاق میری مراد نہ تھی پس میں نے فتویٰ دیا کہ قصہ اسکا قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ آیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے ہو اس نے سب میں نعم یا بے یعنی ہاں کہا مگر زبان سے اسکا تلفظ نہیں کیا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر عورت سے ابتداء کیا کہ انت طالق یعنی طالق تو طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو اور اگر کہا کہ دنیا کی عورتیں یا صوبہ رسے کی عورتیں طالقات ہیں حالانکہ یہ شخص مجھ سے کہتا ہے رہنے والا ہو تو اسکی جہور و طلاق نہ ہوگی الا اس صورت میں ہوگی کہ اسکی نیست کی ہو اسکو ہشام نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہو اور اسی پر فقہ سے ہو اور لفظ جمیع یعنی سب عورتوں کا لفظ فکر کرنے بانہ کرنے میں کچھ فرق نہیں ہو اور یہی اصح ہو اور اگر کہا کہ اس کو چہ کی یا اس داری عورتیں طالقات ہیں یا اس بیت کی عورتیں طالقات ہیں حالانکہ اسکا گھر بھی اس کو چہ ہیں ہو یا وہ بھی اسی داری میں رہتا ہو اور اسکی جہور وہیں موجود ہو یا اس بیت میں ہو تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر کہا کہ اس شہر کی عورتیں یا اس گاؤں کی عورتیں طالقات ہیں اور اسی میں اسکی جہور بھی ہو تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر کہا کہ انت ثلثات تو بیستہ تھیں تو تین طلاق پڑے گی اگر نیست ہو اور اگر اس نے کہا کہ میں نے نیست نہیں کی پس اگر نہ کرے طلاق کی حالت میں اس نے ایسا کہا ہو تو تصدیق نہ ہوگی

در نہ تصدیق ہوگی اور ایسا ہی فارسی (تو بس) کہنے سے یہی حکم ہو اور یہی فتویٰ کے لیے مختار ہو قال المتبرع  
 اردو میں اسکے ترجمہ سے طلاق واقع نہونا چاہیے وانشاء علم اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو فلا نہ سے اطلاق ہو جائیگا  
 فلا نہ مذکورہ مطلقہ یا غیر مطلقہ ہو بہر حال اگر اسے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی در نہ نہیں بخلاف  
 اسکے اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مثلاً فلاں نے اپنی جوہ کو طلاق دی ہو پس شوہر نے اس سے کہا  
 کہ تو فلا نہ سے اطلاق ہو تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی اگرچہ اس نے نیت نہ کی ہو یہ فتح القدر میں ہے  
 اور اگر اپنی جوہ سے کہا کہ انیت منی فلاں میں اگر طلاق کی نیت کی ہو تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ میں نے  
 طلاق کی نیت نہیں کی تھی پس اگر حالت مذکورہ طلاق میں کہا ہو تو تصدیق ہوگی اور اگر عورت نے شوہر سے  
 کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے تین انگلیوں سے اشارہ کیا اور مراد یہ ہو کہ تین طلاق تو حجب تک  
 زبان سے نہ کہیگا تب تک طلاق واقع ہوگی یہ تفسیر یہ ہیں ہو۔ اور منتقی میں بروایت ابن سماعہ رحمہ اللہ  
 امام محمد سے مروی ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ زینب میری جوہ طلاق ہو پس زینب سے جوہ طلاق ہونے کے  
 اسکے پاس رہنے سے انکار کیا اور قاضی کے سامنے طلاق ہونے کا مقدمہ پیش کیا پس شوہر نے کہا کہ  
 فلاں شہر میں زینب نام کی میری دوسری جوہ ہو میں نے اسکو مراد لیا تھا اور اسپر گواہ قائم نہیں کیے  
 تو قاضی اس طلاق کو اسی عورت پر محمول کر کے اگر اس سے بائنہ ہوگی تو عورت کو اس مرد سے جدا کر دیگا  
 پھر اگر شوہر نے اپنے دعویٰ والی عورت کو حاضر کیا اور اسکا نام زینب ہو تو اگر قاضی کو معلوم ہو گیا تو قاضی یہ  
 طلاق اسی پر واقع کر کے پہلی عورت کو اسکو واپس دیگا اور اسکا طلاق باطل کر دیگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ  
 سے روایت ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ میری جوہ طلاق ہو اور اسکی جوہ معروفہ ہو پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ  
 میری جوہ دوسری ہو پھر ایک عورت دوسری کو لایا اور اس نے دعویٰ کیا کہ میں اس مرد کی جوہ  
 ہوں اور شوہر نے اسکے قول کی تصدیق کی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اسکو مراد لیا تھا یا کہا کہ میں نے اپنے  
 کلام سے یہ اختیار کیا کہ جوہ کی طلاق کو اس جوہ پر ڈالوں پس اگر شوہر نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ قبل  
 طلاق مذکور کے اس دوسری عورت سے نکاح کیا تھا تو اسکی معروفہ جوہ سے طلاق پھر اس مجہولہ پر پڑتی اور  
 اگر اس کے گواہ قائم نہ کیے اور قاضی نے اسکی معروفہ جوہ کی طلاق کا حکم دیدیا پھر اسکو اس دوسری عورت  
 مجہولہ کے ساتھ قبل طلاق مذکورہ اور قبل اسکے کہ قاضی اس معروفہ جوہ کی طلاق کلم حکم کرے نکاح کرے کہ  
 گواہ ملے اور اسنے قائم کیے اور شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس جوہ دوسری کو مراد لیا تھا تو قاضی نے  
 طلاق معروفہ کا حکم جوہ یا اسکو باطل کر کے معروفہ جوہ اس مرد کو واپس کر دیگا اور طلاق اس مجہولہ پر  
 واقع کر دیگا اور اسی طرح اگر معروفہ جوہ دوسرا نکاح کر دیا ہو پھر ایسے گواہ قائم ہوئے تو بھی یہی حکم ہو۔ اور  
 نیز منتقی میں مذکور ہو کہ اگر دو عورتوں سے ایک سے بنکاح صحیح اور دوسری سے بنکاح فاسد نکاح کیا اور دونوں کا  
 نام ایک ہی ہو پس شوہر نے کہا کہ فلاں عورت طلاق ہو پھر کہا کہ میں نے اس عورت کو مراد لیا تھا جبکہ نکاح فاسد واقع  
 ہوا ہو تو قضائے اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ میری دونوں جوہ میں سے ایک طلاق ہو پھر کہا کہ  
 میں نے وہ جوہ و احدی تھی جبکہ نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو قضائے تصدیق ہوگی یہ بارعین فصل محیط میں ہے

اور اگر کہا کہ فلا نہ طلاق ہے اور اسکا نسب اس کے نام کے ساتھ بیان نہ کیا یا اسکا نسب بیان کیا کہ اس کے بابت  
کی جانب نسبت کیا یا اس کے باوجود اسکی جانب نسب کیا حالانکہ اس نام و نسب کی اسکی جو وہی مرد عورت کے  
کہ میں نے اپنی جو وہی عورت کے سوا کسی اور عورت کو نہ دیا تھا تو قضاۃ اس کے قول کی تصدیق نہ کی اور اگر کہا کہ یہ  
عورت اجنبیہ ہے تو میں نے مراد لیا ہے سوا اسے مرد و عورت کے یہ میری جو وہی اور اس غیر مرد و عورت کے بھی اسکی  
تصدیق کی تو اس پر طلاق واقع ہو جائیگی لیکن جو وہی اسکی مرد و عورت کے اس کے اوپر سے طلاق دور ہو نہ پڑے اس کے  
قول کی تصدیق نہ کی الا اس صورت میں دور ہو سکتی ہو کہ گواہ لوگ گواہی دیں کہ اس نے قبل اس کلام  
طلاق کے اس غیر مرد و عورت سے نکاح کیا تھا یا قبل اس کلام کے دونوں کے اقرار نکاح کے گواہ ہوں یا عورت مرد و  
اس کے قول کی تصدیق کرے پھر فقہ فقہ میں ہے ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک عورت کو طلاق دیدی یا  
ایک عورت طلاق ہو کر کہا کہ میں نے اپنی جو وہی عورت نہیں کی تھی تو اس کے قول کی تصدیق کی جائیگی اور اگر  
کہا کہ زینب طلاق ہو اور اسکی جو وہی کا نام زینب ہو کہ میں نے اپنی جو وہی عورت نہیں کی تھی تو قضاۃ  
اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہ غلطی میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری جو وہی طلاق ہو حالانکہ اسکی دو جو وہی  
اور دونوں مرد و عورت ہوں تو اسکا اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے کسی جانب چاہے طلاق کو پھر سے یہ فتاویٰ  
قاضی خان میں ہے۔ چاہے کہ کسی نے کہا کہ میری ایک جو وہی میں نے اسکو طلاق دیدی یا  
کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کر کے اسکو طلاق دیدی یا کہ میں نے ایک عورت کو طلاق دیدی  
جو میری جو وہی ہے اسکی مرد و عورت کے وہی کیا کہ وہی میں نے اسکو طلاق دیدی اور اسے اس مرد و عورت کے  
میراثی ایک جو وہی میں نے اسی کو طلاق دیدی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ شوہر نے اس صورت میں فی الحال  
طلاق واقع کرنے کا اقرار نہیں کیا ہے تاکہ عورت مرد و عورت کے عین ہو یہ ضرور میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ میری  
ایک جو وہی میں نے تم کو گواہ رہو کہ وہ طلاق ہو میں اسکی مرد و عورت کے عین ہو گیا کہ اس نے طلاق  
دی ہو تو قول مرد و عورت کا قبول ہوگا اسو اسے لرا سکا یہ کہنا کہ تم کو گواہ رہو یہ ہے فی الحال کے واسطے گواہ کر لینا  
ہو پس اسکا یہ کہنا کہ وہ طلاق ہو یہ ہے فی الحال کے واسطے اطلاق ہو کہ فی الحال طلاق کو اس نے پیدا کیا  
اور اگر کہا کہ میں نے اپنی جو وہی کو طلاق دی یا میری ایک جو وہی طلاق ہو یا کہ میری جو وہی میں نے ایک  
عورت طلاق ہو اور باقی مسئلہ کیا لہذا یہ تو اسکی مرد و عورت کے قضاۃ طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ کلام  
ایضاح طلاق فی الحال ہو یہ غلطی میں ہے۔ ایک شخص کی دو جو وہی میں ایک کا نام زینب ہو اور دوسری کا نام عروہ  
پس اس نے عروہ سے کہا کہ تو زینب ہو اس نے کہا کہ ہاں میں کہتا کہ تو طلاق ہو تو وہ مطلقہ نہ کی اصل میں لکھا ہو  
کہ ایک شخص کی دو جو وہی میں ہیں اس نے بیکار کہ او زینب پس عروہ نے اسکو جواب دیا پس مرد نے کہا  
کہ تجھ کو تین طلاق ہیں تو جواب دینے والی مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اس نے کہا کہ میں نے زینب کی نسبت کی  
تھی تو دونوں مطلقہ ہو جائیگی عروہ بالا اشارہ انداز زینب یا اقرار یہ خلاصہ میں ہے اور اگر اس نے کہا کہ او  
زینب تو طلاق ہو پس اسکو کسی نے جواب نہ دیا تو زینب مطلقہ ہوگی اور اگر اسی عورت کو تیسرا دیکھنا تھا  
اسکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ او زینب تو طلاق ہو پھر وہ عروہ نام کی اسکی دوسری جو وہی تھی تو عروہ طلاق واقع

۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



ہو جائیگی کہ اشارہ کا اعتبار ہو گا اور نام کا اعتبار نہ ہو گا یہ تقاضے قاضی خان میں ہو اور اگر کہا کہ ایڑنیت توطافہ  
ہو اور کسی کی طرف اشارہ نہیں کیا مگر اسے ایک آدمی کی شکل دیکھ کر اسکو ازینیب لمان کیا تھا حالانکہ وہ ازینیب تھی  
دوسری جو واقعی تو تقاضا ازینیب طلاق ہوگی نہ دیا نہ یہ تا نا رخا نہ میں ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ میری جو وعہ  
بنت طلاق ہے۔ حالانکہ اسکی جو وعہ بنت شخص ہو اور اس شخص کی کچھ نیست نہیں ہو تو اسکی جو وعہ طلاق ہوگی  
اور اگر جس نے اس شخص کی جو وعہ کی مان سے نکاح کیا ہو اور اسکی جو وعہ اس کے بھائی میں رہیں ہو کہ صلیح کی طرف  
منسوب ہو گئی ہو پس شخص مذکور نے بلدر مذکور کہا حالانکہ یہ شخص اس عورت کا نسب حقیقی لینے اسکے پر واقعی  
کا نام جانتا ہو یا نہیں جانتا ہو تو ایسی صورت میں اسکی جو وعہ مطلقہ ہو جائیگی اور تقاضا تصدیق نہ ہوگی لیکن  
فیما بینہ و بین اللہ تقاضے طلاق واقع نہ ہوگی بشرطیکہ اسکو اپنی جو وعہ کے حقیقی نسب سے آگاہ ہی ہو اور اگر  
آگاہ ہی ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تقاضے بھی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر ان صورتوں میں اپنی جو وعہ کی نیست  
کی ہو تو تقاضا و فیما بینہ و بین اللہ تقاضے ہر حال اسکی جو وعہ مطلقہ ہو جائیگی یہ خزانہ المتقین میں ہو۔  
اور اگر ایک مرد نے کہا کہ میری حبشیہ جو وعہ طلاق ہے اور اسکی نیست میں اپنی جو وعہ کی طلاق نہیں ہو اور اسکی  
جو وعہ حبشیہ نہیں ہو تو اسے طلاق واقع نہ ہوگی اور اسی طرح اگر جو وعہ کے نام کے سوا سے دوسرا نام جو اسکا نام  
نہیں ہو اس نام سے کہا اور اسکی نیست اپنی جو وعہ کی طلاق کی نہیں ہو تو بھی مطلقہ نہ ہوگی اور اگر ان صورتوں  
میں اپنی جو وعہ کی طلاق کی نیست ہو تو اسکی جو وعہ طلاق ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر ایک شخص کی عورت انھوں والی  
ہو پس کہا کہ میری یہ اندھی جو وعہ مطلقہ ہو حالانکہ اس نے آنکھوں والی کی طرف اشارہ کیا تو یہ طلاق  
ہو جائیگی اور اشارہ کے ساتھ صفت کا اور نیز نام کا اعتبار نہ ہو گا یہ خزانہ المتقین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ دہلی  
والی فاطمہ یا کانی فاطمہ طلاق ہے حالانکہ اسکی جو وعہ کا نام فاطمہ ہو مگر وہ دہلی کی نہیں ہو اور نہ کانی کی ہو تو اسے  
طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر فاطمہ بنت فلان بھی ذکر کیا یعنی اسکا نسب صحیح بھی ذکر کیا ہو تو طلاق پر جائیگی  
اگر چہ اس نے ایسی صفت سے اسکو وصف کیا ہو کہ جو اسمیں نہیں ہو اور وہ طلاق پڑنے کی یہ ہو کہ غائبہ کی  
تقریر و شناخت باسم و نسب ہی ہو یہ عتاب میں ہو اور اگر کہا کہ ای اگر وہ والی تو طلاق ہے اور اسکی طرف  
اشارہ کر کے کہا ہو تو طلاق پڑ جائیگی یہ محض شخصی میں ہو۔ اور اگر اپنی جو وعہ کو اسکا نام داسکے باب کا نام لیکر  
بیان کیا یا بن طور کہ میری جو وعہ بنت فلان ہے یا بن فلان جسکے چہرہ پرتل ہو یا یون بیان کیا کہ اس لڑکی کی مان  
جسکے چہرہ پرتل ہو طلاق ہے حالانکہ اسکی جو وعہ کے چہرہ پرتل نہ تھا یا تھا بہر حال مطلقہ ہو جائیگی یہ محض عین ہی اسی طرح  
تکرر کیا کہ میری جو وعہ صلیح کی بیٹی ہو یا فلان کی بیٹی ہو جسکے چہرہ پرتل ہو طلاق ہو۔ تو مطلقہ ہو جائیگی خواہ اسکے  
چہرہ پرتل ہو یا نہ ہو محض شخصی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری جو وعہ عمرہ جو میری ام ولد ہو جو یہ بھی ہو طلاق  
ہو اور اس مرد کی کچھ نیست نہیں ہو اور جو عورت بیٹی ہو وہ عمرہ کے سوا سے دوسری ہو اور وہ اسکی  
جو وعہ بھی نہیں ہو تو وہ مطلقہ نہ ہوگی یہ بھرا لائق میں ہو۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ میرا  
نام فلانہ بنت فلان الفلان ہے اس مرد نے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر کہا کہ میری ہر جو وعہ  
میں بار طلاق ہے الا فلانہ بنت فلان الفلان حالانکہ اس عورت کا نام و نسب اور ہر واقعہ میں نہیں ہو

جو اس نے بیان کیا تھا تو قضااً مطلقہ ہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تقالی مطلقہ نہوگی یہ ظہیرہ میں ہوا اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے قرض دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے رہن دی تو مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہو مگر صحیح یہ ہو کہ واقع نہوگی ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اپنی طلاق کو لے پس عورت نے کہا کہ میں نے لی تو طلاق پڑ جائیگی مگر عیون میں نیت شرط کی ہو اور صحیح یہ ہو کہ نیت شرط نہیں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ طلاق اللہ تقالی طلاق دی تجھے اللہ تقالی نے تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی اگرچہ نیت نہ کی ہو کذا فی الخلافہ اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں ہو ماذنقتی میں کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیری طلاق اللہ تقالی نے ضرور چاہی یا تیری طلاق کا اللہ تقالی نے حکم دیدیا یا میں نے تیری طلاق ضرور چاہی تو یہ طلاق نہوگی الا اس صورت میں کہ نیت کی ہو۔ اور اگر کہا کہ خواہش کی یا میں نے تیری طلاق کی یا دوست رکھا میں نے تیری طلاق کو یا راضی ہوا میں تیری طلاق سے یا ارادہ کیا میں نے تیری طلاق کو تو طلاق نہوگی اگرچہ نیت ہو یہ خلاف میں ہو اور اگر کہا کہ یہ نیت من طلاق یعنی تیری طلاق سے ہے بری ہو گیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ طلاق واقع نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں تیری طلاق سے بری ہوں یا برکت ایک من طلاق یعنی تجھے تیری طلاق سے بری ہو گیا تو صحیح یہ ہو کہ طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سخری میں ہو۔ اور اگر کہا کہ بری ہوا میں تیری طلاق سے پس اگر نیت کی ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور اگر نیت نہ کی ہو تو واقع نہوگی اور صحیح یہ ہو کہ واقع نہوگی یہ خلاف میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ میں نے تیری تعلیق تجھے ہبہ کی تو یہ تفویض طلاق ہو پس اگر عورت نے اسی مجلس میں اپنے آپ کو طلاق دیدی تو واقع نہوگی ورنہ نہیں اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طلاق ہو اور مجھے تین روز تک اختیار ہو تو طلاق واقع نہوگی اور اختیار باطل ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا نام مطلقہ رکھا پھر کہا کہ میں نے تیرا نام مطلقہ رکھا تو اس پر طلاق واقع نہوگی نہ قضااً و نہ دیانۃ قضا و قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے ہبہ کر دی تو یہ صریح ہو حتی کہ قضااً طلاق واقع نہوگی اگرچہ اس سے طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میری نیت تھی کہ میں نے طلاق اس عورت کے اختیار میں دی تو قضااً و تصدیق نہ ہوگی و دیانۃ تصدیق نہوگی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق دینی چاہی پس عورت نے کہا کہ مجھے میری طلاق ہبہ کر دے اور اس سے اعراض کر پس کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے ہبہ کر دی تو قضااً بھی اسکی تصدیق کی جاوے گی اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق سے اعراض کیا اور نیت اس سے طلاق کی تھی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرے طلاق کا اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جائیگی قال المترجم ترک طلاق یعنی ترک الی طلاق یعنی بصیرت ایک یعنی تجھے دیدی بھی مستحل ہو لہذا نیت کے ساتھ طلاق پڑ جائیگی واللہ اعلم اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تو قضااً و تصدیق نہوگی یہ خلاف میں ہو۔ اور اگر کہا کہ خلیت طلاق ایک میں نے تیری طلاق کی راہ خالی کر دی اور نیت طلاق کی تو واقع ہو جائیگی یہ ظہیرہ میں ہو۔ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طلاق ہو پھر رک گیا پھر کہا کہ تین طلاق کے ساتھ پس اگر اسکی خاصوٹی ہو بہر دم رک

قال المترجم ترک طلاق یعنی ترک الی طلاق یعنی بصیرت ایک یعنی تجھے دیدی بھی مستحل ہو لہذا نیت کے ساتھ طلاق پڑ جائیگی واللہ اعلم اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تو قضااً و تصدیق نہوگی یہ خلاف میں ہو۔ اور اگر کہا کہ خلیت طلاق ایک میں نے تیری طلاق کی راہ خالی کر دی اور نیت طلاق کی تو واقع ہو جائیگی یہ ظہیرہ میں ہو۔ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طلاق ہو پھر رک گیا پھر کہا کہ تین طلاق کے ساتھ پس اگر اسکی خاصوٹی ہو بہر دم رک

جانے کے ہو تو میں طلاق پڑھنی اور اگر تاسیس ٹوٹ جانے سے نہ تو تین طلاق نہ پڑھنی اور اگر کہا کہ تو طلاق  
 پڑھ کر بعد سکوت کے اس سے پوچھا گیا کہ کتنی اس نے کہا کہ تین تو تین طلاق واقع ہونگی یہ غلامی میں رہن  
 ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ کس قدر طلاق دی ہیں اس نے کہا کہ تین طلاق پھر دعویٰ کیا کہ وہ جھوٹا تھا تو قضا  
 اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ تاتار خانہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اور بے طلاق کہنا چاہتا تھا لیکن قبل  
 اسکے کہ وہ بے طلاق کہے کسی دوسرے نے اسکا منہ بند کر لیا یا وہ مر گیا تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ غلامی میں رہن  
 ہو اور اگر کسی شخص نے اسکا منہ بند کر لیا پھر اس نے کہا کہ تین طلاق سے تو تین طلاق واقع ہونگی اور چکر اسی  
 صورت پر چلے گا کہ جب اس نے ہاتھ اٹھاتے ہی فوراً کہا کہ تین طلاق سے یہ ظہیر میں ہو تا اور اگر اسپنے  
 شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس اس نے طلاق دینی چاہی پس کسی نے اسکا منہ بند کر لیا پھر جب  
 ہاتھ ہٹایا تو اس نے کہا کہ آدم یعنی میں نے دی تو عورت مذکورہ پر تین طلاق پڑھنی ایسا ہی جس الاسلام کا  
 فتویٰ مذکور ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور جب طلاق کی نسبت پوری عورت کی طرف کی یا اپنے عضو کی طرف  
 جس سے پوری سے تعبیر کی جاتی ہو تو طلاق واقع ہوگی اور اسکی یہ صورت ہو کہ مثلاً کہے کہ تو طلاق ہو یا  
 کہے کہ تیرا رقبہ طلاق ہو یا تیری گردن طلاق ہو یا تیری روح طلاق ہو یا تیرا بدن یا تیرا جسم یا تیری فرج یا تیرا  
 سر یا تیرا چہرہ کذا اسے الہدایہ یا کہا کہ تیرا نفس طلاق ہو پھر صورت طلاق ہو جائیگی یہ سراج الہاج میں ہو اور  
 اگر ایسے جزو کی طرف اضافت کی جس سے تمام بدن سے تعبیر نہیں کی جاتی ہو جیسے کہا کہ تیرا ہاتھ یا تیرا نون  
 طلاق ہو یا تیری انگلی طلاق ہو تو طلاق واقع ہوگی یہ غلامی میں رہن ہو۔ اور اگر کہا کہ ایک طلاق یا دو  
 اس سے تمام بدن سے تعبیر کیا تو صورت پر طلاق ہوگی یہ سراج الہاج میں ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ  
 تیری ناف یا زبان یا ناک یا کان یا پٹلی یا ران طلاق ہو تو اس صورت میں نیست سے طلاق پڑ جائیگی یہ  
 جوہرہ شریعہ میں ہو اور اصح یہ ہو کہ پٹیر و پید و بھنج کی صورت میں طلاق نہ پڑیگی یہ کافی میں ہو اور اگر  
 طلاق کی نسبت کسی جزو شائع کی جائے کہ اسکا شہر طلاق ہو یا ملک طلاق ہو یا نصف طلاق ہو یا نصف طلاق ہو یا  
 ترسہ ہزار حصوں میں سے ایک حصہ طلاق ہو تو طلاق پڑ جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر کہا کہ  
 تیرا خون طلاق ہو تو اس میں دو روایتیں ہیں اور دونوں میں سے صحیح روایت یہ ہے کہ طلاق پڑ جائیگی  
 یہ سراج الہاج میں ہو مگر غلامی میں لکھا ہو کہ خون کی صورت میں مختار یہ ہو کہ طلاق نہ پڑیگی انتہی اور اگر  
 کہا کہ ترسہ بال یا ناخن یا تنوک طلاق ہو تو بالا جماع طلاق نہ پڑیگی یہ سراج الہاج میں ہو اور سراج  
 و انتہی درگاہ و محل میں حکم ہو پھر شرح القدر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تجھ میں سے تیرا سر یا کہا کہ چہرہ طلاق ہو  
 یا اپنا ہاتھ اسکے سر یا گردن پر رکھا اور کہا کہ یہ عضو طلاق ہو تو اصح یہ ہو کہ طلاق نہ پڑیگی یہ تبیین میں ہو  
 اور اگر کہا کہ یہ سر طلاق ہو اور اپنی جو رو کے سر کی طرف اشارہ کیا تو صحیح یہ ہو کہ طلاق پڑ جائیگی جیسے  
 کہ اگر کہا کہ تیرا سر یہ طلاق ہو تو واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تیری دہر طلاق ہو  
 تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ تیری اسٹھ طلاق ہو تو واقع ہوگی اور شیخ رضیانی رحمہ نے فرمایا کہ اگر  
 کہا کہ تیری قبل طلاق ہو تو اس میں کوئی روایت نہیں ہو اور چاہتہ کہ طلاق واقع ہو جاوے یہ

ص  
 سراج الہاج  
 تبیین طلاق  
 تبیین طلاق  
 تبیین طلاق  
 تبیین طلاق

یہ طلاق سہرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا اوپر کا آدھا بیاب طلاق طلاق ہے اور تیرا نیچے کا آدھا بد طلاق طلاق ہے تو مسئلہ میں سے اس مسئلہ میں کوئی ردائیت نہیں جو اور بد متاخرین سے اور یہ مسئلہ بخاری میں واقع ہو اسکا پس اسکا فتویٰ طلب کیا گیا تو ہمارے بعض مشائخ نے اس کے نصف اعلیٰ کی جانب ایک طلاق کی اضافت کرنے سے ایک طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیا اس واسطے کہ سر اس کے نصف اعلیٰ میں ہو پس اس کے سر کی جانب طلاق کی اضافت کرنے والا ہوا اور بعض نے دونوں اضافتوں کی جہت سے طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیا اس واسطے کہ نصف اعلیٰ میں ہو اور فرج نصف سفلی میں ہو پس نصف اعلیٰ کی طرف اضافت سے اس کے سر کی جانب اضافت کرنے والا ہوا اور نیچے آدھے کی طرف اضافت سے سر کی طرف اضافت کرنے والا ہوا یہ طے میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق نصف تطلیق ہو تو پیشل ایک طلاق دینے کے ہو یہ فی حد مشرق میں ہو اور اگر کہا کہ تین نصف طلاق ہیں تو دو طلاق واقع ہونگی اور پہلی صحیح ہو اور چار نصف طلاق صورت میں ہی حکم ہو یہ غائبہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ دو طلاق کی نصف بقیہ ہیں تو ایک طلاق واقع ہوگی اور کہا کہ دو نصف دو طلاق کی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ انت نصف تطلیق و ثلث تطلیق و سدس تطلیق یعنی تو طلاق ہر سا نصف نصف ایک طلاق اور تہائی ایک طلاق کے اور چھ حصہ ایک طلاق کے تو تین طلاق واقع ہونگی اس واسطے کہ آدھے ہر جزو کو ایک نکرہ طلاق کی جانب نسبت کی ہو اور یہ نکرہ کی تکرار کیا جاوے تو دوسرا پہلے کا غیر ہوتا ہو قال الفرج و ہذا مشرخی فی الاصول۔ اور اگر یوں کہا کہ نصف تطلیق و ثلثها و سدسها یعنی نصف ایک طلاق کا اور تہائی اسکی و چھ حصہ اسکا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر سب حصے مل کر ایک طلاق کامل سے ہر جزو مثلاً یوں کہا کہ نصف ایک طلاق کا اور تہائی اسکی اور تہائی اسکی تو بعض نے فرمایا کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ دو طلاق پڑھیں گی اور یہی غائبہ ہو یہ فی حد مشرق میں ہو اور یہی صحیح ہو یہ ظہر میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تین طلاق کی نصف کے ساتھ ملا لے ہو تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تین طلاق کی دو نصف کے ساتھ ملا لے ہو تو تین طلاق پڑھیں گی یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق بیاب طلاق و نصف طلاق ہو یا کہا کہ بیاب طلاق و چار طلاق ہو یا مثل اس کے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ ایک طلاق اور اسکا نصف یا کہا کہ ایک طلاق و اسکا چارہ تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کہ ان کے الجیعہ والبدائع مگر یہ بعض کا قول ہو اور فقہاریہ ہو کہ دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج و جامع ہرہ نیزہ میں ہو۔ اور اگر عورت کو تین جو تہائی طلاق یا چار جو تہائی طلاق دیں پس اگر وہ طلاق جسکے چار حصہ میں کیے ہیں یا چار کیے ہیں وہ معرفہ طلاق ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر طلاق نکرہ بیان کی تو دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ پانچ جو تہائی تو طلاق معرفہ کی صورت میں دو طلاق پڑھیں گی اور نکرہ ہونے کی صورت میں تین طلاق پڑھیں گی اسی طرح مثل جو تہائی کے پانچوں حصہ و سوان حقہ وغیرہ سب میں ایسا ہی حکم ہو یہ تبیین میں ہو

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱



اور اگر اپنی چور کو ایک طلاق دیدی پھر دوسری چور سے کہا کہ میں نے اسکی طلاق میں تجھے شریک کیا تو دوسری پر بھی ایک طلاق پڑ جائیگی اور اگر تیسری چور سے کہا کہ میں نے تجھے ان دونوں کی طلاق میں شریک کیا تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور اگر چوتھی چور سے کہا کہ میں نے تجھے ان سب کی طلاق میں شریک کیا تو اسپر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر پہلی چور کی طلاق بعوض مال ہو پھر دوسری چور سے کہا کہ میں نے تجھے اسکی طلاق میں شریک کیا تو اسپر طلاق پڑ جائیگی مگر اُنکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے اسکی طلاق میں بعوض اسقدر مال کے شریک کیا پس اگر دوسری چور نے قبضہ کیا تو اسپر طلاق پڑ جائیگی اور مال بھی لازم ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو کچھ نہیں یہ تلخیص میں ہے۔ اور اگر کہا کہ فلا نکو تین طلاق میں اور فلا نہ دیگر ایسے ساتھ چور یا کہا کہ فلا نہ دیگر کو میں نے اسکے ساتھ طلاق میں شریک کیا تو دونوں پر تین تین طلاق پڑ جائیگی یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کی تین چور ہوں اور اسنے ان عورتوں سے کہا کہ ان تین طوا لن فلتن یعنی تم لوگ طلاقات اسبہ طلاق ہو یا یوں کہا کہ میں نے تمکو تین طلاق دین تو ہر ایک عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور اس صورت میں تین طلاق کی تقسیم ان تینوں پر نہ ہوگی بٹلاق اسکے اگر کہا کہ میں نے تم سب کے درمیان تین طلاق دین تو تین طلاق ان تینوں کے درمیان تقسیم ہونگی پس ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ غایت سہولت میں ہے۔ اور اگر اپنی عورتوں سے کہا کہ میں نے تم سب کو ایک طلاق میں شریک کیا تو یہ قول اور تم سب میں ایک طلاق ہے تو دونوں یکساں ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی چار عورتوں سے کہا کہ تم لوگ طلاقات بسبہ طلاق ہو تو ہر ایک عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اپنی چور سے کہا کہ تو طالقہ پانچ تطلیقات سے ہو پس عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق کافی ہیں پس شوہر نے کہا کہ اچھا تین طلاق تجھ پر باقی تیری سو توں پر میں تو تین طلاق اسپر واقع ہونگی اور اسکی سو توں پر کچھ واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ تین طلاق کے بعد جو کچھ باقی رہیں وہ لغو ہو گئیں پس اسنے اس عورت کی سو توں کی جانب لغو چیز کو پھیرا پس کچھ واقع نہ ہوگی یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر اس نے چار عورتوں سے کہا کہ تم لوگ تین طلاق سے طالقہ ہو اور یہ نیت کی کہ تینوں طلاق اُنکے درمیان مقسوم ہیں تو فیما بینہ و بین اللہ تقاضے وہ مشرکین ہوگا پس ہر ایک عورت پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اسکی دو عورتیں ہوں پس اس نے کہا کہ تم دونوں میں دو طلاق ہیں تو ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تم دونوں کے درمیان دو طلاق مشترک کر دیں تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک عورت کو دو طلاق دیں پھر دوسری سے کہا کہ میں نے تجھکو اسکی طلاق میں شریک کیا تو ایسا نہیں ہو بلکہ دوسری پر بھی دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر اپنی عورتوں میں سے ایک کو ایک طلاق دی اور دوسری کو دو طلاق دیں پھر تیسری سے کہا کہ میں نے تجھے ان دونوں کے ساتھ میں شریک کیا تو تیسری پر تین طلاق پڑ جائیگی خواہ وہ مدخلہ ہو یا غیر مدخلہ ہو اور اگر ایسی صورت میں کہ دو کو پانچ کو مختلف طلاقیں دیں پھر تیسری یا چوتھی کو طلاقات میں سے کسی ایک کے ساتھ شریک کیا مثلاً کہا کہ تجھکو میں نے ان میں سے





یا فلا نہ بچہ حرام ہو اور اس لفظ سے قسم دہانی تو جب تک چار بیٹے نہ گذر جائیں تب تک وہ بیان کر کے پر  
مجبور نہ کیا جائیگا پھر اگر چار بیٹے نہ گذر گئے اور اس نے اس عورت سے جن کی نسبت قسم کھائی تھی شریعت میں نہ کیا  
وہ مجبور کیا جائیگا کہ چار بیٹے طلاق ایلا وید سے یا طلاق صحیح دیر سے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اسکی چودہ سالہ لڑکی  
یا اسکا غلام آزاد ہو پھر قبل بیان کے فرمایا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی نسبت قیمت  
کے واسطے سعادت کرے گی اور طلاق باطل ہو جائیگی مگر عورت کو نصف میراث مقرر نہیں اور تین چوتھا فی ہر  
مایا اگر غیر مذکور ہو اور سعادت مذکورہ میں سے عورت کو کچھ حصہ میراث نہ ملے گی یہ غلط فہمی ہے اور  
اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لای طالق کہ تو طالق ہو نہیں بلکہ تو طالق ہو تو عورت پر دو طلاق واقع  
ہوئی اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ایک طلاق ہو نہیں بلکہ ایک طلاق ہو تو دو طلاق واقع ہوئی اور اسی طرح  
اگر کہا کہ تو طالق ایک طلاق ہو نہیں بلکہ طالق ایک طلاق ہو تو بھی یہی حکم ہے اور غیر منقطع میں امام ابو یوسف  
سے روایت ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہو نہیں بلکہ تو عورت مذکورہ پہلے کلام سے ایک طلاق مطلق  
ہوئی اور دوسرے کلام سے عورت پر کچھ لازم نہ ہوگی الا اس صورت میں کہ شہرہ یا نسبت کی ہو اور اگر  
چودہ سے کہا کہ تو طالق ہو نہیں بلکہ تو طالق ہو تو پہلی چودہ پر دو طلاق واقع ہوئی اور دوسری چودہ پر  
ایک طلاق پڑی۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ میں تجھے کل کے روز ایک طلاق دے گا پھر  
نہیں بلکہ دو تو دو طلاق واقع ہوئی یہ غلط فہمی ہے۔ اور اگر فرما دے کہ تو طالق ایک طلاق ہو نہیں  
بلکہ دو طلاق تو تین طلاق ہوئی اور اگر غیر مذکورہ سے ایسا کہا تو ایک طلاق واقع ہوئی اور اگر کہا کہ تو  
طالق ہو اور طالق ہو اور طالق ہو نہیں بلکہ یہ تو اخیرہ پر ایک طلاق پڑی اور پہلی پر تین طلاق واقع  
ہوئی اور اگر اس نے تین عورتوں سے کہا کہ تو طالق اور تو نہیں بلکہ تو ہر ایک پر طلاق پڑ جائیگی  
یہ غلط فہمی ہے اور اگر غیر مذکورہ سے کہا کہ یہ طالق ہو ایک طلاق اور ایک طلاق اور ایک طلاق  
نہیں بلکہ یہ دوسری چودہ تو دوسری چودہ پر تین طلاق واقع ہوئی اور پہلی چودہ پر ایک طلاق پڑی اور اگر  
پہلی مذکورہ ہو تو اس پر تین طلاق واقع ہوئی یہ غلط فہمی ہے۔ اور اگر اپنی چودہ سے کہا کہ تو طالق ہو ایک  
طلاق نہیں بلکہ آئندہ کل تو سب احوال اس پر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب وہ دوسرے روز پوچھے تب ہی  
عدت میں اس پر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایک چودہ سے کہا کہ تو طلاق  
ایک طلاق رہی اور یہ ایک طلاق باقی ہو نہیں بلکہ یہ تو پہلی پر دو طلاق واقع ہوئی اور دوسری پر ایک  
طلاق اور اگر کہا کہ تو طالق یہ طلاق ہو نہیں بلکہ یہ تو دونوں پر تین طلاق واقع ہوئی اور اگر تین کہا کہ  
نہیں بلکہ یہ طالق ہو تو دوسری چودہ پر ایک طلاق پڑی یہ غلط فہمی ہے۔ اور اگر اپنی چودہ سے کہا کہ تو  
طالق ایک طلاق ہو یا نہیں یا کچھ نہیں تو امام محمد نے فرمایا کہ ایک طلاق نہیں واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو  
طالق ہو یا نہیں یا کچھ نہیں یا لا غیر طالق ہو تو بالاتفاق کچھ نہیں واقع ہوگی یہ کافی ہے اور اگر کہا کہ تو  
طالق یہ طلاق ہو یا نہیں تو بعض نے فرمایا کہ اس میں اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ کچھ نہ واقع ہوگی یہ  
مختار ہے میں ہے۔ اور نوادر میں جامعہ میں امام محمد سے روایت ہے کہ اگر کسی کو شک ہو کہ اس نے ایک طلاق



دی ہو یا تین طلاق تو وہ ایک طلاق رکھی جاوے گی یہاں تک کہ اسکو زیادہ کا یقین ہو یا اسکا غالب گمان ایسے  
 ہر خلاف ہو پھر اگر شوہر نے کہا کہ مجھے عقیدہ ملی حامل ہوئی کہ وہ تین طلاق تھیں یا وہ میرے نزدیک تین قرار پائی  
 ہیں تو جو ادا شدہ ہو اس پر کار کا رکھ کر کہہ دے اگر عادل لوگوں نے جو اس مجلس میں حاضر تھے خبر دی اور بیان کیا  
 کہ وہ ایک طلاق تھی تو فرمایا کہ اگر لوگ عادل ہوں تو انکی تصدیق کرے کہ انکا قول تو سچا یہ خبر نہ فصل گیارہ  
 میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق سے ایک طلاق یا بدو طلاق ہو تو بیان کرے کہ کا اختیار شوہر کو ہو لینے بیان کرے کہ  
 دونوں میں سے کون بائیں ہے اور اگر ایسا قول غیر بدو سے کہہ دے تو اس پر ایک طلاق پڑے گی اور شوہر بیان کا اختیار  
 ہو گا یہ طہیر میں ہیں۔ اور امام قزوینی نے ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جو روح کے ساتھ ایسی چیز کو طلاق یا جس پر طلاق نہیں  
 ہوتی ہو جیسے پتھر و چوبیا یہ وغیرہ اور کہا کہ تم دونوں میں سے ایک طلاق ہو یا کہا کہ یہ طلاق ہو یا یہ۔ تو امام  
 ابو حنیفہ رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسکی جو روح پر طلاق پڑے گی اور اگر اپنی منگوہ اور ایک مرد کو  
 جسے کیا یعنی یون کہا کہ تم دونوں میں سے ایک طلاق ہو یا یون کہا کہ یہ عورت طلاق ہو یا یہ مرد تو بدو  
 نیست اسکی جو روح پر طلاق واقع ہوگی یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے۔ اور اگر اپنی منگوہ کے ساتھ اجنبیہ عورت  
 کو جمع کیا یعنی کہا کہ تم دونوں میں سے ایک طلاق ہو یا کہا کہ یہ طلاق ہو یا یہ تو بدو نیست اسکی جو روح و مطلقہ  
 نہ ہوگی اس واسطے کہ اجنبیہ اس امر کی محل از روئے خبر ہو یعنی خبر سے کہتا ہے کہ اجنبیہ طلاق ہو اگرچہ انشاء  
 طلاق اس پر نہیں کر سکتا ہے اور یہ صیغہ طلاق و حقیقہ اعتبار ہے اور اگر ایسی صورت میں کہا کہ میں نے تم دونوں  
 میں سے ایک کو طلاق دیدی تو بدو نیست اسکی عورت پر طلاق پڑ جائے گی یہ طلاق الاصل میں مذکور ہے  
 اور انشاء میں نے اپنی نواد میں امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے اپنی جو روح اور ایک اجنبیہ سے کہا کہ تم  
 دونوں میں سے ایک سے ایک طلاق طلاق طلاق ہو اور دوسری بے طلاق تو ایک طلاق اسکی جو روح پر واقع ہوگی  
 اور امام محمد نے زیادہ است میں فرمایا کہ ایک مرد کی دو عورتیں دو دہشتی ہوئی ہیں پس اسنے دونوں سے  
 کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بے طلاق طلاق ہو تو دونوں میں ایک مطلقہ ہو جائے گی اور بیان کرنا شوہر  
 کے اختیار میں ہے پھر اگر ہنوز اس نے بیان نہ کیا تھا کہ کسی عورت نے اگر ان دونوں کو دودھ پلایا خواہ ایک کا  
 ساتھ یا آگے پیچھے تو دونوں بائیں ہو جائیں گی یہ محض میں ہے۔ اور اگر اپنی زندہ جو روح کو اور جو مردی بڑی ہو  
 طلاق میں جمع کیا یعنی کہا کہ تم دونوں میں سے ایک طلاق ہو تو زندہ یہ طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ سے  
 قاضی خان میں ہے۔ امام محمد نے زیادہ است میں فرمایا کہ ایک مرد کی تحت میں ایک آزادہ اور ایک باندی ہو اور  
 اسنے دونوں سے دخول کر لیا ہو پس اس نے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طلاق ہو پھر باندی آزاد  
 کی گئی پھر شوہر نے بیان کیا کہ میری طلاق اسی محتقہ کے حق میں ہے تو یہ معتقہ بحرمت غلیظہ مطلقہ ہو جائے گی قال ترحم  
 بحرمت غلیظہ یہ ہو کہ بدو دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے اور اسکی وطن کیے ہوئے اول شوہر پر طلاق  
 نہیں ہو سکتی ہو سو آزادہ عورت پر طلاق کامل واقع ہونے کے بعد اور باندی پر بدو طلاق کامل واقع  
 ہونے کے بعد ایسا ہو جاتا ہے اور چونکہ حالت طلاق میں معتقہ باندی تھی لہذا بیان اسی وقت سے متعلق ہو کہ  
 بدو طلاق سے بحرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی فافہم۔ اور اگر دونوں باندی ہوں اور شوہر نے کہا کہ

ایک  
 عورت  
 کو  
 طلاق  
 دے  
 کہ  
 تم  
 دونوں  
 میں  
 سے  
 ایک  
 طلاق  
 ہو  
 یا  
 یون  
 کہا  
 کہ  
 یہ  
 عورت  
 طلاق  
 ہو  
 یا  
 یہ  
 مرد  
 تو  
 بدو  
 نیست  
 اسکی  
 جو  
 روح  
 پر  
 طلاق  
 واقع  
 ہوگی  
 یہ  
 امام  
 اعظم  
 رحمہ  
 کا  
 قول  
 ہے۔  
 اور  
 اگر  
 اپنی  
 منگوہ  
 کے  
 ساتھ  
 اجنبیہ  
 عورت  
 کو  
 جمع  
 کیا  
 یعنی  
 کہا  
 کہ  
 تم  
 دونوں  
 میں  
 سے  
 ایک  
 طلاق  
 ہو  
 یا  
 کہا  
 کہ  
 یہ  
 طلاق  
 ہو  
 یا  
 یہ  
 تو  
 بدو  
 نیست  
 اسکی  
 جو  
 روح  
 و  
 مطلقہ  
 نہ  
 ہوگی  
 اس  
 واسطے  
 کہ  
 اجنبیہ  
 اس  
 امر  
 کی  
 محل  
 از  
 روئے  
 خبر  
 ہو  
 یعنی  
 خبر  
 سے  
 کہتا  
 ہے  
 کہ  
 اجنبیہ  
 طلاق  
 ہو  
 اگرچہ  
 انشاء  
 طلاق  
 اس  
 پر  
 نہیں  
 کر  
 سکتا  
 ہے  
 اور  
 یہ  
 صیغہ  
 طلاق  
 و  
 حقیقہ  
 اعتبار  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 ایسی  
 صورت  
 میں  
 کہا  
 کہ  
 میں  
 نے  
 تم  
 دونوں  
 میں  
 سے  
 ایک  
 کو  
 طلاق  
 دیدی  
 تو  
 بدو  
 نیست  
 اسکی  
 عورت  
 پر  
 طلاق  
 پڑ  
 جائے  
 گی  
 یہ  
 طلاق  
 الاصل  
 میں  
 مذکور  
 ہے  
 اور  
 انشاء  
 میں  
 نے  
 اپنی  
 نواد  
 میں  
 امام  
 محمد  
 سے  
 روایت  
 کی  
 ہے  
 کہ  
 اگر  
 کسی  
 نے  
 اپنی  
 جو  
 روح  
 اور  
 ایک  
 اجنبیہ  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 تم  
 دونوں  
 میں  
 سے  
 ایک  
 سے  
 ایک  
 طلاق  
 طلاق  
 طلاق  
 ہو  
 اور  
 دوسری  
 بے  
 طلاق  
 تو  
 ایک  
 طلاق  
 اسکی  
 جو  
 روح  
 پر  
 واقع  
 ہوگی  
 اور  
 امام  
 محمد  
 نے  
 زیادہ  
 است  
 میں  
 فرمایا  
 کہ  
 ایک  
 مرد  
 کی  
 دو  
 عورتیں  
 دو  
 دہشتی  
 ہوئی  
 ہیں  
 پس  
 اسنے  
 دونوں  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 تم  
 دونوں  
 میں  
 سے  
 ایک  
 بے  
 طلاق  
 طلاق  
 طلاق  
 ہو  
 تو  
 دونوں  
 میں  
 ایک  
 مطلقہ  
 ہو  
 جائے  
 گی  
 اور  
 بیان  
 کرنا  
 شوہر  
 کے  
 اختیار  
 میں  
 ہے  
 پھر  
 اگر  
 ہنوز  
 اس  
 نے  
 بیان  
 نہ  
 کیا  
 تھا  
 کہ  
 کسی  
 عورت  
 نے  
 اگر  
 ان  
 دونوں  
 کو  
 دودھ  
 پلایا  
 خواہ  
 ایک  
 کا  
 ساتھ  
 یا  
 آگے  
 پیچھے  
 تو  
 دونوں  
 بائیں  
 ہو  
 جائیں  
 گی  
 یہ  
 محض  
 میں  
 ہے۔  
 اور  
 اگر  
 اپنی  
 زندہ  
 جو  
 روح  
 کو  
 اور  
 جو  
 مردی  
 بڑی  
 ہو  
 طلاق  
 میں  
 جمع  
 کیا  
 یعنی  
 کہا  
 کہ  
 تم  
 دونوں  
 میں  
 سے  
 ایک  
 طلاق  
 ہو  
 تو  
 زندہ  
 یہ  
 طلاق  
 واقع  
 ہوگی  
 یہ  
 فتاویٰ  
 سے  
 قاضی  
 خان  
 میں  
 ہے۔  
 امام  
 محمد  
 نے  
 زیادہ  
 است  
 میں  
 فرمایا  
 کہ  
 ایک  
 مرد  
 کی  
 تحت  
 میں  
 ایک  
 آزادہ  
 اور  
 ایک  
 باندی  
 ہو  
 اور  
 اسنے  
 دونوں  
 سے  
 دخول  
 کر  
 لیا  
 ہو  
 پس  
 اس  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 تم  
 دونوں  
 میں  
 سے  
 ایک  
 بدو  
 طلاق  
 طلاق  
 طلاق  
 ہو  
 پھر  
 باندی  
 آزاد  
 کی  
 گئی  
 پھر  
 شوہر  
 نے  
 بیان  
 کیا  
 کہ  
 میری  
 طلاق  
 اسی  
 محتقہ  
 کے  
 حق  
 میں  
 ہے  
 تو  
 یہ  
 معتقہ  
 بحرمت  
 غلیظہ  
 مطلقہ  
 ہو  
 جائے  
 گی  
 قال  
 ترحم  
 بحرمت  
 غلیظہ  
 یہ  
 ہو  
 کہ  
 بدو  
 دوسرے  
 شوہر  
 کے  
 ساتھ  
 نکاح  
 کیے  
 اور  
 اسکی  
 وطن  
 کیے  
 ہوئے  
 اول  
 شوہر  
 پر  
 طلاق  
 نہیں  
 ہو  
 سکتی  
 ہو  
 سو  
 آزادہ  
 عورت  
 پر  
 طلاق  
 کامل  
 واقع  
 ہونے  
 کے  
 بعد  
 اور  
 باندی  
 پر  
 بدو  
 طلاق  
 کامل  
 واقع  
 ہونے  
 کے  
 بعد  
 ایسا  
 ہو  
 جاتا  
 ہے  
 اور  
 چونکہ  
 حالت  
 طلاق  
 میں  
 معتقہ  
 باندی  
 تھی  
 لہذا  
 بیان  
 اسی  
 وقت  
 سے  
 متعلق  
 ہو  
 کہ  
 بدو  
 طلاق  
 سے  
 بحرمت  
 غلیظہ  
 کے  
 ساتھ  
 حرام  
 ہو  
 جائے  
 گی  
 فافہم۔  
 اور  
 اگر  
 دونوں  
 باندی  
 ہوں  
 اور  
 شوہر  
 نے  
 کہا  
 کہ

تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طالق ہو پھر دونوں آزاد کی گئیں پھر شوہر بیمار ہوا یعنی مرض الموت کا مریض  
ہوا اور پھر اس نے دونوں میں سے کسی کے حق میں طلاق کا بیان کر دیا تو وہ بوجہ مرض فلیسہ حرام ہو جائیگی و  
لیکن میراث ان دونوں میں تقاضا نہیں ہوگی (اگر شوہر اس کے حق میں یہ بیان کرے) مگر عذر بیان کے یہ  
یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے وقت میں کسی شخص کی دو بیاندیاں ہیں پس موسے نے دونوں سے کہا کہ تم  
دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر شوہر نے کہا کہ تم میں سے جسکو موسے نے آزاد کیا ہو وہ بدو طلاق  
طالق ہو تو اس میں شوہر کو نہیں بلکہ موسے کو حکم دیا جائیگا کہ وہ بیان کرے کہ دونوں میں سے کون  
آزاد ہو پھر جب موسے نے دونوں میں سے ایک کا حق بیان کیا تو وہی بدو طلاق طالق ہو جائیگی و لیکن  
بجہ مرض فلیسہ مطلق نہ ہوگی اور اس کی ہر حالت میں سے ہوگی۔ اور اگر موسے نے قبل بیان کے مریض کو حقیق (یعنی دونوں  
میں پھیل جاویگا پس اب شوہر کو حکم بیان دیا جائیگا پس جب شوہر نے کسی ایک کے حق میں طلاق بیان کی  
تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک وہ بجہ مرض فلیسہ مطلق ہو جائیگی اس واسطے کہ وہ ہنوز مستعد تھا یعنی سہایت کی دوا  
باندی ہو اور جو باتری سہایت میں ہو اس کی طلاق کامل و دو اور مدت و حد میں تین۔ اور اگر وہ نے ہر ایک  
بیک غائب ہو گیا یعنی کہیں چلا گیا تو شوہر کو بیان کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر مستعد نہ ہو کہ وہ شوہر  
نے پہل کی اور کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طالق ہو پھر موسے نے کہا کہ جسکو اس نے شوہر نے  
طلاق دی ہو وہ آزاد ہو تو ایسی حالت میں شوہر کو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پھر جب شوہر نے ایک  
کی طلاق بیان کی تو وہ مطلق ہو جائیگی اور چونکہ بعد طلاق کے ہی آزاد ہو گئی ہو لہذا بجہ مرض فلیسہ حرام  
ہو جائیگی اور تین جن میں سے عدت پوری کرے گی اور بیٹھے ننھوں میں لکھا کہ وہ عدت پوری کرے گی یہ  
کافی میں ہے۔ امام شہر حنفی نے جامع میں فرمایا کہ اگر کسی مرد کی دو عورتیں ہوں اور وہ دونوں سے دخول کرے  
ہو پس دونوں سے کہا کہ تم دونوں طالق ہو تو ہر ایک بیک طلاق صحیح مطلق ہوگی پھر اگر اس نے دونوں  
میں سے کسی سے مراجعت نہ کی چنانچہ کہ دونوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طالق ہو  
تو بیان کا اختیار اسکو حاصل ہوگا پھر اگر اس نے بیان نہ کیا چنانچہ کہ دونوں میں سے ایک کی عدت  
گزر گئی تو دوسری ان تین طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں کی عدت ساتھ ہی گزر گئی تو  
تین طلاق دونوں میں سے ایک سے واقع نہوگی اور شاخ نے فرمایا کہ امام شہر حنفی کی یہ مراد ہے کہ تین طلاق  
ایک معین پر واقع نہوگی مگر تین طلاق کسی ایک غیر معین پر واقع نہوگی پھر امام شہر نے فرمایا کہ اور شوہر کو اختیار  
ہوگا کہ دونوں میں سے ایک معین پر ہر طلاق واقع کرے اور شاخ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ اسکو یہ اختیار نہیں  
ہو کہ دونوں میں سے ایک معین پر مقصود وہ بیان ہر طلاق واقع کرے مگر حکم نکاح اسکو ایسا اختیار ہے کہ  
کہ بعد انقضائے عدت کے دونوں میں سے ایک سے نکاح کرے پس اگر دونوں کی عدت گزر جائے  
بعد پھر دونوں سے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہا تو یہ نہیں جائز ہو اور اگر ایک سے نکاح کر لیا تو جائز ہو اور  
دوسری ان تین طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اگر اس نے خود کسی سے دونوں میں سے نکاح نہ کیا  
ہو تا تک کہ وہ دونوں میں سے ایک نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور دوسرے شوہر نے اس سے دخول کیا

[illegible]







تو طلاق جو رات تک یا کما کہ ایک ماہ تک یا کما کہ ایک سال تک تو ایسے تین صورتیں ہیں کہ یا تو اسنے اپنے الحال  
واقع ہونے کی نیت کی اور وقت واسطے امتداد کے قرار دیا پس اس صورت میں طلاق فی الحال واقع ہوگی  
اور یا اسوقت مضاف الیہ کے بعد واقع ہونے کی نیت کی پس ایسی صورت میں اسوقت مضاف الیہ کے  
گزرنے کے بعد طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو ہمارے نزدیک بدون وقت مضاف الیہ کے  
گزرنے کے طلاق واقع نہ ہوگی قال المتبرج قولہ ایک ماہ تک اسکے معنی یہ ہونے کہ عینہ پر لیتے عینہ بھر  
گزرے نہ ہو تو طلاق ہو جائے۔ اور اسی طرح اگر کما کہ گریون تک یا چارون تک تو طلاق ہی تو یہ قول اور راجح  
تاک یا عینہ تک تو طلاق ہو دونوں یکساں ہیں اسی طرح اگر کما کہ یا چارون تک یا عینہ تک تو طلاق ہی تو یہ قول اور راجح  
یہی حکم ہو چھوٹے میں ہو۔ اور اگر کما کہ تو طلاق الیٰ عینہ یا فی زبان کو تین اگر اسنے اپنی نیت میں کوئی وقت  
دیا نہ ہو تو طلاق عینہ یا چارون تک یا عینہ تک تو اسکی نیت یہ ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو چھ عینہ پر رکھا  
جائے گا اور اگر کما کہ تو طلاق الیٰ عینہ ہی اور کچھ نیت نہ کی تو یہ ایک عینہ سے ایک سال تک یا عینہ تک یا عینہ تک یا عینہ تک  
جامع عینہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کما کہ یہاں سے ایک سال تک تو طلاق ہی تو یہ ایک سال تک یا عینہ تک یا عینہ تک یا عینہ تک  
یہ ہوا یہ ہیں۔ اور اگر کما کہ تو طلاق واقع ہو تو یہ ہیں اگر اس نے یہ نیت کی کہ ایک اور دو اور عورتوں  
ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر غیر مدخلہ ہو تو ایک طلاق پڑے گی اور اگر ایک سال تک یا عینہ تک یا عینہ تک یا عینہ تک  
طلاق پڑے گی خواہ مدخلہ ہو یا غیر مدخلہ ہو یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر دو میں کہنے سے ظریفہ مراد لی تو  
ایک طلاق پڑے گی اسواسطے کہ طلاق ایسی چیز نہیں ہو جو ظرف ہو سکے پس دو میں کہنے سے ظریفہ مراد لی تو  
سراج الوباحج میں ہو اور اسی طرح اگر کما کہ تین میں ایک تو کبھی ہی حکم ہو کہ اگر ایک اور تین مراد لی تو مدخلہ  
تین اور غیر مدخلہ پر ایک پڑے گی اور اگر ایک سال تک یا عینہ تک یا عینہ تک یا عینہ تک یا عینہ تک یا عینہ تک یا عینہ تک  
دو میں دو طلاق کا نفع لیا اور دو اور دو مراد لی یا دو مع دو کے مراد لی تو مدخلہ پر تین طلاق پڑے گی اور اگر  
اسکی کچھ نیت نہ ہو یا اس نے ضرب حساب مراد لی پس ایک اور دو کہنے کی صورت میں فقط ایک ہی واقع ہوگی  
درایات در سے کہنے کی صورت میں ہی حکم ہو اور دو در دو کہنے کی صورت میں فقط دو طلاق واقع ہوگی یہ  
محیط میں ہو۔ اور اگر کما کہ تو طلاق بلکہ یا در کہہ پڑے تین یا در کہہ کے اندر تو جہاں ہو فی الحال اسے طلاق  
پڑے گی اسی طرح اگر اس نے کما کہ دارین تو طلاق ہو تو جہاں ہونے الحال مطلق ہوگی اور اگر اس نے کما کہ میری  
یہ مراد تھی کہ جب وہ مگہ میں آوے تب مطلق ہوگی تو قضاء نہیں بلکہ دیانۃ تصدیق کی جائے گی اور اگر صرف اسنے  
یوں کما کہ جب تو کہ میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہو تو جب تک کہ میں داخل نہ ہو طلاق نہ پڑے گی اور اگر کما  
کہ تیرے دارین داخل ہونے پر طلاق ہو تو بالفعل طلاق معلق ہوگی یہ ہا یہ میں ہو اور اگر عورت سایہ  
میں بیٹھی ہو اس سے کما کہ تو مدخلہ میں طلاق ہو تو وہ میں مطلق ہو جائے گی اور اگر کما کہ تو اپنی نماز میں طلاق  
ہو تو جب تک رکوع اور سجدہ نہ کرے تب تک طلاق نہ ہوگی اور اگر کما کہ تو اپنے روزہ میں طلاق ہو  
تو صبح ہو جانے پر طلاق ہو جائے گی یہ سراج الوباحج میں ہو۔ اور اگر کما کہ تو اپنے مرض میں یا وجع میں طلاق ہو  
تو جب تک کہ مرہض نہ ہو تب تک طلاق نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کما کہ داخل دارین تو طلاق بیس طلاق ہو

توفی الحال واقع ہوگی یہ غایہ سہوئی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض میں یا اپنے حیض کے ساتھ طلاق ہو  
تو جب ہی خون دیکھنے کی ایسی وقت سے طلاق ہوگی بشرطیکہ یہ خون تین روز تک جاری رہے تو حسب وہ طاهر  
رہی حیض نہ آویگا تب تک طلاق نہ ہوگی اور اگر سب صدر خون میں حیض کی حالت میں ہو تو جب تک اس میں  
سب پاک ہو کر پھر حالت نہ ہو تب تک طلاق نہ ہوگی یہ بدائع و مشحط طحاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ انت طالق  
پر خولک الدار او حیثیت کا یعنی تو طلاق ہو ساتھ داخل ہونے سے گھر میں یا ساتھ اپنے حیض کے تو جب تک  
داخل نہ ہو یا حالت نہ ہو تب تک طلاق پڑیگی یہ بکر الرائق میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے گھر میں طلاق ہو حالانکہ  
اشوقت عورت دوسرا کپڑا پہنے ہو تو فی الحال طلاق ہو جائیگی اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاق ہو تو حالانکہ تو مرد لقمہ ہو تو  
بھی یہی حکم ہو اور اگر مرد نے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ اگر ایسا کپڑا پہنے یا جب مرد لقمہ ہو تب طلاق ہو تو قضا نہیں  
مگر دیا تہ اسکی تصدیق کی جائیگی یہ فتح القادر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے گھر میں یا ایسا کپڑا پہنے میں طلاق  
ہو تو جب تک ایسا فعل نہ کرے تب تک طلاق نہ ہوگی یہ مشحط طحاوی میں ہو۔ اور اگر کہا تو میرے گھر میں یا میرے صاحب  
میں یا میری رائے میں طلاق ہو تو طلاق پڑ جائیگی بجا اذنت اسے اگر کہا کہ اس چیز میں جسکو میں چاہتا ہوں تو  
طلاق ہو تو ایسا حکم نہیں ہو یہ ظہیر میں ہو دوسری فصل زمانہ کی طرف طلاق کی اذنت کرنے اور اس کے  
مستعلات کے باب میں اگر کہا کہ تو کل کے دن میں یا کل طلاق ہو اور اسکی نیت کوئی خاص نہیں ہو تو کل کی فکر طلوع  
ہوتے ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر اسنے دعویٰ کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ کل کے روز آخر وقت طلاق ہو تو وہ دن ہورنگ  
میں دیا تہ اسکی تصدیق ہوگی اور یہی قضا و سؤل کے کہنے کی صورت میں بالاجماع اسکی تصدیق ہوگی اور کل کے  
روز میں کہنے کی صورت میں امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ قضا بھی تصدیق ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ تصدیق  
نہ کی جائیگی اور اسی طرح اگر رمضان میں طلاق کیا یا کہا کہ انت طالق شہراً او فی شہر یعنی تو طلاق ماہ یا ماہ میں ہو  
تو یہی حکم ہو اور اگر کسی وقت کہا کہ تو رمضان میں طلاق ہو تو رمضان سے وہ رمضان مراد ہوگا جو پہلے آئے  
اور اسی طرح اگر کہا کہ تو جمعات کو طلاق ہو تو پہلی جمعات جو آئے وہی قرار دی جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ میں نے  
اس رمضان کے سوائے دوسرا رمضان مراد لیا تھا تو قضا اس کے قول کی تصدیق ہوگی مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ  
سچا ہو سکتا ہو یحیط میں ہو۔ اور اگر جمعات کے روز کہا کہ تو جمعات کو یا جمعات کے دن میں طلاق ہو تو یہی جمعات  
رکھی جائیگی جو یہ یہ ذخیرہ میں ہو مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ تو جمعہ کو یا جمعہ کے دن میں طلاق ہو اور یہ  
دن جمعہ کا ہو تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر جمعہ پر نہیں کہا جائیگا الا اس صورت میں کہ اسنے نیت کی ہو یہ  
محیط میں ہو۔ ایک شخص نے شعبان میں کہا کہ تو رمضان میں طلاق ہو تو شعبان کے آخر روز جب تک قضا و سؤل  
ہوگا تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ تو گرمی میں یا جاڑ میں یا بہار میں یا خریف میں طلاق ہو تو اسوقت  
کے آنے ہی پر طلاق پڑیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے بطور حلف اپنی بیوی سے نہ رمضان میں کہا کہ تو  
لیلۃ القدر میں طلاق ہو تو جب تک اگلے سال کا رمضان نہ گزرے تب تک طلاق واقع ہوگی اور صاحبین کے قول حسب  
اگلے رمضان کا نصف گذر جا دے تب ہی طلاق پڑیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر قسم کھائے والا عوام میں  
سے ہو تو جس رمضان میں قسم کھائی ہو اسکی ستمائیسویں تاریخ گذرنے پر طلاق پڑ جائیگی اسوائے کے عوام

میں طلاق ہو تو جب تک اگلے سال کا رمضان نہ گزرے تب تک طلاق واقع ہوگی اور صاحبین کے قول حسب اگلے رمضان کا نصف گذر جا دے تب ہی طلاق پڑیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر قسم کھائے والا عوام میں سے ہو تو جس رمضان میں قسم کھائی ہو اسکی ستمائیسویں تاریخ گذرنے پر طلاق پڑ جائیگی اسوائے کے عوام

میں سنا بیسویں رمضان لیلا اقدار مرد و مشہور ہو۔ یہ عادی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بعد چہ روز کے ہو تو لوگوں کے عروت کے موافق سا توین روز کا حساب غروب ہوئے پر طلاق ہو جائیگی یہ تا حال قاضی میں ہو اور اگر کہا کہ تو آج کل یا کل آج طلاق ہو تو جن دو وقتوں کا نام آئے زبان سے بکا ہو انہیں سے پہلا وقت لیا جائیگا پس مثال مذکور میں قول صورت میں آج ہی طلاق پڑی اور دوسری میں کل پڑی یہ ہر ایک میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق آج کل ہو تو فی الحال ایک طلاق پڑی اور سو اسے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ کل اور آج تو وہ آج ایک طلاق طلاق طلاق ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق پڑی یہ سراج الوداع میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق آج کے روز اور حسب کل آج کے تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور جب کل کا روز ہو در حالیکہ وہ عدت میں ہو تو دوسری واقع ہوگی یہ قضا کے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق آج ہی روز جبکہ کل آج کے طلاق ہے تو اسے ہی اسپر طلاق ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو اپنی رات میں دن کو طلاق ہے تو حسب دم یہ قول کہا ہو اسی وقت اسپر طلاق واقع ہوگی پھر دن میں کچھ واقع ہوگی۔ اور یہ اس وقت ہو کہ اسکی کچھ نیست ہو اور اگر نیست کی ہو کہ ہر دو وقت میں ایک ایک طلاق ہو تو اسکی نیست پڑ جائیگا۔ اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو اپنے دن کو اور رات کو طلاق ہو تو ایک طلاق یہ قول کہتے ہی پڑ جائیگی اور دوسری طلاق ہے تو حسب دم پڑ جائیگی اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو طلاق ہے اپنی رات میں اور اپنے دن میں یا دن میں کہا کہ تو اپنے دن میں اولیٰ رات میں طلاق ہو تو ہر دو وقت میں اسپر ایک ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے کھانے اور اپنے پینے میں طلاق ہے یا اپنے قیام و قعود میں تو حسب تکبیر دونوں افعال پاسے بن جائیں طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ اپنے کھانے میں اور اپنے پینے میں آفر اپنے کھانے میں اور اپنے پینے میں طلاق ہو تو جو فعل ان دونوں میں سے پایا جاوینگا طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر اپنے قول رات میں اور دن میں کہنے سے اس نے ایک ہی طلاق کی نیست ہو تو فیما بینہ در بین اللہ تقاضے تصدیق ہو سکتی ہو اس واسطے کہ اسے ایسی بات کی نیست کی جو اس کے لفظ سے نکلا سکتی ہو۔ اور نہ اور ابن ساعہ میں امام شافعی سے مروی ہے کہ اگر اپنی چیز دے کہ تو طلاق ہو تو حسب ہر پس اگر آتے دن میں یہ لفظ کہا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر رات میں کہا تو دو طلاق پڑ جائیگی یعنی اول اور اگر دو ہر کو اپنی جو رو سے کہا کہ تو طلاق اول اس روز و آخر اس روز ہو تو ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ آخر اس روز اول اس روز ہو تو دو طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ پہلی صورت میں جو طلاق پہلے وقت پڑی وہی آخر وقت ہوگی پس ایک ہی واقع ہوگی اور دوسری صورت میں جبکہ آخر روز پہلے کہا تو آخر روز کی طلاق پڑی ہوئی اولیٰ وقت میں پڑی لہذا دو طلاق ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہہ کہ تو طلاق اس وقت کل ہو تو اسپر فی الحال ایک طلاق پڑی اور اگر آتے کہ میں نے اس وقت سے کل سے روز کا ہی وقت مراد لیا تھا تو قضاء اس کے قول کی تصدیق ہوگی مگر فیما بینہ در بین اللہ تقاضے اسکی تصدیق ہو سکتی ہو چھٹ میں ہو۔ اور شعی میں کہا کہ کسی نے کہا کہ تو طلاق ہوگی اور بعد کل کے تو فقط کل اسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میرا روز اور میرے گھر سے ہوئے کل اور آج کے روز تو ایک ہی طلاق پڑی اور اگر کہا کہ آج کے روز اور گھر سے ہوئے کل کے روز تو دو طلاق پڑ جائیگی اور باوجود اس کے

میں سنا بیسویں رمضان لیلا اقدار مرد و مشہور ہو۔ یہ عادی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بعد چہ روز کے ہو تو لوگوں کے عروت کے موافق سا توین روز کا حساب غروب ہوئے پر طلاق ہو جائیگی یہ تا حال قاضی میں ہو اور اگر کہا کہ تو آج کل یا کل آج طلاق ہو تو جن دو وقتوں کا نام آئے زبان سے بکا ہو انہیں سے پہلا وقت لیا جائیگا پس مثال مذکور میں قول صورت میں آج ہی طلاق پڑی اور دوسری میں کل پڑی یہ ہر ایک میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق آج کل ہو تو فی الحال ایک طلاق پڑی اور سو اسے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ کل اور آج تو وہ آج ایک طلاق طلاق طلاق ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق پڑی یہ سراج الوداع میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق آج کے روز اور حسب کل آج کے تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور جب کل کا روز ہو در حالیکہ وہ عدت میں ہو تو دوسری واقع ہوگی یہ قضا کے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق آج ہی روز جبکہ کل آج کے طلاق ہے تو اسے ہی اسپر طلاق ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو اپنی رات میں دن کو طلاق ہے تو حسب دم یہ قول کہا ہو اسی وقت اسپر طلاق واقع ہوگی پھر دن میں کچھ واقع ہوگی۔ اور یہ اس وقت ہو کہ اسکی کچھ نیست ہو اور اگر نیست کی ہو کہ ہر دو وقت میں ایک ایک طلاق ہو تو اسکی نیست پڑ جائیگا۔ اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو اپنے دن کو اور رات کو طلاق ہو تو ایک طلاق یہ قول کہتے ہی پڑ جائیگی اور دوسری طلاق ہے تو حسب دم پڑ جائیگی اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو طلاق ہے اپنی رات میں اور اپنے دن میں یا دن میں کہا کہ تو اپنے دن میں اولیٰ رات میں طلاق ہو تو ہر دو وقت میں اسپر ایک ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے کھانے اور اپنے پینے میں طلاق ہے یا اپنے قیام و قعود میں تو حسب تکبیر دونوں افعال پاسے بن جائیں طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ اپنے کھانے میں اور اپنے پینے میں آفر اپنے کھانے میں اور اپنے پینے میں طلاق ہو تو جو فعل ان دونوں میں سے پایا جاوینگا طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر اپنے قول رات میں اور دن میں کہنے سے اس نے ایک ہی طلاق کی نیست ہو تو فیما بینہ در بین اللہ تقاضے تصدیق ہو سکتی ہو اس واسطے کہ اسے ایسی بات کی نیست کی جو اس کے لفظ سے نکلا سکتی ہو۔ اور نہ اور ابن ساعہ میں امام شافعی سے مروی ہے کہ اگر اپنی چیز دے کہ تو طلاق ہو تو حسب ہر پس اگر آتے دن میں یہ لفظ کہا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر رات میں کہا تو دو طلاق پڑ جائیگی یعنی اول اور اگر دو ہر کو اپنی جو رو سے کہا کہ تو طلاق اول اس روز و آخر اس روز ہو تو ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ آخر اس روز اول اس روز ہو تو دو طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ پہلی صورت میں جو طلاق پہلے وقت پڑی وہی آخر وقت ہوگی پس ایک ہی واقع ہوگی اور دوسری صورت میں جبکہ آخر روز پہلے کہا تو آخر روز کی طلاق پڑی ہوئی اولیٰ وقت میں پڑی لہذا دو طلاق ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہہ کہ تو طلاق اس وقت کل ہو تو اسپر فی الحال ایک طلاق پڑی اور اگر آتے کہ میں نے اس وقت سے کل سے روز کا ہی وقت مراد لیا تھا تو قضاء اس کے قول کی تصدیق ہوگی مگر فیما بینہ در بین اللہ تقاضے اسکی تصدیق ہو سکتی ہو چھٹ میں ہو۔ اور شعی میں کہا کہ کسی نے کہا کہ تو طلاق ہوگی اور بعد کل کے تو فقط کل اسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میرا روز اور میرے گھر سے ہوئے کل اور آج کے روز تو ایک ہی طلاق پڑی اور اگر کہا کہ آج کے روز اور گھر سے ہوئے کل کے روز تو دو طلاق پڑ جائیگی اور باوجود اس کے

یہ بھی کہا کہ در روز سب سے ایک روز پہلے تو تین طلاق پڑ جائیگی یہ عتا یہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو آج کے روز اور کل کے بعد تو امام اعظم رحمہ اللہ نے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر اسنے کہا کہ تو طلاق ہو کل یا بعد کل کے تو برسوں طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ اسنے دونوں وقتوں میں سے ایک کو طلاق ٹھہرایا ہو اور یہ اصل قرار پائی ہو کہ جب طلاق کی اضافت دو وقتوں میں سے کسی ایک کی طرف ہو تو دونوں وقتوں میں سے پہلے وقت میں واقع ہوتی ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو آج کے روز و کل کے بعد کل کے اور اسکی کچھ نسبت نہیں ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی کذا فی محیط المسترخی اور اگر اس نے تین روز میں تین تین طلاق کی نیت کی تو سب واقع ہونگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ایسی ایک طلاق کے ساتھ ہو جو بچہ کل واقع ہوگی تو طلوع فجر ہونے پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ ایسی طلاق کے ساتھ جو نہ واقع ہوگی مگر کل آؤنے اسال طلاق پڑ جائیگی یہ محیط المسترخی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو شروع ہر ماہ میں طلاق ہو تو اسے تین میں سے شروع ہر ماہ میں ایک طلاق ٹھہری اور اگر کہا تو ہر مہینہ طلاق ہو تو اسے ایک طلاق ٹھہری یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر کہا کہ تو ہر جمعہ طلاق ہو پس اگر اسکی نیت ہو کہ تو ہر روز جمعہ کو طلاق ہو تو اسے ہر روز جمعہ کو یک طلاق ٹھہری اگر اسکی نیت یہ کہ وہ تین طلاق سے بائیں ہو جائے اور اگر نیت ہو کہ اسکی زندگی بھر میں تین جمعہ کے دن تین طلاق گزریں سب میں طلاق ہوگی تو عورت پر فقط ایک طلاق پڑیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاق ہو آج اور شروع ماہ پر تو پہلے ہی حکم ہو اگر ان اوقات مذکورہ میں ہر روز طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو موافق نیت واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہر روز میں ایک طلاق ہو تو ہر روز ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو ہر روز یا عند کل یوم یا ہر گاہ کو فی روز گزرتے تو ہر روز ایک طلاق کر کے تین طلاق واقع ہونگی محیط المسترخی میں ہو اور بشرط امام ابو یوسف سے روایت کی ہو کہ اگر اپنی جوہر سے کہا کہ تو طلاق ہے یا اہل علم کو یہ حکم ہو کہ بعد سات روز کے واقع ہوگی اس واسطے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ جب ذوالقعدہ ہو تو تو طلاق ہو حالانکہ یہ مہینہ ذیقعدہ ہی کا ہے جو حسین سے کچھ دن گزر گئے ہیں تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ کہتے ہی وہ طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو آئندہ روز میں طلاق ہو پس اگر یہ کلام رات میں کہا تو آئندہ روز کے فجر ہوتے ہی طلاق ہو جائیگی اور اگر یہ امر دن میں کہا ہو تو دوسرے روز جب ہی گھڑی آویں تب ہی طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ تو ایک روز گزرتے پر طلاق ہو پس اگر یہ کلام رات میں کہا ہو تو دوسرے روز جب آفتاب غروب ہو گا طلاق ہو جائیگی اور اگر دن میں کہا ہو تو جب دوسرے روز کی ہی گھڑی آویں تب ہی یہ لفظ کہا ہو تو طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو تین دن آنے پر طلاق ہو پس اگر رات میں کہا تو تیسرے روز طلوع فجر ہوتے ہی طلاق ہو جائیگی اور اگر دن میں کہا تو چوتھے روز طلوع فجر ہوتے ہی طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر رات میں کہا تو تیسرے روز آفتاب غروب ہونے پر طلاق ہو جائیگی اس واسطے کہ اسی پر شرط پوری ہو جائیگی اور ایسا ہی جامع کے بعض نسخوں میں ہو۔ اور دوسرے نسخوں میں یوں ہو کہ جب تک کہ رات کی ایسی ہی گھڑی حسین یہ لفظ کہا ہو نہ آوے تب تک طلاق نہ ہوگی اور ایسا ہی امام قسری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر عورت سے کہا کہ تو ہر روز طلاق ہو حالانکہ اس سے آج ہی محتاج کیا ہو تو کچھ واقع ہوا اور اگر





اسکا اعتبار ساقط ہوا۔ اور اگر کہا کہ تو یوم اشعی اور فطر سے ایک مہینہ پہلے طلاق ہو تو جب رمضان کا چاند دکھائی دینا  
 تب ہی طلاق ہو جائیگی اس واسطے کہ اشعی و فطر دونوں ساتھ ہی نہیں ہوتے مہینہ میں وقوع طلاق کا متعلق بعد از  
 تقدم ہوگا اور مہینہ کا اتصال ایک کے ساتھ معتبر ہوگا نہ دوسرے کے ساتھ یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو یوم  
 اشعی سے پہلے طلاق ہو تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاق الی طلاق سے ہو کہ قبل ایک  
 یوم اشعی ہو تو فی الحال واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے مہینہ کے پہلے طلاق ہو تو  
 عورت مذکورہ ایک مہینہ مختصری پھر اسے فقط ایک یا دو روز بخون دیکھا تو طلاق ہوگی جب تک کہ اسے اس وقت تک کہ  
 نہ دیکھے اور اگر اسے تین روز تک نہ دیکھا تو بعض نے فرمایا کہ امام ائمہ کے نزدیک اس سے ایک مہینہ پہلے طلاق ہوگی  
 اور صحیح یہ ہو کہ اسی وقت کے طلاق ہوگی یہ محیط مختصری میں ہو یعنی میں امام مجتہد سے مروی ہو کہ اگر اپنی جود سے کہا کہ تو کہہ  
 پہلے کل کے یا پھر پہلے آدھ فلاں کے طلاق ہو تو کل سے یا فلاں کے آدھے سے نکاح ماری فی مقتدا پہلے سے طلاق ہو جائیگی  
 اور حکم نے فرمایا کہ فلاں کے آدھے سے پھر پہلے کی حد رہتا میں یہ حکم ٹھیک نہیں ہے اور صحیح یہ ہو کہ فلاں کے آدھے سے طلاق  
 ہو جائیگی یہ محیط میں ہو اور اگر کہا کہ تو بعد یوم اشعی کے طلاق ہو تو یہ راستہ گذر جائیگا اور اگر کہا کہ تو  
 وقت طلاق ہو کہ ایک بعد یوم اشعی ہو تو فی الحال طلاق ہو جائیگی اور اگر کہا کہ یوم اشعی کے ساتھ طلاق ہو تو یوم اشعی کی  
 غیر طلوع ہونے سے طلاق ہو جائیگی اور اگر کہا کہ ہاتھ یوم اشعی یعنی اس کے ساتھ یوم اشعی ہو تو فی الحال طلاق ہو جائیگی  
 یہ محیط مختصری میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو میری موت کے ساتھ یا اپنی موت کے ساتھ تو کچھ واقع نہو گی یہ کافی نہیں ہو  
 اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو پہلے ایسے روز سے جس سے پہلے روز جمعہ ہو یا کہا کہ بعد ایسے روز کے چھٹے بعد یوم جمعہ ہو تو یہ مسئلہ  
 میں جمعہ کے روز طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ نصف طلاق بشر غیر ذالایوم اور سوی ذالایوم یعنی تو طلاق بجا ہو تو اس  
 اس روز کے باغیر اس روز میں تو جیسا اسے کہا ہو ویسا ہی ہوگا اور بعد اس روز کے گذر جانے کے طلاق ہو جائیگی اور یہ  
 قول ایسا نہیں ہو کہ جیسے اس میں کہا کہ انت طالق بشر الا ذالایوم کہ تو طلاق بجا ہو الا یہ روز کہ اس صورت میں کہتے ہی  
 طلاق پڑ جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اہل یہ کہ جب طلاق متعلق بد فعل ہو تو آخر فعل پر طلاق پڑتی ہو اس واسطے کہ اگر اول  
 فعل پڑ جائے تو اول ہی متعلق ہوگی اور اگر دو فعلوں میں سے کسی ایک پر متعلق ہو تو جو فعل پہلے پایا جاوے اسی  
 پر پڑ جائیگی اور اگر متعلق بد فعل و وقت دونوں ہو تو دو طلاق پڑیگی یعنی ہر ایک کے واسطے ایک طلاق واقع ہوگی  
 کہ یہ دونوں مختلف ہیں اور اگر متعلق کی فعل یا بوقت پس اگر فعل واقع ہو تو طلاق پڑ جائیگی اور وقت کی آمد کا  
 انتظار نہ کیا جائیگا اور اگر وقت پہلے آگیا تو فعل پائے جانے تک واقع نہو گی اور ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا یہ  
 دونوں وقت سے جہین سے ایک کی جانب طلاق کی اضافت کی گئی۔ اور اگر یوں کہا کہ جب فلاں آوے  
 اور جب فلاں دیکر آوے تو تو طلاق ہو تو طلاق نہو گی الا بعد ان دونوں کے آجانے کے اور اگر بجز کو مقدم کیا کہ تو  
 طلاق ہو جبکہ فلاں آوے اور جبکہ فلاں دیکر آوے تو ان دونوں میں سے جبکہ کوئی آجائے تب ہی وہ طلاق ہو جائیگی  
 اور اسی طرح اگر جزلے کے چچ میں بولا تو بھی ہی حکم ہو کہ کافی محیط مختصری پھر دوسرے کے آنے پر کچھ واقع نہو گی الا  
 اس صورت میں واقع ہوگی کہ اسے نیت کی ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو جبکہ کل کا روز آوے اور  
 بعد کل کے تو آخر وقت میں واقع ہوگی اور اگر عورت پیشی ہوئی ہو اس سے کہا کہ تو اپنے قیام وقفہ دو مہینہ طلاق ہو تب تک  
 پڑے

یہ دونوں فعل نہ کرے تب تک طلاق نہ ہوگی اور اگر عورت بیٹھی ہو اور برابر ایسی ہی بیٹھی رہے پھر وہ کھڑی ہوئی یا کھڑی تھی کہ برابر ایسی رہی پھر بیٹھ گئی تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو طلاق تو اپنے قیام میں اور اپنے قدموں میں جو فعل ان دونوں میں سے پایا جائیگا طلاق ہو جائیگی اور اگر دونوں پائے گئے تو اس سے ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر ایسا کہا کہ تو طلاق ہو جبکہ فلان روز آوے یا جبکہ فلان دیگر آوے تو دونوں میں جس کا آیا جانا یا جائیگا تب ہی طلاق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو بیک طلاق طلاق ہو جبکہ شروع عیدہ آوے یا جبکہ فلان آوے تو دونوں میں سے جو بات پائی جائیگی طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو شروع ماہ یا طلاق ہو یا جبکہ فلان آوے پس اگر فلان کا آنا پہلے پایا گیا تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر شروع عیدہ پہلے ہوا تو طلاق نہ پڑیگی یہاں تک کہ فلان آوے یہی شرط ہے میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو شروع ماہ یا جبکہ فلان آئے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک طلاق متعلق ہوگی پس بروقت نہ کرے اور ایک طلاق پڑیگی اور شروع پائے جانے پر دوسری طلاق پڑیگی یہ کافی ہیں اور اگر اپنی جو روئے جو باندی ہو کہا کہ جب کل آوے تو تو بدو طلاق طلاق ہو اور وہی نے اس باندی سے کہا کہ جب کل کارور آوے تو تو کل کے روز میں آزاد ہو تو یہ جو واسطو ہر کو حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کر کے حلالہ کر دے اور اسکی ہمت امام اعظم رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک تہج جس ہونگے یہ ہر ایسے ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جب میں تجھے طلاق دوں تو تو طلاق ہو اور جب میں تجھے طلاق نہ دوں تو تو طلاق ہو اور طلاق میں یہاں تک کہ مر گیا تو دوطلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ جب میں تجھے طلاق نہ دوں تو تو طلاق ہو اور جب میں تجھے طلاق دوں تو تو طلاق ہو پھر طلاق دینے سے پہلے مر گیا تو ایک طلاق پڑیگی یہ یقین میں ہو اور اگر کہا کہ انت طلاق بالم طلاق یعنی لم الطلاق یعنی بالم طلاق یعنی تو طلاق دے جبکہ میں تجھے طلاق نہ دوں اور ایضاً دوسرا پھر وہ یہ کہ انت طلاق یعنی لم الطلاق یعنی تو طلاق دے اگر غاموش نہ رہا بلکہ ساتھ ہی ملا کر کہا کہ تو طلاق ہو تو اس نے یقین کو پورا کیا حتیٰ کہ اگر اسنے یوں کہا ہو کہ جب میں طلاق نہ دوں تو تو بسہ طلاق طلاق ہو پھر ساتھ ملا کر کہا کہ تو طلاق ہو تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اسنے یقین کو پورا کیا اور عورت برابر ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ میں لم الطلاق اور میں سے اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو جب ہی چپ ہوا وہ عورت طلاق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ میں لم الطلاق یا جب میں لم الطلاق یا جب میں لم الطلاق تو بھی یہی حکم ہو کہ چپ ہوتے ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر زمان لا الطلاق یعنی لا الطلاق یعنی زمانہ گزرتا ہے یا میں طلاق نہ دوں یا میں کہ تجھے طلاق نہ دوں تو جب تک چھ عیدہ نہ گزریں طلاق واقع نہ ہوگی بشرطیکہ زمانہ یا میں سے ایسی عورت نہیں آئے اپنی نیت کچھ نہ رکھی ہو پھر فتح القدر میں ہو اور اگر کہا کہ یوم لا الطلاق تو طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک روز گزر جائے یہ تعبیر میں ہو اور اگر کسی نے ایک عورت سے کہا کہ جس روز میں تجھ سے نکاح کر دوں پس تو طلاق ہو پھر اس سے رات میں نکاح کیا تو طلاق ہو جائیگی اور اگر اسنے دعویٰ کیا کہ میں نے خاوند روز روشن کی نیت کی تھی تو قننا بھی اسکی تصدیق ہوگی یہ ہر ایسے ہیں اور اگر کہا کہ جس رات میں نکاح کروں پس تو طلاق ہو پھر اس سے رات میں نکاح کیا تو طلاق پڑیگی یہ سراج الفواج میں ہو اور اگر کہا کہ یوم ازواج جب نانت طلاق یعنی میرے تجھے نکاح کر لینے کے روز تو طلاق ہو اور اسکو تین مرتبہ کہا پھر اس سے نکاح کیا

ان کا  
بعض  
اس میں  
طلاق  
نہ دوں  
م  
اور اگر  
زمانہ  
گزرے  
تو طلاق  
پڑے گی

تو تین طلاق واقع ہوئی یہ جیسا کہ شری میں ہے اور اگر کہا کہ ہر گاہ میں تجھے طلاق نہ دوں پس تو طلاق ہو پھر خاموش یا  
 تو عورت پر پڑے تو تین طلاق واقع ہوئی اور ایک بارگی تین طلاق ہوئی تھی کہ اگر غیر مذکور ہو تو پس ایک ہی طلاق  
 پڑیگی یہ تیسری میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اذالم اطلاقک فانک طالق اذالم اطلاقک فانک طالق یعنی جب میں تجھے  
 طلاق نہ دوں پس تو طلاق ہو یا بعد لفظ اسکے بازائد کیا بہر صورت یہ اسکی نسبت پر ہو پس اگر اسنے کہا کہ فی الحال  
 طلاق واقع کرنے کی نیت تھی تو فوراً طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت آخر عمر کی تھی تو یہ خبر نہ کہہ کر ان لم اطلاقک  
 فانک طالق کے ہو یعنی اگر میں تجھے طلاق نہ دوں تو تو طلاق ہو اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تو امام اعظم کے نزدیک  
 طلاق واقع ہوگی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے اور صاحبین نے فرمایا کہ جب یہی وہ ہے جو اسے کہتا ہے  
 واقع ہو جائیگی یہ ضرر اس میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو۔ جب کہ میں تجھے طلاق نہ دوں اور طلاق نہ ہوگی  
 یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جائے بشرطیکہ اسنے شرط مقرر کی ہو یعنی جب کہ بعضی اگر مراد لیا ہو اور اگر  
 دوسرے مرنے مراد لیے ہوں یعنی وقت کے تو جب ہی سہا کہت ہو گا تب ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت  
 نہ تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے اور صاحبین رحمہ کے  
 نزدیک خاموش ہونے ہی طلاق پڑ جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر گاہ میں تیرے پاس بیٹوں تو پاس  
 بیٹے والے کی جو رو طلاق ہو پس اسکے پاس ایک ساعت بیٹھا تو اسکی جو رو کو تین طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ  
 ہر گاہ میں تجھے ماروں پس تو طلاق ہو پس اسکو دو لون یا تھون سے مارا تو دو طلاق پڑیگی اور اگر ایک ہاتھ  
 سے مارا تو ایک ہی طلاق پڑیگی اگرچہ انگلیاں متفرق پڑی ہوں۔ ایک شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ ہر گاہ  
 میں تجھے طلاق دوں پس تو طلاق ہو پھر اسکو ایک طلاق دی تو دو طلاق واقع ہوئی ایک طلاق تو بسبب طلاق  
 دینے کے اور دوسری طلاق بسبب اس قول کے کہ ہر گاہ میں تجھے طلاق دوں پس تو طلاق ہو اور اگر کہا کہ  
 ہر گاہ میری طلاق تجھ واقع ہو پس تو طلاق ہو پھر اسکو ایک طلاق دی تو تین طلاق واقع ہوئی یہ فتاویٰ  
 قاضی خان میں ہو تیسری فصل تشبیہ طلاق دانسکے وصف کے بیان میں۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق کر  
 بعد اس چیز کے ہو حالانکہ ایسی چیز کا نام لیا جسکے واسطے عدو نہیں ہو جیسے شمشیر و قمر وغیرہ تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک  
 ایک طلاق بائید واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بعد اس چیز کے جو میرے ہونے والے ہوں تو عدو ہونے سے حالانکہ اسکے  
 ہاتھ میں کچھ نہیں ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ بعد و حوض کی ٹھیلیوں کے حالانکہ حوض  
 میں کوئی ٹھیلی نہیں ہو تو بھی ہی حکم ہو یہ جیسا کہ میں ہے۔ اور اگر طلاق کی اضافت ایسے عدو کی جانب کی جسکا ہونا  
 معلوم ہو جیسے کہا کہ بعد میری ٹھیلی کے بالوں کے یا اسکا ہونا یا نہ ہونا جو مل ہو جیسے کہا کہ بعد شیطان کے بالوں  
 کے یا اسکے مثل کسی چیز کو بیان کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسے عدو کی طرف اضافت کی کہ اسکی شان  
 سے یہ ہو کہ موجود ہو وے لیکن اس قسم کھانے کے وقت کسی وجہ پیش آنے سے نازل ہو جیسے بعد میری ٹھیلی  
 یا تیری ٹھیلی کے بالوں کے حالانکہ دونوں نے نذر لگا یا ہو تو بسبب شرط نہ پائی جانے کے طلاق نہ پڑیگی یہ  
 فتح القدیر میں ہے اور اگر کہا کہ بعد اُن بالوں کے جو تیری سر پر ہیں حالانکہ عورت نے نذرہ وغیرہ لگایا ہو کہ اسکی  
 فرج پر کوئی بال نہیں ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ طلاق نہ پڑیگی جیسے کہ اگر کہا کہ بعد اُن بالوں کے جو میری ٹھیلی کے

اور اگر اس نے کہا کہ بعد اُن بالوں کے جو میری ٹھیلی کے  
 فرج پر کوئی بال نہیں ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ طلاق نہ پڑیگی جیسے کہ اگر کہا کہ بعد اُن بالوں کے جو میری ٹھیلی کے



پشت پر این حالانکہ خود طلاق غیر لگا چکا ہی جس سے کوئی بال موجود نہیں ہو تو یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں  
 ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو بعد ان باتوں کے جو میرے سر پر ہیں حالانکہ طلاق کے استعمال سے سر پر کوئی بال نہیں  
 ہو تو کچھ واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بعد اس شرط کے جو اس پیالہ میں ہو پس اگر شور با ڈالنے سے  
 پہلے اس نے یہ کہا ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شور با ڈالنے کے بعد کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ  
 مختار القضا سے ہیں ہو۔ اور اگر اس نے کہا کہ تو طلاق مانند ہزار کے یا مثل ہزار کے ہو پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو  
 بالا جماع تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و امام  
 ابو یوسف کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق بیاب طلاق مثل ہزار کے ہو تو  
 بالاتفاق سب کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل عدد ہزار کے یا مثل عدد تین  
 کے یا مانند عدد تین کے ہو تو قضا و فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک کے سوا سب کچھ  
 اور نیت کی ہو تو ان کی نیت باطل ہوگی یہ ہر ایک میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل تین کے ہو پس اگر تین  
 طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق ہونگی اور اگر ایک کی نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف  
 کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی یہ محیط مشی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ مثل ستاروں کے تو امام محمد کے نزدیک  
 ایک طلاق واقع ہوگی لیکن اگر اس نے عدد کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔  
 اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر شوہر نے کہا کہ تو طلاق مثل عدد ستاروں کے ہو تو تین طلاق واقع ہونگی  
 یہ تمہید میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جہر سے کہا کہ تو طلاق مثل عدد ستاروں یا عدد خاک یا عدد سمندر و ان  
 کے ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طلاق بیاب طلاق مثل میں کے ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی  
 اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل ایسا طہن یا مثل جبال یا مثل بحار کے ہو تو امام ابو حنیفہ و امام زفر کے نزدیک  
 ایک طلاق بائن واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل ہزار کے ہو تو ایک  
 طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی فیصل کنایات فتاویٰ قاضی خان  
 میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل عدد ایک کے ہو تو یہ بالا جماع تین طلاق ہیں یہ سراج الودیع میں ہو۔ اور  
 اگر کہا کہ تو طلاق کوٹھری بھر کے ہو تو یہ ایک طلاق بائن ہو لیکن اگر تین کی نیت ہو تو تین واقع ہونگی یہ ہدایہ  
 میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق کوٹھری بھر کے یا شکار بھر کے ہو پس اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی  
 اور اگر ایک یا دو کی نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بیاب طلاق  
 مثل گھر کے ہو یا گھر بھر کے ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل ہزار کے  
 یا مثل ہزار کے یا مثل ہزار کے ہو تو امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور یہی حکم  
 صاحبیوں کے نزدیک بھی ہو یہ محیط مشی میں ہو۔ پھر واضح ہو کہ اصل امام اعظم کے نزدیک یہ ہو کہ جب اس نے  
 طلاق کی تشبیہ کسی چیز کے ساتھ کی تو بائن طلاق واقع ہوگی خواہ یہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور خواہ اس نے بڑی کا  
 لفظ ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر بڑی کا لفظ کہا تو بائن ہوگی ورنہ جمع ہوگی خواہ  
 وہ چیز جس کے ساتھ تشبیہ کی ہو چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کے ساتھ بیان کیا اور بعض نے

شور با ڈالنے سے پہلے اس نے یہ کہا ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شور با ڈالنے کے بعد کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ مختار القضا سے ہیں ہو۔ اور اگر اس نے کہا کہ تو طلاق مانند ہزار کے یا مثل ہزار کے ہو پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو بالا جماع تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق بیاب طلاق مثل ہزار کے ہو تو بالاتفاق سب کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل عدد ہزار کے یا مثل عدد تین کے یا مانند عدد تین کے ہو تو قضا و فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک کے سوا سب کچھ اور نیت کی ہو تو ان کی نیت باطل ہوگی یہ ہر ایک میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل تین کے ہو پس اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق ہونگی اور اگر ایک کی نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی لیکن اگر اس نے عدد کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تمہید میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جہر سے کہا کہ تو طلاق مثل عدد ستاروں یا عدد خاک یا عدد سمندر و ان کے ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طلاق بیاب طلاق مثل میں کے ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل ایسا طہن یا مثل جبال یا مثل بحار کے ہو تو امام ابو حنیفہ و امام زفر کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل ہزار کے ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی فیصل کنایات فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق کوٹھری بھر کے ہو تو یہ ایک طلاق بائن ہو لیکن اگر تین کی نیت ہو تو تین واقع ہونگی یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق کوٹھری بھر کے یا شکار بھر کے ہو پس اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک یا دو کی نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بیاب طلاق مثل گھر کے ہو یا گھر بھر کے ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل ہزار کے یا مثل ہزار کے ہو تو امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور یہی حکم صاحبیوں کے نزدیک بھی ہو یہ محیط مشی میں ہو۔ پھر واضح ہو کہ اصل امام اعظم کے نزدیک یہ ہو کہ جب اس نے طلاق کی تشبیہ کسی چیز کے ساتھ کی تو بائن طلاق واقع ہوگی خواہ یہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور خواہ اس نے بڑی کا لفظ ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر بڑی کا لفظ کہا تو بائن ہوگی ورنہ جمع ہوگی خواہ وہ چیز جس کے ساتھ تشبیہ کی ہو چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کے ساتھ بیان کیا اور بعض نے

امام ابو یوسفؒ کے ساتھ بیان کیا۔ اور اصل مذکور کا بیان اسطرح ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق مثل بڑائی سوئی کے  
سے کہے ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مثل سوئی کے سے کہے  
یا مثل بڑائی کے دانہ کے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ رحمہ اللہ کے نزدیک جہی ہوگی اور  
اگر کہا کہ مثل بھڑکے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ رحمہ اللہ کے نزدیک جہی ہوگی اور  
اگر کہا کہ مثل بڑائی بھڑکے تو بالاجماع بائنہ ہوگی اور اگر ان الفاظ مذکورہ بالا سے تین طلاق کی نیت کی ہو تو  
تین طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل بروت کے ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک  
طلاق بائنہ ہو اور صاحبین رحمہم کے نزدیک اگر بروت سے پسیدی مراد ہو تو طلاق جہی ہو اور اگر سردی مراد ہو تو بائنہ  
ہو اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل وزن ایک دانگ کے ہو تو ایک طلاق جہی ہو یا بروت سے تین دانے ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق نصف  
درم ہو یا مثل وزن نصف درم کے ہو یا مثل وزن ایک درم ہو یا مثل وزن پانچ درم کے ہو یا مثل پانچ دانگ کے  
ہو تو ایک طلاق جہی ہو مگر امام اعظم رحمہ اللہ امام محمد رحمہم کے نزدیک وہ بائنہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مثل وزن ایک دانگ  
و نصف دانگ کے یا مثل وزن دو دانگ کے تو دو طلاق واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ مثل تین درم کے تو بھی  
یہی حکم ہو اس واسطے کہ اس میں دو وزن ہو چکے۔ اور اگر کہا کہ مثل وزن دو دانگ و نصف دانگ کے یا مثل  
تین چوتھائی درم کے تو تین طلاق واقع ہونگی یہ عقاب میں ہے اور اگر کہا کہ مثل وزن دو تہائی درم کے  
تو دو طلاق واقع ہونگی اس واسطے کہ اس میں دو وزن ہوتے ہیں اور اگر کہا کہ مثل وزن ہزار درم کے تو ایک ہی  
طلاق جہی کی قال اس واسطے کہ یہ ایک وزن ہو یہ شیطانی شہی میں ہو اور حاصل کلام یہ ہے کہ اعتماد مرد و عورت  
میں لوگوں کے عفت کا ہو کذا فی المحیط قال المتعمم علی ہذا اگر ہندوستان میں تین چٹا تک کے قود و طلاق  
پڑھیں اور اگر چار چٹا تک کے تو ایک طلاق پڑھیں علی ہذا القیاس قاضی۔ اور اگر کہا کہ انھیں طلاق پڑھیں  
تو اتنی طلاق ہو اور اپنی انگلی سے ایک سے اشارہ کیا یعنی ایک انگلی اشارہ کیا تو یہ ایک طلاق ہو  
اور اگر دو انگلی سے اشارہ کیا تو دو ہیں اور اگر تین سے اشارہ کیا تو تین طلاق ہیں اور اس میں مستبرہ  
انگلیاں ہونگی جو نکلی ہیں اور وہ مستبرہ نہ ہونگی جو بند ہیں کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہی قول معتبر ہے یہ  
بہر اراق میں ہو پس اگر مرد نے دعویٰ کیا کہ میری مراۃ شیطانی یا بند انگلیاں تین تو قضاۃ اسکے قول کی  
تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل اسکے ہو اور تین انگلیوں سے اشارہ کیا اور تین طلاق کی نیت  
کی تو تین طلاق واقع ہونگی لیکن اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل اسکے اسکے دو تین انگلیوں سے اشارہ کیا پس اگر تین طلاق کی نیت کی  
تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اسی طرح اگر چھ نیت  
نہ کی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ بلائ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بائنہ یا البتہ یا بخش الطلاق یا طلاق شیطانی یا  
طلاق بدعت یا اشارہ طلاق یا مثل بھڑکے یا تطلیق شدیدہ یا عیضہ یا طویلہ ہو تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی  
بشرطیکہ اس نے تین طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر تو طلاق سے ایک طلاق کی اور بائنہ یا مثل اسکے دیگر  
الفاظ سے دوسری طلاق کی نیت کی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی مگر بائنہ نہ ہوگی اور اصل یہ ہے کہ جب بائنہ طلاق

امام ابو یوسفؒ کے ساتھ بیان کیا۔ اور اصل مذکور کا بیان اسطرح ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق مثل بڑائی سوئی کے سے کہے ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مثل سوئی کے سے کہے یا مثل بڑائی کے دانہ کے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ رحمہ اللہ کے نزدیک جہی ہوگی اور اگر کہا کہ مثل بھڑکے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ رحمہ اللہ کے نزدیک جہی ہوگی اور اگر کہا کہ مثل بڑائی بھڑکے تو بالاجماع بائنہ ہوگی اور اگر ان الفاظ مذکورہ بالا سے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل بروت کے ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق بائنہ ہو اور صاحبین رحمہم کے نزدیک اگر بروت سے پسیدی مراد ہو تو طلاق جہی ہو اور اگر سردی مراد ہو تو بائنہ ہو اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل وزن ایک دانگ کے ہو تو ایک طلاق جہی ہو یا بروت سے تین دانے ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق نصف درم ہو یا مثل وزن نصف درم کے ہو یا مثل وزن ایک درم ہو یا مثل وزن پانچ درم کے ہو یا مثل پانچ دانگ کے ہو تو ایک طلاق جہی ہو مگر امام اعظم رحمہ اللہ امام محمد رحمہم کے نزدیک وہ بائنہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مثل وزن ایک دانگ و نصف دانگ کے یا مثل وزن دو دانگ کے تو دو طلاق واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ مثل تین درم کے تو بھی یہی حکم ہو اس واسطے کہ اس میں دو وزن ہو چکے۔ اور اگر کہا کہ مثل وزن دو دانگ و نصف دانگ کے یا مثل تین چوتھائی درم کے تو تین طلاق واقع ہونگی یہ عقاب میں ہے اور اگر کہا کہ مثل وزن دو تہائی درم کے تو دو طلاق واقع ہونگی اس واسطے کہ اس میں دو وزن ہوتے ہیں اور اگر کہا کہ مثل وزن ہزار درم کے تو ایک ہی طلاق جہی کی قال اس واسطے کہ یہ ایک وزن ہو یہ شیطانی شہی میں ہو اور حاصل کلام یہ ہے کہ اعتماد مرد و عورت میں لوگوں کے عفت کا ہو کذا فی المحیط قال المتعمم علی ہذا اگر ہندوستان میں تین چٹا تک کے قود و طلاق پڑھیں اور اگر چار چٹا تک کے تو ایک طلاق پڑھیں علی ہذا القیاس قاضی۔ اور اگر کہا کہ انھیں طلاق پڑھیں تو اتنی طلاق ہو اور اپنی انگلی سے ایک سے اشارہ کیا یعنی ایک انگلی اشارہ کیا تو یہ ایک طلاق ہو اور اگر دو انگلی سے اشارہ کیا تو دو ہیں اور اگر تین سے اشارہ کیا تو تین طلاق ہیں اور اس میں مستبرہ انگلیاں ہونگی جو نکلی ہیں اور وہ مستبرہ نہ ہونگی جو بند ہیں کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہی قول معتبر ہے یہ بہر اراق میں ہو پس اگر مرد نے دعویٰ کیا کہ میری مراۃ شیطانی یا بند انگلیاں تین تو قضاۃ اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل اسکے ہو اور تین انگلیوں سے اشارہ کیا اور تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی لیکن اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ تو طلاق مثل اسکے اسکے دو تین انگلیوں سے اشارہ کیا پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اسی طرح اگر چھ نیت نہ کی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ بلائ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بائنہ یا البتہ یا بخش الطلاق یا طلاق شیطانی یا طلاق بدعت یا اشارہ طلاق یا مثل بھڑکے یا تطلیق شدیدہ یا عیضہ یا طویلہ ہو تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی بشرطیکہ اس نے تین طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر تو طلاق سے ایک طلاق کی اور بائنہ یا مثل اسکے دیگر الفاظ سے دوسری طلاق کی نیت کی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی مگر بائنہ نہ ہوگی اور اصل یہ ہے کہ جب بائنہ طلاق

کے ساتھ وصف بیان کیا پس اگر ایسا وصف ہو کہ جس سے طلاق موصوف نہیں ہوتا ہی تو وصف لغو ہوگا اور طلاق  
جہی واقع ہوگی چنانچہ اگر یوں کہا کہ تو طالق ایسی طلاق سے ہو کہ تجھ پر نہیں واقع ہوئی یا بدین شرط تجھے آئین  
خیا ہو تو یہ وصف لغو اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور جب ایسے وصف سے موصوف کیا کہ وہ طلاق کی کیفیت  
ہوتا ہو تو دو حال سے مخالی نہیں یا تو ایسا لفظ ہوگا کہ وہ زیادتی ہونے پر دال نہیں ہے جیسے احسن الطلاق  
یا افضل الطلاق یا اس یا اجل یا اعدل یا خیر طلاق تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور یا ایسا وصف ہوگا جو  
زیادت پر دال ہو جیسے اشد طلاق وغیرہ تو یہ طلاق بائن ہوگی اور یہ ائمہ رحمہم اللہ تہا کے کا اصول اتفاقی ہے  
اور اگر کہا کہ تو طالق اچھ الطلاق یا اچھ یا حبش یا حبث یا اسوار یا اغلظ یا اشرب یا اطول یا اکبر یا اعزل یا غلظ الطلاق  
ہو اور کچھ نیست نہ کی یا ایک طلاق کی یا دو طلاق کی غیر باندی کی صورت میں نیست کی تو ایک ہی طلاق بائنہ  
واقع ہوگی اور اگر اس نے تین طلاق کی نیست کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تین میں ہی۔ اور اگر کہا کہ تو  
طالق ہو جسکا طول بعض اس قدر ہو تو یہ ایک طلاق بائنہ قرار دی جائیگی اور اگر اس نے تین طلاق کی نیست کی  
تو واقع ہونگی یہ محیط منہسی میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جو دہ سے کہا کہ تو طالق عامۃ الطلاق یا حل الطلاق ہو  
تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالق اکثر الطلاق ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر  
کہا کہ اقل الطلاق ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق کل الطلاق ہو تو ایک طلاق پوری ہوگی اور  
اگر کہا کہ تو طالق بعد ہر تعلقہ کے ہو یا مع ہر تعلقہ کے ہو یا کہا کہ تو ہر تعلقہ کے ساتھ طالق ہو تو بھی یہی  
حکم ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی جو دہ سے کہا کہ تو طالق نہ فیصل و  
نہ کثیر ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہی فتاویٰ اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ وہ طلاق واقع ہونگی اور یہی  
اشہ ہے اور اگر نہ کثیر کا لفظ چلے کہا تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق اکثر الطلاق  
ہو تو یہ ایک طلاق قرار دی جائیگی اور اگر کہا کہ کثیر الطلاق ہو تو دو طلاق ہیں اور اگر کہا کہ انت طالق اکثر الطلاق  
یعنی تو طالق طلاق کامل ہو تو یہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق عدد من الطلاق یعنی طلاق میں  
سے چند عدد تو طالق ہو تو دو طلاق واقع ہونگی قال المترجم بنابر ہیکہ ایک عدد میں داخل نہیں ہو اور چونکہ طلاق  
میں سے کہا ہو اس واسطے تین پوری نہیں ہو سکتی لامحالہ وہ ہونگی فانہم اور اسی طرح اگر کہا کہ عدد الطلاق تو بھی  
یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ عدد الطلاق تو یہ تین طلاق ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو اور دیگر تو یہ ایک طلاق ہونگی  
اور اگر کہا کہ تو طالق ہو ایک طلاق و دیگر تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق غیر واحدۃ یعنی تو طالق ہو  
سوائے ایک کے تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہو سوائے دو کے تو تین طلاق ہونگی یہ محیط میں ہے۔  
اور اگر کہا کہ تو طالق ہو جو تین ہونگی یا تین ہو جاوینگی یا تین عدد کرینگی یا تین پوری ہو جاوینگی یا تین کامل  
ہو جاوینگی تو یہ تین طلاق ہونگی یہ متناشی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق تمام ثلاث یا ثالث ثلاث ہو تو یہ تین  
طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالق آخر تین طلاق ہو تو یہ ایک ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تجھے آخر تین تعلیقات  
کی طلاق دی تو تین طلاق پوری ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جو دہ سے کہا کہ تو طالق ایک سے

لا  
میں سے کہا ہو اس واسطے تین پوری نہیں ہو سکتی لامحالہ وہ ہونگی فانہم اور اسی طرح اگر کہا کہ عدد الطلاق تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ عدد الطلاق تو یہ تین طلاق ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو اور دیگر تو یہ ایک طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہو ایک طلاق و دیگر تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق غیر واحدۃ یعنی تو طالق ہو سوائے ایک کے تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہو سوائے دو کے تو تین طلاق ہونگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو جو تین ہونگی یا تین ہو جاوینگی یا تین عدد کرینگی یا تین پوری ہو جاوینگی یا تین کامل ہو جاوینگی تو یہ تین طلاق ہونگی یہ متناشی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق تمام ثلاث یا ثالث ثلاث ہو تو یہ تین طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالق آخر تین طلاق ہو تو یہ ایک ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تجھے آخر تین تعلیقات کی طلاق دی تو تین طلاق پوری ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جو دہ سے کہا کہ تو طالق ایک سے

زبانہ اور دوسرے کم ہو تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قیاساً دو طلاق واقع ہونی چاہیے لیکن اختلافات العلماء میں مذکور ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ قیاسی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاقہ بتلفیظ یا جملہ ہو تو ایسی طلاق پڑیگی جس سے رجوع کر سکتا ہو خواہ عورت عاقلہ ہو یا غیر عاقلہ ہو اور یہ تلفیظ سنست ہوگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر اپنی جود سے کہا کہ تو طلاقہ ایسی طلاق سے ہے جو پھر جائز نہیں ہے یا جو پھر واقع نہ ہوگی یا بدین شرط کہ جب تین روز تک خیال ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور خیال باطل ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاقہ ایسی تلفیق سے ہے جو ہوا میں اڑتی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاقہ جو بدین کہ مجھے تجھ سے رجعت کا اختیار نہیں ہے تو شرط لغو ہو اور اسکو رجعت کا اختیار حاصل ہوگا یہ سراج الوماج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاقہ جو بدورنگ اد طلاق تو یہ دو طلاق ہیں اور اگر کہا کہ الوان یعنی رنگہا از طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر میں نے کہا کہ میری ہر ادوان سرخ و زرد تھی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ انوا عا یا فمرو یا یا دجوا یعنی انواع از طلاق یا ضرر سب از طلاق یا وجوہ از طلاق تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاقہ از طلاق ہو تو بدورن نیت کے طلاق واقع ہوگی یہ غنیابہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جود کو بعد دخول کے ایک طلاق دی پھر اسے بعد کہا کہ میں نے اس طلاق کو بائٹہ قرار دیا یا میں نے اسکو تین طلاق قرار دین تو اس میں روایات مختلف ہیں اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم کے قول پر یہ طلاق بنا بر اسے قول کے بائٹہ یا تین ہو جائیگی اور امام محمد کے قول پر بائٹہ یا تین کہہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے قول پر بائٹہ ہو سکتی ہو اور تین طلاق نہیں ہو سکتی ہو۔ اور اگر بعد دخول کے اپنی جود کو ایک طلاق دیدی پھر عدت میں کہا کہ میں نے اس طلاق سے اپنی جود و مہر تین طلاقیات لازم کر دیں یا کہا کہ میں نے اس تلفیق سے دو طلاقین لازم کر دیں تو یہ اسے کہنے کے موافق ہوگا اور اگر اسکو ایک طلاق دیکر پھر رجوع کیا پھر کہا کہ میں نے اس تلفیق کو بائٹہ قرار دیا تو بائٹہ نہ ہوگی اور اگر عدت سے بعد دخول کیے گا کہ جب میں تجھے ایک طلاق دوں تو یہ بائٹہ ہو یا یہ تین طلاق ہیں پھر اسکو ایک طلاق دیدی تو اسکو حجت کر لینے کا اختیار ہوگا اور یہ طلاق مذکورہ بائٹہ یا تین طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ اس نے طلاق نازل ہونے سے پہلے قول مذکور کہا ہو اور اگر کہا کہ جب تو دار میں داخل ہو تو تو طلاقہ ہے پھر کہا کہ میں نے اس تلفیق کو بائٹہ قرار دیا یا کہا کہ میں نے اسکو تین طلاق قرار دین لیکن یہ مقولہ عورت کے دار میں داخل ہونے سے پہلے کہا ہو تو یہ مقولہ بروقت واقع ہونے کے لازم نہ ہوگا یعنی ایک طلاق جہی پڑیگی یہ قیاسی قاضی خان میں ہے جو پھر فیصل طلاق قبل الدخول کے بیان ہیں۔ اگر کسی شخص نے نکاح کے بعد اپنی عورت کو دخول کرنے سے پہلے تین طلاق دین تو سب اس پر واقع ہو جائیگی اور اگر تین طلاق متفرق دین تو وہ پہلی ہی طلاق سے بائٹہ ہو جائیگی پس دوسری و تیسری اس پر واقع نہ ہوگی چنانچہ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاقہ طلاقہ طلاقہ ہو یا کہا کہ تو طلاقہ واحد واحد واحد ہو تو ہر صورت ایک طلاق واقع ہوگی یہ ہر دین میں ہے اور اصل ایسے مسائل میں یہ ہے کہ جو لفظ پہلے بولا ہو اگر وہ پہلے واقع ہوگا تو وہی ایک واقع ہوگا اور اگر وہ آخرین واقع ہوتا ہو تو دو واقع ہونگی چنانچہ اگر کہا کہ تو طلاقہ ایک طلاق قبل ایک طلاق کے ہو یا کہا کہ تو طلاقہ ایک طلاق کے بعد اسے ایک

چنانچہ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاقہ طلاقہ طلاقہ ہو یا کہا کہ تو طلاقہ واحد واحد واحد ہو تو ہر صورت ایک طلاق واقع ہوگی یہ ہر دین میں ہے اور اصل ایسے مسائل میں یہ ہے کہ جو لفظ پہلے بولا ہو اگر وہ پہلے واقع ہوگا تو وہی ایک واقع ہوگا اور اگر وہ آخرین واقع ہوتا ہو تو دو واقع ہونگی چنانچہ اگر کہا کہ تو طلاقہ ایک طلاق قبل ایک طلاق کے ہو یا کہا کہ تو طلاقہ ایک طلاق کے بعد اسے ایک



طلاق ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر کما کہ توطا لقا ہے تو ایک طلاق کے قبل اسکے ایک طلاق ہو تو وہ  
طلاق واقع ہونگی اور اگر کما کہ واحد بعد واحد کے تو بھی دو واقع ہونگی اور اسی طرح اگر کما کہ واحد  
مع واحد کے یا بواحدہ کہ جب تک ساتھ واحد ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر عورت مدخلہ ہو تو ان سب ورتوں  
میں دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوداج میں ہو۔ اور اگر کما کہ توطا لقا ایسی ایک طلاق کے ساتھ ہو  
کہ اس سے پہلے دو طلاق ہیں تو تین طلاق واقع ہونگی جیسے اس قول میں کہ بواحدہ مع دوا بواحدہ کہ  
جب تک ساتھ دو ہیں یہی ہوتا ہے کہ تین طلاق پڑتی ہیں اسی طرح اگر کما کہ بواحدہ کے قبل اسکے دو ہیں یا بواحدہ  
بعد دو طلاق کے تو بھی یہی حکم ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ غائبہ میں ہو۔ اور اگر کما کہ انت طالق ثنتین مع  
طالقی ایک یعنی توطا لقا ہو بدو طلاق مع میری طلاق کے مجھ کو پھر اشکو ایک طلاق دی تو ایک واقع ہوگی  
اور اگر کما کہ توطا لقا ہو بعدہ طالعہ ہو اگر تو دائرین داخل ہو تو داخل ہونے پر دونوں طلاق واقع ہونگی  
یہ ظہیر میں ہو تاں اگر غیر مدخلہ سے کما کہ تو کسی طلاق سے طالعہ ہو تو ہمارے علماء و فاضلہ رحمہ کے نزدیک تین  
طلاق واقع ہونگی اور اگر کما کہ گیارہ طلاق تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کما کہ ایک اور دس  
تو ایک واقع ہوگی اور اگر کما کہ ایک دشویا ایک و ہزار تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ امام اعظم رحمہ سے  
حسن بن زیاد نے روایت کی ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط میں ہے اور  
ثقتی میں لکھا ہے کہ اگر غیر مدخلہ کو دو طلاق دین پھر کما کہ میں اسکو دو طلاق سے پہلے جب تک طلاق سے چکا  
ہوں تو میں عورت سے دو طلاق مذکور باطل نہ کر دوں گا اور جب کا شوہر نے اقرار کیا ہو وہ بھی عورت کے ذمہ  
لازم کرونگا پس یہ عورت اس شوہر کے واسطے حلال نہ ہوگی بیان تک کہ اسکے سوائے کسی دوسرے شوہر  
سے نکاح کرے یعنی حلالہ کرادے یہ وغیرہ میں ہے۔ اور اگر کما کہ ڈیڑھ طلاق تو بالاتفاق دو طلاق واقع  
ہونگی اور اگر کما کہ نصف و یک تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور امام محمدؒ کے  
نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی صحیح ہے جو ہرہ نیزہ میں ہو۔ اور اگر کما کہ توطا لقا بواحدہ و  
آخری ہو تو دو طلاق واقع ہونگی یہ بخاری الرائع میں ہے۔ اور اگر یکے کا ارادہ کیا کہ توطا لقا بسبب طلاق یا ایسے  
کسی عدد کا نام لینا جا یا مگر انت طالق یعنی توطا لقا کہ مر گیا تین یا دو وغیرہ کہنے نہ پایا تو کچھ واقع ہوگی  
یہ تبیین میں ہے اور اگر کما کہ توطا لقا اللہ یا لقا بان ہو مگر البتہ یا بان کہنے سے پہلے مر گیا تو کچھ واقع  
ہونگی یہ بخاری الرائع میں ہے اور اگر کما کہ انت طالق اشہد وانشاء یعنی توطا لقا ہو تم گواہ رہو تین طلاق سے  
تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کما کہ ناشہد و التوبین طلاق واقع ہونگی یہ غائبہ میں ہے اور اگر کما کہ تو  
دار میں داخل ہو تو توطا لقا ہی بیک طلاق و یک طلاق بعدہ عورت دار میں داخل ہوئی تو اس پر ایک  
طلاق واقع ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور اگر  
اسے مشروط کو مؤخر بیان کیا ہو تو بالا جماع دو طلاق واقع ہونگی یہ جو ہرہ نیزہ میں ہے اور اگر طلاق کو شرط کے  
ساتھ متعلق کیا پس اگر شرط مقدم بیان کی اور کما کہ اگر تو دار میں جائے تو توطا لقا ہو و طالعہ و طالعہ ہو یہ  
عورت غیر مدخلہ ہو تو شرط پائی جائے پرا امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور باقی لغو ہوگی

اور صاحبین کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر مدخولہ ہو تو بالاجماع تین طلاق سے بابتہ ہوگی لیکن امام اعظم رحمہ کے نزدیک تینوں طلاقیں ایک بعد دوسری کے آگے پیچھے واقع ہونگی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک ایک یا کبارگی تینوں طلاقیں واقع ہونگی۔ اور اگر شرط مؤخر ہو مثلاً کہا کہ تو طلاقہ طلاقہ طلاقہ ہو اگر تو دارمین جاوے یا بجائے واو کے اور کوئی حرف عطف مثل پس وغیرہ کے ذکر کیا پھر عورت مذکورہ دارمین داخل ہوئی تو بالاجماع تین طلاق سے بابتہ ہوگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ اتفاق طلاق بحرف عطف بیان کیے ہوں اور اگر غیر حرف عطف کے بیان کیے ہوں اگر شرط مقدم کی اور کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو طلاقہ طلاقہ طلاقہ ہو اور عورت غیر مدخولہ ہو تو اول طلاق معلق بشرط ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہوگی اگر اس سے نکاح کیا پھر وہ دارمین داخل ہوئی تو جو طلاق شرط پر معلق تھی وہ واقع ہوگی اور اگر عورت مذکورہ بعد بابتہ ہونے کے قبل نکاح میں آنے کے داخل ہوئی تو مرد مذکور جائز ہوگا اور کچھ واقع ہوگی اور اگر عورت مدخولہ ہو تو اول معلق بشرط اور دوسری و تیسری فی الحال واقع ہوگی۔ اور اگر اسے شرط کو مؤخر کیا اور کہا کہ تو طلاقہ طلاقہ طلاقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہوا اور عورت غیر مدخولہ ہو تو اول طلاق نے الحال پڑ جائیگی اور باقی لغو ہو جائیگی اور اگر مدخولہ ہو تو اول و ثانی نے الحال پڑ جائیگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر عطف بحرف عطف ہو مثلاً کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق فطلاق فطلاق یعنی اگر دارمین داخل ہو تو طلاقہ پس طلاقہ پس طلاقہ ہو اور عورت غیر مدخولہ ہو پھر وہ دارمین داخل ہوئی تو موافق ذکر امام کرخی رحمہ کے اس میں اختلاف ہے کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیک طلاق بابتہ ہو جائیگی اور باقی لغو ہونگی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور فقہ ابوالمہدی نے ذکر فرمایا کہ بالاتفاق ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر بلافاصلہ ذکر کیا اور شرط کو مؤخر کیا مثلاً کہا کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق ان دخلت الدار یعنی تو طلاقہ پھر طلاقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو پس اگر عورت مدخولہ ہو تو امام اعظم کے نزدیک اول دو طلاق فی الحال واقع ہونگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک فی الحال پڑ جائیگی اور باقی لغو ہونگی۔ اور اگر شرط کو مقدم کر کے کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو طلاقہ پھر طلاقہ ہو اور عورت مدخولہ ہو تو طلاق اول معلق بشرط ہوگی اور دوسری و تیسری فی الحال واقع ہوگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو پہلی معلق بشرط ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہوگی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک سب طلاق تین معلق بشرط ہونگی خواہ شرط کو مقدم کرے یا مؤخر کرے لیکن شرط پائے جانے کے وقت اگر مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہو جائیگی خواہ شرط مؤخر ہو یا مقدم ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو لیکن ہنوز یہ کہنے نہ پایا تھا کہ اگر تو دارمین داخل ہو کہ عورت گئی تو وہ طلاقہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاقہ ہو اور تو طلاقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو عورت اول فقرہ یا دوسرے فقرہ پر مبنی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طلاقہ اور طلاقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو تو وہ پہلی طلاق سے بابتہ ہو جائیگی اور دوسری طلاق معلق بشرط رہیگی



اور شایع نے فرمایا کہ یہ ہنرہ غلیظت سے پاک ہے اور نیا بیج میں لکھا ہو کہ امام ابو یوسف نے بیاج کے ساتھ چھ الفاظ ملائے ہیں پس چارہ تو وہی ہیں جو پہلے ذکر کر دیے ہیں اور باقی دو یہ ہیں خالصتاً بیج میں نے بیج طلع کر دیا اور انھیں باہلک تو اپنے لوگوں میں جاہل کہانے غایۃ السروجی اور اگر کہا جہلک علی غار بک تو بدولت نیست کے طلاق واقع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انتقالی بیان سے دوسری جگہ جایا کہا کہ انتقالی چل بیان سے تو یہ مثل انھیں کے ہو اور ہزار یہ میں لکھا ہو کہ اگر کہا کہ انھیں برقتک اپنی اپنے رفیقوں میں جاہل تو طلاق پڑ جائیگی اگر اس نے نیت کی ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اعتدے یعنی عدت اختیار کر یا استبسی رحمک یعنی اپنے رحم کو پاک کر یا انت واحدہ یعنی تو واحدہ ہو ان صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگر چہ اس نے دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو اور ان کے سوا اسے اور الفاظ میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہو اگر چہ دو طلاق کی نیت کی ہو لیکن تین طلاق کی نیت صحیح ہو مگر اختاری یعنی تو اختیار کر اس میں تین طلاق کی نیت صحیح نہیں ہے یہ تبیین میں ہے اور اگر کہا کہ اتنی اللہ و اج یعنی شوہر کو ڈھونڈو تو ایک بائنہ واقع ہوگی اگر نیت کی ہو اور اگر دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو پڑیگی یہ مشرح وقایہ میں ہے اور اسی طرح باندی کی صورت میں دو کی نیت صحیح ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر اپنی آزادہ منکوحہ کو ایک طلاق دیدی پھر اس سے کہا کہ تو بائنہ ہو اور دو کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو واقع ہو جائیگی جیسا مفسر میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے نکاح فسخ کیا اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر تین طلاق کی نیت کی تو بھی صحیح ہے تو تین طلاق واقع ہوگی یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جوہر سے کہا کہ تو میری عدت نہیں ہو یا اس سے کہا کہ میں تیرا شوہر نہیں ہوں یا اس سے دریافت کیا گیا کہ تیری جوہر تو پس اس نے جواب دیا کہ نہیں پھر دعویٰ کیا کہ میں نے عہد اجموت کھاتھا تو حالت رضا و غضب دونوں میں اس کے قول کی تصدیق ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو امام اعظم کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا ہو اور طلاق کی نیت کی تو بالاجماع واقع نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر کسی نے کہا کہ میری جوہر نہیں ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی اگر چہ نیت کی ہو اسی طرح اگر کہا علی حتمہ ان کانت لی امراۃ یعنی مجھ پر لازم ہو اگر میری جوہر ہو تو بھی یہی حکم ہو اور یہ بالاجماع ہے چنانچہ امام غزالی نے اپنے نسخہ میں اور شیخ نجم الدین نے مشرح شافعی میں ذکر فرمایا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ اگر اس نے کہا کہ دائرہ تو میری جوہر نہیں ہو یا تو نہیں ہو دائرہ میری جوہر تو کچھ واقع نہ ہوگی اگر چہ نیت کی ہو اور اگر کہا کہ مجھے تجھ سے کچھ حاجت نہیں ہو اور طلاق کی نیت کی تو یہ طلاق نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے بندہ ہو جاؤ طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائیگی یہ معراج الوہاب میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں تجھے نہیں ارادہ کرتا ہوں یا تجھے نہیں چاہتا ہوں یا تیری خواہش نہیں کرتا ہوں یا میری کچھ غیبت تجھ میں ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق نہ واقع ہوگی اگر چہ نیت کی ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری جوہر نہیں ہو اور میں تیرا شوہر نہیں ہوں اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں تجھ سے بائن ہوں یا میں تجھ پر حرام ہوں اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں ام

اور شایع نے فرمایا کہ یہ ہنرہ غلیظت سے پاک ہے اور نیا بیج میں لکھا ہو کہ امام ابو یوسف نے بیاج کے ساتھ چھ الفاظ ملائے ہیں پس چارہ تو وہی ہیں جو پہلے ذکر کر دیے ہیں اور باقی دو یہ ہیں خالصتاً بیج میں نے بیج طلع کر دیا اور انھیں باہلک تو اپنے لوگوں میں جاہل کہانے غایۃ السروجی اور اگر کہا جہلک علی غار بک تو بدولت نیست کے طلاق واقع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انتقالی بیان سے دوسری جگہ جایا کہا کہ انتقالی چل بیان سے تو یہ مثل انھیں کے ہو اور ہزار یہ میں لکھا ہو کہ اگر کہا کہ انھیں برقتک اپنی اپنے رفیقوں میں جاہل تو طلاق پڑ جائیگی اگر اس نے نیت کی ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اعتدے یعنی عدت اختیار کر یا استبسی رحمک یعنی اپنے رحم کو پاک کر یا انت واحدہ یعنی تو واحدہ ہو ان صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگر چہ اس نے دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو اور ان کے سوا اسے اور الفاظ میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہو اگر چہ دو طلاق کی نیت کی ہو لیکن تین طلاق کی نیت صحیح ہو مگر اختاری یعنی تو اختیار کر اس میں تین طلاق کی نیت صحیح نہیں ہے یہ تبیین میں ہے اور اگر کہا کہ اتنی اللہ و اج یعنی شوہر کو ڈھونڈو تو ایک بائنہ واقع ہوگی اگر نیت کی ہو اور اگر دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو پڑیگی یہ مشرح وقایہ میں ہے اور اسی طرح باندی کی صورت میں دو کی نیت صحیح ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر اپنی آزادہ منکوحہ کو ایک طلاق دیدی پھر اس سے کہا کہ تو بائنہ ہو اور دو کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو واقع ہو جائیگی جیسا مفسر میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے نکاح فسخ کیا اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر تین طلاق کی نیت کی تو بھی صحیح ہے تو تین طلاق واقع ہوگی یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جوہر سے کہا کہ تو میری عدت نہیں ہو یا اس سے کہا کہ میں تیرا شوہر نہیں ہوں یا اس سے دریافت کیا گیا کہ تیری جوہر تو پس اس نے جواب دیا کہ نہیں پھر دعویٰ کیا کہ میں نے عہد اجموت کھاتھا تو حالت رضا و غضب دونوں میں اس کے قول کی تصدیق ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو امام اعظم کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا ہو اور طلاق کی نیت کی تو بالاجماع واقع نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر کسی نے کہا کہ میری جوہر نہیں ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی اگر چہ نیت کی ہو اسی طرح اگر کہا علی حتمہ ان کانت لی امراۃ یعنی مجھ پر لازم ہو اگر میری جوہر ہو تو بھی یہی حکم ہو اور یہ بالاجماع ہے چنانچہ امام غزالی نے اپنے نسخہ میں اور شیخ نجم الدین نے مشرح شافعی میں ذکر فرمایا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ اگر اس نے کہا کہ دائرہ تو میری جوہر نہیں ہو یا تو نہیں ہو دائرہ میری جوہر تو کچھ واقع نہ ہوگی اگر چہ نیت کی ہو اور اگر کہا کہ مجھے تجھ سے کچھ حاجت نہیں ہو اور طلاق کی نیت کی تو یہ طلاق نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے بندہ ہو جاؤ طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائیگی یہ معراج الوہاب میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں تجھے نہیں ارادہ کرتا ہوں یا تجھے نہیں چاہتا ہوں یا تیری خواہش نہیں کرتا ہوں یا میری کچھ غیبت تجھ میں ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق نہ واقع ہوگی اگر چہ نیت کی ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری جوہر نہیں ہو اور میں تیرا شوہر نہیں ہوں اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں تجھ سے بائن ہوں یا میں تجھ پر حرام ہوں اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں ام



بابائیں ہوں اور تجھ سے اور تجھ پر کہا تو طلاق نہ ٹپھگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط شری میں ہو۔ اور اگر نہ ذکر طلاق میں عورت سے کہا کہ بانیہک میں نے اپنے سے تجھے بائن کر دیا یا میں نے تجھے بائن کر دیا یا میں تجھے بائن کر دیا یا لا سلطان لی علیک میرا تجھ کوئی قابو نہیں ہو یا میں نے تجھے سرج کر دیا یا عورت سے کہا کہ میں نے تجھے جھکوکھ کر دیا یا تیری راہ خالی کر دی یا تو سائبہ ہو یا تو حرہ ہو یا تو جان اور سیراکام پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنی نفس کو اختیار کیا تو طلاق پڑھا دینی پھر اگر مرد نے دعویٰ کیا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضاۃ کے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہو یا کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں باقی رہا تو طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ نیت ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ تو میرا شوہر نہیں ہو پس شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک واقع ہوگی یہ قضاوی کا خیال میں ہو۔ اور حسن نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی ہو کہ اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تیرے لوگوں کو یا تیرے باپ کو یا تیری ماں کو یا شوہر کو ہبہ کر دیا تو نیت پر طلاق ہو اور اگر کہا کہ میں نے تجھے تیرے بھائی کو یا تیرے ماموں کو یا تیرے چچا کو یا فلاں اجنبی کو ہبہ کیا تو طلاق نہ ہوگی یہ سراج الدراج میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے جھکوکھ ہبہ کیا تو یہ بھی ازجملہ کنایات ہو کہ اگر اس سے طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے مباح کر دیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت ہو یہ محیط شری میں ہو اور اگر کہا کہ مرگے بغیر اہل بیت سے تو غیر میری جو روکی ہو گئی خواہ رضا مندی میں کہا یا غصہ میں تو طلاق ہوگی اگر نیت کی ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان میں کچھ نہیں رہا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور قضاوی میں ہو کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کوئی معاملہ نہیں رہا تو نیت پر طلاق پڑ جائیگی یہ عثمانیہ میں ہو اور اگر کہا کہ میں تیرے نکاح سے بری ہوں تو نیت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ تو مجھے دور ہوا اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ قضاوی کا خیال میں ہو اور تو مجھے کیسے ہوا اور تو نے مجھے چھٹکارا یا یا یہ بھی جملہ کنایات سے ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر اپنی جو دوسرے کہا کہ تجھ پر چاروں طرف سے گولی ہن تو اس سے کچھ نہ واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو الا اگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ جو راہ تیرا جی چاہے اختیار کر لے اور پھر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اسکی تصدیق کجائیگی اور اگر عورت سے کہا کہ جس راہ تیرا جی چاہے جا اور کہا کہ میں نے طلاق کی نیت کی تھی تو واقع ہوگی اور بدولت نیت واقع ہوگی اگرچہ نہ ذکر طلاق کی حالت میں ہو۔ اور نیت میں ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تو ہزار بار چلی جا اور طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ اور مجموع التوازل میں ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تو جہنم کو جا اور طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جائیگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا تو نیت سے طلاق پڑ جائیگی یہ سراج الدراج میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو حرہ ہو چاہا یا تو آزاد ہو چاہا تو اسکی تصدیق کجائیگی یہ بکر الرائق میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق فروخت کی پس عورت نے کہا کہ میں نے خرید لی تو یہ طلاق صحیح ہو اور اگر مرد نے کہا ہو کہ بعض تیرے ہرے تو طلاق بائنہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیرے نفس کو فرخت کیا تو بھی ایسی صورت میں ہے

یہی حکم ہو۔ ایک عورت سے اس کے شوہر نے کہا کہ میں تجھ سے استنکاح کرنا ہوں پس عورت نے کہا کہ جیسے منہ  
 میں تھوک سو اگر تو اس سے استنکاح کرتا ہو تو اسکو بھینک دے پس شوہر نے کہا کہ تھوک۔ تھوک اور  
 شوہر سے تھوک بھینک دیا اور کہا کہ میں نے بھینک دیا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ نہیں  
 میں ہو۔ ایک عورت کے شوہر کو گمان ہوا کہ میری عورت کا نکاح فاسد طور پر ہوا ہو پس اس نے کہا کہ میں نے  
 یہ نکاح جو میرے اور میری عورت کے درمیان ہو ترک کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ نکاح بطور صحیح واقع ہوا ہو تو  
 اسکی جو رو طلاق ہوگی۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ میں تیری عین تخلیقات سے بری ہوں تو بعض نے کہا کہ  
 نیت پر طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ طلاق نہ ہوگی اگرچہ نیت کرے اور یہی ظاہر ہو۔ اور اگر عورت  
 سے کہا کہ تو سراج ہو تو یہ ایسا ہی جیسے کہ تو خلیہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے  
 تجھے زوجہ ہونے سے بری کر دیا تو بلا نیت طلاق پڑ جائیگی خواہ عین نیت ہو یا کوئی اور حالت ہو تو یہ نہیں  
 ہو۔ مجموعہ التوازل میں لکھا ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تجھ سے بری ہوں پس شوہر نے کہا  
 کہ میں بھی تجھ سے بری ہوں پس عورت نے کہا کہ دیکھ تو کیا کہتا ہو پس اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تو  
 سبب یہ عدم نیت ہے۔ کہ طلاق واقع ہوگی یہ شرط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ عورت عن طلاق بنے تیری طلاق سے  
 صحت کیا اور نیت طلاق کی تو طلاق نہ ٹریگی اور اسی طرح جو لفظ ایسا ہو کہ تحمل طلاق نہ واس سے طلاق واقع نہ ہوگی  
 اگرچہ طلاق کی نیت ہو مثلاً کہا یا رک شد نایک تجھے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرما دے یا کہا تجھے کھانا کھلا دے یا پانی  
 پلا دے ایسے الفاظ سے نیت بھی طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر ایسے الفاظ جمع کیے جو تحمل طلاق ہیں تو نہیں  
 ہیں مثلاً کہا یہاں سے جا اور کہا یا کہا تو یہاں سے جا اور کپڑا فروخت کر اور یہاں سے جا کہنے سے طلاق کی  
 نیت کی تو اختلاف زفر سے و یعقوب رحمہما میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسف رحمہما کے قول میں طلاق نہ واقع ہوگی اور امام زفر  
 کے قول میں طلاق ہوگی یہ ہذا میں ہے اور اگر کہا کہ یہاں سے جا کر نکاح کرے تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر  
 نیت کی ہو اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی۔ اور فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر عورت  
 سے کہا کہ یہاں سے جا کر کپڑا فروخت کر یا یہاں سے جا کر قلعہ کر یا یہاں سے اٹھ کر کہا اور یہاں سے جا کر اور  
 اٹھ کر سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ کسی شوہر سے نکاح کرتا کہ وہ میرے  
 واسطے تجھے حلال کر دے تو یہ تین طلاق قرار ہے۔ اور اگر کہا کہ تو نکاح کرے اور ایک طلاق کی نیت کی یا تین  
 طلاق کی نیت کی تو صحیح ہوا اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد سے  
 کہا کہ اگر تو مجھے فلا نہ عورت کی دہ سے مارتا ہو جس سے میں نے نکاح کیا ہو تو میں نے اسے چھوڑا تو اسے  
 لے اور طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو  
 عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو اس میں کئی صورتوں کا احتمال ہے اول ان الفاظ  
 میں سے ہر ایک سے اسے ایک طلاق کی نیت کی دوئم فقط اول سے طلاق کی نیت کی سوم اول سے فقط  
 کی نیت کی اور پس چارم پہلی دونوں سے طلاق کی نیت کی پنجم فقط پہلی و تیسری سے طلاق کی نیت کی ششم دوسری  
 و تیسری سے طلاق کی نیت کی اور اول سے تیسری سے طلاق کی نیت کی پس ان سب سے صورتوں میں اس میں طلاق واقع ہوگی



اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس اس نے کہا کہ اعدی یعنی تو عدت اختیار کر پھر  
عدی کیا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ تا تاثر قافیہ میں ہو۔ واضح ہو کہ  
طلاق صریح دوسری طلاق صریح سے ملجائی ہو مثلاً کہا کہ تو طلاق ہو تو ایک طلاق پڑیگی اور پھر کہا کہ تو طلاق ہو  
تو دوسری طلاق پڑیگی۔ اور نیز طلاق صریح طلاق بائن سے بھی ملجائی ہو مثلاً کہا کہ تو بائن ہو یا کسی قدر مال پر  
عورت کو خلع کر دیا پھر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو تو ہمارے نزدیک یہ طلاق بھی پڑ جائیگی۔ اور بائن کے  
ساتھ بائن نہیں ملتی ہو مثلاً کہا کہ تو بائن ہو پھر عورت سے کہا کہ تو بائن ہو تو فقط ایک ہی طلاق بائن واقع ہوگی  
اس واسطے کہ دوسرے کا اول سے خبر قرار دینا ممکن ہو اور خبر صحیح ہی پس اس کا انشاء قرار دینا غیر ضروری نہ  
اس واسطے کہ انشاء واقع ضروری ہوتا ہی مان اگر یہ کہا کہ میں نے دوسری طلاق کی ہے تو اس کے بعد دوسری طلاق کا  
نہی تو چاہیے کہ اعتبار کیا دے اور اس سے حرمت خلیفہ ثابت کی جائے لیکن اگر بائن معلق ہو مثلاً کہا کہ اگر  
تو دارمین داخل ہو تو تو بائن ہو پھر اس سے کہا کہ تو بائن ہو پھر عدت میں وہ دارمین داخل ہوئی تو طلاق  
پڑیگی یعنی شرح کنز میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائن ہو یا عورت کو خلع دید یا پھر اس سے کہا کہ اگر  
تو دارمین داخل ہو تو تو بائن ہو اور طلاق کی نیت کی پھر اول کی عدت میں وہ دارمین داخل ہوئی تو طلاق  
واقع ہوگی۔ اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ وا ئن میں مجھ سے حرمت نہ کرو تو اس کا پھر چار ہجینہ گزرنے  
سے پہلے اس سے کہا کہ تو بائن ہو اور طلاق کی نیت کی یا اسے خلع دید یا تو طلاق پڑ جائیگی پھر اگر  
چار ہجینہ گزرے پھر اس سے وطی نہ کی تو پھر بھی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر پہلے اس کو خلع دید یا پھر اس سے  
کہا کہ تو بائن ہو تو کچھ واقع ہوگی۔ اور جو حکم طلاق صریح کی صورت میں معلوم ہوا ہو ویسا ہی حرمت واقع  
تو واحد ہو اور تو عدت اختیار کر اور تو اپنے رحم کا استبرا کر انہیں بھی یہ سراج الوداج میں آکر اور اگر  
عورت کو بائن کر دیا یا خلع دید یا پھر عدت میں اس سے کہا کہ تو عدت اختیار کر اور طلاق کی نیت کی تو  
ظاہر الروایہ کے موافق دوسری طلاق واقع ہوگی یہ بجز اراکتی میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی جوہ کو بعد  
خلع دینے کے عدت میں کسی قدر مال لیکر طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب نہ ہوگا اور طلاق  
اسوجہ سے واقع ہوگی کہ صریح ہو پس طلاق بائن سے ملجائیگی اور اگر بعد طلاق رجعی کے عورت کو خلع دیا یا  
کسی قدر مال لیکر طلاق دی تو صحیح ہو اور اگر مال پر اس کو طلاق دی پھر عدت میں اس کو خلع دیا تو نہیں صحیح  
ہو۔ اور اگر عورت سے بعد بیعت کے کہا کہ میں نے تجھے خلع کر دیا اور نیت طلاق کی ہو تو کچھ واقع ہوگی یہ خلاصہ میں  
ہو اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائن کل ہو اور اس سے طلاق کی نیت کی پھر اس کو آج ہی کے روز بائن کر دیا  
پھر کل کا روز آتا تو شرط کی تطلیق اس پر واقع ہوگی یہ ہمارے نزدیک ہو اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اس  
مسئلہ پر قیاس کر کے اگر عورت سے کہا اگر تو دارمین داخل ہو تو تو بائن ہو اور طلاق کی نیت کی پھر اس سے  
کہا کہ اگر تو فلاں سے کلام کرے تو تو بائن ہو اور طلاق کی نیت کی پھر وہ دارمین داخل ہوئی تو اس پر ایک  
طلاق واقع ہوگی پھر اس سے فلاں نہ کرے یہ بھی کلام کیا تو دوسری طلاق بھی واقع ہونا چاہیے یہ ذہن  
میں ہو۔ اور اگر بائن سے کہا کہ تو طلاق بائن ہو تو یہ بھی اول کے ساتھ لاجحق ہوگی اور اگر کہا کہ تو بائن



تو واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے بائیں کر دیا تہلیل تو واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور ہر فرقت کر  
جو بیانیگی کی حرمت کی موجب ہو چلتے حرمت مضامیرہ درضامع تو اسکے ساتھ طلاق لاحق نہیں ہوتی اگرچہ وہ عورت  
میں ہو۔ اسی طرح اگر اپنی عورت کو بعد دخول کے خرید کیا تو طلاق اسکے ساتھ لاحق ہوگی اس واسطے کہ وہ معتدہ  
نہیں ہو یہ بدائع میں اور چھٹی فصل طلاق بکتا بہت کے بیان میں۔ کتابت دو طرح کی ہوتی ہوکتا بہت مرسومہ  
و کتابت غیر مرسومہ۔ اور مرسومہ سے ہماری یہ مراد ہے کہ مہر و مضمون ہو چلتے غائب کو لکھی جاتی ہے اور  
غیر مرسومہ سے یہ مراد ہے کہ وہ مہر و مضمون نہیں وہ دو طرح کی ہوتی ہے مستقیمہ و غیر مستقیمہ پس مستقیمہ  
کی یہ صورت ہے کہ شخص دو دیوار درمیان وغیرہ پر ایسے لکھے کہ اسکا پڑھنا و سمجھنا ممکن ہو۔ اور غیر مستقیمہ یہ ہے  
کہ ہوا و پانی وغیرہ ایسی چیز پر لکھا کہ اسکا پڑھنا و سمجھنا ممکن نہ ہو پس غیر مستقیمہ کی صورت میں طلاق  
نہیں پڑتی ہے اگرچہ نیت ہو اور اگر مستقیمہ غیر مرسومہ ہو پس اگر طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہیں اور  
اگر مستقیمہ مرسومہ ہو تو طلاق واقع ہوگی خواہ نیت ہو یا نہ ہو۔ پھر واضح ہو کہ مرسومہ کی صورت میں یا تو اسکے طلاق  
کو اس سال کیا کہ بائیں طور لکھا کہ اما بعد تو طلاق ہو گئی ہے یا تو طلاق پڑ جائیگی اور اسی تحریر کے  
وقت سے عورت پر تحریر واجب ہوگی۔ اور اگر خط ہو چکے ہو طلاق کو محقق کیا کہ لکھا کہ جب وقت میرا خط  
پہنچے ہو چکے پس تو طلاق ہو تو جب تک عورت کو خط نہ پہنچا تب تک طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ حنفیہ میں  
میں ہے۔ اور اگر لکھا کہ جب یہ میرا خط پہنچے تو تو طلاق ہو پھر اسکے بعد اور ضروری امور تحریر کیے پھر عورت  
کو خط پہنچا اور اس سے قبل پڑھا تو طلاق پڑ جائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جود کو اور ضروری  
تحریر کے اور اسکے آخر میں لکھا کہ اما بعد میرا خط پہنچے ہو چکے پس تو طلاق ہو پھر اسکی رائے میں آیا کہ  
اس نے طلاق کا فقرہ محو کر دیا پھر اسکو خط پہنچا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اگر اسے باقی مضمون  
جو ضروریات کے واسطے تحریر کیا تھا سب محو کر دیا اور طلاق کی تحریر باقی رہی پھر اسکو عورت کے  
پاس بھیجا تو طلاق نہ پڑیگی اس واسطے کہ جب اسے تمام مضمون ضروریات کو محو کر دیا تو وہ خط نہ رہا پس شرط متحقق  
نہوگی اور اگر اول تحریر میں لکھا کہ اما بعد جب وقت میرا خط پہنچے پس تو طلاق ہو پھر اسکے بعد اور ضروری  
امور تحریر کیے پھر طلاق کو محو کر دیا اور باقی جو کچھ لکھا تھا رہنے دیا تو خط پہنچنے پر عورت مذکورہ پر طلاق  
نہ پڑیگی اور اگر طلاق کا مضمون محو کر دیا اور باقی سب محو کر دیا اور عورت کو بھیجا تو طلاق پڑ جائیگی یہ ظہیر  
میں ہے۔ اور اگر خط میں ادل و آخر میں ایسی ضروریات کو تحریر کیا اور بیچ میں طلاق کو تحریر کیا پھر طلاق کو  
محو کر دیا اور خط بھیجا تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی خواہ وہ جو طلاق سے ادل تحریر کیا ہو یا قلیل ہو یا کثیر ہو  
یہ فتاویٰ حنفیہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو لکھتے وقت طلاق اس طرح لکھا کہ اما بعد تو طلاق سب طلاق  
ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر انشاء اللہ تعالیٰ کا لفظ جدا کر کے لکھتے وقت تحریر کیا  
تو طلاق پڑ جائیگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے  
تو تو طلاق ہو پھر یہ خط عورت کے پاس کے ہاتھ میں پہنچا پس باپ نے وہ خط لیکر چاک کر ڈالا  
اور عورت کو نہ دیا پس اگر اسکا باپ اسکے تمام امور میں تصرف ہو اور عورت کے شہر میں یہ خط

ملاحظہ فرمائیں  
چنانچہ اسکا  
مضمون طلاق  
محو کر دیا  
مگر عورت کو  
خط نہ پہنچا  
تو طلاق نہ  
پڑیگی  
اور اگر خط میں  
ادل و آخر میں  
ایسی ضروریات  
کو تحریر کیا  
اور بیچ میں  
طلاق کو تحریر  
کیا پھر طلاق  
کو محو کر دیا  
تو عورت پر  
طلاق پڑ جائیگی  
خواہ وہ جو  
طلاق سے ادل  
تحریر کیا ہو  
یا قلیل ہو  
یا کثیر ہو  
یہ فتاویٰ حنفیہ  
میں ہے۔



[illegible]

تو طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ نیت ہو اور بائسنہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میرا مدار یعنی مجھے مرگ گیا پس شوہر نے کہا نا دا شتہ گیر تو نیت کرنے سے طلاق واقع ہوگی اور بائسنہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے پس مرد نے کہا کہ میں نہیں کرتا ہوں پس عورت نے کہا کہ اگر یہ بی بی مرد شوہر سے کہیں پس مرد نے کہا کہ کن خواہی کیے خواہی وہ بیٹنے کر چاہے ایک چاہے دس تو طلاق واقع ہوگی یہ عتاب میں ہو۔ ایک عورت نے کہا کہ مجھے نین طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ دلیم ای بی بی تھانی پس اگر یہ نیت کسی شہر والوں کی ہو اور شوہر کے شہر کی زبان ہو تو اسکی تصدیق ہوگی کہ میں نے اسکا جواب دیا کہ تو قصداً نہیں کیا اور اگر کسی شہر والوں کی زبان ہو تو یہ جواب نہوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو ایک طلاق دین طلاق اولین و آخرین نسبت تو ایک طلاق ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو شہدہ اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ خزانہ المقتضی میں ہو ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ دست از من باز دار پس عورت نے کہا کہ بازداشتہ طلاق پس شوہر نے کہا کہ من نیز از تو بازداشتہ پس اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو کچھ واقع ہوگی۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ مرا بکار نیستی میرے کام کی نہیں ہو اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ ہزار طلاق ترا تو تین طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے مذکورہ طلاق کی حالت میں کہا کہ ہزار طلاق دے اور نیت نہ کرے تو تین طلاق پڑ جائیگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے تین ایقاع طلاق کی نہیں ہیں کی بھی تو قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ تو شہدہ طلاق باقی پس اگر تین طلاق واقع کرنے کی نیت کی تو پڑ جائیگی اور نہ نہیں یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دے دے اس نے جواب دیا کہ شہدہ طلاق دے اس میں تو مرد نہاد مرد تو تین طلاق پڑ جائیگی یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر فارسی میں کہا کہ تو طلاق دے تو واقع ہوگی چاہے اگر کہا کہ تو طلاق دے تو واقع ہوتی ہو اور اسی طرح اگر اس سے کہا کہ تو طلاق باش یا شہدہ طلاق باش یا شہدہ طلاق باش یا شہدہ طلاق باش تو بدو نیت کے طلاق تین پڑ جائیگی اور یہی میرے استاد ظہیر الدین میرے باموں فتوے دیتے تھے اور باب اسٹن میں ہو کہ بلا نیت طلاق پڑ جائیگی یہ خلاصہ میں ہو ایک شخص نے اسکی جوڑو سے لڑائی ہوئی پس عورت سے فارسی میں کہا کہ ہزار طلاق ترا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو اسے تین طلاق واقع ہوگی۔ ایک عورت سے اسکی شوہر نے کہا کہ انت طلاق واحد پس عورت نے اس سے کہا کہ ہزار پس شوہر نے کہا کہ ہزار تو اسی میں دو صورتیں ہیں یا تو کچھ نیت ہوگی یا نہوگی پس نیت ہونے کی صورت میں مباح اسکی نیت کے ہوگی اور دوسری صورت میں واقع ہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ کیہ لا اطلاق کرے کہ تو مجھے نہیں طلاق دیتا ہو پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ تو از سر تیا طلاق کر دے تو شوہر سے دریاقت کیا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہو ایک عورت نے شوہر سے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ ایک طلاق دادمست دو طلاق دادمست تو تین طلاق پڑ جائیگی۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تیرا بسیار طلاق اور اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کس قدر تو دو طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے دوسری عورت سے نکاح کیا ہو اس نے کہا کہ ہاں پس اس نے کہا کہ تو نے پہلی جوڑو کو کیوں طلاق دی پس فارسی میں کہا کہ از سر تیا ترا

یہ خلاصہ میں ہو ایک شخص نے اپنی جوڑو سے مذکورہ طلاق کی حالت میں کہا کہ ہزار طلاق دے اور نیت نہ کرے تو تین طلاق پڑ جائیگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے تین ایقاع طلاق کی نہیں ہیں کی بھی تو قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ تو شہدہ طلاق باقی پس اگر تین طلاق واقع کرنے کی نیت کی تو پڑ جائیگی اور نہ نہیں یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دے دے اس نے جواب دیا کہ شہدہ طلاق دے اس میں تو مرد نہاد مرد تو تین طلاق پڑ جائیگی یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر فارسی میں کہا کہ تو طلاق دے تو واقع ہوگی چاہے اگر کہا کہ تو طلاق دے تو واقع ہوتی ہو اور اسی طرح اگر اس سے کہا کہ تو طلاق باش یا شہدہ طلاق باش یا شہدہ طلاق باش یا شہدہ طلاق باش تو بدو نیت کے طلاق تین پڑ جائیگی اور یہی میرے استاد ظہیر الدین میرے باموں فتوے دیتے تھے اور باب اسٹن میں ہو کہ بلا نیت طلاق پڑ جائیگی یہ خلاصہ میں ہو ایک شخص نے اسکی جوڑو سے لڑائی ہوئی پس عورت سے فارسی میں کہا کہ ہزار طلاق ترا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو اسے تین طلاق واقع ہوگی۔ ایک عورت سے اسکی شوہر نے کہا کہ انت طلاق واحد پس عورت نے اس سے کہا کہ ہزار پس شوہر نے کہا کہ ہزار تو اسی میں دو صورتیں ہیں یا تو کچھ نیت ہوگی یا نہوگی پس نیت ہونے کی صورت میں مباح اسکی نیت کے ہوگی اور دوسری صورت میں واقع ہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ کیہ لا اطلاق کرے کہ تو مجھے نہیں طلاق دیتا ہو پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ تو از سر تیا طلاق کر دے تو شوہر سے دریاقت کیا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہو ایک عورت نے شوہر سے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ ایک طلاق دادمست دو طلاق دادمست تو تین طلاق پڑ جائیگی۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تیرا بسیار طلاق اور اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کس قدر تو دو طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے دوسری عورت سے نکاح کیا ہو اس نے کہا کہ ہاں پس اس نے کہا کہ تو نے پہلی جوڑو کو کیوں طلاق دی پس فارسی میں کہا کہ از سر تیا ترا



حالانکہ اس نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا ہو اور نہ پہلی عورت کو طلاق دی ہو اور اس لفظ سے اس نے طلاق کی نیت بھی نہیں کی تو مطلقہ نہ ہوگی۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ میں طلاق ترا دوں تو اس نے بچہ دین میں کہ یا تو اطلاق طلاق کی نیت کی یا عورت کو سپرد کرنے کی یا کچھ نیت نہ کی پس اول صورت میں واقع ہوگی اور دوسری صورت میں نہ واقع ہوگی اور تیسری صورت میں واقع ہوگی یہ نہیں وغیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ عورت بازداشتم ترا تو اس میں بھی اختلاف ہو لیکن ویسا ہی اختلاف ہو جیسا کہ ہشتم لکھنے کی صورت میں ہے۔ فتاویٰ شفی میں ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ دست بازداشتی مرا پس اس نے کہا کہ داشتم تو نہ لڑا اسکے ہو کہ یوں کہا کہ دست بازداشتی اور اگر عورت نے کہا کہ مرا درکار خدا سے کہیں شوہر نے کہا کہ ترا درکار خدا سے کہ دوں یا عورت نے کہا کہ مرا درکار خدا سے کہیں شوہر نے کہا کہ ہشتم میں پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر نہ کی تو نہ واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ترا کام طلاق ماندہ است یا کام نکاح یعنی تیرے لیے کوئی طلاق رہی ہو یا کون نکاح رہا ہو تو تین طلاق کا اقرار ہو یہ قنینہ میں ہو شیخ نجم الدین نے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اسکی عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس کہا کہ نہ ترا طلاق ماندہ است نہ نکاح بخیر و بد یعنی نہ تیرے لیے طلاق ہی ہو اور نہ نکاح تو اسکو دراپنی راہ لے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ اقرار ہو کہ وہ اسکو تین طلاق دے چکا ہو یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ دست بازداشتی ایک طلاق پس عورت نے کہا کہ پہلے کہ تا گواہ لوگ سن لیں پس شوہر نے کہا کہ دست بازداشتی ایک طلاق اور جب دو لون جدا ہوئے تو ایک اجنبی عورت نے شوہر سے پوچھا کہ زن را دست بازداشتی اس نے کہا کہ دست بازداشتی ایک طلاق تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس نے دوسری دوسری مرتبہ دست بازداشتی کہا تو یہ انشاء ہے طلاق ہو پس عورت پر تین طلاق واقع ہوگی لیکن اگر اس نے کہا کہ دوسری دوسری مرتبہ میں نے پہلے واقع کی خبر دینے کا قصد کیا تھا تو ایسا نہ ہوگا اور اگر دست بازداشتی ام کہا تو یہ اخبار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ چار راہ بر تو کشا دوں چار راہ میں میں نے بچہ کھول دین تو طلاق واقع ہوگی اگر اس نے نیت کی ہو اگرچہ یہ نہ کہے کہ لے جسکو چاہیے اور اگر عورت سے کہا کہ چار راہ بر تو کشا دوں است تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو تا وقتیکہ یوں نہ کہے کہ لے جسکو چاہیے اور یہ اکثر مشائخ کے نزدیک ہے اور یہی امام شافعی سے منقول ہے اور مجموع النوازل میں ہے اگر عورت نے کہا کہ دست از من بردار پس شوہر نے جواب دیا کہ حینم کو چا تو طلاق بڑھائیگی۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ دامت طلاق نہ ہو اگرچہ در دے خویش طلب کن یعنی میں نے تجھے طلاق دی تو اپنی راہ لے اور اپنی روزی کی جستجو کر تو فرمایا کہ طلاق اول رجعی ہو اور سرخویش گیر سے اگر طلاق کی نیت نہ کی تو پہلی رجعی طلاق رہیگی اور اس سے کوئی طلاق واقع ہوگی اور اگر اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی پس پہلی طلاق بھی اسکے ساتھ بلکہ دونوں طلاق بائن ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے گران خریدی ہو زیریہ عیب کے واپس پس شوہر نے کہا کہ بعیب بازداشتی یعنی بعیب میں نے تجھے واپس دیا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ بعیب وادم یعنی بدون تاسے خطاب کے تو واقع ہوگی اگرچہ

مسئلہ  
بن کلام  
۱۲  
مسئلہ  
۱۳  
مسئلہ  
۱۴  
مسئلہ  
۱۵  
مسئلہ  
۱۶  
مسئلہ  
۱۷  
مسئلہ  
۱۸  
مسئلہ  
۱۹  
مسئلہ  
۲۰

نیت ہو یہ خلاصہ میں ہو اور اگر عورت کے باپ نے کہا کہ تو نے مجھے گران خریدی ہو۔ مجھے واپس کر دے پس شوہر نے کہا کہ تو باز دادم میں نے تجھے واپس دی تو نیت پر طلاق واقع ہو جائیگی یہ ظہیر یہ بین الازہ اور اگر عورت نے کہا کہ میرے فلان کام نہ کرنے پر میری طلاق کی قسم کھا پس شوہر نے کہا کہ خوردہ گیر تو شیخ الاسلام اور جندی کا فتویٰ منقول ہے کہ عورت پر طلاق واقع ہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں کیسے تو بیکار دسے پس شوہر نے کہا کہ چنیں اگر تو طلاق نہ پڑیگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو میرے پاس کیوں آیا ہو کہ میں تیری جو دین میں ہوں پس شوہر نے کہا کہ نے بکیر یعنی نہیں سہی تو طلاق نہ پڑیگی ایک شخص نے اپنی جو دو کو اپنے بستر پر بلایا اور اس نے انکار کیا پس کہا کہ تو میرے پاس سے نکل جا پس عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے تاکہ میں چلی جاؤں پس شوہر نے کہا کہ اگر آرزو ہے تو چنیں اس پر چنیں گے یعنی اگر تیری آرزو ایسی ہو تو ایسا ہی ہے پس عورت نے کچھ نہ کہا اور کڑی ہو گئی تو طلاق نہ پڑیگی یہ عجیب ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اس سے بوجھا گیا تو نے ایسا کیوں کیا پس اس نے کہا کہ کڑوہ ناکر وہ گیر یا ناکر وہ تری گیر تو نیت پر طلاق واقع ہوگی اور بعض نے کہا کہ نہیں واقع ہوگی اگر پر نیت بھی ہو اور اگر پرفتویٰ دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے روٹی کھائی اور شراب پی پھر کہا کہ نان خود ویم وبنیہ زنانہ بے یعنی میں نے روٹی کھائی و شراب پی میری عورت کو تین بھرا کے خاموش ہو جانے کے بعد کسی نے اس سے کہا کہ تین طلاق پس اس نے کہا کہ بے طلاق تو اس کی جو دو پر طلاق واقع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ فتاویٰ میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جو دو سے کہا کہ اگر تو زن منی سے طلاق مع حیض یا ع کے تو واقع ہوگی اگر اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی کیونکہ جب اس نے حیض کیا تو طلاق کی حیض وقت عورت کی جانب نہ کی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے طلاق طلب کی پس شوہر نے کہا کہ تہ طلاق بردار و رفتی تو واقع ہوگی اور یہ فتویٰ طلاق عورت کو ہو اور اگر نیت کی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ تہ طلاق خود بردار و رفتی تو بدو نیت واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس مرد نے اسکو مارا اور کہا کہ انیکس طلاق تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انیکس طلاق تو واقع ہوگی۔ اور مجموع النوازل میں ہے کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جو دو کو مارا اور کہا کہ تہ طلاق تو فرمایا ہو تو واقع ہوگی اور شیخ احمد قلاسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جو دو کو گھونسا مارا اور کہا کہ انیکس طلاق پھر اسکو دوسرا گھونسا مارا اور کہا کہ انیکس طلاق اور ایسا ہی تیسری مرتبہ بھی کر کے کہا کہ تیسری طلاق تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہوگی پس شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ اس نے ضرب کا طلاق نام رکھا پس واقع ہوگی اور امام احمد فرماتے ہیں کہ طلاق کا نام بیا ہو پس واقع ہوگی قالہ لہم عرت اس دیار میں بھی واقع ہونا مشہور و اشد اعلم۔ ایک شخص نشہ میں ہو اس سے انکی عورت بھاگی اور وہ پیچھے دوڑا اگر اس سنت نے اسے پکڑ نہ پایا پس فارسی میں کہا کہ بے طلاق ہیں اگر اس نے کہا کہ میں نے اپنی جو دو کو ہرا لیا تھا تو واقع ہوگی اور اگر کچھ نہ کہا تو واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تہ طلاق تو در صورت عدم نیت کے واقع ہوگی کیونکہ جنس اضافت میں اضافت چاہیے اور یہاں اضافت اس عورت کی جانب نہیں پائی گئی اور بعض نے فرمایا کہ بغیر نیت واقع ہوگی اور یہی مشہور و اشد اعلم کہ عادت میں

[illegible]



اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق وہ مرا طلاق وہ پس مرد نے کہا کہ دادم تو ایک طلاق واقع ہوگی اور عورت نے کہا کہ مرا طلاق کن مرا طلاق کن شوہر نے کہا کہ کردم کردم تو تین طلاق واقع ہوگی اور یہی نتیجہ ہو اگر اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق وہ پس اس نے کہا کہ اس نے فریاد دیا کہ ان کو نسبت کر سنے پر واقع ہوگی اور یہی نتیجہ ثابت واقع ہوگی یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تیری دیکھ لی ہوں تو شوہر نے کہا کہ ہاں تو ہو پس اس نے کہا کہ میں نے اپنے تین تین طلاق دے دیے پس شوہر نے کہا کہ تو جرم حرام کشی مرا جدا بایہ بود یعنی تو مجھے حرام ہو گئی مجھے جدا ہونا چاہیے جو یہ کہ اگر تو یہ کہل سے اس طلاق کی بدولت عدد سے نیست کی ہو تو طلاق واقع ہوگی مگر ایک طلاق رہی۔ اور اگر سفارعت کی بدولت عدد سے نیست کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہاں چہرہ کی نیکوئی اور امانہ و عفت پر کے قول کے موافق چاہیے کہ ایک طلاق کن واقع ہو جسے دیگر دلیل متنازعہ کا حکم ہو کہ ایک طلاق کنے کا کلمہ دیکھ لیا تھا اور اس سے تین طلاق دینے تو ایک بھی واقع نہیں ہوتی ہو کہ اخفی الاملاہ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو قلع و یدیا پر اس کی عورت میں اس سے کہا کہ دادم سم طلاق میں نے تین طلاق دے دیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ اگر اس نے تین طلاق کی نیست کی ہو تو تین طلاق پھر جائزگی ورنہ نہیں۔ ایک شخص نے عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم میں نے تجھے طلاق دے دی ہے پھر لوگوں نے اس کو طاعت کی کہ یہ کیا کیا تب اس نے کہا کہ دیگر دادم مگر یہ نہ کہا کہ دیگر طلاق اور نہ یہ کہا کہ اس عورت کو تو فرمایا کہ اگر عورت میں تو طلاق پڑی یہ فصول عادیہ میں ہے ایک شخص سے کہا گیا کہ میں فلاں زن تو بے دست کہا کہ ہاں تو پھر کہا گیا کہ میں تو سم طلاق بے دست کہا کہ ہاں تو نہ متنازعہ ہے کہ طلاق پڑ جائیگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے سم طلاق کا لفظ نہیں سنا تو یہی مسئلہ کہ زن تو بے دست تو قضا و تقربین نہ ہوگی اور یہ اس وقت ہو کہ زن تو سم طلاق بے دست باندہ آواز سے کہا ہو اور اگر ایسا ہو تو قضا و تقربین کے قول کی تصدیق ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ زن از تو سم طلاق کہ میں کا تو کر وہ بیٹھ تیری جورو کو تیری طرف سے تین طلاق ہیں اگر تو نے یہ کلام کیا ہو اس نے کہا کہ ہر طلاق تو یہ جواب ہوگا حتیٰ کہ اگر اس نے یہ کام نہیں کیا ہو تو طلاق واقع ہوگی یہ ظہر میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں اس نے کہا کہ مست رہ تو عورت نے کہا کہ طلاق تیرے اختیار میں ہو مجھے طلاق کرو پس شوہر نے کہا کہ طلاق میں تم میں دفعہ کہا تو تین طلاق واقع ہو گئی بخلاف اسکے اگر فقط کلمہ کہا تو ایسا نہ ہوگا اس واسطے کہ کم استقبال کے واسطے بھی بولا جاتا ہے پس شک کی وجہ سے فی الحال واقع ہونے کا حکم نہ دیا جائے اور محیط میں لکھا ہو کہ اگر عربی میں کہا کہ طلاق تو طلاق نہ ہوگی لیکن اگر غالب اسکا استعمال براسی حال ہو تو طلاق ہو جائیگی۔ اور ایمان مجموع النوازل میں ہے کہ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں بر تو سم طلاق ام کہ میں تجھے سم طلاق ہوں پس شوہر نے کہا کہ اگر تو فرمایا کہ اگر شوہر نے نیست کی ہو دوسے تو تین طلاق واقع ہو گئی ورنہ نہیں۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ حلال خدا اتھالی تجھے حرام ہو اس نے کہا کہ آدھ یعنی ہاں تو ایک طلاق اس پر حرام ہو جائیگی۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تم اپنی مالین کے یہاں جا اس نے کہا کہ تو مجھے طلاق کے تو چلی جاؤں اس نے کہا کہ تو بربر طلاق

میں نے کہا کہ اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق وہ پس اس نے کہا کہ اس نے فریاد دیا کہ ان کو نسبت کر سنے پر واقع ہوگی اور یہی نتیجہ ثابت واقع ہوگی یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تیری دیکھ لی ہوں تو شوہر نے کہا کہ ہاں تو ہو پس اس نے کہا کہ میں نے اپنے تین تین طلاق دے دیے پس شوہر نے کہا کہ تو جرم حرام کشی مرا جدا بایہ بود یعنی تو مجھے حرام ہو گئی مجھے جدا ہونا چاہیے جو یہ کہ اگر تو یہ کہل سے اس طلاق کی بدولت عدد سے نیست کی ہو تو طلاق واقع ہوگی مگر ایک طلاق رہی۔ اور اگر سفارعت کی بدولت عدد سے نیست کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہاں چہرہ کی نیکوئی اور امانہ و عفت پر کے قول کے موافق چاہیے کہ ایک طلاق کن واقع ہو جسے دیگر دلیل متنازعہ کا حکم ہو کہ ایک طلاق کنے کا کلمہ دیکھ لیا تھا اور اس سے تین طلاق دینے تو ایک بھی واقع نہیں ہوتی ہو کہ اخفی الاملاہ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو قلع و یدیا پر اس کی عورت میں اس سے کہا کہ دادم سم طلاق میں نے تین طلاق دے دیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ اگر اس نے تین طلاق کی نیست کی ہو تو تین طلاق پھر جائزگی ورنہ نہیں۔ ایک شخص نے عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم میں نے تجھے طلاق دے دی ہے پھر لوگوں نے اس کو طاعت کی کہ یہ کیا کیا تب اس نے کہا کہ دیگر دادم مگر یہ نہ کہا کہ دیگر طلاق اور نہ یہ کہا کہ اس عورت کو تو فرمایا کہ اگر عورت میں تو طلاق پڑی یہ فصول عادیہ میں ہے ایک شخص سے کہا گیا کہ میں فلاں زن تو بے دست کہا کہ ہاں تو پھر کہا گیا کہ میں تو سم طلاق بے دست کہا کہ ہاں تو نہ متنازعہ ہے کہ طلاق پڑ جائیگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے سم طلاق کا لفظ نہیں سنا تو یہی مسئلہ کہ زن تو بے دست تو قضا و تقربین نہ ہوگی اور یہ اس وقت ہو کہ زن تو سم طلاق بے دست باندہ آواز سے کہا ہو اور اگر ایسا ہو تو قضا و تقربین کے قول کی تصدیق ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ زن از تو سم طلاق کہ میں کا تو کر وہ بیٹھ تیری جورو کو تیری طرف سے تین طلاق ہیں اگر تو نے یہ کلام کیا ہو اس نے کہا کہ ہر طلاق تو یہ جواب ہوگا حتیٰ کہ اگر اس نے یہ کام نہیں کیا ہو تو طلاق واقع ہوگی یہ ظہر میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں اس نے کہا کہ مست رہ تو عورت نے کہا کہ طلاق تیرے اختیار میں ہو مجھے طلاق کرو پس شوہر نے کہا کہ طلاق میں تم میں دفعہ کہا تو تین طلاق واقع ہو گئی بخلاف اسکے اگر فقط کلمہ کہا تو ایسا نہ ہوگا اس واسطے کہ کم استقبال کے واسطے بھی بولا جاتا ہے پس شک کی وجہ سے فی الحال واقع ہونے کا حکم نہ دیا جائے اور محیط میں لکھا ہو کہ اگر عربی میں کہا کہ طلاق تو طلاق نہ ہوگی لیکن اگر غالب اسکا استعمال براسی حال ہو تو طلاق ہو جائیگی۔ اور ایمان مجموع النوازل میں ہے کہ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں بر تو سم طلاق ام کہ میں تجھے سم طلاق ہوں پس شوہر نے کہا کہ اگر تو فرمایا کہ اگر شوہر نے نیست کی ہو دوسے تو تین طلاق واقع ہو گئی ورنہ نہیں۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ حلال خدا اتھالی تجھے حرام ہو اس نے کہا کہ آدھ یعنی ہاں تو ایک طلاق اس پر حرام ہو جائیگی۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تم اپنی مالین کے یہاں جا اس نے کہا کہ تو مجھے طلاق کے تو چلی جاؤں اس نے کہا کہ تو بربر طلاق





دائمی نیست بشرط ہوا و عورت کے اس قول سے حالت نکاح طلاق میں مطلقہ نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر باق  
کار سے نیست و ترا با من نے ہرچیز کہ من است نزد تو رہا بدہ و بدو ہرچیز کہ خواہی تو بدو نہ نیست کے طلاق  
واقع نہ ہوگی۔ یہ خلاصہ میں ہے۔ شیخ محمد الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ برخیز و  
بخانہ اور دو دستہ ماہ عورت من ہذا کچھ کہا کہ وادست یک طلاق پھر کہا کہ یہ اخیر کا لفظ میں نے اس واسطے  
کہ دیا کہ ایسا نہ کہ مخلوق اول لفظ کے معنی معلوم نہ کئے ہوں پس آیا پھر اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے فرمایا کہ  
نہیں اور عورت پر تین طلاق واقع ہو گئیں یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو مجھ سے ایسی دور ہو کہ جیسے  
کہ مدینہ سے تو بدو نہ نیست کے طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ زن تو بدو نہ ہزار طلاق است  
پس اس نے جواب دیا کہ زن تو نیز بدو نہ ہزار طلاق است تو شیخ امام شافعی نے فتویٰ دیا کہ اسکی جوڑ پر طلاق  
پڑ جائیگی اور فرمایا کہ یہ روایت ابن سماعہ ہے اور طاہر الروایہ کے موافق طلاق نہ پڑیگی۔ ایک شخص نے اپنی  
جوڑ سے کہا کہ تو مرا نشانی تا قیامت یا کہا کہ تا ہمد عمر تو بدو نہ نیست طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عورت  
کو کہا کہ دیرا شو سے حلال ہے یا بدینے اسکو حلال کرنے والا شو ہرچیز ہے تو مطلقہ ہے طلاق ہو جائیگی  
یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہ تو حیلہ خوشتین کن تو یہ اسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار ہوگا اور اگر  
کہا کہ حیلہ زنان کن تو یہ تین طلاق کا اقرار ہوگا بشرطیکہ نیست طلاق ہو اور اگر عورت سے کہا کہ میان ما راہ  
اگر تین طلاق کی نیست کی تو تین طلاق واقع ہوگی ورنہ کچھ نہیں۔ اور اگر کہا کہ میں ساعت میان ما راہ نیست  
تو بلا شہدہ کچھ نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ میان ما دیوار آہنی ہے یا بدینے واقع نہ ہوگی یہ چیز نہ کروری نہیں ہو عورت  
نے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق وہ ہرچیز کہ کہا کہ وادی پس شوہر نے کہا کہ وادم نہیں اگر اس نے جتنی سے  
تو نکاح سے کہا تو یہ بدو نہ نکاح کرنا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر حلفت کہا تو واقع ہوگی اور اسی طرح  
اگر کہا کہ وادم اور نہ کا لفظ نہیں کہا تو بھی واقع ہوگی یہ تا تار خانہ میں حجۃ سے منقول ہے مجموع التوالی  
میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ آئین زن تو ام پس شوہر نے کہا کہ نہ تو نہ زنی تو۔ اس سے  
کچھ واقع نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو زن کنی تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیست کی ہو اور  
یہی مختار ہے یہ جو اہر افلاطنی میں ہے شیخ دوسری سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ  
بشتمہ ہشتہ حرامی حرامی تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میری طلاق کی نیست نہ تھی  
تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ عادی میں ہے۔ اور شافعی میں لکھا ہے کہ شیخ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک  
عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں اس نے کہا کہ تا با شہدہ گیر پس عورت نے کہا کہ یہ  
کیا بات کہتا ہے وہ کہ جو خدا تیجا لے دے اس کے رسول نے فرمایا ہے جیسی طرح نہ کہ کہ طلاق تاکہ میں جی ہاؤں پس  
اس نے کہا کہ طلاق کر دے کیر یہ تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس نے ایقاع طلاق کی نیست کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی  
پھر یہ چھا گیا کہ کیا طلاق کر دے کیر ایک طلاق اور بدو دوسری طلاق نہیں ہو تو فرمایا کہ ان دونوں سے ایک ہے  
طلاق مراد لیا جیگی نہیں اگر مرد نے دو طلاق کی نیست کی ہو تو بھی ہو جاتا نا خاشہ میں ہے شیخ الاسلام عکاب بن عمرو سے  
دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ کو دو طلاق دیدیں اور بلا ہر یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے تین طلاق

۱۹۵  
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم  
فتاویٰ ہندیہ کتاب الطلاق باب دوم ایقاع طلاق  
دائمی نیست بشرط ہوا و عورت کے اس قول سے حالت نکاح طلاق میں مطلقہ نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر باق  
کار سے نیست و ترا با من نے ہرچیز کہ من است نزد تو رہا بدہ و بدو ہرچیز کہ خواہی تو بدو نہ نیست کے طلاق  
واقع نہ ہوگی۔ یہ خلاصہ میں ہے۔ شیخ محمد الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ برخیز و  
بخانہ اور دو دستہ ماہ عورت من ہذا کچھ کہا کہ وادست یک طلاق پھر کہا کہ یہ اخیر کا لفظ میں نے اس واسطے  
کہ دیا کہ ایسا نہ کہ مخلوق اول لفظ کے معنی معلوم نہ کئے ہوں پس آیا پھر اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے فرمایا کہ  
نہیں اور عورت پر تین طلاق واقع ہو گئیں یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو مجھ سے ایسی دور ہو کہ جیسے  
کہ مدینہ سے تو بدو نہ نیست کے طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ زن تو بدو نہ ہزار طلاق است  
پس اس نے جواب دیا کہ زن تو نیز بدو نہ ہزار طلاق است تو شیخ امام شافعی نے فتویٰ دیا کہ اسکی جوڑ پر طلاق  
پڑ جائیگی اور فرمایا کہ یہ روایت ابن سماعہ ہے اور طاہر الروایہ کے موافق طلاق نہ پڑیگی۔ ایک شخص نے اپنی  
جوڑ سے کہا کہ تو مرا نشانی تا قیامت یا کہا کہ تا ہمد عمر تو بدو نہ نیست طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عورت  
کو کہا کہ دیرا شو سے حلال ہے یا بدینے اسکو حلال کرنے والا شو ہرچیز ہے تو مطلقہ ہے طلاق ہو جائیگی  
یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہ تو حیلہ خوشتین کن تو یہ اسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار ہوگا اور اگر  
کہا کہ حیلہ زنان کن تو یہ تین طلاق کا اقرار ہوگا بشرطیکہ نیست طلاق ہو اور اگر عورت سے کہا کہ میان ما راہ  
اگر تین طلاق کی نیست کی تو تین طلاق واقع ہوگی ورنہ کچھ نہیں۔ اور اگر کہا کہ میں ساعت میان ما راہ نیست  
تو بلا شہدہ کچھ نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ میان ما دیوار آہنی ہے یا بدینے واقع نہ ہوگی یہ چیز نہ کروری نہیں ہو عورت  
نے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق وہ ہرچیز کہ کہا کہ وادی پس شوہر نے کہا کہ وادم نہیں اگر اس نے جتنی سے  
تو نکاح سے کہا تو یہ بدو نہ نکاح کرنا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر حلفت کہا تو واقع ہوگی اور اسی طرح  
اگر کہا کہ وادم اور نہ کا لفظ نہیں کہا تو بھی واقع ہوگی یہ تا تار خانہ میں حجۃ سے منقول ہے مجموع التوالی  
میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ آئین زن تو ام پس شوہر نے کہا کہ نہ تو نہ زنی تو۔ اس سے  
کچھ واقع نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو زن کنی تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیست کی ہو اور  
یہی مختار ہے یہ جو اہر افلاطنی میں ہے شیخ دوسری سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ  
بشتمہ ہشتہ حرامی حرامی تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میری طلاق کی نیست نہ تھی  
تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ عادی میں ہے۔ اور شافعی میں لکھا ہے کہ شیخ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک  
عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں اس نے کہا کہ تا با شہدہ گیر پس عورت نے کہا کہ یہ  
کیا بات کہتا ہے وہ کہ جو خدا تیجا لے دے اس کے رسول نے فرمایا ہے جیسی طرح نہ کہ کہ طلاق تاکہ میں جی ہاؤں پس  
اس نے کہا کہ طلاق کر دے کیر یہ تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس نے ایقاع طلاق کی نیست کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی  
پھر یہ چھا گیا کہ کیا طلاق کر دے کیر ایک طلاق اور بدو دوسری طلاق نہیں ہو تو فرمایا کہ ان دونوں سے ایک ہے  
طلاق مراد لیا جیگی نہیں اگر مرد نے دو طلاق کی نیست کی ہو تو بھی ہو جاتا نا خاشہ میں ہے شیخ الاسلام عکاب بن عمرو سے  
دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ کو دو طلاق دیدیں اور بلا ہر یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے تین طلاق



انکو گواہ کر لیں یا میرے پاس کوئی شخص بلا دو کہ میں اس سے مشورہ لے لوں یا کھڑی تھی پھر تکبیر لگا لیا یا بیٹھ گئی تو وہ اپنے اختیار پر بیٹھ گئی اسی طرح اگر بیٹھ تھی پس تکبیر لگا لیا تو اسے قول کے موافق اپنے اختیار پر بیٹھ گئی اور اگر کھڑی تھی پس کھڑی کھڑی تو اس میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے قول ہے اور وائتین میں جن میں ایک روایت یہ ہے کہ اگر اختیار باطل ہو جائیگا اور یہی امام ذفر رحمہ اللہ نے قائل ہے کہ قول ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ اختیار باطل نہ ہوگا اور اگر کھڑی تھی پھر سوار ہو گئی تو اختیار باطل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر سوار تھی پھر اسے جانور سے دوسرے جانور پر سوار ہوئی تو یہی اس کا اختیار باطل ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت تکبیر دینے ہوئے ہو پھر بیٹھ گئی تو اس کا اختیار باطل نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر سوار تھی پھر اتر کر اپنے برعکس کیا تو اس کا اختیار باطل ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر جانور پر سوار جاتی تھی یا ٹھہر جاتی تھی پس پھر کھڑی تو اپنے اختیار پر بیٹھ گئی اور اگر چلی تو اختیار باطل ہو جائیگا الا اس صورت میں کہ اگر شوہر کے اختیار دینے کا کلام ہو کہ جو چاہے ہوئے ہی اسے اختیار کر لیا تو صحیح ہے اور وہ بطلان کی یہ ہے کہ جانور سوار کی کا چلنا اور ٹھہرنا اس عورت کی طرف مہذبات ہوگا یعنی گویا یہ عورت خود چلی یا ٹھہری ہو پس جب سوار کی روان ہوگی تو مثل دوسری مجلس بدل دینے کے یہ ہے اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر سوار کی کے جانور پر جو کھڑا ہوا ہو کھڑی ہو پھر روانہ ہوئی تو اس کا اختیار باطل ہوگا اور کھڑی تھی پس شوہر کے اختیار دینے پر اپنے نفس کو اختیار کر کے پھر روانہ ہوئی یا روان تھی پھر جس قدم میں شوہر نے اختیار دیا ہو اسی قدم میں اسے اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو شوہر سے بائیں ہو جائیگی اور اگر اپنے پاؤں روان ہو تو اس میں بھی اسی تفصیل سے حکم ہے اور اگر اس کے جواب سے اس کا قدم پہلے پڑا تو شوہر سے بائیں ہوگی اور اگر جانور سوار کی روان ہو پس اسکو ٹھہرا لیا تو اس کا اختیار باقی رہے گا اور اگر کھڑی میں ہو پس ایک جانب سے دوسری جانب چلی گئی تو اس کا اختیار باقی رہے گا اور کھڑی تھی کو کھڑی کے ہو نہ مثل جانور سوار کی کے اور جس لائے حلوائی نے فرمایا ہو کہ اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ چاہے وہ لونچ و جانور پر سوار ہوں یا ایک پر ہوں یا عورت ایک جانور پر ہوا ہو مرد پاؤں چلتا ہوا اور چاہے وہ لونچ و کشتیوں میں ہوں یا ایک ہی کشتی میں ہوں اور خواہ وہ لونچ و کشتیوں میں ہوں یا ایک ہی میں ہوں یہاں تک کہ اگر وہ لونچ ایک شخص کے کندھے پر سوار ہوں اور عورت نے جس قدم میں شوہر نے اسکو اختیار دیا ہو اسی قدم میں اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو بائیں ہو جائیگی ورنہ نہیں یہ فصول عا و فی فصول میں ہے اور جو مثل کے اسکو حال آگے سے چلانا ہو اور وہ لونچ اسی محل میں ہوں عورت کا اختیار باطل نہ ہوگا یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر گھٹنوں کے بل چلی ہو پس جائز ہو کہ چاروں طرف چلی پس گھٹنوں کے بل ہو چکی تو اس کا اختیار باطل نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو اختیار دیا پھر قبل اس کے کہ عورت نہ کہہ کر اپنے نفس کو اختیار کرے شوہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسکو ملوٹا یا کر ہا کھڑا کر دیا یا اس سے جبار کر لیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار مکمل جائیگا اور مجموعہ ان احوال میں اور اصل کے اس نسخہ میں جو امام خواہزادہ کی شرح کا ہے یوں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کو اختیار دیا اور اس کے پاس کوئی نہ تھا پس وہ خود گواہوں کے پکارنے کو اٹھی تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو اسے اپنی جگہ کو بدلا یا نہیں بدلا پس اگر جگہ نہیں بدلی تو بالاتفاق اختیار باطل نہ ہوگا اور اگر

یہاں تک کہ اگر عورت نے شوہر کے اختیار دینے پر اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو شوہر سے بائیں ہو جائیگی اور اگر اپنے پاؤں روان ہو تو اس میں بھی اسی تفصیل سے حکم ہے اور اگر اس کے جواب سے اس کا قدم پہلے پڑا تو شوہر سے بائیں ہوگی اور اگر جانور سوار کی روان ہو پس اسکو ٹھہرا لیا تو اس کا اختیار باقی رہے گا اور اگر کھڑی میں ہو پس ایک جانب سے دوسری جانب چلی گئی تو اس کا اختیار باقی رہے گا اور کھڑی تھی کو کھڑی کے ہو نہ مثل جانور سوار کی کے اور جس لائے حلوائی نے فرمایا ہو کہ اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ چاہے وہ لونچ و جانور پر سوار ہوں یا ایک پر ہوں یا عورت ایک جانور پر ہوا ہو مرد پاؤں چلتا ہوا اور چاہے وہ لونچ و کشتیوں میں ہوں یا ایک ہی کشتی میں ہوں اور خواہ وہ لونچ و کشتیوں میں ہوں یا ایک ہی میں ہوں یہاں تک کہ اگر وہ لونچ ایک شخص کے کندھے پر سوار ہوں اور عورت نے جس قدم میں شوہر نے اسکو اختیار دیا ہو اسی قدم میں اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو بائیں ہو جائیگی ورنہ نہیں یہ فصول عا و فی فصول میں ہے اور جو مثل کے اسکو حال آگے سے چلانا ہو اور وہ لونچ اسی محل میں ہوں عورت کا اختیار باطل نہ ہوگا یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر گھٹنوں کے بل چلی ہو پس جائز ہو کہ چاروں طرف چلی پس گھٹنوں کے بل ہو چکی تو اس کا اختیار باطل نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو اختیار دیا پھر قبل اس کے کہ عورت نہ کہہ کر اپنے نفس کو اختیار کرے شوہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسکو ملوٹا یا کر ہا کھڑا کر دیا یا اس سے جبار کر لیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار مکمل جائیگا اور مجموعہ ان احوال میں اور اصل کے اس نسخہ میں جو امام خواہزادہ کی شرح کا ہے یوں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کو اختیار دیا اور اس کے پاس کوئی نہ تھا پس وہ خود گواہوں کے پکارنے کو اٹھی تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو اسے اپنی جگہ کو بدلا یا نہیں بدلا پس اگر جگہ نہیں بدلی تو بالاتفاق اختیار باطل نہ ہوگا اور اگر



جگہ بدل گئی اور وہ دوسری جگہ ہو گئی تو اس میں منشاخ نہ ہوگا اور فقہاء علیہ السلام اختلاف کیا ہے اور بنا ہی اختلاف ہے  
 ہو کہ بعض کے نزدیک بطلان نہیں عورت کا اغراض کرنا یا ٹھہرنا جہاں بھی اس کا تبدیل ہونا معتبر ہوگا اگر کسی  
 سے کوئی بات پائی جائے یا بطل ہوگا اور بعض کے نزدیک فقط عورت کا اغراض معتبر ہوگا اگر اغراض پائے  
 گیا تو اختیار باطل ہوگا اور یہی صحیح ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے تئیں خرید لیں شوہر کو ہرگز نہ  
 کی طرف ایک قدم یا دو قدم چلے آیا اور کہا کہ میں نے فروخت کیا تو غلط ہے اور یہ انہیں بعض کے قول کے  
 ساتھ موافق ہے یہ نفاصہ میں ہے اور اگر عورت نے غرض شروع کر دی تو اختیار باطل ہو جائیگا خواہ نماز فرض ہو  
 یا واجب یا نفل اور اگر عورت کے نماز میں ہونے کی حالت میں شوہر نے اس کو اختیار دیا پس عورت نے نماز کو  
 پورا کیا پس اگر عورت نماز فرض میں یا نفل میں وتر کے واجب میں ہو تو اختیار باطل ہوگا اور اس نماز میں ہرگز نہیں  
 پورا کیا اور اگر نماز نفل میں ہو پس اگر اس نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو وہ اپنے اختیار پر ترجیحی اور اگر دو رکعت  
 سے بڑھایا تو اس کا اختیار باطل ہو جائیگا اور اگر ظہر کے پہلے کی چار رکعتیں پڑھنے کی حالت میں اس کو اختیار دیا  
 گیا اور اس نے چار دن پوری کیں درود رکعتوں کے بعد سلام پھیرا تو اس میں منشاخ ہے اختلاف کیا ہے بعض نے  
 کہا کہ قبل مطلق نفل کی صورت کے اس کا اختیار باطل ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ باطل ہوگا اور یہی صحیح ہے بدائع  
 میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر اس نے کہا کہ میں نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا  
 یا کہا کہ اختیارت اختیار یعنی میں نے اختیار کیا حتیٰ اختیار کرنے کا تو بلاشبہ میں طلاق واقع ہوگی اور نیز ذکر  
 نفس کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ عورت کہے کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا اول یا دوم یا سوم یا حتیٰ اختیار  
 کرنے کے اور یہ جامع کی روایت ہے اور زیادہ اس کی روایت کے موافق نیست بشرط ہرگز یہ نفاصہ اختیار کر کے  
 ہر تہہ کہا ہو پھر واضح رہے کہ عورت کے اس قول سے کہ میں نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا میں طلاق واقع  
 ہونے کا مذہب امام ائمہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور وہ صورت کہ اس نے یوں کہا  
 کہ اختیارت اول الاختیار اوہرة اوہرة اوہرة اوہرة ادا اختیارت اوہرة یعنی اختیار  
 کیا میں نے حق اختیار کرنے کا یا پورا اختیار کیا یا ایک بار کی یا دفعہ یا دفعہ یا یکبار یا اختیار دیا وہ  
 تو بالاتفاق میں طلاق واقع ہوگی۔ اور اسی طرح اگر مرد دو نفل اختیار کرے اختیار کو اول یا ذکر کرے یا بھلا یعنی  
 نفل پس ذکر کرے یا بلفظ شرط یعنی پھر یا کوئی شرط ظہر ذکر کرے پھر حال کچھ فرق نہیں ہے حکم وہی ہوگا جو مذکور  
 ہوا ہو کذا فی التیسیر اور اگر عورت نے اسے جواب میں یوں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا کہا کہ میں  
 طلاق ہوں تو یہی یہ کہل کا جواب ہے اور وہ میں طلاق سے طلاق ہوگی تیسیر میں ہے۔ اور اگر عورت سے میں نے اختیار  
 کیا پس عورت نے کہا کہ اختیارت الملیفہ او اختیارت الملیفہ الا اولی یعنی میں نے وہی علی تطلیق کو اختیار کیا یا اولی  
 ایک تطلیق کو اختیار کیا تو بالاتفاق ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا اختیار کر  
 اختیار کر اختیار کر یا اختیار دو نفل کو حریف پس یہاں تک ذکر کیا پس عورت نے جواب میں یا کہ میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق  
 دی یا کہا کہ میں نے اپنے نفس کو ایک تطلیق اختیار کیا تو یہ ایک طلاق ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر نے اختیار کر لیا  
 کہنا یا یا تھا کہ یہ ایک بار کے بعد دوسری بار کی تو یہ ترائی کی صورت ہے کہ عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا

صلہ  
 ہندیہ  
 کتاب طلاق

تو پہلی سبب باطل ہوئی یہ بتا بیہ بین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر کہیں عورت نے کہا کہ میں  
 ایک کو باطل کر دیا تو سبب باطل ہو جائیگی یہ بتا بیہ بین ہو اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر اختیار کر اختیار کر  
 پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے ابتداً اول سے طلاق کی نیست  
 کی تھی اور باقی دو تون سے صرف عورت کو سمجھا مامعصوم تھا تو قضاۃ تصدیق نہ کی و لیکن فیما بین بین القضاۃ  
 اتحالیہ تصدیق ہوگی یہ سراج الوداج میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اختاری اختاری اختاری بالہف  
 یعنی تو اختیار کر اختیار کر اختیار کر بعض ہزار کہیں عورت نے کہا کہ میں نے یہ سبب اختیار کر لیں تو پہلی دو  
 طلاق قبولیہ صحت واقع ہوئی اور تیسری بعض ہزار کے واقع ہوگی۔ اسی طرح اگر عورت نے یون کہا کہ میں نے  
 اپنے نفس کو اختیار کیا اختیار کر کے کیا کیا کیا کیا یہ سراج الوداج میں ہو۔ اور اگر عورت نے  
 کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بادل یا بدوم یا بسوم اختیار کیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک حکم مذکورہ بالا جاری  
 ہو و لیکن صاحبین کے نزدیک اگر اسنے اول یا دوم کو اختیار کیا تو نیست ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر  
 سوم کو اختیار کیا تو بعض ہزار دوم کے واقع ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر عورت نے یون کہا کہ میں نے  
 اپنے نفس کو طلاق دی ہو اوروہ یا اختیار کیا اپنے نفس کو یکے الملیت تو یہ ایک طلاق بانہ ہوگی پھر اسنے  
 عورت سے دریافت کیا جائیگا کہ اسنے کہا کہ میں نے پہلی یا دوسری مراد لی ہو تو صحت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ  
 تیسری مراد لی ہو تو بعض ہزار دوم کے واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اختاری اختاری و اختاری  
 بالہف پس عورت نے کہا کہ میں نے اختیار کی یا میں نے اختیار کی واحدۃ یا بواحدۃ تو بالاجماع تین طلاق بعض ہزار  
 دوم کے واقع ہوئی اور اگر عورت نے کہا کہ بادل یا بدوم یا بسوم تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہوا و صاحبین  
 کے نزدیک کچھ واقع ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اختاری و اختاری بالہف پس عورت نے کہا کہ میں نے ایک  
 تعلقہ کو اختیار کیا یا میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو بالاجماع کچھ واقع ہوگی یہ جلیل مشرف میں ہو۔ اور اگر عورت نے  
 کہا کہ میں نے ایک طلاق دی تو بالاتفاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر دینے ہر اختیار کر کے ساتھ کچھ مال علاحدہ علیحدہ  
 کیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اختیار کر لے یہ بتا بیہ بین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تین طلا تون میں سے جتنی  
 چاہے تو اختیار کر تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ نقطہ ایک یا دو کا اختیار کرے اور صاحبین  
 نزدیک تین طلاق تک اسے اختیار ہے یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر دینے کہ تو اختیار کر لیں اسنے کہا کہ میں نے تین اختیار کر لی  
 ہوں یا میں نے تین چاہتی ہوں یا چھ تیری کوئی حاجت نہیں ہو تو یہ سبب باطل ہو اور اگر کہا کہ میں طلاق نہیں اختیار  
 کرتی ہوں تو یہ نفوذ کا رد ہو اور اگر کہا کہ یہ میری زوجہ اور جیسے یعنی میں نے اپنے شوہر کو چاہا یا اسکو دوست رکھا تو  
 عورت اپنے اختیار پر رہی۔ اور اگر کہا کہ مجھے اپنے شوہر کا فرات گراں گذرا تو یہ اسکا اختیار کرنا ہوا اور اگر یون کہا کہ میں نے  
 یہ اختیار کیا کہ تیری جود ہوں تو اس سے بانہ ہو جائیگی یہ جلیل میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تعلقہ کو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ  
 میں نے اسکو اختیار کیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تعلقہ تین کو اختیار کر لیں اسنے ایک کو اختیار کیا  
 تو واقع ہوگی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جود کو تیرے لئے تو جب تک وہ تیرے لئے تمنا تک عورت کو اختیار حاصل  
 ہوگا اور اگر دوسرے سے کہا کہ میری جود کو تیرا کی خبر دیدے پھر قبل خبر دینے کے عورت نے کسی طور سے

ایک ہی دفع ہوگی  
 نہ دوم

مستکرا اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ جیسا کہ مشرعی میں ہے اور اگر کہا کہ اختیار کر کے اپنے نفس کو  
 آج کے روز یا اس مہینہ میں یا اتنی سال تک لے چسب تک وقت مذکور باقی ہو تب تک عورت کو اختیار رہے گا خواہ  
 وہ اس مجلس سے اعراض کرے یا دوسرے کام میں مشغول ہو جائے یا اعراض نہ کرے یہ سب برابر ہیں اور  
 اس میں عداوت و مشرقت کا اسکو خیال نہ رہے گا اور اگر کہا کہ اختیار کر کے آج کے روز یا اس مہینہ میں تو باقی روز مذکور باقی  
 ہاں مذکور ہو پھر اسکو اختیار رہے گا اس سے زیادہ ہوگا اور اگر کہا کہ ایک روز تو جس وقت کہے گا ہو اس کثرت سے  
 دوسرے دن کی اتنی کثرت تک کہا جائیگا اور اگر کہا کہ ایک مہینہ تو وہ اس کلام کی ساعت سے پورے  
 تیس دن روز تک ہوگا۔ اور جب خیال کے واسطے وقت مقرر ہو تو وقت گذر جانے پر باطل ہو جاتا ہے خواہ عورت  
 کو معلوم ہو یا نہ ہو اور اگر غیر موقت ہو تو اس کے برخلاف ہے یہ سراج الوداع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ  
 آج اختیار کر اور اگر اختیار کر لیں عورت نے آج کا اختیار رو کر دیا تو کل کا اختیار رو نہوگا اور اگر کہا کہ آج اور کل تو  
 اختیار کر لیں عورت نے آج کا اختیار رو کیا تو بالکل باطل ہو جائیگا یہ جیسا کہ مشرعی میں ہے۔ دوسری فصل اصل امر بالید  
 کے بیان میں۔ فقال المشرع امر بالید کے یہ معنی ہیں کہ امر یا تدبیر میں ہو اور امر یا تدبیر کے اختیار  
 میں دیا اور یہ بھی ایک لفظ تفویض میں سے ہے چنانچہ کتاب میں فرمایا ہے اور واضح رہے کہ مفسر جمہر اس کے بعد  
 کی جگہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے استعمال کرتا ہو قال فی کتاب امر بالید کے یہ معنی ہیں کہ ذکر نفس  
 مشروط ہو یا جو اسکے قائم مقام ہو اور غیر مشروط ہو بعد امر بالید کے تفویض کی رجوع کا اختیار زمین نہ رہتا ہو اور اسکے  
 اور امور جو اختیار زمین اور مذکور ہوئے ہیں سوا اسکے ایک امر کے کہ تفسیر کی صورت اقتلا ایک اختیار زمین طلاق  
 کی نیست نہیں ہے۔ اور امر بالید میں شیخ ہی پیش تقدیر میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ  
 میں ہے اور اس سے طلاق کی نیست تھی پس اگر عورت نے شفا ہو تو جب تک اس مجلس میں ہے امر طلاق ایک اختیار  
 زمین رہے گا اور اگر عورت نے نہیں شفا ہو تو جب تک اسکو معلوم ہو یا خبر پہنچے تب امر طلاق اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا  
 یہ جیسا کہ عورت کا نہیں ہے معنی سامنے حاضر نہ تو ایسا کہنے میں دو صورتیں ہوں گی کہ اگر شوہر نے کلام کو  
 مطلق کہا ہو تو عورت کو اتنی مجلس تک اختیار نہ کرے گا اور اگر کسی وقت تک  
 سو قبت کیا پس اگر عورت کو وقت مذکور باقی ہو نہ کی حالت میں خبر پہنچے تو باقی وقت تک اسکو اختیار حاصل  
 ہوگا اور اگر وقت گذر جائے پھر اسکو علم ہوا تو کچھ اختیار نہ ہوگا یہ سراج الوداع میں ہے اور اگر عورت سے  
 کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے اور عورت نے طلاق کی نیست کی ہو پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو  
 ایک طلاق اختیار کیا تو میں طلاق واقع ہونگی یہ برابر ہیں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے  
 اور میں طلاق کی نیست کی اور عورت نے بھی میں طلاق اپنے آپ کو دیدیں تو میں طلاق واقع ہونگی اور اگر  
 موقوف دو طلاق کی نیست کی ہو تو ایک واقع ہونگی اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق  
 دی یا اپنے نفس کو اختیار کیا اور میں طلاق کا ذکر نہ کیا تو بھی میں طلاق واقع ہونگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں  
 اپنے نفس کو اختیار کیا یا اپنے نفس کو حرام کر دیا یا مثل اسکے اور الفاظ جو جواب ہونے کی صلا حیت  
 رکھتے ہیں کہ تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر عورت نے یوں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا حرام

مفسر جمہر  
 و تفسیر  
 جیسا کہ

۲۰  
 ۹۰





دیا ہو تو سمیع نہ ہوگا و یا کن اگر عورت نے حکم امر بالعیہ کے اپنے آپ کو طلاق دیدی پھر نہا بر اس امر مذکور سے کہ وقوع طلاق دو چوب نہ ہوگا و عموماً کیا تو سمیع ہوگا۔ اور عورت اس امر کے واسطے قاضی کے پاس ہر دفعہ بین کر سکتی ہو کہ قاضی اسکے شوہر پر جبر کرے کہ امر عورت اسکے ہاتھ میں دیدے یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے اس شرط پر کہ اگر میں کھڑا ہوں تو جو روکا کام اسکے ہاتھ میں ہو قرار دیا پھر خود کھڑا ہوا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ جس وقت اس عورت کو علیحدہ کر دیا جائے اس مجلس میں اسے آپ کو طلاق نہیں دی اور عورت نے مجلس علم میں طلاق دیدی تیسرے کا دعوے کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا۔ اور حاکم نے ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ میں نے کل تیرا کام تیرے ہاتھ دیا تھا مگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دلی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ جو چیز کہ وری میں ہو میرے جدا میجر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جو روکا امر اسکے ہاتھ میں دیا بشرطیکہ وہ جو اکیلے پھر وہ جو اکھلا پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تو نے تین روز سے معلوم کیا تھا مگر معامد ہونے کی مجلس میں تو نے اپنے آپ کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے ابھی جانا اور فی الفور اپنے کو طلاق دیدی پس قول اسکا قبول ہوگا تو فرمایا کہ عورت کا قول قبول ہوگا یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی جو روکا کام اسکے ہاتھ میں دیا پس اس نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے حرام ہو یا تو مجھے بائن ہو یا میں تجھے حرام ہوں یا میں تجھے بائن ہوں تو یہ سب طلاق ہیں۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو حرام ہو اور یہ نہ کہا کہ مجھے۔ یا کہا کہ تو بائن ہو اور یہ نہ کہا کہ مجھ سے تو یہ باطل ہو۔ اور اگر کہا کہ میں حرام ہوں اور یہ نہ کہا کہ مجھے یا کہا کہ میں بائن ہوں اور یہ نہ کہا کہ مجھ سے تو یہ سب طلاق ہیں یہ محیط میں ہو اور اگر ایک شخص نے طلاق میں اپنی جو روکا امر اسکے ہاتھ میں دیا پس اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی تو یہ باطل ہو چھپے شوہر خود اپنے آپ کو طلاق دیدے تو باطل ہوتی ہو یہ قاضی خان میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر میرے اختیار میں آج اور پرسوں ہو تو اس میں رات وقت میں داخل نہو گی چنانچہ اگر عورت نے رات میں طلاق دی تو واقعہ یہ ہوگی اور اگر اس روز کا تفویض کرنا اس نے رد کر دیا تو آج کی تفویض باطل ہوگی اور عورت کو پرسوں کی بابت اختیار رہیگا یہ ذخیرہ میں ہو اور اسی طرح اگر اس نے یوں کہا کہ آج کے روز میں نے یہ سب رد کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر میرے ہاتھ میں آج اور کل ہو تو تفویض میں رات بھی داخل ہوگی اور اسے آج کی تفویض رد کر دی تو اسکو کل بھی اختیار نہ رہیگا کذا فی الذخیرہ اور ولو الجیہ میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہوئے تاتا رہا نہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں آج دکل دیرسون پس عورت نے آج کی تفویض رد کر دی تو سب باطل ہو جائیگی اور اسکے بعد پھر اسکو یہ اختیار رہیگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ سے اطلاع میں روایت ہے کہ اگر شوہر نے کہا کہ تیرا امر آج تیرے ہاتھ میں ہو اور تیرا امر کل کے روز تیرے ہاتھ میں ہو یہ دو امر ہیں جسے کہ اگر عورت نے آج کے روز اپنے شوہر کو اختیار کیا یعنی اسکے ساتھ رہنا اختیار کیا تو جب کل کا روز ہوگا تو پھر اختیار اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا

اور یہی صحیح ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر عورت نے آج اپنے نفس کو اختیار کیا پس مطلقہ ہو گئی پھر کل کا روز اس نے سے پہلے شوہر نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا پھر کل کے روز اس نے چاہا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو اختیار کر سکتی ہے نہیں اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق پڑ جائیگی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امیر تیرے ہاتھ میں اس روز ہو کہ حسین فلان آوے تو یہ دن ہی دن پر ہوگا رات اس میں داخل نہوگی اور اگر فلان مذکور آیا اور عورت مذکورہ کو خبر نہ ہوئی یا تنگ کر آفتاب غروب گیا تو اختیار عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ عتا یہ میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں آج کل ہی پس عورت نے آج رد کر دیا تو یہ نفوذ میں باطل ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا امیر تیرے اختیار میں ایک دن یا ایک مہینہ یا ایک سال ہو یا کہا آج کے روز یا اس مہینہ یا اس سال ہو یا عرونی زبان میں یوں کہا کہ امیرک بیگم ایوم اولیٰ الشہر والسنۃ تو یہ نفوذ میں مقید نہیں نہ ہوگی بلکہ عورت کو اس پورے وقت میں اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر اس مجلس سے انکار ہو کر کسی یا بدو جو اب کے دوسرے کام میں مشغول ہو گئی تو بلا خلاف جب چاہے وقت باقی رہے گا تب تک عورت کا اختیار باطل نہوگا مگر فرق یہ ہو کہ اگر اس نے دن یا مہینہ یا سال کو بطور ذکر ذکر کیا تو عورت کو وقت کلام شوہر سے دوسرے دن یا مہینہ یا سال کی اسی گھڑی تک اختیار حاصل ہوگا اور اس صورت میں مہینہ یا سال کے شمار ہوگا اور اگر بطور مقرر ذکر کیا تو عورت کو باقی روز معلوم ماہ معلوم سال معلوم تک اختیار ہوگا اور اس صورت میں مہینہ یا سال کا ذکر نہ کرے اور جب عورت مذکورہ نے اس وقت ذکر کر میں ایک دفعہ اپنے نفس کو اختیار کیا تو پھر دوبارہ اپنے نفس کو اختیار نہیں کر سکتی ہو اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے شوہر کو اختیار کیا یا کہا کہ میں طلاق کو نہیں اختیار کرتی ہوں تو بعض جگہ مذکور ہو کہ بنا بر قول امام اعظم و امام شافعی کے اب پورے وقت تک اختیار اس کے ہاتھ سے نکل گیا جسے کہ بعد اسکے پھر اپنے نفس کو اختیار نہیں کر سکتی ہو اگر چہ وقت باقی ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں اس ماہ میں ہو پس اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو بنا بر قول امام اعظم و امام محمد کے عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے اس مجلس پر اختیار نہ رہا اور یہ نہیں ہو کہ دوسری مجلس میں بھی نہ رہا اور بعضی روایتوں میں اختلاف اسکے بعکس مذکور ہو مگر صحیح روایت وہی ہو جو اول مذکور ہوئی ہے قاضی خان کی شرح جامع حنفیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ امیر امیراتی فی فلان شہر یعنی میری چور کے امیر کا اختیار فلان کے ہاتھ میں ایک مہینہ ہو تو یہ مہینہ وہ قرار دیا جائیگا جو اس گفتگو سے آگے آتا ہو پس اگر فلان کو اس مہینہ بھر خبر نہ ہوئی یا نہ تک کہ مہینہ گزر گیا تو اختیار باطل ہو جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں ہمیشہ ہو پس عورت نے ایک مرتبہ یہ اختیار رد کر دیا تو باطل ہوگا۔ اور اگر چہ نے ذکر کیا ہو کہ اگر کہا کہ تیرا امیر تیرے ہاتھ میں آج کے روز یا ایک مہینہ ہو پس عورت نے اسکو رد کر دیا تو باقی مدت میں امام اعظم کے نزدیک اس کا اختیار باطل نہوگا یہ مقرر تاشی میں ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ اگر شوہر نے اپنی چور سے کہا کہ امیرک بیگم اس شہر یعنی تیرا امیر تیرے ہاتھ میں ہر ماہ ہو یا کہا کہ چاند کیچے ہو تو عورت کو



تو رنجی ہوگی۔ اور اگر غیر سے کہا کہ میری جوہر کو طلاق دیدے اور حال یہ ہو کہ میں نے اسکا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا یا کہا کہ اور میں نے اسکا کام تیرے ہاتھ میں کر دیا اور غیر مذکور نے طلاق دیدی تو دوسری طلاق پہلی کے سواے اور ہوگی اسوا سبب کے واسطے عطف کے آتا ہو اور اگر حرف قاذر کر کیا یعنی بلاغظین یا بغضا ذکر کیا تو وہ ایسی صورتوں میں بیان سبب کے واسطے ہوگا پس غیر مذکور کو فقط ایک طلاق کا اختیار ہوگا قال المتعجم یعنی کہا کہ میری جوہر کو طلاق دیدے تو یہ ایک طلاق ہی اور قولہ اور حال یہ ہو کہ میں نے اسکا امر تیرے اختیار میں دیا تو یہ دوسری طلاق ہی پس دو طلاق سپرد کیں اور اگر یوں کہا کہ میری جوہر کو طلاق دیدے کہ میں نے اسکا امر کا اختیار تیرے ہاتھ میں دیا یا پس میں نے اسکا امر کا اختیار تیرے ہاتھ دیا تو یہ ایک ہی طلاق کا اختیار رہیگا فافہم۔ پھر جب کہ آئینہ بخت واؤ ذکر کیا اور وکیل نے یعنی ہامور نے عورت کو اپنی اجلاس میں طلاق دیدی تو عورت بدو طلاق بائنہ ہو جائیگی اسوا سبب کے معطوف فقرہ ہے بین نقطہ امر کہ سبب اختیار دیا ہو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور جب ایک بائنہ ہوئی تو دوسری بھی بالضرور بائنہ ہوگی اسوا سبب کے معطوف فقرہ ہے جو ع کو سنے کا اختیار نہوگا۔ اور اگر وکیل مذکور نے اپنی مجلس سے آٹھ کلمے پڑھے ہونے کے بعد طلاق دیدی تو ایک طلاق رنجی واقع ہوگی اور اسی طرح یوں کہا کہ میری جوہر کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ میں دیا تو اسکو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہی نہ تھا جسے قاضی خان میں ہو۔ اور جامع میں ہو کہ اگر کسی سے کہا کہ میری جوہر کا امر تیرے ہاتھ میں ہو پس تو اسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اپنی مجلس سے آٹھ کلمے پڑھے پہلے اسکو طلاق دیدی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی الا اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر مرد مذکور مجلس سے آٹھ کلمے قبل اسکے کہ عورت کو طلاق دے تو امر مذکور باطل ہو گیا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اپنی عورت کو طلاق دیدے کہ اسکا امر تیرے ہاتھ میں ہو تو یہ قول اور قول سابق دونوں یکساں ہیں بیچھٹا میں ہو۔ اور مجموعۃ النوازل میں ہو کہ اگر شوہر نے کسی نکتے والے سے کہا کہ تو عورت کے واسطے یہ تحریر کر دے کہ اس عورت کا امر اسکے اختیار میں رہے گا جو کہ میں ہر گاہ بدون اسکی اجازت کے سفر کروں پس یہ اپنے تئیں ایک طلاق دیدے جسوقت چاہے پس عورت نے کہا کہ میں ایک نہیں چاہتی ہوں بلکہ تین طلاق کی درخواست کی اور شوہر نے اس سے انکار کیا اور دونوں میں اتفاق نہوا پھر شوہر بدون اسکی اجازت کے باہر چلا گیا تو ایک طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ فصول عادیہ میں ہی اور اگر اپنی جوہر کے امر کا اختیار جوہر یا کسی اجنبی کے ہاتھ میں دیا پھر شوہر کو جنوں طبق ہو گیا تو یہ اختیار باطل نہوگا اور اگر اپنی جوہر کے کام کا اختیار کسی طفل یا مجنون یا غلام یا کافر کے ہاتھ میں دیا تو جب تک وہ اپنی اس مجلس سے آٹھ کلمے نہو تب تک یہ اختیار اسکے ہاتھ رہیگا جیسا کہ لود عورت کو سپرد کر دینے میں ہوتا ہو اور اگر اپنی صغیرہ جوہر سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں ہو در حالیکہ وہ طلاق کی نیت رکھتا تھا پس صغیرہ مذکورہ نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو صحیح ہو اور طلاق واقع ہو جائیگی یہ فصول استروشی میں ہی اور اگر اپنی جوہر کا کام کسی معتد کے ہاتھ میں دیا تو صحیح ہو اور مقصود مجلس ہوگا الا یہ کہ اگر یوں کہہ دیا کہ جب چاہے اسکو طلاق دیدے یا جب چاہے اسکے نفس کو طلاق دیدے تو ایسا نہیں ہو۔ اور اگر امر عورت دیدے ہوں گے تو تین دیا تو دونوں میں سے ایک منفرد نہیں ہو سکتا یعنی ایک تنہا اسکو طلاق نہیں دے سکتا ہو پھر اگر دونوں نے کہا کہ ہمیں جوہر سے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



اپنی مجلس تفویض میں طلاق دی ہو اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو اس سے قسم لیا لیکن کروا اللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ ایسی ہی بات ہو۔ اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو پس دونوں میں سے ایک نے اسکو ایک طلاق دیدی اور دوسرے نے دو طلاق یا تین طلاق دیں تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ایک پر دونوں متفق ہوئے ہیں یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جوڑو کے امیر کا اختیار میرے ہاتھ دیتے رہے ہاتھ میں دیا کہ میں نے اسکے امیر کا اختیار اپنے ہاتھ میں کر دیا پھر مخاطب نے عورت کو کہہ کر وہ کو طلاق دی تو واقع ہوگی الا ائیں عدوت میں کہ شوہر اجازت دیدے یہ غلط نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری جوڑو کا امیر اللہ تعالیٰ اور تیسرے اختیار میں ہے یا کہا میں نے اپنی جوڑو کے امیر کا اختیار اللہ تعالیٰ اور تیسرے ہاتھ میں دیا اور امیر اس طلاق ہو پس مخاطب نے طلاق دیدی تو واقع ہوگی یہ کافی نہیں ہے۔ اور واقعی میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جوڑو کا امیر اسکے باپ سے ہاتھ میں دیا پس اسکے باپ نے کہا کہ میں نے اسکو قبول کیا تو مطلق ہو جائیگی یہ غلط نہیں ہے۔ اجناس ناظمی میں مذکور ہے کہ دومرون نے ایک مرد پر گواہی دی اور دونوں نے کہا کہ ہم دونوں کو ابھی دیتے ہیں کہ فلاں نے بہنوئی حکم دیا تھا کہ ہم اسکی جوڑو کو یہ بات چود چاد دیں کہ اسنے عورت کا امیر اسکے ہاتھ میں دیا ہے اور بہنوئی خبر پہنچی کہ اسکے بعد عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو دونوں کی گواہی جائز ہوگی۔ اور اگر دونوں نے کہا کہ ہم کو ابھی دیتے ہیں کہ فلاں نے جسے کہا کہ تم دونوں میری جوڑو کا امیر اسکے ہاتھ میں کر دوں ہم دونوں نے اسکا امیر اسکے ہاتھ میں کر دیا تو گواہی جائز نہیں ہے یہ فصول استروشنی میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ روایت ہے کہ اگر ایک مرد کی دو عورتیں ہوں پس اسنے کہا کہ تم دونوں کا امیر تم دونوں کے ہاتھ میں ہے تو جب تک دونوں متفق نہ ہوں گی تب تک وہ دونوں میں سے کوئی مطلق نہ ہوگی۔ اور اگر ایک عورت سے کہا کہ تیرا امیر ہے ہاتھ میں ہے اور اس جوڑو کا امیر تیرے ہاتھ میں ہے اسنے دوسری جوڑو کو طلاق دیدی پھر اپنے آپ کو طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ میری عورتوں کا امیر تیرے ہاتھ میں ہے یا کہا کہ میری جس عورت کو چاہیے طلاق دیدے تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ غلط نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری عورتوں میں سے کسی ایک عورت کا امیر تیرے ہاتھ میں ہے اور طلاق کی نیت کی پس اسنے ایک جوڑو کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اسکی نہیں بلکہ دوسری کی نیت کی تھی تو قضاء اسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا امیر ہے ہاتھ میں ہے یا اسکا امیر اسکے ہاتھ میں ہے اگر مخاطب نے یا دوسری نے اپنے آپکو طلاق دیدی تو دوسرا اختیار باطل ہو جائیگا اور اگر دونوں نے معاً اپنے آپکو طلاق دیدی تو دونوں میں سے ایک مطلق ہو جائیگی اور اسکا بیان شوہر کے ذمہ ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک فضولی نے دوسرے کی جوڑو سے کہا کہ میں نے تیرا امیر تیرے اختیار میں کر دیا پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر شوہر کو اسکی خبر پہنچی پس اسنے اس سب کی اجازت دیدی تو عورت کے اختیار کر لینے سے طلاق واقع نہوگی لیکن جس مجلس میں اسکو شوہر کی اجازت دینے کا حال معلوم ہوا ہو اس مجلس تک اسکو اختیار حاصل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر عورت نے خود کہا کہ میں نے اپنے امیر کو اپنے ہاتھ میں کر دیا اور اپنے نفس کو اختیار کر لیا پس شوہر نے اس سب کی اجازت دیدی تو طلاق واقع نہوگی لیکن اجازت دینے پر عورت کا امیر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا اور اگر عورت



کلام مبتدا قرار دیا جائیگا اور اگر بحرف فار ذکر کیا تو بلفظ بحرف فار مذکور ہو وہ تفسیر قرار دیا جائیگا بشرطیکہ  
تفسیر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اگر بالید کی تفسیر ہونے کی صلاحیت لفظ اختیار کو ہو اور اختیار کی تفسیر  
امر بالید سے نہیں ہو سکتی ہو۔ اور نیز امر بالید کی تفسیر امر بالید سے نہ ہوگی اور اسی طرح اختیار کی تفسیر اختیار سے  
نہوگی اس واسطے کہ کوئی بلفظ خود اپنی تفسیر نہیں ہو سکتا ہو اور جب تفسیر نہ ہو سکا تو مقدم کی علت قرار دیا جائیگا اور  
اگر علت بھی نہ ہو سکا تو معطوف قرار دیا جائیگا۔ اور اگر بحرف وا ذکر کیا تو واسطے عطف کے ہوتا ہو پس عطف  
ہوگا اور تفسیر نہ ہوگا اس واسطے کہ معطوف اپنے معطوف علیہ کی تفسیر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور جب  
ایک دوسرے پر عطف کیے گئے تو جو تفسیر آخرین مذکور ہوگی تو وہ سب کی تفسیر قرار دیا جائیگی بشرطیکہ  
ہو۔ اور اگر خبر و امر بالید کو مکمل دونوں حرف وا کے ذکر کیا اور آخرین تفسیر ذکر کی تو یہ تفسیر لفظ اسی کی ہوگی جو  
اسکے متصل ہو اور اسکے ماقبل کی ہوگی یہ غایت سروجی میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بیدک طلاق نفکس یا کہا  
کہ اختاری طلاق نفکس تیری امر تیرے ہاتھ میں ہے اسے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ اختیار کر تو اپنے نفس کو  
طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت  
نہیں کی تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور عورت پر کچھ واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے  
پس اختیار کر تو میں اپنے نفس کو طلاق دیدے اور جو روئے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے کہا کہ  
میں نے انہیں سے کسی سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور عورت پر ایک طلاق بانئ  
ہوگی اور یہ اس قول سے واقع ہوگی کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے مگر شوہر سے قسم لیا جائیگی کہ وائے میں نے اس سے  
تین طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر تو میں تیرا کام تیرے ہاتھ ہے پس اپنے نفس کو  
طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو  
امرک بیدک یعنی تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اس قول سے اسیر ایک طلاق بانئ واقع ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور  
اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر میں اپنے نفس کو  
طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک  
طلاق بانئ واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر اور  
اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر نے طلاق کی  
نیت نہ کی ہو تو عورت پر کچھ واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو تھیں  
لفظ کی وجہ سے عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی لیکن اگر شوہر نے اپنے اس قول سے کہ اپنے نفس کو  
طلاق دے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور اختیار  
کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہوگی اور اسی طرح اگر کہا  
کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور تو اختیار کر میں تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر اور تیرا کام تیرے ہاتھ ہے تیرے  
ہاتھ ہے تو بھی یہی حکم ہے کہ کچھ واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور تو اختیار کر میں اپنے نفس کو  
طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو عورت پر دو طلاق واقع ہوں گی مگر اسکے ساتھ شوہر سے

قسم لیا ہوگی کہ اسنے امر یا لہر سے تین طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اختیار کر اور تو اختیار کر  
پس اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس تو اپنے نفس کو طلاق  
دیدے تو بھی یہی حکم ہو گا یہ غایہ سرورجی میں ہو اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے  
ہاتھ ہی میں اپنے نفس کو طلاق دے تو امر ایک ہی ہو گا اور تیسرا جملہ اس امر کی تفسیر ہو گیا یہ جملہ میں  
ہو اور اگر کہا کہ اختیار کر تو پس اختیار کر کہ اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے  
نفس کو اختیار کیا تو وہ طلاق بائن ہوئی اور اسی طرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس تیرا امر تیرے  
ہاتھ ہو پس تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہو گا۔ اور اگر کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو  
طلاق دے اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہی میں ہو اور تیرے ہاتھ نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو وہ طلاق بائن  
واقع ہوئی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس تو اختیار کر کہ اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت  
نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا نہ کیا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو  
پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی یہ کافی میں ہو اور اگر کہا کہ تو اختیار  
کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو اور اپنے نفس کو طلاق دے پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا تو یکبارہ واقع ہوئی  
اور اگر اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوئی یہ محیط سرورجی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے  
ہاتھ ہو پس تو اختیار کر اور اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے یا پس اپنے نفس کو طلاق دے پس  
کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک بائنہ واقع ہوئی۔ اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے نیت  
نہ کی تھی تو اسکی قضیت نہ کیا ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا میں نے  
اختیار تیرے ہاتھ میں کر دیا پس تو اپنے نفس کو طلاق دے یا تو اپنے نفس کو طلاق دے پس میں نے اختیار تیرے  
ہاتھ میں کر دیا پس اسنے اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی اور اگر کہا  
کہ طلاق دے اپنے نفس کو پس اختیار کر کہ میں نے اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی  
اور اگر کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو وہ طلاق بائنہ واقع ہوئی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو اختیار کر  
اختیار کر اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے اور کچھ نیت در دہن کی ہو پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے  
نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر خاموش رہا پھر کہا کہ  
اپنے نفس کو طلاق دے آیا کچھ کافی نہیں ہو کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امر بائیں کچھ نیت  
نہیں کی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو واقع نہ ہوگی جہی کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے  
اپنے آپ کو طلاق دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس تو  
اختیار کر اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہو تو  
اختیار کر پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا کہا کہ تیرا  
امر تیرے ہاتھ ہو تو اختیار کر اور تو اختیار کر اور کچھ نیت نہ کی تو سبب حضور تین طلاق واقع ہوئی  
اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہو پس عورت نے اپنے



نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اگرچہ شوہر کی نیت ہو یا وہ ان کو فی قریبہ ہو مثلاً حالت غم اگر  
طلاق ہو تو بھی ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی  
اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا اور تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا  
تو دو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق ایسی طلاق سے کہ تین وجہ کا مالک ہے ہوں  
پس میں نے تین تطلیقات بائنہ میں تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا طلاق  
دی تو تین طلاق واقع ہوگی یہ کافی میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اور تو اختیار کر  
پس عورت نے اختیار کیا تو بائنہ طلاق واقع ہوگی اور اگر طلاق دی تو دو واقع ہوگی چنانچہ خشری میں ہوا اور اگر  
اپنی جورو سے کہا کہ تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے یا تاکہ تو اپنے نفس کو طلاق  
دے پس اس نے اپنے نفس کو طلاق دی تو بائنہ ہوگی یہ فعل استرضی میں ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طلاق دے  
یا تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو اختیار کر کے تب تک طلاق واقع  
ہوگی اور جب اسی مجلس میں اختیار کیا تو شوہر کو اختیار دیا جائیگا یا ہے ایک تطلیق سے طلاق واقع کرنا  
اختیار کر کے یا عورت کے اپنے نفس کو اختیار کرنے سے واقع کرے چنانچہ خشری میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امیر  
سے ہاتھ میں کر دیا پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس عورت سے کہا کہ تو اختیار کر  
تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت مذکور صحیح ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت سے انکار کیا اور ایک کا  
اقرار کیا تو اس سے قسم لیا کی یہ نایہ سروجی میں ہو اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس تو اپنے نفس کو  
کل طلاق سے تو یہ قول کہ میں اپنے نفس کو کل طلاق دے یہ شورہ ہو پس عورت کو اختیار ہو کہ فی الحال اپنے آپ کا  
طلاق دیدے یہ فعل عکاوید میں ہو اور اگر کہا کہ تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس تو اپنے نفس کو طلاق یا وقت سنت دیدے  
یا جب کل کا روز جو اوپر سے تو ایسی صورت میں عورت کو اختیار ہوگا کہ اسی مجلس میں اپنے آپ کو تین طلاق یا وقت  
اور سنت کی قید یا شرط مذکور مقرر یا نیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس تو اپنے نفس کو تین  
طلاق بائنہ سنت سے یا جو وقت کل کا رہا ہے تو ہے اور اگر مذکور سے کچھ نیت نہیں کی تو امر لغو ہوگا اور اس کے  
سوا سے جو کرے وہ بھی صحیح ہوگا پس عورت کو اختیار ہوگا چاہے اپنے آپ کو تین طلاق یا سنت دیدے یا جب کل کا روز  
ہو تب دیدے یہ کافی میں ہو جو تین معلق بشرط ہو یا تو وہ مطلق از وقت ہوگی یعنی وقت کی تقید نہ ہوگی یا تو  
ہوگی پس اگر مطلق ہو مثلاً کہا کہ جب طلاق آوے تو تیرا امیر سے ہاتھ میں کر دیا پس عورت اس کو فلاں شخص آیا تو جب اس کو فلاں کے آئے کے وقت  
اس کا حال معلوم ہوئے تو جس مجلس میں معلوم ہوا ہو اسی مجلس تک عورت کا امر اس کے ہاتھ میں رہیگا۔ اور اگر تفویض  
شرطیہ موقت ہو مثلاً کہا کہ جب پداوے تو تیرا امیر سے ہاتھ میں ایک روز ہو یا کہا کہ اسی روز ہو کہ جس روز وہ آوے  
تو عورت کو اس پورے روز تک خیار رہیگا بشرطیکہ اس کو زید کے آئے کا علم ہو جاوے لیکن بات اتنی ہو کہ جس  
صورت میں ایک روز بطور نکرہ ذکر کیا ہو عورت کو ایک روز کامل خیار رہیگا اور جس صورت میں بطور  
محررہ ذکر کیا ہو یعنی اس روز کے بعد زید آوے خیار ہو تو معرفہ کی صورت میں اس باقی روز تک خیار رہیگا  
اور عورت مذکور کے مجلس سے اٹھنے سے خیار باطل ہوگا اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اس تمام وقت میں ایک بار سے

[illegible]

زیادہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر عورت کو زیر کے آنے کا حال معلوم ہوا یا شک کہ وقت گزر گیا تو اسکو اس نفوض کی رو سے بھی اختیار ہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ میری جو رو کا امر فلان کے ہاتھ ایک ماہ اور تو جس وقت یہ لفظ کہتا ہے اس سے متصل اگلا جو عینہ آتا ہے وہی یہ عینہ قرار دیا جائیگا اور اس عینہ کے گزرنے سے یہ نفوض باطل ہو جائیگی اگرچہ فلان کو اس نفوض کا علم نہ ہو۔ اور اگر کہا کہ جب یہ عینہ گزر جائے تو میری عورت کا امر فلان کے ہاتھ ہو پھر یہ عینہ گزر گیا تو فلان کو اپنی مجلس علم میں یہ اختیار حاصل ہوگا اگرچہ وہ عینہ گزرنے کے بعد اسکو آگاہی ہو اس سے پہلے کہ نفوض نہ ہو اس عینہ کے گزرنے پر یہ عینہ ہی امر معلق بشرط ہو وہ شرط پائی جانے کے وقت منسل کے ہو جائے اور اگر بعد منسل بعد عینہ گزرنے کے فلان کو نفوض کرے تو فلان کو اپنی مجلس بھری اختیار ہوگا پس ایسا ہی اس صورت میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری جو رو کا امر عینہ گزرنے کے فلان و فلان کے اختیار میں ہے۔ پھر ایک عینہ گزر گیا پھر دونوں میں سے ایک کو معلوم ہوا اور وہ طلاق دینے سے پہلے مجلس سے اٹھ کر ہوا تو امر مذکور باطل ہو جائیگا اور اگر اس نے طلاق دیدی تو وہ وقت تک یہاں تک کہ دوسرے کو اس نفوض کا علم ہو پس اگر اس نے اپنی مجلس علم میں طلاق دیدی تو واقع ہو جائیگی ورنہ باطل ہوگی یہ عینہ سب سے پہلے ہی۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ اگر تو مجھے میرا قرضہ ایک عینہ تک ادا کرے تو تیری جو رو کا امر میرے ہاتھ ہوگا پس قرضدار نے کہا کہ ایسا ہی ہو پھر شرط پائی گئی کہ قرضدار نے ادا کیا تو قرضہ اہ کو اختیار حاصل ہوگا کہ اسکی جو رو کو طلاق دیدے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب فلان عینہ آوے تو اس میں سے ایک روز تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا کہا کہ روز جمعہ کے ایک گھنٹے تیرا امر تیرے ہاتھ ہو اور اگر کچھ نہ کہتی تو یہ عینہ میں سے ایک گھنٹے میں یہ لفظ کہتا ہے اگر اتنی مجلس میں یہ روز یا یہ ساعت بیان کر دی تو اس کے بیان پر کہنا جائیگا یہ عینہ میں ہو یقینی میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ جب جائے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس اگر عورت کو معلوم ہوا کہ جائز ہوا ہے مگر اس نے اپنے نفس کو اس مجلس میں اختیار نہ کیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل جائیگا اور اگر چاند کے چند روز بعد عورت آئی اور کہا کہ مجھے چاند کا حال معلوم نہیں ہوا تھا میں اگر عورت کوئی ایسی بات لائی کہ میری رائے میں وہ سچی معلوم ہوئی تو میں اسکو اسپر قسم دلاؤنگا اور اسکا قول قبول کرونگا اور اختیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اگر ایسی بات لائی کہ مجھے اس میں جھوٹی معلوم ہوئی تو میں اسکا قول قبول نہ کرونگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ جس وقت میں دوسری عورت سے تیرے اور نہ نکاح کروں تو اس عورت کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ ہو پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا بائنہ طلاق دیدی یا تین طلاق دیدی تو اس عورت سے نکاح کیا تو اس دوسری عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور اگر فلان کہا کہ جب میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسکا امر تیرے ہاتھ ہو اور یہ نہ کہا کہ تیرے اوپر پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا تین طلاق دیدی پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اسکا امر پہلی عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جس وقت میں اس نکاح میں تیرے اوپر دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسکا امر تیرے ہاتھ میں ہوگا یا تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہوگا پھر شرط ہونے اس عورت کو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر دوبارہ نکاح کیا پھر اس دوسری عورت سے بیاہ لایا تو امر نہ کورائے ہاتھ میں نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ان زوجت علیک دست فی نکاحی و انت

اور اگر عورت سے نکاح کیا تو اس دوسری عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور اگر فلان کہا کہ جب میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسکا امر تیرے ہاتھ ہو اور یہ نہ کہا کہ تیرے اوپر پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا تین طلاق دیدی پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اسکا امر پہلی عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جس وقت میں اس نکاح میں تیرے اوپر دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسکا امر تیرے ہاتھ میں ہوگا یا تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہوگا پھر شرط ہونے اس عورت کو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر دوبارہ نکاح کیا پھر اس دوسری عورت سے بیاہ لایا تو امر نہ کورائے ہاتھ میں نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ان زوجت علیک دست فی نکاحی و انت

فی نکاحی فامک بیکہ اگر میں تجھ پر دوسری عورت سے نکاح کر دین اور امیکہ تو میرے نکاح میں ہو جائے تاکہ  
 کہ تو میرے نکاح میں ہو پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر اسکو طلاق بائن دیدی یا خلع دیدیا پھر اس سے نکاح کیا پھر  
 اسکے اوپر دوسرا نکاح کیا تو اس قول کی صورت میں کہ مادامیکہ تو میرے نکاح میں ہو عورت مذکورہ کے ہاتھ میں  
 اسکا امر نہ جائیگا قال المترجم ظاہر مادام میں حتی پیشگی کا لحاظ کیا گیا ہو کہ ہر چند اسوقت یہ عورت اسکے  
 نکاح میں ہو مگر پیوستہ نہیں رہی بلکہ بچ میں طلاق یا خلع پایا ہو فافہم اور اس قول کی صورت میں کہ جب تک  
 تو میرے نکاح میں ہو بھی ایسا ہی ہر بنا بر روایت کتاب لایان منکر کرخی رحمہ اللہ کہ اس منکر کی کتاب لایان  
 میں مذکور ہو کہ مادامت واکنت دونوں یکساں ہیں اور جو دفع التنازل میں ان دونوں میں فرق کیا ہو اور اشارہ کیا  
 ہو کہ واکنت کی صورت میں جبکہ عورت کو خلع دینے کے بعد پھر اس سے نکاح کرنے کے بعد اس پر دوسرا نکاح کیا تو  
 عورت مذکورہ شمار ہوگی اسکا کہ کون بعد کون کے ہو سکتا ہو یعنی ایک ہو یا اگر جاتا رہے تو پھر اسکے بعد  
 ہونا تحقق ہو سکتا ہو اور دینے سے بعد دیکھتے ہیں کہ نہیں ہو سکتی ہو یعنی پیشگی اگر چاہی رستہ اور قطع ہو جاوے تو  
 میرے پیشگی نہیں پیدا ہو سکتی ہو یہ فعل اس پر مبنی ہے کہ وہ نکاح میں ہو یعنی اگر چاہے وہ نکاح میں نہ ہو یا نکاح  
 ہو اگرچہ فقط داخل نہیں مذکور ہو پس واکنت کو مبنی مادامت کہتے ہونا چاہیے پس مادامت واکنت حتی واحد ہونے اگرچہ  
 فقط فرق ہوا بنا برین فرق محل تامل ہو واللہ تعالیٰ اعلم یا بعد اہل وکمال فرق تیرہ سہا سی قائم ہو کہ جو مترجم نے کیا ہے  
 یہ تامل اس ترجمہ میں بھی ضروری ہو بلکہ مبنی ان پر اے لیوا فذلک کل الوجہ فلینال اس کا کس قسم سے اپنی جہ و کمال اسکے ہاتھ میں  
 کر دیا بشرط آنکہ اس پر دوسری عورت سے نکاح کرے بعد اس عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ تو نے فلاں سے نکاح  
 نکاح کیا ہو اور فلاں مذکورہ حاضر ہو کہتی ہو کہ میں نے اپنے نفس کو اس عورت کے نکاح میں دیا ہو اور گواہوں نے  
 نکاح کی گواہی دی تو یہ عورت نشان ہو جائیگی اور اگر فلاں مذکورہ غائب ہے پس اس عورت نے شوہر پر گواہ قائم  
 کیے کہ تو نے پھر فلاں نہ بنت فلاں بن طلاق سے نکاح کیا ہو اور میرا امر میرے قبضہ میں ہو گیا پس آیا اس عورت کی  
 سعادت ہوگی یا نہ ہوگی تو اس میں دو روایتیں ہیں اور صحیح یہ ہے کہ سعادت نہ ہوگی اس واسطے کہ فلاں مذکورہ پر  
 اثبات نکاح کے واسطے یہ عورت مذکورہ نہیں ہو یہ فعلی عام یہ میں ہو اور اگر عورت سے کہہ کہ اگر تیرے وارثین غل  
 ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر اسکو ایک طلاق بائنہ دیدی یا دو طلاق بائنہ دیدیں اور اگر مذکورہ غل نہ ہوگا جسے  
 اگر پھر اس سے نکاح کیا پھر وہ وارثین داخل ہوئی تو امر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا خواہ عورت مذکورہ سے عدلیان  
 نکاح کیا ہو یا بعد القضا سے عدلت کے اور اور خواہ مذکورہ ہو یا غیر مذکورہ ہو چنانچہ اگر غیر مذکورہ ہے بھی پھر نکاح کیا  
 پھر اسے اپنے آپکو طلاق دی تو واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو اور اگر اپنی عورت سے نکاح کرے تو فلاں شخص کے وارثین  
 داخل ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر وہ فلاں کے وارثین گئی پھر اپنے نفس کو طلاق دی پس اگر اس شخص سے جہان لایان  
 داخل ہونے والی قرار دی گئی ہو تو وہ بولے سے پہلے اپنے نفس کو طلاق دی تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر وہ مقدم ہو  
 اپنے نفس کو طلاق دیدی تو مطلقہ نہ ہوگی یہ پہلے میں ہو یعنی میں نکاح ہو کہ اگر اپنی عورت سے کہہ کہ اگر میں اپنے  
 غائب ہو پس تو میری فیہبت میں ایک دن یا دو دن ٹھہری تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ  
 ایک روز ٹھہری تو اسکا امر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا اور ایسی صورت میں دونوں باتوں میں سے اول بات چلے گی

سے نکاح کیا ہو یا بعد القضا سے عدلت کے اور اور خواہ مذکورہ ہو یا غیر مذکورہ ہو چنانچہ اگر غیر مذکورہ ہے بھی پھر نکاح کیا پھر اسے اپنے آپکو طلاق دی تو واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو اور اگر اپنی عورت سے نکاح کرے تو فلاں شخص کے وارثین داخل ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر وہ فلاں کے وارثین گئی پھر اپنے نفس کو طلاق دی پس اگر اس شخص سے جہان لایان داخل ہونے والی قرار دی گئی ہو تو وہ بولے سے پہلے اپنے نفس کو طلاق دی تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر وہ مقدم ہو اپنے نفس کو طلاق دیدی تو مطلقہ نہ ہوگی یہ پہلے میں ہو یعنی میں نکاح ہو کہ اگر اپنی عورت سے کہہ کہ اگر میں اپنے غائب ہو پس تو میری فیہبت میں ایک دن یا دو دن ٹھہری تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ ایک روز ٹھہری تو اسکا امر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا اور ایسی صورت میں دونوں باتوں میں سے اول بات چلے گی

لگایا جاتا ہے۔ ایک شخص نے اپنی جہر و گیمہ یا تہمین اسکا امر اس شرط سے دیا کہ اگر وہ اس عورت سے اتنی مدت غائب ہو جاوے تو عورت کا امر اسکے ہاتھ ہو کہ اپنے نفس کو جب چاہے طلاق دیدے پھر اس مدت مذکورہ غائب رہا مگر اس مدت کے آخر روز میں حاضر ہو گیا پھر ان کو دیکھا تو یہ عورت خود غائب ہو گئی یہاں تک کہ یہ مدت مذکورہ پوری تمام ہو گئی تو شیخ امام اُستاد رحمۃ اللہ نے فتویٰ دیا کہ عورت کا امر اسکے اختیار میں ہے اور قاضی امام فخر الدین رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا کہ اگر مرد نہ کور اس عورت کی جگہ جانتا ہو کہ کمان ہو تو عورت کا امر اسکے ہاتھ نہ ہوگا۔ اور فرمایا کہ یہ وقت نہ ہو کہ عورت مدخل ہو اور اگر غیر مدخل ہو تو غیر مدخل سے اتنی مدت تک غائب ہونے سے اسکا امر اسکے ہاتھ نہ ہوگا اور اگر مدخل ہو اور اس سے اتنی مدت تک غائب رہا لیکن وہ شہر میں رہا مگر اسکے گھر نہیں آتا تو عورت کا امر اسکے ہاتھ نہیں ہو جائیگا اور فرمایا کہ ایسا ہی شیخ قاضی امام نے فتویٰ دیا ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تین کو پھر پھر یا اسے غائب ہو جائے تو عورت کا امر اسکے ہاتھ نہیں ہو جائیگا یہی وہ شہر ہے مگر اگر اطلاق و ہارت میں ہو پھر اسے غائب ہو جائے تو عورت کا امر اسکے ہاتھ نہیں ہو جائیگا یہی وہ شہر ہے امام فخر الدین نے مذکور ہو کہ اگر ایک شخص نے اپنی جہر و گیمہ یا تہمین اس شرط سے دیا کہ جب وہ اس عورت سے بخارائے مکان میں رہے تو عورت کا امر اسکے ہاتھ نہ ہوگا یہی وہ شہر ہے کہ ایک شخص نے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وہ بخارائے وہ زمین تک غائب رہا لیکن یہ امر اس عورت سے مدخل کرنے سے پہلے واقع ہوا اور عورت نے قبل اسکے مدخل ہونے کے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو طلاق نہ پڑیگی اس واسطے کہ وہ عورت سے ایسے مکان سے غائب نہیں ہوا تین دن رہے تھے ایسے مکان سے تین دن رہے ہوں یہ مراد ہوتی ہے کہ مکان سکونت و ازواج ہو یہ فصول ستر و شش میں ہو قال لست جہم ہمارے عرف میں مکان سے پہنچی ملازمین ہوتے ہیں پس اگر یہی علت عدم طلاق ہو تو واقع ہونا چاہیے ہو فلیتأمل۔ اور اگر کہا کہ میں بخارائے غائب ہوں تو واضح رہے کہ بخارائے خاص فیصہ پر طلاق ہوتا ہے یہ اکثر شائع کا قول ہے اور امام شری نے فرمایا کہ کر تہ سے قریب تک سب بخارائے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں بلکہ بخارائے تری بلا جائزیت تکلم میں تو تہمیر سے ہاتھ جو جب چاہے تو طلاق دیدے پھر خود کو کہہ دے کہ اگر وہاں دو دن رہا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ وجہ کروری میں تو شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں اس شہر سے غائب ہو جاؤں اور میرے غائب ہونے پر جو زمین گذرین تو میری جہر و گیمہ یا تہمیر سے ہاتھ جو حتیٰ کہ تو اسکا اسکے باقی نہ رہے اور نفقہ عدت کے عوض خلع کرے پھر وہ غائب ہوا اور چھ مہینہ تک نہ آیا تو شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ توکیل مطلق ہو حتیٰ کہ اگر غیر مذکور مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو باطل نہ ہوگی اور ان کے سوا کسی اور شرط سے تہمیر و بخارائے فتویٰ دیا کہ یہ تعلیق ہو حتیٰ کہ مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہوگی اور یہی صحیح ہے کہ تہمیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جہر و گیمہ یا تہمین اسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ اگر وہ عورت کو اتنی چیز ایسے وقت نہ دے تو عورت کو اختیار ہو جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وقت گذر گیا اور عورت نے اپنے تئیں طلاق دیدی پھر دو دن کے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت کو اس وقت پر چیز مذکور دیدی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو طلاق کے حق میں مشوہہ کا قول قبول ہوگا حتیٰ کہ اس پر تو طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور ان مسئلہ کی اصل وہ مسئلہ ہے جو فقہی میں مذکور ہو کہ

یہ مسئلہ فقہی میں مذکور ہے کہ اگر عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر خود کو کہہ دے کہ اگر وہاں دو دن رہا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ وجہ کروری میں تو شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں اس شہر سے غائب ہو جاؤں اور میرے غائب ہونے پر جو زمین گذرین تو میری جہر و گیمہ یا تہمیر سے ہاتھ جو حتیٰ کہ تو اسکا اسکے باقی نہ رہے اور نفقہ عدت کے عوض خلع کرے پھر وہ غائب ہوا اور چھ مہینہ تک نہ آیا تو شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ توکیل مطلق ہو حتیٰ کہ اگر غیر مذکور مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو باطل نہ ہوگی اور ان کے سوا کسی اور شرط سے تہمیر و بخارائے فتویٰ دیا کہ یہ تعلیق ہو حتیٰ کہ مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہوگی اور یہی صحیح ہے کہ تہمیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جہر و گیمہ یا تہمین اسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ اگر وہ عورت کو اتنی چیز ایسے وقت نہ دے تو عورت کو اختیار ہو جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وقت گذر گیا اور عورت نے اپنے تئیں طلاق دیدی پھر دو دن کے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت کو اس وقت پر چیز مذکور دیدی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو طلاق کے حق میں مشوہہ کا قول قبول ہوگا حتیٰ کہ اس پر تو طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور ان مسئلہ کی اصل وہ مسئلہ ہے جو فقہی میں مذکور ہو کہ



ایک شخص نے اپنی جوڑو کے باپ سے کہا کہ اگر میں چالیس روز تک تیرے پاس نہ آؤں تو میری جوڑو کا امر تیرے  
 ہاتھ ہو پھر حسب اسکی اس گفتگو کی گفٹی سے چالیس دن مع رات گزر گئے تو عورت کا امر اس کے باپ کے ہاتھ  
 ہو گا جب تک وہ اپنی اس مجلس میں ہو پھر اگر شوہر نے اس کے جوڑو دعویٰ کیا کہ میں تیرے پاس آیا تھا اور عورت  
 کے باپ نے کہا کہ تو میرے پاس نہیں آیا تو شوہر کا قول قبول ہو گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اس کے ہاتھ ہے  
 شرط سے دیا کہ اگر مرد اس عورت سے تین مہینہ غائب ہو گیا اور عورت کو اس کا نفقہ نہ پہنچا پس وہ اپنے کو حسب  
 طلاق دیدے پس مرد نے اسکو پکڑا اور بھیجے تو شوہر نے فرمایا کہ اگر اس عورت کا نفقہ پورا نہ ہو تو عورت  
 کا امر عورت کے ہاتھ ہو جائیگا اور اگر نفقہ کی چیز مقدار سفر و سفر ہو اور عورت نے اپنا نفقہ شوہر کو پہنچا کر دیا پھر عورت  
 گزر گئی اور عورت کو اس کا نفقہ نہ پہنچا تو عورت کا امر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور امام اعظمی رحمہ اللہ نے کہا کہ عورت  
 کے نزدیک قسم قلع ہو گی اور اگر عورت نے نفقہ نہیں کیا ہو مگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو نفقہ بھیجا ہے  
 اور اسکو چھوٹ گیا اور عورت نے انکار کیا تو پانچ مہینے کے شوہر کا قول قبول ہوا ورنہ کہا کہ میں نے قاضی امام استاد  
 فخر الدین سے ایسا ہی سنا ہے پھر بعد مدت کے انہوں نے اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہو گا  
 اور ایسا ہی ہر جگہ جہاں ایفاء حق کا دعویٰ ہو یہی حکم ہو گا اور یہ قول استریشی میں ہے کہ عورت کا قول قبول ہو گا اور  
 یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے اور ذخیرہ میں بوالہ نقیہ مذکور ہے کہ اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر میں اس مہینے میں تجھے تیرا  
 نفقہ نہ بھیجوں تو تو طالق ہو یا کہا کہ اگر میں تجھے اس مہینہ کا تیرا نفقہ نہ بھیجوں تو تو طالق ہو پس اسے ایک آدمی کے  
 ہاتھ اس کا نفقہ روانہ کیا اور وہ اپنی کے ہاتھ میں ضائع ہو گیا تو مرد مذکور حائضہ نہ ہو گا اس واسطے کہ اسے ضرور  
 روانہ کیا ہو یہ قول استریشی میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اس کے ہاتھ دیا کہ حسب چاہے ایک طلاق دیدے بشرطیکہ  
 عورت کا نفقہ اسکو نہ پہنچے یہاں تک کہ یہ مہینہ گزر جاوے پس اس کا نفقہ ایک مرد کے ہاتھ بھیجا مگر مرد مذکور نے  
 اس عورت کا مکان نہ پایا حتیٰ کہ بعد مہینہ گزر جانے کے عورت کو دیا تو قاضی استریشی نے جواب دیا ہو کہ عورت  
 کو اختیار ہو گا کہ چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کرے۔ و فیہ نظر اپنی اس میں اعتراض ہے اس واسطے کہ اگر نفقہ اپنی کے  
 ہاتھ میں ضائع ہو گیا تو عورت کا امر اس کے اختیار میں نہیں ہوتا ہو اس وجہ سے کہ شرط یہ تھی کہ ارسال نہ کرے اور یہاں  
 صورت یہ ہو کہ اسے بھیج دیا ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے بعد دس روز کے پانچ دینار نہ پہنچاؤں  
 تو تیرا امر ایک طلاق میں تیرے ہاتھ ہو حسب چاہے پھر یہ ایام گزر گئے اور شوہر نے نفقہ اسکو نہ بھیجا پس اگر شوہر نے  
 اس سے فی الفور کی نیت کی ہو تو عورت کو اپنے آپ پر طلاق واقع کرنے کا اختیار ہو گا۔ اور اگر  
 فی الفور کی نیت نہیں کی تو عورت واقع نہیں کر سکتی ہو یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مرد چاہے یہ  
 چیز کر دے میں ہے۔ ایک شخص نے سمرقند سے اپنی جوڑو کے پاس سے غائب ہونے کا قصد کیا پس عورت  
 نے اس سے نفقہ کا سلا لیا پس اس نے کہا کہ اگر میں کس سے تیرا نفقہ دس روز تک نہ بھیجوں تو تیرا امر تیرے  
 ہاتھ میں ہو تا کہ تو حسب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر دس روز گزرنے سے پہلے عورت کا نفقہ اسکو  
 روانہ کیا و لیکن کس سے نہیں بلکہ کسی دوسرے مرفوع سے بھیجا پس آیا امر عورت اس کے ہاتھ میں ہو جائیگا یا نہ ہو گا  
 تو قاضی نے ظہیر الدین بن ایسی بات مذکور ہو جو اس امر پر دلالت کرتی ہو کہ عورت کا امر اس کے ہاتھ میں

ایک شخص نے اپنی جوڑو کے باپ سے کہا کہ اگر میں چالیس روز تک تیرے پاس نہ آؤں تو میری جوڑو کا امر تیرے ہاتھ ہو پھر حسب اسکی اس گفتگو کی گفٹی سے چالیس دن مع رات گزر گئے تو عورت کا امر اس کے باپ کے ہاتھ ہو گا جب تک وہ اپنی اس مجلس میں ہو پھر اگر شوہر نے اس کے جوڑو دعویٰ کیا کہ میں تیرے پاس آیا تھا اور عورت کے باپ نے کہا کہ تو میرے پاس نہیں آیا تو شوہر کا قول قبول ہو گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اس کے ہاتھ ہے شرط سے دیا کہ اگر مرد اس عورت سے تین مہینہ غائب ہو گیا اور عورت کو اس کا نفقہ نہ پہنچا پس وہ اپنے کو حسب طلاق دیدے پس مرد نے اسکو پکڑا اور بھیجے تو شوہر نے فرمایا کہ اگر اس عورت کا نفقہ پورا نہ ہو تو عورت کا امر عورت کے ہاتھ ہو جائیگا اور اگر نفقہ کی چیز مقدار سفر و سفر ہو اور عورت نے اپنا نفقہ شوہر کو پہنچا کر دیا پھر عورت گزر گئی اور عورت کو اس کا نفقہ نہ پہنچا تو عورت کا امر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور امام اعظمی رحمہ اللہ نے کہا کہ عورت کے نزدیک قسم قلع ہو گی اور اگر عورت نے نفقہ نہیں کیا ہو مگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو نفقہ بھیجا ہے اور اسکو چھوٹ گیا اور عورت نے انکار کیا تو پانچ مہینے کے شوہر کا قول قبول ہوا ورنہ کہا کہ میں نے قاضی امام استاد فخر الدین سے ایسا ہی سنا ہے پھر بعد مدت کے انہوں نے اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہو گا اور ایسا ہی ہر جگہ جہاں ایفاء حق کا دعویٰ ہو یہی حکم ہو گا اور یہ قول استریشی میں ہے کہ عورت کا قول قبول ہو گا اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے اور ذخیرہ میں بوالہ نقیہ مذکور ہے کہ اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر میں اس مہینے میں تجھے تیرا نفقہ نہ بھیجوں تو تو طالق ہو یا کہا کہ اگر میں تجھے اس مہینہ کا تیرا نفقہ نہ بھیجوں تو تو طالق ہو پس اسے ایک آدمی کے ہاتھ اس کا نفقہ روانہ کیا اور وہ اپنی کے ہاتھ میں ضائع ہو گیا تو مرد مذکور حائضہ نہ ہو گا اس واسطے کہ اسے ضرور روانہ کیا ہو یہ قول استریشی میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اس کے ہاتھ دیا کہ حسب چاہے ایک طلاق دیدے بشرطیکہ عورت کا نفقہ اسکو نہ پہنچے یہاں تک کہ یہ مہینہ گزر جاوے پس اس کا نفقہ ایک مرد کے ہاتھ بھیجا مگر مرد مذکور نے اس عورت کا مکان نہ پایا حتیٰ کہ بعد مہینہ گزر جانے کے عورت کو دیا تو قاضی استریشی نے جواب دیا ہو کہ عورت کو اختیار ہو گا کہ چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کرے۔ و فیہ نظر اپنی اس میں اعتراض ہے اس واسطے کہ اگر نفقہ اپنی کے ہاتھ میں ضائع ہو گیا تو عورت کا امر اس کے اختیار میں نہیں ہوتا ہو اس وجہ سے کہ شرط یہ تھی کہ ارسال نہ کرے اور یہاں صورت یہ ہو کہ اسے بھیج دیا ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے بعد دس روز کے پانچ دینار نہ پہنچاؤں تو تیرا امر ایک طلاق میں تیرے ہاتھ ہو حسب چاہے پھر یہ ایام گزر گئے اور شوہر نے نفقہ اسکو نہ بھیجا پس اگر شوہر نے اس سے فی الفور کی نیت کی ہو تو عورت کو اپنے آپ پر طلاق واقع کرنے کا اختیار ہو گا۔ اور اگر فی الفور کی نیت نہیں کی تو عورت واقع نہیں کر سکتی ہو یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مرد چاہے یہ چیز کر دے میں ہے۔ ایک شخص نے سمرقند سے اپنی جوڑو کے پاس سے غائب ہونے کا قصد کیا پس عورت نے اس سے نفقہ کا سلا لیا پس اس نے کہا کہ اگر میں کس سے تیرا نفقہ دس روز تک نہ بھیجوں تو تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہو تا کہ تو حسب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر دس روز گزرنے سے پہلے عورت کا نفقہ اسکو روانہ کیا و لیکن کس سے نہیں بلکہ کسی دوسرے مرفوع سے بھیجا پس آیا امر عورت اس کے ہاتھ میں ہو جائیگا یا نہ ہو گا تو قاضی نے ظہیر الدین بن ایسی بات مذکور ہو جو اس امر پر دلالت کرتی ہو کہ عورت کا امر اس کے ہاتھ میں

ترجمہ

ہو جائیگا چنانچہ فتاویٰ میں ذکر کیا ہو کہ اگر مرد نے کہا کہ اگر تین تیرا نفقہ کر مینہ سے دس روز تک بھجورن تو تو طلاق ہو پھر دس روز گزرنے سے پہلے دوسرے موقع سے روانہ کیا تو قسم میں حائض ہو جائیگا فیصلہ عیادہ میں ہو اگر کہا تجھے تیرا نفقہ دس روز میں نہ پہنچے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر ان آیات میں عورت مذکورہ نے نشوونما لینے سرکشی کی مثلاً بلا اجازت شوہر کے اپنے باپ کے یہاں چلی گئی اور اسکو نفقہ نہ پہنچا تو امر بایں کے حکم سے عورت بطلاق واقع ہوگی یہ بھرا لائی میں ہو اگر کہا کہ میں تجھے غائب ہو جاؤں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر کسی ظالم نے اسکو قید کر لیا تو عورت کا امر اس کے ہاتھ میں نہ ہوگا اور شیخ نے فرمایا کہ اگر ظالم نے اسے چاہنے کے واسطے جبر کیا پس وہ خود چلا گیا تو عورت کے ہاتھ میں اسکا امر ہو جائیگا یہ وجہ کروری میں ہے اور اگر عورت کے ہاتھ اسکا امر پرین شرط کر دیا کہ جب وہ اس عورت کو بلا جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پھر اسکو مارا پھر دونوں نے اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ میں نے جرم پر مارا ہو تو قول خود ہر کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے ایک شخص نے اپنی جوہر کا امر اس کے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب اسکو بغیر جرم مارے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے پھر عورت بغیر حکم دا اجازت شوہر کے گھر سے باہر چلی گئی پس شوہر نے اسکو مارا تو بعض نے فرمایا ہو کہ اگر شوہر اسکا منہ چل ادا کر چکا ہو تو عورت کے اختیار میں اسکا امر نہ ہوگا اور اگر منہ چل اسکو ادا نہیں کیا ہو تو عورت کو اختیار ہو کہ اسکی بلا اجازت اپنے باپ کے گھر چلی جائے اور منہ چل وصول کرنے کے لیے اپنے نفس کو شوہر سے باز رکھے پس ہر طرح جرم نہ ہوگا اور شیخ امام فقیر الدین مرغینانی نے بلا تفصیل فتوے دیئے تھے کہ عورت شوہر کے ہاتھ میں اسکا امر نہ ہوگا اور فرماتے تھے کہ عورت کا گھر سے باہر جانا مطلقاً جرم ہو اور اول اوج ہو یہ محیط میں ہے عورت سے کہا کہ اگر عید تک میں تجھے دودینار نہ دوں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس عورت نے قرضہ لیا اور شوہر پر اٹھا دیا پس اگر شوہر نے اس مدت گزرنے سے پہلے قرضہ خواہ کو یہ مال دیدیا تو عورت کو ایقاع طلاق کا اختیار ہوگا اور اگر ادا نہ کیا تو ایقاع کا اختیار ہر گاہ عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو بشرطیکہ میں شہر سے نکلاؤں والا تیری اجازت سے نکلاؤں پھر وہ شہر سے نکلا اور عورت بھی اس کے پہنچانے کو باہر نکلی تو یہ امر عورت کی طرف سے اجازت نہیں ہے اور اگر عورت سے اجازت مانگی پس عورت نے اشارہ کیا تو اسکا حکم ذکر نہیں فرمایا ہو یہ وجہ کروری میں ہے اور میرے جد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جوہر کا امر اس کے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ وہ جو کچھ کہے اس نے جہاں چاہے عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تین روز ہونے جب سے مجھے معلوم ہوا مگر تو نے جس مجلس میں جانا تھا اس میں اپنے نفس کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تجھے ابھی معلوم ہوا پس میں نے فی الفور طلاق دی ہو تو فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا فیصلہ عیادہ میں ہے ایک شخص نے کہا کہ اگر میں کوئی نشہ پیوں یا تجھ سے غائب ہوں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر ان دونوں باتوں میں ایک بات پائی گئی پس عورت نے اپنے آپ کو طلاق دی پھر دوسری بات پائی گئی تو اب عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے تین دوسری طلاق دے۔ اور اگر کہا کہ اگر تین ہی تجھ کو ماروں یا تجھ سے غائب ہو جاؤں تو جب ایسا کروں تو تیرا امر تیرے

عورت کے ہاتھ میں اسکا امر نہ ہوگا اور اگر عورت سے اجازت مانگی پس عورت نے اشارہ کیا تو اسکا حکم ذکر نہیں فرمایا ہو یہ وجہ کروری میں ہے اور میرے جد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جوہر کا امر اس کے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ وہ جو کچھ کہے اس نے جہاں چاہے عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تین روز ہونے جب سے مجھے معلوم ہوا مگر تو نے جس مجلس میں جانا تھا اس میں اپنے نفس کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تجھے ابھی معلوم ہوا پس میں نے فی الفور طلاق دی ہو تو فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا فیصلہ عیادہ میں ہے ایک شخص نے کہا کہ اگر میں کوئی نشہ پیوں یا تجھ سے غائب ہوں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر ان دونوں باتوں میں ایک بات پائی گئی پس عورت نے اپنے آپ کو طلاق دی پھر دوسری بات پائی گئی تو اب عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے تین دوسری طلاق دے۔ اور اگر کہا کہ اگر تین ہی تجھ کو ماروں یا تجھ سے غائب ہو جاؤں تو جب ایسا کروں تو تیرا امر تیرے







عورت کو مارا پس آیا عورت کا امر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا یا نہیں تو یہ مسئلہ حلیہ ہے کہ اس میں شرط ہے کہ اس نے کہا کہ اگر  
جو رو کو نہ مار لیا پس دوسرے کو جا کر دیا کہ جس نے عورت کو مارا پس اس مسئلہ میں شایع کا اختلاف ہے چنانچہ بعض  
نے فرمایا کہ عانت ہو جائیگا جیسے کہ اگر یہ قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ مار لیا پس غیر کو حکم دیا کہ اسکو مارے  
اور اس نے مارا تو عانت نہ ہوتا اور بعض نے فرمایا کہ عانت نہ ہوگا اور اگر عورت کو کوئی تو کہ ہو چاہا یا اس کے چنگل لی یا اسکے  
بال کھینچے یا اسکو کاٹ کھایا یا گلا گھونٹ دیا کہ جس سے اسکو درد پہنچ ہو چاہا تو عورت کا کام اسکے اختیار میں  
ہو جائیگا اور یہ سب اسوقت ہو کہ و لگی میں ایسا نہ کیا ہو اور اگر و لگی کی حالت میں بطور و لگی ایسا کیا تو  
عورت کا امر اسکے اختیار میں نہ ہوگا اگرچہ عورت کو درد پہنچ ہو چاہا ہو اور اسی طرح اگر و لگی میں شوہر کا امر عورت  
کی ناک میں لگا جس سے ناک سے خون نکلا تو بھی عورت عانت نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے کہ یہ فعل ستر دہنی میں ہو  
اور اگر عورت نے شوہر کے گھر کی کوئی چیز بلا اجازت دیدی حالانکہ ایسی چیز دیدینے میں گنہگار نہ ہوگا اگر عورت  
عادت نہیں جاری ہو تو یہ عورت کی جنابیت ہو اسی طرح شوہر کو بد و عا کرنا بھی جنابیت ہے اور اسی طرح اگر عورت  
نے کہا کہ عورتوں کے شوہر تو مرد ہوتے ہیں مگر میرا شوہر ایسا نہیں ہے تو یہ فعل بھی جنابیت ہے اور اگر شوہر نے عورت  
کو روکھی روٹی کھانے کو بلایا پس عورت غصہ میں آگئی تو یہ عورت کی جنابیت نہیں ہے یہ بجز الرافق میں ہے۔ اگر  
عورت کا امر عورت کے اختیار میں بدین شرط دیا کہ اسکو بغیر جنابیت مارے پھر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اجازت  
دی کہ تو ہر دس روز میں ایک بار اپنے والدین کے بیان عیا کر پھر دس روز یا زیادہ گزرے کہ وہ ان کے بیان  
نہیں لگتی پس اسکا باپ اسکو دیکھنے آیا پھر وہ عورت اپنے شوہر سے بد و ن اجازت لیے والدین کے بیان لگتی  
پس شوہر نے اسکو مارا تو عورت کا امر اسکے اختیار میں ہو جائیگا۔ اگر عورت کی ماں اسکو دیکھنے اسکے شوہر  
کے بیان لگتی پس شوہر نے کہا کہ میری ماں کتیا آئی ہو پس عورت نے کہا کہ کتیا میری ماں اور میں ہوں پس شوہر نے  
اسکو مارا تو عورت کا کام اسکے اختیار میں نہ ہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر شوہر کے بیان نہ مانا پس  
شوہر نے عورت کو حکم دیا کہ نہان کے سونے کے واسطے نہالی بچھا دے پس عورت نے ایسا نہ کیا پس مرد نے  
اسکو مارا تو عورت کا کام اسکے اختیار میں ہو جائیگا اور اگر عورت کو کچھ نہ دھوئے یا کھانا نہ پکائے پر  
مارا تو یہ بلا جرم ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ میں اس شرط پر دیا کہ ہر گاہ  
اسکو گالی دے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دینے کی مختار ہوگی پھر عورت سے کہا کہ لا تخرقی حرکت یعنی تو اپنی حرکت سے  
پھاڑ یا گدہ مت کھایا کھایا دیوار سے اپنا سر مار تو اس سے عورت کا امر اسکے اختیار میں نہ ہو جائیگا یہ حال  
میں ہے۔ عورت کا امر اسکے اختیار میں اس شرط پر دیا کہ جب اسکو مارے تو وہ اپنے نفس کو اپنے طور سے  
طلاق دے کہ دونوں میں ازدواج کی خصوصیت شوہر عورت نے شرط پائی جانے کے بعد اپنے نفس کو طلاق دی  
تو مرد واجب ہوگا اور اگر کہا کہ بغیر شتران طلاق دے تو مرد واجب نہ ہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک شخص نے  
اپنی عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے تو جب تیرا عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو اختیار  
ہر بار جب چاہے خواہ اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں بیان تک کہ وہ میں طلاق سے ہائے ہو جاوے  
لیکن عورت مذکورہ اس مجلس میں اپنے آپ کو ایک سے زیادہ طلاق نہیں دے سکتی تو پھر اگر عورت نے

فتاویٰ ہند کا کتاب طلاق باب مقولہ طلاق  
اس مسئلہ میں شایع کا اختلاف ہے  
چنانچہ بعض نے فرمایا کہ عانت نہ ہوتا  
اور بعض نے فرمایا کہ عانت نہ ہوگا  
اور اگر عورت کو کوئی تو کہ ہو چاہا  
یا اس کے چنگل لی یا اسکے بال کھینچے  
یا اسکو کاٹ کھایا یا گلا گھونٹ دیا  
کہ جس سے اسکو درد پہنچ ہو چاہا  
تو عورت کا کام اسکے اختیار میں  
ہو جائیگا اور یہ سب اسوقت ہو کہ  
و لگی میں ایسا نہ کیا ہو اور اگر  
و لگی کی حالت میں بطور و لگی  
ایسا کیا تو عورت کا امر اسکے  
اختیار میں نہ ہوگا اگرچہ عورت  
کو درد پہنچ ہو چاہا ہو اور اسی  
طرح اگر و لگی میں شوہر کا امر  
عورت کی ناک میں لگا جس سے ناک  
سے خون نکلا تو بھی عورت عانت  
نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے کہ یہ  
فعل ستر دہنی میں ہو اور اگر  
عورت نے شوہر کے گھر کی کوئی  
چیز بلا اجازت دیدی حالانکہ  
ایسی چیز دیدینے میں گنہگار  
نہ ہوگا اگر عورت عادت نہیں  
جاری ہو تو یہ عورت کی جنابیت  
ہو اسی طرح شوہر کو بد و عا  
کرنا بھی جنابیت ہے اور اسی  
طرح اگر عورت نے کہا کہ عورتوں  
کے شوہر تو مرد ہوتے ہیں مگر  
میرا شوہر ایسا نہیں ہے تو یہ  
فعل بھی جنابیت ہے اور اگر  
شوہر نے عورت کو روکھی روٹی  
کھانے کو بلایا پس عورت غصہ  
میں آگئی تو یہ عورت کی جنابیت  
نہیں ہے یہ بجز الرافق میں ہے۔  
اگر عورت کا امر عورت کے  
اختیار میں بدین شرط دیا کہ  
اسکو بغیر جنابیت مارے پھر  
عورت سے کہا کہ میں نے تجھے  
اجازت دی کہ تو ہر دس روز میں  
ایک بار اپنے والدین کے بیان  
عیان کر پھر دس روز یا زیادہ  
گزرے کہ وہ ان کے بیان نہیں  
لگتی پس اسکا باپ اسکو دیکھنے  
آیا پھر وہ عورت اپنے شوہر سے  
بد و ن اجازت لیے والدین کے  
بیان لگتی پس شوہر نے اسکو  
مارا تو عورت کا امر اسکے  
اختیار میں ہو جائیگا۔ اگر  
عورت کی ماں اسکو دیکھنے  
اسکے شوہر کے بیان لگتی پس  
شوہر نے کہا کہ میری ماں کتیا  
آئی ہو پس عورت نے کہا کہ  
کتیا میری ماں اور میں ہوں پس  
شوہر نے اسکو مارا تو عورت  
کا کام اسکے اختیار میں نہ  
ہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔  
اور اگر شوہر کے بیان نہ مانا  
پس شوہر نے عورت کو حکم دیا  
کہ نہان کے سونے کے واسطے  
نہالی بچھا دے پس عورت نے  
ایسا نہ کیا پس مرد نے اسکو  
مارا تو عورت کا کام اسکے  
اختیار میں ہو جائیگا اور اگر  
عورت کو کچھ نہ دھوئے یا  
کھانا نہ پکائے پر مارا تو  
یہ بلا جرم ہوتا ہے۔ چنانچہ  
اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ  
میں اس شرط پر دیا کہ ہر  
گاہ اسکو گالی دے تو وہ  
اپنے نفس کو طلاق دینے کی  
مختار ہوگی پھر عورت سے  
کہا کہ لا تخرقی حرکت یعنی  
تو اپنی حرکت سے پھاڑ یا  
گدہ مت کھایا کھایا دیوار  
سے اپنا سر مار تو اس سے  
عورت کا امر اسکے اختیار  
میں نہ ہو جائیگا یہ حال  
میں ہے۔ عورت کا امر اسکے  
اختیار میں اس شرط پر دیا  
کہ جب اسکو مارے تو وہ  
اپنے نفس کو اپنے طور سے  
طلاق دے کہ دونوں میں  
ازدواج کی خصوصیت شوہر  
عورت نے شرط پائی جانے  
کے بعد اپنے نفس کو طلاق  
دی تو مرد واجب ہوگا اور  
اگر کہا کہ بغیر شتران  
طلاق دے تو مرد واجب نہ  
ہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔  
ایک شخص نے اپنی عورت  
سے کہا کہ تیرا امر تیرے  
ہاتھ میں ہے تو جب تیرا  
عورت کو اختیار ہوگا کہ  
اپنے نفس کو اختیار ہر بار  
جب چاہے خواہ اس مجلس  
میں یا دوسری مجلس میں  
بیان تک کہ وہ میں طلاق  
سے ہائے ہو جاوے لیکن  
عورت مذکورہ اس مجلس  
میں اپنے آپ کو ایک سے  
زیادہ طلاق نہیں دے  
سکتی تو پھر اگر عورت  
نے









طلاق دینا باطل ہے اور اگر پہلی نے ابتدا کر کے اپنی سورت کو تین طلاقیں دیدیں پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اسکی سورت مطلقہ ہوگی خود نہوگی اس واسطے کہ وہ اپنے نفس کے حق میں مالکہ ہو اور تکلیف قصور بر مجلس نہیں چاہئے اس لئے اپنی سورت کو طلاق دینا شروع کیا تو جو اختیار اسکو اسکے نفس کے واسطے دیا گیا تھا وہ اسکے ہاتھ سے نکل گیا اور اپنے نفس کو پہلے طلاق دینی شروع کرنے کے بعد دوسری کے طلاق دینے کا اختیار اسکے ہاتھ سے خارج نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ وہ دوسری کے حق میں مالکہ ہو اور کالہ قصور بر مجلس نہیں ہوتی ہے یہ ظہر یہ بین ہوا اور شافعی میں امام اعظم رحمہ اللہ روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم دونوں اپنے نفسوں کو طلاق دو پھر ایک نے کہا کہ تم دونوں اپنے نفسوں کو طلاق نہ دو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو اپنے نفس کے طلاق دینے کا اختیار باقی رہا جب تک کہ دونوں اسی مجلس میں ثابت رہیں مگر کسی کو یہ اختیار نہ رہا کہ بعد از نشست کے اپنی سورت کو طلاق دے یہ صحیح ظہر ہے بین ہوا۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم دونوں اپنے نفسوں کو تین طلاقیں دو اگر تم دونوں چاہو پس ان دونوں میں سے فقط ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سورت کو اسی مجلس میں تین طلاقیں دیں تو دونوں میں سے کوئی مطلقہ نہوگی پھر اگر قبل اس مجلس سے قیام کرنے کے دوسری نے بھی اپنے نفس کو اور اپنی سورت کو تین طلاقیں دیں تو دونوں تین طلاقیں سے مطلقہ ہو جائیں گی اور دونوں میں سے ایک کی طلاقیں سے طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دونوں مجلس سے اٹھ کر پھر دو دن میں سے ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سورت کو تین طلاقیں دیں تو دونوں میں سے کوئی مطلقہ نہوگی یہ صحیح ظہر ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو تین طلاقیں دے اگر تو چاہے پہل سے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دیں تو بالاجماع کچھ واقع نہوگی یہ بدلے میں ہے۔ اور اگر اس مسئلہ میں عورت نے یوں کہا کہ میں چاہی ایک اور ایک اور ایک پس اگر اٹھ ایک دوسرے سے متصل اس طرح کہا تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی خواہ مدخلہ ہو یا غیر مدخلہ ہو تیسریں میں سے اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے اگر تو چاہے پس اس سے تین طلاقیں دیدیں تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ واقع نہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی یہ کافی بین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے جب چاہے تو خود رویت کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے خواہ اس مجلس میں یا اس کے بعد اگر کسی مشیت ایک ہی بار ہوگی اس طرح اگر مشیت یا اذما شیت کا اوشل میں ہے جب چاہے چاہے کے ہو اور اگر کہا کہ کما شیت یعنی ہر بار جب چاہے تو عورت کو برابر یہ اختیار رہتا یعنی ہر بار چاہے جب چاہے یہاں تک کہ تین طلاق پوری ہو جائیں یہ سرانجام الراجح ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ طلاق نفک کیہ شدت یعنی تو اپنے نفس کو طلاق دے جس کیفیت سے تیرا چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس کیفیت سے چاہے یا نہ یا جہیز ایک یا دو یا تین اپنے تئیں دے مگر شدت نہ کو یہ قصور بر مجلس ہوگی یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے اور فلاں جو دوسری کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اس سے فلاں مطلقہ ہو اور میں طلاق ہوں یا کہا کہ میں طلاق ہوں اور فلاں طلاق ہے تو دونوں طلاق واقع ہو جائیں گی بقا دی غافیان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے تین طلاق اگر تو چاہے پس اس سے کہا کہ میں طلاق ہوں تو کچھ واقع نہ ہوگی الا انکار کیے تین طلاق سے طلاق ہوں تو واقع ہوئی یہ مانتا غافیان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اس سے کہا کہ قنعت یعنی میں نے ضرور چاہا ہے کہ میں اپنے نفس کو

طلاق دونوں تو یہ باطل ہو۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے جب تو چاہے پھر  
 شخص بیٹوں طبع بخون ہو گیا پھر عورت نے اپنے نفس کو طلاق دی تو ایام محمد نے فرمایا کہ جس بات سے شوہر  
 رجوع کر سکتا ہو وہ اسکے ایسے جنون ہو جانے سے باطل ہو جائیگی اور اپنی جس بات سے رجوع نہیں کر سکتا ہو وہ اسکے  
 جنون ہونے سے باطل نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہر شقی میں امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر عورت سے  
 کہا کہ اپنے نفس کو ایک طلاق بائنہ دے جب چاہے پھر اس سے کہا کہ اپنے نفس کو ایک ایسی طلاق دے  
 کہ میں رجعت کر سکوں چاہے پھر اپنی چاہے پس عورت نے بعد چند روز کے کہا کہ میں طلاق ہوں تو یہ ایک ایسی  
 طلاق ہوگی جس سے شوہر رجوع کر سکتا ہو اور عورت کا یہ قول شوہر کے دوسرے کلام کا جواب ہو گا یہ حیلہ میں ہو  
 اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ طلاق تفسیخ عشر الی ثمان یعنی اپنے نفس کو طلاق دے دس اگر تو چاہے پس  
 اس نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تین طلاق دیں تو کچھ واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہر شقی میں امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر عورت سے  
 کہا کہ اپنے نفس کو ایک طلاق دے اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس  
 عورت نے کہا کہ میں نے چاہا تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ بدائع میں ہو۔ اور بدائع میں لکھا ہو کہ اگر اپنی جورو سے  
 کہا کہ جب کل کاروز آوے تو اپنے نفس کو بعض ہزار درہم کے طلاق دے پھر شوہر نے کل کاروز آئے سے پہلے رجوع کر لیا  
 تو رجوع کرنا کچھ کارآمد نہ ہوگا اور اگر عورت نے کہا ہو کہ جب کل کاروز آوے تو کچھ بعد میں ہزار درہم کے طلاق  
 دے پھر اس نے کل کاروز آئے سے پہلے اس سے رجوع کر لیا تو عورت کا رجوع کرنا کارآمد نہ ہوگا یہ تاتار خانیہ میں  
 ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو چاہے پس اس نے کہا کہ میں نے چاہا تو واقع ہوگی اور شریعت میں  
 بیکس ہوگی یہ تہذیب میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طلاق ان رویت اور نہایت اور نہایت اور نہایت  
 پس عورت نے اسی مجلس میں کہا کہ میں نے چاہی یا میں نے ارادہ کی تو طلاق واقع ہوگی یہ عادی میں ہو۔ اور اگر  
 عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تجھے بھلا معلوم ہو یا تیرے موافق ہو پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہی تو واقع ہوگی  
 یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اگر کہا کہ انت طلاق ان شئت یعنی تو طلاق ہو اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ اہلبیت  
 نے دوست رکھی تو واقع نہ ہوگی یہ غایہ سرورجی میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ شانی الی طلاق اور اسکی طلاق  
 کی نیت کی پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہی ہو تو اس مستحان واقع ہوگی اور اگر نیت نہ ہو تو واقع نہ ہوگی اور اگر  
 کہا کہ تو اپنی طلاق چاہ تو بلا نیت واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو چاہے تو طلاق ہو پس عورت سے  
 کہا بان یا میں نے قبول کیا یا میں راضی ہوئی تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو قبول کرے پس عورت  
 نے کہا کہ میں نے چاہی تو فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول ہو کہ طلاق واقع ہوگی یہ حیلہ رخصی میں ہو۔ اور اگر عورت سے  
 سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو چاہے پس اس نے کہا کہ میں نے چاہی اگر تو چاہے پس شوہر نے کہا کہ میں نے چاہی  
 سالانہ اسکی نیت طلاق کی تھی تو امرشیت مذکور باطل ہو گیا حتیٰ کہ اگر شوہر نے یوں کہا کہ میں نے تیری طلاق  
 چاہی تو بشرط نیت واقع ہوگی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو چاہے پس اس نے کہا  
 کہ میں نے چاہی اگر ایسا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں یا تو اس نے اپنے چاہنے کو ایسے امر پر معلق کیا جو زمانہ ہی  
 میں پایا گیا ہو پس عورت میں طلاق واقع ہو جائیگی یا اس نے اپنی شہادت کو ایسے امر پر معلق کیا جو ہنوز واقع نہیں ہوا

تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر مرد کو عورت سے کہے یا توہم سے کہل جائیگا۔ اور اسی سے چھٹے کہا کہ اگر عورت نے یہ کہہ دیا کہ میں نے چاہی اگر میرا باپ چاہے تو یہ باطل ہے اور اگر اس کے بعد اس کے باپ نے کہا کہ میں نے چاہی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ محض ظن ہے۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو طلاق سے طلاق ہو اگر تو چاہے عورت نے کہا کہ میں طلاق نہ ہوں تو یہ باطل ہے اور اگر کہا کہ میں بسمہ طلاق طلاق ہوں تو تین طلاق واقع ہوں گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر عورت نے کہا کہ تو طلاق یک طلاق ہو اگر تو چاہے عورت نے کہا کہ میں نے تین طلاق چاہیں تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی یہ محض ظن ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق سے طلاق ہو اگر تو چاہے پس اس نے ایک طلاق چاہی تو واقع نہ ہوگی اور اگر عورت نے ایک اور ایک چاہی تو تین طلاق پڑ جائیں گی خواہ وہ قولہ دیا غیر مدخلہ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے چاہی ایک پر خاموش رہی تو اعتراض ثابت نہ ہو گیا حتیٰ کہ اگر اس کے بعد اور چاہی تو واقع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو طلاق ہے اگر تو چاہے۔ اور تو چاہے اور تو چاہے عورت نے کہا کہ میں نے چاہا تو واقع ہوگی تا وقتیکہ تین مرتبہ نہ کہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق واحدہ ہو اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ میں نے ایک کی نصیف چاہی تو مطلقہ ہوگی یہ محض ظن ہے۔ داؤد بن رشید نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی بیوی سے کہے کہ تو طلاق واحدہ ہو اگر تو چاہے تو طلاق واحدہ ہو اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ ہاں البتہ میں نے ایک چاہی یا ان البتہ میں نے نہ دیا چاہی تو فرمایا کہ اگر عورت نے نہ دیا کہہاں تو تین طلاق واقع ہوگی یہ محض ظن ہے۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو چاہے ایک اور اگر چاہے پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہی تو تین طلاق سے مطلقہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ قال المشرع اصل عبارت فریہ یہ ہوا انت طلاق ان شئت واحدة وان شئت اثنتین پس داؤد علقہ لیکر یہ حکم دیا گیا ہے اور ظاہر معروف الیہ اسلوب میں داؤد معنی اوکھی ہو اور یہ زبان اردو میں زیادہ اظہر ہے لہذا ایسی صورت میں ہماری زبان میں تین طلاق واقع ہونے میں غیرت معتبر ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر کسی نے کہا کہ اگر تین طلاق سے نکاح کر دین تو وہ طلاق ہو اگر چاہے یہ نکاح نکاح کیا تو جس مجلس میں عورت کو اس کا علم ہوا وہ اس مجلس تک اس کا اپنی مشیت یعنی چاہنے کا اختیار ہو یہ محض ظن ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو طلاق ہو اگر فلاں چاہے تو فلاں کو جس اپنی مجلس میں اس کا علم ہوا وہ اسی مجلس تک اس کا اختیار ہوگا پس اگر اس نے اس مجلس میں چاہا تو طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر فلاں نہ کو رہا تب پہلے اس کو خبر پہنچی تو اسی مجلس تک اس کا اختیار ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق و طلاق و طلاق ہو اگر زیادہ چاہے پس زمین نے کہا کہ میں نے طلاق واحدہ چاہی تو کچھ واقع نہ ہوگی اور یہی طرح اگر کہا کہ میں نے چار طلاق چاہیں تو بھی یہی حکم ہو یہ محض ظن ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو طلاق ہو تو اس مسئلہ میں کئی صورتیں ہیں از انجملہ ایک یہ کہ چاہے کہ مقدم کیا اور ہوں کیا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طلاق واحدہ ہو اور دوم یہ کہ طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے مقدم آنکہ طلاق کو پہلے چاہے پس تو طلاق واحدہ ہو اور اگر تو نہ چاہے







اپنے نفس کے واسطے ایسا کہا ہو چکا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو مطلقہ نہوگی یہاں تک کہ شوہر درجائے یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر اس نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم دونوں چاہو تو تم دونوں طلاق دو پھر ان دونوں میں سے ایک نے چاہی تو طلاق نہ پڑے گی۔ اور اگر دوسری دونوں سے کہا کہ اگر تم دونوں چاہو تو یہ عورت طلاق سے طلاق ہو پھر ایک نے طلاق اور دوسری نے دو طلاق چاہیں تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر اپنی چار عورتوں سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طلاق ہو چھ دوسری عورتوں سے کہا کہ میری طلاق اسکی طلاق کی محبت میں ہو تو پہلی عورت کے چاہنے سے دونوں پر طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ شوہر نے اس سے طلاق کی نیت کی ہو اور اگر نیت نہ کی ہو تو اسکی تول کی تصدیق کی جاوے گی یہ محیط ہستی میں ہو۔ اور اگر اس نے کہا کہ اگر تو چاہے اور فلان چاہے تو ان دونوں کے چاہنے پر طلاق محقق ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو جبکہ تو چاہے اور فلان چاہے پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہا ہے پس فلان نے کہا کہ میں نے چاہا ہے تو واقع نہوگی یہ محیط ہستی میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو کل کے روز اگر تو چاہے تو عورت کو کل کے روز چاہنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو کل کے روز تو طلاق ہو تو عورت کو حق الحال چاہنے کا اختیار ہوگا۔ اور اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہ ہو کہ نہیں فرمایا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عورت کو دونوں سالوں میں کل کے روز مشیت کا اختیار حاصل ہوگا اور علیٰ ہذا اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر کل کے روز اگر تو چاہے۔ اختیار کر تو اگر چاہے کل کے روز۔ پھر امام تیسرے ہاتھ ہر کل کے روز اگر تو چاہے۔ پھر امام تیسرے ہاتھ ہو اگر تو چاہے کل کے روز۔ دونوں حالتوں میں امام اعظم رحمہ اللہ نے ایک عورت کو کل کے روز مشیت کا اختیار ہوگا۔ اور علیٰ ہذا اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز اگر تو چاہے اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز اگر تو چاہے تو امام اعظم کے نزدیک عورت کو فی الحال اپنے نفس کے طلاق دینے کا اختیار نہوگا یہاں تک کہ کل کا روز آجائے اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ اگر شوہر نے مشیت کو مقدم نہ کیا تو عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ فی الحال اپنے نفس کو طلاق دے اور گھر کے میں نے اپنے نفس کو کل کے روز طلاق دی یہ چھوٹا میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو کل کے روز اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ میں نے ابھی چاہی تو واقع نہ ہوگی پھر اگر اسکے بعد اس نے کل کے روز چاہی تو واقع ہو جائیگی یہ محیط ہستی میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر تو ابھی چاہے تو کل کے روز طلاق ہو یا شدہ ہر نے اسی دم کا تر بان سے نہ کر نہ کیا مگر نیت کی پس عورت نے کہا کہ میں نے یہ بات چاہی کہ میں کل کے روز طلاق ہوں تو کل کے روز اس پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں آج کے روز طلاق ہوں تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر طلاق جو اس پر توفیق ہوا تھا اسکے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ محیط ہستی میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو گذشتہ کل کے روز طلاق ہو اگر تو چاہے تو عورت کو فی الحال مشیت کا اختیار ہوگا یہ محیط ہستی میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ تو سہ ماہ طلاق ہو اگر تو چاہے تو عورت کو شروع ماہ پر مشیت کا اختیار

فتاویٰ ہندیہ  
کتاب الطلاق  
باب ششم  
توفیق طلاق  
ترجمہ  
عالمگیری  
جلد دوم  
صفحہ ۲۲۷

حاصل ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طلاق ہے اگر فلاں نے آج کے روز میری طلاق نہ چاہی پس  
فلاں نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو طلاق واقع نہوگی اس واسطے کہ فلاں کو اس تمام روز تک چاہنے کا  
اختیار ہے یہ تھا جسے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جب تک کل کا روز آوے تو طلاق ہے  
اگر تو چاہے تو عورت کو کل کے روز مشیت کا اختیار حاصل ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت سے  
کہا کہ تو طلاق ہے جب تو چاہے اگر تو چاہے کہا کہ تو طلاق ہے اگر تو چاہے جب تو چاہے تو یہ دونوں قول کیان  
میں کہ جس وقت عورت چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے نزدیک اس شخص  
اپنا قول (اگر تو چاہے) مؤخر بیان کیا تو یہی حکم ہے اور اگر مقدم بیان کیا تو فی الحال کی مشیت کا  
کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر عورت نے فی احوال اسی مجلس میں چاہی تو پھر جب چاہے اپنے نفس  
کو طلاق دے سکتی ہے اور اگر کہہ کہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کر دوسری ہوئی تو اہر توفیق باطل ہو گیا  
اور شہسار لاکھ نے فرمایا کہ قولہ اگر تو چاہے پس تو طلاق ہے جب تو چاہے اس قول میں مشیت تین  
کہ پہلی مشیت اسی مجلس تک تصور ہے اور دوسری طلاق ہو کہ اس کا اختیار عورت کو ہے اگر وہ پہلی مشیت پر  
معلق ہو چاہے اگر اپنے پہلی مشیت کے موافق فی الحال طلاق چاہی تو جب چاہے اپنے نفس کو اس کے بعد  
طلاق دے سکتی ہے اور فرمایا کہ اگر عورت نے یہ نہ کہا کہ میں نے چاہی یہاں تک کہ مجلس سے اٹھ کر دوسری ہوئی  
تو پھر عورت کو مشیت کا اختیار نہ رہیگا اور اگر عورت نے مشیت کے ساتھ اسی ساعت کا نفا کیا اپنے میں  
اسی ساعت چاہی یا یہ لفظ نہ کہا تو انہیں کچھ فرق نہیں ہوگا یہ فی الواقع تقدیر میں ہو۔ اور اگر عورت سے  
کہا کہ انت طالق مشیت ادا ادا مشیت ادا ادا مشیت یعنی تو طلاق ہے ہر وقت کہ تو چاہے  
یا جب تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے مجلس میں چاہے یا مجلس سے اٹھنے کے بعد چاہے اور اگر  
عورت نے فی الحال یہ امر ذکر دیا تو وہ ہوگا۔ اور اس توفیق کے اختیار سے عورت ایک طلاق اپنے  
آپ کو دے سکتی ہے یہ کافی میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق زمان مشیت خود ادا مشیت خود  
اپنے تو طلاق ہے زمان مشیت یا حسین مشیت خود تو یہ ہنر ادا مشیت یعنی جب چاہے کہنے کے ہوس مشیت  
اسی مجلس تک تصور نہ ہوگی یہ غایت سرور میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کما مشیت یعنی تو طلاق  
ہو ہر بار جب تو چاہے تو عورت کو برابر پورا اختیار رہیگا چاہے اس مجلس میں چاہے غیر اس مجلس میں چاہے  
ایک طلاق چاہے ایک دوسری کے تین طلاق تک اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت  
نہ کہہ نے ایک بار گئی تین طلاق دیدیں تو امام اعظم کے نزدیک اس کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک  
ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور یہ توفیق عورت کے رد کر دینے سے رد نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق  
ہو ہر بار جب چاہے پس عورت نہ کہہ نے ایک ایک کر کے اپنے آپ کو تین طلاق دیدیں پھر دوسرے شوہر  
سے نکاح کیا پھر اسکے بعد اول شوہر کے نکاح میں آئی اور پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اس توفیق نہ کہہ  
کے حکم سے واقع نہوگی۔ اور اگر اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دی ہوں پھر عدت کے بعد دوسرے شوہر  
سے نکاح کیا پھر اسکی طلاق کے بعد اول شوہر کے نکاح میں آئی تو امام اعظم رحمہ اللہ نے

کے نزدیک از سر نو تین طلاق کا مالک ہوگا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ بعد دوسری کے تین طلاق کتاب اپنے نفس کو دیدے اور اس میں امام محمد کا خلاف ہو تبسین میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ کلمہ شکیست قاضی طلاق ملتا یعنی حرام جبکہ تو چاہتے تو سب طلاق طلاق طلاق کہتے ہیں اور اگر عورت نے ایک ہی طلاق چاہی تو یہ صحیح میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طلاق حیرت شکیست اور این شکیست یعنی تو طلاق حیرت شکیست یا این شکیست تو مطلقہ نہ ہوگی یہاں تک کہ چاہے اور اگر مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو اس کا اختیار شکیست جاتا رہیگا اور اگر عورت سے کہا کہ انت طلاق شکیست تو عورت قبل اپنے چاہنے کے ایک رجعی طلاق سے طلاق ہو جائیگی پھر اگر اس نے ایک یا تین طلاق یا تین طلاق چاہی ہیں اور شوہر نے کہا کہ میں نے اس کی نیت کی تھی تو یہ شوہر کے قول کے موافق ہوگی اور اگر عورت نے تین طلاق چاہی ہیں اور شوہر نے ایک یا تین کی نیت کی یا اسے برعکس تو ایک رجعی واقع ہوگی اور اگر شوہر کے اس قول کے وقت کچھ نیت نہ ہو تو شکیست نے فرمایا ہو کہ بر بنائے موجب بخیر و اجزا سے آن عورت کی شکیست مقبہ ہوگی کذا فی الہدایہ اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک جب تک نکاح چاہے کچھ واقع نہ ہوگی پس عورت نے چاہی تو ایک رجعی یا تین طلاق اپنے اوپر واقع کر سکتی ہو بشرطیکہ ارادہ شوہر کے مطابق ہو۔ جو امام اعظم نے فرمایا ہو وہ اٹھنے اور مشرہ طلاق و مقام پر ہوتا ہو ایک یہ کہ قبل چاہنے کے عورت مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دوم یہ کہ عورت غیر مدخلہ کے ساتھ ایسا ہو۔ اور امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ نہیں واقع ہوگی۔ اور عورت کا رد کر دینا مجلس سے اٹھ کھڑی ہونے کے بعد نہیں میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طلاق کم شکیست و ما شکیست یعنی تو طلاق حیرت چاہتے تو موجب تک عورت کوئی دوسرا کام شروع نہ کرے یا مجلس سے اٹھ کھڑی نہ ہو تب تک اپنی مجلس میں اس کا اختیار ہوگا کہ جس قدر چاہے ایک یا دو یا تین طلاق دیدے مگر اصل طلاق عورت کی شکیست پر ہوگی اگر چاہے تو دے۔ اور اگر عورت نے اس تفویض کو رد کر دیا تو رد ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین میں سے تہی چاہے طلاق دے یا تین میں سے تہی چاہے اختیار کر تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دیدے مگر پوری تین طلاق نہیں دے سکتی ہو اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ تین طلاق تک بھی دے سکتی ہو کذا فی الکافی اور بنا برین اختلاف اگر کسی شخص سے کہا کہ میری عورت تین میں سے جو چاہے طلاق دیدے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہوگا اس کی سب عورتوں کو طلاق دیدے اور صاحبین کے نزدیک اس کو یہ اختیار ہو یہ غایہ سروجی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ میری عورت تین میں سے جو طلاق چاہے اس کو طلاق دیدے پس سب عورتوں نے طلاق چاہی تو دلیل کو اختیار ہوگا کہ ان سب کو طلاق دیدے۔ اور یہ بالاتفاق ہے۔ یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اولیاء عورت نے اس کے شوہر سے عورت کے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے عورت کے باپ سے کہا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہو کہ جو تو چاہتا ہو اور یہ کہ کر باہر ہلا گیا پس عورت کے باپ سے عورت کو طلاق دیدی تو اگر شوہر نے اپنے خسرو کو تفویض طلاق کی نیت نہ کی ہوگی تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے تفویض کی نیت نہیں کی تھی تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے

اور اگر عورت نے ایک یا تین طلاق چاہی ہیں اور شوہر نے ایک یا تین کی نیت کی یا اسے برعکس تو ایک رجعی واقع ہوگی اور اگر شوہر کے اس قول کے وقت کچھ نیت نہ ہو تو شکیست نے فرمایا ہو کہ بر بنائے موجب بخیر و اجزا سے آن عورت کی شکیست مقبہ ہوگی کذا فی الہدایہ اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک جب تک نکاح چاہے کچھ واقع نہ ہوگی پس عورت نے چاہی تو ایک رجعی یا تین طلاق اپنے اوپر واقع کر سکتی ہو بشرطیکہ ارادہ شوہر کے مطابق ہو۔ جو امام اعظم نے فرمایا ہو وہ اٹھنے اور مشرہ طلاق و مقام پر ہوتا ہو ایک یہ کہ قبل چاہنے کے عورت مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دوم یہ کہ عورت غیر مدخلہ کے ساتھ ایسا ہو۔ اور امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ نہیں واقع ہوگی۔ اور عورت کا رد کر دینا مجلس سے اٹھ کھڑی ہونے کے بعد نہیں میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طلاق کم شکیست و ما شکیست یعنی تو طلاق حیرت چاہتے تو موجب تک عورت کوئی دوسرا کام شروع نہ کرے یا مجلس سے اٹھ کھڑی نہ ہو تب تک اپنی مجلس میں اس کا اختیار ہوگا کہ جس قدر چاہے ایک یا دو یا تین طلاق دیدے مگر اصل طلاق عورت کی شکیست پر ہوگی اگر چاہے تو دے۔ اور اگر عورت نے اس تفویض کو رد کر دیا تو رد ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین میں سے تہی چاہے طلاق دے یا تین میں سے تہی چاہے اختیار کر تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دیدے مگر پوری تین طلاق نہیں دے سکتی ہو اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ تین طلاق تک بھی دے سکتی ہو کذا فی الکافی اور بنا برین اختلاف اگر کسی شخص سے کہا کہ میری عورت تین میں سے جو چاہے طلاق دیدے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہوگا اس کی سب عورتوں کو طلاق دیدے اور صاحبین کے نزدیک اس کو یہ اختیار ہو یہ غایہ سروجی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ میری عورت تین میں سے جو طلاق چاہے اس کو طلاق دیدے پس سب عورتوں نے طلاق چاہی تو دلیل کو اختیار ہوگا کہ ان سب کو طلاق دیدے۔ اور یہ بالاتفاق ہے۔ یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اولیاء عورت نے اس کے شوہر سے عورت کے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے عورت کے باپ سے کہا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہو کہ جو تو چاہتا ہو اور یہ کہ کر باہر ہلا گیا پس عورت کے باپ سے عورت کو طلاق دیدی تو اگر شوہر نے اپنے خسرو کو تفویض طلاق کی نیت نہ کی ہوگی تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے تفویض کی نیت نہیں کی تھی تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے



کہا کہ میری جوہر کو طلاق دیدے تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اس مجلس میں طلاق دے یا اس کے بعد طلاق دے اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دے اور اپنی سوت کو طلاق دے تو عورت کو اپنے آپ کو طلاق دینے کا اختیار اسی مجلس تک رہے گا اس واسطے کہ اس کے حق میں یہ تفویض ہو اور عورت کو اپنی سوت کو طلاق دینے کا اختیار اسی مجلس میں اور اس کے بعد بھی ہوگا اس واسطے کہ اس کے حق میں یہ عورت وکیل ہے۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم دونوں میری جوہر کو طلاق دو اگر تم دونوں چاہو تو جب تک دونوں طلاق دینے پر متفق نہ ہوں نہ کسی ایک کو اس کی طلاق کا اختیار ہوگا۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ تم میری جوہر کو طلاق دیدو اور یہ نہ کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ توکیل ہو پس دونوں میں سے ایک کو بھی اس کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ جوہرہ پیرہ میں ہے۔ اور اگر دو مردوں کو اپنی جوہر کی طلاق کے واسطے وکیل کیا تو دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ طلاق بدو ض مال نہ ہو اور اگر دونوں کو اپنی عورت کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہہ دیا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو ض مال نہ ہو اور اگر اسکو طلاق نہ دے پس ایک نے اسکو طلاق دی پھر دوسرے نے اسکو طلاق دی یا ایک نے طلاق دی اور دوسرے نے اس کے طلاق کی اجازت دی تو واقع نہ ہوگی۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم دونوں کے دونوں اسکو تین طلاق دیدو پس ایک نے ایک طلاق دی پھر دوسرے نے دو طلاقیں دیں تو کچھ بھی واقع نہ ہوگی تا وقتیکہ دونوں جمع ہو کر تین طلاق نہ دیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم میری جوہر کو تین طلاق دیدو تو ہر ایک کو نہ طلاق دینے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ایک کو ایک طلاق اور دوسرے کو دو طلاق دینے کا بھی اختیار ہوگا یہ عتبا یہ میں ہے۔ اور اگر ایک شخص سے کہا کہ تو میری جوہر کی طلاق دینے کے واسطے وکیل ہو اگر تو چاہے پس مرد مذکور نے اسی مجلس میں چاہا تو یہ جائز ہو اور اگر چاہے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وکیل بالل ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو میری جوہر کو تین طلاق دیدے اور اگر جوہر چاہے تو یہ شخص وکیل نہ ہوگا جب تک عورت مذکورہ نہ چاہے اور عورت مذکورہ کو اسی مجلس تک چاہنے کا اختیار ہوگا اور اگر مرد مذکور مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وکیل باطل ہو جائیگی اور اس کی طلاق اس کے بعد واقع نہ ہوگی اور جس لائے حلالی رحم نے فرمایا کہ یہ مسئلہ پا در کھنا چاہیے اس واسطے کہ اس میں عام بلوی ہو کیونکہ اکثر خطوط طلاق جنکو عورتوں کے شوہر پر دیں سے لکھتے ہیں ان میں یوں لکھتے ہیں کہ تو میری جوہر کی طلاق کے واسطے وکیل ہو اس سے دریافت کر کہ وہ طلاق چاہتی ہو پس اگر عورت چاہے تو اسکو طلاق دیدے پھر اکثر یہ ہوتا ہے کہ وکیل لوگ اس عورت کی مجلس مشیت کے بعد اسکو طلاق دیتے ہیں حالانکہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوتی ہو اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میری جوہر کی طلاق کا وکیل ہو بدین شرط کہ جسے اختیار ہو یا بدین شرط کہ عورت مذکورہ کو اختیار ہو یا بدین شرط کہ فلان کو اختیار ہو تو دکانست جائز ہو مگر یہ خیال کی شرط باطل ہے اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورتوں میں سے ایک کو طلاق دیدے پس اس نے کسی ایک عورت میں سے کو طلاق دیدی تو صحیح ہے اور شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس عورت کے سوا دوسری عورت کی طرف

کتاب طلاق باب سوم تفویض طلاق  
قادی ہندیہ  
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم  
۳۴  
کہا کہ میری جوہر کو طلاق دیدے تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اس مجلس میں طلاق دے یا اس کے بعد طلاق دے اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دے اور اپنی سوت کو طلاق دے تو عورت کو اپنے آپ کو طلاق دینے کا اختیار اسی مجلس تک رہے گا اس واسطے کہ اس کے حق میں یہ تفویض ہو اور عورت کو اپنی سوت کو طلاق دینے کا اختیار اسی مجلس میں اور اس کے بعد بھی ہوگا اس واسطے کہ اس کے حق میں یہ عورت وکیل ہے۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم دونوں میری جوہر کو طلاق دو اگر تم دونوں چاہو تو جب تک دونوں طلاق دینے پر متفق نہ ہوں نہ کسی ایک کو اس کی طلاق کا اختیار ہوگا۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ تم میری جوہر کو طلاق دیدو اور یہ نہ کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ توکیل ہو پس دونوں میں سے ایک کو بھی اس کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ جوہرہ پیرہ میں ہے۔ اور اگر دو مردوں کو اپنی جوہر کی طلاق کے واسطے وکیل کیا تو دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ طلاق بدو ض مال نہ ہو اور اگر دونوں کو اپنی عورت کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہہ دیا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو ض مال نہ ہو اور اگر اسکو طلاق نہ دے پس ایک نے اسکو طلاق دی پھر دوسرے نے اسکو طلاق دی یا ایک نے طلاق دی اور دوسرے نے اس کے طلاق کی اجازت دی تو واقع نہ ہوگی۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم دونوں کے دونوں اسکو تین طلاق دیدو پس ایک نے ایک طلاق دی پھر دوسرے نے دو طلاقیں دیں تو کچھ بھی واقع نہ ہوگی تا وقتیکہ دونوں جمع ہو کر تین طلاق نہ دیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم میری جوہر کو تین طلاق دیدو تو ہر ایک کو نہ طلاق دینے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ایک کو ایک طلاق اور دوسرے کو دو طلاق دینے کا بھی اختیار ہوگا یہ عتبا یہ میں ہے۔ اور اگر ایک شخص سے کہا کہ تو میری جوہر کی طلاق دینے کے واسطے وکیل ہو اگر تو چاہے پس مرد مذکور نے اسی مجلس میں چاہا تو یہ جائز ہو اور اگر چاہے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وکیل بالل ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو میری جوہر کو تین طلاق دیدے اور اگر جوہر چاہے تو یہ شخص وکیل نہ ہوگا جب تک عورت مذکورہ نہ چاہے اور عورت مذکورہ کو اسی مجلس تک چاہنے کا اختیار ہوگا اور اگر مرد مذکور مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وکیل باطل ہو جائیگی اور اس کی طلاق اس کے بعد واقع نہ ہوگی اور جس لائے حلالی رحم نے فرمایا کہ یہ مسئلہ پا در کھنا چاہیے اس واسطے کہ اس میں عام بلوی ہو کیونکہ اکثر خطوط طلاق جنکو عورتوں کے شوہر پر دیں سے لکھتے ہیں ان میں یوں لکھتے ہیں کہ تو میری جوہر کی طلاق کے واسطے وکیل ہو اس سے دریافت کر کہ وہ طلاق چاہتی ہو پس اگر عورت چاہے تو اسکو طلاق دیدے پھر اکثر یہ ہوتا ہے کہ وکیل لوگ اس عورت کی مجلس مشیت کے بعد اسکو طلاق دیتے ہیں حالانکہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوتی ہو اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میری جوہر کی طلاق کا وکیل ہو بدین شرط کہ جسے اختیار ہو یا بدین شرط کہ عورت مذکورہ کو اختیار ہو یا بدین شرط کہ فلان کو اختیار ہو تو دکانست جائز ہو مگر یہ خیال کی شرط باطل ہے اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورتوں میں سے ایک کو طلاق دیدے پس اس نے کسی ایک عورت میں سے کو طلاق دیدی تو صحیح ہے اور شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس عورت کے سوا دوسری عورت کی طرف



وکیل نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعض نے فرمایا کہ جو زیادات میں مذکور ہو وہ قیاس پر اور جو اصل میں مذکور ہو وہ استحسان پر چھوڑنا بروایت اصل کے جو حکم استحسان پر جب کہ فلاں مذکور اگرچہ آگاہ نہیں ہوا وکیل ہو گیا اور شوہر نے عورت کو فلاں مذکور کے پاس جانے سے منع کر دیا تو فلاں مذکور اس سے معزول نہ ہو جائیگا در صورتیکہ فلاں مذکور کو اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہی نہ ہو اور یہ حکم نظیر ایک دوسرے مسئلہ کی ہو گیا کہ ایک شخص نے اپنی جود کو تین طلاق دینے کے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا پھر عورت سے کہا کہ میں نے فلاں کو تجھے طلاق دینے سے منع کر دیا تو جب تک فلاں مذکور کو اس عاقبت کا علم نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر فلاں مذکور معزول ہو تو مقصوداً وبالذات ممانعت سے معزول ہوگا عورت کی ممانعت کی تبعیت میں معزول نہ ہوگا حالانکہ عورت کے سپرد کوئی بات نہیں کی ہوتا کہ فلاں مذکور کا اسکی تبعیت میں معزول ہونا صحیح ہو مگر فلاں مذکور کا قبل نام کے مقصوداً ممانعت معزول ہونا متعذر ہے پس ثابت ہوا کہ وہ قبل علم کے معزول نہ ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہو کہ عورت کو اس فلاں مذکور کے پاس جانے سے پہلے اُسکے پاس جانے سے منع کر دیا ہو۔ اور اگر فلاں مذکور کے پاس جانے کے بعد عورت کو منع کیا تو فلاں مذکور معزول نہ ہوگا اگرچہ اُسکو معزول ہونے کا حال معلوم ہوا ہو اور عورت کے اُسکے پاس جانے سے پہلے اگر فلاں کو ممانعت کا اور معزول ہونے کا حال معلوم ہو گیا تو معزول ہو جائیگا اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہو کہ ایک اجنبی سے کہا کہ فلاں کے پاس جا اور اُس سے کہ کہ وہ میری جود کو طلاق دیدے پھر اسکے بعد اس اجنبی کو منع کر دیا تو ممانعت صحیح ہو اور اگر جود کو اس طرح منع کیا تو صحیح نہیں ہو۔ اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہو کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر میری جود تیرے پاس آوے تو اسکو طلاق دیدے یا کہا کہ اگر میری جود دوسری طرف نکلے تو تو اسکو طلاق دیدے پھر اسنے وکیل کو بعد عورت کے اُسکے پاس آنے اور نکلنے کے طلاق واقع کرنے سے منع کر دیا تو صحیح ہو در حالیکہ وکیل آگاہ ہو جاوے جیسا کہ عورت کے اُسکے پاس جانے یا اُسکی طرف نکلنے سے پہلے ممانعت کر دینا بروہ مذکور صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جود کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اُسکو اپنے نشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو اس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جود کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اس عورت کو بائن یا رجعی طلاق دیدی پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو جب تک عورت مذکورہ عدت میں ہو وکیل کی طلاق اس پر واقع ہوگی اور موکل کے بائن کر دینے سے وکیل مذکور معزول نہ ہوگا بشرطیکہ طلاق وکیل بعض ماں نہ ہو اور اگر وکیل نے طلاق نہ دی بیان تک کہ قبل انقضائے عدت کے موکل نے اُس عورت سے نکاح کر لیا پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اس پر واقع ہوگی۔ اور اگر موکل نے بعد انقضائے عدت کے اس سے نکاح کیا پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اس پر واقع نہ ہوگی اسی طرح اگر شوہر یا جود دوسرے ہو گئی نفوذ بائند من و ملک پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو جب تک عورت مذکورہ عدت میں ہو تب تک وکیل کی طلاق واقع ہوگی اور اگر موکل مرید ہو کر وارث میں جا ملا اور قاضی نے اُسکے جانے کا حکم دیدیا تو نکاح صحیح

مقصوداً ممانعت سے معزول نہ ہو جائیگا در صورتیکہ فلاں مذکور کو اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہی نہ ہو اور یہ حکم نظیر ایک دوسرے مسئلہ کی ہو گیا کہ ایک شخص نے اپنی جود کو تین طلاق دینے کے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا پھر عورت سے کہا کہ میں نے فلاں کو تجھے طلاق دینے سے منع کر دیا تو جب تک فلاں مذکور کو اس عاقبت کا علم نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر فلاں مذکور معزول ہو تو مقصوداً وبالذات ممانعت سے معزول ہوگا عورت کی ممانعت کی تبعیت میں معزول نہ ہوگا حالانکہ عورت کے سپرد کوئی بات نہیں کی ہوتا کہ فلاں مذکور کا اسکی تبعیت میں معزول ہونا صحیح ہو مگر فلاں مذکور کا قبل نام کے مقصوداً ممانعت معزول ہونا متعذر ہے پس ثابت ہوا کہ وہ قبل علم کے معزول نہ ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہو کہ عورت کو اس فلاں مذکور کے پاس جانے سے پہلے اُسکے پاس جانے سے منع کر دیا ہو۔ اور اگر فلاں مذکور کے پاس جانے کے بعد عورت کو منع کیا تو فلاں مذکور معزول نہ ہوگا اگرچہ اُسکو معزول ہونے کا حال معلوم ہوا ہو اور عورت کے اُسکے پاس جانے سے پہلے اگر فلاں کو ممانعت کا اور معزول ہونے کا حال معلوم ہو گیا تو معزول ہو جائیگا اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہو کہ ایک اجنبی سے کہا کہ فلاں کے پاس جا اور اُس سے کہ کہ وہ میری جود کو طلاق دیدے پھر اسکے بعد اس اجنبی کو منع کر دیا تو ممانعت صحیح ہو اور اگر جود کو اس طرح منع کیا تو صحیح نہیں ہو۔ اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہو کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر میری جود تیرے پاس آوے تو اسکو طلاق دیدے یا کہا کہ اگر میری جود دوسری طرف نکلے تو تو اسکو طلاق دیدے پھر اسنے وکیل کو بعد عورت کے اُسکے پاس آنے اور نکلنے کے طلاق واقع کرنے سے منع کر دیا تو صحیح ہو در حالیکہ وکیل آگاہ ہو جاوے جیسا کہ عورت کے اُسکے پاس جانے یا اُسکی طرف نکلنے سے پہلے ممانعت کر دینا بروہ مذکور صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جود کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اُسکو اپنے نشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو اس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جود کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اس عورت کو بائن یا رجعی طلاق دیدی پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو جب تک عورت مذکورہ عدت میں ہو وکیل کی طلاق اس پر واقع ہوگی اور موکل کے بائن کر دینے سے وکیل مذکور معزول نہ ہوگا بشرطیکہ طلاق وکیل بعض ماں نہ ہو اور اگر وکیل نے طلاق نہ دی بیان تک کہ قبل انقضائے عدت کے موکل نے اُس عورت سے نکاح کر لیا پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اس پر واقع ہوگی۔ اور اگر موکل نے بعد انقضائے عدت کے اس سے نکاح کیا پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اس پر واقع نہ ہوگی اسی طرح اگر شوہر یا جود دوسرے ہو گئی نفوذ بائند من و ملک پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو جب تک عورت مذکورہ عدت میں ہو تب تک وکیل کی طلاق واقع ہوگی اور اگر موکل مرید ہو کر وارث میں جا ملا اور قاضی نے اُسکے جانے کا حکم دیدیا تو نکاح صحیح

بال ہو جائیگی حتیٰ کہ اگر موکل مذکور مسلمان ہو کر واپس آیا اور اس عورت سے نکاح کیا پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو طلاق رد کیل واقع نہ ہوگی اور اگر وکیل مذکور لغو بذاتہ فرماد ہو گیا تو وہ اپنی وکالت پر رہیگا اگرچہ دار الحسب میں جائے لیکن جب قاضی اس کے ہاتھ لگے گا تو دیکھے تو مفر دل ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جو شخص وکیل طلاق ہو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ کسی دوسرے کو وکیل کر دے اور اگر طفل عاقل یا غلام کو وکیل کیا کہ طلاق دیدے تو صحیح ہو یہ سراج میں ہے۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا مگر اس نے وکالت قبول نہ کی رو کر دی پھر اس نے طلاق دی تو واقع نہ ہوگی۔ اور اگر وہ بدوین قبول کرے تو اس کے فاعوش رہا پھر اس نے طلاق دیدی تو واقع ہوگی اور اگر وکیل سے کہا کہ تو کل کے روز عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو کل کے روز طلاق نہ ہو تو یہ باطل ہے۔ اور اگر کسی وکیل سے کہا کہ تو عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طلاق ہی اگر تو دارین داخل ہو پھر عورت دارین داخل ہوئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو کو طلاق دیدے پس اس نے ہزار طلاقیں دیدیں تو صحیح نہیں ہے اور اسی طرح اگر اس نے کہا کہ میری جورو کو آدھی طلاق دیدے پس وکیل نے پوری ایک طلاق دیدی تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ بکرا لائق میں ہے۔ اور جو شخص طلاق متعین کے واسطے وکیل ہو یعنی جو بلا تعلیق فی الحال واقع کرنے کے واسطے وکیل ہو اگر ایسے وکیل نے طلاق معلق دیدی تو صحیح نہ ہوگی یہ قیہ میں ہے۔ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا پھر ایک شخص کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر بدوین حضوری عورت کے اس وکیل کو مفر دل کر دیا پس اگر عورت کی درخواست سے یہ وکالت نہ ہو تو مفر دل کرنا صحیح ہوگا اور اگر بدوین است حضوری عورت ہو تو بدوین حضوری عورت کے اسکا مفر دل کرنا صحیح نہ ہوگا۔ اور شمس لائٹہ شری نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وکیل طلاق کا مفر دل کرنا مگر اختیار میں ہو اگرچہ وکیل مذکور بدوین است عورت ہو اور اگر کسی شخص کو طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ ہر بار جب میں تجھے مفر دل کروں تو تو میرا وکیل ہو پس بعض نے فرمایا کہ یہ تو کیل صحیح نہیں ہے اور بعض نے فرمایا کہ تو کیل صحیح ہے اور اسکو مفر دل نہیں کر سکتا ہے اس واسطے کہ وکالت بقدر ہوتی رہیگی اور شمس لائٹہ شری نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ موکل اسکو مفر دل کر سکتا ہے پھر طریقہ غل میں شمس نے اختلاف کیا ہے شیخ امام رحمہ نے فرمایا کہ اگر وکیل مذکور سے یوں کہے کہ میں نے تجھ کو تمام سب وکالتوں سے مفر دل کر دیا ہے تو وہ مفر دل ہو جائیگا اور یہ قول متعین معلق سب کی طرف راجع ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں نے تجھے مفر دل کیا جیسا کہ میں نے تجھے وکیل کیا یعنی جیسے تجھے وکیل کیا ہو ویسے ہی تجھے مفر دل کیا اور بعض نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں نے تیری وکالت معلق سے رجوع کیا اور تجھ کو وکالت مطلق سے مفر دل کیا یہ تار تار خانیہ میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے پس اسکو بائن کر دے یا کہا کہ اسکو بائن کر دے پس اسکو طلاق دے تو یہ ایسی توکیل ہے کہ مجلس ہی تک مقصود نہیں ہے اور شہر کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار ہوگا اور جب وکیل نے اسکو طلاق دی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اس وکیل کو یہ اختیار نہیں ہوگا ایک سے زیادہ واقع کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جورو کو طلاق

یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو کو طلاق دیدے پس اس نے ہزار طلاقیں دیدیں تو صحیح نہیں ہے اور اسی طرح اگر اس نے کہا کہ میری جورو کو آدھی طلاق دیدے پس وکیل نے پوری ایک طلاق دیدی تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ بکرا لائق میں ہے۔ اور جو شخص طلاق متعین کے واسطے وکیل ہو یعنی جو بلا تعلیق فی الحال واقع کرنے کے واسطے وکیل ہو اگر ایسے وکیل نے طلاق معلق دیدی تو صحیح نہ ہوگی یہ قیہ میں ہے۔ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا پھر ایک شخص کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر بدوین حضوری عورت کے اس وکیل کو مفر دل کر دیا پس اگر عورت کی درخواست سے یہ وکالت نہ ہو تو مفر دل کرنا صحیح ہوگا اور اگر بدوین است حضوری عورت ہو تو بدوین حضوری عورت کے اسکا مفر دل کرنا صحیح نہ ہوگا۔ اور شمس لائٹہ شری نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وکیل طلاق کا مفر دل کرنا مگر اختیار میں ہو اگرچہ وکیل مذکور بدوین است عورت ہو اور اگر کسی شخص کو طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ ہر بار جب میں تجھے مفر دل کروں تو تو میرا وکیل ہو پس بعض نے فرمایا کہ یہ تو کیل صحیح نہیں ہے اور بعض نے فرمایا کہ تو کیل صحیح ہے اور اسکو مفر دل نہیں کر سکتا ہے اس واسطے کہ وکالت بقدر ہوتی رہیگی اور شمس لائٹہ شری نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ موکل اسکو مفر دل کر سکتا ہے پھر طریقہ غل میں شمس نے اختلاف کیا ہے شیخ امام رحمہ نے فرمایا کہ اگر وکیل مذکور سے یوں کہے کہ میں نے تجھ کو تمام سب وکالتوں سے مفر دل کر دیا ہے تو وہ مفر دل ہو جائیگا اور یہ قول متعین معلق سب کی طرف راجع ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں نے تجھے مفر دل کیا جیسا کہ میں نے تجھے وکیل کیا یعنی جیسے تجھے وکیل کیا ہو ویسے ہی تجھے مفر دل کیا اور بعض نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں نے تیری وکالت معلق سے رجوع کیا اور تجھ کو وکالت مطلق سے مفر دل کیا یہ تار تار خانیہ میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے پس اسکو بائن کر دے یا کہا کہ اسکو بائن کر دے پس اسکو طلاق دے تو یہ ایسی توکیل ہے کہ مجلس ہی تک مقصود نہیں ہے اور شہر کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار ہوگا اور جب وکیل نے اسکو طلاق دی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اس وکیل کو یہ اختیار نہیں ہوگا ایک سے زیادہ واقع کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جورو کو طلاق



اس شرط پر کہ عورت گھر سے کوئی چیز نکال نہ لیجا دے پس وکیل نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی  
اس شرط پر کہ تو گھر سے کوئی چیز نکال نہ لیجا دے پس عورت نے قبول کی تو طلاق ہو جائیگی خواہ کوئی چیز  
نکال لیجا دے یا نہ لیجا دے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے اس شرط سے تجھے طلاق دی کہ تو گھر سے  
کچھ نکال نہ لیجا دے پھر اگر عورت نے کچھ نکالا تو طلاق نہ ہوگی اور اگر دونوں نے اس میں اختلاف کیا  
تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ وہ تنگ ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میری  
اس جوہر کو طلاق دیدے اور وکیل نے وکالت قبول کی پھر موکل غائب ہو گیا تو وکیل مذکور طلاق  
دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اپنی جوہر کا امر کسی مرد کے ہاتھ میں دیا یا پھر جسکو دیا ہو وہ مجنون ہو گیا  
پھر اس نے طلاق دی تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا ہو کہ جو کہتا ہو اسکو نہیں سمجھتا ہو تو اسکی طلاق واقع  
نہوگی۔ اور اگر موکل مجنون ہو گیا پس اگر ایک ساعت مجنون رہا پھرفاقہ ہو گیا تو وکیل اپنی وکالت پر بیٹھا  
اور اگر زائد دائی مجنون ہو گیا تو وکالت باطل ہوگئی۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ جنب میری عورت کا لہو نہ  
ہو کر ظاہر ہو تو اسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اس عورت سے کہا کہ جنب تو حائل ہے ہو کر ظاہر ہو تو تو  
طلاق ہو تو یہ باطل ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ میرے ساتھ فلاں کا  
نکاح کر دے اور اسکو تین طلاق دیدے پھر معلوم ہوا کہ اس وکیل نے قبل وکالت مذکورہ کے یا بعد کے  
اس عورت سے اپنے ساتھ نکاح کر لیا ہو تو چاہیے کہ وکیل مذکور اس موکل کی طرف سے وکیل طلاق  
باقی رہے یہ قنیین میں ہے۔ طلاق کا وکیل دایمی دونوں برابر میں یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور اہل بیت کی  
یہ صورت ہو کہ شوہر اپنی عورت کو اسکی طلاق کسی شخص کے ہاتھ میں دے پس اہل بیت اسے شوہر میں اس کے پاس  
ہو چکا اہل بیت گری کو کہنے جو پیغام ہو اسکو بدستور رسالت تکلیف انتساب ادا کر دے پس عورت پر طلاق  
واقع ہو جاوے گی یہ برائے میں ہے۔ اور قواعد نظام الدین میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کا امر اس کے  
ہاتھ میں دیا کہ اگر فلاں کام کروں تو توجنب جاسے اپنا پاؤں اس گر قناری سے آزاد کرے پھر شوہر  
نے وہی کام کیا اور عورت نے اس امر کے بموجب طلاق دینے سے پہلے شوہر سے خلع کیا پس اس کے  
بعد اپنا پاؤں اس گر قناری سے پھرا سکتی ہو یا نہیں تو سچ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ہاں اپنے آپ کو  
طلاق دے سکتی ہو۔ پھر دریافت کیا کیا کہ اگر عدت گزر گئی ہو پھر نکاح کر لیا ہو تو عورت اپنے آپ کو  
طلاق دے سکتی ہو یا نہیں تو فرمایا کہ نہیں۔ اور زیادہ استہین باب اول میں مذکور ہے کہ اگر ایک شخص کو  
وکیل کیا کہ اسکی عورت کو بعض نہر اور رم کے طلاق دیدے پھر اس عورت کو نہر بائن کر دیا تو پھر وکیل کو  
یہ اختیار نہ ہوگا کہ عورت مذکورہ کو طلاق دے اور اسی طرح اگر قبضہ نکاح کی ہو تو بھی یہ حکم ہو  
اور اگر اپنی عورت کو بائن طلاق دیدی پھر کسی کو وکیل کیا کہ میری جوہر کو کسی قبضہ یا مال پر طلاق دیدے  
پس وکیل نے اسکو بعض مال کے طلاق دیدی اور عورت نے قبول کی تو طلاق بائن کی اور مال واجب  
نہ ہو گا اور اگر شوہر نے عدت میں اس سے جہد نکاح کر لیا پھر وکیل نے مال پر طلاق دیدی اور  
عورت نے قبول کی تو طلاق بائن کی اور مال واجب ہوگا اور اگر عدت گزر گئی پھر شوہر نے

نہر بائن کی عورت نے قبول کی تو طلاق بائن کی اور مال واجب ہوگا اور اگر عدت گزر گئی پھر شوہر نے

جدید نکاح کر لیا پھر وکیل نے مال پر طلاق دی اور عورت نے قبول کی تو طلاق بھی واقع ہو گئی۔ اور میرے  
 جد رحمہ اللہ کے فرائد میں مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ اگر تجھ پر عورت کر ڈن تو اسکا افرین سے تیرے  
 ہاتھ میں دیا پھر اسکی جورو دے اسکے درمیان حرمیت رہا ہر متحقق ہو گئی باین طور کہ مثلاً اس مرد نے اپنی جورو  
 کی نان کو شہوت سے چھو پھر اگر اس مرد نے کوئی جورو کی پس آیا اسکا اختیار پہلی عورت کے ہاتھ میں ہو گیا ہوگا  
 تو فرمایا کہ ہاں اسکے اختیار میں ہوگا کیونکہ قضاے قاضی باین مغل مقصور ہو اس واسطے کہ قاضی نے اگر ایسی  
 عورت کے نکاح کے جواز کا جسکی نان یا بیٹی سے زنا کیا ہو حکم دیدیا تو اہم مجروح کے نزدیک نافذ ہوگا بخلاف  
 قول امام ابو یوسف کے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے ہاتھ میں دیا بریکہ اگر تو  
 مرد تجھ سے توجیب چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے اور حال یہ ہے کہ عورت مذکورہ اپنا مہر قبل اس فقویض  
 کے شوہر کو ہمہ کر چکی ہو تو شیخ الاسلام نظام الدین و بعض مشائخ نے کہا کہ عورت اپنے آپ کو طلاق دے سکتی  
 ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ عورت اپنے آپ کو طلاق نہیں دے سکتی کیونکہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک شخص نے  
 کو جاتا تھا اس نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میرے جاننے سے ایک عہدہ گزر جاوے اور میں تیرے پاس  
 نہ آؤں اور تیرا نفقہ تیرے پاس نہ پہنچے تو میں نے تیرا امر تیرے اختیار میں دیا کہ جب تیرا جی چاہے  
 اپنا ہاتھ لگا دے کہ میرے عہدہ گزرے سے پہلے فقہاء نے کیا مگر وہ خود نہیں آیا تو عورت کا امر اسکے ہاتھ  
 میں نہ ہوگا اس واسطے کہ فقہاء ہونے کی شرط دو باتیں ہیں نفقہ نہ آنا اور مرد کا نہ آنا پس چونکہ ان دونوں  
 میں سے ایک بات باقی گئی تو شرط پوری نہ ہوئی بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ اگر میں و میرا نفقہ نہ پہنچے  
 پھر دونوں میں سے ایک چیز ہو پڑی تو عورت کا امر اسکے اختیار میں ہو جائیگا۔ اور میں نے ایک فتویٰ دیکھا جسکی  
 صورت یہی تھی کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ایک عہدہ غائب ہوں تو تیرا امر تیرے  
 ہاتھ ہو پھر اس مرد کو کو فریاد کرنے لگے پس آیا عورت کا امر اسکے اختیار میں ہوگا تو اس فتویٰ پر شیخ الاسلام  
 علاء الدین محمود بخاری المروزی نے جواب دیا تھا کہ نہ ہوگا۔ اور میرے والد فرماتے تھے کہ اگر کافرون  
 نے اسکو چلنے پر باکراہ مجبور کیا پھر وہ خود چلا گیا تو چاہیے کہ شرط متحقق ہو جاوے یعنی غائب ہو جانا  
 اس واسطے کہ حائض ہونے کے واسطے خواہ وہ فعل بہ نسیان ہو یا باکراہ ہو یا عہد غائب ہو سب یکساں ہیں یہ  
 خلاصہ میں ہے۔ اور مستفتیات صاحبہ محیط میں ہے کہ شوہر نے جورو سے کہا کہ اگر دس روز میں تجھ سے  
 غائب ہوں اور تیرا نفقہ تجھے نہ پہنچے تو میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا پھر دس روز گزر گئے اور شوہر  
 زودہ دونوں نے نفقہ نہ پہنچا میں اختلاف کیا کہ شوہر کتنا ہو کہ میں نے پیو بجا دیا ہے اور عورت انکار کر رہی ہے  
 تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا ہے کہ قول عورت کا قبول ہوگا بیان تاکہ اسکا امر اسکے اختیار میں ہو جائیگا  
 اور یہ کتاب الہدایہ کی روایت ہے اور فقہی کی روایت اسکے برعکس ہے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک شخص  
 نے دوسرے سے کہا کہ اگر ہم میں نہ وہی تا وقت گذارے دست من نہادی طلاق زن خراستی انتقال  
 نہادام پھر اسکا مال قرضہ اسکو نہ دیا بیان تاکہ پمعا و گذر گئی اور حال یہ ہوا کہ قرضہ دار نے ایک عورت  
 سے نکاح کیا تو قرضہ خواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو طلاق دیدے۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میرا روپہ تو فلاں وقت تک

میرے ہاتھ میں رہے گا اور اگر میں نے اسکو طلاق دیدے تو اسکا مال قرضہ اسکو نہ دیا بیان تاکہ پمعا و گذر گئی اور حال یہ ہوا کہ قرضہ دار نے ایک عورت سے نکاح کیا تو قرضہ خواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو طلاق دیدے۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میرا روپہ تو فلاں وقت تک

نہ دے تو امر بدست میں نہا دی نہ کہ را کہ یہ خواہی یعنی میرے ہاتھ میں امر ایسی عورت کا تو نے دیا ہے تو پانچ  
یعنی نکاح میں لاوے اور باقی مسئلہ بحال ہے تو قرض خواہ کو اس عورت کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ محیط  
میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اس کے ہاتھ میں دیدیا پس عورت نے کہا کہ دست باز و اٹھم اور یہ کہا  
کہ خوشنیتن را یعنی اسے کہ تو عورت مذکورہ مطلقہ نہ ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو مراد  
دیا تھا یعنی یہ مراد تھی کہ ہاتھ الگ کر دیا میں نے اپنا پس اگر مجلس موجود ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی درہ نہیں  
اور ہمارے ہفتہ مشائخ نے کہا کہ مسئلہ مذکورہ میں طلاق واقع ہونی چاہیے یہ ظہر میں ہے اور اگر عورت نے  
جواب دیا کہ انگنہم یعنی میں نے ڈالی اور کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو عورت کی تصدیق کی جائیگی یعنی طلاق  
نہ ٹھہری اور اگر عورت نے کہا کہ میری طلاق کی نیت تھی تو طلاق ٹھہرائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ طلاق انگنہم  
تو بدو نیت طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو  
سے کہا کہ امر بدست تو نہا و دستش باہ را تو پورے جسم میں شتم ہونے تک عورت کا امر اس کے اختیار میں ہوگا  
یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور تو انہذا در الاسلام ظاہر بن محمود میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر دس  
تیرا نفقہ مجھ سے نہ ہو سکے تو بعد اسکے تو اپنا پاؤں کشادہ کر پھر عورت مذکورہ نے نفقہ کیا یعنی ماقران  
شہر طلاق مقرر ہوگئی یہاں تک کہ مدت گزرتی تو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو طلاق نہ دے سکے۔ اور ہفتہ  
کیا گیا تھا کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر ایک عینہ تیرا نفقہ نہ ہوگا تو ان تو تیرا امر تیرے ہاتھ  
ہو بعد اسکے کہ عورت بدو ن اجازت شوہر کے غصہ ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور عینہ پھر رہی اور  
اس کے شوہر نے اس کو نفقہ نہ پہنچایا تو چاہیے کہ عورت کا امر اس کے اختیار میں نہ ہو۔ اور یہ فقہ سے ہی آیا تھا  
کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر دس روز بعد پانچ اشرفیان شہر نہ پہنچاؤں تو تیرا امر تیرے ہاتھ  
ہو کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے جب چاہے پھر دس روز گزر گئے اور اس نے اشرفیان نہ پہنچایا  
پس آیا عورت اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے تو میں نے جواب دیا کہ ہاں بشرطیکہ شوہر کی مراد یہ ہو کہ  
دس روز گزرے ہی فی الفور در صورت اشرفیان نہ پہنچانے کے عورت کو اپنی طلاق دیدینے کا اختیار  
ہو اور اگر اسکی یہ مراد نہ تھی کہ فی الفور بعد دس روز کے ایسا کر سکے تو عورت کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا جب تک  
کہ دونوں میں سے کوئی مرد نہ جاوے اور میرے والد نے اس جواب کو باحساب فرمایا جو یہ فقہی تشریح  
میں ہے۔ میرے استادوں میں سے بعض سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیری بلا اجازت  
اس شہر سے باہر جاؤں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو چاہیے کہ جب تو چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر یہ نفس  
کو کس شہر سے پھلا گیا اور وہاں دو روز پہنچا لانا عورت مذکورہ سے جائیگی اجازت نہیں لی تھی پس یادہ  
طلاق دے سکتی ہے یا نہیں تو جواب میں فرمایا کہ عین و امثالہ علم ایک استدقائرا جس میں یہ واقعہ درج تھا کہ  
ایک شخص اپنی جورو کے پاس سے غائب ہو گیا یعنی سفر کر گیا اور بعد تین عینہ کے اس شخص کے پاس سے  
خط آیا اور اس میں لکھا تھا کہ اگر میرے تیرے پاس سے غائب ہو جاتے سے دو عینہ ہو جاؤ عینہ اور اس  
مدت میں میرا تیرے پاس نہ پہنچے تو تو اپنے آپ کو جب چاہے طلاق دیدے اور بات پہنچی کہ اس

یہاں تک کہ عورت بدو ن اجازت شوہر کے غصہ ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور عینہ پھر رہی اور اس کے شوہر نے اس کو نفقہ نہ پہنچایا تو چاہیے کہ عورت کا امر اس کے اختیار میں نہ ہو۔ اور یہ فقہ سے ہی آیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر دس روز بعد پانچ اشرفیان شہر نہ پہنچاؤں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو چاہیے کہ جب تو چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر یہ نفس کو کس شہر سے پھلا گیا اور وہاں دو روز پہنچا لانا عورت مذکورہ سے جائیگی اجازت نہیں لی تھی پس یادہ طلاق دے سکتی ہے یا نہیں تو جواب میں فرمایا کہ عین و امثالہ علم ایک استدقائرا جس میں یہ واقعہ درج تھا کہ ایک شخص اپنی جورو کے پاس سے غائب ہو گیا یعنی سفر کر گیا اور بعد تین عینہ کے اس شخص کے پاس سے خط آیا اور اس میں لکھا تھا کہ اگر میرے تیرے پاس سے غائب ہو جاتے سے دو عینہ ہو جاؤ عینہ اور اس مدت میں میرا تیرے پاس نہ پہنچے تو تو اپنے آپ کو جب چاہے طلاق دیدے اور بات پہنچی کہ اس

ہو در خطا وقت لکھا کہ اگر کسی نے غائب ہو جانے سے ایک مہینہ سے زیادہ نہیں گزرا تھا ولیکن خطا لکھنے والوں نے  
 راہ بین دیر کر دی اس صورت میں آیا عورت مذکورہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے چونکہ تین مہینہ  
 گزر گئے اور اس عورت کو علم کو نہیں ہوا ہے تو بعض نے جواب دیا کہ آخر ایمان جان کے باب میں جہل فیہ  
 امر امراتہ الی غیرہ بالوقت کے موافق عورت کا امرائیکے اختیار میں ہوگا۔ اور نوامد شیخ الاسلام  
 برہان الدین میں ہے کہ اگر کسی نے عورت سے کہا کہ اگر بے جرم شرعی تجھ کو ماروں تو نیز امر میں ہے اختیار میں ہو  
 پھر اس عورت سے کہا کہ میں تجھے اجازت دیتا ہوں کہ ہر وقت تو اپنے مان و باپ کے گھر چلا کر رہے ہفتہ  
 گزر گیا اور دس روز ہو گئے اور اسکے باپ و مان اسکے یہاں آئے اور ان کے ساتھ یہ عورت ان کے  
 بیان گئی مگر اجازت دیکر نہیں گئی پس شوہر نے اس بے اجازت جانے پر اسکو مارا پس آیا عورت کا امر  
 ان کے اختیار میں ہوگا یا نہ ہوگا تو جواب دیا کہ ہاں ہوگا و اللہ اعلم اور میں نے ایک فقہ سے دیکھا کہ جس کا  
 جواب میرے چا شیخ نظام الدین نے لکھا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے اپنے جرم شرعی مارنے پر  
 اپنی عورت کا امر اس کے ہاتھ دیا تھا اسکی ان اسکے شوہر کے گھر آئی اس مرد سے کہا کہ یہ کتنا بھلا ہے کیونکہ  
 آئی ہے عورت نے کہا کہ ما درتست و خواہر تو یعنی تیری مان و بہن تو ہیں مرد نے عورت کو مارا تو شیخ جلال  
 نے جواب دیا تھا کہ عورت کا امرائیکے اختیار میں نہ ہوگا یہ قول علما یہ ہیں جو اپنی عورت کا امرائیکے اختیار  
 میں بہین شرط دیا کہ اگر اسکو بغیر جرم مارے تو عورت اپنے آپ کو طلاق دے دے پھر شوہر نے  
 اس عورت سے کہا کہ تجھے لعنت ہو اور عورت نے جواب دیا کہ لعنت خود تجھ پر ہو تو اس میں مشائخ نے  
 اختلاف کیا ہے بعض نے کہے کہ اگر یہ عورت کی طرف سے جہالت نہیں ہو اسواست عورت نے اس پر پہل  
 نہیں کی ہو بلکہ اسے مرد کے کہنے پر کہ دیا ہو اور عامہ مشائخ کے نزدیک عورت کی طرف سے جہالت  
 ہو اور اصح یہی ہے اور شے ہذا اگر مرد نے کہا کہ اگر تیری مان کو ٹی دیا جھین اپنی عورت سے ہے  
 اٹکر کہا کہ تیری مان کو ٹی تو پہلے مشائخ کے قول پر یہ جہالت نہیں ہو اور عامہ مشائخ نے  
 اس صورت میں باہر اختلاف کیا ہے جناب بعض نے کہا کہ اگر شوہر کی مان نہ نہ ہو تو یہ عورت کی طرف  
 سے شوہر کے حق میں یہ جہالت نہیں ہو اور اگر مرد کی ہو تو یہ امر شوہر کے حق میں شوہر کی طرف سے جہالت ہوگا  
 اور بعض نے کہا کہ عورت کا امر عورت کے اختیار میں نہ ہوگا خواہ شوہر کی مان نہ نہ ہو یا نہ نہ ہو۔  
 اور اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ خدا جنت موت دے تو یہ عورت کی طرف سے جرم ہے۔ اور اسی طرح اگر  
 شوہر سے کہا کہ اگر خدا تیرے کافر تو یہ بھی عورت کی طرف سے جرم ہے۔ اور اگر شوہر کو کہا کہ اگر بدخو  
 ہیں اگر شوہر ایسا ہی ہو تو یہ جہالت نہیں ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو عورت خطا وار ہے اور اگر شوہر نے  
 اس سے کہا کہ تو ایسا نہ کر آئیں جو اسے دیا کہ خوب کر دنگی پس اگر ایسے فعل کے حق میں کہا ہو جو عورت  
 ہو تو یہ عورت کا جرم ہو اور اگر ایسے فعل میں کہا جو عورت نہیں ہو تو عورت کے حق میں یہ قول جہالت  
 قرار نہ دیا جائیگا اور فقہی میں ہے کہ اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ میں  
 تیری طلاق تیرے ہاتھ میں رکھ دیتی اس نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دیدی پس شوہر نے

میں نے ایک فقہ سے دیکھا کہ جس کا جواب میرے چا شیخ نظام الدین نے لکھا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے اپنے جرم شرعی مارنے پر اپنی عورت کا امر اس کے ہاتھ دیا تھا اسکی ان اسکے شوہر کے گھر آئی اس مرد سے کہا کہ یہ کتنا بھلا ہے کیونکہ آئی ہے عورت نے کہا کہ ما درتست و خواہر تو یعنی تیری مان و بہن تو ہیں مرد نے عورت کو مارا تو شیخ جلال نے جواب دیا تھا کہ عورت کا امرائیکے اختیار میں نہ ہوگا یہ قول علما یہ ہیں جو اپنی عورت کا امرائیکے اختیار میں بہین شرط دیا کہ اگر اسکو بغیر جرم مارے تو عورت اپنے آپ کو طلاق دے دے پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ تجھے لعنت ہو اور عورت نے جواب دیا کہ لعنت خود تجھ پر ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہے کہ اگر یہ عورت کی طرف سے جہالت نہیں ہو اسواست عورت نے اس پر پہل نہیں کی ہو بلکہ اسے مرد کے کہنے پر کہ دیا ہو اور عامہ مشائخ کے نزدیک عورت کی طرف سے جہالت ہو اور اصح یہی ہے اور شے ہذا اگر مرد نے کہا کہ اگر تیری مان کو ٹی دیا جھین اپنی عورت سے ہے اٹکر کہا کہ تیری مان کو ٹی تو پہلے مشائخ کے قول پر یہ جہالت نہیں ہو اور عامہ مشائخ نے اس صورت میں باہر اختلاف کیا ہے جناب بعض نے کہا کہ اگر شوہر کی مان نہ نہ ہو تو یہ عورت کی طرف سے شوہر کے حق میں یہ جہالت نہیں ہو اور اگر مرد کی ہو تو یہ امر شوہر کے حق میں شوہر کی طرف سے جہالت ہوگا اور بعض نے کہا کہ عورت کا امر عورت کے اختیار میں نہ ہوگا خواہ شوہر کی مان نہ نہ ہو یا نہ نہ ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ خدا جنت موت دے تو یہ عورت کی طرف سے جرم ہے۔ اور اسی طرح اگر شوہر سے کہا کہ اگر خدا تیرے کافر تو یہ بھی عورت کی طرف سے جرم ہے۔ اور اگر شوہر کو کہا کہ اگر بدخو ہیں اگر شوہر ایسا ہی ہو تو یہ جہالت نہیں ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو عورت خطا وار ہے اور اگر شوہر نے اس سے کہا کہ تو ایسا نہ کر آئیں جو اسے دیا کہ خوب کر دنگی پس اگر ایسے فعل کے حق میں کہا ہو جو عورت ہو تو یہ عورت کا جرم ہو اور اگر ایسے فعل میں کہا جو عورت نہیں ہو تو عورت کے حق میں یہ قول جہالت قرار نہ دیا جائیگا اور فقہی میں ہے کہ اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ میں تیری طلاق تیرے ہاتھ میں رکھ دیتی اس نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دیدی پس شوہر نے







ایک مرد نے اپنی بیوی کو جس کا کہ اگر میں شکایت کروں وہ جو شکایت کرے وہ عیبر دہنی تو میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ  
 دیا جب تو چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے عورت نے اسکو قبول کیا پھر اس مرد نے فقط عیبر دہنی ہی اور باقی نہیں  
 تو آیا اس کے پیشے سے عورت فقہار ہو جائیگی یا نہیں سو علامہ نے جواب دیا کہ ان عورت فقہار ہوگی کیونکہ حصول  
 اختیار جدا جدا ہر ایک کے ساتھ ملحق ہونے سے سب کے ساتھ مجموعہ ہو کر اور اسی طرح دلیل کے ساتھ علامہ نے  
 جواب دیا ہوا اور اس کے حصہ میں سے اس نے اتفاق کیا ہے۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس کے ہاتھ میں یا  
 کہ اگر اسکو جرم یا سبے جرم مارے تو جب چاہے وہ اپنے آپ کو طلاق دیدے اور عورت نے اسے عیبر دہنی  
 اسکو قبول کر لیا اس کے بعد اس مرد نے اس عورت کو جرم پر مارا پس آیا عورت اپنے کو طلاق دے سکتی  
 ہے تو میں نے جواب دیا کہ ہاں دے سکتی ہے۔ اور مسائل مذکورہ میں جو میرے جدا امام و علامہ حنفی نے  
 اختیار کیا ہوا اور اس کے اہل زمانہ نے انہی سے وافقت کی ہے یہی ان مسائل میں شیخ کبیر نام ابو یوسف بن افضل  
 بخاری کا مختار ہے یہ فصول علامہ یہ ہیں اور

**چوتھا باب** در بیان طلاق بشرط و نحو ذلک اور اس میں چار فصلیں ہیں فصل اول بیان الفاظ  
 شرط۔ (الفاظ شرط) ان اذ۔ اذما مکمل کلمہ۔ متنی عثمانیوں ان الفاظ میں جب شرط پائی جائیگی تو  
 قسم مثل ہو جائیگی اور یہی ہو جائیگی اس واسطے کہ یہ الفاظ مجموعہ و تکرار پر دلالت نہیں کرتے ہیں پس ایک بار  
 فعل پائے جانے پر شرط پوری ہو کر قسم مثل ہو جائیگی اور پھر اس کے بعد اس قول کے پائے جانے سے حنفی  
 نہ ہوگا الا کلام میں کہ یہ لفظ کلمہ متنی مجموعہ ہو پس اگر شرط بہ لفظ کلمہ ہو اور اسکی جزا طلاق قرار دی گئی  
 ہو تو لفظ کلمہ سے ہر بار شرط تکرر ہو کر ہر بار حائث ہوگا اور جب حائث ہوگا تب ہی طلاق واقع ہوگی  
 بیان تک کہ میں طلاق کی اس طرح قسم کھائی ہے اس ملک کی سب طلاق پوری ہو جائیں پھر اگر عورت نے کسی دوسرے  
 شوہر سے نکاح کیا پھر اس سے اس عورت سے نکاح کیا اور پھر شرط پائی گئی تو ہمارے نزدیک حائث ہوگا یہ  
 کافی میں ہو اور اگر کلمہ کلمہ نفس تنزیح پر داخل ہو کر یوں کہ کہ کلمہ تنزیح است امرأۃ فہی طالق اور کلمہ تنزیح  
 حائث طالق تو ہر بار اس کے ساتھ نکاح کرنے سے وہ طالعہ ہوگی اگر چہ دوسرے شوہر سے نکاح کے بعد اس سے  
 نکاح کیا ہو یہ غایۃ سرحدی میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کل امرأۃ اتز و جہا فہی طالق ہر عورت کہ میں اس  
 نکاح کروں وہ طالعہ ہو پس اس نے کئی عورتوں سے نکاح کیا تو سب طلاق ہو گئی۔ اور اگر اس نے ایک ہی  
 عورت سے کئی بار نکاح کیا تو وہ فقط ایک ہی مرتبہ مطلقہ ہوگی یہ شرط میں ہے۔ اور اگر اس نے بعض عورتوں کی  
 نیت کی ہو تو ویانہ اسکی نیت صحیح ہوگی مگر مضائقہ تصدیق نہ کی جائیگی اور شیخ خصاؤن نے فرمایا کہ مضائقہ بھی اسکی  
 نیت صحیح ہو اور فتوے ظاہر اندر ہے ہر ہر اور اگر قسم کھانے والا مظلوم ہو اور موافق قول خصاؤن کے حکم دیا گیا  
 تو کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ پھر الرالیق میں ہے۔ اور منجملہ الفاظ شرط کے تو ذوق وایان وایان وایان وایان  
 کذا فی البتین۔ اور از انجملہ لفظ سے ہے جب کہ فعل پر داخل ہو مثلاً کہا کہ انت طالق فی ذلک الدار یعنی  
 (ان و خلت الدار) یہ عتایہ میں ہے۔ اور الفاظ شرط جو فارسی میں ہیں اگر وہی وہاں سے ہر گاہ دہر زمان د  
 ہر بار پس لفظ اگر چہ انہی میں ہے پس حائث ہوگا اگر ایک ہی مرتبہ اور دوم پچھٹے متنی ہو کہ اس میں ایک ہی مرتبہ

علامہ نے فرمایا کہ اگر عورت نے اپنے شوہر کو طلاق دیا ہے تو اس کے بعد اگر وہ دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کرے تو اس کا نکاح صحیح ہے بشرطیکہ اس نے طلاق دینے کے وقت اس کی نیت صحیح ہو اور اس کے بعد اس کے ساتھ نکاح کرے تو اس کا نکاح صحیح ہے بشرطیکہ اس نے طلاق دینے کے وقت اس کی نیت صحیح ہو

حائض ہوگا اور سوم مثل و دہ کے ہر اور دو دنوں کے چھٹے ایک ماہ میں اور چار ماہ و پنج مہینہ بھی ایک ہی مرتبہ نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ لفظ بمعنی کل کے ہے اور اگرچہ ششم بمعنی کما ہو پس ہر بار وہ حائض ہو گا لیکن بشرطی میں ہو۔ اور رہا لفظ کر حیضہ کہا کہ زن اد طالق اس سے مراد این کا رہی کند پس اگر عرف میں اس سے تعلیق کی معنی نہ پئے جاتے ہوں تو طلاق فی الحال واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ یقینی ہے اور اگر ان لوگوں نے تعلیق فقط اسی لفظ سے اپنے عرف محاورہ میں رکھی ہو تو جب تک شرط نہ پائی جائے طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر انکے عرف میں تعلیق اس لفظ سے بھی ہو اور جس طرح حرف شرط سے بھی معروف ہو تو فضلی رحمہ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ یہ طلاق فی الحال واقع ہوگی اور ہمارے بعض مشائخ فرمایا کہ نہ واقع ہوگی اور یہی صحیح ہے جو غلط نہیں ہو۔ اور اگر قسم کمانے کے بعد ملک زائل ہو جائے مثلاً عورت کو ایک یا دو طلاق دیدیں تو اس سے قسم باطل نہیں ہوتی ہو کچھ اگر شرط ایسی حالت میں پائی گئی کہ ملک ثابت ہو تو قسم منحل ہوگی مثلاً عورت سے کہا کہ تو طالعہ ہو اگر تو اس دار میں داخل ہو پھر ایسی حالت میں داخل ہوئی کہ یہ اس مرد کی چھ دفعہ تو قسم منحل ہو جائیگی اور باقی نہ رہے گی اور اگر نکاح سے خارج ہو جانے کے بعد داخل ہوئی تو قسم منحل ہو جائیگی مثلاً اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طالعہ ہو پھر قبل وجود شرط کے اسکو طلاق دیدی یا نہ کہ عدت گذر گئی پھر عورت وار میں داخل ہوئی تو قسم منحل ہوگی مگر طلاق کچھ نہ واقع ہوگی یہ کافی ہیں اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طالعہ بے طلاق ہو پھر قبل دخول دار کے عورت کو ایک یا دو طلاق دیدیں پھر عورت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا جس نے اس سے دخول کیا پھر اسکی طلاق کے بعد شوہر اول کے نکاح میں آئی پھر دار میں داخل ہوئی تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے موافق اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت پر تین طلاق یا کم کی تعلیق کی ہو تو پھر تین طلاق کی بغیر اس تعلیق کو باطل کر دیتی ہو مثلاً تین طلاق یا کم کی تعلیق کی اور کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تجھے تین طلاق بہن پھر اس شرط سے پائے جانے سے پہلے اس عورت کو تین طلاق فی الحال دیدیں پھر یہ عورت بعد حلالہ کرانے کے اسی شوہر کے نکاح میں آئی پھر شرط پائی گئی تو کچھ بھی واقع نہ ہوگی نیز فقہاء برجنیدی میں ہے اور حبیبہ بخیر تین طلاق دینے سے تعلیق طلاق باطل ہو جاتی ہو اسی طرح شوہر کے وارثین میں جا ملنے سے بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک باطل ہو جاتی ہو مگر اسمین صاحبین رحمہ کا خلاف ہو چکا ہے اگرچہ نئے دار الحرب میں جا ملنے کے بعد عورت مذکورہ عدت ہی میں اس دار میں داخل ہوئی تو اس پر طلاق نہ پڑے اور اسمین صاحبین کا خلاف ہے۔ اور اس خلاف کا فائدہ یہ ہو کہ اگر مرد کو تائب سزا دی ہو کہ وہ دار الحرب سے واپس آیا اور اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہ نکاح بنگشیل ہو کہ بعد طلاق یعنی تین میں سے کچھ کمی نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نقصان ہو سکتا ہو یہ فتح القدیر میں ہے و میری رائے کلکہ کل دکھا سے تعلیق طلاق کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ ہر باجب میں اس دار میں داخل ہوں تو میری جوہر کو طلاق ہو حالانکہ اسکی چار جوہر وہیں پھر یہ شخص اس دار میں چار مرتبہ داخل ہوا اور کسی جوہر کو معین نہیں کر چکا ہو تو ہر بار میں ایک طلاق واقع ہوگی پس چاہتا ان طلاقوں کو سب پر فرق کر دے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱



اور ہا ہے ایک ہی پر جمع کرے۔ اور اگر کما کر ہر بار جب اس داریں داخل ہوئے ہیں ہر بار کہ تو طلاق سے  
 کلام کرے تو تو طلاق ہو تو دوسری قسم معاق بدخول ہوگی پس جبکہ وہ عورت داریں داخل ہوگی تب دوسری  
 قسم منعقد ہوگی پھر جب طلاق سے تین بار کلام کر لگی تب تین طلاق سے طلاق ہوگی یہ بکرہ الرافق میں جو  
 اگر ایک مرد سے دو عورتوں سے کہا کہ ہر بار کہیں بکرہ الرافق سے پاس کھانا کھاؤں تو میری جو طلاق ہو  
 اسے ایک روز انہیں سے ایک کے پاس کھانا کھایا اور دوسرے روز دوسرے کے پاس کھانا کھایا تو اسکی جو  
 تین طلاق پڑ جائیگی اسوسلے کہ جب اسے اول کے پاس کھانا کھایا اور تین شکمہ کھا سنے یا زیادہ کھا سنے تو  
 خود یا اسکے پاس تین مرتبہ کھانا کھایا اور جب دوسرے کے پاس کھانا کھایا تو گویا اسکے پاس تین مرتبہ کھانا  
 پس دونوں کے پاس تین مرتبہ کھانا کھانا پیا گیا اور اسکے پاس ہر بار کھانا کھانا طلاق واقع ہوا اور اگر  
 اگر دونوں میں سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہیں نے تیسرے پاس کھانا کھایا پھر اسکے پاس کھانا کھانا طلاق ہو تو  
 اس میں بھی ہی حکم ہوگا جو تین بیان کیا ہو یہ عیال میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ ہر بار جب میں اپنی  
 بات کہوں تو تو طلاق ہو پھر بولا کہ سبحان اللہ والحمد للہ والاکرم الا اللہ والاکرم الا اللہ کہ تو عورت سے ایک طلاق  
 واقع ہوگی اور اگر اسے یوں کہا کہ سبحان اللہ والحمد للہ والاکرم الا اللہ والاکرم الا اللہ کہ تو عورت سے تین طلاق واقع ہوگی  
 یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو کو کہنے لگا کہ میں نے تجھے سات دفعہ بدخول کر لیا تو یا نہیں کیا تو یا ایک سے  
 بدخول کیا تو نہ دوسری سے یوں کہا کہ ہر بار جب میں تمہاری طلاق کی قسم کھاؤں تو تم دونوں میں سے ایک  
 طلاق ہو یا کہا کہ ایک تم دونوں کی طلاق ہو اور اگر وہ مرتبہ کھا تو کچھ واقع نہ ہوگی اور اگر تیسری مرتبہ کھا تو  
 یہ کتاب میں مذکور نہیں ہوا اور شاخ نے فرمایا کہ واقع نہ ہوگی الا اگر اس نے دوسری مرتبہ کی طلاق دوسرے  
 کے سوا تیسری مرتبہ میں طلاق دے اور اولی تو ایسی صورت میں ان دونوں کی طلاق پر قسم  
 کھانے والا جو جائز نہیں ایک قسم اول میں حائضہ ہو جائیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر بار جب میں نے  
 قسم کھائی تو تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو یہ عورت طلاق ہو ہر بار کہ قسم کھائی میں نے تم دونوں  
 میں سے ایک کے طلاق کی تو تم میں سے ایک طلاق ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اختیار بیان کہ یہ  
 کون عورت سے طلاق ہوئی شوہر کو ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر بار کہ میں نے قسم کھائی تو تم دونوں میں سے ایک کے  
 طلاق کی تو ایک سے تم میں سے طلاق ہو ہر بار کہ میں نے قسم کھائی تو تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو وہ طلاق  
 ہو تو دو طلاق واقع ہوگی اور اختیار شوہر کو ہوگا چاہے دونوں طلاقوں کو ایک ہی پڑوائے اور چاہے  
 دونوں پر تقسیم کر دے۔ اور اگر شوہر کی ایک مدخولہ ہو اور دوسری مدخولہ نہیں اس نے کہا کہ ہر بار کہ میں نے  
 تم دونوں کے طلاق کی قسم کھائی تو تم دونوں طلاق ہو اور اسکو تین مرتبہ کھا تو پہلی قسم منعقد ہو کہ دوسری قسم  
 سے نخل ہوگی پس ہر ایک پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی اور تیسری قسم مدخولہ کے حق میں منعقد ہوگی اور  
 دوسری قسم تیسری قسم سے نخل نہ ہوگی کیونکہ شرط تمام نہیں ہوئے دونوں کے طلاق کی قسم پائی  
 نہ گئی۔ اور اگر غیر مدخولہ سے نکاح کر کے اس سے کہا کہ اگر میں داریں داخل ہوں تو تو طلاق ہو تو  
 دوسری پہلی قسم نخل ہوگی اور دونوں میں سے ہر ایک پر دو طلاق واقع ہوگی اسوسلے کہ تیسری دفعہ

طلاق کا طریقہ

مذکورہ کے حق میں قسم کھانے پر کچھ شرط جو بدعتی اور اس شرط پوری ہو گئی پس دونوں میں سے ہر ایک سے طلاق بائنہ ہو جائیگی۔ اور اگر اس نے غیر مذکورہ سے نکاح نہ کیا و لیکن اس سے یہ کہا کہ اگر میں نے تجھے نکاح کیا اور تو دارین داخل ہوئی تو تو طالق ہو تو قسم صحیح ہوگی اور پہلی و دوسری قسم محل ہو جائیگی لیکن مذکورہ اسکی ناکسہ میں ہو پس بائنہ طلاق بائنہ ہوگی اور غیر مذکورہ اسکی ملک میں نہیں ہو پس اسکے حق میں قسم لغو ہوگی اور اول و دوم دونوں محل تو ہوئی مگر کچھ جزا و مترتب نہ ہوگی لیکن قسم بیکہ ہر بار منعقد ہوگی اور اثر انحلال ظاہر نہوا پس دونوں میں باقی رہیگی پھر حسب اسکے بعد اس سے نکاح کیا اور اسکی طلاق کی قسم کھائی تو اس پر دو طلاق واقع ہوئی۔ اور اگر اس نے مذکورہ سے کہا کہ جب میں تجھے نکاح کروں تو تو طالق ہو تو قسم صحیح ہوگی اس واسطے کہ وہ یا سنہ سو جو ہو لیکن اگر یوں کہا کہ جب میں تجھے بعد تیسرے و دوسرے شرط سے نکاح کروں تو نکاح کروں تو تو طالق ہو تو ایسی قسم صحیح ہوگی اس واسطے کہ اس میں اضافت بجا نبی ملک ہی پیش چاہیے پھر میں ہو اور اگر اس نے اپنی کئی عورتوں میں سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تیری طلاق کی قسم کھائی تو باقیات طالق میں پھر دوسری عورت سے بھی ایسا ہی کلام کیا پھر تیسری سے بھی ایسا ہی کلام کیا تو تیسری و چوتھی عورت میں تین طلاق سے طالق ہو جائیگی اور دوسری عورت پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ دوسرے کلام سے وہ پہلی عورت کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا اور تیسرے کلام سے پہلی و دوسری کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا۔ اور اگر بجا کے لفظ ہر بار کے لفظ جب ایسا تو تیسری و چوتھی عورت میں سے ہر ایک پر دو طلاق واقع ہوئی اور اول و دوم میں سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ عتبار یہ میں ہو۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ ہر عورت میری عورتوں میں سے جو دارین داخل ہو پس یہ طالق ہو اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ نے الحال طالق ہو جائیگی اور اگر اسکی عدت میں وہ دارین داخل ہوئی تو دوسری طلاق بھی اس پر واقع ہوگی یہ شک میں مذکور ہو اور شیخ ابو الفضل رحمہ نے فرمایا کہ یہ حکم اسکے خلاف ہو جو جامع میں مذکور ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ نو ازل میں ہو کہ شیخ نصیر رحمہ نے فرمایا کہ میں نے حسن بن زیاد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے یوں کہا کہ ہر بار کہ میں داخل ہوں اس دارین ایک دفعہ داخل ہونا تو تو طالق ہو ہر بار کہ میں اس دارین دو دفعہ داخل ہوں تو تو طالق ہو پھر اس دارین دو دفعہ کا داخل ہونا اس سے عمل میں آیا تو حسن بن زیاد نے فرمایا کہ عورت مذکورہ پر تین طلاق واقع ہوئی یہ تا ماخضانیہ میں ہو اور اگر اس نے دو عورتوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں سنہ تم دونوں سے نکاح کیا پس تم دونوں طالق ہو پھر اس نے ایک سے ایک بار اور دوسری سے دوبارہ نکاح کیا تو دونوں پر ایک ایک طلاق سے طالق ہوئی لیکن اگر اول سے بھی دوبارہ نکاح کیا تو دونوں پر ایک ایک طلاق دوسری بھی واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے دو عورتوں سے نکاح کیا پس دونوں طالق ہیں پھر اس نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو وہ ہر ایک پر طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ ہر ایک کے حق میں یہ بات پائی گئی کہ اس نے دو عورتوں سے نکاح کیا ہو اور یہی شرط تھی۔ اور اگر اس نے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تم دونوں کے پاس کھا یا پس میری جوڑ طالق ہو پھر اس نے ہر ایک کے پاس میں نے تم دونوں کے پاس کھا یا پس میری جوڑ طالق ہو۔ اور اگر کہا کہ میری



تو وہ لائق ہے پھر اسے اس گائون کی ایک عورت سے نکاح کیا تو چاہے جہان نکاح کرے یا نہ کرے چنانچہ ہوگا  
یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر یوں کہنا کہ کل امراۃ لی مکون بخارا منہ طلاق نکاح کرے عورت جو  
بخارا میں ہوگی وہ بے طلاق طائفہ ہو تو صحیح یہ ہو کہ اس کلام سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ جس عورت سے  
وہ بخارا میں نکاح کرے وہ طائفہ ہوگی اور اسی سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس نے سو اسے بخارا کے دور سے  
جگہ کسی عورت سے نکاح کیا پھر اسکو بخارا میں لے آیا اور خود اس کے ساتھ بخارا میں رہا تو وہ مطلقہ نہ ہوگی اور  
یہی صحیح ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کی ایک غیر مذکورہ عورت سے نکاح کیا کہ ہر میری ہو و اور ہر عورت کہ  
جس سے تیس سال تک نکاح کروں وہ طائفہ ہو اگرچہ میں دار میں داخل ہوں پھر اس سے ایک عورت سے نکاح  
کیا اور اسکو طلاق دیدی اور پہلی عورت کو بھی طلاق دیدی پھر اربعہ دونوں سے تیس سال کے اندر نکاح کیا  
پھر دار میں داخل ہوا تو پہلی جو عورت کی وجہ سے بدو طلاق طائفہ ہوگی سو اسے اس طلاق سے جو اسکو یہ  
تین چار دیدی تھی پس جملہ اسپرین طلاق پڑھنی اور یہی جدیدہ پس اسپرین اسے اس طلاق سے جو اسکو  
بہ چھین دیدی تھی ایک طلاق جو جسم کے واقع ہوگی چنانچہ جملہ دو طلاقوں سے مطلقہ ہوگی۔ اور اگر مرد کو  
بعد ان دونوں کے اول مرتبہ طلاق دینے کے دار میں داخل ہوا پھر ان دونوں سے نکاح کیا تو عورت قدیمہ  
نکاح کرتے ہی جو جسم حائضہ ہونے کے بیک طلاق طائفہ ہوگی اگرچہ اس کے حق میں اتفاق دو قسموں کا ہوگا  
ہو ایک قسم تزوج دو قسم کو بیعت کون بلا جزا ہوگی پس نفس تزوج کی وجہ سے ایک طلاق واقع ہوگی اور  
بہی جدیدہ سو اسپرین حائضہ ہونے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ جملہ میں ہو۔ اور اگر نکاح ہر عورت  
جس سے میں نکاح کروں پس وہ طائفہ ہو اور فلان یعنی اپنی ایک موجودہ جو رو کا نام لیا یا یوں کہنا کہ ہر میری  
جو رو جو دار میں داخل ہو وہ طائفہ ہو اور فلان تو فلان نہ کہہ دے الخال طائفہ ہو جائیگی اور اس کے حق میں  
انتظار تزوج و دخول دار نہ ہوگا پھر اگر اس کے بعد اس عورت سے نکاح کیا یا یہ دار میں داخل ہوئی حالانکہ یہ  
عدت طلاق میں ہو تو اسپرین دوسری طلاق واقع ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر نکاح ہر عورت سے میں بھی نکاح  
کروں یا کہ تیس سال تک نکاح کروں وہ طائفہ ہو اگرچہ میں نے فلان نفس سے کلام کیا پھر اسے اس مدت  
کے اندر قبل فلان سے کلام کرنے کے ایک عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت سے یہی فلان نکاح کرنے  
کے نکاح کیا تو جس سے اس مدت کے اندر نکاح کیا ہو وہ طائفہ ہوگی۔ اور اگر قسم ہو تو یہی اس میں کوئی وقت  
ہمیشہ کا یا تیس سال وغیرہ کا بیان نہ کیا ہو مثلاً یوں کہنا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ بے طلاق طائفہ  
ہو اگرچہ میں نے فلان سے کلام کیا پھر ایک عورت سے فلان سے کلام کیا نہ ہے۔ پہلی نکاح کیا اور ایک عورت  
سے فلان سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا تو جس سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا ہو وہ طائفہ نہ ہوگی۔ اور اگر  
یوں کہنا کہ اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو جو عورت کہ میں اس سے نکاح کروں وہ طائفہ ہو تو جس سے  
سے قبل کلام کرنے کے نکاح کرے وہ طائفہ نہ ہوگی خواہ قسم مطلق ہو یا موقت ہو۔ اور اگر اسے ایسی  
عورت کے طلاق کی نیت تھی جس سے قبل فلان سے کلام کرنے کے نکاح کیا ہو تو اسکی نیت صحیح ہوگی  
یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر یوں کہنا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں اگر میں دار میں

قال المصنف  
یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر یوں کہنا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں اگر میں دار میں  
نکاح کرے عورت جو بخارا میں ہوگی وہ بے طلاق طائفہ ہو تو صحیح یہ ہو کہ اس کلام سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ جس عورت سے  
وہ بخارا میں نکاح کرے وہ طائفہ ہوگی اور اسی سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس نے سو اسے بخارا کے دور سے  
جگہ کسی عورت سے نکاح کیا پھر اسکو بخارا میں لے آیا اور خود اس کے ساتھ بخارا میں رہا تو وہ مطلقہ نہ ہوگی اور  
یہی صحیح ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کی ایک غیر مذکورہ عورت سے نکاح کیا کہ ہر میری ہو و اور ہر عورت کہ  
جس سے تیس سال تک نکاح کروں وہ طائفہ ہو اگرچہ میں دار میں داخل ہوں پھر اس سے ایک عورت سے نکاح  
کیا اور اسکو طلاق دیدی اور پہلی عورت کو بھی طلاق دیدی پھر اربعہ دونوں سے تیس سال کے اندر نکاح کیا  
پھر دار میں داخل ہوا تو پہلی جو عورت کی وجہ سے بدو طلاق طائفہ ہوگی سو اسے اس طلاق سے جو اسکو یہ  
تین چار دیدی تھی پس جملہ اسپرین طلاق پڑھنی اور یہی جدیدہ پس اسپرین اسے اس طلاق سے جو اسکو  
بہ چھین دیدی تھی ایک طلاق جو جسم کے واقع ہوگی چنانچہ جملہ دو طلاقوں سے مطلقہ ہوگی۔ اور اگر مرد کو  
بعد ان دونوں کے اول مرتبہ طلاق دینے کے دار میں داخل ہوا پھر ان دونوں سے نکاح کیا تو عورت قدیمہ  
نکاح کرتے ہی جو جسم حائضہ ہونے کے بیک طلاق طائفہ ہوگی اگرچہ اس کے حق میں اتفاق دو قسموں کا ہوگا  
ہو ایک قسم تزوج دو قسم کو بیعت کون بلا جزا ہوگی پس نفس تزوج کی وجہ سے ایک طلاق واقع ہوگی اور  
بہی جدیدہ سو اسپرین حائضہ ہونے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ جملہ میں ہو۔ اور اگر نکاح ہر عورت  
جس سے میں نکاح کروں پس وہ طائفہ ہو اور فلان یعنی اپنی ایک موجودہ جو رو کا نام لیا یا یوں کہنا کہ ہر میری  
جو رو جو دار میں داخل ہو وہ طائفہ ہو اور فلان تو فلان نہ کہہ دے الخال طائفہ ہو جائیگی اور اس کے حق میں  
انتظار تزوج و دخول دار نہ ہوگا پھر اگر اس کے بعد اس عورت سے نکاح کیا یا یہ دار میں داخل ہوئی حالانکہ یہ  
عدت طلاق میں ہو تو اسپرین دوسری طلاق واقع ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر نکاح ہر عورت سے میں بھی نکاح  
کروں یا کہ تیس سال تک نکاح کروں وہ طائفہ ہو اگرچہ میں نے فلان نفس سے کلام کیا پھر اسے اس مدت  
کے اندر قبل فلان سے کلام کرنے کے ایک عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت سے یہی فلان نکاح کرنے  
کے نکاح کیا تو جس سے اس مدت کے اندر نکاح کیا ہو وہ طائفہ ہوگی۔ اور اگر قسم ہو تو یہی اس میں کوئی وقت  
ہمیشہ کا یا تیس سال وغیرہ کا بیان نہ کیا ہو مثلاً یوں کہنا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ بے طلاق طائفہ  
ہو اگرچہ میں نے فلان سے کلام کیا پھر ایک عورت سے فلان سے کلام کیا نہ ہے۔ پہلی نکاح کیا اور ایک عورت  
سے فلان سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا تو جس سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا ہو وہ طائفہ نہ ہوگی۔ اور اگر  
یوں کہنا کہ اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو جو عورت کہ میں اس سے نکاح کروں وہ طائفہ ہو تو جس سے  
سے قبل کلام کرنے کے نکاح کرے وہ طائفہ نہ ہوگی خواہ قسم مطلق ہو یا موقت ہو۔ اور اگر اسے ایسی  
عورت کے طلاق کی نیت تھی جس سے قبل فلان سے کلام کرنے کے نکاح کیا ہو تو اسکی نیت صحیح ہوگی  
یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر یوں کہنا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں اگر میں دار میں



داخل ہوں تو وہ طلاق ہو جس میں سے قبل دخول کے نکاح کیا ہو تو داخل ہونے سے طلاق نہ ہوگی اور جس سے بعد  
دخل ہونے کے نکاح کیا ہو وہ مطلقہ ہوگی اور داخل ہونا بھی انقاد قسم کی شرط قرار دیا جائیگا اور بشرط ادخال شرط  
خلف ہوگی اور تقدیر کلام یوں ہو کہ اگر مین و دارمین داخل ہوا تو پھر عورت جس سے مین نکاح کر دن وہ طلاق  
ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس کا مین مالک ہو تو وہ طلاق ہو اگر مین و دارمین داخل ہوں یا داخل ہونے کی  
شرط کو مقدم بیان کیا تو یہ ایسی ہی عورتوں کو شامل ہوگا جو اسکی مالک مین ہوں اور انکو شامل نہ ہوگا جو پھر  
اسکے نکاح مین آویںگی اور اگر اس نے مستقبل کی نیت کی تو تعلیق کے طور پر اسکی تقدیر کی جائیگی پس جو عورت  
اسکی مالک مین ہو وہ باعتبار طلاق و کلام کے مطلقہ ہوگی اور جو آئندہ اسکے نکاح مین آئی وہ اسکے  
اقرار پر مطلقہ ہوگی یہ کافی مین ہو۔ اور نو اور اس ساء مین امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص نے  
کہا کہ کل امراة اتزوجها تفریبا سو میں فی طلاق اوقال کل امراة اتزوجها تفریبا فی طلاق ای  
ہر عورت جس سے مین نکاح کر دن کہ مستور کیا دے (یا مستور کھاتی ہو) وہ طلاق ہو یا کہا کہ ہر عورت جس سے مین  
نکاح کر دن کہ قسم کا رنگا ہو اپنے (یا پھنسی ہو) وہ طلاق ہو تو اس قول سے یہ مراد بھی جائیگی کہ بعد نکاح کرنے  
کے وہ مستور کھائے یا قسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنے لیکن اگر اس نے یہ نیت کی کہ قبل نکاح مین آئے اسکے ایسا  
کرتی ہو تو اسکی نیت پر ہی یہ ذخیرہ مین آئے۔ اور اگر ایک عورت سے کہے کہ یا کہ ہر عورت جس سے نکاح کر دن  
جب تک تو زندہ ہو تو وہ طلاق ہو پھر خاص اسی عورت سے نکاح کیا تو حائض نہ ہوگا اور یہ کلام اس عورت  
کے سوا دوسری عورتوں کے حق مین رکنا جائیگا اور اسی طرح اگر یہ کلام اپنی جو روتے کہا پھر اسکو طلاق  
بائن و دیگر اس سے نکاح کیا تو وہ طلاق نہ ہوگی یہ فضول استدلال مین ہو۔ اور اگر اپنی جو روتے کہے کہ تیرے  
نام کی ہر عورت جس سے مین نکاح کر دن وہ طلاق ہو پھر اس جو رو کو طلاق دے کہ پھر اس سے نکاح کیا تو  
مطلقہ نہ ہوگی اگر پچھلے کے وقت اسکی نیت بھی کی ہو جیسے اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کر دن وہ  
تیرے وہ طلاق ہو تو یہ عورت قسم مین داخل نہ ہوگی اگر چہ نیت کی ہو۔ ایک شخص نے کی چار عورتیں مین اس نے  
ایک جو روتے کہے کہ میری ہر جو رو طلاق ہو اگر تو اس دارمین داخل ہو پھر اسکا ایک طلاق بائنہ دیدی  
پھر اپنی عورت کی حالت مین یہ عورت دارمین داخل ہو گئی تو سب عورتیں مطلقہ ہو جائیں گی ایک شخص نے  
کہا کہ میری ہر جو رو طلاق ہو اور اسکی نیت یہ ہو کہ جو اسوقت موجود ہو اور جو آئندہ اپنے نکاح مین لاویگا  
تو اس کلام سے طلاق ایسی جو رو کے حق مین نہ ہوگی جو آئندہ اسکے نکاح مین آوے یہ فتاویٰ قاضی خان  
مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری ہر جو رو طلاق ہو اگر مین ایسا کر دن حالانکہ اسکی کوئی جو رو اسوقت نہیں جو ادائے  
نیت کی کہ جس عورت سے اسکے بعد نکاح کرے تو اسکی نیت صحیح ہوگی جیسے یوں کہا کہ ہر عورت جو میری جو رو  
ہوگی اور جو مین الاسلام محمود اور جندی کا قول ہو اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت مین صحیح ہو  
اور شیخ امام ابو شجاع ملکی نے فرمایا کہ ہم پہلے قول کو لیتے ہیں یہ فضول استدلال مین ہو۔ امام محمد سے  
سروے ہو کہ کسی نے اپنے والدین سے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کر دن جب تک کہ وہ دونوں زندہ ہوں  
وہ طلاق نہ ہو ورنہ تو قسم باطل ہو جائیگی اور جو شیخ ابو یوسف نے فرمایا کہ ہر عورت جس سے

فتاویٰ ہندیہ  
کتاب طلاق  
بائنہ و طلاق  
بالشرط  
ترجمہ  
فتاویٰ  
عالمگیری  
جلد دوم  
صفحہ ۲۴۶

جو میرے نکاح میں داخل ہو وہ طالق ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ ہر عورت جو میرے واسطے حلال ہو وہ طالق ہو تو بھی ایسا ہی ہو۔  
فلاں میں ہو۔ ایک شخص جانتا ہو کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہو مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ قسم کے وقت باطل تھا یا نہ تھا پھر اُس نے ایک عورت سے نکاح کیا تو عانت نہ ہوگا اس واسطے کہ اُس نے قسم میں شک کیا ہو پس شک کے ساتھ عانت نہ ہوگا یہ قناعت قاضیان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جب تک میں داخلہ سے نکاح نہ کروں ہر عورت جس سے نکاح کروں وہ طالق ہو پھر قاطعہ مرگئی یا غائب ہوگئی اس نے دوسری عورت سے نکاح کیا تو وہ عورت قاطعہ کے غائب ہونے کے وقت طالق ہوگی اور وہ عورت میرے واسطے حلال نہ ہوگی۔ اور اگر اپنی جوہر سے کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں اُسکی طلاق میں ہے ایک نام کو تو میرے ہاتھ پر ہے اس لئے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکی پہلی جوہر سے اس دوسری سے نکاح کے آگاہی کے وقت یہی کہا کہ میں نے قبول کی ہے پھر نہ کہو یا کہا کہ میں نے اس عورت کو طلاق دیا یا کہا کہ میں نے اسکی طلاق خریدی تو میں عورت سے نکاح کیا ہو وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر دوسری عورت سے نکاح کر لے تو وہ عورت سے نکاح کیا کہ میں نے بیچ قبول کی کی تو اسکا قبول کرنا صحیح نہیں ہو اس واسطے کہ یہ قبول قبل ایجاب ہو اور بعد از ایجاب اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کیا ہو وہ طالق ہو پس نکاح خاص ایک عورت سے نکاح کیا پھر نکاح صحیح اس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ قناعت کبریٰ میں ہو۔ اور مطلقہ طہین ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ کل امراۃ ازواج علیک فنی طالق یعنی علی رقبۃ کسب ای ہر عورت جس سے میں نکاح کروں تجھ پر وہ طالق ہو حتیٰ تیرے رقبہ پر تو دوسری عورت سے نکاح کرنے پر عانت نہ ہوگا یہ تاناخا نہیں میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہو پھر ایک فضولی نے اسے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا اور اسنے اپنے فعل سے نہ قول سے اسکی اجازت دیدی جیسے درج ہو یا تو یہ مطلقہ نہ ہوگی بخلاف اس کے اگر نکاح کے واسطے وکیل کیا تو مطلقہ ہو جائیگی اس واسطے کہ قول وکیل اسی کا قول ہوگا۔ اور نقتی میں ہو کہ اگر میں نے فلاں سے نکاح کیا تو یہ طالق ہو اور اگر میں نے اپنے کو حکم کیا جو میرے ساتھ اسکا نکاح کر دے تو یہ طالق ہو پھر اسنے ایک شخص کو حکم دیا جیسے اسکا نکاح کر دیا تو اسکا نکاح نہ ہوگی۔ اور اگر اسنے خود اس سے نکاح کیا بدون اس کے کسی کو وکیل کرنے سے مطلقہ نہ ہوگی پھر اگر اس کے بعد کسی کو حکم دیا کہ میرے ساتھ فلاں عورت کا نکاح کر دے حالانکہ وہ اس کے نکاح میں موجود ہو تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلاں سے نکاح کیا یا کسی شخص کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نکاح کر دے تو یہ طالق ہو پھر کسی دوسرے کو حکم دیا جیسے اسکا نکاح کر دیا تو مطلقہ نہ ہوگی۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے فلاں سے نکاح کیا یا اسکا خطبہ کیا تو وہ طالق ہو پھر اسکا خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہ ہوگی اور اگر مسئلہ سابق میں قبل حکم دینے کے خود عورت سے نکاح کیا اور اس مسئلہ میں قبل خطبہ کر کے کے نکاح کیا تو طلاق واقع ہوگی مثلاً دو گواہوں کے جھوٹ میں اعتبار کہا کہ میں نے تجھے ہار دے پس نکاح کیا اور اسنے قبول کیا تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں جو تیسری فصل کے اول و اول وغیرہ سے

۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

تعلیق طلاق کے بیان میں۔ اگر نکاح کی طرف طلاق کی اضافت کی تو نکاح کے پیچھے ہی طلاق واقع ہوگی مثلاً کسی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے نکاح کروں تو تو طلاق ہو گیا کہ ہر عورت میں یہ نکاح کروں۔ طلاق ہو اور ایسی ہی لفظ اذا ومتی یعنی جب کے ساتھ کہا کہ جب نکاح کروں تو بھی ہی حکم ہو اور اس میں کچھ فرق نہیں خواہ آٹھ کسی شہر یا قبیلہ یا وقت کی تخصیص کر دی ہو یا نہ کی ہو حکم یکساں ہو۔ اور اگر اسکو شرط کی طرف اضافت کیا تو شرط کے پیچھے ہی اتفاقاً واقع ہو جائیگی مثلاً اپنی عورت سے یوں کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طلاق ہو اور اضافت طلاق صحیح نہیں ہو آٹا اس صورت میں کہ قسم کھانے والا بالافعل یا کس ہو یا ملک کی طرف اضافت کر دے اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طلاق ہو پھر اس عورت سے نکاح کیا پھر دار میں داخل ہوئی تو مطلقہ نہ ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر عورت جس کے ساتھ میں ایک فرسٹ جمع ہو وہ طلاق ہو پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ نصف اس عورت کا جس کا تو میرے ساتھ نکاح کر دے طلاق ہو پھر اس نے ایک عورت کا اسکے ساتھ بدولت اسکے حکم کے یا اسکے حکم سے نکاح کر دیا تو مطلقہ نہ ہوگی اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا بریکہ وہ طلاق ہو تو طلاق نہ ہوگی یعنی الفیہ میں ہو۔ واضح ہو کہ تعلیق بصر کے شرط یعنی جبکہ حرف شرط کا ذکر کر دے ایسی تعلیق عورت معینہ وغیرہ میں دونوں کے حق میں مؤثر ہوتی ہو اور تعلیق بمعنی الشرط غیر معینہ کے حق میں کارآمد ہوتی ہو چنانچہ اگر کہا کہ جو عورت کہ میں اس سے نکاح کروں وہ طلاق ہو تو کارآمد ہو اور معینہ کے حق میں کارآمد نہیں ہوتی ہو چنانچہ یہ قول کہ یہ عورت کہ جس سے میں نکاح کروں نکاح طلاق ہو پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق نہ ہوگی معراج الدار میں ہو پھر واضح ہو کہ شرط اگر جزا سے متاخر ہو تو تعلیق صحیح ہو اگر چہ صرف فا ذکر کر لیا ہو بشرطیکہ شرط و جزا کے بیچ میں سکوت نہ آگیا ہو یا تو نہیں دیکھتا ہو کہ جسے اپنی عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو دار میں داخل ہو تو طلاق کا واقع ہونا دخول دار سے متعلق ہو گا اگر چہ حرف فا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ شرط و جزا کے بیچ میں سکوت واقع نہیں ہوا ہو۔ اور اگر شرط جزا پر مقدم ہو پس اگر جزا اس میں ہو تو جزا کا تحقق شرط سے جب ہی ہو گا کہ جب حرفت فا ذکر کیا ہو چنانچہ اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ ان دخلات الدار فان طلاق یعنی اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طلاق ہو اور اگر یوں کہا کہ ان دخلات الدار فان طلاق یعنی اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طلاق ہو تو طلاق سے انکار واقع ہوگی لیکن اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میری مراد یہی کہ طلاق حالت بدخول ہو تو فیما بینہ و بینہ اتفاقاً اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاء تصدیق نہ ہوگی قال مترجم اردو میں اگر چہ اصل یہی ہو کہ حرف فا کا ترجمہ لفظ تو یا پس بولا جاوے لیکن بسا اوقات حذف کر کے بھی بولتے ہیں اگر چہ جزا و اسم ہو لہذا قضاء بھی تصدیق ہونی چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر جزا فعل مستقبل یا فعل ماضی ہو تو جزا بدولت حرفت فا کے شرط سے متعلق ہوگی اور یہی اصل یہی ہو اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طلاق ہو تو وہ فی الحال طلاق ہو جائیگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے تعلیق کی نیت کی تھی تو ہرگز کسی طور سے اسکی تصدیق نہ ہوگی ایسا ہی جامع میں مذکور ہو اور بعضی مشائخ نے فرمایا کہ شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ تو نے تعلیق کی نیت کی تو نہیں اگر اس نے کہا کہ باضاً ہر حرف فا تو اسکی نیت

صلہ  
اقول  
ہماری  
زبان  
میں  
بالکل  
عقلمند  
ہوتا  
ہے  
جو  
نہ

اسی طرح صحیح نہ ہوگی اور اگر ایسے کہا کہ بتقدیم و تاخیر تو فیما بین اللہ تعالیٰ اسکی نیست صحیح ہوگی اور اسی طرح اگر  
کہا کہ پس اگر تو دارین داخل ہو تو طالق ہو تو نے الحال طالق ہو جائیگی اور اگر اس نے تعلیق کی نیت کی  
تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق کی جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ہو اور اگر تو دارین داخل ہو تو  
نے الحال طالق ہوگی اور تنہا دیا دیا نہ کسی طور پر اسکی تصدیق بدعوئے تعلیق نہ ہوگی کہ میں نے تعلیق کی  
نیت کی تھی اور اگر ایسے اس قول سے کہ انت طالق وان دخلت الدار سے بیان حال کی نیت کی یعنی یہ مراد  
کہ داؤ جاری ہے اور معنی یہ ہیں کہ تو در حالت دخول دار کے طالق ہو تو اسکو امام محمد نے ذکر نہیں فرمایا اور  
شیخ ابوالحسن کرخ نے سے نقل کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اسکی نیت صحیح ہو فی جاپہ اس واسطے کہ اسی حدیث  
میں داؤ حال کے واسطے بولا جاتا ہے یہ محیط میں ہو فقال المترجم فیہ من بعہ من بعہ یہاں اسے رائے وغیر میں ایسا  
نہیں ہو قافہم۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ان۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو امام محمد رحمہ کے قول میں فی الحال طالق  
ہو جائیگی اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ انت طالق لولا انک لکان فی دار  
تو بھی امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک طالق نہ ہوگی اور اسی کو محمد بن مسلمہ نے اختیار کیا ہے یہ فتاویٰ کا ہی خاص خانہ میں ہو  
اور اگر یوں کہا کہ انت طالق دخلت یعنی تو طالق ہو تو داخل ہوئی فی الحال طلاق پڑیگی اس واسطے کہ اس میں تعلیق  
نہیں ہو اور اگر کہا کہ انت طالق ان یعنی فتح ہمزہ کا تو طلاق نے الحال پڑ جائیگی اور یہی جمعہ کا قول ہے  
اور اگر کہا کہ ادخلی الدار وانت طالق یعنی تو دارین داخل ہو در حالیکہ تو طالق ہو تو طلاق معتقدی بدخول  
ہوگی اس واسطے کہ حال شرط ہی جیسے آوے الی القادنت طالق کہنے کی صورت میں یعنی مجھے ہزار دردم اور اگر  
در حالیکہ تو طالق ہو چنانچہ جب تک کہ دانہ کرے طالق نہ ہوگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق فان دخلت  
الدار تو نے الحال طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسے تعلیق کی نیت کی تو اسکی نیت بالکل صحیح نہ ہوگی اور اگر اس نے  
مقارنت کی نیت کی یعنی دخول دار کے مقارن طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو عامہ شایخ کے نزدیک یہ  
نیت بھی نہیں صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایسے اپنی جود سے کہا کہ تو طالق ہو اگر آسمان ہمارے اوپر ہو  
یا دن میں کہا کہ تو طالق ہو اگر یہ دن ہو یا رات میں کہا کہ تو طالق ہو اگر یہ رات ہو تو فی الحال طلاق پڑ جائیگی  
اس واسطے کہ یہ تحقیق ہو تعلیق بشرط نہیں ہو اس واسطے کہ شرط ہو تو ہو جیہ افضل مقدم ہو لیکن اسکے موقوف ہونے کا  
خطر ہو بخلاف صورت مذکورہ کے کہ یہ موجود ہیں اور اگر بخورش سے کہا کہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے سے نکلا  
تو تو طالق ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی اس واسطے کہ اس شخص کی غرض اس کلام سے تحقیق تھی کہ اسکو ایک مال پر  
معلق کیا ہو یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جود سے کہا کہ اگر تو مجھے وہ دینا جو تو نے میری تھیلی سے نکال لیا  
ہو واپس نہ کرے تو تو طالق ہو پھر معلوم ہوا کہ دینا مذکور اسکی تھیلی میں موجود تھا تو اسکی جود پر طلاق واقع  
نہ ہوگی یہ فتاویٰ کا ہی خاص خانہ میں ہے۔ ایک شخص نشہ میں تھا ایسے دروازہ بجا یا مگر دروازہ کھولا نہ گیا پھر اس نے کہا  
کہ اگر تو نے دروازہ اس رات کو نہ کھولا تو تو طالق ہو اور حال یہ ہو کہ اس دار میں کوئی نہ تھا پس رات  
گذر گئی اور دروازہ نہ کھلا تو اسکی جود پر طلاق واقع نہ ہوگی یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر ایسی جود سے  
حال نشہ ہو کہا کہ اگر تو مخالف ہوئے تو تو طالق ہو یا پیار تھی اس سے کہا کہ اگر تو پیار ہووے تو تو طالق ہو تو یہ

[illegible]







اور یہ حکم بھی اس وقت ہو کہ اس عورت کے حائضہ ہونے کا علم نہ ہو فقط اسی عورت کی ربانی ظاہر ہوا ہو اور اگر  
اسکے حائضہ ہونے کا علم یقینی ہو گیا تو ایسے ساتھ اسکی سوت بھی طالق ہو جائیگی یہ جو سوت نہ ہو میں ہی۔ اور اگر عورت نے  
کہا کہ اگر تو حائضہ ہو تو میرا غلام آزاد ہو اور تیری سوت طالق ہو پھر عورت نے کہا کہ میں حائضہ ہوئی اور شوہر نے  
تکذیب کی تو طلاق وقت ثابست ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور تین روز تک برابر خون موافق عادت کے  
رہا تو غلام آزاد ہوگا اور جو وقت سے خون دیکھا ہو اسی وقت سے اسکی سوت پر طلاق پڑیگی اور اس تین روز کے اڈل  
میں شوہر کو منع کر دیا جائیگا کہ اس عورت کی سوت سے وطی نہ کرے اور نہ اس غلام سے خدمت لے اور اسی طعن اگر  
عورت کی سوت شوہر کی غیر مدعوہ ہو پس عورت کے اس قول کے بعد سوت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر  
یہ خون تین روز رہا تو سوت کا نکاح مذکور جائز ہوگا اور تین روز سے پہلے خون قطع ہو جانے یا باقی رہنے میں عورت  
اسی کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر تین روز کے اندر آئے کہ میرا خون قطع ہو گیا ہو اور شوہر نے اسکی تصدیق کی تو نہ  
غلام آزاد ہوگا اور نہ سوت پر طلاق پڑیگی اور سوت کے نکاح مذکور کا باطل ہونا ظاہر ہوگا اور اگر عورت نے  
تین روز کے بعد دعویٰ کیا کہ تین روز کے اندر میرا خون قطع ہو گیا ہو اور شوہر نے اسکی تصدیق کی مگر غلام نے اور  
سوت نے تکذیب کی تو قول غلام و سوت کا قبول ہوگا اور سوت کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر آئے کہ میں حائضہ ہوئی  
اور شوہر نے اسکی تصدیق کی پھر عورت نے کہا کہ قبل خون کے طہر دس روز کا تھا تو ایسے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔ اور  
اگر عورت مذکورہ نے کہا کہ اس میں نے خون دیکھا پھر اسے بعد دعویٰ کیا کہ اس خون سے پہلے طہر دس روز کا تھا تو تصدیق  
کی جائیگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ اس خون سے پہلے طہر دس روز تھا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تیس روز تھا تو قول  
عورت کا قبول ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر اپنی دودھ و رتوں سے کہہ کہ جب ہم حائضہ ہو تو ہم طالق ہو پھر دونوں نے کہا  
کہ ہم دونوں حائضہ ہوئے پس اگر شوہر نے دونوں کی تصدیق کی تو دونوں طالق ہو جائیگی اور اگر دونوں کی کذیب  
کی تو دونوں طالق نہوئیں اور اگر آئے ایک کی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہو وہ طالق  
ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہو وہ مطلقہ ہوگی اور وہ یہ ہو کہ کذب یعنی جسکی تصدیق نہیں کی ہو اسکے حق میں شرط کامل  
پائی گئی اس واسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے نفس کی غیبت اور اپنے سوت کے حق میں شاہد ہو اور اپنے حق میں  
اسکی تصدیق ہوتی ہو اور غیر کے حق میں تکذیب ہوتی ہو پس جب شوہر نے اسکی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب  
کی تو جسکی تکذیب کی ہو اسکے حق میں دونوں شرطیں پوری پائی گئیں یعنی اپنے نفس کا اخبار اور سوت کے  
قول کی شہادت نے خود تصدیق کی اور یہی وہ عورت جسکی شوہر نے تصدیق کی ہو اسکے حق میں دونوں شرطوں  
میں سے فقط ایک ہی بات پائی گئی ہو۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ جب ہم بھینس کامل حائضہ ہو تو ہم دونوں طالق  
ہو یا کہا کہ جب تم ایک ایک بیکہ جو تو تم طالق ہو تو یہ ایسے بھینس پر قرار دیا جائیگا جو دونوں میں سے کسی کی طرف سے  
پایا جاوے یا ایسے بیکہ پر قرار دیا جائیگا جو دونوں میں سے کسی سے پیدا ہو پھر جب دونوں میں سے کسی نے کہا کہ میں  
حائضہ ہوئی پس اگر شوہر نے تصدیق کی تو دونوں مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اسکی تکذیب کی تو فقط یہی طالق ہوگی  
اسکی سوت طالق ہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں حائضہ ہوئی تو دونوں طالق ہو جائیگی تو  
شوہر انکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے یہ سراج الواجہ میں ہو۔ اور اگر تین عورتیں ہوں اور شوہر نے کہا

فتاویٰ ہند کے کتاب المطلاق بالشیعہ تمیز المطلاق

اگر تم سبب طلاق ہو تو سبب طلاق ہو جس سبب سے کہہ کہ ہم سبب طلاق ہو جس سے کہہ کہ تو اس میں سے کوئی طلاق نہ ہوگی مگر ایسی صورت میں کہ شوہر انکی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر انہیں سے ایک کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر اس نے دو عورتوں کی تصدیق کی ایک عورت کی تکذیب کی تو بیک وقت طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر چار عورتوں ہوں اور سب کے باقی صورت میں رہے تو کوئی طلاق نہ ہوگی اگر اس صورت میں کہ شوہر بیک تصدیق کرے اور سب طرح اگر ایک کی یا دو کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر تین عورتوں کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو تصدیق کی ہوئی عورتوں کے سوا اسے وہ ایک عورت بیک تکذیب کی ہو وہ طلاق ہو جائیگی یہ تین میں سے۔ ایسی صورت میں کہ اگر تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم طلاق ہو چہر انہیں سے ایک نے کہا کہ میں ایک حیض سے حائضہ ہوئی اور شوہر نے انکی تصدیق کی تو سبب طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ ہر بار کہ تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم سبب طلاق ہو جس ایک نے انہیں سے کہا کہ میں ایک حیض سے حائضہ ہوئی اور شوہر نے اسکی تصدیق کی تو سبب طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ تم بیک حیض سے حائضہ ہو تو تم سبب طلاق ہو جس انہیں سے ہر ایک نے کہا کہ میں ایک حیض سے حائضہ ہوئی پس اگر اس نے ہر ایک کی تکذیب کی تو ہر ایک انہیں سے بیک طلاق طلاق ہوگی اور اگر اس نے فقط ایک عورت کی تصدیق کی تو باقی تین عورتوں میں سے ہر ایک بیک طلاق طلاق ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہو اس پر ایک طلاق پڑیگی اور اگر اس نے دو عورتوں کی تصدیق کی تو ان دونوں میں سے ہر ایک بیک طلاق پڑیگی اور باقی دو عورتوں کو بیک طلاق پڑیگی۔ اور اگر اس نے تین عورتوں کی تصدیق کی تو چاروں میں سے ہر ایک بیک طلاق پڑیگی کیونکہ جسکی تصدیق کی ہر ایک کے حق میں تین طلاق ثابت ہوئیں اور جسکو بیک طلاق اس کے حق میں چار طلاق ثابت ہوئیں یہ بیک الرافق میں ہوگا۔ اگر انہی دو عورتوں سے کہہ کہ ہر بار کہ تو بد حیض سے حائضہ ہو تو بیک طلاق ثابت ہو چہ وہ دو حیض سے حائضہ ہو چکی تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب اس کے بعد دو حیض سے حائضہ ہو جائے تو اس پر دوسری طلاق پڑیگی پھر اس کے بعد اگر دو حیض سے حائضہ ہوئی تو کچھ واقع نہ ہوگی اس لیے کہ تیسری بار کے پہلے ہی حیض آنے پر وہ عدت پوری ہو کر عدت سے باہر ہو چکی۔ اگر یوں کہا کہ جب تو بیک حیض سے حائضہ ہو تو تو طلاق ہو پھر کہا کہ ہر بار کہ تو حائضہ ہو پس تو طلاق ہو تو اگر کچھ حیض کا خون دیکھا تو بیک طلاق طلاق ہوگی اور جب اس سے پاک ہو تو دوسری طلاق پڑیگی یہ حیض ختم ہونے کا ہوا اگر دوسرے کہا کہ اگر میں تجھے تیسرے حیض میں مجاہدت نہ کروں یہاں تک کہ تو پاک ہو جائے تو تو طلاق ہو پھر اس پر عدت کے پاک ہو جانے کے بعد دوسرے کہا کہ میں نے اس عورت سے حیض میں مجاہدت کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ تا نثار غانیہ میں ہے۔ اگر کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طلاق ہو پھر وہ بولی کہ میں حائضہ ہوئی تو بعد اس واقعہ کے اگر وہ بچہ جنے تو دیکھا جائے کہ اگر اس وقت سے پورے چھ مہینے پورا تین روز پورے ہونے سے پہلے جنے تو اس پر کچھ واقع نہ ہوگا کیونکہ تین روز پورے ہونے سے پہلے چھ مہینے پورے ہونے سے پہلے جنے سے طلاق ہوا کہ اس وقت پر وہ حاملہ تھی اور اگر تین روز پورے ہونے کے بعد سے چھ مہینے پورے ہونے پر وہ بچہ جنی تو بائیں ہو جائیگا اور یہ بچہ اس مرد کو جو اسکا شوہر ہو لازم ہوگا یعنی بچہ کے نسب سے انکار نہیں کر سکتا ہوگا۔ اگر دوسرے حال میں ہو جائیگا میں ہوا اور شوہر نے کہا کہ اگر تو پاک ہو تو تو طلاق ہو پس عورت نے کہا کہ میں پاک ہو گئی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی

اگر تم سبب طلاق ہو تو سبب طلاق ہو جس سبب سے کہہ کہ ہم سبب طلاق ہو جس سے کہہ کہ تو اس میں سے کوئی طلاق نہ ہوگی مگر ایسی صورت میں کہ شوہر انکی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر انہیں سے ایک کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر اس نے دو عورتوں کی تصدیق کی ایک عورت کی تکذیب کی تو بیک وقت طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر چار عورتوں ہوں اور سب کے باقی صورت میں رہے تو کوئی طلاق نہ ہوگی اگر اس صورت میں کہ شوہر بیک تصدیق کرے اور سب طرح اگر ایک کی یا دو کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر تین عورتوں کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو تصدیق کی ہوئی عورتوں کے سوا اسے وہ ایک عورت بیک تکذیب کی ہو وہ طلاق ہو جائیگی یہ تین میں سے۔ ایسی صورت میں کہ اگر تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم طلاق ہو چہر انہیں سے ایک نے کہا کہ میں ایک حیض سے حائضہ ہوئی اور شوہر نے انکی تصدیق کی تو سبب طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ ہر بار کہ تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم سبب طلاق ہو جس ایک نے انہیں سے کہا کہ میں ایک حیض سے حائضہ ہوئی پس اگر اس نے ہر ایک کی تکذیب کی تو ہر ایک انہیں سے بیک طلاق طلاق ہوگی اور اگر اس نے فقط ایک عورت کی تصدیق کی تو باقی تین عورتوں میں سے ہر ایک بیک طلاق طلاق ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہو اس پر ایک طلاق پڑیگی اور اگر اس نے دو عورتوں کی تصدیق کی تو ان دونوں میں سے ہر ایک بیک طلاق پڑیگی اور باقی دو عورتوں کو بیک طلاق پڑیگی۔ اور اگر اس نے تین عورتوں کی تصدیق کی تو چاروں میں سے ہر ایک بیک طلاق پڑیگی کیونکہ جسکی تصدیق کی ہر ایک کے حق میں تین طلاق ثابت ہوئیں اور جسکو بیک طلاق اس کے حق میں چار طلاق ثابت ہوئیں یہ بیک الرافق میں ہوگا۔ اگر انہی دو عورتوں سے کہہ کہ ہر بار کہ تو بد حیض سے حائضہ ہو تو بیک طلاق ثابت ہو چہ وہ دو حیض سے حائضہ ہو چکی تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب اس کے بعد دو حیض سے حائضہ ہو جائے تو اس پر دوسری طلاق پڑیگی پھر اس کے بعد اگر دو حیض سے حائضہ ہوئی تو کچھ واقع نہ ہوگی اس لیے کہ تیسری بار کے پہلے ہی حیض آنے پر وہ عدت پوری ہو کر عدت سے باہر ہو چکی۔ اگر یوں کہا کہ جب تو بیک حیض سے حائضہ ہو تو تو طلاق ہو پھر کہا کہ ہر بار کہ تو حائضہ ہو پس تو طلاق ہو تو اگر کچھ حیض کا خون دیکھا تو بیک طلاق طلاق ہوگی اور جب اس سے پاک ہو تو دوسری طلاق پڑیگی یہ حیض ختم ہونے کا ہوا اگر دوسرے کہا کہ اگر میں تجھے تیسرے حیض میں مجاہدت نہ کروں یہاں تک کہ تو پاک ہو جائے تو تو طلاق ہو پھر اس پر عدت کے پاک ہو جانے کے بعد دوسرے کہا کہ میں نے اس عورت سے حیض میں مجاہدت کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ تا نثار غانیہ میں ہے۔ اگر کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طلاق ہو پھر وہ بولی کہ میں حائضہ ہوئی تو بعد اس واقعہ کے اگر وہ بچہ جنے تو دیکھا جائے کہ اگر اس وقت سے پورے چھ مہینے پورا تین روز پورے ہونے سے پہلے جنے تو اس پر کچھ واقع نہ ہوگا کیونکہ تین روز پورے ہونے سے پہلے چھ مہینے پورے ہونے سے پہلے جنے سے طلاق ہوا کہ اس وقت پر وہ حاملہ تھی اور اگر تین روز پورے ہونے کے بعد سے چھ مہینے پورے ہونے پر وہ بچہ جنی تو بائیں ہو جائیگا اور یہ بچہ اس مرد کو جو اسکا شوہر ہو لازم ہوگا یعنی بچہ کے نسب سے انکار نہیں کر سکتا ہوگا۔ اگر دوسرے حال میں ہو جائیگا میں ہوا اور شوہر نے کہا کہ اگر تو پاک ہو تو تو طلاق ہو پس عورت نے کہا کہ میں پاک ہو گئی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی



تو اس عورت کا قول خود اسکی ذات کے بارہ میں قبول ہوگا اور اسکی سویت کے بارہ میں اگر سویت کی طلاق ہو اسکی  
ظاہرہ ہو نہ پہلے کی ہو اسکی قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور اسکی سویت بھی وہی ہو تو یہی  
پھر اس عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ خون اسکو دس روز میں دوبارہ آیا تھا تو اسکے دعوے کی تصدیق نہ ہوگی کیونکہ  
اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے بطور سویت طلاق دی تو فلاں عورت بھی طلاق ہو پھر اس عورت سے کہا کہ تو طلاق نہ دےتے ہو  
پھر عورت کو ایسا نہیں آیا پھر وہ ظاہرہ ہوئی پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے بیعت میں جماع کر لیا یا تجھے طلاق  
دی دی ہو تو اسکی سویت پر کچھ واقع نہ ہوگی اور عورت پر ایسا واقع ہوگی اور اسی طرح اگر اسکی طلاق معلق کی  
ہو تو دوسری واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے اسکے ایا تم میں ایسا کیا ہو تو اسپر بھی واقع نہ ہوگی یہ عینا یہی ہے۔  
اگر کہا کہ تو چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھکو آتش و زنج سے عذاب کرے تو تو طلاق ہو اور فلاں عورت اور میرا غلام آزاد ہو  
وہ بولی کہ میں چاہتی ہوں تو وہ طلاق ہو جائیگی اور فلاں عورت پر طلاق نہ ہوگی اور نہ غلام آزاد ہوگا اور یہ شرط  
نہ کہہ بنظر اس کہنے کے ہو کہ اگر تو مجھے چاہتی ہو یا تو مجھے چاہتی ہو یا تو مجھے بغض رکھتی ہو۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو  
مجھے اپنے دل سے چاہتی ہو تو تو طلاق ہو اسے کہا کہ میں تجھے چاہتی ہوں حالانکہ دعویٰ ہو تو بھی امام ابو حنیفہ رحمہ  
امام ابو یوسف کے نزدیک قضائہ و دیانہ وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اگر شوہر سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر میں فلاں چیز کو یا کرنا  
ہوں۔ پھر کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں حالانکہ وہ اس قول میں چاہتا ہو تو یہ عورت اسکی جو روزہ لگی اور ازراہ دین  
اسکو گنجائش ہو کہ اس عورت سے طلاق کرے یہ واضح ہو کہ محبت کی شرط پر تعلیق کرنا جیسے بیعت کی شرط پر تعلیق کرنا دونوں  
کیا ساں ہیں مگر فقہاء و باتون میں فرق ہوا ایک یہ کہ محبت کی تعلیق فقط اسی مجلس تک میں شرط لگانا ہی ہو قصور سے  
ہو کیونکہ وہ تیسرے وقت کی کہ اگر عورت نے اس مجلس سے کوڑے ہو جائے کہ بعد کہا کہ میں تجھے چاہتی ہوں تو طلاق نہیں  
بخلا تعلیق کی مجلس کے کہ وہ مجلس بدلنے سے انکار اور تعلیقات کے باطل نہیں ہوتی ہو دوہم یہ کہ تعلیق یہ محبت میں  
اگر عورت اپنی حالت سے شہر میں رہتی ہو تو طلاق ہو جائیگی اور تعلیق کی مجلس کی شرط میں عینا عینہ میں اللہ تعالیٰ  
وہ ایسی صورت میں طلاق نہ ہوگی یہ عین میں ہو۔ اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ جب تم دونوں جنو۔ یا کہا کہ جب تم  
دونوں دو فرزند ہو تو تم طلاق ہو پس انہیں سے ایک کے بچہ پیدا ہوا تو جب تک دونوں میں سے ہر ایک کے  
فرزند نہ پیدا ہو تب تک انہیں سے کوئی طلاق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر دونوں سے کہا کہ جب تم دونوں کو جو فی دین  
تو تم طلاق ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اگر دونوں سے کہا کہ جب تم دونوں دو فرزند ہو تو تم طلاق ہو پھر انہیں سے ایک  
دو فرزند پیدا ہوئے۔ یا کہا کہ جب تم دونوں کو دو فی دین آدین تو تم طلاق ہو پھر انہیں سے ایک کو دو فی دین آگئے تو ان  
سے کوئی جوڑو مطلقہ نہ ہوگی اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کو ایک بیٹا آیا یا دونوں میں ہر ایک سے ایک بچہ پیدا ہوا  
تو دونوں طلاق ہو جائیگی اور یہ شرط انہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک کے دو فرزند پیدا ہوں یہ شرط میں ہو۔  
اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ جب تو بچہ جسے تو تو طلاق ہو پھر اسے کہا کہ میں بچہ اپنی اور شوہر سے جسے لایا اور اسوقت تک  
شوہر اسے حاملہ رہنے کا اقرار نہیں کر چکا اور نہ حل ظاہر تھا نہ دیا نے ولا دست کی گواہی دی تو امام اعظم رحمہ  
کے نزدیک دائی کی گواہی پر قاضی حکم نہ دےگا اور صاحبین کے نزدیک دائی کی گواہی پر وقوع طلاق کا قاضی  
حکم دےگا یہ شرح جامع مدنی قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ جب تو ایک بچہ جسے تو تو طلاق ہو پس وہ مردہ بچہ جنی تو

طلاق ہو جائیگی یہ جو ہرہ میرہ میں ہو۔ حاکم نے کہا کہ اگر جوہر نہ لگا کر کہ جب تو ایک فرزند چنے تو طلاق نہ ہو  
 پہرا سکا پیشہ اگر جسکی بطنی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مطلق ہو جائیگی اور اگر فقط خون کا لوتھرا ہو کچھ خلقت ظاہر نہ ہوئی  
 ہو تو اس سے طلاق نہ پڑیگی یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اگر کہا کہ اگر تو دو فرزند چنے تو تو طلاق ہو پھر ایک فرزند تو اس  
 شوہر کی ملک نکاح میں جنی اور دوسرا فرزند ایسی حالت میں جنی کہ اس کے سوا کسی اور کے نکاح میں تھی پھر یہ  
 عورت سی وقت میں اسی شوہر کے نکاح میں آئی تو مشرانہ گور کی وجہ سے اس پر طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر پہلا فرزند  
 دوسرے شوہر کی ملک میں جنی اور دوسرا فرزند اس شوہر کی ملک میں جنی تو طلاق ہو جائیگی یہ ٹیٹا خستہ میں ہو۔  
 جوہر نہ لگا کر اگر تو لڑکا چنے تو طلاق بیک طلاق ہو۔ اور اگر لڑکی چنے تو طلاق بدو طلاق ہو پھر وہ لڑکا لڑکی  
 دونوں جنی اور بدو ریافت نہیں ہوتا کہ بچہ کس کو جنی ہو تو فقہان اس پر ایک ہی طلاق پڑیگی اور تیسرہ و احتیاط  
 کی راہ سے اس پر دو طلاق پڑیگی اور عدت گذر چکی کہ اگر سوا سے ان دو طلاق کے کوئی اور طلاق بھی اسکو دی  
 ہو یا عورت باندی ہو جسکے حق میں پوری طلاق دو ہی ہوئی ہیں تو جب تک کہ یہ عورت بدو سے شوہر سے حلال  
 نہ کرادے تب تک اسکو اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا ہو کیونکہ یہ احتمال ہو کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی ہو اور عدت  
 گذر چکی ہو۔ یہ سب اس صورت میں ہو کہ یہ معلوم ہو کہ لڑکا لڑکی میں سے کون پہلے پیدا ہوا ہو اور اگر دونوں  
 میں سے پہلا معلوم ہو جاوے تو اس میں کچھ دفعہ و شبہ نہیں یعنی لڑکا ہو تو ایک اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق پڑیگی  
 اور بدو لڑکا و لڑکی سے عدت گذر چکی لہذا وہ سب سے بچہ کی مشروطہ طلاق نہ پڑیگی۔ پھر اگر جوہر و نشہ ہرے اختلاف  
 کیا تو قبول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ وہی شکر ہی کذا فی البیان۔ اور اگر اس صورت میں عورت ایک دفعہ جنی انفا اسکا  
 لڑکا لڑکی دونوں کا نشان ہو تو ایک طلاق پڑیگی اور دوسری طلاق میں تو قطع ہوگا پھر اگر بچہ کے برہنہ ہو جائے  
 گھٹا کہ وہ لڑکا ہو تو ایک ہی طلاق رہی اور اگر گھٹا کہ لڑکی ہو تو دوسری ہی واقع ہوگی کذا فی البیان آخر اور اگر ایک  
 لڑکا اور دو لڑکیاں جنی اور پہلا معلوم نہیں ہوتا تو فقہان دو طلاق پڑیگی اور تیسرہ و احتیاط سے تین طلاق پڑیگی  
 اور اگر وہ لڑکے اور ایک دختر جنی تو ایسی صورت میں قیضا و ایک طلاق اور احتیاطاً تین طلاق ہونگی اگر جوہر نہ  
 لگا کر اگر تیرہ حمل لڑکا ہو تو طلاق بیک طلاق اور اگر لڑکی ہو تو بدو طلاق ہو پھر وہ ایک لڑکا و ایک لڑکی جنی تو  
 طلاق نہ ہوگی کیونکہ حمل تو تمام سب سے پہلے کا نام ہو پس جب تک تمام سب لڑکا یا لڑکی نہ ہو تب تک طلاق نہ ہوگی سب طرح اگر  
 یوں کہا کہ جو کچھ سب سے پہلے میں ہو اگر لڑکا خوالی آخر یہی باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی ہی حکم ہو کیونکہ جو کچھ عام  
 ہو جیسے عری میں انسان مافی البطن اس غلام کہنے میں فقط عام ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر تیرے سب سے پہلے میں لڑکا بدو چھے ایک  
 طلاق اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں اور باقی صورت مسئلہ بحال خود ہی تو تین طلاق واقع ہوگی تب میں میں نہ ہو۔  
 اگر جوہر نہ لگا کر کہ ہر بار کہ تو ایک فرزند چنے پس تو طلاق ہو پھر ایک ہی سب سے پہلے میں وہ دو فرزند جنی یا میں لڑکا و دونوں کی  
 ولادت میں چھ مہینے سے کم مدت ہوئی تو فرزند اول سے طلاق ہوگی اور فرزند دوم سے اسکی عدت گذر جائیگی اور دوسری  
 طلاق نہ پڑیگی اور اگر وہ تین اولاد جنی تو دو طلاق واقع ہونگی اور مراد آنکہ اس طرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان  
 چھ ماہ سے کم فاصلہ ہو اور اگر تین اولاد اس طرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ مہینے کا فاصلہ ہو تو تین طلاق پڑاؤگی  
 اور پھر تین جنی سے عدت پوری کر لیگی۔ اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ ہر بار کہ تم دونوں ایک فرزند چنو تو تم طلاق ہو

سے  
 اگر پہلا معلوم ہو جاوے تو اس میں کچھ دفعہ و شبہ نہیں  
 یعنی لڑکا ہو تو ایک اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق پڑیگی  
 اور بدو لڑکا و لڑکی سے عدت گذر چکی لہذا وہ سب سے بچہ کی مشروطہ طلاق نہ پڑیگی۔

پھر دونوں میں سے ایک کے بچہ پیدا ہوا پھر دوسری جوہر کے بچہ پیدا ہوا پھر پہلی کے ایک اور پیدا ہوا پھر دوسری کے دو سرا پیدا ہوا اگر ہر ایک کے دونوں فرزند ایک ہی بیٹ سے ہوئے حتیٰ کہ یہ صادق آیا کہ ہر ایک جوہر دو فرزند جنی ہو تو پہلی جوہر بد و طلاق طلاق ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور دوسری جوہر تین طلاق سے طلاق ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت بھی پوری ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کے دونوں فرزند کے درمیان پھر مہینہ یا اس سے زیادہ برس تک کا فاصلہ ہو تو پہلی جوہر دو طلاق سے طلاق ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہوگی مگر دونوں فرزند کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور دوسری عورت پر ایک طلاق پڑیگی اور چھ فرزند سے اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور اسکے دوسرے فرزند کا نسب اسکے شوہر سے ثابت ہوگا۔ اگر کسی نے اپنی حاملہ جوہر سے کہا کہ جب تک کوئی فرزند نہ جنے تو بد و طلاق طلاق ہو جائیگی کہا کہ جو فرزند نہ جنے اگر وہ لڑکا ہو تو طلاق ہو پھر اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا تو تین طلاق سے طلاق ہوگی۔ اور اگر جوہر سے کہا کہ میرے بیٹ میں جو بچہ ہو اگر وہ لڑکا ہوا نہ لڑکے یا حتیٰ مسئلہ بحال خود رہے تو اس پر ایک طلاق پڑیگی کیونکہ شرط قسم یہ کہ اسکے بیٹ میں ہوا اور ولادت سے پہلے کہ اسکے بیٹ میں لڑکا تھا پس ظاہر ہوا کہ طلاق اس وقت سے ہو نہ وقت ولادت سے حالانکہ وضع حمل سے عدت گذر گئی پس ولادت سے کچھ واقع ہوگی یہ بیٹ خسی میں ہی کتاب لاصل میں ہو کہ اگر جوہر سے کہا کہ ہر بار کہ تو کوئی فرزند نہ جنے تو طلاق ہو اور اس عورت سے کہا کہ جب تک کوئی لڑکا نہ جنے تو طلاق ہو پھر وہ ایک لڑکا جنی تو دونوں قسم کی وجہ سے اس پر دو طلاق واقع ہونگی یہ بیٹ میں ہو۔ اگر وہ لڑکا کی طلاق کو اسکے حاملہ ہونے پر طلاق کیا تو جب تک قسم کے وقت سے اس پر دوسرے سے زیادہ میں نہ جنے تک طلاق ہوگی اور یہ مذہب ہے کہ اس سے دلی کوئل سے پہلے اسکا استدلال کرنا کیونکہ احتمال ہو کہ اس وقت وہ حاملہ ہو تو قسم آئندہ حل ہو واقع ہوگی کذا فی النہر الخالق ساگر جوہر سے کہا کہ اگر تو حاملہ ہو تو طلاق ہے طلاق ہو۔ پھر قسم کے وقت سے دوسرے سے کم میں اسکے بچہ پیدا ہوا تو حکم قضائے میں اس پر طلاق ہوگی۔ اور اگر دوسرے سے زیادہ میں اگر چاہا یا لڑکا روز زیادہ ہو بچہ جنے تو طلاق ہوگی۔ اگر قسم کے بعد اسکو حیض آیا اس سے قریب نہ کہ یہ بسبب احتمال کے کہ وہ حاملہ ہو اسی طرح اگر حاملہ نہ ہوئی تو بھی اس سے قریب نہ کرنا چاہیے یہاں تک کہ وضع حمل ہو یہ فتاویٰ فائسی خان میں ہو۔ اگر قسم سے کہا کہ اگر میں تجھے خطبہ کروں یا تجھے نکاح میں لوں تو تو طلاق ہو پھر پہلے اسکو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر خطبہ سے پہلے اس سے نکاح کیا یا میں طور کہ کسی فقہی درمیانی نے اس عورت کو اس مرد سے بیاہ دیا اور مرد نے قبول کیا اور عورت کو خبر پہنچی تو اسے درمیانی کے کام کی اجازت دیدی تو عورت مذکورہ طلاق ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ امام ابو یوسف سے مروی ہو کہ ایک مرد نے دو عورتوں سے جو اسکے نکاح میں نہیں ہیں یوں کہا کہ اگر میں تم دونوں سے خطبہ کروں یا تم سے نکاح کروں تو تم دونوں طلاق ہو پھر ان دونوں سے خطبہ کیا پھر دونوں سے نکاح کر لیا تو دونوں میں سے کوئی طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر مرد دونوں خطبہ کرنے کے دونوں سے ایک عقد میں یا دو عقدوں میں نکاح کر لیا تو دونوں طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا پھر دوسری کو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو دونوں میں سے کوئی طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر دونوں سے نکاح کر لیا تو دونوں طلاق ہو جائیگی اور اگر ایک سے نکاح کر کے اسکو طلاق دی پھر دونوں سے نکاح کیا تو بھی دونوں طلاق ہو جائیگی یہ بیٹ میں ہو۔

سکھ  
بہن  
دلی  
سا  
نکاح  
اسکا  
ہم  
کی  
بک  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

اگر زبان فارسی میں قسم کھائی مثلاً یوں کہا۔ اگر فلاںہ را سخا ہم پس او طالقہ است۔ یا کہا۔ ہرزہ را کہ بخدا ہم تو جن مقامات میں یہ لفظ ان لوگوں کی زبان میں خطبہ یعنی منگنی کی تفسیر ہوتا ہو وہاں قسم منعقد نہ ہوگی یعنی خطبہ سے طلاق نہیں ہو سکتی بسبب عدم ملک نکاح کے پس قسم لغوی ہو اور جہاں کہیں اس لفظ خواہم سے نکاح مراد ہوتا ہو تو قسم منعقد ہو جائیگی بشرطیکہ قسم سے اسکی مراد بھی یہی ہو پس اگر نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور ہمارے دیار کے عرف میں ان لوگوں کی مراد اس سے نکاح ہی ہو کر تی ہو پس قسم منعقد ہو جائیگی اور خطبہ کرنے سے عانت نہ ہو گا پس جب نکاح کر چکا تو طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور اگر کوئی شخص اس لفظ کی حقیقت سے واقف ہو کہ یہ منگنی کے واسطے ہو اور اس نے اس طرح قسم کھائی پھر کہا کہ میں نے اس لفظ سے منگنی مراد کی تھی تو حکم تقاضا میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اور دیانتہ میں اسکی تصدیق کی جائیگی کذا نے الذخیرہ۔ فارسی میں کہا۔ اگر فلاںہ را سخا ہم پس کی کہن۔ تو یہ منگنی پر رکھا جائیگا۔ اور یوں کہا کہ۔ اگر فلاںہ رازن کہن۔ تو یہ ہنر لہ اس قول کے ہو کہ اگر فلاںہ عورت سے نکاح کر دیں۔ اگر یوں کہا کہ۔ اگر زن ارم لہ تو اگر عورت لاؤں۔ تو اس میں مشابہت نے اختلاف کیا اور فقہاء اس قول پر ہو کہ یہ قول زفاف پر رکھا جائیگا قال ابن حجر یعنی منگنی کرنے سے نکاح کرنے سے طلاق نہ ہوگی جب اسکو اپنے گھر نہ لے کر لا دے تو طلاق وغیرہ جو کچھ چاہے قسم ہو واقع ہوگی۔ اگر فارسی میں کہا کہ۔ اگر دختر فلان مراد ہندو یا را طلاق۔ یعنی اگر فلان کی دختر مجھے دیں تو اسکو طلاق ہو پھر اس عورت سے نکاح کیا تو طلاق نہ پڑیگی قال المترجم یعنی جب اپنے بیان لا دے تو طلاق پڑ جائیگی لیکن ہمارے محاورہ میں ملک نکاح پر واقع ہونا صواب ہو فافہم۔ اگر کہا کہ۔ اگر دختر فلان را زنی دہند میں یا کہا۔ ہرنے داوہ شوکلہ اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی مختار یہ ہو کہ اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ قال المترجم ہمارے بیان پڑنا اقرب ہو دائرہ عالم فتاویٰ نسفی میں ہو کہ فارسی میں کہا۔ اگر فلان کار کہن ہرنے کہ بخدا ہم خیر استن از سن بطلاق۔ پھر اس شخص نے یہ قول کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہ ہوگی۔ فتاویٰ صغریٰ میں ہو کہ اگر اپنی منکوحہ سے فارسی میں کہا کہ اگر ترا ہرنے کہن پس تو طالقہ ہستی۔ یا عربی میں تزدتک کہا اور مترجم کہتا ہو یا ارو میں یہ کہا کہ اگر میں تجھے نکاح کر دیں تو تو طالقہ ہو۔ تو اس صورت میں نکاح کرنا اسکے ساتھ عقد کرنے پر رکھا جائیگا اور وطی کرنے پر نہیں ہوگا اسی طرح اگر فارسی میں کہا کہ اگر ترا نکاح کہن پس تو طالقہ ہستی۔ اور وہ منکوحہ ہو تو اس سے وطی کرنے سے طلاق نہ ہوگی ہاں اگر اسکو طلاق دیکر جدا کر کے پھر اس سے نکاح کرے تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اپنی منکوحہ یا ایسی عورت سے جس سے نکاح حلال نہیں ہو یوں کہا کہ آن نکحتک فانت طالق تو وطی کی طرف منصرف ہو گا حتی کہ اگر اپنی منکوحہ کو طلاق دیکر پھر اس سے عقد کر لیا تو وہ طالقہ نہ ہوگی کذا فی الخلاصہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسی عورت سے نکاح کر دیں جسکا شوہر تھا تو وہ طالقہ ہو پھر اپنی منکوحہ کو ایک طلاق بانہ دیکر اس سے نکاح کر لیا تو وہ طالقہ نہ ہوگی یہ تجنیس فرید میں ہو اگر کہا کہ اگر میں نے فلاںہ عورت سے زنا کیا یا اسکو منجالیب کر کے کہا کہ اگر میں نے تجھے زنا کیا تو میری ہر جود جس سے میں نکاح کر دیں وہ طالقہ ہو پھر اس عورت سے زنا کر کے اسی سے نکاح کر لیا تو طالقہ نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ تین طلاق سے طالقہ ہو پھر انھوں نے بدو ان اسکے حکم کے کسی عورت سے اسکی تزویج کر دی تو طالقہ نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ عورت طالقہ ہو پھر انھوں نے اسکے حکم سے کسی عورت سے

خدا ہم تو جن مقامات میں یہ لفظ ان لوگوں کی زبان میں خطبہ یعنی منگنی کی تفسیر ہوتا ہو وہاں قسم منعقد نہ ہوگی یعنی خطبہ سے طلاق نہیں ہو سکتی بسبب عدم ملک نکاح کے پس قسم لغوی ہو اور جہاں کہیں اس لفظ خواہم سے نکاح مراد ہوتا ہو تو قسم منعقد ہو جائیگی بشرطیکہ قسم سے اسکی مراد بھی یہی ہو پس اگر نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور ہمارے دیار کے عرف میں ان لوگوں کی مراد اس سے نکاح ہی ہو کر تی ہو پس قسم منعقد ہو جائیگی اور خطبہ کرنے سے عانت نہ ہو گا پس جب نکاح کر چکا تو طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور اگر کوئی شخص اس لفظ کی حقیقت سے واقف ہو کہ یہ منگنی کے واسطے ہو اور اس نے اس طرح قسم کھائی پھر کہا کہ میں نے اس لفظ سے منگنی مراد کی تھی تو حکم تقاضا میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اور دیانتہ میں اسکی تصدیق کی جائیگی کذا نے الذخیرہ۔ فارسی میں کہا۔ اگر فلاںہ را سخا ہم پس کی کہن۔ تو یہ منگنی پر رکھا جائیگا۔ اور یوں کہا کہ۔ اگر فلاںہ رازن کہن۔ تو یہ ہنر لہ اس قول کے ہو کہ اگر فلاںہ عورت سے نکاح کر دیں۔ اگر یوں کہا کہ۔ اگر زن ارم لہ تو اگر عورت لاؤں۔ تو اس میں مشابہت نے اختلاف کیا اور فقہاء اس قول پر ہو کہ یہ قول زفاف پر رکھا جائیگا قال ابن حجر یعنی منگنی کرنے سے نکاح کرنے سے طلاق نہ ہوگی جب اسکو اپنے گھر نہ لے کر لا دے تو طلاق وغیرہ جو کچھ چاہے قسم ہو واقع ہوگی۔ اگر فارسی میں کہا کہ۔ اگر دختر فلان مراد ہندو یا را طلاق۔ یعنی اگر فلان کی دختر مجھے دیں تو اسکو طلاق ہو پھر اس عورت سے نکاح کیا تو طلاق نہ پڑیگی قال المترجم یعنی جب اپنے بیان لا دے تو طلاق پڑ جائیگی لیکن ہمارے محاورہ میں ملک نکاح پر واقع ہونا صواب ہو فافہم۔ اگر کہا کہ۔ اگر دختر فلان را زنی دہند میں یا کہا۔ ہرنے داوہ شوکلہ اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی مختار یہ ہو کہ اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ قال المترجم ہمارے بیان پڑنا اقرب ہو دائرہ عالم فتاویٰ نسفی میں ہو کہ فارسی میں کہا۔ اگر فلان کار کہن ہرنے کہ بخدا ہم خیر استن از سن بطلاق۔ پھر اس شخص نے یہ قول کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہ ہوگی۔ فتاویٰ صغریٰ میں ہو کہ اگر اپنی منکوحہ سے فارسی میں کہا کہ اگر ترا ہرنے کہن پس تو طالقہ ہستی۔ یا عربی میں تزدتک کہا اور مترجم کہتا ہو یا ارو میں یہ کہا کہ اگر میں تجھے نکاح کر دیں تو تو طالقہ ہو۔ تو اس صورت میں نکاح کرنا اسکے ساتھ عقد کرنے پر رکھا جائیگا اور وطی کرنے پر نہیں ہوگا اسی طرح اگر فارسی میں کہا کہ اگر ترا نکاح کہن پس تو طالقہ ہستی۔ اور وہ منکوحہ ہو تو اس سے وطی کرنے سے طلاق نہ ہوگی ہاں اگر اسکو طلاق دیکر جدا کر کے پھر اس سے نکاح کرے تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اپنی منکوحہ یا ایسی عورت سے جس سے نکاح حلال نہیں ہو یوں کہا کہ آن نکحتک فانت طالق تو وطی کی طرف منصرف ہو گا حتی کہ اگر اپنی منکوحہ کو طلاق دیکر پھر اس سے عقد کر لیا تو وہ طالقہ نہ ہوگی کذا فی الخلاصہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسی عورت سے نکاح کر دیں جسکا شوہر تھا تو وہ طالقہ ہو پھر اپنی منکوحہ کو ایک طلاق بانہ دیکر اس سے نکاح کر لیا تو وہ طالقہ نہ ہوگی یہ تجنیس فرید میں ہو اگر کہا کہ اگر میں نے فلاںہ عورت سے زنا کیا یا اسکو منجالیب کر کے کہا کہ اگر میں نے تجھے زنا کیا تو میری ہر جود جس سے میں نکاح کر دیں وہ طالقہ ہو پھر اس عورت سے زنا کر کے اسی سے نکاح کر لیا تو طالقہ نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ تین طلاق سے طالقہ ہو پھر انھوں نے بدو ان اسکے حکم کے کسی عورت سے اسکی تزویج کر دی تو طالقہ نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ عورت طالقہ ہو پھر انھوں نے اسکے حکم سے کسی عورت سے



[illegible]



[illegible][illegible]

مگر میں پہلے گھر کے داخل ہونے کے کچھ دیر بعد داخل ہوئی ہو یہ بدائع میں ہو مترجم کہتا ہے کہ اگر وہ میں حریف میں اور پھر  
 دو دنوں تک متصل رہیں پس اگر وہ دونوں میں یہ فرق صحیح ہو جاوے کہ فار کا ترجمہ پس ہو اور تم کا ترجمہ پھر ہو تو حکم بھی اسی  
 کے موافق ہوگا اور مترجم کے نزدیک یہ فرق صحیح ہو ورنہ علم وارجح الی المقدمہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا  
 کہ اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی تو طلاق ہے جبکہ تو اس دوسرے گھر میں داخل ہو۔ پھر اس عورت کو طلاق سے  
 اسے کہہ دیا اور اسکی عدت گزر گئی پھر وہ پہلے گھر میں داخل ہوئی پھر مرد نے کہنے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر وہ  
 دوسرے گھر میں داخل ہوئی تو طلاق نہ ہو کیونکہ پہلے گھر میں داخل ہونا بیان مختبر ہو اور وہ یا نہ کیا کہ اولیٰ مرتبہ  
 مترجم کہتا ہے کہ دوسری شرط طلاق قید دخول اول کی ہو پس وہ دونوں ملک نکاح میں ضرور ہیں تاکہ متصل رہیں  
 اور اول باقی نہ گئی کیونکہ اسوقت بائیں ہستی تو دوسری لغو ہوئی اور یہ مثال حقیقت تعلیق بشرط مقید بشرط دیگر ہو  
 قاضی ایک نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم دونوں اس گھر میں داخل ہوئیں تو دونوں طلاق ہو تو ہنگام دونوں  
 اس گھر میں داخل ہو جائیں تب تک انہیں سے کوئی ایک طلاق نہ ہوگی اگرچہ وہ داخل ہو گئی ہو یہ شرط ہستی میں ہو  
 ایک نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم ان دونوں گھر میں داخل ہو تو تم طلاق ہو پھر ان سے ایک عورت ایک  
 گھر میں اور دوسری عورت دوسرے گھر میں داخل ہوئی تو اسسٹان دونوں میں سے ہر ایک طلاق ہو جائیگی۔ اسی طرح  
 اگر دونوں سے کہا کہ اگر تم دونوں اس مکان میں اور اس مکان دیگر میں داخل ہو تو دونوں طلاق ہو پھر ایک عورت  
 ایک مکان میں اور دوسری عورت دوسرے مکان میں داخل ہوئی تو بھی اسسٹان دونوں طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر  
 یوں کہا کہ اگر تم دونوں اس مکان میں داخل ہو اور تم دونوں اس مکان دیگر میں داخل ہو تو تم دونوں طلاق  
 ہو تو ایسی عورت میں قیاساً و استحساناً دونوں دلیل سے یہ حکم ہو کہ جب تک وہ دونوں اس مکان میں اور دونوں اس  
 مکان دیگر میں داخل نہ ہوں تب تک انہیں سے کوئی طلاق نہ ہوگی یہ شرط میں ہو۔ اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم  
 یہ گروہ روٹی کھائی تو دونوں طلاق ہو تو جب تک وہ دونوں نہ کھا دیں تب تک طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر وہ دونوں  
 میں سے ایک نے بہ نسبت دوسری کے زیادہ کھائی ہو تب بھی دونوں طلاق ہو جائیگی کیونکہ شرط مطلقاً یہی ہے کہ ہر ایک  
 اس میں سے تقویٰ کھاوے حتیٰ کہ اگر ایک نے دونوں میں سے اس روٹی میں سے اسقدر کھا یا جس پر اس روٹی کے تقویٰ  
 نکلتے ہوئے کا اطلاق نہیں ہو سکتا مثلاً کوئی کرچ گر پڑی تھی وہ منہ میں ڈال لی تو اسٹان سے دونوں میں سے کسی پر  
 طلاق نہ پڑیگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم اس گھر میں داخل ہوئیں یا تین فلاں شخص سے  
 کلام کیا یا تین یہ کپڑا پہنا۔ یا تم اس جا نور پر سوار ہوئیں یا تین اس کھانہ میں سے کھا یا یا تم نے اس پینے کی چیز میں سے  
 پیا تو تم طلاق ہو۔ تو جب تک وہ دونوں کی طرف سے یہ فعل نہ پایا جاوے تب تک کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ تانا خانہ  
 میں ہو اگر بشرط سے کہا کہ اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی اور میں سے نکلی تو تو طلاق ہو پھر اس عورت کو زبردستی کوئی  
 شخص لا کر اس گھر میں لے گیا پھر وہ اس میں داخل ہوئی اور پھر اس گھر میں داخل ہوئی تو طلاق ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر  
 عورت سے کہا کہ اگر تو نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو تو طلاق ہو پھر اسے نماز پڑھی کیونکہ وضو سے تقویٰ پھر وضو کیا تو طلاق  
 ہو جائیگی۔ اور یہی حکم پیٹنے واسطے اور روزہ رکھنے اور افطار کرنے وغیرہ اسکے مانند افعال میں ہو یہ  
 محیط ہستی میں ہو عورت سے کہا کہ اگر تو نے سو رہا تو تو طلاق ہو پھر اسے سو رہا تو تو طلاق ہو پھر اسے دوسری عورت کا

اس میں کہ اگر وہ میں حریف میں اور پھر دو دنوں تک متصل رہیں پس اگر وہ دونوں میں یہ فرق صحیح ہو جاوے کہ فار کا ترجمہ پس ہو اور تم کا ترجمہ پھر ہو تو حکم بھی اسی کے موافق ہوگا اور مترجم کے نزدیک یہ فرق صحیح ہو ورنہ علم وارجح الی المقدمہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی تو طلاق ہے جبکہ تو اس دوسرے گھر میں داخل ہو۔ پھر اس عورت کو طلاق سے اسے کہہ دیا اور اسکی عدت گزر گئی پھر وہ پہلے گھر میں داخل ہوئی پھر مرد نے کہنے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر وہ دوسرے گھر میں داخل ہوئی تو طلاق نہ ہو کیونکہ پہلے گھر میں داخل ہونا بیان مختبر ہو اور وہ یا نہ کیا کہ اولیٰ مرتبہ مترجم کہتا ہے کہ دوسری شرط طلاق قید دخول اول کی ہو پس وہ دونوں ملک نکاح میں ضرور ہیں تاکہ متصل رہیں اور اول باقی نہ گئی کیونکہ اسوقت بائیں ہستی تو دوسری لغو ہوئی اور یہ مثال حقیقت تعلیق بشرط مقید بشرط دیگر ہو قاضی ایک نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم دونوں اس گھر میں داخل ہوئیں تو دونوں طلاق ہو تو ہنگام دونوں اس گھر میں داخل ہو جائیں تب تک انہیں سے کوئی ایک طلاق نہ ہوگی اگرچہ وہ داخل ہو گئی ہو یہ شرط ہستی میں ہو ایک نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم ان دونوں گھر میں داخل ہو تو تم طلاق ہو پھر ان سے ایک عورت ایک گھر میں اور دوسری عورت دوسرے گھر میں داخل ہوئی تو اسسٹان دونوں میں سے ہر ایک طلاق ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر دونوں سے کہا کہ اگر تم دونوں اس مکان میں اور اس مکان دیگر میں داخل ہو تو دونوں طلاق ہو پھر ایک عورت ایک مکان میں اور دوسری عورت دوسرے مکان میں داخل ہوئی تو بھی اسسٹان دونوں طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر تم دونوں اس مکان میں داخل ہو اور تم دونوں اس مکان دیگر میں داخل ہو تو تم دونوں طلاق ہو تو ایسی عورت میں قیاساً و استحساناً دونوں دلیل سے یہ حکم ہو کہ جب تک وہ دونوں اس مکان میں اور دونوں اس مکان دیگر میں داخل نہ ہوں تب تک انہیں سے کوئی طلاق نہ ہوگی یہ شرط میں ہو۔ اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم یہ گروہ روٹی کھائی تو دونوں طلاق ہو تو جب تک وہ دونوں نہ کھا دیں تب تک طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر وہ دونوں میں سے ایک نے بہ نسبت دوسری کے زیادہ کھائی ہو تب بھی دونوں طلاق ہو جائیگی کیونکہ شرط مطلقاً یہی ہے کہ ہر ایک اس میں سے تقویٰ کھاوے حتیٰ کہ اگر ایک نے دونوں میں سے اس روٹی میں سے اسقدر کھا یا جس پر اس روٹی کے تقویٰ نکلتے ہوئے کا اطلاق نہیں ہو سکتا مثلاً کوئی کرچ گر پڑی تھی وہ منہ میں ڈال لی تو اسٹان سے دونوں میں سے کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم اس گھر میں داخل ہوئیں یا تین فلاں شخص سے کلام کیا یا تین یہ کپڑا پہنا۔ یا تم اس جا نور پر سوار ہوئیں یا تین اس کھانہ میں سے کھا یا یا تم نے اس پینے کی چیز میں سے پیا تو تم طلاق ہو۔ تو جب تک وہ دونوں کی طرف سے یہ فعل نہ پایا جاوے تب تک کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ تانا خانہ میں ہو اگر بشرط سے کہا کہ اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی اور میں سے نکلی تو تو طلاق ہو پھر اس عورت کو زبردستی کوئی شخص لا کر اس گھر میں لے گیا پھر وہ اس میں داخل ہوئی اور پھر اس گھر میں داخل ہوئی تو طلاق ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو تو طلاق ہو پھر اسے نماز پڑھی کیونکہ وضو سے تقویٰ پھر وضو کیا تو طلاق ہو جائیگی۔ اور یہی حکم پیٹنے واسطے اور روزہ رکھنے اور افطار کرنے وغیرہ اسکے مانند افعال میں ہو یہ محیط ہستی میں ہو عورت سے کہا کہ اگر تو نے سو رہا تو تو طلاق ہو پھر اسے سو رہا تو تو طلاق ہو پھر اسے دوسری عورت کا





پایا تو طلاق بدین تعلق ہو تو شیخ نے فرمایا کہ طلاق واحد معلق بہرہ واحد فعل ہوگی یعنی اگر کھا دے یا پیے  
ایک ہی طلاق پڑے گی اور اگر بدین تعلق کا لفظ نہ کہا ہو تو ہر ایک فعل سے غلجہ ایک ایک طلاق پڑے گی  
جسے کہ دونوں فعل سے دو طلاق واقع ہوگی۔ چہرہ سے کہا کہ اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیسا تو طلاق ہو تو  
جہتیک دونوں فعل نہ کرے تب تک طلاق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر بچائے تو نے کہ میں نے ہو تو بھی ہو جائے۔ اگر  
کہا کہ اگر میں اس درمیان داخل ہوا تو طلاق ہو اگر میں نے فلاں شخص سے کلام کیا تو کلام کرنا وہ معتبر ہوگا  
جو دار نہ کر میں داخل ہونے کے بعد ہو یہ قضا میں ہے۔ کہا کہ تو طلاق ہو اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں  
اس گھر میں داخل ہوا یا جزا کو درمیان میں کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو طلاق ہو اگر میں  
میں اس وقت گھر میں داخل ہوا۔ تو ان دونوں گھروں میں سے کسی میں داخل ہو وہ طلاق ہو جائے گی  
اور قسم باطل ہو جائے گی۔ اگر اس نے جزا کو سو خر کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں اس گھر میں  
گھر میں داخل ہوا تو طلاق ہو تو جب تک وہ دونوں گھروں میں داخل نہ ہوئے تب تک طلاق نہ ہوگی نہ نماز کا کفری  
میں ہو۔ قال المرتجم ہذا علی اصل ان تقدیم الشرط و تاخیر ما یؤثر فی اختلاف الحكم فیہ مسئلہ فقہ مذکور ہے کہ اگر  
اگر میں نے فلاں شخص سے کلام کیا تو طلاق ہو۔ اور یہ بھی اس سے کہا کہ اگر میں نے کسی انسان سے کلام کیا تو  
طلاق ہو پھر اس نے فلاں شخص نہ کرے بات کی تو دو طلاق سے طلاق ہو جائے گی۔ اگر اپنی عورت کے حق میں کہا کہ  
اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو وہ طلاق ہو پھر یوں قسم کھائی کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں تو  
وہ طلاق ہو پھر فلاں نہ کرے نکاح کیا تو موجودہ عورت دو طلاق سے طلاق ہو جائے گی یہ مجاہد میں ہے۔ اور اگر  
قسم کھائی کہ میری عورت طلاق ہو اگر میں فلاں گھر میں جاؤں اور میرا غلام آزاد ہو اور میرے بچے یا عورتوں میں  
ہو اگر میں فلاں شخص سے بات کروں۔ تو حکم یہ ہے کہ جو یہ طلاق پڑنا تو فلاں گھر میں داخل ہونے پر ہی طلاق  
کا آزاد ہونا اور بچہ یا عورت کو کعبہ کو جانا فلاں شخص سے بات کرنے پر معلق ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ فقہاء میں  
ہے کہ اگر جو یہ کہہ کہ اگر تو نے مجھے چھوڑا کہ میں تیرے گھر میں داخل ہو جاؤں پس میں نے تیرے لیے زیور  
نہ خریدے تو طلاق ہو۔ پھر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے گھر میں آسنے دیا پھر اس نے عورت کے لیے زیور فی الفور نہ  
خریدا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ و میان اختلاف ہے کہ فی الفور طلاق پڑ جائے گی یا آخرت تک انتظار  
ہوگا اور فقہ اریہ کہ باطل ہے کہ اگر اس نے کلام کیا کہ اگر میں اس شخص کا ایک واقعہ ہوا تھا جسکی صورت یہ تھی  
کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو نے ایسی کچھ نہیں میں نے اسکو قتل نہ کیا تو طلاق ہو پھر عورت نے  
اسکو بچ ڈالی پھر مرد نے فی الفور اسکو قتل نہ کیا تو فلاں زمانہ نے فتویٰ دیا کہ عورت طلاق ہوگی قال المرتجم  
افتوا علی خلاف التمسار فافہم۔ نہ یاد است میں ہے کہ ایک نے کہا کہ میری عورت طلاق ہو اگر میں فلاں شخص کو آگاہ نہ کروں  
اس فعل سے جو تو نے کیا ہے کہ اگر تو نے اسکو مارا پس اس نے فلاں شخص کو خبر دیدی مگر اس نے اسکو نہیں مارا تو قسم کھانے والا  
قسم میں سچا ہو گیا اور یہ قسم فقط خبر دیدنے پر ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ چہرہ سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو اس کو چہرے میں  
داخل ہوئی۔ پھر وہ عورت اس کو چہرے کے گھروں میں سے ایک گھر میں چھت کی راہ سے گئی اور اس گھر میں  
نہیں نکلی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک نے اپنی عورت کے بھائی سے کہا کہ اگر تو میرے گھر میں داخل ہوا جیسا تو

پایا تو طلاق بدین تعلق ہو تو شیخ نے فرمایا کہ طلاق واحد معلق بہرہ واحد فعل ہوگی یعنی اگر کھا دے یا پیے  
ایک ہی طلاق پڑے گی اور اگر بدین تعلق کا لفظ نہ کہا ہو تو ہر ایک فعل سے غلجہ ایک ایک طلاق پڑے گی  
جسے کہ دونوں فعل سے دو طلاق واقع ہوگی۔ چہرہ سے کہا کہ اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیسا تو طلاق ہو تو  
جہتیک دونوں فعل نہ کرے تب تک طلاق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر بچائے تو نے کہ میں نے ہو تو بھی ہو جائے۔ اگر  
کہا کہ اگر میں اس درمیان داخل ہوا تو طلاق ہو اگر میں نے فلاں شخص سے کلام کیا تو کلام کرنا وہ معتبر ہوگا  
جو دار نہ کر میں داخل ہونے کے بعد ہو یہ قضا میں ہے۔ کہا کہ تو طلاق ہو اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں  
اس گھر میں داخل ہوا یا جزا کو درمیان میں کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو طلاق ہو اگر میں  
میں اس وقت گھر میں داخل ہوا۔ تو ان دونوں گھروں میں سے کسی میں داخل ہو وہ طلاق ہو جائے گی  
اور قسم باطل ہو جائے گی۔ اگر اس نے جزا کو سو خر کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں  
گھر میں داخل ہوا تو طلاق ہو تو جب تک وہ دونوں گھروں میں داخل نہ ہوئے تب تک طلاق نہ ہوگی نہ نماز کا کفری  
میں ہو۔ قال المرتجم ہذا علی اصل ان تقدیم الشرط و تاخیر ما یؤثر فی اختلاف الحكم فیہ مسئلہ فقہ مذکور ہے کہ اگر  
اگر میں نے فلاں شخص سے کلام کیا تو طلاق ہو۔ اور یہ بھی اس سے کہا کہ اگر میں نے کسی انسان سے کلام کیا تو  
طلاق ہو پھر اس نے فلاں شخص نہ کرے بات کی تو دو طلاق سے طلاق ہو جائے گی۔ اگر اپنی عورت کے حق میں کہا کہ  
اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو وہ طلاق ہو پھر یوں قسم کھائی کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں تو  
وہ طلاق ہو پھر فلاں نہ کرے نکاح کیا تو موجودہ عورت دو طلاق سے طلاق ہو جائے گی یہ مجاہد میں ہے۔ اور اگر  
قسم کھائی کہ میری عورت طلاق ہو اگر میں فلاں گھر میں جاؤں اور میرا غلام آزاد ہو اور میرے بچے یا عورتوں میں  
ہو اگر میں فلاں شخص سے بات کروں۔ تو حکم یہ ہے کہ جو یہ طلاق پڑنا تو فلاں گھر میں داخل ہونے پر ہی طلاق  
کا آزاد ہونا اور بچہ یا عورت کو کعبہ کو جانا فلاں شخص سے بات کرنے پر معلق ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ فقہاء میں  
ہے کہ اگر جو یہ کہہ کہ اگر تو نے مجھے چھوڑا کہ میں تیرے گھر میں داخل ہو جاؤں پس میں نے تیرے لیے زیور  
نہ خریدے تو طلاق ہو۔ پھر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے گھر میں آسنے دیا پھر اس نے عورت کے لیے زیور فی الفور نہ  
خریدا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ و میان اختلاف ہے کہ فی الفور طلاق پڑ جائے گی یا آخرت تک انتظار  
ہوگا اور فقہ اریہ کہ باطل ہے کہ اگر اس نے کلام کیا کہ اگر میں اس شخص کا ایک واقعہ ہوا تھا جسکی صورت یہ تھی  
کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو نے ایسی کچھ نہیں میں نے اسکو قتل نہ کیا تو طلاق ہو پھر عورت نے  
اسکو بچ ڈالی پھر مرد نے فی الفور اسکو قتل نہ کیا تو فلاں زمانہ نے فتویٰ دیا کہ عورت طلاق ہوگی قال المرتجم  
افتوا علی خلاف التمسار فافہم۔ نہ یاد است میں ہے کہ ایک نے کہا کہ میری عورت طلاق ہو اگر میں فلاں شخص کو آگاہ نہ کروں  
اس فعل سے جو تو نے کیا ہے کہ اگر تو نے اسکو مارا پس اس نے فلاں شخص کو خبر دیدی مگر اس نے اسکو نہیں مارا تو قسم کھانے والا  
قسم میں سچا ہو گیا اور یہ قسم فقط خبر دیدنے پر ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ چہرہ سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو اس کو چہرے میں  
داخل ہوئی۔ پھر وہ عورت اس کو چہرے کے گھروں میں سے ایک گھر میں چھت کی راہ سے گئی اور اس گھر میں  
نہیں نکلی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک نے اپنی عورت کے بھائی سے کہا کہ اگر تو میرے گھر میں داخل ہوا جیسا تو

کیا کرتا تھا تو میری جو رو طلاق ہو۔ تو دیکھا جاوے کہ اگر دونوں میں گفتگو ایسی ہو رہی تھی کہ جو دلائل کرتی ہو کہ  
 فی الفور داخل ہو تا مقصود ہو تو فی الفور داخل ہو نہ پر رکھا جائیگا کیونکہ دلائل الحال موجب تفسیر ہوتی ہیں  
 قسم آئندہ ہوگی اور قسم سے پہلے بطرح اسکے آئے جائیگا کی جاوے تھی اسی پر قسم واقع ہوگی حتی کہ اگر عادت  
 مذکور کی سوا وقت سے ایک مرتبہ ہی اسکے سامنے آئے انکار کیا تو قسم ٹوٹ جائیگی یعنی جو رو طلاق پر جائیگی یہ  
 حزانہ المقتضی میں ہو۔ ایک نے کہا کہ اگر میں آج کے روزانہ دونوں گھروں میں نہ گیا تو میری جو رو طلاق ہو  
 یا کہ اگر میں نہ فلاں شخص کو آج کے دن دو کوڑے نہ مارے تو میری جو رو طلاق ہو یہ پھر وہ دونوں گھروں  
 میں سے ایک ہی میں داخل ہوا یا ایک ہی کوڑا مارا اور دوسرے گھر میں نہ گیا یا دوسرا کوڑا نہ مارا یا تنگ کر دیا  
 گزر گیا تو قسم ٹوٹ جائیگی اور طلاق پر جائیگی اس واسطے کہ قسم پوری ہونے کی شرط یہ تھی کہ دونوں گھروں میں داخل  
 ہونا یا دونوں کوڑے مارنا یا یا جاوے اور وہ پائی نہ گئی پس جب پورے ہوئے کی شرط نہ ہوئی تو مانع ہونا ضروری  
 ہو اسی طرح اگر کہ اگر میں نے آج کے روز فلاں و فلاں سے کلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر فقہ ایک سے کلام  
 کیا اور دن گزر گیا تو قسم میں مانع ہو گیا پس قاعدہ یہ قرار پایا کہ جب داخل میں نہ ہو تو فعل پر قسم مشروط ہو تو میں  
 سچے ہونے کے واسطے دونوں کا لحاظ ضرور ہوگا اور تب شرط البتہ پائی جاوے تو مانع ہونا تقیید ہوگا اگر  
 کہا کہ اگر میں آج کی رات شہر میں نہ گیا اور فلاں سے ملاقات نہ کی تو میری جو رو طلاق ہو یہ شہر میں گیا مگر فلاں  
 نہ کوڑے سے ملاقات نہ ہوئی دہ اپنے گھر پر نہ تھا پس اس سے نہ ملا جان تک کہ صبح ہو گئی پس اگر قسم کے وقت جانتا  
 تھا کہ وہ اپنے مکان پر نہیں ہو تو قسم میں حاشا ہو جائیگا اور اگر قسم کے وقت یہ نہ جانتا تھا تو قسم میں حاشا  
 نہ ہوگا۔ ایسا ہی فتاویٰ ابواللیث میں مذکور ہے اور مسئلہ مقدمہ کے قیاس پر بیان بھی حاشا ہو جانا جائیگا جو معنی  
 مذکورہ بالا کے لہذا فتویٰ کے وقت قائل کرنا ضروری ہو۔ قدوری میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ روایت ہے کہ اگر کسی نے  
 اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی اور تو نے مجھے فلاں کپڑا نہ دیا تو تو طلاق ہو پھر کپڑا دینے سے پہلے وہ  
 عورت اس گھر میں چلی گئی تو طلاق ہو جائیگی خواہ اسکے بعد کپڑا اسکو دے یا نہ دے۔ اور اگر کپڑا دینے کے بعد گھر  
 میں گئی ہو تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ ایسے محاورہ میں لفظ آور یا آؤ واسطے مال کے ہوتا ہے جیسے عربی میں ان دغلت لدار  
 انت را کتبہ یعنی اگر تو گھر میں گئی در حالیکہ تو سوارہ ہو کسی نے جو رو سے عربی میں کہا کہ ان لم تعطینی هذا الثوب فطالما  
 فانت طالق یعنی اگر تو نے یہ کپڑا مجھے نہ دیا اور گھر میں چلی گئی تو تو طلاق ہو تو جب تک دونوں باتیں جمع نہ ہوں یعنی  
 گھر میں جانا اور کپڑا نہ دینا تب تک طلاق ہوگی اور کپڑا نہ دینا جب ہی حق ہوگا کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے یا یہ کپڑا  
 تلف ہو جائے پھر اگر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا کپڑا تلف ہو گیا اور وہ گھر میں گئی ہو تو دونوں باتیں مجتمع ہونگی پس طلاق  
 ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ قال الترمذی ہم سے محاورہ میں اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ کپڑا نہ دیا اور گھر میں چلی گئی تو طلاق  
 ہو تو یہ دون کپڑا دینے اگر عورت گھر میں چلی جاوے تو طلاق ہو جائیگی کیونکہ عرف میں مقصود بالفعل ہوتا ہے اور  
 بیان اور کالفاظ حالیہ ہی لیا جاتا ہو مانند صورت اول کے بلکہ صورت اول میں داؤ حالیہ ہونا متعین نہیں ہے  
 پس علی ہذا دون محاورہ میں حکم برعکس ہو قائل و النہ اعلم۔ اگر کسی نے باندی خریدنی چاہی اور اپنی  
 جو رو سے کہا کہ اگر میں نے باندی خریدی پس اس سے تمکو غیرت آئی تو تو بے طلاق ہو پھر اسے باندی

معم فعل  
 جہلین دو  
 کا بیان آتا  
 ہے کہ اس  
 منہج  
 کا بیان آتا  
 ہے کہ اس





لکھا ہو کہ ایک نے اپنی عورت سے جماع کرنا چاہا پس اس نے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ کوئی طلاق نہ کرے تو طلاق ہو  
 ہی میرا اس مرد کی خدمت میں آؤں گا اور اس کے بعد عورت اس کے ساتھ کوئی طلاق نہ کرے تو عورت طلاق پر بائگی  
 اور اگر طلاق نہ کرے تو طلاق نہ کرے گی یہ شرط میں جو اگر عورت نے جوڑی ہو تو یہ کلام جماع میں مباح ہے نہ بدعت ہوگا  
 طلاق نکاحی اگر بائیں ہاں نہ ہو تو طلاق طلاق ہے جماع نہ کرے تو طلاق طلاق ہو تو یہ کلام جماع میں مباح ہے نہ بدعت ہوگا  
 پس اگر جماع میں مباح کیا تو قسم میں چار ہاں ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طلاق کر اگر میں نے فلاں عورت سے نہ رہا  
 جماع نہ کیا تو یہ قسم اعتبار کثیر پر واقع ہوگی اور پورے ہزار ہوں حاضرین ہوں اور اس میں کوئی اعتبار نہیں ہے نہ بدعت نہ بدعت  
 نے فرمایا کہ شتر تھا کثیر ہو یہ قسم کبریٰ میں ہے جو ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھ کو جماع سے شتر نہ کر دوں تو طلاق  
 ہو تو شتر نے فرمایا کہ میرا جاننا اور کسی طرح نہیں چاہنا جائیگا سو اسے اس عورت کے قول کے اور فقیہ ابوالمہدی نے  
 اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اگر اس مرد نے اس عورت سے جماع شروع کیا اور برابر کرتا رہا بھلا تھا کہ  
 اس عورت کو انزال ہو گیا تو اس نے اس عورت کو سیر کر دیا پس وہ طلاق نہ ہوگی اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اس کو اختیار  
 کرتے ہیں یہ چھیل میں ہے۔ ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو آج کی رات میرے پاس نہ آوے تو طلاق ہو پھر عورت  
 کو شتر کے دروازہ تک لے لی اور اندر داخل ہوئی تو طلاق نہ ہو جائیگی اور اگر کوئی شتر کے اندر داخل ہوئی مگر دروازہ تک  
 تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ شرط یہی تھی کہ اس کے پاس آ جاوے اس طرح کہ اگر وہ ہاتھ پیر دیا دے تو اس عورت تک پہنچ جاوے یہ  
 خلاصہ میں ہے جو ایک عورت اپنے بچے کو دے بیٹھتی تھی اس کو اس کے شوہر نے اپنے شوہر سے کہہ دیا کہ اگر عورت نے اس کے پاس  
 عورت سے کہا کہ اگر آج کی رات تو میرے بستر پر نہ آئی تو طلاق ہو پھر اس عورت کو اس کا شوہر نے بتائی اپنے بچے کو دے  
 اس طرح اٹھا لایا کہ عورت نے زمین پر اپنا پاؤں رکھا تو اس نے اپنے شوہر کے ساتھ سوئی تو طلاق نہ ہوگی۔ ایک نے  
 ایک گھڑی کے واسطے رات میں اپنے گھر سے باہر گیا پھر واپس آیا اور یہ گمان کیا کہ اس کی عورت گھر میں نہیں آئی پس کہا کہ اگر میں  
 اسی رات اپنی عورت کو اپنے گھر میں نہ لایا تو دو تین طلاق سے طلاق ہو پھر سوچ ہوئی تو اس کی عورت نے کہا کہ میں تو اسی گھر  
 میں تھی تو وہ شخص حاشہ نہ دے گا اور عورت طلاق نہ کرے گی یہ خبر لی یہ خزانہ مفتاح میں ہے جو ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ میں تیرا  
 کپڑے پر سو یا تو طلاق ہو پھر عورت کے ساتھ وہ پر طلاق کیا یا اس کے مرقعہ پر میرے کھایا اس کے بچے نے پر طلاق کیا یا اپنا  
 پہنویا اکثر بدعت اس کے کسی کپڑے پر رکھا تو قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ اس طرح سونے والا شمار ہوتا ہے اور اگر عورت کے کپڑے سے  
 نکلے لگایا یا اسپر نہ تھا تو قسم میں چھوٹا ہوگا جب تک کہ ایک کر دے یا اکثر بدعت اسپر نہ کرے۔ ایک شخص نے اپنے آؤ بیوں کے  
 ساتھ ایک بچہ پر تھا وہاں سے جانا چاہا اور ساتھیوں نے اس کو منع کیا پس اس نے چست کے ایک کنارہ پر کسی طرف اپنا  
 پاؤں رکھ کر کہا کہ اگر میں اس رات یہاں نہ آیا یا یہاں نہ آیا تو میری عورت طلاق ہو اور اس نے اپنی نیت میں وہ جگہ والی  
 یہاں اس نے پاؤں رکھا پھر اس جگہ کے سوا دوسری جگہ اسی چست پر اس نے کھایا یا سو یا تو حکم نقصان میں اس کی عورت پر  
 طلاق ٹپہ جائیگی گردیا نہ طلاق نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے جو ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں آج کی رات تیرے ساتھ  
 مع تیری اس میں سے نہ سو یا تو تو تین طلاق سے طلاق ہو اور عورت نے قسم کھائی کہ اگر میں مع اپنی اس میں سے  
 تیرے ساتھ سوئی تو میری باندی آزاد ہو پھر مرد نے جوڑی دے دئی وہ قسم میں اپنی اور دونوں ساتھ سوئے تو دونوں میں سے کوئی  
 قسم میں چھوٹا ہوگا سو اس کے عدالت کی طرف سے قسم میں چھوٹا ہونا اس طرح تھا کہ اس شخص کو چنے ہوئے شوہر کے

اسود  
 بیست  
 بھری  
 ہونی  
 نہ  
 نکاح  
 طلاق  
 عورت  
 اس  
 عورت  
 ساتھیوں  
 معلوم  
 ہوا  
 عورت  
 اپنے  
 شوہر  
 سے  
 کہہ  
 دیا  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 آج  
 کی  
 رات  
 تو  
 میرے  
 بستر  
 پر  
 نہ  
 آئی  
 تو  
 طلاق  
 ہو  
 پھر  
 اس  
 عورت  
 کو  
 اس  
 کا  
 شوہر  
 نے  
 بتائی  
 اپنے  
 بچے  
 کو  
 دے  
 اس  
 طرح  
 سونے  
 والا  
 شمار  
 ہوتا  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 عورت  
 کے  
 کپڑے  
 سے  
 نکلے  
 لگایا  
 یا  
 اسپر  
 نہ  
 تھا  
 تو  
 قسم  
 میں  
 چھوٹا  
 ہوگا  
 جب  
 تک  
 کہ  
 ایک  
 کر  
 دے  
 یا  
 اکثر  
 بدعت  
 اسپر  
 نہ  
 کرے  
 ایک  
 شخص  
 نے  
 اپنے  
 آؤ  
 بیوں  
 کے  
 ساتھ  
 ایک  
 بچہ  
 پر  
 تھا  
 وہاں  
 سے  
 جانا  
 چاہا  
 اور  
 ساتھیوں  
 نے  
 اس  
 کو  
 منع  
 کیا  
 پس  
 اس  
 نے  
 چست  
 کے  
 ایک  
 کنارہ  
 پر  
 کسی  
 طرف  
 اپنا  
 پاؤں  
 رکھ  
 کر  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 اس  
 رات  
 یہاں  
 نہ  
 آیا  
 یا  
 یہاں  
 نہ  
 آیا  
 تو  
 میری  
 عورت  
 طلاق  
 ہو  
 اور  
 اس  
 نے  
 اپنی  
 نیت  
 میں  
 وہ  
 جگہ  
 والی  
 یہاں  
 اس  
 نے  
 پاؤں  
 رکھا  
 پھر  
 اس  
 جگہ  
 کے  
 سوا  
 دوسری  
 جگہ  
 اسی  
 چست  
 پر  
 اس  
 نے  
 کھایا  
 یا  
 سو  
 یا  
 تو  
 حکم  
 نقصان  
 میں  
 اس  
 کی  
 عورت  
 پر  
 طلاق  
 ٹپہ  
 جائیگی  
 گردیا  
 نہ  
 طلاق  
 نہ  
 ہوگی  
 یہ  
 خلاصہ  
 میں  
 ہے  
 جو  
 ایک  
 نے  
 اپنی  
 عورت  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 آج  
 کی  
 رات  
 تیرے  
 ساتھ  
 مع  
 تیری  
 اس  
 میں  
 سے  
 نہ  
 سو  
 یا  
 تو  
 تو  
 تین  
 طلاق  
 سے  
 طلاق  
 ہو  
 اور  
 عورت  
 نے  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 مع  
 اپنی  
 اس  
 میں  
 سے  
 تیرے  
 ساتھ  
 سوئی  
 تو  
 میری  
 باندی  
 آزاد  
 ہو  
 پھر  
 مرد  
 نے  
 جوڑی  
 دے  
 دئی  
 وہ  
 قسم  
 میں  
 اپنی  
 اور  
 دونوں  
 ساتھ  
 سوئے  
 تو  
 دونوں  
 میں  
 سے  
 کوئی  
 قسم  
 میں  
 چھوٹا  
 ہوگا  
 سو  
 اس  
 کے  
 عدالت  
 کی  
 طرف  
 سے  
 قسم  
 میں  
 چھوٹا  
 ہونا  
 اس  
 طرح  
 تھا  
 کہ  
 اس  
 شخص  
 کو  
 چنے  
 ہوئے  
 شوہر  
 کے

ساتھ سووے وہ نہ پایا کیا اور شوہر کی طرف سے بچا ہونا اس طرح ہوا کہ عورت کے ساتھ اس حال میں سووا کہ  
 مع قبضہ تھا یعنی نہ پہنچے تھا۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے نہ دلی کی مع اس مقصد کے تو تو تین  
 طلاق سے طلاق ہو چکی ہو کہ اگر میں نے تجھے مع اس مقصد کے دلی کی تو تو تین طلاق سے طلاق ہو چکی ہو تو اس میں حلیہ  
 یہ ہو کہ اس عورت سے بغیر اس مقصد کے دلی کر لیں جب تک یہ مقصد موجود رہے گا اور دونوں زندہ رہیں گے تب تک تم  
 میں جو ہونا نہوگا پھر اگر ان میں سے کوئی ہر گز یا مقصد تلف ہو گیا تو وہ اپنی قسم میں جھوٹا ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان  
 ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اگر میں نے تجھے اس نیزہ کی نوک پر دلی نہ کی تو تو طلاق ہو تو اس کا حلیہ یہ کہ قسمت میں ہوا  
 کر کے اس میں سے نیزہ کی نوک نکالے اور چھت پر جا کر عورت سے اس نوک پر دلی کرے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے  
 دو پہر کو بچ باز رہا میں تجھے دلی نہ کی تو تو طلاق ہو تو اس میں حلیہ یہ ہو کہ عورت کو چھری میں بٹھا کر باز رہا میں لجاوے اور خود  
 چھری کے اندر گھس کر اس سے دلی کرے۔ جو رو سے عربی میں کہا کہ۔ ان بہت اللیلۃ الا فی چھری فانت طلاق یعنی اگر  
 تو نے رات گزاری سو اسے اس عورت کے کہ میری کو دین ہو تو تو طلاق ہو پھر عورت اس کے بچہ کو نہ پر دلی بدو  
 اس کے کہ حقیقت اسے کو دین لیا ہو تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اسے فارسی میں کہا کہ۔ الا در کنار من۔ اور باقی مسئلہ  
 رہا تو طلاق پڑنا واجب ہو کہ فی الحقیقت مترجم کہتا ہو کہ اردو میں بھی کو دین کہنے کی ضرورت میں طلاق پڑنا واجب ہو اور اگر  
 بغل میں کہا ہو تو طلاق نہ ہونا صحیح ہو فافہم ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو اپنی اس باندی کے ساتھ سو یا تو اور  
 شوہر نے کہا کہ اگر میں اس باندی کے ساتھ سو یا تو تو تین طلاق سے طلاق ہو چکی ہو کہ اگر میں نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے  
 کچھ معنی ہوں تو میں طلاق ہوں میں شوہر سے کہا کہ ہاں۔ تو حکم یہ ہو کہ اگر شوہر نے کچھ اور معنی مراد نہیں رکھے سو اس کے  
 جوبان سے بولا ہو تو جو رو طلاق نہ ہوگی ورنہ طلاق ہو جائیگی یہ فتاویٰ کہی کہی ہیں ہو ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے  
 تجھے دلی کی مادامیکہ تو میرے ساتھ ہو تو تو تین طلاق سے طلاق ہو چکی ہو پھر شیان ہو کر حلیہ وہ نہ تھا تو امام محمد رحمہ اللہ فرمایا  
 کہ خلیہ یہ ہو کہ اسکو ایک طلاق بائندہ دیکر اسی وقت اس سے پھر نکاح کرے پھر اس سے دلی کرے تو حائض نہ ہوگا یہ فتاویٰ  
 قاضی خان میں ہے۔ زید نے اپنے پڑوسی خالد سے کہا کہ قتل گزری راستہ میں میری جورو تیرے پاس تھی پس خالد نے کہا کہ اگر  
 تیری جورو اس گزری راستہ میں میرے پاس ہو تو میری جورو طلاق ہو پھر سکو کہنے کے کہا اور یا اور کوئی عورت  
 ہو پھر ظاہر ہوا کہ اس کے پاس دوسری عورت تھی تو شیخ نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ قسم میں حائض ہوگا اور اس کی جورو پھر  
 طلاق پڑ جائیگی۔ اور محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حائض نہ ہوگا یہ اختلاف اس قاعدہ پر ہو کہ قسم کھانے والے نے قسم  
 معقودہ کے ساتھ کوئی شرط لاحق کی پس اگر ایسی شرط ہو کہ جس میں قسم کھانے والے کا نفع ہو تو بالاجماع وہ شرط اس قسم  
 معقودہ سے لاحق نہ ہوگی اور اگر ایسی شرط ہو کہ اس میں قسم کھانے والے پر ضرر ہو تو اس میں یہ اختلاف نہ ہو کہ اس قسم  
 شیخ نصیر رحمہ اللہ نے کہا ہو وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے اقرب ہو کیونکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جو عتق و بیع کہ تمام ہو گئے ان کے  
 ساتھ شرط فاسد ملحق ہو جاتی ہے۔ اور محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہو کیونکہ مسکت پر جانے  
 سے جزا متعلق باقول نہیں ہوتی ہو پس دوم سے متعلق نہ ہونا اولیٰ ہو اور شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے مامون امام ظہیر الدین رحمہ  
 اللہ نے بقول محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ دیتے تھے یہ خلاصہ میں ہو ایک نے عربی میں کہا کہ ان غیلت شانی فانت طلاق یعنی اگر تو نے  
 میرے پشون کو دھویا تو تو طلاق ہو پس عورت نے اس کی اسٹین دوہن کو دھویا تو طلاق نہ ہوگی چھینس میں ہو ایک نے اپنی جورو

بچا ہونا اس طرح ہوا کہ عورت کے ساتھ اس حال میں سووا کہ مع قبضہ تھا یعنی نہ پہنچے تھا۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے نہ دلی کی مع اس مقصد کے تو تو تین طلاق سے طلاق ہو چکی ہو کہ اگر میں نے تجھے مع اس مقصد کے دلی کی تو تو تین طلاق سے طلاق ہو چکی ہو تو اس میں حلیہ یہ ہو کہ اس عورت سے بغیر اس مقصد کے دلی کر لیں جب تک یہ مقصد موجود رہے گا اور دونوں زندہ رہیں گے تب تک تم میں جو ہونا نہوگا پھر اگر ان میں سے کوئی ہر گز یا مقصد تلف ہو گیا تو وہ اپنی قسم میں جھوٹا ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اگر میں نے تجھے اس نیزہ کی نوک پر دلی نہ کی تو تو طلاق ہو تو اس کا حلیہ یہ کہ قسمت میں ہوا کر کے اس میں سے نیزہ کی نوک نکالے اور چھت پر جا کر عورت سے اس نوک پر دلی کرے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے دو پہر کو بچ باز رہا میں تجھے دلی نہ کی تو تو طلاق ہو تو اس میں حلیہ یہ ہو کہ عورت کو چھری میں بٹھا کر باز رہا میں لجاوے اور خود چھری کے اندر گھس کر اس سے دلی کرے۔ جو رو سے عربی میں کہا کہ۔ ان بہت اللیلۃ الا فی چھری فانت طلاق یعنی اگر تو نے رات گزاری سو اسے اس عورت کے کہ میری کو دین ہو تو تو طلاق ہو پھر عورت اس کے بچہ کو نہ پر دلی بدو اس کے کہ حقیقت اسے کو دین لیا ہو تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اسے فارسی میں کہا کہ۔ الا در کنار من۔ اور باقی مسئلہ رہا تو طلاق پڑنا واجب ہو کہ فی الحقیقت مترجم کہتا ہو کہ اردو میں بھی کو دین کہنے کی ضرورت میں طلاق پڑنا واجب ہو اور اگر بغل میں کہا ہو تو طلاق نہ ہونا صحیح ہو فافہم ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو اپنی اس باندی کے ساتھ سو یا تو اور شوہر نے کہا کہ اگر میں اس باندی کے ساتھ سو یا تو تو تین طلاق سے طلاق ہو چکی ہو کہ اگر میں نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے کچھ معنی ہوں تو میں طلاق ہوں میں شوہر سے کہا کہ ہاں۔ تو حکم یہ ہو کہ اگر شوہر نے کچھ اور معنی مراد نہیں رکھے سو اس کے جوبان سے بولا ہو تو جو رو طلاق نہ ہوگی ورنہ طلاق ہو جائیگی یہ فتاویٰ کہی کہی ہیں ہو ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے دلی کی مادامیکہ تو میرے ساتھ ہو تو تو تین طلاق سے طلاق ہو چکی ہو پھر شیان ہو کر حلیہ وہ نہ تھا تو امام محمد رحمہ اللہ فرمایا کہ خلیہ یہ ہو کہ اسکو ایک طلاق بائندہ دیکر اسی وقت اس سے پھر نکاح کرے پھر اس سے دلی کرے تو حائض نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ زید نے اپنے پڑوسی خالد سے کہا کہ قتل گزری راستہ میں میری جورو تیرے پاس تھی پس خالد نے کہا کہ اگر تیری جورو اس گزری راستہ میں میرے پاس ہو تو میری جورو طلاق ہو پھر سکو کہنے کے کہا اور یا اور کوئی عورت ہو پھر ظاہر ہوا کہ اس کے پاس دوسری عورت تھی تو شیخ نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ قسم میں حائض ہوگا اور اس کی جورو پھر طلاق پڑ جائیگی۔ اور محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حائض نہ ہوگا یہ اختلاف اس قاعدہ پر ہو کہ قسم کھانے والے نے قسم معقودہ کے ساتھ کوئی شرط لاحق کی پس اگر ایسی شرط ہو کہ جس میں قسم کھانے والے کا نفع ہو تو بالاجماع وہ شرط اس قسم معقودہ سے لاحق نہ ہوگی اور اگر ایسی شرط ہو کہ اس میں قسم کھانے والے پر ضرر ہو تو اس میں یہ اختلاف نہ ہو کہ اس قسم شیخ نصیر رحمہ اللہ نے کہا ہو وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے اقرب ہو کیونکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جو عتق و بیع کہ تمام ہو گئے ان کے ساتھ شرط فاسد ملحق ہو جاتی ہے۔ اور محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہو کیونکہ مسکت پر جانے سے جزا متعلق باقول نہیں ہوتی ہو پس دوم سے متعلق نہ ہونا اولیٰ ہو اور شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے مامون امام ظہیر الدین رحمہ اللہ نے بقول محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ دیتے تھے یہ خلاصہ میں ہو ایک نے عربی میں کہا کہ ان غیلت شانی فانت طلاق یعنی اگر تو نے میرے پشون کو دھویا تو تو طلاق ہو پس عورت نے اس کی اسٹین دوہن کو دھویا تو طلاق نہ ہوگی چھینس میں ہو ایک نے اپنی جورو

سے کہا کہ اگر تو نے یہ چاہا اور دعویا ہو تو تو طلاق ہو اور حال یہ تھا کہ عورت نے خادمہ کو حکم دیا تھا کہ بیارہ دعویا  
 اسنے دعویا تھا پس اگر عادت یہ ہو کہ عورت ہی یہ چاہا کہ دعویا کرتی تھی اور کوئی نہیں دعویا تھا تو طلاق نہ ہو جیسا  
 اور اگر عادت یہ تھی کہ خادمہ ہی دعویا کرتی تھی خود عورت دعویا تھی اور شوہر شکوہ کرتا تھا تو طلاق واقع نہوگی اور  
 اگر عادت یہ تھی کہ عورت کسی خود دعویا تھی اور کسی اسکی خادمہ دعویا تھی تو ظاہر یہ ہو کہ طلاق واقع ہوگی لیکن اگر  
 شوہر کی بیعت ہو کہ اگر خادمہ کو تو نے دعویا کا حکم دیا وہاں تو اس عورت میں طلاق واقع نہوگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں  
 ہے۔ ایک شے عربی میں یونہی کہانی کہ ان عسلات امرأۃ ثیابہ فی طلاق یعنی اگر میری شوہر نے میرے کپڑے دعویا  
 تو وہ طلاق ہو پھر عورت نے اسکا لٹافہ دعویا تو مناسیح نے فرمایا کہ وہ حائضہ ہوگا الا اگر ثیاب کے لٹافے اسکی بیوی  
 نیست ہو۔ ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں نے شہرہ واسٹے پانی خریدا تو تو طلاق ہو پھر ایک سے کو ایک دم ویا کہ شکے  
 میں پانی ڈال دے تو اس میں کلام ہو کہ دس میں جو تھا ہوا یا نہیں تو بعض نے فرمایا کہ شکے کو دم دیتے وقت اگر کوڑاؤں میں  
 پانی ہو تو حائضہ ہوگا اور اگر خود حائضہ ہوگا اسواسٹے کہ جبہا دم دیتے وقت کوڑاؤں میں پانی ہو تو وہ پانی خیر  
 نے والا ہو جائیگا اور اگر خود اور اجارہ پر لینے والا ہوگا یہ ظہیر پر میں ہے۔ ایک نے اپنی جوہر سے کہا کہ اگر تو نے اپنے  
 بھائی سے میرا شکوہ کیا تو تو طلاق ہو پھر عورت کا بھائی آیا اور عورت کے سامنے ایک منقل جو تھا پس عورت نے کہا  
 اے بچہ میرے شوہر نے میرے ساتھ تو ایسا ایسا کیا ہے یہاں تک کہ اسکا بھائی سن لے تو اس عورت پر طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اس  
 عورت نے طفل نامی کو رکھا تھا بھائی کو خطاب نہیں کیا۔ ایک نے اپنی جوہر سے کہا کہ اگر تو سبب نہ رہی تو طلاق ہو  
 وہ بولی کہ میں غیب میں تھی پھر خاموش رہی تو طلاق واقع نہوگی کیا تو نہیں کیستا کہ اگر کسی نے اپنی جوہر سے کہا کہ اگر تو اور  
 سے بڑا ہے جا۔ تو تو طلاق ہو وہ بولی کہ میں تو زور سے بڑا ہونگی مالا مال وہ خاموش ہو تو طلاق نہیں پڑتی ہو  
 اور عورت کا یہ کہنا کہ میں تو زور سے بڑا ہونگی یہ نہیں ہر وجہ سے کہ وہ خاموش ہو۔ اسی طرح اگر عورت نے کسی شخص  
 میں کے بار یا میں کچھ کلام کیا پھر شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں شخص کا ذکر دوبارہ کیا تو تو طلاق ہو وہ بولی کہ میں  
 پھر اس شخص کا ذکر نہ کروں گی یا بولی کہ جب تو نے مجھے فلاں شخص کے ذکر سے منع کیا تو میں فلاں شخص کا ذکر نہ کروں گی  
 تو وہ قسم میں حائضہ ہوگا اور طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اسقدر ذکر قسم سے مستثنیٰ ہے اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے کیوں  
 کے فلاں شخص کے ذکر سے منع کیا یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں شخص کے ذکر سے منع کیا تو میں فلاں شخص کا ذکر نہ کروں گی  
 عورت میں حائضہ ہوگا اور طلاق نہ پڑ جائیگی۔ اور اگر فلاں شخص کا ذکر چوتھین میں کیا تو طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ میں  
 ہے۔ فتاویٰ میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھوکے  
 پیترے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں ہے وہ بولا کہ اگر تو میرے گھر میں رہو گی رہی تو تو طلاق ہو۔ تو شیخ نے فرمایا کہ سوتا  
 روزہ کے اگر وہ عورت اسکے گھر میں ایسی بیعت نہی تو تو طلاق خودگی یہ بھی وہ میں ہے۔ ایک نے اپنی جوہر کو طلاق  
 دیدیا پھر عدت میں اس عورت سے کہا کہ اگر تو سبب میری جوہر ہو تو تو میں طلاق سے طلاق ہو اور اس کلام  
 سے طلاق واقع کرنے کی نیت نہیں کی تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ طلاق وہ اسکی جوہر نہیں ہے یہاں تک  
 میں ہے۔ فتاویٰ ابواللیث حمین ہے کہ ایک نے اپنی جوہر سے فارسی میں کہا کہ اگر تو فردا زان من باشی پس طلاق  
 بہت طلاق اسکی جوہر سے دن کی فجر طلوع ہونے کے بعد اس عورت کو خلع دیدیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی

اور پہلے کلام سے یہی کہ دوسرے روز کے کسی جزو میں بھی یہ عورت اسکی جو رو ہوگی تو غیر طلوع ہونے تک منع میں  
تاخیر کرنے سے وہ عورت تین طلاق سے طلاق ہو جائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تھی تو دوسرے روز غروب آفتاب  
سے پہلے جب طلع دیدے تو قسم مذکور کی وجہ سے عورت پر کچھ طلاق نہ ہوگی پھر اگر دوسرے روز غروب آفتاب  
سے پہلے اسکو طلع دے دیا پھر آفتاب دوپہ سے پہلے اُس سے نکاح کر لیا تو قسم کی وجہ سے تین طلاق سے  
طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر آفتاب دوپہ سے پہلے طلع دے دیا پھر آئندہ روز یعنی برسوں یا اسکے بعد اس سے طلع  
کر لیا تو قسم مذکور کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ اپنی جو رو کو طلاق نہ دینگا پھر کچھ  
نے اُس مرد کی طرف سے بدون اسکے علم و آگاہی کے اسکی جو رو کو طلع دیدیا پھر اُس مرد کو خبر پہنچی اور اُس نے اجازت  
دیدیا پس اگر زبان سے اجازت دی مگر یوں کہا کہ میں نے اجازت دیدی تو قسم میں جھوٹا ہو گیا اور اگر کسی فعل  
سے اجازت دی اور زبان سے کچھ نہ کہا مثلاً طلع کے عوض کمال لے لیا تو حائض ہو گا اور طلاق نہیں ہوگی یہ  
تینیس و مزید ہیں۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کہا کہ تو طلاق ہو تو تو طلاق ہو پھر اسے جو رو  
سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی تو قضا و امر دوسری طلاق ہوگی اور اگر اُس نے اسی قول سے طلاق کی نیت کی  
ہو تو ازراہ دیانت اسکی تصدیق ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے اپنی جو رو سے رات میں زبان سے  
کہا کہ اگر تراشب دارم تو تیرے طلاق دیتی یعنی اگر میں تجھے آج کی رات رکھوں تو تو تین طلاق دالی ہو پھر اسی رات  
میں اسکو ایک طلاق بائن دیدی پھر رات گزر گئی پھر اُس سے جدید نکاح کر لیا تو اب طلاق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کہہ  
کہ اگر تراشم و دارم تو طلاق دیتی پھر اُس دن اسکو طلاق بائن دیدی تو صورت مسلمہ میں ہی حکم ہوگا پھر تین مرتبہ  
میں ہو۔ قلت فی الاصل جزام و زآہ و فیہ نذر۔ ایک مرد کے پاس اسکے شہر کے ملاکوں میں سے ایک فقیہ کا ذکر  
کیا گیا پس اُس نے کہا کہ اگر وہ شخص فقیہ ہو تو میری جو رو طلاق ہوگی اگر فقیہ نہ ہو تو میری جو رو طلاق ہوگی  
میں فقیہ کہتے ہیں یا کچھ نیت نہ کی تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اُس نے حقیقی فقیہ مراد لیا تو بھی فقیہ ہی حکم ہے اور  
دیانت یعنی فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ وہ فقیہ نہیں ہے کیونکہ شیخ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے  
مروی ہے کہ ایک شخص نے انکو فقیہ کہا تو اُس نے فرمایا کہ تو نے کبھی کوئی فقیہ نہیں دیکھا فقیہ وہی ہوتا ہے جو دنیا سے  
پرہیز کرے ہوئے آخرت کا رغب اپنے نفس کے عیوب پر واقف ہوئے قیادے کبریٰ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا  
بیٹا فتنہ کی عمر پہنچا اور میں نے اسکا فتنہ نہ کیا تو میری جو رو طلاق ہو تو فتنہ کا وقت دس برس ہے اور اگر فتنہ دل  
وقت کی نیت کی ہو تو جب تک سات برس کا ہو، حائض نہ ہوگا اور اگر اُس نے آخر وقت کی نیت کی ہو تو شیخ سعدی شہید  
نے فرمایا کہ فتنہ یہ ہے کہ بارہ برس ہو پنے انتہا سے مدت بارہ برس یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا فتنہ کی عمر  
کو پہنچا اور میں نے اسکا فتنہ نہ کیا تو میری جو رو طلاق ہو تو فقیہ ابو الیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب اُس نے دس برس سے تیار نہ کرے اور  
پانچ برس کے حائض ہو جائے اور اسکی سوا سے دیگر شایخ نے فرمایا کہ حائض نہ ہوگا تا وقتیکہ بارہ برس سے تیار نہ کرے اور  
اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے عورت سے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ خدمت پر جا ملے کروں جیسا کہ میں یہ عالم  
کیا کرتا تھا تو تو طلاق ہو پس اگر عورت کے لیے کوئی خدمت ہو تو یہ حکم اسی خدمت پر رکھا جائیگا۔ مرد و عورت کی نیت پر  
مرجع ہوگا۔ جزام یہ ہیں۔ اور کہا کہ اگر میں سلطان سے خوف کرتا ہوں تو میری جو رو طلاق ہو پس اگر قسم کے

اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تھی تو دوسرے روز غروب آفتاب سے پہلے جب طلع دیدے تو قسم مذکور کی وجہ سے عورت پر کچھ طلاق نہ ہوگی پھر اگر دوسرے روز غروب آفتاب سے پہلے اسکو طلع دے دیا پھر آفتاب دوپہ سے پہلے اُس سے نکاح کر لیا تو قسم کی وجہ سے تین طلاق سے طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر آفتاب دوپہ سے پہلے طلع دے دیا پھر آئندہ روز یعنی برسوں یا اسکے بعد اس سے طلع کر لیا تو قسم مذکور کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ اپنی جو رو کو طلاق نہ دینگا پھر کچھ نے اُس مرد کی طرف سے بدون اسکے علم و آگاہی کے اسکی جو رو کو طلع دیدیا پھر اُس مرد کو خبر پہنچی اور اُس نے اجازت دیدیا پس اگر زبان سے اجازت دی مگر یوں کہا کہ میں نے اجازت دیدی تو قسم میں جھوٹا ہو گیا اور اگر کسی فعل سے اجازت دی اور زبان سے کچھ نہ کہا مثلاً طلع کے عوض کمال لے لیا تو حائض ہو گا اور طلاق نہیں ہوگی یہ تینیس و مزید ہیں۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کہا کہ تو طلاق ہو تو تو طلاق ہو پھر اسے جو رو سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی تو قضا و امر دوسری طلاق ہوگی اور اگر اُس نے اسی قول سے طلاق کی نیت کی ہو تو ازراہ دیانت اسکی تصدیق ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے اپنی جو رو سے رات میں زبان سے کہا کہ اگر تراشب دارم تو تیرے طلاق دیتی یعنی اگر میں تجھے آج کی رات رکھوں تو تو تین طلاق دالی ہو پھر اسی رات میں اسکو ایک طلاق بائن دیدی پھر رات گزر گئی پھر اُس سے جدید نکاح کر لیا تو اب طلاق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کہہ کہ اگر تراشم و دارم تو طلاق دیتی پھر اُس دن اسکو طلاق بائن دیدی تو صورت مسلمہ میں ہی حکم ہوگا پھر تین مرتبہ میں ہو۔ قلت فی الاصل جزام و زآہ و فیہ نذر۔ ایک مرد کے پاس اسکے شہر کے ملاکوں میں سے ایک فقیہ کا ذکر کیا گیا پس اُس نے کہا کہ اگر وہ شخص فقیہ ہو تو میری جو رو طلاق ہوگی اگر فقیہ نہ ہو تو میری جو رو طلاق ہوگی میں فقیہ کہتے ہیں یا کچھ نیت نہ کی تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اُس نے حقیقی فقیہ مراد لیا تو بھی فقیہ ہی حکم ہے اور دیانت یعنی فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ وہ فقیہ نہیں ہے کیونکہ شیخ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے انکو فقیہ کہا تو اُس نے فرمایا کہ تو نے کبھی کوئی فقیہ نہیں دیکھا فقیہ وہی ہوتا ہے جو دنیا سے پرہیز کرے ہوئے آخرت کا رغب اپنے نفس کے عیوب پر واقف ہوئے قیادے کبریٰ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا فتنہ کی عمر پہنچا اور میں نے اسکا فتنہ نہ کیا تو میری جو رو طلاق ہو تو فتنہ کا وقت دس برس ہے اور اگر فتنہ دل وقت کی نیت کی ہو تو جب تک سات برس کا ہو، حائض نہ ہوگا اور اگر اُس نے آخر وقت کی نیت کی ہو تو شیخ سعدی شہید نے فرمایا کہ فتنہ یہ ہے کہ بارہ برس ہو پنے انتہا سے مدت بارہ برس یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا فتنہ کی عمر کو پہنچا اور میں نے اسکا فتنہ نہ کیا تو میری جو رو طلاق ہو تو فقیہ ابو الیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب اُس نے دس برس سے تیار نہ کرے اور پانچ برس کے حائض ہو جائے اور اسکی سوا سے دیگر شایخ نے فرمایا کہ حائض نہ ہوگا تا وقتیکہ بارہ برس سے تیار نہ کرے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے عورت سے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ خدمت پر جا ملے کروں جیسا کہ میں یہ عالم کیا کرتا تھا تو تو طلاق ہو پس اگر عورت کے لیے کوئی خدمت ہو تو یہ حکم اسی خدمت پر رکھا جائیگا۔ مرد و عورت کی نیت پر مرجع ہوگا۔ جزام یہ ہیں۔ اور کہا کہ اگر میں سلطان سے خوف کرتا ہوں تو میری جو رو طلاق ہو پس اگر قسم کے



وقت اسکو سلطان سے کوئی خوف نہ ہو اور نہ اسکے ذمہ کوئی ایسا جرم ہو جس سے سلطان اسکو خود کی راہ نکلتی ہو تو وہ  
 حائض نہ ہوگا۔ ایک مرد ایک طفل سے شہم کیا گیا پس اس سے کہا گیا کہ طلاق کہتا ہو کہ میں نے اسکو طفل مذکور سے خفیہ  
 باتیں کر سکتے دیکھا ہو پس اسنے کہا کہ اگر اسنے مجھے اس طفل سے کلام کیا ہو تو میری جو رطلالہ ہو حالانکہ  
 فلان مذکور نے اسکو در واقع طفل مذکور سے خفیہ باتیں کر سکتے دیکھا تھا مگر کسی دوسرے مالک میں یہ باتیں نہیں تو شیخ نے  
 فرمایا کہ مجھے امید ہو کہ وہ حائض نہ ہوگا۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرے گھر میں آگ ہو تو میری جو رطلالہ ہو حالانکہ اسنے گھر میں  
 پیراغ جلایا ہو پس اگر اسنے اسوجہ سے تم کھائی ہو کہ اسنے کسی پر دسی ہے اس سے آگ مانگی تھی تاکہ اس سے آگ بلاوے  
 تو اسکی جو رطلالہ ہو جائیگی اور اگر تم اسوجہ سے تھی کہ پر دسیوں نے اس سے روٹی وغیرہ ایسی چیز مانگی تھی یا وہان کوئی  
 سبب ہو تو حائض نہ ہوگا۔ یہ حکم صریح ہے۔ ایک مرد کوئی طفل کے ساتھ شہم کیا گیا پس اسنے فارسی میں کہا کہ اگر میں باوی  
 محافظہ کمزین مرا طلاق است حالانکہ اس شخص نے اس طفل کو گھورا اور اسکا بوسہ لیا تھا تو اسکی جو رطلالہ ہو جائیگی  
 یہ فتاویٰ کہہ رہی ہیں۔ جو دوست نے کہا کہ اگر میں نے کوئی باہمی خریدی یا بیچی دوسری عورت سے نکاح کیا تو تو بیکس طلاق  
 طالق ہو پس عورت نے کہا کہ میں ایک طلاق سے راضی نہیں ہوتی پس مرد نے کہا کہ پس تو اسبہ طلاق طالق ہو اگر تو ایک  
 سے راضی نہیں ہو تو فرمایا کہ اس کلام کے ساتھ ہی شرط مرد ہوگی یعنی فی الحال کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ عورت نے کہا  
 کہ اگر اللہ تعالیٰ سے عذرین کو عذاب دے تو تو طالق ہو تو فرمایا کہ حائض نہ ہوگا جب تک اسکو عذر نہ ہو اور فقہ نے کہا کہ جو یہ  
 ہو کہ اجنبی مومن کو عذاب دیا جائیگا اور بعضے کو نہ دیا جائیگا پس اشتباہ ہوا پس شک کے ساتھ حکم دیا جائیگا یہ  
 حاوی میں ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مشیت میں کو عذاب دے تو تو اسکی جو رطلالہ ہو تو مشائخ نے کہا کہ اسکی جو رطلالہ  
 یہ طلاق ہوگی اسوائے کہ بعضے میں کو عذاب ہوگا تو اس نے کہا کہ حائض نہ ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان قال اگر مرد نے فی نظر  
 ایک نے اپنی جو روتہ کہا کہ اگر تو فلان دار میں داخل ہوئی جتنا کہ فلان مذکور اس میں ہو تو تو طالق ہو پھر فلان مذکور  
 نے اس دار کو چھو ل کر دیا اور ایک نماز تک ایسا رہا پھر وہ خود اس کے اسی دار میں آیا پھر عورت داخل ہوئی تو  
 بعض نے فرمایا کہ طلاق واقع ہوگی اور اسی کو فقہ ابو اللیث نے منع فرمایا ہے اور بعض نے کہا کہ حائض ہوگا اور صحیح یہ ہو کہ  
 طلاق واقع ہوگی یہ جواب اعلیٰ میں ہے۔ اور اگر حالت خفیہ میں اپنی جو روتہ سے کہا کہ اگر تو نے پانچ برس تک ایسا  
 کیا تو تو مجھ سے مطلق ہو جائیگی اور مرد نے اس سے تنویف کی نیست کی پھر اس حدیث گزشتہ سے پہلے عورت نے فعل کیا تو  
 شوہر سے دریا نہ کیا جاوے کہ آیا تو نے اسکی طلاق کی قسم کھائی تھی پس اگر اسنے خبر دی کہ مان قسم کھائی تھی تو اسکی  
 خبر پر عمل درآمد ہوگا اور عورت پر طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر اسنے خبر دی کہ میں نے قسم نہیں کھائی تھی  
 تو اسکا قول قبول ہوگا یہ محدثین ہے۔ ایک مرد نے میں ہوا اس نے اپنی جو روتہ کو بستر پر بلایا پس عورت نے انکار کیا پس  
 اس نے عورت سے کہا کہ اگر تو نے فرمان برداری کی اور میری مساعرت کی تو خیر ورنہ تو طالق ہو پھر قسم کے بعد آئندہ  
 اسنے بلائے پر عورت نے مساعرت و فرمان برداری کی تو حائض نہ ہوگا اور اگر قسم کے بعد بلائے پر اسنے فرمان برداری  
 نہ کی تو حائض ہو جائیگا یعنی طلاق واقع ہوگی اور مولانا نے فرمایا کہ اگر اسنے از سر نو نہ بلا یا تو عدم مساعرت کی  
 صورت میں بھی حائض ہونا چاہیے اسوائے کہ لوگ اپنے عرف میں اس سے حکم سابق کی فرمان برداری مقرر کرتے  
 ہیں ایک مرد نے میں ہوا اسنے اپنی جو روتہ کو ایک درم طلا کیا پس عورت نے کہا کہ تو جب ہوش میں ہوگا تو مجھ سے لے لگا

پس مرد نے کہا کہ اگر میں تجھ سے ملے لوں تو طلاق ہے پھر اس نے نشہ کی حالت میں لے لیا تو قسم میں حاشہ نہ ہوگا  
اس واسطے کہ بعد افاقہ کے لے لینا شرط حاشہ ہے۔ ایک مرد نے جو نشہ میں ہو اپنی جورو سے کہا کہ میں نے اپنا یہ دار تجھ  
سے کیا پھر کہا کہ اگر میں نے اپنے دل سے یہ بات نہ کہی تو طلاق ہے لہذا طلاق ہو پھر اس کو افاقہ ہوا اور اس کو اس میں  
کچھ بھی یاد نہ آیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی جورو طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ ظاہر یہ ہو کہ اس حالت میں جو کہتا ہو  
وہ دل سے کہتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو فلاں میں داخل ہوئی  
تو طلاق ہے پھر فلاں میں گیا اور وارنڈو میراث ہو گیا پھر عورت داخل ہوئی پس اگر میت پر ایسا قرضہ نہ ہو جو تمام مال  
کو گھیرے ہوئے ہو تو وہ حاشہ نہ ہوگا اور اگر ایسا قرضہ ہو تو فقہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ اس عورت میں بھی حاشہ  
نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ایک مرد منزل کی کوٹھری میں بیٹھا تھا اس نے کہا کہ اگر میں اس بیت میں داخل ہوا تو  
میری جورو طلاق ہے تو قسم اس بیت کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور یہ عربی زبان پر ہو قال المترجم اور ہندی زبان  
میں بھی یہی ہے۔ اور اگر اسے فارسی میں کہا کہ اگر میں باہن خانہ اندر آیم تو میری جورو طلاق ہے تو قسم اس منزل کے  
اندر داخل ہونے پر ہوگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے اس کوٹھری کے اندر داخل ہونے کی نیت کی تھی تو وہ حاشہ نہ ہوگا  
ہوگی قصداً تقدیر ہوگی اور اگر اس نے اس کوٹھری کی طرف اشارہ کیا تو بھی بہر حال ایسا ہی حکم ہے پھر فلاں میں ہے  
ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو میرے بھائی کے گھر میں گئی تو تو طلاق ہے پھر اس کا بھائی اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے  
گھر میں گیا اور وہاں رہنے لگا پھر عورت اس دوسرے گھر میں داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ اگر مرد کو پہلے دار کی نیت  
کچھ طلال ہوا تھا جس سے اس نے ایسی قسم کھائی تھی تو اس حاشہ نہ ہوگا اور اگر اسکی قسم اپنے بھائی کی وجہ سے تھی تو  
حاشہ ہو جائیگا اور اگر اسکی نیت نہ ہو تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے قول پر حاشہ ہو جائیگا۔ اور اگر عورت  
اسی دار میں داخل ہوئی جس میں پہلے بھائی رہتا تھا اور قسم کے وقت اسکی ملک تھا پس اگر وہ دار بھائی کی ملک  
میں باقی ہو کر وہ اس میں نہ رہتا ہو تو قسم کھانے والا عورت کے اس میں جانے سے حاشہ ہو جائیگا اور اگر قسم کھانے  
کے بعد یہ دار اسکے بھائی کی ملک سے بوجہ بیع یا ہبہ وغیرہ کے نکل گیا تو حاشہ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں  
ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو گرد آستانہ فلاں گردی پس طلاق ہے پھر وہ عورت انکے گرو پھری مگر دار میں داخل  
نہوئی اور شوہر نے کہا کہ میری نیت یہ تھی کہ داخل ہو تو عورت طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تجھ  
فلاں اندر آئی ترا طلاق اور یہ نہ کہا کہ اگر اور نہ لفظ چوں کہا تو فی الحال طلاق ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو  
سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو میری جورو میں طلاق ہے پھر وہ دار میں داخل ہوئی تو طلاق اس پر اور  
دوسری عورتوں سب پر واقع ہوگی اور مولف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی قول پر اعتماد ہے یہ خلاصہ میں ہے  
ایک مرد نے اپنی جورو کو ایک مرد کے ساتھ متهم کیا پھر شوہر اپنے دار میں آیا اور اس مرد کو جس کے ساتھ متهم کرتا تھا  
کے ایک کونے میں بیٹھا دیکھا اور عورت دوسرے کونے میں بیٹھی تھی پھر جب شوہر نکلا اور وہ مرد بھی نکلا  
جس کے ساتھ وہ اپنی جورو کو متهم کرتا تھا تو سلطان نے عورت کے شوہر سے قسم لی کہ تو نے فلاں کو اپنی جورو کے  
ساتھ نہیں پکڑا پس مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اس نے فلاں کو اپنی جورو کے ساتھ نہیں پکڑا تو وہ  
اپنی قسم میں جھوٹا ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے میرے جو میں سے لیکر نانوائی کے یہاں بھیجے تو تو

مرد نے کہا کہ اگر میں نے اپنے دل سے یہ بات نہ کہی تو طلاق ہے لہذا طلاق ہو پھر اس کو افاقہ ہوا اور اس کو اس میں کچھ بھی یاد نہ آیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی جورو طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ ظاہر یہ ہو کہ اس حالت میں جو کہتا ہو وہ دل سے کہتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو فلاں میں داخل ہوئی تو طلاق ہے پھر فلاں میں گیا اور وارنڈو میراث ہو گیا پھر عورت داخل ہوئی پس اگر میت پر ایسا قرضہ نہ ہو جو تمام مال کو گھیرے ہوئے ہو تو وہ حاشہ نہ ہوگا اور اگر ایسا قرضہ ہو تو فقہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ اس عورت میں بھی حاشہ نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ایک مرد منزل کی کوٹھری میں بیٹھا تھا اس نے کہا کہ اگر میں اس بیت میں داخل ہوا تو میری جورو طلاق ہے تو قسم اس بیت کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور یہ عربی زبان پر ہو قال المترجم اور ہندی زبان میں بھی یہی ہے۔ اور اگر اسے فارسی میں کہا کہ اگر میں باہن خانہ اندر آیم تو میری جورو طلاق ہے تو قسم اس منزل کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے اس کوٹھری کے اندر داخل ہونے کی نیت کی تھی تو وہ حاشہ نہ ہوگا ہوگی قصداً تقدیر ہوگی اور اگر اس نے اس کوٹھری کی طرف اشارہ کیا تو بھی بہر حال ایسا ہی حکم ہے پھر فلاں میں ہے ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو میرے بھائی کے گھر میں گئی تو تو طلاق ہے پھر اس کا بھائی اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں گیا اور وہاں رہنے لگا پھر عورت اس دوسرے گھر میں داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ اگر مرد کو پہلے دار کی نیت کچھ طلال ہوا تھا جس سے اس نے ایسی قسم کھائی تھی تو اس حاشہ نہ ہوگا اور اگر اسکی قسم اپنے بھائی کی وجہ سے تھی تو حاشہ ہو جائیگا اور اگر اسکی نیت نہ ہو تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے قول پر حاشہ ہو جائیگا۔ اور اگر عورت اسی دار میں داخل ہوئی جس میں پہلے بھائی رہتا تھا اور قسم کے وقت اسکی ملک تھا پس اگر وہ دار بھائی کی ملک میں باقی ہو کر وہ اس میں نہ رہتا ہو تو قسم کھانے والا عورت کے اس میں جانے سے حاشہ ہو جائیگا اور اگر قسم کھانے کے بعد یہ دار اسکے بھائی کی ملک سے بوجہ بیع یا ہبہ وغیرہ کے نکل گیا تو حاشہ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو گرد آستانہ فلاں گردی پس طلاق ہے پھر وہ عورت انکے گرو پھری مگر دار میں داخل نہوئی اور شوہر نے کہا کہ میری نیت یہ تھی کہ داخل ہو تو عورت طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تجھ فلاں اندر آئی ترا طلاق اور یہ نہ کہا کہ اگر اور نہ لفظ چوں کہا تو فی الحال طلاق ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو میری جورو میں طلاق ہے پھر وہ دار میں داخل ہوئی تو طلاق اس پر اور دوسری عورتوں سب پر واقع ہوگی اور مولف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی قول پر اعتماد ہے یہ خلاصہ میں ہے ایک مرد نے اپنی جورو کو ایک مرد کے ساتھ متهم کیا پھر شوہر اپنے دار میں آیا اور اس مرد کو جس کے ساتھ متهم کرتا تھا کے ایک کونے میں بیٹھا دیکھا اور عورت دوسرے کونے میں بیٹھی تھی پھر جب شوہر نکلا اور وہ مرد بھی نکلا جس کے ساتھ وہ اپنی جورو کو متهم کرتا تھا تو سلطان نے عورت کے شوہر سے قسم لی کہ تو نے فلاں کو اپنی جورو کے ساتھ نہیں پکڑا پس مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اس نے فلاں کو اپنی جورو کے ساتھ نہیں پکڑا تو وہ اپنی قسم میں جھوٹا ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے میرے جو میں سے لیکر نانوائی کے یہاں بھیجے تو تو

طاقت ہو اور شوہر کے گھر میں ایک چوپایہ تھا جسکو جو دیے ہائے تھے پس اس کے چارہ میں سے ایک شے بچنے  
تھی پس عورت نے ان کو اپنے ذاتی جو کے ساتھ لٹائی کہ کیا پس اگر شوہر اسکو مکروہ نہ جانے۔ یعنی  
دلالت الحال سے یہ بات معلوم ہو تو وہ اپنی قسم میں حائض نہوگا اس واسطے کہ اس قدر قسم میں عادت مراد نہیں  
ہوتے ہیں اور اگر وہ استعد رکھتا بھی نکل کر تا ہی تو وہ اپنی قسم میں حائض ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بیح  
یہ ہو کہ اگر عورت نے اپنے پونین ملا کر مجھے کہیں پہن تو وہ حائض نہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک مرد کو ایک بدولت  
حرام کی قیمت دی پس اس نے کہا کہ اگر ایک سال تک حرام کروں تو تو طلاق دے تو یہ لفظ جامع پر رکھا جائیگا کہ عورت کی  
آنکھ کے زبرد بتنا دخل فرجین جماع کرے اور عورت جانتی ہو کہ یہ عورت اسکی عمل کو نہیں ہی اور نہ اسکی جور و سزا  
اس فعل کے بتنا دخل فرجین واقع ہونے کے چاند نظر گو اسی دین یا شوہر خود ایک مرتبہ اقرار کرے اس واسطے کہ یہ فعل نہ پایا  
یعنی لفظ حرام اسکی قسم میں بجتنے زمانا قرار پایا اور نہ نا فقط انھیں بعد از تن سے ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ عالم قاضی کے  
سامنے اس سے انکار کر گیا کہ میں نے نہیں کیا ہی اور عورت کے پاس گواہ نہیں ہیں تو وہ حاکم کے پاس قسم لے لیں اگر وہ  
قسم کھا گیا تو عورت کو اس کے ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی سے حرام کرے تو توسید طلاق  
طلاق ہے پھر مرد نے اسکو طلاق بائن دیدی پھر عدت میں اس سے جماع کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق  
ہوگی اس واسطے کہ ان دونوں زمانوں کے نزدیک عموم لفظ کا اعتبار ہے اور امام ابو یوسف وغرض کا اعتبار کرتے ہیں پس  
ان کے قول کے قیاس پر طلاق نہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی کا پوسہ لیا تو تو طلاق بسہ طلاق  
ہو پس اس نے اسی مرد کا پوسہ لیا تو طلاق ہو جائیگی یہ خلافت میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جور سے کہا کہ اگر تیرا کر بند حرام ہو گا  
جب سے تو میری جور ہو تو تو طلاق ہو پس عورت نے کہا کہ مجھے ایک مرد سے کپڑا لیا اور زبردستی باکرہ مجھے جماع کر لیا ہے تو  
مشائخ نے فرمایا کہ اگر حالت ایسی ہو کہ عورت شیخ کرنے پر قادر نہ ہوئی ہو تو یہ حائض نہوگا اور اگر عورت رد کرنے دبا  
رکھنے پر قادر تھی تو وہ حائض ہو جائیگا بشرطیکہ شوہر نے اس کے قول کی تصدیق کی ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں حرام سے  
غسل کروں تو میری جور و طلاق ہو یعنی غسل بوجہ حرام کرنے کے ہو پھر اس نے ایک اجنبیہ عورت کو لپٹا لیا حتی کہ اسکو  
انزال ہو گیا اور اس نے غسل کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہو کہ وہ حائض نہوگا اور اسکی قسم فعل جماع پر ہوگی ایک  
مرد نے کہا کہ اگر میں فلان کو اپنے گھر میں لایا تو میری جور و طلاق ہو تو جب تک اسکو داخل نہ کرے تب تک حائض نہوگا  
یعنی جب تک فلان نہ گذرا اسکے حکم سے اندر نہ آوے تب تک حائض نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان میری کوٹھری  
میں داخل ہو تو میری جور و طلاق ہو پھر فلان اسکی کوٹھری میں داخل ہوا خواہ قسم کھانے والے سے اجازت لے کر  
یا بدون اجازت اور خواہ اسکی آگاہی میں یا بغیر آگاہی کے تو قسم کھانے والا اپنی قسم میں حائض ہو جائیگا بقا و  
قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے آواز سے پاؤں میری جور و طلاق ہو پھر اسکے بدون قصد کے آواز  
سے پاؤں نکل گیا تو عورت طلاق نہوگی اور یہ مسئلہ نظیر ہوا اس مسئلہ کی کہ قسم کھانی کہ اس وار میں داخل نہوگا پھر  
زبردستی باکرہ داخل کیا گیا یا قسم کھانی کہ نہ نکلوں گا پھر زبردستی باکرہ نکالا گیا یہ محیط میں ہے۔ اگر اپنی جور سے  
کہا کہ اگر میں تجھے خوش کروں تو تو طلاق ہو پھر اسکو مارا پس اس نے کہا کہ مجھے تو نے خوش کیا تو طلاق نہوگی اس واسطے  
کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ بوٹی ہے اور اگر عورت کو ہزار درہم دیے اور عورت نے کہا کہ مجھے خوش نہیں کیا تو قول

عورت کا قبول ہوگا اس واسطے کہ احتمال ہو کہ اسکی درخواست و نہر اور دم کی ہو پس ایک ہزار درم سے خوش ہوگی  
یہ جو شرطیں ہیں تو ایک ہزار درم سے کہ اگر تیرا قریب سے داریں کہ آیا تو تو طلاق ہو کہ عورت سے  
کا قریب داریں داخل ہو تو بعض نے فرمایا کہ حائض ہوگا اس واسطے کہ قرابت خونی نہیں ہوتی اگرچہ داریں  
میں سے ہر ایک کا پورا قریب ہوگا اور بعض نے کہا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ ایسے کا حست داخل ہو کہ شوہر کے ساتھ  
مقتضی ہو تو عورت حائض ہوگا اور اگر ایسے کام کے واسطے آیا جو عورت سے مقتضی ہو تو حائض ہو جائیگا ایک عورت  
اپنے شوہر کے کپڑے دین میں سے کوئی کپڑا اٹھا لیکن پس شوہر نے کہا کہ اگر تو مجھے میرا کپڑا آج کے روز واپس دے دیا تو طلاق  
ہو پس عورت گئی تاکہ لا کر واپس دے کہ شوہر اس کے پاس پہنچا اور وہ گھٹری میں سے شوہر کو واپس دینے کو کہتی تھی  
پس شوہر نے عورت کے واپس دینے سے پہلے خود گھٹری میں سے لے لیا یا عورت سے چھین لیا تو احتساباً حائض  
نہوگا اور اسی کو شیخ زادہ فقیر ابو اللیث نے اختیار کیا ہے یہ نظم یہ بین ہوا ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ  
ان لم یکن فرجی حسن بن فرجی حسن طلاق یعنی اگر میرا کہ تناسل تیری فرج سے اچھا نہ ہو تو طلاق ہو اور عورت نے  
کہا کہ اگر میری فرج چہرے کے تناسل سے اچھی نہ تو میری باندی آزاد ہو تو شیخ امام ابو بکر محمد بن قاسم نے فرمایا  
کہ اگر اس گفتگو کے وقت دونوں کھڑے ہوں تو عورت تنہا میں جی ہوگی اور مرد حائض ہو جائیگا اور اگر دونوں بیٹھ جائیں  
تو شوہر جی ہوگا اور عورت حائض ہو جائیگی اس واسطے کہ عورت کی فرج حالت قیام میں مرد کے آگے تناسل سے بہتر  
ہو اور بیٹھنے کی حالت میں امر برعکس ہو اور اگر مرد کھڑا ہو اور عورت بیٹھی ہو تو فقیر ابو جعفر نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے  
جانتا ہوں اور فرمایا کہ دونوں میں سے ہر ایک کا حائض ہونا چاہیے اس واسطے کہ دونوں تمہوں میں سے ہر ایک کا  
سچا ہونا اسی طور پر ہو کہ دونوں میں سے کوئی بہتر ہو اور تعارض کے وقت دونوں میں سے کوئی پسندیدہ دوسرے کے  
احسن ہوگی پس دونوں میں سے ہر ایک حائض ہوگا۔ ایک شخص نے جوشنہ میں ہو اپنی عورت سے کہا کہ اگر فلاں میں  
نہیں مقعد وسیع نہ رکھتا ہو تو طلاق ہو تو شیخ ابو بکر اسکاٹ نے فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے کہ غیر مقعد و غیر معلوم ہو  
پس وہ حائض نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی عورتوں سے کہا کہ تم میں سے جسکی فرج وسیع ہو  
وہ طلاق ہو تو دونوں میں سے دہلی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ دونوں میں سے  
جو رابط ہو یعنی باطنی رابط ہو اس پر طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ایک مرد اور اسکی عورت میں جھگڑا ہو  
پس عورت نے کہا کہ سن بارسا ہی ام یعنی تجھ سے افضل ہوں پس شوہر نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو طلاق ہو پس اگر عورت  
اس سے افضل نہ ہو تو طلاق نہوگی اس واسطے کہ علو و تفوق جب ہی ہوتا ہو کہ علم و فضل حسب نسب میں بڑھکر ہو  
محیط سے خسی میں ہو۔ دو مردوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میرا سر تجھ سے بھاری نہ تو میری عورت  
طلاق ہو تو اسکی بیوی کا یہ طلاق ہو کہ جب دونوں سو جائیں تو دونوں بکارت ہو جائیں پس جو جلدی جواب سے  
اس سے دوسرے کا سر بھاری ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میرا ذکر یعنی  
آگے تناسل تو ہے سے زیادہ شدید نہ ہو تو طلاق ہو تو عورت طلاق نہوگی اس واسطے کہ آگے تناسل استعمال سے ناقض  
نہیں ہوتا ہے یہ خلاصہ میں ہے وقال الشرح و فیہ نظر ایک مرد نے ضیافت کا سامان کیا اور تیار ہی کی پھر ایک شخص  
دوسرے کے کانٹوں سے آیا پس اس نے کہا کہ اگر میں نے اس آئندہ کے واسطے اپنے کانٹوں میں سے ایک کا سے نہو

یہ شرطیں ہیں تو ایک ہزار درم سے کہ اگر تیرا قریب سے داریں کہ آیا تو تو طلاق ہو کہ عورت سے  
کا قریب داریں داخل ہو تو بعض نے فرمایا کہ حائض ہوگا اس واسطے کہ قرابت خونی نہیں ہوتی اگرچہ داریں  
میں سے ہر ایک کا پورا قریب ہوگا اور بعض نے کہا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ ایسے کا حست داخل ہو کہ شوہر کے ساتھ  
مقتضی ہو تو عورت حائض ہوگا اور اگر ایسے کام کے واسطے آیا جو عورت سے مقتضی ہو تو حائض ہو جائیگا ایک عورت  
اپنے شوہر کے کپڑے دین میں سے کوئی کپڑا اٹھا لیکن پس شوہر نے کہا کہ اگر تو مجھے میرا کپڑا آج کے روز واپس دے دیا تو طلاق  
ہو پس عورت گئی تاکہ لا کر واپس دے کہ شوہر اس کے پاس پہنچا اور وہ گھٹری میں سے شوہر کو واپس دینے کو کہتی تھی  
پس شوہر نے عورت کے واپس دینے سے پہلے خود گھٹری میں سے لے لیا یا عورت سے چھین لیا تو احتساباً حائض  
نہوگا اور اسی کو شیخ زادہ فقیر ابو اللیث نے اختیار کیا ہے یہ نظم یہ بین ہوا ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ  
ان لم یکن فرجی حسن بن فرجی حسن طلاق یعنی اگر میرا کہ تناسل تیری فرج سے اچھا نہ ہو تو طلاق ہو اور عورت نے  
کہا کہ اگر میری فرج چہرے کے تناسل سے اچھی نہ تو میری باندی آزاد ہو تو شیخ امام ابو بکر محمد بن قاسم نے فرمایا  
کہ اگر اس گفتگو کے وقت دونوں کھڑے ہوں تو عورت تنہا میں جی ہوگی اور مرد حائض ہو جائیگا اور اگر دونوں بیٹھ جائیں  
تو شوہر جی ہوگا اور عورت حائض ہو جائیگی اس واسطے کہ عورت کی فرج حالت قیام میں مرد کے آگے تناسل سے بہتر  
ہو اور بیٹھنے کی حالت میں امر برعکس ہو اور اگر مرد کھڑا ہو اور عورت بیٹھی ہو تو فقیر ابو جعفر نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے  
جانتا ہوں اور فرمایا کہ دونوں میں سے ہر ایک کا حائض ہونا چاہیے اس واسطے کہ دونوں تمہوں میں سے ہر ایک کا  
سچا ہونا اسی طور پر ہو کہ دونوں میں سے کوئی بہتر ہو اور تعارض کے وقت دونوں میں سے کوئی پسندیدہ دوسرے کے  
احسن ہوگی پس دونوں میں سے ہر ایک حائض ہوگا۔ ایک شخص نے جوشنہ میں ہو اپنی عورت سے کہا کہ اگر فلاں میں  
نہیں مقعد وسیع نہ رکھتا ہو تو طلاق ہو تو شیخ ابو بکر اسکاٹ نے فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے کہ غیر مقعد و غیر معلوم ہو  
پس وہ حائض نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی عورتوں سے کہا کہ تم میں سے جسکی فرج وسیع ہو  
وہ طلاق ہو تو دونوں میں سے دہلی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ دونوں میں سے  
جو رابط ہو یعنی باطنی رابط ہو اس پر طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ایک مرد اور اسکی عورت میں جھگڑا ہو  
پس عورت نے کہا کہ سن بارسا ہی ام یعنی تجھ سے افضل ہوں پس شوہر نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو طلاق ہو پس اگر عورت  
اس سے افضل نہ ہو تو طلاق نہوگی اس واسطے کہ علو و تفوق جب ہی ہوتا ہو کہ علم و فضل حسب نسب میں بڑھکر ہو  
محیط سے خسی میں ہو۔ دو مردوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میرا سر تجھ سے بھاری نہ تو میری عورت  
طلاق ہو تو اسکی بیوی کا یہ طلاق ہو کہ جب دونوں سو جائیں تو دونوں بکارت ہو جائیں پس جو جلدی جواب سے  
اس سے دوسرے کا سر بھاری ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میرا ذکر یعنی  
آگے تناسل تو ہے سے زیادہ شدید نہ ہو تو طلاق ہو تو عورت طلاق نہوگی اس واسطے کہ آگے تناسل استعمال سے ناقض  
نہیں ہوتا ہے یہ خلاصہ میں ہے وقال الشرح و فیہ نظر ایک مرد نے ضیافت کا سامان کیا اور تیار ہی کی پھر ایک شخص  
دوسرے کے کانٹوں سے آیا پس اس نے کہا کہ اگر میں نے اس آئندہ کے واسطے اپنے کانٹوں میں سے ایک کا سے نہو



نہ کی تو میری جو روطا لقمہ ہو پس اگر اس آنے والے کے لوشنے سے پہلے اسنے ایک گاسے اسکے لیے فوج کی تو تیار ہونہ  
حادث ہو گیا اور اگر اسنے اپنی جو رو کی گاؤن میں سے ایک گاسے فوج کی تو اپنی قسم میں بچا ہو گا الا انکر اسنے  
اور اسکی جو رو کے درمیان ایسی البتہ و انبساط ہو کہ دونوں میں سے کوئی اپنے مال کو دوسرے سے تمیز و فرق کرتا  
ہو اور دونوں میں جو دوسرے کا مال لے لیتا ہو تو یا ہم ان میں مجاہدہ ہوگا یا خود توبہ تو ایسی صورت میں ہے امیں ہو کہ  
وہ بچا ہو گیا اور اگر اسنے اپنی گاسے اس آنیوالے کے واسطے فوج کی لیکن بعد فوج کے ایک گوشہ سے اسکی نیوالے کی صفات  
نہ کی پس اگر یہ گاؤن جن سے یہ آنیوالا آیا ہو اس گاؤن سے قریب ہو تو قسم میں بچا ہو گیا اسے کہ شرط برقی ہو  
ہو اور اگر یہ گاؤن اس گاؤن سے دور ہو کر دہانے سے اس سفر شہا کیا جاتا ہو تو جبہ وقت ہو کہ وہ قسم میں بچا ہو گا اسے کہ قریب ایسا  
آدمی سفر کے آتا ہو تو اسے واسطے صفات تیار کرے کہ میں اس قسم نہ کر فوج کہ کہ صفات کرے پداش ہو گی یہ فتاویٰ  
کبریٰ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں سے فلان کو اس وارثن داخل ہوتے ہاں میری جو روطا لقمہ ہو پس اگر قسم کما نہ لائے  
دار کا مالک ہو تو قسم بھی ہونے کی شرط ہے کہ فلان مذکور کو قبول داخل ہوتا ہے اس واسطے کہ اسے درائع ہو ایسا ہی ہے کہ  
نے اپنے واقعات میں ذکر کیا ہو اور فوازل میں ہو کہ قسم بھی ہونے کی شرط ملک میں ہو کہ ملک دار سے عمن نہ لیا اور لیا  
اگر قسم کما نہ لائے فلان کے داخل ہونے کے روکنے پر قادر ہو تو روکنا و منع کرنا و فوازل واجب میں تاکہ بچا ہو اور اگر روکنے کا  
مالک نہ ہو تو یہ قسم ممانعت کرنے پر ہو گی روکنے پر ہو گی۔ اور شیخ امام فہر الدین مالک شیعہ کو اعتبار کرتے تھے کہ روکنے اور  
اسی بہ فتویٰ ہو۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طاقہ ہو اگر میں قبضہ جامع کروں الا بجز یا علیہ یا ضرورت پھر اس قسم کے بعد مرد  
نکور اس عورت سے سو اسے فوج کے باختر رکھتا تھا پھر ایک روز چوک گیا اور اسکی فوج میں داخل کر دیا پس اگر خطا سے ایسا  
ہوا تو یہ عذر ہو در حالیکہ انکا یہ ارادہ نہ ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک عورت سے اپنے شوہر سے کہا کہ تو غائب ہو جاتا ہو میرے  
لیے نفقہ کچھ نہیں بھرتا جاتا ہی پس شوہر غصہ میں آ گیا پس عورت سے کہا کہ یہ تو میں نے کوئی بڑی بات نہیں کہی کہ میں غصہ کی  
ضرورت ہو پس شوہر نے کہا کہ اگر یہ بڑی بات نہ تھی تو تو طاقہ ہو پس اگر اس سے شوہر کی نیت مجازا سے ہو یعنی بلا عاقبت تو وہ  
نے الحال طاقہ ہو جائیگی اور اگر اسنے مجازات نہیں بلکہ تعلیق طلاق کا قصد کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر مرد و غیرہ صاحب  
قدر ہو کہ ایسی شکایت اسکے حق میں امانت ہو تو وہ طاقہ نہ ہو گی اور اگر ایسا غیر حق قدر نہ ہو تو طاقہ ہو جائیگی ایک  
شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو اسی دم نہ کھڑی ہوئی اور میرے وال کے گھر کی طرف نہ گئی تو تو طاقہ ہو پس عورت سے  
اسی وقت کھڑی ہو گئی اور شوہر ہنوز زمین نہ نکلا ہو اور اسنے نیکنے سے واسطے کپڑے پہنے اور نکلی اور پھر لوٹ کر اگر پڑ گئی  
یہاں تک کہ شوہر نہ نکلا تو وہ طاقہ ہو جائیگی اور شوہر حائض ہو گا اور اگر عورت کو پیشاب زور سے لگا اور اسنے پیشاب  
کیا پھر جائے کہ واسطے کپڑے پہنے تو بھی حائض نہ ہو گا۔ اور اگر دونوں میں کلامی رہی اور کلام طول ہو تو اس سے  
فی الفور ساقط ہو گا یعنی اگر بعد اسکے ختم کے اٹھی اور کپڑے پہن کر چلی تو گویا فی الفور چلی۔ اور اگر عورت کو خوف ناز  
جاتی رہے گا ہو پس اسنے نمانہ پڑھی تو شیخ نصیر فرمایا کہ مرد و حائض ہو جائیگا اور عفتوان نہ کہا کہ حائض نہ ہو گا  
کذا فی الفہرہ اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو نے  
آج کے روز دو رکعتیں نماز پڑھیں تو تو طاقہ ہو پھر وہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد  
حائض ہو گئی تو شمس لا کھڑا ہوئی سے منتقل ہو کہ وہ فراتے تھے اگر قسم کے وقت سے حائض ہونے کے

سے  
بچنے  
کے  
صورت  
رکھتا  
ہو  
اس  
میں  
بچنے  
کے  
صورت  
رکھتا  
ہو



پھر سپرند کو رہنے باب کے گھر سے انیسٹین چرامین تو مروی ہو کہ امام ابو یوسف سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا اگر کیا ہے اپنے بیٹے سے ایسا بھی بخل کرتا ہو تو اسکی مان طالع ہو جائیگی اور امام محمد سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کچھ جواب نہ دیا تو اسنے کہا کیا کہ امام ابو یوسف نے اس طرح جواب دیا ہو تو فرمایا کہ سو اسے ابو یوسف کے ایسی ہی بات کہوں کہ سکتا ہو۔ ایک مرد نے اپنی جو روئے کہا کہ اگر میں نے بچے دے دیا کہ تو اسے اس سے کچھ نہ دے دے تو طالع ہو کہ عورت کو ایک درم دیا اور حکم دیا کہ فلاں کو دے دے تاکہ وہ میرے لیے کوئی چیز خریدے پھر اسے پھر اسے کچھ نہ دے دے تو طالع ہو کہ عورت سے درم واپس مانگا گیا اگر عورت خود پسین خریدتی ہو تو حاشا نہ ہوگا اور اگر عورت خریدتی ہو تو حاشا نہ ہو جائے گا ایک مرد نے اپنی جو روئے کہا کہ اگر تو نے اس سے اسے اس دار میں کوئی چیز بھی تو تو طالع ہو کہ عورت کو پانچ سو دینار اپنی باندی کو حکم دیا کہ اس دار والے لوگ جو چیز بالائین انکو دے پھر اس دار کا ایک آدمی آیا اور اسنے کوئی چیز مانگی پس باندی نے عیدری پر موعے کو معلوم ہوا تو اسکو خبر معلوم ہوا اور غنیمت میں ہو گیا پس قسم لھانے واسطے کی جو روئے باندی سے کہا تو جا اور موعے کے گھر سے اس سے اچھی چیز لیکر اس دار میں پہنچا دے پس باندی نے یہ پوچھا دی تو مشتائے فرمایا کہ اگر بدلیل یہ بات معلوم ہو جائے کہ باندی نے یہ فعل اپنے موعے کے واسطے کیا ہو موعی کی جو رو کی اطاعت میں نہیں ہو تو مرد کو حاشا نہ ہوگا اور اگر معلوم ہو کہ باندی نے موعی کی جو رو کی اطاعت میں کیا ہو تو موعی حاشا نہ ہو جائیگا اور اگر اس معاملہ میں کوئی دلیل نہ ہو تو باندی سے دریافت کیا جائیگا اور جو کچھ اسنے کہا کہ میں نے موعے کے واسطے کیا ہو یا موعی کی اطاعت کی ہو وہ قبول کیا جائیگا ایسا ہی کتاب میں مذکور ہوا مولانا رحمہ فرمایا کہ احتمال ہو کہ صورت مسئلہ کی یوں ہو کہ اس دار کے لوگوں نے باندی سے کوئی چیز مانگی مگر اسنے نہ دی پھر موعے کو اسکی خبر دی گئی تو اسنے برا مانا پس اسکی جو روئے باندی سے کہا کہ وہی کے گھر سے اس سے اچھی چیز لے کر اس دار میں پہنچا دے پھر باقی مسئلہ وہی ہو جو آخر تک مذکور ہے یہ خدائے قاضی خان میں ہو۔ ایک دوسری بی دکان سے کسی غیلا کبڑا اجاتا رہا پس دوسری نے اپنے نوکر کو تمت لگائی پس نوکر نے کہا کہ اگر میں تازیاں کر دہ ام زن من سے طلاق دے اگر میں نے تیرا ایمان کیا ہو تو میری جو رو کو تین طلاقیں میں حالانکہ نوکر ہی اس کو لیا تھا تو اسکی جو رو پر تین طلاق پڑ جاوے گی۔ ایک شخص راہ میں جاتا تھا اسکو چوروں نے پکڑا اور اسنے پاس جو درم تھے وہ چھین لیے اور اس سے اسکی جو رو پر تین طلاق کی قسم لی کہ اسنے پاس سے اسے ان درموں کے جو لیے ہیں اور درم نہیں ہیں پس اسنے قسم لھائی پس اگر اسکے پاس تین درموں سے کم ہوں تو قسم میں جھٹھانا نہ ہوگا اور اگر اسکے پاس تین درم یا زیادہ ہوں پس اگر اس سے جو رو کی طلاق کی قسم لی ہو تو جو رو پر طلاق پڑ جائیگی اگرچہ وہ نہ جانتا ہو اور اگر اس نے قسم ہو تو اسپر کفارہ لازم نہ ہوگا اسکا کہے کہ اگر وہ جانتا ہوگا تو عین غیور ہو اور اگر نہ جانتا ہوگا تو قسم لغو ہو۔ اور اگر فارسی میں قسم لھائی کہ اگر پاس میں درم تھے پس تو طاعت میں ہی پس اگر اسکے پاس ایک درم یا زیادہ ہوں تو میں وہی تفصیل ہو جو مذکور ہوئی۔ اور اگر لکڑا اگر پاس میں تین درم تھے پس اگر اسکے پاس ایسی چیز ہو کہ اگر وہ جانیں تو چھین لیں تو حاشا نہ ہوگا اور اگر ایسی چیز چاندی کی نہ تو حاشا نہ ہوگا۔ ایک مرد کو چوروں نے لوٹ لیا پھر اس سے جو رو کی طلاق کی قسم لی کہ ہمارے فعل کسی کو خبر نہ ہوگا۔ خافہ اسنے سنا ہے آیا پس اسنے خافہ والوں سے کہا کہ راستہ پر بشیر ہے میں نہیں خافہ واسطے سمجھو کہ اور لوگ

پس اگر اس نے بھیڑیے کہنے سے چورون کو مراد لیا تو حائض ہو جائیگا اور اگر اس نے حقیقت میں بھیڑیہ مراد لیا اور اس عرض سے کہا کہ یہ لوگ بھیڑیوں کے خوف سے داپس ہو جائیں تو حائض نہ ہوگا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ اس رات میرے پیمان جائت یعنی گروہ آیا اور سب چیزیں لینگے اور مجھ سے قسم لی کہ میں انکے ناموں سے خبر نہ دوں اور دسے میرے ساتھی کو جہین ہیں پس اگر اس نے انکے نام تحریر کر دیے تو بھی حائض ہو جائیگا تو اسکا حلیہ یہ ہو کہ اس کے پڑوسیوں کے نام لکھا کر اس کے سامنے پیش کیے جائیں اور کہا جاوے کہ یہ تھا تو وہ کہے کہ نہیں بھروسہ پیش کیا جائے پیمان تک کہ جب ان ٹیڈروں میں سے کسی کا نام آوے تو وہ خاموش رہے یا کہے کہ میں کچھ نہیں کہتا پس بات ظاہر ہو جائیگی اور یہ وہ بھی حائض ہوگا یہ فتاویٰ کہہ رہی ہیں۔ ایک درکار کا ایک کپڑا تھا اس سے کسی چور نے چور لیا یا غاصب نے غصب کر لیا پھر اس کے مالک نے قسم کھائی کہ اگر کپڑا میرا ہو یعنی وہی کپڑا جو نہ کور ہوا ہو اسی طرف اشارہ ہو تو میری جورو طلاق ہو تو اس مسئلہ میں تین صورتیں ہیں۔ اولیٰ آنکہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ کپڑا موجود ہو تو اسکی جورو طلاق ہو جائیگی دوم آنکہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ نہ ہو گیا تو طلاق نہ ہوگی۔ سوم آنکہ دونوں میں سے کوئی بات معلوم نہیں ہوئی تو بھی جورو طلاق ہو جائیگی اس واسطے کہ موجود ہونا اصل ہے چھ نہیں وغیرہ میں ہے۔ اور اگر نارسا میں کہا کہ اگر کسی نے رنجیدہ جہیز در طلاق یعنی اگر کسی کو شراب و لون تو میری جورو کو طلاق تو قسم اسکی نیت پر ہوگی یعنی اگر دینے سے ہر دینے کی نیت کی تو بلائے سے حائض نہ ہوگا اور اگر بلائے کی نیت کی تو یہ دینے سے حائض نہ ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اگر دیکھا یا پلا دیکھا ہر حال حائض ہو جائیگا یہ خزانہ المقتنین میں ہے اور فتاویٰ میں ہے کہ ایک مرد کو اسکی جورو نے شراب پینے پر کتاب کیا پس اس نے کہا کہ اگر میں نے اسکا پتیا پیشہ چھڑ دیا تو طلاق ہو پس اگر اسکا عذر ہو کہ اسکا پتیا نہ چھڑیگا تو حائض نہ ہوگا اگرچہ نہ پتیا ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرا کی بیاری میں تمنا اپنے چٹے ہونے کے بعد کہا کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر کہا کہ میں نے یہ اسی واسطے کہا کہ چٹے یہ وہم ہو کہ ہر سام میں جو لفظ میں نے اپنی زبان سے نکالا ہو وہ واقع ہو گیا ہو پس اگر اس نے ذکر و حکایت کے بیچ میں ایسا لفظ کہا ہو تو تصدیق کی جائیگی ورنہ نہیں۔ ایک طفل نے اپنے پاپن میں کہا کہ اگر میں نے سکر کو پتیا تو میری جورو طلاق ہو پھر اس نے لڑکیوں ہی میں اسکو پتیا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے خسر نے یہ بات سنی اور کہا کہ میری لڑکی تجھے حرام ہو گئی ہو جو اس قسم کے تو اس نے جواب دیا کہ مان حرام ہو گئی تو یہ قول اس طفل بالغ شدہ کی طرف سے حرمت کا اقرار ہے اور ایک طلاق یا قین طلاق ہونے میں اسی طفل کا قول قبول ہوگا اور امام مالک اور ابن وغیرہ نے اس مسئلہ میں اور مسئلہ ہر سام میں فتویٰ دیا ہے کہ طلاق نہیں پڑیگی اس واسطے کہ یہ قول جس سے لاق واقع ہونے کا حکم دیا جاوے برہنہ سے غیر واقع ہو یہ وجہ کروری نہیں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو میری بلا اجازت باہر نکلی تو تو طلاق ہو پس عورت کو فاسق آیا اور اس نے نکلنے کا قصد کیا پس لوگوں نے اسکو روکا پس شوہر نے کہا کہ چھڑو اسکو نکل جائے ورنہ شوہر کی کچھ نیت نہیں ہو تو یہ اجازت ہوگی۔ اور اگر اجازت دینے کی نیت ہو تو بدلائل اجازت سے ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر ختم میں عورت سے کہا کہ تو نکل اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو یہ اجازت ہے پھر چھڑ لیا جائیگا لیکن اگر اس نے نیت کی کہ تو نکل تاکہ تو طلاق ہو جاوے تو ایسا ہی ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نہ ارمین سے نکلی الا اجازت میری تو طلاق ہو پھر اس نے کسی بھیک مانگنے والے کو سنا کہ وہ صراحتاً چھڑ پس

حائض  
ہو جائیگا  
اور اگر  
اس نے  
خسر نے  
یہ بات  
سنی  
اور  
اس نے  
خسر نے  
یہ بات  
سنی  
اور  
اس نے  
خسر نے  
یہ بات  
سنی



عورت سے کہا کہ سائل کو یہ ٹکڑا دیدے پس اگر سائل ایسی جگہ ہو کہ عورت بدو نہ کرے نہ بکھڑکے نہ سکونین دے سکتی ہو تو  
 بکھڑکے سے طلاق نہ ہوگی اور اگر بغیر باہر نکلتے دے سکتی تھی پھر باہر نکلی تو طلاق اقدیم ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر کے اجازت سے نہ  
 وقت سائل ایسی جگہ ہو کہ عورت اسکو بدو نہ کرے نہ بکھڑکے نہ سکونین دے سکتی ہو پھر وہ سائل راستہ پر چلا گیا پس عورت نے بکھڑکا  
 اسکو ٹکڑا دیدیا تو حاشا ہوگا اور طلاق واقع ہوگی۔ قال المترجم فی المسئله نوع تشدد فی انفس عورت سے کہا کہ اگر تو  
 میری بلا اجازت اس دانت نکلی تو تو طلاق ہوگی اسکی عورت نے اس سے کہا کہ تو چاہتا ہو کہ میں نکالوں تاکہ طلاق ہو جائے  
 پس شوہر نے کہا کہ ہاں ہیں وہ نکلی تو طلاق ہو جائیگی۔ اور اس سے کہ یہ تھک رہا ہے اجازت نہیں ہے۔ اور اگر عورت دروازہ  
 کی دہلیز پر کھڑی ہوئی اور کچھ قدم اسکا ایسا تھا کہ اگر دروازہ بند کر دیا جاتا تو وہ باہر رہتا پس اگر عورت کا پورا سہارا  
 و اعتماد اس قدر قدم پر چھو داخل میں ہو یا دونوں ٹکڑے ون پر تھا تو طلاق نہ ہوگی اور اگر اسی قدر حصہ قدم پر ہو جو باہر  
 رہتا ہو تو طلاق ہو جائیگی یہ فتاویٰ کے کسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اس دانت سے بغیر میری اجازت نکلی  
 تو تو طلاق ہوگی پھر عربی زبان میں مرد نے اسکو اجازت دی حالانکہ وہ عربی نہیں جانتی تو پھر وہ نکلی تو طلاق ہو جائیگی  
 اور اسکی نظیر یہ ہے کہ اگر عورت سوتی تھی یا کہیں غائب تھی اور اس حال میں اسکا اجازت دی تو بکھڑکے سے طلاق  
 ہوگی ایسا ہی نازل میں مذکور ہے اور ایمان الاصل میں لکھا ہے کہ اگر ایسی طرت اسکو اجازت دی کہ وہ سنتی نہیں  
 تھی تو یہ اجازت نہ ہوگی اور اگر اسکی بعد نکلی تو طلاق ہو جائیگی یہ امام اعظم و امام شافعی و امام مالک کا قول ہے۔ اور فقہین  
 لکھا ہے کہ اگر اپنی جہر دے کہ طلاق ہو اگر تو باہر نکلی الا میری اجازت سے تو اجازت یوں ہو کہ وہ اس سے  
 اس طرح کہے کہ وہ سنے یا اپنی بیجا نہ دے اور اگر اسے اجازت دیتے ہیں ایک قوم کو گواہ کر لیا تو اجازت نہ ہوگی  
 پھر اگر انھیں لوگوں نے جھکا شوہر نے اجازت دینے پر گواہ کیا ہے عورت کو پوچھا دیا کہ شوہر نے مجھ کو باہر نکلتے کی  
 اجازت دیدی ہے تو اگر شوہر نے ان لوگوں کو حکم نہیں دیا تھا کہ تم پوچھا دو تو عورت کے بکھڑکے سے عورت طلاق  
 پڑ جائیگی اور اگر شوہر نے انکو حکم دیا ہو کہ تم اسکو یہ پیام پوچھا دو تو پھر عورت کے بکھڑکے سے عورت پر طلاق واقع  
 نہ ہوگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر تو میرے بلا ارادہ یا بلا خواہش یا بلا رضامندی اس دانت سے باہر نکلی تو تو طلاق ہو  
 تو واضح رہے کہ ارادہ و خواہش و رضامندی ان الفاظ میں عورت کے سننے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسکی رضامندی  
 و ارادہ کو سننے پنا چاہے اگر شوہر نے کہا کہ میں راضی ہوں یا میں جانتا ہوں پھر وہ عورت نکلی تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ  
 عورت نے شوہر کا اس طرح کہنا نہ سنا ہو اور یہ بلا خلاف ہے۔ اور نازل میں لکھا ہے کہ عورت سے کہا کہ اگر تو میری  
 بلا اجازت نکلی تو تو طلاق ہوگی پس عورت نے شوہر سے اپنے بھتیجے کو بہت دالوں سے بیان کیا کہ اجازت نکلی  
 اور مرد نے اجازت دیدی مگر عورت وہاں تو نہ گئی لیکن گھر میں جھگڑا دیکھتے ہیں دروازے کے باہر نکلتی تو طلاق  
 واقع ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر کے اجازت دینے کے وقت تو نہ گئی پھر دوسرے وقت انھیں رشتہ داروں کے  
 بیان گئی جنکے بیان جانے کی مرد نے اجازت دی تھی تو فرمایا کہ بھتہ خوف ہو کہ اس پر طلاق واقع ہوگی اس واسطے  
 کہ عادت کے موافق یہ اجازت اسی وقت کے واسطے تھی یہ محیط میں ہے۔ اگر اسے قسم کھائی کہ شوہر سے باہر نہ جائیگا  
 اور اگر مرد سے تو اسکی جو رو مسامہ و ائشہ طلاق ہو حالانکہ اسکی جو رو کا نام فاطمہ ہو تو بکھڑکے سے اس پر طلاق واقع  
 نہ ہوگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ بھتہ میرے بعض اہل سے بیان کیا کہ اجازت دیدے پس

قال المترجم  
 باہر نکلتے  
 عورت سے  
 طلاق

اُسے اجازت دی تو عورت کے بعض اہل اس عبارت میں اُسکے والدین قرار دیے جائیں گے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں تو اُسکے اہل میں اُسکا ہر ذی رحم ہر مہر سے نکاح کبھی جائز نہیں ہو۔ اور اگر اُسکے والدین زندہ ہوں مگر ہر ایک کا گھر علاحدہ ہو یعنی یہ صورت ہو کہ باپ نے اُسکی ماں کو طلاق دی اور ان نے دوسرا شوہر کیا اور باپ نے دوسری جوہر کی تو ایسی حالت میں اس عورت کا اہل باپ کا گھر ہو۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نکلی تو طلاق واقع ہوگی پھر وہ نکلی تو طلاق واقع نہ ہوگی اس واسطے کہ اُسے اُٹھنا نہ چھوڑ دی ہو یہ تفسیر میں ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر تو دارین سے نکلی سو اسے میری اجازت کے تو طلاق ہو پس اس دارین آگ لگنا یا غرق ہونا واقع ہو پس عورت نکل بھاگی تو مرد حائض نہ ہوگا یہ تفسیر میں ہے۔ ایک نے اپنی جوہر سے کہا کہ اگر تو اس کو شہری سے بغیر میری اجازت نکلی تو تو طلاق ہو اور عورت نے اپنی مالک میں سے کوئی مرد و رہن کی قسلی پس شوہر سے کہا کہ اجازت دیدے تو اُسے کہا کہ چہا جا اور درہ لیکر ہوں پھر وہ دلاوے پھر وہ نکلی اور گئی اور مہر میں کو نہ پایا چنانچہ اُسکو چند بار کہد وقت کی ضرورت پڑی تو وہ طلاق ہوگی ایسا ہی امام شافعی نے فتویٰ دیا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق کر اگر تو اس دارین سے نکلی الا میری اجازت سے یا کہا کہ الا میری رضا سے یا کہا کہ الا میری آگاہی سے یا عورت سے کہا کہ تو طلاق کر اور اگر تو اس واسطے نکلی بغیر میری اجازت کے تو یہ سب یکساں ہیں اس واسطے کہ کلمہ الا وغیرہ اُسٹھان کے واسطے ہیں چنانچہ دونوں میں یہ حکم ہے کہ ایک بار اجازت دینے سے شہر میں نہ ہو جائیگی چنانچہ اگر ایک بار اُسکو نکالنے کی اجازت دی اور وہ نکلی پھر دوبارہ بلا اجازت لے نکلی تو طلاق ہو جائیگی اور یہ تفسیر اس مسئلہ کی ہے کہ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دارین سے نکلی الا چہا در تو تو طلاق پھر وہ بے نیاز نکلی تو طلاق ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت کو ایک بار نکالنے کی اجازت دیدی پھر نکالنے سے پہلے اُسکو نکالنے سے منع کر دی پھر اسے بعد وہ نکلی تو طلاق پڑ جائیگی یہ بدلے میں ہے۔ اور اگر اُسے نکالنے کی اجازت دی اور اسے نکالنے کی اجازت دی اور الا میری اجازت سے تو طلاق ہو اور الا میری اجازت سے اس نے اجازت ایک بار کی نیست کی تو قضا اُسکی تصدیق نہ ہوگی اور ایسی پر فتویٰ ہے اس واسطے کہ یہ خلاصہ ظاہر ہے یہ وجہ کر دی میں ہو حائض نہ ہونے کا خیال یہ ہے کہ عورت سے کہہ دے کہ میں نے تجھ کو ہر بار نکالنے کی اجازت دیدی پاکے کہ ہر بار کہ تو نکلی تو میں نے تجھے اجازت دیدی ہے تو ایسی صورت میں عورت کے نکالنے سے حائض نہ ہوگا اور ایسی طرح اگر کہہ دیا کہ ہر بار کہ تو نکلی تو میں نے تجھ کو اجازت دیدی یا میں نے تجھے ہمیشہ نکالنے کی اجازت دی یا یوں کہا کہ اذنت لکنت اللہ ہر کلمہ تو بھی نہیں حکم ہو اور اگر اس کے بعد یہ نہی عام منع کو یا تو امام محمد کے نزدیک اسکا نہی کر دینا صحیح ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور یہی امام فضلی رحمہ کا فتوہ ہے اور ایسی پر فتویٰ ہے۔ اگر کہا کہ میں نے تجھے دس روز اجازت دی تو وہ اس پر جب چاہے نکلے جائز ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا یا تو نے ایسا کیا تو میں نے اجازت دی تو یہ اجازت نہ ہوگی یہ وجہ کر دی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو اس واسطے نکلی جسے کہ میں تجھے اجازت دون یا حکم دون یا رضی ہوں یا آگاہ ہوں تو اس میں ایک مرتبہ اجازت دینا کافی ہوگا کہ اگر اُسے ایک مرتبہ اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر واپس نہی پھر بلا اجازت نکلی تو حائض نہ ہوگا اور اگر اُسے اپنے قول سے کہ یہاں تک کہ میں تجھے دون ہر بار اجازت دینے کی نیست کی تو بالاجماع اُسکی نیست کے موافق رہیگا یہ بدلے میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو اس واسطے باہر نکلی الا آئیں میں تجھے اجازت دون تو یہ قول اور یہاں تک کہ میں تجھے اجازت

بغیر میری اجازت سے نکالنے کی اجازت دیدی

دو لون یکسان ہیں چنانچہ ایک مرتبہ اجازت دینے سے تمام سوچا جیسی بیچہ ملین ہو۔ اور اگر اپنی باندی کے باہر نکلتے پر اپنی چور کی طلاق کی قسم کھائی کہ وہ باہر نہ نکلتے پھر باندی سے کہا کہ ان دونوں کا گوشت خریدنا تو نہ نکلتے کی اجازت ہو یہ خلاصہ دینا ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی کی جائیداد کی اجازت سے تو وہ طلاق ہو پس عورت نے اپنے باپ کے پاس جاسنے کی اجازت مانگی پس اسنے اجازت دی پھر وہ اپنے بھائی کے پاس گئی تو طلاق ہو جائیگی یہ خواہش الٰہیہ میں ہے اور حقیقی میں ہے کہ اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے میرے باپ کے گھر جاسنے کی اجازت دے پس اسنے کہا کہ اگر میں نے تجھے اسکی اجازت دی تو طلاق ہو پھر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے نکلتے کی اجازت دی اور یہ کہا کہ کہان تو اپنی قسم میں حاشیت نہ ہوگا اور یہ بخلاف اسکی ہے کہ ایک غلام نے اپنے مولے سے کسی کی باندی سے نکاح کر لینے کی اجازت مانگی پس مولے نے اس سے کہا کہ اگر میں نے تجھے باندی کے تزویج کی اجازت دی تو میری چور و طلاق ہو پھر اسکے بعد اس سے کہا کہ میں نے تجھے چور کر لینے کی اجازت دی یا میں نے تجھے چور کر لینے سے نکاح کر لینے کی اجازت دی تو اپنی قسم میں حاشیت ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے یہ غلام میری اجازت سے خریدا تو میری چور و طلاق ہو پھر اس غلام کو تجارت کی اجازت دی پس اس نے یہی غلام خریدا تو مولے کی چور و طلاق ہو جائیگی اور اگر غلام سے کہا کہ میں نے تجھے کپڑے کی تجارت کی اجازت دی اور اسنے یہ غلام خریدا تو مولے کی چور و طلاق ہوگی۔ ایک مرد نے کہا کہ میری چور و طلاق ہو اگر میں اس دار میں داخل ہوا الا نکرتے فلاں اجازت دے تو یہ قسم ایک مرتبہ کی اجازت پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ الا نکرتے فلاں اسکے واسطے فلاں اجازت دیا کہ تو یہ بہر بار کی اجازت پر واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی چور و طلاق سے کہہ کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو میری اجازت سے تو طلاق ہو پھر عورت سے کہا کہ تو فلاں کے ہر امر میں تسلیم ہو تب وہ بچے کا کرنا طاعت کر پس فلاں نے اسکو باہر نکلتے کا حکم دیا تو وہ طلاق ہو جائیگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اسکو نکلتے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور اسی طرح اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ تو اس عورت کو نکلتے کی اجازت دے پس اسنے اجازت دی اور وہ نکلی تو طلاق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر اس شخص نے عورت سے کہا کہ تیرے شوہر نے تجھے نکلتے کی اجازت دی تو یہ نکلی تو طلاق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ جو بچہ فلاں علم کرے وہ میں نے بچہ کا کرنا پھر فلاں نے اسکو نکلتے کی اجازت دی پس نکلی تو طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر مرد نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے ابھی اس چور کو نکلتے کی اجازت دیدی پس عورت کو خبر ہو چوچا دی پس وہ نکلی تو طلاق نہ ہوگی یہ بیچہ میں ہے اور فتویٰ اصل میں ہے کہ اگر اپنی چور دے کہہ کہ تو اس گھر سے بغیر میری اجازت کے مت نکلی کہ میں نے طلاق کی قسم کھائی ہو پھر وہ بغیر اجازت کے اس دار سے باہر نکلی تو طلاق نہ ہوگی یہ تاہم یہاں یہ ہے۔ مرد نے عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا ایسے کا دے واسطے کہ اس سے جا۔ وہ میں چور تو طلاق ہو پس عورت نے کسی پر اپنے حق کا دعویٰ کرنا چاہا پس اگر عورت وکیل کر سکتی ہو تو اگر نکلی تو مرد حاشیت ہوگا اور عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت سے میل نہ کر سکتی ہو تو نکلتے سے طلاق نہ ہوگی اور مرد حاشیت نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی چور کی طلاق کی قسم کھائی کہ اسکی بیوی بغیر اسکے حکم کے نہ نکلتے گی پھر اسکی عورت نکلی در حالیکہ وہ اسکو دیکھتا تھا پس اسکو منع کیا یا منع نہ کیا تو مرد حاشیت ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی چور پر اپنے شوہر سے کہہ کہ اسکو نکلتے کی اجازت دے

سے کہا کہ اگر تو گھر سے میری بلا اجازت نکلی تو طلاق ہے پھر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے ہر کام کے واسطے جو تجھے  
 ظاہر ہو سوسائے اور باطل کے اجازت نکلنے کی دی پھر عورت مذکورہ نکلی اور اس پر دوسری کے گھر میں چپکے ساتھ  
 شوہر منہم کرتا تھا داخل ہوئی پس اگر اسنے نکلنے کے وقت اس پر دوسری کے گھر جانے کی نیت نہیں کی ہو اور نہ کسی اور  
 اور باطل کی نیت کی تھی تو شوہر حائض نہ ہوگا اگر یہ بعد نکلنے کے عورت سے کوئی اور باطل صادر ہو گیا ہو اسواسطے  
 کہ وہ اور باطل کے واسطے نہیں نکلی تھی۔ اور اگر اسنے نکلنے کے وقت کسی اور باطل کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جائیگی۔  
 فتاویٰ کہری میں ہوا اگر اپنی عورت کی طلاق پر قسم کھائی بدین شرط کہ وہ گھر سے باہر نہ جائیگی الا میری اجازت سے  
 یا سلطان کے کسی مرد سے قسم لی کہ وہ اپنی عورت کی طلاق کی قسم کھائے کہ شہر سے باہر نہ جائیگا الا میری اجازت سے  
 یا قریب خواہ فی قریب دار سے اسکی عورت کی طلاق کی قسم لی کہ شہر سے باہر نہ جائیگا الا میری اجازت سے تو یہ قسم کیا ضروری  
 و سلفیت و قریبہ کی حالت کے ساتھ نہیں ہوگی چنانچہ اگر عورت اس سے باہر نہ ہوگی یا سلطان مقرر ہو گیا ہو تو  
 ساقط ہو گیا تو قسم بھی ساقط ہو جائیگی اور پھر کبھی عود نہ کرے گی اگرچہ پیشہ ہر کوئی طلاق حاصل ہو جائے اور سلطان الی  
 ہو جائے اور قریبہ عود کرے۔ ایک شخص سلطان کے ساتھ نکلا اور اپنی عورت کی طلاق کی قسم کھائی کہ واپس نہ ہوگا الا  
 اسکی اجازت سے پھر سہ ماہ میں اسکی کوئی بیٹہ نہ گھر گئی وہ اسکی بیٹہ کو واپس ہوا تو حائض نہ ہوگا اور اسکی عورت طلاق ہوگی  
 اور اگر ایک مرد نے کہا کہ میری عورت طلاق ہے اگر میں اس دار سے نکلا الا با اجازت فلاں کے پھر فلاں مذکور قبل  
 اجازت دینے کے گھر گیا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر قسم باطل ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی عورت  
 سے کہا کہ اگر تو بغیر حق نکلی تو طلاق ہے۔ پھر وہ اپنے والد یا بھائی کے بنارہ میں نکلی تو طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح  
 ہر ذی رحم حرم کا حکم ہے اور اسی طرح عروس کی طرف اسکی نکلتے یا جو امرائے ہرجا سے نکلتے یا اسکی واسطے نکلتے یا  
 یہی حکم ہے یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص سے اسکی عورت سے بھاگتا ہوا پس عورت سے کہا کہ اگر تو آج یہاں سے نکلی پھر  
 اگر ایک سال تک واپس آئی تو توبہ طلاق طلاق ہے پھر وہ اس پر روز نماز وغیرہ حاجت کے واسطے نکلی پھر  
 واپس آئی اگر قسم کا سبب اسکا بعد نقل مکان یا سفر کے نکلتا ہو تو طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ توبہ ایسے طور کے نکلتے ہیں  
 مقید ہوگی یہ فتاویٰ کہری میں ہے۔ جو روئے کہا کہ اگر تو نے سن نقل کو چھوڑ دیا کہ وہ دار سے باہر نکلا وہ تو طلاق ہو سہ اس  
 طفل سے غافل ہوگی اور طفل مذکور نکلتا یا نماز پڑھنے لگی اور وہ نکلتا تو عورت نے اسکو نہیں چھوڑا پس طلاق نہ ہوگی یہ  
 تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک مرد بغداد میں ہوا اسنے کہا کہ میری عورت طلاق ہے یا مہر بنت الی الکذبة اگر ابھی توفہ کی طرف نہ نکلا  
 پھر وہ ایک ساعت ٹھہرا کہ کرایہ والے کے ساتھ کسی کرایہ کی بابت گفتگو کرتا رہا تو شاخ نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم میں  
 جھوٹا نہ دے گا اور اسی پر فتوے ہو اور اگر وہ نماز فرض کے واسطے وضو کرنے میں مشغول ہوا یا مثل اسکی کسی کام میں  
 تو یہ عذر ہو اور اگر صلوة نفل کے واسطے وضو میں مشغول ہوا یا کھانے پینے میں مشغول ہوا تو یہ عذر نہیں ہوگی  
 حائض ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر کی طرف نکلی یعنی دیوان  
 جانے کو نکلی تو طلاق ہے طلاق ہے تو یہ قسم اس قصد سے نکلنے پر ہوگی خواہ وہاں پہنچے یا نہ پہنچے اور اگر  
 کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر میں آئی تو یہ قسم وہاں پہنچ جانے پر ہو خواہ انکے مکان کی طرف جانے کا قصد  
 کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ فتاویٰ کہری میں ہے اور محمد بن سلیم نے فرمایا کہ جانا منہر لہ زوج کے ہو یعنی اگر کہا کہ اگر توبہ والدین

عورت سے کہی کہ اگر تو نکلی تو طلاق ہے پھر عورت نکلی اور اس پر دوسری کے گھر میں چپکے ساتھ شوہر منہم کرتا تھا داخل ہوئی پس اگر اسنے نکلنے کے وقت اس پر دوسری کے گھر جانے کی نیت نہیں کی ہو اور نہ کسی اور اور باطل کی نیت کی تھی تو شوہر حائض نہ ہوگا اگر یہ بعد نکلنے کے عورت سے کوئی اور باطل صادر ہو گیا ہو اسواسطے کہ وہ اور باطل کے واسطے نہیں نکلی تھی۔ اور اگر اسنے نکلنے کے وقت کسی اور باطل کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جائیگی۔ فتاویٰ کہری میں ہوا اگر اپنی عورت کی طلاق پر قسم کھائی بدین شرط کہ وہ گھر سے باہر نہ جائیگی الا میری اجازت سے یا سلطان کے کسی مرد سے قسم لی کہ وہ اپنی عورت کی طلاق کی قسم کھائے کہ شہر سے باہر نہ جائیگا الا میری اجازت سے یا قریب خواہ فی قریب دار سے اسکی عورت کی طلاق کی قسم لی کہ شہر سے باہر نہ ہوگی یا سلطان مقرر ہو گیا ہو تو ساقط ہو گیا تو قسم بھی ساقط ہو جائیگی اور پھر کبھی عود نہ کرے گی اگرچہ پیشہ ہر کوئی طلاق حاصل ہو جائے اور سلطان الی ہو جائے اور قریبہ عود کرے۔ ایک شخص سلطان کے ساتھ نکلا اور اپنی عورت کی طلاق کی قسم کھائی کہ واپس نہ ہوگا الا اسکی اجازت سے پھر سہ ماہ میں اسکی کوئی بیٹہ نہ گھر گئی وہ اسکی بیٹہ کو واپس ہوا تو حائض نہ ہوگا اور اسکی عورت طلاق ہوگی اور اگر ایک مرد نے کہا کہ میری عورت طلاق ہے اگر میں اس دار سے نکلا الا با اجازت فلاں کے پھر فلاں مذکور قبل اجازت دینے کے گھر گیا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر قسم باطل ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو بغیر حق نکلی تو طلاق ہے۔ پھر وہ اپنے والد یا بھائی کے بنارہ میں نکلی تو طلاق نہ ہوگی اور اسی طرح ہر ذی رحم حرم کا حکم ہے اور اسی طرح عروس کی طرف اسکی نکلتے یا جو امرائے ہرجا سے نکلتے یا اسکی واسطے نکلتے یا یہی حکم ہے یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص سے اسکی عورت سے بھاگتا ہوا پس عورت سے کہا کہ اگر تو آج یہاں سے نکلی پھر اگر ایک سال تک واپس آئی تو توبہ طلاق طلاق ہے پھر وہ اس پر روز نماز وغیرہ حاجت کے واسطے نکلی پھر واپس آئی اگر قسم کا سبب اسکا بعد نقل مکان یا سفر کے نکلتا ہو تو طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ توبہ ایسے طور کے نکلتے ہیں مقید ہوگی یہ فتاویٰ کہری میں ہے۔ جو روئے کہا کہ اگر تو نے سن نقل کو چھوڑ دیا کہ وہ دار سے باہر نکلا وہ تو طلاق ہو سہ اس طفل سے غافل ہوگی اور طفل مذکور نکلتا یا نماز پڑھنے لگی اور وہ نکلتا تو عورت نے اسکو نہیں چھوڑا پس طلاق نہ ہوگی یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک مرد بغداد میں ہوا اسنے کہا کہ میری عورت طلاق ہے یا مہر بنت الی الکذبة اگر ابھی توفہ کی طرف نہ نکلا پھر وہ ایک ساعت ٹھہرا کہ کرایہ والے کے ساتھ کسی کرایہ کی بابت گفتگو کرتا رہا تو شاخ نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم میں جھوٹا نہ دے گا اور اسی پر فتوے ہو اور اگر وہ نماز فرض کے واسطے وضو کرنے میں مشغول ہوا یا مثل اسکی کسی کام میں تو یہ عذر ہو اور اگر صلوة نفل کے واسطے وضو میں مشغول ہوا یا کھانے پینے میں مشغول ہوا تو یہ عذر نہیں ہوگی حائض ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر کی طرف نکلی یعنی دیوان جانے کو نکلی تو طلاق ہے طلاق ہے تو یہ قسم اس قصد سے نکلنے پر ہوگی خواہ وہاں پہنچے یا نہ پہنچے اور اگر کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر میں آئی تو یہ قسم وہاں پہنچ جانے پر ہو خواہ انکے مکان کی طرف جانے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ فتاویٰ کہری میں ہے اور محمد بن سلیم نے فرمایا کہ جانا منہر لہ زوج کے ہو یعنی اگر کہا کہ اگر توبہ والدین



کے گھر کی طرف گئی تو منبر لہ نکلی گئی کے جو اور یہی صحیح ہو اور یہ اس وقت ہو کہ مرد نے کچھ قیمت نہ کی یا دوا اور اگر اس لفظ سے  
آئے ہاں تک کہ کی قیمت کی تو موافق اسکی قیمت کے ہو گا یہ تاملی خان کی شہرت جامع صغیر میں ہو شیخ ابو القاسم سے  
در یافت کیا گیا کہ ایک عورت خدایت میں نکلی یعنی وہاں رہنے کے واسطے نکلی پس شوہر نے کہا کہ اگر وہاں تو کون  
سے زیادہ رہی تو تو طلاق ہو پھر وہ بیسویں روز وہاں رہا اپنے شوہر کے کانوں کی طرف دایں ہوتی گریہ شوہر کے  
کانوں میں داخل ہوئی بلکہ پر لوث کر دین چند روز جا کر یہی تو شیخ نے فرمایا کہ میں طلاق واقع ہونے کا فتویٰ تو  
نہیں دیتا ہوں مگر بات یہ ہے کہ اس میں احتیاط اولیٰ ہو اور فقیر ابو اللیث نے فرمایا کہ اگر وہ شوہر کے کانوں  
کی آبادی میں داخل ہو کر بیروت گئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر آبادی میں داخل نہیں ہوئی تھی تو طلاق ہو جانا چاہیے یہ  
مخطوط میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو میری کوٹھری سے نکلی تو تو طلاق ہو پھر عورت کو ٹھری سے باہر نکلا احاطہ ملک  
نکلی تو طلاق واقع ہوگی اور فقط اگر تو نکلی ہو گا تو واقع ہوگی الا خلافین نکلنے سے واقع ہوگی اور فتویٰ اس پر کہ  
دونوں صورتوں میں واقع ہوگی الا جب کہ خلع میں نکلے اگر جب زبان نکلتی ہو لا و اور اسی پر فتویٰ ہو پھر اگر وہی  
میں ہو۔ اور اگر اپنی جہت سے کہہ کہ اگر تو اس دار کے دروازہ سے نکلی تو تو طلاق ہو پس وہ جہت پر چڑھی اور پھر وہی کے  
گھر پر تھی تو حائض نہ ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی اور یہی صحیح ہے خلا میں ہے۔ ایک نے اپنی جہت سے کہا کہ اگر  
تو اس میٹھی پر چڑھی یا اپنا پاؤں اس پر رکھا تو تو طلاق ہو پس عورت سے اپنا ایک پاؤں اس پر رکھا تھا کہ اسکو باؤ گیا  
پس وہ لوث پڑی تو طلاق ہو جائیگی اور اگر وہ نے کہا کہ اگر میں نے اپنا قدم اس دار میں رکھا تو تو طلاق ہو پس پاؤں  
قدم اس میں رکھا تو حائض نہ ہوگا اس واسطے کہ دار میں قدم رکھنا یہ کنایہ داخل ہونے سے ہو گیا ہو بلات مقدم کے یہ ظہیر  
میں ہے اور اگر اپنی جہت سے کہہ کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طلاق ہو اگر تو نے اپنا قدم کو جہ میں رکھا تو تو طلاق ہو پس  
عورت نے کو جہ میں اپنا قدم رکھا تو طلاق ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جہت سے کہہ کہ اگر تو اس جہت پر چڑھی تو تو  
طلاق ہو پھر وہ میٹھی کے نکل چند اون پر چڑھی تو طلاق نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے اس واسطے کہ وہ جہت پر نہیں چڑھی  
ہو یہ تجھ میں دوسرے میں ہے۔ ایک عورت اپنے دار سے پڑوسی کی جہت پر نکلتی تھی پس اس کے شوہر کو غصہ آیا اور کہا  
کہ اگر تو اس دار سے پڑوسی کے گھر کی جہت پر نکلی گئی یا دروازہ نکلی تو تو طلاق ہو پھر وہ دوسرے پڑوسی کی جہت  
کی طرف نکلی تو حائض نہ ہوگا اور اگر یہ مقدمہ پہلے نہ ہو چکا ہو تو حائض ہو جائیگا اس واسطے کہ لفظ عام ہے یہ قنادی  
کبریٰ میں ہے۔ ایک عورت کو ٹھری میں تہی روتی تھی پس شوہر نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تیری بیٹی اس کو ٹھری سے  
نکلے باہر جا کر وہاں نہ رہی تو وہ طلاق ہو پھر عورت نکلی اور پھر اسی کو ٹھری میں جا کر رونے لگی تو فقیر ابو اللیث  
نے فرمایا کہ اگر اسکو کوٹھری میں روتا کوئی نہ ملتا ہو تو روئے پر طلاق ہو جائیگی اس واسطے کہ شوہر نے اسکو رونے  
سے اسی واسطے منع کیا تھا اور اگر ایسا نہ ہو تو بعد اسکے وہ اپنے رونے پر طلاق نہ دے گی یہ فتاویٰ فاضل خان میں  
ہو نواز میں ہے کہ شیخ ابو جعفر سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کی طلاق کی قسم کھائی اگر وہ اس  
دار سے نہ نکلے اور اس دار کے بلو میں ایک کھنڈل تھا کہ اس راستہ شارع عام کی طرف نکلتا اور رونے اس  
کھنڈل کا شارع عام کا راستہ بن کر کے اپنے دار میں ایک کھنڈل کی طرف بھڑکی تھی برفض نفوت کے  
یہ عورت اس کھنڈل سے باہر نکلی تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ کھنڈل اس کے دار سے چھوٹا ہو تو نسبت امید ہو کہ وہ حائض نہ ہوگا

یہ آثار خانیہ میں ہو عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طالق ہو پھر عورت اس دار کے اندر باغ انکور  
 میں جسکے چاروں طرف دیوار ہو داخل ہوئی پس اگر یہ باغ اس دار میں شمار ہو کہ دار کے بیان کرنے سے باغ  
 مذکور فہم میں آجاتا ہو تو حائض نہوگا اور اگر شمار نہ ہو اور نہ مفہوم ہوتا ہو تو حائض ہوگا اس واسطے کہ پہلی  
 عورت میں باغ مذکور اسی دار میں ہو اور دوسری عورت میں نہیں ہو۔ اور دار میں جہاں ہی شمار ہوگا اور جب ہی دار  
 کے ذکر سے مفہوم ہوگا کہ حسب وہ قرار ہو یا اسکا دروازہ غیر دار مذکور کی طرف نہ ہو یہ قاعدہ کبریٰ میں ہے۔ ایک  
 عورت اپنے والد کے گھر کی طرف گئی جسکا گھر دوسرے گاؤں میں ہو اور اسکا شوہر اس کے پیچھے گیا اور جا کر عورت  
 سے کہا کہ میرے گھر بہت چل پس اس نے انکار کیا پس شوہر نے قسم کھائی کہ اگر تو اس رات میرے گھر نہ گئی تو تجھے طلاق ہو  
 پس عورت شوہر کے ساتھ نکلی اور شوہر اسکو فجر طلوع ہونے سے پہلے اپنے گھر لے آیا تو علما نے فرمایا کہ اگر اکثر رات  
 اسی گاؤں میں تھا تو اس کے حائض ہونے کا خوف ہو اور اگر اکثر رات گزرنے سے پہلے چلی ہو تو اس پر حائض ہو کہ وہ حائض  
 نہوگا اور صحیح یہ ہو کہ اگر رات گزرنے سے پہلے وہ شوہر کے ساتھ چلی آئی تو وہ حائض نہوگا۔ ایک عورت اپنے باپ  
 کے گھر شوہر کے ساتھ تھی پس شوہر نے اس سے کہا کہ تو میرے ساتھ چلی پس عورت نے انکار کیا پس شوہر نے اس سے  
 کہا کہ اگر تو میرے ساتھ نہ گئی تو توبہ طلاق طالق طالق ہو پس شوہر نکلا اور عورت بھی اس کے پیچھے نکلی اور شوہر سے پہلے  
 اس کے گھر چو پئی تو علما نے فرمایا کہ اگر شوہر سے اتنی دیر بعد نکلی کہ یہ اس کے ساتھ نکلا نہ ہو تو شمار کیا جاتا ہو تو وہ حائض  
 ہو جائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جوڑ سے اس کے نکلتے وقت کہا کہ اگر تو میرے گھر واپس آئی تو تو طلاق طالق ہو پس عورت  
 بیٹھ گئی اور دیر تک نہ نکلی پھر نکلی پھر واپس آئی پس شوہر نے کہا کہ میں نے فی الذمہ نیت کی تھی تو بعض نے فرمایا کہ عورت  
 تصدیق نہ ہوگی بعض نے کہا کہ تصدیق ہوگی اور یہی صحیح ہے فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑ کو جماع کے واسطے  
 بلایا اور اس نے انکار کیا پس شوہر نے کہا کہ ایسا کب ہوگا اس نے کہا کہ کل کے روز پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے  
 یہ امر جو مرد ہو کل کے روز نہ کیا تو تو طالق ہو پھر وہ لون اسکو بھول گئے پھر تک کہ کل کا روز گزر گیا تو وہ حائض  
 نہوگا اگر عورت سے اس کے باپ کے گھر ہونے کی حالت میں کہا کہ اگر تو آج کی رات میرے گھر حاضر نہ ہوئی تو تو  
 طالق ہو پھر اس کے باپ نے اسکو حاضر ہونے سے روکا تو طالق ہو جائیگی اور یہی مختار ہو یہ بجز المانع میں ہے۔ ایک  
 مرد کے سامنے ایک عورت چادر میں لپیٹی ہوئی تھی پس اس سے کہا گیا کہ یہ لپیٹی ہوئی عورت تیری جوڑ ہو پھر  
 اس سے کہا کہ تو تین طلاق کی قسم کھا اگر تیری کوئی جوڑ اس کے سوا ہے نہ پس اس نے تین طلاق کی قسم کھائی کہ میری  
 کوئی جوڑ سوا ہے اس کے نہیں ہو یعنی اگر ہو تو اس پر تین طلاق ہیں حالانکہ پہلی ہوئی عورت ایک جنبیہ عورت تھی اسکی  
 جوڑ نہ تھی تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور فتویٰ اس امر پر ہو کہ فقہاء اسکی جوڑ پر طلاق واقع ہوگی۔ اور  
 اس طرح اگر بلغم میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر یہ عورت غیر اسکے علم کے تہذیب چلی گئی پھر عورت کے شوہر نے قسم کھائی  
 کہ اگر تیرے میں اسکی کوئی جوڑ ہو تو وہ طالق ہو تو اسکی جوڑ طالع ہو جائیگی یہ قاعدہ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ایک مرد  
 نے کہا کہ ایک عورت سے نکاح کرے اور اس عورت کے لوگوں نے اس مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا اسکو  
 کہ اسکی دوسری جوڑ موجود تھی پھر یہ مرد اپنی پہلی جوڑ کو اپنے ساتھ مقبرہ میں لیجا کر چھلایا پھر اس عورت کے لوگوں  
 سے کہا کہ میری ہر جوڑ سوا ہے اس کے جو مقبرہ میں ہو تب طالق طالع ہو پس ان لوگوں نے کہا کہ اسکی کوئی جوڑ



کے سامنے اسکو گالی دیا ہو یہ فتاویٰ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں نے کسی کو گالی دی تو میرے پاس چار ہجرت طلاق ہے جو اسے کو گالی دی تو اسکی جو طلاق ہو جائیگی ایک مرد نے اپنی جوہر سے کہا کہ اگر میں نے عجب وقت کیا یعنی زمانہ کی تمہمت لگا لی تو تو طلاق ہو جائیگا کہ اگر چنانچہ کی بھی تو طلاق ہو جائیگی اسواسطے کہ عرف میں اسکو اسی صورت کا قذف کرنا شمار کرتے ہیں اگرچہ درحقیقت یہ اسکی مان کا قذف کرنا نام دینا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر بولا کہ تو نے مجھے قذف کیا تو تو طلاق ہو جائیگی عورت نے مرد کو کہا کہ اگر چنانچہ کے بچے تو طلاق نہ پڑیگی اور خفیہ نہ فرمایا کہ لیکن ہمارے زمانہ میں واقع ہوگی یہ تانا فانیہ میں ہو رہا ہو کہ اسکی جوہر سے کہا کہ اگر سفہ پس مرد نے کہا کہ اگر میں سفہ ہوں تو تو طلاق ہو اور اس سے مرد کی مراد تعلیق ہے یعنی اگر ایسا ہو تو ایسا ہو اور اس کے کہنے کا بدلہ دینا نیست میں نہ تھا تو اگر وہ سفہ نہ ہو تو طلاق نہ ہوگی اور نشانہ نے سفہ کے معنی میں گفتگو کی ہو اور امام ابو حنیفہ رحم سے مروی ہے کہ مسلمان سفہ نہیں ہوتا ہو اور سفہ کا فرہی ہوتا ہو اور اسی پر فتویٰ ہے کہ اگر کسی نے ہجرت اور امام ابو یوسف رحم سے مروی ہے کہ اگر سفہ دیا دے تو اسے اس کے اپنے قول میں کہہ دیا جائے نہ کہ کہے اور جو اسکو کہا جاو اسکی بھی کچھ پروا نہ کرے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ اگر کشتیاں میں ہوں۔ عورت نے مرد کو کہا کہ اگر کشتیاں میں ہوں کہ اگر میں کشتیاں ہوں تو تو طلاق ہو اور تعلیق کی نیست کی تو شیخ ابو عیسیٰ مردی نے فرمایا کہ کشتیاں اسکو کہتے ہیں کہ یہ سننے کے کسی نے اسکی عورت کی طرف ہمدی کے ساتھ دست درازی کی اور پھر کچھ پروا نہ کرے اور اگر اسنے عورت کو مزاحی تو کشتیاں نہیں ہجرت سے اسے پھر دلو کہنا کہ اگر کشتیاں میں ہوں کہ اگر میں کشتیاں ہوں تو تو بسطہ طلاق طلاق ہو پس اگر شہر سے اس سے عورت کی گفتگو کے بدلہ دینے کی نیست کی ہو کہ جسکو فارسی میں شہر راندن کہتے ہیں تو کہتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی خواہ شہر ایسا ہو جیسا عورت نے کہا ہو یا نہ ہو اور اگر شہر سے اس سے تعلیق طلاق کی نیست کی جو تو تا وقتیکہ شہر ایسا نہ ہو تا طلاق واقع نہ ہوگی اور بجا کہ قاتلان ایسے مرد کو کہتے ہیں جو اپنی جوہر کی بدکاری پر واقف ہو اور اسے راضی ہو۔ اور اگر شہر کی اس سے کچھ نیست نہ ہو تو بعضے نشانہ نے اسکو مکافات یعنی بدلہ دینے پر مجبور کیا ہو تو کشتیاں نے اسکو تعلیق پر مجبور کیا ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر حالت غضب میں اسنے کہا تو مکافات پر مجبور ہوگا اسواسطے کہ بی بی طاہرہ ہی اور اگر غیر حالت غضب میں کہا ہو تو تعلیق پر مجبور ہوگا اسواسطے کہ بی بی طاہرہ ہو۔ اور اگر عورت نے مرد کو کہا تو قاتلان ہو پس شہر سے کہا اگر تو نے جانا کہ میں قاتلان ہوں تو تو بسطہ طلاق طلاق ہو تو طلاق نہ ہوگی جب تک یہ نہ کہتے کہ میں نے جانا کہ تو قاتلان ہو یہ فتاویٰ میں ہے۔ عورت نے خاوند کو کہا کہ اگر کوئی بی بی اسنے کہا کہ اگر میں نے کہوں تو تو طلاق ہو اور اس سے تعلیق کی نیست کی تو مختار یہ ہو کہ اگر اسکی دائرہ خفیہ میں ہو تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں اسواسطے کہ اسی کو عرف میں کہتے ہیں یہ نجیہ شخص میں ہو۔ اور کو بیہوشی میں اسنے کہتے ہیں اور اصح یہ ہے کہ اگر اسکی دائرہ خفیہ ہو تو وہ کوئی ہے جو یہ غلامہ دو چیز کردی میں ہو و قال المترجم چارہ عورت میں مشہور یہ ہے کہ کو سب وہ ہوسکی دائرہ نہ ہو کہے والا مر علی الحرف فانہم اور علی نے امام ابو یوسف رحم سے روایت کی کہ اگر اپنی جوہر سے کہا کہ اگر تو مجھے اسفل یعنی بھیجی ہو تو تو طلاق ہو چسبہ پر جو قال المترجم چارہ زبان میں شامل ہو زبان اگر یوں کہا جائے کہ اگر تو مجھے اسفل کہے ہو تو شہر میں ہو کہ شہر پر قرار دیا جائے وانشاء تعالیٰ اعلم۔

اور اسکا جواب ہے کہ اگر اسکی جوہر سے کہا کہ اگر میں نے کہوں تو تو طلاق ہو اور اس سے تعلیق طلاق کی نیست کی تو مختار یہ ہو کہ اگر اسکی دائرہ خفیہ میں ہو تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں اسواسطے کہ اسی کو عرف میں کہتے ہیں یہ نجیہ شخص میں ہو۔ اور کو بیہوشی میں اسنے کہتے ہیں اور اصح یہ ہے کہ اگر اسکی دائرہ خفیہ ہو تو وہ کوئی ہے جو یہ غلامہ دو چیز کردی میں ہو و قال المترجم چارہ عورت میں مشہور یہ ہے کہ کو سب وہ ہوسکی دائرہ نہ ہو کہے والا مر علی الحرف فانہم اور علی نے امام ابو یوسف رحم سے روایت کی کہ اگر اپنی جوہر سے کہا کہ اگر تو مجھے اسفل یعنی بھیجی ہو تو تو طلاق ہو چسبہ پر جو قال المترجم چارہ زبان میں شامل ہو زبان اگر یوں کہا جائے کہ اگر تو مجھے اسفل کہے ہو تو شہر میں ہو کہ شہر پر قرار دیا جائے وانشاء تعالیٰ اعلم۔





کہ ایک نے اپنی جوڑ سے کہا کہ ان لم ازن منکاح استنکاح فانک طالق ثلثا یعنی اگر تجھے تین بار طلاق تو طلاق ہے  
بہ طلاق ہو تو فرمایا کہ اگر اسکو سخت اذیت دی اور ہر امر میں اس سے مناکشہ کیا تو حاکمیت ہوگا یہ تارکاتہ نہیں کہ  
ایک مرد نے اپنی جوڑ سے کہا کہ اگر میں آج کے روز تیرے بچہ کو ایسا نہ ماروں کہ وہ دو ٹکڑے ہو جائے تو توبہ طلاق  
طالعہ ہو پھر اسکو زمین پر بیٹھ مارا گر وہ نہ پٹھا تو بہ طلاق طالعہ ہو جائیگی یہ عیدہ مہر میں ہو - اور اگر اپنی جوڑ سے کہا کہ  
اگر میں بچے ایسا نہ ماروں کہ بچے نہ زندہ نہ مردہ چھوڑوں تو تو طالعہ ہو تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ قسم سخت فیہ  
تکلیف دہ مارنے پر واقع ہوگی پس اگر ایسا کیا تو قسم سچی ہو جائیگی اور اگر یہ قید لگائی کہ یہاں تک کہ تو سورت مارے  
یا سارے روبرو مارے یا تو فریاد مانگے تو جب تک حقیقہ یہ باتیں نہ پائی جائیں تب تک قسم میں سچا نہ ہوگا - اور اگر عورت سے  
کہا کہ اگر میں نے تجھے بغیر جرم مارا تو تو طالعہ ہو پس عورت نے دسترخوان کی روٹی پر پیالہ رکھ دیا کہ وہ جب تک اور مرد کے  
پاؤں پر شور پائے جس سے اسکو ہنر ہو چکا پس مرد نے اسکو مارا کہ حاکمیت نہ ہوگا اگرچہ عورت سے بغیر قصد ایسا واقع ہوا  
ہو اسواسطے کہ عورت احکام دنیویہ میں اپنی خطا پہنا خود ہو مگر ان گناہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو یہ خلاصہ میں ہے ایک  
مرد نے کسی دوسرے مرد کو بہت سخت و دردناک مار دی پس مار کو مارنے والے نے کہا کہ اگر میں اسکی سزا نہ کروں تو میری جوڑ  
طالعہ ہو پھر ایک زمانہ گزر گیا اور اسنے بدلہ نہ لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم شرعی بدلے قصاص وارش و تفریر وغیرہ پر  
واقع نہ ہوگی بلکہ فقط میراثی ہو چکا ہے پر واقع ہوگی خواہ کسی طرح ہو پس اگر بغیر برائی ہو چکا ہے کی نیت کی ہو تو  
فی القود بر اور اگر یہ نیت نہ کی ہو تو مطلقا کسی وقت برائی ہو چکا ہے پر واقع ہوگی یہ فتاویٰ حاضری خان میں ہے  
اور مجموع النوازل میں لکھا ہو کہ اگر دوسرے سے یوں کہا کہ اگر میں آج تجھ سے وہ نہ کروں جو کہنا چاہیے تو میری جوڑ  
طالعہ ہو پھر یہ روز گزرا حالانکہ اسکے حق میں کچھ نیکی و بری نہ کی تو حاکمیت نہ ہوگا اسواسطے کہ اسکے حق میں اسنے وہ کیا  
جو کرنا چاہیے اور وہ عقوبت ہو لیکن اگر اسنے کہا کہ میری مراد اس سے ضرب شتم تھی تو ایسا نہ کرنے کی عہد دیتے ہیں وہ  
حاکمیت ہو جائیگا - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھ کو خون کے اندر نہ کروں تو تو طالعہ ہو پس اسکی ناک میں مارا کہ خون  
جاری ہوا اور اسکے کپڑے پھوٹے تو قسم سچی ہو گئی بشرطیکہ اتنی ہی اسکی مراد ہو اسواسطے کہ ظاہر یہ ہو کہ بالکل خون میں  
ڈبو و نیامزد نہیں ہو - اور اگر کہا کہ اگر اس کو یہ کو ترک کرے تو تو طالعہ ہو تو فرمایا کہ اس طرح سچا ہو سکتا ہو کہ اس کو چہر  
والوں پر بہت سے ترک مسلط کرے - اور اگر غرضت سے کہا کہ اگر کل میں تیرے ساتھ وہ نہ کروں جو کہنا آئے کی تعلیل سے کہنا ہو تو تو  
طالعہ ہو تو جس سے کہا ہو اسکے کپڑے کچھ نوچا اسکو کھینچ کر زمین پر ڈال سے تو قسم میں سچا ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے علی نے کہا کہ  
میں نے امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ضرور میں تجھ کو مار دوں گا حتی کہ تجھ کو قتل کر دوں گا یا تو مردہ ٹھکانی  
جائیگی ورنہ تو طالعہ ہو اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو فرمایا کہ اگر عورت کو سخت شدہ چڑب سے مارا تو قسم میں سچا ہو جائیگا  
یہ بدلے میں ہو - ایک نے جوڑ سے کہا کہ اگر تو مجھے نزدیکی نہ دے گی تو تو طالعہ ہو پس اسکے بچہ کو مارا پس عورت نے نزدیک  
آئی تاکہ مارے بچہ سے پس اگر اتنا قریب ہو گئی کہ اگر اپنا ہاتھ بڑھاتی تو دونوں کو الگ کر دیتی تو حاکمیت ہو جائیگا یہ  
خلاصہ میں ہے - اپنے غلام سے کہا کہ اگر تجھے چھپے تھا تو حاصل ہوئی پس میں نے تجھے نہ مارا تو میری جوڑ طالعہ ہو پھر  
غلام کو میل بھر دیکھا کسی کو ٹپے کی چھت پر دیکھا کہ اس تک پہنچ نہیں سکتا ہو تو حاکمیت نہ ہوگا یہ فتاویٰ  
کبریٰ میں ہے شیخ ابوالحسنؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد اپنی جوڑ کو مارتا تھا پس چند عورتوں نے اسکا بچا پاپا پس

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰



ایک فیصلہ تھی پس اسکا دوسرے گندھے پر ڈال لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم بطور عادت اس کے بچنے پر دینی ہو گی نہیں  
میں ہو۔ عورت سے کہا کہ اگر ریساں تو بکار آید یعنی تیرا سوت کام میں آوے یا سود و زیان میں اندر آیا دے تو تیرے  
نفع و نقصان میں آوے تو تو طلاقہ ہو پس عورت نے اس سوت کو بچ کر داموں سے پالودہ خرید لیا اور اپنے شوہر کو  
بلا لیا تو حائضہ نہوگا اسواسطے کہ خود سوت یا اسکا شمن مرد کے سود و زیان میں نہیں آیا اسواسطے کہ سود و زیان میں  
آنا اسکی ملک میں داخل ہونے سے عبارت ہو اور یہ بات پائی نہ گئی یہ قاضی قاضی خان میں ہو۔ فاسی میں عورت  
سے کہا کہ اگر رشتہ تو یا کار کردہ تو بسود و زیان میں اندر آید تو بسبب طلاق طلاقہ تھی پس عورت نے سوت کات کر خود پہنا  
اور اپنے بچوں کو پہنایا تو طلاقہ نہوگی اور اگر اپنے شوہر کا قرضہ ادا کیا تو بھی طلاقہ نہوگی اسواسطے کہ وہ ملک  
شوہر میں داخل نہو اور اگر عورت اس کے گھر کی روٹی و سامان وغیرہ کے کام میں لائی تو بھی طلاقہ نہوگی اسواسطے  
کہ عادت ہونے کی شرط نہ پائی گئی یہ قضاو سے کہہ رہی ہیں ہو۔ اور اگر مرد نے کہا کہ اگر میں تیرا ہوشامہ از کار کردہ خوش  
تو طلاقہ ہستی پھر عورت اپنے شوہر کے پاس سوت لیکر کہ اجرت پر اسکو بن دے پس شوہر نے اجرت نہ لے لی اور بن  
پھر عورت نے اسکو پہنا تو حائضہ نہوگا اسواسطے کہ یہ خود عورت کی کمائی ہو نہ شوہر کی اور اگر روٹی شوہر کی ہو تو  
بھی یہی حکم ہو اسواسطے کہ حائضہ ہونے کی شرط یہی کہ پہنا دے اور یہ پائی نہ گئی۔ اور اسی طرح اگر کپڑا ہو کا ہوا  
بدون اسکی اجازت کے عورت نے پہنا تو بھی حائضہ نہوگا اسواسطے کہ پہنا نا پائیا نہ گیا یہ قاضی خان میں ہو۔  
اور اگر اپنی جود سے کہا کہ اگر تو نے اپنا ہاتھ نکلے پر رکھا تو تو طلاقہ ہو پس عورت نے اپنا ہاتھ نکلے پر رکھا مگر کاتا نہیں تو  
طلاقہ نہوگی۔ اور اگر جود سے کہا وہاں لیکر وہ عورت کا کاتا کپڑا خود پہنے تھا آن جا سہ کہ پوشیدہ ام در پردہ گذشتہ اگر زنی  
تو پوشم پس تو طلاقہ تھی تھی جو کپڑا میں پہنے تھا وہ بھٹ گیا اور جاتا رہا اگر میں تیرے کاتے ہوئے کسوت سے پہنوں تو تو  
طلاقہ ہو پھر جو پہنے تھا وہ نہ اتارا تو اسکی جود و طلاقہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ اگر اس کے سوا سے پہنوں تو تو طلاقہ ہو پھر  
اتارا تو حائضہ نہوگا یہ غلطی ہے میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں تیرا سوت فروخت کروں تو تو طلاقہ ہو پھر مرد نے تو کوں  
سوت فروخت کیا جس میں اسکی جود کا سوت بھی تھا تو حائضہ ہو جائیگا اگر چہ وہ اس بات کو جانتا ہو یہ قضاو سے  
صغریٰ میں ہو۔ ایک عورت اپنے شوہر کے واسطے قبا طبع کرنا چاہتی تھی پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ اگر میں قبا کو  
قطع میکنی اکنون من بیوشم پس تو طلاقہ تھی پھر عورت نے ایک سال کے بعد اسکو قطع کیا اور شوہر نے پہنی تو طلاقہ  
ہو جائیگی اسواسطے کہ اسکی قسم بطور پہنے پر نہ تھی یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ ایک عورت اپنے شوہر کا مال اٹھایا  
اور ایک عورت کو دیتی تاکہ اس کے واسطے روٹی کات دے پس شوہر نے اس سے کہا کہ اگر تو نے بیوشم مال سے کچھ لیا  
تو تو طلاقہ ہو پھر عورت نے اس کے مال سے کچھ لیکر بقال سے گھر کی ضرورت کی کوئی چیز خریدی یا اسے گرہ روٹی  
قرض دی یا اسکی بیوشم اس کے پیمان روٹی پکائی تھی اسکا کچھ اٹاکم پڑا تو عورت نے اسکو اٹا دیا اور شوہر اسکو کردہ  
نہیں جانتا تھا بلکہ وہی کردہ جانتا تھا جودہ سوت کاتنے کے واسطے دیتی تھی پس اگر عادت یہ نہ تھی کہ شوہر کی اجازت  
سے اس کے مال سے عورت ضروریات کی چیزیں خود خریدے تو شوہر حائضہ ہو جائیگا وہ اگر خریدتی ہو تو حائضہ نہوگا  
اسواسطے کہ یہ انفاق ہو یہ قضاو سے کہہ رہی ہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ان گھون سے نفع اٹھا یا تو میری جود و طلاقہ  
ہو پھر بچ کر کاتے شمن سے نفع اٹھایا تو ابھی قسم میں حائضہ نہوگا یہ خزانہ المفتیین میں ہو ایک مرد نے ایک بیگڑشت

۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰





ہوتی ہو اور اگر کہا کہ این زن کہ مراد این خانہ است یعنی یہ عورت میری کہ اس گھر میں ہو اور اسکی جو رو اس گھر میں ہو  
 معین کیا ہو نہ تھی تو اسکی جو رو پر طلاق نہوگی اس واسطے کہ گھر کو اس طرح معین کرنے کی صورت میں منکرہ قدر اور نہیں  
 ہوتی ہو۔ ایک طفل نے کہا کہ اگر میں نے شراب پی تو ہر عورت کہ جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالق ہو پس اس طفل نے  
 ایام طفولیت میں شراب پی پھر اسنے بالغ ہونے کے بعد نکاح کیا پھر اسکے خسر نے کہا کہ طلاق واقع ہو گئی ہے  
 پس اس طفل بالغ شدہ نے بھی کہا کہ ہاں مجھے حرام ہو تو شائع نے فرمایا کہ یہ طفل مذکور کی طرف سے حرمت کا اقرار ہے  
 پس اسے اپنا شراب جو حرام ہو جائیگی اور بعض نے کہا کہ اسکی جو رو حرام نہوگی اور یہی صحیح ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو رو  
 سے فارسی میں کہا کہ اگر تو مستحب بدین خانہ و رہا شئی پس تو طالق ہستی پس اسی وقت وہ اپنے شراب پر کھینچا لی اور  
 شوہر کے گھر سوئی تو شائع نے فرمایا کہ اگر شوہر کی مراد یہ تھی کہ اپنا اسباب بکھڑے وغیرہ لیکر یہاں سے اٹھ چلے تو اگر اسباب  
 وغیرہ وہاں چھوڑ گئی ہوں تو مرد و حائض ہو جائیگا اور اگر یہی مراد ہو کہ فقط خود چلے تو حائض نہوگا اور اگر عورت پر حرام  
 مستحب رہا تو وہ مرد سے حائض ہے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو اسکا حساب اللہ تعالیٰ پر ہو اور یہ اور ایسی صورتیں ہیں طالع ہرگز  
 اتنے یوں کہا ہو کہ اگر تو روز بہانہ پر ہی۔ اور اگر سال بھر کا وقت مقرر کیا تو یہ قسم عورت سے اسباب وغیرہ کے  
 اٹھ آنے پر ہوگی۔ اور اگر اتنے کوئی وقت مقرر نہ کیا اور نہ اسکی قسم کے وقت کو یہ قسم لگتی تو یہ فقط عورت کے  
 آنے پر محمول ہوگی۔ ایک مرد نے سفر کا ارادہ کیا پس اسکے خسر نے اس سے قسم لی کہ اگر اسکے بعد تو غائب رہا اور تو  
 شروع ماہ میں عورت کے پاس واپس نہ آیا تو میری جو رو طالق ہو پس دبا دسنے کہا کہ ہستی یعنی ہو۔ اور اس سے  
 زیادہ کچھ نہ کہا پھر عین پھر سے زیادہ غائب رہا تو اسکی جو رو طالق ہو جائیگی اس واسطے کہ اتنے خسر کے کلام کے جواب  
 کا قصد کیا ہو اور جواب ضمن اعادہ مافی السوال ہوتا ہو پس عورت طالق ہو جائیگی یہ قادیانہ کا ضعیف خانہ میں ہو۔  
 ایک مرد نے اپنے منہ میں تھم رکھا پس ایک مرد نے اس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو کھا یا تو میری جو رو طالق ہو اور دوسرے  
 نے اس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو نکال دیا تو میرا غلام آزاد ہو تو شائع نے فرمایا کہ تھمڑا کھا جاوے اور تھوڑا پیچھا کرے  
 تو دونوں میں کوئی حائض نہ ہوگا نیز آزادۃ المقتنین میں ہو۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تھم چڑھا دے تو تو  
 طالق ہو پس عورت نے کسی دوسرے کو وہ چڑھا دیدی تاکہ وہ پکڑے رہے پس اگر مرد نے اسوجہ سے قسم کھائی تھی  
 کہ لوٹ نہ رہے تو حائض نہوگا اور اگر اسوجہ سے کہ عورت چڑھوں میں مشغول نہ رہے تو حائض ہو جائیگا یہ  
 خلاصہ میں ہو۔ اگر اپنی جو رو زنیب سے کہا کہ تو طالق ہو جب میں عمرہ کو طلاق دوں اور عمرہ سے کہہ کہ تو طالق ہو  
 جب میں زنیب کو طلاق دوں پھر زنیب کو طلاق دی تو عمرہ پر طلاق واقع ہوگی اور زنیب چہرہ واقع نہوگی اور  
 اگر زنیب کو طلاق نہ دی بلکہ عمرہ کو طلاق دی تو زنیب پر ایک طلاق واقع ہوگی اور عمرہ پر دوسری طلاق  
 ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ صورت اوپر میں واجب ہو کہ زنیب پر دوسری طلاق بھی واقع ہو اور دوسری صورت  
 میں واجب ہو کہ عمرہ پر دوسری طلاق واقع نہو اور یہی صحیح ہے یہ محیط خسر میں ہو۔ اگر اپنی جو رو سے  
 کہا کہ انت طالق تو طلاق اگر تو طالق نہوگی یہاں تک کہ داخل ہو یہ محیط میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ  
 انت طالق تو حسن خلعت ہوتی اگر ایک یعنی تو طالق ہو اگر تیرے اخلاق اچھے ہوں گے تو عمرہ سے تجھے رجعت  
 کر لوگا تو طلاق اسی دم واقع ہو جائیگی اور یہ قسم نہیں ہو بلکہ فقط وہاں ہی یہ قادیانہ کی خفی میں ہو اور اگر عورت سے

یہ قسم لگانی چاہیے کہ اگر میں نے شراب پی تو ہر عورت کہ جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالق ہو پس اس طفل نے ایام طفولیت میں شراب پی پھر اسنے بالغ ہونے کے بعد نکاح کیا پھر اسکے خسر نے کہا کہ طلاق واقع ہو گئی ہے پس اس طفل بالغ شدہ نے بھی کہا کہ ہاں مجھے حرام ہو تو شائع نے فرمایا کہ یہ طفل مذکور کی طرف سے حرمت کا اقرار ہے پس اسے اپنا شراب جو حرام ہو جائیگی اور بعض نے کہا کہ اسکی جو رو حرام نہوگی اور یہی صحیح ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو رو سے فارسی میں کہا کہ اگر تو مستحب بدین خانہ و رہا شئی پس تو طالق ہستی پس اسی وقت وہ اپنے شراب پر کھینچا لی اور شوہر کے گھر سوئی تو شائع نے فرمایا کہ اگر شوہر کی مراد یہ تھی کہ اپنا اسباب بکھڑے وغیرہ لیکر یہاں سے اٹھ چلے تو اگر اسباب وغیرہ وہاں چھوڑ گئی ہوں تو مرد و حائض ہو جائیگا اور اگر یہی مراد ہو کہ فقط خود چلے تو حائض نہوگا اور اگر عورت پر حرام مستحب رہا تو وہ مرد سے حائض ہے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو اسکا حساب اللہ تعالیٰ پر ہو اور یہ اور ایسی صورتیں ہیں طالع ہرگز اتنے یوں کہا ہو کہ اگر تو روز بہانہ پر ہی۔ اور اگر سال بھر کا وقت مقرر کیا تو یہ قسم عورت سے اسباب وغیرہ کے اٹھ آنے پر ہوگی۔ اور اگر اتنے کوئی وقت مقرر نہ کیا اور نہ اسکی قسم کے وقت کو یہ قسم لگتی تو یہ فقط عورت کے آنے پر محمول ہوگی۔ ایک مرد نے سفر کا ارادہ کیا پس اسکے خسر نے اس سے قسم لی کہ اگر اسکے بعد تو غائب رہا اور تو شروع ماہ میں عورت کے پاس واپس نہ آیا تو میری جو رو طالق ہو پس دبا دسنے کہا کہ ہستی یعنی ہو۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پھر عین پھر سے زیادہ غائب رہا تو اسکی جو رو طالق ہو جائیگی اس واسطے کہ اتنے خسر کے کلام کے جواب کا قصد کیا ہو اور جواب ضمن اعادہ مافی السوال ہوتا ہو پس عورت طالق ہو جائیگی یہ قادیانہ کا ضعیف خانہ میں ہو۔ ایک مرد نے اپنے منہ میں تھم رکھا پس ایک مرد نے اس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو کھا یا تو میری جو رو طالق ہو اور دوسرے نے اس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو نکال دیا تو میرا غلام آزاد ہو تو شائع نے فرمایا کہ تھمڑا کھا جاوے اور تھوڑا پیچھا کرے تو دونوں میں کوئی حائض نہ ہوگا نیز آزادۃ المقتنین میں ہو۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تھم چڑھا دے تو تو طالق ہو پس عورت نے کسی دوسرے کو وہ چڑھا دیدی تاکہ وہ پکڑے رہے پس اگر مرد نے اسوجہ سے قسم کھائی تھی کہ لوٹ نہ رہے تو حائض نہوگا اور اگر اسوجہ سے کہ عورت چڑھوں میں مشغول نہ رہے تو حائض ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر اپنی جو رو زنیب سے کہا کہ تو طالق ہو جب میں عمرہ کو طلاق دوں اور عمرہ سے کہہ کہ تو طالق ہو جب میں زنیب کو طلاق دوں پھر زنیب کو طلاق دی تو عمرہ پر طلاق واقع ہوگی اور زنیب چہرہ واقع نہوگی اور اگر زنیب کو طلاق نہ دی بلکہ عمرہ کو طلاق دی تو زنیب پر ایک طلاق واقع ہوگی اور عمرہ پر دوسری طلاق ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ صورت اوپر میں واجب ہو کہ زنیب پر دوسری طلاق بھی واقع ہو اور دوسری صورت میں واجب ہو کہ عمرہ پر دوسری طلاق واقع نہو اور یہی صحیح ہے یہ محیط خسر میں ہو۔ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ انت طالق تو طلاق اگر تو طالق نہوگی یہاں تک کہ داخل ہو یہ محیط میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق تو حسن خلعت ہوتی اگر ایک یعنی تو طالق ہو اگر تیرے اخلاق اچھے ہوں گے تو عمرہ سے تجھے رجعت کر لوگا تو طلاق اسی دم واقع ہو جائیگی اور یہ قسم نہیں ہو بلکہ فقط وہاں ہی یہ قادیانہ کی خفی میں ہو اور اگر عورت سے

شرعیہ کی جو روئے کہا کہ یہ سیر بہرستہ کم ہو اور اس پر قسم کھا گئی پس شد ہر نے کہا کہ اگر سیر بہرستہ ہو تو طلاق ہے تو یہ کہ  
توینے سے پہلے پکا لیا جادو سے تادرو و عورت کوئی حانت نہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے کہ اگر میں نے اس کو بڑی  
کی عمارت بنائی تو میری جو رو طلاق ہے پس اس کو ٹھری کی دیوار جو اس کو ٹھری اور پڑوسی کے درمیان ہو گئی  
پس اسکو بندایا اور قصہ یہ کیا کہ پڑوسی کی کوٹھری کی دیوار بنواتا ہوں اس کو ٹھری کی تو مشائخ نے فرمایا کہ حانت  
ہو جائیگا اور اسکی نیست باطل ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں جھوٹ بولا تو میری جو رو طلاق ہے پھر اس سے کوئی  
بات دریافت کی اور اسنے اپنا سر ہلا کر جھوٹ بولا تو اپنی قسم میں جھوٹا نہوگا تا و تکیہ جھوٹ زبان سے نہ بولے  
یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو رو کی طلاق کی قسم کھا لی کہ مسک نہ پئے گا پھر اپنے نشہ کی چیز اپنی  
حلق میں رختہ کی اور وہ اس کے پہلے میں چلی گئی پس اگر بغیر اسے فعل کے پیٹ میں چلی گئی ہو تو حانت نہوگا اور اگر وہ  
اپنے منہ میں لیجے یا پھر اس کے بعد پی گیا تو حانت ہو جائیگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے خمر پی تو طلاق ہے پھر اس کے  
خمر پیئے پھر ایک مرد و عورتوں نے گواہی دی تو حانت نہوگا اس کے واسطے یہ گواہی قبول نہوگی اور نہ حق طلاق میں قبول  
ہوگی اور بعض نے کہا کہ جو رو طلاق واقع ہونے کے حق میں مقبول ہوگی اور یہی فتویٰ کے واسطے مختار ہے خزانہ ان  
میں ہے۔ ایک مرد نے قسم کھا لی کہ ایک سال تک کوئی چیز نشہ کی نہ پیئے گا پھر اسنے غیر مجلس شراب میں نشہ کی چیز پی اور  
لوگوں نے اسکو نشہ میں دیکھا حالانکہ وہ نشہ کی چیز پیئے سے منکر تھا پس ان لوگوں نے قاضی کے بیان گواہی دی  
مگر قاضی نے حکم نہ دیا تو شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ قاضی یہ احتیاط کرے کہ جسے آنکھ سے پیئے نہیں دیکھا ہو اسکی گواہی  
قبول نہ کرے اور عورت اپنے نفس کے واسطے یہ احتیاط کرے کہ خلع کرے۔ ایک مرد نے دوسرے سے جو کچھ بات کہنا  
تھی کہا کہ یہ نشہ کی بات ہو اسنے کہا کہ میری جو رو طلاق ہے اگر میں نے اسکو نشہ سے کہا ہو اور میں نشہ میں نہیں ہوں تو  
مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسکا کلام غلط ہو اور لوگوں کے نزدیک وہ مست نشہ شمار کیا جاتا ہو تو اپنی قسم میں حانت  
ہو جائیگا ایک مرد نے اپنی جو رو کہے کہا کہ اگر فلاں مرد اپنی جو رو کو طلاق دے تو تو بے طلاق طلاق ہے پھر فلاں مذکور  
کہ میں چلا گیا پھر قسم کھانے والے کی جو رو گواہ قائم کیے کہ فلاں مذکور نے اپنی جو رو کو میرے شوہر کے قسم کھانے کے  
بعد طلاق دی جو تو شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ اسے گواہ قبول نہ ہونگے اور یہی صحیح ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو رو سے  
کہا کہ تو فلاں کے پاس جا کر اس سے قالین واپس لیکر ابھی میرے پاس آٹھالا اور اگر تو نہ آٹھالا تو طلاق ہے  
پھر وہ عورت گئی مگر واپس لینے پر قادر نہ ہوئی پھر اس سے دوسرے مرد واپس لیا اور شوہر کے پاس آٹھالا تو مشائخ نے  
فرمایا کہ اپنی قسم میں حانت ہو جائیگا اس واسطے کہ قول ابھی میرے پاس آٹھالا فی الفور لائے پھر فیصلہ ہو۔ ایک مست  
نے اپنی جو رو کو مارا پس وہ گھر سے باہر نکل پس کہا کہ اگر تو میرے پاس واپس نہ آئی تو طلاق ہے اور قضیہ ہر کے  
وقت واقع ہوا پس عورت عشاء کے وقت واپس آئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم میں جھوٹا ہو جائیگا اس واسطے کہ  
اسکی قسم فی الفور واپس آنے پر واقع ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ میں نے فی الفور کی نیت نہیں کی تھی تو قضا اسکی  
قضیہ نہیں ہوگی اگر ایک عورت نکلنے کے واسطے ٹھری ہوئی پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نکلی تو طلاق ہے پس وہ ٹھری  
پھر ایک مست کے بعد نکلی تو حانت نہوگا مرد نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا ہو تو یہ میری عورت جو گھر میں ہو اس پر طلاق حالانکہ  
اسنے یہ فعل تو کیا تھا مگر قسم کے وقت اسکی جو رو گھر میں نہ تھی تو اپنی قسم میں حانت نہوگا اس واسطے کہ اس کلام سے مرد و عورت

مرد و عورت کے درمیان جو رو طلاق کے واسطے یہ حکم ہے کہ اگر عورت نے شوہر سے طلاق کا کلام کہنا ہو تو شوہر کے پاس آٹھالا یا اگر شوہر نے عورت سے طلاق کا کلام کہنا ہو تو عورت کے پاس آٹھالا ورنہ طلاق نہیں ہوگی۔





کہا کہ انت طالق لما دخلت الدار تو پیش اس قول کے ہوا انت طالق ان دخلت الدار پس جب تک داخل نہ ہو  
 طالق ہوگی اس واسطے کہ لا عرف نفی ہو کہ کلمت اسکی تاکید کی ہو پس گویا آئسے نفی دخول کی اس وجہ سے طلاق محال  
 بدخول وار ہوئی یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی چور سے کہا انت طالق تو دخلت الدار طلاق تو یہ قسم اسکی  
 طلاق کی ہے جب کہ عورت کے درمیں داخل ہونے پر اسکو طلاق نہ دے گویا آئسے یوں کہا کہ جب تو دار میں داخل ہوگی  
 تو تجھے طلاق دوں گا پس اگر حجبا و طلاق نہ دے تو طالق ہو پس اگر وہ دار میں داخل ہوئی تو اسکو لازم ہے کہ عورت  
 کو طلاق دے پس اگر طلاق نہ دی پہان تک کہ شوہر مر گیا یا عورت مر گئی تو طلاق پڑ جائیگی اور یہ نیز نہ اس  
 قول کے ہے کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو میرا غلام آزاد ہو اگر میں تجھے نہ ماروں۔ ایک مرد نے اپنی چور سے کہا  
 کہ ادخلی الدار وانت طالق پس دار میں گئی تو طالق ہوگی اس واسطے کہ صیغہ امر کا جواب بحر و داخل جواب  
 شرط بحر تار کے ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ ایتہ امرأۃ اتزو جہا سنے طالق یعنی  
 کوئی عورت کہ میں اس سے نکاح کر دوں تو وہ طالق ہو تو یہ قسم ایک عورت پر واقع ہوگی الا آنکہ آئسے تمام  
 عورتوں کی نیت کی ہو اور اگر فارسی میں کہا کہ ہر کد امزن کہ بزنی گنہ اخذ تو قسم ہر عورت پر واقع ہوگی اور حد شہید  
 نے فرمایا کہ فخر یہ ہے کہ ایک ہی عورت پر واقع ہوگی اور اگر یوں کہا کہ ایتہ امرأۃ زوجت نفسہا سنی فی طالق یعنی جو  
 کوئی عورت کہ اپنے آپکو میرے نکاح میں ہے وہ طالق ہو تو یہ سب عورتوں کو شامل ہوگی اور اگر کہا کہ ہر جن زن بنے گنہ  
 تو یہ قسم ہر عورت پر ایک بار واقع ہوگی الا آنکہ آئسے نکاح کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ ہر چہ گاہ زنی بزنی گنہ تو یہ قسم  
 ہر عورت پر ایک بار کے واسطے واقع ہوگی اور جب ایک بار اس سے نکاح کیا تو وہ طالق ہو جائیگی اور قسم عمل ہو جائیگی اور اگر  
 کہا کہ ازین روز تا زار سال ہر زن کہ دیر است طالق است حالانکہ اسکی کوئی چور و عین ہو پس اس نے کسی عورت سے  
 نکاح کیا تو طالق نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر زید سے کہا کہ ایتہ نسائی کلہ سنی جو میری چور دن میں سے تجھے کلام کہ  
 وہ طالق ہو تو سب نے اس سے کلام کیا تو سب طالق ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ جس سے میری چور دن میں سے تو نے  
 اس سے کلام کیا وہ طالق ہو پس زید نے ان سے کلام کیا تو ایک طالق ہوگی اور بیان کا خیال رشوہر کو ہوگا کہ وہ  
 طالق کون ہو چھ میری کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اگر اپنی دو چوروں سے کہا کہ تم میں سے جس نے یہ انار کھایا وہ طالق  
 ہو پس دونوں نے اس میں سے کھایا تو دونوں میں سے کوئی طالق نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی چور سے  
 کہا کہ تو طالق ہو ای زانیہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو طلاق معلق بدخول ہوگی اور حد واجب نہ ہوگی اور نہ محال لازم  
 ہوگا اس واسطے کہ قول یا زانیہ نہ ہو اور نہ فاصل نہیں ہوتا ہے جیسے یوں کہا کہ تو طالق ہو یا زانیہ اگر تو دار میں داخل  
 ہوئی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ہو ای زانیہ نہ ہو اور نہ فاصل نہیں ہوتا ہے جیسے یوں کہا کہ تو طالق ہو یا زانیہ اگر تو دار میں داخل  
 گیا اور کہا کہ ای زانیہ تو طالق ہو اگر تو دار میں داخل ہوئی تو مرد کو عورت کا قذف کرنے والا ہو گیا جب کہ ایسی  
 گفتگو کی پس عورت سے ملاعنہ کرے گا اور جب قذف صحیح ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اولاً اس سے ملاعنہ کیا پھر وہ  
 دار میں داخل ہوئی حالانکہ وہ لعان کی مدت میں ہو تو طلاق معلق بھی واقع ہوگی کیونکہ محل طلاق باقی ہو  
 اور اگر پہلے دار میں داخل ہوئی پھر مرد سے آئسے مخاصمہ قذف کیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو ملاعنہ کرے اور اگر بائن  
 ہو تو نہیں۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو ای طالق اگر تو دار میں داخل ہوئی تو فی الحال طالق نہ ہوگی بلکہ طلاق معلق

فتاویٰ ہندیہ کتاب طلاق باجماع متعلقات الطلاق

ہوگی اور اگر کہا کہ اگر زانیہ نیت الزانیہ کو طلاق ہے اگر تو دارمین داخل ہو تو فی الحال اس عورت اور اسکی مان  
دو دنوں کا قذف کرنے والا ہوگا اور طلاق معلق بذخول ہوگی یہ حصہ ہی کی شرح جامع کبیرین ہوگا اور اگر نیت سے  
طلاق سے شروع کیا پس کہا کہ اگر طلاق تو طلاق ہے اگر تو دارمین داخل ہوئی تو ایک طلاق اس طلاق کہنے سے واقع  
ہوگی اور دوسری طلاق معلق بذخول دار ہوگی اور اگر نیت کو آخر کلام میں لایا یعنی کہا کہ تو طلاق ہے اگر تو دارمین داخل  
ہوئی اگر زانیہ تو طلاق معلق بذخول ہوگی اس واسطے کہ اسنے طلاق کو دخول پر معلق کیا ہے پھر اسکی بعد عورت کو نکاحی  
کیا ہے پس عورت کا قذف کر دیا گیا ہے اور اس قول میں کہ تو طلاق ہے اگر تو دارمین داخل ہوئی اس طلاق تو اول  
معلق بذخول ہوگی اور یا طلاق کہنے سے ایک طلاق واقع ہوگی یہ پانچ میں سے ایک ہے مگر نہ اپنی جوہر و عمر  
سے کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہوئی اس عمر تو تو طلاق ہے اور اگر زانیہ پھر عمر دارمین داخل ہوئی تو وہ طلاق  
ہو جائیگی اور شوہر سے اسے زانیہ کہنے کی نیت پوچھی جائیگی اگر اسنے کہا کہ میں نے اسکی طلاق کی نیت کی تھی تو وہ  
طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر اسنے بغیر حرف اور ایما کہا ہو پھر بیان کیا کہ میں نے زانیہ کی طلاق کی بھی عمر کے ساتھ  
نیت کی تھی تو دونوں طلاق ہو جائیگی اور اگر طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ اس عمر تو طلاق ہے اور اگر تو دارمین داخل ہوئی  
اور اگر زانیہ پھر عمر دارمین داخل ہوئی تو دونوں طلاق ہو جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ میں نے طلاق زانیہ کی نیت نہ کی  
تھی تو اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اس عمر تو طلاق ہے اور اسے زانیہ تو زانیہ طلاق نہ کی والا آئے اسکی نیت کی ہوگا تو  
نہیں دیوتا کہ اگر اسنے کہا کہ میرے اخی فلان پھر ہزار دم میں اور اخی فلان تو مال مذکور اول ہی کا ہوگا اور اگر مال مقدم کیا  
پس کہا کہ میرے ہزار دم پھر میں اسے زانیہ اور اسکا مال مذکور ان دونوں کا ہوگا اور اگر کہا کہ اس عمر تو طلاق ہے اسے زانیہ طلاق  
طلاق ہوگی نہ زانیہ والا آئے زانیہ کی نیت کی ہوگا اگر کہا کہ طلاق ہے اس عمر اسے زانیہ تو زانیہ طلاق نہ کی والا آئے  
اسکی نیت کی ہوگا اگر وہ دونوں کا نام مقدم کرے کہا اس عمر اسے زانیہ طلاق ہے تو پہلی طلاق نہ ہوگی والا آئے اسکی  
نیت کی ہوگی فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اول عورت کہ میں اس سے نکاح کروں پس وہ طلاق ہے یا ایک  
عورت سے نکاح کیا تو وہ طلاق ہو جائیگی خواہ اسے بعد دوسری کسی سے نکاح کرے یا نہ کرے یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ اول  
عورت کہ جس سے میں نکاح کروں وہ طلاق ہے پس وہ عورتوں سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو اسے پھر  
طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر وہ عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا کہ جنہیں سے ایک کا نکاح فاسد ہو تو بیکانکاح صحیح ہو  
وہ طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ اخیر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طلاق ہے پس اسے ایک عورت سے نکاح کیا پھر  
دوسری سے نکاح کیا تو دوسری پر طلاق واقع نہ ہوگی بیان تک کہ شوہر مر جاوے پس جب شوہر مر گیا تو یہی اخیر عورت  
ہوئی پس نام اعظم رح کے نزدیک وقت تزوج سے اس پر طلاق واقع ہوگی حتیٰ کہ اگر اسکی ساتھ دخول ہو گیا تو  
ڈیڑھ مہر لازم ہوگا نصف بوجہ طلاق قبل دخول کے اور ایک مہر بوجہ عقد فاسد یعنی وطی کا عقد فاسد میں میں ہے  
اپنی مدت پوری ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک فی الحال یہ تصور ہوگی یعنی طلاق اسکی واقع ہوگی اور شوہر  
معدنی پر مہر مثل لازم ہوگا اور عورت پر امام محمد رح کے نزدیک مدت وفات و طلاق واجب ہوگی اور امام ابو یوسف  
رح کے نزدیک فقط مدت طلاق واجب ہوگی یہ محیط میں ہے۔ جامع میں فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کہا کہ اگر عورت کہ  
میں اس سے نکاح کروں وہ طلاق ہو پھر اسنے عمر سے نکاح کیا پھر زانیہ سے نکاح کیا پھر عمر کو قبل دخول کے



اور اگر کہا کہ فلاںہ اگر پہلی عورت ہو جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالق ہو پھر اس سے نکاح کیا پھر اس عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے دوسری عورت سے نکاح کیا ہو تو قسم ہے شوہر کا قول قبول ہو گا۔ اور اگر کسی مرد نے دو عورتوں سے کہا کہ ادل عورت تم دونوں میں سے کہیں اسکو نکاح میں لاؤں وہ طالق ہو یا کہا کہ اگر میں تم دونوں میں سے ایک پہلے دوسری سے نکاح میں لا یا تو وہ طالق ہو پھر اس سے ایک سے نکاح کیا پس اسنے طلاق واقع ہونے کا دعویٰ کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے دوسری سے نکاح کیا ہو تو بدو کہ ہون کے اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ میں نے ان دونوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا ہو تو شوہر کا قول قبول ہو گا اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ اگر میں نے عمرہ سے قبل نکاح کیا تو وہ طالق ہو پھر عمرہ سے نکاح کیا اور اسنے طلاق کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے دوسری سے نکاح کیا ہو تو قبول ہو گا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قبل دوسری کے نکاح کیا تو وہ طالق ہو پھر ان دونوں میں سے ایک سے نکاح کیا اور کہا کہ دوسری سے اس سے پہلے نکاح کیا ہو تو تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ دونوں سے ایک ساتھ نکاح کیا ہو تو قبول ہو گا یہ شرح جامع کبیر از حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ آخر عورت جسکو میں نکاح میں لاؤں وہ طالق ہو پھر اسنے ایک عورت سے دوبارہ نکاح کیا پھر مرگیا تو وہ طالق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ آخر تزوج کہ اسکو عمل میں لاؤں اسکی منکوحہ طالق ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو ایسی عورت جس سے دوبارہ نکاح کیا ہو وہ طالق ہو جائیگی یہ مختصر شرحی میں ہے۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر جسکو طلاق دیدی تھی اس سے دوبارہ نکاح کیا پھر اسنے طلاق کی اور فصل بائنی کی طرف کی یعنی یوں کہا کہ آخر عورت جس سے میں نے نکاح کیا ہو وہ طالق ہو اور اسکی بیعت کچھ نہیں ہو تو وہ طالق ہوگی جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہو اور اگر کہا کہ آخر تزوج جسکو میں عمل میں لا یا ہوں جو اس تزوج سے منکوحہ ہو وہ طالق ہو تو جس سے دوبارہ نکاح کیا ہو وہ طالق نہ ہوگی یہ شرح جامع کبیر از حصیری میں ہے۔ ایک مرد کی دو عورتیں عمرہ فریضہ میں پس اسنے کہا کہ عمرہ طالق ہو اسدم بازینب طالق ہو جبکہ میں اس بکر میں داخل ہوں تو ان میں سے کسی پر طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ دارین داخل ہو جب وہ دارین داخل ہوا تو اسکو اختیار ہو گا کہ وہ دونوں میں سے جسپر طلاق واقع کرنا چاہے اعتبار کرے کہ ایک مرد نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طالق ہو یا میں مرد نہیں ہوں یا عربی میں کہا کہ دانا غیر بخل تو عورت طالق ہوگی اس واسطے کہ وہ ضرور مرد ہو اور اپنے کلام میں کاذب ہو اور اگر کہا کہ تو طالق ہو یا میں مرد ہوں تو سچا ہو گا اور اسکی جوڑ پر طلاق نہ پڑیگی یہ قضاوے قاضی خان میں ہے ایک نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طالق ہو اگر تو دارین داخل ہوئی نہیں بلکہ جو دوسری عورت تھی تم پہلی ہی عورت کے داخل ہونے پر واقع ہوگی پھر اگر پہلی عورت دارین داخل ہو گئی تو دونوں طالق ہو جائیگی اور اگر دوسری داخل ہوئی تو دونوں میں سے کوئی طالق نہ ہوگی۔ اور اگر وہ نے اس کلام میں شرط سے رجوع کرنے کی نیت کی ہو تو صحیح ہے پس اگر دوسری دارین داخل ہوئی تو پہلی عورت دیانہ و قضا و دونوں طرح طالق ہو جائیگی اور اگر پہلی داخل ہوئی تو بھی وہ دیانہ و قضا طالق ہوگی مگر دوسری فقط قضا طالق ہوگی مگر اس طرح اگر کہا کہ تو طالق ہو اگر تو چاہے نہیں بلکہ یہ دوسری تو پہلی عورت کے مشیت پر تعویض ہوگی اور دونوں کی مشیت و ذہن کی

شرح جامع کبیر از حصیری  
میں ہے۔ اور اگر کہا کہ آخر عورت جسکو میں نکاح میں لاؤں وہ طالق ہو پھر اسنے ایک عورت سے دوبارہ نکاح کیا پھر مرگیا تو وہ طالق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ آخر تزوج کہ اسکو عمل میں لاؤں اسکی منکوحہ طالق ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو ایسی عورت جس سے دوبارہ نکاح کیا ہو وہ طالق ہو جائیگی یہ مختصر شرحی میں ہے۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر جسکو طلاق دیدی تھی اس سے دوبارہ نکاح کیا پھر اسنے طلاق کی اور فصل بائنی کی طرف کی یعنی یوں کہا کہ آخر عورت جس سے میں نے نکاح کیا ہو وہ طالق ہو اور اسکی بیعت کچھ نہیں ہو تو وہ طالق ہوگی جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہو اور اگر کہا کہ آخر تزوج جسکو میں عمل میں لا یا ہوں جو اس تزوج سے منکوحہ ہو وہ طالق ہو تو جس سے دوبارہ نکاح کیا ہو وہ طالق نہ ہوگی یہ شرح جامع کبیر از حصیری میں ہے۔ ایک مرد کی دو عورتیں عمرہ فریضہ میں پس اسنے کہا کہ عمرہ طالق ہو اسدم بازینب طالق ہو جبکہ میں اس بکر میں داخل ہوں تو ان میں سے کسی پر طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ دارین داخل ہو جب وہ دارین داخل ہوا تو اسکو اختیار ہو گا کہ وہ دونوں میں سے جسپر طلاق واقع کرنا چاہے اعتبار کرے کہ ایک مرد نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طالق ہو یا میں مرد نہیں ہوں یا عربی میں کہا کہ دانا غیر بخل تو عورت طالق ہوگی اس واسطے کہ وہ ضرور مرد ہو اور اپنے کلام میں کاذب ہو اور اگر کہا کہ تو طالق ہو یا میں مرد ہوں تو سچا ہو گا اور اسکی جوڑ پر طلاق نہ پڑیگی یہ قضاوے قاضی خان میں ہے ایک نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طالق ہو اگر تو دارین داخل ہوئی نہیں بلکہ جو دوسری عورت تھی تم پہلی ہی عورت کے داخل ہونے پر واقع ہوگی پھر اگر پہلی عورت دارین داخل ہو گئی تو دونوں طالق ہو جائیگی اور اگر دوسری داخل ہوئی تو دونوں میں سے کوئی طالق نہ ہوگی۔ اور اگر وہ نے اس کلام میں شرط سے رجوع کرنے کی نیت کی ہو تو صحیح ہے پس اگر دوسری دارین داخل ہوئی تو پہلی عورت دیانہ و قضا و دونوں طرح طالق ہو جائیگی اور اگر پہلی داخل ہوئی تو بھی وہ دیانہ و قضا طالق ہوگی مگر دوسری فقط قضا طالق ہوگی مگر اس طرح اگر کہا کہ تو طالق ہو اگر تو چاہے نہیں بلکہ یہ دوسری تو پہلی عورت کے مشیت پر تعویض ہوگی اور دونوں کی مشیت و ذہن کی



طلاق کے واسطے ہونا شرط نہیں ہر جتنی کہ اگر اسے صرف اپنی طلاق کو چاہا اپنی عورت کی طلاق کو نہ چاہا تو خاصۃً وہی مطلق ہوگی اور اگر اپنی طلاق نہیں بلکہ فقط عورت کی طلاق چاہی تو عورت ہی خاصۃً مطلقہ ہوگی اور اگر اسے دونوں کی طلاق چاہی تو دونوں طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے فقط دوسری عورت کی جانب مشیت راجع کرنے کی نیت کی تو یا نہ اسکی تصدیق ہوگی اور قضاء ایسی عورت میں کہ چاہیں اس سے تخفیف ہوتی ہو تصدیق نہ ہوگی چھوٹی عورت کی شرح جامع کبیر میں ہو۔ اور اگر بولا کہ تو طلاق ہے تو دارین داخل ہوئی نہیں بلکہ فلاں طلاق ہے تو دوسری بر طلاق تجیز واقع ہوگی یعنی یہ کلام کہتے ہی دوسری پر ایک طلاق پڑ جائیگی مگر پہلی عورت کی طلاق معلق بدخل باقی رہیگی اور اگر وہ کو مخرج دیا اور کہا کہ تو طلاق ہے نہیں بلکہ فلاں طلاق ہے اگر دارین داخل ہوئی تو حکم بر عکس ہو جائیگا کہ پہلی عورت پر اسکی طلاق واقع ہوگی اور دوسری عورت کی طلاق معلق بدخل رہیگی یہ شرح تلمیح میں جامع کبیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دارین نہیں بلکہ اس دوسرے دارین تو تو طلاق ہے تو جب تک دوسرے دارین داخل نہ ہو طلاق نہ ہوگی بولا اسکے اگر کہا کہ اگر تو اس دارین داخل ہوئی تو تو طلاق ہے نہیں بلکہ اس دارین تو حکم یہ ہو کہ دونوں میں سے جس میں داخل ہوگی طلاق ہو جائیگی یہ محیط السی میں ہو۔ اور اگر اپنی جو دوسرے کہا کہ تو طلاق ہے تو اگر فلاں اس دارین داخل ہو نہیں بلکہ فلاں تو دونوں میں سے جو شخص داخل ہوگا عورت طلاق ہو جائیگی اور اگر دونوں داخل ہوئے تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نے مد جزاء کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی پس اگر دوسری فلاں مذکور داخل ہوا تو فیما بینہ وین اللہ تعالیٰ طلاق نہ ہوگی مگر قضاء طلاق ہو جائیگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاق ہے تو اگر تو اس دارین داخل ہوئی نہیں بلکہ فلاں تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے فلاں سے نکاح کیا تو وہ طلاق ہو نہیں بلکہ فلاں اور یہ دوسری فلاں بھی اسکی جو رہے تو یہ اسی دم طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ دوسرا کلام غیر مستقل ہو پس وہ معلق بشرط ہو گا یہ شرح جامع کبیر چھوٹی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر تو دارین داخل ہوئی تو تو بسے طلاق طلاق ہو نہیں بلکہ فلاں چھوٹی عورت دارین داخل ہوئی تو دونوں میں سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہوگی اور اگر اسی مسئلہ میں یہ یوں بولا ہو کہ فلاں بلکہ فلاں طلاق ہو تو دوسری پہلے الحال ایک طلاق واقع ہوگی اور پہلی کے حق میں تین طلاق معلق رہیں گی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی تو تو حرام ہو نہیں بلکہ فلاں تو پہلی کے داخل ہونے پر دونوں میں سے ہر ایک بیک طلاق بائن طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر اس عورت میں کہا کہ نہیں بلکہ فلاں طلاق ہو تو دوسری فی الحال بیک طلاق رجعی طلاق ہوگی اور پہلی جو بد وقت دخول کے بیک طلاق بائن طلاق ہوگی یہ بشرح تلمیح میں جامع کبیر میں ہو۔ اور قدوری میں ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دارین داخل ہوئی تو تو طلاق و طلاق و طلاق ہو نہیں بلکہ یہ دوسری عورت پہلی جو بد وار میں داخل ہوئی تو دونوں پر تین طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی جو دوسرے کہا کہ تو طلاق واحد ہو نہیں بلکہ تیسے اگر تو دارین داخل ہوئی یا تیسے طلاق فی الحال واقع ہوگی اور دو ملاقین بد وقت دخول وار کے واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مذکور ہو اور اگر یوں کہا کہ اگر تو دارین داخل ہوئی تو تو طلاق واحد ہو نہیں بلکہ تیسے تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ دارین داخل ہو یہ جب دارین داخل ہوئی تو بسے طلاق طلاق ہو جائیگی خواہ مذکور ہو یا غیر بد وقت دخول ہو یہ محیط السی میں ہو۔

چوتھی فصل استنثار کے بیان میں ہو۔ اگر اپنی جو دوسرے کہا کہ تو طلاق ہے انشاء اللہ تعالیٰ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور تو طلاق ہو کہ ساتھ ملا کر انشاء اللہ تعالیٰ کہا تو طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر انشاء اللہ تعالیٰ کہنے سے پہلے عورت مرد کی تو بھی

یہی حکم جو گذشتہ الہدایہ جلد اول میں اس کے اگر انتہائی طلاق یعنی تو طلاق ہو سکے کہ بعد انشاء اللہ تعالیٰ کہنے سے پہلے شوہر  
مرگیا حالانکہ وہ استثنائاً کہنا چاہتا تھا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور یہ بات جب ہی معلوم ہو سکتی ہو کہ اس نے طلاق  
دینے سے پہلے یہ کہا ہو کہ میں اپنی جو رو کو طلاق دوں گا اور استثنائاً کہ فرمائیگا یہ کفار میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہی الا ان  
یشاء اللہ تعالیٰ یا اذ شاء اللہ تعالیٰ تو یہ مثل انشاء اللہ تعالیٰ کے ہے یہ سراج الودیات میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق  
ہو یا انشاء اللہ کان تو واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاق ہو الا ماشاء اللہ تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو یا انشاء اللہ تعالیٰ پس اگر متصل کہا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق  
ہو ان لم یشاء اللہ تعالیٰ تو واقع ہوگی الا انک ان لم یشاء اللہ تعالیٰ کو وقت کر دے مثلاً کہ میں کہہ رہا ہوں کہ آج سے روز تویہ  
دن گذر جائے گا کہ بعد طلاق واقع ہو جائیگی یہ عقابہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو یا انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ کچھ  
واقع ہوگی یہ اختیار شرع قضا میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو یا انشاء اللہ تعالیٰ تو فی الحال طلاق ہو جائیگی یہ بھی شرع  
میں ہے۔ اور تیسرے میں لکھا ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہے طلاق ہو الا ماشاء اللہ تعالیٰ تو اس پر ایک طلاق واقع  
ہوگی اور اس مقام پر فرمایا کہ ہر استثنائاً کو اکثر پر قرار دینا چاہیے اور اس کے لیے یہ مسائل ذکر فرمائے کہ اگر کہا کہ تو طلاق  
ہے طلاق ہو الا ماشاء اللہ تعالیٰ یا تو طلاق ہے طلاق ہو الا ان یشاء اللہ تعالیٰ اور اس کا حکم یہ کہ فرمایا کہ اگر  
طلاق واقع ہوگی چھٹے میں ہے اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اگر اللہ تعالیٰ فرمادے تو یہ بھی فرمایا یا اللہ تعالیٰ  
فرمایا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو بسم اللہ تعالیٰ یا ہا را وہ اللہ تعالیٰ  
یا بحبہ اللہ تعالیٰ یا برضا اللہ تعالیٰ تو واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ ابطال ہو یا تعلیق ہو ایسے اور کے ساتھ چہر  
دقوت نہیں ہو سکتا ہو جیسے انشاء اللہ تعالیٰ کہنے میں ہو اس واسطے کہ حرف با را وہ درہ واسطے الہام کے ہے  
اور تعلیق کی صورت میں الہام خبر البشرط ہوتا ہے۔ اور اگر ان الفاظ کو کسی بندہ کی طرف مضاف کیا تو یہ کسی  
طرف سے اس بندہ کو تعلق ہو یا مالک و مختار کہ دراپس یہ تعلق مقصود مجلس ہوگی جیسے کہا کہ تو طلاق ہو اگر فلاں چاہے  
اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو یا اللہ تعالیٰ یا بحکم فلاں یا بحکم اللہ تعالیٰ یا بحکم فلاں یا بحکم فلاں یا بحکم فلاں یا بحکم فلاں  
اللہ تعالیٰ یا فلاں تو دونوں صورتوں میں خواہ اللہ تعالیٰ کی جانب مضاف کرے یا بندہ کی طرف صورت فی الحال طلاق  
ہو جائیگی اس واسطے کہ عرفاً ایسے طور سے کہنے سے تنہی مراد ہوتی ہے جیسے کہا کہ تو طلاق ہو بحکم قاضی اور اگر عربی زبان میں کہا  
کہ انت طالق لا مر اللہ تعالیٰ اولاً فلاں آخر تک سب الفاظ مذکورہ بحرف لام ذکر کیے تو سب صورتوں میں طلاق واقع  
ہوگی خواہ بندہ کی طرف مضاف کرے یا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ اور اگر اس نے بحرف لام ذکر کیا پس اگر اللہ تعالیٰ کی طرف  
مضافت کی تو سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگی الا فی علم اللہ تعالیٰ کی صورت میں کہ اس میں نے فی الحال  
واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ معلوم کا ذکر ہے اور وہ واقع ہو اور قدرت میں یہ بات نہیں لازم ہے اس واسطے کہ بندہ  
سے اس مقام پر مراد تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی کسی چیز کو مقدر فرماتا ہے اور کبھی نہیں فرماتا تو پس معلوم ہوا اور اگر  
حقیقہ قدرت مراد ہو تو اس قدر اللہ تعالیٰ کہنے سے بھی فی الحال واقع ہوگی اور اگر بندہ کی طرف مضافت کی  
تو پہلی چار نظروں میں تعلق ہوگی کہ اگر فلاں نے مثلاً اس مجلس میں ہی تو واقع ہوگی ورنہ نہیں اور باقی میں  
تعلیق ہوگی یہ نہیں میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اگر اللہ تعالیٰ نے جیسے اعانت دے یا بحسب اللہ تعالیٰ



میں ہو کر اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہے تو طلاق ہے اگر تیرا باپ نہ ہوتا یا تیرا حسن نہ ہوتا یا تیرا جلال نہ ہوتا یا میں تجھے چاہتا نہ ہوتا تو عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی اور یہ سب الفاظ بمعنی استنشاء ہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ اور شیعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ متعلق کرنا امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اعدام و ابطال ہے یعنی جب طلاق کو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر معلق کیا تو طلاق دینے کو باطل و معدوم کر دیا اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ تعلیق بشرط ہے پس باطل و معدوم نہیں کیا مگر بشرط ایسی لگائی کہ اسپر وقوف نہیں ہو سکتا ہو جیسے کسی غائب کی مشیت پر معلق کیا کہ وہ عورت اس کے فاسد ہونے کے سرشت اس کی مشیت پر وقوف نہیں ہو سکتا ہو ایسا واسطے اس میں شرط ہو کہ متصل ہو جیسے اور شرط میں ہو۔ اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اختلاف اس کے برعکس ہے اور خلاصہ کا مگر چند مقامات پر ظاہر ہوتا ہے ازاجلہ یہ ہو کہ اگر بشرط کو مقدم کیا اور جواب میں زبان عربی عربیت صرف ظاہر نہ لایا مثلاً کہ اگر کسی نے انشاء اللہ تھلائے انت طلاق لینے اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے تو طلاق ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک و واقع نہ ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق ہی طرح اگر کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ انت طلاق یا کہا کہ میں نے تجھے کل طلاق دیتی ہے یا انشاء اللہ تعالیٰ تو طرفین کے نزدیک واقع نہ ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک واقع ہوگی اور ازاجلہ اگر ایک نے دو قسموں کو جمع کیا اور کہا کہ تو طلاق ہے اگر تو دارمین داخل ہوئی اور میرا غلام آزاد ہو اگر تو نے زید سے کلام کیا انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استنشاء امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک باجہ بجا مانا ہوگا اور طرفین کے نزدیک پورے سے متعلق ہوگا۔ اور اگر کسی نے دو ایقان کو جمع کیا کہ تو طلاق ہے اور میرا غلام آزاد ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استنشاء بالاطلاع دونوں سے متعلق ہوگا ازاجلہ یہ ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں شرطیہ طلاق کی قسم نہ کھاؤں گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ کے ساتھ طلاق دینے سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک حاشا ہو جائیگا اس واسطے کہ اس میں شرط موجود ہو اور طرفین کے نزدیک حاشا نہ ہوگا یہ تمیز میں ہو۔ اور ایمان اجماع میں لکھا ہے کہ دو قسم کے بعد جو ان شاء اللہ تعالیٰ بولا جاوے وہ دونوں قسموں کی طرف راجع ہوتا ہے یہ ظاہر اور واضح ہے بغیر سبوحی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ فانت طلاق لینے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تو طلاق ہے تو بلا تفاق طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یا فان شاء اللہ تعالیٰ تو یہ شخص استنشاء کرنے والا نہ ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی یہ سراج الایمان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر تو اس دارمین داخل ہوئی تو دارمین داخل ہونے سے طلاق واقع نہ ہوگی اور جہاں شرط کے درمیان استنشاء داخل ہو یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ تو طلاق ہے تو استنشاء راجع بادل ہوگا اور دوسری طلاق ہمارے نزدیک واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاق ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو طلاق ہے تو ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی یہ بحر الرائق میں ہو۔ اگر کہا کہ تو طلاق ہوا عدہ ہو اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور تو طلاق ہے تو طلاق ہے اگر نہ چاہا اللہ تعالیٰ نے تو مشائخ نے فرمایا کہ کوئی واقع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ نازل میں ہو کہ اگر جوہر سے کہا کہ تو طلاق ہے آج کے روز یک طلاق انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر نہ چاہا اللہ تعالیٰ نے تو تو بدو طلاق طلاق ہے یہ غیر دن گذر گیا اور اسکو طلاق نہ دی تو وہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر دن گذرنے سے پہلے اسکو ایک طلاق دیدی تو یہ فقط یہی ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ یہ دوسری جوہر تو استنشاء دونوں پر ہوگا اور نہیں مشیت دوسری کے واسطے اس لیے کہ اُس نے اول سے رجوع قرار دیا ہے پس گویا یوں کیا

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰







کہا کہ تو طلاق ہے چنانچہ طلاق الا واحدہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور نیز امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ دو ہی واقع ہونگی اور اولیٰ اصح ہے یہ حاوی میں ہو۔ اگر کہا کہ تو طلاق چار ہی الا بسہ تو ایک واقع ہونگی اور اگر کہا کہ بائن الا ایک تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ بائن الا تین تو دو واقع ہونگی یہ عتبہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق عشر ہی الا تو ایک طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ الا اکثر تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ الا سائت تین واقع ہونگی اور اسی طرح اگر کہا کہ الا چہ یا بائن یا چار یا تین یا دو یا ایک تو سب صد تین میں تین ہی طلاق واقع ہونگی یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ تو طلاق ثلاث ہی الا دو الا ایک تو دو طلاق واقع ہونگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ثلاث ہی الا ثلاث الا واحدہ تو ایک طلاق واقع ہونگی اس واسطے کہ ہر عدد اس سے استثناء قرار دیا جائیگا جس سے متصل ہو چنانچہ جب ایک عدد تین سے مستثنیٰ کیا گیا تو دو باقی رہے پس جب انکو تین سے استثناء دیکھا تو ایک باقی رہا جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق عشر ہی الا ثلاث الا اکثر تو تین سے استثناء کیے تو ایک رہا وہ دس سے استثناء کیا تو نو رہے پس گویا اسے کہا کہ تو طلاق سے طلاق ہے پس تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ دس الا تو ایک تو تین سے ایک استثناء نکالا اکثر رہے انکو دس سے نکالا تو دو رہے پس دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ ابن سماعہ سے مروی ہے کہ اگر عدوت سے کہا کہ تو طلاق چار ہی الا تین الا دو تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی گویا اسے کہا کہ تو طلاق چار ہی الا ایک کذا فی الجمادی۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بسہ طلاق ہی الا واحدہ والا واحدہ تو دو طلاق واقع ہونگی اور استثناء اخیر باطل ہے یہ غایہ سروری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تین الا تین الا دو الا ایک تو ایک واقع ہونگی اور اگر کہا کہ دس الا تو الا اکثر الا سائت تو دو باقی رہیں گے یعنی دو طلاق واقع ہونگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر جو رو سے کہا کہ تو طلاق ثلاث ہی غیر تین غیر دو تو امام محمد رحمہ اللہ فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ قال المستخرج من عبارت عربی یوں ہی انت طالق ثلاثا غیر ثلاث غیر تینین قال محمد بن قاسم بن عثمان امینی والاصح ترجمہ بالا صلا با لفاظیہ فقہول اگر کہا کہ تو طلاق ثلاث ہی غیر سہ غیر دو تو دو طلاق واقع ہونگی والا التزام فان لمقصود المعنی لا العبارة۔ خانیہ میں لکھا ہے کہ ایک مرد نے اپنی جو رو سے کہا کہ انت طالق ابداما خلا الیوم تو طلاق ہو ہیلتہ ما سوائے آج کے روز کے تو فی الحال واقع ہونگی گویا اسے کہا کہ تو طلاق ایسی طلاق سے ہے کہ آج جب واقع ہونگی یہ تانا خانہ میں ہے اور اگر کہا کہ تو طلاق ثلاث ہی الا غیر واحدہ تو تین دو ہونگی یعنی ایک واقع ہونگی یہ عتبہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو نے زیر سے کلام کیا قبل آنے عمر کے تو زیر سے قبل آنے عمر کے کلام کرنے سے طلاق واقع ہونگی خواہ پھر عمر دا دے یا نہ آوے اور بعد آنے عمر کے کلام کرنے سے طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہی الا آنکہ عمر دا جاوے تو تمام عمر میں جب عمر نہ آوے تو طلاق واقع ہونگی یعنی اگر عمر نہ آیا یا نہ تک کہ یہ قسم کھانے والا ہو گیا تو اس کے آخر جزو حیات میں طلاق طہر جائیگی اور اگر عمر آگیا تو طلاق نہ ہوگی یہ شرح غنی میں جامع کہیں میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ثلاث ہی الا واحدہ کل کے روز یا کہا کہ الا واحدہ اگر تو نے فلان سے کلام کیا تو کل کا روز آنے یا فلان سے کلام واقع ہونے سے پہلے کچھ واقع ہوگی اور کلام واقع ہونے یا کل کا روز آنے کے بعد دو واقع ہونگی۔ ایک مرد نے اپنی جو رو کی طلاق کی قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرے گا الا ناسیاً فقد فلان سے جمعہ کے کلام کیا پھر جان بوجہ کہ کلام کیا تو حائث ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اگر میں نے فلان سے کلام کیا الا یہ کہ میں بھول جاؤں پھر بھول کر اس سے کلام کیا پھر جان بوجہ کہ کلام کیا تو حائث نہ ہوگا اس واسطے کہ کلام الا یہ کہ بھولے غائث ہے تاکہ اگر ایک انتہا ہونے کی امام

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

مردنے دوسرے سے کہا کہ میں دسویں روز تک بیٹھ رہا ہوں اور اپنے دل سے یہ نیت کی کہ اگر کبھی نہ ہوگا پس اگر اسکی قسم بنام اللہ تعالیٰ ہوگی تو حادث نہوگا اور اگر بطلاق و عناق ہوگی تو قضاء اسکی تصدیق ہوگی۔ ایک مرد کے جوڑے کے کہا کہ اگر تو داریں داخل ہوئی تو تو طلاق ثلاث ہو کہ تجھ واقع ہوگی الا بعد فلان سے کلام کرنے کے پھر عورت داریں داخل ہوئی تو بس طلاق طلاق ہو جائیگی اور نہ کہ کلام فلان باطل ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہہ کہ تو طلاق ثلاث ہو الا ذہدہ اگر تو حلقہ ہو اور طاهر ہو یا کہہ کہ اگر تو داریں داخل ہو تو مشروطی منہ کی طرف راجع ہوگی گو یا اسنے کہا کہ تو طلاق ثلاث ہو اگر تو نے ایسا کیا یا ایسا ہوا الا ذہدہ تو وجود شرط کے وقت و طلاق واقع ہوگی یہ شرح زیادت عثمانی میں ہو۔ اور دوا لجمہ میں ہو کہ اگر کہہ تو طلاق ثلاث الا ذہدہ ہست ہو تو بطلان سنت و طلاق سے طلاق ہوگی کہ ہر طہرہ ایک طلاق واقع ہوگی یہ بکر الرائق میں ہو اور استثنائ کی شرط یہ ہو کہ تکلم بحد ہو خواہ وہ سموع ہوں یا نہوں یہ شیخ امام ابو الحسن کرخی کے نزدیک ہے اور شیخ امام ابو جعفر فقیر فرماتے ہیں کہ خود اسکا سننا ضروری ہے اور شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل اسی پر فتویٰ دیتے تھے کہ انی الحیطار۔ صحیح دہی ہو جو فقیر ابو جعفر نے ذکر فرمایا ہے یہ بدائع میں ہو۔ اور ہر سنہ کا استثناء کرنا صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور ملقط میں ہو کہ اگر عورت نے طلاق کو سننا اور استثناء کو نہیں سنا تو اسکو مشرعا گناہ نہیں کہ اپنے ساتھ وطی کرنے دے یہ تاتار خانہ میں ہو اور استثناء صحیح ہونے کی شرط یہ ہو کہ اپنے ماقبل کے کلام سے یہ موصول ہو در صورتیکہ فصل کی کوئی ضرورت داعی نہو چنانچہ اگر طلاق و استثناء کے درمیان سکوت وغیرہ سے بدو نہ ضرورت فصل پایا گیا تو استثناء صحیح نہیں اور اگر مثلاً سانس لگ کر گئی اور اسنے دم لینے کی ضرورت سے سکوت کیا تو مافصل محبت ہوگا اور یہ فصل شمار نہ کیا جائیگا الا اس صورت میں کہ سکوت ہوا ایسا ہی ہشام نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہے یہ برائے حق ہو اور اگر اسنے چھینک لی یا ڈکار لی یا اسکی زبان میں نکلتی تھی کہ دیر تک ترو کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کا تو استثناء صحیح ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اگر اسنے کہا کہ تو طلاق ہو مگر اسکے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بھی بلا قصد اسکی زبان سے نکل گیا تو واقع ہوگی یہ وجہ کروسی میں ہو اور یہی ظاہر لفظ سبب ہے یہ فتح القدیر میں ہو۔ ایک شخص نے طلاق کہ قسم کھائی اور اسکے آخر میں انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا قصد کیا کہ اسنے میں کسی نے اسکا منہ بند کر لیا پھر اگر قصہ پر سے لایا تو اسکا ہی اسنے علی الاصل استثناء کہہ دیا تو استثناء صحیح ہوگا جیسے استثناء و طلاق کے درمیان چھینک یا ڈکار اسنے میں کہ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہہ کہ تو طلاق ثلاث ہو انشاء اللہ تعالیٰ ثلاث ذہدہ انشاء اللہ تعالیٰ یا کہہ کہ تو طلاق و طلاق و طلاق و طلاق انشاء اللہ تعالیٰ ہو تو بالا جماع استثناء صحیح ہو اور اسی طرح اگر کہہ کہ تو طلاق و طلاق و طلاق و طلاق انشاء اللہ تعالیٰ ہو تو بھی صحیح ہو اسواسطے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی کلام لغو محال نہیں ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اگر کہہ کہ تو طلاق بکلمہ یا کلام ثلاث ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استثناء بالا جماع صحیح ہے یہ مختار میں ہو۔ اور اگر کہہ کہ تو طلاق بکلمہ یا کلام ثلاث ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو استثناء صحیح ہوگا یہ غایہ سروری میں ہو۔ اور تجھے میں کتاب لایان میں ہو کہ اگر کہہ کہ تو طلاق جوی ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو واقع ہوگی اور اگر کہہ کہ بائیں ہو تو واقع ہوگی یہ بکر الرائق میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جوڑے سے کہا کہ تو طلاق

مستور  
تاسو  
نارنگی  
پرواز





قول نامقبول ہوگا اور احتیاطاً اسی پر فتویٰ واعتماد ہو۔ ایک مرد نے اپنی جو دو کو تین طلاق دیدین پھر اس مرد کے سامنے دو عادل گواہوں نے گواہی دی کہ تو نے اپنے کلام طلاق میں اشتہار موصول کیا تھا حالانکہ خود اس مرد کو یہ بات یاد نہیں آتی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے حالت غضب میں طلاق دی ہو بجا لیکہ جو وہ نہیں چاہتا ہو وہ اشکی زبان سے نکل سکتا ہو اور جو بیکتا ہو وہ یا وہ نہیں رہ سکتا ہو تو اسکو ان دونوں کے قول پر اعتماد کر لینا جائز ہو ورنہ نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

**باب پنجم طلاق مریض کے بیان میں** ہو شیخ محمدی نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی جو دو کو طلاق دینی خواہ اپنی عورت میں یا مرض میں خواہ برضا مندی عورت یا بغیر رضا مندی پھر عورت کے عدت میں ہونے کی حالت میں مگر کیا تو بالا جماع یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور اسی طرح اگر عورت نے طلاق کے کتابیہ ہو یا کسی کی حملہ کہ ہو پھر وہ عورت میں سے طلاق ہو گئی یا آزاد کی گئی تو بھی وہ وارث ہوگی یہ سراج احوال میں ہے۔ اور اگر اسکو طلاق بائن دیدی یا تین طلاق دیدین پھر عورت کو عدت میں چھوڑ کر مگر کیا تو بھی اسی طرح ہمارے نزدیک عورت وارث ہوگی اور اگر عدت گزر جانے کے بعد وارث نہ ہوگی۔ اور یہ اسوقت ہو کہ بدولت و خواست عورت کے طلاق دی ہو اور اگر بدخواست عورت طلاق دی تو بعد طلاق کے پھر یہ عورت وارث نہ ہوگی یہ بیہوشی میں ہو اگر عورت درخواست طلاق پر باکراہ مجبور کی گئی ہو تو بھی وارث ہوگی یہ معراج الدراہ میں ہے اور اگر اسکو طلاق کا وقت طلاق کے ہونا اور اسوقت سے برابر تا وقت موت باقی رہنا معتبر ہو یہ ہلالہ میں ہے۔ اور اگر عورت کا طلاق عورت کو اپنے مرض میں بائن کیا ہو اسوقت اگر وہ باندی ہو یا کتابیہ ہو پھر وہ باندی آزاد کی گئی یا عورت کا تاجہ سلمان ہو گئی تو اسکو میراث نہ ملے گی پھر میراث کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر مریض نے اپنی جو دو کو تین طلاق دیدین پھر وہ مرد ہو گئی پھر سلمان ہو گئی پھر شوہر مگر کیا در حالیکہ وہ عدت میں ہو تو وارث نہ ہوگی یہ بیہوشی میں ہے اور اگر مرد مگر کیا نفوذ بائنہ دیا جائے پھر وہ قتل کیا گیا یا دار الحرب میں جا لایا یا حالت ارعاد میں دارالاسلام میں مگر کیا تو اسکی جو دو اشکی وارث ہوگی اور اگر عدت قدرہ ہو گئی پھر مگر کیا یا دار الحرب میں جا لیا پس اگر اپنی صحت میں مرتد ہو گئی ہو تو شوہر اسکا وارث ہوگا اور اگر مرض میں مرتد ہوئی ہو تو شوہر اسکا شوہر اسکا وارث ہوگا۔ اور اگر جو دو مرد و دونوں ساتھ ہی مرتد ہو گئے پھر دونوں میں سے ایک سلمان ہو یا پھر ایک مگر کیا پس اگر سلمان ہو نہ والا مرد ہو تو مرد اسکا وارث ہوگا خواہ عورت ہو یا مرد ہو اور اگر مرتد مرد ہو پس اگر یہ مرتد شوہر ہو تو جو واسکی وارث ہوگی اور اگر جو دو مرتد مریض ہو پس اگر وہ مرض میں مرتد ہوئی تھی تو شوہر سلمان اسکا وارث ہوگا اور اگر صحت میں مرتد ہوئی تھی تو وارث نہ ہوگا یہ قاضی خان میں ہے اور اگر مریض کے پسر نے اپنے باپ کی جو دو سے زبردستی باکراہ جماع کر لیا تو عورت وارث نہ ہوگی اور اہل میں مذکور ہے کہ لیکن اگر باپ نے پسر کو اس فعل کا حکم دیا ہو تو نفرت کے حق میں فعل پسر کا اس کے باپ کی طرف منتقل ہوگا کہ گویا باپ نے خود جدا کر دیا ہو پس فار قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہے یعنی جو دو مذکورہ وارث ہوگی فاعلم۔ اور اگر مریض نے اپنی جو دو کو تین طلاق دیدین پھر اس کے پسر نے اس سے جماع کیا یا شوہر سے اسکا بوسہ لیا تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ محیط مشرعی میں ہے اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین اور مریض ہونے کی حالت میں یہ ملا تین میں پھر عورت نے اپنے شوہر مذکور کے پسر کا بوسہ لیا پھر اسکی عدت میں شوہر مگر کیا تو اسکو میراث نہ ملے گی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے مرض کی

عورت کی عدت میں شوہر مگر کیا تو اسکو میراث نہ ملے گی یہ محیط مشرعی میں ہے اور اگر عورت نے اپنے مرض کی

حالت میں اپنے شوہر کے بستر کی سلاطنت کی بھی عادت میں ہو گئی یعنی اجلاس سلاطنت کے چونکہ یہاں واقع ہوئی اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی اور عادت میں بھی بستر عادت میں ہو گئی تو ساتھ ساتھ ہر اسکا وارث ہو گا یہ قسادی قاضی خان میں ہو گا اور اگر شوہر نے مرض میں اپنی جورو کو باطن کر دیا پھر چھو گیا پھر مر گیا تو عورت وارث نہ ہو گی یہ نمایاں میں ہو اور اگر عورت نے اس سے کہا ہو کہ تو مجھے رحمت کی طلاق دیدے پس شوہر نے اسے تین طلاق دیدیں یا بائیس طلاق دیدی پھر مر گیا تو عورت مذکورہ اسکی وارث ہو گی یہ قاتلہ سرجی میں ہو۔ اور اگر اپنے مرض میں عورت سے کہا کہ تیرا امر میرے ہاتھ ہو یا تو اختیار کر لیں عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق دیدے اسنے ایسا ہی کیا یا عورت نے اپنے شوہر سے طلع لے لیا پھر اسکی عادت میں شوہر مر گیا تو اسکی وارث نہ ہو گی یہ بدلتے میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو خود بخود تین طلاقیں دیدیں پس مرد نے اسکو جائز رکھا تو مرد کے مرض پر اپنی عادت میں عورت اسکی وارث ہو گی اسواسطے کہ میراث کی شائے والی شوہر کی اعجازت نہ ہوئی ہو کہ میں میں ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرض میں زوجہ کو طلاق دی اور برابر و برس سے زیادہ بیمار رہ کر مر گیا پھر عورت کے اس شوہر کے مرض سے کہ میں بچ پیدا ہوا تو امام اعظم و امام محمد کے قول میں عورت کو میراث نہ ملیگی یہ بدلتے میں ہو قال المتزوج من طلاق و منده جب ہی فار کھلا تا ہو جب وہ اس غرض سے طلاق دے کہ میراث کا مال عورت کو نہ ملے پاوے یا ایسا اسکی طرف سے گمان ظاہر ہو تو وہ فار ہو گیا اسنے میراث دینے سے فرار کیا تو حق میراث میں ایسی طلاق کا کچھ اعتبار نہیں ہو بلکہ میراث ملیگی اگر شرائط موجود ہوں مگر فرار کا حکم جب ہی ثابت ہوتا ہو کہ جب عورت کا حق اسکے مال سے تعلق ہو جاوے اور اسکے مال سے جب ہی تعلق ہوتا ہو کہ جب وہ ایسا مرض میں ہو جس سے غالباً ہلاکت کا خوف ہو باطن طور کہ وہ بستر پر پڑ گیا ہو کہ وہ گھر کے ضروری امور کا اقدام مثل تندرست آدمیوں کے عادت کے موافق نہ کر سکتا ہو اور اگر وہ تکلف ان امور کا سرانجام کر سکتا ہو کہ گھر ہی میں اپنی ضروریات کو ادا کرتا ہو حالانکہ بیمار ہو تو وہ فار نہ قرار دیا جائیگا اسواسطے کہ آدمی کمتر اس سے غالی ہوتا ہو اور صحیح یہ ہو کہ جو شخص اپنی حاجات کو جو گھر کے باہر سرانجام پاتی ہیں ادا نہ کر سکے وہ مرض میں ہو اگر چہ گھر کے اندر حاجات کو ادا کر سکے اسلیے کہ ایسا نہیں ہو کہ ہر مرض میں حاجات کے انجام دینے سے عاجز ہو جاوے جیسے پیشانیہ و بائسنانہ کے واسطے قیام کرنا یہ تنہا میں ہو اور عورت اگر ایسی ہو کہ بیماری سے چھوٹ پر نہ چڑھ سکتی ہو تو وہ مرض میں ہو ورنہ نہیں اور ایسے امور کے ساتھ بھی حکم فرار ثابت ہوا ہو جو مرض ہلکے کے منی میں ہوتے ہیں کہ تنہا ہلاکت کا احتمال غالب ہو پس اگر انہیں سلامتی کا احتمال غالب ہو تو انکا حکم مثل صحیح کے ہوگا اور وہ فار قرار نہ دیا جائیگا پس جو شخص محصور ہو یا صحت قتال میں ہو یا درندوں کے جنگل میں اترا ہو یا کشتی میں ہو یا ہوا تو مہاں یا رجم کے واسطے مقید ہو تو عیاں ناوہ سلیم البدن ہو اور غالب اسکے حال میں سلامتی ہو اسواسطے کہ قاضی میں کی ہدی در کرنے کے واسطے ہوتا ہو اور ایسا ہی نہ ہو بھی ہوتا ہو اور بیشتر آدمی قید و درندوں کے جنگل سے نوع حیلہ سے خلاص ہا جاتا ہو۔ اور اگر وہ صفوں کے بیچ سے نکلتا کہ کسی دشمن سے قتال کرے یا قید سے نکال کر ایسے قتل کے واسطے پیش کیا گیا جسکا وہ قتل ہو چکا ہو یا کشتی ٹوٹ گئی اور وہ ایک تختہ پر گر گیا یا درندہ کے ٹھنڈ میں ہو تو ایسی حالت میں ایسا اسکے حق میں ہلاکت کا ہو پس اگر ایسی حالت میں اسنے طلاق دی تو فرار کرنے والا قرار دیا جائیگا۔ اور جبکہ ہاتھ پاؤں رہ گئے ہیں یعنی گھٹا ہو گئی ہو اور جسکو فالج نے مارا ہو جب تک اسکا مرض بڑھنے پر ہو تب تک وہ مرض میں ہو اور جب

ایک حالت پر مقرر ہے اور نہ ہر جہاں اور نہ ہر زمانہ میں اس کے تحت ہر حال میں وہ مثل صبیح کے ہو گا فی الکافی  
اور یہی حکم مدقوق کا ہے اور اسی کو بعضی مشائخ نے لیا ہے اور صدر کبیر برہان الدین اور صدر شمسید صام الدین کی یہ  
فتویٰ دیتے ہیں یہ جہیز میں ہے۔ اور بکواسل ہو اگر اس مرض میں اسکو زمانہ وراثت گزارا تو وہ صبیح کے حکم میں ہو گا لیکن اگر اس  
مرض میں اسکی حالت تغیر ہوئی تو جو زمانہ تغیر کا ہو یعنی ایک حالت سے تغیر شروع ہوا تو اسوقت سے مقرر الموت کا زمانہ  
قرار دیا جائیگا اور یہی حال ہے اور ایسے مہین کا ہر جبکا ایک طرف کا دوسرا شک ہو گیا ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور زمانہ وراثت  
کی تفسیر ہمارے اصحاب نے یوں فرمائی کہ ایک سال گزرے پس اگر اس مرض میں ایک سال باقی رہا تو بعد سال کے اسکا جو نقص  
ہو گا وہ مثل تندرست آدمی کے نقصان کے ہو گا یہ تفسیر میں ہے۔ اور زخمی آدمی اور جبکہ درد ہو بشرطیکہ اس تکلیف دہانے اسکو  
صاحب فراش نہ کر دیا ہو وہ مثل صبیح کے ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جو شخص قتل کے واسطے قید خانہ سے نکالا گیا تھا اگر  
وہ پھر قید میں واپس لایا گیا جو حد سے گزرنے کے واسطے نکلا تھا وہ مہین میں واپس آگیا تو وہ صبیح کے حکم میں ہو گا لیکن اگر  
کہ وہ مرض سے اچھا ہو گیا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر ہر طلاق دینے کے واسطے اگر وہ کیا گیا پس اگر اسکی جان یا عتق و ملک  
کرنے کی وجہ سے پراگہ کیا گیا ہو تو وہ طلاق دینے میں خاتمہ قرار دیا جائیگا اور اگر قید کر کے یا یا پیش کی وجہ سے پراگہ ہو تو وہ  
ہو گا یہ عقاب میں ہے۔ اور اگر اپنے مرض میں جو دو کو تین طلاق دین پھر وہ قتل کیا گیا یا اس مرض کے واسطے کسی وجہ سے پراگہ ہو  
ہاں وہ اجنبی نہیں ہو گیا تھا تو اسکی عورت کو میراث ملیگی یہاں میں ہے۔ اور اگر مہین نے مرض میں اپنی جو دو طلاق دی  
پھر عورت نے اسکو قتل کر دیا تو عورت کو میراث نہ ملیگی اسواسطے کہ قاتل کو میراث نہیں ملتی ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور  
عورت اسباب فراش میں قتل ہو گئی ہو چنانچہ اگر عورت نے بخیار بلوغ اپنے نفس کو اختیار کر لیا یا بخیار عتق اختیار کر لیا یا شوہر  
کے سپرد کو اپنے اوپر کسی حرکت کا قابو دیا یا مرد ہو گئی یا مثل اسکے اسباب جہائی مرد کے کسی سبب کو عمل میں لائی اور اسکے کہ  
عورت کو ان امور میں سے جو ہمیں مرض وغیرہ کے ذکر کیے ہیں کوئی پیش آیا اور عارض ہوا ہو تو وہ فارہ قرار دیا جائیگی اور شوہر  
اسکا وارث ہوگا اور حالہ فارہ نہیں قرار پاتی ہے یعنی فقط حمل کے سبب ہو سکتے ہیں اگر امور فراق میں سے کوئی امر کہہ لو فارہ  
نہو گی لیکن اگر دوزخہ شروع ہونے پر اسنے ایسا کیا تو فارہ ہو سکتی ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر مرد بچہ عورت و اسکے شوہر کے  
درمیان بسبب عین ہونے کے جہائی کر دی گئی یا بچہ طور کہ شوہر عین نکلا اور اسکو ایک سال کی مدت دی گئی مگر اس عہد میں  
بھی اسنے عورت سے وطی نہیں کی کہ اسکو قدرت حاصل ہوئی پس عورت کو اختیار دیا گیا پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا درحالیکہ  
وہ مریضہ ہر پھر عورت میں مگر کسی یا بسبب جہب کے یعنی آلت تناسل کٹے ہوئے کے جہائی ہوئی یا بچہ عورت کے دخول کے بعد اسکا طلاق  
پانچ دی گئی پھر جب وہ بچہ عورت میں اس سے نکاح کیا پھر عورت کو یہ معلوم ہوا حالانکہ وہ مریضہ ہو پھر اسنے اپنے نفس کو اختیار  
کیا پھر عورت میں مگر کسی تو دونوں سکون میں شوہر اسکا وارث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر عورت کو قرض کیا پھر  
دونوں میں یا ہم لعان واقع ہوئی درحالیکہ عورت مریضہ تھی پھر قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی پھر وہ عورت میں مگر کسی تو شوہر اسکا  
وارث نہ ہوگا یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر مرض کی طلاق دی ہوئی عورت شتھا حنفیہ ہو اور اسنے عین کے ایام تمیز میں ہوں  
تو ہم میراث کے واسطے اکل مدت جو اسکی ہو وہ لینگے۔ اور اگر اسکا عین معلوم ہو پھر آخری عین مدت میں اسکا خون قطع ہو گیا  
حالانکہ اسکے ایام وس روز سے کم ہیں پس اگر عورت کے غسل کر لینے کا وقت نماز گزار جانے سے پہلے شوہر مریض ہو گیا تو وہ وارث ہوگا  
اور اسی طرح اگر عورت نے غسل کیا مگر کوئی عضو باقی رہا کہ وہاں پانی نہیں ہو چکا تو بھی اس عورت میں یہی حکم دینے میں ہے

حکم مدقوق کا ہے اور اسی کو بعضی مشائخ نے لیا ہے اور صدر کبیر برہان الدین اور صدر شمسید صام الدین کی یہ فتویٰ دیتے ہیں یہ جہیز میں ہے۔ اور بکواسل ہو اگر اس مرض میں اسکو زمانہ وراثت گزارا تو وہ صبیح کے حکم میں ہو گا لیکن اگر اس مرض میں اسکی حالت تغیر ہوئی تو جو زمانہ تغیر کا ہو یعنی ایک حالت سے تغیر شروع ہوا تو اسوقت سے مقرر الموت کا زمانہ قرار دیا جائیگا اور یہی حال ہے اور ایسے مہین کا ہر جبکا ایک طرف کا دوسرا شک ہو گیا ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور زمانہ وراثت کی تفسیر ہمارے اصحاب نے یوں فرمائی کہ ایک سال گزرے پس اگر اس مرض میں ایک سال باقی رہا تو بعد سال کے اسکا جو نقص ہو گا وہ مثل تندرست آدمی کے نقصان کے ہو گا یہ تفسیر میں ہے۔ اور زخمی آدمی اور جبکہ درد ہو بشرطیکہ اس تکلیف دہانے اسکو صاحب فراش نہ کر دیا ہو وہ مثل صبیح کے ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جو شخص قتل کے واسطے قید خانہ سے نکالا گیا تھا اگر وہ پھر قید میں واپس لایا گیا جو حد سے گزرنے کے واسطے نکلا تھا وہ مہین میں واپس آگیا تو وہ صبیح کے حکم میں ہو گا لیکن اگر کہ وہ مرض سے اچھا ہو گیا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر ہر طلاق دینے کے واسطے اگر وہ کیا گیا پس اگر اسکی جان یا عتق و ملک کرنے کی وجہ سے پراگہ کیا گیا ہو تو وہ طلاق دینے میں خاتمہ قرار دیا جائیگا اور اگر قید کر کے یا یا پیش کی وجہ سے پراگہ ہو تو وہ ہو گا یہ عقاب میں ہے۔ اور اگر اپنے مرض میں جو دو کو تین طلاق دین پھر وہ قتل کیا گیا یا اس مرض کے واسطے کسی وجہ سے پراگہ ہو



اور اگر سبب عین ہونے یا مجبوسہ ہونے شوہر کے مرض میں دو ٹون میں تفریق کر دی گئی اور عورت کی عدت میں شوہر نہ ہو کر گیا تو عورت اس کی میراث نہ پاویگی اس واسطے کہ وہ فرقت پر راضی تھی یہ تفریق عین ہے۔ اور اگر مرض عین اپنی عورت کو قذرت کیا اور مرض میں اس سے لعان کیا تو بالاجماع یہ عورت اس کی وارث ہوگی اور اگر عورت میں عورت کو قذرت کیا ہو اور باہم لعان مرض میں واقع ہوا تو امام ابو حنیفہ رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے قول میں اس کی وارث ہوگی یہ ہائے عین ہے۔ اور اگر مرض میں عورت سے ایلا کیا اور عدت ایلا مرض میں گزر گئی تو جب تک اس عدت میں ہو اگر شوہر مرا تو وارث ہوگی اور اگر ایلا حالت صحت میں کیا اور عدت ایلا مرض میں تمام ہو گئی تو پھر وارث ہوگی۔ اور اگر عورت سے اپنے مرض میں لکھا کہ میں نے تجھے اپنی صحت میں طلاق مطلقہ دیدی ہو اور میری عدت گزر گئی ہو پس عورت سے اس کی تصدیق کی جائے اس عورت کے واسطے کچھ قرعہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت مذکورہ کو اس کے حصہ میراث کی مقدار اور اس مقدار مقررہ یا موصی بہا سے جو کم ہو وہ ملے گی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک شوہر کا اقرار و وصیت صحیح ہو اور اگر عورت کے حکم سے عورت کو اپنے مرض میں تین طلاق دیدیں پھر اس کے واسطے کچھ قرعہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت کی تو بالاجماع عورت کو اس مقدار اور اس کے حصہ میراث و دو ٹون میں سے جو کم ہو وہ ملے گی یہ سراج الوماج میں ہے۔ اور ہمارے نزدیک عورت کو اس مقدار اور مقدار حصہ میراث و دو ٹون میں سے کمتر مقدار حسب ایلیکی حسب عورت کی عدت میں شوہر نہ ہو کر گیا ہو اور اگر عدت گزرنے کے بعد مرا ہو تو عورت کو تمام وہ مقدار یا ایلی حسب اس کے واسطے اقرار کیا ہو یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر کوئی آدمی مر گیا اور اس کی جہر دے نہ لیا کہ مجھے وہ اپنے مرض میں تین طلاق دے چکا ہو پھر وہ ایسی حالت میں مرا کہ میں عدت میں ہوں پس تجھے میراث چاہیے ہو اور وارثوں نے کہا کہ تجھے اس نے اپنی صحت میں طلاق دی ہو اور تجھے میراث نہیں چاہیے ہو تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر وارثوں نے کہا کہ تو باندی تھی اور تو اس کے مرنے کے بعد آزاد کی گئی ہو اور وہ کہتی ہو کہ میں برابر آزادہ چلی آئی ہوں تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ غایہ سرحدی میں ہے۔ اور اگر عورت باندی ہو پس وہ آزاد کی گئی اور اس کا شوہر مر گیا پس عورت نے شوہر کی زندگی میں آزاد کیے جانے کا دعویٰ کیا اور وارثوں نے اس کے مرنے کے بعد آزاد کیے جانے کا دعویٰ کیا تو وارثوں کا قول قبول ہوگا اور اگر باندی کے مرنے کے بعد اس کے شوہر کی زندگی میں آزاد کیا تھا تو مولیٰ کا قول قبول نہ ہوگا اور اسی طرح اگر عورت کتا بھیس یا مسلمان کے گت میں ہو پس وہ مسلمان ہو گئی اور اس کا شوہر مر گیا پس کتا بھیس مذکورہ نے کہا کہ میں شوہر کی زندگی میں مسلمان ہوئی ہوں اور وارثوں نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد موت شوہر کے تو قول وارثوں کا قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے اس نے طلاق دی ورجا لیکر وہ سوتا تھا اور وارثوں نے کہا کہ تجھے جاگتے میں طلاق دی ہو تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ ثاتار غانیہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جہر دے اپنے مرض میں لکھا کہ میں نے تجھے اپنی صحت میں تین طلاق دے چکا ہوں یا کہا کہ میں نے تیری ماں یا تیری بیٹی سے جماع کر لیا ہو یا کہا کہ میں نے اس سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہو یا کہا کہ میرے اور اس کے درمیان قبل نکاح کے رضا عتہ تحقق ہو چکی ہو یا کہا کہ میں نے اس سے ایسی حالت میں نکاح کیا کہ یہ غیر کی عدت میں تھی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو مرد سے بائٹہ ہو جائیگی مگر اس کو میراث ملیگی اور اگر عورت نے اس کی تصدیق کی تو میراث نہ ملیگی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر اپنے مرض میں جہر دے تین طلاق دیدیں

پھر درگیا اور اسکی مطلقہ جو روکتی ہو کہ میری عدت ابھی نہیں گزری ہے تو اسکا قول قسم سے قبول ہوگا اگرچہ زمانہ گزر گیا ہو پس اگر عورت نے قسم کھالی تو میرا شک ایسی اور اگر نکول کیا تو اسکا میرا شک نہ ملے گی جیسے عدت گزرتی ہے کے اقرار کرنے کی عدت میں تو اور اگر عورت نے قسم کھالی کہ میں نے نکاح کیا اور عدت گزری ہو کہ اتنی مدت میں تمام ہو سکتی ہے میری عدت سے کہہ کر پہلے فائدہ سے میری عدت نہیں گزری تھی تو عورت کے قول کی تصدیق نہ کیا جائے گی چنانچہ دوسرے شوہر کے ساتھ بیعت کی ہو تو وہ اسکی جو روکتی اور اول شوہر کی میرا شک ایسی اسکو نہ ملے گی اور دوسرے شوہر سے اسکا نکاح کرنا یہ ولایت اس عورت کی طرف سے عدت گزرجانے کا اقرار ہو اور اگر اسنے کسی سے نکاح نہیں کیا بلکہ اسنے کما کما بیعت کی ہو تو اسے قبول اور اسنے تین مہینہ عدت پوری کی پھر شوہر مر گیا اور وہ میرا شک سے شوہر مرنے کی پھر اسکا بیعت اسنے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اسکی بچہ پیدا ہوا یا حاملہ ہوئی تو اسکو پہلے فائدہ سے میرا شک ملے گی اور دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح فاسد ہوگا چنانچہ میں ہوں اور اگر کسی مرد نے جو شوہر مر گیا ہو کہ جب شروع ماہ ہو یا جب توارین داخل ہو یا جب فلان شخص نظر کی نماز پڑھے یا جب والا نکاح کرے اس داریں داخل ہو تو تو طلاق ہو پھر شوہر کے مرنے کی حالت میں یہ باتیں پائی گئیں تو طلاق ہو جائیگی اور شوہر کی میرا شک نہ پائیگی اور اگر شوہر نے ایسا کلام مرنے میں کہا ہو تو وہ طلاق ہوگی سوائے اس عورت کے کہ جب توارین داخل ہو کہ اس عورت میں وارث ہوگی یہ ہایہ میں ہوں اور اگر طلاق کو شرط پر متعلق کیا ہو اگرچہ ذاتی فعل پر متعلق کیا تو حائض ہونے کا وقت مقبر ہو گا چنانچہ اگر حائض ہونے کے وقت مرنے تھا اور مر گیا اور عورت عدت میں تھی تو وارث ہوگی خواہ تعلیق حالت صحت میں کی ہو یا مرض میں خواہ ایسا فعل ہو جسکے کوئی پردہ مجبور ہو یا نہ ہو اور اگر اجنبی آدمی کے فعل پر متعلق کیا تو قسم کھانے اور حائض ہونے کا وقت مقبر ہوگا پس اگر دونوں حالتوں میں قسم کھانے والا مرنے ہو تو عورت وارث ہوگی ورنہ نہیں خواہ فعل جیسے طلاق کیا ہو یا ایسا ہو کر اسے چارہ ہو یا نہ ہو جیسے یون کہہ کر جب فلان آوے تو طلاق ہو یا سراج الی واج میں ہو۔ اور اسی طرح اگر کوئی فعل ایسا ہو کہ تعلیق کی جیسے کہہ کر جب چاند ہو تو طلاق ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہو چنانچہ میں ہوں۔ اور اگر فعل عورت پر تعلیق کی پس اگر ایسا فعل ہو کہ عورت کو اسکے نہ کرنے کا چارہ ہو یعنی چاہے نہ کرے تو حائض ہونے پر عورت وارث ہوگی خواہ قسم اور حائض ہونا دونوں مرض میں واقع ہوئے یا تعلیق صحت میں اور حائض ہونا مرض میں ہوا ہو اور اگر ایسے فعل پر متعلق کیا جس سے عورت کو کوئی چارہ نہیں ہو جیسے کھانا پینا نماز روزہ وصال میں سے کلام کرنا و قرضہ وصول کرنا وغیرہ پس اگر تعلیق فعل مشروط دونوں مرض میں واقع ہوں تو بالاجتماع وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت میں اور وجود شرع لا مرض میں ہو تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ہی حکم ہو جیسے کہ اپنے فعل پر تعلیق طلاق کرنے کا حکم ہو یا سراج و واج میں ہو اگر اپنی صحت میں اپنی جو رو سے کہہ کر اگر میں بقیہ عمر کے اندر نکاح نہ کروں تو تب طلاق طلاق ہو پس وہ بقیہ عمر کا یا حتی کہ مر گیا تو عورت اسکی وارث ہوگی اور اگر جو رو مگرئی اور شوہر زندہ رہا تو اسکا وارث ہوگا اور اگر عورت سے کہہ کر اگر تو بھر میں نہ آئی تو طلاق ہو چنانچہ عورت نہ آئی یا نہ تک کہ شوہر مر گیا تو اسکی وارث ہوگی اور اگر یہ عورت مگرئی اور شوہر باقی رہا تو اسکا وارث ہوگا یہ بدلے میں ہو۔ اور اگر مرنے نے اپنی جو رو کو بعد دخول کے طلاق بائن و یا سی پھر اس سے کہہ کر جب میں تجھے نکاح کروں تو تب طلاق طلاق ہو چنانچہ میں اس سے نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہو جائیگی پھر اگر اسکی عدت میں مرنے مر گیا تو یہ بعد عدت میں اسکی موت

اور اگر کسی مرد نے جو شوہر مر گیا ہو کہ جب شروع ماہ ہو یا جب توارین داخل ہو یا جب فلان شخص نظر کی نماز پڑھے یا جب والا نکاح کرے اس داریں داخل ہو تو تو طلاق ہو پھر شوہر کے مرنے کی حالت میں یہ باتیں پائی گئیں تو طلاق ہو جائیگی اور شوہر کی میرا شک نہ پائیگی اور اگر شوہر نے ایسا کلام مرنے میں کہا ہو تو وہ طلاق ہوگی سوائے اس عورت کے کہ جب توارین داخل ہو کہ اس عورت میں وارث ہوگی یہ ہایہ میں ہوں اور اگر طلاق کو شرط پر متعلق کیا ہو اگرچہ ذاتی فعل پر متعلق کیا تو حائض ہونے کا وقت مقبر ہو گا چنانچہ اگر حائض ہونے کے وقت مرنے تھا اور مر گیا اور عورت عدت میں تھی تو وارث ہوگی خواہ تعلیق حالت صحت میں کی ہو یا مرض میں خواہ ایسا فعل ہو جسکے کوئی پردہ مجبور ہو یا نہ ہو اور اگر اجنبی آدمی کے فعل پر متعلق کیا تو قسم کھانے اور حائض ہونے کا وقت مقبر ہوگا پس اگر دونوں حالتوں میں قسم کھانے والا مرنے ہو تو عورت وارث ہوگی ورنہ نہیں خواہ فعل جیسے طلاق کیا ہو یا ایسا ہو کر اسے چارہ ہو یا نہ ہو جیسے یون کہہ کر جب فلان آوے تو طلاق ہو یا سراج الی واج میں ہو۔ اور اسی طرح اگر کوئی فعل ایسا ہو کہ تعلیق کی جیسے کہہ کر جب چاند ہو تو طلاق ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہو چنانچہ میں ہوں۔ اور اگر فعل عورت پر تعلیق کی پس اگر ایسا فعل ہو کہ عورت کو اسکے نہ کرنے کا چارہ ہو یعنی چاہے نہ کرے تو حائض ہونے پر عورت وارث ہوگی خواہ قسم اور حائض ہونا دونوں مرض میں واقع ہوئے یا تعلیق صحت میں اور حائض ہونا مرض میں ہوا ہو اور اگر ایسے فعل پر متعلق کیا جس سے عورت کو کوئی چارہ نہیں ہو جیسے کھانا پینا نماز روزہ وصال میں سے کلام کرنا و قرضہ وصول کرنا وغیرہ پس اگر تعلیق فعل مشروط دونوں مرض میں واقع ہوں تو بالاجتماع وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت میں اور وجود شرع لا مرض میں ہو تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ہی حکم ہو جیسے کہ اپنے فعل پر تعلیق طلاق کرنے کا حکم ہو یا سراج و واج میں ہو اگر اپنی صحت میں اپنی جو رو سے کہہ کر اگر میں بقیہ عمر کے اندر نکاح نہ کروں تو تب طلاق طلاق ہو پس وہ بقیہ عمر کا یا حتی کہ مر گیا تو عورت اسکی وارث ہوگی اور اگر جو رو مگرئی اور شوہر زندہ رہا تو اسکا وارث ہوگا اور اگر عورت سے کہہ کر اگر تو بھر میں نہ آئی تو طلاق ہو چنانچہ عورت نہ آئی یا نہ تک کہ شوہر مر گیا تو اسکی وارث ہوگی اور اگر یہ عورت مگرئی اور شوہر باقی رہا تو اسکا وارث ہوگا یہ بدلے میں ہو۔ اور اگر مرنے نے اپنی جو رو کو بعد دخول کے طلاق بائن و یا سی پھر اس سے کہہ کر جب میں تجھے نکاح کروں تو تب طلاق طلاق ہو چنانچہ میں اس سے نکاح کر لیا تو طلاق نہ ہو جائیگی پھر اگر اسکی عدت میں مرنے مر گیا تو یہ بعد عدت میں اسکی موت

قرار دیا جائیگی اور نکاح کر سنے سے حکم فرار باطل ہو گیا اگرچہ اسکے بعد طلاق واقع ہوئی ہو کیونکہ تزویج عورت کے فعل سے واقع ہوا ہو پس شوہر مرخص قرار کرنے والا نہ ہو گا یہ امام اعظم کو امام ابو یوسف کے نزدیک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرخص نے اپنی جوہر سے کہا کہ کل کے روز تو طلاق ثلاث ہو حالانکہ یہ عورت باندی ہو اور اسکے مولے سے اس سے کہا کہ کل کے روز تو حرقہ ہو پھر کل کا روز ہوا تو طلاق و عناق ساتھ ہی واقع ہو گئے اور یہ عورت اپنے شوہر کی میراث نہ پا دیگی اور اسی طرح اگر مولے نے عتق کا کلام پہلے کہا ہو پھر شوہر نے اسکے بعد کہا ہو کہ تو کل کے روز طلاق ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر شوہر نے یون کہا کہ جب تو آزاد کی گئی تو تو طلاق ثلاث ہو تو شوہر مرخص نہ ہو فرار کفندہ قرار دیا جائیگا پس اگر مولے نے اس باندی سے کہا کہ کل کے روز تو حرقہ ہو اور شوہر نے کہا کہ پرسون تو بقیہ طلاق طلاق ہو پس اگر اسکو کفنگوئے مولیٰ سے آگاہی ہو تو وہ فار ہو گا اور اگر آگاہ نہ ہو تو فار نہ ہو گا یہ ظہیر میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوہر سے کہا کہ جب میں مرخص ہوں تو تو بقیہ طلاق طلاق ہو پھر بیاہو اور اسی مرض میں ہو گیا در حالیکہ وہ عادت میں تھی تو عورت اسکی وارث ہوگی اور شیخ ابو القاسم صدقہا نے فرمایا کہ وارث مولیٰ اور قول دل ہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک باندی ایک غلام کے تحت میں ہو کہ دونوں سے انکے مولے نے کہا کہ کل کے روز تم دونوں آزاد ہوا اور شوہر نے اس سے کہا کہ تو کل کے روز بقیہ طلاق طلاق ہو تو اس باندی کو اپنے شوہر کی میراث نہ ملیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو پرسون طلاق ثلاث ہو تو قیاساً عورت کے واسطے میراث نہ ہوگی اور احتساباً اگر اسکو کفنگوئے مولے سے آگاہی تھی تو وارث نہ ہوگی اور اگر نہ تھی تو نہ ہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر مرخص پر دعویٰ کیا کہ اسنے مجھکو تین طلاق دیدین مگر وہ انکار کر گیا اور قاضی نے اس سے قسم لی تو قسم کھا گیا پھر عورت نے اسکی تصدیق کی کہ سچا ہے اور شوہر مرخص ہو گیا پس اگر شوہر کے مرنے کے بعد عورت نے اسکی تصدیق کی ہو تو اسکی تصدیق صحیح نہیں ہے۔ مرخص اپنی دو جوہر وں سے کہا کہ اگر تم اس دار میں داخل ہو میں تو تم طلاق ثلاث ہو پھر دونوں معا دار میں داخل ہو میں پھر وہ مر گیا در حالیکہ وہ دونوں عادت میں تھیں تو اسکی وارث ہوگی اور اگر ایک پہلے داخل ہوئی پھر دوسری تو پہلی وارث ہوگی نہ دوسری۔ ایک مرد نے اپنی صحت میں اپنی جوہر سے کہا کہ جب میں چاہوں و فلان تو تو بقیہ طلاق طلاق ہو پھر بیاہو پھر شوہر اور فلان دونوں نے معا طلاق چاہی یا پہلے شوہر نے پھر اجنبی نے چاہی پھر شوہر مر گیا تو عورت وارث نہ ہوگی اور اگر پہلے اجنبی نے چاہی پھر شوہر نے تو عورت وارث ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر مسلمان مرخص نے اپنی کتابیہ جوہر سے کہا کہ جب تو مسلمان ہو تو تو بقیہ طلاق طلاق ہو پھر وہ مسلمان ہو گئی پھر شوہر مر گیا تو فرار کفندہ قرار دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر جوہر کو کتابیہ آزاد ہوا اور اس سے کہا کہ کل کے روز تو طلاق ثلاث ہو پھر وہ کل سے پہلے مسلمان ہو گئی یا بعد کل کے مسلمان ہوئی تو اس عورت کو میراث نہ ملیگی اور اگر مسلمان ہو گئی پھر شوہر نے اسکو تین طلاق دیدین حالانکہ وہ اسکو تین مسلمان ہونے کا علم نہیں ہے تو عورت کو میراث ملیگی۔ اور اگر کافر کی جوہر مسلمان ہو گئی پھر کافر نے اپنے مرض کی حالت میں اسکو تین طلاق دیدین پھر خود مسلمان ہو گیا پھر مر گیا در حالیکہ وہ عادت میں تھی تو عورت کو میراث نہ ملیگی۔ اور اسی طرح غلام نے اگر مرض میں اپنی جوہر کو طلاق دی پھر آزاد کیا کیا اسنے کچھ مال پایا تو عورت کو میراث نہ ملیگی۔ اور اگر اس نے یون کہا کہ جب میں آزاد کیا جاؤں تو تو طلاق ثلاث ہو تو فار قرار دیا جائیگا۔ اور اگر جوہر کسی باندی ہو کہ وہ پس غلام نے اپنے مرض میں کہا کہ جب میں آزاد کیے جاؤں تو تو

خداوند متعال  
کائنات  
میں  
ہر  
چیز  
پر  
قادر  
ہے

طائفہ ثالث ہی پھر دونوں آزاد کیے گئے تو عورت کو اسکی میراث ملیگی۔ اور اگر بولا کہ توکل کے روز طائفہ ثالث ہی پھر دونوں  
 آج کے روز ہی آزاد کیے گئے تو دارش نہ ہوگی یہ شرط جامع کبیر جھیری میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی باندی کو آزاد کر  
 کر دیا اور حالیکہ یہ عورت کسی مرد کے تحت میں ہی بیٹھنے لگی ہوئی ہو پھر شوہر نے اپنے مرض میں اسکو تین طلاق دیدیں خواہ  
 وہ باندی کے آزاد ہونے سے آگاہ تھا یا نہ تھا بہر حال قرار کنندہ قرار پائے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک  
 باندی مرد آزاد کے تحت میں ہو وہ آزاد کی گئی اور اسکو کچھ مال ہبہ کیا گیا پس عورت مذکورہ نے اپنے نفس کو اختیار  
 کیا بخیر اعتق حالانکہ وہ مریضہ ہو پھر عورت میں مرگئی تو شوہر اسکا وارث ہوگا۔ ایک مرد نے اپنے مرض میں جو دونوں  
 سے کہا کہ تم اپنے نفوس کو تین طلاق دیدو حالانکہ دونوں اسکی مدخلہ میں پھر ہر ایک نے اپنے نفس کو اور سوت کو آگے  
 پیچھے طلاق دیدی تو پہلی طلاق دینے والی عورت کی طلاق سے دونوں میں سے ہر ایک بے طلاق طائفہ ہو جائیگی۔  
 اور اسکے بعد دوسری بخور کا طلاق دینا اپنے کو اور اپنی سوت کو باطل ہو اور شوہر کی دوسری وارث ہوگی نہ پہلی بخور  
 اسکے اگر پہلی نے اولاً اپنی سوت کو طلاق دی نہ اپنے آپ کو حتیٰ کہ سوت پر طلاق واقع ہوئی اور اسپر واقع نہ ہوئی تو دونوں  
 وارث ہوگی اور اسی طرح اگر ہر ایک نے پہلے اپنی سوت کو طلاق دی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ہر ایک نے اپنے آپ کو  
 اور اپنی سوت کو طلاق دی یعنی ایک ساتھی ساتھ دونوں میں سے ہر ایک نے ایسا کیا تو دونوں مطلقہ ہونگی اور کوئی  
 وارث نہ ہوگی اور اگر یوں ہو کہ ایک نے اپنے نفس کو طلاق دی اور دوسری نے کہا کہ میں نے اپنی  
 سوت کو طلاق دی اور دونوں کلام ساتھ ہی نکلے تو بھی کیلی طائفہ ہو جائیگی اور وارث نہ ہوگی۔ اور اگر ایک نے  
 اپنے آپ کو طلاق دی پھر اسی کو اسکی سوت نے طلاق دیدی تو طائفہ ہو جائیگی اور وارث نہ ہوگی اور اگر ایک نے  
 واقع ہوا تو وارث نہ ہوگی۔ اور یہ سبب انہ وقت ہو کہ دونوں عورتیں اسی مجلس تفویض پر ہر قرار ہوں اور اگر دونوں  
 اس مجلس سے آگے گئی ہوں پھر ہر ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو ایک ساتھ ہی یا آگے پیچھے تین طلاق میں  
 یا ہر ایک نے اپنی سوت کو طلاق دی تو دونوں وارث نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کو طلاق  
 دی تو کوئی طائفہ نہ ہوگی۔ اور اگر مرد نے اپنے مرض میں دونوں سے کہا کہ تم اپنے آپ کو تین طلاق دو اگر تم چاہو پس  
 ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاق دین تو جب تک دوسری بھی اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاق نہ دے  
 جب تک کوئی طائفہ نہ ہوگی پان اگر اسکے بعد دوسری نے اپنے آپ کو اور سوت کو تین طلاق دین تو دونوں طائفہ ہو جائیں  
 اور پہلی وارث نہ ہوگی نہ دوسری اور اگر دونوں کے کلام ساتھ ہی نکلے تو دونوں باندہ ہوگی اور دونوں وارث  
 نہ ہوگی اور اگر دونوں مجلس سے کھڑی ہو گئیں پھر ہر ایک نے دونوں کو ساتھ یا آگے پیچھے طلاق دین تو واقع نہ ہوگی۔ اور  
 اگر اپنے مرض میں دو جو دونوں سے کہا کہ تمھارا امر متاثر ہو یا تمھارا اس سے طلاق کا قصد کیا تو دونوں کی طلاق بطریق تاکید  
 دونوں کے سپرد ہوگی حتیٰ کہ کیلی کوئی دونوں میں سے منفرد بطلاق نہیں ہو سکتی ہو اور یہ تفویض فقہ ورجس ہوگی چنانچہ  
 بشیعت میں ہوتا ہی مگر ان دونوں صورتوں میں ایک بات کافرت ہو اور وہ یہ ہو کہ اگر دونوں کسی ایک کی طلاق متفق ہو  
 تو دونوں میں سے کسی طلاق متفق ہوئی ہیں تفویض کی صورت میں اسپر واقع ہوگی اور شہادت کی صورت میں اتع نہ ہوگی۔ اور  
 اگر کہا کہ تم اپنے آپ کو ہر اور دم بطلاق دیدو پس ہر ایک نے ساتھ ہی یا آگے پیچھے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت  
 کو ہر اور دم بطلاق دیدی تو ہر اور دم معاوضہ میں دونوں برابر لازم ہونگے اور دونوں کے ہر تقسیم ہونے پس ہر بقدر جسکا عمر ہو

اور اگر ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاق دیدی تو دونوں وارث نہ ہوگی۔ اور اگر ایک نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو کوئی طائفہ نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دونوں وارث نہ ہوگی۔ اور اگر ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاق دیدی تو جب تک دوسری بھی اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاق نہ دے جب تک کوئی طائفہ نہ ہوگی۔ اور اگر اسکے بعد دوسری نے اپنے آپ کو اور سوت کو تین طلاق دین تو دونوں طائفہ ہو جائیں۔ اور اگر دونوں کے کلام ساتھ ہی نکلے تو دونوں باندہ ہوگی۔ اور اگر دونوں مجلس سے کھڑی ہو گئیں پھر ہر ایک نے دونوں کو ساتھ یا آگے پیچھے طلاق دین تو واقع نہ ہوگی۔ اور اگر اپنے مرض میں دو جو دونوں سے کہا کہ تمھارا امر متاثر ہو یا تمھارا اس سے طلاق کا قصد کیا تو دونوں کی طلاق بطریق تاکید دونوں کے سپرد ہوگی حتیٰ کہ کیلی کوئی دونوں میں سے منفرد بطلاق نہیں ہو سکتی ہو اور یہ تفویض فقہ ورجس ہوگی چنانچہ بشیعت میں ہوتا ہی مگر ان دونوں صورتوں میں ایک بات کافرت ہو اور وہ یہ ہو کہ اگر دونوں کسی ایک کی طلاق متفق ہو تو دونوں میں سے کسی طلاق متفق ہوئی ہیں تفویض کی صورت میں اسپر واقع ہوگی اور شہادت کی صورت میں اتع نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تم اپنے آپ کو ہر اور دم بطلاق دیدو پس ہر ایک نے ساتھ ہی یا آگے پیچھے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو ہر اور دم بطلاق دیدی تو ہر اور دم معاوضہ میں دونوں برابر لازم ہونگے اور دونوں کے ہر تقسیم ہونے پس ہر بقدر جسکا عمر ہو



حقتہ ہزار و درم کا اسکو و دنیا پر بگا اور کسی حال میں دونوں میں سے کوئی وارث نہ ہوگی اور اگر ایک سے طلاق دی ہو تو  
 اپنی حصہ ہزار و درم کے عوض طلاق ہوگی اور وارث نہ ہوگی اور جو بیوی نکاح سے کوئی ہوگئی اس کے حق میں یہ امر تو نہیں بل  
 ہو گیا یہ کافی میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی و در و درون سے حالانکہ دونوں اسکی مذکورہ میں کہا کہ تو  
 ایک سے طلاق طلاق ہو پھر اسے اپنے مرد سے لیا تو میں بیان کیا کہ وہ یہ تو میرا ہے تو وہ نہ ہوگی اور اس بیان میں شہر  
 کرنے والا قرار دیا جائیگا کہ اس کی گران و دونوں کے واسطے اسکی کوئی اور جو وہ تو اسکو نہیں دے گا اور اگر شہر کے  
 سے پہلے وہ عورت کو نکاح سے نکال دے تو اس کے واسطے میرا ہے تو وہی اور بیان میں اس کے حق میں  
 ہو جائیگا اور دوسری کو میرا ہے بلکہ اگر شہر کے کوئی دوسری ہو جو میرا ہے تو میرا ہے ان دونوں میں نصفانہ ہوگی اور  
 اگر وہ عورت جس کے حق میں طلاق واقع ہو تو بیان کیا کہ جو زندہ رہی اور دوسری مر گئی کہ شہر کے گرا تو اس عورت کو نصف  
 میرا ہے بلکہ اس واسطے کہ اس کے حق میں بیان طلاق اس نصف حصہ کے واسطے صحیح ہوگا جو اس کا نہ تھا اور نہ صحیح ہوتا تھا یہی  
 نصف حصہ کے حق میں ہوگی نہ تھی پس وہ من و منکو نہ ہوگی اس نقطہ سے کہ بیوی کی مستحق ہوگی حتیٰ کہ اگر اس مرد کی  
 کوئی اور جو وہی ہو تو اس طلاق کو فقط جو تھا فی بیگی اور تین چوتھا فی دوسری جو وہی ہوگی اور اگر ان دونوں میں  
 سے ایک عورت قبل شہر کے بیان کرنے اور شہر کے مر گئی تو دوسری جو زندہ رہی ہو طلاق کے واسطے متعین  
 ہو جائیگی اور اسکو میرا ہے نہ بیگی۔ اور اگر شہر نہیں مرا اور نہ اسے کچھ بیان کیا یا نہ تھا کہ دونوں میں سے ایک  
 عورت وقت طلاق سے چھ مہینے سے زیادہ اور دوسری سے کم میں ایک یا بچہ جنی تو یہ امر مثل بیان کے نہ ہوگا اور  
 شہر کو اپنا اختیار باقی ہو پھر اگر شہر نے اس بچہ کی نفی کی کہ میرا نہیں ہے تو اسکو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس  
 اگر اسے کہا کہ میں نے اقرار طلاق سے وقت وہ عورت مرادی تھی کہ جس کے یہ نہیں ہوا تو تو جس بچہ ہوا ہے اس کے اور  
 شہر کے در بیان لہان کیا جائیگا اور بعد لہان کے بچہ کا نسب اس مرد سے قطع کر کے فقط مان کی طرف منحصر کیا جائیگا  
 اور اگر اسے کہا کہ میں نے یہ عورت نہ بچہ جنی ہو مرادی تھی تو شہر کے یہ مرد واجب ہوگی اور بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور  
 اگر اسے کہا کہ میں نے اقرار کے وقت کسی کو مراد نہیں کیا تھا تو اس میں اس عورت کو مراد لیتا ہوں جو بچہ جنی ہو تو  
 ایسی عورت میں مرد و لہان کچھ نہیں ہو اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر وقت اقرار طلاق سے  
 دوسری سے زیادہ کے بچہ جنی تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اس واسطے کہ ایسی عورت میں ہر  
 متعین معلوم ہو کہ وطی بعد طلاق کے واقع ہوئی ہو اور بچہ جنی ہو وہ نکاح کے واسطے متعین ہوگی تاکہ مرد کو  
 طلاق کے ساتھ وطی کرنے سے حرام کرنے والا نہ ہو جائے اور نہ بچہ ضائع ہو جاوے اور اگر اس مرد نے اس بچہ کے نسب  
 سے انکار کیا تو دونوں میں لہان کرایا جائیگا مگر اس مرد سے اسکا نسب قطع نہ کیا جائیگا اسلئے کہ ہر گاہ شرع نے  
 حکم دیدیا کہ اسکا نطفہ اسی مرد سے قرار پایا ہو اور اس سے ایک حکم مشتق کیا یعنی اس مرد سے وطی واقع ہوئے کہ  
 بیان طلاق قرار دیا تو یہ بات اس کے نسب قطع ہونے سے مانع ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کے وقت طلاق  
 سے دوسری سے کم میں اور دوسری کے وقت اقرار سے دوسری سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا تو جس کے دوسری سے  
 کم میں ہوا ہو وہی طلاق کے واسطے متعین ہوگی پس جب اس طلاق واقع ہوئی یعنی واقع ہونا معلوم ہو گیا تو اسکا  
 عدت کے واسطے دیکھا جائیگا کہ اگر اس کے بچہ جنی ہو اور اسکی عورت کے بچہ جنی میں چھ مہینہ سے کم مدت ہو تو قطع محل سے

شہر کے  
 بیوی  
 بیان  
 اقرار  
 طلاق  
 وقت

اسکی عدت منقضی ہو جائیگی اور اگر دونوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ ہوں تو اس مطلقہ کی عدت چھ مہینے پر ہوگی اور اگر دوسرے سے کم مہینے چھنے والی سے وطی کرنے کا شوہر نے اولاً اقرار کیا تو اسکی عدت سے دوسری جو دوسرے سے زیادہ مہینے چھنی ہو طلاق ہو جائیگی و لیکن دوسرے سے کم مہینے چھنے والی سے طلاق دور کرنے میں شوہر کے قول کی تقدیم نہ ہوگی پس دونوں مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر وقت طلاق سے دوسرے سے زیادہ مہینے دونوں کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں کے چھنے میں ایک روز یا زیادہ کا تفاوت ہو تو پہلی عورت کا بچہ دوسری کے حق میں طلاق کا بیان ہوگا پھر جب دوسری بھی اسکی بعد چھ مہینے طلاق اس پر چھ مہینے کی طرف پھیری نہ جائیگی اور ایسا ہو گیا کہ گویا آٹھ دونوں میں سے ایک سے جماع کیا چھ دوسری سے جماع کیا تو دوسری جس سے آخرین جماع کیا ہو طلاق ہوگی پس ایسا ہی بیان ہوگا اور مطلقہ کی عدت وضع محل سے تمام ہو جائیگی اور یہ کہ کاتب اس مرد سے ثابت ہوگا پھر شرح زیادہ است عتباتی میں ہے۔ اور اگر بیان سے پہلے دونوں میں سے ایک مگر کسی میں شوہر نے کہا کہ میں نے اسی کو مراد لیا تھا تو شوہر کا وارث نہ ہوگا اور دوسری مطلقہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر دونوں ایک بعد دوسری کے مگر میں نے پہلے مری ہو میں نے انہی کو مراد لیا تھا تو دونوں میں سے کسی کا وارث نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں ساتھ ہی مگر میں نے دونوں پر دیوار گھر پڑی یا دونوں خرقہ ہو گئیں تو دونوں میں سے ہر ایک سے نصف میراث کا وارث ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں ایک بعد دوسری کے مگر میں نے دونوں کو مراد لیا تھا تو اسکا وارث نہ ہوگا اور دوسری کا وارث ہوگا اگر نفع میراث کا ہوگا اور اگر قبل بیان کے دونوں مرد ہو گئیں پھر دونوں کی عدت گزر گئی اور شوہر سے بائیں ہو گئیں تو شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دونوں میں سے کسی ایک کے حق میں طلاق بیان کرے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنی جو دو کی طلاق کسی اجنبی کے سپرد کی اور حالت صحت میں سپرد کی پھر اجنبی نے انہی کے مرتب میں اسکی عورت کو طلاق دی میں اگر سپرد کرنا ایسے طور پر ہو کہ اسکو قبول نہ کر سکتا ہو تو عورت وارث نہ ہوگی مثلاً اجنبی کو طلاق کا مالک کر دیا تو مفرول نہیں کر سکتا ہو اور اگر تفویض ایسے طور پر ہو کہ اسکو مفرول کر سکتا ہو مثلاً طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو اور وکیل نے موکل کے مرض الموت میں طلاق دیدی تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ سراج الوہاب میں ہے

چھٹا باب زوجت اور جس سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہو اور اسکی مقدمات کے بیان میں یہ مطلقہ جب تک حرام میں ہو اسکی نکاح کے بدستور سابق باقی رکھ لینے کو زوجت کہتے ہیں یہ میں ہے اور زوجت دو طرح کی ہوتی ہے بدعی پس سنی زوجت یہ ہو کہ قول سے عورت سے مراجعت کرے اور اپنی مراجعت پر دو گواہوں کو گواہ کرے اور عورت کو اس سے آگاہ کرے۔ اور زوجت بدعی یہ ہو کہ عورت سے قول سے رجوع کیا مثلاً کہا کہ میں نے تجھے رجوع کر لی یا میں نے اپنی جوڑ سے مراجعت کر لی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ کر لیے مگر عورت کو اس سے آگاہ نہ کیا تو یہ مخالف سنت ہے اور بدعت ہے مگر غیر زوجت صحیح ہو جائیگی اور اگر عورت سے اپنے فعل سے مراجعت کی مثلاً اس سے وطی کر لی یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا تو ہمارے نزدیک اس سے بھی مراجعت ہو جائیگی مگر فعل اسکا مکروہ نہیں اسکی بعد عجب ہو کہ گواہ کرے یہ جوہرہ نیزہ میں لکھا ہے۔ اور الفاظ زوجت دو طرح کے صریح و کنا ہیں پس صریح جیسے عورت

اسکی عدت منقضی ہو جائیگی اور اگر دونوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ ہوں تو اس مطلقہ کی عدت چھ مہینے پر ہوگی اور اگر دوسرے سے کم مہینے چھنے والی سے وطی کرنے کا شوہر نے اولاً اقرار کیا تو اسکی عدت سے دوسری جو دوسرے سے زیادہ مہینے چھنی ہو طلاق ہو جائیگی و لیکن دوسرے سے کم مہینے چھنے والی سے طلاق دور کرنے میں شوہر کے قول کی تقدیم نہ ہوگی پس دونوں مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر وقت طلاق سے دوسرے سے زیادہ مہینے دونوں کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں کے چھنے میں ایک روز یا زیادہ کا تفاوت ہو تو پہلی عورت کا بچہ دوسری کے حق میں طلاق کا بیان ہوگا پھر جب دوسری بھی اسکی بعد چھ مہینے طلاق اس پر چھ مہینے کی طرف پھیری نہ جائیگی اور ایسا ہو گیا کہ گویا آٹھ دونوں میں سے ایک سے جماع کیا چھ دوسری سے جماع کیا تو دوسری جس سے آخرین جماع کیا ہو طلاق ہوگی پس ایسا ہی بیان ہوگا اور مطلقہ کی عدت وضع محل سے تمام ہو جائیگی اور یہ کہ کاتب اس مرد سے ثابت ہوگا پھر شرح زیادہ است عتباتی میں ہے۔ اور اگر بیان سے پہلے دونوں میں سے ایک مگر کسی میں شوہر نے کہا کہ میں نے اسی کو مراد لیا تھا تو شوہر کا وارث نہ ہوگا اور دوسری مطلقہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر دونوں ایک بعد دوسری کے مگر میں نے پہلے مری ہو میں نے انہی کو مراد لیا تھا تو دونوں میں سے کسی کا وارث نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں ساتھ ہی مگر میں نے دونوں پر دیوار گھر پڑی یا دونوں خرقہ ہو گئیں تو دونوں میں سے ہر ایک سے نصف میراث کا وارث ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں ایک بعد دوسری کے مگر میں نے دونوں کو مراد لیا تھا تو اسکا وارث نہ ہوگا اور دوسری کا وارث ہوگا اگر نفع میراث کا ہوگا اور اگر قبل بیان کے دونوں مرد ہو گئیں پھر دونوں کی عدت گزر گئی اور شوہر سے بائیں ہو گئیں تو شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دونوں میں سے کسی ایک کے حق میں طلاق بیان کرے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنی جو دو کی طلاق کسی اجنبی کے سپرد کی اور حالت صحت میں سپرد کی پھر اجنبی نے انہی کے مرتب میں اسکی عورت کو طلاق دی میں اگر سپرد کرنا ایسے طور پر ہو کہ اسکو قبول نہ کر سکتا ہو تو عورت وارث نہ ہوگی مثلاً اجنبی کو طلاق کا مالک کر دیا تو مفرول نہیں کر سکتا ہو اور اگر تفویض ایسے طور پر ہو کہ اسکو مفرول کر سکتا ہو مثلاً طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو اور وکیل نے موکل کے مرض الموت میں طلاق دیدی تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ سراج الوہاب میں ہے

سے خطاب کر کے کہا کہ میں نے تجھ سے مراجعت کر لی یا عورت کی نسبت میں با سائے کہا کہ میں نے اپنی جود سے مراجعت  
کر لی تو یہ صریح ہے اور یہ کہنا کہ میں نے تجھے مراجعت کر لیا یا تجھ سے رجوع کر لیا یا تجھ کو لایا یا تجھے رکھ لیا یہ سبھی  
الفاظ صریح ہیں سے بہن اور سنگتک بنزلہ اسکا شک کے ہی یعنی تجھ کو رکھ لیا پس ان الفاظ سے بلا تینیت رجعت  
کرنے والا ہو جائیگا اور گناہ ثابت جیسے کہا کہ تو میرے نزدیک بھی ویسی ہی ہو یا تو میری جود ہو تو ایسے اذکار  
میں بدون نیت کے مراجعت کرنے والا ہو گا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ای رفته باز آ و دست یعنی او گئی  
ہوئی میں تجھے پھر لایا اگر رجعت کی نیست کی تو مراجع ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ملاحظہ فرمایں اس سے رجوع  
کیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی طرح اگر اس سے نکاح پڑھ لیا تو بھی بنا بر  
خیانت مراجع ہو جائیگا یہ جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر اس سے کہا کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں لے لیا تو ظاہر الروایہ  
کے موافق یہ رجعت ہی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے ہزار درم مرہ بہ رجوع کر لیا پس اگر  
عورت نے اسکو قبول کیا تو یہ زیادتی صحیح ہوگی ورنہ نہیں اسوائے کہ یہ ہمیں زیادتی ہو پس عورت کا قبول کرنا  
شرط ہے اور یہ بنزلہ تجدد نکاح کے ہی یہ تحیط میں ہے۔ اور رجعت جیسے قول سے ثابت ہوتی ہے ویسے ہی فعل سے  
ثابت ہوتا ہے ویسے ہی حکم کر لینا و شہوت سے مساس کرنا کذا فی النہایہ اور ایسے ہی وہن پر شہوت سے بوسہ لینے  
سے بالاجماع رجعت ثابت ہوتی ہے اور اگر گال یا ٹھوڑی یا پیشانی پر بوسہ لیا یا سر جویم لیا تو اس میں اختلاف  
ہے اور عیون کی عبارت کے اطلاق سے ظاہر ہے کہ بوسہ چاہے جس جگہ کا ہو موجب حرمت مصما ہرہ ہے اور یہی صحیح  
ہے یہ جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور عورت کی داخل فرج میں شہوت سے نظر کرنا رجعت ہے یہ فتح القدر میں ہے اور سوائے  
فرج کے اور کسی اسکے بدن پر نظر کرنے سے رجعت نہیں ہوتی ہے تبیین میں ہے۔ اور ہر چیز جس سے حرمت مصما ہرہ ثابت  
ہوتی ہے اس سے رجعت ثابت ہوتی ہے یہ تاثر خانیہ میں ہے۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا و مساس کرنا مکروہ ہے جبکہ  
اس سے رجعت کا قصد نہ ہو اور اسی طرح عورت کو تنگ دیکھنا بغیر شہوت مکروہ ہے ایسا ہی امام ابو یوسف نے فرمایا  
ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور جب مساس و نظر بغیر شہوت ہو تو یہ بالاجماع رجعت نہیں ہے یہ سراج الومام میں ہے اور  
واقع رہے کہ جیسے مرد کے بوسہ لینے و چھونے و نظر کرنے سے رجعت ہوتی ہے ویسے ہی عورت کی طرف سے بھی ایسے  
فعل سے رجعت ہوجاتی ہے کچھ فرق نہیں ہے بشرطیکہ جو فعل عورت سے صادر ہوا ہو وہ مرد کی دانست میں ہو اور مرد  
نے اسکو منع نہ کیا اور اس میں اتفاق ہے۔ اور اگر عورت نے ایسا فعل باختلاس کیا یعنی مثلاً مروستا تھا اور عورت  
شہوت سے بوسہ لے لیا اور یہ نہیں ہوا کہ مرد نے اسکو قباورید یا ہو کہ اسکا بوسہ لے لے یا عورت نے زبردستی کر لیا یا  
مرد معتدہ ہو تو شیخ الاسلام و شمس الامم نے ذکر کیا کہ بقول امام اعظم جر دا امام محمد رحمہ اللہ کے رجعت ثابت ہوجائیگی اور یہ حقوق  
ہے کہ شوہر نے اس امر کی تصدیق کی کہ شہوت کی حالت میں عورت نے ایسا کیا ہے اور اگر عورت کے شہوت میں  
ہونے سے انکار کیا تو رجعت ثابت نہ ہوگی اور اسی طرح اگر شوہر نے ایسا کیا اور ایک دار ثون نے تصدیق کی یعنی عورت حالت  
شہوت میں تھی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شہوت میں ہونے کے گواہ پیش ہوئے تو مقبول نہ ہوگی یہ فتح القدر میں ہے اور اگر  
گواہوں نے جماع واقع ہونے کی گواہی دی تو بالاجماع مقبول ہونگے یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر مروستا ہوا یا  
منجون ہوا اور عورت مطلقہ تھی تو مرد کے لئے اس سے رجعت کو اپنی فرج میں داخل کر لیا تو بالاتفاق یہ رجعت ہوگی یہ فتح القدر میں ہے

اور اگر عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے تجھ سے مراجعت کی تو صحیح نہیں ہو یہ بدائع میں ہو۔ خلافت کرنا رجعت نہیں ہو  
اس واسطے کہ خلافت شخص بیک نہیں ہو اور جب شوہر نے اپنی معتدہ کے ساتھ ایسا فعل کیا جو شخص بیک نہیں ہوتا ہو  
تو ہر ایسے فعل سے رجعت ثابت نہوگی یہ خطا میں ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ جب میں تجھ سے جماع کروں تو تو طلاق  
تلاش ہو پھر اس سے جماع کیا پس جب دونوں کے ختنائین باہم مل گئے اور وہ طلاق نہ ہو گئی اور کچھ دیر ٹھہرا رہا تو اسپر  
بہر و ارجب نہوگا اور اگر نکاح کر پھر داخل کر دیا تو اسپر بہر و ارجب نہوگا قال المتزیم یعنی قسم مذکور پر اتفاق ختنائین  
ہونے سے طلاق واقع ہوگی پھر اگر وہ اسی حال پر ٹھہرا رہا تو وہ پر ابہر طلاق کے و طی کرنے کا عقد و ارجب نہوگا اور یہ  
مرد نہیں ہو کہ رجعت نکاح قرار پایا تھا اگر وہ ادا نہیں کیا ہو تو واجب نہوگا بلکہ وہ بعد طلاق کے نکاح نہو گیا کہ سبیل واکوفا  
واجب نہوگا چکا فہم۔ اور اگر طلاق رجعی ہو یعنی کہ طلاق بعد طلاق رجعی ہو تو بعد طلاق واقع ہونے کے اگر نکاح کر پھر  
داخل کیا تو مراجعت کر نیوالا ہو جائیگا اور اسپر اتفاق ہو اور اگر فقہا ٹھہرا رہا تو امام ابو یوسف کے نزدیک مراجعت  
ہو جائیگا۔ اور امام محمد نے انہیں اختلاف کیا یہ یہاں میں ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے  
کیا یعنی جماع کیا تو تو طلاق ہو پھر عورت کو چھوایا پھر اپنا ہاتھ اسپر سے اٹھا لیا پھر دوبارہ باقہ نکاح کر اسکو چھوایا تو  
یہ رجعت ہو۔ اور اگر اپنی منکوحہ جو رو سے کہ اگر جب میں تجھ سے رجعت کروں تو تو طلاق ہو تو یہ صحیح فقہی رجعت ہے  
ہوگی نہ عقد نکاح پر جسے کہ اگر اسنے جو رو کو طلاق دیکر پھر اس سے نکاح کر لیا تو طلاق نہوگی اور اگر اس سے رجعت  
کی تو طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر کسی اجنبی عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے مراجعت کی تو تو طلاق ہو تو اسکی قسم نکاح  
پر قرار دی جائیگی۔ اور اگر رجعی طلاق کی مطلقہ سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے رجعت کی تو تو بس طلاق طلاق ہو پھر اسن طلاق  
کی عدت گذر گئی پھر اس سے دوبارہ نکاح کیا تو وہ طلاق نہوگی اور اگر طلاق بائنہ کی صورت میں ایسا کہا ہو تو  
نکاح کرنے پر طلاق ہو جائیگی یہ خطا میں ہو اور اگر عورت کی دہر لینے یا سخا نہ کے مقام کو شہوت سے دیکھا تو یہ  
بالا جان رجعت نہیں ہو یہ ہر ہر ہر میں ہو۔ اور شاخ نے دہرین و طی کرنے میں اختلاف کیا ہو کہ رجعت ہوگی  
یا نہوگی تو بعض نے فرمایا کہ یہ رجعت نہیں ہو اور اسی طرف فقہ حنفی نے اشارہ کیا ہم اور فتوہ اس امر پر  
کہ یہ رجعت ہو یہ نہیں ہو۔ اور جنہوں کی رجعت بطل ہوگی اور بقول نہیں صحیح ہو یہ صحیح القہر میں ہو اور اگر  
مرد پر جسے طلاق رجعی دی ہو اگر اہ کیا کہ وہ رجعت کرے پس اسنے باگراہ رجعت کی یا کسی نے نہرل ہوگی یہ رجعت  
کی یا بطور رجعت رجعت کی یا بخلاف رجعت کی تو یہ رجعت صحیح ہوگی جیسے نکاح ان صورتوں میں صحیح ہو جائیگا  
اور اگر مرد طلاق دہندہ کی معتدہ سے اسکی طرف سے کسی فتویٰ نے رجعت کی اور مرد مذکور اسے اسکی رجعت کی  
اجازت دیدی تو قنیین میں لکھا ہو کہ رجعت صحیح ہوگی یہ پھر الرافق میں ہو۔ اور حاکم شہید رحمہ فرمایا کہ اگر عورت  
کو طلاق دی مگر اس سے چھپائی اور نیز اس سے رجعت کی اور وہ بھی چھپائی تو یہ عورت اسکی جو رو سے سبکی مگر  
بات یہ ہو کہ اسنے اس حرکت میں اسارت کی اور یہ اسوجہ سے فرمایا کہ اسارت کی کہ اسنے استیجاب کو ترک کیا  
ہو جسے گواہ کہہ لینے اور گواہ کہنے کو یہ غایۃ البیان میں ہو۔ رجعت کہ کسی شرط پر معلق کرنا نہیں جائز ہو چنانچہ  
اگر یوں کہا کہ جب کل کار روز آوے تو میں نے تجھ سے رجعت کی یا جب تو وارین داخل ہو یا جب میں ایسا فعل  
کروں تو میں نے تجھ سے رجعت کی تو یہ بالا جماع رجعت نہیں ہو یہ ہر ہر ہر میں ہو۔ اور اگر رجعت میں خیار

اور اگر عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے تجھ سے مراجعت کی تو صحیح نہیں ہو یہ بدائع میں ہو۔ خلافت کرنا رجعت نہیں ہو





گزر گئی اور سولے اور شوہر نے کہا کہ نہیں گزری ہو تو قول باندی کا قبول ہوگا یہ ہمارے میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ بولادت میری عادت گزر گئی تو بدو گولہ ہون کے اسکا قول قبول نہ ہوگا یا اس کے ایسا پیرٹ کر گیا ہو کہ اسکی بعض خلقت ظاہر ہو گئی ہو پس شوہر کو اختیار ہو کہ عورت سے اس امر پر قسم لے کہ اس کے ایسا پیرٹ کر گیا ہو اور یہ بالاتفاق ہو اور عورت خواہ باندی ہو یا آزادہ ہو کچھ فرق نہیں ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ مگر شوہر نے اگر شوہر سے کہا کہ تو اس سے رجعت کر چکا ہو مگر شوہر نے کہا کہ نہیں تو باندی کے مولیٰ کا قول باندی کے شوہر کے حق میں قبول نہ ہوگا یہ جوہر فرما میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میری عادت گزر گئی پھر اس کے بعد اس نے کہا کہ ہنوز نہیں گزری ہو تو وہ اس سے رجعت کر لینے کا اختیار ہوگا اور اگر مرد نے اپنی مطلقہ سے رجعت کر لی اور عورت کو معلوم نہ ہوا پھر اسکی عادت گزر گئی اور اس نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تو وہ اقل کی جو وہ ہوگی خواہ دوسرے نے اس سے دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت اور دوسرے کے درمیان تفریق کر دینا بیانی اور مخفی میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے تاہم سہوچی میں ہے کہ۔ اور رجعت کا حکم منقطع ہو جاتا ہے اگر خرقہ کے تیسرے حیض سے خارج ہو جائے گا حکم دیدیا گیا یا باندی کے دوسرے حیض سے وقت تمام ہو جائے دس روز کے مطلقا اگرچہ ہنوز خون بند نہ ہوا ہو یہ بجز الراق میں ہے اور اگر دس روز سے کم میں منقطع ہو تو رجعت کا حکم منقطع نہ ہوگا یہاں تک کہ عورت نہ غسل کرے یا اسپر ایک نماز کا وقت گزر جاوے یہ ہمارے میں ہے اور اگر طہر آخر وقت میں ہو تو اسکا یہی خفیہ وقت ہے اگرچہ غنیمت میں غسل کر کے خرقہ تکبیر کی نیت کر سکتی ہو اور اس سے کم نہیں ہے اور اگر اول وقت ہو تو ثبوت ہوگا یہاں تک کہ یہ پورا وقت گزر جاوے اس واسطے نماز توقف سے لازم نہ ہے۔ جب ہی ہو جاتی ہے کہ جب پورا وقت گزر جائے یہ بجز الراق میں ہے اور اگر وقت میں سے فقہاء انا وقت رک گیا کہ خالی غسل کر سکتی ہو یا اتنا بھی نہیں ہو تو اس وقت کے گزر جانے پر اسکی طہارت کا حکم نہ دیا جائیگا یہاں تک کہ اس سے اگلی نماز کا پورا وقت گزر جائے یہ شاہان شیعہ ہمارے میں ہے۔ اور اگر وقت محل میں ظاہر ہوئی جیسے وقت شروق یعنی ٹھیک پہر تو رجعت کا دخول وقت عصر منقطع نہ ہوگی یہ بجز الراق میں ہے اور جس عورت کی عادت بھی پانچ روز ہو اور کبھی چار روز حیض کی ہو پھر وہ حائضہ ہوتی یعنی آخر حیض عادت آیا تو ہم رجعت کے واسطے اقل مدت عادت معتبر رکھنے لیتے پانچ روز کے اندر رجعت کرے تو صحیح ہو اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حق میں اکثر مدت یعنی چار روز مثلاً گزر جائے تب بھی یہ عقابہ میں ہے۔ اور اگر مطلقہ عورت کتا پیہ ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اس رجعت کا استحقاق خون منقطع ہونے ہی قطع ہو جائے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت سے بعد اسکی غسل کے جسم میں ہم نے کہا ہو کہ اس سے رجعت منقطع ہو جائیگی رجوع کیا تو ظاہر ہو کہ سہوحت رجعت نہ ہونے کا حکم دیا جائیگا ولیکن اگر دس روز پورے آیا حیض نہ گزرنے پائے تھے کہ خون نے پھر عود کیا تو رجعت صحیح ہوگی اور ایسا ہی کلام تیمم میں ہو کذا فی التہرافائق اور اگر اس نے غسل کر لیا اور نہ اسپر ایک نماز کا وقت کامل گزر گیا بلکہ اس نے تیمم کیا مثلاً وہ مسافر تھی تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف کے نزدیک پھر تیمم سے رجعت منقطع نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ مگر ہاں اگر اس نے اس تیمم سے نماز فرض یا نفل ادا کر لی تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف کے نزدیک رجعت منقطع ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اس نے اس تیمم سے نماز شروع کی تو تکبیر کے نزدیک انتقال رجعت کا حکم نہ دیا جائیگا جب تک کہ وہ نماز سے فارغ نہ ہو جائے اور یہی نہیں رحمہ کے مذہب کی صحیح روایت ہے محیط میں ہے اور اگر اس نے تیمم کر کے قرآن شریف کی تلاوت کی یا اسکا وجہ یا مسجد میں داخل ہوئی تو شیخ کرخی رحمہ نے فرمایا کہ اس رجعت

رجعت کا وقت منقطع ہوتا ہے اگرچہ عورت نے غسل کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر عورت نے غسل کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر عورت نے غسل کر لیا ہو یا نہ کیا ہو

منقطع ہو جائیگی اور شیخ ابو بکر رازی نے فرمایا کہ منقطع نہ ہوگی یہ غایۃ سرچسپی میں ہو۔ اور اگر گدھے کے چوٹے پانی سے غسل کیا تو بالا جماع نفس غسل سے حصہ منقطع ہو جائیگی ولیکن دوسرے شہر و قریہ کے واسطے وہ طلال نہوگی اور نہ ایسے غسل سے نماز پڑھ سکتی ہو تا وقتیکہ تیمم نہ کرے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر عورت نے غسل کیا اور اسکے بدن میں کوئی جگہ باقی رہ گئی کہ وہاں پانی نہ پہنچائیں اگر عضو کامل یا اس سے زیادہ رہ گیا تو رجوبت منقطع نہوگی اور اگر عضو سے کم ہو تو منقطع ہو جائیگی اور نیا بیج میں فرمایا کہ اسکی مقدار ایک انگشت دو انگشت ہو اور یہ آستان ہو یہ سراج و لاج میں ہو۔ اور اسی طرح اگر ساعد یا بازو میں سے کسی قدر حصہ ایک دو انگلی سے زیادہ عضو کامل غسل ہاتھ یا پاؤں کے چوٹ گیا تو بھی یہ حکم ہو یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر اسنے تیسرے حصے سے دس درہم سے کم بیچ غسل کر لیا کر اسنے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا چھوڑ دیا تو انام البریہ سنہ ۱۰۸۵ سے دور و آئین میں روایت ہشام میں مذکور ہے کہ رجوبت منقطع نہوگی اور دوسری روایت میں ہو کہ منقطع ہو جائیگی یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ وہ اپنے شوہر سے بائتم ہو جائیگی لیکن کسی دوسرے شوہر کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر پورا ایک ٹٹا باقی رہا ہو تو بالا اتفاق رجوبت باقی رہے گی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسکے وضع حمل شروع ہوا تو انام محمد نے فرمایا کہ اگر آدھا بچہ نکل آیا سوائے سر کے یعنی جو تر سے دونوں کندھوں تک تو عدت پوری ہو جائیگی اور اسی حالت میں رجوبت صحیح نہوگی یہ سراج و لاج میں ہو۔ ایک اور نے اپنی عورت سے خلوت کی پھر اسکو طلاق دیدی پھر کہا کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا تھا اور عورت نے اسکی تہدین کی یا تکذیب کی تو اسکو رجوبت کا استحقاق حاصل نہ ہوگا اور اگر باوجود اسکے اسنے رجوبت کر لی پھر یہ عورت دوسرے سے ایک بار جماع کرے تو اسے قبل اسکے کہ وہ اپنی عدت گذر جائے کی خبر دیوے تو یہ رجوبت صحیح نہوگی یہ فتاویٰ میں ہو۔ اور اگر اپنی عدت کو طلاق دیدی او وہ حاملہ ہو یا بعد از انک اسکی عصمت میں بچہ جنی اور اسنے کہا کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا تو مرد کو اس سے رجوبت کا اختیار ہو اسواسطے کہ جب حمل ایسی مدت میں ظاہر ہوا کہ اسی کا لطفہ ہونے کا احتمال رہ سکتی ہو مثلاً وہ یوم نکل سے چوبیسینہ یا زیادہ میں بچہ جنی تو وہ اسی کا قرار دیا جائیگا اور اسی طرح اگر وہ ایسی مدت میں بچہ جنی کہ تصور ہو سکتا ہو کہ اسی کا ہو مثلاً روز نکاح سے چوبیسینہ یا زیادہ میں جنی تو اسی کا قرار دیا جائیگا حتیٰ کہ ہر دو صورت میں بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا۔ اور اگر اپنی عدت سے کہا کہ اگر تو جنی تو تو طالق ہو پس وہ جنی پھر دوسرے بچہ جنی گر پہلے بچہ کی ولادت سے چھ مہینے کے بعد جنی تو مرد کو اس سے رجوبت کرنے والا ہو جائیگا اور اگر وہ دوسرے سے زیادہ میں جنی ہو تو بھی یہ حکم ہوتا وقتیکہ عورت نے اپنی عدت گذر جائیگا اقرار نہ کیا ہو بخلاف اسکے اگر ہر دو بچوں کی ولادت میں چوبیسینہ سے کم فرق ہو تو رجوبت کرنے والا قرار نہ دیا جائیگا یہ تبیین میں ہو مطلقہ طلاق جسی اگر دوسرے سے زیادہ میں بچہ جنی تو یہ رجوبت ہوگی اور اگر دوسرے سے کم میں جنی تو رجوبت نہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ ہر بار کہ تو تو طالق ہو پھر تین بچہ جنی پس اگر ہر دو بچوں کے درمیان چوبیسینہ کا فرق ہو تو اول بچہ کی پیدائش پر طالق ہوگی اور دوسرے کا لطفہ قرار پانے پر مرد رجوبت کرنے والا ہو جائیگا پھر دوسرے کی پیدائش پر طالق ہوگی یعنی دوسری طلاق واقع ہوگی اور تیسرے کا لطفہ قرار پانے پر مراجع ہو جائیگا اور اسکی پیدائش پر تیسری طلاق واقع ہوگی پھر وہ عدت پوری کرے گی یہ فتاویٰ میں ہو مطلقہ رجوبت کو زینت و آرائش کے ساتھ سنوارنا مستحب ہو اور اسکے شوہر کے حق میں مستحب ہو کہ اسکے پاس داخل نہو یا تنگ کہ اسکی اجازت لے لے یا اپنے جوتوں سے پاؤں کی آہٹ اسکو نہ لے بلکہ

منقطع ہو جائیگی اور شیخ ابو بکر رازی نے فرمایا کہ منقطع نہ ہوگی یہ غایۃ سرچسپی میں ہو۔ اور اگر گدھے کے چوٹے پانی سے غسل کیا تو بالا جماع نفس غسل سے حصہ منقطع ہو جائیگی ولیکن دوسرے شہر و قریہ کے واسطے وہ طلال نہوگی اور نہ ایسے غسل سے نماز پڑھ سکتی ہو تا وقتیکہ تیمم نہ کرے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر عورت نے غسل کیا اور اسکے بدن میں کوئی جگہ باقی رہ گئی کہ وہاں پانی نہ پہنچائیں اگر عضو کامل یا اس سے زیادہ رہ گیا تو رجوبت منقطع نہوگی اور اگر عضو سے کم ہو تو منقطع ہو جائیگی اور نیا بیج میں فرمایا کہ اسکی مقدار ایک انگشت دو انگشت ہو اور یہ آستان ہو یہ سراج و لاج میں ہو۔ اور اسی طرح اگر ساعد یا بازو میں سے کسی قدر حصہ ایک دو انگلی سے زیادہ عضو کامل غسل ہاتھ یا پاؤں کے چوٹ گیا تو بھی یہ حکم ہو یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر اسنے تیسرے حصے سے دس درہم سے کم بیچ غسل کر لیا کر اسنے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا چھوڑ دیا تو انام البریہ سنہ ۱۰۸۵ سے دور و آئین میں روایت ہشام میں مذکور ہے کہ رجوبت منقطع نہوگی اور دوسری روایت میں ہو کہ منقطع ہو جائیگی یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ وہ اپنے شوہر سے بائتم ہو جائیگی لیکن کسی دوسرے شوہر کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر پورا ایک ٹٹا باقی رہا ہو تو بالا اتفاق رجوبت باقی رہے گی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسکے وضع حمل شروع ہوا تو انام محمد نے فرمایا کہ اگر آدھا بچہ نکل آیا سوائے سر کے یعنی جو تر سے دونوں کندھوں تک تو عدت پوری ہو جائیگی اور اسی حالت میں رجوبت صحیح نہوگی یہ سراج و لاج میں ہو۔ ایک اور نے اپنی عورت سے خلوت کی پھر اسکو طلاق دیدی پھر کہا کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا تھا اور عورت نے اسکی تہدین کی یا تکذیب کی تو اسکو رجوبت کا استحقاق حاصل نہ ہوگا اور اگر باوجود اسکے اسنے رجوبت کر لی پھر یہ عورت دوسرے سے ایک بار جماع کرے تو اسے قبل اسکے کہ وہ اپنی عدت گذر جائے کی خبر دیوے تو یہ رجوبت صحیح نہوگی یہ فتاویٰ میں ہو۔ اور اگر اپنی عدت کو طلاق دیدی او وہ حاملہ ہو یا بعد از انک اسکی عصمت میں بچہ جنی اور اسنے کہا کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا تو مرد کو اس سے رجوبت کا اختیار ہو اسواسطے کہ جب حمل ایسی مدت میں ظاہر ہوا کہ اسی کا لطفہ ہونے کا احتمال رہ سکتی ہو مثلاً وہ یوم نکل سے چوبیسینہ یا زیادہ میں بچہ جنی تو وہ اسی کا قرار دیا جائیگا اور اسی طرح اگر وہ ایسی مدت میں بچہ جنی کہ تصور ہو سکتا ہو کہ اسی کا ہو مثلاً روز نکاح سے چوبیسینہ یا زیادہ میں جنی تو اسی کا قرار دیا جائیگا حتیٰ کہ ہر دو صورت میں بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا۔ اور اگر اپنی عدت سے کہا کہ اگر تو جنی تو تو طالق ہو پس وہ جنی پھر دوسرے بچہ جنی گر پہلے بچہ کی ولادت سے چھ مہینے کے بعد جنی تو مرد کو اس سے رجوبت کرنے والا ہو جائیگا اور اگر وہ دوسرے سے زیادہ میں جنی ہو تو بھی یہ حکم ہوتا وقتیکہ عورت نے اپنی عدت گذر جائیگا اقرار نہ کیا ہو بخلاف اسکے اگر ہر دو بچوں کی ولادت میں چوبیسینہ سے کم فرق ہو تو رجوبت کرنے والا قرار نہ دیا جائیگا یہ تبیین میں ہو مطلقہ طلاق جسی اگر دوسرے سے زیادہ میں بچہ جنی تو یہ رجوبت ہوگی اور اگر دوسرے سے کم میں جنی تو رجوبت نہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ ہر بار کہ تو تو طالق ہو پھر تین بچہ جنی پس اگر ہر دو بچوں کے درمیان چوبیسینہ کا فرق ہو تو اول بچہ کی پیدائش پر طالق ہوگی اور دوسرے کا لطفہ قرار پانے پر مرد رجوبت کرنے والا ہو جائیگا پھر دوسرے کی پیدائش پر طالق ہوگی یعنی دوسری طلاق واقع ہوگی اور تیسرے کا لطفہ قرار پانے پر مراجع ہو جائیگا اور اسکی پیدائش پر تیسری طلاق واقع ہوگی پھر وہ عدت پوری کرے گی یہ فتاویٰ میں ہو مطلقہ رجوبت کو زینت و آرائش کے ساتھ سنوارنا مستحب ہو اور اسکے شوہر کے حق میں مستحب ہو کہ اسکے پاس داخل نہو یا تنگ کہ اسکی اجازت لے لے یا اپنے جوتوں سے پاؤں کی آہٹ اسکو نہ لے بلکہ





اور اسے عورت سے دخول کیا پھر دوسرے نکاح کی اجازت دی پھر اسے بطنی نہیں کی یہاں تک کہ اسکو طلاق دیدی  
تو اول کے واسطے حلال نہوگی جب تک کہ بعد اجازت کے وطی نہ کرے یہ فرج القدر میں ہو۔ اور اگر شوہر ثانی مجب  
ہو تو اول کے واسطے حلال نہوگی یہ محیط خسی میں ہو۔ اور اگر دوسرا شوہر مسلول ہو یعنی اسکو سہل کی بیماری ہو تو  
اول کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور فتاویٰ صغریٰ میں ہو کہ اگر اپنے ذکر کو کپڑے میں بپیٹ کر عورت  
کی فرج میں داخل کیا پس اگر شوہر ثانی کو فرج کی حرارت محسوس ہوئی تو عورت مذکورہ شوہر اول کے واسطے حلال  
ہو جائیگی ورنہ نہیں یہ خلاصہ میں ہو اور بہت بوقت آدمی نے جو جامع کہہ نہ برقا در زمین ہوا اپنی قوت سے نہیں  
بلکہ ہاتھ کے ذریعہ سے اپنا آلہ اسکی فرج میں ٹھوس دیا تو شوہر اول کے واسطے حلال نہوگی لیکن اگر اسکا آلہ خود کھڑا  
ہو کر کام کرے تو البتہ حلال ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہو اور اگر نصرانیہ کسی مسلمان کے تحت بن ہو جسے اسکو تین طلاق  
دیدیں پھر اس عورت نے کسی نصرانی سے نکاح کیا جسے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا تو وہ شوہر اول یعنی مسلمان کے  
واسطے حلال ہو جائیگی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جو دو کتین طلاق دیدیں پس اسے دو شوہر سے نکاح کیا اور  
اسے قبل دخول کرنے کے اسکو تین طلاق دیدیں پھر اسے تیسرے شوہر سے نکاح کیا جسے اس کے ساتھ دخول کیا تو یہ  
عورت پہلے دو شوہروں کے واسطے حلال ہو جائیگی کہ دونوں میں سے جو اس سے نکاح کر لیا جائز ہو یہ محیط  
میں ہو۔ اور اگر ایسی عورت جسکو اس کے شوہر نے تین طلاق دیدی ہیں مگر شوہر کو دار الحرب میں جا ملی پھر وہ گرفتار  
ہو کر اسی شوہر کے حصہ میں آئی یا اپنی زوجہ باندی کو دو طلاق دیدیں پھر کسی وجہ سے اسکا مالک ہو گیا تو دونوں  
صورتوں میں اس مرد کو اس عورت سے وطی کرنا جائز نہیں ہوتا و تکیہ دوسرے شوہر سے حلالہ واقع نہ ہو یہ نہر الفائق میں  
ہو۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدیں پھر اسے کہا کہ میری عدت گذر گئی اور میں نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اسے  
میرے ساتھ دخول کیا پھر اسے مجھے طلاق دیدی اور میری عدت گذر گئی اور اتنی مدت گذری ہو کہ حسین یہ باتیں  
ہو سکتی ہیں پس اگر شوہر اول کے گمان غالب میں یہ عورت بھی معلوم ہو تو جائز ہو کہ اسکی تصدیق کرے یہ وہاں میں  
ہو۔ اور ہمارے اہل بیت نے اس میں اختلاف کیا ہو کہ اس مدت کی کیا مقدار ہو چنانچہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر یہ عورت  
حرم نہو ایسی کہ اسکو حیض آتا ہو تو ساٹھ روز سے کم مدت ہونے کی صورت میں اسکی تصدیق نہوگی۔ اور اگر عورت حائل  
ہو اور پیش ولادت اس پر طلاق واقع ہوئی پھر عورت نے دعوے کیا کہ میری عدت گذر گئی تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا  
کہ چالیس روز سے کم میں اسکی تصدیق نہوگی یہ امام محمد رحمہ کی روایت ہو اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رحمہ سے روایت  
کی کہ سو روز سے کم میں اسکی تصدیق نہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ (۶۵) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور  
امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک ساعت اوپر (۵۴) روز سے کم میں تصدیق نہوگی۔ اور یہ سب اسوقت ہو کہ عورت مذکورہ  
آزاد ہو اور اگر باندی ہو اور اسکو حیض آتا ہو تو بنا بر روایت امام محمد رحمہ کے امام اعظم رحمہ سے چالیس روز سے کم میں  
تصدیق نہوگی اور بنا بر روایت امام حسن بن زیاد کے امام اعظم رحمہ سے (۶۵) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور بنا بر  
قول صاحبین رحمہ کے (۳۱) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور اگر باندی پر پس ولادت طلاق واقع ہوئی ہو تو امام اعظم  
کا قول بنا بر روایت امام محمد رحمہ کے یہ ہو کہ (۶۵) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور بنا بر روایت حسن بن زیاد کے  
(۵۵) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک (۴۴) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور امام محمد رحمہ کے قول یہ

اور اسے عورت سے دخول کیا پھر دوسرے نکاح کی اجازت دی پھر اسے بطنی نہیں کی یہاں تک کہ اسکو طلاق دیدی  
تو اول کے واسطے حلال نہوگی جب تک کہ بعد اجازت کے وطی نہ کرے یہ فرج القدر میں ہو۔ اور اگر شوہر ثانی مجب  
ہو تو اول کے واسطے حلال نہوگی یہ محیط خسی میں ہو۔ اور اگر دوسرا شوہر مسلول ہو یعنی اسکو سہل کی بیماری ہو تو  
اول کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور فتاویٰ صغریٰ میں ہو کہ اگر اپنے ذکر کو کپڑے میں بپیٹ کر عورت  
کی فرج میں داخل کیا پس اگر شوہر ثانی کو فرج کی حرارت محسوس ہوئی تو عورت مذکورہ شوہر اول کے واسطے حلال  
ہو جائیگی ورنہ نہیں یہ خلاصہ میں ہو اور بہت بوقت آدمی نے جو جامع کہہ نہ برقا در زمین ہوا اپنی قوت سے نہیں  
بلکہ ہاتھ کے ذریعہ سے اپنا آلہ اسکی فرج میں ٹھوس دیا تو شوہر اول کے واسطے حلال نہوگی لیکن اگر اسکا آلہ خود کھڑا  
ہو کر کام کرے تو البتہ حلال ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہو اور اگر نصرانیہ کسی مسلمان کے تحت بن ہو جسے اسکو تین طلاق  
دیدیں پھر اس عورت نے کسی نصرانی سے نکاح کیا جسے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا تو وہ شوہر اول یعنی مسلمان کے  
واسطے حلال ہو جائیگی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جو دو کتین طلاق دیدیں پس اسے دو شوہر سے نکاح کیا اور  
اسے قبل دخول کرنے کے اسکو تین طلاق دیدیں پھر اسے تیسرے شوہر سے نکاح کیا جسے اس کے ساتھ دخول کیا تو یہ  
عورت پہلے دو شوہروں کے واسطے حلال ہو جائیگی کہ دونوں میں سے جو اس سے نکاح کر لیا جائز ہو یہ محیط  
میں ہو۔ اور اگر ایسی عورت جسکو اس کے شوہر نے تین طلاق دیدی ہیں مگر شوہر کو دار الحرب میں جا ملی پھر وہ گرفتار  
ہو کر اسی شوہر کے حصہ میں آئی یا اپنی زوجہ باندی کو دو طلاق دیدیں پھر کسی وجہ سے اسکا مالک ہو گیا تو دونوں  
صورتوں میں اس مرد کو اس عورت سے وطی کرنا جائز نہیں ہوتا و تکیہ دوسرے شوہر سے حلالہ واقع نہ ہو یہ نہر الفائق میں  
ہو۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدیں پھر اسے کہا کہ میری عدت گذر گئی اور میں نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اسے  
میرے ساتھ دخول کیا پھر اسے مجھے طلاق دیدی اور میری عدت گذر گئی اور اتنی مدت گذری ہو کہ حسین یہ باتیں  
ہو سکتی ہیں پس اگر شوہر اول کے گمان غالب میں یہ عورت بھی معلوم ہو تو جائز ہو کہ اسکی تصدیق کرے یہ وہاں میں  
ہو۔ اور ہمارے اہل بیت نے اس میں اختلاف کیا ہو کہ اس مدت کی کیا مقدار ہو چنانچہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر یہ عورت  
حرم نہو ایسی کہ اسکو حیض آتا ہو تو ساٹھ روز سے کم مدت ہونے کی صورت میں اسکی تصدیق نہوگی۔ اور اگر عورت حائل  
ہو اور پیش ولادت اس پر طلاق واقع ہوئی پھر عورت نے دعوے کیا کہ میری عدت گذر گئی تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا  
کہ چالیس روز سے کم میں اسکی تصدیق نہوگی یہ امام محمد رحمہ کی روایت ہو اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رحمہ سے روایت  
کی کہ سو روز سے کم میں اسکی تصدیق نہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ (۶۵) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور  
امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک ساعت اوپر (۵۴) روز سے کم میں تصدیق نہوگی۔ اور یہ سب اسوقت ہو کہ عورت مذکورہ  
آزاد ہو اور اگر باندی ہو اور اسکو حیض آتا ہو تو بنا بر روایت امام محمد رحمہ کے امام اعظم رحمہ سے چالیس روز سے کم میں  
تصدیق نہوگی اور بنا بر روایت امام حسن بن زیاد کے امام اعظم رحمہ سے (۶۵) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور بنا بر  
قول صاحبین رحمہ کے (۳۱) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور اگر باندی پر پس ولادت طلاق واقع ہوئی ہو تو امام اعظم  
کا قول بنا بر روایت امام محمد رحمہ کے یہ ہو کہ (۶۵) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور بنا بر روایت حسن بن زیاد کے  
(۵۵) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک (۴۴) روز سے کم میں تصدیق نہوگی اور امام محمد رحمہ کے قول یہ

ایک ساعت اور (۳۶) روز سے کم میں تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر مطلقہ مذکورہ ایسی عورت ہو کہ حبیبتوں پر بھی اسکی عدت لگانی جاتی ہو اور وہ آزاد ہو تو ایک ساعت (۹۰) روز سے کم میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اگر باندی ہو تو ڈیڑھ عرصہ سے کم میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اور یہ بالا جماع ہو یہ ضرورت میں ہو مجبوعہ الذوازل میں لکھا ہو کہ اگر ایسی عورت جسکو تین طلاق دینی ہیں بعد چار عرصہ کے بچہ بنی حالانکہ آئینہ اس ورمیان میں کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا ہو اور کبھی ہو کہ دوسرے شوہر سے میری عدت گذر گئی اور چنانچہ ہو کہ شوہر اول کے نکاح میں واپس جاوے پس اگر امام اعظم کے نزدیک اسکی تصدیق ہوگی یا نہ ہوگی تو شیخ امام زمانہ رحمہ اللہ میں نے جواب دیا کہ اسکی تصدیق نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے ذخیرہ میں اور اگر مطلقہ تین سے زیادہ شوہر اول سے لے کر کما کما میں تیسرے واسطے حلال ہو گئی ہوں پس آئینہ اس عورت سے نکاح کر لیا پھر عورت مذکورہ نے کہا کہ شوہر ثانی سے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا پس اگر عورت مذکورہ شرائط عدت کے واقع ہو تو اسکی قول کی تصدیق نہ ہوگی کہ شوہر ثانی سے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا ورنہ تصدیق نہ ہوگی یہ دایہ میں اور یہ اسبابت میں ہے کہ عورت کی طرف سے عدت سے پہلے ایسا اقرار نہ پایا گیا ہو کہ شوہر ثانی سے میرے ساتھ دخول کیا تو متاثر غائبہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے صرف اتنا کہا کہ میں حلال ہو گئی ہوں تو حلیہ اس سے استغناء ہے کہ اسکی تصدیق نہ ہوگی۔ شوہر اول کو اس سے نکاح کر لینا حلال نہیں ہو اسواسطے کہ اس میں لوگوں میں اختلاف ہے کہ کذا فی الذخیرہ اور شیخ زواہد نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ عورت میں ہو اور اجناس کی کتاب لکھا ہے میں مذکور ہو کہ اگر عورت نے خبر دی کہ شوہر ثانی سے مجھے جماع کیا ہو مگر شوہر مذکور نے اس سے انکار کیا تو شوہر اول کے واسطے حلال ہو جائیگی اور اگر اسکی برکت ہو کہ شوہر ثانی نے اسکی جماع کا اقرار کیا اور عورت نے انکار کیا تو حلال نہ ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے دوسرے شوہر سے جماع کیا ہو اور شوہر اول نے بعد اس کے ساتھ ترویج کرنے کے کہا کہ مجھے دوسرے شوہر سے وطی نہیں کی تو تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور شوہر اول پر عورت کے واسطے نفقہ فرسہ واجب ہوگا اور قتاوی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر اول سے نکاح کرنے کے بعد عورت نے کہا کہ میں نے کسی دوسرے سے نکاح نہیں کیا اور شوہر اول نے کہا کہ تو نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور آئینہ تیسرے ساتھ دخول کیا ہو تو عورت کے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر دوسرے شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرا نکاح اس کے ساتھ فاسد ہوا تھا اسلئے کہ میں نے اسکی مان کے ساتھ وطی کی تھی تو قاضی امام نے جواب دیا کہ اگر عورت نے اسکی قول کی تصدیق کی تو شوہر اول پر حلال نہ ہوگی اور اگر مذہب کی تو حلال ہوگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا اور اسکو تین طلاق دیں تو اس سے پھر نکاح کر لینا جائز ہے اگر چاہے دوسرے شوہر سے نکاح نہ کیا ہو یا یہ سراج و ہاج میں ہے کہ زید نے ہندہ سے نہایت حلالہ نکاح کیا یعنی تاکہ اس کے پہلے خاوند پر حلال کر دے مگر دونوں نے پھر طلاق لگائی تو ہندہ اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی اور کچھ کراہت نہ ہوگی اور نیت مذکورہ کوئی چیز نہیں ہے اور اگر وہ دونوں نے یہ شرط لگائی ہو تو بیکار رہے ہو اور باوجود اس کے امام اعظم و امام فرج کے نزدیک عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی کذا فی الخلاصہ اور یہی صحیح ہے یہ ضرورت میں ہے۔ اور اگر کسی عورت کو ایک یا دو طلاق دیدیں اور اسکی عدت گذر گئی اور آئینہ دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور آئینہ عورت سے دخول کیا پھر اسکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گذر گئی پھر اس سے شوہر اول سے نکاح کیا تو اسکو پھر اس عورت پر تین طلاق کا اختیار حال ہو جائیگا اور دوسرے شوہر سے تین طلاق کو راجع کر دیا ہو ویسے ہی ایک یا دو طلاق کو جو پیش ہے

ایک ساعت اور (۳۶) روز سے کم میں تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر مطلقہ مذکورہ ایسی عورت ہو کہ حبیبتوں پر بھی اسکی عدت لگانی جاتی ہو اور وہ آزاد ہو تو ایک ساعت (۹۰) روز سے کم میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اگر باندی ہو تو ڈیڑھ عرصہ سے کم میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اور یہ بالا جماع ہو یہ ضرورت میں ہو مجبوعہ الذوازل میں لکھا ہو کہ اگر ایسی عورت جسکو تین طلاق دینی ہیں بعد چار عرصہ کے بچہ بنی حالانکہ آئینہ اس ورمیان میں کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا ہو اور کبھی ہو کہ دوسرے شوہر سے میری عدت گذر گئی اور چنانچہ ہو کہ شوہر اول کے نکاح میں واپس جاوے پس اگر امام اعظم کے نزدیک اسکی تصدیق ہوگی یا نہ ہوگی تو شیخ امام زمانہ رحمہ اللہ میں نے جواب دیا کہ اسکی تصدیق نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے ذخیرہ میں اور اگر مطلقہ تین سے زیادہ شوہر اول سے لے کر کما کما میں تیسرے واسطے حلال ہو گئی ہوں پس آئینہ اس عورت سے نکاح کر لیا پھر عورت مذکورہ نے کہا کہ شوہر ثانی سے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا پس اگر عورت مذکورہ شرائط عدت کے واقع ہو تو اسکی قول کی تصدیق نہ ہوگی کہ شوہر ثانی سے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا ورنہ تصدیق نہ ہوگی یہ دایہ میں اور یہ اسبابت میں ہے کہ عورت کی طرف سے عدت سے پہلے ایسا اقرار نہ پایا گیا ہو کہ شوہر ثانی سے میرے ساتھ دخول کیا تو متاثر غائبہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے صرف اتنا کہا کہ میں حلال ہو گئی ہوں تو حلیہ اس سے استغناء ہے کہ اسکی تصدیق نہ ہوگی۔ شوہر اول کو اس سے نکاح کر لینا حلال نہیں ہو اسواسطے کہ اس میں لوگوں میں اختلاف ہے کہ کذا فی الذخیرہ اور شیخ زواہد نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ عورت میں ہو اور اجناس کی کتاب لکھا ہے میں مذکور ہو کہ اگر عورت نے خبر دی کہ شوہر ثانی سے مجھے جماع کیا ہو مگر شوہر مذکور نے اس سے انکار کیا تو شوہر اول کے واسطے حلال ہو جائیگی اور اگر اسکی برکت ہو کہ شوہر ثانی نے اسکی جماع کا اقرار کیا اور عورت نے انکار کیا تو حلال نہ ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے دوسرے شوہر سے جماع کیا ہو اور شوہر اول نے بعد اس کے ساتھ ترویج کرنے کے کہا کہ مجھے دوسرے شوہر سے وطی نہیں کی تو تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور شوہر اول پر عورت کے واسطے نفقہ فرسہ واجب ہوگا اور قتاوی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر اول سے نکاح کرنے کے بعد عورت نے کہا کہ میں نے کسی دوسرے سے نکاح نہیں کیا اور شوہر اول نے کہا کہ تو نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور آئینہ تیسرے ساتھ دخول کیا ہو تو عورت کے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر دوسرے شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرا نکاح اس کے ساتھ فاسد ہوا تھا اسلئے کہ میں نے اسکی مان کے ساتھ وطی کی تھی تو قاضی امام نے جواب دیا کہ اگر عورت نے اسکی قول کی تصدیق کی تو شوہر اول پر حلال نہ ہوگی اور اگر مذہب کی تو حلال ہوگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا اور اسکو تین طلاق دیں تو اس سے پھر نکاح کر لینا جائز ہے اگر چاہے دوسرے شوہر سے نکاح نہ کیا ہو یا یہ سراج و ہاج میں ہے کہ زید نے ہندہ سے نہایت حلالہ نکاح کیا یعنی تاکہ اس کے پہلے خاوند پر حلال کر دے مگر دونوں نے پھر طلاق لگائی تو ہندہ اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی اور کچھ کراہت نہ ہوگی اور نیت مذکورہ کوئی چیز نہیں ہے اور اگر وہ دونوں نے یہ شرط لگائی ہو تو بیکار رہے ہو اور باوجود اس کے امام اعظم و امام فرج کے نزدیک عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی کذا فی الخلاصہ اور یہی صحیح ہے یہ ضرورت میں ہے۔ اور اگر کسی عورت کو ایک یا دو طلاق دیدیں اور اسکی عدت گذر گئی اور آئینہ دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور آئینہ عورت سے دخول کیا پھر اسکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گذر گئی پھر اس سے شوہر اول سے نکاح کیا تو اسکو پھر اس عورت پر تین طلاق کا اختیار حال ہو جائیگا اور دوسرے شوہر سے تین طلاق کو راجع کر دیا ہو ویسے ہی ایک یا دو طلاق کو جو پیش ہے

اول نے دی تھیں لہذا وہ دیکھا یہ اختیار کس قدر ضروری تھا کہ اگر عورت کے سامنے  
دو گواہوں نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو تین طلاق دیدیں حالانکہ اسکا شوہر غائب ہو تو اس عورت کو  
دوسرے سے نکاح کر لینے کی گنجائش ہو اور اگر شوہر حاضر ہو تو ایسی گنجائش نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر تین  
طلاق کسی شہر یا وطن میں پھر شہر یا وطن گئی اور عورت کو نفقہ نہ دیا تو وہ شوہر کے سامنے پیش کرتی ہو تو وہ انکا  
کرہا اور عورت نے فتویٰ طلب کیا تو علما نے تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیا اور عورت کو نفقہ نہ دیا کہ اگر شوہر کو  
معلوم ہوا تو وہ دوسرے سے طلاق مطلق کر دے۔ انکار کر جائیگا تو عورت کو گنجائش ہو کہ شوہر سے بدشعور ہو دوسرے سے  
نکاح کر کے نکال دے۔ کہیں فرما جائے پھر جب وہ واپس آئے تو اس سے اتنا اس کرے کہ میرے قلب میں نکاح  
کی جانب سے کچھ شک ہے جس سے دل کو غمناک ہو لہذا تجھ پر نکاح کر لے نہ بانگہ شوہر نہ نکاح طلاق ہوگا یہ بدشعور  
میں ہے شیخ الاسلام یوسف بن اسحاق خطی جس سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جہر دو کو تین طلاق دین اور اس  
چھپایا اور اس سے وطنی کرتا رہا پس تین جہر گذر گئے پھر عورت کو اس بات سے آگاہ کیا پس یا عورت کو یہ اختیار  
ہو کہ ابھی دوسرے فاوند سے نکاح کرے فرمایا کہ نہیں اسد اسے کہ وطنی جو دونوں میں واقع ہوئی وہ بشبہ نکاح یعنی اور وہ  
موجب عدت ہو لہذا عدت تک توقف کر لے لیکن اگر آخری وطنی سے تین جہر گذر گئے ہوں تو دوسرے سے فی الحال نکاح  
کر سکتی ہو پھر آئندہ دریافت کیا گیا کہ اگر وہ دونوں جہر کو بابتے ہوں اور حرمت غلیظہ واقع ہونے کے پھر وہی نہیں  
مرد اس سے وطنی کیے جاتا ہو اور تین جہر گذر گئے پھر عورت نے دوسرے فاوند سے نفوذ نکاح کرنا چاہا تو شیخ نے فرمایا کہ نکاح با  
ہو کیونکہ جب وہ دونوں جہر سے تیسرے کو یہ وطنی زنا ہوئی اور زنا موجب عدت نہیں ہو اور دوسرے سے نکاح کر کے سے مانع  
نہیں ہوتا ہوا اور ہم اسی کو لیتے ہیں لیکن اگر عورت مذکورہ پہلے سے ہو تو صاحبین کے قول پر تو وضع حل تک توقف کر لے گی اور  
اسامہ غفرلہ کے قول پر ابھی نکاح جائز ہو جاتا۔ قاضیہ میں ہے۔ اور شیخ الاسلام ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے  
اپنے شوہر سے تناسل کر کے اسے اس عورت کو تین طلاق دیدیں اور عورت کو یہ قدرت نہیں ہو کہ اپنے نفس کو دوسرے  
رکھ سکے پس آیا عورت مذکورہ کو وہ نکاح کر کے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہو تو فرمایا کہ جب وقت اس سے قربت کرے گا ارادہ کرے  
میں وقت عورت کو اس کے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہو در حالیکہ اسکو کسی اور ملک سے نہ روک سکتی ہو سوائے قتل کے اور ایسا ہی  
شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے فتویٰ دیا ہے اور ایسا ہی امام شہید ابوشامہ کا فتویٰ ہے اور قاضی انبیا جانی فرماتے تھے کہ قتل  
نہیں کر سکتی ہو کہ ذاتی الحیط اور ملتقط میں لکھا ہو کہ اسی پر فتویٰ ہے اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ سے جواب شہید امام  
ابوشامہ رحمہ اللہ کا حکایت کیا گیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ عورت قتل کر سکتی ہو تو فرمایا کہ وہ بڑا شخص ہے اور اس کے مشاغل  
بڑے بڑے مرتبہ کے ہیں وہ سوائے صحت کے نہیں کہتا ہو پس اس کے قول پر اعتماد آویزتا رہا خاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت کے  
پاس دو عادل گواہوں نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو تین طلاق دیدیں اور شوہر اس سے منکر ہو چکا ہے  
اسکے کہ دونوں گواہ قاضی کے سامنے یہ گواہی دین مر گئے یا فاسد ہو گئے تو عورت کو اس مرد کے ساتھ قربت کرنا  
اور ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہو اور اگر شوہر اپنے انکار پر قسم کھا گیا اور گواہ اوگے مر چکے ہیں اور قاضی نے اس عورت کو اس  
مرد کے پاس واپس کیا تو بھی عورت کو اس کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہو اور عورت کو چاہیے کہ اپنا مال دیکر اس سے اپنی  
جان بچا دے یا اس سے بھاگ جائے اور اگر عورت اس بات پر قادر نہ ہو تو جب جانے کہ جسے قربت کر لیا اسکو قتل کر ڈالے

مگر چاہیے کہ اسکو وہ اختیار ہو کہ اسے اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اپنے آپ کو قتل کر دے اور اگر مرد کو اس کے پاس سے  
 بھاگ گئی تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ عادت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور شیخ شمس لاکھ جلاوا نے شرح  
 کتاب الاستحسان میں فرمایا کہ یہ جواب قضا ہے اور فیما بینہما بین اللہ تعالیٰ اگر بھاگ جائے تو اسکو اختیار ہو کہ عادت پوری  
 کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے بیحد میں ہو نہ قضاوی نسخہ میں ہو کہ ایک عورت اپنے شوہر پر تمام ہو گئی مگر شوہر اس کے  
 پینے سے نہیں چھوڑتا ہو اور اگر اس کے پاس سے قاضی ہو جاتا ہو تو وہ عادت کر کے اسکو بھروسہ کر لیتی ہو پس یا مرد کو  
 کو اختیار ہو کہ ہر وغیرہ اسکو قتل کر دے تاکہ اس کے چھندے سے چھوٹ جائے فرمایا کہ نہیں جائز ہے مگر یہ طور سے ہو سکتا  
 اس عورت سے دور ہو جائے یہ تاتار خانیہ میں ہو اور حلال کے طریقوں میں نہ ہو کہ مطلقہ کسی غلام خفیہ سے نکاح  
 کر کے جس کے آگے تاتار خانیہ ہو کر کشت ہوئی ہو پھر یہ غلام اس سے وطی کر چکے تو کسی سبب تک اس سے اس غلام مذکور  
 کی مالک ہو جائے پس دونوں میں نکاح منع ہو جائیگا یہ بین میں ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں نے کسی عورت سے  
 سے نکاح کیا تو وہ طلاق ٹانٹ ہو تو اس میں خیال یہ ہو کہ اس قسم کا کھانے والے مرد اور کسی عورت کے درمیان ایک فضولی  
 نکاح باندھنے اور یہ مرد اپنے قول سے اجازت نہ دے بلکہ اپنے فعل سے اجازت دے پس حائض ہوگا اور اگر اپنے قول  
 سے اجازت دی تو حائض ہو جائیگا اور اسی پر قتلاویہ تحریر ہے کہ عورت مطلقہ کو ختم ہوا کہ قتل اسکو  
 طلاق نہ دیکھا پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں بدین شرط دیا کہ ہر بار جب میں چاہوں گی اپنے  
 نفس کو طلاق دیدوگی اور طلاق نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہو اور عورت مذکورہ مختار ہو جائیگی کہ جب چاہے  
 اپنے نفس کو طلاق دیدیگی یہ بین میں ہو اور اگر عورت نے چاہا کہ طلاق کی طبع قطع کر دے تو اس سے کہ میں تیری طلاق  
 نہ کر دوں گی یہاں تک کہ تو قسم کھاؤ کہ تجھے تین طلاق ہیں اگر میں تیری وراثت کو قبول نہ کروں تو جب وہ قسم کھا جائے تو اسکو  
 اپنے ساتھ وطی کرنے دے پس جب ایک مرتبہ وطی کر چکے تو اس سے طلاق طلب کرے پس اگر اس سے طلاق دیدی  
 تو خیر مطلقہ ہو جائیگی اور اگر نہ دی تو بھی یہی ہوگا کہ تین طلاق واقع ہو جائیگی یہ سراجیہ میں ہے

**سما توائن باب** - ایلا کے بیان میں۔ اپنے نفس کو اپنی نگوہ کی قربت سے روکنا تاکہ یہ قسم خواہ اللہ تعالیٰ  
 کی یا طلاق وعتان وج و صوم وغیرہ کی مطلقاً یا مقید بچہا راہ آزادہ جو دین اور دواہ باندگی کی صورت میں  
 بدوں کسی ایسے وقت کے سچ میں سے نکلنے کے کہ اس میں بدوں مانع ہونے کے قربت ممکن ہو سکے ایلا کہتے ہیں یہ قضاوی  
 قاضی خان میں ہو پس اگر اس عورت کے اندر عورت مذکورہ سے قربت کی تو حائض ہو جائیگی پس اگر اللہ تعالیٰ کی  
 ذات یا صفات میں سے کسی صفت کی جس سے عواقب کھائی جاتی ہو قسم کھائی ہو تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر سوائے  
 اسکے دوسری بات کی مثل طلاق وعتان وغیرہ کے قسم کھائی ہو تو جزا جزا کی قسم کھائی ہو وہ جزا واقع ہوگی اور پھر  
 بعد وطی کر لینے کے ایلا ساقط ہو جائیگا اور اگر اس مدت میں اس سے وطی نہ کی تو یکا سے باندھ ہو جائیگی یہ پرچندی شرح نقایہ  
 میں ہو پس اگر قسم چار مہینہ کی ہو تو قسم ساقط ہو جائیگی اور قسم ہمیشہ کی ہو یا بیطور کہ اسے یوں کہا کہ واللہ میں سب سے  
 نا ابد قربت نہ کر دوں گا یا کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یعنی مطلقاً کہا بدوں کسی وقت کی قید کے تو قسم باقی  
 رہیگی ولیکن قبل دوبارہ نکاح کے کہ طلاق واقع ہوگی اگر چار مہینہ سے زیادہ گزر جائے اور اگر دوبارہ نکاح کیا تو  
 ایلا دعوہ کرے پھر اگر اس سے وطی کر لے تو خیر نہ جائے مگر عاقبت طلاق واقع ہوگی اور اس ایلا کی ابتدا و ختم

کتاب الاستحسان میں فرمایا کہ یہ جواب قضا ہے اور فیما بینہما بین اللہ تعالیٰ اگر بھاگ جائے تو اسکو اختیار ہو کہ عادت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے بیحد میں ہو نہ قضاوی نسخہ میں ہو کہ ایک عورت اپنے شوہر پر تمام ہو گئی مگر شوہر اس کے پینے سے نہیں چھوڑتا ہو اور اگر اس کے پاس سے قاضی ہو جاتا ہو تو وہ عادت کر کے اسکو بھروسہ کر لیتی ہو پس یا مرد کو کو اختیار ہو کہ ہر وغیرہ اسکو قتل کر دے تاکہ اس کے چھندے سے چھوٹ جائے فرمایا کہ نہیں جائز ہے مگر یہ طور سے ہو سکتا اس عورت سے دور ہو جائے یہ تاتار خانیہ میں ہو اور حلال کے طریقوں میں نہ ہو کہ مطلقہ کسی غلام خفیہ سے نکاح کر کے جس کے آگے تاتار خانیہ ہو کر کشت ہوئی ہو پھر یہ غلام اس سے وطی کر چکے تو کسی سبب تک اس سے اس غلام مذکور کی مالک ہو جائے پس دونوں میں نکاح منع ہو جائیگا یہ بین میں ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں نے کسی عورت سے سے نکاح کیا تو وہ طلاق ٹانٹ ہو تو اس میں خیال یہ ہو کہ اس قسم کا کھانے والے مرد اور کسی عورت کے درمیان ایک فضولی نکاح باندھنے اور یہ مرد اپنے قول سے اجازت نہ دے بلکہ اپنے فعل سے اجازت دے پس حائض ہوگا اور اگر اپنے قول سے اجازت دی تو حائض ہو جائیگا اور اسی پر قتلاویہ تحریر ہے کہ عورت مطلقہ کو ختم ہوا کہ قتل اسکو طلاق نہ دیکھا پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں بدین شرط دیا کہ ہر بار جب میں چاہوں گی اپنے نفس کو طلاق دیدوگی اور طلاق نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہو اور عورت مذکورہ مختار ہو جائیگی کہ جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدیگی یہ بین میں ہو اور اگر عورت نے چاہا کہ طلاق کی طبع قطع کر دے تو اس سے کہ میں تیری طلاق نہ کر دوں گی یہاں تک کہ تو قسم کھاؤ کہ تجھے تین طلاق ہیں اگر میں تیری وراثت کو قبول نہ کروں تو جب وہ قسم کھا جائے تو اسکو اپنے ساتھ وطی کرنے دے پس جب ایک مرتبہ وطی کر چکے تو اس سے طلاق طلب کرے پس اگر اس سے طلاق دیدی تو خیر مطلقہ ہو جائیگی اور اگر نہ دی تو بھی یہی ہوگا کہ تین طلاق واقع ہو جائیگی یہ سراجیہ میں ہے





منعقد ہوتی ہو منعقد ہوگا اور ہر لفظ جس سے قسم منعقد نہیں ہوتی ہو جیسے وعلم اللہ لا افرک یا یعنی قسم علم الہی کی کہ میں تجھ سے  
 قربت نہ کرونگا یا کہا کہ تجھ پر خدا کا غضب یا خشم یا شل اس کے کوئی لفظ کہا جس سے قسم منعقد نہیں ہوتی ہو تو ایلا منعقد  
 ہوگا اور ضائع میں لکھا ہو کہ ایلا کی لیاقت اس کے ہو جو طلاق کی اہلیت رکھتا ہو یہ امام اعظم نے اعتقاد قرار دیا ہے اور  
 صاحبین کے نزدیک جو وجوب کفارہ کی اہلیت رکھتا ہو وہ ایلا کی اہلیت رکھتا ہو یہ تاتار خانیہ میں ہے اور ایلا  
 کرنے والا یوں ہی ہوتا ہے کہ فرج میں جماع نہ کرنے پر قسم کھائی ہو پس اگر بدون فرج میں وطی کرنے کے حائض ہوا ہو تو  
 تو سزا سے ایلا کا مستوجب نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اندھ میرے بدن کی کھال پر نہ پڑے بدن کی کھال سے  
 نہ چھو و بکی تو یہ شخص مرد نے نہ ہوگا اس واسطے کہ اس قسم میں بدون جماع فرج کے فقط کھال چھونے سے حائض ہوا جائے تو  
 اور اگر کہا کہ وہ اندھ میرا کہ تناسل تیری فرج کو نہ چھو و بیکا تو یہ شخص مولی ہوگا اس وجہ سے کہ ایسے کلام سے عرفا جماع قرار  
 دیتے ہیں اور اگر کہا کہ اگر با تو نہ چھو تو طلاق ہوتی اور کچھ نہیں نہیں کی تو وہ مولی ہوگا اس واسطے کہ اس سے لوگوں کی  
 مراد جماع ہوتی ہو اور اگر ایسے صرف سنا ہے سو سمجھنے کی نیت کی ہو تو مولی نہ ہوگا چنانچہ اگر ایسے کلام سے عرفا جماع  
 نہ کیا تو قسم میں چھوٹا ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر اس وقت نہ فرج نہ کرنا کیساں پس ہر چیز چھو چنانچہ اس سے  
 پھر جاریہ عین عورت سے جماع نہ کیا تو وہ بیگ طلاق بائیں ہو جائیگی اس واسطے کہ عورت میں اس سے جماع ہوا ہوتا ہے  
 اسی واسطے اگر اس نے سال کے اندر سو اسے فرج کے اس سے جماع کیا تو قسم میں حائض ہوگا۔ یہ فتاویٰ سے  
 قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اتنا نہ کہ مولی یعنی میں تجھ سے ایلا کہ نہ ہو تو اس سے جماع نہ ہو  
 خبر دینے کی نیت کی ہو تو فیما بینہ و بینہ اندھ تھا کہ موسیٰ ہوگا لیکن قضا کی تقریر میں ہوگی۔ اور اگر ایسے ایجاب  
 کی نیت کی ہو یعنی تحقیق ایلا کی نیت کی ہو تو قضا و فیما بینہ و بینہ اللہ تعالیٰ دونوں طرح مولی ہوگا یہ فرج تقدیر میں ہو  
 اور اگر کہا کہ جب میں تجھ سے قربت کروں تو تجھ پر لازم واجب ہو تو اس سے موسیٰ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ابن سمان نے  
 امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر واجب ہو کہ میں اپنا یہ غلام اپنے کفارہ ظہار  
 سے آزاد کر دوں اگر میں اپنی جہد و فدانہ سے قربت کروں حالانکہ اس نے اس عورت سے ظہار کیا ہو یا نہیں کیا ہو تو  
 اس سے وہ ایلا کر دینا لا ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرا یہ غلام میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو اگر میں اپنی جہد و فدانہ سے قربت  
 کروں تو وہ ایلا کر دینے والا ہوگا خواہ اس نے ظہار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور آزاد کرنا اس کے کفارہ ظہار سے کافی ہوگا  
 اور اس کلام سے مراد یہ ہے کہ وہ عورت تیکہ وہ بظاہر ہو چھو اسے بعد قسم نہ کرے عورت مذکورہ سے قربت کر لی ہو تو  
 یہ عین اس کے کفارہ ظہار سے کافی ہوگا۔ پھر ذکر فرمایا کہ جو مرد سے قربت کرنے پر آزاد ہو جائے تو وہ ایلا  
 قسم میں وہ عورت ہوگا اور جو مرد کے بدون دوسرے فعل کے آزاد ہو جائے تو ایسی قسم میں وہ موسیٰ نہ ہوگا چھو  
 میں ہے۔ اور اگر اپنی جہد و فدانہ سے کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں یا تجھ اپنے بشر پر بلاؤں تو تو طلاق ہو تو وہ  
 موسیٰ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری جنابت سے غسل کیا مادہ سیک تو میری  
 جہد و فدانہ تو طلاق ثلاث ہو اور اس قول کا اعادہ کیا اور اس قول کو بجا اور عورت حاملہ تھی اور قبل  
 وضع حمل کے اس سے جماع نہ کیا پھر اس گفتگو سے چار مہینہ یا زیادہ کے بعد اس کے پید ہوا تو ایک طلاق بائیں ہوگا  
 چار مہینے نہ ہونے کے باعث سے واقع ہوگی اور بابت وضع حمل کے اسکی عہد گذر جائیگی پھر اگر اس کے بعد اس سے جماع کیا

منعقد ہوتی ہو منعقد ہوگا اور ہر لفظ جس سے قسم منعقد نہیں ہوتی ہو جیسے وعلم اللہ لا افرک یا یعنی قسم علم الہی کی کہ میں تجھ سے  
 قربت نہ کرونگا یا کہا کہ تجھ پر خدا کا غضب یا خشم یا شل اس کے کوئی لفظ کہا جس سے قسم منعقد نہیں ہوتی ہو تو ایلا منعقد  
 ہوگا اور ضائع میں لکھا ہو کہ ایلا کی لیاقت اس کے ہو جو طلاق کی اہلیت رکھتا ہو یہ امام اعظم نے اعتقاد قرار دیا ہے اور  
 صاحبین کے نزدیک جو وجوب کفارہ کی اہلیت رکھتا ہو وہ ایلا کی اہلیت رکھتا ہو یہ تاتار خانیہ میں ہے اور ایلا  
 کرنے والا یوں ہی ہوتا ہے کہ فرج میں جماع نہ کرنے پر قسم کھائی ہو پس اگر بدون فرج میں وطی کرنے کے حائض ہوا ہو تو  
 تو سزا سے ایلا کا مستوجب نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اندھ میرے بدن کی کھال پر نہ پڑے بدن کی کھال سے  
 نہ چھو و بکی تو یہ شخص مرد نے نہ ہوگا اس واسطے کہ اس قسم میں بدون جماع فرج کے فقط کھال چھونے سے حائض ہوا جائے تو  
 اور اگر کہا کہ وہ اندھ میرا کہ تناسل تیری فرج کو نہ چھو و بیکا تو یہ شخص مولی ہوگا اس وجہ سے کہ ایسے کلام سے عرفا جماع قرار  
 دیتے ہیں اور اگر کہا کہ اگر با تو نہ چھو تو طلاق ہوتی اور کچھ نہیں نہیں کی تو وہ مولی ہوگا اس واسطے کہ اس سے لوگوں کی  
 مراد جماع ہوتی ہو اور اگر ایسے صرف سنا ہے سو سمجھنے کی نیت کی ہو تو مولی نہ ہوگا چنانچہ اگر ایسے کلام سے عرفا جماع  
 نہ کیا تو قسم میں چھوٹا ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر اس وقت نہ فرج نہ کرنا کیساں پس ہر چیز چھو چنانچہ اس سے  
 پھر جاریہ عین عورت سے جماع نہ کیا تو وہ بیگ طلاق بائیں ہو جائیگی اس واسطے کہ عورت میں اس سے جماع ہوا ہوتا ہے  
 اسی واسطے اگر اس نے سال کے اندر سو اسے فرج کے اس سے جماع کیا تو قسم میں حائض ہوگا۔ یہ فتاویٰ سے  
 قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اتنا نہ کہ مولی یعنی میں تجھ سے ایلا کہ نہ ہو تو اس سے جماع نہ ہو  
 خبر دینے کی نیت کی ہو تو فیما بینہ و بینہ اندھ تھا کہ موسیٰ ہوگا لیکن قضا کی تقریر میں ہوگی۔ اور اگر ایسے ایجاب  
 کی نیت کی ہو یعنی تحقیق ایلا کی نیت کی ہو تو قضا و فیما بینہ و بینہ اللہ تعالیٰ دونوں طرح مولی ہوگا یہ فرج تقدیر میں ہو  
 اور اگر کہا کہ جب میں تجھ سے قربت کروں تو تجھ پر لازم واجب ہو تو اس سے موسیٰ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ابن سمان نے  
 امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر واجب ہو کہ میں اپنا یہ غلام اپنے کفارہ ظہار  
 سے آزاد کر دوں اگر میں اپنی جہد و فدانہ سے قربت کروں حالانکہ اس نے اس عورت سے ظہار کیا ہو یا نہیں کیا ہو تو  
 اس سے وہ ایلا کر دینا لا ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرا یہ غلام میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو اگر میں اپنی جہد و فدانہ سے قربت  
 کروں تو وہ ایلا کر دینے والا ہوگا خواہ اس نے ظہار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور آزاد کرنا اس کے کفارہ ظہار سے کافی ہوگا  
 اور اس کلام سے مراد یہ ہے کہ وہ عورت تیکہ وہ بظاہر ہو چھو اسے بعد قسم نہ کرے عورت مذکورہ سے قربت کر لی ہو تو  
 یہ عین اس کے کفارہ ظہار سے کافی ہوگا۔ پھر ذکر فرمایا کہ جو مرد سے قربت کرنے پر آزاد ہو جائے تو وہ ایلا  
 قسم میں وہ عورت ہوگا اور جو مرد کے بدون دوسرے فعل کے آزاد ہو جائے تو ایسی قسم میں وہ موسیٰ نہ ہوگا چھو  
 میں ہے۔ اور اگر اپنی جہد و فدانہ سے کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں یا تجھ اپنے بشر پر بلاؤں تو تو طلاق ہو تو وہ  
 موسیٰ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری جنابت سے غسل کیا مادہ سیک تو میری  
 جہد و فدانہ تو طلاق ثلاث ہو اور اس قول کا اعادہ کیا اور اس قول کو بجا اور عورت حاملہ تھی اور قبل  
 وضع حمل کے اس سے جماع نہ کیا پھر اس گفتگو سے چار مہینہ یا زیادہ کے بعد اس کے پید ہوا تو ایک طلاق بائیں ہوگا  
 چار مہینے نہ ہونے کے باعث سے واقع ہوگی اور بابت وضع حمل کے اسکی عہد گذر جائیگی پھر اگر اس کے بعد اس سے جماع کیا



دونوں عورتوں کے درمیان سبائیت واقع ہوگی یہ فصول عادیہ میں ہے۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں اپنی جود سے  
 تین مرتبہ ایلا کیا تو صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک استحساناً ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر مجلس متعدد ہوں تو  
 طلاق بھی متعدد ہو جائیگی یہ لکھیریہ میں ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ واللہ میں تم میں سے ایک سے قربت  
 نہ کرونگا تو وہ ان دونوں میں سے ایک سے ایلا کرنے والا ہوگا چنانچہ اگر اسنے ان میں سے ایک سے وطی کی تو  
 یہی ایلا کے واسطے مستحبین ہوگی اور مرد پر کفارہ واجب ہوگا اور ایلا اس وقت ہو جائیگا اور اگر اسنے ایک کو تین  
 طلاق دیدیں یا وہ مرگئی یا عذر ہو کر بائنے ہوگئی تو زوالِ ذمہ کے باعث سے دوسری جود ایلا کے واسطے  
 مستحبین ہوگی۔ اور اگر اسنے دونوں میں کسی سے قربت نہ کی یہاں تک کہ چار مہینہ گزر گئے تو دونوں میں سے ایک  
 غیر معین بائنے ہو جائیگی اور مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ جس پر چاہے وہ دونوں میں سے طلاق واقع ہو نا اختیار کرے اور اگر  
 چار مہینہ گزرنے سے پہلے اسنے ان دونوں میں سے ایک کے حق میں ایلا مستحبین کرنا چاہا تو اسکو یہ اختیار ہوگا چنانچہ اگر  
 اسنے ایک کو معین کیا اور پھر چار مہینہ گزر گئے تو اسی معین پر طلاق واقع ہوگی بلکہ دونوں میں سے ایک غیر معین پر  
 واقع ہوگی یہ مرد مذکور کو اختیار ہوگا چاہے جس کو معین کرے یا نہ کرے۔ پھر اگر مرد نے دونوں میں سے کسی ایک پر طلاق واقع  
 نہ کی یہاں تک کہ اور چار مہینہ گزر گئے تو دوسری پر بھی طلاق واقع ہوگی اور دونوں اس مرد سے ایک طلاق بائنے  
 ہو جائیگی اور یہ ظاہر الکر وہ کا حکم ہے۔ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں عورتیں دونوں کے گزرنے پر بائنے ہو گئیں پھر  
 دونوں سے ساتھ ہی نکاح کر لیا تو دونوں میں سے ایک سے مولیٰ ہوگا اور اگر دونوں سے آگے پہلے نکاح کیا تو دونوں میں  
 سے ایک سے مولیٰ ہوگا اور پہلی جس سے نکاح کیا ہو وہ بسبب بقیۃ نکاح یا بوجہ مقیمین کرنے کی مقیمین ہوگی لیکن جب  
 اول کے نکاح کے روز سے چار مہینہ گزر گئے تو وہ بسبب بقیۃ نکاح ایلا کے پہلے بائنے ہو جائیگی پھر چار مہینہ گزرنے پر  
 سے چار مہینہ اور گزرنے کے بعد دوسری بھی بائنے ہو جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اسنے کہا کہ تم دونوں میں سے کسی سے قربت  
 نہ کرونگا تو دونوں سے مولیٰ ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ گزر گئے اور اسنے کسی سے قربت نہ کی تو دونوں بائنے ہو جائیگی  
 اور اگر دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو دونوں کا ایلا بالل ہو جائیگا اور کفارہ قسم واجب گامی طرح واجب  
 ہو اور اگر قسم کھائی کہ اپنی زوجہ اپنی باندی سے یا اپنی زوجہ و اجنبیہ سے قربت نہ کرونگا تو جب تک کہ اجنبیہ یا باندی سے قربت  
 نہ کرے تب تک مولیٰ ہوگا اور جب اسنے قربت کر لی تو مولیٰ ہو جائیگا اس واسطے کہ بعد اسکے زہد سے قربت  
 کرنا بدرون کفارہ کے ممکن ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جود و اپنی باندی سے کہا کہ وہ  
 میں سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو مولیٰ ہوگا الا اس صورت میں کہ اسنے اپنی جود کو مراد لیا ہو اور اگر اسنے ایک سے  
 قربت کی تو حائض ہو جائیگا اور اگر اسنے باندی کو مراد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو بھی مولیٰ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ وہ  
 میں تم میں سے کسی سے قربت نہ کرونگا تو استحساناً وہ حرۃ زوجہ سے مولیٰ ہوگا یہ شیخ جامع کیہ جھیری میں ہے۔ اور اگر کسی  
 کی دو جود جن میں سے ایک باندی ہو اور اسنے کہا کہ واللہ میں تم دونوں سے قربت نہ کرونگا تو دونوں سے مولیٰ ہو جائیگا  
 پھر جب دو مہینہ گزرے اور اسنے کسی سے قربت نہ کی تو باندی بائنے ہو جائیگی پھر جب اور دو مہینے گزرے بدرون قربت  
 کے تو حرۃ بھی بائنے ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تم سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو ایک غیر معین سے ایلا کرنا والا  
 ہو جائیگا اور اگر اسنے دو مہینہ گزرنے سے پہلے کسی ایک کو معین کرنا چاہا تو نہیں کر سکتا ہے اور اگر دو مہینہ بلا قربت گزر گئے

مجلس  
 چنانچہ  
 مستحبین  
 اگر مرد اسکا  
 میں کرنا  
 سے وہ  
 مقیمین نہیں  
 ہو سکتا ہے



تو باندی جو رو بائٹہ ہو جائیگی اور اگر نہ ہو تو حرحہ کی مدت ایلا شروع ہوگی پھر اگر چار مہینہ گزرے اور آئٹہ نہ ہو تو حرحہ بائٹہ ہو جائیگی۔ اور اگر دو مہینہ گزرے سے پہلے باندی مرگئی تو قسم کے وقت سے ایلا کے واسطے حرحہ متعین ہو جائیگی یہ درائع میں ہو اور اگر قبل مدت کے باندی آزاد ہوگئی تو اسکی مدت مثل مدت حرحہ کے ہو جائیگی پس جب وقت قسم سے چار مہینہ گزرے تو دونوں میں سے ایک بائٹہ ہو جائیگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے متعین کرے اور اگر پانچ یا بعد بائٹہ ہونے کے آزاد ہوئی پھر اس سے نکاح کیا تو باندی کے بائٹہ ہونے کے وقت سے چار مہینہ گزرنے پر حرحہ بائٹہ ہو جائیگی اور باندی آزاد شدہ کے ایلا سے بائٹہ ہونے کے وقت سے حرحہ کی مدت ایلا قرار ہو جائیگی اس سے پہلے سے قرار نہ ہو جائیگی اور اگر باندی کو دو مہینہ گزرنے سے پہلے خرید لیا تو قسم کے وقت سے چار مہینہ گزرنے پر حرحہ بائٹہ ہو جائیگی اور اگر باندی کے آزاد ہونے کے بعد پھر ان دونوں سے نکاح کیا تو ان دونوں میں سے ایک سے مولیٰ ہوگا لیکن جب وقت قسم سے مدت ایلا گزر جائیگی تو حرحہ بائٹہ ہو جائیگی اور اگر قبل مدت کے حرحہ مرگئی تو آزاد شدہ اپنے نکاح کے وقت سے مدت ایلا گزرنے پر بائٹہ ہوگی۔ اور اگر حرحہ مری نہیں بلکہ اسکو طلاق یا تن ویدی اور ہنوز اسکی مدت نہ گزری تھی کہ قسم کے وقت سے ایلا کی مدت گزر گئی تو اسپر ایکسہ اور طلاق بائٹہ واقع ہوگی یہ کافی ہیں ہو اور اگر ایلا کی وجہ سے حرحہ بائٹہ ہوگئی تو معتقہ از سر نو ایلا کے واسطے متعین ہو جائیگی اور حرحہ کے بائٹہ ہونے کے وقت اسکی ایلا کی مدت شمار ہوگی اور اگر حرحہ کی مدت گزر گئی یا اسکو تن طلاق ویدین تو معتقہ کے ترجیح سے جب چار مہینہ گزرے تو وہ بائٹہ ہو جائیگی اس واسطے کہ وہ ایلا کے لیے اسی وقت سے متعین ہوئی تھی یہ شرح جامع کیچھیری میں ہے اور اگر آئٹہ یوں کہا کہ میں تم میں سے ایک سے قربت کر دوں تو دوسری مجھے مثل پشت میری مان کے ہو تو وہ انہیں سے ایک سے مولیٰ ہوگا پھر جب دو مہینہ گزرے تو باندی بائٹہ ہو جائیگی اور حرحہ کا ایلا باطل ہو جائیگا اور اگر دونوں عورتیں حرحہ ہوں اور آئٹہ کہا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو دوسری مجھے مثل پشت میری مان کے ہو تو وہ ایک سے مولیٰ ہوگا پھر اگر آئٹہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے حق میں طلاق کی تعیین نہ کی یا ایک کے حق میں تعیین کی اور دوسرے چار مہینہ گزر گئے تو اور کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو وہ میرے اوپر مثل پشت میری مان کے ہو تو ایلا باقی رہیگا اور اسی طرح اگر آئٹہ کہا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو تم میں سے ایک مجھے مثل پشت میری مان کے ہو تو بھی یہ حکم ہو یہ کافی ہیں اور اگر آئٹہ کہا کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو تم میں سے ایک مجھے مثل پشت میری مان کے ہو پھر دو مہینہ گزرنے سے انہیں حرحہ باندی جو رو ہو وہ بائٹہ ہوگئی تو آزادہ حرحہ سے ایلا ہنوز باقی رہیگا چنانچہ اگر باندی کے بائٹہ ہونے کے وقت سے کہا اور چار مہینہ گزر گئے تو آزادہ بھی بائٹہ ہو جائیگی۔ اور اگر باندی جو رو آزادہ جو رو دونوں سے کہا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو دوسری طلاق ہو تو ایلا کرنے والا ہو جائیگا پھر جب دو مہینہ گزر جائے تو باندی بائٹہ ہو جائیگی اور حرحہ سے ایلا اسکا قطع ہوگا مگر حرحہ کے حق میں ایلا کی مدت باندی کے بائٹہ ہونے کے وقت سے متر ہوگی چنانچہ اگر باندی کے بائٹہ ہونے کے وقت سے اور چار مہینہ گزرے اور ہنوز باندی عدت میں ہو تو حرحہ بائٹہ ہو جائیگی اس واسطے کہ حرحہ سے قربت کرنا بدون باندی کے طلاق میں ممکن نہیں ہو لیکن اگر اس مدت کے گزرنے سے پہلے باندی کی عدت

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

گذر گئی تو آزادہ سے ایلا ر ساقط ہو جائیگا کیونکہ باندی چونکہ محل طلاق نہیں رہی اسلئے سطلے بدول کسی امر کے لازم  
آسنے کے وہ حرہ سے قربت کر سکتا ہو اور اگر دونوں عورتیں آزادہ ہوں تو چار مہینہ گزرنے پر ایک باندہ ہو جائیگی  
اور شوہر کو بیان کا اختیار دیا جائیگا اور دوسری جو باقی رہی اس سے ایلا کر کے والا ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ  
دوسرے گزرنے اور ہفت روزہ پہلی عدت میں ہو تو دوسری مطلقہ ہو جائیگی ورنہ نہیں اور اگر شوہر نے کسی کے حق  
میں بیان نہ کیا یا شک کر اور چار مہینہ گزر گئے تو دونوں باندہ ہو جائیگی۔ اور اگر باندی آزادہ دو  
بھارتوں سے نکلا کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قربت کی ایک طالق ہو تو وہ ایک سے ملو لی ہوگا اور  
دو مہینہ گزرنے پر باندی باندہ ہو جائیگی پھر اس کے باندہ ہونے کے وقت سے اگر چار مہینہ گزر گئے تو آزادہ ہی باندہ ہو جائیگی  
چاہے باندی مذکورہ عدت میں ہو یا نہ ہو اسلئے کہ بدول کسی چیز کے لازم آئے وہ حرہ سے وطی نہیں کر سکتا ہو اسلئے کہ  
خواران دونوں میں سے ایک کی طلاق ہو اور پہلی کی عدت گزرنے پر طلاق اسی کے حق میں نہیں ہوگی جو محل طلاق باقی  
ہو اور اسی طرح اگر دونوں عورتیں آزادہ ہوں تو بھی یہی حکم ہو جائیگا اتنا فرق ہو کہ باندہ ہونے کی مدت چار مہینہ ہوگی  
اور اگر دونوں سے نکلا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو دوسری طالق ہو تو دونوں سے ایلا کر کے والا  
ہوگا اور انہیں جو باندی ہو وہ دو مہینہ گزرنے پر طالق ہو جائیگی اور اگر پھر وہ مہینہ گزر گئے اور ہفت روزہ باندی عدت  
میں ہو تو آزادہ طالعہ ہو جائیگی اور اگر باندی کی مدت اس سے پہلے گزر گئی تو حرہ پر کچھ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور  
اگر دونوں آزادہ ہوں تو چار مہینہ گزرنے کے بعد دونوں باندہ ہو جائیگی۔ اور اگر اسے یوں نکلا کہ اگر میں نے  
تم میں سے کسی ایک سے قربت کی تو ایک تم میں سے طالعہ ہو تو وہ دونوں سے ایلا کر کے والا ہو جائیگا اور باندی  
بعد دو مہینہ گزرنے کے طالعہ ہو جائیگی پھر جب دو مہینہ اور گزر گئے تو آزادہ بھی طالعہ ہو جائیگی چاہے باندی  
اس وقت عدت میں ہو یا نہ ہو۔ اور اگر دونوں آزادہ ہوں تو چار مہینہ گزرنے سے ہر ایک ایک طلاق یا نصف  
ہو جائیگی اور اگر اسے دونوں میں سے کسی سے قربت کر لی تو حائض ہو جائیگا لیکن طلاق فقط ایک واقع ہوگی اور وہ  
غیر معین طور پر کسی ایک واقع ہوگی اور قسم باطل ہو جائیگی لیکن اس کا اثر نہ ہوگا لیکن اگر اسے یوں نکلا کہ اگر میں نے  
تم میں سے ایک سے قربت کی تو وہ طالعہ ہو تو ایسی صورت میں اگر کسی سے قربت کی تو وہ طالعہ ہو جائیگی اور ہفت روزہ قسم  
باطل نہ ہوگی چنانچہ اگر اس نے دوسری عدت سے قربت کی تو وہ بھی طالعہ ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر میری میں ہے۔  
اگر کسی نے اپنی دو خور و ون سے نکلا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت نہ کروں گا پھر مدت گزر گئی تو دونوں باندہ  
ہو جائیگی یہ فیصلہ عوامی میں ہے۔ اور اگر یوں نکلا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی اور اس سے تو یہ خبر کہ اس قول کے ہو  
کہ اگر میں نے تم دونوں سے قربت کی یعنی ان دونوں سے ایلا کر کے والا ہوگا اور اگر اسے یوں نکلا کہ اگر میں نے اس سے  
قربت کی پھر اس سے تو ایلا کر کے والا ہوگا یہ معراج الدیایہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی خور و ون سے ایلا کر لیا پھر اسکو  
ایک طلاق بائن ویدیا پس اگر وقت ایلا سے چار مہینہ گزر گئے اور ہفت روزہ عدت طلاق میں ہو تو بے سبب ایلا کر کے  
اس پر دوسری طلاق واقع ہوگی اور اگر ایلا کی مدت گزرنے سے پہلے وہ عدت سے خارج ہو گئی ہو تو بے سبب ایلا کر کے کوئی  
طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک مرد نے اپنی خور و ون سے ایلا کر لیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا پس اگر ایلا کی مدت  
گزرنے سے پہلے اس سے نکاح کیا ہو تو ایلا ویدیا ہی باقی رہی چنانچہ اگر وقت ایلا سے چار مہینہ طالعہ گزر گئے تو ایلا

کی وجہ سے اس پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر بعد انقضائے عدت کے اس سے نکاح کیا تو ایلا اور نہ ہوگا۔ لیکن  
 عدت ایلا وقت نکاح سے معتبر ہوگی۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے ایلا کر کیا اگر قبل اسکے اسکو ایک طلاق بائن سے نکاح  
 تھا تو ایلا کرنے والا ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مطلقہ بھینہ سے ایلا کر کیا تو مولیٰ ہو جائیگا۔ لیکن اگر عدت  
 گزرنے سے پہلے اسکی عدت طلاق گزر گئی تو ایلا ساقط ہو جائیگا یہ سراج و ہاشم میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جوڑو سے ایلا  
 کیا پھر مرتد ہو کر دارا خرب میں جا ملا پھر چار مہینہ گزر گئے تو سبب ایلا کے بائن نہ ہوگی کیونکہ سبب مرتد ہونے کے  
 مالک زائل اور بیہوش واقع ہو چکی اگرچہ مرتد ہونے کی وجہ سے ایلا و ظہار باطل ہونے میں دورہ تین بن کر تھا  
 یہی روایت ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو کی طلاق کی قسم کھائی کہ میں اسکو طلاق نہ دوں گا پھر اس عورت  
 سے ایلا کیا اور عدت ایلا گزر گئی تو مرد نہ کوہ حانت ہوگا اور اس پر ایک طلاق بوجہ ایلا کے اور دوسری طلاق بوجہ قسم  
 کے واقع ہوگی۔ اور اگر اس نے قسم کھائی حالانکہ وہ عین ہو پس قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو مختار قول کے  
 موافق بوجہ قسم نہ کوہ کے عدت پر طلاق واقع ہوگی یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک ملام نے اپنی آزادہ جوڑو سے ایلا  
 کیا پھر یہ آزادہ جوڑو اس ملام کی مالک ہو گئی تو ایلا باقی نہ رہیگا۔ اور اگر اس عورت نے اس ملام کو بیچ کر دیا  
 آزاد کر دیا پھر اس ملام نے اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو ایلا سابق ہو کر بیچا نہیں ہوگا۔ اور اگر اپنی  
 جوڑو سے کہا کہ واللہ میں تجھے دو مہینہ دو مہینہ قربت نہ کروں گا تو ایلا کرنے والا ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ  
 میں تجھے قربت نہ کروں گا دو مہینہ دو مہینہ بعد ان دو مہینوں کے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر عورت سے کہا کہ واللہ میں  
 تجھے دو مہینہ قربت نہ کروں گا پھر ایک روز تھر کر کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ بعد پہلے دو لون مہینوں کے قربت  
 نہ کروں گا تو ایلا کنندہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قربت نہ کروں گا پھر ایک ساعت تو وقت  
 کر کے کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قربت نہ کروں گا تو ایلا کرنے والا ہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا  
 دو مہینہ اور نہ دو مہینہ تو ایلا کرنے والا ہوگا یہ سراج و ہاشم میں ہے۔ اور فقہی میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ میں تجھے چار  
 مہینہ و علی نہ کروں گا بعد چار مہینہ کے تو وہ ایلا کرنے والا ہوگا گویا اس نے یوں کہا کہ واللہ میں تجھ سے چار مہینہ و علی  
 نہ کروں گا اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قبل دو مہینہ کے قربت نہ کروں گا تو یہی ایلا ہے۔ اور ابن سماعہ نے امام  
 ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا چار مہینہ الا ایک روز پھر اسی وجہ کا  
 کہ واللہ میں تجھ سے اس روز قربت نہ کروں گا تو وہ ایلا کرنے والا ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ میرے تجھے  
 قربت کرنے سے ایک مہینہ پہلے تو طلاق ہے تو جب تک ایک مہینہ نہ گزرے وہ ایلا کرنے والا ہوگا پھر جب ایک مہینہ  
 گزرے اور وہ قربت نہ کرے تو اس وقت سے ایلا ہوگا پھر اگر مہینہ گزر جائے کے بعد عدت ایلا تمام ہونے سے پہلے  
 اس سے جماع کیا تو قسم میں حانت ہونے کی وجہ سے طلاق ہو جائیگی اور اگر چار مہینہ گزر گئے اور اس سے جماع نہ کیا تو ایک  
 طلاق بائن سے سبب ایلا کے بائن ہوگی اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنے سے ایک مہینہ تو طلاق ہے اگر  
 میں تجھے قربت کروں تو بھی یہی حکم ہے بشرط تخفیف جامع کہ یہ ہے۔ اور شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ میرے تیرے ساتھ قربت  
 کرنے سے پہلے تو طلاق ہے تو وہ ایلا کرنے والا ہو جائیگا پھر اگر اس سے قربت کر لی تو قربت کرنے ہی بلا فصل طلاق  
 واقع ہو جائیگی اور اگر اسکو چار مہینہ چھوڑ دیا تو سبب ایلا کے بائن ہو جائیگی یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑو

ایلا کرنے والا ہوگا اگر عدت طلاق گزر گئی تو ایلا ساقط ہو جائیگا یہ سراج و ہاشم میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جوڑو سے ایلا کیا پھر مرتد ہو کر دارا خرب میں جا ملا پھر چار مہینہ گزر گئے تو سبب ایلا کے بائن نہ ہوگی کیونکہ سبب مرتد ہونے کے مالک زائل اور بیہوش واقع ہو چکی اگرچہ مرتد ہونے کی وجہ سے ایلا و ظہار باطل ہونے میں دورہ تین بن کر تھا یہی روایت ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو کی طلاق کی قسم کھائی کہ میں اسکو طلاق نہ دوں گا پھر اس عورت سے ایلا کیا اور عدت ایلا گزر گئی تو مرد نہ کوہ حانت ہوگا اور اس پر ایک طلاق بوجہ ایلا کے اور دوسری طلاق بوجہ قسم کے واقع ہوگی۔ اور اگر اس نے قسم کھائی حالانکہ وہ عین ہو پس قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو مختار قول کے موافق بوجہ قسم نہ کوہ کے عدت پر طلاق واقع ہوگی یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک ملام نے اپنی آزادہ جوڑو سے ایلا کیا پھر یہ آزادہ جوڑو اس ملام کی مالک ہو گئی تو ایلا باقی نہ رہیگا۔ اور اگر اس عورت نے اس ملام کو بیچ کر دیا آزاد کر دیا پھر اس ملام نے اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو ایلا سابق ہو کر بیچا نہیں ہوگا۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ واللہ میں تجھے دو مہینہ دو مہینہ قربت نہ کروں گا تو ایلا کرنے والا ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نہ کروں گا دو مہینہ دو مہینہ بعد ان دو مہینوں کے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر عورت سے کہا کہ واللہ میں تجھے دو مہینہ قربت نہ کروں گا پھر ایک روز تھر کر کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ بعد پہلے دو لون مہینوں کے قربت نہ کروں گا تو ایلا کنندہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قربت نہ کروں گا پھر ایک ساعت تو وقت کر کے کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قربت نہ کروں گا تو ایلا کرنے والا ہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا دو مہینہ اور نہ دو مہینہ تو ایلا کرنے والا ہوگا یہ سراج و ہاشم میں ہے۔ اور فقہی میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ میں تجھے چار مہینہ و علی نہ کروں گا بعد چار مہینہ کے تو وہ ایلا کرنے والا ہوگا گویا اس نے یوں کہا کہ واللہ میں تجھ سے چار مہینہ و علی نہ کروں گا اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے دو مہینہ قبل دو مہینہ کے قربت نہ کروں گا تو یہی ایلا ہے۔ اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا چار مہینہ الا ایک روز پھر اسی وجہ کا کہ واللہ میں تجھ سے اس روز قربت نہ کروں گا تو وہ ایلا کرنے والا ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ میرے تجھے قربت کرنے سے ایک مہینہ پہلے تو طلاق ہے تو جب تک ایک مہینہ نہ گزرے وہ ایلا کرنے والا ہوگا پھر جب ایک مہینہ گزرے اور وہ قربت نہ کرے تو اس وقت سے ایلا ہوگا پھر اگر مہینہ گزر جائے کے بعد عدت ایلا تمام ہونے سے پہلے اس سے جماع کیا تو قسم میں حانت ہونے کی وجہ سے طلاق ہو جائیگی اور اگر چار مہینہ گزر گئے اور اس سے جماع نہ کیا تو ایک طلاق بائن سے سبب ایلا کے بائن ہوگی اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنے سے ایک مہینہ تو طلاق ہے اگر میں تجھے قربت کروں تو بھی یہی حکم ہے بشرط تخفیف جامع کہ یہ ہے۔ اور شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنے سے پہلے تو طلاق ہے تو وہ ایلا کرنے والا ہو جائیگا پھر اگر اس سے قربت کر لی تو قربت کرنے ہی بلا فصل طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر اسکو چار مہینہ چھوڑ دیا تو سبب ایلا کے بائن ہو جائیگی یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑو







کہ حسین میں تیسرے قربت کرونگا تو اس قسم سے وہ کبھی مولیٰ نہ ہوگا پس اگر اُسے ان دونوں سے دور و زجاء کیا تو دوسرے روز آفتاب غروب ہونے پر حائض ہو جائیگا اور اگر کہا کہ دانستہ میں تم سے قربت نہ کرونگا الا ایک روز یا ایک دن یا الاروز واحد کہ حسین میں تم سے قربت کرونگا یا الاروز واحد میں کہ حسین میں تم سے قربت نہ کرونگا تو مولیٰ نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک روز ان دونوں سے قربت کرے پھر جب یہ روز گزرے گا تو دونوں سے ایلا کر کے والا ہو جائیگا بسبب ایلا کی علامت پائی جانے کے اور اگر دونوں سے دور و زجاء میں قربت کی مثل ایک سے دور و زجاء اور دوسری سے دور و زجاء قربت کی تو حائض ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح اگر دونوں سے دور و زجاء اور دونوں سے دور و زجاء قربت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دونوں سے دور و زجاء اور قربت کی پھر ایک سے دور و زجاء اور قربت کی تو جس سے دور و زجاء قربت نہ ہوگی کی ہو اس سے ایلا کر نیوالا ہو جائیگا اور جس سے قربت کی ہو اس سے ایلا کر نیوالا ہو جائیگا۔ اور اگر روز جمعہ ایک سے قربت کی اور روز جمعہ دونوں سے قربت کی تو جس سے دور و زجاء اور قربت نہ ہوگی کی ہو اس سے ایلا کر نیوالا ہو جائیگا جبکہ روز جمعہ آفتاب غروب ہوا ہے اور جس سے دور و زجاء اور قربت کی ہو اس سے ایلا کر نیوالا ہو جائیگا پھر جس سے دور و زجاء اور قربت کی تھی اگر اسکے بعد اس سے پھر قربت کی تو حائض نہ ہوگا اور اگر دوسری سے قربت کی تو حائض ہو جائیگا اور دونوں سے ایلا کر ساقط ہو جائیگا اور اگر دونوں سے ایلا کر ساقط ہو جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک سے چار شنبہ کے روز قربت کی اور دونوں سے جمعہ اور روز جمعہ کی تو حائض ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی اس واسطے کہ سوا سے روز استثنائے دو دنوں سے قربت کرنا پائے گا اور اگر روز جمعہ کے اسی عورت سے قربت کی جس سے چار شنبہ کو قربت کی تھی تو حائض نہ ہوگا اس واسطے کہ شرط یہی کہ دونوں سے قربت کرے یہ کہ ایک سے حالانکہ استثنائے ایک ہی ہے دوسرے قربت کی پس ایلا اس عورت کے ساتھ جس سے چار شنبہ کو قربت تھیں کی تھی باقی رہے گا اور اگر انہی دو عورتوں سے کہا کہ دانستہ میں تم سے قربت نہ کرونگا الا بروز جمعہ اور تو چھبک جمعہ کا روز گزر جائے تب تک ایلا کر کف نہ ہوگا پھر بعد جمعہ کے وہ مولیٰ ہوگا اور اگر اُسے یوں کہا کہ الا کسی جمعہ کو تو وہ کبھی مولیٰ نہ ہوگا یہ شیخ جامع کہہ چکے ہیں یہی ہو اور اگر ایک شخص کی عورت کو فہمین ہو اور وہ بصرہ میں ہو پس اُسے کہا کہ دانستہ میں کو فہمین اخل نہ ہوگا تو وہ ایلا کر کف نہ ہوگا یہ ہدایتیں اور اگر کسی نے قربت نہ کرنے کی واسطے کوئی فائت مقرر کی پس اگر ایسی چیز ہو جسکی مدت ایلا کر کے اندر باقی جانے کی امید نہ ہو کسی نے جب کے چھبے میں کہا کہ دانستہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ میں حرم کے روزے رکھوں یا کہا کہ دانستہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا الا فلان شہر میں حالانکہ اس شہر میں پہنچنے تک چار مہینہ یا زیادہ ضرور گزرے ہیں تو یہ شخص ایلا کر کف نہ ہوگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت گذری ہو جسے تو ایلا کر کف نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ دانستہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ تو اپنے بچے گا دو دفعہ چڑھے اسے حالانکہ دو دفعہ چڑھانے کی مدت چار مہینہ یا زیادہ ہو تو بھی معطل ہو جائیگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت ہو تو مولیٰ نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ دانستہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا بیان تک کہ وہ جائز جو قریب قیامت نکلے گا وہ نکلے یا دجال نکلے تو قیاس یہ ہو کہ وہ مومن نہ ہو اور استحساناً مولیٰ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہاں تک کہ قیامت برپا ہو یا بیان تک کہ اندیشہ مولیٰ کے ناسکے میں کہیں سکے یا یہ ہو کہ وہ تو بھی وہ مولیٰ ہوگا اور اگر ایسی فائت مقرر کی ہو کہ مدت ایلا کر کے اندر اسکے پائے جانے کی امید نہ ہو نہ بقا و تکاح تو بھی وہ معطل ہوگا جیسے یوں کہا کہ دانستہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ تو میرا نکاح کرے یا میں

بانی  
نہایت  
فہم  
اور اگر  
نکاح  
بانی  
فہم  
۱۲

تجھے قتل کروں یا یہاں تک کہ میں قتل کیا جاؤں یا تو قتل کی جاوے یا یہاں تک کہ میں تجھے تین طلاقیں دیدوں تو اتفاق  
 وہ مولے ہوگا اور اسنی طرح اگر جو رو باندی ہو اور اس سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یہاں تک کہ  
 میں تیرا مالک ہوں یا تیرے کسی ٹکڑے کا مالک ہوں تو بھی وہ مولیٰ ہوگا اور اگر کہا کہ یہاں تک کہ میں تجھے خرید کر دوں تو  
 وہ مولیٰ ہوگا اور نکاح خاص نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی غائت ہو کہ باوجود بقاء نکاح کے مدت ایلا کے اندر اسکے یا عیال  
 کی امید ہو پس اگر ایسی چیز ہو کہ اسکے ساتھ قسم کھائی جاتی اور نذر کی جاتی ہو اور اسے اپنے اوپر واجب کر لی ہو مولیٰ  
 ہو جائیگا جیسے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو میرا غلام آزاد ہو تو مولیٰ ہوگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر  
 باندی جو رو سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یہاں تک کہ میں تجھ کو اپنے واسطے خرید کر دوں تو صحیح یہ ہو کہ وہ  
 مولیٰ ہوگا جب مالک پون نہ کہے کہ یہاں تک کہ میں تجھ کو اپنے واسطے خرید کر تجھ پر قبضہ کر لوں یہ قیاس سرور میں ہو  
 اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یہاں تک کہ فلاں تجھے اجازت دے یا فلاں تجھ سے سفر سے اجازت دے  
 تو وہ مولیٰ نہ ہوگا مگر قسم ہو جاوے گی حتیٰ کہ اگر اسکے بعد اس سے قربت کی تو اس پر کفارہ لازم آوے گی لیکن اگر فلاں مالک  
 اب امام ابو یوسف کے نزدیک وہ مولیٰ ہوگا اور طرفین کے نزدیک قسم باطل ہو جائیگی چنانچہ اگر ایسے بن عورت سے  
 قربت کی تو حائض ہوگا پس جب قسم ہی باطل ہوگی تو مولیٰ ہوگا یہ بشرط کہ عین حائض کبیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں  
 تجھ سے قربت نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اپنے فلاں غلام کو آزاد کروں یا یہاں تک کہ اپنی فلاں جو رو کو طلاقیں دیدوں  
 یا یہاں تک کہ ایک مہینہ روزہ رکھ لوں تو بقول امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ اگر کنا کہ بن تجھ سے  
 قربت نہ کروں گا یہاں تک کہ اپنے غلام کو قتل کروں یا یہاں تک کہ اپنے غلام کو ماروں یا یہاں تک کہ فلاں کو قتل کروں  
 یا فلاں کو ماروں یا گالی دون یا اسکے مانند اور کوئی بات کہی تو مولیٰ ہوگا اس واسطے کہ عرف و عادت میں ان چیزوں کی  
 قسم نہیں کھائی جاتی ہو یہ بدایہ میں ہو اور اگر اسے جو رو وغیرہ یا آئینہ سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یہاں تک  
 کہ تجھے حیض دے تو مولیٰ ہوگا اگر جانتا ہو کہ چار مہینہ تک وہ حاملہ نہ ہوگی یہ بدایہ شریعی میں ہو۔ اور اگر جو رو سے کہا کہ  
 میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یا دیکھ تو میری جو رو ہو پھر اسکو باندہ طلاقیں دیکر اس سے نکاح کر لیا تو اس سے ایلا کہندہ  
 ہوگا جب چاہے اس سے قربت کرے اور حائض ہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا در حالیکہ تو میری  
 جمد ہوگی پھر اسکو باندہ کرے اس سے نکاح کر لیا تو مولیٰ رہیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کروں گا یہاں تک کہ  
 یہ بات کرے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ اس بات کے کرنے پر قادر نہ ہوگا جیسے آسمان چھو لینا وغیرہ تو وہ مولیٰ ہوگا تاہم اگر  
 میں ہو۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یا دیکھ یہ نہ جاری ہو پس اگر ایسی نہر ہو کہ اسکا پانی منقطع نہیں  
 ہوتا ہو تو وہ مولیٰ ہوگا ورنہ نہیں یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ایسے درخت سے ایلا کہ کیا جو جنوں ہو کہ دلی کر لی تو قتل  
 ہو جائیگی اور ایلا اسقاط ہو جائیگا یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور ہر گاہ کہ ایلا کہل ہو اور ایلا کہندہ مند بہت ہو جامع کہ  
 پر قادر ہو تو اسکو قتل و جراح ہوگا نہ زانی کذا فی مجمل الشری اور اگر شہوت سے عورت کا بوسہ لے لیا یا شہوت سے  
 اسکا مساس کیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا یا فرج سے علاوہ اس سے میا شہوت کی تو یہ رجوع نہیں ہو یہ تاتار خانہ میں ہو۔  
 اور اگر ایلا کہ شہوت لادہ یعنی ہو کہ جامع کرنے پر قادر نہ ہو یا عورت مریضہ ہو تو رجوع کر لینے کی یہ صورت ہو کہ لے کر اس  
 عورت کی طرف رجوع کر لیا پس یہاں تک کہ قسم پوری کرنے کا حکم باطل کرے میں ثل دلی سے رجوع کرنے کے ہو یا دیکھ وہ میں ہو۔





ہو کر اس سے نکاح کیا تو امام اعظم و امام شافعی کے نزدیک اس کا رجوع فقط جماع سے ہوگا یہ مختص شریعین میں ہو ایک بعض نے اپنی جود سے کہا کہ والدین تہ سے قربت نہ کر دنگا پھر وہ دس روز بٹھرا رہا پھر کہا کہ والدین تہ سے قربت نہ کر دنگا تو وہ دراصل اس سے ایلا کنندہ ہو جائیگا اور دونوں کا شمار کیا جائیگا کہ ایک مدت پہلی قسم کے اور دوسری مدت دوسری قسم کے وقت سے شمار ہوگی اور اگر ان دونوں مدتوں میں سے کسی کے گزرنے سے پہلے اسے بقول رجوع کیا تو صحیح ہے اور دونوں مدتیں مرتفع ہو جائیں گی جیسے جماع کر لینے میں رہتا ہو پھر اگر مرض برابر یا ہیات تک کہ دونوں مدتیں پوری ہوں تو یہ رجوع کرنا مباح ہو جائیگا اور اگر پہلی مدت گزرنے سے پہلے اچھا ہو گیا تو یہ رجوع کرنا باطل ہو گیا اور جماع کے ساتھ رجوع کہے۔ اور اگر اسے زبانی رجوع نہ کیا تو دونوں مدتوں کے گزرنے پر دو طلاق واقع ہونگی کہ ایک طلاق پہلی قسم سے چار مہینہ گزرنے پر اور دوسری طلاق دوسری قسم سے چار مہینہ گزرنے پر یعنی پہلی سے دس روز بعد۔ اور اگر اسے جماع کر لیا تو دونوں قسموں میں حائض ہو گا پس وہ کفارہ اس پر لازم آوے گی۔ اور اگر مرض سے اچھا ہوا اور زبانی رجوع نہ کیا یا نہ کہ ایلا و اول سے مدت چار ماہ گزرنے تک تو بیک طلاق بائٹہ ہو جائیگی پھر اگر دوسری ایلا کی مدت پوری ہونے میں جو دس روز باقی ہیں اگر انہیں اچھا ہو گیا تو ایلا و ثانی سے رجوع کرنا بیک جماع ہوگا اگرچہ وہ کبھی جماع پر قادر نہ ہوا اگر دوسری ایلا اسے دس روز باقی مدت میں اچھا ہوا پس اگر دس روز کے اندر زبانی رجوع کیا تو ایلا دوم باطل ہو جائیگا اور اگر رجوع نہ کیا تو دس روز گزرنے پر دوسری ایک طلاق سے بائٹہ ہو جائیگی اور اگر ایلا اول کی مدت میں زبانی رجوع کیا تو حق اول میں صحیح ہو جی کہ اول کی مدت گزرنے پر طلاق واقع ہوگی پھر اگر دوسری ایلا اسے دس روز باقی مدت میں اچھا ہو گیا تو رجوع زبانی جو سابق میں کیا ہو اس کا حکم جائز رہا چنانچہ اب اس کا رجوع کرنا جماع سے ہوگا اور اگر اسے جماع سے رجوع نہ کیا یا ہیات تک کہ وہ بائٹہ ہو گئی پھر اس سے نکاح کیا اور حالیکہ وہ مریض ہو تو اسی ایلا و ثانی کا مولیٰ رہے گا۔ اور اگر عورت مذکورہ سے قربت کی تو دونوں قسموں میں حائض ہو جائیگا اور اس پر دو کفارہ لازم آوے گی یہ مشروع جماع کبیر حائضی میں ہو۔ اور واضح رہے کہ مریض کے زبانی رجوع کرنا بیک اعتبار رجب ہی تک ہوتا ہے کہ نکاح قائم ہوا اور اگر بیعت واقع ہو گئی تو کچھ اعتبار نہیں ہو چنانچہ اگر مریض نے اپنی عورت سے ایلا کیا اور چار مہینہ گزرنے کے بعد اس سے رجوع نہ کیا یا ہیات تک کہ بیک طلاق اس سے بائٹہ ہو گئی پھر بعد اس کے اس سے زبانی رجوع کیا تو بیکار ہو ایلا باطل ہو گا حتیٰ کہ اگر اس سے نکاح کیا اور ہندوہ و بیاسی مریض ہو پھر چار مہینہ گزرنے کے بعد اس سے رجوع نہ کیا تو بیک طلاق دیگر بائٹہ ہو جائیگی اور بجماع رجوع کرنا جیسا قیام چھوٹ کی حالت میں معتبر ہو ویسا ہی بعد بائٹہ ہونے کے بھی معتبر ہو چنانچہ اگر تندرست مرد نے اپنی جود سے ایلا کیا اور چار مہینہ گزرنے کے بعد اس سے رجوع نہ کیا تو بیک طلاق بائٹہ ہو گئی پھر اس کے بعد اس سے جماع کیا تو یہ ایلا باطل ہو جائیگا چنانچہ اگر اس کے بعد اس عورت سے نکاح کیا اور چار مہینہ بلا جماع گزرنے کے تو اس پر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ مختص میں ہو۔ اور اگر مدت کے اندر مدت میں دونوں نے اختلاف کیا تو قول مند ہر کا قبول ہوگا لیکن اگر عورت جانتی ہو کہ بیعت ہوا ہو تو اس کو اس مرد کے ساتھ رہنے کی گنجائش ہوگی بلکہ گناہ سے بچنے کے واسطے اس کے پاس سے بھاگ جاوے یا اپنا مال لیکر اپنی جان چھڑا دے۔ اور اگر مدت گزر جانے کے بعد دونوں نے اختلاف کیا اور شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے چار مہینہ کے اندر اس سے جماع کر لیا ہو تو اس کے قول کی تصدیق خود کی آلا اس عورت میں کہ عورت پہلی تصدیق کرے یا تا زمانہ میں

اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا تو ایک مرتبہ قربت کرنے کے وقت سے ایلا کرنے والا ہو جائیگا یہ شرط شرعی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا پس اگر عورت نے اسی مجلس میں چاہا تو ایلا کنندہ ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر فلاں چاہے تو فلاں کو بھی اپنی مجلس تک اختیار رہیگا یہ عتابیہ میں ہے اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھے حرام ہو اور یہ امر غیر مذکرہ طلاق کی حالت میں واقع ہوا پس اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر دو طلاق کی نیت کی تو نہیں صحیح ہوگا آنکہ جو کسی کی باندی ہو اور اگر ظہار کی نیت کی تو امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ اللہ نزدیک ظہار ہوگا اور اگر قسم کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو یہ ایلا ہوگا اور اگر کذب کی نیت کی تو یہ کذب ہوگا ظہار الوداع کے موافق ہو۔ اور اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھ کو اپنے اور حرام کر دیا ہے اور پر نہ کیا یا کہا کہ تو مجھے حرام کر دیا ہے یا مجھے نہ کہا یا کہا کہ میں تجھے حرام ہوں یا حرام کر دیا ہے ہوں یا میں نے اپنے نفس کو مجھے حرام کیا تو بھی یہی حکم ہو اور واضح رہے کہ اپنی نفس کے حرام کرنے کی صورتوں میں ظہار مجھے کہنا شرط ہے چنانچہ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو حرام کیا اور یہ نہ کہا کہ مجھے اور طلاق کی نیت کی تو طلاق نہ ہوگی اور یہی حکم بنیونت میں ہو بخلاف عورت کے نفس کے حرام کرنے کے کہ اس میں مجھے ذکر کرنا شرط نہیں ہے اور فرمایا کہ تھوڑی کا قول ہو یہ فلا حد میں ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھے حرام ہو تو اس کی نیت دریافت کی جائیگی پس اگر اس نے کہا کہ میری نیت کذب تھی پسے دروغ گوئی تو اسکے قول کے موافق رکھا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ حکمہ فقہاء میں اس کے اس دعویٰ کی تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ قسم ظاہر ہے اور اگر اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت کی تھی تو یہ طلاق بائن ہوگی لیکن اگر اس نے کہا کہ میں نے تین طلاق کی نیت کی تھی تو تین طلاق ہونگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہیں کی تھی تو یہ قسم ہوگی کہ اس سے ایلا کرنے والا ہو جائیگا اور بعض شراح اسادہ و بنیونت مرد و نکاح طلاق کی جانب راجع کرتے ہیں کیونکہ یہی عرف ہے اور صاحب کتاب نے فرمایا کہ باب الایمان میں اسکا ذکر آیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ غایہ سرجی میں ہے۔ اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھے شریعت کے وار کے یا مثل خون کے یا مثل سور کے گوشت کے یا مثل خمر کے ہو تو اس کی نیت دریافت کی جائیگی پس اگر اس نے دروغ کی نیت کی ہو تو دروغ ہوگا اور اگر تحریم کی نیت کی تو ایلا ہوگا اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی سب راجع ہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھے حرام ہو پس اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو بالاتفاق اماموں کے نزدیک ایلا کرنا ہو جائیگا اور اگر قسم کی نیت کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک فی الحال ایلا کرنے والا ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک جب تک قربت نہ کرے تب تک ایلا کنندہ نہ ہوگا یہ پانچ میں ہے۔ اور اگر کہہ دے کہ میں نے تجھ سے قربت کی تو تو طلاق ہو جائیگا یہ شرط شرعی میں ہے کہ اس نے اس سے مدت کے اندر قربت کی تھی تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر اسکے انکار سے دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ دو دنوں میں مجھے حرام ہو تو دو دنوں میں سے ہر ایک سے ایلا کرنے والا ہوگا اور عورت کے ساتھ وطی کرنے سے ممانعت ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دو عورتوں سے کہا کہ تم مجھے حرام ہو اور ایک کے واسطے ایک طلاق کی اور دوسری کے واسطے تین طلاق کی نیت کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دو دنوں پر تین طلاق واقع ہونگی اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک

و اگر عورت نے ایلا کرنے والا ہو جائیگا یہ شرط شرعی میں ہے کہ اس نے اس سے مدت کے اندر قربت کی تھی تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر اسکے انکار سے دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ دو دنوں میں مجھے حرام ہو تو دو دنوں میں سے ہر ایک سے ایلا کرنے والا ہوگا اور عورت کے ساتھ وطی کرنے سے ممانعت ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دو عورتوں سے کہا کہ تم مجھے حرام ہو اور ایک کے واسطے ایک طلاق کی اور دوسری کے واسطے تین طلاق کی نیت کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دو دنوں پر تین طلاق واقع ہونگی اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک

اسکی نیت کے موافق ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر بھی ایسا ہی ہونا واجب ہو اور فتویٰ امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہو اور اگر اسنے کہا کہ میں نے ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے ایلا کی نیت کی تھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک دو ذوق پر طلاق واقع ہوگی اور طرفین کے نزدیک اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر اسنے تین ذوقوں سے کہا کہ تم سب مجھ پر حرام ہو اور ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے قسم کی اور تیسری کے واسطے نیت کی تو سب طلاق ہو جائیگی اور ایسا ہی کتاب میں مذکور ہے اور لازم ہو کہ یہ بنا بر قول امام ابو یوسف ہو اور اقیاس اول طرفین کے اسکی نیت کے موافق ہونا چاہیے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہو پھر کرا سا کہا کہ تو مجھ پر حرام ہو اور اول قول سے طلاق کی اور دوسرے سے قسم کی نیت کی تو بالاتفاق اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھ پر نفل متاع فلان کے ہو تو حرام ہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ شرط خسر میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو کہا کہ وہ مجھ پر حرام ہو یا کہا کہ میں مجھ پر حرام ہوں تو قسم ہوگی اگرچہ نیت نہ کی ہو جیسے شوہر کی طرف سے کہتے ہیں ہوتا ہے چنانچہ اگر اسے بعد عورت نے اپنے شوہر کو اپنے ساتھ لے کر نہ لے لی تو قسم میں حائض ہو جائیگی اور اس پر کفارہ لازم آوے گا یہ ذیہ میں ہے۔

**موضوع** باب طلاق اور جو اس کے حکم میں ہے اس کے بیان میں۔ اور تین چیزیں ہیں جن سے طلاق حاصل ہوتی ہے: شرا و طلاق اور اس کے حکم کے بیان میں۔ ایک نکاح کو بعض بدل کے بلفظ طلاق زائل کرنے کو طلاق کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ میں ہوا درگاہ سے بلفظ خیر و فروخت صحیح ہونا ہو اور گاہ بلفظ زبان فارسی صحیح ہوتا ہے یہ نظریہ میں ہے۔ اور طلاق کی شرط یہ ہے کہ طلاق کی ہوا و طلاق کا حکم یہ ہو کہ طلاق بائن واقع ہوگی یہ تین میں ہے۔ اور طلاق میں تین طلاق کی نیت صحیح ہے۔ اور اگر عورت سے کہی جائے نکاح کیا اور کئی بار اسکو طلاق دیدیا تو ہمارے نزدیک تین بار کے بعد بدو ذوق و دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے یہ عورت اس مرد کو حلال نہ رہی یہ شرح جامع عنایت قاضی خان میں ہے۔ اور عامر علماء کے نزدیک طلاق طلاق جائز ہونے کے واسطے سلطان کا حاضر ہونا شرط نہیں ہوا اور انھیں کا قول صحیح ہے یہ بیان میں ہے۔ اور جب شوہر بدو ذوق میں خوش پیش آئی اور دونوں کو اس کا خوف ہوا کہ تہہ تہہ اللہ تعالیٰ کی پاسداری ہوگی تو مضائقہ نہیں ہوا عورت اعتدال دیکر کہ شوہر اس پر عورت کو طلاق دیدے اسنے نفس کو چھڑا دے۔ پس جب دونوں نے ایسا کیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عورت پر مال لازم ہوگا یہ بیان میں ہے اور اگر کشتی مرد کی جانب سے ہو تو طلاق پر اسکو کو عوض لینا حلال نہیں ہوا اور یہ کہ براہ و پانت ہو اور اگر اسنے لیا تو قضا جائز ہوگا اور عورت پر لازم ہوگا جسے کہ عورت اسکو مرد سے واپس لینے کی تمنا نہ ہوگی یہ بیان میں ہے اور اگر کشتی عورت کی جانب سے ہو تو ہمارے نزدیک بقدر درلے اسکو دیا جائے جس سے زیادہ لینا مرد کو مکروہ ہو اور باوجود اسکے اگر اسنے زیادہ لیا تو قضا جائز ہے یہ غایۃ البیان میں ہے اور اگر مرد نے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو مجھ سے استغرض کے عوض طلاق میں لیا پس عورت سے کہا کہ میں نے طلاق میں لیا تو بدلے کہا کہ صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں صحیح ہے مطلقاً اور غمناک ہے کہ نہیں صحیح ہے لیکن اگر اسنے تحقیر و تقریر کی نیت کی ہو تو صحیح ہے اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے کہ جو یہ شرط خسر میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھے اتنے مال پر طلاق دیدیا پس عورت نے کہا کہ ہاں تو یہ کہ نہیں ہوا کو یا عورت نے کہا کہ ہاں تو نے مجھے غلام دیا اور اگر عورت نے کہا کہ میں راضی ہوئی یا میں نے اجازت دیدی تو صحیح ہے اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے مال کے عوض طلاق دیدے پس مرد نے کہا کہ ہاں تو یہ کہ نہیں ہوا اس واسطے کہ بدو ذوق ہو کلمات اسکے اگر عورت نے کہا کہ میں بعض ہزارہ دم کے طالع ہوں پس مرد نے کہا کہ ہاں تو طلاق واقع ہوگی

اسکی نیت کے موافق ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر بھی ایسا ہی ہونا واجب ہو اور فتویٰ امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہو اور اگر اسنے کہا کہ میں نے ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے ایلا کی نیت کی تھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک دو ذوق پر طلاق واقع ہوگی اور طرفین کے نزدیک اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر اسنے تین ذوقوں سے کہا کہ تم سب مجھ پر حرام ہو اور ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے قسم کی اور تیسری کے واسطے نیت کی تو سب طلاق ہو جائیگی اور ایسا ہی کتاب میں مذکور ہے اور لازم ہو کہ یہ بنا بر قول امام ابو یوسف ہو اور اقیاس اول طرفین کے اسکی نیت کے موافق ہونا چاہیے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہو پھر کرا سا کہا کہ تو مجھ پر حرام ہو اور اول قول سے طلاق کی اور دوسرے سے قسم کی نیت کی تو بالاتفاق اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھ پر نفل متاع فلان کے ہو تو حرام ہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ شرط خسر میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے ساتھ لے کر نہ لے لی تو قسم میں حائض ہو جائیگی اور اس پر کفارہ لازم آوے گا یہ ذیہ میں ہے۔





بہر ظاہر ہوا کہ عورت کا شوہر پہلے کچھ مہر نہیں آتا ہو تو عورت پر مہر واپس کر دینا واجب ہوگا جیسے اس کہنے میں کہ عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تیرے غلام پر جو میرے قبضہ میں ہو یا تیری متاع پر جو میرے ہاتھ میں ہو خلع دیا ہے ظاہر ہوا کہ عورت کی کوئی چیز اسکے قبضہ میں نہ تھی تو خلع عورت کے مہر پر ہوگا چنانچہ اگر شوہر پر باقی ہو تو ساقط ہوگا اور اگر عورت شوہر سے وصول کر چکی ہو تو شوہر کو تمام واپس کر دیگی۔ اور اگر عورت کو مہر پر خلع دیا یا مال مہر پر جو شوہر پر ہو ایک طلاق دی اور عورت نے قبول کیا حالانکہ شوہر جانتا ہو کہ عورت کا کچھ مہر شوہر پر نہیں ہو تو خلع کی صورت میں بلا عوض ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور طلاق مہر میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت نے کچھ مہر وصول کیا اور شوہر کو بعض مہر سہ کر دیا ہو جو قبول چیز کے عوض خلع لے لیا تو شوہر اس قدر مہر کو واپس لے گا جو عورت نے وصول کیا ہو زیادہ کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ شرط شریعی نہیں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جو رو کو اس قرار پر خلع دیا کہ جو اسے شوہر سے وصول کیا ہو سب واپس لے لے حالانکہ عورت نے جو شوہر سے وصول کیا تھا اسکو فروخت کیا یا سہ کر دیا اور شہری یا مہربوب لہ کو سپرد کر دیا ہو حتیٰ کہ عورت سے جو مہر شوہر کو واپس کر لینے میں معذوری ہو پس اگر یہ چیز تیری چیزوں میں سے ہو تو اسکی قیمت واپس دے اور اگر شہری چیزوں میں سے ہو تو واپس دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے شہری پر نکاح کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے دوبارہ دوسرے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے اس سے اپنے مہر پر خلع لے لیا تو شوہر دوسرے مہر سے بری ہوگا نہ اول سے پہلے نکاح بائن ہو۔ عورت کو قبل کے خلع دیدیا حالانکہ نکاح کے وقت اسکا شہری نہیں کیا تھا تو بدوین بیان کے شوہر کے ذمہ سے متعہ ساقط ہو جائیگا یہ جو مہر کر دی میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو رو کو کچھ مال پر خلع دیا پھر عورت نے بدل خلع میں بڑھا دیا تو زیادتی باطل ہو یہ تکبیس و فرید میں ہے۔ اپنی عورت کو اس قرار پر خلع دیا کہ عورت اسکے ساتھ کسی عورت کو یا دے تو عورت پر فقط یہ بات واجب ہوگی کہ جو مہر شوہر نے اسکو دیا ہو پس وہی واپس کرے یہ حاوی قاضی میں ہے۔ اور اگر جو رو کو اسکے مہر پر اور اپنے مہر کو دوسال تک دودھ پلانے پر خلع دیا تو جائز ہو اور عورت مذکورہ جسے ایسا خلع قبول کر لیا ہو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائیگی پس اگر اسے ایسا نہ کیا یا بچہ دوسرے سے پہلے مر گیا تو عورت مذکورہ پر اس رضاعت کی قیمت واجب کی یہ حیض شہری میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اپنے مہر پر اور اپنے نفقہ عدت پر اور اس مہر پر کہ اس شوہر سے ہوا اسکا بچہ ہو اسکو تین سال یا دس سال تک اپنے پاس یہ اسے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھے گی خلع لیا تو خلع صحیح ہوگا اور عورت مذکورہ ایسا کرنے پر مجبور کیا جائیگی اگر بچہ یا مہر قبول ہو پھر اگر عورت مذکورہ اس بچہ کو شوہر کے پاس چھوڑ کر بھاگ گئی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت مذکورہ سے نفقہ کی قیمت لے لے۔ اور عورت کو اختیار ہوگا کہ شوہر سے بچہ کے کپڑے کا مطالبہ کرے لیکن اگر خلع میں بچہ کو نفقہ کے ساتھ کپڑا دینا بھی شرط کیا ہو تو کپڑے کا مطالبہ نہیں کر سکتی ہو اگر چہ لباس مذکور قبول ہو اور بچہ خواہ دودھ پیتا ہو یا دودھ چھوٹ گیا ہو کچھ فرق نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کسی قدر بدوین پر خلع کیا پھر عورت مذکورہ کو بدل نکاح کے عوض بخل شیر خواہ کے دودھ پلانے پر مجبور کیا یعنی نوکر رکھا تو جائز ہو اور اگر عورت کو دودھ چھوٹے ہوئے بچہ کو اس بدل خلع پر نفقہ و کپڑا اپنے پاس سے دیکر اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا تو نہیں جائز ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر عورت نے اس شرط پر خلع لیا کہ بدل خلع یہ ہو کہ بچہ کو تا بلوغ اپنے پاس رکھے گی تو صحیح ہو اور یہ اس وقت ہو کہ بچہ لڑکی ہو اور اگر لڑکا ہوگا تو نہیں صحیح ہو اس واسطے کہ لڑکا مردوں کے آداب

[illegible]

اخلاق سیکھنے کا محتاج ہو پس اگر اس دراز مدت تک اپنی مان کے ساتھ رہیگا تو اس میں عورتوں کے اخلاق پیدا ہو جائیں گے اور اسکی خرابی پوشیدہ نہیں ہو کر پھر اگر بچہ کی مان سے دوسرا نکاح کر لیا تو باپ کو اختیار ہوگا کہ بچہ اس سے لے لیوے۔ اور اگر دونوں نے اس پر اتفاق کیا تو بچہ عورت کے پاس نہ چھوڑا جائیگا اس واسطے کہ یہ بچہ کا حق ہی اور دیکھا جائیگا کہ اتنی مدت رکھنے کی اجرت کیا ہوتی ہو اسی قدر شوہر اس عورت سے لے لیا اور بچہ اپنے پاس رکھنے پر رضامند ہو گیا ہو تا یہ کہ مدت بیان کر دی ہو اور اگر بیان نہ کی ہو تو صحیح نہیں ہو خواہ بچہ دو دو پتیا ہو یا دو دو چھوٹ گیا ہو۔ اور متقی میں لکھا کہ اگر بچہ دو دو پتیا ہو تو صحیح ہو اگرچہ مدت بیان نہ کی ہو اور دو برس تک دو دو چھوٹا دیگی یہ خلاصہ میں ہے اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے خلع لیا اس قرار پر کہ اسکا جو شوہر رہا ہو گا وہ اسکا اور جو اسکا بچہ اس عورت کے پیٹ میں ہو جب اسکو چھوڑے تو دو برس تک دو دو چھوٹا دیگی تو یہ خلع جائز نہیں اگر بچہ ہو کر مر گیا یا اسکی پیٹ میں بچہ نہ تھا تو رضاعت کی قیمت مشورہ کر دیگی اور اگر بچہ ایک سال تک یا کچھ ایک سال تک بعد مر گیا تو ایک سال کی قیمت رضاعت فی دیگی اور اسی طرح اگر عورت خود مر گئی تو اس پر رضاعت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت نے دس برس تک مدت بیان کی ہو تو شوہر دو برس تک کی اجرت رضاعت اور باقی آٹھ برس کا نفقہ لے لیا لیکن اگر عورت نے خلع کے وقت لکھا ہوا اور اگر بچہ مر گیا یا عورت مر گئی تو عورت بچہ نہ ہوگا تو عورت کی شرط کے موافق رکھا جائیگا یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے فتح القدیر میں ہے عورت کو اس قرار پر خلع دیا کہ میرے فرزند کو دس برس تک نفقہ دے اور یہ عورت تنگ دست ہو پس اسے بچہ کا نفقہ اس کے باپ سے مانگا اور مرد کو یہ نفقہ دینے کے واسطے چیر کیا جائیگا اور یہ جو اسنے عورت پر شرط کر لیا تھا وہ عورت پر قرضہ رہا اور اسی پر اعتماد ہو یہ نفاہ ہر دینی میں تو ایک مرد نے اپنی جوہر کو اس شرط پر خلع دیا کہ یہ بچہ جوان و دونوں سے پیدا ہوا ہو چند سال بعد اس تک باپ کے پاس رہے تو خلع صحیح ہو اور شرط باطل ہو اس واسطے کہ ایسے معصوم بچہ کا مان کے پاس رہنا بچہ کا حق ہو کہ جوان و دونوں کے باطل کرنے سے باطل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر جوہر کو اس شرط پر طلاق دی کہ بچہ کو اس کے بالغ ہونے تک اپنے پاس سے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھے اور برین شرط کہ عورت کا جوہر شوہر پر ہو اسکو چھوڑے اور عورت نے اسکو قبول کر لیا پھر عورت نے لڑکے کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کیا تو وہ اس مرد پر مجبور کیا جائیگا اور اگر اسنے ایسا نہ کیا تو لڑکے کے بالغ ہونے تک جو اجرت ہوتی ہو وہ اس پر واجب ہوگی۔ ایک عورت نے اس شرط سے خلع لیا کہ وہ نفقہ دسکنی سے بری ہو تو خلع پورا ہو جائیگا اور شوہر نفقہ سے بری ہوگا مگر سکنی باطل نہ ہوگا اور اگر عورت نے اس شرط سے خلع لیا کہ سکنی کا خرچہ عورت کے ذمہ ہو تو عورت پر واجب ہوگا کہ شوہر سے یا کسی دوسرے سے کوئی مکان کرایہ لیکر اس میں عورت پوری کرے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے بچہ کو جو اس عورت کے پیٹ سے ہو جب تک زندہ رہیگا اپنے پاس سے نفقہ دیگی تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورت پر واجب ہوگا کہ جو بچہ ہر اسنے وصول پایا ہو وہ واپس لے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ اپنا جو شوہر رہا ہو اپنے فرزند کے واسطے ملک قرار دے یا اس شرط سے اپنا جو شوہر رہا ہو اسے فلاں اجنبی کے قرار دیگی تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خلع جائز ہی اور فرزند یا اجنبی کو کچھ نہ ملے گا جو بچہ مر ہو وہ شوہر کا ہوگا یہ فقہاء دس قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تم اپنے نفیس کو خلع دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفیس کو چھپے خلع دیا اور شوہر نے اجازت دی تو بغیر مال جائز ہوا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے جوہر سے کہا کہ تو اپنے بچہ کو خلع دے تو واقع ہوگا کہ خلع الایعوض مال لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت سے خلع دیا تو بغیر مال ہوگا

اور اگر کسی غیر سے کہا کہ میری جود کو طلع دینے سے تو وہ بغیر مال طلع نہیں دے سکتا ہو یہ وجہ کر دے اور اگر عورت سے  
 کہا کہ تو اپنے نفس کو طلع دے ورنہ میں عورت سے کہہ کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دی تو عورت پر مال لازم ہو گا لیکن  
 اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو ایسا نہ ہو گا یہ غیر مشروع نہیں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تجھے بوجھل ہزار دم  
 کے طلع دے ورنہ میں شوہر سے کہہ کہ تو طلاق ہو تو اس میں اختلاف ہو بعضوں نے کہا کہ شوہر کا کلام جواب ہو گا اور طلع تمام  
 ہو جائیگا اور بعضوں نے کہا کہ طلاق ہو گی طلع ہو گا اور مختار یہ ہو کہ یہ کلام جواب قرار دیا جائیگا پھر اگر شوہر نے دعویٰ  
 کیا کہ میں نے اس سے جواب کا قصہ نہیں کیا تھا تو اس کا قول قبول ہو گا اور طلاق بغیر مال واقع ہو گی اور اسی طرح  
 اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلع کر دیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی تو بعض نے  
 کہا کہ یہ جواب ہو گا اور طلع پورا ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کی  
 نیت دریافت کی جائیگی پس اگر اس نے کہا کہ میں نے جواب کی نیت کی تھی تو جواب ہو گا۔ اور مسئلہ اولیٰ میں بھی شوہر کی نیت  
 دریافت کرنی چاہیے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے کے عوض طلع دے پس شوہر نے جواب دیا کہ  
 میں نے تجھے البتہ طلاق دیدی یعنی طلاق بقرہ دی تو بلا خلاف یہ ابتداء طلاق ہو یہ غایت سرحدی میں ہے۔ ایک عورت نے  
 شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلع دیدے یا خوشن خیریم پس شوہر نے اسے جواب دیا کہ تو طلاق ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ میں نے  
 تجھے طلع دیا ایسا ہی انوار میں مذکور ہے اور فتویٰ اسپر ہو کہ اگر اس نے جواب کی نیت کی ہو تو جواب ہو گا۔ اور اگر شوہر نے کہا  
 کہ خوشن خیریم طلاق تو بدو نیت جواب ہو گا۔ امام استاذ طہیر الدین رحمہ نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ تو طلاق ہو یا بیک طلاق  
 پاسے تو کشادہ کر دم بدو نیت جواب ہو گا۔ اور بعض عین مذکور ہو کہ فتویٰ شمس الاسلام اور فتویٰ مکی ایسا ہی ہے اور یہی صحیح ہے  
 یہ فلا صہ میں ہے۔ اور اس میں ہر اختلاف ہو کہ آیا شوہر سے بری ہو جائیگا یا نہیں اور فتویٰ اسپر ہو کہ بری ہو گا اور یہی صحیح ہے  
 یہ فریہ میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت سے کہا کہ تو مجھے بیچ لے یا خرید کیے تین طلاق اجودن اپنے ہر دفعہ عدت کے پس  
 عورت نے کہا کہ میں نے خرید لے تو صحیح ہے یہ کہ طلاق واقع نہ ہو گی جب تک کہ عورت کے کلام کے بعد شوہر بدو نیت نہ کرے کہ میں نے  
 فروخت کیے کہنا فی فتاویٰ قاضی خان لیکن اگر شوہر نے اس کلام سے تین طلاق کی نیت کی ہو نہ مسامحت کی تو طلاق واقع  
 ہو جائیگی یہی خلاصہ ہے میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق اپنے ہر دفعہ عدت کے عوض خرید لے پس عورت نے کہا  
 کہ میں نے خرید میں تو دو اذن میں طلع پورا ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی جود سے کہا کہ میں نے تین طلاق  
 تیرے ہا قدر تیرے ہر دفعہ عدت کے عوض فروخت کیں پس عورت نے جواب دیا کہ بھئی میں نے بیچی اور احتمال ترکہ معنی  
 خرید ہی ہوا اور یہ نہ کہا کہ میں نے خریدی تو فقہ ابو اللیث سے فرمایا کہ طلاق واقع نہ ہو گی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگر  
 عورت نے کہا کہ میں نے تیرے ہا قدر اپنا ہر دفعہ عدت فروخت کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے خرید لے تو اٹھ چلی جائیگی وہ  
 اٹھ کر چلی گئی تو ظاہر یہ ہے کہ اسپر طلاق واقع ہو گی لیکن حوالہ یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے دو طلاق ہو چکی ہوں تو تجدید نکاح  
 کر لے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تیرے ہا قدر ایک طلاق بوجھل تیرے ہر دفعہ عدت کے فروخت کی پس عورت نے  
 فارسی میں کہا کہ بجان خریدیم تو طلاق واقع ہو گی یہ فتاویٰ کسبہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنی  
 طلاق فروخت کی یا سپر کی یا تیری ملک میں کر دی پس شوہر نے کہا کہ میں نے قبول کی اور طلاق کی نیت کی تو کچھ واقع ہو گی  
 ایک عورت سے اس کے خاوند نے کہا کہ میں نے تیرے ہا قدر ایک طلاق بوجھل تیرے ہر دفعہ عدت کے بھل ۲۰۰۰ جبریل

اور اگر کسی غیر سے کہا کہ میری جود کو طلع دینے سے تو وہ بغیر مال طلع نہیں دے سکتا ہو یہ وجہ کر دے اور اگر عورت سے  
 کہا کہ تو اپنے نفس کو طلع دے ورنہ میں عورت سے کہہ کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دی تو عورت پر مال لازم ہو گا لیکن  
 اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو ایسا نہ ہو گا یہ غیر مشروع نہیں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تجھے بوجھل ہزار دم  
 کے طلع دے ورنہ میں شوہر سے کہہ کہ تو طلاق ہو تو اس میں اختلاف ہو بعضوں نے کہا کہ شوہر کا کلام جواب ہو گا اور طلع تمام  
 ہو جائیگا اور بعضوں نے کہا کہ طلاق ہو گی طلع ہو گا اور مختار یہ ہو کہ یہ کلام جواب قرار دیا جائیگا پھر اگر شوہر نے دعویٰ  
 کیا کہ میں نے اس سے جواب کا قصہ نہیں کیا تھا تو اس کا قول قبول ہو گا اور طلاق بغیر مال واقع ہو گی اور اسی طرح  
 اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلع کر دیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی تو بعض نے  
 کہا کہ یہ جواب ہو گا اور طلع پورا ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کی  
 نیت دریافت کی جائیگی پس اگر اس نے کہا کہ میں نے جواب کی نیت کی تھی تو جواب ہو گا۔ اور مسئلہ اولیٰ میں بھی شوہر کی نیت  
 دریافت کرنی چاہیے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے کے عوض طلع دے پس شوہر نے جواب دیا کہ  
 میں نے تجھے البتہ طلاق دیدی یعنی طلاق بقرہ دی تو بلا خلاف یہ ابتداء طلاق ہو یہ غایت سرحدی میں ہے۔ ایک عورت نے  
 شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلع دیدے یا خوشن خیریم پس شوہر نے اسے جواب دیا کہ تو طلاق ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ میں نے  
 تجھے طلع دیا ایسا ہی انوار میں مذکور ہے اور فتویٰ اسپر ہو کہ اگر اس نے جواب کی نیت کی ہو تو جواب ہو گا۔ اور اگر شوہر نے کہا  
 کہ خوشن خیریم طلاق تو بدو نیت جواب ہو گا۔ امام استاذ طہیر الدین رحمہ نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ تو طلاق ہو یا بیک طلاق  
 پاسے تو کشادہ کر دم بدو نیت جواب ہو گا۔ اور بعض عین مذکور ہو کہ فتویٰ شمس الاسلام اور فتویٰ مکی ایسا ہی ہے اور یہی صحیح ہے  
 یہ فلا صہ میں ہے۔ اور اس میں ہر اختلاف ہو کہ آیا شوہر سے بری ہو جائیگا یا نہیں اور فتویٰ اسپر ہو کہ بری ہو گا اور یہی صحیح ہے  
 یہ فریہ میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت سے کہا کہ تو مجھے بیچ لے یا خرید کیے تین طلاق اجودن اپنے ہر دفعہ عدت کے پس  
 عورت نے کہا کہ میں نے خرید لے تو صحیح ہے یہ کہ طلاق واقع نہ ہو گی جب تک کہ عورت کے کلام کے بعد شوہر بدو نیت نہ کرے کہ میں نے  
 فروخت کیے کہنا فی فتاویٰ قاضی خان لیکن اگر شوہر نے اس کلام سے تین طلاق کی نیت کی ہو نہ مسامحت کی تو طلاق واقع  
 ہو جائیگی یہی خلاصہ ہے میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق اپنے ہر دفعہ عدت کے عوض خرید لے پس عورت نے کہا  
 کہ میں نے خرید میں تو دو اذن میں طلع پورا ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی جود سے کہا کہ میں نے تین طلاق  
 تیرے ہا قدر تیرے ہر دفعہ عدت کے عوض فروخت کیں پس عورت نے جواب دیا کہ بھئی میں نے بیچی اور احتمال ترکہ معنی  
 خرید ہی ہوا اور یہ نہ کہا کہ میں نے خریدی تو فقہ ابو اللیث سے فرمایا کہ طلاق واقع نہ ہو گی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگر  
 عورت نے کہا کہ میں نے تیرے ہا قدر اپنا ہر دفعہ عدت فروخت کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے خرید لے تو اٹھ چلی جائیگی وہ  
 اٹھ کر چلی گئی تو ظاہر یہ ہے کہ اسپر طلاق واقع ہو گی لیکن حوالہ یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے دو طلاق ہو چکی ہوں تو تجدید نکاح  
 کر لے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تیرے ہا قدر ایک طلاق بوجھل تیرے ہر دفعہ عدت کے فروخت کی پس عورت نے  
 فارسی میں کہا کہ بجان خریدیم تو طلاق واقع ہو گی یہ فتاویٰ کسبہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنی  
 طلاق فروخت کی یا سپر کی یا تیری ملک میں کر دی پس شوہر نے کہا کہ میں نے قبول کی اور طلاق کی نیت کی تو کچھ واقع ہو گی  
 ایک عورت سے اس کے خاوند نے کہا کہ میں نے تیرے ہا قدر ایک طلاق بوجھل تیرے ہر دفعہ عدت کے بھل ۲۰۰۰ جبریل

[illegible]



اس واسطے کہ فارسی میں ایجاب کے واسطے لفظ فرمی علیحدہ ہو اور وعدہ کے واسطے لفظ خرم علیحدہ ہو پس نسبت کچھ مختصر ہوگی  
اور عربی زبان میں دونوں کے واسطے ایک ہی لفظ اشتراکی ہو پس نسبت مختصر ہوگی حالانکہ ترجمہ فارسی محاورہ شاید  
توران کے نواح کا ہو ورنہ ظاہر فصیح یہ ہو کہ خریدیم ایجاب ہو اور فرمی و خرم ہر دو ایجاب نہیں ہیں واللہ اعلم۔ ایک  
عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھے اپنا مہر سہہ کیا پھر کہا کہ تجھے کچھ عوض دے پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے تین طلاق  
عوض دیں تو سب طلاق طالق ہو جائیگی تجھیں و فریہ میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جود کو حکم دیا کہ اسے ایک سری بھنی  
ہوئی خریدی پس شوہر نے اس سے کہا کہ سر خریدی پس عورت نے زعم کیا کہ یہ تجھے سری خریدی ہوئی کا حال پوچھتا ہو پس  
اسے کہا کہ خریدیم پس شوہر نے کہا کہ فروخت تو خلع صحیح ہو جائیگا و لیکن اگر شوہر نے طلاق کی نسبت کی ہو تو واقع ہوگی یہ  
خلاصہ میں ہو اور اگر جلیس کے لوگوں نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو ایک طلاق بعد فریہ اپنے گل حق کے جو عورت  
کا مردوں پر ہوتا ہو مرد و فقہ عورت سے خرید کیا پس اسے کہا کہ ہاں میں نے فریہ پوچھ کر شوہر سے پوچھا گیا کہ تو نے فریہ  
کیا پس اسے کہا کہ ہاں تو خلع صحیح ہو جائیگا اور شوہر تمام حقوق نہ کرے یہ سری ہو جائیگا اگر یہ جلیس کے گواہوں نے  
عورت سے یہ نہیں کہا ہو کہ تو نے اسے فریہ یا اس واسطے کہ عورت کا اپنے نفس کو خریدنا سوائے شوہر کے اور کسی شخص  
نہیں ہو کذا فی الفتاویٰ الکبریٰ اور اسی پر فتویٰ دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے خلع لینے کا ارادہ  
کیا اور قوم کے لوگ جمع ہوئے اور پہلے انھوں نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو بعض ان تمام حقوق کے جو تیرے شوہر  
پر آتے ہیں خرید کیا پس عورت نے کہا کہ میں نے خرید کیا پھر ان لوگوں نے شوہر سے کہا کہ تو نے فریہ کیا اسے جواب دیا  
کہ میں نے فریہ کیا حالانکہ شوہر کے دل میں یہ تھا کہ اسباب غائبین سے کوئی مال فروخت کیا تو نہ طلاق واقع ہوگا  
حکم دیا جائیگا۔ ایک مرد نے بطلاق واحد اپنی جود کو خلع دیا پس اسے فریہ دی اسے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا پس اسے  
کہا کہ یہ سب فارسی جاتین بار تو اس کلام سے کچھ واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ ایجاب نہیں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جود کو خلع  
دیا پس اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے کتنی طلاق کی نسبت کی تھی اسے کہا کہ تین تھیں چاہی ہیں اگر شوہر نے کچھ نسبت نہ کی ہو  
بیک طلاق طالق ہوگی ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دے دے اور فارسی میں کہا کہ نہ تو اسے پس شوہر نے کہا کہ  
سہ بار پھر اسکے بعد اسکو خلع دے دیا بیک طلاق تو ایک طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ سہ بار کہنے سے کوئی واقع نہیں ہوتا  
تھی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو فصل دوم جس چیز کا بدل خلع ہوتا ہے اور جلیس کا نہیں چاہئے جو اسکے بیان میں جس چیز کا  
مہر ہوا جائز ہو اسکا بدل خلع ہونا بھی جائز ہو یہ ہاں میں ہو۔ اور اگر باہر خدا شہیدی سے خلع شراب یا سود یا دار یا خون  
پر واقع ہو اور شوہر نے اسکو عورت سے قبول کیا تو فرقت ثابت ہو جائیگی اور عورت پر کچھ مال واجب نہ ہوگا اور نہ اپنے  
مہر میں سے کچھ واپس کرے گی یہ حاوی قدری میں ہو۔ اور اگر جود کو اپنے ذاتی غلام پر خلع دے دیا یا اپنے ذاتی غلام پر اسکو طلاق  
دے دی تو عورت کے قوسہ کچھ لازم نہ ہوگا و لیکن وقوع طلاق کے واسطے قبول ضروری ہو پھر جس عورت میں مال واجب نہیں ہوتا  
و خلع بلفظ خلع یا سبج واقع ہوا تو ایک طلاق یا نہ واقع ہوگی اور جس عورت میں خلع بلفظ طلاق واقع ہوا تو مدخلہ ہوگا  
عورت میں ایک طلاق نہ بھی واقع ہوگی چنانچہ اگر شراب پر یا عورت کے شوہر کو سواہر کے دوسرے قرضہ سے جو عورت کا  
شوہر پکا تھا ہو بری کر دینے پر یا شوہر کو کفالت نفس جو اسے اس عورت کے واسطے قبول کی تھی اس سے بری کر دینے پر  
یا جو قرضہ عورت کا شوہر پر آتا ہو اس میں تاخیر و مہلت دے دینے پر عورت کو طلاق دی تو بری کرنا صحیح ہو اور

ہمایت دینا اگر تا وقت معلوم نہ ہو تو صحیح ہو اور یہ طلاق حرجی واقع ہوگی یہ عتلا یہ میں ہو۔ اور اگر خلع میں ایسی چیز بیان کی جس میں احتمال ہو کہ مال ہو یا نہ ہو مثلاً جو چیز اسکے گھر میں ہو یا جو اسکے ہاتھ میں ہو اس پر خلع لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے ہاتھ میں یا گھر میں اس قدر کوئی چیز ہو تو وہ شوہر کی ہونگی اور اگر نہ ہوگی تو شوہر کو کچھ نہ ملیگا۔ اس طرح اگر عورت نے جو اسکی بکریوں کے پیٹ میں ہو یا اسکی باندی کے پیٹ میں ہو اس پر خلع لیا اور بچہ کا نام ہر گز نہ لیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر عورت نے خلع میں ایسی چیز بیان کی جو مال تو ہو مگر وہ فی الحال موجود نہیں ہو اور ثانی الحال میں ملے گی مثلاً خلع لیا اس پر کہ جو اسکے درختان خرمین امسال پہلے آدین یا جو وہ امسال کما دے تو اس پر واجب ہوگا کہ جو مہر لے دے وصول پایا ہو واپس کر دے خواہ یہ چیز پائی جاوے یا نہیں۔ اور اگر عورت نے خلع میں ایسی چیز بیان کی جو مال ہو اور اسکے وجود کے واسطے زمانہ درکار نہیں ہو لیکن اسکی مقدار معلوم ہو کہ اسکی مقدار پر وقت نہیں ہو سکتا ہو مثلاً خلع لیا اس متاع پر جو اسکے گھر میں یا اسکے ہاتھ میں موجود ہو یا خلع لیا ان بکریوں پر جو اسکے درختان خرمین میں موجود ہیں یا خلع لیا ان بکریوں پر جو اسکی بکریوں کے پیٹ میں ہیں یا اس دو دو پر جو اسکی بکریوں کے پیٹوں میں ہیں اگر وہ چیز جو اسے بیان کی ہو وہ ان موجودہ شوہر کو وہی ملیگی اور اگر وہ ان کچھ نہ ہو تو عورت پر مہر مقبوضہ واپس کر دینا لازم ہوگا۔ اور اگر خلع میں ایسی چیز بیان کی جو مال ہو اور اسکی مقدار معلوم ہو سکتی ہو مثلاً بکریوں کا کہ علی بانی میری سن الدراہم او الدنا میرا در الفادس خیر میرے ہاتھ میں در درون یا دنیا درون یا قانس سے ہیں تو ادنی مقدار خیر در ہر اکمال طلاق ہوتا ہے تو یہ بین اسکی مقدار معلوم ہوئی ہے تو عورت کے ہاتھ میں تین یا زیادہ ہوں تو شوہر کو یہ ملیں گے اور اگر عورت کے ہاتھ میں اس سے کچھ نہ ہو تو درم یا دینار کی صورت میں وزن کے حساب سے تین درم یا دینار لینگے اور قانس کی صورت میں کتنی کے تین پیسے ملیں گے اور اگر اسکے ہاتھ میں درم ہوں تو عورت کو حکم دیا جائیگا کہ تین درم پورے کر دے۔ قال المترجم یہ اس وقت ہم کہ اسنے عربی زبان میں درہم وغیرہ لفظاً چین کا اطلاق کیا اور اگر فارسی یا اردو میں کہا تو اقل جمع ہو ہی پس صورت مذکورہ دو پر جاری ہوگی فافہم ما اشد اعلم۔ اور اگر عورت نے عقد خلع میں ایسی چیز بیان کی جو مال ہو اور اشارہ ایسی چیز کی طرف کیا جو مال نہیں ہو مثلاً اسنے اس مٹا کر پر خلع لیا یعنی اشارہ کیا مگر اس میں شراب نکلی پس اگر شوہر کو معلوم تھا کہ اس میں شراب ہو تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر نہ معلوم نہ تھا تو جو کچھ مہر لے عورت کو دیا ہو واپس لینگا اور یہ امام غفرلہ کہ کا قول ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ آزاد ہو یا مر گیا ہو تو شوہر نے جو کچھ اسکو دیا ہو واپس کر دیگی اور اگر وہ غلام آفتاق میں لیا گیا تو عورت سے اسکی قیمت لے لینگا اور اگر ظاہر ہوا کہ یہ غلام ایسا ہو کہ اسکا خون حلال ہو تو بعض نے فرمایا کہ امام غفرلہ کے نزدیک اسکی قیمت واپس لینگا اور صاحبین کے نزدیک بقدر نقصان واپس لینگا۔ اور اگر عورت کو ایک غلام عین پر خلع دیا جسکی قیمت ہزار درم ہو بدین شرط کہ شوہر اسکو ہزار درم واپس دے پھر غلام آفتاق میں لے لیا گیا تو شوہر عورت سے ہزار درم واپس لینگا اور غلام کی نصف قیمت لینگا اس واسطے کہ نصف غلام بعض ہزار کے بیچ ہو پس جب وہ آفتاق میں لیا گیا تو اسکا شش واپس لینگا اور وہ ہزار درم ہیں اور نصف غلام بدل خلع ہو پس اسکی قیمت لے لینگا یہ عتلا یہ میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس قرار دیا کہ خلع لیا کہ مہر دفعہ عدت بدل خلع ہو بشرطیکہ شوہر اسکو بیس درم واپس کرے تو صحیح ہو اور شوہر کے ذمہ بیس درم لازم ہوئے یہ وہ چیز کہ وری میں ہو۔ اگر عورت نے ہنگامے ہوئے غلام پر خلع لیا بریں شرط کہ عورت اسکی ضمانت سے ہو تو بری ہوگی پس اگر عورت اس پر قابو پاوے تو بچہ اسکے سپرد کرے گی اور اگر عین اسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو تو اسکی قیمت

میرا در الفادس خیر میرے ہاتھ میں  
در درون یا دنیا درون یا قانس سے ہیں  
تو ادنی مقدار خیر در ہر اکمال طلاق ہوتا ہے  
تو یہ بین اسکی مقدار معلوم ہوئی ہے  
تو عورت کے ہاتھ میں تین یا زیادہ ہوں  
تو شوہر کو یہ ملیں گے اور اگر عورت کے  
ہاتھ میں اس سے کچھ نہ ہو تو درم یا  
دینار لینگے اور قانس کی صورت میں  
کتنی کے تین پیسے ملیں گے اور اگر  
اسکے ہاتھ میں درم ہوں تو عورت کو  
حکم دیا جائیگا کہ تین درم پورے کر دے  
قال المترجم یہ اس وقت ہم کہ اسنے  
عربی زبان میں درہم وغیرہ لفظاً  
چین کا اطلاق کیا اور اگر فارسی یا  
اردو میں کہا تو اقل جمع ہو ہی پس  
صورت مذکورہ دو پر جاری ہوگی  
فافہم ما اشد اعلم۔ اور اگر عورت  
نے عقد خلع میں ایسی چیز بیان کی  
جو مال ہو اور اشارہ ایسی چیز کی  
طرف کیا جو مال نہیں ہو مثلاً اسنے  
اس مٹا کر پر خلع لیا یعنی اشارہ کیا  
مگر اس میں شراب نکلی پس اگر شوہر  
کو معلوم تھا کہ اس میں شراب ہو تو  
اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر نہ معلوم  
نہ تھا تو جو کچھ مہر لے عورت کو  
دیا ہو واپس لینگا اور یہ امام  
غفرلہ کہ کا قول ہے یہ محیط میں ہے  
اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر  
خلع دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ آزاد  
ہو یا مر گیا ہو تو شوہر نے جو کچھ  
اسکو دیا ہو واپس کر دیگی اور اگر  
وہ غلام آفتاق میں لیا گیا تو  
عورت سے اسکی قیمت لے لینگا اور  
اگر ظاہر ہوا کہ یہ غلام ایسا ہو  
کہ اسکا خون حلال ہو تو بعض نے  
فرمایا کہ امام غفرلہ کے نزدیک  
اسکی قیمت واپس لینگا اور صاحبین  
کے نزدیک بقدر نقصان واپس لینگا  
اور اگر عورت کو ایک غلام عین پر  
خلع دیا جسکی قیمت ہزار درم ہو  
بدین شرط کہ شوہر اسکو ہزار درم  
واپس دے پھر غلام آفتاق میں لے لیا  
گیا تو شوہر عورت سے ہزار درم  
واپس لینگا اور غلام کی نصف قیمت  
لینگا اس واسطے کہ نصف غلام  
بعض ہزار کے بیچ ہو پس جب وہ  
آفتاق میں لیا گیا تو اسکا شش  
واپس لینگا اور وہ ہزار درم ہیں  
اور نصف غلام بدل خلع ہو پس  
اسکی قیمت لے لینگا یہ عتلا یہ میں  
ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے  
اس قرار دیا کہ خلع لیا کہ مہر  
دفعہ عدت بدل خلع ہو بشرطیکہ  
شوہر اسکو بیس درم واپس کرے تو  
صحیح ہو اور شوہر کے ذمہ بیس درم  
لازم ہوئے یہ وہ چیز کہ وری میں  
ہو۔ اگر عورت نے ہنگامے ہوئے  
غلام پر خلع لیا بریں شرط کہ  
عورت اسکی ضمانت سے ہو تو بری  
ہوگی پس اگر عورت اس پر قابو  
پاوے تو بچہ اسکے سپرد کرے گی  
اور اگر عین اسکے سپرد کرنے سے  
عاجز ہو تو اسکی قیمت

سپرد کرے یہ سراج الوداع میں ہو۔ اور اگر عورت نے طلع لیا ایک حیوان پر جسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ لیا ہو جیسے گھوڑا خچر گدھا وغیرہ تو طلع جائز ہو اور شوہر کو اس شخص سے وسط بیگناہ عورت کو اختیار ہو چاہے وہ وسط جائز ہو یا اسکی قیمت دیدے اور اگر عورت کو حیوان غیر موصوفہ پر طلع دیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ جس چیز کا اشتقاق عورت کا سبب نکاح کے ہو وہی مرد کو واپس دے یہ نیا بیع نہیں ہوگا۔ اور اگر عورت کو دایم مچھنے پر طلع دیا ہو اسکو مستوقد یا یا تو طلع سے حرم عورت سے لے لے گا۔ اسی طرح اگر کپڑے پر بیس شرط کرے ہر وہی تو طلع دیا ہو وہ مردی نکلا تو مردی ہر وہی کپڑے لے لے گا یہ نیا بیع نہیں ہوگا۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے اپنے طلع دیا اور عورت نے کہا کہ میں نے اپنی طلع دیا تو ہر دین سے کچھ سا قطن ہوگا اور مرد کے اس قول سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی بشرطیکہ مرد نے نیت کی ہو اور عورت کے قبول کو اس میں کچھ دخل نہیں ہو چنانچہ اگر مرد نے اس قول سے طلاق کی نیت کی ہو عورت نے قبول نہیں کیا ہو تو بیگناہ طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو واقع نہ ہوگی اور دینا و دینا نہ دونوں طرح اسکے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اگر عورت سے باہم طلع کر دیا اور مال عوض کا بیان نہ کیا تو صحیح یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے کے حق سے بری ہو جائیگا اور اگر شوہر پر مہر باقی نہ ہو تو جو مہر دے اسکو دیا ہو وہ واپس کر دینی اسواسطے کہ عورت میں طلع کے ذکر میں مال گویا مذکور ہوتا ہو پس حکم میں جبر ہوگا یہ وجہ کروری میں ہو اور یہی خلاصہ میں ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے اپنے اسقدر پر طلع دیدیا یعنی مال معلوم ذکر کیا تو جب تک عورت قبول نہ کرے تب تک طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عورت کے قبول کے بعد مرد نے کہا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو فقہاء اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر عورت مرد سے باہم طلع کا عقد کیا مگر بدلہ طلع یہ قرار پایا کہ شوہر حکم ہو جو کہہ دے یا عورت حکم ہو یا بی بی حکم ہو تو مانند مہر کی صورت کے جائز ہو سکتا ہے مہر کی صورت میں مجبار مہر المثل ہو اور بیان مجبار وہ جو مرد نے اسکو دیا ہو چنانچہ اگر عورت نے حکم شوہر پر طلع دیا اور شوہر نے بعد کو یہ حکم کیا کہ میں نے جو دیا ہو اسقدر واپس کر دے یا اس سے کم مقدار کا حکم دیا تو صحیح ہو اور اگر اس سے زیادہ کا حکم دیا تو عورت پر زیادتی لازم نہ ہوگی الا آنکہ عورت اس پر راضی ہو جائے اور اگر عورت کے حکم پر ہو پس اگر عورت نے اسقدر کا حکم دیا تو اسقدر شوہر نے اسکو دیا ہو یا اس سے زیادہ کا حکم دیا تو جائز ہو اور اگر اس سے کم کا حکم دیا تو کوئی ثابت نہ ہوگی الا آنکہ شوہر اس پر راضی ہو جائے ورنہ بیسوط میں ہو۔ اور اگر حکم کوئی اجنبی ہو پس اگر اسے بقدر مہر حکم دیا تو جائز ہو اور اگر اسے زیادتی یا کمی کا حکم دیا تو زیادتی جائز نہ ہوگی الا آنکہ عورت راضی ہو جائے اور کمی جائز نہ ہوگی الا آنکہ شوہر راضی ہو جائے یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے مرد سے اس شرط پر طلع لیا کہ شوہر کے باپ کو جو عورت کی ملک میں ہو عورت کو آزاد کر دے پس عورت نے ایسا کیا تو یہ آزاد کرنا عورت کی طرف سے ہوگا اور دلا عورت کی ہوگی اور اگر اس شرط پر طلع دیا کہ شوہر کے باپ کو شوہر کی طرف سے آزاد کر دے اور عورت نے ایسا کیا تو عقوق شوہر کی طرف سے ہوگا پھر عورت اول میں آیا شوہر عورت سے جو عورت کو اسے مہر دیا ہو واپس لے گا یا نہیں تو شائع نے اسپین اختلاف کیا جو بعض نے کہا کہ واپس لے گا اور صحیح یہ ہوگا کہ عورت سے کچھ واپس نہ لے گا یہ تانا خانہ میں ہے مفسر فی مسائل طلاق بر مال کے بیان میں۔ اگر شوہر نے عورت کو کسی قدر مال پر طلاق دی اور اسے قبول کی تو طلاق واقع ہوگی اور مال عورت کے ذمہ لازم ہوگا اور طلاق بائن ہوگی یہ ہدایہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو قبل دخول کے ہزار درم پر طلاق دی اور عورت کے مرد پر مہر ہزار درم مہر کے میں تو

اس میں سے کوئی نہ ہزار درم بہ سبب طلاق قبل دخول واقع ہونے کے ساقط ہو جائیگا اور باقی رہنے والا ہزار درم کہ  
اس میں ایک ہزار کا باقیہم ساقط ہو جائیگا پھر عورت اپنے شوہر سے شیخ بطنی رحمہ اللہ کے نزدیک یا بیچ سود و مہر نہیں لے سکتی  
ہو اور باقی مٹا دیجئے نزدیک لے سکتی ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ و نیز کردی میں ہر مرد سے عورت کے ہر گز تین حصہ برابر کے  
اور ایک تہائی مہر پر اسکو طلاق دی اور پھر دوسری و تیسری طلاق بھی اسی طرح دی تو تین طلاق واقع ہوئی اور تہائی  
مہر ساقط ہوگا اور شوہر اس کے دو تہائی مہر کا ضمان ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق ہزار  
درم کے عوض دیدے پس شوہر نے اسکو ایک طلاق دی تو عورت برہنہ کی تہائی واجب ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ  
مجھے تین طلاق ہزار درم پر دیدے پس اس نے ایک طلاق دی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت پر کچھ لازم نہ آوے گا اور  
شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر  
و یا یہ پس عورت نے اپنے آپ کو ایک طلاق دی تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ ہمایہ میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے  
تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے مالا مال شوہر اسکو دو طلاق دے چکا ہے تو اس نے ایک طلاق دیدی تو ہزار درم عورت پر  
واجب ہوئے یہ ظہیر میں ہے اگر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو  
طالعہ واحد واحد واحد ہو تو بالافتقار تین طلاق واقع ہوئی ایک بعوض ہزار درم کے اور دو طلاقین مفت بلا عوض  
فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ شوہر نے کہا کہ تو طالعہ چار طلاق بعوض ہزار درم کے ہو پس عورت نے قبول کیا تو عورت بسبب طلاق  
بعوض ہزار درم کے طلاق ہو جائیگی اور اگر عورت نے تین طلاق بعوض ہزار درم کے قبول کیں تو کوئی واقع نہ ہوگی۔ اور اگر عورت  
نے کہا کہ تو مجھے چار طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس مرد نے اسکو تین طلاق دیں تو یہ بعوض ہزار درم کے ہوئی اور اگر  
ایک طلاق دی تو بعوض تہائی ہزار کے ہوگی یہ فتح الفقاریہ میں ہے۔ اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم  
کے دیدے یا ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ تو طالعہ ثلاث ہو اور ہزار کا ذکر نہ کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق ہو جائیگی اور  
صاحبین کے نزدیک طالعہ ثلاث ہو جائیگی اور اس پر ہزار درم واجب ہوئے جو بمقابلہ ایک طلاق کے ہونگے اور اگر عورت نے کہا  
کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ تو طالعہ ثلاث بعوض ہزار درم ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے  
نزدیک جب تک عورت اسکو قبول نہ کرے کوئی واقع نہ ہوگی اور جبکہ عورت نے سب کو قبول کر لیا تو تین طلاق بعوض ہزار درم  
کے واقع ہوئی اور صاحبین کے نزدیک اگر عورت نے قبول نہ کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور باقی دو طلاق واقع نہ ہوئی اور  
اگر اس نے قبول کیا تو طالعہ ثلاث ہوگی۔ چہاں سے ایک بعوض ہزار کے ہوگی اور دو طلاق مفت واقع ہوئی یہ کافی ہیں۔ ولہذا ان  
نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے حکایت کی ہے کہ انھوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کی طرف رجوع کیا اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے  
کہ انھوں نے بھی اس مسئلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کی طرف رجوع کیا ایسا ہی جامع میں مذکور ہے یہ غایہ مدوی میں ہے اور اگر عورت  
سے کہا کہ تو طالعہ ہزار درم پر ہو پس عورت نے قبول کیا تو طالعہ ہو جائیگی اور اس پر ہزار درم واجب ہوئے اور تین طلاق اس قول  
ہو کہ تو طالعہ بعوض ہزار درم کے ہو اور ان دونوں صورتوں میں عورت کا قبول کرنا ضرور ہے یہ ہمایہ میں ہے۔ اور اگر عورت  
سے کہا کہ تو طالعہ ہو اور پچھتر ہزار درم میں پس عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا کہ مجھے طلاق سے اور تیرے واسطے ہزار درم  
میں پس مرد نے اسکو طلاق دی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عورت بلا مال مطلقہ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک بھرن مال  
مطلقہ ہوگی یہ مختصر میں ہے اور اگر شوہر نے جواب میں بڑھایا اور کہا کہ میں نے تجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیں تو امام اعظم رحمہ اللہ



کہ نیک عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہو پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر ہزار درم واجب ہوئے گا اور اگر عورت نے قبول نہ کیا تو باطل ہو گیا اور صاحبین نے کہ نیک عورت میں طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی خواہ عورت قبول کرے یا نہ کرے یہ شرح جامع حدیث قاضی خان میں ہے اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور میرے واسطے ہزار درم ہیں پر مرد نے کہا کہ میں نے تجھے ان ہزار درم میں چھوڑ دیا تو نہ تو نے بیان کیا طلاق دیدی پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو واقع نہ ہوگی اور مال واجب نہ ہوگا یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک طلاق واقع اور مال واجب ہوگا چھوڑ کر بھی ہے اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طلاق دے اور تجھے ہزار درم ہیں تو ہزار درم کے عوض طلاق واقع ہوگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طلاق دے بعوض ہزار درم کے پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا ایک طلاق بعوض ہزار درم کے تو تینوں طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور ہزار درم عورت کے ذمہ لازم ہوئے گا اور اگر مرد نے کہا کہ اگر تو مجھے ہزار درم دے تو تو طلاق دے پس عورت نے اسکو دو ہزار درم کیے تو طلاق ہوگئی اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ میں نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ غایہ سرحدی میں ہے۔ ایک صاحبی عورت سے کہا کہ تو طلاق ہزار درم پر ہے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا اور اس عورت نے قبول کیا پھر اسے اس عورت سے نکاح کیا تو قبول کرنا وہی معتبر ہوگا جو بعد نکاح کرنے کے ہو یہ ہر الفاق میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے تین طلاق دیدے بعوض ہزار درم کے تو مجھے تین طلاق دیدے بعوض سو دینار کے پس مرد نے اسکو تین طلاق دیدیں تو بعوض سو دینار کے طلاق ہو جائیگی اور اگر شوہر کی طرف سے ایجاب دونوں یا دونوں کا ہو تو عورت پر دونوں مال لازم نہ ہوئے گا بلکہ عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس مرد نے اسکو یا اسکی سوت کو طلاق دیدی تو ہزار درم کا نصف واجب ہوگا بشرطیکہ دونوں کا ہر مثل برابر ہو جیسے اگر کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے تو یہی حکم ہے اور اگر دونوں کے ہر مثل میں تفاوت ہو تو ہزار میں سے اسقدر حصہ واجب ہوگا جو مطلقہ کے ہر مثل کے برابر ہو یعنی پڑتا ہو بعضہ شائع نے فرمایا کہ یہ بنا بر قول ہما صاحبین کے ہے اور امام اعظم کے قول پر کچھ واجب نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ یہ سب کا قول ہو لیکن قول ہی اصح ہے اور اگر ایک مرد کی دو زوجین کہ دونوں نے اس سے درخواست کی کہ دونوں کو ہزار درم پر یا ہزار درم کے عوض طلاق دیدے پس اس نے ایک کو طلاق دیدی تو مطلقہ پر ہزار درم میں سے جو اسکے برابر ہے پڑتا ہو واجب ہوگا پھر اگر اس نے دوسری کو بھی طلاق دیدی تو اسکے ذمہ اسکا حصہ بھی واجب ہوگا بشرطیکہ اسکی مجلس میں اسکو بھی طلاق دی ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر یہ سب قبل اسکے کہ شوہر ان میں سے کسی کو طلاق دے متفرق ہو گئیں تو سبھی طلاق کے ان دونوں کا ایجاب نہ ہوگا چنانچہ اگر اسکے بعد اس نے طلاق دی تو طلاق بدولت صحاح متفقہ واقع ہوگی یہ ہر دو میں ہے۔ اور اگر اپنی چور سے کہا کہ تو طلاق دے اور بعوض ہزار درم ہے پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس تعلقہ کی نصف قبول کی تو بلا خلاف وہ ایک طلاق بعوض ہزار درم کے طلاق ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے نصف اس تعلقہ کی بعوض پانچ سو درم کے قبول کی تو باطل ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طلاق نصف تعلقہ دے تو ایک طلاق بعوض ہزار درم کے طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق نصف تعلقہ بعوض پانچ سو درم ہے تو پانچ سو درم کے عوض ایک طلاق ہوگی چھوڑ دینا ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق نصف تعلقہ دے

بوقتہ ہنسنت بوض ہزار درم کے حالانکہ اسوقت عورت طاهرہ موجود ہو تو ایک طلاق بوض تہائی ہزار کے واقع ہوگی  
 پھر دوسری طلاق دوسرے طہرین مفت واقع ہوگی الا آنکہ اس لئے چنانچہ عورت سے نکاح کر کے بقیہ سہری بھی اسی طرح  
 واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تین طلاق بوقتہ ہنسنت میں سے ایک بوض ہزار درم ہو تو ہزار درم کے عوض تیسری طلاق واقع  
 ہوگی۔ اور اگر ہنوز دخول واقع نہ ہوا ہو تو ایک طلاق مفت واقع ہو کر باقیہ ہوا جائیگی پھر اگر اس سے نکاح کیا تو طلاق  
 واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو پر سون بوض ہزار درم کے اور کل بوض ہزار درم کے گاؤ، آج بوض ہزار درم کے پس  
 عورت نے قبول کیا تو فی الحال ایک طلاق بوض ہزار درم کے واقع ہوگی پھر جب کل کا روز آوے گا تو واقع ہوگی الا آنکہ  
 اس سے پہلے نکاح کر کے تو دوسری واقع ہوگی اور یہی حال پیرسون کے دن کا ہو کہ طلاق تیسری واقع نہوگی الا آنکہ پہلے  
 تیسرے دن سے نکاح کر کے تو تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق بدو طلاق ہو کہ آئین سے ایک بوض ہزار  
 درم ہو تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور دوسری طلاق عورت کے قبول پر طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے  
 مجھے طلاق دی تو میرے واسطے ہزار درم ہیں یا شوہر نے کہا کہ اگر تو میرے پاس لائی یا تو نے مجھے دے دیا یا  
 اور ایک ہزار درم تو تو کہہ آئی تو یہ مجلس ہی تک کے واسطے ہوگا یہ عثمانیہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ملے  
 ہی جبکہ تو نے مجھے ہزار درم دے دیے یا ہر گاہ تو نے مجھے ہزار درم دے دیے تو وہ اسکی جو روز ہوگی یہاں تک کہ اسکو ہزار درم دے  
 پھر جب اسکو ہزار درم دی گئی خواہ مجلس مذکور میں یا اسکے بعد تو اس پر طلاق واقع ہوگی اور جب لاوے تو شوہر کو اس سے نکاح  
 کا اختیار نہوگا نہ یہ کہ اسکے قبول پر چھوڑ دیا جائیگا لیکن جب عورت اسکو لا کر دے گا تو اسے سنا دینے کے بعد وہی مال ذکر کیا تو وہ دونوں کے  
 استحسان پر یہ مسوط میں ہوا اصل یہ ہو کہ ہر گاہ عورت دو طلاق ذکر کیں اور دونوں کے بعد ہی مال ذکر کیا تو وہ دونوں کے  
 بقا بدین ہوگا الا آنکہ اسنے اول کے ساتھ ایسا دھن بیان کیا جو منافی وجوب مال ہو تو ایسی صورت میں مال بچھا کر دوسرے ہوگا  
 اور یہ کہ عورت پر وجوب مال کی شرط یہ ہو کہ بیہوش حال ہو پس اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اسدم سبک طلاق اور کل کے روز  
 بطلاق دیگر بوض ہزار درم کے یا بدین شرط کہ تو طلاق ہو کل کے روز بطلاق دیگر بوض ہزار درم کے یا کہا کہ آج کے روز  
 طلاق دے اور کل کے روز طلاق دیگر رجعی بوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو ایک طلاق فی الحال بوض  
 یا بکسورم کے واقع ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہوگی الا آنکہ قبل اسکے نکاح کر کے ملک کا عادیہ کرنے  
 پر فتح اللہ یرمین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اسدم ایسی ایک طلاق کے ساتھ کہ مجھے رجعت کا اختیار ہو بدین شرط  
 کہ تو طلاق ہو کل کے روز بیک طلاق بوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو عورت پر ایک طلاق فی الحال مفت واقع  
 ہوگی پھر جب کل کا روز ہوگا تو عورت پر دوسری طلاق بوض ہزار درم کے واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اور دیگر  
 طلاق بائن بدین شرط کہ تو طلاق ہو کل کے روز بطلاق دیگر بوض ہزار درم کے تو فی الحال ایک طلاق مفت واقع ہوگی پھر  
 جب کل کا روز ہوگا تو دوسری طلاق مفت واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اسنے نکاح کر لیا پھر کل کا روز  
 ہوا تو دوسری طلاق بوض ہزار درم کے واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق دے اور تو طلاق دے اور دیگر  
 بوض ہزار درم کے پس عورت نے اسکو قبول کیا تو دو طلاق بوض ہزار درم کے واقع ہوگی اور حاو منہ مذکور دونوں کی فرض  
 منصرف ہوگا۔ اور یہ طرح اگر کہا کہ تو طلاق ہو اور بواحدہ اور کل کے روز دیگر بوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو  
 آج کے روز ایک طلاق بوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے نکاح کر لیا تو کل کے روز دوسری طلاق

کے روز ایک طلاق بوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے نکاح کر لیا تو کل کے روز دوسری طلاق



باطل ہو جائیگا اور بحالت غیبت متوقف نہ ہوگا اور تعلیق بشرط و اضافت بکائنات قیام نہیں جائز ہو چھٹا رخصی میں ہر  
اور خلع میں عورت کے واسطے شرط اختیار جائز نہ ہو کہ واسطے یہ کنزالذائق میں ہو۔ اور طلاق بالاحکام میں بمنزکہ  
خلع کے ہو لیکن فرق یہ ہو کہ جس صورت میں بدل خلع باطل ہو تو طلاق بائن رہ جائیگی اور عوض طلاق حسب باطل ہو تو  
طلاق رجعی ہوگی اور حسب واجب ہو تو بائن واقع ہوگی چھٹا رخصی میں ہر شوہر نے اپنی جوہر سے کہا کہ تو طلاق ہے ہزار درہم  
پراس شرط سے کہ مجھے تین روز اختیار رہے پس عورت نے قبول کیا تو طلاق باطل ہوگا اور طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت  
سے کہا کہ تو طلاق ہے ہزار درہم پر بشرط آنکہ تین روز تک اختیار رہے پس عورت نے قبول کیا پس اگر عورت نے تین روز  
کے اندر رو کر دیا تو طلاق باطل ہو جائیگی اور اگر اسے تین روز کے اندر طلاق اختیار کی تو طلاق واقع ہوگی اور شوہر کو سوا سولہ درہم  
واجب ہوئے یہ کافی نہیں ہو۔ اور اگر دونوں نے خلع کا عقد باندھا اور وہ دونوں بدل چلے جاتے ہیں تو بدل پس کر ہر ایک  
کا کلام دوسرے سے متصل واقع ہوا تو خلع صحیح ہوگا اور جو متصل ہوا تو صحیح ہوگا اور طلاق بھی واقع ہوگی یہ فلا صہ میں ہے  
عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے تین طلاق کی بیوض ہزار درہم کے درخواست کی مگر تو نے ایک طلاق مجھے دی اور شوہر نے  
کہا کہ تو نے ایک طلاق کی درخواست کی تھی تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول ہونے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تین  
کل کے روز گذشتہ میں ہزار درہم پر طلاق دی تھی مگر تو نے قبول نہیں کیا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی تھی تو قسم سے  
قول شوہر کا قبول ہوگا یہ غایۃ سرحدی میں ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تیری طلاق بیوض ہزار کے کل کے روز گذشتہ  
میں فروخت کی مگر تو نے قبول نہیں کیا تھی اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی تھی تو قول عورت کا قبول ہوگا اسو سولہ درہم کے  
کا اقرار قبول کا اقرار ہو اسو سولہ کوہ جزو بیعت ہو یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی  
کہ تو مجھے سوا درہم کے عوض طلاق دیدے اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ بیوض ہزار درہم کے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر  
دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے قبول ہونے۔ اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے نفقت خلع دیدیا اور شوہر  
نے کہا کہ نہیں بلکہ بیوض ہزار درہم کے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے قبول ہونے  
یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے تین طلاق بیوض ہزار درہم کے  
دیدے پس تو نے مجھے خالی ایک طلاق دی اور مرد نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تین طلاق دیں پس اگر دونوں مجلس خلع  
اسی میں موجود ہوں تو قول مرد کا قبول ہوگا اور اگر مجلس مذکور سے متفرق ہو کر ایسا اختلاف کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا  
اور مرد کے واسطے اسپر ہزار کی تمامی واجب ہوگی اور عورت پر تین طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ ہنوز مدت میں ہو۔ اور اگر  
اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے اور میری سوت کو بیوض ہزار درہم کے طلاق دیدے پس  
تو نے فقط مجھے طلاق دی اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تم دونوں کو طلاق دیدی ہو تو اگر دونوں اسی مجلس میں  
ہوں جس میں ایجاب واقع ہوا ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونوں مجلس سے متفرق ہو چکے ہوں تو قول عورت کا  
قبول ہوگا اور عورت پر ہزار درہم میں سے اسی کا حصہ واجب ہوگا کیونکہ وہ اسکی مخرقت ہو یہ سراج دراج میں ہو۔ اور  
اسی طرح اگر اسے کہا کہ میں نے تجھے طلاق نہیں دی اور نہ میری سوت کو طلاق دی تو قسم سے عورت کا  
قول قبول ہوگا اور شوہر پر لازم ہو کہ اپنے مال کو گواہوں سے ثابت کر دے لیکن عورت پر طلاق واقع ہوگی بسوجہ  
سے کہ شوہر نے اقرار کیا ہو یہ مبسوط میں ہو۔ عورت نے اگر شوہر سے مال پر خلع لیا پھر اسے گواہ قائم کیے کہ اسے یعنی شوہر نے

میں نے کہا کہ میں نے تین طلاق دی ہیں مگر تو نے ایک ہی دی ہے اور شوہر نے کہا کہ میں نے ایک ہی طلاق دی ہے مگر تو نے تین قبول کر لیں ہیں تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تیری طلاق بیوض ہزار کے کل کے روز گذشتہ میں فروخت کی مگر تو نے قبول نہیں کیا تھی اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی تھی تو قول عورت کا قبول ہوگا اسو سولہ درہم کے



مجھے قبل خلع کے تین طلاق یا طلاق بائن و پیری تھی تو گواہ قبول ہو گئے اور بدل الخلع مسترد کر دیا جائیگا اور اس مقام پر متناقص ہونا گواہوں کے مقبول ہونے سے مانع نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرے شوہر محبوب نے اپنی صحبت میں مجھے خلع دیا ہے اور شوہر کے ولی نے یا خود شوہر نے بعد افاکہ کے گواہ دیے کہ میں نے حالت جنون میں اسکو خلع دیا ہے تو گواہ عورت کے مقبول ہونے کے یہ فنیہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اس عورت کو تین طلاق ابو مضر ہزار دم کے وید میں پس عورت نے کہا کہ یہ تیری جانب سے اقرار سامنی ہے اور میں قبول کر چکی ہوں اور شوہر نے کہا کہ یہ میری طرف سے اقرار مستقبل ہو جبکہ میں نے یہ کلام کیا ہے تو پس تو نے قبول نہیں کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ لیے جاویں گے یہ تاثر ثانیہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طلاق ہو کر کے روز اپنے اس غلام پر پس عورت نے فی الحال قبول کیا اور وہ غلام فروخت کیا پھر کل کا روز ہوا تو عورت پر اس غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اسکو تین طلاق دیدن تو یہ باطل ہو گیا یہ ثانیہ میں ہے شیخ الاسلام علی بن محمد اسبیجا بی سے دریافت کیا گیا کہ ایک جو دو مرد نے باہم خلع کیا پھر شوہر سے کہا گیا کہ کتنی بار تم دونوں میں خلع ہوا ہے کہ دو بار پس عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ خلع ہم دونوں میں تین بار ہوا ہے تو فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ مجھ سے بھی یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو میں نے کہا کہ اگر یہ اختلاف دونوں میں بعد نکاح واقع ہونے کے پیش آیا چنانچہ عورت نے کہا کہ یہ نکاح صحیح تھا اس واسطے کہ یہ نکاح تیسرے خلع کے بعد ہے اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ صحیح ہے اس واسطے کہ دوسرے خلع کے بعد ہے تو دونوں میں یہ نکاح جائز ہوگا اور قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر عورت کی عادت گزر جانے کے بعد قبل نکاح کے یہ امر پیش کیا تو دونوں میں نکاح جائز ہوگا اور نہ لوگوں کو حلال ہے کہ عورت کو نکاح پر برہنہ کر کے دو دنوں میں نکاح کرادین یہ ظہیرہ میں ہے۔ عورت نے اپنے شوہر سے درخواست کی کہ مال پر مجھے خلع دیدے پس مرد نے دو مال گواہوں کو گواہ کر لیا کہ جب میری جو دو مجھ کھلی کہ مرزا تو خوشن خیریم باوندی تو میں کو نکاح فروقم اور یہ نہ کہ نہ نکاح کہ فرو ختم پھر خلع کے واسطے یہ سب قاضی کے حضور میں جمع ہوئے اور قاضی کے پاس یہ معاملہ گیا اور قاضی نے اسکو سن لیا پھر اسکے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے فرو ختم نہیں کیا بلکہ فرو ختم کیا ہے اور ہر دو گواہ اسکے گواہی دیتے ہیں پس اگر قاضی نے سنا ہو کہ اسنے فرو ختم کیا ہے تو خلع صحیح ہونے کا حکم دیدیگا اور گواہوں کی گواہی برائعات نہ کریگا اور ایسے ائمہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اگر قاضی نے کہا کہ مجھے یقین نہیں ہے میں معلوم اسنے فرو ختم کیا کہ فرو ختم کیا یعنی نکاح صحیح یا باطل دونوں گواہ ہر دین کہ اسنے بقاء کیا ہے تو انکی گواہی کی سماعت کریگا اور خلع باطل نہ کر دیگا اور اگر حاضرین مجلس میں سے بعض نے گواہی دی کہ اسنے فرو ختم کیا ہے تو صحبت خلع کا حکم دیدیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر خلع کسی فقیر بدل سہی پر واقع ہوا اور عورت نے یہ تھا کہ سہی شوہر کو دی اور کہا کہ یہ بدل خلع ہوا اور شوہر نے سوائے جہت خلع کے اور جہت سے اس پر قبضہ کر لیا تو بعض نے فرمایا ہے کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور ظہیر الدین مرغینانی یہی فتویٰ دیتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا کیونکہ تمایک زجانب عورت معا درہوئی ہے تو وہ تمایک بیان کر نہیں سکتا اور عورت کا قبول ہوگا اور شرع میں یہ اصل کبیر ہے چھیط میں ہے۔ اور جیسر خلع واقع ہوا ہے اگر اسکی جنس یا فوع یا مقدار یا صفت میں دونوں نے اختلاف کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا اور گواہ مرد کے مقبول ہونے کے بعد میں ہے۔ اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ میں نے عقد خلع کیا ہے تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے مقبول ہونے کے یہ فتح القاری میں ہے اور اگر دونوں نے سطح

[illegible]

اختیار کیا کہ عورت نے کہا کہ خلع ہم دونوں میں صحیح واقع ہوا اور مرد نے کہا کہ میں بکریا ہو گیا ہوں میں نے تجھے خلع دیا ہے تو قبول مرد کا قبول ہوگا اور یہ خلع سے انکار ہو یہ خلاصہ میں ہو اور اگر اپنی جہر دینے کا تہی زبان میں خریدم و فروخت کے ساتھ خلع کیا پس شوہر نے کہا کہ میرے دل میں یہ بات تھی کہ فروخت میں بکری کی سری میں نے فروخت کی یا کہا کہ میں نے فروخت ختم نہ کیا اگر فروخت ختم نہ ہو تو اس کا قول قبول نہ ہوگا اس واسطے کہ ظاہر حال اس مرد کی تکذیب کرتا ہو اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کا قول قضا قبول نہ ہوگا اگرچہ اس نے بدل خلع پر قبضہ نہ کیا ہوا اس کا کہ مرد کا کلام جواب کی راہ پر نکلا ہو اور جواب متفقہ سوال ہو تا ہو اور سوال نامہ ایک نفس کا تھا تو جواب الہی طرف سے ہوگا اور علیٰ ہذا اگر مرد نے کہا کہ میرے دل میں تھا کہ میں نے اپنی قبا فروخت کی تو یہی بعضے مشائخ کے نزدیک اس کا قول قبول نہ ہوگا اور اسی پر فتوے تراویہ اگر فروخت کرنے کے وقت شوہر نے بکری کی سری کی طرف یا قبا کی طرف اشارہ کیا ہو تو یہ بنائے قول ان بعضے مشائخ کے کچھ چیز نہیں ہو اور خلع صحیح ہوگا لیکن اگر اس نے تصریح کر دی کہ میں نے اپنی قبا فروخت کی تو ایسی صورت میں خلع صحیح ہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ اس نے بکری کا سر فروخت کیا ہے تو اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے کہا کہ میں نے بکری کا سر فروخت کیا تو اس کے گواہ مقبول ہونگے اور اسی طرح اگر گواہ قائم کیے جنہوں نے گواہی دی کہ اس نے فروخت از فروخت میں کہا ہو تو اس کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر اس کے معاوضہ میں عورت نے گواہ قائم کیے کہ اس نے نفس عورت کو فروخت کیا یا عورت کو فروخت کیا ہو تو عورت کے گواہ اولی ہونگے یعنی وہی مقبول ہونگے ایسا ہی بعض نے کہا ہو اور اس میں میرے نزدیک نظر ہوا اور لازم یہ ہو کہ شوہر کے گواہ اولی ہوں یعنی عیط میں ہو۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورت کو خلع دیدے تو اسکو سوائے بعض مال کے اور کسی طرح خلع دینے کا اختیار نہ ہوگا یہ عتابیہ میں ہو۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کراؤ معاوضہ ہزار درم کے پس اگر وکیل نے بدل خلع کو مطلق رکھا مثلاً کہا کہ اپنی جہر کو ہزار درم پر خلع دیدے یا کہا کہ ان ہزار درم پر خلع دیدے یا بدل خلع کو اپنی طرف مضاف کیا یا مضاف مالک یا اضافت ضمان مثلاً بولے کہ اس کا اپنی جہر کو خلع دیدے ہزار درم پر میرے مال سے یا ہزار درم پر میری شرط کہ میں ضمان ہوں تو وکیل کے قبول سے خلع پورا ہو جائیگا پھر اگر بدل خلع اسے عرض رکھا ہو تو وہ عورت پر ہوگا کہ اسی سے اس کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر بدل خلع مضاف بجانب وکیل ہو خواہ باضافت مالک یا باضافت ضمان تو عورت سے مطالبہ ہوگا بلکہ وکیل ہی سے مطالبہ بدل ہوگا پھر جو کچھ وکیل نے ادا کیا ہوا از جانب عورت وہ عورت سے واپس لیگا۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کراؤے پھر وکیل نے اپنے کسی اسباب پر عورت کا خلع کر دیا اور شوہر کو سپرد کرنے سے پہلے وہ اس کا وکیل کے ہاتھ میں منت ہو گیا تو وکیل اسکی قیمت کا عورت کے شوہر کے واسطے ضامن ہوگا عیط میں ہو۔ اور اگر مرد نے کسی غیر سے کہا کہ میری جہر کو طلاق دیدے پس اس نے عورت کو مال پر خلع کر دیا یا مال پر طلاق دیدی تو صحیح یہ ہے کہ عورت اگر مذکورہ جہر جائز نہیں اور اگر مذکورہ نہ ہو تو جائز ہو علیٰ ہذا وکیل خلع نے اگر مطلقاً طلاق دیدی تو جائز ہونا چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو اس واسطے کہ خلع بعض و غیر عوض متعارف ہو پس دونوں کا وکیل ہوگا یہ ظہر یہ و عیط حشری میں ہو ایک عورت نے کسی کو خلع کے واسطے وکیل کیا پھر اس سے رجوع کر لیا پس اگر وکیل کو اس کا حکم نہ دیا تو عورت کا رجوع کرنا

سے  
میں  
بکریا  
ہو گیا  
میں نے  
تجھے  
خلع  
دیا ہے  
تو قبول  
مرد کا  
قبول  
ہوگا  
اور یہ  
خلع  
سے  
انکار  
ہو یہ  
خلاصہ  
میں  
ہو  
اور اگر  
اپنی  
جہر  
دینے  
کا تہی  
زبان  
میں  
خریدم  
و فروخت  
کے ساتھ  
خلع  
کیا  
پس شوہر  
نے کہا  
کہ میرے  
دل میں  
یہ بات  
تھی کہ  
فروخت  
میں  
بکری  
کی سری  
میں نے  
فروخت  
کی یا  
کہ میں  
نے فروخت  
ختم نہ  
کیا اگر  
فروخت  
ختم نہ  
ہو تو اس  
کا قول  
قبول نہ  
ہوگا اس  
واسطے  
کہ ظاہر  
حال اس  
مرد کی  
تکذیب  
کرتا ہو  
اور بعض  
نے فرمایا  
کہ شوہر  
کا قول  
قضا قبول  
نہ ہوگا  
اگرچہ  
اس نے  
بدل خلع  
پر قبضہ  
نہ کیا  
ہوا اس  
کا کہ مرد  
کا کلام  
جواب کی  
راہ پر  
نکلا ہو  
اور جواب  
متفقہ سوال  
ہو تا ہو  
اور سوال  
نامہ ایک  
نفس کا  
تھا تو جواب  
الہی طرف  
سے ہوگا  
اور علیٰ  
ہذا اگر  
مرد نے  
کہا کہ  
میرے دل  
میں تھا  
کہ میں  
نے اپنی  
قبا فروخت  
کی تو یہی  
بعضے  
مشائخ کے  
دیکھ میں  
ہو اور خلع  
صحیح ہوگا  
لیکن اگر  
اس نے  
تصریح کر  
دی کہ میں  
نے اپنی  
قبا فروخت  
کی تو ایسی  
صورت میں  
خلع صحیح  
ہوگا اور  
اگر شوہر  
نے گواہ  
قائم کیے  
کہ اس نے  
بکری کا  
سر فروخت  
کیا ہے تو  
اگر گواہوں  
نے گواہی  
دی کہ اس  
نے کہا کہ  
میں نے  
بکری کا  
سر فروخت  
کیا تو اس  
کے گواہ  
مقبول ہونگے  
اور اسی  
طرح اگر  
گواہ قائم  
کیے جنہوں  
نے گواہی  
دی کہ اس  
نے فروخت  
از فروخت  
میں کہا  
ہو تو اس  
کے گواہ  
مقبول ہونگے۔  
اور اگر اس  
کے معاوضہ  
میں عورت  
نے گواہ  
قائم کیے  
کہ اس نے  
نفس عورت  
کو فروخت  
کیا یا عورت  
کو فروخت  
کیا ہو تو  
عورت کے  
گواہ اولی  
ہونگے  
یعنی وہی  
مقبول ہونگے  
ایسا ہی  
بعض نے  
کہا ہو  
اور اس میں  
میرے  
دیکھ میں  
ہو اور اگر  
کسی مرد  
سے کہا  
کہ تو میری  
عورت کو  
خلع دیدے  
تو اسکو  
سوائے  
بعض مال  
کے اور  
کسی طرح  
خلع دینے  
کا اختیار  
نہ ہوگا  
یہ عتابیہ  
میں ہو۔  
ایک عورت  
نے ایک  
مرد کو وکیل  
کیا کہ  
مجھے  
میرے شوہر  
سے خلع  
کراؤ معاوضہ  
ہزار درم  
کے پس  
اگر وکیل  
نے بدل  
خلع کو  
مطلق  
رکھا مثلاً  
کہا کہ  
اپنی جہر  
کو ہزار  
درم پر  
خلع دیدے  
یا کہا  
کہ ان ہزار  
درم پر  
خلع دیدے  
یا بدل  
خلع کو  
اپنی طرف  
مضاف  
کیا یا  
مضاف مالک  
یا اضافت  
ضمان  
مثلاً بولے  
کہ اس کا  
اپنی جہر  
کو خلع  
دیدے  
ہزار درم  
پر میرے  
مال سے  
یا ہزار  
درم پر  
میری  
شرط کہ  
میں ضمان  
ہوں تو  
وکیل کے  
قبول سے  
خلع پورا  
ہو جائیگا  
پھر اگر  
بدل خلع  
اسے عرض  
رکھا ہو  
تو وہ عورت  
پر ہوگا  
کہ اسی  
سے اس کا  
مطالبہ  
کیا جائیگا  
اور اگر  
بدل خلع  
مضاف  
بجانب وکیل  
ہو خواہ  
باضافت  
مالک یا  
باضافت  
ضمان تو  
عورت سے  
مطالبہ  
بدل ہوگا  
پھر جو کچھ  
وکیل نے  
ادا کیا  
ہو از جانب  
عورت وہ  
عورت سے  
واپس لیگا۔  
اور اگر  
عورت نے  
کسی کو  
وکیل کیا  
کہ مجھے  
میرے شوہر  
سے خلع  
کراؤے  
پھر وکیل  
نے اپنے  
کسی اسباب  
پر عورت  
کا خلع  
کر دیا  
اور شوہر  
کو سپرد  
کرنے سے  
پہلے وہ  
اس کا  
وکیل کے  
ہاتھ میں  
منت ہو گیا  
تو وکیل  
اسکی  
قیمت کا  
عورت کے  
شوہر کے  
واسطے  
ضامن  
ہوگا عیط  
میں ہو۔  
اور اگر  
مرد نے  
کسی غیر  
سے کہا  
کہ میری  
جہر کو  
طلاق  
دیدے  
پس اس  
نے عورت  
کو مال  
پر خلع  
کر دیا  
یا مال  
پر طلاق  
دیدی تو  
صحیح یہ ہے  
کہ عورت  
اگر مذکورہ  
جہر  
جائز  
نہیں اور  
اگر مذکورہ  
نہ ہو تو  
جائز ہو  
علیٰ ہذا  
وکیل خلع  
نے اگر  
مطلقاً  
طلاق  
دیدی تو  
جائز ہونا  
چاہیے  
اور بعض  
نے فرمایا  
کہ یہی  
صحیح ہو  
اس واسطے  
کہ خلع  
بعض و  
غیر عوض  
متعارف  
ہو پس  
دونوں کا  
وکیل  
ہوگا یہ  
ظہر یہ و  
عیط حشری  
میں ہو  
ایک عورت  
نے کسی  
کو خلع  
کے واسطے  
وکیل  
کیا پھر  
اس سے  
رجوع کر  
لیا پس  
اگر وکیل  
کو اس کا  
حکم نہ  
دیا تو  
عورت کا  
رجوع کرنا



شوہر کو اسکی قیمت دینی واجب ہوگی۔ اور اگر شوہر نے اجراء کی اور کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی ہے یا فلع کر دیا فلاں کے  
دار پر تو قبول کرنا عورت کے اختیار میں ہوگا نہ مالک دار کے اور اگر شوہر نے مالک غلام کو مخاطب کیا اور عورت کو مارا  
حاضر ہی پس کہا کہ میں نے اپنی عورت کو تیرے اس غلام پر فلع دیا اور عورت نے قبول کیا تو فلع واقع ہوگا حتی کہ  
مالک غلام قبول کرے اور اگر جنبی نے اجراء کی اور بدل الخلع اس جنبی کا نہیں ہو بلکہ کسی اور جنبی کا ہو پس اس نے کہا کہ اپنی  
عورت کو فلاں کے اس غلام پر یا فلاں کے اس دار پر یا فلاں کے ان ہزار درم پر فلع دیدے تو قبول کا اختیار مالک دار و  
غلام درہم کو ہونے عورت کو اور اگر جنبی نے کہا کہ تو اپنی عورت کو ہزار درم پر فلع دیدے بدین شرط کہ فلاں اسکا ضامن  
ہو تو قبول کرنا اسی ضامن کے اختیار میں ہو مخاطب یا عورت کے اختیار میں ہوگا۔ اور اگر عورت ہی مخاطب ہو مثلاً عورت  
نے کہا کہ مجھے ہزار درم پر فلع دیدے بدین شرط کہ فلاں ضامن ہو پس شوہر نے فلع دیدیا تو فلع واقع ہوگا پھر اگر فلاں  
نہ کو سنے مال کی ضمانت نہ کر لی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت یا فلاں کو چاہے مال کے واسطے یا خود کرے اور اگر فلاں نے  
ضمانت سے انکار کیا تو عورت ہی کو مال کے واسطے یا خود کرے۔ اور اگر جنبی نے شوہر سے کہا کہ اپنی عورت کو اس غلام پر فلع  
دیدے پس اس نے کہا کہ میں نے فلع دیدیا پھر یہ غلام کسی دوسرے شخص کا نکلا و لیکن اس دوسرے شخص نے قبول کیا تو اس کے قبول  
کرنے پر اتفاقات نہ کیا جائیگا بلکہ قبول کا اختیار عورت کو ہوگا یہ شرح جامع کبیر جمہیری میں ہے۔ اور اگر عورت شوہر سے  
کسی نے طفل یا معتوہ یا حملہ کو فلع دینے یا فلع لینے میں اپنے قائم مقام دیکھ لی کیا تو یہ جائز ہے بدین طریق۔ اور اگر شوہر  
نے عورت سے کہا کہ فلع دے اپنے نفس کو یا کہا کہ فلع کرے اپنے نفس کو تو مسئلہ میں بین صورتیں ہیں اول آنکہ یون کہ فلع  
کر دے اپنے نفس کو یا اس مال کی کوئی مقدار نہیں بیان کی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو مجھے ہزار درم  
کے عوض فلع کر دیا تو اس صورت میں جب تک شوہر یون نہ کہے کہ میں نے اجازت دی تب تک طلاق واقع ہوگی یہ  
فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور ابن سماعہ نے روایت کی کہ فلع صحیح ہوگا اور اسی کو بعضے شائع نے  
لیا ہے کہ ان فی الفضول لہا یہ و دوم اس حکم عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو ہزار درم کے عوض فلع کر دے پس عورت نے کہا کہ میں نے  
فلع کر دیا تو ایک روایت میں ہے کہ فلع بعض ہزار درم پورا ہو جائیگا اگرچہ شوہر نے نہ کہا کہ میں نے اجازت دی اور یہی  
صحیح ہے سوم آنکہ یون کہہ کہ اپنے نفس کو فلع کرے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس عورت نے کہا کہ میں نے فلع کر لیا تو فتویٰ میں  
امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ فلع نہوگا۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو  
فلع کرے پس عورت نے کہا کہ میں نے فلع کر لیا تو بلا بدل ایک طلاق بائن واقع ہوگی گویا اس نے کہا کہ اپنے نفس کو یا نہ کرے  
اور اسی کو اکثر شائع نے لیا ہے اور اگر خطاب نہ جانب عورت ہو کہ اس نے کہا کہ تو مجھے فلع کر دے یا مبارک کر دے پس شوہر نے کہا  
کہ میں نے ایسا کیا تو مرد کی طرف سے خطاب ہونا اور عورت کی طرف سے ایسا خطاب ہونا سب صورتوں میں یکساں ہیں یہ  
فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو فلع کر دے اپنے نفس کا بغیر مال پس عورت نے کہا کہ میں نے فلع کر دیا تو  
عورت کے قبول ہی سے فلع پورا ہو گیا۔ عورت نے کہا کہ مجھے بغیر مال فلع کر دے پس شوہر نے کہا کہ میں نے فلع کر دیا تو کچھ ہی طلاق  
واقع ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کا فلع بعض اس قدر مال کے لے لے پھر عورت کو عرض زبان  
میں کہ لایا کہ اس نے کہا کہ میں نے فلع لے لیا یعنی یون کہہ کہ فلعت حالانکہ عورت مذکورہ اسے جانتی نہیں ہے تو صحیح ہے کہ فلع  
پورا نہ ہوگا جب تک کہ عورت اسکو بخانے پہنچا کر خسی میں ہو ایک مرد نے دعویٰ کیا کہ میں یہی عورت کی طرف سے

۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰



عیر سے پاس تو اسکو طلاق دے یا اسکو رکھ پس شوہر نے کہا کہ میں اسکو نہیں رکھوں گا بلکہ طلاق دیدوں گا پس بیٹی نے کہا کہ میں نے تجھے تمام اس سے جو اسکا تجھ پر ثابت ہو کر دیا پس مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی پھر عورت نے انکار کیا کہ میں نے ایچی کو بری کرنے کا اختیار نہیں دیا تھا اور ایچی اسکا دعویٰ کرتا ہے پس اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ عورت نے اس ایچی کو ایچی کر کے بھیجا اور جس طرح ایچی کہتا ہے اسکو وکیل بھی کیا تو طلاق واقع ہوگی مگر عورت کا حق ویسا ہی رہیگا۔ اور اگر شوہر نے ایسا دعویٰ نہ کیا پس اگر ایچی نے یوں کہا کہ میں نے تجھے عورت کے حق سے بری کیا بدین شرط کہ اگر اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر ایچی نے یہ نہ کہا ہو کہ بدین شرط کہ تو اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع ہوگی اور عورت اپنے حق پر ہوگی یہ فتح اللہ پر ہیں۔ اور اگر فقہوں نے کہا کہ اپنی جو دہ کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ میں نے طلاق دی تو موقوف رہی چنانچہ اگر عورت نے اجازت دی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں جتنا یہ میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی بیٹی کا اپنے داماد سے طلع کر لیا پس اگر دختر بالغہ ہو اور باپ نے بدلہ طلع کی ضمانت کر لی تو طلع پورا ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی بیٹی بالغہ کا اس کے شوہر سے اس کے مہر پر جو شوہر پر باقی ہو اسکی اجازت سے طلع کر لیا تو یہ اس دختر بالغہ پر نافذ ہوگا اور اگر دختر مذکورہ کی اجازت نہ تھی اور اسکی بھی اسنے اجازت نہ دی آپ اگر باپ بدلہ طلع کی ضمانت نہ کی ہو وہ اسے برات مہر کے طلع جائز ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر دختر مذکورہ نے اجازت دی تو طلع واقع ہوگا اور طلاق ٹپ گئی اور شوہر اس کے مہر سے جو اسپر آتا ہو بری ہو گیا اور اگر باپ بدلہ طلع کی ضمانت کر لی ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی پھر جب عورت کو خبر ہو چکی ہو پس اگر اسنے اجازت دیدی تو طلع مذکور اس دختر پر نافذ ہوگا اور شوہر اس کے مہر سے بری ہو جائیگا اور اگر اسنے اجازت نہ دی تو دختر مذکورہ اپنا مہر مذکور شوہر سے واپس لےگی اور شوہر بدلہ طلع کو اس کے پاس سے لے لیا کیونکہ وہ ضامن ہوا ہے یہ چیز کوری میں ہو۔ اور اگر باپ نے اپنی صغیرہ کا بعض مال دختر کے طلع کر لیا تو یہ صغیرہ پر جائز نہ ہوگا پس اسکا مہر اس کے شوہر کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا اور شوہر اس کے مال کا حق نہ ہوگا اور رہا یہ امر کہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں سو اس میں دو روایتیں ہیں اور صحیح یہ ہے کہ واقع ہوگی یہ ہایہ میں ہو۔ اور اگر باپ نے دختر صغیرہ کا مہر درم پر طلع کر لیا بدین شرط کہ باپ ان ہزار درم کا ضامن ہو تو طلع جائز نہ ہوگا اور ہزار درم باپ پر ہونگے اور اگر صغیرہ پر ہزار درم کی شرط کی ہو تو دختر مذکورہ کے قبول پر موقوف رہیگا بشرطیکہ وہ قبول کی اہلیت رکھتی ہو یعنی واقع ہو کر طلع سلب کنندہ ہوتا ہو اور نکاح جلب کنندہ ہوتا ہو اندوے شرع کے یوں شرع ہو پس اگر اسنے قبول کیا تو بالاتفاق طلاق واقع ہوگی لیکن مال واجب نہ ہوگا اور اگر باپ نے اسکی طرف سے قبول کیا تو ایک روایت میں صحیح ہے اور ایک روایت میں نہیں صحیح ہے اور یہی صحیح ہے یہ کافی میں ہو۔ اور اگر زوجہ صغیرہ کو طلع دیا اور مہر کی ضمانت نہ لی تو عورت کے قبول پر موقوف ہوگا پس اگر عورت مذکورہ نے قبول کیا تو طلاق ہو جائیگی اور مہر ساقط نہ ہوگا اور اگر اسکی طرف سے اسکی باپ نے قبول کیا تو اس میں دو روایتیں ہیں اور اگر باپ نے مہر کی ضمانت کی اور وہ ہزار درم میں تو عورت مذکورہ مطلقہ ہو جائیگی اور احتساباً اس کے ذمہ پانچ سو درم لازم ہونگے یہ ہایہ میں ہو۔ اور یہ اس وقت ہو کہ وہ مدخلہ نہ ہو اور اگر مدخلہ ہو تو عورت کے واسطے پورا مہر لازم ہوگا اور شوہر کے واسطے اسکا باپ ضامن ہوگا یعنی باپ تاوان دینا یہ فضول عمادیہ میں ہو۔ صغیرہ کے شوہر اور صغیرہ کی ماں کے وصیان طلع کی گفتگو واقع ہوئی پس اگر زوجہ صغیرہ کی ماں نے بدلہ طلع کو اپنے ذاتی مال کی طرف سے ضامن کیا یا اسکی ضامن ہوئی تو طلع پورا ہو جائیگا جیسے اجنبی کے ساتھ اس طرح گفتگو میں ہوتا ہو اور اگر ماں نے اپنے

مال کی طرف سے منافی نہ کیا اور نہ ضمان ہوئی ہیں آیا طلاق واقع ہوگی جیسے باپ کے ساتھ خلع کی ایسی گیتا دین  
واقع ہوتی ہو تو اسکی کوئی روایت نہیں ہو اور صحیح یہ ہو کہ واقع ہوگی۔ اور اگر خلع کا عقد کرنے والا اجنبی ہو اور  
وہ بدل کا ضمان نہ دے اسکی آیا خلع متوقف رہیگا تو بعض نے فرمایا کہ اگر زوجہ صغیرہ ہو کہ وہ خلع کو سمجھتی ہو اور تعبیر  
کر سکتی ہو تو خلع اسکے قبول کرنے پر وقتاً رہیگا اور بعض نے کہا کہ موقوفہ نہ رہیگا۔ اور اگر صغیرہ نے جو خلع کو سمجھتی ہو اور  
تعبیر کر سکتی ہو اپنے شوہر سے اپنے مہر پر خلع لیا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور نہ ساقط ہوگا۔ اور اگر صغیرہ نے خلع کے واسطے  
کوئی دلیل کیا پس دلیل نے یہ کام کیا تو اس میں دو روایتیں ہیں ایک روایت میں دلیل کرنا صحیح ہو اور دلیل کے قبول سے  
مثلاً صغیرہ کے خود قبول کرنے کے خلع پورا ہو جائیگا اور ایک روایت میں اگر دلیل بدل خلع کا ضمان نہ ہو تو طلاق واقع  
ہوگی جیسے اجنبی کے خلع کرانے میں ہوتا ہو اور اگر باپ نے اپنے پسر صغیر کی طرف سے خلع دیا تو صحیح نہیں ہو اور صغیرہ مذکور  
کی اجازت پر بھی موقوف نہ رہیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے جو شخص نشہ میں ہو یا زبردستی مجبور کیا گیا ہو اسکا خلع دنیا جائز  
نزدیک جائز ہو اور طفل کا خلع دنیا باطل ہو اور جو شخص معتوہ یا مرض کے سبب سمجھا جا رہا ہو وہ اس میں بہتر طفل کے  
پر یہ بیسوط میں ہے۔ اگر باندی نے اپنے شوہر سے خلع لیا یا طلاق یا الی تو طلاق واقع ہوگی مگر مالی عوض کے واسطے وہ  
فی الحال ماخوذ نہ ہوگی ہاں بعد از اس کے اس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مولیٰ کی اجازت سے ایسا کیا  
ہو تو مواخذہ کے واسطے فی الحال ماخوذ ہوگی اور مواخذہ کے واسطے فروخت کی جائیگی الا اگر مولیٰ اسکی طرف سے دیکر بچاؤ  
اور اگر باندی مذکورہ کسی کی مدد یا ام دل ہو تو اس حکم میں مثل شخص باندی کے ہو الا بات یہ ہو کہ وہ بیع نہیں کیا سکتی ہو اور اس  
وہ بدل کو اپنی کمائی سے اور اگر کسی بشرط اسے مولیٰ کی اجازت سے ایسا کیا ہو۔ اور اگر مکتبہ باندی ہو تو وہ بدل خلع کے واسطے  
ماخوذ نہ ہوگی الا بعد از اس کے دینے کے چاہیے اسے مولیٰ کی اجازت سے خلع لیا ہو یا بلا اجازت۔ اور اگر باندی نے اپنے شوہر  
سے اپنے مہر کے عوض بدون اجازت مولیٰ کے خلع لیا تو طلاق واقع ہوگی و لیکن مہر ساقط نہ ہوگا چھوٹ میں ہو۔ اور اگر باندی  
کے مولیٰ نے باندی کے رقبہ پر باندی کا خلع کر لیا اور شوہر مرد آزاد ہو تو مفت طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر مہر کا تب  
یا مدبر یا غلام ہو تو خلع جائز نہ ہوگا اور یہ باندی اس مدبر یا غلام کے مالک کی ہو جائیگی اور نہ مالک کا تب سوا اسکا اس باندی  
میں حق ملک ثابت ہوگا دو باندیاں ایک مرد آزاد کے تحت میں ہیں اور دونوں باندیوں کے مولیٰ نے شوہر سے ان دونوں  
کا خلع انہیں خاص ایک کے رقبہ پر کر لیا تو معینہ خاص کا خلع باطل اور دوسری کا خلع صحیح ہوگا اور میں ان دونوں کے مہر کا  
تقسیم کیا جائیگا پس جو بچہ اس باندی کے پر تے میں واقع ہوا جسکے حق میں خلع صحیح ہو اس قدر شوہر کا حق دوسری باندی  
میں ثابت ہوگا۔ اور اگر مولیٰ نے ہر ایک کا دونوں میں سے خلع بعض دوسری کے رقبہ کے کر لیا تو ہر ایک پر ایک ایک طلاق  
بائن مفت واقع ہوگی اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کو اسے دوسری کے رقبہ پر طلاق دی تو طلاق جہی واقع ہوگی یہ اختیار  
شرح مختار میں ہے۔ ایک باندی کسی غلام کی جو وہ پس باندی کے مولیٰ نے ایک غلام قبض پر اس باندی کا اسکے شوہر  
غلام سے خلع کر لیا اور غلام نے اسکو قبول کیا تو جائز ہو خواہ غلام نے اپنے مولیٰ کی اجازت سے ایسا کیا ہو یا بلا اجازت  
اور باندی کا قبول کرنا شرط نہیں ہے پھر اگر وہ غلام جو خلع میں بدل قرار دیا گیا ہو کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے  
لے لیا تو خلع ویسا ہی صحیح رہیگا اور باندی کے مولیٰ پر بتاوان واجب نہ ہوگا مگر جو غلام استحقاق میں لیا گیا ہو اسکی قیمت باندی  
کے گردن پر ہوگی کہ اگر مولیٰ باندی پر سے قیمت مدد پر دے تو خیر ورنہ باندی مذکورہ اسکے واسطے فروخت کی جائیگی اور اگر مولیٰ نے

اور طلاق  
ایسی اسکے  
قبول یا  
انقبض  
میں ہوگی  
۱۲



اور عصبہ موجود ہو جو نسبت شوہر کے اقرب ہے تو یہ اور در صورتیکہ شوہر نے اپنی بیوی کو دونوں یکساں ہیں۔ اور اگر شوہر اس سے میراث قریب است پاسکتا ہو اور وہ بعد انقضائے عدت کے مگر کسی تو دیکھا جائیگا کہ مقدار بدل غلط کیا ہو اور جو اسکو عورت مذکورہ کی میراث بحق قریب است پہنچتی ہو وہ کیا ہو پس اگر بدل غلط مقدار میراث کے سادی یا کم ہو تو شوہر کو بدل غلط دیا جائیگا اور اگر زیادہ ہو تو مقدار میراث سے بقدر زیادہ ہو وہ شوہر کو نہ دیا جائیگا والا باجائز باقی وارثوں کے اور اگر شوہر غیر مذکور ہو تو نصف میراث بطلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا پس اس نصف کے حق میں عورت تبرع کرنے والی شمار نہ کی جائے باقی نصف کی بابت وہ تبرع کرنے والی شمار ہو سکتی ہو اور باوجود اسکے وہ وارث کے حق میں تبرع ہوئی تو اس نصف کی مقدار نہ کی جائیگی اور عورت کے مال سے اسکی میراث کی مقدار پر لکھا جائیگا پس جو دونوں میں سے کم ہو وہ شوہر کو دیا جائیگی۔ اور یہ سب اسوقت ہو کہ عورت اس مرض سے مرگئی ہو اور اگر اچھی ہو گئی تو جو کچھ اسنے بدل بیان کیا ہو وہ سب پورا شوہر کو دیا جائیگا گویا ایسا ہو کہ عورت نے اسکو کچھ ہبہ کیا پھر وہ مرض سے اچھی ہو گئی یعنی پورا ہبہ صحیح ہوا یہ عورت میں ہو۔ یا اگر عورت کے دو چار ذوالبھائی ہیں و دونوں اسکے وارث ہیں پھر ایک نے اس سے نکاح کیا اور دخول کر لیا پھر عورت مذکورہ نے اپنے شوہر کو اپنے شوہر پر طلاق لے لیا اور اس عورت کا کچھ مال سولہ اسکے نہیں ہو پھر وہ عدت میں مرگئی تو عہدہ مذکور ان دونوں بھائیوں کے درمیان نصفاً نصف ہبہ گا۔ اور اگر شوہر نے اسکے بھائیوں کو عہدہ عدت میں مرگئی تو یہ طلاق رخصتی ہو گئی پس شوہر کو نصف میراث بحق میراث زوجیت کے ملے گا اور باقی دونوں بھائیوں میں نصف نصف مشترک ہو گا یہ کافی ہیں اور۔

نوان باسب ظہار کے بیان میں رجال مترجم ظہار کی تقریبات میں کہ اسکو کہتے ہیں فرمایا کہ ظہار تشبیہ دینا اپنی زوجہ کا یا اسکے کسی جزو کا جو شراعی ہو یا اسکے ساتھ کل بدن سے تشبیہ کیا جاتی ہو حرمت ابدیہ کی ایسی چیز کے ساتھ جسکی طرف نظر حلال نہیں ہو اگرچہ حرمت ابدیہ بسبب رضاعت یا رشتہ صہریت کے پیدا ہوئی ہو یعنی القدر میں ہو۔ چاہے زور و جرح ہو یا باندھنا یا رکابہ یا بربہ یا ام و لہ یا کتا یہ یہ سراج و حاج ہیں اور شرط صحت ظہار عورت میں یہ ہو کہ وہ زوجه ہو اور مرد میں یہ ہو کہ وہ اہل کفارہ ہیں سے ہو پس قوی کا ظہار مثل طفل و مجنون کے نہیں صحیح ہو یہ فتح القدر میں ہو پس اگر کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جسے نکاح کی اجازت نہیں دی ہو پھر اسکے ساتھ ظہار کیا پھر اسنے نکاح کی اجازت دی تو ظہار باطل ہو اور اگر غلام یا بر یا مکاتب نے اپنی عورت سے ظہار کیا تو اسکا ظہار صحیح ہو گا یہ سراج و حاج میں ہو پس اگر کسی نے اپنی باندی سے ظہار کیا خواہ وہ موطوہ ہو یا غیر موطوہ ہو تو نہیں صحیح ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اسی طرح اگر جو رو کو ایسی عورت نے ظہار تشبیہ دی جسکی حرمت ابدی نہیں ہو بلکہ موقت کسی وقت تک ہو جیسے مطلقہ تلتہ تو ظہار صحیح نہ ہو گا یہ شخص محیط میں ہو۔

رکن ظہار اپنی جو رو سے یہ کہنا کہ انت علی ظہارچی تو مجھے مثل پشت میری مان کے ہو یا جو حفظ اسکے قائم مقام باہن طہرہ کہ اسکے منہ سے حاصل ہوں یہ نہا یہ میں ہو۔ اور اگر جو رو سے کہا کہ تیرا سر مجھے مثل ظہر میری مان کے ہو یا تیرا چہرہ یا تیری گردن یا تیری فرج تو مظاہر ہو جائیگا یعنی ظہار کرنے والا ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر جو رو سے کہا کہ تیرا بدن مجھے مثل ظہر میری مان کے ہو یا تیرا بچہ نکاحی یا تیرا نصف صہ یا اسکے مثل کوئی جزو شائع بیان کیا تو میری ہی حکم ہو یہ بدلتے ہیں ہو۔ اور اگر ایسا جزو ذکر کیا جس سے تمام بدن سے تغیر نہیں کی جاتی ہو جیسے ہاتھ یا پاؤں تو ظہار ثابت نہ ہو گا یہ محیط خسر میں ہو۔ اگر کہا کہ تیری پیٹھ مجھے مثل میری مان کی پیٹھ کے ہو یا مثل اسکے پیٹھ یا مثل اسکی فرج کے ہو تو یہ ظہار نہیں ہو یہ جو ہر نہ میں ہو۔

قال المترجم و فیہ نظر ظہار فافہم اور اگر کہا کہ توجھے مثل گھٹنے میری مان کے تو قیاساً وہ مظاہر ہو گا اور اگر کہا کہ تیری مان مجھے

ظہار تشبیہ دینا اپنی زوجہ کا یا اسکے کسی جزو کا جو شراعی ہو یا اسکے ساتھ کل بدن سے تشبیہ کیا جاتی ہو حرمت ابدیہ کی ایسی چیز کے ساتھ جسکی طرف نظر حلال نہیں ہو اگرچہ حرمت ابدیہ بسبب رضاعت یا رشتہ صہریت کے پیدا ہوئی ہو یعنی القدر میں ہو۔ چاہے زور و جرح ہو یا باندھنا یا رکابہ یا بربہ یا ام و لہ یا کتا یہ یہ سراج و حاج ہیں اور شرط صحت ظہار عورت میں یہ ہو کہ وہ زوجه ہو اور مرد میں یہ ہو کہ وہ اہل کفارہ ہیں سے ہو پس قوی کا ظہار مثل طفل و مجنون کے نہیں صحیح ہو یہ فتح القدر میں ہو پس اگر کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جسے نکاح کی اجازت نہیں دی ہو پھر اسکے ساتھ ظہار کیا پھر اسنے نکاح کی اجازت دی تو ظہار باطل ہو اور اگر غلام یا بر یا مکاتب نے اپنی عورت سے ظہار کیا تو اسکا ظہار صحیح ہو گا یہ سراج و حاج میں ہو پس اگر کسی نے اپنی باندی سے ظہار کیا خواہ وہ موطوہ ہو یا غیر موطوہ ہو تو نہیں صحیح ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اسی طرح اگر جو رو کو ایسی عورت نے ظہار تشبیہ دی جسکی حرمت ابدی نہیں ہو بلکہ موقت کسی وقت تک ہو جیسے مطلقہ تلتہ تو ظہار صحیح نہ ہو گا یہ شخص محیط میں ہو۔





قید کرے گا کہ کفارہ ادا کرے یا عورت کو طلاق دے یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ظہار کرنے والے نے کہا کہ میں نے کفارہ ادا کر دیا ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی جب تک اسکا دروغ معلوم نہ ہو یہ نہ الفاق میں ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ پر مثل ظہیر میری ماں کے ہو تو منظر ہو جائیگا چاہے اسنے ظہار کی نیت کی ہو یا اسکی کچھ نیت اہل ہوا اور نیز اگر اسنے کرامت یا نہر لیت یا طلاق یا تحريم بقسم کی نیت کی ہو تو بھی ظہار کے سوا اسے کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ میں نے زمانہ باطنی کے اخبار دروغ کی نیت کی تو قضاء اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور عورت کو بھی رو اندھین ہوگا اسکے قول کی تصدیق کرے جیسے قاضی کو تصدیق کرنا روا نہیں ہو۔ اور فیابینہ وہیں اللہ تعالیٰ اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ میں تجھ سے منظر ہوں یا ظہار تک یعنی میں نے تجھ سے منظر ہوتی کی تو وہ منظر ہوگا خواہ اسنے ظہار کی نیت کی ہو یا اسکی کچھ نیت نہ ہو اور جو کچھ وہ نیت کرے گا سوا اسے ظہار کے اور کچھ نہ ہوگا اور اگر اسنے زمانہ باطنی کے خبر دروغ کی نیت کی ہو تو قضاء تصدیق نہ ہوگی اور دیا نہ تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے ہو یا مثل ران میری ماں کے ہو یا مثل فرج میری ماں کے ہو تو یہ قول اور تو مجھ پر مثل پشت میری ماں کے ہو دونوں یکساں ہیں یہ ہر اثنی عشر ہو۔ اور اگر کہا کہ انت ہی نظر اچھی او عنہ سے او معنی اپنے تو مجھ سے یا میرے نزدیک یا میرے ساتھ مثل ظہیر میری ماں کے ہو تو وہ منظر ہوگا یہ چہرہ فیروز میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو میری ماں ہو تو منظر ہوگا مگر لائق ہو کہ بکفر ہو۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ او میری دختر یا او میری بہن یا مثل اسکے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے ہو یا کاندھ میری ماں کے ہو پس نیت کر کے کہا اور طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر نہ انت یا ظہار کی نیت کی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو امام اعظم کے قول پر اسپر کچھ لازم نہ ہوگا بسبب لفظ کو معنی کرامت پر محمول کرتے کے یہ جامع صغیر میں ہو قال المترجم امین اشارہ ہو کہ اس حکم میں صاحبین کا خلاف ہو لہذا غایۃ البیان میں کہا کہ صحیح قول امام اعظم ہوا انتہی اور اگر تحريم کی نیت کی تو اس میں روایات مختلف ہیں اور صحیح یہ ہو کہ یہ سبب کے نزدیک ظہار ہوگا اور اگر اسنے یوں کہا کہ تو مثل میری ماں کے ہو اور یہ نہ کہا کہ مجھ پر یا میرے نزدیک اور کچھ نیت نہیں کی تو بالاتفاق اسپر کچھ لازم نہ آوے گا یہ فتاویٰ قاضی خان کے اور اگر کہا کہ اگر بہن نے تجھ سے وطی کی تو اپنی ماں سے وطی کی تو اسپر کچھ لازم نہ آوے گا یہ غایۃ سرور میں ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہو مثل میری ماں کے اور طلاق یا ظہار یا ایلا کی نیت کی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی تو امام فخر کے قول میں ظہار ہوگا اور شیخ خصاف نے ذکر فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کے موافق بھی صحیح رہی ہو جو امام فخر نے فرمایا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو مجھ پر حرام ہو مثل پشت میری ماں کے اور طلاق یا ایلا کی نیت کی تو امام اعظم کے نزدیک ظہار کے سوا اسے کچھ نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک طلاق ہوگی اور اگر اسنے تحريم کی نیت کی یا کچھ نیت نہیں کی تو بالاجماع ظہار ہوگا اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ پر مثل پشت میری ماں کے ہو یا مثل پشت میرے قریب کے ہو یا مثل پشت کسی مرد عجمی کے بیان کیا تو منظر نہ ہوگا یہ عیض بخیری میں ہو۔ اور اگر کہا کہ فرج ابی وکفرج انہی مثل فرج میرے باپ یا مثل فرج میرے سپر کے ہو تو منظر ہوگا قال المترجم فرج کا لفظ عرب میں شرمگاہ مرد و عورت و دونوں پر اطلاق ہوتا ہو فافہم اور عورت اپنے شوہر سے منظر ہر نہیں ہوتی ہو یہ امام محمد کے قول ہو اور اسی پر فتوے ہو اور یہی صحیح ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور ظہار کی شرط یہ ہو کہ شوہر اہل کفارہ میں سے ہو پس



نستی میں لکھا ہو کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہوا ہ رمضان پورا اور پورا رجب۔  
 پھر اس نے رجب میں کفارہ دیدیا تو اس سے رجب کا ظہار اور رمضان کا ظہار استحساناً ساقط ہو جائیگا اور یہ ایک ہی  
 ظہار ہوگا اور اگر اس نے شعبان میں کفارہ دیا تو جائز نہیں ہو اور فرمایا کہ آیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تو  
 مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہو ہمیشہ الا بروز جمعہ پھر کفارہ دیا پس اگر روز استثنائے کفارہ دیا تو کافی ہوگا اور اگر ایسے  
 روز دیا جس روز وہ مظاہر ہو تو سب یا م کے واسطے کافی ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جوڑو سے ظہار کیا پھر دوسرے مرد نے  
 اپنی جوڑو سے کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہو جیسے فلان کی جوڑو فلان پر ہو تو وہ اپنی جوڑو سے مظاہر ہو جائیگا مجھ میں ہے۔ اور اگر  
 اپنی جوڑو سے ظہار کیا پھر اس عورت کے ساتھ دوسری جوڑو کو شریک کر دیا یا کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہو جیسی یہ حالانکہ اسکی  
 نیت طلاق تھی تو صحیح ہو اسی طرح اگر مظاہرہ عورت کے مرنے کے بعد یا کفارہ دینے کے بعد کہا تو بھی بہت مذکور دوسری سے ظہار  
 ہو جائیگا یہ غنا بین ہے۔ اور اگر اس نے تیسری جوڑو سے کہا کہ میں نے تجھ کو ان دونوں کے ظہار میں شریک کیا تو وہ تیسری  
 جوڑو سے بدظن ہو جائیگا یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جوڑو کو کہہ دیا کہ تو مجھ پر مثل ظہار میری مان کے  
 ہو تو وہ سب سے مظاہر ہو جائیگا اور اس پر ہر ایک کے واسطے ایک کفارہ واجب ہوگا یہ کافی بین ہے۔ اور اپنی عورت سے  
 کسی بار ایک مجلس میں یا کئی مجلسوں میں ظہار کیا تو اس پر ہر ظہار کے واسطے کفارہ لازم ہوگا الا آنکہ وہ پہلے ہی ظہار کو مرد  
 جیسا کہ استیعاب وغیرہ نے ذکر کیا ہو اور بعض نے کہا کہ مجلس واحدہ اور مجلس متعددہ میں فرق ہو لیکن استیعاب و قول اولیٰ بہتر ہے  
 بحر الرائق میں ہے۔ اور ظہار کی تعلیق اپنی جوڑو کے ساتھ صحیح ہو چنانچہ اگر کہا کہ اگر تو اس دار میں داخل ہوئی یا تو نے فلان سے  
 کلام کیا تو تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہو تو بطور تعلیق صحیح ہو بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی اجنبیہ سے کہا کہ جب میں تجھ سے  
 نکاح کروں تو تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے پھر اس سے نکاح کیا تو مظاہر ہو جائیگا اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب میں  
 تجھ سے نکاح کروں تو تو طلاق ہو اور کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہو پھر اس سے نکاح  
 کیا تو طلاق و ظہار دونوں لازم آدینگے اس واسطے کہ ان دونوں کا وقوع ایک ہی حالت میں ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح اگر  
 کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہو اور طلاق ہو پھر اس سے نکاح کیا تو دونوں لازم آدینگے اور  
 اگر کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تو طلاق ہو اور تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہو پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق لازم آدگی  
 اور ظہار لازم نہ آدینگا یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے یہ فتاویٰ ہندوستان میں ہے۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو مجھ پر مثل  
 ظہار میری مان کے ہو اگر تو اس دار میں داخل ہوئی تو صحیح نہیں ہو حتیٰ کہ اگر اس سے نکاح کیا اور وہ اس دار میں داخل ہوئی  
 تو بالاجماع قول مذکور کی وجہ سے مظاہر ہوگا۔ اگر ظہار کو کسی شرط پر معلق کیا پھر قبل شرط پائی جائے کے عورت کو باندھ کر دیا  
 پھر اسکی عورت میں یہ شرط پائی گئی تو ظہار واقع ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہو  
 انشاء اللہ تو ظہار ہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھ پر مثل ظہار میری مان کے ہو اگر فلان نے چاہا یا یوں کہ تو مجھ پر مثل پشت میری  
 مان کے ہو اگر تو نے چاہا تو یہ چاہنا اسی مجلس تک کے واسطے ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے  
 تجھ سے قربت کی تو تو مجھ پر مثل ظہار میری مان کے ہو تو ایلا و کرنے والا ہوگا پس اگر اسکو چار مہینہ تک چھوڑ دیا تو بوجہ طہار  
 کے باندھ ہو جائیگا۔ اور اگر چار مہینہ کے اندر اس سے وطی کی تو ظہار لازم ہو جائیگا۔ اور جس صورت میں کہ بوجہ طہار  
 کے باندھ ہو گئی پھر اس سے نکاح کیا پھر قربت کی تو بھی ظہار ہوگا یہ سبوط میں ہے۔

مجلس  
 میں  
 یا  
 کئی  
 مجلسوں  
 میں  
 ظہار  
 کیا  
 تو  
 اس  
 پر  
 ہر  
 ظہار  
 کے  
 واسطے  
 کفارہ  
 لازم  
 ہوگا  
 الا  
 آنکہ  
 وہ  
 پہلے  
 ہی  
 ظہار  
 کو  
 مرد  
 جیسا  
 کہ  
 استیعاب  
 وغیرہ  
 نے  
 ذکر  
 کیا  
 ہو  
 اور  
 بعض  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 مجلس  
 واحدہ  
 اور  
 مجلس  
 متعددہ  
 میں  
 فرق  
 ہو  
 لیکن  
 استیعاب  
 و  
 قول  
 اولیٰ  
 بہتر  
 ہے  
 بحر  
 الرائق  
 میں  
 ہے  
 اور  
 ظہار  
 کی  
 تعلیق  
 اپنی  
 جوڑو  
 کے  
 ساتھ  
 صحیح  
 ہو  
 چنانچہ  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 تو  
 اس  
 دار  
 میں  
 داخل  
 ہوئی  
 یا  
 تو  
 نے  
 فلان  
 سے  
 کلام  
 کیا  
 تو  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 پشت  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 تو  
 بطور  
 تعلیق  
 صحیح  
 ہو  
 بدائع  
 میں  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 کسی  
 اجنبیہ  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 میں  
 تجھ  
 سے  
 نکاح  
 کروں  
 تو  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 پشت  
 میری  
 مان  
 کے  
 پھر  
 اس  
 سے  
 نکاح  
 کیا  
 تو  
 مظاہر  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 اگر  
 اجنبیہ  
 عورت  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 میں  
 تجھ  
 سے  
 نکاح  
 کروں  
 تو  
 تو  
 طلاق  
 ہو  
 اور  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 میں  
 تجھ  
 سے  
 نکاح  
 کروں  
 تو  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 پشت  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 پھر  
 اس  
 سے  
 نکاح  
 کیا  
 تو  
 طلاق  
 و  
 ظہار  
 دونوں  
 لازم  
 آدینگے  
 اس  
 واسطے  
 کہ  
 ان  
 دونوں  
 کا  
 وقوع  
 ایک  
 ہی  
 حالت  
 میں  
 ہو  
 سکتا  
 ہے  
 اور  
 اسی  
 طرح  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 میں  
 تجھ  
 سے  
 نکاح  
 کروں  
 تو  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 پشت  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 اور  
 طلاق  
 ہو  
 پھر  
 اس  
 سے  
 نکاح  
 کیا  
 تو  
 دونوں  
 لازم  
 آدینگے  
 اور  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 میں  
 تجھ  
 سے  
 نکاح  
 کروں  
 تو  
 تو  
 طلاق  
 ہو  
 اور  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 پشت  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 پھر  
 اس  
 سے  
 نکاح  
 کیا  
 تو  
 طلاق  
 لازم  
 آدگی  
 اور  
 ظہار  
 لازم  
 نہ  
 آدینگا  
 یہ  
 امام  
 اعظم  
 رحمہ  
 کے  
 نزدیک  
 ہے  
 یہ  
 فتاویٰ  
 ہندوستان  
 میں  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 اجنبیہ  
 عورت  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 ظہار  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 اگر  
 تو  
 اس  
 دار  
 میں  
 داخل  
 ہوئی  
 تو  
 صحیح  
 نہیں  
 ہو  
 حتیٰ  
 کہ  
 اگر  
 اس  
 سے  
 نکاح  
 کیا  
 اور  
 وہ  
 اس  
 دار  
 میں  
 داخل  
 ہوئی  
 تو  
 بالاجماع  
 قول  
 مذکور  
 کی  
 وجہ  
 سے  
 مظاہر  
 ہوگا  
 اگر  
 ظہار  
 کو  
 کسی  
 شرط  
 پر  
 معلق  
 کیا  
 پھر  
 قبل  
 شرط  
 پائی  
 جائے  
 کے  
 عورت  
 کو  
 باندھ  
 کر  
 دیا  
 پھر  
 اسکی  
 عورت  
 میں  
 یہ  
 شرط  
 پائی  
 گئی  
 تو  
 ظہار  
 واقع  
 ہوگا  
 یہ  
 بدائع  
 میں  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 پشت  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 انشاء  
 اللہ  
 تو  
 ظہار  
 ہوگا  
 اور  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 ظہار  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 اگر  
 فلان  
 نے  
 چاہا  
 یا  
 یوں  
 کہ  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 پشت  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 اگر  
 تو  
 نے  
 چاہا  
 تو  
 یہ  
 چاہنا  
 اسی  
 مجلس  
 تک  
 کے  
 واسطے  
 ہوگا  
 یہ  
 فتاویٰ  
 قاضی  
 خان  
 میں  
 ہے  
 اور  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 نے  
 تجھ  
 سے  
 قربت  
 کی  
 تو  
 تو  
 مجھ  
 پر  
 مثل  
 ظہار  
 میری  
 مان  
 کے  
 ہو  
 تو  
 ایلا  
 و  
 کرنے  
 والا  
 ہوگا  
 پس  
 اگر  
 اسکو  
 چار  
 مہینہ  
 تک  
 چھوڑ  
 دیا  
 تو  
 بوجہ  
 طہار  
 کے  
 باندھ  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 اگر  
 چار  
 مہینہ  
 کے  
 اندر  
 اس  
 سے  
 وطی  
 کی  
 تو  
 ظہار  
 لازم  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 جس  
 صورت  
 میں  
 کہ  
 بوجہ  
 طہار  
 کے  
 باندھ  
 ہو  
 گئی  
 پھر  
 اس  
 سے  
 نکاح  
 کیا  
 پھر  
 قربت  
 کی  
 تو  
 بھی  
 ظہار  
 ہوگا  
 یہ  
 سبوط  
 میں  
 ہے







کسی خاص کفارہ کے واسطے متعین نہیں کیا تو یہ اسکے دونوں کفاروں سے جائز ہو سکے اور اسی طرح اگر اسے چار ماہ کے روزہ رکھ لینے یا ایک سو بیس مسکینوں کو کھانا دینا یا تو جائز ہو اور اگر اسے دونوں ظہاروں سے ایک برہ آزاد کیا یا دو مہینہ کے روزہ رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں ظہار میں سے جسکا کفارہ چاہے وہ کرے اور اگر اسے ایک ظہار سے برہ آزاد کیا اور وہ قتل کیا گیا تو دونوں میں سے کسی سے جائز نہ ہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ رقبہ مومنہ ہو اور اگر کافرہ ہو تو اسے ظہار سے جائز ہو جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اپنی چار خوردون سے ظہار کیا پس اسے ایک برہ آزاد کیا اور اسکی ملکیت میں اور نہیں ہو چھ مہینہ کے روزہ رکھنے پھر پھر ہو گیا اور اسے ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا اور اسے کسی ایک کی خصوصیت نہ تھی ظہار سے نہیں کی تو سب خوردون کی طرف سے یہ تمام کفارہ استفسار سے ہو جائیگا اور اگر نظام سے اسکی عورت بائیں ہو گئی پھر اسے اسکا کفارہ ادا کیا حالانکہ وہ دوسرے شوہر کی عورت میں ہو یا مرد ہو کہ دارا لخر بی بی چلی گئی ہو تو کفارہ اسے ظہار سے ادا ہو جائیگا۔ اور اگر شوہر مرد ہو گیا پھر اسے اپنا ایک غلام اسے کفارہ ظہار سے آزاد کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو یہ عتق اسے کفارہ سے جائز ہو جائیگا اور یہ صحیح ہے یہ بیخ بسوط میں ہے۔ اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خرید کیا تو تو آزاد ہو پھر اسکو بیعت کفارہ ظہار خرید کیا تو وہ ظہار سے جائز ہوگا اور اگر اسے قسم کے وقت یوں کہا کہ تو میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو تو اسی صورت میں کفارہ ظہار سے جائز ہوگا۔ اور اگر اسے کسی غلام سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا تو تو میرے کفارہ قسم سے آزاد ہو یا کہا کہ تلوغا آزاد ہو پھر اسکو بیعت کفارہ ظہار خرید کیا تو وہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے اسکو خریدا تو یہ تلوغا آزاد ہو پھر اسکو خرید کیا تو یہ میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو پھر اسکو خرید کیا تو وہ تلوغا آزاد ہوگا اور عتق کے واسطے وہی جہت متعین ہوگی جو اسے پہلے بیان کی ہو اور وہ کسی گفتگو کے لاحق کرنے سے قطع نہ ہوگی اور علیٰ ہذا اگر یوں کہا کہ اگر میں نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو پھر کہا کہ اگر میں نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ قسم سے آزاد ہو پھر اسکو خرید کیا تو وہ کفارہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے اس غلام کو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت سے آزاد ہو پھر کہا کہ اگر میں نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت دیگر سے آزاد ہو پھر اسکو خرید کیا تو وہ پہلی عورت کے کفارہ سے آزاد ہوگا یہ مبیط میں ہے۔ اگر زید نے گمان کیا کہ میں نے ہندہ اپنی جو روستے ظہار کیا ہو پس اسکا کفارہ دیا پھر ظہار ہوا کہ اسے سہمی سے ظہار کیا تھا تو کفارہ مذکور اسکے واسطے کافی ہوگا یہ متناسب میں ہے۔ اگر مظاہر نے آزاد کرنے کے واسطے برہ نہ پایا تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ وہ مہینہ روزہ رکھے جس میں ماہ رمضان نہ ہو اور روزہ درمیان میں نہ آوے اور یوم خرد ایام تشریق درمیان میں نہ پڑے یہ غایۃ البیان میں ہے اور اگر کفارہ روزے سے ادا کرنا تھا اور اسے دن میں اپنی اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہو بھولے سے جماع کر لیا یا رات میں عمداً یا بھولے سے جماع کر لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک زمرہ روزے شروع کرے اور اگر دن میں جماع کر لیا تو بالاتفاق از سر نو روزے شروع کرے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہو جماع نہ کیا بلکہ دوسری جو روستے جماع کیا پس اگر اس سے جماع اس طور سے واقع ہوا کہ روزے کے روزہ کے روزے میں ہوئے ہیں بسبب نسا و صوم کے خلل واقع ہوا تو بالاتفاق از سر نو شروع کرے اور اگر صوم میں نسا و صوم کے خلل پڑے مثلاً دن میں اسے بھولے سے یا رات میں عمداً یا بھولے سے جماع کیا تو بالاتفاق

کفارہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اگر اسے کسی غلام سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خرید کیا تو تو آزاد ہو یا کہا کہ تلوغا آزاد ہو پھر اسکو خرید کیا تو وہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے اسکو خریدا تو یہ تلوغا آزاد ہو پھر اسکو خرید کیا تو وہ تلوغا آزاد ہوگا اور عتق کے واسطے وہی جہت متعین ہوگی جو اسے پہلے بیان کی ہو اور وہ کسی گفتگو کے لاحق کرنے سے قطع نہ ہوگی اور علیٰ ہذا اگر یوں کہا کہ اگر میں نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو پھر کہا کہ اگر میں نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ قسم سے آزاد ہو پھر اسکو خرید کیا تو وہ کفارہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے اس غلام کو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت سے آزاد ہو پھر کہا کہ اگر میں نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت دیگر سے آزاد ہو پھر اسکو خرید کیا تو وہ پہلی عورت کے کفارہ سے آزاد ہوگا یہ مبیط میں ہے۔ اگر زید نے گمان کیا کہ میں نے ہندہ اپنی جو روستے ظہار کیا ہو پس اسکا کفارہ دیا پھر ظہار ہوا کہ اسے سہمی سے ظہار کیا تھا تو کفارہ مذکور اسکے واسطے کافی ہوگا یہ متناسب میں ہے۔ اگر مظاہر نے آزاد کرنے کے واسطے برہ نہ پایا تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ وہ مہینہ روزہ رکھے جس میں ماہ رمضان نہ ہو اور روزہ درمیان میں نہ آوے اور یوم خرد ایام تشریق درمیان میں نہ پڑے یہ غایۃ البیان میں ہے اور اگر کفارہ روزے سے ادا کرنا تھا اور اسے دن میں اپنی اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہو بھولے سے جماع کر لیا یا رات میں عمداً یا بھولے سے جماع کر لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک زمرہ روزے شروع کرے اور اگر دن میں جماع کر لیا تو بالاتفاق از سر نو روزے شروع کرے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہو جماع نہ کیا بلکہ دوسری جو روستے جماع کیا پس اگر اس سے جماع اس طور سے واقع ہوا کہ روزے کے روزہ کے روزے میں ہوئے ہیں بسبب نسا و صوم کے خلل واقع ہوا تو بالاتفاق از سر نو شروع کرے اور اگر صوم میں نسا و صوم کے خلل پڑے مثلاً دن میں اسے بھولے سے یا رات میں عمداً یا بھولے سے جماع کیا تو بالاتفاق

اسپیر از سر نو شروع کرنا لازم نہوگا یہ غایت البیان میں ہے۔ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا شروع کیا پھر کسی روزے سے سبب  
 غدر مرض یا سفر کے افطار کیا تو اس روزے سے شروع کرے۔ اور اسی طرح اگر روز عید فطر یا روز قربانی اور ایام شریعت  
 درمیان میں آگئے تو بھی از سر نو شروع کرے گا اور اگر اس نے ان دنوں میں بھی روزہ رکھا اور افطار نہ کیا تو بھی  
 از سر نو شروع کرے گا یہ جو یہ نیرہ میں ہے۔ اور جب منظر ہارنے دو مہینہ چاند کے حساب سے روزہ رکھ لے تو کافی  
 ہو گئے اگرچہ ہر چاند آتیس روز کا ہوا اور اگر اس نے چاند کے حساب سے تین بلکہ ایام کے حساب سے رکھے اور ایک  
 مہینہ تین کا اور ایک آتیس کا قرار دیکر اسے روزے کے بعد افطار کیا تو اسپر از سر نو روزے رکھنا لازم نہوگا اور اگر  
 اس نے پندرہ روز روزہ رکھ کر چاند دیکھ کر ایک مہینہ چاند کے حساب سے آتیس روزہ رکھے اور پھر پندرہ روز اور رکھے  
 تو کافی ہیں اور یہ بر بنیاد قول صاحبین ہے اور امام اعظم کے نزدیک نہیں کافی ہے بلکہ دس ہیں اور اگر ستر ہیں  
 شعبان مع رمضان اپنے کفارہ نماز سے روزہ رکھا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے یہ تا ثار خانہ میں ہے۔ اور اگر روزہ  
 نماز میں پھولے گئے کھالیا تو روزے کے واسطے کچھ مقرر نہیں ہے یہ کہنا یہ میں ہے۔ اور اگر دو مہینہ پورے روزہ رکھنے کے  
 بعد آخر روز میں آفتاب غروب ہونے سے پہلے وہ بروہ آزاد کرنے پر قادر ہو گیا تو اسپر آزاد کرنا واجب نہوگا اور اس کے  
 روزے نفل ہو جائیں گے اور اس کے حق میں یہ فہمل ہے کہ یہ روزہ بھی پورا کرے۔ اور اگر اس نے تمام نہ کیا بلکہ افطار کر ڈالا  
 تو ہمارے نزدیک اسپر قضا واجب نہوگی اور اگر آخر روز آفتاب غروب ہونے کے بعد وہ بروہ آزاد کرنے پر قادر نہ ہوا تو  
 اس کے روزے اس کے کفارہ کے واسطے کافی ہو گئے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور کفارہ دھندہ کی تنگی و خوشحالی کا کفارہ کے  
 وقت میں اعتبار ہے نہ وقت طہارین چنانچہ اگر طہار کے وقت وہ خوشحال ہو اور کفارہ دینے کے وقت تنگ ہو گیا  
 ہے تو روزے سے کفارہ اس کے حق میں کافی ہے اور اگر اس کے برعکس ہو تو نہیں کافی ہے یہ سراج و مانع میں ہے۔ اور اگر وہ  
 ایک بروہ کا مالک ہو گیا تو اسپر عتاق لازم ہو اگرچہ اس کی احتیاج رکھتا ہو اور اس طرح اگر ایک بروہ کے غنم کا دہم یا دنیا  
 سے مالک ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حسین ہوتا ہو اور جو اس کے اندر اسباب کثرت وغیرہ ضروری ہیں اس کا کچھ اعتبار نہیں  
 ہو اعتبار اسی کا ہو جو آزاد ضرورت ہے یہ غلط میں ہے۔ ایک تنگ دست کا لوگوں پر بہت قرضہ ہو پس اگر وہ لوگوں سے وصول  
 کر لینے پر قادر نہ ہو تو وہ عاجز ہو تو مال سے کفارہ دینے سے عاجز ہو گا پس روزے سے کفارہ جائز ہو اور اگر وہ لوگوں سے  
 وصول کر لینے پر قادر ہو تو اس کو روزے کا فی نہونگے۔ اور اگر اس کے پاس مال ہو اور اسپر بھی اس قدر قرضہ ہے تو قرضہ  
 دیدہ سینے کے بعد اس کو روزے سے کفارہ ادا کرنا کافی ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور غلام کے واسطے کچھ جائز نہیں ہے سو اس کے  
 روزہ کے پس وہ روزے ہی سے کفارہ ادا کرے اگرچہ وہ مکتوب ہو یا سعایت کنندہ ہو اور اگر اس کے مولیٰ نے اس کی طرف  
 سے بروہ آزاد کیا یا مسکینوں کو کھانا دیدیا اگرچہ اس کے حکم سے ایسا کیا ہو نہیں جائز ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ بخلاف فقیر  
 کے کہ اگر اس کی طرف سے دوسرے نے بروہ آزاد کیا یا مسکینوں کو کھانا دیدیا تو جائز ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر غلام قبل  
 کفارہ ادا کرنے کے آزاد ہو گیا پھر وہ مال کا مالک ہوا تو اس کا کفارہ بروہ آزاد کرنا ہے اور اگر وہ مالک نہیں ہے  
 اور اگر غلام نے کفارہ نماز کے روزے شروع کیے تو مولیٰ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کو ان روزوں سے منع کرے یہ نہر  
 نہر الفائق میں ہے بخلاف نذر و کفارہ قسم کے روزوں کے کہ مولیٰ ان روزوں سے اس کو منع کر سکتا ہے یہ بدائع میں ہے۔  
 اور غلام کے واسطے بھی کفارہ نماز کے روزے پورے دو مہینہ کے ہیں یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر غلام کنندہ روزہ رکھنے کی

یہاں اگرچہ روزہ رکھنا واجب ہے مگر اگر اس نے روزہ رکھنا شروع کیا پھر کسی روزے سے سبب غدر مرض یا سفر کے افطار کیا تو اس روزے سے شروع کرے۔ اور اسی طرح اگر روز عید فطر یا روز قربانی اور ایام شریعت درمیان میں آگئے تو بھی از سر نو شروع کرے گا اور اگر اس نے ان دنوں میں بھی روزہ رکھا اور افطار نہ کیا تو بھی از سر نو شروع کرے گا یہ جو یہ نیرہ میں ہے۔ اور جب منظر ہارنے دو مہینہ چاند کے حساب سے روزہ رکھ لے تو کافی ہو گئے اگرچہ ہر چاند آتیس روز کا ہوا اور اگر اس نے چاند کے حساب سے تین بلکہ ایام کے حساب سے رکھے اور ایک مہینہ تین کا اور ایک آتیس کا قرار دیکر اسے روزے کے بعد افطار کیا تو اسپر از سر نو روزے رکھنا لازم نہوگا اور اگر اس نے پندرہ روز روزہ رکھ کر چاند دیکھ کر ایک مہینہ چاند کے حساب سے آتیس روزہ رکھے اور پھر پندرہ روز اور رکھے تو کافی ہیں اور یہ بر بنیاد قول صاحبین ہے اور امام اعظم کے نزدیک نہیں کافی ہے بلکہ دس ہیں اور اگر ستر ہیں شعبان مع رمضان اپنے کفارہ نماز سے روزہ رکھا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے یہ تا ثار خانہ میں ہے۔ اور اگر روزہ نماز میں پھولے گئے کھالیا تو روزے کے واسطے کچھ مقرر نہیں ہے یہ کہنا یہ میں ہے۔ اور اگر دو مہینہ پورے روزہ رکھنے کے بعد آخر روز میں آفتاب غروب ہونے سے پہلے وہ بروہ آزاد کرنے پر قادر ہو گیا تو اسپر آزاد کرنا واجب نہوگا اور اس کے روزے نفل ہو جائیں گے اور اس کے حق میں یہ فہمل ہے کہ یہ روزہ بھی پورا کرے۔ اور اگر اس نے تمام نہ کیا بلکہ افطار کر ڈالا تو ہمارے نزدیک اسپر قضا واجب نہوگی اور اگر آخر روز آفتاب غروب ہونے کے بعد وہ بروہ آزاد کرنے پر قادر نہ ہوا تو اس کے روزے اس کے کفارہ کے واسطے کافی ہو گئے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور کفارہ دھندہ کی تنگی و خوشحالی کا کفارہ کے وقت میں اعتبار ہے نہ وقت طہارین چنانچہ اگر طہار کے وقت وہ خوشحال ہو اور کفارہ دینے کے وقت تنگ ہو گیا ہے تو روزے سے کفارہ اس کے حق میں کافی ہے اور اگر اس کے برعکس ہو تو نہیں کافی ہے یہ سراج و مانع میں ہے۔ اور اگر وہ ایک بروہ کا مالک ہو گیا تو اسپر عتاق لازم ہو اگرچہ اس کی احتیاج رکھتا ہو اور اس طرح اگر ایک بروہ کے غنم کا دہم یا دنیا سے مالک ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حسین ہوتا ہو اور جو اس کے اندر اسباب کثرت وغیرہ ضروری ہیں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہو اعتبار اسی کا ہو جو آزاد ضرورت ہے یہ غلط میں ہے۔ ایک تنگ دست کا لوگوں پر بہت قرضہ ہو پس اگر وہ لوگوں سے وصول کر لینے پر قادر نہ ہو تو وہ عاجز ہو تو مال سے کفارہ دینے سے عاجز ہو گا پس روزے سے کفارہ جائز ہو اور اگر وہ لوگوں سے وصول کر لینے پر قادر ہو تو اس کو روزے کا فی نہونگے۔ اور اگر اس کے پاس مال ہو اور اسپر بھی اس قدر قرضہ ہے تو قرضہ دیدہ سینے کے بعد اس کو روزے سے کفارہ ادا کرنا کافی ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور غلام کے واسطے کچھ جائز نہیں ہے سو اس کے روزہ کے پس وہ روزے ہی سے کفارہ ادا کرے اگرچہ وہ مکتوب ہو یا سعایت کنندہ ہو اور اگر اس کے مولیٰ نے اس کی طرف سے بروہ آزاد کیا یا مسکینوں کو کھانا دیدیا اگرچہ اس کے حکم سے ایسا کیا ہو نہیں جائز ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ بخلاف فقیر کے کہ اگر اس کی طرف سے دوسرے نے بروہ آزاد کیا یا مسکینوں کو کھانا دیدیا تو جائز ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر غلام قبل کفارہ ادا کرنے کے آزاد ہو گیا پھر وہ مال کا مالک ہوا تو اس کا کفارہ بروہ آزاد کرنا ہے اور اگر وہ مالک نہیں ہے اور اگر غلام نے کفارہ نماز کے روزے شروع کیے تو مولیٰ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کو ان روزوں سے منع کرے یہ نہر نہر الفائق میں ہے بخلاف نذر و کفارہ قسم کے روزوں کے کہ مولیٰ ان روزوں سے اس کو منع کر سکتا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور غلام کے واسطے بھی کفارہ نماز کے روزے پورے دو مہینہ کے ہیں یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر غلام کنندہ روزہ رکھنے کی



اسطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ یہ سراج و حاج میں ہوا اور فقیر مسکین یکساں ہیں یہ  
بجرا لائق میں ہو۔ اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہو انکو اس کفارہ سے بھی دینا نہ نہیں ہو الا وہی فقیر کہ  
امام اعظم و امام محمد کے نزدیک ذمی فقیروں کو کفارہ نماز میں سے دے سکتا ہو مگر فقیرانہ اسلام ہمارے نزدیک ہے جس کے  
واسطے محبوب ترین اور بہرہ و انہیں ہو کہ حرجی فقیروں کو اس میں سے دیوے اگرچہ وہ ان ایک دارالاسلام میں آئے ہوں  
پیشے مہسوط میں ہو۔ اور اگر اسے قری کر کے کفارہ نماز میں سے کسی کو دیا جائے تو ہر حال میں وہ مہسوط نہ تھا تو امام اعظم  
و امام محمد کے نزدیک اس کے سہ سے ادا ہو جائیگا یہ بجرا لائق میں ہو۔ اور اگر کسی غیر کو حکم دیا کہ میری طرف سے میرے کفارہ  
نماز سے کھانا کھلا دے پس مامور نے ایسا ہی کیا تو جائز ہو لیکن مامور کو یہ اختیار ہوگا کہ حکم دہندہ سے اسکو واپس  
لے لے یہ ظاہر الروایہ میں ہوا اور وجہ یہ ہو کہ اس میں احتمال قریض و ہبہ دونوں کا ہو پس شک کے ساتھ واپس لینے کا اشتغال  
حاصل نہ ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر حکم دہندہ نے یہ کہہ دیا ہو کہ بدین بشرط کہ تو مجھ سے واپس لینا تو مامور اس سے  
واپس لے سکتا ہو یہ تاثر خانہ میں ہو۔ اور اگر نماز ہر کی طرف سے غیر نے بدین اس کے حکم کے عذر دے دیدیا تو نماز ہر کے  
حق میں کافی نہیں ہو پیشے مہسوط میں ہو۔ اور ہر مسکین کو نصف صاع کیوں یا ایک صاع چھو بار سے یا جو اسکی  
قیمت ہو دیوے اور اگر کسی نے ایک صاع کیوں اور دو صاع چھو بار سے یا جو دیر سے تو مفقود و مہمل ہونے کی  
وجہ سے جائز ہو یہ کافی میں ہو۔ اور کیوں کا اظہار اس کے متواضع کے مثل معتبر ہونے کے معنی نصف صاع دینا چاہیے  
اور جو کا اظہار اس کے متواضعی جو کے مثل ہیں یعنی ایک صاع دینا چاہیے یہ جو ہر نیرہ میں ہو۔ اور اگر عذر چھو بار سے نصف صاع  
دیوے جو نصف صاع کیوں کی قیمت کو پہنچے ہیں تو نہیں جائز ہو اور اسی طرح اگر نصف صاع سے کم کیوں لینے دیوے  
جو قیمت میں ایک صاع جو یا چھو بار سے تک پہنچے ہیں تو نہیں جائز ہو۔ اور اصل یہ ہو کہ جو شش اہام مخصوص علیہ  
ہو وہ دوسری شش مخصوص علیہ کا بدل نہیں ہو سکتی ہو اگر قیمت میں زیادہ ہو۔ اور اگر تین سیر ذرہ یعنی چھین دانہ و قلیل باجوہ  
جسکی قیمت دو سیر کیوں کے مساوی ہو دیوے تو جائز ہو اور ششام نے فرمایا کہ یہ جب ہی جائز ہو کہ جب اتنے سے ارادہ کیا ہو  
کہ ذرہ کو بدل کیوں کا قرار دے اور اگر یہ ارادہ کیا کہ کیوں کو بدل ذرہ کا قرار دے تو نہیں جائز ہو یہ محیط میں ہوا اور اگر  
کفارہ نماز سے ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز ہر روز نصف صاع دیا تو جائز ہو یہ قاضی سراج میں ہو۔ اور اگر سب  
ایک ہی مسکین کو ایک ہی روز دیا تو فقط اسی روز کے سوائے جائز نہ ہوگا اور یہ حکم تنفیذ علیہ اسی صورت میں ہو کہ اسے  
ایک ہی دفعہ دیدیا اور ایک ہی دفعہ سراج کر دیا اور اگر اتنے ایک ہی روز میں ساٹھ دفعہ کر کے دیا تو بعض نے فرمایا کافی  
ہو گیا اور بعض نے فرمایا کہ اسی روز کے سوائے کافی نہ ہوگا اور یہی صحیح ہو یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر اس نے تیس مسکینوں کو  
ہر مسکین کو ایک صاع کیوں کے حساب سے دیا تو سوائے تیس مسکینوں کے کافی نہ ہوگا اور اس پر واجب ہو کہ اور تیس  
مسکینوں کو بھی نصف صاع کیوں ہر مسکین کو دے یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر اتنے ساٹھ مسکینوں کو ہر مسکین کو  
ایک مد کیوں کے حساب سے دیا تو کافی نہ ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ ہر مسکین کو اور ایک مد کے حساب سے دیدے  
اور اگر اتنے پہلے مسکینوں کو نہ پایا اور دوسرے ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو ایک کیوں کے حساب سے دیدیا تو کفارہ  
ادا ہوا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اتنے ساٹھ مکاتبوں کو ایک ایک کیوں کے حساب سے دیا پھر یہ سب جائز ہو کہ رقی کر دیا  
گئے اور انکے سولی لوگ غنی ہیں پھر یہ دوبارہ مکاتب کیے گئے ہیں کفارہ دہندہ نے دوبارہ انکو باقی ایک ایک کے حساب سے

مسکینوں کو  
ایک صاع کیوں  
دینا چاہیے



زنا کی طرف منسوب کیا تو اس پر ایک ہی لعان واجب ہوگا یہ بیسوط میں ہے۔ اور اس امر پر اجتماع ہو کہ جو مرد و عورت کے درمیان فقط ایک ہی مرتبہ تلامن ہوگا یہ فقہیہ مشیخ جامع کبیر حنفیہ میں ہے۔ اور لعان محض غف و ابرار و صالحین پر اور اسی طرح اگر عورت نے قیل و رائے کے غف و کیا یا کسی قدر مال پر اس سے صلح کر لی تو صحیح نہیں ہو اور عورت پر بدلہ صلح واپس کرنا واجب ہو اور ایسے بعد عورت کو اختیار ہوگا کہ اس سے لعان کا مطالبہ کرے اور اس میں نہایت نہیں باری ہو سکتی جو چاہے اپنے آپ کو یا مرد کسی نے لعان سے دہشتے کسی کو وکیل کیا تو وکیل صحیح نہیں ہو اور وکیل بگوانا امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے بدائع میں ہے۔ اور لعان کا سبب یہ ہو کہ مرد اپنی عورت کو ایسا قذف کرے جو اجنبیوں میں موجب حد ہوتا ہو پس جو مرد و عورتیں اس سے لعان واجب ہوگی یہ نہایت میں ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اے عورت یا تو سے زنا کیا ہو یا میں نے تجھے زنا کر کے دیکھا تو لعان واجب ہوگی یہ سراج دہلی میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی عورت کو قذف کیا حالانکہ یہ عورت ایسی ہو کہ اس کے قذف کرنے والے پر حد واجب نہیں ہوتی ہو یا میں خود کہ عورت ایسی ہو کہ شہدین اس سے وطی کی گئی ہو یا گیل اسکے اسکا زنا کرنا لوگوں میں ظاہر ہو گیا ہو یا اسکا کوئی بچہ ہو کہ اسکا باپ سو وقت نہ تو اسی جو مرد و عورت لعان جاری نہ ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر جو دہشتے کہا کہ تو بچہ حرام جماع کی گئی یا کہا کہ تو بچہ وطی کی گئی تو لعان و حد کچھ واجب نہ ہوگی اور اگر عورت کو عمل قوم لوط کا قذف کیا یعنی انعام کرانے کا قذف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک لعان و حد کچھ واجب نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور لعان جاری ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو لون جو مرد و عورت ہوں اور نکاح و دونوں کے درمیان صحیح ہو خواہ عورت مدخل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو جسے کہ اگر اسکو قذف کیا پھر اسکو تین طلاق دیدین یا ایک طلاق بائن دیدی تو حد و لعان کچھ واجب نہ ہوگی اور اسی طرح اگر نکاح و دونوں میں فاسد ہو تو بھی لعان واجب نہ ہوگی اس واسطے کہ وہ زوج مطلق نہیں ہو یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر بعد طلاق کے پھر اس عورت سے نکاح کیا پھر عورت نے اس سے اس قذف سابق کا مطالبہ کیا تو حد و لعان کچھ واجب نہ ہوگی یہ سراج دہلی میں ہے۔ اور اگر عورت کو طلاق رجعی دیدی تو لعان سابق نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو طلاق بائن یا تین طلاق دیدین پھر اسکو زنا کے ساتھ قذف کیا تو بسبب عدم زوجیت کے لعان واجب نہ ہوگی۔ اور اگر اسکو طلاق رجعی دیدی پھر اسکو قذف کیا تو لعان واجب نہ ہوگی اور اگر اپنی عورت کو بے عورتی موت کے بعد قذف کیا تو ہمارے نزدیک ملاعت نہ کیا یعنی یہ بدائع میں ہے۔ اہل لعان ہمارے نزدیک وہ لوگ ہیں جو اہل شہادت ہیں چنانچہ ایسے جو مرد و عورت کے درمیان لعان جاری نہ ہوگی جو دونوں محض و القذف ہوں یا انہیں سے ایک ہوا یا دونوں رقیق ہوں یا ایک ہوا یا دونوں کافر ہوں یا ایک ہوا یا دونوں ازواج ہوں یا ایک ہوا یا دونوں نابالغ ہوں یا ایک ہوا اور ان کے اسوا میں جاری ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کو قذف کیا پس اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر اسنے اپنی عورت کو قذف کیا تو اس پر لعان واجب نہ ہوگی اور اس پر بوری حد و اس کے بعد عورت کے واجب نہ ہوگی یہ بیسوط میں ہے۔ اور اگر دونوں فاسق یا دونوں اندھے ہوں تو لعان واجب نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ دونوں فی الجملہ اہل شہادت میں سے ہیں یہ حضرات میں ہے اور اگر ہر کے نے اپنی عورت کو قذف کیا تو لعان واجب ہوگا یہ عتائہ میں ہے۔ اور ہر گاہ لعان بوجہ شہادت نہ پہنچا تو ہمارے ساتھ ہوتی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد کی جانب سے غلط واقع ہوا ہو تو اس پر حد واجب نہ ہوگی اور اگر عورت کی جانب سے غلط ہو تو حد و لعان کچھ واجب نہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر مرد و عورت

سلا  
فی الجملہ  
بہرہ

دونوں مجبور و انقضائے ہوں تو مرد پر مرد واجب ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر مرد غلام ہو اور جو مرد و انقضائے ہوں  
 ہو تو غلام پر اگر اس نے قذف کیا تو حد قذف واجب ہوگی۔ عورت نے اگر نہ نکاح کا اقرار نہ کیا تو وہ اہل ان  
 ہونے سے خارج ہوگئی۔ یہ وہاں میں ہے۔ اور حکم ان یہ ہے کہ جب ہی دونوں ان سے فارغ ہوں تو باہم طلاق و طلاق  
 حرام ہو گیا و لیکن نفس ان سے دونوں میں فرقت واقع ہوگی تے کہ اگر ایسی حالت میں مرد نے اسکو طلاق بائنہ دی  
 تو واقع ہوگی اور اسی طرح اگر مرد نے اپنے نفس کی تکذیب کی تو بدون تجدید نکاح کے وطی حلال ہو جائیگی یہنا میں ہے  
 امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ فرمایا کہ ان سے جو فرقت واقع ہوتی ہو وہ بیک طلاق بائنہ ہوتی ہو پس ایک نکاح  
 ترائل ہو جاتی ہو اور جب تک اس حالت ان پر باقی ہیں دونوں میں حرمت اجتماع و مزاج ثابت ہوئی ہو یہ  
 بدائع میں ہے۔ اور ان کے واسطے شرط ہے کہ عورت مطالبہ کرے پس اگر مرد نے اس سے انکار کیا تو حکم اسکو قید کر گیا  
 یہاں تک کہ وہ ان کرے یا اپنی تکذیب کرے کہ ان فی الہدایہ میں اگر اس نے اپنی تکذیب کی تو اسکو حد قذف مابہ جائیگی  
 سراج و حاجت میں ہے اور اگر مرد نے ان کیا تو عورت پر ان کرنا واجب ہوگا اور اگر عورت نے اس سے انکار کیا تو حکم  
 اسکو قید کر گیا یہاں تک کہ ان کرے یا وہ کی تصدیق کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور عورت کے واسطے فصل ہے جو کہ عورت  
 و مطالبہ ترک کرے اور اگر اس نے ترک نہ کیا اور قاضی کے حضور میں قیام نہ کیا تو قاضی اسکو فحاش کرے گا کہ تو اسکو چھوڑ دے  
 اور اس سے اعراض کرے پس اگر عورت نے اسکو ترک کیا اور اعراض کر کے چلی گئی پھر اسکی رائے یہ آ یا کہ مرد سے  
 فحاشیہ کرے تو اسکو یہ اختیار ہے اگر چہ مرد گھر گئی ہو اسکو اسطے کہ یہ اسکا حق ہے اور حق اللہ علیہا نہ نہ دراز  
 گذر جانے کے ساتھ نہیں ہوتا ہے یہ بدائع میں ہے۔ مصنف نے ان میں یہ ہے کہ قاضی پہلے شہر سے ان کہ اسے نہیں  
 شوہر چار مرتبہ یوں کہے کہ اشد بابتہ انی لہا وحقین فیما بینہا بہ من الزنا یعنی میں کو اسی وقتا ہوں کہ ہم اللہ تعالیٰ  
 کی کہ میں اللہ ضرر شہا ہوں اس بات میں جو میں نے اس عورت کی نسبت لگائی ہو زنا سے۔ اور پانچویں مرتبہ یوں کہے  
 اشد بابتہ انکان من الکافرین فیما رہا بایس لہا یعنی مرد کو اپنے شہین کہے کہ امیر اللہ تعالیٰ کی اشد بابتہ اگر وہ  
 جھوٹا ہے میں سے ہو اس امر میں جو اس نے اس عورت کو لگایا ہو زنا سے۔ اور مردان سب پانچویں مرتبہ اس عورت کی طرف  
 اشارہ کرے پھر یہ عورت چار مرتبہ شہادت ادا کرے اور ہر بار میں یوں کہے کہ اشد بابتہ انکان من الکافرین فیما رہا بایس لہا یعنی  
 یعنی میں کو اسی دیتی ہوں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کہ یہ مرد اللہ ضرر جھوٹا ہے میں سے ہو اس بات میں جو اس نے مجھ پر لگائی ہو زنا  
 سے۔ اور پانچویں مرتبہ عورت یوں کہے کہ غصب اللہ علیہا انکان من الکافرین فیما رہا بایس لہا یعنی میں کو اسی وقتا ہوں کہ ہم اللہ تعالیٰ  
 آپ کو کہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب یہ مجھ پر اگر یہ مرد جو میں نے اس امر میں جو اس نے مجھ کو لگایا ہو زنا سے۔ کہ ان فی الصلہ یہ  
 اور وقت ان کے عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں ہو لیکن مرد و سب یہ بدائع میں ہے۔ اور ان پہا سے نہ دیکھ اللہ شہادت  
 پر موقوف ہے حتیٰ کہ اگر مرد نے کہا کہ میں نے کھاتا ہوں اللہ تم کی کہ میں اللہ سے یوں ہیں سے ہوں یا عورت نے اس طرح کہہ کر  
 ان کیا تو ان میں سے جو گا یہ سراج و حاجت میں ہے۔ اور جب عورت و مرد دونوں ان کہ چکے تو حکم ان دونوں ان کے خلاف  
 کر دیا اور فرقت واقع ہوگی یہاں تک کہ قاضی شوہر پر فرقت کا حکم دے پس شوہر اسکو طلاق کے ساتھ جدا  
 کر دے پھر اگر اس نے انکار کیا تو قاضی دونوں میں تفریق کر دینا اور قبل اسکے کہ حکم تفریق کرے فرقت واقع نہ ہوئی ہو  
 زوجیت قائم ہو شوہر کی طلاق اس پر واقع ہوگی اور اسکا شمار و ایلا درست ہوگا اور اگر دونوں میں کوئی مر گیا تو باہم دونوں

مرد و عورت کے درمیان طلاق بائنہ ہونے کے بعد اگر مرد نے عورت سے طلاق بائنہ دیا تو عورت کا نکاح حلال ہے



میراث جاری ہوگی۔ اور دونوں ہر گاہ لعان سے فارغ ہوں دونوں نے قاضی سے درخواست کی کہ دونوں میں تفریق نہ کرے تو قاضی دونوں کی درخواست کو قبول نہ کرے گا اور دونوں میں تفریق کر دے گا یہ جو ہرہ نیزہ بن ہو اور اگر قاضی نے خطا کر کے لعان پوری ہوئے ہیں پھر وہ دونوں میں تفریق کر دی تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں باہم اکثر حصہ لعان کر چکے ہیں تو تفریق نہ کر دیا جائے گا اور اگر دونوں نے باہم اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو یا دونوں میں سے ایک نے اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو تو تفریق نہ کر دیا جائے گا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے بعد لعان شوہر کے قبل لعان عورت کے تفریق کر دی تو اسکا حکم نافذ ہو جائیگا اس واسطے کہ یہ عورت بہتہ نہ تھا تو یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے پہلے عورت سے لعان شروع کی پھر مرد سے لعان لی تو عورت سے لعان کا اعادہ کر دے اور اگر ایسے ایسا نہ کیا بلکہ دونوں میں تفریق کر دی تو فرقت واقع ہو جائیگی یہ فتاویٰ کرنی میں ہے اور قاضی نے آمین اسرار میں کی یہ نیا بیع میں ہے۔ اور اگر مرد و عورت نے کسی حاکم کے پاس لعان کیا پھر اسے ہنوز دونوں میں تفریق نہ کی تھی کہ مرگیا یا معزول ہو گیا تو دوسرا قاضی ان دونوں سے از سر نو لعان کرانے کا حکم دے گا اور اسے ہنوز دونوں میں تفریق نہ کی تھی کہ مرگیا یا معزول ہو گیا تو دوسرا بعد لعان کے قبل قاضی نے تفریق کرنے کے دونوں میں یا ایک میں ایسی بات پیدا ہو گئی جو مانع لعان ہو تو لعان باطل ہو جائیگا اور اسکی صورت یہ ہو کہ بعد لعان کے فارغ ہونے کے قبل حاکم کے تفریق کر دینے کے دونوں گونگے ہو گئے یا ایک گونگا ہو گیا یا دونوں میں سے ایک مرگیا ہو گیا یا دونوں میں سے ایک نے اپنی تکذیب کی یا دونوں میں سے کسی نے کسی کو قذوف کیا یعنی زنانی قسمت لگائی جس سے اسکو حد قذوف مار دی گئی یا عورت سے حرام وطی کی گئی تو لعان باطل ہو گیا اور حد بھی واجب نہ رہی اور دونوں میں تفریق نہ کیا جائیگی اور اگر لعان سے فارغ ہوتے ہی دونوں میں سے ایک معزول ہو گیا تو قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا یہ سراج و حاج میں ہے۔ ایک مرد اور اسکی عورت نے باہم لعان کیا اور قاضی نے دونوں میں تفریق نہ کی تھی کہ دونوں میں ایک مقتول ہو گیا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دے گا اگر چہ مقتول ہو جانا اہمیت لعان سے واسطے قتل ہے۔ اور اگر مرد نے لعان کیا اور عورت نے ہنوز لعان نہ کی تھی کہ وہ خود بھی یا عورت لعان سے فارغ ہونے سے پہلے مقتول ہو گئی یا مرد اپنی لعان سے فارغ ہو کر قبل لعان عورت کے مقتول ہو گیا تو دونوں میں تفریق نہ کر دے گا اور عورت کو لعان کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اور اگر دونوں نے باہم لعان کیا پھر مرد یا عورت نے فرقت واسطے وکیل کیا اور وکیل خود غائب ہو گیا یعنی سنہ کو چلا گیا مثلاً تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دے گا اس واسطے کہ لعان جاری ہونے کے بعد تفریق کی حاجت نہ ہو اور ایسی چیز ہو کہ آمین یا بابت جاری ہوتی ہو یہ شرح جامع کیہ حصیری میں ہے۔ اور اگر دونوں نے باہم لعان کیا پھر دونوں غائب ہو گئے پھر دونوں نے فرقت کے واسطے وکیل کیا تو دونوں میں تفریق کر دے گا یہ سراج و حاج میں ہے۔ ہنوز ہر گاہ کہ جو وکوزہ تاکہ ساتھ قذوف کیا پس بکریں کہہ کر تو سچا ہو یہ عورت ایسی ہی ہو جیسا تو کہتا ہو تو بکری اپنی جو وکوزہ کا قذوف کر نیو الا ہو گا حتیٰ کہ باہم لعان واجب ہوگی اور اگر بکری نہ صرف اس قدر کہ کہہ کر تو سچا ہوتا ہے یا وہ کچھ نہیں کہتا تو قذوف نہ ہو گا ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کہہ کر تو طلاق ایسے طلاق ہو کہ عورت واجب ہوگی نہ لعان و اگر کہہ کر ایسا نہ تو طلاق ٹھٹھا ہو تو مرد و لعان کچھ واجب نہ ہو گا یہ غایۃ سوجی میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ اگر انبی عورت غیر مذکورہ کہہ کر تو طلاق ہو یا زانیہ ایسے طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور حد لعان لازم نہ آوے گی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت کو کہہ کر ایسا نہیں عورت نے کہہ کر تو بیعت زیادہ زنانی ہو تو مرد پر لعان واجب ہوگی اس واسطے کہ عورت کا کلام قذوف نہیں ہے۔

میراث جاری ہوگی۔ اور دونوں ہر گاہ لعان سے فارغ ہوں دونوں نے قاضی سے درخواست کی کہ دونوں میں تفریق نہ کرے تو قاضی دونوں کی درخواست کو قبول نہ کرے گا اور دونوں میں تفریق کر دے گا یہ جو ہرہ نیزہ بن ہو اور اگر قاضی نے خطا کر کے لعان پوری ہوئے ہیں پھر وہ دونوں میں تفریق کر دی تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں باہم اکثر حصہ لعان کر چکے ہیں تو تفریق نہ کر دیا جائے گا اور اگر دونوں نے باہم اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو یا دونوں میں سے ایک نے اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو تو تفریق نہ کر دیا جائے گا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے بعد لعان شوہر کے قبل لعان عورت کے تفریق کر دی تو اسکا حکم نافذ ہو جائیگا اس واسطے کہ یہ عورت بہتہ نہ تھا تو یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے پہلے عورت سے لعان شروع کی پھر مرد سے لعان لی تو عورت سے لعان کا اعادہ کر دے اور اگر ایسے ایسا نہ کیا بلکہ دونوں میں تفریق کر دی تو فرقت واقع ہو جائیگی یہ فتاویٰ کرنی میں ہے اور قاضی نے آمین اسرار میں کی یہ نیا بیع میں ہے۔ اور اگر مرد و عورت نے کسی حاکم کے پاس لعان کیا پھر اسے ہنوز دونوں میں تفریق نہ کی تھی کہ مرگیا یا معزول ہو گیا تو دوسرا قاضی ان دونوں سے از سر نو لعان کرانے کا حکم دے گا اور اسے ہنوز دونوں میں تفریق نہ کی تھی کہ مرگیا یا معزول ہو گیا تو دوسرا بعد لعان کے قبل قاضی نے تفریق کرنے کے دونوں میں یا ایک میں ایسی بات پیدا ہو گئی جو مانع لعان ہو تو لعان باطل ہو جائیگا اور اسکی صورت یہ ہو کہ بعد لعان کے فارغ ہونے کے قبل حاکم کے تفریق کر دینے کے دونوں گونگے ہو گئے یا ایک گونگا ہو گیا یا دونوں میں سے ایک مرگیا ہو گیا یا دونوں میں سے ایک نے اپنی تکذیب کی یا دونوں میں سے کسی نے کسی کو قذوف کیا یعنی زنانی قسمت لگائی جس سے اسکو حد قذوف مار دی گئی یا عورت سے حرام وطی کی گئی تو لعان باطل ہو گیا اور حد بھی واجب نہ رہی اور دونوں میں تفریق نہ کیا جائیگی اور اگر لعان سے فارغ ہوتے ہی دونوں میں سے ایک معزول ہو گیا تو قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا یہ سراج و حاج میں ہے۔ ایک مرد اور اسکی عورت نے باہم لعان کیا اور قاضی نے دونوں میں تفریق نہ کی تھی کہ دونوں میں ایک مقتول ہو گیا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دے گا اگر چہ مقتول ہو جانا اہمیت لعان سے واسطے قتل ہے۔ اور اگر مرد نے لعان کیا اور عورت نے ہنوز لعان نہ کی تھی کہ وہ خود بھی یا عورت لعان سے فارغ ہونے سے پہلے مقتول ہو گئی یا مرد اپنی لعان سے فارغ ہو کر قبل لعان عورت کے مقتول ہو گیا تو دونوں میں تفریق نہ کر دے گا اور عورت کو لعان کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اور اگر دونوں نے باہم لعان کیا پھر مرد یا عورت نے فرقت واسطے وکیل کیا اور وکیل خود غائب ہو گیا یعنی سنہ کو چلا گیا مثلاً تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دے گا اس واسطے کہ لعان جاری ہونے کے بعد تفریق کی حاجت نہ ہو اور ایسی چیز ہو کہ آمین یا بابت جاری ہوتی ہو یہ شرح جامع کیہ حصیری میں ہے۔ اور اگر دونوں نے باہم لعان کیا پھر دونوں غائب ہو گئے پھر دونوں نے فرقت کے واسطے وکیل کیا تو دونوں میں تفریق کر دے گا یہ سراج و حاج میں ہے۔ ہنوز ہر گاہ کہ جو وکوزہ تاکہ ساتھ قذوف کیا پس بکریں کہہ کر تو سچا ہو یہ عورت ایسی ہی ہو جیسا تو کہتا ہو تو بکری اپنی جو وکوزہ کا قذوف کر نیو الا ہو گا حتیٰ کہ باہم لعان واجب ہوگی اور اگر بکری نہ صرف اس قدر کہ کہہ کر تو سچا ہوتا ہے یا وہ کچھ نہیں کہتا تو قذوف نہ ہو گا ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کہہ کر تو طلاق ایسے طلاق ہو کہ عورت واجب ہوگی نہ لعان و اگر کہہ کر ایسا نہ تو طلاق ٹھٹھا ہو تو مرد و لعان کچھ واجب نہ ہو گا یہ غایۃ سوجی میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ اگر انبی عورت غیر مذکورہ کہہ کر تو طلاق ہو یا زانیہ ایسے طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور حد لعان لازم نہ آوے گی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت کو کہہ کر ایسا نہیں عورت نے کہہ کر تو بیعت زیادہ زنانی ہو تو مرد پر لعان واجب ہوگی اس واسطے کہ عورت کا کلام قذوف نہیں ہے۔

۱۱

اس واسطے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ تو مجھ سے زیادہ زنا کرنے پر قادر ہو اسی واسطے اگر کسی چھٹی کو اس لفظ سے قذف کیا تو مستوجب حد نہیں ہوتا اور نیز اگر اپنی جورو کو کہا کہ تو فلاں عورت سے زیادہ زانی ہو یا تو زانی الناس ہی یعنی سب لوگوں سے زیادہ زنا کنندہ ہو تو حد و لعان واجب نہیں بلکہ سب سے زیادہ عورت سے کہا کہ ای زانی تو یہ قذف ہو اس واسطے کہ اگر بھی حد و لعان ہو جملہ اس کے اگر عورت نے مرد کو کہا کہ ای زانیہ تو نہیں سچ ہوا اور اگر عورت نے کہا کہ ای زانیہ بنت زانیہ یا یون کہا کہ ای چھٹال کی چھٹال تو یہ اسکا اور اسکی ماں و دونوں کا قذف ہو یہ عثمانیہ میں ہے پس اگر عورت مرد کی ماں و دونوں نے ہر کے مطالبہ پر اتفاق کیا تو مرد کو رستہ سے پہلے عورت کی ماں کے واسطے حد لیا جائیگی لیکن ان ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت کی ماں نے حد قذف کا مطالبہ نہ کیا بلکہ عورت نے فقط مطالبہ کیا تو جو مرد وہیں باہم لعان کر لیا جائیگا پھر اگر عورت کی ماں نے اس کے بعد مطالبہ کیا تو ظاہر روایہ کے موافق اسکے واسطے حد قذف مرد کو پھر لیا جائیگی۔ اور اسی طرح اگر عورت کی ماں مگر نہیں اس سے کہا کہ ای چھٹال کی چھٹال تو اسکو مطالبہ کا استحقاق ہو پھر اگر عورت نے دونوں قذوقن کی باہم مطالبہ و خواہش کیا تو مرد کو رستہ سے پہلے اس عورت کی ماں کے واسطے حد قذف ماری جائیگی حتیٰ کہ جو مرد کے درمیان لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر اس نے اپنی ماں کے قذف کا مطالبہ نہ کیا بلکہ فقط اپنے قذف کی ناشائستگی تو دونوں میں لعان واجب ہوگی یہ شریعہ طحاوی میں ہے۔ اور اگر کسی ہندو نے ایک اجنبیہ عورت کو قذف کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر اسکو قذف کیا پس عورت نے حد و لعان کا مطالبہ کیا تو مرد کو رستہ سے پہلے ماری جائیگی اور لعان نہ کر لیا جائیگا اور اگر عورت مذکورہ نے فقط لعان کا مطالبہ کیا نہ حد کا پس دونوں میں لعان کر لیا جائیگا پھر عورت مذکورہ نے حد کا مطالبہ کیا تو حد ماری جائیگی اس واسطے کہ حد و لعان میں جمع کرنا مشروع ہو یہ مجتہدین میں ہے۔ اور اگر کسی کی چار جوروں اور اس نے ان سب کو بکلام واحد قذف کیا یا ہر ایک کو زنا کے ساتھ بکلام علیحدہ قذف کیا پس اگر شوہر اور یہ عورتیں اہل لعان سے ہوں تو مرد مذکور سے ہر قذف کے واسطے ہر عورت کے ساتھ علیحدہ لعان کر لیا جائیگا اور اگر شوہر اہل لعان سے نہ ہو تو اسکو حد قذف کی شراعتی لیس ایک ہی حد سب کی طرف سے کافی ہوگی۔ اور اگر شوہر اہل لعان ہو اور ان عورتوں میں سے بعض اہل لعان سے نہ ہو جو عورت انہیں سے اہل لعان سے ہو اسی کے ساتھ ملاعت کر لئی جائیگی اور بس یہ بدائع میں ہے اور اگر مرد آزاد نے اپنی ذمیہ جورو یا باندھی جورو کا قذف کیا پھر ذمیہ مسلمان ہو گئی یا یہ باندی آزاد کی گئی تو مرد مذکور پر حد لیا جائیگا کچھ واجب نہ ہوگی۔ اور اگر باندی جورو آزاد کی گئی پھر اسکے خاوند نے اسکو قذف کیا تو مرد مذکور پر لعان واجب ہوگا کیونکہ وقت آزاد کیے جانے باندی مذکورہ کے دونوں میں نکاح قائم تھا پھر اگر اس معتقہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی بخیاعتن تو اہل باطل ہو گیا اور مرد مذکور پر بھی واجب ہے کہ اگر بشرطیکہ اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور اگر معتقہ مذکورہ نے اپنے نفس کو اختیار نہ کیا یا تنکس کہ باہم لعان واقع ہوا اور دونوں میں تفریق کی گئی تو مرد مذکور پر نصف حد ہوگی ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اس عورت سے دخول کیا ہو پھر دونوں میں بیدلعان کے تفریق کر دی گئی تو اس عورت کو بیدلعان کے ساتھ حد لیا جائیگا یہ بسطوط میں ہے۔ جو مرد و خاوند دونوں کا قرہین انہیں سے زوجہ مسلمان ہو گئی اور شوہر مسلمان نہ ہوا اور شوہر کا فانی نہ ہو پھر بہا اسلام پیش نہ کیا تھا کہ آئینہ عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا یا اسکے بچے کے نسب کی نفی کی یعنی کہا میرا نہیں ہے تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی اور اگر اسے تفریق کر دی گئی تھی پھر وہ مسلمان ہو گیا پھر عورت مذکورہ کو دوبارہ قذف کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اس پر باقی حد پوری کرنے کے بعد دونوں میں باہم لعان کر لیا جائیگا یہ نیا سچ میں ہے۔ اور اگر قذف کو کسی شرط سے معاف کیا تو حد

وہاں کچھ واجب نہ دگا۔ اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ اگر میں نے تجھے نکاح کیا تو تو زانیہ ہو یا تو زانیہ ہی اگر فلاں چاہے تو یہ سب باطل ہے۔ اور اگر اپنی جود سے کہا کہ تو نے زنا کیا قبل اس کے کہ میں تجھے نکاح کروں یا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا قبل اس کے کہ میں تجھے نکاح کروں تو وہ آج کے روز قذف کرنے والا ہو گا اور اسپر لعان واجب ہوگی بخلاف اسکے اگر اس نے کہا کہ میں نے تجھے زنا کے ساتھ قذف کیا قبل اس کے کہ میں تجھے نکاح کروں تو اس پر عید واجب ہوگی اس واسطے کہ اسکے اقرار سے ظاہر ہوا کہ اس نے نکاح کرنے سے پہلے اسکو قذف کیا ہو تو یہ ایسا ہو جیسے یہ امر گواہوں سے ثابت ہوا اور اگر عورت سے کہا کہ میری فرج زانی ہر یا تیرا جسم زانی ہر یا تیرا بدن زانی ہو تو یہ قذف ہے بخلاف ہاتھ پاؤں کے اور جس زبان میں عورت کو زنا کی قسم لگاوے قذف ہو پس اگر تو برس کی ٹرکی ہو تو وہ مطالبہ کی کمی جب مانع ہو اور مرد پر حد ماری جائیگی اور اگر تو برس سے چھوٹی ہو تو قافوت کو تعذر مرد بجا نیکی یہ یعنی میں ہوں۔ اور اگر اپنی جود سے کہا کہ میں نے تجھے پاکر نہیں پایا تو کچھ حد و لعان واجب نہ ہوگی یہ جو مرد کا قول ہو اور یہی چار دن ابابون وائے استیسا کا قول ہے اور یہی اصح ہے نایہ سم و حی میں ہو اور اگر کہا کہ وجبت حصار جلایا مجھدا یعنی پایا میں نے عورت کے ساتھ ایک مرد کہ اسکے ساتھ مجامعت تھا تو اس کو اس سے وہ قافوت ہو گا اور اگر کہا کہ میرے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا یا میرے ساتھ طفل نے زنا کیا تو قافوت ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا در حالیکہ تو صغیرہ تھی یا مجنونہ تھی اور حال یہ ہو کہ اسکا جنن معذور ہو تو حد و لعان کچھ واجب نہ ہوگی اور مرد کو کرنی الحال قافوت قرار نہ دیا جائیگا یہ غایت سرور ہے میں ہوں۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا در جمل زمانے ہو تو دونوں میں باہم لعان واجب ہوگی بسبب قذف پائی جانے کے کیونکہ اس نے زنا کو صریح ذکر کیا ہو مگر بعد لعان کے قاضی اس حمل کی نفی نہ کرے گا یعنی یہ نہ کرے گا کہ اس نے اپنے کان سے قذف تسلیم کر کے صورت انسانی مان کی طرف منسوب کر کے یہ پایہ میں ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا حمل مجھ سے نہیں ہے تو لعان واجب نہ ہوگی اور یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دام زفر کا قول ہے اور صاحبین نے کہا کہ اگر تجھے مہینہ تک میں بچہ پیدا ہوا تو وہ دونوں لعان کرینگے اور اگر اس زیادہ میں پیدا ہوا تو لعان نہیں ہو اور یہی صحیح ہے یہ ضرورت میں ہے اور ایسا ہی ستون میں مذکور ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جود سے کہا کہ بچہ کے بعد ولادت کے پیدا ہوتے ہی یا جس حال میں کہ قبول مبارکباد یا سامان ولادت کی خبر کا وقت ہو فتنی کی تو فتنی صحیح ہو اور باہم لعان واقع ہو گا اور اگر اسکے بعد فتنی کی تو لعان واقع ہو گا مگر بچہ کا نسب نامہ ثابت ہو گا۔ اور اگر دیوانی جود کے پاس سے غائب ہو اور اسکو ولادت پیش سے لگا ہی ہوئی بیان تاکہ کہ وہ سفر سے آیا تو جس مقدار میں نسبت قبول اتلی ہو اس عرضہ تاکہ اسکو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بچہ کی نفی کا اختیار ہو اور صاحبین نے کہا کہ بچہ اچھا جانے کے مقدار مدت نفاس تاکہ نفی کر سکے تاکہ نسب لازم نہیں ہوتا ہوا بعد اسکے علم کے پس اس کی حالت بمنزلہ حالت ولادت کے ہونی یہ کافی ہیں۔ اور اگر صریحا یا دلالت بچہ کے نسب کا اثر کی یا تو بعد اسکے پیدا کی نفی صحیح نہیں ہو خواہ بحدوث ولادت نہ دیا اسکے بعد از خریش کی صورت یہ ہو کہ یوں کہے کہ یہ میرا بچہ ہے اور ولادت کی صورت یہ ہو کہ مبارکباد دینے کے وقت کہ ہو جائے ولیکن اس سے لعان کر دیا جائیگا یہ نایہ البیان میں ہو کسی مرد کی جود کے بچہ پیدا ہو اس مرد کو کہنے اس کی ناکامی کہ بچہ میرا نہیں ہے یا کہا کہ یہ بچہ زنا کا ہو اور لعان کسی وجہ سے ساقط ہو تو نسبت بتقی ہو گا تاہم مرد کو کہ بعد واجب ہو جائے نہواسی طرح اگر مرد مذکور ہو کسی جود دونوں بل لعان سے ہوں مگر دونوں نے باہم لعان نہ کیا تو نسبت بتقی ہو گا نیز یہ بھی ممکن ہے اور اگر اپنی زوجہ کے بچہ کی نفی کی پس عورت نے اسکی تصدیق کی تو حد و لعان بچہ لازم نہ ہوگی اور یہ بیان دونوں سے





سے لعان کرے گا اور بعد لعان کے بچہ مذکور اسکی مان کو لازم کیا جائیگا اور شوہر پر ہر کامل واجب ہوگا یہ طریقہ مستخرج  
 منہیں جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم میں ایک پسہ طلاق طالق ہو اور وہ دونوں سے دخول  
 کر چکا ہو اور اسے دونوں میں سے کسی کو بیان نہ کیا ہو تاکہ کہ دونوں میں سے ایک عورت وقت طلاق سے دو برس زیادہ میں بچہ  
 جنی تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور دوسری عورت جو بچہ جنی ہو نکاح کے واسطے متعین ہو جائیگی پس اگر  
 اسے بچہ کی نفی کی تو قاضی ان دو نون میں لعان کر دے گا کیونکہ سبب لعان موجود ہو اور بچہ کا نسب قطع ہوگا۔ اور اگر عورت  
 کے بچہ پیدا ہوا اور اسکا شوہر غائب ہو پھر اسے بچہ کا دودھ اپنے وقت پر پھر یا اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکا اور  
 اسکے بچہ کا نفقہ مقدر کرے اور گواہ قائم کر دے پس قاضی نے دونوں کا نفقہ مقدر کر دیا پھر شوہر آیا اور اسے بچہ کی نفی کی  
 تو قاضی ان دونوں میں لعان کر کے بچہ کا نسب اس مرو سے قطع کر دے گا اور اگر نسب محکوم ہو تو حکومت قاضی دونوں  
 باہم لعان کرے گا۔ اور اگر عورت کے ایک بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ والی کے بچہ پر لڑ کر گرجاں سے وہ دودھ پیتا بچہ مر گیا  
 اور اسکی دیت کا حکم اس بچہ کے باپ کی مددگار پر اور یہی پر کیا گیا پھر اسکے باپ نے اسکے نسب کی نفی کی تو قاضی اس بچہ کے  
 مان و باپ میں لعان کرے گا اور اس بچہ کا نسب قطع نہ کرے گا یہ تغیر بشرح منہیں جامع کبیر میں ہے۔ ایک مروی ہے ایک  
 عورت سے نکاح کیا پس وقت نکاح سے چھ مہینے چورے ہونے کے بعد اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو قاضی اس بچہ کے  
 نسب اور عورت نہ کر کے ساتھ دخول واقع ہونے کا حکم دے گا حتیٰ کہ عورت کے واسطے پورے مہر و نفقہ عورت کا  
 حکم کرے گا۔ اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو ان دونوں میں باہم لعان کر یا جائیگا اور بچہ کا نسب مرو سے قطع کیا جائیگا  
 اگرچہ وہ اس بات کا محکوم نہ ہو گیا ہو کہ اس مرد کا بچہ کیونکہ پورے مہر و نفقہ عورت کا حکم دیا گیا ہو۔ اسی طرح اگر طلاق جنی  
 دو برس سے زیادہ میں بچہ جنی تو یہ حجت ہوگی اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو قاضی دونوں میں لعان کرے گا اور بچہ کو  
 اسکی مان کے ساتھ لاحق کر دے گا یہ طریقہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اگر وقت بولد ہو تو قاضی اس مرد کا نسب قطع  
 کرے اسکی مان کے ساتھ لاحق کر دے گا اور اس لعان کی صورت یہ ہے کہ حاکم اس مرد کو حکم دے کہ یون قسم کھاے اشد یا مثلاً انی  
 لمن الصادقین فیما ریتما ہیں نفی الولد یعنی شہادت دیتا ہوں میں قسم اللہ تعالیٰ کی کہ میں البتہ ضرور بچوں میں سے ہوں  
 اس بات میں جو میں نے اس عورت کو لگا ئی ہو دل کی نفی ہے۔ اور اسی طرح عورت کی جانب سے بھی عورت یوں کہے  
 کہ اشد بالصدیقین فیما ریتما یعنی میں نفی الولد یعنی میں قسم اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتی ہوں کہ اس مرد نے نفی دل کی  
 بات جو مجھے لگا ئی اس میں یہ جھوٹا ہے۔ اور اگر مرد نے اسکو زنا اور نفی دل دونوں سے قذت کیا ہو تو لعان میں دونوں  
 باتیں ذکر کر کے یعنی مرد یوں کہے کہ اشد بالصدیقین فیما ریتما ہیں من الزنا و نفی الولد اور عورت یوں کہے کہ  
 اشد بالصدیقین فیما ریتما ہیں من الزنا و نفی الولد یہ کافی میں ہے۔ اور جب قاضی نے بعد لعان کے ان دونوں میں  
 تفریق کر دی تو یہ بچہ اپنی مان کو لازم ہوگا۔ اور بشرح امام ابو یوسف سے روایت کی کہ ضرور ہو کہ قاضی یوں کہے کہ میں نے  
 تم دونوں میں تفریق کر دی اور اس بچہ کا نسب اس مرو سے قطع کر دیا جسے کہ اگر قاضی نے یہ بات نہ کہی تو مرد کو اسکا نسب قطع  
 ہوگا اور یہ صحیح ہو بیسوط و نہا یہ میں ہے کہ قاضی اس بچہ کا نسب نفی کر کے اسکی مان کے ساتھ لاحق کر دے گا اور امام ابو یوسف  
 سے روایت ہو کہ قاضی دونوں میں تفریق کرے گا اور کہے گا کہ میں نے یہ بچہ اسکی مان کے ساتھ لاحق کیا اور اس مرد کو اسکا نسب قطع  
 قاضی کر دیا چنانچہ اگر قاضی نے یہ نہ کہا تو نسب قطع نہ ہوگا یہ کافی میں ہے اور بیسوط میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے یہ شرح

مجمع البحرین ابن الملکاسین جو۔ اور اگر بعد لعان کے جو رو مرد و دونوں سے یا ایک سے ایسی کوئی بات پائی گئی کہ اگر  
قبل لعان کے پائی جاتی تو لعان سے مانع ہوتی تو دونوں باہم لعان کنندہ باقی نہ رہینگے پس مرد مذکور کو حلال ہوگا  
کہ اس عورت سے نکاح کرے اور اسکی عدوت یہ ہو کہ مثلاً مرد نے اپنی تکذیب کی پس اسکو حد ماری گئی یا عورت نے اپنی  
تکذیب کی یا دونوں میں سے کسی نے کسی آدمی کو قذف کیا جسکے سبب سے اسپر حد قذف ماری گئی یا دونوں میں سے کوئی گواہ  
ہو گیا یا عورت مجنون ہو گئی یا بو طی حرام اسکے ساتھ وطی کی گئی یا دونوں میں کوئی مرد ہو کہ یہ مسلمان ہو گیا پس ان امور مذکورہ  
میں سے اگر کوئی بات پائی گئی تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک مرد مذکور کو اس عورت سے نکاح کر لینا حلال ہو جائیگا  
یہ نیا بیع و سراج الابرار میں ہے۔ اور اگر دونوں ملین تھوڑے کر دی گئی پھر عورت معفوہ ہو گئی تو مرد کو اس سے نکاح کر لینا جائز  
نہیں ہو کہ چونکہ معفوہ ہونے میں اہلیت لعان باقی رہتی ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر مرد و عورت یا عورت یا عورت  
ایکے نفی و لد کی صورت میں لعان شرع نہیں ہو یہ بخرا لہ ان میں ہے۔ بلا عنہ عورت کا بچہ یعنی جسکا نسب مرد لاعن سے  
قطع کر کے اسکی مان کے ساتھ لاحق کیا گیا ہو بعض احکام میں وہ نسب کے ساتھ لاحق کیا گیا ہو چنانچہ علماء نے فرمایا ہو کہ اگر لاعن  
کے بچے نے اپنے باپ کے واسطے گواہی دی تو قبول نہوگی اسی طرح اگر اسکے باپ نے یعنی چھپنے نفی کی ہو اور لعان کیا ہو اس بچے کے  
واسطے گواہی دی تو مقبول نہوگی۔ اور اسی طرح اگر مرد نے اپنے مال کی زکوٰۃ اپنی ملاعنہ جو رو کے لئے اس بچہ کو دی ہے اسکی نسبت  
لعان کیا ہو یا اپنے مال کی زکوٰۃ اس مرد کو دی تو نہیں جائز ہو اور اسی طرح اگر لاعن کے لئے اس بچہ کا پس پیدا ہو اور اس مرد  
ملاعن کی دختر کسی دوسری جو رو سے ہو اور دونوں میں نکاح ہو یا ملاعنہ کے ولد کی دختر اور اس مرد کی دوسری جو رو سے پیدا ہو  
اور اس پسرنے اس خسر سے نکاح کیا تو نکاح جائز نہیں ہو اور اسی طرح اگر اس ولد ملاعنہ کا کسی شخص نے وعدی کیا یعنی اسکی نسبت  
کا وعدی کیا تو صحیح نہیں ہو اگرچہ ولد نے اسکے قول کی تصدیق کی ہو۔ اور بعض احکام میں ولد ملاعنہ آئینہ بون کے ساتھ لاحق کیا ہو  
ہو حتی کہ ملاعنہ کا ولد اس مرد ملاعن کا وارث نہوگا اور اسی طرح مرد ملاعن اسکا وارث نہوگا اور اسی طرح ان دونوں میں سے  
کوئی دوسرے پر نفقہ کا مستحق نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر پر نالاش کی اور وعدی کیا کہ اسنے مجھ کو قذف کیا  
ہو اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو قذف ثابت نہوگا نہ واسطے عورت کی طرف سے سوا کے دو عادل مردوں کی گواہی کے  
اور گواہی قبول نہوگی اور عورتوں کی گواہی قبول نہوگی اور نہ شہادت علی الشہادۃ قبول ہوگی یعنی گواہوں نے اپنی گواہی  
پر اور گواہ قائم کر دیے جنہوں نے گواہی دی تو نامقبول ہوگی اور قاضی کا خط بجانب قاضی دیگر اس اثبات کے واسطے  
بھی مقبول نہوگا جیسے اجنبی پر قذف ثابت کرنے کے واسطے نامقبول ہو یہ برائے میں ہے۔ اور اگر عورت نے دو مرد گواہ قائم  
کیے پھر مرد نے بھی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس امر کی گواہ دیں کہ عورت مدعیہ نے مرد مذکور کے قذف کرنے کی  
تصدیق کی تھی تو لعان سا قط ہو گیا اور مرد پر حد بھی لازم نہوگی۔ اور اگر عورت کے پاس گواہ نہوں اور اسنے چاہا کہ شوہر  
کو اس امر پر قسم دلاوے تو عورت کو قسم دلانے کا اختیار نہیں ہو یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے تصدیق  
کرنے کا یعنی اسنے میری تصدیق کی تھی دعویٰ کیا اور چاہا کہ عورت کو اس بات پر قسم دلاوے تو عورت پر قسم لازم نہوگی یہ  
مبسوط میں ہے۔ اور اگر عورت پر زنا کے چار گواہ قائم ہوئے تو لعان واجب نہوگی اور عورت پر حد زنا جاری کی جائیگی اور  
اگر چار گواہ قائم ہوئے مگر ان میں سے ایک گواہ اسکا شوہر ہو پس اگر قبل اسکے مرد مذکور کی طرف سے قذف نہوا ہو تو ان گواہوں کی  
گواہی قبول ہوگی اور ہمارے نزدیک عورت پر حد زنا جاری کی جائیگی۔ اور اگر شوہر اس سے پہلے اسکو قذف کر چکا ہو پھر اپنے سوا

صحیح  
مرد و عورت  
یا عورت یا عورت  
ایکے نفی و لد  
کی صورت میں  
لعان شرع نہیں  
ہو یہ بخرا لہ  
ان میں ہے۔ بلا  
عنہ عورت کا  
بچہ یعنی جسکا  
نسب مرد لاعن  
سے قطع کر کے  
اسکی مان کے  
ساتھ لاحق کیا  
گیا ہو بعض  
احکام میں وہ  
نسب کے ساتھ  
لاحق کیا گیا  
ہو چنانچہ  
علماء نے فرمایا  
ہو کہ اگر لاعن  
کے بچے نے اپنے  
باپ کے واسطے  
گواہی دی تو  
مقبول نہوگی  
اور اسی طرح  
اگر مرد نے اپنے  
مال کی زکوٰۃ  
اپنی ملاعنہ جو  
رو کے لئے اس  
بچہ کو دی ہے  
اسکی نسبت  
لعان کیا ہو یا  
اپنے مال کی  
زکوٰۃ اس مرد  
کو دی تو نہیں  
جائز ہو اور اسی  
طرح اگر لاعن  
کے لئے اس بچہ  
کا پس پیدا ہو  
اور اس مرد  
ملاعن کی دختر  
کسی دوسری جو  
رو سے ہو اور  
دونوں میں  
نکاح ہو یا  
ملاعنہ کے ولد  
کی دختر اور  
اس مرد کی  
دوسری جو رو  
سے پیدا ہو  
اور اس پسرنے  
اس خسر سے  
نکاح کیا تو  
نکاح جائز  
نہیں ہو اور اسی  
طرح اگر اس  
ولد ملاعنہ کا  
کسی شخص نے  
وعدی کیا یعنی  
اسکی نسبت کا  
وعدی کیا تو  
صحیح نہیں ہو  
اگرچہ ولد نے  
اسکے قول کی  
تصدیق کی ہو۔  
اور بعض  
احکام میں  
ولد ملاعنہ  
آئینہ بون کے  
ساتھ لاحق  
کیا ہو ہو حتی  
کہ ملاعنہ کا  
ولد اس مرد  
ملاعن کا وارث  
نہوگا اور اسی  
طرح مرد  
ملاعن اسکا  
وارث نہوگا اور  
اسی طرح ان  
دونوں میں سے  
کوئی دوسرے  
پر نفقہ کا  
مستحق نہیں  
ہو یہ ذخیرہ  
میں ہے۔ اور  
اگر عورت نے  
شوہر پر نالاش  
کی اور وعدی  
کیا کہ اسنے  
مجھ کو قذف  
کیا ہو اور  
شوہر نے اس  
سے انکار کیا  
تو قذف  
ثابت نہوگا نہ  
واسطے عورت  
کی طرف سے  
سوا کے دو  
عادل مردوں  
کی گواہی کے  
اور گواہی  
قبول نہوگی  
اور عورتوں  
کی گواہی  
قبول نہوگی  
اور نہ  
شہادت علی  
الشہادۃ  
قبول ہوگی  
یعنی گواہوں  
نے اپنی  
گواہی پر  
اور گواہ  
قائم کر دیے  
جنہوں نے  
گواہی دی  
تو نامقبول  
ہوگی اور  
قاضی کا  
خط  
بجانب  
قاضی  
دیگر اس  
اثبات کے  
واسطے  
بھی  
مقبول  
نہوگا  
جیسے  
اجنبی  
پر  
قذف  
ثابت  
کرنے کے  
واسطے  
نامقبول  
ہو یہ  
برائے  
میں  
ہے۔ اور  
اگر  
عورت  
نے  
دو  
مرد  
گواہ  
قائم  
کیے  
پھر  
مرد  
نے  
بھی  
دو  
مرد  
یا  
ایک  
مرد  
اور  
دو  
عورتیں  
اس  
امر  
کی  
گواہ  
دیں  
کہ  
عورت  
مدعیہ  
نے  
مرد  
مذکور  
کے  
قذف  
کرنے  
کی  
تصدیق  
کی  
تھی  
تو  
لعان  
سا  
قط  
ہو  
گیا  
اور  
مرد  
پر  
حد  
بھی  
لازم  
نہوگی۔  
اور  
اگر  
عورت  
کے  
پاس  
گواہ  
نہوں  
اور  
اسنے  
چاہا  
کہ  
شوہر  
کو  
اس  
امر  
پر  
قسم  
دلاوے  
تو  
عورت  
کو  
قسم  
دلانے  
کا  
اختیار  
نہیں  
ہو  
یہ  
شرح  
طحاوی  
میں  
ہے۔  
اور  
اگر  
شوہر  
نے  
عورت  
کے  
تصدیق  
کرنے  
کا  
یعنی  
اسنے  
میری  
تصدیق  
کی  
تھی  
دعویٰ  
کیا  
اور  
چاہا  
کہ  
عورت  
کو  
اس  
بات  
پر  
قسم  
دلاوے  
تو  
عورت  
پر  
قسم  
لازم  
نہوگی  
یہ  
مبسوط  
میں  
ہے۔  
اور  
اگر  
عورت  
پر  
زنا  
کے  
چار  
گواہ  
قائم  
ہوئے  
تو  
لعان  
واجب  
نہوگی  
اور  
عورت  
پر  
حد  
زنا  
جاری  
کی  
جائیگی  
اور  
اگر  
چار  
گواہ  
قائم  
ہوئے  
مگر  
ان  
میں  
سے  
ایک  
گواہ  
اسکا  
شوہر  
ہو  
پس  
اگر  
قبل  
اسکے  
مرد  
مذکور  
کی  
طرف  
سے  
قذف  
نہوا  
ہو  
تو  
ان  
گواہوں  
کی  
گواہی  
قبول  
ہوگی  
اور  
ہمارے  
دیکھ  
عورت  
پر  
حد  
زنا  
جاری  
کی  
جائیگی۔  
اور  
اگر  
شوہر  
اس  
سے  
پہلے  
اسکو  
قذف  
کر  
چکا  
ہو  
پھر  
اپنے  
سوا

زمانہ کے اور تین گواہ لایا تو یہ گواہ قذف کنندہ قرار دیے جاوینگے کہ اگر حد قذف جاری کی جائیگی اور پھر شہرہ پر عورت کے ساتھ لغات کرنی واجب ہوگی۔ اور اگر شہرہ اور تین گواہ اور آئے اور ان سب نے گواہی دی کہ اس عورت نے زنا کیا ہو مگر ان گواہوں کی تصدیق نہ ہوئی تو عورت پر حد زنا واجب ہوگی اور نہ ان گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی اور نہ شہرہ پر لغات واجب ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شہرہ کے ساتھ تین اندھوں نے عورت پر زنا کی گواہی دی تو ان اندھوں کو حد قذف ماری جائیگی اور شہرہ پر لغات واجب ہوگا۔ اور اگر عورت کے واسطے اسکے دو لڑکوں نے اسکے شہرہ پر گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو قذف کیا ہو تو ان دونوں کی گواہی جائز نہ ہوگی اور اسی طرح اگر عورت کے باپ اور عورت کے سپہنے اس طرح گواہی دی تو بھی ناجائز ہے۔ اور اگر عورت کے دو گواہوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اس مرد نے عورت کے شہرہ پر زنا کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کے بچہ کو کھاکہ یہ زنا یا پید ہو تو یہ گواہی جائز نہ ہوگی یعنی قذف کرنا ثابت نہ ہوگا اور اگر ایک گواہ نے کھاکہ اس مرد نے اس عورت کی زبان میں قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے فارسی زبان میں قذف کیا تو یہ گواہی قبول نہ ہوگی۔ اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو کھاکہ تیرے ساتھ زینہ زنا کیا اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے کھاکہ تیرے ساتھ مرد زنا کیا ہو تو مرد کو پر لغات واجب ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جوہ کو زینہ کے ساتھ قذف کیا پھر زینہ آیا اور اسے اس مرد سے اپنے قذف کرنے کا مطالبہ کیا تو اس مرد کو حد قذف ماری جائیگی اور لغات ساقط ہو جائیگا۔ اور جب دو گواہوں نے کسی عورت کے شہرہ پر اسکے قذف کرنے کی گواہی دی تو قاضی اسکو تہدیر لکھا یا تنکس کہ ان گواہوں کی عدالت دریافت کرے اور مرد کو دوسرے نفیل نفس قبول نہ کرے اور اگر دونوں گواہوں نے کھاکہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس مرد نے اپنی جوہ کو اور باندی کو ایک ہی کلمہ سے قذف کیا تو یہ گواہی جائز نہ ہوگی۔ اور اگر زینہ کے دو بیٹوں نے جو ہندہ اسکی جوہ کے سواے دوسری جوہ کے سیرٹ سے ہین زینہ گواہی دی کہ زینہ نے اس ہندہ کو قذف کیا ہو اور ان دونوں کی مان زینہ کے پاس ہوں تو ان دونوں کی گواہی جائز نہ ہوگی لیکن اگر زینہ غلام ہو یا محدود القذف ہو تو منسب حد کی گواہی ان دونوں کی زینہ قبول ہوگی اور اگر زینہ پر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنی جوہ کو قذف کیا ہو پھر دونوں گواہوں کی تعدیل ہوگی پھر قبول کیے کہ قاضی انکی گواہی پر کچھ حکم دے یا یہ دونوں گواہ مر گئے یا کہیں چلے گئے تو قاضی لغات کا حکم دینا چاہیگا اس واسطے کہ مر جانا یا فاسق ہو جانا انکی عدالت میں قاضی نہیں ہو سکتا ان کے اگر دونوں اندھے ہو گئے یا مرد یا فاسق ہو گئے تو ایسا نہیں ہے یہ بسو طمین ہے اور اگر عورت نے چار گواہ قائم کیے جن میں سے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسکے شہرہ پر زینہ نے اسکو جھڑا کے روز قذف کیا ہو اور باقی دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے جمعہ کے روز قذف کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دونوں جوہ و عروہ میں باہم لغات کر نیکیا حکم و پانچا لکھا یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور اگر شہرہ نے دعویٰ کر دیا کہ میرے اسکو قذف کرنے کے روز یہ باندی یا زینہ تھی تو لغات واجب نہ ہوگا الا انکہ عورت مذکورہ قاضی کے نزدیک حریت یا اسلام کی راہ سے معروف ہو اور اگر شہرہ نے گواہ قائم کیے کہ بروز قذف کرنے کے یہ عورت رقیقہ یا کافرہ تھی اور عورت نے اپنے آزاد ہونے یا مسلمان ہونے کے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے اولیٰ ہونگے لیکن اگر شہرہ کے گواہوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہو کہ یہ عورت بعد اسلام کے ہر تہ ہو گئی تھی تو یہ حکم نہیں ہوگا یہ عتاب میں ہے۔ اگر مرد قاذف نے دو مرد گواہ اس مضمون کے قائم کیے کہ عورت نے خود زنا کا اقرار کیا ہو تو شہرہ کے ذمہ سے لغات ساقط ہو جائیگا اور عورت کے ذمہ حد زنا لازم نہ آوے گی جیسے کہ اسکے ایک مرتبہ

اس گواہی پر  
بہر حال قذف ثابت  
نہ ہوگا  
بہر حال قذف  
ثابت نہ ہوگا  
بہر حال قذف  
ثابت نہ ہوگا  
بہر حال قذف  
ثابت نہ ہوگا

اقرار کر دینے سے لازم نہیں آتی ہو۔ اور اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے عورت پر اس مضمون کی گواہی دی تو بھی  
استیذاناً امان ملاحظہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر مرد نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ عورت زانیہ ہو یا بوطی حرام اس سے وطی کی گئی ہو تو  
مرد پر امان واجب ہوگی پس اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہیں کہ میں جس طرح کتابت ہوں کہ یہ عورت  
ایسی ہی ہو تو مجلس سے قاضی کے آگے نکاسے اسکو عدالت دی جائیگی پس اگر وہ گواہ لے آیا تو خیر ورنہ عورت سے امان  
کر لیا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اسکو قذت کیا در حالیکہ یہ عذیرہ تھی اور عورت نے کہا کہ اسنے وقت یلغ کے قذت  
کیا ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ دونوں نے قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر عورت نے  
قذت متقدم کا دعویٰ کیا یعنی ایسے قذت کا جسکو زمانہ دراز گزر گیا ہو اور اسپر گواہ قائم کیے تو جائز ہوگا شوہر نے  
گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت کو اسنے بعد طلاق رجعی دی یہی اور خطبہ کر کے اسنے ساتھ نکاح کر لیا تو دونوں میں امان صحیح  
کچھ واجبیہ نہ ہوگی یہ ملاحظہ فرمائیے۔

**بارھوان باب** عینین کے بیان میں عینین اسکو کہتے ہیں جو باوجود عیال کے عورتوں سے وصال نہ ہونے کے  
پس اگر وہ ایسا ہو کہ شبہ عورتوں تک پہنچتا ہو اور باکرہ عورتوں تک نہ پہنچتا ہو یا بعضی عورتوں تک پہنچتا  
ہو اور بعضی تک نہ پہنچتا ہو اور یہ امر کسی مرتب یا عدوت خلقت یا بڑے یا چھوٹے یا بھائی کی وجہ سے ہو تو جن عورتوں کی  
طرف نہیں پہنچ سکتا ہو انکے حق میں یہ عینین ہوگا یہ ثنائیہ میں ہو۔ اور اگر اسنے شہرہ یعنی ذکر کا سراندر کر دیا تو وہ عینین  
نہیں ہو۔ اور اگر سرور کر لیا ہو تو وہ نہ ہو کہ باقی ذکر کو اندر کرے یہ جبر الہی نہیں ہو۔ اور اگر عورت اپنے شوہر کو  
قاضی کے پاس لے گئی اور اسپر دعویٰ کیا کہ عینین ہو اور نہ قذت کی درخواست کی تو قاضی اسنے شوہر سے دریافت  
کر لیا کہ تو اس عورت تک پہنچتا ہو یا نہیں پہنچتا پس اگر اسنے اقرار کیا کہ میں نہیں پہنچتا تو اسکو ایک سال  
کی مہلت دی جائے خواہ عورت باکرہ ہو یا شبہ ہو۔ اور اگر شوہر نے اسنے دعویٰ سے انکار کیا اور کہا کہ میں اس تک پہنچتا ہوں  
پس اگر یہ عورت شبہ ہو تو قول مرد کا معتبر ہوگا مگر قسم کے ساتھ کہ میں اس تک پہنچتا ہوں یہ پرائے میں ہو پس اگر مرد کو نہ  
قسم کمالی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور اگر اسنے قسم سے انکار کیا تو قاضی اسکو ایک سال کی مہلت دیگا یہ کافی میں ہوا  
اگر عورت نے کہا کہ میں قوی ہی باکرہ موجود ہوں تو عورتیں اسکو کہیں اور ایک عورت کافی ہو اور وہ ہوں تو اوخط  
واوٹن ہو پس اگر عورتوں نے کہا کہ یہ شبہ ہو تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یہ سراج و حاج میں ہو پس اگر مرد نے قسم کمالی  
تو عورت کا کچھ حق نہیں ہو اور اگر اسنے قسم سے انکار کیا تو اسکو ایک سال کی مہلت دی جائیگی یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر  
عورتوں نے کہا کہ یہ باکرہ ہو تو بدو قسم کے عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر عورتوں کو اسنے معاملہ میں شک پیدا ہوا تو  
اس عورت کا امتحان کیا جائیگا پس بعض نے فرمایا کہ اسکو حکم دیا جائیگا کہ دیوار پر پیشاب کرے پس اگر وہ دیوار پر دھار  
پھینک سکے تو باکرہ ہو ورنہ شبہ ہو اور بعض نے فرمایا کہ مرغی کے اندر سے اسکا امتحان کیا جائے پس اگر مرغی کا اندر اسنے  
اندام نہانی میں پھلا جائے یعنی ساجا وے اس سوراخ سے تو شبہ ہو اور اگر نہ ساجا وے تو باکرہ ہو یہ سراج و حاج میں ہوا  
اگر بعضی عورتوں نے کہا کہ باکرہ ہو اور بعض نے کہا کہ شبہ ہو تو ان عورتوں کے سوائے دوسری عورتوں کو دکھائیے پس  
جب ثابت ہو جائے کہ مرد مذکور اس عورت تک نہیں پہنچتا ہو تو اسکو ایک سال کی مہلت دے خواہ یہ مرد درخواست کرے یا  
نہ کرے اور مہلت مذکور دینے پر گواہ کر دے اسکی تاریخ لکھ دے یہ قنادی قاضی خان میں ہو اور ابتداء سے مہلت مذکور وقت

کچھ واجبیہ نہ ہوگی یہ ملاحظہ فرمائیے۔



مخاصم سے ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور یہ مہلت سوا سے قاضی مہر یا مہر کے اور کبھی مہر سے نہ ہوگی پس اگر عورت نے خود  
 اسکو مہلت مہری یا قاضی کے سوا سے دوسرے نے مہلت دی تو اس مہلت کا اعتبار نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور  
 اس مدت میں سال قمری معتبر ہو ہی ظاہر الروایہ ہو کہ ذانی التبعین اور یہی صحیح ہے ہر بار میں ہے۔ اور حسن نے امام اعظم  
 روایت کی ہے کہ سال شمسی معتبر ہو اور وہ سال قمری سے چند روز زیادہ ہوتا ہو اور شمس لائے شخصی شرح کافی میں روایت  
 حسن رح کی طرف گئے ہیں کہ اسکے اختیار کرنے میں احتیاط ہو اور یہی مذہب صاحب تحفہ کا ہو اور یہی میرے نزدیک مختار  
 ہے یہ فاجہ البیان میں ہو اور اسی کو شمس لائے نے اختیار کیا ہے یہ پسوہا میں ہو اور امام قاضی خان و امام طہیر الدین نے مدت  
 مہلت میں یہ اختیار کیا ہے کہ سال شمسی کی مہلت دی جاوے کہ اسکے اختیار کرنے میں احتیاط ہو یہ کفار میں ہو اور اسی پر  
 فتویٰ ہے یہ خلاصہ میں ہے شمس لائے حلوئی سے منقول ہے کہ سال شمسی میں سو پندرہ روز اور ایک ماہ چھ تہائی روز اور کچھ پسوان  
 حصہ روز کا ہوتا ہو اور سال قمری تین سو چوبیس روز کا ہوتا ہو یہ کافی میں ہے۔ اور مختصہ میں لکھا ہے کہ اگر تاجیل درمیان  
 سے واقع ہوئی تو بالاجماع سال کا اعتبار دونوں کے شمار سے ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو اور ان آیام میں سے عورت کے  
 آیام حیض و ماہ رمضان محسوب کر دیا جائیگا یہ شرح جامع کبیر قاضی خان میں ہو اور مرد کے مرض یا عورت کے مرض کے آیام  
 محسوب نہ کیے جائیں گے یہ ہر بار میں ہو پس اگر اس سال میں مرد کو مرضین ہو گیا تو بقدر رت مرض کے امام محمد نے نزدیک  
 اسکو اور مہلت دی جائیگی اور اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر مرد نے حج کیا یا کہیں غائب ہو گیا تو آیام مرد  
 کے ذمہ محسوب ہونگے اور اگر عورت نے حج کیا یا کہیں غائب ہوئی تو آیام مرد کے حساب مدت میں شمار نہ ہونگے یہ تبیین میں ہے اور  
 اگر مخاصم کرنے کے وقت عورت احرام میں ہو تو قاضی مرد کے واسطے مدت مہلت مقرر نہ کرے گا بیان تک کہ حج سے فارغ ہو جائے  
 یہ نہایت میں ہے۔ اور امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر عورت نے مرد سے ایسے وقت میں قاضی کے بیان مخاصم پیش کیا کہ وہ مہر مطلق  
 تو قاضی بعد اسکے حلال ہو جانے کے مہلت ایک سال تک قرار دے گا۔ اور اگر ایسی حالت میں عورت نے مہر مہلت کی کہ مرد کو  
 مطلقہ تھا پس اگر وہ مرد آزاد کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو قاضی اسکو میعاد ایک سال کی مہلت وقت خصومت سے دیگا  
 اور اگر مرد اعتاق پر قادر نہ ہو تو اسکے لیے چودہ مہینہ کی مہلت مقرر کر دیگا اور اگر قاضی نے ایک سال کی مدت مقرر کر دی  
 حالانکہ مرد مطلقہ نہ تھا پھر سال کے اندر اسے اس عورت سے ظہار کر لیا تو مدت میں کچھ بڑھایا نہ جائیگا یہ بدائع میں ہے اور  
 اگر عورت کا شوہر ایسا مہرین پایا گیا کہ وہ جماع پر قادر نہیں ہو تو اسکو تاجیل مہلت ابھی سے نہ دی جائیگی بلکہ جب چاہا ہو جائے  
 جب سے مہلت دی جائیگی اگر چہ مرض طول پکڑے اور اگر معتد کے ساتھ اسکے دلی نے کسی عورت کا نکاح کیا مگر معتد نہ کو اہل  
 عورت تک نہ پہنچا تو معتد کی طرف سے کسی خصم کے مقابلہ میں قاضی معتد کو ایک سال کی مہلت دے گا یہ فتاویٰ قاضی خان  
 میں ہے اور اگر شوہر قید کیا گیا اور عورت نے قید خانہ میں اسکے پاس آنے سے انکار کیا تو یہ آیام مرد کی مہلت میں محسوب  
 نہ ہونگے اور اگر عورت نے انکار نہ کیا اور قید خانہ میں کوئی جگہ خلوت کی بھی ہو تو یہ آیام مرد کے آیام مہلت میں محسوب نہ  
 اور اگر کوئی جگہ خلوت کی نہ ہو تو محسوب نہ ہونگے۔ اور اسی طرح اگر عورت کے مہر کے واسطے قید کیا گیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے  
 تبیین میں ہے۔ اور اگر عورت کسی حق کے واسطے قید کی گئی اور شوہر اس تک چلا سکتا ہو اور خلوت میں اسکے ساتھ رہ سکتا اور رات  
 گزار سکتا ہو تو یہ آیام شوہر کی مہلت میں محسوب نہ ہونگے ورنہ نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر میعاد مہلت گذر جائے  
 کے بعد عورت قاضی کے پاس آئی اور دعویٰ کیا کہ یہ شوہر مجھے تنہا نہیں ہو چکا ہو اور شوہر نے پہنچنے کا دعویٰ کیا پس اگر

قال الزم  
 فی ہذا  
 و انما  
 بابت  
 و از دہم  
 نمین  
 و انما  
 بابت  
 و از دہم  
 نمین

عورت پہلے سے شیبہ ہو تو قسم سے نشوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر نشوہر نے قسم کھائی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور اگر آئندہ قسم سے نکول کیا تو قاضی اس عورت کو اختیار دیکھا کہ چاہے اسکے ساتھ رہنا اختیار کرے یا تفریق کرے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں وہی ہی باکرہ موجود ہوں تو عورتین اسکے دیکھیں اور ایک عورت کافی ہو اور دو ہوں تو احتیاط زیادہ ہو پس اگر ان عورتوں نے کہا کہ یہ شیبہ ہو تو قسم سے مرد کا قول قبول ہوگا اور اگر ان عورتوں نے کہا کہ یہ شیبہ ہو یا نشوہر نے خود اقرار کیا کہ میں اس تک نہیں پہنچا ہوں تو قاضی اس عورت کو درباب فرقت اختیار دیکھا کہ قاضی شریعہ الجماعہ الصغیرہ یا ضیاعا پس اگر عورت نے نشوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا یا محلیس سے اٹھ کھڑی ہوئی یا قاضی کے پیادوں نے اسکو اٹھا دیا یا اسکے اختیار کرنے سے پہلے قاضی اٹھ کھڑا ہوا تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا کہ قاضی المحیط اور ایسا ہی امام محمد سے مروی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ مائتار خانیہ میں واقعات سے منقول ہے اور اگر عورت نے فرقت کو اختیار کیا تو قاضی اسکے نشوہر کو حکم دیکھا کہ اسکو ایک طلاق بانہ دیدے اور اگر نشوہر نے انکار کیا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دیکھا ایسا ہی امام محمد نے مہل میں ذکر فرمایا ہے یہیں میں ہے اور فرقت ایک طلاق بانہ ہے کافی میں ہے اور عورت کے واسطے مرد کا مل واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی۔ بشرطیکہ نشوہر نے اسکے ساتھ خلوت کی ہو یہ بالا جماع ہے اور اگر عورت سے خلوت نہ کی ہو تو عورت پر عدت واجب نہ ہوگی۔ اور اسکو نصف مہر ملے گا اگر قسمی ہوا ہو اور اگر قسمی نہ ہو تو نصف مہر ملے گا متعہ واجب ہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر متعہ و مہلت انیسالی گزر گئی اور بعد اسکے عورت نے ایک زمانہ تک خاصہ نہ کیا تو اسکا حق باطل نہ ہو جائیگا اگرچہ آئندہ اس درمیان میں ساتھ سونے میں مرد کی مطاوعت کی ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے اور اگر بعد مہلت گزرنے کے نشوہر نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے انیسالی دیکر یا ایک مہینہ یا زیادہ کی مہلت اور دے تو قاضی کو ایسا کرنا نہیں چاہیے الا بضرمانہ عورت اور اگر عورت پہلے اسپرانی ہوئی پھر اسے رجوع کر لیا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ نہایت میں ہے اور اگر مہلت کا سال گزرنے پر قاضی مر گیا یا مغرول کیا گیا قبل اسکے کہ عورت اپنے امر میں کچھ اختیار کرے اور بکایے اسقاضی کے دوسرا مقرر کیا گیا پس عورت اپنے نشوہر کو دوسرے قاضی کے پاس لائی اور گواہ قائم کیے کہ فلان قاضی اقول نے میرے اس نشوہر کو انیسالی کی مہلت میرے بارہ میں دی تھی اور وہ سال گزر گیا تو قاضی دوم اس مقدمہ کو قاضی اول کی روداد پر مبنی کر یگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قاضی کے تفریق کرنے کے بعد وہ گواہوں نے گواہی دی کہ اس عورت نے قبل تفریق قاضی کے یہ اقرار کیا تھا کہ مرد کو اس تک پہنچا ہوا تو قاضی کی تفریق باطل ہوگی اور اگر عورت نے بعد تفریق قاضی کے اقرار کیا کہ یہ مرد مجھ تک پہنچا تھا تو اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ نظیر یہ میں ہے۔ اور اگر عورت کا مرد ایک بار اس تک پہنچا ہو پھر عاجز ہو گیا تو عورت کے واسطے کچھ خیار نہ ہوگا یہیں میں ہے۔ اور اگر عورت کو وقت نکاح کے یہ معلوم ہو کہ یہ مرد عینین ہو عورتوں تک نہیں پہنچتا ہو تو عورت کو حق خصومت حاصل ہوگا اور اگر عورت کو اس وقت معلوم نہ تھا پھر اسکے بعد معلوم ہوا تو اسکا حق خصومت اسکو حاصل رہیگا اور ترک خصومت سے اسکا حق باطل ہوگا اگرچہ زمانہ وراثت تک وہ خصومت نہ کرے جب تک کہ وہ اس امر پر راضی نہ ہو جائے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر عینین اور اسکی جوہر کے درمیان قاضی نے تفریق کر دی پھر اس عورت کے ساتھ اس عینین نے نکاح کیا تو عورت کو اپنا خیار حاصل ہوگا اور اگر عینین نے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا جو اسکے حال سے آگاہ ہو تو وہ مل میں مذکور ہو کہ اسکو خیار حاصل ہوگا

اور اسی پر فتویٰ دیا کہ یہ عیض سرخی میں ہو اور یہ صحیح ہو کہ دوسری عورت کو حق خصوصیت حاصل ہوگا اگر مرد نکاح سے ایک مرتبہ تک نہ پہنچا ہو یہ قتائے قاضی خان میں ہوا اور ایسا ہی غایت سروجی میں ہو۔ اور اگر عورت سے نکاح کیا اور ایک مرتبہ تک نہ پہنچا ہو عنین ہو گیا پھر اس عورت کو جدا کر دیا یعنی طلاق دیدی پھر اس عورت سے نکاح کیا اور اس تک نہ پہنچا تو اس عورت کو خیال حاصل ہوگا کہ عیض سرخی میں ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے فرج کے سوا کسی مباشرت کرتا تھا یا نہ تک کہ اسکو اور عورت کو انزال ہو جاتا تھا اور اس سے فرج میں وصول نہیں کر سکتا تھا اور یہ عورت اسکے ساتھ یوں ہی مدت تک رہی اور یہ عورت باکرہ ہو یا شیبہ ہو پھر اسنے قاضی کے پاس فالتش کی تو قاضی اس مرد کو ایک سال کی محلت دیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت کی دربرینی بانٹھا کہ کس طرح میں وصول کرے تو وہ عیض سرخی سے خارج ہوگا یہ معراج الدردایہ میں ہو۔ اور اگر مرد کی منی نہ دے اور وہ جماع کرتا ہو پس منزلیں نہیں ہوتی تو عورت کو حق خصوصیت حاصل ہوگا یہ نہایت میں ہو اور اگر بالغہ عورت نے اپنے شوهر کو عیض کو عیض پایا تو اسکے بالغ ہونے کا استدلال کرے اور اگر عورت غیرہ ہو تو اسکا ولی بھی تفریق نہیں کر سکتا ہو اور اگر عورت نے اپنے شوهر سے معتدہ کو عیض پایا تو معتدہ کے ولی سے خاصہ کرگی اور بنجامت ولی اس معتدہ کو ایک سال کی محلت دی جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر باندی کا شوہر عیض نکلا تو امام اعظم کے قول میں خیار اسکے مولیٰ کو ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہو کہ قتادی کبریٰ میں ہو۔ اور چھپے عیض کو ایک سال کی محلت دیجائی ہو ویسے ہی خصی کو بھی محلت دی جائیگی اور یہی حکم بوڑھے آدمی کا ہو اگرچہ وہ خود کے کہ مجھے امیر نہیں ہو کہ میں اس عورت تک پہنچ سکوں گا یہ قتادے قاضی خان میں ہو جنشی اگر مرد و ن کے آلہ سے پیشاب کرتا ہو یعنی جس سے مرد پیشاب کرتا ہے نہ پہنچ سکونگا کرنا جائز ہو پس اگر اسنے نکاح کیا اور عورت تک نہ پہنچا تو مثل عیض کے اسکو بھی محلت دی جائیگی یہ مسودا میں ہو اور جنشی مشکل کا حکم مثل عیض کے ہو یعنی اگر عورت نے اپنے شوہر کو جنشی شکل پایا تو وہی حکم ہوگا جو عیض کے ساتھ ہوتا ہو یہ سراج دماغ میں ہو۔ اور اگر عیض کی عورت رتقار یا قرار ہو تو وہ محلت دنیا جائیگا یہ بدائع میں ہو اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو محبوب پایا تو عورت کو قاضی فی الحال اختیار دیگا اور اس مرد کو محلت ایک سال کی دیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو اور جبکہ ذکر بہت پیوستہ ہو چھپے گھٹی تو وہ بھی محبوب کے ساتھ لاحق کیا جائیگا نہ دفع شخص جسکا آلہ چھوٹا ہو کہ داخل فرج تک نہ پہنچا سکے یہ بحر الرافق میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھ کو بے پردہ کرنے کے لئے پردہ کر کے باہر سے معلوم کر کے بدون پردہ کرنے کے تو اسکو بے پردہ نہ کریگا اور اگر بدون کشف ستر کر کے ہوئے اور نظر ڈالے ہوئے معلوم نہ کر سکے تو کسی غیر کو حکم دیکھا کہ اسکو دیکھے کیونکہ حوزہ میں ہو۔ اور اگر مرد اس عورت تک پہنچ گیا پھر محبوب ہو گیا تو عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ غایہ سروجی میں ہو۔ اور اگر محبوب کی عورت وقت نکاح کے اسکو جانتی ہو تو اسکو خیار حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر شوہر محبوب ہو اور عورت نہ جانتی ہو پھر عورت کے بچ پیدا ہوا اور وہ بچ نہ کورنے اسکے نسب کا دعویٰ کیا اور قاضی نے اسکا نسب اس محبوب سے ثابت کر دیا پھر عورت اسکے حال سے آگاہ ہوئی اور اسنے فرقت کی درخواست کی تو عورت کو اس امر کا اختیار ہوگا اسواسطے کہ بچ اس شخص محبوب کو بغیر جماع کے لازم ہوا ہو یہ عیض میں ہو۔ اور اگر قاضی نے محبوب اولہ کی جو روکے درمیان بعد خلوت واقع ہونے کے تفویض کردی پھر وہ بچیں تک میں اس عورت کے بچ پیدا ہوا تو اسکا نسب اس محبوب سے ثابت ہوگا اور قاضی کا نفران کرنا باطل ہوگا اگر عیض میں

صورت میں نسب ثابت ہوگا اور قاضی کی تفریق باطل ہو جائیگی بشرطیکہ شوہر دعویٰ کرتا ہو کہ میں اس عورت تک پہنچا ہوں یہ نہیں یہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو محبوب پایا تو قاضی عورت کی خصوصیت پر فی الحال تفریق کر دینگا اور شوہر کے باوجود تک انتظار نہ فرمائے گا اور طفل کو حاکم دینگا کہ اسکو طلاق دیا ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ وقت بغیر طلاق ہوگی اور اقل اسے ہو سکتا قاضی دونوں میں تفریق نہ کرے گا جب تک کہ اس طفل کی طرف کوئی خصم قرار نہ پاد جیسے اسکا باپ یا باپ کا دوسرا اگر اس طفل کا کوئی ولی و دوسری شوہر تو اسکا دادا یا دادا کا دوسری اسکی طرف سے خصم ہوگا اور اگر وہ بھی نہ تو قاضی اسکی طرف سے کوئی خصم قرار دینگا اور اگر ایسے گواہ پیش ہوئے جسے حق عورت باطل ہوتا ہو مثلاً گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عورت اسکے حال پر راضی ہو چکی ہو یا وقت عقد کے اسکے حال سے واقف تھی تو قاضی دونوں میں تفریق نہ کرے گا اور اگر گواہوں اور عورت سے قسم طلب کی تو عورت سے قسم لے جائیگی پس اگر عورت نے قسم سے نکل کر دینگا تو دونوں میں تفریق نہ کیا جائیگی اور اگر عورت نے قسم کھائی تو قاضی تفریق کر دینگا یہ غایہ سرور ہے یہ ہے۔ اور اگر عورت صغیر ہو کہ اسکا باپ نے اسکا نکاح کر دیا ہو اور اس نے اپنے شوہر کو محبوب پایا تو اس صغیر کے باپ کی خصوصیت سے قاضی ان دونوں میں تفریق نہ کرے گا یہاں تک کہ یہ عورت خود بالغ ہو اور اگر عورت بالغ ہو اور باقی مسئلہ جاری ہو پس عورت نے کسی کو ذلیل کیا کہ اسکے شوہر سے خصوصیت کرے اور خود یہ عورت غائب ہو تو فی الحال کی خصوصیت سے قاضی ان دونوں میں تفریق کرے گا یا نہیں تو اس صورت کو امام محمد نے کتاب میں ذکر نہیں فرمایا ہے اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہو بعض نے فرمایا کہ تفریق نہیں کرے گا بلکہ اس عورت کے حاضر ہونے کا انتظار کرے گا اور بعض نے فرمایا کہ قاضی دونوں میں تفریق کر دینگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر باندی کا شوہر محبوب ہو تو تفریق کی بابت اختیار اسکے ولی کو ہوگا یہ امام غزالی نے فرمایا کہ قول ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر معتوہ کو جسکی صحت کی امید نہیں ہو اسکے ولی نے کوئی باغ عورت بیاہ دی پھر وہ محبوب نکلا تو اسکے ولی کی حضوری میں قاضی ان دونوں میں فی الحال تفریق کر دینگا۔ اور اگر وہ محبوب نہ ہو بلکہ وہ اس عورت تک نہیں پہنچتا ہو پس اگر اسکا کوئی ولی نہ ہو تو قاضی اسکی طرف سے ایک خصم مقرر کرے گا اور اسکو حملت ایک سال کی دینگا پھر اگر اس مدت کے اندر وہ اس عورت تک نہ پہنچا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دینگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر زوجہ میں کوئی عیب ہو تو شوہر کو در باب نکاح کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا اور اگر شوہر کو جنون یا برص یا جذام ہو تو عورت کو کوئی اختیار نہیں ہو یہ کافی میں ہو۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر جنون پیدا ہو گیا ہو تو مثل عینین ہونے کی صورت میں قاضی شوہر کو ایک سال کی حملت دینگا پھر اگر وہ سال کے اندر اچھا ہو گیا اور سال پورا ہو گیا تو عورت کو اختیار دینگا اور اگر جنون مطلق ہو تو وہ مثل مجبوب ہونے کے ہو اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ حاوی قدسی میں ہو۔

میں اسکا اختیار  
ہو

**پیرھوان باب۔** عدت کے بیان میں۔ عدت کہتے ہیں انتظار مدت معلومہ تک جو عورت کو لازم ہوا ہو بعد زوال نکاح کے حقیقہ ہو یا شبہہ جو متاخر ہو بدخول یا موت یہ شرح نقایہ بر جندی میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح جائز نکاح کیا پھر بعد دخول یا بعد خلوت صحیح کے اسکو طلاق دی تو عورت یہ حدت واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر نکاح فاسد ہو اور قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی پس اگر قبل دخول کے تفریق کر دی تو حدت واجب نہ ہوگی اور اگر بعد خلوت کے تفریق کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر بعد دخول واقع ہونے کے تفریق کی تو



وقت تفریق سے عورت پر عدت واجب ہونگی اور اسی طرح اگر فرقت بغیر قصار واقع ہوئی تو بھی عدت لازم ہے۔  
ظہیر یہ ہیں ہو۔ اور فضولی کے نکاح کرنے میں دلی واقع ہونے سے عدت واجب نہیں ہوتی ہو یہ بخیر طہر خشی ہیں۔  
زانیہ پر عدت واجب نہیں ہوتی یہ امام اعظم و امام محمد رحمہما کا قول ہو یہ شرح طحاوی میں ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ ہر عورت  
جس سے میں نکاح کر دوں تو وہ طلاق ہو پھر جو آئے گا وہ بھول گیا اور ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا  
تو وہ طلاق ہو گئی اور ایک مہر کا بل اور نصیب نہر واجب ہو گا اور اس پر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب  
اسکے شوہر سے ثابت ہو گا یہ خلاصہ بیان ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر کہا کہ بچہ  
کہا چکا تھا کہ اگر میں کسی شیبہ سے نکاح کروں تو وہ طلاق ٹلے اور مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شیبہ ہو تو طلاق بوجہ اقرار مرد کو  
واقع ہوگی پھر اگر عورت نے اس کی تصدیق کی تو عورت مذکورہ کو نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے ملے گا اور عورت کا بل بوجہ  
دخول کے ملے گا اور عورت پر بوجہ ایسی دلی کے عدت واجب ہوگی مگر اس کو نصف عدت نہ ملے گا اور اگر عورت نے اس مرد  
کی تکذیب کی کہ اس نے قسم نہیں کھائی تھی تو عورت کو ایک ہی مہر ملے گا اور اس کو نصف عدت ملے گی۔  
ہو۔ چار عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان پر عدت واجب نہیں ہوتی ہو ایک وہ عورت جس کا قبل دخول کے طلاق ہو گئی ہو۔ دوم  
ہر بیہ عورت جو ہمارے ملک میں امان لیکر داخل ہوئی حالانکہ وہ دارالحرب میں اپنا شوہر چھوڑ آئی ہو رسوم و فرائض جن سے ایک ہی  
عقد میں نکاح کیا گیا پس نکاح فتح کیا گیا۔ چارم چار عورتوں سے زیادہ جمع کیں پس ان کا نکاح فتح کر دیا گیا یا تانا فانیہ میں ہو  
عورتوں پر عدت واجب ہونا بالاجماع ثابت ہے یہ قرأتی میں ہو۔ اگر کسی مرد نے اپنی جوہ کو طلاق بائن ویری یا رجعی یا تان  
طلاق دین یا دونوں میں بغیر طلاق فرقت واقع ہوئی اور عورت آزادہ ایسی ہو کہ اس کو حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین مہینوں  
خواہ یہ عورت آزادہ مسلمان ہو یا کتیبہ ہو یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور جو عورت کہ سبب نابالغ ہونے یا بڑھی ہونے کے  
حالیض نہ ہوتی ہو یا اس کا سن استعد ہو گیا ہو جو بالغہ کا ہوتا ہو مگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو ایسی عورت کی عدت تین مہینے ہو یہ  
تقا یہ ہیں ہو۔ اسی طرح جس عورت نے خون دیکھا پھر نہ دیکھا تو اس کی عدت بھی مہینوں کے حساب سے تین مہینے ہوگی اور یہی  
صحیح ہو۔ اور اگر عورت نے تین روز کٹھن دیکھا ہو پھر اس کا خون منقطع ہو گیا تو اس کی عدت کا حساب تین سے ہو گا اگرچہ نہانہ  
بزرگداز جاوے یہاں تک کہ وہ بڑھی ہو کہ آئندہ ہو جائے یہ عتیا یہ ہیں ہو۔ اور جو امع الفقہ میں لکھا ہو کہ جس عورت نے تین  
سے کم خون دیکھا اس کی عدت مہینوں کے شمار سے ہوگی اور یہی صحیح ہو اور جیسے تین روز دیکھا ہو تو اس کی عدت حیض سے شمار ہوگی یہ  
ماہ سرور میں ہیں ہو۔ اور اگر نابالغہ مہینوں کے شمار سے اپنی عدت پوری کرتی ہو کہ اس درمیان میں اس نے خون حیض پایا  
و اگر شمار بالطل نہ ہو گیا اور از سر نو حیض کے حساب سے عدت کا شمار کرے یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور جب طلاق یا وفات  
کی عدت مہینوں کے شمار سے واجب ہوئی پس اگر اتفاقاً غرض ماہ میں پیدا واقع ہو تو مہینوں کا شمار چاند سے ہو گا اگرچہ تین یا چار  
مہین چاند کل آوے اور اگر یہ واقعہ وہاں ماہ میں ہوا تو امام اعظم رحمہما کے نزدیک اور دو روایتوں سے ایک روایت کے  
امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک مہینوں کا پورا کرنا دونوں کے شمار سے ہو گا چنانچہ طلاق کی عدت تو تین روز میں در وفات کی عدت  
یکسٹین روز میں پوری ہوگی چھ مہین ہو اور اگر چاند کی اقل تاریخ میں عصر کے وقت اپنی عورت کو طلاق دی اور پھر عتیا  
ہو کہ مہینوں سے اس کی عدت کا شمار ہوتا ہو تو اس کی عدت کا حساب چاند سے لگایا جائیگا اور ایک روز میں سے کچھ حصہ گزر جائے اس پر اگر  
ہو گا کہ دونوں سے اس کی عدت کا حساب لگایا جائے بخلاف اسکے اگر دوسری یا تیسری تاریخ کو طلاق دی تو حکم نہیں ہے کہ تیسری یا چوتھی

اور اگر اپنی جوہر کو حالت حیض میں طلاق دیدی تو اس پر عدت کے تین حیض کامل واجب ہونگے اور حیض حسین طلاق دی ہو عدت میں حساب نہ کیا جائیگا یہ ظہیرہ میں ہو یا ندی و مدبرہ و ام ولد و مکاتبہ کی طلاق و نسخ کی عدت دو حیض ہیں اور اگر ایسی عورت ہو کہ اسکو حیض نہیں آتا ہو تو طلاق و نسخ میں اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہو یہ کافی ہیں ہو جو مملوکہ آزاد ہو گئی ہو مگر اس پر حمایت واجب ہو اسوجہ سے وہ مستحاطہ ہو تو اناہم اعظم حر کے نزدیک وہ مثل مکاتبہ کے ہو اور صاحبہ کے نزدیک وہ مثل حرہ کے ہو یہ سراج و حاج میں ہو اگر کسی مرد نے کسی عورت کے بطور شہبہ یا نکاح فاسد کے دخول کیا تو اس مرد پر اسکا عہد واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی اگر حرہ ہو تو تین حیض اور اگر باندی ہو تو دو حیض خواہ یہ مرد اس عورت کو چھوڑ کر مر گیا ہو یا دونوں میں تفریق کر دی گئی ہو اور عورت زندہ ہو اور اگر عورت بسبب صغریا کبر کے حائض نہ ہوتی ہو تو حرہ کی عدت تین مہینہ اور باندی کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہو یہ غایۃ البیان ہیں ہو اور اگر کسی مرد نے اپنی جوہر کو جو غیر کی باندی ہو خرید لیا حالانکہ اس کے ساتھ دخول کر چکا ہو تو نکاح فاسد ہو گیا اور اس مرد کے حق میں اس عورت پر عدت واجب نہ ہوگی جتنے کہ اس سے وطی کرنا اس مرد کو حرام نہیں ہو مگر غیر مرد کے حق میں یہ باندی مثل مقتدۃ القبر کے ہو گئی جتنے کہ اس مرد کو یہ اختیار نہیں ہو کہ کسی مرد سے عدت سے اس باندی کا نکاح کر دے تا وقتیکہ اسکو دو حیض نہ آجائیں چھوٹی شہری میں ہو اور اگر زید سے اپنی جوہر کو خرید لیا اور اس عورت کا زید سے ایک لڑکا ہو پس زید سے اسکو آزاد کر دیا تو اس پر تین حیض واجب ہونگے جنہیں سے وہ حیض میں جن امور کا منکوحہ سے اعتساب ہوتا ہو اعتساب ہوگا اور ایک حیض میں جن امور کا منکوحہ سے اعتساب ہوتا ہو اعتساب ہوگا اور اگر اپنی جوہر کو خرید لیا اور اسکو ایک حیض آگیا پھر اسکو آزاد کر دیا تو بعد عتق کے وہ دو حیض دیکھتے اپنی عدت پوری کرے گی اور انہیں امور سے اعتساب کیا جائیگا جن سے حرہ سے اعتساب کیا جاتا ہو اور اگر اسکو بیگ طلاق بائنہ یا من کر کے خرید کیا تو ہلکے میں اس سے وطی کر سکتا ہو بخلاف اسکے اگر دو طلاق دیکر اسکو بائنہ کر دیا ہو پھر خرید لیا تو اس پر حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ غیر شوہر سے حلال کر دے اور اگر اسکو دو حیض آگئے پھر اسکو آزاد کر دیا تو اس پر عدت نکاح واجب نہ ہوگی لیکن اس پر عدت عتق واجب ہے کہ اس میں ایک گوتہ سختی ہو بشرطیکہ اس مرد سے اسکے کوئی اولاد نہ ہو یہ عتق میں ہو یا نکاح میں اپنی منکوحہ کو خرید کیا تو نکاح فاسد ہوگا پھر اگر مکاتبہ مذکورہ اسے کتابت سے عاجز ہو گیا تو وہ دونوں اس پر نکاح بہ بدعت ہو جائیگا رشتہ کے اور اگر ادرا کے آزاد ہو گیا تو نکاح فاسد ہو جائیگا اور اس عورت پر عدت واجب نہ ہوگی یہ فتاویٰ تافہیخات میں ہو اور اگر مکاتبہ نے اپنی زوجہ کو خرید لیا پھر مر گیا اور اسقدر مال چھوڑا جو اسے کتابت کے واسطے کافی ہو اس مال کتابت ادا کر دیا گیا تو حکم دیا جائیگا کہ مکاتبہ کے آخر جزو اجزاء حیات میں اپنی دم و اسپین نکاح فاسد ہو گیا اور اس عورت پر فساد نکاح کی عدت واجب ہوگی اور وہ دو حیض ہیں بشرطیکہ مکاتبہ مذکور سے اسکی اولاد نہ ہو لی ہو اگر چہ اسے اسکے ساتھ دخول کیا ہو اور اگر اولاد ہوئی ہو تو عورت مذکورہ پر پورے تین حیض عدت واجب ہونگے اور مکاتبہ مذکورہ نے اسے کتابت کے واسطے مال کافی نہ چھوڑا ہو اور اس عورت کے اس کتابت سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تو اس پر دو مہینہ یا پنج روز کی عدت واجب ہے کی خواہ مکاتبہ اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس اگر عورت مذکورہ مکاتبہ کوئی اولاد چھوڑی ہو تو عورت اور اسکا بچہ مکاتبہ کی طرف سے اسکے ساتھ طے موافق نہایت کر سیکے اور اگر وہ دونوں حمایت سے عاجز ہوئے ہوں یا انہ کر سیکے تو اسکی عدت دو مہینہ یا پنج روز ہوگی اور اگر وہ دونوں سے مال کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مکاتبہ بھی آزاد ہو جائیگا یعنی حکم دیا جائیگا کہ وہ آخر جزو اجزاء حیات میں آزاد ہو کر مر جائے لیں اگر اسے مال کتابت اتنا ہی عدت میں واقع ہو تو اس

اور اگر اپنی جوہر کو حالت حیض میں طلاق دیدی تو اس پر عدت کے تین حیض کامل واجب ہونگے اور حیض حسین طلاق دی ہو عدت میں حساب نہ کیا جائیگا یہ ظہیرہ میں ہو یا ندی و مدبرہ و ام ولد و مکاتبہ کی طلاق و نسخ کی عدت دو حیض ہیں اور اگر ایسی عورت ہو کہ اسکو حیض نہیں آتا ہو تو طلاق و نسخ میں اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہو یہ کافی ہیں ہو جو مملوکہ آزاد ہو گئی ہو مگر اس پر حمایت واجب ہو اسوجہ سے وہ مستحاطہ ہو تو اناہم اعظم حر کے نزدیک وہ مثل مکاتبہ کے ہو اور صاحبہ کے نزدیک وہ مثل حرہ کے ہو یہ سراج و حاج میں ہو اگر کسی مرد نے کسی عورت کے بطور شہبہ یا نکاح فاسد کے دخول کیا تو اس مرد پر اسکا عہد واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی اگر حرہ ہو تو تین حیض اور اگر باندی ہو تو دو حیض خواہ یہ مرد اس عورت کو چھوڑ کر مر گیا ہو یا دونوں میں تفریق کر دی گئی ہو اور عورت زندہ ہو اور اگر عورت بسبب صغریا کبر کے حائض نہ ہوتی ہو تو حرہ کی عدت تین مہینہ اور باندی کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہو یہ غایۃ البیان ہیں ہو اور اگر کسی مرد نے اپنی جوہر کو جو غیر کی باندی ہو خرید لیا حالانکہ اس کے ساتھ دخول کر چکا ہو تو نکاح فاسد ہو گیا اور اس مرد کے حق میں اس عورت پر عدت واجب نہ ہوگی جتنے کہ اس سے وطی کرنا اس مرد کو حرام نہیں ہو مگر غیر مرد کے حق میں یہ باندی مثل مقتدۃ القبر کے ہو گئی جتنے کہ اس مرد کو یہ اختیار نہیں ہو کہ کسی مرد سے عدت سے اس باندی کا نکاح کر دے تا وقتیکہ اسکو دو حیض نہ آجائیں چھوٹی شہری میں ہو اور اگر زید سے اپنی جوہر کو خرید لیا اور اس عورت کا زید سے ایک لڑکا ہو پس زید سے اسکو آزاد کر دیا تو اس پر تین حیض واجب ہونگے جنہیں سے وہ حیض میں جن امور کا منکوحہ سے اعتساب ہوتا ہو اعتساب ہوگا اور ایک حیض میں جن امور کا منکوحہ سے اعتساب ہوتا ہو اعتساب ہوگا اور اگر اپنی جوہر کو خرید لیا اور اسکو ایک حیض آگیا پھر اسکو آزاد کر دیا تو بعد عتق کے وہ دو حیض دیکھتے اپنی عدت پوری کرے گی اور انہیں امور سے اعتساب کیا جائیگا جن سے حرہ سے اعتساب کیا جاتا ہو اور اگر اسکو بیگ طلاق بائنہ یا من کر کے خرید کیا تو ہلکے میں اس سے وطی کر سکتا ہو بخلاف اسکے اگر دو طلاق دیکر اسکو بائنہ کر دیا ہو پھر خرید لیا تو اس پر حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ غیر شوہر سے حلال کر دے اور اگر اسکو دو حیض آگئے پھر اسکو آزاد کر دیا تو اس پر نکاح بہ بدعت ہو جائیگا رشتہ کے اور اگر ادرا کے آزاد ہو گیا تو نکاح فاسد ہو جائیگا اور اس عورت پر عدت واجب نہ ہوگی یہ فتاویٰ تافہیخات میں ہو اور اگر مکاتبہ نے اپنی زوجہ کو خرید لیا پھر مر گیا اور اسقدر مال چھوڑا جو اسے کتابت کے واسطے کافی ہو اس مال کتابت ادا کر دیا گیا تو حکم دیا جائیگا کہ مکاتبہ کے آخر جزو اجزاء حیات میں اپنی دم و اسپین نکاح فاسد ہو گیا اور اس عورت پر فساد نکاح کی عدت واجب ہوگی اور وہ دو حیض ہیں بشرطیکہ مکاتبہ مذکور سے اسکی اولاد نہ ہو لی ہو اگر چہ اسے اسکے ساتھ دخول کیا ہو اور اگر اولاد ہوئی ہو تو عورت مذکورہ پر پورے تین حیض عدت واجب ہونگے اور مکاتبہ مذکورہ نے اسے کتابت کے واسطے مال کافی نہ چھوڑا ہو اور اس عورت کے اس کتابت سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تو اس پر دو مہینہ یا پنج روز کی عدت واجب ہے کی خواہ مکاتبہ اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس اگر عورت مذکورہ مکاتبہ کوئی اولاد چھوڑی ہو تو عورت اور اسکا بچہ مکاتبہ کی طرف سے اسکے ساتھ طے موافق نہایت کر سیکے اور اگر وہ دونوں حمایت سے عاجز ہوئے ہوں یا انہ کر سیکے تو اسکی عدت دو مہینہ یا پنج روز ہوگی اور اگر وہ دونوں سے مال کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مکاتبہ بھی آزاد ہو جائیگا یعنی حکم دیا جائیگا کہ وہ آخر جزو اجزاء حیات میں آزاد ہو کر مر جائے لیں اگر اسے مال کتابت اتنا ہی عدت میں واقع ہو تو اس

عورت پر تین فیصلہ از سر نو اسکے آزاد ہونے کے روز سے واجب ہونے کے آئین دو مہینہ پانچ روز کا تہ کے مرنے کے روز سے ہر روز  
کر دیگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنے مولیٰ کی دختر سے اسکی اجازت سے نکاح کیا پھر مکاتب بعد وفات مولیٰ کے بغیر  
اواسے بدل کتابت کے کافی مال چھوڑ کر مر گیا تو اس عورت کی عدت چار مہینہ دس دن ہوگی خواہ مکاتب نے اس سے دخول کیا ہو یا  
نہ کیا ہو اور اس عورت کو حرام اور میراث ملے گی اسی واسطے کہ مکاتب مذکور آزاد رہا ہو اور اگر مکاتب مذکور بدون مال کافی چھوڑے مر گیا تو اسکا  
نکاح فاسد ہو گیا اسی واسطے کہ عورت مذکورہ اسکی زندگی کے آخر خرو میں اسکی مالک ہو گئی ہو پس اگر مکاتب نے اسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو  
چہرین سے اسقدر کہ چھنی اسکی مالک ہوئی ہو ساقط ہو جائیگا اور وہ عورت تین چھین سے عدت پوری کرے گی اور اگر مکاتب نے دخول  
نہ کیا ہو تو حرم و عدت کچھ نہ ہوگی یہ محیطہ خسر میں ہے۔ اور جو عورت کہ حال غنہ ہوتی ہو وہ اپنی عدت چھین سے پوری کرے گی اگر  
چھین دس روز کا ہو تو اسکے غسل کرنے میں جو وقت صرف ہوگا وہ اسکے چھین میں داخل ہوگا اور اگر دس روز سے کم اسکو  
چھین آتا ہو تو غسل کرنے کا وقت ایام چھین میں داخل ہوگا اور اگر عورت کا فرہ ہو تو یہ وقت دونوں صورتوں میں سے  
کسی صورت میں چھین میں داخل ہوگا اور شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور اسکو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا حلال  
ہوگا جبکہ یہ وقت آخری عدت کا ہو یہ سراج و حاج میں ہو حال ملہ کی عدت سے ہو کہ وضع حمل کرے یہ کافی میں ہے۔ اور جو  
عورت چھین سے اپنی عدت گزارتی ہو اگر اسکے چھین کے ایام پورے دس روز ہوں تو اسکے غسل کا وقت چھین میں داخل  
نہیں ہو پس تیسرے چھین میں خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہوگا اور اگر شوہر نے اسکو طلاق نہ دی ہو تو اس سے  
قرینت کر سکتا ہو اور اگر طلاق دیدی ہو تو عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر اسکے ایام  
چھین دس روز سے کم ہوں پس اس نے غسل نہ کیا یا ایک نماز کا وقت کامل نہ گزار گیا تو رجعت باطل نہ ہوگی اور عورت سے  
واسطے یہ جائز ہوگا کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ عورت مسلمان ہو اور اگر عورت کتابیہ ہو تو خون منقطع  
ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہو جائیگا اور اسکے شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح  
کر لینا جائز ہوگا خواہ اسکے ایام چھین دس روز کے ہوں یا کم ہوں یہ سراج و حاج میں ہے۔ حال ملہ کی عدت وضع حمل ہو  
کذا فی الکافی خواہ وجوب عدت کے وقت حاملہ ہو یا بعد وجوب کے حاملہ ہو گئی ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور خواہ  
عورت حرمہ ہو یا مملوکہ کسی طور کی ہو غنہ یا بدہ یا مکاتب یا ام ولد یا مستحقۃ فداء یا مسلمہ ہو یا کتابیہ ہو کذا فی البدائع  
خواہ عدت از طلاق ہو یا وفات یا مشارکت یا وطی شبہہ کذا فی النہر الفائق اور خواہ حمل ثابت یا نسب ہو یا نہ ہو اور نہ ہونے کی  
صور میں یہ ہو کہ کسی نے زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح کیا پھر سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر شوہر کی موت کے بعد عورت میں حمل پیدا ہو گیا تو  
توضیح کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ انقضائے عدت بوضع حمل ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ ایسی عورت میں انقضائے عدت وضع حمل پر ہوگی اور باطل  
مسئلہ یہ ہے کہ قرار نصفہ وفات ہوتا ہو قبل موت کے وقت کی طرف اور اسی وجہ سے میت سے نسب ثابت ہوتا ہو اور جب یہ فرض  
مسئلہ ہو کہ علقہ نصفہ بعد موت کے ہاں رہے ہو تو انقضائے عدت ایسے حمل کے وضع پر بلا خلاف ہوگی یہ عتابیہ میں ہے وقت حمل  
واسطے کوئی مدت مقرر نہیں ہو چاہے طلاق یا موت سے ایک یا زائد اس سے کم کے بعد وضع حمل ہو تو عدت تمام ہو جائیگی یہ جوہرہ میں  
میں ہے۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ اگر شوہر مر گیا اور نہ زورہ تختہ پر نہ لایا جاتا ہو یا کفنا یا جاتا ہو اور اسکی عورت نے وضع حمل کیا تو  
عدت پوری ہو گئی اور ایسی عدت کی انقضائے کی شرط یہ ہے کہ جو وضع ہو یا اسکی خلقت ظاہر ہو گئی ہو اور اگر بالکل ظاہر نہ ہوئی ہو  
مثلاً خون کا نہ نکلا یا گوشت کا نہ نکلے اگر گیا تو اس سے عدت پوری ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مقتدہ عورت حاملہ ہو اور اسکے دو بچہ

تغیر سے  
کار کا یہ  
مرا دیکر  
پھر خود کو  
میں میں  
ہو کر اس  
کا دل  
پہلے پہل  
یہ کہ نہیں  
بلکہ اس  
سکون  
ستارہ  
میراث  
اس کا دل  
نفسانی  
عالم میں  
جس کے  
محبت سے  
فراق ہے  
شعبہ  
اس کا احاطہ  
کے لئے  
ظلم و جور  
بنا ہے جس  
واقعہ پر  
جو ہم





الہیٰ نے مثل اہل مصیبت کے تعزیت کی اور عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اسے اسکے ساتھ  
 دخول کیا پھر ایک شخص دوسرا آیا اور اسے اس عورت کو خبر دی کہ اسکا شوہر زندہ ہے اور کہا کہ میں نے اسکو فلان شہر  
 میں دیکھا پس اسکے صحاح ثانی کی کیا کیفیت ہو اور آیا اسکو دوسرے شوہر کے ساتھ قیام کرنا حلال ہے یا نہیں اور یہ اور  
 شوہر ثانی کہا کہ تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اسے اول خبر کی تصدیق کی جاتی تو اس سے یہ ممکن نہیں ہو کہ دوسرے شوہر کی تصدیق  
 کرے اور ان دونوں میں دوسرا نکاح باطل نہ ہوگا اور ان دونوں کو اختیار ہو کہ اس نکاح پر بزرگوارین بیتا یا غایہ  
 و بکر الرائق میں انصاف سے منقول ہو۔ اور اگر کسی غرو نے اپنی وجہ و رد میں سے ایک میں کو بعد ان دونوں کے ساتھ دخول  
 کرنے کے طلاق دیدی اور یہ دونوں حاکم ہوئی ہیں پھر فرمایا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ مطلقہ کو اپنی حق تو ان میں سے ہر ایک  
 پر عدت و نفقات واجب ہوگی کہ اس عدت میں عین جہیز کی تکمیل کروگی۔ اسی طرح اگر اس نے ہر دو میں سے ایک سے ایک  
 غیر معین کو تین طلاق دیدی اور یہ اپنی صحت کی حالت میں کیا پھر قبل بیان کے فرمایا تو ان میں سے ہر ایک پر عدت و  
 نفقات واجب ہوگی جن میں وہ تین جہیز کی تکمیل کرے گی یہ فتاویٰ کا منی خالی میں ہو۔ اگر اپنی جہیز دے سکے گا کہ اگر نہیں اس  
 دار میں داخل نہوا آج کے روز تو طلاق ثلاثہ ہی پھر یہ دن گزرنے کے بعد فرمایا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ وہ داخل ہوا تھا  
 یا نہیں تو اس عورت پر عدت و نفقات واجب ہوگی اور عدت جہیز اس پر لازم نہیں ہوگی یہ سبوط میں ہو۔ اور اگر طفل اپنی  
 جہیز کو چھوڑ کر فرمایا پھر طفل کی موت کے بعد اسکے حمل ظاہر ہوا تو مہنتوں کے شمار سے عدت پوری کرے گی اور اگر حاملہ ہونے  
 کی حالت میں طفل مذکور مر گیا تو احتساباً وضع حمل سے عدت پوری کرے گی کذا فی فیض الشرحی اور ہر دو صورت میں بچہ کا  
 نسب اس طفل سے ثابت نہ ہوگا یہ ہر دو میں ہو۔ اور ہر دو صورت میں وجود ہو دیکھا علم اس طرح ہو سکتا ہے کہ عورت مذکور طفل  
 کی موت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنمے اور بعد موت کے حادث ہونے کے شناخت اس طرح ہو سکتی ہے کہ روز موت سے چھ مہینہ  
 یا زیادہ میں بچہ جنمے یہ جامع مہینہ میں ہو۔ اور اگر کسی اپنی جہیز کو چھوڑ کر فرمایا اور حالیکہ وہ حاملہ تھی یا بعد موت کے حمل پیدا ہوا تو  
 اسکی عدت وضع حمل ہو اور محبوب اگر جہیز کو حاملہ چھوڑ کر فرمایا یا اسکی موت کے بعد حمل حادث ہوا تو دو روایتوں میں سے  
 ایک روایت میں ہو کہ اسکا حکم مثل نفلی کے ہو کہ بچہ کا نسب اس محبوب سے ثابت ہوگا اور نقد ضامی عدت وضع حمل  
 ہوگی اور دوسری روایت میں یہ ہو کہ وہ مثل طفل کے ہو یہ جوہرہ پیرہ میں ہو۔ اور اگر محبوب اپنی جہیز کو چھوڑ کر تو نسب  
 ولد و عدت میں اسکا حکم مثل مرد مذکور کے ہو یہ بزرگوارین میں ہو۔ اگر اپنی جہیز کو طلاق دیدی پھر دیکھا پس اگر طلاق جہیز  
 ہو تو اسکی عدت تنقل بعد نفقات ہو جائیگی خواہ مرد مذکور نے اسکو حال مرض میں طلاق دی ہو یا صحت میں اور عدت طلاق  
 منہدم ہو جائیگی اور اگر طلاق بائنہ یا تین طلاق ہوں پس اگر وہ وارث نہ ہو سکتی ہو یا بن طور کہ اسکو حال صحت میں طلاق دی  
 ہو تو اسکی عدت طلاق تنقل بعد نفقات ہوگی اور اگر وہ وارث ہوتی ہو یا بن طور کہ اسکو حال مرض میں طلاق دی  
 ہو پھر عدت گزرنے سے پہلے مر گیا پس عورت وارث شہری تو چار مہینہ دس روز عدت فاق پوری کرے گی جن میں جہیز کی  
 تکمیل کا لحاظ رکھی جاتی کہ اگر چار مہینہ دس روز میں اسکو تین جہیز نہ آئے تو اسکے بعد تک پوری کرے گی اور یہ امام عظیم و امام  
 محمد کا قول ہے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر مرد مذکور اپنی روت پر قتل کیا گیا حتیٰ کہ اسکی جہیز و اسکی وارث شہری تو اسکی عدت ہر دو  
 مدت میں سے دراز ہوگی یہ امام عظیم و امام محمد کا قول ہے۔ اور اگر لقمہ ولد کا مولیٰ اسکو چھوڑ کر فرمایا یا اسکو آزاد کر دیا تو اسکی  
 عدت تین جہیز ہوگی۔ اور یہ اسوقت ہو کہ ام ولد مذکورہ عدت کے اندر نہ ہو اور نہ کسی شوہر کے تحت میں ہو۔ اور

فتاویٰ ہندیہ کتاب طلاق باب سترہم عدت

ام ولد نہ کورہ کو نفقہ عدت نہ ملے گا۔ اور اگر وہ جائزہ نہ دیتی ہو تو اسکی عدت تین مہینہ ہیں۔ اور اگر ایسی باندی کو شوہر  
جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی مدبرہ کو جو شوہر اس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی باندی یا مدبرہ کو آزاد کر دیا تو اس پر چھ  
مہینہ ہیں۔ اور اگر اس نے بوجہ سرانجام و باج میں نہ ہو۔ اور اگر ایسی ام ولد کا کسی سے نکاح کر دیا ہو جو شوہر کا ام ولد نہ کورہ اپنے شوہر سے  
تحت میں تھی یا کسی شوہر کی عدت میں تھی تو موی کے موت کی عدت اس پر واجب نہ ہوگی۔ اور اگر موی نے اسکو آزاد کر دیا ہو جو شوہر سے  
اسکو طلاق دیدی تو اس پر آزادہ عدتوں کی عدت واجب کی اور اگر شوہر نے اسکو طلاق دیدی پھر موی نے اسکو آزاد کر دیا  
کر دیا پس اگر طلاق دیدی ہو تو اسکی عدت ناقصا بعد از مرگ شوہر جائیگی اور اگر طلاق بائن ہو تو عدت منقالب ہوگی پھر  
اگر اسکی عدت منقضی ہوگئی پھر موی نے اسکو شوہر سے تین مہینہ کی عدت واجب ہوگی۔ اور اگر موی نے شوہر سے  
دونوں مہینے پس اگر یہ معلوم ہو کہ شوہر پہلے مر گیا اور یہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت کے درمیان دو مہینہ یا پنج روز کا  
تفاوت ہو تو اس پر دو مہینہ یا پنج روز کی عدت واجب ہوگی جیسے باندیوں پر اپنے شوہر کے مرنے میں واجب ہوگی۔ اور اگر موی  
کے مرنے کی اسپر تین مہینہ کی عدت ہوگی اور اگر دونوں کی موت میں دو مہینہ یا پنج روز سے کم فرق ہو تو بھی اسپر شوہر کی  
وفات کی دو مہینہ یا پنج روز کی عدت واجب ہوگی۔ اور اگر موی کے موت کی اسپر کچھ عدت لازم ہوگی یہ پانچ مہینہ ہو۔ اور اگر  
ام ولد کا شوہر موی دونوں اسکو چھوڑ کر مر گئے اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ دونوں میں سے کون پہلے مر گیا اور دونوں کی موت  
میں دو مہینہ یا پنج روز سے کم فرق ہو تو اس پر چار مہینہ دس روز کی عدت احتیاطاً دونوں میں سے آخر کی عدت واجب  
ہوگی اور اس میں چھ مہینہ کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر وہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں دو مہینہ یا پنج روز یا زیادہ ہیں تو اس پر چار مہینہ دس روز  
کی عدت واجب ہوگی۔ تین مہینہ کی بھی تکمیل کرے گی اور اگر یہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں کتنے دنوں کا فرق ہو اور اگر  
معلوم ہو کہ دونوں میں سے کون پہلے مر گیا تو اس پر اس کے نزدیک عدت چار مہینہ دس روز ہوگی۔ جیسے تین مہینہ کی تکمیل ہو  
نہیں ہو اور مہینہ کے نزدیک اس میں تین چھ مہینہ کی تکمیل بھی کرے گی اور اسی طرح اگر شوہر نے اسکو طلاق دیدی ہو تو بھی  
ان صورتوں میں یہی حکم ہوگا اور اس صورت کو اپنے شوہر سے چار مہینہ دس روز کی تکمیل ہوگی۔ اگر صغیرہ کو جو جائزہ نہ دیتی  
ہو طلاق دی گئی اور شوہر نے اس سے دخول کر لیا ہو اور یہ صغیرہ ایسی ہو کہ اسکی مثل سے جماع کیا جاتا ہو تو اسکی عدت تین مہینہ ہوگی  
اور شیخ ابو الحسن نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ یہ صغیرہ ایسی ہو کہ مراد سے یعنی قریب بہ بلوغ ہو اور اگر قریب بہ بلوغ ہو  
تو شیخ ابو الفضل نے فرمایا کہ اسکی عدت مہینوں کے شمار سے منقضی نہ ہوگی بلکہ توقف کیا جائیگا بیان تک کہ کھل جائے کہ اسکو  
اس وطی سے حل رہا ہو یا نہیں رہا ہو یہ نہ متاثر ہوگی۔ صغیرہ کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی پھر اس پر ایک روز  
کم تین مہینہ گذرے پھر اسکو حیز کر یا تو حسب تکلیف اسکو تین چھ مہینہ یا دس مہینہ تک اسکی عدت منقضی نہ ہوگی۔ ایک مہینہ اپنی  
جو رو طلاق دیدی دیدی پس اسے تین چھ مہینہ کی عدت پوری کی مگر ایک روز کم رہا تو اس پر شوہر مر گیا تو اسکی اور چار مہینہ  
دس روز کی عدت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان ہیں۔ اور اگر مطلقہ نے اپنی عدت چھ مہینہ کی پوری کرنی شروع کی اور  
ایک چھ مہینہ یا دس مہینہ یا چھ مہینہ کے بعد اسکا شوہر مر گیا ہو تو وہ عدت سے خارج ہوگی یہاں تک کہ اسے شوہر کا  
پھر اگر بندہ بیان تک کہ وہ آئندہ ہوگی تو اس پر نو مہینوں سے عدت پوری کرے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر  
کو اگر اس کے شوہر نے طلاق دیدی پھر اسکی عدت تین مہینہ ہوگی۔ اسکو آزاد کر دیا تو وقت طلاق سے اسکی عدت منقضی ہوگی  
حرائر ہو جائیگی پس اسپر تین مہینہ کی عدت پوری کر دینی واجب ہوگی اگر اسکو چھ مہینہ یا دس مہینہ سے پوری کرنی لازم ہوگی

ام ولد نہ کورہ کو نفقہ عدت نہ ملے گا۔ اور اگر وہ جائزہ نہ دیتی ہو تو اسکی عدت تین مہینہ ہیں۔ اور اگر ایسی باندی کو شوہر جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی مدبرہ کو جو شوہر اس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی باندی یا مدبرہ کو آزاد کر دیا تو اس پر چھ مہینہ ہیں۔ اور اگر اس نے بوجہ سرانجام و باج میں نہ ہو۔ اور اگر ایسی ام ولد کا کسی سے نکاح کر دیا ہو جو شوہر کا ام ولد نہ کورہ اپنے شوہر سے تحت میں تھی یا کسی شوہر کی عدت میں تھی تو موی کے موت کی عدت اس پر واجب نہ ہوگی۔ اور اگر موی نے اسکو آزاد کر دیا ہو جو شوہر سے اسکو طلاق دیدی تو اس پر آزادہ عدتوں کی عدت واجب کی اور اگر شوہر نے اسکو طلاق دیدی پھر موی نے اسکو آزاد کر دیا کر دیا پس اگر طلاق دیدی ہو تو اسکی عدت ناقصا بعد از مرگ شوہر جائیگی اور اگر طلاق بائن ہو تو عدت منقالب ہوگی پھر اگر اسکی عدت منقضی ہوگئی پھر موی نے اسکو شوہر سے تین مہینہ کی عدت واجب ہوگی۔ اور اگر موی نے شوہر سے دونوں مہینے پس اگر یہ معلوم ہو کہ شوہر پہلے مر گیا اور یہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت کے درمیان دو مہینہ یا پنج روز کا تفاوت ہو تو اس پر دو مہینہ یا پنج روز کی عدت واجب ہوگی جیسے باندیوں پر اپنے شوہر کے مرنے میں واجب ہوگی۔ اور اگر موی کے مرنے کی اسپر تین مہینہ کی عدت ہوگی اور اگر دونوں کی موت میں دو مہینہ یا پنج روز سے کم فرق ہو تو بھی اسپر شوہر کی وفات کی دو مہینہ یا پنج روز کی عدت واجب ہوگی۔ اور اگر موی کے موت کی اسپر کچھ عدت لازم ہوگی یہ پانچ مہینہ ہو۔ اور اگر ام ولد کا شوہر موی دونوں اسکو چھوڑ کر مر گئے اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ دونوں میں سے کون پہلے مر گیا اور دونوں کی موت میں دو مہینہ یا پنج روز سے کم فرق ہو تو اس پر چار مہینہ دس روز کی عدت احتیاطاً دونوں میں سے آخر کی عدت واجب ہوگی اور اس میں چھ مہینہ کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر وہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں دو مہینہ یا پنج روز یا زیادہ ہیں تو اس پر چار مہینہ دس روز کی عدت واجب ہوگی۔ تین مہینہ کی بھی تکمیل کرے گی اور اگر یہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں کتنے دنوں کا فرق ہو اور اگر معلوم ہو کہ دونوں میں سے کون پہلے مر گیا تو اس پر اس کے نزدیک عدت چار مہینہ دس روز ہوگی۔ جیسے تین مہینہ کی تکمیل ہو نہیں ہو اور مہینہ کے نزدیک اس میں تین چھ مہینہ کی تکمیل بھی کرے گی اور اسی طرح اگر شوہر نے اسکو طلاق دیدی ہو تو بھی ان صورتوں میں یہی حکم ہوگا اور اس صورت کو اپنے شوہر سے چار مہینہ دس روز کی تکمیل ہوگی۔ اگر صغیرہ کو جو جائزہ نہ دیتی ہو طلاق دی گئی اور شوہر نے اس سے دخول کر لیا ہو اور یہ صغیرہ ایسی ہو کہ اسکی مثل سے جماع کیا جاتا ہو تو اسکی عدت تین مہینہ ہوگی اور شیخ ابو الحسن نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ یہ صغیرہ ایسی ہو کہ مراد سے یعنی قریب بہ بلوغ ہو اور اگر قریب بہ بلوغ ہو تو شیخ ابو الفضل نے فرمایا کہ اسکی عدت مہینوں کے شمار سے منقضی نہ ہوگی بلکہ توقف کیا جائیگا بیان تک کہ کھل جائے کہ اسکو اس وطی سے حل رہا ہو یا نہیں رہا ہو یہ نہ متاثر ہوگی۔ صغیرہ کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی پھر اس پر ایک روز کم تین مہینہ گذرے پھر اسکو حیز کر یا تو حسب تکلیف اسکو تین چھ مہینہ یا دس مہینہ تک اسکی عدت منقضی نہ ہوگی۔ ایک مہینہ اپنی جو رو طلاق دیدی دیدی پس اسے تین چھ مہینہ کی عدت پوری کی مگر ایک روز کم رہا تو اس پر شوہر مر گیا تو اسکی اور چار مہینہ دس روز کی عدت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان ہیں۔ اور اگر مطلقہ نے اپنی عدت چھ مہینہ کی پوری کرنی شروع کی اور ایک چھ مہینہ یا دس مہینہ یا چھ مہینہ کے بعد اسکا شوہر مر گیا ہو تو وہ عدت سے خارج ہوگی یہاں تک کہ اسے شوہر کا پھر اگر بندہ بیان تک کہ وہ آئندہ ہوگی تو اس پر نو مہینوں سے عدت پوری کرے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کو اگر اس کے شوہر نے طلاق دیدی پھر اسکی عدت تین مہینہ ہوگی۔ اسکو آزاد کر دیا تو وقت طلاق سے اسکی عدت منقضی ہوگی حرائر ہو جائیگی پس اسپر تین مہینہ کی عدت پوری کر دینی واجب ہوگی اگر اسکو چھ مہینہ یا دس مہینہ سے پوری کرنی لازم ہوگی

اگر حیض نہ آتا ہو۔ اور اگر اسکے شوہر نے ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیدی یا اسکو تہرہ کر گیا ہو وہ عدت میں  
 آزاد کر دی گئی تو اسکی عدت منقزل بعدت حرائر نہوگی پس اسپر واجب ہوگا کہ وہ حیض سے عدت پوری کرے یا ایک  
 مہینہ یا نصف مہینہ سے پوری کرے یا دو مہینہ پانچ روز سے عدت پوری کرے گی جسبہ اختلاف احوال عورت کذا فی  
 غایۃ البیان صفحہ ۱۱۲ باندی کو بعد دخول کے طلاق دیکھی تو اسکی عدت تہرہ مہینہ ہوگی اور اگر عدت منقضی ہوئی ہو تو اسکی  
 پونچھ اسکو حیض آگیا تو اسکی عدت منقزل حیض ہو جائیگی پس وہ حیض سے عدت پوری کرے گی جسبہ حیض کی عدت پوری ہو جائے  
 قریب چوٹی تو آزاد کر دی گئی تو اسکی عدت میں حیض ہو جائیگی پھر جب اسکی عدت گزرے قریب چوٹی تو اسکا شوہر کر گیا  
 تو اسپر چار مہینہ دس روز کی عدت لازم ہوگی یہ عتابیہ میں ہے طلاق کی صورت میں ابتدا سے عدت بعد طلاق سے ہوگی  
 اور وفات میں بعد وفات سے۔ اور اگر عورت کو طلاق یا وفات کا حال معلوم نہ پایا نہ تک کہ عدت گزر گئی تو اسکی  
 عدت پوری ہوگی یہ وہاں میں ہے۔ اور اگر عورت کو شوہر کی موت میں شک ہو تو چوبیس وقت سے اسکو تین ہوا جو اسکو  
 عدت شروع کو کی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور نکاح فاسد میں ابتدا سے عدت تفریق سے ہرگی یا جب وقت سے دلی گناہ نہ  
 اس عورت سے دلی ترک کرنے پر غم کر لیا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی اس جو کو طلاق وقت  
 سے طلاق دی ہو تو عدت اسی وقت اقرار سے ہوگی چاہے عورت نے اس مرد کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی یا کما کر  
 مجھے معلوم نہیں ہے اگر اس اسناد میں شوہر کے قول کی تصدیق ہوگی اور یہی مختار ہے اور امام محمد نے کتاب میں یوں جواب  
 دیا ہے کہ در صورتیکہ عورت نے اسکے قول کی تصدیق کی تو عدت اسی وقت سے ہوگی جسوقت سے طلاق دی ہو مگر متاخرین  
 نے وجوب عدت کو وقت اقرار سے اختیار کیا ہے حتیٰ کہ اس مرد کو یہ حلال ہوگا کہ اٹھ عورت کی بہن سے نکاح کرے یا اسکے  
 سوا سے چار عورتوں کو نکاح میں لادے اور یہ مرد نکور کی زجر ہے کہ اتنے عورت مذکورہ کی طلاق کو پوشیدہ رکھا ولیکن عورت کے  
 واسطے فقہ دسکنی واجب ہوگا اور شوہر پر دوبارہ مرد دیگر واجب ہوگا اگر اتنے دخول کیا ہو کہ نیکہ اتنے خود اقرار کیا اور عورت  
 نے اسکی تصدیق کی ہو یہ غایۃ البیان میں نقل علی التسمیہ و التامیہ و التامیہ ہے۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدیں حالانکہ اس  
 عورت کے ساتھ رہتا ہو پس اگر وہ مطلق ہو تو عدت گزر جائیگی اور اگر منکر طلاق ہو تو ان دونوں کی زجر کی غرض سے اسوقت  
 اقرار سے عدت واجب کی اور یہی مختار ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو دو کو تین طلاق دیدیں اور اسکی طلاق اراگون  
 سے چھپائی پھر جب اسکو وہ حیض آچکے تو اس سے دلی کی پس عدت مذکورہ کو حل رکھیا پھر مرد نکور سے اسکے طلاق دینے کا  
 اقرار کیا تو جب تک عورت مذکورہ کو وضع حمل نہوا اسکے لیے نفقہ واجب ہوگا اسواسطے کہ اسکی عدت جب منقضی ہوگی  
 جب وضع حمل ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی مدخلہ جو سے کہا کہ ہر بار کہ تجھے حیض آوے اور تو طہر ہو جائے  
 کو تو طہر ہو پس عورت مذکورہ کو تین حیض آئے تو عدت کا شمار طلاق اول واقع ہونے کے وقت سے ہوگا یہ فتاویٰ جعفری  
 میں ہے اگر مرد نے اپنی جو دو کو طلاق دی پھر طلاق سے انکار کر گیا پس سپر گواہ قائم کیے گئے اور قاضی نے دونوں میں تفریق کرنے  
 کا حکم دیا تو عدت وقت طلاق سے ہوگی نہ وقت قضا قاضی سے یہ خلاصہ میں ہے۔ دو عورتیں ہمارے نزدیک عدت احادیث میں  
 منقضی ہوتی ہیں خواہ جنس واحد سے ہوں یا دو جنس سے ہوں چنانچہ اول کی صورت یہ ہو کہ طلاق کو ایک حیض آیا پھر اتنے  
 دو سرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دو سرے شوہر نے اس سے دلی کی اور دونوں میں تفریق کر دی گئی اور پھر اسکو وہ حیض آئے  
 تو اب اس دو سرے شوہر کو اختیار ہوگا چاہے اس سے نکاح کر لے کیونکہ شوہر اول کی عدت اب گزر گئی مگر دوسرے سے نہیں گزری

عدت  
 طلاق  
 عتابیہ  
 حرایر  
 حیض  
 مہینہ  
 نصف مہینہ  
 دو مہینہ  
 پانچ روز  
 تہرہ مہینہ  
 شوہر  
 شوہر کے قول  
 عورت کی تصدیق  
 عتابیہ  
 عورت کے ساتھ رہتا ہو  
 مطلق ہو تو  
 منکر طلاق ہو تو  
 تین طلاق دیدیں  
 طلاق اول  
 واقع ہونے کے  
 وقت سے  
 حیض آئے  
 تو عدت کا  
 شمار طلاق  
 اول واقع  
 ہونے کے  
 وقت سے  
 ہوگا  
 یہ فتاویٰ  
 جعفری میں  
 ہے  
 اگر مرد نے  
 اپنی جو دو  
 کو طلاق دی  
 پھر طلاق  
 سے انکار کر  
 گیا پس  
 سپر گواہ  
 قائم کیے  
 گئے  
 اور قاضی  
 نے دونوں  
 میں تفریق  
 کرنے کا  
 حکم دیا  
 تو عدت  
 وقت طلاق  
 سے ہوگی  
 نہ وقت  
 قضا قاضی  
 سے  
 یہ خلاصہ  
 میں ہے  
 دو عورتیں  
 ہمارے  
 نزدیک  
 عدت احادیث  
 میں منقضی  
 ہوتی ہیں  
 خواہ جنس  
 واحد سے  
 ہوں یا دو  
 جنس سے  
 ہوں  
 چنانچہ  
 اول کی  
 صورت یہ  
 ہو کہ  
 طلاق کو  
 ایک حیض  
 آیا پھر  
 اتنے  
 دو سرے  
 شوہر سے  
 نکاح کر  
 لیا اور  
 دو سرے  
 شوہر نے  
 اس سے  
 دلی کی  
 اور  
 دونوں  
 میں  
 تفریق  
 کر دی  
 گئی  
 اور  
 پھر  
 اسکو  
 وہ  
 حیض  
 آئے  
 تو  
 اب  
 اس  
 دو  
 سرے  
 شوہر  
 کو  
 اختیار  
 ہوگا  
 چاہے  
 اس  
 سے  
 نکاح  
 کر  
 لے  
 کیونکہ  
 شوہر  
 اول  
 کی  
 عدت  
 اب  
 گزر  
 گئی  
 مگر  
 دوسرے  
 سے  
 نہیں  
 گزری





جو مسلمان عورت پر واجب ہو تا ہو ایسے اگر یہ کہتا ہے عورت آزادہ ہو تو مثل مسلمہ آزادہ کے اور اگر باندی ہو تو مثل مسلمان باندی کے احکام کا برتاؤ لازم ہو گا اور اگر کتابی کسی کا فریقے تحت میں ہو تو موت و فرقت کسی عورت میں اس پر عذر نہ کی بشرطیکہ ان کے مذہب میں ایسا ہی ہو یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک عورت پر عدت واجب ہوگی یہ مسراج و مراح میں ہے۔

**چودھواں باب** عورت پر واجب ہے کہ بیان میں عورت بشوئہ یا جس کا شوہر چھوڑ کر مر گیا ہو اگر وہ بالفرض مسلمہ ہو تو اس پر ایام عدت میں سوگ واجب ہے یہ کافی میں ہے۔ اور سوگ سے یہ مراد ہے کہ خوشبو و تیل و مسہ و حناء و دھنا وغیرہ نہ کرے کہ پہننے اور کپڑے کے رنگ دیکھنے اور کپڑے کے پہننے سے اجتناب کرے اور نیز جو زعفران سے رنگا ہوا ہو اس کے پہننے سے اجتناب کرے لیکن اگر وہ دھوا یا گیا ہو کہ اس کی خوشبو نہ آتی ہو تو مضائقہ نہیں ہو اور قید سید اور نیز جو چرم کے پہننے سے اجتناب کرے اور نہ پورے پہننے سے اجتناب کرے اور اپنی زینت کرے اور کنگھی سے سر کے بالیں تنویر سے اسے اجتناب کرے بڑھاپے میں کنگھی ایسی طرحت سے کر لی جس کا وہ نہ داند نہ دیکھ نہ ہو سقے پہننے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور کنگھی کرنا دوسری طرف سے مکرہ ہے جو عورت کے دندان یا ریکہ ہو تو یہ بھی مکرہ اس طرف سے نہایت کے واسطے ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور عورت پر اجتناب کرنا اس کی حالت اختیار کی تک واجب ہے اور حالت اختیار میں کچھ مضائقہ نہیں ہے مثلاً اس کے سر میں دروغیہ کوئی یا کبھی کہ جس کی وجہ سے اسے سر میں تیل ڈالا یا آنکھ میں کوئی پیاری ہوئی کہ اس سے سر میں لگا یا بونہی کے تھوکر مضائقہ نہیں ہے یہ خطیب میں ہے اور اگر سر میں تیل ڈالنے کی عادت ہو گئی ہو کہ اس کو نہ ڈالنے کی عورت میں کئی پیاری دروغیہ کے پیشہ جانے کا خوف ہو تو تیل ڈالنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اس میں پیاری کے پیشہ جانے کا فالسہ لگنا ہو یہ کافی میں ہے اور بصر کا لباس نہ پہننے کیونکہ اس میں زینت ہو الا بشرطیکہ مثلاً اس کے بدن میں خارش ہو یا چیل ہو یا کبھی ہونے لگی ہو یا کبھی ہو یا کبھی اس کو ہلال نہیں ہو اور سیاہ رنگا ہو یا پہننے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کچھ نہیں ہیں تو یہ بھی ہیں تو۔ اور اگر عورت ایسی فقیر ہو کہ اس کے پاس سوا اس کے ایکسٹریمن کپڑے کے نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ اس کو بغیر اوہ زینت کے پہننے یہ شریعت طحاوی میں ہے اور وغیرہ پر اور مجتہد پر اگرچہ بالفرض ہوا کہ کتابیہ پر اور عورت نکاح فاسد کی عدت میں ہو اس پر اور مطلقہ بطلاق جہی پر خدا دینے سوگ واجب نہیں ہو اور یہ ہمارے نزدیک ہے کہ ان فی البدائع۔ اور اگر کافرہ عورت عدت میں مسلمان ہو گئی تو اس پر باقی عدت تک سوگ لازم ہو گا یہ جوہرہ پیرہ میں ہے اور باندی پر جبکہ منکوحہ ہو تو شوہر کی وفات یا طلاق یا سن و پیشہ کی عدت میں سوگ لازم ہے اور یہی حکم بدیرہ دام ولد و کاتبہ و مستساعہ کا ہے اور اگر ام ولد کو اس کے مولیٰ نے آزاد کر دیا یا پتھر کر دیا تو اس پر سوگ نہیں ہو اور یہی حکم ایسی عورت کا ہے جو جس سے شہرہ سننے و طہ کی گئی ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور عورت کو روا نہیں ہے کہ معتدہ غیر کو صریح خطبہ کرے خواہ وہ طلاق کی عدت میں ہو یا شوہر کی وفات کی عدت میں ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور باقرین کو اسو اس پر اجماع ہے کہ رجعی مطلقہ سے تقریباً منسوخ ہوا اور ایسے ہی ہمارے نزدیک ہے کہ طلاق بائن دی گئی ہو اور تقریباً اسی عورت سے جائز ہو جو شوہر کی وفات کی عدت میں ہو یہ قاضی سرحدی میں ہے اور تقریباً اسی صورت میں ہے کہ اس سے بیون کہ اگر عورت نکاح کرنا چاہتا ہو اس کے لیے ایسی عورت نہ پند کرنا جو عورت سے طلاق ہو چکی ہو یا ایسی عورت جس سے طلاق ہو چکی ہو اس عورت میں ہیں

عورت  
بانی نفس  
جہاں کہ ہو  
بشرطیکہ  
نہ ہو شوہر  
کی عورت

۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

یا یوں کہے کہ تو ماشاء اللہ حسینہ یا جمیلہ ہو یا توجہ خوش معلوم ہوتی ہو یا میرا سبب ایسی کوئی نہیں ہو یا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 تجھے بچھے بچھے بچا کر دے یا اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں ایک امر مقرر کیا ہوگا تو ہوگا یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اگر عورت  
 معتدہ از نکاح صحیح ہو اور یہ عورت طلاق حرمہ بالغہ عاقلہ مسلمہ ہو اور حالت اختیار ہی ہو تو یہ عورت نہ رات میں یا ہر گز  
 نہ دن میں خواہ طلاق تین رگی ہو یا ایک بائٹہ یا رگی یہ بدائع میں ہو۔ اور جن عورت کو اسکا شوہر چھوڑ کر مر گیا وہ  
 دن میں نکاح کی ہو اور کچھ رات تک مگر اپنی منزل کے سوا سب دوسری جگہ رات بسر نہ کرے گی یہ بدائع میں ہو۔ اور جو عورت نکاح  
 فاسد کی عدت میں ہو وہ نکل سکتی ہو الا اس صورت میں نہیں نکاح کی ہو کہ اس کے شوہر نے اسکو طلاق کر دی ہو یہ بدائع میں ہو  
 اور اگر معتدہ باندی ہو تو وہ اپنے مولیٰ کی خدمت کیوں اسطے نکل سکتی ہو خواہ عدت وفات ہو یا عدت طلاق یا طلاق خواہ طلاق حرمہ ہو  
 یا بائن اور اگر وہ عدت کے اندر آزاد کر دی گئی تو باقی عدت میں اسپر وہی امور واجب ہو گئے جو حرمہ یا بئن کو وہ شدہ  
 واجب ہوتے ہیں اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر مولیٰ نے باندی کو اس کے شوہر کے ساتھ رہنے کے واسطے کوئی جگہ دیدی  
 ہو ہو جب تک وہ اس حال پر ہو بیان سے خارج نہ ہوگی الا انکہ مولیٰ اسکو یہاں سے نکال لے۔ اور بدہ باندی و اعم ول۔ و  
 مکاتیب کا حکم باہر نکاحا مبارح ہونے کے حق میں مثل باندی کے ہو چکی ہیں۔ اور جو مستحاضہ ہو یعنی سہائیت کرتی ہو وہ  
 امام ائمہ کے نزدیک مکاتیب کے ہو اور کتابیہ عورت کو عدت میں با جائزہ شوہر کے باہر نکالنا حلال ہے اور بدہ ول جائزہ  
 شوہر کے حلال نہیں ہو خواہ طلاق بھی ہو یا بائٹہ ہو یا تین طلاق ہوں اور اسی طرح عدت وفات میں اسکو اختیار ہے کہ منزل  
 شوہر کے سوا سب دوسری منزل میں رات گزارے یہ بسط میں ہے۔ اور اگر کتابیہ عورت کے اندر مسلمان ہو گئی تو باقی عدت  
 میں اسپر وہی احکام لازم ہونگے جو مستحاضہ عورت پر واجب ہوتے ہیں۔ اور حرمہ مسلمہ میں نکل سکتی ہو نہ با جائزہ شوہر کے اور  
 نہ بغیر اجازت شوہر کے اور یہی لڑکی نابالغہ میں کہ طلاق رجعی ہو تو با جائزہ شوہر کے نکل سکتی ہو اور اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ  
 بغیر اجازت شوہر کے نکلے جیسے قبل طلاق کے حکم تھا۔ اور اگر طلاق بائٹہ ہو تو اسکو بغیر اجازت شوہر کے اور یہ اجازت شوہر  
 کے دونوں طرح نکلنے کا اختیار ہے الا انکہ یہ لڑکی قریب بہ بلوغ ہو تو بدہ ول اجازت شوہر کے نہیں نکل سکتی ہو ایسا ہی شائع  
 نے اختیار کیا ہو چھیط میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا تو اسکو اختیار ہے کہ عدت میں نکلے نہ طہیرہ میں ہو  
 اور مجنونہ و معتوہ کا حکم مثل کتابیہ کے ہو کہ نکل سکتی ہو یہ غایہ سرور میں ہے۔ اور جو سبب عورت کا شوہر اگر مسلمان ہو گیا اور  
 اس عورت نے اسلام سے انکار کیا یا تھا کہ دونوں میں تفریق ہو گئی اور عورت پر عدت واجب ہوئی یا بئن لور کہ شوہر نے  
 اس سے دخول کیا تھا تو اسکو نکلنے کا اختیار ہے لیکن اگر شوہر نے اپنے نفقہ کی حفاظت کی غرض سے اس عورت سے چاہا کہ نکلے  
 اور اس سے مطالبہ کیا تو اسپر لازم ہوگا کہ نہ نکلے۔ اور اگر مسلمان عورت نے اپنے شوہر کے سپر کا شوہر سے پوسہ لیا یا تھا کہ  
 کہ دونوں میں تفریق واقع ہوئی اور چونکہ بعد دخول ہونے کے ایسا ہوا ہو عورت پر عدت واجب ہوئی تو اسکو اپنی منزل سے  
 نکلنے کا اختیار نہیں ہو یہ بدائع میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے نفقہ عدت پر اپنے شوہر سے نکل لیا پس اس عورت کو اپنے نفقہ  
 واسطے ضرورت ہوئی کہ باہر نکلے تو شائع نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ وہ نکل سکتی ہو جیسے وہ عورت جسکو شوہر چھوڑ  
 مرا ہو اور بعض نے کہا کہ نہیں نکل سکتی ہو اور یہی مختار ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور یہی اصح ہے جو چھیط و خسی میں ہے  
 پر واجب ہے کہ اسی مکان میں عدت گزارے جو حالت وقوع و وقوع وفات شوہر میں اس کے رہنے کا مکان معلوم تھا کافی  
 میں ہو اور اگر وہ اپنے کنبہ والوں کو دیکھنے لگتی یا کسی دوسرے گھر میں کسی سبب سے تھی کہ اس وقت اسپر طلاق واقع

ہوئی تو اسی وقت ہرانا خیر اپنے رہنے کے مکان کو چلی جائے اور یہی حکم عدت و فاسقین ہو یہ فایہ البیان میں لکھا ہے اور اگر اپنے رہنے کے مکان سے نکلنے پر مضطر ہوئی یعنی مجبور ہوئی یا اس مکان کے گریٹے کا خوف ہو یا اور کو اپنے مال کا خوف ہو یا یہ مکان گریہ پر تھا اور عورت ایسا کچھ نہیں پاتی ہو کہ عدت و فاسقین اگر بیان پوری کرے تو اسکا گمراہی اس سے دیدے تو ایسی حالت میں اسکو مکان منتقل کر لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور اگر وہ گمراہی دے سکتی ہو تو منتقل نہ کرے گی۔ اور اگر حویلی اسکے شوہر کی ہو اور وہ اسکو چھوڑ کر گریہ پر تھا اور عورت اپنے حصہ میں رہے اگر اسکا حصہ نہیں ہے اسقدر ہو کہ اسکے رہنے کے لائق کافی ہو۔ اور باقی وارثوں سے جو اسکے حرم نہوں اٹنے پر رہ کرے گی۔ یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر مثنوی کے گھر میں ہے جو اسکا حصہ ہو وہ اسکے رہنے پر کافی ہو اور باقی وارثوں نے اپنے حصہ سے اسکو نکال دیا تو مکان منتقل کر دے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر وارثوں نے اپنے حصہ میں اسکو اجازت پر رہنے دیا اور یہ گمراہی دے سکتی ہو تو مکان منتقل نہ کرے گی یہ شرح مجمع البحرین ابن الملک میں ہے۔ اور جب عورت عدت کے ساتھ دوسری جگہ منتقل کرے تو تب میں نقل کر کے عدت گزارے وہ شوہر کی حرمت باقی رکھنے میں ایسا ہو کہ گویا اٹنے و ہجرت گذاری ہو جائے منتقل ہو کر یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت سوا شوہر میں ہو اور اسکو سلطان وغیرہ کی طرف سے خوف پیدا ہوا تو اسکو شوہر میں منتقل ہو جائے کہ واسطے گنجائش ہو یہ بدو طین ہے۔ اور اگر عورت معتدہ ایسے گھر میں ہو کہ وہاں اسکے ساتھ کوئی بھی نہیں ہو اور اسکو چور و یا پڑوسیوں کسی سے خوف نہیں ہو و لیکن اسکو وہ کی طرف سے دل میں ڈر بیٹھ گیا ہو پس اگر خوف شدید نہیں ہو تو مکان منتقل نہیں کر سکتی ہو اور اگر خوف شدید ہو تو مکان منتقل کر سکتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کوٹھری جہیز میں عدت چھٹی ہو منہدم ہو گئی تو دوسرے گھر کی تدبیر کرنا عدت و فاسقین کی صورت میں اور طلاق بائن کی صورت میں درمیان شوہر فاسق ہو اسکے اختیار میں ہو اور طلاق بائن یا رجعی میں رجوع تیکہ شوہر حاضر ہو تدبیر کا اختیار شوہر کو ہو یہ بدائع میں ہے اور اگر عورت کو تین طلاق یا ایک طلاق بائن یا بدی اور اس مرد کے سواے ایک کوٹھری کے اور مکان نہیں ہو تو چاہے کتنے مکان اور اپنے درمیان ایک پر وہ قائل ہے تاکہ اسکے اور اجنبیہ کے درمیان خلوت واقع نہ ہو اور اگر فاسق ہو کہ اسکی طرف سے عورت کے حق میں خوف ہو تو عورت وہاں سے نکل کر دوسری جگہ رہنا اختیار کرے اور اگر شوہر وہاں سے نکل گیا اور عورت میں رہی تو یہ بہتر ہو اور اگر قاضی نے اس عورت کے ساتھ کوئی ثقہ عورت کر دی کہ وہ ان دونوں کے درمیان حال ہونے کی قدرت رکھتی ہو تو یہ اچھا ہے یہ عیض میں ہے۔ اور اگر جنگل میں بنی عورت کو طلاق دی حالانکہ جنگل ہی میں اسکا خیمہ ہو اور عورت اسکے ساتھ اسکے خیمہ میں ہو اور مرد نکو جہان گھاس پانی دیکھتا ہو وہاں اسکو ضرورت منتقل ہونا پڑتا ہو پس یا اسکو رواں کہ اس عورت کو بھی وہاں منتقل کر لیا دے تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس جگہ رہنے میں عورت کے جان و مال کے حق میں ضرر ظاہر نہ ہو تو حویلی رواں در نہ نہیں یہ تعلیم میں ہو معتدہ عورت سفر نہ کرے نہ حج کے لیے اور نہ کسی اور کام سے اور اسکا شوہر کی اس لیکر سفر کرے یہ ہمارے نزدیک ہے اور اگر اسکو سفر میں ساتھ لے گیا حالانکہ اسکی نیت رجعت کی نہیں ہو تو اس سے وہ رجعت کرنے والا نہ ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو معتدہ کو رواں کہ بڑے گھر کے صحن میں نکلے اور اس گھر کی جس منزل میں جائے رات کو نہ لیکن اگر اس واد میں غیروں کی حویلیاں ہوں تو اپنی کوٹھری سے ان حویلیوں کی طرف نہ نکلے گی۔ اور اگر عورت کو ساتھ سفر میں لے گیا پھر اسکو طلاق بائن یا تین طلاق دیدیں یا اسکو چھوڑ کر دیکھا حالانکہ اس عورت اور اسکے شوہر کے اور منزل مقصود کے اور سفر کی مقدار سے کہ ہو تو عورت کو اختیار ہو کہ چاہے چلی جاوے اور چاہے واپس چلی آوے خواہ کسی شہر میں نہ دل ہو یا غیر

شہر میں اور خواہ اسکے ساتھ کوئی محرم ہو یا نہ ہو ولیکن واپس آنا بہتر ہو تاکہ عدت گزارنا مشورہ ہر کے گھر میں واقع ہو اور اگر اس مقام سے جہان طلاق یا وفات واقع ہوئی ہو منزل مقصود یا اسکا شہر ان دونوں میں سے ایک بوقت سفر کے ہو اور دوسرا کم تو جو کم ہی اسی کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف مقدار سفر واپس اگر یہ عورت جنگل میں ہو تو چاہے آگے چلی جاوے جہاں مقصود تھا یا کسی محرم یا غیر محرم کے ساتھ واپس آوے ولیکن واپس آنا بہتر ہو اور اگر کسی شہر میں نزول ہو تو بغیر محرم رہاں سے خارج نہو اور اسے ساتھ محرم ہو تو بھی امام اعظم کے نزدیک خارج نہو اور صاحبین نے فرمایا کہ نکل سکتی ہو اور یہ امام اعظم کا پہلا قول ہے اور اسکا دوسرا قول اظہر ہے اور اگر شوہر نے اسکو طلاق زوجی ویری ہو تو شوہر کے ساتھ بیگی خواہ وہ آگے جاوے یا واپس آوے اور اس سے جدا ہوگی یہ کافی میں ہے

**باب** ثبوت نسب کے بیان میں ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ثبوت نسب کے واسطے تین درجہ ہیں اول نکاح صحیح اور جو اسکے معنی میں ہو یعنی نکاح فاسد۔ اور اسکا حکم یہ ہے کہ نسب بغیر عدت کے ثابت ہوتا ہے اور جو نفی کرنے سے نسبت نفی نہیں ہوتا ہوا ان معان سے نفی ہوتا ہے پس اگر جو مرد و عورت ایسی بات ہو کہ انہیں بھائی و بہن نہیں ہوتا ہو تو نسب و لذت نفی نہو گا یہ محیط میں ہو۔ دوم ام ولد اور اسکے ولد کا حکم یہ ہے کہ بدوین دعویٰ سے ولی کے نسب ثابت ہوتا ہے اور جو نفی کرنے سے نفی ہوتا ہے یہ ظہر میں ہے اور نہ یہ میں بحوالہ فقہاء کہ کیا کہ مولیٰ کو نفی کا اختیار جب ہی تک ہے کہ قاضی نے اسکے نسب کے ثبوت کا حکم نہ دیا ہو اور نیز زمانہ و زمانہ گزارا ہو اور اگر قاضی نے اسکا حکم دیدیا تو نسب مولیٰ کی طرف لازم ہو گا کہ بچہ وہ اسکو باطل نہیں کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر زمانہ دراز گذر گیا ہو تو بھی یہ حکم ہو کہ تیسرے میں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ ام ولد کے بچے کا نسب مولیٰ سے بدوین دعوت کے بموجب ثابت ہو گا کہ بچہ مولیٰ کو اس سے وطی کرنی حلال ہو اور اگر حلال نہو تو نسب بدوین دعویٰ کے ثابت ہو گا چھپے مولیٰ نے اپنی ام ولد کو نکاح کر دیا یا دوسریوں کی بات دی سے ایک شریک نے وطی سے استیلا دیکھا پھر اسکے بعد اسکے بچے ہو تو بدوین دعویٰ کے نسب ثابت ہو گا یہ ظہر میں ہے۔ اسی طرح اگر اسپر اسکی وطی کرنی حرام ہو گئی بسبب اسکے کہ اسکے باپ نے یا بیٹے نے اس سے وطی کر لی یا اسے اس باندی ام ولد کی مان یا بیٹی سے وطی کر لی تو پھر اسکے بعد اگر اسکے بچے پیدا ہو تو بدوین دعویٰ کے اسکا نسب ثابت ہو گا یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ سوم باندی کہ اگر اسکے بچے پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک بدوین دعویٰ کے اسکا نسب ثابت ہو گا یہ ظہر میں ہے۔ اور مدبرہ باندی کا حکم مثل باندی کے ہے کہ مدبرہ کے بچے کا نسب بھی بدوین دعویٰ مولیٰ کے ثابت نہیں ہوتا ہے یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر باندی سے وطی کرتا ہو اور اس سے غزل کرے یا یعنی وقت انزال کے جدا ہو جاتا ہو تو فیہا بینہ زمین اللہ تعالیٰ اسکو حلال نہیں ہو کہ اسکے بچے کی نفی کرے اسچنانچہ ہم نے ذکر کیا کہ اگر اس سے غزل کرتا ہو اور اسکی شخص نہ کی ہو تو اسکو نفی کرتا ہو اور اس سے کہ دواہر فلا ہری متعارفین یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح ایک بیٹے کے کر دیا پھر اسکے بچے پیدا ہوا اور مولیٰ نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ نسب سے ہے تو ثابت ہو گا اسواسطے کہ وہ مولیٰ کا غلام ہو اور اسکا نسب نہیں ہے۔ اور اگر شوہر محبوب ہو تو مولیٰ کے دعویٰ پر مولیٰ سے نسب ثابت ہو گا اسواسطے کہ اگر یہ وہ مولیٰ کا غلام ہو کر اسکا نسب معلوم ہو یہ فتاویٰ میں ہے۔ اگر کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور روز نکاح سے چھ مہینے تک اس کے بچے پیدا ہو تو اسکا نسب اس سے ثابت ہو گا اور اگر چھ مہینے پورے یا نہ پورے ہیں پھر اسکا نسب اس سے ثابت ہو گا خواہ اس مرد نے اقرار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر اس نے ولادت سے

بہن کے گھر میں واقع ہو اور اگر اس مقام سے جہان طلاق یا وفات واقع ہوئی ہو منزل مقصود یا اسکا شہر ان دونوں میں سے ایک بوقت سفر کے ہو اور دوسرا کم تو جو کم ہی اسی کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف مقدار سفر واپس اگر یہ عورت جنگل میں ہو تو چاہے آگے چلی جاوے جہاں مقصود تھا یا کسی محرم یا غیر محرم کے ساتھ واپس آوے ولیکن واپس آنا بہتر ہو اور اگر کسی شہر میں نزول ہو تو بغیر محرم رہاں سے خارج نہو اور اسے ساتھ محرم ہو تو بھی امام اعظم کے نزدیک خارج نہو اور صاحبین نے فرمایا کہ نکل سکتی ہو اور یہ امام اعظم کا پہلا قول ہے اور اسکا دوسرا قول اظہر ہے اور اگر شوہر نے اسکو طلاق زوجی ویری ہو تو شوہر کے ساتھ بیگی خواہ وہ آگے جاوے یا واپس آوے اور اس سے جدا ہوگی یہ کافی میں ہے



اگر رکھا تو ایک عورت کی گواہی سے جو ولادت میں شہادت دے دلا دیتا ہے جیسا کہ یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر وقت نکاح سے ایک روز کم چھ مہینہ میں ایک بچہ جنی اور چھ مہینے سے ایک روز بجا و ویرا بچہ جنی تو دونوں میں کسی نسب ثابت نہ ہوگا یہ ثنائیہ میں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ ہر عورت جب عادت واجبہ میں آتی تو اس کے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ یقیناً معلوم ہو جائے کہ یہ بچہ اس شوہر کا ہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا۔ اور ہر عورت جب عادت واجبہ میں آتی تو اس کے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ یقیناً معلوم ہو جائے کہ یہ بچہ اس شوہر کا ہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا۔ اور اگر چھ مہینے کے بعد یا پورے چھ مہینے پر پیدا ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر ایک اجنبی عورت سے کہا کہ جب میں تجھے نکاح میں لاؤں تو طائفہ ہو پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی پھر اگر وقت نکاح سے پورے چھ مہینے پر بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر وقت نکاح سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر بعد دخول کے اسکو طلاق دی پھر اس کے بچہ پیدا ہوا تو وہ برس تک پیدا ہونے میں نسب ثابت ہوگا اور اس کے پیدا ہونے پر عادت پوری ہو جائیگی یعنی اب عادت پوری ہونے کا حکم ثابت ہوگا۔ اور اگر وہ برس کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اگر طلاق رجعی ہو تو نسب ثابت اور مرد کو اس عورت سے دلچسپ کر کے والا فرما جائے گا اور اگر طلاق بائن ہو تو نسب ثابت نہ ہوگا جب تک کہ شوہر دعویٰ نہ کرے اور جب دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور اگر عورت کی تصدیق کی بھی ضرورت ہو یا نہیں تو اس میں دورہ ثانی میں ایک مہینہ ہو کہ حاجت ہو اور دوسری مہینہ ہو کہ نہیں ہو اور یہ اس وقت ہو کہ مرد نے اسکو طلاق دی ہو اور اگر قبل دخول کے یا بعد دخول کے اسکو چھوڑ کر دیکھا پھر وقت وفات سے دوسری مہینہ عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب اس مثنوی سے ثابت ہوگا اور اگر وقت وفات سے دوسری مہینہ بعد ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا اور یہ سب اس وقت ہو کہ عورت نے قبل اسکے انقضای عادت کا اقرار نہ کیا ہو اور اگر عورت نے انقضای عادت کا اقرار کیا ہو طلاق کی عادت ہو یا وفات کی اور اتنی مدت گزرنے پر اقرار کیا ہو کہ ایسی مدت میں یہ عادت گزر سکتی تو پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ یہ عورت کبیرہ ہو خواہ اسکو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ اور اگر صغیرہ ہو کہ اسکے شوہر نے اسکو طلاق دیدی ہو پس اگر قبل دخول طلاق دیدی اور وقت طلاق سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر بعد دخول کے اسکو طلاق دی پس اگر اس نے حمل کا دعویٰ کیا تو طلاق رجعی کی صورت میں ستائیس مہینہ تک بچہ ہونے میں نسب ثابت ہوگا اور طلاق بائن کی صورت میں دوسری مہینہ تک ثابت ہوگا۔ اور اگر اس نے انقضای عادت کا اقرار کیا پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر اس نے دعویٰ سے سکوت کیا ہو تو امام اعظم و امام حنفی کے نزدیک سکوت بمنزلة اقرار ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک سکوت بمنزلة دعویٰ حمل ہے یہی ترجیح صحیحہ میں ہے۔ ایک عورت نے عادت وفات میں کہا کہ میں حاملہ نہیں ہوں پھر اس نے دوسرے روز کہا کہ میں حاملہ ہوں تو قول اس کی قبول ہوگا اور اگر اس نے چار مہینہ دس روز گزر جانے کے بعد کہا کہ میں حاملہ نہیں ہوں پھر اس نے دس روز گزر جانے کے بعد کہا کہ میں حاملہ ہوں تو اس کا قول قبول نہ ہوگا الا اس صورت میں بچہ جنی جائیگی کہ شوہر کی عادت کے وقت سے چھ مہینہ سے کم میں اس کے بچہ پیدا ہوا پس اس کا اقرار انقضای عادت بائن ہے۔

ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر صغیرہ کو چھوڑ کر اسکا خاوند مر گیا پس اگر اسنے حمل کا اقرار کیا تو وہ مثل کبیرہ کے ہے کہ دو برس تک اسکے بچہ کا نسب ثابت ہوگا کیونکہ اس بارہ میں قول کسی کا مقبول ہے اور اگر چار مہینہ دس روز گزرنے کے بعد اسنے انقضائے عدت کا اقرار کیا پھر چھ مہینہ یا زیادہ گزرنے پر اسکے بچہ پیدا ہوا تو اسکے شوہر متوفی کے نسب ثابت ہوگا اور اگر اسنے حمل کا دعویٰ نہ کیا اور نہ انقضائے عدت کا اقرار کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اگر دس روز سے کم میں بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہ ہوگا یہ تیسریں میں ہے۔ متوفی کے اگر دو بچہ پیدا ہوئے ایک دو برس سے کم میں اور دوسرا دو برس سے زیادہ میں اور ہر دو ولادت میں ایک روز کا فرق ہے تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ رحمہما نے فرمایا کہ دونوں کا نسب ثابت ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے اور اگر بچہ کا بعض بدن دو برس سے کم میں خارج ہوا یعنی بیٹ سے نکلا پھر تمام متولدہ نہوا یہاں تک کہ باقی بچہ دو برس بعد نکلا تو اسکے شوہر کو لازم ہوگا جب تک کہ دو برس کے اندر اسکا آدمی بدن نہ نکلا ہو یا تا نگون کی جانب سے زیادہ بدن دو برس سے کم میں نکل آیا ہو اور باقی دو برس بعد نکلا ہو اسکو امام محمدؒ نے ذکر کیا ہے یہ فتح الفقہ میں ہے۔ اور اگر طلاق بائنہ یا دعات کی عدت میں ہوا اور دو برس میں اسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے ولادت سے انکار کیا یا شوہر کے وارثوں نے بعد وفات شوہر کے اس سے انکار کیا اور اس عورت نے دعویٰ کیا پس اگر اسکے شوہر نے حمل کا اقرار نہ کیا ہو اور نہ حمل ظاہر ہو تو نسب ثابت نہ ہوگا الا بگواری دوم و اول یا ایک مرد و دوسری عورتوں کے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور اگر شوہر حمل کا اقرار کر چکا ہے یا حمل ظاہر تھا تو ولادت کے ثبوت میں عورت کا قول قبول ہوگا اگرچہ اسکے ثبوت میں کوئی قابلہ گواہی نہ دے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور اگر وہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو کسی بھی حکم سے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ جو جنی ہے وہ اسکے سوا ہے دوسرا ہے تو اسکا قول قبول نہ کیا جائیگا یہ امام اعظمؒ کا قول ہے یہ غایہ مسوچی میں ہے۔ اور اگر دعات کی عدت میں ہو اور وارثوں نے ولادت میں اسکے قول کی تصدیق کی اور ولادت پر کسی نے گواہی نہ دی تو یہ بچہ اسکے شوہر متوفی کا بیٹا ہوگا اور اس پر اتفاق ہے اور یہ بیٹا اسکا وارث ہوگا اور یہ حق میراث میں ظاہر ہے اسواسطے کہ ارشاد ان وارثوں کا خالص حق ہے۔ اور با حق نسب پس اگر یہ وارث لوگ اہل شہادت سے ہوں پس اگر ان میں سے دو مرد و اول یا ایک مرد و دوسری عورتوں نے گواہی دی تو اس بچہ کے اثبات نسب کا حکم واجب ہوا حتیٰ کہ یہ یک تصدیق کرنے والوں اور تکذیب کرنے والوں سب کے ساتھ شریک ہوگا اور بعض کے نزدیک مجلس حکم میں فقط شہادت سے گواہی دینا شرط ہے اور صحیح یہ ہے کہ فقط شہادت بشرط نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر معتدہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر اول شوہر کی وفات یا طلاق دینے کے وقت سے دو برس سے کم میں اور دوسرے شوہر سے نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو یہ اول شوہر کا ہوگا اور اگر اول کی وفات یا طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ میں اور دوسرے شوہر سے نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے تو یہ بچہ نہ اول شوہر کا ہوگا اور نہ دوسرے کا۔ اور آیا دوسرے نکاح جائز ہوا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے قول میں جائز ہے اور یہ اسوقت ہے کہ مرد کو وقت نکاح کے یہ معلوم ہو کہ عورت نے عدت میں نکاح کیا ہے اور اگر شوہر مرد کو وقت نکاح کے یہ بات معلوم تھی چنانچہ یہ نکاح فاسد واقع ہوا ہے پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب شوہر اول سے ثابت کیا جائیگا اگر اثبات ممکن ہو یا بن طور کہ اول کے طلاق دینے یا مرد سے دو برس سے کم میں پیدا ہوا اگرچہ دوسرے شوہر سے نکاح کرنے سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد پیدا ہوا ہو اسواسطے کہ دوسرے نکاح

کتاب طلاق باب بائز دوم ثبوت نسب  
صفحہ ۳۹۷  
دفعہ ۱۲۷  
مکتبہ  
پیشانی

فاسد واقع ہوا ہو تو جب تک نسب کا حال فراش صحیح کی طرف ممکن ہو اور اسے ہو۔ اور اگر شوہر اول سے اسکا اثبات  
 ممکن نہ ہو اور ثانی سے ممکن ہو تو ثانی سے نسب ثابت کیا جائیگا مثلاً اول کے طلاق دینے یا مرنے سے دوسرے سے بچہ جنمی  
 اور دوسرے کے نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد جنمی تو نسب دوسرے سے ثابت رکھنا جائیگا اس واسطے کہ دوسرا نکاح  
 اگرچہ فاسد واقع ہوا ہو لیکن ہر گاہ نکاح صحیح سے اسکا نسب ثابت کرنا مستند ہو تو زنا پر قبول کرنے سے یہ ہرگز  
 کہ نکاح فاسد سے اسکا نسب ثابت کیا جاوے یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اسکا  
 پیٹ گرا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی پس اگر نکاح سے چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہو تو نکاح مذکور جائز ہو اور اگر ایک  
 شوہر نکاح کفر سے ثابت ہوگا اور اگر ایک دن کم چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہو تو نکاح جائز نہ ہو یہ بکرا الرائق میں  
 ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ایک بچہ پیدا ہوا پھر دو دن میں اختلاف ہوا چنانچہ شوہر نے عوی  
 کیا کہ میں نے بچہ ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہو اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ ایک سال سے تو یہ بچہ اس شوہر سے  
 ثابت نسب ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک واجب ہو کہ شوہر سے قسم لیا وے بخلاف قول امام اہم رحم  
 کے یہ کافی نہیں اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ ہاں شوہر نے ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہو تو اس بچہ کا نسب  
 اس شوہر سے ثابت ہوگا پھر اگر بعد اسی اتفاق کے گواہ قائم ہوئے کہ اس مرد نے اس عورت کو ایک سال سے اپنے  
 نکاح میں لیا ہو تو یہ گواہ قبول ہونگے۔ اور یہ جواب صحیح و مستقیم ہو در صورتیکہ اس بچہ نے بعد پڑے ہونے کے اپنے گواہ قائم  
 کیے ہوں۔ اور اگر گواہوں کا قائم ہونا اس بچہ کی صغر سن میں ہو تو اس میں شائبہ اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ  
 گواہ قبول نہ ہونگے تا وقتیکہ قاضی اس منکر کی طرف سے کوئی ختم مقرر نہ کر دے اور بعضوں نے کہا کہ اس تکلف کی کچھ حاجت  
 نہیں ہے بلکہ بدوین مقرر کرنے کے قاضی ایسی گواہی کی ساعدت کریگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے  
 نکاح کیا اور پانچ مہینہ گزرنے پر اس کے بچہ پیدا ہوئے شوہر نے کہا کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہے ایسے سبب کہ وہ اسکا موجب  
 ہو کہ یہ بچہ میرا ہوا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ زنا کا ہے تو ایک روایت میں قول شوہر کا قبول ہوگا اور دوسری روایت  
 میں ہے کہ جو کچھ عورت کہتی ہو وہی قبول کیا جائیگا اور اگر نکاح سے دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا اور باقی مسئلہ کا لہذا  
 تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تا مائدا رہا نہیں ہے۔ اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر اسکو خرید لیا  
 پھر وقت خرید سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنمی تو اسکو لازم ہوگا ورنہ لازم نہ ہوگا الا بدعوی نسب اور یہ اس وقت  
 ہو کہ بعد دخول کے ایسا واقع ہوا اور اس میں کچھ فرق نہیں ہو کہ طلاق کیلئے ہو خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی ہو  
 بہر حال ہی حکم ہو۔ اور اگر قبل دخول کے ایسا ہو پس اگر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنمی تو اسکو  
 لازم ہوگا اور اگر اس سے کم مدت میں جنمی ہو تو بچہ اس مرد کو لازم ہوگا بشرطیکہ وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ میں  
 جنمی ہوا اور اگر وقت نکاح سے اس سے کم مدت میں جنمی ہو تو لازم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسنے طلاق دینے سے پہلے  
 اپنی زوجہ کو خرید لیا ہو تو بھی احکام مذکورہ بالا میں ہی حکم ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر اپنی زوجہ باندی کو دو طلاق  
 دیدی جسکی کراہت مفسد غایقہ حرام ہو گئی تو وقت طلاق سے دو برس تک اس کے بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا۔  
 اور اگر اپنی بدخول زوجہ کو خرید لیا پھر اسکو آزاد کر دیا پھر خریدنے کے وقت سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنمی تو نسب ثابت  
 نہ ہوگا الا آنکہ شوہر اسکا دعویٰ کرے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک وقت خرید سے دو برس تک بدوین عوی کے اسکا نسب ثابت

کون سا نسب ثابت ہوگا  
 اگر شوہر کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر عورت کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر بچہ کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر گواہ کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر قاضی کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر شوہر کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر عورت کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر بچہ کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر گواہ کا نسب ثابت ہوگا  
 اگر قاضی کا نسب ثابت ہوگا

ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسکو آزاد نہیں کیا بلکہ اسکو فروخت کر دیا پھر وقت فرخت سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنی  
 تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بچہ کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا اگرچہ اسکا دعویٰ کرے الا تبصیر مشتری۔ اور  
 امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بدوین تصدیق مشتری کے نسب ثابت نہ ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اگر ام ولد کو اسکا مولیٰ چھوڑ کر  
 مر گیا یا آزاد کر دیا تو آزاد کرنے یا مرنے کے وقت سے دو برس تک اس کے بچہ کا نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا یہ  
 عتابیہ میں ہو۔ اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں بچہ ہو تو وہ میرا ہی بچہ ہے ایک عورت نے  
 ولادت پر گواہی دی تو یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ وقت اقرار سے  
 چھ مہینے سے کم میں جنی ہو اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں جنی تو مولیٰ کے ذمہ لازم ہوگا لیکن نتیجہ معلوم کر لینا چاہیے کہ یہ حکم انسی  
 صورت میں ہو کہ جب مولیٰ نے بلفظ شرط و تعلین کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں بچہ ہو یا اگر تجھے حمل ہو تو وہ میرا ہو اور اگر مولیٰ نے  
 یوں کہا کہ یہ مجھ سے حاملہ ہو تو اسکا بچہ مولیٰ کو لازم ہوگا اگرچہ چھ مہینے سے زیادہ دو برس تک میں پیدا ہو لیکن اگر مولیٰ  
 نے اسکی نفی کر دی تو لازم نہ ہوگا چنانچہ کتاب الاحناس کی کتاب لفظ لفظ میں اسکی تصریح ہو کہ غایۃ البیان میں ہے کہ ایک مرد نے  
 غلام کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر غلام کی ماں آئی اور وہ آزاد ہو اور کہا کہ میں اس مرد سے نکاح کی جو وہ مولیٰ اسکی جو رہ  
 ہوگی اور دونوں اس کے وارث ہونگے اور نو اور میں ذکر کیا ہو کہ یہ استہسان ہو اور یہ اسوقت ہو کہ یہ معلوم ہو کہ یہ عورت  
 حرمہ ہو اور اگر یہ معلوم نہ ہو اور میت کے وارثوں نے دعویٰ کیا کہ یہ میت کی ام ولد ہو اور یہ عورت نکاح کا دعویٰ کرتی ہو تو یہ  
 عورت وارث ہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہو۔ اور اگر مرد نے عورت کو تین طلاقیں دی ہیں پھر قبل اس کے کہ وہ دوسری شوہر  
 سے نکاح کر کے حلال کر دے دوبارہ اس سے نکاح کر لیا اور اس کے اس مرد سے بچہ پیدا ہوا اور حال یہ ہو کہ یہ دونوں اس نکاح  
 کے فاسد ہونے کو نہیں جانتے تھے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر دونوں فساد نکاح کو جانتے ہوں تو بھی امام اعظم کے نزدیک  
 نسب ثابت ہوگا یہ تاتار خانیہ میں جنس ناصری سے نقل ہو۔ ایک مرد کی تختہ میں ایک عورت ہو اور اس کے پاس ایک بچہ  
 ہو اور یہ بچہ اس مرد کے قابو میں نہیں ہو پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے نکاح کیا ہو کہ جب میرے یہ بچہ تجھ سے پہلے ایک شوہر  
 سے پیدا ہو چکا ہو اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ تو میرے تختہ میں اسکو جنی ہو تو وہ اس شوہر کا بیٹا ہوگا۔ اور اگر یہ شوہر کے  
 پاس ہو نہ عورت کے پاس پس شوہر نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے نہیں بلکہ دوسری عورت سے ہو اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ  
 مجھ سے ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر بچہ جو مرد و مرد و بیوی کے  
 ہاتھ میں ہو پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ تیرا تیرے پہلے شوہر سے ہو جو مجھ سے پہلے تھا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تجھ سے پیدا  
 ہو تو یہ اسی مرد سے قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پس وہ حاملہ ہو گئی پھر اس سے نکاح کر لیا  
 پھر اس کے بچہ پیدا ہوا پس اگر وقت نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر  
 چھ مہینے سے کم میں جنی تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت نہ ہوگا الا انکہ شوہر اسکا دعویٰ کرے اور اسے یہ نہ کہا ہو کہ یہ زنا سے  
 ہو اور اگر اسے کہا کہ یہ مجھ سے زنا سے ہو تو اسکا نسب اس سے ثابت ہوگا اور اسکا وارث بھی ہوگا یہ نیا بیچ میں ہو۔ ایک مرد  
 نے ایک باندی خریدی پس اس سے بچہ جنی پھر ایک مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میری جو رہ ہو اسکو میرے ہاتھ سے اس کے مولیٰ نے  
 پیاہ دیا تھا اور اس پر گواہ قائم کیے تو یہ اسکی جو رہ قرار دیا جائیگی اور یہ بچہ اس کے شوہر کا بچہ قرار دیا جائیگا اور چونکہ مولیٰ نے اسکا دعویٰ کیا  
 تھا اسوجہ سے وہ آزاد ہوگا۔ ایک طفل ایک عورت کے پاس ہو پس ایک مرد نے اس عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے

حکم  
 عتابیہ  
 غایۃ البیان  
 احکام  
 بچہ کا نسب





یہ فتح القدر میں ہے۔ اور خصائص نے فقہات میں ذکر کیا کہ اگر عینہ کی جہد اس کے باپ کی جانب سے ہو یعنی اس کی ماں کے باپ کی ماں تو یہ بمنزلہ اس جہد کے نہیں ہو جو اس کی ماں کی جانب سے ہو یعنی ماں کی ماں کی ماں بہ جہد الزمان میں ہو پس اگر وہ مرگئی یا اس سے نکاح کر لیا تو ایک۔ ان باپ کی سہلی بہن بھی ادلی ہو پس اگر اس نے بھی نکاح کر لیا یا مرگئی تو اخیانی یعنی ماں کی طرف کی بہن ادنیٰ ہو اور اگر اس نے نکاح کر لیا یا مرگئی تو سہلی بہن کی دختر پھر اگر وہ بھی مرگئی یا نکاح کر لیا تو اخیانی بہن کی دختر ادنیٰ ہو پس یہاں تک ان سب کی ترتیب میں اختلاف روایت نہیں ہو اور اس کے بعد پھر روایات مختلف ہیں چنانچہ خالہ و پردہ کی بہن میں اختلاف ہو کہ کتا سبب النکاح کی روایت میں علامتی بہن یعنی باپ کے طرفت کی بہن خالہ سے اونے ہو اور کتاب الطلاق کی روایت میں خالہ اولیٰ ہو۔ اور سہلی بہنوں و ماں کی طرفت کی اخیانی بہنوں کی حیثیت بالاتفاق خلاؤن سے اونے ہیں اور علامتی بہن کی بیٹی اور خالہ کی صورت میں اختلاف روایات ہو اور صحیح یہ ہو کہ خالہ اونے ہو پھر خالائون میں وہ خالہ اونے ہو جو ایک ماں و باپ کی طرف سے ہو سہلی خالہ ہو پھر ماں کی طرف سے خالہ پھر باپ کی طرف سے خالہ۔ اور بھائیوں کی حیثیت ان پھوپھیوں سے ادلی ہیں اور پھوپھیوں میں وہی ترتیب ہو چھوٹے خلاؤن میں بیان کی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ پھر بعد ایک ماں کی خالہ جو ایک ماں و باپ سے ہو ادلی ہو پھر ماں کی خالہ جو فقط ماں کی طرف سے ہو پھر چنانچہ باپ کی طرف سے ہو۔ پھر ماں کی پھوپھیوں کی اسی ترتیب سے ادلی ہیں اور ہمارے نزدیک باپ کی خالہ سے ماں کی خالہ ادلی ہو پھر اگر یہ بہنوں تو باپ کی خالہ و پھوپھیوں اسی ترتیب مذکور سے ادلی ہونگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اس باپ میں اصل یہ ہو کہ یہ ولایت از جانب مادرست قادی ہوتی ہو پس اس میں جانب مادرسی کو جانب پدری پر تقدیم ہوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور چچا و داموں و پھوپھی و خالہ کی دختر و ن کو جو ہائے پست ہیں کچھ استحقاق نہیں یہ بدلہ میں ہو۔ اور نکاح کر لینے سے ان عورتوں کا حق حضانت جب ہی باطل ہو جائے تو جب یہ کسی اجنبی سے نکاح کرین اور اگر ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا ذی رحم محرم ہو مثلاً نانی نے ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا دادا ہو یا ماں نے اس بچہ کے چچا سے نکاح کیا تو اس عورت کا حق حضانت باطل نہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور جب عورت کا حق بسبب نکاح کر لینے سے باطل ہو گیا تھا تو جب زوجیت مرتفع ہو جائیگی تو اس کا حق حضانت عود کرے گا یہ ہر ماں میں ہو اور اگر طلاق رجعی ہو تو جب تک عدت نہ گزر جاوے تب تک حق حضانت عود نہ کرے گا اس واسطے کہ زوجہ بہن ہر بانی ہی عینی شرح کترین ہو اور اگر بچہ کی ماں نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اس عورت کی ماں یعنی بچہ کی نانی اس بچہ کو اس کی ماں کے شوہر کے گھر میں لیکر رہتی ہو تو بچہ کے باپ کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے ایک صفیہ اپنی نانی کے پاس ہو کہ وہ اس کے حق میں خیانت کرتی ہو تو اس کی پھوپھیوں کو اختیار ہوگا کہ اس صفیہ کو اس سے لے لیں جب کہ اس کی خیانت ظاہر ہو یہ قیہ میں ہو۔ اور اگر بچہ کے باپ نے دعویٰ کیا کہ اس کی ماں نے دوسرا نکاح کیا ہو اور ماں نے اسے انکار کیا تو قول اس کی ماں کا قبول ہوگا اور اگر اس کی ماں نے اقرار کیا کہ ماں اس سے دوسرے شوہر سے نکاح کیا تھا مگر اسے طلاق دیدی پس میرا حق عود کر آیا ہو پس اگر عورت نے کسی شوہر کو طلاق دیا ہو تو قول عورت ہی کا قبول ہوگا اور اگر کسی مرد کو طلاق دیا ہو تو عود سے طلاق میں اس کا قول قبول نہو گا یہاں تک کہ یہ شوہر اس کا اقرار کرے۔ اور اگر ان عورتوں سے جو بچہ کی پرورش کی مستحق ہوتی ہیں کسی سبب سے بچہ کا لے لینا واجب ہو یا بچہ کی پرورش کی کوئی عورت مستحق نہیں ہو تو وہ اپنے غصہ کو دیا جائیگا پس مقدم باپ ہوگا پھر باپ کا باپ علیٰ ہذا اگر چہ کہتے ہی اونچے درجہ پر

۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



اسپر کوئی حق ایسا نہیں ہو اور اس کی راہ کوئی و بجا نیکی جہاں چاہے رہے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر بلاشبہ باکرہ ہو تو اسکے ولیوں کو اختیار ہوگا کہ اپنے میل میں رکھیں اگر اسپر خدا کا خوف نہ ہو اور جہاں اس کی کم سنی کے اور جب وہ سن تیز نہ ہو بچ جائے اور بارے وہوش ہو کہ عقیقہ ہو تو ادلیا کو اپنے میل میں رکھنے کا ضروری اختیار نہیں ہو بلکہ اس کو اختیار ہو کہ جہاں چاہے رہے بشرطیکہ وہاں اسکے حق میں خوف نہ ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت کا باپ دادا دیگر مصبات میں کوئی نہ ہو یا اس کا کوئی عصبہ ہو مگر وہ مفسد ہو تو قاضی اسکے حالی پر نظر کرے پس اگر وہ مامونہ ہو تو اس کی راہ چھوڑ دے کہ تنہا سکونت اختیار کرے خواہ وہ باکرہ ہو یا قبیہ ہو ورنہ اس کو کسی عورت یا امینہ نقہ کے پاس جو اس کی حفاظت پر قادر ہو رکھے اس واسطے کہ قاضی تمام سہلانوں کے حق میں بغیر خیر خواہ مقصد ہو تا ہی یہ عیسیٰ شیعہ کہنہ میں ہو۔ اور اگر ایک عورت ایک طفل کو لائی اور ایک مرد سے نفقہ طلب کیا اور کہا کہ تجھ سے اور میری دختر سے یہ بٹیا ہو اور اس کی مان مرگئی ہو پس تجھے اس کا نفقہ دے پس اس مرد نے کہا کہ تو سچی ہو یہ میری دختر سے میرا بٹیا ہو مگر اس کی نان نہیں میری ہو بلکہ وہ میرے گھر میں موجود ہو اور چاہا کہ اس عورت سے یہ فرما دے کہ تو اس کو یہ اختیار بخور و نہو گا یا اس کا کہ خا منی اس بچہ کی مان کو خبردار کرے کہ وہ حاضر ہو کر اس بچہ کو لے لے پس اگر مرد نے کچھ ایک عورت کو حاضر لایا اور کہا کہ یہ میری دختر ہے اور اسی عورت سے میرا بٹیا ہو اور بچہ کی نان نے کہا کہ یہ میری بٹی نہیں ہے بلکہ میری بٹی اس بچہ کی مان مرگئی ہو پس قول اس مقدمہ میں اسی مرد کا اور جو اسکے ساتھ عورت آئی ہو دونوں کا قبول ہوگا اور طفل مذکور سے دیکھا جائیگا۔ اسی طرح اگر نانی ایک مرد کو حاضر لائی اور ایک طفل کی نسبت کہا کہ یہ بٹیا میری دختر کا اس مرد سے ہے اور اس کی مان مرگئی ہو اور مرد مذکور نے کہا کہ یہ میرا بٹیا میری دختر سے نہیں بلکہ دوسری میری چور سے ہے تو قول مرد کا قبول ہوگا اور طفل مذکور کو اس سے لے لیا۔ اور اگر یہ مرد ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میرا بٹیا اس عورت سے ہے تو بٹی میری دختر سے اور طفل کی نان نے کہا کہ یہ عورت اس طفل کی مان میں ہے بلکہ اس کی مان میری دختر تھی اور جس عورت کو مرد مذکور لایا ہو اسے کہا کہ تو سچی ہو میں اس کی مان نہیں ہوں اور یہ مرد جھوٹ بولا ہو مگر میں اس کی جود ہوں تو مرد کو بٹی اس طفل کا باپ اسکے واسطے اولی ہوگا کہ اس کو لے لیا کہ یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور دوسرے میں مذکور ہو کہ اگر بچہ کی مان اسکے باپ کے نکاح میں نہ اور نہ عورت میں نہ تو وہ حضانت کی اجرت لے لے گی اور یہ اجرت علاوہ اجرت و دودھ پلائی کے ہر گز یہ بڑا لائق میں ہو اور اگر بچہ کا باپ تنگ دست ہو اور مان نے بدین اجرت کے پرورش کرنے سے انکار کیا اور اس بچہ کی بھوپھی نے کہا کہ میں بغیر اجرت کے پرورش کرونگی تو بھوپھی اس کی پرورش کے واسطے اولی ہوگی یہی صحیح ہے تو یہ فیقہ القدر میں ہو۔ اور بچہ جیب مان و باپ میں سے ایک کے پاس ہو تو دوسرا اس کی جانب نظر کرے اور اس کی تعاد پر عورت کرنے سے منع نہ کیا جائیگا یہ تا تا رہا نہیں میں جا دی سے منقول ہو فصل حضانت کا مکان زمین کا مکان ہو جبکہ دونوں میں زوجیت قائم ہو حتی کہ اگر شوہر نے اس شہر سے باہر جانا چاہا اور چاہا کہ اپنے صغیر فرزند کو اس عورت سے جس کو حق حضانت حاصل ہو لے لے تو اس کو یہ اختیار نہ ہوگا یہاں تک کہ بچہ مذکور اس کی حضانت سے بے پردہ ہو جائے اور اگر عورت نے چاہا کہ جس شہر میں ہو وہاں سے منقل کر دوسرے شہر میں چلی جائے تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس کو جانا سے منع کرے خواہ اسکے ساتھ فرزند ہو یا نہ ہو اور اسی طرح اگر عورت معتدہ ہو تو اس کو مع ولد کے اور بدین اسکے خروج روا نہیں ہو اور شوہر کو اس کا نکال دینا روا نہیں ہے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر مرد اور اس کی چور کے درمیان فرقت واقع ہوئی

[illegible]



پس اسے عورت پوری ہونے کے وقت چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے شہر کو چلی جاوے۔ پس اگر نکاح اسی کے شہر میں  
 بندھا ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر اسے شہر کے سوا دوسری جگہ واقع ہوا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو الا ائیں  
 صورت میں کہ اس مقام فرقت اور اس کے شہر میں ایسی قریبت ہو کہ اگر بچہ کا باپ اس بچہ کو دیکھنے کے واسطے نکھر  
 جاوے تو راست سے پہلے اپنے مکان کو واپس آسکے پس ایسی صورت میں بمنزلہ ایک شہر کے محلات مختلفہ کے ہو جائیگا  
 اور عورت کو یہ اختیار ہو کہ اگر ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں چلی جاوے۔ اور اگر عورت نے اپنے شہر کے سوا دوسرے  
 شہر میں قتل کرنا چاہا اور اس شہر میں نکاح واقع نہیں ہوا تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہو الا اس صورت میں کہ دونوں  
 مقاموں میں ایسی ہی قریبت ہو جیسی ہم نے اوپر بیان کی ہو چھوٹے میں ہو۔ اور اگر عورت نے ایسے شہر میں قتل کرنا  
 چاہا جو اس طرح قریب نہیں ہو اور وہ اس کا شہر ہو لیکن اصل عقد نکاح وہیں واقع ہوا تھا تو بھولو کی روایت پر  
 اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور یہی صحیح ہے یہ فقہا سے کہی میں ہو۔ اور اگر مرد و عورت دونوں سوا شہر کے ہوں اور  
 عورت نے چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ گاؤں میں لیجائے اور وہیں رکھے اور نکاح اسی گاؤں میں واقع ہوا تھا جان  
 لے جاتی ہو تو عورت کو یہ اختیار ہو اور اگر نکاح دوسرے گاؤں میں واقع ہوا ہو تو عورت کو اپنے گاؤں میں قتل کرنا  
 لیجانے کا اختیار نہیں ہو اور نہ اس گاؤں میں جہان نکاح واقع ہوا ہو در صورتیکہ یہ گاؤں دور ہو اور اگر دونوں  
 گاؤں قریب ہوں ایسے کہ باپ لڑکے کو دیکھ کر خود پر راحت کے بعد راست سے پہلے اپنے گاؤں میں واپس آسکے  
 تو عورت کو وہاں قتل کر لینے کا اختیار ہو یہ سراج دارج میں ہو۔ اور اگر بچہ کا باپ شہر میں متوطن ہو اور عورت نے  
 بچہ کو گاؤں میں قتل کر لیجانے کا ارادہ کیا پس اگر یہ گاؤں عورت کا ہو اور اسی میں عورت سے نکاح کیا  
 ہوا تو عورت کو یہ اختیار ہو اگرچہ وہ شہر سے دور ہو اور اگر یہ عورت کا گاؤں نہ ہو پس اگر قریب ہو اور اصل نکاح  
 اسی میں واقع ہوا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہو جیسے شہر کی صورت میں مذکور ہوا ہو اور اگر اسی میں نکاح واقع نہ ہوا ہو تو اسکو  
 یہ اختیار نہیں ہو اگرچہ وہ شہر سے قریب ہو یہ برائے میں ہو۔ اور اگر عورت نے بچہ کو گاؤں سے شہر جامع میں قتل  
 کر کے لیجانا چاہا حالانکہ یہ شہر اس عورت کا نہیں ہو اور نہ اسی میں نکاح واقع ہوا ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہو الا اگر  
 صورت میں کہ شہر مذکور گاؤں سے ایسا ہی قریب ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے یہ محلیہ میں ہو۔ اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہو  
 کہ بچہ کو دارالحرب میں قتل کر لیجائے اگرچہ اصل نکاح وہاں واقع ہوا ہو اور یہ عورت حرمیہ ہو اور شہر مسلمان ہو یا باغی  
 اور اگر دونوں حرمی ہوں تو عورت کو یہ اختیار محال ہے یہ برائے میں ہو۔ اور اگر مان مرگنی یہاں تک کہ حق حضانت بچہ کی  
 مانی یعنی مان کی مان کو حاصل ہوا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ اسکو اپنے شہر کو منتقل کر لیجائے اگرچہ اصل عقد اسی میں واقع  
 ہوا ہو نہ اسی طرح ام ولد جب آزاد کر دی گئی تو وہ بچہ کو اس شہر سے جہاں اس کا باپ ہو یا ہر نہیں لیجاسکتی ہو یا نہیں لیجاسکتی  
 میں ہو۔ اور جہاں مانی کو یہ اختیار نہیں ہو تو مانی کے سوا دوسرے اور دونوں کا حکم بھی مثل مانی کے ہے یہ بجز الرافق میں ہو یعنی  
 ابن ساعد کی روایت سے امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے بھڑھ میں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے  
 ایک بچہ پیدا ہوا پھر یہ مرد اس بچہ صغیر کو کوفہ میں لے گیا اور اس عورت کو طلاق دیدی پس عورت نے اپنے بچہ کے  
 بارہ میں تادمہ کیا اور چاہا کہ بچہ واپس دیا جاوے تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور اس بچہ کو اس عورت  
 کی اجازت سے کوفہ میں لے آیا ہو تو مرد پر واجب نہیں ہو کہ اسکو واپس لاوے اور عورت سے کہا جائیگا کہ تو خود وہاں

سے  
 قریب  
 ایسا  
 ہے



ایک مرد سلطان کی زمین میں رہتا ہو اور سلطان سے مال لیتا ہو پس عورت نے کہا کہ میں سلطانی زمین میں تیرے ساتھ نہ رہوں گی اور نہ تیرے مال سے کھاؤں گی تو مثل خنسنے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اس سے انکار کر کے سے گنہگار ہوگی اور ناشرہ ہو جائیگی۔ اور بعض علماء سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت کا مرد نماز نہیں پڑھتا ہو اور عورت نے اسکے ساتھ رہنے سے انکار کیا تو فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو یہ ظہیر یہ میں ہو۔ ایک عورت اپنے شوہر سے روپوش ہو گئی یا اسکے ساتھ جانے سے جس شہر میں وہ جانا چاہتا ہو انکار کیا اور یہ مرد اس عورت کو اسکا پورا خزانہ دے چکا ہو تو اس عورت کے واسطے اس شوہر پر کچھ نفقہ نہ ہوگا۔ اور اگر مرد کو نے اسکا اسکا گھر نہ دیا ہو اور باقی مسئلہ جالہ ہو تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور یہ اسوقت ہو کہ اس عورت سے دخول نہ کیا ہو۔ اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہو تو امام اعظم کے نزدیک اس عورت میں بھی حکم ہو اور صاحبین کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہ ہوگا خواہ شوہر نے اسکو اسکا گھر ویدیا ہو یا نہ دیا ہو شیخ امام ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ یہ ان اماموں کے زمانہ میں تھا۔ اور ہمارے زمانہ میں شوہر اسکو لیکر سفر میں نہیں جاسکتا ہو اگرچہ اسکا گھر اور کچھ ہو یہ چھوٹا میں ہو۔ اور اگر عورت اپنے خزانہ کی وجہ سے قید کی گئی تو اسکے واسطے شوہر پر نفقہ واجب نہ ہوگا۔ اور شیخ کرنی نے فرمایا کہ اگر عورت اپنے خزانہ کی وجہ سے قید کی گئی تب تک ادا کی اسکو قدرت نہیں ہو تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور اسکے ادا کرنے پر قادر ہو تو اسکے واسطے نفقہ لازم نہ ہوگا اور فتویٰ اسپر ہو کہ عورت کے واسطے دونوں صورتوں میں نفقہ نہ ہوگا یہ جوہرہ میں ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ شوہر اس عورت تک قید خانہ میں نہ پہنچ سکتا ہو اور اگر قید خانہ میں کوئی ایسی جگہ ہو کہ وہاں اس تک پہنچ سکتا ہو تو مثل خنسنے فرمایا کہ عورت کے واسطے نفقہ واجب نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت کو کوئی خاص بیکر بھاگ گیا یا وہ ظلم سے قید کی گئی تو خصائص رحمہ نے ذکر فرمایا کہ وہ تحقیق نفقہ نہ ہوگی اور صدر رشید حسام الدین نے ذکر فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے یہ غلامی میں ہو اور اگر شوہر قید کیا گیا اور وہ اسے خزانہ پر قادر ہو یا نہیں قادر ہو یا شوہر بھاگ گیا تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا یا نہیں سرحدی میں ہو۔ اور اگر شوہر قید خانہ سلطانی میں ظلم سے قید کیا گیا تو اس میں اختلاف شاخ ہو اور صحیح یہ ہو کہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر شوہر کسی دوسرے شہر میں ہو اور عورت سے اور اس سے بقدر مسافت سفر کے دوری ہو اور شوہر نے وہاں راہ خرچ اور سواری سبھی تاکہ اسکے پاس چلی آوے مگر عورت نے اپنے ساتھ کوئی دی رجم خرچ نہ کیا یا پس نہ گئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور اس شخص کے مسائل میں مہل یہ ہو کہ عورت کو دیکھا جاوے اگر وہ جماع کی صلاحیت نہیں رکھتی ہو تو اسکے واسطے نفقہ لازم نہ ہوگا خواہ شوہر جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور اگر عورت جماع کی صلاحیت رکھتی ہو تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا خواہ مرد جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر شوہر صغیر ہو اور جو روکبیرہ ہو تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا کیونکہ اپنے تن کا سپرد کرنے عورت کی طرف سے پایا گیا۔ اور اسی طرح جبکہ عورت کی طرف سے اپنے آپ کا سپرد کرنا پایا گیا مگر شوہر مجبور ہو یا عین ہو یا مرض ہو کہ جماع کرنے پر قادر نہیں ہو یا جماع کے واسطے نکاح ہو کہ احرام میں ہو تو بھی عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا یہ بدائع میں ہو اور اگر جو رو و مرد دونوں صغیر ہوں کہ جماع کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو عورت کے واسطے نفقہ واجب کا اس واسطے کہ بڑا اسکی جانب سے بھی ہو پس گویا کہ مجبور یا عین کے تحت میں صغیر عورت ہو یہ تب میں میں ہو اور اگر عورت قبل شوہر کے پاس جانے کے ایسی مرتبہ ہو کہ جماع سے منع ہو جوہرہ شوہر کے گھر بھی گئی اور اس حال میں بھی رہنے







جو خود کھاتا ہو اور بی بی نہیں ہو کہ جو وہ اپنے گھر میں کھاتی تھی وہ کھلا دے لیکن یہ لازم ہو کہ اسکو گھون کی دنی اور ایسا دوطرح کا سالن کھلا دے۔ اور ظاہر الروایہ کے موافق تنگ دستی و خوشحالی میں مرد کے حال کا اعتبار ہو کہ فی الکافی اور اسی کو مشائخ کی جماعت کثیر نے اختیار کیا ہو اور تنفق میں لکھا ہو کہ یہی صحیح ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر نہایت آسودہ حال ہو اور عورت فقیرہ ہو تو شوہر کے حق میں تنفق ہو کہ اپنے کھانے کے ساتھ عورت کو شریک کرے۔ اور کتاب میں فرمایا کہ جو حکم نفقہ کی تقدیر میں مذکور ہوا اعتبار حال شوہر فقیر یا با اعتبار حال شوہر و عورت دونوں کے ویسا ہی حکم لباس میں ہو یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر شوہر تنگ دست ہو اور عورت خوشحال ہو تو فی الحال عورت کو اسقدر ویدے جو تنگ دست عورتوں کا نفقہ ہوتا ہو اور جو باقی رہا وہ شوہر کے ذمہ ہوا کہ یہ تین میں ہو۔ اور اگر شوہر ہرنے لگا کہ میں تنگ دست ہوں اور مجھے تنگ ستون کے مانند نفقہ واجب ہوگا تو قول شوہر کا قبول ہوگا الا انکہ عورت گواہ قائم کو پس اگر عورت نے گواہ قائم کے کہ یہ مرد خوشحال ہو تو اس پر خوشحالوں کے مثل نفقہ قرض کیا جائیگا۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے۔ اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں اور عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مرد کا حال دریافت کرادے تو قاضی پر دریافت کرے تا ما جب تک کہ اس نے دریافت کر لیا تو بہتر ہو کہ اس پر اگر قاضی کو ایک مرد عادل نے خبر دی کہ یہ خوشحال ہو تو قاضی اسکو قبول نہ کرے گا اور اگر وہ مرد عادلوں نے قاضی کو اس کے خوشحال ہونے کی خبر دی تو قاضی اس مرد پر خوشحالوں کا نفقہ مقرر کرے گا اگرچہ ان عادلوں نے بلا شہادت خبر دی ہو اور اسی خبر میں عدد و عدالت شرط ہو کہ اس میں لفظ شہادت شرط نہیں ہو۔ اور اگر ان دونوں عادلوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہو کہ وہ خوشحال ہو یا جو خبر ہو چکی ہو کہ یہ خوشحال ہو تو قاضی اسکو قبول نہ کرے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قاضی نے شوہر پر تنگ دستی کا نفقہ مقرر کر دیا ہو مرد و نکور مالدار ہو گیا پس عورت نے نائش کی تو قاضی اس کے واسطے خوشحالی کا نفقہ پورا کرے گا یہ کافی ہیں ہو اور اگر عورت نے کہا کہ میں روٹی سالن نہیں پکاؤنگی تو کتاب میں لکھا ہو کہ وہ روٹی و سالن وغیرہ پکانے پر مجبور نہ کی جائیگی اور شوہر پر واجب ہوگا کہ پکا پکا یا تیار کھانا اس کے واسطے لاوے یا اس کے پاس کوئی ایسی خادمہ دیدے کہ اسکی روٹی سالن پکانے کے کام کے واسطے کفایت کرے۔ اور فقیر ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ اگر عورت نے روٹی سالن پکانے سے انکار کیا تو شوہر پر اس عورت کے واسطے پکا پکا یا کھانا تیار دینا اسی صورت میں واجب ہو کہ یہ عورت اشتراک کی لڑکی ہو کہ اپنے ماں باپ وغیرہ میں خود اپنی ذات سے ایسے کام نہ کرتی ہو یا اشتراک کی لڑکی نہ ہو کہ عورت کو کوئی ایسی علت لاحق ہو کہ جسکی وجہ سے وہ روٹی سالن نہ پکا سکتی ہو اور اگر یہ بات نہ ہو تو شوہر پر یہ واجب ہوگا کہ عورت کے واسطے کھانا طیار لاوے یہ ظہیر میں ہو اور مشائخ نے فرمایا ہو کہ ایسے کام عورت پر دینا نہ کی راہ سے واجب ہیں اگرچہ فقہاء قاضی اسکو ان کاموں کے واسطے مجبور نہیں کرے گا یہ بجز الرأی میں ہو۔ اور اگر عورت کو کھانا پکانے کے واسطے اجرت پر مقرر مقرر کیا تو نہیں جائز ہو اور عورت کو اسکی اجرت یعنی بھی جائز نہیں ہو یہ پانچ میں ہو۔ اور شوہر پر واجب ہو کہ پیسے کا اگر یعنی چلی لاوے اور کھانے کے اور پیسے کے برتن لاوے مثل کوزہ و گھڑا و ہانڈی و چلی وغیرہ دے دیا اور اس کے مثل آلات یہ جو ہر غیرہ میں ہو۔ پھر بنا بر ظاہر الروایہ کے عورت اور اسکی خادمہ کے نفقہ میں فرق ہو۔ چنانچہ اگر اسکی خادمہ نے اسے کھانا سے انکار کیا تو اپنی مولانا کے شوہر سے نفقہ کی سخت تنوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور نفقہ واجب ماکول ہو اور ملبس ہو اور کئی ہو پس ماکول آٹا ہو اور پانی اور نمک و لکڑی و درختی یہ آثار غانیہ میں ہو اور جیسے عورت کے واسطے قدر کفایت روٹی مقرر

اور اگر شوہر تنگ دست ہو اور عورت خوشحال ہو تو فی الحال عورت کو اسقدر ویدے جو تنگ دست عورتوں کا نفقہ ہوتا ہو اور جو باقی رہا وہ شوہر کے ذمہ ہوا کہ یہ تین میں ہو۔ اور اگر شوہر ہرنے لگا کہ میں تنگ دست ہوں اور مجھے تنگ ستون کے مانند نفقہ واجب ہوگا تو قول شوہر کا قبول ہوگا الا انکہ عورت گواہ قائم کو پس اگر عورت نے گواہ قائم کے کہ یہ مرد خوشحال ہو تو اس پر خوشحالوں کے مثل نفقہ قرض کیا جائیگا۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے۔ اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں اور عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مرد کا حال دریافت کرادے تو قاضی پر دریافت کرے تا ما جب تک کہ اس نے دریافت کر لیا تو بہتر ہو کہ اس پر اگر قاضی کو ایک مرد عادل نے خبر دی کہ یہ خوشحال ہو تو قاضی اسکو قبول نہ کرے گا اور اگر وہ مرد عادلوں نے قاضی کو اس کے خوشحال ہونے کی خبر دی تو قاضی اس مرد پر خوشحالوں کا نفقہ مقرر کرے گا اگرچہ ان عادلوں نے بلا شہادت خبر دی ہو اور اسی خبر میں عدد و عدالت شرط ہو کہ اس میں لفظ شہادت شرط نہیں ہو۔ اور اگر ان دونوں عادلوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہو کہ وہ خوشحال ہو یا جو خبر ہو چکی ہو کہ یہ خوشحال ہو تو قاضی اسکو قبول نہ کرے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قاضی نے شوہر پر تنگ دستی کا نفقہ مقرر کر دیا ہو مرد و نکور مالدار ہو گیا پس عورت نے نائش کی تو قاضی اس کے واسطے خوشحالی کا نفقہ پورا کرے گا یہ کافی ہیں ہو اور اگر عورت نے کہا کہ میں روٹی سالن نہیں پکاؤنگی تو کتاب میں لکھا ہو کہ وہ روٹی و سالن وغیرہ پکانے پر مجبور نہ کی جائیگی اور شوہر پر واجب ہوگا کہ پکا پکا یا تیار کھانا اس کے واسطے لاوے یا اس کے پاس کوئی ایسی خادمہ دیدے کہ اسکی روٹی سالن پکانے کے کام کے واسطے کفایت کرے۔ اور فقیر ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ اگر عورت نے روٹی سالن پکانے سے انکار کیا تو شوہر پر اس عورت کے واسطے پکا پکا یا کھانا تیار دینا اسی صورت میں واجب ہو کہ یہ عورت اشتراک کی لڑکی ہو کہ اپنے ماں باپ وغیرہ میں خود اپنی ذات سے ایسے کام نہ کرتی ہو یا اشتراک کی لڑکی نہ ہو کہ عورت کو کوئی ایسی علت لاحق ہو کہ جسکی وجہ سے وہ روٹی سالن نہ پکا سکتی ہو اور اگر یہ بات نہ ہو تو شوہر پر یہ واجب ہوگا کہ عورت کے واسطے کھانا طیار لاوے یہ ظہیر میں ہو اور مشائخ نے فرمایا ہو کہ ایسے کام عورت پر دینا نہ کی راہ سے واجب ہیں اگرچہ فقہاء قاضی اسکو ان کاموں کے واسطے مجبور نہیں کرے گا یہ بجز الرأی میں ہو۔ اور اگر عورت کو کھانا پکانے کے واسطے اجرت پر مقرر مقرر کیا تو نہیں جائز ہو اور عورت کو اسکی اجرت یعنی بھی جائز نہیں ہو یہ پانچ میں ہو۔ اور شوہر پر واجب ہو کہ پیسے کا اگر یعنی چلی لاوے اور کھانے کے اور پیسے کے برتن لاوے مثل کوزہ و گھڑا و ہانڈی و چلی وغیرہ دے دیا اور اس کے مثل آلات یہ جو ہر غیرہ میں ہو۔ پھر بنا بر ظاہر الروایہ کے عورت اور اسکی خادمہ کے نفقہ میں فرق ہو۔ چنانچہ اگر اسکی خادمہ نے اسے کھانا سے انکار کیا تو اپنی مولانا کے شوہر سے نفقہ کی سخت تنوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور نفقہ واجب ماکول ہو اور ملبس ہو اور کئی ہو پس ماکول آٹا ہو اور پانی اور نمک و لکڑی و درختی یہ آثار غانیہ میں ہو اور جیسے عورت کے واسطے قدر کفایت روٹی مقرر



۱۔ اگر مرد غائب ہو جائے اور اس کا مال بھی مقرر ہو کہ ان دونوں  
 میں زوجیت قائم ہو تو قاضی اسی مال میں سے غائب کی زوجہ کے واسطے نفقہ مقرر کر دے گا اور اسی طرح اگر مرد  
 مذکور نے اعتراف نہ کیا مگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو تو بھی قاضی حکم دے گا خواہ یہ مال اس کے پاس امانت ہو یا قرضہ  
 ہو یا بطور مضاربیت ہو اور عورت سے اس کا کفیل لے لیا اور نیز عورت سے قسم لے لیا کہ وہ اللہ مرد غائب نے اس کو نفقہ  
 مندرجہ عین نہیں دیا ہو اور نہ ان دونوں میں کوئی سبب سقوط نفقہ کا نشو و غیرہ سے ثابت ہوا ہو یہ جو ہر ہر غیرہ  
 میں ہو۔ اور اگر قاضی کو مال یا زوجیت ان دونوں میں سے ایک ہی بات معلوم ہو تو دوسری بات جو اسکے علم میں  
 نہیں ہو اس کے اقرار کی احتیاج ہوگی اور یہی صحیح ہو۔ اور جبکہ پاس غائب کا مال ہو اس نے اقرار نہ کیا اور قاضی کو معلوم  
 بھی نہیں ہو پس عورت نے چاہا کہ مال کو یا زوجیت کو یا دونوں کو بذریعہ گواہوں کے ثابت کر دے تاکہ قاضی اس غائب  
 کے مال میں سے اس کا نفقہ مقرر کر دے یا عورت کو حکم دے کہ غائب مذکور پر قرضہ لے تو قاضی اس کا حکم نہ کرے گا اس کا  
 کہ یہ قضا علی الغائب ہو اور امام زفرؒ نے فرمایا کہ قاضی اس کے گواہوں کی سماعت کرے گا مگر نکاح کا حکم نہ دے گا  
 اور مال شوہر سے اس کا نفقہ والا دیکھا بشرطیکہ اس کا مال ہو ورنہ عورت کو حکم دے گا کہ قرضہ لے لے اور یہی قول امام زفرؒ  
 کا ہے اور اسی پر اس زمانہ میں قاضیوں کا عمل درآمد ہو اور اسی پر فقہی ہو پیشی شرح کنز میں ہے جو یہ غائب ہو  
 واپس ہو کر آیا تو دیکھا جائیگا اگر اسے پیشگی نفقہ نہیں دیا تھا تو جو ہو یا ہو وہ ٹھیک ہوا اور اگر وہ پیشگی دے گیا ہو  
 اور اس نے اس امر کے گواہ قائم کیے یا گواہ قائم نہ کیے مگر عورت سے قسم لی اور اس نے قسم سے منکول کیا تو مرد مذکور کو اختیار  
 ہوگا چاہے عورت سے یہ نفقہ واپس لے یا کفیل سے مطالبہ کر کے وصول کر لے۔ اور اگر عورت نے اقرار کر دیا کہ پیشگی  
 پیشگی نفقہ پایا تھا تو وہ عورت ہی سے واپس لیا اور کفیل سے نہیں لے سکتا ہو یہ بدائع میں ہے اور اگر غائب مذکور نے  
 واپس آکر نکاح سے انکار کیا تو قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا پس اگر وہ قسم کھا گیا اور مال جس میں سے نفقہ دیا گیا  
 ہو وہ ودیعت تھا تو اس کو اختیار ہوگا چاہے عورت سے لے لے یا مستودع سے لے اور اگر مال مذکور قرضہ تھا تو ایسا  
 مال وہ قرضدار سے لیا پھر قرضدار اس عورت سے واپس لیا یہ تاہم غائب میں ہوا اور اگر شوہر نے واپس کر  
 گواہ دیے کہ میں اس کو طلاق دے چکا تھا اور اس کی عدت گزر چکی تھی تو عورت لینے والی ضمانت ہوگی دینے والا  
 ضمانت ہوگا الا اس صورت میں کہ مرد غائب کے گواہوں نے بیان کیا ہو کہ یہ دینے والا یہ جانتا تھا کہ اس پر  
 طلاق پڑی اور عدت گزر گئی ہو یہ عتابیہ میں ہو اور اگر دینے والے نے کہا کہ میں ان دونوں میں زوجیت قائم  
 ہونے کو جانتا تھا اور طلاق سے آگاہ نہ تھا تو وہ ضمانت ہوگا اگر اس سے قسم لی جائیگی کہ وہ طلاق سے آگاہ نہ تھا یہ  
 خاتہ سرحدی میں ہے۔ اور اگر ودیعت و قرضہ دونوں ہوں تو پہلے ودیعت میں سے عورت کو نفقہ دینا شروع کرنا  
 بہ نسبت قرضہ سے شروع کرنے کے بہتر ہے۔ اور جب قاضی نے نہیوں یا مستودع کو حکم دیا کہ مال غائب سے اس کی  
 عورت کو نفقہ دے پھر مستودع نے کہا کہ مال ودیعت غائب سے میں نے اس کو نفقہ دیدیا ہو تو اس کا قول قبول ہوگا اور  
 اگر قرضدار نے ایسا دعویٰ کیا تو بدولت گواہوں کے اس کا قول قبول نہ ہوگا نہ قاضی جان میں ہو۔ اور اگر مال ودیعت  
 یا وہ مال جو شوہر کے گھر میں موجود ہو وہ عورت کے حق کی جہس سے نہوا سکے خلاف جہس ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہے  
 کہ اس میں سے کوئی چیز اپنے ذاتی نفقہ کے واسطے فروخت کرے اور اسی طرح قاضی بھی اس میں سے کوئی چیز اس کے



نّفقہ کے واسطے فروخت نہ کرے اور یہ حکم سب کے نزدیک بالاتفاق ہے اور فرمایا کہ غائب کے غلام یا مکان کی فروزری د  
کر ایہ میں سے اس عورت کو نّفقہ دیا جاسکتا ہے یہ محیط میں ہے اور ہر دفعہ و ہنر لہ غائب کے کسی نہ قنّادی قاضی خان میں ہے۔  
اور جس صورت میں قاضی کے واسطے روایہ کہ عورت کے واسطے مال شوہر سے نّفقہ کا حکم دیدے ایسی صورت میں خود عورت  
کے واسطے بھی روایہ کہ بدو حکم قاضی کے مال شوہر سے بقدر کفایت بطور معروف کے ہے۔ اور اگر عورت نے قاضی سے  
اپنے نّفقہ مقرر کرنے کی درخواست کی اور شوہر کا مال عورت پر قرضہ جو پس آئے کہ اس مال میں سے اس عورت کا  
نّفقہ محسوب کیا جائے تو شوہر کو ایسا اختیار ہے کہ یہ قرضہ پس آئے کہ اس مال میں سے اس عورت کا  
یا ازراں ہو گیا تو قاضی اپنے حکم کو بدل دیکانہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر شوہر نّفقہ سے عاجز ہو تو اس کے باعث سے دونوں میں  
تفریق ہو جائیگی بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس پر قرضہ لے لے کہ میں ہے۔ اور نّفقہ دینے سے عاجز ہونا حسب ہی ظاہر ہوگا  
کہ جب شوہر حاضر ہو اور اگر شوہر عورت کو حضور کر غیبت قطع غائب ہو گیا اور اس عورت کے واسطے کہ نّفقہ دینا ہو پس  
عورت نے یہ معاملہ قاضی کے حضور میں پیش کیا پس اسے ایسے عالم سے قاضی طلب کیا جو نّفقہ سے عاجز ہو نہ کہ حسب سے ظہر  
کو جائز جانتا ہو پس اس کی خبر پر قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو صحیح یہ ہے کہ اس کا حکم قنّاد و غیب کا ہوگا اور اگر یہ حکم دوسرے  
قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور اسے اس کی اجازت دیدی تو اس کا حکم قنّاد بھی نافذ ہوگا یہی صحیح ہے اس واسطے کہ یہ حکم قنّاد  
مسئلہ مجتہد فیہ میں نہیں ہے اس واسطے کہ ہم بیان کر دیا ہے کہ عاجز ہونا ہی ثابت نہیں ہوا ہے یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے  
شوہر سے زمانہ گزشتہ کے نّفقہ کی بابت محاصہ کیا قبل ازین کہ قاضی نے اس کے واسطے کہ عورت کو دیا ہو یا کسی قدر پر بار  
دونوں راضی ہوئے ہوں تو ہمارے نزدیک قاضی اس کے واسطے گزشتہ زمانہ کے نّفقہ کا حکم نہ دیکر محیط میں ہے۔ ایک  
عورت نے قبل اس کے کہ قاضی اس کے واسطے کہ مفروض کرے یا دونوں باہم کسی قدر راضی ہوں اپنے شوہر پر قرضہ لیا  
اور اس سے کچھ اپنے نّفقہ میں خرچ کیا تو وہ اس کو اپنے شوہر سے نہیں لے سکتی ہے بلکہ خرچ کرنے میں تلوعد ہوگی خواہ  
شوہر غائب ہو یا حاضر ہو۔ اور اگر اسے قاضی کے مفروض کرنے یا باہمی رضامندی کے بعد اپنے مال سے خرچ کیا تو  
اپنے شوہر سے واپس لے سکتی ہے اور نیز اگر شوہر پر قرض لیا خواہ حکم قاضی لیا یا خود ہی لیا تو بھی شوہر سے ملے گا ہاں فرق  
استدرا ہوگا کہ اگر اسے نّفقہ قاضی قرضہ لیا ہو تو قرضہ کا مطالعہ خاصہ اسی عورت سے ہوگا اور قرضہ کو یہ اختیار نہ ہوگا  
کہ جو کچھ اسے قرضہ لیا ہو اس کو اس کے شوہر سے طلب کرے اور اگر اسے قاضی کے حکم سے لیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ  
قرضہ کو شوہر پر اترا دے پس وہ شوہر سے اپنے قرضہ کا مطالعہ کریگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے عورت  
کے واسطے شوہر پر کچھ ہواری مقرر کیا یا دونوں خود کسی قدر مقدار معلوم پر ہواری کے حساب سے راضی ہوئے پھر  
چند مہینہ گزر گئے اور شوہر نے اس کو کچھ نّفقہ نہ دیا اور عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا یا اپنے مال سے خرچ کیا پھر شوہر کو  
یا عورت مرگئی تو ہمارے نزدیک یہ سب نّفقہ ساقط ہو گیا اور اسی طرح اگر اس صورت میں اس کو طلاق دیدی تو بھی  
جو کچھ نفقات شوہر جمع ہوئے ہیں بعد فرض قاضی کے سب ساقط ہو جائینگے اور یہ سب ساقط ہو کر قاضی نے عورت  
کے واسطے نّفقہ فرض کیا ہو اور اس کے ساتھ عورت کو قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر عورت کو شوہر پر قرضہ لینے  
کی اجازت دی اور اسے قرضہ لیا پھر دونوں میں سے ایک مرگیا تو یہ باطل ہوگا ایسا ہی حاکم شہید نے اپنے مختصر میں  
ذکر فرمایا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اسی طرح مسئلہ طلاق میں ایسا ہی جواب ہونا چاہیے ہے کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شوہر نے

نّفقہ کے واسطے فروخت نہ کرے اور یہ حکم سب کے نزدیک بالاتفاق ہے اور فرمایا کہ غائب کے غلام یا مکان کی فروزری د  
کر ایہ میں سے اس عورت کو نّفقہ دیا جاسکتا ہے یہ محیط میں ہے اور ہر دفعہ و ہنر لہ غائب کے کسی نہ قنّادی قاضی خان میں ہے۔  
اور جس صورت میں قاضی کے واسطے روایہ کہ عورت کے واسطے مال شوہر سے نّفقہ کا حکم دیدے ایسی صورت میں خود عورت  
کے واسطے بھی روایہ کہ بدو حکم قاضی کے مال شوہر سے بقدر کفایت بطور معروف کے ہے۔ اور اگر عورت نے قاضی سے  
اپنے نّفقہ مقرر کرنے کی درخواست کی اور شوہر کا مال عورت پر قرضہ جو پس آئے کہ اس مال میں سے اس عورت کا  
نّفقہ محسوب کیا جائے تو شوہر کو ایسا اختیار ہے کہ یہ قرضہ پس آئے کہ اس مال میں سے اس عورت کا  
یا ازراں ہو گیا تو قاضی اپنے حکم کو بدل دیکانہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر شوہر نّفقہ سے عاجز ہو تو اس کے باعث سے دونوں میں  
تفریق ہو جائیگی بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس پر قرضہ لے لے کہ میں ہے۔ اور نّفقہ دینے سے عاجز ہونا حسب ہی ظاہر ہوگا  
کہ جب شوہر حاضر ہو اور اگر شوہر عورت کو حضور کر غیبت قطع غائب ہو گیا اور اس عورت کے واسطے کہ نّفقہ دینا ہو پس  
عورت نے یہ معاملہ قاضی کے حضور میں پیش کیا پس اسے ایسے عالم سے قاضی طلب کیا جو نّفقہ سے عاجز ہو نہ کہ حسب سے ظہر  
کو جائز جانتا ہو پس اس کی خبر پر قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو صحیح یہ ہے کہ اس کا حکم قنّاد و غیب کا ہوگا اور اگر یہ حکم دوسرے  
قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور اسے اس کی اجازت دیدی تو اس کا حکم قنّاد بھی نافذ ہوگا یہی صحیح ہے اس واسطے کہ یہ حکم قنّاد  
مسئلہ مجتہد فیہ میں نہیں ہے اس واسطے کہ ہم بیان کر دیا ہے کہ عاجز ہونا ہی ثابت نہیں ہوا ہے یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے  
شوہر سے زمانہ گزشتہ کے نّفقہ کی بابت محاصہ کیا قبل ازین کہ قاضی نے اس کے واسطے کہ عورت کو دیا ہو یا کسی قدر پر بار  
دونوں راضی ہوئے ہوں تو ہمارے نزدیک قاضی اس کے واسطے گزشتہ زمانہ کے نّفقہ کا حکم نہ دیکر محیط میں ہے۔ ایک  
عورت نے قبل اس کے کہ قاضی اس کے واسطے کہ مفروض کرے یا دونوں باہم کسی قدر راضی ہوں اپنے شوہر پر قرضہ لیا  
اور اس سے کچھ اپنے نّفقہ میں خرچ کیا تو وہ اس کو اپنے شوہر سے نہیں لے سکتی ہے بلکہ خرچ کرنے میں تلوعد ہوگی خواہ  
شوہر غائب ہو یا حاضر ہو۔ اور اگر اسے قاضی کے مفروض کرنے یا باہمی رضامندی کے بعد اپنے مال سے خرچ کیا تو  
اپنے شوہر سے واپس لے سکتی ہے اور نیز اگر شوہر پر قرض لیا خواہ حکم قاضی لیا یا خود ہی لیا تو بھی شوہر سے ملے گا ہاں فرق  
استدرا ہوگا کہ اگر اسے نّفقہ قاضی قرضہ لیا ہو تو قرضہ کا مطالعہ خاصہ اسی عورت سے ہوگا اور قرضہ کو یہ اختیار نہ ہوگا  
کہ جو کچھ اسے قرضہ لیا ہو اس کو اس کے شوہر سے طلب کرے اور اگر اسے قاضی کے حکم سے لیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ  
قرضہ کو شوہر پر اترا دے پس وہ شوہر سے اپنے قرضہ کا مطالعہ کریگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے عورت  
کے واسطے شوہر پر کچھ ہواری مقرر کیا یا دونوں خود کسی قدر مقدار معلوم پر ہواری کے حساب سے راضی ہوئے پھر  
چند مہینہ گزر گئے اور شوہر نے اس کو کچھ نّفقہ نہ دیا اور عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا یا اپنے مال سے خرچ کیا پھر شوہر کو  
یا عورت مرگئی تو ہمارے نزدیک یہ سب نّفقہ ساقط ہو گیا اور اسی طرح اگر اس صورت میں اس کو طلاق دیدی تو بھی  
جو کچھ نفقات شوہر جمع ہوئے ہیں بعد فرض قاضی کے سب ساقط ہو جائینگے اور یہ سب ساقط ہو کر قاضی نے عورت  
کے واسطے نّفقہ فرض کیا ہو اور اس کے ساتھ عورت کو قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر عورت کو شوہر پر قرضہ لینے  
کی اجازت دی اور اسے قرضہ لیا پھر دونوں میں سے ایک مرگیا تو یہ باطل ہوگا ایسا ہی حاکم شہید نے اپنے مختصر میں  
ذکر فرمایا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اسی طرح مسئلہ طلاق میں ایسا ہی جواب ہونا چاہیے ہے کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شوہر نے

عورت کو پیشگی نفقہ دیا پھر یہ خچہ ہونے سے پہلے دونوں میں سے ایک مر گیا یا شوہر نے طلاق دیدی تو امام اعظم  
 داماد ابو یوسف کے نزدیک یہ واپس نہوگا اگرچہ ویسا ہی قائم ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ تہر الفائق میں ہوا  
 یہی حکم لباس میں ہو یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدیں پھر اس نے دوسرے شوہر سے نکاح  
 کیا اور دوسرے شوہر نے طلاق دی اور وہ عدت میں ہو پس شوہر اول نے اسکو اس عدت میں نفقہ دیا تاکہ بعد  
 انقضائے عدت کے اسکے ساتھ نکاح کرے مگر اسنے بعد عدت کے اس مرد سے نکاح نہ کیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل  
 نے فرمایا کہ اگر اسکو دوم دیے ہیں تو واپس لے سکتا ہو الا اگر بطور صلہ دیے ہیں تو نہیں واپس لے سکتا ہو اور اسکے سوا  
 اور شیخ نے فرمایا کہ اگر اسکو نفقہ دیا اور یہ شرط کر لی کہ تجھے نفقہ دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو تہہ سے بعد عدت کے نکاح  
 کرے پھر اس نے عدت کے بعد اس سے نکاح کیا یا نہ کیا بہر حال اسکو اختیار ہو کہ اپنا نفقہ اس سے واپس کرے اور اگر  
 یہ شرط ذکر نہ کی ولیکن از روئے دلالت یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ اس نے اسی غرض سے دیا ہو تو واپس نہ کرے کہ اس  
 نہیں لے سکتا ہو اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ بہر حال تین اسکو واپس لے گا اسوا سیکے کہ یہ رشوت ہے یہ فتاویٰ  
 قاضی خان میں ہو اور اگر قاضی کو کسی عورت یا عیبہ کے شوہر کی تنگی کا حال معلوم ہو تو قاضی اسکو قید نہیں کرے گا یہ مجاہد  
 میں ہو اور اگر قاضی کو اسکی تنگی کا حال معلوم ہو اور عورت نے درخواست کی کہ نفقہ کے واسطے یہ قید کیا جاوے تو پہلی  
 مرتبہ قاضی اسکو قید نہ کرے گا بلکہ اسکو حکم دیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے کرے اور اسکو آگاہ کرے گا مگر تو نے اسکو نفقہ دیا تو  
 میں تجھے قید کر دینگا پھر اگر عورت دوسری بار یا تیسری بار یا تیسری ہوئی تو قاضی اسکے شوہر کو قید کرے گا۔ اور اسی طرح  
 نفقہ کے سوا سے اور قرضہ میں بھی ہی حکم ہو۔ اور جب قاضی نے اسکو دو یا تین مہینہ قید کیا تو اسکا حال دریافت کرے گا  
 اور بعض جگہ چار مہینے لکھے ہیں اور صحیح یہ ہو کہ کوئی مدت مقرر نہیں ہو بلکہ قاضی کی رائے یہ ہو اگر اسکی رائے میں آیا اگر نکاح  
 کچھ مال جو تواتر ورتنگ ہو کہ قرضہ ادا کر دیتا پس اسکی راہ چھوڑ دینگا مگر طالب قرضہ کو اس امر سے ہمالفت نہ کرے گا  
 کہ چاہے اسکے ساتھ رہے بلکہ قرضہ ادا کو اختیار ہو کہ جہاں وہ چاہے اسکے ساتھ جاوے مگر یہ اختیار نہیں ہو کہ  
 اسکو کسی جگہ بٹھلا رکھے اور نیز اسکو تصرفات سے منع نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر قرضہ ادا چھوڑ دے تو اسکو رہا نہ کرے گا  
 یہاں تک کہ وہ قرضہ ادا کرے یا نفقہ ادا کرے الا برفہ اسندی طالب کہ اگر طالب حنا مند ہو جاوے کہ یہ رہا کیا جاوے تو اسکو  
 رہا کر دینگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا پھر اسنے دینے سے انکار کیا حالانکہ وہ مودعی  
 ہو اور عورت نے اسکے قید کیے جانے کی درخواست کی تو قاضی اسکو قید کر سکتا ہو ولیکن اسکو اول ہی مرتبہ میں قید نہ کرنا  
 چاہیے بلکہ دو بار یا تین بار تک تاخیر دینگا اور ہر بار جب اسکے حضور میں پیش ہوگا تو اسکو امرت کرے گا اور دہمکا دینگا  
 پھر اگر اسنے نہ دیا تو مثل اور قرضوں کے اب اسکو قید کرے گا یہ بدائع میں ہو۔ اور جب شوہر قید کیا گیا تو نفقہ اسکے قرضہ سے  
 ساقط نہوگا بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس پر قرضہ لے حتیٰ کہ اسکا مال ظاہر ہونے پر یہ مال مقرر نہ اس سے لیا جاوے گا۔ اور  
 اگر شوہر نے قاضی سے کہا کہ اس عورت کو کبھی میرے ساتھ قید کر کہ میرے قید خانہ میں ایک جگہ غلامت کی ہو تو قاضی اس عورت  
 کو قید نہ کرے گا ولیکن عورت مذکورہ اپنے شوہر کے گھر میں کر دے جائیگی اور شوہر اسکے واسطے قید کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور جب  
 شوہر نفقہ کے واسطے قید کیا گیا تو جہاں اسکا از حدیں نفقہ ہو وہ قاضی اس عورت کو بدون رضامندی اسکے شوہر سے  
 دیدینگا یہ بالاتفاق ہو اور جہاں خلاف جنس نفقہ سے ہو اسکو شوہر کی طرف سے فروخت نہ کرے گا بلکہ شوہر کو حکم دیگا کہ

خود فروخت کرے اور یہی حکم باقی قرضوں میں ہو یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہو اور صاحبین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قاضی پہلی طرف سے فروخت کر دینا اور یہ بیع اسپر نافذ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور بنا بر قول صاحبین رحمہ اللہ کے جبکہ قاضی کو اس مجبور شوہر کے مال کی بیع کا اختیار حاصل ہوا تو قاضی پہلے عروض سے شروع کرے گا پس اگر عروض کا منہ ادا سے نفقہ و قرضوں کے واسطے کافی نہ داتا تو پھر بیع عتقا پیش کرے گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مرد کا ایک ہی عمامہ ہو تو وہ نفقہ کے واسطے اسکے فروخت پر مجبور نہ کیا جائیگا اس واسطے کہ قرضہ ہر جیسے اور قرضوں میں اپنے تن کے کپڑے فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا ایسے ہی دین کے نفقہ کے واسطے بھی مجبور نہ کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دونوں نے قاضی کے نفقہ مقرر کر دینے کے وقت سے جس قدر مدت گزری ہو اسکی مقدار میں اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ عورت کے واسطے ہونگے یہ وجہ کروری میں ہے اور اگر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کر دیا گیا اور عورت کا کچھ مہر بھی شوہر پر باقی ہو پھر شوہر نے اسکو کچھ دیا پھر دونوں نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ یہ مہر میں سے دیا گیا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ نفقہ میں تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ یہ حکم اشدقت ہو کہ وی ہوئی چیز ایسی ہو کہ عادت کے موافق ہر مین دیکھتی ہو اور اگر ایسی چیز ہو کہ عادت کے موافق ہر مین نہیں دیکھتی ہو جیسے ایک پیالہ کھیر و گدہ روٹی اور ایک طباق خواہ وغیرہ ایسی چیزیں تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں نے اس چیز کی مقدار و قیمت میں اختلاف کیا جس پر صلح واقع ہوئی یا جس کا حکم دیا گیا ہو نفقہ میں تو قول شوہر کا اور گواہ عورت کے قبول ہونگے۔ اور اگر عورت کو ایک کپڑا بھیجا پس عورت کہتی ہو کہ وہ ہر یہ تھا اور مرد کہتا ہو کہ وہ کپڑا اس میں سے ہو جو مجھے عورت کے واسطے واجب ہو تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسے ہر یہ بھیجا ہو تو گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مرد کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر ہر ایک نے اپنے دعویٰ کے دوسرے کے اقرار کرنے کے گواہ قائم کیے تو بھی شوہر کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اسی طرح اگر مرد نے درم بھیجے ہوں پس مرد نے کہا کہ یہ نفقہ تھا اور عورت نے کہا کہ یہ ہر یہ تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو نفقہ دیا ہو اور عورت نے انکار کیا تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ میرا شوہر تجھ سے غائب ہونا چاہتا ہو اور درخواست کی کہ نفقہ کفیل دلایا جاوے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہو کہ اسکو اختیار نہیں ہو۔ اور امام ابو یوسف نے کہا کہ ایک مہینہ کے نفقہ کے لیے استعما نا کفیل کیا جاوے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ سفر میں ایک مہینہ سے زیادہ رہیگا تو ایک مہینہ سے زیادہ کے واسطے کفیل کیا جائیگا یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ ایک مرد نے دوسرے کی جو رو کے واسطے دوسرے کی طرف سے نفقہ و مہر کی ضمانت کر لی تو فرمایا کہ نفقہ کی ضمانت باطل ہے الا آنکہ ماہواری کوئی مقدار معلوم بیان کی ہو اور اسکے معنی یہ ہیں کہ شوہر جو رو دوئیگا قدر نفقہ ماہواری پر یا ہر ضمانت ہوئے پھر ضمانت کی طرف سے ضمانت کی تو وہ اس پر ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت کے واسطے کوئی شخص ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل ہو گیا تو فقط ایک ہی مہینہ کے واسطے کفیل ہوگا اور اگر کفیل نے کہا کہ میں نے تیرے شوہر کی طرف سے تیرے واسطے سال بھر کے نفقہ کی کفالت کی تو سال بھر کے نفقہ کے واسطے کفیل ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیرے واسطے ہمیشہ کے واسطے یا جب تک میں زندہ رہوں نفقہ کی کفالت

بے ضمانت  
بے ضمانت  
بے ضمانت  
بے ضمانت





قاضی کو اسکا حال کو گونہ سے دریافت کرنے سے معلوم ہو جاوے کہ یہ اسقدر وسعت کی طاقت نہیں رکھتا ہو اور قاضی  
آمین سے کہہ کر دے تو قاضی کہہ کر سنا تا ہو اور کم کر کے اسپر سی قدر لازم کر دے چاہے قدرہ اٹھا سکے۔ اور اگر زمین میں کچھ  
گنہ راستی کہ اسنے عورت سے اس میں درمفقہ سے ایسی چیزیں صلح کر لی کہ قاضی کو کسی حال میں جائز ہو کہ عورت کے نفقہ میں  
اسکو مقرر کرے مثلاً اس میں درمقدون سے میں بختم گندم پر جو تین میں باغیر زمین میں صلح کی تو یہ صلح تقدیر نفقہ اعتبار  
کی جائیگی اور اگر ایسی چیزیں صلح کی کہ قاضی کو کسی حال میں روانہ نہیں ہو کہ اسکو عورت کے نفقہ میں مقرر کرے تو یہ دوسری  
صلح معاوضہ قرار دیا جائیگی اور جو جواب ہم نے صلح از نفقہ میں ذکر کیا ہو اگر کچھ سے صلح کی تو بھی اسی تفصیل سے  
حکم ہو اور اگر اپنی عورت کے لباس سے خرچ ہو بھی یا چادر طمی یا شامی اور صنی پر صلح کر لی تو جائز ہو یہ ذخیرہ  
ہو۔ اور اگر اپنی عورت کے ایک سال کے نفقہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور کپڑا اسکو دیدیا تو جائز ہو پھر اگر اسکے بعد  
وہ کپڑا کسی نے اپنا اتفاق ثابت کر کے لے لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ صلح قاضی کی اسکے واسطے ماہواری نفقہ فرض کر دینا  
یا باہمی قرار داد ماہواری نفقہ کے بعد اس نفقہ معاوضہ سے اس کپڑے پر صلح واقع ہوئی ہو تو عورت اپنے شوہر سے اس  
حساب سے نفقہ لے لگی جو قاضی نے اسکے واسطے مقرر کر دیا تھا یا خود دونوں اسپر راضی ہو سکے تھے۔ اور اگر ابتداء  
صلح و قرار داد اسی کپڑے پر واقع ہوئی ہو تو عورت اس سے اس کپڑے کی قیمت لے لگی۔ اور مسئلہ نظیر اس مسئلہ  
کی ہو کہ جب عورت کے نفقہ سے ایک خادم وسط پر صلح واقع ہوئی اور اسکے واسطے کوئی سیوا نہیں لگائی گئی یا کوئی  
سیوا مقرر کی گئی پس اگر یہ صلح قبل قاضی کے نفقہ مقرر کر دینے کے یا قبل باہمی رضامندی کے ہو تو جائز ہو اور اگر یہ  
صلح بعد فرض قاضی یا باہمی رضامندی کے ہو تو نہیں جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی مرد کی دو عورتیں ہوں کہ ایک  
انہیں سے آزاد اور دوسری باندی ہو مگر باندی کے واسطے اسکے مولیٰ نے ایک جگہ غلامی رہنے کو دی ہو پھر مرد کو نہ کرنے  
دونوں سے دونوں کے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ باندی کے واسطے آزادہ سے زیادہ اس صلح میں قبول کیا تو یہ جائز  
اور اگر اس باندی کے مولے نے اسکے واسطے کوئی جگہ رہنے کو نہ دی ہو اور اسنے اپنے شوہر سے اپنے نفقہ سے صلح  
کر لی تو یہ صلح جائز نہیں ہو اور مرد کو اختیار ہو گا کہ یہ نفقہ یعنی مال صلح اس سے واپس کرے اور اسی طرح اگر  
مرد نے اپنی عورت سے اسکے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ دونوں کا نکاح فاسد ہو تو بھی نہیں جائز ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور  
اگر عورت نے شوہر سے خرچ کھانے کو کچھ سے زیادہ مقدار صلح کی پس اگر زیادتی صرف اسی قدر ہو کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے  
میں اسنا خسارہ اٹھاتے ہیں تو صلح جائز ہوگی اور اگر خسارہ اسقدر ہو کہ اندازہ کرنے والوں کے اندازہ سے زائد ہو یعنی  
لوگ اپنے اندازہ میں اسنا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو زیادتی باطل ہوگی اور شوہر پر نفقہ مشمل واجب ہوگا غلام  
میں ہو۔ اگر غلام نے اپنے مولیٰ کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا تو اسکا نفقہ اس غلام پر واجب ہوگا کہ دھوکہ ادا  
ہونے کے وہ بار بار فروخت کیا جائیگا یہ قاضی قاضی میں ہر سکر مولیٰ کو یہ اختیار ہو کہ اسکے فدیہ میں خود مال دیدے  
اور اسکو فروخت سے بچائے اور اگر غلام نہ کر گیا تو نفقہ بھی ساقط ہو گیا اور اس طرح اگر قتل کیا گیا تو بھی صحیح قول کے  
موافق نفقہ ساقط ہو جائیگا یہ جوہرہ نیزہ میں لکھا ہو۔ اور اگر کسی مدبر نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تو عورت کا نفقہ  
اس مدبر کی کافی ہے متعلق ہوگا اور یہی حکم مکاتب کا ہے جب تک وہ کتابت سے عاجز نہ ہو جائے اور اگر عاجز ہو گیا تو نفقہ  
کے واسطے فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسے غلاموں نے بغیر اجازت اپنے مولیٰ کے نکاح کر لیا تو ان پر نفقہ واجب ہے

ہوگا یہ کافی نہیں ہو۔ اور اگر انہیں سے کوئی آزاد ہو گیا تو جو وقت سے آزاد ہوا ہو اس وقت سے اس کا نکاح جائز ہو گیا اور اسپر مہر واجب ہوگا اور آئندہ سے نفقہ بھی واجب ہوگا اور جس غلام میں سے کچھ ٹکڑا آزاد ہو گیا ہو وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بمنزلہ مکاتیب کے ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اپنی باندی سے بیاہ دیا تو اس باندی کا نفقہ مولیٰ پر ہوگا خواہ اسکے واسطے علیحدہ مکان مقرر کر دیا ہو یا نہیں یہ کافی نہیں ہو۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میں اس باندی کو نفقہ نہ دوں گا تو وہ اسکے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ تا تا رضائے میں ہو۔ اور اگر اپنی دختر کو اپنے غلام کے ساتھ بیاہ دیا تو دختر کا نفقہ غلام پر واجب ہوگا یہ بدلہ میں ہو منکوہ عورت اگر باندی ہو پس اگر باندی کے مولیٰ نے اسکے واسطے کوئی مکان رہنے کا مقرر کر دیا ہو تو اسکے واسطے نفقہ واجب ہوگا ورنہ نہیں اور یہی حکم مدبرہ ام ولد کا ہو۔ اور رہنے کو جگہ دینے کے یہ معنی ہیں کہ مولیٰ نے اس باندی سے خدمت لینا چھوڑ دیا اور اس کو اسکے شوہر کے ساتھ کر دیا۔ اور اگر مولیٰ نے باندی کے واسطے رہنے کا مکان دیدیا پھر مولیٰ کی رائے میں آیا اور مصلحت وقت معلوم ہوئی کہ اس باندی سے خدمت لینا کرے تو مولیٰ کو اختیار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جب تک مولیٰ اس خدمت سے تباہ کی مدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔ اور اگر مولیٰ نے اس کو اسکے شوہر کے گھر رہنے دیا مگر وہ خود بدون مصلحت نبھوئی کے کسی کسی وقت اگر مولیٰ کی خدمت کرتی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اس کا نفقہ سا قائل ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر وہ کسی وقت مولیٰ کے یہاں آئی اور مولیٰ گھر میں نہیں ہو پھر مولیٰ کی اٹھانہ نے اس سے خدمت لی اور اس کو اپنے شوہر کے یہاں واپس جانے سے روکا تو اسکے واسطے نفقہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور مکاتیب باندی سے اگر مولیٰ کی اجازت سے نکاح کر لیا تو وہ مثل حرہ کے ہوگا اسکے حق میں نفقہ واجب ہونے کے لیے مولیٰ کے رہنے کی جگہ دینے کی ضرورت نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا اور وہ تمام دن اپنے مولیٰ کے کار خدمت میں رہتی ہو اور رات کو اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہو تو فرمایا کہ دن کا نفقہ مولیٰ پر اور رات کا نفقہ اسکے شوہر پر واجب ہوگا یہ تا تا رضائے میں ہے منقول ہے اور اگر غلام یا مکاتیب یا مدبرہ نے اپنے مولیٰ کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس عورت سے اولاد ہوئی تو شوہر اس اولاد کے نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا خواہ عورت لینے اولاد کی ماں آزاد ہو یا باندی یا مدبرہ یا ام ولد یا مکاتیب پھر اگر یہ عورت مکاتیب ہو تو اولاد کا نفقہ اسی مکاتیب پر لازم ہوگا اور اگر عورت مدبرہ یا ام ولد ہو تو انکی اولاد مثل انکے ہوگی کہ اولاد کا نفقہ بھی انکے مولیٰ پر واجب ہوگا اور اگر عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہو تو اولاد کا نفقہ اسکے مولیٰ پر لازم ہوگا۔ اور اگر عورت آزاد ہو تو اولاد کا نفقہ اسی عورت پر واجب ہوگا اگر اسکے پاس مال ہو اور اگر اس کا مال نہ ہو تو نفقہ اولاد کا ان لوگوں پر ہوگا جو اس ولاد کے وارث ہوں پس جو سب سے زیادہ قریب ہو پہلے اسپر پھر دوسروں پر علی الترتیب لازم ہوگا۔ اسی طرح آزاد مرد نے اگر کسی باندی یا مکاتیب یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو ایسی عورت میں اولاد کا نفقہ حکم ہو جو غلام و مدبرہ و مکاتیب کی عورت میں بیان ہوا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر باندی یا ام ولد یا مدبرہ کا مولیٰ فقیر ہو کہ اولاد کو نفقہ نہ دے سکے اور اس ولاد کا باپ غنی ہو پس آیا باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے تو اس میں غنیمت ہے کہ اگر باندی سے اولاد ہو تو باپ کو نفقہ دینے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر مدبرہ یا ام ولد سے اولاد ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے یہ محیط میں ہے پھر اس اولاد کا باپ جو کچھ انکے نفقہ میں حجب

کرے گا وہ عورت کے موہ سے واپس لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی باندی اور اپنے غلام کو مکاتب  
 کیا پھر اس عورت کو اسی مکاتب سے بیاہ دیا پھر اسکے بعد کچھ پیدا ہوا تو اس ولد کا نفقہ اسکی ماں پر ہوگا باپ پر  
 نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر مکاتب نے اپنی باندی سے وطی کی اور اس سے کچھ پیدا ہوا تو اسکا نفقہ مکاتب پر ہوگا۔ اور  
 اگر مکاتب نے کسی کی باندی سے نکاح کیا پھر اس سے اولاد ہوئی یا نہ ہوئی یہاں تک کہ مکاتب نے اس باندی کو  
 خود خرید لیا پھر اس سے کچھ پیدا ہوا تو اولاد کا نفقہ مکاتب کے ذمہ لازم ہوگا یہ فیصلہ میں ہے۔ اور خاوند پر اپنی زوجہ  
 کے واسطے لباس موافق عرف کے اسقدر واجب ہوتا ہے کہ جو اسکے لیے جائز ہے وگرنہ میں لائق ہوں یہ تانا خانہ میں  
 نیا بیع سے منقول ہے اور سال میں دوہی دفعہ کپڑا فروض کیا جائیگا یعنی کپڑا شیش یا نہی میں ایک مرتبہ موافق مفروض  
 کے دیدے یہ بیسوا میں ہے۔ اور اگر عورت کے واسطے پورے عیسے کی مدت کے لیے کپڑا فروض کر دیا گیا تو اس کے سوا  
 اسکے لیے شوگا پھا تنگ کہ یہ مدت گزر جائے اور اگر اس مدت کے گزرنے سے پہلے یہ کپڑے بھٹا گئے ہیں گراہی  
 حالت ہو کہ اگر وہ بطور متناہی تھی تو یہ بھٹتے تو شوہر پر کچھ واجب ہوگا ورنہ اور واجب ہونگے۔ اور اگر بچہ پیدا ہوا  
 مدت کے بعد یہی کپڑے باقی رہے ہیں اگر اسوجہ سے باقی رہے کہ عورت نے دوسروں کے کپڑے پہنیا یا ایک روز پہننے  
 دوسرے روز نہ پہنے یا بالکل نہیں پہنے تو اس صورت میں عورت کے واسطے دوسرے کپڑے مفروض کیے جائینگے ورنہ  
 نہیں یہ جو ہرہ نہ میں ہے۔ اور اگر نفقہ و لباس متناہ ہو یا جوہی گیا تو بدو فیصل گزرنے کے بعد نفقہ و لباس  
 مفروض نہ کیا جائیگا بخلاف ایسی قرابت دارہ و عورتوں کے جن کا کمانا کپڑا مرد پر واجب ہوتا ہے کہ انکے کمانے  
 کپڑے میں ایسی صورت میں یہ حکم نہیں ہے یہ غایر زوجی میں ہے۔ اور نیز شوہر پر واجب ہے کہ اپنی استطاعت کے  
 موافق عورت کے پیشے کو فرش سے چٹا کر شوہر یا اندر ہو تو اس پر چارون میں نفقہ و دیگر میون میں نفع واجب ہے  
 مگر یہ دونوں بدو یا بچائے نہیں بچائے جائینگے اور اگر فقیر ہو تو اگر میون میں بدو یا اور چارون میں نہ  
 دیوے یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور کتاب میں فرمایا کہ جس صورت میں قاضی شوہر پر عورت کی خادمہ کا نفقہ مفروض کرے  
 اس صورت میں خادمہ کا لباس بھی مفروض کرے گا پس خادمہ کا لباس تنگ دست آدمی پر چارون میں ہرستی کر باس کی  
 قمیص اور ازار اور چادر ہے اور اگر میون میں ایسے ہی قمیص و ازار ہو اور خوشحال آدمیوں پر چارون میں زلی قمیص اور  
 کر باس کی ازار و ہرستی سی چادر ہے اور اگر میون میں اسکے مثل ہو پس چارون میں اسکے واسطے لباس بہ نسبت  
 اگر میون کے زیادہ مفروض کرے گا۔ پھر واضح ہو کہ عورت کی خادمہ کے واسطے اور ہندی مفروض نہیں کی۔ اور کتاب میں فرمایا  
 کہ عورت کی خادمہ کے واسطے ثعب یا موزہ جو اسکو کافی ہو لازم ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد نے  
 خادمہ کے واسطے جس طرح لباس وغیرہ بیان فرمایا ہے یہ اپنے ملک کے عرف و زمانہ کے موافق ذکر فرمایا ہوا ہے چونکہ  
 بعض ملک میں ہرست دوسرے ملک کے جائزے وگرنہ میں زیادتی و کمی کی راہ سے فرق ہوتا ہے اور نیز عادت  
 ہر ملک و زمانہ کی مختلف ہوتی ہے لہذا اس میں بوجہ مذکورہ اختلاف ہوگا پس قاضی پر لازم ہے کہ خادمہ کے نفقہ و  
 لباس میں ہر ملک و زمانہ کے اعتبار سے اسقدر مفروض کرے جو اسکو کافی ہو مگر یہ ضرور ہے کہ خادمہ کا لباس عورت کے  
 لباس کے برابر نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ فصل دوم سکنی کے بیان میں۔ قال المترجم سکنی سے مراد یہ ہے کہ عورت کے ہنہ کا  
 ٹھکانا اپنی استطاعت کے لائق موافق شرع کے معین کرے اور اسکی تفصیل کتاب میں ہو گا قال مترجم پس

کتاب طلاق باب ہفتم نکاحات  
 فتاویٰ ہندیہ جلد دوم  
 مترجم سکنی سے مراد یہ ہے کہ عورت کے ہنہ کا  
 ٹھکانا اپنی استطاعت کے لائق موافق شرع کے معین کرے اور اسکی تفصیل کتاب میں ہو گا قال مترجم پس





خالی ہو جانے کی اجازت دی تو کچھ مضائقہ نہیں ہوگا۔ اور عورت اپنے غلام کے ساتھ سفر نہ کرے اگر یہ وہی ہو اور نہ اپنے کسی پسر کے ساتھ اور نہ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے زمانہ میں اور نہ دوسری عورت کے اور نہ اپنے لڑکے جو ہم کے ساتھ جو بالغ نہیں ہو الا آنکہ یہ لڑکا قریب بہ بادرغ یعنی بارہ تیرہ برس کا ہو یا دھندلہ لڑکا جو غیر شہرہ ہو وہ بلا حرم سفر کر سکتی ہو۔ اور عورت اپنی دختر کے خاوند کے ساتھ اور اپنے شوہر کے لیے کے ساتھ اور اپنی ماں کے خاوند کے ساتھ سفر کر سکتی ہو۔ وجہ کہ دوسری میں ہو اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہو کہ شوہر کے گھر سے کوئی چیز بدو ان اشیاء عادت کے ویرہ اور نہ سوائے فریضہ روزوں کے روزے رکھ سکتی ہو یہ قادی قاضی خان میں پڑھیں **فصل فی نفقہ عورت** کے بیان میں۔ جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ نفقہ و سکنی کی مستحق ہو خواہ طلاق جمعی ہو یا بانسہ یا تین طلاق ہوں خواہ عدت کاملہ ہو یا نہویہ قادی قاضی خان میں ہو۔ **اصل** یہ ہو کہ فرقت ہر گاہ از جا نسب شوہر ہو تو عورت کو نفقہ ملے گا اور اگر از جا نسب عدت ہو پس اگر رجعت ہو تو کبھی نفقہ ملے گا اور اگر نہایت ہو تو اسکو نفقہ نہ ملے گا اور اگر عدت کے سوائے غیر کی جہت سے کوئی بات پیدا ہونے سے فرقت واقع ہوئی تو عورت کو نفقہ ملے گا پس بلا عنہ عورت کو نفقہ و سکنی ملے گا اور جو عورت بسبب قلع وایلا کے بانسہ ہوئی یا بسبب شوہر کے مرہر ہو جانے کے یا اس سبب سے کہ شوہر نے اسکی ماں سے جماع کر لیا اور وہ بانسہ ہوگئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی اور اسی طرح عین کی عدت نے اگر فرقت کو اختیار کیا تو مستحق نفقہ ہوگی۔ اور اسی طرح مدبرہ و ام ولد اگر کسی کے نکاح میں ہوں اور وہ آزاد کی گئیں اور فرقت کو اختیار کیا حالانکہ مولیٰ نے انکے واسطے شوہر کے ساتھ رہنے کو جگہ خریدی تھی اور اپنی خدمت لینے سے انکے کو دیا تھا تو یہ بھی مستحق نفقہ ہوں گی اور نیز ہنسیہ نہ پھر بلوغ کے آئے فرقت کو اختیار کیا یا بسبب غیر کفو ہونے کے بعد دخول کے فرقت واقع ہوئی تو وہ بھی مستحق نفقہ ہوں گی یہ خلاصہ میں ہو اور اگر عورت مرتد ہوگئی یا اسے اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاعنت کی یا شہوت سے اسکو چھو تو استسنا اسکو نفقہ ملے گا مگر سکنی کی مستحق ہوگی اور اگر زبردستی اسکے ساتھ ایسا کیا گیا تو نفقہ و سکنی کی مستحق ہوگی یہ بدائع میں ہو پھر اگر مردہ مسلمان ہوگئی اور بنو عدت باقی ہو تو اسکے واسطے نفقہ ہوگا خلاصہ اس کے اگر عورت نے نشوونہ کر لیا پس مردہ اسکے طلاق دیدی پھر اسے نشوونہ ترک کیا تو اسکو نفقہ ملے گا یہ محیط شہری میں ہو۔ اور اصل اس باب میں یہ ہو کہ ہر عورت جسکا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل نہیں ہوا پھر عدت میں عورت کی طرف سے کسی عارضہ کی وجہ سے ساقط ہوا پھر عدت میں وہ عارضہ برطرف ہو گیا تو اسکا نفقہ عموماً کرے گا اور جس عورت کا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل ہوا ہو تو پھر عدت میں اسکا نفقہ عموماً نہیں کرے گا اگرچہ سبب فرقت زائل ہو جاوے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین پھر عدت ہوگئی نفوز باللہ منہا تو اسکا نفقہ ساقط ہو جاوے گا مگر نفقہ روت کی وجہ سے نہیں بلکہ اسوجہ سے کہ وہ قید کیا گیا ہو یا نکاح کر تو بہ کرے پس وہ شوہر کے گھر میں نہوگی پس نفقہ نہ ملے گا چنانچہ اگر وہ مرتد ہوئی اور بنو قید نہیں کی گئی بلکہ شوہر کے گھر میں ہو تو اسکو نفقہ ملے گا۔ اور اگر قید خانہ میں تو بہ کر کے اپنے شوہر کے گھر میں آگئی تو اسکو عدت کا نفقہ ملے گا کیونکہ عارضہ زائل ہو گیا یعنی قید جاتی رہی اور یہ اسوقت ہو کہ تین طلاق یا ایک طلاق بانسہ ہو۔ اور اگر طلاق جمعی کی عدت میں ہو اور وہ مرتد ہوگئی خواہ قید کی گئی یا نہیں تو اسکو نفقہ نہ ملے گا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر عورت نے عدت میں اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاعنت کی یا شہوت سے اسکو چھوایں اگر وہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو اسکا نفقہ ساقط ہو گیا اور اگر طلاق بانسہ کی عدت میں ہو یا بغیر طلاق کے فرقت واقع ہونے کی عدت میں ہو تو اسکا



کر لیا پھر قاضی نے ان دونوں میں تفریق کر دی تو امام اعظم کے قول میں اس کے واسطے نفقہ دسکنی شوہر اول پر واجب ہوگا۔ اگر کسی مرد کی منکوحہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اس نے اس سے دخول کیا پھر قاضی کو یہ بات معلوم ہوئی اور اس نے دونوں میں تفریق کر دی پھر شوہر اول کو معلوم ہوا اور اس نے عورت کو تین طلاق دیدیں تو اس عورت پر ان دونوں کی جہت سے عدت واجب ہوگی اور اس کے واسطے ان دونوں میں سے کسی پر نفقہ لازم ہوگا یہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنی جوہر کو جو باندی پر طلاق بائن دیدی اور مال یہ ہو کہ اس کا مولیٰ اس کو اس کے شوہر کے ساتھ جگہ دے چکا ہو کہ برابر اس کے ساتھ رہا کرے اور خدمت مولیٰ نہ کرے یہاں تک کہ اس باندی کے واسطے اپنے شوہر پر نفقہ واجب تھا پھر اس باندی کو اس کے مولیٰ نے اپنی خدمت کے واسطے اس مکان سے نکال لیا تھا یہاں تک کہ شوہر کے دوسرے نفقہ ساقط ہو گیا تھا پھر چاہا کہ اس کو اپنے شوہر کے پاس بھیج دے تاکہ وہ نفقہ لے تو مولیٰ کو ایسا اختیار ہو۔ اور اگر ہنوز مولیٰ نے اس کو اپنے شوہر کے ساتھ کسی مکان میں رہنے کی اجازت نہیں دی تھی کہ شوہر نے اس کو طلاق دی پھر مولیٰ نے چاہا کہ عدت میں اس کو اپنے شوہر کے پاس کرے تاکہ وہ نفقہ کی مستحق ہو تو نفقہ واجب ہوگا اور اصل آئین یہ ہو کہ ہر عورت جس کے واسطے بروز طلاق نفقہ واجب تھا پھر ایسی حالت ہوگی کہ اس کے واسطے نفقہ دیا تو عدت کو اختیار ہوگا کہ جس حالت پر بروز طلاق تھی اسی حالت پر عود کر جائے اور نفقہ لے۔ اور ہر عورت جس کے واسطے بروز طلاق نفقہ نہ تھا تو اس کے واسطے پھر نفقہ نہ ہوگا سوائے ناشرہ کے یہ بدائع میں ہو۔ ایک مرد نے ایک باندی سے نکاح کیا اور ہنوز اس کے مولیٰ نے اس کو شوہر کے ساتھ مکان میں جگہ نہ دی تھی یعنی شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دی تھی کہ مرد مذکور نے اس کو طلاق بھیج دی تو مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ اس کے شوہر سے کہے کہ تو کسی مکان کو لیکر اس کو اپنے ساتھ رکھ اور اس کو نفقہ دے۔ اور اگر طلاق بائن ہو تو مولیٰ کو اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تلک کر دینے کا اختیار نہیں ہو اور باندی اپنے شوہر سے نفقہ کا مطالبہ نہیں کر سکتی ہو اور یہی ہے جو اس واسطے کہ وہ قبل طلاق بائن کے شوہر کے ساتھ جگہ دیے جانے کی مستحق نفقہ نہ تھی پس بعد طلاق بائن کے مستحق نفقہ نہ ہوگی یہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر شوہر نے اس کو طلاق بھیج دی پھر مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا تو اس باندی کو اختیار ہوگا کہ اپنے شوہر سے مطالبہ کرے کہ اس کو کسی مکان میں رکھے اور اس کو نفقہ دے اس واسطے کہ اس کا وہ اپنے نفس کی مالک ہوگی ہو اور اگر طلاق بائن ہو تو شوہر اس کے ساتھ ایک گھر میں تخلیہ میں رہ سکتا ہو اور وہ شوہر کو سکنی کے واسطے مآخوذ نہیں کر سکتی ہو اور یا نفقہ کے واسطے مآخوذ کر سکتی ہو تو بھیج یہ ہو کہ نفقہ کے واسطے بھی مآخوذ نہیں کر سکتی ہو۔ اور اگر مولیٰ نے اپنی ام ولد کو جو دوسرے کے نکاح میں ہو آزاد کر دیا تو اس کو عدت کا نفقہ نہ ملے گا اور اسی طرح اگر مولیٰ مر گیا کہ وہ آزاد ہوگئی بسبب موت مولیٰ کے تو بیعت کے ترکہ سے اس کے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور اس کے بیٹے سے مولیٰ کا کوئی ترکہ نہ ہو تو ام ولد کا نفقہ اس بیٹے کے حصہ سے ہوگا یہ خط میں ہو۔ امام خصاصہ نے اپنی کتاب النفقات میں فرمایا ہو کہ اگر کسی مرد کو اس کی عورت قاضی کے پاس لائی اور نفقہ کا مطالبہ کیا اور مرد نے قاضی سے کہا کہ میں اس کو ایک سال سے طلاق دے چکا ہوں اور اس کی عدت اس مدت میں گذر گئی اور عورت نے طلاق سنتہ انکار کیا تو قاضی اس مرد کو قول قبول نہ کرے گا اور اگر اس مرد کے واسطے دو گواہوں نے گواہی دی کہ جبکی عدالت کو قاضی نہیں جانتا ہو تو اس مرد کو حکم دیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر اگر گواہوں کی تعمیل ہوگی یا عدت نے اقرار کیا کہ اس کو تین بیعتیں اسی سال میں ۱۲

بند  
اگر وہ  
نہ ہو  
باندی  
شوہر  
کا  
مطلبہ  
نہ ہو  
نہ ہو  
نہ ہو  
نہ ہو  
نہ ہو  
نہ ہو

آگے ہیں تو عورت کے واسطے اس مرد پر کچھ نفقہ نہ ہوگا پس اگر عورت نے اس سے کچھ نفقہ میں لیا ہو تو اسکو واپس دیگی یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر عورت نے کہا کہ میں اس سال میں جائزہ نہیں ہوں تو نفقہ کے واسطے قول عورت ہی کا قبول ہوگا پس اگر شوہر نے کہا کہ مجھے خبر ہے کہ میری عدت گزر گئی تو شوہر کا قول اس کے نفقہ باطل کرنے کے حق میں قبول ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دو گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے اپنی جو دو کو تین طلاق دیدی ہیں اور عورت طلاق کا دعویٰ کرتی ہو یا انکار کرتی ہو تو جب تک قاضی ان گواہوں کی عدالت دریافت کرنے میں مشغول رہے تب تک مرد کو حکم دینا کہ اس عورت کے پاس نہ جاوے اور اس کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر اس صورت میں قاضی اس عورت کو اس کے شوہر کے گھر سے باہر نہ کرے گا اسکو جان میں صریح بیان فرمایا ہو لیکن یہ کہ بیکار کر اس عورت کے ساتھ ایک عورت ایمنہ رکھ دینا کہ شوہر کو اس کے پاس نہ آئے ورنہ اگر یہ اسکا شوہر مرد عادل ہو اور اس صورت میں ایمنہ عورت کا نفقہ بہت المال سے ہوگا۔ اور اگر عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا حالانکہ یہ عورت کبھی ہو کر مجھے اسنے طلاق دی ہو یا کبھی ہو کر نہیں دی ہو مجھے یا کبھی ہو کر نہیں دی ہو تو قاضی اس کے واسطے نفقہ کا حکم نہ دینگا اور اگر شوہر نے اس سے دخول کیا ہو تو قاضی اس کے واسطے نفقہ عدت کے حکم دینگا یہاں تک کہ گواہوں کا حال دریافت کرے پھر اگر گواہوں کا حال دریافت ہونے میں دیر ہوئی یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ عدت سے زیادہ کچھ نہ دلاوینگا پھر یہ اس کے اگر گواہوں کی تعدیل ہو گئی اور دونوں میں تفریق کر دی گئی تو جو کچھ اسنے نفقہ میں لیا ہو وہ اس کے واسطے مسلم رہا اور اگر گواہوں کی تعدیل نہ ہوئی تو عورت نے جو کچھ نفقہ لیا ہو اسکو واپس کروینا واجب ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر شوہر نے اسکو بطریق اباحہت دیا ہو تو اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہی یہ ناہار خانہ میں ہے ایک عورت نے ایک مرد پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو جب تک گواہوں کا حال دریافت کیا جاوے تب تک اس کے واسطے کچھ نفقہ نہ دلا یا جائیگا اور اگر قاضی نے کوئی مصیحت دیکھ کر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کرنا چاہا تو یوں کہنا چاہیے کہ اگر تو اسکی جو دو تو میں نے تیرے واسطے اس مرد پر گواہی اس قدر مقرر کر دیا اور اسپر گواہ کر لے پھر اگر ایک عہدہ گزارا حالانکہ عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا ہو اور گواہوں کی تعدیل ہو گئی تو عورت اس سے اپنا نفقہ سب لے لیگی جب سے اسکے واسطے قرض لیا گیا ہو۔ اور اگر شوہر نکاح کا مدعی ہو اور عورت انکار کرتی ہو پس شوہر نے اسپر گواہ قائم کیے تو بعد ثبوت نکاح کے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ اس عدت قدر تک کہ انہو کا وہ عہدہ میں سے ہر ایک دعویٰ کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھے نکاح کیا ہو اور وہ انکار کرتا ہو پھر دونوں نے نکاح و دخول کے گواہ قائم کیے تو جب تک گواہوں کا حال دریافت کیا جائے تب تک کے واسطے دونوں کو ایک عورت کا نفقہ ملے گا امام خصاف نے اسکی تصریح کر دی ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے ایک عہدہ تک نفقہ لیا پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور جو کچھ عورت نے لیا ہو وہ شوہر کو واپس کر دیگی یعنی شوہر اس سے لے لیا یہ ظہیر میں ہے

**فصل چہارم نفقہ ادلاوے کے بیان میں** صغیر اولاد کا نفقہ اسکے باپ پر ہے کہ اس میں کوئی اسکے ساتھ شریک نہ کیا جائیگا یہ جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اگر صغیر چھ دو روپے پتیا ہوا ہو پس اگر اسکی ماں اسکے باپ کے نکاح میں ہو اور یہ کچھ دوسری عورت کا دودھ لیتا ہو تو اسکی ماں اسکے دودھ پلانے پر مجبور نہ کی جائیگی۔ اور اگر کچھ مذکور دوسری عورت کا

یہاں تک کہ گواہوں کا حال دریافت کرے پھر اگر گواہوں کا حال دریافت ہونے میں دیر ہوئی یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ عدت سے زیادہ کچھ نہ دلاوینگا پھر یہ اس کے اگر گواہوں کی تعدیل ہو گئی اور دونوں میں تفریق کر دی گئی تو جو کچھ اسنے نفقہ میں لیا ہو وہ اس کے واسطے مسلم رہا اور اگر گواہوں کی تعدیل نہ ہوئی تو عورت نے جو کچھ نفقہ لیا ہو اسکو واپس کروینا واجب ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر شوہر نے اسکو بطریق اباحہت دیا ہو تو اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہی یہ ناہار خانہ میں ہے ایک عورت نے ایک مرد پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو جب تک گواہوں کا حال دریافت کیا جاوے تب تک اس کے واسطے کچھ نفقہ نہ دلا یا جائیگا اور اگر قاضی نے کوئی مصیحت دیکھ کر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کرنا چاہا تو یوں کہنا چاہیے کہ اگر تو اسکی جو دو تو میں نے تیرے واسطے اس مرد پر گواہی اس قدر مقرر کر دیا اور اسپر گواہ کر لے پھر اگر ایک عہدہ گزارا حالانکہ عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا ہو اور گواہوں کی تعدیل ہو گئی تو عورت اس سے اپنا نفقہ سب لے لیگی جب سے اسکے واسطے قرض لیا گیا ہو۔ اور اگر شوہر نکاح کا مدعی ہو اور عورت انکار کرتی ہو پس شوہر نے اسپر گواہ قائم کیے تو بعد ثبوت نکاح کے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ اس عدت قدر تک کہ انہو کا وہ عہدہ میں سے ہر ایک دعویٰ کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھے نکاح کیا ہو اور وہ انکار کرتا ہو پھر دونوں نے نکاح و دخول کے گواہ قائم کیے تو جب تک گواہوں کا حال دریافت کیا جائے تب تک کے واسطے دونوں کو ایک عورت کا نفقہ ملے گا امام خصاف نے اسکی تصریح کر دی ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے ایک عہدہ تک نفقہ لیا پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور جو کچھ عورت نے لیا ہو وہ شوہر کو واپس کر دیگی یعنی شوہر اس سے لے لیا یہ ظہیر میں ہے





جائز نہیں ہو اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق کی عدت میں ہو تو دور و ایتوں میں سے ایک سے وایت کے موافق جائز ہو پھر اگر اس نے کسی چیز میں یہ صلح کی تو صلح جائز ہوگی اور اگر غیر معین چیز پر صلح کی تو جائز نہیں ہو الا انکہ اسی مجلس میں یہ چیز اس عدت کو دیدے۔ اور ہر جس صورت میں کہ جابرہ نہیں جائز ہوا اور نفقہ واجب ہوا ہو تو شوہر کے مرجع سے یہ اجرت ساقط نہوگی اس واسطے کہ یہ نفقہ نہیں ہو اجرت ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور وہ جو چھوڑانے کے بعد ضعیف اولاد کا نفقہ قاضی اسکے باپ پر بقدر اسکی طاقت کے مقرر کریگا اور نفقہ اس ولاد کی مان کو دیا جائیگا تاکہ اولاد پر خرچ کرے اور اگر مان عدت نفقہ نہ ہو تو دوسری کسی عدت کو دیا جائیگا کہ وہ اپنے خرچ کرے ایک عورت کو اسکے شوہر نے طلاق دیدی اور اسکے پیٹ سے صغیر اولاد میں پس اس عورت نے کہا کہ میں نے ان اولاد کا پانچ مہینہ کا نفقہ وصول پایا ہو پھر اسکے بعد اس عورت نے کہا کہ میں نے بیٹن درم فقط وصول کئے تھے حالانکہ ان اولاد کا نفقہ شش پانچ ماہ کا سو درم ہیں تو منقہ میں مذکور ہو کہ یہ ایک نفقہ منقہ پر قرار دیا جائیگا اور عورت کے اس قول کی کریم نے انکا نفقہ شش نہیں بلکہ فقط بیس درم وصول پائے ہیں لہذا منقہ نہ کیا جائیگا اور اگر عورت نے بعد اقرار وصول یا بی نفقہ کے دعوے کیا کہ یہ نفقہ ضائع ہو گیا تو اسکے باپ سے انکا نفقہ شش پھر لے لیگی۔ ایک فرقہ سندھ کا ایک لڑکا صغیر ہی پس اگر مرد کو رکائی کرنے پر قاضی ہو تو اس پر واجب ہوگا کہ کما فی کر کے اپنے بچہ کو کھلا دے یہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر مرد کو رکائی کرنے سے انکار کیا کہ کما فی کر کے اور انکو کھلا دے تو وہ اس امر کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور قید کیا جائیگا یہ ضبط میں ہو۔ اور اگر مرد کو رکائی کرنے پر قادر نہ ہو تو قاضی انکا نفقہ مفروض کر کے انکی مان کو حکم دیا کہ بقدر مفروضہ و مقدرہ قرض لیکر اپنے خرچ کرے پھر جب انکا باپ اسودہ حال ہو تو اس سے واپس لے اور اسی طرح اگر باپ کو اس قدر ملتا ہو کہ قرض نہ کا نفقہ دے سکتا ہو مگر وہ نفقہ دینے سے انکار کرتا ہو تو قاضی اس مرد پر نفقہ مقرر کر دیا مگر اس مرد نے اولاد کو بلا نفقہ چھوڑ دیا اور قاضی کے حکم سے اولاد کی مان نے قرضہ لیکر اپنے خرچ کیا تو عدت مذکورہ اس قدر مال کو اولاد کے باپ سے لے لیگی اور باپ اپنی اولاد کے نفقہ کے واسطے اگر نہ دے تو قید کیا جائیگا اگر چہ باقی قرضوں کے واسطے قید نہ کیا جائے اور اگر قاضی نے اولاد کا نفقہ اسکے باپ پر مقرر کر دیا مگر ان نے اسکے واسطے قرض نہ لیا اور بچوں نے لوگوں سے بھیک مانگ کر اپنی اوقات بسر کی تو عدت مذکورہ اسکے باپ سے کچھ نہیں لے سکتی ہو اور اگر اولاد کو بھیک مانگنے سے قدر کفایت سے آدھا مانگتا تو نصف نفقہ اسکے باپ کے قرض سے ساقط ہوگا اور باقی نصف کے واسطے قرضہ لینا صحیح ہوگا۔ اور اسی طرح اگر سواے اولاد کے اور محارم کا نفقہ کسی شخص پر فرض کیا گیا اور انھوں نے لوگوں سے بھیک مانگ کر اپنی گذر کی تو پھر انکا نفقہ فرض کیا گیا ہو اس سے کچھ نہیں لے سکتے ہیں یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر قاضی نے نفقہ اولاد کے باپ پر فرض کیا اور انکی مان کو قرضہ لیکر اپنے خرچ کرنے کا حکم دیدیا پس عدت مذکورہ نے قرضہ لیکر اپنے خرچ کیا حتیٰ کہ اسکے واسطے یہ تحقیق حاصل ہو کہ اسکے باپ سے واپس لے پھر باپ قبل ادا کرنے کے مر گیا پس آیا اس عورت کو یہ اختیار ہو کہ اسکے ترکہ میں سے اگر مال اسے چھوڑا ہو بے یو سے یا نہیں تو اصل میں مذکور ہو کہ ترکہ میں سے لے سکتی ہو اور یہی صحیح ہو اور اگر قاضی نے

یہ نفقہ منقہ پر قرار دیا جائیگا



کی بابت حکم ہو اور اگر باپ بھدر و سرپرستی بجا نیچے کنندہ ہو کہ وہ امانت داری کے لائق نہ سمجھا جاوے تو قاضی یہ مال اسکے ہاتھ سے لیکر اپنے امین کے پاس رکھ لگا کر جب وہ بالغ ہو جاوے دین تو انکو سرپرست کر دیا جائیگا مگر یہ اور امام علوانی نے فرمایا کہ اگر سپر بزرگوں کی اولاد سے ہو اور اسکو لوگ مزدوری پر نہ لیتے ہوں تو وہ عاجز ہو اور اپنے ہی طالب علم لوگ اگر کمائی سے عاجز ہوں کہ انکی طرف راہ نہ پاتے ہوں تو انکے باپوں کے ذمہ سے انکا نفقہ ساقط نہوگا بشرطیکہ وہ علوم شرعیہ حاصل کرتے ہوں نہ یہ کہ خلافات رکھیں وہ نہ پائے فلاسفہ کی تحصیل میں مشغول ہوں حالانکہ ایسے ہیں کہ علوم شرعی کی اہلیت رکھتے ہیں پس باپ کے ذمہ سے انکا نفقہ ساقط ہو اور اگر امین ہو تو باپ کے ذمہ نفقہ واجب نہوگا یہ وجہ کروری میں ہو اور افاضلینی لڑکیوں کا نفقہ انکے باپوں پر مطلقا واجب ہو جب تک انکا نکاح نہ ہو جاوے بشرطیکہ انکا خود کچھ مال نہ ہو یہ غلامہ میں ہو اور نرینہ اولاد بالغ کو نفقہ باپ پر واجب نہیں ہو الا اس صورت میں کہ سپر بسبب بچہ ہونے یا کسی مرض کے کمائی سے عاجز ہو اور جو کام کر سکتا ہو مگر اچھا نہیں کرنا ضرر اب کرتا ہو وہ بھڑکے عاجز کے ہو یہ قادی قاضی خان میں ہو اور سپر کی چورہ کا نفقہ کبھی باپ پر لازم ہو بشرط اسکو سپر فقیر ہو یا بچا ہو اسوجہ سے کہ یہ بھی کفایت دہیہ میں داخل ہو اور سپر واپس نہ کر ہو کہ سپر کی زوجہ کو نفقہ دینے کے واسطے باپ پر جبر نہیں کیا جاسکتا ہو یہ اختیار شرع مختار میں ہو جو بالغ اگر بچا ہو یا اسکو کھٹیا ہو یا دونوں ہاتھ نسل ہوں کہ انکے کام نہیں کر سکتا ہو یا معتمد ہو یا غفلت ہو پس اگر اسکا کچھ مال ہو تو نفقہ اسکے مال سے واجب ہوگا اور اگر نہ ہو اور اسکا باپ مالدار اور مالدار ہو تو اسکا نفقہ باپ پر واجب ہوگا اور جب اسنے قاضی سے درخواست کی کہ میرے واسطے میرے باپ پر نفقہ فرض کر دے تو قاضی اسکی درخواست کو قبول کر کے فرض کر لیا اور جو کچھ وہ باپ پر فرض کر لیا باپ اسی سپر بالغ کو دیدہ بچا مچھ پائیں ہو اور اگر شوہر سے اسکی عورت نے اولاد صغیر کے نفقہ سے صلح کر لی تو صلح ہو خواہ اولاد کا باپ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو پیرائے بعد دیکھا جائیگا کہ جسپر صلح واقع ہوئی اگر وہ انکے نفقہ سے زائد ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر اسقدر زائد ہو کہ لوگ اپنے انداز کرنے میں ایسا خسارہ اٹھا جاتے ہیں یا بین طور کہ دو اندازہ کر نیو والوں کی اندازہ کے اندر داخل ہو کہ جو بقدر کفایت نفقہ کا اندازہ کریں تو ایسی زیادتی عفو ہو اور اگر زیادتی ایسی زائد ہو کہ اندازہ کرنے والوں کے اندازہ میں داخل نہ ہو بلکہ زائد ہو تو ایسی زیادتی شوہر کے ذمہ سے طرح دیدہ بچائیگی اور اگر صلح کم مقدار پر ہو اور کسی ایسی ہو کہ اسکے اتفاقات میں کافی نہ ہو سکے تو مقدار میں بقدر انکی کفایت کے بڑھا دیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر کوئی مرد غائب ہو اور اسکا مالی موجود حاضر ہو تو قاضی ان میں سے کسی کو خراج کر لینے کا حکم نہ دیکھا الا چند لوگوں کو اور وہ یہ ہیں ماں دباپ اور اولاد صغیر فقیر خواہ مذکر ہوں مؤنث ہوں اور اولاد کبیر میں سے ایسے مذکر دن کو جو فقیر ہیں اور کسب سے عاجز ہیں اور اولاد کبیر مؤنث نثر کو اور اولاد کبیر اگر مال ان لوگوں کے پاس حاضر ہو اور نسب معروف ہو یا قاضی کو معلوم ہو تو قاضی انکو اس مال سے خراج کر لینے کا حکم دیدہ گا اور اگر قاضی کو نسب معلوم نہ ہو اور بعض نے ان میں سے چاہا کہ قاضی کے حضور میں بذریعہ گواہوں کے ثابت کرے تو اسکی طرف سے گواہ مقبول نہونگے اور نیز اگر مال ان لوگوں کے پاس حاضر نہ ہو بلکہ کسی کے پاس دویت ہو اور وہ اقرار نہ کرے تو بھی ان لوگوں کو قاضی حکم دے گا

[illegible]



کہ اس میں سے خرچ کہیں۔ اسی طرح اگر اسکا مال کسی پر قبضہ ہو اور وہ اقرار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر دولت والا یا قرضدار ہو اور ان لوگوں نے چاہا کہ ہم بذریعہ گواہوں کے ثابت کر دیں تو قاضی گواہوں کی ہمت نہ کرے گا۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ مال مذکور از غلبہ نفقہ جو یعنی درم و دینار و اناج وغیرہ یہ بدلہ میں ہو۔ اور اگر غائب کا مال اسکے والدین یا فرزند یا زوجہ کے پاس ہو اور وہ از غلبہ نفقہ ہو جسکے یہ لوگ مستحق ہیں پس انھوں نے اس میں سے خرچ کر لیا تو جائز ہو اور ضامن نہ ہونگے۔ اور اگر انکے سوائے دوسرے کے پاس ہو اور اس نے قاضی کے حکم سے ان لوگوں کو دیا کہ انھوں نے اپنے نفقہ میں خرچ کیا تو دینے والا ضامن نہ ہوگا اور اگر اس نے بغیر حکم قاضی وید یا کو ضامن ہوگا۔ اور یہ اس وقت ہو کہ جو غائب چھوڑ گیا ہو وہ انکے حق کی غلبہ سے ہو اور اگر انکے حق کی غلبہ سے نہ ہو اور انھوں نے چاہا کہ اپنے نفقات کے واسطے اس میں سے کوئی چیز فروخت کر دے تو بالاجماع سوائے فرزند متعلق کے اور کوئی اس غائب کے عتقار یا عروض کو نفقہ کے لئے فروخت نہیں کر سکتا ہو مگر محتاج باپ کو استثنائاً اختیار ہو کہ اسکے مال منقولہ کو اپنے نفقہ کے واسطے فروخت کرے لیکن عتقار کو فروخت نہیں کر سکتا اور الا اس صورت میں کہ ولد غائب صغیر ہو یہ قول امام ابو حنیفہ کا کہ مال منقولہ میں مذکور ہو۔ اور اس پر اجماع ہے کہ جب نفقہ واجب ہو جب وہ حاضر ہو تو کسی کو اسکے عتقار یا عروض کے بیچنے کا اختیار نہیں ہو نہ ضبط میں ہو اور اگر باپ مر گیا اور بہت تنہا مال چھوڑا اور اولاد صغیر چھوڑی تو اولاد کا نفقہ اسے حصول میں سے ہوگا اور اس طرح ہر حق نفقہ جو وارث ہو اسکا نفقہ اسکے حصہ میراث میں سے ہوگا اور اسی طرح میت کی جو رو کا نفقہ بھی اسکے حصہ میراث سے ہوگا خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو اور بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر میت نے کسی شخص کو وصی مقرر کیا ہو تو وصی ان اولاد و صغار کو انکے حصول سے نفقہ دے گا اور اگر کسی کو وصی نہیں کیا ہو تو قاضی بالاجماع وسعت و تنگی مال کے ان اولاد و صغار میں سے ہر ایک کے واسطے انکی حاجت کے قدر نفقہ مقرر کر دے گا۔ اور صغیر کے واسطے خادم خرید دے گا اگر انکی ضرورت ہوگی اس واسطے کہ یہ بھی مندر اسکے مصالح کے ہو اور ایسے ہی ہر چیز کا حکم جو اسکے مصالح سے ہو یہی ہو کہ قاضی اس صغیر کے واسطے اسکے حصہ سے خرید دے گا۔ اور اگر میت نے کسی کو وصی نہیں کیا اور اسکی اولاد و صغار و کبار و نون ہیں تو ان میں سے ہر ایک کا نفقہ اسکے حصہ میراث سے ہوگا جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے اور قاضی اسکے مال میں ایک وصی مقرر کر دے گا اور اگر شہر میں کوئی قاضی نہ ہو اور کیر اولاد دے صغیر اولاد کو انکے حصول میں سے نفقہ دیا تو اس نفقہ سے وہ لوگ ضامن ہونگے اور یہ حکم قضاء ہو ورنہ فیما بینم و بین الله تعالى ضامن نہ ہونگے یہ وغیرہ میں ہو۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دو شخص سفر میں تھے پس ایک پر بیوشی طاری ہوئی اور دوسرے نے اس بیوش کے مال سے انکی حاجت میں صرف کیا تو استثنائاً ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایک مر گیا اور دوسرے نے انکی بیوش و تکفین کر دی تو بھی استثنائاً ضامن نہ ہوگا اسی طرح ما ذون فلانوں کا حکم ہو کہ اگر اور شہروں میں ہوں اور انکا مولیٰ مر گیا پس انھوں نے راہ میں خرچ کیا تو ضامن نہ ہونگے مگر قضاء ضامن ہونگے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر اولاد کیر نے اولاد صغیر کو نفقہ دیا پھر اسکا اقرار نہ کیا اور جب قدر ان صغیر کا حصہ باقی ہو اسی کا اقرار کیا تو امید ہو کہ ان اولاد کبار کچھ لازم نہ آوے۔ اور اسی طرح اگر کوئی مر گیا اور کسی کو وصی نہیں کیا اور انکی اولاد و صغار موجود ہو اور اسکا کچھ مال دوسرے کے پاس و ولایت ہو تو قضاء اسکے اختیار ہے۔

سے  
نقد  
موت  
میت



وہ باپ کو دیدیگا پھر باپ اسقدر نفقہ کو ان سب پر تقسیم کر دیگا یہ جو سہویرہ میں میں ہیں اگر - امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرمایا کہ اگر بستر فقیر کا تھا جو اور باپ بچا ہو تو وہ بیٹے کے روزینہ میں بطور مروت نہا کر بکھار دیا جائیگا اس واسطے کہ اگر وہ مشارک نہوا تو باپ کے حق میں تلف کا خوف ہو اور امام خصاف رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کا فی میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر باپ فقیر نہوا اور بیٹا فقیر نہوا تو بیٹا فقیر کا وہ بیٹا ہو جس میں باپ نے قاضی سے کہا کہ میرا بیٹا اسقدر کٹا ہو کہ نیچے پہننے سے نفقہ دے سکتا ہو تو قاضی اس کے بیٹے کی کمائی کو دیکھ گا پس اگر اس کی کمائی میں اس کے روزینہ سے زیادتی ہو تو بیٹا اس میں سے باپ کو نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر اس کے روزینہ سے زیادتی نہ ہو تو پھر بہر کچھ واجب نہیں ہو اور یہ حکم فقہاء ہی ہو اور یہاں پھر کو حکم دیا جائیگا کہ کھلا دے - اور یہ حکم اس وقت ہو کہ بیٹا تنہا ہو اور اگر جو رو اور چھوٹے بچے ہوں تو پھر بہر کچھ کیا جائیگا کہ باپ کو بھی ان میں داخل کرے اور مثل اس میں ایک عیال کے قرار دے مگر اس امر پر مجبور نہ کیا جائیگا کہ باپ کو غلہ کچھ دیا کرے اور اگر باپ کماؤ ہو تو آیا پھر کو کماؤ سے نفقہ دینے کا حکم کیا جائیگا یا نہیں تو اس میں اختلاف کیا گیا ہو اور بعض نے فرمایا ہے کہ جبر کیا جائیگا یہ حیلہ شرعی میں ہو - اور دادا کے حق میں اور نانا مثل دادا کے ہو اور اس سے ہی دادیاں و ناناتاں تنق نفقہ میں اور دادی و نانی کے حق میں بھی استحقاق نفقہ کے لیے وہی معتبر ہو جو دادا نانا کے حق میں ہے یہ محض میں ہو اور نفقہ ہر ذی رحم حرم کے واسطے ثابت واجب ہو بدین شرط کہ وہ غیر فقیر ہو یا عورت یا غنہ فقیرہ ہو یا مرد فقیر نہا ہو یا اندھا ہو پس نفقہ بحساب قدر میراث کے واجب ہوگا اور اس پر اس نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ ہر ایہ میں ہو اور میراث کا وجہ تصدق ہونا معتبر نہیں ہو بلکہ اہلیت ارث معتبر ہو یہ نقایہ میں ہو - اور اگر ذوی الارحام غنی ہوں تو ان میں سے کسی کو نفقہ دینے کا حکم نہ کیا جائیگا اور ذوی الارحام جو بالغ ہوں اور تندرست ہوں ان کے نفقہ کے واسطے کسی پر حکم نہ دیا جائیگا اگرچہ سردست فقیر ہوں اور عورتیں ذوی الارحام حالانکہ بالغ ہوں ان کے واسطے نفقہ واجب ہو اگرچہ تنگ دست ہوں در صورتیکہ وہ نفقہ کی محتاج ہوں یہ ذخیرہ میں ہو - اور شوہر کے ساتھ اپنی زوجہ کو نفقہ دینے میں کوئی شریک نہ کیا جائیگا اور اگر عورت کا شوہر تنگ دست ہو اور بیٹا جو دوسرا شوہر سے ہوا مالدار ہو یا بھائی مالدار ہوں تو اس عورت کا نفقہ اس کے شوہر پر ہوگا باپ دینے و بھائی پر ہوگا و لیکن اس کے باپ یا بیٹے بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر جب اس کا شوہر اسودہ حال ہوگا تو اس سے دایں سے یہ بدلہ میں ہو - اور مرد فقیر کا والد اس کے بیٹے کا بیٹا و دونوں مالدار ہوں تو اس کا نفقہ اس کے والد پر واجب ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر و پوتا دونوں مالدار ہوں تو اس کا نفقہ نہایت اس کی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث ان دونوں میں ساوی ہو چکی ہو اور اگر مرد فقیر کی دختر یا دختر کا بیٹا اور سگا بھائی ایک مان و باپ سے مالدار ہوں تو اس کا نفقہ اس کی دختر کی اور لاویہ ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اگرچہ مستحق میراث بھائی ہو نہ دختر کی اولاد ہو اگر مرد فقیر کا والد و فرزند ہوں تو والد مالدار ہوں تو اس کا نفقہ اس کے والد پر واجب ہوگا اگرچہ دونوں قریب میں یکساں ہیں لیکن پسر کی جانب ترجیح ہو یا بن مینے کہ ثابت ہو ہو کہ بیٹے کا مال باپ کا ہو اگرچہ اس کے معنی ظاہر ہو و نہون مگر ترجیح کے واسطے کافی ہو - اور اگر مرد فقیر کا دادا و پوتا موجود ہو اور دونوں مالدار ہوں تو اس کا

نفقہ ان دونوں پر بقدر انکی میراث کے واجب ہوگا یعنی داد پر چٹھا حصہ اور باقی پوسٹے پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی  
 دختر و سگی بہن دونوں بالدار ہوں تو اسکا نفقہ اسکی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث میں دونوں مساوی ہیں۔ اور اسی طرح  
 اگر مرد فقیر کا بیٹا نصرانی اور بھائی مسلمان ہو اور دونوں بالدار ہوں تو نفقہ پسر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث بھائی پر  
 ہو چکی ہو۔ اسی طرح اگر مرد فقیر کی دختر و سگی انتقام دونوں بالدار موجود ہوں تو نفقہ اسکی دختر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث  
 میں دونوں مساوی ہیں۔ اسی طرح اگر فقیر عورت کی دختر و سگی بہن دونوں بالدار ہوں تو اسکا نفقہ اسکی دختر پر واجب  
 ہو اگرچہ میراث میں دونوں مساوی ہیں یہ شرط میں ہو۔ اور اگر مرد فقیر کی ماں و دادا دونوں بالدار ہوں تو اسکا نفقہ ان  
 دونوں پر بقدر حصہ میراث کے واجب ہوگا یعنی ایک تہائی ماں پر اور دو تہائی دادا پر واجب ہوگا اور اسی طرح اگر ماں  
 و سگی بھائی دونوں بالدار ہوں تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر ماں و سگی بھائی کا بیٹا یا سگی یا کوئی عصبہ دیگر بالدار ہوں  
 تو دونوں پر بقدر حصہ میراث کے تین تہائی واجب ہوگا۔ اور اگر مرد فقیر کی ماں و دادا ہوں تو نفقہ ان دونوں پر چھ حصہ  
 ہو کر ایک حصہ ماں پر اور باقی چھ حصہ دادا پر واجب ہوگا۔ اور اگر اسکا چچا یا بچھری بھی سگی بالدار ہوں تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ  
 بچھری پر۔ اور اسی طرح اگر اسکا چچا اور سگی ماموں ہوں تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ ماموں پر۔ اور اگر مرد فقیر کی سگی بھوی اور اسکا ماما  
 موجود ہوں تو نفقہ ان دونوں پر تین تہائی واجب ہوگا یعنی دو تہائی بھوی پر اور ایک تہائی ماموں پر اور اسی طرح اگر اسکا ماما  
 و خالہ سگی موجود ہوں تو بھی نفقہ ان دونوں پر تین تہائی واجب ہوگا۔ اور اگر اسکا ماموں سگا اور سگی چچا کا بیٹا ہوں تو نفقہ  
 ماموں پر واجب ہوگا اگرچہ میراث اسکی چچا زاد بھائی کو ملے گی اور وجہ یہ ہو کہ نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس پر واجب  
 ہوتا ہے کہ جو ذی رحم غرض اہل میراث سے ہو اور اگر ذی رحم غیر غرض مثل اولاد چچا کے موجود ہو یا محرم ہو مگر ذی رحم نہ ہو  
 رضاعی بھائی بہن یا ذی رحم محرم ہو مگر محرم ہونا اسکا ازراہ قرابت نہ ہو جیسے چچا کی اولاد اسکی دودھ شری ہو کہ محرم  
 ہو گی تو ایسی صورت میں اس پر نفقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر شخص فقیر کے تین بھائی متفرق ہوں  
 یعنی ایک بھائی عینی سگا ماں باپ سے دوسرا علاقہ فقط باپ کی جانب سے تیسرا خیا فی فقط ماں کی جانب سے تو  
 اسکا نفقہ اسکی عینی بھائی اور خیا فی بھائی پر واجب ہوگا اس طرح کہ بحساب میراث کے ایک چٹھا حصہ خیا فی بھائی پر  
 اور باقی اسکی عینی بھائی پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی بچھری و خالہ و چچا موجود ہوں تو اسکا نفقہ اسکی چچا پر ہوگا  
 اور اگر چچا خود تنگ دست ہو تو اسکا نفقہ اسکی بچھری و خالہ پر مساوی واجب ہوگا۔ اور اصل اس باب میں  
 یہ ہے کہ جو شخص اہل میراث میں سے کل میراث بسبب عصبہ ہونے کے لیتے والا تھا جب وہ تنگ دست ہو تو ایسا  
 قرار دیا جائیگا کہ گویا وہ مرگیا ہو اور جب وہ مراد قرار دیا گیا تو باقیوں کا جو شقاق اسکی مر جانے کی صورت میں  
 میراث کا پیدا ہوا ہو اسی حساب سے اس پر نفقہ واجب ہوگا اور جو شخص تمام میراث نہیں بلکہ بعض میراث کا لیتے والا  
 ہو وہ تنگ دستی کی صورت میں مثل مرد کے اقرانہ دیا جائیگا پس باقیوں پر اسی قدر حساب سے نفقہ واجب ہوگا اس طرح  
 وہ اس مفلس وارث کے ساتھ میراث کے شریک ہیں۔ اور اس اصل کا بیان مثال میں اس طرح ہے کہ ایک مرد تنگ دست  
 کمائی سے عاجز ہو اور اسکا ایک بیٹا بھی تنگ دست کمائی سے عاجز ہو یا صغیر ہو اور اسکی بہن بھائی متفرق بالدار  
 ہیں تو اس فقیر کا نفقہ اسکی عینی و خیا فی بھائی پر چھ حصہ ہو کہ واجب ہوگا کہ چٹھا اسکی خیا فی بھائی پر اور  
 باقی اسکی بھائی پر چھ حصہ ہوگا اور اسکی بیٹے کا نفقہ اسکی بیٹے بھائی پر خاصہ واجب ہوگا۔ اور اگر اسکی

میراث میں سے کل میراث بسبب عصبہ ہونے کے لیتے والا تھا جب وہ تنگ دست ہو تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا وہ مرگیا ہو اور جب وہ مراد قرار دیا گیا تو باقیوں کا جو شقاق اسکی مر جانے کی صورت میں میراث کا پیدا ہوا ہو اسی حساب سے اس پر نفقہ واجب ہوگا اور جو شخص تمام میراث نہیں بلکہ بعض میراث کا لیتے والا ہو وہ تنگ دستی کی صورت میں مثل مرد کے اقرانہ دیا جائیگا پس باقیوں پر اسی قدر حساب سے نفقہ واجب ہوگا اس طرح وہ اس مفلس وارث کے ساتھ میراث کے شریک ہیں۔ اور اس اصل کا بیان مثال میں اس طرح ہے کہ ایک مرد تنگ دست کمائی سے عاجز ہو اور اسکا ایک بیٹا بھی تنگ دست کمائی سے عاجز ہو یا صغیر ہو اور اسکی بہن بھائی متفرق بالدار ہیں تو اس فقیر کا نفقہ اسکی عینی و خیا فی بھائی پر چھ حصہ ہو کہ واجب ہوگا کہ چٹھا اسکی خیا فی بھائی پر اور باقی اسکی بھائی پر چھ حصہ ہوگا اور اسکی بیٹے کا نفقہ اسکی بیٹے بھائی پر خاصہ واجب ہوگا۔ اور اگر اسکی



تین بیٹوں متفرق ہوں تو اسکا نفقہ ان بیٹوں پر پانچ حصے ہو کر واجب ہو گا جنہیں سے تین حصے سگی بہن پر اور ایک حصہ علاقہ اور ایک حصہ انبیانی بہن پر واجب ہو گا جیسے کہ انکی میراثوں کی مقدار ہو اور انکے سپرد گور کا نفقہ اسکی سگی بہن پر خاصہ واجب ہو گا۔ اور اگر مسئلہ مذکورہ میں بجائے سپر کے دختر فرض کیا وے اور باقی صورت بحال رہے تو متفرق بھائیوں کی صورت میں اس مدتیہ کا نفقہ اُسکے سگے بھائی پر اور متفرق بیٹوں کی صورت میں سگی بہن پر واجب ہو گا اور اسی طرح دختر مفروضہ کا نفقہ اس دختر کے سگے چچا یا سگی بھوپھی پر واجب ہو گا یہ پانچ میں ہو۔ اور اگر پانچ بیٹے میں اختلاف ہو باپ نے کہا کہ میں تنگ دست ہوں اور بیٹا کتا ہو کہ یہ سنی ہو اسکا نفقہ مجھ پر واجب نہیں ہو۔ تو تنقی میں مذکور ہو کہ قول بیٹے کا قبول ہو گا اور گواہ باپ کے مقبول ہونگے اور باپ کا یہ قول کہ میں تنگ دست ہوں قبول نہ ہو گا اگرچہ ظاہر حال اسکے واسطے شاہد ہو۔ اور اگر سپر نے اقرار کیا کہ وہ غلام تھا پھر آزاد کیا گیا تو اسپر نفقہ واجب ہو گا۔ اور اگر بیٹے کے مال سے اپنی ذات پر خرچ کیا پھر بیٹے نے مخاصمہ کیا اور کہا کہ تو نے وہ حالت اپنے مالدار ہونے کے میر مال خرچ کیا ہو اور باپ کتا ہو کہ میں نے اپنی تنگ دستی کی حالت میں خرچ کر لیا ہو تو فرمایا کہ خصوصیت کے روز جو حالت باپ کی تھی اسکو دیکھا جاوے پس اگر وہ تنگ دست ہو تو اسکے نفقہ مثل تنگ کی بابت احتساب ہی کا قول قبول ہو گا اور اگر خوش حال ہو تو بیٹے کا قول قبول ہو گا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ بیٹے کے قبول ہونگے کذا فی تسلط المتقی یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر سپر پر اسکے باپ کے واسطے روی ٹکڑا فرض کیا گیا پس اسنے ایک عہدینہ کا کھانا اور سال بھر کا کپڑا دیدیا پھر باپ نے کہا کہ وہ ضائع ہو گیا پس اگر معلوم ہو کہ وہ بچا ہو تو دوبارہ دینے پر جبر کیا جائیگا اور یہی حکم باقی محارم کے نفقہ میں ہو یہ تا تا رہا نہ میں ہو۔ اور اگر باپ محتاج ہو اور بیٹے نے اسکو نفقہ دینے سے انکار کیا اور دہان کوئی قاضی نہیں ہو تو اسکو اپنے بیٹے کا مال چرا لینے کا اختیار ہو اور اگر وہ ان قاضی موجود ہو تو چرا سے لے لے گا اور اگر بیٹے نے اسکو رد کیا اسکو کافی عہدینہ ہو تو بقدر کفایت چرا سکتا ہو اور اگر کفایت سے زائد چرایا تو گنہگار ہو گا اور اسی طرح اگر محتاج نہ ہو اور بیٹے پر اسکا نفقہ نہ ہو تو بھی اسکا مال چرانا جائز نہیں ہو یہ بھرا لائق میں ہو۔ اور اگر باپ کے واسطے مکان و یا نور سواری ہو یعنی ملک میں ہو تو ہاں نہ بہت میں بیٹے پر نفقہ فرض کیا جائیگا لیکن اگر گھبرا سکی سکونت سے زائد ہو مثلاً وہ اس گھر کے ایک گوشہ میں ہو سکتا ہو تو باپ کو حکم کیا جائیگا کہ زائد فروخت کر کے اپنی ذات پر خرچ کرے پھر حربہ خرچ ہو چکا اور ہنوز وہ مفلس ہو کوئی آمدنی کی صورت نہ ہو تو باپ کے بیٹے پر اسکا نفقہ فرض کیا جائیگا اس طرح اگر باپ کے پاس سواری نہیں ہو تو حکم دیا جائیگا کہ اسکو فروخت کر کے قیمت سواری خریدے اور باقی کو اپنی ذات پر خرچ کرے پھر حربہ کم قیمت پر نو بہرہ ہو گئی تو اسوقت اسکے بیٹے پر نفقہ فرض کیا جائیگا اور اس میں والدین اور اولاد اور سب گھرانہ کیساتھ ہیں اور یہی صحیح مذہب ہے کہ یہ غیر ہو میں ہو۔ اور باوجود اختلاف والدین کے نفقہ واجب نہیں ہوتا ہو سو اے زوجہ والدین و اجداد و حرات کے اور اولاد و اولد کے ولی کے۔ اور نصرانی پر اپنے بھائی مسلمان کا نفقہ واجب نہ ہو گا اور اسی طرح مسلمان پر نصرانی بھائی کا نفقہ واجب نہ ہو گا یہ ہدایہ میں ہو۔ اور مسلمان یا نکاح اپنے والدین حربی کے نفقہ کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اگرچہ اسکے والدین دارالاسلام میں امان لیکر آئے ہوں اسلئے اگر حربی دارالاسلام میں امان سے کر آیا تو وہ اپنے والدین مسلمان یا ذمی کے نفقہ کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور ذمی لوگ اپنے درمیان نفقہ کی بابت وہی اترام رکھینگے جو اہل اسلام میں ہو اگرچہ



و اقرب بواجب و مکارم اخلاق از یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور جو باندی اس سے امتناع کے واسطے پسند نہ کر لی ہو اس کے لیے کرم میں اس سبب رواج کے نہ یا دتی کر سکتا ہو یہ غایہ سروجی میں ہو۔ اور رقیقہ کے واسطے مولیٰ پر اسکی طہارت کا پانی خرید دینا واجب ہے یہ جو ہرہ میرہ میں ہو۔ اور موسے پر اپنے مکاتیب کا نفقہ واجب نہیں ہو اور معتق البعض کا جبکہ بوجہ آزاد ہو گیا ہو یہی حکم ہو یہ بدلہ میں ہو۔ ایک مرد کا ایک غلام ہو کہ اسکو نفقہ نہیں دیتا ہو پس اگر یہ غلام کمائی کرے پر قمار نہ ہو تو اسکو روانہ نہیں ہو کہ بدرون رضا مندی مولیٰ کے موسے کا مال کھائے اور اگر عاجز ہو تو اسکو کھانا دے اور اگر غلام کمائی کر سکتا ہو مگر موسے نے اسکو منع کر دیا تو غلام اس سے کہے کہ یا مجھے اجازت دے کہ کمائی کروں یا مجھے نفقہ دے پھر اگر اس نے اجازت نہ دی تو اپنے مولیٰ کے مال سے جس طرح پادے کھا دے یہ تمار خانہ میں ہو۔ اور فروخت شدہ غلام کا نفقہ جب تک مشتری نے نہ قبضہ نہیں کیا ہو بائع پر واجب ہو مہتک بائع کے قبضہ میں ہو اور یہی بھی ہو اور اگر بیع بخیار ہو تو انجام کار میں جسکی ملک ہو چکا ہو وہ اس پر واجب ہو گا اور بعض نے کہا کہ بائع پر واجب ہو اور بعض نے کہا کہ قرضہ سے اسکا نفقہ دیا جاوے پھر جسکی ملک ہو چکا ہو وہی ادا کرے یہ بشرط تھا یہ چندی میں ہو۔ غلام و ولایت کا نفقہ اس پر واجب ہے جس نے وہ بیعت رکھا ہو اور غلام کا نفقہ عاریت لینے والے پر ہو یہ بدلہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے غلام غصب کر لیا تو جب تک اس کے موسے کو واپس نہ دے تب تک اسکا نفقہ اسی خاص صاحب پر ہو پھر اگر غلام بے قاضی سے درخواست کی کہ اسکو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کر دیتے کا تو قاضی اس درخواست کو مسترد نہ کرے لیکن اگر غلام صاحب کی طرف سے غلام کے حق میں خوف ہو تو قاضی اس غلام کو لیکر فروخت کرے اسکا مٹھن اپنے پاس رکھ چھوڑے گا۔ اور اگر زید نے ایک غلام عرو کے پاس و ولایت رکھا پھر خود غلام ہو گیا سفر کو چلا گیا پھر غلام قاضی کے پاس آیا اور درخواست کی کہ عرو کو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کر دیتے کا تو قاضی کو اختیار ہو کہ عرو کو حکم کرے کہ اسکو اجارہ پر دے اور اسکی ضروری سے اسکو نفقہ دے اور اگر قاضی نے اسکا بیعنا مصلحت دیکھا تو فروخت کر دے۔ اور غلام مرد ہو گا اگر میں ہونا تاہم ہو گیا تو اس کے ساتھ وہی بیعت کیا جائیگا جو غلام و ولایت کے ساتھ مذکور ہوا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ غلام مدیہ ایک مرد کے قبضہ میں ہو اس نے دوسرے سے کہا کہ یہ میرا غلام میرے پاس و ولایت ہو اس نے انکار کیا تو اس سے قسم لیا لیگی کہ دانت میں نے اسکو و ولایت نہیں رکھا ہو پس قابض پر اس کے نفقہ کا حکم دیا جائیگا اور اگر غلام کبیر ہو تو قابض سے قسم نہ لیا لیگی اور نفقہ اس پر واجب ہو گا جبکہ واسطے اسکی نفقت ہو خواہ مالک ہو یا غیر مالک ہو یہ غایہ سروجی میں ہو۔ اور اگر زید نے وصیت کی کہ میرا غلام عرو کو دیا جائے مگر ایک سال تک وہ بکری کی خدمت کرے اور وصیت تمام ہو گئی تو اس نے غلام کا نفقہ اسی پر واجب ہو گا جبکہ واسطے اسکی نفقت خدمت ہو اور اگر وہ چھوڑے کہ ہنوز لائق خدمت نہیں ہوا ہو تو اسکا نفقہ اس پر واجب ہو گا اس کے رب کا مالک ہو یا نہ مالک کہ وہ خدمت کے لائق ہو یا نہ اس کے بعد اس کے خدو پر نفقہ واجب ہو گا اس واسطے کہ وہ بغیر عرو من کے اسکی نفقت کا مالک ہو اور اگر وہ بکری کے پاس رہیں ہو گیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عرو من مثل بچے بنی غیر کے ایسا ہو کہ وہ خدمت نہیں کر سکتا ہو تو اسکا نفقہ مالک رقبہ پر واجب ہو گا اور اگر ایسا عرو من ہو کہ وہ خدمت کر سکتا ہو تو مستحق خدمت پر واجب رہے گا۔ اور اگر عرو من نے قول بکرا اور قاضی نے مصلحت دیکھی کہ اسکو فروخت کا حکم دے تو اسکو فروخت کر کے اس کے مٹھن سے دوسرا غلام خریدے کہ وہ خدمت کرے میں اسکا قائم مقام ہو پس اسکا رقبہ بھی

اسی کی ملک ہوگا جسکی ملک غلام کا رقبہ تھا۔ اور اگر زید نے اپنی باندی کی عروس کے واسطے وصیت کی اور جو اس کے پیٹ میں ہو اسکی بکری کے واسطے وصیت کی تو اس باندی کا نفقہ عمر و پر واجب ہوگا یہ محیط ہستی میں ہو۔ اور اگر غلام دو شریکوں میں مشترک ہو تو اسکا نفقہ ان دونوں پر بقدر دونوں کی ملکیت کے واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر غلام دو شخصوں کے قبضہ میں ہو کہ ہر ایک عروسے کرتا ہو کہ یہ میرا ہو اور کسی کے پاس گواہ نہوں تو اسکا نفقہ ان دونوں پر واجب ہوگا اور شائع نے فرمایا کہ باندی و مردوں میں مشترک ہو اسکی ایک بچ پیدا ہوا اور دونوں مولوں نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا نفقہ ہے تو اس ولد کا نفقہ ان دونوں پر واجب ہوگا۔ اور اگر لڑکا بڑا ہو گیا اور یہ دونوں غلام کے لئے تو اس پر ان دونوں کا نفقہ واجب ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایک غلام دو شریکوں میں مشترک ہو گیا فاسب ہو گیا اور دوسرے نے بغیر حکم قاضی اور بغیر جائزہ اپنے شریک کے اسکا نفقہ دیا تو وہ احسان کرنے والا ہوا بیعت القدر میں ہے۔ ایک غلام دو شریکوں میں مشترک ہو جائے ان میں سے ایک غلام ہو گیا اور اسکو اپنے شریک کے پاس چھوڑ گیا اور شریک اسے یہ مقدمہ قاضی کے حضور میں پیش کیا اور اس پر گواہ قائم کر دیئے تو قاضی کو اختیار ہو چاہے اس کو اپنی قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے اور اگر قبول کی تو اسکو نفقہ دینے کا حکم دینا اور حکم وہی ہوگا جو دو بیعت کی صورت میں مذکور ہوا ہے یہ قاضی کا حق ہے۔ ایک شخص نے غلام صغیر یا باندی صغیر آزاد کر دی تو آزاد کنندہ پر اسکا نفقہ واجب نہ رہے اور اسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا اگر اسکا کچھ مال نہ ہو اور علی تھا اگر بدعت ہوڑنا ہو یا باندی ہو یا مردی ہو اور اسکی قرابت میں کوئی نہیں ہو تو اسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا یہ مندرستہ میں ہے۔ اور اگر اسے غلام کو آزاد کیا حالانکہ وہ بالغ تندرست ہو تو اسکا نفقہ اسکی کمائی سے ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے ایک بھگتا جو غلام پایا اور اسکو اسکی سولی کو واہ میں دینے کے واسطے پکڑا اور بغیر حکم قاضی اسکو نفقہ دیا تو احسان کنندہ ہوگا کہ اسکی سولی سے واسطہ نہ ہو یہ قاضی کا حق ہے۔ قاضی ان میں سے ایک شخص نے ایک بھگتا جو غلام پایا اور اسکی سولی کو تلاش کیا مگر نہ پایا پھر قاضی کے پاس حاضر ہو کر اس قسم سے آگاہ کیا اور درخواست کی کہ مجھے اسکی نفقہ دینے کا حکم دیدہ تو بدوں گواہ قائم کیجئے قاضی ان مقامات میں سے ایک اور بعد گواہ قائم کرنے کے قاضی کو اختیار ہو چاہے اس کو اپنی قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے چھپے لفظ و لفظ میں حکم ہو اور اگر قاضی نے گواہی قبول کر لی پس اگر اس شخص کا نفقہ دنیا مالک غلام کے حق میں بہتر نظر آئے تو اسکو نفقہ دینے کا حکم کرے اور اگر اسکا نفقہ نہ دینا بہتر معلوم ہو مثلاً یہ خوف ہو کہ نفقہ اس غلام کو کھا جائیگا یعنی نفقہ کی مقدار پر قدر ہو جائیگی کہ قبضہ کا غلام ہو تو اسکو حکم دینا کہ اسکو فروخت کرے اسکا نشان رکھ چھوڑے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عروسہ ہی تو گواہ قبول ہوئے اگر چہ قاضی انکی عدالت سے واقف نہ ہو پھر انکی عدالت کا حال دریافت کر لیا مگر تادمت دریافت حال گواہان اس قاضی کو حکم دینا کہ اسکا نفقہ مفروضہ اسکو دیا کرے اور اسکو نفقہ دینے پر مجبور کرے اور اس باندی کو ایک نفقہ عورت کے پاس رکھ لیا اور اس نفقہ عورت کی حفاظت کرنے کی اجرت بیت المال پر ہوگی پھر اگر گواہوں کا حال دریافت کرنے میں دیر ہوئی اور مدعا علیہ نے نفقہ دیا پھر گواہوں کی تعمیل ہوئی اور اسکی آزادی کا حکم دیا گیا تو مدعا علیہ اس عورت سے اپنا دیا ہوا نفقہ واپس لیگا خواہ اس عورت نے دعویٰ کیا ہو کہ میں اصلی حرہ ہوں یا یہ دعویٰ کیا ہو کہ سولی نے

وہاں سے لے کر اسکی سولی کو تلاش کیا مگر نہ پایا پھر قاضی کے پاس حاضر ہو کر اس قسم سے آگاہ کیا اور درخواست کی کہ مجھے اسکی نفقہ دینے کا حکم دیدہ تو بدوں گواہ قائم کیجئے قاضی ان مقامات میں سے ایک اور بعد گواہ قائم کرنے کے قاضی کو اختیار ہو چاہے اس کو اپنی قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے چھپے لفظ و لفظ میں حکم ہو اور اگر قاضی نے گواہی قبول کر لی پس اگر اس شخص کا نفقہ دنیا مالک غلام کے حق میں بہتر نظر آئے تو اسکو نفقہ دینے کا حکم کرے اور اگر اسکا نفقہ نہ دینا بہتر معلوم ہو مثلاً یہ خوف ہو کہ نفقہ اس غلام کو کھا جائیگا یعنی نفقہ کی مقدار پر قدر ہو جائیگی کہ قبضہ کا غلام ہو تو اسکو حکم دینا کہ اسکو فروخت کرے اسکا نشان رکھ چھوڑے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عروسہ ہی تو گواہ قبول ہوئے اگر چہ قاضی انکی عدالت سے واقف نہ ہو پھر انکی عدالت کا حال دریافت کر لیا مگر تادمت دریافت حال گواہان اس قاضی کو حکم دینا کہ اسکا نفقہ مفروضہ اسکو دیا کرے اور اسکو نفقہ دینے پر مجبور کرے اور اس باندی کو ایک نفقہ عورت کے پاس رکھ لیا اور اس نفقہ عورت کی حفاظت کرنے کی اجرت بیت المال پر ہوگی پھر اگر گواہوں کا حال دریافت کرنے میں دیر ہوئی اور مدعا علیہ نے نفقہ دیا پھر گواہوں کی تعمیل ہوئی اور اسکی آزادی کا حکم دیا گیا تو مدعا علیہ اس عورت سے اپنا دیا ہوا نفقہ واپس لیگا خواہ اس عورت نے دعویٰ کیا ہو کہ میں اصلی حرہ ہوں یا یہ دعویٰ کیا ہو کہ سولی نے



مجھے آنا دیکر دیا ہو یا بالکل حریت کا دعویٰ نہ کیا ہو اور وجہ یہ ہو کہ یہ بات ظاہر ہو گئی کہ آئینہ بغیر حق کے نفقہ لیا ہو اور اسی طرح اگر اس عورت نے اس مرد کے مال سے کوئی چیز بلا اجازت کھائی ہو تو ضمانت ہوگی اور اگر یہ گواہ مرد ہو ہوئے تو یہ باندی اپنے مولیٰ کو واپس دیکھا ہو اور مولیٰ اس سے نفقہ کے حساب میں کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو اور نیز جو آئینہ بلا اجازت لے لیا ہو وہ نہیں لے سکتا ہو اسی طرح اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اور آئینہ قاضی سے شکایت کی کہ یہ مجھ کو نفقہ نہیں دیتا ہو تو قاضی اس مرد کو حکم کرے گا کہ اس کو نفقہ دے یا فروخت کر دے پس اگر قاضی نے اس کو نفقہ دینے پر مجبور کیا اور آئینہ نفقہ دیا پھر اگر گواہ قائل ہوئے کہ یہ عورت اصلی حرہ ہو اور قاضی نے اس کی حریت کا حکم دیدیا تو مولیٰ اس سے اس قدر نفقہ کو واپس لے گا اور نیز جو کچھ اس کا مال ابدون اس کی اجازت کے بغیر واپس لے سکتا ہو اور جو بلا اجازت کھالیا ہو اس کو واپس نہیں لے سکتا ہو۔ نیز عورت کی مقبوضہ باندی پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو اور عورت نے انکار کیا اور زید نے اپنے دعویٰ کے گواہ قائل کیے تو قاضی اس باندی کو کسی عادل کے پاس رکھ کر گواہوں کا حال دریافت کرے گا اور چونکہ یہ ظاہر ہوگی کہ اس کو حکم دیا گیا کہ اس باندی کو نفقہ دے پس اگر عورت نے اس کو نفقہ دیا پھر گواہ نہ کرے کہ وہ دیکھے گئے تو باندی نہ کرے عورت کی ملک رہے گی اور باندی پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر گواہوں کی تعمیل ہوئی اور قاضی نے زید کی ذکر کی کر دی تو عورت اس مال نفقہ کو زید سے نہیں لے سکتا ہو اس واسطے کہ یہ ظاہر ہو کہ یہ باندی معصومہ تھی کہ آئینہ غاصب کا مال کھالیا ہو اور یہ قاعدہ ہو کہ معصومہ اگر غاصب کے حق میں جانیہ کرے تو وہ بدہر ہو یہ فتاویٰ ناخلفان میں ہو۔ اور اگر بجائے باندی کے غلام ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو قاضی اس غلام کو اپنے عادل کے پاس نہ رکھے گا الا اس صورت میں کہ مدعا علیہ اپنے نفس کا کفیل اور غلام کا کفیل بنے اور مدعی اس کے ساتھ رہتا ہو یا قارندہ اور اگر مدعا علیہ سے خوف ہو کہ غلام مقبوضہ کو تلف کر دے گا تو ایسی صورت میں قاضی اس کو عادل کے پاس رکھے گا یا باندی کے پاس رکھے گا اور یہ اختلاف برحق ہے مدعی و گواہی نہیں ہو بلکہ جان کہیں غلام مالک ہو یا نہ ہو باندی میں معروف فاجر ہو ورنہ غلام کو اس کے قبضہ سے نکال کر عادل کے پاس رکھنا بطور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ اور جب قاضی نے غلام کو عادل کے پاس رکھا پس اگر غلام کما فی کس سکتا ہو تو اس کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنے کما فی سبب کھائے بخلاف باندی کے کہ وہ کما فی سے عاجز ہوتی کہ اگر باندی کو کوئی سہرا ہو کہ اس کے ذریعہ وہ کما فی کرنے میں معروف ہو مثلاً باورچن یا عساکر ہو تو اس کو بھی حکم دیا جائے گا اور شیخ ابو بکر بلخی اور فقہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر غلام کما فی سے سبب مرض یا صغر سن وغیرہ عاجز ہو تو مدعا علیہ کو اس کے نفقہ دینے کا حکم دیا جائے گا۔ اور اگر بجائے غلام کے چوپایہ ہو اور مدعا علیہ کو کفیل نہیں ملتا ہو اور اس کی ذات سے تلافی کر دینے کا خوف ہو اور مدعی اس کی ملازمت پر قارندہ نہیں ہو تو قاضی مدعی سے کہے گا کہ میں مدعا علیہ کو اس کے نفقہ دینے پر مجبور نہیں کرتا ہوں پس تیرا جی چاہے تو اس کو میں عادل کے پاس رکھوں اور تو اس کا نفقہ دے ورنہ میں عادل کے پاس نہ رکھوں گا اور یہ بخلاف باندی و غلام کے جو یہ محیط میں ہو۔ اور جو شخص کسی چوپایہ کا مالک ہو تو اس پر اس کا چارہ پانی واجب ہو اور اگر اس نے اسے انکار کیا تو اس پر اس کے واسطے جبر کیا جائے گا اور نہ اس کی فروخت کے واسطے جبر کیا جائے گا لیکن فیما بینہ و بین اللہ و یا نہ اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو فروخت کرے یا اس کو نفقہ دے اور یہ بطریق امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہو اور یہی اصح ہے

اور دودھ مار جانور کا بالکل بہا لقمہ دودھ دینا مکروہ ہے ورنہ تیکہ اسکے حق میں یہ اہم سبب قنوت چارہ کے ہے نہ ہو اور بالکل بروہنا چوڑ دینا بھی مکروہ ہے اور تھبہ ہے کہ دودھ دینے والا اپنے تاجن کٹو اس کے کہ اسکو انڈا نہ دے اور تھبہ ہے کہ تھبہ اسکا بچہ دودھ پیتا ہے اور کچہ نہیں کھاتا ہے تھبہ تک اسکا دودھ نہ لے الا اسی قدر کہ بچہ سے بچہ سے بچہ اور نیز جانور کو ایسی تکلیف دینا جسکی وہ طاقت نہیں رکھتا ہے مثلاً بہت بو جھلا دنا اور برابر اسکو چلانا وغیرہ مکروہ ہے یہ جو ہرہ میرہ میں ہے۔ ایک چوپا یہ دو شخصوں کی شرکت میں ہے کہ ایک نے اسکو چارہ دینے سے انکار کیا اور دوسرے نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے حکم دے کہ چارہ دونوں کے متعلقہ ہو اور واپس لے سکے تو قاضی اس انکار کرنے والے سے کہیگا کہ تو اپنا حصہ فروخت کر یا چارہ دے ایسا ہی امام خصاوص نے اپنی فقہات میں فرمایا ہے یہ جھپٹ میں ہے اور اگر کسی کی ملک میں شہر کی کیوں کا چھتا ہو تو اس پر تھبہ ہے کہ کیوں کے واسطے کچہ شہر اسکا چھتوں میں باقی چوڑ دے اور تھبہ ہے کہ جانوروں میں بہ نسبت گریوں کے زیادہ چوڑ ہے اور اگر انکی غذا کے واسطے بچا ہے شہر کے اور چیز موجود ہو تو اس پر شہر چوڑ دینا متعین نہیں ہے یہ جو ہرہ میرہ میں ہے و اللہ تعالیٰ اعلم بالعدو اب

## کتاب العتاق

### اسمیں سات باب ہیں

باب اول عتاق کی تفسیر شرعی اور اسکے رکن وحکم والواع وشرط وسبب والفاظ کے بیان میں۔ اور مالک وغیرہ کے سبب سے عتق واقع ہونے کے بیان میں عتق کی تفسیر شرعی یہ ہے کہ عتق ایسی قوم تکلیف ہے کہ جس موقع پر واقع ہوتی ہو اسمیں لیاقت مالک ہونے کی اور اہلیت ولایات و شہادت کی پیدا کر دیتی ہو کہ انکی جھپٹا شرعی ہے کہ وہ اس عتق کی وجہ سے غیر دن پر تصرف کرنے اور غیر دن کا تصرف اپنی ذات سے دور کرنے پر قادر ہو جائے ہو تب میں لکھا ہے۔ اور اعتاق کا رکن ہر ایسا لفظ ہے جو عتق پر فی الجملہ ولایت کرے یا اسکے قائم مقام ہو یا بالغ میں لکھا ہے۔ اور اعتاق کا حکم یہ ہے کہ رقیق کی گردن سے دنیا میں مالک کی ملکیت اور قید تامل ہو جائے ہے اور اگر مالک نے اسکو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے آزاد کیا ہو تو عاقبت میں لکھا ہے انواب پاتا ہے یہ جھپٹ میں ہے۔ اور اعتاق کی چار قسمیں ہیں واجب و مستحب و مباح و حرام۔ پس واجب وہ اعتاق ہے جو کفارہ قتل و زنا و قسم و افطار میں ہوتا ہو مگر فرق یہ ہے کہ قتل و زنا و افطار کی صورت میں اگر بردہ آزاد کرنے کی قدرت ہو تو اس پر واجب ہوگا اور قسم کی صورت میں باوجود قدرت کے تخریر کے ساتھ واجب ہو یعنی پاپ ہے بردہ آزاد کرے یا دوسرے طور پر کفارہ ادا کرے۔ اور مستحب وہ اعتاق ہے جو بدن اس پر واجب ہونے کے اسنے اللہ تعالیٰ کے واسطے آزاد کیا ہو اور مباح وہ اعتاق ہے جو اسنے بدن نیت کے آزاد کیا ہو۔ اور حرام وہ اعتاق ہے جو اسنے شیطان کی راہ پر آزاد کیا ہو کہ انی البحر الرائق پس اگر کسی نے شیطان یا بے کے واسطے اپنا غلام آزاد کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا مگر شخص کا فرک لایگا یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اعتاق کی شرط یہ ہے کہ آزاد کرینا لا خود آزاد بالغ قاتل مالک ہو جو اپنی ملک سے اسکا مالک ہے یہ نہا یہ میں ہے پس نابالغ اور مجنون آزاد کرنے کی لیاقت نہیں رکھتے ہیں اور اسی وجہ

اگر ان دونوں نے ایسی حالت کی طرف اتفاق کی اضاقت کی مثلاً یوں کہا کہ میں نے اسکو نابالغی کی حالت میں آزاد کیا  
 ہے یا جنون کی حالت میں آزاد کیا ہے حالانکہ اسکا جنون مہر و ہو تو غلام آزاد نہ ہوگا اسی طرح اگر نابالغی یا جنون کی  
 حالت میں کہا کہ جسوقت میں بالغ ہوں یا مجھے افاقہ ہو تو یہ غلام آزاد ہو تو عتق منقذ نہ ہوگا یہ تبیین میں ہو۔  
 اور اصل یہ ہو کہ اگر اعتاق کو ایسی حالت کی جانب مضامات کیا جسکا واقع ہو جانا معلوم ہو حالانکہ وہ ایسی حالت  
 میں آزاد کرنے کی لیاقت نہیں رکھتا تھا تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ میں نے اپنے جنون کی حالت  
 میں اس غلام کو آزاد کیا ہے حالانکہ اسکا جنون معلوم نہیں ہوا تو اسکے قول کی تصدیق نہیں ہوگی یہ بدائع میں ہو۔  
 اور جو شخص کسی بچہ کو بچہ بن کر چھوڑ دے اور کبھی اسکو افاقہ ہو جاتا ہو تو وہ افاقہ کی حالت میں عاقل قرار دیا جائیگا اور  
 جنون کی حالت میں بچہ بن کر چھوڑ دینا میں ہو۔ اور جو شخص باکرہ آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے آزاد کیا  
 یا نشہ کے مست نے آزاد کیا تو آزاد ہو جائیگا یہ بدائع میں ہو۔ اعتاق کی شرطوں میں سے یہ ہو کہ آزاد کرنے والا  
 معتقہ نہ ہو اور نہ ہوش نہ ہو اور اسکو برسام کی بیماری نہ ہو اور نہ ایسا شخص ہو جس پر بدوین نشہ کے سیوشی طاری ہوئی  
 ہو اور نہ وہ بوجہ ہوش نہ ہو چنانچہ ان لوگوں میں سے کسی کا آزاد کرنا صحیح نہیں ہو اور اگر کسی شخص نے کہا میں نے اپنے غلام  
 کو سونے کی حالت میں آزاد کیا ہے تو قول اسی کا قبول ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے اپنی پیدائش سے پہلے یا غلام  
 کی پیدائش سے پہلے غلام کو آزاد کیا ہے تو وہ آزاد نہ ہوگا اور آزاد کرنے والے کا بطوع خود آزاد کرنا ہمارے نزدیک  
 آزاد ہونے کی شرط نہیں ہے اور نیز اسکا قصد کرنے والا ہونا بھی بالاجماع شرط نہیں ہو حتیٰ کہ اگر اسنے نہر لگی  
 سے بدوین قصد آزاد کیا تو صحیح ہوگا اور اسی طرح عدا ہونا بھی شرط نہیں ہو حتیٰ کہ بھولے سے آزاد کرنے والے کا  
 اعتاق صحیح ہوگا اور اسی طرح اعتاق میں شرط خیانت و نہ بھی شرط نہیں ہو خواہ اعتاق بعوض یا بغیر عوض ہو  
 بشرطیکہ خیانت و نہ کے واسطے ہر حقی کہ اتفاق واقع ہوگا اور شرط باطل ہوگی اور اگر خیانت و نہ کے واسطے ہو تو اسکے  
 خیانت و نہ سے خالی ہونا اعتاق صحیح ہونے کی شرط ہو حتیٰ کہ اگر غلام نے ایسی حالت میں معتقہ و کر دیا تو صحیح ہو جائیگا  
 اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں ہو پس کافر کی طرف سے آزاد کرنا صحیح ہو لیکن اگر  
 مرتد نے آزاد کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک فی الحال نافذ نہ ہوگا بلکہ موقوف رہیگا اور اگر مرتد عورت نے  
 آزاد کیا تو بالاتفاق نافذ ہوگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا تندرست ہونا شرط نہیں ہو پس اگر ایسے  
 مریض نے آزاد کیا جو اسی مرض میں مر گیا تو عتق صحیح ہو لیکن مریض کا آزاد کرنا اسکے ایک تہائی تک سے اعتبار  
 کیا جائیگا اور اسی طرح زبان سے کلام کرنا بھی شرط نہیں ہو پس اگر اعتاق اس طرح بکھر کر دیا جو ثابت  
 ہو یا اس طرح اشارہ کیا جس سے اعتاق سمجھا جاتا ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر غلام نے اپنے  
 مولیٰ سے کہا کہ کیا میں آزاد ہوں حالانکہ مولیٰ بیمار یا بچہ ہو پس مولیٰ نے اپنا سر لایا یعنی ہاں تو غلام آزاد نہ ہوگا  
 یہ سراج الدراج میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں اسکا ایک غلام ہو اس شخص سے کسی نے کہا کہ تو نے اپنا یہ غلام  
 آزاد کیا ہو پس اسنے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں تو یہ غلام آزاد نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ شخص زبان سے کہنے پر  
 قادر ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور یہ شرط نہیں ہو کہ آزاد کرنے والا یہ جانتا ہو کہ یہ میرا غلام ہے  
 چنانچہ اگر غاصب نے مالک سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کر دے پس اس نے آزاد کر دیا حالانکہ وہ یہ

نہیں جانتا ہو کہ میرا یہ غلام تھا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور مالک اس غاصب سے کچھ نہیں لے سکتا ہر اسی طرح  
 بالغ نے مشتری سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کر دے اور بیع کی طرف اشارہ کیا پس مشتری نے اسکو آزاد کر دیا اور  
 یہ بخانا کہ میرا غلام ہو تو اسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور مشتری کے قبضہ کرنے میں شمار ہوگا اور مشتری کے  
 ذمہ نہیں لازم ہوگا یہ کشت کبیرین ہو کذا فی البحر الرائق اور شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے  
 سے کہا کہ تو کہل بعتی امیر اس نے یہ لفظ کہا حالانکہ وہ عربی نہیں سمجھتا ہی تو اسے سب غلام آزاد ہو جائیگے  
 اور میرے نزدیک یہ ہر کہ اسے غلام آزاد نہ ہو سکے۔ اگر اس سے کہا کہ تو کہ اس شخص نے کہا حالانکہ وہ یہ  
 نہیں جانتا ہو کہ اس لفظ سے آزاد ہو جائے تو وہ حکم قضا میں آزاد ہو جائیگا لیکن فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ  
 آزاد نہ ہوگا یہ نیا بیع میں ہو۔ اور اعتاق کی شرطوں میں سے ایک نیت ہو مگر یہ اعتاق کی دو قسموں میں سے ایک ہے  
 میں سے فقط کتا یہ میں شرط ہو یہ بدلے میں ہو۔ اور اعتاق کا سبب جو اسکا ثابت کرنے والا ہو وہ بھی اسباب کا  
 دعویٰ ہوتا ہو اور کبھی شہی مانے دار میں نفس ملکیت ہوتی ہو اور کبھی یہ ہوتا ہو کہ کسی آدمی کے سامنے ایک شخص  
 کی حریت کا اقرار کیا تو یہ اعتاق کا سبب ہو سکتا ہو چنانچہ اس شخص غلام کو اگر کبھی اس شخص نے خرید یا کسی طور  
 سے اسکا مالک ہو تو آزاد ہو جائیگا اور کبھی دارا تحریر میں داخل ہو یا سبب ہوتا ہو چنانچہ اگر حربی نے ایک  
 مسلمان غلام خریدا اور اسکو دارا تحریر میں لے گیا اور یہ حال معلوم ہوا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہ غلام آزاد  
 ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکا قبضہ غلام سے نازل ہو گیا یا بن مالک نے اپنے غلام اپنے حربی مالک کے پاس سے  
 دارالاسلام میں بھاگ آیا تو وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدر میں ہے اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو گیا مگر  
 دارالاسلام میں نکل نہ آیا تو وہ آزاد نہ ہوگا اگر اسکا مالک بھی مسلمان ہو گیا ہو پھر اصل اسلام نے اس مالک کو  
 فتح کر لیا تو اسکا غلام اسکا غلام رہے گا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو گیا پھر اس کے مولیٰ نے دارا تحریر میں اسکو  
 کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مشتری کے قبضہ سے پہلے وہ غلام آزاد ہوگا اور  
 اسی طرح اگر کسی ذمی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی حکم ہوا کہ اگر حربی دارا تحریر کو لوٹ گیا اور دارالاسلام  
 میں اپنی ام ولد چھوڑ گیا یا ایسا غلام بد بچھوڑا جسکو اس نے دارالاسلام میں بد بچھوڑا ہو تو ان دونوں کے  
 آزاد ہو جانے کا حکم دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اعتق کے الفاظ تین قسم کے ہوتے ہیں ایک  
 صریح دوم جو صریح کے ساتھ ملحق ہیں سوم گنا یہ پھر جاننا چاہیے کہ صریح مثل حریت وعتق وولاد وغیرہ الفاظ  
 کے ہیں اور جو ان سے ملحق ہوں وہ بھی صریح ہیں اور ایسے الفاظ سے جو ملحق ہو اس میں نیت کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ اگر  
 ایسے لفظ سے اپنے ملک کا وصف کیا یا خبر دی یا پکارا مثلاً اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ تو حر ہو یا عتق ہو یا  
 حر ہو یا عتق ہو یا کہا کہ قدر نکاحی میں نے تجھے آزاد کیا ہو یا قدر اعتق نکاحی میں نے تجھے آزاد کیا ہو یا لون  
 کہا کہ احر یا احر عتق یا احر مولیٰ یا کہا کہ میرا مولیٰ ہو تو سب صورتوں میں آزاد ہو جائیگا اور اگر اس نے ان  
 الفاظ میں دعویٰ کیا کہ میری امرا وعتق نہ ہوتی تو حکم قضا میں اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ عادی قاضی میں ہے اور اگر  
 دعوے کیا کہ میری یہ امرا ہو کہ یہ شخص پہلے حر تھا پس اگر یہ غلام جہا ذمہ قید ہو کر آیا ہو تو اور سے دیانت اس کے  
 قول کی تصدیق نہ ہوگی مگر حکم قضا میں تصدیق نہ ہوگی اور اگر اس غلام کی پیدائش یمن کی ہو تو کسی طرح تصدیق نہ ہوگی

غلام آزاد ہونے کا حکم



اور اگر غلام سے کہا کہ تو اس کام سے حر ہو یا کھا کہ تو آج کے دن اس کام سے حر ہو تو قصداً آزاد ہو جائیگا یہ  
محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے غلام سے کہا کہ انت حر البتہ یعنی تو البتہ آزاد ہو۔ لیکن یہ شخص خود البتہ کا لفظ نہ  
کہنے پایا تھا کہ غلام نہ کو رہ گیا تو وہ غلام رہے گا یہ قادی قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے گواہ کر لیا کہ میرے  
غلام کا نام حر ہے پھر اسکو اسی ترکہ بکارا تو آزاد نہ ہوگا یہ قادی قاضی کبریٰ میں ہو۔ اور اگر اس لفظ سے اسکی مراد  
انشائے عین ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اگر اسکو فارسی میں بکارا کہ اے آزاد تو آزاد  
ہو جائیگا اور اگر آزاد اسکا نام رکھا پھر آزاد کہہ بکارا تو آزاد نہ ہوگا لیکن اگر عربی میں یا ترکہ بکارا تو آزاد ہو جائیگا  
یہ قادی قاضی کبریٰ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنا غلام کسی شہر کو بھیجا اور اس سے کہا کہ جب کوئی آدمی تیرے سامنے پڑے  
اور حیرت زدہ کرے تو کہنا کہ میں حر ہوں پھر ایک شخص اس سے متعرض ہوا اور غلام نے کہا کہ میں حر ہوں پس اگر  
مولیٰ نے بچنے کے وقت اس سے کہا ہو کہ میں تیرا نام حر رکھا ہو اگر کوئی تیرا قصہ کرے تو اس سے کہنا کہ میں  
حر ہوں تو غلام نہ کو رہا نہ ہوگا اور اگر مولیٰ نے اس سے یہ نہ کہا کہ میں تیرا نام حر رکھا ہو بلکہ ہی کہا کہ جب  
کوئی تیری طرف قصہ کرے تو تو کہنا کہ میں حر ہوں پھر غلام نے اپنی طرف قصہ کرنے والے سے کہا کہ میں حر ہوں تو  
قصداً آزاد ہو جائیگا اور جب تک غلام نے یہ نہیں کہا ہے کہ میں آزاد ہوں تب تک آزاد نہ ہوگا جیسے کہ اگر اپنے  
غلام سے کہا کہ تو کہہ کہ میں آزاد ہوں تو جب تک یہ نہ کہے کہ میں آزاد ہوں تب تک آزاد نہ ہوگا اور اگر کسی  
شخص سے کہا کہ تو میرے غلام سے کہ کہ تو آزاد ہو تو آزاد نہ ہوگا جب تک کہ یہ مامور اس سے پہلے کہ نہ کہے یہ قاضی  
قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام سالم نام کو بکارا کہ اے سالم پس فریاد سے جو اسب دیا کہ جی میں مولیٰ نے کہا کہ تو  
آزاد ہو حالانکہ اسکی نسبت نہ تھی تو وہی آزاد ہو جائیگا جیسے جواب دیا ہو اور اگر مولیٰ نے اس مامور سے کہا کہ میں  
سالم کی نسبت کی تھی تو حکم قضا میں دونوں آزاد ہو جائیگا مگر فیہا بینہ و بین اللہ تعالیٰ خاصہ وہی آزاد ہوگا جسکی نسبت  
کی تھی اور اگر ایک آدمی سے کہا کہ اے سالم تو آزاد ہو پھر یہ آدمی اسکا دوسرا غلام نکلا یا کسی غیر کا غلام نکلا تو سالم  
آزاد ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ ایک مرد نے دوسرے شخص سے کہا کہ کیا یہ آزاد نہیں ہو اور اپنے غلام کی طرف اشارہ  
کیا تو قصداً وہ آزاد ہو جائیگا یہ ظہیر میں ہو۔ قادی ابو اللیث رحمہ میں ہو کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت حر  
راستہ ظہیر موصوفہ فافطیہ کی ہوا و حرۃ صلیفہ موصوفہ ہو یا باندی سے کہا کہ انت حر (انت ظہیر مذکر خطاب اور  
مرعہ مذکر ہو) تو غلام نہ کو رہا یا باندی نہ کو رہا آزاد ہو جائیگی یہ محیط و قادی دسے کبریٰ میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام  
سے کہا کہ انت حر علیک یعنی پھر عتاق وارد ہوا ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ قادی کبریٰ میں ہو اور اگر کہا کہ تیرا آزاد  
کرنا میرا واجب ہے تو آزاد نہ ہوگا یہ قادی دسے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا آزاد کرنا واجب ہے تو  
آزاد نہ ہوگا یہ قادی دسے کبریٰ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ انت عتق یعنی تیرے عتق ہو تو آزاد ہو جائیگا اگرچہ نسبت مذکر ہو  
یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ انت حر اولیٰ یعنی تو آزاد ہو یا نہیں ہو تو بالاجماع آزاد نہ ہوگا یہ  
سراج الودائع میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت عتق میں فلاں اور فلاں کے لفظ سے اپنا دوسرا غلام  
مراد لیا اور اس کلام سے اسکی مراد یہ ہو کہ تو فلاں نہ کو رہے چلے سے میری ملک میں ہو یعنی عتق سے مراد یہ ہے

قادی ہند کے متعلق احکام و فقہی مسائل





تو آزاد ہو جائیگا کذا فی المحيط اور یہی اصح ہے یہ ابوالکلام کی تشریح نقایہ میں ہے اور اگر غلام سے کہا کہ میں نے تیرا  
نفس تیرے ہاتھ اتارنے کو سچا تو یہ غلام کے قبول پر موقوف ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تیرا نفس  
تجھے صدقہ دید یا تو آزاد ہو جائیگا خواہ عتق کی نیت ہو یا نہ ہو خواہ غلام نے قبول کیا یا نہ کیا ہو اور اگر کہا کہ میں  
تیرا عتق تجھے سہ کیا اور دعویٰ کیا کہ میری مراد عتق سے اعراض تھی تو امام اعظم رحمہ اللہ دو باتیں میں جہاں تک ایک  
روایت میں ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تو مولا فلان کا ہے یا کہا کہ فلاں عتق ہے تو فقہاء آزاد ہو جائیگا  
اور اگر کہا کہ تجھے فلان نے آزاد کیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
اور کتایا **عتق** اس طرح ہیں کہ مثلاً غلام سے کہا کہ لا ملک لی علیک یعنی میری جھپٹ مارک نہیں ہے تو قال المترجم  
ہماری زبان میں آزاد ہونا اظہر ہے اور کتا یہ ہوگا بخلاف زبان عرب کے کہ قابو نہیں چلتا ہے تو بھی ایسا کہتے ہیں  
یا کہا کہ لا سیل لی علیک میرے واسطے تجھ پر کوئی راہ نہیں ہو یا کہا کہ قد خرجت عن ملک لی تو میری ملک سے باہر  
ہو گیا یا غلبت سبیلک میں نے تیری راہ خالی کر دی پس اگر اس سے حریت کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا اور اگر  
نیت نہ کی تو آزاد نہ ہوگا یہ حاکم نے قدسی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میرے واسطے تجھ پر کوئی راہ نہیں ہے سوائے  
ولاء کے تو فقہاء آزاد ہو جائیگا اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میری مراد عتق نہ تھی تو تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ میرے  
واسطے تجھ پر کوئی راہ نہیں ہے سوائے راہ سوالات کے تو فقہاء اس کے قول کی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے ایک شخص  
نے اپنے غلام سے کہا کہ میرا حق تجھ پر نہیں ہو پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان  
میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو تو امام رحمہ اللہ کے قول کے موافق آزاد ہوگا  
اگرچہ عتق کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہے یہ ہوا ہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھ کو خالص اللہ تعالیٰ کے  
واسطے کر دیا تو امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگا اگرچہ اس نے عتق کی نیت کی ہو اور صاحبین رحمہ  
اللہ سے مروی ہے کہ وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو لو جو  
اللہ تعالیٰ ہو تو یہ باطل ہے اور اگر کہا میں نے تجھ کو جو اللہ تعالیٰ کر دیا خواہ صحت میں کہا یا مرض میں یا وصیت  
میں اور کہا کہ میں نے عتق کی نیت نہیں کی یا کچھ بیان نہ کیا یا تاک کہ مر گیا تو یہ غلام فروخت کیا جائیگا اور اگر  
عتق کی نیت کی تو آزاد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کا غلام ہے تو بلا خلاف وہ  
آزاد ہوگا یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ میں تیرا غلام ہوں پس اگر آزادی کی نیت کی تو آزاد  
ہو جائیگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر اپنی باندی سے کہا کہ میں تجھے طلاق  
دیتا ہوں اور مراد عتق تھی تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اگر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی ہے اور مراد عتق ہے تو ہمارے  
نزدیک آزاد نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فوج مجھ پر حرام ہے اور عتق کی نیت کی تو  
آزاد نہ ہوگی اور اگر اپنے غلام سے بطور ہجاء یوں کہا کہ تو خیر ہے پس اگر عتق کی نیت ہو تو آزاد ہوگا ورنہ نہیں  
اگر اپنے غلام سے کہا کہ لا سلطان لی علیک یعنی مجھے تجھ پر غلبہ حاصل نہیں ہے یا کہا کہ جہاں پہنچے جلاسا یا کہا کہ میرے  
جی چاہے تو جبر کر تو وہ آزاد نہ ہوگا اگرچہ نیت کی ہو اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو حلال ہے تو یا باندی ہو یا جو  
باندی ہو گئی یا میں نے تجھے حرام کیا یا تو غلبہ ہو یا بیہوش کیا کہ تو اختیار کر پس باندی نے کہا کہ میں نے اختیار

قال المترجم  
ہماری زبان میں  
آزاد ہونا اظہر ہے  
اور کتا یہ ہوگا  
بخلاف زبان عرب  
کے کہ قابو نہیں  
چلتا ہے تو بھی  
ایسا کہتے ہیں  
یا کہا کہ لا سیل  
لی علیک میرے  
واسطے تجھ پر  
کوئی راہ نہیں  
ہو یا کہا کہ  
قد خرجت عن  
ملک لی تو میری  
ملک سے باہر  
ہو گیا یا  
غلبت سبیلک  
میں نے تیری  
راہ خالی کر دی  
پس اگر اس سے  
حریت کی نیت  
کی تو آزاد  
ہو جائیگا اور  
اگر نیت نہ کی  
تو آزاد نہ  
ہوگا یہ حاکم  
نے قدسی میں  
ہے۔ اور اگر  
غلام سے کہا  
کہ میرے  
واسطے تجھ  
پر کوئی راہ  
نہیں ہے سوائے  
ولاء کے تو  
فقہاء آزاد  
ہو جائیگا اور  
اگر اس نے  
دعویٰ کیا کہ  
میری مراد  
عتق نہ تھی  
تو تصدیق  
ہوگی اور اگر  
کہا کہ میرے  
واسطے تجھ  
پر کوئی راہ  
نہیں ہے سوائے  
راہ سوالات  
کے تو فقہاء  
اس کے قول  
کی تصدیق  
ہوگی یہ  
بدائع میں  
ہے ایک شخص  
نے اپنے  
غلام سے  
کہا کہ میرا  
حق تجھ پر  
نہیں ہو پس  
اگر عتق کی  
نیت کی تو  
آزاد ہو  
جائیگا ورنہ  
نہیں یہ  
فتاویٰ قاضی  
خان میں  
ہے۔ ایک  
شخص نے  
اپنے غلام  
سے کہا کہ  
تو اللہ تعالیٰ  
کے واسطے  
ہو تو امام  
رحمہ اللہ کے  
قول کے  
موافق آزاد  
ہوگا اگرچہ  
عتق کی نیت  
کی ہو اور  
یہی مختار  
ہے یہ ہوا  
ہر اخلاطی  
میں ہے۔ اور  
اگر کہا کہ  
میں نے تجھ  
کو خالص  
اللہ تعالیٰ  
کے واسطے  
کر دیا تو  
امام اعظم  
رحمہ اللہ سے  
مروی ہے کہ  
وہ آزاد  
نہ ہوگا اگرچہ  
اس نے عتق  
کی نیت کی  
ہو اور  
صاحبین  
رحمہ اللہ سے  
مروی ہے کہ  
وہ آزاد  
ہوگا یہ  
فتح القدیر  
میں ہے۔ ایک  
شخص نے  
اپنے غلام  
سے کہا کہ  
تو لو جو  
اللہ تعالیٰ  
ہو تو یہ  
باطل ہے اور  
اگر کہا میں  
نے تجھ کو  
جو اللہ تعالیٰ  
کر دیا خواہ  
صحت میں  
کہا یا مرض  
میں یا وصیت  
میں اور  
کہا کہ میں  
نے عتق کی  
نیت نہیں  
کی یا کچھ  
بیان نہ کیا  
یا تاک کہ  
مر گیا تو  
یہ غلام  
فروخت کیا  
جائیگا اور  
اگر عتق کی  
نیت کی تو  
آزاد ہوگا  
یہ غیاثیہ  
میں ہے۔ اور  
اگر اپنے  
غلام یا  
باندی سے  
کہا کہ میں  
تیرا غلام  
ہوں پس اگر  
آزادی کی  
نیت کی تو  
آزاد ہوگا  
یہ وجہ  
کروری میں  
ہے۔ اور  
امام ابو  
یوسف رحمہ  
اللہ سے مروی  
ہے کہ اگر  
اپنی باندی  
سے کہا کہ  
میں تجھے  
طلاق دیتا  
ہوں اور مراد  
عتق تھی تو  
وہ آزاد  
ہو جائیگی  
اور اگر کہا  
کہ میں نے  
تجھے طلاق  
دی ہے اور  
مراد عتق  
ہے تو ہمارے  
نزدیک آزاد  
نہ ہوگی یہ  
بدائع میں  
ہے۔ اور اگر  
باندی سے  
کہا کہ تیری  
فوج مجھ  
پر حرام ہے  
اور عتق کی  
نیت کی تو  
آزاد نہ  
ہوگی اور اگر  
اپنے غلام  
سے بطور  
ہجاء یوں  
کہا کہ تو  
خیر ہے پس  
اگر عتق کی  
نیت ہو تو  
آزاد ہوگا  
ورنہ نہیں  
اگر اپنے  
غلام سے  
کہا کہ لا  
سلطان لی  
علیک یعنی  
مجھے تجھ  
پر غلبہ  
حاصل نہیں  
ہے یا کہا  
کہ جہاں  
پہنچے جلاسا  
یا کہا کہ  
میرے جی  
چاہے تو  
جبر کر تو  
وہ آزاد  
نہ ہوگا اگرچہ  
نیت کی ہو  
اور اگر اپنی  
باندی سے  
کہا کہ تو  
حلال ہے تو  
یا باندی  
ہو یا جو  
باندی ہو  
گئی یا میں  
نے تجھے  
حرام کیا  
یا تو غلبہ  
ہو یا بیہوش  
کیا کہ تو  
اختیار کر  
پس باندی  
نے کہا کہ  
میں نے  
اختیار



کیا یا کہا کہ تو نکل یا استبرأ کر ہیں اسنے ایسا ہی کیا تو ہمارے نزدیک آزاد نہوگی اگر بہ مالک نے عتق کی نیت کی ہو  
 اور اسی طرح اگر کہا کہ تو میری باندی نہیں ہو یا کہا کہ میرا بچہ کچھ حق نہیں ہو تو آزاد نہوگی اگر چہ عتق کی نیت کی ہو  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ملان کی لفظ خواہ صریح لفظ ہو یا کنا یہ ہو باندی آزاد نہ ہوگی اگر چہ عتق کی نیت  
 کرے یہ محیط مشرعی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میرا کام تیرے ہاتھ میں ہو یا کہا کہ تو اختیار کر تو نیت پر ہو تو  
 ہو اور اگر غلام سے کہا کہ میرا امر آزاد ہو تیرے ہاتھ میں ہو یا کہا کہ میں نے تیرا عتق تیرے ہاتھ میں کر دیا یا کہا کہ تو عتق  
 کو اختیار کر یا کہا کہ میں نے عتق کے مقدمہ میں تجھے اختیار دیا یا تیرے عتق میں تجھے مختار کیا تو ان سب میں نیت  
 کی کچھ حاجت نہیں ہو اس واسطے کہ یہ صریح ہو و لیکن یہ ضرور ہو کہ غلام عتق اختیار کرے مگر یہ اختیار مولیٰ کی  
 طرف سے اسی مجلس تک کے واسطے ہوگا کہ اگر غلام نے اسی مجلس میں عتق اختیار کیا تو آزاد ہوگا ورنہ نہیں یہ  
 بدائع میں ہے۔ ایک مرد کے پاس ایک باندی اسکی ملک میں ہو پس اسکی جورو نے اس باندی کے معاملہ میں  
 شوہر کو کچھ علامت کی پس شوہر نے جورو سے کہا کہ اسکی کام کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہو جورو نے اسکو آزاد کر دیا  
 پس اگر شوہر نے اس کلام سے اسکی عتق کے کام میں نیت کی ہو تو باندی مذکورہ آزاد ہو جائیگی ورنہ نہیں اس واسطے  
 کہ یہ اختیار معاملہ رجوع کے واسطے ہوگا یعنی بیچ کر دے لیکن اگر اس طرح کہا کہ اس باندی کے حق میں جو تو کرے  
 وہ جائز ہو تو یہ آزاد کرنے وغیرہ سب کے واسطے ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر اپنی باندی  
 سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے پس باندی نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو یہ باطل ہو یہ سب  
 میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اپنے نفس کے معاملہ میں جو تو چاہے وہ کر پس اگر غلام نے مجلس سے اٹھنے سے  
 پہلے اپنے نفس کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر اپنے نفس کو آزاد کرنے سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا تو بعد  
 مجلس سے کھڑے ہو جانے کے اپنے نفس کو آزاد نہیں کر سکتا ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ ایسی صورت میں  
 جبکہ چاہے اپنے نفس کو بہ کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ میں دیدے یہ فتاویٰ قاضی خان میں  
 ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو غیر ملوک ہو تو اسکی طرف سے عتق نہوگا و لیکن اسکو یہ اختیار  
 نہوگا کہ اسکی ملک کا دعویٰ کرے اور اگر وہ غلام مر گیا تو بوجہ دلا کے اسکا وارث بھی نہیں ہو سکتا اور  
 اگر اسکی بعد غلام نہ کورنے کہا کہ میں اسکا ملوک ہوں اور اس نے غلام کے قول کی تصدیق کی تو غلام اسکا ملوک  
 ہوگا یہ ابراہیم نے امام محمد سے روایت کی ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا  
 بیٹا ہو یا باندی سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہو پس اگر ملوک مذکور اسکی فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی سن  
 اسکا ایسا ہو کہ اس مدعی کا بیٹا یا بیٹی ہو سکے اور وہ معمول النسب بھی ہو کہ یہ معلوم نہو کہ یہ کسا لفظ ہو تو نسب  
 ثابت ہو جائیگا اور غلام آزاد ہو جائیگا خواہ غلام انجی حلیب ہو یعنی غیر ملک سے لایا گیا ہو یا وہین کی پیدائش  
 ہو اور اگر ملوک مذکور اسکی فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو لیکن اسکا نسب معروف ہو تو بالاتفاق ملوک  
 مذکور آزاد ہو جائیگا اگر نسب ثابت نہوگا اسی طرح اگر ملوک مذکور اسکی فرزند ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو بھی  
 نسب ثابت نہ ہوگا مگر امام غزالی کے قول کے موافق ملوک آزاد ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور یہی صحیح تر  
 ہے آزاد میں ہو اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ ہو یا اپنی باندی سے کہا کہ یہ میری ماں ہو اور ملوک



مختار یہ ہو کہ آزاد دھوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ ای آزاد دھو دیا باندی سے کہا کہ ای آزاد دھو دیتا یا باندی سے کہا کہ ای میری کد یا نو یا ای کد یا نو پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہوگا اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہوا اور اگر عتق کی نیت نہ ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور فقیہ ابو الیث کا مختار یہ ہو کہ آزاد دھوگا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ای آزاد دھو یعنی بدون العت کے آزاد فقط کہا تو فقیہ ابو بکر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ آزاد دھوگا اگر میرے عتق کی نیت کی ہو یہ حیثیت میں ہو۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ ای مولیٰ زاہد تو وہ آزاد دھوگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ ای نیم آزاد یعنی نصف آزاد تو یہ قول بمنزلہ اس کلام کے ہو کہ غلام سے کہا کہ تیرا نصف حصہ آزاد ہو ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جب تک تو غلام تھا تب تک میں تیرے عذاب میں گرفتار تھا اب کہ تو نہیں ہو تب بھی تیرے عذاب میں گرفتار ہوں تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ کلام اس کی طرف سے غلام کے عتق کا اقرار ہو پس قضائے غلام آزاد ہو جائیگا۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ توجہ سے زیادہ آزاد ہو پس اگر عتق کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہیں ایک غلام نے اپنے مولے سے کہا کہ میری آزادی پیدا کر پس مولیٰ نے کہا کہ تیری آزادی میں نے پیدا کی اور نیت عتق نہ کی تو آزاد دھوگا قلت قضائے آزاد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ ای میرے مالک تو بلا نیت آزاد دھوگا یہ کافی میں ہے۔ ایک شخص کا ایک غلام ہو پس اس نے کہا کہ میں نے اپنا غلام آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر زیر نے عمر سے کہا کہ میں تیرے باپ کا مولیٰ ہوں کہ تیرے باپ نے میرے باپ و بان کو آزاد کیا ہے تو زید عمر کا غلام نہ ہوگا اور اسی طرح اگر زید نے کہا کہ میں تیرے باپ کا مولیٰ ہوں اور یہ نہ کہا کہ مجھے تیرے باپ نے آزاد کیا ہے تو بھی یہی حکم ہوا ورنہ جرہ ہوگا اور اگر زید نے کہا کہ میں تیرے باپ کا مولیٰ ہوں اور مجھے تیرے باپ نے آزاد کیا ہے پس اگر عمر نے باپ کے آزاد کرنے سے انکار کیا تو زید اس کا ملوک ہوگا لیکن اگر زید گواہ لاوے کہ عمر کے باپ نے اس کو آزاد کیا ہے تو زید کے گواہ مقبول ہوں گے اور وہ آزاد ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو آزاد کیا اور غلام کے پاس مال ہو تو یہ مال مولے کا ہوگا سوائے اتنے کپڑے کے جو غلام کی ستر پوشی کرے اور یہ بھی مولے کے اختیار میں ہو کہ کپڑوں میں سے جو کچھ چاہے ویدے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے تین غلاموں سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو سوائے فلان و فلان و فلان کے تو یہ سب غلام آزاد ہو جائیگے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ قال المرحوم سوج سے استثنائی منہ کے ساتھ حکم حریت تعلق ہوا پس استثنائے کار آمد ہوگا و قیل لا استثناء باطل فتدبر۔ ایک شخص کے ہاتھ غلام ہیں پس اس نے کہا کہ دس میرے ملوکوں میں سے آزاد ہیں الا ایک تو سب آزاد ہوں گے اور اگر کہا کہ میرے ملوک دسوں آزاد ہیں الا واحد تو چار آزاد ہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مرد آزاد کرنا چاہے تو چاہیے کہ غلام آزاد کرے اور عورت کو چاہیے کہ باندی آزاد کرے یہ سب ہر تاکہ مقابلہ اعضا شکستہ متحقق ہو یہ ظہر یہ میں ہے۔ قال المرحوم حریف شریف میں یہ مضمون ہے کہ جو شخص بندہ آزاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو بمقابلہ اعضاے بندہ کے آتش و دوزخ سے آزاد فرماتا ہے پس استجاب مسئلہ مذکور ہر قبائے حدیث موصوف ہو فافہم اور یہ سب ہو کہ جب آدمی سات برس کی بندہ سے خدمت لے لے تو اس کو آزاد کرے یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے کہ شاید وہ آزاد کر دے یہ تامل خانہ میں ہے منقول ہے اور سب ہو کہ آزاد کرنے والا بندہ کو ایک عتاق نامہ ملے گا اس پر لقمہ لوگوں کی گواہی کر دے تاکہ غلام کے حق میں مضبوط رہے اور باہم اختلاف اور انکار سے حفاظت ہو محیط شخصی

میں ہر فصل ملک وغیرہ کی وجہ سے آزاد ہونے کے بیان میں جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوا وہ اسکی  
 طرف سے فوراً آزاد ہو جائیگا خواہ یہ مالک غنیمت یا کسیر ہو یا قتل ہو یا مجنون ہو یہ غایت البیان میں ہوا ذی رحم  
 محرم سے ہر ایسا قرابت دار مراد ہو جس سے نکاح ہمیشہ کے واسطے حرام ہو پس رحم عبارت ہو قرابت سے اور محرم  
 عبارت ہو حرمت مناکحت سے پس اگر خرم بلا رحم کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہوگا مثلاً اپنے لیسر کی زوجہ یا باپ کی زوجہ  
 یا چچا کی بیٹی کا جو اسکی رضاعی بہن ہو مالک ہوا تو کوئی آزاد نہو جائیگی اسی طرح اگر رحم ہو مگر محرم نہ ہو تو بھی ہی حکم ہو  
 مثلاً مامون یا چچا کی اولاد کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کوئی ایسے آدمی کا مالک ہو جو بسبب  
 رضاعت یا مصاہرت کے آپس واپسی حرام ہو تو وہ آزاد نہوگا اور اگر جوہر و عروہ میں سے کوئی دوسری کا مالک ہو تو  
 اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا یہ بسو ط میں ہو۔ اور مالک خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو دارالاسلام میں اس حکم کے واسطے مجہ  
 فرق نہوگا اور اسی طرح جن ذی رحم محرم کا مالک ہو یا کسی چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو کچھ فرق نہیں ہو یہ غایت البیان میں ہو اور  
 چونکہ یہ حکم دارالاسلام میں ہو لہذا اگر دارالحر میں کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوا تو وہ اسکی طرف سے آزاد  
 نہو جائیگا یہ جوہرہ نیزہ میں ہو اور اگر کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو کر ایمان لیکر دارالاسلام میں آیا تو ملک  
 مذکور اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ قضا و سنت کا ضابطہ ہے اور اگر ملک نے اپنی اولاد کو خرید لیا تو وہ آزاد  
 نہو جائیگی یہ جوہرہ نیزہ میں ہو۔ اور اگر غلام یا دون نے ایسا ملک خرید لیا جسکے مالک کا ذی رحم محرم ہو اور اسے قرضہ  
 قرضہ نہیں ہو جو بالکل محیط ہو تو مولیٰ کی طرف سے آزاد نہو جائیگا اور اگر قرضہ محیط ہو تو امام اعظمی رحم کے نزدیک آزاد  
 نہوگا اور اگر ملک نے اپنے مولیٰ کا بیٹا خریدا تو بالاتفاق آزاد نہو جائیگا یہ تائید غنائیہ میں جوہرہ سے مستعمل ہو اور اگر ملک  
 نے ایسے لوگوں کو خریدا جنکی فروخت کا بخار نہیں ہو جیسے والدین و اولاد وغیرہ پھر مولیٰ نے انکو آزاد کر دیا  
 تو وہ آزاد نہو جائیگا یہ ضمرا میں ہو۔ اور جو شخص غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہو اگر اسنے مولیٰ کا ذی رحم  
 محرم خریدا تو وہ آزاد نہو جائیگا یہ سراجیین میں ہو۔ اور ایک شخص نے اپنے پسر کے واسطے اپنے مرض الموت میں آزاد دم کا  
 اقرار کیا اور اس شخص کا سوا اے اسکے کوئی وارث نہیں ہو اور کچھ مال بھی نہ چھوڑا سوا اسے ایک ملک کے کہ وہ اس  
 پسر کا مان کی طرف سے بھائی ہو اور اس ملک کی نسبت اسی قدر ہو جسقدر قرضہ کامیت نے اپنے پسر کے واسطے اقرار کیا  
 ہو تو محرم نہ ہونے فرمایا کہ ملک آزاد نہو جائیگا سوا اسے کہ مرض میں جو اقرار ہو وہ گویا وصیت ہو پس جب پسر مذکور اسکا  
 مالک ہوا تو وہ اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا اور اگر اقرار مذکور حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو ملک مذکور آزاد نہو جائیگا  
 سوا اسے کہ وارث مذکور اسکا مالک نہیں ہوا بدین وجہ کہ قرضہ مذکور نسبت کے ترک کو محیط ہو۔ اور اس بیان سے یہ  
 فائدہ ثابت ہوا کہ جب ترکہ میں وارث کا قرضہ ہو تو وہ وارث کے ترکہ کے مالک ہونے سے مانع ہوتا ہے یہ تفسیر یہ میں  
 ہو۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جو اسکے باپ کے تلف سے پیٹ سے ہو حالانکہ وہ باندی اسکے باپ کے سوا اے  
 کسی غیر کی ملک ہو تو خریدہ جائز ہوگی اور جو اسکے پیٹ میں ہو وہ آزاد نہوگا اور باندی آزاد نہوگی اور جب تک منع حمل  
 تب تک اسکو فروخت نہیں کر سکتا ہے کہ اسکی بیع بآزادی اور بعد وضع حمل کے اسکو فروخت کر سکتا ہے یہ بدلتہ میں ہو۔ اور اگر حاملہ  
 باندی کو آزاد کیا تو اسکا حمل بھی آزاد نہو جائیگا اور اگر فقط حمل کو آزاد کیا تو بدون باندی کے فقہ حمل آزاد نہوگا اگر  
 کسبہ یا مال پر حمل کو آزاد کیا تو حمل آزاد نہوگا اور مال واجب نہوگا اور عتق کے وقت حمل موجود ہونا اسی طرح درست



ہو سکتا ہو کہ وقت غنی سے چھ مہینے سے کم میں بچ پیدا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر وقت غنی سے چھ مہینے یا زیادہ میں بچ جنی تو آزاد ہو گا الا اس صورت میں کہ کل میں چھڑا دو بچ ہوں کہ پہلا بچ چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہو دوسرا چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا یا یہ باندی طلاق یا وفات کی عدت میں ہو پس وقت فراق سے دوسریں سے کم میں بچ جنی پس اگر چھ وقت اعتناق سے چھ مہینے سے زیادہ میں جنی ہو بہر حال اس صورت میں حل آزاد ہو گا یہ فیج القدر میں ہے۔ باندی کا بچ جو اسکے مولیٰ سے ہو آزاد ہو اور جو اسکے شوہر سے پیدا ہو وہ اسکے مولیٰ کا مملوک ہے۔ بخلاف سفر در کے بچ کے کہ اسکے شوہر کا یا بچ کا یہ حکم نہیں ہو کہ مان کا خارج ہو اور آزاد عدت کا بچ بہر حال میں آزاد ہوتا ہو اس واسطے کہ عدت کا بچ بھاری ہو پس حریت کے وصف میں عورت کا خارج ہو گا جیسے کہ ملکیت و مروتیت و تدبیر و اموالیت الود و کتابت میں یہ وصف بچ کو مان کا ملتا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر بچ چھ مہینے سے وقت اپنی باندی سے کہا کہ تو حر ہو اور حالت یہ ہو کہ تھوڑا بچ یا ہر نکل چکا ہو پس اگر نصف سے کم نکلا ہو تو بچ ہی آزاد ہو گا اور اگر زیادہ ہو تو آزاد ہو گا اور ہشام رحمہ اللہ علیہ رحمۃ اللہ یوسف رحمہ اللہ روایت کی ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے در حالیکہ اسکا بچ کچھ نکل چکا ہو کہا کہ تو آزاد ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سوائے سر کے نصف بدن خارج ہو تو وہ مملوک ہو گا اور اگر سر کی جانب سے نصف بدن خارج ہو تو وہ آزاد ہو گا اور اسکے معنی یہ ہیں کہ سر کے نصف خارج ہو تو آزاد ہو یہ محیط میں ہو نہ تنقی میں ہو کہ اگر باندی سے کہا کہ بڑا بچ جو تیرے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہو پس اسکے چھڑا دو بچ پیدا ہو سکے تو جو پہلے نکلا وہ بڑا ہو رہی آزاد ہو گا اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ علقہ یا سفید جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہو تو جو اسکے پیٹ میں ہو وہ آزاد ہو گا یہ محیط خسی میں ہے۔ ایک شخص نے غیر کی باندی کو آزاد کیا جو مولیٰ نے بعد باندی کے بچ پیدا ہونے کے علقہ کی اجازت نہ دی تو بچ آزاد ہو گا اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ میرا مملوک سوائے تیرے آزاد ہو تو باندی کا حمل آزاد ہو گا۔ ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے حالت حکمت میں کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہو پس دوسرے دن باندی مذکورہ کے ایک مردہ بچ پیدا ہو جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو قیاس قول امام اعظم رحمہ اللہ باندی آزاد ہو گی۔ اور اگر خود بچ پیدا نہ ہوا بلکہ کسی آدمی نے دوسرے روز اسکے پیٹ میں مردہ ہو چکا یا جس سے مردہ جنین پیٹ سے گر گیا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مردے کو اختیار ہو گا پس اگر اسے مان کو آزاد کیا تو اسکے آزاد ہونے سے بچ بھی آزاد ہو گا اور اگر باندی مذکورہ حاملہ نہ ہو تو خود آزاد ہو جائیگی یہ تقاد سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی حاملہ باندی سے کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہو پھر قبل اسکے کہ مولیٰ بیان کرے یعنی کسی کو عین کرے کہ وہ نوز میں سے کون آزاد ہو مگر کیا پھر کسی آدمی نے باندی کے پیٹ میں مردہ ہو چکا یا جس سے جنین مردہ جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی گر گیا تو فرمایا کہ مجرم ہر اس جنین کے واسطے غرہ آزاد کا ہر ماہ واجب ہو گا اور نصف باندی آزاد ہو گی اور نصف کے واسطے سعایت کرے گی اور جنین پر کچھ سعایت ہو گی یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر عربی نے اپنے غلام عربی کو دار الحرب میں آزاد کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے نزدیک اسکا اعتناق نافذ نہ کیا اور اس میں صراحۃً میں کہ خلاف ہے اور اگر عربی نے اپنے مسلمان غلام کو دار الحرب میں آزاد کیا تو بالاتفاق اعتناق نافذ ہو گا اور اسکی دلاء اس عربی کو ملے گی۔ اور اگر عربی مر گیا یا قتل کیا گیا یا مسلمان کے ہاتھ میں قید ہو گیا تو اسکا کتاب آزاد ہو گا اور بدل کتابت اسکے وارثوں کو ملے گا جب کہ خود مر گیا ہو۔ ایک شخص ہندوستان میں گیا یعنی دار الحرب میں

اور اگر بچ چھ مہینے سے کم میں پیدا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر وقت غنی سے چھ مہینے یا زیادہ میں بچ جنی تو آزاد ہو گا الا اس صورت میں کہ کل میں چھڑا دو بچ ہوں کہ پہلا بچ چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہو دوسرا چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا یا یہ باندی طلاق یا وفات کی عدت میں ہو پس وقت فراق سے دوسریں سے کم میں بچ جنی پس اگر چھ وقت اعتناق سے چھ مہینے سے زیادہ میں جنی ہو بہر حال اس صورت میں حل آزاد ہو گا یہ فیج القدر میں ہے۔ باندی کا بچ جو اسکے مولیٰ سے ہو آزاد ہو اور جو اسکے شوہر سے پیدا ہو وہ اسکے مولیٰ کا مملوک ہے۔ بخلاف سفر در کے بچ کے کہ اسکے شوہر کا یا بچ کا یہ حکم نہیں ہو کہ مان کا خارج ہو اور آزاد عدت کا بچ بہر حال میں آزاد ہوتا ہو اس واسطے کہ عدت کا بچ بھاری ہو پس حریت کے وصف میں عورت کا خارج ہو گا جیسے کہ ملکیت و مروتیت و تدبیر و اموالیت الود و کتابت میں یہ وصف بچ کو مان کا ملتا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر بچ چھ مہینے سے وقت اپنی باندی سے کہا کہ تو حر ہو اور حالت یہ ہو کہ تھوڑا بچ یا ہر نکل چکا ہو پس اگر نصف سے کم نکلا ہو تو بچ ہی آزاد ہو گا اور اگر زیادہ ہو تو آزاد ہو گا اور ہشام رحمہ اللہ علیہ رحمۃ اللہ یوسف رحمہ اللہ روایت کی ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے در حالیکہ اسکا بچ کچھ نکل چکا ہو کہا کہ تو آزاد ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سوائے سر کے نصف بدن خارج ہو تو وہ مملوک ہو گا اور اگر سر کی جانب سے نصف بدن خارج ہو تو وہ آزاد ہو گا اور اسکے معنی یہ ہیں کہ سر کے نصف خارج ہو تو آزاد ہو یہ محیط میں ہو نہ تنقی میں ہو کہ اگر باندی سے کہا کہ بڑا بچ جو تیرے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہو پس اسکے چھڑا دو بچ پیدا ہو سکے تو جو پہلے نکلا وہ بڑا ہو رہی آزاد ہو گا اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ علقہ یا سفید جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہو تو جو اسکے پیٹ میں ہو وہ آزاد ہو گا یہ محیط خسی میں ہے۔ ایک شخص نے غیر کی باندی کو آزاد کیا جو مولیٰ نے بعد باندی کے بچ پیدا ہونے کے علقہ کی اجازت نہ دی تو بچ آزاد ہو گا اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ میرا مملوک سوائے تیرے آزاد ہو تو باندی کا حمل آزاد ہو گا۔ ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے حالت حکمت میں کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہو پس دوسرے دن باندی مذکورہ کے ایک مردہ بچ پیدا ہو جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو قیاس قول امام اعظم رحمہ اللہ باندی آزاد ہو گی۔ اور اگر خود بچ پیدا نہ ہوا بلکہ کسی آدمی نے دوسرے روز اسکے پیٹ میں مردہ ہو چکا یا جس سے مردہ جنین پیٹ سے گر گیا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مردے کو اختیار ہو گا پس اگر اسے مان کو آزاد کیا تو اسکے آزاد ہونے سے بچ بھی آزاد ہو گا اور اگر باندی مذکورہ حاملہ نہ ہو تو خود آزاد ہو جائیگی یہ تقاد سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی حاملہ باندی سے کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہو پھر قبل اسکے کہ مولیٰ بیان کرے یعنی کسی کو عین کرے کہ وہ نوز میں سے کون آزاد ہو مگر کیا پھر کسی آدمی نے باندی کے پیٹ میں مردہ ہو چکا یا جس سے جنین مردہ جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی گر گیا تو فرمایا کہ مجرم ہر اس جنین کے واسطے غرہ آزاد کا ہر ماہ واجب ہو گا اور نصف باندی آزاد ہو گی اور نصف کے واسطے سعایت کرے گی اور جنین پر کچھ سعایت ہو گی یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر عربی نے اپنے غلام عربی کو دار الحرب میں آزاد کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے نزدیک اسکا اعتناق نافذ نہ کیا اور اس میں صراحۃً میں کہ خلاف ہے اور اگر عربی نے اپنے مسلمان غلام کو دار الحرب میں آزاد کیا تو بالاتفاق اعتناق نافذ ہو گا اور اسکی دلاء اس عربی کو ملے گی۔ اور اگر عربی مر گیا یا قتل کیا گیا یا مسلمان کے ہاتھ میں قید ہو گیا تو اسکا کتاب آزاد ہو گا اور بدل کتابت اسکے وارثوں کو ملے گا جب کہ خود مر گیا ہو۔ ایک شخص ہندوستان میں گیا یعنی دار الحرب میں

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

کیا پھر وہ دارالاسلام میں آیا اور اسکے ساتھ ایک ہندو آیا جو کہتا تھا کہ میں اسکا غلام ہوں پھر یہ ہندو مسلمان  
 ہو گیا تو مثل کچھ نے فرمایا کہ اگر ہندو سے مذکور دارالحرب سے مسلمان کے ساتھ بدون اکراہ و بردستی کے  
 دارالاسلام میں چلا آیا تو وہ آزاد ہوگا اور اسکا یہ قول کہ میں اسکا غلام ہوں باطل ہوگا اور اگر مسلمان اسکو  
 زبردستی یا کراہ نکال لایا ہو تو وہ مسلمان کا غلام ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو چکی ہے اگر اپنا مسلمان غلام بیچ  
 کے واسطے پیش کیا تو وہ آزاد ہوگا اگرچہ اسکو فروخت کیا ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو بشرط جمع بین لکھا ہو۔  
 دوسرا باب متن البص کے بیان میں جب کا کچھ حصہ آزاد کیا گیا ہو۔ اور اگر اپنے غلام میں سے کچھ آزاد کیا  
 خواہ یہ حصہ عین ہو یعنی معلوم ہو مثلاً چوتھائی وغیرہ یا ایسا تو جیسے غلام سے کہا کہ تجھ میں سے کچھ یا بعض کو  
 یا تیرا کوئی جزو یا پارہ آزاد ہو کہ فرق دونوں صورتوں میں یہ ہو کہ غیر معلوم کی صورت میں مولیٰ کو بیان کرے کہ  
 حکم دیا جائیگا کہ کس قدر آزاد ہو بہر حال امام اعظم رحمہ کے نزدیک تصور آزاد کر کے سب آزاد ہوگا اور صاحبین  
 نے فرمایا کہ سب آزاد ہو جائیگا پھر امام کے نزدیک ایسا غلام اپنی باقی قیمت کے واسطے اپنے مولیٰ کو دینے کے  
 لیے سعایت کرے لگایا نہ رہا لائق میں ہو اور ضرر میں لگایا ہو کہ امام اعظم رحمہ کا قول صحیح ہو انتہی اور اگر کما حقہ ایک  
 سهم آزاد ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک چھٹا حصہ آزاد ہوگا اس طرح اگر کس کی حکمتی کا لفظ لکھا تو بھی یہی حکم ہو  
 عتا یہ میں ہو اور متن البص میں مکاتب کے ہونا ہو کہ جب تک وہ معاہدہ جو اس پر لکھا جائے ہو ادا نہ کرے  
 جب تک اسکی آزادی موقوف رہتی ہو لیکن جو کچھ کہا ہے اسکا یہی حق ہوتا ہو اور مولیٰ کا اس پر قبضہ نہیں رہتا ہو  
 اور نہ خدمت لینے کا استحقاق ہو اور قیمت کامل رہتی ہو کہ فی التہ الفائق اور خود وارث نہیں ہو سکتا ہو اور نہ اسکا  
 کوئی وارث ہو سکتا ہو اور اسکی گواہی بھی جائز نہیں ہو اور دونوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کر کے انکو جمع نہیں  
 کر سکتا ہو یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اور بدون اجازت مولیٰ کے نکاح نہیں کر سکتا ہو اور نہ کچھ ہم یا حدیث سے سکتا ہو الا  
 خفیہ چیز اور کسی کی طرف سے کفالت نہیں کر سکتا ہو اور کسی کو قرض نہیں دے سکتا ہو مگر اس میں اور مکاتب میں اختلاف  
 ہو کہ اگر متعلق البص اپنے معاوضہ ادا کرنے سے عاجز ہو تو وہ رقیق نہیں کیا جائیگا یہ غلط ہے البیان میں ہو۔ الا  
 جعفر آزاد ہونے کو باقی ہو اسکو سعایت کر کے ادا کر کے آزاد ہونا چاہیے یا مولیٰ باقی بھی آزاد کر دے اور  
 جب کل ملک زائل ہو جائیگی تب وہ سب آزاد ہو جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر ایک غلام دو شریکوں میں مشترک  
 ہو اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پس اگر شریک خود شغال ہو تو دوسرے شریک کو جس نے نہیں  
 آزاد کیا ہو اختیار ہو کہ چاہے خود بھی آزاد کر دے اور چاہے شریک سے اپنے حصہ کا تادان لے اور  
 چاہے غلام مذکور سے اپنے حصہ کی سعایت کر دے یہ ہر دو میں ہو۔ اور جب دو شریکوں میں سے ایک نے  
 اپنا حصہ غلام آزاد کر دیا تو دوسرے شریک کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اپنے حصہ غلام کو فروخت کرے یا ہبہ کرے یا  
 ہر قرار دے اس واسطے کہ یہ غلام بمنزلہ مکاتب کے ہو یہ بسو ط امام بخاری میں ہو اور محققین لکھا ہو کہ دوسرے  
 شریک کو جس نے آزاد نہیں کیا ہو یا بیچ طرح کا اختیار ہوگا جب کہ آزاد کر کے والا شریک خود شغال ہو پس چاہے اپنا  
 حصہ آزاد کر دے اور چاہے مکاتب کر دے اور چاہے اس سے سعایت کر دے اور چاہے آزاد کشتہ شریک سے  
 تادان لے اور چاہے اپنا حصہ ہر کر دے لیکن اگر ہر کر دیا تو اسکا حصہ ہر ہو جائیگا مگر غلام ہر فی الحال

اسکے واسطے سعایت واجب ہوگی پس آزاد ہو جائیگا اور یہ اختیار نہیں ہو کہ اسکو مدبر کر کے یہ قید لگا دے کہ اس کے  
مرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا کذا فی غایۃ السیرۃ اور اگر شریک آزاد کنندہ شکدست ہو تو بھی یہی حکم ہو مگر یہ  
اختیار نہ ہوگا کہ شریک سے تاوان لے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اور جس شریک نے آزاد نہیں کیا ہو اسکو یہ  
اختیار نہیں ہو کہ اسی حال پر چھوڑے اور کچھ نہ کرے یہ بدائع میں ہے۔ اور جس شریک نے آزاد نہیں کیا ہو اس کے  
اختیار کرنے کی یہ صورت ہو کہ مثلاً شریک سے کہے کہ میں نے یہ اختیار کیا کہ تجھ سے تاوان لون یا یون کے  
کے مجھے میرا حق دیدے یا جملہ زبان سے جس طرح مشعر ہو اختیار کرے اور اگر فقط دل سے کوئی امر اختیار کیا تو  
یہ کچھ چیز نہیں ہو یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر شریک نے اپنا حصہ بھی آزاد کر دیا یا مکاتب یا مدبر کر دیا یا غلام سے  
اپنے حصہ کی سعایت کرائی تو غلام کی ولاوان دونوں میں مشترک ہوگی اور اگر اس نے آزاد کنندہ شریک سے  
تاوان لے لیا تو غلام کی ولاوان فقط اسی شریک کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہو یہ محیط شرعی میں ہے اور سعایت  
لینے والا آزاد کنندہ سے جو غلام نے ادا کیا ہو یا لاجماع واپس نہیں لے سکتا ہو یہ جو ہرہ ہرہ میں ہے۔ اور جب  
آزاد کرنے والے نے شریک کو تاوان دیدیا تو اسکو اختیار ہو چاہے باقی غلام کو آزاد کرے یا مدبر کرے یا مکاتب  
کرے یا اس سے سعایت کراوے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شریک نے آزاد کرنے والے کو تاوان سے بری کر دیا  
تو اسکو اختیار ہوگا چاہے غلام کی جانب رجوع کرے اور اسی آزاد کنندہ کے واسطے ہوگی اور جو  
شریک کہ ساکت رہا ہو اسکا غلام سے سعایت کرانے کا استحقاق باطل ہو گیا یہ عتبا یہ میں ہے۔ اور اگر شریک نے  
جس نے آزاد نہیں کیا ہو آزاد کرنے والے کے ہاتھ اپنا حصہ فروخت کیا یا بعض حصہ کیا تو قیاساً مثل تفسیر کے  
جائز ہوگا مگر استثنائاً نہیں جائز یہ نہایت میں ہے۔ اور جب ساکت نے شریک آزاد کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا  
ور حالیکہ شریک مذکور خوشحال ہو پھر چاہا کہ اس سے رجوع کر کے غلام سے سعایت کراوے تو جب تک شریک  
مذکور نے تاوان دینا قبول نہیں کیا ہو یا قاضی حاکم نے اسکا حکم نہیں دیا ہو تب تک رجوع کر سکتا ہو اور یہ  
ابن سماعہ نے امام محمد رحم سے روایت کی ہے اور اصل میں مذکور ہو کہ جب شریک ساکت نے تاوان لینا اختیار کیا تو  
پھر اسکو سعایت کرانے کو اختیار کرنا جائز نہ ہوگا اور اس میں کچھ تفصیل نہیں فرمائی۔ اور اگر غلام سے سعایت کرنا اختیار  
کیا تو پھر اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ شریک تو اگر سے تاوان لینا اختیار کرے خواہ غلام اس سعایت پر راضی ہو  
ہو یا نہ ہو اور یہ حکم سب روایتوں کے موافق ہو کذا فی المحیط لیکن اگر غلام مر جائے تو حکم اختیار بدل سکتا ہو  
یہ عتبا یہ میں ہے اور واضح رہے کہ اختیار کرنا خواہ سلطان کے رد برد ہو یا کسی دوسرے کے رد برد ہو ہر حال  
یکساں ہو یہ بسو ط شمس لائیمہ شرعی میں ہے۔ پھر اگر آزاد کنندہ نے غلام سے وہ مال جو اسپر تاوان لازم آیا تھا  
واپس لیا پھر ساکت کو اسپر حوالہ کر دیا اور دلیل کیا کہ اس سے سعایت باقتضا حق وصول کرے تو یہ جائز ہو اور  
پھر ہی ولا ہمتق لینے آزاد کنندہ کی ہوگی اور اگر اس نے کچھ اختیار نہ کیا پھر ان تک کہ اسکو رجوع کر دیا تو غلام کے واسطے  
اسپر ارش واجب ہوگا اور اسکا جنابت کر دینا اسکی طرف سے سعایت کا اختیار کرنا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اس سے  
کچھ مال غصب کر لیا جس سے غلام کی نصف قیمت ادا ہو سکتی ہو یا غلام نے اسکو قرض دیا یا اسکے ہاتھ بیچ کی تو  
یہ مال غلام کا اسپر ہوگا یہ بسو ط شمس لائیمہ شرعی میں ہے۔ اور بسانہ یعنی اسودہ حال ہونے میں اس امر کا اعتبار

تفسیر  
مکاتیب  
مکاتیب  
مکاتیب  
مکاتیب

ہو کہ شریک کے حصہ کی مقدار قیمت کا مالک ہو یہ امام محمد کا قول ہو اور یہی صحیح ہو جو اہل اخلاط میں ہو اور میں  
میں مذکور ہو کہ مختار یہ ہو کہ اسودہ حالی وہ ہو جو وقت منقح کے ایسی چیز کا مالک ہو جو آزاد شدہ کی نصف قیمت  
کے مساوی ہو سو اسے منزل و غلام و متاع بیت و تن کے کپڑوں کے یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر زید و عمرو و دو  
آدمیوں کے درمیان دو غلام مشترک ہوں کہ ایک کی قیمت ہزار درہم اور دوسرے کی قیمت دو ہزار درہم ہوں ہر  
ایک شریک نے مثلاً زید نے دو نون میں سے اپنا حصہ آزاد کیا اور زید کے پاس ہزار درہم ہیں تو وہ حضرت نیکو  
قرار دیا جائیگا یہ ابن رستم نے امام محمد سے روایت کیا ہو۔ اور اگر اسکے پاس ہزار سے کم ہوں تو ان دونوں  
میں سے جس کی قیمت کم تھی اس کا حصہ من ہو گا۔ اور اگر زید عمر کے درمیان ایک غلام ہزار درہم قیمت کا مشترک ہو اور زید  
و خالد کے درمیان ایک غلام پانچ سو درہم قیمت کا مشترک ہو پھر زید نے دو نون میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور زید  
کے پاس پانچ سو درہم ہیں تو وہ مستبر قرار دیا جائیگا اور اگر زید کے پاس پانچ سو درہم سے کم ہوں تو وہ پانچ سو درہم  
والے غلام کے شریک کے حق میں مستبر قرار دیا جائیگا یہ ظہیر بن یزید اور ضحاک و سعید کے واسطے غلام کی وہ  
قیمت معتبر ہوگی جو بروز اعتناق کی قیمت معلوم ہو پھر اس کی قیمت بڑھ گئی یا گھٹ گئی یا باندی تھی کہ  
اسکے بچہ پیدا ہوا تو ان امور کی طرف التفات نہ کیا جائیگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر وہ بروز اعتناق صحیح ہو پھر وہ اندھا  
ہو گیا تو اس کی نصف قیمت صحیح کی واجب ہوگی۔ اور اگر بروز اعتناق اس کی آنکھ میں سپیدی ہو پھر اس کی آنکھ کی سپیدی گئی  
اور آنکھ روشن ہو گئی تو اس کی نصف قیمت اعمی ہونے کی حالت کی واجب ہوگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اسی طرح آزاد  
کنندہ کا یہاں و عسار بھی اسی روز کا معتبر ہو جس روز اس نے آزاد کیا ہو حتیٰ کہ اگر وہ سر ہونے کی حالت میں آزاد کیا ہو پھر وہ  
معتبر ہو گیا تو نا وائل دینے کا حق باطل ہو گا۔ اور اگر اس نے عسار کی حالت میں آزاد کیا ہو پھر وہ موسر ہو گیا تو شریک  
ساکت کو تاوان لینے کا حق ثابت ہو گا۔ اور اگر بروز اعتناق کے غلام کی قیمت میں دو نون نے اختلاف کیا پس اگر غلام قائم  
ہو تو فی الحال اس کی قیمت اندازہ کیا جائیگی اور اگر تلف ہو چکا ہو تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہو گا۔ اور اگر وہ نون نے  
اتفاق کیا کہ اعتناق اس اختلاف پر سابق ہو تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہو گا خواہ غلام قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو۔ اور اگر وہ نون نے  
وقت قیمت میں اختلاف کیا چنانچہ آزاد کنندہ نے کہا کہ میں نے اس کو فلاں روز آزاد کیا اور اس کی قیمت یہ تھی۔ اور  
شریک ساکت نے کہا کہ تو نے اس کو فی الحال آزاد کیا ہو اور اس کی قیمت دوسو درہم ہو تو فی الحال آزاد کیا کہ جانے  
کا حکم دیا جائیگا اور اسی طرح اگر شریک ساکت او خود غلام نے قیمت غلام میں اختلاف کیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہو  
یہ محیط منہجی میں ہو اور اگر شریک ساکت و شریک آزاد کنندہ کے داروں میں غلام کی قیمت میں اختلاف واقع ہو تو  
وہاں ہی حکم ہو گا جیسا خود شریک ساکت و آزاد کنندہ کے درمیان قیمت غلام میں اختلاف کرنے کی صورت میں مذکور ہوا  
ہو یہ محیط میں ہو اور اگر دونوں نے یہاں و عسار میں اختلاف کیا تو نظر کریں کہ اگر وہ نون کا اختلاف در حال اعتناق ہو  
تو قول آزاد کنندہ کا اور گواہ دوسرے کے مقبول ہونگے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر اعتناق مقدم ہو جانے کے بعد وہ نون نے  
یہاں و عسار میں اختلاف کیا پس اگر ایسی مدت گزری ہو کہ جہاں یہاں عسار بدل گیا ہو تو آزاد کنندہ کا قول  
قبول ہو گا اور اگر ایسی مدت ہو کہ بدل نہیں سکتا ہو تو فی الحال کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر آزاد کنندہ کافی الحال ہو  
ہو تا معلوم ہوا تو اختلاف کے کچھ معنی نہیں ہیں اور اگر معلوم ہوا تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہو گا یہ محیط منہجی میں ہو۔

اور اگر وہ نون نے یہاں و عسار میں اختلاف کیا تو نظر کریں کہ اگر وہ نون کا اختلاف در حال اعتناق ہو تو قول آزاد کنندہ کا اور گواہ دوسرے کے مقبول ہونگے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر اعتناق مقدم ہو جانے کے بعد وہ نون نے یہاں و عسار میں اختلاف کیا پس اگر ایسی مدت گزری ہو کہ جہاں یہاں عسار بدل گیا ہو تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہو گا اور اگر ایسی مدت ہو کہ بدل نہیں سکتا ہو تو فی الحال کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر آزاد کنندہ کافی الحال ہو ہوتا معلوم ہوا تو اختلاف کے کچھ معنی نہیں ہیں اور اگر معلوم ہوا تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہو گا یہ محیط منہجی میں ہو۔



منقذ بعض اگر مکاتب کیا گیا پس اگر اسکو درسون یا دینارون پر مکاتب کیا پس اگر مکاتبیت بقدر اسکی قیمت کہ ہو تو جائز ہو اور اگر اسکی قیمت سے کم پر مکاتب کیا تو بھی جائز ہو۔ اور اگر اسکی قیمت سے زیادہ پر مکاتب کیا پس اگر زیادتی اسبقدر ہو کہ لوگ اپنی انداز میں اسقدر خسارہ اٹھا لیتے ہیں تو بھی جائز ہو اور اگر اسقدر زیادتی ہو کہ ایسے معاملہ میں لوگوں کی انداز سے بڑھ گئی ہو تو اس میں سے زیادتی طرح ویدیکائیگی۔ اور اگر کتابت عروض پر ہو تو قلیل و کثیر سب طرح جائز ہو اور اگر حیوان پر ہو تو بھی جائز یہ بدلے میں ہو۔ اور اگر غلام کو عروض پر مکاتب کیا اور وہ دالے کتابت سے عاجز ہو گیا تو جن عروض کے ادا کرنے کا اسنے التزام کیا تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہر جائینگے اور وہ اپنی قیمت قیمت کے واسطے سعایت کرنے پر مجبور کیا جائیگا جیسا کہ قبل کتابت کے تھا اور اس شریک ساکت کو یہ اختیار حاصل نہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے کچھ ضمان لے سکے یہ موقوف ہیں ہو۔ اور اگر غلام آزاد کرنے والے کا شریک طفل یا مجنون ہو جسکا باپ یا دادا یا دوسری موجود ہو تو اسکے ولی یا دوسری کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کنندہ سے اسکے حصہ کا تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کرنا اختیار کرے اور چاہے اسکو مکاتب کرے مگر اسکو یہ اختیار نہوگا کہ غلام مذکور کو آزاد کرے یا مذکور سے اور اسی طرح اگر شریک مکاتب ہو یا ایسا ماذون التجارہ ہو کہ اسپر قرضہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کو بھی تضمین و سعایت و مکاتب کرنے کا اختیار ہوگا اور یہ اختیار نہوگا کہ اپنا حصہ آزاد کرے اور اگر غلام ماذون برقرضہ ہو تو اختیار اسکے مولیٰ کو حاصل ہوگا پس اگر شریک ساکت نے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو در صورتیکہ شریک طفل یا مجنون ہو تو دلال انھیں دونوں کو حاصل ہوگی اور در صورتیکہ مکاتب یا ماذون ہو تو دلال اسکے مولیٰ کو ملے گی یہ بدلے میں ہو اور اگر طفل کا باپ نہ ہو اور نہ باپ کا دوسری ہو مگر مان کا دوسری ہو اور یہ غلام ایسا ہو کہ صغیر نہ ہو نہ اسکو مان کی میراث میں پایا ہو تو امام محمد نے یہ حدیث کتاب میں ذکر نہیں فرمائی ہو اور حاکم ابو محمد سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاد فقہ ابو بکر بلخی رحمہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر اسکی مان کا دوسری ہو اور کوئی اسکا دوسری نہ ہو تو اس دوسری کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کر دے اگر یہ سعایت کرنا کتابت کے معنی میں ہو مگر دوسری ماذور کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اسکو مکاتب کرے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر صغیر و مجنون کا کوئی ولی دوسری نہیں اگر وہ ان کوئی حاکم شرعی ہو تو حاکم ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو انکے واسطے ان امور میں دستاورد مکاتبیت میں سے جو بہتر ہو اختیار کرے اور اگر وہ ان کوئی حاکم نہ ہو تو امر موقوف رہے گا بیان کتابت طفل بالغ ہوا و طفلان کو افاقہ حاصل ہو پھر یہ دونوں خود ہی یا بچوں اختیارات میں سے جو چاہیں گے اختیار کر سکیں گے یہ بدلے میں ہو۔ اور اگر شریک ساکت کے کوئی اور اختیار کرتے ہیں پہلے غلام مرگیا اور شریک آزاد کنندہ موصوفی پس شریک ساکت نے اس سے ضمان لینا اختیار کیا تو امام اعظم رحمہ سے مشہور روایت کے موافق اسکو یہ اختیار حاصل ہو اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح میں فرمایا کہ اگر غلام مرگیا اور بچہ آزاد ہونے کے جو اسنے کمائی کی وہ چھوڑی تو شریک ساکت کو بلا خلاف یہ اختیار ہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے تاوان لے لیکن غلام کی کمائی میں سے سعایت لے سکتا ہو یا نہیں اس میں اختلاف ہے اختلاف ہوا و مباحثہ فی رحم کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اسی طرف امام محمد رحمہ نے اصل میں اشارہ فرمایا ہو۔ اور یہ اسوقت ہو کہ شریک ساکت کے کوئی اور اختیار کرنے سے پہلے غلام مرگیا اور شریک آزاد کنندہ موصوفی ہو اور اگر شریک آزاد کنندہ موصوفی ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو اگر غلام کے بچہ آزاد ہونے کی کمائی موجود ہو تو بلا خلاف شریک ساکت کو اس میں سے سعایت لے لینے کا

منقذ بعض اگر مکاتب کیا گیا پس اگر اسکو درسون یا دینارون پر مکاتب کیا پس اگر مکاتبیت بقدر اسکی قیمت کہ ہو تو جائز ہو اور اگر اسکی قیمت سے کم پر مکاتب کیا تو بھی جائز ہو۔ اور اگر اسکی قیمت سے زیادہ پر مکاتب کیا پس اگر زیادتی اسبقدر ہو کہ لوگ اپنی انداز میں اسقدر خسارہ اٹھا لیتے ہیں تو بھی جائز ہو اور اگر اسقدر زیادتی ہو کہ ایسے معاملہ میں لوگوں کی انداز سے بڑھ گئی ہو تو اس میں سے زیادتی طرح ویدیکائیگی۔ اور اگر کتابت عروض پر ہو تو قلیل و کثیر سب طرح جائز ہو اور اگر حیوان پر ہو تو بھی جائز یہ بدلے میں ہو۔ اور اگر غلام کو عروض پر مکاتب کیا اور وہ دالے کتابت سے عاجز ہو گیا تو جن عروض کے ادا کرنے کا اسنے التزام کیا تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہر جائینگے اور وہ اپنی قیمت قیمت کے واسطے سعایت کرنے پر مجبور کیا جائیگا جیسا کہ قبل کتابت کے تھا اور اس شریک ساکت کو یہ اختیار حاصل نہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے کچھ ضمان لے سکے یہ موقوف ہیں ہو۔ اور اگر غلام آزاد کرنے والے کا شریک طفل یا مجنون ہو جسکا باپ یا دادا یا دوسری موجود ہو تو اسکے ولی یا دوسری کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کنندہ سے اسکے حصہ کا تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کرنا اختیار کرے اور چاہے اسکو مکاتب کرے مگر اسکو یہ اختیار نہوگا کہ غلام مذکور کو آزاد کرے یا مذکور سے اور اسی طرح اگر شریک مکاتب ہو یا ایسا ماذون التجارہ ہو کہ اسپر قرضہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کو بھی تضمین و سعایت و مکاتب کرنے کا اختیار ہوگا اور یہ اختیار نہوگا کہ اپنا حصہ آزاد کرے اور اگر غلام ماذون برقرضہ ہو تو اختیار اسکے مولیٰ کو حاصل ہوگا پس اگر شریک ساکت نے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو در صورتیکہ شریک طفل یا مجنون ہو تو دلال انھیں دونوں کو حاصل ہوگی اور در صورتیکہ مکاتب یا ماذون ہو تو دلال اسکے مولیٰ کو ملے گی یہ بدلے میں ہو اور اگر طفل کا باپ نہ ہو اور نہ باپ کا دوسری ہو مگر مان کا دوسری ہو اور یہ غلام ایسا ہو کہ صغیر نہ ہو نہ اسکو مان کی میراث میں پایا ہو تو امام محمد نے یہ حدیث کتاب میں ذکر نہیں فرمائی ہو اور حاکم ابو محمد سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاد فقہ ابو بکر بلخی رحمہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر اسکی مان کا دوسری ہو اور کوئی اسکا دوسری نہ ہو تو اس دوسری کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کر دے اگر یہ سعایت کرنا کتابت کے معنی میں ہو مگر دوسری ماذور کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اسکو مکاتب کرے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر صغیر و مجنون کا کوئی ولی دوسری نہیں اگر وہ ان کوئی حاکم شرعی ہو تو حاکم ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو انکے واسطے ان امور میں دستاورد مکاتبیت میں سے جو بہتر ہو اختیار کرے اور اگر وہ ان کوئی حاکم نہ ہو تو امر موقوف رہے گا بیان کتابت طفل بالغ ہوا و طفلان کو افاقہ حاصل ہو پھر یہ دونوں خود ہی یا بچوں اختیارات میں سے جو چاہیں گے اختیار کر سکیں گے یہ بدلے میں ہو۔ اور اگر شریک ساکت کے کوئی اور اختیار کرتے ہیں پہلے غلام مرگیا اور شریک آزاد کنندہ موصوفی پس شریک ساکت نے اس سے ضمان لینا اختیار کیا تو امام اعظم رحمہ سے مشہور روایت کے موافق اسکو یہ اختیار حاصل ہو اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح میں فرمایا کہ اگر غلام مرگیا اور بچہ آزاد ہونے کے جو اسنے کمائی کی وہ چھوڑی تو شریک ساکت کو بلا خلاف یہ اختیار ہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے تاوان لے لیکن غلام کی کمائی میں سے سعایت لے سکتا ہو یا نہیں اس میں اختلاف ہے اختلاف ہوا و مباحثہ فی رحم کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اسی طرف امام محمد رحمہ نے اصل میں اشارہ فرمایا ہو۔ اور یہ اسوقت ہو کہ شریک ساکت کے کوئی اور اختیار کرنے سے پہلے غلام مرگیا اور شریک آزاد کنندہ موصوفی ہو اور اگر شریک آزاد کنندہ موصوفی ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو اگر غلام کے بچہ آزاد ہونے کی کمائی موجود ہو تو بلا خلاف شریک ساکت کو اس میں سے سعایت لے لینے کا

اختیار ہوگا۔ اور اگر ایسا کچھ مال نہ ہو سکے غلام مذکور نے بعد آزادی کے کمایا ہو تو مال سے اس کا قرضہ غلام کی گردن پر قرضہ  
باقی رہے گا یہاں تک کہ غلام کا کچھ مال ظاہر ہو یا کوئی شخص احسان کرے غلام پر جو قرضہ ہو اور اگر دے یا خود ساکت  
اسکو بری کر دے یہ غلط نہیں ہوگا۔ اور اگر شریک آزاد کندہ سے تاوان دیا تو جس قدر آئے تاوان دیا ہو وہ غلام کے  
ترکہ میں سے لے لیا اگر اس کا کچھ ترکہ ہو اور اگر نہ ہو تو وہ غلام پر قرضہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر غلام نے ایسا مال  
چھوڑا جس میں سے کچھ اس نے قبل آزادی کے کمایا اور کچھ بعد آزادی کے پس جو اس نے قبل آزاد ہونے کے کمایا ہو وہ دونوں  
مولوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور جو اس نے بعد آزاد ہونے کے کمایا ہو وہ غلام کا ترکہ ہوگا وہ ساکت لے لیا  
یا اگر آزاد کندہ نے تاوان دیا ہو تو آزاد کندہ لے لیا اور بعد میں بھرے پلنے کے اگر کچھ باقی رہا تو وہ آزاد کندہ  
کو میراث ملے گا۔ اور اگر دونوں شریکوں نے اس میں اختلاف کیا چنانچہ ایک نے کہا کہ وہ مال ہو جو اس نے قبل عتق کے  
کمایا ہو اور یہ سب ہمارے درمیان میں مشترک ہو اور دوسرے نے کہا کہ بعد عتق کے کمایا ہو تو وہ میراث عتق کے کمائے  
ہونے کے قرار دیا جائیگا اور جو شخص دونوں میں سے تاریخ سابق کا مدعی ہوگا اس کا قول قبول ہوگا الا کہ یہ سب  
میں ہے۔ اور اگر شریک ساکت ہو گیا تو اس کے وارثوں کو اختیار رہے گا کہ چاہیں اتفاق اختیار کریں یا انھیں باسما  
یہ جیسا شخصی میں ہے۔ پس اگر وارثوں نے آزاد کندہ سے ضمان لے لی تو پوری دلا آزاد کندہ کو ملے گی اور اگر وارثوں نے  
اپنا حصہ آزاد کرو دیا یا غلام سے حمایت کرنا اختیار کیا تو اس کے حصہ کی میراث اس وقت کے وارثوں میں سے نہ گردن ہوگی  
نہ مرنشوں کو اور اگر بعضوں نے حمایت کو اختیار کیا اور بعضوں نے ضمان لیا تو ہر ایک کو اس میں سے وہی ملے گا جو  
اس نے اختیار کیا ہو اور حسن نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ وارثوں کو ایسے تفریق کا اختیار نہیں ہوتا یہ ہو سکتا ہے  
کہ چاہیں ضمان لینے پر اتفاق کریں یا سواہت کر کے پر اتفاق کریں اور یہی سنت ہے یہ سب سواہت میں ہے۔ اور اگر آزاد کندہ ہو گیا  
پس اگر اس نے اپنی صحت میں آزاد کیا ہو تو بلا خلاف اس کے ترکہ میں سے غلام کی نصف قیمت لے لیا جائے گی اور اگر حالت مرض  
میں آزاد کیا ہو تو وہ خا میں نہ ہوگا تا کہ اس کے ترکہ سے کچھ لیا جاوے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور  
غلام مذکور اپنے مولیٰ کے واسطے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حمایت کر لیا یہ غلط نہیں ہے۔ اور اگر ایک غلام دو  
آدمیوں میں مشترک ہو چکے ہیں سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا پھر شریک ساکت نے چاہا کہ اسے حصہ میں سے  
انصاف کی ضمان آزاد کندہ سے لے اور نصف کے واسطے غلام سے حمایت کر دے تو آیا یہ اختیار اسکو ہوتا نہیں تو  
فقہ ابو لیلیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہو اور کہنے والا یہ کہہ سکتا ہو کہ اسکو یہ اختیار ہو اور کوئی  
کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہو کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو ایسا ہی زیادات کی کتاب الغصب میں ذکر فرمایا ہے یہ ظہر میں ہے کہ  
نصف میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اسکو ایک نے آزاد کیا حالانکہ وہ  
محصر ہو بیان تک کہ غلام پر حمایت واجب ہوئی پھر اس نے حمایت کرنے سے انکار کیا تو وہ غلام مفتی بننے لگا ایسے  
آزاد کے جو پھر قرضہ ہو بیان تک کہ قرضہ کو ادا کرے اور اس کے حق میں حکم یہ دیا جائیگا کہ اگر وہ سمجھدار ہو اور اپنے  
ہاتھ سے کام کر سکتا ہو یا اسکا کوئی کام معروف ہو پیسے بجا ہی وغیرہ تو وہ کسی کو اجرت پر دیا جائیگا اور اسکی اجرت  
لیکھ اجرت سے اسکا قرضہ دیا جائیگا۔ اور نیز فقہی میں مذکور ہے کہ ایک غلام صغیر دو آدمیوں میں مشترک ہو اسکو ایک شریک  
نے آزاد کیا حالیکہ وہ محصر ہو پس دوسرے نے اسکو اجرت پر دینا چاہا پس اگر غلام سمجھدار ہو اور وہ اس پر راضی ہو

ر

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ



غلام کی ضمانت ہے اور آزاد کنندہ سے تاوان نہیں لے سکتا ہو اور اگر چاہے تو غلام سے اسکی تہائی قیمت کے واسطے سعایت کراوے اور اگر چاہے اسکو آزاد کر دے اور جب مدبر کنندہ سے تاوان دیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے یہ مال تاوان لے لے پس غلام مذکور اسقدر مال کے لیے اسکے واسطے سعایت کریگا یہ بیسوط محمول لائے شخصی میں ہو۔ اور اگر مدبر کنندہ محصر ہو تو تیسرے ساکت کو غلام سے سعایت کرانے کا اختیار ہوگا نہ تاوان لینے کا۔ پھر جب ساکت نے مدبر کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا اور لے لیا تو غلام کی دو تہائی دلا مدبر کنندہ کی ہوگی اور ایک تہائی آزاد کنندہ کی ہوگی اور اگر اسنے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو اسکی دلا ران تین دن میں تین تہائی ہوگی یہ غایت البیان میں ہو اور مدبر کنندہ کو بھی اختیار ہو کہ جسے آزاد کیا ہو اس سے غلام کی تہائی قیمت لے جائے صرفت کے لیے غلام کی درصو شریک مدبر ہو گیا قیمت پر جو ہوا اسکی تہائی قیمت لے اور یہ اختیار نہیں ہو کہ جسقدر اس نے ساکت کو اسکے حصہ کی قیمت تاوان دی ہو وہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور اس غلام کی دلا مدبر کنندہ اور آزاد کنندہ کے درمیان تین تہائی اسطرح ہوگی کہ دو تہائی مدبر کنندہ کی اور تہائی آزاد کنندہ کی ہوگی یہ بیسوط محمول لائے شخصی میں ہو۔ اور مدبر کنندہ کو اختیار ہو چاہے اپنے حصہ کو جسکو مدبر کیا ہو آزاد کرے اور چاہے غلام سے سعایت کراوے اور اگر اسنے اپنے اختیار پر یہ امر اختیار کیا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے تو آزاد کنندہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ غلام سے اس حصہ کی بابت سعایت کراوے یہ بدلے میں ہو۔ اور اگر آزاد کنندہ محصر ہو تو مدبر کنندہ کو تین دن کا اختیار دے ہوگا ان غلام سے سعایت کرانے کا اختیار ہوگا یہ غایت البیان میں ہو۔ اور اگر ساکت نے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لیا پھر تیسرے شریک نے اسکو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے غلام کی دو تہائی قیمت تاوان لے جس میں سے ایک تہائی قیمت غلام کی مدبر ہونے کے ساتھ جو قیمت ہو اس میں سے ہوگی اور ایک تہائی محض غلام ہونے کے ساتھ جو قیمت ہو اس میں سے ہوگی یہ تہا یہ میں تشرعاً منقول ہو۔ اور واضح رہے کہ محض غلام کی جو قیمت ہو اسکی تہائی غلام مدبر کی قیمت ہوگی ہو اور بعض نے فرمایا کہ محض غلام کی نصف قیمت ہوگی ہو اور اسی طرف سے نے میل کیا ہو اور اسی پر فتوے ہی کافی ہیں ہو۔ اور اگر ایک غلام تین ریط میں مشترک ہو پھر ایک ریط لے اپنا حصہ آزاد کیا ہو اور دوسرے نے مدبر کیا اور تیسرے نے کتاب کیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ اول کون ہو تو ہم کہتے ہیں کہ بنا پر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے آزاد کنندہ کا آزاد کرنا نافذ ہوگا اور کسی پر اسکی ضمانت نہیں ہو سکتی ہو اور مدبر کنندہ کا مدبر کرنا بھی اپنے حصہ میں نافذ ہوگا اور اسکو اختیار حاصل ہوگا چاہے غلام سے تہائی قیمت غلام مدبر کے واسطے سعایت کراوے یا اسکا آزاد کنندہ کے حصہ قیمت غلام تاوان لے اور ششہ حصہ قیمت کے واسطے غلام سے سعایت کراوے۔ اور ہاں کتاب کرانے والا پس اگر غلام اپنی کتابت پر رہا اور مال کتابت اسنے ادا کیا تو خیر اور اسکی دلا ران سب میں تین تہائی مشترک ہوگی اور اگر غلام ادا کے کتابت سے عاجز ہو گیا تو کتابت کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ ہر دو فووق سے اپنے حصہ کی بابت نصف نصف قیمت لے دیا بغیر لیک و وزن موزن ہون اور یہ دونوں جو کچھ تاوان دین وہ غلام سے واپس لے سکتے ہیں اور اس غلام کی دلا ران تین دن میں نصف نصف مشترک ہوگی یہ بیسوط میں ہو۔ اور اگر غلام بائیں ریط میں مشترک ہو پس ایک تہائی اپنا حصہ آزاد کرے اور چاہے غلام سے سعایت کراوے یہ بنیامع میں ہو۔ اور اگر غلام بائیں ریط میں مشترک ہو پس ایک تہائی اپنا حصہ آزاد کیا اور دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور تیسرے نے اپنا حصہ کتابت کیا اور چہارم نے اپنا حصہ فروخت کیا اور تین مصل

مستند  
تعداد ۱۰  
کتابخانه  
موزه  
و مرکز  
اسناد  
وزارت  
فرمانروایی  
کشور



کر لیا اور پانچویں نے اپنے حصہ پر کسی عورت سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اول کون ہو تو ہم کہتے ہیں کہ بقول امام اعظم کے عتق و مدبیر کا حکم وہی ہو جو پہلے اول صورت میں بیان کیا ہو فقط فرق یہ ہو کہ فقہین یا سعایت کو مانا اول صورت میں تہائی کی بابت ہوگا اور یہاں پانچویں حصہ میں ہوگا اور یہی سچ ہیں اگر باہم اتفاق کیا کہ پہلے سچ بعد عتق و مدبیر کے واقع ہوئی یا بائع نے کہا کہ قبل عتق کے کئی اور غلام اس کے قبضہ میں ہو اور مشتری نے کہا کہ بعد عتق کے واقع ہوئی ہو تو پہلے باطل ہوگی اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ قبل عتق و مدبیر کے واقع ہوئی ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے پہلے توڑے اور چاہے بعد سچ کو پورا کرے اور اپنا حصہ خواہ آزاد کر دے یا اس سے سعایت کر لے پس اسکی دوا اس مشتری کی ہوگی اور چاہے آزاد کندہ مدبر کندہ سے اپنے حصہ کی قیمت تاوان لے بشرطیکہ دونوں ہوں جو دونوں اس مال نادان کو غلام سے واپس لینگے اور یہی عورت پس اگر دونوں نے باہم اتفاق کیا کہ ترمج بعد عتق و مدبیر کے واقع ہوا تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کے واسطے اس کے شوہر پر غلام کے پانچویں حصہ کی قیمت واجب ہوگی اور اگر دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ترمج قبل عتق و مدبیر کے واقع ہوا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے پہلے اپنی غلام نہ کرے اور کا حصہ ترک کر کے شوہر سے اس کے پانچویں حصہ کی قیمت تاوان لے اور چاہے اجازت دیکر اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اسکی پانچویں حصہ کی قیمت کیواسطے سعایت کر دے اور پانچویں حصہ غلام کی دوا عورت کی ہوگی اور چاہے تو آزاد کندہ و مدبر کندہ دونوں سے پانچویں حصہ غلام کی قیمت نصف نصف تاوان لے پھر اگر کچھ زیادتی ہو تو عورت مذکورہ دربارہ زیادت کے سچی نہ سمجھی جائیگی بخلاف مشتری کے اور رہا حصہ برکاتب کندہ تو اسکی وہی حالت ہو جو پہلے ذکر کر دی ہو کہ اگر غلام نے بدل کتابت اسکو ادا کر دیا تو اسکی جانب سے آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز رہا تو اسکو اختیار ہوگا کہ آزاد کندہ و مدبر کندہ سے اپنے حصہ کی قیمت نصف نصف تاوان لے بشرطیکہ دونوں مورس ہوں اور اگر غلام میں کوئی چھٹا حصہ کا شریک لیا ہو کہ جسے اپنا حصہ غیر فرزند کو ہبہ کر دیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے قبل عتق کے ایسا کیا یا بعد عتق کے تو اس میں اس فرزند کے باپ کا قول قبول ہوگا پس اگر اس نے کہا کہ بعد عتق کے ہبہ واقع ہوا تو باطل ہو اور اگر اس نے کہا کہ قبل عتق کے واقع ہوا تو ہبہ جائز ہو پھر اس طفل خفیہ کا باپ اپنے فرزند کے قائم مقام اس حصہ میں قرار دیا جائیگا کہ وہ تصرف کر سکتا ہو جیسے فرزند اپنے بائع ہونے پر تصرف کرنا چاہے باپ کو ضمان لینے یا غلام سے سعایت کرانے کا اختیار ہوگا لیکن یہ اختیار ہوگا کہ حصہ نہ کرے آزاد کرے پس اگر آزاد کندہ و مدبر کندہ دونوں مورس ہوں تو پھر مذکور ہر ایک سے ششم حصہ کی قیمت نصف لے لیگا اور چاہے تو غلام سے ششم حصہ قیمت کے واسطے اپنے فرزند کے لیے سعایت کر لے یا بسو طمس لائے شری میں ہو۔ ہشام نے امام خود سے روایت کی ہو کہ اگر غلام تین آدمیوں میں مشترک ہو کہ ان میں سے ایک کا نصف اور دوسرے کا تہائی اور تیسرے کا ششم حصہ ہو پس آدمی و تہائی کے شریکوں نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو ششم حصہ واسطے کے حصہ کے نصف نصف دونوں فنا میں ہونگے اور نصف حصہ واسطے کی نصف دوا سبب اپنے حصہ کے اور چھٹے حصہ کی نصف سبب تاوان دینے کے ہوگی اور تہائی دوا لے کی تہائی دوا سبب اپنے حصہ کے اور ششم حصہ کی نصف دوا سبب تاوان دینے کے ہوگی یہ صحیح مشتری میں ہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنے فرزند کا سچ دوسرے مرد کے بوجہ خرید یا ہمد قبا و وصیت یا میراث کے مالک ہوا تو باپ کا حصہ آزاد ہو جائیگا خواہ دوسرا شریک یہ جانتا ہو کہ وہ میرے شریک کا بیٹا ہو یا جانتا ہو اور باپ اپنے شریک کے حصہ کا فنا میں بھی ہوگا یہ عینی شریک نہیں ہو خواہ باپ



برعکس کیا یعنی اگر کل کو فروز یا عقیقین داخل ہوا تو تو آزاد ہو چکر کل کا روز گذر گیا اور یہ معلوم ہوا کہ زید دارمین کیا تھا یا نہیں گیا  
تھا تو نصف غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے ان دونوں شریکوں کے لیے سعایت کرے گا جسکو وہ تو  
نصفاً نصف تقسیم کر لینے اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہو خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا ایک موسر  
اور دوسرے معسر ہو اور یہی امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہو بشرطیکہ دونوں معسر ہوں یہ عینی شرح کرتے ہیں تو غلام  
و شفعہ دن کے درمیان مشترک ہیں غلام زید و بکر کے درمیان دو غلام مشترک ہیں پس زید سے ایک غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو  
اگر فلاں اس دارمین آج کے روز داخل ہوا اور بکر نے دوسرے غلام سے کہا کہ اگر فلاں اس دارمین آج کے روز داخل ہوا  
تو تو آزاد ہو پھر وہ دن گذر گیا اور دونوں نے اتفاق کیا کہ ہمارے معلوم کہ فلاں مذکور داخل ہوا تھا یا نہیں تو  
ان دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت  
کرے گا جو دونوں مولائوں کے درمیان نصفاً نصف مشترک ہوگی۔ اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے قیاس  
قول پر یہ ہو کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی پوری قیمت کے واسطے سعایت کرے جو دونوں مولائوں میں نصفاً نصف ہوگی  
یہ بانعین ہو۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دارمین آج داخل ہوا تو تو آزاد ہو اور  
دوسرے شریک نے کہا کہ اگر تو اس دارمین آج داخل ہوا تو تو آزاد ہو پھر یہ دن گذر گیا اور یہ معلوم نہیں ہوا کہ  
وہ داخل ہوا یا نہیں داخل ہوا تو اسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور نصف کے واسطے سعایت کرے گا جو دونوں کے درمیان  
نصفاً نصف مشترک ہوگی یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہو خواہ دونوں شریک موسر ہوں یا معسر ہوں یا بیضی و خسی ہوں  
ہو۔ اور اگر غلام دو شریکوں میں مشترک ہو کہ ایک نے اسے عقیق کی قسم کھائی کہ وہ دارمین داخل ہوا اور دوسرے نے عقیق  
عقیق کی قسم کھائی کہ وہ نہیں داخل ہوا تو نصف غلام آزاد ہو گیا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کرے گا جو دونوں میں مشترک  
ہوگی خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے یہ ایضاً عین لکھا ہے۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک  
ہو کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کل کے روز گذشتہ کو تیرا حصہ خرید لیا ہو تو یہ غلام آزاد ہو اور دوسرے نے کہا کہ اگر  
میں نے گذشتہ کل کے روز بچا حصہ تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا ہو تو یہ آزاد ہو تو غلام آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ ان دونوں  
میں سے ہر ایک یہ گمان کرتا ہو کہ دوسرا حانت ہو پس مدعی بیع سے کہا جائیگا کہ تو اپنے گواہ قائم کر پس اگر اسے گواہ قائم کرے  
تو بیع ہونے اور میں کی دگری کر دی جائیگی اور مشتری کی طرف سے غلام بغیر سعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر اس کے پاس گواہ  
نہوں اور اسے مشتری سے قسم لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار ہوگا پس اگر مشتری نے قسم کھانے سے انکول کیا تو بیعی ہی حکم ہو اور اگر  
اسے قسم کھالی تو غلام مذکور ملوک رفیق نہ چھوڑا جائیگا مگر امام اعظم رحمہ کے نزدیک بعد اسکے منکر کے واسطے اپنی نصف قیمت کے  
لیے سعی کرے گا خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا مدعی بیع موسر ہو یا معسر ہو اور صاحبین کہتے ہیں کہ اگر دونوں معسر  
ہوں یا مدعی بیع معسر ہو تو ایسا ہی حکم ہو اور اگر دونوں موسر ہوں یا مدعی بیع موسر ہو تو غلام سعایت نہ کرے گا چنانچہ بڑا  
ابو حفص میں مذکور ہو کہ مدعی بیع کے واسطے غلام سعایت نہ کرے گا خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا ایک موسر ہو اور دوسرے  
معسر ہو اور یہ بالا جملع ہو اور یہی صحیح ہے جو بجز منکر خرید سے قسم کھالی تو اسکو اختیار ہوگا کہ بائع سے قسم لے اگر وہ موسر ہو پس  
اگر بائع نے قسم سے انکار کیا تھا اسکے ذمہ موجب انکول لازم ہوگا اور اگر وہ قسم کھا گیا تو سعایت کا حکم وہی ہوگا جو بیع میں بیان  
کر دیا ہو اور فاضل کہہ بدو در خواست منکر خرید کے بائع سے قسم لینے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر بائع نے کہا کہ اگر میں

فتاویٰ ہند  
باب دوم  
فقہ العقیق  
عقیدہ

اپنا حصہ اس غلام میں سے تیرے ہاتھ فروخت کر چکا ہوں تو یہ آزاد ہو اور ششری نے کہا کہ اگر تو اس میں سے اپنا حصہ میرے ہاتھ میں فروخت کر چکا ہو تو یہ آزاد ہو تو مدعی خرید کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے گواہ قاضی کے پاس گئے کہ اس نے گواہ کیا کہ تو غلام رقیق قرار دیا جائیگا اور اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو فقہ ابو اسحق سے روایت ہو کہ وہ قسم کھائے کہ مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر قسم کھائے تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر مدعا علیہ نے قسم کھالی تو بیع ثابت نہ ہوگی پس غلام مذکور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اپنی بوری قیمت کے واسطے سعایت کرے گا جو دونوں میں مشترک ہوگی خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں اور صاحبین کے نزدیک اگر دونوں معسر ہوں تو دونوں کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر دونوں موسر ہوں یا مدعی خرید موسر ہو تو مدعی خرید کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کرے گا۔ اور اگر دونوں شریکوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے تیرا حصہ خرید لیا تو اگر میں نے نہ خرید لیا تو یہ آزاد ہو اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اپنا حصہ فروخت نہیں کیا بلکہ میں نے تیرا حصہ تجھے خرید لیا ہو اگر میں نے اس کو فروخت کیا ہو تو یہ آزاد ہو تو دونوں کو قاضی حکم دے گا کہ اپنے اپنے گواہ لادیں پس اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ظاہر ہوگا کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی قسم میں سچا ہو اور غلام مذکور دونوں کے درمیان مشترک رقیق باقی رہے گا اور اگر فقط ایک نے گواہ قائم کیے تو پورا غلام اس کا رقیق ہوگا۔ اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی دونوں میں سے قسم لے گا لیکن اگر قسم لی تو جائز ہی پس اگر دونوں نے قسم سے نکل کر کہا تو غلام مذکور دونوں کے درمیان مشترک رقیق رہے گا لیکن اگر دونوں کے گواہ قائم کرنے کی صورت میں ہوا تھا اور دونوں میں سے جو نکل کر گیا اس کے ذمہ دوسرے کا مدعی ثابت ہوگا پس جو قسم کھا گیا ہو غلام اس کی ملک ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو غلام مذکور سعایت سے خارج ہو کر آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط جامع کبیر صیری میں ہے۔ اور جامع کبیر میں گواہی کہ دو شریکوں میں سے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے اس غلام کو مارا جو میرے شریک درمیان مشترک ہو تو وہ آزاد ہو پھر اس کو مارا جائے کہ اس کا حصہ آزاد ہو گیا تو مارنے والے کے حصہ کا قسم کھانے والا ضامن ہوگا بشرطیکہ دوسرے یہ قایم البیان میں ہو۔ دو شریکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے اس غلام کو مارا تو وہ آزاد ہو اور دوسرے نے کہا کہ اگر میں نے اس کو آج نہ مارا تو وہ آزاد ہو پھر اس نے غلام کو مارا تو پہلا قسم کھا نیوالا مارنے والے کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ متراشی میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ہر مملوک جیسا کہ میں آئندہ مالک ہوں تو وہ آزاد ہو پھر دوسرے کے ساتھ مشترک کسی مملوک کا مالک ہو تو اگر آزاد ہوگا پھر اگر اس نے اپنے شریک کا حصہ بھی خرید لیا تو اب آزاد ہو جائیگا اور اگر اس نے اپنا حصہ پہلے کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر شریک کا حصہ نہ خرید لیا تو آزاد ہوگا۔ اور اگر کسی مملوک معین سے کہا کہ جب میں تیرا مالک ہوں تو تو آزاد ہو پھر اس کا حصہ خرید لیا پھر فروخت کیا پھر باقی نصف خرید لیا تو آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ ابن ساعی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے پس ایک نے کہا کہ میرے شریک نے اس کو سال بھر ہوا کہ آزاد کر دیا ہو اور خود میں نے اس کو آج کے روز آزاد کیا ہے اور اس کے شریک نے کہا کہ میں نے اس کو آزاد نہیں کیا بلکہ آج تو نے اس کو آزاد کیا ہے پس تو مجھے میرے حصہ نصف کی ضمانت دے تو جس نے قسم کھائی کہ شریک نے سال بھر سے آزاد کیا ہے اس پر ضمانت واجب نہ ہوگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے اس کو کل کے روز گذشتہ میں آزاد کیا ہے اور میرے شریک نے سال بھر سے اس کو آزاد کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اس نے اپنے آزاد کرنے کا اقرار نہ کیا لیکن گواہ قائم کیے کہ اس نے کل کے روز گذشتہ میں آزاد کیا ہے تو وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اس نے کہا کہ میرے شریک نے اس غلام کو مالک



مہینہ سے آزاد کیا ہی اور میں نے دونوں سے تو وہ ضامن ہوگا اس واسطے کہ اس نے اپنے اوپر ضمان کا اقرار نہیں کیا ہی یہ  
 ظہیر یہ میں ہی۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو کہ ایک نے کہا کہ یہ میرے شریک کی ام ولد ہو اور اس کے شریک  
 نے اس سے انکار کیا تو وہ ایک روز تک موقوف رہی یعنی خدمت نہ کریگی اور ایک روز منکر کے واسطے خدمت کریگی اور  
 اور منکر کے واسطے اس پر سعایت کرنی واجب نہوگی اور جو شریک مقرر ہوا ہو اس کے واسطے باندی مذکور پر کوئی راہ نہیں ہی یہ  
 کافی میں ہو۔ اور اس کی نصف دلا اور نصف کماٹی منکر کے واسطے ہوگی اور باقی نصف موقوف رہیگی اور اس کا نصف خود اس کی  
 کماٹی سے ہوگا اور اگر کماٹی نہ تو نصف نفقہ منکر پر ہوگا اور وہ منکر کے واسطے ضامن نہوگا اور اگر منکر مر گیا تو امام اعظم  
 کے نزدیک بوجہ اقرار مقرر کردہ آزاد ہو جائیگی اور منکر کے حصہ کے لیے اس کے وارثوں کے واسطے سعایت کرے گی۔ اور اگر دونوں  
 شریکوں میں سے ہر ایک نے اقرار کیا کہ یہ دوسرے شریک کی ام ولد ہو اور دوسرے نے اس سے انکار کیا تو یہ باندی موقوف  
 رہیگی اور کسی شریک کے واسطے دوسرے شریک پر کوئی راہ نہوگی اور نیز باندی پر بھی کوئی راہ نہوگی اگر کوئی ایک  
 مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اس کی دلا موقوف رہیگی یہ تفرقہ نشی میں ہو۔ اور اگر ایک شریک نے کہا کہ آزاد کیا میں نے  
 اس غلام کو اور تو نے یا اس کے برعکس کہا یا کہا کہ یہ دونوں نے اس غلام کو آزاد کیا پس اگر دوسرے شریک نے اس کی تصدیق  
 کی تو وہ دونوں کی طرف سے آزاد ہوگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اول کی طرف سے آزاد ہوگا یہ تانا ر خانیہ میں ہو۔  
 اور اگر دوسرے شریکوں میں سے ایک نے دوسرے پر اعتناق کی شہادت دی مثلاً غلام دو شریکوں میں مشترک تھا میں ایک نے  
 دوسرے پر شہادت دی تو اس کا اقرار اپنی ذات پر جائز ہوگا دوسرے پر جائز نہوگا اور شہادت دینے والے کا حصہ آزاد  
 نہوگا اور وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن نہوگا اور غلام اپنی قیمت کے واسطے سعی کرے گا جو دونوں شریکوں کے  
 درمیان مشترک ہوگی خواہ دونوں خوشحال ہوں یا دونوں شہادت ہوں یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے یہ بھی اگر اس کے بعد  
 دونوں میں سے ہر ایک نے غلام کی سعایت کرانے سے پہلے اپنا حصہ آزاد کیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہو اس واسطے  
 کہ نصیب منکر اپنی ملک پر ہو اور ایسا ہی شہادت دینے والے کا بھی حصہ امام اعظم کے نزدیک اس کی ملک میں ہو اس واسطے  
 کہ اعتناق اس کے نزدیک تجربی ہوتا ہو پس جب دونوں نے اس کو آزاد کیا تو دونوں کا آزاد کرنا جائز ہو گیا اور اس کی  
 دلا ان دونوں میں مشترک ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام نے سعایت کر کے اپنی قیمت ادا کر دی تو بھی دلا دونوں  
 میں مشترک ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور جب دونوں کے واسطے سعایت واجب ہوئی اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے  
 پر شہادت دی کہ اسے غلام سے سعایت پوری بھر پائی ہو تو اس کی گواہی قبول نہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک نے اپنا حصہ  
 سعایت وصول پانے کے بعد دوسرے پر گواہی دی کہ اسے اپنا حصہ سعایت وصول پایا ہو تو شہادت قبول نہوگی یہ محیط  
 میں ہے۔ اور اگر دوسرے شریکوں میں سے ایک نے کسی دوسرے گواہ کے ساتھ اپنے شریک پر گواہی دی کہ اسے سعایت وصول  
 پائی ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اس کی گواہی جائز نہوگی اور اسی طرح اگر غلام کے واسطے شریک پر غصب مال یا حجت  
 بدن یا کسی اور ایسی چیز کی جس کی وجہ سے اس پر مال واجب ہووے گواہی دی تو اس کی گواہی روک دی جائیگی یہ مہبوط میں ہے۔ اور  
 اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے پر شہادت دی اور دوسرے نے انکار کیا تو ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر حسم لیا جائیگی  
 اور جب دونوں نے قسم کھائی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک غلام مذکور ہر ایک کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کرے گا  
 اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک حالت تنگی و خوشحالی میں کوئی فرق نہوگا کذا فی البدائع اور یہی صحیح ہو کذا فی شہادت

سخن  
نیز  
سید

اور اسکی دلائل دونوں کے واسطے ہوگی یہ ہدایہ میں ہے اور اگر دونوں نے اعتراف کیا کہ پہلے اسکو ایک ساتھ آزاد کیا ہو یا آگے پیچھے آزاد کیا ہو تو واجب ہے کہ دونوں میں سے کوئی دوسرے کے واسطے ضامن نہ ہو بشرطیکہ دونوں موسر ہوں اور غلام بھی سوا بیعت نہ کرے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اعتراف کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو واجب ہے کہ شریک سے قسم لیا جائے۔ فقہ القدر میں ہے اور اگر ایک غلام تین نف کے درمیان مشترک ہو جن میں سے دو نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے اور اس تیسرے نے جبر گواہی دی گئی ہے انکار کیا تو غلام مذکور ان تینوں کے واسطے سعایت کرے گا۔ باہم انہیں تین تہائی مشترک ہوگی اور اگر کسی نے غلام کی سعایت میں سے کچھ وصول کیا تو باقی دو کو اختیار ہوگا کہ اس میں سے اپنا دو تہائی حصہ اس سے واپس کریں جو باہم نصف النصف تقسیم کر لیں یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شریک تین ہوں ہیں ہر دو نے تیسرے پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہے تو گواہی نامقبول ہوگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر تین شریکوں میں سے ایک نے باقی دونوں میں سے ایک پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہے اور شریک دیگر نے شاہد اول پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہے تو قاضی دونوں میں سے کسی سے آزاد کرنے کا حکم نہ دے گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شریکوں میں سے دو شریکوں نے تیسرے پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ سعایت غلام سے وصول کیا تو دونوں کی گواہی جائز نہ ہوگی اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ اسنے سب مال ہم دونوں سے وصول کیا ہے تو دونوں کی گواہی اس پر جائز نہ ہوگی۔ لیکن غلام ان دونوں کے حصہ سعایت سے بری ہو جائیگا اور جس شریک پر گواہی دی ہو وہ اپنا حصہ غلام سے وصول کرے گا اور اس میں باقی دونوں شریک جنہوں نے گواہی دی تھی بٹائی کی شرکت نہیں کر سکتے ہیں یہ مبسوط میں ہے۔ نیز درجہ ذیل کے درمیان ایک باندی مشترک ہو پھر دو گواہوں نے ان دونوں میں سے ہر ایک ایک باندی پر گواہی دی کہ اسنے باندی کو آزاد کیا ہے اور باندی نے اسکی تائید کی مگر باندی نے دوسرے شریک سے دعویٰ کیا کہ اسنے آزاد کیا ہے مگر اسنے انکار کیا اور قاضی کے سامنے قسم کھا گیا کہ میں نے اسکو آزاد نہیں کیا ہے تو باندی مذکورہ گواہان مذکور کی گواہی سے آزاد ہو جائیگی اگرچہ باندی کی طرف سے دعویٰ نہیں پایا گیا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر تین عمر کے درمیان باندی مشترک ہو پھر ان دونوں میں سے ایک کے دو بیٹوں نے دوسرے شریک پر گواہی دی کہ اسنے اس باندی کو آزاد کیا ہے تو دونوں کی گواہی باطل ہوگی اور اگر دونوں نے اپنے باپ پر گواہی دی کہ اسنے آزاد کیا ہے تو گواہی جائز ہوگی پس اگر ان گواہوں کا باپ موسر یعنی خوشحال ہو پھر باندی مذکورہ مرگئی اور اسنے کچھ مال چھوڑا اور حال یہ ہو کہ بعد حقیق کے اسکے ایک بچہ بھی ہوا ہے پھر شریک نے چاہا کہ اس بچہ سے سعایت کرادے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے جیسے اس بچہ کی ماں کی زندگی میں تھا کہ اسکو اس بچہ سے سعایت کرنے کی کوئی راہ نہ تھی ایسے ہی بعد موت اسکی ماں کے بھی یہی رہے گا۔ ورنہ بچہ اسکی ماں نے مال چھوڑا ہے لیکن اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے شریک موسر سے ماوان لے جیسے کہ باندی کی زندگی میں یہ اختیار تھا پھر شریک ضامن جو کچھ تاوان دے گا وہ اس باندی کے ترکہ میں سے لے لے گا جیسے اسکی زندگی کی صورت میں بھی واپس لے سکتا تھا پھر جو کچھ مال اسکے ترکہ میں سے باقی رہے گا وہ اسکے پسر کی میراث ہوگا اور اگر باندی مذکورہ نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو تو شریک ضامن مال تاوان کو اسکے پسر سے لے لے گا۔ اور اگر باندی مذکورہ مری نہ ہو تو شریک نے یہ اختیار کیا کہ باندی مذکورہ سے سعایت کرادے تو اس سعایت میں یہ باندی بترکہ کا تہہ کے ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام دونوں میں مشترک ہو پھر دو گواہوں نے ان میں سے ایک میں شریک پر گواہی دی کہ اس نے اترا کر گیا ہے تو اس غلام کو آزاد کیا

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم

ہو اور یہ شریک معسر ہو تو قاضی اس غلام کے آزاد ہونے کا حکم دے گا اور اس کے شریک کو یہ اختیار ہوگا کہ اسے حصہ کی بابت اس سے تادیب دے یہ محیط میں ہو مگر شریک ضامن اس مال تادیب کو غلام سے واپس لے گا اور غلام کی پوری دلا راسی کی ہوگی اگرچہ وہ اپنا حصہ آزاد کرنے سے منکر ہوا ہو یہ بمسوط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے شریک معین پر یون گواہی دی ہو کہ اس نے یہ اقرار کیا ہو کہ یہ غلام حلال اصل ہو تو قاضی اس کی آزادی کا حکم دے گا مگر مقدمہ مذکور کی دلا راس اس آزاد شدہ پر نہایت نہوگی اور شریک دیگر کو اس سے بھرے تادیب لینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے یہ اقرار کیا ہو کہ جسے اسکو فروخت کیا تھا اسے قبل فروخت کے اسکو آزاد کیا تھا تو یہ غلام اس شہود علیہ شریک کے مال سے آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہو اور اس کی دلا راس موقوف بہ سبکی اس واسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک اسکو اپنی ذات سے دور کرنا ہو اسلئے کہ بائع کتا ہو کہ میں نے اسکو آزاد نہیں کیا تھا بلکہ مشتری کے اقرار سے آزاد ہوا ہو پس اس کی دلا راس مشتری کی ہوگی اور مشتری کتا ہو کہ نہیں بلکہ بائع نے اسکو آزاد کیا پس دلا راس کی ہوگی لہذا اس کی دلا راس موقوف بہ سبکی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی دوسرے کی تصدیق طرف رجوع کرے پس دلا راسی کی ہو جائیگی۔ اور اگر گواہوں نے شریک سے پر یون گواہی دی کہ اس نے یون اقرار کیا ہو کہ بائع اس غلام کو مدبر کر چکا ہو یا باندی تھی کہ اس کی نسبت یون اقرار کیا ہو کہ بائع اسکو قبل بیچ کے ام ولد بنا چکا ہو تو خواہ غلام ہو یا باندی ہو اس کی ملک سے خارج ہو جائیگا اور وہ بائع سے اپنا من واپس نہیں لے سکتا ہو اور ان دونوں مملوکوں میں سے کوئی آزاد ہوگا یہاں تک کہ بائع مر جائے پھر جب بائع مر گیا تو دونوں آزاد ہو جائیں بشرطیکہ مدبر اس کے تھائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر ان دونوں پر کسی نے جنایت کی تو ایسی ہر جیسے مملوک پر جنایت کی یہ اس وقت تک ہو کہ جب تک بائع زندہ رہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ان دونوں کی جنایت موقوف بہ سبکی یہ بمسوط میں ہو۔ اور اگر دو شرکیوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میرے شریک نے منہجی نافذ کیا اقرار کیا ہو تو اسپر حرام ہوگا کہ پھر غلام سے خدمات غلامی لے لیجیٹ شخصی میں ہو۔ اور اگر غلام تین آدمیوں میں مشترک ہو جائیں سے ایک غائب ہو گیا پھر دو حاضر ہوں نے اس غائب پر گواہی دی کہ اس نے اس غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو تو ان دونوں حاضرین اور غلام کے درمیان روک کر دی جائیگی پھر جب غائب مذکور آ جائیگا تو غلام سے لیا جائیگا کہ اپنے گواہ کا اعادہ کرے پھر جب اس نے اپنے گواہ پر تامل غائب مذکور کے اسپر قائم کیے تو غائب کے حصہ کے آزاد ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے دو شرکیوں میں سے ایک شریک پر یہ گواہی دی کہ اسے شریک غائب نے اس غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی گواہی مقبول نہوگی کذا فی النظم یہ دون غلام اور اس شریک کے درمیان روک کر دی جائیگی تاکہ اس سے خدمات غلامی نہ لے سکے یہاں تک کہ شریک غائب حاضر آوے اور یہ آتھماں ہو پھر جب غائب مذکور حاضر ہوگا تو اسپر گواہی کا اعادہ کرنا ضرور ہوگا کہ حکم آزادی غائب ہوا اور اگر دونوں شریک غائب ہوں پھر دونوں میں سے ایک میں شریک پر گواہ قائم ہوئے کہ اس نے اپنا حصہ اس غلام میں سے آزاد کیا ہو تو بدین اسکے کوئی خصوصیت از قبیل قرشت و جنایت وغیرہ کسی وجہ سے ہو ورنہ ایسی گواہی مقبول نہوگی اور اگر اس قبل سے کوئی خصوصیت پائی گئی تو ایسی گواہی مقبول ہوگی جبکہ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسکے ہر دو مولوں نے اسکو آزاد کر دیا ہو یا دونوں میں سے ایک نے اسکو آزاد کیا اور دوسرے نے اس سے اپنا حصہ سعایت وصول کر لیا ہو یہ بمسوط میں ہو۔ اور اگر ایک غلام تین شرکیوں میں مشترک ہو کہ ان میں سے ایک نے

دعوے کیا کہ میں نے اپنا حصہ ہزار روپے پر آزاد کیا ہے اور غلام نے کہا کہ اسنے مفت آزاد کیا ہے اور باقی دو شریکوں نے گواہی دی کہ اسنے ہزار روپے پر آزاد کیا ہے تو انکی گواہی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر ہر دو شریک کے باپوں یا بیویوں نے ایسی گواہی دی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر ان شریکوں میں سے بعض نے غلام مشترک کو آزاد کیا اور اس غلام کے قبضہ میں بہت مال ہو جسکو اسنے خود کمایا ہو مگر یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ اسنے کسے کمایا ہو اور اس مال کی بابت شریکوں اور غلام میں جھگڑا ہو چنانچہ شریکوں نے کہا کہ اسنے یہ مال قبل حلق کے کمایا ہے اور غلام نے کہا کہ میں نے بعد حلق کے کمایا ہے تو قول غلام کا قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔

**تیسرا باب** دو غلاموں میں سے ایک کے عتق کے بیان میں۔ قال المترجم یعنی اس طرح کہ ان دونوں میں سے ایک آزاد ہو بدون تقسیم کے فافہم حسب جمہول کی طرف عتق مضائقہ کیا جائے تو بیچے ہو اور مولے کے واسطے خیال تقسیم حاصل ہوگا جسکو چاہتے ہیں کرے خواہ اسنے یوں کہا ہو کہ تم دونوں میں کا ایک آزاد ہو یا یوں کہا ہو کہ یہ آزاد بادہ آزاد ہو یا اسنے نام لیا ہو کہ سلام آزاد ہو یا غلام یہ ایضاً میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ یہ آزاد ہو در نہ وہ۔ تو یہ کہنا مثل اس قول کے ہو کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو یہ خیراتہ المفتین میں ہے۔ اور اگر دونوں غلاموں نے حاکم کے پاس ناش کی تو مولیٰ کو حاکم مذکور بیان کرنے پر مجبور کرے گا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر دونوں نے حاکم کے پاس نہ گواہی دیا اور مولیٰ نے دونوں میں سے ایک کا عتق بطور تقسیم اختیار کر لیا تو اختیار کرتے ہی اس پر عتق واقع ہوگا اور قول اس طرح اختیار کرنے کے جب تک خیال مولیٰ باقی رہے گا تب تک وہ مثل دو غلاموں کے ہونگے اور یہ بنا برہم نام غلام رحمہ وامام ابو یوسف کے ہے کہ یہ سراج ولاح میں ہے اور قبل اختیار کرنے کے مولیٰ کو روا ہے کہ ان دونوں سے خدمت لے اور نیز روا ہے کہ دونوں کو کر ایہ برہمے یا اسنے کائی کرادے اور کر ایہ دکھائی مولیٰ کی ہوگی۔ اور اگر قبل اختیار مولیٰ کے ان دونوں پر جنابت کی گئی ہو اگر جنابت از جانب مولیٰ ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً اسنے غلاموں کے ہاتھ کو قطع کیا تو مولا پر کچھ واجب نہ ہوگا خواہ دونوں کا ہاتھ ایک ساتھ کاٹا ہو یا آگے پیچھے۔ اور اگر جنابت قتل نفس ہو پس اگر مولیٰ نے آگے پیچھے دونوں کو قتل کیا تو پہلا غلام ہوگا یعنی اسنے غلام کو قتل کیا اور دوسرا آزاد ہونے کے واسطے متعین ہو گیا پھر حسب اسکو قتل کیا تو آزاد کو قتل کیا پس مولا پر ذمہ واجب ہوگی جو دارشان غلام کو بلیگی اور مولیٰ کو انہیں سے کچھ نہ ملے گا اور اگر دونوں کو ایک ساتھ ایک ضرب واحد سے قتل کیا تو مولے پر واجب ہوگا کہ انہیں سے ہر ایک کے وارثوں کو اسکی نصف قیمت دے۔ اور اگر جنابت از جانب اجنبی ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً کسی اجنبی نے ہر ایک غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس اجنبی پر غلام کے ہاتھ کا ارش واجب ہوگا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کی نصف قیمت اور یہ اجنبی کا ارش انکے مولیٰ کا ہوگا خواہ اجنبی مذکور نے آگے پیچھے قطع کیا ہو یا ایک ساتھ کاٹا ہو۔ اور اگر جنابت قتل نفس ہو تو قاتل یا ایک ہوگا یا دو ہونگے پس اگر قاتل ایک ہو تو اگر اسنے معاً دونوں کو قتل کیا تو قاتل پر دونوں میں سے ہر ایک کی نصف قیمت واجب ہوگی اور یہ مولے کی ہوگی اور نیز قاتل پر ہر ایک کی نصف قیمت واجب ہوگی اور نیز قاتل کے وارثوں کی ہوگی اور اگر قاتل نے دونوں کے آگے پیچھے قتل کیا تو قاتل پر اول مقتول کی قیمت اسکے مولیٰ کے واسطے واجب ہوگی اور دوسرے مقتول کی قیمت اسکے وارثوں کے واسطے واجب ہوگی۔ اور اگر قاتل دو ہوں اور ہر ایک نے ایک ایک کو قتل کیا پس اگر ہر ایک کا قتل کرنا ایک ساتھ واقع ہوا تو ہر ایک قاتل پر قیمت کامل واجب

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴

۴۶۴



جس میں سے نصف دار ثمان مقتولان کو اور نصف سولہ سے مقتولان کی ہونگی اور اگر قاتلون کا قتل کرنا اس کے پیچھے واقع ہوا تو قاتل اول پر اپنے مقتول کی قیمت کا کل اس سے سولے کے واسطے واجب ہوگی اور قاتل دوم پر اپنے مقتول کی قیمت اس کے وارثوں کے واسطے واجب ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اس نے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک حرہ ہی پھر دو فون میں سے ہر ایک کے ایک بچہ پیدا ہو یا دونوں میں سے ایک کے ایک بچہ پیدا ہوا تو جس باندی کا عقیق مولی اختیار کرے گا اس کا بچہ آزاد ہوگا اور اگر دونوں باندیاں ایک ساتھ مر گئیں یا دونوں ایک ساتھ قتل کی گئیں تو مولی کو اختیار ہوگا کہ ان بچوں میں سے جسے حق میں چاہے عقیق اختیار کر کے واقع کرے مگر جس بچے کو عقیق کے واسطے متعین کرے گا اس کو اپنی مادر مقتول کے حرم قتل کے معاوضہ میں سے کچھ ارشاد نہ ملے گا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر دونوں باندیوں کی زندگی میں ایک کا بچہ مر گیا تو اس پر التفات نہ کیا جائیگا بخلاف اس کے اگر دونوں باندیوں کی موت کے بعد کسی کا بچہ مر گیا تو التفات ہوگا بچہ مر جانے میں ہے۔ اور اگر مولے کے اختیار کرنے سے پہلے دونوں باندیوں سے شبہہ میں وطی کی گئی تو دونوں باندیوں کا عقیق واجب ہوگا اور یہ دونوں عقیق مولی کو ملینگے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مولی کے اختیار کرنے سے پہلے ان میں سے ایک باندی نے کوئی جنابت کی پھر مولے نے جنابت کا حال معلوم کرنے کے بعد اسی باندی پر عقیق واقع کرنا اختیار کیا تو مولی اس جنابت کا اختیار کرنے والا ہو گیا۔ اور اگر قبل بیان کے مولی مر گیا تو ہر ایک باندی میں سے اس کا نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے لیے مولی کے وارثوں کے واسطے سعایت کرے گی اور جس باندی نے جنابت کی ہو مولی پر اپنے مال سے اس کی قیمت واجب کی جائے گی اگر اس نے جنابت کا حال معلوم ہونے سے پہلے اسی کو آزاد کر دیا جس نے جنابت کی ہو تو یہ حکم یہ ہے بیسوط میں ہے۔ اور اگر دونوں کو اس نے ایک ہی صفقہ میں بیچ کر دیا تو یہ بیچ دونوں کی باطل ہوگی یہ ایضاً میں ہے۔ اور اگر دونوں کو ایک ہی صفقہ میں بیچ کر دیا اور دونوں کو مشتری کے سپرد کر دیا پھر دونوں کو مشتری نے آزاد کیا تو بدائع بیان پر مجبور کیا جائیگا کہ کس کو اس نے مراد لیا ہے۔ چوبہ بدائع نے دونوں میں سے کسی ایک میں عقیق کو معین کیا تو ملک فاسد دوسرے کے حق میں متعین ہوگی اور دوسرا مشتری کی طرف سے قیمت آزاد ہوگا۔ اور اگر بدائع مذکور قبل بیان کرنے کے مر گیا تو اس کے وارثوں سے کہا جائیگا کہ تم لوگ اسے بیان کر دو جب انھوں نے کسی ایک کو عقیق کے واسطے متعین کیا تو دوسرا مشتری کی طرف سے قیمت آزاد ہو جائیگا اور دونوں غلاموں میں عقیق شائع نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مشتری نے آزاد نہ کیا یا ان تک کہ بدائع مر گیا تو عقیق دونوں میں منقسم ہوگا چنانچہ تک کہ قاضی بیع نسخ کر دے پھر جب بیع کو فتح کر دیا تو عقیق منقسم ہوگا اور دونوں میں سے نصف نصف آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر ایک نے قبل اختیار کرنے کے کون دونوں میں سے آزاد ہونے کے واسطے متعین ہوا یا اسے دونوں کو مہر کیا یا ہدقہ میں دید یا یا دونوں پر کسی عورت سے نکاح کیا تو مجبور کیا جائیگا کہ کسی ایک میں عقیق اختیار کرے پس دوسرے کا مہر و ہدقہ و مہر قرار دینا جائز ہوگا اور اگر مولی کسی ایک میں عقیق معین کرنے سے پہلے مر گیا تو دونوں کا مہر و ہدقہ باطل ہو جائیگا اور مہر مقرر کرنا بھی باطل ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں کو اہل حرب یعنی کافر و مسلمانوں سے لڑائی کرتے ہیں گرفتار کر لیے گئے تو مولے کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے کسی ایک میں عقیق کو متعین کرے پس دوسرا اہل حرب کی ملک ہوگا اور اگر مولی نے کسی ایک میں عقیق معین نہ کیا یا ان تک کہ خود مر گیا تو اہل حرب کی ملکیت دونوں میں سے باطل ہوگی اس واسطے کہ حربیت دونوں میں شائع ہوگی یہ

موت کے بعد وارثوں سے نصیب کرنے کی چاہی اور یہ ہونگا کہ ایک عقیقہ و وزن میں پھیل جائے گا جس سے ہر ایک کا نصف ہوگا اور ہر ایک اور مشتری پر غلبہ ہوگا۔

خداوند تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے آمین

اور اگر دونوں کو کسی نے حربی سے خرید کیا تو مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں جسے چاہے عتق کر دے یا کسی دوسرے کو مشتری نہ کرے اور اس کے حصہ میں سے عوض لے لے گا۔ اور اگر اہل حربہ سے کسی نے ایک کو خرید کیا اور مولیٰ نے اسی کا عتق اختیار کیا تو آزاد ہو جائیگا اور خرید باطل ہو جائیگی اور اگر مولیٰ نے اسکو جسکو خرید کیا ہوا میں سے عوض خرید لیا تو دوسرا آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اہل حربہ نے ایک کو قید کیا تو آزاد ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر مولیٰ نے ایک کو کافر سے خرید کیا تو دوسرا آزاد ہوگا یہ خزانہ المقتنین میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی محبت میں دو ملک سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک۔ آزاد ہو پھر دھڑلہ موت میں گرفتار ہو جائے عتق کو ان میں سے ایک کی طرف راجع کیا تو یہی غلام مولیٰ کے تمام مال سے آزاد ہو جائیگا اگرچہ اسکی قیمت تھائی مال مولیٰ سے زائد ہو یہ شیخ محمد امجدی میں ہو۔ بیان تین طرح کا ہوتا ہے نفیس و دالالت و ضرورت۔ نفیس کی مثال یہ ہو کہ مولیٰ نے ایک میں سے کہا کہ میں نے تجھے مراد لیا اپنی کی یا آزاد کیا تھا اس لفظ سے جو میں نے ذکر کیا تھا یا میں نے اختیار کیا یا کہا کہ تو خرید اس لفظ سے جو میں نے کہا تھا یا اس لفظ سے جو میں نے ذکر کیا تھا یا اس اعتناق سے یا میں نے عتق کیا تو یہ ہے کہ اس لفظ سے جو میں نے کہا تھا یا اس لفظ سے جو میں نے ذکر کیا تھا۔ اور اگر یوں کہا کہ تو خرید یا میں نے تجھے آزاد کیا اور یہ نہ کہا کہ لفظ مذکور یا بشق سابق پس اگر اس سے عتق جدید مراد لیا ہو تو دونوں آزاد ہو جائیں گے یہ غلام بسبب عتق جاریہ کے اور وہ بسبب لفظ سابق کے۔ اور اگر اس سے کہا کہ عتق جدید مراد نہیں لیا بلکہ وہی مراد لیا جو مجھے بسبب میرے قول رحم میں سے ایک حربی کے لازم آیا ہو تو قضا بھی اسکی تصدیق ہوگی اور اسکا قول کہ میں نے تجھے آزاد کیا اس پر محمول ہوگا کہ اسنے عتق اختیار کیا یعنی گویا یوں کہا کہ میں نے تیرا عتق اختیار کیا۔ اور دالالت کی صورت یہ ہو کہ مولیٰ دونوں میں سے ایک کو اپنی ملک سے نکال دے بسبب بیع کے یا یا میں اور کہ دونوں میں سے ایک کو رہن کرے یا ایک کو اجارہ دے یا ایک کو کرایہ یا بدبے کر دے یا باندی ہو اور اسکو ام ولد بنائے یہ براء میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کو فروخت کیا ہو بطلانی یا اپنے واسطے خیاری بشرط کہ کے فروخت کیا یا مشتری کے واسطے خیاری بشرط کہ کے فروخت کیا یا بطور بیع فاسد فروخت کیا خواہ سپرد نہیں کیا یا سپرد کر دیا یا چکا یا یا ایک کے دینے کی وصیت کر دی یا ایک پر نکاح کر دیا یا ایک کی آزادی پر قسم کھائی تو یہ سب دوسرے کے حق میں عتق کا اختیار کرنا ہو بطور دالالت یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک حرہ ہو پھر اسنے ان دونوں میں سے ایک سے وطی کی اور وہ حاملہ ہوئی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دوسری آزاد نہ ہو جائیگی اور اگر وہ حاملہ ہو گئی تو دوسری بالاتفاق آزاد ہو جائیگی یہ فتح القاری میں ہو۔ اور ان دونوں سے اسکو وطی کرنا امام علیہ السلام کے مذہب کے موافق حلال ہو مگر اسکا فتویٰ نہ دیا جائیگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزادہ ہو پھر اسنے ایک سے خدمت کی تو یہ امر بالاتفاق سب کے نزدیک اختیار نہیں ہو یہ ظہیر میں ہو۔ اور بیان بصورت کی یہ صورت ہو کہ مثلاً قبل اختیار کرنے کے دونوں میں سے ایک مرگیا تو ضرورت دوسرا آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک قتل کیا گیا خواہ اسکو مولیٰ نے قتل کیا یا کسی دوسرے نے اسکو قتل کیا یہی حکم ہو فرق اس قدر ہو کہ اگر مولیٰ نے قتل کیا ہو تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر اجنبی نے قتل کیا تو اسپر غلام مقتول کی قیمت مولیٰ کے واسطے واجب ہوگی اور اگر ایسی صورت میں مولیٰ نے مقتول کا عتق اختیار کیا تو زندہ سے عتق قلعہ نہ ہوگا بلکہ وہ ضرور آزاد ہوگا لیکن مقتول کی قیمت اس صورت میں مقتول کے وارثوں کو ملے گی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کا ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرا آزاد نہ ہوگا خواہ مولیٰ نے اسکا ہاتھ کاٹا ہو

مستوفی  
نظام آموزگار  
۱۳۴۵  
۱۲

یا کسی انہی نے قطع کیا ہو۔ اور اگر وہ ضعیفی نے انہیں سے ایک کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مولیٰ نے عتق کو بیان کیا پس اگر حبس  
جنایت واقع ہوئی ہو اسکے سوا سے دوسرے کے حق میں عتق اختیار کیا تو بلاشبہ ارش جنایت مولیٰ کو ملے گا اور اگر  
اسنے اس غلام کا عتق اختیار کیا حبس جنایت واقع ہوئی ہو تو قدری جرنے اپنی شہین ذکر کیا کہ اس صورت میں بھی  
ارش جنایت مولیٰ کا ہوگا اور حبس جنایت واقع ہوئی ہو اسکو کچھ ارش نہ ملے گا اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی میں کہ  
کیا ہو کہ ارش اس غلام کا ہوگا حبس جنایت واقع ہوئی ہو اور ایسا ہی قاضی نے در صورتیکہ مولیٰ نے خود ہاتھ کاٹا ہو اور  
عتق اسی غلام کا حبس جنایت واقع ہوئی اختیار کیا ہو بیان فرمایا کہ آزاد آدمیوں کے ہاتھ کاٹنے کا ارش جہد ہوتا ہو وہ  
واجب ہوگا اور وہ سب غلام کو ملے گا اور اگر غیر مجنب علیہ یعنی دوسرے غلام کا عتق اختیار کیا تو مولیٰ پر کچھ واجب نہ ہوگا  
یہ بدائع میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحم سے روایت کی کہ اگر دو غلاموں کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ ان دونوں میں سے  
ایک میرا بیٹا ہو یا دو باندیوں کی نسبت کہا کہ ان دونوں میں سے ایک میری ام ولد ہو پھر دونوں میں سے ایک آدمی  
مر گیا تو جو باقی ہو وہ حریت یا استیلاو کے واسطے متعین نہیں ہو جائیگا یہ ایضاً میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میرا غلام  
آزاد ہو جائے گا ایک غلام کے سوا اسکا کوئی غلام نہیں ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر مولیٰ نے کہا کہ میرا ایک اور  
غلام ہو اور میں نے اسی کو مرد لیا تھا تو قضا اسکے قول کی تصدیق نہوگی الا اس صورت میں کہ وہ گواہ قائم کرے کہ میرا  
دوسرا غلام بھی ہو اور بائینہ زمین اللہ تعالیٰ عزوجل اسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میرے  
غلام میں کا ایک آزاد ہو یا میرے غلاموں میں کا ایک آزاد ہو حالانکہ ایک غلام کے سوا اسکا کوئی غلام نہیں ہو تو  
یہی غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو پس اس سے  
کہا گیا کہ تو نے ان میں سے گسکو مراد لیا ہو پس اسنے کہا کہ میں نے اس غلام کو مراد نہیں لیا ہو تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر  
اگر اسکے بعد اسنے اس دوسرے کے نسبت بھی کہا کہ میں نے اسکو مراد نہیں لیا تھا تو پہلا بھی آزاد ہو جائیگا یہ اختیار  
شرح مختار میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کے تین غلام ہوں پس اسنے کہا کہ یہ غلام آزاد ہو جائیگا اور تیسرے تو میرا آزاد ہو جائیگا  
اور اول دونوں کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا کہ ان میں سے کسی کی نسبت عتق اختیار کرے اور اگر  
یوں نہ کہ اس نے آزاد ہو اور تیسرے تو اول آزاد ہو جائیگا اور پچھلے دونوں کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا۔  
اور اگر ایک غلام ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا مثلاً ایک شخص کا ایک غلام تھا کہ وہ ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا  
پھر دونوں میں سے ہر ایک کتا ہو کر میں آزاد ہوں اور مولیٰ کتا ہو کہ تم میں سے ایک میرا غلام ہو تو ان دونوں میں  
سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قسم نے تا وقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ آزاد ہی پس اگر مولیٰ نے ایک کی  
نسبت قسم کھالی اور دوسرے کی نسبت قسم سے انکار کیا تو جسکی نسبت قسم سے انکار کیا وہ آزاد ہوگا نہ دوسرا اور  
اگر اسنے ان دونوں کی نسبت قسم سے انکار کیا تو دونوں حریم اور اگر دونوں کی نسبت قسم کھالی تو ہر ایک مختلف ہو گیا پس  
قاضی با احتیاط حکم کرے گا کہ دونوں میں سے ہر ایک کا نصف نصف آزاد کرے گا اور نصف نصف بیعت قیمت کے آزاد  
کرے گا۔ اور اسی طرح اگر تین غلام ہوں تو ان تینوں میں سے ہر ایک میں سے تھائی آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی دو  
تھائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا اور اسی طرح اگر دس ہوں تو انہیں بھی یہی اعتبار ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور  
اگر اپنے غلام کے ساتھ اپنی چیز جمع کی حبس عتق ہی واقع نہیں ہوتا ہو جیسے چوپایہ دو یوار وغیرہ اور کہا کہ میرا غلام آزاد ہو

قادی ہندی کتاب احقاق باب سوم مرقع ہیم  
ترجمہ قادی مالگیری جلد دوم  
۴۶۶  
یا کسی انہی نے قطع کیا ہو۔ اور اگر وہ ضعیفی نے انہیں سے ایک کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مولیٰ نے عتق کو بیان کیا پس اگر حبس  
جنایت واقع ہوئی ہو اسکے سوا سے دوسرے کے حق میں عتق اختیار کیا تو بلاشبہ ارش جنایت مولیٰ کو ملے گا اور اگر  
اسنے اس غلام کا عتق اختیار کیا حبس جنایت واقع ہوئی ہو تو قدری جرنے اپنی شہین ذکر کیا کہ اس صورت میں بھی  
ارش جنایت مولیٰ کا ہوگا اور حبس جنایت واقع ہوئی ہو اسکو کچھ ارش نہ ملے گا اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی میں کہ  
کیا ہو کہ ارش اس غلام کا ہوگا حبس جنایت واقع ہوئی ہو اور ایسا ہی قاضی نے در صورتیکہ مولیٰ نے خود ہاتھ کاٹا ہو اور  
عتق اسی غلام کا حبس جنایت واقع ہوئی اختیار کیا ہو بیان فرمایا کہ آزاد آدمیوں کے ہاتھ کاٹنے کا ارش جہد ہوتا ہو وہ  
واجب ہوگا اور وہ سب غلام کو ملے گا اور اگر غیر مجنب علیہ یعنی دوسرے غلام کا عتق اختیار کیا تو مولیٰ پر کچھ واجب نہ ہوگا  
یہ بدائع میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحم سے روایت کی کہ اگر دو غلاموں کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ ان دونوں میں سے  
ایک میرا بیٹا ہو یا دو باندیوں کی نسبت کہا کہ ان دونوں میں سے ایک میری ام ولد ہو پھر دونوں میں سے ایک آدمی  
مر گیا تو جو باقی ہو وہ حریت یا استیلاو کے واسطے متعین نہیں ہو جائیگا یہ ایضاً میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میرا غلام  
آزاد ہو جائے گا ایک غلام کے سوا اسکا کوئی غلام نہیں ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر مولیٰ نے کہا کہ میرا ایک اور  
غلام ہو اور میں نے اسی کو مرد لیا تھا تو قضا اسکے قول کی تصدیق نہوگی الا اس صورت میں کہ وہ گواہ قائم کرے کہ میرا  
دوسرا غلام بھی ہو اور بائینہ زمین اللہ تعالیٰ عزوجل اسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میرے  
غلام میں کا ایک آزاد ہو یا میرے غلاموں میں کا ایک آزاد ہو حالانکہ ایک غلام کے سوا اسکا کوئی غلام نہیں ہو تو  
یہی غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو پس اس سے  
کہا گیا کہ تو نے ان میں سے گسکو مراد لیا ہو پس اسنے کہا کہ میں نے اس غلام کو مراد نہیں لیا تھا تو پہلا بھی آزاد ہو جائیگا پھر  
اگر اسکے بعد اسنے اس دوسرے کے نسبت بھی کہا کہ میں نے اسکو مراد نہیں لیا تھا تو پہلا بھی آزاد ہو جائیگا یہ اختیار  
شرح مختار میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کے تین غلام ہوں پس اسنے کہا کہ یہ غلام آزاد ہو جائیگا اور تیسرے تو میرا آزاد ہو جائیگا  
اور اول دونوں کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا کہ ان میں سے کسی کی نسبت عتق اختیار کرے اور اگر  
یوں نہ کہ اس نے آزاد ہو اور تیسرے تو اول آزاد ہو جائیگا اور پچھلے دونوں کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا۔  
اور اگر ایک غلام ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا مثلاً ایک شخص کا ایک غلام تھا کہ وہ ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا  
پھر دونوں میں سے ہر ایک کتا ہو کر میں آزاد ہوں اور مولیٰ کتا ہو کہ تم میں سے ایک میرا غلام ہو تو ان دونوں میں  
سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قسم نے تا وقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ آزاد ہی پس اگر مولیٰ نے ایک کی  
نسبت قسم کھالی اور دوسرے کی نسبت قسم سے انکار کیا تو جسکی نسبت قسم سے انکار کیا وہ آزاد ہوگا نہ دوسرا اور  
اگر اسنے ان دونوں کی نسبت قسم سے انکار کیا تو دونوں حریم اور اگر دونوں کی نسبت قسم کھالی تو ہر ایک مختلف ہو گیا پس  
قاضی با احتیاط حکم کرے گا کہ دونوں میں سے ہر ایک کا نصف نصف آزاد کرے گا اور نصف نصف بیعت قیمت کے آزاد  
کرے گا۔ اور اسی طرح اگر تین غلام ہوں تو ان تینوں میں سے ہر ایک میں سے تھائی آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی دو  
تھائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا اور اسی طرح اگر دس ہوں تو انہیں بھی یہی اعتبار ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور  
اگر اپنے غلام کے ساتھ اپنی چیز جمع کی حبس عتق ہی واقع نہیں ہوتا ہو جیسے چوپایہ دو یوار وغیرہ اور کہا کہ میرا غلام آزاد ہو

یا یہ چیز یا کہا کہ ان دونوں میں سے ایک آزاد ہو تو نام اعظم رہے نزدیک اسکا غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہو خواہ  
 اسے نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ ہر بالغ میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام اور غیر کے غلام دونوں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو  
 تو بالاجماع اسکا غلام آزاد نہ ہو جائیگا الا اس صورت میں کہ اسکی نیت میں اپنے غلام کا عتق ہو۔ اور اسی طرح اگر باندی  
 زندہ و باندی مردہ میں حج کر کے یوں کہا کہ تو آزاد ہو یا یہ یوں کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو تو اسکی باندی  
 آزاد نہ ہوگی اور اگر اپنے غلام و آزاد کے درمیان حج کر کے یوں کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو تو اسکا غلام آزاد  
 نہ ہو جائیگا الا اس صورت میں کہ نیت ہو یہ میرے دو بچے ہیں تو وی ایلی عمر قند میں لکھا ہو کہ اگر کہا کہ میرے مملوکوں میں  
 سے ایک باندی اور ایک غلام آزاد ہو اور اسے بیان نہ کیا ہوا ہو کہ اگر اسے دو غلام اور ایک باندی ہو تو  
 باندی آزاد ہو جائیگی اور ہر دو غلام میں سے ہر ایک کا نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی نصف کے واسطے  
 سعایت کریگا اور اگر اسے تین غلام اور ایک باندی ہو تو باندی آزاد ہو جائیگی اور غلاموں میں سے ہر ایک میں سے  
 ایک تہائی آزاد ہوگی اور ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر اسے تین غلام اور تین باندیاں  
 ہوں تو ہر ایک باندی اور ہر ایک غلام میں سے اسکا تہائی نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی کے واسطے سعایت  
 کریگا اور اگر اسے تین غلام اور دو باندیاں ہوں تو ہر باندی میں سے نصف آزاد ہوگی اور باقی نصف کے واسطے  
 ہر ایک سعایت کریگی اور ہر غلام میں سے ایک تہائی آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا  
 اور اسی قیاس پر اس خلیس کے مسائل کو بھی استخراج کرنا چاہیے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم  
 میں سے ایک آزاد ہو حالانکہ اسکی نیت میں کوئی معین نہیں ہو۔ بقر قبل بیان کے کر گیا تو ہر ایک میں سے نصف آزاد  
 ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ ہر بالغ میں ہو اور مولیٰ کا وارث بیان کے حق میں تمام  
 مولے کا ہوگا یہ محیط شری میں ہر ایک مرد کے تین غلام ہیں ان میں سے دو غلام اسے رو بہ گئے پس اسے کہا کہ تم میں سے  
 ایک آزاد ہو پھر ان دونوں میں سے ایک باہر نکل آیا اور تیسرا غلام داخل ہوا پس اسے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک  
 آزاد ہو تو جب تک مولیٰ زندہ ہو اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر بیان کیا اور کہا کہ میں نے کلام اول سے  
 وہ غلام مراد لیا تھا جو اندر رہ گیا تھا تو وہی آزاد ہو جائیگا اور دوسرا کلام باطل ہو گیا اور اگر اسے کہا کہ میں نے کلام  
 اول سے اسکا عتق مراد لیا تھا جو باہر نکل آیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا پھر مولیٰ کو  
 حکم دیا جائیگا کہ دوسرے کلام کی مراد بیان کرے اور یہ اسوقت ہو کہ اسے پہلے کلام کی مراد بیان کرنے سے شروع کیا ہو  
 اور اگر دوسرے کلام کی مراد بیان کر فی شریع کی اور کہا کہ میں نے دوسرے کلام سے اس غلام کا عتق مراد لیا تھا جو  
 اندر رہ گیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا اور ایجاب اول باطل ہوگا۔ اور اگر اسے کہا  
 کہ میں نے دوسرے کلام سے وہ غلام مراد لیا ہو جو اندر داخل ہوا ہو تو جو داخل ہوا ہو وہ آزاد ہو جائیگا اور کلام اول  
 کے بیان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر مولیٰ نے کچھ بیان نہ کیا اور ان میں سے ایک مر گیا تو موسیٰ بھی بیان کرے پس  
 اگر باہر نکل آنے والا مراد ہو تو جو اندر رہ گیا ہو وہ باہر نکل آئے آزاد ہو جائیگا اور دوسرا ایجاب باطل ہو جائیگا اور  
 اگر وہ غلام مر گیا جو اندر رہ گیا ہو تو باہر نکلنے والا باہر نکل آئے آزاد ہو جائیگا اور داخل ہونے والا باہر نکل آئے آزاد  
 ہو جائیگا اور اگر وہ غلام مر گیا جو پہلے داخل ہوا ہو تو باہر نکل آئے آزاد ہو جائیگا اور داخل ہونے والا باہر نکل آئے آزاد





و در تہائی ٹیک ہر آند ہوتی۔ اور اگر اسنے کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام و سالم دونوں آزاد ہیں یا سبارک و سالم آزاد ہیں تو  
 اسکو اختیار ہوگا اور اسنے کہا جائیگا کہ عتق ان تینوں میں سے جسپر چاہے واقع کرے تو اسنے جسپر عتق واقع کیا اس  
 ایجاب میں جو شامل ہوگا وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر وہ قبل بیان فرمایا تو پورا سالم آزاد ہوگا اور باقی دونوں میں سے  
 ہر ایک میں سے ایک تہائی آزاد ہوگا۔ اور اگر اسنے مرض میں ایسا کہا اور حال یہ ہو کہ اسکا مال اسقدر ہو کہ ایک رقبہ اور  
 دو تہائی رقبہ اسنے تہائی مال سے برآ کر ہوتا ہو یا نہیں نکلتا ہو مگر وارثوں نے اس عتق کی اجازت دیدی تو  
 بھی حکم ہو۔ اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو کل مال کی تہائی میں یہ سب غلام بقدر اپنے اپنے حقوق کے مشترک ہونگے  
 پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہو اور غلام و سبارک ہر ایک کا حق تہائی رقبہ کا ہو اور کم سے کم ایسا عدد جسکی تہائی ہر ایک  
 ہو (۱۳) ہو پس حق سالم (۳) ہو اور باقی ہر ایک کا حق ایک ایک ہو پس مجموعہ سهام عتق (۵) ہو پس یہ تہائی مال  
 کے حصے ہوں گے پس پورے مال کے (۱۵) حصے ہوں گے پس ہر رقبہ کے (۵) حصے ہوں گے اور انچل سالم میں سے (۳) آزاد اور دو  
 کے واسطے سعایت کریگا اور غلام و سبارک ہر ایک میں سے ایک حصہ آزاد اور چار حصوں کے واسطے سعایت کریگا پس سهام  
 عتق کا مجموعہ (۵) ہو اور سهام سعایت کا مجموعہ (۱۰) ہو یا شرح جامع کہ یہ تخصیصی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام  
 و سالم یا سبارک سالم تو یا کے بعد ہر ایک کے بعد ہر ایک کی اور یہ سب ایجابات مختلفہ ہوں گے اور ایجابات مختلفہ میں کلمہ یا موجب  
 تحریر ہوتا ہے پس سالم ہر حال میں آزاد ہو جائیگا اور سبارک غلام میں سے ہر ایک ایک حال میں آزاد اور دو حال میں  
 غیر آزاد ہوں گے پس سالم اور باقی دونوں میں سے ایک تہائی حصہ آزاد ہونگے اور بقیہ کے کما کر سالم تینا تبدیلہ و آخر  
 علیہ ہو پس وہ اس سے آزاد ہوگا اور باقی دونوں حصوں میں قبل عطف کے ہوا عتق مانع عتق ہوتا ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ  
 سالم آزاد ہو یا سالم و غلام یا سالم و سبارک تو سب آزاد ہو جائیگے اس واسطے کہ یا نحو ہو گیا سب سب اتحاد اسم و ضمیر کے  
 لیکن وہ مثل سکوت کے ہو کہ مانع عطف نہیں ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم بیان نہ کر ہو وہ سب جہین رد کا قول  
 ہو اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک غلام و سبارک آزاد ہونگے لیکن اول ائج ہو۔ اور اگر اسنے سالم و غلام سے کہا کہ  
 تم میں سے ایک آزاد ہو یا سالم تو سالم میں سے تین چوتھائی آزاد ہوگا اور غلام سے ایک چوتھائی۔ اور اگر کہا کہ سالم  
 آزاد ہو یا غلام یا سالم تو ہر ایک میں سے نصف نصف آزاد ہوگا اس واسطے کہ سوم میں اول ہو پس اسکا ذکر تو ہوا یہ  
 شرح تخیص جامع کہ میں ہو۔ ایک شخص کے چار غلام ہیں سالم۔ غلام۔ فرقہ سبارک۔ ان سب کی قیمت برابر ہو پس  
 اسنے اپنی صحت میں کہا کہ سالم و غلام آزاد ہیں یا غلام و فرقہ سبارک آزاد ہیں تو تینوں ایجابات  
 صحیح ہیں پس مولیٰ کو اختیار ہو یا جانیگا چنانچہ جیل یجاب کو اسنے اختیار کیا اس ایجاب میں جتنے شامل ہیں سب آزاد  
 ہونگے اور باقی باطل ہوں گے۔ اور اگر مولیٰ قبل بیان کے فرمایا تو سالم میں سے ایک تہائی حصہ آزاد ہوگا اور دو تہائی  
 کے واسطے سعایت کریگا اور یہی حال سبارک کا ہو اور یا غلام پس وہ دو حال میں آزاد ہوگا اس واسطے کہ وہ  
 دو ایجابوں اول و دوم میں داخل ہو پس اس میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہونگے اور ایک تہائی کے واسطے سعایت  
 کریگا اور یہی حال فرقہ کا ہو اس واسطے کہ وہ ایجاب دوم و سوم دونوں میں داخل ہو اور اول اصابت بنا بر  
 روایت اس کتاب کے احوال متفرقہ قرار دیے جاتے ہیں پس اصابت ایجاب دوم علیہ ہو اور اصابت ایجاب اول علیہ  
 معتبر ہو۔ اگر یہ قول مرض میں اسنے کہا اور یہ غلام اسنے تہائی مال سے برآ کر ہوتے ہیں یا برآ کر نہیں ہوتے ہیں کہ وارثوں نے

اور اگر اسنے کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام و سالم دونوں آزاد ہیں یا سبارک و سالم آزاد ہیں تو اسکو اختیار ہوگا اور اسنے کہا جائیگا کہ عتق ان تینوں میں سے جسپر چاہے واقع کرے تو اسنے جسپر عتق واقع کیا اس ایجاب میں جو شامل ہوگا وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر وہ قبل بیان فرمایا تو پورا سالم آزاد ہوگا اور باقی دونوں میں سے ہر ایک میں سے ایک تہائی آزاد ہوگا۔ اور اگر اسنے مرض میں ایسا کہا اور حال یہ ہو کہ اسکا مال اسقدر ہو کہ ایک رقبہ اور دو تہائی رقبہ اسنے تہائی مال سے برآ کر ہوتا ہو یا نہیں نکلتا ہو مگر وارثوں نے اس عتق کی اجازت دیدی تو بھی حکم ہو۔ اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو کل مال کی تہائی میں یہ سب غلام بقدر اپنے اپنے حقوق کے مشترک ہوں گے پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہو اور غلام و سبارک ہر ایک کا حق تہائی رقبہ کا ہو اور کم سے کم ایسا عدد جسکی تہائی ہر ایک ہو (۱۳) ہو پس حق سالم (۳) ہو اور باقی ہر ایک کا حق ایک ایک ہو پس مجموعہ سهام عتق (۵) ہو پس یہ تہائی مال کے حصے ہوں گے پس پورے مال کے (۱۵) حصے ہوں گے پس ہر رقبہ کے (۵) حصے ہوں گے اور انچل سالم میں سے (۳) آزاد اور دو کے واسطے سعایت کریگا اور غلام و سبارک ہر ایک میں سے ایک حصہ آزاد اور چار حصوں کے واسطے سعایت کریگا پس سهام عتق کا مجموعہ (۵) ہو اور سهام سعایت کا مجموعہ (۱۰) ہو یا شرح جامع کہ یہ تخصیصی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام و سالم یا سبارک سالم تو یا کے بعد ہر ایک کے بعد ہر ایک کی اور یہ سب ایجابات مختلفہ ہوں گے اور ایجابات مختلفہ میں کلمہ یا موجب تحریر ہوتا ہے پس سالم ہر حال میں آزاد ہو جائیگا اور سبارک غلام میں سے ہر ایک ایک حال میں آزاد اور دو حال میں غیر آزاد ہوں گے پس سالم اور باقی دونوں میں سے ایک تہائی حصہ آزاد ہونگے اور بقیہ کے کما کر سالم تینا تبدیلہ و آخر علیہ ہو پس وہ اس سے آزاد ہوگا اور باقی دونوں حصوں میں قبل عطف کے ہوا عتق مانع عتق ہوتا ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ سالم آزاد ہو یا سالم و غلام یا سالم و سبارک تو سب آزاد ہو جائیگے اس واسطے کہ یا نحو ہو گیا سب سب اتحاد اسم و ضمیر کے لیکن وہ مثل سکوت کے ہو کہ مانع عطف نہیں ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم بیان نہ کر ہو وہ سب جہین رد کا قول ہو اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک غلام و سبارک آزاد ہونگے لیکن اول ائج ہو۔ اور اگر اسنے سالم و غلام سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو یا سالم تو سالم میں سے تین چوتھائی آزاد ہوگا اور غلام سے ایک چوتھائی۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام یا سالم تو ہر ایک میں سے نصف نصف آزاد ہوگا اس واسطے کہ سوم میں اول ہو پس اسکا ذکر تو ہوا یہ شرح تخیص جامع کہ میں ہو۔ ایک شخص کے چار غلام ہیں سالم۔ غلام۔ فرقہ سبارک۔ ان سب کی قیمت برابر ہو پس اسنے اپنی صحت میں کہا کہ سالم و غلام آزاد ہیں یا غلام و فرقہ سبارک آزاد ہیں تو تینوں ایجابات صحیح ہیں پس مولیٰ کو اختیار ہو یا جانیگا چنانچہ جیل یجاب کو اسنے اختیار کیا اس ایجاب میں جتنے شامل ہیں سب آزاد ہوں گے اور باقی باطل ہوں گے۔ اور اگر مولیٰ قبل بیان کے فرمایا تو سالم میں سے ایک تہائی حصہ آزاد ہوگا اور دو تہائی کے واسطے سعایت کریگا اور یہی حال سبارک کا ہو اور یا غلام پس وہ دو حال میں آزاد ہوگا اس واسطے کہ وہ دو ایجابوں اول و دوم میں داخل ہو پس اس میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہونگے اور ایک تہائی کے واسطے سعایت کریگا اور یہی حال فرقہ کا ہو اس واسطے کہ وہ ایجاب دوم و سوم دونوں میں داخل ہو اور اول اصابت بنا بر روایت اس کتاب کے احوال متفرقہ قرار دیے جاتے ہیں پس اصابت ایجاب دوم علیہ ہو اور اصابت ایجاب اول علیہ معتبر ہو۔ اگر یہ قول مرض میں اسنے کہا اور یہ غلام اسنے تہائی مال سے برآ کر ہوتے ہیں یا برآ کر نہیں ہوتے ہیں کہ وارثوں نے

اجازت نہ دی تو حکم ایسا ہی ہو اور اگر برآمد نہ ہو سے اور وارثوں نے اجازت بھی نہ دی تو تہائی مال ان سب پر بقدر اس کے  
 استحقاق کے تقسیم ہوگا پس سالم و مبارک میں سے ہر ایک کا حق ایک سہم ہو اور غلام و فرقدین سے ہر ایک کا حق دو سہم  
 ہو اور اگر ایک شخص نے اپنے میں غلاموں کو جنگی قیمت برابر ہو گا کہ سالم آزاد ہو یا غلام آزاد ہو یا غلام و مبارک آزاد  
 ہیں تو وہ مختار ہوگا جس ایجاب کو اس نے اختیار کیا جو غلام اس ایجاب میں شامل ہو وہ آزاد ہوگا اور اگر وہ بیان  
 سے پہلے مر گیا تو سالم میں سے ایک تہائی اور مبارک میں سے ایک تہائی اور غلام میں سے دو تہائی آزاد ہوگی۔  
 اور اگر اس میرے کا کچھ مال سوائے ان غلاموں کے نہ ہو اور وارثوں نے اجازت نہ دی تو اس کا تہائی مال ان سب  
 غلاموں پر بقدر ان کے حقوق کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر اس نے دو غلاموں کو کہا کہ سالم آزاد ہو یا مبارک آزاد ہو یا  
 دونوں آزاد ہیں اور قبل بیان کے مر گیا تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور اگر سوائے ان کے اس کا کچھ مال  
 نہ ہو تو میریت کا تہائی مال ان دونوں میں نصف نصف ہوگا یعنی ہر ایک میں سے تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور اگر اس نے  
 تین غلاموں سے کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام آزاد ہو یا مبارک و غلام و سالم آزاد ہیں تو اس کو اختیار ہوگا جس ایجاب کو  
 اس نے اختیار کیا جس غلام کو یہ ایجاب شامل ہو وہ آزاد ہوگا۔ اور وہ قبل بیان کے مر گیا تو مبارک سے ایک تہائی حصہ  
 آزاد ہو جائیگا اور سالم و غلام ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور اگر اس کا کچھ مال سوائے ان کے نہ ہو اور  
 وارثوں نے اجازت نہ دی تو تہائی مال ان سب میں بقدر ان کے حقوق کے تقسیم ہوگا یہ شرح زیادات عتباتی میں ہے  
 اور اگر اس کے دو غلام ہوں پس اس نے کہا کہ سالم آزاد ہو یا سالم و غلام آزاد ہیں پھر دون بیان کے مر گیا تو پورا  
 سالم و نصف غلام آزاد ہو جائیگا۔ اگر یہ قول اس نے مرض میں کہا اور ان دونوں کے سوائے اس کا کچھ مال نہیں ہوگا  
 اس کے تہائی مال میں دونوں بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک کیے جائیں گے پس سالم کا حق پورے سے نصف کا ہو اور حق  
 غلام اس کے نصف میں ہے پس حق سالم و دو سہا طم ہوئے اور حق غلام ایک سہم ہو پس کل تین سہا طم ہوئے اور یہی تہائی مال  
 ہو پس کل مال کے نو حصے ہوئے کہ ہر حصہ کے مقابلہ میں ساڑھے چار حصے ہوئے پس سالم میں سے دو حصے آزاد  
 ہوئے اور دو تہائی حصوں کے واسطے وہ سبایت کرے گا اور غلام میں سے ایک سہم آزاد ہوگا اور وہ ساڑھے تین سہا طم  
 کے واسطے سبایت کرے گا پھر شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر اس نے تین غلاموں سے کہا کہ تو آزاد ہو یا تم دونوں  
 ایک آزاد ہو یا تم تین میں سے ایک آزاد ہو اور بیان سے پہلے مر گیا تو اول سے چار نوچن حصے آزاد ہونگے اور باقی  
 دونوں میں سے ہر ایک سے دو تہائی نوچن حصے آزاد ہونگے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو اور اسی ایک امد و مرے سے کہا کیا  
 تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو اور پھر سب سے کہا کہ یا تم سب میں سے ایک آزاد ہو تو اول میں سے ساڑھے پانچ نوچن  
 حصہ آزاد ہونگے اور دو تہائی نوچن حصے دوسرے میں سے آزاد ہونگے اور تیسرے میں سے ایک نوچن حصہ آزاد ہوگا۔  
 اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو یا تو آزاد ہو ایک دوسرے غلام سے کہا یا تم سب میں سے ایک آزاد ہو تو اول و دوم میں سے  
 ہر ایک میں سے چار نوچن حصے اور تیسرے میں سے ایک نوچن حصہ آزاد ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو یا سالم  
 آزاد ہو یا تو یا غلام آزاد ہو یا تو یا مبارک آزاد ہو تو وہ مختار ہوگا۔ اور اگر اس نے غلام و سالم کو جمع کر کے کہا کہ تم میں سے  
 ایک ہو تو دونوں میں سے ایک درمیان سے نکل گیا اور حق درمیان مبارک اور درمیان ان دونوں میں سے ایک کے ہوا  
 رہا کہ ان میں سے حق میں چاہے بیان کرے اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو نصف مبارک میں سے آزاد ہوگا اور باقی





حق کا ایک سہم ہو پس جملہ رسم (سہام ہوئے اور یہ تھائی مال ہو پس کل مال کے بارہ سہام ہوئے پس ہر قبضہ کے چھ سہام ہوئے پس سالک میں سے ۱۳ آزاد ہوئے اور تین سہام کے واسطے سعایت کرے گا اور غلامین سے ایک سہم آزاد ہوگا اور پانچ سہام کے واسطے سعایت کرے گا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے صیغہ عتاق کو دو غلاموں میں سے ایک میں کی طرف مضاف کیا پھر بھول گیا تو اس میں کچھ اختلاف نہیں ہو کہ ان دونوں میں سے ایک قبل بیان کے آزاد ہو۔ اور اس کے متعلق احکام دو طرح کے ہیں ایک طرح کے وہ جو بیعت مولیٰ میں عتاق ہیں اور دوسرے اس کی موت کے بعد متعلق ہیں پس ہم اول کا بیان کرتے ہیں کہ اگر ایک مرنے والی دو باندیوں میں سے ایک میں کو آزاد کر دیا پھر اس کو بھول گیا یا دس باندیوں میں سے ایک میں کو آزاد کر کے اس کو بھول گیا تو مولیٰ کو منع کر دیا جائیگا کہ ان میں سے کسی سے دبی نہ کرے اور نہ ان میں سے کسی سے خدمت لے۔ اور تحریری دل و گمان غالب سے ایک کو نکال کر باقی کسی سے دبی نہ کرنا حلال نہیں ہے اور اگر اس کا حلیہ ہو کہ ان سب سے عقد نکاح باندہ لے تو ان میں سے جو آزاد ہو وہ سب عقد نکاح کے اسیر حلال ہو جائیگی اور جو مملوکہ ہیں وہ مملوکہ ہونے کی وجہ سے حلال نہیں کی۔ اور اگر کسی نے سبھم طور پر دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا اور یہ دونوں غلام مولیٰ کو قاضی کے پاس لے گئے اور اس سے بیان کی درخواست کی تو قاضی اس کو کہہ دے گا کہ بیان کرے اور اگر اس نے بیان سے انکار کیا تو قاضی اس کو بیان کرنے کے واسطے قید کرے گا ایسا ہی شیخ کرخی نے ذکر فرمایا ہے۔ اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں ہی آزاد ہوں حالانکہ اس کے پاس گواہ نہیں ہیں اور دوسرے نے اس سے انکار کیا اور دونوں نے اس کی قسم طلب کی تو قاضی ان دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے مولیٰ سے قسم لے گا کہ باللہ عزوجل میں نے اس کو آزاد نہیں کیا پھر اگر مولیٰ نے ان دونوں کی قسم سے انکار کیا تو دونوں آزاد ہو جائیگا اور اگر دونوں کے واسطے قسم لیا گیا تو مولیٰ کو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا۔ اور قاضی نے شرح مختصر لطیف میں ذکر کیا ہے کہ جب بعد از آن کرنے کے جماعت پنا ہو گئی ہو اور مولیٰ کو یاد نہ آوے تو مولیٰ بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا پھر واضح ہو کہ ایسی حالت میں بیان دو طرح کا ہوتا ہے نفی یا دلالت یا ضرورت پس نفی کی یہ صورت ہے کہ مولیٰ ان دونوں میں سے ایک معارف سے کہے کہ یہی جو جسکو میں نے آزاد کیا تھا اور بھول گیا تھا اور دلالت و ضرورت کی صورت یہ ہے کہ فعل یا قول اس سے ایسا صادر ہو کہ جو بیان پر دلالت کرے مثلاً دونوں میں سے ایک کہے کہ تو کوئی ایسا شخص کہے کہ بدوین ملک کے اس کی مصیبت میں ہو سکتی جیسے بیع و ہب و صدقہ و وصیت و اعتاق و جارہ و زہق کتابت و تدبیر و ہتھیلہ و جبکہ دونوں باندیاں ہوں اور اگر دس باندیوں میں سے ایک آزاد ہو پھر مولیٰ نے ان میں سے ایک سے دبی کی تو جس سے دبی کی ہو یہ تو رقیبت کے واسطے متعین ہو جائیگی اور یہ بھی بد دلالت یا ضرورت متعین ہو جائیگا کہ آزاد شدہ ان باقیوں میں ہر جس کا بیان صحیح یا دلالت سے متعین ہو سکتی ہو اور اسی طرح اگر اسے دوسری و تیسری سے دبی شروع کی یا تاک کہ تو تک نوبت پہنچی تو باقی رہی ہو یعنی دسویں و عشق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اس میں یہ ہو کہ ان میں سے کسی سے دبی نہ کرے اور اگر دبی کی تو حکم وہی ہوگا جو پہلے ذکر کر دیا ہے۔ اور اگر قبل بیان کے ان میں سے کوئی ایک مرگئی تو اس میں یہ ہو کہ قبل بیان کے ان باقیوں سے دبی نہ کرے اور اگر قبل بیان کے دبی کی تو جائز ہو۔ اور اگر دسویں پھر ایک مرگئی تو جو باقی رہی ہو وہ عشق کے واسطے متعین ہو جائیگی یا ان اس کا عشق بیان پر موقوف ہو جائیگا خواہ بیان صحیح ہو یا بد دلالت۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میری مملوکہ آزادان دونوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا تو دوسری باندی بد دلالت یا ضرورت عشق کے واسطے متعین ہو جائیگی

اور اگر وس غلام ہوں اور سب کو ایک صفہ میں فروخت کیا تو سب کی بیخ فروخت ہو جائیگی اور اگر تمہا تنہا فروخت کیا تو  
 تو تک کی بیخ جائز ہوتی جائیگی اور دسواں واسطے عتق کے متعین ہو گا۔ وس آدمیوں میں سے ہر ایک کی ایک باندی  
 ہو پس ان میں سے ایک نے ایک باندی اپنی آزاد کردی اور بطور معین وہ معلوم نہیں ہوتی تو ان میں سے ہر ایک کو بطور  
 ہو کہ اپنی اپنی باندی سے دلی کرے اور مالکوں کے مانند اس میں تصرف کرے۔ اور اگر یہ سب باندیاں ان میں سے  
 ایک کی مالک میں آئیں تو ایسا ہو گا کہ گویا یہ سب اسی کی مالک ہیں جن میں سے اس نے ایک کو آزاد کیا پھر اس کو قبول کیا  
 اور دوم آنکہ اگر مولیٰ قبل بیان کے مر گیا تو دونوں میں سے ہر ایک میں سے اس کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اسے  
 نصف کے واسطے سعایت کرے گا یعنی اپنی نصف قیمت کے واسطے مولائے قیمت کے داروں کے لیے سعایت کرے گا یہ درج  
 میں ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ میں نے اپنا غلام قدیم الہجرت آزاد کیا تو اس میں مشائخ نے تکلم کیا تو اور فرمایا یہ ہو کہ قدیم الہجرت  
 وہ ہو جسکی صحبت کو ایک سال گزر گیا ہو چکیس و فرید میں ہو۔ اور اگر باندی سے کہا کہ تو آزاد ہو یا ترا حل۔ پھر  
 ولادت کے بعد مولے مر گیا تو بچہ آزاد ہو گا اور باندی مذکورہ میں سے نصف حصہ آزاد ہو گا پھر انہی میں سے ہر ایک  
 اگر اپنی باندی سے کہا کہ اول بچہ جو تو جنے گی اگر لڑکا ہو تو تو آزاد ہو پس وہ باندی ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور  
 یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ اول کون جنی ہو باوجودیکہ باندی اور اسکا مولیٰ دونوں ان دونوں بچوں کی ولادت پر  
 اتفاق کرتے ہیں تو نصف باندی اور نصف لڑکی آزاد ہوگی اور لڑکا غلام رہے گا۔ اور اگر باندی نے دعویٰ کیا کہ  
 اول لڑکا ہی پیدا ہوا ہو اور یہ لڑکی صغیرہ ہو پس مولیٰ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہیں بلکہ لڑکی اول ہوئی ہے تو قسم  
 سے مولیٰ کا قول قبول ہو گا اور مولیٰ سے اسکے علم پر قسم چائیگی پس اگر مولیٰ قسم کھا گیا تو ان میں سے کوئی آزاد ہو گا لیکن  
 اگر باندی اسکے بعد گواہ قائم کرے کہ وہ پہلے لڑکا ہی جنی ہو تو حکم آزادی دیا جائیگا۔ اور اگر مولے نے قسم کھائی ہے تو لڑکا  
 کیا تو باندی اور لڑکی دونوں آزاد ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ اول لڑکا ہی ہو تو باندی اور لڑکی  
 آزاد ہوگی اور لڑکا رقیق رہے گا۔ اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ اول لڑکی پیدا ہوئی ہو تو کوئی آزاد نہ ہوگی۔ اور اگر  
 باندی نے دعویٰ کیا کہ اول غلام ہی پیدا ہوا اور لڑکی نے باوجودیکہ وہ کبیرہ ہو گئی ہو کچھ دعویٰ نہ کیا تو مولیٰ سے قسم  
 چائیگی پس اگر اس نے قسم کھائی تو کچھ ثابت نہ ہو گا اور اگر اس نے نکول کیا تو باندی آزاد ہو جائیگی نہ دختر۔ اور اگر لڑکی نے  
 دعویٰ کیا درحالیکہ وہ کبیرہ ہو کہ اول لڑکا پیدا ہوا ہو اور باندی نے دعویٰ نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں لڑکی ہی آزاد ہوگی  
 نہ اسکی مان یہ کافی میں ہو۔ اور اگر باندی سے کہا کہ پہلا بچہ جسکو تو جنے گی اور وہ لڑکا ہو گا تو وہ آزاد ہو اور اگر لڑکی ہو تو تو  
 آزاد ہو پس وہ دونوں کے اور دونوں کی جنی پس اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پہلا بچہ لڑکا ہو تو وہ آزاد ہو گا اور باقی سب  
 ملوک رہیں گے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اول وہ لڑکی جنی ہو تو یہ لڑکی رقیق رہے گی اور باقی سب کے سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر یہ  
 معلوم نہ ہو کہ ان میں سے اول کون پیدا ہوا ہو تو باندی میں سے نصف حصہ آزاد ہو گا اور دونوں لڑکوں میں سے ہر ایک کا  
 تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ایک چوتھائی کے واسطے سعایت کرے گا اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ  
 آزاد ہو گا اور ہر ایک اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گی۔ اور اگر باندی و مولیٰ نے اتفاق کیا کہ یہ لڑکا پہلا ہو  
 ہو تو یہی آزاد ہو جائیگا جس پر دونوں نے اتفاق کیا ہو اور باقی سب رقیق رہیں گے۔ اور اگر دونوں نے کسی سے کہ میں نے لڑکا جنی  
 کیا تو قسم سے مولیٰ کا قول قبول ہو گا مگر مولے سے اسکے علم پر قسم چائیگی کہ وہ ان میں سے جانتا ہوں کہ باندی اسکو پہلے جنی ہو

اور اگر باندی سے کہا کہ اگر میرا حمل لڑکا ہو تو تو خرہ ہو اور اگر لڑکی ہو تو وہ خرہ ہو پھر اسکا حمل ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکلی تو کوئی آزاد ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہو اگر وہ انی آخرہ تو بھی ہی حکم ہوگا اور اگر اسنے یوں کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو تو تو خرہ ہو اور اگر لڑکی ہو تو وہ خرہ ہو تو صورت مذکورہ میں لڑکی و لڑکا آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ کہ تو سا کو چھنے گی لڑکا ہو تو تو آزاد ہو اور اگر لڑکی ہو تو وہ آزاد ہو پھر ان دونوں کو جی نہیں اگر معلوم ہو جاوے کہ اول وہ لڑکا جی ہو تو باندی مع لڑکی کے آزاد ہو جائیگی اور لڑکا رقیق ہوگا۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے وہ لڑکی جی ہو تو لڑکی آزاد ہو جائیگی اور باندی مع لڑکا دونوں رقیق رہیں گی اور اگر کچھ معلوم نہ ہو باندی و مولیٰ نے کسی امر پر اتفاق کیا تو اسی کے موافق حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں تو لڑکا رقیق رہیگا اور لڑکی آزاد ہوگی اور نصف باندی آزاد ہوگی یہ بسو ط میں ہے۔ اور اگر باندی نے غلام پہلے پیدا ہونے کا دعوے کیا تو قسم سے مولیٰ کا قول قبول ہوگا یہ قمر تاشی میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو جی ایک لڑکا پھر ایک لڑکی تو تو آزاد ہو اور اگر تو جی ایک لڑکی پھر ایک لڑکا تو لڑکا آزاد ہو پھر ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی پس اگر پہلے لڑکا جی تو باندی آزاد ہو جائیگی اور لڑکا و لڑکی دونوں رقیق رہیں گے اور اگر پہلے لڑکی جی تو لڑکا آزاد ہو جائیگا اور باندی و لڑکی دونوں رقیق رہیں گی۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ ان میں کون پہلے پیدا ہوا ہے اور دونوں نے اتفاق کیا کہ ہم اسکو نہیں جانتے ہیں تو لڑکی رقیق ہوگی اور لڑکا و باندی ہر ایک میں سے نصف حصہ آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا۔ اور اگر دونوں نے اختلاف کیا تو مولیٰ سے اسکے علم پر قسم کے ساتھ مولیٰ کا قول قبول ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہو کہ وہ لڑکا و لڑکی ایک ایک جی ہو اور اگر وہ دو لڑکے اور دو لڑکیاں جی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو پس اگر پہلے دو لڑکے جی پھر دو لڑکیاں تو باندی آزاد ہو جائیگی اور لڑکی آزاد ہی سے دوسری لڑکی بھی آزاد ہوگی اور دونوں لڑکے اور پہلی لڑکی سب رقیق باقی رہیں گے اور اگر وہ پہلے ایک لڑکا جی پھر دو لڑکیاں پھر ایک لڑکا تو باندی اور دوسری لڑکی دونوں آزاد ہو جائیگی اور دوسرا لڑکا اپنی ماں کے آزاد ہونے سے آزاد ہوگا۔ اور اگر ایک لڑکا پہلے جی پھر لڑکی جی پھر ایک لڑکا جی پھر ایک لڑکی جی تو باندی اور دوسرا لڑکا اور دوسرا لڑکی سبب آزادی اپنی ماں کے آزاد ہو جائیگی اور پہلا لڑکا اور پہلی لڑکی رقیق رہیں گے۔ اور اگر وہ پہلے دو لڑکیاں جی پھر دو لڑکے جی تو پہلا لڑکا فقط آزاد ہوگا اور باقی سب رقیق رہیں گے اور اسی طرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جی پھر دو لڑکے پھر ایک لڑکی تو پہلی لڑکی تو بھی فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جی پھر ایک لڑکا جی پھر ایک لڑکا تو فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا۔ اور اگر تقدیم و تاخیر کچھ معلوم نہ ہو پس اگر سب نے اتفاق کیا کہ یہ معلوم نہیں کہ اول کون پیدا ہوا ہے تو ہر واحد اولاد میں سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باندی یعنی انکی ماں سے نصف حصہ آزاد ہوگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگی۔ اور اگر سب نے اختلاف کیا تو مولیٰ سے اسکے علم پر قسم لیکر اسی کا قول قبول کیا جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ اول بچہ کہ جسکو تو چھنے گی وہ آزاد ہو پس وہ پہلے ایک مردہ بچہ جی پھر ایک زندہ جی تو زندہ آزاد ہوگا۔ اور اگر باوجود اسکے یوں کہا کہ تو آزاد ہو تو وہ مردہ بچہ کے ساتھ آزاد ہوگی یہ خزانۃ المفہین میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی و مہاندیوں سے کہا کہ جو تم دونوں میں سے ایک کے پیٹ میں ہو آزاد ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس پر چاہے عشق واقع کرے پس اگر کسی

مرد نے ان دونوں میں سے ایک کے پیٹ میں ایسا مارا کہ وہ مردہ ہو وقت تک عتق سے چھیننے سے کم میں ڈال گئی تو وہ رقیق ہوگا اور دوسرا واسطے عتق کے متعین ہوگا۔ اور اگر ہر ایک باندی کے پیٹ میں ایک ایک مردہ ایسا مارا کہ وقت تک عتق سے چھیننے سے کم میں ہر ایک مردہ بچہ ڈال گئی تو ہر ایک کے بچے واسطے اس جناحہ کنندہ پر وہ واجب ہوگا باندی کے جنین کے واسطے واجب ہوگا جو یہ جھپٹ میں ہو۔ اور اگر کشتہ میں باندیوں سے کما کہ جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہو وہ حر ہو اور جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہو یا جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہو کچھ پہلی باندی کے پیٹ میں ہو وہ آزاد ہوگا اور دونوں باندیوں کے حق میں مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ جس ایک پر چاہے عتق واج کرے یا نہیں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میری باندی کے پیٹ میں جو یہ وہ لڑکا ہو تو اس لڑکے کو آزاد کر دو اور اگر لڑکی ہو تو اسکو آزاد کر دو پھر وہ لڑکا یا لڑکی دونوں کی دونوں جہی تو وہی پر واجب ہوگا کہ ان دونوں کو آزاد کرے مگر اسکے تھائی مال سے آزاد کرے۔ اور اگر اپنی باندی سے کما کہ اگر اول بچہ جو تو جہنے گی وہ لڑکا ہو تو آزاد ہو اور اگر لڑکی ہو تو لڑکا ہو تو وہ دونوں آزاد ہیں پھر وہ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں جنہی اور یہ معلوم نہیں ہو تاہم کہ انہیں سے اول کون ہو تو باندی اور اس کے پھر ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہوگا۔ اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باقی تین چوتھائی حصہ اس کے واسطے ہر ایک سے چاہے کی اور شیخ ابو عیسیٰ نے فرمایا کہ غلام ہو اور شیخ یہ تو کہ دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی ایک چوتھائی قیمت کے واسطے حمایت کرے گی مال امرئ بعض مشنوں میں یہ عبارت بھی زائد ہو جو وہ کہ ہمارے اصحاب میں سے بعض نے جواب کتاب کی تصحیح میں تکلف کیا اور کہا کہ دونوں لڑکیوں میں سے ایک نصف ہو عتق ہو ایک مالہ میں ہے باوجود اس امر کے جاہل ہے عتق ان دونوں پر اعتبار نہ کی جائیگی اور جب کہ تعین کا اعتبار ساقط ہو تو دونوں میں ایک لڑکی فی حال دون حال آزاد ہوگی پس اس میں سے نصف حصہ آزاد ہوگا لہذا یہی نص ہے ان دونوں میں مشترک ہا پس ہر ایک میں سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا۔ مگر اس صورت میں یہ مسئلہ مسائل متقدمہ سے تخریج میں نکلتا ہوگا پس واضح رہی ہو جو شیخ ابو عیسیٰ نے فرمایا ہو یہ مہبوط میں ہو۔ اور اگر وہ مردوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اس نے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا ہو تو امام اعظم کے نزدیک ایسی گواہی باطل ہو اور اگر وہ دونوں نے اس پر گواہی دی کہ اس نے اپنی دو باندیوں میں سے ایک کو آزاد کیا ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قبول نہیں ہو اگرچہ اس میں عوی شرط نہیں ہو۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ دونوں گواہوں نے گواہی دی ہو کہ اس نے اپنی صورت میں اپنے دو غلاموں میں سے ایک غلام کو آزاد کیا ہو۔ اور اگر وہ دونوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنے مرض موت میں دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا ہو یا اپنی صحت یا مرض میں دو میں سے ایک کو مدبر کیا ہو اور یہ گواہی اس شخص کی حالت مرض میں یا بعد وفات کے ادا کی ہو تو اسے مستحسناً مقبول ہوگی اور اگر وہ دونوں نے اسکے مرنے کے بعد گواہی دی کہ اس نے اپنی صحت میں کما تھا کہ وہ دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا تھا۔ لہذا کہ گواہی قبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ قبول ہوگی لہذا فی الہدایہ اور واضح یہ ہو کہ گواہی قبول ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر وہ دونوں نے گواہی دی کہ اس نے ان دونوں میں سے ایک معین کو آزاد کیا تھا مگر ہم اسکو قبول گئے ہیں تو وہ دونوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر وہ گواہوں نے گواہی دی کہ ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ متراشی میں ہو اور اگر وہ گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنے

مرد نے ان دونوں میں سے ایک کے پیٹ میں ایسا مارا کہ وہ مردہ ہو وقت تک عتق سے چھیننے سے کم میں ڈال گئی تو وہ رقیق ہوگا اور دوسرا واسطے عتق کے متعین ہوگا۔ اور اگر ہر ایک باندی کے پیٹ میں ایک ایک مردہ ایسا مارا کہ وقت تک عتق سے چھیننے سے کم میں ہر ایک مردہ بچہ ڈال گئی تو ہر ایک کے بچے واسطے اس جناحہ کنندہ پر وہ واجب ہوگا باندی کے جنین کے واسطے واجب ہوگا جو یہ جھپٹ میں ہو۔ اور اگر کشتہ میں باندیوں سے کما کہ جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہو وہ حر ہو اور جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہو یا جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہو کچھ پہلی باندی کے پیٹ میں ہو وہ آزاد ہوگا اور دونوں باندیوں کے حق میں مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ جس ایک پر چاہے عتق واج کرے یا نہیں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میری باندی کے پیٹ میں جو یہ وہ لڑکا ہو تو اس لڑکے کو آزاد کر دو اور اگر لڑکی ہو تو اسکو آزاد کر دو پھر وہ لڑکا یا لڑکی دونوں کی دونوں جہی تو وہی پر واجب ہوگا کہ ان دونوں کو آزاد کرے مگر اسکے تھائی مال سے آزاد کرے۔ اور اگر اپنی باندی سے کما کہ اگر اول بچہ جو تو جہنے گی وہ لڑکا ہو تو آزاد ہو اور اگر لڑکی ہو تو لڑکا ہو تو وہ دونوں آزاد ہیں پھر وہ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں جنہی اور یہ معلوم نہیں ہو تاہم کہ انہیں سے اول کون ہو تو باندی اور اس کے پھر ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہوگا۔ اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باقی تین چوتھائی حصہ اس کے واسطے ہر ایک سے چاہے کی اور شیخ ابو عیسیٰ نے فرمایا کہ غلام ہو اور شیخ یہ تو کہ دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی ایک چوتھائی قیمت کے واسطے حمایت کرے گی مال امرئ بعض مشنوں میں یہ عبارت بھی زائد ہو جو وہ کہ ہمارے اصحاب میں سے بعض نے جواب کتاب کی تصحیح میں تکلف کیا اور کہا کہ دونوں لڑکیوں میں سے ایک نصف ہو عتق ہو ایک مالہ میں ہے باوجود اس امر کے جاہل ہے عتق ان دونوں پر اعتبار نہ کی جائیگی اور جب کہ تعین کا اعتبار ساقط ہو تو دونوں میں ایک لڑکی فی حال دون حال آزاد ہوگی پس اس میں سے نصف حصہ آزاد ہوگا لہذا یہی نص ہے ان دونوں میں مشترک ہا پس ہر ایک میں سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا۔ مگر اس صورت میں یہ مسئلہ مسائل متقدمہ سے تخریج میں نکلتا ہوگا پس واضح رہی ہو جو شیخ ابو عیسیٰ نے فرمایا ہو یہ مہبوط میں ہو۔ اور اگر وہ مردوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اس نے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا ہو تو امام اعظم کے نزدیک ایسی گواہی باطل ہو اور اگر وہ دونوں نے اس پر گواہی دی کہ اس نے اپنی دو باندیوں میں سے ایک کو آزاد کیا ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قبول نہیں ہو اگرچہ اس میں عوی شرط نہیں ہو۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ دونوں گواہوں نے گواہی دی ہو کہ اس نے اپنی صورت میں اپنے دو غلاموں میں سے ایک غلام کو آزاد کیا ہو۔ اور اگر وہ دونوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنے مرض موت میں دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا ہو یا اپنی صحت یا مرض میں دو میں سے ایک کو مدبر کیا ہو اور یہ گواہی اس شخص کی حالت مرض میں یا بعد وفات کے ادا کی ہو تو اسے مستحسناً مقبول ہوگی اور اگر وہ دونوں نے اسکے مرنے کے بعد گواہی دی کہ اس نے اپنی صحت میں کما تھا کہ وہ دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا تھا۔ لہذا کہ گواہی قبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ قبول ہوگی لہذا فی الہدایہ اور واضح یہ ہو کہ گواہی قبول ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر وہ دونوں نے گواہی دی کہ اس نے ان دونوں میں سے ایک معین کو آزاد کیا تھا مگر ہم اسکو قبول گئے ہیں تو وہ دونوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر وہ گواہوں نے گواہی دی کہ ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ متراشی میں ہو اور اگر وہ گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنے



غلام سالم کو آزاد کیا ہو اور سالم کو وہ پہچانتے ہیں اور اس مشہور علیہ کا ایک ہی غلام سالم نام ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکے دو غلام سالم نام کے ہوں اور مولیٰ اس عتق سے منکر ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ان دونوں میں سے کوئی آزاد نہ ہوگا یہ قبح اقرار میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے ایک غلام کے عتق کی گواہی دی اور انکی گواہی برائے اسکے آزاد ہونے کا حکم ہو کیا پھر دونوں نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا پس دونوں نے اسکی قیمت اسکے مولیٰ کو تاوان دی پھر ان دونوں کی گواہی کے بعد اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسکے مولیٰ نے اسکو آزاد کیا تھا تو بالاتفاق ہر دو گواہان سابق سے تاوان ساقط نہ ہوگا اور اگر پچھلے دونوں گواہوں نے صریح کہا کہ پہلے دونوں گواہوں کی گواہی سے پہلے غلام کے مولیٰ نے اسکو آزاد کیا تھا تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک مقبول نہوگی اور جو کچھ پہلے گواہوں نے تاوان دیا ہو اسکو واپس نہ لے سینگے یہ کافی میں ہو۔ اور جامع میں ہو کہ اگر ایک مرد نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب کل کا روز آجائے تو تم میں سے ایک آزاد ہو پھر دونوں میں سے ایک آج ہی کے روز گیا یا مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا یا فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ بقبضہ کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا۔ اور اگر مولیٰ نے کل کا روز آنے سے پہلے کہا کہ میں نے اختیار کیا کہ جب کل کا روز آوے تو خاص اس غلام پر عتق واقع ہو تو یہ باطل ہو۔ اور نیز جامع میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تم میں سے ایک آزاد ہو پھر انہیں سے ایک کو فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز آنے سے پہلے اسکو خرید لیا پھر کل کا روز ہوا تو انہیں سے ایک آزاد ہو گیا مگر بنیان کا اختیار مولیٰ کو ہوگا اور اگر اسنے ایک کو فروخت کر کے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے خرید لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا مگر اسکو خرید انہیں تھا یہاں تک کہ کل کا روز آ گیا تو جو غلام کل کا روز ہونے پر اسکی مالک میں ہو وہ آزاد ہو جائیگا اور بیچ کرنے سے اسکی قسم باطل نہوگی۔ اور اگر ایک میں سے نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو جو غلام اپرا اسکی ملک میں ہو وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اسنے دونوں میں نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونوں میں سے ایک آزاد ہو گیا مگر بنیان کا اختیار مولیٰ کو ہو چھٹ میں ہو۔ ایک شخص کے چار غلام تین دو گورے تھے میں اور دو کالے ہیں پس مولیٰ نے کہا کہ یہ دونوں گورے آزاد ہیں یا یہ دونوں کالے یا عشق کی اضافت وقت کی جانب کر کے کہا کہ یہ دونوں گورے آزاد ہیں یا یہ دونوں کالے جب کل کا روز آوے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے دونوں گورے غلاموں میں سے ایک مر گیا یا مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونوں کالے غلام آزاد ہو جائینگے اور مولیٰ کو کوئی اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر گوروں میں سے ایک اور کالوں میں سے ایک مر گیا تو کل کا روز آنے پر مولیٰ کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر دونوں گورے مر گئے تو دونوں کالے آزاد ہو جائینگے یہ شرح جامع بکیر حمیری میں ہے اور اگر کالوں کا کہ ہذا حر ہوا تو دونوں غلام آزاد ہو جائینگے اور اگر کہا کہ ہذا حر تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ ادھرا حر ہوا تو داخل الدار تو ہلا فی الحال آزاد ہو جائیگا اور دوسرا وقت شرط پائی جانے کے آزاد ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو جب کل کا روز ہو تو دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر کل کا روز ہوا تو دونوں آزاد ہو جائینگے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا یا مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا تو باقی آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک میں سے کوئی حصہ فروخت کر دیا تو بھی یہی حکم ہے نیز ائمہ الفقہ میں ہیں کہ ایک سالنے دو غلام اور ایک آزادان تینوں کے مجموعہ کو کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں تو دوسرے غلام میں سے ایک بکانبہ

غلام سالم کو آزاد کیا ہو اور سالم کو وہ پہچانتے ہیں اور اس مشہور علیہ کا ایک ہی غلام سالم نام ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکے دو غلام سالم نام کے ہوں اور مولیٰ اس عتق سے منکر ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ان دونوں میں سے کوئی آزاد نہ ہوگا یہ قبح اقرار میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے ایک غلام کے عتق کی گواہی دی اور انکی گواہی برائے اسکے آزاد ہونے کا حکم ہو کیا پھر دونوں نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا پس دونوں نے اسکی قیمت اسکے مولیٰ کو تاوان دی پھر ان دونوں کی گواہی کے بعد اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسکے مولیٰ نے اسکو آزاد کیا تھا تو بالاتفاق ہر دو گواہان سابق سے تاوان ساقط نہ ہوگا اور اگر پچھلے دونوں گواہوں نے صریح کہا کہ پہلے دونوں گواہوں کی گواہی سے پہلے غلام کے مولیٰ نے اسکو آزاد کیا تھا تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک مقبول نہوگی اور جو کچھ پہلے گواہوں نے تاوان دیا ہو اسکو واپس نہ لے سینگے یہ کافی میں ہو۔ اور جامع میں ہو کہ اگر ایک مرد نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب کل کا روز آجائے تو تم میں سے ایک آزاد ہو پھر دونوں میں سے ایک آج ہی کے روز گیا یا مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا یا فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ بقبضہ کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا۔ اور اگر مولیٰ نے کل کا روز آنے سے پہلے کہا کہ میں نے اختیار کیا کہ جب کل کا روز آوے تو خاص اس غلام پر عتق واقع ہو تو یہ باطل ہو۔ اور نیز جامع میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تم میں سے ایک آزاد ہو پھر انہیں سے ایک کو فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز آنے سے پہلے اسکو خرید لیا پھر کل کا روز ہوا تو انہیں سے ایک آزاد ہو گیا مگر بنیان کا اختیار مولیٰ کو ہوگا اور اگر اسنے ایک کو فروخت کر کے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے خرید لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا مگر اسکو خرید انہیں تھا یہاں تک کہ کل کا روز آ گیا تو جو غلام کل کا روز ہونے پر اسکی مالک میں ہو وہ آزاد ہو جائیگا اور بیچ کرنے سے اسکی قسم باطل نہوگی۔ اور اگر ایک میں سے نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو جو غلام اپرا اسکی ملک میں ہو وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اسنے دونوں میں نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونوں میں سے ایک آزاد ہو گیا مگر بنیان کا اختیار مولیٰ کو ہو چھٹ میں ہو۔ ایک شخص کے چار غلام تین دو گورے تھے میں اور دو کالے ہیں پس مولیٰ نے کہا کہ یہ دونوں گورے آزاد ہیں یا یہ دونوں کالے یا عشق کی اضافت وقت کی جانب کر کے کہا کہ یہ دونوں گورے آزاد ہیں یا یہ دونوں کالے جب کل کا روز آوے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے دونوں گورے غلاموں میں سے ایک مر گیا یا مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونوں کالے غلام آزاد ہو جائینگے اور مولیٰ کو کوئی اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر گوروں میں سے ایک اور کالوں میں سے ایک مر گیا تو کل کا روز آنے پر مولیٰ کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر دونوں گورے مر گئے تو دونوں کالے آزاد ہو جائینگے یہ شرح جامع بکیر حمیری میں ہے اور اگر کالوں کا کہ ہذا حر ہوا تو دونوں غلام آزاد ہو جائینگے اور اگر کہا کہ ہذا حر تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ ادھرا حر ہوا تو داخل الدار تو ہلا فی الحال آزاد ہو جائیگا اور دوسرا وقت شرط پائی جانے کے آزاد ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو جب کل کا روز ہو تو دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر کل کا روز ہوا تو دونوں آزاد ہو جائینگے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا یا مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا تو باقی آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک میں سے کوئی حصہ فروخت کر دیا تو بھی یہی حکم ہے نیز ائمہ الفقہ میں ہیں کہ ایک سالنے دو غلام اور ایک آزادان تینوں کے مجموعہ کو کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں تو دوسرے غلام میں سے ایک بکانبہ

آزاد راجع کیا جائیگا اور ایک بجانب غلام پس دونوں غلاموں میں سے فقط ایک آزاد ہوگا گویا اس نے لون  
کہا کہ دونوں غلاموں میں سے ایک آزاد ہو پس اسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے کہ ان دونوں میں سے کون مراد  
ہو پس اگر موئے قبل بیان سکے نہ گیا تو دونوں میں سے ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے  
چوتھا باب ہے عقیق کے ساتھ قسم کھانے کے بیان میں۔ ایک شخص نے کہا کہ جب میں اس دارین داخل ہوں  
تو ہر ملک میرا جس روز ایسا ہوا وہ آزاد ہو حالانکہ اس روز اسکا کوئی ملک نہیں ہو پس اس نے ایک ملک  
خرید لیا پھر وہ داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھانے کے روز اسکی ملک میں کوئی غلام ہوا وہ براہ راست  
ملک میں باقی رہا یہاں تک کہ وہ دارین کو دین داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا خواہ راست میں داخل ہوا ہو یا دین  
اور اگر اس نے جس روز ایسا ہوا کا لفظ نہ کہا ہو تو جس غلام کا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہو آزاد نہ ہوگا یہ کافی میں ہے  
اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں اس دارین داخل ہوا تو آزاد ہو پس اس غلام کو دارین داخل ہونے سے پہلے  
فروخت کر دیا تو قسم بیکار ہو جائیگی۔ اور اگر وہ دارین داخل نہ ہوا یہاں تک کہ اسکو دوبارہ خرید لیا پھر دارین داخل ہوا  
تو وہ آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ زوال ملک کی وجہ سے قسم متحمل نہیں ہوتی یہ بدائع میں ہے۔ اور خالد بن ولید نے  
امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر ایک مرد نے کہا کہ ہر بار جبکہ میں اس دارین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو  
حالانکہ اس کے چند غلام ہیں پس وہ شخص اس دارین چار مرتبہ داخل ہوا تو اس پر ہر بار کے داخل ہونے کے لیے ایک غلام  
آزاد کرنا واجب ہوگا یہ شرط ہے غلام پر چاہے واقع کرے ایک بار۔ دوسرے کے چار آزاد کرے تیسرے کے بیس آزاد کرے۔ اور  
اگر اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو اس دارین داخل ہوئی تو آزاد ہو پھر اسکو آزاد کر دیا پھر وہ دہرہ ہو کر وارنہ رہا  
میں چلی گئی پھر وہاں سے قید کر کے لائی گئی اور یہی شخص اسکا مالک ہوا پھر یہ باندی اس دارین داخل ہوئی تو ہمارے  
نزدیک وہ آزاد ہوگی یہ بیابغ میں ہے۔ اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دارین آج کے روز داخل ہو تو تو آزاد ہو پھر دن  
گزر جانے کے بعد اس غلام نے دعویٰ کیا کہ میں اس دارین داخل ہوا تھا پس موئے نے انکار کیا تو قول مولیٰ کا قبول  
ہوگا اور اگر غلام سے کہا کہ اس دارین داخل ہو تو تو آزاد ہو تو یہ نیز لہ اس کلام کے ہے کہ جب تو اس دارین داخل ہو تو تو  
آزاد ہو یہ ہر چہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو ان دونوں گھروں میں داخل ہو تو تو آزاد ہو پھر ان گھروں  
میں داخل ہونے سے پہلے اسکو فروخت کر دیا پھر وہ ان گھروں میں سے ایک میں داخل ہوا پھر اسکو خرید کیا پھر وہ دہرہ  
گھر میں بھی داخل ہوا تو ہمارے نزدیک آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دارین داخل  
ہو تو تو آزاد ہو اگر تو نے قلاب سے کلام کیا۔ تو دارین داخل ہونے کے وقت بھی اعتبار قیام ملک کا ہوگا یہ بدائع  
میں ہے۔ امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ اگر موئے نے کہا کہ اول غلام جو میرے پاس آوے وہ آزاد ہو پس اول اس کے  
پاس ایک غلام وہ داخل کیا گیا پھر زندہ تو زندہ آزاد ہوگا اور اس میں کوئی اختلاف ذکر نہیں فرمایا پس بعض  
متابعین نے کہا کہ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ سب کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ مستشرقین  
جامع کبیر حصری میں ہے۔ اور اگر دو غلام ایک ساتھ اسکے پاس داخل کیے گئے تو ان میں سے کوئی آزاد ہوگا پھر اگر  
ان کے بعد کوئی غلام ان کے پاس داخل کیا گیا تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سالم سے کہا کہ  
تو آزاد ہو اگر تو اس دارین داخل ہوا نہیں بلکہ غلام نے اپنے دوسرے غلام کا نام لیا تو دوسرا بدین داخل وارے

آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصہ سی میں ہے۔ اور اگر کما کہ ہر عورت میری کہ جو اس دار میں داخل ہو تو وہ طالق ہو اور میرے غلاموں میں سے ایک غلام آزاد ہو پھر اسکی دو عورتیں داخل ہوئیں تو دونوں طالق ہو جائیں گی اور غلام ایک ہی آزاد ہوگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ جس غلام کو چاہے بیعت کرے۔ اور اگر اس نے کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوئی میری کوئی عورت اس دار میں تو وہ طالق ہو اور ایک غلام میرے غلاموں میں سے آزاد ہو پس دو عورتیں داخل ہوئیں یا ایک ہی عورت دو مرتبہ داخل ہوئی تو دونوں عورتیں طالق ہو جائیں گی اور دو غلام آزاد ہوں گے۔ ایک شخص کی باندیاں ہیں اور ان کے اولاد ہو اور ان کے غلام بھی ہیں پس اس نے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار میں داخل ہو تو وہ آزاد ہو اور اسکا بیٹا اور ایک غلام میرے غلاموں میں سے آزاد ہو پس سب باندیاں داخل ہوئیں تو سب آزاد ہو جائیں گی اور انکی اولاد بھی آزاد ہوگی اور ایک غلام آزاد ہوگا مگر واضح رہے کہ ہر باندی کا فقط ایک بیٹا آزاد ہوگا۔ اور اگر یہ غلام ان باندیوں کے شوہر ہوں پس اس نے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار میں داخل ہو تو وہ آزاد ہو اور اسکا شوہر اور اسکا بچہ پھر سب باندیاں داخل ہوئیں تو سب آزاد ہو جائیں گی اور ان کے شوہر اور انکی اولاد بھی آزاد ہوگی اور اگر کما کہ ہر بار کہ میری کوئی باندی اس دار میں داخل ہوئی تو یہ اور اسکا شوہر اور اسکا بچہ اور ایک غلام میرے غلاموں میں سے آزاد ہو پھر سب باندیاں داخل ہوئیں تو سب آزاد ہوئیں اور ان کے شوہر و اولاد بھی آزاد ہوگی اور ہر باندی کے مقابل میں ایک ایک غلام آزاد ہوگا۔ اور شرح کرنی میں لکھا ہے کہ اگر مولے نے کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا میں اس دار میں اور میں نے فلاں سے کلام کیا یا فلاں کے ساتھ کلام کیا تو میرے غلاموں میں سے ایک غلام آزاد ہو پھر وہ کئی بار دار میں داخل ہوا اور فلاں سے اس نے ایک ہی بار کلام کیا تو فقط ایک ہی غلام آزاد ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصہ سی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اگر تو اس دار میں داخل ہوا یا اس دار میں تو جس دار میں داخل ہوگا آزاد ہو جائیگا اور اگر کما کہ اس دار میں داخل ہوا اور اس دار میں تو جب تک دونوں میں داخل ہوا آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کما کہ تو آج کے روز آزاد ہو اگر تو اس دار میں داخل ہوا تو جب تک آج اس دار میں داخل نہ ہو آزاد نہ ہوگا یہ قادی میں ہے۔ اور اگر کما کہ ہر مملکت کہ اسکو میں نے خرید کیا جب میں اس دار میں داخل ہو گیا تو وہ آزاد ہو تو یہ قسم انہیں غلاموں کے حق میں ہوگی جنکو بعد وارندہ کو رہیں داخل ہونے کے خرید کرے یہ ایضاً میں ہے۔ ایک غلام نے کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو یا اگر میں نے فلاں سے کلام کیا تو میری جو روٹا لٹھ ہو پس اگر وہ پہلے دار میں داخل ہوا تو اسکا غلام آزاد ہوگا اور فلاں سے کلام کرنے کا انتظار نہ کیا جائیگا۔ اور اگر پہلے فلاں سے کلام کیا تو جو روٹا لٹھ ہو جائیگی اور دار میں داخل ہونے کا انتظار نہ کیا جائیگا پس جب ان دونوں شرطوں میں سے کوئی پائی گئی اور اسکا حکم مترب ہو گیا تو دوسری باطل ہوگی اور اگر دونوں شرطیں ایک ساتھ پائی گئیں تو دونوں خرابوں میں سے ایک نازل ہوگی مگر تعین کا اختیار اسکو حاصل ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصہ سی میں ہے ایک مرد کی دو باندیاں ہیں پس اس نے کہا کہ اگر میں سے کوئی اس دار میں داخل ہوئی تو وہ آزاد ہو پھر اس نے ایک کو فروخت کر دیا پھر وہ دار میں داخل ہوئی پھر وہ اس کے پاس باقی ہو وہ داخل ہوئی تو یہ آزاد ہوگی اور اگر مبیعہ کے داخل ہونے سے پہلے جو اس کے پاس ہو وہ داخل ہوئی تو وہ آزاد ہو جائیگی پھر میرے میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں دار میں داخل ہوا تو میری جو روٹا لٹھ ہو اور میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے فلاں سے کلام کیا تو یہ دو میں قرار دی جائیگی اس میں

قسم کی شرط پائی جاوے گی اسکی جزا نازل ہوگی۔ اور اگر اس نے اس کے آخرین انشاء اللہ قیامی کمدیا تو یہ انشاء اللہ قیامی  
قسموں کی طرف رجوع ہوگا اور اسی طرح اگر فلاں کی شہادت پر مطلق کیا تو بھی فلاں کی شہادت ان دونوں قسموں کی  
طرف رجوع ہوگی پس اگر فلاں نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو دونوں میں باطل ہو جائیگی اور اسی طرح اگر ان  
دونوں میں سے ایک کو اس نے نہ چاہا تو بھی دونوں باطل ہو جائیگی۔ اور اگر فلاں نے مجلس میں چاہا تو دونوں  
قسمیں صحیح ہو جائیگی پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اس نے فلاں سے کلام کیا تو فلاں آزاد ہو جائیگا اور اگر دار مذکور میں  
داخل ہوا تو جو رو طلاق ہو جائیگی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں اس میں داخل ہوا تو میری جو رو طلاق ہو جائیگی اور میرا  
غلام آزاد ہو جائیگی۔ اور اگر دار میں داخل ہوا تو دونوں جزا میں واقع ہو جائیگی۔  
اور اسی طرح اگر اس نے جزا کو مقدم کیا یا میں طہور کہ میری جو رو طلاق ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو جائیگی اور میں داخل ہوا  
یا بشرط کو وسط میں بیان کیا یا میں طہور کہ میری جو رو طلاق ہو جائیگی اگر میں دار میں داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو جائیگی  
مگر یہ۔ اور اگر کہا کہ اگر میں دار میں داخل ہوا تو میری جو رو طلاق ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو جائیگی اور میں داخل ہوا  
آزاد ہو جائیگی فلاں سے کلام کیا اور اس شخص کی کچھ نہایت نہیں ہو تو پیدل حج کرنا اور جو رو طلاق مطلق بدو لار  
ہوگی اور غلام کا عقیق مطلق ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میری جو رو طلاق ہو جائیگی اگر میں دار میں داخل ہوا تو میرا غلام  
آزاد ہو جائیگی انشاء اللہ قیامی تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور اس سے تنہا مذکور پوری قسم سے متعلق ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ  
انشاء اللہ قیامی فلاں نے چاہا تو بھی یہی حکم ہو ایک مرد نے کہا کہ ان دونوں قسموں میں سے ایک کو مقدم کرنا واجب ہے اور میرا غلام  
کلمت آزاد قرار میں فلاں نے چاہا تو اس شخص کی کچھ نہایت نہیں ہو تو قسم یوں ہوگی کہ بعد فلاں سے کلام کرے  
یا بعد فلاں سے کہے آجائے کے دار مذکور میں داخل ہو جائیگی اگر پہلے داخل ہو کر فلاں سے کلام کیا تو غلام آزاد ہوگا اور اگر  
کلام کر کے پھر داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر جزا کو دونوں شرطوں پر مقدم کیا یعنی کہا کہ میرا غلام آزاد ہو جائیگی میں  
دار میں داخل ہوا اگر میں نے فلاں سے کلام کیا تو شرط ہو کہ بعد کلام کے دار مذکور میں داخل ہونا پابیا دے یہ  
شرح جامع کبیر میری میں ہو۔ اور اگر اس نے اپنے اس قول سے کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا اگر میں نے فلاں  
سے کلام کیا تو آزاد ہو جائیگی کی کہ دخول دار مقدم ہو اور دہی شرط انشاء اللہ قیامی فلاں نے مؤخر ہو تو اسکی نہایت  
صحیح ہوگی۔ اور اسی طرح تقدیم جزا کی صورت میں اگر اس نے اسی نہایت کی یعنی کلام متاخر ہو تو اسکی نہایت صحیح ہوگی  
لیکن اگر اس نہایت میں اس کے حق میں کوئی نفع ہو یا میں طہور کہ مثلاً اس نہایت سے اس کے حق میں تخفیف ہو تو بسبب  
تمت کے تھنا اسکی نہایت رد کر دی جائیگی۔ اور اگر اس نے دو گھروں کے واسطے کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا  
ہو اگر میں اس دار دیگر میں داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگی تو حائث ہونے کی شرط دوسرے دار میں پہلے داخل ہونا ہوگی  
پس اگر وہ پہلے دار میں داخل ہوا تو حائث نہ ہوگا اور اگر دوسرے میں داخل ہونے کے بعد داخل ہوا تو حائث  
ہوگا۔ اور اگر اس نے ایک ہی دار کے حق میں کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا اگر میں اس دار میں داخل ہوا تو  
آزاد ہو جائیگی ایک بار داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا خواہ جزا مقدم ہو یا مؤخر ہو یہ شرح تلمیض جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر  
اس نے جزا کو وسط میں بیان کیا یا میں طہور کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو جائیگی فلاں سے کلام  
کیا۔ یا کہا کہ اگر میں نے فلاں سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو جائیگی اگر فلاں شخص آ یا تو قسم کا انشاء اس امر پر



ہوگا کہ فعل اول واقع ہو پھر فعل ثانی پایا جاوے یہ شرح جامع کبیر چھیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرا ہر مملوک  
نہ کر آزاد ہو اور اسی ایک باندی عالمہ ہو پھر اسکے زیرینہ بچہ پیدا ہوا تو آزاد نہ ہوگا اگرچہ وقت قسم سے چھ مہینہ  
کم میں جی ہو یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ ہر میرا مملوک کہ جسکا میں مالک ہوں آئندہ زمانہ  
میں وہ آزاد ہو الا ان مملوکوں کا اوسط۔ پھر اُس نے کوئی غلام خریدا تو اسی وقت آزاد ہو جائیگا پھر اگر اُس نے دوسرا خریدا تو  
آزاد ہوگا پھر اُس نے خریدا ایمان تک کہ مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر تیسرا خریدا تو ان دونوں میں سے کوئی آزاد  
ہوگا یہ شرح جامع کبیر چھیری میں ہے۔ پھر اگر وہ چوتھے غلام کا مالک ہوگا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا اسی طرح جب تک مملوکین  
غلام کا مالک ہوگا تو چوتھا آزاد ہو جائیگا اور علیٰ ہذا القیاس کہ ذاتی شرح مخفیٰ بجامع الکبیر۔ واصل آنکہ جب وہ  
دوسرا غلام حبس خریدیگا تو جو غلام نصف اول میں واقع ہوگا وہ فی الحال آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ اُسکا اوسط ہونا  
مستقور نہیں ہے اور جو غلام نصف ثانی میں واقع ہوگا اسکا حکم موقوف رہیگا حتیٰ کہ اگر اُس نے چھ غلام خریدے ایک بعد  
دوسرے کے تو اول کے تین غلام آزاد ہو جائیں گے اور باقیوں کا حکم موقوف رہیگا پھر اگر اُس نے چوتھا خریدا تو چوتھا آزاد  
ہوگا اس واسطے کہ جو اس سے متاخر ہو وہ مثل مقدم کے ہو نہیں سکتی ہوگا۔ اور اگر وہ مر گیا حالانکہ چھ غلام کا مالک ہوا تھا تو  
سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر طاق عدد کا مالک ہو ہو تو سوائے دنیا فی کے سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور یہ ذکر  
نہیں فرمایا کہ وقت خرید سے آزاد ہونگے یا وقت موت کے کچھ پہلے سے اور فقہ ابو جعفر نے شیخ ابو بکر بن ابوسعید سے  
سنا کہ کیا کہ برقیاس قول امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما کے موت سے بلا فصل پہلے سے آزاد ہونگے اور امام اعظم رحمہ کے قول  
پر وقت خرید سے آزاد ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ بالاتفاق عتق انہیں غلاموں پر مقصور رہیگا اس واسطے  
کہ استثنا سے خارج ہونے کی شرط یہ تھی کہ صفات و سلطنت منتفی ہووے اور یہ جب منتفی ہوگی کہ اسکے بعد کوئی غلام  
خریدے پس حکم اسی پر مقصور رہا۔ اور اگر ایک غلام کا مالک ہو پھر دوسرے غلام کا مالک ہو پھر دوسرا غلام کا مالک ہوگا  
مالک ہو تو سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو میں خریدوں وہ آزاد ہو الا انہیں کا اول۔ پھر اس نے  
ایک غلام خریدا تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اسکے ماسوائے سب آزاد ہو جائیں گے چاہے جس طرح انکو خریدے اور اگر اول  
دوسرے کے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر اُس نے یوں کہا ہو کہ الا انہیں کا آخر۔ پھر اُس نے ایک غلام خریدا تو آزاد  
ہو جائیگا اور اگر دوسرا خریدا تو آزاد ہوگا پھر اگر تیسرا خریدا تو دوسرا آزاد ہو جائیگا علیٰ ہذا القیاس اور اگر ایک  
غلام خریدا پھر دوسرا خریدے تو سب آزاد ہو جائیں گے یہ شرح جامع کبیر چھیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا  
میں مالک ہوں تو وہ آزاد ہو اور اُسکا ایک مملوک موجود رہی پھر اُس نے ایک مملوک خریدا تو آزاد رہی ہوگا جو اسکی ملک  
میں تھا اور جو بعد قسم کے خریدا ہو وہ آزاد نہ ہوگا لیکن اگر اُس نے اسکی بی بی نیت کی ہو تو یہ بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر اُس نے  
وغویٰ کیا کہ جو میری ملک میں تھا اسکے عتق کی میں نے نیت نہیں کی تھی تو اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ شرح  
جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا میں اس ساعت مالک ہوں وہ آزاد ہو تو یہ قسم انہیں ملک  
کے حق میں ہوگی جو پہلے سے اسکی ملک میں موجود ہیں اور چکا وہ اس ساعت بطور خرید مالک ہوگا وہ آزاد نہ ہوئے  
اور اگر اُس نے فقط ساعت سے وہ معنی مراد ہے جو ختم مراد لیتے ہیں تو ساعت تک جو مملوک اسکے ملک میں آدین  
انکو بھی آزاد و ن میں داخل کر سکتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ جو سابق سے اسکے ملک میں ہیں اُس نے عتق کو

مملوک  
نہ کر آزاد  
ہو اور اسی  
ایک باندی  
عالمہ ہو  
پھر اسکے  
زیرینہ  
بچہ پیدا  
ہوا تو آزاد  
نہ ہوگا  
اگرچہ وقت  
قسم سے  
چھ مہینہ  
کم میں  
جی ہو  
یہ شرح  
جامع  
صغیر  
قاضی  
خان  
میں  
ہے  
ایک  
مرد  
نے  
کہا  
کہ  
ہر  
میرا  
مملوک  
کہ  
جسکا  
میں  
مالک  
ہوں  
آئندہ  
زمانہ  
میں  
وہ  
آزاد  
ہو  
الا  
ان  
مملوکوں  
کا  
اوسط  
پھر  
اُس  
نے  
کوئی  
غلام  
خریدا  
تو  
اسی  
وقت  
آزاد  
ہو  
جائیگا  
پھر  
اگر  
اُس  
نے  
دوسرا  
خریدا  
تو  
آزاد  
ہوگا  
پھر  
اگر  
تیسرا  
خریدا  
تو  
ان  
دونوں  
میں  
سے  
کوئی  
آزاد  
ہوگا  
یہ  
شرح  
جامع  
کبیر  
چھیری  
میں  
ہے  
پھر  
اگر  
وہ  
چوتھے  
غلام  
کا  
مالک  
ہوگا  
تو  
دوسرا  
غلام  
آزاد  
ہوگا  
اسی  
طرح  
جب  
تک  
مملوکین  
غلام  
کا  
مالک  
ہوگا  
تو  
چوتھا  
آزاد  
ہو  
جائیگا  
اور  
علیٰ  
ہذا  
القیاس  
کہ  
ذاتی  
شرح  
مخفیٰ  
بجامع  
الکبیر  
واصل  
آنکہ  
جب  
وہ  
دوسرا  
غلام  
حبس  
خریدیگا  
تو  
جو  
غلام  
نصف  
اول  
میں  
واقع  
ہوگا  
وہ  
فی  
الحال  
آزاد  
ہو  
جائیگا  
اس  
واسطے  
کہ  
اُسکا  
اوسط  
ہونا  
مستقور  
نہیں  
ہے  
اور  
جو  
غلام  
نصف  
ثانی  
میں  
واقع  
ہوگا  
اسکا  
حکم  
موقوف  
رہیگا  
حتیٰ  
کہ  
اگر  
اُس  
نے  
چھ  
غلام  
خریدے  
ایک  
بعد  
دوسرے  
کے  
تو  
اول  
کے  
تین  
غلام  
آزاد  
ہو  
جائیں  
گے  
اور  
باقیوں  
کا  
حکم  
موقوف  
رہیگا  
پھر  
اگر  
اُس  
نے  
چوتھا  
خریدا  
تو  
چوتھا  
آزاد  
ہوگا  
اس  
واسطے  
کہ  
جو  
اس  
سے  
متاخر  
ہو  
وہ  
مثل  
مقدم  
کے  
ہو  
نہیں  
سکتی  
ہوگا  
اور  
اگر  
وہ  
مر  
گیا  
حالانکہ  
چھ  
غلام  
کا  
مالک  
ہوا  
تھا  
تو  
سب  
آزاد  
ہو  
جائیں  
گے  
اور  
اگر  
طاق  
عدد  
کا  
مالک  
ہو  
ہو  
تو  
سوائے  
دنیا  
فی  
کے  
سب  
آزاد  
ہو  
جائیں  
گے  
اور  
یہ  
ذکر  
نہیں  
فرمایا  
کہ  
وقت  
خرید  
سے  
آزاد  
ہونگے  
یا  
وقت  
موت  
کے  
کچھ  
پہلے  
سے  
اور  
فقہ  
ابو  
جعفر  
نے  
شیخ  
ابو  
بکر  
بن  
ابوسعید  
سے  
سنا  
کہ  
کیا  
کہ  
برقیاس  
قول  
امام  
ابو  
یوسف  
و  
امام  
محمد  
رحمہما  
کے  
موت  
سے  
بلا  
فصل  
پہلے  
سے  
آزاد  
ہونگے  
اور  
امام  
اعظم  
رحمہ  
کے  
قول  
پر  
وقت  
خرید  
سے  
آزاد  
ہونگے  
اور  
بعض  
نے  
فرمایا  
کہ  
صحیح  
یہ  
ہو  
کہ  
بالاتفاق  
عتق  
انہیں  
غلاموں  
پر  
مقصور  
رہیگا  
اس  
واسطے  
کہ  
استثنا  
سے  
خارج  
ہونے  
کی  
شرط  
یہ  
تھی  
کہ  
صفات  
و  
سلطنت  
منتفی  
ہووے  
اور  
یہ  
جب  
منتفی  
ہوگی  
کہ  
اسکے  
بعد  
کوئی  
غلام  
خریدے  
پس  
حکم  
اسی  
پر  
مقصور  
رہا  
اور  
اگر  
ایک  
غلام  
کا  
مالک  
ہو  
پھر  
دوسرے  
غلام  
کا  
مالک  
ہو  
پھر  
دوسرا  
غلام  
کا  
مالک  
ہوگا  
مالک  
ہو  
تو  
سب  
آزاد  
ہو  
جائیں  
گے  
اور  
اگر  
کہا  
کہ  
ہر  
غلام  
جسکو  
میں  
خریدوں  
وہ  
آزاد  
ہو  
الا  
انہیں  
کا  
اول  
پھر  
اس  
نے  
ایک  
غلام  
خریدا  
تو  
وہ  
آزاد  
نہ  
ہوگا  
اور  
اسکے  
ماسوائے  
سب  
آزاد  
ہو  
جائیں  
گے  
چاہے  
جس  
طرح  
انکو  
خریدے  
اور  
اگر  
اول  
دوسرے  
کے  
تو  
دونوں  
آزاد  
ہو  
جائیں  
گے  
اور  
اگر  
اُس  
نے  
یوں  
کہا  
ہو  
کہ  
الا  
انہیں  
کا  
آخر  
پھر  
اُس  
نے  
ایک  
غلام  
خریدا  
تو  
آزاد  
ہو  
جائیگا  
اور  
اگر  
دوسرا  
خریدا  
تو  
آزاد  
ہوگا  
پھر  
اگر  
تیسرا  
خریدا  
تو  
دوسرا  
آزاد  
ہو  
جائیگا  
علیٰ  
ہذا  
القیاس  
اور  
اگر  
ایک  
غلام  
خریدا  
پھر  
دوسرا  
خریدے  
تو  
سب  
آزاد  
ہو  
جائیں  
گے  
یہ  
شرح  
جامع  
کبیر  
چھیری  
میں  
ہے  
اور  
اگر  
کہا  
کہ  
ہر  
مملوک  
جسکا  
میں  
مالک  
ہوں  
تو  
وہ  
آزاد  
ہو  
اور  
اُسکا  
ایک  
مملوک  
موجود  
رہی  
پھر  
اُس  
نے  
ایک  
مملوک  
خریدا  
تو  
آزاد  
رہی  
ہوگا  
جو  
اسکی  
ملک  
میں  
تھا  
اور  
جو  
بعد  
قسم  
کے  
خریدا  
ہو  
وہ  
آزاد  
نہ  
ہوگا  
لیکن  
اگر  
اُس  
نے  
اسکی  
بی  
بی  
نیت  
کی  
ہو  
تو  
یہ  
بھی  
آزاد  
ہو  
جائیگا  
اور  
اگر  
اُس  
نے  
وغویٰ  
کیا  
کہ  
جو  
میری  
ملک  
میں  
تھا  
اسکے  
عتق  
کی  
میں  
نے  
نیت  
نہیں  
کی  
تھی  
تو  
اسکے  
قول  
کی  
تصدیق  
نہ  
ہوگی  
یہ  
شرح  
جامع  
صغیر  
قاضی  
خان  
میں  
ہے  
اور  
اگر  
کہا  
کہ  
ہر  
مملوک  
جسکا  
میں  
اس  
ساعت  
مالک  
ہوں  
وہ  
آزاد  
ہو  
تو  
یہ  
قسم  
انہیں  
ملک  
کے  
حق  
میں  
ہوگی  
جو  
پہلے  
سے  
اسکی  
ملک  
میں  
موجود  
ہیں  
اور  
چکا  
وہ  
اس  
ساعت  
بطور  
خرید  
مالک  
ہوگا  
وہ  
آزاد  
نہ  
ہوئے  
اور  
اگر  
اُس  
نے  
فقط  
ساعت  
سے  
وہ  
معنی  
مراد  
ہے  
جو  
ختم  
مراد  
لیتے  
ہیں  
تو  
ساعت  
تک  
جو  
مملوک  
اسکے  
ملک  
میں  
آدین  
انکو  
بھی  
آزاد  
و  
ن  
میں  
داخل  
کر  
سکتا  
ہے  
اور  
یہ  
نہیں  
ہو  
سکتا  
ہے  
کہ  
جو  
سابق  
سے  
اسکے  
ملک  
میں  
ہیں  
اُس  
نے  
عتق  
کو



اگر کما کھڑا ہوگا یا بیٹے کا آزاد ہو جائیگا اور اگر کما کہ تو آزاد ہو گزشتہ کل کے روز حالانکہ وہ اس ملک کا آج ہی مالک ہوا ہو تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کما کہ تو آزاد ہو تو قبل از انکہ میں نے تجھے خرید کیا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کما کہ ہر بار کہ جب کوئی دن گزرے تو تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر دوسرے گزرے تو دونوں آزاد ہو جائیگے یہ غتا بیہ بین ہو۔ اور اگر اُسے کما کہ میرا غلام آزاد ہو اگر فلاں اس دار میں کل کے روز داخل ہوا اور میری جود و مال لقمہ ہو اگر وہ داخل ہوا ہو۔ اور معلوم نہیں ہوتا ہو کہ آیا وہ داخل ہوا تھا یا نہیں تو حق و طلاق دونوں واقع ہو گئی اس واسطے کہ اُسے اول قسم میں دخول دار کا اقرار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا پس اسکی طرف سے طلاق کا اقرار ہوگا اور دوسری قسم میں دخول سے انکار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا پس اسکی طرف سے اقرار بحق ہوگا یہ شرع کا جامع کبیر میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام سے کما کہ تو آزاد ہو ایک مہینہ پہلے موت فلاں و فلاں سے پہر ان دونوں میں سے ایک شخص اس گفتگو سے ایک مہینہ پہر گیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہو ایک نے اپنے غلام سے کما کہ تو آزاد ہو قبل فطر و منی کے ایک مہینہ تو اول رمضان میں آزاد ہوگا یہ فتا دے قاضیان میں ہو۔ جامع میں مذکور ہو کہ اگر غلام مازون یا مکاتب نے کما کہ ہر ملک جسکا میں مالک ہوں آئندہ زمانہ میں تو وہ آزاد ہو پھر وہ خود آزاد ہونے کے بعد ایک ملک کا مالک ہوگا تو آزاد ہوگا یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور ایسا ہی اختلاف ہے اگر کما کہ ہر ملک جسکو میں خرید کروں تو وہ آزاد ہو پھر بعد اپنے آزاد ہونے کے خرید کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک وہ آزاد ہوگا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسے یوں کما کہ جب میں آزاد ہو جاؤں پھر جس ملک کا میں مالک ہوں وہ آزاد ہو یا جب میں آزاد ہو جاؤں پھر جس ملک کو میں خرید کروں وہ آزاد ہو پھر بعد آزاد ہونے کے وہ ایک ملک کا مالک ہو یا بعد آزادی کے خرید کیا تو بالاجماع وہ آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر خریدی نے کما کہ ہر ملک جسکا میں آئندہ زمانہ میں مالک ہوں وہ آزاد ہو پھر دارالاسلام میں اگر مسلمان ہو گیا اور ایک غلام خرید کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک آزاد ہوگا۔ اور اگر کما کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو ہر ملک جسکا میں مالک ہوں وہ آزاد ہو پھر مسلمان ہوا اور اُسے ایک غلام خرید یا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حسیری میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے ایک حرہ سے کما کہ جب میں شہر مالک ہوں تو تو آزاد ہو پھر حرہ مرہ ہو کر دارالحرب میں ملی گئی اور وہاں سے جہاد میں قید ہو کر آئی جسکو اُس شخص نے خرید کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک آزاد ہوگی اور اگر کما کہ جب تو مرید ہو کر پھر قید ہو کر دارالحرب سے آئے اور میں تجھے خرید کروں تو تو آزاد ہو پھر ایسا ہی واقع ہوا تو وہ بالاجماع آزاد ہو جائیگی یہ سراج و ماہج میں ہو۔ اور اگر غلام سے کما کہ تو آزاد ہو اگر تو چاہے تو مجلس ہی میں اُسے چاہنے سے آزاد ہوگا اور اگر کما کہ اگر فلاں چاہے تو فلاں کی مجلس ہی میں چاہنے سے آزاد ہوگا اگر فلاں مذکور اس مجلس میں موجود ہو ورنہ فلاں کی مجلس علم میں چاہنے سے آزاد ہوگا یہ نیا بیع میں ہو۔ اور اگر کما کہ تو آزاد ہو اگر فلاں نے نہ چاہا پس اگر فلاں نے اپنی مجلس علم میں کما کہ میں نے چاہا تو یہ غلام آزاد ہوگا اور اگر کما کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو آزاد ہو جائیگا لیکن میں نہیں چاہتا ہوں اس کہنے سے یہ آزاد ہوگا کیونکہ اسکو اسی مجلس میں چاہنے کا اختیار باقی ہو بلکہ اس طرح پر نہ چاہے کہ اس سے اعراض کر کے دوسرے کام میں مشغول ہو کر اس مجلس کو باطل کر دے یہ جائز میں ہو۔ اور اگر مولے نے کما کہ تو آزاد ہو اگر میں چاہوں پس اگر اُسے آخر عمر تک نہ چاہا تو آزاد ہوگا

اور یہ نہ چاہنا اسی مجلس تک مقصور نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نہ چاہوں تو دو صدیقین میں اگر اسے کہا کہ میں نے چاہا تو  
 آزاد ہوگا اور اگر اسے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو میں واقع ہوگا اس واسطے کہ موت تک اس کو چاہنے کا اختیار ہو  
 یہ سراج دلاج میں ہے۔ پھر جب مر گیا تو نہ چاہتا تھا تو اس کی موت سے پہلے بلا فصل آزاد ہوگا مگر تھالی مال سے  
 اعتبار کیا جائیگا یہ پڑھتے ہیں تو۔ اور اگر اپنی باندیوں میں سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہو اور فلاں اگر تو چاہے پس اسے  
 کہا کہ میں نے اپنی آزادی چاہی تو آزاد ہوگی۔ امام محمد رحمہ اللہ جامع میں فرمایا کہ اگر کسی مرد نے دوسرے سے کہا کہ  
 میرے غلاموں میں سے تو جس کی آزادی چاہے اس کو آزاد کر دے پھر غلام نے ایک ساتھ سب کی آزادی چاہی تو  
 سوائے ایک کے سب آزاد ہو جائیں گے یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور ایک کے نکالی لینے کا اختیار مولیٰ کو ہوا وہاں میں  
 کے نزدیک سب آزاد ہو جائیں گے یہ امام ابو سلیمان میں مذکور ہے اور روایت ابو جعفر میں مذکور ہے کہ  
 کہ پھر بامعنی ان سب کو ایک ساتھ آزاد کر دیا تو سوائے ایک کے سب آزاد ہو جائیں گے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک  
 اور یہی روایت صحیح ہے اس واسطے کہ مامور کی مشیت پر اختیار ہے جو وہ چاہے اور اگر کہا کہ میرے غلاموں میں سے  
 جس کا عتق تو چاہے وہ آزاد ہو پس اسے ان سب کا عتق ایک بار کی چاہا تو بھی قائل نہ ہو رہا بالاختلاف ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے  
 نزدیک سوائے ایک کے سب آزاد ہو جائیں گے اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک سب آزاد ہونگے اور اگر کہا کہ میرے غلاموں  
 میں سے جو اپنا عتق چاہے اس کو آزاد کر دے پس اس نے سب کو ایک بار کی آزاد کر دیا تو بلا جہاج آزاد ہو جائیں گے  
 اور اگر اس نے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں آزاد ہو اگر تم چاہو پھر ایک نے ان میں سے چاہا تو یہ باطل ہے  
 اور اگر اس نے کہا کہ تم میں سے جو عتق کو چاہے وہ آزاد ہو پس دونوں نے چاہا تو دونوں آزاد ہو جائیں گی اور اگر ایک  
 نے چاہا تو وہی آزاد ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں نے چاہا پھر مولیٰ نے کہا کہ میں تم میں سے ایک کے چاہنے  
 کو مراد لیتا ہوں تو براہ ویانت اس کی تصدیق ہوگی قضاء تصدیق نہ ہوگی یہ بخیر میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے  
 کہا کہ میں نے اپنے غلام کے عتق کا اختیار تجھے دیا تو وہ پھر اس کو منع نہیں کر سکتا ہے پس اس دوسرے کو اس  
 مجلس تک اختیار ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ ان دو غلاموں میں سے جس کو تو چاہے آزاد کر دے تو یہی حکم ہے  
 اور اسی طرح اگر عتق بیکل ہو۔ اور اگر کسی سے اپنی صحت یا مرض میں کہا کہ جب میں مرن تو میرا یہ غلام تو  
 آزاد کر دے اگر چاہے یا کہا کہ جب میں مرن تو میرے اس غلام کے عتق کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہو۔ یا کہا کہ  
 میں نے اس غلام کے عتق کا اپنی موت کے بعد اختیار تیرے ہاتھ میں دیا پس اسے اس امر کو اس سے قبول  
 نہ کیا ہمان تک کہ اس مجلس سے آٹھ گھڑا ہوا تو اس شخص کو اختیار ہوگا کہ اس کے بعد مولیٰ کے تھالی مال سے اس کو  
 آزاد کر دے۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا غلام بعد میری موت کے آزاد ہو اگر تو چاہے پس اگر اس کی موت کے بعد  
 اس نے چاہا تو یہ غلام آزاد ہوگا پھر اگر بعد موت مولیٰ کے مجلس سے شخص بدو نہ کچھ کہنے کے کھڑا ہو گیا پھر اس کے بعد  
 کہا کہ میں نے چاہا تو وہ عتق واجب ہوئی اور غلام مذکور آزاد نہ ہوگا جب تک کہ اس کو وارث لوگ یا وصی یا  
 قاضی آزاد نہ کرے اور مولیٰ مذکور نے اپنی حیات میں جسے چاہے پر رکھا تھا اس کو منع کر دیا تو وہ عتق جائز ہوگی  
 وغیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب کل کا روز آدے تو تو آزاد ہو اگر تو چاہے تو چاہے کا اختیار کل کی طرح طلوع ہونے  
 کے بعد سے ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں جو ہیں اگر اس نے فی الحال چاہا تو آزاد ہوگا جب تک کہ کل کے روز چاہے

اور یہ نہ چاہنا اسی مجلس تک مقصور نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نہ چاہوں تو دو صدیقین میں اگر اسے کہا کہ میں نے چاہا تو  
 آزاد ہوگا اور اگر اسے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو میں واقع ہوگا اس واسطے کہ موت تک اس کو چاہنے کا اختیار ہو  
 یہ سراج دلاج میں ہے۔ پھر جب مر گیا تو نہ چاہتا تھا تو اس کی موت سے پہلے بلا فصل آزاد ہوگا مگر تھالی مال سے  
 اعتبار کیا جائیگا یہ پڑھتے ہیں تو۔ اور اگر اپنی باندیوں میں سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہو اور فلاں اگر تو چاہے پس اسے  
 کہا کہ میں نے اپنی آزادی چاہی تو آزاد ہوگی۔ امام محمد رحمہ اللہ جامع میں فرمایا کہ اگر کسی مرد نے دوسرے سے کہا کہ  
 میرے غلاموں میں سے تو جس کی آزادی چاہے اس کو آزاد کر دے پھر غلام نے ایک ساتھ سب کی آزادی چاہی تو  
 سوائے ایک کے سب آزاد ہو جائیں گے یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور ایک کے نکالی لینے کا اختیار مولیٰ کو ہوا وہاں میں  
 کے نزدیک سب آزاد ہو جائیں گے یہ امام ابو سلیمان میں مذکور ہے اور روایت ابو جعفر میں مذکور ہے کہ  
 کہ پھر بامعنی ان سب کو ایک ساتھ آزاد کر دیا تو سوائے ایک کے سب آزاد ہو جائیں گے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک  
 اور یہی روایت صحیح ہے اس واسطے کہ مامور کی مشیت پر اختیار ہے جو وہ چاہے اور اگر کہا کہ میرے غلاموں میں سے  
 جس کا عتق تو چاہے وہ آزاد ہو پس اسے ان سب کا عتق ایک بار کی چاہا تو بھی قائل نہ ہو رہا بالاختلاف ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے  
 نزدیک سوائے ایک کے سب آزاد ہو جائیں گے اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک سب آزاد ہونگے اور اگر کہا کہ میرے غلاموں  
 میں سے جو اپنا عتق چاہے اس کو آزاد کر دے پس اس نے سب کو ایک بار کی آزاد کر دیا تو بلا جہاج آزاد ہو جائیں گے  
 اور اگر اس نے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں آزاد ہو اگر تم چاہو پھر ایک نے ان میں سے چاہا تو یہ باطل ہے  
 اور اگر اس نے کہا کہ تم میں سے جو عتق کو چاہے وہ آزاد ہو پس دونوں نے چاہا تو دونوں آزاد ہو جائیں گی اور اگر ایک  
 نے چاہا تو وہی آزاد ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں نے چاہا پھر مولیٰ نے کہا کہ میں تم میں سے ایک کے چاہنے  
 کو مراد لیتا ہوں تو براہ ویانت اس کی تصدیق ہوگی قضاء تصدیق نہ ہوگی یہ بخیر میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے  
 کہا کہ میں نے اپنے غلام کے عتق کا اختیار تجھے دیا تو وہ پھر اس کو منع نہیں کر سکتا ہے پس اس دوسرے کو اس  
 مجلس تک اختیار ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ ان دو غلاموں میں سے جس کو تو چاہے آزاد کر دے تو یہی حکم ہے  
 اور اسی طرح اگر عتق بیکل ہو۔ اور اگر کسی سے اپنی صحت یا مرض میں کہا کہ جب میں مرن تو میرا یہ غلام تو  
 آزاد کر دے اگر چاہے یا کہا کہ جب میں مرن تو میرے اس غلام کے عتق کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہو۔ یا کہا کہ  
 میں نے اس غلام کے عتق کا اپنی موت کے بعد اختیار تیرے ہاتھ میں دیا پس اسے اس امر کو اس سے قبول  
 نہ کیا ہمان تک کہ اس مجلس سے آٹھ گھڑا ہوا تو اس شخص کو اختیار ہوگا کہ اس کے بعد مولیٰ کے تھالی مال سے اس کو  
 آزاد کر دے۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا غلام بعد میری موت کے آزاد ہو اگر تو چاہے پس اگر اس کی موت کے بعد  
 اس نے چاہا تو یہ غلام آزاد ہوگا پھر اگر بعد موت مولیٰ کے مجلس سے شخص بدو نہ کچھ کہنے کے کھڑا ہو گیا پھر اس کے بعد  
 کہا کہ میں نے چاہا تو وہ عتق واجب ہوئی اور غلام مذکور آزاد نہ ہوگا جب تک کہ اس کو وارث لوگ یا وصی یا  
 قاضی آزاد نہ کرے اور مولیٰ مذکور نے اپنی حیات میں جسے چاہے پر رکھا تھا اس کو منع کر دیا تو وہ عتق جائز ہوگی  
 وغیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب کل کا روز آدے تو تو آزاد ہو اگر تو چاہے تو چاہے کا اختیار کل کی طرح طلوع ہونے  
 کے بعد سے ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں جو ہیں اگر اس نے فی الحال چاہا تو آزاد ہوگا جب تک کہ کل کے روز چاہے





آزاد کیا تھا مگر تو نے قبول نہیں کیا اور غلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو قسم سے مولیٰ کا قول قبول ہو گا یہ بدلے  
 میں ہو۔ اور اگر اپنے مولے سے کہا کہ مجھے ہزار درم پر آزاد کر دے پس مولے نے اس کا نصف حصہ آزاد کر دیا تو  
 نصف حصہ میں آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم کے عوض آزاد کر دے پس مولیٰ نے نصف آزاد کیا تو  
 امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نصف بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہو گا۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک  
 ہی نہیں ہے ایک نے کہا کہ تو آزاد ہو بعوض ہزار درم کے در اسے قبول کیا تو اس کا نصف حصہ بعوض پانچ سو  
 کے آزاد ہو گا لیکن اگر دوسرے نے اجازت دیدی تو ہزار درم دونوں میں مشترک ہو جائیگا یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اور اگر  
 کہا کہ میں نے اپنا حصہ بعوض ہزار کے آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو غلام پر ہزار درم آزاد کرنا ہر کے واسطے لازم  
 آوے گا اور اس میں اس کا شریک مشارک نہ ہو گا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو  
 پھر غلام نے کمانی کر کے اس کو ہزار درم ادا کیا تو اس کا حصہ آزاد ہو گا اور دوسرے کو اس مال میں شرکت کرنے کا اختیار ہو  
 اس واسطے کہ اس نے یہ مال حالت رقبت میں کما یا ہو پس اگر شریک نے حصہ بانٹ لیا تو آزاد کرنا غلام سے واپس نہیں  
 لے سکتا ہو اس واسطے کہ غلام نے جو شرط کی تھی اس کو ادا کر دیا اور اگر اس نے یوں کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو میرا  
 حصہ آزاد ہو تو شریک سے جو دوسرے شریک نے لے لیا ہو اس کو غلام سے واپس لیگا یہ شرطی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام  
 سے کہا کہ تو ہزار درم پر آزاد ہو پھر قبول اس کے کہ غلام قبول کرے کہا کہ تو سودینار پر آزاد ہو پس غلام نے کہا کہ میں نے دونوں مالوں  
 کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور دونوں مال اس پر لازم آوے گا اور یہ اس وقت ہو کہ غلام نے کہا ہو کہ میں نے  
 دونوں مالوں کے عوض قبول کیا یا آنکہ اس نے فقط یوں کہا کہ میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا کہ میں نے دونوں میں سے  
 ایک مال درم پادینا کو قبول کیا تو آزاد نہ ہو گا یہ شرطی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اور مجھے ہزار درم  
 ادا کر دے تو غلام مفت آزاد ہو جائیگا یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ادا کر دے مجھے ہزار درم و تو آزاد  
 ہو تو جب تک ہزار درم ادا نہ کرے تب تک آزاد نہ ہو گا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے پس تو آزاد ہو تو فی الحال آزاد  
 ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے تو آزاد ہو تو فی الحال آزاد ہو جائیگا خواہ ادا کیے یا نہ کیے  
 ہوں یہ بدلے میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو اور مجھے ہزار درم ہن توفی الحال آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم پھر واجب  
 نہ ہو گئے خواہ اس نے قبول کیا یا نہ کیا یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہوا در صاحبین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس نے قبول کیا تو آزاد  
 ہو جائیگا اور ہزار درم لازم آوے گا اور اگر قبول کیا تو آزاد نہ ہو گا یہ پانچ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے  
 ایک غلام آزاد کر دے اور تو آزاد ہو یا میری طرف سے یہ لفظ نہ کہا یا یوں کہا کہ جب تو نے میری طرف سے ایک غلام آزاد  
 کیا تو تو آزاد ہو تو صحیح ہے اور غلام کا لفظ راجع بوسط ہو گا یعنی اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دے اور یہ غلام ماذون التجارۃ  
 ہو جائیگا پھر اگر اس نے اپنے درجہ یا اعلیٰ درجہ کا غلام آزاد کیا تو نہیں جائز ہے۔ پس اگر اس نے اوسط درجہ کا غلام آزاد کیا تو  
 دونوں بلا سہایت آزاد ہو جائیگے بشرطیکہ اس نے حالت صحیح میں کہا ہو اور اگر حالت یمین میں کہا ہو اور ان دونوں کے  
 سوا کے اس کا کچھ مال نہ ہو تو ایک تہائی ان دونوں کے درمیان سوا حق ان کے سهام کے تقسیم ہوگی پس اگر مودر قیت ششما  
 دینار ہوں اور دوسرے کی قیمت چالیس دینار ہوں تو مودر کا دو تہائی حصہ بلا سہایت آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ وہ  
 بعوض ہو پس وہ قیمت نہ ہوگی اور ایک تہائی بلا عوض ہو پس مال میت تہائی حصہ اس مودر کا اور پورا غلام مودر کا ہو گا

و اگر اپنے غلام سے کہا کہ ادا کر دے مجھے ہزار درم و تو آزاد ہو تو جب تک ہزار درم ادا نہ کرے تب تک آزاد نہ ہو گا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے پس تو آزاد ہو تو فی الحال آزاد ہو جائیگا خواہ ادا کیے یا نہ کیے ہوں یہ بدلے میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو اور مجھے ہزار درم ہن توفی الحال آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم پھر واجب نہ ہو گئے خواہ اس نے قبول کیا یا نہ کیا یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہوا در صاحبین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم لازم آوے گا اور اگر قبول کیا تو آزاد نہ ہو گا یہ پانچ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کر دے اور تو آزاد ہو یا میری طرف سے یہ لفظ نہ کہا یا یوں کہا کہ جب تو نے میری طرف سے ایک غلام آزاد کیا تو تو صحیح ہے اور غلام کا لفظ راجع بوسط ہو گا یعنی اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دے اور یہ غلام ماذون التجارۃ ہو جائیگا پھر اگر اس نے اپنے درجہ یا اعلیٰ درجہ کا غلام آزاد کیا تو نہیں جائز ہے۔ پس اگر اس نے اوسط درجہ کا غلام آزاد کیا تو دونوں بلا سہایت آزاد ہو جائیگے بشرطیکہ اس نے حالت صحیح میں کہا ہو اور اگر حالت یمین میں کہا ہو اور ان دونوں کے سوا کے اس کا کچھ مال نہ ہو تو ایک تہائی ان دونوں کے درمیان سوا حق ان کے سهام کے تقسیم ہوگی پس اگر مودر قیت ششما دینار ہوں اور دوسرے کی قیمت چالیس دینار ہوں تو مودر کا دو تہائی حصہ بلا سہایت آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ وہ بعوض ہو پس وہ قیمت نہ ہوگی اور ایک تہائی بلا عوض ہو پس مال میت تہائی حصہ اس مودر کا اور پورا غلام مودر کا ہو گا

اسکا ساتھ دینا چاہئے وہ ان دونوں میں دونوں کے حقوق کے موافق تقسیم ہوگا۔ مین سے تہائی یا موم کا حصہ یعنی  
چودھم و دو تہائی حصہ درم ہو اس پر اس قدر بلا سہایت آزاد ہو جائیگا اور باقی تیرہ درم و ایک تہائی حصہ درم کے  
واسطے سہایت کرے گا اور غلام اوسط سے تیرہ درم و ایک تہائی حصہ درم بلا سہایت آزاد ہوگا اور باقی چھبیس درم  
و دو تہائی حصہ درم کے واسطے سہایت کرے گا مین سے تہائی حصہ درم بلا سہایت سہایت چالیس حصہ تہائی و  
دو تہائی سہایت کرے گا۔ اور اگر غلام وسط کی قیمت مثل مین سے یا زیادہ ہو تو پورا غلام اور بلا سہایت آزاد  
ہو جائیگا اور بیل یا گاوین غلام وسط تہائی سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے میری موت کے  
بعد ایک غلام آزاد کر دے اور تو آزاد ہو تو یہ ضرورت مین و دونوں یکساں ہیں فرق یہ ہو کہ اگر اس ضرورت میں  
درم مین و درجہ کا غلام آزاد کیا تو مامور آزاد ہوگا الا باعناق وارث یا مہی یا قاضی اور ضرورت مین میں جب مامور  
اوسط و درجہ کا غلام آزاد کر دیا تو بدولت کسی کے آزاد کرنے کے خود آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر مولیٰ کی موت کے بعد  
وارثوں نے غلام مامور سے کہا کہ تو غلام آزاد کر۔ نہ ہم تجھ کو فروخت کرینگے تو انکو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا دیکھنا قاضی  
اس غلام مامور کو تین روز یا زیادہ کی حاکمیت موانع اپنی رائے کے دیکھنا یہ کافی مین ہو۔ پھر جس مدت تک قاضی  
نے اسکو حاکمیت دی ہو اگر اس مدت میں اسے ایک غلام وسط آزاد کیا تو قاضی مامور کو آزاد کر دینا ضروری نہ ہو  
وارثوں کو دیدینا اور اسکو بیع کی انکو اجازت دیدینا اور ابطال و حاکم دیدینا۔ اور اگر مولیٰ نے اپنے  
وارثوں سے کہا ہو کہ جب میری موت کے بعد یہ ایک غلام آزاد کرے تو اسکو آزاد کر دے تو یہ ضرورت اور جب کہ یوں کہا  
کہ جب میری موت کے بعد ایک غلام آزاد کر دے تو تو آزاد ہو دونوں یکساں ہیں مین و مین ہو۔ ابن سماعہ رحم  
نے امام محمد رحم سے روایت کی ہو کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ مین نے فروخت کیا تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ ہزار درم جو  
تیرے ہاتھ میں ہیں بعض ہزار درم کے تو فرمایا کہ وہ آزاد ہو اور غلام کے ہاتھ میں ہو وہ مولیٰ سے لے لیا اور اس پر کچھ اور  
واجب نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایک غلام نے اس سے کہا کہ فروخت کر دے میرے ہاتھ تیرا نفس اور یہ ہزار درم بعض ہزار  
درم کے تو وہ لی پور سے ہزار درم لے لیا اور غلام مفت آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ فروخت کیا مین نے  
تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ سو دینار بعض ہزار درم کے اور غلام نے اسکو قبول کیا اور غلام کی قیمت سو دینار کے برابر  
ہو تو ہزار درم مین سے پانچ سو درم بمقابلہ غلام کے اور پانچ سو بمقابلہ دیناروں کے ہونے پس اگر قبل اقرار کے  
غلام نے ہزار درم دیدیے تو یہ دینار غلام کے ہونگے اور غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر قبل اقرار کے دینار جدا  
ہو گئے تو ہزار مین سے دیناروں کا حصہ باطل ہو گیا یعنی بیع صرف باطل ہوئی پس دیناروں کی سہ ہونے اور  
پانچ سو درم جبکہ عوض غلام آزاد ہو گیا وہ غلام پر قرضہ رہے۔ ہشام نے امام محمد رحم سے روایت کی ہو کہ اگر  
غلام نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ فروخت کر دے میرے ہاتھ تیرا نفس اور مولیٰ نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو غلام آزاد  
ہو جائیگا اور اپنی قیمت کے واسطے سہایت کرے گا یہ محیط بہتر مین ہو۔ اور اپنے غلام کو آزاد کیا بعض ایسے مال کے  
کہ اسکو کسی اجنبی پر رکھا اور اجنبی نے اسکو قبول کیا تو مال اس کے ذمہ لازم نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر کسی مرد  
نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنے غلام کو اپنی طرف سے بعض ایسے ہزار درم کے آزاد کر دے کہ وہ مجھ پر مین ہیں اسے  
آزاد کر دیا تو اس مرد پر مال لازم نہ آوے گا اور اگر آزاد کر دیا تو مین اسکو واپس کر لینے کا استحقاق ہوگا یہ فقیر مین ہو کسی

قومی نے اپنے غلام کو شہر اسب یا سور پر آزاد کر دیا تو قبول کرنے سے آزاد ہو جائیگا اور مٹی کی قیمت لازم ہوگی اور اگر  
 قبل وصول نجر کے دو گون میں سے کوئی مسلمان ہو گیا تو پچیس کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی اور  
 امام محمد رحمہ کے نزدیک شراب کی قیمت واجب ہوگی یہ پچیس سہری میں ہو۔ اور اگر کما کر چپ تو نے مجھے ہزار درم ادا کیے  
 تو تو آزاد ہو یا ہر گاہ کہ تو نے ادا کیے تو یہ صحیح ہو اور اسی مجلس تک مقصود نہوگا اور اگر کما کر اگر تو نے مجھے ہزار درم  
 ادا کیے تو تو آزاد ہو تو یہ مجلس ہی تک مقصود ہو اور ان سب صورتوں میں غلام ماذون التجارۃ ہو جائیگا اور جب  
 اس نے مال ادا کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اس نے یہ مال قبل اس کلام موٹے کے کما یا ہو تو غلام آزاد  
 ہوا اور مال سب مولیٰ کا ہوگا اور غلام کے ذمہ دوسرے ہزار درم واجب ہوئے اور اگر ایسا مال ہو کہ اس نے  
 بعد اس کلام کے کما یا ہو تو غلام آزاد ہوگا اور وقت آزاد ہونے تک جو کچھ کمائی ہو وہ مولیٰ کی ہوگی اور ہزار درم  
 معاوضہ میں سے غلام پر کچھ نہوگا یہ نیا بیع میں ہوا تو قبل ادا کرنے کے مولیٰ کو اس کے فروخت کا اختیار ہو اور اگر اس نے  
 بدل میں بیع کچھ ادا کرنا چاہا تو مولیٰ اس کے قبل پر مجبور کیا جائیگا لیکن غلام آزاد نہوگا جب تک کہ کل ادا نہ کرے  
 اور اگر مولیٰ نے اس کو کل سے یا بعض سے بری کیا تو بری نہوگا اور آزاد نہوگا یہ سراج و سراج میں ہوا اور غلام آزاد  
 مال حاضر کیا یا بطور کہ مولیٰ اور مال کے درمیان سے روک اٹھا دی کہ مولیٰ اس کے قبضہ پر تھا تو ہر مال مولیٰ کو مجبور کرے  
 اور اس کو ہزار قابض کے قرار دیکھا۔ اور غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا خواہ مولیٰ نے قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ بیع  
 میں ہو۔ اور اگر مولیٰ نے اپنی سے کما کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو میرا یہ غلام آزاد ہو پھر وہ اجنبی ہزار درم لایا  
 اور مولیٰ کے سامنے رکھے تو مولیٰ اس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر مولیٰ نے قبضہ کما لیا ہو  
 کہ ہزار نہ گور پر قبضہ نہیں کیا تو عاتقہ نہوگا یہ قنادی قاضی خان میں ہو اور اگر مولیٰ نے غلام سے کما کہ جب تو مجھے  
 ہزار درم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پھر غلام نے مولیٰ سے کما کہ تو مجھے سو درم ادا کر دے تو مولیٰ نے اس سے کما کہ  
 غلام آزاد نہوگا الا اگر مولیٰ نے اس کی درخواست نہ گور کے وقت کما ہو کہ اگر تو نے مجھے یہ ادا کیے تو تو آزاد ہو تو سبب  
 اس دوسری قسم کے آزاد ہو جائیگا جیسے کہ اگر مولیٰ نے کما کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پھر کما کہ اگر تو  
 مجھے پانچ سو درم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پس اس نے پانچ سو درم ادا کر دیے تو سبب دوسری قسم کے آزاد ہوگا یہ مجاہدین  
 ہو۔ اور اگر مولیٰ دیکھا تو غلام نہ گور رقیق ہوگا کہ غلام مع اس کی کمائی کے مولیٰ کی میراث ہوگا اس واسطے کہ غلام اور جو  
 کچھ اس نے کما یا ہو مولیٰ کی ملک ہو۔ اور اس کمائی میں سے غلام کی طرف سے ادا نہ کیا جائیگا یہ ہزار درم میں ہو۔ اور اگر اس نے  
 مولیٰ نے کما کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو پھر اس غلام کو فروخت کیا پھر مولیٰ نے اس کو خرید کیا یا  
 بھید بھید یا خیار رویت یا خیار شرط کے مولیٰ کو واپس دیا گیا پھر غلام نہ گور ہزار درم لایا تو مولیٰ اس کے قبول  
 کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر اس نے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ شرح زیادات عتباتی میں ہو۔ اور اگر اس نے  
 غلام سے کما کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پس غلام نے کسی سے ہزار درم قرض لیکر مولیٰ کو دیدیا تو  
 غلام آزاد ہو گیا اور مقرر خواہ نہ گور مولیٰ سے رجوع کر کے اپنے ہزار درم وصول کر لیا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر اس نے غلام سے  
 کما کہ جب تو مجھے فلاں چیز سبب میں سے دیدے تو تو آزاد ہو پس غلام نے یہ چیز دیدی تو آزاد ہو جائیگا لیکن جانتا چاہیے  
 کہ اگر یہ چیز ایسی ہو کہ صورت کما میں بدل کما ہوتی ہو تو مولیٰ اس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر  
 چھ ہزار درم میں ۱۷



صورت کتابت میں بدل کر کتابت ہونے کی وجہ سے نہ کہتے ہو تو مولے اسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر اسے  
 قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ بسو ط میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اگر تو نے مجھے ایک کپڑا دیا کر دیا یا کہا کہ  
 اگر تو نے مجھے دوا کر دیا تو تو آزاد ہو پس غلام نے ایک کپڑا لا کر دیدیا یا تین درم یا زیا دہ لا کر دے دے تو  
 مولیٰ اسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور باوجود اسکے اگر اسے اسکو قبول کر لیا تو شرط بائی باندی کی وجہ سے  
 آزاد ہو جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جب فلاں آوے پس تو مجھے ہزار درم دیا کر دے تو تو آزاد ہو پس فلاں آیا  
 اور اسے ہزار درم دلا دیا تو مولیٰ اسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا یہ ہزار درم ایسے ہوں کہ غلام  
 نے فلاں کے آنے سے پہلے کہا ہے میں تو غلام نہ کر دے آزاد تو ہو جائیگا مگر مولیٰ اس سے دوسرے ہزار درم لے لیا یہ  
 شرح زیادات عثمانی میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ جب تو نے مجھے ایک غلام دیدیا تو تو آزاد ہو اور یہ نہ بولا یا کہ  
 کس قیمت کا غلام یا کس خنس کا غلام تو یہ جائز ہو اور جب غلام کی طرف سے قبول پایا گیا تو اسکے ذمہ ایک غلام  
 ثابت ہوگا پھر اگر وہ اوسط درجہ کا ایک غلام لایا تو مولے اسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اعلیٰ  
 درجہ کا لایا تو بھی یہ حکم ہو اور اگر ادنیٰ درجہ کا لایا تو مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر مولے نے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا  
 اور اگر غلام ایک اوسط درجہ کے غلام کی قیمت لایا تو مولے اسکے قبول پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مولے نے اسکو پسند  
 کر کے قبول کر لیا تو غلام آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ایک اوسط درجہ کا غلام دیدیا یا کہا کہ اوسط درجہ کا  
 ایک کرگیون دیا تو تو آزاد ہو پھر غلام اعلیٰ درجہ کا غلام یا کرگیون لایا تو مولے اسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور  
 اگر قبول کیا تو غلام آزاد نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے سپید قلعی میں ادا کیے تو تو آزاد ہو پس غلام  
 نے سوا سے سپید کے دوسری قلعی میں ادا کیے تو آزاد نہ ہوگا یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے  
 ہزار درم یا ہوا سی سو درم کے ادا کر دیے تو تو آزاد ہو اور باندی نے قبول کیا تو یہ مکاتبت نہیں ہو اور جب تک  
 اسے ادا نہیں کیے ہیں تب تک مولیٰ کو اسکے فروخت کر دینے کا اختیار ہو اور اگر باندی نے ایک مہینہ خالی دیا  
 کہ کچھ ادا نہیں کیا پھر ادا کیا تو آزاد نہ ہوگی۔ اور یہ انہی نفس کی روایت میں مذکور ہو اور یہی صحیح ہو اور اسکی صحت کی  
 دلیل یہ ہو کہ اگر باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے اس مہینہ میں ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو پھر اسے اس مہینہ میں  
 ادا نہ کیے اور دوسرے مہینے میں ادا کیے تو آزاد نہ ہوگی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر مولے نے کہا کہ میں نے تجھے اس خبر پر  
 جو اس صندوق میں ہو درموں سے آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اسیر اپنی قیمت واجب کی  
 یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میری و میری پسر کی ایک سال تک خدمت کر دے تو تو آزاد ہو یا کہا کہ جب  
 تو نے میری اور میری پسر کی ایک سال خدمت کر دی تو تو آزاد ہو پھر مولیٰ سال گزرنے سے پہلے مر گیا تو غلام آزاد نہ ہوگا  
 اور اسی طرح اگر پسر مر گیا تو بھی اسکے مرنے سے شرط عتق کیجاتی رہی پھر اسکے بعد وہ آزاد نہ ہوگا یہ بسو ط میں ہو۔ اور  
 اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اس شرط پر کہ تو چار برس میری خدمت کر دے پس غلام نے قبول کر لیا تو آزاد ہو گیا اگر  
 اس پر چار برس اسکی خدمت کرنی واجب ہوگی اور اگر قبل خدمت کے مولیٰ مر گیا تو خدمت باطل ہوگئی اور امام  
 اعظم دہلوی پوسف درم کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی سا اور اگر ایک سال خدمت کے بعد مولے مر  
 تو غلام کے نزدیک غلام پر اسکی قیمت چوتھائی واجب ہوگی سا اور اسی طرح اگر غلام مر گیا اور مالی چھوڑا تو

غلام  
 کتابت  
 صورت  
 میں  
 آزاد  
 ہوگا  
 لیکن  
 اگر  
 اسے  
 قبول  
 کر لیا  
 تو  
 غلام  
 آزاد  
 نہ  
 ہوگا  
 یہ  
 سراجیہ  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 غلام  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 تو  
 نے  
 مجھے  
 ایک  
 کپڑا  
 دیا  
 کر  
 دیا  
 یا  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 تو  
 نے  
 مجھے  
 دوا  
 کر  
 دیا  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 پس  
 غلام  
 نے  
 ایک  
 کپڑا  
 لا  
 کر  
 دیدیا  
 یا  
 تین  
 درم  
 یا  
 زیا  
 دہ  
 لا  
 کر  
 دے  
 دے  
 تو  
 مولیٰ  
 اسکے  
 قبول  
 کرنے  
 پر  
 مجبور  
 نہ  
 کیا  
 جائیگا  
 اور  
 باوجود  
 اسکے  
 اگر  
 اسے  
 اسکو  
 قبول  
 کر  
 لیا  
 تو  
 شرط  
 بائی  
 باندی  
 کی  
 وجہ  
 سے  
 آزاد  
 ہو  
 جائیگا  
 یہ  
 کافی  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 فلاں  
 آوے  
 پس  
 تو  
 مجھے  
 ہزار  
 درم  
 دیا  
 کر  
 دے  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 پس  
 فلاں  
 آیا  
 اور  
 اسے  
 ہزار  
 درم  
 دلا  
 دیا  
 تو  
 مولیٰ  
 اسکے  
 قبول  
 کرنے  
 پر  
 مجبور  
 نہ  
 کیا  
 جائیگا  
 یہ  
 ہزار  
 درم  
 ایسے  
 ہوں  
 کہ  
 غلام  
 نے  
 فلاں  
 کے  
 آنے  
 سے  
 پہلے  
 کہا  
 ہے  
 میں  
 تو  
 غلام  
 نہ  
 کر  
 دے  
 آزاد  
 تو  
 ہو  
 جائیگا  
 مگر  
 مولیٰ  
 اس  
 سے  
 دوسرے  
 ہزار  
 درم  
 لے  
 لیا  
 یہ  
 شرح  
 زیادات  
 عثمانی  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 غلام  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 تو  
 نے  
 مجھے  
 ایک  
 غلام  
 دیدیا  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 اور  
 یہ  
 نہ  
 بولا  
 یا  
 کہ  
 کس  
 قیمت  
 کا  
 غلام  
 یا  
 کس  
 خنس  
 کا  
 غلام  
 تو  
 یہ  
 جائز  
 ہو  
 اور  
 جب  
 غلام  
 کی  
 طرف  
 سے  
 قبول  
 پایا  
 گیا  
 تو  
 اسکے  
 ذمہ  
 ایک  
 غلام  
 ثابت  
 ہوگا  
 پھر  
 اگر  
 وہ  
 اوسط  
 درجہ  
 کا  
 ایک  
 غلام  
 لایا  
 تو  
 مولے  
 اسکے  
 قبول  
 کرنے  
 پر  
 مجبور  
 نہ  
 کیا  
 جائیگا  
 اور  
 اسی  
 طرح  
 اگر  
 اعلیٰ  
 درجہ  
 کا  
 لایا  
 تو  
 بھی  
 یہ  
 حکم  
 ہو  
 اور  
 اگر  
 ادنیٰ  
 درجہ  
 کا  
 لایا  
 تو  
 مجبور  
 نہ  
 کیا  
 جائیگا  
 لیکن  
 اگر  
 مولے  
 نے  
 قبول  
 کر  
 لیا  
 تو  
 غلام  
 آزاد  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 اگر  
 غلام  
 ایک  
 اوسط  
 درجہ  
 کے  
 غلام  
 کی  
 قیمت  
 لایا  
 تو  
 مولے  
 اسکے  
 قبول  
 پر  
 مجبور  
 نہ  
 کیا  
 جائیگا  
 اور  
 اگر  
 مولے  
 نے  
 اسکو  
 پسند  
 کر  
 کے  
 قبول  
 کر  
 لیا  
 تو  
 غلام  
 آزاد  
 نہ  
 ہوگا۔  
 اور  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 تو  
 نے  
 مجھے  
 ایک  
 اوسط  
 درجہ  
 کا  
 غلام  
 دیدیا  
 یا  
 کہا  
 کہ  
 اوسط  
 درجہ  
 کا  
 ایک  
 کرگیون  
 دیا  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 پھر  
 غلام  
 اعلیٰ  
 درجہ  
 کا  
 غلام  
 یا  
 کرگیون  
 لایا  
 تو  
 مولے  
 اسکے  
 قبول  
 کرنے  
 پر  
 مجبور  
 نہ  
 کیا  
 جائیگا  
 اور  
 اگر  
 قبول  
 کیا  
 تو  
 غلام  
 آزاد  
 نہ  
 ہوگا  
 یہ  
 محیط  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 تو  
 نے  
 مجھے  
 سپید  
 قلعی  
 میں  
 ادا  
 کیے  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 پس  
 غلام  
 نے  
 سوا  
 سے  
 سپید  
 کے  
 دوسری  
 قلعی  
 میں  
 ادا  
 کیے  
 تو  
 آزاد  
 نہ  
 ہوگا  
 یہ  
 سراجیہ  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 اپنی  
 باندی  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 تو  
 نے  
 مجھے  
 ہزار  
 درم  
 یا  
 ہوا  
 سی  
 سو  
 درم  
 کے  
 ادا  
 کر  
 دیے  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 اور  
 باندی  
 نے  
 قبول  
 کیا  
 تو  
 یہ  
 مکاتبت  
 نہیں  
 ہو  
 اور  
 جب  
 تک  
 اسے  
 ادا  
 نہیں  
 کیے  
 ہیں  
 تب  
 تک  
 مولیٰ  
 کو  
 اسکے  
 فروخت  
 کر  
 دینے  
 کا  
 اختیار  
 ہو  
 اور  
 اگر  
 باندی  
 نے  
 ایک  
 مہینہ  
 خالی  
 دیا  
 کہ  
 کچھ  
 ادا  
 نہیں  
 کیا  
 پھر  
 ادا  
 کیا  
 تو  
 آزاد  
 نہ  
 ہوگی۔  
 اور  
 یہ  
 انہی  
 نفس  
 کی  
 روایت  
 میں  
 مذکور  
 ہو  
 اور  
 یہی  
 صحیح  
 ہو  
 اور  
 اسکی  
 صحت  
 کی  
 دلیل  
 یہ  
 ہو  
 کہ  
 اگر  
 باندی  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 تو  
 نے  
 مجھے  
 اس  
 مہینہ  
 میں  
 ہزار  
 درم  
 ادا  
 کر  
 دیے  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 پھر  
 اسے  
 اس  
 مہینہ  
 میں  
 ادا  
 نہ  
 کیے  
 اور  
 دوسرے  
 مہینے  
 میں  
 ادا  
 کیے  
 تو  
 آزاد  
 نہ  
 ہوگی  
 یہ  
 بدائع  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 مولے  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 میں  
 نے  
 تجھے  
 اس  
 خبر  
 پر  
 جو  
 اس  
 صندوق  
 میں  
 ہو  
 درموں  
 سے  
 آزاد  
 کیا  
 اور  
 غلام  
 نے  
 قبول  
 کیا  
 تو  
 غلام  
 آزاد  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 اسیر  
 اپنی  
 قیمت  
 واجب  
 کی  
 یہ  
 سراجیہ  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 غلام  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 میری  
 و  
 میری  
 پسر  
 کی  
 ایک  
 سال  
 تک  
 خدمت  
 کر  
 دے  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 یا  
 کہا  
 کہ  
 جب  
 تو  
 نے  
 میری  
 اور  
 میری  
 پسر  
 کی  
 ایک  
 سال  
 خدمت  
 کر  
 دی  
 تو  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 پھر  
 مولیٰ  
 سال  
 گزرنے  
 سے  
 پہلے  
 مر  
 گیا  
 تو  
 غلام  
 آزاد  
 نہ  
 ہوگا  
 اور  
 اسی  
 طرح  
 اگر  
 پسر  
 مر  
 گیا  
 تو  
 بھی  
 اسکے  
 مرنے  
 سے  
 شرط  
 عتق  
 کیجاتی  
 رہی  
 پھر  
 اسکے  
 بعد  
 وہ  
 آزاد  
 نہ  
 ہوگا  
 یہ  
 بسو ط  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 غلام  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 اس  
 شرط  
 پر  
 کہ  
 تو  
 چار  
 برس  
 میری  
 خدمت  
 کر  
 دے  
 پس  
 غلام  
 نے  
 قبول  
 کر  
 لیا  
 تو  
 آزاد  
 ہو  
 گیا  
 اگر  
 اس  
 پر  
 چار  
 برس  
 اسکی  
 خدمت  
 کرنی  
 واجب  
 ہوگی  
 اور  
 اگر  
 قبل  
 خدمت  
 کے  
 مولیٰ  
 مر  
 گیا  
 تو  
 خدمت  
 باطل  
 ہوگئی  
 اور  
 امام  
 اعظم  
 دہلوی  
 پوسف  
 درم  
 کے  
 نزدیک  
 غلام  
 پر  
 اپنی  
 قیمت  
 واجب  
 ہوگی  
 سا  
 اور  
 اگر  
 ایک  
 سال  
 خدمت  
 کے  
 بعد  
 مولے  
 مر  
 تو  
 غلام  
 کے  
 نزدیک  
 غلام  
 پر  
 اسکی  
 قیمت  
 چوتھائی  
 واجب  
 ہوگی  
 سا  
 اور  
 اسی  
 طرح  
 اگر  
 غلام  
 مر  
 گیا  
 اور  
 مالی  
 چھوڑا  
 تو

یہ خلیں کے نزدیک اس میں سے غلام کی قیمت مولیٰ کو ادا کیا جیسی یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے ایک سال میری خدمت کر دی تو تو آزاد ہو پس غلام نے ایک سال سے کم خدمت کی یا خدمت کے عوض کوئی مال دید یا تو آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری و میری اولاد کی سال بھر خدمت کر دی تو تو آزاد ہو پھر سال میں اسکی اولاد میں سے بعض مرگیا تو آزاد نہوگا یہ غایہ سروجی میں ہو۔ اور اگر وہ میت کے وقت اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو نے میرے پسر و دختر کی اس وقت تک خدمت کر دی کہ وہ بے پروا ہو جاوے تو تو آزاد ہو پس اگر دونوں صغیر ہوں تو مراد یہ ہوگی کہ اس وقت تک خدمت کر دے کہ وہ دونوں اور ایک کو پہنچ جاوے اور اگر کبیر ہوں تو اس پر محمول ہوگا کہ دختر کی اس وقت تک خدمت کرے کہ اسکا نکاح ہو جاوے اور پسر کی اس وقت تک کہ اسکو ایک باندی کا ثمن حاصل ہو جائے اور اگر دختر کا نکاح ہو گیا اور پسر باقی رہا تو دونوں کی خدمت کرے اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا تو وہ دونوں صغیر تھے یا کبیر تھے تو وصیت باطل ہوگی بیچ میں ہو۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو پھر ایک بچہ پیدا ہوا پھر اسے ہزار درم ادا کیے تو اسکا بچہ اس کے ساتھ آزاد نہوگا۔ اور اگر اسے ہزار درم مال مولیٰ سے ادا کیے تو بسبب وجود شرط کے آزاد ہو جائیگی اور مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ اس کے ثمن اس سے لے لے۔ اور اگر مولیٰ اس قول کے کہنے کے وقت کہ جب تو ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہو، چار ہویس باندی نے کہا میں کر کے مال نہ کورا دیا کیا پھر مولیٰ اسی مرض سے مرگیا تو قیاساً مولیٰ کے تھائی مال سے آزاد ہوگی اور استثنائاً اس کے پورے مال سے آزاد ہوگی اور اگر مولیٰ نے کہا کہ ہر گاہ تو مجھے ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہو پھر قبل ادا کرنے کے مولیٰ مر گیا تو یہ قول باطل ہو گیا یہ مبسوط میں ہو۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی اس باندی کو آزاد کر دے ہزار درم پر بدین شرط کہ جیسے اسکا نکاح کر دے پس مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا پھر باندی آزاد شدہ نے اس مرد سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو عتق از جانب مولیٰ واقع ہوگا اور مرد کو ہر گز وجہ نہ ہوگا۔ اور اگر مرد نہ کورے ہوں کہ اپنی باندی کو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے اور باقی مسئلہ بحال ہو تو ہزار درم اسکی قیمت اور اس کے ہر ثمن پر قیاساً ہونگے پس جو کچھ اسکی قیمت کے پرتے میں پڑیں وہ مرد نہ کورے پر واجب ہونگے اور جتنے رخصت کے پرتے میں پڑیں وہ اس سے ساقط ہونگے اور اگر باندی نہ کورے اس کے ساتھ نکاح کر لیا تو ہزار میں سے جو کچھ اسکی قیمت کے پرتے میں پڑیں وہ اول صورت میں ساقط ہونگے اور دوسری صورت میں مولیٰ کے ہونگے اور جتنے رخصت کے پرتے میں پڑیں وہ دونوں صورتوں میں باندی کا مہر ہونگے یہ کافی میں ہو۔ اور اگر اپنی ام ولد کو بدین شرط آزاد کیا کہ اس کے ساتھ اپنا نکاح کرے پس ام ولد نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگی پھر اگر مولیٰ سے اپنا نکاح کرنے سے انکار کیا تو اس پر سعایت واجب ہوگی اور اگر باندی کو اس شرط پر آزاد کیا کہ اس کے ساتھ نکاح کرے پھر اس نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا تو باندی پر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم پر آزاد کیا بدین شرط کہ تو جس درم پر مجھے اپنے نکاح میں لے لے پس اس نے قبول کیا پھر اس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو اس پر ہزار درم واجب ہونگے اور اگر اسکی قیمت ہزار سے زیادہ ہوں تو پوری قیمت کے واسطے سعایت کرے گا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے اپنے نکاح میں لے اور ہزار درم میرا مہر دے پس اس نے قبول کیا پھر نکاح کر لینے سے انکار کیا تو آزاد ہو جائیگا اور اس پر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی اور اگر عورت سے سو درم

منکاح کر لیا اور وہ راضی ہو گئی تو غلام مذکور پر سعایت واجب ہو گئی اور اگر غلام نے اس سے ہزار درہم بڑکاج  
 کرنے کو کہا مگر عورت نے انکار کیا تو بھی غلام پر سعایت لازم نہ ہو گی یہ محیط سترسی میں ہو اور اگر اپنے دو غلاموں سے  
 کہا کہ جب تم دونوں ہزار درہم اد اگر دو تو تم آزاد ہو۔ تو دونوں کے اد اگر سے کا اعتبار ہو۔ اور اگر ایک نے سب مال  
 اپنے پاس سے اد کیا باقی طور کہ کہا کہ باج سود درہم میری طرف سے اور باج درہم میں بطور احسان کے اپنے  
 ساتھی کی طرف سے دیتا ہوں تو آزاد نہ ہونگے لیکن اگر اس نے کہا کہ باج سود درہم میری طرف سے اور باج درہم  
 میرے ساتھی نے بھیجے ہیں تو اس وقت دونوں آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر کسی اجنبی نے ہزار درہم اد کے تو یہ دونوں  
 آزاد نہ ہونگے الا انکہ یوں کہہ کہ میں ان دونوں کی آزادی کے واسطے ہزار درہم دیتا ہوں یا کہا کہ میں شرط  
 کہ وہ دونوں آزاد ہیں تو مولیٰ کے قبول کر لینے سے وہ دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اس اد اگر عورت کو یہ اختیار  
 ہو گا کہ مولیٰ سے ہر مال لے لے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک بعض  
 ہزار درہم کے آزاد ہو تو جب تک دونوں اس مجلس میں قبول نہ کریں جب تک کوئی آزاد نہ ہو گا پس اگر دونوں  
 نے قبول نہ کیا پھر ایک کے کٹے ہو گئے تو ایک باطل ہو گیا اور اگر دونوں میں سے ایک نے قبول کیا  
 اور دوسرے نے قبول نہ کیا تو آزاد نہ ہو گا اور اگر دونوں نے قبول کیا مگر اس طرح کہ ہر ایک نے کہا کہ بعض باج  
 درہم کے میں نے قبول کیا تو دونوں میں سے کوئی آزاد نہ ہو گا۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے  
 بعض ہزار درہم کے قبول کیا یا ہزار درہم کا نقطہ نہ کیا یا ایک نے کہا کہ میں نے ہزار درہم کے عوض قبول کیا تو مولیٰ  
 سے کہا جائیگا کہ تو بیان کریں جب اس نے ان دونوں میں سے ایک کا عتق بیان کیا تو وہ آزاد ہو گا اور اس پر  
 ہزار درہم لازم آئے گا اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو یہ رقم ان دونوں میں برابر تقسیم ہو گا پس ہر ایک میں سے نصف  
 آزاد ہو گا بعض باج سود درہم کے اور باقی نصف کے واسطے ہر ایک سعایت کرے یہ مخرج طحاوی میں ہے۔ ایک  
 مرد نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک بعض ہزار درہم کے آزاد ہو پس دونوں نے کہا کہ ہم نے قبول  
 کیا پھر کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بعض باج سود کے آزاد ہو پس دونوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا تو پہلا ایجاب  
 صحیح ہوا اور دوسرا باطل ہو اور جب کلام اول صحیح ہوا تو جب تک مولیٰ زندہ ہو بیان کے واسطے اس کی طرف  
 رجوع کیا جائیگا اور جب وہ قبل بیان کے مر گیا تو عتق ان دونوں میں شائع ہو گیا اور مال بھی عتق کی تبعیت  
 میں شائع ہو جائیگا پس ہر ایک کا نصف حصہ بعض باج سود درہم کے آزاد ہو گا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے  
 واسطے سعایت کرے گا۔ اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بعض ہزار درہم کے آزاد ہو پس ہزاران دونوں نے  
 قبول نہ کیا تھا کہ اس نے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بعض سود پناہ کے آزاد ہو پھر دونوں نے قبول کیا تو دونوں  
 ایجاب صحیح ہونگے۔ اور جب دونوں صحیح ہوئے اور دونوں نے قبول کیا تو ان کا قبول ان دونوں کلاموں  
 کی طرف راجع کیا جائیگا اور مولیٰ کو اختیار دیا جائیگا چاہے وہ دونوں پر بعض ہر دو بال کے عتق واقع کرے  
 اور چاہے وہ دونوں میں سے ایک پر بعض دونوں مالوں کے عتق واقع کرے اور بیان مولیٰ کے اور ہر دو بال چاہے  
 بیان کرے۔ اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ بعض نصف دونوں مالوں کے آزاد ہو گا  
 اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام معین سے کہا کہ تو ہزار درہم پر

آزاد ہو چکر قبل اسکے کہ وہ قبول کرے اسکو اور ایک دوسرے اپنے غلام کو جمع کر کے کہا کہ تم میں ایک بوجھل سودینا  
 کے آزاد ہو پس دونوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا تو موسیٰ کو اختیار ہو چاہتے ہر دو کلام کو اول غلام عتق کی طرف  
 راجع کرے اور وہ بوجھل ہر دو مال کے آزاد ہوگا اور چاہے ہر دو کلام میں سے ایک کلام کو دوسرے غلام کی طرف راجع  
 کرے اور عتق مذکور بوجھل ہزار درم کے اور غیر عتق بوجھل سودینا کے آزاد ہوگا اور اگر قبل بیان کے موسیٰ  
 مر گیا تو عتق مذکور پورا آزاد ہوگا اور غیر عتق میں سے نصف حصہ بوجھل بچاں دینا کے آزاد ہوگا۔ اور یہ حکم  
 اس وقت ہو کہ عتق و غیر عتق کی شناخت ہو اور اگر معلوم نہ ہو اور ہر ایک نے دونوں میں سے دعویٰ کیا  
 کہ میں ہی اول عتق ہوں تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی حصہ بوجھل ہر دو مال کے نصف کے آزاد ہوگا یعنی ہر ایک  
 درم کا نصف و سودینا کا نصف ہر ایک پر واجب ہوگا اور ہر ایک باقی بچاں دینا کے واسطے سدا بیت کرے گا  
 اور اگر اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک بوجھل ہزار درم کے اور دوسرا بوجھل پانچ سو درم کے  
 آزاد ہو پس اگر دونوں نے ساتھ کہا کہ ہم نے قبول کیا یا ہر ایک نے کہا کہ میں نے دونوں مالوں کے عوض قبول کیا  
 یا ہر ایک نے کہا کہ میں نے ہر دو مال میں سے زیادہ کے عوض قبول کیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے پس دونوں  
 میں سے ہر ایک کے ذمہ پانچ سو درم لازم آویں گے اور اگر دونوں میں سے ایک نے زیادہ مال اور دوسرے  
 نے کم مال کے عوض قبول کیا تو وہی آزاد ہوگا جس نے دونوں مالوں میں سے زیادہ کے عوض قبول کیا ہو پس  
 اس پر پانچ سو درم لازم آویں گے کذا فی الیدارح اور اگر دونوں نے ہر دو مال میں سے کم کے عوض قبول کیا تو  
 کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک بوجھل ہزار درم کے  
 اور دوسرا بوجھل دو ہزار درم کے آزاد ہو پس ایک نے کہا کہ میں نے قبول کیا یعنی مطلقاً کہا یا یوں کہا کہ میں نے  
 دو ہزار درم کے عوض قبول کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ بوجھل ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر  
 ہر دو مال آزاد ہی جس کے مختلف ہوں مثلاً کہا کہ تم میں سے ایک بوجھل ہزار درم کے اور دوسرا بوجھل سو دینار  
 کے آزاد ہو پس ایک نے قبول کیا اس طرح کہ میں نے بوجھل ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا اور اگر  
 اس نے مطلقاً کہا کہ میں نے قبول کیا یا کہا کہ میں نے دونوں مالوں کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور غلام  
 کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جسکو چاہے اپنے ذمہ لازم کر لے یہ شرط ثلثیہ عتباتی میں ہے۔ اور اگر کہا  
 کہ تم میں سے ایک بوجھل ہزار درم کے آزاد ہو اور دوسرا مفت آزاد ہو پس دونوں نے ایک ساتھ قبول کیا  
 تو دونوں مفت آزاد ہو جائیں گے اور اگر ایک نے بوجھل ہزار درم کے قبول کیا تو موسیٰ سے کہا جائیگا کہ تو نے  
 جو ايجاب بغیر بدل کیا ہوا اسکو انہیں سے ایک کی طرف راجع کر پس اگر اس نے قبول کر لے والے کے سوا دوسرے  
 کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو گیا اور قبول کنندہ بوجھل ہزار درم کے آزاد ہوا اور اگر اس نے قبول کر لیا اسے  
 کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو گیا اور دوسرا بوجھل بدل ہزار درم کے آزاد ہوگا بشرطیکہ وہ اسی مجلس میں  
 قبول کرے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے کسی نے قبول نہ کیا بیان تک کہ مولیٰ نے جو ايجاب مفت ہو  
 انہیں سے ایک کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو جائیگا اور دوسرا ماضی سے آزاد ہوگا بشرطیکہ اس نے  
 مجلس میں قبول کیا ہو ورنہ آزاد نہیں ہو سکتا ہو اور اگر مولیٰ قبل بیان کے مر گیا تو جس نے قبول کیا ہو وہ سب

مجلس میں قبول کیا ہو ورنہ آزاد نہیں ہو سکتا ہو اور اگر مولیٰ قبل بیان کے مر گیا تو جس نے قبول کیا ہو وہ سب



آزاد ہو جائیگا اور اسپر پانچ سو درم لازم ہونگے اور دوسرے کا نصف حصہ آزاد ہوگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے  
 سعایت کریگا یہ بیان میں ہے۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہو اور دوسرا  
 بعوض سو وینار کے پس دونوں نے ساتھ ہی قبول کیا تو دون آزاد ہو جائیں گے اور اپنی کچھ لازم ہوگا۔ اور  
 اگر کہا کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہو تم میں سے ایک بعوض سو وینار کے آزاد ہو پس دونوں نے قبول کیا تو  
 دونوں میں سے ایک مفت آزاد ہو جائیگا اور مولا کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا بجا  
 باطل ہو گیا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہو پس دونوں نے قبول کیا پھر  
 کہا کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہو تو ایجاب اول صحیح ہوا اور مولا نے مختار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا  
 ایجاب باطل ہو۔ اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار کے آزاد ہو تم میں سے ایک مفت آزاد ہو پس دونوں نے  
 قبول کیا تو مفت آزاد ہو جائیں گے اور کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا اس واسطے کہ جسپر بدل واجب ہوا وہ مجبور ہے یہ کافی  
 میں ہے۔ اور اگر اپنے دو غلام سے کہا کہ اے میمون تو آزاد ہو اے مبارک ہزار درم پر تو یہ مال اخیر ہر واجب ہوگا اور  
 اگر کہا کہ اے مبارک میں نے تجھے مکاتب کیا ہزار درم پر اے میمون تو یہ کتابت اول پر ہوگی اس واسطے کہ دوسرے  
 کی نذر کرنے سے پہلے جملہ تمام ہو گیا ہے۔ ایک شخص کے تین غلام ہیں اس نے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو سو  
 درم پر اور دوسرا دو سو درم پر اور تیسرا تین سو درم پر پھر ان سب نے سو میں قبول کیا اور مولیٰ قبل بیان کے  
 مرگیا اور یہ امر اسکی قیمت میں واقع ہوا تھا تو سب آزاد ہو جائیں گے مگر ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور سو کی تہائی  
 کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر سب نے دو سو میں قبول کیا تو ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور دو سو کی تہائی کے  
 واسطے سعایت کریگا اور اگر انھوں نے فقط تین سو میں قبول کیا تو ہر ایک کا تہائی حصہ آزاد ہوگا اور اپنی دو  
 تہائی قیمت اور سو درم کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر دو غلاموں میں سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہو ہزار میں سے  
 اپنے حصہ پر کہ جب ہزار پھر اور دوسرے کی قیمت پر تقسیم کیے جاویں پس اس نے قبول کیا تو آزاد ہوگا اور دوسرے کے  
 نزدیک اسپر اسکی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد کے نزدیک ہزار سے زیادہ نہ ہوگی یہ بھی بخیر میں ہے۔ اور  
 اگر کہا کہ تو آزاد ہو بعد میری موت کے ہزار درم کے عوض تو قبول کرنا اسکی موت کے بعد ہوگا اور جب اس نے بعد  
 موت مولیٰ کے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا جب تک وارث یا وصی آزاد نہ کرے یا وارث کے انکار پر قاضی آزاد کرے  
 اور یہی صحیح ہے اور اسکی ولایت کی ہوگی اور اگر وارث نے اسکو کفارہ میت سے آزاد کیا تو کفارہ سے آزاد ہوگا  
 بلکہ میت کی طرف سے آزاد ہوگا یہ نہ الفاق میں ہے۔ پھر جاننا چاہیے کہ وصی کا اس غلام کا آزاد کرنا تحقیقاً صحیح  
 ہے یعنی غلام بلا تعلیق آزاد کرے اور تعلیقاً نہیں صحیح ہے چنانچہ اگر یوں کہا کہ جب تو اس دار میں داخل ہو تو تو  
 آزاد ہو تو وہ آزاد نہ ہوگا اور وارث اسکو تحقیقاً و تعلیقاً دونوں طرح آزاد کر سکتا ہے چنانچہ اگر کہا کہ جب تو اس دار  
 میں داخل ہو تو آزاد ہو تو صحیح ہے اور وارث میں داخل ہونے پر آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر مولا  
 نے کہا کہ جب میں مرا تو تو ہزار پر آزاد ہو یا کہا کہ جب تو نے بعد میری موت کے ہزار درم مجھے ادا کیے تو تو آزاد  
 ہو پس اس نے مولیٰ کی موت کے بعد ہزار درم اس کے وارث کو دیے تو وہ اعتاق کا مستحق ہوگا یہ قرطبی میں ہے۔ اور  
 اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد ایک حج میری طرف سے کر اور تو آزاد ہو اور اس کے سوا اسکا کچھ مال

آزاد ہو جائیگا اور اسپر پانچ سو درم لازم ہونگے اور دوسرے کا نصف حصہ آزاد ہوگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے  
 سعایت کریگا یہ بیان میں ہے۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہو اور دوسرا  
 بعوض سو وینار کے پس دونوں نے ساتھ ہی قبول کیا تو دون آزاد ہو جائیں گے اور اپنی کچھ لازم ہوگا۔ اور  
 اگر کہا کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہو تم میں سے ایک بعوض سو وینار کے آزاد ہو پس دونوں نے قبول کیا تو  
 دونوں میں سے ایک مفت آزاد ہو جائیگا اور مولا کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا بجا  
 باطل ہو گیا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہو پس دونوں نے قبول کیا پھر  
 کہا کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہو تو ایجاب اول صحیح ہوا اور مولا نے مختار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا  
 ایجاب باطل ہو۔ اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار کے آزاد ہو تم میں سے ایک مفت آزاد ہو پس دونوں نے  
 قبول کیا تو مفت آزاد ہو جائیں گے اور کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا اس واسطے کہ جسپر بدل واجب ہوا وہ مجبور ہے یہ کافی  
 میں ہے۔ اور اگر اپنے دو غلام سے کہا کہ اے میمون تو آزاد ہو اے مبارک ہزار درم پر تو یہ مال اخیر ہر واجب ہوگا اور  
 اگر کہا کہ اے مبارک میں نے تجھے مکاتب کیا ہزار درم پر اے میمون تو یہ کتابت اول پر ہوگی اس واسطے کہ دوسرے  
 کی نذر کرنے سے پہلے جملہ تمام ہو گیا ہے۔ ایک شخص کے تین غلام ہیں اس نے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو سو  
 درم پر اور دوسرا دو سو درم پر اور تیسرا تین سو درم پر پھر ان سب نے سو میں قبول کیا اور مولیٰ قبل بیان کے  
 مرگیا اور یہ امر اسکی قیمت میں واقع ہوا تھا تو سب آزاد ہو جائیں گے مگر ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور سو کی تہائی  
 کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر سب نے دو سو میں قبول کیا تو ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور دو سو کی تہائی کے  
 واسطے سعایت کریگا اور اگر انھوں نے فقط تین سو میں قبول کیا تو ہر ایک کا تہائی حصہ آزاد ہوگا اور اپنی دو  
 تہائی قیمت اور سو درم کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر دو غلاموں میں سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہو ہزار میں سے  
 اپنے حصہ پر کہ جب ہزار پھر اور دوسرے کی قیمت پر تقسیم کیے جاویں پس اس نے قبول کیا تو آزاد ہوگا اور دوسرے کے  
 نزدیک اسپر اسکی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد کے نزدیک ہزار سے زیادہ نہ ہوگی یہ بھی بخیر میں ہے۔ اور  
 اگر کہا کہ تو آزاد ہو بعد میری موت کے ہزار درم کے عوض تو قبول کرنا اسکی موت کے بعد ہوگا اور جب اس نے بعد  
 موت مولیٰ کے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا جب تک وارث یا وصی آزاد نہ کرے یا وارث کے انکار پر قاضی آزاد کرے  
 اور یہی صحیح ہے اور اسکی ولایت کی ہوگی اور اگر وارث نے اسکو کفارہ میت سے آزاد کیا تو کفارہ سے آزاد ہوگا  
 بلکہ میت کی طرف سے آزاد ہوگا یہ نہ الفاق میں ہے۔ پھر جاننا چاہیے کہ وصی کا اس غلام کا آزاد کرنا تحقیقاً صحیح  
 ہے یعنی غلام بلا تعلیق آزاد کرے اور تعلیقاً نہیں صحیح ہے چنانچہ اگر یوں کہا کہ جب تو اس دار میں داخل ہو تو تو  
 آزاد ہو تو وہ آزاد نہ ہوگا اور وارث اسکو تحقیقاً و تعلیقاً دونوں طرح آزاد کر سکتا ہے چنانچہ اگر کہا کہ جب تو اس دار  
 میں داخل ہو تو آزاد ہو تو صحیح ہے اور وارث میں داخل ہونے پر آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر مولا  
 نے کہا کہ جب میں مرا تو تو ہزار پر آزاد ہو یا کہا کہ جب تو نے بعد میری موت کے ہزار درم مجھے ادا کیے تو تو آزاد  
 ہو پس اس نے مولیٰ کی موت کے بعد ہزار درم اس کے وارث کو دیے تو وہ اعتاق کا مستحق ہوگا یہ قرطبی میں ہے۔ اور  
 اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد ایک حج میری طرف سے کر اور تو آزاد ہو اور اس کے سوا اسکا کچھ مال





نکاح جائز ہو اور نہ اسکا حقدہ دینا اور نہ رہن کرنا جائز ہو اور اسکا آزاد کر دینا یا مکتوب کر دینا جائز ہو یہ  
 سراج و باج میں ہو۔ اور اگر مدبر مطلق کو فروخت کیا اور قاضی نے جو بیع کا حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہو جائیگی  
 اور یہ حکم قضا نہ مدبر کر کے کا فسخ کرنا قرار دیا جائیگا جسے کہ اگر بعد بیع کے کسی وجہ سے وہ کبھی اسکی ملک میں آگیا تو بعد  
 اسکی موت کے آزاد ہوگا یہ نہیں ہے ہر اور مولے کو اس سے خدمت لینے اور اسکو فروزوری پر دینے کا اختیار ہو  
 اور اگر باندی کو مدبرہ مطلقہ کیا تو اس سے وطنی کر سکتا ہو اور اسکا جس مرد سے چاہے نکاح کر دے سکتا ہو یہ کافی  
 میں ہو۔ اور غلام کی کمائیاں اور مدبرہ کا ہر اور اثاث سب مولیٰ کا ہوگا یہ نیا بیع میں ہو۔ اور جب مولیٰ مر گیا تو مدبرہ  
 اسکے تمام مال سے آزاد ہوگا جسکی کہ اگر مولے کا کچھ مال سوائے اس مدبرہ کے نہ تو اپنی دولت یا کسی سے واسطے  
 نہایت کر بیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر مولیٰ پر اسقدر قرضہ ہو کہ اسکے تمام مال کو مع رقبہ اس مدبرہ کے محیط ہو تو  
 قرضہ اہل ان مولیٰ کے واسطے مدبرہ مذکور اپنی تمام قیمت کے لیے سخی کر بیگا یہ نیا بیع میں ہو۔ اور مدبرہ کی ولادت  
 اسی کی ہوگی جسے اسکو مدبرہ کیا ہو اور اس سے منتقل ہوگی اگرچہ یہ غلام دوسرے کی طرف سے آزاد ہو گیا ہو اور اسکی  
 صورت یہ کہ مدبرہ باندی دو شریکوں میں مشترک ہو پھر اسکے ایک بچہ پیدا ہو اور اسکے نسب کا ایک شریک ہو وہی  
 کیا چنانچہ اس سے اس بچہ کا نسب ثابت ہو گیا اور اسے اپنے شریک کو تاوان دیدیا پھر یہ ام ولد اسکے شریک کی  
 صورت کے بعد آزاد ہو گئی تو اسکی ولادت دو شریکوں کی ہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک غلام مدبرہ دو شریکوں میں  
 مشترک تھا پس اسکو ایک نے آزاد کر دیا اور وہ مالدار ہو پس اسے شریک کو تاوان دیا تو اسکی ولادت ہر ایک مالدار کو  
 کی ہوگی یہ ایضاً میں ہو۔ مدبرہ پھر قیدی اس طرح ہو کہ اپنے غلام کا عقیق اپنی صورت پر معلق کرے مگر وہ وصیت  
 یا موت اور کسی اور شرط پر حلق کرے مثلاً یوں کہ اگر میں اپنے اس مرض میں مر جاؤں یا اپنے اس سفر میں مر جاؤں  
 تو تو آزاد ہو یا مثل اسکے کوئی صفت بیان کی جس میں احتمال ہو کہ اسکی صورت اس صفت کے ساتھ ہوگی یا نہ ہوگی یا موت  
 کے ساتھ کوئی ایسی شرط ذکر کی جسکے واقع ہونے اور نہ ہونے کا احتمال ہو تو ایسی تہنیر سے وہ مدبرہ قید ہوگا  
 بدائع میں ہو۔ مدبرہ قید کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ اس صفت یا شرط کے ساتھ مرا تو مثل مطلق کہے آزاد ہو جائیگا۔ اور وہی  
 کو اپنی زندگی میں اختیار ہو کہ اپنے مدبرہ کے ساتھ تمام طرح تصرفات بیع و تکلیف وغیرہ میں لادے یہ سراج و باج میں  
 ہو جس نے امام عظیم رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں مر گیا اور مدبرہ کی کیا یا غسل دیا گیا یا کفن  
 دیا گیا تو تو آزاد ہو تو یہ مدبرہ نہیں ہو اور اگر وہ مر گیا اور حالیکہ یہ اسکی ملک میں تھا تو اسکے حق میں قسب ہو کہ تعالیٰ ال  
 سے آزاد کیا جائے یہ نیا بیع میں ہو۔ اور بچہ مدبرہ قید کے یہ ہو کہ اگر میں ایک سال ختم ہونے پر مر گیا یا اس سال تک  
 مر گیا تو تو آزاد ہو یہ ہدایت میں ہو۔ اور اگر اتنی مدت کی قید لگائی کہ ایسے شخص کے کہ اتنی مدت تک جیل کا احتمال نہ ہو مثلاً  
 ساٹھ برس کے مولے نے کہا کہ اگر میں سو برس کے بعد مرا تو تو آزاد ہو تو جس بن زیاد کے نزدیک یہ مدبرہ مطلق ہو اور یہی  
 مختار ہو چھ مہینے میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو جس دن میں مردن اور اسے دن ہی دن میں مرنے کی نیت میں کی  
 تو مدبرہ مطلق ہوگا اور اگر یہ نیت کی کہ دن میں مردن نہ رات میں تو مدبرہ قید ہوگا یہ نہیں ہے میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو  
 آزاد ہو قبل میری موت کے ایک مہینہ پھر مہینہ گذرا پس وہ مر گیا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا لیکن شیخ ابو بکر اسکا  
 کے نزدیک تھا تو اسے آزاد ہوگا اور فقہ ابو القاسم نے کہا کہ تمام مال سے آزاد ہوگا اور یہی امام عظیم کا قول

مدبرہ قید کا یہ حکم ہے کہ اگر میں سو برس کے بعد مرا تو تو آزاد ہو تو جس بن زیاد کے نزدیک یہ مدبرہ مطلق ہو اور یہی مختار ہو چھ مہینے میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو جس دن میں مردن اور اسے دن ہی دن میں مرنے کی نیت میں کی تو مدبرہ مطلق ہوگا اور اگر یہ نیت کی کہ دن میں مردن نہ رات میں تو مدبرہ قید ہوگا یہ نہیں ہے میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو قبل میری موت کے ایک مہینہ پھر مہینہ گذرا پس وہ مر گیا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا لیکن شیخ ابو بکر اسکا کے نزدیک تھا تو اسے آزاد ہوگا اور فقہ ابو القاسم نے کہا کہ تمام مال سے آزاد ہوگا اور یہی امام عظیم کا قول





قاضی کے یہاں مراعات کیا گیا اور قاضی نے اسکے آزاد ہونے کا حکم نافذ کر دیا پھر اسے شہر اسباب پی تو پھر وہ رفیق نہیں کیا جائیگا یہ ظہیر یہ بین ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے اصل میں فرمایا کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو بعد میری موت کے اگر تو نے اسد دم چاہا پس غلام نے اسی دم چاہا تو مولیٰ کی موت کے بعد وہ تہائی سے آزاد ہوگا اور اگر مرد مذکور نے یہ مرد لی ہو کہ اسد دم یعنی موت کے بعد تو غلام کو چاہنے کا اختیار نہ ہوگا یہاں تک کہ مولیٰ مر جاوے پھر جب مولیٰ مر اور اسکے مرنے کے وقت غلام نے چاہا تو بدون مدبر ہونے کے وہ تہائی مال سے آزاد ہوگا یہ نیا بیچ بین ہو۔ اور بیچ ابو بکر رازی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ وہ بدون وارث کے یا وصی کے آزاد کرنے کے آزاد ہوگا اور حاکم رحمہ اللہ نے اپنے مختصر میں اسی پر فرمایا کہ یہ نہر الفائق میں ہو۔ پھر نیا بر تظاہر جواب کے مولیٰ کی موت کے بعد غلام کا چاہنا اسی مجلس میں معتبر ہوگا یہ غایب ہو کر نہیں ہوگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اگر تو نے چاہا بعد میری موت کے پھر مولیٰ مر گیا اور جس مجلس غلام کو مولیٰ کی موت کا علم ہوا ہو اس سے اسے حق کھڑا ہوا یا دو سرا کام شروع کر دیا تو اس سے کوئی بات جو غلام کے اختیار میں دیکھی ہو یا بطل نہ ہوگی یعنی منظور اسکو چاہنے کا اختیار نہ ہوگا یا بطل نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ میرے غلام کو مدبر کر دے پس اس نے اسکو آزاد کر دیا تو نہیں صحیح ہو۔ اور اگر کسی نے ایک طفل سے کہا کہ چھراچی چاہے میرے غلام کو مدبر کر دے پس اس نے مدبر کر دیا تو جہاں نہ ہو خواہ طفل سمجھدار ہو یا نہ ہو یعنی جانتا ہو کہ مدبر کرنے سے ایسا حکم ہو جاتا ہے یا نہیں یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دو شخصوں سے کہا کہ تم میرا غلام مدبر کر دو پس ایک نے اسکو مدبر کر دیا تو جہاں نہ ہو اور اگر کہا کہ میرے غلام کے مدبر کرنے کا کام تم دونوں کے عوالہ ہو پس ایک نے اسکو مدبر کیا تو نہیں جائز ہے فرخ الغیر میں ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ تم آزاد کرو بعد میری موت کے میرے غلام کو انشاء اللہ تھائی تو استثنائیں صحیح ہو اور اگر کہا کہ وہ بعد میری موت کے آزاد ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو استثنائے استثنائے صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور زیادات میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنے غلام کو ہزار دم پر مدبر کیا اور اسے قبول کیا تو وہ مدبر ہو جائیگا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا ٹیپٹ مشرعی میں ہو۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہو کہ انہیں سے ایک نے اسکو مدبر کیا اور دوسرا ساکت رہا تو نیا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے فقط مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ طرح کا خیال ہوگا بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو اور وہ اختیارات یہ ہیں کہ چاہے انا حصہ وہ بھی مدبر کر دے پس وہ مدبر دونوں میں مشترک ہوگا پس اگر دونوں میں سے ایک مر گیا تو اسکا حصہ اسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور غلام مذکور دوسرے کیواسے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا لیکن اگر دوسرا بھی قبل وصول سعایت کے مر گیا تو سعایت باطل ہو جائیگی۔ اور چاہے آزاد کر کے پس اگر اسے آزاد کر دیا تو عتق صحیح ہوگا اور مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت غلام مدبر کے حساب سے لے لے اور اسکی دلاء دونوں میں مشترک ہوگی اور آزاد کنندہ کو اختیار ہوگا کہ جو اسے تاوان دیا ہو وہ غلام سے لے لے اور خواہ مدبر کنندہ آزاد کر دے اور خواہ غلام سے سعایت کر لے۔ اور چاہے شریک ساکت غلام سے سعایت کر لے پس جب وہ سعایت کر کے نصف قیمت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا پھر مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ غلام سے سعایت کرادے پس جب اسکی سعایت بھی ادا کر دی تو پورا آزاد ہوگا اور اگر مدبر کنندہ مال سعایت لینے سے پہلے مر گیا تو سعایت باطل ہوگی اور اسکا حصہ غلام اسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور چاہے اسکو

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

یون ہی چھوڑ دے پھر جب وہ مر گیا تو اسکا حصہ میراث ہو گا کہ اس کے وارثوں کو ملے گا پس اس کے وارثوں کو اس حصہ کی  
 بابت حق و سہایت وغیرہ کا خیال رکھنا ہو گا اور اگر مدبر کنندہ مر گیا تو اسکا نصف حصہ اس کے تہائی مال سے آزاد  
 ہو جائیگا۔ بشریک شراکت کو اختیار ہو گا کہ غلام سے اپنے حصہ کی نصف قیمت غلام کی سہایت کر دے اور جب وہ  
 ادا کر کے پورا آزاد ہو گیا تو اسکی دلاوان دونوں میں شریک ہوگی۔ اور چاہے شریک ساکت دوسرے مدبر کنندہ سے اپنے  
 حصہ کی قیمت تاوان کے بشرطیکہ وہ مالدار ہو تو اسکی پوری دلاوان مدبر کنندہ کی ہوگی اور مدبر کنندہ کو اختیار ہو گا کہ جو کچھ  
 اس نے تاوان دیا ہو وہ غلام نہ کر دے بلکہ اسے لے اور اگر اس نے لیا یا نہ لیا بلکہ اسے لے کر مر گیا تو اسکا نصف اس کے تہائی مال سے  
 آزاد ہو جائیگا اور وارثوں کے واسطے غلام نہ کر دے اپنی نصف قیمت کامل کی ہنگامہ حصہ دیگر کے سہایت کرے لے گا۔ اور اگر  
 مدبر کنندہ تنگدست ہو تو شریک ساکت کو اس مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لینے کا اختیار ہو گا اور باقی چار  
 طرح کا خیال حاصل رہیگا یعنی چاہے اپنا حصہ آزاد کرے چاہے مدبر کرے چاہے غلام سے سہایت کر دے چاہے  
 یون ہی چھوڑ دے یہ تارخانیہ میں ہو۔ ایک غلام دو شریکوں میں شریک ہو دو دونوں نے سہایت ہی اسکو مدبر کر دیا  
 چنانچہ ہر ایک نے کہا کہ میں نے تجھکو مدبر کیا یا تجھ میں سے میرا حصہ مدبر ہو یا جب میں مروں تو تو آزاد ہو یا جب میں  
 مروں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہو یا کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہو اور دونوں کے کلام ایک ساتھ ہی زبان  
 سے نکلے تو یہ غلام دو دونوں کا مدبر ہوگا پھر شرح طحاوی میں ہے پھر جب ایک مر گیا تو اسکا حصہ اس کے جانی سے آزاد ہو گا  
 اور دوسرے کو اختیار حاصل ہوا چاہے اپنا حصہ آزاد کرے چاہے مکاتب کر دے اور چاہے سہایت کر دے اور یہ  
 اختیار نہیں ہو گا کہ اسکو اسی حال پر چھوڑ دے اور اگر دوسرا بھی قبل وصول سہایت کے مر گیا تو سہایت باطل ہوگی اور اسکا  
 حصہ بھی آزاد ہو گیا بشرطیکہ اس کے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر دونوں نے کہا کہ جب ہم دونوں مروں تو تو آزاد ہو یا تو  
 ہم دونوں کی موت کے بعد آزاد ہو اور دونوں کے کلام ساتھ ہی زبان سے نکلے تو وہ مدبر ہوگا الا انکم دونوں میں  
 ایک پہلے مر جاوے تو جو زندہ رہا ہو اسکا حصہ مدبر ہو جائیگا اور جو مر گیا اسکا حصہ اس کے وارثوں کی میراث ہو گا  
 پس وارثوں کو اختیار حاصل ہونگے چاہیں اپنا حصہ آزاد کر دیں اور چاہیں مدبر اور چاہیں مکاتب کریں  
 اور چاہیں سہایت کر دیں اور چاہیں شریک مدبر کنندہ سے تاوان لیں اگر وہ مالدار ہو اور جب دوسرا  
 بھی مرے گا تو اسکا حصہ اس کے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا۔ ایک مدبرہ باندی دو شخصوں میں شریک ہو اس کے ایک  
 بچہ پیدا ہوا اور دونوں میں سے کسی نے اس بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ بھی مثل اپنی مان کے دونوں کا مدبر ہوگا اور اگر  
 دونوں میں سے کسی نے اسکا دعویٰ کیا تو استعانتا اس سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور نصف باندی اسکی  
 ام ولد ہو جائیگی اور باقی نصف اپنے حال پر دوسرے شریک کی مدبرہ رہیگی اور دعویٰ اسکا نصف حق و سہایت  
 شریک کو تاوان دینا اور بچہ کی مدبر ہونے کے حساب سے نصف قیمت دینا اور باندی کی نصف ندیگا پھر اگر مدی  
 پہلے مر گیا تو اسکا نصف حصہ مفت آزاد ہو گیا اور شریک کے واسطے وہ کچھ ضامن نہ ہوگا اور باندی مذکورہ اس  
 شریک کے نصف حصہ کے لیے اپنی نصف قیمت کی سہایت کیونگی مگر بحساب مدبرہ ہونے کے اور اس حکم میں اتفاق  
 ہو پھر اگر وصول سہایت سے پہلے دو سہایتی مر گیا تو سہایت باطل ہوئی اور باندی پوری آزاد ہو جائیگی بشرطیکہ اس کے  
 مال کی تہائی سے اسکا حصہ نصف برآمد ہوتا ہو یہ امام اہل رحم کا قیاس ہے اور اگر شریک غیر مدی پہلے مرا تو اس کے

یون ہی چھوڑ دے پھر جب وہ مر گیا تو اسکا حصہ میراث ہو گا کہ اس کے وارثوں کو ملے گا پس اس کے وارثوں کو اس حصہ کی بابت حق و سہایت وغیرہ کا خیال رکھنا ہو گا اور اگر مدبر کنندہ مر گیا تو اسکا نصف حصہ اس کے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا۔ بشریک شراکت کو اختیار ہو گا کہ غلام سے اپنے حصہ کی نصف قیمت غلام کی سہایت کر دے اور جب وہ ادا کر کے پورا آزاد ہو گیا تو اسکی دلاوان دونوں میں شریک ہوگی۔ اور چاہے شریک ساکت دوسرے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت تاوان کے بشرطیکہ وہ مالدار ہو تو اسکی پوری دلاوان مدبر کنندہ کی ہوگی اور مدبر کنندہ کو اختیار ہو گا کہ جو کچھ اس نے تاوان دیا ہو وہ غلام نہ کر دے بلکہ اسے لے اور اگر اس نے لیا یا نہ لیا بلکہ اسے لے کر مر گیا تو اسکا نصف اس کے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور وارثوں کے واسطے غلام نہ کر دے اپنی نصف قیمت کامل کی ہنگامہ حصہ دیگر کے سہایت کرے لے گا۔ اور اگر مدبر کنندہ تنگدست ہو تو شریک ساکت کو اس مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لینے کا اختیار ہو گا اور باقی چار طرح کا خیال حاصل رہیگا یعنی چاہے اپنا حصہ آزاد کرے چاہے مدبر کرے چاہے غلام سے سہایت کر دے چاہے یون ہی چھوڑ دے یہ تارخانیہ میں ہو۔ ایک غلام دو شریکوں میں شریک ہو دو دونوں نے سہایت ہی اسکو مدبر کر دیا چنانچہ ہر ایک نے کہا کہ میں نے تجھکو مدبر کیا یا تجھ میں سے میرا حصہ مدبر ہو یا جب میں مروں تو تو آزاد ہو یا جب میں مروں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہو یا کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہو اور دونوں کے کلام ایک ساتھ ہی زبان سے نکلے تو یہ غلام دو دونوں کا مدبر ہوگا پھر شرح طحاوی میں ہے پھر جب ایک مر گیا تو اسکا حصہ اس کے جانی سے آزاد ہو گا اور دوسرے کو اختیار حاصل ہوا چاہے اپنا حصہ آزاد کرے چاہے مکاتب کر دے اور چاہے سہایت کر دے اور یہ اختیار نہیں ہو گا کہ اسکو اسی حال پر چھوڑ دے اور اگر دوسرا بھی قبل وصول سہایت کے مر گیا تو سہایت باطل ہوگی اور اسکا حصہ بھی آزاد ہو گیا بشرطیکہ اس کے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر دونوں نے کہا کہ جب ہم دونوں مروں تو تو آزاد ہو یا تو ہم دونوں کی موت کے بعد آزاد ہو اور دونوں کے کلام ساتھ ہی زبان سے نکلے تو وہ مدبر ہوگا الا انکم دونوں میں ایک پہلے مر جاوے تو جو زندہ رہا ہو اسکا حصہ مدبر ہو جائیگا اور جو مر گیا اسکا حصہ اس کے وارثوں کی میراث ہو گا پس وارثوں کو اختیار حاصل ہونگے چاہیں اپنا حصہ آزاد کر دیں اور چاہیں مدبر اور چاہیں مکاتب کریں اور چاہیں سہایت کر دیں اور چاہیں شریک مدبر کنندہ سے تاوان لیں اگر وہ مالدار ہو اور جب دوسرا بھی مرے گا تو اسکا حصہ اس کے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا۔ ایک مدبرہ باندی دو شخصوں میں شریک ہو اس کے ایک بچہ پیدا ہوا اور دونوں میں سے کسی نے اس بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ بھی مثل اپنی مان کے دونوں کا مدبر ہوگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے اسکا دعویٰ کیا تو استعانتا اس سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور نصف باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور باقی نصف اپنے حال پر دوسرے شریک کی مدبرہ رہیگی اور دعویٰ اسکا نصف حق و سہایت شریک کو تاوان دینا اور بچہ کی مدبر ہونے کے حساب سے نصف قیمت دینا اور باندی کی نصف ندیگا پھر اگر مدی پہلے مر گیا تو اسکا نصف حصہ مفت آزاد ہو گیا اور شریک کے واسطے وہ کچھ ضامن نہ ہوگا اور باندی مذکورہ اس شریک کے نصف حصہ کے لیے اپنی نصف قیمت کی سہایت کیونگی مگر بحساب مدبرہ ہونے کے اور اس حکم میں اتفاق ہو پھر اگر وصول سہایت سے پہلے دو سہایتی مر گیا تو سہایت باطل ہوئی اور باندی پوری آزاد ہو جائیگی بشرطیکہ اس کے مال کی تہائی سے اسکا حصہ نصف برآمد ہوتا ہو یہ امام اہل رحم کا قیاس ہے اور اگر شریک غیر مدی پہلے مرا تو اس کے

تھائی مال سے اسکا حصہ آزاد ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے قول میں شریک مہر کے واسطے وہ سجاوٹ نہ کرے گی کذا فی  
البدائع۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی نہیں مہر یا تنکاب کہ اس کے دوسرا بچہ پیدا ہوا اور اس کے نسب کا وعدہ سے  
دوسرے شریک نے کیا تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی قیمت اپنے شریک کو تاوان نہ دینگا یہ قول  
امام اعظم رحمہ اللہ کا جو اس وجہ سے کہ یہ شریک کی ام ولد کا بچہ ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ام ولد کے بچہ کی کچھ قیمت نہیں  
ہوتی ہو مگر باندی کے نصف عرق کا ضامن ہوگا اور اگر شریک اذل ہی نے اس بچہ کے نسب کا بھی وعدہ کیا تو اسکی  
انصاف قیمت کا بحساب مہر ہونے کے ضامن ہوگا اور اس پر دوسری وطی کی بابت نصف فقر و غیر واجب ہوگا  
یہ محیط مشری میں ہو۔ ایک مدبرہ دو شخصوں میں مشترک ہو اس کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں نے اس کے نسب کا ساتھ ہی  
وعدہ سے کیا تو دونوں سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی و دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور مدبر ہونا باطل  
ہو جائیگا یہ بالغ میں ہو۔ ایک مرد نے اپنے وصیت نامہ میں تحریر کیا کہ میرا غلام بعد میری موت کے آزاد ہو  
اور اس سے کسی نے اس کے نہیں سنا پھر وہ مر گیا پھر جو وصیت نامہ میں پایا گیا ہو اس سے دارتوں نے انکار کیا  
تو غلام مذکور ملک رہیگا اس وقت کہ دارتوں نے اس کے آزاد کرنے سے انکار کیا۔ اور اگر غلام مرنے سے وعدہ کیا  
کہ یہ وارث لوگ جانتے ہیں تو دارتوں سے اس کے علم پر قسم دیکر انھیں کا قول قبول کیا جائیگا یہ فتاویٰ کہہ رہی ہیں  
ہو۔ اور اگر کسی نے جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہو مدبر کیا تو جائز ہو پس اگر اس کے بعد وہ چھوٹے سے کم مہر کی  
جینی تو بچہ مدبر ہوگا اور اگر اس سے زیادہ میں جینی تو مدبر ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر وہ جو اسکی باندی کے پیٹ  
میں ہو مدبر کیا تو جب تک وضع حمل نہ ہو اسکو فروخت نہ کرے گا اور ہر قرار نہیں دینگا یہ محیط مشری میں ہو۔  
اگر ایسی باندی دو بچہ جینی ایک چھوٹے سے کم میں اور دوسرا چھوٹے سے کم میں روز زائد میں تو یہ دونوں مدبر ہونگی یہ  
نیا بیع میں ہو۔ اور اگر کسی نے جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہو مدبر کیا پھر اس باندی کو مکاتب کر دیا تو جائز ہو پس  
اگر اس کے بعد چھ مہینہ سے کم میں بچہ جینی تو وہ مدبر ہوگا کہ مولیٰ کی طرف سے بالقصد مدبر کیا ہوا اور اپنی مان کی  
طرف سے بالتبع وہ بھی داخل کتابت ہوگا پس اگر اسکی مان سے بدل کتابت مولیٰ کو ادا کر دیا تو دونوں کا کتابت  
آزاد ہو جائیگا اور اگر مان نے بدل کتابت ادا نہ کیا پھر ان تک کہ مولیٰ مر گیا تو بچہ بعد مدبر مدبر ہونے کے آزاد  
ہو جائیگا اور اسکی مان اپنے حال پر مکاتب نہ ہوگی اور اگر مولیٰ نہیں مرا بلکہ اسکی مان مرنے تو بچہ اپنی مان کی قسطوں  
پر مال سجاوٹ ادا کرے گا رہیگا اور اگر اس کے بعد مولیٰ مر گیا اور یہ بچہ اس کے تھائی مال سے برآمد ہوتا ہو تو مدبر ہونے کی  
وجہ سے آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت سے بری ہو جائیگا اور اگر اس کے تھائی مال سے برآمد ہوتا ہو تو جس قدر اس کے  
تھائی مال سے نکلتا ہو اس قدر بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اپنے باقی رقبہ کے واسطے اس پر سجاوٹ لازم ہوگی  
بہمت مدبر ہونے کے۔ پھر اس کے بعد اسکو اختیار دیا جائیگا یا ہے کتابت کو اختیار کرے اور اسکو پورا کرے اور  
چاہے مدبر ہونے کی جہت سے سجاوٹ کو پورا کرے اگر چہ بدل کتابت زیادہ ہوا اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہو  
اور اگر ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اور جو اس کے پیٹ میں ہو اسکو ایک نے مدبر کیا تو جائز ہو پس اگر اس کے  
بعد چھ مہینہ سے کم میں وہ بچہ جینی تو اس مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہو یعنی مدبر کنندہ ہی کا فقرہ  
مدبر ہونا امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہو اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت بائع اختیار مال حاصل ہونے بشرطیکہ مدبر کنندہ

وہ سجاوٹ نہ کرے گی کذا فی البدائع۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی نہیں مہر یا تنکاب کہ اس کے دوسرا بچہ پیدا ہوا اور اس کے نسب کا وعدہ سے دوسرے شریک نے کیا تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی قیمت اپنے شریک کو تاوان نہ دینگا یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ کا جو اس وجہ سے کہ یہ شریک کی ام ولد کا بچہ ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ام ولد کے بچہ کی کچھ قیمت نہیں ہوتی ہو مگر باندی کے نصف عرق کا ضامن ہوگا اور اگر شریک اذل ہی نے اس بچہ کے نسب کا بھی وعدہ کیا تو اسکی انصاف قیمت کا بحساب مہر ہونے کے ضامن ہوگا اور اس پر دوسری وطی کی بابت نصف فقر و غیر واجب ہوگا یہ محیط مشری میں ہو۔ ایک مدبرہ دو شخصوں میں مشترک ہو اس کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں نے اس کے نسب کا ساتھ ہی وعدہ سے کیا تو دونوں سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی و دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور مدبر ہونا باطل ہو جائیگا یہ بالغ میں ہو۔ ایک مرد نے اپنے وصیت نامہ میں تحریر کیا کہ میرا غلام بعد میری موت کے آزاد ہو اور اس سے کسی نے اس کے نہیں سنا پھر وہ مر گیا پھر جو وصیت نامہ میں پایا گیا ہو اس سے دارتوں نے انکار کیا تو غلام مذکور ملک رہیگا اس وقت کہ دارتوں نے اس کے آزاد کرنے سے انکار کیا۔ اور اگر غلام مرنے سے وعدہ کیا کہ یہ وارث لوگ جانتے ہیں تو دارتوں سے اس کے علم پر قسم دیکر انھیں کا قول قبول کیا جائیگا یہ فتاویٰ کہہ رہی ہیں ہو۔ اور اگر کسی نے جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہو مدبر کیا تو جائز ہو پس اگر اس کے بعد وہ چھوٹے سے کم مہر کی جینی تو بچہ مدبر ہوگا اور اگر اس سے زیادہ میں جینی تو مدبر ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر وہ جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہو مدبر کیا تو جب تک وضع حمل نہ ہو اسکو فروخت نہ کرے گا اور ہر قرار نہیں دینگا یہ محیط مشری میں ہو۔ اگر ایسی باندی دو بچہ جینی ایک چھوٹے سے کم میں اور دوسرا چھوٹے سے کم میں روز زائد میں تو یہ دونوں مدبر ہونگی یہ نیا بیع میں ہو۔ اور اگر کسی نے جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہو مدبر کیا پھر اس باندی کو مکاتب کر دیا تو جائز ہو پس اگر اس کے بعد چھ مہینہ سے کم میں بچہ جینی تو وہ مدبر ہوگا کہ مولیٰ کی طرف سے بالقصد مدبر کیا ہوا اور اپنی مان کی طرف سے بالتبع وہ بھی داخل کتابت ہوگا پس اگر اسکی مان سے بدل کتابت مولیٰ کو ادا کر دیا تو دونوں کا کتابت آزاد ہو جائیگا اور اگر مان نے بدل کتابت ادا نہ کیا پھر ان تک کہ مولیٰ مر گیا تو بچہ بعد مدبر مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اسکی مان اپنے حال پر مکاتب نہ ہوگی اور اگر مولیٰ نہیں مرا بلکہ اسکی مان مرنے تو بچہ اپنی مان کی قسطوں پر مال سجاوٹ ادا کرے گا رہیگا اور اگر اس کے بعد مولیٰ مر گیا اور یہ بچہ اس کے تھائی مال سے برآمد ہوتا ہو تو مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت سے بری ہو جائیگا اور اگر اس کے تھائی مال سے برآمد ہوتا ہو تو جس قدر اس کے تھائی مال سے نکلتا ہو اس قدر بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اپنے باقی رقبہ کے واسطے اس پر سجاوٹ لازم ہوگی بہمت مدبر ہونے کے۔ پھر اس کے بعد اسکو اختیار دیا جائیگا یا ہے کتابت کو اختیار کرے اور اسکو پورا کرے اور چاہے مدبر ہونے کی جہت سے سجاوٹ کو پورا کرے اگر چہ بدل کتابت زیادہ ہوا اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہو اور اگر ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اور جو اس کے پیٹ میں ہو اسکو ایک نے مدبر کیا تو جائز ہو پس اگر اس کے بعد چھ مہینہ سے کم میں وہ بچہ جینی تو اس مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہو یعنی مدبر کنندہ ہی کا فقرہ مدبر ہونا امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہو اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت بائع اختیار مال حاصل ہونے بشرطیکہ مدبر کنندہ



مالدار ہو۔ اور اگر چہ ہمیشہ یا زیادہ عین بچہ ہو تو اسکا حصہ مدبر ہوگا۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو ایک سے  
 کہا کہ جو تیرے بیٹے میں ہے وہ میری موت کے بعد آزاد ہو اور دوسرے نے باندی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد  
 آزاد ہو پھر اس گفتگو کے بعد چہ ہمیشہ سے کم میں بچہ جانی تو پورا بچہ ان دونوں میں مشترک مدبر ہو جائیگا اور اسکی  
 باہت دونوں میں سے کوئی دوسرے کے لیے ضمانت نہیں ہو سکتا ہو اور رہی باندی تو جسے باندی کو مدبر نہیں کیا  
 ہو اسکو امام اعظم رحمہ کے نزدیک باندی کی باہت باوجود قسم کے اختیار حاصل ہوئے بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو۔  
 اور اگر اس گفتگو سے چہ ہمیشہ سے زیادہ عین جانی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جسے باندی کو مدبر کیا ہو اسکا نصف حصہ  
 باندی مدبر ہو گیا اور اسکی تبعیت میں نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا۔ اور دوسرے شریک کو اختیار حاصل ہو کہ اگر  
 دوسرے شریک ساکت ہے اس کے بعد مدبر کنندہ سے اپنے حصہ باندی کا تادان لینا اختیار کیا تو مدبر کنندہ پر بچہ کی  
 طرف سے کچھ تادان دینا لازم ہوگا۔ اور اگر دوسرے شریک ساکت ہے باندی سے اپنے حصہ کی باہت سہاوت جانی  
 چاہی تو پھر وہ بچہ سے سہاوت نہیں کر سکتا ہو اگر چہ نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا ہو اور دوسرے بچہ بھی مدبر ہو گیا ہو پس  
 جسے مدبر میں تابع ہوا ہو ویسے ہی سہاوت میں بھی اپنی مان کے تابع ہوگا یعنی مان کی سہاوت وہی اسکی سہاوت  
 ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک باندی حاملہ دو شریکوں میں مشترک ہو پس ایک سے جو اس کے چہ ہمیشہ میں ہو مدبر کیا  
 اور دوسرے نے باندی کو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تادان لینے کا اختیار ہو  
 مگر مدبر کنندہ کو حمل کی باہت تادان لینے کا اختیار نہیں ہو یہ پیام میں ہو۔ اور نابالغ آدمی کا اپنے غلام کو مدبر کرنا  
 نہیں صحیح ہے خواہ فی الحال مدبر کر دے خواہ مطلق پر بلوغ خود چنانچہ اگر نابالغ نے کہا کہ جب میں بالغ ہوں تو تو میری موت  
 کے بعد آزاد ہو تو نہیں صحیح ہے اور اسی طرح مجنون و معتوہ غالب کہ انکی تدبیر میں نہیں صحیح ہے اور جو شخص نشہ میں ہو اسکا مدبر  
 کرنا صحیح ہے اور اسی طرح جو شخص بھوکا ہو اور اسے مدبر کیا تو صحیح ہے اور کا تب نے اگر اپنی کمائی کے غلام کو مدبر کیا  
 تو نہیں صحیح ہے اور اسی طرح غلام ما ذون التجار نے اگر مدبر کیا تو نہیں صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو  
 مدبر کیا پھر اسکی عقل جاتی رہی تو تدبیر اپنے حال پر صحیح رہی بخلاف اسکے اگر غلام کے رقبہ کی کسی کے واسطے وصیت کر دی  
 یہ مجنون ہو گیا پھر مر گیا تو وصیت باطل ہوگی نیز خزانہ المصلحتین میں ہے۔ فرمی نے اپنے غلام کو مدبر کیا پھر غلام مسلمان  
 ہو گیا تو سہاوت آزاد ہو جائیگا اور اگر سہاوت سے فارغ ہونے سے پہلے مولیٰ مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور سہاوت  
 باطل ہوگی۔ اور اگر مولیٰ نے اس سے اسکی قیمت سے زیادہ مال پر بدون حکم قاضی صادر کر لی اور غلام عاجز آیا تو بقدر  
 زیادتی کے صلح ٹوٹ جائیگی اور بقدر اپنی قیمت کے سہاوت کرے گا۔ حربی ہمارے ملک میں امان لیکر داخل ہو پس  
 اسے غلام کو مدبر کیا پھر حربی دار الحرب سے قید کر کے لایا گیا تو مدبر نہ کور آزاد کیا جائیگا اور اگر دار الحرب میں مدبر  
 کیا اور ہمارے پان امان لیکر داخل ہوا پھر غلام بہان مسلمان ہو گیا تو حربی مذکور اس کے بچہ کرنے پر مجبور کیا جائیگا غلام  
 مدبر نہ ہو کر دار الحرب میں چلا گیا یا کافر ان حربی اسکو قید کر کے لے پھر مسلمانوں نے اسکو پکڑا اور اسے آئے اور  
 وہ مسلمان ہو گیا تو وہ اپنے مولا سے سہاوت کو دیا جائیگا اور مدبر ہوگا یہ محیط مترسی میں ہے ایک ماٹھ اپنے غلام سے کہا کہ  
 تو آزاد ہو یا مدبر ہو تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اسے کہا کہ میں نے آزاد ہونا مراد لیا ہو تو غلام آزاد ہو جائیگا  
 اور اگر کہا کہ مدبر ہونا مراد لیا ہو تو مدبر ہو جائیگا اور اگر قبل بیان کے مر گیا اور موت میں اسے یہ قول کہا تھا

مدبر ہونا مراد لیا ہو تو مدبر ہو جائیگا اور اگر قبل بیان کے مر گیا اور موت میں اسے یہ قول کہا تھا



میں تو ہر ایک کی تہائی سبب اعتناق کے آزاد ہو جائیگی۔ اور ہر ایک کی دو تہائی سبب تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہوگی۔ اور اسی طرح اگر سبب محض غلام ہوں اور اسے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور دونوں باقی مدبرین تو بھی ہر ایک کا تہائی حصہ کل مال سے سبب اعتناق کے آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی حصہ تہائی مال سے سبب تدبیر کے آزاد ہوگا۔ اور اگر برعکس یوں کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہو اور باقی دونوں آزاد ہیں تو ہر ایک کی دو تہائی کل مال سے آزاد ہوگی اور باقی تہائی مال سے سبب تدبیر کے آزاد ہوگی یہ کافی ہیں۔ اور اگر اسے تین غلاموں سے جن میں سے ایک مدبر ہو کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں یا دو مدبر ہیں اور تین بیان کے درگیا اور یہ قول اسے حالت صحت میں کہا ہو تو ہر ایک میں سے ایک تہائی حصہ سبب ایک باقی کے آزاد ہوگا اور مدبر میں سے دو تہائی حصہ مدبر تھا ویسا ہی رہیگا اور ہر دو غلام میں سے چارم حصہ مدبر ہو جائیگا پس اگر اس کا کچھ مال ہو جس کی تہائی میں سے ایک حصہ اور چھٹا حصہ رقبہ برآوردہ تہائی سبب اعتناق قطع کے اور ایک چارم سبب مدبر ہونے کے قال المذہب جمہور بارہ حصوں میں سے سات حصے آزاد ہونگے۔ اور اگر اس کا کچھ اور مال ہو تو اس کا تہائی مال ان غلاموں پر بحساب ان کے سهام کے تقسیم ہوگا اور مدبر معروف کا حق دو تہائی ہو اور ہر دو غلام کا حق نصف ہو اور کم سے کم ایسا عدد جس کا نصف و ثلث نکلتا ہو (۶) ہو اور مدبر معروف کا حق (۳) اور ہر دو غلام کا حق (۳) ہو پس سهام وصیت کا مبلغ سات ہوا یہ تہائی مال رکھا گیا پس کل مال کے (۳) سهام ہوئے پس ہر غلام کی دو تہائی (۲) ہونے واسطے کہ غلام کی منہائی کے بعد ہر غلام میں دو تہائی رہی ہو اور دو تہائی تہائی سات تہائی تو کل غلام کے ساتھ دس ہوں گے پس کسر واقع ہوئی لہذا ہم نے دو چند کر دیا تو ہر غلام کے (۲) سهام ہوئے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ مدبر معروف میں سے سبب اعتناق قطع کے ایک تہائی یعنی سات سهام آزاد ہوئے اور سبب تدبیر کے بعد دو چارم کے (۲) سهام آزاد ہوئے پس وہ (۶) سهام کے واسطے سعایت کریگا یعنی (۱۲) سهام مجموعہ آزاد ہوئے اور باقی (۲) میں سے (۶) حصے سعایت کریگا۔ اور ہر ایک غلام میں سے سبب اعتناق قطع کے تہائی یعنی سات سهام آزاد ہوئے اور سبب تدبیر کے بعد نصف کے ہر ایک سے (۲) سهام آزاد ہوئے پس جملہ (۱۰) سهام نکال کر باقی (۱۱) سهام کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا پس جملہ سهام وصیت (۱۲) ہوئے اور سهام سعایت (۱۲) ہوئے پس تخیر ٹھیک ہوئی۔ اور اگر مولیٰ قبل بیان کے فرمایا ہر غلام میں سے ایک ہو گیا تو یوں جائے کہ اگر مدبر معروف فرمایا تو وہ اپنی وصیت کے آٹھوں حصہ کا پورا اس کے لینے والا ہو گیا اور چھ حصے جو اس پر سعایت کے حصہ وہ تلف ہو گئے اور یہ دُوب جانا وارثوں کی حق تلفی اور جو موصیٰ کہ ہیں ان کی حق تلفی مشترک ہوئی اور یہ اس طرح ہوگا کہ باقی ان سهاموں پر تقسیم ہو جو دُوب جانے سے پہلے تھے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ وارثوں کا حق (۲۸) سهام تھا اور ہر دو غلام باقی کا حق (۶) سهام کہ جملہ (۳۴) سهام ہوئے پس ہر دو غلام باقی میں سے ہر ایک کی دو تہائی (۱۱) ہوئے جمیع میں سے ہر ایک میں سے سبب تدبیر کے (۳) سهام آزاد ہوئے اور باقی (۱۱) سهام کے واسطے سعایت کریگا اور مدبر معروف اپنا حق پورا لے چکا ہو یعنی سهام وصیت کے (۸) سهام پس جملہ سهام وصیت (۱۲) ہوئے اور سهام سعایت (۲۸) ہوئے اور تہائی و دو تہائی ٹھیک ہو گئی پس تخیر مستقیم ہو۔ اور اگر مدبر معروف نہیں مگر ایک ہر دو غلام میں سے کوئی مر گیا تو وہ اپنی وصیت کے (۳) سهام پورے لے گیا اور جو اس پر سعایت تھی وہ دُوب گئی اور یہ نقصان وارثوں و دونوں باقیوں پر مشترک ہوگا چنانچہ

باقی حق دار ثانی (۲۸) اور حق مدبر معروف (۲۹) اور حق غلام باقی (۳۰) پر تقسیم ہوگا پس جملہ سهام (۳۹) ہونے پس دو  
ثالث ہر ایک غلام باقی اور مدبر و حق سائر سے انیس ہونے اور انجملہ مدبر کے (۸) سهام نکل گئے اور باقی سائر سے گیارہ غلام  
کے واسطے سعایت کرینگا اور غلام زندہ کے (۲۳) سهام نکل گئے اور باقی سائر سے سولہ سهام کے لیے سعایت کرینگا اور غلام  
میت (۲۴) سهام وصیت سے کیا ہو لہذا مبلغ سهام وصیت (۱۲) ہونے اور میان سهام سعایت (۲۸) ہونے پس پنج  
مستقیم ہوئی۔ اور اگر ہر دو غلام مر گئے اور مدبر رہ گیا تو دونوں اپنے سهام وصیت پورے (۶) سهام لینگے اور دونوں  
پر جو سهام سعایت حصہ دو ب گئے پس یہ حق تلفی کل پر ہوگی پس باقی سهام دار ثانی (۲۸) اور حق مدبر (۲۹) پر تقسیم ہونگا  
پس جملہ سهام (۳۷) ہونے پس اول ثالث رقبہ مدبر (۲۹) رہے اور انجلی (۸) سهام وصیت مدبر آزاد ہونے اور باقی (۲۸)  
سهام کے واسطے سعایت کرینگا اور چونکہ ہر دو غلام مر وہ اپنا حصہ لے چکے ہیں یعنی (۶) سهام ہونے جملہ سهام وصیت (۱۲) ہونے  
اور سهام سعایت (۲۸) ہیں پس تہائی دو تہائی ٹھیک نکلے و تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مولیٰ نہ ہو بلکہ غلاموں میں سے ایک  
مر گیا پھر اسکے بعد مولے مر گئے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر مدبر قبل موت مولے کے مر گیا تو عتق قطعی میں اسکی فراغت باطل ہوگی اور  
عتق قطعی ہر دو باقی میں رہ گیا اور جب مولے مر گیا تو وہ ان دونوں میں شائع ہو گیا کہ جس سے نصف ہر ایک کا یا چنانچہ  
آزاد ہو گیا اور ہر ایک کا چوتھائی حصہ بسبب مدبر کے مدبر ہو گیا پس اگر مولیٰ کا کچھ مال زائد ہو کہ اسکی تہائی سے نصف  
رقبہ پر آمد ہوتا ہو تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور انجملہ نصف بسبب عتق قطعی کے اور چارم بسبب  
مدبر کے اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کرینگا۔ اور اگر اسکا کچھ اور مال نہ تو ایک تہائی ان دونوں  
میں نصف نصف تقسیم ہوگی اور اسکا مال وقت موت کے رقبہ واحد ہو پس تہائی مال تہائی رقبہ ہوگا جو دونوں میں  
نصف نصف ہوگا چنانچہ ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا جس میں سے نصف رقبہ بسبب عتق قطعی کے اور چھٹا حصہ  
بسبب مدبر ہونے کے اور ہر ایک اپنی تہائی قیمت کے واسطے سعایت کرینگا۔ اور اگر مدبر نہیں مر بلکہ ہر دو غلام میں  
سے ایک مر گیا پھر مولیٰ مر گیا تو غلام میت کی فراغت دور ہوگی اور عتق قطعی اس غلام باقی اور مدبر معروف کے  
درمیان رہا کہ ہر ایک کا نصف حصہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک کا نصف باقی مدبر ہوا چنانچہ اگر مولیٰ  
کا مال کچھ زائد ہو کہ اس میں سے تہائی ایک رقبہ ہوتا ہو تو دونوں آزاد ہو جائیگے اور اگر نہ تو تہائی حق میت ان  
دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگی چنانچہ ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا اور ایک تہائی کے واسطے سعایت  
کرینگا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہو۔ اور اگر مولے نے کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں یا مدبر چن اور یہ قول اسنے مدبر میں کہا  
تو اسکا کلام ان دونوں کے حق میں تہائی سے معتبر ہوگا پس تہائی ان سب پر بقدر انکے سهام کے تقسیم ہوگی پس مدبر و  
کا حق تمام رقبہ کا ہو چکے (۶) سهام مفروضہ ہیں اور حق ہر دو غلام جملہ مدبر کے نصف یعنی (۱۲) ہیں اور کچھ عتق قطعی و تہائی  
یعنی (۴) ہیں پس سهام وصیت ہر دو غلام ساٹھ ہونے اور سهام وصیت مدبر (۶) ہونے چنانچہ مجموعہ کل (۱۳)  
سهام وصیت ہونے اور یہ تہائی مال ہو اس میں کل مال کے (۳۹) سهام ہونے پس ہر غلام کے (۱۲) سهام ہونے چنانچہ  
مدبر میں سے (۶) سهام آزاد ہونے اور (۷) سهام کے واسطے سعایت کرینگا اور ہر دو غلام میں سے سات سهام یعنی ہر ایک  
سے ساڑھے تین سهام آزاد ہونے تو ہر ایک ساڑھے نو سهام کے لیے سعایت کرینگا پس جملہ سهام وصیت (۱۲) اور سهام سعایت  
(۲۶) ہونے پس پنج تہائی دو تہائی مستقیم ہو۔ اور اگر مدبر بعد موت مولیٰ کے مر گیا تو اسپر سعایت باطل ہو گئی اور شمارہ کل پر ہوا



اور اسکی صورت یہ ہوگی کہ باقی ہر دو غلام کو قدر تمام دے، پر اور قدر تمام وارثان (۲۶) پر تقسیم ہوگی پس جملہ (۱۳۲) ہوگا کہ ہر غلام کے جملہ سائرے سولہ تمام ہوئے پس ہر ایک میں سے سائرے تین آزاد اور باقی (۱۶۲) کے واسطے سعایت کریگا اور مدبریت اپنے تمام وصیت کے چکا ہو لہذا جملہ سهام وصیت (۱۳۲) اور سهام سعایت (۲۶) ہوئے پس خرچ مستقیم ہوگا اور اگر ہر دو غلام میں سے ایک مرگیا تو اسکی سعایت دوسرا گئی اور دو بناسب برابر باقی مال و کہ باقی مقدار حق سهام وارثان (۲۶) پر اور قدر حق سهام مدبر (۶) پر تقسیم ہو پس جملہ سائرے پچیس سهام ہوئے پس ہر ایک کے مقابلہ میں (۱۶) سهام اور تین چوتھائی حصہ سهام ہوا جن سے مدبر سے (۶) سهام آزاد ہوئے اور باقی گیارہ سهام اور تین چوتھائی سهم کے واسطے سعایت کریگا اور غلام میں سے سائرے تین سهام آزاد ہوئے اور باقی (۱۳۲) سهام دو چوتھائی سهم کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ غلام مردہ اپنا حق وصیت کے چکا ہو لہذا اسکی سهام وصیت (۱۳۲) ہوا اور مبلغ سعایت (۲۶) ہوئے پس خرچ مستقیم ہوئی۔ اور اگر دو غلام مر گئے اور مدبر مر گیا تو سعایت جو دو غلام پر تھی دوسرا گئی پس باقی حق سهام وارثان (۲۶) پر اور سهام مدبر چھ پر تقسیم ہوگی کہ جبکہ جملہ (۱۳۲) سهام ہوئے جن میں سے مدبر کے (۶) سهام آزاد ہونگے اور باقی (۲۶) سهام کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ ہر دو غلام مدبر اپنے تمام وصیت پا چکے ہیں لہذا اسکی سهام وصیت (۱۳۲) اور مبلغ سهام سعایت (۲۶) ہوئے پس خرچ مستقیم ہوئی اور اگر مدبر جملہ ایک غلام کے مر گیا تو اپنے جو کچھ سعایت تھی وہ دوسرا گئی تو باقی حق وارثان (۲۶) اور حق غلام باقی (۱۳۲) مجموعہ پر تقسیم ہوگی از جملہ سائرے تین سهام غلام میں سے آزاد ہونگے اور باقی (۲۶) کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ مدبر اور غلام سب نے اپنا اپنا حصہ لے لیا ہو یعنی سائرے نو سهام پس جملہ سهام وصیت (۱۳۲) ہوئے اور سهام سعایت (۲۶) میں پس خرچ مستقیم ہوئی۔ اور اگر مدبر قبل موت ہوئی کے مر گیا تو عین قطعی میں اسکی فراحت جاتی رہی اور ایک رقبہ کامل اور نصف رقبہ باقی دونوں غلاموں میں رہا پس اگر نو لی کا اس قدر مال ہو کہ اسکی تہائی سے ڈیڑھ رقبہ برآمد ہوتا ہو تو ہر غلام میں سے تین چوتھائی جو عین قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور اپنی چوتھائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر ایک کچھ اور مال نہ تو اسکا تہائی مال یعنی دو تہائی رقبہ ان دونوں میں مشترک ہوگا پس ہر ایک میں سے تہائی رقبہ آزاد ہو جائیگا اور اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر نو لے سے پہلے ایک غلام مر گیا تو اسکی فراحت عین قطعی میں سے باطل ہو گئی اور ایک باقی قطعی در میان غلام اور مدبر کے رہا کہ ہر ایک کے واسطے نصف رقبہ ہو جائیگا اور نصف غلام باقی بھی مدبر ہو گیا پس اگر نو لے کا اس قدر مال ہو کہ اسکی تہائی سے دو غلام بقدر حلویت برآمد ہوتا ہوں تو دونوں نسبت بلا سعایت آزاد ہو جائیگے اور اگر اسکا کچھ اور مال نہ تو اسکا تہائی مال یعنی دو تہائی رقبہ ان دونوں کو مشترک ہو چکے گا جس طرح کہ پہلے بیان کیا ہو۔ اور اگر اسنے اپنی فراحت میں کہا کہ تم سب آزاد ہو یا مدبر ہو اور قبل بیان کے مر گیا تو اسکا یہ قول کہ تم سب آزاد ہوں سب کے حق میں صحیح ہو اور اسکا یہ قول کہ یا تم سب مدبر ہو اسکے مدبر ہونے کے حق میں لغو ہوا اور ہر دو غلام کے حق میں صحیح ہو گا یا اسنے کہا کہ یا یہ دونوں غلام مدبر ہیں پس سب ایک باقی قطعی کے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہوا جو ان سب میں مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے نصف رقبہ آزاد ہوگا اور سب ایک باقی تہائی کے ایک رقبہ مدبر ہو جائیگا اور ہر دو غلام میں مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے نصف رقبہ مدبر ہو جائیگا اور مدبر ہونے کا نصف مدبر رہا اور اگر نو لی کا اور مال ہو کہ جسکی تہائی سے نصف رقبہ و ایک رقبہ کامل برآمد ہوتا ہو تو سب آزاد ہو جائیگے

اور اگر کچھ اور مال نہ ہو تو اسکا تمام مال تقسیم کیا جائیگا اور وقت موت کے اسکا تمام مال و غیرہ رقبہ ہو جس اسکی  
 تمام رقبہ رقبہ ہو جو ان سب میں مساوی تقسیم ہوگا پس ہر ایک کے حصہ میں چھٹا حصہ رقبہ کا ہو چکا پس جملہ  
 دو تہائی رقبہ ہر ایک میں سے آزاد ہوگا اس طرح کہ نصف باسجا بقیہ اور چھٹا حصہ بسبب تدبیر کے آزاد ہوگا اور  
 باقی ایک تہائی کے واسطے ہر ایک سے ثابت کرے گا اور اگر ایجاب مذکور حالت مرض میں واقع ہو تو تہائی مال  
 سے سب اسی طرح آزاد ہونگے جیسے پہلے بیان کر دیا ہو۔ اور اسی طرح اگر کما کہ تم میں سے ہر ایک آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو  
 تو یہ ہنزلہ اس قول کے ہو کہ تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو اور اسی طرح اگر کما کہ تم سب آزاد ہو یا یہ دو سب مدبر  
 ہیں تو بھی یہی حکم ہو کہ یہ ہنزلہ اس قول کے ہو کہ یا تم سب مدبر ہو اور اگر ان میں سے کوئی مدبر ہو اور اسنے کما کہ تم سب  
 آزاد ہو یا یہ وہ مدبر ہیں تو دونوں ایجاب صحیح ہیں پس ہر دو کلام میں سے ہر ایک کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا  
 چنانچہ ہر ایک میں سے نصف باسجا بقیہ آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف ہر ایک کا مدبر بھی ہوگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی  
 میں سے ہوگا۔ اور اگر ایجاب نکال دیا مرض واقع ہوا تو سب تہائی مال سے آزاد ہونگے جیسے پہلے بیان کیے  
 بیان کیا ہو۔ اور اگر ان میں سے ایک مدبر ہو اور اسنے کما کہ تم سب آزاد ہو یا تم میں ایک مدبر ہو تو یہ سب کلام بال  
 ہو اسواسطے کہ قول تم میں سے ایک مدبر ہو اور رہا ایجاب اول وہ ایجاب فی جالی و جالی ہو جس شک کے ساتھ  
 ایجاب ہوگا اور اگر کما کہ ہر ایک تم میں سے آزاد ہو یا مدبر ہو تو ہر دو کلام حق مدبرین باطل ہیں اور ہر دو غلام کے ساتھ  
 حق میں صحیح ہیں اسواسطے کہ اسنے ہر فرد کے حق میں غلامہ ایجاب کیا ہو کہ یا اسنے ہر ایک کے واسطے کما کہ تو آزاد ہو یا مدبر  
 ہو پس مدبر کے حق میں باطل ہوگا اور ہر ایک غلام کے حق میں صحیح ہوگا پس ہر کلام کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا پس  
 ہر ایک غلام میں سے نصف باسجا بقیہ ثابت ہوگا اور نصف ہر ایک کا مدبر ہو جائیگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی سے  
 ہوگا اور اگر قول مذکور مرض میں صفا در ہوا تو تہائی سے سب آزاد ہونگے اور اسی طرح حساب لگایا جائیگا جس طرح پہلے  
 بیان کیا ہو اور اگر اسنے یوں کما کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو اور مدبر اسی کو کما کہ جو معروف مدبر ہو یا یہ ہر دو اول  
 بیان کے ہر ایک تو سب مدبر ہو جائیگا اسواسطے کہ ہر دو ایجاب میں سے ایک کا التزام ہو اور دلالت سے یہ بات ثابت  
 ہوئی کہ اسنے تدبیر کو اختیار کیا ہو اور دلالت اس طرح ہو کہ اسنے تہائی و ثالث کو اول تدبیر پر عطف کیا جو میں اختیار  
 ثابت ہوا اسواسطے کہ عطف مقتضی مشارکت ہو میان خطوط خطوط علیہ کے ایسے وصف میں جو بیان ہوا ہو اور صفت تدبیر  
 میں مشارکت ثابت ہوگی الا ایسی صورت میں کہ خطوط علیہ میں ایجاب میں اسکا تدبیر کا اختیار کرنا اعتبار کیا جائے  
 اور اگر ان غلاموں میں کوئی مدبر نہ ہو اسنے کما کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو یا یہ تو سب مدبر ہو چاہیے اور اگر  
 کما کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو اور یہ تو ایجاب اول باطل ہو گیا اور جس غلام کو تدبیر شامل ہو اور دوسرا جو عطف  
 ہو دونوں مدبر ہو جائیگا اور تیسرا فن باقی رہیگا اور یہ یہ ہر دو جیسے بیان کر دی ہو اور اگر اسنے کما کہ تم سب آزاد ہو  
 اور یہ دونوں مدبرین سالانہ ان میں کوئی غلام پہلا مدبر نہ تھا تو دونوں ایجاب ثابت ہونگے پس ایجاب اول سے طریقہ  
 رقبہ آزاد ہوگا جو ان سب میں مشترک ہوگا اور دوسرے ایجاب سے ایک رقبہ کا مدبر ہو نا ثابت ہوگا مگر حاصل ان میں دونوں  
 کے حق میں جکی طرف تدبیر کی نسبت کی ہو اور اس تدبیر کا اعتبار تہائی مال سے ہوگا یہ شرح یہ یا دات تہائی میں ہو  
 اگر اپنے تین غلاموں سے کما کہ تم آزاد ہو یا یہ اور یہ دونوں مدبر ہیں تو ہر ایک ایجاب کی تہائی ثابت ہوگی اور غلام شائع کا  
 جیسے مقتضی ہر ایک میں سے تہائی ثابت ہوگی

اور اگر کچھ اور مال نہ ہو تو اسکا تمام مال تقسیم کیا جائیگا اور وقت موت کے اسکا تمام مال و غیرہ رقبہ ہو جس اسکی  
 تمام رقبہ رقبہ ہو جو ان سب میں مساوی تقسیم ہوگا پس ہر ایک کے حصہ میں چھٹا حصہ رقبہ کا ہو چکا پس جملہ  
 دو تہائی رقبہ ہر ایک میں سے آزاد ہوگا اس طرح کہ نصف باسجا بقیہ اور چھٹا حصہ بسبب تدبیر کے آزاد ہوگا اور  
 باقی ایک تہائی کے واسطے ہر ایک سے ثابت کرے گا اور اگر ایجاب مذکور حالت مرض میں واقع ہو تو تہائی مال  
 سے سب اسی طرح آزاد ہونگے جیسے پہلے بیان کر دیا ہو۔ اور اسی طرح اگر کما کہ تم میں سے ہر ایک آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو  
 تو یہ ہنزلہ اس قول کے ہو کہ تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو اور اسی طرح اگر کما کہ تم سب آزاد ہو یا یہ دو سب مدبر  
 ہیں تو بھی یہی حکم ہو کہ یہ ہنزلہ اس قول کے ہو کہ یا تم سب مدبر ہو اور اگر ان میں سے کوئی مدبر ہو اور اسنے کما کہ تم سب  
 آزاد ہو یا یہ وہ مدبر ہیں تو دونوں ایجاب صحیح ہیں پس ہر دو کلام میں سے ہر ایک کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا  
 چنانچہ ہر ایک میں سے نصف باسجا بقیہ آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف ہر ایک کا مدبر بھی ہوگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی  
 میں سے ہوگا۔ اور اگر ایجاب نکال دیا مرض واقع ہوا تو سب تہائی مال سے آزاد ہونگے جیسے پہلے بیان کیے  
 بیان کیا ہو۔ اور اگر ان میں سے ایک مدبر ہو اور اسنے کما کہ تم سب آزاد ہو یا تم میں ایک مدبر ہو تو یہ سب کلام بال  
 ہو اسواسطے کہ قول تم میں سے ایک مدبر ہو اور رہا ایجاب اول وہ ایجاب فی جالی و جالی ہو جس شک کے ساتھ  
 ایجاب ہوگا اور اگر کما کہ ہر ایک تم میں سے آزاد ہو یا مدبر ہو تو ہر دو کلام حق مدبرین باطل ہیں اور ہر دو غلام کے ساتھ  
 حق میں صحیح ہیں اسواسطے کہ اسنے ہر فرد کے حق میں غلامہ ایجاب کیا ہو کہ یا اسنے ہر ایک کے واسطے کما کہ تو آزاد ہو یا مدبر  
 ہو پس مدبر کے حق میں باطل ہوگا اور ہر ایک غلام کے حق میں صحیح ہوگا پس ہر کلام کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا پس  
 ہر ایک غلام میں سے نصف باسجا بقیہ ثابت ہوگا اور نصف ہر ایک کا مدبر ہو جائیگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی سے  
 ہوگا اور اگر قول مذکور مرض میں صفا در ہوا تو تہائی سے سب آزاد ہونگے اور اسی طرح حساب لگایا جائیگا جس طرح پہلے  
 بیان کیا ہو اور اگر اسنے یوں کما کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو اور مدبر اسی کو کما کہ جو معروف مدبر ہو یا یہ ہر دو اول  
 بیان کے ہر ایک تو سب مدبر ہو جائیگا اسواسطے کہ ہر دو ایجاب میں سے ایک کا التزام ہو اور دلالت سے یہ بات ثابت  
 ہوئی کہ اسنے تدبیر کو اختیار کیا ہو اور دلالت اس طرح ہو کہ اسنے تہائی و ثالث کو اول تدبیر پر عطف کیا جو میں اختیار  
 ثابت ہوا اسواسطے کہ عطف مقتضی مشارکت ہو میان خطوط خطوط علیہ کے ایسے وصف میں جو بیان ہوا ہو اور صفت تدبیر  
 میں مشارکت ثابت ہوگی الا ایسی صورت میں کہ خطوط علیہ میں ایجاب میں اسکا تدبیر کا اختیار کرنا اعتبار کیا جائے  
 اور اگر ان غلاموں میں کوئی مدبر نہ ہو اسنے کما کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو یا یہ تو سب مدبر ہو چاہیے اور اگر  
 کما کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو اور یہ تو ایجاب اول باطل ہو گیا اور جس غلام کو تدبیر شامل ہو اور دوسرا جو عطف  
 ہو دونوں مدبر ہو جائیگا اور تیسرا فن باقی رہیگا اور یہ یہ ہر دو جیسے بیان کر دی ہو اور اگر اسنے کما کہ تم سب آزاد ہو  
 اور یہ دونوں مدبرین سالانہ ان میں کوئی غلام پہلا مدبر نہ تھا تو دونوں ایجاب ثابت ہونگے پس ایجاب اول سے طریقہ  
 رقبہ آزاد ہوگا جو ان سب میں مشترک ہوگا اور دوسرے ایجاب سے ایک رقبہ کا مدبر ہو نا ثابت ہوگا مگر حاصل ان میں دونوں  
 کے حق میں جکی طرف تدبیر کی نسبت کی ہو اور اس تدبیر کا اعتبار تہائی مال سے ہوگا یہ شرح یہ یا دات تہائی میں ہو  
 اگر اپنے تین غلاموں سے کما کہ تم آزاد ہو یا یہ اور یہ دونوں مدبر ہیں تو ہر ایک ایجاب کی تہائی ثابت ہوگی اور غلام شائع کا  
 جیسے مقتضی ہر ایک میں سے تہائی ثابت ہوگی

قول تہیں کلام اول سے ایک رقبہ کا عقیق ثابت ہوگا جو ان سبببائین مشترک ہوگا اور دوسرے کلام سے تہائی عقیق ثابت ہوگا جو فقط اس کے واسطے ہوگا جسکی طرف اشارہ کیا ہو نہیں اس کے واسطے دو تہائی رقبہ کا عقیق ثابت ہوگا اور تیسرے کلام سے دو تہائی رقبہ کی تہیں رقبہ میں دو ذوق کے واسطے جسکی طرف اشارہ کیا ہو ثابت ہوگی پس انہیں سے ہر ایک کا تہائی حصہ برابری ہو جائیگا یہ کافی ہیں۔ پس اگر اسکا کچھ اور مال ہو کہ جسکی تہائی سے دو تہائی تقسیم ہوتا ہو ہر ایک میں سے دو تہائی آزاد ہو جائیگی اور اپنی ایک تہائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر کچھ اور مال نہ ہو تو وقت موت کے ہر قدر مال اسکا تھا اسکی ایک تہائی دو ذوق کے درمیان نصف نصف ہوگی اور موت کے وقت اسکا مال ایک رقبہ کامل اور ایک رقبہ کی دو تہائی تھا پس اسکی تہائی پانچ ذوقین (بجائے ساتویں۔ نو ذوقین) حصے ان دو ذوقین میں تقسیم ہونگے کہ ہر ایک کو دو ساتویں حصے اور نصف ساتویں حصہ پونچھ گاہ اور ہر ایک اپنے تین ساتویں حصے اور نصف ساتویں حصے کے واسطے سعایت کرے گا اور مفروضہ تہائی کے واسطے سعایت کرے گا پس چھ حصہ مال وصیت پانچ ہونگے اور باقیہ ہر حصہ حایت میں ہونگے کہ تہائی دو تہائی قسیم ہر ایک پانچ حصہ ہر ایک حصہ زیادہ ہو جائیگا پس ساتویں مال باقی۔ اسکیلاد کے بیان میں۔ اسکیلاد یہ ہو کہ باندی ملو کہ تمام اسے اپنے مولیٰ سے کچھ جتنی خواہ مالک کے متعلق تحقیقی ہو یا تقدیری بلکہ فیصلہ اللہ تعالیٰ اقل بالاعصاب جب باندی اپنے مولیٰ سے کچھ جتنی تو وہ اسکی اہم ولد ہو گئی خواہ کچھ زندہ جتنی یا مردہ یا ساقط ہو گیا ایسا کہ جسکی پوری خلقت ظاہر ہو گئی تھی یا کچھ خلقت جبکہ اقرار ہو کہ یہ یہ لطفہ تو باندی کے ام ولد ہو جانے کے واسطے یہ بچہ بمنزلہ زندہ کامل خلقت بننے کے ہوا اور اگر ایسا چھوٹا سا قلیل ہوا کہ اسکی خلقت میں سے کچھ ظاہر نہیں ہوا ہو مثلاً اوٹھرا یا تنکا خون کا یا ٹکڑا ساقط ہوا اور مولیٰ نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے سے لطفہ سے ہوا تو اس سے باندی اسکی ام ولد ہوگی یہ سراج و باج میں ہو۔ ام ولد کی بیج جائز نہیں ہوا اور اسی طرح ہر ایسا تصرف روا نہیں ہو جس سے حق حریت جو سبب اسکیلاد کے باندی کے واسطے ثابت ہوا ہو باطل ہو جائے بہرہ و صدقہ و وصیت و دین کوئی جائز نہیں ہوا اور جو تصرف کہ موجب بطلان حق مذکور نہ ہو جائز ہو جیسے اجارہ پر دینا اور خدمت لینا اور کمائی کرنا اور کرایہ پر چلانا اور خود اس سے وطنی کرنا یا استمتاع کرنا اور اجرت و کمائی و کرایہ مولیٰ کا ہوگا اور اگر کسی نے اس سے شہدہ سے وطنی کی تو اسکا عقر مولیٰ کا ہوگا اور اگر مولیٰ نے کسی سے اسکا نکاح کر دیا تو مہر مولیٰ کا ہوگا یہ بایں میں ہو اور اگر ایک قاضی نے ام ولد کی بیج کے جواز کا حکم دیدیا تو قضاؤں نافذ ہوگی بلکہ دوسرے قاضی پر موقوف رہیگی اگر دوسرے قاضی نے اسکی قضا کو بحال رکھا تو نافذ ہوگی اور اگر باطل کر دیا تو باطل ہوگی یہ فیہر میں ہو اور مولیٰ کو اختیار ہو کہ کسی سے اسکا نکاح کر دے مگر جب تک اس سے ایک شخص سے استبراء نہ کر لے تب تک نکاح کر دینا نہیں چاہیے ہو یہ بایں میں ہو اور اگر بدون استبراء کے اسکا نکاح کر دیا پھر وہ چھ مہینہ سے کم میں کچھ جتنی تو یہ بچہ مولیٰ کا ہوگا اور نکاح قاسد ہو اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں جتنی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوا اور اگر مولیٰ نے اسکی نسب کا دعویٰ کیا تو نسب شوہر ہی سے ثابت رہے گا مگر مولیٰ کے دعویٰ کی وجہ سے وہ آزاد ہو گیا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر مولیٰ نے اسکا نکاح کر دیا اور نکاح سے آئیکہ بچہ ہوا تو کچھ بھی اپنی نان کے حکم میں ہوگا کہ مولیٰ کو اسکی بیج و ہبہ و دین وغیرہ جائز نہیں ہو اور وہ کسی کے واسطے سعایت نہ کرے گا اور مولیٰ کے مرنے پر اسکی کل مال سے آزاد ہو جائیگا ہاں مولیٰ کو اس سے خارجہ لینا و اسکا اجارہ پر دینا وغیرہ جائز ہو لیکن اگر بچہ لڑکی ہو تو مولیٰ کو اس سے استمتاع جائز نہیں ہو

سے  
ان  
میں  
میں  
میں  
میں

اور میسرہ اجتماعی ہو اور اگر نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو حق احکام میں یہ نکاح فاسد نہی نہ نکاح صحیح کیا جائیگا پہنچ القدر میں  
 میں ہو۔ اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر اسکے بچ پیدا ہوا پھر مونس نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب  
 ثابت نہ ہوگا بلکہ نسب غلام ہی سے ثابت ہوگا و لیکن مونس کے اقرار کی وجہ سے یہ بچ آزاد ہوگا اور باندی  
 اسکی ام ولد ہو جائیگی اور جب ام ولد کا مونس مراد ہو آزاد ہو جائیگی خواہ مونس نے اسکو کسی مرد سے بیاہ دیا ہو یا نہ  
 بیاہا ہو اور نیزہ اسکا عتیق تمام مال سے مستعیر ہوگا پس آزاد ہو جائیگی خواہ تھائی مال سے برآمد ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور پھر  
 سعایت مولیٰ کے وارث یا مولیٰ کے فرخوار کسی کے واسطے کسی طرح واجب نہ ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور یہ احکام  
 ام ولد کے واسطے ہر حال ثابت ہونگے خواہ مولیٰ حقیقہ مرگیا یا حکم مرگیا یا بن طور کہ مرتد ہوا اور دار الحرب میں چلا گیا  
 اسی طرح اگر حربی امان لیکر دارالاسلام میں آیا اور یہاں کوئی باندی خریدی اور اسکو ام ولد بنا یا پھر دار الحرب کو  
 چلا گیا پھر جہادین قید ہوا تو یہ باندی آزاد ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اور جب ام ولد مولیٰ کے مرنے سے آزاد ہوتی تو  
 اسوقت جو کچھ مال اسکے پاس ہو وہ مونس کا ہوگا الا انکہ مونس نے اسکے واسطے اس مال کی وصیت کر دی ہو پھر اگر اس  
 میں قاضیان سے منقول ہو۔ اور ام ولد کا عتیق ہو کر مالک ہوگا جیسے عتیق محارم اور اسکی تعلیل یہ ہوگی کہ اگر ام ولد  
 کو اسکے مونس نے آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی پھر قید ہو کر آئی اور مولیٰ نے اسکو خرید لیا تو پھر ام ولد  
 ہوگی یعنی اسکا ام ولد ہونا عہد کرے گا اور اسی طرح اگر ذی رحمہ مرگیا کسی طور سے مالک ہوا اور وہ اسکی طرف سے  
 آزاد ہو گیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا پھر قید ہو کر آیا پھر اسے خرید لیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح دوبارہ  
 سہ بارہ قیدی و غنم واقع ہووے یہ حکم ہی اور یہی حکم ام ولد میں ہے یہ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر نصرانی کی  
 ام ولد مسلمان ہو گئی تو اسکے مولیٰ پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اسنے انکار کیا تو قاضی اس باندی کو اسکی ولایت سے  
 نکال دینا باین طور کہ اسکی قیمت اندازہ کر کے اس باندی پر اقساط مقرر کر دیں اور یہ مکاتبہ ہو جائیگی مگر فرق اسقدر  
 ہے کہ یہ عورت دوبارہ رفیق نہ کی جائیگی اگرچہ اپنے آپ کو عاجز کر دے۔ اور اگر اسلام پیش کرنے کے وقت نصرانی  
 نہ ہو مسلمان ہو گیا ہو تو یہ عورت اپنے حال پر اسکی ام ولد رہیگی بخلاف اسکے کہ اگر اسوقت کے بعد مسلمان ہو گیا تو  
 ایسا نہ ہوگا۔ اور اگر اسکا مولائے نصرانی مرگیا تو آزاد ہو جائیگی اور اسکے ذمہ سے سعایت ساقط ہو جائیگی یہ فتح القدر میں  
 میں ہے۔ اور اگر قاضی نے اسے قیدیت دینے کا حکم دیا ہو پھر وہ مرئی اور اسکا ایک بچ ہو چکا وہ حالت سعایت میں جنی ہو  
 تو جو کچھ اسپر واجب ہو وہ اسکا بچہ سعایت کر کے ادا کرے گا یہ محیط مشی میں ہے۔ اور اگر زہد کی باندی کے عہد سے  
 ایک بچہ پیدا ہوا انکاح یا بوطی شہدہ پھر عہد اس باندی کا مالک ہوا تو بچہ کا عہد سے نسب ثابت ہوگا اور یہ  
 باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ مگر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک اسکی ام ولد تصدیق وقت  
 سے ہو جائیگی جب سے اسکا مالک ہوا ہو نہ اسوقت سے کہ جب سے بچ کا لفظ قرار پایا ہو یہ نہرا لفاظی میں ہوا اور اگر  
 زنا سے کسی باندی سے استیلا دیا گیا پھر اسکا مالک ہو گیا تو اسکا ام ولد نہ ہو جائیگی اور یہ ہمارے علمائے فہم  
 کا قول ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ مگر بچہ آزاد ہو جائیگا اور اسکی مان کے فروخت کا اسکو اختیار ہو یہ اختیار شرح مختار  
 میں ہے۔ اور اگر زہد نے کہا کہ میں نے اس باندی سے نکاح کیا اور یہ مجھ سے بچہ جنی ہو اور یہ بات صرف اسکے قول  
 سے معلوم ہوتی ہو اور مونس جسکی وہ باندی ہو اس سے انکار کرتا ہو تو یہ بات ثابت نہ ہوگی پھر جب زہد اس باندی کا

بچہ پیدا ہوا  
 بچہ آزاد ہو جائیگا  
 بچہ کی ولایت  
 بچہ کا عہد





ہو گا جسکا دعویٰ کیا ہو اور باقی دونوں رقیق رہیں گے کہ چاہئے انکو فروخت کر دے۔ اور اگر اسکی ملک میں یہ اولاد پیدا ہوئی ہو مثلاً ایک شخص کی باندی تین اولاد مختلف بطنوں سے جنی پس اگر مولے نے سب سے چھوٹے کے نسب کا دعویٰ کیا تو اسی کا نسب مولے سے ثابت ہو گا اور باقی دونوں رقیق رہیں چاہئے انکو فروخت کر دے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر اس نے سب سے بڑے کے نسب کا دعویٰ کیا تو اسکا نسب مولیٰ سے ثابت ہو گا اور باقی دونوں اپنی مان کے تابع بہنرہ اپنی مان کے ہونگے کہ انکو فروخت نہیں کر سکتا ہو مگر مولے سے اسکا نسب ثابت ہو گا یہ مبسوط میں ہے ایک مرد کی ایک باندی ہو کہ اس سے دلی کرتا ہو اور ہر بار غزل کر لیتا ہو پھر یہ باندی کہیں غائب نہ ہو یعنی ایک زمانہ تک اس کے حضور سے غائب رہی پھر لوٹ آئی اور وقت غائب ہونے سے چھ مہینے پر کوئی چھٹی ہو تو شائع فرمایا کہ اگر ایسے شخص کی طرف گئی تھی جو اس سے ہم تھا اور مولے کا غالب گمان یہ ہو کہ اس باندی نے جو کیا ہو تو مولے کو اس کے بچہ کی نفی کر دینے کی گنجائش ہو کہ یہ گھر و نہیں ہو۔ اور اگر اسکا جو رظا ہر روز اور مولیٰ کی غالب رائے یہ ہو کہ یہ عقیقہ ہو تو مولیٰ کو اس کے بچہ کا نفی کرنا نہ چاہیے۔ اور چاہیے کہ گواہ کر دے کہ یہ میری ام ولد ہو تاکہ اسکا اسکی موت کے بعد اسکا بچہ رقیق بنا یا جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے دلی کرتا ہو اور غزل نہیں کرتا ہو اور اسکو محفوظ کر لیا ہو پھر اس کے بچہ پیدا ہوا تو دیانت کی راہ سے فیما بین وہ بین اللہ تبارک و تعالیٰ کہ روایت میں ہے کہ اس بچہ کو فروخت کرے اور اس پر واجب ہے کہ اعتراف کرے کہ یہ میرا ہو اور اگر اس سے غزل کرتا ہو اور اسکو محفوظ نہ کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مولے کو روا ہو کہ اس کے بچہ کی نفی کرے یہ سراج و ملاح میں ہے۔ اور اگر کسی کی ام ولد اس پر ہمیشہ کیواسطے حرام ہو گئی یا بین طور کہ مولیٰ کے پسرنے اس ام ولد سے دلی کر لی یا باپ نے دلی کر لی یا مولیٰ نے اسکی دختر یا مان سے دلی کر لی پھر جو ہمیشہ سے زیادہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو بعد تحریم کے جو بچہ اسکا ہو اہر بدون مولیٰ کے دعویٰ کے اسکا نسب مولیٰ سے ثابت نہ ہو گا اور اگر مولیٰ نے دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہو جائیگا اسواسطے کہ حرام ہو جانے سے ملک زائل نہیں ہوتی ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی باندی نے کسی مرد کو وھوکا دیا اور کہا کہ میں جو ہوں پس اسے نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی پھر باندی کے مولیٰ نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو مولیٰ کے واسطے اس باندی کے ملنے اور اولاد کی قیمت ملنے اور دلی کنندہ سے عقر ملنے کا حکم دیا جائیگا پھر جب وہ آزاد ہو جائیگی تو اولاد کا باپ اس سے اولاد کی قیمت واپس لیگا اور اگر اولاد کے باپ نے لکھت باندی اس کے مولیٰ سے خریدی تو اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اسکی نصف قیمت اس کے مولیٰ کو تادان بھی دیدیگا پس مبسوط میں ہے۔ زید نے بکر کی ام ولد کو عمو سے خریدا اور بکر کو اسکا علم نہیں ہو پھر زید سے اس کے ایک بچہ پیدا ہوا پھر بکر نے اسکا دعویٰ کیا اور اس کے واسطے حکم ہو گیا تو زید بکر کے واسطے بچہ کی قیمت لے لیتا ہو کہ بچہ واجب ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اپنے ایسے قلام کی نسبت کہا کہ یہ میرا ہو گا تو کسی عمر کا بیٹا ایسے شخص کے نہیں ہو سکتا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکی طرف سے گزا د ہو گیا اور آیا اسکی مان اسکی ام ولد ہوگی یا نہیں تو اجماع یہ ہو کہ یہ اقرار اسکی مان کے ام ولد ہونے کا اقرار ہے یہ سراج و ملاح میں ہے۔ اگر اپنے باپ کے تصرف و ملی میں آئی ہوئی باندی سے استیلاء کیا تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو گا یہ قیینہ میں ہے۔ اگر باپ نے اپنے بیٹے کی باندی سے دلی کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور باپ نے اسکا دعویٰ کیا تو باپ سے اس کا نسب ثابت ہو گا اور یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی خواہ بیٹے نے اسکی تصدیق کی ہو یا نہ کر زیب کی ہو خواہ باپ نے شہرہ

اور اگر اسکی ملک میں یہ اولاد پیدا ہوئی ہو مثلاً ایک شخص کی باندی تین اولاد مختلف بطنوں سے جنی پس اگر مولے نے سب سے چھوٹے کے نسب کا دعویٰ کیا تو اسی کا نسب مولے سے ثابت ہو گا اور باقی دونوں رقیق رہیں چاہئے انکو فروخت کر دے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر اس نے سب سے بڑے کے نسب کا دعویٰ کیا تو اسکا نسب مولیٰ سے ثابت ہو گا اور باقی دونوں اپنی مان کے تابع بہنرہ اپنی مان کے ہونگے کہ انکو فروخت نہیں کر سکتا ہو مگر مولے سے اسکا نسب ثابت ہو گا یہ مبسوط میں ہے ایک مرد کی ایک باندی ہو کہ اس سے دلی کرتا ہو اور ہر بار غزل کر لیتا ہو پھر یہ باندی کہیں غائب نہ ہو یعنی ایک زمانہ تک اس کے حضور سے غائب رہی پھر لوٹ آئی اور وقت غائب ہونے سے چھ مہینے پر کوئی چھٹی ہو تو شائع فرمایا کہ اگر ایسے شخص کی طرف گئی تھی جو اس سے ہم تھا اور مولے کا غالب گمان یہ ہو کہ اس باندی نے جو کیا ہو تو مولے کو اس کے بچہ کی نفی کر دینے کی گنجائش ہو کہ یہ گھر و نہیں ہو۔ اور اگر اسکا جو رظا ہر روز اور مولیٰ کی غالب رائے یہ ہو کہ یہ عقیقہ ہو تو مولیٰ کو اس کے بچہ کا نفی کرنا نہ چاہیے۔ اور چاہیے کہ گواہ کر دے کہ یہ میری ام ولد ہو تاکہ اسکا اسکی موت کے بعد اسکا بچہ رقیق بنا یا جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے دلی کرتا ہو اور غزل نہیں کرتا ہو اور اسکو محفوظ کر لیا ہو پھر اس کے بچہ پیدا ہوا تو دیانت کی راہ سے فیما بین وہ بین اللہ تبارک و تعالیٰ کہ روایت میں ہے کہ اس بچہ کو فروخت کرے اور اس پر واجب ہے کہ اعتراف کرے کہ یہ میرا ہو اور اگر اس سے غزل کرتا ہو اور اسکو محفوظ نہ کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مولے کو روا ہو کہ اس کے بچہ کی نفی کرے یہ سراج و ملاح میں ہے۔ اور اگر کسی کی ام ولد اس پر ہمیشہ کیواسطے حرام ہو گئی یا بین طور کہ مولیٰ کے پسرنے اس ام ولد سے دلی کر لی یا باپ نے دلی کر لی یا مولیٰ نے اسکی دختر یا مان سے دلی کر لی پھر جو ہمیشہ سے زیادہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو بعد تحریم کے جو بچہ اسکا ہو اہر بدون مولیٰ کے دعویٰ کے اسکا نسب مولیٰ سے ثابت نہ ہو گا اور اگر مولیٰ نے دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہو جائیگا اسواسطے کہ حرام ہو جانے سے ملک زائل نہیں ہوتی ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی باندی نے کسی مرد کو وھوکا دیا اور کہا کہ میں جو ہوں پس اسے نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی پھر باندی کے مولیٰ نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو مولیٰ کے واسطے اس باندی کے ملنے اور اولاد کی قیمت ملنے اور دلی کنندہ سے عقر ملنے کا حکم دیا جائیگا پھر جب وہ آزاد ہو جائیگی تو اولاد کا باپ اس سے اولاد کی قیمت واپس لیگا اور اگر اولاد کے باپ نے لکھت باندی اس کے مولیٰ سے خریدی تو اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اسکی نصف قیمت اس کے مولیٰ کو تادان بھی دیدیگا پس مبسوط میں ہے۔ زید نے بکر کی ام ولد کو عمو سے خریدا اور بکر کو اسکا علم نہیں ہو پھر زید سے اس کے ایک بچہ پیدا ہوا پھر بکر نے اسکا دعویٰ کیا اور اس کے واسطے حکم ہو گیا تو زید بکر کے واسطے بچہ کی قیمت لے لیتا ہو کہ بچہ واجب ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اپنے ایسے قلام کی نسبت کہا کہ یہ میرا ہو گا تو کسی عمر کا بیٹا ایسے شخص کے نہیں ہو سکتا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکی طرف سے گزا د ہو گیا اور آیا اسکی مان اسکی ام ولد ہوگی یا نہیں تو اجماع یہ ہو کہ یہ اقرار اسکی مان کے ام ولد ہونے کا اقرار ہے یہ سراج و ملاح میں ہے۔ اگر اپنے باپ کے تصرف و ملی میں آئی ہوئی باندی سے استیلاء کیا تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو گا یہ قیینہ میں ہے۔ اگر باپ نے اپنے بیٹے کی باندی سے دلی کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور باپ نے اسکا دعویٰ کیا تو باپ سے اس کا نسب ثابت ہو گا اور یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی خواہ بیٹے نے اسکی تصدیق کی ہو یا نہ کر زیب کی ہو خواہ باپ نے شہرہ

کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ سب راجع و راجع میں ہو۔ اور باپ پر اس باندی کی قیمت واجب ہوگی مگر عمر اور بچہ کی قیمت نہیں  
 واجب ہوگی یہ کافی میں ہو اور اس استیلا دے صحیح ہونے کی شرط یہ ہو کہ باندی وقت عداوت سے تا وقت  
 دعویٰ نسب پسر کی مالک میں ہو اور باپ اس وقت سے ابایت و دعویٰ بھی رکھتا ہو چنانچہ اگر بیٹے نے باندی کو فروخت  
 کر دیا پھر خریدایا اسکو واپس دی گئی اور وقت بیچ سے پہلے بیٹے سے کم میں جینی پس باپ نے دعویٰ کیا تو صحیح ہوگا الا اس  
 صورت میں کہ بیٹا اسکے دعویٰ کی تصدیق کرے بیٹے کوئی اجنبی دعویٰ کرے اور بیٹا تصدیق کرے تو بھی ہی حکم ہو اور  
 نیز اگر باپ کا فر ہو پھر مسلمان ہو گیا یا غلام ہو پھر آزاد ہو گیا یا مجنون ہو پھر اسکو افاقہ ہو گیا پھر وقت اسلام یا عتق یا افاقہ  
 سے چھ مہینے سے کم میں تا وقت دعویٰ نہ جینی پس اسنے دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہو کیونکہ باپ کو ابایت دعویٰ حاصل نہ تھی  
 لیکن اگر بیٹا تصدیق کرے تو نسب ثابت ہوگا پھر فتح تقدیر میں ہو۔ پس اگر بیٹے نے تصدیق کر لی تو بچہ کا نسب اسکے باپ سے  
 ثابت ہوگا مگر باپ اس باندی کا مالک نہ ہوگا اور یہ بچہ اسکے پسر یعنی باندی کے مولیٰ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور سوا  
 کہ اسکے زعم کے موافق وہ اپنے بھائی کا مالک ہو آئیں میں ہو۔ اور اگر مرنے والے اپنے افاقہ کے وقت دعویٰ کیا حالانکہ وہ  
 وقت افاقہ سے چھ مہینے سے کم میں جینی ہو تو قیاساً نہیں صحیح ہو اسواسطے کہ طوق کے وقت وہ ابایت نہیں رکھتا تھا اور قیاساً  
 صحیح ہو اسواسطے کہ عتق بمثل حق دولایت نہیں ہو بلکہ عتق از غل ہو فتح تقدیر میں ہو۔ اور اگر پسر نے اپنی باندی اپنے باپ  
 کے نکاح میں دیدی اور اس سے بچہ پیدا ہوا تو باندی اسکی ام ولد نہ ہو جائیگی اور باپ پر اس بچہ کی قیمت کم نہ ہوگی ان  
 پسر مرد واجب ہوگا اور بچہ آزاد ہوگا یہ اختیار شرع فقہاء میں ہو۔ اور اگر باندی مذکورہ پسر کی مذکورہ یا ام ولد ہو کہ  
 قیمت سے باپ کی ملک میں منتقل ہو سکتی ہو تو باپ کا دعویٰ کرنا باطل ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور داد اسنے اگر اسکے پوتے  
 کی باندی سے وطی کی ہو اسکے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا اگر باپ موجود ہو اسواسطے کہ باپ کے  
 ہوتے ہوئے داد کی دلایت منقطع ہو پھر باپ مر گیا اور اسکے بعد داد اسنے دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہوگا  
 اور اسی طرح اگر باپ موجود ہو مگر ایسا ہو کہ اسکی ولایت کچھ نہیں ہو جیسے غلام یا کافر و مجنون وغیرہ ہو تو ولایت داد  
 کی ثابت ہو پس اسکا دعویٰ نسب صحیح ہوگا اور اگر باپ کی ولایت نے عتق کیا مثلاً داد کے دعویٰ سے پہلے وہ مسلمان  
 ہو گیا یا آزاد کر دیا گیا یا افاقہ ہو گیا تو پھر داد کا دعویٰ قبول نہ ہوگا اور اگر باپ مرتد ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا  
 اسکا دعویٰ نسب حقوق ریگا پس اگر باپ مسلمان ہو گیا تو داد کا دعویٰ صحیح نہوا اور اگر مالک کے وقت پھر فرمایا  
 دار الحرب میں چلا گیا اور اسکے دار الحرب میں جانے کا حکم دیدیا گیا تو داد کا دعویٰ صحیح ہو جائیگا اور اگر مرنے سے باندی  
 کو فروخت کیا اور وہ حاملہ ہو پھر دوبارہ خرید لینے سے اسکی ملک میں واپس آئی یا سبب عیب یا خیار شرط یا فساد بچہ کے  
 اسکو واپس دی گئی اور وقت بیچ سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جینی تو داد کا یا باپ کا دعویٰ صحیح ہوگا الا آنکہ بیٹا یا پوتا  
 تصدیق کرے تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور باندی قیمت اسکی ام ولد ہوگی مگر قیمت آزاد ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہو  
 اور اگر اپنی جو ہو یا باپ یا داد کی باندی سے وطی کی اور وہ بچہ جینی اور بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر  
 اسکے ذمہ سے حذرنا بشہرہ ماقطع کیا اسکی اور اگر اسنے دعویٰ کیا کہ میرے واسطے اسکے مولیٰ نے ملال کر دی تو نسب ثابت  
 ہوگا الا آنکہ ملال کر دینے کے دعویٰ میں مولیٰ تصدیق کرے اور اس امر کی تصدیق کرے کہ بچہ اسی کا ہو پس اگر وادان  
 باقون کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں اور اگر مولیٰ نے تکذیب کی ہو کبھی کسی وقت اس باندی کا مالک ہوا تو





شعرون میں شریک کسی چیز میں سے ایک کا ان حصہ ہو اور دوسرے کا تو وہ سوان حصہ ہو پھر وہ ایک ایک جنی اور دونوں  
 نے ساتھ ہی اسکا دعوی کیا تو وہ دونوں کا پھر ہونگا اور ہر ایک کا پورا پھر ہو گا پھر اگر وہ دیکھا تو دونوں  
 اس کے وارث ہونگے اس طرح کہ ہر ایک کو نصف میراث پڑے گی اور اگر اس نے کوئی جنایت کی تو دونوں کی مددگار  
 برادری اس کے جرم کے جرمانہ کو نصف نقصت ادا کرے گی اور اگر باندی نے جنایت کی تو دسویں حصہ کے مالک پر  
 و سوان حصہ جرمانہ اور باقی دسویں باقی جرمانہ واجب ہوگا اور اسی طرح اس باندی کی دلائی بھی اسی حساب سے  
 دونوں کی ہوگی یہ ظہیر یہ ہیں ہر اگر ایک باندی تین یا چار یا پانچ میں شریک ہو اور اس کے بچہ کا ان سب کے ساتھ ہی  
 دعوی کیا تو اس کا نسب ان سب سے ثابت ہوگا اور باندی ان سب کی ام ولد ہو جائیگی یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اگرچہ  
 ان سب کے حصص مختلف ہوں مثلاً ایک کا چھٹا حصہ اور دوسرے کا چوتھا کی اور تیسرے کا تہائی اور باقی چوتھے کا  
 ہر حال اس کے بچہ کا نسب ان سب سے برابر ثابت ہوگا یعنی ہر ایک کا پورا پورا بچہ ہوگا اور باندی میں سے ہر ایک کے  
 حصہ کے قدر باندی اس کی ام ولد ہوگی اور دعوی بھٹہ شریک ہوگی حتیٰ کہ اس کی خدمت و کفالتی و حاصلات ان سب میں  
 بقدر ان کے حصص کے ہر ایک کو ملے گی یہ مبالغہ میں ہو ایک باندی دوسروں میں شریک ہو اس کے دو بچہ ایک اس کی بیٹی  
 سے ہوتے پس دونوں میں سے ایک نے بڑے کا یعنی جو پہلے پیدا ہوا ہو دعوی کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا دعوی کیا  
 تو دونوں بڑے کے مدعی ہونگے اور اگر دونوں واپس سے پیدا ہوتے تو بڑے اس کے مدعی کا ہوگا اور باندی اس کی ام ولد  
 ہو جائیگی اور اسکا مدعی باندی کی نصف قیمت اور نصف حق شریک کو تمام ان دیکھا اور بچہ کی قیمت میں کچھ تاوان نہ دے گا  
 اس واسطے کہ اسکا غلو ق آزادی کے ساتھ ہوا ہو اور چھوٹے بچہ کا نسب اس کے مدعی سے ثابت مانا ثابت ہوگا مگر وہ بچہ کی تمام  
 قیمت کا شریک اول کے واسطے ضامن ہوگا یہ بتایا میں ہر اور اگر ایک باندی دوسروں میں شریک ہو اس کا نسب  
 کہا کہ جو بڑے پہلے میں ہو اگر لڑکا ہو تو وہ چھٹے ہو اور اگر لڑکی ہو تو چھٹے سے نہیں ہو اور دوسرے نے کہا کہ جو بڑے  
 پہلے میں ہو اگر لڑکی ہو تو وہ میرا نظریہ ہو اور اگر لڑکا ہو تو وہ چھٹے سے نہیں ہو تو اس مسئلہ میں دوسرے تین میں ولی تکرار  
 دونوں کلام ان دونوں سے ساتھ ہی ہوا ہے اور اس صورت میں اس میں سے جو پیدا ہوا وہ ان دونوں کا ہوگا  
 خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر کسی سے ان دونوں سے پہلے کلام صادر ہوا تو جو پیدا ہوا وہ اس کی ہوگا خواہ لڑکی ہو  
 یا لڑکا ہو بشرطیکہ ان دونوں کلاموں سے جو مہینہ سے کم میں پیدا ہوا اور اگر کلام اقل سے جو مہینہ پر اور کلام ثانی سے  
 چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا تو وہ دوسرے کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر دونوں کلاموں سے جو مہینہ پر  
 پیدا ہوا تو اس کا نسب ان دونوں میں سے کسی سے ثابت ہوگا الا آنکہ دعویٰ از سر نو پایا جائے یہ حدیث میں ہے  
 اگر دوسریوں کی ملک کہ شریک باندی دونوں کے مالک ہونے کے وقت سے جو مہینہ پر پہلے جنی ہیں ایک شریک  
 نے باندی کا دعوی کیا کہ یہ میری دختر ہو اور دوسرے شریک نے اس بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور حال یہ ہے کہ  
 ہر ایک نے جس کے نسب کا دعوی کیا ہو ایسا بچہ اس کے پیدا ہو سکتا ہو اور دونوں کلام ساتھ ہی خارج ہونے تو بچہ  
 کی دعوت اولی ہوگی اس واسطے کہ وہ باندی کی دعوت کے لیے اس میں جو ازراہ تقدیر بدین و وجہ کہ بچہ کے نسب کی  
 دعوت استیلاوی ہو اور باندی کے نسب کا دعوی دختر ہو اور دعوت استیلاوی مقتدر ہو اور دعوی دختر مقتدر  
 بقدر ضرورت ہوتا ہو پس بچہ کے نسب کا دعوی مستند ہوگا پس اس کے مدعی پر باندی کی نصف قیمت اور نصف حق دوسرے کا واسطہ



یہ معلوم ہوتا ہو پس خالد نے کہا کہ تم دونوں نے اسکو میرے نکاح میں دیا ہے اور ان دونوں نے کہا کہ ہم نے میرے  
 ہاتھ اسکو فروخت کیا ہے تو باندی اسکی ام ولد ہوگی اور بچہ آزاد ہوگا اور خالد پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور بچہ  
 کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا اور آقا حق کا ضامن ہوگا یا نہیں سو کتاب میں اسکو ذکر نہیں فرمایا اور مشائخ نے اس میں اختلاف  
 کیا ہے بعض نے کہا کہ ضامن ہوگا اور بعض نے کہا کہ نہیں ضامن ہوگا اور خالد نے ہر دو کا دعویٰ کیا اور یہ دونوں نے  
 بیعت کا دعویٰ کیا اور باندی جمولہ ہی یا زیدہ و عمر نے کہا کہ تو نے اسکو غصب کر لیا ہے پس خالد نے کہا کہ تم دونوں سچ  
 ہو تو باندی اسکی ام ولد ہوگی اور اس پر باندی و بچہ دونوں کی قیمت واجب ہوگی اور اگر باندی نے ان سب کے  
 قول کی تصدیق کی تو اسکے قول کی اسکے حق میں تصدیق کی جائیگی چنانچہ وہ رو کر کے زیدہ و عمر کی رقیق کر دی جائیگی اور  
 اگر خالد نے خرید کا دعویٰ کیا اور جو باندی کا مولیٰ ہوا اسنے صلح کر دینے کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر بچہ  
 آزاد ہوگا اور یہ حکم مسوقت ہو کہ یہ معلوم ہو کہ باندی اسی مفر کی ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو بچہ آزاد ہوگا مگر باندی  
 میں ہر دو ایک باندی و بچہ دونوں میں مشترک ہے اسکے ایک ہی بطن سے دو بچہ پیدا ہوئے ایک زندہ اور دوسرا مردہ  
 پس دونوں میں سے ایک نے مردہ کے نسب کا دعویٰ کیا اور زندہ کی نفی کی تو زندہ بھی اسکے ساتھ لازم ہوگا اور بعد  
 اسکے نفی نہیں کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر ہر ایک نے مردہ کے نسب کا دعویٰ کیا یا ہر ایک نے ہر دو بچہ کا دعویٰ کیا  
 تو دونوں کا نسب ان دونوں سے ثابت ہوگا یہ مسوط میں ہے اگر باندی نہ پیدا ہو سکے پس اس کے پدران سب کے  
 درمیان مشترک ہو جائیں گے بچہ پیدا ہوا تو ان سب نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا تو زید کا باپ اولیٰ ہے یعنی اسی سے  
 نسب ثابت رکھا جائیگا یہ ظہر میں ہے اور اگر باندی زیدہ اور اسکے پس کے درمیان مشترک ہو اور اسکے بچہ کا  
 ان دونوں سے دعویٰ کیا تو اتنا جسنا زیدہ اولیٰ ہے اور زیدہ اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور ہا نصف عقر سوزیدہ اسکے نصف  
 عقر کا اچھٹا پس کے واسطے اور پس کے نصف عقر کا زیدہ کے واسطے ضامن ہوگا پس باہم قضا میں کر لینگے ہر سراج و ہاج  
 میں ہے اور اگر وہ مشترکین میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو پس مشترکہ باندی کے بچہ کا دونوں سے ساتھ ہی  
 دعویٰ کیا تو مسلمان اولیٰ ہے اور یہ اسوقت ہو کہ ذمی دعویٰ نسب کے ذمہ سے مسلمان ہو گیا ہو اور اگر ذمی مسلمان ہو گیا  
 ہے باندی کے بچہ ہو اور دونوں نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا تو دونوں سے اسکا نسب ثابت ہوگا اس واسطے کہ والدت  
 میں دونوں یکساں ہیں اور اگر دعویٰ نسب درمیان مرد و ذمی کے ہو تو بچہ مرد کا ہوگا اور ہر ایک دونوں سے  
 دوسرے کے لیے نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے اور اگر ایسا جھگڑا درمیان کتانی اور مجوسی  
 کے ہو تو کتانی اولیٰ ہے اور اگر غلام و مکاتب کے درمیان ہو تو مکاتب اولیٰ ہے اور اگر غلام مسلمان ہو اور اگر غلام کفر کے درمیان  
 ہو تو کافر آزاد اولیٰ ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کا دعویٰ نسب مقدم ہو تو جس نے پہلے دعویٰ کیا ہے وہ اولیٰ  
 ہوگا چاہے کوئی ہو یہ سراج و ہاج میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ دونوں نے ایک کی زوجہ خریدی یعنی زیدہ و عمر  
 دونوں نے زیدہ کی زوجہ کو جو خالد کی باندی ہے خرید لیا ہے کیا ہر ایک ہمینہ کے بعد اسکے بچہ پیدا ہوا تو ہر ایک نے  
 اسکا نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر دو بھائیوں نے ایک حاملہ باندی خریدی ہو تو  
 بچہ پیدا ہوا ہر ایک نے اسکا دعویٰ نسب کیا تو اس پر بچہ کی نصف قیمت تاوان لازم ہوگی اور یہ بچہ سبب قرابت کے  
 اپنے چچا کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ دعویٰ نسب مقدم ہو چکا ہو پس حکم مضاف بکا نسب دعویٰ ہوگا نہ بکا نسب

اگر بچہ زیدہ و عمر  
 کا ہو تو کتانی اولیٰ ہے  
 اور اگر غلام مسلمان ہو  
 تو کتانی اولیٰ ہے  
 اور اگر غلام کفر کے  
 درمیان ہو تو کافر  
 آزاد اولیٰ ہے  
 اور اگر دونوں میں سے  
 کسی کا دعویٰ نسب  
 مقدم ہو تو جس نے  
 پہلے دعویٰ کیا ہے  
 وہ اولیٰ ہوگا  
 چاہے کوئی ہو  
 یہ سراج و ہاج میں  
 ہے۔ امام محمد رحمہ  
 اللہ سے روایت ہے  
 کہ وہ دونوں نے  
 ایک کی زوجہ خریدی  
 یعنی زیدہ و عمر  
 دونوں نے زیدہ کی  
 زوجہ کو جو خالد کی  
 باندی ہے خرید لیا  
 ہے کیا ہر ایک ہمینہ  
 کے بعد اسکے بچہ  
 پیدا ہوا تو ہر ایک  
 نے اسکا نسب ثابت  
 ہوگا اور وہ بچہ کی  
 قیمت کا ضامن ہوگا  
 اور اگر دو بھائیوں  
 نے ایک حاملہ باندی  
 خریدی ہو تو بچہ  
 پیدا ہوا ہر ایک نے  
 اسکا دعویٰ نسب کیا  
 تو اس پر بچہ کی  
 نصف قیمت تاوان  
 لازم ہوگی اور یہ  
 بچہ سبب قرابت کے  
 اپنے چچا کی طرف  
 سے آزاد ہو جائیگا  
 اس واسطے کہ دعویٰ  
 نسب مقدم ہو چکا  
 ہو پس حکم مضاف  
 بکا نسب دعویٰ ہوگا  
 نہ بکا نسب





کتابت الیوم

اسکین بارہ باسپین

[illegible]

قسم صحیح ہو مگر حانت ہونے سے اس پر فی الحال کفارہ ہال لازم نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکی کچھ ملکات نہیں ہوں ان اسپر روزوں سے کفارہ واجب ہوگا مگر موسے کو اختیار ہو کہ اسکو روزہ رکھنے سے منع کرے اور اسی طرح ہر ایسے روزہ سے منع کر سکتا ہو جسکے سبب وجوب کا مباشر غلام ہو۔ جیسے نذر کے روزے اور اگر مولیٰ نے اس غلام کو قبل اسکے کہ وہ روزے سے کفارہ ادا کرے آزاد کر دیا تو اسپر مال سے کناس دینا واجب ہوگا۔ اور نیز ہمارے نزدیک بطریق خود ہونا قسم کے واسطے شرط نہیں ہو پس جیسے قسم کھانے کے واسطے اگر اہ و نہر ہوشی کی گئی ہو اسکی قسم صحیح ہو اور اسی طرح جہر و عدلی ہمارے نزدیک شرط نہیں ہو پس جیسے نذر سے قسم کھانی یا خطائے اسکی قسم صحیح ہو یا نیکی۔ اور جس بات پر قسم کھانی ہو اسکے شرائط میں سے یہ ہو کہ وقت قسم کے اشکا وجود نہ ہو اور یہ اتفاق قسم کی شرط ہو پس جو قیقہ مستحیل الوجود ہو اسپر قسم منعقد نہ ہوگی اور اگر تصور الوجود ہونے کے بعد ایسی حالت ہو گئی کہ وہ مستحیل الوجود ہو گیا تو قسم باقی نہ ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کا قول ہے۔ اور جو امر کہ قیقہ مستحیل الوجود نہیں ہو مگر عادت کی راہ مستحیل الوجود ہو تو ہمارے اصحاب ثلاثہ نے فرمایا کہ تصور الوجود شرط نہیں ہو چنانچہ جو امر عادت کی راہ مستحیل الوجود ہو مگر حقیقت میں مستحیل الوجود نہیں ہو اسپر قسم منعقد ہو جائیگی۔ اور نفس رکس میں یہ شرط ہو کہ اشتنا سے خالی ہو مثلاً ایسے اتفاق نہ ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اور الا ان شاء اللہ تعالیٰ اور ما شاء اللہ تعالیٰ اور الا انکے چھپے اسکے سوا ہے اور اقرار ہے کہ قسم صحیح ہو یا نہ ہو اور الا انکے میری رائے میں اسکے سوا ہے دوسرا امر آوے یا اسکے سوا ہے دوسرا امر چھپے پسند آوے یا یوں کہ اگر چھپے اللہ تعالیٰ مدد سے یا اللہ تعالیٰ مجھ پر آسان کرے یا کہہ کہ بھونٹے اتنی یا بیسیر اتنی یا مثل اسکے چنانچہ اگر ان میں سے کوئی نلفظ اسنے قسم سے الاکر کہا تو قسم منعقد نہ ہوگی اور اگر جہر الکر کہہ کہ تو قسم منعقد ہوگی۔ اور قسم بغیر اللہ کی صورت میں یعنی جملہ شریعہ کی صورت میں قسم کھانے واسطے میں جو شرط جو از طلاق عثمان کی ہو وہی سبب ان دونوں کے ساتھ قسم منعقد ہونے کی شرط ہو اور جو نہیں ہو وہ نہیں ہو اور مخلوق علیہ قسم کھانی ہو اسپر یہ شرط ہو کہ ایسا امر ہو کہ زمانہ آئندہ میں جو وہ ہے جس جو امر موجود ہو اسکی اسپر قسم کھانے سے قسم نہ ہوگی بلکہ تجیز ہوگی چنانچہ اگر اپنی جہر سے کہہ کہ تو طاقہ ہو اگر آسان ہمارے اوپر ہو تو طلاق نے الحال واقع ہو جائیگی۔ اور جسکی طلاق یا طلاق یا طلاق کی قسم کھانی ہو اسپر یہ شرط ہو کہ ملک قائم ہو یا اضمات بجانب ملک یا سبب ملک ہو۔ اور نفس رکس میں وہی شرط ہو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قسم کھانے میں مدد ہوگی ہو۔ اور اگر یہ لفظ بھی زیادہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری مدد فرماوے یا بھونٹے اتنی پس اگر اس لفظ سے اشتنا کی نیت ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اشتنا رکندہ ہوگا مگر قضاء اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔ اور ازرا بخلاف یہ ہو کہ شرط و جزا کے درمیان کوئی حائل ذکر نہ کرے اور اگر داخل ہو گیا تو قسم یعنی تعلیق نہ ہوگی بلکہ تجیز ہو جائیگی یہ برائے میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو قسم ہوتی ہو وہ میں نوع کی ہر غموس و لغو و مستفادہ پس میں غموس ایسی قسم ہو کہ کسی چیز کی اثبات یا نفی برمانہ حال یا ماضی پر عہد آ و درغ کے ساتھ ہونے اور ایسی قسم کھانے والا آدمی سخت گنہگار ہوتا ہو اسکو چاہیے کہ توبہ و استغفار کرے اور اسپر کفارہ نہیں ہوتا ہو اور قسم لغویہ ہو کہ کسی چیز پر زمانہ ماضی یا حال میں قسم کھائے و حالیکہ اسکا گمان ہو کہ یہ بات یوں ہی ہو جیسے گستاخ حالانکہ امر اسکے برخلاف ہو مثلاً کہے کہ اللہ میں ہے ایسا کیا ہو حالانکہ اسنے در واقع نہیں کیا ہو اسکی بار میں یوں ہی ہو کہ اسنے ایسا کیا ہو یا کہہ کہ اللہ میں نے ایسا نہیں کیا ہو حالانکہ اسنے ایسا کیا ہو مگر اسکا گمان یوں ہی ہو کہ میں نے

قسم صحیح ہو مگر حانت ہونے سے اس پر فی الحال کفارہ ہال لازم نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکی کچھ ملکات نہیں ہوں ان اسپر روزوں سے کفارہ واجب ہوگا مگر موسے کو اختیار ہو کہ اسکو روزہ رکھنے سے منع کرے اور اسی طرح ہر ایسے روزہ سے منع کر سکتا ہو جسکے سبب وجوب کا مباشر غلام ہو۔ جیسے نذر کے روزے اور اگر مولیٰ نے اس غلام کو قبل اسکے کہ وہ روزے سے کفارہ ادا کرے آزاد کر دیا تو اسپر مال سے کناس دینا واجب ہوگا۔ اور نیز ہمارے نزدیک بطریق خود ہونا قسم کے واسطے شرط نہیں ہو پس جیسے قسم کھانے کے واسطے اگر اہ و نہر ہوشی کی گئی ہو اسکی قسم صحیح ہو اور اسی طرح جہر و عدلی ہمارے نزدیک شرط نہیں ہو پس جیسے نذر سے قسم کھانی یا خطائے اسکی قسم صحیح ہو یا نیکی۔ اور جس بات پر قسم کھانی ہو اسکے شرائط میں سے یہ ہو کہ وقت قسم کے اشکا وجود نہ ہو اور یہ اتفاق قسم کی شرط ہو پس جو قیقہ مستحیل الوجود ہو اسپر قسم منعقد نہ ہوگی اور اگر تصور الوجود ہونے کے بعد ایسی حالت ہو گئی کہ وہ مستحیل الوجود ہو گیا تو قسم باقی نہ ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کا قول ہے۔ اور جو امر کہ قیقہ مستحیل الوجود نہیں ہو مگر عادت کی راہ مستحیل الوجود ہو تو ہمارے اصحاب ثلاثہ نے فرمایا کہ تصور الوجود شرط نہیں ہو چنانچہ جو امر عادت کی راہ مستحیل الوجود ہو مگر حقیقت میں مستحیل الوجود نہیں ہو اسپر قسم منعقد ہو جائیگی۔ اور نفس رکس میں یہ شرط ہو کہ اشتنا سے خالی ہو مثلاً ایسے اتفاق نہ ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اور الا ان شاء اللہ تعالیٰ اور ما شاء اللہ تعالیٰ اور الا انکے چھپے اسکے سوا ہے اور اقرار ہے کہ قسم صحیح ہو یا نہ ہو اور الا انکے میری رائے میں اسکے سوا ہے دوسرا امر آوے یا اسکے سوا ہے دوسرا امر چھپے پسند آوے یا یوں کہ اگر چھپے اللہ تعالیٰ مدد سے یا اللہ تعالیٰ مجھ پر آسان کرے یا کہہ کہ بھونٹے اتنی یا بیسیر اتنی یا مثل اسکے چنانچہ اگر ان میں سے کوئی نلفظ اسنے قسم سے الاکر کہا تو قسم منعقد نہ ہوگی اور اگر جہر الکر کہہ کہ تو قسم منعقد ہوگی۔ اور قسم بغیر اللہ کی صورت میں یعنی جملہ شریعہ کی صورت میں قسم کھانے واسطے میں جو شرط جو از طلاق عثمان کی ہو وہی سبب ان دونوں کے ساتھ قسم منعقد ہونے کی شرط ہو اور جو نہیں ہو وہ نہیں ہو اور مخلوق علیہ قسم کھانی ہو اسپر یہ شرط ہو کہ ایسا امر ہو کہ زمانہ آئندہ میں جو وہ ہے جس جو امر موجود ہو اسکی اسپر قسم کھانے سے قسم نہ ہوگی بلکہ تجیز ہوگی چنانچہ اگر اپنی جہر سے کہہ کہ تو طاقہ ہو اگر آسان ہمارے اوپر ہو تو طلاق نے الحال واقع ہو جائیگی۔ اور جسکی طلاق یا طلاق یا طلاق کی قسم کھانی ہو اسپر یہ شرط ہو کہ ملک قائم ہو یا اضمات بجانب ملک یا سبب ملک ہو۔ اور نفس رکس میں وہی شرط ہو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قسم کھانے میں مدد ہوگی ہو۔ اور اگر یہ لفظ بھی زیادہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری مدد فرماوے یا بھونٹے اتنی پس اگر اس لفظ سے اشتنا کی نیت ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اشتنا رکندہ ہوگا مگر قضاء اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔ اور ازرا بخلاف یہ ہو کہ شرط و جزا کے درمیان کوئی حائل ذکر نہ کرے اور اگر داخل ہو گیا تو قسم یعنی تعلیق نہ ہوگی بلکہ تجیز ہو جائیگی یہ برائے میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو قسم ہوتی ہو وہ میں نوع کی ہر غموس و لغو و مستفادہ پس میں غموس ایسی قسم ہو کہ کسی چیز کی اثبات یا نفی برمانہ حال یا ماضی پر عہد آ و درغ کے ساتھ ہونے اور ایسی قسم کھانے والا آدمی سخت گنہگار ہوتا ہو اسکو چاہیے کہ توبہ و استغفار کرے اور اسپر کفارہ نہیں ہوتا ہو اور قسم لغویہ ہو کہ کسی چیز پر زمانہ ماضی یا حال میں قسم کھائے و حالیکہ اسکا گمان ہو کہ یہ بات یوں ہی ہو جیسے گستاخ حالانکہ امر اسکے برخلاف ہو مثلاً کہے کہ اللہ میں ہے ایسا کیا ہو حالانکہ اسنے در واقع نہیں کیا ہو اسکی بار میں یوں ہی ہو کہ اسنے ایسا کیا ہو یا کہہ کہ اللہ میں نے ایسا نہیں کیا ہو حالانکہ اسنے ایسا کیا ہو مگر اسکا گمان یوں ہی ہو کہ میں نے

نہیں کیا ہو یا درہم سے ایک شخص کو دیکھ کر گمان کیا کہ وہ زمین پر ہی ہو گیا کہ وہ اللہ وہ نہ پید ہو حالانکہ وہ عمر و تقا یا کسی پر  
کو دیکھ کر کہا کہ وہ اللہ وہ کو آہو در حالیکہ اسکے گمان میں وہ کو آہو لیکن در واقع وہ چیل تھی تو ایسی قسم میں امید ہو کہ  
قسم کھانے والا نافذ نہ ہو۔ اور قسم زمانہ یا ماضی میں اگر بدون قصد ہو تو ہمارے نزدیک دنیا و آخرت میں اسکا کچھ حکم نہیں  
ہو لیکن لغو ہو۔ اور قسم منعقدہ یہ ہو کہ زمانہ مستقبل میں کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھا دے اور اسکا حکم یہ ہو کہ اگر  
حادث ہو تو اس پر کفارہ لازم ہوگا یہ کافی میں ہو چہر قسم منعقدہ باعتبار وجوب حفظ کے چار طرح کی ہوتی ہے یعنی واجب ہو  
کہ حفاظت کرے اور ٹوٹنے نہ پادے یا توڑ دینا مقرب یا واجب ہو میں ان میں سے ایک قسم یہ ہو کہ اس میں پورا کرنا واجب  
ہو اور اسکی یہ صورت ہو کہ جب قسم منعقدہ ایسے فعل کے کرنے پر جو طاعت یا عبادت الہی ہو کہ اسکے ساتھ مود ہو یا ایسے  
فعل کے نہ کرنے پر جو عبادت ہو کہ جسکے نہ کرنے پر مود ہو تو حفاظت قسم واجب ہو کہ یہ امر اس پر قبل قسم کے فرض تھا اور  
قسم سے زیادہ تاکید ہو گئی۔ دوم آنکہ اسکی حفاظت جائز نہیں ہو اور اسکی یہ صورت ہو کہ ترک طاعت یا فعل عبادت  
پر قسم کھانی یعنی طاعت نہ کرنا اور عبادت نہ کرنا توڑ دینا اور کفارہ ادا کرنے اور تیسری قسم یہ کہ اسکی حفاظت  
کرنے نہ کرنے دونوں میں اختیار ہو مگر قسم کا توڑ دینا حفاظت کے لئے ہے چہر قسم یہ ہے کہ اس میں پورا کرنا واجب  
اس میں پورا کرنا یا توڑ دینا مساوی ہے لیکن دونوں باتوں میں اختیار ہوگا اور ایسی قسم میں قسم کی حفاظت اور لے ہو یہ  
میسور نہ ہو جس الا کہ شخصی میں ہو۔ اور چہر قسم بطلاق و عقاق اور ایک یا نہ یا بیرون کے ساتھ سوا میں سے جو قسم ایسے  
امر پر ہو کہ مستقبل میں اسکا وجود ہو دے یا نہ ہو دے تو وہ قسم منعقدہ ہے کہ ہو اور جو امر متعلق زمانہ یا ماضی پر ہو لیکن  
لغو یا جنوس تو متحقق ہوگا لیکن جب اسکے برخلاف ہو نامعلوم ہو یا کچھ معلوم نہ ہو تو جزا رشک طلاق طلاق ہوگی اور  
اسی طرح اگر نذر کے ساتھ قسم کھانی تو بھی یہ حکم ہو اس واسطے کہ یہ متعلق و تخیر ہو یہ ایضاً میں ہو چنانچہ اگر کہا کہ اگر یہ  
زیر ہو تو مجھ پر حج واجب ہو اور وہ زیر نہ نکلا حالانکہ اسکو وقت نکلام کے زیر ہوئے ہیں لیکن نہ تھا تو اس پر حج واجب ہوگا  
یہ خلاصہ میں ہو اور جس امر پر قسم کھانی تھی اسکو عمر کیا یا نیا یا نہ کیا یا باکراہ کیا تو یہ سب یکساں ہیں اور وہ حادث  
ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اس پر بیہوشی طاری ہوئی یا مجنون ہوا پھر اسنے کیا تو بھی جائز ہو جائیگا یہ صریح و ہاج  
میں ہو اور جو شخص سوتا ہو خواب میں اسکی قسم صحیح نہیں ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا مکروہ تو  
نہیں ہو لیکن زیادہ قسم کھانے سے کم کھانا بہتر ہو اور قسم بغیر اللہ تعالیٰ بعض کے نزدیک مکروہ ہو اور عامہ علماء کے نزدیک  
مکروہ نہیں ہو اس واسطے کہ اس سے وثیقہ بعبود حاصل نہیں ہوتا ہر خصوصاً ہمارے زمانہ میں یہ کافی میں ہو۔  
دوسرا باب ان صورتوں کے بیان میں جو قسم ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں قسم ہوتی ہو تمام اللہ تعالیٰ یا  
اللہ تعالیٰ کے دوسرے نام سے پاک میں سے کسی نام کے ساتھ جیسے رحمن یا رحیم اور اللہ تعالیٰ کے سبب نام پاک اس  
امر میں برابر ہیں خواہ لوگوں میں اس نام سے قسم کا رواج ہو یا نہ ہو اور یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہے اور یہی  
صحیح ہو یا اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے کسی صفت کے ساتھ قسم کھانے کا لوگوں میں رواج ہو جیسے غرۃ اللہ و جلال اللہ  
و کبریا و اللہ اور پیشا رخ ما ورا و اللہ کا مختار ہو کذا فی الکافی اور اصح یہ ہو کہ ذکر صفات میں اعتبار رواج کا ہو پیشتر قاپہ چندی  
میں ہو۔ اھاگر کہا کہ قسم میرے رب کی یا کہا کہ قسم رب عرش کی یا قسم رب عالمین کی تو حالت ہو جائیگا یہ بطل میں ہو اور  
اگر کہا کہ قسم حق کی میں ایسا نہ کہو نہ تھا تو بطلان ہے یہ قسم ہو اور اگر کہا یا حق میں ایسا نہ کہو نہ تھا تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا

کتابہ الامان  
باب دوم  
قسم  
ترجمہ فتاویٰ ہندیہ  
عالمگیری جلد دوم

کہ حق لا افضل کذا تو صحیح یہ ہو کہ اگر اسے حق کی لفظ سے اللہ تعالیٰ کو درو کیا تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ بحق اللہ میں الیسا  
نکر ونگا تو قسم ہوگی یہ فتادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ بحق اللہ لا افضل کذا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ  
قسم نہ ہوگی قال المترجم اگر ہماری زبان میں اسکا ترجمہ یوں کیا کہ قسم حق اللہ تعالیٰ کی میں ایسا نہ کرونگا تو قسم ہوگی وہ نہیں  
اور امام ابو یوسف رحمہ سے دور روایتون میں سے ایک روایت موافق قول طرفین رحما اللہ کے ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر  
کہا کہ وحرمۃ اللہ تو شمس الاممہ حلوائی نے کہا کہ یہ بہتر ہے وحق اللہ کے ہو یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم وحق اللہ میں  
واو قسم جاریہ ہو لہذا اگر اسکا ترجمہ بصریح لفظ قسم ہو تو قسم ہو جائیگی نظر ان الفاظ الباب اکثر یا تعلیق بالعبودیت اور اگر کہا  
کہ وعظمۃ اللہ تم یا کہا ولکوتہ وقدرتہ تو یہ قسم ہوگی خواہ قسمت قسم ہو یا نہ ہو فتادی قاضی خان میں را اور اگر کہا وجہود  
اللہ تو یہ قسم ہو یہ سراج دہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ وقوة اللہ وارادۃ تیشیتہ ومحبته وکلأئمہ تو حاکم ہوا کہ یہ بدائع میں ہے  
اور اگر کہا کہ دامانۃ اللہ تو قسم ہوگی اور طحاوی نے ذکر کیا کہ قسم نہ ہوگی اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت  
ہو اور اگر کہا کہ وعدۃ اللہ یا ذات اللہ تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ کنوز ہی دیتا ہوں کہ ایسا نہ کرونگا یا کہا کہ گواہی دیتا  
ہوں ساقتہ اللہ کے کہ ایسا نہ کرونگا یا کہ قسم کھاتا ہوں یا کہا کہ قسم اللہ کی کھاتا ہوں یا کہا کہ حلف کرتا ہوں یا جوارح  
اللہ نقائے کی کرتا ہوں یا غم کرتا ہوں یا ساکتہ اللہ کے غم کرتا ہوں یا کہا کہ مجھے خبر عذر ہی یا مجھ پر عذر اللہ ہے  
کہ ایسا نہ کرونگا یا کہا کہ مجھے خبر عذر اللہ ہے کہ ایسا نہ کرونگا تو قسم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مجھے چاہیے تو یا مجھے پھر میں اللہ ہی کا کہا کہ  
تعمر اللہ یا کہا کہ مجھے خبر نہ ہو یا کہا کہ مجھے خبر نہ ہو کہ ایسا نہ کرونگا تو قسم ہوگی یہ فتادی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ  
یسلم اللہ میں ایسا نہ کرونگا تو قول ختمائیں قسم نہ ہوگی الا ائس صورت میں کہ اس نے قسم کی نیت کی ہو نہ فتادی غیاث میں ہے  
اور اگر کہا کہ فیسم اللہ تو قسم ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ دائم اللہ میں ایسا نہ کرونگا تو قسم ہوگی اسی طرح دائرہ اللہ  
دائم اللہ بکسر ہزہ دامن کند ومن اللہ ومن یسعیم فاعده بہر سبب حرکات واعرابات ثلث فی حکم یکے ہیں نیز ظہیر میں ہے اور  
اگر کہا کہ وثبات اللہ تو قسم ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھے پھر میں اللہ ہے یا کہا کہ مجھے بیشاق اللہ ہو تو بھی قسم ہوگی  
یہ ایضاح میں ہے اور اگر کہا کہ الطامع الغالب لا افضل کذا تو قسم ہو کر مذکور رواج اہل بغداد کا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر  
عدلی زبان میں کہا کہ بائد لا افضل کذا یعنی لفظ اللہ کے آخر ہاے ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا یا رفع دیا تو قسم ہوگی حالانکہ  
اعراب بکسرہ بو بہ جر کے چاہیے تھا۔ اور اگر کہا کہ شر افعلن کذا اور ہاے ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا تو میں ہوگی کیونکہ  
صرف قسم کوئی نہیں ہے لیکن اگر اعراب جری دیوے تو قسم ہوگی اس واسطے کہ کسرہ مقتضی ہے کہ سابق میں کوئی حرف جا رہا ہو  
اور وہ صرف قسم ہے اور اگر کہا کہ بلکہ لا افضل کذا تو مثل رخ نے فرمایا کہ قسم نہ ہوگی اس واسطے کہ اسے نام خدا ذکر نہیں  
کیا ہو لیکن اگر اسکو کسرہ کا اعراب دیا اور قسم کا قصد کیا تو قسم ہوگی یہ فتادی قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ اللہ اللہ  
تو قسم ہے یہ عقابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ اللہ تو قسم ہوگی اور اجناس میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ واللہ ان دخلت الدار یعنی اللہ  
اگر میں دار میں داخل ہوا تو قسم ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں محوس سے بدتر ہوں اگر ایسا کہ دن تو قسم ہے  
اور اسی طرح اگر کہا کہ میں بشر یکساں ہوں یا بشر یکساں ہوں اگر ایسا کہ دن تو بھی قسم ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ امام محمد رحمہ  
سے مروی ہے کہ اگر کہا کہ میں نے ایلا کیا یا میں نے غم کیا کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہے یہ ایضاح میں ہے بخبرید میں  
ہو کہ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر شرطیہ ایسی بات کسی جسکے ساتھ قسم نہیں کھائی جاتی ہے مثلاً کہا کہ اگر میں کھڑا ہوا یا میں بیٹھا

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰





چونکہ مشرکان اور کفر کو کیا تو کافر جو جائیگا اسوجہ سے کہ وہ کفر پر ماضی ہوا اور اسکا کفارہ یہ ہوگا کہ کہہ لا الہ الا اللہ  
 بخیر رسول اللہ اور اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ وہ ایسا کرنے سے کافر ہو جائیگا تو کافر ہوگا۔ اور یہ اس وقت تک  
 کہ جب اس نے ان الفاظ سے اپنے اور پر قسم کھائی جو زمانہ آئندہ میں ہوگا اور اگر ایسے امر پر جو زمانہ ماضی میں ہوگا  
 قسم کھائی مثلاً کہا کہ وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہو اگر اس نے کل گزرے ہوئے میں ایسا کیا حالانکہ وہ جانتا ہو کہ  
 میں ایسا کر چکا ہوں تو بلا شک ہمارے نزدیک اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ میں غمخیز ہو اور آپا کا کفر  
 ہو جائیگا یا نہیں سدا میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور مس الائمہ شری نے فرمایا کہ قنوسی کے واسطے مختار یہ ہو کہ اگر اسکے  
 نزدیک یہ بات ہو کہ یہ قسم ہو اسکے حانت ہونے سے کافر ہوگا تو کافر نہ ہوگا اور اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ اس طرح  
 قسم کھانے سے کافر ہو جائیگا تو بسبب کفر پر ماضی ہونے کے کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہو کہ میں  
 ایسا کیا حالانکہ خود جانتا ہو کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہو یا کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہو کہ میں نے ایسا نہیں کیا حالانکہ خود  
 جانتا ہو کہ میں نے ایسا کیا ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو عامہ مشائخ کے نزدیک کافر ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر  
 کہا کہ بعینۃ اللہ لا فعل کذا تو قسم نہ ہوگی اور اگر کہا کہ و علم اللہ لا فعل کذا تو ہمارے نزدیک قسم نہ ہوگی۔ اور اگر کہا  
 و حنۃ اللہ لا فعل کذا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قسم نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ و عذاب اللہ و عذاب اللہ  
 یا کہا و رضا اللہ و ثواب اللہ یا کہا و عبادۃ اللہ تو قسم نہ ہوگی یہ فقہائے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ کما شہدا اللہ  
 لا الہ الا اللہ اللہ تو یہ قسم نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ و وجہ اللہ تو بر قول امام اعظم و امام محمد رحمہما اللہ قسم  
 نہ ہوگی شیخ ابو شجاع نے امام اعظم رحمہ اللہ سے ایک حکایت نقل کی ہے کہ یہ قسم نہ ہوگی کہ یہ اس جہا ہوں کی قسم ہو کہ جو اللہ تعالیٰ  
 کے واسطے جو ارجح ذکر کرے میں اور یہ اس امر کی دلیل ہو کہ امام رحمہ اللہ اس کو قسم نہیں قرار دیا یہ مبسوط میں ہے اور اگر کسی قائل  
 ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر ایسا کرے یا کہا کہ اس پر عذاب اللہ ہو یا اس پر اللہ تعالیٰ عذاب ہو اگر ایسا کرے تو یہ قسم نہ ہوگی  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ایسا کروں تو مجھے غضب اللہ یا سخط اللہ ہو تو حالانکہ ہوگا یہ ہر ایک میں ہے  
 اور اگر کہا کہ و سلطان اللہ لا فعل کذا تو اس صورت مسئلہ میں صحیح جواب یہ ہو کہ اگر اس نے سلطان سے قدرت  
 مراد لی ہو تو یہ قسم تو جیسے قولہ و قدرت اللہ کذا فی المبسوط اور اگر کہا کہ و دین اللہ تو قسم نہ ہوگی و اسی طرح قولہ  
 و طاعة اللہ و شریعۃ اللہ بھی قسم نہیں ہو و نیز اگر عرض اللہ و حدود اللہ کی قسم کھائی تو حالانکہ نہ ہوگا اور اسی طرح  
 اگر کہا کہ و بیت اللہ یا حجر اسود یا منبر یا قبر یا بر و ضہ یا بھاوۃ یا بصیام یا حج یا زکات  
 صورتوں میں کمال مخالفت ہوگا اور اسی طرح اگر کہا و حمد اللہ و عبادۃ اللہ تو قسم نہیں ہو اور اسی طرح اگر اسانوں یا زمین  
 یا قمر یا ستاروں یا سورج کی قسم کھائی تو مخالفت ہوگا یہ سراج و ہان میں ہے۔ اور اگر بحق الرسول یا بحق القرآن یا  
 بحق الامان یا بحق المساجد یا بحق البصاۃ قسم کھائی تو قسم نہ ہوگی یہ قاضی خان میں ہے اور اگر کہا بحق  
 محمد علیہ السلام تو قسم نہ ہوگی لیکن حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت ہی بڑا ہیہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو  
 اللہ مجھے عذاب و ذرغ میں گرفتار کرے یا جنت سے محروم کرے تو یہ قسم نہ ہوگی مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ  
 البتہ میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہیں ہو الا انکہ اس نے قسم کی کیفیت کی ہو اور اسی طرح سبحان اللہ و اللہ اکبر و غیرہ میں ایسا  
 کروں گا تو بھی یہ قسم ہوگی سراج و ہان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا یا جو اسے مجھ پر  
 لے کر دے

۱۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۲۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۳۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۴۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۵۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۶۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۷۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۸۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۹۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی  
 ۱۰۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کروں گا تو میں ایسا کروں گا تو یہ قسم نہ ہوگی

فرض کیا ہو اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا تو یہ قسم نہیں ہو یہ ایضاً حین ہو۔ اور اگر کہا کہ ایسا کروں تو میں نرانی یا جو یا شراب خوار یا سود خوار ہوں تو یہ قسم نہیں ہو یہ کافی میں ہو۔ اور ابن سلام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں نے اپنے اوپر زنا یا باندھی جیسی زنا یا باندھی یا باندھے ہیں تو فرمایا کہ یہ قسم ہوگی یہ طہیر نہیں ہو اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اپنی جوہر کی طلاق کی قسم کھاؤں پھر اپنی جوہر سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو چاہے تو اسکا غلام آزاد ہوگا اور یہ جوہر سے کہا کہ تو قسم نہیں ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تجھے کوئی جھوٹا آٹھا دے تو میں اسکا غلام آزاد ہوگا یہ ہسوط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو کوئی پروردگار آسمان میں نہیں ہو تو یہ قسم ہو اور اگر فریاد ہو کہ یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو وہ کہیں ہو تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کذب ہو اگر میں ایسا کروں تو یہ قسم ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھے بھڑا بستی کی گواہی دو تو قسم ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ جو میں نے روزہ نماز کیا وہ حق نہ تھا اگر میں ایسا کروں تو یہ قسم ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میرے پروردگار میں تیرا بندہ ہوں تجھے گواہ کرتا ہوں اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہوں کہ ایسا نہ کرونگا پھر اس نے یہی فعل کیا تو اسیر کفارہ نہیں ہو مگر اللہ تعالیٰ سے استغفار و توبہ کرے یہ خلاصہ میں ہو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اللہ میں تیری ضمانت میں نہ آؤنگا پھر ایک تیسرے نے اس حالت سے کہا کہ اور میری ضمانت میں بھی نہ آؤنگا اسنے کہا کہ ہاں تو اسکے حق میں بھی ہاں کہنے سے حالت ہو جائیگا چنانچہ اگر اول یا دوم کی ضمانت میں گیا تو عانت ہو جائیگا۔ اور بقالی میں ہو کہ اگر طعام یا اسکے مثل اپنے اوپر حرام کر لیا تو یہ قسم اسی قدر پر ہوگی جسکو عادت کے موافق کھانے کی چیزوں میں کھاتا ہو اور پینے کی چیزوں میں پنتا ہو الا انک اسکی نیت میں اس شخصوں کے سوا کچھ آؤ ہو اور فرمایا کہ اسی طرح اور اشیا کے تصرفات میں بھی اسی طرح اعتبار ہو اور فرمایا کہ طعام کا استنباب کھانے کے ساتھ معتبر نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ مجھے حلال نہیں ہو کہ ایسا کروں پس اگر اپنے اوپر اسکے حرام کر لینے کی نیت کی تو یہ قسم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ یہ کپڑا مجھے حرام ہو اگر میں اسکو پہنوں پھر اسکو پہنا اور اتارا نہیں تو قسم میں عانت ہوا۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے حرام ہو یا کہا کہ میں نے تجھے اپنے اوپر حرام کیا تو یہ قسم ہو چنانچہ اگر عورت نہ کہوہ جماع میں اسکی مطاوعت کوگی تو اسپر کفارہ لازم ہوگا اور نیز اگر مرد نے باکرہ اس سے جماع کر لیا تو عورت پر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کسی مرد نے کہا کہ وہ مردار کھاتا ہو اگر ایسا کرے تو یہ قسم ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ وہ مردار کو حلال جانتا ہو یا شراب یا سود کو حلال جانتا ہو اگر اسنے ایسا کیا تو بھی قسم ہوگی۔ حالانکہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ قسم ہو یا نہ ہو کیونکہ استحلال حرام کفر و بدعت ہیں نہیں ہو اور حاصل یہ ہو کہ جو حرام برکت ابدی ہو کہ اسکی حرمت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی ہو جیسے کفر وغیرہ تو انکا استحلال معلق بشرط قسم ہو جائیگا اور جو شرعاً اسطرح حرام ہو کہ کسی حال میں اسکی حرمت ہی ساقط ہو جاتی ہو جیسے مردار و شراب وغیرہ تو انکا استحلال معلق بشرط قسم ہوگا یہ نصیحت میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر حلال مجھے حرام ہو تو یہ قسم کھانے اور پینے کی چیزوں پر قرار دیا جائیگی الا انک اسنے اسکے سوا بے غیت کی ہو اور قیاس یہ چاہتا ہو کہ وہ فارغ ہونے ہی عانت ہو جائے۔ اور یہ قسم عورت کو شامل ہوگی الا انک اسنے نیت کی ہو پس اگر اسنے عورت کی بھی نیت کی ہو تو اس سے ایلا ہو جائیگا اور قسم سے کھانا پینا خارج ہوگا اور یہ سب ظاہر روایت کے موافق جواب ہوا درخت کے اسی امر پر ہو کہ ایسی قسم سے طلاق بلا نیت واقع ہو جائیگی کیونکہ غالب احتمال اسکا

میں انکادہ  
کیا انکادہ  
ساقط نہیں ہو  
کیونکہ عورت  
کی نیت کی ہو  
پس اگر اسنے  
عورت کی بھی  
نیت کی ہو تو  
اس سے ایلا  
ہو جائیگا  
اور یہ قسم  
عورت کو  
شامل ہوگی  
الا انک  
اسنے





پس اگر دونوں کے درمیان حرف عطف بیان کیا جیسے واللہ واللہ میں ایسا نہ کرونگا تو ظاہر الروایۃ کے موافق دو قسمین  
 ہوگی اور یہی صحیح ہو اور اگر دونوں کے بیچ میں حرف عطف بیان نہ کیا تو بالافتاق جملہ روایت یہ ایک ہی قسم ہوگی  
 ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اُسے اُس سے دو قسموں کی نیت کی ہو تو دو قسم ہوگی پس اُسکا  
 قول اللہ بحدیث حرف قسم ابتداء کی ہوگی اور ایسی قسم صحیح ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ والرحمن ایسا نہ کرونگا  
 پھر کیا اسپر بالافتاق سب کے نزدیک دو کفارے لازم آویں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے ایک  
 امر پر قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کرونگا پھر اُسے اسی امر پر اسی مجلس میں قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کرونگا پھر کیا تو اس پر دو کفارے  
 دو قسموں کے واجب ہونگے اور یہ حکم اس وقت ہو کہ اُسے دوسری قسم کی نیت کی ہو یا تغلیط کی نیت کی ہو یا کچھ نیت  
 نہ کی ہو اور اگر دوسرے کلام سے دوسری پہلی قسم کی نیت کی ہو تو اسپر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا نہ اور امام ابو یوسف  
 نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ اُسے حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ کی قسم کھائی ہو اور اگر اُسے  
 اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی ہو تو اسکی نیت کچھ صحیح نہ ہوگی اور اسپر دو کفارہ لازم ہونگے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ  
 احسن اُسکا ہے جو پہلے امام رحمہ سے سنا ہے اور اگر اُسے ایک قسم حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ کی قسم کھائی ہو تو حائض ہو نہ پھر اسپر  
 ایک حج و ایک کفارہ لازم ہوگا یہ مسوط میں ہے۔ نوازل میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ دو تین گنا سے  
 ایک روز کلام نہ کرونگا واللہ میں تجھے ایک مہینہ کلام نہ کرونگا واللہ میں تجھے ایک سال کلام نہ کرونگا پھر بعد اس  
 کے اُس سے کلام کیا تو اسپر تین قسموں کی جزا لازم ہوگی اور اگر ایک روز کے بعد کلام کیا تو اسپر دو قسموں کا کفارہ  
 لازم ہوگا اور اگر ایک مہینہ کے بعد کلام کیا تو اسپر ایک ہی قسم ہوگی اور اگر ایک سال کے بعد کلام کیا تو اسپر کچھ نہ ہوگا یہ  
 خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوں اگر میں نے کل ایسا کیا ہو دے حالانکہ اُسے ایسا کیا تھا اور اُس نے  
 تھا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور مختار برائے فتویٰ یہ ہے کہ اگر ایسے زعم میں ہو کہ یہ کفر ہے تو کفارہ ہوگا۔ اور اگر  
 کہا کہ میں نے کل ایسا کیا ہو تو میں قرآن سے بری ہوں حالانکہ ایسا کر چکا اور جانتا ہے تو جواب مختار اس میں بھی یہی ہے  
 جو اللہ تعالیٰ سے بیزاری کی صورت میں مذکور ہوا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو اللہ و اس کے رسول  
 سے بری ہوں پھر حائش ہوا تو یہ ایک ہی قسم ہو کہ اسپر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ  
 سے بری ہوں اور رسول اللہ سے بری ہوں تو یہ دو قسمین ہیں کہ حائش ہونے پر اسپر دو کفارہ لازم آویں گے اور اگر  
 کہا کہ اگر ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ سے بری ہوں اور رسول اللہ سے بری ہوں اور اللہ و رسول مجھ سے بری ہوں پھر حائش  
 ہوا تو اسپر چار قسم کے کفارے لازم آویں گے اور امام محمد سے روایت ہے کہ اگر کہا کہ میں یہودی ہوں اگر ایسا کروں اور میں نصرانی ہوں  
 اگر ایسا کروں تو یہ دو قسمین ہیں اور اگر کہا کہ میں یہودی ہوں میں نصرانی ہوں اگر ایسا کروں تو یہ ایک ہی قسم ہے تو یہ فتاویٰ قاضی خان  
 میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو میں چاروں کتابوں سے بیزار ہوں تو یہ ایک ہی قسم ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر ایسا کروں  
 تو میں قرآن و انجیل اور توریت و زبور سے بری ہوں تو حائش ہونے پر ایک ہی کفارہ لازم آویگا ایسے کہ یہ ایک ہی قسم  
 ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو میں قرآن سے بیزار ہوں اور میں انجیل سے بیزار ہوں اور میں توریت سے بیزار ہوں  
 اور میں زبور سے بیزار ہوں تو یہ چار قسمین ہیں کہ اگر حائش ہوگا تو اسپر چار کفارے لازم آویں گے یہ محیط میں ہے  
 اور اگر کہا کہ میں بری ہوں اُس چیز سے جو صحیفوں میں اتری تو یہ ایک ہی قسم ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ میں

مسئلہ  
 کیا ہے  
 اور  
 اس  
 مسئلہ  
 میں  
 حائش  
 ہونا  
 لازم  
 ہے  
 یا  
 نہیں  
 ہے  
 جواب  
 ہے  
 حائش  
 ہونا  
 لازم  
 ہے



تو کافر ہوگا اور اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر کہا کہ دانش کے فلاں نے سچن نہ گو کہ نہ کہا کہ روز و نہ تو یہ تو یہ ایک ہی قسم ہے  
 کہ روز گزرنے پر تہمتی ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ حرام است یا تو سچن لکھن میں ہے بات کرنی  
 حرام ہے تو قسم ہوگی یہ ظہیر مین ہے جو قال المترجم ہمارے عرف مین جب ہو کہ اسے انذار کی نیت کی ہو اور اگر نہیں تو  
 نہیں قاضی خان مین ہے اور قاضی خان مین سخی رح سے دریافت کیا گیا کہ پھر قسم کے جن مین نہ کہن اور کچھ نیت نہیں  
 کی ہو تو فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہے کسی نے کہا کہ پھر قسم خلاصہ کے فلاں کا نہ کہن تو یہ قسم ہوگی جیسے کہا کہ مین نے  
 نذر کر لی ہو کہ ایسا نہ کرونگا۔ اور اگر کہا کہ خدا سے راہ پیہر را پڑ قسم کہ فلاں کا نہ کہن تو یہ قسم ہندو کی اس واسطے کہ قول پیہر را  
 پڑ قسم یہ قسم نہیں ہے تو جو جب کہ اللہ تعالیٰ اور شرط کے درمیان ایسی چیز تھل ہوگی جو قسم نہیں ہے تو فاصل ہوگی پس قسم  
 ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے کہا کہ اگر فلاں کام کروں تو  
 آتش پرست سے بدتر ہوں تو فرمایا کہ یہ قسم ہو کہ حائف ہونے پر اسکا کفارہ واجب ہوگا اور اگر کہا کہ میں ہوسا ہٹ  
 آیات قرآن سے بزار ہو اگر یہ کام کرے تو یہ ایک ہی قسم ہے اور اگر یوں کہا کہ اگر مین (ین) کا کہن فراموش خواہیشت و  
 چھوڑ خواہیشت و سنگسار کنیت پھر کیا تو اس کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر جہان مین خفی کردہ اندر و بیہودان جہودی  
 کردہ اندر گردن مین کہ مین کا نہ کردہ ام یعنی جو کچھ آتش پرستوں نے آتش پرستی کی ہو اور یہودیوں نے یہودگی کی ہو وہ  
 میری گردن پر کہ مین نے یہ کام نہیں کیا ہو حالانکہ اسے یہ کام کیا ہو تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے اور اگر کہا کہ اگر مین یہ کام کروں  
 تو کافر جہیر شرف رکھتا ہو تو قسم نہ ہوگی یہ ظہیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہزار آتش پرست دبت پرست سے بدتر ہوں اگر  
 ایسا کروں تو یہ قسم پھر نیز یہ محقق مین ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو شرط بیچ کھیلنا چھوڑ دے اس نے کہا کہ اچھا  
 پس عورت نے کہا کہ مین تجھ سے طلاق ہوں اگر تو شرط بیچ کھیلنا کرے پس شوہر نے کہا کہ اگر مین شرط بیچ کھیلنا کروں پس عورت  
 نے کہا کہ پھر یہ کیا پس شوہر نے کہا کہ تو کوئی چیز پھر اس کے بعد اس نے شرط بیچ کھیلی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ خلاصہ مین  
 ہے شیخ نجم الدین عسکری سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ ہر جہاں پرست راست گریہ بر من حرام کہ فلاں کار  
 نہ کہن یعنی جو مین نے داہنے ہاتھ سے لیا بچہ حرام ہے کہ فلاں کا نہ کروں پھر یہ کام کیا تو فرمایا کہ حائف نہ ہوگا اس واسطے  
 کہ اگر عرف طلاق ہو تو اس قول مین ہو کہ ہر جہاں پرست راست گریہ اور اس مین نہیں ہے کہ ہر جہاں پرست راست گریہ  
 یہ ظہیر مین ہے جو قال المترجم اور بیان کر دیا گیا کہ ہمارے یہاں بالکل یہ عرف نہیں ہے وہ قد منا الاصل الی ہذا فافہم  
 اور اگر کہا کہ پھر قسم یا خدا کہ از فریدہ تو کہ بیاری خود مین مین نے خدا سے نذر کر لی ہے کہ تیری خریدی ہوئی چیز سے  
 کہ تو لا دے نہ کھا نہ لگا تو بعض نے فرمایا ہو کہ اگر نیت کر لیا تو قسم ہوگی اور اس سے یہ ہو کہ بدرون نیت کے قسم ہے یہ ذخیرہ  
 مین ہے فصل ظالمون کے قسم دلانے مین اور حالت کی غیر نیت استخلاف پر قسم کھانے کے بیان مین فتاویٰ  
 اہل سمقند مین مذکور ہے کہ سلطان نے ایک شخص کو پکڑا پس اس سے قسم دلائی کہ بائز و بیعت قسم ایند کی پس اس شخص نے  
 شل اسکے کا یعنی اس نے بھی کہ لیا کہ قسم بائز و پھر سلطان نے کہا کہ روز آدینہ بیای یعنی ہر روز جہاں تو اسے پس اس  
 شخص نے شل اسکے کہ لیا یعنی ظاہر کہا کہ روز آدینہ بیایم پھر وہ جمع کے روز نہ آیا تو اس پر کچھ لازم نہ آیا کیونکہ جب  
 اس نے کہا کہ بائز و سکوت کیا اور یہ کہ کہا کہ بائز و کہ اگر ایسا نہ کروں تو یہ ہو تو قسم منعقد نہ ہوئی۔ اور اگر ہم شخصی جہاں  
 سے منقول ہو کہ انھوں نے فرمایا کہ شخص مظلوم کی قسم اسکی نیست پر ہوتی ہے اور اگر ظالم ہو تو قسم دلانے والے

قال المترجم  
 اگر مین کا کہن  
 فلاں کا نہ کہن  
 تو یہ قسم ہوگی  
 جیسے کہا کہ مین نے  
 نذر کر لی ہو کہ ایسا نہ  
 کرونگا۔ اور اگر کہا کہ  
 خدا سے راہ پیہر را پڑ  
 قسم کہ فلاں کا نہ کہن  
 تو یہ قسم ہندو کی اس  
 واسطے کہ قول پیہر را  
 پڑ قسم یہ قسم نہیں  
 ہے تو جو جب کہ اللہ تعالیٰ  
 اور شرط کے درمیان  
 ایسی چیز تھل ہوگی  
 جو قسم نہیں ہے تو  
 فاصل ہوگی پس قسم  
 ہوگی یہ فتاویٰ قاضی  
 خان مین ہے شیخ نجم  
 الدین سے دریافت کیا  
 گیا کہ ایک شخص سے  
 کہا کہ اگر فلاں کام  
 کروں تو آتش پرست  
 سے بدتر ہوں تو فرمایا  
 کہ یہ قسم ہو کہ حائف  
 ہونے پر اسکا کفارہ  
 واجب ہوگا اور اگر  
 کہا کہ میں ہوسا ہٹ  
 آیات قرآن سے بزار  
 ہو اگر یہ کام کرے  
 تو یہ ایک ہی قسم ہے  
 اور اگر یوں کہا کہ  
 اگر مین (ین) کا کہن  
 فراموش خواہیشت و  
 چھوڑ خواہیشت و  
 سنگسار کنیت پھر  
 کیا تو اس کے ذمہ  
 کچھ لازم نہیں ہے۔  
 اور اگر کہا کہ ہر  
 جہان مین خفی کردہ  
 اندر و بیہودان  
 جہودی کردہ اندر  
 گردن مین کہ مین  
 کا نہ کردہ ام یعنی  
 جو کچھ آتش پرستوں  
 نے آتش پرستی کی  
 ہو اور یہودیوں نے  
 یہودگی کی ہو وہ  
 میری گردن پر کہ  
 مین نے یہ کام  
 نہیں کیا ہو حالانکہ  
 اسے یہ کام کیا ہو  
 تو اس پر کچھ لازم  
 نہیں ہے اور اگر  
 کہا کہ اگر مین یہ  
 کام کروں تو کافر  
 جہیر شرف رکھتا  
 ہو تو قسم نہ ہوگی  
 یہ ظہیر مین ہے۔  
 اور اگر کہا کہ ہزار  
 آتش پرست دبت  
 پرست سے بدتر ہوں  
 اگر ایسا کروں تو  
 یہ قسم پھر نیز یہ  
 محقق مین ہے کہ  
 ایک عورت نے اپنے  
 شوہر سے کہا کہ  
 تو شرط بیچ  
 کھیلنا چھوڑ دے  
 اس نے کہا کہ اچھا  
 پس عورت نے کہا  
 کہ مین تجھ سے  
 طلاق ہوں اگر تو  
 شرط بیچ کھیلنا  
 کرے پس شوہر نے  
 کہا کہ اگر مین  
 شرط بیچ کھیلنا  
 کروں پس عورت  
 نے کہا کہ پھر  
 یہ کیا پس شوہر  
 نے کہا کہ تو کوئی  
 چیز پھر اس کے  
 بعد اس نے شرط  
 بیچ کھیلی تو  
 طلاق واقع نہ  
 ہوگی یہ خلاصہ  
 مین ہے شیخ نجم  
 الدین عسکری سے  
 دریافت کیا گیا  
 کہ ایک شخص نے  
 کہا کہ ہر جہاں  
 پرست راست  
 گریہ بر من  
 حرام کہ فلاں  
 کار نہ کہن  
 یعنی جو مین نے  
 داہنے ہاتھ سے  
 لیا بچہ حرام ہے  
 کہ فلاں کا نہ  
 کروں پھر یہ کام  
 کیا تو فرمایا کہ  
 حائف نہ ہوگا اس  
 واسطے کہ اگر عرف  
 طلاق ہو تو اس  
 قول مین ہو کہ  
 ہر جہاں پرست  
 راست گریہ اور  
 اس مین نہیں ہے  
 کہ ہر جہاں پرست  
 راست گریہ  
 یہ ظہیر مین ہے  
 جو قال المترجم  
 اور بیان کر دیا  
 گیا کہ ہمارے  
 یہاں بالکل یہ  
 عرف نہیں ہے وہ  
 قد منا الاصل الی  
 ہذا فافہم اور  
 اگر کہا کہ پھر  
 قسم یا خدا کہ  
 از فریدہ تو کہ  
 بیاری خود مین  
 مین نے خدا سے  
 نذر کر لی ہے کہ  
 تیری خریدی ہوئی  
 چیز سے کہ تو لا  
 دے نہ کھا نہ لگا  
 تو بعض نے فرمایا  
 ہو کہ اگر نیت کر  
 لیا تو قسم ہوگی  
 اور اس سے یہ ہو  
 کہ بدرون نیت کے  
 قسم ہے یہ ذخیرہ  
 مین ہے فصل  
 ظالمون کے قسم  
 دلانے مین اور  
 حالت کی غیر  
 نیت استخلاف  
 پر قسم کھانے  
 کے بیان مین  
 فتاویٰ اہل  
 سمقند مین  
 مذکور ہے کہ  
 سلطان نے ایک  
 شخص کو پکڑا  
 پس اس سے قسم  
 دلائی کہ بائز و  
 بیعت قسم ایند  
 کی پس اس  
 شخص نے شل  
 اسکے کا یعنی  
 اس نے بھی کہ  
 لیا کہ قسم بائز  
 و پھر سلطان  
 نے کہا کہ روز  
 آدینہ بیای  
 یعنی ہر روز  
 جہاں تو اسے  
 پس اس شخص  
 نے شل اسکے  
 کہ لیا یعنی  
 ظاہر کہا کہ  
 روز آدینہ  
 بیایم پھر وہ  
 جمع کے روز  
 نہ آیا تو اس  
 پر کچھ لازم  
 نہ آیا کیونکہ  
 جب اس نے  
 کہا کہ بائز و  
 سکوت کیا اور  
 یہ کہ کہا کہ  
 بائز و کہ اگر  
 ایسا نہ کروں  
 تو یہ ہو تو  
 قسم منعقد نہ  
 ہوئی۔ اور اگر  
 ہم شخصی  
 جہاں سے منقول  
 ہو کہ انھوں نے  
 فرمایا کہ شخص  
 مظلوم کی قسم  
 اسکی نیست پر  
 ہوتی ہے اور اگر  
 ظالم ہو تو قسم  
 دلانے والے





کی تو یہ احتمال ہے اور دونوں میں سے کسی پر کچھ لازم ہوگا ورنہ اگر کچھ نیت ہوگی تو خود و حالت ہر جا سیکہ یہ قادی  
 قاضی خان میں ہو ایک نے دوسرے سے کہا کہ مثلاً زید نے عروس سے کہا کہ وا اللہ تو ضرور ایسا کرے گا کہ اگر ایسا نہ کرے تو ضرور  
 ایسا کرے گا میں عروس نے کہا کہ ہاں میں اگر زید نے قسم کی نیت کی اور عروس نے بھی قسم کی نیت کی تو دونوں میں سے ہر ایک  
 حالت ہو جائیگا اور اگر زید نے قسم لینے کی اور عروس نے حلف کی نیت کی تو خود و حالت ہوگا اور اگر دونوں میں سے  
 کسی نے کچھ نیت نہ کی تو ضرور تیکہ اللہ تو ضرور ایسا کرے گا کہ اگر ایسا نہ کرے تو ضرور تیکہ اللہ تو ضرور ایسا کرے گا کہ اگر  
 خود زید و حالت ہوگا اور اگر زید نے قسم لینے کی نیت کی اور عروس نے پشیمت کی کہ اس پر قسم نہیں ہر اور ہاں کہنا با رہمتی ہر  
 کہ ایسا ایسا کرے گا کہ عروس کا بدو تو قسم کے تو اپنی اپنی نیت پر ہوگا اور دونوں میں سے کسی پر قسم نہ ہوگی یہ فلاص  
 و وجہ کہ عروس نے پشیمت کی ہے اور اگر زید نے عروس سے کہا کہ میں نے قسم رکھی کہ تو ضرور ایسا کرے گا یا کہا کہ میں نے اللہ  
 کی قسم رکھی آہ یا کہا کہ میں نے شاہد کیا اللہ کو یا کہا کہ حلف رکھی میں نے اللہ کی کہ تو ضرور ایسا کرے گا خواہ ان سب  
 صورتوں میں یہ کہنا کہ تجھ پر یا نہ کہنا تو ان سب صورتوں میں قسم کو اسے والا زید ہوگا اور عروس پر قسم نہ ہوگی اور اگر دونوں  
 نے نیت کی ہو تو جواب دینے والا بھی حالت ہوگا یعنی عمر والا آنکھ زید نے اپنے قول سے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم  
 کی یعنی کیا تو یہ قسم کہتا ہوں میں اگر زید کی نیت ہو تو زید پر قسم نہ ہوگی۔ زید نے عروس سے کہا کہ تجھ پر اللہ کا عہد ہے اگر تو  
 ایسا کرے گا میں عروس نے کہا کہ ہاں تو زید پر کچھ ہوگا اگرچہ اسے قسم کی نیت کی ہو اور یہ قول زید کا عہد ہے تو قسم لینے پر ہو۔  
 ایک مرد نے اپنی عروس سے کہا کہ تو نے ایسا و ایسا کیا ہوا میں نے کہا کہ میں نے نہیں کیا ہوں میں نے عروس سے کہا کہ اگر تو نے کیا ہوا تو  
 طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ اگر میں نے کیا ہوا تو میں طلاق ہوں تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر عروس نے اس قول سے اگر  
 تو نے کیا ہوا تو طلاق ہو عورت کی قسم کی نیت کی ہو یعنی یہ راو ہو کہ بھلا کیا اگر تو نے ایسا کیا ہو تو تو طلاق تو عورت  
 پر طلاق واقع ہوگی چند فاسق لوگ باہر جمع ہوئے کہ بعض انہیں سے بعض کے ساتھ شادی کر کے تھے پس ایک نے  
 انہیں سے کہا کہ اب ہر جو کوئی کسی سے صغیر کرے تو اسکی جو دو تین طلاق ہیں پس ایک نے انہیں سے فارسی میں کہا  
 کہ بھلا یعنی بھلا بھلا اس کے بعد ان میں سے ایک نے دوسرے کو صغیر کیا اور اسے بھی اسکو صغیر کیا تو مشائخ نے فرمایا  
 کہ جسے بھلا کہا ہو اسکی جو دو طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ کلام فاسد ہر قسم نہیں ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ تجھ پر یا وہ  
 جج واجب ہر اور میرا ہر ملوک آزاد ہو اور میری ہر عورت طلاق ہو اگر میں اس دار میں داخل ہوں پس دوسرے  
 نے کہا کہ تجھ پر مثل اسکے ہو جو تو نے اپنے اوپر قرار دیا ہو اگر میں اس دار میں داخل ہوں پس دوسرا اس دار میں  
 داخل ہوا تو اس پر یا وہ جج واجب ہوگا اور طلاق و عتاق کچھ واقع ہوگا یہ قادی قاضی خان میں ہر ایک شخص  
 کو میرنگان سلطان نے قسم دلانی کہ کل کوئی کام نہ کرے جب تک فلاں نہ آجائے پھر اس قسم کھائے و اسے  
 نے دوسرے روز اپنے موزے پہنے پھر ایک سیٹ کے پاس گیا اور فلاں کے آنے سے پہلے اسکا سر اسکی جگہ سے ہٹا دیا  
 تو شیخ فہر بن سلمہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وہ حائف ہوگا پس اسکی قسم اس کام سے سوانہ پر ہوگی۔ ایک شخص  
 اپنے امیر کے ساتھ سفر کو نکلا پس امیر نے اس سے قسم لی کہ بدو میری اجازت کے بغیر واپس نہ ہو پھر اسکا کپڑا اٹھلی  
 اگر کسی شے کے لینے کے واسطے وہ واپس ہوا تو حائف ہوگا اس واسطے کہ ایسی واپسی پر اسکی قسم نہیں واقع ہوگی یہی  
 ایک مرد نے اپنے امیر کے سلطان سے لگائی بجائی کہ لوگوں کو ضرور پوچھا جاوے کہ سلطان سے خلیان کھانا ہوا نہ اسکی کجبات

لوگوں کی  
 دیکھو  
 یہی  
 صورت ہے

اسنے لپٹائی ہو پس اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے دس درم سے زیادہ کی بابت کسی کی لگائی بھائی کی تو میری جورو  
 طائفہ ہو پھر اسکی جورو نے دس درم سے زیادہ کی بابت لگائی بھائی کی تو شیخ الاسلام نجم الدین نے فرمایا ہو  
 کہ اسکی جورو طائفہ نہ ہوگی یہ ظہیر بن ہشام نے ایک مرد سے کہا کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال ہو اسنے انکا کیا  
 پس سلطان نے اس سے اسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال نہیں ہو پس اس نے قسم کھائی حالانکہ  
 اس مرد و حلفت کے پاس بہت سا مال تھا جسکو امیر نے کھائی جورو نے اسکے پاس بھجوا دیا اور جو اس مال کو لایا تھا اسنے  
 ہی کہا تھا کہ یہ فلان امیر کی جورو کا مال ہو اور حالت یہ تھی کہ اس عورت کا بھی اسقدر مال ہو سکتا تھا۔ پھر عورت نے کھائی  
 نے اقرار کیا کہ یہ مال اسکے شوہر کا ہو تو اس سے حلفت کی جورو طائفہ نہ ہوگی تا وقتیکہ حلفت اسکی تصدیق نہ کرے  
 یا بعد دعویٰ صحیح کے قاضی ہو گا ہی گو اہان عادل اسکا حکم نہ دے تب الدین حلفت مذکور حانت ہو جائیگا ایک شخص  
 پیش کر بیان ایک شہر سے دوسرے شہر کو فروخت کے واسطے لپٹیا اور سب بکر بیان دوسرے شہر کے اندر واپس کر دیں  
 لیکن انہیں سے دس بکر بیان اپنی دکان پر ظاہر کیں پس ظہیر کے سر واد نے اس سے قسم لی کہ وہ فقط دس بکر بیان لایا  
 ہو اور شہر سے باہر کچھ نہیں چھوڑا یا ہو پس اسنے قسم کھائی اور نیت یہ کی کہ فقط دس ہی بکر بیان لایا ہوں یعنی بازار میں  
 فقط دس ہی لایا ہوں اور باہر کچھ نہیں چھوڑا یا ہو بیٹے بازار سے باہر تو مشائخ نے فرمایا ہو کہ یہ شخص حانت ہو گا اس واسطے  
 کہ اسنے ایسی بات مراد لی ہو جو اسکے لفظ سے نکلتی ہو نہ کہ فقہاء اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔ ایک شخص مر گیا اور اسنے  
 ایک وارث اور کسی پر اپنا قرضہ چھوڑا پس وارث نے قرضہ دار سے قرضہ کی بابت حلیہ کیا پس قرضہ دار نے قسم کھائی  
 کہ مدعی کا چھپر کچھ نہیں ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر قرضہ دار کو موت مورث کی خبر نہ تھی تو امید ہو کہ وہ حانت ہو گا  
 اور اگر اسکو موت مورث سے آگاہی تھی تو صحیح یہ ہو کہ وہ حانت ہو جائیگا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو نے میرے کتنے  
 پھل کھائے ہیں اسنے کہا کہ میں نے باغ پھل کھائے ہیں اور قسم کھائی حالانکہ اسنے دس پھل کھائے تھے تو چھوڑا  
 و حانت ہو گا اور اگر قسم بطلان و عتاق ہوگی تو طلاق و عتاق واقع ہو گا۔ اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو نے  
 بیٹلا م کھائے تو خریدنا ہو اسنے دوسروں کو خریدنا ہو تو چھوڑا ہو گا اور اگر اسپر طلاق و عتاق  
 کے ساتھ قسم کھائی ہو تو کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔ اور یہ ظہیر اسکی ہو جو جامع بین فرمایا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس کپڑے کو  
 دس درم کو خرید نہ گا پھر اسکو بارہ درم کو خریدنا تو قسم میں حانت ہو جائیگا۔ ایک مرد بھاگ کر دوسرے کے مکان  
 میں چھپا پس مالک مکان نے قسم کھائی کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہو اور مراد یہ لی کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے  
 مکان میں وہ کس جگہ ہو تو حانت ہو گا۔ ایک نے سلطان کے قسم دلانے سے قسم کھائی کہ مجھے یہ بات نہیں معلوم ہو پھر اسکو  
 یاد آئی کہ اسکو معلوم تھی لیکن وقت قسم کے اسکو فراموش تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہو کہ وہ حانت نہ ہو گا اسلئے  
 کہ وقت قسم کے وہ نہیں جانتا تھا۔ ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اس رات میں میرے گھر میں شوہر با  
 نہیں ہو حالانکہ اسکے گھر میں شوہر با تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر با اسقدر کم تھا کہ اگر اسکو معلوم ہوتا تو وہ یہ نہ کہتا  
 کہ میرے گھر میں شوہر با ہو تو قسم میں حانت نہ ہو گا اور اگر شوہر باز زیادہ تھا مگر وہ خراب ہو گیا تھا ایسا کہ اسکو  
 کوئی کھا نہیں سکتا تھا تو بھی حانت نہ ہو گا اس واسطے کہ قسم میں ایسا شور با مراد نہیں ہو سکتا ہو اور اگر ایسا بگڑا تھا  
 کہ بعض اسکو نہیں کھا سکتے تھے اور بعض کھا سکتے تھے تو وہ اپنی قسم میں حانت ہو جائیگا۔ ایک شخص نے اپنی جورو کی

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم  
 ۵۲۹  
 فتاویٰ ہندیہ کتاب الایمان باب دوم قسام قسم









اور اباحت میں تملیک نہیں ہو۔ پس جب کہ طعام کم قیمت ہوگا تو لباس کو طعام کا بدل قرار دینا جائز ہوگا اور اگر اسکے برعکس ہوگا تو نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر کسی نے کفارہ طعام بطور اباحت اختیار کیا تو ہمارے نزدیک روا ہو اور طعام اباحت اس طرح ہو کہ دو وقت صبح و شام یا دو دن صبح کو یا دو دن شام کو یا شام و صبح کو پیٹ بھر کے کھلا دے یعنی کھانے کے پیٹ بھر کے کھلا دے اور اس صورت میں انکا پیٹ بھر جائے مگر یہ کہ صبح و شام دونوں وقت روٹی کے ساتھ سالن ہو یعنی جو چیز روٹی کے ساتھ کھائی جائے اور اس صورت میں انکا پیٹ بھر جائے مگر یہ کہ صبح و شام دونوں وقت روٹی کے ساتھ سالن ہو چنانچہ اگر تین روٹیاں دس دس مکینوں کے ساتھ رکھیں اور انھوں نے کھایا کہ سیر ہو گئے تو جائز ہے امام ابو حنیفہ سے روا ہے کیا گیا ہو۔ اور اگر دس مکینوں میں سے ایک کا پیٹ بھر دیا ہو تو باقی سالن اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اگر پیٹ بھر دے تو بھی اسکے طعام میں سے اتنا قدر بھنا اور دس نے کھایا ہو تو جائز ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے اس واسطے کہ دس مکینوں کا سیر کر دینا واجب تھا اور یہ میں پاپا گیا۔ اور اگر دس مکینوں کو صبح و شام کھانا سیر ہو کر کھلا دیا گیا ان میں ایک کو دو حصہ چھوڑا یا ہوا بچہ ہو تو جائز ہے اور اسیر واجب ہو کہ چھوڑے اسکے ایک دوسرے مکین کو کھلا دے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر دس مکینوں کو دھکا فقیر سالن کے کھانا دیا ہی اگر روٹی گھون کی دی تو جائز ہے اور اگر دوسری چیز ہو تو سالن ضرور۔ اور اگر انکو روٹی و کھانا نہ ہو تو کھانا یا خالی ستہ کھلا دے تو کفارہ ادا ہو گیا بشرطیکہ اس کے اہل عیال کا کھانا نہ ہو۔ اور اگر اس نے ایک مکین کو دس روز تک صبح و شام کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ اس نے ہر روز کے کھانے میں ایک ہی روٹی کھائی ہو۔ اور اگر اس نے صبح کو دس مکینوں کو کھانا دیا پھر شام کو دوسرے دس مکینوں کو ان کے سوا کھانا کھلا دیا تو جائز نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر اس نے دس روز تک صبح کو ایک مکین کو اور شام کو دوسرے مکین کو کھانا دیا تو بھی نہیں جائز ہے۔ اور اگر اس نے حصہ ایک مکین کا دس مکینوں پر بانٹ دیا تو بھی نہیں جائز ہے۔ اور اگر صبح کو ایک مکین کو کھانا کھلا دیا اور شام کے کھانے کے اسکو دھم دے دے پیسے یا درم تو کافی ہو اور اسی طرح اگر دس مکینوں کی صورت میں اس نے ایسا ہی کیا کہ انکو صبح کا کھانا کھلا دیا اور ان کے شام کے کھانے کے انکو پیسے یا درم دے دیے تو جائز ہے اور اگر دس مکینوں کو اس نے ایک وقت کھانا کھلا دیا اور پھر انھیں کو چارہم چارہم صاع گھون دے دیے تو کفارہ ادا ہو گیا۔ اور ہشام نے بروایت امام محمد رحمہ فرمایا کہ اگر ایک مکین کو دس روز تک صبح کو کھانا کھلا دیا یا رمضان میں ہفت رات اسکو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا ہو گیا۔ اور اگر کسی نے کفارہ قسم میں روزے رکھے حالانکہ اسکی ملک میں غلام یا طعام تھا جسکو وہ بھول گیا تھا پھر بعد روزے پورے ہونے کے اسکو یاد آیا تو بالاجماع اسکے کفارہ کے واسطے یہ روزے کافی نہ ہونگے یہ سراج دہاج میں ہے۔ اور اگر کسی نے پانچ مکینوں کو کھانا دیا پھر وہ فقیر ہو گیا تو اسیر واجب ہوگا کہ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا چاہے تو آٹھ سو نو روزے سے کفارہ ادا کرے یہ حدود میں ہے۔ اور اگر کسی نے دس مکینوں میں سے ہر ایک کو چارہم چارہم صاع گھون اپنے کفارہ قسم میں دیے پھر لوگ غنی ہو گئے پھر فقیر ہو گئے پھر اس نے انکو چارہم چارہم صاع دیا تو امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ یہ کفارہ جائز نہ ہوا جیسے مکاتب کو چارہم صاع دیا پھر وہ غابر ہو کر رقیق کر دیا گیا پھر دوبارہ مکاتب کیا گیا پھر اسے اسکو چارہم صاع دیا تو یہ کفارہ ادا ہونے کے واسطے نہیں کافی ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے

اپنی قسموں کے کفار میں دس سکینوں میں سے ہر ایک کو ہزار ہزار میں گہون ایک بار کی دیدیے تو امام ابو حنیفہ  
 و امام ابو یوسف نے ہر ایک کے نزدیک یہ ایک ہی قسم کے کفار سے جائز ہونگے یعنی ایک ہی کفارہ اور ان کو گناہ یہ خلاصہ  
 میں ہر قسم کفارہ قسم جو اگر اسے یا بیخ صاع گہون دس سکینوں کے سلسلے رکھے پس آنفون نے چھینا جھنڈی کر کے  
 لٹوٹ لیا تو فقط ایک ہی مسکین کی طرف سے کفائی ہوگا یہ ظہیر یہ نہیں ہو۔ اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہو  
 ان کو کفارہ بھی دینا جائز نہیں ہو چھپے والدین و اولاد وغیرہ مگر کفارہ دینی فقیروں کو دینا جائز ہو بخلاف زکوٰۃ  
 کے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہے اور جی فقیروں کو دینا بالاجماع نہیں جائز ہے سراج و باج  
 میں ہر اور روزہ کفارہ ایام تشریق میں نہیں روا ہے یہ مسوط میں ہے۔ اگر تنگ دست سے روزہ سے کفارہ دینا چاہا پس  
 دو روزہ سے رکھ کر تیسرے روزہ بیمار ہو کہ اس کو انظار کرنا پڑا تو اسے دو روزہ سے رکھے اسی طرح اگر عورت تین  
 ایام کے اندر حائض ہو گئی تو اسے نواد کر کے یہ ظہیر یہ نہیں ہو۔ اگر متفرق تیسریں کے کفارہ لازم آئے ہیں  
 اس لئے کفاروں کی کثرت پر بروئے آزاد کیے کہ ہر قسم کے مقابلہ کوئی رقم معین نہیں کیا یا ہر قبہ کو ان سب کی طرف  
 سے کفارہ کی نیت سے آزاد کیا تو اسے کفارہ اور اس طرح اگر ایک کفارہ کی طرف سے بروہ  
 آزاد کیا اور دوسرے سے کھانا دیا اور تیسرے سے کپڑا دیا تو جائز ہے اس واسطے کہ ان انواع میں سے ہر نوع سے  
 کفارہ سلاطین اور ہونا ہے ان سب میں حکم یکساں ہوگا۔ ملوک جب تک آزاد نہ ہو اس کا کفارہ روزہ سے ہے اور اگر  
 اس کے مولے نے اس کی طرف سے کھانا دیا یا بروہ آزاد کیا یا کپڑا دیا تو کفائی نہیں ہو یہ مسوط میں ہے۔ اور اگر ملوک اسے  
 یا جائز دلی مال سے کفارہ دیا تو جائز نہوایہ سراج میں ہے۔ اور اس حکم میں شک تبا و دربر و امام و لائل قن  
 کے ہیں اور جو سب سے کرتا ہو وہ بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسی حکم میں شامل ہے اس واسطے کہ وہ مثل ملوک کے  
 ہے۔ اور اگر کسی نے کفارہ میں دو روزہ سے رکھے پھر تیسرے روزہ اس کو اس قدر ملایا کہ طعام یا لباس سے کفارہ آدا  
 کر سکتا ہو تو روزہ جائز ہوگا اور اگر اسے طعام یا لباس سے کفارہ دینا واجب ہو جائیگا۔ اور اگر تنگ دست نے  
 دو روزہ روزہ رکھ کر تیسرے روزہ اس قدر ملایا کہ رقبہ آزاد کر سکتا ہو تو اسے مال سے کفارہ دینا لازم ہوگا اور اس  
 روزہ کا روزہ بہتر ہے کہ تمام کرے اور اگر اسے توڑ دیا تو اسے قضا لازم ہوگی یہ مسوط شمس الائمہ شری میں ہے۔  
 عورت اگر تنگ دست ہو اور اس نے روزہ سے کفارہ دینے کا اختیار نہ ہو تو اسے شوہر کو اختیار ہے کہ اس کو روزہ سے  
 منع کرے یہ جو ہر غیرہ میں ہے۔ اور اگر غلام نے کفارہ قسم کے روزہ سے رکھے پھر قبل اسی سے فارغ ہونے کے آزاد کر دیا گیا  
 اور اسے مال یا یا تو روزہ اس کو کفائی ہوئے۔ اور اگر فقیر اسے چند روزہ سے دس سکینوں کے کفارہ میں رکھے تو اس کو کفائی نہیں  
 اگرچہ اسے تین دن کی ہر ایک کے واسطے نیت نہ کی ہو۔ اور اگر اس کے پاس ایک کفارہ کا کھانا ہو پس اسے ایک کفارہ  
 سے روزہ رکھ لے پھر دوسرے کفارہ میں یہ کھانا دیا تو جائز ہوگا اور اگر کفارہ طعام دینے کے اس کو دوبارہ دوسرے  
 کفارہ کے روزہ سے رکھنے لازم آوینگے۔ اور کسی کا دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا خواہ زندہ ہو یا مردہ خواہ  
 کفارہ میں ہو یا غیر کفارہ میں جائز نہیں ہے یہ مسوط شمس الائمہ شری میں ہے۔ اور اگر کسی پر کفارہ قسم واجب  
 ہوا اور اسے اس قدر ملایا کہ بروہ آزاد کرے یا دس سکینوں کو کھانا یا کپڑا دیدے اور وہ ایسا بندہ جاہل کہ روزہ  
 نہیں رکھ سکتا ہو اور نہ اس سے اس کی کچھ امید ہو پس لوگوں نے چاہا کہ اس کی طرف سے روزہ کے عوض ایک

ملوک کے کفارہ کا حکم

۱۰

مسکین کو کھانا دیدین یا وہ مرگیا اور وصیت کر گیا کہ میری طرف سے اس طرح ادا کرو یا بنا دے تو جائز نہیں ہو کہ اسکی طرف سے کھانا دیدین اور نہ اسکو کافی ہو گا الا آنکہ وہ خود من سکینوں کو کھانا دیسے یا اسکی طرف سے دیا جاوے بشرط وصیت اور اگر اسنے وصیت نہ کی اور لوگوں نے خود چاہا کہ اسکی طرف سے کفارہ دیدین تو من سکینوں کے کھانے یا کپڑے سے کم کافی نہ ہوگا اور یہ روایتیں ہر دو سے لوگ اسکی طرف سے بردہ آزاد کر دین یہ سراج و باقی میں ہو۔ ایک مرد نے ایک بردہ اپنے کفارہ قسم میں آزاد کر دیا اور نہایت نفاست اپنے دل میں کی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور زبان سے آزاد کر دینے کو کہا تو کافی ہو یہ بسوط میں ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ایسا نہ کروں گا پھر بھول گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تھی یا طلاق کی یا روزہ کی تو شارع نے فرمایا کہ اسپر کچھ نہیں ہو چکا کہ اسکو یا آزاد کر دے یا قادی سے قاضی خان میں ہو۔ شیخ محمد بن شجاع سے در یافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی بطلاقی اور یہ اسکو یا وہ مرگود کہتا ہو کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں اسوقت باطن تقایم نہ تھا تو فرمایا کہ اسپر حاشا ہو نہ کی جزا کچھ نہ ہوگی جب تک کہ یہ نہ دانتے کہ اسوقت وہ باطن تھا جب قسم کھائی تھی زید نے عمر فری جو رو کرنا کی قسمت دی پس عمر نے کہا کہ وہ بے طلاق طلاق ہو اگر آج سے روزہ اسکا نہ ظاہر نہ پھر دن گذر گیا اور اسکا نہ ظاہر نہ تو طلاق واقع ہوگی اور ظاہر ہونے کی یہی صورت ہو کہ چار مرد و گواہی دیدیں یا وہ خود بے خود اقرار کرے۔ ایک مرد اپنی جو رو کا کپڑا لیکر رنگہ کے پاس گیا تاکہ وہ رنگہ کر دے پس اسکی جو رو دے کے کہا کہ اسکو لے گیا کہ اسکو فروخت کر دے پس شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر میں نے اسکو رنگہ ہو تو تو طلاق ہو پھر رنگہ نہ لے گیا بعد اسکو رنگہ تو وہ حاشا ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص پر کفارہ قسم ہو اور وہ اس حالت میں مر گیا یا قتل کیا گیا تو کفارہ نہ کور ساقط ہوگا اور کفارہ ظہار کا بھی یہی حکم ہو ایسا ہی فقہ ابو بکر بخنی سے منقول ہے اور فقیہ ابواللیث نے کہا کہ کفارہ ظہار ساقط ہو جائیگا بخلاف کفارہ یمین کے کہ ساقط ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر حاشا ہونے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا تو کافی نہ ہو اگر اسکو مسکین سے واپس نہیں لے سکتا ہو اسواسطے کہ یہ صدقہ ہوا ہو یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اسکے متعلقات میں مسائل ندر میں جس کسی نے نذر مطلق کی اسپر اسکا وفا کرنا واجب ہو کذا فی الہدایہ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھے چ یا عمر یا نماز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی امر کا واجب ہو پھر وہ فعل کیا تو یہ چیز جو اپنے اوپر واجب کر لی ہو ادا کرنی واجب ہوگی اور اس صورت میں ہمارے نزدیک موافق ظاہر الہدایہ ہے کہ اسپر کفارہ قسم نہیں واجب ہوگا اور امام محمد رحم سے مروی ہے کہ جس نے نذر ایسی شرط پر معلق کی جسکا ہونا جانتا ہی جلیجہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرنے کو شفا دیدے یا میرے فائز کو واپس چھوڑے تو پندرہ فقیر کھلاؤں تو ایسی صورت میں کفارہ دیکر اس سے خارج نہیں ہو سکتا ہو کذا فی المبسوط بلکہ بعینہ جو بیان کیا ہو اسپر واجب ہوگا یہ قضاو سے قاضیان میں ہو۔ اور اگر نذر ایسی بشرط پر معلق کی جسکا ہونا نہیں جانتا ہو جیسے فارم میں داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت میں اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے کفارہ قسم دیدے یا جو بعینہ التزم کیا ہو وہ دیدے اور مروی ہو کہ امام اعظم رحم نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کیا ہو کہ اسکو اسی طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور شیخ اسماعیل زہرا سی پرفقہی دیتے تھے اور شیخ مولف رحمی اصدقہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بھی یہی فتحا ہو کذا فی المبسوط اور تفصیل بھی صحیح ہو یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے نماز واجب ہو تو اسپر دو رکعت

مسکین کو کھانا دیدین یا وہ مرگیا اور وصیت کر گیا کہ میری طرف سے اس طرح ادا کرو یا بنا دے تو جائز نہیں ہو کہ اسکی طرف سے کھانا دیدین اور نہ اسکو کافی ہو گا الا آنکہ وہ خود من سکینوں کو کھانا دیسے یا اسکی طرف سے دیا جاوے بشرط وصیت اور اگر اسنے وصیت نہ کی اور لوگوں نے خود چاہا کہ اسکی طرف سے کفارہ دیدین تو من سکینوں کے کھانے یا کپڑے سے کم کافی نہ ہوگا اور یہ روایتیں ہر دو سے لوگ اسکی طرف سے بردہ آزاد کر دین یہ سراج و باقی میں ہو۔ ایک مرد نے ایک بردہ اپنے کفارہ قسم میں آزاد کر دیا اور نہایت نفاست اپنے دل میں کی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور زبان سے آزاد کر دینے کو کہا تو کافی ہو یہ بسوط میں ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ایسا نہ کروں گا پھر بھول گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تھی یا طلاق کی یا روزہ کی تو شارع نے فرمایا کہ اسپر کچھ نہیں ہو چکا کہ اسکو یا آزاد کر دے یا قادی سے قاضی خان میں ہو۔ شیخ محمد بن شجاع سے در یافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی بطلاقی اور یہ اسکو یا وہ مرگود کہتا ہو کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں اسوقت باطن تقایم نہ تھا تو فرمایا کہ اسپر حاشا ہو نہ کی جزا کچھ نہ ہوگی جب تک کہ یہ نہ دانتے کہ اسوقت وہ باطن تھا جب قسم کھائی تھی زید نے عمر فری جو رو کرنا کی قسمت دی پس عمر نے کہا کہ وہ بے طلاق طلاق ہو اگر آج سے روزہ اسکا نہ ظاہر نہ پھر دن گذر گیا اور اسکا نہ ظاہر نہ تو طلاق واقع ہوگی اور ظاہر ہونے کی یہی صورت ہو کہ چار مرد و گواہی دیدیں یا وہ خود بے خود اقرار کرے۔ ایک مرد اپنی جو رو کا کپڑا لیکر رنگہ کے پاس گیا تاکہ وہ رنگہ کر دے پس اسکی جو رو دے کے کہا کہ اسکو لے گیا کہ اسکو فروخت کر دے پس شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر میں نے اسکو رنگہ ہو تو تو طلاق ہو پھر رنگہ نہ لے گیا بعد اسکو رنگہ تو وہ حاشا ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص پر کفارہ قسم ہو اور وہ اس حالت میں مر گیا یا قتل کیا گیا تو کفارہ نہ کور ساقط ہوگا اور کفارہ ظہار کا بھی یہی حکم ہو ایسا ہی فقہ ابو بکر بخنی سے منقول ہے اور فقیہ ابواللیث نے کہا کہ کفارہ ظہار ساقط ہو جائیگا بخلاف کفارہ یمین کے کہ ساقط ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر حاشا ہونے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا تو کافی نہ ہو اگر اسکو مسکین سے واپس نہیں لے سکتا ہو اسواسطے کہ یہ صدقہ ہوا ہو یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اسکے متعلقات میں مسائل ندر میں جس کسی نے نذر مطلق کی اسپر اسکا وفا کرنا واجب ہو کذا فی الہدایہ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھے چ یا عمر یا نماز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی امر کا واجب ہو پھر وہ فعل کیا تو یہ چیز جو اپنے اوپر واجب کر لی ہو ادا کرنی واجب ہوگی اور اس صورت میں ہمارے نزدیک موافق ظاہر الہدایہ ہے کہ اسپر کفارہ قسم نہیں واجب ہوگا اور امام محمد رحم سے مروی ہے کہ جس نے نذر ایسی شرط پر معلق کی جسکا ہونا جانتا ہی جلیجہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرنے کو شفا دیدے یا میرے فائز کو واپس چھوڑے تو پندرہ فقیر کھلاؤں تو ایسی صورت میں کفارہ دیکر اس سے خارج نہیں ہو سکتا ہو کذا فی المبسوط بلکہ بعینہ جو بیان کیا ہو اسپر واجب ہوگا یہ قضاو سے قاضیان میں ہو۔ اور اگر نذر ایسی بشرط پر معلق کی جسکا ہونا نہیں جانتا ہو جیسے فارم میں داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت میں اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے کفارہ قسم دیدے یا جو بعینہ التزم کیا ہو وہ دیدے اور مروی ہو کہ امام اعظم رحم نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کیا ہو کہ اسکو اسی طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور شیخ اسماعیل زہرا سی پرفقہی دیتے تھے اور شیخ مولف رحمی اصدقہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بھی یہی فتحا ہو کذا فی المبسوط اور تفصیل بھی صحیح ہو یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے نماز واجب ہو تو اسپر دو رکعت



واجب ہوگی اور اسی طرح اگر کما کہ اللہ کے واسطے مجبور واجب ہو کہ بین نماز پڑھوں یا کما کہ نصف رکعت تو بھی یہی حکم ہو  
 کہ دو رکعت واجب ہوگی اور اگر کما کہ تین رکعت تو چار رکعتیں واجب ہوگی یہ فتاویٰ حادی قدسی ہیں اور  
 اگر نماز بغیر وضو کے نذر کی تو اسپر کچھ واجب نہیں ہو اور اگر نذر کی کہ نماز بغیر قرائت کے یا تنگے پڑھیکا تو اسپر نماز واجب  
 ہوگی اور اگر نذر کی کہ وضو نہ پڑھ کر کھائے یا کما کہ اگر خا یا تنگے چھپے دو سو درم عطا فرما دے تو دس درم کو  
 مجبور واجب ہو تو اسپر فقط چار رکعتیں ظہر کی اور فقط پانچ درم زکوٰۃ کے واجب ہونگے یہ جیٹ سرخی ہیں ہو۔ اور اگر کسی  
 نے کسی خاص بگ پر روزہ رکھنے یا نماز پڑھنے کی نذر کی تو ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد  
 نے فرمایا کہ اسکو اختیار ہو کہ جہاں چاہے نماز پڑھ دے یا روزہ رکھ دے یہ سراج و راج ہیں ہو اور اگر وقت کی  
 خصوصیت کی چنانچہ کل کے روز نماز پڑھنے کی نذر کی پھر اسنے آج ہی پڑھ دی تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف  
 کے نزدیک ادا ہوگئی اور اگر نذر کی کہ کل کے روز و رات ہم صدقہ کرے اور آج کے روز ہی انکو صدقہ کر دے تو بالاتفاق  
 کافی ہو یہ حادی قدسی ہیں ہو۔ ایک نے اپنے اوپر اسقدر سے زائد نذر میں واجب کر لیے تھے اسکی ملک میں ہیں  
 تو قبول تھا اسقدر واجب ہونگے جدا اسکی ملک میں ہیں چنانچہ کسی نے کما کہ اگر میں نے ایسا کیا تو مجبور ہزار درم صدقہ  
 کرنے واجب ہیں حالانکہ اسکی ملک میں فقط سو درم میں تو سو درم صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ وجیر کوری ہیں  
 ہو اور اگر اسنے پاس مال و اسباب سو درم کا ہو تو فروخت کر کے انکو صدقہ کر دے اور اگر فقط دس درم کا ہو تو دس  
 درم صدقہ کر دے اور اگر اسنے پاس کچھ نہ ہو تو اسپر کچھ نہیں ہو یہ فتاویٰ حادی قدسی ہیں ہو۔ اور اگر کما کہ اللہ کے  
 واسطے مجبور واجب ہو کہ یہ بکری بھجوں حالانکہ یہ بکری دوسرے کی ملک ہو تو نہ بھجی نہیں ہو۔ اور اسپر کچھ لازم  
 ہوگا ان اگر اسنے قسم کی نیت کی ہو تو قسم منعقد ہو جائیگی اور دھورت حالت ہونے کے اسپر کفارہ قسم لازم ہوگا  
 اور اگر کما کہ اللہ ضرور یہ بکری بھجیگا تو قسم منعقد ہو جائیگی یہ وجیر کوری ہیں ہو۔ اور اگر ایسی چیز کی نذر کی  
 نہ الشاق یعنی بلام قسم و فون تاکید بیان کیا تو قسم منعقد ہو جائیگی یہ وجیر کوری ہیں ہو۔ اور اگر ایسی چیز کی نذر کی  
 جو مصیبت ہو تو نہیں صحیح ہو اور اگر اسکو کما تو اسپر کفارہ لازم آدیکا۔ اور اگر اپنے فرزند کے فوج کی نذر کی تو اسپر  
 بکری فوج کرنی احتساباً لازم ہوگی اور اگر فرزند قتل کرنے کی نذر کی تو صحیح نہیں ہو اور اگر غلام فوج کرنے کی نذر کی  
 تو امام محمد کے نزدیک نہ صحیح ہو اور نہیں رحما اللہ کے نزدیک نہیں صحیح ہو اور اگر والد یا والدہ کے فوج کی نذر کی  
 تو اسپر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے دور و ایمن ہیں جنہیں سے صحیح یہ ہو کہ ایسی نذر نہیں صحیح ہو جیٹ سرخی میں ہو اور اگر اپنے  
 دوست کے فوج کی نذر کی تو امام اعظم رحمہ اللہ سے دور و ایمن ہیں جنہیں سے ایک روایت میں مذکور ہو کہ اسپر کچھ لازم  
 ہوگا اور ہی اہم ہو۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی پس اگر ج یا عمرہ وغیرہ کی نیت کی تو جو اس نے نیت کی اگر اہم  
 واجب ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اسپر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ کسی مصیبت پر قسم  
 کھائی تو اسپر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی اور اسکی نیت میں روزے ہیں اور کسی حد  
 کی نیت نہیں کی تو جائز ہونے پر اسپر بین روز کے روزے واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر صدقہ کی نیت  
 کی اور صدقہ کی نیت نہیں کی تو اسپر دس سکینوں کا کھانا ہر سکین کے واسطے نصف صاع گیون واجب ہونگے  
 یہ مبوط ہیں ہو۔ ایک شخص نے کما کہ ہزار درم زوال سن بد و پشان دادہ۔ اور اسنے آگے کھنا چاہتا تھا کہ

ہو کہ وہ  
 جہاں  
 کے واسطے  
 بکری بھجی  
 یا نماز  
 قبول ہو  
 اس وقت  
 ہو کہ  
 عبادت  
 مسجد  
 بن سکے  
 اور اگر  
 منعقد ہو  
 تو اس  
 کا بھرت  
 ہو اور  
 اگر نذر  
 واجب  
 ہو تو  
 اسنے

اگر ایسا کروں مگر کسی نے اسکا منہ بند کر لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ احتیاطاً صدقہ کرو سے اور اگر اس صورت میں طلاق یا عتقان کی نذر و قسم ہو تو واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں کفالت مالی یا جانی کروں تو اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے ایک پیسہ صدقہ کرنا واجب ہو چھوڑنے سے مال یا جان کی کفالت کی تو اسپر ایک پیسہ صدقہ دینا واجب ہوگا ایک نے کہا کہ میرا مال فقر سے کہ پر صدقہ ہو اگر ایسا کروں پھر حائث ہوا اور اسنے فقرا سے بچے یا کسی اور شہر کے فقیروں پر صدقہ کر دیا تو جائز ہو اور نذر سے نکل گیا۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اس غم میں جہین ہوں نجات پائی تو مجھے واجب ہو کہ دس درہم نکال کر روٹی صدقہ کروں پس اسنے دس درہم کی روٹیاں صدقہ کر دیں یا انکاشن دس درہم صدقہ کر دیے ہر طور جائز ہو۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اپنی دختر کا نکاح کر دیا تو نہ ہزار درہم میرے مال سے صدقہ ہیں ہر مسکین کو ایک درہم پھر اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور ہزار درہم ایک بارگی ایک مسکین کو دے دیے تو جائز ہی ایک نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے اچھا ہو گیا تو ایک بکری فسخ کرونگا پھر اچھا ہو گیا تو اسپر کچھ لازم ہوگا الا انکم اسطور سے کہے کہ اگر میں اس مرض سے اچھا ہو گیا تو مجھے اللہ کے واسطے ایک بکری فسخ کرنی واجب ہوگی تو فسخ کرنی واجب ہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مال سے تجارت کی اور وہ ہزار درہم ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں نفع دیا تو میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ج کھانے کے لیے ہاؤنگا پھر اسنے تجارت کی اور اسکو بچہ بہت نہیں بڑھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اس نذر سے اسپر کچھ لازم ہوگا۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو اللہ کے واسطے مجھے واجب ہو کہ اپنے قراہت داروں کی دنیا کفالت کروں پھر حائث ہوا تو اسپر کچھ واجب ہوگا اور اگر یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے کذا و کذا کھانا دینا واجب ہو تو اسپر یہ لازم آجا ونگا۔ ایک نے کہا کہ میرا مال مسکین کو پہنچا تو یہ نہیں بھیج ہوا الا انکم صدقہ کی نیت کرے یہ فتاویٰ کا فیضان ہیں ہو۔ اگر کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے جو رسوائی نصیب کی تو مجھے ہر چھراہت کا روزہ اللہ تعالیٰ کے واسطے واجب ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ معاف ہو جو وہ ہو کہ یہ جو اسکو نفقہ دے اس نفقہ پر راضی و قانع ہوا اور جو متبع اس سے چاہے اس میں اسکو ورہ نہ ہو یہ وجہ کروری ہیں ہو۔ ایک شخص نے نذر کی کہ ایک دینار کو غنی لوگوں پر صدقہ کرے تو بھیج نہ ہونی چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ اگر ابن اسبیل کی نیت کی ہو تو بھیج ہو یہ جو اہل غلامی میں ہو۔ ایک نے نذر کی کہ اللہ کے واسطے مجھے مسکینوں کا کھانا ہو تو جتنے مسکین اور جتنے کھانا اسکی نیت ہوا اسی قدر واجب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو دس مسکینوں کا ہر مسکین کے واسطے نصف صاع کھانوں واجب ہونگے یہ مسو طین ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے مسکین کا کھانا ہو تو استسنا اسپر نصف صاع کھانوں یا ایک صاع چھوڑے یا جو واجب ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے دس مسکینوں کا کھانا ہو اور مقدار طعام بیان نہ کی پھر اسنے پانچ مسکینوں کو کھلایا تو نہیں جائز ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے اس مسکین کو یہ طعام دینا واجب ہو پھر دوسرے مسکین کو یہ طعام دیا تو نذر ادا ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے اس مسکین کو کچھ کھانا واجب ہو یعنی چیر مہین نہ کی تو ضرور جو کہ اسی مسکین کو کھلا دے۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے دس مسکین کا طعام واجب ہو حالانکہ اسکی نیت یہ نہیں ہو کہ بعد از دس فقیروں کو کھلاؤں بلکہ یہ نیت ہو کہ ایک کو استدرواں کو جو دس کو کافی ہوتا ہو تو ایک کو دینا کافی ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے کھانا دینا دس کو واجب ہو تو جائز ہوگا جہاں کہ

اگر ایسا کروں مگر کسی نے اسکا منہ بند کر لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ احتیاطاً صدقہ کرو سے اور اگر اس صورت میں طلاق یا عتقان کی نذر و قسم ہو تو واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں کفالت مالی یا جانی کروں تو اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے ایک پیسہ صدقہ کرنا واجب ہو چھوڑنے سے مال یا جان کی کفالت کی تو اسپر ایک پیسہ صدقہ دینا واجب ہوگا ایک نے کہا کہ میرا مال فقر سے کہ پر صدقہ ہو اگر ایسا کروں پھر حائث ہوا اور اسنے فقرا سے بچے یا کسی اور شہر کے فقیروں پر صدقہ کر دیا تو جائز ہو اور نذر سے نکل گیا۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اس غم میں جہین ہوں نجات پائی تو مجھے واجب ہو کہ دس درہم نکال کر روٹی صدقہ کروں پس اسنے دس درہم کی روٹیاں صدقہ کر دیں یا انکاشن دس درہم صدقہ کر دیے ہر طور جائز ہو۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اپنی دختر کا نکاح کر دیا تو نہ ہزار درہم میرے مال سے صدقہ ہیں ہر مسکین کو ایک درہم پھر اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور ہزار درہم ایک بارگی ایک مسکین کو دے دیے تو جائز ہی ایک نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے اچھا ہو گیا تو ایک بکری فسخ کرونگا پھر اچھا ہو گیا تو اسپر کچھ لازم ہوگا الا انکم اسطور سے کہے کہ اگر میں اس مرض سے اچھا ہو گیا تو مجھے اللہ کے واسطے ایک بکری فسخ کرنی واجب ہوگی تو فسخ کرنی واجب ہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مال سے تجارت کی اور وہ ہزار درہم ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں نفع دیا تو میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ج کھانے کے لیے ہاؤنگا پھر اسنے تجارت کی اور اسکو بچہ بہت نہیں بڑھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اس نذر سے اسپر کچھ لازم ہوگا۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو اللہ کے واسطے مجھے واجب ہو کہ اپنے قراہت داروں کی دنیا کفالت کروں پھر حائث ہوا تو اسپر کچھ واجب ہوگا اور اگر یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے کذا و کذا کھانا دینا واجب ہو تو اسپر یہ لازم آجا ونگا۔ ایک نے کہا کہ میرا مال مسکین کو پہنچا تو یہ نہیں بھیج ہوا الا انکم صدقہ کی نیت کرے یہ فتاویٰ کا فیضان ہیں ہو۔ اگر کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے جو رسوائی نصیب کی تو مجھے ہر چھراہت کا روزہ اللہ تعالیٰ کے واسطے واجب ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ معاف ہو جو وہ ہو کہ یہ جو اسکو نفقہ دے اس نفقہ پر راضی و قانع ہوا اور جو متبع اس سے چاہے اس میں اسکو ورہ نہ ہو یہ وجہ کروری ہیں ہو۔ ایک شخص نے نذر کی کہ ایک دینار کو غنی لوگوں پر صدقہ کرے تو بھیج نہ ہونی چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ اگر ابن اسبیل کی نیت کی ہو تو بھیج ہو یہ جو اہل غلامی میں ہو۔ ایک نے نذر کی کہ اللہ کے واسطے مجھے مسکینوں کا کھانا ہو تو جتنے مسکین اور جتنے کھانا اسکی نیت ہوا اسی قدر واجب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو دس مسکینوں کا ہر مسکین کے واسطے نصف صاع کھانوں واجب ہونگے یہ مسو طین ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے مسکین کا کھانا ہو تو استسنا اسپر نصف صاع کھانوں یا ایک صاع چھوڑے یا جو واجب ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے دس مسکینوں کا کھانا ہو اور مقدار طعام بیان نہ کی پھر اسنے پانچ مسکینوں کو کھلایا تو نہیں جائز ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے اس مسکین کو یہ طعام دینا واجب ہو پھر دوسرے مسکین کو یہ طعام دیا تو نذر ادا ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے اس مسکین کو کچھ کھانا واجب ہو یعنی چیر مہین نہ کی تو ضرور جو کہ اسی مسکین کو کھلا دے۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے دس مسکین کا طعام واجب ہو حالانکہ اسکی نیت یہ نہیں ہو کہ بعد از دس فقیروں کو کھلاؤں بلکہ یہ نیت ہو کہ ایک کو استدرواں کو جو دس کو کافی ہوتا ہو تو ایک کو دینا کافی ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے کھانا دینا دس کو واجب ہو تو جائز ہوگا جہاں کہ

دس کو نہ کھلاوے یہ سبب شکی میں نہ کہ ہر یو یہ محیط میں ہو۔ ایک نے ہزار مسکین پر صدقہ کرنے کی نذر کی پھر اسنے جو صدقہ ہزار ہر کو دینی اپنے اوپر واجب کر لی تھی وہ ایک ہی کو دے دی تو عہدہ سے نکل جائیگا یہ تا تا رخانیہ میں چھ سے منقول ہو اور اگر درم معین صدقہ دینے کی نذر کی پھر دوسرا درم نذر میں صدقہ دیا تو ادا ہو گئی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے بھیر واجب ہو کہ میں اسکے رقبہ کو آزاد کروں اور وہ اسکی ملک میں ہو تو اسپر واجب ہو کہ نذر اسی طرح وفا کیے اور اگر دفا نہ کی تو گنہگار ہو گا مگر قاضی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اسپر جبر کرے یہ خلاصہ میں ہے نتیجی میں ہو کہ اگر کہا کہ اللہ کے واسطے بھیر ایک شہر آزاد کرنا ہو پس ایک اندھا برونہ آزاد کیا تو نہیں جائز ہو اور اگر کہا دوا میں ایک شہر آزاد کرنا ہو پس اندھا آزاد کیا تو قسم پوری ہو گئی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے بھیر واجب ہو کہ ایک جزیرہ بیچ کر دوں اور اسکا گوشت صدقہ کر دوں پس بجائے اسکے سات بکریاں ذبح کر دیں تو جائز ہو یہ خلاصہ میں ہو شیخ عبدالعزیز بن احمد حواشی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے ایک رکعت نماز پڑھی تو بھیر اللہ کے واسطے واجب ہوا کہ ایک درم صدقہ کر دوں اور اگر میں نے دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے بھیر واجب ہو کہ دو درم صدقہ کر دوں اور اگر میں نے تین رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے بھیر میں درم صدقہ کرنا واجب ہو اور اگر چار رکعتیں پڑھیں تو اللہ کے واسطے بھیر چار درم صدقہ کرنے واجب ہیں پھر اسنے چار رکعتیں پڑھیں تو فرمایا کہ اسپر دس درم صدقہ کرنے واجب ہیں یہ نتیجہ میں ہو۔ اور عیسیٰ بن ابان اپنے نوادر میں اور ابن ہمام نے دھایا میں امام محمد رحمہ سے روایت ذکر کی ہو کہ ایک نے اپنے غلام معین کے آزاد کرنے کی نذر کی اور اسکو فروخت کیا پس اگر اسکے خرید لینے پر قادر ہو تو اسپر واجب ہو گا کہ اسکو خرید کر کے آزاد کر دے اور اگر اسکے خریدنے پر قادر نہ ہو اور اس سے اس معین کا آزاد کرنا ممکن نہ ہو تو اسپر کچھ نہیں واجب ہو مگر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اگر اسکی قیمت یا ثمن صدقہ کر دیا تو کافی نہواہ اور امام محمد رحمہ سے جامع میں فرمایا کہ اگر کسی نے عربی زبان میں کہا کہ ان کان مافی یدی وراہم الا ثمنہ فبیع مافی یدے صدقہ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو اگر وہ اہم ہوں الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو وہ مسکینوں کو صدقہ ہو لیکن سوائے تین کے اگر وہ اہم رہیں تو سب صدقہ میں پھر دیکھا گیا تو اسکے ہاتھ میں کل پانچ درم یا چار درم ہیں تو اسپر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ آویگا اور اگر چھ درم یا زیادہ ہوں تو اسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہو گا اور اگر کہا کہ ان کان فی یدی من الدراہم الا ثمنہ فبیع مافی یدے صدقہ فی المساکین یعنی اگر میرے ہاتھ میں درم ہوں سے ہوں الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو مسکینوں پر صدقہ ہو پھر اسکے ہاتھ میں پانچ یا چار درم تھکے تو اسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہو گا۔ اور اگر کہا کہ ان کان مافی یدی من الدراہم الا ثمنہ فبیع مافی یدی صدقہ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں اگر درم ہوں سے ہوں الا تین وہ سب مسکینوں پر صدقہ ہیں پھر اسکے ہاتھ میں پانچ یا چار تھکے تو اسپر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں ہو اور اگر کہا کہ اگر میرے ہاتھ میں اکثر تین درم سے ہوں تو یہ مسکینوں کو صدقہ ہیں پس اسکے ہاتھ میں پانچ یا چار درم تھکے تو سب صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر دانہ کہ تخم زری کی میں نے یا دیا میں پھینک دیا وہ صدقہ ہو پس جو بویا ہو اگر ہونے کے روز وہ اسکی ملک تھا تو نذر صحیح ہوگی اور اسکے مثل دانہ یا اسکی قیمت صدقہ کر دیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ ہر کھجور جبکہ میں نے جلا یا وہ صدقہ ہو تو ایسا حکم نہو گا اسواسطے کہ لمانے سے

قال الامام ابو حنیفہ  
لو کہ ہر یو یہ محیط میں ہو۔ ایک نے ہزار مسکین پر صدقہ کرنے کی نذر کی پھر اسنے جو صدقہ ہزار ہر کو دینی اپنے اوپر واجب کر لی تھی وہ ایک ہی کو دے دی تو عہدہ سے نکل جائیگا یہ تا تا رخانیہ میں چھ سے منقول ہو اور اگر درم معین صدقہ دینے کی نذر کی پھر دوسرا درم نذر میں صدقہ دیا تو ادا ہو گئی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے بھیر واجب ہو کہ میں اسکے رقبہ کو آزاد کروں اور وہ اسکی ملک میں ہو تو اسپر واجب ہو کہ نذر اسی طرح وفا کیے اور اگر دفا نہ کی تو گنہگار ہو گا مگر قاضی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اسپر جبر کرے یہ خلاصہ میں ہے نتیجی میں ہو کہ اگر کہا کہ اللہ کے واسطے بھیر ایک شہر آزاد کرنا ہو پس ایک اندھا برونہ آزاد کیا تو نہیں جائز ہو اور اگر کہا دوا میں ایک شہر آزاد کرنا ہو پس اندھا آزاد کیا تو قسم پوری ہو گئی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے بھیر واجب ہو کہ ایک جزیرہ بیچ کر دوں اور اسکا گوشت صدقہ کر دوں پس بجائے اسکے سات بکریاں ذبح کر دیں تو جائز ہو یہ خلاصہ میں ہو شیخ عبدالعزیز بن احمد حواشی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے ایک رکعت نماز پڑھی تو بھیر اللہ کے واسطے واجب ہوا کہ ایک درم صدقہ کر دوں اور اگر میں نے دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے بھیر واجب ہو کہ دو درم صدقہ کر دوں اور اگر میں نے تین رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے بھیر میں درم صدقہ کرنا واجب ہو اور اگر چار رکعتیں پڑھیں تو اللہ کے واسطے بھیر چار درم صدقہ کرنے واجب ہیں پھر اسنے چار رکعتیں پڑھیں تو فرمایا کہ اسپر دس درم صدقہ کرنے واجب ہیں یہ نتیجہ میں ہو۔ اور عیسیٰ بن ابان اپنے نوادر میں اور ابن ہمام نے دھایا میں امام محمد رحمہ سے روایت ذکر کی ہو کہ ایک نے اپنے غلام معین کے آزاد کرنے کی نذر کی اور اسکو فروخت کیا پس اگر اسکے خرید لینے پر قادر ہو تو اسپر واجب ہو گا کہ اسکو خرید کر کے آزاد کر دے اور اگر اسکے خریدنے پر قادر نہ ہو اور اس سے اس معین کا آزاد کرنا ممکن نہ ہو تو اسپر کچھ نہیں واجب ہو مگر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اگر اسکی قیمت یا ثمن صدقہ کر دیا تو کافی نہواہ اور امام محمد رحمہ سے جامع میں فرمایا کہ اگر کسی نے عربی زبان میں کہا کہ ان کان مافی یدی وراہم الا ثمنہ فبیع مافی یدے صدقہ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو اگر وہ اہم ہوں الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو وہ مسکینوں کو صدقہ ہو لیکن سوائے تین کے اگر وہ اہم رہیں تو سب صدقہ میں پھر دیکھا گیا تو اسکے ہاتھ میں کل پانچ درم یا چار درم ہیں تو اسپر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ آویگا اور اگر چھ درم یا زیادہ ہوں تو اسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہو گا اور اگر کہا کہ ان کان فی یدی من الدراہم الا ثمنہ فبیع مافی یدی صدقہ فی المساکین یعنی اگر میرے ہاتھ میں درم ہوں سے ہوں الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ میں درم ہوں سے ہوں الا تین وہ سب مسکینوں پر صدقہ ہیں پھر اسکے ہاتھ میں پانچ یا چار تھکے تو اسپر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں ہو اور اگر کہا کہ اگر میرے ہاتھ میں اکثر تین درم سے ہوں تو یہ مسکینوں کو صدقہ ہیں پس اسکے ہاتھ میں پانچ یا چار درم تھکے تو سب صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر دانہ کہ تخم زری کی میں نے یا دیا میں پھینک دیا وہ صدقہ ہو پس جو بویا ہو اگر ہونے کے روز وہ اسکی ملک تھا تو نذر صحیح ہوگی اور اسکے مثل دانہ یا اسکی قیمت صدقہ کر دیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ ہر کھجور جبکہ میں نے جلا یا وہ صدقہ ہو تو ایسا حکم نہو گا اسواسطے کہ لمانے سے

وہ باقی نہیں رہا ہو۔ اور اگر میں نے یہ غلام اپنا اجرت پر دیا تو اسکی اجرت صدقہ ہی پھر اسکی اجرت خود کھانی تو اسکی مثل صدقہ کر دے اور اس میں حیلہ یہ ہو کہ اس غلام کو فروخت کر کے پھر یکم مشتری اسکو اجرت پر دے پس تم مثل ہو جائیگی پھر اسکو خریدے پھر اپنے آپ اجرت پر دے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے تیرے گھر میں یہ کپڑا پہنا یا کہا کہ جب تک تیرے پاس ہوں یہ کپڑا پہنا یا یہ زیور پہنا تو یہ دہریہ ہو تو اس میں حیلہ یہ ہو کہ اسکو پہنے کے بعد پھر اپنے پس تم مثل ہو جائیگی پھر اپنے ہم سے رجوع کر کے یہ عطا بیہ میں ہو۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے اپنا یہ غلام فروخت کیا تو اسکی قیمت سبکدوش پر صدقہ ہو پھر اسکو فروخت کیا اور مشتری نے غلام میں کوئی عیب پا کر بائع کو واپس کر دیا اور یہ افسر قبل باہمی قبضہ کے واقع ہوا تو بائع پر اسکا صدقہ کرنا واجب نہیں ہو۔ اور اگر دونوں نے باہم قبضہ کر لیا ہو پھر مشتری نے غلام کو پھر عیب کے واپس کر دیا اور میں درم یا دینار میں تو بائع پر اسکی مثل صدقہ کر دے۔ واجب ہو گئے۔ اور اگر میں کوئی اسباب ہوں اگر مشتری نے حکم قاضی واپس کیا ہو تو بائع پر کچھ صدقہ واجب نہ ہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا ہو تو اسکی قیمت صدقہ کرے گا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا مگر میں اسکو نہیں دیا یا تنگ کر دیا تو اس پر اسبب عیب کے حکم قاضی واپس کیا ہو تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں ہو خواہ میں درم و دینار و عود و کئی کچھ سے ہو۔ اور اگر رو کر دینا بغیر حکم قاضی واقع ہوا ہو تو اسکی مثل صدقہ کر دے۔ اور اگر بائع نے قبضہ کر لیا اور میں اسباب ہو اور مشتری کو غلام نہیں سپرد کیا بیان تک کہ غلام اسکی پاس ہو گیا تو میں مشتری کو واپس کر دے اور کچھ صدقہ کرنا اس پر واجب نہیں ہو اور اگر میں اس صورت میں درم یا دینار ہوں تو اسکی مثل صدقہ کر دے اور اگر غلام مذکور قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے اختلاف میں لے لیا گیا یعنی کسی نے اپنا تحقیق ثابت کر کے لے لیا تو بعد میں میں کو واپس کر دے خواہ کسی جنس سے ہو اور اس پر واجب نہیں ہو کہ کچھ صدقہ کر دے۔ اور اگر غلام معین کفارہ سے آزاد کر دے کی نذر کی پھر کفارہ کھانا دیکر ادا کر دیا تو نذر باطل ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ بدنہ بوجہ نذر اسکی کفارہ جو اس پر واجب ہو بدی بھجوتکا پھر رفسے رکھ لے یا کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ کپڑے کفارہ میں دو ٹکا پھر کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اگر نذر کی کفارہ میں دوا لکھنا اسکی قیمت کو نہیں پوچھا ہو تو بقدر زیادتیا کے صدقہ کر دے یہ فیض میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ان درمون کے عوض تیرے ہاتھ کچھ فروخت کیا اس کے عوض کچھ فروخت کیا تو یہ دونوں صدقہ میں پھر اسکی عوض کچھ فروخت کیا تو کو کو صدقہ کر دے جبکہ قبضہ کر کے اور درمون کا صدقہ کرنا اس پر واجب نہیں ہو اس واسطے کہ ان درمون کا سبب مالک بیع نہیں ہوا اس صورت میں کہ یہ درم بائع کے ہاتھ میں ہوں کہ تلفظ بیع انکا مالک ہو گیا تو انکا صدقہ کرنا بھی واجب ہوگا۔ اور اگر کھانا کہ اگر میں نے ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا میں نے تجھے یہ درم ہیہ کیے تو صدقہ میں پھر ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا ہیہ کیے درحالیکہ اسکی ہاتھ میں تھے تو اس پر انکا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر سپرد کر دیے ہوں تو انکی مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا اس واسطے کہ وقت حانت ہونے کے اسکی قبضہ ملک میں تھے حتی کہ اگر وقت خرید سبک بائع کے ہاتھ میں ہوں یا وقت ہیہ کے موصوبہ اس کے ہاتھ میں ہوں تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا یہ عطا بیہ میں ہو اور اگر میں نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام بھوض میں اس کے اور بھوض ان ہزار درم کے خرید کیا تو یہ دونوں ہاتھ میں پھر صدقہ میں

وہ باقی نہیں رہا ہو۔ اور اگر میں نے یہ غلام اپنا اجرت پر دیا تو اسکی اجرت صدقہ ہی پھر اسکی اجرت خود کھانی تو اسکی مثل صدقہ کر دے اور اس میں حیلہ یہ ہو کہ اس غلام کو فروخت کر کے پھر یکم مشتری اسکو اجرت پر دے پس تم مثل ہو جائیگی پھر اسکو خریدے پھر اپنے آپ اجرت پر دے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے تیرے گھر میں یہ کپڑا پہنا یا کہا کہ جب تک تیرے پاس ہوں یہ کپڑا پہنا یا یہ زیور پہنا تو یہ دہریہ ہو تو اس میں حیلہ یہ ہو کہ اسکو پہنے کے بعد پھر اپنے پس تم مثل ہو جائیگی پھر اپنے ہم سے رجوع کر کے یہ عطا بیہ میں ہو۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے اپنا یہ غلام فروخت کیا تو اسکی قیمت سبکدوش پر صدقہ ہو پھر اسکو فروخت کیا اور مشتری نے غلام میں کوئی عیب پا کر بائع کو واپس کر دیا اور یہ افسر قبل باہمی قبضہ کے واقع ہوا تو بائع پر اسکا صدقہ کرنا واجب نہیں ہو۔ اور اگر دونوں نے باہم قبضہ کر لیا ہو پھر مشتری نے غلام کو پھر عیب کے واپس کر دیا اور میں درم یا دینار میں تو بائع پر اسکی مثل صدقہ کر دے۔ واجب ہو گئے۔ اور اگر میں کوئی اسباب ہوں اگر مشتری نے حکم قاضی واپس کیا ہو تو بائع پر کچھ صدقہ واجب نہ ہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا ہو تو اسکی قیمت صدقہ کرے گا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا مگر میں اسکو نہیں دیا یا تنگ کر دیا تو اس پر اسبب عیب کے حکم قاضی واپس کیا ہو تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں ہو خواہ میں درم و دینار و عود و کئی کچھ سے ہو۔ اور اگر رو کر دینا بغیر حکم قاضی واقع ہوا ہو تو اسکی مثل صدقہ کر دے۔ اور اگر بائع نے قبضہ کر لیا اور میں اسباب ہو اور مشتری کو غلام نہیں سپرد کیا بیان تک کہ غلام اسکی پاس ہو گیا تو میں مشتری کو واپس کر دے اور کچھ صدقہ کرنا اس پر واجب نہیں ہو اور اگر میں اس صورت میں درم یا دینار ہوں تو اسکی مثل صدقہ کر دے اور اگر غلام مذکور قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے اختلاف میں لے لیا گیا یعنی کسی نے اپنا تحقیق ثابت کر کے لے لیا تو بعد میں میں کو واپس کر دے خواہ کسی جنس سے ہو اور اس پر واجب نہیں ہو کہ کچھ صدقہ کر دے۔ اور اگر غلام معین کفارہ سے آزاد کر دے کی نذر کی پھر کفارہ کھانا دیکر ادا کر دیا تو نذر باطل ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ بدنہ بوجہ نذر اسکی کفارہ جو اس پر واجب ہو بدی بھجوتکا پھر رفسے رکھ لے یا کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ کپڑے کفارہ میں دو ٹکا پھر کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اگر نذر کی کفارہ میں دوا لکھنا اسکی قیمت کو نہیں پوچھا ہو تو بقدر زیادتیا کے صدقہ کر دے یہ فیض میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ان درمون کے عوض تیرے ہاتھ کچھ فروخت کیا اس کے عوض کچھ فروخت کیا تو یہ دونوں صدقہ میں پھر اسکی عوض کچھ فروخت کیا تو کو کو صدقہ کر دے جبکہ قبضہ کر کے اور درمون کا صدقہ کرنا اس پر واجب نہیں ہو اس واسطے کہ ان درمون کا سبب مالک بیع نہیں ہوا اس صورت میں کہ یہ درم بائع کے ہاتھ میں ہوں کہ تلفظ بیع انکا مالک ہو گیا تو انکا صدقہ کرنا بھی واجب ہوگا۔ اور اگر کھانا کہ اگر میں نے ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا میں نے تجھے یہ درم ہیہ کیے تو صدقہ میں پھر ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا ہیہ کیے درحالیکہ اسکی ہاتھ میں تھے تو اس پر انکا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر سپرد کر دیے ہوں تو انکی مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا اس واسطے کہ وقت حانت ہونے کے اسکی قبضہ ملک میں تھے حتی کہ اگر وقت خرید سبک بائع کے ہاتھ میں ہوں یا وقت ہیہ کے موصوبہ اس کے ہاتھ میں ہوں تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا یہ عطا بیہ میں ہو اور اگر میں نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام بھوض میں اس کے اور بھوض ان ہزار درم کے خرید کیا تو یہ دونوں ہاتھ میں پھر صدقہ میں



بھران دونوں کے عوض غلام خریدنا تو اس پر ہزار درہم کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر کوئی صدقہ واجب نہ ہوگا۔ اور  
 نشقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے چاہا کہ ایک غلام کسی شخص سے ہزار درہم کو خریدے پس ہزار درہم مالک غلام کو دے دے پھر  
 اس طرح قسم کھائی کہ اگر میں نے یہ غلام ان ہزار درہم کے عوض خرید لیا اور انھیں ہزار درہم دے دے ہونے کی طرف اشارہ  
 کیا تو یہ ہزار درہم مسکینوں پر صدقہ ہیں اور مالک غلام نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام ان درہم کے عوض فروخت کیا تو یہ  
 درہم مسکینوں پر صدقہ ہیں اور اس نے بھی انھیں درہم کی طرف اشارہ کیا پھر مالک غلام نے انھیں درہم  
 کے عوض غلام مذکور فروخت کیا تو بائع ہر واجب ہو کہ ان درہم کو صدقہ کرے نہ مشتری پر بیچے ہو  
 تیسرا باب۔ دخول دسکنی وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان میں۔ اصل یہ ہے کہ قسموں میں جو الفاظ مشتمل ہوں  
 ہمارے نزدیک ان کا مدار عرف پر ہے یہ کافی ہیں ہو۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیت میں داخل نہ ہو گا قال المترجم  
 بیت وہ ہے جہاں شب باشی کی عادت ہو پھر وہ شخص مسجد یا گنبد یا کنسہ یا آتش خانہ یا گنبد یا حمام یا دہلیز یا طہ دروازہ  
 میں داخل ہوا تو حائث ہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ دہلیز میں جو حکم مذکور ہوا وہ ایسی دہلیز کے حق میں ہو جو دروازہ سے  
 خارج ہو اور اگر داخل دروازہ ہو اور وہاں شب باشی ہو سکتی ہو تو حائث ہو جائیگا اور صحیح وہی ہے جو کتاب میں  
 مطلقاً مذکور ہے اس واسطے کہ دہلیز میں سونے کی عادت نہیں ہو اگرچہ ممکن ہو خواہ وہ خارج درہم یا داخل ہو یہ براء  
 میں ہے۔ اور اگر صف میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور بعض نے کہا کہ یہ اس وقت ہو کہ صف چار دیواری کا ہو جیسے  
 اماموں جہم اللہ کے وقت میں صف ہوتے تھے اور بعض نے کہا کہ یہ جواب علی الاطلاق ہو اور یہی صحیح ہے یہ دہلیز میں  
 ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس مسجد میں داخل نہ ہو گا پھر وہ مسجد منہم ہو گئی اور وہاں گھر بنایا گیا پھر گھر توڑ کر مسجد بنائی  
 گئی پھر وہ داخل ہوا تو حائث ہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ اس مسجد میں داخل نہ ہو گا پھر بعد اسکے منہم ہو جانے  
 یا بعد وہاں دوسری مسجد بنائی جانے کے داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصہ ہی میں ہے۔ اور اگر  
 قسم کھائی کہ پڑوسی کے گھر میں اس دار میں داخل نہ ہو گا پھر اس دار میں اور بڑھایا گیا یعنی دوسرے دار کی  
 زمین بڑھائی گئی اور وہ پڑوسی ہی میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ زمین  
 حائث ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ پڑوسی کے گھر میں داخل نہ ہو گا تو ایسی صورت میں بالاجماع حائث ہو جائیگا اور  
 اگر قسم کھائی کہ مسجد میں داخل نہ ہو گا پھر اس مسجد میں اور بڑھائی گئی اور وہ بڑھائی ہوئی میں داخل ہوا تو حائث  
 ہو جائیگا یہ عتا بیہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد میں داخل نہ ہو گا پھر اس میں پڑوس کے گھر سے ایک ٹکڑا بڑھایا  
 گیا پس وہ اس بڑھائی ہوئی زمین میں داخل ہوا تو حائث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں قوم کی مسجد میں داخل نہ ہو گا  
 پھر ایسی صورت مذکورہ میں بڑھائے ہوئے ٹکڑے میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اس دار میں  
 داخل نہ ہو گا پھر اس میں زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی میں داخل ہوا تو حائث ہوگا اور اگر کہا کہ دار فلاں میں داخل  
 نہ ہو گا پھر زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا یہ قضاو سے قاضی خان و ظہیر یہ میں ہے  
 ایک نے قسم کھائی کہ مسجد میں داخل نہ ہو گا پھر اس کی چھت پر کھڑا ہوا تو حائث ہوگا یہ ہے کہ اس پر کھڑے ہونے سے حائث  
 ہوگا بشرطیکہ قسم کھانے والا ایسی جگہ سے اور اسی پر قضاوی ہو یہ جواب ہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ  
 میں اس دار میں داخل نہ ہو گا پھر اسکے منہم اور میدان ہو جانے کے بعد داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا

غلام  
 خریدنا  
 صدقہ  
 مالک  
 غلام  
 کو  
 دے  
 دے  
 پھر  
 اس  
 طرح  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 نے  
 یہ  
 غلام  
 ان  
 ہزار  
 درہم  
 کے  
 عوض  
 خرید  
 لیا  
 اور  
 انھیں  
 ہزار  
 درہم  
 دے  
 دے  
 ہونے  
 کی  
 طرف  
 اشارہ  
 کیا  
 تو  
 یہ  
 ہزار  
 درہم  
 مسکینوں  
 پر  
 صدقہ  
 ہیں  
 اور  
 مالک  
 غلام  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 نے  
 یہ  
 غلام  
 ان  
 درہم  
 کے  
 عوض  
 فروخت  
 کیا  
 تو  
 یہ  
 درہم  
 مسکینوں  
 پر  
 صدقہ  
 ہیں  
 اور  
 اس  
 نے  
 بھی  
 انھیں  
 درہم  
 کی  
 طرف  
 اشارہ  
 کیا  
 پھر  
 مالک  
 غلام  
 نے  
 انھیں  
 درہم  
 کے  
 عوض  
 غلام  
 مذکور  
 فروخت  
 کیا  
 تو  
 بائع  
 ہر  
 واجب  
 ہو  
 کہ  
 ان  
 درہم  
 کو  
 صدقہ  
 کرے  
 نہ  
 مشتری  
 پر  
 بیچے  
 ہو  
 تیسرا  
 باب۔  
 دخول  
 دسکنی  
 وغیرہ  
 پر  
 قسم  
 کھانے  
 کے  
 بیان  
 میں۔  
 اصل  
 یہ  
 ہے  
 کہ  
 قسموں  
 میں  
 جو  
 الفاظ  
 مشتمل  
 ہوں  
 ہمارے  
 نزدیک  
 ان  
 کا  
 مدار  
 عرف  
 پر  
 ہے  
 یہ  
 کافی  
 ہیں  
 ہو۔  
 اگر  
 کسی  
 نے  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 بیت  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 قال  
 المترجم  
 بیت  
 وہ  
 ہے  
 جہاں  
 شب  
 باشی  
 کی  
 عادت  
 ہو  
 پھر  
 وہ  
 شخص  
 مسجد  
 یا  
 گنبد  
 یا  
 کنسہ  
 یا  
 آتش  
 خانہ  
 یا  
 گنبد  
 یا  
 حمام  
 یا  
 دہلیز  
 یا  
 طہ  
 دروازہ  
 میں  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہوگا۔  
 اور  
 بعض  
 نے  
 فرمایا  
 کہ  
 دہلیز  
 میں  
 جو  
 حکم  
 مذکور  
 ہوا  
 وہ  
 ایسی  
 دہلیز  
 کے  
 حق  
 میں  
 ہو  
 جو  
 دروازہ  
 سے  
 خارج  
 ہو  
 اور  
 اگر  
 داخل  
 دروازہ  
 ہو  
 اور  
 وہاں  
 شب  
 باشی  
 ہو  
 سکتی  
 ہو  
 تو  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 صحیح  
 وہی  
 ہے  
 جو  
 کتاب  
 میں  
 مطلقاً  
 مذکور  
 ہے  
 اس  
 واسطے  
 کہ  
 دہلیز  
 میں  
 سونے  
 کی  
 عادت  
 نہیں  
 ہو  
 اگرچہ  
 ممکن  
 ہو  
 خواہ  
 وہ  
 خارج  
 درہم  
 یا  
 داخل  
 ہو  
 یہ  
 براء  
 میں  
 ہے۔  
 اور  
 اگر  
 صف  
 میں  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 بعض  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 یہ  
 اس  
 وقت  
 ہو  
 کہ  
 صف  
 چار  
 دیواری  
 کا  
 ہو  
 جیسے  
 اماموں  
 جہم  
 اللہ  
 کے  
 وقت  
 میں  
 صف  
 ہوتے  
 تھے  
 اور  
 بعض  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 یہ  
 جواب  
 علی  
 الاطلاق  
 ہو  
 اور  
 یہی  
 صحیح  
 ہے  
 یہ  
 دہلیز  
 میں  
 ہو۔  
 اور  
 اگر  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 اس  
 مسجد  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 وہ  
 مسجد  
 منہم  
 ہو  
 گئی  
 اور  
 وہاں  
 گھر  
 بنایا  
 گیا  
 پھر  
 گھر  
 توڑ  
 کر  
 مسجد  
 بنائی  
 گئی  
 پھر  
 وہ  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہوگا  
 بخلاف  
 اسکے  
 اگر  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 اس  
 مسجد  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 بعد  
 اسکے  
 منہم  
 ہو  
 جانے  
 یا  
 بعد  
 وہاں  
 دوسری  
 مسجد  
 بنائی  
 جانے  
 کے  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا  
 یہ  
 شرح  
 جامع  
 کبیر  
 حصہ  
 ہی  
 میں  
 ہے۔  
 اور  
 اگر  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 پڑوسی  
 کے  
 گھر  
 میں  
 اس  
 دار  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 اس  
 دار  
 میں  
 اور  
 بڑھایا  
 گیا  
 یعنی  
 دوسرے  
 دار  
 کی  
 زمین  
 بڑھائی  
 گئی  
 اور  
 وہ  
 پڑوسی  
 ہی  
 میں  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 بعض  
 نے  
 فرمایا  
 کہ  
 زمین  
 حائث  
 ہوگا  
 اور  
 اگر  
 اس  
 نے  
 کہا  
 کہ  
 پڑوسی  
 کے  
 گھر  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 تو  
 ایسی  
 صورت  
 میں  
 بالاجماع  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا  
 اور  
 اگر  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 مسجد  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 اس  
 مسجد  
 میں  
 اور  
 بڑھائی  
 گئی  
 اور  
 وہ  
 بڑھائی  
 ہوئی  
 میں  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا  
 یہ  
 عتا  
 بیہ  
 میں  
 ہے۔  
 ایک  
 نے  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 اس  
 مسجد  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 اس  
 میں  
 پڑوس  
 کے  
 گھر  
 سے  
 ایک  
 ٹکڑا  
 بڑھایا  
 گیا  
 پس  
 وہ  
 اس  
 بڑھائی  
 ہوئی  
 زمین  
 میں  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہوگا  
 اور  
 اگر  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 فلاں  
 قوم  
 کی  
 مسجد  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 ایسی  
 صورت  
 مذکورہ  
 میں  
 بڑھائے  
 ہوئے  
 ٹکڑے  
 میں  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا۔  
 اور  
 اسی  
 طرح  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 اس  
 دار  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 اس  
 میں  
 زمین  
 بڑھائی  
 گئی  
 اور  
 وہ  
 بڑھتی  
 میں  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہوگا  
 اور  
 اگر  
 کہا  
 کہ  
 دار  
 فلاں  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 زمین  
 بڑھائی  
 گئی  
 اور  
 وہ  
 بڑھتی  
 میں  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا  
 یہ  
 قضاو  
 سے  
 قاضی  
 خان  
 و  
 ظہیر  
 یہ  
 میں  
 ہے  
 ایک  
 نے  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 مسجد  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 اس  
 کی  
 چھت  
 پر  
 کھڑا  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہوگا  
 یہ  
 ہے  
 کہ  
 اس  
 پر  
 کھڑے  
 ہونے  
 سے  
 حائث  
 ہوگا  
 بشرطیکہ  
 قسم  
 کھانے  
 والا  
 ایسی  
 جگہ  
 سے  
 اور  
 اسی  
 پر  
 قضاوی  
 ہو  
 یہ  
 جواب  
 ہر  
 اخلاطی  
 میں  
 ہے۔  
 اور  
 اگر  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 میں  
 اس  
 دار  
 میں  
 داخل  
 نہ  
 ہو  
 گا  
 پھر  
 اسکے  
 منہم  
 اور  
 میدان  
 ہو  
 جانے  
 کے  
 بعد  
 داخل  
 ہوا  
 تو  
 حائث  
 ہو  
 جائیگا

اور اگر قسم کھائی کہ اس دارمیں داخل نہونگا پھر وہ خراب ہو گیا اور وہاں دوسرا در بنا یا گیا پھر اس میں داخل ہوا تو  
حانثہ ہو جائیگا اور اگر وہ مسجد یا بستان یا حمام گردانا گیا یا بیستہ کر دیا گیا پھر داخل ہوا تو حانثہ نہ ہوگا اور اسی طرح  
بہر حمام وغیرہ کے منہم ہو جانے کے داخل ہوا تو بھی یہی حکم ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ دارمیں داخل نہونگا پھر  
ایک منہم شدہ دارمیں داخل ہوا تو حانثہ نہونگا اور اگر دار کا مسجد یا حمام یا بستان بنا یا گیا پھر اس میں داخل ہوا تو بھی  
حانثہ نہونگا اور اگر دار صغیر تھا کہ اسکو بیت کیا یا راستہ اسکا شارع عام کی طرف نکال دیا یا کسی دوسرے دار کی طرف  
نکال دیا یا بعد بستان کرنے کے اسکو دار دیگر بنایا یا وہ بھر یا نہر ہو گیا پھر داخل ہوا تو بھی حانثہ نہ ہوگا یہ سب قسمیں  
میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بیت میں داخل نہ ہونگا یا بیستہ میں داخل نہ ہونگا پھر ایک بیستہ یا بیستہ میں سے منہم  
ہو جانے کے بعد جب کہ اس میں کوئی عمارت نہ تھی داخل ہوا تو حانثہ نہ ہوگا اور اگر وہ دوسرا بیستہ کر دیا گیا پھر وہ داخل  
ہوا تو بیستہ میں داخل نہ ہونے کی قسم کی صورت میں حانثہ نہونگا اور غیر معین کی صورت میں حانثہ ہو جائیگا۔  
اور اگر چھت گر گئی اور دیوار میں قائم ہیں پھر داخل ہوا تو معین کی صورت میں حانثہ ہوگا اور غیر معین کی صورت  
میں حانثہ نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دارمیں داخل نہونگا پھر سوار ہو کر یا پا پیادہ اس میں  
داخل ہوا یا اسنے کسی کو حکم دیا کہ وہ لا کر اسکو اس دارمیں لے گیا تو حانثہ ہو جائیگا یہ ظہیرہ میں ہو۔ اور اگر وہ  
جانور جسپر سوار تھا یا رک گیا اور اسکے روکے سے نہ رکا حتی کہ اس دارمیں داخل ہو گیا تو یہ حانثہ نہونگا یہ سب میں ہو  
اور اگر بدو اس کے حکم کے کوئی اسکو لا کر اندر لے گیا تو حانثہ نہ ہوگا خواہ اس امر سے دل سے راضی ہو یا نہ  
راضی ہو اور خواہ اسکی ابتلاع پر قادر ہو یا نہ ہو یہ عامہ مشائخ کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے اور خواہ اسکو اس  
دار کے دروازہ سے لے گیا ہو یا اور طرف سے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دارمیں داخل نہ ہوگا پھر اسکی  
دیواروں میں سے کسی دیوار پر کھڑا ہوا تو اپنی قسم میں حانثہ ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکی چھت پر کھڑا ہو تو بھی یہی  
حکم ہو۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اماموں رحمہ اللہ کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف میں چھت  
پر چڑھنے یا دیوار پر چڑھنے کو دخول دار نہیں کہتے ہیں پس حانثہ نہ ہوگا مگر صحیح وہی ہے جو کتاب میں مذکور ہے اور  
یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دارمیں داخل نہ ہوگا پھر اسکی چھت پر چڑھنے سے انرایا  
ایسے درخت پر چڑھا کہ اسکی شاخیں اس دار میں ہیں پس ایسی شاخ پر کھڑا ہو کہ اگر وہاں سے گرے تو اس  
دار میں گرے تو حانثہ ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکی دیوار پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہو۔ شیخ ابو بکر محمد بن فضل  
نے فرمایا کہ اگر یہ دیوار اس دار اور پڑوسی کے مکان میں مشترک ہو تو حانثہ نہ ہوگا۔ اور یہ حکم اشوقت  
ہو کہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر فارسی یا اردو میں قسم کھائی پھر ایسے درخت پر چڑھا کہ اسکی شاخیں اس  
دار میں ہیں یا اسکی دیوار پر کھڑا ہوا چھت پر چڑھا تو اپنی قسم میں حانثہ نہونگا اور یہی مختار ہے جو اسو سے  
کہ عجم میں اسکو دخول نہیں شمار کرتے ہیں یہ قضا وے قاضی خان میں ہو۔ بالا خانہ کا راستہ اگر اپنے پیچ  
کے مکان سے نہ ہو بلکہ اسکا راستہ دوسرے دار میں سے ہو تو یہ بالا خانہ باعتبار راستہ کے دوسرے دار  
میں سے شمار ہوگا جمہور سے اسکا راستہ ہے اسکا راستہ ہے یہ محیط میں ہو۔ قال المترجم یہ انکا عرف ہے اور ہمارے زبان  
میں وہ جس دار میں ہے حقیقتہً ہے اس میں شمار ہوگا فافهم والحمد للہ اعلم۔ اگر طاق دروازہ میں بیٹھا یا کھڑا ہو یا بہر حال

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

کہ اگر دروازہ بند کر لیا جائے تو یہ دار سے باہر نہ جاوے تو حائض نہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر اس وار کے پانچواں  
 سر راہ یا طلعہ سر راہ میں گیا حالانکہ پانچواں نہ چھٹے کا راستہ اسی دار سے ہو تو حائض ہو جائیگا اور اگر طاق دروازہ  
 کے نیچے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا پس اگر چوکھٹ ایسی ہو کہ اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو باہر نہ جاوے  
 تو حائض نہ ہوگا اور اگر دروازہ بند کرنے سے اندر داخل رہے تو حائض ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے دونوں پاؤں  
 میں سے ایک اندر داخل کیا تو حائض نہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ یہ اس وقت تک کہ وار کا داخل و خارج برابر ہو  
 اور اگر داخل کی طرف نیچا ہوا اور اس نے اپنا ایک پاؤں اندر داخل کیا تو حائض ہو جائیگا اس واسطے کہ ایسی  
 صورت میں اکثر جزو اسکا اندر داخل شدہ ہو جائیگا اور شیخ امام شمس المائیدہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حائض  
 نہیں ہوگا یہ قضاو سے قاضی غانم میں ہو۔ اور یہ حکم اس وقت تک کہ وہ کھڑے کھڑے داخل ہو اور اگر وہ لیٹ کر داخل  
 ہوا خواہ چست یا پٹ یا کرٹ اور ڈھنگ کر کچھ اندر داخل ہو یا پس اگر اسکا اکثر بدن دار میں داخل ہو گیا ہو تو  
 وہ داخل ہونے والا ہو گیا اگرچہ اسکی ہڈیاں باہر ہوں ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہو۔ اور اگر اپنا سر  
 داخل کر دیا اور دونوں پاؤں داخل نہ کیے تو حائض نہ ہوگا اور اسی طرح اگر خالی ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز سے لی  
 تو بھی یہی حکم ہو جیسا میں ہو۔ اور اگر اپنا سر اور ایک قدم داخل کیا تو حائض ہو جائیگا اور اگر اس وار کے دروازہ  
 کی طرف دھڑکا ہوا چلا آ یا اور ٹھوکر کھا کر کھیل کر اس دار میں داخل ہو گیا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ  
 حائض نہ ہوگا اور اگر ہوا کے جھکور سے اسکو پھینکا کہ وہ اس دار میں جا پڑا تو اس میں بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ  
 ہے کہ وہ حائض نہ ہوگا بشرطیکہ رک نہ رکھا ہو اور اگر کسی آدمی نے اسکو زبردستی مکان مذکور میں داخل کر دیا  
 پس وہ اس میں سے نکل آیا پھر خود اپنی خوشی سے اس میں داخل ہوا تو اس میں بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ  
 حائض ہو جائیگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں اس دار میں داخل نہ ہوں پھر الٹا راہ گزرنے کے طور پر  
 تو ابن ساعہ نے کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر وہ اس میں داخل ہوا حالیکہ اسکا ارادہ یہ نہیں ہو  
 کہ وہاں بیٹھے پھر بعد اس طرح داخل ہونے کے اسکی رائے میں ایسا اظہار ہو کہ وہاں بیٹھنا چاہیے پس بیٹھ گیا  
 تو حائض نہ ہوگا۔ اور اگر اس دار میں کسی مریض کی عیادت کے واسطے داخل ہوا اور حالت ایسی ہو کہ اس عیادت  
 میں اسکو بیٹھنا چاہیے ہو تو حائض ہو جائیگا اور اگر اس ارادہ سے داخل ہوا کہ بیٹھو نکالیں پھر اسکی رائے میں  
 یہ مصالحت ظاہر ہوئی کہ بیٹھیں پس بیٹھ گیا تو حائض نہوگا اور اصل میں مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار میں داخل  
 نہوگا الا بطور گذر کے پھر اس میں بیٹھنے کی نیت سے یا اس میں کسی مریض کی عیادت کی نیت سے یا اس میں کھانا کھانے  
 کی نیت سے داخل ہوا اور وقت قسم کھانے کے اسکی کچھ نیت نہ تھی تو حائض ہو جائیگا لیکن اگر اس میں ہر وی  
 کے طور پر داخل ہوا اور بعد داخل ہونے کے اسکی رائے میں کسی اور سے بیٹھنا مصالحت معلوم ہوا تو بیٹھنے سے  
 حائض نہوگا اس واسطے کہ راہ رودہ ہو کہ وہاں سے گذر جانے کی نیت سے داخل ہو پس بیٹھ نہ کر وہ داخل  
 ہونے سے حائض نہوگا ان بغیر اس نیت کے اگر داخل ہو تو حائض ہو جائیگا۔ پھر فرمایا کہ اگر وقت قسم کھانے  
 کے داخل ہونے سے اسکی نیت یہ ہو کہ اس میں نہ ہو نکال یعنی سکونت و زول نہ کر ونگا تو ایسی صورت میں اسکو ان  
 سبب امور مذکورہ بالا کی گنجائش ہو اور حائض نہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس وار کے دروازہ سے

داخل ہو گیا پس غیر دروازہ سے اس میں داخل ہوا تو حانف نہ ہوگا اور اگر دوسرا دروازہ پہنچ کر اس میں سے داخل  
ہوا تو حانف ہو جائیگا اور اگر قسم میں اسی دروازہ کی تعیین کر دی ہو تو دوسرے دروازہ سے داخل ہونے سے  
حانف نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے اور اگر لفظ میں اس کی تعیین نہ کی ہو تو لیکن دل میں نیت یہی ہو تو قضاء ایکے قول کی  
تصدیق نہ ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ میں اس دار میں یا دار فلان میں داخل نہ ہو گا پھر اس دار  
کے نیچے سوا بکھودا اور اس میں داخل ہوا یا نیچے کا ریزہ جو چھین داخل ہوا تو حانف نہ ہوگا اور اگر کار میں سے  
کوئی جگہ دار میں کھلی ہوئی ہو پس اگر زیادہ کھلی ہو یعنی اس قدر ہو کہ اہل دار اس کا ریزہ سے اس قدر کشادگی سے  
انتفاع حاصل کرتے ہوں یعنی بانی چیتے ہوں تو جب اس مقام پر پہنچے گا تو حانف نہ ہو جائیگا اور اگر کہہ دے  
کہ اہل دار کو اس سے کچھ انتفاع حاصل نہ ہوتا ہو یہ نقطہ کار میں کی روشنی کے واسطے ہے تو حانف نہ ہوگا چنانچہ میں  
ہے۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوں الا آنکہ میں بھول جاؤں تو میرا غلام آزاد ہو پس  
بھولے سے اس دار میں داخل ہوا پھر یاد کے ساتھ اس میں داخل ہوا تو حانف نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر میں اس دار  
میں داخل ہوں الا بھولے سے تو میرا غلام آزاد ہو تو یاد کے ساتھ داخل ہوئے پھر حانف نہ ہو جائیگا یہ ہر حالت میں  
ہے اور اگر قسم کھائی کہ اس دار میں داخل نہ ہو گا حالانکہ وہ اس میں موجود ہو کچھ کہی رہے اس میں رہا تو حانف نہ  
ہو حانف نہ ہوگا بھانٹک کہ اس میں سے نکل کر پھر داخل ہووے یہ کافی میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے  
روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اس دار میں کوئی بار داخل ہوں الا آنکہ مجھے فلان میں  
کسے پس فلان نے اسکو ایک بار حکم کر دیا پس اگر وہ اس بار کے حکم سے داخل ہوا تو حانف نہ ہوگا اور نیز بعد اسکے  
اگر ملا حکم بھی داخل ہوا تو حانف نہ ہوگا اور اس کی قسم ساقط ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ اگر میں اس دار میں کوئی بار داخل ہوا  
الا حکم فلان تو میرا غلام آزاد ہو پھر فلان نے اسکو ایک بار داخل ہونے کا حکم دیدیا پھر دوسری بار پھر حکم فلان داخل  
ہوا تو حانف نہ ہو جائیگا اور اس میں سے ہر بار جائز ضروری ہو یہ بدائع میں ہے اور شرح کرتی میں مذکور ہے کہ اگر  
نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ واسطہ تیرے اس دار میں آج کوئی داخل نہ ہوگا تو  
قسم سوائے انکے مکان کے اور وہ پر ہوگی چنانچہ اگر انکے مکان خود داخل ہوا تو قسم کھانے والا حانف نہ ہوگا  
اور اگر سوائے اسکے دوسرا گیا تو حانف ہو جائیگا اور اگر خود قسم کھانے والا گیا تو بھی حانف ہو جائیگا یہ شرح  
جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کو اپنے قدموں سے طرہ نہ کرؤنگا پھر سوار ہو کر اس میں گیا تو  
حانف ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار میں اپنا قدم نہ رکھوںگا پھر اس میں سوار ہو کر داخل ہوا تو حانف نہ ہو جائیگا  
اور اگر اس نے نیت کی کہ حقیقت میں قدم نہ رکھوںگا یعنی پیدل تو اس کی نیت پر ہوگا اور اسی طرح اگر اس میں جو تائید  
کیا یا بغیر جو تائید نہ ہو بھی حکم ہی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں دار فلان میں قدم رکھوں تو میرا غلام  
آزاد ہو پس اس نے اپنے ایک یا کون کو اس میں داخل کیا تو ظاہر الروایہ کے معافیت حانف نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔  
قال المترجم ہمارے عرف میں حانف ہونا چاہیے دانشا علم الا آنکہ روایت کتاب میں یوں ہے کہ اگر میں اپنے  
دونوں قدم اس میں رکھوں اے آخر وہ تو ایسا نہ ہوگا قافم ایک شخص نے قسم کھائی کہ محل فلان میں داخل نہ ہو گا  
پھر وہ اپنے دار میں داخل ہوا کہ اسکے دو دروازہ ہیں چھین سے ایک اس محل میں ہوا اور دوسرا دوسرے



محلہ میں ہر نو اپنی قسم میں حائث ہوگا ایک شخص نے قسم کھائی کہ بلخ میں نہ جاؤنگا تو یہ قسم خاص شہر پر قرار دی جائیگی  
 نہ اس کے کانوں پر سنا وہ اگر قسم کھائی کہ بلخ میں نہ جاؤنگا تو اس قسم شہر بلخ اور اس کے بعض پر ہوگی اس واسطے کہ رہن  
 بھی درمیان میں شمار ہوتا ہو اور اگر قسم کھانے والے نے خاصہ شہر کی نیت لی ہو تو اس کی نیت پر رکھا جائیگا اور اگر قسم  
 کھائی کہ فلان کاؤن میں نہ جاؤنگا پھر اس کاؤن کی زمین میں گیا تو حائث نہ ہوگا اور قسم مذکور اس کاؤن کی آبادی  
 پر قرار دی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان بلد میں نہ جاؤنگا تو یہ قسم خاص اس کی آبادی پر قرار دی جائیگی اس واسطے  
 کہ بلد اسی قدر کا نام ہو جو بعض کے اندر ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بغداد میں داخل نہ ہوں گا تو اس کے ہر دو جانب ہیں۔ سے  
 جس جانب سے داخل ہوگا حائث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مدینہ السلام میں داخل نہ ہوں گا تو حائث نہ ہوگا  
 جب تک کہ حاجیہ کو نہ سے داخل نہ ہوں اس واسطے کہ نام بغداد شامل ہو ہر دو جانب کو اور مدینہ السلام ایسا نہیں ہو  
 اور اگر قسم کھائی کہ مدینہ میں داخل نہ ہوں گا تو شمس لائبرہ شمس نے شرح احوال میں ذکر کیا ہے کہ مدینہ کے ہر دو جانب  
 کے شہر والے نواح سب کو شامل ہو امام محمد نے فرمایا کہ سمرقند و اورجند خاص مدینہ کے نام ہیں اور بغداد و غیر  
 و خارج یہ شہر و نواح کے دیہات سب کو شامل ہیں۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ قرأت میں داخل نہ ہوں گا  
 پس کشتی میں سوار ہو کر قرأت سے گھڑا یا قرأت کے بل سے گزرا تو حائث نہ ہوگا جب تک کہ خاص پانی کے اندر  
 داخل نہ ہو ورنہ یہ قنوی کا ضعیف خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بصرہ میں داخل نہ ہوں گا پھر اس کے کسی کاؤن میں گیا تو  
 حائث ہو جائیگا۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بغداد میں داخل نہ ہوں گا پھر کشتی میں سوار ہو کر بغداد سے گزرا تو امام محمد  
 نے فرمایا کہ حائث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ حائث نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے یہ محیط شمس میں ہو۔  
 اور اگر قسم کھائی کہ فلان پر گنہ یا فلان و یہ میں داخل نہ ہوں گا تو اس کی زمین میں جانے سے حائث ہوگا اور بعضوں نے  
 کہا کہ اگر لفظ کورہ کہا یعنی کورہ میں داخل نہ ہوں گا تو کورہ بھی غالی آباد کا نام ہو پس اس کی زمین میں داخل ہونے سے  
 حائث نہ ہوگا اور یہی اندر ہو اور شمس نے اختلاف کیا ہے کہ بخارا آیا آبادی کا نام ہو یا شامل نواح ہو اور فتویٰ ہے  
 ہو کہ وہ فقط آبادی کا نام ہو اور شمس سو وہ ایک ولایت کا نام ہو اور ایسے ہی خراسان اور ایسا ہی ارمینہ چنانچہ  
 اگر ان میں سے کسی میں داخل نہ ہوں گی قسم کھائی تو ان میں سے کسی کے کانوں میں داخل ہونے سے حائث ہو جائیگا  
 اور اسی طرح ترکستان بھی ولایت کا نام ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس کو چہ میں داخل نہ ہوں گا پھر اس  
 کو چہ کے کسی دار میں جھٹون کی راہ سے داخل ہو گیا اور کو چہ میں قدم نہ رکھا تو فقیہ ابو بکر اسکان نے فرمایا کہ یہ حائث  
 ہونے سے اقرب ہو اور فقیہ ابو الیث نے فرمایا کہ یہ حائث ہو جانے سے قریب تر ہو اور ابو الجیہ میں کہا کہ  
 اسی پر فتویٰ ہے اور ظہیر یہ میں لکھا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حائث نہ ہوگا جب کہ وہ کو چہ میں نہیں نکلا ہو یہ تائید غانیہ میں ہے۔ اور  
 اگر قسم کھائی کہ فلان کے کو چہ میں نہ جاؤنگا پھر وہ اس کو چہ کی مسجد میں داخل ہو گیا ہون اس کے کہ اس کو چہ میں داخل  
 ہو تو حائث نہ ہوگا اور یہی مختار ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار میں داخل نہ ہوں گا اور کچھ نیت  
 نہیں کی ہو پھر ایسے دار میں داخل ہو جائیں فلان مذکور کرنا یہ بریا عادت ہے رہتا ہے تو نا طہی نے ذکر کیا ہے کہ وہ حائث  
 ہو جائیگا اور اگر فلان مذکور کے ملک دار میں داخل ہو حالانکہ فلان اس میں نہیں رہتا ہو تو بھی حائث ہو جائیگا اور اگر  
 قسم کھائی کہ فلان کے بیت میں داخل نہ ہوں گا پھر ایسے بیت میں داخل ہو جائیں میں فلان مذکور کرنا یہ بریا عادت ہے

قنوی ہندیہ کتابا لایان باب سوم نمبر اول وکلی

رہتا ہو تو حانف ہو جائیگا یہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے وار ملو کہ میں داخل نہ ہوں گا پھر ایسے  
 گویں داخل ہوا جسکو آہستہ رو سر سے کو کر ایہ پر دیدیا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ وہ حانف ہو جائیگا۔ اور اگر قسم سے  
 کہا کہ فلاں کی دوکان میں نہ جاؤنگا پھر اسکی ایسی دوکان میں داخل ہوا جسکو اس نے دوسرے کو کر ایہ پر دیدیا ہو  
 اگر فلاں کی کوئی اور دوکان ہو تب میں وہ ضرور ہوتا ہو تو وہ جس دوکان میں داخل ہوا اس کے داخل ہونے سے حانف  
 نہ ہوگا اور اگر فلاں نہ کوئی دوکان میں رہنے میں معروف نہ ہو تو حانف ہو جائیگا اس واسطے کہ ہم جانتے ہیں کہ ایسی  
 صورت میں حانف نے فلاں کی دوکان کہنے سے سکون حاصل فرمائیں لی ہو بلکہ ملکیت و ادولی ہو۔ اگر قسم کھائی کہ میں فلاں  
 کے دار میں نہ جاؤنگا پھر ایسے گھر میں گیا جو فلاں کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو پس اگر فلاں نہ کوئی میں  
 رہتا ہو تو حانف ہو جائیگا اور اگر نہ رہتا ہو تو حانف نہ ہوگا یہ بدلے میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ بیت فلاں میں  
 داخل نہ ہوں گا اور اسکی کچھ قیمت نہیں ہو پھر اسکی دار کے مٹھن میں گیا تو حانف ہوگا جب تک کہ بیت میں داخل  
 نہ ہوا اور شاخ نے فرمایا کہ یہ عرف حضرت امام احمد کے دیار کا ہو اور ہمارے عرف میں دار و بیت ایک ہی  
 ہو پس جب تک کہ دار میں داخل ہوگا تو حانف ہو جائیگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ قال المترجم اگر بیت کی تفسیر موافق  
 اسکی تفسیر کے ہمارے زبان میں کو فتویٰ ہو اور دار گھر ہو تو ہمارے عرف بھی موافق عرف امام احمد رحمہ اللہ کا  
 ہوگا جو بحمد علی وک و ہمارا ہوا لا قرب عندہ و اللہ اعلم ایک شخص ایک منزل کے کسی بیعت میں  
 بیٹھا ہو پس اس نے قسم کھائی کہ میں اس بیت میں داخل نہ ہوں گا تو اسکی قسم بھی بیعت پر واقع ہوگی جس میں  
 بیٹھا ہو اس واسطے کہ اسکے اور دار کو دار و منزل کے نام سے بولتے ہیں قال المترجم ہذا اذالم یکن فی المنزل  
 بیت آخر والا فلا یتضمن ہذا الاستیصال فانہم۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ قسم زبان عربی ہو اور اگر قسم زبان فارسی  
 ہو تو قسم اس منزل اور اس دار پر واقع ہوگی قال المترجم اور ہمارے عرف میں بنا بر تفسیر مذکورہ بالا حکم موافق  
 زبان عربی ہو واللہ اعلم اور اگر آہستہ کہ میں نے بی بی بیٹھا تھا مرا دیا تھا یعنی فارسی زبان میں قسم کھا کر  
 یہ دعویٰ کیا تو دیا نہ اسکی تصدیق کیا گیا نہ قضا اس واسطے کہ فارسی میں لفظ خانہ نام کل کا ہو اور بیعت کے واسطے  
 اسم خاص ہوتا ہو جیسے تاجخانہ و کاخانہ و زمستانی وغیرہ۔ قال المترجم دنیہ نظر فان تاجخانہ وغیرہ ذلک خاص  
 شانہ البتہ یعنی ان کیوں بیتا لا بخصوص اسم بل بالذاتی الذی ذکرنا ان کان کل من ذلک اسم خاص ایضا  
 و ذلک لا یوجب عدم صدق العام علیہ قلیلاً۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ آہستہ کسی بیعت میں کی طرف اشارہ  
 نہ کیا ہو اور اگر کسی بیعت میں کی طرف اشارہ کیا ہو تو اعتبار اسکے اشارہ کا ہوگا۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ایسے  
 دار میں نہ جاؤنگا جسکو فلاں خریدے پھر فلاں نے ایک دار خریدا اور حانف کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا پھر حانف  
 اس میں گیا تو حانف نہ ہوگا۔ اور اگر فلاں نے دار خریدا کہ حانف کو سہہ کر دیا پھر حانف اس میں گیا تو حانف  
 ہو جائیگا اس واسطے کہ خرید اول کا حکم دوسری خرید سے مرتفع ہوگا اور سہہ سے مرتفع نہ ہوگا یہ فتاویٰ  
 قاضی خان میں ہو قال المترجم فاذا کان حانف البیت بوضعی ان لا یخلف فانہ فی معنی البیع و قیہ سائتہ فانہم  
 قسم کھائی کہ دار فلاں میں داخل نہ ہوں گا اور فلاں کا ایک دار ایسا ہو کہ اس میں رہا کرتا ہو اور دوسرا دار  
 کر ایہ پر چلتا ہو تو کر ایہ واسے گھر میں داخل ہوئے سے حانف نہ ہوگا بشرطیکہ کوئی دلیل ایسی اس مقام پر نہ ہو

استدلال ہو  
 نہ تک  
 کہ جب  
 سار بیان  
 فی اشارہ ہو  
 اگر قسم  
 حانف ہو جائیگا  
 و اسکی  
 بیعت میں  
 بیٹھا ہو  
 اسکی  
 قسم بھی  
 بیعت پر  
 واقع ہوگی  
 جس میں  
 بیٹھا ہو  
 اس واسطے  
 کہ اسکے  
 اور دار کو  
 دار و منزل  
 کے نام سے  
 بولتے ہیں  
 قال المترجم  
 ہذا اذالم  
 یکن فی  
 المنزل  
 بیت آخر  
 والا فلا  
 یتضمن  
 ہذا الاستیصال  
 فانہم۔  
 اور یہ حکم  
 اس وقت ہو  
 کہ قسم زبان  
 عربی ہو اور  
 اگر قسم زبان  
 فارسی ہو تو  
 قسم اس منزل  
 اور اس دار  
 پر واقع ہوگی  
 قال المترجم  
 اور ہمارے  
 عرف میں بنا  
 بر تفسیر  
 مذکورہ بالا  
 حکم موافق  
 زبان عربی  
 ہو واللہ  
 اعلم اور اگر  
 آہستہ کہ میں  
 نے بی بی  
 بیٹھا تھا  
 مرا دیا تھا  
 یعنی فارسی  
 زبان میں  
 قسم کھا کر  
 یہ دعویٰ  
 کیا تو دیا  
 نہ اسکی  
 تصدیق کیا  
 گیا نہ قضا  
 اس واسطے  
 کہ فارسی  
 میں لفظ  
 خانہ نام کل  
 کا ہو اور  
 بیعت کے  
 واسطے  
 اسم خاص  
 ہوتا ہو  
 جیسے تاجخانہ  
 و کاخانہ  
 و زمستانی  
 وغیرہ۔  
 قال المترجم  
 دنیہ نظر  
 فان تاجخانہ  
 وغیرہ ذلک  
 خاص شانہ  
 البتہ یعنی  
 ان کیوں  
 بیتا لا  
 بخصوص اسم  
 بل بالذاتی  
 الذی ذکرنا  
 ان کان کل  
 من ذلک اسم  
 خاص ایضا  
 و ذلک لا  
 یوجب عدم  
 صدق العام  
 علیہ قلیلاً۔  
 اور یہ سب  
 اس وقت ہو  
 کہ آہستہ  
 کسی بیعت  
 میں کی طرف  
 اشارہ نہ  
 کیا ہو اور  
 اگر کسی  
 بیعت میں  
 کی طرف  
 اشارہ کیا  
 ہو تو اعتبار  
 اسکے اشارہ  
 کا ہوگا۔  
 ایک شخص  
 نے قسم  
 کھائی کہ  
 ایسے دار  
 میں نہ جاؤنگا  
 جسکو فلاں  
 خریدے پھر  
 فلاں نے ایک  
 دار خریدا  
 اور حانف  
 کے ہاتھ  
 اسکو فروخت  
 کر دیا پھر  
 حانف اس میں  
 گیا تو حانف  
 نہ ہوگا۔  
 اور اگر  
 فلاں نے دار  
 خریدا کہ  
 حانف کو سہہ  
 کر دیا پھر  
 حانف اس میں  
 گیا تو حانف  
 ہو جائیگا  
 اس واسطے  
 کہ خرید اول  
 کا حکم دوسری  
 خرید سے  
 مرتفع ہوگا  
 اور سہہ سے  
 مرتفع نہ  
 ہوگا یہ  
 فتاویٰ قاضی  
 خان میں ہو  
 قال المترجم  
 فاذا کان  
 حانف البیت  
 بوضعی ان  
 لا یخلف فانہ  
 فی معنی  
 البیع و قیہ  
 سائتہ فانہم  
 قسم کھائی  
 کہ دار فلاں  
 میں داخل نہ  
 ہوں گا اور  
 فلاں کا ایک  
 دار ایسا ہو  
 کہ اس میں  
 رہا کرتا ہو  
 اور دوسرا  
 دار کر ایہ  
 پر چلتا ہو  
 تو کر ایہ  
 واسے گھر  
 میں داخل  
 ہوئے سے  
 حانف نہ  
 ہوگا بشرطیکہ  
 کوئی دلیل  
 ایسی اس  
 مقام پر نہ  
 ہو

کہ اسکی قسم کے عام یعنی دونوں کو شامل ہونے پر ولایت کرتی ہو یہ محیط سرحدی میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ واقعہ میں اس دارفلان میں داخل ہونگا پھر فلان مذکور نے یہ وار کسی کے ہا تو فروخت کر دیا پھر حالت اس میں داخل ہوا تو امام اعظم رحمہ اللہ ابو یوسف کے نزدیک حائث ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک عورت نے قسم کھائی کہ اسکا شوہر اسکے دائیں داخل ہوگا پس اسنے اپنے دار کو فروخت کر دیا پھر اسکا شوہر اس دار میں آیا پس اگر اسنے یہ نیت کی تھی کہ ایسے وار میں داخل ہوگا حسین وہ رہتی ہو تو بیع کر کے سے قسم باطل نہ ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت ہو تو قسم اسکے دار ملو کہ پر وار ہوگی پھر جب اس نے بیع کر دیا تو قسم باقی نہ رہیگی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نزدیک دار میں داخل نہ ہونگا پھر زید نے اپنا نصف دار فروخت کیا مگر زید اس میں رہتا ہے پس حالت داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور اگر اس مکان کو بدل دیا ہو تو بیعتین رجما اللہ کے نزدیک داخل ہوئے سے حائث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار میں داخل ہوگا پھر فلان نے اپنا دار فروخت کر دیا اور وہ اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلا گیا پھر حالت مکان مذکور میں داخل ہوا تو حائث نہ ہوگا اور یہ بیعتین رجما اللہ کا قول ہو۔ اور اسبطح اگر قسم کھائی کہ اپنی جو روئے گھر میں داخل ہوگا پس عورت نے اپنا گھر کسی کے ہا فروخت کر دیا پھر حالت اسنے اسکو مشتری سے کرایہ پر لے لیا پس اگر قسم کھائی عورت کی طرف سے کسی بات پر ہو تو حائث ہوگا اور اگر قسم بیعت کر اسے اسی دار کے ہو تو حائث ہو جائیگا۔ ایک شخص نے فارسی میں قسم کھائی کہ درواز فلان داخل نشود الا چیزی شکفت بود پھر اہل دار پر قتل یا بدم یا آگ لگنے یا صوت وغیرہ کی کوئی پلانا نازل ہوئی پس حالت داخل ہوا تو حائث ہوگا یہ قادی سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار زید میں داخل ہوگا پس زید نے عروسے ایک دار مستعار لیا بدین غرض کہ اس میں طہام و لیمہ کرے پھر حالت اس میں داخل ہوا تو حائث ہوگا لیکن اگر عروسے اس دار کو خالی کر کے دوسرے مکان میں چلا گیا اور زید کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنا اسباب اس میں لے آیا تو پھر حالت کے داخل ہونے سے حائث ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک شخص معین کے مشورہ دار میں داخل ہونے کی قسم کھائی مثلاً قسم کھائی کہ عروسے حریف کے دار میں داخل ہوگا یا اور کسی دار میں جو ایسا ہی اپنے مالک کے نام سے مشہور ہو جیسے دا حسن بن الصباح وغیرہ فلک پھر عروسے حریف نے یا حسن بن الصباح وغیرہ نے اس دار کو جو اسکے نام سے منسوب معروف ہو فروخت کر دیا پھر حالت اس دار میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا قال المترجم توضیح آنکہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فقیر محمد خان کے احاطہ میں یا کنواں کے محل میں داخل ہوگا پھر فقیر محمد خان نے اپنا احاطہ فروخت کر دیا یا کنواں نے یہ محل بیچ ڈالا پھر اس میں قسم کھانے والا داخل ہوا تو بھی حائث ہو جائیگا اس واسطے کہ ایسے مواضع میں فقیر محمد خان دکنواں وغیرہ کا ذکر فقط شاخت کے واسطے ہو اور منظور وہ جگہ ہو کہ وہاں داخل ہوگا پس جب وہاں داخل ہوگا خواہ وہ فقیر محمد خان یا کنواں کے قبضہ و ملک میں ہو یا نہ ہو بہر حال حائث ہو جائیگا فافہم۔ اور اگر ان داروں میں سے کسی ایسے دار پر قسم کھائی جو کسی نسبت سے معروف نہیں ہو یعنی فقط فقیر محمد خان کا احاطہ کہ کے معروف نہیں ہو اگرچہ وہ مکان جسکے اندر داخل ہونے کی قسم کھائی ہو وہ فقیر محمد خان کی ملک ہو پھر فقیر محمد خان کی ملک سے نکالنے کے بعد اس میں داخل ہوا تو حائث نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ

درجہ  
فلان  
مکان  
داخل  
ہوگا  
پھر  
فلان  
مذکور  
نے  
یہ  
وار  
کسی  
کے  
ہا  
تو  
فروخت  
کر  
دیا  
پھر  
اسکا  
شوہر  
اس  
دار  
میں  
آیا  
پس  
اگر  
اسنے  
یہ  
نیت  
کی  
تھی  
کہ  
ایسے  
وار  
میں  
داخل  
ہوگا  
حسین  
وہ  
رہتی  
ہو  
تو  
بیع  
کر  
کے  
سے  
قسم  
باطل  
نہ  
ہوگی  
اور  
اگر  
اسکی  
کچھ  
نیت  
ہو  
تو  
قسم  
اسکے  
دار  
ملو  
کہ  
پر  
وار  
ہوگی  
پھر  
جب  
اس  
نے  
بیع  
کر  
دیا  
تو  
قسم  
باقی  
نہ  
رہیگی  
یہ  
امام  
اعظم  
و  
امام  
ابو  
یوسف  
کا  
قول  
ہو۔  
اور  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
دردیک  
دار  
میں  
داخل  
نہ  
ہوگا  
پھر  
زید  
نے  
اپنا  
نصف  
دار  
فروخت  
کیا  
مگر  
زید  
اس  
میں  
رہتا  
ہے  
پس  
حالت  
داخل  
ہوا  
تو  
حائث  
ہو  
جائیگا  
اور  
اگر  
اس  
مکان  
کو  
بدل  
دیا  
ہو  
تو  
بیعتین  
رجما  
اللہ  
کے  
دیکھ  
داخل  
ہوئے  
سے  
حائث  
ہوگا  
اور  
اسی  
طرح  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
فلان  
کے  
دار  
میں  
داخل  
ہوگا  
پھر  
فلان  
نے  
اپنا  
دار  
فروخت  
کر  
دیا  
اور  
وہ  
اس  
مکان  
کو  
چھوڑ  
کر  
دوسرے  
مکان  
میں  
چلا  
گیا  
پھر  
حالت  
مکان  
مذکور  
میں  
داخل  
ہوا  
تو  
حائث  
نہ  
ہوگا  
اور  
یہ  
بیعتین  
رجما  
اللہ  
کا  
قول  
ہو۔  
اور  
اسبطح  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
اپنی  
جو  
روئے  
گھر  
میں  
داخل  
ہوگا  
پس  
عورت  
نے  
اپنا  
گھر  
کسی  
کے  
ہا  
فروخت  
کر  
دیا  
پھر  
حالت  
اسنے  
اسکو  
مشتری  
سے  
کرایہ  
پر  
لے  
لیا  
پس  
اگر  
قسم  
کھائی  
عورت  
کی  
طرف  
سے  
کسی  
بات  
پر  
ہو  
تو  
حائث  
ہوگا  
اور  
اگر  
قسم  
بیعت  
کر  
اسے  
اسی  
دار  
کے  
ہو  
تو  
حائث  
ہو  
جائیگا۔  
ایک  
شخص  
نے  
فارسی  
میں  
قسم  
کھائی  
کہ  
درواز  
فلان  
داخل  
نشود  
الا  
چیزی  
شکفت  
بود  
پھر  
اہل  
دار  
پر  
قتل  
یا  
بدم  
یا  
آگ  
لگنے  
یا  
صوت  
وغیرہ  
کی  
کوئی  
پلانا  
نازل  
ہوئی  
پس  
حالت  
داخل  
ہوا  
تو  
حائث  
ہوگا  
یہ  
قادی  
سے  
قاضی  
خان  
میں  
ہو۔  
اور  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
دار  
زید  
میں  
داخل  
ہوگا  
پس  
زید  
نے  
عروسے  
ایک  
دار  
مستعار  
لیا  
بدین  
غرض  
کہ  
اس  
میں  
طہام  
و  
لیمہ  
کرے  
پھر  
حالت  
اس  
میں  
داخل  
ہوا  
تو  
حائث  
ہوگا  
لیکن  
اگر  
عروسے  
اس  
دار  
کو  
خالی  
کر  
کے  
دوسرے  
مکان  
میں  
چلا  
گیا  
اور  
زید  
کے  
سپرد  
کر  
دیا  
کہ  
وہ  
اپنا  
اسباب  
اس  
میں  
لے  
آیا  
تو  
پھر  
حالت  
کے  
داخل  
ہونے  
سے  
حائث  
ہو  
جائیگا  
یہ  
محیط  
میں  
ہو۔  
ابن  
تیمیہ  
کہتے  
ہیں  
کہ  
امام  
محمد  
رحمہ  
اللہ  
نے  
فرمایا  
کہ  
اگر  
کسی  
شخص  
نے  
ایک  
شخص  
معین  
کے  
مشورہ  
دار  
میں  
داخل  
ہونے  
کی  
قسم  
کھائی  
مثلاً  
قسم  
کھائی  
کہ  
عروسے  
حریف  
کے  
دار  
میں  
داخل  
ہوگا  
یا  
اور  
کسی  
دار  
میں  
جو  
ایسا  
ہی  
اپنے  
مالک  
کے  
نام  
سے  
مشہور  
ہو  
جیسے  
دا  
حسن  
بن  
الصباح  
وغیرہ  
فلک  
پھر  
عروسے  
حریف  
نے  
یا  
حسن  
بن  
الصباح  
وغیرہ  
نے  
اس  
دار  
کو  
جو  
اسکے  
نام  
سے  
منسوب  
معروف  
ہو  
فروخت  
کر  
دیا  
پھر  
حالت  
اس  
دار  
میں  
داخل  
ہوا  
تو  
حائث  
ہو  
جائیگا  
قال  
المترجم  
توضیح  
آنکہ  
اگر  
کسی  
نے  
قسم  
کھائی  
کہ  
فقیر  
محمد  
خان  
کے  
احاطہ  
میں  
یا  
کنواں  
کے  
محل  
میں  
داخل  
ہوگا  
پھر  
فقیر  
محمد  
خان  
نے  
اپنا  
احاطہ  
فروخت  
کر  
دیا  
یا  
کنواں  
نے  
یہ  
محل  
بیچ  
ڈالا  
پھر  
اس  
میں  
قسم  
کھانے  
والا  
داخل  
ہوا  
تو  
بھی  
حائث  
ہو  
جائیگا  
اس  
واسطے  
کہ  
ایسے  
مواضع  
میں  
فقیر  
محمد  
خان  
دکنواں  
وغیرہ  
کا  
ذکر  
فقط  
شاخت  
کے  
واسطے  
ہو  
اور  
منظور  
وہ  
جگہ  
ہو  
کہ  
وہاں  
داخل  
ہوگا  
پس  
جب  
وہاں  
داخل  
ہوگا  
خواہ  
وہ  
فقیر  
محمد  
خان  
یا  
کنواں  
کے  
قبضہ  
و  
ملک  
میں  
ہو  
یا  
نہ  
ہو  
بہر  
حال  
حائث  
ہو  
جائیگا  
فافہم۔  
اور  
اگر  
ان  
داروں  
میں  
سے  
کسی  
ایسے  
دار  
پر  
قسم  
کھائی  
جو  
کسی  
نسبت  
سے  
معروف  
نہیں  
ہو  
یعنی  
فقط  
فقیر  
محمد  
خان  
کا  
احاطہ  
کہ  
کے  
معروف  
نہیں  
ہو  
اگرچہ  
وہ  
مکان  
جسکے  
اندر  
داخل  
ہونے  
کی  
قسم  
کھائی  
ہو  
وہ  
فقیر  
محمد  
خان  
کی  
ملک  
ہو  
پھر  
فقیر  
محمد  
خان  
کی  
ملک  
سے  
نکالنے  
کے  
بعد  
اس  
میں  
داخل  
ہوا  
تو  
حائث  
نہ  
ہوگا  
یہ  
بدائع  
میں  
ہو۔  
اور  
اگر  
ایک  
شخص  
نے  
قسم  
کھائی  
کہ

مین دارفلان مین داخل نہونگا اور فلان مذکور اپنے باپ کے ساتھ ایک کرایہ کے مکان مین رہتا ہو جسکو اسکے باپ نے  
 کرایہ پر لیا ہو تو حالت اسی مکان مین داخل ہونے سے حائث ہو جائیگا قیاساً بریکہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے  
 دار مین داخل نہونگا پھر اس فلان مذکور کی جو رو کے گھر مین حسین یہ فلان مذکور بھی رہتا ہو داخل ہو پس اگر اس  
 شخص کا کوئی اور وار سو اسے اس وار کے ایسا نہو کہ جو اسکی طرف منسوب ہو یعنی رہنے و ملک وغیرہ کی اخافت  
 سے منسوب ہو تو حائث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان عورت کے دار مین داخل نہونگا پھر ایسے دار  
 مین داخل ہو کہ وہ اس عورت کے شوہر کا ہو اور یہ عورت بھی حسین رہتی ہو پس اگر اس عورت کا اور کوئی مکان  
 نہو تو حائث ہوگا اگر دوسرا مکان نہو تو حائث نہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ نوادر مین امام ابو یوسف سے روایت  
 ہو کہ اگر قسم کھائی کہ دار فلان مین داخل نہونگا پھر اس فلان کے دار کی ایک دکان مین جسکا دروازہ شارع  
 عام پر ہو داخل ہوا حالانکہ اس دکان کا کوئی دروازہ اس دار مین نہیں ہو تو اپنی قسم مین حائث ہوگا۔ ایک نے  
 قسم کھائی کہ حمام مین سرو دھونے کے واسطے داخل نہونگا پھر حمام مین اس غرض سے نہیں بلکہ حمامی وغیرہ کو سلام کرنے  
 کے واسطے داخل ہوا پھر وہاں اسنے سبھی وصول کیا تو حائث نہوگا اور بعضی پیشانی سے روایت ہو کہ اگر کسی نے  
 قسم کھائی کہ حمام مین داخل نہونگا پھر بیت مین داخل ہوا تو قسم مین حائث نہوگا یہ فتاویٰ حافض خان مین ہو۔ ایک  
 مرد کا ایک دار ہو اس مین بیتان ہو پس زمینے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا پھر اس دار کے بیتان  
 مین داخل ہوا اور اس بیتان کا دروازہ اسی وار کے گھروں کی طرف ہو اور کوئی دروازہ نہیں ہو اور ایک سی  
 چمار دیواری اس وار بیتان کو محیط ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ بیتان مین داخل ہونے سے یہ حائث نہوگا خواہ  
 بیتان اس وار سے بڑا ہو یا چھوٹا ہو اور اگر بیتان وسط دار مین واقع ہو اور اسکے گرد اگر واس دار کے  
 بیوت ہوں تو بیتان مین داخل ہونے سے حائث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ سے اس مسئلہ مین دو روایتیں  
 مین ایک روایت مین دہنی حکم ہو جو امام محمد رحمہ کا قول ہو اور دوسری روایت مین ہو کہ بیتان مین داخل ہونے سے  
 حائث ہو جائیگا اگر چہ بیتان وسط دار مین واقع ہو یہ ظہر مین ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے فلان کو اپنے  
 بیت مین داخل کیا تو میری جو رو ملا لقمہ ہو تو یہ قسم اسپر ہوگی کہ فلان مذکور اسکی اجازت سے داخل ہو اور اگر  
 قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو چھوڑ دیا کہ میرے بیت مین داخل ہو تو میری جو رو ملا لقمہ ہو تو یہ قسم اسکے حکم پر ہوگی یعنی  
 ہر گاہ جانا اور منع نہ کیا تو اسنے چھوڑ دیا کہ داخل ہو جاوے پس حائث ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان میرے بیت  
 مین داخل ہوئے تو میری جو رو ملا لقمہ ہو تو یہ فلان مذکور کے داخل ہونے پر ہوگی خواہ حالت اسکو اجازت دے  
 یا نہ دے یا جاننے یا نہ جاننے یعنی اگر وہ کسی حال مین داخل ہوا تو یہ قسم کھانے والا حائث ہو جائیگا یہ مختصر مین  
 ہو اور اگر کہا کہ اگر میرے اس دار مین کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو اور یہ دار اسی کا ہو یا دوسرے کا ہو پھر خود  
 اس مین داخل ہوا تو حائث نہوگا۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر اس دار مین کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو تو اپنے داخل  
 ہونے سے بھی حائث ہو جائیگا خواہ دار مذکور اسی کا ہو یا دوسرے کا ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ قسم مین فلان کو اپنے وار  
 مین داخل ہونے سے منع کر دنگا پس اگر اسکو ایک مرتبہ بھی منع کر دیا تو قسم مین سچا ہو گیا پھر اگر دوسری دفعہ اسکو جاتے  
 دیکھا اور نہ منع کیا تو اسپر کچھ نہیں ہو یہ بکرا لائق مین ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا

کتاب الامان  
 باب سوم  
 قسم دوم  
 جملہ بکنی



پھر ملک دار نے اس وار کے پہلو میں ایک بیت خرید اور بیت کا دروازہ اس داریں پر رکھا اور اس بیت کا راستہ اسی دار سے کر دیا اور وہ دروازہ جو پہلے اس بیت کا تھا اب بند کر دیا پھر قسم لکھائے والا اس بیت میں بدون دار کے اندر داخل ہونے کے داخل ہوا تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اس واسطے کہ بیت نہ کو کبھی داریں سے ہو گیا۔ زید بن خالد بن عبد اللہ سے کہا کہ اگر خالد بن عبد اللہ اس داریں داخل ہوا تو خالد بن عبد اللہ کی جورو طاقت ہو پس خالد بن عبد اللہ نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس امر کے گواہ رہو پھر خالد بن عبد اللہ اس داریں داخل ہوا تو اسپر اپنی جورو کی طلاق لازم ہوگی۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اس داریں اور اس حجرہ میں داخل نہوں گا پھر دوسرے باہر نکلا پھر داریں داخل ہوا اور حجرہ میں داخل ہوا تو جبکہ حجرہ میں داخل ہو تب تک حانث نہ ہوگا اور قسم الی و لون میں داخل ہونے پر واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمین کے داریں نہ داخل ہوں گا اور یہ دونوں شخص سفر میں ہیں تو فرمایا کہ یہ قسم چھو دلاری دیکھو وقبہ پر اور ہر مندرکی چوبیسین اکثرنا واقع ہو دوسرے واقع ہوگی لیکن اگر ایسے ان تینوں چیزوں میں سے کوئی خاص چیز مراد لی ہو تو زیارت کی راہ سے اسکی تصدیق ہوگی مگر عفتاً نہ ہوگی یہ محیط شرعی میں ہے۔ قال المترجم ہمارے عرف کے موافق زید کے حشر کے اگر قسم واقع ہوگی الا اگر یہ لوگ صحرائی ہوں فانهم والله اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس خطا کا میں داخل نہوں گا حالانکہ یہ مسلمان یا ایک تمام برگڑا ہوا ہی پھر وہ اپنے اکھاؤں کے دوسرے مقام پر گاڑا گیا پھر اس میں داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور یہی حکم چوبیسین کی صورت میں ہے۔ اور اسی طرح اگر لکڑی کی سپیدی یا منبر ہو تو اس میں بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ ان چیزوں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے اسکے نام میں تغیر و ذوال نہیں آتا ہو یہ بدلنے میں ہے۔ قال اخبار برون کا خیمہ لکون کا ہوتا ہو فاحفظ۔ اگر قسم کھائی کہ اس خبر میں داخل نہ ہوں گا تو اعتبار اسکی چوبیسین وغیرہ دونوں کا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط چوبیسین کا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط نہر سے کیا ہو پس بنا بر قول ثانی کے اگر مذاہل دیا گیا اور چوبیسین وہی باقی ہیں پھر اس میں داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اس سے برعکس کیا گیا تو حانث نہ ہوگا اور بنا بر تیسرے قول کے اگر مذاہل دیا گیا اور چوبیسین وہی ہیں تو اس میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا اور اگر اسکے برعکس کیا گیا تو حانث ہو جائیگا اور اصح یہی قول اول ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے پاس بیت میں نہ جاؤں گا پھر ایک بیت میں داخل ہوا تب میں فلاں مذکور موجود تھا مگر اس نے داخل ہونے میں اسکے پاس جانے کی نیت نہیں کی تھی تو حانث نہ ہوگا۔ وہ مخصوص این میں سے ہر ایک قسم کھائی کہ میں اس دوسرے کے پاس نہ جاؤں گا پھر دونوں ساتھ ہی ایک منزل میں داخل ہوئے تو دونوں حانث نہ ہوئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ فلاں کے پاس نہ جاؤں گا تو شیخ الاسلام نے شرح میں ذکر فرمایا ہے کہ فلاں کے پاس جانے سے عرف میں وصول مطلق یہ لفظ ہرنے کے یہ مراد ہوتی ہے کہ فلاں کے پاس اسکی زیارت و تعظیم کے واسطے ایسے مکان میں جہاں وہ اپنے ملاقاتی و زیارت کنندہ لوگوں کے واسطے بیٹھا کرتا ہو نہ جاؤں گا۔ اور امام قدوری نے بھی اپنی کتاب میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ امام قدوری نے ذکر فرمایا کہ اگر وہ اسکے پاس کسی مسجد یا جگہ یا دہلیز میں گیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر خطا یا خیمہ میں اسکے پاس گیا تو بھی حانث نہ ہوگا لیکن اگر وہ بدوری ہو تو اسکے نشست کی جگہ یہی خیاب و خمیر ہوگی پس حانث ہو جائے اگر بیت زیارت

گیا۔ اور حاصل یہ ہوا کہ اس میں عادت کا اعتبار نہ ہوا اور ہمارے عرف میں اگر وہ مسجد میں اُسکے پاس گیا تو حائض ہو جائیگا۔ ہاں اگر وہ مسجد میں داخل ہوا اور اُسکے پاس جانے کی نیت نہیں کی یا یہ نہیں جانتا کہ وہ مسجد میں تو حائض ہوگا۔ اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر ایک توح کے پاس گیا جنہیں فلاں مذکور بھی ہو مگر اسے اُسکے پاس جانے کا قصد نہیں کیا تو فیما بینہ وہیں اشد حائض ہوگا مگر قضا اسکی قصد میں نہ کیا لیگی اور نیز قدوری میں فرمایا کہ فلاں کے پاس جانے کے یہی ہیں کہ جاتے وقت اُسکے پاس جانے کا قصد ہو تو وہ اپنے بیت میں ہو یا کسی دوسرے کے بیت میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے پاس اس دار میں داخل ہو گا پھر وہ دار میں داخل ہوا اور فلاں اس دار کے کسی بیت میں ہو تو حائض ہوگا اور اگر ضمن دار میں ہوگا تو حائض ہو جائیگا اور اگر وہ فلاں کے پاس داخل ہونے والا بھی ہوگا کہ جبب اُسکو مشاہدہ کرے و قال انہ رحمہما رحمۃ اللہ علیہما حائض ہیں وانشاء ہونا چاہیئے وانشاء علیہ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے پاس اس گائون میں داخل ہوگا تو گائون میں داخل ہونے سے حائض ہوگا الا آنکہ گائون مذکور میں اُسکے پاس اُسکے گھر میں داخل ہو جائے چھٹ میں تو ایک سے میں نے قسم کھائی کہ فلاں کے پاس داخل ہوگا پس اسکی موت کے پیچھے اُسکے پاس گیا تو حائض ہوگا یہ سراج میں ہے۔ اور اگر کما کہ ہر بار کہ داخل ہوا میں ان دونوں داروں میں سے کسی ایک دار میں تو وہ اشد میں چھٹ میں ہاں ونگا پھر دونوں میں داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ایک ہی مرتبہ حائض ہوگا اور اگر ہزار میں یوں کما کہ تو چھٹ میں ہوا اگر میں نے چھٹے مارا پھر دونوں میں داخل ہوا یا ایک میں داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ہر بار کے داخلہ کا کفارہ قسم اسپر واجب ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جود سے کما کہ ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا تو وہ اشد میں چھٹ میں ہوا مذکور ہوا پھر دار مذکور میں داخل ہوا تو ایلا کہ نہ والا ہو جائیگا پس اگر بعد داخل ہونے کے عورت سے جماع کیا تو حائض ہو جائیگا اور قسم باطل ہو جائیگی چنانچہ اگر دوسری بار داخل ہوا تو ایلا کہ کندہ ہوگا کہ دوسری بار جماع کرنے سے اسپر دوسرا کفارہ لازم نہ آویگا۔ اور اگر دوسری بار کے داخل ہونے کے بعد چار چھٹیں بدول جماع کے گذر گئے تو عورت اس سے بائنے نہوگی اور اگر پہلی بار داخل ہونے کے بعد عورت سے جماع نہ کیا یہاں تک کہ دوسری بار داخل ہوا تو وہ ایلا کہ کندہ رہیگا پس جبب اول بار کے داخلہ سے چار چھٹیں بدول جماع کے گذر جا دیئے تو عورت مذکور بائنے ہو جائیگی اور پھر جبب دوسری بار کے داخلہ سے چار چھٹیں پورے ہونے کے بعد تو بعد کو بائنے بطلان دیگر ہو جائیگی بشرطیکہ وہ پہلی طلاق بائنے کی عدت میں ہو اور اگر یوں کما کہ تو چھٹ میں ہوا اگر میں چھٹے مرتبہ کروں پھر دار مذکور میں دو بار داخل ہوا تو وہ ایلا سے ہو جائیگا اور اگر بعد ہر داخلہ کے اس سے جماع نہ کیا ہو تو اسپر دوسرا کفارہ لازم آویگے۔ اور اگر جماع نہ کیا ویسے ہی چھٹ میں تو پہلے داخلہ سے چار چھٹیں گذرنے پر بیک طلاق بائن ہو جائیگی اور جبب دوسرے داخلہ سے چار چھٹیں پورے گذر جا ویگے۔ اور نیز وہ پہلی طلاق کی عدت میں ہو تو دوسری طلاق بائنے بھی اسپر واقع چھگی۔ اور اگر کما کہ ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا تو طلاق ثلاث ہو اگر میں نے چھٹے سے قبل کی۔ پھر دار مذکور میں دو بار داخل ہوا تو قسم بھی ہونے کے حق میں ہر بار کے داخلہ میں وہ ہوگا چنانچہ اگر مدت کے اندر اس سے قبل کی تو وہ بیک طلاق ثلاث ہو جائیگی اور اگر قبلت نہ کی تو چار چھٹیں گذرنے پر وہ بیک طلاق بائنے ہوگی اور جبب دوسرے داخلہ سے بھی

[illegible]



تو قسم میں سچا ہو گا اور قسم نفی میں دوسرے دارمیں داخل ہونے پر حائف ہو گا یہ شرع بخیر جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ دانشدین اس دارمیں داخل نہونگا یا اس دار دیگر میں داخل ہونگا پس اگر دوسرے دارمیں داخل ہونے سے پہلے دار اول میں داخل ہوا تو حائف ہو جائیگا۔ اور اگر پہلے دار دیگر میں داخل ہوا تو قسم ساقط ہو گئی اور اگر اس نے غیر کی نیت کی ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ قسم منکلی نیت پر ہوگی پس قسم کا انقضاء و نون میں سے ایک پر ہو گا یعنی یا تو اول پر نہ داخل ہونے کے ساتھ یا دوسرے پر داخل ہونے کے ساتھ اور یہی عامہ مشائخ کا قول ہوا اور یہی مذہب شیخ ابو عبد اللہ زعفرانی کا ہوا اور یہی ارجح ہے۔ اور اگر کہا کہ دانشدین اس دارمیں داخل نہونگا یا دوسرا ہے دیگر میں سے ایک میں داخل ہو سکا اور منکلی کچھ نہیں ہے بلکہ اگر پہلے وہ دار ہے دیگر میں سے کسی میں داخل ہوا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور قسم ساقط ہو گئی اور اگر دواں دار ہے دیگر میں سے کسی میں داخل ہونے سے پہلے وہ دار اول میں داخل ہوا تو اپنی قسم میں حائف ہو گیا یہ شرع جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ دانشدین اس دار کا داخل ہونا آج ترک کر دینا یا کل کے روز اس دار دیگر میں داخل ہونا پھر آج کے روز اسے اس دار کا داخل ہونا ترک کیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور قسم ساقط ہو گئی اور اگر قسم کھائی کہ میں اس دارمیں داخل نہونگا پس اگر میں اس دارمیں داخل نہ ہوا تو میں اس دار دیگر میں داخل ہونگا تو یہ اشتہار باطل ہے یہ عثمانیہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ میں اس دارمیں داخل نہونگا یا دواں دیگر زید اسمین و پھر دید اسمین سے مع اپنے اہل و عیال کے نکل گیا پھر زید نے دوبارہ اسی مکان میں ہو گیا پھر حائف اسمین داخل ہوا تو حائف نہو گا اور اسی طرح اگر کہا کہ ماواں دیگر میرے تن پر یہ پٹرا پٹرا یا جبکہ مجھ پر یہ پٹرا پٹرا تو کبھی ہی قسم ہو اور اگر یوں کہا کہ دانشدین اس دارمیں داخل نہونگا ورنہ حائف تو اسمین ساکن ہو یا حائف مجھ پر یہ پٹرا پٹرا پھر محتاط اسمین سے نکل گیا یعنی اٹھ گیا پھر خود کے آگیا یا حائف نے یہ پٹرا اتار دیا پھر میں لیا پھر داخل ہوا تو حائف ہو جائیگا یہ محیط حسرتی میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں اس دارمیں سکونت نہ کر دینگا پس اگر اسمین ساکن نہ ہوا تو اسکے سکونت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ خود اسمین رہے اور اثاث البیت اور اسباب ضرورت اسمین لاکر رکھے پس جب ایسا کر لیا تو اسوقت حائف ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دارمیں سکونت نہ رکھونگا پھر خود نکل گیا اور اپنے اہل و متاع کو اسمین چھوڑ دیا پس اگر قسم کھانے والا کسی دوسرے کے عیال میں ہو مثل پسربانگ کے کہ باپ کے عیال میں ہو دے یا جو روکے کہ خاوند کے ساتھ ہو دے تو حائف نہو گا اور اگر حائف کسی کے عیال میں نہ ہو تو اپنی قسم میں سچا نہ ہو گا الا انکہ اسی وقت سے تنقل کرنے میں مشغول ہو جائے اسواسطے کہ برابر اس طرح سے رہنا سکونت ہوگی پھر امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قسم سچی ہونے کی شرط یہ ہے کہ اپنے اہل و عیال اور سب متاع کو اٹھا لیا دے حتی کہ اگر اسمین ایک کھونٹی یا جھاڑو رکھتی تو حائف نہو گا اور بنابر قول امام ابو یوسف کے اگر اپنے اہل و عیال اور اکثر اسباب کو لے گیا تو قسم میں سچا ہو گیا اور اسی قول پر فقوے ہوا اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر اگر اہل و عیال کو اور اسقدر اسباب کو کہ خانہ واری اس میں ہو سکتی ہے لے گیا تو قسم میں سچا ہو گیا یہ فقوے قاضی خان میں ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ آسمین ہے اور لوگوں کے حق میں اسمین زیادہ آسانی ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے فقہ الفائق میں ہے۔ اور اسمین اتفاق ہے کہ قسم میں

۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



سچے ہونے کے واسطے اہل و عیال و خادموں کا اٹھایا جانا شرط ہے اور اگر سب کو کوچہ یا مسجد میں منتقل کر کے لے گیا اور بخار نہ کر کو سپرد نہ کیا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حائض ہو گا جب تک کہ دوسرا مسکن نہ کرے اور اگر دوسرے کو سپرد نہ کرے یا کہ اپنا دارمحلہ کہ تھا اسکو کسی دوسرے کو کرے یا پر دید یا اس میں کرے یا عارت پر رہتا تھا پس نکالی کر کے اس کے مالک کو سپرد کر دیا اور اپنے واسطے مسکن نہیں کر لیا تو حائض ہو گا۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ میں اس دارمیں نہ رہوں گا پس اس نے اپنے اہل و متاع کو اٹھایا جاتا جا با پس اُنکی جورو نے اس میں سے نکلنے سے انکار کیا تو مرد پر واجب ہے کہ اُس کے نکالنے میں کوشش کرے پھر اگر دہی غالب آئی اور مرد عاجز ہو گیا اور نہ لے کر دوسرے دار میں جا رہا تو اپنی قسم میں حائض ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان ہیں۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ میں اس دارمیں نہ رہوں گا پس جب نکلتا جا رہا تو دروازہ اس طرح بند پایا کہ اُس سے کھل نہیں سکتا ہے یا بیڑیاں ڈال کر نہ لے سکتے تھے روکا گیا تو پچھلے مشائخ نے فرمایا کہ صورت اول میں حائض ہو گا اور دوسری میں نہیں اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حائض نہ ہو گا پھر غیثیہ میں ہے۔ اور اگر دیوار گر کر نہ لے سکتے پھر فتاویٰ ہند پر یہ نہیں واجب ہے حائض نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان ہیں۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں اس رات اس شہر میں رہوں تو ایسا ہو یعنی طلاق و عتاق کی قسم کھائی پھر اسکو بخار کر ایسا حال ہو گیا کہ خود نہیں نکل سکتا ہے یا ہاتھ کہ صبح ہو گئی تو حائض ہو جائیگا اس واسطے کہ یہ ممکن تھا کہ وہ کسی کو جا رہا ہے مقرر کر لیتا جو اسکو شہر سے باہر کر دیتا اور جو شخص مقید ہے اس کے ساتھ یہ حکم نہیں ہے اس واسطے کہ جس نے اسکو قید کیا ہے وہ اسکو نکل جانے سے روکے گا حتیٰ کہ اگر اسکو نہ روکتا ہو تو مقید ہی شکل میں ہوگا اور یہی صحیح ہے پھر غیثیہ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اسی دارمیں ساکن رہی تو تو طلاق ہو اور حال یہ ہے کہ مکان کی چار دیواری ہے اور دروازہ بند مقفل ہے تو یہ عورت مغرور ہو یہاں تک کہ دروازہ کو لا جاوے اور عورت پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ دیوار پھاڑے اور فقہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ غیثیہ میں ہے۔ اور اگر اش گھر میں اپنا اسباب چھوڑ کر دوسرے گھر کی تلاش میں گیا تو صحیح قول کے موافق حائض نہ ہو گا اس واسطے کہ دوسرے گھر کی تلاش بھی اٹھ جانے کے کاموں میں سے ایک کام ہے اور جب تک تلاش کرے تب تک کی مدت حکم عرفہ اس میں سے منتقل ہوگی بشرطیکہ تلاش کی مدت میں افراط نہ کر دے یہ شرح مجمع البحرین میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دارمیں نہ رہوں گا پھر خود نکل کر دوسرے گھر کی تلاش میں گیا تاکہ اس میں اہل و عیال و اسباب کو منتقل کر لیا وے پھر دوسرا مکان اسکو چند روز تک نہ ملا اور اسکو یہ ممکن ہو کہ اپنا اسباب اس میں سے نکال کر باہر رکھے تو حائض نہ ہو گا اور اسی طرح اگر کوئی لارے کا جانور تلاش کرے میں مشغول ہو کر اس پر لا کر لیا وے یا آدھی رات میں ایسی قسم کھائی کہ صبح ہونے تک اسکو اٹھانا ممکن نہیں ہے یا اسباب بہت ہو اور خود نکل گیا اور اب ہی اسباب منتقل کرنا ہی حالانکہ یہ ممکن ہے کہ وہ کرے پھر منتقل کر لے مگر ایسا نہیں کرتا ہے تو ان سب صورتوں میں وہ حائض نہ ہو گا۔ اور یہ اس وقت ہے کہ وہ خود اسباب کو اس طرح منتقل کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کر لیا کرتے ہیں اور اگر وہ اپنے منتقل نہ کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کر لیتے ہیں تو حائض ہو گا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت کہ جونی زبان میں قسم کھائی ہو اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ خدا میں بدین خانہ اندر بنائشم پھر خود اس قسم سے نکل گیا کہ

سلا  
فتاویٰ ہند کے کتاب لابان باب دوم قسم بدخل و دخی

خود نہ کرے گا تو اپنی قسم میں حاشہ ہوگا اور اگر اس قصد سے نکل گیا کہ خود کرے گا تو حاشہ ہو جائیگا یہ قنادی سے قاضی خان میں ہو۔ اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو اس وار میں ساکن رہی تو تو طالعہ ہوا اور یہ قسم آدمی رات کو کھائی تو عورت مغدور ہوگی اور اگر اسنے اس طرح کی قسم اپنے حق میں کھائی ہو تو وہ مغدور نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ رات میں نہیں ڈرتا ہو حتیٰ کہ اگر اسکے حق میں بھی خوف چورون وغیرہ کی طرف سے ناہت ہو تو وہ بھی مغدور ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس وار میں ساکن نہ ہوگا حالانکہ اس میں رہتا ہو پھر اس پر تباہ نہ کرے تو قبل کرے لیجانا اگر ان معلوم ہوا تو اسکا جیلہ یہ ہو کہ متاع نہ کر اور اپنے شخص کے ہاتھ فروخت کر دے جس پر اسکو اعتماد ہو دے اور خود نکل کر دوسرے مکان میں چلا جائے پھر جب اسکو آسانی معلوم ہو اسوقت اس سے خریدے یہ قنادی سراجیہ میں ہے۔ اگر ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھ ایک دار میں رہتا ہو پھر ان میں سے ایک نے قسم کھائی کہ اس دوسرے کے ساتھ نہ رہوں گا پس اگر اسنے منتقل کرنا شروع کر دیا حالانکہ فی الحال ممکن بھی ہو تو خیر ورنہ حاشہ ہو جائیگا اور اگر حالت نے اپنا اسباب اس دوسرے کو بہرہ کر دیا یا اسکے پاس وصیت رکھ دیا یا عاریت دیا پھر مکان کی تلاش میں نکلا اور چند روز تک کوئی مکان نہ ملا لیکن اس وار میں جہیز دوسرا رہتا ہو نہ آیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر اسنے اپنا اسباب دوسرے کو بہرہ کیا اور اسنے قبضہ کر لیا ہو یا اسکو وصیت دیا یا عاریت دیا اور اسی وقت باہر نکل گیا باہر ارادہ کہ پھر خود نہ کرے گا تو اسکے ساتھ رہنے والا شہر نہ ہوگا یہ سراج و ہاج میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس شہر میں نہ رہوں گا پھر خود چلا گیا اور اپنے اہل و اسباب کو اس میں چھوڑ گیا تو حاشہ ہوگا اور اگر کسی کا نوں کی نسبت اس طرح کی قسم کھائی کہ اس میں نہ رہوں گا تو وہ بہرہ شہر کے ہو اور یہی صحیح ہو اور کوچہ و محلہ اس حکم میں نہیں دار کے ہو اور اگر قسم کھائی کہ اندر میں وہ نہ باشم پھر اپنے اہل و خیال و اسباب لیکر وہاں سے نکل گیا پھر واپس ہو کر اس میں نہ رہے اختیار کی تو حاشہ ہو جائیگا اور اسی طرح جو فعل ممتنع ہوتا ہو اس میں ایک وقت میں سب ہو سکتے ہیں قسم باطل نہیں ہو جاتی ہو یہ خزانہ المفتین میں ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ شخص مذکور بعض رہنے و سکونت کرنے کے واپس آیا ہو اور اگر کسی کے دیکھنے کو آیا یا اپنے اسباب کو منتقل کرنے کے واسطے آیا اور چند روز رہا اور اسکی نیت یہاں سکونت کرنے کی نہیں ہو تو اپنی قسم میں حاشہ ہوگا اور اگر کہنے کے واسطے آیا ہو تو ایک دم کارہنا حاشہ ہونے کے واسطے کافی ہو و و ام شرط نہیں ہو یہ مجاہد میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں ایک سال یا اصال اس ویر میں رہوں تو میری جو رو طالعہ ہو پس ایک روز بقیہ سال سے کم رہا یا یوں قسم کھائی کہ اس وار میں مہینہ پھر نہیں رہوں گا پھر ایک ساعت رہا تو حاشہ نہ ہوگا جب تک کہ مہینہ پھر نہ رہے یہ خزانہ المفتین میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ ساکن نہ ہوں گا پھر حالت اپنے سفر میں فلاں کے گذرنا اور ایک یا دو روز تک رہا تو حاشہ نہ ہوگا اور فلاں کے ساتھ ساکن نہ ہوگا جب تک کہ اسکے ساتھ کم سے کم چند روز روزت نہ رہے یہ قنادی قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ کو فہ میں نہ رہوں گا پس مسافرت میں وہاں گذرنا اور وہاں چودہ روز بیکسیت کی تو حاشہ نہ ہوگا اور اگر چند روز کی نیت کی تو حاشہ ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ سکونت نہ کرؤں گا پھر فلاں نہ کر اور اس حالت کے وار میں غصب کی راہ سے داخل ہوا اور رہنے لگا پس حالت اسکے ساتھ رہا تو حاشہ ہو جائیگا خواہ حالت کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہیں اور اگر غصب کے اترتے ہی حالت

قنادی ہندو کا بلایان بہ ہوم قسم بغول دکنی

اپنے آٹھ جانے کا بندوبست کیا اور قتل کرنا شروع کیا تو حانث ہوگا یہ خزانہ مفتین میں ہو۔ اور اگر حانث نے سفر کیا پھر فلاں نہ کر اور اس حانث کے اہل و عیال کے ساتھ ساکن رہا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حانث ہاں گیا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہو۔ اور مفتی بین لکھا ہو کہ اگر مخلوف علیہ یعنی جس کے ساتھ نہ رہنے پر قسم کھائی ہو تین روز یا زیادہ کی راہ پر سفر کر گیا پھر قسم کھانے والا اسکے اہل کے ساتھ اس میں رہا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے کم دور کی پر گیا ہو تو حانث ہوگا یہ ظہر میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ کوفہ میں ساکن نہ ہونگا تو یہ قسم کوفہ کے دار و احاطہ میں ساتھ رہنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر حانث ایک گھر میں رہے اور مخلوف علیہ دوسرے گھر میں رہے تو حانث نہ ہوگا لیکن اگر اس نے نیت کی ہو کہ میں اور مخلوف علیہ کوفہ میں نہ رہوں گا یعنی ایک گھر میں ہو یا دو گھر دون میں تو اس صورت میں اس کی نیت پر قسم ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ اس گاؤں میں نہ رہوں گا تو یہ قسم ایک گھر میں اسکے ساتھ رہنے پر واقع ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ خراسان میں نہ رہوں گا تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ دنیا میں نہ رہوں گا تو بھی ایک گھر میں اسکے ساتھ رہنے پر قسم واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ نہ رہوں گا پھر مفتی بین اسکے ساتھ رہنا ہوا کہ ہر ایک کے ساتھ اسکے اہل و متاع ہو اور اس کو اپنی منزل بنایا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا اور یہ ملاحون کے حق میں مساکنت ہو اور یہی حکم جنگلی لوگوں کا ہے کہ جب وہ ایک ہی خیمہ میں مجتمع ہو کر رہیں تو حانث ہوگا اور اگر خیمہ متفرق ہوں تو حانث نہ ہوگا اگرچہ باہم نزدیک نہ دیکھ ہوں یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ نہ رہوں گا پھر جس کے ساتھ کسی دار کے یا بیت کے غرقہ کے میدان میں ساکن رہا تو حانث ہو جائیگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ سکونت نہ کروں گا اور پھر نیت نہیں کی پھر احاطہ میں دو نون اس طرح رہے کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ قصر میں رہا تو حانث نہ ہوگا اور ساتھ ساتھ جب مستحق ہوگا کہ دو نون ایک ہی بیت میں رہیں یا دو نون ایک ہی دار کے علیحدہ علیحدہ بیت میں رہیں اور اگر اہل و عیال ہوں تو اہل و عیال و مال و اسباب سمیت گھلیں اور جب ایک دار میں علیحدہ علیحدہ قصر ہیں تو ہر قصر علیحدہ مسکن ہو لہذا حانث نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنی قسم میں نیت کی ہو کہ اس طرح علیحدہ علیحدہ قصر میں بھی نہ رہوں گا تو حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ احاطہ بہت بڑا ہو جیسے کوفہ میں دار و لیب ہو یا بخارا میں دار فوج ہو کہ یہ بہتر ہے ایک محلہ کے ہو اور اگر دار ایسا نہ ہو تو بدون نیت نہ کرے کبھی حانث ہو جائیگا خواہ اس دار میں بیوت ہوں یا قصر ہوں۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ سکونت نہ کروں گا پھر ایک ہی بیست یا ایک ہی قصر میں اسکے ساتھ بدون اہل و متاع کے ساکن رہا تو ہمارے نزدیک حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ ایک دار میں نہ رہوں گا اور دین میں کا نام لیا پھر دو نون نے اس کو با نط لیا اور بیچ میں یواہر کھری کر دی اور ہر ایک نے اپنا دروازہ علیحدہ علیحدہ پھیر لیا پھر قسم کھانے والا ایک حصہ میں رہا اور دوسرا دوسرے حصہ میں رہا تو قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ ساکن نہ رہوں گا اور کسی دار میں کا نام نہیں لیا اور نہ نیت کی پھر اسی طرح ایک دار کے دو حصہ کر کے ان کے درمیان دیوار کر دی گئی پھر قسم کھانے والا ایک کمرے میں اور دوسرا دوسرے کمرے میں رہا تو حانث نہ ہوگا یہ تقاوی کا ضعیف خان میں ہو۔ ایک شخص نے







اور اگر دونوں ایک قسمی میں ہوں اور دونوں کا طعام یکجا ہو کہ ایک دسترخوان پر نہ کھاتے ہوں تو مرفقت ثابت ہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ مرفقت نہ کرونگا پھر دونوں سفر میں نکلے پس اگر دونوں ایک محل میں ہوں یا دونوں کا کہ بیٹے ایک ہو یا قطار ایک ہو تو مرفقت ثابت ہوگی اور اگر کرب مختلف ہو تو مرفقت ہوگا اگرچہ دونوں کی سیر واحد ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

چوتھا باب نکلنے اور آنے و سوار ہونے وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مسجد یا دار یا بیت وغیرہ سے نہ نکلوں گا پھر کسی کو حکم کیا کہ اسکو لا کر باہر لے گیا تو حائث ہو جائیگا جیسے جانور پر سوار ہوا جو اسکو لیکر باہر نکل گیا تو حائث ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ باہر نہ نکلوں گا پھر کوئی زبردستی اسکو لا کر باہر لے گیا تو حائث ہوگا اور ایسا ہی داخل ہونے کی قسم میں بھی یہی حکم ہے یہ متر تاشی میں ہے۔ اور جب زبردستی کوئی لا کر نکال لے گیا پس آیا قسم نکل ہو جائیگی کہ اگر ایک بعد خود نکلے تو حائث نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ قسم نکل ہوگی چنانچہ اگر اسکے بعد خود نکلا تو حائث ہوگا۔ اور اگر کسی نے بغیر حائث کے حکم کے اسکو لا کر نکالا حالانکہ حائث اسکے منع کر رہا ہو پھر اگر اس نے منع نہ کیا بلکہ اپنے دل سے اس پر راضی رہا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حائث ہوگا یہ شرح جامع صدیق قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی پر اگر آؤ جبر کیا گیا کہ اپنے پیروں باہر نکلے یا اندر داخل ہو لیں اس نے ایسا کیا تو حائث ہوگا یہ متر تاشی میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ باہر نہ نکلوں گا تو جب تک کو چھ مہینے نہ نکلے حائث نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے وار سے نہ نکلوں گا پھر اپنے دروازہ دار سے نکلا پھر واپس ہو گیا تو حائث ہو جائیگا اور اگر دار کی کسی منزل میں پہنچ کر قسم کھائی پھر اس منزل سے نکل کر وار سے باہر نکلنے سے پہلے واپس ہو گیا تو حائث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے وار سے باہر نہ نکلوں گا الا جنازہ کی طرف پھر جنازہ کے ارادے سے نکلا اور وہاں کوئی اور ضرورت بھی پوری کرنا آیا تو حائث ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ روئے کو فہ کی جانب نہ نکلوں گا پھر روئے سے مکہ کا قصد کر کے نکلا اور اسکا راستہ کو فہ ہو کر ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ روئے سے نکلنے کے وقت اگر اس نے نیت کی کہ کو فہ ہو کر جاؤں گا تو حائث ہوگا اور اگر نیت کی کہ کو فہ میں نہ گذروں گا پھر نکلنے کے بعد اسکی رائے میں آیا اور چلکر ایسی جگہ آیا کہ وہ نماز قصر کرتا ہو پھر کو فہ میں سے گذرا تو حائث ہوگا۔ اور اگر وقت تہتم کے اسکی نیت یہ ہو کہ خاص کو فہ کے قصد سے کو فہ کو نچاؤں گا پھر اسے حج کا قصد کیا اور روئے سے نکل کر نیت کی کہ کو فہ ہو کر جاؤں تو فیما بین وہیں اثناء حائث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار سے نہ نکلوں گا الا بجانب مسجد پھر مسجد کے ارادہ سے نکلا پھر وہاں سے غیر مسجد کی طرف بھی اسکی رائے ہوئی اور گیا تو حائث ہوگا یہ محیط میں ہے۔ امام قدوری نے فرمایا کہ واسکو نہ سے نکلنے کے یہ معنی ہیں کہ خود مع اپنے متاع و عیال کے نکلے اور شہر و گائوں سے نکلے میں یہ اعتبار ہے کہ خود اپنے تن سے خاصہ نکل جاوے اور شقیقہ میں زیادہ کیا کہ اگر اپنے بدن سے نکل گیا تو قسم میں سچا ہو گیا خواہ سفر کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واثناء میں نہ نکلوں گا حالانکہ وہ وار کے کسی بیت میں بیٹھا ہو پھر وہاں سے نکل کر صحن دار میں آیا تو حائث ہوگا الا آنکہ وہاں نہ نکلنا بھی اسکی نیت ہو اور اگر اس نے نیت کی ہو کہ نکلے کہ کو نچاؤں گا یا شہر سے نہ نکلوں گا تو قضاء و دیانہ کسی طرح اسکی تصدیق ہوگی۔ یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم  
باب جہان نمکھنے وائے دنیوی کی قسم  
اور اگر دونوں ایک قسمی میں ہوں اور دونوں کا طعام یکجا ہو کہ ایک دسترخوان پر نہ کھاتے ہوں تو مرفقت ثابت ہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ مرفقت نہ کروں گا پھر دونوں سفر میں نکلے پس اگر دونوں ایک محل میں ہوں یا دونوں کا کہ بیٹے ایک ہو یا قطار ایک ہو تو مرفقت ثابت ہوگی اور اگر کرب مختلف ہو تو مرفقت ہوگا اگرچہ دونوں کی سیر واحد ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

قسم کھائی کہ اپنی بیعت سے نہ نکلو نکلا یعنی جس بیعت میں موجود ہو پھر جس دار میں نکلا تو حائث ہو جائیگا اور ہمارے  
معاذین میں مشائخ سے فرمایا کہ یہ ان کے عہد کے موافق اور ہمارے عہد میں ممکن دار میں بیعت ہو پس جب تک کو چہ  
میں نہ نکلا حائث ہوگا اور اسی پر فتوے سے ہو اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے نہ نکلو نکلا پھر اپنا ایک پائون اس  
دار سے نکلا تو اپنی قسم میں حائث نہ ہوگا ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے  
فرمایا کہ اگر دار نہ ہوگا یا اگر چاہے تو اپنی قسم میں حائث ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ اسکا سہارا نکلا ہوئے پائون پر  
ہو تو حائث ہوگا اگر چہ دار کا باہر نہ جائے لیکن ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت کے موافق کسی حال میں حائث  
نہ ہوگا اور اسی کو شمول لاکھ شری و نکلائی نے اختیار کیا ہے اور یہ اس وقت ہو کہ کھڑے کھڑے قدموں کے  
بل نکلا ہو اور اگر بیعت کر لیتے اپنے دونوں قدم باہر نکلائے اور اسکا بدن اندر ہو تو اپنی قسم میں حائث ہوگا پھر اگر  
کھڑا ہو گیا تو حائث ہو جائیگا۔ اور اگر چیت یا پٹ یا کوٹ لپٹا ہو پھر ٹھنکا یا تھک کہ اسکا بعض بدن باہر ہو گیا  
پس اگر زیادہ بدن باہر ہو گیا تو حائث ہو جائیگا اگر چہ اسکی ساق میں اندر رہی ہوں۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار  
سے خارج نہ ہوں نکلا اور اس دار میں ایک شہر درخت ہو جسکی شاخیں دار سے باہر ہیں پھر اس درخت پر چڑھ کر ان  
شاخوں پر آیا یہاں تک کہ دار سے باہر پہنچ راستہ پر ہو گیا کہ اگر گریے تو راستہ میں گریے تو حائث ہوگا خواہ  
کھاسے والا بلا و عصب کا ہو یا بلا و عصب کا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میری جود واس دار سے نہ نکلیں  
پھر وہ عورت دار کے دروازہ سے یا دیوار کے اوپر سے یا کوئی سوراخ کر کے نکلی بہر حال حائث ہو گیا اور قسم  
کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے باہر نہ نکلا تو کسی دروازہ سے نکلا خواہ دروازہ قدیم سے یا نیا دروازہ بنا کر بہر حال  
حائث ہوگا اور اگر دیوار کے اوپر سے یا سوراخ کر کے نکلا تو حائث ہوگا ایسا ہی بعض مشائخ نے شرح  
ایمان الاصل میں ذکر کیا ہے اور تریلین ذکر فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے نہ نکلو نکلا چھیت پر  
چڑھ کر کسی پرستی کے پان اتر کر نکلا یا اس دار کا کوئی دوسرا دروازہ نکلا کہ اس سے نکلا تو حائث نہ ہوگا اور شیخ  
ابو العز و بوی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ حائث ہو جائیگا اس واسطے کہ سب اسی دار کے دروازہ میں۔ اور اگر قسم کھائی  
کہ اس دار سے اس دروازہ سے نہ نکلو نکلا پھر دوسرے دروازہ سے سوارے دروازہ میں مذکور کے نکلا تو ایمان الاصل  
مذکور ہو کہ حائث ہوگا مال المترجم ظاہر مسئلہ میں تصدیق ہوئی ہو اور شیخ یون ہو کہ قسم کھائی کہ اس دار کے اس  
دروازہ سے نہ نکلو نکلا فافہم فتاویٰ الیٰ الیٰ سمرقندی میں لکھا ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے  
نہ نکلو نکلا اور اسکی بیعت لکڑی کا وہ ہو پھر یہ دروازہ گر گیا پھر اس مقام سے وہ شخص نکلا تو حائث نہ ہوگا اور اگر  
لکڑی کا دروازہ مڑا نہ تھا تو حائث ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جہر کے حق میں قسم کھائی کہ نہ خارج ہوگی  
منزل سے الابرار سے زیارت پھر ایک بار وہ عورت اسی واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام کے واسطے نکلی تو حائث  
ہو گیا اور اگر بیعت کی ہو کہ اس مرتبہ نہ نکلیں گی الابرار سے زیارت پھر وہ زیارت کے واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام کے واسطے  
نکلی تو حائث ہوگا۔ اور اگر عورت چترم کھائی کہ فلان کے ساتھ منزل سے نہ نکلیں گی پس وہ عورت کسی دوسرے  
کے ساتھ نکلی یا تنہا نکلی پھر فلان مذکور جا کر اس کے ساتھ ہو گیا تو حائث نہ گا۔ اور اگر عورت پر قسم کھائی  
کہ وہ اس دار سے خارج نہ ہوگی پھر وہ اس دار کے بالا قانہ میں یا کوٹے پر کے پائخانہ میں جسکا راستہ طریق اعظم

قال المترجم  
ایک کتاب  
سابقہ میں  
اختلاف  
شری و  
نکلائی نے  
اختیار کیا ہے  
اور یہ اس وقت  
ہو کہ کھڑے  
کھڑے قدموں کے  
بل نکلا ہو  
اور اگر بیعت کر  
لیتے اپنے دونوں  
قدم باہر نکلائے  
اور اسکا بدن  
اندر ہو تو اپنی  
قسم میں حائث  
ہوگا پھر اگر  
کھڑا ہو گیا تو  
حائث ہو جائیگا  
اور اگر چیت یا  
پٹ یا کوٹ لپٹا  
ہو پھر ٹھنکا یا  
تھک کہ اسکا  
بعض بدن باہر  
ہو گیا پس اگر  
زیادہ بدن باہر  
ہو گیا تو حائث  
ہو جائیگا اگر  
چہ اسکی ساق  
میں اندر رہی  
ہوں۔ اور اگر  
قسم کھائی کہ  
اس دار سے خارج  
نہ ہوں نکلا اور  
اس دار میں ایک  
شہر درخت ہو  
جسکی شاخیں دار  
سے باہر ہیں  
پھر اس درخت پر  
چڑھ کر ان  
شاخوں پر آیا  
یہاں تک کہ دار  
سے باہر پہنچ  
راستہ پر ہو گیا  
کہ اگر گریے تو  
راستہ میں گریے  
تو حائث ہوگا  
خواہ کھاسے  
الا بلا و عصب  
کا ہو یا بلا و  
عصب کا ہو یہ  
محیط میں ہو۔  
اور اگر قسم  
کھائی کہ میری  
جود واس دار  
سے نہ نکلیں  
پھر وہ عورت  
دار کے دروازہ  
سے یا دیوار کے  
اوپر سے یا کوئی  
سوراخ کر کے  
نکلی بہر حال  
حائث ہو گیا اور  
قسم کھائی کہ  
اس دار کے  
دروازہ سے باہر  
نہ نکلا تو کسی  
دروازہ سے  
نکلا خواہ  
دروازہ قدیم  
سے یا نیا  
دروازہ بنا کر  
بہر حال حائث  
ہوگا اور اگر  
دیوار کے اوپر  
سے یا سوراخ  
کر کے نکلا تو  
حائث ہوگا ایسا  
ہی بعض مشائخ  
نے شرح ایمان  
الاصل میں ذکر  
کیا ہے اور تریلین  
ذکر فرمایا کہ  
اگر قسم کھائی  
کہ اس دار کے  
دروازہ سے نہ  
نکلو نکلا چھیت  
پر چڑھ کر کسی  
پرستی کے پان  
اتر کر نکلا یا  
اس دار کا کوئی  
دوسرا دروازہ  
نکلا کہ اس سے  
نکلا تو حائث  
نہ ہوگا اور شیخ  
ابو العز و بوی  
نے فرمایا کہ  
صحیح یہ ہو کہ  
حائث ہو جائیگا  
اس واسطے کہ  
سب اسی دار کے  
دروازہ میں۔  
اور اگر قسم  
کھائی کہ اس  
دار سے اس  
دروازہ سے نہ  
نکلو نکلا  
فافہم فتاویٰ  
الیٰ الیٰ سمرقندی  
میں لکھا ہے کہ  
ایک نے قسم  
کھائی کہ اس  
دار کے دروازہ  
سے نہ نکلو  
نکلا اور اسکی  
بیعت لکڑی کا  
وہ ہو پھر یہ  
دروازہ گر گیا  
پھر اس مقام  
سے وہ شخص  
نکلا تو حائث  
نہ ہوگا اور اگر  
لکڑی کا  
دروازہ مڑا نہ  
تھا تو حائث  
ہوگا یہ ذخیرہ  
میں ہے۔ اور  
اگر اپنی جہر  
کے حق میں  
قسم کھائی کہ  
نہ خارج ہوگی  
منزل سے  
الابرار سے  
زیارت پھر  
ایک بار وہ  
عورت اسی  
واسطے نکلی  
پھر دوسری  
بار اور کام  
کے واسطے  
نکلی تو حائث  
ہو گیا اور  
اگر بیعت کی  
ہو کہ اس  
مرتبہ نہ  
نکلیں گی  
الابرار سے  
زیارت پھر  
وہ زیارت  
کے واسطے  
نکلی پھر  
دوسری بار  
اور کام کے  
واسطے نکلی  
تو حائث ہوگا۔  
اور اگر عورت  
چترم کھائی  
کہ فلان کے  
ساتھ منزل  
سے نہ نکلیں  
گی پس وہ  
عورت کسی  
دوسرے کے  
ساتھ نکلی  
یا تنہا نکلی  
پھر فلان  
مذکور جا کر  
اس کے ساتھ  
ہو گیا تو  
حائث نہ گا۔  
اور اگر عورت  
پر قسم کھائی  
کہ وہ اس  
دار سے خارج  
نہ ہوگی  
پھر وہ اس  
دار کے بالا  
قانہ میں یا  
کوٹے پر کے  
پائخانہ میں  
جسکا راستہ  
طریق اعظم

کی طرف ہو گئی تو یہ وارث سے نکلتا نہ ہوا یہ سب طہین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب خارج نہوگا یا مکہ کی طرف نہ جائے گا  
پھر مکہ جانے کے ارادہ سے نکلا پھر واپس ہوا آیا تو حائض ہو جائیگا اور حائض ہونے کے واسطے شرط یہ ہے کہ اسے  
شہر کی آبادی سے کہ کو جانے کی نیت سے خارج ہو جائے اور اگر آبادی سے تیار نہ کرے سب سے پہلے اسے نکال دیا  
تو حائض نہوگا اگرچہ وہ اسی نیت پر ہو یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب پیدل نہ نکلوں گا پوچھتے  
شہر کی آبادی سے پیدل نکل گیا پھر سوار ہو لیا تو حائض ہو گا اور اگر سوار ہو کر آبادی سے نکلا پھر پیدل ہو لیا  
تو حائض نہوگا یہ خلاصہ میں ہوا اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ مکہ میں داخل ہونگا پھر داخل نہوگا یا شک کہ مر گیا تو  
آخر جزو اجزاء سے حیات میں حائض ہو گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس کے پاس کل کے روز آؤں گا اگر اسے حائض ہوئی  
پھر اسکو مرض یا سلطان وغیرہ کوئی مانع و عارض پیش نہ آیا مگر وہ نہ آیا تو حائض ہو گا یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر قسم  
کھائی کہ بغداد میں پیدل نہ آؤں گا پھر سوار ہو کر بغداد تک آیا پھر پیدل ہو کر بغداد میں داخل ہوا تو حائض ہو گا  
خلاصہ میں ہو۔ اور نیت میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میرے سی جو رو فلان کی شادی نکاح میں نہ آؤں گی  
پھر اسکی عورت قبل شادی نکاح کے گئی اور وہیں رہی یہاں تک کہ شادی نکاح ہو گئی تو حائض نہوگا اور اگر  
کسی نے قسم کھائی کہ فلان کے پاس نہ آؤں گا تو قسم میں لکھا ہو کہ اس کے مکان یا مکان پر نہ آؤں گے خواہ اس سے ملاقات  
ہو یا نہوگا اگر اسکی سی میں آیا تو حائض نہوگا۔ اور نیت میں لکھا ہو کہ ایک نے دوسرے کا ساتھ لازم پکڑا لینے  
اپنے حق کی طالب کے واسطے ہر وقت اس کے ساتھ رہنے لگا پس جب کا ساتھ پکڑا ہو اس نے قسم کھائی کہ کل ایک پاس  
آؤں گا پھر جہاں اسکا ساتھ پکڑا تھا وہاں آیا تو قسم میں سچا نہوگا یہاں تک کہ اس کے مکان پر آدے اور اگر اس کے  
مکان پر اسکا ساتھ پکڑا ہو اور قسم کھائی کہ کل اس کے پاس ضرور آؤں گا پھر طالب اس مکان سے دوسری جگہ آؤں گا  
پھر قسم کھانے والا اسی مکان پر آیا جہاں اسکا ساتھ پکڑا تھا اور اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا نہوگا یہاں تک کہ جس مکان  
میں آؤں گا وہاں جاوے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں تیرے پاس فلان مقام پر کل کے روز نہ آؤں تو میرا  
غلام آزاد ہو پھر وہیں آیا مگر اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا رہا بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ اگر میں تجھ سے فلان مقام  
پر کل نہ ملوں تو میرا غلام آزاد ہو پھر حائض اس مقام پر آیا اور اسکو نہ پایا تو حائض ہو جائیگا۔ اور نیت میں  
نہ لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کی عیادت کروں گا یا فلان کی زیارت کروں گا پس اس کے دروازہ پر گیا مگر اسکو اندر  
آنے کی اجازت نہ دی گئی پس بدو ان کی ملاقات کے واپس گیا تو حائض نہ ہو گا اور اگر اس کے دروازہ پر آیا  
مگر اجازت نہ مل گئی تو فرمایا کہ حائض ہو جائیگا جب تک کہ وہ طریقہ بجا نہ لائے جو عیادت کرنے والا یا زیارت کرنے والا  
کرتا ہو یہ محیط میں ہوا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زیارت اسکی زندگی اور مرے بزرگوں کا پھر اس کے جنازہ کی مشایعت  
کی تو حائض ہو جائیگا اور اگر اسکی قبر پر آیا تو حائض نہوگا الا آنکھیں یہ بھی نیت کی ہو تو حائض ہو گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ  
رات تک یہاں سے نہ ہاؤں گا یہاں تک کہ اس سے ملاقات کر میں پھر وہ روپوش ہو گیا یہاں تک کہ رات ہو گئی پھر حائض  
نہ اس کے دروازہ پر رات گزاری تو حائض نہوگا۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اگر میں اسکو فلان کی طرف لے آؤں گا  
تو میرا غلام آزاد ہو پھر آؤں گا پھر اسکو نہ پایا تو حائض نہ ہو گا یہ عیادت میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کسی عورت پر  
سوار نہ ہوں گا پھر گھوڑے یا گھوڑے سے لاچر پیر سوار ہوا تو حائض ہو جائیگا اور اگر حائض پیر سوار ہوا تو حائض نہوگا

یہاں تک کہ رات ہو گئی پھر حائض نہوگا  
اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں اسکو فلان کی طرف لے آؤں گا  
تو میرا غلام آزاد ہو پھر آؤں گا پھر اسکو نہ پایا تو حائض نہ ہو گا  
یہ عیادت میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کسی عورت پر سوار نہ ہوں گا  
پھر گھوڑے یا گھوڑے سے لاچر پیر سوار ہوا تو حائض ہو جائیگا  
اور اگر حائض پیر سوار ہوا تو حائض نہوگا



اور یہاں نشان ہو اور اگر اسنے اسکی بھی نیت کی ہو یعنی اونٹ پر بھی سوار نہ ہونگا تو یہ قسم اسکی نیت پر ہوگی یعنی حانث ہوگا اور اگر اسنے کسی نوع خاص کی نیت کی ہو مثلاً گدڑ یا گدھا وغیرہ تو دیا نہ اسکی تصدیق ہوگی اور قضاء تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اسنے عام لفظ سے خاص کی نیت کی ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا تو اسکی قسم ان جانوروں پر ہوگی جن پر لوگ سوار ہوتے ہیں جیسے گھوڑا و خیر وغیرہ اور اگر بعد قسم کے وہ کسی آدمی کی بیٹی پر سوار ہوا تو حانث ہوگا اور قنات ہی ابو الیث میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا اور گھوڑے یا گدھے کی نیت کی کہ اسپر سوار نہ ہوگا تو دیانت کی راہ سے فیما بینہ و بین اللہ تقابلے بھی اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط میں ہوا اور اگر قسم کھائی کہ فرس پر سوار نہ ہوگا پھر بزدوں پر سوار ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بزدوں پر سوار نہ ہوگا پھر فرس پر سوار ہوا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ فرس عربی گھوڑے کو کہتے ہیں اور بزدوں عجمی گھوڑے کا نام ہے حال المتزج مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عربی زبان میں اسنے قسم کھائی ہو اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ بڑا سچ نہ نشینے یا اردو میں قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہ ہوگا تو کسی گھوڑے پر سوار ہوا بہر حال حانث ہوگا یہ قنات سے قاضی خان میں ہوا اور اگر عربی زبان میں قسم کھائی کہ خیل پر سوار نہ ہوگا تو فرس یا بزدوں کسی پر سوار ہو حانث ہوگا یہ بدائع میں ہوا اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہ ہوگا پھر بزدستی کسی دابہ پر لا دیا گیا تو حانث نہ ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہ ہوگا پھر گھوڑے و خیر وغیرہ پر زمین پوش ڈال کر سوار ہوا یا اونٹ لگدے پر اکا ف ڈال کر سوار ہوا یا ننگی بیٹی پر سوار ہوا بہر حال حانث ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوکب پر سوار نہ ہوگا پھر کشتی میں سوار ہوا تو قنات سے بدوایت ہشام مذکور ہے کہ حانث ہوگا اور حسن رحمہ اللہ نے خبر دین فرمایا کہ نہیں حانث ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ قنات میں ہے۔ اور لفظ دستور کا اونٹ کو شامل نہیں ہوا ایسے مقام پر جہاں اونٹ پر بھی سوار ہوتے ہیں یہ وجہ کہوری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس زمین پر سوار نہ ہوگا پھر اس میں کچھ کمی یا زیادتی کر کے اسپر سوار ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر خباثرین کو بدل دیا ہو تو حانث نہ ہوگا کہ زمین میں معتبر وہی خبر ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ آج ضرور اس دابہ پر سوار ہوں گا پھر اسکو مضبوط باندھا اور جلا کر اسکے سوار ہونے پر قادر نہ ہوا تو آج کا دن گذر جانے پر حانث ہو جائیگا یہ قنات سے قاضی خان میں ہے ایک نے قسم کھائی کہ اس دابہ پر سوار نہ ہوگا حالانکہ اسپر سوار ہو رہی ہیں براہر اسپر سوار رہا تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے اس دابہ پر سوار نہ ہوگا پس فلاں نے اپنا یہ دابہ فروخت کر دیا پھر حالہ اسپر سوار ہوا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دابہ فلاں پر سوار نہ ہوگا پھر ایسے دابہ پر سوار ہوا جو فلاں وغیرہ کے درمیان مشترک ہو تو حانث نہ ہوگا اگر قسم کھائی کہ دواب فلاں پر سوار نہ ہوگا پھر اسکے دواب میں سے تین جانوروں پر سوار ہوا تو حانث ہوگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ دابہ فلاں پر سوار نہ ہوگا پھر اسکے غلام نافون کے مراب پر سوار ہوا خواہ وہ غلام مقرض ہو یا غیر مقرض ہو تو حانث نہ ہوگا یہ امام عظیم ج کا قول ہے مگر فرق دونوں صورتوں میں اتنا ہے کہ اگر غلام مذکور پر اسقدر قرض ہو کہ اسکے تمام قبیہ کو محیط ہو تو اسکے جانور پر سوار ہونے سے حانث ہوگا اگر یہ اسکی نیت ہو کہ فلاں کے غلام کے جانور پر بھی سوار نہ ہوگا اور اگر غلام مذکور پر اسقدر قرض نہ ہو کہ اسکی گروں کو بھی مستغرق ہو یا بالکل قرض نہ ہو تو جب تک نیت نہ کی ہو حانث نہ ہوگا یعنی نیت کرنے کی

لا  
مترجم  
نوروز  
امین  
بھی مثل  
مسکوار  
تقصیر  
یونہا  
لانی  
محمد علی  
خیر  
ملکی  
فتح محمد علی  
فکر  
سید  
پرو

۱۲ منہ  
۱۱ منہ  
۱۰ منہ  
۹ منہ  
۸ منہ  
۷ منہ  
۶ منہ  
۵ منہ  
۴ منہ  
۳ منہ  
۲ منہ  
۱ منہ  
۱۲ منہ  
۱۱ منہ  
۱۰ منہ  
۹ منہ  
۸ منہ  
۷ منہ  
۶ منہ  
۵ منہ  
۴ منہ  
۳ منہ  
۲ منہ  
۱ منہ

صورت میں حاشیہ ہوگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھانی کہ تا بعد ازاں کشتی پر سوار نہ ہوگا پھر حاشیہ یعنی چہرہ کو س  
کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا پھر آخر پڑا تو حاشیہ نہ ہوگا یہ حاوی میں ہو مجموع التوازل میں ہو کہ ایک نے  
کہا کہ ہر بار کہ میں کسی دایہ پر سوار ہوں تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہو کہ اسکو صدقہ کر دوں پھر ایک دایہ پر  
سوار ہوا تو اسیر لازم آیا کہ اسکو صدقہ کرے پھر اگر صدقہ کرے اسکو خرید لیا پھر اس پر سوار ہوا تو پھر اسکا صدقہ کر دینا  
لازم آیا اسی طرح تیسری چوتھی بار ایسا کرے اسیر ہی لازم آوے گا یہ ملاحظہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں  
غلان قرہ میں گیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس کا لون کی زمین میں گیا تو حاشیہ نہ ہوگا یہ ملاحظہ میں ہو۔ ایک  
دوسرے سے کہا کہ بیٹھے کہ چاشت کا کھانا میرے یہاں کھائے پھر اسے کہا کہ اگر میں نے چاشت کا کھانا کھایا  
تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہاں سے اپنے گھر آکر چاشت کا کھانا کھایا تو حاشیہ نہ ہوگا یہ ملاحظہ میں ہو۔ اگر  
میں نے آج چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہو تو ایسی صورت نہ کہ وہ میں حاشیہ ہوگا یہ ہر ایہ میں ہو۔  
اور اگر قسم کھانی کہ زمین پر نہ چلوں گا پھر زمین پر چلتا ہوں تو حاشیہ نہ ہوگا یہ ملاحظہ میں ہو۔ اگر چلوں گا تو  
حاشیہ نہ ہوگا اور اگر اچھا نہ ہو چلوں گا پھر اسکا پانچواں پاؤں چلا تو حاشیہ نہ ہوگا یہ ملاحظہ میں ہو۔  
پانچواں باب کھانے پینے وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان میں۔ کھانے کے یہ معنی ہیں کہ جو چیز چبانے کا اہتمام  
کرتی ہو۔ اپنے منہ سے اپنے پیٹ میں پہنچانا خواہ اسکو شکستہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ چپایا ہو یا نہ چپایا ہو  
جیسے روٹی و گوشت و فواکہ وغیرہ۔ اور پینے سے یہ مراد ہو کہ جو چیز چبانے کی قیل نہیں ہو سائل چیزوں سے  
اسکو اپنے پیٹ میں پہنچانا جیسے پانی و بنیہ و دودھ و دہی و شہد و مست و مستی و غیرہ ذلک سب  
اگر یہ بات پانی جائے تو پینا محقق ہوگا اور وہ حاشیہ نہ ہوگا ورنہ نہیں الا انما اسکو بھی عرف و عادت میں پینا  
بولتے ہوں تو یوں بھی حاشیہ ہو جائیگا یہ بدلے میں ہو۔ اور دوسری چیز کا اپنے منہ سے پہنچانا بدون اس میں  
کے اپنی خلق میں داخل کرنے کے یہ کافی میں ہو۔ اگر قسم کھانی کہ یہ اخروث یا یہ اٹھانہ کھاؤں گا پھر اسکو گل گیا  
تو حاشیہ نہ ہوگا یہ سراج و ہراج میں ہو۔ اگر کسی ایسی چیز کے نہ کھانے کی قسم کھانی جس میں چبانا نہیں ہو سکتا ہو  
پھر اسکو دوسری چیز کے ساتھ کھایا پس اگر دوسری چیز ایسی ہو کہ اس طرح کھائی جاتی ہو تو قسم میں حاشیہ نہ ہوگا  
مثلاً قسم کھانی کہ یہ دودھ نہ کھاؤں گا یا یہ شہد نہ کھاؤں گا پھر اسکو روٹی یا چھوڑ دے اس کے ساتھ کھا یا تو حاشیہ نہ ہوگا  
اور اگر دودھ کو یوں ہی اور شہد میں پانی ڈال کر پی گیا تو حاشیہ نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے قسم  
کھانی کہ یہ دودھ نہ کھاؤں گا پس اسکو پی گیا تو حاشیہ نہ ہوگا اور اگر قسم کھانی کہ اسکو نہ پیوں گا پھر اسکی کھیر بنائی  
یا اس میں روٹی مل کر کھائی تو حاشیہ نہ ہوگا اور یہ حکم متوون وغیرہ میں ہو کہ جو کھائے جاسکتے ہیں اور پیئے بھی  
جاسکتے ہیں اور شائع نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ قسم زبان عربی ہو اگر فارسی میں ہو پھر اسکو کھایا یا پیا  
بہر حال حاشیہ نہ ہوگا اور اسی پر فتوے ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھانی کہ یہ روٹی نہ کھاؤں گا  
پھر اسکو خشک کر کے کوٹ ڈالا اور پانی ڈال کر اسکو پی لیا تو حاشیہ نہ ہوگا اور اگر اسکو بھگایا ہوا کھالیا تو حاشیہ  
ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ قال المترجم ہمارے عرف میں کھانے پینے میں وہی اعتبار ہو جو عرف زبان عرب کا ہو مثلاً  
زبان فارسی کے چپا پھر شرب الخمر عربی ہو اور اردو شرب پینا پینا بخلاف فارسی کے کہ شرب خوردن بولتے ہیں







اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک حائضہ نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا پھر بسیر کھایا جس میں کچھ ذرا سا  
رطب ہوا گیا ہو تو امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حائضہ ہو جائیگا اور حامل یہ ہے کہ جیسے قسم کھائی ہو اگر وہ غالب ہو  
تو بالاتفاق عینون اما مولیٰ کے نزدیک حائضہ ہوگا اور اگر غیر معقولہ علیہ غالب ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے  
زیر یکہ حائضہ ہوگا بشرط جامع وغیرہ کا نشان بن ہو۔ اور اگر بسیر نہ نسیب یا رطب نہ نسیب کھایا اور اس طرح  
کھایا کہ اُسکے انگوڑے علاحدہ کر ڈالے لیکن خام ٹکڑا انگ کر دیا اور پختہ الگ کر دیا پھر اُسکے سب ٹکڑے  
ایکسا ایک کر کے کھا لیے تو بالاتفاق حائضہ ہو جائیگا یہ تانا را خانیہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ غسل نہ کھاؤنگا یعنی  
شہدہ صاف کیا ہو جس میں سدیم کا نیل نہ ہو پھر اس نے شہدہ کھایا یعنی موم ملا ہوا تو حائضہ ہو جائیگا اور اگر قسم  
کھائی کہ شہدہ نہ کھاؤنگا یعنی موم ملا ہوا بدون صاف کیا ہو پھر اس نے غسل کھایا تو حائضہ ہوگا یہ جمیل میں ہے  
اور اگر قسم کھائی کہ بقل نہ کھاؤنگا تو یہ سب سنہریوں پر جو ساگ سینروں سے ہوتے ہیں واقع ہوگی اور اگر انہیں  
سے کوئی خشک کیا ہو کھایا تو حائضہ ہوگا اور اگر پیاز کھایا تو حائضہ نہ ہوگا الا آنکہ اس نے اُسکی نیست بھی  
کی ہو یہ تانا را خانیہ میں ہے منقول ہے۔ اور شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص  
نے قسم کھائی کہ میں غنیمت یعنی انگوڑے نہ کھاؤنگا پس اُس نے جتن کھایا تو شیخ نے فرمایا کہ حائضہ ہوگا اور اگر قسم کھائی  
کہ حشر نہ کھاؤنگا پھر غنیمت کھایا تو حائضہ نہ ہوگا اور حشر بیٹھے حصرم ہے کذا فی التفسیر یہ اور اگر قسم کھائی کہ اس  
بکری سے نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اُسکے گوشت کی طرف راجع ہوگی نہ اُسکی آغص چیر کی طرف جو اس سے چل ہوا اور  
یہی حکم ہر ایک میں ہے نہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ جو اس بکری سے برآمد ہوا اُسکے نزل سے نہ کھاؤنگا تو اسے دودھ  
وغنیس وحنن لکھانے سے حائضہ نہیں گاتی وغیرہ سے یہ عتامین ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اس گائے کے نزل سے  
نہ کھاؤنگا پھر اُسکا جنس کھایا جسکو فارسی میں ورغ زدہ کہتے ہیں تو حائضہ ہوگا اس واسطے کہ یہ بھی اُسکا نزل  
ہو اور اگر وہ شوربا کھایا جو اُسکے جنس سے بنا پایا گیا ہو جسکو فارسی میں ورغ آب کہتے ہیں تو حائضہ ہوگا اس واسطے  
کہ وہ دوسری چیز ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ وہیں نہ کھاؤنگا تو وہیں انکار سے کہے جانے سے حائضہ  
ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت انگوڑے کیٹے ویٹھے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے گدر و پختہ انگوڑے کھائے ہوں  
حائضہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سلورخ سے نہ کھاؤنگا پھر اس سلورخ یعنی کھال کھینے ہو گیا وغیرہ یعنی جاکتی گلائی گئی  
یہ انتساب کہ تیل ہوگی یعنی گل کہ چربی مثل تیل کے ہوگی اور اُسکو کھایا تو حائضہ نہ ہوگا یہ علامہ میں ہے۔ اور اگر قسم  
کھائی کہ اس قسم یعنی تل سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا تیل کھایا تو حائضہ نہ ہوگا قال المترجم ہمارے عرف میں حائضہ  
ہونا چاہیے یہ زبان عربی کی قسم ہے کہ لا یدخل من ہذا القسم کہ اُسکے تیل کے واسطے علاحدہ نام ہے اور اگر قسم کھائی  
کہ اس مرغی سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے اندھے پاؤں سے کھائے تو حائضہ نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس  
اندھے سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا بچہ کھایا تو حائضہ نہ ہوگا یہ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لحم نہ  
کھاؤنگا یعنی گوشت تو جس حیوان کا گوشت کھا دیگا حائضہ ہو جائیگا سو اسے مچھی کے اور گوشت خواہ پکایا ہو  
کھاوے یا بھونا ہو یا خشک کیا ہو اور خواہ طلال ہو یا حرام ہو جیسے مرے ہوئے جانور کا گوشت یا ایسے  
جانور کا جیسے مگر البسم اللہ اکبر کہنا ترک کر کے پھیری پھیری ہو یا جو کسی نے اسکو فروج کیا یا مجرم کا شکار کیا ہو یا

مقدر دلیلی  
 جبر و کسب  
 ۱۴  
 یعنی بابت  
 کائنات  
 عارفان  
 کیونکہ وہ  
 اقبال میں  
 نہیں ہے  
 ۱۵  
 شکر  
 جابر  
 اور شکر  
 عجبی  
 ۱۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۱۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۱۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۱۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۰  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۱  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۲  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۳  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۴  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۵  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۲۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۰  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۱  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۲  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۳  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۴  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۵  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۳۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۰  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۱  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۲  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۳  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۴  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۵  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۴۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۰  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۱  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۲  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۳  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۴  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۵  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۵۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۰  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۱  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۲  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۳  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۴  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۵  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۶۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۰  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۱  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۲  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۳  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۴  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۵  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۷۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۰  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۱  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۲  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۳  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۴  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۵  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۸۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۰  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۱  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۲  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۳  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۴  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۵  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۶  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۷  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۸  
 شکر  
 عجبی  
 ۹۹  
 شکر  
 عجبی  
 ۱۰۰  
 شکر  
 عجبی

اور مچھلی اور ان جانوروں کے گوشت سے جو پانی میں بہتے ہیں حائضہ ہوگا یا نہ اگر اسے مچھلی کی بھی نیت کی ہو تو حائضہ ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسی قسم کھائے والا مثلاً خوارزمی ہو یا جو اپنے مچھلی کھائی تو حائضہ ہوگا اس وقت تک کہ وہ لوگ اسکو بھی لحم بوسے میں یہ محیط کسری میں ہے اور اگر اسے سو یا ادنیٰ کا گوشت کھایا تو بھی حائضہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ سور و آدمی کے گوشت کھانے سے حائضہ ہوگا اس واسطے کہ اسکا کھانا متعارف نہیں ہے اور قسمہ دن کا مدار رواج پر ہے اور شیخ عتایی نے ذکر کیا ہے کہ وہ حائضہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے یہ کھانہ میں ہے اور پھر گوشت کھانے سے حائضہ ہوگا اور یہی شیخ ابو بکر اسکاف کا قول ہے اور یہی اظہر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ چیزیں مین ہیں اور اگر حشو یعنی اوچھ و چکر و ملی کھائی تو حائضہ ہو جائیگا اور یہ حکم بر بنیاد عروہ اہل کوفہ ہے کیونکہ یہ چیزیں اس کے رواج میں گوشت کے ساتھ فروخت ہوتی تھیں و مثل استعمال گوشت کے استعمال ہوتی تھیں اور ہمارے عرف میں اس کے کھانے سے حائضہ ہوگا یہ محیط میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ جو اہل اخلاط میں ہے قال المترجم ہمارے رواج میں مثل اہل کوفہ کے حکم ہوگا اور یہ اظہر ہے و اللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر اسے کسری یا یا کھائے تو حائضہ ہوگا اور چربی و دنبہ یعنی چکن کے کھانے سے حائضہ ہوگا الا انہ اسے گوشت کی قسم میں انکی بھی نیت کی ہو بخلاف پیٹھ کی چربی کے کہ اس کے کھانے میں بلا نیت حائضہ ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر وہ ہمہ جو چکنی کچھ چکن ہو یا ہر کھایا تو حائضہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کھانا نہ کھاؤنگا پھر اسے لحم غیر کھایا تو حائضہ ہوگا اور فقہ ابو الیث رحمہ نے فرمایا کہ حائضہ نہ ہوگا خواہ قسم کھائے والا شہری ہو یا دیہاتی ہو اسی پر فتویٰ ہے فتح القدیر میں ہو قلت بنابر اختلاف اطلاق شاة و غنم و مضر وضان بعموم و خصوص چنانچہ بقدرہ میں نہ کہ ہر قطرہ اچھا۔ امام محمد رحمہ نے جامع میں ذکر فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مرغی کا گوشت نہ کھاؤنگا جسکو دجاہ کہتے ہیں پھر اسے ویک کا گوشت کھایا یعنی مرغ کا تو اپنی قسم میں حائضہ ہوگا اور اصل اس جنس کے مسائل میں یہ ہے کہ جب قسم کسی جنس کی طرف مضاف کی گئی تو اس قسم میں اس جنس کے نزدیک دو تون داخل ہونگے۔ اور اگر قسم کی اضافت خاص نہ کے نام کی طرف ہو تو اس کے تحت میں مادہ داخل نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اضافت خاص مادہ کے نام کی طرف ہو تو نہ داخل ہونگے اور عربی زبان کے موافق علامت تار ہونے سے لامحالہ مادہ کا نام خاصہ ہونے کی شناخت نہیں ہو سکتی ہے یعنی اگر نام کے آخر میں حرف تار موجود ہو تو اس سے یہ شناخت نہیں ہو سکتی ہے کہ لامحالہ مادہ کی خصوصیت ہو اس واسطے کہ یہ حرف مشترک ہے کہ کبھی نہ کے ساتھ بھی ہوتے ہیں بغرض افراد کے یعنی حرف تار کبھی تانیث کے واسطے آتا ہے اور کبھی افراد کے واسطے پس اس میں اعتبار فقط وضع کا ہے کہ یہ لفظ کس کے واسطے موضوع ہے اور یہ بات بذریعہ نقل کے معلوم کی جا سکتی ہے پس اگر قسم کھائی کہ دجاہ کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر اسے ویک کا گوشت کھایا تو حائضہ ہوگا اور اس طرح اگر قسم کھائی کہ ویک کا گوشت نہ کھاؤنگا تو دجاہ کے گوشت کھانے سے حائضہ ہوگا اور فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جل کا گوشت نہ کھاؤنگا یا قسم کھائی کہ بغیر کا گوشت نہ کھاؤنگا یا لحم ایل نہ کھاؤنگا یا لحم جزور نہ کھاؤنگا تو قسم میں نہ مادہ دو تون داخل ہونگی اور اسی طرح اس قسم میں بھی دو تون داخل ہونگے اور اگر قسم میں جنس کی کوئی کا گوشت نہ کھاؤنگا پس عربی ادب کا گوشت کھایا یا عربی کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر بھی کا گوشت کھایا تو قسم میں حائضہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ناقہ کا گوشت نہ کھاؤنگا یعنی اونٹنی کا پھر نہ اونٹ کا گوشت کھایا خواہ نجی ہو یا عربی ہو تو حائضہ

اور مچھلی اور ان جانوروں کے گوشت سے جو پانی میں بہتے ہیں حائضہ ہوگا یا نہ اگر اسے مچھلی کی بھی نیت کی ہو تو حائضہ ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسی قسم کھائے والا مثلاً خوارزمی ہو یا جو اپنے مچھلی کھائی تو حائضہ ہوگا اس وقت تک کہ وہ لوگ اسکو بھی لحم بوسے میں یہ محیط کسری میں ہے اور اگر اسے سو یا ادنیٰ کا گوشت کھایا تو بھی حائضہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ سور و آدمی کے گوشت کھانے سے حائضہ ہوگا اس واسطے کہ اسکا کھانا متعارف نہیں ہے اور قسمہ دن کا مدار رواج پر ہے اور شیخ عتایی نے ذکر کیا ہے کہ وہ حائضہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے یہ کھانہ میں ہے اور پھر گوشت کھانے سے حائضہ ہوگا اور یہی شیخ ابو بکر اسکاف کا قول ہے اور یہی اظہر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ چیزیں مین ہیں اور اگر حشو یعنی اوچھ و چکر و ملی کھائی تو حائضہ ہو جائیگا اور یہ حکم بر بنیاد عروہ اہل کوفہ ہے کیونکہ یہ چیزیں اس کے رواج میں گوشت کے ساتھ فروخت ہوتی تھیں و مثل استعمال گوشت کے استعمال ہوتی تھیں اور ہمارے عرف میں اس کے کھانے سے حائضہ ہوگا یہ محیط میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ جو اہل اخلاط میں ہے قال المترجم ہمارے رواج میں مثل اہل کوفہ کے حکم ہوگا اور یہ اظہر ہے و اللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر اسے کسری یا یا کھائے تو حائضہ ہوگا اور چربی و دنبہ یعنی چکن کے کھانے سے حائضہ ہوگا الا انہ اسے گوشت کی قسم میں انکی بھی نیت کی ہو بخلاف پیٹھ کی چربی کے کہ اس کے کھانے میں بلا نیت حائضہ ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر وہ ہمہ جو چکنی کچھ چکن ہو یا ہر کھایا تو حائضہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کھانا نہ کھاؤنگا پھر اسے لحم غیر کھایا تو حائضہ ہوگا اور فقہ ابو الیث رحمہ نے فرمایا کہ حائضہ نہ ہوگا خواہ قسم کھائے والا شہری ہو یا دیہاتی ہو اسی پر فتویٰ ہے فتح القدیر میں ہو قلت بنابر اختلاف اطلاق شاة و غنم و مضر وضان بعموم و خصوص چنانچہ بقدرہ میں نہ کہ ہر قطرہ اچھا۔ امام محمد رحمہ نے جامع میں ذکر فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مرغی کا گوشت نہ کھاؤنگا جسکو دجاہ کہتے ہیں پھر اسے ویک کا گوشت کھایا یعنی مرغ کا تو اپنی قسم میں حائضہ ہوگا اور اصل اس جنس کے مسائل میں یہ ہے کہ جب قسم کسی جنس کی طرف مضاف کی گئی تو اس قسم میں اس جنس کے نزدیک دو تون داخل ہونگے۔ اور اگر قسم کی اضافت خاص نہ کے نام کی طرف ہو تو اس کے تحت میں مادہ داخل نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اضافت خاص مادہ کے نام کی طرف ہو تو نہ داخل ہونگے اور عربی زبان کے موافق علامت تار ہونے سے لامحالہ مادہ کا نام خاصہ ہونے کی شناخت نہیں ہو سکتی ہے یعنی اگر نام کے آخر میں حرف تار موجود ہو تو اس سے یہ شناخت نہیں ہو سکتی ہے کہ لامحالہ مادہ کی خصوصیت ہو اس واسطے کہ یہ حرف مشترک ہے کہ کبھی نہ کے ساتھ بھی ہوتے ہیں بغرض افراد کے یعنی حرف تار کبھی تانیث کے واسطے آتا ہے اور کبھی افراد کے واسطے پس اس میں اعتبار فقط وضع کا ہے کہ یہ لفظ کس کے واسطے موضوع ہے اور یہ بات بذریعہ نقل کے معلوم کی جا سکتی ہے پس اگر قسم کھائی کہ دجاہ کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر اسے ویک کا گوشت کھایا تو حائضہ ہوگا اور اس طرح اگر قسم کھائی کہ ویک کا گوشت نہ کھاؤنگا تو دجاہ کے گوشت کھانے سے حائضہ ہوگا اور فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جل کا گوشت نہ کھاؤنگا یا قسم کھائی کہ بغیر کا گوشت نہ کھاؤنگا یا لحم ایل نہ کھاؤنگا یا لحم جزور نہ کھاؤنگا تو قسم میں نہ مادہ دو تون داخل ہونگی اور اسی طرح اس قسم میں بھی دو تون داخل ہونگے اور اگر قسم میں جنس کی کوئی کا گوشت نہ کھاؤنگا پس عربی ادب کا گوشت کھایا یا عربی کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر بھی کا گوشت کھایا تو قسم میں حائضہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ناقہ کا گوشت نہ کھاؤنگا یعنی اونٹنی کا پھر نہ اونٹ کا گوشت کھایا خواہ نجی ہو یا عربی ہو تو حائضہ











اور ختمی روہ ہی جو فقہ ابو الیثم رحمہ اللہ نے فرمایا ہو کہ جو بیچ یعنی لوزینہ کی عورت میں حائضہ ہوگا اس واسطے کہ اسکو  
مطلقاً چیز نہیں کہتے ہیں اور ایسا ہو گیا جیسے فارسی میں نان زرو آلو کہا کرتے ہیں اور کلیجہ و مایہ یعنی میوہ پٹری  
مکینوں کی صورت میں اس واسطے کہ کلیجہ تو مطلق روٹی ہو اور میسر روٹی کے ساتھ کچھ اور زیادہ کیا ہو یہ فتاویٰ کبریٰ  
میں ہے اور اگر خنزیر انطاقت کھائی تو حائضہ ہوگا الا انکہ اسکی نیت کی ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں  
عورت کی روٹی نہ کھاؤں یعنی اسکی پکائی ہوئی تو خازنہ یعنی روٹی بچانے والی وہ عورت ہوگی جس نے شور میں پکائی  
ہوئے وہ جس نے آٹا گوندھا اور روٹی کو لگانے کے لائق کر دیا پس اگر اسکے ہاتھ کی روٹی لگائی ہوئی ہوگی تو حائضہ  
ہوگا ورنہ نہیں یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ خنزیر نہ کھاؤں گا پھر اس نے کھا لیا تو اپنی قسم میں حائضہ ہوگا  
اور اسی طرح اگر لاشہ کھایا تو حائضہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ شوربانہ کھاؤں گا پس اسے شوربانہ کھا لیا تو حائضہ ہوگا  
حائضہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ خنزیر نہ کھاؤں گا پھر جو روٹی بچانے کے بعد اسکو کھایا تو حائضہ ہوگا یہ فتاویٰ  
خاصی خان میں ہے اور اگر عسیدہ یا تاج کھایا تو حائضہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خنزیر نہ کھاؤں گا پھر شوربانہ کھایا تو امام  
محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حائضہ ہونا چاہیے ہو یہ خلاصہ میں ہے شیخ خجندی رحمہ اللہ نے دریا قنٹ کیا گیا کہ ایک قسم نے قسم کھائی کہ  
روٹی و خزانہ کھاؤں گا پھر اس نے انہیں سے ایک چیز کھائی تو فرمایا کہ جب تک دونوں نہ کھاوے حائضہ ہوگا یہ  
تیسری میں ہے۔ اور قسم کھائی کہ بھونا ہوا نہ کھاؤں گا تو یہ قسم خاصہ گوشت پر واقع ہوگی اور بکین و گاجر وغیرہ بھونی ہوئی  
پر واقع ہوگی الا انکہ اسکی نیت عام ہو کہ جو بھونی جاتی ہو شل انڈے وغیرہ کے تو اسکی نیت پر عمل درآمد ہوگا اور  
نیت صحیح ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ سر نہ کھاؤں گا پس اگر اس نے نیت کر لی کہ بھلی و بکری وغیرہ کسی  
کا سر ہونہ کھاؤں گا تو جسکا سر کھا ویا حائضہ ہو جائیگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو فقط بکری و گائے کی سری پر واقع  
ہوگی یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اس زمانہ میں فقط بکری کی سری پر واقع ہوگی کذا فی ابواب  
اور یہ اختلاف یا سبباً عصر و زمانہ کے ہو اس واسطے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے وقت میں عرف و دون کی سری پر تھا اور  
صاحبین کے زمانہ میں فقط بکری کی سری پر تھا اور ہمارے زمانہ میں کسب عادت فتویٰ دیا جائیگا کذا فی ابواب  
قال المترجم ہمارے زمانہ میں بھی یہی حکم ہو اور اقرب بقول صاحبین ہر دانشہ اعلم اور سری کی قسم میں جبکہ بدو ن نیت  
ہو تو ٹیڑی و بھلی و گریہ لون کا سر بالاجماع داخل نہیں ہیں اور اسی طرح اونٹ کی سری بھی بالاجماع نہیں داخل ہے۔  
اور اگر قسم کھائی کہ انڈا نہ کھاؤں گا تو یہ پرندوں کے انڈے پر واقع ہوئی خواہ بٹکا ہو یا مرغی یا کوئی اور پرندہ  
اور بھلی کے انڈے کھانے سے حائضہ ہوگا الا انکہ اس نے اسکی نیت کر لی ہو یہ سراج و راج میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ  
طیخ نہ کھاؤں گا پس اگر اسے تمام طبو خات کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر قسم واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو  
تو اتھنا یا طبو خ گوشت پر واقع ہوگی قال المترجم یہ ہمارے رواج میں مستقیم نہیں ہو سکتا ہو دانشہ اعلم مشائخ نے  
فرمایا کہ یہ جب ہو کہ گوشت پانی میں پکایا گیا ہو اور اگر خشک قلیہ ہو تو اسکو طبع نہیں کہتے ہیں۔ اور اگر گوشت پانی  
میں پختہ کیا گیا پس اسے شوربا روٹی کے ساتھ کھایا اور گوشت نہ کھایا تو بھی حائضہ ہوگا یہ فتاویٰ خاصہ خان میں ہے  
اور اگر قسم کھائی کہ فلاں عورت کا طبع نہ کھاؤں گا یعنی اس کے ہاتھ کا پکایا ہو اس میں اس عورت نے اس کے واسطے ہانڈی  
گرم کر دی مگر گوشت کسی دوسری عورت نے پکایا تو اس کے کھانے سے حائضہ نہ ہوگا اور اگر فارسی میں کہا

کلیجہ و مایہ  
پٹری  
مکینوں  
انطاقت  
خورشید  
ظہیر  
خلاصہ  
شیخ  
خجندی  
عرف  
دون  
بٹکا  
طیخ  
اتھنا  
طبو  
خشک  
قلیہ  
پختہ  
ہانڈی

کہ اگر از دیگ گرم کردہ تو بخور میں چھین و جان است پس اگر عورت نے دیگ گرم کی مگر پکا کسی دوسری عورت نے تو  
 اسکے کھانے سے حائض نہوگا اس واسطے کہ قولہ دیگ گرم کردہ تو سے عرف کے موافق بخٹہ تو مراد ہوتا ہی یہ بخٹہ پین ہوا  
 اور اگر قسم کھائی کہ حلو نہ کھاؤنگا تو اس میں اصل یہ ہو کہ فقہاء کے نزدیک حلو ہر ایسی شیرین چیز ہو جسکی جنس سے ترش  
 نہ ہو اور جسکی جنس سے ترش بھی ہو وہ حلو نہیں ہو پس اسکا مرجع عرف پر ہو پس جنس میں دشہ صاف و سکر و ناظف  
 در ب و تر و اسکے مانند چیزوں کے کھانے سے حائض ہوگا اور نیز محلے نے امام محمد رحم سے بخیر تر و خشک کے کھانے  
 سے حائض ہونا بھی روا ہے کیا ہو اس واسطے کہ بخیر کی جنس میں ترش نہیں ہوتا ہو پس اس میں خالص بخیر حلاوت  
 متحقق ہوئے اور اگر اسنے انگور شیرین یا خربوزہ شیرین یا انار شیرین یا آلو شیرین کھایا تو حائض نہ ہوگا اس واسطے  
 کہ اسکی جنس سے بعض شیرین نہیں ہوتا ہو پس اس میں خالص معنی حلاوت متحقق نہوئے اور ایسے ہی کشمش بھی حلو نہیں  
 ہو کہ اسکی جنس میں ترش بھی ہوتی ہو اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ حلاوت نہ کھاؤنگا تو اسکا حکم مثل حلو کے ہو۔  
 اور اگر قسم کھائی کہ دانہ نہ کھاؤنگا یعنی نہ چبائونگا تو تل و غیرہ جو دانہ چبائوگا اور کھاوگا حائض ہوگا یعنی جسکو لوگ  
 عادت کے موافق چباتے ہوں اور رواج ہو پس اسکے چبانے سے حائض ہوگا اور اگر اسنے اپنی قسم میں کوئی  
 خاص دانہ معین کی نیت کی ہو تو اسکے چبانے سے حائض ہوگا اور دوسرے کے چبانے سے حائض  
 نہوگا اور اگر موتی نگلی گیا تو حائض نہوگا یہ بدائع میں ہے۔ قتا و میں لکھا ہوا ایک مرد نے قسم کھائی کہ حرام  
 نہ کھاؤنگا پھر غصہ یہ ہونے لگا کہ وہ حرام خیرید کر کھایا تو حائض نہ ہوگا امدود گنہگار ہو اور اگر غصہ کیا ہو  
 گوشت یا روٹی کھائی تو حائض ہوگا۔ اور اگر روٹی یا گوشت جو حرام نہ ہونے کے خوف سے کھیا پھر اسکو کھایا تو حائض  
 نہ ہوگا اور اگر کہتے یا بندہ یا پھیل کا گوشت کھایا تو اس میں عذر نہ کہ حائض نہ ہوگا اور بخیر نصیر نے کہا کہ  
 حائض ہوگا اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور جن نے فرمایا کہ سب حرام ہو اور فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ ہمیں علماء  
 کا اختلاف ہو وہ حرام طلاق نہ ہوگی پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ قول فقیہ ابواللیث کا بہت اچھا ہے۔ اور اگر  
 اسنے مضطر ہو کر حرام یا حرام دار کھایا تو اس میں شلح نے اختلاف کیا ہے اور مختار یہ ہو کہ وہ حائض ہوگا اس واسطے کہ  
 حرام باقی ہو لیکن اتنا ہو کہ گنہگاری و دوزخ کی جاتی ہو اور فواکد متصل لائمہ حلاوتی میں مذکور ہے کہ اگر ایسے باغ  
 انگور سے کھایا جسکو اسنے معاملہ پر ویدیا ہو یعنی بٹائی پر حالانکہ وہ قسم کھا چکا ہو کہ میں حرام نہ کھاؤنگا تو حائض  
 نہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور گیہوں غصہ کر کے انکو پکا یا پس اسکے مالک کو اسکے مثل گیہوں دیدیے قبل اسکے  
 کہ غصہ کیے ہوئے گیہوں کو کھا لے تو اپنی قسم میں حائض نہوگا اور اگر نادان ادا کرنے سے پہلے کھا چکا حالانکہ  
 ہنوز اسنے قاضی نے نادان کا حکم نہیں دیا ہو تو حائض ہوگا یہ قتا و سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ  
 انگور نہ کھاؤنگا یا یہ انار نہ کھاؤنگا پھر اسکو چبا کر اسکا رس چوسنا اور پھوک پھینکا شروع کیا تو حائض نہ ہوگا  
 اس واسطے کہ یہ اسکا کھانا نہیں بلکہ چوسنا ہے۔ اور اگر انگور یا انار کا پانی پھوڑا اور اسکو نہیں چبا بلکہ اسکو پوسٹ  
 و گودا وغیرہ کھایا تو قسم میں حائض ہو جائیگا اور اگر اسکو چبا کر سب نگل گیا تو پوسٹ و گودے وغیرہ کے نگلنے  
 سے حائض ہوگا اسکے عرق کے نگلنے سے حائض نہ ہوگا قال المترجم ہمارے عرف میں ہر طرح حائض ہوگا بلکہ  
 پوسٹ وغیرہ میں نال ہو و اللہ تعالیٰ اعلم اور عیون میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا پھر اسکو چبا کر

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



اُسکا پوست وغیرہ پھینک دیا اور اُسکا عرق پی گیا تو حانت ہوگا اور اگر اُسکا چھلکا پھینک دیا اور عرق بیچ کر بیچ گیا تو حانت ہوگا اور صدر و سیدہ رحمہ نے واقعات میں اُسکی تعلیل یوں فرمائی ہو کہ بدنیہ کہ انکو تین چیزوں کا نام ہو پس بول صورت میں اُسنے اقل کو کھایا پس اُسپر انکو رکھا جانے والے کا اطلاق نہ ہوگا اور دوسری صورت میں اُسنے اکثر کھایا اور اکثر کے واسطے حکم کل ہو چھٹا بین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ خاک نہ کھاؤنگا پھر اُسنے انگور یا انار یا خربازے ترک کھایا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حانت ہوگا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک حانت ہوگا یہ ہندیہ میں ہے اور فقیر ابوالمہدی نے فرمایا کہ ہم فتویٰ کے واسطے صاحبین کے قول کو لیتے ہیں اس واسطے کہ لکھا قول اظہر ہو پھر یہ اختلاف اسی صورت میں ہو کہ اُسنے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر ان چیزوں کی بھی نیت کی ہو تو بالاتفاق حانت نہیں ہوگا یہ تشریح نقایہ ابوالمکارم میں ہے۔ اور بخیر شمش و سیب و اخروٹ و پیستہ و آلو بخارا و عتاب و درود و ہویہ بالا حانت فرا کہ بین خواہ تروتازہ ہوں یا خشک ہوں خواہ خام ہوں یا پختہ ہوں اور کھیر و گکڑی و گاجر و بالاجامع فواکہ میں سے نہیں ہیں اور محض تروتازہ فواکہ میں سے ہے اور امام قدوسی نے خبر بوزہ کو فواکہ میں سے شمار کیا ہے اور خمس الاممہ حلوائی نے نہیں شمار کیا قال المترجم ہمارے یہاں کے خبر بوزہ کو شاید امام قدوسی بھی شمار نہ کرے اور امام نے فرمایا کہ مل اور باقلا پھلوں میں سے نہیں ہیں اور محال یہ ہو کہ جو عرف میں فاکہ شمار ہوتا ہو اور ٹھکرا کھایا جاتا ہو وہ فاکہ ہو اور جو ایسا نہ ہو وہ نہیں ہے یہ وجہ کروری میں ہے اور با دام و اخروٹ فواکہ میں سے ہے کہ اصل میں انکو خشک فواکہ میں شمار کیا ہو اور شاخ نے فرمایا کہ یہ انکے عرف کے موافق ہے اور ہر کار حرمین اسکو فواکہ یا سبزی شمار نہیں کرتے ہیں اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ بسر سکر و بسر احمر فاکہ ہو چھٹا خرسی میں ہے اور زبیبہ یعنی شمش اور چھو بارے جیسے ہمارے یہاں ملتے ہیں اور خشک دانہ انار فاکہ نہیں ہیں کثافی قناویسے قاضی خان۔ اور یہ بالا جماع ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر قسم کھائی کہ میں اس سال کسی فاکہ سے نہ کھاؤنگا پس اگر ان دنوں فواکہ تازہ و تر ہوں تو قسم انھیں پر واقع ہوگی پس خشک کے کھانے سے حانت ہوگا اور اگر ان دنوں تروتازہ نہ ہوں تو خشک پر واقع ہوگی اور یہ استحسان ہے اور اسی کو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے لیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لایا و ترم پینے ادا م سے نہ کھاؤنگا قال المترجم روٹی کا مقابل یعنی جس سے روٹی نہ کھلاوے فافہم تو جو چیز روٹی کے ساتھ اس طرح کھائی جاوے کہ روٹی اُسکے ساتھ صغ کی جاوے وہ ادا م ہے جیسے سرکہ و زیت و عسل و دودھ و مکھن و مکی و شور باد نمک وغیرہ اور جو روٹی کو صغ نہ کرے ان چیزوں سے جتنا جرم مثل روٹی کے جرم کے ہو اور وہ ایسی ہو کہ اکیلی کھائی جا سکتی ہو تو وہ ادا م نہیں ہو جیسے گوشت و دانہ و جھوہارا و شمش وغیرہ اور یہ تفصیل امام اعظم رحمہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جو چیز روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہو وہ ادا م ہے اور یہی امام ابو یوسف رحمہ سے بھی مروی ہے کہ ان فی فتح القدر اور امام محمد رحمہ کے قول کو فقیر ابوالمہدی رحمہ نے لیا ہے اور اختیار میں فرمایا کہ یہی مختار ہے جو محل عرف اور محیط میں لکھا ہے کہ یہی اظہر ہے اور قلاسی نے اپنی تہذیب میں فرمایا کہ اسی پر فتوے ہو یہ نہ الفائن میں ہے اور حاصل ہے کہ جس سے روٹی صغ کی جاتی ہو جیسے سرکہ وغیرہ جو ہم نے ذکر کی ہیں وہ بالا جماع ادا م ہیں اور جو غالباً اکیلی کھائی جاتی ہیں جیسے

اشعار و کلامی مولانا محمد رفیع

خیر بوزہ وانگور و جھوپہارا و کشمش وغیرہ تو یہ بالا جماع ادا نہیں ہیں بنا بر قول صحیح کے انگور و خر بوزہ ان میں اور بہت بقول استسودہ بالا لائق ادا نہیں ہیں یہ نسخہ القدر میں ہو۔ اور یہ اختلاف اسی صورت میں ہو کہ اسکی کچھ قیمت نہ ہو اور اگر اس نے قیمت کی ہو تو بالا جماع اسکی قیمت پر قسم ہوگی یہ تبسین میں ہو اور فا کہ بالا جماع ادا نہیں ہو سبب طبع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید کو میراث میں کچھ ملا اور اسکو حالف نے کھایا تو حالف نہ ہوگا اور اگر زید نے کوئی چیز خریدی یا اسکو سب کے گنی یا اسکو صدقہ دی گئی اور اسنے قبول کر لیا پھر حالف نے اسکو کھایا تو حالف ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے اسے نہ کھاؤنگا پھر زید نے اسکو کوئی چیز سب کے دی یا حالف نے اس سے خرید لی حالانکہ یہ چیز اسکی کمائی کی ہو پھر حالف نے اسکو کھایا تو حالف نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے بہت کچھ کمایا اور مرگیا اور عمر و اسکا وارث ہو ا پس حالف نے عمر و کے یہاں اس میراث میں سے کچھ کھایا تو حالف ہوگا اور اسی طرح اگر حالف خود اسکا وارث ہو ا پس اس میں سے کچھ کھایا تو حالف ہوگا بخلاف اسکے اگر کسی دوسرے کے پاس سوا اس میراث کے بطور خرید یا وصیت کے یہ مال منتقل ہو گیا پھر وہاں سے حالف نے کھایا تو حالف نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پس زید مر گیا اور اسکی میراث سے اسنے کھایا تو حالف ہوگا اور اگر زید کی میراث عمر و کو ملی اور عمر و مر گیا اور اسکی میراث خالہ کو ملی پھر اس میں سے حالف نے کھایا تو حالف نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر عمر و نے مرتے وقت زید کے واسطے کسی چیز کی وصیت کی اور پھر اس چیز میں سے حالف نے کھایا تو حالف ہوگا اور اگر زید نے حالف کو طعام مہبہ کیا اور حالف نے بعد قبضہ کرنے کے اس میں سے کھایا یا تو حالف نہ ہوگا اور اسی طرح اگر زید نے حالف کے واسطے وصیت کر دیا ہو تو بعد قبول کے اس میں سے کھانے سے حالف نہ ہوگا اور واضح رہے کہ مال مہر عورت کی کمائی میں داخل ہو اور اسی طرح جناحتوں کا ارش مجروح کی کمائی میں داخل ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص کے پاس درم میں ہیں اسنے قسم کھائی کہ انکو نہ کھاؤنگا پھر ان درم من کے عوض دینار یا پیسے بدل کیے پھر اسکے بعد ان دیناروں یا پیسوں سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ حالف ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ درم یا دینار نہ کھاؤنگا پھر انکے عوض کوئی اسباب خرید یا پھر اسباب کے عوض طعام خرید یا تو حالف نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ان درم من یا دیناروں کے عوض جو خرید سے پھر جو کے عوض طعام خرید کر کھایا تو حالف نہ ہوگا اور فرمایا کہ اگر ایسی چیز سب جو کھائی نہیں جاتی ہو قسم کھائی کہ میں اسکو نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض طعام وغیرہ کھانے کی چیز خرید کر کے اسکو کھایا تو حالف ہوگا اور اگر ایسی چیز سب قسم کھائی جو کھائی جاتی ہو پھر اسکو نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض کھانے کی چیز خرید کر اسکو کھایا تو حالف نہ ہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنے والد کی میراث سے طعام نہ کھلاؤنگا پھر اپنے والد کی میراث میں طعام پایا اور وہ فلان کو کھلایا یا اور مہر پائے اور اسکے عوض طعام خرید کر کے کھلایا تو حالف ہوگا اور اگر طعام میراث کے عوض دوسرا طعام بدل کر کے اس میں سے اسکو کھلایا تو حالف نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے والد کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکا مال مر گیا اور یہ اسکے مال کا وارث ہو ا پس اس مال کے عوض طعام خرید یا اور اسکو کھایا تو حالف نہ ہوگا اور اگر حالف

اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے اسکو کوئی چیز سب کے دی یا حالف نے اس سے خرید لی حالانکہ یہ چیز اسکی کمائی کی ہو پھر حالف نے اسکو کھایا تو حالف نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے بہت کچھ کمایا اور مرگیا اور عمر و اسکا وارث ہو ا پس حالف نے عمر و کے یہاں اس میراث میں سے کچھ کھایا تو حالف ہوگا اور اسی طرح اگر حالف خود اسکا وارث ہو ا پس اس میں سے کچھ کھایا تو حالف ہوگا بخلاف اسکے اگر کسی دوسرے کے پاس سوا اس میراث کے بطور خرید یا وصیت کے یہ مال منتقل ہو گیا پھر وہاں سے حالف نے کھایا تو حالف نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پس زید مر گیا اور اسکی میراث سے اسنے کھایا تو حالف ہوگا اور اگر زید نے حالف کو طعام مہبہ کیا اور حالف نے بعد قبضہ کرنے کے اس میں سے کھایا یا تو حالف نہ ہوگا اور اسی طرح اگر زید نے حالف کے واسطے وصیت کر دیا ہو تو بعد قبول کے اس میں سے کھانے سے حالف نہ ہوگا اور واضح رہے کہ مال مہر عورت کی کمائی میں داخل ہو اور اسی طرح جناحتوں کا ارش مجروح کی کمائی میں داخل ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص کے پاس درم میں ہیں اسنے قسم کھائی کہ انکو نہ کھاؤنگا پھر ان درم من کے عوض دینار یا پیسے بدل کیے پھر اسکے بعد ان دیناروں یا پیسوں سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ حالف ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ درم یا دینار نہ کھاؤنگا پھر انکے عوض کوئی اسباب خرید یا پھر اسباب کے عوض طعام خرید یا تو حالف نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ان درم من یا دیناروں کے عوض جو خرید سے پھر جو کے عوض طعام خرید کر کھایا تو حالف نہ ہوگا اور فرمایا کہ اگر ایسی چیز سب جو کھائی نہیں جاتی ہو قسم کھائی کہ میں اسکو نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض طعام وغیرہ کھانے کی چیز خرید کر کے اسکو کھایا تو حالف ہوگا اور اگر ایسی چیز سب قسم کھائی جو کھائی جاتی ہو پھر اسکو نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض کھانے کی چیز خرید کر اسکو کھایا تو حالف نہ ہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنے والد کی میراث سے طعام نہ کھلاؤنگا پھر اپنے والد کی میراث میں طعام پایا اور وہ فلان کو کھلایا یا اور مہر پائے اور اسکے عوض طعام خرید کر کے کھلایا تو حالف ہوگا اور اگر طعام میراث کے عوض دوسرا طعام بدل کر کے اس میں سے اسکو کھلایا تو حالف نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے والد کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکا مال مر گیا اور یہ اسکے مال کا وارث ہو ا پس اس مال کے عوض طعام خرید یا اور اسکو کھایا تو حالف نہ ہوگا اور اگر حالف







قسم کھائی کہ اپنے داماد کی روٹی سے نہ کھاؤنگا پھر اسکا داماد سفر کو پہلا گیا اور اپنی جورو کے واسطے نفقہ چھوڑ گیا حسین  
سے اسنے کھا یا پس اگر داماد اس عورت کے واسطے نفقہ الگ کر گیا ہو تو حائض نہوگا اور اگر الگ نہ کر گیا ہو بلکہ  
پہلے کھا گیا ہو کہ میرے طعام میں سے بقدر کفایت تو کھا پس حالت نے بھی کھا یا تو حائض ہوگا یہ وجہ کروری  
میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ اپنے باپ کے مال سے نہ کھاؤنگا پھر باپ مر گیا اور حائض وارث ہو اور اس نے  
کھا یا تو حائض نہ ہوگا اور یہی صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر قسم میں یہ لفظ بھی کھا ہو کہ باپ کے  
مال سے بھلا اسکے مرنے کے نہ کھاؤنگا تو اس صورت میں حائض ہوگا یہ وجہ کروری میں لکھا ہو اور اگر کسی عورت  
نے قسم کھائی کہ اپنے پسر کے طعام سے نہ کھاؤنگی حالانکہ قسم سے پہلے اسکا بیٹا اسکو چند قسم کے طعام پہنچ چکا ہو پس انکو  
اسنے کھا یا تو حائض نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ عورت نے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اسنے  
قسم میں اس طعام کی بھی نیت کی ہو تو حائض ہوگی اور اضافت باعتبار حجاز صحیح ہوگی یعنی جو پہلے پسر کا تھا یہ  
میں لکھیں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ کھانا نہ کھاؤنگا پس فلاں نے ایک برتن سے اور حائض نے  
دوسرے برتن سے کھانا کھا یا تو حائض نہ ہوگا جب تک کہ دونوں ایک ہی برتن سے نہ کھا وین یہ قتادی قاضی خان  
میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مال فلاں سے نہ کھاؤنگا پھر دونوں نے روپیہ قبال کر کوئی چیز خریدی اور دونوں  
نے کھائی تو قسم میں حائض نہوگا اسواسطے کہ عرف میں یہ اپنا مال کھانا کھاتا ہو ایسا ہی فتاویٰ ابواللیث  
میں نہ کروری کا کافی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی چیز سے نہ کھاؤنگا پھر فلاں کی مچ اسکی جورو نے بھی ہانڈی  
میں ڈالی جسکو حائض نے کھا یا تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل رحم نے فرمایا کہ حائض ہوگا الا انکہ فلاں و حائض کے  
درمیان کوئی سبب قسم ایسا ہو کہ جو اس امر پر دلالت کرے کہ ایسی مچ وغیرہ مراد نہیں ہو اگر قسم کھائی کہ  
فلاں کے باغ انکو سے اس سال کوئی چیز نہ کھاؤنگا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم بارہ مہینہ پر واقع ہوگی اور  
ہمارے مولانا نے فرمایا کہ چاہیے یوں ہو کہ ایسی بیالیس جہت قرار دے باقی رہے اس مہینہ پر واقع ہو یہ قتادی  
قاضی خان میں ہو ایک نے کہا کہ واللہ جو فلاں کو دیکھا اسکو نہ کھاؤنگا یعنی ایسی کھانے کی چیز جیسے گوشت و طعام  
وغیرہ پھر حائض نے اس فلاں کو گوشت دیا کہ اسکو پکا کرے پس اسنے پکا کر شروع کیا اور اسمین گاسے کی  
اوجھ کا ایک ٹکڑا ڈال دیا جو ہانڈی کے جوش میں نکل گیا پھر حائض نے ہانڈی کا شوربا کھا یا تو امام محمد نے  
فرمایا کہ میری دانست میں وہ حائض نہوگا جبکہ اسنے اسمین ایسا گوشت ڈال دیا جو تنہا پکا کر اس سے شوربا  
لینے کے لائق نہیں ہو سبب اسکے کہ قلیل ہو۔ اور اگر اسقدر ہو کہ تنہا پکا کر اس سے شوربا لیا جاسکتا ہو تو اس  
صورت میں حائض ہوگا حالانکہ امام محمد نے فرمایا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جو فلاں لا دیکھا میں اسکو نہ  
کھاؤنگا پھر فلاں نہ کور گوشت لایا اور اسکو بھونا اور بعد تیار ہونے کے اسکے نیچے حائض کے چاہنے پر  
رکھے چنانچہ اسکی تھی چا تو ان میں آئی جسکو حائض نے کھا یا تو حائض ہوگا اسی طرح اگر فلاں نہ کورچے لایا اور  
انکو پکا یا پس حائض نے اسکا شوربا کھا یا اور اسمین چنے کا دھڑ آتا ہو تو حائض ہوگا اور اسی طرح اگر تازہ چھوڑا  
جسکو طعمہ کھتے ہیں لایا اسمین سے رہا ہوا اور اسکو حائض نے کھا یا یا زیتون لایا اور وہ پہلا گیا جسکا تیل  
حائض نے کھا یا تو حائض ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے طعام سے کوئی طعام نہ کھاؤنگا

قسم کھائی کہ اپنے داماد کی روٹی سے نہ کھاؤنگا پھر اسکا داماد سفر کو پہلا گیا اور اپنی جورو کے واسطے نفقہ چھوڑ گیا حسین سے اسنے کھا یا پس اگر داماد اس عورت کے واسطے نفقہ الگ کر گیا ہو تو حائض نہوگا اور اگر الگ نہ کر گیا ہو بلکہ پہلے کھا گیا ہو کہ میرے طعام میں سے بقدر کفایت تو کھا پس حالت نے بھی کھا یا تو حائض ہوگا یہ وجہ کروری میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ اپنے باپ کے مال سے نہ کھاؤنگا پھر باپ مر گیا اور حائض وارث ہو اور اس نے کھا یا تو حائض نہ ہوگا اور یہی صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر قسم میں یہ لفظ بھی کھا ہو کہ باپ کے مال سے بھلا اسکے مرنے کے نہ کھاؤنگا تو اس صورت میں حائض ہوگا یہ وجہ کروری میں لکھا ہو اور اگر کسی عورت نے قسم کھائی کہ اپنے پسر کے طعام سے نہ کھاؤنگی حالانکہ قسم سے پہلے اسکا بیٹا اسکو چند قسم کے طعام پہنچ چکا ہو پس انکو اسنے کھا یا تو حائض نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ عورت نے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اسنے قسم میں اس طعام کی بھی نیت کی ہو تو حائض ہوگی اور اضافت باعتبار حجاز صحیح ہوگی یعنی جو پہلے پسر کا تھا یہ میں لکھیں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ کھانا نہ کھاؤنگا پس فلاں نے ایک برتن سے اور حائض نے دوسرے برتن سے کھانا کھا یا تو حائض نہ ہوگا جب تک کہ دونوں ایک ہی برتن سے نہ کھا وین یہ قتادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مال فلاں سے نہ کھاؤنگا پھر دونوں نے روپیہ قبال کر کوئی چیز خریدی اور دونوں نے کھائی تو قسم میں حائض نہوگا اسواسطے کہ عرف میں یہ اپنا مال کھانا کھاتا ہو ایسا ہی فتاویٰ ابواللیث میں نہ کروری کا کافی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی چیز سے نہ کھاؤنگا پھر فلاں کی مچ اسکی جورو نے بھی ہانڈی میں ڈالی جسکو حائض نے کھا یا تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل رحم نے فرمایا کہ حائض ہوگا الا انکہ فلاں و حائض کے درمیان کوئی سبب قسم ایسا ہو کہ جو اس امر پر دلالت کرے کہ ایسی مچ وغیرہ مراد نہیں ہو اگر قسم کھائی کہ فلاں کے باغ انکو سے اس سال کوئی چیز نہ کھاؤنگا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم بارہ مہینہ پر واقع ہوگی اور ہمارے مولانا نے فرمایا کہ چاہیے یوں ہو کہ ایسی بیالیس جہت قرار دے باقی رہے اس مہینہ پر واقع ہو یہ قتادی قاضی خان میں ہو ایک نے کہا کہ واللہ جو فلاں کو دیکھا اسکو نہ کھاؤنگا یعنی ایسی کھانے کی چیز جیسے گوشت و طعام وغیرہ پھر حائض نے اس فلاں کو گوشت دیا کہ اسکو پکا کرے پس اسنے پکا کر شروع کیا اور اسمین گاسے کی اوجھ کا ایک ٹکڑا ڈال دیا جو ہانڈی کے جوش میں نکل گیا پھر حائض نے ہانڈی کا شوربا کھا یا تو امام محمد نے فرمایا کہ میری دانست میں وہ حائض نہوگا جبکہ اسنے اسمین ایسا گوشت ڈال دیا جو تنہا پکا کر اس سے شوربا لینے کے لائق نہیں ہو سبب اسکے کہ قلیل ہو۔ اور اگر اسقدر ہو کہ تنہا پکا کر اس سے شوربا لیا جاسکتا ہو تو اس صورت میں حائض ہوگا حالانکہ امام محمد نے فرمایا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جو فلاں لا دیکھا میں اسکو نہ کھاؤنگا پھر فلاں نہ کور گوشت لایا اور اسکو بھونا اور بعد تیار ہونے کے اسکے نیچے حائض کے چاہنے پر رکھے چنانچہ اسکی تھی چا تو ان میں آئی جسکو حائض نے کھا یا تو حائض ہوگا اسی طرح اگر فلاں نہ کورچے لایا اور انکو پکا یا پس حائض نے اسکا شوربا کھا یا اور اسمین چنے کا دھڑ آتا ہو تو حائض ہوگا اور اسی طرح اگر تازہ چھوڑا جسکو طعمہ کھتے ہیں لایا اسمین سے رہا ہوا اور اسکو حائض نے کھا یا یا زیتون لایا اور وہ پہلا گیا جسکا تیل حائض نے کھا یا تو حائض ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے طعام سے کوئی طعام نہ کھاؤنگا

پھر اسکا سرکہ یا روغن زیتون یا نمک کھایا یا انہیں سے کوئی چیز کھانے کے ساتھ کھائی تو حائث ہوگا اور اسکا پانی یا بنید لیکر اسکے ساتھ اپنی روٹی کھائی تو حائث ہوگا یہ جو ہرہ نہرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ گیسوں نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے اناج کے ساتھ ملا کر کھایا یا قسم کھائی کہ یہ جو نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے اناج میں ملا کر کھایا پس اگر لپوں سے کھا یا یعنی پھنکی مار کر کھایا پس اگر یہ گیسوں یا جو غالب ہوں تو حائث ہوگا اور اگر دوسرے اناج کو علیہ ہو تو حائث نہ ہوگا اور اگر مساوی ہوں تو قیاس یہ ہو کہ حائث ہوگا اور استسنا ہوگا ہوگا اور اگر ایک ایک دانہ کر کے کھایا ہو تو بہر حال حائث ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا یا کہ نہ پیونگا الا باجارت فلاں پھر فلاں نے اسکو اجازت دی تو یہ اجازت ایک قسم اور ایک گھونٹ پر ہوگی محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی طعام نہ کھاؤنگا اور نہ پیونگا پھر کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہ اسکو حلق میں داخل ہونے دیا تو حائث ہوگا۔ اور اگر اپنی قسم فعل پر منع کی پھر اس سے گھٹ کر کیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر اس سے بڑھ کر کیا تو حائث ہوگا یہ بسو طین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کھانا پینا کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکو اپنے منہ میں داخل کیا تو حائث ہوگا پھر اگر اس نے دھوئی کیا کہ میری مراد نہ چلنے سے یہ بھی کہ نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا تو دینا فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہوگی اور قضا کر تصدیق نہ ہوگی یہ بدلتے ہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ نہ چکھونگا کھانا اور نہ پینا پھر ایک چکھا تو حائث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ نہ کھاؤنگا کھانا اور نہ پینا اور اسی طرح اگر حرف یا دونوں کے بیچ میں لایا تو بھی ہی حکم ہو یہ بسو طین ہو۔ اور اگر کہا کہ دانہ طعام و نہ اسکا نہ چکھونگا پھر اسے ایک کو چکھا تو حائث ہوگا اور شیخ ابوالقاسم الصفار نے فرمایا کہ حائث ہوگا اور شیخ ابوکریم بن الفضل نے فرمایا کہ اسکی نیت یہ ہو اور اگر اس نے کچھ نیت نہ کی ہوگی تو ایک کے چکھنے سے حائث نہ ہوگا اور اسی پر فتوے ہو کسی نے قسم کھائی کہ خیر نہ چکھونگا پھر اسی روٹی کھائی جسکا خیر نہ اس سے کیا گیا ہو تو حائث ہوگا فرمایا کہ اپنی قسم میں حائث اندوگا جیسے قسم کھائی کہ نہ پیت نہ چکھونگا پھر روٹی کھائی جسکا آٹا نہ پیت میں گو خدا کا گیا ہو تو حائث نہیں ہوتا ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے گھر میں طعام نہ چکھونگا اور نہ شراب یعنی پینے کی چیز پھر اسکے گھر میں کوئی چیز چکھی اور اسکو اپنے منہ میں داخل کیا مگر اسکے پیٹ میں نہیں پہنچی تو حائث ہوگا اور قسم حلقہ نہ چکھنے پر ہوگی۔ اور اگر اس سے کسی نے کہا کہ میرے پاس آج کے روز کھانا کھا پس اسے قسم کھائی کہ اگر میرے گھر نہ چکھونگا طعام و نہ شراب تو یہ قسم کھانے پر ہوگی نہ چکھنے پر یہ قضاے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ پانی نہ چکھونگا پس اس نے نماز کے واسطے کلی کی تو حائث ہوگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ یہ خیر نہ چکھونگا پھر وہ شراب سرکہ ہوگی پس اسکو پیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر یہ بھی نیت ہو کہ جو اس سے ہوگا وہ بھی نہ چکھونگا تو حائث ہوگا یہ جو ہرہ نہرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تقدی نہ کرونگا تو غدار وہ کھانا ہو جو طلوع فجر سے وقت ظہر تک ہو اور عشاء کھانا ہو کہ نماز ظہر سے آدھی رات ہو یہ ہدایہ میں ہے پس اگر قسم کھائی کہ آج تقدی نہ کرونگا پھر نصف نماز کے بعد کھایا تو حائث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور شیخ بھندی رح نے فرمایا کہ یا ماہد کاعرف تھا اور ہمارے عرف میں عشاء کا وقت بعد نماز عصر کے ہو۔ پھر واضح رہے کہ خدا و عشاء عیار ہوتا ہے ایسے کھانے سے ہو جس سے عادت کے موافق پیٹ بھر کے کھانا لوگوں کی غالب عادت کا مقصود ہو ورنہ تاہو

یہ جو ہرہ نہرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ خیر نہ چکھونگا پھر وہ شراب سرکہ ہوگی پس اسکو پیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر یہ بھی نیت ہو کہ جو اس سے ہوگا وہ بھی نہ چکھونگا تو حائث ہوگا یہ جو ہرہ نہرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تقدی نہ کرونگا تو غدار وہ کھانا ہو جو طلوع فجر سے وقت ظہر تک ہو اور عشاء کھانا ہو کہ نماز ظہر سے آدھی رات ہو یہ ہدایہ میں ہے پس اگر قسم کھائی کہ آج تقدی نہ کرونگا پھر نصف نماز کے بعد کھایا تو حائث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور شیخ بھندی رح نے فرمایا کہ یا ماہد کاعرف تھا اور ہمارے عرف میں عشاء کا وقت بعد نماز عصر کے ہو۔ پھر واضح رہے کہ خدا و عشاء عیار ہوتا ہے ایسے کھانے سے ہو جس سے عادت کے موافق پیٹ بھر کے کھانا لوگوں کی غالب عادت کا مقصود ہو ورنہ تاہو

پس قسم کھانے والے کے شہر میں جو خدائے ہوا سیر قسم نہ دے ہوگی پس اگر وہ چیز خدائے ہوگی تو اس کے کھانے سے  
حائض ہوگا ورنہ نہیں اور اسی واسطے شارح نے کہا کہ اگر شہر کے لوگوں نے خدائے ترک کر کے پر قسم کھائی پس  
انہوں نے دودھ پی لیا تو چونکہ غالب عادت لوگوں کی اس سے تغدی نہیں ہو اس وجہ سے حائض نہ بنے اور  
اگر بدھوی نے اپنی قسم کھائی اور پھر دودھ پی لیا تو چونکہ غالباً انکا ایک وقت اول کا کھانا ہی ہو لہذا حائض ہوگا  
اور شیخ ابو الحسن نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ تغدی نہ کرونگا پھر سو اسے روٹی کے چھو بار اوچا نول دیا کہ وغیرہ کوئی  
چیز کھائی یہاں تک کہ سیر ہو گیا تو حائض ہوگا اور یہ خدائے کھانا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر گوشت بغیر روٹی کے کھایا  
تو بھی یہ حکم ہو اور غذا ہر شہر کی وہ ہو جو ان میں متعارف ہو قال المترجم ہمارے یہاں دیا رہین ایسا عورت ظاہر  
نہیں ہو لہذا قسم اپنے اصلی معنی پر ہوگی پس شیخ ابو الحسن کا قول اقرب ہو سو اسے چا نول و دیگر اناج و گوشت  
کے کہ اپنے ہمارے عرفت غیر ظاہر کی وجہ سے اقرب الی الحنف ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم اور نیز سیر ہو جائے میں تامل  
ہو نہیں اولی یہ ہو کہ احتیاطاً ملحوظ رکھے فافهم۔ قال اور خدائے میں شرط یہ ہو کہ آدمی سیری سے زائد ہو سکتی کہ اگر اپنی  
باندی سے کہ اگر تو نے آج کی رات کسی نہ کی یعنی عشاء کا کھانا نہ کھایا تو میرا غلام آزاد ہو پس اس نے ایک لقمہ  
یا دو لقمہ کھالیے تو یہ عشاء نہیں ہوئی اور حالت اپنی قسم میں سچا نہ ہوگا بیان تک کہ باندی مذکورہ اپنی نعمت  
سیری سے زیادہ کھالیو سے یہ سراج و باج میں ہو۔ رمضان میں قسم کھائی کہ آج کی رات عشاء نہ کھاؤنگا پھر دو  
پھر رات جانے کے بعد کھایا تو حائض نہ ہوگا یہ وجہ زوری میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سحری نہ کھاؤنگا تو نصف  
رات سے فجر تک کھانے سے حائض ہوگا یہ شرح جمع البحرین میں ہو بسیار اطلاق عرب میں دوہین ایک بعد  
زوال سے اور دوسری بعد غروب شمس سے پس ان دونوں میں سے قسم چاہے جسکی نیت کرے صحیح ہوگی اور علی ہذا اگر  
بعد زوال کے قسم کھائی کہ یکام نہ کرونگا بیان تک کہ مساء کروں اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو یہ سورج ڈوبنے  
کی شام پر ہوگی اس واسطے کہ نصف اول چل کر ناممکن نہیں ہو پس دوسری مساء یعنی شام پر چمول ہوگی  
یعنی ما بعد غروب یفتح القدر میں ہو۔ اور سطل نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ اگر قسم کھائی کہ کیا ثیۃ ضوۃ  
یعنی وقت ضوۃ کے اسکے پاس آویگا تو ضوۃ بعد طلوع آفتاب کے جہدم سے کہ نماز پڑھنی جائز ہو جاتی ہو  
تا نصف النہار ہو یہ محیط شمس میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ لا یصلح اے صبح کو نہ آؤنگا تو صبح  
میں سے نہ دیکھ ضعیفی اگر اور ارتفاع آفتاب کے درمیان ہو اور جب ضعیفی اکبر ہوگئی تو تصبیح کا وقت جاتا رہا یہ  
بدائع میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ بعد منہ الیوم بالکف یعنی اسکو آج غذا ہزار درم کی کھلاؤنگا یا اگر میں آزاد کروں  
ایسے غلام کو کہ اسکو ہزار کو خریدوں یا اگر آج تو روئی ہزار کی نہ کا سہ تو ایسا ایسا پس اسے کوئی ایک درم کی چیز  
ہزار درم کو خریدی اور وہ اسکو خدائے کھلائی یا اسی طرح غلام خرید کر آزاد کیا یا اس طرح روٹی خریدی جسکو عورت نے  
کات دیا تو اپنے قسم میں سچا ہو گیا یہ وجہ زوری میں ہو اور اگر کہا کہ اگر میں نے تغدی دو غنیموں سے کر لی تو میرا  
غلام آزاد ہو پھر آج صبح کو ایک رغیف کھائی اور کل صبح کو دوسری رغیف کھائی تو قیاساً حائض ہوگا کیونکہ نفل سلطان کا  
خواہ آج ایک روز میں یا دو روز میں جیسے تھیں کی صورت میں ہو اور اگر کہا کہ اگر میں نے ان دو غنیموں سے تغدی  
کر لی تو میرا غلام آزاد ہو پس ایک سے اس نے آج تغدی کی اور دوسری سے دوسرے روز تغدی کی تو حائض ہوگا

لوگوں کو  
انہوں نے  
دودھ پی  
اگر بدھوی  
اور شیخ  
چیز کھائی  
تو بھی یہ  
نہیں ہو  
کے کہ اپنے  
ہو نہیں  
باندی سے  
یا دو لقمہ  
سیری سے  
پھر رات  
رات سے  
زوال سے  
بعد زوال  
کی شام پر  
یعنی ما بعد  
یعنی وقت  
تا نصف  
میں سے نہ  
بدائع میں  
ایسے غلام  
ہزار درم  
کات دیا تو  
غلام آزاد  
خواہ آج  
کر لی تو

پس ایسا ہی بیان ہوا اور استثنائاً حائض ہوگا۔ اور اگر اس نے اس صورت میں تفریق تغذی کرنے کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی۔ اور اگر اسنے یوں کہا کہ اگر میں نے دروغین کھالین یا مین نے یہ دروغین کھالین تو میرا غلام آزاد ہو تو یوں کو ایسا کہ یا تفریق کھالیا تو قیاساً و استثنائاً حائض ہو گیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم خدا پر تفریق کی اور اس میں سے روٹی کو استثناء کر لیا تو جو چیز کہ روٹی کی طبیعت میں کھائی جاتی ہو وہ بھی روٹی کی استثناء کے ساتھ مستثنیٰ ہوگی چنانچہ اگر کھاکے تغذی نہ کرے گا سوا سے روٹی کے تو روٹی کے ساتھ سانس و سرکارت یوں وغیرہ جو بالہ تصدق نہیں کھائے جائے ہیں مستثنیٰ ہو گئے اور روٹی کے ساتھ اس کے کھائے سے حائض ہوگا اور جو چیز تصدق کھائی جاتی ہو اور عادت کے موافق بتائیں کھائی جاتی ہو بھی طبیعت میں و چانول وغیرہ اسنے حائض ہوگا اور وہ مستثنیٰ نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں بقصد و کھانے کی بھی عادت ہوتی کھانا انکا خود ہو ہو اور روٹی کے ساتھ اسکی طبیعت میں بھی کھانے کی عادت ہوتی ہو جیسے گوشت و مچھلی و دودھ وغیرہ تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ روٹی کے استثناء کر کے مین اسکی طبیعت میں یہ بھی سنتے ہوں گی اور انکے کھانے سے حائض ہوگا اور امام شافعی نے فرمایا کہ مستثنیٰ نہ ہوگی اور حائض ہوگا۔ یہی جب امام مہم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کھاکے اگر میں نے کھایا آج کے روزا لا رغیف تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس نے رغیف کھائی اور پھر اسکے بعد فاک یا چھوہا ریا یا حبیب یا چانول کھائے تو حائض ہوگا بان اگر اس نے وعدہ کیا کہ میں نے روٹی سے استثناء کا قصد کیا تھا یعنی روٹی میں اگر سوا سے رغیف کے کھانے تو ایسا ہو تو اس صورت میں اس کے قول کی وجہ تصدیق ہوگی نہ تصدیق نہ ہوگی۔ پھر واضح رہے کہ اگر مسئلہ مذکورہ میں بعد رغیف کے کھانے کے فواک یا چھوہا ریا کھائے ہوں یا رغیف کے ساتھ ہی کھائے ہوں ہر حال حائض ہوگا اور اسی طرح اگر کھاکے اگر میں نے تغذی کی الا بغیف تو میرا غلام آزاد ہو پھر رغیف سے تغذی کی پھر فواک یا چھوہا ریا کھائے تو حائض ہوگا اور اسی طرح اگر حبیب کھایا تو بھی حائض ہوگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تغذی کی صورت میں ان چیزوں کے کھانے سے جب بھی حائض ہوگا کہ بغیر رغیف کے کھانے کے اس نے یہ چیزیں کھائی ہوں اور اگر رغیف سے تغذی کرنے کے بعد جب کہ تغذی بغیف ہوگی اور تغذی منقطع ہوگئی اور پھر کھانے کھائے یا تو حائض نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکے ساتھ تغذی کرنے والا نہیں کھائیگا اور تغذی کے بعد پھر اسکا کھانا آزاد رواج نہیں ہوا اور اگر اس صورت میں بھی اس نے خاصۃً خبر یعنی روٹی سے استثناء کی نیت کی ہو تو دیا نہ تصدیق کی جائیگی نہ تصدیق نہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر قسم سے پہلے کوئی ایسا کلام واقع ہو کہ اس سے اس امر پر راستہ لال کیا جائے کہ اس نے روٹی سے استثناء کر دیا ہو مثلاً کھایا ہو کہ تو آج دروغین کھالین اسنے کھاکے اگر میں آج کے روز کھاؤں الا ایک رغیف تو میرا غلام آزاد ہو تو اس صورت میں اسکی قسم خاصۃً رغیف پر ہوگی چنانچہ اگر اس نے رغیف کھانے کے بعد ہی چھوہا ریا وغیرہ کھائے تو حائض ہوگا اور اسکی قسم یوں کے ساتھ مقید ہوگی اور اگر کھاکے اگر میں آج کے روز ایک رغیف سے زیادہ کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم خاصۃً روٹی پر ہوگی چنانچہ اگر بعد ایک رغیف کے اس نے چھوہا ریا وغیرہ کھائے تو حائض ہوگا اور تصدیق کلام اس صورت میں یہ ہوگی کہ اگر میں آج کے روز جس رغیف سے ایک رغیف سے زیادہ کھاؤں تو میرا غلام





آزاد ہو کر جس چورنگہ سطح کھینے میں اسکی قسم خاص روٹیوں کے ساتھ مختص ہوتی ہو اسی طرح صورت مذکورہ میں بھی  
 روٹیوں کے ساتھ مخصوص ہوگی اور جو ہم نے الانیف کھنے کی صورت میں بیان کیا ہو وہی غیر رغیف سوائے  
 رغیف کھنے کی صورت میں بھی ہو یہ محیط میں مذکور ہی ایک مونسے کہا کہ اگر میں نے کپڑا پہنا یا میں نے کھایا یا  
 میں نے پیو تو میری جو روٹا لقمہ ہو اور پھر دعوی کیا کہ میں نے اپنی قسم میں خاصہ فلاں طعام مراد لیا تھا اور فلاں  
 طعام مراد نہیں لیا تھا تو قضا و دیا تہ کسی طرح اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور یہی صحیح اور ہی ظاہر الروایہ ہو۔  
 اور اگر کہا کہ ان بے نسبت ثوبا اور کلمت طعام لینے اگر پہنا میں نے کپڑا یا کھایا یا میں نے کھانا تو میرا طعام آزاد ہو دعوی  
 کیا کہ میں نے فلاں کپڑا یا فلاں کھانا خاصہ مراد لیا تھا تو دیا تہ اسکی تصدیق ہوگی مگر قضا و تصدیق نہوگی یہ شرح  
 جامع صغیر حاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار فلاں سے نہ پیو نہ کھا پھر اس میں سے کوئی چیز کھائی تو قضا و تصدیق  
 نے اسے واقعات میں فرمایا کہ فحتم میرے نزدیک یہ ہو کہ وہ حائث نہوگا الا آنکہ تمام ماکولات مشروبات  
 کی نیت کی ہو کہ اسے محیط قال المترجم ہمارے عرف کے موافق بالقطع وہ حائث نہوگا اور اگر اسے تمام  
 ماکولات کی نیت کی ہو تو فلاں محاورہ ہو پس جو لازم آوے اسکی نیت کا پھل ہوگا اسو سبط کہ کھانا پینا ہمارے  
 اطلاقی میں جدا جدا ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ فالتی میں کہا کہ از خانہ فلاں سچ چیز نہ خرم یعنی فلاں کے گھر سے کچھ  
 نہ کھاؤ نہ لگا تو یہ کھانے و پینے دونوں کو شامل ہو یہ قضا و سے قاضی خان میں ہے اور یہ نوع استعمال ہو وایسا ہی ہمارا  
 عرف ہے واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ مشروب نہ پیو نہ کھا پھر دونوں نے ایک ہی مجلس میں  
 ایک ہی مشروب سے پیا تو حائث نہوگا اگر چہ دونوں کے پینے کے برتن مختلف ہوں اور اسی طرح اگر ایک مجلس  
 اور دونوں کے مشروب مختلف ہوں تو بھی حائث نہوگا اور اگر اس نے مشروب واحد یا فرت واحد میں ساتھ نہ پینے  
 کی نیت کی ہو تو قضا و اسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کی ضیافت میں لکھا  
 سے زیادہ نہ پیو نہ کھا پس اس نے ایک بار اس کے مکان میں پیا اور دوسری بار اسکے بستان میں پیا تو مشایخ  
 نے فرمایا کہ اگر ضیافت ایک ہی ہو تو حائث نہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ پانی نہ پیو نہ کھا پھر اس نے آب قلیہ پیا  
 تو حائث نہ ہوگا یہ قضا و سے قاضی خان میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کی گائے کا دودھ نہ پیو نہ کھا پھر اسکی  
 گائے مرگئی اور اسکی ایک بچھیا ہو جو بڑی ہوئی پھر اسکا دودھ اس نے پیا تو حائث نہوگا یہ خلاصہ میں ہے ایک  
 نے قسم کھائی کہ لائشرب الماء پینے پانی نہ پیو نہ کھا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو چاہے کسی قدر پیے حائث نہوگا اور  
 اور اگر اس نے الماء سے کل الماء یعنی تمام پانی مراد لیا ہو تو بھی حائث نہوگا اور نیت صحیح ہو یہ محیط میں ہے اور اگر قسم  
 کھائی کہ لائشرب شرابا یعنی کوئی پینے کی چیز نہ پیو نہ کھا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو پانی وغیرہ کوئی پینے کی چیز یہ حائث  
 ہوگا ایسا ہی ابان الاصل مذکور ہے اور حیل اہل میں مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی کہ لائشرب شرابا یعنی شراب  
 نہ پیو نہ کھا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو یہ قسم خمر پر واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور امام بخاری نے فرمایا کہ یہ زبان  
 عربی میں قسم کھانے کی صورت میں ہے اور اگر فارسی میں قسم کھائی تو بہر حال خمر پر واقع ہوگی مولف رحمہ اللہ نے فرمایا  
 کہ فتوے کے واسطے فحتم ارہ ہو جو حیل الاصل میں فرمایا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ آج نہ پیو نہ کھا تو چہ  
 پیے حائث نہوگا جسے کہہ کر اور بھی پینے سے بھی حائث نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ پیو نہ کھا

لکھنا  
 وہ  
 افق  
 بسا  
 بسا  
 بن  
 حیرت  
 حیرت  
 حیرت  
 حیرت  
 حیرت



ایسی ہو کر اس میں سے بہت بہت سے نشہ ہو جا دے تو حائف ہو گا۔ اور اگر اپنی قسم ایسی چیز کے پینے پر عقیدہ کی  
جو پی نہیں جاتی ہو اور جو چیز اس سے نکالتی ہو وہ پی جاتی ہو تو اس کی قسم جو اس سے نکالتی ہو اس کے پینے پر واقع  
ہو گی اس کی مثال یہ ہو کہ نقشے میں مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ اس نے اپنے چھوٹے ہارے سے نہ پیو نکا پھر اس کی ہینڈ  
پی تو اپنی قسم میں حائف ہو گا اور اس قسم کے مسائل کی تفسیر میں ہی اصل ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک نے  
اپنی جورو کی طلاق کی قسم اس کو پھر کھائی کہ مسکرنہ پیو نکا پھر کوئی چیز مسکر اس کے حلق میں ڈالی گئی جو اس کے پیٹ  
میں چلی گئی تو شائع نہ فرمایا کہ اگر بدول اس کے فعل کے اندر چلی گئی تو حائف نہ ہو گا ہاں اگر اس کے بعد اسے خود  
پی لی تو حائف ہو گا اور اگر اس کے منہ میں ڈالی گئی پس اس نے روک رکھی پھر اس کو پی کیا تو حائف ہو گیا یہ  
فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کے پیاسے سے نہ پیو نکا پھر حائف نے اس کے پیاسے سے  
اسے پانی سے نہ پیو نکا اور حائف اس فلاں کی دکان میں بیٹھا ہو پھر حائف نے ایک کوڑہ خرید کر رات کو فلاں  
مذکور کی دکان میں رکھ دیا پھر فلاں کے اجیر نے اس کوڑہ میں نہر سے پانی بھر کر رات میں دکان میں رکھ دیا  
پھر جب صبح کو حائف اس دکان میں آیا تو پانی کا کوڑہ مذکور مانگ کر اس میں سے پی لیا پس اگر حائف نے یہ کوڑہ  
اسی حیلہ کے واسطے خرید لیا کہ حائف نہ تو پیو نکا امید ہو کہ وہ حائف نہ تو اس واسطے کہ اجیر مذکور اس صورت  
میں حائف کا عامل ہو جائیگا پس وہ اپنا پانی پیو والا ہوا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس قریہ میں  
شیر نہ پیو نکا پھر اس قریہ کے باغما سے انگوڑیا لکھتوں میں شراب پی تو شائع نہ فرمایا کہ اگر گانوں کی آبادی  
میں یا ان باغما سے انگوڑی سے ملے ہوئے ہیں شراب پی تو حائف ہو گا ورنہ نہیں یہ طریقہ میں ہو اگر کما کہ  
اگر میں نے شراب پی یا جو لکھ لا تو میرا فلام آزاد ہو تو ان دونوں میں سے ایک کام کرنے سے حائف ہو جائیگا  
اور قسم نہ پیو نکا پھر اس کی اور اگر کما کہ والند اگر شراب بخورم تو ان میں سے ایک فعل کرنے سے حائف ہو گا  
اور اگر کما کہ تاگل سرخ نہ پیو نکا پھر شراب بخورم تو یہ قسم راجع ہو گی گل سرخ کے ہمارے پیو نکا گویا یوں کہ جب تک گلاب  
نہ پیو نکا میں شراب نہ پیو نکا بشرطیکہ اس نے حقیقہ گل سرخ دیکھا ہو ورنہ لیا ہو اور اگر قسم کھائی کہ ان دونوں  
مذکور یوں سے نہ پیو نکا پھر ایک کا دودھ پیا تو حائف ہو گا یہ ہر اجیلہ میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی  
قسم کھائی اس پر کہ مادام کہ بخارا میں ہوں شراب نہ پیو نکا پھر قضا الجوس کی طرف چلا گیا پھر وہاں سے واپس  
آیا اور شراب پی تو شیخ ابو بکر محمد بن افضل نے فرمایا کہ اگر اسے مادام کہ بخارا میں ہوں اس قول سے بخارا  
کی سکونت در اولیٰ اور حال یہ کہ وہ قسم کے وقت بخارا کا ساکن تھا تو حائف ہو گا اور اگر قول مذکور سے اپنے  
اپنے بدن کا بخارا میں ہونا مراد لیا پھر قضا الجوس میں ہا کر واپس آکر شراب پی تو قسم باقی نہ رہی اور اگر اس کی  
کچھ نیت نہ ہو پھر وہاں ہا کر واپس آیا تو کافی ہو حائف ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے  
کما کہ اگر میں نے شراب پی تو میری عورت مطلقہ ہو جائیگی اور میرا فلام آزاد ہو جائیگا پھر اسے شراب پی تو اس کی  
جورو طلاق اور فلام آزاد ہو جائیگا اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے طلاق وعتاق کی نیت نہیں کی  
تھی بلکہ میری غرض یہ تھی کہ میرے اصحاب میرا پیو نکا پھر وین تو تصدیق ہو گی۔ ایک نے قسم کھائی کہ میں نہ مسکرنہ

فماہ ہندیہ کتاب لایان باسیخ کھانہ دہلی کی قسم

پیونگا پس اُسکی جو روئے کما کہ چار مہینہ پس شوہر نے کہا کہ چار ماہ گیر تو بعض نے فرمایا کہ دست چار مہینہ ہو جائیگی اور بعض نے کہا کہ چار مہینہ نہ ہوگی۔ اور یہ برہنہ ہے آنکہ اگر حالت نے بعد سکوت کے اپنی قسم پر ایسی بات کو عطف کیا جس سے اُسکے نفس پر سختی زیادہ ہوئی جاتی ہو تو وہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اُسکی قسم میں داخل ہو جائیگی اور اگر بعد سکوت کے ایسی بات عطف کی جس سے اُسکے نفس پر سختی ہوئی ہو یا آسانی پس بعض نے کہا کہ سختی ہو اس جہت سے کہ طلاق چوتھے مہینہ کے پینے پر واقع ہوگی اور یہی اصح ہے چھ روز و خیرہ میں ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے جامع کبیر میں فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات سے کبھی نہ پیونگا پھر اس سے چلوؤں میں بھر کر پیا یا برتن میں لیکر پیا تو امام اعظم کے نزدیک حائث ہوگا جب تک کہ مؤخر لگا کر نہ پیے اور صاحبین رحمہم کے نزدیک حائث ہوگا قال الامام احمد امام کے نزدیک حقیقت جو ہو سکے ہو اور اسے ہو یعنی فرات میں سے پیوئے ہو سکتا ہو اور صاحبین رحمہم کے نزدیک حائث ہوگا۔ حجاز متعارف اولیٰ ہو کہ عرف میں اس سے برتن وغیرہ سے پیا فراد ہو تا ہی پیرا اگر کسی نے پیوئے ہو یا تو امام احمد کے نزدیک کیا حکم ہو پس مسئلہ کتاب میں مذکور نہیں ہو اور شائع رہنے لگے اس میں اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ نہیں حائث ہوگا اور بعض نے کہا کہ حائث ہوگا۔ اور یہ اس وقت ہے کہ اسکی کچھ قیمت نہ ہو اور اگر اسنے بیعت کی ہو کہ مؤخر لگا کر نہ پیونگا تو صاحبین رحمہم کے نزدیک اسکی بیعت قضا و دیانہ صحیح ہوگی اور اگر اسنے چلوؤں و برتن سے پینے کی نیت کی تو امام اعظم رحمہم کے نزدیک دیانہ اسکی تصدیق ہوگی مگر قضا و تقاضا میں ہوگی اور یہ سب اس وقت ہے کہ اگر اسنے فرات سے چلوئے یا مؤخر لگا کر پیا ہو اور اگر اسنے کسی دوسری نہر سے جو فرات سے پانی لیتی ہو چلوئے یا مؤخر لگا کر پیا تو اپنی قسم میں سب کے نزدیک بالاتفاق موافق ظاہر الرواج کے حائث ہوگا یہ و خیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات سے نہ پیونگا پھر اسنے کسی نہر سے جو فرات سے پانی لیتی ہو چلوئے یا مؤخر لگا کر پیا تو فرات سے چلوئے یا مؤخر لگا کر پیا تو بالاتفاق سب اماموں کے نزدیک حائث ہوگا یہ شرح جامع کبیر میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ درجلہ سے پانی نہ پیونگا اور اسکی کچھ قیمت نہیں ہو پھر برتن میں لیکر پانی پیا تو حائث ہوگا یہاں تک کہ مؤخر لگا کر پیے اور اگر قسم کھائی کہ بارش کے پانی سے نہ پیونگا پھر درجلہ میں بارش کا پانی جاری ہو تو اسکے پینے سے حائث نہ ہوگا اور اگر اسنے کسی وادی سے جس میں آب باران رواں ہو حالانکہ اس میں پانی نہ تھا پیا یا کسی میدان میں آب باران جمے ہو اس میں سے پیا تو حائث ہو گیا یہ سرراج و ہارچ میں ہو۔ اور اگر کسی نہر سے پانی نہ پینے کی قسم کھائی کہ یہ نہر درجلہ کی طرف جاری ہو یعنی اس میں پانی ہو پھر درجلہ میں سے پانی لیکر پیا تو حائث ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات سے نہ پیونگا پھر اسنے درجلہ و خیرہ میں سے شیریں پانی لیکر پیا تو حائث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنے غلاموں سے کہا کہ جس نے تم میں سے اس نہر کا پانی پیا وہ آزاد ہو پھر سب نے پیا تو سب آزاد ہو جائیگے اور اگر کہا کہ جو تم میں سے اس کوزہ کا پانی پی جائے وہ آزاد ہو اور کوزہ میں اس قدر پانی تھا کہ اسکو انہیں سے ایک دفعہ یا دو دفعہ میں پی سکتا ہو پھر بعض نے اسکو پیا تو کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس کوزہ سے

پس اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس نہر کا پانی نہ پیونگا اور اس نے کسی نہر سے جو اس نہر سے پانی لیتی ہو چلوئے یا مؤخر لگا کر پیا تو حائث ہوگا یہاں تک کہ مؤخر لگا کر پیے اور اگر قسم کھائی کہ بارش کے پانی سے نہ پیونگا پھر اس نے درجلہ میں بارش کا پانی جاری ہو تو اس کے پینے سے حائث نہ ہوگا اور اگر اس نے کسی وادی سے جس میں آب باران رواں ہو حالانکہ اس میں پانی نہ تھا پیا یا کسی میدان میں آب باران جمے ہو اس میں سے پیا تو حائث ہو گیا یہ سرراج و ہارچ میں ہو۔ اور اگر کسی نہر سے پانی نہ پینے کی قسم کھائی کہ یہ نہر درجلہ کی طرف جاری ہو یعنی اس میں پانی ہو پھر درجلہ میں سے پانی لیکر پیا تو حائث ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات سے نہ پیونگا پھر اس نے درجلہ و خیرہ میں سے شیریں پانی لیکر پیا تو حائث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنے غلاموں سے کہا کہ جس نے تم میں سے اس نہر کا پانی پیا وہ آزاد ہو پھر سب نے پیا تو سب آزاد ہو جائیگے اور اگر کہا کہ جو تم میں سے اس کوزہ کا پانی پی جائے وہ آزاد ہو اور کوزہ میں اس قدر پانی تھا کہ اسکو انہیں سے ایک دفعہ یا دو دفعہ میں پی سکتا ہو پھر بعض نے اسکو پیا تو کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس کوزہ سے





ایضا لگے تھے کلام ہما لکن ان کیوں من غیر تکلف قتال فیہ۔ ایک نے قسم کھائی کہ وسط و جلہ سے پیونگا پھر اسے  
 ایسی جگہ سے پانی بنایا جو شیکہ و ہار شین ہو شکلا کنارہ سے نہ پانی یا چوٹائی ہو حالانکہ دھار پیچون بیکہ میں ہو تو  
 اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور دریا قنٹہ کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ پیونگا محروم نہ شارب و نہ قلال نہ قلال یعنی  
 شرابوں کے نام سے پھر انہیں ستہ ایک پانی تو شرابا کہ وانشہ ہوا یہ تا تا زمانہ میں ہو اور اگر کہا کہ اس پانی  
 سے نہ پیونگا پھر وہ پانی تم گیا جیسے اسے اس نے کھایا تو حاشہ نہ ہوگا اور اگر پھر پھیل گیا کہ اسے اسکو پیا تو  
 حاشہ ہوگا یہ خدا صہ میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ بلا اولی قلال کے نہ پیونگا پس قلال نے اپنے ہاتھ سے  
 اس کے ہاتھ میں دیر یا اور اسکو زبان سے اجازت نہ دی اور وہ بی گیا تو چاہیے کہ حاشہ ہو جاوے اور وسط  
 کہ اسے اجازت نہیں دی ہو۔ ایک نے کہا کہ اگر میں کچھ کچھ کی راست قلال کے گھر نہ لیا تو ان اور سبھے  
 شراب نہ پلاؤں تو میری جو روٹا لقمہ ہو پس اسکو قلال کے گھر سے لیا مگر اسکو شراب نہ پلائی تو حاشہ ہوگا اور  
 شیخ الاسلام نجم الدین سے دریا قنٹہ کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ میں اس خریف میں اس بارش کے انگوڑوں کی شراب  
 بناؤنگا اور اپنے یاروں کے ساتھ پیونگا اور اسکو اپنے گھر میں لیاؤں گا اور اگر وہ میرے گھر پہنچائی گئی تو میری  
 جو روٹا لقمہ ہو پس اس نے سب انگوڑوں کی بارش میں شراب بنائی جس میں سے تھوڑی سی اپنے یاروں کے ساتھ پین  
 پی اور باقی ہروں اسکی اجازت کے اس کے گھر آٹھا لائی گئی سینے کوئی اور آٹھا لایا تو شرابا کہ اگر اسکی مراد یہ تھی  
 کہ سب آپ اپنے گھر نہ لیاؤنگا تو تھوڑی لیا نے سے خواہ خود آٹھا لائے یا کوئی دوسرا ہو چا وے ہروں  
 اس کے حکم کے وہ وانشہ نہ ہوگا اور اگر اسکی مراد یہ تھی کہ سب دین پیونگا اپنے گھر آٹھا لائے گے واسطے کہ پھر پھوڑوگا  
 تو حاشہ ہوگا اور اگر اسکی کچھ نہیں نہ ہو تو بھی حاشہ ہوگا۔ ایک شخص پر شراب خواری کا عتاب کیا گیا پس اس نے  
 قسم کھائی کہ جو اس انگوڑے درختوں سے نکلتی ہو وہ نہ پیونگا تو یہ قسم شراب پینے پر ہوگی بدین وجہ کہ لوگوں کے  
 معانی کلام پر اعتبار کیا جائیگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ عصیر نہ پیونگا پھر وہ انگوڑا خوشہ انگوڑ  
 اپنی حلق میں پھوڑ دیا تو حاشہ ہوگا اور اگر اپنی تھیلی وغیرہ پر پھوڑ کر بی گیا تو حاشہ ہوگا اور اگر اس نے  
 یوں کہا کہ کہ عصیر میرے حلق میں نہ دھلی ہوگا تو دونوں صورتوں میں حاشہ ہوگا حال مولانا رحمہ اللہ یہ  
 اما میں کا عرف ہو اور ہا سے عرف کے موافق وہ بہر حال حاشہ نہ ہوگا اس واسطے کہ آپ انگوڑا دل پھوڑ  
 میں عصیر نہیں کھاتا جو قال المترجم ہماری زبان کے موافق بہر حال حاشہ ہوگا خواہ حلق میں پھوڑے یا برتن  
 میں پھوڑ کر پیے و نہا عنہی وانشہ اعلم۔ ایک شخص کی جو روٹے کے ہاتھ میں قدح پانی کا پھرا ہوا ہے اس نے اپنی  
 جو روٹے سے کہا کہ اگر تو نے یہ پانی پی لیا یا تو نے اسکو رکھ لیا یا ہا دیا یا کسی کو دیدیا تو تو طاقہ ہو تو مشائخ نے فرمایا  
 کہ اس میں کوئی کپڑا پاروئی ڈال دے کہ وہ پانی کو جس جاوے ہمارے مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت  
 ہو کہ اس نے یہ پی کہا ہو تو نے یہ پانی یا اس میں سے کچھ پی لیا الی آخرہ اور اگر اس نے اس میں سے کچھ کو نہ کہا ہو پس  
 عورت نے تھوڑا پی لیا اور کچھ پھینک دیا تو وہ حاشہ نہ ہوگا یہ قناوے قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی نے اپنی قسم  
 کسی مشر و سباج میں سے پینے پر قرار دی اور حال یہ ہو کہ وہ اس مشروب کو ایک دفعہ میں پی سکتا ہو تو اس میں  
 سے تھوڑی سی کے پینے سے حاشہ نہ ہوگا اور اگر ایک دفعہ میں اسکو نہیں پی سکتا ہو تو اس میں سے تھوڑی

۹۰  
 حلق میں پھوڑوگا  
 وانشہ اعلم  
 اگر کسی نے اپنی قسم  
 کسی مشر و سباج میں سے  
 پینے پر قرار دی اور حال  
 یہ ہو کہ وہ اس مشروب کو  
 ایک دفعہ میں پی سکتا ہو  
 تو اس میں سے تھوڑی سی  
 کے پینے سے حاشہ نہ ہوگا  
 اور اگر ایک دفعہ میں اسکو  
 نہیں پی سکتا ہو تو اس میں  
 سے تھوڑی سی کے پینے سے  
 حاشہ نہ ہوگا

پیشہ پر قسم واقع ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ وہ اپنے بیونگا پھر اس نے دو روز یا شہر یا تو ہاں نہ ہوگا یہ  
 سراجہ میں ہو اور شقی میں فرمایا کہ حاصل کلام یہ ہو کہ اس میں اوٹوں کے عرصہ اور نام رکھنے کو دیکھا جائیگا پس ہر  
 ایسی چیز کہ جسکو لوگ دیکھ کر کہتے ہوں کہ یہ وہاں ہے اس پر قسم واقع ہوگی اور جسکا لوگ دو نام نہ کہتے ہوں اس پر  
 واقع نہ ہوگی اگرچہ حال میں اس سے دور کی ہو یہ بدستور میں ہو۔ ایک نے اشارہ کی قسم کھائی کہ ضرور میں کمان  
 کو چھوؤں گا یا ضرور میں دوا میں آؤں گا یا ضرور میں اس تختہ کو سونا کہ دوں گا تو قسم سے فایز ہوتے ہی حاشیہ  
 ہو جائیگا اور وہ گنہگار بھی ہوگا اس واسطے کہ آئینہ فعل کی قسم کھائی کہ غالباً اسکو نہیں کر سکتا ہو پس آئینہ قسم  
 کی بہتک حرمت کی جان بوجہ کر پس گنہگار ہوا یہ کس تاثر میں ہو۔ اور اگر ایسی قسم میں وقت یا بیان کیا ہو مثلاً کہ اگر  
 کہ کل کے روز آسمان پر چڑھ جاؤں گا تو سب تک یہ وقت گزر نہ جاوے تب تک حاشیہ نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر  
 پہلے دیکھا تو اس پر گنہگار نہیں ہوا اس واسطے کہ ہندو وہ حاشیہ نہیں ہوا ہو پیشہ قسم میں نہ  
 چھٹا یا سب کلام پر قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر کسی نے کہا کہ فلاں سے کلام نہ کروں گا تو اسکے اس کلام میں  
 سے کلام کرنے پر ہوگی جو کہ اسکے اس کلام قسم سے جدا ہو چکا ہے اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے  
 تجھ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو پس تو میرے پاس سے چلا جا یا کہا پس او فلاں نے میرے پاس سے چلا جا  
 دیکھو یہ اپنے کلام قسم سے ملا کر کہا تو حاشیہ ہوگا یہ عتاب میں ہو اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ اگر میں نے  
 تجھ سے کلام کیا تو تو ظالم ہو پس تو چلی جا یا تو یہاں سے اٹھ جا تو چلی جا یا تو یہاں سے اٹھ جا کہنے سے  
 حاشیہ نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ قسم سے متصل ہو اس واسطے کہ اس نے جو قسم کھائی ہو کہ اس سے کلام نہ کروں گا  
 یا اگر تجھ سے کلام کروں تو یہ اس کلام پر واقع ہوگی جو قسم سے مقصود ہو اور وہ ایسا کلام ہو جو کلام اول کے  
 بعد از سر نو جدید ہو اور اسکا یہ کہنا کہ میں سے چلی جا یا یہاں سے اٹھ جا یہ اگرچہ قطعہ کلام ہو لیکن  
 قسم سے مقصود نہیں ہو پس وہ اس سے حاشیہ نہ ہوگا اور اسی طرح اگر آئینہ یہ کہا کہ اور تو یہاں سے چلی جا یا  
 اور تو یہاں سے اٹھ جا تو بھی حاشیہ نہ ہوگا۔ اور اگر آئینہ اس کلام سے کلام جدید از سر نو دیا تو آئینہ قول  
 کی تصدیق کی جائیگی اور اگر آئینہ اپنے اس قول سے چلی جا فلاں دراولی تو چلی جا سے ایک طلاق واقع  
 ہوگی اور ایک طلاق دیگر سبب کلام کرنے کے قسم کی وجہ سے واقع ہوگی اس واسطے کہ جب آئینہ اس کلام  
 سے طلاق کی نیت کی تو یہ کلام مبتدا ہو گیا یعنی از سر نو پس وہ حاشیہ ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر فلاں  
 مذکور سے بعد قسم کے کہا کہ تو چلا جا تو حاشیہ ہو گیا یعنی باوجودیکہ قسم سے ملا کر کہا ہو مگر چونکہ بلا حروف تعالیٰ  
 کہا ہو پس کلام مفصل ہو گیا اور اگر بعد قسم کے کہا کہ اور تو ظالم ہو تو وہ حاشیہ ہو گیا اور اگر لکھ دیا یا الچی  
 بھی دیا یا اشارہ کرو یا تو حاشیہ نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اس نے نماز سے سلام پھیرا اور فلاں مذکور آئینہ  
 دوا میں یا بائیں ہاتھ پر تو بھی حاشیہ نہ ہوگا یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کروں گا الا اسکی  
 اجازت سے پھر فلاں نے اجازت دیدی مگر اسکو معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ آئینہ فلاں سے کلام کیا تو حاشیہ ہو گیا یہ  
 کافی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کروں گا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پھر آئینہ نماز میں اور کہیں قرار کی  
 یا تسبیح یا تہلیل کی یعنی سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا تو استحساناً حاشیہ نہ ہوگا اور اگر اس نے نماز سے باہر قرار کی

سے  
 سبب  
 جائیگا  
 حاشیہ  
 ہوا ہو  
 اس سے  
 کلام  
 کرنے پر  
 ہوگی  
 اگر کسی  
 نے کہا کہ  
 فلاں سے  
 کلام نہ  
 کروں گا  
 تو اسکے  
 اس کلام  
 میں سے  
 کلام  
 کرنے پر  
 ہوگی  
 جو کہ  
 اسکے  
 اس کلام  
 قسم سے  
 جدا ہو  
 چکا ہے  
 اگر کسی  
 نے  
 دوسرے  
 سے  
 کہا کہ  
 اگر میں  
 نے  
 تجھ سے  
 کلام  
 کیا تو  
 میرا  
 غلام  
 آزاد  
 ہو پس  
 تو میرے  
 پاس  
 سے  
 چلا جا  
 یا کہا  
 پس او  
 فلاں نے  
 میرے  
 پاس  
 سے  
 چلا جا  
 دیکھو  
 یہ اپنے  
 کلام  
 قسم  
 سے ملا  
 کر کہا  
 تو  
 حاشیہ  
 ہوگا  
 یہ  
 عتاب  
 میں  
 ہو  
 اور  
 اگر  
 اپنی  
 جو رو  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 نے  
 تجھ  
 سے  
 کلام  
 کیا  
 تو  
 تو  
 ظالم  
 ہو پس  
 تو  
 چلی  
 جا یا  
 تو  
 یہاں  
 سے  
 اٹھ  
 جا  
 تو  
 چلی  
 جا یا  
 تو  
 یہاں  
 سے  
 اٹھ  
 جا  
 کہنے  
 سے  
 حاشیہ  
 نہ  
 ہوگا  
 اس  
 واسطے  
 کہ  
 یہ  
 قسم  
 سے  
 متصل  
 ہو  
 اس  
 واسطے  
 کہ  
 اس  
 نے  
 جو  
 قسم  
 کھائی  
 ہو  
 کہ  
 اس  
 سے  
 کلام  
 نہ  
 کروں  
 گا  
 یا  
 اگر  
 تجھ  
 سے  
 کلام  
 کروں  
 تو  
 یہ  
 اس  
 کلام  
 پر  
 واقع  
 ہوگی  
 جو  
 قسم  
 سے  
 مقصود  
 ہو  
 اور  
 وہ  
 ایسا  
 کلام  
 ہو  
 جو  
 کلام  
 اول  
 کے  
 بعد  
 از  
 سر  
 نو  
 جدید  
 ہو  
 اور  
 اسکا  
 یہ  
 کہنا  
 کہ  
 میں  
 سے  
 چلی  
 جا  
 یا  
 یہاں  
 سے  
 اٹھ  
 جا  
 یہ  
 اگرچہ  
 قطعہ  
 کلام  
 ہو  
 لیکن  
 قسم  
 سے  
 مقصود  
 نہیں  
 ہو  
 پس  
 وہ  
 اس  
 سے  
 حاشیہ  
 نہ  
 ہوگا  
 اور  
 اسی  
 طرح  
 اگر  
 آئینہ  
 یہ  
 کہا  
 کہ  
 اور  
 تو  
 یہاں  
 سے  
 چلی  
 جا  
 یا  
 اور  
 تو  
 یہاں  
 سے  
 اٹھ  
 جا  
 تو  
 بھی  
 حاشیہ  
 نہ  
 ہوگا  
 اور  
 اگر  
 آئینہ  
 اس  
 کلام  
 سے  
 کلام  
 جدید  
 از  
 سر  
 نو  
 دیا  
 تو  
 آئینہ  
 قول  
 کی  
 تصدیق  
 کی  
 جائیگی  
 اور  
 اگر  
 آئینہ  
 اپنے  
 اس  
 قول  
 سے  
 چلی  
 جا  
 فلاں  
 دراولی  
 تو  
 چلی  
 جا  
 سے  
 ایک  
 طلاق  
 واقع  
 ہوگی  
 اور  
 ایک  
 طلاق  
 دیگر  
 سبب  
 کلام  
 کرنے  
 کے  
 قسم  
 کی  
 وجہ  
 سے  
 واقع  
 ہوگی  
 اس  
 واسطے  
 کہ  
 جب  
 آئینہ  
 اس  
 کلام  
 سے  
 طلاق  
 کی  
 نیت  
 کی  
 تو  
 یہ  
 کلام  
 مبتدا  
 ہو  
 گیا  
 یعنی  
 از  
 سر  
 نو  
 پس  
 وہ  
 حاشیہ  
 ہوگا  
 یہ  
 بدائع  
 میں  
 ہو  
 اور  
 اگر  
 فلاں  
 مذکور  
 سے  
 بعد  
 قسم  
 کے  
 کہا  
 کہ  
 تو  
 چلا  
 جا  
 تو  
 حاشیہ  
 ہو  
 گیا  
 یعنی  
 باوجودیکہ  
 قسم  
 سے  
 ملا  
 کر  
 کہا  
 ہو  
 مگر  
 چونکہ  
 بلا  
 حروف  
 تعالیٰ  
 کہا  
 ہو  
 پس  
 کلام  
 مفصل  
 ہو  
 گیا  
 اور  
 اگر  
 بعد  
 قسم  
 کے  
 کہا  
 کہ  
 اور  
 تو  
 ظالم  
 ہو  
 تو  
 وہ  
 حاشیہ  
 ہو  
 گیا  
 اور  
 اگر  
 لکھ  
 دیا  
 یا  
 الچی  
 بھی  
 دیا  
 یا  
 اشارہ  
 کرو  
 یا  
 تو  
 حاشیہ  
 نہ  
 ہوگا  
 اور  
 اسی  
 طرح  
 اگر  
 اس  
 نے  
 نماز  
 سے  
 سلام  
 پھیرا  
 اور  
 فلاں  
 مذکور  
 آئینہ  
 دوا  
 میں  
 یا  
 بائیں  
 ہاتھ  
 پر  
 تو  
 بھی  
 حاشیہ  
 نہ  
 ہوگا  
 یہ  
 عتاب  
 میں  
 ہو  
 اور  
 اگر  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 فلاں  
 سے  
 کلام  
 نہ  
 کروں  
 گا  
 الا  
 اسکی  
 اجازت  
 سے  
 پھر  
 فلاں  
 نے  
 اجازت  
 دیدی  
 مگر  
 اسکو  
 معلوم  
 نہ  
 ہوا  
 یہاں  
 تک  
 کہ  
 آئینہ  
 فلاں  
 سے  
 کلام  
 کیا  
 تو  
 حاشیہ  
 ہو  
 گیا  
 یہ  
 کافی  
 میں  
 ہو  
 اور  
 اگر  
 قسم  
 کھائی  
 کہ  
 کلام  
 نہ  
 کروں  
 گا  
 اور  
 اسکی  
 کچھ  
 نیت  
 نہیں  
 ہو  
 پھر  
 آئینہ  
 نماز  
 میں  
 اور  
 کہیں  
 قرار  
 کی  
 یا  
 تسبیح  
 یا  
 تہلیل  
 کی  
 یعنی  
 سبحان  
 اللہ  
 یا  
 لا  
 الہ  
 الا  
 اللہ  
 کہا  
 تو  
 استحساناً  
 حاشیہ  
 نہ  
 ہوگا  
 اور  
 اگر  
 اس  
 نے  
 نماز  
 سے  
 باہر  
 قرار  
 کی

یا شیخ با تامل کی تو ہمارے علماء کے نزدیک حاشیہ ہو گیا محیط میں ہو فقہ ابو الیثیم رحمہ نے فرمایا کہ اگر فارسی میں قسم کھانی یعنی کلام نہ کرنے کی تو خارج نماز میں بھی قرأت و تہلیل سے حاشیہ ہو گا اس واسطے کہ وہ قاری یا شیخ کھلا ہوگا و تسلیم اور اسی پر فتوہ ہے ہر کذا فی الکافی قال المسترحم ہاری زبان میں بھی یہی حکم ہو واللہ اعلم اور اگر قسم کھانی کہ کلام نہ کرونگا پھر نماز میں تکبیر کی پاؤں کا تو حاشیہ نہ ہو گا اور اگر نماز سے باہر تکبیر کی پاؤں کا تو حاشیہ ہو گیا بشرطیکہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر فارسی میں ہو تو اس سے نماز میں یا غیر نماز میں کسی حال میں حاشیہ نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر حاشیہ نے نماز میں فلاں مذکور کی اقتدار کی پھر فلاں مذکور نماز میں بھول گیا پس حاشیہ نے اس کے جتانے کے واسطے سبحان اللہ کہا تو حاشیہ نہ ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر حاشیہ نے چند لوگوں کی امامت کی جنہیں مخلوف علیہ یعنی جس سے کلام نہ کرنے کی قسم کھانی ہو شامل ہو پس اس نے نماز ختم ہونے پر سلام پھیرا تو پہلے سلام سے حاشیہ نہ ہو گا اور نہ دوسرے سلام سے اور یہی مختار ہو اور یہ اس وقت ہو کہ حاشیہ امام ہو اور اگر حاشیہ مقتدی ہو تو متنازع ہے فرمایا کہ بنا بر تولی امام ابو حنیفہ رحمہ داماد ابو یوسف رحمہ کے حاشیہ نہ ہو گا اور اگر مخلوف علیہ امام ہو اور حاشیہ مقتدی ہو پس اس نے امام کو قلمہ دیا تو اپنی قسم میں حاشیہ نہ ہو گا اور اگر نماز سے باہر اس کو قرآن پڑھنا یا تلواموں کے عرف کے مطابق حاشیہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پس اس کو کوئی کتاب پھر پڑھانی پس فلاں سے اس کو لکھا تو فرمایا کہ اگر اس کو لکھو اسے کما قصدا کیا تو مجھے خوف ہو کہ وہ حاشیہ ہو گا یہ حادی میں ہو۔ اور اگر قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر حاشیہ نے اس کو دوسرے پکارا پس اگر اتنی دوسرے ہو کہ وہ نہیں سنتا ہو تو حاشیہ نہ ہو گا اور اگر دوسری اس قدر ہو کہ وہ اس کی آواز سنتا ہو تو حاشیہ ہو گا اور اسی طرح اگر مخلوف علیہ سوتا ہو پھر حاشیہ نے اس کو پکارا پس اگر اس کو دیکھا دیا تو حاشیہ ہو اور اگر نہ دیکھا یا تو شیخ شمس الامام شمس نے ذکر کیا کہ شیخ سے ہو کہ وہ حاشیہ نہ ہو گا یہ شیخ جامع صغیر قاضی خان میں ہو۔ اور اسی پہلے ہمارے مشائخ امین اور یہی مختار ہو یہ ہر الفاتی میں ہو۔ اور اگر حاشیہ ایسی جامع پر گذر جس میں مخلوف علیہ بھی ہو پس اس نے اس جامع پر سلام کہا تو حاشیہ ہو گیا اگر چہ مخلوف علیہ نے نہ سنا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اس نے سنا ہو مخلوف علیہ کے باقیوں کو سرا دیا ہو تو قیام بیتہ و میں اللہ شہ حاشیہ نہ ہو گا مگر قضاۃ تصدیق نہ کیا بیگی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر ایک شخص چہرہ میں مخلوف علیہ بھی ہو سلام کیا تو حاشیہ ہو اگر چہ جانتا ہو کہ فلاں انہیں ہو اور اگر اللہ استانتا کر لیا یعنی کہا کہ السلام علیکم الا علی فلاں تو حاشیہ نہ ہو گا اور اگر کہا کہ الا علی واحد اور اس سے فلاں مذکور کی نیکی کی تو ان تصدیق کیا بیگی یہ مختار میں ہو قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر فلاں نے دروازہ بجا یا پس حاشیہ نے کہا کہ کون ہو یا کہا کہ یہ کون ہو یا کہا کہ وہ کون ہو تو بعض نے کہا کہ حاشیہ نہ ہو گا الا انکہ یوں کہے کہ تو کون ہو اور یہی مختار ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر مخلوف علیہ نے اس کو پکارا پس اس نے جواب دیا کہ بیس یعنی جی حاضر ہوں یا کہا کہ بھئی یعنی میں حاضر ہوں تو قسم میں حاشیہ ہو گا یہ محیط میں ہو۔ بجز یہ میں لکھا ہو کہ اگر مخلوف علیہ کے دروازہ کھٹکانے کے بعد اس نے کہا کہ میں بنا اپنی کون ہو یہ آدمی تو حاشیہ ہو گا اور اگر اس سے کہا کہ تو کھٹکا گیا ہو یا کھٹکا گیا ہو گیا ہو پس اس نے کہا کہ میں بنا اپنی کون ہو



اچھا ہو یا کھا کہ ان یا کھا کہ اس سے تو حائض ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے کہ قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر فلاں نے کسی دوسرے کو پکارا پس حائض نے کہا کہ میں حاضر ہوں تو حائض ہوگا اور اسی طرح اگر فارسی میں کھا کہ یہی تو بھی یہی حکم ہو یہ متاثر یہ میں ہو۔ مجموعہ انداز میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھانی کہ کلام نہ کرونگا پھر اسکی جو رو آئی اور وہ کھانا کھاتا تھا پس جو رو سے کھا کہ یا یعنی تو بھی کھا تو حائض ہو گیا یہ تخیل میں ہو۔ قسم کھانی کہ اپنی جو رو سے کلام نہ کرونگا پھر گھر کے اندر گیا اور اس میں سوا سے جو رو سے کوئی نہ تھا پس کھا کہ یہ چیز کس نے رکھی یا یہ چیز کہاں ہو تو حائض ہوگا اور اگر اس وارثین سوا سے اس عورت سے کوئی دوسرا بھی ہو تو حائض نہ ہوگا اور اگر یوں کھا کہ مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کس نے کیا ہو تو حائض ہوگا اگرچہ گھر میں سوا سے عورت کے کوئی نہ ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر کسی نے قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے ایسی عبارت میں بات کی کہ فلاں اسکو نہ سمجھا تو بھی حائض ہوگا یہ محیط میں ہو قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر فلاں نہ کور نہ کسی کو کالی دی اور حائض نے اسکو نہیں سمجھا کہ منع کرنا چاہا پھر مک ہو گئے پاپا تھا کہ اسکو قسم یاد آگئی کہ خاموش ہو گیا تو حائض نہ ہوگا اسوا سے کہ اس قدر غیر مفہوم ہو پس کلام نہ ہوگا فلاں نہ کور نہ حائض کے باپ کو کالی دی پس حائض نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہی ہو تو حائض ہو گیا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور شارح نے فرمایا کہ جسے قسم کھانی ہو کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا اسنے کسی دوسرے سے کلام کیا اور غرض یہ ہو کہ فلاں نہ کور نہ کور نہ تو حائض نہ ہوگا یہ عزائمہ المفتین میں ہو۔ ایک نے قسم کھانی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر دیوار سے کلام کیا اور کھا کہ اچھ دیوار ایسا ہو تو حائض نہ ہوگا اگرچہ غرض اسکی یہ ہو کہ فلاں نہ کور نہ کور نہ اس سے پتہ چلے کہ یہ فتاویٰ سے صغریٰ میں ہو۔ امام محمد رحم نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ امراء طالق الرتزوجت النساء او اشتریت البعید او کلمت الرجال اور الناس میری جو رو طالق ہو اگر میں نے عورتوں سے نکاح کیا یا غلاموں کو خرید کیا یا عورتوں سے کلام کیا یا لوگوں سے کلام کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا یا ایک مرد سے کلام کیا یا ایک غلام کو خرید کیا تو حائض ہوگا اور اگر کھا کہ مسکینوں یا فقیروں سے کلام نہ کرونگا پھر ان میں سے ایک سے کلام کیا تو حائض ہوگا اور اسنے تمام مردوں یا تمام عورتوں کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی اور کبھی حائض نہ ہوگا اور اگر کھا کہ ان ترزوجت النساء او اشتریت البعید اور کلمت الرجال فلاں اگر میں نے عورتوں کو نکاح میں لیا یا غلاموں کو خرید لیا یا مردوں سے کلام کیا تو جنہیں وچان ہو پس جب تک میں غلام نہ خریدے یا جن عورتوں سے نکاح نہ کرے یا جن مردوں سے کلام نہ کرے تب تک حائض نہ ہوگا اور اگر اسنے جنس مراد لی یعنی جنس عورت سے نکاح نہ کرونگا تو ایک عورت سے نکاح کرنے اور ایک غلام خریدنے سے حائض ہوگا یہ شرح جامع بکیر میں ہے اور میں سے زیادہ کی نیت کی ہو تو ہو سکتا ہو اور اگر وہ کی نیت کی تو میں صحیح ہو یہ شرح تلمیح جامع بکیر میں ہو۔ اور اگر قسم کھانی کہ نبی آدم سے کلام نہ کرونگا پھر کسی ایک آدمی سے کلام کیا تو حائض ہوگا اور اگر اس نے اس سے کل آدمیوں کی نیت کی ہو تو کبھی حائض نہ ہوگا اور دیاۃ و فضاۃ اسکی تصدیق ہوگی یہ برائے میں ہو اور اگر قسم کھانی کہ فلاں کے اس غلام سے کلام نہ کرونگا پھر فلاں نے اپنا غلام فروخت کر دیا پھر حائض نے اس سے کلام کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک حائض نہ ہوگا یہ شرح جامع صغریٰ میں ہے

فتاویٰ ہندیہ  
کتاب الامان  
باب ششم  
قسم کلام  
۵۸۸  
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم

ع  
کے  
میں  
اور  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
فلان  
کے  
غلام  
میں  
مرا  
وہ  
یہ  
تو  
یکلام  
اور  
قولہ  
فلان  
کے  
اس  
غلام  
میں  
دونوں  
یکساں  
ہیں  
اور  
اگر  
کسی  
کچھ  
نہیں  
ہو  
پس  
اگر  
فلان  
کے  
ایسے  
غلام  
میں  
کلام  
کیا  
جو  
وقت  
قسم  
کے  
موجود  
تھا  
اور  
وقت  
حادثہ  
ہونے  
کے  
بھی  
موجود  
ہو  
تو  
بالاجماع  
حادثہ  
ہوگا  
اور  
اگر  
ایسے  
غلام  
میں  
کلام  
کیا  
کہ  
وہ  
وقت  
قسم  
کے  
موجود  
تھا  
اور  
وقت  
کلام  
کرنے  
کے  
اسکا  
غلام  
تھا  
تو  
امام  
ابو  
حنیفہ  
رحمہ  
وامام  
محمد  
رحمہ  
کے  
نزدیک  
حادثہ  
ہوگا  
یہ  
شرح  
طاہری  
میں  
ہو  
شیخ  
ابو  
بکر  
رحمہ  
نے  
فرمایا  
کہ  
ایک  
نئے  
قسم  
کھائی  
کہ  
فلان  
کے  
غلام  
میں  
کلام  
نہ  
کرونگا  
پھر  
کسی  
مفسر  
سب  
کے  
غلام  
میں  
نہیں  
اسکا  
شرح  
یک  
ہو  
یا  
نہیں  
کلام  
کیا  
تو  
بالاجماع  
حادثہ  
نہوگا  
یہ  
فتاویٰ  
میں  
ہو۔  
ایک  
نئے  
قسم  
کھائی  
کہ  
فلان  
کے  
دوسرے  
یا  
فلان  
کی  
نہم  
چم  
یا  
فلان  
کے  
بچے  
یا  
نہیں  
اسکے  
سے  
کبھی  
اضافہ  
فلان  
کی  
طرف  
یک  
ملک  
نہیں  
ہو  
کلام  
نہ  
کرونگا  
پھر  
فلان  
نہ  
کرونگا  
پھر  
اس  
قسم  
کے  
نہیں  
کیا  
یا  
بعد  
قسم  
کے  
اسکا  
بٹیا  
پیدا  
ہوا  
یا  
چھ  
حالات  
سے  
اُس  
سے  
کلام  
کیا  
تو  
حادثہ  
نہ  
ہوگا  
یہ  
فتاویٰ  
میں  
نہیں  
خانی  
میں  
ہو۔  
اور  
جامع  
صغیر  
میں  
نہ  
کرونگا  
پھر  
کہ  
ایک  
نئے  
قسم  
کھائی  
کہ  
فلان  
کی  
جور  
وہ  
کلام  
نہ  
کرونگا  
حالانکہ  
فلان  
کی  
کوئی  
جور  
نہیں  
ہو  
پھر  
اسکے  
ایک  
سراج  
کیا  
اور  
اس  
عورت  
سے  
حادثہ  
نے  
کلام  
کیا  
تو  
امام  
اعظم  
رحمہ  
وامام  
ابو  
یوسف  
رحمہ  
کے  
نزدیک  
حادثہ  
ہوگا  
اور  
امام  
محمد  
رحمہ  
اسکے  
خلاف  
فرماتے  
ہیں  
کہ  
حادثہ  
نہ  
ہوگا  
اور  
محمد  
میں  
لکھا  
ہو  
کہ  
فتوے  
میں  
کے  
قول  
پر  
ہو  
یہ  
تا  
تار  
خانیہ  
میں  
ہو  
اور  
اگر  
حادثہ  
نہیں  
ہو  
عورت  
سے  
کلام  
کیا  
تو  
فلان  
نہ  
کرونگا  
پھر  
اسکی  
قسم  
کے  
بائیں  
کر  
دیا  
یا  
ایسے  
نہیں  
سے  
جس  
سے  
فلان  
نہ  
کرونگا  
پھر  
اسکی  
قسم  
کے  
دشمنی  
کری  
ہو  
تو  
امام  
اعظم  
رحمہ  
وامام  
ابو  
یوسف  
رحمہ  
کے  
نزدیک  
حادثہ  
ہوگا  
اور  
اگر  
حادثہ  
نہیں  
ہو  
قسم  
میں  
یون  
کہا  
ہو  
کہ  
فلان  
کی  
زوجہ  
یہ  
عورت  
یا  
فلان  
کا  
دوست  
یہ  
نہیں  
پھر  
حادثہ  
نے  
زوجہ  
یا  
دوستی  
دور  
ہو  
جانے  
کے  
بعد  
اُس  
سے  
کلام  
کیا  
تو  
بالاجماع  
حادثہ  
ہوگا۔  
اور  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
فلان  
کے  
غلاموں  
سے  
کلام  
نہ  
کرونگا  
تو  
موافق  
ظاہر  
الروایت  
کے  
یہ  
قسم  
کم  
سے  
کم  
ادنے  
ترتیب  
جمع  
پر  
ہوگی  
یعنی  
عربی  
زبان  
کی  
قسم  
میں  
تین  
پر  
اور  
فارسی  
وارد  
میں  
دو  
پر  
ہوگی  
پس  
عربی  
زبان  
کی  
قسم  
میں  
اگر  
اسکے  
تین  
غلاموں  
سے  
بخارہ  
دس  
غلاموں  
کے  
کلام  
کیا  
تو  
حادثہ  
ہوگا  
اور  
اگر  
دوسرے  
کلام  
کیا  
تو  
حادثہ  
نہ  
ہوگا  
کہ  
جمع  
کا  
ہونا  
ضروری  
ہو  
جیسے  
فارسی  
وارد  
میں  
کم  
سے  
کم  
دو  
ہونا  
ضروری  
ہو  
یہ  
فتاویٰ  
میں  
قاضیخان  
میں  
ہو  
نہ  
باید  
سن  
المترجم۔  
اور  
اگر  
ایسے  
فلان  
کے  
کل  
غلام  
مرا  
دیے  
ہوں  
تو  
اسکی  
تقدیر  
کیا  
یہ  
اور  
یہی  
صحیح  
ہو  
یہ  
عنا  
بہ  
میں  
ہو۔  
اور  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
فلان  
کی  
زوجہ  
یا  
فلان  
کے  
اصدقان  
سے  
کلام  
نہ  
کرونگا  
تو  
جب  
تک  
سب  
سے  
کلام  
نہ  
کرونگا  
حادثہ  
نہوگا  
یہ  
محیط  
میں  
ہو۔  
اور  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
فلان  
کے  
بھائیوں  
سے  
کلام  
نہ  
کرونگا  
حالانکہ  
اسکا  
ایک  
بھی  
بھائی  
ہو  
پس  
اگر  
وہ  
جانتا  
تھا  
تو  
اس  
ایک  
سے  
کلام  
کرنے  
سے  
حادثہ  
ہوگا  
اور  
نہیں  
جانتا  
تھا  
تو  
نہیں  
حادثہ  
ہوگا  
یہ  
فتاویٰ  
میں  
کے  
میں  
ہو۔  
اور  
اگر  
قسم  
کھائی  
کہ  
اس  
چادر  
والے  
سے  
کلام  
نہ  
کرونگا  
پھر  
اُس  
سے  
اسوقت  
کلام  
کیا  
کہ  
وہ  
اس  
چادر  
کو  
فرخت  
کر  
چکا  
ہو  
تو  
بالاجماع  
حادثہ  
ہوگا  
اور  
اگر  
چادر  
نہ  
کروں  
خریدنے  
والے  
سے  
کلام  
کیا  
تو  
حادثہ  
نہ  
ہوگا  
یہ  
شرح  
جامع  
صغیر  
قاضیخان  
میں  
ہو  
قسم  
کھائی  
کہ  
اگر  
میں  
نے  
فلان  
سے  
کلام  
کیا  
تو  
چھ  
قسموں  
سے  
استدلال  
میں  
کہ  
جبکہ  
کہ  
فلان  
جاسے  
پس  
اُس  
سے  
کلام  
کیا  
اور  
فلان  
نے  
چاہا  
کہ  
اسپر  
تین  
قسمیں  
ہوں  
یا  
کم  
یا  
زیادہ  
تو  
اسپر  
اسطرح  
نہیں  
لازم  
آوے  
یعنی  
وہی  
ایک  
کفارہ  
شرعی

میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے غلام سے کلام نہ کرونگا پس اگر کوئی غلام محسن مرا و لیا ہو تو یکلام اور قولہ فلان کے اس غلام سے دونوں یکساں ہیں اور اگر کسی کچھ نیست نہ ہو پس اگر فلان کے ایسے غلام سے کلام کیا جو وقت قسم کے موجود تھا اور وقت حادثہ ہونے کے بھی موجود ہو تو بالاجماع حادثہ ہوگا اور اگر ایسے غلام سے کلام کیا کہ وہ وقت قسم کے موجود تھا اور وقت کلام کرنے کے اسکا غلام نہ تھا تو بالاتفاق حادثہ ہوگا اور اگر وقت قسم کے اسکا غلام نہ تھا اور وقت کلام کرنے کے اسکا غلام تھا تو امام ابو حنیفہ رحمہ وامام محمد رحمہ کے نزدیک حادثہ ہوگا یہ شرح طاہری میں ہو شیخ ابو بکر رحمہ نے فرمایا کہ ایک نئے قسم کھائی کہ فلان کے غلام سے کلام نہ کرونگا پھر کسی مفسر سب کے غلام میں نہیں اسکا شرح یک ہو یا نہیں کلام کیا تو بالاجماع حادثہ نہوگا یہ فتاویٰ میں ہو۔ ایک نئے قسم کھائی کہ فلان کے دوسرے یا فلان کی نہم چم یا فلان کے بچے یا نہیں اسکے سے کبھی اضافہ فلان کی طرف یک ملک نہیں ہو کلام نہ کرونگا پھر فلان نہ کرونگا پھر اس قسم کے نہیں کیا یا بعد قسم کے اسکا بٹیا پیدا ہوا یا چھ حالات سے اُس سے کلام کیا تو حادثہ نہ ہوگا یہ فتاویٰ میں نہی خانی میں ہو۔ اور جامع صغیر میں نہ کرونگا پھر کہ ایک نئے قسم کھائی کہ فلان کی جور وہ کلام نہ کرونگا حالانکہ فلان کی کوئی جور نہیں ہو پھر اسکے ایک سراج کیا اور اس عورت سے حادثہ نے کلام کیا تو امام اعظم رحمہ وامام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہوگا اور امام محمد رحمہ اسکے خلاف فرماتے ہیں کہ حادثہ نہ ہوگا اور محمد میں لکھا ہو کہ فتوے میں کے قول پر ہو یہ تا تار خانیہ میں ہو اور اگر حادثہ نہیں ہو عورت سے کلام کیا تو فلان نہ کرونگا پھر اسکی قسم کے بائیں کر دیا یا ایسے شخص سے جس سے فلان نہ کرونگا پھر اسکی قسم کے دشمنی کری ہو تو امام اعظم رحمہ وامام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حادثہ ہوگا اور اگر حادثہ نہیں قسم میں یون کہا ہو کہ فلان کی زوجہ یہ عورت یا فلان کا دوست یہ شخص پھر حادثہ نے زوجہ یا دوستی دور ہو جانے کے بعد اُس سے کلام کیا تو بالاتفاق حادثہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے غلاموں سے کلام نہ کرونگا تو موافق ظاہر الروایت کے یہ قسم کم سے کم ادنے ترتیب جمع پر ہوگی یعنی عربی زبان کی قسم میں تین پر اور فارسی و اردو میں دو پر ہوگی پس عربی زبان کی قسم میں اگر اسکے تین غلاموں سے بخارہ دس غلاموں کے کلام کیا تو حادثہ ہوگا اور اگر دوسرے کلام کیا تو حادثہ نہ ہوگا کہ جمع کا ہونا ضروری ہو جیسے فارسی و اردو میں کم سے کم دو ہونا ضروری ہو یہ فتاویٰ میں قاضیخان میں ہو نہ بایں دہ سن المترجم۔ اور اگر ایسے فلان کے کل غلام مرا دیے ہوں تو اسکی تقدیر کیا یگی اور یہی صحیح ہو یہ عنا بہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زوجہ یا فلان کے اصدقان سے کلام نہ کرونگا تو جب تک سب سے کلام نہ کرے حادثہ نہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھائیوں سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اسکا ایک ہی بھائی ہو پس اگر وہ جانتا تھا تو اس ایک سے کلام کرنے سے حادثہ ہوگا اور نہیں جانتا تھا تو نہیں حادثہ ہوگا یہ فتاویٰ میں کے میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس چادر والے سے کلام نہ کرونگا پھر اُس سے اسوقت کلام کیا کہ وہ اس چادر کو فروخت کر چکا ہو تو بالاجماع حادثہ ہوگا اور اگر چادر نہ کروں خریدنے والے سے کلام کیا تو حادثہ نہ ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہو قسم کھائی کہ اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو چھ قسموں سے استدلال میں کہ جبکہ کہ فلان جاسے پس اُس سے کلام کیا اور فلان نے چاہا کہ اسپر تین قسمیں ہوں یا کم یا زیادہ تو اسپر اسطرح نہیں لازم آوے یعنی وہی ایک کفارہ شرعی

جو شروع سے واجب ہوا لازم آدیکہ یہ عیال میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایکوم جو دم غلام یعنی بکرہ دوسے نکر دم یعنی اس کے پاس پاس بھی نہ جاؤنگا تو یہ ہنر اس قول کے ہو کہ فلان سے کلام نہ کرونگا یہ خلاصہ میں ہی اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو وہ آزاد ہوگا یہ ہر فلان سے کلام کیا تو ہر دم نے فرمایا ہو کہ مولیٰ کو اختیار ہو دونوں میں سے جس پر چاہے ختم واقع کرے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو ہر غلام جس کا میں مالک ہوں یا ہر باندی جس کا میں مالک ہوں آزاد ہوگی باندی کے کلام کیا تو فرمایا کہ یہ دونوں کے عتق پر واقع ہوگی چنانچہ ہر غلام کہ اس کا مالک ہووے اور ہر باندی کہ اس کا مالک ہووے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو چھینچ ہو یا عمرہ تو اسکو دونوں میں سے اختیار ہو جو چاہے ادا کرے یہ عیال میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی ساس سے کلام نہ کرونگا پھر وہ اپنی جہر کے پاس اس کے بیٹے گیا اور اس سے بھگڑے کی باتیں باہم واقع ہوئیں پس اسکی ساس نے اس سے کہا کہ بچے کیا ہوا ہو تو ایسا ایسا نہیں کرتا ہی پس اس نے کہا کہ اسکو کھانا دیتا ہوں اس کے واسطے کھانا لاتا ہوں پھر دعویٰ کیا کہ میں نے ساس کو جواب دینے کی نیت نہیں کی تھی بلکہ جو کہ مراد لیا تھا تو فرمایا کہ اس قول کی تصدیق ہوگی اور صحیح یہ ہو کہ فقہاء اسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ طہیرہ میں ہو۔ اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے اپنے باپ سے کلام کیا تو سبب جو کچھ میری ملک میں ہو صدقہ ہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ اپنی ساس کا کسی شہر کے ہاتھ بعض کپڑے میں لپیٹی ہوئی چیز کے فروخت کر دے پھر اپنے باپ سے کلام کرے کہ اس پر کچھ لازم نہ آوے پھر بیچ کو کچھ خیار رویتا ہے رو کر دے یعنی کپڑے میں لپیٹی ہوئی چیز جو شے ہو دیکھ کر نا پسند کر کے بیچ رو کر دے یہ خلاصہ میں ہو بشرحہ اللہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے فلان سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر دوسرے نے کہا کہ الا تیری اجازت سے تو اسی طور سے حاشا ہوگا کہ بدو ان اسکی اجازت کے فلان سے کلام کرے یہ ناچار غائب میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نہ کو گوشت بچھا ہوا انگلا پس حاشا ہے اسکو پکارا کہ اے گوشت والے تو حاشا ہو گیا اور اگر فلان نہ کو روئے چھینکا پس حاشا ہے کہ اگر یہ حشاک اللہ یعنی اللہ تو اسے بچھیر رحم کرے تو حاشا ہوگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر حالت بازار میں گذرا پس کہا کہ پوشت اور فلان نہ کو رو بان ہو تو حاشا ہوگا یہ وہ چیز کہ وری میں ہو۔ اگر کہا کہ ہر بار کہ کلام کیا میں نے ان دونوں مردوں میں سے کسی ایک سے تو میری جو روکن میں سے ایک جو رو طاقہ ہو پھر دونوں سے ایک ہی کلام کیا تو دو طلاق واقع ہونگی کہ انکو چاہے دو عورتوں پر دالے یا ایک ہی پر دالے یہ کافی ہیں۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر میں نے تیری طلاق کے ساتھ کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر جو رو سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طاقہ ہو پس جو رو سے کہا کہ میں نہیں چاہتی ہوں تو بعض نے فرمایا ہو کہ اسکا غلام آزاد ہوگا یہ قاضی خان میں ہو۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے تکلم بشرک کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر کہا کہ ان اشترک نظام عظیم تو بھی یہی حکم ہو قال المترجم بقا در ہما سے عرف میں اس سے یہ ہو کہ بات ایسی کہ جو شرک ہو یا کلام ایسا کہ جو طلاق ہو و فیما ذکرہ مع بعد فالشافعی ابعد من الاول اور سن رحمہ نے فرمایا کہ ان سبب میں نہ اسکی درست ہے پس جو اسکی نیت ہوگی اس کے موافق حکم ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میری کچھ

حکم شرعی  
مکتبہ  
لاہور  
۱۳۸۵ھ

نیت نہ تھی تو میرے نزدیک وہ حائض نہیں ہوگا اور فقید ابوالملیح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قول اول اس میں ہوا بعض نے  
 قول حسن رحمہ کو اختیار کیا ہو یہ مائتار خانہ میں ہو وقال المتزوج قول حسن رحمہ نظر عرف ہمارے ہے نزدیک مائتار خانہ  
 واللہ تعالیٰ اعلم شیخ اسد بن عمر سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی جوڑ سے کہا کہ اگر میں نے تیسرے تہذیب کا کلام کیا  
 تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس عورت سے کہا کہ تو رانیہ ہو انشاء اللہ تو حائض ہوگا یہ ضابطہ میں ہو۔ اور اگر نکاح  
 کر کے قبل ولگی کے اپنی جوڑ سے تین مرتبہ کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کیا تو تو طلاق ہو تو دوسری بار یہ کلام قسم کہنے پر  
 پہلی قسم میں حائض ہوا اور دوسری قسم امام کے نزدیک منقہ ہوگی اور تیسری بار اس طرح قسم کھانے سے دوسری قسم  
 منقہ رہ بلا جزا داخل ہوگی اور تیسری قسم ہوگی اور اگر اس نے تیسری قسم نہ کھائی یہاں تک کہ اس عورت سے دوبارہ  
 نکاح کیا پھر اس سے کلام کیا تو دوسری قسم کی وجہ سے ہمارے نزدیک طلاق جائیگی یہ کافی نہیں تو تیسری قسم سے کہا کہ اگر  
 تو نے فلان و فلان سے کلام کیا تو تو طلاق ہوگی اس سے ایک سے کلام کیا نہ دوسرے سے کہیں اگر اس کی نیت یہ  
 ہو کہ جب تک دونوں سے کلام نہ کرے حائض نہ ہو تو اس کی نیت پر ولگی کر وہ حائض ہوگا یا کچھ نیت نہ کی ہو تو کبھی  
 حائض نہ ہوگا اور اگر نیت ہو کہ ایک سے بھی کلام کرے تو حائض ہو تو حائض ہوگا اور اگر کسی مقام میں سے کلام  
 میں یہ عرف ہو کہ انفرادی مقصود ہو تو یعنی ایک کسی سے کلام نہ کرے اختیاج نہیں مقصود ہو تو ہوتا ہے کہ حائض جب ہو  
 جب دونوں سے کلام کرے تو اس مقام کے عرف کے موافق حالت کی یہی نیت قرار دینا چاہیگی قسم کھانی کہ  
 فلان و فلان سے کلام نہ کرو نہ کہ اس کی کچھ نیت نہ ہو یا یہ نیت ہو کہ حائض نہ ہو دوسرے الا دونوں سے کلام  
 کرنے سے تو نہیں سے ایک سے کلام کرنے سے حائض نہ ہوگا اور اگر نیت ہو کہ ایک سے کلام کرنے سے  
 حائض ہو تو اس کی نیت پر حکم ہوگا اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کچھ نیت نہ ہو تو بھی ایک سے کلام کرنے  
 سے حائض ہوگا لیکن مختار یہ ہو کہ نہیں حائض ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو قال المتزوج شیخ ابو القاسم رحمہ اللہ  
 دیار میں عرف ہوگا کہ تنہا ایک سے کلام نہ کرنا مقصود ہو تو ہوا ہوگا جیسے ہمارے عرف میں ہو لہذا یہ حکم بنابر عرف ہمارے  
 وہاں کے عرف کے موافق مختار ہوگا جیسے ہمارے یہاں ہو واللہ اعلم اور اگر کہا کہ ان دونوں آدمیوں سے کلام کرنا  
 یا فارسی میں کہا کہ باین ووتن سخن نہ گویم تو ان میں سے ایک سے کلام کرنے سے حائض ہوگا اور اگر اس نے ایک سے  
 کلام نہ کرنے کی بھی نیت کی ہو تو اس کی نیت صحیح ہوگی یہ پیشانج کا قول ہے اور مولف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت صحیح ہونی  
 چاہیے اس واسطے کہ تشبیہ ذکر کر کے ایک مرد لیا جاتا ہو پس جبکہ وہ کہتا ہو کہ میری نیت ایسی تھی اور حال یہ ہو کہ اس سے  
 اس کے نفس پر سختی ہوتی ہو تو تصدیق کی جائیگی یہ فتاویٰ دسے قاضی خان و خلاصہ میں ہو قال اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عتدنا لہم  
 کہا کہ اس قوم کے لوگوں سے یا اہل اجداد سے کلام کرنا مجھ پر حرام ہو پھر ان میں سے ایک آدمی سے کلام کیا تو حائض  
 ہوگا اور یہ بر خلاف اسکے ہو کہ جو ہم نے بیان کیا اس صورت میں کہ اس نے کہا کہ واللہ میں ان دو آدمیوں سے  
 کلام نہ کرو نہ کہ یا فارسی میں کہا کہ واللہ باین ووتن سخن نہ گویم بدین وجہ کہ ہم نے اس صورت میں بیان کیا کہ بالاتفاق  
 ایک سے کلام کرنے سے حائض ہوگا اور فتوے کے واسطے یہی مختار ہو پس ایسا ہی اس مقام پر ہو یہ فتاویٰ  
 کبریٰ میں ہو قال ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں حائض ہوگا کما قد ذکرنا ہننا قاضی ہمارے اور اگر کہا کہ  
 کلام فلان و فلان مجھ پر حرام ہو پھر دونوں میں سے ایک سے کلام کیا تو حائض ہوگا اور بعض نے کہا حائض نہ ہوگا الا



اس نے ہر ایک سے کلام نہ کرنے کی نیت کی ہو اور یہی نیت ہو تو اس کا علیٰ بین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایک فلاں  
 اولاً ناسیئے فلاں یا فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا قال لمتزوجم ہمارے عرف کے  
 موافق یہ مفہوم مرد و عورت کی کہ اس کی مراد یہ ہوگی کہ ان دونوں میں سے ایک سے کلام نہ کرونگا پس جب کسی ایک  
 سے کلام کر لیا تو دوسرا کلام نہ کرنے کے واسطے متعین ہو گیا کہ جب اس سے کلام کرے گا حانث ہوگا و اللہ اعلم  
 اور اسی طرح اگر کہا کہ میں کلام نہ کرونگا فلاں سے اور نہ فلاں سے تو ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا یہ فلاں میں  
 ہو قال لمتزوجم یہ ہمارے عرف کے بھی موافق ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ وا فلاں سے کلام نہ کرونگا فلاں سے و فلاں سے  
 سے تو پہلے سے کلام کرنے سے اور باقی دونوں سے کلام نہ کرنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ وا فلاں سے کلام نہ کرونگا  
 فلاں سے و فلاں سے یا فلاں سے تو پہلے دونوں سے یا چھلے ایک سے کلام نہ کرنے سے حانث ہوگا اور اگر اگلے اول  
 سے یا دوسرے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ کافی بین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں ان خرجت من بذرہ الدار مجھے  
 اکلم الذی ہو فیہا فامرو طاق یعنی اگر میں سے اس شخص سے جو دار میں ہو کلام نہ کیا یا نہ کیا کہ میں اس  
 دار سے نکل گیا تو میری جود و طاق ہو اور اس دار میں کوئی آدمی نہیں ہو پس وہ باہر نکل گیا تو امام اعظم رحمہ اللہ  
 کے نزدیک حانث نہ ہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان بین ہو۔ اور اگر اپنی باندیوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے کلام  
 کیا تم میں سے کسی ایک سے تو تم میں سے ایک سے کلام نہ کرونگا اس کے آزاد ہو تو چھڑا سنے اپنی محبت میں جا رہے کلام کیا اور  
 قبل بیان کے مرگیا تو سبب آزاد ہو نگلی یہ کافی بین ہو قال لمتزوجم میرے نزدیک یہ مرد و عورت کی کہ اگر سبب اس  
 ہوں مثلاً تو سبب کی سبب مفت آزاد ہو جاوے گی بلکہ مراد یہ ہو کہ آزاد تو سبب ہو گئی مگر سعایت لازم آوے گی پیٹنے  
 جبہ جہد رمال سعایت کر کے ادا کرنا واجب ہو بعد منما فی اس قدر جمع کے کہ آزاد ہو جاوے اور اگر کسی خافضہ اپنی جود  
 سے کہا کہ اگر تو نے یہ بات فلاں سے کہی تو تو طلاق ہو پھر عورت سے وہ بات فلاں نہ کرے کہی و لیکن اسی عبارت  
 میں کہی کہ فلاں نہ کرے تبھا تو عورت نہ کرے طلاق ہوگی جیسے کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر اسی  
 عبارت میں کلام کیا کہ فلاں اس کو نہ سمجھا تو حانث ہوتا ہو پس ایسا ہی بیان ہو یہ محیط میں ہو۔ حجہ میں بلکہ اگر کسی  
 قسم کھائی کہ کسی چیز سے کلام نہ کرونگا پھر کسی جادو سے یا ایسے جادو سے جو نا طاق نہیں ہو کلام کیا تو حانث نہ ہوگا  
 اور اگر گونگے یا بہرے سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر اطفال سے کلام کیا پس اگر سمجھتے ہوں تو حانث ہوا  
 اور اگر نہ سمجھتے ہوں تو حانث نہ ہوگا یہ آثار خانہ میں ہو شمس الاسلام اور چند ہی سے دریافت کیا گیا کہ ایک  
 نے قسم کھائی کہ کسی سے کلام نہ کرونگا پھر ایک کافر اسکے پاس اسلام لائے کے واسطے آیا تو شیخ رحمہ فرمایا  
 کہ صفت اسلام بیان کرے اور وہ سب بیان کرے جس سے کافر مسلمان ہو جاتا ہو اور اس سے بات  
 نہ کرے پس حانث نہ ہوگا یہ محیط میں ہو مترجم کتا ہو کہ اگر ایسی عورت میں یہ دیکھے کہ میرے کلام نہ کرنے سے  
 اسکے اسلام میں تاخیر ہوگی بدینہ جہ کہ اس کی خاطر کو انقباض ہوتا ہو تو لازم ہو کہ قسم ٹور دے اور کفارہ ادا کرے  
 اور اس کو خوشی خاطر سے مسلمان کرے و اللہ تعالیٰ اعلم ایک نے اپنی جود کو دیکھا کہ کسی اجنبی مرد سے باتیں کرتی  
 ہو پس اس کو غصہ آیا اور عورت سے کہہ کر اگر تو نے اسکے بعد کسی مرد اجنبی سے بات کی تو تو طلاق ہو پھر  
 اسکے بعد اس کی عورت نے شوہر کے شاگر و پیشہ سے بات کی جو اس عورت کا ایسا نائے دار میں ہو جس سے

اس کا بیان ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر باقی دونوں سے کلام نہ کرنے سے حانث ہوگا اور اگر اگلے اول سے یا دوسرے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ کافی بین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں ان خرجت من بذرہ الدار مجھے اکلم الذی ہو فیہا فامرو طاق یعنی اگر میں سے اس شخص سے جو دار میں ہو کلام نہ کیا یا نہ کیا کہ میں اس دار سے نکل گیا تو میری جود و طاق ہو اور اس دار میں کوئی آدمی نہیں ہو پس وہ باہر نکل گیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حانث نہ ہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان بین ہو۔ اور اگر اپنی باندیوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے کلام کیا تم میں سے کسی ایک سے تو تم میں سے ایک سے کلام نہ کرونگا اس کے آزاد ہو تو چھڑا سنے اپنی محبت میں جا رہے کلام کیا اور قبل بیان کے مرگیا تو سبب آزاد ہو نگلی یہ کافی بین ہو قال لمتزوجم میرے نزدیک یہ مرد و عورت کی کہ اگر سبب اس ہوں مثلاً تو سبب کی سبب مفت آزاد ہو جاوے گی بلکہ مراد یہ ہو کہ آزاد تو سبب ہو گئی مگر سعایت لازم آوے گی پیٹنے جبہ جہد رمال سعایت کر کے ادا کرنا واجب ہو بعد منما فی اس قدر جمع کے کہ آزاد ہو جاوے اور اگر کسی خافضہ اپنی جود سے کہا کہ اگر تو نے یہ بات فلاں سے کہی تو تو طلاق ہو پھر عورت سے وہ بات فلاں نہ کرے کہی و لیکن اسی عبارت میں کہی کہ فلاں نہ کرے تبھا تو عورت نہ کرے طلاق ہوگی جیسے کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر اسی عبارت میں کلام کیا کہ فلاں اس کو نہ سمجھا تو حانث ہوتا ہو پس ایسا ہی بیان ہو یہ محیط میں ہو۔ حجہ میں بلکہ اگر کسی قسم کھائی کہ کسی چیز سے کلام نہ کرونگا پھر کسی جادو سے یا ایسے جادو سے جو نا طاق نہیں ہو کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر گونگے یا بہرے سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر اطفال سے کلام کیا پس اگر سمجھتے ہوں تو حانث ہوا اور اگر نہ سمجھتے ہوں تو حانث نہ ہوگا یہ آثار خانہ میں ہو شمس الاسلام اور چند ہی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ کسی سے کلام نہ کرونگا پھر ایک کافر اسکے پاس اسلام لائے کے واسطے آیا تو شیخ رحمہ فرمایا کہ صفت اسلام بیان کرے اور وہ سب بیان کرے جس سے کافر مسلمان ہو جاتا ہو اور اس سے بات نہ کرے پس حانث نہ ہوگا یہ محیط میں ہو مترجم کتا ہو کہ اگر ایسی عورت میں یہ دیکھے کہ میرے کلام نہ کرنے سے اسکے اسلام میں تاخیر ہوگی بدینہ جہ کہ اس کی خاطر کو انقباض ہوتا ہو تو لازم ہو کہ قسم ٹور دے اور کفارہ ادا کرے اور اس کو خوشی خاطر سے مسلمان کرے و اللہ تعالیٰ اعلم ایک نے اپنی جود کو دیکھا کہ کسی اجنبی مرد سے باتیں کرتی ہو پس اس کو غصہ آیا اور عورت سے کہہ کر اگر تو نے اسکے بعد کسی مرد اجنبی سے بات کی تو تو طلاق ہو پھر اسکے بعد اس کی عورت نے شوہر کے شاگر و پیشہ سے بات کی جو اس عورت کا ایسا نائے دار میں ہو جس سے

نکاح حرام ہو یا کسی ایسے مرد سے جو کسی داری میں رہتا ہو جس سے شہنا سائی ہو مگر وہ اس عورت کا کسی مہرم مہرم نہیں  
 ہو یا عورت سے اپنے کسی خونی الارحام یعنی ناستے دار سے یا کسی کی سالانہ وہ بھی ایسا نہیں ہو کہ اس سے نکاح  
 حرام ہو جسے او وہ عورت طالق ہو جائیگی یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر قسم کھائی کہ لایکلم برحلا ایک مرد سے یا نہ کرونگا پھر  
 ایسے ایک مرد سے یا کسی اور کما کہ میں نے اس کے سوا سے دوسرے کو ملا دیا تو تو خانہ نشین نہ ہوگا نکاح اس کے  
 اگر کیا کہ لایکلم برحلا یعنی مرد سے یا کسی مرد پر قسم ہوگی یا یقین دہست ہوگا کہ کسی مرد سے یا کسی  
 کمرے سے یا کسی ہنگام یہ قسم کھائی کہ اس جوان سے یا کسی نہ کرونگا پھر اس کے پورے ہونے کے  
 بعد اس سے یا کسی تو حائض ہوگا یہ عاری ہیں۔ اگر قسم کھائی کہ نفلی سے یا کسی نہ کرونگا پھر یہ پورے ہونے سے  
 یا کسی تو حائض نہ ہوگا یہ عاری ہیں۔ اور اگر قسم کھائی کہ مرد سے یا کسی نہ کرونگا پھر نفلی سے یا کسی تو حائض ہوگا یہ  
 ظہیر یہ ہیں اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے عورت سے یا کسی تو میرا غلام آزاد ہو پھر نفلی سے یا کسی تو حائض ہوگا  
 اور اگر کما کہ اگر میں نے عورت سے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر نفلی سے نکاح کیا تو حائض ہوگا اس سے  
 بچہ نہ کلام کرنے سے مانع ہی نہیں عورت کے حق میں جو قسم ہو وہ نہیں لڑکی کا ملا دینا عورت کی راہ سے ہوگا اور  
 نکاح کرنا ایسا نہیں ہو کہ لڑکی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ غلام نہ کرونگا مرد سے یا طفل سے یا غلام سے یا  
 شباب سے یا کھل سے یعنی ان میں سے کسی سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو ہم کہتے ہیں کہ شروع میں غلام نام ایسی عمر کے  
 مرد کا ہے جو بالغ ہوا ہو پھر جب بالغ ہوا تو شباب ہو گیا اور اس وقت بھی کہتے ہیں اور امام ابو یوسف رحمہ سے  
 روایت ہے کہ شباب پندرہ برس سے تیس برس تک ہے جب تک اس پر شرط غالب ہو اور کھل تیس برس سے  
 پچاس برس تک ہے اور پچاس برس سے زیادہ کا شیخ کہلاتا ہے اور پندرہ برس سے کم شباب نہیں ہے اور تیس برس  
 سے کم کا کھل نہیں کہلاتا ہے اور پچاس برس سے کم کا شیخ نہیں کہلاتا ہے اور اس کے درمیان میں جو عمر ہے اس میں شرط  
 معتبر ہے اور قدوری میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ شباب پندرہ برس سے پچاس برس تک ہے والا آنکہ  
 شرط اس پر اس سے پہلے غالب ہو جائے اور کھل تیس برس سے آخر عمر تک ہے اور شیخ پچاس برس سے زیادہ عمر  
 کا ہوتا ہے پس بنا براس روایت کے پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو امام ابو یوسف رحمہ نے شیخ بھی قرار دیا  
 اور کھل بھی۔ اور وصایا النوازل میں امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ تیس برس کا کھل ہے اور نیز امام ابو یوسف رحمہ  
 سے مروی ہے کہ جو تیس برس کا یا اس سے زیادہ کا ہو وہ کھل ہے پھر جب پچاس برس کا ہو گیا تو وہ  
 شیخ ہے اور نوادر بن ساعدہ میں لکھا ہے کہ کھل تیس برس سے چالیس برس تک ہے اور شیخ وہ ہے کہ پچاس برس سے اس کی عمر  
 زیادہ ہو اگرچہ اس کے بال سفید نہ ہونے ہوں اور اگر چالیس برس سے عمر زیادہ ہوئی اور اس کے سفید بال بہت  
 ہو گئے تو وہ شیخ ہے اور اگر سیاہ زیادہ ہوں تو شیخ نہیں ہے اور امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ غلام وہ ہے کہ پندرہ  
 برس سے کم عمر میں کم ہوا اور شباب وقتی وہ ہے کہ پندرہ برس یا زیادہ کا ہو اور جب چالیس برس کا ہو تو وقت  
 سے ساتھ برس تک کھل ہے الا آنکہ بالون کی سفیدی اس پر غالب ہو جائے تو وقت غلبہ سے شیخ ہوگا۔  
 اگرچہ پچاس برس تک کی عمر نہ ہوئی ہو مگر کھل جب تک چالیس برس کا نہ ہوگا اور جب تک چالیس برس سے تجاوز  
 نہ کرے تب تک شیخ ہوگا۔ قال المترجم ہی ہمارے عرف کے موافق ہے وکن لا دخل لہ فی اشرع فی مثل ذلک فاتبعنا

نکاح حرام ہو یا کسی ایسے مرد سے جو کسی داری میں رہتا ہو جس سے شہنا سائی ہو مگر وہ اس عورت کا کسی مہرم مہرم نہیں ہو یا عورت سے اپنے کسی خونی الارحام یعنی ناستے دار سے یا کسی کی سالانہ وہ بھی ایسا نہیں ہو کہ اس سے نکاح حرام ہو جسے او وہ عورت طالق ہو جائیگی یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر قسم کھائی کہ لایکلم برحلا ایک مرد سے یا نہ کرونگا پھر ایسے ایک مرد سے یا کسی اور کما کہ میں نے اس کے سوا سے دوسرے کو ملا دیا تو تو خانہ نشین نہ ہوگا نکاح اس کے اگر کیا کہ لایکلم برحلا یعنی مرد سے یا کسی مرد پر قسم ہوگی یا یقین دہست ہوگا کہ کسی مرد سے یا کسی کمرے سے یا کسی ہنگام یہ قسم کھائی کہ اس جوان سے یا کسی نہ کرونگا پھر اس کے پورے ہونے کے بعد اس سے یا کسی تو حائض ہوگا یہ عاری ہیں۔ اگر قسم کھائی کہ نفلی سے یا کسی نہ کرونگا پھر یہ پورے ہونے سے یا کسی تو حائض نہ ہوگا یہ عاری ہیں۔ اور اگر قسم کھائی کہ مرد سے یا کسی نہ کرونگا پھر نفلی سے یا کسی تو حائض ہوگا یہ ظہیر یہ ہیں اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے عورت سے یا کسی تو میرا غلام آزاد ہو پھر نفلی سے یا کسی تو حائض ہوگا اور اگر کما کہ اگر میں نے عورت سے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر نفلی سے نکاح کیا تو حائض ہوگا اس سے بچہ نہ کلام کرنے سے مانع ہی نہیں عورت کے حق میں جو قسم ہو وہ نہیں لڑکی کا ملا دینا عورت کی راہ سے ہوگا اور نکاح کرنا ایسا نہیں ہو کہ لڑکی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ غلام نہ کرونگا مرد سے یا طفل سے یا غلام سے یا شباب سے یا کھل سے یعنی ان میں سے کسی سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو ہم کہتے ہیں کہ شروع میں غلام نام ایسی عمر کے مرد کا ہے جو بالغ ہوا ہو پھر جب بالغ ہوا تو شباب ہو گیا اور اس وقت بھی کہتے ہیں اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ شباب پندرہ برس سے تیس برس تک ہے جب تک اس پر شرط غالب ہو اور کھل تیس برس سے پچاس برس تک ہے اور پچاس برس سے زیادہ کا شیخ کہلاتا ہے اور پندرہ برس سے کم شباب نہیں ہے اور تیس برس سے کم کا کھل نہیں کہلاتا ہے اور پچاس برس سے کم کا شیخ نہیں کہلاتا ہے اور اس کے درمیان میں جو عمر ہے اس میں شرط معتبر ہے اور قدوری میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ شباب پندرہ برس سے پچاس برس تک ہے والا آنکہ شرط اس پر اس سے پہلے غالب ہو جائے اور کھل تیس برس سے آخر عمر تک ہے اور شیخ پچاس برس سے زیادہ عمر کا ہوتا ہے پس بنا براس روایت کے پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو امام ابو یوسف رحمہ نے شیخ بھی قرار دیا اور کھل بھی۔ اور وصایا النوازل میں امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ تیس برس کا کھل ہے اور نیز امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ جو تیس برس کا یا اس سے زیادہ کا ہو وہ کھل ہے پھر جب پچاس برس کا ہو گیا تو وہ شیخ ہے اور نوادر بن ساعدہ میں لکھا ہے کہ کھل تیس برس سے چالیس برس تک ہے اور شیخ وہ ہے کہ پچاس برس سے اس کی عمر زیادہ ہو اگرچہ اس کے بال سفید نہ ہونے ہوں اور اگر چالیس برس سے عمر زیادہ ہوئی اور اس کے سفید بال بہت ہو گئے تو وہ شیخ ہے اور اگر سیاہ زیادہ ہوں تو شیخ نہیں ہے اور امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ غلام وہ ہے کہ پندرہ برس سے کم عمر میں کم ہوا اور شباب وقتی وہ ہے کہ پندرہ برس یا زیادہ کا ہو اور جب چالیس برس کا ہو تو وقت سے ساتھ برس تک کھل ہے الا آنکہ بالون کی سفیدی اس پر غالب ہو جائے تو وقت غلبہ سے شیخ ہوگا۔ اگرچہ پچاس برس تک کی عمر نہ ہوئی ہو مگر کھل جب تک چالیس برس کا نہ ہوگا اور جب تک چالیس برس سے تجاوز نہ کرے تب تک شیخ ہوگا۔ قال المترجم ہی ہمارے عرف کے موافق ہے وکن لا دخل لہ فی اشرع فی مثل ذلک فاتبعنا

ما افتوا رحمہ اللہ۔ اور اگر قسم کھائی کہ تپا می بی فلان یا قسم کھائی کہ ارا مل بی فلان سے یا قسم کھائی کہ شیب بی فلان یا قسم کھائی کہ آتیا می بی فلان سے کلام نہ کرونگا تو قسم کہتے ہیں کہ تپیم وہ کہلاتا ہو کہ اسکا باب مرگیا اور بنو زردہ صغیر ہو کہ بالغ نہیں ہوا ہو تو جب بالغ ہو گیا تو ہم اسکو تپیم نہیں کہتے ہیں ایسا ہی امام محمد نے کتاب میں ذکر فرمایا ہو اور امام محمد رحمہ کا قول نفات میں حجت ہو اور ارا مل جمع ارا ملہ ہو وہ ہر ایسی عورت یا لفظ فقیرہ محتاجہ ہو کہ ہسکو اسکے شوہر نے بھرا کر دیا ہو خواہ اسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو بیہ تمام مخصوص عورت کے ساتھ ہو اور اسی بالغہ پر بولا جاتا ہو جسکو اسکے شوہر نے بھرا کر دیا ہو اور اسی پر بولا جاتا ہو جو فقیرہ محتاجہ ہو ایسا ہی امام محمد نے کتاب میں ذکر فرمایا ہو اور انکا قول نفات میں حجت ہو اور آیم ہر ایسی عورت کو کہ لفظ ہین جس سے طلع کیا گیا ہو خواہ نہ کراہ جائز یا فاسد یا بطور زنا اور حال یہ ہو کہ اسکو اسکے شوہر نے بھرا کر دیا ہو خواہ وہ فقیرہ ہو یا غنیہ ہو یا صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو ایسا ہی امام محمد نے کتاب میں ذکر کیا ہو اور شیب ہر ایسی عورت ہو کہ اس سے حلال یا حرام طہر پر طلع کر لیا گیا ہو خواہ اسکا شوہر ہو یا نہ ہو صغیرہ ہو یا بالغہ ہو غنیہ ہو یا فقیرہ ہو ایسا ہی امام محمد نے ذکر فرمایا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر کہا کہ ان کلمتک الا ان کلمتی ادا لے ان کلمتی ادا یعنی اگر میں نے تجھ سے کلام کیا الا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے یا تا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے یا ہا شک کہ تو مجھ سے کلام کرے تو چہنچ و چہان پھر دونوں نے ایک دوسرے کو ساتھ ہی سلام کیا تو امام محمد رحمہ کے قول میں حالت حانث ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے قول میں حانث نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا اور اگر دونوں کو جانے کو نیکے پھر ایک نے قسم کھائی کہ میں اس سے کلام نہ کرونگا یہاں تک کہ مکہ سے لوٹوں پھر دونوں راستہ سے لوٹے آئے پھر حالت نے اس سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور یہ قسم کہ میں جا کر لوٹ آئے پر ہوگی الا آنکہ دونوں میں مرا فصحت یا کوئی اور بات ہو یہ عقاب میں ہو۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے تجھ سے ابتداء کی کلام میں یا ترویج میں پھر دونوں میں طاقات ہوئی پھر دونوں نے ایک دوسرے سے ساتھ ہی سلام کیا یا دونوں نے ساتھ ہی نکاح کیا تو حانث نہ ہوگا یہ کافی میں ہو اور حالت سے بعد اس واقعہ کے قسم ساقط ہو جائیگی۔ حجت کہ اس قسم سے ہر قسمی حانث نہ ہوگا اس واسطے کہ ابتداء سے کلام اسکی طرف سے واقع ہو گئے سے یا اس ہو گئی اس واسطے کہ جو کلام اسکے بعد حالت سے پایا جائیگا وہ ایسا ہی ہوگا کہ بعد کلام خداوند علیہ السلام ہو اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کرنے میں پہل کی تو تو طالق ہو اور عورت نے کہا کہ اگر میں تجھ سے کلام کرنے میں پہل کی تو میری باندی آزاد ہو پھر شوہر نے اس عورت سے کلام کیا تو وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا اور جورو بھی اپنی قسم میں حانث نہ ہوگی کیونکہ اسنے پہل نہیں کی ہو اور اگر دونوں نے ساتھ ہی ایسے ہی قسم کھائی ہو تو چاہیے کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ساتھ ہی کلام کرے کہ دونوں میں سے کوئی حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی دوسرے سے کہا کہ اگر میں تجھ سے کلام کروں قبل اسکے تو مجھ سے کلام کرے تو میرا غلام آزاد ہو پھر دونوں سے طاقات ہوئی نہیں ہر ایک نے دوسرے کو ایک ساتھ ہی سلام کیا حالت اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا یہ جھٹ میں ہو چہنگ لوگ ایک جہاس میں بیٹھے بائیں کرتے تھے پھر انہیں سے ایک نے کہا کہ جس نے اسکے بعد کلام کیا اسکی جورو طالق ہو پھر اسی کہنے والے نے کلام کیا تو اسکی جورو طالق ہوگی

وہ شیان  
فرزندان  
فلان  
بلف فلان  
کی اولاد  
میں جو تپیم  
ہوے اور  
اس واسطے  
کہ جورو  
کھائے فلان  
اس سے  
پہلے کلام  
کیا جائے  
تو حانث  
نہ ہوگا  
اور اگر ایک  
نے دوسرے  
سے ابتدا  
کی کلام  
میں یا ترویج  
میں پھر  
دونوں میں  
طاقات  
ہوئی پھر  
دونوں نے  
ایک  
دوسرے  
سے  
ساتھ  
ہی سلام  
کیا یا  
دونوں  
نے  
ساتھ  
ہی  
نکاح  
کیا  
تو  
حانث  
نہ  
ہوگا  
یہ  
کافی  
میں  
ہو  
اور  
اگر  
دونوں  
نے  
ساتھ  
ہی  
ایسے  
ہی  
قسم  
کھائی  
ہو  
تو  
چاہیے  
کہ  
دونوں  
میں  
سے  
ہر  
ایک  
دوسرے  
سے  
ساتھ  
ہی  
کلام  
کرے  
کہ  
دونوں  
میں  
سے  
کوئی  
حانث  
نہ  
ہوگا  
اور  
اسی  
طرح  
اگر  
کسی  
دوسرے  
سے  
کہا  
کہ  
اگر  
میں  
تجھ  
سے  
کلام  
کروں  
قبل  
اسکے  
تو  
مجھ  
سے  
کلام  
کرے  
تو  
میرا  
غلام  
آزاد  
ہو  
پھر  
دونوں  
سے  
طاقات  
ہوئی  
نہیں  
ہر  
ایک  
نے  
دوسرے  
کو  
ایک  
ساتھ  
ہی  
سلام  
کیا  
حالت  
اپنی  
قسم  
میں  
حانث  
نہ  
ہوگا  
یہ  
جھٹ  
میں  
ہو  
چہنگ  
لوگ  
ایک  
جہاس  
میں  
بیٹھے  
بائیں  
کرتے  
تھے  
پھر  
انہیں  
سے  
ایک  
نے  
کہا  
کہ  
جس  
نے  
اسکے  
بعد  
کلام  
کیا  
اسکی  
جورو  
طالق  
ہو  
پھر  
اسی  
کہنے  
والے  
نے  
کلام  
کیا  
تو  
اسکی  
جورو  
طالق  
ہوگی

یہ قاضی قاضی خان مین ہو۔ خزانہ مین لکھا ہو کہ ایک نے کہا کہ جسے غلام عبد اللہ سے کلام کیا اسکی جو روطہ لکھ ہوا اور عبد اللہ ہی قسم کھانے والا ہو اور اسی کا غلام یہ غلام ہو پس اسے خود اپنے غلام سے کلام کیا تو حائث ہو گیا یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک نے کہا کہ داؤد اللہ مین غلام سے کلام نہ کرونگا استغفر اللہ انشاء اللہ تم تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ استثنائے صحیح ہو اور حائث نہ ہوگا اور یہ حکم ازراہ دیا نہ ہو یہ قضاو سے قاضی خان مین ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ داؤد کلام نہ کرونگا کسی سے الا غلام یا غلام سے تو اسکو اختیار ہو چاہے دونوں سے کلام کرے یا ایک سے یعنی ان دونوں سے کلام کرنے مین منفرد یا مجموعاً حائث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر صیری مین ہے اور اگر کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا شخص بصری یا کوئی سے پھر اس نے بصرہ کے رہنے والے سے یا کوفہ کے رہنے والے سے کلام کیا یا دونوں سے کلام کیا تو حائث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کوفہ کے تمام آدمیوں سے یا بصرہ کے تمام آدمیوں سے یا کوفہ و بصرہ کے تمام آدمیوں سے کلام کیا تو بھی حائث نہ ہوگا اور اگر کہا کہ کسی کسی آدمی سے کلام نہ کرونگا الا ان وہ آدمیوں مین سے ایک آدمی سے تو اس صورت میں بھی حائث نہیں ان دونوں مین سے ایک آدمی ہو پس اگر ان مین سے ایک سے کلام کیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر دونوں سے کلام کیا تو حائث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ کلام نہ کرونگا کسی کے بھی الا دوسروں مین کے ایک سے کوئی مہربان بصری ہو یا کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا ان دوسرے سے ایک سے کوئی مہربان بصری ہو پھر اسے ایک کوئی یا بصری سے کلام کیا یا دونوں سے کلام کیا تو اپنی قسم مین حائث نہ ہوگا یہ خط مین ہے قال المتبرجیم ہادی زبان کے موافق ہے مین داخل ہو واللہ اعلم اور اگر قسم کوئی کہہ نہ سکے کسی سے کلام نہ کرونگا الا مرد و احداث اہل کوفہ سے پھر اس نے کوفہ کے دوسروں سے کلام کیا تو حائث ہو گیا اور اگر کہا کہ الا مرد و کوئی سے تو کوفہ کے تمام مردوں سے کلام کرنے سے حائث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر صیری مین ہے زید و عمر و نے اپنے در بیان مشترک باندی کے بچے کے نسب کا دعویٰ کیا اور قاضی نے دونوں سے اس کے نسب کا حکم دیا پھر خال سے کہا کہ اگر مین نے زید کے بچے سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو اور بکرنے کہا کہ اگر مین نے عمر و کے بچے سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر دونوں نے اسی بچے کو میرے کلام کیا تو دونوں حائث ہو گئے یہ قضاو سے قاضی خان مین ہے نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ زید نے کہا کہ اگر مین نے عمر و سے کلام کیا تو مین کفار کا شریک ہوں ان یا تو مین جو سے اللہ تعالیٰ پر بہتان باز رہتے ہوں جو اسکے لائق نہیں ہیں پھر اسے عمر و سے کلام کیا تو کیا واجب ہوگا فرمایا کہ کفارہ قسم واجب ہوگا یہ ظہیر مین ہے قال المتبرجیم مشائخ کے نزدیک ایسی قسم عمر علی زبان مین ہم ہوتی ہے اور اردو فارسی مین واللہ اعلم کیا حکم ہے انسان فلیکن کنز کاب القامع زید نے قسم کھائی کہ عمر و سے کلام نہ کرونگا پھر عمر و نے اسکو خوشخبری دی تو اسے کہا کہ الحمد للہ یا جبری خبر سنائی تو اسے کہا کہ انا محمد وانا الیہ مرجعون تو اس سے حائث نہ ہوگا یہ تاتار خانیہ مین ہے۔ اور اگر بد خبر کی صورت مین زید نے عمر و سے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے و تجھے دونوں کو محفوظ رکھے تو حائث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر زید نے عمر و سے کہا کہ اگر مین نے تجھے کلام کیا تو کفر مانا چھپر حرام ہو اور کلام کیا پھر قرآن مین داخل ہوا اور بکرنے کلام کیا تو اسپر یا کفارہ قسم واجب ہوگا اور اگر بچہ لکھ لکھ کر حرام ہو تو اسی صورت مین اسپر تو مین کے در کفار سے وجہ ہو گئے یہ

ای آفرین  
و از من پس  
هوتی پس  
منقذ و مرق  
کلام پر  
پیش عرو  
سکه  
مست  
نہیں اگر  
کلام اور اس  
یا صبر تو  
شکر تو



تاتا رہا نہیں ہو قال المہر جم ان سالتک است بین خراؤہ بین او است بین خشت لڑکس بین او است بین  
 و خشت لایانک الکفارۃ الایمن فاجیب با ذکرنا سن قولہ اگر زید نے عروس سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کلام کیا  
 اسے آخر قتلہ بہ اگر اپنی عروس سے کہا کہ اگر تو نے فلاں نہ صورت سے کلام کیا تو فلاں ہو پھر اسکی عروس نے ایک  
 روز کہہ کر دھوئے پھر اسے بین فلاں نہ کورہ آئی اور اس سے کہا کہ تو تھک گئی ہو اسنے یہ جانکر کہ یہ فلاں ہو یا  
 ہے جانے جواب دیا کہ نہیں چھی ہوں یا کہا کہ ہاں تو سب کلام ہو پس وہ طالعہ ہو جائیگی یہ ظہیرہ بین ہو چلی  
 یہ ہو کہ کلام و حدیث اپنی بات و خطاب یہ جب ہی ہوتے ہیں جبکہ بالمشافہ ہوں یہ عتاب یہ بین ہو۔ اگر زید نے  
 عروس سے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ فلاں آگیا ہو تو میری عروس طالعہ ہو یا میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو  
 فلاں کے آجانے کی جھوٹ خبر دی تو زید حاشف ہو گیا یعنی اسکی عروس طالعہ ہو گئی اور غلام آزاد ہو گیا بخلاف اسکے  
 اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کی آمد کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکی جھوٹ خبر دی تو اسکا غلام  
 آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ میری عروس گھر میں ہو تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو جھوٹ  
 خبر دی کہ تیری عروس گھر میں ہو تو حاشف ہوا اور اسکا غلام آزاد ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری عروس کے گھر  
 میں ہونے کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو جھوٹ خبر دی تو آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے  
 بشارت دی کہ فلاں آیا ہو یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کی بشارت دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی  
 خوشخبری دی تو حالت اپنی قسم میں حاشف نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے آگاہ کیا کہ فلاں آیا ہو یا تو نے  
 مجھے فلاں کے آنے کی آگاہی دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی آگاہی دی تو حاشف نہوگا اور اگر  
 حالت کے آگاہ ہو جانے کے بعد فلاں نے اسکو اس امر کی سچی خبر دی یا آگاہ کیا تو بھی حاشف نہوگا بخلاف  
 اسکے اگر اس نے یوں قسم کھائی ہو کہ اگر تو نے مجھے خبر دی پھر اس نے حالت کے آگاہ ہونے کے بعد اسکو خبر دی  
 تو اپنی قسم میں حاشف ہو جائیگا اور اگر حالت نے اس صورت میں اپنے اس قول سے کہ تو نے مجھے آگاہی  
 دی یہ نیت کی ہو کہ خبر دیدی تو بعد آگاہ ہونے کے مخاطب کے آگاہ کرنے سے بھی حاشف ہو جائیگا اور  
 چاہیے کہ حالت کی نیت دیانہ و قضا و دونوں طرح صحیح ہووے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو نے مجھے لکھا کہ فلاں  
 آیا ہو تو میرا غلام آزاد ہو پس مخاطب نے اسکو دروغ ایسا لکھا تو وہ حاشف ہو گیا خواہ اسکا خط پہنچا ہو یا  
 نہ پہنچا ہو اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کو لکھا تو میرا غلام آزاد ہو پس اسنے جھوٹ لکھا تو حاشف  
 نہوگا اور اگر اس صورت میں مخاطب نے اسکو لکھا کہ فلاں آیا ہو اور حال یہ ہو کہ واقعی فلاں نہ کورا سکے لیکن  
 پہلے آگیا تھا مگر مخاطب کو معلوم نہ تھا تو حالت حاشف ہو جائیگا۔ زید وارت میں امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر زید نے  
 قسم کھائی کہ عروس کا سر بھی اٹھا نہ کرونگا پس زید نے عروس کے ایک خط کی جو اسنے زید کو لکھا تھا خبر دی یا  
 اسکے کسی کلام کی خبر دی یا کسی نے پوچھا کہ آیا عروس کا بھید یہ ہو پس زید نے سر لایا یعنی ہاں تو اپنی قسم میں حاشف ہو گیا  
 اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے بھید کا افشا نہ کرونگا یا فلاں سے افشا نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلاں کے  
 بھید سے فلاں کو آگاہ نہ کرونگا یا فلاں کے ہونے کی جگہ سے فلاں کو آگاہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلاں کا  
 بھید ضرور پوشیدہ کرونگا یا خفیہ رکھونگا یا چھپا رکھونگا یا فلاں کو اس پر راہ نہ تہلاؤنگا پھر ان میں سے کوئی بات کی

یہ شہنشاہ کا زید کا کلام ہے کہ فلاں نہ کورہ آئی اور اس سے کہا کہ تو تھک گئی ہو اسنے یہ جانکر کہ یہ فلاں ہو یا ہے جانے جواب دیا کہ نہیں چھی ہوں یا کہا کہ ہاں تو سب کلام ہو پس وہ طالعہ ہو جائیگی یہ ظہیرہ بین ہو چلی یہ ہو کہ کلام و حدیث اپنی بات و خطاب یہ جب ہی ہوتے ہیں جبکہ بالمشافہ ہوں یہ عتاب یہ بین ہو۔ اگر زید نے عروس سے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ فلاں آگیا ہو تو میری عروس طالعہ ہو گیا یعنی اسکی عروس طالعہ ہو گئی اور غلام آزاد ہو گیا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کی آمد کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکی جھوٹ خبر دی تو اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ میری عروس گھر میں ہو تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو جھوٹ خبر دی کہ تیری عروس گھر میں ہو تو حاشف ہوا اور اسکا غلام آزاد ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری عروس کے گھر میں ہونے کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو جھوٹ خبر دی تو آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے بشارت دی کہ فلاں آیا ہو یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کی بشارت دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی خوشخبری دی تو حالت اپنی قسم میں حاشف نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے آگاہ کیا کہ فلاں آیا ہو یا تو نے مجھے فلاں کے آنے کی آگاہی دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی آگاہی دی تو حاشف نہوگا اور اگر حالت کے آگاہ ہو جانے کے بعد فلاں نے اسکو اس امر کی سچی خبر دی یا آگاہ کیا تو بھی حاشف نہوگا بخلاف اسکے اگر اس نے یوں قسم کھائی ہو کہ اگر تو نے مجھے خبر دی پھر اس نے حالت کے آگاہ ہونے کے بعد اسکو خبر دی تو اپنی قسم میں حاشف ہو جائیگا اور اگر حالت نے اس صورت میں اپنے اس قول سے کہ تو نے مجھے آگاہی دی یہ نیت کی ہو کہ خبر دیدی تو بعد آگاہ ہونے کے مخاطب کے آگاہ کرنے سے بھی حاشف ہو جائیگا اور چاہیے کہ حالت کی نیت دیانہ و قضا و دونوں طرح صحیح ہووے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو نے مجھے لکھا کہ فلاں آیا ہو تو میرا غلام آزاد ہو پس مخاطب نے اسکو دروغ ایسا لکھا تو وہ حاشف ہو گیا خواہ اسکا خط پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کو لکھا تو میرا غلام آزاد ہو پس اسنے جھوٹ لکھا تو حاشف نہوگا اور اگر اس صورت میں مخاطب نے اسکو لکھا کہ فلاں آیا ہو اور حال یہ ہو کہ واقعی فلاں نہ کورا سکے لیکن پہلے آگیا تھا مگر مخاطب کو معلوم نہ تھا تو حالت حاشف ہو جائیگا۔ زید وارت میں امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر زید نے قسم کھائی کہ عروس کا سر بھی اٹھا نہ کرونگا پس زید نے عروس کے ایک خط کی جو اسنے زید کو لکھا تھا خبر دی یا اسکے کسی کلام کی خبر دی یا کسی نے پوچھا کہ آیا عروس کا بھید یہ ہو پس زید نے سر لایا یعنی ہاں تو اپنی قسم میں حاشف ہو گیا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے بھید کا افشا نہ کرونگا یا فلاں سے افشا نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلاں کے بھید سے فلاں کو آگاہ نہ کرونگا یا فلاں کے ہونے کی جگہ سے فلاں کو آگاہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلاں کا بھید ضرور پوشیدہ کرونگا یا خفیہ رکھونگا یا چھپا رکھونگا یا فلاں کو اس پر راہ نہ تہلاؤنگا پھر ان میں سے کوئی بات کی

تو اپنی قسم میں حاشیہ ہوگا اور اگر اس نے ان سب صورتوں میں نیت کی ہو کہ کلام یا تحریر یا ایلی سے آگاہ ہوگا  
اور اشارہ کی نیت نہ ہو تو کتاب میں مذکور ہو کہ اندر میں یعنی مستند رکھا جائیگا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں مذکور  
ہو اور اس میں شک نہیں ہو کہ قیام بین زمین و آسمان کے قضا و نقض کی نیت ہوگی اور رہا یہ کہ اسکے قول کی قضا  
تقدیر ہوگی یا نہیں سو عامہ مشائخ کے نزدیک قضا و نقض نیت ہوگی۔ پھر واضح ہو کہ اگر اس نے ایسی چیزوں  
کی قسم کھائی پھر اس نے اسکا حیلہ اور اس سے بچنے کی راہ تلاش کی تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ اس سے یوں کہا جائے  
کہ ہم بکھون کے نام لیتے ہیں یا بھیدون کو بیان کرتے ہیں پس جو جگہ یا بھید فلان کا ہو اس پر تو انکار کرنا چاہا  
اور جب ہم فلان کی جگہ یا بھیدون کو بیان کرتے ہیں تو خواہش ہو جانا پس جب اس نے ایسا کیا اور وہ لوگ  
فلان کی جگہ یا بھید سے واقف ہو گئے تو یہ اپنی قسم میں حاشیہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان عورت سے اپنی  
خدمت میں رہے پھر اسکا اپنی خدمت کے واسطے اشارہ کیا تو اس سے خدمت چاہی یعنی حاشیہ ہوگا  
اس واسطے کہ اشارہ سے خدمت چاہنا متعارف ہو خصوصاً بادشاہوں میں اور شہرے لوگوں میں پس وہ حاشیہ  
ہو گیا خواہ فلان مذکور نہ ہو اسکی خدمت کر دی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو فلان کے بھید سے خبر  
نہ کر دوں گا یا فلان کو فلان کے موجود ہونے کی جگہ سے خبر نہ کر دوں گا پھر خط یا ایلی سے فراموش سے ایسا کیا تو  
حاشیہ ہو گیا اگر قسم کھائی کہ فلان کو ایسی بشارت نہ دوں گا پھر خط یا ایلی سے فراموش سے ایسا کیا تو اپنی قسم میں  
حاشیہ ہو گیا اور اگر اس سے کہا گیا کہ آیا یہ بات ایسی ہو یا فلان شخص فلان جگہ ہو پس اس نے اپنے سر سے  
اشارہ کیا یعنی ہاں تو یہ فعل خبر دینا یا بشارت دینا نہیں ہو پس اپنی قسم میں حاشیہ ہوگا و لیکن اگر اس نے خبر  
دینے یا بشارت دینے سے اعم مراد لی ہو کہ خواہ سر کے اشارہ سے ہو یا اور اور پر تو دیا نہ و قضا و نقض اسکی  
تقدیر کیا جائیگی۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمر کے واسطے مال کا اقرار نہ کر دوں گا پس زید سے کہا گیا کہ آیا  
تجھ پر عمر کا اس قدر ہو پس اس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ ہاں تو اپنی قسم میں حاشیہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ  
فلان کے بھید کی بات نہ کر دوں گا تو خط لکھنے والی جگہ اور سر سے اشارہ کرنا سے حاشیہ نہ ہوگا اور اگر  
اس سے پوچھا گیا کہ آیا فلان کا بھید چنین و چنان ہو یا فلان شخص فلان جگہ ہو پس اس نے کہا کہ ہاں تو قسم  
میں حاشیہ ہو گیا اور مثل بات نہ کرنا کہنے کے تحت نیت نہ کرنا یا گفتگو نہ کرنا بھی ہو اور اگر کسی نے ایسی سب  
قسمیں کھائیں یعنی مع سب مذکورہ بالا قسموں کے کلام کرنے اور زبان سے نہ نکالنے کی پھر حاشیہ کو نہ لکھا ہو گیا کہ  
وہ زبان سے کلام کرنے پر قاضی نہیں ہو تو اسکی قسم اشارہ و تحریر پر ہو جائیگی الا ایک بات میں اور وہ یہ ہو کہ اگر  
قسم کھائی کہ فلان کے بھید کی بات نہ کر دوں گا یا فلان کے بھید کی حاشیہ نہ کر دوں گا تو اس قسم کی صورت میں وہ  
اشارہ کرنے و تحریر کرنے سے حاشیہ نہ ہوگا اگرچہ اس نے بعد گوئے ہو جانے کے اشارہ یا تحریر کی ہو اور  
باقی سب صورتوں میں حاشیہ ہوگا۔ اور ہر جس صورت میں کہ ہم نے اشارہ سے حاشیہ ہو جانے کو  
بیان کیا ہو اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اشارہ کیا و لیکن اس حال میں میرے اس امر کی نیت نہ تھی جیسے  
قسم کھائی ہو تو دیکھا جائے اگر یہ جواب ایسی بات کا ہو جو اس سے دریافت کی گئی ہو تو قضا و نقض اسکی تصدیق  
ہوگی اور دیا نہ تقدیر کیا جائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ لا اقول بفلان کننا یعنی فلان سے ایسا نہیں

۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

کہو ننگا اور نیز یہ عینہ مشترک ہو واسطے حال کے یعنی فلان سے ایسا نہیں کہتا ہوں اور مرد اول ہو سو یہ مسئلہ  
 امام محمد رحمہ نے جامع و زیادہ میں ذکر نہیں فرمایا اور نو اور میں امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ یہ بھی مثل خبرہ دو ننگا  
 و بشارت نہ دنگا کے ہر شے کو تحریر کرنے اور ایچی کہنے سے حاشف ہوگا اور اشارہ کرنے سے حاشف نہ ہوگا۔  
 اور اگر قسم کھائی کہ لایہ خود فلانا یعنی فلان کو نہ بلاؤ ننگا پھر اسکو خط یا ایچی کے ذریعہ سے بلایا تو ظاہر الروایہ  
 میں حاشف ہوگا اور امام محمد رحمہ سے نو اور میں مذکور ہو کہ اگر لفظ تبلیغ کہما کہ فلان کو تبلیغ نہ کرو ننگا تو یہ بمنزلہ  
 اختیار کے ہو کہ بذریعہ خط و ایچی کے قائل ہو سکتی ہو پس خط و ایچی سے تبلیغ کرنے سے حاشف ہوگا اور اسطرح  
 لفظ ذکر ہو بجا بہت عربی کہ وہ بھی بذریعہ ایچی و خط حاصل ہو جاتا ہو اور اگر کہما کہ اسی عہدی بشری کہتا  
 تو حاشف ہے میرے فلا من میں سے جس کسی نے اپنے اسکی بشارت دی وہ آزاد ہو پس سب نے ایک ساتھ  
 اسکو بشارت دی تو سب آزاد ہو چا ویسے اور اگر ایک بعد دوسرے کے بشارت دیں تو خاصہ پہلا ہی  
 آزاد ہوگا اور اگر فلا من میں سے ایک نے اسکی پاس ایچی بھیجا پس اگر ایچی نے جواب بشارت نہ کو رہ  
 کی بیان کی ہو وہ اپنے پیچھے واسطے کی طرف سے پیغام دیا تو پیچھے والا غلام آزاد ہو گیا اور اگر ایچی نے اسکو  
 خود خبر دی اور پیچھے واسطے کی طرف اضافت نہ کی تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہما کہ اگر تو نے  
 مجھے خبر دی کہ یہ پتھر سونا ہو یا یہ مرد عورت ہو تو ایسا پس مخاطب نے اسکو ایسی خبر دی تو وہ حاشف ہو گیا کیونکہ  
 بشرط پائی گئی اور اگر کہما ہو کہ اگر تو نے آگاہ کیا یا بشارت دی تو حاشف ہوگا یہ تا تا رخانیہ میں ہو۔ اور اگر قسم  
 کھائی کہ فلان کو نہ لکھو ننگا پس دوسرے کو حکم کیا کہ اُسے لکھا تو ہشام نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ امام محمد  
 کہتے تھے کہ ہارون الرشید نے مجھے یہ مسئلہ پوچھا پس میں نے جواب دیا کہ اگر تم کہما کہنے والا سلطان ہو یعنی ایسا  
 ہو کہ وہ خود جو افق رواج نہیں لکھا کرتا ہو تو وہ حاشف ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے  
 سورہ نہ پڑھو ننگا پھر اُسے نگاہ سے اسکو دل سے آخر تک دیکھا تو بالاتفاق حاشف ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں  
 ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلان کا خط نہ پڑھو ننگا یا فلان کی کتاب نہ پڑھو ننگا پھر اسکی کتاب کو اول سے آخر تک لکھا  
 اور جو اس میں ہو سمجھ لیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے قول میں حاشف ہوگا کیونکہ پڑھنا نہیں پایا گیا اور اسی پر فتویٰ  
 ہو قال المترجم یہ زبان عربی ٹھیک ہو اور ہماری زبان میں تامل ہو پس یہ عفت عام کے الا آنکہ بنا بر اصل امام  
 کلام کیا جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ کتاب فلان کو نہ پڑھو ننگا پھر کتاب فلان سے ایک سطر  
 پڑھی تو حاشف ہو اور اسی سطر میں حاشف نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سورہ نہ پڑھو ننگا  
 پھر اس سورہ میں سے ایک حرف چوڑو دیا تو حاشف ہو گیا اور اگر بڑی آیت چوڑو دی تو حاشف نہ ہوگا یہ بدائع  
 میں ہو و فیہ نظر و اشتداعلم اور اگر قسم کھائی کہ یہ شعر نہ پڑھو ننگا پس اُسے نصف بیت پڑھی تو حاشف نہ ہوگا اگرچہ نصف  
 بیت کسی دوسرے شعر کی ایک بیت ہو۔ اور امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ فارسی آدمی نے قسم کھائی کہ سورہ الحمد پڑھ  
 نہ پڑھو ننگا پھر اس نے عین سے پڑھی تو حاشف نہ ہوگا اور اگر دفعہ ہو تو حاشف ہوگا۔ اور متقی میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی  
 کہ کتاب نہ پڑھو ننگا تو قسم ہر ایسی تحریر ہوگی جو سیدھی میں بسیا ہی ظاہر ہو یا اور طور پر ہو اور اگر اُسے کاغذ  
 میں تحریر مردانی چھپے لوگوں میں ہوتی ہو تو دیانہ اسکی تصدیق ہوگی اور قضاء تصدیق نہوگی یہ محیط میں ہو

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ آج کے روز قرآن نہ پڑھوں گا پس اس نے نماز وغیرہ میں پڑھا تو حائضہ ہوا اور  
 اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رکوع نہ کروں گا یا سجدہ نہ کروں گا پس اس نے نماز وغیرہ میں ایسا کیا تو حائضہ  
 ہوا اور اگر اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پس اگر وہ پڑھی جو سورۃ غل میں ہو تو حائضہ ہوا اور اگر وہ نیت کی  
 ہو جو سورۃ غل میں ہو یا غیر اسکی نیت کی تو حائضہ نہ ہوگا اس واسطے کہ لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم تبرک  
 کی واسطے پڑھتے ہیں نہ بطریق قراءت کے اور اسکا پڑھنا نہ بطریق قراءت کے جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان  
 میں ہے۔ اور اگر اس طور سے کسی نے قسم کھائی تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ فرائض نماز میں جماعت سے پڑھے اور  
 اپنی قسم میں حائضہ نہ ہوگا اور اگر کوئی رکعت اس سے جاتی رہی کہ جبکو اس نے تنہا پڑھا تو حائضہ ہوگا  
 اور اگر عورت نے ایسی قسم کھائی تو وہ اپنے شوہر کے پیچھے نماز پڑھے یا اور اپنے کسی غم کے پیچھے رہے  
 پر محیط ہیں۔ اور اگر سوائے رمضان کے دھرم ادا کرنے چاہتے تو چاہیے کہ جو وتر پڑھنا ہو اسکی اعتقاد کرے  
 تاکہ حائضہ نہ ہو نہ قضا سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اس نے قسم کھائی کہ قراءت قرآن نہ کروں گا پھر اس نے  
 سورۃ فاتحہ بطور دعا و ثنا اس کے پڑھی تو حائضہ نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے  
 ہر سورۃ قرآن کی پڑھی تو مجھے ایک درم صدقہ کرنا واجب ہو تو اہم غم سے فرمایا کہ یہ پورے قرآن پڑھو  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی نے کہا کہ مجھے قسم ہو اگر تو چاہے پس اس نے کہا کہ میں نے چاہی تو قسم  
 لازم آدگی اور پشیل اس قول کے ہو کہ مجھے قسم ہو اگر میں نے فلاں سے کلام کیا یہ غلط ہے نیز غم الدین  
 سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اسکی جو رو کے ناستے داروں نے اسکی جو رو کی طلاق کی قسم لی کہ  
 عورت پر جرم نہ رکھے اور اسپر کسی چیز کی تہمت نہ رکھے پس اس نے یہ قسم کھائی پھر عورت سے کہا کہ خدا جانتا  
 ہو کہ تو نے کیا کیا ہو پس آیا اس سے اسکی جو رو پر طلاق ہو جائیگی فرمایا کہ نہیں یہ ظہیر میں ہے۔ ایک  
 نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر فلاں کے گھر جاؤں اور اس سے کلام کروں تو تو طلاق ہو پھر اس کے گھر نہیں گیا  
 مگر کہیں اور اس سے باتیں کیں تو اپنی قسم میں حائضہ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر فلاں کے گھر جاؤں اور  
 اس سے کلام نہ کروں تو تو طلاق ہو اور باقی صورت مسئلہ بطور مذکورہ بالا واقع ہوئی تو حائضہ ہو جائیگا  
 اور اسکی جو رو طلاق ہو جائیگی ایسا ہی فتوے شمس لائے حلوائی اور فتویٰ رکن الاسلام علی سند بنی نقول  
 ہی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے بھائی کو کسی کام کا حکم نہ دوں گا اور اگر اسکو کسی کام کا حکم دوں  
 تو ایسا پھر کسی آدمی کے ہاتھ اپنے بھائی کے پاس کوئی مال میں بھیجا اور اس سے کہا کہ تو میرے بھائی سے  
 کہنا تاکہ وہ اسکو فروخت کر دے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس آدمی نے اس کے بھائی سے کہا کہ تیرا بھائی  
 کہتا ہو کہ تو اسکو فروخت کر دے یا تجھے اسے فروخت کرنے کا حکم دیتا ہو تو حائضہ ہو جائیگا۔ ایک نے  
 اپنی جو رو سے کہا کہ اگر آج تو نہ کہے گی کہ فلاں نے مجھ سے کیا کیا ہو تو طلاق ہو پس عورت نے ایسے طور پر  
 کہا کہ سنائی نہیں دیتا ہو یا مرو نے نہیں سننا تو عورت مذکورہ طلاق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا ہو کہ اگر تو نے آج  
 کے روز مجھے نہ کہا تو صورت مذکورہ میں طلاق ہو جائیگی یہ غلط ہے میں ہے۔ زید نے غم کے سامنے گفتگو میں  
 اپنی جو رو کی طلاق کی قسم کھائی کہ میں نے تیرا نسب کسی سے نہیں کہا ہو حالانکہ اپنی جو رو سے کہ چکا ہو کہ عورت

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ آج کے روز قرآن نہ پڑھوں گا پس اس نے نماز وغیرہ میں پڑھا تو حائضہ ہوا اور  
 اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رکوع نہ کروں گا یا سجدہ نہ کروں گا پس اس نے نماز وغیرہ میں ایسا کیا تو حائضہ  
 ہوا اور اگر اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پس اگر وہ پڑھی جو سورۃ غل میں ہو تو حائضہ ہوا اور اگر وہ نیت کی  
 ہو جو سورۃ غل میں ہو یا غیر اسکی نیت کی تو حائضہ نہ ہوگا اس واسطے کہ لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم تبرک  
 کی واسطے پڑھتے ہیں نہ بطریق قراءت کے اور اسکا پڑھنا نہ بطریق قراءت کے جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان  
 میں ہے۔ اور اگر اس طور سے کسی نے قسم کھائی تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ فرائض نماز میں جماعت سے پڑھے اور  
 اپنی قسم میں حائضہ نہ ہوگا اور اگر کوئی رکعت اس سے جاتی رہی کہ جبکو اس نے تنہا پڑھا تو حائضہ ہوگا  
 اور اگر عورت نے ایسی قسم کھائی تو وہ اپنے شوہر کے پیچھے نماز پڑھے یا اور اپنے کسی غم کے پیچھے رہے  
 پر محیط ہیں۔ اور اگر سوائے رمضان کے دھرم ادا کرنے چاہتے تو چاہیے کہ جو وتر پڑھنا ہو اسکی اعتقاد کرے  
 تاکہ حائضہ نہ ہو نہ قضا سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اس نے قسم کھائی کہ قراءت قرآن نہ کروں گا پھر اس نے  
 سورۃ فاتحہ بطور دعا و ثنا اس کے پڑھی تو حائضہ نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے  
 ہر سورۃ قرآن کی پڑھی تو مجھے ایک درم صدقہ کرنا واجب ہو تو اہم غم سے فرمایا کہ یہ پورے قرآن پڑھو  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی نے کہا کہ مجھے قسم ہو اگر تو چاہے پس اس نے کہا کہ میں نے چاہی تو قسم  
 لازم آدگی اور پشیل اس قول کے ہو کہ مجھے قسم ہو اگر میں نے فلاں سے کلام کیا یہ غلط ہے نیز غم الدین  
 سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اسکی جو رو کے ناستے داروں نے اسکی جو رو کی طلاق کی قسم لی کہ  
 عورت پر جرم نہ رکھے اور اسپر کسی چیز کی تہمت نہ رکھے پس اس نے یہ قسم کھائی پھر عورت سے کہا کہ خدا جانتا  
 ہو کہ تو نے کیا کیا ہو پس آیا اس سے اسکی جو رو پر طلاق ہو جائیگی فرمایا کہ نہیں یہ ظہیر میں ہے۔ ایک  
 نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر فلاں کے گھر جاؤں اور اس سے کلام کروں تو تو طلاق ہو پھر اس کے گھر نہیں گیا  
 مگر کہیں اور اس سے باتیں کیں تو اپنی قسم میں حائضہ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر فلاں کے گھر جاؤں اور  
 اس سے کلام نہ کروں تو تو طلاق ہو اور باقی صورت مسئلہ بطور مذکورہ بالا واقع ہوئی تو حائضہ ہو جائیگا  
 اور اسکی جو رو طلاق ہو جائیگی ایسا ہی فتوے شمس لائے حلوائی اور فتویٰ رکن الاسلام علی سند بنی نقول  
 ہی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے بھائی کو کسی کام کا حکم نہ دوں گا اور اگر اسکو کسی کام کا حکم دوں  
 تو ایسا پھر کسی آدمی کے ہاتھ اپنے بھائی کے پاس کوئی مال میں بھیجا اور اس سے کہا کہ تو میرے بھائی سے  
 کہنا تاکہ وہ اسکو فروخت کر دے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس آدمی نے اس کے بھائی سے کہا کہ تیرا بھائی  
 کہتا ہو کہ تو اسکو فروخت کر دے یا تجھے اسے فروخت کرنے کا حکم دیتا ہو تو حائضہ ہو جائیگا۔ ایک نے  
 اپنی جو رو سے کہا کہ اگر آج تو نہ کہے گی کہ فلاں نے مجھ سے کیا کیا ہو تو طلاق ہو پس عورت نے ایسے طور پر  
 کہا کہ سنائی نہیں دیتا ہو یا مرو نے نہیں سننا تو عورت مذکورہ طلاق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا ہو کہ اگر تو نے آج  
 کے روز مجھے نہ کہا تو صورت مذکورہ میں طلاق ہو جائیگی یہ غلط ہے میں ہے۔ زید نے غم کے سامنے گفتگو میں  
 اپنی جو رو کی طلاق کی قسم کھائی کہ میں نے تیرا نسب کسی سے نہیں کہا ہو حالانکہ اپنی جو رو سے کہ چکا ہو کہ عورت





شامل ہو یہ خلاصہ میں ہوا بن مقاتل سے مروی ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی ماں سے تین برس کلام نہ کرونگا  
یعنی اگر کلام کروں تو میری جورو طلاق ہو تو فرمایا کہ اُسکو چاہیے کہ ماں کے پاس کسیکو بھیج کر درخواست کرے کہ وہ  
راضی ہو جائے اور اُسکو اجازت دے کہ وہ کہے کہ یہ شخص حلت میں ہو جائے یہ حادی میں ہو۔  
فتاویٰ میں بھی لکھا ہے کہ اگر فارسی میں کہا کہ اگر فلاں کو ہم خدا سے راہ میں ایک سال روزہ تو اس سے کلام کرنے  
سے کچھ نہیں لازم آویگا اور اگر کہا کہ یکسال روزہ تو کلام کرنے سے ایک سال کے روزے اسپر لازم آویگے یہ  
خلاصہ میں ہے بخبر یدین امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر ایک نے کہا کہ لا اکلم الیوم مستقراً او شہراً یعنی اس روزہ سال بھر  
مہینہ بھر کلام نہ کرونگا تو اسپر واجب ہوگا کہ سال یا ماہ میں کتنی دفعہ یہ دن آوے اس میں کلام کرے یہ تا تا تھا نہیں  
میں ہو۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے اپنے اس سال کلام نہ کرونگا تو وقت قسم سے تا آخر جو کلام نہ کرے  
پر قسم ہوگی اور وقت قسم سے ایک سال کا لے کر نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خانی میں ہے اور مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ ایک نے  
اپنی جورو سے کہا کہ ان کل تک لای سنبہ فانک طالق انہی یا عروۃ اللہ یعنی اگر میں نے تجھ سے ایک سال تک کلام کیا  
تو تو طلاق ہو جلی جاو تو میں خدا کی تو وہ طلاق ہو جائیگی یہ جلیل میں ہے بخبر یدین میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ وہ نہ کلام  
شہرا بعد شہر یعنی جسے مہینہ بھر بعد مہینہ کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ دو مہینہ کلام نہ کرونگا اور بطریق  
اگر کہا کہ سال بھر بعد سال کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اس کے ہے کہ دو برس بھر سے کلام نہ کرونگا اور اگر کہا کہ وہ نہ کلام  
کلام نہ کرونگا ایک مہینہ بعد اس مہینہ کے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اس مہینہ کلام کرے یہ و غیرہ میں ہے جامع میں ہے  
اگر قسم کھائی کہ تجھ سے اس روز کلام نہ کرونگا جس دن میں کہ فلاں آویگا پھر اس روز کے اول میں اس سے  
کلام کیا اور فلاں نہ کور اس روز کے آخرین آیا تو اپنی قسم میں حانت ہو گیا اور اگر فلاں نہ کور اول روز میں  
آگیا پھر اس روز کے آخرین حالت نے اس سے کلام کیا تو عامۃً مشائخ کے نزدیک حانت نہ ہوگا کفائی لکھتا  
اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ اس مہینہ میں جو فلاں کے قدم سے پہلے ہو تجھ سے کلام  
نہ کرونگا پھر حالت نے اس سے ایک مہینہ کے شروع میں کلام کیا اور فلاں نہ کور اس مہینہ کے آخرین آیا  
تو اپنی قسم میں حانت ہو گیا اور اگر کہا کہ وہ نہ کلام کیا قبل قدم فلاں یعنی واقعہ قدم فلاں سے مہینہ  
قبل تجھ سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے کلام کیا جسکے باج روز بعد فلاں نہ کور آگیا تو اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا  
یہ جلیل میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ وہ نہ کلام نہ کرونگا الا ایک روز یا سوا کے ایک روز کے  
تو یہ اسکی نیت پر ہے اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ جس ایک روز کو چاہے کلام کرنے کے واسطے  
اختیار کرے اس واسطے کہ اُس نے ایک روز نکرہ مشائی کیا ہے اور اگر اسے یوں استثنا کیا کہ الا نقصان ایک روز  
تو اسکی قسم (۲۹) روز پر واقع ہوگی اس واسطے کہ کسی شے کا نقصان نہیں ہوتا ہے الا اُسکے آخر سے یہ شرح جامع کبیر  
حصیری میں ہے۔ اور آخر ایمان القادری میں ہے کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں و فلاں سے اس سال کلام نہ کرونگا  
الا ایک روز پس اگر اُس نے ان دونوں سے ایک ہی روز کلام کیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر ایک سے ایک روز  
اور دوسرے سے کسی دوسرے روز کلام کیا تو حانت ہوا اور اگر اسے ایک ہی روز پہلے ایک سے کلام کیا پھر دوسرے  
سے کلام کیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر اسے ایک روز معرکہ استثنا کیا یعنی الا ایوم کہا پس اس میں اُس نے ایک سے

وہ کہ جس نے قسم کھائی کہ وہ نہ کلام نہ کرونگا  
اس میں کلام کرے یہ تا تا تھا نہیں  
میں ہو۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے اپنے اس سال کلام نہ کرونگا  
تو وقت قسم سے تا آخر جو کلام نہ کرے  
پر قسم ہوگی اور وقت قسم سے ایک سال کا لے کر نہ ہوگی  
یہ فتاویٰ قاضی خانی میں ہے اور مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ ایک نے  
اپنی جورو سے کہا کہ ان کل تک لای سنبہ فانک طالق انہی یا عروۃ اللہ  
یعنی اگر میں نے تجھ سے ایک سال تک کلام کیا تو تو طلاق ہو جلی جاو تو میں خدا کی  
تو وہ طلاق ہو جائیگی یہ جلیل میں ہے بخبر یدین میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ وہ نہ کلام  
شہرا بعد شہر یعنی جسے مہینہ بھر بعد مہینہ کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ دو مہینہ کلام نہ کرونگا  
اور بطریق اگر کہا کہ سال بھر بعد سال کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اس کے ہے کہ دو برس بھر سے کلام نہ کرونگا  
اور اگر کہا کہ وہ نہ کلام کلام نہ کرونگا ایک مہینہ بعد اس مہینہ کے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اس مہینہ کلام کرے  
یہ و غیرہ میں ہے جامع میں ہے اگر قسم کھائی کہ تجھ سے اس روز کلام نہ کرونگا جس دن میں کہ فلاں آویگا  
پھر اس روز کے اول میں اس سے کلام کیا اور فلاں نہ کور اس روز کے آخرین آیا تو اپنی قسم میں حانت ہو گیا  
اور اگر فلاں نہ کور اول روز میں آگیا پھر اس روز کے آخرین حالت نے اس سے کلام کیا تو عامۃً مشائخ کے نزدیک  
حانت نہ ہوگا کفائی لکھتا اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ اس مہینہ میں جو فلاں کے قدم سے پہلے  
ہو تجھ سے کلام نہ کرونگا پھر حالت نے اس سے ایک مہینہ کے شروع میں کلام کیا اور فلاں نہ کور اس مہینہ کے آخرین  
آیا تو اپنی قسم میں حانت ہو گیا اور اگر کہا کہ وہ نہ کلام کیا قبل قدم فلاں یعنی واقعہ قدم فلاں سے مہینہ قبل  
تجھ سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے کلام کیا جسکے باج روز بعد فلاں نہ کور آگیا تو اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا  
یہ جلیل میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ وہ نہ کلام نہ کرونگا الا ایک روز یا سوا کے ایک روز کے تو یہ اسکی نیت پر ہے  
اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ جس ایک روز کو چاہے کلام کرنے کے واسطے اختیار کرے  
اس واسطے کہ اُس نے ایک روز نکرہ مشائی کیا ہے اور اگر اسے یوں استثنا کیا کہ الا نقصان ایک روز تو اسکی قسم  
(۲۹) روز پر واقع ہوگی اس واسطے کہ کسی شے کا نقصان نہیں ہوتا ہے الا اُسکے آخر سے یہ شرح جامع کبیر  
حصیری میں ہے۔ اور آخر ایمان القادری میں ہے کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں و فلاں سے اس سال کلام نہ کرونگا  
الا ایک روز پس اگر اُس نے ان دونوں سے ایک ہی روز کلام کیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر ایک سے ایک روز اور دوسرے  
سے کسی دوسرے روز کلام کیا تو حانت ہوا اور اگر اسے ایک ہی روز پہلے ایک سے کلام کیا پھر دوسرے سے کلام  
کیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر اسے ایک روز معرکہ استثنا کیا یعنی الا ایوم کہا پس اس میں اُس نے ایک سے

کلام کیا اور دوسرے سے دوسرے روز کلام کیا تو حاشیہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا ورنہ ایک  
 دین سے الا ایک روز پس اگر اسے کسی روز میں کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو  
 جس روز کہ چاہے اختیار کرے یہ صحیح ہے میں ہوا اور اگر کہا کہ جس روز کہ کلام کروں میں فلاں سے تو تو طالعہ ہو تو یہ قسم  
 راست دونوں دونوں پر واقع ہوگی جسے اگر رات میں کلام کریں یا دن میں تو حاشیہ ہوگا اور اگر اس نے خاصہ دن  
 کی نیت کی ہو تو اسے قول کی قضاء بھی تصدیق ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جس راستہ فلاں سے میں کلام  
 کروں یا جس رات کہ فلاں آوے تو تو طالعہ ہو پس اسے دن میں فلاں سے کلام کیا یا دن کو فلاں آیا تو اسکی  
 جو رو طالعہ ہوگی اس واسطے رات لغت میں کیا ہی شب کا نام ہوا اور آسمان کوئی ایسا عرف نہیں ہو کہ لفظ کو اسکی  
 مشقت سے لغوی سے پھرے حتیٰ کہ اگر اسے بجائے رات کے راتوں کا لفظ ذکر کیا تو مطلق وقت پر یہ کلام محمول ہوگا  
 اس واسطے کہ انکے عرف میں اسکا استعمال مطلق وقت میں ہوا یہ بارے میں ہو قال المتخرج یعنی یون کہا کہ جس اتون  
 میں کہ زیادہ و نیکیا پس تو طالعہ ہو و قول یہ عربی زبان کی قسم میں مستقیم ہو یعنی قولہ کیا لی مقدم فلاں اور ہاری بان  
 میں تامل ہو و اللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ اگر کیا میں نے فلاں سے کلام تو تو طالعہ ہو الا کہ فلاں آجاء وے یا حتی کہ  
 فلاں آجاء وے یا الا کہ فلاں اجازت دے پھر اسے قبل فلاں کے آجاء وے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حاشیہ  
 ہو گیا اگر بعد فلاں کے آجاء وے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حاشیہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالعہ ہو اگر  
 میں نے فلاں سے کلام کیا الا کہ فلاں آجاء وے تو بھی یہی حکم ہوا اور اگر فلاں دیکھا تو امام غفرلہ دام محمد کے نزدیک  
 یہ قسم ساقط ہو جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی شخص سے کسی روز میں میں کلام نہ کرنے پر قسم کھائی تو اسکی قسم خاصہ  
 اس روز کے دن ہی دن پر واقع ہوگی اسے ساتھ رات داخل ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی  
 کہ لایکلم الا امام غفرلہ دام غفرلہ کے نزدیک دس روز پر واقع ہوگی کذا فی الہدایہ قال المتخرج اگر ہاری زبان میں کہا کہ  
 اس سے روزوں کلام نہ کرونگا تو دس روز پر واقع ہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایکلم الا امام غفرلہ دام محمد کے نزدیک  
 ہو کہ تین روز پر قسم واقع ہوگی اور آسمان اختلاف ذکر نہیں فرمایا اور یہی صحیح ہے اور اگر قسم کھائی کہ لایکلم الا اللہ  
 یعنی بہت دن اس سے کلام نہ کرونگا تو برقیاس قول امام غفرلہ دس روز پر قسم واقع ہوگی یہ بدلتین ہیں  
 اور اگر کہا کہ ہر روز کہ میں تجھ سے کلام کروں پس مجھ پر ایک درم صدقہ واجب ہو پس اس سے دور روز کلام کیا تو دو  
 مرتبہ حاشیہ ہوا اور اگر کہا ہو کہ ہر دور روز کہ میں تجھ سے کلام کروں تو ایک ہی مرتبہ حاشیہ ہوگا یہ تاتارخانیہ میں  
 ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلا نا یا مہ بدہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ تین روز پر واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی  
 کہ لا اکلم یا مہ تو یہ قسم تمام عمر پر واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تجھ سے اس دن اس  
 روز میں کلام نہ کرونگا اور یہ روز سنیچر کا ہو جس دن اسے قسم کھائی ہو تو یہ قسم دس سنیچروں پر واقع ہوگی اس واسطے  
 کہ دس روز میں پس ایک سنیچر آتا تو دس دن ہو سکتے ہیں اور اسی طرح اگر کہا کہ میں تجھ سے ہر روز سنیچر دور روز  
 کلام نہ کرونگا تو یہ قسم دس سنیچروں پر واقع ہوگی اس واسطے کہ سنیچر دور روز نہیں ہوتا ہوا دور روز میں دس سنیچر  
 کا دورہ بھی نہیں ہو سکتا جو پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہو کہ دور سنیچر دن میں کلام نہ کرونگا اور اس طرح اگر کہا کہ  
 تجھ سے ہر روز سنیچر میں روز کلام کرونگا تو یہ قسم تین سنیچروں میں کلام کرنے پر واقع ہوگی جیسے کہ پہلے بیان کر دیا ہو

کلام کیا اور دوسرے سے دوسرے روز کلام کیا تو حاشیہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا ورنہ ایک دین سے الا ایک روز پس اگر اسے کسی روز میں کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو جس روز کہ چاہے اختیار کرے یہ صحیح ہے میں ہوا اور اگر کہا کہ جس روز کہ کلام کروں میں فلاں سے تو تو طالعہ ہو تو یہ قسم راست دونوں دونوں پر واقع ہوگی جسے اگر رات میں کلام کریں یا دن میں تو حاشیہ ہوگا اور اگر اس نے خاصہ دن کی نیت کی ہو تو اسے قول کی قضاء بھی تصدیق ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جس راستہ فلاں سے میں کلام کروں یا جس رات کہ فلاں آوے تو تو طالعہ ہو پس اسے دن میں فلاں سے کلام کیا یا دن کو فلاں آیا تو اسکی جو رو طالعہ ہوگی اس واسطے رات لغت میں کیا ہی شب کا نام ہوا اور آسمان کوئی ایسا عرف نہیں ہو کہ لفظ کو اسکی مشقت سے لغوی سے پھرے حتیٰ کہ اگر اسے بجائے رات کے راتوں کا لفظ ذکر کیا تو مطلق وقت پر یہ کلام محمول ہوگا اس واسطے کہ انکے عرف میں اسکا استعمال مطلق وقت میں ہوا یہ بارے میں ہو قال المتخرج یعنی یون کہا کہ جس اتون میں کہ زیادہ و نیکیا پس تو طالعہ ہو و قول یہ عربی زبان کی قسم میں مستقیم ہو یعنی قولہ کیا لی مقدم فلاں اور ہاری بان میں تامل ہو و اللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ اگر کیا میں نے فلاں سے کلام تو تو طالعہ ہو الا کہ فلاں آجاء وے یا حتی کہ فلاں آجاء وے یا الا کہ فلاں اجازت دے پھر اسے قبل فلاں کے آجاء وے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حاشیہ ہو گیا اگر بعد فلاں کے آجاء وے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حاشیہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالعہ ہو اگر میں نے فلاں سے کلام کیا الا کہ فلاں آجاء وے تو بھی یہی حکم ہوا اور اگر فلاں دیکھا تو امام غفرلہ دام محمد کے نزدیک یہ قسم ساقط ہو جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی شخص سے کسی روز میں میں کلام نہ کرنے پر قسم کھائی تو اسکی قسم خاصہ اس روز کے دن ہی دن پر واقع ہوگی اسے ساتھ رات داخل ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایکلم الا امام غفرلہ دام غفرلہ کے نزدیک دس روز پر واقع ہوگی کذا فی الہدایہ قال المتخرج اگر ہاری زبان میں کہا کہ اس سے روزوں کلام نہ کرونگا تو دس روز پر واقع ہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایکلم الا امام غفرلہ دام محمد کے نزدیک ہو کہ تین روز پر قسم واقع ہوگی اور آسمان اختلاف ذکر نہیں فرمایا اور یہی صحیح ہے اور اگر قسم کھائی کہ لایکلم الا اللہ یعنی بہت دن اس سے کلام نہ کرونگا تو برقیاس قول امام غفرلہ دس روز پر قسم واقع ہوگی یہ بدلتین ہیں اور اگر کہا کہ ہر روز کہ میں تجھ سے کلام کروں پس مجھ پر ایک درم صدقہ واجب ہو پس اس سے دور روز کلام کیا تو دو مرتبہ حاشیہ ہوا اور اگر کہا ہو کہ ہر دور روز کہ میں تجھ سے کلام کروں تو ایک ہی مرتبہ حاشیہ ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلا نا یا مہ بدہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ تین روز پر واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم یا مہ تو یہ قسم تمام عمر پر واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تجھ سے اس دن اس روز میں کلام نہ کرونگا اور یہ روز سنیچر کا ہو جس دن اسے قسم کھائی ہو تو یہ قسم دس سنیچروں پر واقع ہوگی اس واسطے کہ دس روز میں پس ایک سنیچر آتا تو دس دن ہو سکتے ہیں اور اسی طرح اگر کہا کہ میں تجھ سے ہر روز سنیچر دور روز کلام نہ کرونگا تو یہ قسم دس سنیچروں پر واقع ہوگی اس واسطے کہ سنیچر دور روز نہیں ہوتا ہوا دور روز میں دس سنیچر کا دورہ بھی نہیں ہو سکتا جو پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہو کہ دور سنیچر دن میں کلام نہ کرونگا اور اس طرح اگر کہا کہ تجھ سے ہر روز سنیچر میں روز کلام کرونگا تو یہ قسم تین سنیچروں میں کلام کرنے پر واقع ہوگی جیسے کہ پہلے بیان کر دیا ہو

[illegible]



کہ اللہ آج میں اس سے کلام نہ کرونگا تو اس دن باقی میں تا غروب کلام نہ کرے اور اگر رات میں قسم کھائی کہ  
 اس روز اس سے کلام نہ کرونگا تو باقی یہ رات اور دوسرے روز غروب آفتاب تک کسی وقت کلام نہ کرے  
 حائث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دن میں قسم کھائی کہ اس رات کلام نہ کرونگا تو باقی روز اس قسم  
 میں داخل نہ ہوگا اور اسکی قسم خاصہ اس رات پر واقع ہوگی اور اگر اول رات میں قسم کھائی کہ آج کے روز  
 اس سے کلام نہ کرونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو یہ باطل ہے اور اگر آخر رات میں ایسی قسم کھائی تو اگلے دن واقع  
 ہوگی یہ قسمی میں مذکور ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اللہ لا کلم احدیوحی یا کہا کہ اللہ لاخر جن احدیوحی او احدیوحی  
 او احدی ایا حی یعنی اللہ ضرور کلام کرونگا فلاں سے اپنے دو روز کے ایکسین یا سفر کو جانکا اپنے دو روز کے  
 ایکسین یا دو روز کے ایکسین یا ایام کے ایکسین تو یہ دس روز سے کم پر ہوگی اور اسین دن و رات  
 دونوں داخل ہیں حتی کہ اگر دس روز گزرنے سے پہلے رات یا دن میں کلام کیا یا سفر کو چلا گیا تو اپنی قسم میں سچا رہا  
 اور اگر کلام نہ کیا یا سفر کو نہ گیا یہاں تک کہ دس روز گزر گئے تو حائث ہو گیا اور اگر کہا کہ اپنے ان دونوں میں سے  
 ایک میں تو یہ قسم اسی روز اور اس کے دوسرے روز پر واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ  
 کرونگا تین روز یا اس روز اور ماخلا اس روز کے تو یہ قسم اس روز کے بعد کے دو دنوں پر واقع ہوگی اور اگر کہا  
 کہ غیر اس یوم کے یا سو اسے اس یوم کے تو یہ قسم اس روز کے بعد تین روز پر واقع ہوگی یہ عتاب میں ہے عیون  
 میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا مادامیکہ وہ اس دار میں ہے پھر اپنے اسباب و اثاثہ سمیت  
 اس دار سے نکل گیا پھر دوبارہ اس دار میں آکر رہا پھر حالف نے اس سے کلام کیا تو حائث ہوگا محیط میں ہے  
 اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ ماکان فیہا یعنی جب تک کہ ہوا میں یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں تجھے کلام نہ کرونگا  
 مادامیکہ بغدا دین ہوں پھر خود تنہا بغداد سے نکل گیا تو قسم باقی نہ رہیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے قدوری میں  
 لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ اللہ کلام نہ کرونگا اس شخص سے جب تک اسپر یہ کپڑا ہے یا مادامیکہ اسپر یہ کپڑا ہے یا بارہ  
 تا وقتیکہ اسپر یہ کپڑا ہے پھر مرد کو رہنے اسکو اتار کر پھر پہنا اور حالف نے اس سے کلام کیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر  
 قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کرونگا در حالیکہ اسپر یہ کپڑا ہے پھر مرد کو رہنے اسکو اتار کر پہنا اور حالف نے اس سے  
 کلام کیا تو حائث ہو گیا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ اللہ میں تجھ سے کلام نہ کرونگا مادامیکہ تیرے  
 مان و باپ دونوں زندہ ہیں پھر ان دونوں میں سے ایک کے مرنے کے بعد عورت سے کلام کیا تو حائث ہوگا  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ زید نے عمر سے جو کھڑا ہے کہا کہ اللہ میں  
 اس شخص سے کلام نہ کرونگا اور اسکی نیت یہ ہے کہ جب تک کھڑا ہے و لیکن لفظ میں کھڑے ہونے کو ذکر نہیں کیا  
 ہے تو اسکی نیت باطل ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ اللہ اس قائم سے کلام نہ کرونگا یعنی مادامیکہ قائم ہے تو اس  
 نیت کی دیاۃ تصدیق ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے ہمیشہ کلام نہ کرونگا تو یہ قسم اسپر  
 ہوگی کہ جب اس سے ملاقات ہو تو اسیکے ساتھ کلام کرنے سے باز نہ رہے اور اگر قسم کھائی کہ اس سے  
 ہمیشہ کو کلام نہ کرونگا پس اگر اس سے کبھی کلام کیا تو حائث ہوگا اور اگر دعویٰ کیا کہ میری نیت  
 قسمی کہ اس سے لفظ ہمیشہ کو نہ کرونگا تو قضاء اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ایضاح میں ہے قال المسترحم یہ لفظ



اور اگر کہا کہ لایکلمہ جمعہ یعنی اس سے ایک جمعہ کلام نہ کرونگا اور اسکی کچھ نیست نہیں ہو تو یہ ایام جمعہ پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ وجہ تو وجہوں کے ایام پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تین جمعہ تو اس پر واجب ہو کہ روز قسم سے اکیس روز پورے کرے اور اگر آئندہ فقط روز جمعہ کی نیست کی ہو تو قصداً اسکے قول کی تصدیق نہ کیا جائیگی یہ قضا سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ میں تجھ سے جمعوں میں کلام نہ کرونگا تو اسکو روا ہو کہ سوائے روز جمعہ کے اور دنوں میں اس سے کلام کرے جیسے کہ واللہ لا اکلمک الا خمسۃ اوالا حادوا والا ثانی یعنی واللہ تجسبہ جمعاً تو ان پانچ چیزوں یا انواروں کو کلام نہ کرونگا تو یہی حکم ہو اور یہ اس وقت ہو کہ کبھی کچھ نیست ہو اور اگر آئندہ ایام جمعہ مراویسے ہوں یعنی آئندہ تو اسکی نیست پر ہوگی یہ محیط میں ہو۔ جامع میں ذکر کیا ہو کہ اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک الا جمعۃ واللہ میں تجھ سے بروز جمعہ کلام نہ کرونگا تو اسکو اختیار ہو کہ غیر روز جمعہ میں اس سے کلام کرے اور اسے کہ ابجد نام ایک روز مخصوص کا ہو پس ایسا ہو گیا کہ گو یا آئندہ دن کہا کہ لا اکلمک یوم الجمعہ اور اسی طرح اگر کہا کہ جمعاً تو اسکو غیر جمعہ میں کلام کرنے کا اختیار ہو پس جبکہ آئندہ دن کہا کہ واللہ لا اکلمک جمعاً تو یہ تین روز جمعہ پر قسم واقع ہوگی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایکلم فلانا الی کذا پس اگر فقط کذا آئے ایک سے دس تک ساعات یا ایام یا عینے یا سالوں کی نیست کی ہو تو اسکی نیست پر ہوگی اور اگر کچھ نیست نہ کی ہو تو ایک وقت پر قرار دیا جائیگی اور اگر کہا کہ لا اکلمک لے کذا کذا پس فقط کذا آئے یا عینوں وغیرہ کسی وقت کی نیست کی ہو تو یہ اسکی نیست والی چیز کے گیارہ پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیست نہ کی ہو تو ایک دن و رات پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ لایکلمہ اسے کذا کذا پس اگر نیست ہو تو نیست واسے وقت کے اکیس پر واقع ہوگی اور اگر نیست نہ ہو تو ایک دن و رات پر واقع ہوگی یہ نقادی قاضی خان میں ہو۔ اگر قسم کھائی کہ فلان سے نا ابد کلام نہ کرونگا یا فقط ابد نہ کلام نہ کرونگا اور پر واقع ہوگی کہ جب بھی اس سے کلام کرینگا حاشا ہوگا اور اگر آئندہ نیست میں خصوصیت کی ہو مثلاً ایک روز یا دوزخ کی یا کسی شہر یا مکان کی یا اسکے اشتباہ کی نیست کی ہو تو قصداً اسکے قول کی تصدیق نہ کیا جائیگی اور نیز و یا تو غیبا عینہ و بین اللہ تعالیٰ بھی تصدیق نہ کیا جائیگی یہ فریہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے ابد کلام نہ کرونگا پھر اسکے مرجع سے کہے بعد اس سے کلام کیا تو قسم میں حاشا نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمک لدا او طو بلا پس اگر کبھی وقت کی نیست کی ہو تو اسکی نیست پر ہوگی اور اگر کچھ نیست نہ کی ہو تو ایک عینہ ایک روز پر واقع ہوگی یہ قضا سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ لا اکلمک قریباً تو یہ ایک عینہ سے ایک دن کہ پر ہوگی یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہو اور اس میں اختلاف کسی دوسرے کا ذکر نہیں فرمایا اور اگر آئندہ اس صورت میں ایک عینہ سے زیادہ کی نیست کی ہو تو ایمان الاصل میں امام اعظم رحمہ سے روایت مذکور ہو کہ قضا اسکے تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ لا اکلمک اسے بعد تو امام اعظم رحمہ کے قول میں یہ ایک عینہ سے زیادہ پر ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر کہا کہ لا اکلمک شریفاً تو یہ ایک دن ایک عینہ پر ہوگی جس کے اسکی کچھ نیست نہ ہو اور اگر نیست ہو تو اسکی نیست پر ہوگی اور اگر کہا کہ عاجلاً تو عینہ سے کم پر ہوگی اور اگر کہا کہ آجلاً تو ایک عینہ یا زیادہ پر ہوگی عینہ ایک عینہ سے کم پر ہوگی یا ان پورا ایک عینہ ہو جائے یا اس سے زیادہ گزر جائے پھر اس طرح قسم کھائی ہو اسکے علاوہ کہ کھانا ہو اور حاشا ہوگا اور اگر کہا کہ

مقامی ہندی کے بلایان بائیس قسم کا نام  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

بشاعت عشر یوما تو یہ تیرہ روز سہ ہونگی اور جامع الجوامع میں مذکور ہو کہ اگر اس نے اس صورت میں (۱۹) روز سے زیادہ کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کیا جاتی ہے تا تاہم غانیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ لا اقل کم مولا کہ یعنی جس سے تو نے مولات کی ہو اس سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اس کے دو مولات مولات ہیں ایک اعلیٰ ہو اور دوسرا اسفل ہو اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو ان میں سے جس سے کلام کرے گا حاشا ہوگا قال المترجم اسکی توضیح کتاب لایان سے معلوم کرنی چاہیے فافہم۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں تیرے جد سے کلام نہ کرونگا اور اس کے جد وہ میں ایک باب کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا باب کی طرف اشارہ ہے تو کبھی اس صورت میں ہی حکم ہو یہ بسو ط میں ہو یعنی میں مذکور ہو کہ اگر کہا کہ تیرے قریب سال پہلے کے کلام نہ کرونگا تو اس سے چھ مہینہ و ایک روز کلام نہ کرے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اولاً نے تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا و ثانیہ تجھ سے نو روز کلام نہ کرونگا و ثالثہ تجھ سے (۱۸) روز کلام نہ کرونگا تو وہ دو بار حاشا ہوا یعنی کہ قسموں میں حاشا ہو چکا اور تیسری قسم اسپر ہی پس اگر آٹھ روز کے اندر اس سے کلام کر لیا تو اس میں کبھی حاشا ہوا اور اگر کہا کہ و اشد تجھ سے آٹھ روز کلام نہ کرونگا و ثانیہ تجھ سے نو روز کلام نہ کرونگا و ثالثہ تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا تو وہ قسموں میں ایک ہی دوسرے بار حاشا ہوا اور اس پر تیسری قسم رہی پس اگر دس روز کے اندر اس سے کلام کر لیا تو اس میں کبھی حاشا ہو گیا یہ بسو ط میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر ایک نے کہا کہ ہر بار کہ میں نے فلان سے ایک روز کلام کیا پس اللہ تمہارے واسطے مجھ پر واجب ہو کہ ایک درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے دو روز کلام کیا پس واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہو کہ دو درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے تین روز کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہو کہ تین درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے چار روز کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہو کہ چار درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے پانچ روز کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہو کہ پانچ درم صدقہ کروں پھر اس سے چھ روز کے واسطے پانچ روز کلام کیا تو اسپر تین درم صدقہ کرنے واجب ہیں اور اگر اس نے اول روز میں یا اور کسی ایام میں دو بار کلام کیا تو اسپر تین درم صدقہ کرنے واجب ہونگے اور اگر کہا کہ ہر دن کہ میں ان میں فلان سے کلام کروں تو واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہو کہ ایک درم صدقہ کروں ہر روز کہ میں ان میں فلان سے کلام کروں تو واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہو کہ دو درم صدقہ کروں یا پانچ قسم تک پہنچا یا پھر اس سے چھ روز کے واسطے پانچ روز کلام کیا تو اسپر تین درم واجب ہونگے اور اس سے کہ اس نے پانچ قسمیں کھائی ہیں اور پہلی قسم کی جزا ایک درم صدقہ مقرر کی اور دوسری کی دو درم اور ہر قسم کے واسطے مدت قرار دی ہو اور فقہاء نے ہر مدت کا نام دو درم رکھا ہو پس اول قسم کی مدت ایک روز ہو اور اسکا دور و تجسدد ہر روز ہوتا ہو اور دوسرے کی مدت دو روز ہو کہ اسکا دور و تجدد ہر دو روز میں ہوتا ہو اور تیسری کا دو تین روز ہو اور چوتھی کا دو چار روز ہو اور پانچ کا پانچ روز ہو اور ہر دو میں وہ ایک ہی مرتبہ حاشا ہو گا کیونکہ اس نے بلفظ ہر قسم قرار دی ہو اور یہ لفظ موجب نکرانہ نہیں ہو اس لیے کہ تکرار فقہاء عموم میں ہوتا ہے فقہاء عموم الوقت پس جو دن کہ بعد قسم کے پایا گیا وہ پوری مدت اول قسم کی ہوگی اور فقہاء ہی مدت دیکر قسموں کی ہوگی یعنی پوری مدت دیکر قسموں کی ہوگی پس جب کہ اس نے چھ روز کلام کیا تو چھ دنوں پہلی قسم کا

علاحدہ  
پہلے  
نصف  
دوسرے  
روز  
تیسری  
قسم  
میں  
مقرر  
ہوگا  
اور  
اس  
کا  
نام  
دو  
درم  
رکھا  
ہوگا  
اور  
اس  
کا  
دور  
و  
تجسدد  
ہر  
روز  
ہوگا  
اور  
اس  
کا  
نام  
دو  
درم  
رکھا  
ہوگا  
اور  
اس  
کا  
دور  
و  
تجسدد  
ہر  
روز  
ہوگا  
اور  
اس  
کا  
نام  
دو  
درم  
رکھا  
ہوگا  
اور  
اس  
کا  
دور  
و  
تجسدد  
ہر  
روز  
ہوگا



چوتھا دور ہو اور وہ بعینہ دوسری قسم کا تہہ و ثانی ہو اور وہ بعینہ تیسری قسم کے دوسرے دور کا پہلا روز ہو اور  
وہ بعینہ چوتھی قسم کا تہہ و در اول ہو اور وہ بعینہ پانچویں قسم کے دواول کا چوتھا روز ہو اور ان دوروں  
میں وہ بالکل حاشا نہیں ہوا ہو اور ایک ہی شرط کی قیود کے واسطے شرط ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو  
پس وہ سب قسموں میں حاشا ہو اس لیے کہ جس کے فہرہ بودہ قسم اول کے ایک درم اور بودہ دوسری کے دو درم اور  
بودہ تیسری کے تین درم اور بودہ چوتھی کے چار درم اور بودہ پانچویں کے پانچ درم واجب ہوئے کہ انکا مجموعہ  
پندرہ درم ہوئے پھر جب پانچویں روز اس سے کلام کیا تو اول دوم و چہارم میں حاشا ہو اور تیسری و پانچویں  
قسم میں حاشا نہ ہو اس واسطے کہ پانچواں روز پہلی قسم کا پانچواں دور ہو اور اس دور میں وہ حاشا نہیں ہوا ہو  
پس اب حاشا ہوگا اور دوسری قسم کے تیسرے دور کا اول روز ہو اور تیسری قسم کے چارویں روز ہو چکا اور چوتھی  
قسم کے دو درم کا پہلا روز ہو اور اس میں بھی وہ حاشا نہیں ہو چکا ہے پس حاشا ہوگا پس اور سات درم اسپر لازم  
آؤنگے کہ مجموعہ کل بائیس درم ہوئے اور تیسری و پانچویں قسم میں اس وجہ سے حاشا نہ ہوگا کہ تیسری قسم کے دوسرے  
دور کا دوسرا روز ہو کہ جن میں وہ حاشا ہو چکا ہو اور پانچویں قسم کے اول دور کا تہہ ہو اور پانچویں کے اول ہی  
اور دوسرے دور میں وہ حاشا ہو چکا ہو دوبارہ حاشا نہ ہوگا پس حال یہ ہو کہ تجدید و عدم تجدید دور کا  
دور میں وہ پہلے حاشا ہو چکا ہو لہذا اب دوبارہ حاشا نہ ہوگا پس حال یہ ہو کہ تجدید و عدم تجدید دور کا  
کچھ اثر کلام کرنے میں بار اول میں نہیں ہوتا ہے کہ اگر اُس نے بعد ان قسموں کے فلاں مذکور سے کلام کیا چاہے جس روز  
اپنی عمر میں کلام کرے اسپر پندرہ درم لازم آؤنگے یا ان اسکا اثر کلام کرنے میں دوسری یا تیسری قسم کے اگر اس  
روز اول دور و دوم کلام کیا تو اول روز کے عوض اسپر پندرہ درم لازم آؤنگے اور دوسری یا تیسری قسم کے عوض  
نقطہ ایک ہی درم لازم آؤنگا اس واسطے کہ اس صورت میں پہلی قسم کے سوا کسی قسم کا دور جدید نہیں ہوا ہو  
اور اگر اس سے روز اول اور روز ثالث میں کلام کیا اور دوسرے روز کلام نہیں کیا یا دوسرے اور تیسرے  
روز اس سے کلام کیا تو اول کے واسطے اس پر پندرہ درم لازم آؤں گے اور دوسرے یا تیسرے کے عوض فقط  
تین ہی قسم لازم آؤنگے اس واسطے کہ تجدید فقط قسم اول و دوم کا ہوا ہو۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ فلاں مذکور کو خالص  
نہ کیا ہو۔ اور اگر فلاں مذکور کو مخاطب کر کے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے مجھے  
واجب ہو کہ ایک درم صدقہ کہوں۔ ہر بار کہ میں نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے مجھے واجب ہو کہ  
دو درم صدقہ کہوں اسی طرح پانچ قسمیں کا میں تو اسپر بیس درم واجب ہوں گے اس واسطے کہ اول قسم کی جزاء  
ایک درم ہو اور اُسکی شرط یہ ہو کہ فلاں کے ساتھ کلام کرے پس جب دوسری قسم سے اُسکے ساتھ کلام کیا تو حاشا  
ہو گیا اور اُسکی جزاء کا ایک درم لازم آیا اور نیز قسم تیسری ویسی ہی باقی رہی اس واسطے کہ لفظ ہر بار کے ساتھ  
ہو اور دوسری قسم منعقد ہوئی پھر جب تیسری قسم میں اسکو مخاطب کیا تو شرط لینے کلام کرنا اسکے ساتھ یا گیا  
پس قسم اول کی جزاء کا ایک درم اور دوسری کے جزاء کے دو درم اور اس پر واجب ہوئے اور نیز دونوں  
قسمیں بھی ویسی ہی باقی رہیں اور تیسری قسم منعقد ہوئی پھر جب چوتھی قسم میں اسکو مخاطب کیا تو پہلی دوسری  
و تیسری میں حاشا ہو اس لیے جزاء اول کا ایک درم اور جزاء دوم کے دو درم اور جزاء سوم کے تین درم اسپر  
واجب ہوئے اور یہ سب قسمیں بھی ویسی ہی باقی رہیں اور چوتھی قسم منعقد ہوئی پھر جب پانچویں قسم میں اسکو



بعوض و مومن کے یا کسی اسباب کے خرید یا پھر ایک غلام بعوض و بیارون کے خرید یا تو یہ آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ  
 اول غلام کو اسکو خرید و بیارون در حالیکہ جیستی ہو تو وہ آزاد ہو کر پھر اسے چند غلام گور سے رنگ کے خرید سے پھر ایک جیستی  
 خرید یا تو وہ آزاد ہوگا یہ بکرا الراق مین ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام کہ جیسے مجھے فلا نہ عورت کے جتنے کی بشارت دی وہ  
 آزاد ہو پس اسکو آگے پیچھے تین غلاموں نے اس کے جتنے کی بشارت دی تو اول آزاد ہوگا بخلاف اس کے اگر سب سے  
 ساتھ ہی اسکو یہ خوشخبری سنائی تو سب آزاد ہونگے حاکم شہید رحم نے فرمایا کہ اگر آئینے کہا کہ میں نے ایک کو دو  
 دیا تھا تو قضا رائے کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور فیما بینہ و بین اللہ تمام اسکو گنجائش ہو کہ انہیں سے ایک جسا  
 چاہے آزاد ہونے کے واسطے اختیار کرے اور باقیوں کو اپنی ملک میں رکھے یہ فایہ البیان مین ہو۔ اگر خریدنے قسم  
 کھائی کہ اگر اس دارمین داخل ہوں تو میری جورو طالق ہو اور میرا غلام آزاد ہو پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دوں گا اور آزاد  
 نہ کروں گا پھر وہ دارمین داخل ہوا تو اسکی جورو طالق ہو گی اور غلام آزاد ہوگا اور وہ دوسری قسم مین حائث ہوگا۔  
 اور اگر قسم کھائی کہ طلاق نہ دوں گا اور آزاد نہ کروں گا پھر قسم کھائی کہ اگر دارمین داخل ہوں تو میری جورو طالق ہو غلام  
 آزاد ہو پھر وہ دارمین داخل ہوا تو دونوں قسموں مین حائث ہوگا۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے نفس کو  
 طلاق دے یا غلام سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کرے یا کسی آدمی کو اس کام کے واسطے وکیل کیا پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ  
 دوں گا یا آزاد نہ کروں گا پھر جورو و غلام و وکیل نے وہ کام کیا تو یہ نفس حائث ہوگا اور اگر کہا کہ تو طالق ہو اگر تو چاہے یا تو  
 آزاد ہو اگر تو چاہے پھر قسم کھائی کہ میں آزاد نہ کروں گا یا طلاق نہ دوں گا پھر اسکی جورو اور اس کے غلام نے طلاق و عتق  
 چاہی تو یہ حائث نہ ہوگا یہ کافی مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ تزوج نہ کروں گا یا طلاق نہ دوں گا یا آزاد نہ کروں گا پھر  
 اس کام کے واسطے کسی کو وکیل کر دیا تو وکیل کے کرنے سے یہ حائث ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میری عداوتی کہ اپنی زبان  
 سے ایسا نہ کروں گا تو قضا رائے اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر مین اس دار  
 مین داخل ہوا پس دوسرے سے بھی کہا کہ مجھے اس کے مثل ہو اگر مین اس دارمین داخل ہوں پھر دوسرا اس دارمین  
 داخل ہوا تو اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اول نے یوں کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے ایک غلام آزاد کرنا واجب ہو  
 اگر مین اس دارمین داخل ہوں پھر دوسرے نے کہا کہ پس مجھے اس کے مثل ہو اگر مین اس مین داخل ہوں تو یہ عمل  
 و دوم دونوں پر لازم آدگی یہ ایضاح مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر اس بیت مین ہوا الا ایک مرد پھر  
 دیکھا تو بیت نہ کو رہا مین ایک مرد اور ایک لڑکا نکلا یا ایک مرد اور ایک عورت تھی تو قسم کھانے والا حائث ہو گیا اور  
 اگر بیت نہ کو رہا مین ایک مرد اور ایک عورت چوپایہ ہو یا اسباب ہو تو حائث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر بیت  
 مین ہوا الا ایک بکری پھر دیکھا تو اس مین کوئی اور چوپایہ نکلا بکری نہ تھی تو حائث ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر بیت مین ہوا الا ایک بکرا  
 پھر اس مین کوئی آدمی یا چوپایہ یا طروت نکلا تو حائث ہو گا یہ کافی مین ہو۔ اگر کہا کہ کل ملک میرے آزاد مین تو اسکی اولاد مین  
 و بعد باندیان و غلام و محض غلام و باندیان سب آزاد ہو جائیگی یعنی باندیان غلام سب کو شامل ہوگا لیکن اگر اس نے خالی نہ کر دیا  
 کی نیت کی ہو تو دیا نہ اسکی تصدیق ہوگی بلکہ قضا رائے تصدیق نہ ہوگی اور اگر خالی جیستوں کی نیت کی ہو تو قضا رائے دیا نہ اسکی  
 تصدیق نہ ہوگی اور اگر خالی مومنوں کی نیت کی ہو تو بھی قضا رائے تصدیق نہ ہوگی اور اگر اس نے کہا  
 کہ میں نے بدر و ن کی نیت مین کی تھی تو ایک روایت مین دیا نہ تصدیق ہوگی نہ قضا رائے دوسری روایت

میں کسی طرح تصدیق نہ ہوگی یہ فتح تقدیر میں ہو۔ اور اس قسم کے تحت میں اس کے ایسے مملوک بھی داخل ہونگے جو رہن ہوں یا کسی کے پاس دو لیت ہوں یا بھاگ گئے ہوں یا جھگڑا کسی نے غصب کر لیا ہو خواہ ایک ہو یا کئی ہوں خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں لیکن اس قسم میں مکاتب داخل ہونگے الا آنکہ انکی نیت کی ہو پس اگر مکاتبوں کی نیت کی ہو تو وہ بھی آزاد ہو جائینگے اور اسی طرح اس قسم میں وہ مملوک بھی داخل ہونگا جس میں سے کچھ آزاد ہو جائیں اور جس غلام کو اپنے تبار کی اجازت دی ہو وہ داخل ہوگا خواہ اس پر قرضہ ہو یا نہ ہو اور رہنے کے غلام یا فروں کے غلام در صورتیکہ اس کے غلام یا فروں پر قرضہ نہ ہو یا داخل ہونگے یا نہیں سو امام اعظم و امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر انکی نیت کی ہو تو وہ داخل ہونگے اور آزاد ہو جائینگے اور جو مملوک مشترک ہو یعنی اس کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو وہ داخل نہ ہوگا ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اس واسطے کہ جس مملوک میں سے قصور چھو کا مالک ہو وہ حقیقتہً اسکا مملوک نہیں کہلاتا ہے اور اگر انکی بھی نیت کی ہو تو اسکا نام آزاد ہوگا اور رہا یہ کہ اس میں حمل داخل ہوگا یا نہیں پس اگر حمل کی مان اسکی ملک میں ہو تو داخل ہوگا اور اپنی مان کے آزاد ہونے کے ساتھ وہ بھی آزاد ہوگا اور اگر انکی ملک میں خالی حمل ہو اسکی مان نہ ہو تو انکی نے اپنے مرتے وقت اس کے واسطے اپنی باندی کے حمل کی وصیت کی ہو تو ایسا حمل آزاد ہوگا یہ بات میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کر دنگا پھر کسی نے اپنی سنے اس کے غلام کو بدرون اس کے حکم کے مکاتب کر دیا پھر اس نے اس کے مکاتب کرنے کو جائز رکھا اور اجازت دیدی تو گناہ ہو گیا جیسے دلیل کرنے میں ہوتا ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو آزاد نہ کر دنگا پھر اس کے غلام نے مال کتابت ادا کیا اور آزاد ہو گیا پس اگر مرد کو رسنے بعد قسم کھانے کے اسکو مکاتب کیا ہو تو حاشا ہوا اور اگر قبل قسم کے مکاتب کیا تھا تو حاشا نہ ہوگا یہ فتاویٰ کا ضی خان میں ہو۔ اگر قسم کھائی کہ اگر میں کسی جا رہے کو اپنے تصرف و طی میں لایا تو وہ آزاد ہو پھر ایسی باندی کو اپنے تصرف و طی میں لایا جو اسکی ملک میں موجود تھی تو وہ آزاد ہوگی اگر کسی باندی کو خرید کر اسکو اس طرح تصرف میں لایا تو آزاد نہ ہوگی یہ ہا یہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں ایسی باندی باندی کو اپنے تصرف میں لایا تو تو طافہ ہو یا میرا غلام آزاد ہو پھر کسی باندی کو جو اسکی ملک میں ہو یا جسکو بعد قسم کے خریدا ہو اپنے تصرف و طی میں لایا تو عورت یعنی اسکی جو رو پر طلاق نہ جائیگی اور اسکا غلام آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے اپنے تصرف و طی میں کر لیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکو خرید کر تصرف و طی میں کر لیا تو اسکا وہ غلام آزاد ہوگا جو قسم کے وقت اسکی ملک تھا اور جسکو بعد قسم کے خریدا ہو وہ آزاد نہ ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تجھکو فلان نے فروخت کیا تو تو آزاد ہو پھر اسکو فلان مذکور کے ہاتھ فروخت کیا پھر فلان سے خرید کر لیا تو آزاد نہ ہوگی اس واسطے کہ شرط یہ ہو کہ فلان اسکو فروخت کیسے اور فلان کا اسکو فروخت کر دینا اسکی زوال ملک کا سبب ہو اور حالت کی ملک حاصل ہونا اپنے خریدنے سے ہو نہ فلان کی بیع سے۔ اور اگر کہا کہ اگر تجھکو فلان نے مجھے ہبہ کیا تو تو آزاد ہو پھر فلان نے اپنے قبضہ کی حالت میں اسکو ہبہ کر دی اور اس نے قبضہ کیا تو آزاد ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ جب فلان نے تجھکو میرے ہاتھ فروخت کیا تو تو آزاد ہو تو اس صورت میں ہی حکم ہو یہ بیسوط میں ہو۔ زید نے عروس سے کہا کہ اگر میں نے تیرے پاس بلانے کو بھیجا پس تو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر زید نے عروس کو آدمی بھیج کر بلایا اور وہ خود چلا آیا پھر دوسرے روز آدمی بھیج کر





بہ سبب عیب کے بیچ کو واپس کیا یا لیا تو بھی حائث ہوگا اور اگر اسے بیچ کرنے کا ایجاب کیا تو بدو مشتری کے قبول کرنے کے حائث نہ ہوگا یہ قضا میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بیچ نہ کرونگا پھر کسی فضولی نے اسکا مال فروخت کیا اور اسے اجازت دیدی تو حائث ہوگا الا اس صورت میں کہ بیچنے والا ایسا ہو کہ خود بیچ نہیں کیا کرتا ہو یہ قضا میں نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ خرید نہ کرونگا پھر فضولی سے کوئی چیز خریدی یا شرا بہ خریدی تو بیچ ہوگا یہ شرح شخص جامع کبیر میں ہے۔ شیخ ابو بکر رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنا غلام فروخت نہ کروں گا پھر وہ اسے پاس سے چرایا گیا تو فرمایا کہ حائث ہوگا جب تک اسکو غلام نہ کر کے مرنے کا یقین حاصل نہ ہو جائے یہ غلام نہ ہوگا۔ امام محمد رحمہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام فروخت نہ کیا تو ایسا ہو پھر اسے یہ غلام آزاد یا مدبر کر دیا تو اپنی قسم میں حائث ہوگا اور اگر ایسی گفتگو باندی کے حق میں کی اور باقی مسئلہ بجا لیا ہو تو صحیح یہ ہو کہ وہ حائث ہو یا یہ تاثر غائبہ میں ہو۔ اپنی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے فروخت نہ کیا تو آزاد ہو پھر اس سے وطن کی کہ اسے بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک وہ آزاد ہوگی یہ غلام نہ ہوگا ایک نے قسم کھائی کہ یہ غلام فروخت نہ کروں گا اور نہ اسکو بیس کر دوں گا کو شیخ نے میر رحمہ نے فرمایا کہ اگر اسکا قصد فروخت یا بیس کر دینا تھا تو حائث ہوگا اور شیخ رازی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی باندی فروخت نہ کروں گا اور اسکا کوئی وقت نہیں بیان کیا پھر وہ باندی اس سے بچتی تو فرمایا کہ اسکا نام ولی حائث ہوگا اور شیخ ابو نصر الدبوسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے ایک چھینٹے تک فروخت نہ کیا تو آزاد ہو پھر اس باندی کو اس سے مل لیا ہو تو فرمایا کہ نہ کو حلال ہے کہ اس باندی سے بعد ایک چھینٹے کے وطن کرے جبکہ چھینٹے سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور باقی قول امام ابو یوسف کے مولی حائث ہو گیا اور اسکو حلال نہیں ہو کہ بعد چھینٹے کے اس سے وطن کرے اور اگر چھینٹے سے زیادہ میں بچہ جنم تو بالا جماع مولی کو حلال نہیں ہو کہ بعد چھینٹے کے اس سے وطن کرے یہ حاوی میں ہو۔ زید نے قسم کھائی کہ وائند میں عمرو کی ام ولد کو فروخت نہ کروں گا یا کمال وائند میں اس عمرو کو فروخت نہ کروں گا۔ حالانکہ عمرو آزاد ہو تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ یہ قسم بیچ فاسد پر واجب ہوگی چنانچہ اگر ان دونوں کو بطور بیچ فاسد کے فروخت کر دیا تو اپنی قسم میں بچا ہو گیا یہ فتاویٰ کے فاضل خان ہیں۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے اپنا بچہ بیس کر دیا تو وہ آزاد ہو پھر یہ قسم کھائی کہ اگر میں نے اسکی اجازت دیدی یا میں راضی ہوا پھر زید نے اسکو خرید لیا تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر زید نے مجھ سے یہ غلام خریدا تو وہ آزاد ہو پھر زید نے کہا کہ ہاں پھر اسکو خرید لیا تو زید کی طرف سے وہ غلام آزاد ہو گیا یہ ایضاً میں ہے۔ ہشام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک نے کہا کہ وائند نے فروخت کر دیا تو میں بچہ پیدا ہو گیا پھر بعض دس درم کے یہاں تک کہ تو مجھے زیادہ دے پھر اسے ہائند نو درم کو فروخت کر دیا تو قیاساً حائث نہ ہوگا اور استحساناً حائث ہوگا اور ہم قیاس ہی کو لیتے ہیں یہ ہائند میں ہوا قال المسترحم ہمارے عرف کے موافق استحسان انہر ہوا شہر علم اور اگر قسم کھائی کہ اسکو دس درم کو فروخت نہ کروں گا الا بعدہ فی اس سے زیادہ کے یا بعض زیادہ کے پھر اسے ہائند گیارہ درم کو فروخت کیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر دس کو فروخت کیا تو حائث ہوگا اور استحساناً ایضاً اگر نو درم کو فروخت کیا تو بھی ہی حکم ہے۔ اور اگر نو درم اور ایک نے ہائند کو فروخت کیا تو قیاساً حائث ہوگا اور استحساناً

بہ سبب عیب کے بیچ کو واپس کیا یا لیا تو بھی حائث ہوگا اور اگر اسے بیچ کرنے کا ایجاب کیا تو بدو مشتری کے قبول کرنے کے حائث نہ ہوگا یہ قضا میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بیچ نہ کرونگا پھر کسی فضولی نے اسکا مال فروخت کیا اور اسے اجازت دیدی تو حائث ہوگا الا اس صورت میں کہ بیچنے والا ایسا ہو کہ خود بیچ نہیں کیا کرتا ہو یہ قضا میں نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ خرید نہ کرونگا پھر فضولی سے کوئی چیز خریدی یا شرا بہ خریدی تو بیچ ہوگا یہ شرح شخص جامع کبیر میں ہے۔ شیخ ابو بکر رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنا غلام فروخت نہ کروں گا پھر وہ اسے پاس سے چرایا گیا تو فرمایا کہ حائث ہوگا جب تک اسکو غلام نہ کر کے مرنے کا یقین حاصل نہ ہو جائے یہ غلام نہ ہوگا۔ امام محمد رحمہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام فروخت نہ کیا تو ایسا ہو پھر اسے یہ غلام آزاد یا مدبر کر دیا تو اپنی قسم میں حائث ہوگا اور اگر ایسی گفتگو باندی کے حق میں کی اور باقی مسئلہ بجا لیا ہو تو صحیح یہ ہو کہ وہ حائث ہو یا یہ تاثر غائبہ میں ہو۔ اپنی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے فروخت نہ کیا تو آزاد ہو پھر اس سے وطن کی کہ اسے بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک وہ آزاد ہوگی یہ غلام نہ ہوگا ایک نے قسم کھائی کہ یہ غلام فروخت نہ کروں گا اور نہ اسکو بیس کر دوں گا کو شیخ نے میر رحمہ نے فرمایا کہ اگر اسکا قصد فروخت یا بیس کر دینا تھا تو حائث ہوگا اور شیخ رازی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی باندی فروخت نہ کروں گا اور اسکا کوئی وقت نہیں بیان کیا پھر وہ باندی اس سے بچتی تو فرمایا کہ اسکا نام ولی حائث ہوگا اور شیخ ابو نصر الدبوسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے ایک چھینٹے تک فروخت نہ کیا تو آزاد ہو پھر اس باندی کو اس سے مل لیا ہو تو فرمایا کہ نہ کو حلال ہے کہ اس باندی سے بعد ایک چھینٹے کے وطن کرے جبکہ چھینٹے سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور باقی قول امام ابو یوسف کے مولی حائث ہو گیا اور اسکو حلال نہیں ہو کہ بعد چھینٹے کے اس سے وطن کرے اور اگر چھینٹے سے زیادہ میں بچہ جنم تو بالا جماع مولی کو حلال نہیں ہو کہ بعد چھینٹے کے اس سے وطن کرے یہ حاوی میں ہو۔ زید نے قسم کھائی کہ وائند میں عمرو کی ام ولد کو فروخت نہ کروں گا یا کمال وائند میں اس عمرو کو فروخت نہ کروں گا۔ حالانکہ عمرو آزاد ہو تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ یہ قسم بیچ فاسد پر واجب ہوگی چنانچہ اگر ان دونوں کو بطور بیچ فاسد کے فروخت کر دیا تو اپنی قسم میں بچا ہو گیا یہ فتاویٰ کے فاضل خان ہیں۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے اپنا بچہ بیس کر دیا تو وہ آزاد ہو پھر یہ قسم کھائی کہ اگر میں نے اسکی اجازت دیدی یا میں راضی ہوا پھر زید نے اسکو خرید لیا تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر زید نے مجھ سے یہ غلام خریدا تو وہ آزاد ہو پھر زید نے کہا کہ ہاں پھر اسکو خرید لیا تو زید کی طرف سے وہ غلام آزاد ہو گیا یہ ایضاً میں ہے۔ ہشام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک نے کہا کہ وائند نے فروخت کر دیا تو میں بچہ پیدا ہو گیا پھر بعض دس درم کے یہاں تک کہ تو مجھے زیادہ دے پھر اسے ہائند نو درم کو فروخت کر دیا تو قیاساً حائث نہ ہوگا اور استحساناً حائث ہوگا اور ہم قیاس ہی کو لیتے ہیں یہ ہائند میں ہوا قال المسترحم ہمارے عرف کے موافق استحسان انہر ہوا شہر علم اور اگر قسم کھائی کہ اسکو دس درم کو فروخت نہ کروں گا الا بعدہ فی اس سے زیادہ کے یا بعض زیادہ کے پھر اسے ہائند گیارہ درم کو فروخت کیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر دس کو فروخت کیا تو حائث ہوگا اور استحساناً ایضاً اگر نو درم کو فروخت کیا تو بھی ہی حکم ہے۔ اور اگر نو درم اور ایک نے ہائند کو فروخت کیا تو قیاساً حائث ہوگا اور استحساناً



اصل شریعت کی اپنی زبان میں ہرگز منظور ہو نہیں سکتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی محل میں شل کپڑے وغیرہ کے اپنا فعل بیع وغیرہ کرنے پر قسم کھائی ہو اور کپڑا کسی دوسرے کا ہو پس اگر ایسا لفظ جو ملک پر ڈال ہو یا واسطے کے معنی میں ہو مثلاً تیرا کپڑا یا فروخت واسطے تیرے وغیرہ ذلک محل فعل سے مقرون کر کے ذکر کیا اور محل فعل مثلاً بیع فعل کا محل کپڑا ہو پس یوں کہا کہ میں نے فروخت کیا یہ کپڑا تیرا یا تیری ملک کا یا جو تیری ملک ہو تو اسکی قسم کپڑے کے فروخت کی اس حالت تک ہوگی کہ یہ کپڑا اس مخاطب کی ملک میں ہو علی العموم والاطلاق چنانچہ اوپر مذکور ہوا۔ اور اگر ایسا لفظ موصوفہ بالا مقرون بفعل ذکر کیا نہ محل فعل مثلاً یوں کہا کہ فروخت کیا میں نے تو واسطے یہ کپڑا یعنی یہ فعل تیرے واسطے کیا تو اس میں فعل کو دیکھنا چاہیے کہ کیسا فعل ہو پس اگر فعل ایسا ہو کہ اس میں وکالت جاری ہوتی ہو الی آخرہ اور جب اصل مذکور کی توضیح ہو گئی تو ہم پھر کتاب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تیرے واسطے فروخت کیا کوئی کپڑا تو میرا غلام زاد ہو اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پس مخلوف علیہ یعنی مخاطب نے اپنا کپڑا کسی کو دیا تاکہ اسکو حالت کوئیے تاکہ حالت کپڑا فروخت کر دے پس درمیان آدمی یہ کپڑا حالت کے پاس لایا اور کہا کہ یہ کپڑا واسطے فلاں کے فروخت کر دے یعنی مخلوف علیہ کے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ یہ کپڑا فروخت کر دے اور یہ نہ کہا کہ فلاں کے واسطے فلاں حالت جانتا ہو کہ یہ مخلوف علیہ کا پہلی ہو پس حالت نے اسکو فروخت کیا تو اسکی قسم میں حائث ہوا اور اگر وہ دینی آدمی نے کہا کہ یہ کپڑا میرے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ اسکو فروخت کر دے اور حالت کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ مخلوف علیہ کا پہلی ہو پس حالت نے اسکو فروخت کیا تو حائث نہ ہوا اور اگر حالت نے یوں قسم کھائی کہ اگر میں نے کپڑا کپڑا فروخت کیا یا جو تیری ملک ہو فروخت کیا ایسا کپڑا جو تیرا ہو یا تیری ملک ہو اور باقی مسئلہ بدستور ہو تو ہر حال میں حائث ہوگا خواہ درمیان آدمی نے اس سے کہا ہو کہ فلاں کے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ کہ میرے واسطے فروخت کر دے یا کہا ہو کہ اسکو فروخت کر دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا ہو ہر صورت میں حائث ہوگا بشرطیکہ اسکا فروخت کرنا ایسی حالت میں واقع ہوا ہو کہ یہ کپڑا مخلوف علیہ کی ملک میں ہوا اور اگر حالت نے اول صورت میں نیت کی کہ ایسا کپڑا فروخت کروں جو مخلوف علیہ کی ملک ہو اور دوسری صورت میں اس طرح قسم کھا کر کہ اگر میں نے فروخت کیا کپڑا واسطے تیرے نیت کی کہ مخلوف علیہ کے حکم سے فروخت کیا تو فیما بینہ و بین اشدتہ اسکی قسم نیت پر ہوگی لیکن اول صورت میں قاضی بھی اسکی نیت کی تصدیق کرے گا اور دوسری صورت میں جب کہ موافق ہمارے ذکر کے بدون تصریح ملک کے اسنے اپنی نیت ظاہر کی تو قاضی اسکی تصدیق نہ کرے گا اور جس صورت میں کہ ملک کی تصریح کر دی اس صورت میں کسی طور پر تصدیق نہ کیا جائیگی کذا فی الذخیرہ مع زیادۃ من لیسر جمہرہ اللہ تعالیٰ انفق فی بیان ہر ایک کی روایت سے امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ فروخت کروں گا واسطے فلاں کے کوئی کپڑا پس حالت نے مخلوف علیہ کا کوئی کپڑا فروخت کر دیا پس مخلوف علیہ نے اس بیع کی اجازت دیدی تو حالت حائث ہو گیا اور اگر حالت نے اسکو اپنے واسطے فروخت کیا تو حائث نہ ہوگا یہ شیخ جامع کبیر حنفی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں کوئی چیز تیرے اسباب میں سے تیرے واسطے فروخت نہ کروں گا پھر ایک علیہ فروخت کیا جس میں مخلوف علیہ کا صوف بھرا ہوا ہو تو حائث نہ ہوگا یہ عقاب میں ہے نیز نے عمر سے ایک غلام چکایا اور بائع نے اسکے دام ہزار درم مانگے اور مشتری نے بائع کو



میں بائع نے کہا کہ یہ آزاد ہو اگر میں نے تجھے ہزار درہم سے کچھ خط کیے پھر اس کے بعد کہا کہ میں نے تجھے ہاتھ اس کا  
 پا چھو درہم کو فروخت کیا پس مشتری نے بیع قبول کر لی یا نہیں قبول کی تو بائع کا شرف ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا  
 اور اگر بائع نے چھانٹنے کے وقت کہا ہو کہ اگر میں نے اس کے من سے کچھ خط کیا تو یہ آزاد ہو اور باقی مسئلہ بابت مکتور واقع ہو  
 تو غلام آزاد نہ ہو گا اور اگر اس کے من سے اس کے بعد کچھ خط کسی کر دیا تو قسم منحل ہوئی و لیکن غلام آزاد ہو گا اگر اس سے  
 کہ وہ بائع کی ملک سے باہر ہو چکا ہو اور اگر اس صورت میں بائع نے چھانٹنے پر قسم اپنی جود کی طلاق یا کسی دوسرے  
 غلام کی آزادی قرار دی ہو تو اس کی جود پر طلاق چھانٹنی اور وہ سر غلام آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اس پر تو  
 بیون چھانٹنے پر قسم ہی کہ یہ کچھ کر دیا خواہ پورا من وصول کرنے کے بعد یا اس سے پہلے تو بھی اپنی قسم میں حاشیہ  
 ہو گیا اور اگر تمام شہدیں مشتری کے وہ سے چھانٹ کر دیا یا اس کو تمام من سے ہبہ کر دیا تو حاشیہ نہ ہو گا اور اگر مشتری کو بعض من سے  
 بری کر دیا پس اگر من پر قبضہ کرنے سے پہلے ایسا کیا تو اپنی قسم میں حاشیہ ہو گا اس سے پہلے کہ یہ خط قرار دیا جائیگا اور اگر قبضہ  
 من کے ایسا کیا تو اپنی قسم میں حاشیہ نہ ہو گا یہ محیط میں ہو یا نام مجرہ من فرمایا کہ ایک سے دوسرے سے ایک ایک کپڑا  
 چھانٹا اور بائع نے بارہ سے کم کو دینے سے انکار کیا پس مشتری نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اس کو بارہ کو خریدوں  
 پھر اس کو تیرہ کو یا بارہ و ایک یا گویا بارہ اور ایک کپڑے کے عوض خریدتا تو اپنی قسم میں حاشیہ نہ ہو گا اور اگر اس کو  
 گیارہ اور ایک و تیار کے عوض یا گیارہ اور ایک کپڑے کے عوض خریدتا تو حاشیہ نہ ہو گا اور اگر بائع نے کہا کہ میرا  
 غلام آزاد ہو اگر میں اس کو دس کو فروخت کیا پھر اس کو گیارہ کے عوض یا دس و ایک کے تیار کے عوض یا نو اور  
 ایک و تیار کے عوض فروخت کیا تو حاشیہ نہ ہو گا یہ شرح جامع کبیر صیری میں ہے۔ خریدنے کوئی چیز بعوض و بیوں کا  
 فروخت کی چیز قسم کھانی کہ اس کا من نہ لوں گا پھر ان دونوں کے عوض کیوں سے لیے تو حاشیہ نہ ہو گا یہ دیگر خریدی  
 چیز پر اور اگر قسم کھانی کہ یہ چیز کسی کے ہاتھ فروخت نہ کروں گا پھر اس کو دو آدمیوں کے ہاتھ فروخت کیا تو حاشیہ نہ ہو گا  
 یہ قول بیہ بین ہے تو قسم کھانی کہ اگر خرید و بکا اور کسی کچھ نہ نہیں ہو پھر اس سے شہدیں چاہ دیا یا بیسار یا پونستین یا تین خریدی  
 تو حاشیہ نہ ہو گا اگر اس سے بیچ یا بچھو دیا یا توبی یا نبالی خریدی تو حاشیہ نہ ہو گا یہ وجہ کر دہی میں ہے کہ قال لست جربہا  
 عرف کے ہا فوق امید ہو کہ کپڑے سے جو تیار ہوتا ہو اسی پر منحل ہو و اللہ تعالیٰ اعلم قال فی الوجیز و اسی طرح اگر کوئی  
 کپڑا خریدی جو نصف کپڑے کے برابر نہیں ہو تو بھی حاشیہ نہ ہو گا اور اگر نصف کپڑے کے برابر یا زیادہ ہو تو حاشیہ  
 نہ ہو گا اور اگر اس سے خریدید جس سے نماز جائز ہو جاتی ہو تو حاشیہ نہ ہو گا اتنی قلت و ہذا ہر ایک سے قسم کھانی کہ  
 اس صورت کے واسطے تو تیار نہ خرید و بکا پھر اس کے واسطے اگر منی خریدی تو حاشیہ نہ ہو گا یہ جو اہر اخطا طری میں ہے اور  
 اگر قسم کھانی کہ کتان نہ خرید و بکا تو ہمارے عرف میں قسم کتان کے کپڑے پر واقع ہوگی یہ قادی قاضی خان میں ہے  
 زید سے قسم کھانی کہ عمرو سے کچھ نہ خرید و بکا پھر اس سے ایک کپڑے کی بیچ سلم پھرانی تو حاشیہ نہ ہو گا زانی الخیر  
 کھانی کہ اپنی باندی کے لیے نیا کپڑا نہ خرید و بکا تو عرف میں نیا وہ کپڑا جو دو علامتوں قادی قاضی خان میں ہے اور اگر  
 قسم کھانی کہ لایشر سے طھا ا طعام نہ خرید و بکا پھر اس سے بیوں خریدے تو ہمارے علماء کے قول میں حاشیہ نہ ہو گا یہ قادی میں ہے قال لست جربہ  
 یہ عرف اماموں کا اور ہمارے عرف کے موافق طعام فی الحال کھانے قابل پر واقع ہو گا کما صخرہ فی کتاب البیوع اور اگر قسم کھانی  
 کہ ان دونوں کی روٹی نہ خرید و بکا تو جب تک یہ درہم پہلے ناوانی کو دیکر پھر اس سے نہ کہے کہ میں نے ان دونوں کی روٹی

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





خرید کر کے اسکو تجارت کی اجازت دیدہ سے پھر وہ مازون اس غلام کو خرید کرے پھر اپنے غلام مازون کو مجبور کرے پھر یہ غلام اسکا ہو جائیگا اور حائشہ بھی نہ ہوگا اسواسطے کہ مشتری و حائشہ ہونے کی نہیں بانی کوئی غلام میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ امراتہ بچہ بد و نکاح یعنی عورت نہ خرید و نکاح پھر ایک بار یہ بھینرہ خریدی یعنی چھوٹی لڑکی خریدی تو حائشہ ہوگا یہ بھینرہ میں ہو۔ ایک شخص نے دس باندیوں کو دیکھ کر کہا کہ اگر میں نے کوئی باندی ان باندیوں میں سے خریدی تو وہ آزاد ہو پھر کسی دوسرے کے واسطے ان میں سے کوئی باندی خریدی پھر اپنے واسطے خرید لی تو وہ آزاد ہوگی اور اگر ان میں سے دو باندیاں ایک اپنے واسطے اور دوسری دوسرے کے واسطے لے لیا حقیقت میں خریدین تو ان میں سے کوئی آزاد ہوگی یہ بھینرہ میں ہو۔ اور مشتری میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ تجارت نہ خرید و نکاح پھر بڑھی باندی یا دوسری لڑکی خریدی تو حائشہ ہوگا اور اگر کہا کہ لایشتری غلام یا بچہ یا عورت یعنی نہ خرید و نکاح کوئی غلام از بندہ نہ ہو تو سنی غلام نہ خریدے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ نہ خرید و نکاح غلام از انسان یا بچہ یا عورت یا غلام کو سوائے خراسان کے دوسرے مقام پر خرید کیا تو حائشہ نہ ہوگا حقیقت ایک اسکو خراسان میں نہ خرید یہ غلام نہیں ہو۔ ایک شخص نے تین گھوڑے ایک سو یا پندرہم کو خریدے پھر قسم کھائی کہ میں نے ان میں سے ایک نہیں دے دوں کو خریدی ہو تو حائشہ ہوگا۔ دو آدمیوں کے درمیان اسی بکریاں مشترک ہیں پھر جو شخص کو زکوۃ وصول کرنے کے واسطے مقرر ہے اسنے زکوۃ کا مطالبہ کیا پس ان میں سے ایک نے قسم کھائی کہ میں چاہیں بکریوں کا مالک نہ بنوں تو حائشہ ہوگا اور اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ اور اگر ایک سے غلام خرید یا پھر قسم کھائی کہ میں چاہیں گا مالک نہ بنوں تو حائشہ ہوگا اور زکوۃ لازم نہ آوے گی یہ وجہ کووری میں ہے کہ اگر کسی نے لکھا ہو کہ اگر زید نے عورت سے ایک غلام خریدنا چاہا اور ہزار دھم سے زکوۃ پس زید نے ہزار دھم عورت کو دینے پھر قسم کھائی کہ اگر میں نے ان ہزار دھم کے عوض یہ غلام خرید اتویہ ہزار دھم سیکھوں پر حقیقت میں اور ان میں سے ہزار دھم کی طرف اشارہ کیا اور عورت نے کہا کہ اگر میں اسے یہ غلام ان ہزار دھم کے عوض فروخت کیا تو یہ ہزار دھم سیکھوں پر حقیقت میں اور ان میں سے ہزار دھم کی طرف اشارہ پانچ سو بھی اشارہ کیا پھر عورت نے ان میں سے دھم کے عوض یہ غلام زید کے پاس بھروسہ کیا تو عورت پر لازم آوے گا کہ زید کو صدقہ کرے زید پر لازم نہ آوے گا یہ تا تا رہا خانیہ میں ہو قال المتزوج اور اگر جزاء یہ قرار دی ہو کہ یہ غلام آزاد ہو تو مشتری کی طرف سے غلام آزاد ہوگا نہ بائع کی طرف سے غلام ملے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں کسی غلام کا مالک نہ ہوں تو وہ آزاد ہو پھر بھینرہ غلام خریدی اور اسکو فروخت کر دیا پھر بائع نے بھینرہ یا تو یہ بھینرہ اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر یوں کہا کہ اگر میں نے کوئی غلام خریدیا تو وہ آزاد ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو یہ بھینرہ آزاد ہو جائیگا۔ اور یہ غیر میں غلام کی صورت میں ہو اور میں غلام کی صورت میں یوں کہا کہ اگر میں اس غلام کا مالک نہ ہوں اتویہ آزاد ہو اسکا حکم مثل اس صورت کے ہے کہ اگر میں نے یہ غلام خریدیا تو آزاد ہو یعنی بھینرہ اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا۔ اور یہ حکم درمیان کی صورت میں ہو یعنی اگر یوں کہا کہ اگر میں دوسو دھم کا مالک ہوں اتویہ بھینرہ اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر یوں کہا کہ اگر میں دوسو دھم کا مالک ہوں اتویہ بھینرہ اسکا صدقہ کر دینا واجب ہوگا اور اگر دھم میں یوں اشارہ کرے کہ اگر میں دوسو دھم کا مالک ہوں اتویہ بھینرہ اسکا صدقہ کر دینا واجب ہوگا اور اگر اس پر صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میری بیعت یہ ہے کہ اگر یوں کہ

یہ غلام اسکا ہے اور اگر میں اسے فروخت کر دوں تو اسکا صدقہ کر دینا واجب ہوگا اور اگر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میری بیعت یہ ہے کہ اگر یوں کہ







مجموع التوازل میں لکھا ہے کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے نزدیک کے بارہ مہینہ اجازت نہ دے ورنہ حالانکہ یہ عورت باکرہ ہو پھر اسکے باپ نے اسکا نکاح کر دیا اور یہ خاموش رہی تو نکاح پورا ہو گیا اور یہ حائض نہ ہوگی یہ خلاف ہے مہینہ ہو۔ اور اگر اپنی رضاعتی بہن سے یا اور کسی ایسی عورت سے جسکے ساتھ اسکا نکاح کبھی حلال نہیں ہوا اور یہ شخص اسکا چانتا ہو یوں کہا کہ اگر میں نے تجھے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس عورت سے نکاح کیا تو حائض ہو گیا یہ جامع کہیں میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا پھر مجھ کو ہو گیا پھر اسکے باپ نے اسکا نکاح کر دیا تو نکاح ہو گا۔ اور بخیر یہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا پھر مشوہ ہو گیا پھر اسکے باپ نے اسکا نکاح کر دیا تو حائض ہوا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ عورتوں سے نکاح نہ کرونگا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو حائض ہو گا یہ محیطہ شرعی میں ہے۔ قال المترجم ہمارے عرفین میں تو یہ عورت ایسی ظاہر ہے کہ بزبان عولی قول الامام علیہ السلام اور علماء جمع ہو اس پر اتفاق لازم تھا استفرات ہو بیت لفظ عورتوں سے استفرات مراد ہو سکتا ہو لہذا ذکر کر دیا کہ یہاں جنس مراد ہو قابل۔ ایک نے قسم کھائی کہ ایسی عورت سے نکاح نہ کرونگا جسکا شوہر تھا پھر اپنی عورت کو طلاق بائن دیدی پھر اس سے نکاح کر دیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اپنی قسم میں حائض نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکی قسم اس عورت کے سوا ہے اور عورتوں کی طرف منصرف ہوگی یہ تلخیص میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا الا باکرہ پر پھر اس نے ہمارے درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر قاضی نے عورت کا منہ پور سے دس درم کر دیے تو وہ حائض نہ ہوگا اور اسی طرح اگر بعد عقد کے خود اسکا منہ پڑھا دیا تو بھی حائض نہ ہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایک دینار سے زیادہ پر نکاح نہ کرونگا پھر چاندی کے عوض نکاح کیا جواز ثابت ایک دینار سے زیادہ ہے مثلاً سو درم فقہ پر نکاح کیا تو حائض نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم یعنی ان کیوں ان جواب علی قول الامام اہل اہل قولہما افنی عرفنا یعنی ان کے حائض وانداعلم۔ ایک نے قسم کھائی کہ بہت فلاں سے نکاح نہ کرونگا پھر فلاں مذکور کے ایک دوسری دختر پیدا ہوئی پھر اس سے نکاح کر لیا تو حائض نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی دختروں میں سے کسی دختر سے نکاح نہ کرونگا یا فلاں کی کسی دختر سے نکاح نہ کرونگا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اس صورت میں حائض ہو گا یہ محیطہ شرعی میں ہے۔ قضاے میں لکھا ہے کہ زید نے کہا کہ واللہ اس دار کے رہنے والوں میں سے کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا یا عمرو کی دختروں میں سے نکاح نہ کرونگا حالانکہ دار مذکور میں کوئی نہیں رہتا ہو پھر اس کوئی لوگ اگر رہے یا عمرو کی ایک دختر پیدا ہوئی پھر وار مذکور کی کسی عورت سے یا عمرو کی اس دختر سے نکاح کیا تو حائض نہ ہوگا ولیکن یہ امام محمد رحمہ کا قول ہے اور فقہانہ یہ کہ حائض ہوگا اور بیچین رحمہ کا قول ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اہل کو میں سے کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر ایک کوئی عورت سے نکاح کیا جو اسکی قسم کے روز پیدا نہیں ہوئی تھی بلکہ بعد پیدا ہوئی ہو تو بالاتفاق حائض ہو گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ فلاں سے کوئی عورت (اپنے نکاح میں نہ لوں گا پھر اسکی دختر کی دختر سے نکاح کیا تو حائض ہوا اور اگر اس صورت میں یہ لفظ لکھا ہو کہ اہل بیت فلاں سے یعنی فلاں کے گھر سے تو متنی کو نکاح میں لانے سے حائض نہ ہوگا الا آنکہ اسکے پیر کی دختر سے نکاح کرے یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم اگر اسکا دار عرف پر ہو تو حکم باعتبار عرف کے ختم ہو گا واپنا ہر انہ لیس لک فاقم۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمان اہل کو فہ یا بصورت سے نکاح میں نہ لاؤنگا پھر ایسی عورت سے نکاح کیا جو بصرہ میں پیدا ہوئی اور اسے کو فہ کی نشوونما پایا

لا  
مستند  
ان نقل  
افعال  
نہ ہوگی  
۹۳۳





اُسے قبول نہ کی یا قبول کی مگر اس پر قبضہ نہ کیا تو ہمارے نزدیک قسم کھانے والا حائش ہوگا اور اسی طرح اگر ہم غیر قسم  
 کیا تو بھی ہمارے نزدیک حائش ہوگا اور اسی طرح اگر عمری دیا یا بخلہ دیا یا ایچی کے ہاتھ اُسکے پاس بھجوا دیا  
 کسی دوسرے کو چھک لیا کہ اُسے فلاں نہ کر دیا تو بھی حائش ہوگا اور ہم نہ کرنے کی قسم میں صدقہ دینے  
 سے ہمارے نزدیک حائش ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ہم نہ کر دینگا پھر عاریت دی تو حائش نہ ہوگا اور اگر قسم  
 کھائی کہ صدقہ نہ دینگا یا قرض نہ دینگا پھر فلاں نہ کر دیا تو صدقہ دیا یا قرض دیا مگر اُسے قبول نہ کیا تو یہ شخص اپنی  
 قسم میں حائش ہو گیا اور اگر قسم کھائی کہ قرض نہ مانگوں گا پھر قرض مانگا مگر فلاں نے اسکو قرض نہ دیا تو اپنی قسم میں  
 حائش ہوا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو اپنا غلام ہم نہ دینگا پھر اس غلام کو دوسرے نے بغیر اسکی اجازت کے بیہ  
 کر دیا پھر اس نے اجازت دیدی تو حائش ہو گیا جیسے غیر کو بیہ کرنے کا وکیل کرنے میں حائش ہوتا ہو اور اگر قسم  
 کھائی کہ فلاں کو بیہ نہ دینگا پھر اسکو عرض پر بیہ دیا تو اپنی قسم میں حائش ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے  
 غلام کو مکاتب نہ کر دینگا پھر کسی اور نے اُسکے غلام کو بد دن اسکی اجازت کے مکاتب کیا پھر اُسے اسکی کتابت  
 کی اجازت دیدی تو حائش ہوا جیسے مکاتب کرنے کے لیے وکیل کرنے میں حائش ہوتا ہو یہ فتاویٰ کا ضیاع  
 میں ہوتا دسے میں ہو کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کچھ مستعار نہ لوں گا پھر فلاں نہ کر دے اسکو اپنے گھوڑے پر اپنی  
 روپیہ میں سوار کر دیا تو حائش ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ کندی کرنے میں  
 کام نہ کروں گا پھر فلاں کے اس کام میں شریک کے ساتھ کندی کا کام کیا تو حائش ہوا اور اگر فلاں کے غلام کو  
 بے ساتھ کام کیا تو حائش ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ اس شہر میں شرکت نہ کروں گا پھر دونوں اس  
 شہر سے نکلے اور باہر دونوں نے شرکت کا عقد قرار دیا پھر دونوں داخل ہوئے اور شرکت میں کام کیا پس اگر قسم  
 کھانے والے نے نیت کی ہو کہ اس شہر کے اندر شرکت کا عقد اسکے ساتھ قرار نہ دینگا تو حائش ہوگا اور اگر یہ  
 عیت ہو کہ فلاں کی شرکت میں کام نہ کر دینگا تو حائش ہوگا اور اگر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو قمار  
 کا مال دیا کہ اس سے مضارب کرے تو یہ اور اول دونوں یکساں ہیں یعنی قسم میں اسکی نیت جیسی ہوگی اسی تفصیل سے حکم  
 ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ مشارکت نہ کروں گا پھر اسکو اپنے پیسہ غیر کے مال میں شریک کیا تو حائش  
 ہوگا۔ اور اگر یہ دے قسم کھائی کہ جو دستہ مشارکت نہ کروں گا پھر یہ دے خالہ کو مال بقا عت دیا اور حکم کیا کہ  
 اس میں اپنی رائے سے کام کرے پھر خالہ نے اس مال میں عمرہ کو شریک کر لیا تو یہ حائش ہوگا۔ ایک نے اپنے بھائی  
 سے کہا کہ اگر میں نے تجھے شریک کیا تو حلال اٹھتا ہوں مجھے حرام ہو پھر دونوں کی رائے میں آیا کہ باہم شرکت کریں تو  
 مشارکت نے فرمایا کہ اسکے واسطے یہ صورت نکلتی ہو کہ اگر قسم کھانے والے کا کوئی بیٹا بالغ ہو تو قسم کھانے والا مال کو  
 اپنے اس بیٹے کو مضاربیت پر دے اور اس بیٹے کے واسطے نفع میں سے بہت خفیف حصہ قرار دے اور اپنے بیٹے کو  
 اجازت دیدے کہ اس تجارت میں اپنی رائے سے عمل کرے پھر یہ پھر اپنے چچا سے مشارکت کر لے پھر جب اُسے  
 دیا گیا تو پھر اسکے واسطے حصہ بشرط کیا گیا ہو وہ ہوگا اور جو کچھ بچے گا وہ آدھوں آدھوں اسکے باپ و چچا کے  
 درمیان مشترک ہوگا اور وہ حائش نہ ہوگا اور اگر بچاے پھر کوئی اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ پھر یہی ہو  
 اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے ہر دی کپڑا نہ لوں گا پھر اس سے ایک ہر دی قبضی لی جس میں ایک ہر دی کپڑا ہو

اُسے بھٹی کے اندر رکھو اس دیا ہو اور شخص اُس سے واقف نہ تھا تو قضا حائث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں سے درم نہ لوں گا پھر اسے حالف کو پیسے ایک قبیل میں بھر کر دیے اور اُسکے درمیان ایک درم ڈال دیا ہو پس حالف نے اُن پیسوں پر قبضہ کر لیا حالانکہ وہ درم ہونے کو نہیں جانتا تھا تو قضا حائث ہوگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر حالف نے اس سے ایک فیض لے لیا جبین درم کچھ ہو اور یہ آگاہ نہوا تو حائث نہوگا اور اسی طرح اگر اس سے کوئی کپڑے لیا جبین درم بندھے ہوئے ہیں اور اُسکو معلوم نہوا تو بھی حائث نہوگا اور اگر اُس نے یہ قسم کھائی ہو کہ فلاں سے درم بطور ہبہ نہ لوں گا تو ان سب صورتوں میں حائث نہوگا خواہ اُسکو معلوم نہوا ہو کہ جبین درم ہوا یا نہ معلوم نہوا ہو اور اگر قسم کھائی ہو کہ فلاں سے درم بطور روث و عیث کے نہ لوں گا اور ان صورتوں میں جو ہبہ بیان کی ہیں کوئی درم لیا تو یہ ہبہ لہ ہبہ کے ہو اور اسی طرح اگر قصہ کا لفظ لیا ہو تو بھی یہی حکم ہے چنانچہ قاضی خان میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ کوئی کفالت نہ کروں گا پھر اسے آزاد یا غلام کی کفالت نفس یا کپڑے یا چوبیا چھ کی کفالت یا درم بچ کی کفالت کی تو وہ حائث ہوگا یہ بسوٹ سرخی میں ہو اور اگر کہا کہ کسی آدمی کی طرف سے کسی چیز کی کفالت نہ کروں گا پھر کسی شخص کے نفس کی کفالت کی یعنی حسب توانگیے گامین ضامن ہوں کہ میں اُسکو حاضر کروں گا تو حائث نہوگا قال المترجم یہ حکم زبان عربی میں اس طرح قسم کھانے میں ظاہر ہو یعنی کہا کہ لا یفل علی انسان آئی اور وہ ہے کہ کفالت بصلہ عن کفالت مالی ہی میں متصل ہوتا ہو چنانچہ تفسیر میں مذکور ہو اور ہمارے یہ زبان میں بھی باعتبار متبادر کے امید ہو کہ یہی حکم ہو و اللہ اعلم فیما تامل فیہ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے واسطے کفالت نہ کروں گا پھر فلاں کے دوسرے کے واسطے کفالت کی اور جن درم کی ضمانت کی ہو وہ اصل میں اسی فلاں کے ہیں تو حائث نہوگا اور اسی طرح اگر فلاں مذکور کے غلام کے واسطے کفالت کر لی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر فلاں کے واسطے کفالت کر لی حالانکہ یہ درہم اصل میں کسی اور کے ہیں فلاں کے نہیں ہیں تو حائث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی طرف سے کفالت نہ کروں گا پھر اس کی طرف سے ضمانت کر لی تو حائث ہوگا اور اگر لفظ کفالت سے یہ پیچ کی ہو کہ کفالت نہ کروں گا یعنی میں کفیل ہوں یہ نہ کروں گا لیکن ضمانت نہ کروں گا تو فیما بینہ میں اللہ تعالیٰ اُسکی تصدیق ہوگی اس واسطے کہ اُس نے اپنے منہ سے جو لفظ نکالا ہو اُسکے حقیقی معنی کی نیت کی ہو لیکن اُس نے ضمانت و کفالت میں فرق کی نیت کی ہو اور یہ خلاف ظاہر ہو پس قضا اُسکے قول کی تصدیق نہوی اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی طرف سے کفالت نہ کروں گا پس فلاں نے اس حالت پر کسی کو اپنے مال کی جو فلاں کا اس حالف پر آتا ہو اتنی کر دی یعنی حوالہ کر دیا تو یہ حائث نہوگا بشرطیکہ محتال نہ کاخیل پر کچھ قرض نہوا اور اگر محتال نہ کاخیل پر قرض نہوا تو حالف اُس حوالہ کے قبول کرنے سے کفیل ہو جائیگا پس حائث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے واسطے قرض نہ کر کا ضامن ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر محتال نہ کاخیل پر مال ہو اور کخیل کا محتال علیہ پر کچھ مال نہوا تو حائث ہوگا یہ بسوٹ میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے واسطے کچھ ضامن نہوگا پھر اُسکے واسطے نفس یا مال کی ضمانت کر لی تو حائث نہوگا اور اسی طرح اگر فلاں کے واسطے کفالت کر لی یا حوالہ قبول کر لیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر فلاں کے حکم سے اُسکے لئے کوئی چیز خریدی تو یہ ضمانت نہیں ہو اور اگر اُسکے غلام یا کفیل یا مضاف یا شریک مضاف کو غلام یا شریک عثمان کے واسطے ضمانت کر لی تو حائث نہوگا۔ اور اگر فلاں کے واسطے ضمانت نہ کر لی یا کسی دوسرے کے واسطے

ضمانت کر لی پھر دوسرا مرگیا اور فلاں نہ کور اسکا وارث ہوا تو قسم کھانے والا حائض نہ ہو جائیگا اور اگر قسم کھانی  
 کہ کسی کے واسطے کسی چیز کا ضمان نہ ہو گیا پھر ایک شخص کے واسطے ایک وار کے درک کا یا ایک غلام کے درک کا ہو گیا  
 خرید ہو ضمان نہ ہوا تو حائض ہوگا اور اگر کسی غائب کے واسطے ضمان ہو گیا اسکی طرف سے کسی لئے خطاب نہ کیا یعنی ضمانی  
 اسکی ضمانت پر رد قبول کا کسی نے جواب نہ دیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہما کے نزدیک حائض نہ ہوا اور اسمیں امام ابو یوسف رحمہ  
 نے خلاف کیا ہے اور اگر اس غائب کی طرف سے کسی نے خطاب کیا اور قبول کیا تو بالاتفاق حائض ہوگا اور اسی طرح  
 اگر غلام محمد نے قسم کھائی کہ کسی کی ضمانت نہ کروں گا پھر برون اجازت اپنے مولے کے ضمانت کی تو حائض ہوا یہ ظہیر بن یزید  
 ثوانی پاسبان کی روئے میں قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر قسم کھائی کچھ و تازہ نہ کرے تو یہ قسم صحیح ہے پھر  
 نہ حج فاسد ہے اور اگر قسم کھائی کہ کچھ نہ کروں گا یا دعویٰ نہ کرے کہ لا کچھ حج پھر اسنے حج کا احرام باندھا تو حائض  
 ہوگا یہاں تک کہ وقوف عرفہ ادا کرے اسکا ابن سماعہ رحمہما امام محمد رحمہما سے روایت کیا ہے اور بشیر نے امام ابو یوسف  
 سے روایت کی ہے کہ حائض نہ ہوگا یہاں تک کہ طواف زیارتین سے زیادہ ادا کر دے یعنی سات پھرون  
 میں سے پچھن سے نہ پڑے پھر سے تب حائض ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ عمرہ نہ کروں گا یا لا تعمیر حرم یا عمرہ باندھا  
 تو حائض نہ ہوگا یہاں تک کہ کم سے کم طواف کے چار پھیر پھرے اسکا بشیر نے امام ابو یوسف رحمہما سے روایت کیا ہے پھر یزید  
 بن یزید بن ابی بن سماعہ رحمہما کی روایت سے امام محمد رحمہما سے مروی ہے کہ ایک نے کہا کہ وہ انشد حج نہ کروں گا یہاں تک کہ عمرہ ادا  
 کروں پھر اسنے عمرہ حج کا احرام باندھا اور دونوں کے افعال پورے ادا کیے تو وہ حائض نہ ہوگا اسواسطے کہ اسنے  
 حج سے پہلے عمرہ ادا کر دیا پس قسم میں سے ہونے کی شرط پائی گئی یہ صحیح ہے خسی میں ہے ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ  
 اگر میں نے اس سال حج نہ کیا تو تو آزاد ہو پھر اس شخص نے کہا کہ میں نے حج ادا کیا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ  
 اسنے اس سال کو ذی قعدہ میں قربانی کی ہے تو گواہی قبول نہ ہوگی اور غلام نہ کور آزاد نہ ہوگا یہ یزید بن یزید  
 اسنے کہا کہ حج واجب ہو پیدل جانا طواف مدینہ رسول اللہ ﷺ علیہ السلام کے یا طواف مسجد اقصیٰ کے تو اسپر کچھ  
 لازم نہ آویگا اور اگر اسنے کہا کہ حج واجب پیدل جانا طواف بیت اللہ کے حالانکہ اسکی نیت میں بیت المقدس یا بیت  
 دوسری مسجد ہو تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر کہا کہ حج واجب ہے اگر میں نے ایسا فعل کیا پھر اسنے ایسا فعل کیا  
 کہ وہ حائض ہوا تو اسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا اور اسپر امہ کا اتفاق ہو۔ اور اگر کہا کہ میں احرام باندھوں گا یا  
 میں محرم ہوں یا میرے بچے کو نکا یا پیدل بجا نب بیت اللہ جاؤں گا اگر میں نے ایسا کیا تو اسمیں میں صدقین میں ایجاب  
 و وعدہ و غیر نیت ہیں کہ اسکی نیت یہ ہو کہ ایسا فعل کرنے کی صورت میں مجھ پر واجب ہو یا کچھ نیت نہ تو ان دونوں  
 صورتوں میں جو اسنے کہا ہو وہ اسپر واجب ہوگا اور اگر اسکی نیت فقط وعدہ ہو بیٹھے اگر ایسا کر دن تو میں وعدہ  
 کرتا ہوں کہ احرام باندھوں گا مثلاً تو اسپر کچھ لازم ہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا  
 پھر نماز فاسد پڑھی مثلاً بغیر طہارت کے نماز پڑھی تو اسے مستحباتا حائض نہ ہوگا اور اگر اسنے نیت کی ہو کہ نماز فاسد  
 بھی نہ پڑھوں گا تو دیانہ و قنارہ و دونوں طرح اسنے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اگر اسنے اپنی قسم زمانہ ماضی  
 پر معقود کی باین طور کہ کہا کہ اگر میں نے نماز پڑھی ہو تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ نماز فاسد و جائز دونوں  
 پر ہوگی اور اگر اس نے زمانہ ماضی میں خاصہ حج نماز کی نیت کی تو دیانہ قنارہ اسکی نیت کی تصدیق ہوگی

کتاب الايمان  
باب ثلثم عشر  
و عیام  
ترجمہ  
فتاویٰ  
عالمگیری  
جلد دوم

یہ فوجیہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھو گا پھر کھڑا ہوا اور قرائت کی اور رکوع کیا تو یہاں تک حائض ہوگا اور اگر اس کے ساتھ سجدہ کیا پھر قطع کی تو حائض ہو گیا یہ ہر ایک میں ہو۔ پھر امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کب حائض ہوگا اور پیشانی نے اس میں اختلاف کیا ہو بعض نے فرمایا کہ رکعت میں سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد ہی حائض ہوگا یہ یسین میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی ایک نماز نہ پڑھو گا تو حائض ہوگا یہاں تک کہ وہ کھڑا ہو کر پڑھے یہ ہر ایک میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں ایک نماز نہ پڑھو گا پھر دو رکعتیں پڑھیں اور پھر تہجد کے نہ پڑھا پس اگر اس نے اپنی قسم نفل پر مقبوض کی ہو تو حائض ہوگا اور اگر اپنی قسم فرض پر مقبوض کی اور وہ نماز کو کھتی ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یہ فرض چار رکعتی ہو تو اپنی قسم میں حائض ہوگا اور یہی انہر و شبہ ہو اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھو گا پھر کھڑا ہوا اور رکوع اور سجدہ کیا مگر قرائت نہ کی تو بعض نے کہا ہو کہ حائض ہوگا اور بعض نے کہا ہو کہ حائض ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھو گا تو حائض ہوگا یہاں تک کہ بعد چار رکعت کے تہجد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فجر کی نماز نہ پڑھو گا تو حائض ہوگا یہاں تک کہ بعد دو رکعت کے تہجد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ نماز مغرب نہ پڑھو گا تو حائض ہوگا یہاں تک کہ بعد تین رکعتوں کے تہجد پڑھے یہ مختلط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو کہ اگر میں غلام کو امام کے ساتھ پایا پھر امام کو تہجد میں پایا اور اس کے پیچھے نہایت کبر کے داخل ہو گیا تو حائض ہو گیا۔ اور اگر قسم کھائی کہ جمعہ کو امام کے ساتھ نہ پڑھو گا پھر اس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اور وہ پڑھی پھر امام نے سلام پھیرا اور اس نے اپنی دوسری رکعت پڑھ کر تمام کی تو حائض ہوگا اور اگر اس نے امام کے ساتھ شروع تکبیر کی پھر سو گیا یا اس کو حدیث ہو گیا پس وہ منکر کرنے چلا گیا پھر وضو کر کے آیا اور حال یہ ہو کہ امام سلام پھیر چکا ہو پس اس نے جہان سے نماز چھوڑی تھی اسی پر امام کی تبعیت میں بنائی تو حائض ہوگا اگرچہ اسے نماز میں مقارنت نہیں پائی گئی اس واسطے کہ لفظ ساتھ سے یہاں حقیقۃً قرآن مراد نہیں ہوتا ہو بلکہ اس کا تابع و مقتدری ہونا مراد ہوتا ہو اور اگر اس نے حقیقۃً قرآن کی نیت کی ہو تو حائض نہیں بنتا و بین اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق ہوگی اور قضاء بھی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہو اور اگر اس نے اس حدیث میں یہ نیت کی ہو کہ بدون مقارنت کے بطور متابعیت کے نہ پڑھو گا تو قضاء اس کے قول کی تصدیق ہوگی چھوٹے میں ہو نازل میں لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ سجدہ نہ کرو گا یا قسم کھائی کہ رکوع نہ کرو گا پھر نماز یا غیر نماز میں ایسا کیا تو حائض ہوگا اور فتاویٰ آہو میں لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز جماعت سے نہ پڑھو گا پھر اس نے ایک کے پیچھے اقتدا کی یا ایک کا امام ہوا تو حائض ہوگا اگرچہ اس کا مقتدری طفل ہو یہ بتاتا رہا نہ میں ہو ایک نے قسم کھائی کہ کسی کی امامت نہ کرو گا پھر اس نے تنہا اپنی نماز شروع کی اور نیت کی کہ کسی کی امامت نہ کرو گا پھر چند لوگ آئے اور انھوں نے اس کے پیچھے اقتدا کی تو قضاء حائض ہوگا نہ دیانۃً جب کہ وہ رکوع و سجدہ کرے اور اسی طرح اگر حالت نے بروز جمعہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور نیت یہ ہو کہ خود جمعہ پڑھتا ہوں تو حالت کا امدان لوگوں کا جمعہ استحضار جائز اور حالت قضاء حائض ہوگا نہ دیانۃً اور اگر اس نے جمعہ کے اور نماز میں نماز شروع کرنے سے پہلے ایسے گواہ کر لیے ہوں کہ میں تنہا اپنے واسطے نماز پڑھتا ہوں اور باقی مساکین یا یمیں ہو تو دیانۃً و قضاء دونوں طرح حائض ہوگا اور اگر اس نے نماز شروع کر لی پھر اس کو حدیث ہو اپس اس نے ایک شخص کو آگے کر دیا تو حائض ہوا یہ غلط ہے میں ہو۔ اور اگر نماز نماز یا سجدہ تہجد میں لوگوں کی امامت کی تو حائض ہوگا اس واسطے کہ اس کی قسم منہرہ

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰



بجائے طہان نماز ہوئی اور وہ فریضہ و نافلہ ہو اور جہاز سے کی نماز مطلق نماز میں نہیں داخل ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی امامت نہ کرونگا یعنی ایک شخص معین کو کہا پس اس نے نماز پڑھی اور لوگوں کی امامت کی نیت کی پس فلاں مذکور نے بھی اس تک پہنچے نماز پڑھی تو حالت نہ کو حائض ہو گیا اگرچہ اس کو یہ معلوم نہ ہوا ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو قسم کھائی کہ فلاں کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا پھر اسکے بعد وہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو حائض ہو گیا اور اگر اس نے نیت کی کہ حقیقہ پیچھے کھڑے ہو کر نہ پڑھونگا تو قضائاً اس کی تصدیق ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ نہ پڑھونگا تو حائض نماز نہ پڑھونگا پھر دونوں نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو حائض ہوا الا آنکہ اس نے نیت کی ہو کہ تیرے ساتھ اس طور سے کہ ہم دونوں کے ساتھ تیسرا نہ ہو تو ایسی صورت میں حائض ہوگا یہ وجہ کروری نہیں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ ضرور آج کے روزہ پانچوں نماز میں بجا عت پڑھونگا اور اپنی عورت سے جماع کرونگا دن میں اور غسل نہ کرونگا پس اگر اس نے یوں کیا کہ فجر و ظہر و عصر جماعت سے پھر عورت سے جماع سے جماع کیا پھر بعد غروب آفتاب کے نہ کر مغرب و عشا کو جماعت سے پڑھ لیا تو حائض ہوگا اس واسطے کہ اس کا غسل رات میں واقع ہوا نہ دن میں یہ فتاویٰ کہری میں ہو۔ اور مجموعہ انہ ازل میں نہ کر ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ میں اس مسجد والوں کے ساتھ نماز نہ پڑھونگا مادام کہ فلاں زندہ ہو اس میں نماز پڑھتا ہو پھر فلاں مذکور بجا رہا کہ تین روز تک اس میں نماز نہ پڑھی یا تندرست تھا اور اس میں تین روز تک نماز نہ پڑھی پس اگر حائض نے ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی تو حائض نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد میں نماز نہ پڑھونگا پھر یہ مسجد بنائی گئی اور حائض نے پڑھے ہوئے مقام پر نماز پڑھی تو حائض نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بنی فلاں کی مسجد میں نماز نہ پڑھونگا پھر اس میں جگہ بڑھائی گئی اور اس نے پڑھی ہوئی جگہ پر نماز پڑھی تو حائض نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں نے کسی نماز کو اس کے وقت سے تاخیر نہیں کیا ہو حالانکہ ایک دفعہ وہ سو گیا تھا یہاں تک کہ نماز کا وقت نکل گیا پھر اس کو فغا کیا تو صحیح یہ ہو کہ اگر وقت آنے سے پہلے سویا تھا اور بعد وقت نکل جانے کے جاگا تو حائض نہ ہوگا اور اگر وقت آ جانے کے بعد سویا تھا تو حائض ہوگا یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ نہ سوئنگا یہاں تک کہ اتنی رکعتیں پڑھ لوں پھر بیٹھے بیٹھے سو گیا تو حائض نہ ہوگا یہ سر جہ میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے نماز پڑھی تو تو آزاد ہو پس غلام نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی اور مولیٰ نے انکار کیا تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ محیط خسی میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکسیر سے وضو نہ کرونگا پھر نکسیر چھوئی پھر اس نے پیشاب کیا پھر وضو کیا یا پیشاب کیا پھر نکسیر چھوئی پھر اس نے وضو کیا تو وضو ان دونوں سے ہوگا اور وہ اپنی قسم میں حائض ہوگا یہ محیط میں ہو۔ نیت میں ہو کہ کہا کہ واجب نہ غسل کرونگا اپنی اس عورت سے جنابت سے پھر اس عورت سے جماع کیا پھر دوسری عورت سے جماع کیا یا اس کے برعکس واقع ہوا تو قسم میں حائض ہوا اس واسطے کہ اس کی قسم جماع پر واقع ہوئی تھی اور اگر اس نے حقیقہ غسل ہی کی نیت کی ہو تو بھی اس صورت میں ہی حکم ہو اس واسطے کہ غسل اس عورت سے بھی واقع ہوا یہ فتاویٰ کہری میں ہو۔ عورت نے اگر قسم کھائی کہ جنابت سے غسل نہ کرونگی یا حیض سے غسل نہ کرونگی پھر اس کے شوہر نے اس سے جماع کیا اور وہ حائض ہوئی پھر اس نے غسل کیا تو یہ غسل دو دنوں سے ہوگا اور وہ اپنی قسم میں حائض ہوگی یہ ظہیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو غسل نہ دوں گا یا فلاں کے سر کو نہ دھوؤں گا پھر

بعد موت کے اسکو غسل دیا تو حائض ہوگا یہ عموماً میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ حرام ہے غسل نہ کروں گا تو یہ جماع پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسنے اجنبیہ عورت سے بطور حرام جماع کیا اور غسل نہ کیا یا کیا تو حائض ہوگا اور اگر اجنبیہ عورت سے محالہ کیا کہ اسکو انزال ہو گیا پس اسنے غسل کیا تو حائض نہ ہوگا یہ خلاصہ میں جو قال مترجم یہ عورت بنی ہو فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی عورت سے قربت نہ کروں گا پھر حیت لیت گیا اور عورت نے اسپر اگر اپنی حاجت روائی کی تو حد و النوازل میں مذکور ہو کہ وہ حائض ہوگا حتیٰ کہ اگر دونوں اجنبی ہوں تو دونوں پر حد زنا واجب ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہریان اگر وہ سوتا ہو پس عورت نے ایسا کیا تو حائض نہ ہوگا یہ محدثی میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں عورت سے جماع نہ کروں گا یا اسکا بوسہ نہ لوں گا تو یہ قسم زندگی بھر واقع ہوگی نہ موت کے بعد یہ سراجیم میں ہو۔ اور اگر عورتی میں کہا کہ ان باضعتک او جامعک فبہی حر یعنی اگر میں نے تجھ سے بھاغضت کی یا مجامعت کی تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم فرج میں جماع کرنے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ان ایتھک یعنی اگر میں تیرے پاس آیا تو یہ جماع پر واقع ہوگی بشرطیکہ اسکی نیت ہو پس اگر اسنے جماع کی نیت کی تو صحیح ہو اور اگر نیت کی نیت کی تو صحیح ہو پس اگر اسنے نیت کی نیت کی ہو پھر عورت سے وطی کی تو حائض ہوگا بخلاف اسکے اگر جماع کی نیت کی ہو پھر زیارت کی تو حائض نہ ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو حاکم بن نبیرہ میں مہر وہ یہ منقول ہو کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر عورت کے پاس اسکے دیکھنے کو آیا اور اس سے جماع نہ کیا تو حائض نہ ہوگا اور اگر باوجود اسکے جماع بھی کیا تو حائض ہوگا اور اگر کہا کہ ان ایتھک یعنی میں تجھ تک پہنچا تو بدن نیت کے یہ قسم جماع پر واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اسکا حکم اسی ہو ہوگا جیسے حاکم سے منقول ہوا ہے بشرطیکہ جماع کی نیت نہ ہو۔ اگر قسم کھائی کہ میں آج کے روز یا ایک روز یا ایک روزہ نہ رکھوں گا پھر صبح کو روزہ دار اٹھا پھر اسکو توڑ ڈالا تو حائض نہ ہوگا اور اگر کہا کہ لا فطورم روزہ نہ رہوں گا پھر اسنے ایسا کیا تو حائض ہوگا یہ جامع کیسے میں ہو۔ حال مترجم ہمارے عرف میں تبا وراس سے بھی ہو کہ تمام دن صائم نہ رہوں گا پس امید ہو کہ قورنی ویر صائم رہنے سے حائض نہ ہو و اللہ اعلم امام محمد نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ واسطے اللہ کے مجھ پر لازم ہو کہ میں اس روزہ روزہ رکھوں جس میں کوئی سفر سے آوے پھر فلاں نہ کر ایسے روز آیا کہ جس دن شخص کچھ کھا چکا تھا یا بعد زوال کے آیا تو حائض نہ ہو کچھ واجب نہیں ہو اور اگر یوں قسم کھائی کہ اللہ روزہ نہ رہوں گا میں جس روز کہ فلاں سفر سے آوینگا پھر فلاں اسکے کھانے اور زوال سے چلے آیا تھا پس اگر اسنے اس روزہ رکھا تو اسپر کفارہ لازم نہ آوے گا اور اگر اس روز صائم نہ رہا تو کفارہ قسم لازم آوے گا اور در صورتیکہ فلاں ایسے وقت آیا کہ یہ کھا چکا تھا تو بہر حال اسپر کفارہ قسم لازم آوے گا یہ غرض جامع کیسے صریح میں ہو۔ اور اگر کسی روز بعد کھانے کے یا بعد زوال قسم کئے کہ اللہ میں آج کے روزہ روزہ نہ رہوں گا تو باقی روز کھانے و پینے و جماع کرنے سے باز رہنے سے قسم میں سہا ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کو رات کی طرف مضاف کیا اور کہا کہ واللہ اس رات روزہ نہ رہوں گا تو اس رات محض اسی طور سے باز رہنے سے قسم میں سہا ہو جائیگا یہ شرح تخیض جامع کیسے میں ہو۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا صومین ہینا یعنی واللہ تا صین روزہ رکھوں گا پس اگر اسنے صین سے کسی قدر صلاہ و مسکنی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو پھر عین پر واقع ہوگی اور تقدیر سہل ہوگی کہ اللہ

اگر عورت نے اس سے جماع کیا تو حائض نہ ہوگا

چھ عیدہ روزہ رکھو گنا اسی طرح اگر آئینہ لیسوسن آئینہ لینے میں کو با لست و لام ذکر کیا ہو تو یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر یون کہہ کہ ان صحت میں فلذا لینے اگر روزہ رکھا میں سے تا میں تو چھ عیدہ و چنان یا ان صحت میں یا لست و لام پس اگر کوئی نیست کی ہو تو اسکی نیست پر ہوگی و روزہ چھ عیدہ پر واقع ہوگی پس حسب تکلیف چھ عیدہ روزہ رکھو گنا شب تک حاشا نہ ہوگا جیسے اس طرح کہ میں ہوتا ہو کہ اگر میں چھ عیدہ روزہ رکھوں تو ایسا ہو اور واضح ہے کہ یہ ضرور نہیں ہے کہ ان میں چھ عیدہ پر ہو جو متصل قسم میں بلکہ حسب بھی چھ عیدہ روزہ رکھو گنا حاشا ہوگا اور اگر کہا ان صحت زمانا اور الزمان اگر روزہ رکھو گنا تا زمانہ پس اگر آئینہ لینے کی ہو تو اسکی نیست پر ہوگی اور اگر نیست ہو تو میں اور زمان کا ایک ہی حکم ہو ایسا ہی جامع صغیر میں مذکور ہو کہ میں زمان کا حکم کیا ہو اور جامع کبیر میں لکھا ہو کہ اگر آئینہ دو عیدہ یا اس سے زیادہ چھ عیدہ تک نیست کی تو قسم اسکی نیست پر ہوگی اور جامع کبیر میں ذکر فرمایا ہو وہی صحیح ہے کیونکہ اہل لغت نے اجماع کیا ہو کہ زمانہ دو عیدہ سے چھ عیدہ تک ہوتا ہو اور اگر اسکی کچھ نیست نہ ہو تو قسم چھ عیدہ پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ غیر یعنی تا بعد تو یہ مثل میں و زمان کے ہر اسکو قدوری نے ذکر فرمایا ہو یہ محیط میں ہوتا ہو اگر کہا کہ شہ علی معلوم اکثر عیدہ لکھو گنا واسطے چھ عیدہ پر ہوگا اور اسکی کچھ نیست نہیں ہے تو ہمیشہ عیدہ روزہ رکھو گنا قسم ہوگی پر غایہ الامان میں ہے اور اگر اس نے کہا کہ ان صحت لایا و ان صحت الیہ رکھو گنا لینے اگر روزہ رکھا میں نے ہمیشہ یا روزہ رکھا میں سند ہر عیدہ تو ایسا ہو تو اس طرح حاشا ہوگا کہ اپنی تمام عیدہ روزہ رکھو گنا یا میں طو کہ کسی روزہ قطار نہ کرے اور اگر کسی روزہ قطار کر لیا تو اپنی قسم میں باقی رہا اور اگر کسی روزہ بھی اخطار نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو اپنی حیاتیات کے آخر پر وہ میں حاشا ہوگا پس اگر کسی نے قسم نہ کر کوئی غلام کی آزادی ہو تو اسکی تہائی مال سے اسکی آزادی معتبر ہوگی اور اگر کہا کہ ان صحت ایذا بدون اللفظ و لام کے تو ایک ساعت کے معلوم سے حاشا ہوگا یہ شرح تخریص جامع کبیر میں ہے اور اگر کہا کہ ان صحت دہر ا فصیدی حر پس اگر کسی قدر وقت معلوم کی نیست کی ہو تو قسم اسکی نیست پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیست نہ کی ہو تو امام اعظم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ دہر کیا ہو اور عیدہ میں کے نزدیک اگر آئینہ لینے میں چھ عیدہ تک یا تفرق روزہ رکھو گنا تو اپنی قسم میں حاشا ہوگا اور اگر ناموس اس نے چھ عیدہ روزہ رکھو گنا تو حاشا نہیں ہوا اور اگر آئینہ یون کہہ کہ ان صحت از مشقہ او دہر او ایسا فلذا لینے اگر میں نے روزہ رکھو گنا تا زمانہ یا دہر یا یا چھ عیدہ تو ان میں سے ہر ایک سے تین پر واقع ہوگی لینے جملہ اٹھارہ عیدہ پر لیکن روزہ کے میں اسکی سبب شرط ہو یہ شرح جامع کبیر صیری میں ہے اور اگر کہا کہ ان صحت اکثر عیدہ اس عیدہ روزہ رکھو گنا حسب تکلیف پورا عیدہ روزہ نہ رکھو گنا شب تک حاشا نہ ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایک عیدہ روزہ رکھو گنا تو میرا غلام آزاد ہو تو قسم ایک عیدہ روزہ پر ہوگی خواہ متفرق رکھو یا پوری اور وہی عیدہ متعین نہ ہوگا جو قسم سے متصل ہو پس اگر ایک عیدہ روزہ رکھو گنا پہلے مر گیا تو حاشا ہوا اور اگر کہا کہ ان ترکیت معلوم شرا لینے اگر میں نے ایک عیدہ روزہ ترک کیا تو یہ قسم اس عیدہ کی طرف راجع ہوگی جو اسکی قسم سے متصل ہو اور اگر قبل اس عیدہ کے گذر نہ کے اسکی ایک روزہ یا ایک ساعت روزہ رکھو لیا تو حاشا نہ ہوگا جب تک کہ پورا عیدہ روزہ ترک نہ کرے یہ شرح جامع کبیر صیری میں ہے اور اگر کہا کہ ان ترکیت معلوم شرا یا اس نے یون کہہ کہ ان

بہر قسم

صحت شرعیہ اگر ترک کیا میں نے روزہ ایک ماہ کا یا روزہ رکھا میں نے ایک ماہ میں تو یہ قسم اسکے تمام پر واقع ہوگی کہ اپنی تمام عمر میں ایک ماہ میں روزہ ترک کرے یا عید نہ بھر روزہ رکھے یہ بجز الرافق میں لکھا ہے ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ روزہ رکھ میری طرف سے ایک روزہ اور تو آزاد ہو اور تو آزاد ہو گیا خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے میری طرف سے ایک سچ اور تو آزاد ہو تو حسب حکم اسکی طرف سے سچ کرے آزاد ہوگا اور دونوں میں فرق یہ ہو کہ حج میں نیابت جاری ہوتی رہے اور نماز روزہ میں نیابت نہیں جاری ہوتی ہو یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ روزہ ماہ رمضان کے کوثر میں نہ رکھوں گا تو اسکی قسم ماہ رمضان کے پورے روزہ کے کوثر میں رکھنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسی نے ایک روزہ کوثر میں رکھا پھر وہاں سے باہر آگیا یا کوثر میں بیمار پڑا یا کوثری روزہ نہ رکھا تو حائض نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کوثر میں افطار نہ کروں گا تو اسکی قسم کوثر میں بروز فطر اسکے ہونے پر واقع ہوگی پس اگر بروز فطر کوثر میں ہوگا تو حائض ہوگا اگر چہ اسنے کچھ کھایا یا پھینکا یا نہ کچھ کھیا یا نہ کچھ کھیا اور کتاب میں یہ مذکور نہیں ہو کہ اگر اسنے روزہ سے پورے فطر کے روزہ کی نیت کی ہو اور کچھ نہ کھایا یا پس آیا حائض ہوگا تو ایسی مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حائض ہوگا اسوقت کہ ہر گز مراد افطار سے دخول در یوم افطار اور وہ پایا گیا تو واجب ہو کہ وہ حائض ہے چاہے یہ شرع جامع کبیر میری میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس افطار نہ کروں گا تو حقیقتہً اسکے پاس افطار کرنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسی نے اپنے گھر افطار کر لیا پھر فلان کے پاس عشا کا کھانا کھایا تو حائض ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ رمضان کا چاند کوثر میں نہ دیکھوں گا تو اسکی قسم حائض کے وقت کوثر میں ہونے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسوقت کوثر میں ہوا تو حائض ہوگا اگر چہ اسنے اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھا ہو الا آنکہ وہ مسافر افطار درو تیرال میں اپنے لفظ کو مطلق رکھے یا میں طہر کہ افطار کروں گا یا لال رمضان نہ دیکھوں گا یعنی یہ دن اضافت کے تو ایسی صورت میں اسکی قسم حقیقتہً افطار اور حقیقتہً چاند دیکھنے پر واقع ہوگی اور نیز اگر اسنے مطلق لفظ نہ ہونے کی صورت میں باوجود اضافت کے اپنی نیت یہ کہ ہو کہ کوثر میں کسی چیز سے کھانے دیکھنے کی افطار نہ کروں گا حقیقتہً یا کوثر میں اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھوں گا تو دونوں مسئلوں میں اسکی نیت کی تصدیق ہوگی لیکن فرق یہ ہو کہ اگر چاند دیکھنے کے مسئلہ میں اسنے حقیقتہً آنکھ سے چاند دیکھنے کی نیت کی تو قضاء و دیانہ دونوں طرح سے اسکی نیت کی تصدیق کی جائیگی بخلاف فطر کے کہ اگر اسنے حقیقتہً افطار کی نیت کی تو دیانہ اسکی تصدیق کی جائیگی مگر حائض اسکی تصدیق نہ کرے گا یہ شرع جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر وہ چاند نہ دیکھنے کے وقت کوثر میں ہوگا لیکن اسکو معلوم نہ تھا پس آیا حائض ہوگا یا نہ ہوگا تو بعض نے کہا ہاں بعض نے نہیں۔ اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے اس سال کوثر میں قربانی کی پھر دسویں ذی الحجہ کو وہ کوثر میں تھا مگر اسنے قربانی نہیں کی تو حائض ہوگا اور اگر اسکی نیت ہو کہ اسوقت یعنی بروز قربانی کوثر میں موجود ہو تو میرا غلام آزاد ہو تو قسم اسکی نیت پر ہوگی بیشع جامع کبیر میری میں ہو۔ عورت نے اپنے شوہر کو لوٹنے سے بازی کی نیت کی پس شوہر نے قسم کھائی کہ لایا تی حرام یعنی حرام نہ کروں گا تو بوسہ لینے حقیقتہً ہے اگر یہ شوہر حائض ہو حائض ہوگا اور فرج کے سوا کسی دوسری جگہ جماع کرنے سے حائض ہوگا اور اگر لوٹنے والی یا عورت حائض ہو حائض ہوگی تو عورتی







کی ہو یہ محیط شری میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنوں گا تو اسکی قسم ہر ایسے کپڑے پر واقع ہوگی کہ ستر صورت کو چھپاتا ہو اور اس سے نماز جائز ہوتی ہو جسے کہ اگر ٹاٹ یا بساٹ یا طائفہ اور وہ لیا تو حائض ہوگا اور اگر کسار خور یا طیفان اور مٹی تو حائض ہوگا اس واسطے یہ بھی انہیں سے کہ مٹی جاتی ہیں اور اسی طرح اگر بوسٹین ہوتی تو حائض ہوگا اور اگر ٹوٹی اور مٹی تو حائض نہ ہوگا کذا فی محیط اور یہی حکم کھال و بوریا و موز سے و جو رہا کا جو پٹا ناٹا ہیں ہیں ہو اور اگر بھینہ کسی کپڑے کی نہ پہننے کی قسم کھائی پھر اس میں سے نہ ہفت سے زائد پہنا تو حائض ہوگا یہ بسوط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سراویل نہ پہنوں گا پھر کسی دراز قدر آدمی کا لباس پہنا جو اس سر اوپل ہو گیا اور یہ کپڑا سراویل کی تراش پر ہو تو حائض ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ شیاپ نہ پہنوں گا پھر سراویل پسند قدر آدمی کی ہوتی ہو اس سر اوپل کی تو حائض نہ ہوگا یہ محیط شری میں ہو اور فلاصہ میں لکھا ہو کہ جو کپڑا ستر صورت کے لائق نہیں ہوتا وہ تو شیاپ نہیں کہلاتا تاہو یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنوں گا پھر اسے استینوں کی قمیص ہوتی ہو اور دقتیہ اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو حائض ہوگا یہ محیط میں ہو۔ بلکہ قطع میں لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ نہ پہنوں گا پھر زبردستی وہ پہنا یا گیا تو حائض نہ ہوگا اور اگر اسکی اتارنے پر قادر ہو لکن نہ اتار تو حائض ہوگا یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنوں گا تو قسم اسطور پر واقع ہوگی جیسے عادت کے موافق پہنتا ہو اور اگر بیان سے سر نکالنے کے بعد اکثر کا اعتبار کیا جائیگا یہ عتیا میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ پہنوں گا سراویل یا قمیص یا چادر پھر اسے سراویل یا قمیص یا چادر کی لنگی باندھی یا قمیص کو چادر بنا یا یا غسل کر سنے میں قمیص کو سر سے باندھا اور تو بھی حائض نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ عیما نہ پہنوں گا پھر اسکو اپنے کندھے پر والا تو بھی حائض ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دقتیہ نہ پہنوں گا پھر ایک قمیص پہنکر اتار ڈالی پھر دوسری پہنی تو حائض نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ دونوں کو ساتھ ہی پہنے۔ اور اگر کہا کہ وہ اندھان دونوں قمیصوں کو نہ پہنوں گا پھر ایک کو پہنکر اتار کر دوسری پہنی تو حائض ہوگا اس واسطے کہ اس صورت میں قسم اسکے عین پر واقع ہوتی ہیں اس میں اعتبار اسم کا کیا گیا نہ موافق عادت کے پہننے کا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاٹنے کو نہ پہنوں گا پھر اسکو کوئی کپڑا عاریت دیا یا اسکی موت کے بعد اسکو کفن دیا تو حائض نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ پہنا سنے سے اس نے ستر پوشی کی نیت کی ہو نہ مالک کر دینے کی قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گا یہاں تک کہ مجھکو فلاں اجازت دے پھر فلاں مر گیا تو قسم ساقط ہوگی اور اگر کہا کہ الا مجھکو فلاں مجھکو اجازت دے پھر فلاں نے اسکو ایک مرتبہ اجازت دیدی تو یہ قسم کشتی ہوگی یہ سہرا جیہ میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جوڑ کے غزل سے نہ پہنوں گا پھر ایسی قبا پہنی جسکا ابرہ اسکی جوڑ کے غزل کا ہو اور استر دوسری صورت کے کاتے موت کا ہو تو حائض ہوگا یہ قداد سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو کپڑا نہ پہناؤں گا پھر فلاں کو درم دیے اور اسے کپڑا خرید کر پہن لیا تو حائض نہ ہوگا اور اگر اسکو پہننے کا کپڑا بھیجا تو حائض ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھ سے نہ دوں گا تو حائض نہ ہوگا یہ بسوط میں ہو۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ سیاہ نہ پہنوں گا تو یہ قسم خالص کپڑوں پر

اسکے کپڑے پر واقع ہوگی کہ ستر صورت کو چھپاتا ہو اور اس سے نماز جائز ہوتی ہو جسے کہ اگر ٹاٹ یا بساٹ یا طائفہ اور وہ لیا تو حائض ہوگا اور اگر کسار خور یا طیفان اور مٹی تو حائض ہوگا اس واسطے یہ بھی انہیں سے کہ مٹی جاتی ہیں اور اسی طرح اگر بوسٹین ہوتی تو حائض ہوگا اور اگر ٹوٹی اور مٹی تو حائض نہ ہوگا کذا فی محیط اور یہی حکم کھال و بوریا و موز سے و جو رہا کا جو پٹا ناٹا ہیں ہیں ہو اور اگر بھینہ کسی کپڑے کی نہ پہننے کی قسم کھائی پھر اس میں سے نہ ہفت سے زائد پہنا تو حائض ہوگا یہ بسوط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سراویل نہ پہنوں گا پھر کسی دراز قدر آدمی کا لباس پہنا جو اس سر اوپل ہو گیا اور یہ کپڑا سراویل کی تراش پر ہو تو حائض ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ شیاپ نہ پہنوں گا پھر سراویل پسند قدر آدمی کی ہوتی ہو اس سر اوپل کی تو حائض نہ ہوگا یہ محیط شری میں ہو اور فلاصہ میں لکھا ہو کہ جو کپڑا ستر صورت کے لائق نہیں ہوتا وہ تو شیاپ نہیں کہلاتا تاہو یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنوں گا پھر اسے استینوں کی قمیص ہوتی ہو اور دقتیہ اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو حائض ہوگا یہ محیط میں ہو۔ بلکہ قطع میں لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ نہ پہنوں گا پھر زبردستی وہ پہنا یا گیا تو حائض نہ ہوگا اور اگر اسکی اتارنے پر قادر ہو لکن نہ اتار تو حائض ہوگا یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنوں گا تو قسم اسطور پر واقع ہوگی جیسے عادت کے موافق پہنتا ہو اور اگر بیان سے سر نکالنے کے بعد اکثر کا اعتبار کیا جائیگا یہ عتیا میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ پہنوں گا سراویل یا قمیص یا چادر پھر اسے سراویل یا قمیص یا چادر کی لنگی باندھی یا قمیص کو چادر بنا یا یا غسل کر سنے میں قمیص کو سر سے باندھا اور تو بھی حائض نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ عیما نہ پہنوں گا پھر اسکو اپنے کندھے پر والا تو بھی حائض ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دقتیہ نہ پہنوں گا پھر ایک قمیص پہنکر اتار ڈالی پھر دوسری پہنی تو حائض نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ دونوں کو ساتھ ہی پہنے۔ اور اگر کہا کہ وہ اندھان دونوں قمیصوں کو نہ پہنوں گا پھر ایک کو پہنکر اتار کر دوسری پہنی تو حائض ہوگا اس واسطے کہ اس صورت میں قسم اسکے عین پر واقع ہوتی ہیں اس میں اعتبار اسم کا کیا گیا نہ موافق عادت کے پہننے کا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاٹنے کو نہ پہنوں گا پھر اسکو کوئی کپڑا عاریت دیا یا اسکی موت کے بعد اسکو کفن دیا تو حائض نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ پہنا سنے سے اس نے ستر پوشی کی نیت کی ہو نہ مالک کر دینے کی قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گا یہاں تک کہ مجھکو فلاں اجازت دے پھر فلاں مر گیا تو قسم ساقط ہوگی اور اگر کہا کہ الا مجھکو فلاں مجھکو اجازت دے پھر فلاں نے اسکو ایک مرتبہ اجازت دیدی تو یہ قسم کشتی ہوگی یہ سہرا جیہ میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جوڑ کے غزل سے نہ پہنوں گا پھر ایسی قبا پہنی جسکا ابرہ اسکی جوڑ کے غزل کا ہو اور استر دوسری صورت کے کاتے موت کا ہو تو حائض ہوگا یہ قداد سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو کپڑا نہ پہناؤں گا پھر فلاں کو درم دیے اور اسے کپڑا خرید کر پہن لیا تو حائض نہ ہوگا اور اگر اسکو پہننے کا کپڑا بھیجا تو حائض ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھ سے نہ دوں گا تو حائض نہ ہوگا یہ بسوط میں ہو۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ سیاہ نہ پہنوں گا تو یہ قسم خالص کپڑوں پر





کہ چشم و استر دو کر سنے اور بدلتے سے چہ کا نام نہ ملے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اس میں ہر  
بھرا تھا وہ نکال ڈالا اور پھر سپر سو یا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث ہوگا اس واسطے کہ جس فرارش پر سو یا جاتا ہے  
وہ بدون چشم کے نہیں ہوتا تو قال اللہ ترجمہ ہزارے عزم و ایمانی غرض کیا کون حانثا۔ اور اگر اسکا بھراؤ نکال کر خود وہ  
ہو یا روئی وغیرہ اس بھراؤ پر سو یا تو حانث ہوگا اس واسطے کہ خالی بھراؤ کو فرارش نہیں کہتے ہیں یہ قضا ہے تاہم  
میں ہر ایک عورت نے قسم کھائی کہ یہ مقنعہ نہ پہنوں گی پھر اس سے فازیون کا نشان بنایا گیا پھر نشان سے الگ  
کر کے اسی عورت کو واپس دیا گیا پھر اسے اس سے مقنعہ بنایا تو وہ حانث ہوگی یہ خزانہ الحقیقتیں ہیں ہر جامع میں  
مذکور ہو کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ یہ ملحفہ نہ پہنوں گی پھر اسکے دونوں جانب سے دیے گئے اور رخ کر دی گئی اور  
اسکے گریبان اور آستین میں کر دی گئیں پھر اسکو عورت نے پہنا تو حانث نہ ہوگی اور اگر اسکی دونوں جانب چوڑا کر  
سی گئی تھی سیون توڑ دی گئی اور ہر دو آستینیں اور گریبان اس سے نکال ڈالا گیا پھر اسے اسکو پہنا تو حانث  
ہوگی اس واسطے کہ اسم ملحفہ کسی دوسرے سبب بعد سے نہیں بلکہ اول ہی سے قائم بعین تھا پھر عود کر آیا اور پہنا  
اسکے ہو کہ ملحفہ قطع کر کے اسکی قمیض سلائی گئی پھر سلائی اور ترکیب غیرہ توڑ دی گئی اور ٹکڑے اس طرح چھوڑ دیے گئے کہ  
پھر وہ ملحفہ ہو گئی اور اسکو عورت نے پہنا تو حانث نہ ہوگی۔ قدری میں ہو کہ اگر عین ایک شقہ خیز قسم کھائی کہ اسکو نہ  
پہنوں گا پھر وہ فوج دی گئی اور کاتی گئی اور دوسرا شقہ کر دی گئی پھر اسکو پہنا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس  
بساط پر نہ بیٹھوں گا پھر اسکی دونوں جانب سلا کر سلائی گئی اور خراج بنائے گئے پھر اسپر بیٹھا تو حانث نہ ہوگا پھر اگر سیون  
توڑ کر بساط کر دیا گیا تو اسپر بیٹھنے سے حانث ہوگا اور اگر بیچ سے قطع کر کے دو خراج کر دیے گئے پھر انکی سیون توڑ کر جہان  
قطع کیا گیا اور بساط کر دیا گیا اور اسپر بیٹھا تو حانث نہ ہوگا اگر جہ اسم بساط اسپر پولا جاتا ہو اور اس نام نے عود کیا  
ہو۔ اور ہارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ ہر دو خراج ایسے ہوں کہ اگر دونوں الگ کر دیے جاویں تو  
ہر ایک کو تنہا بساط نہ کہہ سکتے ہوں اور اگر ہر ایک انہیں سے بساط کا کہا جاسکتا ہو تو جب دونوں کو ادھیر کر لیا  
کو دوسرے میں سی دیا اور اسپر بیٹھا تو حانث ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھوں گا تو جب ہی  
حانث ہوگا کہ خالی زمین پر بیٹھے کہ اسکے اور زمین کے درمیان سوا ہے اسکے کپڑوں کے کچھ نہوا اور اگر اسکے اور  
زمین کے درمیان چٹائی یا بوریا یا کرسی یا فرش وغیرہ ہوگا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس چٹائی یا اس بچھونے  
یا اس فرش پر نہ بیٹھوں گا پھر اسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھا یا گیا اور اسپر بیٹھا تو حانث نہ ہوگا یہ بدلے میں ہو۔ اور  
اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھا یا گیا اور اسپر سو یا تو حانث ہوگا یکجہاں  
میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسپر چادر پٹنگ پوش بچھا دیا گیا تو سونے سے حانث ہوگا  
اور یہ بالا جماع ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس تخت پر یا اس دکان پر نہ بیٹھوں گا یا اس چھت پر نہ سوؤنگا پھر اسکے  
ادھر ایک متصلے یا پھوننا یا فرش بچھا دیا گیا پھر اسپر بیٹھا تو حانث نہ ہوگا اور تخت پر دوسرا تخت بچھا دیا گیا یا  
دکان پر دوسری دکان یا چھت پر دوسری چھت بنا دی گئی اور اسپر بیٹھا یا سو یا تو حانث نہ ہوگا یہ بدلے میں ہو۔  
اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنوں گا پھر سونے کی انگوٹھی پہنی تو حانث ہوگا اور اگر موتی کی لڑی غیر صحنہ  
تو صحنہ میں رح کے نزدیک حانث ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر وہ مرصع ہو تو بالائقی

حاشیہ ہوگا اور زبرد و مرد کی نثری غیر صحت میں بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور صاحبین رحمہم کا قول ہمارے  
عرف و یار سے اقرب ہو پس صاحبین رحمہم کے قول پر فتویٰ دیا جائیگا اس واسطے کہ بد مذہب صریح کرنے کے لئے  
زیور پہنا ہمارے دیار میں عادت ہو اور اگر غلطی یا دبلوچ یا کنگن پہنے تو حاشیہ ہوگا خواہ سونے کے ہوں یا  
چاندی کے یہ کافی میں ہو۔ اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنوں گی پھر چاندی کی انگلی پہنی تو حاشیہ ہوگی  
اور یہ ظاہر الہیہ ہے اور شائع نے فرمایا کہ یہ حکم جب ہو کہ یہ انگلی مردوں کی انگلیوں کی ساخت پر بنی ہوئی  
ہو اور اگر عورتوں کی انگلیوں کی ساخت پر ہو کہ اسکا ٹیکہ نہ ہو تو حاشیہ ہوگی اور یہی صحت ہو یہ محیط میں ہو۔  
اور یا دشمن ہوں کا تاج زیور نہیں ہو اور عورتوں کا تاج زیور ہو اور کنگن اور کنگن زیور ہو یہ مترقاشی میں ہو عورت  
نے قسم کھائی کہ مکعب نہ پہنوں گی پھر اسنے لالک پہنا تو کہا گیا ہو کہ اگر لالک کو عرف و عادت میں مکعب بولتے ہیں تو  
حاشیہ ہونا اسنے قسم لازم ہوگا ورنہ نہیں یہ محیط میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنوں گا پھر اسنے تلوار نکلی  
یا منقش پٹکا یا نیدھا تو حاشیہ ہوگا اور یہ قسم عورتوں کے زیور پر ہوگی یہ قضا و سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر  
قسم کھائی کہ درخت نہ پہنوں گا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پھر اس نے ٹوہے کی درخت یا عورت کی درخت پہنی تو حاشیہ  
ہوگا اور اگر اس نے ان دونوں میں سے ایک کی نیت کی ہو تو دوسری سے حاشیہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر  
قسم کھائی کہ تمبیار نہ پہنوں گا پھر تلوار لٹکائی یا بازو پر کمان یا ڈھال لٹکائی تو حاشیہ ہوگا اور شائع نے فرمایا کہ  
اگر فارسی میں قسم کھائی کہ سلاح نہ پوشم تو ان چیزوں سے حاشیہ ہوگا پس اگر اوسے کی زرہ پہنی تو حاشیہ ہوگا  
یہ محیط میں ہو۔ لباس میں اصل یہ ہو کہ ٹوب کا لفظ آزار سے کم کو شامل نہیں ہو و سلاح کا لفظ نذرہ و تلوار و کمان  
کو شامل ہو نہ چھری اور سبے بنے ہوئے ٹوہے کو یہ عتاب میں ہو و اللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہو کہ اس فصل میں اس  
زبان اردو کی رعایت سے بہت بڑا اختلاف ہوگا یہ سب عربی زبان کے موافق قسم کھانے میں حکم ہو و اور  
مذکور ہوا ہو ان اکثر مقام پر ہماری زبان کے بھی موافق ہوگا اور اسکا اصل حکم اس ضمیمہ کے جز و مفرد  
در باب قسم سے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ و ہر جسی و نعم الوکیل و منہ الاستعاذۃ والتوفیق

**گیا رھوان باب۔ ضرب و قتل وغیرہ کی قسم کے بیان میں۔** قال المترجم ضرب جان سے مار ڈالنے سے  
کم جسکو مارنا کہتے ہیں اور قتل مار ڈالنا حافظہ اگر قسم کھائی کہ فلان مرد کو نہ ماروں گا پھر اسنے مار جانے کے بعد  
اسکو مارا تو حاشیہ ہوگا یہ شیعہ طحاوی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ ماروں گا پھر وہ سمجھ کو حکم کیا کہ  
اسنے اس غلام کو مارا تو حاشیہ ہوگا اور اگر حالت نے کہا کہ میری یہ نیت تھی کہ خود اپنے ہاتھ سے ایسا نہ کروں گا تو  
قضا اسنے قول کی تصدیق کیا نیکی اور حاشیہ ہوگا اور اگر کسی آزاد کے نہ مارنے پر قسم کھائی پھر ایک شخص دیگر کو  
حکم کیا جسے اسکو مارا تو حاشیہ ہوگا الا آنکہ قسم کھانے والا سلطان یا قاضی ہو یعنی جو خود اپنے ہاتھ سے نہیں مارا کرتا  
ہو یہ کلیہ یہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے فرزند کو نہ ماروں گا پھر دوسرے کو حکم کیا جسے اسکو مارا تو باب حاشیہ  
ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر زیور نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو سو کوڑے ماروں گا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو  
پھر اسکو سو کوڑے ہلکے ہلکے مارے تو قسم میں سچا ہو گیا اور شائع نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ اسکو ایسی مارے  
مارا ہو کہ اس سے کچھ الم اسکو ہوا ہو اور اگر ایسی مار ماری کہ اسکو کچھ الم نہ ہوا تو سچا نہ ہوگا اور اگر

حاشیہ ہوگا اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنوں گی پھر چاندی کی انگلی پہنی تو حاشیہ ہوگی اور یہ ظاہر الہیہ ہے اور شائع نے فرمایا کہ یہ حکم جب ہو کہ یہ انگلی مردوں کی انگلیوں کی ساخت پر بنی ہوئی ہو اور اگر عورتوں کی انگلیوں کی ساخت پر ہو کہ اسکا ٹیکہ نہ ہو تو حاشیہ ہوگی اور یہی صحت ہو یہ محیط میں ہو۔ اور یا دشمن ہوں کا تاج زیور نہیں ہو اور عورتوں کا تاج زیور ہو اور کنگن اور کنگن زیور ہو یہ مترقاشی میں ہو عورت نے قسم کھائی کہ مکعب نہ پہنوں گی پھر اسنے لالک پہنا تو کہا گیا ہو کہ اگر لالک کو عرف و عادت میں مکعب بولتے ہیں تو حاشیہ ہونا اسنے قسم لازم ہوگا ورنہ نہیں یہ محیط میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنوں گا پھر اسنے تلوار نکلی یا منقش پٹکا یا نیدھا تو حاشیہ ہوگا اور یہ قسم عورتوں کے زیور پر ہوگی یہ قضا و سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ درخت نہ پہنوں گا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پھر اس نے ٹوہے کی درخت یا عورت کی درخت پہنی تو حاشیہ ہوگا اور اگر اس نے ان دونوں میں سے ایک کی نیت کی ہو تو دوسری سے حاشیہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تمبیار نہ پہنوں گا پھر تلوار لٹکائی یا بازو پر کمان یا ڈھال لٹکائی تو حاشیہ ہوگا اور شائع نے فرمایا کہ اگر فارسی میں قسم کھائی کہ سلاح نہ پوشم تو ان چیزوں سے حاشیہ ہوگا پس اگر اوسے کی زرہ پہنی تو حاشیہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ لباس میں اصل یہ ہو کہ ٹوب کا لفظ آزار سے کم کو شامل نہیں ہو و سلاح کا لفظ نذرہ و تلوار و کمان کو شامل ہو نہ چھری اور سبے بنے ہوئے ٹوہے کو یہ عتاب میں ہو و اللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہو کہ اس فصل میں اس زبان اردو کی رعایت سے بہت بڑا اختلاف ہوگا یہ سب عربی زبان کے موافق قسم کھانے میں حکم ہو و اور مذکور ہوا ہو ان اکثر مقام پر ہماری زبان کے بھی موافق ہوگا اور اسکا اصل حکم اس ضمیمہ کے جز و مفرد در باب قسم سے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ و ہر جسی و نعم الوکیل و منہ الاستعاذۃ والتوفیق

دو شاخ کوڑے سے سجایا کوڑے اسکو مارے اور ہر بار کی مار میں دو لون شاخیں اس کے بدن پر پڑتی ہیں  
 تو قسم میں سہا ہو گیا اور اگر ان سب کوڑوں کو یکجا جمع کر کے سب سے ایک چوٹ یا چوبیس ان کے عرض سے  
 مار دین تو قسم میں سچا نہ ہو جائیگا اور اگر ان کے سر دین سے مارا ہو تو ویکو جا نیگا کہ اگر اس نے مارنے سے پہلے ان کے  
 سر سے برابر کر دیے ہوں کہ چوٹ مارنے سے ہر ایک کوڑے کا سر اس کے بدن پر پونچتا ہو تو وہ اپنی قسم میں سچا  
 ہو جائیگا اور اگر بعض کوڑا دوسرے کے درمیان گھس گیا ہو تو اسی قدر میں سچا ہوگا جتنے اس کے بدن پر پونچے  
 اور جتنے ایک دوسرے کے اندر گھس رہے ہیں ان کی بابت سچا نہ ہوگا اور عامہ مشائخ اسی پر مبن اور اسی پر  
 فتویٰ ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اپنی دختر صغیرہ کو بیش سو طار ونگا تو یہ کہہ سے  
 کہ اس صغیرہ کو بیش چھپان مار دے یہ ظہیر یہ میں ہو۔ ایک نے کہا کہ واللہ اگر میں نے فلان کو پکڑا تو اسکو  
 سو کوڑے مار ونگا پھر اسکو پکڑا اور ایک کوڑا یا دو کوڑے مارے تو فرمایا کہ فی الحال حانث نہ ہوگا یہ قسم ہیشہ کے  
 واسطے ہو کہ اگر تا آخر موت سب سوارے تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جد و کو نہ  
 مار ونگا پھر اس کے چنگی کاٹی یا دانت سے کاٹا یا گلا گھونٹ دیا یا بال پکڑ کر لپیٹے کہ جس سے کہ اسکو اذیت ہوئی تو اپنی  
 قسم میں حانث ہوگا اور شاخ نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہو کہ ایسی حرکتیں اس نے ملاعت میں نہ کی ہوں اور اگر  
 ملاعت میں ایسا کیا تو حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہو اور اسی طرح اگر اس کے سر میں اپنے سر سے ٹکرائی کہ اس کے خون  
 نکل آیا مگر ملاعت میں ایسا کیا تو حانث نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہو کہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر  
 فارسی میں ہو تو ان سب صورتوں میں حانث نہ ہوگا اور صحیح یہ ہو کہ اگر غصہ میں ایسا کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکو دفع کیا یعنی ٹکا  
 اس کے بال اٹھا لیا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہو کہ اگر غصہ میں ایسا کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکو دفع کیا یعنی ٹکا  
 دیا یا میں طور کہ اس کے تھن کو کچھ کاٹتے نہ پونچے تو حانث نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عربی نے فارسی میں  
 قسم کھائی کہ اپنی عورت کو نہ مار ونگا تو اس سے پہچا جائیگا کہ تو نے اس سے کیا مراد لی ہے اس سے کیا مراد لی ہے اس سے کیا مراد لی ہے  
 گویا ضرب کی جگہ زدن کہہ دیا ہو تو ایسا ہی ہو جیسے عربی میں قسم کھائے کا حکم ہو اور اگر وہ مراد لی جو فارسی مراد لیتا ہو تو ایسا  
 ہو جیسے فارسی میں قسم کھائے کا حکم ہو اور اگر معاومہ نہ ہو تو اس وقت میں زبان میں قسم کھائی ہو اس کے موافق حکم دیا جائیگا اور  
 اسی طرح اگر فارسی نے عربی میں قسم کھائی تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہو یہ ذخیرہ میں ہو قال المترجم اردو زبان کا حکم موافق  
 فارسی کے ہو عربی کے و اللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھے مارا تو طالق ہو پھر اس عورت کی  
 یا نہی کو مارا جس میں اس کے چوٹ لگ گئی تو مجموع النوازل میں مذکور ہو کہ وہ حانث ہو گیا اور ایسا ہی شیخ  
 ظہیر الدین، مرغیائی فتویٰ دیا کرتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ وہ حانث نہ ہوگا اور ایسا ہی بقالی نے اپنے فتاویٰ میں  
 ذکر کیا ہو اور یہی انہروا شبہ ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی جد و کو نہ مار ونگا پھر اس نے اپنا کپڑا اٹھا کر وہ عورت  
 کی آنکھ میں لگا جس سے اس کے دو ہونٹ تو قتا سے ابواللیث حمین مذکور ہو کہ وہ حانث نہ ہوگا یہ محیط میں ہو ایک نے  
 اپنی عورت سے کہا کہ ان لم اضربک حتی اترکک لاجتہود لایمیتہ فعبدی حر یعنی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے یہاں تک  
 نہ ماروں کہ تجھے ڈال دوں نہ زندہ نہ مردہ تو میرا غلام آزاد ہو تو امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہو کہ یہ قسم اشہر ہوگی  
 کہ اسکو سخت درد ناک مارنا مارے پس اگر ایسا کیا تو اپنی قسم میں سچا رہا۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو

سید احمد علی





شوہر اسکو اسی روز مارے بلکہ مار پس شوہر حائض ہوگا اور عورت کی قسم منحل ہو جائیگی مگر بدون جزا کے پھر جسکے ہاتھ غلام بیچا ہو اُس سے مول لے لے یہ ظہیر یہ بین ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر نہ مارا میں نے کج کہہ روز تیرے فرزند کو زین یہ جسے کہ دو ٹکڑے ہو جاوے تو ایسا پھر اسکو بیانا تو مارا ہی تو اصرح یہ ہو کہ وہ حائض ہوگا یہ بیابیع میں ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں مر گیا پس نہ مارا میں نے سچتھے تو میرا ہر ملک آزاد ہو پھر مر گیا اور اسکو نہ مارا تو غلام و ملک آزاد نہ ہونگے اور اگر کہا کہ اگر میں نے سچتھے نہ مارا تو ایسا پھر مارنے سے پہلے مر گیا تو آخر جزا اجزا سے حیات میں حائض ہو اور اگر اچھے غلام سے کہا کہ اگر میں نے سچتھے نہ مارا جسے کہ میں مروں یا درمیان اپنے اور درمیان اسکے کہ میں مروں تو تو آزاد ہو پھر اسکو نہ مارا جسے کہ مر گیا تو غلام آزاد ہوگا ایک نے پایا کہ اسے فرزند کو مارے پس قسم کھائی کہ مجھ کو اسکے مارنے سے کوئی مانع نہ ہو پھر اسکو ایک دفعہ بیان مارا میں تعین کہ کسی نے اسکو منع کیا حالانکہ وہ اس سے زیادہ مارنا چاہتا تھا تو شائع نے فرمایا کہ وہ حائض ہو اور اسکو اس کی اسکی مراد یہ ہو کہ دل بھر کے اسکو مارنے تک کوئی مانع نہ ہو پس جب بیابیع میں کسی نے منع کیا تو حائض ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اصل یہ ہو کہ جسے واسطے انتہائے غایت کے ہوتا ہو پس جہاں تک ممکن ہو اسی معنی پر محمول ہوگا باین طور کہ جو اسکے ماقبل ہو وہ قابل امتداد ہو اور اسکا بدخول مقصود اور موثر و انتہا و مخلوف علیہ ہو اور اگر یہ متعذر ہو تو جسے محمول بلام سبب ہوگا بشرطیکہ ممکن ہو باین طور کہ اتفاقاً قسم ایسے دو فطون پر ہو کہ ان میں سے ایک اسکی طرف سے اور دوسرا دوسرے کی طرف سے ہو تاکہ ایک فعل صالح جزا سے دیگر ہو اور اگر یہ بھی متعذر ہو تو عطف پر حمل کیا جائیگا۔ اور غایت کے حکم میں ہے یہ ہو کہ قسم میں سچا ہونے کے واسطے اس غایت کا وجود شرط ہو پس اگر قبل غایت کے فعل سے باز رہا تو حائض ہو اور لام سبب کے حکم سے یہ ہو کہ جو صالح سبب ہو اسکا وجود شرط ہو نہ وجود سبب۔ اور حکم عطف سے یہ ہو کہ سچے ہونے کے واسطے معلول و معلوف علیہ دونوں کا وجود شرط ہو یہ محیط میں ہو۔ قال المترجم یہ مقصود بزبان عربی ہو دلم اجد لی مسلکاً الی توفیق الاستی فی ذلک الا ان یوفقتنی اللہ عزوجل فانہ تغیر موافق و معین ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے فلان کو خبر نہ دی اسکی جو تو نے کیا ہو جسے کہ مجھ کو مارے تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکو خبر دی مگر اُس نے نہ مارا تو یہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں تیرے پاس نہ آیا جسے کہ تو طعام چاشت مجھے کھلا دے یا کہا کہ اگر میں نے سچتھے نہ مارا جسے کہ تو مجھے مارے تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکے پاس آیا مگر اس نے طعام چاشت نہ کھلا یا یا اسکو مارا مگر اس نے اسکو نہ مارا تو یہ حائض نہ ہوا بلکہ قسم میں سچا رہا اور اگر کہا کہ اگر میں نے اسکے ساتھ ساتھ ملازمت نہ کی یہاں تک کہ وہ میرا قرضہ ادا کرے یا اگر میں اسکو نہ مارا جسے کہ رات داخل ہو جاوے یا جسے کہ صبح ہو جاوے یا جسے کہ زید و گانہ ادا کرے یا جسے کہ مجھے منع کرے یا جسے کہ میرا ہاتھ ٹھک جاوے تو ایسا تو ایسی قسم میں سچے ہونے کی شرط یہ ہو کہ ملازمت و مارنا اسوقت تک پایا جاوے کہ جب غایت کا وجود تحقق ہو اور اگر غایت پائی جانے سے پہلے وہ اس فعل سے باز رہا مثلاً ادا قرضہ سے پہلے اس نے ملازمت یعنی ساتھ ساتھ رہنا چھوڑ دیا یا امور نہ کورہ کے پائے جانے سے پہلے مارنا چھوڑ دیا تو حائض ہوگا اس واسطے کہ جسے اس مقام پر غایت کے واسطے ہو کیونکہ ملازمت

اگر کسی کو اور اسی طرح مار بطریق ٹکڑے کر کے ممتد ہو تو یہی ہو اور اگر اسے ہزار کی قیمت کی ہو تو دیا نہ اس کے قول کی  
تصدیق ہوگی مگر قضاۃ تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ اسے ہزار کی قیمت سے مراد چھ ہزار اور اگر دو ٹولن ٹولن ایک ہی  
شخص کی طرف سے ہوں یا بین طور کہ کہا کہ اگر بین نہ آیا آج میرے پاس ہے کہ طعام چاشت تیرے پاس کھاؤں  
یا حتی کہ چھ ماروں یا کہا کہ اگر تو آج میرے پاس نہ آیا حتی کہ تو میرے پاس طعام چاشت کھا دے تو میرا غلام آزاد  
ہو تو قسم میں ہے کہ واسطے دو ٹولن فغان کا پایا جانا مشروط ہے یعنی حتی فغان ہو گا حتی کہ اگر اس کے پاس آیا  
اور طعام چاشت نہ کھا یا پھر اس کے بعد بلا ٹراخی طعام چاشت کھا یا تو وہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر بالکل  
طعام چاشت نہ کھا یا تو وہ حاشا ہوا اس واسطے کہ کسی غایت پر عمل کرنا مستحضر ہو یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر اپنی جود سے  
کہا کہ ہر بار کہ میں نے تجھے مارا تو تو طالت ہو پھر اس کے ہتھیلی سے مارا کہ عورت پر ان کی انگلیاں مت فرق واقع ہوئی ہیں  
تو وہ عورت ایک ہی بار طالت ہوگی اور اگر اس کے دو ٹولن ہستوں سے مارا تو دو بار طالت ہوگی یہ محیط قسم میں ہو  
اور اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ملاقی ہوا پس میں تجھے نہ مارا تو میری جود و طالت ہو پھر غلام کو  
ایک میل سے دیکھا یا چھت پر دیکھا کہ اس تک پہنچ نہیں سکتا تو حاشا نہ ہو گا یہ قضاۃ کہ میری ہیں ہو۔ اگر  
میں نے فغان کو دیکھا تو قسم ہے کہ اس کو ماروں گا تو دیکھا نہ دیکھا دو ٹولن ہوں اور مارنا چھوٹا چاہیے الا ان  
اسے پہرادی ہو کہ بغور دیکھنے کے ماروں گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے دیکھا پس میں تجھے نہ  
مارا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس کو دیکھا مگر ایسی حالت میں ہو کہ بیماری کی وجہ سے اسے اپنے کی طاقت و مارنے کی قوت  
نہیں رکھتا ہی تو حاشا ہوا یہ تلخیص میں ہو۔ اور اگر زید کی جود دے ایک چاندی کی بابت اس سے چھوٹا دیکھا  
یعنی تو اس سے مل کر تا ہو پس زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے اپنا ہتھیلیک سے پرکھا تو میرا غلام آزاد ہو پھر غصہ  
کی حالت میں اس کے سر پر چھت مار ہی تو حاشا نہ ہو گا یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو ہر حق و مال  
پر ماروں گا اور اس کی کچھ قیمت نہیں ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب وہ اس سے حق یا مال کی شکایت کرے تو اس کو  
مارے اور اس صورت میں وجود شکایت کی حالت میں ازنا نہیں لیا جائیگا اور اگر اسے یہ قیمت کی ہو تو اس کی  
قیمت پر ہوگی اور اگر اسے شکایت کی پس اس کو مارا پھر اسے اسی بات میں دوبارہ اس سے شکایت کی تو دوبارہ  
اس پر واجب نہیں ہو کہ اس کو مارے یہ محیط میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فغان کو ہزار بار ماروں گا تو قضاۃ بہت بار بار سچ  
واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فغان کو ہزار بار قتل کروں گا تو قسم شدت قتل پر ہوگی یہ قضاۃ ہی قاضی خان میں ہو اور  
اگر قسم کھائی کہ فغان کو ماروں گا یا فغان سے کلام کروں گا حالانکہ فغان مرتد یا جو پس اگر اس کی موت سے آگاہ ہوا ہو تو  
امام عظیم و امام محمد کے نزدیک حاشا نہ ہو گا اور اگر اس کی موت سے آگاہ ہوا تھا تو اس کی قسم نہ ہوگی اور  
اسی وقت حاشا نہ ہو گا اور یہ بالا جماع ہو یہ محیط ہو۔ ایک نے دو مرتبہ سے کہا کہ اگر تو نے مجھے مارا اور میں نے  
تجھے نہیں مارا تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم اس پر ہوگی کہ قسم کھانے والا محاکمہ علیہ سچ پہلے مارے اور اگر اس کے بعد مارنے  
کی قیمت کی ہو تو دوسرے کے مارنے ہی اس کو مارنے پر قسم ہوگی یہ تھا وہ قاضی خان میں ہو۔ قال المترجم ہمارے  
نزدیک دوم نظر ہو گا کسی نے دو مرتبہ سے کہا کہ میرے پس غلام کو تو نے مارا جو اس فغان وہ آزاد ہو پھر اسے ان  
سب کو مارا تو ان میں سے سوائے ایک کے اور کوئی آزاد نہ ہو گا اور اگر کہا کہ میرے پس غلام نے مجھے مارا تو فغان

اگر کسی کو اور اسی طرح مار بطریق ٹکڑے کر کے ممتد ہو تو یہی ہو اور اگر اسے ہزار کی قیمت کی ہو تو دیا نہ اس کے قول کی  
تصدیق ہوگی مگر قضاۃ تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ اسے ہزار کی قیمت سے مراد چھ ہزار اور اگر دو ٹولن ٹولن ایک ہی  
شخص کی طرف سے ہوں یا بین طور کہ کہا کہ اگر بین نہ آیا آج میرے پاس ہے کہ طعام چاشت تیرے پاس کھاؤں  
یا حتی کہ چھ ماروں یا کہا کہ اگر تو آج میرے پاس نہ آیا حتی کہ تو میرے پاس طعام چاشت کھا دے تو میرا غلام آزاد  
ہو تو قسم میں ہے کہ واسطے دو ٹولن فغان کا پایا جانا مشروط ہے یعنی حتی فغان ہو گا حتی کہ اگر اس کے پاس آیا  
اور طعام چاشت نہ کھا یا پھر اس کے بعد بلا ٹراخی طعام چاشت کھا یا تو وہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر بالکل  
طعام چاشت نہ کھا یا تو وہ حاشا ہوا اس واسطے کہ کسی غایت پر عمل کرنا مستحضر ہو یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر اپنی جود سے  
کہا کہ ہر بار کہ میں نے تجھے مارا تو تو طالت ہو پھر اس کے ہتھیلی سے مارا کہ عورت پر ان کی انگلیاں مت فرق واقع ہوئی ہیں  
تو وہ عورت ایک ہی بار طالت ہوگی اور اگر اس کے دو ٹولن ہستوں سے مارا تو دو بار طالت ہوگی یہ محیط قسم میں ہو  
اور اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ملاقی ہوا پس میں تجھے نہ مارا تو میری جود و طالت ہو پھر غلام کو  
ایک میل سے دیکھا یا چھت پر دیکھا کہ اس تک پہنچ نہیں سکتا تو حاشا نہ ہو گا یہ قضاۃ کہ میری ہیں ہو۔ اگر  
میں نے فغان کو دیکھا تو قسم ہے کہ اس کو ماروں گا تو دیکھا نہ دیکھا دو ٹولن ہوں اور مارنا چھوٹا چاہیے الا ان  
اسے پہرادی ہو کہ بغور دیکھنے کے ماروں گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے دیکھا پس میں تجھے نہ  
مارا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس کو دیکھا مگر ایسی حالت میں ہو کہ بیماری کی وجہ سے اسے اپنے کی طاقت و مارنے کی قوت  
نہیں رکھتا ہی تو حاشا ہوا یہ تلخیص میں ہو۔ اور اگر زید کی جود دے ایک چاندی کی بابت اس سے چھوٹا دیکھا  
یعنی تو اس سے مل کر تا ہو پس زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے اپنا ہتھیلیک سے پرکھا تو میرا غلام آزاد ہو پھر غصہ  
کی حالت میں اس کے سر پر چھت مار ہی تو حاشا نہ ہو گا یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو ہر حق و مال  
پر ماروں گا اور اس کی کچھ قیمت نہیں ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب وہ اس سے حق یا مال کی شکایت کرے تو اس کو  
مارے اور اس صورت میں وجود شکایت کی حالت میں ازنا نہیں لیا جائیگا اور اگر اسے یہ قیمت کی ہو تو اس کی  
قیمت پر ہوگی اور اگر اسے شکایت کی پس اس کو مارا پھر اسے اسی بات میں دوبارہ اس سے شکایت کی تو دوبارہ  
اس پر واجب نہیں ہو کہ اس کو مارے یہ محیط میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فغان کو ہزار بار ماروں گا تو قضاۃ بہت بار بار سچ  
واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فغان کو ہزار بار قتل کروں گا تو قسم شدت قتل پر ہوگی یہ قضاۃ ہی قاضی خان میں ہو اور  
اگر قسم کھائی کہ فغان کو ماروں گا یا فغان سے کلام کروں گا حالانکہ فغان مرتد یا جو پس اگر اس کی موت سے آگاہ ہوا ہو تو  
امام عظیم و امام محمد کے نزدیک حاشا نہ ہو گا اور اگر اس کی موت سے آگاہ ہوا تھا تو اس کی قسم نہ ہوگی اور  
اسی وقت حاشا نہ ہو گا اور یہ بالا جماع ہو یہ محیط ہو۔ ایک نے دو مرتبہ سے کہا کہ اگر تو نے مجھے مارا اور میں نے  
تجھے نہیں مارا تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم اس پر ہوگی کہ قسم کھانے والا محاکمہ علیہ سچ پہلے مارے اور اگر اس کے بعد مارنے  
کی قیمت کی ہو تو دوسرے کے مارنے ہی اس کو مارنے پر قسم ہوگی یہ تھا وہ قاضی خان میں ہو۔ قال المترجم ہمارے  
نزدیک دوم نظر ہو گا کسی نے دو مرتبہ سے کہا کہ میرے پس غلام کو تو نے مارا جو اس فغان وہ آزاد ہو پھر اسے ان  
سب کو مارا تو ان میں سے سوائے ایک کے اور کوئی آزاد نہ ہو گا اور اگر کہا کہ میرے پس غلام نے مجھے مارا تو فغان

تو وہ آزاد ہو پھر بھولنے سے اسکو مارا تو سب آزاد ہو گئے۔ پھر مسئلہ اولیٰ میں جب ان سب میں ایک سا آزاد ہوا تو  
 انہیں سے کسی ایک کو عتق کے واسطے پسند کرنے کا اختیار مولیٰ کو ہو کہ جسکو چاہے عتق کرے۔ اور اگر کہا کہ کل عید کی  
 ضرورت نہ ہو پھر اس نے سب کو مارا تو سب آزاد ہو جائیں گے اور اگر اس نے بعض کو مارا تو بعض ہی آزاد ہونے پر مجبور  
 ہیں۔ اور اگر کہا کہ جسکو مارا تو سب میرے غلاموں میں سے ہیں وہ آزاد ہو پھر اس نے سب کو مارا تو صاحبین ہم  
 کے نزدیک سب آزاد ہو جائیں گے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک سوا سے ایک کے سب آزاد ہونے سے پیشتر  
 انہیں جامع کبیر میں ہو قال المترجم یہ قسم بزبان عربی کی صورت میں ہے کہ من ضررہ من عیدی فمحرور ہمارے  
 نزدیک یہ اور اول کیسا ہو فافہم۔ اور اگر کہا کہ اگر ملا اس غلام کو کسی نے تو اسکی جو روطا لقمہ ہو یعنی کھانے والے کی  
 تو یہ قسم سب پر واقع ہوگی یعنی اگر خود کھا لقمہ مارا تو اسکی جو روطا لقمہ ہوگی اور اگر کسی نے اسکو مارا تو بھی اسکی جو روطا  
 لقمہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے مارا تو میری جو روطا لقمہ ہو تو سوا سے اس کے اور کسی آدمی کے  
 مارنے پر قسم ہوگی۔ زید نے عمر کو مارنے کا قصد کیا پس نکال دینے اس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو مارا تو میرا غلام  
 آزاد ہو پھر اس کے مارنے سے باز رہا پھر اس کے بعد اسکو مارا تو خالد حانث نہ ہوگا اور یہ قسم نے انکو مارنے پر واقع  
 ہوگی یہ سراجیہ میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر زید نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ اگر مارا میں نے تم دونوں  
 کو الا ایک روز یا الا ایک دن میں یا الا ایک روز کہ اس میں میں تم کو ماروں گا یا الا روز سے یا الا روز سے تو میرا غلام  
 آزاد ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ انکو جس روز چاہے مارے خواہ دونوں کو اکٹھا مارے یا متفرق پھر اگر ان میں سے  
 ایک کو ہر روز جو اسے مارا اور دوسرے کو ہر روز جمعہ تو حانث نہ ہوگا یہاں تک کہ ہر روز جمعہ آفتاب غروب  
 ہو جائے اس واسطے کہ اس نے دونوں کو ہر روز استثناء مارا اس واسطے کہ روز استثناء وہ ہو کہ استثناء دونوں کا مارنا  
 مجتمع ہو گیا اور اگر آفتاب غروب نہ ہوا یہاں تک کہ اس نے عود کر کے پھر اول کو مارا تو حانث نہ ہوگا پھر اگر اس کے بعد  
 ان دونوں کو ایک روز میں مارا یا دو روز میں مارا یا اسی کو مارا جسکو ہر روز جمعہ مارا ہو تو جب وقت مارے اسی وقت  
 حانث ہوگا اس واسطے کہ اس نے ان دونوں کو ہر روز استثناء کے سوا سے دوسرے روز مارا کیونکہ اس نے اول کو ہر روز  
 جمعہ اور دوسرے کو ہر روز جمعہ مارا ہی نہیں دونوں کی مار غیر ہر روز استثناء میں پائی گئی اور اگر دونوں کو ایک ہی  
 روز مارا تو سوچو سے کہ مستثنیٰ روز واحد ہو کہ اس میں دونوں کو مارے اور اس نے دونوں کو ایک ہی روز مارا پس  
 مستثنیٰ گزر گیا پس اب جو اس کے سولے ایام ہیں وہ غیر مستثنیٰ ہیں اور اگر اس کے بعد نہ مارا مگر اسی کو جسکو ہر روز  
 جمعہ مارا ہو تو حانث نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ ٹکرا نصف شرط کی ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مارا میں نے تم دونوں کو  
 الا در روز یکہ اس میں میں تم دونوں کو ماروں گا یا الا روز یکہ اس میں میں تم دونوں کو ماروں گا یا الا یوم احدہما فی حدین  
 دونوں کا مارا جانا مجتمع ہو ہی دن مستثنیٰ ہی اور وہ حانث نہ ہوگا اور اگر دونوں کو دو متفرق دنوں میں مارا تو وہ حانث  
 ہوگا جب کہ دوسرے روز آفتاب غروب ہو جائے اور اگر اس نے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اول کو پھر  
 دوسرے کو مارا تو حانث نہ ہوگا اس واسطے کہ یہی روز مستثنیٰ ہو گیا اور اگر اسی کو مارا جسکو اخیر میں مارا ہو تو  
 آفتاب غروب ہونے پر حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصہ سی میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلان کو قتل کیا تو میری  
 جو روطا لقمہ ہو والا نہ فلان نہ کو نہ چکا ہو اور وہ اسکو جانتا ہو تو اسکی قسم معتقد ہوگی کیونکہ یہ تصویر پھر فی الحال

لا  
 ہر روز  
 جمعہ

حانث ہوگا اس واسطے کہ عادت کے موافق عجز تحقیق ہو چھینے سنا صدقہ اسکا ہوا اور اگر گڑھ اسکی موت سے آگاہ نہ تھا تو امام اعظم رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حانث ہوگا جیسے مسئلہ مذکورہ میں ہر مگر تفریق اس قدر ہو کہ مسئلہ مذکورہ میں دونوں اطرح ایک ہی حکم ہو چاہے جانتا ہو کہ کوزہ میں پانی نہیں ہو یا نہ جانتا ہو اور یہی صحیح ہے کہ کافی میں ہر ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کو قتل کرونگا پھر وہ آج ہی مر گیا تو حانث ہوگا یہ تبیین میں ۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کو قتل کیا یا اسکو چھو تو میرا غلام آزاد ہو پھر کسی دوسرے کی طرف قصد کیا لیکن ہاتھ خطا کر گیا کہ فلاں کو قتل ہو گیا یا اسکو چھو لیا تو حانث ہو گیا یہ محیط بندی میں ہو ۔ اگر دوسرے سے کہہ کہ اگر میں نے تجھکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر بعد قسم کے اسکو بروز پنجشنبہ اس طرح مارا کہ بروز جمعہ وہ مر گیا تو یہ اپنی قسم میں حانث ہوا اور اگر اسکو بروز جمعہ ایسا مارا کہ وہ سنیچر کے روز مر گیا تو حانث نہ ہوا ۔ اور اگر اسکو مارنا قبل قسم کے واقع ہوا مثلاً اسکو چھو یا شنبہ کے روز مارا پھر پنجشنبہ کے روز قسم کھائی کہ اگر میں نے تجھکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہ بروز جمعہ مر گیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا یہ محیط بندی میں ہو ۔ اور اگر قسم کھائی کہ قتل کرونگا فلاں کو کو فہرین پھر اسکو سو او کو فہرین مارا اور وہ کو فہرین مرا تو حانث ہوگا اور اگر اس میں موت کی جگہ زمانہ کا اعتبار ہو تو مجرم نہ کہے گی جگہ زمانہ کا اعتبار نہیں ہو یہ قضاے قاضی خان میں ہو ۔ اگر دوسرے سے کہہ کہ اگر میں نے تجھکو سنیچر کے روز قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر حالفت نے در حالیکہ خود مسجد میں تھا اور دوسرا محاذوف علیہ مسجد سے باہر تھا اسکو قتل کیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو تو حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حمیری میں ہو ۔ اور اگر دوسرے سے کہہ کہ اگر میں نے تجھکو قتل کیا مسجد میں یا میں نے تجھے مارا مسجد میں یا میں نے تجھے مارا مسجد میں تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکو قتل کیا یا مسجد میں کیا یا مارا در حالیکہ حالفت خود مسجد کے اندر ہوا در محاذوف علیہ مقتول و مشہود و منہر و مسجد سے باہر ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو حانث ہوا ۔ اور اگر دوسرے سے کہہ کہ اگر میں نے زخم سر سے مر گیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہ اس زخم اور دوسری کسی علیہ سے مر گیا تو حانث ہوا یہ محیط بندی میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو تجھ مارونگا پھر اسے کسی اور کو پھر مارا مگر وہ اس سے بچ کر فلاں مذکور کے لگا تو وہ حانث نہ ہوگا اور اگر اسے فلاں کو پھینک مارا مگر وہ فلاں کے نہیں لگا تو حانث ہوگا الا آنکہ اس نے لگایا ہے کہ حانث کی ہو یہ عتابیہ میں ہو ۔ اور اگر دوسرے سے کہہ کہ اگر میں نے تیری طرف پتھر یا تیر پھینکا پھر میں تو میرا غلام آزاد ہو تو مسجد میں ہونا حالفت کے حق میں مجرم ہوگا اور اگر میں نے پھینکا مارا مسجد میں تو میرا غلام آزاد ہو تو مسجد میں ہونا محاذوف علیہ کا معتبر ہو یہ ذخیرہ میں ہو ۔ اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے کل فلاں کو لگا بھوکا نہ قید رکھا تو میرا غلام آزاد ہو پھر کل کے روز اسکو لگا بھوکا قید کیا پھر کسی اور نے آکر اسکو کھانا کھلایا تو یہ حانث ہو گیا یہ قضا وے کبرے و خلاصہ میں ہو ۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی تعذیب نہ کرونگا پھر اسکو زندان میں رکھا تو حانث ہوگا الا آنکہ اس نے یہی نصیحت کی ہو ایسا ہی قضا دے میں مذکور ہو اور اسکی وجہ یہ ہو کہ قید خانہ میں کھانا تعذیب قاصر ہو پس وہ قسم کے تحت میں داخل نہ ہوگی اور نیز قضا دے میں مذکور ہو کہ اگر اپنی جو رو کو بستر پر بلایا پس اس نے اسکا رکھا اور کہا کہ تو مجھے عذاب دے پتا ہو پس شوہر نے کہا کہ اگر میں نے تجھے عذاب دیا تو تو طالعہ ہو پھر وہ عورت یا بستر پر آئی اور شوہر نے اس سے جماع کیا پس اگر ایسی حالت میں جماع کیا کہ عورت اس مرکز گران دھتی تھی تو شوہر

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱



نے اسکو غلاب دیا پس وہ طلاق ہو گئی اور اگر عورت طلاق بخوشی خاطر تھی تو طلاق ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک  
 مرد نے اپنی جوہر سے کہا کہ اگر میں نے تجھے ضرر نہ دیا یا کہا کہ اگر میں نے تجھے رنج نہ دیا تو تو طلاق تھامے گا پھر اسے  
 پاس سے کئی عینہ غلاب رہا کہ اسکو کچھ لقمہ نہ دیا اور اسے اوپر دوسری عورت سے نکاح کر لیا پس عورت سے اسے  
 لوگوں نے کہا کہ تیرے شوہر نے ضرر دیا یا تجھے رنج دیا پس عورت نے کہا کہ مجھے ضرر نہیں دیا اور مجھے رنج نہیں آیا  
 تو قول عورت کا قبول ہوگا اور شوہر حائض نہ ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر میں نے تجھے ضرر نہ پہنچایا یا تجھے  
 رنج نہ پہنچایا تو تو طلاق تھامے گا پھر ایسا فعل بقصد اسکی ضرر رسائی کے کیا تو حائض ہو گیا پھر عورت سے اسے  
 اور اگر کہا کہ اگر دوسرے نش کنی فائدہ اور دوسرے بلاست کہنے سے حائض ہوگا اور اگر کہا کہ اگر دوسرے نش کنی تو طلاق کی خبر  
 راجع کیا جائیگی بشرطیکہ کوئی قسم چھٹل ہو ورنہ سہرہ مارنے پر محمول ہوگی قسم کھانی کہ اپنی جوہر کو ایذا نہ دوںگا پھر  
 اسے کپڑے سے بہن بناسے پھر گئی پس عورت سے کہا کہ اسکو دھو دے پس اسنے اسکا سر کیا پس اس سے کہا کہ زہر دے  
 بشوی تو بعض نے کہا کہ حائض ہوگا اور قاضی نے فرمایا کہ حائض ہوگا اور اسی پر فتویٰ دیا جائے۔ پھر عورت نے  
 ہو۔ قدوری میں امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر اپنی جوہر سے کہا کہ تو طلاق ہو یا ورنہ میں آج خاوند کو مار دوںگا تو  
 کو اسی روز مارا تو اپنی قسم میں چار یا اور طلاق طبع ہوگی اور اگر یہ من گزر گیا اور اسنے خاوند کو نہ مارا تو حائض ہوگا  
 پس وہ مختار کیا جائیگا چاہے عورت طلاق واقع کرے یا چاہے اپنے اوپر قسم لازم کرے اور اگر اسنے اسی روز یہ کہہ دیا  
 کہ میں نے اپنی جوہر پر طلاق واقع کرنی اختیار کی تو میں اسے قسم پر لازم کروںگا اور قسم باطل ہوگی اور اگر اسنے اس  
 روز یوں کہا کہ میں نے قسم کو اپنے اوپر لازم کیا اور طلاق کو باطل کیا تو طلاق باطل نہ ہوگی اور اگر خاوند قبل اسے  
 کہ اسکو مارے مریگا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے طلاق دے اور چاہے قسم کا کفارہ دے اور اگر قسم کھانے والا  
 خود مریگا تو حائض ہو یا طلاق ایک چیز واقع ہوگی لیکن چونکہ قبل بیان کیے گئے ہیں اسلئے طلاق واقع ہوگی  
 اور عورت کو میراث ملے گی۔ اور دوسرے شکیہ فاقہ مریگا جو اس صورت میں فرمایا کہ یہ خیر ازراہ تین ہوا اور قاضی  
 اسے اسے واسطے جہیز نہ کرے گا اسے واسطے کہ جب وہ کفارہ و طلاق کے درمیان اختیار کیا گیا اور ایک انہیں سے  
 داخل حکم میں ہوا تو قاضی اسے یہ لازم نہ کرے گا حتیٰ کہ اگر بجائے کفارہ کسی دوسری عورت کی طلاق ہو تو قاضی  
 اسے جہیز کرے گا کہ بیان کرے اس واسطے کہ جو وہ اختیار نہ کرے گا وہ خواہ طلاق واقع ہوگی اور وہ داخل حکم ہو جائے  
 میں ہو۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے تجھے قسم کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس سے کہا کہ اللہ تجھ میں برکت نہ دے تو  
 اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ نہ تو آزاد نہ میرے اہل اور نہ تیرا مال تو اسکا غلام آزاد ہو جائیگا اس واسطے  
 کہ شہر میں یہ ظہیر میں ہے۔ ایک نے قسم کھانی کہ اپنی جوہر کو کسی بات میں تہمت نہ کروںگا پھر اس سے کہا کہ خدا جانے  
 تو نے کیا کیا ہو تو حائض ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھانی کہ فلاں کو قذف نہ کروںگا پھر اس سے کہا کہ  
 او جھٹال کے سچ تو اپنی قسم میں حائض ہوگا اور یہی فتویٰ کے واسطے مختار ہو اس واسطے کہ ہمارے دیار روز مانہ  
 میں اسکو قذف شمار کرتے ہیں اور اگر قسم کھانی کہ نہ قذف کروںگا یا کہ شہر کو نہ قذف کروںگا کسی کو پھر جسے کو قذف کیا یا  
 مردہ کو قسم کیا تو حائض ہوگا پھر قاضی خان میں ہے۔ اگر زیہ نے قسم کھانی کہ میں عمر سے بہتر ہوں حالانکہ  
 زید چور یا شراب خوار ہو اور عمر و لوگوں کے نزدیک پرہیزگار و اہل علم سے ہوا تو قضاۃ وہ حائض ہوگا یہ

عورت نے قسم کھانی کہ اگر میں نے تو کو طلاق دے تو میں تیرا مال و عورت کو قذف کروںگا

یہ عتہا یہ بین ہو۔ ایک سنہ اپنا مال اپنے گھر میں دفن کیا پھر اسکو و ملاقا تو اپنا یا پس قسم کھا گیا کہ میرا مال جاتا رہا پھر اس کے بعد اسکو پاپا پس اگر اس مال کو کسی آدمی نے نہ لیا ہو کہ دوبارہ وہیں رکھ دیا تو حاشیہ ہرگا الا انک اس نے اپنے قول سے یہ مراد لی ہو کہ میں نے اسکو تلاش کیا اور نہ پایا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کسی چیز کا نام بیان کر کے یوں قسم کھائی کہ میں نے فلاں چیز نہیں چرائی اور نہ دیکھی ہو حالانکہ اس سے پہلے اس چیز کو دیکھ چکا ہو تو حاشیہ یہ ہو کہ اگر وہ سچا ہو تو حاشیہ نہ ہو کہ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو کہ شتکار یا وکیل نے قسم کھائی کہ نہ چیز اٹھانکا اور حال یہ ہو کہ وہ مالک یا بیع انکسور کے اور کاشتکار کے درمیان مشترک انگور و ن فواکہ کو اپنے گھر لایا ہو تو شائع نے فرمایا کہ اگر کاشتکار یا وکیل جو کچھ لایا ہو وہ کھانے کے واسطے لایا ہو تو یہ چوری نہیں ہو و لیکن جو جو بیچ دیتے ہیں اگر ان میں سے کچھ بدین غرض لیا کہ میں اسکو تنہا لے لوں نہ بغرض حفاظت کے رکھا تو یہ چوری ہو اور سوا کے کاشتکار و وکیل کے اگر کسی اور نے کچھ بطور خفیہ لے لیا تو یہ چوری ہو۔ اور اگر کاشتکار و وکیل نے اسی چیز سے لے لی کہ اگر مالک اسکو دیکھتا تو اسکا کالان نہ لیتا بلکہ راضی ہوتا تو بھی یہ حکم نہ کہ سرقت نہیں ہو حاشیہ نہ ہو کہ اگر ایسا نہ ہو تو حاشیہ ہونا چاہیے ہو یہ ظہیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے کاشتکار سے لے لیا کہ اس نے لیا ہو گیا پس اس نے کہا کہ اگر یہ کھوڑا میرا لیتے ہوں تو دانتہ میں ہوں یا میں رہوں گا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم کھانے والے سے یہ دریافت کیا جائے کہ میری کہا مراد ہو پس اگر اس نے سراسر یا مجرہ یا شہر میں نہ رہنے کی نیت کی ہو تو قسم اسی نیت پر ہوگی اور اگر اس نے کج نیت نہ کی ہو تو اس کے اس سراسر میں نہ رہنے پر قسم ہوگی۔ ایک عورت کا ایک سپر ہو کہ وہ کسی اجنبی کے ساتھ رہتا ہو پس اس عورت سے اس کے شہر نہ لے گا کہ اگر پتر اسپر فلاں نام بیان آکر ہمارے سے میل میں نہ رہا تو ہر گاہ تو اسکو کوئی چیز میرے مال سے قایل بھی دے گی تو تو طلق ہو پھر اسکا بیٹا آکر دو لون کے ساتھ ایک سال تک رہا پھر غائب ہو گیا پھر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے سپر کو تیرے مال سے کچھ دیا ہو اور تو حاشیہ ہو گیا پس اگر شوہر نے اس کے قول کی تکذیب کی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی پس اگر عورت نے اس سپر کے آکر اپنے میل میں رہنے سے پہلے کوئی چیز دی ہو یعنی بعد قسم شوہر کے تو طلق ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ زید نے عمرو پر وعوی کیا کہ اس نے میرا کپڑا لیا ہو پھر عمرو نے زید کا کپڑا لیکر کہا کہ میری جورو طلق ہو کہ میں نے تیرا کپڑا نہیں اٹھایا ہو تو بعض نے فرمایا کہ اگر عمرو نے اسکا کپڑا نہیں چرایا ہو تو اسکی جورو طلق نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ قضائے اسکی جورو طلق نہ ہوگی اور یہ قول باعتبار نظام عورت کے ہو اور اول اظہار ہو۔ زید نے عمرو کا کپڑا لیا پھر زید نے عمرو کو درہم دیے پھر عمرو اسکا تنکار کر گیا اور قسم کھائی تو فقیہ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کپڑا زید کے ہاتھ سے جاتا رہا تو بیشک عمرو حاشیہ نہ ہوگا اور اگر قائم ہو تو میں نہیں کہتا ہوں کہ وہ حاشیہ ہوگا اور شائع نے فرمایا کہ اگر کپڑا اس کے پاس موجود ہو تو بے شک عمرو حاشیہ ہوگا اور اگر اس کے ہاتھ سے جاتا رہا ہو تو فقیہ نے جو جواب دیا ہو اس میں ایک نفع کا اشکال ہو۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو نے میرے کپڑے چرائے ہیں یا کہا کہ عمرو نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے ہیں حالانکہ عمرو نے فقط ایک کپڑا لیا یا ایک ہی کپڑا پھاڑا ہو تو فرمایا کہ وہ حاشیہ نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ حاشیہ ہوگا اور اول اظہار ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نشہ میں تھا اسکو ہوش یا پس

یہ عتہا یہ بین ہو۔ ایک سنہ اپنا مال اپنے گھر میں دفن کیا پھر اسکو و ملاقا تو اپنا یا پس قسم کھا گیا کہ میرا مال جاتا رہا پھر اس کے بعد اسکو پاپا پس اگر اس مال کو کسی آدمی نے نہ لیا ہو کہ دوبارہ وہیں رکھ دیا تو حاشیہ ہرگا الا انک اس نے اپنے قول سے یہ مراد لی ہو کہ میں نے اسکو تلاش کیا اور نہ پایا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کسی چیز کا نام بیان کر کے یوں قسم کھائی کہ میں نے فلاں چیز نہیں چرائی اور نہ دیکھی ہو حالانکہ اس سے پہلے اس چیز کو دیکھ چکا ہو تو حاشیہ یہ ہو کہ اگر وہ سچا ہو تو حاشیہ نہ ہو کہ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو کہ شتکار یا وکیل نے قسم کھائی کہ نہ چیز اٹھانکا اور حال یہ ہو کہ وہ مالک یا بیع انکسور کے اور کاشتکار کے درمیان مشترک انگور و ن فواکہ کو اپنے گھر لایا ہو تو شائع نے فرمایا کہ اگر کاشتکار یا وکیل جو کچھ لایا ہو وہ کھانے کے واسطے لایا ہو تو یہ چوری نہیں ہو و لیکن جو جو بیچ دیتے ہیں اگر ان میں سے کچھ بدین غرض لیا کہ میں اسکو تنہا لے لوں نہ بغرض حفاظت کے رکھا تو یہ چوری ہو اور سوا کے کاشتکار و وکیل کے اگر کسی اور نے کچھ بطور خفیہ لے لیا تو یہ چوری ہو۔ اور اگر کاشتکار و وکیل نے اسی چیز سے لے لی کہ اگر مالک اسکو دیکھتا تو اسکا کالان نہ لیتا بلکہ راضی ہوتا تو بھی یہ حکم نہ کہ سرقت نہیں ہو حاشیہ نہ ہو کہ اگر ایسا نہ ہو تو حاشیہ ہونا چاہیے ہو یہ ظہیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے کاشتکار سے لے لیا کہ اس نے لیا ہو گیا پس اس نے کہا کہ اگر یہ کھوڑا میرا لیتے ہوں تو دانتہ میں ہوں یا میں رہوں گا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم کھانے والے سے یہ دریافت کیا جائے کہ میری کہا مراد ہو پس اگر اس نے سراسر یا مجرہ یا شہر میں نہ رہنے کی نیت کی ہو تو قسم اسی نیت پر ہوگی اور اگر اس نے کج نیت نہ کی ہو تو اس کے اس سراسر میں نہ رہنے پر قسم ہوگی۔ ایک عورت کا ایک سپر ہو کہ وہ کسی اجنبی کے ساتھ رہتا ہو پس اس عورت سے اس کے شہر نہ لے گا کہ اگر پتر اسپر فلاں نام بیان آکر ہمارے سے میل میں نہ رہا تو ہر گاہ تو اسکو کوئی چیز میرے مال سے قایل بھی دے گی تو تو طلق ہو پھر اسکا بیٹا آکر دو لون کے ساتھ ایک سال تک رہا پھر غائب ہو گیا پھر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے سپر کو تیرے مال سے کچھ دیا ہو اور تو حاشیہ ہو گیا پس اگر شوہر نے اس کے قول کی تکذیب کی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی پس اگر عورت نے اس سپر کے آکر اپنے میل میں رہنے سے پہلے کوئی چیز دی ہو یعنی بعد قسم شوہر کے تو طلق ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ زید نے عمرو پر وعوی کیا کہ اس نے میرا کپڑا لیا ہو پھر عمرو نے زید کا کپڑا لیکر کہا کہ میری جورو طلق ہو کہ میں نے تیرا کپڑا نہیں اٹھایا ہو تو بعض نے فرمایا کہ اگر عمرو نے اسکا کپڑا نہیں چرایا ہو تو اسکی جورو طلق نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ قضائے اسکی جورو طلق نہ ہوگی اور یہ قول باعتبار نظام عورت کے ہو اور اول اظہار ہو۔ زید نے عمرو کا کپڑا لیا پھر زید نے عمرو کو درہم دیے پھر عمرو اسکا تنکار کر گیا اور قسم کھائی تو فقیہ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کپڑا زید کے ہاتھ سے جاتا رہا تو بیشک عمرو حاشیہ نہ ہوگا اور اگر قائم ہو تو میں نہیں کہتا ہوں کہ وہ حاشیہ ہوگا اور شائع نے فرمایا کہ اگر کپڑا اس کے پاس موجود ہو تو بے شک عمرو حاشیہ ہوگا اور اگر اس کے ہاتھ سے جاتا رہا ہو تو فقیہ نے جو جواب دیا ہو اس میں ایک نفع کا اشکال ہو۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو نے میرے کپڑے چرائے ہیں یا کہا کہ عمرو نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے ہیں حالانکہ عمرو نے فقط ایک کپڑا لیا یا ایک ہی کپڑا پھاڑا ہو تو فرمایا کہ وہ حاشیہ نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ حاشیہ ہوگا اور اول اظہار ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نشہ میں تھا اسکو ہوش یا پس

اسنے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میری جیب میں (۲۵) درہم تھے کہ تم نے مجھ سے لے لیے ہیں پس انھوں نے انکار کیا پس وہ قسم کھا گیا اور کہا کہ اگر آج میری جیب میں چالیس روپے نہ ہوں (۴) غلط فہم ہو یا پھر ہمدانی تو میری جو روپے لالہ ہو حالانکہ اس روز اسکی جیب میں چالیس روپے ہمدانی اور پانچ غلط فہم تھے پس اسنے قبل تو ٹھیک کہنے کے تفصیل میں خطا کی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسنے تفصیل کو قسم میں لایا کہ تو حانث ہوگا اور اگر تفصیل کو چارہ کر کے کہا ہو تو حانث ہوگا۔ اور اگر اسکی جیب میں ہمدانی و غلط فہم ہوں کہ اگر ہمدانی کی قیمت غلط فہم میں لائی جاوے تو چالیس غلط فہم ہوں پس اسنے جمع کر کے کہا کہ اگر میری جیب میں چالیس غلط فہم نہ ہوں اسنے غلط فہمی اور اسنے ہمدانی بچے جملہ تھوڑا ٹھیک بیان کی اور تفصیل میں خطا کی تو میری جو روپے لالہ ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسنے ہمدانی غلط فہم سے مراد لیا ہوگا تو حانث ہوگا خواہ تفصیل ٹھیک بیان کی ہو یا خطا کی ہو خواہ ہمدانی کی ہو یا خطا کی ہو یا جہاں یہ تھا وہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر زید نے قسم کھا لی کہ عمرو سے کچھ غصب نہ کر دنگا پھر زید راستہ میں عمرو کے پاس داخل ہوا اور اسکا مال چور لیا اور مخلوط علیہ یعنی عمرو کو معلوم نہ دیا یا جنگل میں عمرو کے پاس آیا اور اسکی سرکے نیچے سے اسکی چادر نکال لی اور عمرو کو معلوم نہ ہوا یا اسکی آستین کے اندر سے درہم کی تفصیل کاٹ لی یا راستہ میں عمرو کے پاس داخل ہوا اور اس سے مبارکہ کیا اور بار بار اسکی متاع نکال لایا اور لے گیا تو وہ غاصب ہوگا بلکہ چور ہوگا اسکی وجہ سے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ خرافات المفسدین ہیں جو۔ اور اگر قسم کھا لی کہ عمرو سے چوری نہ کر لوں گا پھر اس سے مبارکہ کر کے راستہ میں اسکی گھڑی کے مال سے لے گیا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھا لی کہ عمرو سے غصب نہ کر لوں گا یا اس سے چوری نہ کر لوں گا پھر راہ میں اس سے زبردستی کر کے لے گیا تو غصب کی قسم میں حانث ہوگا سترہ کی قسم میں چار بیس نہ ہوگا یہ غلط ہیں جو۔ ایک نے قسم کھا لی کہ میں نے تیر سے مال میں خیانت نہیں کی ہو حالانکہ اسکی جو روپے اسکی آغازت یا رضامندی سے خیانت کر چکی ہو تو حانث ہوگا ایک سامعی نے یعنی بادشاہوں کے حضور میں لوگوں کے مال لٹوانے کے واسطے سماعت کر کے واسطے لے لیا تو قسم کھا لی کہ اگر اس سے آگے کسی کا دس درہم سے زیادہ زیان کروں تو میری جو روپے لالہ ہو پھر اپنی جو روپے کا اس سے زیادہ زیان کیا تو بھیج یہ ہو کہ اسکی جو روپے لالہ ہوگی یہ وہ چیز کروری میں آئی

**باب - تقاضا سے درہم میں قسم کھانے کے بیان میں۔** اگر کسی نے قسم کھا لی کہ فلاں سے اپنا حق لے لوں گا یا فلاں سے اپنا حق قبض کر لوں گا پھر خود لے لیا یا اسکی وکیل نے لے لیا تو اپنی قسم میں عی ہو گیا اور اگر اسنے یہ مراد لی ہو کہ خود اپنے آپ ہی ایسا کر دنگا تو قضا و دیا نہ اسکی قصد بوق ہوگی اور اسی طرح اگر فلاں نے کور کے وکیل سے اپنا حق لے لیا تو بھی قسم میں سچا رہا اور اسی طرح اگر ایسے شخص سے لے لیا جسے دیون کے حکم سے اس مال کی کفالت کرنی تھی یا ایسے شخص سے لے لیا جسے دیون کے حوالہ کرنے سے انفرادی قبول کرنی تھی تو بھی قسم میں سچا رہا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر کسی شخص سے بغیر حکم مطلوب وصول کیا یا کفالت یا حوالہ بغیر حکم مطالب تھا تو وہ اپنی قسم میں حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضہ کے عوض مطالب سے ایک عام بطور بیع فاسد کے خرید کر کے اس پر قرضہ کر لیا پس اگر اسکی قیمت اسی قدر ہو جو بقدر حق ہو تو وہ اپنے قرضہ کا وصول پاسنے والا ہوگا اور حانث نہ ہوگا اور اگر پورا نہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر حانث لے اپنے حق کے مثل اسکا

یہ قسم کھا لی کہ اگر فلاں سے اپنا حق قبض کر لوں گا یا فلاں سے اپنا حق قبض کر لوں گا پھر خود لے لیا یا اسکی وکیل نے لے لیا تو اپنی قسم میں عی ہو گیا اور اگر اسنے یہ مراد لی ہو کہ خود اپنے آپ ہی ایسا کر دنگا تو قضا و دیا نہ اسکی قصد بوق ہوگی اور اسی طرح اگر فلاں نے کور کے وکیل سے اپنا حق لے لیا تو بھی قسم میں سچا رہا اور اسی طرح اگر ایسے شخص سے لے لیا جسے دیون کے حکم سے اس مال کی کفالت کرنی تھی یا ایسے شخص سے لے لیا جسے دیون کے حوالہ کرنے سے انفرادی قبول کرنی تھی تو بھی قسم میں سچا رہا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر کسی شخص سے بغیر حکم مطلوب وصول کیا یا کفالت یا حوالہ بغیر حکم مطالب تھا تو وہ اپنی قسم میں حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضہ کے عوض مطالب سے ایک عام بطور بیع فاسد کے خرید کر کے اس پر قرضہ کر لیا پس اگر اسکی قیمت اسی قدر ہو جو بقدر حق ہو تو وہ اپنے قرضہ کا وصول پاسنے والا ہوگا اور حانث نہ ہوگا اور اگر پورا نہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر حانث لے اپنے حق کے مثل اسکا

وال غصیب کر لیا تو بھی قسم میں چکا ہو گیا اور اسی طرح اگر اسکے ونا نیز یا متاع عرض تلف کر دیا تو بھی یہی حکم ہو  
یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر طالب نے قسم کھائی کہ ضرور وصول کر لوں گا اور کوئی وقت نہیں ہوگا کہ اس کا پھر مطلوب کو  
اپنے حق سے بری کر دیا یا پھر کر دیا تو اپنی قسم میں حائث ہو گیا اور اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کر دیا ہو پھر  
قبل وقت کے مطلوب کو مال سے بری کر دیا تو قسم ساقط ہو گئی اور حائث نہ ہوگا اور یہ امام اعظم و امام محمد رحمہما  
قول ہے اور اگر اپنا قرضہ وصول کر لیا پھر اسکو دیون یا نہرہ پایا تو اس سے قرضہ نہ کرنا مستحق ہوا اور وہ اپنی قسم  
میں سچا ہو گیا خواہ لینے والے نے اپنے لینے کی قسم کھائی ہو یا دینے والے نے دینے کی قسم کھائی ہو۔ اور اگر  
درہم مستوفی ہوں تو یہ اپنے حق کا وصول پا جائے ہوگا اور اگر بچا ہے اپنے حق سے کوئی کپڑا لے لیا پھر اس میں  
پاکر اسکو واپس کر دیا یا کسی نے اس پر اپنا اشتقاق ثابت کر کے لے لیا تو بھی وہ اپنے وصول کر لینے کی قسم میں سچا  
ہو چکا ہو یہ ایضاً صحیح ہے۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ جو میرا عمر و پر آتا ہو اسکو قبضہ نہ کر دے گا پھر زید کے خالہ  
کو جسکا زید پر کچھ نہیں آتا ہو عمر و پر حوالہ کر دیا اور خالہ نے عمر و سے وصول کیا تو نہ حائث ہو گیا اس واسطے کہ  
خالہ اسکا وکیل بن گئی ہو اور اگر خالہ قبل قسم کے ہوا اور پھر خالہ نے عمر و سے زید کی قسم کے وصول کر لیا تو نہ  
حائث نہ ہوگا اور اس کے لئے ہذا کہ کسی نے دیون سے وصول کر لے گا وکیل کر دیا پھر قسم کھائی کہ دیون پر جو میرا  
ہو وصول نہ کر دے گا پھر بعد قسم کے وکیل نے وصول کیا تو حائث نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ چاہیے کہ حائث  
ہو جاوے یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل این فرمایا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضہ دار سے جدا نہ ہوں گا یا تنہا کہ جو کچھ میرا  
اس پر تو اس سے وصول کر لوں پھر قرضہ دار اسکے ساتھ سے بھاگ گیا حالانکہ یہ اسکے ساتھ سے جدا نہیں ہوا  
تھا تو وہ حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی ہو کہ اپنے قرضہ دار سے جدا نہ ہوں گا اور باقی مسئلہ بجا نہ رہے تو حائث  
ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضہ دار سے جدا نہ ہوں گا یا تنہا کہ جو کچھ میرا اس پر تو اس سے وصول کر لوں  
پھر ایسی جگہ اس کے نیچے بیٹھا کہ اسکو دیکھتا رہا تا کہ اسکے ہاتھ سے کم نہو جاوے اور اسکی نگہبانی کر رہا تو  
اس سے جدا ہونے والا ہوگا و اگر ان کے درمیان میں کوئی سترہ یا مسجد کا کوئی عمود حائل ہو گیا تو بھی اس سے جدا  
ہونے والا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مسجد کے اندر بیٹھا اور دوسرا مسجد سے باہر اور دروازہ مسجد کا  
کھلا ہوا ہو کہ اسکو دیکھتا ہو تو اس سے جدا ہونے والا نہ ہوگا اور اگر بیچ میں دیوار مسجد حائل ہو اور ایک کھلا دروازہ  
دوسرا باہر ہو تو جدا ہونے والا ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں کے درمیان دروازہ بند ہو اور کبھی حائل کے ہاتھ  
میں ہو اور حائل باہر ہو کہ دروازہ پر بیٹھا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ سے منقول ہوا و حیل میں مذکور ہو کہ اگر  
طالب سو گیا یا مطلوب سے غافل ہو گیا یا کسی نے اسکو با توں میں لگا لیا کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی قسم میں حائث  
ہوگا اور اگر نہ سو یا اور نہ غافل ہوا پھر وہ چلا اور طالب اسکے ساتھ نہ گیا اور باوجود امکان کے اسکو منع نہ کیا  
تو اپنی قسم میں حائث ہوگا اور نیز حیل میں مذکور ہو کہ اگر ملازمت سے اسکو مانع ہو حائث کہ مطلوب بھاگ گیا تو  
اپنی قسم میں حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضہ دار سے جدا نہ ہوں گا یا تنہا کہ جو کچھ میرا اس سے وصول  
کر لوں پھر اس سے رہن یا کفیل لے لیا اور جدا ہو گیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر نہ رہن قبل جدا ہونے کے  
تلف ہو گیا اور اسکی قیمت مثل قرضہ کے یا زیادہ ہو تو ایسی صورت میں حائث نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک

مسئلہ  
اگر طالب نے قسم کھائی کہ ضرور وصول کر لوں گا اور کوئی وقت نہیں ہوگا کہ اس کا پھر مطلوب کو اپنے حق سے بری کر دیا یا پھر کر دیا تو اپنی قسم میں حائث ہو گیا اور اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کر دیا ہو پھر قبل وقت کے مطلوب کو مال سے بری کر دیا تو قسم ساقط ہو گئی اور حائث نہ ہوگا اور یہ امام اعظم و امام محمد رحمہما قول ہے اور اگر اپنا قرضہ وصول کر لیا پھر اسکو دیون یا نہرہ پایا تو اس سے قرضہ نہ کرنا مستحق ہوا اور وہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا خواہ لینے والے نے اپنے لینے کی قسم کھائی ہو یا دینے والے نے دینے کی قسم کھائی ہو۔ اور اگر درہم مستوفی ہوں تو یہ اپنے حق کا وصول پا جائے ہوگا اور اگر بچا ہے اپنے حق سے کوئی کپڑا لے لیا پھر اس میں پاکر اسکو واپس کر دیا یا کسی نے اس پر اپنا اشتقاق ثابت کر کے لے لیا تو بھی وہ اپنے وصول کر لینے کی قسم میں سچا ہو چکا ہو یہ ایضاً صحیح ہے۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ جو میرا عمر و پر آتا ہو اسکو قبضہ نہ کر دے گا پھر زید کے خالہ کو جسکا زید پر کچھ نہیں آتا ہو عمر و پر حوالہ کر دیا اور خالہ نے عمر و سے وصول کیا تو نہ حائث ہو گیا اس واسطے کہ خالہ اسکا وکیل بن گئی ہو اور اگر خالہ قبل قسم کے ہوا اور پھر خالہ نے عمر و سے زید کی قسم کے وصول کر لیا تو نہ حائث نہ ہوگا اور اس کے لئے ہذا کہ کسی نے دیون سے وصول کر لے گا وکیل کر دیا پھر قسم کھائی کہ دیون پر جو میرا ہو وصول نہ کر دے گا پھر بعد قسم کے وکیل نے وصول کیا تو حائث نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ چاہیے کہ حائث ہو جاوے یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل این فرمایا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضہ دار سے جدا نہ ہوں گا یا تنہا کہ جو کچھ میرا اس پر تو اس سے وصول کر لوں پھر قرضہ دار اسکے ساتھ سے بھاگ گیا حالانکہ یہ اسکے ساتھ سے جدا نہیں ہوا تھا تو وہ حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی ہو کہ اپنے قرضہ دار سے جدا نہ ہوں گا اور باقی مسئلہ بجا نہ رہے تو حائث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضہ دار سے جدا نہ ہوں گا یا تنہا کہ جو کچھ میرا اس سے وصول کر لوں پھر ایسی جگہ اس کے نیچے بیٹھا کہ اسکو دیکھتا رہا تا کہ اسکے ہاتھ سے کم نہو جاوے اور اسکی نگہبانی کر رہا تو اس سے جدا ہونے والا ہوگا و اگر ان کے درمیان میں کوئی سترہ یا مسجد کا کوئی عمود حائل ہو گیا تو بھی اس سے جدا ہونے والا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مسجد کے اندر بیٹھا اور دوسرا مسجد سے باہر اور دروازہ مسجد کا کھلا ہوا ہو کہ اسکو دیکھتا ہو تو اس سے جدا ہونے والا نہ ہوگا اور اگر بیچ میں دیوار مسجد حائل ہو اور ایک کھلا دروازہ دوسرا باہر ہو تو جدا ہونے والا ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں کے درمیان دروازہ بند ہو اور کبھی حائل کے ہاتھ میں ہو اور حائل باہر ہو کہ دروازہ پر بیٹھا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ سے منقول ہوا و حیل میں مذکور ہو کہ اگر طالب سو گیا یا مطلوب سے غافل ہو گیا یا کسی نے اسکو با توں میں لگا لیا کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی قسم میں حائث ہوگا اور اگر نہ سو یا اور نہ غافل ہوا پھر وہ چلا اور طالب اسکے ساتھ نہ گیا اور باوجود امکان کے اسکو منع نہ کیا تو اپنی قسم میں حائث ہوگا اور نیز حیل میں مذکور ہو کہ اگر ملازمت سے اسکو مانع ہو حائث کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی قسم میں حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضہ دار سے جدا نہ ہوں گا یا تنہا کہ جو کچھ میرا اس سے وصول کر لوں پھر اس سے رہن یا کفیل لے لیا اور جدا ہو گیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر نہ رہن قبل جدا ہونے کے تلف ہو گیا اور اسکی قیمت مثل قرضہ کے یا زیادہ ہو تو ایسی صورت میں حائث نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک



اپنے مدینہ کے دروازہ پر آیا اور قسم کھائی کہ بیان سے نہ جاؤنگا یہاں تک کہ اس سے اپنا حق ملے توں پھر  
 مدینہ سے آکر اسکو اس مقام سے دور کر دیا پھر اپنا حق لینے سے پہلے خود پہلا گیا تو بعض نے فرمایا کہ حائث  
 پہون اور بعض نے فرمایا کہ اگر اسکو دور کر دیا جائے تو وہ اپنے قدم سے نہیں چلا اور دوسری جگہ جا پھر خود  
 چلا گیا تو حائث نے ہونکا یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ اور اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ قرض خواہ کو اسکا حق دیدونگا پھر دوسرے  
 کو ادا کر دینے کا حکم دیا یا قرض خواہ کو اترائی کر دی اور اسے وصول کر لیا تو یہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر  
 مدینہ کی طرف سے کسی نے براہ احسان ادا کر دیا تو وہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر اسے یہ امر خود  
 اپنے ہاتھ سے کرونگا تو یہ حائث کے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر مطلوب نے قسم کھائی کہ اسکو اسکا حق نہ  
 دینگا پھر ان صورتوں میں سے کسی صورت سے اسکو دیا تو حائث ہوا اور اگر اسے یہ قسم کی ہو کہ اپنے ہاتھوں  
 نہ دینگا تو قرضدار اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ زیادہ سے عروسے کہا کہ دائرہ پیرامال ہے نہ دینگا یہاں تک  
 کہ مجھ پر کوئی قاضی حکم کرے پھر ایک دلیل کیا جسے عروسے خود صورت بخود قاضی کی اور قاضی نے دلیل پر ادائی کا  
 حکم دیدیا تو یہ حکم نہ بد ہوگا جتنے کہ بعد اسکے ادا کرنے سے حائث نہ ہوگا۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ  
 دائرہ تجھ سے جدا نہ ہونگا یہاں تک کہ تجھ سے اپنا حق وصول کر لوں پھر اسے اپنے قرضدار سے بعض اس  
 قرضہ کے قبل جدا ہونے کے ایک غلام خریدیا اور اسے بیعت نہ کیا یہاں تک کہ اس سے جدا ہو گیا تو امام محمد  
 نے فرمایا کہ جو عالم اسکو ایسی صورت میں حائث نہیں قرار دیتا ہو کہ جب قبل جدا ہونے کے اسکو قرضہ نہیں کیا  
 اور مدینہ سے قبل کیا پھر اس سے جدا ہو گیا ہو تو وہ اس صورت میں ہی اسکو حائث نہیں قرار دینگا اور  
 یہی امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہوا اور جو اسکو صورت بہہ مذکورہ میں حائث قرار دیتا ہو اسکے نزدیک اس صورت  
 میں حائث نہ ہونگا اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہوا اور یہ اس وقت ہو کہ بیعت پر قبضہ کرنے سے پہلے  
 اس سے جدا ہو گیا اور اگر جدا نہ ہوا یہاں تک کہ غلام بائع کے پاس ہو گیا پھر اس سے جدا ہو گیا تو حائث ہو گیا  
 اور اگر مدینہ سے کسی دوسرے کا غلام اسکے ہاتھ بعض اسکے قرضہ کے فروخت کیا اور اس نے غلام پر قبضہ  
 کر لیا پھر جدا ہو گیا پھر غلام مذکور کے مولے نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا اور بیعت کی اجازت نہ دی  
 تو حائث نہ ہوگا۔ اور اگر مدینہ سے اسکے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا بدین شرط کہ بائع کو اس بیعت میں خیال ہو  
 اور حائث نہ بنے بیعت پر قبضہ کر لیا پھر جدا ہو گیا تو حائث ہو گیا۔ اور اگر قرضہ کسی عورت پر ہو پس قسم کھائی کہ اس سے  
 جدا نہ ہونگا یہاں تک کہ اس سے اپنا قرضہ بھر پاؤں پھر حائث نے اس عورت سے اس قرضہ پر ہوا اسکا حق  
 مذکورہ پر آتا ہو نکاح کر لیا تو اپنا قرضہ بھر پایا۔ اور اگر مدینہ سے جو قرضہ اس پر آتا ہو اسکے عوض طالب  
 کے ہاتھ غلام یا باندہ کی قیمت کی پھر بیعت مذکورہ ام ولد یا مکاتب یا بدین کی یا کسی دوسرے کی ام ولد یا بدین  
 کی پھر طالب نے اس پر قبضہ کرنے کے بعد مدینہ کا ساتھ چھوڑا تو حائث یعنی طالب مذکور حائث نہ ہوگا اور اگر  
 طالب نے ہزار درم یا بے نسب جو کچھ قرضہ تھا مطلوب کو بھر کر دیے پس مطلوب نے اسکو قبول کر لیا یا طالب نے  
 اپنے کسی قرض خواہ کو اس پر اترائی کر دی کہ جو کچھ اس پر ہوا وہ میرے اس قرض خواہ کو دیدے یا مطلوب نے  
 غلام کو کسی اور پر اترا دیا اور طالب نے مطلوب اقول کو بری کر دیا پھر طالب اس سے جدا ہو گیا تو ان

مدینہ سے جدا نہ ہونگا  
 اگر اس سے جدا ہو گیا اور اگر جدا نہ ہوا یہاں تک کہ غلام بائع کے پاس ہو گیا پھر اس سے جدا ہو گیا تو حائث ہو گیا  
 اور اگر مدینہ سے کسی دوسرے کا غلام اسکے ہاتھ بعض اسکے قرضہ کے فروخت کیا اور اس نے غلام پر قبضہ  
 کر لیا پھر جدا ہو گیا پھر غلام مذکور کے مولے نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا اور بیعت کی اجازت نہ دی  
 تو حائث نہ ہوگا۔ اور اگر مدینہ سے اسکے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا بدین شرط کہ بائع کو اس بیعت میں خیال ہو  
 اور حائث نہ بنے بیعت پر قبضہ کر لیا پھر جدا ہو گیا تو حائث ہو گیا۔ اور اگر قرضہ کسی عورت پر ہو پس قسم کھائی کہ اس سے  
 جدا نہ ہونگا یہاں تک کہ اس سے اپنا قرضہ بھر پاؤں پھر حائث نے اس عورت سے اس قرضہ پر ہوا اسکا حق  
 مذکورہ پر آتا ہو نکاح کر لیا تو اپنا قرضہ بھر پایا۔ اور اگر مدینہ سے جو قرضہ اس پر آتا ہو اسکے عوض طالب  
 کے ہاتھ غلام یا باندہ کی قیمت کی پھر بیعت مذکورہ ام ولد یا مکاتب یا بدین کی یا کسی دوسرے کی ام ولد یا بدین  
 کی پھر طالب نے اس پر قبضہ کرنے کے بعد مدینہ کا ساتھ چھوڑا تو حائث یعنی طالب مذکور حائث نہ ہوگا اور اگر  
 طالب نے ہزار درم یا بے نسب جو کچھ قرضہ تھا مطلوب کو بھر کر دیے پس مطلوب نے اسکو قبول کر لیا یا طالب نے  
 اپنے کسی قرض خواہ کو اس پر اترائی کر دی کہ جو کچھ اس پر ہوا وہ میرے اس قرض خواہ کو دیدے یا مطلوب نے  
 غلام کو کسی اور پر اترا دیا اور طالب نے مطلوب اقول کو بری کر دیا پھر طالب اس سے جدا ہو گیا تو ان



اس سے پچاس درم کے لیے اور باقی پچاس آخر روز لیے تو حانف ہوگا۔ اور اگر اسے درہم مقبوضہ میں زیادت  
یا منہرہ پائے ہوں تو حانف ہونا بحال باقی رہیگا ورنہ ہوگا خواہ اس نے دایس کر کے بدل لیے ہوں یا نہ دایس  
کیے اور بدل لیے ہوں یا دایس کیے اور بدلے میں نہ لیے ہوں۔ اور اسی طرح اگر ان درہم کو مستحقہ یا یاغنی کسی اور  
نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر یہ درم مستحقہ یا رصاص ہوں اور اسے اسی روز دایس کر کے  
بدل لیے تو بدل لینے کے وقت حانف ہوگا اور اگر اسے بدل نہ لیے ہوں تو حانف نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کا کسی کی میر  
غلام آزاد ہو اگر میں نے تجھ سے آج کے روزانہ سو درہم میں سے کوئی درم لیا پھر اس روز اس سے پچاس درم لیے  
تو لینے کے وقت حانف ہوگا اور یہ استحقاق ہی اور اگر اسے اس روز کچھ نہ لیا تو حانف نہ ہوگا اور اگر کوئی وقت قسم  
میں بیان نہ کیا یعنی قسم کو مطلق رکھا یا بن طور کہ تم میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے سو درہم میں عمر ضہ میں سے کچھ سے درم دیا  
درم کر کے لیا پھر اس سے پچاس درم وصول کر لیے تو لینے ہی حانف ہوگا اور اگر کہا کہ اگر میں نے قبضہ کیا درم دیا  
درم کر کے تو میرا غلام آزاد ہو پس تمہارا نے اس کے واسطے پچاس درم وزن کر لیے اور اسکو دے دیا پھر اسی  
جلس میں اس کے واسطے اور پچاس درم وزن کر کے دے تو اس حانف ہوگا تا وقتیکہ وزن کرنے کے کاثرین  
مستغول ہو اور اگر باقی وزن کرنے سے پہلے وہ کسی اور کام میں مشغول ہو گیا تو حانف ہوگا اور یہی استحقاق ہے  
علمائے شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہو اور اگر کہا کہ واللہ جو میرا تجھ پر وزن دے گا الا ایک یا اس میں یا الا ایک فقہ  
میں پھر اس کے واسطے ایک یا کس درم کے وزن کیا اور ہر ایک درم کے وزن سے فارغ ہو کر اسکو دے دیا تو حانف نہ ہوگا  
اگر وہ اس مجلس میں سوائے وزن کے اور کام میں درمیان میں مشغول ہو گیا ہو تو حانف ہوگا یہی شرح جامع کی جہی میں  
ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے اپنے اس مال پر جو میرا فلان پر کچھ بھرا ہے قبضہ کیا تو وہ سالین پر صدقہ دینی تمام مال  
جو فلان پر ہے قبضہ کر کے دے تو درہم پر قبضہ کر کے اسکو کسی کہ سبک کر دیا پھر اسے باقی درم پر قبضہ کیا تو باقی درم کا  
صدقہ کر دینا استحب واجب ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے قبضہ نہ کیا جو میرا مال تجھ پر تو کسی اس صورت میں یہی حکم  
ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں نے قبضہ نہ کیا وہ درہم جو میرے قبضہ میں تھا تو وہ مسکینوں پر صدقہ دین پھر اس کے عوض درم  
یا کوئی اسباب پر قبضہ کیا یعنی بطور وصول حق کے تو حانف نہ ہوگا۔ اور جو اسے نہیں لیا اس کے قبضہ کا ضامن ہوگا  
پس مال غنیمت کو صدقہ کر دینا یہ ظہر میں ہو اور اگر کہا کہ اگر میں نے قبضہ نہ کیا تو درہم بطور مال ادا سے اس مال  
کے جو میرا تجھ پر تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس سے ان درہم کے عوض اسباب یا دینا قبضہ کیے تو ابی قسم میں  
حانف ہو یا یہ شرط میں ہو اور اگر کہا کہ ان کم تر مال علیک فلان یعنی اگر اپنا مال جو تجھ پر وزن کر کے نہ لے لوں تو  
میرا غلام آزاد ہو پھر اسے کوئی چیز اپنی مجلس حق کے خلاف قبضہ کی خواہ ایسی چیزوں میں سے ہو کہ وزن کی جاتی ہو  
یا نہیں تو وہ اپنی قسم میں نہ ہوگا اس واسطے کہ جب اسے فلان کی قید لگانی تو عموم لفظ کا اعتبار ساقط ہو پس  
راجع بجانب اتصل مخصوص ہو کہ وہ قبضہ عین حق ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر قبضہ نہ کیا میں نے اپنا مال جو تجھ پر قبضہ میں  
تو میرا غلام آزاد ہو پھر یوں نے اسکو بجائے درم کے دینا یا اسباب ادا کیا تو حانف ہوگا کیونکہ جب عموم  
لفظ باطل ہو تو راجع بجانب قبضہ عین الحق ہو جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا ہو اور اگر اس نے وزن سے اپنا پھر پور قبضہ وصول  
کر لیا ہر ادا لیا ہو تو فیابینہ میں اسے قاضی کی تصدیق ہوگی مگر فقہاء و محدثین نے یہی شرح جامع صغیر قاضی خان میں







تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک حائث ہوگا اور اگر قرضخواہ مر گیا اور قرضدار نے اسکو بیعت کے وارث یا وصی کو اور اگر دیا تو قسم میں سچا رہا ورنہ حائث ہوگا یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک نے اپنی جوڑو کے حق میں قسم کھائی کہ اگر میں ہر روز اسکو ایک درم نہ دوں تو اسکو طلاق ہو پس کبھی اسکو غروب کے وقت دیتا ہو اور کبھی عشا کے وقت دیتا ہو تو قرض کیا کہ اگر درمیان میں ایک رات و دن خالی نہ گذر جائے کہ اس میں درم نہ دے تو اپنی قسم میں سچا رہیگا یہ بچہ الران میں ہے۔ یہ تو یہ قسم کھائی کہ نہ تاخیر کر دنگا عروسے اپنے مال کی جوڑو کا سپر کرتا ہو پھر اسکا تقاضے سے خاموش رہا یہ بات کہ مہینہ گذر گیا تو حائث نہ ہوگا اس واسطے کہ اس نے تاخیر نہیں دی یہ فتاویٰ کے برے میں ہو۔ فتاویٰ نسفی میں لکھا ہے کہ اگر قرضدار سے قسم لی کہ تجھ سے منہ نہ چھپا دے اور اسکا کوئی وقت متقرر نہیں کیا پس جب اس نے اسکو طلب کیا اور اسکو طلب کیا کہ نامعلوم ہوا اور طلب نہ ہوا تو حائث ہو جائیگا اور اگر وہ پوشیدہ بازار میں گیا تو حائث ہوگا اور اگر قرضخواہ نے طلب کیا اور اسکو معلوم نہ ہوا پس ظاہر ہوا تو حائث ہوگا اور اگر قرضخواہ دوازدہ ہوا اور دوازدہ میں قرضدار سے اس طرح قسم لی پھر اس نے ایمان سے ایک سا قرضہ ادا کر دیا تو اس کے حق میں قسم باقی نہیں رہی بلکہ اس میں قرض ختم ہو گیا اور جس قدر سے وریاقت کیا گیا کہ قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ اگر میں نے تیرا قرضہ بردہ عید ادا نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر عید کا روز آیا لیکن اس شہر کے قاضی نے کسی دلیل سے جو اس کے پاس ہو اس دن کو عید نہیں قرار دیا چو اور اس میں تاخیر نہیں ہوئی اور دوسرے شہر کے قاضی نے اسکو عید قرار دیا چو اور اس میں تاخیر نہیں ہوئی چو کسی شہر کے قاضی نے اس روز کے عید کا روزہ ہونے کا حکم دیا تو یہ دوسرے شہر والوں کے واسطے بھی لازم ہوگا جبکہ مطلق مختلف نہوں جیسے رمضان کا روزہ ہونے میں حکم ہو چنانچہ میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ ہر ماہ اسکو ایک درم دنگا اور اسکی کچھ بیعت نہیں ہو اور اس نے اول ماہ میں قسم کھائی ہو تو یہ مہینہ بھی اسکی قسم میں داخل ہوگا اور چاہیے کہ اس مہینہ نکل جانے سے پہلے اسکو ایک درم دیدے اور اسی طرح اگر آخر ماہ میں قسم کھائی ہو تو یہ بھی حکم ہو اور اسی طرح اگر یوں کہا ہو کہ ہر مہینہ میں تو بھی یہی حکم ہو اور اس طرح اگر قسم کھانے والے پر مال قسط دار ہو کہ ہر مہینہ کے انتلاخ پر اس پر ایک قسط کا ادا کرنا آتا ہو پس اس نے قسم کھائی کہ اسکو ہر مہینہ میں قسط ادا کر دنگا تو اسکی مہینہ میں اس پر قسط لازم ہوگی کہ اسکی میعاد چکی ہو پس اگر اس نے اس مہینہ کے آخر ہونے تک ادا کر دی اپنے اس مہینہ کی قسط کو تو اپنی قسم میں سچا رہا یہ بسو ط میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ جو بچہ ہو ضرور اس کے ادا کرنے میں کو شش بلخ کر دنگا تو وہ اس مال کو بھی فروخت کرے جو در صورت قاضی کے بیان فائش ہونے کے قاضی اسکو اسکی طرف سے فروخت کرے یا نہیں یہ میں ہر

مسائل متفرقہ۔ ایک نے اس طرح قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں مالک ہوں الا سو درم کا حالانکہ وہ اس سے کم کا مالک تھا تو حائث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر وہ فقط سو درم ہی کا مالک ہو تو بھی حائث نہ ہوگا اور اسکا غلام آزاد ہوگا اور اگر وہ سو درم سے زیادہ کا مالک ہو تو حائث ہوگا اور اگر اسکی مالک میں سو درم نہوں مگر اسکی مالک میں دینار ہوں جو سو درم سے زیادہ میں تو حائث ہوگا اور اسی طرح اگر اس کے پاس تجارت کے غلام ہوں یا اسباب تجارت یا ایسے سوا کم رحین زکوۃ واجب ہوتی ہو تو حائث ہوگا خواہ پورا انصاف ہو یا نہ ہو اور اگر اسکی مالک میں غلام خدمت ہوں یا ایسا مال جو خمس زکوۃ سے نہیں ہر مثل دورہ عقار و اسباب جو دست

مسئلہ اول۔ اگر قرضدار نے قرض خواہ سے قسم لی کہ اگر میں نے تیرا قرضہ بردہ عید ادا نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہو چو اور اس میں تاخیر نہیں ہوئی اور دوسرے شہر کے قاضی نے اسکو عید قرار دیا چو اور اس میں تاخیر نہیں ہوئی چو کسی شہر کے قاضی نے اس روز کے عید کا روزہ ہونے کا حکم دیا تو یہ دوسرے شہر والوں کے واسطے بھی لازم ہوگا جبکہ مطلق مختلف نہوں جیسے رمضان کا روزہ ہونے میں حکم ہو چنانچہ میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ ہر ماہ اسکو ایک درم دنگا اور اسکی کچھ بیعت نہیں ہو اور اس نے اول ماہ میں قسم کھائی ہو تو یہ مہینہ بھی اسکی قسم میں داخل ہوگا اور چاہیے کہ اس مہینہ نکل جانے سے پہلے اسکو ایک درم دیدے اور اسی طرح اگر آخر ماہ میں قسم کھائی ہو تو یہ بھی حکم ہو اور اسی طرح اگر یوں کہا ہو کہ ہر مہینہ میں تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر قسم کھانے والے پر مال قسط دار ہو کہ ہر مہینہ کے انتلاخ پر اس پر ایک قسط کا ادا کرنا آتا ہو پس اس نے قسم کھائی کہ اسکو ہر مہینہ میں قسط ادا کر دنگا تو اسکی مہینہ میں اس پر قسط لازم ہوگی کہ اسکی میعاد چکی ہو پس اگر اس نے اس مہینہ کے آخر ہونے تک ادا کر دی اپنے اس مہینہ کی قسط کو تو اپنی قسم میں سچا رہا یہ بسو ط میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ جو بچہ ہو ضرور اس کے ادا کرنے میں کو شش بلخ کر دنگا تو وہ اس مال کو بھی فروخت کرے جو در صورت قاضی کے بیان فائش ہونے کے قاضی اسکو اسکی طرف سے فروخت کرے یا نہیں یہ میں ہر

تجارت کے نہیں ہو تو حائث نہ ہوگا یہ سراج و ناراج میں تو ایک شخص مر گیا اور اسنے وارث چھوڑا اور میت کا ایک شخص پر قرضہ ہو پس وارث نہ کو اس قرضہ دار کے پاس آیا اور اس سے مخاصمہ کیا پس قرضہ دار نے قسم کھائی کہ اس شخص کا مجھے کچھ نہیں ہو پس اگر وہ اسکے مورث کی موت سے آگاہ نہ تھا تو مجھے امید ہو کہ حائث ہوگا اور اگر آگاہ تھا تو حائث ہوگا اور یہی مختار ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اصل میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میرے بے کچھ مال نہیں ہو حالانکہ اسکا قرضہ کسی مفلس یا تو انگر پر ہو تو حائث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی نے اسکا مال غصب کر لیا ہو اور اسکو تلف کر دالا اور اسکا اقرار کرتا ہو یا وہ مال معینہ موجود ہو مگر وہ انکار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مال منہوب یا حینہ موجود ہو اور غاصب اقرار کرتا ہو کہ میں نے فلان سے غصب کر لیا ہو تو اس میں مثل مخ نے اختلاف کیا ہو۔ اور اگر کسی کے پاس اسکی ودیعت ہو اور مستودع مقرر ہو تو حائث ہوگا اور اگر اسکے پاس قلیل یا کثیر سونا یا چاندی ہوگی تو حائث ہوگا اور اسی طرح اگر اسکے پاس مال تجارت یا مال سوداگرم ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اسکے پاس اسباب حیوان وغیرہ ہوں تو اسکا مال حائث ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ زید سے جس حق کا دعوی کرتا ہو اس سے صلح نہ کر ونگا پھر کسی کو وکیل کیا جسے زید سے اسکی بابت صلح کر لی تو حائث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ زید سے صلح نہ کر ونگا پھر کسی کو وکیل کیا جسے ساتھ خصوصیت کیو اسے وکیل کیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید سے صلح نہ کر ونگا پھر اس سے صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا کہ اس نے صلح کر لی تو حائث نہ ہوگا اس واسطے کہ صلح میں عہدہ زید سے وکیل نہیں ہو بیٹھ کر حسی میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ یہ نہرا در فرم خراج نہ کر ونگا پھر ان سے اپنا قرضہ ادا کیا تو حائث نہ ہوگا اس واسطے کہ عرف میں یہ خراج کرنا نہیں ہو اور بعض نے کہا کہ حائث ہوگا اور اگر اس طرح بھی نہ دینے کی نیت کی ہو تو بالائفاق حائث ہوگا اس واسطے کہ اسنے اپنے اوپر سختی کی نیت بیان کی ہو لیکن صرف میں اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ وجہ کروری میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ قرضہ اپنے ذمہ نہ کر ونگا پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو بلحاظ دین مہر کے حائث نہ ہوگا اور اگر بیعت سلم میں درمے ہو تو حائث ہو یا خلاصہ میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ ایسا فعل نہ کر ونگا تو اسکو ہمیشہ کے واسطے ترک کر کے یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ضرور ایسا کر ونگا تو ایسا کر کے سے قسم پوری ہو جائیگی خواہ اسنے باکراہ اسکو کیا ہو یا خوشی سے خواہ یا دے یا بھوے سے خواہ خود اپنے واسطے یا غیر کی طرف سے وکیل ہو کر۔ اور اگر اسنے اس فعل کو نہ کیا تو اسکے حائث ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا یا ان ملک کے اسکے طرف سے اس فعل سے پاس ہو جاوے اور اسکی یہ عورت ہو کہ وہ بدون اس فعل کے کرنے کے مر جاوے پس اسپر واجب ہے کہ کفارہ ادا کرنے کی وصیت کر جاوے یا یہ صورت ہو کہ محل فعل فوت ہو جاوے چھبے قسم کھائی کہ زید کو مار ونگا یا یہ گروہ روٹی کھاؤنگا پھر زید اسکے فعل سے پہلے مر گیا یا روٹی کسی نے کھائی تو حائث ہوگا اور یہ اس وقت ہو کہ قسم مطلق ہو اور اگر مقید ہو مثلاً قسم کھائی کہ اس روٹی کو آج کے روز کھا جاؤنگا تو قبل وقت گذرنے کے فوت محل فعل سے امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک قسم ساقط ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ نے اس میں خلاف کیا ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ حرام نہ کر ونگا تو نکاح فاسد سے حائث نہ ہوگا اور اسی طرح جو پا یہ بہائم کے ساقط وطنی کرنے سے بھی حائث نہ ہوگا الا انکر کوئی بات ایسی ہو کہ وہ اس امر پر دلالت کرے کہ یہ بھی مردوثی

جیسے مثلاً قسم کھانے والا گائون کے جاہل گنواروں میں سے جو جو بہائم و چوپایوں کے پیچھے چلتے ہیں یہ سہرا جیہ میں ہو ایک نے قسم کھائی کہ کچھ دھنیت نہ کرونگا پھر اسنے مرض الموت میں بہہ گیا تو حائث نہوگا اور اسی طرح اگر اپنے مرض الموت میں اپنے باپ کو خریداکہ وہ اسکی طرف سے آزاد ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ آج اسکو سو درم بہہ کرونگا پھر اسکو ایسے سو درم بہہ کیے جو وہاں سب کے کسی دوسرے پر قرضہ ہیں اور اسکو انکے وصول کر لینے کا وکیل کرو دیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر بہہ کرنے والا قبل موہوب لے کر قبضہ کرنے کے ہو گیا تو موہوب لے کر قبضہ نہ کر سکے گا اسواسطے کہ وہ دارنوں کی ملک ہو گئی یہ فتح القدر میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اگر جس امر کا حکم کریگا اور جس سے منع کریگا اس میں اسکی اطاعت کرونگا پھر اسکے بعد نہ بدنے اسکو اسکی جو رو سے جماع کرنے سے منع کیا پھر اسنے اپنی جو رو سے جماع کیا تو حائث نہوگا بشرطیکہ یہاں کوئی ایسی بات نہو جو اسپر دالبت کرے کہ ایسے اوامر و نواہی کسی مراد تھے۔ قسم کھائی کہ فلاں کی خدمت نہ کرونگا پھر اجرت پر اسکی تمیص سی دی تو حائث نہوگا اور اگر بلا اجرت سی دی تو حائث ہوئے کا خوف ہو یہ قادی عالمگیری ہے۔ اور اگر کہا کہ کل مال جو میری ملک ہے ہدی ہو پس دوسرے نے کہا کہ اور مجھے اسکے مثل ہو تو دوسرے پر لازم ہوگا کہ اپنا تمام مال خواہ مال دل سے کم ہو یا زیادہ ہو یا برابر ہو ہدی کر دے لیکن اگر اسکی ینیت ہو کہ اول کے مال کے برابر ہدی ہو تو قسم اسی قدر پر ہوگی قال المترجم ہدی سے مراد وہ مال کہ فقر اسے کہ معتقلہ کو صدقہ دیا جائے۔ اور اگر کہا کہ کل مال کہ میں اسکا مالک ہوں سال بھر تک پس وہ ہدی ہو پس دوسرے نے کہا مثل اسکے تو دوسرے پر کچھ لازم نہوگا یہ ایضاح میں ہو۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی کہ میں اس آدمی کو نہیں بچاتا ہوں حالانکہ وہ اسکو ضرورت سے بچاتا ہو مگر نام سے نہیں بچاتا ہو یعنی نام نہیں جاتا ہو تو حائث نہوگا اسی طرح یہ مسئلہ اصل میں مذکور ہو اور فرمایا کہ لیکن اگر اسنے ضرورت سے بھی نہ بچانے کی نیت کی ہو تو حائث نہوگا پس اگر اسنے ایسی نیت کی تو اسنے اپنے اوپر سختی کر لی اور لفظ اس مراد کو مختل ہو۔ اور یہ اسوقت ہو کہ مخلوف علیہ کا کچھ نام ہو اور اگر اسکا کچھ نام نہو مثلاً ایک شخص کے یہاں فرزند پیدا ہوا اور پڑوسی نے دیکھ کر قسم کھائی کہ میں اس فرزند کو نہیں بچاتا ہوں حالانکہ نہو آسکا نام نہیں رکھا گیا ہو تو وہ حائث نہوگا اسواسطے کہ وہ اسکو ضرورت سے بچاتا ہو اور نام اسکا کوئی خاص نہیں ہو تاکہ اسکی شناخت شرط کی جائے یہ محیط و ظہیر میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ فعل نہ کرونگا مادامیکہ فلاں اس شہر میں ہو پھر فلاں مذکور یہاں سے چلا گیا پس اسنے یہ کام کیا پھر وہ لوٹ آیا پھر اسنے دوبارہ یہ فعل کیا تو حائث نہوگا یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بروز جمعہ کوئی عمل نہ کرونگا کوئی کام نہ بناؤنگا اور اس شخص کے پاس کپڑا تھا جسکی تمیص تیار کرانی منظور تھی پس اسکو درزی کے پاس لے گیا اور اسکو ادکھا اسکی تمیص سی دے تو حائث نہوگا یہ قادی عالمگیری ہے۔ مجموع النوازل میں لکھا کہ کہ زید نے عمرو کے پاس کوئی چیز ہدی یہ چیز سی عمر و نے لے لیا کہ اگر میں نے تجھے اس ہدیہ کے عوض یہ قبا نہ دی تو میرا غلام آزاد ہو پھر کچھ زمانہ گزرا پھر عمرو نے اسکو دس درم دیے اور اس سے یہ ہدیہ صلیہ کر لی تو حائث نہو گیا اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ جب تک قبا باقی ہو اور وہ زندہ ہو تب تک حائث نہیں ہوگا چنانچہ اگر اسکے بعد قبا دیدی تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس قلم سے نہ لکھونگا پھر اسکو لکھ دیا اور دوبارہ

ترجمہ قادی عالمگیری جلد دوم



اسکو درست کر کے اُس سے لکھا تو حائث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اُس چھری سے نہ کاؤنگا پھر اسکو  
 توڑ کر دوبارہ بٹھا کر اُس سے تراشنے کا کام لیا تو حائث نہ ہوگا یہ حاوی میں تو قسم کھائی کہ فلاں عورت کی صورت  
 نہ دیکھونگا پھر نقاب کے ساتھ اُسکی صورت پر نظر کی تو حائث نہ ہوگا جب تک کہ اُدھے سے زیادہ چہرہ کھانہ ہو  
 امام محمد نے فرمایا جو قسم کھائی کہ فلاں کی صورت نہ دیکھونگا پھر اُسکی صورت باریک پردہ یا شیشہ کے پیچھے کسی تہیکے  
 پیچھے سے اُسکی صورت دکھائی گئی تو حائث ہوگا بخلاف اسکے اگر آئینہ پر نظر ڈالی اور آئین میں اسکا چہرہ نظر آئے  
 حائث نہ ہوگا یہ فتاویٰ کے کبرے میں ہوا اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں کو دیکھا پس میں نے اسکو نہ مارا  
 تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکو بقدر ایک میل یا زیادہ دوری سے دیکھا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ حائث نہ ہوگا  
 اسواسطے کہ اُس نے اسکو نہیں دیکھا ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تجھ سے ملائی ہو پس میں نے تجھ سے  
 سلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہو تو چاہیے کہ ملاقات ہونے کی ساعت میں سلام کرے اور اگر ایسا نہ کیا  
 تو حائث ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے تیرا گھوڑا تجھ سے غارت نہ کیا پس تو نے مجھ سے نہ دیا تو  
 میرا غلام آزاد ہو تو اس صورت میں بھی چاہیے کہ دینے سے انکار کرنا اسکے فعل یعنی مانگنے کے ساتھ فرمایا جائے  
 اگر اسکے سوا ہے اور نیت کی ہو تو قضا اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ششقی میں لکھا ہے کہ  
 اگر قسم کھائی کہ فلاں کی جانب نہ دیکھونگا پھر اسکے پاؤں یا ہاتھ یا سر کی طرف نظر کی تو امام محمد رحمہ نے  
 فرمایا کہ اگر پاؤں یا ہاتھ کی طرف دیکھا تو اسکو نہ دیکھا اور اسکا دیکھنا یہی ہو کہ اسکے منہ یا سر یا بدن کی طرف نظر  
 ڈالے اور اگر اسکے سر کے اوپر کی طرف نظر ڈالی تو بھی اسکو نہ دیکھا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر اسکو دیکھا اور  
 درجہ لیکھ اسکو نہیں پہچانتا ہو تو قضا ہوگا دیکھنا تحقق ہوا اور اگر اسکو سر سے پاؤں تک مشعل کہیں کے کپڑے میں لپیٹا ہو  
 دیکھا اور اسکا سر بدن الگ الگ تھا ہر ہوتا ہو گے کپڑا ایسا ہو کہ اسکی سب صورت ظاہر نہ ہو یعنی مثلاً ایسا پارکے  
 کپڑا ہو کہ جسکے اندر سے اسکے سر یا بدن کی شکل و ہیئت کھلتی ہو تو اسکو دیکھنا ناجائز ہے اور اگر اسی کپڑے میں سے اسکا  
 بدن معلوم نہ ہوتا ہو تو اسکو نہیں دیکھا اور اگر اسکی پیٹھ کو دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر اسکے سینہ و پیٹھ کو دیکھا تو اسکو  
 دیکھا اور اگر اسکے سینہ و پیٹھ میں سے اکثر حصہ دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر قنطورا نہ دیکھتے ہیں کہ دیکھا تو اسکو نہ دیکھا  
 اور کسی عورت کی تبدت قسم کھائی کہ اسکو نہ دیکھونگا پھر عورت نہ کورہ کو نقاب سے ہونے کی حالت میں بیٹھ ہو  
 یا کھڑے ہوئے دیکھا تو اسکو دیکھا الا آنکر اسکی ہیئت یہ ہو کہ اسکے چہرہ کو نہ دیکھونگا تو زیادہ فیما بینہ بدین اور قنطورا  
 اسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضا تصدیق نہ ہوگی لیکن اگر قسم نہ کورے پہلے ایسی گفتگو ہو کہ جو اس در پر دلا  
 کرے تو قضا بھی تصدیق ہوگی اور اگر اُس نے کہا کہ اگر میں نے فلاں کو دیکھا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکو مردہ  
 یا کفن پہنا یا سوا دیکھا حالانکہ اسکا منہ ڈھانک دیا گیا ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ حائث ہوگا کیونکہ دیکھنا زندگی  
 و مرگ دونوں پر ہی بیٹھ خواہ زندہ دیکھا تو اسکا دیکھنا کہلا دیکھا خواہ مردہ دیکھا تو بھی ایسا ہی ہے کہ بعد موت  
 کے دیکھ لینا ایسا ہی جیسے زندگی میں دیکھنا یہ نجس ہیں۔ یہ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر میں نے خالد کو دیکھا پس  
 تجھ کو آگاہ نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر خالد کو عمرو کے ساتھ دیکھا تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ نے فرمایا  
 زید حائث نہ ہوگا اور اسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر زید نے کہا ہو کہ اگر میں نے خالد کو دیکھا پس اسکو تیرے

کسی ایسی  
 لکھ کر  
 بیت اور  
 اوقات میں  
 تو نہیں  
 س دھت  
 اس سے  
 اپنے غلام  
 سے بدین  
 لکھا کہ اگر  
 میں نے  
 دیکھا تو  
 میرا غلام  
 آزاد ہو  
 یا کفن پہنا  
 یا سوا  
 دیکھا  
 حالانکہ  
 اسکا منہ  
 ڈھانک  
 دیا گیا  
 ہو تو  
 امام محمد  
 رحمہ نے  
 فرمایا  
 کہ حائث  
 ہوگا  
 کیونکہ  
 دیکھنا  
 زندگی  
 و مرگ  
 دونوں  
 پر ہی  
 بیٹھ  
 خواہ  
 زندہ  
 دیکھا  
 تو اسکا  
 دیکھنا  
 کہلا  
 دیکھا  
 خواہ  
 مردہ  
 دیکھا  
 تو بھی  
 ایسا ہی  
 ہے کہ  
 بعد  
 موت  
 کے  
 دیکھ  
 لینا  
 ایسا  
 ہی  
 جیسے  
 زندگی  
 میں  
 دیکھنا  
 یہ  
 نجس  
 ہیں۔  
 یہ  
 زید  
 نے  
 عمرو  
 سے  
 کہا  
 کہ  
 اگر  
 میں  
 نے  
 خالد  
 کو  
 دیکھا  
 پس  
 اسکو  
 تیرے

پاس نہ لاون تو میرا غلام آزاد ہو اور باقی مسئلہ مثل مذکورہ بالا واقع ہوا تو بھی اسکا غلام آزاد نہ ہوگا یہ فتاویٰ دوسرے  
 قاضی خان مین ہوشام نے امام محمد سے روایت کی ہے اگر کسی نے کہا کہ واسطہ فلاسلے کی موت و زندگی میں حاضر  
 نہ ہوگا تو امام محمد نے فرمایا کہ زندگی میں حاضر ہونا یہ ہوگا کہ اس کے غم و شادی میں حاضر ہو اور موت میں حاضر ہونا  
 یہ ہے کہ اس کے مرگ و جنازہ پر حاضر ہو۔ اگر زید نے کہا کہ اگر میں نے ہجر و کفر حرام پر نہ دیکھا تو میری جو رد طلاق ہو چکر  
 عمر و کو دیکھا کہ وہ اجنبیہ عورت کے ساتھ خلعت میں ہی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وہ حائض ہوگا اسو اس کے کہ  
 یہ حرام نہیں ہے مگر وہ یہ ظہیرہ میں ہے۔ ایک نے فارسی میں کہا کہ ہزاروں سال میں بدویشان وادہ اور وہ اتنا ہی  
 کہنے پایا تھا کہ کسی نے اسکا منہ بند کر لیا حالانکہ وہ چاہتا تھا کہ اس کے یوں کہے کہ اگرچہ میں کفر تو شائع نے فرمایا ہے کہ  
 احتیاطاً ہزاروں صدقہ کر دے اور اگر طلاق یا عتاق کے ساتھ قسم منع کر دے کا قصہ تھا اور ایسا واقع ہو تو طلاق  
 وعتاق کچھ واقع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور فواہد کسلا اسلام میں ہے کہ ایک شخص نے اپنا کپڑا دھو بی کو  
 دیا پھر وضو کی انکار کر لیا پھر اس شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں نے قسم نہ دیا ہو تو میرا غلام آزاد ہو جائے گا اس میں  
 اس شخص نے اپنے اس کے پسر یا شاگرد پیشہ کو دیا تھا تو فرمایا کہ اگر پسر یا شاگرد پیشہ نہ کرے گا تو اس کے عیال میں سے ہو تو یہ شخص  
 حائض نہ ہوگا الا انسی صورت میں کہ اسکی بیعت ہو کہ وضو ہی گویا تھا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے عورتی ہاتھ پاؤں  
 جو رد کی طلاق کی قسم اس میں اہر پر کھائی کہ لا یرج فلا یر علی ہرہ الفطرۃ یعنی نہ چھوڑو نہ نکالو فلاں کو اس میں ہر  
 گز نہ بھر اسکو فقط زبان سے منع کیا تو قسم میں سچا ہو جائیگا۔ ایک نے اپنے پسر سے کہا کہ اگر میں نے قسم نہ دیا ہو  
 کہ تو فلاں کے ساتھ کام کرے تو میری جو رد طلاق ہو پس اگر پسر نہ کوہ باغ ہو کہ بقول اس کے رد کہ اسکا  
 قدرت حاصل نہو اس اسکوزبان سے منع کر دیا تو قسم میں سچا ہو گیا اور اگر پسر پھر ہو تو قسم میں سچا ہو رہے  
 واسطے شرط ہو کہ قول فعل و دون سے منع کرے۔ ایک نے اپنے صہر کی مقبوضہ زمین کا دعویٰ کیا اور قسم  
 کھائی کہ اگر میں نے یہ دعویٰ چھوڑ دیا یا نہ تاک کہ اس زمین کو سونے لون تو میری جو رد طلاق ہو تو وہ بلا شرط  
 فرمایا کہ اگر ہر ماہ میں اس سے ایک بار خا صر کیا اور پورا عینہ بھی خصوصیت کو ترک نہ کیا تو حائض نہ ہوگا اور  
 اگر قسم کھائی کہ واسطہ نہ چھوڑو نہ نکالو اس قسم میں سچا ہو جائے گا جو بے پھر وہ نکل گیا اور حائض نہ ہوگا اور تو  
 حائض نہ ہوگا اور اگر اسکو نکلے دیکھا اور چھوڑ دیا منع نہ کیا تو حائض ہوگا اور اگر اس کے ساتھ ہو گیا مگر اس پر عینہ  
 نہ پائی یا نہ تاک کہ وہ چلا گیا تو حائض نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر یہ مال کیوں  
 ہوں تو میری جو رد طلاق ہو پھر دیکھا تو وہ کیوں اور چھوڑا رہے تھے تو حائض نہ ہوگا اور یہ صاحبین کا قول  
 ہو اور اگر کہا کہ ان کا منت نہہ الجملۃ الا منفۃ یعنی اگر ہو یہ تمام الا کیوں تو میری جو رد طلاق ہو پھر وہ کیوں  
 چھوڑا رہے تھے تو وہ حائض ہوگا اور اگر وہ سب کیوں ہوں تو امام ابو یوسف نے کہے قول میں حائض نہ ہوگا  
 اور امام محمد نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں حائض نہ ہوگا یہ ایضاً میں ہے۔ اسی طرح اگر کہے کہ اگر میں نے  
 جملہ سوائے گندم یا غیر گندم کے تو بیشک الا گندم کہنے کے ہے یعنی حکم صاحبین میں باجماع اختلاف نکل نہ ہوگی  
 برائے میں ہو اور انتی میں بروایت ابراہیم مذکور ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے مسعود  
 دیکھا تو فلاں بامری آزاد ہو تو فرمایا کہ اگر اسکی بیعت تین روز یا زیادہ دیر کے سفر کی ہو تو قسم اسکی بیعت ہوگی

امام محمد نے فرمایا کہ اگر میں نے مسعود دیکھا تو فلاں بامری آزاد ہو تو فرمایا کہ اگر اسکی بیعت تین روز یا زیادہ دیر کے سفر کی ہو تو قسم اسکی بیعت ہوگی

ورنہ اگر کچھ نہایت سختی تو یہ قسم ایک عیسائی کے سفر پر ہوگی پر محیط میں اور فتاویٰ اسے ماوراء النہر میں مذکور ہو کر شیخ  
ابو نصر بوہوسی سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے قسم کھائی مگر یہ بھول گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی یا روزے رکھنے کی یا حج و  
کے طلاق کی انہیں سے کسی کی قسم کھائی مٹی تو فرمایا کہ اسکی قسم طلاق پر ہوگی الا آنکہ اسکو یاد ہو جائے یہ تاتا خانہ  
میں ہو قال المترجم اس سے ظاہر ہے کہ ان تین میں طلاق کو ترجیح ہوگی نظر بر فقہ و حفظ دین اللہ تعالیٰ فافہم۔ اگر  
کسی نے ایک خادم کی نسبت جو اسکی خدمت کرتا تھا قسم کھائی کہ اس سے خدمت نہ چاہوں گا تو اس میں مسئلہ بین  
دو وجہیں ہیں اول آنکہ خادم مذکور اسکا مملوک ہے اور ہمیں چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ اگر قسم کے اس سے ظاہر ہو  
خدمت چاہی مثلاً لکھا کہ میری خدمت کرے تو وہ حائث ہوگا اور یہ ظاہر ہو دوسری صورت یہ کہ قسم کے بعد اسنے بدون  
حکم مولیٰ کے مولیٰ کی خدمت کی اور مولیٰ نے اسکو خدمت کرنے دی حالانکہ وہ قسم سے پہلے خدمت مولیٰ کے حکم سے کیا  
سر تھا تھا تو اس صورت میں بھی حائث ہوگا اور تیسری صورت یہ ہو کہ اسنے بغیر حکم مولیٰ کے اسکی خدمت کی اور پہلے  
بھی بغیر حکم مولیٰ کے خدمت کیا کرتا تھا تو اس صورت میں بھی حائث ہوگا اور چوتھی صورت یہ ہو کہ بعد قسم کے  
اسنے مولیٰ کی خدمت بدون اسکے حکم کے کی اور قسم سے پہلے اسکی خدمت بالکل نہیں کرتا تھا تو اس صورت میں بھی  
حائث ہوگا۔ اور رہی وجہ دوم وہ یہ ہو کہ خادم مذکور کسی دوسرے کا مملوک ہے اور آئین بھی وہی چار صورتیں  
ہیں جو پہلے دیر بیان کی ہیں مگر اسوجہ میں پہلی دونوں صورتوں کے وقوع سے حائث ہوگا اور چھٹی و دونوں  
صورتوں کے وقوع سے حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خادم مملوک زید سے خدمت نہ چاہوں گا پھر خادم  
مذکور سے صریح نہیں بلکہ اشارہ سے دیکھا پانی یا پیچھے کے واسطے پانی مانگا اور قسم کھانے کے وقت اسکی  
کچھ نسبت نہ تھی کہ کیونکہ یا کسی خدمت نہ چاہوں گا تو یہ شخص حائث ہوگا خواہ خادم فلان اسکو بجا لاوے یا نہ  
لاوے اور اگر اسنے قسم میں یہ نیت کی ہو کہ اس طرح خدمت نہ چاہوں گا کہ میں اس سے خدمت کو قبول نہ کروں وہ  
خدمت کرے تو دیا نہ دینا مبینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاء تصدیق نہ ہوگی اور اگر  
قسم کھائی کہ زید کا خادم میری خدمت نہ کرے یا میری قسم کھانے والا اور زید مذکور ساتھ دست خوان پر کھانے کو بیٹھ اور  
یہی خادم ان لوگوں کے کھانے دینے کی خبر گیری کرتا ہو تو حالت مذکور حائث ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اندر گھر کے  
ہر کام کاج کو خدمت بولتے ہیں اور باہر کے کام کاج مثل خرید و فروخت وغیرہ کو تجارت بولتے ہیں اور وہ خدمت  
میں شمار نہیں ہو۔ اور واضح ہو کہ خادم کا اطلاق غلام و باندی دونوں پر ہو خواہ بڑا ہو یا اتنا چھوٹا کہ خدمت  
کر سکتا ہو یہ ظہر میں ہو۔ قال المترجم ہمارے عرف میں گھر کے کام کاج کے ساتھ بازار کے ضروری خرید و فروخت  
بھی خدمت میں داخل ہو اور یہی اسکے عرف میں بھی بنا بر صیح مراد ہو اور بالفاظ خادم سو ہمارے عرف میں  
غلام پر بولا جاتا ہو اور نیز نوکر یا جواری و سالانہ پر بھی اور باندی پر خادم نہیں بلکہ خادمہ کا اطلاق ہوتا ہو  
اور اس طرح ماہانہ یا سالانہ پر جو عورت نوکر ہو خادمہ کہلاتی ہو بنا برین مسائل کی تخریج میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے  
ہو فافہم۔ واللہ تعالیٰ الملکم المصدق والاعواب۔ واضح ہو کہ مزارعت میں کاشتکار و مالک زمین جہاں مذکور  
ہوئے ہیں اسنے پورے دارالاک زمین مراد نہیں بلکہ چرائی پر عینے بونے والے کاشتکار ہیں اور نیز بانی پر بارغ  
بچانے والے عامل ہیں و مالک بارغ و زمین سے انکا عقد فرائض و نجارت وغیرہ ہوتا ہو جو کچھ اقساما

کتاب الامارۃ سے مع تفصیل و اختلاف و ریافت ہوگا وہاں سے معلوم کرنا چاہیے جب یہ معلوم ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ کتاب زمین مذکور ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے کاشتکار ہوں میں نے نوٹنگا حالانکہ اس وقت وہ فلاں کا کاشتکار ہی یا کہا کہ میں فلاں کا جوٹا نوٹنگا حالانکہ اس کی زمین اس کے پاس ہو اور فلاں مذکور غائب ہو ایسی سہولت وہ اس عقد کو جو دو طرفہ کے درمیان ہو زمین توڑ سکتا ہے تو جہانت ہو جائیگا اس واسطے کہ حانت ہونے کی شرط یہی ہے کہ فلاں کے کاشتکاروں میں سے ہوا اور یہ بات پائی گئی اور وہ زمین مغرور بعد از شرعی نہیں ہو اور اگر وہ مالک زمین کے پاس عقد مزارعت توڑنے کے واسطے چلا تو حانت ہوگا اگرچہ مالک زمین نہیں ہے نہ ہو کہ زمین باہر ہوا سو جو جسے کہ اتنی دیر ہی قسم سے مستثنیٰ ہوتی ہو پس ایسا ہو کہ جیسے کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ ہونگا اور نکلنا چاہا مگر اس نے کبھی نہ پائی الا بعد ساعت کے تو جہانت ہوگی کی تلاش میں ہو حانت نہیں ہوتا ہے پس ایسا ہی یہاں بھی ہو اور اگر وہ بعد قسم کے مالک زمین کے پاس جا کر اس کو اس کی زمین واپس کر دینے کے کام کے واسطے سوا اسے اور کام میں مشغول ہوا تو حانت ہوگا جیسے کہ مسئلہ مکان میں سوا کسی کی جو کچھ اس کے اور کام میں مشغول ہونے سے حانت ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ کام قسم سے مستثنیٰ نہیں ہو اور اگر مالک زمین کے پاس باہر جانے سے اس کو کسی آدمی نے روکا یا مالک زمین میں موجود ہی مگر اس کے پاس پہنچنے سے کسی نے اس کو روکا تو حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ فلاں کا کاشتکار ہونا ہی اس کے حانت ہونے کی شرط ہے اور باوجود منع کے اس کا تحقق ہوگا چنانچہ اس کا بیان ادھر گذرا ہے حتیٰ کہ اگر اس نے یوں کہا کہ اگر میں نے فلاں کی کاشتکاری نہ چھوڑی تو ایسا تو واجب ہے کہ مسئلہ و قیولوں پر ہو جیسے مکان کی سکونت کے مسئلہ میں ہم نے بیان کیا ہے نہ فتاویٰ کبرے میں ہے شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ اہل حرفہ میں سے ایک نے اپنے کار کے اوزاروں سے کام نہ بنانے پر یوں قسم کھائی کہ اگر دست برآنا نہ فائدہ یعنی اگر انکو ہاتھ سے چھوڑ دوں تو میرا غلام آزاد ہو مثلاً پھر اس نے انکو ہاتھ سے چھوڑا مگر کام نہ بنانے کے واسطے زمین یوں ہی چھوڑا پس آیا حانت ہوگا یا نہیں تو شیخ نے فرمایا کہ نہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے فارسی میں کہا کہ اگر میں کشت کم درین وہ زمین طالعہ است یعنی اگر میں اس گاون میں بیتی کروں تو میری جو رو طالعہ ہو پس اگر اس نے خر بوندہ یا کپاس کی کھیتی کی تو حانت ہوگا اور اگر کسی دوسرے کی ہوئی ہوئی بیتی کو پانی دیا یا زمین کوڑی دیا چلائی کی یا کھیتی کا بی تو حانت نہ ہوگا اور اگر دوسرے کو مزارعت پر دیدی یا مزارعت کے واسطے کوئی شخص اجرت پر مقرر کیا جس نے مزارعت کی تو بھی حانت ہوگا بشرطیکہ شخص ایسا ہو کہ خود اپنے آپ اس کام کو کرنا ہو کیونکہ اس نے اپنے آپ کھیتی نہیں کی اور اگر اس نے یہ بھی نہیں کی ہو کہ دوسرے کو حکم نہ کرونگا تو اس کی تصریح ہوگی کہ وہ حانت ہوگا اس واسطے کہ اس کے لفظ سے یہ بی بی تکمل سکتے ہیں اور زمین اس کے اوپر سختی زائد ہوتی ہو نہ آسانی۔ اور اگر اس کے غلام یا مزدور نے اس کے واسطے کھیتی کی حالانکہ قبل قسم کے اس کو حکم دیا تھا تو وہ حانت ہوگا الا آنکہ اس نے خاصۃً اپنے ہاتھ سے کھیتی نہ کرنے کی نیت کی ہو نہ فتاویٰ کبرے میں ہے۔ اور اگر مالک زمین یا کاشتکار نے کہا کہ اگر میں کشت مرا بکار آمدن میں طالعہ یعنی اگر یہ بیتی میرے کام آوے تو میری جو رو طالعہ ہو پھر اپنا حصہ پیداوار فروخت کر دیا یا کسی کو وقفہ میں دیدیا یا ہبہ کر دیا تو حانت ہوگا اور اگر اس کو کسی نے منع کر دیا پس مالک نے اس سے تاوان لیا اور لیکر اپنے

۱۔ اگر زمین باہر ہو  
۲۔ اگر زمین باہر ہو  
۳۔ اگر زمین باہر ہو  
۴۔ اگر زمین باہر ہو  
۵۔ اگر زمین باہر ہو  
۶۔ اگر زمین باہر ہو  
۷۔ اگر زمین باہر ہو  
۸۔ اگر زمین باہر ہو  
۹۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۰۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۱۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۲۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۳۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۴۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۵۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۶۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۷۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۸۔ اگر زمین باہر ہو  
۱۹۔ اگر زمین باہر ہو  
۲۰۔ اگر زمین باہر ہو



نصف میں خرچ کیا تو حانت نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلاں کے لیے ایک حدیث یا نصف حدیث کی ضمانت کر لی تو میری جو روٹا لقمہ ہو پھر اس کے واسطے کسی کی طرف سے دس درم غلط بیانی کی ضمانت قبول کر لی تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے واسطے کام نہ بناؤنگا اور وہ موزہ دوڑ ہو پس اس نے دوکاندار سے موزہ دوزی کے اوزار خریدے اور موزہ بنایا پھر فلاں مذکور کے ہاتھ فروخت کر دیا تو حانت نہ ہوگا یہ خزانہ المفتیین میں ہر شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد کے پاس کراہیہ بھڑا رہے پر چلائے کی چیزیں ہیں اس نے قسم کھائی کہ اگر چیزوں کو کراہیہ پر دونوں تو میری جو روٹا لقمہ ہو پھر اس کی جو روٹنے ان چیزوں کو اجارہ پر دیا اور ان کی اجرت خود وصول کی خواہ خود خرچ کی یا اپنے شوہر کو دیدی تو شوہر نہ کور حانت نہ ہوگا۔ اور اگر وہ نہ کور نہ مستاجر دونوں سے کہا ہو کہ تم ان مکانوں میں رہو تو شیخ الاسلام سے یہ صورت منقول نہیں ہو اور بعض نے فرمایا کہ چاہیے کہ یہ صورت بھی اجارہ پر ہو اور وہ اپنی قسم میں حانت ہو جائے اور اسی طرح اگر اس نے مستاجر دونوں سے ایسے ہی نہی کی اجرت کا تقاضا کیا جس میں وہ لوگ مکانوں میں نہیں رہتے ہیں تو بھی یہ امر اس کی طرف سے اجارہ پر ہو اور وہ اپنی قسم میں حانت ہوگا اور اگر اس نے ایسے ہی نہی کی اجرت کا تقاضا کیا جس میں وہ رہ چکے ہیں لیکن چڑھا ہوا پچھلا کر ایدہ مانگا تو یہ اجارہ نہیں ہو اور وہ اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ چھوؤنگا پھر اس میں سے مضروب لیتی اس کے زوہ چھو تو حانت نہ ہوگا یہ محیط میں ہو لکھا ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لکڑی نہ چھوؤنگا پھر کسی درخت کی پاؤں چھوئی تو حانت نہ ہوگا یہ لطاف اس کے اگر کہا کہ جذع یا عود نہ چھوؤنگا تو ایسی صورت میں حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بال۔ چھوؤنگا پھر بال چھو تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ چھوؤنگا پھر نہ چھو تو حانت نہ ہوگا خزانہ المفتیین میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تیرہ چھوؤنگا پھر تیرہ چھوئی تو حانت نہ ہوگا یہ بیسویں میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تیرہ چھوؤنگا پھر موزہ یا جو تہ پہنکر زمین پر چلا تو حانت نہ ہوگا اور اگر زمین پر فرش نہ چھوؤنگا پھر چلا تو حانت نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر کسی فعل کی نسبت قسم کھائی کہ اس کو نہ پہنؤنگا پھر اس کا بیٹے قسم کاٹ کر اس پر دیا تو قسم لگا کر اس کو پہنا تو حانت نہ ہوگا یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ اور اگر اپنے طرف اشارہ کر کے اس طرح کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے چھو یا اپنی طرف اضافت نہ کی یوں ہی کہا کہ اگر اس سر کو کسی نے چھو تو میری باندی آزاد ہو پھر قسم کھانے والے نے خود چھو تو حانت نہ ہوگا۔ امام محمد نے رقیات میں بیان فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز بال نہ چھوؤنگا پھر اس نے اپنا سر چھو تو حانت نہ ہوگا اور اگر دوسرے کا سر چھو تو حانت نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمار بازی نہ کروؤنگا پھر اس نے یہ کہا کہ دست عاریت داؤ تو حانت نہ ہوگا اور اگر مجاہد ہری کی تو بنا بر قول اختصار کے حانت نہ ہوگا یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ شفعہ سپرد نہ کروؤنگا یعنی نہ دیدوؤنگا پھر خاموش رہا اور خاصہ نہ کیا بیان تک کہ شفعہ باطل ہو گیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر شفعہ سپرد کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو حانت نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ ایک شخص ضروریوں کو فرو دیا کہ پستانا ہو کہ وہ اس کے واسطے کام بناتے ہیں پھر کسی کا رنگہ قسم کھائی کہ اس کے ساتھ کام نہ بناؤنگا پھر اس کی رائے میں آیا کہ اچھا اس کا کام بناؤں تو فرمایا کہ اس کو چاہیے کہ جس چیز میں اس کا کام بنایا کہ تا قادمہ چیز

اس قسم کے مسائل میں اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں کے لیے ایک حدیث یا نصف حدیث کی ضمانت کر لی تو میری جو روٹا لقمہ ہو پھر اس کے واسطے کسی کی طرف سے دس درم غلط بیانی کی ضمانت قبول کر لی تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے واسطے کام نہ بناؤنگا اور وہ موزہ دوڑ ہو پس اس نے دوکاندار سے موزہ دوزی کے اوزار خریدے اور موزہ بنایا پھر فلاں مذکور کے ہاتھ فروخت کر دیا تو حانت نہ ہوگا یہ خزانہ المفتیین میں ہر شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد کے پاس کراہیہ بھڑا رہے پر چلائے کی چیزیں ہیں اس نے قسم کھائی کہ اگر چیزوں کو کراہیہ پر دونوں تو میری جو روٹا لقمہ ہو پھر اس کی جو روٹنے ان چیزوں کو اجارہ پر دیا اور ان کی اجرت خود وصول کی خواہ خود خرچ کی یا اپنے شوہر کو دیدی تو شوہر نہ کور حانت نہ ہوگا۔ اور اگر وہ نہ کور نہ مستاجر دونوں سے کہا ہو کہ تم ان مکانوں میں رہو تو شیخ الاسلام سے یہ صورت منقول نہیں ہو اور بعض نے فرمایا کہ چاہیے کہ یہ صورت بھی اجارہ پر ہو اور وہ اپنی قسم میں حانت ہو جائے اور اسی طرح اگر اس نے مستاجر دونوں سے ایسے ہی نہی کی اجرت کا تقاضا کیا جس میں وہ لوگ مکانوں میں نہیں رہتے ہیں تو بھی یہ امر اس کی طرف سے اجارہ پر ہو اور وہ اپنی قسم میں حانت ہوگا اور اگر اس نے ایسے ہی نہی کی اجرت کا تقاضا کیا جس میں وہ رہ چکے ہیں لیکن چڑھا ہوا پچھلا کر ایدہ مانگا تو یہ اجارہ نہیں ہو اور وہ اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ چھوؤنگا پھر اس میں سے مضروب لیتی اس کے زوہ چھو تو حانت نہ ہوگا یہ محیط میں ہو لکھا ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لکڑی نہ چھوؤنگا پھر کسی درخت کی پاؤں چھوئی تو حانت نہ ہوگا یہ لطاف اس کے اگر کہا کہ جذع یا عود نہ چھوؤنگا تو ایسی صورت میں حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بال۔ چھوؤنگا پھر بال چھو تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ چھوؤنگا پھر نہ چھو تو حانت نہ ہوگا خزانہ المفتیین میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تیرہ چھوؤنگا پھر تیرہ چھوئی تو حانت نہ ہوگا یہ بیسویں میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تیرہ چھوؤنگا پھر موزہ یا جو تہ پہنکر زمین پر چلا تو حانت نہ ہوگا اور اگر زمین پر فرش نہ چھوؤنگا پھر چلا تو حانت نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر کسی فعل کی نسبت قسم کھائی کہ اس کو نہ پہنؤنگا پھر اس کا بیٹے قسم کاٹ کر اس پر دیا تو قسم لگا کر اس کو پہنا تو حانت نہ ہوگا یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ اور اگر اپنے طرف اشارہ کر کے اس طرح کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے چھو یا اپنی طرف اضافت نہ کی یوں ہی کہا کہ اگر اس سر کو کسی نے چھو تو میری باندی آزاد ہو پھر قسم کھانے والے نے خود چھو تو حانت نہ ہوگا۔ امام محمد نے رقیات میں بیان فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز بال نہ چھوؤنگا پھر اس نے اپنا سر چھو تو حانت نہ ہوگا اور اگر دوسرے کا سر چھو تو حانت نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمار بازی نہ کروؤنگا پھر اس نے یہ کہا کہ دست عاریت داؤ تو حانت نہ ہوگا اور اگر مجاہد ہری کی تو بنا بر قول اختصار کے حانت نہ ہوگا یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ شفعہ سپرد نہ کروؤنگا یعنی نہ دیدوؤنگا پھر خاموش رہا اور خاصہ نہ کیا بیان تک کہ شفعہ باطل ہو گیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر شفعہ سپرد کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو حانت نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ ایک شخص ضروریوں کو فرو دیا کہ پستانا ہو کہ وہ اس کے واسطے کام بناتے ہیں پھر کسی کا رنگہ قسم کھائی کہ اس کے ساتھ کام نہ بناؤنگا پھر اس کی رائے میں آیا کہ اچھا اس کا کام بناؤں تو فرمایا کہ اس کو چاہیے کہ جس چیز میں اس کا کام بنایا کہ تا قادمہ چیز

اس سے خیر مانے اور اسکو تیار کر کے پھر اسی کے ہاتھ فروخت کر دے اور اسی طرح اگر جو لاپسے نے قسم کھائی کہ اگر ایک سال تک کسی کا سوت لون اور اسکو اسکا کپڑا بن کر دون تو میری جو روطا لقمہ ہو تو اگر وہ اس سے سوت خرید کر کے بوجھنے کے اُسی کے ہاتھ فروخت کر دے تو حاشا نہ ہوگا اور اگر خمار بدون سوت خریدنے کے بنی تو حاشا نہ ہوگا اس واسطے کہ خمار ختم باسم علاحدہ ہو اور قتا وے سننے میں لکھا ہو کہ ایک قسم کھائی کہ میں نے خدا فی فلان نکم و کیلی دے نہ کم اگر کارے فرمایا بکنم پس اس قسم کھائی پھر موکل نے کسی اور کو جس حال میں نے قسم کھا کر عین کیا ہو مقرر کیا پھر موکل نے اسکو حکم کیا کہ اسکو واسطے یہ کام کر دے پس اگر یہ کام اس کے واسطے کرے گا تو بھی حاشا نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے اس پر بیٹھیں کوئی عمارت تعمیر کی تو میری جو روطا لقمہ ہو پھر اسکی دیوار جو اس کے اور پڑوسی کے درمیان مشترک ہو خراب ہوگی پھر اس نے یہ دیوار بنوائی اور اس سے قصد یہ کیا کہ پڑوسی کے بیت کی تعمیر کرتا ہوں تو اپنی قسم میں حاشا نہ ہوگا یہ خزانہ امتحین میں ہے شیخ الاسلام در حینہ سے پوچھا گیا کہ کسی نے کہا کہ اگر میں نے کل کے روز فلان کے گھر کو خراب نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہ قید کیا گیا اور روکا گیا حتیٰ کہ اس نے فلان کا گھر کل کے روز خراب نہ کیا تو فرمایا کہ آہیں مشائخ کا اشتلافت ہو اور فتوے کے واسطے خمار یہ ہو کہ وہ حاشا نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو واللہ اعلم بالہیاب

اس سے خیر مانے اور اسکو تیار کر کے پھر اسی کے ہاتھ فروخت کر دے اور اسی طرح اگر جو لاپسے نے قسم کھائی کہ اگر ایک سال تک کسی کا سوت لون اور اسکو اسکا کپڑا بن کر دون تو میری جو روطا لقمہ ہو تو اگر وہ اس سے سوت خرید کر کے بوجھنے کے اُسی کے ہاتھ فروخت کر دے تو حاشا نہ ہوگا اور اگر خمار بدون سوت خریدنے کے بنی تو حاشا نہ ہوگا اس واسطے کہ خمار ختم باسم علاحدہ ہو اور قتا وے سننے میں لکھا ہو کہ ایک قسم کھائی کہ میں نے خدا فی فلان نکم و کیلی دے نہ کم اگر کارے فرمایا بکنم پس اس قسم کھائی پھر موکل نے کسی اور کو جس حال میں نے قسم کھا کر عین کیا ہو مقرر کیا پھر موکل نے اسکو حکم کیا کہ اسکو واسطے یہ کام کر دے پس اگر یہ کام اس کے واسطے کرے گا تو بھی حاشا نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے اس پر بیٹھیں کوئی عمارت تعمیر کی تو میری جو روطا لقمہ ہو پھر اسکی دیوار جو اس کے اور پڑوسی کے درمیان مشترک ہو خراب ہوگی پھر اس نے یہ دیوار بنوائی اور اس سے قصد یہ کیا کہ پڑوسی کے بیت کی تعمیر کرتا ہوں تو اپنی قسم میں حاشا نہ ہوگا یہ خزانہ امتحین میں ہے شیخ الاسلام در حینہ سے پوچھا گیا کہ کسی نے کہا کہ اگر میں نے کل کے روز فلان کے گھر کو خراب نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہ قید کیا گیا اور روکا گیا حتیٰ کہ اس نے فلان کا گھر کل کے روز خراب نہ کیا تو فرمایا کہ آہیں مشائخ کا اشتلافت ہو اور فتوے کے واسطے خمار یہ ہو کہ وہ حاشا نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو واللہ اعلم بالہیاب

## کتاب الحدود

اور آئین چھ باب میں

### باب اول حد کی تفسیر شرعی واسکے رکن و شرط و حکم کے بیان میں

شریعت میں حد ایسی عقوبت مقدرہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے حق کے واسطے ہو۔ پس قصاص کو حد نہ کہیں گے کہ وہ حق اللہ ہے جو اور تفسیر کو حد نہ کہیں گے اس واسطے کہ وہ مقدر نہیں ہو یہ ہلا یہ میں ہو۔ اور اسکا رکن یہ ہو کہ امام المسلمین اسکو قائم کرے یا جو قائم کرنے میں امام کا نائب ہو اور شرط یہ ہو کہ جس پر حد قائم کی جاوے وہ صحیح العقل و بالغ البال ہو اور ایسا ہو کہ عیث پکڑے اور درے پس مجنون و جو نشہ میں ہو و مریض و معصیت الخلقہ پر حد قائم نہ کی جائیگی الا بعد صحت وفاقہ کے یہ حیث شرعی میں ہو اور اسکا اصلی حکم یہ ہو کہ جس سے ہنگام خدا کو ضرر ہو پھٹا ہو اس سے انحرار ہو اور دار الاسلام فساد سے مضمون رہے۔ اور رہا گناہوں سے پاک ہو جانا سو اسکا اصلی حکم نہیں ہو اس واسطے کہ گناہوں سے پاک ہونا تو بہ سے حاصل ہوتا ہے نہ حد قائم کرنے سے اور اسی واسطے کہ فریہ حد قائم کی جاتی ہے حالانکہ اس کے واسطے گناہوں سے طہارت نہیں ہوتی ہے یہ میں ہیں

دوسرا باب۔ زنا کے بیان میں۔ اور زنا اسکو کہتے ہیں کہ پوری کرے مرد اپنی شہریت بصدھت مجرم ہونے کے ایسی عورت کے قبل میں جو دونوں طرح کی ملک اور دونوں کے شبہ اور شبہ اشتباہ سے خالی ہو یا عورت اپنے اوپر ایسے ہی فعل کا قابو دے یہ نہا یہ میں ہے پس مجنون و طفل عاقل کی وطی زنا نہوگی اس واسطے کہ ان دونوں کا فعل بصدھت حرمت موصوف نہیں ہوتا ہے یہ حیث شرعی میں ہے اور اسی طرح اگر مرد نے اپنے لیے زنا کیا تو اسکی

باندی یا اپنے غلام یا ذول عدیوں کی باندی سے وطی کی یا جہا دین لوٹ کی باندی سے بعد وارا اسلام میں احراز کرنے کے غازی نے وطی کی تو زنا نہ ہوگا کیونکہ شبہ ملک نہیں ہر اسی طرح اگر ایسی عورت سے وطی کی جس سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہو یا ایسی باندی سے وطی کی جس سے بدون اجازت اس کے مولیٰ کے نکاح کیا ہو یعنی باندی نے اپنے مولیٰ سے اجازت نہیں لی تھی یا غلام نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے بدون اجازت اپنے مولیٰ کی نکاح کیا ہو یا مرد نے ایسی باندی سے وطی کی جس کو اپنی آزادہ عورت کے اوپر بیاہ لایا ہو تو یہ زنا نہیں بلکہ شبہ ملک نکاح کے۔ اسی طرح اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے اس شبہ پر وطی کی کہ میرے واسطے حلال ہو تو زنا نہیں ہوگا کیونکہ شبہ اشتباہ ہے یہ نہا یہ میں ہو۔ اور زنا یہ ہو کہ اتفاقاً ختائین و مواراۃ حشفہ یا جادو سے اس واسطے کہ اسی قدر سے ایلا تاج و وطی متحقق ہو جائیگی۔ اور اس کی بشرط یہ ہو کہ تحریک سے واقف نہ ہو جیسا کہ اگر اشتباہ ہو کہ نہ جانا تو بسبب شبہ واقع ہونے کے صدقائم نہ کیا جائیگی یہ محیط سحری میں ہو۔ اور زنا حاکم کے نزدیک بطور ظاہر اس طرح ثابت ہوگا کہ چار گواہ اس کی بلفظ زنا گواہی دیں نہ بلفظ وطی و جماع یہ تیسریں میں ہو۔ اور جب چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی مجلس واحد میں گواہی دی تو قاضی اسے دریافت کرے گا کہ زنا کیا چیز ہو اور اسے کہاں کیا پس جب آئندہ بیان کیا جو حقیقہ زنا ہو اور کہا کہ اسے اس طرح داخل کر دیا جیسے سرمدانی کے اندر ملائی تو اب اسے دریافت کرے گا کہ کیفیت زنا کیا ہو پھر جب آئندہ بیان کر دی تو اسے وقت دریافت کرے گا پھر جب آئندہ بیان کیا کہ اس کو زنا نہ ورا نہیں گذرا ہو یعنی ایسا وقت بیان کیا کہ یہ لازم نہیں آتا کہ زنا نہ ورا گذرنے پر گواہی ادا ہوئی ہو تو پھر جس عورت سے زنا کیا ہو اس کو پوچھے گا پھر اسے کہاں دریافت کرے گا پھر جب آئندہ بیان کیا اور قاضی انکی عدالت کو جانتا ہو تو مشہور و علیہ سے اس کا حصان دریافت کرے گا پس اگر اسے کہا کہ میں محض ہوں یا اس کے انکار احصان پر گواہوں نے اس کی مجلس میں ہونے کی گواہی دی تو حاکم اس سے حصان کی تصریح دریافت کرے گا کہ کس کو کہتے ہیں پس اگر اسے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا تو اس کو جرم کرے گا۔ اور اگر اسے ٹھیک ٹھیک نہ بیان کیا مگر گواہوں سے اس کا محض ہونا ثابت ہوا تو گواہوں سے حصان کو دریافت کرے گا پس اگر آئندہ بیان کر دیا تو اس کا جرم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر مشہور و علیہ نے کہا کہ میں محض نہیں ہوں اور گواہوں نے اس کے محض ہونے پر گواہی نہ دی تو اس کو دوسرے مارے جاوے گی۔ اور اگر قاضی ان کو گواہوں کی عدالت نہ جانتا ہو تو مشہور و علیہ کو انکی عدالت ظاہر ہونے تک قید رکھے گا یہ محیط میں ہو۔ اگر چار گواہوں نے کسی مرد پر زنا کی گواہی دی پس اسے زنا کی کیفیت و ماہیت دریافت کی گئی تو آئندہ بیان کرے گا کہ ہم اس سے زنا وہ جیسے نہیں بیان کر سکے تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی مگر اگر پھر حد سے واجب نہ ہوگی کیونکہ جتنے عدالت کی گواہی میں چاہیے ہیں اتنی تعداد انکی ہو کیونکہ گواہوں کی تعداد کامل ہونا واجب حد سے مانع ہے جیسے کہ مشہور و علیہ پر چار عورتوں نے گواہی دی تو پھر حد و فرائض ماری جائیگی اور اسی طرح اگر بعض گواہوں نے کیفیت و ماہیت بیان کی اور بعض نے بیان نہ کی تو مشہور و علیہ صدقائم نہ کیا جائیگی اور نیز گواہوں پر بھی حد و فتن لازم نہ آوے گی یہ بسوط میں ہو اور زنا کا ثبوت مرد کے اقرار سے بھی ہوتا ہے یہ بجز الدلائل میں ہو اور اگر اسے سوائے قاضی کے کسی دوسرے کے سامنے جب کو اقامت حد و کا اختیار نہیں حاصل ہو اقرار کیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اگر چہ چار مرتبہ اقرار کیا ہو پس اس کے ایسے اقرار پر گواہی قبول نہ ہوگی تیسریں میں ہو

باندی یا اپنے غلام یا ذول عدیوں کی باندی سے بعد وارا اسلام میں احراز کرنے کے غازی نے وطی کی تو زنا نہ ہوگا کیونکہ شبہ ملک نہیں ہر اسی طرح اگر ایسی عورت سے وطی کی جس سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہو یا ایسی باندی سے وطی کی جس سے بدون اجازت اس کے مولیٰ کے نکاح کیا ہو یعنی باندی نے اپنے مولیٰ سے اجازت نہیں لی تھی یا غلام نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے بدون اجازت اپنے مولیٰ کی نکاح کیا ہو یا مرد نے ایسی باندی سے وطی کی جس کو اپنی آزادہ عورت کے اوپر بیاہ لایا ہو تو یہ زنا نہیں بلکہ شبہ ملک نکاح کے۔ اسی طرح اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے اس شبہ پر وطی کی کہ میرے واسطے حلال ہو تو زنا نہیں ہوگا کیونکہ شبہ اشتباہ ہے یہ نہا یہ میں ہو۔ اور زنا یہ ہو کہ اتفاقاً ختائین و مواراۃ حشفہ یا جادو سے اس واسطے کہ اسی قدر سے ایلا تاج و وطی متحقق ہو جائیگی۔ اور اس کی بشرط یہ ہو کہ تحریک سے واقف نہ ہو جیسا کہ اگر اشتباہ ہو کہ نہ جانا تو بسبب شبہ واقع ہونے کے صدقائم نہ کیا جائیگی یہ محیط سحری میں ہو۔ اور زنا حاکم کے نزدیک بطور ظاہر اس طرح ثابت ہوگا کہ چار گواہ اس کی بلفظ زنا گواہی دیں نہ بلفظ وطی و جماع یہ تیسریں میں ہو۔ اور جب چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی مجلس واحد میں گواہی دی تو قاضی اسے دریافت کرے گا کہ زنا کیا چیز ہو اور اسے کہاں کیا پس جب آئندہ بیان کیا جو حقیقہ زنا ہو اور کہا کہ اسے اس طرح داخل کر دیا جیسے سرمدانی کے اندر ملائی تو اب اسے دریافت کرے گا کہ کیفیت زنا کیا ہو پھر جب آئندہ بیان کر دی تو اسے وقت دریافت کرے گا پھر جب آئندہ بیان کیا کہ اس کو زنا نہ ورا نہیں گذرا ہو یعنی ایسا وقت بیان کیا کہ یہ لازم نہیں آتا کہ زنا نہ ورا گذرنے پر گواہی ادا ہوئی ہو تو پھر جس عورت سے زنا کیا ہو اس کو پوچھے گا پھر اسے کہاں دریافت کرے گا پھر جب آئندہ بیان کیا اور قاضی انکی عدالت کو جانتا ہو تو مشہور و علیہ سے اس کا حصان دریافت کرے گا پس اگر اسے کہا کہ میں محض ہوں یا اس کے انکار احصان پر گواہوں نے اس کی مجلس میں ہونے کی گواہی دی تو حاکم اس سے حصان کی تصریح دریافت کرے گا کہ کس کو کہتے ہیں پس اگر اسے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا تو اس کو جرم کرے گا۔ اور اگر اسے ٹھیک ٹھیک نہ بیان کیا مگر گواہوں سے اس کا محض ہونا ثابت ہوا تو گواہوں سے حصان کو دریافت کرے گا پس اگر آئندہ بیان کر دیا تو اس کا جرم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر مشہور و علیہ نے کہا کہ میں محض نہیں ہوں اور گواہوں نے اس کے محض ہونے پر گواہی نہ دی تو اس کو دوسرے مارے جاوے گی۔ اور اگر قاضی ان کو گواہوں کی عدالت نہ جانتا ہو تو مشہور و علیہ کو انکی عدالت ظاہر ہونے تک قید رکھے گا یہ محیط میں ہو۔ اگر چار گواہوں نے کسی مرد پر زنا کی گواہی دی پس اسے زنا کی کیفیت و ماہیت دریافت کی گئی تو آئندہ بیان کرے گا کہ ہم اس سے زنا وہ جیسے نہیں بیان کر سکے تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی مگر اگر پھر حد سے واجب نہ ہوگی کیونکہ جتنے عدالت کی گواہی میں چاہیے ہیں اتنی تعداد انکی ہو کیونکہ گواہوں کی تعداد کامل ہونا واجب حد سے مانع ہے جیسے کہ مشہور و علیہ پر چار عورتوں نے گواہی دی تو پھر حد و فرائض ماری جائیگی اور اسی طرح اگر بعض گواہوں نے کیفیت و ماہیت بیان کی اور بعض نے بیان نہ کی تو مشہور و علیہ صدقائم نہ کیا جائیگی اور نیز گواہوں پر بھی حد و فتن لازم نہ آوے گی یہ بسوط میں ہو اور زنا کا ثبوت مرد کے اقرار سے بھی ہوتا ہے یہ بجز الدلائل میں ہو اور اگر اسے سوائے قاضی کے کسی دوسرے کے سامنے جب کو اقامت حد و کا اختیار نہیں حاصل ہو اقرار کیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اگر چہ چار مرتبہ اقرار کیا ہو پس اس کے ایسے اقرار پر گواہی قبول نہ ہوگی تیسریں میں ہو

اور ضرور ہو کہ اقرار صریح ہو اور اس کا کذب ظاہر نہ ہو پس گونگے کو اقرار پر حد نہ ماری جائیگی اگر اپنی تحریر کے ذریعہ سے یا اشارہ سے اقرار کیا اسی طرح اسپر کو اگر اپنی تحریر کے قبول گونگی اس واسطے کہ شاید وہ شہد کا مدعی ہو یہ نہرا اتفاق میں ہو۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے گونگی عورت سے زنا کیا یا عورت نے اقرار کیا کہ میں نے گونگے مرد سے زنا کیا تو دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ فتح الفقہ میں ہے۔ اور اسی طرح اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا پھر ظاہر کیا کہ وہ مجبور ہو یا عورت نے اقرار کیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رتقا ہو یا میں طور کہ عورتوں نے اس کے رتقا ہونے کی گواہی دی قبل اسکے کہ حد ماری جاوے تو حد واجب نہ ہوگی اور یہ بھی ضرور ہو کہ دونوں میں سے ایک دوسرے کی تکذیب نہ کرے چنانچہ اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے جسکے ساتھ اس فعل کا اقرار کرتا ہو ان کا اقرار کیا یا عورت نے اقرار کیا اور مرد نے ان کا اقرار کیا تو امام رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ خرافات میں ہے۔ اور ضرور ہو کہ اقرار حالت ہوش میں ہو حتیٰ کہ اگر اُس نے نشہ میں اقرار کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ بکر الرائق میں ہے۔ اور اگر ادا نہ ہو اقرار ہو اور موجب شہد ہو عورت کے حق میں یہ خرافات نہیں ہیں ہو۔ اور اقرار کی یہ صورت ہو کہ اقرار کنندہ عامل بالغ اپنی ذات پر چار مرتبہ اپنی چار مجلسوں میں زنا کرنے کا اقرار کرے یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ مجالس قاضی کا اعتبار ہو اور اقل الجمع ہو کذا فی اسراج اوباج اور یہی صحیح ہے یہ شرح طحاوی میں ہے اور زنا کے اقرار کنندہ کی مجلسوں کا مختلف ہونا ہمارے نزدیک شرط ہو کذا فی اشنی پس اگر اُس نے مجلس واحد میں چار مرتبہ اقرار کیا تو یہ بمنزلہ ایک دفعہ اقرار کے ہو یہ جوہرہ پیرہ میں ہے۔ اور اگر اُس نے ہر روز ایک مرتبہ یا ہر ہفتہ ایک مرتبہ اقرار کیا یا ہفتہ ایک مرتبہ اقرار ہو گیا تو اسکو حد کی منزلہ پکائی یہ ظہرہ میں ہے۔ اور مجالس قرار کے اختلاف کی یہ صورت ہو کہ ہر بار کہ وہ اقرار کرے قاضی اسکو روکے پس چلا جائے یہاں تک کہ قاضی کی نظر سے غائب ہو جائے پھر آوے اور اگر اقرار کرے یہ کافی میں ہے۔ اور امام المسلمین کو چاہیے کہ اقرار کنندہ کو اقرار سے زبرد کرے اور کہ اسے ظاہر کرے اور اس کے ایک طرف دور کرنے کا حکم کرے یہ محیط میں ہے پس جب اُس نے چار مرتبہ اقرار کیا تو اسکی حالت پر نظر کرے پس اگر معلوم ہو کہ یہ صحیح العقل ہو اور یہ ایسا ہو کہ اس کا اقرار جائز ہو تو اس سے دریافت کریگا کہ زنا کیا ہو اور کیونکر ہوتا ہو اور اسکے ساتھ زنا کیا ہو اور کہاں زنا کیا ہو کیونکہ اس میں شہدہ کا احتمال ہو یہ محیط ہنسی میں ہے۔ اور رہا یہ سوال کہ کب تک اقرار ہو تو بعض نے فرمایا کہ زمانہ زنا دریافت نہ کریگا اس واسطے کہ زمانہ دراز نہ ہو جانا گواہی سے مانع ہے نہ اقرار سے اور اصریح یہ ہو کہ زمانہ دریافت کریگا اس واسطے کہ احتمال ہو کہ شاید اُس نے ایام نابالغی میں زنا کیا ہو پس جب اسکو بھی دریافت کریگا اور ظاہر ہو کہ اُس نے زنا کیا ہو تو اس سے دریافت کریگا کہ وہ محض ہو پس اگر اُس نے کہا کہ وہ محض ہو تو دریافت کریگا کہ احصاء کیا ہو پس اگر اُس نے احصاء کو بھی ٹھیک ٹھیک اس کے شرائط سے بیان کیا تو اس کے رحم کا حکم دیکھا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ میں محض نہیں ہوں اور گواہوں نے اُس کے محض ہونے کی گواہی دی تو امام اسکو رحم کرے ورنہ یہ محیط میں ہے اور اسکو تلقین کرنا مندوب ہے یعنی یوں کہے شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا شاید تو نے چھوا ہو گا یا شاید تو نے شہد سے وطی کی اور اصل میں فرمایا کہ شاید تو نے اس سے نکاح کر لیا ہو یا شہد سے وطی کر لی ہو یا لہجہ سے وطی ہو کر اسکو ایسی بات تلقین کرے جس سے حد دور ہو جائے کوئی لفظ کیوں نہ ہو بکر الرائق میں ہے۔ اور اگر چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کرنے کی گواہی دی پس اس نے ایک مرتبہ اقرار کر لیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکو حد ماری جائیگی اور امام ابو یوسف

اور ضرور ہو کہ اقرار صریح ہو اور اس کا کذب ظاہر نہ ہو پس گونگے کو اقرار پر حد نہ ماری جائیگی اگر اپنی تحریر کے ذریعہ سے یا اشارہ سے اقرار کیا اسی طرح اسپر کو اگر اپنی تحریر کے قبول گونگی اس واسطے کہ شاید وہ شہد کا مدعی ہو یہ نہرا اتفاق میں ہو۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے گونگی عورت سے زنا کیا یا عورت نے اقرار کیا کہ میں نے گونگے مرد سے زنا کیا تو دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ فتح الفقہ میں ہے۔ اور اسی طرح اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا پھر ظاہر کیا کہ وہ مجبور ہو یا عورت نے اقرار کیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رتقا ہو یا میں طور کہ عورتوں نے اس کے رتقا ہونے کی گواہی دی قبل اسکے کہ حد ماری جاوے تو حد واجب نہ ہوگی اور یہ بھی ضرور ہو کہ دونوں میں سے ایک دوسرے کی تکذیب نہ کرے چنانچہ اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے جسکے ساتھ اس فعل کا اقرار کرتا ہو ان کا اقرار کیا یا عورت نے اقرار کیا اور مرد نے ان کا اقرار کیا تو امام رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ خرافات میں ہے۔ اور ضرور ہو کہ اقرار حالت ہوش میں ہو حتیٰ کہ اگر اُس نے نشہ میں اقرار کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ بکر الرائق میں ہے۔ اور اگر ادا نہ ہو اقرار ہو اور موجب شہد ہو عورت کے حق میں یہ خرافات نہیں ہیں ہو۔ اور اقرار کی یہ صورت ہو کہ اقرار کنندہ عامل بالغ اپنی ذات پر چار مرتبہ اپنی چار مجلسوں میں زنا کرنے کا اقرار کرے یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ مجالس قاضی کا اعتبار ہو اور اقل الجمع ہو کذا فی اسراج اوباج اور یہی صحیح ہے یہ شرح طحاوی میں ہے اور زنا کے اقرار کنندہ کی مجلسوں کا مختلف ہونا ہمارے نزدیک شرط ہو کذا فی اشنی پس اگر اُس نے مجلس واحد میں چار مرتبہ اقرار کیا تو یہ بمنزلہ ایک دفعہ اقرار کے ہو یہ جوہرہ پیرہ میں ہے۔ اور اگر اُس نے ہر روز ایک مرتبہ یا ہر ہفتہ ایک مرتبہ اقرار کیا یا ہفتہ ایک مرتبہ اقرار ہو گیا تو اسکو حد کی منزلہ پکائی یہ ظہرہ میں ہے۔ اور مجالس قرار کے اختلاف کی یہ صورت ہو کہ ہر بار کہ وہ اقرار کرے قاضی اسکو روکے پس چلا جائے یہاں تک کہ قاضی کی نظر سے غائب ہو جائے پھر آوے اور اگر اقرار کرے یہ کافی میں ہے۔ اور امام المسلمین کو چاہیے کہ اقرار کنندہ کو اقرار سے زبرد کرے اور کہ اسے ظاہر کرے اور اس کے ایک طرف دور کرنے کا حکم کرے یہ محیط میں ہے پس جب اُس نے چار مرتبہ اقرار کیا تو اسکی حالت پر نظر کرے پس اگر معلوم ہو کہ یہ صحیح العقل ہو اور یہ ایسا ہو کہ اس کا اقرار جائز ہو تو اس سے دریافت کریگا کہ زنا کیا ہو اور کیونکر ہوتا ہو اور اسکے ساتھ زنا کیا ہو اور کہاں زنا کیا ہو کیونکہ اس میں شہدہ کا احتمال ہو یہ محیط ہنسی میں ہے۔ اور رہا یہ سوال کہ کب تک اقرار ہو تو بعض نے فرمایا کہ زمانہ زنا دریافت نہ کریگا اس واسطے کہ زمانہ دراز نہ ہو جانا گواہی سے مانع ہے نہ اقرار سے اور اصریح یہ ہو کہ زمانہ دریافت کریگا اس واسطے کہ احتمال ہو کہ شاید اُس نے ایام نابالغی میں زنا کیا ہو پس جب اسکو بھی دریافت کریگا اور ظاہر ہو کہ اُس نے زنا کیا ہو تو اس سے دریافت کریگا کہ وہ محض ہو پس اگر اُس نے کہا کہ وہ محض ہو تو دریافت کریگا کہ احصاء کیا ہو پس اگر اُس نے احصاء کو بھی ٹھیک ٹھیک اس کے شرائط سے بیان کیا تو اس کے رحم کا حکم دیکھا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ میں محض نہیں ہوں اور گواہوں نے اُس کے محض ہونے کی گواہی دی تو امام اسکو رحم کرے ورنہ یہ محیط میں ہے اور اسکو تلقین کرنا مندوب ہے یعنی یوں کہے شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا شاید تو نے چھوا ہو گا یا شاید تو نے شہد سے وطی کی اور اصل میں فرمایا کہ شاید تو نے اس سے نکاح کر لیا ہو یا شہد سے وطی کر لی ہو یا لہجہ سے وطی ہو کر اسکو ایسی بات تلقین کرے جس سے حد دور ہو جائے کوئی لفظ کیوں نہ ہو بکر الرائق میں ہے۔ اور اگر چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کرنے کی گواہی دی پس اس نے ایک مرتبہ اقرار کر لیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکو حد ماری جائیگی اور امام ابو یوسف





تو اسکو پھر دن سے رجم کیا جاوے یہاں تک کہ وہ مر جاوے اور یہ شہر سے باہر میدان میں لپکا کر کیا جائے  
یہ ہر ایک میں ہو۔ اور واضح رہے کہ رجم کے واسطے جو احسان مجتہد ہو وہ یہ ہو کہ آزاد و عاقل بالغ مسلمان ہو کہ  
جسے کسی عورت آزادہ سے نکاح صحیح نکاح کیا اور اس سے دخول کر لیا ہو اور وہ دونوں صفت احسان پر  
موجود ہوں یہ کافی میں ہو پس بہ لحاظ قیود مذکورہ اگر مرد نے اپنی جو روستے ایسی شخصیت کی جس سے نکاح  
واجب ہو تا ہو اور عدلت لازم ہوتی ہو تو محض نہ ہو جائیگا اور جماع سے بھی محض نہ ہوگا اگر نکاح فاسد ہو اور  
نیز جماع سے نکاح صحیح میں بھی محض نہ ہوگا اگر اس عورت سے قبل نکاح کے یہ کہہ دیا ہو کہ اگر میں تجھ سے نکاح  
کروں تو نہ طلاق ہو اسوجہ سے کہ وہ نفس عقد سے طلاق ہو جائیگی پس اسکے بعد اس سے جماع کرنا ناجوگاہ  
لیکن اس سے حرج واجب نہ ہوگی کیونکہ سبب اختلاف علماء کے اس میں شبہہ واقع ہو گیا ہو اور اسی طرح اگر  
مرد مسلمان نے مسلمان عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور اس سے دخول کر لیا تو محض نہ ہو جائیگا پس اس میں  
بھی یہی حکم ہو یہ سبب طہین ہو اور دخول میں ایسا ابلا جہ متعبر ہو قبل کے اندر ہو اور ایسا ہو کہ اس سے قبل جماع  
ہو جاوے اور شرط آنکہ صفت احسان دونوں میں دخول کے وقت ہو چنانچہ اگر وہ مسلمان نہ ہو تو وہ مسلمان و طہی نکاح  
صحیح حالت رقیبت میں واقع ہوئی پھر دونوں آزاد ہو گئے تو طہی نہ کورہ کی وجہ سے محض نہ ہو گئے اور یہی حکم دو کافر  
کا ہو اور اسی طرح اگر مرد آزادہ لے کسی باندی یا غیریہ یا مجنوں سے نکاح کر کے اس سے طہی کر لی تو وہ محض  
ہوگا اور اسی طرح اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کر کے طہی کی تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر مردین ان باتوں  
میں سے کوئی بات ہو حالانکہ عورت آزادہ عاقلہ بالغہ مسلمہ ہو تو بھی یہی حکم ہو چنانچہ اگر شوہر کافر کے دینی کرنے  
سے پہلے عورت مسلمان ہو گئی پھر دونوں میں تفریق کیے جانے سے پہلے کافر نے اس سے طہی کر لی تو عورت اس  
دخول کی وجہ سے محض نہ ہو جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر مرد نے بعد اسلام یا اعتق یا افاقہ کے اپنی عورت سے دخول  
کر لیا تو وہ محض ہو جائیگا اور اس احسان میں وہاں سے صفت بشر طہین ہو یہ سبب طہین ہو۔ اور اگر مرد مسلمان کے  
تحت میں حرہ مسلمہ ہو اور دونوں محض ہوں پھر دونوں ساتھ مرتد ہو گئے نحو ذیائتہا تو دونوں کا احسان باطل  
ہو گیا پھر اگر دونوں مسلمان ہو گئے تو انکا احسان خود نہ نیکایمان تک کہ بعد اسلام کے اس عورت سے دخول کرے  
یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر بعد وجوب حد کے مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہو گیا تو اسکو درے مارے جاوینگے اور رجم نہیں  
کیا جائیگا اور اگر وہ ہی واجب ہوں تو اسکو درے مارے جاوینگے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر احسان تا بہت  
ہونے کے بعد سبب معتوہ یا مجنون ہونے کے احسان زائل ہو گیا تو جب افاقہ حاصل ہوگا تب پھر طریقین کے نزدیک  
احسان خود کریگا کہ وہ محض ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک عتد کریگا جب تک کہ بعد افاقہ کے اپنی  
جو روستے دخول نہ کرے یہ بخاری میں ہے۔ اور احسان کا ثبوت باقرار ہوتا ہو یا دومردوں کی گواہی سے یا ایک مرد و دو  
عورتوں کی گواہی سے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اور اگر اسنے باوجود شرائط موجود ہونے کے دخول واقع ہونے سے  
انکار کیا پھر اگر اسکی جو روستے ایسی رت میں یکم پیدا ہو کہ اسکا ہونا مقصود ہو سکتا ہو تو نہ قیود و طہی کنندہ قرار دیا جائیگا  
تیسرے میں ہے اور احسان پر گواہی شل مال پر گواہی کے ہو کہ شہادت علی الشہادت سے ثابت ہو سکتا ہو یا فیصلہ میں ہے  
اگر نہ ناکنہ کسی دینی کا مسلمان غلام ہو پھر دو فیمنوں نے گواہی دی کہ اسنے اس غلام کو قبل زنا کے آزاد کیا ہو حالانکہ اسنے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



یا ایک میں قتل قضا کے پیدا ہوا یا بعد قضا کے قبل حد قائم کرنے کے پیدا ہوا بہر حال یہی حکم ہو کہ حد ساقط ہو جائیگی۔ اور اگر ان گواہوں میں سے بعض کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا ایسا مریض ہو کہ پتھر نہ مار سکتا ہو اور سب گواہ حاضر ہوئے تو قاضی پتھر مارے گا اور اگر بعد اسے گواہی کے اس کے ہاتھ کاٹا جائے گا گئے تو اقامت حد متنع ہو جائیگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ گواہوں کی موت و غیبت سے حد ساقط و باطل نہ ہوگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اگر مشہور و علیہ محض نہ ہو تو حکم شہید نے کافی میں فرمایا کہ موت و غیبت میں اس پر حد قائم کی جائیگی اور اس واسطے ان دونوں صورتوں کے باطل ہوگی یہ نایاب البیان میں ہے۔ اور اس پر احتجاج ہے کہ سوائے رجم کے باقی حدود میں گواہوں اور امام المسلمین کسی پر ابتدا کرنی واجب نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ قاضی نے اگر لوگوں کو رجم کا حکم دیا تو انکو رجم کرنے کی تلاش ہو اگر پھر اکتوں نے اسے شہادت کو مدائنہ نہ کیا ہو۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہو کہ قاضی فقیہ عادل ہو اور اگر فقیہ غیر عادل ہو یا عادل غیر فقیہ ہو تو لوگوں کو رجم کرنا روا نہیں ہے جب تک اسے شہادت کو خود مدائنہ نہ کرے یہ ظہر میں ہے اور اگر اس شخص نے خود اقرار کیا ہو تو امام المسلمین ابتدا کرے پھر عام مسلمان رجم کریں اور رجم کو غسل دیا جائیگا اور کفن پہنا یا جائیگا اور اس پر خازن بزمی چاہیگی اور اگر غیر محض ہو تو اسکی حد سو کوڑے ہیں بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہو تو پچاس کوڑے ہیں کہ حکم امام ایسے درجے سے اسکو مارے گا جیسے گھنڈی نوادہ چوٹ لگی لگائی جاوے کہ درمیان درجہ کی ہو نہ ایسی کہ زخم سخت ہو نہ چاوے اور نہ ایسی کہ الم نہ ہو اور جو حد شائع نے مقدمہ فرمائی ہے اس سے زیادتی نہیں جائز ہے یہ کافی میں ہے۔ اور جاسہ کہ حد قائم کرے جو قبل رکھتا ہو اور دیکھتا ہو یہ ایضاً میں ہے۔ اور اس میں مرد و عورت یکساں ہیں پس اگر دونوں محض ہوں تو دونوں رجم کیے جائیں گے یا دونوں محض نہ ہوں تو ہر ایک پر سو درجے مارے جائیں گے اور اگر ایک محض اور دوسرا غیر محض ہو تو محض پر رجم اور دوسرے پر سو درجے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر قاضی کے نزدیک گواہوں یا اقرار سے زنا ظاہر ہو جاوے تو یہی حکم ہو یہ فتح القدر میں ہے۔ اور حد تغیر کی سزا میں مرد و عورت کو دیا جائیگا فقط ایک انرا اس پر ہوگی اور اسی حالت میں اسکو سزا دی جائیگی و شراب خواری کی سزا میں بھی ظاہر الروایۃ کے موافق یہی حکم ہو اور حد قذف کی سزا میں تنگ نہ کیا جائیگا لیکن مشرورہ آقا علیہ السلام نے قضا کے قاضی خان میں ہو اور عورت کسی صورت میں تنگی نہ کی جائیگی مگر حشو و فروہ اس پر بھی آتا ہے کیا جائیگا گڈانے والا اختیار شرح المختار اور اگر عورت کے بدن پر ہوا حشو و فروہ کے اور کچھ نہ ہو تو یہ نہ اتارے جائیں گے یہ عتاب میں ہے۔ اور عورت کو ٹھلا کر حد مارے جائیگی اور اگر رجم کی صورت میں اس کے واسطے گڈا کھودا گیا تو بھی روا ہو اور اگر نہ کھودا گیا تو کچھ مضر نہیں ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے لیکن گڈا کھود دینا آسن ہو اور سبب تک گڈا کھودا جائیگا اور مرد کے واسطے گڈا نہ کھودا جاوے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے یہ نایاب البیان میں ہے۔ اور مرد کو تمام حدود میں کھڑے ہونے کی حالت میں سزا دی جائیگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور کسی حد میں مرد نہ کیا جائیگا اور نہ پکڑا اور نہ باندھا جائیگا بلکہ کھڑا چھوڑ دیا جائیگا الا آنکہ وہ لوگوں کو عاجز کرے تو باندھ دیا جائیگا یہ نایاب البیان میں ہے اور مرد و عورت کی یہ صورت

یا ایک میں قتل قضا کے پیدا ہوا یا بعد قضا کے قبل حد قائم کرنے کے پیدا ہوا بہر حال یہی حکم ہو کہ حد ساقط ہو جائیگی۔ اور اگر ان گواہوں میں سے بعض کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا ایسا مریض ہو کہ پتھر نہ مار سکتا ہو اور سب گواہ حاضر ہوئے تو قاضی پتھر مارے گا اور اگر بعد اسے گواہی کے اس کے ہاتھ کاٹا جائے گا گئے تو اقامت حد متنع ہو جائیگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ گواہوں کی موت و غیبت سے حد ساقط و باطل نہ ہوگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اگر مشہور و علیہ محض نہ ہو تو حکم شہید نے کافی میں فرمایا کہ موت و غیبت میں اس پر حد قائم کی جائیگی اور اس واسطے ان دونوں صورتوں کے باطل ہوگی یہ نایاب البیان میں ہے۔ اور اس پر احتجاج ہے کہ سوائے رجم کے باقی حدود میں گواہوں اور امام المسلمین کسی پر ابتدا کرنی واجب نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ قاضی نے اگر لوگوں کو رجم کا حکم دیا تو انکو رجم کرنے کی تلاش ہو اگر پھر اکتوں نے اسے شہادت کو مدائنہ نہ کیا ہو۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہو کہ قاضی فقیہ عادل ہو اور اگر فقیہ غیر عادل ہو یا عادل غیر فقیہ ہو تو لوگوں کو رجم کرنا روا نہیں ہے جب تک اسے شہادت کو خود مدائنہ نہ کرے یہ ظہر میں ہے اور اگر اس شخص نے خود اقرار کیا ہو تو امام المسلمین ابتدا کرے پھر عام مسلمان رجم کریں اور رجم کو غسل دیا جائیگا اور کفن پہنا یا جائیگا اور اس پر خازن بزمی چاہیگی اور اگر غیر محض ہو تو اسکی حد سو کوڑے ہیں بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہو تو پچاس کوڑے ہیں کہ حکم امام ایسے درجے سے اسکو مارے گا جیسے گھنڈی نوادہ چوٹ لگی لگائی جاوے کہ درمیان درجہ کی ہو نہ ایسی کہ زخم سخت ہو نہ چاوے اور نہ ایسی کہ الم نہ ہو اور جو حد شائع نے مقدمہ فرمائی ہے اس سے زیادتی نہیں جائز ہے یہ کافی میں ہے۔ اور جاسہ کہ حد قائم کرے جو قبل رکھتا ہو اور دیکھتا ہو یہ ایضاً میں ہے۔ اور اس میں مرد و عورت یکساں ہیں پس اگر دونوں محض ہوں تو دونوں رجم کیے جائیں گے یا دونوں محض نہ ہوں تو ہر ایک پر سو درجے مارے جائیں گے اور اگر ایک محض اور دوسرا غیر محض ہو تو محض پر رجم اور دوسرے پر سو درجے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر قاضی کے نزدیک گواہوں یا اقرار سے زنا ظاہر ہو جاوے تو یہی حکم ہو یہ فتح القدر میں ہے۔ اور حد تغیر کی سزا میں مرد و عورت کو دیا جائیگا فقط ایک انرا اس پر ہوگی اور اسی حالت میں اسکو سزا دی جائیگی و شراب خواری کی سزا میں بھی ظاہر الروایۃ کے موافق یہی حکم ہو اور حد قذف کی سزا میں تنگ نہ کیا جائیگا لیکن مشرورہ آقا علیہ السلام نے قضا کے قاضی خان میں ہو اور عورت کسی صورت میں تنگی نہ کی جائیگی مگر حشو و فروہ اس پر بھی آتا ہے کیا جائیگا گڈانے والا اختیار شرح المختار اور اگر عورت کے بدن پر ہوا حشو و فروہ کے اور کچھ نہ ہو تو یہ نہ اتارے جائیں گے یہ عتاب میں ہے۔ اور عورت کو ٹھلا کر حد مارے جائیگی اور اگر رجم کی صورت میں اس کے واسطے گڈا کھودا گیا تو بھی روا ہو اور اگر نہ کھودا گیا تو کچھ مضر نہیں ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے لیکن گڈا کھود دینا آسن ہو اور سبب تک گڈا کھودا جائیگا اور مرد کے واسطے گڈا نہ کھودا جاوے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے یہ نایاب البیان میں ہے۔ اور مرد کو تمام حدود میں کھڑے ہونے کی حالت میں سزا دی جائیگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور کسی حد میں مرد نہ کیا جائیگا اور نہ پکڑا اور نہ باندھا جائیگا بلکہ کھڑا چھوڑ دیا جائیگا الا آنکہ وہ لوگوں کو عاجز کرے تو باندھ دیا جائیگا یہ نایاب البیان میں ہے اور مرد و عورت کی یہ صورت



بیان کی گئی ہو کہ زمین پر ڈال دیا جاوے اور کھینچا جاوے جیسا ہمارے زمانہ میں کیا جاتا ہو اور بعض نے کہا کہ  
 ہر کی یہ صورت ہو کہ مارنے والا کوڑے کو کھینچے اور اپنے سر پر بلند کرے اور بعض نے کہا کہ ہر کی ہر مارنے  
 کے کھینچے اور یہ سب اس واسطے نہ کیا جاوے کہ یہ مستحق ہے زیادہ ہو یہ ہر مارنے اور کوڑے سوا سے چہرہ اور  
 فرج و آلت تناسل اور سر کے اور تمام بدن پر متفرق مارے جاوے گئے یہ عتابیہ میں ہو۔ اور حصص کے حق میں کوڑے  
 مارنا و سنگسار کرنا و لونہ نہ کیا جائیگا اور نہ باکہ کے حق میں یہ کیا جاوے کہ کوڑے مارے جاوے بدن اور اس کے  
 ساتھ وہ ایک سال کے واسطے غریب یعنی شہر بدستہ کیجا جسے بان اگر امام المسلمین کی رائے میں تخریب یعنی شہر  
 کرنے میں مصاحبت معلوم ہو تو اپنی رائے سے جہتہ بدستہ کے واسطے چاہے ازراہ سیاست و تخریب شہر بدر کرے  
 نہ ازراہ حد اور یہ کچھ زنا کی صورت سے متعلق نہیں ہر بلکہ ہر جرم میں جائز ہو اور یہ امام المسلمین کی رائے پر ہو  
 کا جی میں ہو۔ اور نہ یہ میں تخریب کے یہ مفسد بیان کیے ہیں کہ قید کیاوے اور یہ تفسیر حسن ہو کہ دوسرے اقلیم  
 مثال دینے کی بہ نسبت قید کرنے میں زیادہ قہر ہو تا ہو یہ بحر الراجح و تیس میں ہیں۔ اور اگر بعض پر حد  
 واجب ہوئی پس اگر جرم کی حد واجب ہوئی تو فی الحال قائم کر دیا جائیگی اور اگر قہر واجب ہوئے ہوں تو  
 فی الحال نہ مارے جاوے گئے بیان تک کہ وہ اچھا چنگا ہو جاوے لیکن اگر ایسا مریض ہو کہ اس کی زندگی سے مایوسی  
 ہو گئی ہو تو حد قائم کر دیا جائیگی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ایسا مریض ہو کہ اس کے زوال کی امید نہ جیسے سل وغیرہ  
 یا یہ شخص ناقص ضعیف الخلق ہو تو اس کو ایک سال کا عذاب دے جس میں شوشہ ہوں یعنی سوئمہ کا ایک سال کا  
 بتھا ہوا ایک بار مار دیا جاوے اور ہر دور ہو کہ ہر ستم اس کے بدن پر ہو سچ جاوے اور اس پر اس کے کہا گیا ہو کہ  
 ایسی حد و ستم نہ ہوں کا کشادہ ہونا چاہیے یہ فتح القدر میں ہو۔ اور جو عورت نفاس میں ہو وہ حد قائم کرنے میں نہ  
 مریضہ کے ہو اور جو عورت حیض میں ہو وہ نہ مریضہ کے ہو کہ فوراً اس پر حد قائم کیجاسکتی ہو اور حیض سے خارج ہونے کا  
 انتظار نہ کیا جائیگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ حاملہ کے اگر زنا کیا تو حالت حمل میں اس کو حد نہ ماری جائیگی خواہ اس کی حد کوڑے سے  
 ہوں یا رجم ہو لیکن اگر اس کا زنا بذریعہ گواہوں کے ثابت ہو گیا ہو تو قید کیاوے گی بیان تک کہ وہ بچہ جنم نہ  
 جب بچہ پیدا ہو گیا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر چھ مہینے تو وضع حمل کے بعد اس کو رجم کیا جائیگا یہ ظہیر یہ میں ہو اور  
 اگر غیر چھ مہینے تھی تو چھوڑ رکھی جاوے گی بیان تک کہ وہ نفاس سے خارج ہو پھر اس پر حد قائم کیجاوے گی یہ غایۃ البیان  
 میں ہو اور اگر اس کے اقارب سے حد ثابت ہوئی ہو تو قید نہ کیاوے گی لیکن اس سے کہا جائیگا کہ جب وضع حمل کرے  
 تو ماضی ہو پس اگر بعد وضع حمل کے وہ آئی تو وہ رجم کر دیا جائیگی بشرطیکہ ایسا کوئی ہو کہ اس کے بچہ کی پرورش و دودھ  
 پالائی کرے اور اگر ایسا کوئی نہ ہو تو انتظار کیا جائیگا بیان تک کہ وہ بچہ کا دودھ چھڑاوے یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور  
 اگر چہ اس نے تاخیر میں طولی ویا اور کے جاتی ہو کہ میں ابھی نہیں جنی ہوں۔ گواہوں نے ایک عورت پر زنا  
 کی گواہی دی پس اس نے کہا کہ میں حاملہ ہوں تو اس کا قول قبول نہ ہوگا بلکہ عورتوں کو دکھلائی جاوے گی پس اگر  
 عورتوں نے کہا کہ یہ حاملہ ہو تو اس کو دو سال کی مہلت دیا جائیگا اگر وہ نہ جنی تو اس کو رجم کر دیا جائیگا فتح القدر میں ہو  
 اگر گواہوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پس اس نے دعویٰ کیا کہ میں عذر دار یا ارتقا ہوں تو عورتوں  
 کو دکھلائی جاوے گی اگر انھوں نے کہا کہ یہ ایسی ہی ہو تو اس کے ذمہ سے حد دور کیجائیگی اور گواہوں پر بھی حد واجب ہے

یہ فتاویٰ ہند کے کتبہ الحمد و باب دوم زنا کے بیان میں ہے



ایک سال کے گمان کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے دعویٰ نہ کیا تو دونوں کو حد نہ مار جائیگی جتنا کہ وہ دونوں اسکا  
 اقرار نہ کریں کہ ہم درست سے واقف تھے یہ کافی میں ہو اور اگر وہ دونوں میں سے ایک غلط ہو پس جانتے ہو کہ میں نے جانا  
 کہ وہ مجھ پر حرام ہو کر نہ حاضر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنے بھائی یا چچا کی لونڈی سے زنا کیا اور  
 کہ میرا گمان تھا کہ وہ مجھ پر طلاق ہو سکے گا یا جو بھی اور یہی حکم باقی حرام میں ہو سوائے قرابت اولاد کے یہ کافی میں ہو۔ اگر طبع  
 اگر اپنی جہد کے کسی حرم کی باندی سے دلی کی تو بھی ہی حکم ہو یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر ست بار باندی سے دلی کی تو سہر  
 حد لازم آویگی اگرچہ دعویٰ کرے کہ میرا گمان تھا کہ یہ مجھ پر طلاق ہو کر نہ آئی تھی۔ اگر سبیل حرام باندی سے جنہد سے  
 کے لیے نوکر رکھی ہو یا وہ بھیت کی باندی سے دلی کی تو بھی حد لازم آویگی یہ سراج و حاج میں ہو۔ اگر شبہہ درغل کی یہ جو میں میں کہنے  
 دلی کی باندی یا دلہا دلہر کی باندی سے دلی کی کذا فی الکافی خواہ اسکا دل زندہ ہو یا گھر گیا ہو یا غائب ہو۔ پھر اگر وہ حاملہ  
 ہو گئی اور بچہ پیدا ہوا تو باپ سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور عقر واجب ہوگا اور اگر حاملہ نہ ہو تو باپ پر عقر واجب ہوگا اور باپ  
 کی ملک اس باندی میں ثابت ہوگی اور دادا مثل باپ کے لیکن باپ کے ہوتے دادا کا نسب ثابت ہوگا۔ یا ایسی جو دوسرے عدت  
 میں دلی کی جس پر کتنا یہ طلاق واقع ہوئی ہو یا باپ سے قبل سپرد کرنے کے بلیغ باندی سے دلی کی یہ کافی میں ہو۔ یا اپنے نکاح کی  
 باندی سے دلی کی یا ایسی غلام یا دون کی باندی سے دلی کی جس پر اس قدر قرض ہو کہ اس کے رقبہ مال کو محیط کرے یا شوہر نے ایسی باندی سے  
 قبل زواج کے سپرد کرنے کے دلی کر لی جسکو حرم میں دیا ہو یا ایسی باندی سے دلی کی جو اس کے اور دوسرے کے درمیان شریک ہو کر  
 میں ہو۔ اور اگر وہ شریکوں میں سے ایک نے باندی کو آزاد کر دیا پس اگر شریک کو تادان دیدیا پھر اس سے دلی کی تو حد نہ مار جائیگی  
 اور اگر شریک نے اس سے دلی کی تو حد نہ مار جائیگی اور اگر وہ باندی سے ایسا کرے تو ہو پس اگر آزاد کنندہ نے اس سے دلی کی تو  
 اسکو حد نہ مار جائیگی اور اگر دوسرے شریک نے اس سے دلی کی تو اسکو حد نہ مار جائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہو۔ اور سراج  
 اگر پوری باندی ایک شخص کی ہو اور اس میں سے نصف آزاد کر دیا پھر اس سے دلی کی تو بالاتفاق اس پر حد لازم ہوگی کذا فی  
 اور اگر اپنی باندی کو جس سے دلی کر رہا تھا اسی حالت میں آزاد کر دیا پھر اس سے جدا ہو گیا پھر اسی مجلس میں اس سے  
 دلی کر لی تو اسکو حد نہ مار جائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہو اور اگر جو دوسرے ہو گئی نفوذ باشد نہا اور شوہر پر حرام ہو گئی یا بیعت  
 حرام ہو گئی یا شوہر نے اسکی مان یا ایسی سے دلی کر لی بدینو کہ عورت نے شوہر کے سپرد کی ملاعت کی پھر شوہر نے اس سے جماع کیا  
 اور کما کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہو گئی ہو تو اس پر حد واجب ہوگی اور اسی طرح اگر بچہ عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا یا چار  
 کے نکاح میں یا بچہ نکاح کیا یا اپنی جو دلی بہن یا مان سے نکاح کیا پس اس سے جماع کیا اور کما کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھ پر  
 ہو یا عورت سے یا دوسرے زوج کیا تو ان صورتوں میں دلی کنندہ پر حد واجب ہوگی اگرچہ اس نے کما کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ  
 حرام ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر غناکم جہاد دار الحرب سے دارالاسلام میں آگئے پھر قبل تقسیم کے کسی غازی نے  
 لوٹ کی باندیوں میں سے کسی سے دلی کی تو اس پر حد واجب ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہو اور اسی طرح  
 اگر دار الحرب میں گئی اس نے ایسا کر لیا تو بھی ہی حکم ہو یہ سراج و حاج میں ہو۔ اگر شبہہ درغل کی صورت یہ ہو کہ اپنی کسی حرم سے  
 نکاح کر کے دلی کرے تو امارہ عظیم کے نزدیک اس پر حد واجب نہ ہوگی لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ یہ حرام ہو تو اسکو کوئی نہرا  
 درد ناک دی جائیگی اور صاحبین کے نزدیک اگر وہ حرم کو جانتا ہو تو اسکو حد نہ مار جائیگی اور اگر نہ جانتا ہو تو اس پر  
 حد نہ ہوگی کذا فی الکافی اور یہی کو قیہ ابوالمیثاق نے اختیار کیا ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ خزانۃ المفتین میں ہو۔ اور سراج میں لکھا کہ صحیح

مسلم  
 بخاری  
 ترمذی  
 ابوداؤد  
 نسائی  
 ابن ماجہ  
 حاکم  
 بیہقی  
 عیسیٰ  
 دہلی  
 حنفی

قول امام اعظمؒ کا ہے یہ نہ اتفاق میں ہو۔ اور اگر غیر کی منکوحہ سے یا اسکی مستندہ سے یا اپنی مطلقہ ثلاثہ سے نکاح کر لیا تو بعد از زوج کے وہ مثل محرمہ کے ہو۔ اور اگر نکاح مختلف فیہ ہو مثلاً بلا گواہوں کے کسی عورت سے نکاح کیا یا بلا ولی کے عورت سے نکاح کیا تو بالاتفاق اسپر حد واجب رہو گی کیونکہ اس میں شبہہ کل کے نزدیک ممکن ہو۔ اسی طرح اگر آزادہ جو رہے ایک باندی سے نکاح کر کے وطی کی یا مجوسہ سے نکاح کیا یا بامری سے بدون اجازت اسکے مولیٰ کے نکاح کیا یا غلام نے کسی باندی سے بدون اجازت اپنے مولیٰ کے نکاح کیا تو بالاتفاق اس کی کفارت پر حد واجب نہ ہو گی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر وطی بملک نکاح یا بملک میں ہو اور مرمت کسی امر کے عارض نہ ہونے سے ہو گئی تو اس سے وطی کرنا موجب حد نہیں ہو جیسے جو روحانہ یا نفسا یا صائمہ ہو یا احرام باندھے ہوئے ہو یا بشبہہ اس میں سے کسی نے وطی کی ہو یا جو رو سے نکاح کیا ہو یا ایلاء کیا ہو۔ اور اسی طرح اگر اسکی مملوکہ باندی اسپر حد رضا عقدت یا صہریت سے حرام ہو یا یہ وجہ ہو کہ اس بامری کی ایسی قوی رحم مجرم اسکے نکاح میں ہو کہ جس سے یہ باندی اسپر حرام ہو یا یہ باندی مجوسہ یا مرندہ ہو تو اسکے وطی کرنے سے مولیٰ پر حد واجب نہ ہو گی اگرچہ مرمت سے آگاہ نہ ہونے کا اقرار کرے یہ حقیقت میں ہو اگر ایک عورت کو اجارہ پر لیا تاکہ اس سے زنا کرے یا اس سے وطی کرے یا تاکہ تو یہ درہم لے تاکہ میں تجھ سے وطی کروں یا کہا کہ تو مجھے اپنے اوپر اس قدر درسون کے عوض تیار ہو دے پس عورت نے منظور کیا اور ایسا واقع ہوا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور نظم میں اس بیان پر اس قدر زیا دہ فرمایا کہ اس عورت کو اسکا مثل نلیگا اور دونوں کو سزا دی جائیگی اور قید کیے جاویں گے یہاں تک کہ دونوں تو بہ کر دیں اور صاحبین رحمہم فرمایا کہ دونوں کو حد ماری جائیگی جیسے کہ اگر مرد نے عورت کو بلا شرط مال دیا اور ایسا کیا تو بھی یہی حکم ہو بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ تو یہ درہم لے تاکہ میں تجھے متع حاصل کروں تو یہ حکم نہیں ہو اس واسطے کہ متعہ اعتدائے اسلام میں واجب نہیں تھا۔ تنہا پس شبہہ باقی رہا یہ مقرر تاشی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اس قدر حد دیا تاکہ تجھ سے زنا کروں تو حد واجب نہ ہو گی یہ کافی میں ہو۔ زید کی باندی نے اگر کوئی جنایت عمدا کی پھر ولی جنایت نے اس عورت سے زنا کیا تو ولی جنایت پر بالاتفاق حد زنا واجب نہ ہو گی۔ اور اگر براہ خطا ہو اور ولی جنایت نے اس باندی سے زنا کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ فرمایا کہ ولی جنایت پر حد واجب ہو گی خواہ مولے اس باندی کا دینا اختیار کرے یا اسکا فدیہ دینا اختیار کرے اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ اگر مولے نے ولی جنایت کو یہ باندی اس جرم میں دینی اختیار کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اگر فدیہ دینا اختیار کیا تو اسپر حد واجب ہو گی۔ اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ کا شہوت سے بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا پھر اسکی مان یا بیٹی سے نکاح کر کے دخول کیا تو اسپر حد واجب ہو گی اگرچہ اس نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے اور یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور اسی وطی سے اسکا احصان باطل نہ ہو گا حتیٰ کہ اسکا قذف نہ ہو گا اور قذف مارا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی جوڑو کی مان یا بیٹی کا بوسہ لیا یا جوڑو سے شوہر کے سپر یا باپ کا بوسہ لیا حتیٰ کہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی پھر شوہر نے اس سے وطی کر لی تو اسپر حد واجب ہو گی اگرچہ شوہر کے کہیں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے یہ تا نا رخانیہ میں ہے۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ گو نگا حد زنا یا کسی حد کے واسطے ہے مگر اس سے ماخوذ نہ ہو گا اگرچہ وہ با شارت یا بہ کتابت اقرار کرے یا اسپر گواہ گواہی دیں اور جو شخص کسی مجنون ہو جاتا ہو اور کبھی اسکو افاقہ ہوتا ہو پس اگر اس نے حالت افاقہ میں زنا کیا تو حد زنا کے واسطے ماخوذ ہو گا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے



اسپتہ جنوں کی حالت میں رہا کیا ہو تو اسپر حد جاری نہ ہوگی جیسے بالغ نے اگر کیا کہ میں نے حالت نابالغی میں نہ کیا ہو  
تو اخذ نہیں ہوتا ہے یہ محیط میں ہو۔ اور جس نے دار الحرب یا دار البتی میں نہ کیا پھر وہ ہمارے یہاں آگیا تو اسپر حد جاری  
نہ کیا جیگی یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر کوئی سر یہ دار الحرب میں داخل ہوا اور انہیں سے کسی عورت نے وہاں نہ کیا تو اسپر  
حد جاری نہ ہوگی اور اسی طرح امیر لشکر حد و وقاص کو قائم نہ کرے گا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر حلیہ نے ہذا خود ہوا  
کیا یا امیر شہر نے خود ہوا کیا جو اپنی ولایت کے لوگوں پر حد و وقاص کرنا چاہتا ہو وہ دار الحرب میں بھی حد و وقاص  
قائم کرے گا اور یہ اس وقت ہو کہ اسے لشکر میں ہو کہ نہ کیا اور اگر وہ اہل حرب سے جا ملا اور نہ کیا تو اسپر حد قائم نہ  
کیا جیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ امیر اپنے لشکر میں حد و وقاص میں قائم کرے گا کہ جس پر حد قائم کرنا چاہتا ہو اس کی طرف سے  
ہر نہ ہو جائے اور اہل حرب سے مل جانے سے خوف ہو اور اگر مرد ہو جائے اور اہل حرب سے مل جانے کا خوف ہو تو حد  
قائم نہ کرے گا یہاں تک کہ دار الحرب سے جدا ہو کر دارالاسلام میں آجائے یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اگر ذمی نے اسی عورت  
حرمیہ سے جو امان لیکر دارالاسلام میں آئی ہو نہ کیا تو بالا جماع ذمی پر حد واجب ہوگی یہ عتاب میں ہو۔ اور اس طرح  
اگر ایسی عورت سے مسلمان نے نہ کیا تو اسپر حد جاری کیا جیگی یہ قتارے قاضیان میں ہو۔ اور جو عورت یا مرد  
اہل حرب میں سے امان لیکر بیان داخل ہوا ہو اسپر امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک حد نہیں ہو سوائے ہر قدر  
کے اور اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے حرمی مسلمان کو اپنے اوپر قابو کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حد اور ذمیہ کو  
حد جاری کیا جیگی اور امام محمد رحمہ کے نزدیک دونوں میں سے کسی پر حد نہ ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک دونوں پر  
حد جاری کیا جیگی یہ عتاب میں ہو۔ ذمی نے اگر نہ کیا پھر مسلمان ہوا لیں اگر یہ امیر اسپر اسکے اقرار سے یا مسلمان گواہوں  
کی گواہی سے ثابت ہوا ہو تو اسکے سر سے حد دور نہ کیا جیگی اور اگر ذمی گواہوں کی گواہی سے اسپر ثابت ہوا پھر وہ  
مسلمان ہو گیا تو اسپر حد قائم نہ کیا جیگی یہ بکر ابراہیم میں ہو۔ اور اگر مرد تندرست نے مجنونہ عورت یا ایسی مضمرہ سے جو  
جماع کے قابل ہو نہ کیا تو بالا جماع خاصہ مرد پر حد قائم کیا جیگی یہ ہدایہ میں ہو اور اگر سوئی ہوئی عورت سے نہ کیا  
تو مرد پر حد واجب ہوگی یہ محیط مشرعی میں ہو۔ اور اگر نابالغ یا مجنون نے عورت بالغہ عاقلہ سے نہ کیا اور عورت مذکورہ  
نے بخوشی قابو دیا تو بلا خلاف طفل مجنون پر حد واجب نہ ہوگی اور یہی عورت ہمارے علماء کے قول پر اسکو حد کی نرا  
نہ کیا جیگی اور اگر مضمرہ نابالغہ سے نہ کیا تو دونوں پر حد نہ ہوگی اور زانی پر اسکا مرد واجب ہوگا اور اگر طفل نے اس کا اقرار کیا  
تو اسکے اقرار سے اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر طفل نے بالغہ عورت سے نہ کیا اور اسکا مرد پر بکارت ذائل کر دیا اور یہ عورت  
باکراہ مجبوری اس فعل میں مبتلا ہوئی ہو تو طفل مذکور اسکے مرد کا ضامن ہوگا بخلاف اسکے اگر عورت مذکورہ خوشی سے اس  
بابت براہی ہوئی ہو تو ایسا نہیں ہو۔ اور اگر نابالغہ لڑکی نے طفل کو اپنی طرف بلایا جس نے نہ کیا اور اسکا مرد وہ  
جائتا رہا تو طفل مذکور پر مرد واجب ہوگا اور باندی نے اگر طفل سے نہ کیا یا تو وہ اسکے مرد کا ضامن ہوگا یہ ذہیر میں  
ہو۔ اور اگر سوئے ہوئے مرد سے عورت نے خود وطی کی اور اپنے نفس بچا ہو دیا تو دونوں پر حد واجب نہ ہوگی یہ محیط مشرعی  
میں ہو۔ اور جس مرد کو سلطان نے مجبور کیا ہے کہ اسے نہ کیا تو اسپر حد نہیں ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ پہلے فرماتے تھے کہ حد ہر مجبور  
میں جمع کیا اور فرمایا کہ اسپر حد نہیں اور اگر سوائے سلطان کے دوسرے نے اگر کیا تو امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ نے فرمایا  
کہ اسپر حد نہیں ہو کذا فی نسخ الفقہ اور اسی پر فتویٰ ہے یہ سر جہیز میں ہو۔ اور اگر عورت یا کراہ کیا گیا یا متک کہ اسے

[illegible]



تیسرے پاس یہ بھیجا ہو تو اس کے قول پر اعتماد کر کے اس سے وطی کر لینی حلال ہو۔ پھر جو عورت شہت فانی میں  
 چھٹی گئی تھی اگر اس کے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اس عورت پر عدت واجب کی مگر  
 اس عورت سے تہمت لگانے والے کو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ نافیہ البیان میں ہو۔ ایک مرد نے اندھیری رات  
 میں اپنے بچھونے پر ایک عورت کو پایا اور حال یہ ہو کہ اس کی ایک جوہر پرتی ہو جس تکو بستر پر پایا ہو اس سے وطی  
 کر لی اور کہا کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میری جوہر پرتی تو مشائخ نے فرمایا کہ اس کا قول قبول ہوگا اور اس پر حد واجب ہوگی  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی کوٹھری میں سی عورت کو پایا اور اس سے وطی کر لی  
 اور کہا کہ میں نے اس کو اپنی جوہر گمان کیا تھا تو اس مرد پر حد واجب ہوگی اگرچہ وہ اندھا ہو یا سراج و چراغ میں ہو۔ اور اگر  
 اندھے نے اپنی عورت کو بستر پر پایا یا اس پر عورت نے جو سہا یا اور گئی پس اس سے جماع کر لیا تو امام محمد رحمہ فرمایا کہ اس پر  
 حد واجب ہوگی اور اگر غیر عورت نے جواب میں یوں کہا کہ میں فلاں ہوں یعنی اس کی جوہر گمان کیا پس اس سے جماع  
 کر لیا تو اس کو حد جاری کی جائیگی اور اگر انکھون والا ہو تو اسی صورت میں اس کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
 ایک مرد نے اپنی باندی کسی دوسرے کے وہلے حلال کر دی پس دوسرے نے اس باندی سے وطی کی تو اس پر حد نہ ہوگی محض شہری  
 میں ہو۔ اور جو شخص نشہ میں ہو اگر اسے زنا کیا تو اس کو حد جاری جائیگی جب وہ ہوش میں آ جاوے یہ سراج میں ہو۔ اور اگر بیچ  
 قاسم ہوا و شہری نے بیوہ باندی سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے وطی کی تو اس پر حد واجب نہ ہوگی۔ اور اگر بائع نے اپنے واسطے  
 اختیار کی شرط کر کے باندی فروخت کر دی پس شہری نے اس سے وطی کی یا خیار شہری کا تھا اور بائع نے اس سے وطی کی  
 تو اس پر حد جاری کی جائیگی خواہ وہ حرام ہوئے ہو یا تاہم و یا نہ تاہم ہونے سے فتاویٰ قاضی خان میں ہے امام محمد رحمہ نے اصل میں فرمایا کہ اگر  
 کوئی باندی غصب کر کے اس سے زنا کیا پھر اس کی قیمت تاوان دیدی تو بالاتفاق اس پر حد نہ ہوگی اور اگر اس سے زنا کر کے  
 پھر اس کو غصب کیا اور اس کی قیمت تاوان دیدی تو امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک حد ساقط ہوگی یہ طے میں ہے۔ ایک شخص  
 مرحوم نے لکھا ہے کہ ایک عورت اجنبیہ آئی اور ہوس کے اور شہکی بہا تک کہ اپنی حاجت پوری کر لی تو دونوں پر حد واجب ہوگی یہ  
 ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر اس کو خریدیا تو ظاہر الروایہ میں مذکور ہو کہ بالاتفاق اس کو حد کی سزا دی جائیگی۔ اور  
 اسی طرح اگر کسی آزادہ عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو بھی یہی حکم ہو ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح کتاب الحد و ذین کر  
 کیا ہے۔ اور اگر ایک عورت سے زنا کیا پھر کہا کہ میں اس کو خرید کر چکا تھا تو اس پر حد واجب نہ ہوگی خواہ یہ عورت آزادہ ہو یا باندی  
 ہو۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو خرید یا بدین شرط کہ اس کے مولیٰ کو خیار حاصل ہو اور اس کے مولیٰ نے کہا کہ یہ  
 جھوٹا جو میں نے اس باندی کو فروخت نہیں کیا تو فرمایا کہ موطی پر حد واجب نہ ہوگی اور اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو بوجھ  
 الی اصل خرید یعنی کسی مدت کے وعدہ پر بہکویاں کرنا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ طے میں ہے۔ آزادہ عورت نے اگر ایک غلام سے زنا کیا پھر  
 اس کو خرید لیا تو ان دونوں کو حد کی سزا دی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے ایک باندی سے زنا کیا پھر دعویٰ کیا کہ میں  
 اس کو بطور فاسد خرید لیا تھا یا مولیٰ نے اس کو چھو سہہ کر دیا تھا حالانکہ مولیٰ نے اس کی تکذیب کی یا گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے  
 زنا کرنے کا اقرار کیا اور اس نے قاضی کے سامنے خرید یا بہکاوے دعویٰ کیا تو حد اس کے ذمہ سے دور کی جائیگی یہ طے شہری میں ہے اور اگر  
 کہ یہ عدت سے زنا کیا پس اس کا بائع یا بیہکاب کا سولہ ایک کوہا پس اس عورت نے اس کی مطاعت بدوئی شہد کے کر لی تھی  
 تو دن پر حد واجب کی اور زانیہ پر اس کی مضامین ہر دو سولہ ایک کر لینے کے جرم میں کچھ لازم نہ ہوگا اس واسطے کہ عورت مذکورہ خود

مطلوبہ  
 راجع  
 ہے  
 بہ  
 شہ

راضی ہوئی تھی اور چونکہ حدود واجب ہوئی تو اس وجہ سے اس کے واسطے کچھ نہ کہی ثابت ہو گا۔ اور اگر شہید کا دعویٰ پایا گیا تو زانی پر حد ہوگی اور نیز اس پر مفسدہ کی بابت بھی کچھ لازم نہ ہوگا اگر اس پر عذر واجب ہوگا اور اگر عورت سے زبردستی ایسا کیا گیا بدون دعویٰ شہید کے تو وہ پر حد واجب ہوگی نہ عورت پر اور عورت کے واسطے ہر ثابت ہوگا پھر انصاف کو دیکھا جائیگا کہ اگر اس طرح سواری ایک ہو گیا کہ عورت اپنا پیشانی میں تمام سکتی ہو تو زانی مذکور پر عورت کی پوری ویت واجب ہوگی اور اگر پیشاب تمام سکتی ہو تو زانی کو حد ماری جائیگی اور اس پر تہائی دیت واجب ہوگی اور اگر باوجود اسکے دعویٰ شہید بھی ہو تو دونوں پر حد واجب نہ ہوگی پھر اگر عورت اپنا پیشاب تمام سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت واجب ہوگی اور پورا مہل لازم ہوگا یہ ظاہر الروایۃ ہے اور اگر وہ پیشاب نہ تمام سکتی ہو تو وہ پر تمام دیت واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ نزدیک ہے کہ اگر عورت ایسی معنی ہو کہ لائق جماع کے ہو تو وہ سب احکام مذکورہ میں داخل کیوں کہ جو سو اسے ایک بات کے کر سکتی رہتا مندی سے ارشاد میں ثابت سا قیہ ہوگا اور اگر ایسی معنی ہو کہ لائق جماع نہیں ہو سکتی گھر خیم ایسا ہو کہ وہ اپنا پیشاب روکت سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت واجب اور پورا مہل واجب ہوگا اور حد واجب نہ ہوگی اور اگر روکت سکتی ہو تو پوری دیت کا ضمان ہوگا اور امام اظم رحمہ اللہ کا یہ نزدیک ہے کہ کسی باندی سے وطی کی کہ وطی سے اس کی باندی کی بیانی جاتی رہی تو زانی پر بلا خلاف حد نہ ہوگی اور اگر وطی سے اس کی ران توڑ دی تو حد اور نصف قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت آزادہ ہو تو بلا خلاف زانی پر حد دیت واجب ہوگی یہ عتبہ میں ہے۔ ایسے امام مسلمین نے جسکے اوپر امام نہیں ہوگا اگر ایسی بات کی جس سے حد واجب ہوتی ہو جیسے زنا و سرکہ و شراب و خوری و قذف تو اس سے معاف نہ کیا جائیگا سوائے قصاص و جرم مالی کے چنانچہ اگر کسی آدمی کو قتل کیا یا کسی کا مال تلف کیا تو اسکے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر مقتول کی ضرورت پڑے تو تمام اہل ایمان مظلوم کے واسطے منع ہونگے پس وہ اپنا حق بھر پائے پر قافہ ہوگا اور یہ غیر وجوب ہی کافی نہیں ہے جو تھا باب زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ زنا پر گواہی نہیں قبول ہوتی ہوا الا چار مسلمان آزاد مردوں کی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر زنا پر چار سے کم ایک یا دو یا تین مردوں آزاد نے گواہی دی تو گواہی مردود اور گواہ کو حد قذف ماری جائیگی یہ ہمارے علماء کا مذہب ہے اور اگر قاضی کی مجلس میں چار گواہ حاضر ہوئے تاکہ ایک مرد پر زنا کی گواہی دیں پھر ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور باقی نے انکار کیا تو ہمارے علماء کے نزدیک جیسے گواہی دی ہو اسکو حد قذف ماری جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر چار مردوں میں سے تین نے اسکے زنا پر گواہی دی اور چوتھے نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو ایک محاف میں دیکھا تو مشہور علیہ کو حد ماری جائیگی اور تینوں گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور چوتھے گواہ پر حد نہ ہوگی الا اگر اسنے اول یوں کہا ہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اسنے زنا کیا پھر نہ کرنے کی تفسیر اس طرح بیان کی جیسے ذکر ہوا تو اب اسکو بھی حد ماری جائیگی یہ بشرح طحاوی میں ہے۔ اور ہمارے نزدیک شہادت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مجلس شہادت متحد ہوتی کہ اگر گواہوں نے مختلف مجلسوں میں گواہی دی تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی اور سب کو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر گواہ لوگ گواہ ہوں کی کیا کھڑے ہوں پس ایک بعد دوسرے کے اٹھا اور گواہی دی تو گواہی جائز ہو اور اگر سب مجلس سے باہر ہوں پھر ایک داخل ہوا اور اسنے گواہی دی پھر باہر چلا گیا پھر دوسرا آیا اور گواہی دیکر باہر چلا گیا اسی طرح ایک نے بعد دوسرے کے گواہی دی

ان شاء اللہ تعالیٰ  
 حد واجب ہوگی اور نیز اس پر مفسدہ کی بابت بھی کچھ لازم نہ ہوگا اگر اس پر عذر واجب ہوگا اور اگر عورت سے زبردستی ایسا کیا گیا بدون دعویٰ شہید کے تو وہ پر حد واجب ہوگی نہ عورت پر اور عورت کے واسطے ہر ثابت ہوگا پھر انصاف کو دیکھا جائیگا کہ اگر اس طرح سواری ایک ہو گیا کہ عورت اپنا پیشانی میں تمام سکتی ہو تو زانی مذکور پر عورت کی پوری ویت واجب ہوگی اور اگر پیشاب تمام سکتی ہو تو زانی کو حد ماری جائیگی اور اس پر تہائی دیت واجب ہوگی اور اگر باوجود اسکے دعویٰ شہید بھی ہو تو دونوں پر حد واجب نہ ہوگی پھر اگر عورت اپنا پیشاب تمام سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت واجب ہوگی اور پورا مہل لازم ہوگا یہ ظاہر الروایۃ ہے اور اگر وہ پیشاب نہ تمام سکتی ہو تو وہ پر تمام دیت واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ نزدیک ہے کہ اگر عورت ایسی معنی ہو کہ لائق جماع کے ہو تو وہ سب احکام مذکورہ میں داخل کیوں کہ جو سو اسے ایک بات کے کر سکتی رہتا مندی سے ارشاد میں ثابت سا قیہ ہوگا اور اگر ایسی معنی ہو کہ لائق جماع نہیں ہو سکتی گھر خیم ایسا ہو کہ وہ اپنا پیشاب روکت سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت واجب اور پورا مہل واجب ہوگا اور حد واجب نہ ہوگی اور اگر روکت سکتی ہو تو پوری دیت کا ضمان ہوگا اور امام اظم رحمہ اللہ کا یہ نزدیک ہے کہ کسی باندی سے وطی کی کہ وطی سے اس کی باندی کی بیانی جاتی رہی تو زانی پر بلا خلاف حد نہ ہوگی اور اگر وطی سے اس کی ران توڑ دی تو حد اور نصف قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت آزادہ ہو تو بلا خلاف زانی پر حد دیت واجب ہوگی یہ عتبہ میں ہے۔ ایسے امام مسلمین نے جسکے اوپر امام نہیں ہوگا اگر ایسی بات کی جس سے حد واجب ہوتی ہو جیسے زنا و سرکہ و شراب و خوری و قذف تو اس سے معاف نہ کیا جائیگا سوائے قصاص و جرم مالی کے چنانچہ اگر کسی آدمی کو قتل کیا یا کسی کا مال تلف کیا تو اسکے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر مقتول کی ضرورت پڑے تو تمام اہل ایمان مظلوم کے واسطے منع ہونگے پس وہ اپنا حق بھر پائے پر قافہ ہوگا اور یہ غیر وجوب ہی کافی نہیں ہے جو تھا باب زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ زنا پر گواہی نہیں قبول ہوتی ہوا الا چار مسلمان آزاد مردوں کی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر زنا پر چار سے کم ایک یا دو یا تین مردوں آزاد نے گواہی دی تو گواہی مردود اور گواہ کو حد قذف ماری جائیگی یہ ہمارے علماء کا مذہب ہے اور اگر قاضی کی مجلس میں چار گواہ حاضر ہوئے تاکہ ایک مرد پر زنا کی گواہی دیں پھر ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور باقی نے انکار کیا تو ہمارے علماء کے نزدیک جیسے گواہی دی ہو اسکو حد قذف ماری جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر چار مردوں میں سے تین نے اسکے زنا پر گواہی دی اور چوتھے نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو ایک محاف میں دیکھا تو مشہور علیہ کو حد ماری جائیگی اور تینوں گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور چوتھے گواہ پر حد نہ ہوگی الا اگر اسنے اول یوں کہا ہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اسنے زنا کیا پھر نہ کرنے کی تفسیر اس طرح بیان کی جیسے ذکر ہوا تو اب اسکو بھی حد ماری جائیگی یہ بشرح طحاوی میں ہے۔ اور ہمارے نزدیک شہادت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مجلس شہادت متحد ہوتی کہ اگر گواہوں نے مختلف مجلسوں میں گواہی دی تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی اور سب کو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر گواہ لوگ گواہ ہوں کی کیا کھڑے ہوں پس ایک بعد دوسرے کے اٹھا اور گواہی دی تو گواہی جائز ہو اور اگر سب مجلس سے باہر ہوں پھر ایک داخل ہوا اور اسنے گواہی دی پھر باہر چلا گیا پھر دوسرا آیا اور گواہی دیکر باہر چلا گیا اسی طرح ایک نے بعد دوسرے کے گواہی دی



دی تو انکی گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اگر دو گواہوں نے ایک مرد کے زنا کرنے پر گواہی دی  
اور دو گواہوں نے اس کے اقرار نہ کیا ہو گواہی دی تو مشہود علیہ پر حد نہ ہوگی اور گواہوں پر بھی حد نہ ہوگی  
واجب نہ ہوگی اور اگر تین گواہوں نے اس کے زنا کرنے پر گواہی دی تو تین گواہوں پر بھی حد نہ ہوگی  
اول پر حد نہ ہوگی واجب ہوگی یہ تیسری میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ اس نے ایسی عورت سے زنا کیا کہ جسکو ہم نہیں  
پہچانتے ہیں تو مشہود علیہ کو سزا سے حد نہ دی جائیگی یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر مشہود علیہ نے کہا کہ جس عورت کو تم نے  
میرے ساتھ دیکھا تھا وہ میری جو رہا باندی نہ تھی تو بھی حد نہ دی جائیگی اس واسطے کہ گواہی ایسی واقع ہوگی کہ  
وہ سچ ہے نہ نہیں ہو اور یہ کلام نہ کر انکی طرف سے اقرار نہیں ہو فیہ فیج القدر میں ہو۔ چار گواہوں نے ایک دی پر  
گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا جسکو ہم نہیں پہچانتے ہیں پھر کہا کہ وہ عورت فلاں ہے تو مشہود علیہ کو سزا سے  
حد نہ دی جائیگی اور گواہوں پر بھی حد نہ لازم نہ ہوگی۔ چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا  
کیا ہو مگر انہیں دو گواہوں نے اس طرح گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے بے پردہ میں زنا کیا ہو اور دو نے اس طرح کہ اس  
عورت سے اسے کو نہ میں زنا کیا ہو تو بالاتفاق سب کے قول کے موافق ہو پر یا عورت کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور اگر  
تو ایک گواہوں پر بھی استحضار حاصل لازم نہ ہوگی۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا  
دو نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے دار کے اس بیت میں زنا کیا اور دو نے اس طرح کہ اس نے اس عورت سے اس بیت میں  
میں زنا کیا ہو تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی باین طور کہ دو نے کہا کہ  
اس نے اس عورت سے بے پردہ میں زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے بے پردہ میں زنا کیا یا دو نے اس طرح  
گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے اس دار کے بالا خانہ میں زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اس نے اس دار کے سفلی میں زنا  
کیا ہو یا دو نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے اس فلان کے دار میں زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اس نے اس  
عورت سے اس فلان کے دار میں زنا کیا تو ان مسائل میں مشہود علیہ پر حد نہیں ہو اور گواہوں پر بھی ہمارے نزدیک  
حد نہ لازم نہ آوے گی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر چار گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے بے پردہ  
میں وقت طلوع شمس کے بعد فلان ازماہ فلان از سنہ فلان زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے بے پردہ  
عورت سے کو نہ میں بعد اس وقت نہ کو میں زنا کیا تو دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ ہر اتفاق میں ہو۔ اور  
اگر چار گواہوں میں سے دو مردوں نے کہا کہ اس نے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ میں زنا کیا اور دو نے اس  
مردوں نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ دیگر میں زنا کیا ہو تو مشہود علیہ پر حد نہ ہوگی  
مشہود علیہ کو استحضار حاصل نہ ہوگی اس واسطے کہ احتمال ہو کہ ابتدا سے زنا ایک گوشہ میں ہوا اور اتم سے زنا  
دوسرے گوشہ میں ہو۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ بیت چھوڑا ہو کہ اس میں مرکا جو چھین بیان کیا ہو احتمال ہو اور اگر  
ہو گا تو یہ حکم نہ ہو گا اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی کہ ہر ایک نے ان میں سے گواہی دی کہ اس نے  
اس فلاں عورت سے زنا کیا ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور ہر ایک کی گواہی اسی زنا پر مقبول ہوگی جسکی نسبت  
دوسرے سے قاضی نے گواہی دی ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر چار گواہوں میں سے دو گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی  
کہ اس مرد نے فلاں عورت سے فلان ساعت روز میں زنا کیا اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے

سہ  
دگر  
یار  
بانی  
تخلی  
سین  
ح  
عین



ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر بعد رجم کیے جانے کے معلوم ہوا کہ یہ چھوٹا بچہ تھا تو اسکی دیت لگوا ہون پر ہوگی اور حد نہ ہوگی اور اگر عورت پر اس طرح گواہی دی ہو پھر بعد رجم کے عورتوں نے اسکو دیکھا کہ گواہی دینے والا کراہے یا تقاریر ہو تو گواہوں پر ضمان ہوگی اور نہ ان پر حد واجب ہوگی۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی پھر چار مردوں نے ان گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہو تو انہیں سے کسی کی گواہی قبول نہ ہوگی اور کسی پر حد قائم نہ ہوگی کیونکہ شبہ پیدا ہو گیا یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک پہلے گواہوں پر حد قائم کی جائیگی بسبب اسکے کہ انکار زنا کو ناجت سے ثابت ہوا اور حجت چار گواہوں کی گواہی ہو پس وہ لوگ نفاق ٹھہرے۔ اور اگر قریب ثانی نے کہا کہ ان لوگوں نے اس عورت سے زنا کیا ہو اور پس خاموش رہے تو ان لوگوں پر حد واجب ہوگی اس واسطے کہ انہوں نے دوسرے زنا کی گواہی دی ہو نہ اس زنا کی جسکی قریب اول نے گواہی دی ہو یہ محیط مشرعی میں ہے۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہوں نے قریب اول گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہو اور تیسرے قریب چار مردوں نے دوسرے قریب گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک سب پر حد نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک مرد و عورت و بیانی قریب گواہوں پر حد زنا واجب ہوگی یہ یسین میں ہے۔ اور اگر گواہوں میں سے بعض قریب نے بعض پر زنا کرنے کی گواہی نہ دی بلکہ بعض پر محدود القذف ہونے کی گواہی دی اور باقی سب بکاہ ہو تو مرد و عورت پر بسبب اول گواہی کے حد زنا واجب ہوگی یہ محیط مشرعی میں ہے۔ اور اگر زنا کرنے پر گواہی دی حالانکہ گواہ غلام یا کافر یا محدود القذف ہیں یا اندھے ہیں تو مشہور علیہ یہ حد واجب نہ ہوگی مگر گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر چار مردوں نے کسی پر زنا کی گواہی دی حالانکہ ایک انہیں سے غلام ہو یا محدود القذف ہو تو مشہور علیہ یہ حد واجب نہ ہوگی مگر گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی یہ ہمایہ میں ہے۔ اور اگر غلام آزاد کیا گیا پھر ان لوگوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو دوبارہ انکو حد قذف کی سزا دی جائیگی اور اسی طرح اگر سب گواہ غلام ہوں اور انہوں نے گواہی دی اور انکو حد قذف کی سزا دی گئی پھر وہ آزاد کیے گئے پھر انہوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو دوبارہ حد قذف کی سزا دی جائیگی بخلاف کافروں کے کہ اگر انہوں نے کسی مسلمان پر زنا کی گواہی دی پھر بعد محدود القذف ہونے کے مسلمان ہو کر انہوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو یہ حکم نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر تھوڑی حد ماری گئی پھر انہیں سے ایک گواہ غلام نکلا پس دوسرے چار گواہوں نے گواہی دی تو مشہور علیہ کو حد نہ ماری جائیگی اس واسطے کہ یہ حد باطل ہو چکی ہے عتاب میں ہے اور اگر چاروں گواہوں میں سے ایک گواہ مکاتب یا طفل یا اندھا ہو تو سوائے طفل کے سب گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور اگر یہ امیر مشہور علیہ کے رجم کیے جانے کے معلوم ہوا تو گواہوں کو حد نہ ماری جائیگی اور مروجہ کی دیت بیت المال سے دی جائیگی اور اگر مشہور علیہ کو حد میں سے مارے گئے ہوں تو گواہوں کو حد نہ ماری جائیگی بشرطیکہ مشہور علیہ اسکی درخواست کرے اور ہمارا ارشاد ہے کہ یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے یہ ایضاً حین ہے اور محقق بعض امام اعظم کے نزدیک مکاتب کے ہوا و مکاتب لیل و نهار میں سے ہیں جو یہ مسوط میں ہے۔ اور اگر چار گواہوں نے گواہی دی حالانکہ وہ فاسق ہیں یا ظاہر ہوا کہ وہ فاسق ہیں تو انکو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ کافی میں ہے اور اگر مشہور علیہ نے دی گواہی کیا کہ انہیں سے ایک گواہ غلام ہو تو قول اسی کا قبول ہوگا یا تکبیر ثابت کیا جاوے

اشارہ  
بہ  
مشہور  
علیہ  
اول  
میں  
سبب  
قذف  
ماری  
ہے

کہ وہ آزاد ہو یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ ایک مرد نے دوسرے کو زنا کی تہمت لگائی پھر اس قاضی نے اور تین مردوں کے ساتھ گواہی دی کہ یہ زانی ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر مقتول اس قاضی کے بیان لایا پھر قاضی نے ان گواہوں کے ساتھ اسکے زانی ہونے کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اور اگر سنوڑا سکے قاضی کے پاس نہیں لایا تھا تو گواہی مقبول ہوگی یہ محیط شری میں ہو۔ امام محمد نے جامع صغیر میں فرمایا کہ چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ یہ مرد غیر محسن ہو اور امام نے اسکو حاکم یا راجہ ظاہر ہوا کہ یہ گواہ غلام یا کفار یا محدود القذف تھے حالانکہ مشہور علیہ ان درون کی سزا سے مرگیا ہو یا درون سے اسکا بدن مجروح ہو گیا ہو تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ قاضی پر یا بیت المال پر سزا تاوان لازم ہوگا یہ محیط میں ہو اگر کوئی شخص گواہوں کی گواہی پر حد زنا میں دے مارا گیا پس درون کی چوٹ سے وہ مر گیا یا مجروح ہو گیا پھر ظاہر ہوا کہ بعض گواہ غلام یا محدود القذف یا کافر ہیں تو ان گواہوں کو بالائتفاق حد قذف کی سزا دی جائیگی اور امام اعظم نے فرمایا کہ ان گواہوں پر اور نیز بیت المال پر کچھ تاوان واجب ہوگا یہ شیخ القدیری میں ہے۔ چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی احمد و حنفی میں ہے گواہوں نے اسپر زنا و احسان و ولوں کی گواہی دی پس امام مسلمین نے اسکو جرم کیا پھر ایک گواہ غلام یا مکاتب یا محدود القذف یا کفار یا محدود القذف کی دیت قاضی پر واجب ہوگی اور قاضی اسکو بیت المال سے نہیں دے سکتا ہے اسپر اجراع ہو اور اگر یہ ظاہر ہو کہ یہ گواہ فاسق تھے تو قاضی پر ضمان واجب ہوگی چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ان گواہوں کا چند نفر نے ترکیہ کیا اور کہا کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عادل ہیں لیکن سچے ظاہر ہوا کہ یہ غلام یا کفار یا محدود القذف ہیں پس اگر ترکیہ کر نیوالے اپنے ترکیہ پر سب سے رجوع کر لیا کریں یہ کہا کہ ہمیں ظاہر ہوئی تو بالائتفاق اپنے ضمان واجب ہوگی اور ضمان بیت المال سے بالائتفاق واجب ہوگی اور اگر اختلاف نے ترکیہ سے رجوع کیا اور کہا کہ ہم انکو غلام یا کفار یا محدود القذف جانتے تھے گئے ہیں باوجود اسکے کہ ترکیہ بقدر تقدیر کی تو اس میں اختلاف ہو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ضمان ان ترکیہ کرنے والوں پر واجب ہوگی اور بیت المال سے واجب نہ ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ ترکیہ کرنے والوں پر ضمان نہ ہوگی اور بیت المال سے واجب ہوگی اور یہ حکم اس وقت ہے کہ گواہوں کا غلام یا کفار یا محدود القذف ہونا ظاہر ہو اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ یہ گواہ فاسق ہیں اور ترکیہ کرنے والوں نے اپنی تعدیل سے رجوع کیا یعنی کہا کہ ہم نے جان بوجھ کر تعدیل کی تو وہی ضمان ہونگے اور یہ اس وقت ہے کہ فریقین نے ہون کہ کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عادل ہیں اور اگر فریقین نے فقط انہما کہ یہ عادل ہیں پھر ظاہر ہوا کہ گواہ لوگ غلام ہیں تو فریقین پر ضمان واجب نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر محدثین نے بلا تشاہد کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ احرار ہیں یا بلفظ خبر کہا کہ یہ لوگ احرار ہیں تو ان دونوں میں تفریق نہیں ہو یہ نہا یہ میں ہو اور گواہوں پر ضمان واجب ہوگی اور نہ انکو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر گواہوں نے قاضی کے حضور میں یاقرا کیا کہ ہم نے باطل کی گواہی دی ہے تو پھر حد واجب ہوگی اور اگر قاضی نے انکو حد نہ داری ہاں تک کہ دوسرے چار گواہوں نے اسی مشہور علیہ پر زنا کی گواہی دی تو انکی گواہی جائز ہوگی اور مشہور علیہ پر حد کی سزا واجب ہوگی اور فریق اول سے حد قذف دور کی جائیگی یہ مسوط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے مشہور علیہ کے کوڑوں سے مجروح ہو جانے کے بعد پھر جانے کے بعد رجوع کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کچھ ضمان نہ ہوگئے نہ تاوان ارش و نہ تاوان نفیس کے اور صاحبین کے نزدیک اگر وہ کوڑوں سے نہیں مرا تو ارش جراح کے ضمان نہ ہونگے اور اگر مرگیا تو دیت کے ضمان نہ ہونگے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ چار مردوں نے غیر محسن زنا کی گواہی دی پس قاضی نے اسکو کوڑے مارے کہ درون نے اسکو مجروح کر دیا پھر گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو وہ ارش

حد القذف  
لوگ



بہر اہل حق کا ضمان نہ ہو گا۔ اور اسی طرح اگر وہ درون سے در گیا ہو تو بھی ضمان نہ ہو گا نہ گواہ رجوع کرنے والا اور نہ  
 بیت المال کسی پر دیت نہ ہوگی اور یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک رجوع کیا ہو وہ ضمان نہ ہوگا۔  
 مسلح دہاچ میں ہو۔ اور اگر اسکی حد جلد یعنی درہ ہو پس گواہوں کی گواہی سے اسکو حد ماری گئی پھر گواہوں میں سے ایک سے  
 رجوع کیا تو بالاجماع اسی کیلئے کہ حد قذف ماری جائیگی یہ یسین میں ہے۔ اور اگر مشہود علیہ کو حد ماری گئی اور نہ ہوا یا نہ ہو  
 باقی رہا ہو کہ گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو سب گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور مشہود علیہ سے باقی حد ماری جائیگی  
 اور اگر کوئی گواہوں نے مشہود علیہ کو جرم کیا اور نہ ہو وہ مراد تھا کہ بعض گواہوں نے رجوع کیا تو گواہوں کو حد قذف  
 ماری جائیگی یہ فقہاء دیہندی کا خیال ہے۔ اگر فسخ چار مردوں کو گواہوں نے مہل چار گواہوں کی گواہی پر ایک مرد پر زنا کی گواہی  
 دی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی پھر اگر مہل گواہی مہلے اور آئندوں نے اس مرد پر بیعت نہ اسی زنا کی بابت گواہی دی تو بھی  
 اسکو حد کی نہ دے دی جائیگی اور گواہان فریغ و مہل کو بھی حد قذف کی نہ دے دی جائیگی کہ انہی الکافی اور اسی طرح سوائے  
 انکے اور دین کی گواہی بھی مقبول نہ ہوگی نیز انہی الفقیہین میں ہے۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر قلعہ عہد سے زنا  
 کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہوں نے اس مرد کے دوسری عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی مگر نہ ہو تو  
 سنگسار کیا گیا پھر مردوں فریغ گواہوں نے رجوع کیا تو بالاجماع اسکی ویت کے ضمان نہ ہونگے اور امام ابوحنیفہ  
 و امام ابو یوسف کے نزدیک انکو حد قذف کی نہ دے دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اگر چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی  
 اور اسکے محض ہونے کی گواہی دی پھر قبل حکم قضا کے ایک نے یا بعض نے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو  
 حد قذف ماری جائیگی اور باقیوں کو چار سے نزدیک حد قذف ماری جائیگی۔ اور اگر بعض نے بعد حکم قضا ہونے سے قبل  
 حد جاری کیسے جانے کے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف کی نہ دے دی جائیگی اور باقیوں کو امام اعظم کے  
 نزدیک اور موافق دوسرے قول کے امام ابو یوسف کے نزدیک حد قذف کی نہ دے دی جائیگی۔ اور اگر بعد حکم قضا اور  
 حد جاری ہونے کے بعض نے رجوع کیا تو بالاجماع رجوع کرنے والے پر حد قذف واجب ہوگی اور باقیوں پر نہ ہوگی اور  
 نیز بالاتفاق اس رجوع کرنے والے پر چھاپہ دیت خالص شکے مال سے یا کسٹال میں ادا کرنی واجب ہوگی یہ فقہاء کے  
 قاضی خان میں ہے۔ اور امامیہ طے ہر بائیس کوئی رجوع کرے گا تو اسکو حد قذف ماری جائیگی اور چھاپہ دیت کا ضمان ہوگا۔  
 یہ کافی میں ہے۔ اور اگر بعد قضا و امرضا کے سب گواہوں نے رجوع کیا تو چار سے نزدیک سب کو حد قذف ماری جائیگی اور  
 اسکی ویت ان سب کے مال سے واجب ہوگی یہ فقہاء کا خیال ہے۔ اور اگر ایسے رجوع کو جبکہ گواہ نے رجوع کیا ہوگی  
 نے قذف کیا تو قذف کرے گا کہ اسکو حد قذف ماری جائیگی اور دوسرے پر چھاپہ دیت بیان کر دیا ہو کہ بعد حکم قضا ہونے کے گواہ  
 کا رجوع کرنا دوسرے کے حق میں کارائہ میں اور مشہود نہیں ہے۔ گواہوں نے ایک پر چھاپہ دیت کر کے گواہوں نے رجوع کیا تو  
 اور زنا کرنے کی گواہی دی پس اسکو جرم کیا گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور اسکی ویت انکے  
 سے کو تاقان دیکھے اور اسکی ویت انکے دار ثواب کو تاقان دیکھے یہ زنا کا خیال ہے۔ اور اگر گواہوں نے اسکو حد قذف  
 کی گواہی سے رجوع کیا تو کچھ ضمان نہ ہوگا اس واسطے کہ اجماع کے گواہ اگر رجوع کرے تو وہ ضمان میں نہیں ہوتا۔  
 نیز انہی الفقیہین میں ہے۔ اگر گواہان زنا پاچھ ہوں پس ایک نے رجوع کر لیا تو باقیوں کی گواہی پر مشہود علیہ پر حد ماری جائیگی  
 یہ البیان میں ہے۔ اگر باقی گواہوں نے ایک مرد پر زنا کرنے اور اسکے محض ہونے کی گواہی دی پس وہ جرم کیا گیا پھر ان میں سے

ترجمہ عالمگیری جلد دوم  
 فقہ دیہندی کتاب الحدود و ما یصلح من زنا پر گواہی دینا  
 ۴۸۰  
 بہر اہل حق کا ضمان نہ ہو گا۔ اور اسی طرح اگر وہ درون سے در گیا ہو تو بھی ضمان نہ ہو گا نہ گواہ رجوع کرنے والا اور نہ  
 بیت المال کسی پر دیت نہ ہوگی اور یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک رجوع کیا ہو وہ ضمان نہ ہوگا۔  
 مسلح دہاچ میں ہو۔ اور اگر اسکی حد جلد یعنی درہ ہو پس گواہوں کی گواہی سے اسکو حد ماری گئی پھر گواہوں میں سے ایک سے  
 رجوع کیا تو بالاجماع اسی کیلئے کہ حد قذف ماری جائیگی یہ یسین میں ہے۔ اور اگر مشہود علیہ کو حد ماری گئی اور نہ ہوا یا نہ ہو  
 باقی رہا ہو کہ گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو سب گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور مشہود علیہ سے باقی حد ماری جائیگی  
 اور اگر کوئی گواہوں نے مشہود علیہ کو جرم کیا اور نہ ہو وہ مراد تھا کہ بعض گواہوں نے رجوع کیا تو گواہوں کو حد قذف  
 ماری جائیگی یہ فقہاء دیہندی کا خیال ہے۔ اگر فسخ چار مردوں کو گواہوں نے مہل چار گواہوں کی گواہی پر ایک مرد پر زنا کی گواہی  
 دی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی پھر اگر مہل گواہی مہلے اور آئندوں نے اس مرد پر بیعت نہ اسی زنا کی بابت گواہی دی تو بھی  
 اسکو حد کی نہ دے دی جائیگی اور گواہان فریغ و مہل کو بھی حد قذف کی نہ دے دی جائیگی کہ انہی الکافی اور اسی طرح سوائے  
 انکے اور دین کی گواہی بھی مقبول نہ ہوگی نیز انہی الفقیہین میں ہے۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر قلعہ عہد سے زنا  
 کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہوں نے اس مرد کے دوسری عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی مگر نہ ہو تو  
 سنگسار کیا گیا پھر مردوں فریغ گواہوں نے رجوع کیا تو بالاجماع اسکی ویت کے ضمان نہ ہونگے اور امام ابوحنیفہ  
 و امام ابو یوسف کے نزدیک انکو حد قذف کی نہ دے دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اگر چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی  
 اور اسکے محض ہونے کی گواہی دی پھر قبل حکم قضا کے ایک نے یا بعض نے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو  
 حد قذف ماری جائیگی اور باقیوں کو چار سے نزدیک حد قذف ماری جائیگی۔ اور اگر بعض نے بعد حکم قضا ہونے سے قبل  
 حد جاری کیسے جانے کے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف کی نہ دے دی جائیگی اور باقیوں کو امام اعظم کے  
 نزدیک اور موافق دوسرے قول کے امام ابو یوسف کے نزدیک حد قذف کی نہ دے دی جائیگی۔ اور اگر بعد حکم قضا اور  
 حد جاری ہونے کے بعض نے رجوع کیا تو بالاجماع رجوع کرنے والے پر حد قذف واجب ہوگی اور باقیوں پر نہ ہوگی اور  
 نیز بالاتفاق اس رجوع کرنے والے پر چھاپہ دیت خالص شکے مال سے یا کسٹال میں ادا کرنی واجب ہوگی یہ فقہاء کے  
 قاضی خان میں ہے۔ اور امامیہ طے ہر بائیس کوئی رجوع کرے گا تو اسکو حد قذف ماری جائیگی اور چھاپہ دیت کا ضمان ہوگا۔  
 یہ کافی میں ہے۔ اور اگر بعد قضا و امرضا کے سب گواہوں نے رجوع کیا تو چار سے نزدیک سب کو حد قذف ماری جائیگی اور  
 اسکی ویت ان سب کے مال سے واجب ہوگی یہ فقہاء کا خیال ہے۔ اور اگر ایسے رجوع کو جبکہ گواہ نے رجوع کیا ہوگی  
 نے قذف کیا تو قذف کرے گا کہ اسکو حد قذف ماری جائیگی اور دوسرے پر چھاپہ دیت بیان کر دیا ہو کہ بعد حکم قضا ہونے کے گواہ  
 کا رجوع کرنا دوسرے کے حق میں کارائہ میں اور مشہود نہیں ہے۔ گواہوں نے ایک پر چھاپہ دیت کر کے گواہوں نے رجوع کیا تو  
 اور زنا کرنے کی گواہی دی پس اسکو جرم کیا گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور اسکی ویت انکے  
 سے کو تاقان دیکھے اور اسکی ویت انکے دار ثواب کو تاقان دیکھے یہ زنا کا خیال ہے۔ اور اگر گواہوں نے اسکو حد قذف  
 کی گواہی سے رجوع کیا تو کچھ ضمان نہ ہوگا اس واسطے کہ اجماع کے گواہ اگر رجوع کرے تو وہ ضمان میں نہیں ہوتا۔  
 نیز انہی الفقیہین میں ہے۔ اگر گواہان زنا پاچھ ہوں پس ایک نے رجوع کر لیا تو باقیوں کی گواہی پر مشہود علیہ پر حد ماری جائیگی  
 یہ البیان میں ہے۔ اگر باقی گواہوں نے ایک مرد پر زنا کرنے اور اسکے محض ہونے کی گواہی دی پس وہ جرم کیا گیا پھر ان میں سے



اجتہاد کرو پس اگر ان اولادوں نے اپنے باپ کو رجم کیا مگر ایسا پتھر نہ پڑا کہ وہ مر جاوے اور بعد اس کے لوگوں نے دیکھا  
کہ وہ مر گیا پھر ان گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو رجوع کرنے والا چارم ویت کا ضامن ہوگا اور ضمان ہے  
مال سے دیگا اور یہ تین برس میں ادا کرے گا اور یہ مال اس مجموعہ کے وارثوں اور اس رجوع کرنے والے کے درمیان  
میراث مشترک ہوگا پس اس مال میں سے بقدر حصہ اس رجوع کنندہ کے اسکے ذمہ سے ساقا کیا جائیگا اور باقی کا وہ  
ضامن رہیگا کہ جب کوئیں سال میں ادا کرے گا بشرطیکہ اسکا حصہ چارم ویت کو دانی نہوا اور مشائخ سے فرمایا کہ یہ رجوع  
کرنے والا چارم ویت کا اسی وقت ضامن ہوگا کہ جنھوں نے رجوع نہیں کیا ہوا انھوں نے اس سے کہا کہ ہمارے باپ  
نے ضرور نہا کیا ہوا ہے ہم نے گواہی دی ہوئی ہے اسکو دیکھا ہوا اور تو نے ہمیں دیکھا پس تو نے باطل گواہی دی ہیں اس  
صورت میں تاوان سب اماموں کے نزدیک واجب ہوا اور اگر باقیوں نے اس سے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ چارم  
باپ کو زنا کرتے دیکھا اور تو رجوع کرنے میں جھوٹا ہوا تو رجوع کرنے والا ضامن نہ ہوگا اور ہمارے علمای ثلاثہ کے نزدیک اس  
رجوع کرنے والے پر حد قذف واجب ہوگی الا آنکہ جن لوگوں نے اس کے ساتھ گواہی دی ہو وہ اسپر حد قذف واجب  
ہونے سے منکر ہوں پس انکو یہ اختیار ہوگا کہ اس سے دوبارہ اقرار قذف کے مختصم کریں۔ ہاں یہ دیکھا جائیگا کہ اس رجوع  
کا باپ دادا یا کوئی اور بیٹیا جسے اسپر گواہی نہیں دی ہو موجود ہو یا نہیں پس اگر ہوگا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کنندہ  
سے دوبارہ اقرار قذف مختصم کرے اور اگر مرد جو کوفی بیٹیا یا باپ یا دادا ہو گراں گواہوں میں سے بعض کی اولاد ہو تو  
دیکھا جاوے کہ اگر وہ اسی رجوع کرنے والے کا بیٹا ہو تو اسکو اختیار نہ ہوگا کہ اپنے باپ سے دوبارہ قذف اپنے دادا کے  
مختصم کرے اور اگر بیٹیا انھیں سے کسی کا زوجہ جنھوں نے رجوع نہیں کیا ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کرنے والے سے حد  
قذف کا دعویٰ کرے اور لے لے اور یہ سب اسوقت ہو کہ حبیبات ان گواہوں نے مشہود علیہ کو سنگسار کیا اور وہ انکی ضربیں  
درا نہیں۔ اور اگر انھوں نے پھر مارے کہ وہ مر گیا پھر ان گواہوں میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور سوائے ان  
گواہوں کے ویت کا کوئی وارث نہیں ہو تو اس مسئلہ میں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ باقیوں نے اس رجوع کرنے والے  
سے کہا کہ تو اپنے رجوع کرنے میں جھوٹا ہوا اور گواہی دینے میں سچا ہو۔ دوم آنکہ انھوں نے کہا کہ ہمارا پدر زانی تھا ولیکن تو نے  
اسکا زنا کرنا نہیں دیکھا یا کہا کہ نہیں معلوم کہ تو نے اسکا زنا کرنا دیکھا یا نہیں اور تو نے باطل کے ساتھ گواہی دی تو  
اسکا انھوں نے کہا کہ ہمارے باپ نے کہی زنا نہیں کیا اور تو نے جو کہا کہ وہ زانی ہو تو تو نے جھوٹ کہا پس جداول میں  
رجوع کرنیوالا کچھ ضامن ہوگا اور میراث سے بھی محروم نہ ہوگا اور دوسری صورت میں رجوع کرنے والا چارم ویت کا  
ضامن ہوگا اور میراث سے محروم ہوگا اور اسپر حد قذف واجب ہوگی اگرچہ اسے اپنے اوپر حد قذف کا اقرار کیا ہو  
لیکن چونکہ باقیوں نے قذف میں اسکی تصدیق کی اور حق حد قذف انھیں کا ہوا اسے تجا وزن نہیں کرتا ہوا پس اسپر حد نوکی حتی  
کہ اگر انکے سوائے کوئی اور وارث بحق حدود ہو انھیں سے کہ جنکو ہم نے اوپر ذکر کیا ہو تو وہ اس سے حد کو روکے لیگا اور باقی  
گواہوں پر بھی ویت میں سے کچھ ضامن ہوگی اور باقی تینوں گواہ ایسی گواہی کی وجہ سے حق حد قذف نہ ہونگے۔ اور تیسری صورت  
میں سب کے سب ضامن ہونگے اور سب میراث سے محروم ہونگے اور مقتول مذکور کی ویت ان لوگوں کے سوائے پھر شخص کہ  
مقتول سے بہت زیادہ قریب ہو نہ ہو لیکن اور ان لوگوں کو حد قذف کی عزادیاں ملے گی۔ ایک شخص کی دو عورتیں ہیں وراثت سے ایک  
انکے بانی پیشین پھر اثنتین سے چار بیٹوں نے اپنے بھائی پر جو باپچوان بیٹا ہو گواہی دی کہ اسے ہمارے باپ کی جو بیٹی زنا کیا ہو

۱۲

منه  
مبارک  
و  
جنگل  
فانوس

تو یہ امر حلال نہیں ہو کہ انکے باپ نے اس عورت سے دہی کی ہوگی یا نہیں۔ اور نیز ان کو اہون کی مان زندہ ہوگی یا  
مردگی ہوگی۔ اور نیز انکے باپ نے انکی تصدیق کی ہوگی یا تکذیب کی ہوگی اور نیز انھوں نے گواہی میں یا کہا ہوگا کہ اس  
عورت نے اس مرد کی مطاعنت کی زنا کرنے میں یا یوں گواہی دی ہوگی کہ برادر مشروطیہ کی طرف سے زنا میں انکے اوپر  
زبردستی واقع ہوئی پس اگر انھوں نے گواہی دی کہ ہمارے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور اس عورت نے بھی اسکی  
مطاعنت کی ہو اور حال یہ ہو کہ اس عورت سے انکے باپ نے دخول نہیں کیا ہو پس اگر ان کو اہون کی مان زندہ ہو تو  
انکی گواہی مقبول ہوگی خواہ انکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور انکی مان خواہ منکر ہو یا مدعی ہو اور اگر انکی مان  
مردگی ہو پس اگر انکا باپ اسکا مدعی ہو تو بھی انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر باپ اس سے منکر ہو تو گواہی مقبول ہوگی۔  
اور اگر اس عورت سے انکے باپ نے دخول کر لیا ہو پس اگر اس عورت نے اس شوہر علیہ کی زنا کرنے میں مطاعنت کی ہو اور  
گواہوں کی مان زندہ ہو تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی خواہ انکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور خواہ انکی مان  
اسکی مدعی ہو یا منکر ہو اور اگر انکی مان مردگی ہو پس اگر باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول  
ہوگی۔ اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے زنا کیا اور حالیکہ وہ مطاوعہ  
نہی۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ اس شوہر علیہ نے اس سے زبردستی زنا کیا ہو پس اگر انکی مان مردگی ہو تو انکی گواہی بحال  
میں مقبول ہوگی خواہ باپ مدعی ہو یا منکر ہو۔ خواہ باپ نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اگر انکی مان زندہ ہو  
پس اگر باپ اسکا مدعی ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول نہ ہوگی خواہ انکی مان انکی مدعی  
ہو یا منکر ہو اور اگر اس صورت میں انکی گواہی مقبول ہوئی ہو تو ہذا انکے بھائی پر قائم کیا جائیگی اور عورت پر بھی اگر اسے  
راہی سے زنا کیا ہو قائم کیا جائیگی۔ اور اگر چار نصاریوں نے دو نصاریوں پر زنا کرنے کی گواہی دی اور حاکم  
نے انکی گواہی پر حکم دیدیا پھر دو یا عورت مسلمان ہو گئی تو فرمایا کہ دو تون سے حد ساقط ہو جائیگی اور پھر اگر اسکے بعد گواہ  
لوگ بھی مسلمان ہونگے تو کچھ نہ ہوگا خواہ دے گواہی کو اعادہ کریں یا نہ کریں۔ اور اگر انھوں نے دو مردوں اور دو  
عورتوں پر زنا کی گواہی دی پھر چھپا کم نے انکے اوپر حد کا حکم دیدیا تو دونوں مردوں یا دونوں عورتوں میں سے ایک  
مسلمان ہو گیا تو جو مسلمان ہوا اس سے اور اسے ساتھی سے حد ساقط ہوگی اور جو نہیں مسلمان ہوا ہر اسپر اس طرح  
حد تک ساقط نہ ہوگی یہ سبوط میں ہے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر مشرعو علیہ نے زنا یعنی جیسے زنا کی گواہی دی ہو تو گواہ  
لا یا کہ جنھوں نے ان کو اہون میں سے ایک گواہ پر چھپنے اسپر زنا کی گواہی دی ہو یہ گواہ ہی وہی کہ یہ گواہ محمد و القذفت  
ہو تو قاضی ان دونوں کو اہون سے دریافت کریگا کہ اس گواہ پر حد قذفت کیونکر قائم ہوئی ہو یعنی کسے قائم کی ہو اور  
اسکی وجہ یہ ہو کہ اگر حد قذفت از جانب سلطان یا نائب سلطان قائم ہوئی ہو تو ایسے گواہ کی گواہی باطل ہوگی اور اگر  
رعایا میں سے کسی نے بغیر اجازت امام المسلمین کے اسپر حد قذفت قائم کر دی ہو تو اسکی گواہی اس طرح محروم ہونے سے باطل  
ہوگی لہذا ضرور ہو کہ یہ دریافت کیا جائے کہ کسے اسپر حد قائم کی ہو۔ اور اگر اسکے دونوں گواہوں نے کہا کہ اس گواہ کو  
قاضی پر گنہ ظنان نے حد قذفت کی سزا دی ہو اور اس قاضی کا نام بیان کر دیا پس اس گواہ نے جیسے حد قذفت  
ہونے کی گواہی دی گئی ہو کہا کہ میں گواہ پیش کرتا ہوں اس قاضی کے اقرار کی کہ اسنے مجھے حد میں ملاتے ہو اور دونوں  
فریق گواہوں نے اسکی کوئی تاریخ و وقت نہیں بیان کیا تو قاضی اسکے محمد و القذفت ہونے کا حکم دیدیا پھر

۱۲۹۰  
 ۱۲۹۱  
 ۱۲۹۲  
 ۱۲۹۳  
 ۱۲۹۴  
 ۱۲۹۵  
 ۱۲۹۶  
 ۱۲۹۷  
 ۱۲۹۸  
 ۱۲۹۹  
 ۱۳۰۰  
 ۱۳۰۱  
 ۱۳۰۲  
 ۱۳۰۳  
 ۱۳۰۴  
 ۱۳۰۵  
 ۱۳۰۶  
 ۱۳۰۷  
 ۱۳۰۸  
 ۱۳۰۹  
 ۱۳۱۰  
 ۱۳۱۱  
 ۱۳۱۲  
 ۱۳۱۳  
 ۱۳۱۴  
 ۱۳۱۵  
 ۱۳۱۶  
 ۱۳۱۷  
 ۱۳۱۸  
 ۱۳۱۹  
 ۱۳۲۰  
 ۱۳۲۱  
 ۱۳۲۲  
 ۱۳۲۳  
 ۱۳۲۴  
 ۱۳۲۵  
 ۱۳۲۶  
 ۱۳۲۷  
 ۱۳۲۸  
 ۱۳۲۹  
 ۱۳۳۰  
 ۱۳۳۱  
 ۱۳۳۲  
 ۱۳۳۳  
 ۱۳۳۴  
 ۱۳۳۵  
 ۱۳۳۶  
 ۱۳۳۷  
 ۱۳۳۸  
 ۱۳۳۹  
 ۱۳۴۰  
 ۱۳۴۱  
 ۱۳۴۲  
 ۱۳۴۳  
 ۱۳۴۴  
 ۱۳۴۵  
 ۱۳۴۶  
 ۱۳۴۷  
 ۱۳۴۸  
 ۱۳۴۹  
 ۱۳۵۰  
 ۱۳۵۱  
 ۱۳۵۲  
 ۱۳۵۳  
 ۱۳۵۴  
 ۱۳۵۵  
 ۱۳۵۶  
 ۱۳۵۷  
 ۱۳۵۸  
 ۱۳۵۹  
 ۱۳۶۰  
 ۱۳۶۱  
 ۱۳۶۲  
 ۱۳۶۳  
 ۱۳۶۴  
 ۱۳۶۵  
 ۱۳۶۶  
 ۱۳۶۷  
 ۱۳۶۸  
 ۱۳۶۹  
 ۱۳۷۰  
 ۱۳۷۱  
 ۱۳۷۲  
 ۱۳۷۳  
 ۱۳۷۴  
 ۱۳۷۵  
 ۱۳۷۶  
 ۱۳۷۷  
 ۱۳۷۸  
 ۱۳۷۹  
 ۱۳۸۰  
 ۱۳۸۱  
 ۱۳۸۲  
 ۱۳۸۳  
 ۱۳۸۴  
 ۱۳۸۵  
 ۱۳۸۶  
 ۱۳۸۷  
 ۱۳۸۸  
 ۱۳۸۹  
 ۱۳۹۰  
 ۱۳۹۱  
 ۱۳۹۲  
 ۱۳۹۳  
 ۱۳۹۴  
 ۱۳۹۵  
 ۱۳۹۶  
 ۱۳۹۷  
 ۱۳۹۸  
 ۱۳۹۹  
 ۱۴۰۰  
 ۱۴۰۱  
 ۱۴۰۲  
 ۱۴۰۳  
 ۱۴۰۴  
 ۱۴۰۵  
 ۱۴۰۶  
 ۱۴۰۷  
 ۱۴۰۸  
 ۱۴۰۹  
 ۱۴۱۰  
 ۱۴۱۱  
 ۱۴۱۲  
 ۱۴۱۳  
 ۱۴۱۴  
 ۱۴۱۵  
 ۱۴۱۶  
 ۱۴۱۷  
 ۱۴۱۸  
 ۱۴۱۹  
 ۱۴۲۰  
 ۱۴۲۱  
 ۱۴۲۲  
 ۱۴۲۳  
 ۱۴۲۴  
 ۱۴۲۵  
 ۱۴۲۶  
 ۱۴۲۷  
 ۱۴۲۸  
 ۱۴۲۹  
 ۱۴۳۰  
 ۱۴۳۱  
 ۱۴۳۲  
 ۱۴۳۳  
 ۱۴۳۴  
 ۱۴۳۵  
 ۱۴۳۶  
 ۱۴۳۷  
 ۱۴۳۸  
 ۱۴۳۹  
 ۱۴۴۰  
 ۱۴۴۱  
 ۱۴۴۲  
 ۱۴۴۳  
 ۱۴۴۴  
 ۱۴۴۵  
 ۱۴۴۶  
 ۱۴۴۷  
 ۱۴۴۸  
 ۱۴۴۹  
 ۱۴۵۰  
 ۱۴۵۱  
 ۱۴۵۲  
 ۱۴۵۳  
 ۱۴۵۴  
 ۱۴۵۵  
 ۱۴۵۶  
 ۱۴۵۷  
 ۱۴۵۸  
 ۱۴۵۹  
 ۱۴۶۰  
 ۱۴۶۱  
 ۱۴۶۲  
 ۱۴۶۳  
 ۱۴۶۴  
 ۱۴۶۵  
 ۱۴۶۶  
 ۱۴۶۷  
 ۱۴۶۸  
 ۱۴۶۹  
 ۱۴۷۰  
 ۱۴۷۱  
 ۱۴۷۲  
 ۱۴۷۳  
 ۱۴۷۴  
 ۱۴۷۵  
 ۱۴۷۶  
 ۱۴۷۷  
 ۱۴۷۸  
 ۱۴۷۹  
 ۱۴۸۰  
 ۱۴۸۱  
 ۱۴۸۲  
 ۱۴۸۳  
 ۱۴۸۴  
 ۱۴۸۵  
 ۱۴۸۶  
 ۱۴۸۷  
 ۱۴۸۸  
 ۱۴۸۹  
 ۱۴۹۰  
 ۱۴۹۱  
 ۱۴۹۲  
 ۱۴۹۳  
 ۱۴۹۴  
 ۱۴۹۵  
 ۱۴۹۶  
 ۱۴۹۷  
 ۱۴۹۸  
 ۱۴۹۹  
 ۱۵۰۰  
 ۱۵۰۱  
 ۱۵۰۲  
 ۱۵۰۳  
 ۱۵۰۴  
 ۱۵۰۵  
 ۱۵۰۶  
 ۱۵۰۷  
 ۱۵۰۸  
 ۱۵۰۹  
 ۱۵۱۰  
 ۱۵۱۱  
 ۱۵۱۲  
 ۱۵۱۳  
 ۱۵۱۴  
 ۱۵۱۵  
 ۱۵۱۶  
 ۱۵۱۷  
 ۱۵۱۸  
 ۱۵۱۹  
 ۱۵۲۰  
 ۱۵۲۱  
 ۱۵۲۲  
 ۱۵۲۳  
 ۱۵۲۴  
 ۱۵۲۵  
 ۱۵۲۶  
 ۱۵۲۷  
 ۱۵۲۸  
 ۱۵۲۹  
 ۱۵۳۰  
 ۱۵۳۱  
 ۱۵۳۲  
 ۱۵۳۳  
 ۱۵۳۴  
 ۱۵۳۵  
 ۱۵۳۶  
 ۱۵۳۷  
 ۱۵۳۸  
 ۱۵۳۹  
 ۱۵۴۰  
 ۱۵۴۱  
 ۱۵۴۲  
 ۱۵۴۳  
 ۱۵۴۴  
 ۱۵۴۵  
 ۱۵۴۶  
 ۱۵۴۷  
 ۱۵۴۸  
 ۱۵۴۹  
 ۱۵۵۰  
 ۱۵۵۱  
 ۱۵۵۲  
 ۱۵۵۳  
 ۱۵۵۴  
 ۱۵۵۵  
 ۱۵۵۶  
 ۱۵۵۷  
 ۱۵۵۸  
 ۱۵۵۹  
 ۱۵۶۰  
 ۱۵۶۱  
 ۱۵۶۲  
 ۱۵۶۳  
 ۱۵۶۴  
 ۱۵۶۵  
 ۱۵۶۶  
 ۱۵۶۷  
 ۱۵۶۸  
 ۱۵۶۹  
 ۱۵۷۰  
 ۱۵۷۱  
 ۱۵۷۲  
 ۱۵۷۳  
 ۱۵۷۴  
 ۱۵۷۵  
 ۱۵۷۶  
 ۱۵۷۷  
 ۱۵۷۸  
 ۱۵۷۹  
 ۱۵۸۰  
 ۱۵۸۱  
 ۱۵۸۲  
 ۱۵۸۳  
 ۱۵۸۴  
 ۱۵۸۵  
 ۱۵۸۶  
 ۱۵۸۷  
 ۱۵۸۸  
 ۱۵۸۹  
 ۱۵۹۰  
 ۱۵۹۱  
 ۱۵۹۲  
 ۱۵۹۳  
 ۱۵۹۴  
 ۱۵۹۵  
 ۱۵۹۶  
 ۱۵۹۷  
 ۱۵۹۸  
 ۱۵۹۹  
 ۱۶۰۰  
 ۱۶۰۱  
 ۱۶۰۲  
 ۱۶۰۳  
 ۱۶۰۴



گواہی گواہان اقرار مذکور کے محدود و القذف ہونے کا حکم دیتے سے باز نہ رہیگا۔ اور اگر گواہوں نے اسکی حد ماری جیسے کہ کوئی وقت بھی بیان کیا ہو مثلاً کہا کہ قاضی کو زہ فلان نے اسکو حد قذف سے چار سو ستاون مار دی ہوتی ہے۔ پھر مشہود علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ قاضی سنہ چار سو ستاون میں فلان ملک یگر کو گیا تھا تو قاضی اسکے محدود و القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور اسکے گواہوں کی طرف اتفاقاً نہ کریگا الا انکہ انہیں سے کوئی بات مشہود ہو مثلاً قاضی مذکور کا مرناس وقت سے جو گواہان مشہود علیہ نے شاہد کے محدود و القذف کا بیان کیا ہو پہلے واقع ہونا تمام میں عام مشہور ہو گیا ہو کہ ہر صغیر و کبیر و عالم و جاہل اسکو جانتا ہو یا مثلاً جس سال میں گواہوں نے ہر حد قذف قائم کی جانی بیان کی ہو اس سال قاضی مذکور کا دوسرے ملک میں ہونا مشہور معروف ہو کہ اسکو ہر صغیر و کبیر و عالم و جاہل جانتا ہو تو ایسی صورت میں قاضی اسکے محدود و القذف ہونے کا حکم نہ دیگا اور مشہود علیہ پر حد زنا کا حکم بھی عین جہاں ہے جو اور اگر مشہود علیہ نے یعنی جیسر زنا کی گواہی دی گئی ہو دعویٰ کیا کہ یہ گواہ محدود و القذف ہو اور میرے پاس سے گواہ میں تو اسکے اور مجھ سے اٹھنے کے درمیان ہولت و پکائیگی بدوں اسکے کہ وہ غلبی بالطلع کیا جاوے پس اگر وہ گواہ لایا تو تھیر و نہ سپرہ قائم کیا جائیگی پس اگر اُسے اقرار کیا کہ میرے گواہ میں موجود نہیں ہیں اور درخواست کی کہ چند روز مجھے ہولت دیکھا دے تو قاضی اسکو ہولت نہ دیگا۔ اور اگر مشہود علیہ نے کچھ دعویٰ نہ کیا بلکہ کسی شخص دیگر نے گواہوں میں سے کسی پر دعویٰ کیا کہ اُسے مجھے قذف کیا ہو تو مشہود علیہ قید رکھا جائیگا اور قذف کے گواہوں کا حال دریافت کیا جائیگا پس اگر انکی تبدیل کی گئی تو حد قذف پہلے ماری جائیگی پس مشہود علیہ سے حد زنا ساقط کیا جائیگی۔ اور اسی طرح اگر گواہان زنا میں سے کسی نے قاضی کے سامنے کسی کو قذف کیا پس اگر قذف نہ یعنی جب کو قذف لگائی ہو آیا اور اُسے حد قذف کا مطالبہ کیا تو سپرہ حد قذف قائم کیا جائیگی اور حد زنا ساقط ہو جائیگی اور اگر قذف نہ آیا تاکہ اپنے حد قذف کا مطالبہ کرے تو حد زنا قائم کر دی جائیگی اور اگر حد زنا قائم کی جانے کے بعد قذف سے آکر حد قذف کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے حد قذف بھی ماری جائیگی۔ اور اسی طرح اگر بجائے قاذف کے چور ہو یا گواہی اور کسی حق کی حقوق العباد میں سے ہو تو بھی ہی حکم تو یہ ہے کہ میں ہو اور اگر چار مردوں نے ایک ہو پر زنا کی گواہی دی اور ہنوز تبدیل گواہوں کی نہ ہوئی تھی کہ مشہود علیہ کو کسی قتل کر ڈالا تو عدا قتل کر نہ میں قصاص و دخط و قتل کرنے میں دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اسی طرح اگر بعد تبدیل گواہوں کے اسکو قتل کیا اور ہنوز حکم مجرم نہیں ہوا ہو تو بھی ہی حکم ہو یہ کافی میں ہو اور جیسے ان دونوں صورتوں میں اسکی ضمانت میں واجب ہوئی ہو یعنی یا قتل کر دیا تو دیت یا قصاص واجب ہوتا ہو اسی طرح اگر اسکے اطراف میں سے کوئی عضو کاٹ ڈالا یا ضائع کیا تو اسکی ضمانت بھی واجب ہوگی جیسے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا یا ٹکڑی چڑھی تو ضمانت ہوگا بھیل میں ہو۔ اور اگر اسکے مجرم کا حکم دیا گیا ہو پھر اسکو کسی نے عدا یا خطا قتل کیا تو اسپر کچھ نہیں ہو یہ کافی میں ہو اور جس طرح اس صورت میں اسکے نفس کی ضمانت واجب نہیں ہوتی ہو ویسے ہی اس صورت میں اسکے اطراف کی ضمانت بھی واجب ہوگی اور اگر قاتل کے قتل کرنے کے بعد اس صورت میں گواہوں نے جمع کیا تو قاتل پر کچھ واجب نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر بعد حکم ہو جانے کے اسکو عدا قتل کر دیا ہو گواہ غلام یا کفار یا نے گئے یا محدود و القذف نکلے تو قیاس چاہتا ہو کہ قصاص واجب ہوا وراثتاً مقتول کی دیت قاتل کے مال سے تین سال میں واجب ہوگی۔ اور اگر قاتل نے اسکو بطریق مجرم قتل کیا ہو پھر گواہان مذکور غلام نکلے تو اسکی دیت بیت المال سے واجب ہوگی اور اسکے قاتل نے



سزا نہ دیا جائیگی سوائے حد قذف کے یہ کفر میں ہے۔ اور اگر زنا متقادم کی گواہی دینی تو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور بعض نے کہا کہ انکو بھی حد ماری جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور تقادم میں یہ ضروری ہے کہ بغیر قدر دیری کی گئی ہو اور اگر بعد ہو جائے مرض یا دوری مسافت یا خوف راہ وغیرہ تو گواہی مقبول ہوگی اور شہود و طلبہ کو حد ماری جائیگی یہ ہر اتفاق میں ہے۔ اور تقادم میں ابتدا قبول شہادت سے مانع ہو ویسے ہی بعد تقادم سے اقامت سے مانع ہو اور یہ حکم ہمارے نزدیک ہر چنانچہ اگر تھوڑی حد قائم کیے جانے کے بعد وہ بھاگ گیا پھر تقادم سے اس کے بعد گرفتار ہو کر آیا تو اسپر باقی حد قائم نہ کی جائیگی۔ اور تقادم میں اختلاف ہے کہ کس قدر مدت میں تقادم ہوتا ہو تو امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ آنکھوں سے تقادم کی مدت ایک مہینہ مقرر کیا ہو اور یہی روایت امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ سے ہو اور یہی صحیح ہے یہ ہر ایسے میں ہے۔ اور شراب خواری کے سوائے حدود میں تقادم کی تقدیر ایک مہینہ ہر بالاتفاق۔ اور یہی شراب خواری سے امام محمد رحمہ کے نزدیک اسپر بھی ہے تقدیر ہر اذہ بخین کے نزدیک اسپر بدو بشراب کی زائل ہو جانے تک کی تقدیر ہے یہ شرح القدر میں ہے۔ اور اگر اس نے حد تقادم کا اقرار کر لیا تو اسکو حد کی سزا دی جائیگی سوائے شراب خواری کے یہ شرح وفاق میں ہے جس نے کسی عورت معین یا غیر معین سے زنا کرنے کا اقرار چار مرتبہ کیا پھر عورت حاضر ہوئی تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی یا بعد مرد پر حد قائم کیے جانے کے حاضر ہوئی پس اگر مرد پر حد قائم کیے جانے کے بعد حاضر ہوئی اور اس نے بھی مثل مرد کے اقرار کیا تو اسپر بھی حد قائم کی جائیگی اور اگر اس نے انکار کیا اور مرد مذکور پر قذف کرنے کا دعویٰ کیا تو مرد مذکور کو حد قذف نہ ماری جائیگی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مرد دو حد میں واجب نہ ہوگی ایک حد تو ہم اسپر قائم کر چکے ہیں پس دوسری اسپر قائم نہ ہوگی اور اگر مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی پس اگر اس نے زنا سے انکار کیا اور نکاح کا دعویٰ کیا تو حد دونوں سے ساقط ہوگی اور مرد پر عقد واجب ہوگا اور اگر اس نے نکاح کا دعویٰ نہ کیا اور زنا سے انکار کیا اور مرد پر حد قذف کا دعویٰ کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مرد سے حد زنا باقظ ہوگی اور اسی طرح اگر عورت متقر ہوئی اور مرد غائب ہو تو مرد کا حکم بھی اس باب میں مثل حکم عورت کے ہے یہ شرح طحاوی میں ہے اور اگر مرد مذکور پر حد قائم کیے جانے کے بعد عورت حاضر ہوئی اور اس نے نکاح کا دعویٰ کر کے اپنے منہ کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے کچھ نہیں ہوگا مگر بیسویں میں ہر یقینی میں لکھا ہے کہ ایک مرد نے زنا کا اقرار کیا اور وہ محسن ہو پس قاضی نے اسکے جرم کا حکم دیا پس لوگ اسکو جرم کرنے کو لے گئے پس اس نے اپنے اقرار سے رجوع کیا پس اسکو ایک شخص نے قتل کر ڈالا یعنی بطور جرم کے تو قاتل پر کچھ ہوگا جب تک کہ قاضی اس سے جرم کو باطل نہ کرے اور اگر قاضی نے اس سے حکم جرم باطل کیا پھر اسکو کسی نے قتل کیا تو اسکے قصاص میں قتل کیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اصل میں امام ابو حنیفہ رحمہ سے مذکور ہے کہ ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے اکراہ کا دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہو تو امام نے فرمایا کہ مرد کو حد کی سزا دی جائیگی اور عورت پر حد نہیں قائم کی جائیگی یہ ایضاح میں ہے جو شخص کہ دار الحرب میں مسلمان ہوا ہو اگر اس نے اقرار کیا کہ میں نے دار الحرب میں زنا کیا قبل مسلمان ہونے کے تو اسپر حد نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مرد مسلمان دار الحرب میں امان پیکر و قتل ہوا اور وہاں کسی مسلمان عورت یا ذمیہ عورت سے زنا کیا پھر وہاں سے دارالاسلام میں آیا اور زنا کرنے کا اقرار کیا تو ہمارے نزدیک اسکو حد ماری جائیگی یہ بیسویں میں ہے۔ اور اگر غلام نے بعد از زنا ہونے کے اقرار کیا کہ میں نے غلام ہونے کی حالت میں زنا

فقہ ہندو کا کتاب محدود باب چارم زنا پر گواہی دینا ۶۸۶ ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم



کیا تھا تو اسپر غلاموں کی حد قائم کی جائیگی اور غلام پر خدا اسکے اقرار سے اور سوائے اقرار کے اور امور جو موجب  
ہوتے ہیں پائے جانے سے بھی قائم ہوتی ہو اگرچہ اسکا سوائے غائب ہوا اور چوری کے ہاتھ کاٹے جائے اور قصاص کا بھی ہی حکم  
ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر وہ مرتبہ زنا کا اقرار کیا اور دو گواہوں نے زنا پر گواہی دی تو اسکو حد دہ ماری جائیگی یہ تشریح میں ہے  
پانچواں باب شرا بخوار کی حدیں۔ ایک شخص نے شراب پی اور پکڑا گیا اور ہنوتا سکی پکڑا ہوا ہو یا اسکو  
پکڑ لائے در حالیکہ وہ نشہ میں مست تھا پس گواہوں نے اسپر شراب بخوار کی گواہی دی تو اسپر حد واجب  
ہوگی حال المتہرجم یعنی اسٹی در سے۔ اسی طرح اگر اسے خود اقرار کیا اور پکڑا ہوا ہو تو بھی ہی حکم ہو خواہ اسے قطری  
شراب پی ہو یا نہیں۔ اور اگر اسے پکڑا جاتی رہنے کے بعد اقرار کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اسکو حد  
نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر پکڑا جاتی رہنے کے بعد در نشہ زائل ہونے کے بعد اسپر گواہوں نے گواہی دی تو بھی نہیں  
کے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ اور اگر گواہوں نے اسکو ایسی حالت میں پکڑا کہ اسے نشہ سے بہ بڑا کی ہو یا نشہ میں ہو  
پس اسکو دیمان سے اس شہر کو لے چلے جان امام موجود دہر پس اسکے پاس پہنچنے سے پہلے بارہ و نشہ جاتا رہا تو حد  
مذکورہ بالا اجماع حد ماری جائیگی یہ سراج دہاج میں ہے۔ اور اگر نشہ کے بیرون نہ اپنے اندر شراب بخوار کی اقرار  
کیا تو اسکے اقرار پر اسکو حد نہیں ماری جائیگی یہ بیان میں ہے۔ اور اگر اسے شراب کے پکڑا جائے تو اسکا قتل ہو جائے تو امام  
ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ نشہ شراب کا مست وہ ہو کہ زمین کو سسائی سے نہ پہچانتا ہو اور دھڑکے عورت سے نہ شناخت  
کرتا ہو اور صاحبین نے کہا کہ سکران وہ ہو کہ اسکا کلام مختلط ہو کہ غالب کلام اسکا ہمایان ہو جائے تو وہ سکران یعنی  
نشہ شراب کا مست ہے اور صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔ اور اگر ماضی کے پاس گواہوں نے ایک ہر شراب بخوار کی  
کی گواہی دی تو قاضی اسے دریافت کرے گا کہ شراب کیا چیز ہے پھر دریافت کرے گا کہ اسے کیونکر پی اسکا کلام مختلط ہو جائے  
بہ مجبوری زبردستی پی ہو پھر دریافت کرے گا کہ کب پی ہو کیونکہ احتمال تقادم ہو پھر دریافت کرے گا کہ کہاں پی ہو اسوائے  
کہ احتمال ہو کہ اسے ذرا لڑبڑ میں پی ہو یہ قضا سے قاضی خزان میں پڑ جائے گا کہ گواہوں نے ان سب کو شکایا بیان کیا تو قاضی  
اس مشہود علیہ کو قید کرے گا تاکہ گواہوں کی عدالت دریافت کرے اور ظاہر عدالت پہ حکم نہ کرے گا اور جب شراب بخوار  
کی گواہی دی ہو ضرور ہے کہ وہ عاقل بالغ مسلمان و زنا طین ہو پس طفل یا لسی حد میں ہوا اور نہ مجنون اور نہ کافر ہو اور  
خانیہ میں لکھا ہے کہ گوئی کو بھی حد شراب بخوار کی ماری جائیگی خواہ گواہوں نے اسپر گواہی دی ہو یا اسے خود اسے  
اشارہ سے بتلایا کہ جو اسکی طرف سے معاملات میں اقرار شمار کیا جاتا ہے۔ اور اندھے کو ایسی حد ماری جائیگی یہ بخاری میں  
میں ہے۔ اور اگر دارالاسلام میں مسلمان نے شراب پی اور کہا کہ میں نے اسے حرام ہونے کو نہیں جانتا تھا تو اسکو حد ماری جائیگی  
یہ سراجیہ میں ہے اور اگر ایک شخص نے شراب بخوار کی گواہی دی گئی اور اسے دعویٰ کیا کہ میں دودھ پیتا تھا یا کہا کہ میں  
اسکو شراب نہیں جانتا تھا تو یہ قول اسکا مقبول نہ ہوگا اور اگر کہا کہ میں اسکو نہیں سمجھتا تھا تو یہ قول اسکا مقبول ہوگا  
بحرالائق میں ہے۔ شراب کا پینا دو مردوں کی گواہی سے یا خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے ثابت ہو جاتا ہے اور اس میں  
مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی نہیں قبول ہوتی یہ ہر ایمین ہے۔ اور جو شخص حالت نشہ میں ہو اور گواہوں نے اسپر  
شراب بخوار کی گواہی دی تو اسپر حد نہیں قائم کی جائیگی یہ بیان تک کہ اسکو ہوش ہو جائے اور نشہ اتر جائے پھر جب نافہ ہوگا  
تو اسپر حد قائم کی جائیگی خواہ شراب کی بد بواس سے جاتی رہی ہو یا نہ گئی ہو مسلمان نے اگر شراب پی تو اسکو حد نہیں

اسکا قتل ہو جائے تو امام  
ابو یوسف کے نزدیک اسکو حد  
نہ ماری جائیگی اور اسی طرح  
اگر پکڑا جاتی رہنے کے بعد  
در نشہ زائل ہونے کے بعد  
اسپر گواہوں نے گواہی دی تو  
بھی نہیں کے نزدیک اسکو حد  
نہ ماری جائیگی۔ اور اگر  
گواہوں نے اسکو ایسی حالت  
میں پکڑا کہ اسے نشہ سے  
بہ بڑا کی ہو یا نشہ میں  
ہو پس اسکو دیمان سے  
اس شہر کو لے چلے جان  
امام موجود دہر پس اسکے  
پاس پہنچنے سے پہلے بارہ  
و نشہ جاتا رہا تو حد  
مذکورہ بالا اجماع حد ماری  
جائیگی یہ سراج دہاج میں  
ہے۔ اور اگر اسے شراب کے  
پکڑا جائے تو اسکا قتل ہو  
جائے تو امام ابو حنیفہ رحمہ  
نے فرمایا کہ نشہ شراب کا  
مست وہ ہو کہ زمین کو  
سسائی سے نہ پہچانتا ہو  
اور دھڑکے عورت سے نہ  
شناخت کرتا ہو اور صاحبین  
نے کہا کہ سکران وہ ہو کہ  
اسکا کلام مختلط ہو کہ  
غالب کلام اسکا ہمایان  
ہو جائے تو وہ سکران یعنی  
نشہ شراب کا مست ہے اور  
صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ  
ہے۔ اور اگر ماضی کے پاس  
گواہوں نے ایک ہر شراب  
بخوار کی کی گواہی دی تو  
قاضی اسے دریافت کرے گا  
کہ شراب کیا چیز ہے پھر  
دریافت کرے گا کہ اسے  
کیونکر پی اسکا کلام  
مختلط ہو جائے تو امام  
ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا  
کہ نشہ شراب کا مست وہ  
ہو کہ زمین کو سسائی سے  
نہ پہچانتا ہو اور دھڑکے  
عورت سے نہ شناخت کرتا  
ہو اور صاحبین نے کہا کہ  
سکران وہ ہو کہ اسکا کلام  
مختلط ہو کہ غالب کلام  
اسکا ہمایان ہو جائے تو  
وہ سکران یعنی نشہ شراب  
کا مست ہے اور صاحبین ہی  
کے قول پر فتویٰ ہے۔ اور  
اگر ماضی کے پاس گواہوں  
نے ایک ہر شراب بخوار کی  
کی گواہی دی تو قاضی اسے  
دریافت کرے گا کہ شراب  
کیا چیز ہے پھر دریافت  
کرے گا کہ اسے کیونکر پی  
اسکا کلام مختلط ہو جائے  
تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے  
فرمایا کہ نشہ شراب کا مست  
وہ ہو کہ زمین کو سسائی  
سے نہ پہچانتا ہو اور  
دھڑکے عورت سے نہ  
شناخت کرتا ہو اور  
صاحبین نے کہا کہ سکران  
وہ ہو کہ اسکا کلام  
مختلط ہو کہ غالب کلام  
اسکا ہمایان ہو جائے تو  
وہ سکران یعنی نشہ شراب  
کا مست ہے اور صاحبین  
ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔  
اور اگر ماضی کے پاس  
گواہوں نے ایک ہر شراب  
بخوار کی کی گواہی دی تو  
قاضی اسے دریافت کرے گا  
کہ شراب کیا چیز ہے پھر  
دریافت کرے گا کہ اسے  
کیونکر پی اسکا کلام  
مختلط ہو جائے تو امام  
ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا  
کہ نشہ شراب کا مست وہ  
ہو کہ زمین کو سسائی  
سے نہ پہچانتا ہو اور  
دھڑکے عورت سے نہ  
شناخت کرتا ہو اور  
صاحبین نے کہا کہ سکران  
وہ ہو کہ اسکا کلام  
مختلط ہو کہ غالب کلام  
اسکا ہمایان ہو جائے تو  
وہ سکران یعنی نشہ شراب  
کا مست ہے اور صاحبین  
ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔



ماری جائیگی کیونکہ جائز ہے کہ زبردستی اسکو پلائی گئی ہو اور مسلمان کے منہ سے شراب کی بدبو پانی جانے سے اسکو حد نہ ماری جائیگی  
یا وقتیکہ گواہ اسکی شراب خواری کی گواہی نہ دیں باوجودیکہ ایک مرتبہ اقرار نہ کرے۔ اور اگر وہ گواہوں میں سے  
ایک نے گواہی دی کہ اسنے شراب پی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسنے شراب تو کی ہو تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور  
اسی طرح اگر دونوں نے اسکے شراب پینے پر گواہی دی اور بدبو اس سے پائی جاتی ہو لیکن دونوں گواہوں نے  
وقت میں اختلاف کیا تو بھی حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایک نے اسکے شراب پینے کی اور دوسرے نے اسکے اقرار  
شراب خواری کی گواہی دی تو بھی حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ خمر سے نشہ میں ہوا ہو اور  
دوسرے نے کہا کہ سکر سے نشہ میں ہوا ہو تو بھی اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ ظہیر میں ہے اگر سچ سے نشہ میں ہو گیا تو سپر  
حد واجب ہو نہیں اختلاف ہو اور سچ یہ ہو کہ اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اسے خمر کے چھوہا رکے وانگور تر و خشک  
سے جو شراب بنائی جاتی ہیں اگر اسے پہوش ہو تو اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ انگور کا آب خام اگر اسپر غلیظ شدہ  
ہو یا اگر جھاگ میں نکلے اور اسکو کوئی پی گیا اور نشہ میں ہو گیا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسپر حد نہیں ہوا اور وہ ایک  
نیز ایک مثل شیرہ انگور کے ہو۔ اور جو شراب کہ جو پھل کے مثل کیون جو ہوا وانگور یا وغیرہ سے بنائی جاتی ہیں  
بسیب تک کہ وہ شیرین ہوں تو اسکا پینا حلال ہے کہ قاضی خان میں ہو یا اور جو شخص کہ بے حد سے نشہ میں ہو اسکو حد  
ماری جائیگی مگر پہوش کو اسوقت تک ماری نہ جائیگی جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بے حد سے نشہ میں ہوا اور اسے  
پلا جھکے قطرہ خود پی ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور جس نے دردی خمر پی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی جب تک کہ وہ نشہ میں ہو  
یعنی اگر نشہ ہو جائے تو حد ماری جائیگی ورنہ نہیں اور جو شخص کہ بے حد سے نشہ میں ہو گیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی  
اور اگر بنید شہد یا ہر یا جھ یا شیرہ ماوہ خمر سے نشہ میں ہو گیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ ہر جہ میں ہے۔ اور اگر خمر کو پانی  
یا دودھ یا تیل وغیرہ ملا کر پینے سے کسی کے ساتھ مخلوط کر دیا پس اگر خمر غالب ہو اور اسپر سے کوئی قطرہ پی لیا تو  
اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اگر خمر مغلوب ہوگی تو اسکا پینا حلال نہیں ہو مگر جب تک نشہ نہ ہو جائے جب تک حد واجب  
نہ ہوگی یہ قاضی خان میں ہے۔ اور سکر و خمر کی حد اگرچہ ایک ہی قطرہ پیا ہو اسی (۸۰) کوڑے میں یہ کثر میں ہے  
اور مثل زنا کے کوڑوں کے اسکے بدن پر متفرق جگہاں سے جادینکے اور چہرہ و مثل حد زنا کے بچا یا جائیگا اور مشہور  
روایت کے موافق جسکو یہ حد ماری جائیگی وہ سوائے ستر کے ننگا کر دیا جائیگا۔ اور اگر غلام ہوگا تو اسپر چالیس ہی کوڑے  
ہیں اور جسے خمر و سکر پینے کا اقرار کیا پھر رجوع کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ سراج و ہالچ میں ہے۔ اور ذمی کسی شراب  
پینے میں حد نہیں ہو اور امام المسلمین کے پاس اگر ایک شخص نے لایا کیا جس نے شراب پی ہو اور وہ گواہوں نے اسپر مل کر  
کی گواہی دی پس اس نے کہا کہ میں خمر خواری پر مجبور کیا گیا تھا تو حد زنا مقبول ہو کہ اسپر حد قائم کی جائیگی اور سپر و جیسہ  
زنا کی گواہی دی گئی اور اسنے یوں دعوے کیا کہ میں نے نکاح کر لیا تھا ان دونوں میں فرق ہو اسو یہ ہے کہ جیسہ زنا  
گواہی دی گئی ہو وہ اس سبب کے پائے جانے سے جو موجب حد ہو انکار کرتا ہو اسو اسلئے کہ یہی فعل طی بسبب نکاح کے زنا  
ہونے سے خارج ہوگا اور جیسہ شراب خواری کی گواہی دی گئی ہو اسکے اکراہ کے قدر سے سبب حد نہ ختم نہیں ہوتا اور  
اسے شراب کا پینا و حقیقت منع نہیں ہوتا جو ان یہ ایک غدر ہو کہ جس سے حد ساقط ہو سکتی ہو بشرطیکہ ثابت  
ہو جائے لہذا ہر دن اکراہ پر گواہ قائم کیے اسکا غدر نہ کو ثابت نہ ہوگا ظہیر میں ہے

ماری جائیگی کیونکہ جائز ہے کہ زبردستی اسکو پلائی گئی ہو اور مسلمان کے منہ سے شراب کی بدبو پانی جانے سے اسکو حد نہ ماری جائیگی  
یا وقتیکہ گواہ اسکی شراب خواری کی گواہی نہ دیں باوجودیکہ ایک مرتبہ اقرار نہ کرے۔ اور اگر وہ گواہوں میں سے  
ایک نے گواہی دی کہ اسنے شراب پی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسنے شراب تو کی ہو تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور  
اسی طرح اگر دونوں نے اسکے شراب پینے پر گواہی دی اور بدبو اس سے پائی جاتی ہو لیکن دونوں گواہوں نے  
وقت میں اختلاف کیا تو بھی حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایک نے اسکے شراب پینے کی اور دوسرے نے اسکے اقرار  
شراب خواری کی گواہی دی تو بھی حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ خمر سے نشہ میں ہوا ہو اور  
دوسرے نے کہا کہ سکر سے نشہ میں ہوا ہو تو بھی اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ ظہیر میں ہے اگر سچ سے نشہ میں ہو گیا تو سپر  
حد واجب ہو نہیں اختلاف ہو اور سچ یہ ہو کہ اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اسے خمر کے چھوہا رکے وانگور تر و خشک  
سے جو شراب بنائی جاتی ہیں اگر اسے پہوش ہو تو اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ انگور کا آب خام اگر اسپر غلیظ شدہ  
ہو یا اگر جھاگ میں نکلے اور اسکو کوئی پی گیا اور نشہ میں ہو گیا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسپر حد نہیں ہوا اور وہ ایک  
نیز ایک مثل شیرہ انگور کے ہو۔ اور جو شراب کہ جو پھل کے مثل کیون جو ہوا وانگور یا وغیرہ سے بنائی جاتی ہیں  
بسیب تک کہ وہ شیرین ہوں تو اسکا پینا حلال ہے کہ قاضی خان میں ہو یا اور جو شخص کہ بے حد سے نشہ میں ہو اسکو حد  
ماری جائیگی مگر پہوش کو اسوقت تک ماری نہ جائیگی جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بے حد سے نشہ میں ہوا اور اسے  
پلا جھکے قطرہ خود پی ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور جس نے دردی خمر پی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی جب تک کہ وہ نشہ میں ہو  
یعنی اگر نشہ ہو جائے تو حد ماری جائیگی ورنہ نہیں اور جو شخص کہ بے حد سے نشہ میں ہو گیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی  
اور اگر بنید شہد یا ہر یا جھ یا شیرہ ماوہ خمر سے نشہ میں ہو گیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ ہر جہ میں ہے۔ اور اگر خمر کو پانی  
یا دودھ یا تیل وغیرہ ملا کر پینے سے کسی کے ساتھ مخلوط کر دیا پس اگر خمر غالب ہو اور اسپر سے کوئی قطرہ پی لیا تو  
اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اگر خمر مغلوب ہوگی تو اسکا پینا حلال نہیں ہو مگر جب تک نشہ نہ ہو جائے جب تک حد واجب  
نہ ہوگی یہ قاضی خان میں ہے۔ اور سکر و خمر کی حد اگرچہ ایک ہی قطرہ پیا ہو اسی (۸۰) کوڑے میں یہ کثر میں ہے  
اور مثل زنا کے کوڑوں کے اسکے بدن پر متفرق جگہاں سے جادینکے اور چہرہ و مثل حد زنا کے بچا یا جائیگا اور مشہور  
روایت کے موافق جسکو یہ حد ماری جائیگی وہ سوائے ستر کے ننگا کر دیا جائیگا۔ اور اگر غلام ہوگا تو اسپر چالیس ہی کوڑے  
ہیں اور جسے خمر و سکر پینے کا اقرار کیا پھر رجوع کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ سراج و ہالچ میں ہے۔ اور ذمی کسی شراب  
پینے میں حد نہیں ہو اور امام المسلمین کے پاس اگر ایک شخص نے لایا کیا جس نے شراب پی ہو اور وہ گواہوں نے اسپر مل کر  
کی گواہی دی پس اس نے کہا کہ میں خمر خواری پر مجبور کیا گیا تھا تو حد زنا مقبول ہو کہ اسپر حد قائم کی جائیگی اور سپر و جیسہ  
زنا کی گواہی دی گئی اور اسنے یوں دعوے کیا کہ میں نے نکاح کر لیا تھا ان دونوں میں فرق ہو اسو یہ ہے کہ جیسہ زنا  
گواہی دی گئی ہو وہ اس سبب کے پائے جانے سے جو موجب حد ہو انکار کرتا ہو اسو اسلئے کہ یہی فعل طی بسبب نکاح کے زنا  
ہونے سے خارج ہوگا اور جیسہ شراب خواری کی گواہی دی گئی ہو اسکے اکراہ کے قدر سے سبب حد نہ ختم نہیں ہوتا اور  
اسے شراب کا پینا و حقیقت منع نہیں ہوتا جو ان یہ ایک غدر ہو کہ جس سے حد ساقط ہو سکتی ہو بشرطیکہ ثابت  
ہو جائے لہذا ہر دن اکراہ پر گواہ قائم کیے اسکا غدر نہ کو ثابت نہ ہوگا ظہیر میں ہے

ماری جائیگی

چھٹا باب حد القذف اور تفریق بیان میں۔ واضح ہو کہ شرع میں قذف کرنا زنا کرنا کسی کے ذمہ لگانے کو کہتے ہیں۔ اور اگر کسی مرد نے دوسرے مرد کو عورت محصنہ کو صبیح زنا کے ساتھ قذف کیا یعنی مثلاً کہ تو نے زنا کیا یا عورانی پس اس پر قذف ہونے میں نالیش کر کے مطالبہ کیا تو قذف کو حکم اسی کوڑے مارنے کا اگر آڑا ہو اور اگر غلام ہو گا تو چالیس کوڑے مارے گا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور سوائے پوستان و حشو کے کسی کے کپڑے اس کے بدن سے نہ اتارے جائیں گے اور کوڑے اس کے بدن پر تفریق جگہوں پر مارے جائیں گے جیسے زنا کی حد میں یہ شرح نقایہ ابو الکلام میں ہے۔ اور قذف کا ثبوت قاذف کے خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردوں کی گواہی سے ہو جاتا ہے جیسے اور سب حقوں میں حکم ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور مردوں کے ساتھ عورتوں کے گواہ ہونے سے نہیں ثابت ہوتا ہے اور گواہی پر گواہی ہونے سے نہیں ثابت ہوتا اور اگر ایک قاضی کا خط بنام دوسرے قاضی کے درمقدم ثبوت قذف ہو تو دوسرے قاضی کے نزدیک ثبوت نہ ہو گا یہ قضاویہ قاضی خان میں ہے اور اگر اس نے قذف کا اقرار کیا پھر جمع کر لیا تو رجوع مقبول نہ ہو گا یہ کافی میں ہے۔ اور قاذف پر حد قذف چوبیس ہوتی ہے کہ قذف و جھمن ہوا اور جھمن ہونے کی پانچ شرطیں ہیں یعنی آزاد و عاقل بالغ مسلمان عقیقت ہو کہ اس نے نام قذف کی عورت سے زنا یا دلی شبہ یا نکاح فاسد نہ کی ہو یہ شرح طحاوی میں ہے پس اس کا حصان ہر دلی حرام سے جو غیر ملک میں واقع ہو باطل ہو جائیگا خواہ عورت صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو خواہ ایسی باندی ہو جو استحقاق میں لے لی گئی یا کسی مرد کی تین ہلاک دی ہوئی مستندہ ہو یا باندہ ہو یا کسی باندی سے دلی کی پھر اس کی خرید کا دعوت نہ کیا یا اس سے نکاح کا دعوت نہ کیا یا اپنے دوسرے کے درمیان شتر کہ باندی سے دلی کی یا ایسی عورت سے دلی کی جو دلی کرانے پر مجبور کی گئی یا ایسی عورت سے دلی کر لی جو شبہ زنا میں اس کی جو رک کی جگہ گئی یا اس نے اپنے کفر کی حالت میں یا دارالحرب میں یا حالت جنون میں دلی کی یا اپنی ایسی باندی سے دلی کی جو ہمیشہ کے واسطے اس پر عیب خدا عت کے حرام ہو گئی یہ خزانہ المصلحین میں ہے۔ اور یہی صحیح ہے یہ تیسرے میں ہے اور اگر ایسی باندی خریدی جس سے اس کا باپ دلی کر دیا ہو یا خود اس کی ماں سے دلی کر دیا ہو اس سے دلی کی پھر اس کو کسی نے قذف کیا تو بالاجماع قاذف پر حد نہ ہو گی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جس کی ماں کو یا بیٹی کو شہوت سے بھرا ہو یا اس کی ماں یا بیٹی کی فرج کو منظر شہوت دیکھا ہو یا اس کے باپ یا بیٹے نے اس کی فرج کو شہوت سے دیکھا ہو پھر اس سے دلی کر لی تو مامہ ابو حنیفہ رحمہ فرمایا کہ اس کا حصان زائل نہ ہو گا اور اس کے قاذف کو حد مارے جائیگی اور صاحبین نے فرمایا کہ اس کا حصان زائل ہو گا اور اس کے قاذف کو حد مارے جائیگی اور اسی طرح اگر کسی عورت سے نکاح کر کے اس سے دلی کی تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایسے مرد کو قذف کیا جس نے اپنی ماں سے دلی کی درحالیہ اس کی ماں جو سیہ ہو یا نکاح کی ہوئی ہو یا باندی بطور خرید فاسد کے خریدی ہوئی ہو یا اس کی جو رہے جس سے حالت حیض میں دلی کی یا اس سے ظہار کیا تھا یا فرض روزے سے منہی حالانکہ یہ اس کے روزہ دار ہونے کو جانتا تھا یا باندی حالت کتابت میں تھی تو اس کے قاذف کو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے اور قذف میں لکھا ہے کہ چار جور و نکاحی موجد ہیں پھر پانچوں سے نکاح کر کے اس سے بھی دلی کر لی تو اس کے قاذف کو حد قذف نہ ماری جائیگی۔ اور اگر مسلمان نے اپنی مرتدہ باندی سے دلی کی تو اس کا حصان زائل نہ ہو گا اور اس کے قاذف کو حد مارے جائیگی اور نیز مشقی میں لکھا ہے کہ اگر اپنی ایسی باندی سے دلی کی جو اپنے کسی شوہر کی عورت میں جو تو میرے نزدیک

قذف کرنا کسی کے ذمہ لگانے کو کہتے ہیں۔ اور اگر کسی مرد نے دوسرے مرد کو عورت محصنہ کو صبیح زنا کے ساتھ قذف کیا یعنی مثلاً کہ تو نے زنا کیا یا عورانی پس اس پر قذف ہونے میں نالیش کر کے مطالبہ کیا تو قذف کو حکم اسی کوڑے مارنے کا اگر آڑا ہو اور اگر غلام ہو گا تو چالیس کوڑے مارے گا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور سوائے پوستان و حشو کے کسی کے کپڑے اس کے بدن سے نہ اتارے جائیں گے اور کوڑے اس کے بدن پر تفریق جگہوں پر مارے جائیں گے جیسے زنا کی حد میں یہ شرح نقایہ ابو الکلام میں ہے۔ اور قذف کا ثبوت قاذف کے خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردوں کی گواہی سے ہو جاتا ہے جیسے اور سب حقوں میں حکم ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور مردوں کے ساتھ عورتوں کے گواہ ہونے سے نہیں ثابت ہوتا ہے اور گواہی پر گواہی ہونے سے نہیں ثابت ہوتا اور اگر ایک قاضی کا خط بنام دوسرے قاضی کے درمقدم ثبوت قذف ہو تو دوسرے قاضی کے نزدیک ثبوت نہ ہو گا یہ قضاویہ قاضی خان میں ہے اور اگر اس نے قذف کا اقرار کیا پھر جمع کر لیا تو رجوع مقبول نہ ہو گا یہ کافی میں ہے۔ اور قاذف پر حد قذف چوبیس ہوتی ہے کہ قذف و جھمن ہوا اور جھمن ہونے کی پانچ شرطیں ہیں یعنی آزاد و عاقل بالغ مسلمان عقیقت ہو کہ اس نے نام قذف کی عورت سے زنا یا دلی شبہ یا نکاح فاسد نہ کی ہو یہ شرح طحاوی میں ہے پس اس کا حصان ہر دلی حرام سے جو غیر ملک میں واقع ہو باطل ہو جائیگا خواہ عورت صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو خواہ ایسی باندی ہو جو استحقاق میں لے لی گئی یا کسی مرد کی تین ہلاک دی ہوئی مستندہ ہو یا باندہ ہو یا کسی باندی سے دلی کی پھر اس کی خرید کا دعوت نہ کیا یا اس سے نکاح کا دعوت نہ کیا یا اپنے دوسرے کے درمیان شتر کہ باندی سے دلی کی یا ایسی عورت سے دلی کی جو دلی کرانے پر مجبور کی گئی یا ایسی عورت سے دلی کر لی جو شبہ زنا میں اس کی جو رک کی جگہ گئی یا اس نے اپنے کفر کی حالت میں یا دارالحرب میں یا حالت جنون میں دلی کی یا اپنی ایسی باندی سے دلی کی جو ہمیشہ کے واسطے اس پر عیب خدا عت کے حرام ہو گئی یہ خزانہ المصلحین میں ہے۔ اور یہی صحیح ہے یہ تیسرے میں ہے اور اگر ایسی باندی خریدی جس سے اس کا باپ دلی کر دیا ہو یا خود اس کی ماں سے دلی کر دیا ہو اس سے دلی کی پھر اس کو کسی نے قذف کیا تو بالاجماع قاذف پر حد نہ ہو گی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جس کی ماں کو یا بیٹی کو شہوت سے بھرا ہو یا اس کی ماں یا بیٹی کی فرج کو منظر شہوت دیکھا ہو یا اس کے باپ یا بیٹے نے اس کی فرج کو شہوت سے دیکھا ہو پھر اس سے دلی کر لی تو مامہ ابو حنیفہ رحمہ فرمایا کہ اس کا حصان زائل نہ ہو گا اور اس کے قاذف کو حد مارے جائیگی اور صاحبین نے فرمایا کہ اس کا حصان زائل ہو گا اور اس کے قاذف کو حد مارے جائیگی اور اسی طرح اگر کسی عورت سے نکاح کر کے اس سے دلی کی تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایسے مرد کو قذف کیا جس نے اپنی ماں سے دلی کی درحالیہ اس کی ماں جو سیہ ہو یا نکاح کی ہوئی ہو یا باندی بطور خرید فاسد کے خریدی ہوئی ہو یا اس کی جو رہے جس سے حالت حیض میں دلی کی یا اس سے ظہار کیا تھا یا فرض روزے سے منہی حالانکہ یہ اس کے روزہ دار ہونے کو جانتا تھا یا باندی حالت کتابت میں تھی تو اس کے قاذف کو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے اور قذف میں لکھا ہے کہ چار جور و نکاحی موجد ہیں پھر پانچوں سے نکاح کر کے اس سے بھی دلی کر لی تو اس کے قاذف کو حد قذف نہ ماری جائیگی۔ اور اگر مسلمان نے اپنی مرتدہ باندی سے دلی کی تو اس کا حصان زائل نہ ہو گا اور اس کے قاذف کو حد مارے جائیگی اور نیز مشقی میں لکھا ہے کہ اگر اپنی ایسی باندی سے دلی کی جو اپنے کسی شوہر کی عورت میں جو تو میرے نزدیک

اسکا احصان نازل نہ ہوگا اور میں اس کے قاذف کو حد ماروں گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر آزاد ہو جو دہر یا ایک باندی سے نکاح کیا یا دو بہنوں سے ایک عقد میں نکاح کیا یا ایک عورت اور اس عورت کی بھوپھی سے ایک عقد میں نکاح کیا تو ایسے عقود فاسدہ سے جو وطی واقع ہو وہ احصان کو نازل کر دیتی ہو اور اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کر کے اس سے وطی کر لی پھر معلوم ہو کہ یہ عورت اسے بسبب مصاہرت کے حرام تھی تو بھی یہی حکم ہوگا۔ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بوسط میں لگتا ہو یا کہ شخص نے اپنے پسر کی باندی سے وطی کی کہ جس سے وہ حاملہ ہو گئی یا نہ ہو تو اسکا احصان ساقط نہ ہوگا چنانچہ اس کے قاذف کو حد قذف مار جائیگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرمایا کہ ہر وطی کرنے والا جس کے ذمہ سے حد دو رکھ جاتی ہو اور اس پر مقرر کیا جاتا ہو اور یہ کہ اس سے ثابت کیا جاتا ہو تو ایسے وطی کرنے والے کا احصان ساقط نہیں ہوتا پھر چنانچہ میں اس کے قاذف کو حد ماروں گا اور اسی طرح اگر کسی بی باندی سے بھوپھی جانتے ہو تو اس کے مولیٰ کے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو میں اس کے شخص کے قاذف کو حد ماروں گا تو یہ طریقہ میں ہوگا۔ اور اگر کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کر لیا یا ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکو جانتا ہو کہ اسکا شوہر موجود ہو یا کسی دوسرے کی عدت میں ہو یا کسی اپنے ذی رحم جو مہر سے جان بوجھ کر نکاح کیا پھر اس سے وطی کی تو ایسے شخص کے قاذف پر کچھ حد واجب نہ ہوگی اور اگر ان دونوں میں سے کوئی ضرورت بغیر علم کے کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کے قاذف کو حد ماری جائیگی یہ جو ہر وہ میں ہو۔ ذی نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے اس کے دین میں نکاح کرنا حلال تھا جیسے اپنی ذی رحم محرم سے نکاح کیا پھر مسلمان ہو گیا پھر اسکو کسی نے قذف کیا پس اگر اسے بعد مسلمان ہونے کے اس عورت سے وطی کی ہو تو اس کے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر حالت کفر میں دخول کر چکا ہو تو بھی صاحبین کے قول پر یہی حکم ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر کوئی شخص ایسی دو باندیوں کا مالک ہو جو اسے سبکدین ہو یا پس ان دونوں سے وطی کر لی تو اس کے قاذف کو حد قذف کی مشاعرہ جائیگی یہ بوسط میں ہو اور اگر ایسی عورت کو قذف کیا جسکو زنا کی وجہ سے پہلے حد ماری گئی ہو تو اس کے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر ایسی عورت ہو کہ اس کے ساتھ علامت زنا کی ہو اور وہ یہ ہو کہ قاضی نے اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان لعان کر کے اس کے بچہ کا نسب اس کے شوہر سے قطع کر کے اس کے ساتھ لاحق کیس یا ایسی عورت ہو کہ اس کے ساتھ ایک یا ایک بچہ ہو کہ اسکا پدر معلوم نہیں ہوتا ہو تو ایسی عورت کے قاذف پر حد نہیں ہوگا اور اگر اس کے بچہ کو قذف کیا تو اس کے قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر عورت مرد کے درمیان بغیر ولد کے لعان ہوا ہو یا لعان بولے ہو مگر ولد کا نسب اس کے شوہر سے قطع نہیں کیا گیا یا قطع بھی کیا گیا مگر شوہر نے پھر اپنی تکذیب کی اور بچہ کا نسب اس کے ساتھ لاحق کیا گیا پھر کسی مرد نے ایسی عورت کو قذف کیا تو اس کے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اگر اپنی جوہر سے کہا کہ اوی زانیہ پس عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہو تو عورت کو حد قذف ماری جائیگی اور دونوں میں لعان نہ کر یا جائیگا اور اگر اجنبیہ سے کہا کہ اوی زانیہ پس اس نے کہا کہ میں نے تجھے زنا کیا تو مرد کو حد نہ ماری جائیگی اور عورت کو حد ماری جائیگی اور اگر اپنی جوہر سے کہا کہ اوی زانیہ پس اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا تو مرد پر حد نہیں ہوگا اور نہ لعان اور نیز عورت پر بھی حد نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر عورت نے ابتدا کر کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا پس مرد نے اسکو قذف کیا تو بھی ان دونوں میں سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ تیرے

حد دو رکھ جاتی ہو اور اس پر مقرر کیا جاتا ہو اور یہ کہ اس سے ثابت کیا جاتا ہو تو ایسے وطی کرنے والے کا احصان ساقط نہیں ہوتا پھر چنانچہ میں اس کے قاذف کو حد ماروں گا اور اسی طرح اگر کسی بی باندی سے بھوپھی جانتے ہو تو اس کے مولیٰ کے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو میں اس کے شخص کے قاذف کو حد ماروں گا تو یہ طریقہ میں ہوگا۔ اور اگر کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کر لیا یا ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکو جانتا ہو کہ اسکا شوہر موجود ہو یا کسی دوسرے کی عدت میں ہو یا کسی اپنے ذی رحم جو مہر سے جان بوجھ کر نکاح کیا پھر اس سے وطی کی تو ایسے شخص کے قاذف پر کچھ حد واجب نہ ہوگی اور اگر ان دونوں میں سے کوئی ضرورت بغیر علم کے کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کے قاذف کو حد ماری جائیگی یہ جو ہر وہ میں ہو۔ ذی نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے اس کے دین میں نکاح کرنا حلال تھا جیسے اپنی ذی رحم محرم سے نکاح کیا پھر مسلمان ہو گیا پھر اسکو کسی نے قذف کیا پس اگر اسے بعد مسلمان ہونے کے اس عورت سے وطی کی ہو تو اس کے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر حالت کفر میں دخول کر چکا ہو تو بھی صاحبین کے قول پر یہی حکم ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر کوئی شخص ایسی دو باندیوں کا مالک ہو جو اسے سبکدین ہو یا پس ان دونوں سے وطی کر لی تو اس کے قاذف کو حد قذف کی مشاعرہ جائیگی یہ بوسط میں ہو اور اگر ایسی عورت کو قذف کیا جسکو زنا کی وجہ سے پہلے حد ماری گئی ہو تو اس کے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر ایسی عورت ہو کہ اس کے ساتھ علامت زنا کی ہو اور وہ یہ ہو کہ قاضی نے اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان لعان کر کے اس کے بچہ کا نسب اس کے شوہر سے قطع کر کے اس کے ساتھ لاحق کیس یا ایسی عورت ہو کہ اس کے ساتھ ایک یا ایک بچہ ہو کہ اسکا پدر معلوم نہیں ہوتا ہو تو ایسی عورت کے قاذف پر حد نہیں ہوگا اور اگر اس کے بچہ کو قذف کیا تو اس کے قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر عورت مرد کے درمیان بغیر ولد کے لعان ہوا ہو یا لعان بولے ہو مگر ولد کا نسب اس کے شوہر سے قطع نہیں کیا گیا یا قطع بھی کیا گیا مگر شوہر نے پھر اپنی تکذیب کی اور بچہ کا نسب اس کے ساتھ لاحق کیا گیا پھر کسی مرد نے ایسی عورت کو قذف کیا تو اس کے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اگر اپنی جوہر سے کہا کہ اوی زانیہ پس عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہو تو عورت کو حد قذف ماری جائیگی اور دونوں میں لعان نہ کر یا جائیگا اور اگر اجنبیہ سے کہا کہ اوی زانیہ پس اس نے کہا کہ میں نے تجھے زنا کیا تو مرد کو حد نہ ماری جائیگی اور عورت کو حد ماری جائیگی اور اگر اپنی جوہر سے کہا کہ اوی زانیہ پس اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا تو مرد پر حد نہیں ہوگا اور نہ لعان اور نیز عورت پر بھی حد نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر عورت نے ابتدا کر کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا پس مرد نے اسکو قذف کیا تو بھی ان دونوں میں سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ تیرے

مشہور ہے جسے نکاح کرنے سے پہلے زنا کیا تو وہ قاذف ہوگا اور اگر کہا کہ تجھ سے اپنی انگلی سے زنا کیا تو اس پر حد  
 قذف نہ ہوگی یہ تا تاہم خانیہ میں ہے۔ اور اگر زید سے عروس سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زانی ہو اور خالد نے کہا کہ  
 میں بھی گواہ ہوں تو خالد پر حد نہ ہوگی الا انکہ یوں کہے کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں سبکی تو اسے گواہی دی یہ بتا بھیج  
 میں ہا۔ زید نے عروس کو قذف میں سے ایک سالی ہر پس زید سے کہا کہ یہ یعنی عروس یا خالد کسی خاص کو قذف  
 کیا گیا کہ یہ تو زید سے کہا کہ نہیں تو زید پر حد نہ ہوگی۔ اور اگر زید نے عروس سے کہا کہ اوٹنی پس خالد نے کہا کہ تو نے  
 سچ کہا تو زید پر حد نہ ہوگی جسے پہلے کہا ہو اور خالد جسے تصدیق کی ہو اس پر نہ ہوگی اور اگر خالد نے یوں کہا کہ تو نے سچ کہا  
 ایسا ہی ہو جیسا تو نے کہا تو خالد بھی قاذف ہوگا نہ قاضی خان میں ہو اور اسی طرح اگر خالد نے فقط یوں کہا کہ  
 وہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو خالد کو بھی حد قذف نایک جائیگی یہ محیط خسر میں ہے۔ اور اگر کسی عروس سے کہا کہ اسے  
 بچے یا عورت سے کہا کہ اسے فلان کی آغوش یا کھانا کھا کہ اسے عروس یا عروس کے بچہ تو حد واجب کی اور اسی طرح اگر کہا کہ بھروسہ  
 تیرے ساتھ فلان نے مجھ سے کیا یا مجھ سے فلان نے مجھ سے کیا یا کہا کہ فلان نے مجھ سے کیا تو قذف نہیں ہے بلکہ اگر کہے کہ میں نے تجھے بچا  
 زنا کرنے والا نہیں دیکھا یا تو لوگوں سے بڑھ کر زنا کرنے والا ہو یا تو مجھ سے بڑھ کر زانی ہو یا تو ظہیر میں سے بڑھ کر زانی ہو  
 یا تو نے ماسوا سے بچے کے زنا کیا یا پھر یوں یا یا باؤں نے زنا کیا یا کہا کہ اسے عروس یا تو نے کار قوم اور کہا یا فلان نے  
 زہر دستی یا سو نے نہیں یا جنہوں کی حالت میں زنا کیا گیا تو حد قذف واجب ہوگی اور اسی طرح تعریف کرنے سے بھی  
 حد قذف واجب ہوگی اور اسی طرح قذف انچ سہل اور زہر شور توں کے قذف سے اور دارا کرب میں زنا کرنے کے  
 ساتھ باغیوں کے لشکر میں زنا کرنے کے ساتھ قذف کرنے سے بھی حد قذف واجب نہیں ہوتی ہے۔ اور طفل کو یا ایسے  
 جنہوں کو جس کا جنون مطلق ہو قذف کرنے سے حد قذف واجب نہیں ہوتی ہے اور اگر جنون کسی بھی حالت جنون میں ہو تاہم اور  
 کبھی افاقہ میں تو حد قذف واجب ہوگی اور اسی طرح مجبور کی قذف سے بھی حد نہیں واجب ہوتی اور جھپٹنے کی قذف  
 سے حد نہیں واجب ہوتی یہ نیز انہ المقتس میں ہے۔ اور اگر کہا کہ او دلدارنا یا ابنا زنا حالانکہ اسکی مان ہوتی ہے  
 ہو تو کہنے والے کو حد ماری جائیگی اس واسطے کہ اسکی مان کو قذف زنا کیا ہو یہ متراشی میں ہے۔ اور اگر طفل مرہون  
 قریب بہ بلوغ کو قذف کیا پس طفل مذکور نے بلوغ میں کا یا احتلام کا دعویٰ کیا تو اسکے قول سے قاذف کو حد قذف  
 نہ ماری جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کو کہا کہ اسے زنا نہیں تو اس پر حد واجب نہ ہوگی اور یہ امام عظیم و امام ابو یوسف  
 کا قول ہے کہ زانی شرح الطحاوی اور یہ آسمان ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ اسے زانی یا برون تاہم اسکے  
 تو بالاجماع قاذف پر حد واجب کی۔ اور اگر کسی عروس سے کہا کہ زنا کرتی تو قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے  
 اور اگر کسی نے دوسرے عروس سے کہا کہ زنا کرتی یا بھیل اور کہا کہ میری مراد جو بھیل تھی اور میں حالت میں کہا ہو وہ حالت میں  
 تھی تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور امام عظیم و امام ابو یوسف کے نزدیک قاذف کو حد ماری جائیگی یہ فتح القاضی میں  
 ہے اور اگر اسے فقط زنا کی بھیل سے ہاڑ پر ہٹا کر مراد نہ لیا ہو تو بالاجماع حد واجب کی نہیں میں ہے۔ اور اگر کہا کہ  
 زنا کرتی یا بھیل تو بالاجماع حد واجب ہوگی یہ ضرورت میں ہے اور اگر زنا کی بھیل حالت غضب میں کہا ہو تو بعض نے کہا کہ  
 حد واجب نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ واجب ہے کی اور یہی وجہ ہے فتح القاضی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زنا کرتی یا بھیل تو بالاجماع  
 اسکو حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زانی ہو تو اصل میں مذکور ہے کہ اگر اس سے دعویٰ کیا کہ میں نے



کسی پرچہ جانے والا ہوا تو اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اسکو حد مار جائیگی اور اس میں کوئی اختلاف نہ ہوگا یہی حکم ہے۔ ابراہیم نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی باندی کو پکارا پس اسکو ایک آزادہ عورت نے جواب دیا پس مرد نے کہہ کر ادھتال حالانکہ اسکو دیکھتا نہیں ہے پھر غدر کیا کہ میں نے اپنی باندی گمان کیا تھا تو فرمایا کہ میں اس کے قول کی تصدیق نہ کروں گا اور اسکو حد قذف ماروں گا یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ نہیٹ فلان ملک یعنی تو نے زنا کیا اور فلان تیرے ساتھ تو دونوں کا قذف کہلے والا ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ اور فلان تیرے ساتھ شائد تھا تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اولیٰ پسر زانیہ اور یہ مرد سا تھا اس عورت کے تھا تو وہ دوسری کا قذف کرنے والا ہوگا اور اسی طرح اگر دوسرے سے کہا کہ اور تو سا تھا اس عورت کے تھا تو وہ بھی یہی حکم ہے یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ اولیٰ پسر زانیہ و فلان سا تھا اس عورت کے تھا تو یہ سبکی مان و فلان مرد و دونوں کا قذف ہے اور اگر کہا کہ فلان تیرے ساتھ تھا تو یہ قذف ہے ہوگا اور اگر کہا کہ نہیٹ و نہا ملک یعنی تو نے زنا کیا اور یہ تیرے ساتھ تھا یا تیرے ساتھ کا قذف نہ کیا تو یہ دونوں کا قذف ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زانیہ و نہا ملک یعنی زانیہ ہمارے زبان میں اسید ہے کہ دوسرے کا قذف نہ ہو والدہ علم یہ خزانہ افضتیں میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ یا ابن الزانیہ و نہا ملک یا ابن الزانیہ اور یہ تیرے ساتھ۔ اور یہ کلام ایک ہی واقعہ کا ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کا قذف کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ یا زانی و نہا ملک یعنی زانی و یہ تیرے ساتھ تو دوسرے کا قذف کرنے والا بھی ہوگا۔ اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابن الزانیہ و نہا ملک اور قذف نہ کیا تو وہ دوسرے کا قذف کرنے والا بھی ہوگا یہی حکم ہے۔ اور اگر کسی نے زانی کو زنا کے ساتھ قذف کیا تو اس پر حد نہیں ہے خواہ جینہ اسی زنا کے ساتھ قذف کرے یا دوسرے زنا سے یہی شرط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو نے ایک کے ساتھ ان دونوں عورتوں یا ان دونوں عورتوں سے زنا کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی یہ عتاب یہ میں ہے۔ اور ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو فلان سے کہہ کہ زانی پس گیا ہے یہی حکم ہے کہ فلان تجھ کو کہتا ہے کہ زانی تو کسی پر حد نہ ہوگی نہ لہجی پر اور نہ بیچنے والے پر اور اگر لہجی نے یون کہا بلکہ جس کے پاس بھیجا گیا تھا اس سے جا کہہ کہ زانی تو لہجی کو حد ماری جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابن مارا سا یعنی ای برساتی بانی کے بچہ تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر عی آدمی سے کہا کہ افسطی یا تو عوی نہیں ہے تو اسکو حد قذف نہ ماری جائیگی۔ کافی میں ہے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو بنی فلان میں سے نہیں ہے یعنی اسے قبیلہ کا نام لیا جس میں وہ شہر ہے تو اس پر حد نہ ہوگی۔ ایک نے ایک مسلمان سے جس کے مان باپ دونوں کافر ہیں کہا کہ است انت لایک تو اپنے باپ کے واسطے نہیں ہے تو اسکو حد نہیں ماری جائیگی۔ ایک نے اپنے غلام سے جس کے مان باپ مسلمان ہیں کہا کہ تو اپنے باپ کے واسطے نہیں ہے تو اسکو حد نہیں ماری جائیگی اگر یہ غلام اس کے بعد آزاد ہو جاوے یہ فتادی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو اپنی مان کے واسطے نہیں ہے تو وہ قاذف نہیں ہے اسی طرح اگر کہا کہ تو اپنے والدین کے واسطے نہیں ہے تو بھی قاذف نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے حالانکہ اسکی مان آزادہ ہو تو باپ کسی کا غلام ہے تو کہنے والے پر حد واجب ہوگی یعنی اسکی مان کے واسطے اور اگر اسکا باپ آزاد ہو اور مان باندی ہو حد نہ ماری جائیگی لیکن تحریر یہی جائیگی اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے یا تو ابن فلان میں تو اور یہ حالت



اگر عربی سے کہا کہ اودھقان تو اسپر حد نہیں ہو اور اگر کسی سے کہا کہ اس میرے بیٹے تو اسپر حد نہیں ہو۔ اور اگر علیہ السلام کو کسی سے  
کہا کہ تو میرا غلام یا میرا آزاد کر دے جو تو یہ اسپر قیمت کا یا ولاد کا دعویٰ ہو اور قذف بالکفر نہیں ہو اور اگر کسی سے کہا کہ اودیہ  
یا اودھقانی یا اودیہ جودی تو اسپر حد نہیں ہو مگر اسکو تفسیر و بجا لینی یہ بسو طین ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ اودیہ ہمارے  
بیچے تو کتنے واسطے پرحد نہ ہوگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو عربی نہیں ہو یا ایدی درزی کے بیٹے یا ایدی مانے کے بیٹے  
حالانکہ اسکا باپ ایسا نہیں ہو تو یہ قذف نہیں ہو اور اگر کہا کہ تو آدم کا بیٹا نہیں ہو یا تو انسان نہیں ہو یا تو فرشتہ نہیں ہو یا تو آدمی نہیں  
ہو تو یہ قذف نہیں ہو اور اگر کہا کہ تو سلال نہیں ہو تو یہ قذف نہیں ہو جو بہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ ایدی اہل الاقطار حالانکہ اسکا  
باپ ایسا نہیں ہو تو کتنے واسطے پرحد نہ ہوگی پیشخ طحاوی میں ہے۔ ذکر کیا کہ فلاں سے مروی تھا کہ اسنے منشا پہلی اور نہ زنا کیا  
پس دوسرے نے کہا کہ کیا سب یا کہا کہ کیا اسنے سب تو یہ قذف نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ اسنے پیسہ کیا تو یہ قذف ہے چونکہ خبر کردی  
میں ہے۔ اور آثار میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا بغل تو اسپر حد ہوگی اسواسطہ کہ یہ نسبت عمامہ میں  
یا رانی ہو اور قذف حصاص میں حضرت ابراہیم خنی سے مروی ہے کہ اگر کسی نے اپنی چور سے کہا کہ اودیہ چوری تو خدا واجب ہوگی  
اور اسی طرح اگر کہا کہ اوسیاسہ یا کہا کہ اوغر یا یا کہا کہ اویطلب یا اور اسکے مثل کوئی نفاق کا تو خدا واجب ہوگی اسواسطہ کہ یہ  
انفاذ عرفائیکے زانیہ ہونے سے خبر میں ایسا ہی اصل میں مذکور ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو قذف کیا اور کہا کہ اودیہ کعبہ کی  
پیر قاف نے دعویٰ کیا کہ اسکی ماں باندی یا نصرانیہ ہو اور قذف کہتا ہے کہ میری ماں آزادہ مسلمان ہو تو قول قافوں  
کا قبول ہوگا اور مقذوف پر واجب ہو کہ گواہ لاوے اور اسی طرح اگر اسکی ذات کو قذف کیا ہو اور دعویٰ کیا کہ مقذوف  
غلام ہو تو قول قافوں کا قبول ہوگا اور مقذوف پر واجب ہو کہ اپنے گواہ پیش کرے اور ظاہر اصل حریت کافی نہیں  
ہو۔ اور اسی طرح اگر قاف نے کہا کہ میں غلام ہوں اور مجھے غلاموں کی حد واجب ہو اور مقذوف نے کہا کہ تو  
آزاد ہو تو قول قافوں کا قبول ہوگا یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر اپنے پسرباں یا باپ یا بہن انہیں سے کسی کی باندی  
سے وطنی کی پھر دعویٰ کیا کہ اسکے مالک نے اسکو میرے ہاتھ فروخت کیا تھا حالانکہ اسکے پاس بیچ کے گواہ نہیں ہیں تو  
اسکے قافوں پر نہیں اگر اسنے شخص کو کسی نے قذف کیا تو قاف پر حد نہ ہوگی اور اسی طرح اگر خرید یا ایک سی گواہ قائم کیا ہو تو  
دی حکم ہے یہ بسو طین ہے۔ اور اگر زید نے مر کو قذف کیا حالانکہ عمر کے پاس اس امر کے گواہ نہیں ہیں کہ زید نے اسکو  
قذف کیا ہو اور عمرو نے چاہا کہ زید سے قسم لے کہ وہ دشمن نے اسکو قذف نہیں کیا ہو تو ہمارے نزدیک حاکم اس سے قسم  
نہ لیگا یہ جو بہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے پر قذف کا دعویٰ کیا پس اگر قافوں نے اسکا اقرار کیا یا اسپر  
اس امر کے گواہ قائم ہوئے تو قافوں سے کہا جائیگا کہ جو امر تو نے کیا ہو اسکو ثابت کر کہ یہ صحیح ہو پس اگر اسنے ثابت کیا تو غیر  
درتہ اسپر حد قائم کیا جائیگی یعنی حد قذف۔ اور فرمایا کہ اگر اسکو ٹھوڑی ہمداری ملی پھر قافوں نے اپنے بچے ہوئے پر گواہ  
قائم کیے تو اسکے گواہوں کی سماعت ہوگی اور جب گواہوں کی سماعت ہوئی تو قصورے کوڑے جو باقی رہیں انکی قرب  
سے سزا نظر کیے۔ باوجودیکہ پھر اس شخص کی شہادت سا قطنہ کی یعنی وہ اہل شہادت میں سے رہیگا اور کوئی نشان جنس اسکے ساتھ  
لازم ہوگا یہ ایضاح میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد پر دعویٰ کیا کہ اسنے مخلوق قذف کیا ہو پھر دو گواہ لایا  
کہ یہ گواہی دین کر اسنے اسکو قذف کیا ہو تو قاضی ان گواہوں سے دریافت کریگا کہ قذف کیا چیز ہو اور کیونکر ہوئی ہو پس اگر  
گواہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسنے اس مرد کو کہا کہ اوزانی تو دونوں کی گواہی مقبول ہوگی اور قافوں کو حد قذف ریگائی





کے ہون یا داد و ایہ داد وغیرہ اور اسکی اولاد کو اگر چہ نیچے درجہ کے ہوں بوسہ پر دینے وغیرہ اسکی حد قذف کے  
مطالبہ کا اعتبار ہو اور اس مطالبہ میں خصوصیت وارث کی نہیں ہو خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو مثلاً کا فر ہو یا مورث  
کا قاتل ہو یا خود قاتل ہو کہ اس صورت میں وارث نہ ہو گا مگر مطالبہ حد قذف کا مستحق ہو اور نیز قریب البعد و ولوں کی بیان  
میں اور اگر بعض نے مطالبہ ترک کیا تو باقیوں کو مطالبہ کا اختیار ہو یہ متراشی میں ہے۔ قال لہرجم ذہرا ذہرا ذہرا لا اختیار  
والاستحقاق اور حد قذف ہیست کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہو الا اسی صورت میں کہ اس قذف سے اسکی نسبت میں قذف واقع  
ہوتا ہو یہ ہدایہ میں ہے اور اس مطالبہ میں لیسہ کا بیٹا اور دختر کا بیٹا ظاہر الزواریہ کے موافق کیسا ان میں یہ فتاویٰ سے  
قاضی خان میں ہے اور ان کے باپ یا مان یا بیٹے کو اس مطالبہ کا اختیار نہیں ہو۔ یہ محیط میں ہے۔ اور بیانیوں بنوں چچا کن  
و بچہ بیٹوں و دامادوں و خالوں کو مطالبہ حد قذف کا اختیار نہیں ہو یہ شرح ملحاوی میں ہے۔ اور اولاد کو مطالبہ حد  
قذف کا اختیار اسوقت نہیں حاصل ہوتا ہو کہ قازف اسکا باپ یا داد وغیرہ کہتے ہی او بچے درجہ کا ہو یا مان و نانی  
وغیرہ ہو یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر اپنے باپ یا مان یا بیٹے یا چچا کو قذف کیا تو قازف کو حد ماریہ جائیگی۔ ایک نے  
اپنے بیٹے کو کہا کہ او ابن الزانیہ اور اسکی مان مریگی ہو اور اس عورت کا ایک اور بیٹا کسی دوسرے خاوند سے چل رہا ہے  
حد قذف کا مطالبہ کیا تو قازف کو حد ماریہ جائیگی اور اسی طرح اگر میرت مقذوف کے دو بیٹے ہوں پس ایک نے قازف کے  
قول کی تصدیق کی تو دوسرے کو اختیار ہو گا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے اور اگر مقذوف کا ایک ہی بیٹا ہو اور اسنے  
قذف میں قازف کی تصدیق کی پھر چاہا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے تو اسکو یہ اختیار نہ ہو گا یہ مبدوط میں ہے۔ امام محمد  
نے جامع صغیر میں فرمایا کہ ایک مرد کا ایک غلام ہو اور اس غلام کی مان آزادہ مسلمان تھی اور وہ مریگی تھی پھر مرنے لے اس  
غلام کی مان کو قذف کیا تو غلام کو اپنے مولیٰ سے اسکے حد قذف کے مواخذہ کا اختیار نہیں ہو۔ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو  
مردوں نے باہم گالی گلوچ کی پس ایک نے کہا کہ میں تو زانی نہیں ہوں اور نہ میری مان زانیہ ہو تو فرمایا کہ ایسے واقعتاً  
حد میں ہو اور اگر کہا کہ جیسے ایسا ایسا کہا وہ زانیہ کا بیٹا ہو پس ایک نے کہا کہ یہ میں نے کہا ہو تو ابتدا کرنے والے پر حد میں  
ہو یہ فتاویٰ میں ہے۔ اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اعزانی پس اسنے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہو تو غلام کو حد ماریہ جائیگی نہ آزاد کو  
اور اگر دون آزاد ہوں تو اس صورت میں دون کو حد ماریہ جائیگی یہ خزائن المفتین میں ہے۔ اگر انہی نے کسی اجنبیہ کو  
قذف کیا جو حصہ ہو پس قازف پر حد قائم کی گئی پھر اس عورت کو دوسرے نے قذف کیا تو دوسرے پر بھی حد قائم کی جائیگی  
یہ محیط میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایات میں روایت کیا ہو کہ چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے  
فلانہ بنت فلانہ سے زنا کیا اور یہ عورت جسکا نام لیا ہو عورت معروفہ ہو اور اسکا نام و نسب ٹھیک بیان کیا  
اور زنا کو بھی بیان کر دیا کہ زنا اسکو کہتے ہیں اور اسکو ثابت کیا اور یہ عورت فانیہ ہو پس مرد کو رجم کیا گیا پھر  
ایک مرد نے اس عورت فانیہ کو قذف کیا پس عورت نے اپنے حد قذف کا مطالبہ ایسے قاضی کے بیان کیا جسے مرد مذکور پر  
رجم کا حکم دیا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ قیاس یہ ہو کہ اسنے قازف کو حد ماریہ بجا دے مگر میں آتھنا حکم دیتا ہوں کہ اس عورت  
کے قازف کو حد نہ ماری جائے یہ فہرست میں ہے۔ اور مجمع الجوامع میں لکھا ہو کہ اگر عورت مذکورہ نے اپنی حد قذف کا مطالبہ  
کسی دوسرے قاضی کے بیان کیا تو وہ قازف کو حد ماریگا الا انک وہ قاضی اول کے حکم قضا پر گواہ قائم کرے یا تاخیر  
میں ہو۔ اور اگر کسی نے جنہ بار قذف کیا یا جنہ بار زنا کیا یا جنہ بار شراب پی پھر وہ ایک بار حد سے محدود ہو تو وہ اسکی حد سے

یہ فتاویٰ میں ہے  
اور اگر کسی نے جنہ بار قذف کیا یا جنہ بار زنا کیا یا جنہ بار شراب پی پھر وہ ایک بار حد سے محدود ہو تو وہ اسکی حد سے

یہ فتاویٰ میں ہے

ہو جائیگی یہ کافی ہیں جو۔ اور اگر ایک جماعت کو ظلام واحد سے قذف کیا یا ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کلام سے قذف کیا یا ایام تفریق میں قذف کیا پھر ان سب سے اس پر حد قذف کا دعویٰ کیا تو ان سب کے واسطے اسکو حد واحد ماری جائیگی اور اسی طرح اگر انہیں سے بعض نے دعویٰ کیا اور بعض نے نہ کیا پس اسکو حد ماری گئی تو یہ حد ان کے واسطے ہو جائیگی اور اسی طرح اگر انہیں سے ایک حاضر ہوا تو قذف پر ایک ہی حد ہوگی اور بس پھر اگر اسکے بعد جسے ملے نہیں کیا ہو وہ آیا تو اسکے حق کی حد قذف باطل ہوگی کہ اسکے واسطے دوسری بار اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ اور اگر قذف کو سزا سے حد دی گئی پھر بعد فارغ ہونے کے اسنے دوسرے کو قذف کیا تو دوسرے کے واسطے اسکو دوسری حد ماری جائیگی اور جو حد قذف جاری کر دیا تھی وہ اپنے ما قبل کے حد و قذف کو باطل کر دیتی ہو اور جو اسکے بعد لایم آوین انکو ساقط نہیں کرتی ہی پھر سراج و باج میں جو۔ اور اگر نہ نایا شہر بخاری کی وجہ سے اسکو فتور ماری گئی یہ وہ کجاگ کیا پھر اسنے دوبارہ نہ کیا یا شہر اپنی تو اسکو از سر نو حد ماری جائیگی اور اگر قذف میں ایسا ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اول قذف حاضر ہوا تو اسکے واسطے حد پوری کر دی جائیگی اور دوسرے قذف کے واسطے کچھ سزا نہ دی جائیگی اور اگر فقط دوسرا حاضر ہوا تو قذف کو دوسرے قذف کے واسطے از سر نو حد ماری جائیگی اور اول کی باقی حد باطل ہوگی۔ اور اگر ایک شخص پر اجناس مختلفہ کی حد و مجتہع ہو میں مثلاً اسنے قذف کیا و زنا کیا و چوری کی اور شہر اپنی تو اسپر کل یہ حدود قائم کیے جاویں گے لیکن اگر درپہ قائم نہ کیے جاویں گے اسوجہ سے کہ اسکے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو بلکہ انتظار کیا جائیگا یہاں تک کہ اول سے اچھا ہو جاوے پس پہلے پہل اس پر حد قذف جاری کیا جائیگی اسواسطے کہ اس میں حق العمد ہو پھر بعد امام المسلمین کو اختیار ہو جائیگا پہلے حد زنا جاری کرے اور چاہے پہلے ہاتھ کاٹے اور شہر بخاری کی حد و شہر بخاری اور اگر باوجود اسکے اسنے کسی کو مجروح کیا ہو جسکا بدلہ بھی اس پر واجب ہو۔ تو پہلے جراحہ کا بدلہ لے لیگا پھر حد قذف جاری کرے پھر جو باقیوں میں سے اقویٰ ہو علی الترتیب پوری کیا جائیگی یہیں میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تم سب زانی ہو الا ایک تو اسکو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ اسکا کلام مستثنیٰ نہ ہے یعنی اصل قذف موجب حد واحد ہو پس ہر ایک کو حد قذف کے دعویٰ سے کما اختیار ہو تا و تنیک وہ مستثنیٰ نہ ہے یہ فتاویٰ کہی ہیں اگر۔ ایک غلام نے ایک آزاد کو قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر دوسرے کو قذف کیا پھر دونوں نے باجماع دعویٰ کیا تو اسکو اتنی درے مارے جائیں گے اور اگر پہلے اول مقذوف آیا اور اسکے واسطے چالیس درے مارے گئے پھر دوسرے نے دعویٰ کیا تو اسکے واسطے اتنی پورے کر دیے جائیں گے یعنی فقط چالیس اور اگر پہلے ایک اور اگر قبل اسکے کہ دوسرا مقذوف اسکو لاوے اسنے ایک اور آزاد کو قذف کیا تو اتنی ان دونوں کے واسطے ہونگے مگر از سر نو اسنے نہیں مارے جائیں گے اسواسطے کہ جسقدر باقی ہو وہ تمہرہ الا حارہ پس سین آزاد بھی کسی داخل ہو سکتے ہیں یہ فتح الفقہر میں ہو۔ اور اگر مسلمان حد قذف میں سزا پا ہوا تو ہمارے نزدیک اسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے مافقہ ہو گئی یعنی کبھی ہی معاملہ میں اسکی گواہی مقبول نہ ہوگی اگر چہ وہ تو بکیرے الاعبادات میں قبول ہو سکتی ہے یہ شرح شحاوی میں ہے۔ اور اگر کوئی کافر حد قذف میں سزا پا ہوا تو اسکی گواہی دیکر اہل ذمہ پر جائز نہ ہوگی پھر اگر مسلمان ہو گیا تو اسکی گواہی ذمی کافرون و مسلمانوں سب پر مقبول ہوگی اور اگر قذف میں اسکو ایک کوڑا مارا گیا پھر باقی حد ماری گئی تو اسکی گواہی جائز نہ ہوگی اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اسکی گواہی رو کر دی جائیگی اور اقل تابع اکثر ہو لیکن اول آج تو یہ درمیں ہے اور اگر کسی نے حالت کفر میں قذف کیا اور حالت اسلام میں اسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کے واسطے اسکی گواہی باطل ہو جائیگی اور اگر غلام کو حد قذف

فتاویٰ ہندیہ کتاب حدود باب ششم حد قذف اور تفریق بین  
 قذف کا دعویٰ کیا تو ان سب کے واسطے اسکو حد واحد ماری جائیگی اور اسی طرح اگر انہیں سے بعض نے دعویٰ کیا اور بعض نے نہ کیا پس اسکو حد ماری گئی تو یہ حد ان کے واسطے ہو جائیگی اور اسی طرح اگر انہیں سے ایک حاضر ہوا تو قذف پر ایک ہی حد ہوگی اور بس پھر اگر اسکے بعد جسے ملے نہیں کیا ہو وہ آیا تو اسکے حق کی حد قذف باطل ہوگی کہ اسکے واسطے دوسری بار اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ اور اگر قذف کو سزا سے حد دی گئی پھر بعد فارغ ہونے کے اسنے دوسرے کو قذف کیا تو دوسرے کے واسطے اسکو دوسری حد ماری جائیگی اور جو حد قذف جاری کر دیا تھی وہ اپنے ما قبل کے حد و قذف کو باطل کر دیتی ہو اور جو اسکے بعد لایم آوین انکو ساقط نہیں کرتی ہی پھر سراج و باج میں جو۔ اور اگر نہ نایا شہر بخاری کی وجہ سے اسکو فتور ماری گئی یہ وہ کجاگ کیا پھر اسنے دوبارہ نہ کیا یا شہر اپنی تو اسکو از سر نو حد ماری جائیگی اور اگر قذف میں ایسا ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اول قذف حاضر ہوا تو اسکے واسطے حد پوری کر دی جائیگی اور دوسرے قذف کے واسطے کچھ سزا نہ دی جائیگی اور اگر فقط دوسرا حاضر ہوا تو قذف کو دوسرے قذف کے واسطے از سر نو حد ماری جائیگی اور اول کی باقی حد باطل ہوگی۔ اور اگر ایک شخص پر اجناس مختلفہ کی حد و مجتہع ہو میں مثلاً اسنے قذف کیا و زنا کیا و چوری کی اور شہر اپنی تو اسپر کل یہ حدود قائم کیے جاویں گے لیکن اگر درپہ قائم نہ کیے جاویں گے اسوجہ سے کہ اسکے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو بلکہ انتظار کیا جائیگا یہاں تک کہ اول سے اچھا ہو جاوے پس پہلے پہل اس پر حد قذف جاری کیا جائیگی اسواسطے کہ اس میں حق العمد ہو پھر بعد امام المسلمین کو اختیار ہو جائیگا پہلے حد زنا جاری کرے اور چاہے پہلے ہاتھ کاٹے اور شہر بخاری کی حد و شہر بخاری اور اگر باوجود اسکے اسنے کسی کو مجروح کیا ہو جسکا بدلہ بھی اس پر واجب ہو۔ تو پہلے جراحہ کا بدلہ لے لیگا پھر حد قذف جاری کرے پھر جو باقیوں میں سے اقویٰ ہو علی الترتیب پوری کیا جائیگی یہیں میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تم سب زانی ہو الا ایک تو اسکو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ اسکا کلام مستثنیٰ نہ ہے یعنی اصل قذف موجب حد واحد ہو پس ہر ایک کو حد قذف کے دعویٰ سے کما اختیار ہو تا و تنیک وہ مستثنیٰ نہ ہے یہ فتاویٰ کہی ہیں اگر۔ ایک غلام نے ایک آزاد کو قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر دوسرے کو قذف کیا پھر دونوں نے باجماع دعویٰ کیا تو اسکو اتنی درے مارے جائیں گے اور اگر پہلے اول مقذوف آیا اور اسکے واسطے چالیس درے مارے گئے پھر دوسرے نے دعویٰ کیا تو اسکے واسطے اتنی پورے کر دیے جائیں گے یعنی فقط چالیس اور اگر پہلے ایک اور اگر قبل اسکے کہ دوسرا مقذوف اسکو لاوے اسنے ایک اور آزاد کو قذف کیا تو اتنی ان دونوں کے واسطے ہونگے مگر از سر نو اسنے نہیں مارے جائیں گے اسواسطے کہ جسقدر باقی ہو وہ تمہرہ الا حارہ پس سین آزاد بھی کسی داخل ہو سکتے ہیں یہ فتح الفقہر میں ہو۔ اور اگر مسلمان حد قذف میں سزا پا ہوا تو ہمارے نزدیک اسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے مافقہ ہو گئی یعنی کبھی ہی معاملہ میں اسکی گواہی مقبول نہ ہوگی اگر چہ وہ تو بکیرے الاعبادات میں قبول ہو سکتی ہے یہ شرح شحاوی میں ہے۔ اور اگر کوئی کافر حد قذف میں سزا پا ہوا تو اسکی گواہی دیکر اہل ذمہ پر جائز نہ ہوگی پھر اگر مسلمان ہو گیا تو اسکی گواہی ذمی کافرون و مسلمانوں سب پر مقبول ہوگی اور اگر قذف میں اسکو ایک کوڑا مارا گیا پھر باقی حد ماری گئی تو اسکی گواہی جائز نہ ہوگی اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اسکی گواہی رو کر دی جائیگی اور اقل تابع اکثر ہو لیکن اول آج تو یہ درمیں ہے اور اگر کسی نے حالت کفر میں قذف کیا اور حالت اسلام میں اسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کے واسطے اسکی گواہی باطل ہو جائیگی اور اگر غلام کو حد قذف

ماری گئی پھر وہ آزاد کیا گیا اور اسے توبہ کی توجہ بھی اسکی گواہی پیشہ کے واسطے مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر اسنے حال قیست میں قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر اسپر حد جاری کی گئی تو غلاموں کی حد جاری کی جائیگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر مسلمان کو تھوڑی حد قذف ماری گئی یعنی قبل اسی کوڑے پورے ہونے کے وہ بھاگ گیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق اسکی گواہی مقبول ہوگی جب تک اسکو پوری حد نہ مایہ بخادے یہ مسلح و ہلج میں ہو اور بسوط میں لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ جیسر پوری حد قذف جاری کی گئی پھر چار گواہ قائم ہوں کہ اسنے قذف میں سچ کہا ہو تو اسکی گواہی مقبول ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مقتذوف نے قبل اسکے کہ اسکے قاذف پر حد قائم کی جائے نہ کیا یا کوئی وطی حرام غیر ملوک کی تو اسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی اور اسی طرح اگر مقتذوف مرتد ہو گیا تو بھی اسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی پھر اسکے بعد اگر مسلمان ہو گیا تو اسکے قاذف پر حد عود نہ کی اور اسی طرح اگر معتبر ہو کہ اسکی عقل جاتی رہی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ بسوط میں ہے۔ اور قاذف کے ذمہ سے اس طرح حد ساقط ہو جاتی ہے کہ مقتذوف اسکے قول کی تصدیق کرے یا قاذف اسکے زنا کرنے پر چار گواہ قائم کرے خواہ اپنے محدود ہونے سے پہلے قائم کرے یا مارے جانے کے دیمان میں قائم کرے اور یہ بتا بر ایک روایت کے روایات میں سے ہے یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور چار گواہوں سے کم مقتذوف کے زنا کرنے پر اسکی طرف سے مقبول نہ ہونے پھر اگر وہ چار گواہ لایا جنہوں نے مقتذوف کے زنا متقادم کی گواہی دی تو قاذف کے ذمہ سے استھاناً محدود کی جائیگی اور اگر وہ تین گواہ لایا جنہوں نے مقتذوف کے زنا پر گواہی دی اور قاذف نے کہا کہ میں جو تھا ہوں تو اسکے کلام پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسکے ساتھ ہی باقی تینوں گواہوں پر بھی حد قذف جاری کی جائیگی اور اگر وہ مردوں نے یا دو عورتوں اور ایک مرد نے گواہی ادا کر دی کہ اس مقتذوف نے اپنے زنا کا اقرار کیا ہو تو قاذف اور تینوں گواہوں سب کے ذمہ سے حد دور کر دی جائیگی یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر مکاتب اسقدر مال چھوڑ کر گیا کہ اسکے ادا کے کما بت کے واسطے کافی ہو پس اسکا مال کما بت ادا کر کے آخر جزو آخر اسے حیات میں اسکی آزادی کا حکم دیا گیا اور اسکا باقی ترکہ وارثان احرار کے درمیان تقسیم کیا گیا پھر اس مکاتبیت کو کسی نے قذف کیا تو اسپر حد جاری نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر حرمیوں میں سے کوئی انان لیکر ہمارے ہاں آیا اور اسنے کسی مرد مسلمان کو قذف کیا تو اسپر حد واجب ہوگی اور یہ اخیر قول امام عظیم رحمہ کا ہے اور یہی قول صاحبین کا ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ حد قذف اور حد زنا میں فرق ہے کہ حد قذف بہسبب تقادم کے ساقط نہیں ہوتی ہے اور حد زنا و شراب خواری بہسبب تقادم کے ساقط ہو جاتی ہے اور حد قذف بدون مطالبہ مقتذوف کے قائم نہیں کی جاتی ہے اور حد قذف پر گواہی بھی جب ہی مقبول ہوتی ہے کہ جب پہلے دعویٰ ثابت ہو جائے اور حد قذف ثابت ہو جانے کے بعد عفو کرنے اور بری کرنے سے ساقط نہیں ہوتی ہے اور اسی طرح اگر قاضی کے حضور میں مرافعہ ہونے سے پہلے عفو کیا تو بھی ساقط نہ ہوگی۔ اور اسی طرح اگر قذف سے کسی قدر مال پر صلح کر لی تو باطل ہے مال صلح واپس کر دے اور مقتذوف کو اختیار ہے کہ اسے بعد حد قذف کا مطالبہ کرے اور یہ ہمارے نزدیک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اسی حد توقاضی اپنے علم پر قائم کر سکتا ہے جبکہ اپنے ایام قضا میں آگاہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر قاضی کے سامنے قذف کیا تو اسکو حد مار گیا اور اگر قاضی مقرر ہونے سے پہلے قاضی نے اسکو جانا پھر قاضی مقرر ہوا تو قاضی کو اختیار نہیں ہے کہ اپنے علم پر اس حد کو جاری کرے جب تک اسکے پاس اسکی گواہی نہ گذرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مقتذوف نے مطالبہ چھوڑ دیا تو یہ بہتر ہے اور اسی طرح

حد قذف  
حد زنا  
حد شراب  
حد عفو  
حد صلح  
حد مطالبہ  
حد توقاضی  
حد اختیار  
حد علم  
حد مقرر  
حد مقرر ہونا  
حد مقرر ہونے سے پہلے  
حد مقرر ہونے کے بعد  
حد مقرر ہونے کے بعد عفو  
حد مقرر ہونے کے بعد عفو کرنے  
حد مقرر ہونے کے بعد عفو کرنے اور بری کرنے  
حد مقرر ہونے کے بعد عفو کرنے اور بری کرنے سے ساقط نہیں ہوتی ہے









کہ جب اس سے ایسی بات کسی جاوے جو موجب حد و تفسیر ہو تو اسکو جواب نہ دیوے اور شائع نہ فرمایا کہ اگر کسی کو  
 اس حدیث تو اس نے یہ ہو کہ اس سے باز رہے اور اگر باز نہ رہا اور قاضی کے حضور میں مرقعہ کیا تاکہ کہنے والے کو توبہ  
 دے تو جائز ہو اور اگر باوجود اس کے کہنے والے کو جواب دیا کہ نہیں بلکہ تو یہ تو کچھ مضائقہ نہیں یہ یہ بکر الرائق میں ہے  
 ہمارے اصحاب سے یہ وی ہو کہ اگر کسی نے طرح طرح کے گناہ و فساد کرنے کی عادت پکڑ لی تو اس پر اسکا گھر گرا دیا جائیگا  
 یہ سراجیہ میں ہے۔ اور فخر الاسلام نے فرمایا کہ اگر کسی نے مسجد و من کے دروازے پر اسنے کی عادت نہ کی تو واجب ہو کہ  
 اسکو تفسیر دی جائے اور مبالغہ کیا جائے یعنی برہہ کر تفسیر دی جائے اور قید کیا جائے دسے ہاتھ تک کہ توبہ کرے یہ بکر الرائق  
 میں ہے۔ اور دروغ و فریب کے قبائے و خطوط لکھنا موجب تفسیر ہو اور نیز موجب تفسیر یہ بھی ہو کہ احکام شریعت کے ساتھ  
 معاشرت کرے یعنی شہول۔ اور مجاہد موجب تفسیر کے وہ ہو جو ابن رستم نے ذکر کیا ہو کہ اگر مرد و عورت کی دم کاٹ ڈالی  
 یعنی سر سے کاٹ ڈالی یا باندی کے بال سر کے مونڈ ڈائے تو تفسیر واجب ہوگی۔ آنا خجلہ اگر سلطان سے کسی کو کسی مسلمان  
 کے قتل پہ ناحق باکرہ مجبور کیا یعنی اسلحہ اگر اہ کیا کہ بھگت قتل کرونگا اگر تو اسکو قتل نہ کرے گا پس اسنے اسکو قتل کیا تو اسکا  
 قصاص سلطان پر ہوگا اور تفسیر قاتل پر ہوگی یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور از خجلہ یہ ہو کہ اگر کسی نے دوسرے  
 کو زنا کرنے پر اکراہ کیا پس اسنے زنا کیا تو جیسے اکراہ کیا ہو اس پر تفسیر واجب ہے اور خجلہ موجب تفسیر کے زنا پر ہے یہ  
 تاجدار خانیہ میں ہے۔ اور اگر ہمیشہ سے وطن کی یا شہرہ میں وطن کی یا کسی مسلمان کو قتل کر دیا یا بازاری میں اپنے سر سے مندر لٹا کر لٹی  
 یعنی نیگے سر پہرا تو اسکو تفسیر دی جائیگی یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر گواہان تفسیر برہہ شہود و علیہ کے تفسیر دیے جائے کہ معاہدہ ہو کہ  
 غلام ہیں یا کافر ہیں حالانکہ مشہور علیہ تفسیر دیے جاتے ہیں مگر یہ یا در قرون سے مروج ہو یا گواہوں نے بعد گواہی کے رجوع کیا  
 تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر فتہان ہیں اور صاحبین نے اس میں اختلاف کیا ہو یہ خطبہ شہرہ میں ہے قیہ میں لکھا ہو کہ اگر کسی سے کہا  
 کہ یا فاسق کھڑیا ہا کہ گواہوں سے اسکا فسق ثابت کرے تاکہ اپنی ذات سے تفسیر دفع کرے تو اسے گواہوں کی سماعت نہ ہوگی  
 اور اگر اسے فسق کا اثبات نہ ہوتا تو اس میں خصوصیت نہیں صحیح ہو قتل حج گواہوں کے کہ کہا کہ میں نے اسکو اتنی رشوت دی ہو کہ  
 اس پر رشوت کا مال واپس کر دیا واجب ہوگا اور گواہی قبول ہوگی ایسا ہی اس مقام پر ہو۔ اور یہ اس وقت ہو کہ گواہوں نے  
 اسے فسق کی گواہی دی اور تفسیر تفصیل نہ بیان کی اور اگر فسق کی تفصیل کرے دسے ایسی بات بیان کی جو ضمن حق اللہ تعالیٰ  
 حق العباد ہو تو ایسی گواہی قبول ہوگی مثال اسکی یہ ہو کہ تیرے بھائی سے کہا کہ او فاسق پھر جب وہ تیرے کو قاضی کے حضور میں  
 لے گیا تو تیرے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو دیکھا کہ اسنے انہیں عورت کا بوسہ لیا یا اسکو چٹا لیا یا اسنے خلوت کی یا اسنے  
 کوئی اور فسق بیان کیا پھر وہ گواہ قائم کیے کہ جنھوں نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو ایسا کرتے دیکھا ہو تو شک نہیں کہ ایسی  
 گواہی قبول ہوگی اور زید کی ذات سے تفسیر مرد و زہد جائیگی یہ بکر الرائق میں ہے۔ اگر ایک نے دوسرے پر ایسا دعویٰ کیا ہو  
 موجب تفسیر ہو اور دعویٰ اپنے دعویٰ کے اثبات سے عاجز رہا تو اس پر تفسیر واجب نہ ہوگا بشرطیکہ یہ کلام اسکی طرف سے  
 بطریق دعویٰ نہ ہو حاکم شرع صادر نہ ہو اور اگر اسکا قصد در بطریق بدگویی یا اتقصا ص کے صادر نہ ہو تو اپنے لائق نہ دیا  
 جائیگا یہ بکر الرائق میں ہے سراجیہ سے منقول ہے۔ ایک شخص نے کسی نہر پہ کاشا فی المذہب کیا تو اسکو تفسیر دی جائیگی یہ بکر الرائق میں  
 میں ہے۔ زید نے عرو کو ناحق مارا پھر عرو نے زید کو بھی ناحق مارا تو دونوں کو تفسیر دی جائیگی اور تفسیر جاری کرنے میں ہر اس سے بکلی  
 جیسے مارنے میں ہر اس کی ہو بکر الرائق میں ہے۔ اور جو شراب خواروں کے مجمع میں بیٹھا یا جو لوگ شراب خواروں کی ہست پر جمع ہوئے

میں سے ایسی بات کسی جاوے جو موجب حد و تفسیر ہو تو اسکو جواب نہ دیوے اور شائع نہ فرمایا کہ اگر کسی کو اس حدیث تو اس نے یہ ہو کہ اس سے باز رہے اور اگر باز نہ رہا اور قاضی کے حضور میں مرقعہ کیا تاکہ کہنے والے کو توبہ دے تو جائز ہو اور اگر باوجود اس کے کہنے والے کو جواب دیا کہ نہیں بلکہ تو یہ تو کچھ مضائقہ نہیں یہ یہ بکر الرائق میں ہے ہمارے اصحاب سے یہ وی ہو کہ اگر کسی نے طرح طرح کے گناہ و فساد کرنے کی عادت پکڑ لی تو اس پر اسکا گھر گرا دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور فخر الاسلام نے فرمایا کہ اگر کسی نے مسجد و من کے دروازے پر اسنے کی عادت نہ کی تو واجب ہو کہ اسکو تفسیر دی جائے اور مبالغہ کیا جائے یعنی برہہ کر تفسیر دی جائے اور قید کیا جائے دسے ہاتھ تک کہ توبہ کرے یہ بکر الرائق میں ہے۔ اور دروغ و فریب کے قبائے و خطوط لکھنا موجب تفسیر ہو اور نیز موجب تفسیر یہ بھی ہو کہ احکام شریعت کے ساتھ معاشرت کرے یعنی شہول۔ اور مجاہد موجب تفسیر کے وہ ہو جو ابن رستم نے ذکر کیا ہو کہ اگر مرد و عورت کی دم کاٹ ڈالی یعنی سر سے کاٹ ڈالی یا باندی کے بال سر کے مونڈ ڈائے تو تفسیر واجب ہوگی۔ آنا خجلہ اگر سلطان سے کسی کو کسی مسلمان کے قتل پہ ناحق باکرہ مجبور کیا یعنی اسلحہ اگر اہ کیا کہ بھگت قتل کرونگا اگر تو اسکو قتل نہ کرے گا پس اسنے اسکو قتل کیا تو اسکا قصاص سلطان پر ہوگا اور تفسیر قاتل پر ہوگی یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور از خجلہ یہ ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کو زنا کرنے پر اکراہ کیا پس اسنے زنا کیا تو جیسے اکراہ کیا ہو اس پر تفسیر واجب ہے اور خجلہ موجب تفسیر کے زنا پر ہے یہ تاجدار خانیہ میں ہے۔ اور اگر ہمیشہ سے وطن کی یا شہرہ میں وطن کی یا کسی مسلمان کو قتل کر دیا یا بازاری میں اپنے سر سے مندر لٹا کر لٹی یعنی نیگے سر پہرا تو اسکو تفسیر دی جائیگی یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر گواہان تفسیر برہہ شہود و علیہ کے تفسیر دیے جائے کہ معاہدہ ہو کہ غلام ہیں یا کافر ہیں حالانکہ مشہور علیہ تفسیر دیے جاتے ہیں مگر یہ یا در قرون سے مروج ہو یا گواہوں نے بعد گواہی کے رجوع کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر فتہان ہیں اور صاحبین نے اس میں اختلاف کیا ہو یہ خطبہ شہرہ میں ہے قیہ میں لکھا ہو کہ اگر کسی سے کہا کہ یا فاسق کھڑیا ہا کہ گواہوں سے اسکا فسق ثابت کرے تاکہ اپنی ذات سے تفسیر دفع کرے تو اسے گواہوں کی سماعت نہ ہوگی اور اگر اسے فسق کا اثبات نہ ہوتا تو اس میں خصوصیت نہیں صحیح ہو قتل حج گواہوں کے کہ کہا کہ میں نے اسکو اتنی رشوت دی ہو کہ اس پر رشوت کا مال واپس کر دیا واجب ہوگا اور گواہی قبول ہوگی ایسا ہی اس مقام پر ہو۔ اور یہ اس وقت ہو کہ گواہوں نے اسے فسق کی گواہی دی اور تفسیر تفصیل نہ بیان کی اور اگر فسق کی تفصیل کرے دسے ایسی بات بیان کی جو ضمن حق اللہ تعالیٰ حق العباد ہو تو ایسی گواہی قبول ہوگی مثال اسکی یہ ہو کہ تیرے بھائی سے کہا کہ او فاسق پھر جب وہ تیرے کو قاضی کے حضور میں لے گیا تو تیرے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو دیکھا کہ اسنے انہیں عورت کا بوسہ لیا یا اسکو چٹا لیا یا اسنے خلوت کی یا اسنے کوئی اور فسق بیان کیا پھر وہ گواہ قائم کیے کہ جنھوں نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو ایسا کرتے دیکھا ہو تو شک نہیں کہ ایسی گواہی قبول ہوگی اور زید کی ذات سے تفسیر مرد و زہد جائیگی یہ بکر الرائق میں ہے۔ اگر ایک نے دوسرے پر ایسا دعویٰ کیا ہو موجب تفسیر ہو اور دعویٰ اپنے دعویٰ کے اثبات سے عاجز رہا تو اس پر تفسیر واجب نہ ہوگا بشرطیکہ یہ کلام اسکی طرف سے بطریق دعویٰ نہ ہو حاکم شرع صادر نہ ہو اور اگر اسکا قصد در بطریق بدگویی یا اتقصا ص کے صادر نہ ہو تو اپنے لائق نہ دیا جائیگا یہ بکر الرائق میں ہے سراجیہ سے منقول ہے۔ ایک شخص نے کسی نہر پہ کاشا فی المذہب کیا تو اسکو تفسیر دی جائیگی یہ بکر الرائق میں میں ہے۔ زید نے عرو کو ناحق مارا پھر عرو نے زید کو بھی ناحق مارا تو دونوں کو تفسیر دی جائیگی اور تفسیر جاری کرنے میں ہر اس سے بکلی جیسے مارنے میں ہر اس کی ہو بکر الرائق میں ہے۔ اور جو شراب خواروں کے مجمع میں بیٹھا یا جو لوگ شراب خواروں کی ہست پر جمع ہوئے









اسکے اقرار کی تصدیق کی پس اس صورت میں بالاجماع دونوں کا ہاتھ کاٹنا جائیگا دوم آنکہ دوسرے نے اسکی تکذیب کی تو اسکی دو صورتیں ہیں اول آنکہ دوسرا یہ کہے کہ میں نے چور یا نہیں ہو یہ کپڑا میرا ہے اور اسکی صورت میں بالاجماع ان دونوں میں سے کسی پر قطع واجب نہ ہوگا دوم آنکہ دوسرے نے کہا کہ میں نے نہیں چور یا اور میں نہیں پہچانتا کیسا کپڑا اور اس صورت میں اختلاف ہو کہ امام ابو حنیفہ و امام محمد نے فرمایا کہ اقرار کرنے والے کا ہاتھ کاٹنا جائیگا اور رہا اسکا کہنے والا سو بالاجماع اسکا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ جھوٹ میں ہو اور اگر دوسرے نے اسکی تصدیق کی پھر اس سے پہچان لیا تو بالاتفاق اقرار کرنے والے سے قطع موقوف ہو جائیگا یہ عتاب میں ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ہم نے یہ کپڑا فلاں سے چور یا پس دوسرے نے کہا کہ تو جھوٹ بولا ہم نے نہیں چور یا ہو لیکن یہ کپڑا فلاں کا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مقرر کاٹنا جائیگا اور نہ کہ ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا اور ایک شخص نے دوسرے پر سہرقہ کا دعویٰ کیا اور اس نے انکار کیا تو اس سے قسم لیا جائیگی پس اگر اس نے قسم سے انکار کیا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا لیکن مال کا ضامن ہوگا اور اگر اس نے اقرار کر لیا پھر اپنے اقرار سے پھر گیا اور انکار کیا تو ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا لیکن مال کا ضامن ہوگا پھر اگر گایہ راج و ہاج میں ہو اور اگر زید نے سہرقہ کا اقرار کیا پس عمر نے کہا کہ میں نے چور یا ہو نہ اسنے توجسکا مال چور یا ہو جسکی تصدیق کرے اسکا ہاتھ کاٹنا جائیگا پس اگر اسنے اول کی تصدیق کی پھر دوسرے کی تو ہاتھ کاٹنا و مال کی ضمانت کچھ واجب نہ ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کی تصدیق کرنا اسکی تکذیب ہو یہ عتاب میں ہو اور اگر مسروق منہ نے اول کی تصدیق کرنے کے بعد کہا کہ اسکو اول نے نہیں چور یا اور اسکو دوسرے نے چور یا ہو تو دونوں میں سے کسی کا ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا اور اول برائ بھی واجب نہ ہوگا اور دوسرا مال کا ضامن ہوگا یہ جھوٹ خسی میں ہو اور اگر اول کی تصدیق کی پھر دوسرے نے اقرار کیا پس اسکی بھی تصدیق کی تو دوسرا مقرر مال کا ضامن ہوگا اور اگر سہرقہ کا اقرار کیا پھر مالک نے غضب کا دعویٰ کیا یا اسکے برعکس واقع ہوا تو ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا مگر مال کا ضامن ہوگا یہ عتاب میں ہو اور اگر کہا کہ میں نہیں اور سکوت کیا پھر کہا کہ بلکہ تو نے مجھ سے غضب کر کے لے لیا ہو تو مال کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اس طفل کے ساتھ چور یا ہو یا اس گونگے کے ساتھ چور یا ہو تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ جھوٹ خسی میں ہو اور اگر چارے سہرقہ کا اقرار کیا پھر دوسرے نے رجوع کیا تو ہاتھ کاٹنا نہیں جائیگا اور اسی طرح اگر دوسرے نے اقرار کیا پھر ایک نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ عتاب میں ہو اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے یہ کپڑا عمر کو چور یا ہو اور عمر نے اقرار کیا کہ اس میں سے نصف کپڑا زید کا ہے یعنی کہا کہ اس میں سے نصف کپڑا میرا ہو اور زید نے اس سے انکار کیا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ جھوٹ میں ہو اور اگر چور نے کہا کہ میں نے اسکو فلاں سے چور یا اور اسکو اس شخص کے پاس جسکے ہاتھ میں ہو دو لیت رکھا یا اسکو ہبہ کر دیا یا اسنے مجھ سے غضب کر لیا ہو اور قاض نے اس سے انکار کیا تو اسکا ہاتھ کاٹنا جائیگا مگر قاض پر اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ عتاب میں ہو اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اور عمر نے خالہ سے ہزار درہم چرائے تو آخر قول میں امام اعظم رحمہ کے مقرر کا ہاتھ کاٹنا جائیگا اور یہی صاحبین کا قول ہے اور اسکے غیر ایک کا اختلاف نہ کیا جائیگا یہ ظہر میں ہو اور انوار شریع میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر اسنے اقرار کیا کہ میں نے چرائے تو درہم میں بلکہ دس درہم تو امام اعظم رحمہ کے قیاس میں اسکا ہاتھ کاٹنا لازم نہیں آتا ہو یہ جھوٹ میں ہے جسکے میں لکھا ہو کہ ایک نے کہا کہ میں نے مال فلاں سے سو درہم چرائے میں بلکہ قول دینار تو قیاس میں آتا ہے اسکا ہاتھ کاٹنا جائیگا اور سو درہم کا وہ ضامن ہوگا اور ہر ادا اس سے یہ ہو کہ یہ اس صورت میں ہے

وہ شخص  
جسکا  
مال  
ہو  
چور یا  
ہو  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰





سوائے خالہ کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی تو وارثان عہد کو اختیار ہوگا کہ زیر سے اپنے مورث کی وصیت اور جو چیز اس کی  
 خسارہ لاحق ہوا ہو سب لے لیوں اس واسطے کہ یہ سب اسی زید کے سبب سے ہو چکا ہو اور زید اس سبب کے براۓ خیر نہ کرے  
 بین ظاہر ہو یہ قتائے کبریٰ میں ہو۔ اور اگر چوری کا اقرار کیا ہو یا گواہی اسکا ہو چنانچہ نہ فی الفور نہ اور بعد ازاں  
 اسکے اگر گواہوں کی گواہی سے اس پر چوری ثابت ہوئی ہو یا گواہی اسکا ہو چنانچہ نہ فی الفور نہ اسکا چچا کیا جائیگا اور ہاتھ کاٹا جائیگا چھوڑ  
 بین ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ انا سارق ہذا الشوب یعنی قات کو تین دی اور بار و موجدہ کو زبردیا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا  
 جائیگا اور اگر اسنے سارن ہذا الشوب کہا یعنی باضافت تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیر یہ بین ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ زید  
 غلام کے ہاتھ میں دس درم ہیں اسنے اقرار کیا کہ میں نے یہ درم عمر کے چرائے ہیں پس اگر ایسا غلام ہو کہ اسکو تجارت کرنے  
 کی اجازت ہو یا مکان ہے اور اسنے ایسے مال کے سرقہ کا حکم وہ تلف کر چکا ہو یا موجود ہو اقرار کیا تو اسکا اقرار ہاتھ  
 کاٹنے اور ضمان مال و دونوں کے حق میں صحیح ہو۔ پس اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور مال مسروقہ اگر موجود ہو تو وہ اس  
 دیا جائیگا۔ اور اگر غلام چھوڑ ہو یعنی تصرفات سے ممنوع ہو پس اگر اسنے ایسے سرقہ کا اقرار کیا جسکو وہ تلف کر چکا ہو تو اسکا  
 اقرار ہاتھ کاٹنے والے کے حق میں صحیح ہو اور اگر اسنے ایسے مال کے سرقہ کا جو عین اس کے ہاتھ میں موجود ہو اقرار کیا پس  
 اگر مولیٰ نے اسکی تصدیق کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مسروقہ اس کے مالک کو واپس دیا جائیگا اور اگر مولیٰ نے  
 مال کے حق میں اسکی تکذیب کی کہ یہ مال میرا ہو تو بقرول امام عظیم کے اس صورت میں بھی اسکا اقرار حق قطع وال و دونوں  
 میں صحیح ہو پس غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور اس کے مالک کو واپس دیا جائیگا یہ ذخیرہ بین ہو۔ اور اگر سرقہ کا ظہر ہو گواہی  
 ہو تو شرط ہو کہ دو مرد عادل گواہ ہوں۔ اور غالی عدوتوں کی گواہی اس میں مقبول نہ ہوگی نہ حق مال میں اور نہ حق قطع میں اور  
 مردوں کے ساتھ عدوتوں کی گواہی حق مال میں ہمارے نزدیک مقبول ہو اور حق قطع میں نہیں مقبول ہوگی۔ اور ایسا ہو  
 اگر گواہی پر گواہی ہو تو وہ بھی ہمارے نزدیک حق مال میں مقبول ہو اور ہاتھ کاٹنے والے کے حق میں نہیں مقبول ہو جب  
 دو مرد عادل نے سرقہ کی گواہی دی تو قاضی مال قطع و دونوں کے حق میں یہ گواہی مقبول کرے گا پھر دونوں گواہوں سے  
 دریافت کرے گا کہ سرقہ کیا چیز ہے پھر مال مسروق کی جنس مقدار دریافت کرے گا بشرطیکہ مال مسروق پھر ہی قاضی میں  
 حاضر نہ ہو اور اگر مجلس قضائے میں حاضر ہو تو ان سے مال مسروق کی جنس مقدار دریافت کرے گا لیکن سرقہ پر نظر کرے گا  
 جیسے چنے فصل اقرار تین بیان کیا ہو پھر وہ دونوں سے دریافت کرے گا کہ کیونکہ چوری کی اور گواہوں سے مکان و وقت  
 و مسروقہ منہ کو بھی دریافت کرے گا پس جب انھوں نے اس سب کو ٹھیک بیان کیا اور قاضی ان گواہوں کی عدالت  
 سے آگاہ ہو تو سارق پر ہاتھ کاٹنے جانے کا حکم دیدے گا اور اگر وہ گواہوں کی عدالت سے واقف نہ ہو تو اس پر ہاتھ کاٹ  
 جائیگا حکم نہ دے گا جب تک کہ گواہوں کا حال دریافت نہ کرے اور عدالت ظاہر ہونے تک سارق کو قید رکھے گا یہ اس  
 حالت میں کہ وہ قید ہو اگر گواہوں کی عدالت ظاہر ہو گئی پس اگر مسروق منہ حاضر ہو تو قاضی چور ہاتھ کاٹے جائیگا  
 حکم دے گا اور اگر وہ غائب ہو تو سارق کے ہاتھ کاٹنے جانے کا حکم نہ دے گا۔ اور اگر مسروق منہ حاضر ہو اور قاضی نے  
 چور پر ہاتھ کاٹنے جانے کا حکم دیدیا پھر استیفا قطع سے پہلے مسروق منہ غائب ہو گیا تو امام محمد نے اس صورت  
 کو کتاب میں ذکر نہیں کیا ہے اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ واجب ہے کہ اس میں امام عظیم کے بقول  
 ہوں کہ بقرول دل ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور بقرول دو نہیں کاٹا جائیگا اور اس میں سے بعض نے فرمایا کہ استیفا قطع امام عظیم

اور اگر  
 گواہی  
 ہو تو  
 شرط  
 ہو کہ  
 دو مرد  
 عادل  
 گواہ  
 ہوں۔  
 اور غالی  
 عدوتوں  
 کی گواہی  
 اس میں  
 مقبول  
 نہ ہوگی  
 نہ حق  
 مال میں  
 اور نہ  
 حق قطع  
 میں اور  
 مردوں  
 کے ساتھ  
 عدوتوں  
 کی گواہی  
 حق مال  
 میں ہمارے  
 نزدیک  
 مقبول  
 ہو اور  
 حق قطع  
 میں نہیں  
 مقبول  
 ہوگی۔  
 اور ایسا  
 ہو اگر  
 گواہی  
 پر گواہی  
 ہو تو  
 وہ بھی  
 ہمارے  
 نزدیک  
 حق مال  
 میں مقبول  
 ہو اور  
 ہاتھ  
 کاٹنے  
 والے کے  
 حق میں  
 نہیں  
 مقبول  
 ہو جب  
 دو مرد  
 عادل  
 نے سرقہ  
 کی گواہی  
 دی تو  
 قاضی  
 مال قطع  
 و دونوں  
 کے حق  
 میں یہ  
 گواہی  
 مقبول  
 کرے گا  
 پھر  
 دونوں  
 گواہوں  
 سے  
 دریافت  
 کرے گا  
 کہ سرقہ  
 کیا چیز  
 ہے پھر  
 مال  
 مسروق  
 کی جنس  
 مقدار  
 دریافت  
 کرے گا  
 بشرطیکہ  
 مال  
 مسروق  
 پھر ہی  
 قاضی  
 میں  
 حاضر  
 نہ ہو  
 اور اگر  
 مجلس  
 قضائے  
 میں  
 حاضر  
 ہو تو  
 ان سے  
 مال  
 مسروق  
 کی جنس  
 مقدار  
 دریافت  
 کرے گا  
 لیکن  
 سرقہ  
 پر نظر  
 کرے گا  
 جیسے  
 چنے  
 فصل  
 اقرار  
 تین  
 بیان  
 کیا  
 ہو  
 پھر  
 وہ  
 دونوں  
 سے  
 دریافت  
 کرے گا  
 کہ کیونکہ  
 چوری  
 کی اور  
 گواہوں  
 سے  
 مکان  
 و وقت  
 و مسروقہ  
 منہ کو  
 بھی  
 دریافت  
 کرے گا  
 پس جب  
 انھوں  
 نے اس  
 سب کو  
 ٹھیک  
 بیان  
 کیا اور  
 قاضی  
 ان  
 گواہوں  
 کی  
 عدالت  
 سے  
 آگاہ  
 ہو تو  
 سارق  
 پر  
 ہاتھ  
 کاٹنے  
 جانے  
 کا حکم  
 دیدے گا  
 اور اگر  
 وہ  
 گواہوں  
 کی  
 عدالت  
 سے  
 واقف  
 نہ ہو  
 تو اس  
 پر  
 ہاتھ  
 کاٹ  
 جائیگا  
 حکم  
 نہ  
 دے گا  
 جب  
 تک کہ  
 گواہوں  
 کا  
 حال  
 دریافت  
 نہ کرے  
 اور  
 عدالت  
 ظاہر  
 ہونے  
 تک  
 سارق  
 کو  
 قید  
 رکھے گا  
 یہ  
 اس  
 حالت  
 میں کہ  
 وہ  
 قید  
 ہو  
 اگر  
 گواہوں  
 کی  
 عدالت  
 ظاہر  
 ہو گئی  
 پس اگر  
 مسروق  
 منہ  
 حاضر  
 ہو تو  
 قاضی  
 چور  
 پر  
 ہاتھ  
 کاٹے  
 جائیگا  
 حکم  
 دے گا  
 اور اگر  
 وہ  
 غائب  
 ہو تو  
 سارق  
 کے  
 ہاتھ  
 کاٹنے  
 جانے  
 کا حکم  
 نہ دے گا۔  
 اور اگر  
 مسروق  
 منہ  
 حاضر  
 ہو اور  
 قاضی  
 نے  
 چور  
 پر  
 ہاتھ  
 کاٹنے  
 جانے  
 کا حکم  
 دیدیا  
 پھر  
 استیفا  
 قطع  
 سے  
 پہلے  
 مسروق  
 منہ  
 غائب  
 ہو گیا  
 تو امام  
 محمد نے  
 اس  
 صورت  
 کو کتاب  
 میں ذکر  
 نہیں  
 کیا ہے  
 اور  
 مشائخ  
 نے اس  
 میں  
 اختلاف  
 کیا ہے  
 بعض  
 نے کہا  
 کہ واجب  
 ہے کہ  
 اس میں  
 امام  
 عظیم  
 کے بقول  
 ہوں کہ  
 بقرول  
 دل ہاتھ  
 کاٹ دیا  
 جائیگا  
 اور  
 بقرول  
 دو نہیں  
 کاٹا  
 جائیگا  
 اور  
 اس میں  
 سے بعض  
 نے فرمایا  
 کہ استیفا  
 قطع  
 امام  
 عظیم

کے اول و آخر دونوں قولوں کے موافق منسوخ ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے چوری پر گواہی دی پھر ان دونوں کی غلامت  
ظاہر ہونے کے بعد دونوں غائب ہو گئے یا مر گئے اور نہ تو قاضی نے حکم نہیں دیا یا جاری نہیں ہوا ہو تو ان دونوں صورتوں  
میں امام اعظم رحمہ اللہ کے اول قول کے موافق قاضی کو حکم نہ دینا اور نہ نافذ کرنا اور دوسرے قول کے موافق حکم دیکر نافذ  
کر دینا۔ اور اگر دونوں گواہ فاسق یا مرتد یا اندھے ہو گئے یا دونوں کی عقل جاتی رہی پس اگر ایسا مرتد قبل حکم قضاء کے  
واقع ہوا تو حکم قضاء ہونے سے مانع ہو اور اگر یہ امور بعد حکم ہونے کے قبل جاری ہونے لگے تو جاری ہونے سے  
مانع ہونگے اور اگر دو گواہوں نے وہ دونوں پر گواہی دی کہ فلان و فلان دونوں نے فلان شخص کی چوری کی اور دونوں  
گواہوں نے ستر بیان کیا اور جن دونوں پر گواہی دی ہو ان میں سے ایک غائب ہو نہیں ملا اور باقی نہیں آیا تو بنا پر آخر  
قول امام ابو حنیفہ کے اور وہی صاحبین کا قول یہ ہے کہ جو حاضر ہو اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا پھر وہ فاسق ہو جب  
حاضر ہوا اور مال کا سال اسکو قاضی کے حضور میں لیکر آیا تو قاضی اسکو حکم دینا کہ دوبارہ گواہی پیش کرے پھر چارہاں ہو۔ اور  
اگر امام مسلمین نے کسی چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا پھر مسروق منہ نے اسکو حضور کے دیا تو اسکا عقوبت کرنا باطل ہے۔ اور  
ابن حلیہ میں لکھا ہے اگر دو کافروں نے ایک کافر و ایک مسلمان پر ستر کی گواہی دی تو کافر کا ہاتھ کاٹنا جائیگا چھپے  
مسلمان کا ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا۔ اگر دو گواہوں نے ایک دی پر گواہی دی کہ اسنے گائے چرائی ہو اور دونوں نے اسکے رنگ  
میں اختلاف کیا کہ دونوں میں سے ایک نے کہا کہ وہ سپید تھی اور دوسرے نے کہا کہ سیاہ تھی تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ  
گواہی مقبول ہوگی اور صاحبین نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ اور کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اختلاف ایسے دو رنگوں میں  
ہو کہ جو باہم متشابہ ہوں جیسے سرخی و زردی اور جو باہم متضاد ہوں جیسے سپیدی و سیاہی تو یہ گواہی بالاجماع مقبول  
ہوگی اور صحیح یہ ہو کہ سب میں اختلاف ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے بیل چرایا اور دوسرے  
نے گواہی دی کہ اسنے گائے چرائی تو بالاجماع گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے کبوتر چرایا ہو مگر  
ایک نے کہا کہ کبوتر ہر دو ہی تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ مردی تھا تو شیخ ابی سلیمان میں مذکور ہے کہ اس میں بھی اختلاف ہے اور  
شیخ ابی حنیفہ میں مذکور ہے کہ بالاجماع ایسی گواہی قبول نہ ہوگی جس پر ستر کی گواہی دی گئی ہو اگر اسنے کہا کہ یہ میرا سیب  
ہو کہ میں نے اسکے پاس رکھ دیا تھا اور یہ منکر ہو گیا تھا یا میں نے اس سے خرید لیا تھا یا کہا کہ اسنے اقرار کیا تھا کہ یہ میرا ہے تو  
ان سب صورتوں میں چور کے ذمہ سے ساقط کچا بیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مال اس  
نے چرایا ہے اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مال اس نے چرایا ہے اور مسروق منہ یعنی جسکا مال چرایا ہو  
دعویٰ کرتا ہو کہ زمین نے چرایا ہو تو زید کا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ محیط خسی میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے ایک غلام مافون پر  
دس درم یا دیا وہ کے ستر کی گواہی دی اور غلام منکر ہو پس اگر اسکا مولے حاضر ہو تو بالائتقان سب مامون کے  
نزدیک غلام کا ہاتھ کاٹنا جائیگا اور مال مسروق کی نسبت یہ حکم ہے کہ اگر غلام نے اسکو تلف کر دیا ہو تو غلام منہ نہ ہوگا  
اور اگر بعینہ قائم ہو تو مسروق منہ کو واپس کر دینا اور اگر مولے غائب ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک غلام کا ہاتھ  
کاٹنا جائیگا اور مال مسروق کا ضامن ہوگا اور اگر گواہوں نے دس درم سے کم چرانے کی گواہی دی تو قاضی مال مذکور چرانے کا  
حکم کرے گا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ کرے گا خواہ مولیٰ حاضر ہو یا غائب ہو۔ اور اگر گواہوں نے غلام مافون کے دس درم چرانے کے اقرار  
کی گواہی دی تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قاضی اس مال کا حکم دینا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دینا۔ اور اگر کسی غلام پر چور

۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

اسم یا زیادہ چرانے کی گواہی دی تو امام عظیم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قاضی اسیر کچھ حکم نہ دینگا نہ ہاتھ کاٹے گا اور نہ مال کا اور اگر گواہوں نے غلام مجبور کے اتوار سر پہ کی گواہی دی تو قاضی ایسی گواہی کو کسی طرح قبول نہ کرے گا خواہ سولی جہاں ہو یا غائب ہو حتیٰ کہ غلام کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نہ مال کے واسطے سولی اُسکے فروخت کرنے کے لیے یا خوف ہو گا مگر غلام بعد اسبے آزاد ہونے کے مال کے واسطے اخذ ہو گا یہ ذخیرہ میں ہو یا نہیں ہو کسی کے گھر میں داخل ہو یا جہاں متاع محفوظ ہو اور اُسے متاع کو لے لیا اور اُسکو باہر نکالا تو مالک کو اختیار ہو کہ اُسکو قتل کرے اور نہ اور ابن ساعدی میں ہو کہ امام محمد نے فرمایا کہ اگر جو پسندیدہ دینا ہو کو بیٹری میں اور مالک نے اُسکو چھوڑ دیا یا بیع کر دیا یا شریعہ کیا پس اگر وہ بھاگ گیا تو غیر در نہ اسکو واپس کر چور کو قتل کر دے اور نہ اور ابن زعم میں قول امام محمد اسطرح مذکور ہو کہ امام محمد نے کہا کہ اگر چہ مکان میں پسندیدہ دینا اور مالک نے اُسکو قتل کر دیا تو کیا اسکی دیت کا قصاص ہو گا پس امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُسکو قتل کرنا روا تھا اور دیت کا قصاص نہ ہو گا اور محمد اور نوادین ساعدی میں امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ اگر چور کو اپنے واسطے داخل ہو اور مالک مکان کو حرام ہو اور یہی جانا کہ میں اسکو پکڑ نہیں سکتا ہوں تو اسکو روا ہو کہ قتل کرے خواہ وہ مکابرہ سے داخل ہو یا غیر مکابرہ سے بگوال یہ ہو کہ اُسکے مالی چرائی جانے کا ارادہ رکھتا ہو پس اگر اُسکو قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص دیت کچھ لازم نہ ہوگی یہ خطبہ سرخس میں ہو فتاویٰ اہل سمرقند میں لکھا ہو کہ چور نے ایک شخص کی دیوار میں سینہ نہ لگائی مشروع کی اور ہندو سوادخ نہ ہونے پایا تھا کہ مالک نے اُسکو دیکھا اور سے ایک پتھر ڈال دیا کہ وہ گیا تو مالک کی مددگار برادری پر اسکی دیت واجب تھی اور مالک مذکور پر کفارہ قتل لازم آویگا یہ ذخیرہ میں ہو فتاویٰ ابو الیث میں مذکور ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کی دیوار پر چڑھا بغرض چوری کے اور دیوار پر چڑھا اور پری ہو پس مالک یار کو خوف ہوا کہ اگر میں چلا یا تو یہ چا در لیکر لے گیا پس آیا مالک کو حلال ہو کہ اسکو پھینک مارے تو فرمایا کہ ہاں اسکو روا ہو بشرطیکہ چاروں درم یا زیادہ کی ہو اور فقیہ ابو الیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے اس مقدمہ کی بشرط نہیں لگائی ہو بلکہ مطاق فرمایا ہو کہ اُسکو تیر ذخیرہ مار دیتے کا اختیار ہو چنانچہ جامع الصغیر میں مذکور ہو کہ ایک شخص دوسرے کے یہاں رات کو داخل ہوا اور مال چور کر اسکو دار سے باہر نکال لایا پھر مالک مالی اُسکے پیچھے دوڑا اور اُسکو قتل کر ڈالا تو مالک پر کچھ نہیں ہوا و مشائخ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہو کہ یہ ایسی صورت میں ہو کہ سوائے قتل کرنے کے اور کسی طرح اس سے مال واپس نہ لے سکتا ہو پس جب کہ ایسی صورت ہو تو اُسکو قتل کرنا روا ہو اور قاتل پر قصاص واجب نہ ہوگی اور متفقہ میں لکھا ہو کہ اگر کسی کے پاس ایک گروہ روحی ہو اور دوسرے نے اس سے چھین لینی چاہی تو مالک کو روا ہو کہ اس سے تلوار سے مقاتلہ کرے جبکہ اپنے نفس پر بھوک سے خائف ہو اور اسی طرح اگر اُسکے پیٹنے کا پانی ہو تو اس میں بھی یہ حکم ہو بیحد میں ہو قال المذہب جب اپنے نفس پر خائف ہو بھوک یا پیاس سے یہ عام ہو خواہ مالک سیسا ہو جہاں کثرت سے پانی ملتا ہو یا محل عرب وغیرہ کے جو فاقہ ایک پورہ معرفت ہو یعنی مشہور چور ہو اسکو کسی نے ایسی حالت میں پایا کہ وہ چوری میں مشغول تھا بلکہ اپنی اور ضرورت میں مشغول تھا تو اُسکو قتل کرنا روا نہیں ہو ان اسکو پکڑ کر امام اسلم میں کے پاس لے گیا کہ امام اسکو قید کر کے تو بہ کر دے یہ نہیں یہ میں ہو اگر مالک مال چور پر چلا یا کہ وہ بھاگ گیا تو مالک کو سمجھا کر کہ اسکو مارنا روا نہیں ہو الا انکہ اُسکا کچھ مال بھاگا ہو تو حلال ہو کہ اسکا پیچھا کر کے اسکو ہتھیار سے مارے یا شمشیر اسکا مال ڈال دے یہ بیحد میں ہو مدعی کے حق میں سخت ہو کہ جب چور پر دعوے کرے تو بایں لفظ دعوے کرے کہ اسنے لے لیا نہ













اور ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر تمہارے کانپانی آئینے وار کے اندر ہی بی لیا ہو جو ہر حال میں تمہارے ہاتھ نہ نکال لایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ  
 عتابیہ میں ہو قدری میں فرمایا کہ اگر ایسی منہ دل چرائی جہن و دونوں کی عقل ہو تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور منہ دل سے  
 وہ منہ دل مراد ہو کہ عادت کے موافق آئین درم باندھتے ہیں یہ عیب میں ہو۔ اور اگر ایسا کپڑا چرائی جہن و دونوں کی عقل میں  
 چو اور اسکی جیب میں دس درم سکڑوہ پاسے لگے حالانکہ چوہا نہ نکال جائے تھا تو میں اسکا ہاتھ نہیں کاٹوں گا اور اگر  
 وہ انکو جان کر کپڑا چرائی ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر چرائی جہن و دونوں کی عقل ہو تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا  
 کاٹا جائیگا یہ عیب میں ہو۔ اور اگر کسی نے عیب چرائی پاس اگر وہ کھڑا تھا اس حالت میں اسکو چرایا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور  
 اگر کہیں پٹار کھا ہوا تھا اس حالت میں چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر کسی مرد یا عورت سے  
 وغل بازی کر کے مال لے لیا ہو یا لوٹ لیا یا ایک لے بھاگا تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور کفن چور پر ہاتھ کاٹنا نہیں  
 آتا ہو یہ امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے یہ ہمارے میں ہو۔ اور اگر کسی نے قبر میں سے درم یا دینار یا اور کوئی چیز سوا  
 کفن کے چرائی تو بالا جماع اسپر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر کسی بیٹے یا غفل میں ہو تو ہاتھ نہ  
 مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور اسے یہ ہو کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ آئینے کفن کھو کر قبر سے چرایا ہو یا کوئی دوسرا  
 مال اس بیٹے سے چرایا ہو اور اسی طرح اگر تباوت سے ہو تو فلاں میں ہو کفن چرایا تو صحیح ہے ہو کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ کافی  
 میں ہو۔ اور اگر مشتری سے جو چیز بانی سے بشرط اختیار یا بے خریدی ہو مدت خیار کے اندر بانی سے چرائی تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا  
 ہو اور اگر کسی نے دوسرے کے واسطے کسی چیز کی وصیت کی پھر موصی کی موت سے پہلے آئینے موصی کے پاس سے چرائی تو اسکا  
 ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر موصی کی موت کے بعد قبل اپنے قبول کے چرائی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر  
 کسی نے مال غنائم میں سے یا بیٹے مال میں سے چرایا تو قطع نہیں آتا ہو خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یہ نہایہ میں ہو۔ اور ایسے  
 مال کے چرانے میں بی بی ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا جہن و دونوں کی عقل ہو اور اگر چور کا ہاتھ کسی متاع کی چوری میں  
 کاٹا گیا اور یہ متاع اسکے مالک کو واپس دی گئی پھر چور نے دوبارہ اسکو چورایا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر  
 کاٹا جائیگا یہ عیب میں ہو۔ اور اسی طرح اگر چور کے پاس سے کسی دوسرے نے متاع سرکہ کو چورایا تو چور اول کو اور مالک کو  
 دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار ہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ کاٹے یہ عیب میں ہو۔ اصل ہمارے نزدیک یہ ہو کہ بیٹے مالک  
 مال عین مسروقہ میں کچھ تبدیل نہیں آیا ہو اور بحالہ اسکو دوبارہ چور نے چرایا تو ہمارے نزدیک دوبارہ اسکا ہاتھ نہیں  
 کاٹا جائیگا اور اگر اسکی نسبت میں دوبارہ تبدیل ہو گیا ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا مثلاً پہلے روٹی چرائی کہ چور کا ہاتھ نہ  
 کاٹا کر مالک کو واپس دی گئی پھر جب اسکا سوت کاٹ لیا گیا تو سوت کو دوبارہ چور نے چرایا یا سوت تھا کہ وہ نہ نکلی پھر چرایا  
 تو یا لاجماع اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر سو درم چرائے پس اسکی وجہ سے چور کا ہاتھ کاٹا گیا اور  
 درہم نہ کورا اسکے مالک کو واپس دیے گئے پھر دوبارہ انھیں درم کو آئے چرایا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر  
 انکو مع اور سو درم کے چرایا ہو تو اسکا پانوں کاٹا جائیگا خواہ یہ دونوں سیکڑے درم کو کے باہم مخلوط ہوں یا جدا جدا  
 متعین ہوں یہ ظہر میں ہو۔ اور اگر سونا یا چاندی چرائی اور چور کا ہاتھ اسکی وجہ سے کاٹا گیا اور مال نہ کورا اسکے مالک کو  
 واپس کیا گیا پھر مالک نے اسکا برتن بنوایا یا برتن تھا کہ اسکے درم سکڑے چور نے اسکو دوبارہ چرایا تو امام اعظم  
 کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ کفار یا بیعتی میں نہ کورا ہو







کھانا نہ نہیں کھاتا جائیگا بشرطیکہ اسے اندر یا باہر نہ والا ہو۔ اور اگر باہر والے نے اپنا ہاتھ حرمین داخل کر کے اندر والے سے یہ چیز لے لی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول میں ان دونوں میں سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں کا ہاتھ کاٹو لہذا یہ فتاویٰ کہ فی میں ہو۔ اور اگر اندر والے نے مال کو سینہ کے منہ پر رکھ دیا پھر باہر نکل کر اسکو لے لیا تو اسکو امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر نہیں فرمایا اور صحیح یہ ہو کہ ہاتھ نہیں کھاتا جائیگا اور اگر دار میں کوئی منہ پر جاری ہوا اور حرمین متاع کو لیکر حرمین داخل دیا پھر وہاں سے نکل کر اسکو لے لیا پس اگر متاع مذکور خود پانی کے زور سے باہر نکل آئی تو اسکا ہاتھ نہیں کھاتا جائیگا اور اگر اسے پانی کی حرکت دی جس سے وہ متاع باہر آگئی تو اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا اسکو امام ترمذی نے ذکر کیا ہے لیکن بسو طہن ہو کہ اگر خود پانی کے زور سے بھی نکل آئی ہو تو متاع یہ ہو کہ اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا یہ تھا یہ میں ہے۔ اور اگر جو رہے اندر سے اسکو راستہ میں پھینک دیا پھر نکل کر اسکو لے لیا تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسکو ایسی جگہ پھینکا کہ اسکو پھینکا ہو پھر نکل کر اسکو لے لیا تو اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا اور اگر ایسی جگہ پھینکا کہ اسکو پھینکا ہو پھر نکل کر اسکو لے لیا تو اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا نہیں لازم آتا ہے اگرچہ نکل کر اسکو لے لیا ہو اور اگر اسکو گرتے پر لا کر اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا اور اگر ہاتھ کھاتا جائیگا پھر سراج و باج میں ہو۔ اور اگر مال چرایا اور اسکو دار سے باہر نہیں نکالا تو اسکا ہاتھ نہیں کھاتا جائیگا اور اگر چلے اسوقت ہو کہ وار چھوڑا ہو کہ اہل بیوت اسکے صحن سے بے پروا نہ ہوں نہ صحن سے ارتفاع کے جاتہند ہوں۔ اور اگر دار کبیر ہو کہ اس میں مقام صیر ہوں یعنی قبرے و منازل ہوں اور ہر مقصورہ میں رہنے والے ہوں اور اہل منازل اس دار کبیر کے صحن سے بے پروا ہوں کہ اس سے ارتفاع حاصل نہ کرتے ہوں یا ان اسی قدر ارتفاع حاصل کرتے ہوں جیسے کوہ سے ارتفاع آتا ہے ہیں پھر مقصورہ میں سے ہر ایک صحن دار میں لایا تو اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا اور اگر بعض مقصورہ کے رہنے والے نے دوسرے مقصورہ کی کوئی چیز چرائی تو اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر بیت میں نقب لگایا پھر نکلا اور کوئی چیز نہیں لی پھر دوسری رات میں آیا اور داخل ہو کر کوئی چیز چور لایا پس اگر مالک بیت کو نقب کا علم ہو گیا مگر اسے اسکو بت نہیں کیا یا نقب مذکور ظاہر ہو کہ رات کو چوکیدار اور ہر داسکو دیکھتے ہوں پھر وہ ایسی ہی ٹہری رہی تو اس جو پر ہاتھ کھاتا جائیگا نہیں لازم آتا ہے ورنہ اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ چوڑا یا یک گرتے کو لیکر ایک مکان میں داخل ہوا اور کچھ جمع کر کے گرتے پر لا کر منزل سے باہر آیا اور اپنے گھر چلا گیا پھر اسکے بعد گدھا وہاں سے نکل کر اسکے گھر کو آیا تو اسکا ہاتھ نہیں کھاتا جائیگا اور اسی طرح اگر کسی کو تر وغیرہ کے پانون وغیرہ میں کوئی چیز باندھ دی اور چھوڑ دیا پس طائر مذکور اسکے گھر میں چلا آیا اور اسے اس طائر سے وہ چیز قبول لی تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ سراج و باج میں ہو اور اگر جو رہے حرمین سے مالی چالیا پھر دوسرا اس حرمین داخل ہوا اور چور کو مع مال کے اپنے اوپر لا کر باہر نکال لایا تو خاصۃً جسکو لا دیا ہو اسی کا ہاتھ کھاتا جائیگا اور اگر جو رہے نقاب دو دفعہ یا زیادہ میں نکالا پس اگر ان دفعات کے درمیان میں مالک کو اطلاع ہو گئی کہ اسنے نقب کو درست کر دیا اور دروازہ بند کر دیا تو دوسری بار نکالنا دوسری چوری ہو اور ہاتھ نہیں کھاتا جائیگا ورنہ تکرار ہر بار جو کچھ نکالا ہو وہ مقدار نقاب سے کم ہو اور اگر بیچ میں اطلاع مالک کے بغیر واقع نہ ہوئی ہو تو ہاتھ کھاتا جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ ایک نے چوٹ پر سے نقب نقاب کے چڑایا تو اسکا ہاتھ کھاتا جائیگا۔ ایک نے بدون اجازت مالک کے دیوار کو چھوڑا پھر وہ غائب ہو گیا پھر ایک چپراس راہ سے بیت میں داخل ہوا اور کچھ چرایا تو مختار یہ ہو کہ جو کچھ چور سے چرایا ہو نقب لگانے والا اسکا ضمانت نہ ہوگا

صل  
مقام  
صحن  
مقصود  
جسکو  
پھر  
نکالا  
بے  
حق  
موجود  
ہو  
بیت

یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر ایسا کیا چڑا لیا جو کہ چہ میں بچایا گیا ہو تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر شخص میں بچا ہوا  
 جو کہ کوچہ کی جانب ہو چڑا لیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دیوار کی جانب وار پر یا شخص بجانب سطح پر بچایا ہو چڑا لیا تو  
 کاٹا جائیگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور چور نے بیت کو نقب لگا کر اس میں ہاتھ ڈال کر کوئی چیز لے لی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا  
 اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور بعض ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ایسے بیت کیسے پر محمول ہو  
 جس میں نقب سے داخل ہونا ممکن ہو اور اگر بیت اس قدر مضبوط ہو کہ نقب سے اس میں داخل نہ ہو سکے پس اس میں ہاتھ  
 ڈال کر مال لے لیا تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صرف کے عند وقوع میں یا دوسرے کی استیسی میں ہاتھ ڈال کر  
 مال لے لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج و ہاج میں ہو جب لوگ ایک سر کے میں یا ایک بیت میں آکر بیٹھیں  
 کسی نے دوسرے کا مال چرایا اور مالک مال اسکی حفاظت کرتا تھا یا اسکے سر کے کے چھتھی تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا  
 یہ سراج میں ہو۔ اور اگر استیسی کے باہر و رمون کی قلعی لگتی ہوئی کو کاٹ کر درم لے لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر  
 استیسی میں ہاتھ ڈال کر قلعی کو چاک کر کے درم لے لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ہتھکڑی کو کھول کر لے لیا تو اول صورت  
 میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور دوسری صورت میں نہیں کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہو متعلق میں جس کی روایت سے امام اعظم رحمہ اللہ  
 ہو کہ امام رحمہ اللہ نے فحاش کے حق میں فرمایا اور فحاش اس شخص کو کہتے ہیں جو دروازہ کی غلق کے واسطے ایسی چیزیں اپنے  
 پاس رکھتا ہو کہ جس سے اسکو کھول لے کہ اگر فحاش نے دن میں دروازہ بند کھول لیا اور دار و بیت میں کوئی نہیں  
 ہوا اور متاع لے لی تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر دار و بیت میں کوئی اہل دار و بیت میں ہے ہو اور فحاش  
 نے متاع اس میں سے لے لی حالانکہ وہ نہیں جانتا ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر فحاش نے بازار کا کوئی  
 دروازہ کھولا تو بھی اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور فحاش کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور فحاش وہ ہے جسکو درم پر ہنسنے کو دینے  
 جاتے ہیں پس وہ استیسی سے لے لیتا ہو اور مالک کو علم نہیں ہوتا ہو اور حوسی میں لگا ہو کہ اگر وار کا دروازہ بھرا ہو  
 اور غلق نہ ہو یعنی تالانہ دیا ہو پھر چور اس میں خفیہ داخل ہوا اور خفیہ اسباب سے لے لیا تو اسکا ہاتھ نہ  
 کاٹا جائیگا اور اگر دروازہ دار کھلا ہوا ہو پس وہ دن میں داخل ہوا اور چڑا لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات میں  
 دروازہ دار سے داخل ہوا اور دروازہ قفل نہ تھا پھر نہ ہوا تھا اور اسوقت داخل ہوا کہ لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے  
 اور خفیہ یا رکابہ کے ساتھ مال لے لیا اور اسکے ساتھ ہتھیار ہو یا نہیں ہو اور مالک مکان اس سے آگاہ ہو یا  
 آگاہ نہ ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص کسی کے دار میں شام و عشا کے درمیان داخل ہوا اور لوگ ہنسنے آگے  
 جاتے ہیں تو یہ وقت بمنزلہ دن کے ہو۔ اور اگر مالک وار کو چور کا آنا معلوم ہوا اور چور نہیں جانتا ہو کہ مالک مکان  
 اس میں ہو یا چور جانتا ہو کہ مالک مکان ہو اور مالک مکان اسکے آنے سے آگاہ نہ ہو تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر  
 دونوں کو علم ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دونوں نہ جانتے ہوں تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات میں کسی سے  
 مکا برہ کیا جس نے اسکا مال لے لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن میں اس سے مکا برہ کیا اور خفیہ اسکے گھر میں  
 سینہ لگا کر اسکی متاع کو زبردستی لے لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور قیاس جانتا ہو کہ دونوں صورتوں میں نہ کاٹا  
 جاوے لیکن پہلے اول صورت میں استحسان کو لیا اور کہا کہ ہاتھ کاٹنا واجب ہے چھپتے ہیں جو اور اگر عزیز سے  
 ایک بکری نکال لیا اور دوسری اسکے پیچھے چلی آئی اور پہلی بکری نصاب تھی تو چور پر ہاتھ کاٹنا نہیں آوینا یہ طرح وہاں

یہ مسئلہ ایسے بیت کیسے پر محمول ہو جس میں نقب سے داخل ہونا ممکن ہو اور اگر بیت اس قدر مضبوط ہو کہ نقب سے اس میں داخل نہ ہو سکے پس اس میں ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صرف کے عند وقوع میں یا دوسرے کی استیسی میں ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراج و ہاج میں ہو جب لوگ ایک سر کے میں یا ایک بیت میں آکر بیٹھیں کسی نے دوسرے کا مال چرایا اور مالک مال اسکی حفاظت کرتا تھا یا اسکے سر کے کے چھتھی تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراج میں ہو۔ اور اگر استیسی کے باہر و رمون کی قلعی لگتی ہوئی کو کاٹ کر درم لے لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر ہتھکڑی کو کھول کر لے لیا تو اول صورت میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور دوسری صورت میں نہیں کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہو متعلق میں جس کی روایت سے امام اعظم رحمہ اللہ ہو کہ امام رحمہ اللہ نے فحاش کے حق میں فرمایا اور فحاش اس شخص کو کہتے ہیں جو دروازہ کی غلق کے واسطے ایسی چیزیں اپنے پاس رکھتا ہو کہ جس سے اسکو کھول لے کہ اگر فحاش نے دن میں دروازہ بند کھول لیا اور دار و بیت میں کوئی نہیں ہوا اور متاع لے لی تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر دار و بیت میں کوئی اہل دار و بیت میں ہے ہو اور فحاش نے متاع اس میں سے لے لی حالانکہ وہ نہیں جانتا ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر فحاش نے بازار کا کوئی دروازہ کھولا تو بھی اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور فحاش کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور فحاش وہ ہے جسکو درم پر ہنسنے کو دینے جاتے ہیں پس وہ استیسی سے لے لیتا ہو اور مالک کو علم نہیں ہوتا ہو اور حوسی میں لگا ہو کہ اگر وار کا دروازہ بھرا ہو اور غلق نہ ہو یعنی تالانہ دیا ہو پھر چور اس میں خفیہ داخل ہوا اور خفیہ اسباب سے لے لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دروازہ دار کھلا ہوا ہو پس وہ دن میں داخل ہوا اور چڑا لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات میں دروازہ دار سے داخل ہوا اور دروازہ قفل نہ تھا پھر نہ ہوا تھا اور اسوقت داخل ہوا کہ لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے اور خفیہ یا رکابہ کے ساتھ مال لے لیا اور اسکے ساتھ ہتھیار ہو یا نہیں ہو اور مالک مکان اس سے آگاہ ہو یا آگاہ نہ ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص کسی کے دار میں شام و عشا کے درمیان داخل ہوا اور لوگ ہنسنے آگے جاتے ہیں تو یہ وقت بمنزلہ دن کے ہو۔ اور اگر مالک وار کو چور کا آنا معلوم ہوا اور چور نہیں جانتا ہو کہ مالک مکان اس میں ہو یا چور جانتا ہو کہ مالک مکان ہو اور مالک مکان اسکے آنے سے آگاہ نہ ہو تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دونوں کو علم ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دونوں نہ جانتے ہوں تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات میں کسی سے مکا برہ کیا جس نے اسکا مال لے لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن میں اس سے مکا برہ کیا اور خفیہ اسکے گھر میں سینہ لگا کر اسکی متاع کو زبردستی لے لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور قیاس جانتا ہو کہ دونوں صورتوں میں نہ کاٹا جاوے لیکن پہلے اول صورت میں استحسان کو لیا اور کہا کہ ہاتھ کاٹنا واجب ہے چھپتے ہیں جو اور اگر عزیز سے ایک بکری نکال لیا اور دوسری اسکے پیچھے چلی آئی اور پہلی بکری نصاب تھی تو چور پر ہاتھ کاٹنا نہیں آوینا یہ طرح وہاں



میں ہو۔ اور اگر چراگاہ سے کوئی بکری یا گائے یا اونٹ چرایا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا ایسا ہی امام محمد نے ذکر فرمایا ہے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ الا اس صورت میں ہاتھ کاٹنا جائیگا کہ انکے ساتھ کوئی چرواہا یا گناہیان ہو اور بقائی میں مذکور ہو کہ چراگاہ سے مویشی چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہوا اگرچہ انکے ساتھ چرواہا ہو اس واسطے کہ چرواہا چرانے کے واسطے مقرر ہوتا ہے نہ حفاظت کے واسطے پس وہ چرواہے کے ہونے سے خبر میں نہ ہونگے اور اگر سوا سے چرواہے کے انکے ساتھ کوئی اور گناہیان ہو تو ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا اور اسی پر فتوے ہو اور اگر بکری یا گائے کسی گھر میں رات کو آکر رہا کرتی ہو جو انھیں کے واسطے بنایا گیا ہو اور اس گھر کا دروازہ مقفل ہوتا ہو پس چور نے در بند کو توڑ کر داخل ہو کر کوئی بکری چرائی تو اسکا ہاتھ کاٹنا جائیگا اور بقائی میں لکھا ہے کہ اگر دروازہ بھرا ہو تو خلق کا اعتبار ضروری نہیں ہوا لہذا انکے یہ گھر بکری چرائی ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر پتھر دن یا کاشتوں کا خلیہ بنا لیا اور اس میں بکریاں جمع کیں اور وہ خود انھیں کے پاس ہوتا ہو تو انکے چور کا ہاتھ کاٹنا جائیگا امام محمد نے فرمایا کہ اگر بکریوں کو غیر خلیہ میں جمع کیا اور نیز کوئی گناہیان ہو یا نہیں ہو حالانکہ وہ انکو ایک مقام پر جمع کر چکا ہو تو پھر انکے چرانے والے کو سوائے حدیثی ہاتھ کاٹنے کی دیگر کسی یہ حاوی میں ہو۔ اور عامہ شائع کے نزدیک اگر اسنے بکریوں کو ایسے مقام پر جمع کیا جو اسنے انکی حفاظت کے واسطے مقرر و دیا کیا ہے پھر ان میں سے چور نے چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹنا جائیگا خواہ انکے ساتھ گناہیان ہو یا نہ ہو حیض میں نہ ہو۔ اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنے ماں و باپ سے اگرچہ کہتے ہی اونچے درجے کے ہوں یا فرزند سے اگرچہ کہتے ہی نیچے درجے کے ہوں یا ذی رحم محرم سے مثل بھائی و بہن و چچا و ماموں و بھوپتی و خالہ کے کوئی چیز چرائی تو اسکا ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا اور اگر اسنے اپنے ذی رحم محرم کے گھر سے غیر کی ستاع چرائی تو ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا اور اگر غیر کے گھر سے اپنے ذی رحم محرم کا مال چرایا تو ہاتھ کاٹنا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر رضاعی ماں یا بہن کی کوئی چیز اسکے پاس سے چرائی تو ہاتھ کاٹنا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر جو رومرو میں سے کسی نے دوسرے کا مال چرایا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا اور اسی طرح اگر جو رومرو میں سے ایک نے دوسرے کی حرز خاص سے جبین و دونوں رہتے نہیں ہیں کوئی چیز چرائی تو بھی ہی حکم ہو یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر جو رومرو نے اپنے شوہر سے یا شوہر نے اپنی بیوی سے مال چرایا پھر اس جو رومرو کو طلاق دیدی اور ہنوز اس سے دخول نہیں کیا تھا پس وہ بغیر حد کے ہائے ہو گئی تو بھی دونوں میں سے کسی کا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا اور اگر اپنی بیوی یا ختمہ سے یعنی جسکو طلاق قطعی دے چکا ہو یا جسکو خلع دے چکا ہو کوئی مال چرایا پس اگر وہ عدت میں ہو تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو طلاق یا تین طلاق اور اسی طرح اگر عدت نے طلاق دینے والے شوہر کے گھر سے چرایا اور یہ عدت میں ہو تو عورت کا بھی ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ سراج و واج میں ہے۔ اور اگر چوری کر لینے کے بعد جو رومرو کو طلاق بائن دیدی اور اسکی عدت گزر گئی پھر چوری کا مقدمہ قاضی کے حضور میں پیش ہوا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر دونوں کسی اجنبیہ عورت سے اسکا مال چرایا یا عورت نے کسی اجنبی مرد سے اسکا مال چرایا پھر ہنوز قاضی کے حضور میں یا امام المسلمین کے حضور میں ہرافعہ نہیں ہوا تھا کہ دونوں نے باہم نکاح کر لیا پھر اس مقدمہ کا ہرافعہ ہوا اور چور نے اقرار کیا تو قاضی اسکا ہاتھ نہیں کاٹے گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قاضی نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا مگر ہنوز جاری نہ ہوا تھا کہ دونوں نے باہم نکاح کر لیا تو امام عظیم و امام محمد کے نزدیک چور کا ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ سراج و واج میں ہے۔ اور اگر ایسی جو رومرو سے چرایا جو اسپر اسوجہ سے حکم ہو گئی ہو کہ اسنے

اسکی نفی کتاب الطلاق میں مذکور مان دیکھنا چاہیے سننے سے حال سے ہے



فرمایا کہ دونوں کا ٹی جاوے گی اور بعض نے کہا کہ اگر اصلی سبب تھیں ہوا اور اسی کے کاٹنے پر اقتضا ممکن ہو تو لازمہ  
 کہ کاٹنی جاوے گی اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دونوں کا ٹی جاوے گی اور یہی مختار ہے اور اگر وہ ان دونوں میں سے ایک ہی سے  
 گرفت کرتا ہو تو جس سے گرفت کرتا ہو وہی کاٹنی جاوے گی یہ جو سہ گنہ میں ہو اور اگر اسکا داہنا یا بائیں دونوں ایسا ہو کہ اسکی  
 انگلیاں کھینچی ہوئی ہوں پس اگر اس پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہو اور چل سکتا ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر اس پاؤں  
 کے بل چل نہیں سکتا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ بسوط میں ہے جو چوری کی وجہ سے قطع واجب ہوا اور ہنود اسکا ہاتھ نہیں  
 کاٹا گیا تھا کہ کسی شخص نے اسکا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پس اگر قبل خصوصیت کے ایسا ہوا تو اسکے ہاتھ کاٹنے والے پر عہد  
 کاٹنے کی صورت میں قصاص ہو اور خطا کی صورت میں ارش واجب ہو اور چور کا چوری میں بائیں پاؤں کاٹا جائیگا  
 اور اگر یہ خصوصیت کے قبل حکم قضا کے ایسا ہو تو بھی یہی حکم ہو لیکن اتنا فرق ہوگا کہ چوری میں چور کا بائیں پاؤں نہ  
 کاٹا جائیگا اور اگر بعد حکم قضا کے ایسا ہو تو کاٹنے والے پر ضمان واجب ہوگی اور اسکا کاٹنا چوری میں کاٹنے والے کا  
 نائب ہو جائیگا جسے چور نے جو مال سرقہ میں سے تلف کر دیا ہو اس پر اسکی ضمان واجب نہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے  
 اور اگر کسی جانی نے داہنا ہاتھ نہیں بلکہ بائیں ہاتھ کاٹا تو چوری کی وجہ سے اسکا داہنا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا تاکہ جس  
 منفعہ گرفت کا بالکل فوت کر دینا لازم نہ آوے اور اگر اسکا بائیں ہاتھ بھی نہ کاٹا گیا بلکہ داہنا یا بائیں کاٹا گیا تو چوری  
 کی وجہ سے جو قطع اس پر واجب تھا وہ صاف ہو گیا اور اگر اسکا داہنا یا بائیں بھی نہ کاٹا گیا بلکہ بائیں پاؤں کاٹا گیا ہو تو  
 چوری کی وجہ سے اسکا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر حاکم نے جلا دے کہ اس کو داہنا ہاتھ کاٹنے پر مجبور  
 سرقہ جسکا یہ ترکیب ہوا ہو پس جلا دے اور اسکا بائیں ہاتھ کاٹ دیا تو نام اعظم رح کے نزدیک جلا دیر کچھ واجب ہے گا  
 لیکن اسکو بطور تادیب کچھ سزا دی جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور ہمیں اشارہ ہے کہ اس صورت میں اختلاف ہے اور  
 یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ جلا دے اور اسکا بائیں ہاتھ کاٹا ہو اور اگر خطا اس نے ایسا کیا تو بالاجماع وہ ضمان  
 نہ ہوگا خواہ جلا دے اپنے اجتہاد میں خطا کی یا اس طور کہ اس نے اجتہاد کیا کہ نفس قرآنی میں طلاق ہاتھ نہ کرے خواہ  
 داہنا ہو یا بائیں پس اس نے بائیں ہاتھ کاٹ دیا خواہ اس سے شناعت میں خطا ہوئی کہ اس نے بائیں ہاتھ کاٹ دیا  
 اور یہی صحیح ہے یہ نصف میں ہے۔ اور اگر حاکم نے یوں کہا کہ اسکا ہاتھ کاٹ دے پس اس نے بائیں ہاتھ کاٹ دیا تو بالاتفاق  
 ضامن نہ ہوگا اور اگر چور نے اپنا بائیں ہاتھ پیش کیا اور کہا کہ میرا داہنا ہاتھ ہو پس جلا دے اسکو کاٹ دیا تو ضامن  
 نہ ہوگا اگر چہ جانتا ہو کہ یہ اسکا بائیں ہاتھ ہے اور یہ حکم بالاتفاق ہو کہ انی سے القدر اور اگر جلا دے کے سوائے دوسرے  
 نے اسکا بائیں ہاتھ کاٹ دیا تو بھی ضامن نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ ہر یہ میں ہے۔ اور اگر چور کا ہاتھ کاٹے جانے کا حکم  
 ہو گیا پھر کسی نے اسکا داہنا ہاتھ بدوین اجازت امام المسلمین کے کاٹ دیا تو اس پر کچھ نہیں ہو لیکن امام اسکو اس  
 فصل پر تادیب کرے گا یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر جلا دے اسکا داہنا یا بائیں کاٹ دیا تو جلا داس پاؤں کی دیت کا  
 ضامن ہوگا اور چور مال سرقہ کا ضامن ہوگا اور اگر جلا دے چور کا بائیں پاؤں کاٹا تو جلا داس پاؤں کی دیت کا  
 ضامن ہوگا اور چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جلا دے اس کے دونوں ہاتھ کاٹے تو اسکا داہنا ہاتھ چوری کے سبب  
 کاٹا ہوا قرار دیا جائیگا اور بائیں ہاتھ کا جلا دضامن ہوگا کہ اسکی دیت چور کو ادا کرے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر جلا دے دونوں  
 ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے تو چور کے واسطے جلا دے کے بائیں ہاتھ اور دونوں پاؤں کا ضامن ہوگا اور اگر چور کا داہنا

عذر ہے

ہاتھ سے دھو تو اسکا پائیاں پاؤں کاٹا جائیگا یہ قضا ہے عتلا بہین ہو اور اگر چوری کے گواہوں سے چور پر سزا ہے  
 قطع کا حکم دیا گیا پھر حیثیت پھانسی کا یا سبوز حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ حیثیت بھاگا پھر زمانہ کے بعد پکڑا گیا تو اسکا ہاتھ  
 نہیں کاٹا جائیگا اور اگر کو تو ال وغیرہ اس کے پیچھے دوڑ کر کسی وقت اسکو پکڑ لائے تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سبوتین  
 ہو اور اگر چور نے وہ شخصوں سے چرایا ہو تو ایک کی غیبت میں چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ عتلا بہین ہو۔ اگر کسی چور نے  
 چور جانبات سے چرایا اور واقعہ قاضی بلخ کے حضور میں ہوا تو قاضی نے مذکور کو بعد شہوت کے اس کے ہاتھ کاٹنے کا اختیار  
 ہو اور اگر چور جانبات پر باغیوں میں سے کوئی شخص براہ بغاوت بدوین تقلید از جانب الی خراسان کے غالب ہوا تو  
 قاضی بلخ کو چور جانبات کے چور پر حد سرقہ قائم کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور یہ فیصلہ اسکی ہے کہ خوارزم میں سے کسی نے چرایا  
 اور قاضی بخارا کے پاس ہر دفعہ کیا گیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر سرقہ سخت سردی یا گرمی میں ثابت ہوا کہ اس حالت  
 میں اس کے ہاتھ کاٹنے سے اسکی موت کا خوف ہو تو قید رکھا جائے یہاں تک کہ سخت سردی یا گرمی کی فرو ہو جائے  
 اور اگر سرقہ رشادت نہ ہو کہ کاٹے جانے سے چور کی موت کا خوف ہو تو چار چھ گھنٹہ تک قید رکھا جائے اور اگر سردی  
 یا گرمی میں کسی نے تک قید رکھا گیا پھر وہ قید خانہ میں نہ گیا تو مال مسروقہ کی ضمانت اس چور کے ترکہ میں واجب ہوگی  
 یہ مبیوط میں ہو۔ اور چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر جس سے چرایا ہو وہ حاضر ہوا اور سرقہ کا مطالبہ کرے اور  
 امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حد میں کاٹ و فنگا اور منہج وہی ہو جو ظاہر ہو یا یہ ہو یا زوال القہار میں ہو اور  
 ہمارے نزدیک چوری کا گواہی سے ثابت ہونا یا خود چور کے اقرار سے ثابت ہونا دونوں یکساں ہیں کچھ فرق  
 نہیں ہے اور اسی طرح اگر وقت قطع کے غائب ہو گیا تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے عتلا بہین ہو۔ اور سزا دینے  
 یعنی ویدعت رکھنے والے سے اگر مال ویدعت چرایا یا قاضی سے مال مقصود چرایا یا صاحب پر ہونے والے مال  
 یا مستحق سے مال مستعار یا مستاجر سے مال اجارہ یا مضارب سے مال مضاربیت یا مستبضع سے مال بدعت یا جنتی  
 خریدنے کے واسطے کسی چیز پر قبضہ کر لیا اس سے یہ چیز یا مہین سے مال مہین چرایا تو مہین سے ہر ایک کو اختیار ہے  
 کہ چور کا ہاتھ کاٹو اسے اور نیز ہر ایسا شخص جسکے ہاتھ میں دوسرے کی چیز حفاظت کے واسطے ہو جیسے باب یا وحی وغیرہ  
 اسکو اختیار ہے کہ چور اگر اس سے چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹو اسے اور نیز ہر ایسا شخص جسکے ہاتھ میں دوسرے کی چیز حفاظت کے واسطے ہو جیسے باب یا وحی وغیرہ  
 چرائے کی صورت میں مال مسروقہ کے اصل مالک نے مالش کی تکلیف راہن کی حیثیت سے جب ہی حد سرقہ چور پر جاری  
 کی جائیگی جب بعد اسے قرضہ کے مال مہین قائم ہو یہ کافی ہے۔ اور اگر کسی مال مسروقہ کے قرضہ میں چور کا ہاتھ کاٹا گیا  
 پھر دوسرے چور نے اس چور سے یہ چیز چرائی تو اول چور کو اصل مالک کو کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ  
 کاٹو اسے اور ایک روایت کے موافق اول چور کو یہ اختیار نہ ہو کہ اس سے واپس لے لے اور اگر دوسرے چور نے قبل  
 اول چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے یا کسی شہید کی وجہ سے اس کے قرضہ سے حد سرقہ دور کیے جانے کے بعد چرایا تو اول چور کی  
 خصوصیت کرنے سے دوسرے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہر ایک میں ہو۔ نو اور ہشام میں ہے کہ میں نے امام محمد سے روایت  
 کیا کہ ایک نے دوسرے سے ہزار درہم چرائے پھر ایک اور شخص نے اسے جسکے ہزار درہم اس مسروقہ منہ پر لے لیے ہیں یہ ہزار درہم  
 مسروقہ اس چور سے غصب کر لیے تو امام محمد نے فرمایا کہ میں چور اول سے سزا سے قطع و دیگر کا بیعت میں ہو۔ اگر کسی چور  
 مال چرایا اور قبل اس کے مقدمہ حاکم کے پاس جائے مال مسروقہ اس کے مالک کو واپس یا تو چور کو سزا سے قطع نہ ہو جائیگی اور اگر

یہ حد میں کاٹ و فنگا اور منہج وہی ہو جو ظاہر ہو یا یہ ہو یا زوال القہار میں ہو اور ہمارے نزدیک چوری کا گواہی سے ثابت ہونا یا خود چور کے اقرار سے ثابت ہونا دونوں یکساں ہیں کچھ فرق نہیں ہے اور اسی طرح اگر وقت قطع کے غائب ہو گیا تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے عتلا بہین ہو۔ اور سزا دینے یعنی ویدعت رکھنے والے سے اگر مال ویدعت چرایا یا قاضی سے مال مقصود چرایا یا صاحب پر ہونے والے مال یا مستحق سے مال مستعار یا مستاجر سے مال اجارہ یا مضارب سے مال مضاربیت یا مستبضع سے مال بدعت یا جنتی خریدنے کے واسطے کسی چیز پر قبضہ کر لیا اس سے یہ چیز یا مہین سے مال مہین چرایا تو مہین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹو اسے اور نیز ہر ایسا شخص جسکے ہاتھ میں دوسرے کی چیز حفاظت کے واسطے ہو جیسے باب یا وحی وغیرہ اسکو اختیار ہے کہ چور اگر اس سے چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹو اسے اور نیز ہر ایسا شخص جسکے ہاتھ میں دوسرے کی چیز حفاظت کے واسطے ہو جیسے باب یا وحی وغیرہ چرائے کی صورت میں مال مسروقہ کے اصل مالک نے مالش کی تکلیف راہن کی حیثیت سے جب ہی حد سرقہ چور پر جاری کی جائیگی جب بعد اسے قرضہ کے مال مہین قائم ہو یہ کافی ہے۔ اور اگر کسی مال مسروقہ کے قرضہ میں چور کا ہاتھ کاٹا گیا پھر دوسرے چور نے اس چور سے یہ چیز چرائی تو اول چور کو اصل مالک کو کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ کاٹو اسے اور ایک روایت کے موافق اول چور کو یہ اختیار نہ ہو کہ اس سے واپس لے لے اور اگر دوسرے چور نے قبل اول چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے یا کسی شہید کی وجہ سے اس کے قرضہ سے حد سرقہ دور کیے جانے کے بعد چرایا تو اول چور کی خصوصیت کرنے سے دوسرے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہر ایک میں ہو۔ نو اور ہشام میں ہے کہ میں نے امام محمد سے روایت کیا کہ ایک نے دوسرے سے ہزار درہم چرائے پھر ایک اور شخص نے اسے جسکے ہزار درہم اس مسروقہ منہ پر لے لیے ہیں یہ ہزار درہم مسروقہ اس چور سے غصب کر لیے تو امام محمد نے فرمایا کہ میں چور اول سے سزا سے قطع و دیگر کا بیعت میں ہو۔ اگر کسی چور مال چرایا اور قبل اس کے مقدمہ حاکم کے پاس جائے مال مسروقہ اس کے مالک کو واپس یا تو چور کو سزا سے قطع نہ ہو جائیگی اور اگر



گواہ بنے جائے اور حکم ہو جائے کے بعد واپس کیا تو قطع کیا جائیگا اور قبل حکم قضا ہونے کے واپس کرنے میں استحساناً نہ کرے  
قطع جاری کی جائیگی اور اگر چہ نہ مال سال کے فرزند یا کسی نوی رحم کو واپس دیا پس اگر وہ مال کے عیال میں نہ  
تو چور کو سزا سے قطع دی جائیگی اور اگر اسکے عیال میں ہو تو نہ دی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر اسکی جوہر یا غلام یا اجیر کو تو  
یا جوہری یا سالانہ یا نوکر کو واپس کیا تو بھی حکم اسی تفصیل سے ہو۔ اور اگر اسکے والد یا جد یا والدہ یا جدہ کو واپس دیا  
حالانکہ یہ لوگ اسکے عیال میں نہیں ہیں تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی اور اگر اسکے عیال میں جو شخص ہو اسکو دیا تو سزا سے  
قطع دی جائیگی اور اگر اسکے مکاتیب کو واپس دیا تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی کیونکہ مکاتیب اسکا غلام ہیں۔ اور اگر کسی مکاتب کا مال چرایا  
اور اسکے مولی کو واپس دیا تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی اور اگر عیال میں سے کسی سے چرایا اور اسکے شخص کو واپس دیا تو عیال  
میں یہ عیال ہی تو سزا سے قطع دی جائیگی یہ کافی نہیں ہے۔ اور اگر کسی چور پر مال چوری کی بابت سزا سے قطع کا حکم  
ہو گیا پھر مالک نے یہ مال اسکو سہ کر کے سپرد کر دیا یا اسکے ہاتھ فروخت کر دیا تو باقیہ نہ کرنا چاہیگا یہ فقہ القدر میں ہے۔ اور اگر  
چور سے کسی نے عیال غضب کر لیا اور مالک نے غصیب سے ضمان اختیار کی تو چور سے سزا سے قطع نہ ہوگی۔ غصیب سے ضمان  
ہو۔ اور صرف دس درم کا ہونے میں یہ مجتہد کو مال مسروقہ کی قیمت اور سرقہ دس درم ہو اور نیز ہر روز سزا سے قطع دس درم ہو  
چنانچہ اگر روز سرقہ اسکی قیمت دس درم ہو اور اسکے بعد تین نقصان آ گیا پس اگر نقصان بدین وجہ آ گیا کہ  
مال کے حصہ میں سے کچھ ہٹا ہو گیا ہو تو سزا سے قطع دی جائیگی اور اگر جوہر نقصان نہ گئے قیمت میں نقصان آیا ہو تو  
سزا سے قطع نہ دی جائیگی یہ ظاہر الروایۃ کا حکم ہو گا نہ الحیث اور اگر کسی غلام نے دس درم کی چوری کا اقرار کیا پس اگر  
یہ غلام مافوق ہو تو اسکا اقرار صحیح ہو اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہ مال مسروق منہ کو بیچے جس سے چرایا ہو تو اسکا  
اقرار قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو غلام مذکور پر ضمان واجب نہ ہوگی خواہ اسکے مولی نے اسکے اقرار کی تصدیق کی ہو یا  
تکذیب کی ہو یہ سراج دہلج میں ہے۔ اور اگر یہ غلام مجبور ہو اور مال ویسا ہی موجود ہو پس اگر اسکے مولی نے اسکے اقرار کی  
تصدیق کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مسروق منہ کو مال سرقہ واپس دیا جائیگا اور اگر مولی نے اسکی تکذیب کی اور کہا  
کہ یہ مال میرا ہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور اگر مال مذکور  
تلف ہو گیا ہو تو ہمارے سبب اصحاب نے مذکور غلام مذکور کا اقرار بابت حد شرعی یعنی نہ اس کے معجز ہوگا اور غلام مذکور  
پر ضمان واجب نہ ہوگی خواہ اسکے مولی نے اسکی تکذیب کی ہو یا تصدیق کی ہو۔ اور یہ سبب اسی وقت ہے کہ غلام وقت  
اقرار کے کبیر ہو اور اگر وقت اقرار کے کبیر ہو تو اس پر سزا سے قطع بالکل لازم نہیں آتی جو دیکھ مال کی قیمت یہ حکم ہوگا اگر یہ  
مافوق ہو تو مال مسروقہ مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا بشرطیکہ ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو وہ ضمان ہوگا۔ اور  
اگر غلام مجبور ہو پس اگر مولی نے اسکے اقرار کی تصدیق کی ہو تو مال مسروقہ منہ کو واپس دیا جائیگا اگر ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف  
ہو گیا ہو تو اس پر ضمان نہ ہوگی نہ فی الحال اور نہ بعد از دہونے کے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور اگر غلام نے دس درم سے کم کی  
چوری کا اقرار کیا تو اس پر سزا سے قطع نہ ہوگی پھر مال کی بابت یہ کہا جائیگا کہ اگر یہ غلام مافوق ہو تو اسکا اقرار صحیح ہوگا اور مال مذکور  
مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور اگر تلف ہو گیا ہو تو ضمان ہوگا خواہ غلام مذکور کبیر ہو یا صغیر ہو۔ اور اگر غلام مذکور مجبور ہو  
پس اگر اسکے مولی نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو یہی حکم ہوگا اور اگر تکذیب کی تو یہ مال مولی کا ہوگا اور غلام کو دیکھا جائیگا  
کہ اگر وقت اقرار کے کبیر ہو تو جہت حق کے مال اقرار کا ضمان ہوگا اور اگر صغیر ہو تو ضمان نہ ہوگا یہ سراج دہلج میں ہے۔











اور اگر رہزنوں میں کوئی طفل ہو یا مجنون ہو یا آپس آدمی کی رہزنی کی ہو اسکا کوئی ذریعہ محرم ہو تو باقیوں کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائیگی یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر کسی طرح اگر ان کوئی کوئی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ خط میں ہو۔ اور اگر رہزنوں نے ایک بڑے قافلہ کی جہین مسلمان اور عربی مسلمان بھی رہزنی کی تو ان رہزنوں پر حد جاری کی جائیگی الا آنک قتل کرنا اور مال سے لینا خاصہ جرمیوں کے ساتھ واقع ہوا ہو تو ایسی صورت میں اس پر حد واجب نہ کی جائیگی جب خالی حربی ہوں انکے ساتھ مسلمان فوجی کوئی نہ ہوں تو رہزنی سے حد واجب نہیں ہوتی یہ نہایت ہیں ہو۔ اور اگر قافلہ والوں میں سے بعض نے بعض کی رہزنی کی تو حد واجب نہیں ہوتی یہی ہلا ہیں ہو۔ اور اگر اس نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ رہزنوں نے ایک قافلہ کی رہزنی کی اور ایک آدمی کو قتل کیا پھر پیچھے چل دیے تو امام محمد رحمہ فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں دلی مقتول موجود ہو اور اسے ان رہزنوں کا پیچھا کیا تو قافلہ والوں کو بھی اسکا پیچھا کرنا روا ہے ورنہ نہیں اور اگر ان رہزنوں نے کسی شخص کا مال لے لیا تو قافلہ والوں کو اسکا پیچھا کرنا روا ہے اگرچہ مال لے لیا گیا ہو یا نہ ہو ہوا اگر یہ مال تلف کر دیا گیا ہو تو قافلہ والوں کو پیچھا کرنا روا نہیں ہوا اس لئے کہ وہ مال ان تلف کر دے تو ان کے ذمہ قرضہ ہو گیا ہو یہ خط میں ہو۔ اور اگر انہیں کوئی غلام ہو تو وہ قتل کروانے کے لئے اس کا ذمہ ہو گا کسی بھی حکم ہو یا نہ ہو یہ ہر دو میں ہو۔ اور اگر رہزنی کرنے میں مرد و عورتیں شریک ہوئی ہوں تو ظاہر ہے کہ ان کے لئے بھی حد واجب ہے قطع کی حد نہیں واجب ہوگی اور اگر رہزنوں میں عورت ہو جسے قتل کیا اور مال لے لیا اور مردوں نے نہیں کیا تو عورت قتل نہ کی جائیگی بلکہ قتل کیے جاویں گے اور یہی مختار ہو۔ دس عورتوں سے زائد رہزنی کی اور انہوں نے قتل کر کے مال لے لیا تو سب قتل کی جائیگی اور سب مال کی ضمانت ہوگی یہ سراج میں ہو۔ اور اگر رہزنوں نے اقرار کیا تو رہزن کے ایک بار اقرار کرنے سے قطع طریق ثابت ہو جاتا ہو دسین برقعہ صغریٰ کے مثل اسپین بھی اقرار کنندہ کا پیچھا مانا قبول ہوئے اگر اقرار سے رجوع کیا تو قبول ہوگا پس حد ساقط ہو جائیگی اور مال کا اس سے مواخذہ کیا جائیگا بشرطیکہ اسے اقرار مذکور کے ساتھ مال لینے کا اقرار کیا ہو اور نیز قطع طریق کا ثبوت دو گواہوں کی گواہی سے ہوتا ہو بشرطیکہ وہ دونوں رہزنی معائنہ کرنے کی یا رہزنوں کے اقرار کرنے کی گواہی دیں اور اگر ایک نے رہزنی کے معائنہ کی اور دوسرے نے رہزنوں کے اقرار رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہ نے اپنے باپ پر رہزنی کی گواہی دی تو خواہ باپ ہو یا دوا ہو یا پردا دوا وغیرہ کتنے ہی اپنے درجہ کا ہو گواہی قبول نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اپنے بیٹے یا پوتے یا پرستار سے کہتے ہی بیچے درجہ کے فرزند پر رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں گواہوں نے کہا کہ قتل ہوا علیحدہ علی اصحاب بنا واخذوا مالنا تو گواہی قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہوں نے رہزنوں پر عام لوگوں میں سے کسی کے رہزنی کرنے کی گواہی دی اور اس شخص کا کوئی ولی معلوم ہوتا ہو یا نہیں معلوم ہوتا ہو تو بدولت کسی شخص کے حاضر ہونے کے اپنی حد نہیں قائم کی جائیگی اور اگر رہزنوں نے امان لیکر قتل ہونے والے تاجروں کی رہزنی و ادا لٹیریا میں کی یا دارالاسلام میں ایسے مقام پر کی جہاں باغی لوگ غالب ہیں پھر یہ لوگ گرفتار کر کے امام المسلمین کے پاس لائے گئے تو اپنی حد نافذ نہ کر سکا اور اگر رہزن لوگ ایسے قاضی کے پاس پہنچائے گئے جس کا یہ مذہب ہو کہ آئے مال کی ضمانت لیں اسے مال کی ضمانت لیکر اولیائے مقتولین کے سپرد کر دیا یعنی ان رہزنوں کو اولیائے مقتولین کے سپرد کر دیا پس ان لوگوں نے اولیائے مقتولین سے رجوع کیا اور اگر یہ رجوع کر لی پھر ایک ماہ کے بعد یہ لوگ کسی دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیے گئے تو وہ اپنے حد قائم نہ کر سکا۔ اور جبکہ رہزنوں کی کثرت ہو

اور اگر رہزنوں میں کوئی طفل ہو یا مجنون ہو یا آپس آدمی کی رہزنی کی ہو اسکا کوئی ذریعہ محرم ہو تو باقیوں کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائیگی یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر کسی طرح اگر ان کوئی کوئی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ خط میں ہو۔ اور اگر رہزنوں نے ایک بڑے قافلہ کی جہین مسلمان اور عربی مسلمان بھی رہزنی کی تو ان رہزنوں پر حد جاری کی جائیگی الا آنک قتل کرنا اور مال سے لینا خاصہ جرمیوں کے ساتھ واقع ہوا ہو تو ایسی صورت میں اس پر حد واجب نہ کی جائیگی جب خالی حربی ہوں انکے ساتھ مسلمان فوجی کوئی نہ ہوں تو رہزنی سے حد واجب نہیں ہوتی یہ نہایت ہیں ہو۔ اور اگر قافلہ والوں میں سے بعض نے بعض کی رہزنی کی تو حد واجب نہیں ہوتی یہی ہلا ہیں ہو۔ اور اگر اس نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ رہزنوں نے ایک قافلہ کی رہزنی کی اور ایک آدمی کو قتل کیا پھر پیچھے چل دیے تو امام محمد رحمہ فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں دلی مقتول موجود ہو اور اسے ان رہزنوں کا پیچھا کیا تو قافلہ والوں کو بھی اسکا پیچھا کرنا روا ہے ورنہ نہیں اور اگر ان رہزنوں نے کسی شخص کا مال لے لیا تو قافلہ والوں کو اسکا پیچھا کرنا روا نہیں ہوا اس لئے کہ وہ مال ان تلف کر دے تو ان کے ذمہ قرضہ ہو گیا ہو یہ خط میں ہو۔ اور اگر انہیں کوئی غلام ہو تو وہ قتل کروانے کے لئے اس کا ذمہ ہو گا کسی بھی حکم ہو یا نہ ہو یہ ہر دو میں ہو۔ اور اگر رہزنی کرنے میں مرد و عورتیں شریک ہوئی ہوں تو ظاہر ہے کہ ان کے لئے بھی حد واجب ہے قطع کی حد نہیں واجب ہوگی اور اگر رہزنوں میں عورت ہو جسے قتل کیا اور مال لے لیا اور مردوں نے نہیں کیا تو عورت قتل نہ کی جائیگی بلکہ قتل کیے جاویں گے اور یہی مختار ہو۔ دس عورتوں سے زائد رہزنی کی اور انہوں نے قتل کر کے مال لے لیا تو سب قتل کی جائیگی اور سب مال کی ضمانت ہوگی یہ سراج میں ہو۔ اور اگر رہزنوں نے اقرار کیا تو رہزن کے ایک بار اقرار کرنے سے قطع طریق ثابت ہو جاتا ہو دسین برقعہ صغریٰ کے مثل اسپین بھی اقرار کنندہ کا پیچھا مانا قبول ہوئے اگر اقرار سے رجوع کیا تو قبول ہوگا پس حد ساقط ہو جائیگی اور مال کا اس سے مواخذہ کیا جائیگا بشرطیکہ اسے اقرار مذکور کے ساتھ مال لینے کا اقرار کیا ہو اور نیز قطع طریق کا ثبوت دو گواہوں کی گواہی سے ہوتا ہو بشرطیکہ وہ دونوں رہزنی معائنہ کرنے کی یا رہزنوں کے اقرار کرنے کی گواہی دیں اور اگر ایک نے رہزنی کے معائنہ کی اور دوسرے نے رہزنوں کے اقرار رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہ نے اپنے باپ پر رہزنی کی گواہی دی تو خواہ باپ ہو یا دوا ہو یا پردا دوا وغیرہ کتنے ہی اپنے درجہ کا ہو گواہی قبول نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اپنے بیٹے یا پوتے یا پرستار سے کہتے ہی بیچے درجہ کے فرزند پر رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں گواہوں نے کہا کہ قتل ہوا علیحدہ علی اصحاب بنا واخذوا مالنا تو گواہی قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہوں نے رہزنوں پر عام لوگوں میں سے کسی کے رہزنی کرنے کی گواہی دی اور اس شخص کا کوئی ولی معلوم ہوتا ہو یا نہیں معلوم ہوتا ہو تو بدولت کسی شخص کے حاضر ہونے کے اپنی حد نہیں قائم کی جائیگی اور اگر رہزنوں نے امان لیکر قتل ہونے والے تاجروں کی رہزنی و ادا لٹیریا میں کی یا دارالاسلام میں ایسے مقام پر کی جہاں باغی لوگ غالب ہیں پھر یہ لوگ گرفتار کر کے امام المسلمین کے پاس لائے گئے تو اپنی حد نافذ نہ کر سکا اور اگر رہزن لوگ ایسے قاضی کے پاس پہنچائے گئے جس کا یہ مذہب ہو کہ آئے مال کی ضمانت لیں اسے مال کی ضمانت لیکر اولیائے مقتولین کے سپرد کر دیا یعنی ان رہزنوں کو اولیائے مقتولین کے سپرد کر دیا پس ان لوگوں نے اولیائے مقتولین سے رجوع کیا اور اگر یہ رجوع کر لی پھر ایک ماہ کے بعد یہ لوگ کسی دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیے گئے تو وہ اپنے حد قائم نہ کر سکا۔ اور جبکہ رہزنوں کی کثرت ہو

قتل کا حکم دیدیا اور اس عرض سے انکو قید خانہ میں بند کیا پھر کسی اجنبی نے جا کر انکو قتل کر ڈالا تو قاتل پر پھنپن ہو اور اسی طرح اگر انکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو بھی کچھ نہیں لازم آدیکایہ فتح القہر میں ہے اور اگر امام نے رہزنیوں کو قید خانہ میں بند کیا اور سہوڑا پھر پورا ثبوت میں ہوا ہو کہ کسی رہزن کو کسی کوئی نے جا کر قتل کر دیا پھر رہزن کی رہزنی کے گواہ قائم ہوئے تو اسکے قاتل پر بھی قصاص لازم آدیکالین اگر یہ قاتل اس مقتول کا ولی ہو پھر رہزن نے رہزنی میں قتل کیا ہو تو اس صورت میں اس قاتل پر کچھ لازم نہیں ہوگا یہ بسبب زمین ہو اور اگر لصوص نے کسی قوم کا مال لے لیا پس ان لوگوں نے کسی اور قوم سے فریاد چاہی پس دوسری قوم کے لوگوں نے ان لصوص کا پیچھا کیا پس اگر مالکان مال انکے ساتھ ہوں تو انکو لصوص سے قتال کرنا روا ہو اور اسی طرح اگر لصوص غائب ہو گئے ہوں اور فریاد و رسی کے واسطے نکلنے والے لوگ ان لصوص کی جگہ پہنچتے ہوں اور ان سے مال واپس کر اوپنے پر قیاد ہوں تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یہ لوگ ان لصوص کا ٹوکا نہ بھانستے ہوں اور ان سے مال واپس کر دینے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو انکو لصوص سے ہتھاتھ کرنا روا نہیں ہوتا اور اگر مالکان مال نے رہزن سے مقابلہ کر کے اسکو قتل کیا تو انپر کچھ واجب نہیں ہو اسواسطے کہ انھوں نے اپنے مال کے واسطے اسکو قتل کیا ہو۔ اور اگر رہزن انکے ساتھ سے بھاگ کر ایسی جگہ چلا گیا کہ اگر اسکو یہ لوگ اسی جگہ پھوڑ دیتے تو وہ انکی رہزنی پر قادر نہ ہوتا مگر انھوں نے اسکو قتل کر ڈالا تو انپر اسکی بیعت واجب ہوگی اسواسطے کہ انھوں نے قتل کر ڈالا نہ بغرض اپنے مال کے۔ اور اگر رہزنوں میں سے کوئی شخص بھاگا اور اس نے اپنے آپ کو ایسی جگہ میں ڈالا کہ آتش خالت میں وہ قطع طریق پر قادر نہیں ہو سکتا تو پھر یہ لوگ پھوڑا کر کے اس تک پہنچتے اور انھوں نے اسکو قتل کر ڈالا تو انپر اسکی بیعت واجب ہوگی اسواسطے کہ اسکو قتل کرنا اپنے مال کے فوائد سے نہیں واقع ہوا ہو۔ اور واضح ہو کہ آدمی کو اپنے مال کے واسطے قتال کرنا روا ہو اگرچہ مال مذکور بقدر نقاب بھی ہو اور اس مال لینے کو جو شخص اس سے مقابلہ کرے اسکو قتل کر سکتا ہو یہ فتح القہر میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے کو گلا گھونٹ کر اسکو مار ڈالا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکی بیعت اس قتال کی مددگار ہر دوری پر ہوگی اور اگر اسنے شہر میں ایک بار سے زیادہ گلا گھونٹ کر مار ڈالنے کی حرکت کی ہو تو اور اسباب سے یہ شخص قتل کر دیا جائیگا کذا فی الکافی

کتاب

اسلمین و س بائیں ہن

باب اول - اسکی تفصیل شرعی و بشرط و حکم کے بیان میں - واضح ہو کہ اسکی تفسیر شرعی اسطرح کی گئی ہو کہ جہاد بظاہر  
 ہو طرف دین حق کے اور قتال کرنا ہر ایسے شخص کے ساتھ جو انکار کرتا ہو اور قبول کرنے سے نفرت کرتا ہو خواہ یہ فعل اپنی  
 جان سے کرے یا مال سے۔ اور بشرط اباحت جہاد دو باتیں ہیں ایک یہ کہ دین جس دین حق کی طرف بلایا جاتا ہو اس کے قبول  
 انکار کرے اور دین کو ہماری طرف سے انان نہ دی گئی ہو اور نہ ہمارے ان کے دین یا ان عہد ہو۔ دوم انکار جہاد کشہ و اپنے  
 و اجتہاد سے یا جسکی رائے و اجتہاد کا معتقد ہو اس کے اجتہاد سے یہ امید کرتا ہو کہ اس جہاد سے اہل اسلام کو قوت و شوکت  
 حاصل ہوگی اور اگر اسکی جہاد و قتال کرنے میں مسلمانوں کے واسطے قوت و شوکت حاصل ہونے کی امید نہ ہو تو اس کے قتال کا مال  
 نہیں چکیو نہ کہ اس میں اپنے نفس کو تھپانے میں دلالتا ہو۔ اور حکم جہاد یہ ہو کہ دنیا میں اس جہاد کرنے والے کے ذمہ سے وہ سب قسط ہو جائے

[illegible]

اور آخرت میں سعادت و ثواب کا عظیم حاصل ہوتا ہے جیسے اور عبادات میں ہو یہ محیط شریعت میں یا بعض نے فرمایا کہ جہاد قبل نیکوئی کے نقل ہوا اور بعد نیکوئی کے فرض میں یعنی ہر فرد پر فرض ہو جاتا ہے اور عامہ مشائخ رحمہم اللہ نقیصہ کے نزدیک جہاد ہر حال میں فرض ہو مگر بات اتنی ہو کہ قبل نیکوئی کے فرض کفایہ ہو اور بعد نیکوئی کے فرض میں ہو اگر ہی قول صحیح ہو۔ اور نیکوئی کے معنی یہ ہیں کہ کسی شہر کے لوگوں کو خبر دی جائے کہ دشمن آگیا پھر وہاں رہنے والوں کو قتل کر دینا اور لڑائی کا قصد رکھنا تو یہ حرب اس طور پر انکو خبر دی گئی تو اس شہر میں سے جو شخص جہاد پر قادر ہو اس پر واجب ہوگا کہ جہاد کے واسطے نکلے اور نیکوئی کے خبر کے انکو جہاد کیلئے نکلنے کی گنجائش تھی۔ پھر نیکوئی عامہ سے جانے کے بعد تمام اہل اسلام پر شرعاً و عرفاً جہاد فرض نہیں نہیں ہو جاتا ہے اگرچہ انکو نیکوئی عامہ ہو چکی ہو اور فرض میں انھیں ہر جہاد جو دشمن سے قریب ہیں اور وہ جہاد کرنے پر قادر ہیں اور ان کے سوا کسی اور دن پر جو دشمن سے دور ہیں تو اپنی ضرورت کے لئے جہاد نہیں کرتے بلکہ اپنے فرض میں جاتی کہ انکو ترک جہاد کی گنجائش ہو بہ ترتیب انکی طرف حاجت پیش آوے تا آنکہ جو دشمن سے قریب ہیں وہ دشمن سے مقابلہ کریں پس عاجز نہ ہوں یا تکامل کے جہاد نہ کریں تو ان عاجزون یا کمزوروں سے جو قریب ہیں اپنی ضرورت میں ہو جائیگا کہ وہ مکمل ہیں اور اگر وہ کسی عاجز یا کمزور سے جہاد میں تو بوائے قریب ہیں اپنی ضرورت میں ہو گا مثلاً غلامانہ القباس نامی علم میں ہے۔ پھر شرعاً و عرفاً اسی ترتیب سے فرض میں ہو گا پھر واضح ہو کہ نیکوئی سے والا خواہ عادل ہو یا فاسق ہو اس معاملہ میں اسکی خبر مقبول ہوگی اور یہی حکم سلطانی منادی کا ہو کہ اسکی خبر بھی مقبول ہوگی خواہ عادل ہو یا فاسق ہو۔ اور شیخ ابوالحسن کمرخی نے اپنی تصدیق میں فرمایا کہ نہ چاہیے کہ لشکر مسلمان سے کوئی غیر ایسے لوگوں سے جو دشمنوں کا ملکا یا لڑائی میں کریں خالی چھوڑا جاوے اور اگر کسی لشکر کے لوگ دشمن کے مقابلہ سے ضعیف ہو گئے اور اپنے خوف خدا تو اپنے اوپر دلائے مسلمانوں پر راجب ہوگا کہ گردہ اگر وہ انکی طرف جاویں اور پہلے اپنی جو سب سے قریب ہیں پھر بخوان سے قریب ہیں اسی ترتیب سے واجب ہوتا جاوے گا اور نیز واجب ہوگا کہ تیاریوں و سواری سے انکی مدد کاری کریں تاکہ جہاد ہمیشہ قائم رہے یہ محیط میں ہے۔ قال مترجم واضح رہے کہ مشرکان عرب سے سوائے اسلام کے جزیرہ قبول نہیں کیا جائیگا اور سوائے عرب کے اور ملک کے کفار سے اگر یہ اسلام نہ لاویں بلکہ جزیرہ دنیا قبول کریں تو قبول کیا جائیگا قال نے کتاب و بدشرکان سے جو اسلام نہیں لائے ہیں اور غیر عرب سے جو مسلمان نہیں ہوئے اور نہ انھوں نے جزیرہ دنیا قبول کیا ہو قتال کرنا واجب ہو اگرچہ وہ لوگ ہمہ پہل نہ کریں نیز فتح تقدیر میں ہو۔ اور ہر مرد آزاد و عاقل تندہ رستہ پر جو جہاد پر قادر ہو جہاد کرنا واجب ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور طفل پر جہاد واجب نہیں ہو اور نہ غلام پر اور نہ عورت پر اور نہ اندھے پر اور نہ بچے پر اور نہ قطع پر یہ برابر ہیں ہو۔ اور جب کسی مرد نے جہاد کے واسطے نکلتا چاہا حالانکہ اسکا باپ یا ماں زندہ موجود ہو تو یہ دونوں اسکی اجازت سے اسکو نکلتا نہ چاہیے الا نیکوئی عامہ کے وقت یعنی جب جہاد فرض میں ہو جاتا ہو اور اگر اسکے ماں و باپ دونوں ہوں اور ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے جانے کی اجازت نہ دی تو اسکو دوسرے کے حق کی وجہ سے نکلتا روا نہیں ہو پس جب ہر دو مرد و پردہ دار یا دونوں میں سے ایک نے نکلتا کر دہ رکھا تو اسکو نکلتا مبارک نہیں ہو خواہ یہ حالت ہو کہ انکے مصالح ہو جانے کا خوف ہو مثلاً دونوں تنگ دست ہوں کہ انکا نفقہ اُسی کے ذمہ ہو یا انکے مصالح ہو گیا خوف نہ ہو۔ اور یہ جو چہنہ ذکر کیا ہو اسوقت ہو کہ اسکے والدین مسلمان ہوں اور اگر اسکے والدین کافر ہوں یا دونوں میں سے ایک کافر ہو اور دونوں نے اسکے جہاد کو چاہا نہ کر دہ رکھا یا کافر نے کر دہ رکھا تو اسپر لازم ہو کہ اس میں اپنے قلب سے تحریک کر دے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱





اگر مسلمان اسکی طرف مضطرب ہوں یا میں طور کہ خبر نفیر آئی اور عورتوں کے نکلنے کی حاجت و ضرورت تھی تو قتال کے واسطے عورتوں کے نکلنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور عورتوں کو ایسی حالت میں رہا ہو کہ بدون اجازت اپنے آپ اور شوہروں کے نکلیں اور آباء و شوہروں کو ایسی حالت میں انکی مخالفت کا اختیار نہیں ہے اور اگر نکلنے سے منع کرینگے تو گنہگار ہونگے اور اسی طرح اگر مسلمان لوگ انکی مدد کی طرف مضطرب ہوں ولیکن ان عورتوں کو دور سے تیر اندازی کر کے قتال کرنا ممکن ہو تو بھی اس طرح قتال کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور غازیوں کے واسطے روٹی دھانا پکانے و پانی پلانے اور جھرو حوں کی دوا کر کے واسطے جوان عورتیں نہ جا دیں اور رہیں مجوزہ یعنی بڑھیاں عورتیں بچکان سقہ و راز ہو گیا ہو تو مضائقہ نہیں ہے کہ وہ صوف وغیرہ کے کپڑے پہن کر بے لشکر کے ساتھ نکلیں اور رضوں بچرو حوں کی مداخلت کریں اور پانی پلا دیں و روٹی کھانا پکانا وین لیکن قتال نہ کریں یعنی حکم طلال کا اور اس مرد کا جو مارا ہو یا اپنے قریب بہ بلوغ ہو اگر قتال کی طاقت رکھتا ہو تو مثل حکم بالغ کے ہو جب تک کہ نفیر نام نہ پہنچتی ہو یعنی یہ حکم عورتوں کی اجازت والہین کے نہ نکلے اور باب اسکو اجازت دیتے سے گنہگار نہ ہو گا جیسے بالغ کو اجازت دینے سے گنہگار نہیں ہوتا ہے اگرچہ جانتا ہو کہ اکثر اس میں قتل ہو جاتا ہے جو عظیمین ہے۔ اور اگر عورتوں نے جہاد کرنا چاہا حالانکہ قرض خواہ غائب ہو پس اگر عورتوں کا مال اس قدر ہو کہ جو کچھ اس پر قرضہ ہو اسکے اندک واسطے کافی ہو تو اسکے چاہا و کے لیے جائے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور کسی کو وحی کی ہے کہ اگر کچھ عارضہ موت پیش آوے تو میرے ترکہ میں سے میرا قرضہ ادا کرے اور اگر اسکے پاس وفا سے قرضہ کے لائق نہ ہو تو اولے یہ ہو کہ ٹھہر رہے ہیں تاکہ کچھ بچل اسکا قرضہ ادا کرے اور اگر باوجود اسکے بدولت اجازت قرض خواہ کے اسنے جہاد کیا تو یہ حکم وہ ہے اور اگر قرض خواہ نے اسکو جہاد کرنے کی اجازت دیدی مگر قرضہ سے بری نہ کیا تو بھی جہاد یہی ہو کہ اواسے قرضہ کے واسطے قتل کرے اور اگر ایسی حالت میں اسنے جہاد کیا تو بھی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر قرضہ سعادہ ہو اور قرضہ رابطہ بین ظاہر جانتا ہو کہ میں میعاد آنے سے پہلے داپڑا جاؤنگا تو بھی یہی حکم ہو کہ زانی الذخیر ہو اور اگر زید نے اپنے قرض خواہ کو عمر و پر اترائی کہ اسے جہاد کا قصد کیا پس اگر زید کا عمر و مثل اس قرضہ کے قرض ہو تو اسکے جہاد میں جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر زید کا عمر و مثل اسکے مال نہ ہو تو مستحب یہ ہو کہ نہ نکلے اور اگر عمر و نے زید کو جہاد میں جانے کی اجازت دی اور قرض خواہ نے نہ دی تو جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے جو حکم حوالہ تمام ہو گیا ہے۔ اور اگر اسنے قرض خواہ کے کسی پر اترائی نہیں کرائی ولیکن اسکی طرف سے بدون اسکی اجازت کے کسی شخص نے اسکے قرض خواہ کے واسطے برہن ملو رکھا ہے کہ لی کہ وہ قرضدار کو بری کرے اور اسنے قبول کیا تو اسی صورت میں قرضدار کو روای کہ جہاد کو چلا جائے اور ان عورتوں میں سے کسی سے اجازت لینے کی حاجت نہیں ہے۔ اور اگر اسکی طرف سے کسی کفیل نے اسکے حکم سے کفالت کر لی ہو اور عورتوں کی براہوت کی شرط نہیں کی تو اسکو فقہاء نہیں ہے کہ جہاد کو جاوے جب تک کہ قرض خواہ کفیل سے اجازت حاصل نہ کرے اور اگر کفالت بغیر اسکے حکم کے کر لی ہو تو اسے بھی واجب ہو کہ نقطہ طائف سے اجازت حاصل کرے اور کفیل سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے اور یہی حال کفالت بالنفس میں ہے کہ اگر کفیل نے اسکے حکم سے اسکے نفس کی کفالت کی ہو یعنی با تیلو رک کہ جب قرض خواہ اسکو طلب کرے گا تو میں اسکو حاضر کرونگا اس طرح کفالت بالنفس کر لی مگر اسکے حکم سے تو اسکو بدون اجازت کفیل کے جانے کا اختیار نہیں ہے اور اگر بدون اسکے حکم کے کفالت بالنفس کر لی ہو تو بدون اجازت لینے کفیل کے اسکے چلے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر قرضدار نفس ہو اور اسکو اواسے قرضہ کے لیے کوئی تیار نہیں ہو سوا اسکے کہ غازیوں کے

اگر عورتوں کا مال اس قدر ہو کہ جو کچھ اس پر قرضہ ہو اسکے اندک واسطے کافی ہو تو اسکے چاہا و کے لیے جائے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور کسی کو وحی کی ہے کہ اگر کچھ عارضہ موت پیش آوے تو میرے ترکہ میں سے میرا قرضہ ادا کرے اور اگر اسکے پاس وفا سے قرضہ کے لائق نہ ہو تو اولے یہ ہو کہ ٹھہر رہے ہیں تاکہ کچھ بچل اسکا قرضہ ادا کرے اور اگر باوجود اسکے بدولت اجازت قرض خواہ کے اسنے جہاد کیا تو یہ حکم وہ ہے اور اگر قرض خواہ نے اسکو جہاد کرنے کی اجازت دیدی مگر قرضہ سے بری نہ کیا تو بھی جہاد یہی ہو کہ اواسے قرضہ کے واسطے قتل کرے اور اگر ایسی حالت میں اسنے جہاد کیا تو بھی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر قرضہ سعادہ ہو اور قرضہ رابطہ بین ظاہر جانتا ہو کہ میں میعاد آنے سے پہلے داپڑا جاؤنگا تو بھی یہی حکم ہو کہ زانی الذخیر ہو اور اگر زید نے اپنے قرض خواہ کو عمر و پر اترائی کہ اسے جہاد کا قصد کیا پس اگر زید کا عمر و مثل اس قرضہ کے قرض ہو تو اسکے جہاد میں جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر زید کا عمر و مثل اسکے مال نہ ہو تو مستحب یہ ہو کہ نہ نکلے اور اگر عمر و نے زید کو جہاد میں جانے کی اجازت دی اور قرض خواہ نے نہ دی تو جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے جو حکم حوالہ تمام ہو گیا ہے۔ اور اگر اسنے قرض خواہ کے کسی پر اترائی نہیں کرائی ولیکن اسکی طرف سے بدون اسکی اجازت کے کسی شخص نے اسکے قرض خواہ کے واسطے برہن ملو رکھا ہے کہ لی کہ وہ قرضدار کو بری کرے اور اسنے قبول کیا تو اسی صورت میں قرضدار کو روای کہ جہاد کو چلا جائے اور ان عورتوں میں سے کسی سے اجازت لینے کی حاجت نہیں ہے۔ اور اگر اسکی طرف سے کسی کفیل نے اسکے حکم سے کفالت کر لی ہو اور عورتوں کی براہوت کی شرط نہیں کی تو اسکو فقہاء نہیں ہے کہ جہاد کو جاوے جب تک کہ قرض خواہ کفیل سے اجازت حاصل نہ کرے اور اگر کفالت بغیر اسکے حکم کے کر لی ہو تو اسے بھی واجب ہو کہ نقطہ طائف سے اجازت حاصل کرے اور کفیل سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے اور یہی حال کفالت بالنفس میں ہے کہ اگر کفیل نے اسکے حکم سے اسکے نفس کی کفالت کی ہو یعنی با تیلو رک کہ جب قرض خواہ اسکو طلب کرے گا تو میں اسکو حاضر کرونگا اس طرح کفالت بالنفس کر لی مگر اسکے حکم سے تو اسکو بدون اجازت کفیل کے اسکے چلے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر قرضدار نفس ہو اور اسکو اواسے قرضہ کے لیے کوئی تیار نہیں ہو سوا اسکے کہ غازیوں کے



اگر صاحبان مال نے خود اپنی خوشی خاطر سے جعل وینا چاہا تو یہ مکروہ نہیں ہو بلکہ یہ طریقہ بہتر و مرغوب نہیں ہے خواہ  
بیت المال میں مال ہو یا نہ ہو اور اگر مسلمانوں کو قوت قتال حاصل نہ ہو یا بین طور کر بیت المال میں مال نہ ہو تو مضائقہ  
نہیں ہے کہ امام مسلمین بالداروں پر اس قدر مال دینے کا جو جہاد کے واسطے چاہئے والوں کے لئے کافى ہو حکم کرے پھر  
جو شخص اپنی جان و مال سے جہاد کرنے پر قار ہو اس پر اپنی جان و مال سے جہاد کرنا واجب ہو۔ اور جو شخص اپنی ذات  
سے جانے سے عاجز ہو اور اسکے پاس مال ہو تو اس پر واجب ہو کہ اپنے مال سے بکائے اپنے کسی دوسرے کو جہاد کے  
واسطے روانہ کرے پس ان دونوں میں سے ایک اپنی جان سے اور دوسرا اپنے مال سے جہاد کرنے والا ہو جائیگا  
اور جو شخص اپنی ذات سے جانے پر قار ہو ولیکن اسکے پاس مال نہیں ہو پس اگر بیت المال میں مال نہ ہو تو امام کو  
اسکو بھرا کر کفایت کے بیت المال سے دیدیگا اور جب امام نے اسکو بیت المال سے قمار کفایت دیدیا تو پھر اسکو  
روا نہیں ہے کہ کسی دوسرے سے کچھ جعل لے۔ اور اگر بیت المال میں مال نہ ہو یا ہو مگر امام نے اسکو تھپائی یا تو اسکو  
روا ہے کہ دوسرے سے جعل لے بیکر جہاد کو چاہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر زیادہ عمر و جعل دیا کہ میری طرف سے جہاد کرے  
پس اگر زیادہ سے زیادہ دینے کے وقت یہ لفظ لکھا ہو کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کرے تو جو کو یہ اختیار دینے والا ہوگا اسکو  
جہاد کے اور بجائے اس مال کو صرف کرے حتیٰ کہ اسکو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اس سے اپنا ذاتی قرضہ ادا کرے جہاد کو چاہے  
اور اپنے مال بچوں کا نفقہ آئین سے چھوڑ جائے اور اگر زیادہ سے اس سے یوں کہا ہو کہ یہ پیشہ ہے واسطے ہو تو اس سے  
جہاد کرے تو عمر و کو روک دے گا کہ اس مال کو غیر جہاد میں بھی صرف کرے جیسے اسکو جہاد میں صرف کر سکتا ہے یہ حکم شیخ الاسلام  
نے شرح سیر کبیر میں اور مسند لائے شریعیہ میں ذکر فرمایا ہے اور شیخ الاسلام نے شرح سیر کبیر میں ذکر فرمایا  
کہ عمر و کو دونوں صورتوں میں اختیار ہے کہ اس مال میں سے کچھ اپنے مال بچوں کے نفقہ کے واسطے چھوڑ جائے  
اس واسطے کہ اسکا جہاد کو جانا بدوون اسکے بن نہیں پڑے گا پھر یہ بھی مافی جہاد کے اعمال میں سے ہے اگر زیادہ عمر و کو اپنی  
طرف سے جہاد کے واسطے جعل دیا پھر عمر و کو از قسم مرض وغیرہ کوئی ایسا عذر پیش آیا جس سے وہ خود نہ جاسکا اور اسنے جہاد  
کے بجائے اپنے کسی دوسرے کو بقدر مال لیا ہو اس سے کہ ویکر جہاد کرنے کے لئے روانہ کرے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ یوں  
جو کچھ مال بچا لیا ہو اسکی نسبت اگر اسکی یہ مراد ہو کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے نہیں چاہے رکھنا یوں بلکہ بیت المال میں  
داخل کر دینا تو بچا لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر اسکی مراد یہ ہو کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے بچا یوں تو دیکھا جاتا  
کہ اگر زیادہ سے جعل دینے کے وقت عمر و سے یوں کہا تھا کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کرے تو عمر و کو یہ اختیار نہ ہوگا  
کہ بچے ہوئے مال کو اپنی ذات کے واسطے رکھے اور اگر یوں کہا ہو کہ یہ مال تیرا ہے تو اس سے جہاد کرے تو عمر و کو اختیار  
ہوگا کہ بچے ہوئے کو اپنی ذات کے واسطے رکھے اور یہ ظاہر ہو گیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اس صورت میں تو اسنے واسطے  
یہ جائز ہو کہ سب مال اپنی ذات کے واسطے رکھے جہاد نہ کرے اور اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کے واسطے کسی قدر  
جعل کی شرط کی بانی طور کہ کسی کا قرضہ کو قتل کرے پس اسے قتل کر دیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور امام محمد رحمہ اللہ فرمایا  
کہ شرط کر دینے واسطے کو لازم ہو کہ اسنے جو شرط کر دی ہو یعنی دینے مال کی وہ پوری کرے ولیکن حکم فقہائین اس پر  
کرنے کے واسطے جہاد نہ کیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو کتاب میں مذکور ہے یہ خاصہ امام محمد کا قول ہے اور امام  
وامام ابو یوسف ج کے نزدیک یہ شرط جائز نہیں ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ بالاجماع جائز ہے یہ محض میں ہے اور اگر

اگر صاحبان مال نے خود اپنی خوشی خاطر سے جعل وینا چاہا تو یہ مکروہ نہیں ہے خواہ بیت المال میں مال ہو یا نہ ہو اور اگر مسلمانوں کو قوت قتال حاصل نہ ہو یا بین طور کر بیت المال میں مال نہ ہو تو مضائقہ نہیں ہے کہ امام مسلمین بالداروں پر اس قدر مال دینے کا جو جہاد کے واسطے چاہئے والوں کے لئے کافى ہو حکم کرے پھر جو شخص اپنی جان و مال سے جہاد کرنے پر قار ہو اس پر اپنی جان و مال سے جہاد کرنا واجب ہو۔ اور جو شخص اپنی ذات سے جانے سے عاجز ہو اور اسکے پاس مال ہو تو اس پر واجب ہو کہ اپنے مال سے بکائے اپنے کسی دوسرے کو جہاد کے واسطے روانہ کرے پس ان دونوں میں سے ایک اپنی جان سے اور دوسرا اپنے مال سے جہاد کرنے والا ہو جائیگا اور جو شخص اپنی ذات سے جانے پر قار ہو ولیکن اسکے پاس مال نہیں ہو پس اگر بیت المال میں مال نہ ہو تو امام کو اسکو بھرا کر کفایت کے بیت المال سے دیدیگا اور جب امام نے اسکو بیت المال سے قمار کفایت دیدیا تو پھر اسکو روا نہیں ہے کہ کسی دوسرے سے کچھ جعل لے۔ اور اگر بیت المال میں مال نہ ہو یا ہو مگر امام نے اسکو تھپائی یا تو اسکو روا ہے کہ دوسرے سے جعل لے بیکر جہاد کو چاہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر زیادہ عمر و جعل دیا کہ میری طرف سے جہاد کرے پس اگر زیادہ سے زیادہ دینے کے وقت یہ لفظ لکھا ہو کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کرے تو جو کو یہ اختیار دینے والا ہوگا اسکو جہاد کے اور بجائے اس مال کو صرف کرے حتیٰ کہ اسکو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اس سے اپنا ذاتی قرضہ ادا کرے جہاد کو چاہے اور اپنے مال بچوں کا نفقہ آئین سے چھوڑ جائے اور اگر زیادہ سے اس سے یوں کہا ہو کہ یہ پیشہ ہے واسطے ہو تو اس سے جہاد کرے تو عمر و کو روک دے گا کہ اس مال کو غیر جہاد میں بھی صرف کرے جیسے اسکو جہاد میں صرف کر سکتا ہے یہ حکم شیخ الاسلام نے شرح سیر کبیر میں اور مسند لائے شریعیہ میں ذکر فرمایا ہے اور شیخ الاسلام نے شرح سیر کبیر میں ذکر فرمایا کہ عمر و کو دونوں صورتوں میں اختیار ہے کہ اس مال میں سے کچھ اپنے مال بچوں کے نفقہ کے واسطے چھوڑ جائے اس واسطے کہ اسکا جہاد کو جانا بدوون اسکے بن نہیں پڑے گا پھر یہ بھی مافی جہاد کے اعمال میں سے ہے اگر زیادہ عمر و کو اپنی طرف سے جہاد کے واسطے جعل دیا پھر عمر و کو از قسم مرض وغیرہ کوئی ایسا عذر پیش آیا جس سے وہ خود نہ جاسکا اور اسنے جہاد کے بجائے اپنے کسی دوسرے کو بقدر مال لیا ہو اس سے کہ ویکر جہاد کرنے کے لئے روانہ کرے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ یوں جو کچھ مال بچا لیا ہو اسکی نسبت اگر اسکی یہ مراد ہو کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے نہیں چاہے رکھنا یوں بلکہ بیت المال میں داخل کر دینا تو بچا لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر اسکی مراد یہ ہو کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے بچا یوں تو دیکھا جاتا کہ اگر زیادہ سے جعل دینے کے وقت عمر و سے یوں کہا تھا کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کرے تو عمر و کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بچے ہوئے مال کو اپنی ذات کے واسطے رکھے اور اگر یوں کہا ہو کہ یہ مال تیرا ہے تو اس سے جہاد کرے تو عمر و کو اختیار ہوگا کہ بچے ہوئے کو اپنی ذات کے واسطے رکھے اور یہ ظاہر ہو گیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اس صورت میں تو اسنے واسطے یہ جائز ہو کہ سب مال اپنی ذات کے واسطے رکھے جہاد نہ کرے اور اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کے واسطے کسی قدر جعل کی شرط کی بانی طور کہ کسی کا قرضہ کو قتل کرے پس اسے قتل کر دیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور امام محمد رحمہ اللہ فرمایا کہ شرط کر دینے واسطے کو لازم ہو کہ اسنے جو شرط کر دی ہو یعنی دینے مال کی وہ پوری کرے ولیکن حکم فقہائین اس پر کرنے کے واسطے جہاد نہ کیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو کتاب میں مذکور ہے یہ خاصہ امام محمد کا قول ہے اور امام ابو یوسف ج کے نزدیک یہ شرط جائز نہیں ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ بالاجماع جائز ہے یہ محض میں ہے اور اگر







امام محمد بن نے فرمایا کہ صاف حق نہیں ہے کہ امام المسلمین ایک ہو کر یا دو کو یا تین کو سر پر بنا کر روئے کرے بشرطیکہ اگر ایسا ہو  
یا تین انکی طاقت رکھتا ہو یہ وغیرہ میں ہو۔ اور جماع کے قوانین سے رابطہ ہو اپنے اپنے مقام پر یا قاصد کرنا جہان میں جو قوم کو  
کھڑا ہو بدین غرض کہ اگر وہ ناگاہ ہجوم کرے تو اسکو دفع کرے اور اس میں اختلاف ہو کہ وہ کون ہو کہ جو اسو اسے کہ یہ جو  
مختلف نہیں ہوتا ہو اور مختار ہو یہ وہ کسی جگہ ہو کہ اسکے دے اسلام ہوا اور میں میں اسی قول پر جزم کیا ہے یہ بجز الراقین میں ہے۔  
دوسرا باب قتال کی کیفیت کے بیان میں جب امام المسلمین دار الحرب میں جاسے گا تو وہ کہہ گا کہ اسکو چاہیے  
کہ لشکر کا سامنا نہ کرے تاکہ انکی تعداد اور سواروں اور پیادوں کو معلوم کرے پس اس کے نام لکھو گے یہ شیخ طحاوی نے فرمایا  
اور جب سلطان لوگ دار الحرب میں داخل ہو کر کسی شہر یا قلعہ کا محاصرہ کریں تو پہلے انکو اسلام کی طرف بلا دین پس اگر  
وہ قبول کریں یعنی اسلام لا دین تو ان کے ساتھ قتال سے باز رہیں اور اگر انکار کریں تو انکو ادا سے جزیرہ کی طرف  
بلا دین پھر کہیں کہ تم لوگ اپنے دین پر رہو مگر بہت ہو کہ جزیرہ دیا کر دینا اسے اہل الدار یہ پس اگر قبول کریں تو جو چیز ہمارے  
واسطے ہو وہ ان کے واسطے اور جو ہمیں ہر شے وہ اپنے بھی ہر شے کا اسے انکے دلیکن جزیرہ کے واسطے دینا انھیں سنتی ہیں  
یہ جسے جزیرہ قبول کیا جاسکتا ہو اور جسے جزیرہ نہ قبول کیا جائیگا انکو جزیرہ دینے کی طرف نہ بلا دین یہ مسلمین میں ہے۔  
واضح ہو کہ کفار چند صنف کے ہیں۔ ایک صنف یہ ہے کہ اسے جزیرہ لینا نہیں جائز ہو اور نہ انکو ذمی بنا ا جائز ہو  
اور وہ عرب کے ایسے مشرک ہیں جو کسی کتاب اسمانی کے قائل نہیں ہیں پس جب یہ اسلام اپنے غالب ہوں تو  
ان کے مرویا تو اسلام لا دین ورنہ قتل کر دیے جائیں اور انکی عورتیں و بچے سب فی ہون گے اور دوسری صنف وہ  
کہ بالا جماع اسے جزیرہ لینا جائز ہو اور وہ یہود و نصاریٰ ہیں خواہ عرب کے ہوں یا کہیں اور کے ہوں اسی طرح  
مجوس سے بھی بالا جماع جزیرہ لینا جائز ہو خواہ عرب کے ہوں یا کہیں اور کے ہوں۔ اور تیسری صنف وہ مشرکین  
ہیں کہ اسے جزیرہ لینے کے جواز میں اختلاف ہو اور وہ سوائے عرب اور سوائے اہل کتاب اور سوائے مجوس کے قوم  
مشرک ہیں پس ہمارے نزدیک اسے جزیرہ لینا روا ہو یہ جھٹپٹ میں ہو۔ اور جب کو دعوت اسلام ملین ہو پناہی کی ہو اس  
قتال کرنا نہیں جائز ہو الا بعد اسکے کہ اسکو اسلام کی دعوت کرے کہ انی الہدایہ اور اگر اسے بغیر دعوت اسلام کے  
قتال کیا تو سب گناہگار ہونگے و لیکن جو کچھ کافروں نے انکی جان مال تلف کیے ہیں ان کے ضامن ہونگے جیسے انکی  
عورتوں و بچوں کے تلف کرنے میں ضامن نہیں ہوتے ہیں یہ مبسوط میں ہے اور جس کو دعوت اسلام ہو چکی ہو انکو  
بغرض مبالغہ افزا کے دعوت اسلام کر دینا مستحب ہو لیکن واجب نہیں ہو یہ ہدایت میں ہو۔ اور واضح ہو کہ تاکید کے واسطے دوبارہ  
دعوت اسلام کرنا و بشرطوں سے مستحب ہو ایک یہ کہ پہلے دوبارہ دعوت اسلام ہو چکے ہیں مسلمانوں کے حق میں ضرر نہ ہو  
اگر تقدیم دعوت اسلام میں مسلمانوں کے حق میں ضرر ہو مثلاً معلوم ہو کہ اگر تقدیم دعوت کی جائیگی تو وہ قتال کے واسطے  
سامان تیار کر کے مستعد ہو رہے ہوں یا کوئی حیلہ برپا کر لینگے یا اپنے قاصدوں کی دستری مضبوط کر لینگے تو تقدیم دعوت اسلام  
دوبارہ مستحب نہیں ہو اور دوسری شرط یہ کہ اس دعوت سے طبع و امید ہو کہ شاید وہ لوگ قبول کریں اور اگر انکو اس  
نا امید ہو تو دوبارہ دعوت میں بیکار مشغول نہ ہوں یہ جھٹپٹ میں ہو۔ اور صاف حق نہیں ہے کہ رات یا دن کا ہون  
پہر ایک یا رگی تاحث کریں بدین دعوت اسلام کے اور یہ ایسی زمین کے واسطے کہ انکو دعوت اسلام کا بوجھ نہ ہو یہ جھٹپٹ میں  
ہیں یہ پس جب کافر دین نے اسلام اور اسے جزیرہ سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ غرور صل سے مدد و استعانت کی دعا کرے

کافرون سے جہاد و قتال کہیں کذا نے الا اختیار شرح المختار اور روا ہو کہ انکے قلعوں کے نیچے تحقیق نصب کون اور انکو جلا دین اور اپنی پانی سے سیل ببا دین اور انکے درخت کاٹ دالین اور انکی کھیتی خراب کر دین یہ ہدایہ میں ہے اور مضائقہ نہیں ہو کہ انکے قلعہ خراب کر کے خاک میں لا دین اور پانی میں اسکو غرق کر دین اور عمارتیں ڈھا دین اور شیخ حسن بن زیاد کہتے تھے کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب یہ معلوم ہو کہ اس قلعہ میں کوئی مسلمان قیدی نہیں ہو اور جب یہ بات معلوم ہو تو جلا دین وغرق کرنا روا نہیں ہو لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اس امر سے انکو منع کیا تو مشرکین کے ساتھ انکو قتال کرنا وغالب ہونا متقدر ہو جائیگا اور قلعے تو بہت کم کسی قیدی سے نکالی ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ اس جلا دین وغرق کرنے میں کافرون کا قصد کریں گے یہ سب واطمین ہو اور مشرکوں کو تیر مارنے میں یہ مضائقہ نہیں ہو اگر چہ ان میں مسلمان قیدی یا مسلمان تاجر ہوں اور اگر انھوں نے مسلمانوں کے بچے یا قیدیوں کو ڈو حال بنایا تو انکو تیر مارنے سے اہل اسلام باز نہ رہیں مگر تیر سے کفاروں کے قتل کا قصد نہیں ہو اسطرح لڑائی میں جو مسلمان قیدی یا تاجر یا مسلمان تلف ہوا اسکی وصیت ان حجاج ہوں پر نہ ہوگی اور نہ اپنے کفارہ قتل لازم آئیگا اور جب لشکر بہت بڑا ہو جسپر یہ خودنی دامن کے ساتھ اطمینان ہو تو اس کے ساتھ عورتوں اور قرآن مجید لچانے میں مضائقہ نہیں ہو اور سر یعنی چھوٹے لشکر کے ساتھ سپر اطمینان نہ کر نہیں ہوا انکے ساتھ عورتوں و مصاحف کا لچانا مکروہ ہو۔ اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب میں گیا تو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ اپنے ساتھ قرآن مجید لچا دے بشرطیکہ یہ قوم کفار ایسی ہوں کہ اپنا عہد وفا کرتے ہوں یہ ہدایہ میں ہے۔ اور جب لشکر بڑا ہو تو خدمت کے واسطے بوشی عورتوں کو ساتھ لچانے میں مضائقہ نہیں ہو اور جو ان عورتوں کا اسپینہ مگر میں رہنا اسلم ہو اور اولی یہ ہو کہ جو یہ قلعہ عورتیں بالکل نہ جا دین اور اگر بغرض جاسق عورتوں کا لچانا حاضر وری ہو تو بامانیوں کو نیچا دین نہ آزادوں کو تیر میں تیر ایک قوم پرہیزگار لوگوں کی جہاد کے واسطے جانا چاہتی ہو اور اگر انکے ساتھ فاسقوں کی ایک قوم بھی جہاد کو جاتی ہو جنکے ساتھ فرامیر ہیں پس اگر پرہیزگاروں سے چمکن ہو کہ بدوں ان فاسقوں کے چلے جاہن لینے جہاد میں ہفتہ کافی ہوں تو ان فاسقوں کے ساتھ نہ جا دین اور اگر بدوں ان فاسقوں کے جانا ممکن نہ ہو تو انکے ساتھ جا دین یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور مسلمانوں کو چاہیے کہ عذر نہ کریں اور غلو یعنی خیانت نہ کریں اور شلہ کریں کذا فی الہدایہ اور عورتوں کو قتل نہ کریں اور نہ بچوں کو اور نہ مجنون کو اور نہ شیخ فانی کو اور نہ اندھے کو اور نہ بچے کو الا اس صورت میں کہ ان میں سے کسی کو تباہ جنگ میں مداخلت ہو یا عورت ملکہ ہو یعنی انکی بادشاہ ہو تو اسکو قتل کر دین اور اسی طرح اگر انکا بادشاہ کوئی طفل صغیر ہو اور اسکو میدان حرب میں اپنے ساتھ لائے ہوں اور اسکے قتل کرنے میں انکی جماعت پریشان ہوئی جاتی ہو تو اسکے قتل کرنے میں مضائقہ نہیں ہو یہ جو ہر ذریعہ میں ہے۔ اور اگر عورت مال والی ہو کہ لوگوں کو لڑائی پر اپنے مال سے برا لگنے لگتی ہو تو وہ قتل کر دیا جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اسی طرح ان لوگوں میں سے جو ملکہ لگتا ہو وہ بھی قتل کیا جاوے مگر اتنی بات ہو کہ طفل و مجنون اسی وقت تک قتل کیے جا سکتے ہیں جب تک لڑائی کر رہے ہیں اور ان دونوں کے سواے باقیوں کے قید کیے جانے کے بعد بھی قتل کر دینے میں مضائقہ نہیں ہو اور اگر مجنون بھی اچھا ہو جانا ہوا کسی پھر مجنون ہو جانا ہو تو وہ افاقہ کی حالت میں مثل صحیح کے چر کذا فی الہدایہ اور جسکا ایک ہاتھ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے دوسرا پاؤں لگا ہوا یا جسکا خاصہ دھنسا ہوا ہو وہ قتل نہ کیا جائیگا بشرطیکہ ایسے لوگ اپنے مال

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰







کہا کہ میں نے اپنی نماز پڑھی ہے تو یہ اسلام نہ ہو گا یہاں تک کہ کہیں کہ اسنے ہماری کسی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ اذان دیتا اور اقامت کرتا تھا تو مسلمان ہو گا خواہ اذان سفر میں ہو یا حضر میں اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم نے اسکو سنا کہ مسجد میں اذان دیتا تھا تو یہ کچھ نہیں ہے جب تک کہ نہ کہیں کہ یہ موزن پر چنچا جب کھولنے سے یہ کہا کہ یہ موزن ہو تو وہ مسلمان ہو گا اس واسطے کہ جب کھولنے سے اسکو موزن کہا تو یہ حادثہ ہو گا پس وہ مسلمان ہو گا یہ نرازیہ سے بحر الیقین میں مقول ہو۔ اور اگر اسنے روزہ رکھا یا حج کیا یا زکوٰۃ ادا کی تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے موافق اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر اسنے رشید نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر اسنے اس طور پر حج کیا جیسے مسلمان کرتے ہیں یا بن طور کہ لوگوں نے اسکو دیکھا کہ اسنے احرام کے واسطے تسمیہ کیا اور تلبیہ کہا اور مسلمانوں کے ساتھ مناسک حج میں حاضر رہا تو مسلمان ہو گا اور اگر وہ مناسک میں حاضر نہ ہوا یا مناسک میں حاضر ہوا مگر حج نہ کیا تو مسلمان نہ ہو گا۔ اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ میں نے اسکو دیکھا کہ پڑھی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور دوسرے گواہ نے کہا کہ میں نے اسکو دیکھا کہ فلاں مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو دونوں کی گواہی قبول کی جائیگی اور وہ اسلام کے واسطے مجبور کیا جائیگا کہ زانی فتاویٰ قاضی خاں دیکھیں وہ قتل نہ کیا جائیگا یہ غلطی میں ہو۔ اور بن زیاد سے مروی ہے کہ اگر کسی نے ذی سے کہا کہ اسلام لا لیں اسنے کہا کہ میں اسلام لا یا تو اسلام نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ امام محمد نے سیر کبیر میں فرمایا کہ اگر مسلمان نے کسی مشرک پر حملہ کیا تاکہ اسکو قتل کر دے پس جب اسکو تھک یا دھوکہ دینا تو اسنے کہا کہ اللہ ان لا الہ الا اللہ پراگر کافر ایسی قوم میں سے ہو کہ وہ لوگ اس کلمہ کو نہیں کہتے ہیں تو مسلمان پر واجب ہو کہ اس سے باز رہے اور اگر اسکو پکڑ کر لیا جائے پس اسے پاس لایا تو وہ آزاد مسلمان ہو بشرطیکہ اسنے یہ کلمہ تو حید قیل ہو مسلمان کہ اسکو مقبور کرنے کے کہا ہو اور اگر مسلمان نے اسکو مقبور کر لیا پھر اسنے یہ کلمہ کہا تو وہ ذی ہو گا لیکن قتل نہ کیا جائیگا پراگر اسنے کہا کہ میں نے فرما تھا اس سے اسلام کی نیت نہیں کی تھی بلکہ یہودیت میں داخل ہونے کی نیت کی تھی یا میں نے چاہا تھا کہ مجھے پناہ ملے تاکہ تو مجھے قتل نہ کرے تو اسنے قول بر التفات نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جب اسنے لا الہ الا اللہ کہا اور مسلمان نے اسے قتل سے ہاتھ روک لیا پس وہ بھاگ گیا اور مشرکوں میں جا ملا پھر لپٹا ہوا آیا پھر اسپر مسلمان نے حملہ کیا پھر جب اسکو تھک جا دیا یا تو اسنے کہا کہ لا الہ الا اللہ پس اگر اسکا گروہ وہاں وہ پناہ میں جاسکتا ہو تو اسے قتل کر ڈالنے میں مضائقہ نہیں ہے اور اگر اسکا گروہ پریشان متفرق ہو گیا ہو تو مسلمان کو اسکا قتل کر دینا روا نہیں ہے لیکن اسکو تاویب کرے اس فعل پر جو اس سے صادر ہوا ہو۔ اور اگر یہ مشرک ایسے لوگوں میں سے ہو جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے مرتکز نہیں ہیں اور باقی سنہ بجا رہے ہو تو اسے قتل کر لینے میں مضائقہ نہیں ہے اگرچہ اسنے یہ کلمہ کہا ہو۔ اور اگر اسنے لوں کہا کہ اللہ ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبده ورسوله تو مسلمان پر واجب ہو کہ اسے قتل سے ہاتھ روک لے اور جب کوئی کافر اسلام پر مجبور کیا گیا اور وہ اسلام لایا تو اسکا اسکا اسلام صحیح ہو گا اور بنو ادین ستمین نہ کہو رہے کہ جو شخص نشہ میں اسلام لایا تو اسکا اسلام قبول کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ہمت پرست نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو وہ مسلمان ہو گا اور اسی طرح اگر کہا کہ میں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں یا میں حنیفیہ پر ہوں یا اسلام پر ہوں تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور اگر وہ مر گیا تو سیر نماز پڑھی جائیگی۔ اور اگر کسی کافر نے دوسرے کافر کو اسلام تلقین کیا تو وہ مسلمان نہ ہوا اور اسی طرح اگر اسکو قرآن سکھایا یا قرآن پڑھایا تو وہ مسلمان نہ ہوا یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

مسلم  
پیش  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰







چنان اہل حرب سب میں جہاں کیا جفت ہے مصالحوہ نہیں ہوا اور وہاں کسی ایسے شخص کو گرفتار کیا جو ایسے ملک کا رہنے والا  
 ہو جسے ہم مصالحوہ نہ کر رہے ہوں اس ملک کے کافروں کے پنجہ میں جنہیں مسلمانوں نے جہاں کیا ہو اسیر تھا تو اس صورت  
 میں وہ ہماری لوث کا مال ہو گا یہ سراج و ہاج میں ہو و واضح ہو کہ قومی اسکو کہتے ہیں کہ اسے عہد کیا کہ ہم مسلمانوں  
 سے مقابلہ نہ کریں گے جزیہ ادا کریں گے اور اپنے دین پر مسلمانوں کے تابع ہو کر رہیں گے قال فی الکتاب و اگر زمینوں نے  
 اپنا عہد توڑا تو وہ مثل ان مشرکوں کے ہیں جنہوں نے اپنی صلح کا عہد توڑا اور انکا مال لے لینا جائز ہے اس واسطے  
 کہ جزیہ کے ساتھ انکا باقی رکھنا روا ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور جو لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے اور انھوں نے  
 غلبہ کیا اور جس ملک میں رہتے ہیں وہ دار الحرب ہو گیا تو خوف کی حالت میں ان سے بلکا مال لے صلح کر لینا روا ہے بشرطیکہ  
 اس میں مسلمانوں کے حق میں بہتری ہو اور اگر کوئی مال لیکر صلح کی وجہ اپنے خیمہ میں ہوں یہ مال انکو واپس نہ دیا جاوے  
 اس واسطے کہ یہ مال مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہے بخلاف باغیوں کے لینے وہ کروہ مسلمان جو امام برحق کی اطاعت سے  
 سرکشی کر کے باغی ہو جاوے تو جب لڑائی ختم ہو جاوے اور باغی لوگ تاج ہوں تو انکا مال جو ہتھ آیا ہو وہ ان لوگوں  
 کو واپس کر دینا واجب ہے اس واسطے کہ وہ مال غنیمت نہ ہو گا بلکہ لڑائی ختم ہونے کے انکا مال انکو واپس نہ کرے گا اس واسطے  
 کہ اس میں ان کے حق میں اعانت ہو یہ نہ الفائق فتح القدیر میں ہے۔ اور عرب کے عہد پر مسلمانوں کو مثل مرتدوں کے لینا مکرم ہے  
 میں اس واسطے کہ عرب کے بہت پرستوں سے مثل مرتدوں کے سوا ہے اسلام کے اور کچھ قبول نہ کیا جائیگا پس وہ اسلام لادین  
 یا تلوار حکم ہو اور سردار لشکر اسلام کو یا اور کوئی قائد ہو اسکو یہ مکرم ہے کہ وہ اہل حرب کا ہلہ قبول کرے کہ غرض اس میں  
 واسطے کہ بلکہ یوں کر ناجائز ہے کہ اسکو مسلمانوں کے واسطے مال غنیمت قرار دے۔ اور اہل حرب کے ہاتھ سے یا یرون  
 و کراع کافروں سے نہ کر وہ ہو خواہ اسے صلح ہو گئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور نیز ان کے پاس یہ سامان بھیجا بھی کر وہ ہو اور اس طرح  
 لوہا وغیرہ جو چیز اصل آلات حرب ہوں ان کے بیان بھیجا یا ان کے ہاتھ فروخت نہ کر وہ ہو اور زمینوں کے بیان ان چیزوں کا  
 بھیجا نہ کر وہ نہیں ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر حولی ایک تلوار لایا اور بجائے اسکے کہاں یا نیزہ یا دھنکال  
 خریدی تو دارالاسلام سے باہر نہ لی جانے یا دے یہ مبسوط میں ہے اور اگر اسکو زمین کے عوض فروخت کرے کہ پھر دوسری  
 خریدی تو مطلقاً منع کیا جائیگا یہ زمین میں ہو۔ اور اگر اہل حرب کے کسی بادشاہ نے درخواست کی کہ میں تمہارا زنی ہوتا ہوں  
 یا زمین شرط کر جزیہ ادا کرونگا اور اپنی مملکت میں صلح چاہوں گا قتل و ظلم وغیرہ سے حکم کرونگا تو اسلام میں یہ امر روا  
 نہیں ہے اور اسکی درخواست قبول نہ کیجاوے گی۔ اور اگر کوئی قطع زمین اسکا جو زمین اسکے اہل مملکت سے ایک قوم  
 ساکن ہو جو اسکے غلام ہوں کہ جسکو ان میں سے چاہتا ہو فروخت کر تا ہو پھر اسے مسلمانوں سے قومی ہو کہ صلح کر لی تو پھر  
 صلح کے بھی وہ لوگ اسے غلام ہونے جیسے پہلے تھے کہ جسکو چاہت فروخت کر دے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر انہر اسکا  
 دشمن غالب آیا پھر مسلمانوں نے اپنے ذمی ہونے کی وجہ سے اس دشمن کو زیر کر کے ان غلاموں کو اس سے چھین لیا تو قبول  
 تقسیم غنیمت کے یہ سب مملوک اس ذمی بادشاہ کو غنیمت واپس دیے جائیں گے اور اگر تقسیم غنیمت ہو چکی ہو تو پھر تقسیم  
 واپس دیے جائیں گے جیسے دیگر اموال اہل ذمہ کا حکم ہو اور علی ہذا اگر بادشاہ مذکور مسلمان ہو گیا اور جو لوگ اسکی مملوک  
 زمین میں اسکے غلام ہیں وہ بھی مسلمان ہو گئے یا اسکی زمین واسطے مسلمان ہوئے اور بادشاہ مسلمان نہ ہوا تو یہ لوگ  
 جو اسکی زمین میں ہیں ان اسکے غلام ہونگے۔ جیسے پہلے تھے یہ مبسوط میں ہے فیصل امان کے بیان میں۔ اگر کسی مذکور مسلمان

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

آزاد ہونے یا عورت مسلمہ آزادہ نے کسی کافر یا ایک جماعت کفار کو یا اہل قلعہ کو یا ایک شہر و انون کو امان دی تو اسکا  
ان لوگوں کو امان دینا صحیح ہو اور مسلمانوں میں سے کسی کو روانہ ہو گا کہ پھر ان لوگوں سے قتال کرے لیکن اگر اسکا  
اسطرح امان دینا خلاف مصلحت ہو کہ اس میں مفسدہ نظر آوے تو امام المسلمین انکی امان توڑنے سے انکو اطلاع دیدیگا  
جیسے کہ اگر خود امام نے امان دی پھر مصلحت اس امان کے توڑ دینے میں ظاہر ہوئی تو انکو امان توڑ دینے کی اطلاع دیدیگا  
اور اگر امام نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لشکر اسلام میں سے کسی آدمی نے انکو امان دیدی حالانکہ اس میں خرابی ہو تو امام  
ان لوگوں کو امان توڑ دینے سے مطلع کردیگا اور اس شخص کو جس نے امان دیدی تھی تا دیوب کرے گا یہ ہمارے نہیں ہے۔ اور فری کا  
امان دینا باطل ہے لیکن اگر امام نے فری کو حکم کیا کہ ان حربوں کو امان دیدے پس اس نے دیدی تو پھر یہ نہیں ہے۔ اور  
اور رکاب کا امان دینا روا ہے اور جو مسلمان کہ اہل حرب کے ملک میں تاجر ہو یا جو مسلمان کہ اسے ہاتھ میں مقید ہو اسکا  
امان دینا روا نہیں ہے اور جو شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا ہو اور وہاں موجود ہو اور اس نے اہل حرب کو امان دیدی  
تو اسکی امان روا نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر غلام نے امان دی پس اگر وہ جہاد و قتال کرے میں اپنے  
مومن کی طرف سے اجازت یافتہ ہو تو بلا خلاف اس غلام کا امان دینا روا ہے اور اگر وہ قتال سے منع ہو تو امام عظم رحم  
کے نزدیک اسکا امان دینا نہیں صحیح ہے اور امام محمد رحم کے نزدیک صحیح ہے اور امام ابو یوسف رحم کا قول اس مسئلہ میں غلط  
ہے۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ غلام جو رکی امان میں یہ اختلاف نہ ہو کہ اس صورت میں ہو کہ یہ جہاد و بدو ن فیہ عام  
ہو بخیر کے واقع ہوا ہو اور اگر جہاد کے واسطے فیہ عام ہو بخیر کے ہر فرد بشر پر جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہو  
تو ایسی صورت میں اس غلام کی امان بلا خلاف صحیح ہوگی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہر صورت میں اختلاف  
ہو بخیر میں ہو اور باندی کے امان دینے میں بھی وہی تفصیل ہو جو غلام میں مذکور ہوئی یعنی اگر باندی اپنے مولیٰ کی  
اجازت سے قتال کرتی ہو تو اسکا امان دینا صحیح ہو اور اگر وہ قتال نہ کرتی ہو تو امام عظم رحم کے نزدیک اسکی امان نہیں  
صحیح ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی طفل نے امان دی حالانکہ غیر قائل ہے یعنی اسکے نفع و ضرر کو نہیں سمجھتا ہو تو اسکی  
امان نہیں صحیح ہے جسے مجنون کا حکم ہو اور اگر وہ اسلام کو سمجھتا ہو اور وصفت اسلام بیان کرتا ہو یعنی اسلام کو کہتے  
ہیں پس وہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتا ہو حالانکہ وہ قتال سے منع ہو تو امام عظم رحم کے نزدیک نہیں صحیح ہے اور امام محمد رحم  
کے نزدیک صحیح ہے اور اگر وہ قتال کے واسطے اجازت یافتہ ہو تو اس صحیح ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک بالاتفاق صحیح  
ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور جو شخص مختلط العقل ہو مگر وہ اسلام کو جانتا ہو اور اسکا وصفت بیان کرتا ہو تو وہ بمنزلہ  
طفل قائل کے ہے یہ میں میں ہے۔ اور اگر طفل بالغ ہو مگر وہ اسلام کے ارکان و اوصاف نہیں بیان کر سکتا ہو بلکہ  
سچا نئے کے اور امر و نہی کو نہیں سمجھتا ہو تو اسکی امان نہیں صحیح ہے اس لیے کہ وہ بمنزلہ مدبر کے ہو اور یہی حکم لڑکی کا ہو خواہ  
لڑکی آزادہ ہو یا باندی ہو یہ مجتہدین میں ہے۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کسی مرد نے ایک گروہ مشرکوں کو امان دیدی  
پھر دوسرے گروہ مسلمانوں نے اپنی تاخت کی اور مردوں کو قتل کیا اور عورتوں و اموال کو لوٹ لیا اور اسکو اس میں  
تقسیم کر لیا اور ان عورتوں سے انکی اولاد ہوئی پھر اس گروہ مسلمانوں کو جنہوں نے تاخت کی ہو امان دیے جانے کا حال معلوم ہو  
تو قتل کرنے والوں پر جسکو انھوں نے قتل کیا ہو اسکی دیت واجب ہوگی اور عورتیں اور مال انکے اہل کو و اس پر مالیک  
اور ان عورتوں سے جو نکاحوں نے طہ کی ہو اسکا حرم و ان و نیکی اور اسے جو اولاد پیدا ہوئی ہو وہ بغیر قیمت آزاد

ہونگے اور اپنے والد کے مسلمان ہونے کی وجہ سے انکی تبعیت میں مسلمان ہونگے کہ انکے واپس دیے جانے کی کوئی  
 راہ نہیں ہو اور واضح ہو کہ عورتیں تین حیض گذر جانے کے بعد واپس دیجاویں گی اور اس عدت کے زمانہ میں بدترین  
 کسی عاقل کے پاس چھوڑی جاوینگی اور عاقل اس معاملہ میں بوڑھی پر سیزگار عورت ہونگی نہ مرد چھوڑے گا اور  
 امام محمد نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں نے اہل حرب کو ان کی نرا پکار دی تو سب اہل حرب انکی امان دہی کی آواز سنکر  
 امن میں ہو جائیں گے چاہے کسی زبان میں انکو ندا دی ہو خواہ انھوں نے اس کلام کو سمجھ کر امان معلوم کر لی ہو یا اس  
 زبان کو نہ سمجھے اور اس سے امان کو نہ معلوم کیا ہو صرف آواز سن کر ہو جسے مثلاً عربی زبان میں انکو امان دینے کی  
 منادوی کر دی حالانکہ وہ لوگ عربی نہیں سمجھتے ہیں یا بنی زبان میں انکو ندا دیے حالانکہ یہ  
 لوگ ایسی قوم ہیں کہ بنی نہیں سمجھتے ہیں ورنہ انکے قریبی صرت میں آواز سنکر وہ ماموں ہو جائیں گے اور اگر کہ خدوں نے  
 مسلمانوں کے امان دہی کی آواز نہیں سنی تو انکے واسطے امان محال نہ ہوگی پس انکا قتل کہ نا اور اگر قتار کرنا روا ہو۔ اور اگر  
 مسلمانوں نے ایسے مقام سے انکو منادی کی کہ وہاں سے آواز سن سکتے ہیں مگر دیگر قرآن سے ہر جہت سے یہ معلوم ہو کہ ان  
 لوگوں نے آواز نہیں سنی ہو مثلاً یہ لوگ خواب میں تھے یا قتال میں مشغول تھے تو یہ امان ہوگی اور یہ معلوم ہونے سے یہاں  
 یہ ہر دو ترک غالیہ اسے یہ یہ امر معلوم ہوا نہ بطل تھیتی۔ اور واضح ہے کہ سب کو امان محال ہونے کے واسطے یہ شرطیں  
 ہوں کہ آواز ان کو سب کو گشتیں بلکہ اکثر ان کا سن لینا کافی ہو اور یہ سب کے سن لینے کے قائم مقام رکھا جائیگا اور  
 اگر مسلمانوں نے کسی حربی سے کہا کہ لا تخف من خوفی کہ یا اس سے کہا کہ تو امان یافتہ ہو یا اس سے کہا کہ لا باس فی ملکک  
 تو اندیشہ سختی مت کہ تو یہ سب امان ہو اور اگر اس سے کہا کہ لا باس امان انکو تو امان ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ لا باس  
 یا لاک ذمۃ اللہ یا اس سے کہا کہ بڑھ آ اور اللہ تعالیٰ کا کلام سن یا اس سے کہا کہ چرناک ہے پکا دیا تو بھی اسکو امان  
 محال ہوگی۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے کسی جماعت میں سے جو قلعہ میں محصور ہیں کہا کہ تم نکل کر ہماری طرف آؤ ہم تم سے صلح  
 کی بابت مراد نصبت کی ہے اور تم امان یافتہ ہو یا یہ لفظ نہ کہا کہ تم امان یافتہ ہو پس وہ لوگ نکل کر آئے تو وہ سب امان یافتہ  
 ہونگے اور اگر ان سے کہا کہ تم ہماری طرف نکلو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وہ امان یافتہ نہ ہونگے اور اگر ان سے کہا کہ  
 ہمارے پاس آؤ تو یہ امان ہو اور اگر ان سے کہا کہ ہماری طرف نکلو اور ہم سے خرید و فروخت کرو تو یہ امان ہو۔ اور اگر  
 اہل حرب کسی قلعہ میں یا کسی مضبوط جگہ میں جہاں انکو پناہ و قوت محال ہو موجود ہوں پس کسی مسلمان نے کسی حربی کو اشارہ  
 سے کہا کہ ہمارے پاس چلا آیا اہل قلعہ کو اشارہ سے کہا کہ تم دروازہ کھول دو اور آسمان کی طرف اشارہ کیا پس انھوں نے  
 دروازہ کھول دیا اور گمان کیا کہ یہ امان ہو اور چونکہ اس مرد مسلمان نے کہا ہو وہ مسلمانوں اور ان حربیوں کے درمیان  
 معروف ہو کہ جب ایسا کیا جاتا ہو تو امان ہوتی ہو یا یہ امر اس طرح ان میں معروف نہ ہو بہر حال ان مشرکوں کو امان ہوگی  
 اور اگر دشمن کی طرف اپنی انگلی سے اس طرح اشارہ کیا کہ جس سے سمجھا جاتا ہو کہ میرے پاس آؤ حالانکہ یہ اشارہ کرنے والا  
 اپنی زبان سے کہہ رہا ہو کہ اگر تو آویگا تو میں تجھے قتل کروں گا پس دشمن نہ کور چلا آیا تو وہ امان یافتہ ہو اسکا قتل کرنا  
 ردائین ہو۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ مشرک نے اسکے اشارہ کو سمجھا اور اسکو امان خیال کیا اور اشارہ کرنے والے  
 نے اس قول کو کہ اگر تو آویگا تو تجھے قتل کروں گا نہیں سنا یا سنا مگر نہ سمجھا ہو۔ اور اگر اشارہ کرنے والے کا یہ قول سنکر  
 سمجھ لیا ہو پھر بھی چلا آیا تو یہ امان نہ ہوگی۔ اور علیٰ ہذا اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ چلا آتا کہ میں تجھے قتل کر دوں پس کفر نہ





اس میں داخل ہو پس اس طرح اسکا امان دی تودہ امن میں ہوگا اور اسکی متاع اسکے ساتھ امن میں ہوگی کہ اسکو سپرد کی جائیگی و لیکن متاع میں درم درم و سونا و چاندی و زیور و جواہر و جانوران سواری و ہتھیار داخل نہیں ہونگے اور انکے سوائے باقی چیزیں کترے و فروش و تمام متاع بیت یہ سب چیزیں متاع میں داخل ہونگی اور استحقاق متاع کے تحت میں بیعت بھی داخل ہونگے یہ محیط میں ہوگا۔ اور اگر حربی نے کہا کہ مجھے امان دو مع دس نفقے تو یہ دس سوائے اسکی ذات کے قرار دیئے جائیں گے اور ان دس کی تقیید کا اختیار امام کو ہوگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ امنی عشرہ من اہل ہتھیاری عشرہ من اہل حصنی یعنی سیری اہل بیعت کے دس آدمیوں میں یا میرے قلعہ کے دس آدمیوں کے ساتھ میں مجھے امان دو تو اسکا اور اسکے سوائے اور نو نفر کو امان حاصل ہوگی۔ اور اگر اسنے کہا کہ مجھے امان دو میرے دس بھائیوں کے ساتھ میں تو اسکو اور انکے سوائے دس بھائیوں کو امان حاصل ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ فی عشرہ من لاری یعنی میری دس اولاد کے ساتھ میں تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ امان دو مجھے میرے دس بھائیوں کے ساتھ میں میں بھی ہوں یا میری دس اولاد کے ساتھ میں جن میں میں بھی ہوں تو اسکے سوائے بھی دس نفر کو امان ملے گی۔ اور اگر کہا کہ میرے دس بھائیوں کے ساتھ میں میں بھی ہوں یا میرے دس اہل قلعہ کے ساتھ میں میں بھی ہوں تو دس نفر کو امان ملے گی جن میں سے ایک یہ ہوگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ امان دو مجھکو میرے موالی کے ساتھ میں حالانکہ اسکے موالی ایسے ہیں کہ انھوں نے اسکو آزاد کیا ہو اور موالی ایسے ہیں کہ جنکو اسنے آزاد کیا ہو تو یہ امان ان دونوں فریقوں کو شامل نہ ہوگی بلکہ ایک ہی فریق کو ان میں سے شامل ہوگی اور جسکو اس مستامن نے مراد لیا ہو اسی فریق کو شامل ہوگی یعنی بانی تقیید اس مستامن کو ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے کسی کی تقیید کی نہ ہے تو ہر دو فریق استحقاق امان میں شامل ہونگے۔ اور اگر مسلمانوں نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور سردار قلعہ نے قلعہ پر سے ظاہر ہوکر کہا کہ مجھے مع میرے دس اہل قلعہ کے امان دو بدین شرط کہ میں قلعہ کو بچھڑا دوں گے دیتا ہوں پس مسلمانوں نے کہا کہ میرے واسطے ایسا ہی ہو پس اسنے قبول دیا تودہ مع دس اہل قلعہ کے امن میں ہوگا پھر دس آدمیوں کے معین کر کے انکا اختیار اسی سردار قلعہ کو ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میرے واسطے مع میرے اہل قلعہ کے امان کا عقد کرو بدین شرط کہ تم اس قلعہ میں داخل ہو پس اس میں تھانہ پڑھو پس اسی پر اسکے ساتھ عقد امان قرار دیا تو مسلمانوں کے لیے اس قلعہ میں سے نفوس و اموال میں سے قلیل و کثیر چھین کر لے کر یہ نذرانہ اقلیت میں ہوگا۔ اور اگر اہل حرب میں سے کسی مرد نے اہل اسلام سے امان طلب کی اور اسکو امان دی گئی پھر اپنے ساتھ ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میری جوڑ ہے اور اپنے ساتھ چھوٹے بچھوٹے اطفال لایا اور کہا کہ یہ میری اولاد ہے حالانکہ انکو اپنی امان میں ذکر نہیں کیا تھا بلکہ یہی کہا تھا کہ مجھے امان دو تاکہ میں تمھارے پاس آؤں یا وارا اسلام میں آؤں یا تمھارے لشکر میں آؤں جو دار الحرب میں موجود ہو تو ایسی صورت میں قیاس یہ ہوگا کہ سوائے اسکے باقی جتنے ہیں سب مال نئی ہوں و لیکن یہ امر قبح ہو پس اسکے ساتھ ہم انکو بھی استحقاق امان میں داخل کرتے ہیں اور اسی طرح اگر اسکے ساتھ سے مرد و عورت ہوں پس اسنے کہا کہ یہ میرے رفیق ہیں اور انھوں نے اسکے قول کی تصدیق کی یا وہ لوگ ہتھیار میں کہ اپنے حال سے بغیر نہیں کر سکتے ہیں حتیٰ کہ اس میں اسکے تصدیق کرنے کی احتیاج نہیں ہو تو اس میں بھی ایسا ہی قیاس و استحسان جاری ہو چنانچہ حکم استحسان ہم اس سے قسم لیکر اسکے قول کی تصدیق کرینگے اور اسکے ساتھ انکو بھی امان قرار دینگے حالانکہ قیاس یہ ہوگا کہ سب سوائے اسکی ذات کے نفی ہوں۔ اسی طرح سواری کے جانور و ابراہیم فرودہ جو اسکے ساتھ آویں ان میں بھی ایسا ہی حکم بقیاس و باستحسان ہوگا۔ اور اگر اسکے ساتھ چند مرد ہوں جنکی نسبت وہ کہتا ہو کہ یہ لوگ

اس میں داخل ہو پس اس طرح اسکا امان دی تودہ امن میں ہوگا اور اسکی متاع اسکے ساتھ امن میں ہوگی کہ اسکو سپرد کی جائیگی و لیکن متاع میں درم درم و سونا و چاندی و زیور و جواہر و جانوران سواری و ہتھیار داخل نہیں ہونگے اور انکے سوائے باقی چیزیں کترے و فروش و تمام متاع بیت یہ سب چیزیں متاع میں داخل ہونگی اور استحقاق متاع کے تحت میں بیعت بھی داخل ہونگے یہ محیط میں ہوگا۔ اور اگر حربی نے کہا کہ مجھے امان دو مع دس نفقے تو یہ دس سوائے اسکی ذات کے قرار دیئے جائیں گے اور ان دس کی تقیید کا اختیار امام کو ہوگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ امنی عشرہ من اہل ہتھیاری عشرہ من اہل حصنی یعنی سیری اہل بیعت کے دس آدمیوں میں یا میرے قلعہ کے دس آدمیوں کے ساتھ میں مجھے امان دو تو اسکا اور اسکے سوائے اور نو نفر کو امان حاصل ہوگی۔ اور اگر اسنے کہا کہ مجھے امان دو میرے دس بھائیوں کے ساتھ میں تو اسکو اور انکے سوائے دس بھائیوں کو امان حاصل ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ فی عشرہ من لاری یعنی میری دس اولاد کے ساتھ میں تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرے دس بھائیوں کے ساتھ میں میں بھی ہوں یا میری دس اولاد کے ساتھ میں جن میں میں بھی ہوں تو اسکے سوائے بھی دس نفر کو امان ملے گی۔ اور اگر کہا کہ میرے دس بھائیوں کے ساتھ میں میں بھی ہوں یا میرے دس اہل قلعہ کے ساتھ میں میں بھی ہوں تو دس نفر کو امان ملے گی جن میں سے ایک یہ ہوگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ امان دو مجھکو میرے موالی کے ساتھ میں حالانکہ اسکے موالی ایسے ہیں کہ انھوں نے اسکو آزاد کیا ہو اور موالی ایسے ہیں کہ جنکو اسنے آزاد کیا ہو تو یہ امان ان دونوں فریقوں کو شامل نہ ہوگی بلکہ ایک ہی فریق کو ان میں سے شامل ہوگی اور جسکو اس مستامن نے مراد لیا ہو اسی فریق کو شامل ہوگی یعنی بانی تقیید اس مستامن کو ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے کسی کی تقیید کی نہ ہے تو ہر دو فریق استحقاق امان میں شامل ہونگے۔ اور اگر مسلمانوں نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور سردار قلعہ نے قلعہ پر سے ظاہر ہوکر کہا کہ مجھے مع میرے دس اہل قلعہ کے امان دو بدین شرط کہ میں قلعہ کو بچھڑا دوں گے دیتا ہوں پس مسلمانوں نے کہا کہ میرے واسطے ایسا ہی ہو پس اسنے قبول دیا تودہ مع دس اہل قلعہ کے امن میں ہوگا پھر دس آدمیوں کے معین کر کے انکا اختیار اسی سردار قلعہ کو ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میرے واسطے مع میرے اہل قلعہ کے امان کا عقد کرو بدین شرط کہ تم اس قلعہ میں داخل ہو پس اس میں تھانہ پڑھو پس اسی پر اسکے ساتھ عقد امان قرار دیا تو مسلمانوں کے لیے اس قلعہ میں سے نفوس و اموال میں سے قلیل و کثیر چھین کر لے کر یہ نذرانہ اقلیت میں ہوگا۔ اور اگر اہل حرب میں سے کسی مرد نے اہل اسلام سے امان طلب کی اور اسکو امان دی گئی پھر اپنے ساتھ ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میری جوڑ ہے اور اپنے ساتھ چھوٹے بچھوٹے اطفال لایا اور کہا کہ یہ میری اولاد ہے حالانکہ انکو اپنی امان میں ذکر نہیں کیا تھا بلکہ یہی کہا تھا کہ مجھے امان دو تاکہ میں تمھارے پاس آؤں یا وارا اسلام میں آؤں یا تمھارے لشکر میں آؤں جو دار الحرب میں موجود ہو تو ایسی صورت میں قیاس یہ ہوگا کہ سوائے اسکے باقی جتنے ہیں سب مال نئی ہوں و لیکن یہ امر قبح ہو پس اسکے ساتھ ہم انکو بھی استحقاق امان میں داخل کرتے ہیں اور اسی طرح اگر اسکے ساتھ سے مرد و عورت ہوں پس اسنے کہا کہ یہ میرے رفیق ہیں اور انھوں نے اسکے قول کی تصدیق کی یا وہ لوگ ہتھیار میں کہ اپنے حال سے بغیر نہیں کر سکتے ہیں حتیٰ کہ اس میں اسکے تصدیق کرنے کی احتیاج نہیں ہو تو اس میں بھی ایسا ہی قیاس و استحسان جاری ہو چنانچہ حکم استحسان ہم اس سے قسم لیکر اسکے قول کی تصدیق کرینگے اور اسکے ساتھ انکو بھی امان قرار دینگے حالانکہ قیاس یہ ہوگا کہ سب سوائے اسکی ذات کے نفی ہوں۔ اسی طرح سواری کے جانور و ابراہیم فرودہ جو اسکے ساتھ آویں ان میں بھی ایسا ہی حکم بقیاس و باستحسان ہوگا۔ اور اگر اسکے ساتھ چند مرد ہوں جنکی نسبت وہ کہتا ہو کہ یہ لوگ

میری اولاد میں اور انھوں نے اسکی تصدیق کی تو یہ لوگ قیامتاً دستارِ دولہان طرح سے فنی ہونگے اور اگر اطفال  
 صغیر اسکے ساتھ ہوں اور وہ ایسے ہیں کہ اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہیں یعنی بیان کر سکتے ہیں کہ کون ہیں اس جرنی کے  
 کہ یہ میری اولاد میں اور انھوں نے اسکی تصدیق کی تو یکدم قیاس وہ فنی ہونگے اور دستارِ دولہان فنی ہونگے اور اگر ان اطفال نے اسکی  
 تکذیب کی تو وہ مسلمانوں کے لیے فنی ہونگے اور اگر اسکے ساتھ باغیہ و فتنہ ساز ہوں اور اسنے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں اور ان  
 صورتوں نے تصدیق کی تو قیامتاً فنی ہونگی اور دستارِ دولہان ہونگی بالکل اس شخص کے مسائل میں اہل یہ قرار پائی کہ جو شخص  
 اپنے نفس کے واسطے اپنے آپ امان طلب کر سکتا ہو بجا ظالم اگر شکے تو وہ امان میں دوسرے کا تابع نہیں قرار دیا جائیگا  
 جو شخص باحاظ ظالم اگر شکے اپنے واسطے امان اپنے آپ میں لیتا ہو تو وہ امان میں دوسرے کا تابع کیا جائیگا پس علیٰ ہذا جرنی  
 نے اپنے واسطے امان لی تو اسکی مان و جدہ و بیٹین و چچو پھیان و خالائین و سر عورت جو اسکی ذات و جسم و شرم ہوا امان میں  
 اسکے تابع کیجائیگی اور اس جرنی کا باپ جد و بھائی و غیرہ جو خود امان لیتا ہو ایسے لوگ اس جرنی کے ساتھ اسکی تبعیت میں اہل  
 امان ہونگے۔ اور جو شخص کہ مستان کے امان کی تبعیت میں داخل امان ہوتا ہو اگر مستان کے ساتھ دارالاسلام میں داخل ہوا  
 پس معلوم ہوا کہ یہ ایسا ہو جیسا کہ اسنے کہا یعنی مستان کے ساتھ داخل امان ہونے والے لوگوں میں سے ہو یا مستان کے دعویٰ کیا  
 کہ یہ ایسا ہو اور جو ساتھ آیا ہوا اسنے اسکے قول کی تصدیق کی تو بہر حال دولہان صورتوں کا حکم کیا ہے اور وہ اس مستان  
 کی امان کی تبعیت میں اہل امان ہوگا اور اگر اسنے اس مستان کی تکذیب کی تو وہ فنی ہوگا اور اگر پہلے تکذیب کی یہ تصدیق کی تو  
 بھی فنی ہوگا۔ اور اگر پہلے اسکی تصدیق کی یہ تکذیب کی تو اس میں تفصیل ہے کہ اس مستان جرنی کے ملوک قبیق اور اسکی اولاد و صفار  
 جو اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہیں اس میں سے ہونگے اور اگر اسکا جرنی و عورت باغیہ اگر انھوں نے اول مرتبہ اسکی تصدیق کی تو اپنی ذات پر  
 اسکے رقیب ہونے کا اقرار نہ کیا کہ نہ مستان نے خود ہی اس پر رقیبت کا دعویٰ نہیں کیا ہو پس سے آزاد باقی رہے جو پہلے اسکے بعد  
 انھوں نے اسکی تکذیب کی تو انھوں نے اپنی ذات پر رقیبت کا اقرار کر لیا اور جرنی اگر اپنی ذات پر رقیبت کا اقرار کرے تو اسکا اقرار  
 رقیبت صحیح ہوتا ہو اور مسئلہ حضور میں بیان فرمایا کہ اگر حضور نے مسلمانوں سے امان طلب کر لی بدین شرط کہ میں مسلمانوں کے پاس حاضر  
 آؤں گا تو امان میں اسکا لباس اور جو چیز تھپتھپا رہی ہو اسے ہوا اور باہر سواری اور جو کچھ روپیہ و اشرفی وغیرہ اپنے ساتھ کال لایا  
 ہو داخل ہوگا یہ آستان ہو اور اسو اسے اسکے جو کچھ ہا وہی ہوگا پھر واقع ہوگا اسکے ہتھیاروں و کپڑوں میں سے اسی قدر  
 داخل امان ہونگے جتنے ہتھیار اسکے مثل آدمی باہر دے سکتا ہو یا جسے کپڑے اسکے مثل آدمی پہنتا ہو جی کہ اگر اسنے چند کمانیں اپنے  
 منہ سے پر لگائیں یا چند تلواریں لٹکائیں یا چند قبائیں لٹکائیں یا چند عمامہ اپنے سر پر باندھ لیں یا کچھ کوبی بوجھ لایا ہو  
 ہو تو یہ زیادتی کے اسکے ہونے پر محیط میں ہو۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے امیر قلعہ کے پاس کسی ضرورت سے کوئی ایچی  
 بھیجا پھر ایچی وہاں گیا اور وہ مسلمان ہو پھر جب اسنے پیغام پوچھا تو کہہ کر کہ امیر لشکر اسلام نے میری زبانی بھیجا اور میرے  
 اہل مملکت کے واسطے امان بھیجی ہو پس تو دروازہ کھول دے یا امیر قلعہ کے پاس دروغ بنایا ہو اور سردار لشکر اسلام کی طرف سے  
 خط لے گیا نہ بانی یہ امر بیان کیا اور اس بیان کے وقت چند آدمی مسلمان بھی حاضر تھے پس جب امیر قلعہ نے دروازہ کھول  
 کھول دیا اور مسلمان اس میں گھس گھسے اور انھوں نے لوٹنا و گزرتا کہ تاشرف نے کیا تو امیر قلعہ نے کہا کہ تمھارے ایچی نے  
 مجھے بیان کیا کہ تمھارے سردار لشکر نے ہمارے امان دی ہے اور ان مسلمانوں نے جو وقت بیان کے حاضر تھے کو ای دی تو یہ  
 لوگ امان میں ہونگے کہ جو کچھ اسنے لیا گیا ہو وہ سب انکو واپس دیا جائیگا اور اگر ان واقع ہوا کہ جو شخص امیر قلعہ کے

پاس گیا ہو وہ سردار لشکر اسلام کا ایلیچی نہیں ہو بلکہ اُسنے اپنی طرف سے ایک خط خطی بنایا اور اُسکو لے کر سردار  
قلعہ کے پاس گیا اور زبانی اُسنے کہ بات بیان کی اور کہا کہ میں سردار لشکر اسلام کا ایلیچی اور مسلمانوں کا ایلیچی ہوں  
پھر ایسا واقع ہوا تو یہ سب لوگ مسلمانوں کے واسطے نفی ہو گئے و لیکن امام کو جائز ہو کہ ان لوگوں کا قول قبول کرے  
یہ پھر یہ بین ہو اور اگر سردار لشکر اسلام کے ایلیچی نے بعد سردار کے پیغام پہنچانے کے کہا کہ فلاں قلعہ لشکر کے تسلو امان  
دی ہو اور مجھے اس امر کے واسطے بھیجا ہوا اور مسلمانوں نے تادرواڑہ امیر لشکر کو امان دی ہو اور میں نے بھی تم کو تسلو اپنے  
تھارے پاس داخل ہو نیکیہ تلو امان دی گئی اور تلو آواز و نذر کردی تھی اور اسی اس گفتگو پر قوم حاضرین مسلمان گواہ ہو گئی تھیں  
صورت میں یہ سب نفی ہو گئے بشرطیکہ جو کچھ اُسنے بیان کیا ہو وہ دروغ خبر دینی ہو۔ اور اگر کسی مسلمان نے اُسکو کسی  
حاجت کے واسطے بھیجا ہو پس ایلیچی نے اُسکی ضرورت پوری کر کے کہا کہ جسے تمھارے پاس بھیجا ہو اُسنے تم کو اس دینی  
ہو تو یہ باطل ہو چھٹا قسمی بین ہو۔ اور اگر امام نے یا کسی مسلمان نے کسی دمی کو حکم کیا کہ تلو امان جرمیوں کو امان دے  
پس اگر دمی سے یوں کہا کہ انا کو امان دے پس دمی نے جرمیوں سے کہا کہ میں نے تم کو امان دیا ہے یا کہا کہ فلاں نے  
تم کو امان دی تو دونوں یکساں ہیں اور وہ سب امان یافتہ ہو جائیں گے اور اگر دمی سے کہا کہ تلو کہ فلاں نے تم کو امان  
دی پس دمی نے ایسے کہا کہ فلاں نے تم کو امان دی تو بھی وہ سب امان یافتہ ہو جائیں گے اور اگر دمی نے کہا کہ میں نے تم کو امان  
دی تو یہ باطل ہو یہ ذخیرہ بین ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا پس امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر کسی کی قوت  
میں تم کو امان دیں تو میری امان باطل ہو یا تو تمھارے واسطے امان حاصل نہ ہوگی یا تو میں نے وہ امان تمھارے سردار  
یعنی رو کردی پھر اسی امیر لشکر نے انا کو امان دی تو اُسکی امان باطل ہوگی اور اگر امیر لشکر نے کسی منادی کو حکم کیا کہ لشکرین  
بکار دے کہ جسے تم میں سے اہل قلعہ کو امان دی تو اُسکی امان باطل ہوگی پس مسلمان نے اہل قلعہ کو امان دی تو اُسکی امان  
جائز ہوگی اور اگر منادی کو حکم دیا کہ اہل قلعہ کو تمھارے واسطے کہ دے یا خط لکھ بھیجا یا ایلیچی بھیج دیا کہ اگر کسی مسلمان نے  
تم کو امان دیا تو اُسکی امان پر اعتماد نہ کرنا کہ اُسکی امان باطل ہو پھر کسی مسلمان نے انا کو امان دی اور اہل قلعہ اُسکی  
امان پر قلعہ سے اتر آئے تو وہ لوگ نفی نہیں گئے اور اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر تم کو کوئی مسلمان امان دے  
تو تم کو امان حاصل نہوگی یا تنہا کہ میں تم کو امان دیں پھر اُسکے پاس کوئی مسلمان آیا اور کہا کہ میں سردار لشکر کی طرف  
سے تمھارے پاس ایلیچی آیا ہوں کہ تم کو سردار لشکر نے امان دی پس اہل قلعہ اس خبر پر قلعہ سے اتر کر حاضر ہوئے تو وہ سب  
امان یافتہ ہو گئے اگرچہ مرد و نر کو اس خبر میں کاذب ہو یا در اگر اہل قلعہ سے امیر لشکر نے کہد یا ہو کہ تم کو امان حاصل  
نہوگی اگر کسی مسلمان نے تم کو امان دی یا میری طرف سے ایلیچی بنکر آیا یا بیان تک کہ میں تم کو امان دیں اور باقی مسئلہ  
بکا کہ واقع ہوا تو یہ سب لوگ نفی ہو گئے اور اگر امیر نے اپنے پاس ایلیچی بھیجا ہوا و اُسنے انا کو پیغام امان امیر کا پہنچا یا ہو  
تو وہ لوگ امان یافتہ ہو گئے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ جب میں تم کو امان دیں تو میری امان باطل ہو پھر انا کو امان دی تو یہ  
ان صحیح ہوگی یہ قسمی بین ہو۔ اگر مسلمانوں نے اہل حرب کے کسی قلعہ یا شہر کا محاصرہ کیا پس اُنھوں نے مسلمانوں سے  
درخواست کی کہ تم ہیکو اللہ تعالیٰ کے حکم پر اتار دینے ہم تمھارے پاس آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ بہر حکم کرے اس شرط پر  
ہیکو بلاتو مسلمانوں کو اس طرح پر بلا نا نہیں چاہیے یہ محیط بین ہو اور اگر مسلمانوں نے انا کو حکم اللہ تعالیٰ پر اتارا یا ہو دیکھ  
انا کو ایسا نہ چاہیے تو امام کو چاہیے کہ امیر اسلام پیش کرے پس اگر وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو سب کے سب کذاب ہو گئے کہ انا کو امان

جس طرح کہ امام کو چاہیے کہ امیر اسلام پیش کرے پس اگر وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو سب کے سب کذاب ہو گئے کہ انا کو امان



و غور ترین و اولاد سب سے بڑے جادوہنگے اور انکا ملک دارالاسلام ہو جائیگا اور انکی اراضی میں سے فقرو غریبوں کو  
اور اگر انھوں نے اسلام سے انکار کیا تو امام کو فوجی بنادینا ہوگا اور اپنے زور سے قہر کرے گا اور انکی زمین پر خراج یا غنیمت کا اور بڑے گنہگار  
نہیں بنائے جائیں گے اور انکو قتل کیے جائیں گے اور نہ وہ اور نہ وہ لوگ اپنی حقوق جادوہنگے داپس کیے جائیں گے اور  
اگر مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کے حکم پر آئے تو یہ جائز نہیں کہ اس مسلمان نے اپنے قتل کا یا قین بنائے جائے لایا دے  
بنائے جانے کا حکم دیا تو یہ حکم جائز ہوگا اور اگر اسے یہ حکم دیا کہ اپنی جگہ پر واپس کر دے جادوہنگے تو یہ حکم نہیں جائز ہوگا اور اگر  
فلان مذکور قبل اسکے کہ انکے حق میں کچھ حکم کرے گا یا قتل کیا گیا تو وہ لوگ ایسے ہو جائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ کے حکم پر  
آئے یعنی انکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو حکم اللہ تعالیٰ پر آئے انکی صورت میں مذکور ہوا ہو۔ اور اگر اس مسلمان نے  
اپنے آپ کو حکم مسلمان سے خارج کیا یعنی کہا کہ میں انکے حق میں حکم نہیں دے سکتا تو وہ خارج ہو جائیگا  
اور اگر اسے پہلے یہ حکم کیا کہ واپس کر دے جادوہنگے پھر انکو قتل کیے جانے کا حکم کیا تو اسے مستحکم نہیں سمجھنا چاہیے اور یہ شرط نہیں  
ہے۔ اور اگر انھوں نے کسی مسلمان کو بدوہنگے کو حکم قرار دیا لیکن یہ مسلمان بیدینا اپنے فتنے کے پاس سبب خود و القذف  
ہونے کے ایسا ہی کہ اسکی گواہی روا نہیں ہو تو انکے حق میں اسکا حکم جائز نہ ہوگا خواہ انکے قتل کیے جانے کا یا قین بنائے جانے  
کا یا سوائے اسکے اور حکم کرے یہ عیض میں ہو۔ اور نوازل میں لکھا ہے کہ اگر اہل حرب ہی ایسے شخص کے حکم پر آئے خود و القذف  
نہ ہو یا اندھا ہو تو یہ جائز نہیں ہو تا تا رفا نہیں ہو۔ اور اگر انھوں نے کسی غلام یا طفل سزا کو جو عاقل ہو گیا یہ حکم پر  
تو اسکا حکم جائز نہ ہوگا۔ اور اگر یا وجود اسکے وہ اسکے حکم پر آئے تو ذمی بنائے جائیں گے جیسے حکم اللہ تعالیٰ نے انکی  
صورت میں ہو۔ اور اگر وہ کسی ذمی کے حکم پر آئے پس اس ذمی نے قتل کیے جانے والی عورتیں و بچہ رفیق بنائے  
جانے کا یا اسکے سوائے اور حکم کیا تو جائز ہو ایسا ہی امام محمد نے سیر کبیر میں ذکر کیا ہے اور اگر قتل اسکے کہ ذمی کو اپنے  
اوپر حکم بنادین وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو پھر انکے حق میں ذمی کا کوئی حکم قتل کیے جانے یا قین بنائے جانے کا  
کا جائز نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں امام المسلمین انکو از اسلام قرار دیگا کہ انکے اوپر کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور اگر  
انھوں نے کسی عورت کو حکم قرار دیا تو اس عورت کا حکم انہیں سبب لرح کا رہا ہے سوائے حکم قتل کے کہ اگر عورت مذکورہ  
انکے حق میں قتل کیے جانے کا حکم کرے تو قبول نہ ہوگا ایسا ہی زیادات میں مذکور ہو۔ اور جو مسلمان انکے ہاتھ میں مقید  
ہو وہ حکم ہونے کی جملہ حیثیتیں رکھتا ہو اور سبب جو مسلمان اسکے ملک میں تاجری وہ بھی تکم میں ہو سکتا ہو اور سبب  
اگر انہیں سننے کوئی شخص مسلمان ہو کر وہیں رہا ہو وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا ہو۔ اسی طرح ان میں کا جو شخص لشکر اسلام  
میں ہو وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا ہو۔ اور سیر کبیر میں لکھا ہے کہ اگر اہل حرب نے یہ شرط کی کہ ہم لوگ فلان کے حکم پر آئے  
ہیں بدین شرط کہ اگر اسے ہمارے حق میں کچھ حکم کیا تو یہ حکم پورا ہوگا اور اگر اسے کچھ حکم نہ کیا تو ہمارے ساتھ  
حفاظت میں واپس کر دیا یہ شرط کی کہ ہم فلان کے حکم پر بدین شرط آئے ہیں کہ اگر اسے ہمارے حق میں کچھ  
کیا کہ یہ لوگ اپنے مقام محفوظ میں واپس پہنچا دیے جائیں تو ہم لوگ اسکو پورا کر دو تو مسلمانوں کو ناپس  
کہ انکو اس شرط پر آتا رہیں اور اگر انھوں نے اس شرط پر انکو اتار تو حکم کو نہ چاہیے کہ انکے حق میں یہ حکم کرے  
کہ اپنے مقام محفوظ میں واپس کر دے جادوہنگے اور اگر مسلمانوں نے انکو اس شرط پر اتارا اور حکم نہ انکے حق میں ہی  
حکم کیا کہ اپنے مقام محفوظ میں واپس کر دے جادوہنگے تو ہم اسکے حکم کو پورا کر سکیں اور اہل حرب کو انکے مقام



تو ایسا حکم جائز ہوگا۔ اور اگر حکم نے انکے حق میں یہ حکم دیا کہ انکے مرقول کیے جاویں اور عورتیں و بچے قیق بنائے  
جاویں پس انہیں سے مرقول کیے گئے اور عورتیں و بچے قیق بنائے گئے تو یہ زمین فنی ہوگی چاہے امام المسلمین اسکو پانچ  
حصے کر کے ایک حصہ رکھ کر چار حصے جاہلین کے درمیان تقسیم کر دے اور چاہے اسکو اپنے خال پر والی کے قفسہ میں  
چھوڑ دے اور اس زمین کی آبادانی کے واسطے ایسے لوگوں کو بلا دے جو اسکو تعمیر کریں اور اسکا خرچ ادا کریں  
جیسے زمینوں کی زمین بیکار افتادہ کی نسبت حکم ہو۔ اور اگر اہل حرب کے اتر آنے کے بغیر قبل حکم کے حکم کے حکم کر گیا  
تو یہ لوگ اپنے مقام محفوظ میں واپس کر دیے جاویں ماسوائے مسلمانوں کے یعنی جو مسلمان ہوئے ہیں انہیں سے جو  
آزاد ہیں وہ مفت الگ کر دیے جائیں گے اور ساتھ لے لیے جائیں گے اور جو لوگ مملوک ہیں وہ قیمت دیکر اہلین سے  
نکال لیے جائیں گے اسی طرح جو خارا زمی انکے پاس ہوا وہ بھی جو انکا زیر دست مسلمان ہو کر کہے امانت پاس ہو کر  
رہے کہ جس صورت میں بموجب شرائط وغیرہ کے یہ واجب ہوا کہ وہ اپنے مقام میں واپس کر دیے جاویں تو اسی مقام پر  
واپس دیے جائیں گے جہاں سے نکلے ہمارے پاس لے گئے تھے اور جو مقام اس سے زیادہ مفید و طہیر یا جہاں لشکر زیادہ موجود  
ہو وہاں واپس نہ کیے جائیں گے محیط میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں نے اہل قلعہ میں سے کسی شخص سے کہا کہ اگر  
تو نے مملوک یا عینی چنان رہنمائی کی تو تو امن دادہ شدہ ہو یا کہا کہ تو تجھ کو پہنچانے امان دی پھر اسنے اس طرح رہنمائی نہ کی تو  
امام کو اختیار ہے اسکو قتل کرے اور چاہے اسکو قیق بنادے اور اگر اس سے یوں کہا کہ ہم نے تجھ کو امان کی  
بہرین شرط کہ تو ہمارے عینی چنان رہنمائی کرے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہہا پس اسنے رہنمائی نہ کی تو امام محمد نے اس  
صورت کو کتاب میں ذکر نہیں فرمایا اور اس میں یہ حکم ہو کہ وہ اپنی امان پر ہوگا کہ امام کو اسکا قتل کرنا یا اسے قتل کرنا اور  
نہیں ہو۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی لشکر دار یا حرب میں داخل ہوا اور اہل حرب کے کسی ایسے قلعہ یا شہر کے نزدیک  
انکا گزر ہوا کہ ان مسلمانوں کو اسنے لڑنے کی طاقت نہ تھی تو اسے لڑنے چاہا کہ ان لوگوں کے سوائے دو تین  
کی طرف جا دیں پس اہل شہر نے اسنے کہا کہ تم ہکو اس بات کا عہد دو کہ ہماری اس نہر سے پانی نہ پو بیان تمکا کہ  
ہمارے یہاں کوئی نہ کر یا کہ برین شرط کہ ہم سے قتال نہ کریں گے اور نہ تمہارا چچا کرے جو وقت کہ کوئی نہ کر یا کہ  
عہد دینے میں مسلمانوں کے واسطے منفعت ہو تو اسنے یہ معاہدہ کر لیا اور حسب اسنے یہ معاہدہ کر لیا تو انکو نہ چاہیے  
کہ اس نہر سے خود پانی پین یا اپنے جانوروں کو پلا دیں بشرطیکہ بالیقین معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کے  
پانی کے واسطے مضر ہوگا یا ضرر و عدم ضرر کچھ نہ معلوم ہو اور اگر مسلمان اس پانی کی طرف محتاج ہوں تو انکو پتہ  
کہ یہ معاہدہ انکے سر پیکرین یعنی تورین اور انکو اطلاع کر دیں اور اگر بالیقین انکے پانی میں اسوجہ سے ضرر نہ پہونچتا ہو  
مثلاً پانی بہت کثرت سے ہو تو بدون معاہدہ کے مسلمانوں کو روا ہو کہ خود پین اور اپنے جانوروں کو پلا دیں۔ اور حسب حکم  
پانی کے حق میں نہ کور ہوا جو دنیا ہی گھاس چارہ کے حق میں تھا۔ اور اگر ان لوگوں نے مسلمانوں سے یہ معاہدہ لیا ہو کہ  
ہمارے کھیتوں و درختوں و مھلوں سے کچھ متعرض نہ ہوں اور مسلمانوں نے اسنے یہ عہد کر لیا پھر مسلمانوں کو اسکی حاجت لاحق  
ہوئی تو مسلمانوں کو روا نہیں ہو کہ انہیں سے کسی چیز سے کچھ متعرض ہوں جب تک کہ انکو عہد رو کر دینے کے بعد اسکی اطلاع  
نہ دیں خواہ یہ اہل کفاروں کے حق میں ضرر ہو یا نہ ہو۔ اور اگر کفاروں نے عہد لیا کہ ہمارے کھیتوں گھاس کو نہ بلاؤ  
مسلمانوں نے اسنے یہ عہد کر لیا تو مسلمانوں کو واجب ہو کہ ہکو وفا کریں پس انکے کھیتوں گھاس میں سے کچھ نہ بلا دیں

مسلمانوں کے حق میں

اور اسکا مضائقہ نہیں ہو کہ اس میں سے اپنے کھانے کی چیز کھا دیں اور جانوروں کو چارہ دیں۔ اور اگر انھوں نے یہ عہد لیا کہ ہمارے کھیتوں میں سے نہ کھاؤ اور نہ ہماری گھاس سے چارہ دو اور مسلمانوں نے اسے یہ عہد کر لیا تو مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ اس میں سے کچھ کھا دیں یا جلا دیں یا اپنے جانوروں کو چارہ دیں۔ اور اس میں سے کھانے میں اصل یہ ہو کہ جس چیز سے امان واقع ہو تو اس چیز کے مثل مضر اور اس سے زیادہ مضر دونوں سے امان ہوگی اور جو بات اس سے کم مضر ہو اس سے امان نہ ہوگی اور اسی وجہ سے اگر کافروں نے معاہدہ لیا کہ ہماری کھیتیاں نہ جلاؤ اور مسلمانوں نے یہ عہد لیا تو مسلمانوں کو رو انہیں ہو کہ ان کھیتوں کو غرق کر دیں یا خیرہ میں ہو۔ اور اگر کفار شہر کے معاہدہ لیا کہ اس راہ سے نہ گذرو بدین شرط کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے اور نہ قید کریں گے پس اگر یہ عہد دینا مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تو عہد دینے میں مضائقہ نہیں ہو پس مسلمان لوگ دوسری راہ اختیار کریں اگر یہ دوسری راہ مسلمانوں پر ضرر نہ ہو۔ اور اگر اس کے بعد مسلمانوں نے اسی راہ سے گذرنا چاہا دوسری راہ سے نہیں جاتے ہیں تو مسلمان کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جب تک کہ چارہ توڑ کر انکو اطلاع نہ دیدیں۔ اور مسلمان بھی انہیں کسی کو قتل یا قید نہ کرے گے اور اس راہ سے گذرنے سے امان ہوتا قتل اور قید سے بھی امان ہوگی۔ اور اگر کافروں نے ہم سے عہد لیا کہ ہم انکے دیہات کو خراب نہ کریں یعنی انکی عمارت برابر نہ کریں تو مضائقہ نہیں ہو کہ انکے دیہات میں جو متاع وغیرہ اقسام عمارت نہیں ہو کہ باوریں اور لے لیں۔ اور شریعہ میں سے امان دینا متاع و امان وغیرہ سے امان نہ ہوگی۔ اور اگر انھوں نے یہ شرط کی کہ جو شخص ہم انکا قید کریں اسکو قتل نہ کریں تو اسکو اسیر کر لینے میں مضائقہ نہیں ہوگا اور اگر انھوں نے شرط کی کہ ہم انہیں سے کوئی قید نہ کریں تو ہم کو نہ چاہیے کہ انکو قتل کریں یا قید کریں یعنی دونوں باتیں ہو سکتی ہیں چاہے میں یہ شرط میں ہو۔ اور اگر اہل حرب نے کہا کہ ہکو امان دو جسے کہ ہم تمھارے لیے دروازہ قلعہ کھول دیں اور تم داخل ہو بدین شرط کہ تم ہم پر سلام پیش کرو پس ہم مسلمان ہو جاویں۔ پھر انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ لوگ اس میں ہونگے اور مسلمانوں پر واجب ہوگا کہ انکے قلعہ سے نکل آویں پھر انکا عہد انکو رو کر کے اطلاع دیدیگے۔ اور اگر مسلمانوں نے بھی اپنے شرط کر لیا ہو کہ اگر تم لوگ اسلام سے انکار کر جاؤ گے تو ہمارے تمھارے درمیان امان نہیں ہوگا اور وہ لوگ اسپر راضی ہونگے اور باقی مسئلہ بجا کہا ہو تو اگر انھوں نے اسلام سے انکار کیا تو مضائقہ نہیں ہو کہ ان میں سے بڑے واسے قتل کیے جاویں اور وہ رقیق بنائے جاویں اور اگر انہیں سے بعض نے اسلام قبول کیا اور بعض نے انکار کیا تو جو مسلمان ہوا وہ آزاد ہو اور جس نے انکار کیا وہ فنی ہو اور اگر امام المسلمین نے اسپر اسلام پیش کیا اور اسے انکار کیا اور وہ فنی قرار دیا گیا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اسکو قتل نہیں کر سکتا ہو لیکن وہ فنی رہیگا۔ اور اگر امام نے اسپر اسلام پیش کیا اور اسے انکار کیا اور ہنوز اسپر فنی ہونے کا حکم نہیں دیا ہو کہ وہ مسلمان ہو گیا تو اسکا امتحان آزاد ہوگا۔ اور اگر حربی نے حاضر ہونے کے ارادہ پر یہ شرط کی ہو کہ مجھے تم امان دو بدین شرط کہ تم مجھ پر اسلام پیش کرو پس اگر میں تین روز تک میں مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ میرے واسطے امان نہ ہوگی پس مسلمانوں نے اسپر اسلام پیش کیا تو اسکو اسوقت سے تین رات دن تک حملت ہوگی پس اگر مدت گزری اور وہ مسلمان نہ ہوا تو بدین حکم کے وہ فنی ہوگا اور اگر اسے اکیلے یہ شرط کی ہو کہ اگر میں تین روز تک مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ میں تمھارا غلام ہو گا یا تمام اہل قلعہ نے یہی شرط کی تو وہ لوگ جیسے انھوں نے شرط کی ساتھ التزام کیا ہو سب مسلمانوں کے اہل ذمہ ہونگے۔ اور اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ تو امان یافتہ ہو نہ تیرے اثر اور

اور اگر انھوں نے یہ شرط کی ہو کہ اگر میں تین روز تک میں مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ میرے واسطے امان نہ ہوگی پس مسلمانوں نے اسپر اسلام پیش کیا تو اسکو اسوقت سے تین رات دن تک حملت ہوگی پس اگر مدت گزری اور وہ مسلمان نہ ہوا تو بدین حکم کے وہ فنی ہوگا اور اگر اسے اکیلے یہ شرط کی ہو کہ اگر میں تین روز تک مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ میں تمھارا غلام ہو گا یا تمام اہل قلعہ نے یہی شرط کی تو وہ لوگ جیسے انھوں نے شرط کی ساتھ التزام کیا ہو سب مسلمانوں کے اہل ذمہ ہونگے۔ اور اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ تو امان یافتہ ہو نہ تیرے اثر اور



پس تو ایمان لا دے تو وہ بعد چلے آئے کے قبل اسلام لانے کے امان یافتہ ہوگا پس اسکو اسکی حفاظت گاہ میں  
 ہو نچا دینا واجب ہوگا اگر مسلمان نہ ہو جاوے اور اسی طرح اگر کما کہ تو امان یافتہ ہو گیا تو اسے پس تو ہوا تو بنیاد  
 دے پس اسے قبول کیا اور چلا آیا پھر اسے دینار دینے سے انکار کیا تو بھی اسکا اسکے مامن میں ہو نچا دینا واجب  
 ہے اسکا سہلے کر اول صورت میں یہ امان خلق بشرط قبول اسلام اور دوم میں مصلحت بادا سے دینار پس جب وہ چلا آیا  
 اور قبول کیا تو وہ امان یافتہ ہوگا اور دینار اسے دوسرے ہو گئے پس جب اسے دینار دینے سے انکار کیا تو تیسرے میں  
 رکھا جائیگا تاکہ انکو ادا کرے مگر وہ فنی نہیں ہو سکتا ہو کیونکہ اسکے حق میں امان ثابت ہو گئی ہے پس جب سے کسی وقت  
 دینار ادا کر دینے تو اسکی راہ چھوڑ دینی واجب ہوگی تاکہ وہ اپنے مامن میں پہنچ جاوے اور یہ دینار اسے دوسرے  
 ساقط ہو گئے الا اسلام لانے سے یا ذمی بن جانے سے۔ اور اسی طرح اگر اسے صلح کی ہو بدین شرط کہ انکو ایک راس  
 دینے تو اسپر واجب ہوگا کہ اوسط ورجہ کا ادا کرے یا اسکی قیمت ادا کرے۔ اور اگر حربی نے مسلمانوں سے کیا کہ مجھے  
 امان و بدین شرط کہ میں تمہارے پاس آؤں پس میں تمکو سو دینار و دو ننگا اور اگر تم کو نہ دوں تو میرے واسطے  
 امان نہیں ہو یا یوں کہا کہ اگر میں قلعہ سے اتر کر تمہارے پاس آیا اور میں نے تمکو سو دینار و دینے تو میں امان یافتہ  
 ہوں پھر وہ اتر کر چلا آیا اور مسلمانوں نے اس سے دینار طلب کیے پس اسے دینے سے انکار کیا تو قیاساً وہ فنی ہوگا  
 مگر استحساناً فنی نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ امام المسلمین کے حضور میں پیش کیا جاوے پس امام اسکو حکم کرے گا کہ یہ مال داکر  
 پس اگر اسے ادا کیا تو خیر و ورنہ آنکو فنی قرار دینگا۔ اور اگر حضور لوگوں میں سے کسی شخص نے کہا کہ تم مجھے امان و قوتی کہ میں  
 تمہارے پاس آؤں بدین شرط کہ میں تمکو سو نفر قیدیوں کی طرف کسی مقام پر رہائی کرونگا پس مسلمانوں نے اسی شرط  
 پر اسکو امان دی پھر جب وہ اتر آیا تو انکو اس مقام پر لے آیا مگر دیکھا تو وہ ان کوئی قیدی نہیں پھر اسے کہا کہ قیدی امان  
 میں مگر کہ میں چلے گئے مگر میں نہیں جانتا ہوں کہ کہاں چلے گئے تو شخص اپنے قلعہ میں یا جہان سے وہ آیا ہر دہین  
 ہو نچا دیا جائیگا اور جو شخص حربی ہمارے قبضہ میں اسپر ہو اگر اسے کہا کہ مجھے امان و بدین شرط کہ میں تمکو سو نفر  
 نفر کی طرف رہائی کروں اور باقی مسئلہ بحال خود ہو پھر اسے مسلمانوں کو رہائی نہ کی تو امام کو اختیار ہوگا کہ اسکو  
 قتل کر دے یعنی وہ امان یافتہ ہو جائیگا۔ اور اگر حضور نے کہا کہ مجھے امان و دو کہ میں تمہارے پاس آؤں بدین شرط کہ  
 میں تمکو سو راس نفر قیدیوں کی طرف کسی مقام پر رہائی کرونگا بدین شرط کہ اگر میں سو نفر کی طرف رہائی نہ کروں تو میں  
 تمہارے واسطے فنی یا رقیق ہونگا پھر اسے شرط وفا کی تو وہ مسلمانوں کے واسطے فنی ہوگا مگر مسلمانوں کو اسکا قتل کرنا  
 روا نہ ہوگا۔ اور اگر اسے کہا کہ تم مجھے امان و بدین شرط کہ میں تمہارے پاس آؤں پس تم کو ایسے گانوں  
 کی رہائی کروں جہاں سوراس برسے ہیں اور حال یہ ہو کہ انکو مسلمان پہلے پانچکے تھے یا اسکی رہائی سے پہلے  
 وہ جانتے تھے اگر چہ یا یہ نہ تھے تو اسکی رہائی کچھ نہ ہوگی اور وہ فنی ہوگا۔ اور اگر وہ مسلمانوں کو راہ سے لے گیا  
 اور مسلمان اس راہ پہلے پھرتیل وہاں تک پہنچنے کے مسلمان پہچان سکے یا مرنے کو رستے مسلمانوں کو اس جگہ کا  
 پتا بتا دیا اور خود انکے ساتھ نہ گیا پس مسلمان اسے پتہ پر گئے یہاں تک کہ انھوں نے قیدی پتہ پاسے تو یہ اسکی رہائی میں داخل  
 ہو۔ اور اگر اسے کہا کہ مجھے امان و بدین شرط کہ میں تمہارے پاس آؤں پس اگر میں تم کو ایسے عیال و اولاد تک  
 پہنچ جاؤں کہ اگر ایسا نہ کروں تو میرے واسطے امان نہیں ہو پھر جب وہ اتر آیا تو دیکھا کہ مسلمانوں نے یہ طریق پایا ہو پس

مسلم  
 غیر مسلم  
 حربی  
 صلح  
 امان  
 دینار  
 ننگا  
 قیدی  
 راس  
 نفر  
 قتل  
 رقیق  
 عیال  
 اولاد



[illegible]

انکا مال چھل ہوا ہو تو یہ مال ان لوگوں کو واپس نہ دیا جائیگا الا بسبب عذر کے اور عذر فقط یہ ہو کہ یہ لوگ غیر اراضی  
 و اسکی زراعت پر بدون اس مال کے قادر نہ ہوں۔ اور ہا وہ مال جو ان لوگوں کے قبضہ میں موجود رہا ہو پس اگر  
 عمارت اراضی و اسکی زراعت کے واسطے اس مال کی طرف محتاج ہوں تو امام اسکو اپنے لئے لے لے گا اور اگر اسکی محتاج نہ ہوں تو  
 امام کو اختیار ہو چاہے اسکو اپنے لیکر غنائم کے درمیان تقسیم کر دے اور چاہے نہ لے مگر ادبی یہ ہو کہ یہ مال انھیں کے قبضہ  
 میں چھوڑ دے بفرض انکی تالیف قلوب کے تاکہ اسلام کی بھلائیوں پر واقف ہو کر مسلمان ہو جائیں۔ اور اسی طرح  
 اپنے قالب آتے سے پہلے انکی عورتیں یا بچوں میں سے جو کوئی اگر گرفتار کر لیا ہو وہ بھی واپس نہ کیا جائیگا اور بچہ اپنے غائب  
 آتے کے جو انکے پاس ہیں انہیں سے کوئی اپنے لئے نہ لے گا۔ اور جب امام نے بلا و اہل حرب سے کوئی بلدیہ کر لیا اور اس بلدیہ  
 اور اسکے لوگوں کو مجاہدین فتح کرنے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا پھر چاہا کہ ان لوگوں پر انکی گروہوں و اراضی کے  
 ساتھ احسان کرے یعنی انکی جائیداد کے ذمہ زمین اور انکی اراضی انکے ملک میں دیدہ سے باوئے شرع تو امام کو  
 یہ اختیار نہیں ہو اور اسی طرح اگر اپنے اس طرح احسان کر دیا پھر چاہا کہ تقسیم کر دے تو یہ اختیار نہ ہوگا یہ محدط میں ہو اور جو لوگ  
 اسیر ہوں انکے حق میں امام کو اختیار ہوتا ہے چاہے انکو قتل کر دے اور چاہے تقسیم کر دے اور چاہے اسے اسیر ہون کے بعد  
 مشرکان عرب سے یا مشرکان اسلام سے ہوں کہ اُسے سوائے اسلام یا تلوا کے اور کچھ قبول نہیں کیا جائیگا اور چاہے لوگو  
 مسلمانوں کا ذمی بنا کر آزاد چھوڑ دے مگر سوائے مشرکان عرب و مشرکان اسلام کے کہ یہ لوگ مئی بھی ہیں جو سیکے ہیں اور  
 جو شخص ان اسیروں میں سے مسلمان ہو گیا اسکے حق میں اور کوئی اختیار نہیں ہو سوائے استرقاق کے کہ اسکو رقبہ قرار  
 دے سکتا ہو تبیین میں ہو۔ اور یہ جائز نہیں ہو کہ انکو دار حرب میں واپس کرے اور واضح ہو کہ اگر مسلمانوں میں سے  
 اہل حرب کے ہاتھ میں اسیر ہوں تو اہل حرب کے اسیروں سے مفادات کر لینا یعنی ان اسیروں کو اہل حرب کو دیکر اپنے  
 اسیروں کو اپنے لئے لینا امام عظم رحمہ کے نزدیک نہیں جائز ہو کذا فی الکافی والمتون لیکن اس میں اختلاف ہے بنابرین زراعت  
 مذکور ہو کہ صحیح قول امام عظم رحمہ کا ہوا انتہی اور امام محمد رحمہ نے سپر کیس میں فرمایا کہ کافروں کی قیدی عورتیں یا مرد جو  
 مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں دیکر مسلمان قیدی سے جو کافروں کے نیچے ہیں، میں مفادات کر لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے  
 اور یہ امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ کا قول ہے اور امام عظم رحمہ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں انہیں سے اظہر وہ  
 یہی ہے کہ کذا فی المحیط اور یہی عامہ شائع کا قول ہے یہ نہ لائق میں ہو پھر واضح ہو کہ مفادات کرنے میں بل لشکر کی  
 رضامندی شرط ہوا سوائے کہ اس میں مال عین سے انکے حق کا ابطال ہو اور اگر اسو اسے مردوں کے اس مفادات  
 اہل لشکر نے انکار کیا تو امیر لشکر کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دیگر مفادات کرے اور رہے رجال یعنی قیدی مردوں کفار پس  
 اگر ہنوز تقسیم واقع نہ ہوئی ہو تو امیر کو اختیار ہو کہ ان مردوں کو دیکر مسلمان قیدیوں کو جو ہر اسے اور اگر تقسیم واقع  
 ہو چکی ہو تو امام کو یہ اختیار نہیں ہو الا برضا مندی لشکر۔ اور اگر بادشاہ کفار کا ایچی آیا کہ وہ کسی مقام پر اسیر ہیں  
 مفادات کرنا چاہتا ہو اور انھوں نے مسلمانوں سے عہد لیا کہ تم ہکو امان دو ان قیدیوں کے لانے پر ہا تمہارا فدیہ  
 کر لینے سے فارغ ہوں اور اگر فدیہ کر لینے پر اتفاق نہ ہو تو ہم ان مسلمان قیدیوں سے جو ہمارے ساتھ ہیں پس آویں تو  
 مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا عہد وفا کرین اور جیسے انہیں مفادات شرط کی ہو مفادات کرین خواہ مفادات میں ناحیہ شرط  
 کیا ہو یا اور قیدی وغیرہ لیکن اگر مفادات پر باہم رضامندی نہ تھی اور کافروں نے مسلمان قیدیوں کو دیکر اپنے مال

فتاویٰ ہندیہ  
 کتاب السیر  
 باب چہارم  
 تقسیم غنائم  
 ۷۵۹



حالانکہ مسلمانوں کو اپنے حقوق حاصل ہو تو مسلمانوں کو رو نہیں ہو کہ ان کا فردن کو چھوڑ دیں کہ وہ مسلمان قیدیوں کو اپنے ملک میں واپس لے جائیں اور اپنے لازم ہو کہ معاہدہ کی اس شرط کا وفا ترک نہ کریں اور قیدیوں کو ان کے ہاتھوں چھڑائیں مگر سوائے اس چھڑالینے کے اور کسی چیز کا ایسے تعرض نہ کریں یہ محیط میں ہو۔ اور کا فردن سے اس طرح مال کے عوض مفادات کرنا کہ کافروں سے مال لیکر اپنے قیدی رہا کریں تو یہ امر مذہب بشورہ میں سے کسی مذہب کے موافق نہیں جائز ہو۔ اور اگر کافروں کا قیدی جو ہمارے پاس ہو مسلمان ہو گیا تو وہ انہیں ہو کہ جو مسلمان ان کے قیدی بن گئے وہ ان سے نہیں جائز ہو۔ اور اگر کافروں سے مال لے کر اس صورت میں کہ اس کا دل اس امر سے خوش ہو اور یہ اپنے اسلام پر مامون ہو اور اس سے مفادات کر لے لے لے اور ان کے ساتھ ان کی مائیں اور باپ بھی اس میں تو ان اطفال سے مفادات کر لینے میں مضائقہ نہیں اس میں بر احسان کرنا یعنی ان کو مفت چھوڑ دینا و انہیں ہو یہ کافی نہیں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ جب مشرکوں کے لڑکے اسیر کیے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مائیں اور باپ بھی اس میں تو ان اطفال سے مفادات کر لینے میں مضائقہ نہیں ہو اور اگر اکیلا طفل اسیر کر کے دارالاسلام میں نکال لایا گیا تو بعد اسکے اسکے ساتھ مفادات کر لینا انہیں جائز ہو اور اسی طرح اگر دارالحرب میں غنیمت تقسیم کر دی گئی کہ طفل کسی مسلمان غازی کے حصہ میں آیا یا اموال غنیمت فروخت کر دیے گئے یعنی کسی مسلمان نے یہ مال غنیمت خرید لیا تو بھی اس سے مفادات نہیں روا ہو کہ طفل اس شخص کی تبعیت میں جسے ملک میں بوجہ تقسیم کے یا خرید کے آیا ہو محکوم باسلام ہو گیا ہو یہ محیط میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں نے گھوڑے یا بھینسین بوجہ تقسیم کے یا خرید کے آیا ہو محکوم باسلام ہو گئے ہوں تو ان کے ساتھ ان کی مائیں اور باپ بھی اس میں تو ان اطفال سے مفادات کر لینے میں مضائقہ نہیں ہو اور اگر کافروں نے ان کے عوض مفادات کی درخواست کی یا ان کے مال لیکر یہ چیزیں ہکودیدی یا دین کفار سے لیے پھر کافروں نے ان کے عوض مفادات کی درخواست کی تو اس سے اس کی مفادات میں یہ مرد مشرکوں کو تو ایسا کرنا نہیں جائز ہو اور اگر انہوں نے وہ اس سے کی کہ ہمارا قیدی ہکودیدوار اس کی مفادات میں یہ مرد مشرکوں کو یا دوسرے لے لو تو مسلمانوں کو ایسا کرنا نہیں جائز ہو۔ اور جو مسلمان دارالحرب میں اسیر ہوں ان کی مفادات کر لینا بوجہ درم یا دیناروں کے یا اسی چیزوں کے چھپے امر جنگ میں تقویت نہیں لگاتی ہو جیسے کپڑے وغیرہ سے جائز ہو مگر ہتھیار یا گھوڑے دیکر چھڑانا نہیں جائز ہو یہ سراج و راج میں ہو امام محمد نے اسیر کو فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان یا دینی آدمی نے جو جہاں کافروں کے پنجہ میں دارالحرب میں قیدی ہو کسی مسلمان یا دینی سے جو ان لیکر دارالحرب میں گیا ہو کہ کچھ فدیہ دیکر اسے چھڑائے یا مجھے اسے خرید لے پس اسے ایسا ہی کیا اور اس کو دارالاسلام میں نکال لایا تو وہ یہاں آزاد ہو گا اسیر ملک کی کوئی راہ نہیں ہو لیکن جب قدر مال اس قیدی کے فدیہ میں آئے دیا ہو وہ اس اسیر ہاشدہ کے ذمہ فرض ہو گا پس تمام جو کچھ اس نے فدیہ میں دیا ہو اس سے واپس لیا بشرطیکہ مقدار دیت سے زائد نہ ہو اور اگر اسے مقدار دیت سے زائد مال اسکے فدیہ میں دیا ہو تو اسیر ہاشدہ سے فقط بقدر دیت کے واپس لے سکتا ہو اور جو کچھ اس نے زیادہ دیا وہ نہیں لے سکتا ہو۔ قال المترجم یعنی جب اسیر مسلمان یا دینی نے اپنے خرید لینے کا حکم دیا تو یہ حقیقت میں خرید نہیں بلکہ نقد یہ ہو پس ملک کی ہاں جو کچھ فدیہ دیا ہو واپس لیا کہ جو مقدار دیت یعنی دس ہزار درم سے زائد ہو وہ نہیں لے سکتا کیونکہ خرید کا حکم ہر پس زائد دیت سے غلبہ فاحش ناجائز ہو گا بخلاف حکم نقدیہ کے فاقم۔ اور بعض اشخاص نے فرمایا کہ قبائل قول امام اعظم کہ چاہیے کہ جس قدر اسے اسکے فدیہ میں دیا ہو سب اس لیے خواہ مقدار دیت سے کم ہو یا زیادہ ہو اور اصح یہ کہ امام اعظم و امام ابو یوسف امام محمد سے کہے نہ روایت ہی حکم ہو جو اول مذکور ہو اور علی ہذا اگر اسیر نہ کرنے اس سے کہ اسے ہزار درم فدیہ لے کر چھوڑے اور مامور کو اتنے کے عوض چھڑ لینا ممکن نہ ہوتی کہ اسے زیادہ دیکر چھڑ لیا تو مامور مذکور اس سے ہزار درم واپس لے سکتا ہو یہ فریقہ میں ہو۔ اور اگر اسیر نہ مامور سے یعنی جس سے اپنے چھڑانے کے واسطے کہا ہو یوں کہ کہا کہ مجھے ان لوگوں سے



پھر اسکو خریدتا تو مالکان مال کے واسطے خریدنیوالا ہوگا یہ تانا نرغائیر میں ہو۔ اور اگر زید نے عمر کو حکم کیا کہ دار الحرب میں سے ایک ایسے پیر میں آزاد یعنی مثلاً خالد کو بعوض مال شہی کے یعنی مثلاً بعوض ہزار درہم کے خریدے پس عمر کو خالد کو خریدنا تو خالد پر عمر کے واسطے اس مال سے کچھ واجب ہوگا۔ ہاں عمر کو یہ اختیار ہوگا کہ دیر سے یہ مال والیس سے بشرطیکہ زید نے اس کے واسطے اس مال کی ضمانت کر لی ہو یا یہ کہا ہو کہ اسکو میرے واسطے خریدو۔ اور اگر زید نے عمر سے کہا ہو کہ تو خالد کو خالہ کی ذات کے واسطے خرید اور اس کے ثواب کی اتنا تقاضا کیے امید رکھ تو عمر زید سے کچھ نہیں لے سکتا اور چھپ چھپ کر ایک شیخ جس دار الحرب میں داخل ہوا اور اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ اس سے فقط ایک قیدی خرید سکتا ہو تو عالم اس پر خریدنے سے جائز قیدی کا خریدنا نہیں جو یہ سراجہ میں ہو۔ اور جب امام المسلمین نے دار الحرب سے دارالاسلام کی طرف غزوہ کیا یا ہاں اور حال یہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کثرت سے مویشی ہیں کہ انکو دارالاسلام میں لانے پر قدرت نہیں ہو تو یہ نہ کرے کہ انکی کوٹھڑیاں کاٹ کر وہاں چھوڑ دے بلکہ انکو بیچ کر کے بھلا دے اور پھر بھٹیلا کر پیسے ہوں کہ اس وقت وہ مسکین مثلاً اوسے کہیں تو انکو ایسی جگہ دین کر دے جہاں کفار واقع نہ ہوں یہ کافی ہیں اور کفار کے طریقہ اعمال میں سے ہر چیز کو اس طرح توڑ دے کہ بعد شکستہ ہونے کے وہ نفع لینے کے لائق نہ رہیں اور غنوں اور تمام سیال چیزوں کو اس طرح بھاڑے کہ پھر اہل کفر اس سے استفادہ نہ کر سکیں اور یہ سب امور اس واسطے کرے کہ اہل کفر کو کھٹک کر چلیں۔ اور یہ ہے قیدی پس جب پیسے ہوں کہ انکو دارالاسلام میں قتل کر لانا متعذر ہو تو ان میں سے مردوں کو قتل کر دے اور اگر وہ اسلام نہ لادیں اور عورتوں و بچوں کو اور بوڑھوں کو ایسی زمین میں چھوڑ دے کہ وہاں بھوک پیاس سے مر جائیں اس واسطے کہ انکا قتل کرنا تو متعذر ہو کیونکہ ممانعت ہو اور انکا باقی رکھنا غیر موجب ہو اور اسی واسطے جب مسلمان لوگ دار الحرب میں سانپ یا بھجور یا دین تو یہ کرینگے کہ بھوک و دم کاٹ دینگے اور سانپ کے دانت توڑ دینگے اور انکو بالکل قتل نہ کرینگے تاکہ جب تک مسلمان وہاں ہیں تب تک مسلمانوں سے انکا ضرر دفع ہوا دیکھنے کی نسل باقی رہے تاکہ جب ان کے کفار ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ واضح ہو کہ اہل یہ ہو کہ جب تک غنائم دارالاسلام میں نہ آجائیں کہ جس سے مخیر ہو جائے تب تک وہ ملک نہیں ہو جائے ہیں کذا فی محیط السخسی اور اس میں چھپ چھپ کر یعنی میں انرا بخلہ یہ ہو کہ اگر مجاہدین فائزین سے کسی شخص نے غنیمت کی باندیوں میں سے کسی باندی سے طوطی کی سیل سے کچھ پیدا ہوا اور طوطی کرنے والے نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا اور عقرو واجب ہوگا اور بیانیہ اور کچھ اور یہ عقراں سب غنائم کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور انرا بخلہ یہ ہو کہ اگر مال غنیمت امام نے دار الحرب میں تقسیم کر دیا پھر کوئی مجاہد جسکو غنیمت کا حصہ ملا ہو دار الحرب ہی میں رہ گیا قیل اس کے کہ اسکا حصہ غنیمت دارالاسلام میں آجائے تو اس مال کی اس کے ورثہ میں رشتہ نہ پائے۔ اور انرا بخلہ یہ ہو کہ اگر غنیمت میں سے کوئی چیز کسی غازی نے تلف کر دی تو پھر یہ زبردستی ہر ضامن ہوگا۔ اور انرا بخلہ یہ ہو کہ اگر امام نے ہرون اپنے اجتہاد کے اور ہرون حاجت غازیوں کے مال غنیمت تقسیم کر دیا تو ہمارے نزدیک نہیں صحیح ہو یہ میں ہو۔ اور حکم اس وقت ہو کہ متصل بدارالاسلام نہوا اور جس حدیث میں کہ متصل بدارالاسلام ہوا اور امام نے اسکو فتح کر لیا اور اس پر کام اسلام جاری کیے تو تقسیم کرنے میں ہر ضامن نہیں ہو بلکہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر امام نے غنیمت کو دار الحرب میں اپنے اجتہاد سے یا بعد اجتہاد زلیوں کے تقسیم کر دیا تو تقسیم صحیح ہو اور دارالاسلام میں غنیمت نکال لانے جانے کے بعد جو غازی ملای اسکا حصہ اس کے وارثوں

دار الحرب میں سے ایک ایسے پیر میں آزاد یعنی مثلاً خالد کو بعوض مال شہی کے یعنی مثلاً بعوض ہزار درہم کے خریدے پس عمر کو خالد کو خریدنا تو خالد پر عمر کے واسطے اس مال سے کچھ واجب ہوگا۔ ہاں عمر کو یہ اختیار ہوگا کہ دیر سے یہ مال والیس سے بشرطیکہ زید نے اس کے واسطے اس مال کی ضمانت کر لی ہو یا یہ کہا ہو کہ اسکو میرے واسطے خریدو۔ اور اگر زید نے عمر سے کہا ہو کہ تو خالد کو خالہ کی ذات کے واسطے خرید اور اس کے ثواب کی اتنا تقاضا کیے امید رکھ تو عمر زید سے کچھ نہیں لے سکتا اور چھپ چھپ کر ایک شیخ جس دار الحرب میں داخل ہوا اور اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ اس سے فقط ایک قیدی خرید سکتا ہو تو عالم اس پر خریدنے سے جائز قیدی کا خریدنا نہیں جو یہ سراجہ میں ہو۔ اور جب امام المسلمین نے دار الحرب سے دارالاسلام کی طرف غزوہ کیا یا ہاں اور حال یہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کثرت سے مویشی ہیں کہ انکو دارالاسلام میں لانے پر قدرت نہیں ہو تو یہ نہ کرے کہ انکی کوٹھڑیاں کاٹ کر وہاں چھوڑ دے بلکہ انکو بیچ کر کے بھلا دے اور پھر بھٹیلا کر پیسے ہوں کہ اس وقت وہ مسکین مثلاً اوسے کہیں تو انکو ایسی جگہ دین کر دے جہاں کفار واقع نہ ہوں یہ کافی ہیں اور کفار کے طریقہ اعمال میں سے ہر چیز کو اس طرح توڑ دے کہ بعد شکستہ ہونے کے وہ نفع لینے کے لائق نہ رہیں اور غنوں اور تمام سیال چیزوں کو اس طرح بھاڑے کہ پھر اہل کفر اس سے استفادہ نہ کر سکیں اور یہ سب امور اس واسطے کرے کہ اہل کفر کو کھٹک کر چلیں۔ اور یہ ہے قیدی پس جب پیسے ہوں کہ انکو دارالاسلام میں قتل کر لانا متعذر ہو تو ان میں سے مردوں کو قتل کر دے اور اگر وہ اسلام نہ لادیں اور عورتوں و بچوں کو اور بوڑھوں کو ایسی زمین میں چھوڑ دے کہ وہاں بھوک پیاس سے مر جائیں اس واسطے کہ انکا قتل کرنا تو متعذر ہو کیونکہ ممانعت ہو اور انکا باقی رکھنا غیر موجب ہو اور اسی واسطے جب مسلمان لوگ دار الحرب میں سانپ یا بھجور یا دین تو یہ کرینگے کہ بھوک و دم کاٹ دینگے اور سانپ کے دانت توڑ دینگے اور انکو بالکل قتل نہ کرینگے تاکہ جب تک مسلمان وہاں ہیں تب تک مسلمانوں سے انکا ضرر دفع ہوا دیکھنے کی نسل باقی رہے تاکہ جب ان کے کفار ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ واضح ہو کہ اہل یہ ہو کہ جب تک غنائم دارالاسلام میں نہ آجائیں کہ جس سے مخیر ہو جائے تب تک وہ ملک نہیں ہو جائے ہیں کذا فی محیط السخسی اور اس میں چھپ چھپ کر یعنی میں انرا بخلہ یہ ہو کہ اگر مجاہدین فائزین سے کسی شخص نے غنیمت کی باندیوں میں سے کسی باندی سے طوطی کی سیل سے کچھ پیدا ہوا اور طوطی کرنے والے نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا اور عقرو واجب ہوگا اور بیانیہ اور کچھ اور یہ عقراں سب غنائم کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور انرا بخلہ یہ ہو کہ اگر مال غنیمت امام نے دار الحرب میں تقسیم کر دیا پھر کوئی مجاہد جسکو غنیمت کا حصہ ملا ہو دار الحرب ہی میں رہ گیا قیل اس کے کہ اسکا حصہ غنیمت دارالاسلام میں آجائے تو اس مال کی اس کے ورثہ میں رشتہ نہ پائے۔ اور انرا بخلہ یہ ہو کہ اگر غنیمت میں سے کوئی چیز کسی غازی نے تلف کر دی تو پھر یہ زبردستی ہر ضامن ہوگا۔ اور انرا بخلہ یہ ہو کہ اگر امام نے ہرون اپنے اجتہاد کے اور ہرون حاجت غازیوں کے مال غنیمت تقسیم کر دیا تو ہمارے نزدیک نہیں صحیح ہو یہ میں ہو۔ اور حکم اس وقت ہو کہ متصل بدارالاسلام نہوا اور جس حدیث میں کہ متصل بدارالاسلام ہوا اور امام نے اسکو فتح کر لیا اور اس پر کام اسلام جاری کیے تو تقسیم کرنے میں ہر ضامن نہیں ہو بلکہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر امام نے غنیمت کو دار الحرب میں اپنے اجتہاد سے یا بعد اجتہاد زلیوں کے تقسیم کر دیا تو تقسیم صحیح ہو اور دارالاسلام میں غنیمت نکال لانے جانے کے بعد جو غازی ملای اسکا حصہ اس کے وارثوں

کے واسطے میراث ہوگا یہ ہر ایک میں ہے۔ اور جو دو مسلمانوں کی دارالحرب میں جا بیٹے یہ لشکر مدوی بھی اس غنیمت میں لیا  
 شریک ہوگا۔ اور انکی شرکت جب بھی قطع ہوگی کہ جب یہ غنیمت دارالاسلام میں محضر ہو چکی ہو یا دارالحرب میں تقسیم  
 ہو گئی ہو یا امام نے غنیمت کو فروخت کر دیا ہو۔ اور اگر لشکر نے دارالحرب میں سے کوئی شہر فتح کیا اور اپنے غالب ہو گئے پھر  
 ان لوگوں سے مدوی لشکر جاملتا تو وہ اسے ان لوگوں کے ساتھ غنیمت میں شریک نہ ہو گئے اس واسطے کہ پھر پلا واسلام میں  
 سے ہو گیا۔ اور باز آدمی آدمیوں کے واسطے سہم نہیں ہوتا ہی الا اس صورت میں کہ وہ قتال کریں پس اگر وہ قتال کریں  
 تو انکو حصہ غنیمت ملیگا اور سوار و پیادہ کی حالت اسوقت کی معتبر ہو جو وقت اسے قتال کیا ہو یعنی اگر سواری کی حالت  
 میں قتال کیا ہو تو اسکو حصہ سوار ملیگا اور اگر پیادہ قتال کیا ہو تو حصہ پیادہ ملیگا یہ اختیار شیخ مختار میں ہے۔ اور اسی طرح  
 جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا تھا اور لشکر اسلام داخل ہونے پر وہ لشکر میں آ گیا اور جو ہندو کو دارالحرب میں چلا گیا تھا  
 تو یہ کہے لشکر میں آ گیا اور جو مال لیکر دارالحرب میں تجارت کے واسطے گیا تھا اور لشکر اسلام میں آئی ہو گیا تو انکا بھی وہی حکم  
 ہوگا کہ اگر انھوں نے قتال میں حصہ لیا تو اسکو حصہ غنیمت ہو گئے ورنہ انکو کچھ نہ ملیگا یہ شیخ الفکر میں ہے۔ اور وہاں سے  
 رہا اور قتال نہ ہوا تو انکیسے ان میں سے ہر ایک میں ہے۔ اور اگر لشکر اسلام کے ساتھ آجیر ہوں یعنی مسلمان ہوں تو وہ رہا ہوں کہ  
 انکو کسی نے خدمت کے واسطے فرو کر لیا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر اس نے خدمت ترک کر کے کفار سے قتال کیا  
 تو وہ مستحق سہم ہوا اور اگر اس نے خدمت ترک نہیں کی ہو تو اس کے واسطے کوئی استحقاق نہیں ہو اصل یہ ہے کہ جو شخص قتال  
 کے واسطے داخل ہوا وہ مستحق سہم ہو خواہ اسے قتال کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جو شخص غیر قتال کے واسطے داخل ہوا وہ  
 مستحق نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ وہ قتال کرے اور قتال کی اہلیت بھی رکھتا ہو اور جو شخص لشکر کے ساتھ قتال  
 کے واسطے داخل ہوا پھر اسے قتال کیا یا نہ کیا وغیرہ کی وجہ سے قتال نہ کیا تو اس کے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا اگر اسکو  
 ہو تو پیادہ کا حصہ اور اگر سوار ہو تو سوار کا حصہ اور جو شخص قتال کے واسطے داخل ہوا پھر کفار کے ساتھ میں اسیر ہو گیا  
 پھر قبل اس کے کہ غنیمت دارالاسلام میں نہ لائی جاوے وہ رہا ہو گیا تو اس کے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا یہ شیخ و بلج  
 میں ہے۔ اور اگر امام کو ضرورت ہوئی کہ غنیمت بار کر کے دارالاسلام میں منتقل کیا جائے اور مال غنیمت میں جانور یا ہر داری  
 ہیں تو امام اس مال غنیمت کو اپنے زاد کردار اسلام میں منتقل کرے گا اور اگر مال غنیمت میں جانور یا ہر داری نہ ہوں  
 و لیکن امام کے ساتھ غنیمت مال میں سے جانور وغیرہ بار برداری فاضل ہیں تو اپنے زاد کردار منتقل کر دے اور اگر امام  
 کے ساتھ فاضل بار برداری نہ ہوں لیکن غنیمت حاصل کرنے والوں میں سے ہر ایک کے ساتھ فاضل بار برداری ہو پس  
 اگر انکی خوشی ہو تو اجرت پر انکی بار برداری پر مال غنیمت لا دلاوے اور اگر انکی خوشی نہ ہو تو اجرت سے اپنے مال کے  
 واسطے ان مالکوں پر جبر و انکراہ نہیں کریگا یہ سیر فیہ میں ہے اور سیر کیہ میں لکھا ہے کہ امام ان لوگوں کو انکی بار برداری پر  
 اجرائش کے عوض اس مال کے لا دے پر مجبور کریگا اور اگر فاقین میں سے ہر ایک کے واسطے فاضل بار برداری نہ ہو بلکہ  
 بعض کے ساتھ فاضل بار برداری ہو پس اگر مالک خوشی سے راضی ہو کہ اجرت پر مال غنیمت اسکی بار برداری پر لا دیا جاوے  
 تو جائز ہے اور اگر وہ خوشی نہ ہو تو پھر روایت سیر صخر کے اسکو مجبور نہیں کر سکتا اور بنا بر روایت سیر کیہ کے اسکو اس  
 کام پر مجبور کریگا یہ محیط میں ہے۔ اور رضا لقمہ میں ہے کہ دارالحرب میں لشکر کو علف دے اور جو طعام انکی لشکر پاؤں  
 وہ کھا دیں اور ٹیبل روٹی و گوشت اور اس چیز کے جو طعام میں کھلے ہوئی ہو جیسے مکی اور شہد و روغن و زیتون نہ کہ

اس میں غنیمت دارالحرب میں لیا گیا ہو یا دارالحرب میں تقسیم ہو گئی ہو یا امام نے غنیمت کو فروخت کر دیا ہو۔ اور اگر لشکر نے دارالحرب میں سے کوئی شہر فتح کیا اور اپنے غالب ہو گئے پھر ان لوگوں سے مدوی لشکر جاملتا تو وہ اسے ان لوگوں کے ساتھ غنیمت میں شریک نہ ہو گئے اس واسطے کہ پھر پلا واسلام میں سے ہو گیا۔ اور باز آدمی آدمیوں کے واسطے سہم نہیں ہوتا ہی الا اس صورت میں کہ وہ قتال کریں پس اگر وہ قتال کریں تو انکو حصہ غنیمت ملیگا اور سوار و پیادہ کی حالت اسوقت کی معتبر ہو جو وقت اسے قتال کیا ہو یعنی اگر سواری کی حالت میں قتال کیا ہو تو اسکو حصہ سوار ملیگا اور اگر پیادہ قتال کیا ہو تو حصہ پیادہ ملیگا یہ اختیار شیخ مختار میں ہے۔ اور اسی طرح جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا تھا اور لشکر اسلام داخل ہونے پر وہ لشکر میں آ گیا اور جو ہندو کو دارالحرب میں چلا گیا تھا تو یہ کہے لشکر میں آ گیا اور جو مال لیکر دارالحرب میں تجارت کے واسطے گیا تھا اور لشکر اسلام میں آئی ہو گیا تو انکا بھی وہی حکم ہوگا کہ اگر انھوں نے قتال میں حصہ لیا تو اسکو حصہ غنیمت ہو گئے ورنہ انکو کچھ نہ ملیگا یہ شیخ الفکر میں ہے۔ اور وہاں سے رہا اور قتال نہ ہوا تو انکیسے ان میں سے ہر ایک میں ہے۔ اور اگر لشکر اسلام کے ساتھ آجیر ہوں یعنی مسلمان ہوں تو وہ رہا ہوں کہ انکو کسی نے خدمت کے واسطے فرو کر لیا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر اس نے خدمت ترک کر کے کفار سے قتال کیا تو وہ مستحق سہم ہوا اور اگر اس نے خدمت ترک نہیں کی ہو تو اس کے واسطے کوئی استحقاق نہیں ہو اصل یہ ہے کہ جو شخص قتال کے واسطے داخل ہوا وہ مستحق سہم ہو خواہ اسے قتال کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جو شخص غیر قتال کے واسطے داخل ہوا وہ مستحق نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ وہ قتال کرے اور قتال کی اہلیت بھی رکھتا ہو اور جو شخص لشکر کے ساتھ قتال کے واسطے داخل ہوا پھر اسے قتال کیا یا نہ کیا وغیرہ کی وجہ سے قتال نہ کیا تو اس کے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا اگر اسکو ہو تو پیادہ کا حصہ اور اگر سوار ہو تو سوار کا حصہ اور جو شخص قتال کے واسطے داخل ہوا پھر کفار کے ساتھ میں اسیر ہو گیا پھر قبل اس کے کہ غنیمت دارالاسلام میں نہ لائی جاوے وہ رہا ہو گیا تو اس کے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا یہ شیخ و بلج میں ہے۔ اور اگر امام کو ضرورت ہوئی کہ غنیمت بار کر کے دارالاسلام میں منتقل کیا جائے اور مال غنیمت میں جانور یا ہر داری ہیں تو امام اس مال غنیمت کو اپنے زاد کردار اسلام میں منتقل کرے گا اور اگر مال غنیمت میں جانور یا ہر داری نہ ہوں و لیکن امام کے ساتھ غنیمت مال میں سے جانور وغیرہ بار برداری فاضل ہیں تو اپنے زاد کردار منتقل کر دے اور اگر امام کے ساتھ فاضل بار برداری نہ ہوں لیکن غنیمت حاصل کرنے والوں میں سے ہر ایک کے ساتھ فاضل بار برداری ہو پس اگر انکی خوشی ہو تو اجرت پر انکی بار برداری پر مال غنیمت لا دلاوے اور اگر انکی خوشی نہ ہو تو اجرت سے اپنے مال کے واسطے ان مالکوں پر جبر و انکراہ نہیں کریگا یہ سیر فیہ میں ہے اور سیر کیہ میں لکھا ہے کہ امام ان لوگوں کو انکی بار برداری پر اجرائش کے عوض اس مال کے لا دے پر مجبور کریگا اور اگر فاقین میں سے ہر ایک کے واسطے فاضل بار برداری نہ ہو بلکہ بعض کے ساتھ فاضل بار برداری ہو پس اگر مالک خوشی سے راضی ہو کہ اجرت پر مال غنیمت اسکی بار برداری پر لا دیا جاوے تو جائز ہے اور اگر وہ خوشی نہ ہو تو پھر روایت سیر صخر کے اسکو مجبور نہیں کر سکتا اور بنا بر روایت سیر کیہ کے اسکو اس کام پر مجبور کریگا یہ محیط میں ہے۔ اور رضا لقمہ میں ہے کہ دارالحرب میں لشکر کو علف دے اور جو طعام انکی لشکر پاؤں وہ کھا دیں اور ٹیبل روٹی و گوشت اور اس چیز کے جو طعام میں کھلے ہوئی ہو جیسے مکی اور شہد و روغن و زیتون نہ کہ



اور نیز مضائقہ نہیں ہو کہ تدبیر کرین ایسے دھوکے سے جو کھایا جاتا ہو مثل گھی و روغن زیتون و سرکہ کے اور مضائقہ نہیں ہو کہ خود اس سے تدبیر کرے اور اپنے جانور کی راہ جو وہاں کہ نہیں کھائے جا سکتی مثل روغن بنفشہ وغیرہ اور روغن و دوا اور اسکے مانند کے تو اسکو روا نہیں ہو کہ اس سے تدبیر کرے راہ جو شکر کے نہ کھائی جاتی ہو اور نہ بی جاتی ہو تو اہل لشکر میں سے کسی کو روا نہیں ہو کہ اس سے کچھ انتفاع حاصل کرے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور اگر لشکر کے ساتھ تاجر لوگ دارالحرب میں داخل ہوئے جسکا ارادہ قتال کا نہیں ہو تو انکو روا نہیں ہو کہ طعام میں سے کوئی چیز کھاوےن یا اپنے جانوروں کو کھلاوےن الا اس صورت میں کہ خرید کر کے دام بچیں اور اگر ایسے تاجر سے کسی سے کوئی چیز خود کھائی یا اپنے جانور کو کھلائی تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور اگر اسکے پاس سبب سے کوئی چیز باقی ہو تو اس سے وہ لے لیا جیگی اور رہا لشکر مجاہدین کا تو انکو مضائقہ نہیں ہو کہ اپنے غلاموں کو جو ان کے ساتھ داخل ہوئے ہیں بدین غرض کہ سفر میں انکے کاموں میں امانت کا زمین ایسے کھانے پینے کی چیزوں سے انکو کھلاوےن اور یہی حکم ان مجاہدین کی عورتوں اور بچوں کا ہو یا جو شخص ان مجاہدین کے ساتھ ضرور ہو ضرورت کرنا کے واسطے مقرر ہو کر گیا ہو وہ نہیں کھا سکتا ہو۔ اور جب بدھی عورتیں بدین غرض لشکر کے ساتھ داخل ہوئیں کہ لشکر کے پیاروں اور زمینوں کا علاج کریں تو یہ عورتیں خود کھانے پینے اور اپنے جانوروں کو کھلاوےن یہ سراج دہاج میں ہو۔ اور کچھ فرق نہیں ہو ایسے طعام میں کہ جو کھانے کے واسطے معیا ہو اور ایسے طعام میں جو کھانے کے واسطے معیا نہ ہو یعنی دونوں طرح طعام کھا سکتے ہیں حتی کہ اہل لشکر کو روا ہو کہ گائے بکریاں اور بٹخ وغیرہ کو بھی کوب کر کے کھاوےن اور انکی کھالیں مال غنیمت میں داخل کریں اور اسی طرح حبیرے شکر و فواکہ تر و خشک اور ہر شے جو عادات کے موافق کھائی جاتی ہو کھاوےن اور یہ اطلاق ایسے شخص کے حق میں ہو جسکے واسطے یہ غنیمت ہو یا وہ شخص کے طور پر غنیمت سے بہانہ کی لیاقت رکھتا ہو خواہ وہ غنی ہو یا فقیر ہو اور تاجر و ضرور و خدمت کو ایسا کھانا نہ دیا جائے گا الا انکا گھوڑوں کی روٹی یا کھانا گوشت ہو تو ایسی صورت میں تاجر و ضرور کو بھی کھلاوےن مین مضائقہ نہیں ہو چیس میں ہو۔ اور اگر لشکر کے بارہ اپنے جانوروں کے واسطے اور طعام اپنے کھانے کے واسطے اور کتیاں استعمال کے واسطے اور روغن استعمال کے لیے اور تھیلے لڑائی کے واسطے دارالحرب سے لےئے تو انکو یہ روا نہیں ہو کہ ان میں سے کوئی چیز ضرورت کریں اور نہ ان چیزوں سے نول حاصل کرنا روا ہو یعنی انکو ذخیرہ کر کے اپنے وقت حاجت کے واسطے نگاہ نہ رکھیں اور اگر انھوں نے اس میں سے کوئی چیز فروخت کی تو اسکا ثمن مال غنیمت میں داخل کریں یہ غایت البیان میں ہو۔ اور اگر انھوں نے تل یا پیاو یا ساک یا مرج وغیرہ ایسی چیزیں پائیں جو عادات کے موافق بطور پیش کھائی جاتی ہیں تو ان میں سے تناول کرنے میں مضائقہ نہیں ہو اور دواؤں و دھوئیں میں سے کچھ استعمال کرنا روا نہیں ہو۔ اور واضح ہو کہ یہ حکم جو اواسی وقت ہو کہ امام المسلمین نے انکو کھانے پینے کی چیزوں سے انتفاع حاصل کرنے سے منع نہ کیا ہو اور اگر امام نے انکو اس سے منع کر دیا ہو تو انکو ایسی چیزوں سے انتفاع حاصل کرنا مباح نہیں ہو اور اگر اہل لشکر کو آگ و تل کرنے کی حاجت ہوئی خواہ پکانے کے واسطے یا ضرورت سے روٹی پکھانے کی غرض سے تو مضائقہ نہیں ہو کہ اہل حرب کی لکڑیاں ترک کر کے وغیرہ جو پادین و پلاوین و بڑے پکھانے کے واسطے رکھی ہوں اور اگر ایسے ہو اور اگر امام کے واسطے رکھی ہوں یا اپنے عادیات کے موافق ظاہر ہو کہ ایسی چیز جلانے کی نہیں ہوتا لکڑی کے کھٹوے اور کھڑکیاں بنانے کے واسطے رکھی ہوں اور مال یہ کہ انکی قیمت ہو تو اسکا استعمال کرنا روا نہیں ہو اور اگر گھوڑوں کے واسطے جو زمین کو مضائقہ نہیں ہو کہ

[illegible]



ثابت ہوا کہ دونوں اس سے بے پروا ہیں تو ایسی صورت میں امام اسکو دوسرے سے لے لیا مگر اول کو واپس دیا بلکہ ان دونوں کے سوا کسی دوسرے کو دیگا۔ اور یہ حکم جو ہم نے بیان کیا ہو ہر کسی چہرہ میں جاری ہے۔ چنانچہ سلمان لوگ جو شریکیان ہیں جیسے رباطات میں آئنا کسی مقام پر یا مسجد میں انتظار نماز کے واسطے بیٹھا یا سٹھ میں یا عرفات میں حج کے واسطے کسی جگہ آئنا چنانچہ اگر مسجد میں کسی جگہ کوئی بیٹھا تو وہ اس مقام کا یہ نسبت دوسرے شخص کے سخت ہو۔ اور اگر کسی نے بویا بچھایا اگر اسکو کسی دوسرے کے حکم سے بچھا دیا ہو تو بچھوانے والے کے خود بچھانے کا عائد ہو یعنی اس جگہ کا سخت دہی ہو جسے بچھوایا ہو اور اگر بچھانے والے نے خود بچھو دیا تو دوسرے کے بچھایا ہو تو بچھانے والا اسکا سختی ہو اسکو اختیار ہو کہ یہ جگہ جسکو چاہے وہیں سے رادری طرح اگر کسی نے سختی یا عرفات میں کسی مقام پر اپنا خیمہ کھڑا کر لیا حالانکہ اس سے پہلے اس مقام پر ایک شخص دیگر آکر رہا تھا اور یہ امر وقت پر تو شخص ایک مرتبہ اس مقام پر پہلے آئے کہ آئنا ہو وہی اسکا سختی ہو اور دوسرا جسکا اس مقام پر آئنا معروف ہو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو اس مقام سے اٹھا دے۔ اور اگر اسے اس مقام میں سے بہت جگہ وسیع اپنی حاجت سے زیادہ لی تو غیر کو اختیار ہو کہ اس سے اسکی جگہ کا وہ گوشہ جسکی اسکو حاجت نہیں ہو لپکروان اس کے برابر آپ آئے اور اگر اتنی جگہ کو اس سے ایسے دو آدمیوں نے طلب کیا کہ ہر ایک کو ان میں سے ایک جگہ کی ضرورت ہو اور جو شخص ہل کر کہے وہاں آکر چکا ہو اسے چاہا کہ میں ان میں سے ایک کو دونوں دوسرے کو نہ دونوں کو اسکو یہ اختیار ہوگا اگر ان دونوں میں سے ایک شخص قدمی کر کے وہاں آکر پڑا پھر اس شخص نے جو ہل کر کے اس مقام وسیع میں آکر چکا ہو اور وہ بے پروا ہو گیا چاہا کہ اسکو وہاں سے ہٹا کر کے دوسرے اپنے شخص کو جو اس جگہ کا محتاج ہو وہاں آتا رہے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اگر اس شخص نے جو وہاں ہل کر کے آکر اتنا یہ کہا کہ میں نے اس قدر زیادہ گوشہ مقام کو فلاں کے واسطے اس کے حکم سے لے لیا تھا کہ اسکو وہاں آتا رہنا اپنے واسطے نہیں لیا تھا تو اس سے اس درپہ قسم میاں کی اور بعد قسم کھانے کے اسکو یہ اختیار ہوگا کہ جو بیان آئنا ہو اسکو اٹھا دے اور یہی حکم طعام و چارہ کا ہو کہ اگر اسے کہا کہ میں نے اسکو فلاں کے حکم سے اس کے واسطے لیا تو قسم لے کر اسکا قول مسلم ہوگا۔ اور اگر اہل لشکر میں سے دو آدمیوں نے ایک نے جو پائے اور دوسرے نے درکل پھر دونوں نے آپ اسکا مبادلہ کیا اور جسے جو چیز خرید لی ہو اسکا جائزہ ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ جو کچھ اسے دوسرے سے خیر ہوا ہو اسکو استعمال میں لا دے اور یہ دونوں کے درمیان میں بیع نہ ہوگی اس واسطے کہ ان دونوں چیزوں میں سے ہر ایک کو یہ اختیار تھا کہ بعد اپنی حاجت کے لے لے لیکن چونکہ لانے والے کی حاجت مقدم مانگتی تھی کہ بغیر اس کے رضامندی کے نہیں لے سکتا تھا پس باقی مبادلہ ہر ایک نے دوسرے کو راضی کر لیا پھر جو استعمال کیا تو اسی مباح ہونے پر نہ باقی مبادلہ کو وہ اور یہ صورت نہیں لے سکتے ہو کہ چند زمان ایک ستر خوان پر جمع ہوئے کہ ہر زمان اس امر سے منع کیا گیا کہ اپنا ہاتھ اس طعام کی طرف دراز کرے جو دوسرے کے سامنے ہو بغیر رضامندی دوسرے کے اور اگر دوسرے کی طرف سے رضامندی پائی گئی تو ہر ایک کو دونوں میں سے اختیار ہوگا کہ جو طعام چاہے کھائے مگر باقی کہ معافی کرنے والے کی ملک ہے جو اسے مباح کر دی ہو نہ ان کے دوسرے مہمان نے مباح کر دی۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ دونوں میں سے ہر ایک نے جو کچھ دوسرے کو مبادلہ میں دیا ہو جیسے دوسرے سے لی ہوئی چیز کا جائزہ دیا ہے ہی اپنی دی ہوئی چیز کا جائزہ ہو پس ان دونوں میں سے ایک نے چاہا کہ جو دونوں نے باہم مبادلہ کیا ہو اسکو توڑ دے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اگر یہ صورت ہو کہ جو کچھ باقی نے دیا ہو باقی اسکا

حاجتمند ہوا اور مشتری اس سے بے پروا ہو تو بائع کو اختیار ہو کہ جو دیا ہو وہ سارے اور جو لیا ہو واپس کرے اور اگر یہ ہو کہ جب بائع نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو مشتری نے وہ چیز جو خریدی ہو کسی دوسرے شخص کو جو اس چیز کا حاجتمند ہو دیدی تو بائع کو اس سے واپس لینے کا اختیار نہ ہو گا یہ ظہیر نہیں ہو۔ اور اگر دونوں نے باہم مباحثت کر لی حالانکہ دونوں اس سے بے پروا ہیں یا دونوں کو اس کی حاجت ہو یا ایک بے پروا اور دوسرا حاجتمند ہو اور ہندو دونوں میں باہمی قبضہ نہ ہوا تھا کہ ایک کی رائے میں آیا کہ اس مباحثت کو توڑ دے تو اس کو اختیار ہو گا کہ ترک کرے اور اگر ایک نے دوسرے کو کوئی چیز قرض دی ہے میں غرض کہ لینے والا اس کے مثل اور اگر دیگا میں اگر دونوں میں سے ہر ایک اس چیز سے بے پروا ہو یا ہر ایک اس کا حاجتمند ہو تو قرض لینے والے پر غرضی واجب نہ ہو گا اگر اس نے اس چیز کو تلف کر دیا ہو اور اگر ہندو تلف نہیں کیا ہو موجود ہی قرض دینے والا اس کا سختی ہو اگر اس نے چاہا کہ میں واپس کر لوں تو واپس کر سکتا ہو اور اگر لینے والا حاجتمند ہو اور اس کا دینے والا اس سے بے پروا ہو تو دینے والا اس سے واپس نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ قرض کے دو میں لین کے وقت دونوں اس سے بے پروا ہوں پھر قبل اسکے کہ لینے والا اس کو تلف کرے دونوں اسکے حاجتمند ہو گئے تو دینے والا اس کا سختی ہو اور اگر لینے والا پہلے حاجتمند ہوا پھر دینے والا حاجتمند ہوا یا نہوا ہر حال لینے والے پر دینے والے کو کوئی راہ نہیں ہو۔ اور اگر ایسے گھوڑوں میں سے جو دراصل غنم ہیں کسی کے پاس سے دوسرے نے اپنے ذاتی درہوں کے عوض خریدے اور وہ دہرے اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا تو یہی مشتری ان گھوڑوں کا سختی ہو البتہ طبع ان کا حاجتمند ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بیع توڑ دینے کا قصد کیا اور گھوڑوں جن پر قبضہ قائم ہیں تو اس کو یہ اختیار ہو پس مشتری گھوڑوں کو واپس کر دیگا اور اپنے دہرے لے لے گا اور یہ اس صورت میں ہو کہ دونوں ان گھوڑوں سے بے پروا ہوں یا مشتری بے پروا ہو اور بائع ان کا حاجتمند ہو اور اگر مشتری ہی اس کا حاجتمند ہو تو بائع پر واجب ہو گا کہ مشتری کو اسکے دہرے واپس کرے اور گھوڑوں شعری کو مسلم رہینگے۔ اور اگر مشتری نے وہ گھوڑوں تلف کر دیے ہوں تو بائع پر واجب ہو گا کہ مشتری کا ٹخن واپس کرے اور جو کچھ مشتری نے تلف کر دیا ہو وہ ہر حال اس کو مسلم رہا۔ اور اگر مشتری چلا گیا اور بائع کو یہ قدریت حاصل نہ ہوئی کہ اس کو اس کا ٹخن واپس کرے تو یہ دہرے اسکے پاس نہیں لے لے گا کہ ہونے کے فرق یہ ہو کہ یہ دہرے اسکے پاس نہیں ہیں۔ اور اگر اسے غنما کے جمع و قسم کرنے والے حضور میں یہ اصرار پیش کیا پس اس نے کہا کہ میں نے تیری بیع کی اجازت دی اور میں داخل کر تو اس کو جائز ہو گا کہ ٹخن نہ کر صاحب غنما کے حضور میں پیش کر دے یعنی وہ بے پروا ہو گا اگر اسکے بعد مالک دراپم آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس نے گھوڑوں قبل اسکے کہ صاحب غنما بیع کی اجازت دے تلف کر دیے ہوں تو دراپم نہ کرے اس کو واپس دے جائیگا اور اگر اس نے بعد اجازت بیع کے تلف کیے ہوں قبل اسکے تلف نہ کیے ہوں تو دراپم نہ کرے مالک میں داخل ہونگے اور اگر مشتری نے کہا کہ قبل تیری اس بیع کی اجازت دینے کے میں نے گھوڑوں کھا لیے تھے پس مجھے دہرے واپس کر دے اور اسے اس امر پر قسم کھائی تو اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اور اس کو دہرے واپس نہ کیے جائیں گے یہاں تک کہ اسکے گواہ قائم کرے کہ میں نے اجازت بیع سے پہلے گھوڑوں کھا لیے تھے۔ اور اگر وہ آدمیوں میں سے ایک نے گھوڑوں پائے اور وہ نے کھڑا پھر دونوں نے باہم مباحثت کا قصد کیا تو دونوں کو یہ اختیار نہیں۔ اور اگر دونوں نے ایسا کیا اور ہر ایک نے جو کچھ دوسرے سے لیا تھا وہ دارا کھرباب میں تلف کر دیا تو دونوں میں سے کسی پر ضمان واجب نہ ہو گی مگر اتنی بات ہو کہ کپڑے کا فروخت کرنے والا بیع کرنے میں گنہگار ہو اور اگر بیع اس کا مشتری ہی ہو۔ اور اگر وہ دونوں نے تلف نہ کیا یا نہ تک کہ دارا اس کا

حاجتمند ہوا اور مشتری اس سے بے پروا ہو تو بائع کو اختیار ہو کہ جو دیا ہو وہ سارے اور جو لیا ہو واپس کرے اور اگر یہ ہو کہ جب بائع نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو مشتری نے وہ چیز جو خریدی ہو کسی دوسرے شخص کو جو اس چیز کا حاجتمند ہو دیدی تو بائع کو اس سے واپس لینے کا اختیار نہ ہو گا یہ ظہیر نہیں ہو۔ اور اگر دونوں نے باہم مباحثت کر لی حالانکہ دونوں اس سے بے پروا ہیں یا دونوں کو اس کی حاجت ہو یا ایک بے پروا اور دوسرا حاجتمند ہو اور ہندو دونوں میں باہمی قبضہ نہ ہوا تھا کہ ایک کی رائے میں آیا کہ اس مباحثت کو توڑ دے تو اس کو اختیار ہو گا کہ ترک کرے اور اگر ایک نے دوسرے کو کوئی چیز قرض دی ہے میں غرض کہ لینے والا اس کے مثل اور اگر دیگا میں اگر دونوں میں سے ہر ایک اس چیز سے بے پروا ہو یا ہر ایک اس کا حاجتمند ہو تو قرض لینے والے پر غرضی واجب نہ ہو گا اگر اس نے اس چیز کو تلف کر دیا ہو اور اگر ہندو تلف نہیں کیا ہو موجود ہی قرض دینے والا اس کا سختی ہو اگر اس نے چاہا کہ میں واپس کر لوں تو واپس کر سکتا ہو اور اگر لینے والا حاجتمند ہو اور اس کا دینے والا اس سے بے پروا ہو تو دینے والا اس سے واپس نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ قرض کے دو میں لین کے وقت دونوں اس سے بے پروا ہوں پھر قبل اسکے کہ لینے والا اس کو تلف کرے دونوں اسکے حاجتمند ہو گئے تو دینے والا اس کا سختی ہو اور اگر لینے والا پہلے حاجتمند ہوا پھر دینے والا حاجتمند ہوا یا نہوا ہر حال لینے والے پر دینے والے کو کوئی راہ نہیں ہو۔ اور اگر ایسے گھوڑوں میں سے جو دراصل غنم ہیں کسی کے پاس سے دوسرے نے اپنے ذاتی درہوں کے عوض خریدے اور وہ دہرے اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا تو یہی مشتری ان گھوڑوں کا سختی ہو البتہ طبع ان کا حاجتمند ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بیع توڑ دینے کا قصد کیا اور گھوڑوں جن پر قبضہ قائم ہیں تو اس کو یہ اختیار ہو پس مشتری گھوڑوں کو واپس کر دیگا اور اپنے دہرے لے لے گا اور یہ اس صورت میں ہو کہ دونوں ان گھوڑوں سے بے پروا ہوں یا مشتری بے پروا ہو اور بائع ان کا حاجتمند ہو اور اگر مشتری ہی اس کا حاجتمند ہو تو بائع پر واجب ہو گا کہ مشتری کو اسکے دہرے واپس کرے اور گھوڑوں شعری کو مسلم رہینگے۔ اور اگر مشتری نے وہ گھوڑوں تلف کر دیے ہوں تو بائع پر واجب ہو گا کہ مشتری کا ٹخن واپس کرے اور جو کچھ مشتری نے تلف کر دیا ہو وہ ہر حال اس کو مسلم رہا۔ اور اگر مشتری چلا گیا اور بائع کو یہ قدریت حاصل نہ ہوئی کہ اس کو اس کا ٹخن واپس کرے تو یہ دہرے اسکے پاس نہیں لے لے گا کہ ہونے کے فرق یہ ہو کہ یہ دہرے اسکے پاس نہیں ہیں۔ اور اگر اسے غنما کے جمع و قسم کرنے والے حضور میں یہ اصرار پیش کیا پس اس نے کہا کہ میں نے تیری بیع کی اجازت دی اور میں داخل کر تو اس کو جائز ہو گا کہ ٹخن نہ کر صاحب غنما کے حضور میں پیش کر دے یعنی وہ بے پروا ہو گا اگر اسکے بعد مالک دراپم آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس نے گھوڑوں قبل اسکے کہ صاحب غنما بیع کی اجازت دے تلف کر دیے ہوں تو دراپم نہ کرے اس کو واپس دے جائیگا اور اگر اس نے بعد اجازت بیع کے تلف کیے ہوں قبل اسکے تلف نہ کیے ہوں تو دراپم نہ کرے مالک میں داخل ہونگے اور اگر مشتری نے کہا کہ قبل تیری اس بیع کی اجازت دینے کے میں نے گھوڑوں کھا لیے تھے پس مجھے دہرے واپس کر دے اور اسے اس امر پر قسم کھائی تو اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اور اس کو دہرے واپس نہ کیے جائیں گے یہاں تک کہ اسکے گواہ قائم کرے کہ میں نے اجازت بیع سے پہلے گھوڑوں کھا لیے تھے۔ اور اگر وہ آدمیوں میں سے ایک نے گھوڑوں پائے اور وہ نے کھڑا پھر دونوں نے باہم مباحثت کا قصد کیا تو دونوں کو یہ اختیار نہیں۔ اور اگر دونوں نے ایسا کیا اور ہر ایک نے جو کچھ دوسرے سے لیا تھا وہ دارا کھرباب میں تلف کر دیا تو دونوں میں سے کسی پر ضمان واجب نہ ہو گی مگر اتنی بات ہو کہ کپڑے کا فروخت کرنے والا بیع کرنے میں گنہگار ہو اور اگر بیع اس کا مشتری ہی ہو۔ اور اگر وہ دونوں نے تلف نہ کیا یا نہ تک کہ دارا اس کا



[illegible]





پیدل ہوگا اور گھوڑا خریدنے والا ان غنائم میں جو قبل باہمی رو بچنے کے قاتل ہوئی ہیں سوار قرار دیا جائیگا اور جو بعد  
اسکے قاتل ہوئی ہیں ان میں پیدل قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اپنا گھوڑا دارالاسلام میں ایک شخص کے پاس جیسا کہ اس پر مذکور  
آتا ہے جو بعض اس قرضہ کے رہن کر دیا پھر راہنہ و مہرین و دونوں دارالخربہ میں داخل ہوئے اور مہرین پگھلا دی  
اپنے ساتھ لے گیا تاکہ اس پر قتال کرے پھر راہنہ نے مہرین کو اس کا قرضہ دارالخربہ میں ادا کر کے اس سے اپنا گھوڑا لے لیا تو وہیں کہنے والا  
جہ غنائم میں جو فک میں سے پہلے یا بعد قاتل ہوئی ہیں پیدل قرار دیا جائیگا اور اسی طرح مہرین بھی جہ غنائم میں پیدل  
ہوگا اور اگر اس نے اپنا گھوڑا دارالخربہ میں فروخت کر دیا پھر دوسرا گھوڑا خرید لیا تو وہ استحساناً جیسا سوار تھا ویسا بھی لے گیا  
اور اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان و دیگر کا گھوڑا قتل کر دیا اور مالک مہرین کو قید ویدی اور اسے لے لی اور اس کے عوض  
دوسرا گھوڑا خرید لیا تو جو غنائم قاتل ہوئی ہیں ان میں اسکے واسطے سواروں کا حصہ لگا یا جائیگا۔ اور جس نے اپنا گھوڑا  
دارالخربہ میں باکراہ فروخت کیا تو اسکے گھوڑے کا حصہ ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر غازی نے اپنا گھوڑا دارالخربہ میں دھو لیں  
کے عوض فروخت کر دیا حالانکہ اس سے پہلے غنائم قاتل ہو چکی ہیں پھر اس نے دوسرا گھوڑا مستعار لیا یا اجارہ پر لیا  
اور غنائم قاتل ہوئے تو جو غنائم بعد بیچ کے قاتل ہوئی ہیں وہ ان میں پیدل قرار دیا جائیگا اور اجارہ لےنے یا عاریت  
لینے والا بجائے مشتری کے قرار نہ دیا جائیگا بخلاف اسکے اگر اس نے دوسرا گھوڑا خرید لیا تو نہ بیکم استحسان کے وہ سوار ہی  
قرار پاویگا۔ اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا پھر اسکو دوسرا گھوڑا بچہ کیا گیا اور اسکو سپرد کر دیا گیا تو وہ سوار  
قرار پاویگا اس واسطے کہ جو چیز سپرد کر دی گئی ہو وہ اپنی ذات سے اسکی ملک میں آئی اس وقت مشتری کے ہوا اور اگر  
پہلا گھوڑا اسکے پاس باجارہ یا عاریت ہو چکی ہو تو اس سے لے لیا گیا پھر اسے فروخت کیا تو دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا اور اگر  
پہلا اجارہ ہوا اور دوسرا بھی باجارہ ہو یا پہلا عاریت ہوا اور دوسرا بھی عاریت ہو تو دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا اور  
اگر اول باجارہ ہوا اور دوسرا عاریت ہو تو دوسرا بجائے اول کے نہ ہوگا اور اگر اول عاریت ہوا اور دوسرا باجارہ ہو تو  
دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا پھر دارالخربہ میں عاریت لینے والے نے اگر پہلا گھوڑا اسکے ہاتھ سے واپس لے جائے کہ  
دوسرا گھوڑا مستعار لیا تو بعد اسکے جو غنائم ہوں ان میں وہ سوار قرار پائے جانے اور سواروں کے حصہ پانچواں سبب قیام دوم کے  
مقام اول میں جب ہی متحقق ہوگا کہ جب دوسری عاریت والے کا کوئی اور گھوڑا اسوے اس گھوڑے کے ہو جائے عاریت  
دیا ہو اور اگر عاریت نہ ہو تو دوسرا اسوے اسکے نہ تو جو غنائم اسکے بعد قاتل ہوں ان میں عاریت لینے والا سواروں کے  
حصہ کا متحق ہوگا پس عاریت لینے والا سبب پانچواں اس گھوڑے کے سواروں کے حصہ کا متحق ہوگا پس اگر عاریت لینے والا ہی  
حصہ سوار کا متحق ہو تو لازم آئے کہ وہ دونوں میں سے ہر ایک سبب ایک ہی گھوڑے کے ایک ہی عینیت میں سے حصہ کا متحق  
ہوا اور یہ جائز نہیں ہو۔ اور اگر دارالاسلام میں اسے ایک گھوڑا خرید لیا اور ہنوز باہمی قبضہ واقع نہ ہوا پہا تک کہ وہ دارالخربہ میں  
ہوا پھر مشتری نے اس گھوڑے پر قبضہ کیا اور اس کو واپس دیا تو بائع و مشتری دونوں پیدل قرار پاویگا۔ اور اگر مہرین عیادی ہریانہ یا  
اگر ناٹھل ہو کہ مشتری نے دارالخربہ میں قاتل ہونے سے پہلے اسکو واپس پھر دونوں دارالخربہ میں قاتل ہوئے اور مشتری نے گھوڑے پر قبضہ  
کیا تو استحساناً مشتری سوار قرار دیا جائیگا۔ و اگر وہ وہی ایک گھوڑے کو جو ان کے درمیان مشترک بین ہو لیکر دارالخربہ میں بدین ہاتھ  
ہوئے کہ جسے اس پر سوار ہو کر قتال کرے اسکو بھی وہ تو یہ دونوں پیدل ہیں شمایہ ہونگے اور اسی طرح اگر وہ گھوڑے لیکر قاتل ہوئے اور  
دونوں میں سے ہر ایک گھوڑا وہ دونوں کے درمیان نصفانہ مشترک ہو تو بھی وہ دونوں پیدل ہیں نہ ان میں سے کوئی ایک گھوڑا

۱۲



ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ ابارہ پر دیدیا قبل اسکے کہ وہ دارالحرب میں داخل ہوں تو اس صورت میں اجارہ لینے والا سوار ہوگا اور اگر دونوں نے باہم خوشی خاطر یہ قرار دیا کہ ہر ایک دونوں گھوڑوں میں سے جس گھوڑے پر چاہے سوار ہو تو دیکھا جائے کہ اگر دارالحرب میں داخل ہونے سے پہلے دونوں میں ایسی رضا مندی باہمی ہوگئی ہو تو دونوں سوار ہو گئے اور اگر دارالحرب میں داخل ہونے کے بعد ایسا کیا ہو تو دونوں تبدیل ہونگے اور بقصد قتال اس طرح سواری لینے کے ہر سوار پر دونوں میں سے کسی پر جبر نہ کیا جائیگا یا ان اگر یہ ہتوارہ نہ بقصد قتال ہو تو بنا بر قول امام محمد رحمہ اللہ اور یہی قول امام ابو یوسف کا ہے دونوں اس پر مجبور کیے جاویں گے اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے مجبور نہیں کیے جائیں گے لیکن اگر دونوں اپنی خوشی خاطر سے اس پر راضی ہوئے تو قاضی اسکو نافذ کر دینگا بیچ طین ہو۔ مملوک کے واسطے حصہ نہ لگایا جائیگا اور نہ عورت کے واسطے اور نہ طفل کے واسطے اور نہ زوی کے واسطے لیکن ہر اسے امام المسلمین انکو رخصت کے طور پر دیا جاسکتا ہے اور اگر وہ تہنہ ہنر نہ غلام کے ہو اور غلام کو رخصت جب ہی دیا جائیگا کہ جب اسے قتال کیا ہوا اور عورت اگر عورتوں کی بددست کرئی ہو اور مجبور و محول کی بددست کرئی ہو تو اسکو رخصت دیا جائیگا اور زوی کو جب ہی رخصت دیا جائیگا کہ جب اسے قتال کیا یا راء بنائی و قتال نہ کیا لیکن واضح رہے کہ جب اسے قتال کیا تو اسکو رخصت اس قدر نہ دیا جائیگا کہ سہم کے برابر ہو بیچ جاوے لیکن اگر راء بنائی کہ حسین بنعت ظہیر ہو تو اسکو سہم سے زیادہ بھی دیا جاسکتا ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور طفل ہر اس بقدر قریب بہ بلوغ ہو بخیر ہو اور بالغ نہیں ہوا ہو اور مستورہ اگر آنکھوں نے قتال کیا تو انکو رخصت دیا جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ پھر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک رخصت غنیمت میں سے ہے یا بخوان حصہ نکال لینے سے پہلے دیا جاتا ہے۔ یہ فتح القدر میں ہے۔ اور یا بخوان حصہ جو امام المسلمین نے غنائم میں سے نکال لیا ہو وہ تین سہام پر تقسیم کیا جائیگا جس میں سے ایک حصہ بیہوشوں کو واسطہ ہوگا اور ایک حصہ مسکینوں کے واسطے اور ایک حصہ ابن السبیل کے لیے کہ فقرائے فوری القربی ان میں داخل ہونگے اور وہ لوگ مقدم رکھے جائیں گے اور فوری القربی میں سے تو مگر وہ کو نہ دیا جائیگا۔ اور قرآن مجید کی آیت میں جس کے بیان میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے بھی ذکر کیا یعنی اپنا نام پاک بھی ذکر فرمایا سو یہ بدین فائدہ کہ تبرکاً اقتتاح کلام نام پاک و تعالیٰ عز اسمہ ہو۔ اور اسی آیت میں ہے۔ اپنے نام پاک کے نام شریف اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ سبب انکی وفات کے ساقط ہو گیا بیچے کہ صفی ساقط ہو گیا اور صفی وہ شے ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت میں سے مثل زرہ یا تلوار یا باندی وغیرہ کے اپنے واسطے لینے لیتے تھے یہ ہدایہ میں ہے اور اگر یا بخوان حصہ ان تینوں اصناف مذکورہ میں سے ایک ہی صنف کے صرف میں کر دیا تو بھی ہمارے نزدیک روا ہے نہ قتالیہ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر امام نے غنائم کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور غنائم رقیق و متاع وغیرہ تھی پس امام نے بعضوں کو رقیق بانٹ دیے اور بعضوں کو چوپائے جانور یا نشتین دیے اور بعضوں کو درم یا دینار دیے اور بعضوں کو گھوڑے یا ہتھیار دیے مگر سوار و پیادہ میں سے ہر ایک کو اسکا حصہ جو شرعی مقرر ہو دیا تو یہ جائز ہو خواہ برضا مندی غائبین ہو یا بغیر رضا مندی غائبین اور خواہ اس طرح تقسیم دارالحرب میں کی ہو یا دارالاسلام میں۔ اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کیا اور ہر حق دار نے اپنا حق لے لیا اور مسلمانوں میں کسی کے حصہ میں ایک باندی آئی اور اہل لشکر اپنے اپنے گھر وں میں متفرق ہو کر چلے گئے پھر جو باندی اس شخص کے حصہ میں آئی ہے اسے دعویٰ کیا کہ میں آزادہ باندی اہل ذمہ میں سے ہوں مجھکو مشرک لوگ قید کر کے لے گئے تھے اور اسے اس دعویٰ پر دو گواہ عادل مسلمان قائم کیے تو امام اسکے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا اور جب امام نے

ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ ابارہ پر دیدیا قبل اسکے کہ وہ دارالحرب میں داخل ہوں تو اس صورت میں اجارہ لینے والا سوار ہوگا اور اگر دونوں نے باہم خوشی خاطر یہ قرار دیا کہ ہر ایک دونوں گھوڑوں میں سے جس گھوڑے پر چاہے سوار ہو تو دیکھا جائے کہ اگر دارالحرب میں داخل ہونے سے پہلے دونوں میں ایسی رضا مندی باہمی ہوگئی ہو تو دونوں سوار ہو گئے اور اگر دارالحرب میں داخل ہونے کے بعد ایسا کیا ہو تو دونوں تبدیل ہونگے اور بقصد قتال اس طرح سواری لینے کے ہر سوار پر دونوں میں سے کسی پر جبر نہ کیا جائیگا یا ان اگر یہ ہتوارہ نہ بقصد قتال ہو تو بنا بر قول امام محمد رحمہ اللہ اور یہی قول امام ابو یوسف کا ہے دونوں اس پر مجبور کیے جاویں گے اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے مجبور نہیں کیے جائیں گے لیکن اگر دونوں اپنی خوشی خاطر سے اس پر راضی ہوئے تو قاضی اسکو نافذ کر دینگا بیچ طین ہو۔ مملوک کے واسطے حصہ نہ لگایا جائیگا اور نہ عورت کے واسطے اور نہ طفل کے واسطے اور نہ زوی کے واسطے لیکن ہر اسے امام المسلمین انکو رخصت کے طور پر دیا جاسکتا ہے اور اگر وہ تہنہ ہنر نہ غلام کے ہو اور غلام کو رخصت جب ہی دیا جائیگا کہ جب اسے قتال کیا ہوا اور عورت اگر عورتوں کی بددست کرئی ہو اور مجبور و محول کی بددست کرئی ہو تو اسکو رخصت دیا جائیگا اور زوی کو جب ہی رخصت دیا جائیگا کہ جب اسے قتال کیا یا راء بنائی و قتال نہ کیا لیکن واضح رہے کہ جب اسے قتال کیا تو اسکو رخصت اس قدر نہ دیا جائیگا کہ سہم کے برابر ہو بیچ جاوے لیکن اگر راء بنائی کہ حسین بنعت ظہیر ہو تو اسکو سہم سے زیادہ بھی دیا جاسکتا ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور طفل ہر اس بقدر قریب بہ بلوغ ہو بخیر ہو اور بالغ نہیں ہوا ہو اور مستورہ اگر آنکھوں نے قتال کیا تو انکو رخصت دیا جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ پھر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک رخصت غنیمت میں سے ہے یا بخوان حصہ نکال لینے سے پہلے دیا جاتا ہے۔ یہ فتح القدر میں ہے۔ اور یا بخوان حصہ جو امام المسلمین نے غنائم میں سے نکال لیا ہو وہ تین سہام پر تقسیم کیا جائیگا جس میں سے ایک حصہ بیہوشوں کو واسطہ ہوگا اور ایک حصہ مسکینوں کے واسطے اور ایک حصہ ابن السبیل کے لیے کہ فقرائے فوری القربی ان میں داخل ہونگے اور وہ لوگ مقدم رکھے جائیں گے اور فوری القربی میں سے تو مگر وہ کو نہ دیا جائیگا۔ اور قرآن مجید کی آیت میں جس کے بیان میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے بھی ذکر کیا یعنی اپنا نام پاک بھی ذکر فرمایا سو یہ بدین فائدہ کہ تبرکاً اقتتاح کلام نام پاک و تعالیٰ عز اسمہ ہو۔ اور اسی آیت میں ہے۔ اپنے نام پاک کے نام شریف اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ سبب انکی وفات کے ساقط ہو گیا بیچے کہ صفی ساقط ہو گیا اور صفی وہ شے ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت میں سے مثل زرہ یا تلوار یا باندی وغیرہ کے اپنے واسطے لینے لیتے تھے یہ ہدایہ میں ہے اور اگر یا بخوان حصہ ان تینوں اصناف مذکورہ میں سے ایک ہی صنف کے صرف میں کر دیا تو بھی ہمارے نزدیک روا ہے نہ قتالیہ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر امام نے غنائم کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور غنائم رقیق و متاع وغیرہ تھی پس امام نے بعضوں کو رقیق بانٹ دیے اور بعضوں کو چوپائے جانور یا نشتین دیے اور بعضوں کو درم یا دینار دیے اور بعضوں کو گھوڑے یا ہتھیار دیے مگر سوار و پیادہ میں سے ہر ایک کو اسکا حصہ جو شرعی مقرر ہو دیا تو یہ جائز ہو خواہ برضا مندی غائبین ہو یا بغیر رضا مندی غائبین اور خواہ اس طرح تقسیم دارالحرب میں کی ہو یا دارالاسلام میں۔ اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کیا اور ہر حق دار نے اپنا حق لے لیا اور مسلمانوں میں کسی کے حصہ میں ایک باندی آئی اور اہل لشکر اپنے اپنے گھر وں میں متفرق ہو کر چلے گئے پھر جو باندی اس شخص کے حصہ میں آئی ہے اسے دعویٰ کیا کہ میں آزادہ باندی اہل ذمہ میں سے ہوں مجھکو مشرک لوگ قید کر کے لے گئے تھے اور اسے اس دعویٰ پر دو گواہ عادل مسلمان قائم کیے تو امام اسکے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا اور جب امام نے





مسلمان یا توئی جنگ قوت منعت حاصل نہیں ہو بدولت اجازت امام کے دار الحرب میں داخل ہوئے اور وہاں انھوں نے غنائم حاصل کیے اور اسکو دارالاسلام میں نکال لائے تو یہ سب انھیں کے واسطے ہوگا اسپس سے پانچواں حصہ نہیں نکالا جائیگا اور اگر امام نے ایسے داخل ہونے والے کو اجازت دی ہو تو جو کچھ حاصل کریں اسپس سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور جو باقی رہے وہ شل سهام غنائم کے انھیں تقسیم ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر ایسی جماعت نے جنگ قوت و منعت حاصل ہو دار الحرب میں داخل ہو کر غنیمت حاصل کی تو اسپس پانچواں حصہ ہو کہ امام نے لیگا اگرچہ امام نے انکو اجازت نہ دی ہو یہ ہر ایسے میں ہے۔ امام ابو الحسن کرخی نے فرمایا کہ اگر دار الحرب میں دو فروق اسپس تقسیم ہوئے ایک وہ فروق ہے کہ امام کی اجازت سے داخل ہوا ہو اور دوسرا بغیر اجازت گیا ہو حالانکہ باوجود انکے اجتماع کے بھی انکو قوت منعت حاصل نہیں ہے پھر انھوں نے کچھ غنیمت حاصل کی تو جو کچھ ایسے لوگوں کو ملا ہو جنگوا امام نے اجازت دی ہو اگرچہ سے پانچواں حصہ نکال کر باقی انھیں کے درمیان تقسیم ہوگا کہ اسپس دو سہرے فروق والے شریک نہیں کر سکتے ہیں اور جو کچھ ایسے لوگوں نے پایا ہو جنگوا اجازت حاصل نہ تھی تو انھیں سے ہر ایک نے جو کچھ پایا ہو وہ اسکا ہر ایک اسپس انکے ساتھیوں میں سے کوئی اور دوسرے فروق میں سے کوئی شریک نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر فروق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونوں ایک چیز کے لینے میں شریک ہوئے تو وہ انھیں لینے والوں کی تعداد پر تقسیم ہوگی پھر ہر اجازت یافتہ لینے والوں کے حصہ میں آئی ہو اسپس سے پانچواں حصہ لیکر باقی انھیں میں بحساب سهام غنیمت کے تقسیم کر دیا جائیگا چنانچہ اس خبر میں کہ سب لوگ لینے والے اور پھر لینے والے اسپس سے حصہ رسید پاؤں گے اور جو کچھ اصل فروق کے حصہ میں ہے اجازت یافتہ نہیں ہیں وہ انکے لینے والوں کے درمیان نہیں کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس فروق میں سے جو شخص لینے میں شریک نہ تھا اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسپس سے پانچواں حصہ بھی نہیں ہوگا۔ اور اگر فروق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونوں مجتمع ہو گئے کہ انکے اجتماع سے انکو قوت منعت حاصل ہو گئی تو ایک جماعت نے جو کچھ غنیمت حاصل کی وہ ان سب کے درمیان بعد پانچواں حصہ نکالنے کے بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگی اور اسی طرح ہر گروہ سے قبل اکٹھا ہونے کے یا بعد اکٹھا ہونے کے جو کچھ حاصل کیا ہو دونوں کا حکم یکساں ہو چنانچہ اسپس سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان سب کے درمیان بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر وہ جماعت جو با اجازت امام داخل ہوئی ہو اسکو قوت منعت حاصل ہو اور انھوں نے غنائم حاصل کیے پھر ایسے ایک یا دو آدمی جنگ قوت منعت میں داخل ہو بغیر اجازت امام کے دار الحرب میں چورون کی طرح داخل ہوئے اور لشکر نہ کر کے غنائم حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکر سے جدا ہوئے تو انھوں نے غنائم حاصل کیے اور ایک دو جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہیں انھوں نے بھی لشکر سے جدا ہوئے پھر تقسیم حاصل کی اور اسکے بعد بھی حاصل کی تو ان سب نے جو کچھ حاصل کیا ہو اسپس سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی انکے درمیان بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگا و لیکن جو غنیمت ان ایک دو کے لینے سے پہلے اصل لشکر نے حاصل کی ہو اسپس اصل لشکر کے ساتھ یہ ایک دو آدمی جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہیں شریک نہ ہوں گے مگر یہ ایک دو جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہیں انھوں نے جو کچھ حاصل کیا ہو اسپس اصل لشکر شریک ہوں گے پھر اس طرح و باج میں ہوگا۔ اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کر دیا اور ہر حقدار کو اسکا حق دیدیا اور غنیمت میں سے کچھ خفیہ باقی رہا کہ سبب کثرت لشکر اور قلت اگرچہ کے تقسیم نہیں بن پڑی ہو تو امام اس میں اسکو ساکنین پر حصہ دے کر دے اور اگر ضرورت نہ تھی تاکہ انھوں کے لیے کسی وقت حاجت

مسلمان یا توئی جنگ قوت منعت حاصل نہیں ہو بدولت اجازت امام کے دار الحرب میں داخل ہوئے اور وہاں انھوں نے غنائم حاصل کیے اور اسکو دارالاسلام میں نکال لائے تو یہ سب انھیں کے واسطے ہوگا اسپس سے پانچواں حصہ نہیں نکالا جائیگا اور اگر امام نے ایسے داخل ہونے والے کو اجازت دی ہو تو جو کچھ حاصل کریں اسپس سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور جو باقی رہے وہ شل سهام غنائم کے انھیں تقسیم ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر ایسی جماعت نے جنگ قوت و منعت حاصل ہو دار الحرب میں داخل ہو کر غنیمت حاصل کی تو اسپس پانچواں حصہ ہو کہ امام نے لیگا اگرچہ امام نے انکو اجازت نہ دی ہو یہ ہر ایسے میں ہے۔ امام ابو الحسن کرخی نے فرمایا کہ اگر دار الحرب میں دو فروق اسپس تقسیم ہوئے ایک وہ فروق ہے کہ امام کی اجازت سے داخل ہوا ہو اور دوسرا بغیر اجازت گیا ہو حالانکہ باوجود انکے اجتماع کے بھی انکو قوت منعت حاصل نہیں ہے پھر انھوں نے کچھ غنیمت حاصل کی تو جو کچھ ایسے لوگوں کو ملا ہو جنگوا امام نے اجازت دی ہو اگرچہ سے پانچواں حصہ نکال کر باقی انھیں کے درمیان تقسیم ہوگا کہ اسپس دو سہرے فروق والے شریک نہیں کر سکتے ہیں اور جو کچھ ایسے لوگوں نے پایا ہو جنگوا اجازت حاصل نہ تھی تو انھیں سے ہر ایک نے جو کچھ پایا ہو وہ اسکا ہر ایک اسپس انکے ساتھیوں میں سے کوئی اور دوسرے فروق میں سے کوئی شریک نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر فروق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونوں ایک چیز کے لینے میں شریک ہوئے تو وہ انھیں لینے والوں کی تعداد پر تقسیم ہوگی پھر ہر اجازت یافتہ لینے والوں کے حصہ میں آئی ہو اسپس سے پانچواں حصہ لیکر باقی انھیں میں بحساب سهام غنیمت کے تقسیم کر دیا جائیگا چنانچہ اس خبر میں کہ سب لوگ لینے والے اور پھر لینے والے اسپس سے حصہ رسید پاؤں گے اور جو کچھ اصل فروق کے حصہ میں ہے اجازت یافتہ نہیں ہیں وہ انکے لینے والوں کے درمیان نہیں کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس فروق میں سے جو شخص لینے میں شریک نہ تھا اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسپس سے پانچواں حصہ بھی نہیں ہوگا۔ اور اگر فروق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونوں مجتمع ہو گئے کہ انکے اجتماع سے انکو قوت منعت حاصل ہو گئی تو ایک جماعت نے جو کچھ غنیمت حاصل کی وہ ان سب کے درمیان بعد پانچواں حصہ نکالنے کے بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگی اور اسی طرح ہر گروہ سے قبل اکٹھا ہونے کے یا بعد اکٹھا ہونے کے جو کچھ حاصل کیا ہو دونوں کا حکم یکساں ہو چنانچہ اسپس سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان سب کے درمیان بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر وہ جماعت جو با اجازت امام داخل ہوئی ہو اسکو قوت منعت حاصل ہو اور انھوں نے غنائم حاصل کیے پھر ایسے ایک یا دو آدمی جنگ قوت منعت میں داخل ہو بغیر اجازت امام کے دار الحرب میں چورون کی طرح داخل ہوئے اور لشکر نہ کر کے غنائم حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکر سے جدا ہوئے تو انھوں نے غنائم حاصل کیے اور ایک دو جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہیں انھوں نے بھی لشکر سے جدا ہوئے پھر تقسیم حاصل کی اور اسکے بعد بھی حاصل کی تو ان سب نے جو کچھ حاصل کیا ہو اسپس اصل لشکر شریک ہوں گے پھر اس طرح و باج میں ہوگا۔ اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کر دیا اور ہر حقدار کو اسکا حق دیدیا اور غنیمت میں سے کچھ خفیہ باقی رہا کہ سبب کثرت لشکر اور قلت اگرچہ کے تقسیم نہیں بن پڑی ہو تو امام اس میں اسکو ساکنین پر حصہ دے کر دے اور اگر ضرورت نہ تھی تاکہ انھوں کے لیے کسی وقت حاجت



و سخی کے واسطے بیت المال میں داخل کیا تو اسکو یہ بھی اختیار ہوگا۔ اور اگر اہل لشکر میں سے ایک تو امام لشکر کے پاس آئی اور انھوں نے کہا کہ ہمارے گھر و درہن ہم یہاں زیادہ نہیں ٹھہر سکتے پس غنائم میں سے ہمارے حق ہو کہو چنانچہ وائزار سے دیدیجئے اور تیر کوئی گناہ نہیں ہو تم ہماری طرف سے صلہ میں ہو پس امام لشکر نے انکو اسی انداز سے دیدیا اور دیکھ گئے پھر حسب باقیوں کو اسی انداز سے انکا حصہ دیا تو جو لوگ چلے گئے تھے انکے حصہ سے باقیوں کا حصہ زیادہ پڑا تو امیر المسلمین اسکو صدقہ دیکر بیگا بلکہ ایک سال اسکو رکھ چھوڑ بیگا اور ان مسلمانوں کو خبر کیگا اور یہ بقیہ مال مسلمانیکہ قول کے رقم صلہ میں ہوا پس امیر کا نہیں ہو جائیگا۔ اور اگر امیر نے یہ مال صدقہ کر دیا پھر اسکے حقدار نے تو انکو اختیار ہوگا کہ اسکے مال سے اپنا حق تاوان لین اور امیر اس تاوان کو بیت المال سے دے لے سکیگا اور جس میں سے لے سکیگا اور یہی حق امام المسلمین کے حق میں ہو کہ اگر امام المسلمین نے یعنی حسب سے ہر مسلمانوں کا حق اسے بذات خود دیا دیا اور اس طرح تقسیم غنیمت واقع ہوئی اور اسے بقیہ کو صدقہ کر دیا پھر اسکے حقدار آئے تو انکو اختیار ہوگا کہ امام سے اس حق کا تاوان لین اور یہ تاوان اس امام کے مال سے ہوگا کہ اسکو کہیں سے اور کسی سے واپس نہیں لے سکتا ہو چھپے امیر لشکر کی صدقہ میں نہ کر دیا ہو لیکن اگر امام نے یہ صلہ دیکھی کہ یہ مال مسکینوں کو قرضہ دے اور قرضہ کے طور پر ان میں تقسیم کر دیا بسبب اسکی حاجت کے پھر یہ اسکے حقدار آئے اور انھوں نے صدقہ کی اجازت نہ دی تو امام انکو مالہائے فقر و مسکین میں سے اسی قدر دیدیجئے اور شیخ نے ذکر کیا کہ اس مقام پر تین نفر سردار ہیں اول امام اکبر دوم امیر لشکر سید صاحب مقام یعنی وقف شخص کہ جسکو تقسیم غنائم کا کام سپرد کر دیا گیا ہو پس صاحب مقام کو یہ اختیار ہی نہیں ہو کہ زیادتی کو صدقہ کر دے۔ اور امیر لشکر کو یہ اختیار کہ زیادتی کو صدقہ کر دے مگر یہ اختیار ان میں ہو کہ بیت المال فقر و مسکین یا فقیر و مسکینوں کو قرضہ دیدے اور امام اکبر کو یہ اختیار ہو کہ زیادتی کو صدقہ کرے اور چاہے بیت المال مسکین یا مسکینوں کو قرضہ دیدے اور اگر ایک لشکر عظیم نے غنائم حاصل کیئے اور اسکو دارالاسلام میں نکال لائے اور وہ تقسیم نہیں کیے گئے یہاں تک کہ لوگ متفرق ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور انکے گھروں کا بیتہ معلوم نہیں ہو تو بعض اس لشکر میں سے رہ گئے تو امام المسلمین ان باقیوں کو انکے حصے دیدیگا اور قایموں کے حصے رکھ چھوڑ بیگا پھر اگر ایک سال گزر گیا اور کوئی طالب ضرر نہ ہوا تو انکو صدقہ کر دیا جائے اگر غنائم میں سے کسی شخص نے کوئی چیز بطور غفلت لے لی اور اسکو نہ لایا یہاں تک کہ غنائم تقسیم کر دی گئیں اور متعلقان غنائم متفرق ہو گئے پھر اسکو لایا تو امام کو روا ہو کہ اسکے قول کی تصدیق کرے اور اس سے لیکر اس میں سے پانچواں حصہ نکال کر فقیروں و مسکینوں کو دیدے اور باقی کو رکھ چھوڑے یہاں تک کہ اسکے متحقین حاضر آویں اور حسب اسکے متحقون کے آنے سے نا امید ہو جاوے تو اسکو صدقہ کر دے اور یہ بھی روا ہو کہ اسکے قول کی تکذیب کرے اور جو کچھ لایا ہو اس میں سے پانچواں حصہ اس سے لے لے اور باقی چار پانچویں حصے اسکے پاس چھوڑ دے کہ اسکا مواخذہ اسی پر رہے۔ اور اگر غفلت کرنے والا اسکو امام کے پاس نہ لایا بلکہ اسنے خود اس فعل سے تو بہر کی تو اسکو رکھ چھوڑے اسوقت تک کہ اسکے حق کے آنے کی امید رکھتا ہو اور جب اسکی یہ امید منقطع ہو جائے تو اسکو اختیار ہو چاہے صدقہ کر دے مگر یہ بشرط ضامن ہوگا کہ اگر حق نے اسکے صدقہ کی اجازت نہ دی تو یہ ضامن ہوگا لیکن اس میں ہی ہو کہ امام کو دیدے کہ انافی محیطا پیر میری فصل قبل کے بیان میں امام اور امیر لشکر کو مستحب ہو کہ تفصیل کرے۔ اگر امام یا امیر لشکر نے تفصیل کی اور کسی کے واسطے نصیب میں سے جو غنائم کے ہاتھ آئی ہو کچھ قرار دیا تو اسکی تفصیل نہیں جائز ہو تو تفصیل اسی مال کی جائز ہو جو ہنوز ہاتھ نہیں آچا چنانچہ اگر امام نے کہا کہ جو

[illegible]





جس کا فرقت قتل کیا تو اس کا اسباب اسی کا ہو پھر ایک مسلمان نے ایک کافر کو تیرا بیٹہ مار کر اس کو گدگد سے گر دیا اور اپنے لشکر میں بیچ لایا اور کافر مذکور بیان چند روز بعد اس رزم سے گر گیا اور بنو مال غنیمت تقسیم نہیں ہوا ہو تو اس قتل کا اسباب اس کے قاتل ہو کر ہو گیا اور اگر کافر مذکور وار لا سلام میں اکثر غنیمت تقسیم ہونے کے بعد گر گیا تو قاتل کو اس اسباب میں بابت غنیمت کچھ نہ ملے گا اور کفار نے اس کو مجروح کیا اور مشرکوں نے اس مجروح کو کھینچ لیا اور اپنے لشکر میں بے بھانگے اور غازی نے اس کا اسباب بے دیا بعد اس غازی اور باقی غائبین میں بھانپا ہوا چراہی غازی نے کہا کہ مجروح مذکور قتل تقسیم غنیمت کے مر گیا اور غائبین نے کہا کہ ہمیں بقدر غنیمت مرا ہو تو قتل غائبین کا قبول ہوگا اور غازی کے گواہ ان لوگوں پر قبول ہونگے الا انکر گواہ مسلمان ہوں اور اگر کوئی کافر غازی کسی کا قتل اس کے گھوڑے کی زین سے اٹھا لایا اور صدف یا لشکر کی طرف لاکر اس کو دو بج کر ڈالا تو اس کے اسباب میں سے اس غازی کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور ایسا کرنا کہ وہ ہوا اگر اس کو صدف میں اٹھا لائے کے بعد اس سے قتال کر کے اس کو قتل کیا تو وہ سختی اسباب ہوگا یہ محیطہ خسی میں ہو۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جس سے اکیلے تم میں سے کسی کا فرقت قتل کیا وہ اس کے اسباب کا سختی ہو پھر دو غازیوں نے کسی کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا سختی نہ ہوئے گے۔ اور ان دو میں سے ایک کا نام ایام ابو یوسف کے سے روایت ہو کہ اگر امیر نے کسی مسلمان سے کہا کہ اگر تو نے اس کا قتل کیا تو اس کا اسباب قیر ہے ہی واسطے کہ اس مسلمان اور ایک دوسرے مسلمان دونوں نے اس کو قتل کیا تو پورا سامان اسی مسلمان کو ملے گا اور دوسرے کے واسطے اس میں سے کچھ نہ ہوگا۔ اور تقسیم میں مذکور ہو کہ اگر امام نے دس مسلمانوں سے کہا کہ اگر تم نے قتل کیا ان دس کو ضائع یا دس مسلمانوں سے کہا کہ اگر تم نے فلان قریہ کے لوگوں کو امیر کیا یا قتل کیا تو تمہارے واسطے چندین جہان ہو جن کو فی غنیمت چیز کی تفصیل کی پھر ان لوگوں کے ساتھ سوا ہے ان کے اہل لوگ بھی شریک ہو گئے بدولت اجازت امام المسلمین کے تو یہ سب کے سب مال غنیمت میں شریک ہونگے اور فرمایا کہ یہ صورت مشابہہ تفصیل غنیمت میں نہیں ہو یہ محیطہ میں ہی۔ اور اگر امیر نے ایک غازی سے کہا کہ اگر تو نے ایک کافر کو قتل کیا تو تیرے واسطے اس کا اسباب ہوگا پس اسے دو کافروں کو قتل کیا تو اس کے واسطے فی صدف اول مقبول مقبول کا اسباب ہوگا اور اگر امیر نے تمام اہل لشکر سے کہا کہ اگر تم میں سے کسی مرو نے کسی کافر کو قتل کیا تو اس کے واسطے اس کا اسباب ہوگا پھر غنیمت سے ایک نے دس کافروں کو قتل کیا تو ان سب کے اسباب کا سختی ہوگا اور یہ استحسان ہو۔ اور اگر کسی مرو میں سے کہا کہ اگر تو نے کافر کو قتل کیا تو تیرے واسطے اس کا اسباب ہوگا پس اسے دو کافروں کو ساتھ ہی قتل کیا تو اس کے واسطے نہیں سے ایک کا اسباب ہوگا پس دو لوگوں میں سے ایک کا اسباب ہوگا چاہے اختیار کرے اور اختیار کرنے کا کام اس حال کو سپرد ہوگا نہ امام کو نہ ذانی نظیر یہ اور اسی طرح اگر امیر نے کہا کہ اگر تو نے کوئی قیدی قتل کیا تو وہ قیرا ہوگا پس اسے اکیلے قیدی پکڑے تو پہلا قیدی اسی کا ہوگا اور اگر اسے ساتھ ہی دوسری پکڑے تو ان میں سے ایک چھانٹ لینے کا اختیار اسی کو ہوگا۔ اور اگر مشرکوں کی صدف میں سے دس مشرک نکل کر میدان میں قتال کرنے کو گئے اور ہتھیار طلب کیے پس امیر نے دس مسلمانوں سے کہا کہ اہل جانب نکل کر جاؤ اگر تم نے ان کو قتل کیا تو ان کے سامان ہتھیارے واسطے ہونگے پس مسلمان نکلے اور ہر مسلمان نے اپنے مقابل کو قتل کیا تو استحسانا ہر قاتل کے واسطے اپنے مقبول کا اسباب ہوگا۔ اور اگر انھوں نے تو مشرکوں کو قتل کیا اور دسواں بھاگ گیا تو استحسانا اس کے اسباب کا سختی نہ ہوئے یہ محیطہ خسی میں ہو۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسے کافر کو قتل کیا تو اس کے واسطے اس کا اسباب ہو پھر ایک نے می نے جو مسلمانوں کے ساتھ ہو کر قتال کرتا تھا کسی کافر کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا سختی ہوگا اور اسی طرح اگر کسی ناچر نے کسی کافر کو قتل کیا تو وہ بھی اس کے اسباب کا سختی ہوگا تھا قبل اس کے وہ

[illegible]





اگر کافروں نے شکست کھائی اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا تو حکم فقہی مذکور باقی رہیگا اور اسی طرح اگر کافر ان حربی شکست کھاکر بھاگے اور اپنے قلعہ میں داخل ہوئے اور مسلمان ان کے تعاقب میں ہیں ہنوز دایرہ زمین میں ہیں تو اگر کافر نے اپنے قلعہ میں قمر پکڑا اور مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور بار بار لڑائی جاری ہو کر تفصیل مذکور کا حکم برابر باقی رہیگا اور اگر کافر ان حربی شکست کھاکر اپنے شہر میں قلعہ میں پناہ لی اور مسلمانوں نے اس کا پیچھا نہ کیا تو مسلمان اگر ان شہر میں قلعہ میں سے کسی شہر یا قلعہ کی طرف گئے اور ان کا محاصرہ کیا پھر کسی مسلمان نے کسی ایسے کافر کو قتل کیا شکست کھاکر یہاں پناہ گزین ہوا تو اس کے اسباب کا حق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مسلمانوں نے منہزم شدہ کافروں کا پیچھا کیا اور ان میں ایک قلعہ کی طرف گئے ہو تو یہ سوائے ان منہزم شدہ کافروں کے جس کا تعاقب کیا ہوا ایک جماعت کفار یا قریب بہت ہو تو ان میں سے کسی کافر کو کسی مسلمان نے قتل کیا تو اس کے اسباب کا حق نہ ہوگا چھوٹے میں ہو۔ اور اگر کوئی بدعتی قتل کیا گیا پہل میں نے کہا کہ جو شخص اس کا سر لائے اس کے واسطے اس قدر نفل ہوگی کہ بڑے بڑے مقتول و اس کا سر ایسے مقام پر ہو کہ اس پر قدرت میں ہو سکتی ہو الا بقبال و خوف تو سر لائے والا مستحق نفل ہوگا اور اگر ایسے مقام پر ہو کہ پھر قتال و خوف کے اس کا سر مال ہو سکتا ہو تو لائے والا کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر ایسے میں چند لوگوں سے کہا ہو کہ جو شخص تم میں سے اس کا سر لائے اس کے واسطے اس قدر ہو تو یہ تفصیل نہیں بلکہ اجارہ فایسہ ہے جو محض شرعی میں ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے کافروں سے قتال کے واسطے صفت بندی کی اور اس وقت میں امیر لشکر کے قتل کو تو یہ سے کہا کہ جو شخص کسی کافر کا سر لایا اس کے واسطے غیبت میں سے پانچ سو درہم ہیں تو یہ مردوں کے سروں پر ہوگی نہ لڑکوں کے سروں پر چنانچہ جو شخص کسی مرد کا سر لایا وہ مستحق پانچ سو درہم کا ہوگا ورنہ نہیں اور بخلاف اسکے اگر ایسی حالت میں کہ کفار شکست کھاکر بھاگ گئے اور لڑائی ختم ہوئی ہو امیر لشکر نے کسی سے زبان عربی میں کہا کہ میں جاؤں اس فلاح یعنی جو کوئی اس کا سر لایا اس کے واسطے پانچ سو درہم ہیں تو یہ قیدیوں پر ہوگی نہ مردوں کے سر کاٹ لائے ہو۔ اور اگر نہ پیرا ایک مرد کا سر لایا ہو کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہو اور اس کا سر لایا ہوں اور عمر کرنے کا کہ میں نے اس کو قتل کیا مگر اس کا سر اس نے بیٹے کے ہاتھ میں اس مقتول کا سر لایا ہو وہی پانچ سو درہم کا مستحق ہوگا اور اسی کا قول قسم سے کہ میں نے اس کو قتل کیا ہو قبول ہوگا اور وہ مرد اپنے دعویٰ کے گواہ لانا لازم ہے چنانچہ اگر اسے مسلمان گواہ پیش کیے کہ اسی نے اس کو قتل کیا ہو تو اسی کے گواہ پانچ سو درہم کا حکم دیا جائیگا اور اگر ایک شخص ایک سر لایا اور مسلمانوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ سر دشمنوں میں سے ایک شخص کا ہے جو مر گیا تھا اور اسے اس کا سر کاٹ لیا اور جو شخص سر لایا ہو وہ کتنا ہے کہ میں نے اس کو قتل کیا ہو تو تولی اسی کا قبول ہوگا جو سر لایا ہو لیکن اس سے قسم لیا ہوگی۔ اور یہ اس وقت ہو کہ یہ معلوم ہو کہ یہ سر کسی مشرک کا سر ہو اور اگر شک پیدا ہو گیا کہ یہ مشرک کا سر ہو یا مشرک کا سر ہو اور حاکم نہیں ہوتا ہو تو علامت سے شناخت کی جائے پہلے اگر اس پر علامت مشرکانہ ہو تو بال اسکے بال کترے ہوئے ہوں تو وہ مستحق نفل ہوگا اور اگر اس پر علامت اسلام ہو مثلاً اڑھی میں خضاب سمجھ ہو تو وہ مستحق نفل ہوگا اور اگر اس طرح بھی شناخت نہیں ہو سکتی اور اشتباہ موجود رہا یہ نہ کہلا کہ مسلمان کا سر ہو یا کافر کا تو لائے والا مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر زید ایک سر لایا کتنا ہے کہ میں نے اس کو قتل کیا ہو اور اس کے ساتھ مرد ہو وہ کتنا ہے کہ اس میں سے قسم لیا گیا ہو اور زید سے قسم طلب کی پس زید سے قسم سے نفل کیا تو کیا سادوں میں سے کوئی مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر سادہ کو مال نفل دیا جائیگا۔ اور اگر آدمی ایک سر لائے کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے اس کو قتل کیا ہو اور نہ مذکور دونوں کے ہاتھ

اگر کافر نے شکست کھائی اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا تو حکم فقہی مذکور باقی رہیگا اور اسی طرح اگر کافر ان حربی شکست کھاکر بھاگے اور اپنے قلعہ میں داخل ہوئے اور مسلمان ان کے تعاقب میں ہیں ہنوز دایرہ زمین میں ہیں تو اگر کافر نے اپنے قلعہ میں قمر پکڑا اور مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور بار بار لڑائی جاری ہو کر تفصیل مذکور کا حکم برابر باقی رہیگا اور اگر کافر ان حربی شکست کھاکر اپنے شہر میں قلعہ میں پناہ لی اور مسلمانوں نے اس کا پیچھا نہ کیا تو مسلمان اگر ان شہر میں قلعہ میں سے کسی شہر یا قلعہ کی طرف گئے اور ان کا محاصرہ کیا پھر کسی مسلمان نے کسی ایسے کافر کو قتل کیا شکست کھاکر یہاں پناہ گزین ہوا تو اس کے اسباب کا حق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مسلمانوں نے منہزم شدہ کافروں کا پیچھا کیا اور ان میں ایک قلعہ کی طرف گئے ہو تو یہ سوائے ان منہزم شدہ کافروں کے جس کا تعاقب کیا ہوا ایک جماعت کفار یا قریب بہت ہو تو ان میں سے کسی کافر کو کسی مسلمان نے قتل کیا تو اس کے اسباب کا حق نہ ہوگا چھوٹے میں ہو۔ اور اگر کوئی بدعتی قتل کیا گیا پہل میں نے کہا کہ جو شخص اس کا سر لائے اس کے واسطے اس قدر نفل ہوگی کہ بڑے بڑے مقتول و اس کا سر ایسے مقام پر ہو کہ اس پر قدرت میں ہو سکتی ہو الا بقبال و خوف تو سر لائے والا مستحق نفل ہوگا اور اگر ایسے مقام پر ہو کہ پھر قتال و خوف کے اس کا سر مال ہو سکتا ہو تو لائے والا کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر ایسے میں چند لوگوں سے کہا ہو کہ جو شخص تم میں سے اس کا سر لائے اس کے واسطے اس قدر ہو تو یہ تفصیل نہیں بلکہ اجارہ فایسہ ہے جو محض شرعی میں ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے کافروں سے قتال کے واسطے صفت بندی کی اور اس وقت میں امیر لشکر کے قتل کو تو یہ سے کہا کہ جو شخص کسی کافر کا سر لایا اس کے واسطے غیبت میں سے پانچ سو درہم ہیں تو یہ مردوں کے سروں پر ہوگی نہ لڑکوں کے سروں پر چنانچہ جو شخص کسی مرد کا سر لایا وہ مستحق پانچ سو درہم کا ہوگا ورنہ نہیں اور بخلاف اسکے اگر ایسی حالت میں کہ کفار شکست کھاکر بھاگ گئے اور لڑائی ختم ہوئی ہو امیر لشکر نے کسی سے زبان عربی میں کہا کہ میں جاؤں اس فلاح یعنی جو کوئی اس کا سر لایا اس کے واسطے پانچ سو درہم ہیں تو یہ قیدیوں پر ہوگی نہ مردوں کے سر کاٹ لائے ہو۔ اور اگر نہ پیرا ایک مرد کا سر لایا ہو کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہو اور اس کا سر لایا ہوں اور عمر کرنے کا کہ میں نے اس کو قتل کیا مگر اس کا سر اس نے بیٹے کے ہاتھ میں اس مقتول کا سر لایا ہو وہی پانچ سو درہم کا مستحق ہوگا اور اسی کا قول قسم سے کہ میں نے اس کو قتل کیا ہو قبول ہوگا اور وہ مرد اپنے دعویٰ کے گواہ لانا لازم ہے چنانچہ اگر اسے مسلمان گواہ پیش کیے کہ اسی نے اس کو قتل کیا ہو تو اسی کے گواہ پانچ سو درہم کا حکم دیا جائیگا اور اگر ایک شخص ایک سر لایا اور مسلمانوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ سر دشمنوں میں سے ایک شخص کا ہے جو مر گیا تھا اور اسے اس کا سر کاٹ لیا اور جو شخص سر لایا ہو وہ کتنا ہے کہ میں نے اس کو قتل کیا ہو تو تولی اسی کا قبول ہوگا جو سر لایا ہو لیکن اس سے قسم لیا ہوگی۔ اور یہ اس وقت ہو کہ یہ معلوم ہو کہ یہ سر کسی مشرک کا سر ہو اور اگر شک پیدا ہو گیا کہ یہ مشرک کا سر ہو یا مشرک کا سر ہو اور حاکم نہیں ہوتا ہو تو علامت سے شناخت کی جائے پہلے اگر اس پر علامت مشرکانہ ہو تو بال اسکے بال کترے ہوئے ہوں تو وہ مستحق نفل ہوگا اور اگر اس پر علامت اسلام ہو مثلاً اڑھی میں خضاب سمجھ ہو تو وہ مستحق نفل ہوگا اور اگر اس طرح بھی شناخت نہیں ہو سکتی اور اشتباہ موجود رہا یہ نہ کہلا کہ مسلمان کا سر ہو یا کافر کا تو لائے والا مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر زید ایک سر لایا کتنا ہے کہ میں نے اس کو قتل کیا ہو اور اس کے ساتھ مرد ہو وہ کتنا ہے کہ اس میں سے قسم لیا گیا ہو اور زید سے قسم طلب کی پس زید سے قسم سے نفل کیا تو کیا سادوں میں سے کوئی مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر سادہ کو مال نفل دیا جائیگا۔ اور اگر آدمی ایک سر لائے کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے اس کو قتل کیا ہو اور نہ مذکور دونوں کے ہاتھ











[illegible]

اور اگر کما کر کسی نے ہلکا فلاں جس کے راہ کی رہنمائی کی تو وہ آزاد ہو پھر ایک قیدی نے انکو اس قلعہ کی کئی راہوں میں سے  
جو سب سے دور کی راہ تھی وہ بتلائی تو وہ آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ لوگ یہ راہ چلتے ہوں اور اگر لوگ اس راہ سے وہاں  
نجاتے ہوں تو وہ آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسے ہاؤ فلاں فلاں کی راہ بتلائی تو وہ آزاد ہو پھر ایک قیدی نے انکو  
سوائے اس راہ کے دوسری راہ کی ولایت کی تو دیکھا جائیگا کہ جس راہ کو امیر نے بیان کیا ہو یہ دوسری راہ فراموش اور خفا  
میں اُسکے مثل ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اگر اس دوسری راہ میں نسبت راہ مذکورہ امیر کے شقت زیادہ ہو تو آزاد نہ ہوگا  
یہی شرط خفیہ میں ہے۔ امیر لشکر نے اگر دار الحرب میں اہل لشکر کو قتل کی اور کما کہ جسے کراخ و سلاح و متاع و غیرہ ایسی  
چیزوں سے کچھ حاصل کیا تو اسکے واسطے اس میں سے چہارم ہو تو اس قتل میں ہر وہ آدمی داخل ہوگا جسکو مال غنیمت میں سے  
بطور سہ یا بطور رزق کے کچھ ملتا ہو اور جسکو سہ یا رزق کسی طرح کی غنیمت سے نصیب نہیں ملتا تو وہ اس قتل میں داخل ہوگا  
پس غور بین و لڑنے کے وغلام و اہل و عیال کے غنیمت میں سے بطور رزق ملتا ہو وہ اس قتل کے مستحق ہونگے یہ شرط میں لکھا ہے  
و لیکن اگر امام نے آزاد یا غلاموں کی غنیمت میں سے کسی کو قتل کیا ہو تو اس میں غور بین و لڑنے کو مل و غلاموں و اہل و عیال کو  
اس قتل میں کچھ استحقاق نہ ہوگا یہ شرط خفیہ میں ہے۔ اور تاجر لوگ اہل استحقاق غنیمت میں سے کسی کو قتل کریں وہ مستحق قتل نہ ہونگے  
اور جو حربی کہ اس نے ہم سے امان کر لی اگر بدوین اجازت امام کے اس قتل کیا تو اسکے واسطے غنیمت سے چہارم ملے گا  
وہ مستحق قتل بھی نہ ہوگا اور اگر اس نے با اجازت امام قتل کیا ہو تو بطور رزق کے وہ مستحق غنیمت ہو پس وہ مستحق قتل بھی ہوگا  
یہ شرط میں ہے۔ اور اگر امام نے کہا کہ جسے تم میں سے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب ای کے واسطے جو پیراہل حرب میں سے کوئی  
قوم مسلمان ہو گئی اور ان میں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا یا لشکر کے بازار میں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا  
تو قیاساً وہ مستحق اسباب قتل ہوگا اور استحساناً اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر کما کہ جسے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب ای کے  
واسطے جو پیراہل لشکر کی مدد کے واسطے دوسرا لشکر دار الاسلام سے داخل ہوا اور ان میں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے  
واسطے اسکا اسباب ہوگا بشرطیکہ ہر دار اول ہی و دونوں لشکروں کا سردار ہو۔ اور اہل یہ ہو کہ جس کا قتل فی الجملہ باج ہو قتل  
میں اسکے قتل کروانے سے اسکے اسباب کا مستحق ہوتا ہو۔ اور ہر اسباب کہ اگر اس میں قتل ہو تو بذریعہ غنیمت کے اسکا استحقاق  
ناہت ہو تو اسکی قتل پہل صحیح ہو اور جس اسباب کا استحقاق بذریعہ غنیمت نہیں ہوتا ہو اسکی قتل بھی صحیح نہیں ہو پس اگر امیر نے کہا  
کہ جس نے تم میں سے کسی کافر کو قتل کیا اسکا اسباب ای کا ہو پھر ایک غازی نے کسی اجیراہل حرب کو جسے مسلمانوں سے  
قتال نہیں کیا ہو یا کسی تاجر حربی کو جو انکے لشکر میں ہو یا کسی ذمی کو جو عہد توڑ کر حربیوں کی طرف چلا گیا ہو یا کسی حربی  
شریف کو جو قتال کرنے پر قاضی نہیں ہو قتل کر دیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اس واسطے کہ ان لوگوں کا قتل صراحہ ہوا  
اگر کسی عورت یا طفل کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ یہ دونوں قتال ہوں اور اگر  
کسی بدعتی پھوس کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے کفاروں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے قتال  
کیا اور اس مسلمان کو کسی غازی نے قتل کر دیا تو اس قتل میں اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اس واسطے کہ مسلمان اور جو اسکے  
ساتھ ہو وہ غنیمت نہیں ہو سکتا ہو اور اگر یہ اسباب جو اسکے پاس ہو مشرکوں نے اسکو عاریت دیا ہو پس مسلمانوں نے اسکو  
قتل کیا تو اس اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر حربیوں کی عورت یا طفل نے کسی مشرک کو اپنا اسباب عاریت دیا ہو جو  
اسکے پاس ہو پس کسی غازی نے اس مشرک کو قتل کیا تو یہ اسباب ایسا ہی ہو کہ جیسے اہل حرب میں سے ہارے کا اسباب

اور اگر کما کر کسی نے ہلکا فلاں جس کے راہ کی رہنمائی کی تو وہ آزاد ہو پھر ایک قیدی نے انکو اس قلعہ کی کئی راہوں میں سے جو سب سے دور کی راہ تھی وہ بتلائی تو وہ آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ لوگ یہ راہ چلتے ہوں اور اگر لوگ اس راہ سے وہاں نجاتے ہوں تو وہ آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسے ہاؤ فلاں فلاں کی راہ بتلائی تو وہ آزاد ہو پھر ایک قیدی نے انکو سوائے اس راہ کے دوسری راہ کی ولایت کی تو دیکھا جائیگا کہ جس راہ کو امیر نے بیان کیا ہو یہ دوسری راہ فراموش اور خفا میں اُسکے مثل ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اگر اس دوسری راہ میں نسبت راہ مذکورہ امیر کے شقت زیادہ ہو تو آزاد نہ ہوگا یہی شرط خفیہ میں ہے۔ امیر لشکر نے اگر دار الحرب میں اہل لشکر کو قتل کی اور کما کہ جسے کراخ و سلاح و متاع و غیرہ ایسی چیزوں سے کچھ حاصل کیا تو اسکے واسطے اس میں سے چہارم ہو تو اس قتل میں ہر وہ آدمی داخل ہوگا جسکو مال غنیمت میں سے بطور سہ یا بطور رزق کے کچھ ملتا ہو اور جسکو سہ یا رزق کسی طرح کی غنیمت سے نصیب نہیں ملتا تو وہ اس قتل میں داخل ہوگا پس غور بین و لڑنے کے وغلام و اہل و عیال کے غنیمت میں سے بطور رزق ملتا ہو وہ اس قتل کے مستحق ہونگے یہ شرط میں لکھا ہے و لیکن اگر امام نے آزاد یا غلاموں کی غنیمت میں سے کسی کو قتل کیا ہو تو اس میں غور بین و لڑنے کو مل و غلاموں و اہل و عیال کو اس قتل میں کچھ استحقاق نہ ہوگا یہ شرط خفیہ میں ہے۔ اور تاجر لوگ اہل استحقاق غنیمت میں سے کسی کو قتل کریں وہ مستحق قتل نہ ہونگے اور جو حربی کہ اس نے ہم سے امان کر لی اگر بدوین اجازت امام کے اس قتل کیا تو اسکے واسطے غنیمت سے چہارم ملے گا وہ مستحق قتل بھی نہ ہوگا اور اگر اس نے با اجازت امام قتل کیا ہو تو بطور رزق کے وہ مستحق غنیمت ہو پس وہ مستحق قتل بھی ہوگا یہ شرط میں ہے۔ اور اگر امام نے کہا کہ جسے تم میں سے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب ای کے واسطے جو پیراہل حرب میں سے کوئی قوم مسلمان ہو گئی اور ان میں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا یا لشکر کے بازار میں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو قیاساً وہ مستحق اسباب قتل ہوگا اور استحساناً اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر کما کہ جسے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب ای کے واسطے جو پیراہل لشکر کی مدد کے واسطے دوسرا لشکر دار الاسلام سے داخل ہوا اور ان میں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسکا اسباب ہوگا بشرطیکہ ہر دار اول ہی و دونوں لشکروں کا سردار ہو۔ اور اہل یہ ہو کہ جس کا قتل فی الجملہ باج ہو قتل میں اسکے قتل کروانے سے اسکے اسباب کا مستحق ہوتا ہو۔ اور ہر اسباب کہ اگر اس میں قتل ہو تو بذریعہ غنیمت کے اسکا استحقاق ناہت ہو تو اسکی قتل پہل صحیح ہو اور جس اسباب کا استحقاق بذریعہ غنیمت نہیں ہوتا ہو اسکی قتل بھی صحیح نہیں ہو پس اگر امیر نے کہا کہ جس نے تم میں سے کسی کافر کو قتل کیا اسکا اسباب ای کا ہو پھر ایک غازی نے کسی اجیراہل حرب کو جسے مسلمانوں سے قتال نہیں کیا ہو یا کسی تاجر حربی کو جو انکے لشکر میں ہو یا کسی ذمی کو جو عہد توڑ کر حربیوں کی طرف چلا گیا ہو یا کسی حربی شریف کو جو قتال کرنے پر قاضی نہیں ہو قتل کر دیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اس واسطے کہ ان لوگوں کا قتل صراحہ ہوا اگر کسی عورت یا طفل کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ یہ دونوں قتال ہوں اور اگر کسی بدعتی پھوس کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے کفاروں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے قتال کیا اور اس مسلمان کو کسی غازی نے قتل کر دیا تو اس قتل میں اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اس واسطے کہ مسلمان اور جو اسکے ساتھ ہو وہ غنیمت نہیں ہو سکتا ہو اور اگر یہ اسباب جو اسکے پاس ہو مشرکوں نے اسکو عاریت دیا ہو پس مسلمانوں نے اسکو قتل کیا تو اس اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر حربیوں کی عورت یا طفل نے کسی مشرک کو اپنا اسباب عاریت دیا ہو جو اسکے پاس ہو پس کسی غازی نے اس مشرک کو قتل کیا تو یہ اسباب ایسا ہی ہو کہ جیسے اہل حرب میں سے ہارے کا اسباب







چند مہینے ہوئے اور جبکہ دشمن گرفتار کر کے لے گیا ہر اس کے ساتھ ہی تاجہ خیر اور دارا کو رہا کر دیا۔ یہ بیان لایا تو مالک قدیم اسکا بیجا ہونا سے بوجھتا ہوا اس شخص کے لئے سنا کہ ہر جیسے عرصہ میں ہمارے کو رہا کر دے اس سے خیر دیا ہو اور اگر تاجہ نے اسکو کسی اسباب کے عوض خرید لیا ہو تو اس اسباب کی قیمت کے عوض لے سکتا ہو اور اگر تاجہ نے اسکو حربی سے پہنچے فاسد خرید لیا ہو تو اس غلام کی قیمت کے عوض لے سکتا ہو اور اگر حربی نے کسی مسلمان کو یہ غلام سہ کر دیا ہو تو یہی مالک قدیم اسکو اسکی قیمت کے عوض لے سکتا ہو اگر کسی ایسی چیز کا ہونے کی صورت میں کہ کسی مسلمان کو سہ کیا اور وہ لایا تو اسکی مثل دیکر مالک قدیم اسکو نہ لے گا اسواسطے کہ اس میں کچھ فائدہ نہ ہو لیکن اگر مشتری نے کم مقدار یا کھوٹی چیز دیکر خرید لیا ہو تو ایسی صورت میں مالک قدیم کو اختیار ہو کہ جو کچھ اس نے دیکر لی ہو اسی کے مثل دیکر لے لے کیونکہ اس میں فائدہ ہی نہ تھا نیز البیان میں ہے کہ ایک مسلمان نے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو غلام آزاد کر دیا اور بیان نہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں کو وزن پتھر کر کے لے گیا پھر مسلمان لوگ اسے شائبہ ہونے اور یہ دونوں غلام ہاتھ آئے اور انکو دارالاسلام میں نکال لائے تو دونوں اپنے مولیٰ کو دیکر جاوے بیٹھے اور اگر ان دونوں کے قید ہو کر دارا حرب میں محض ہو جانے کے بعد مالک نہ کرے ان دونوں میں سے ایک کے جتنے میں جتنے کر کے حق بیان کر دیا ہو تو اسکا بیان صحیح ہوگا اور اہل کفر و سرے غلام کے مالک ہو جاوے گا اور اگر اہل کفر ان دونوں میں سے ایک کو اپنے اپنے حراز دارا حرب میں لے گئے ہوں تو دوسرا جو باقی رہا ہو وہی حق کے واسطے متعین ہو جائیگا یہ کافی میں ہو اور اگر حربی کوئی غلام گرفتار کر کے لے گئے اور اسکو کوئی شخص خرید کر کے دارالاسلام میں نکال لایا پھر کسی اسکو بھڑی گئی اور اسکا ارش اس آنکو بھڑی نپولے سے لیا گیا تو غلام کا مولائے قدیم اسکو اس شخص کے عوض لے سکتا ہو جسکے عوض خریدنیوالے نے دشمن سے خرید لیا ہو اور ارش نہ کر اس سے نہیں لے سکتا ہو اور دشمن سے بھی کچھ گھٹا یا نہ جائیگا اور اگر اہل حرب کسی غلام کو گرفتار کر کے لے گئے اور ایک شخص نے اسے ہزار درہم کو خرید لیا پھر دوبارہ اہل حرب اسکو گرفتار کر کے دارا حرب میں لے گئے پھر اسکو دوسرے شخص نے اسے ہزار درہم کو خرید لیا تو مولائے اول کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے مشتری سے اسکو لے لے مگر مشتری اول کو اختیار ہو کہ چاہے دوسرے مشتری سے اسکا مشق کر لے لے پھر مولائے اول اس مشتری سے چاہے تو دوسرا درہم دیکر لے لے اور اسی طرح اگر وہ شخص جسکے پاس سے دوبارہ قید کر لیا تھا غائب ہو تو مولائے اول کو اسے لینے کا اختیار ہوگا جیسے اسکی حالت حضور میں ہو کذا فی البدیہہ اور اگر مشتری اول نے اسے لینے سے انکار کیا تو مولائے اول اسکو دوسرے مشتری سے نہیں لے سکتا ہو یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مشتری اول نے اسکو دوسرے مشتری سے خرید لیا تو مالک قدیم کو اس سے لینے کا اختیار نہ رہیگا اسواسطے کہ مشتری اول کی مالک عود کرنے کے ضمن میں مالک قدیم کے لینے کا حق تمام ہوا تھا اور اس صورت میں اسکی مالک سابق نے عود نہ کیا تھا بلکہ پھر یہ جدید ملک جدید حال ہوئی ہو تو یہ میں ہو کہ اگر کسی شخص نے دشمن سے گرفتار کر دہ شدہ غلام خرید لیا اور اسکو دارالاسلام میں نکال لایا پھر اسکا مالک قدیم حاضر ہوا یا تک کہ اس مشتری نے اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے مشتری سے لینے کیلئے اور اول سے مطالبہ کی اسکو کوئی راہ نہیں ہو اول مشتری سے چاہے ہی لے سکتا ہو کہ جب تک غلام نہ کوئی مالک باقی ہو اور اس میں کوئی ایسی بات نہ پیدا ہوئی ہو کہ پہلی وجہ سے وہ مولائے قدیم کی مالک میں کر دینے سے منع ہو اور اگر مالک قدیم نے چاہا کہ بیعت ثانی کو توڑے پھر مشتری اول سے اس شخص کو ویکر لے لے جو اسے دشمن کو دیا ہو تو امام اعظم داماد ابو یوسف کے

نزدیک اسکو یہ اختیار نہیں ہو پیراچ و راج میں ہو۔ امام عجمی نے سیر فقیر میں فرمایا کہ اگر حرجی سے خرید لائے والے نے اسکو اجارہ پر دیا یا رہن کیا اور مولائے قدیم نے لینا چاہا تو مولائے قدیم کو اختیار ہو کہ اسکا عقد اجارہ توڑے اور یہ اختیار نہیں ہو کہ عقد رہن توڑے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مشتری اول نے یہ غلام کسی کو ہبہ کر دیا ہو تو مولائے قدیم اس عقد ہبہ کو توڑ نہیں سکتا ہو مگر یہ ہبہ اس سے اس غلام کی قیمت اسکو دیکر لے سکتا ہو۔ اور اسی طرح اگر غلام مذکور نے جنابت کی اور مشتری اول نے اولیائے جنابت کو یہ غلام ویدیا تو ولی جنابت سے بھی مولائے قدیم کی قیمت دیکر لے سکتا ہو۔ اور اسی طرح اگر مشتری اول نے عہد جنابت کی بھر ولی جنابت سے اس غلام کے دینے پر صلح کر لی تو بھی مولائے قدیم اس صلح کو توڑ نہیں سکتا بلکہ اسکی قیمت دیکر ولی جنابت سے لے سکتا ہو اور اگر جنابت عہد نہ ہو بلکہ بخل ہو تو مولائے قدیم اس جنابت کے رشتہ کو دیکر ولی جنابت سے لے سکتا ہو۔ اور اگر حرجی نے کسی مسلمان کو ایسا غلام ہبہ کر دیا پھر کسی شخص نے اسکی آنکھ پھوڑ دی اور اس مسلمان نے یہ غلام اسی کے ذمہ ڈال کر اس سے اسکی قیمت لے لی تو مالک قدیم کو اختیار ہو کہ اس آنکھ پھوڑنے والے سے اس غلام کو قیمت دیکر لے لے جو کاسے کے حساب سے ہر پیراچ امام عجمی کا قول ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ سلامت دونوں آنکھوں کی صورت میں جو قیمت تھی وہ دیکر لے سکتا ہو اور یہ وہ قیمت ہو جو اسنے موہوب لے کو دی۔ اور اگر بجائے غلام کے باندی ہو اور باندی کے بچہ پیدا ہوا اور اس بچہ کو کسی نے قتل کیا جسے کہ موہوب لے نے قاتل سے اسکی قیمت لے لی پھر مالک قدیم حاضر آیا تو اسکو بچہ کی قیمت لینے کی کوئی راہ نہیں ہو لیکن باندی کو چاہے وہ میرے بچہ کو موہوب لے کے قبضہ کرے روز تھی لے لے یا چھوڑ دے اور اگر مان کر کسی یا قتل کی کسی اور بچہ موجود ہو تو مالک قدیم اس بچہ کو جو جس اسکے حصہ کے لے سکتا ہو یعنی قیمت کو بچہ اور سبکی مان پر اس طرح تقسیم کیا جائے کہ مان کی وہ قیمت اعتبار کی جاوے جو پر وزیر قبضہ تھی اور بچہ کی وہ قیمت جو اس روز بھونی جس دن مالک لینا چاہتا ہو پس اس تقسیم میں جو قیمت بقایا قیمت ولد اسے اسی کے عوض بچہ کو لے سکتا ہو اور اگر دارالاسلام میں ایک سے دوسرے سے ایک غلام جو جس نے ہزار درم کے جو فی الحال ادا کرنا قرار پائے میں خرید کیا اور سوڑا سپر قبضہ نہ کیا تھا کہ دن سہا کو قضا کر کے لیگا پھر کوئی شخص اسکو پانچ سو درم کو خرید لیا تو اس نے اسکو یا بیچ سو درم دیکر لے سکتا ہو پھر جب بائع نے اسکو لے لیا تو مشتری بائع سے دونوں میں ایک ہزار یا بیچ سو درم کے عوض لے سکتا ہو اور اگر بائع نے اسکے لینے سے انکار کر دیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے خریدنے والے سے پانچ سو درم دیکر لے لے۔ اور اگر بائع نے اسکو ہزار درم ادھار کو فروخت کیا ہو تو مشتری اسکے واپس لینے کا حق ہوگا پس بائع کے اور اگر اسنے انکار کیا تو بائع سے کہا جائیگا کہ پانچ سو درم کے عوض لے لے کہ تیرے ہی سپرد کیا جائیگا اور اگر دشمن کسی غلام کو گرفتار کر کے لے گیا اور کسی نے اس سے ہزار درم کو خرید لیا اور دارالاسلام میں لایا پھر دوبارہ اسکو دشمن قید کر کے لے لیا پھر دوسرے دشمن سے پانچ سو درم کو خرید لیا پھر مالک قدیم اور مشتری اول دونوں محکمہ قاضی میں حاضر ہوئے اور قاضی کو اول مشتری کی خرید کا حال معلوم ہوا انہیں معلوم ہو پس قاضی نے مالک قدیم کے واسطے مشتری سے لینے کا حکم دیا تو یہ حکم نافذ نہ ہوگا پس غلام مذکور دوسرے مشتری کو واپس یا جائیگا تاکہ مشتری اول اس سے لے لے پھر مشتری اول سے مالک قدیم ہر دو دشمن دیکر لے سکتا ہو۔ اور اگر مالک قدیم نے مشتری دوم سے بدون حکم قضا کر کے لے لیا یا اس سے خرید لیا پھر مشتری اول حاضر ہوا تو اسکو مالک قدیم سے ہزار درم دیکر لے سکتا ہو پھر مالک قدیم اس سے ہر دو دشمن دیکر لے سکتا ہو۔ اور اسی طرح اگر مشتری دوم نے غلام مذکور اسکے مالک قدیم کو ہبہ کر دیا

حج  
راہ  
سیر  
باب  
بیچ  
۱۱۰



تو مشتری اول اس سے لے سکتا ہے مگر اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہو اس واسطے کہ وہ اس صورت میں مثل اجنبی کے ہونا چاہو  
مالک قدیم اس سے یعنی مشتری اول سے بیعت اور قیمت دونوں دیکر لے سکتا ہو۔ اور اگر مہربن کے پاس سے غلام  
مہربن گرفتار کر لیا گیا اور اسکو کوئی شخص ہزار درہم کو خرید لیا اور راہن و مہربن دونوں حاضر ہوئے تو بیعت کا  
استحقاق مہربن کو ہوگا اگر اس نے بیعت دیکر لے لیا تو احسان کرنے والا ہو یعنی یہ بیعت منسوب یکساں نہیں کی کہ  
اور اس سے نہیں لے سکتا ہے جیسے کہ غلام نے اسکے پاس جنابیت کی اور اسنے فدیہ دیکر بچا لیا تو اس فدیہ میں وہ  
مطلوع ہوتا ہو۔ اور اگر مہربن نے اسکے لینے سے انکار کر دیا تو راہن اسکو بیعت دیکر لے سکتا ہو اور جب راہن نے اسکو  
لے لیا تو مہربن سا قلم ہو گیا اور فدیہ ان دونوں پر آدھا آدھا ہوگا اگر مہربن کی قیمت دو ہزار اور فدیہ ایک ہزار  
ہو اور سطح وہ رہن تھا ویسا ہی رہیگا اور اگر مہربن نے اسکا فدیہ دینے سے انکار کیا پس راہن نے اسکا فدیہ دیدیا تو  
مہربن اسکو لے لیا اور اسکے پاس بیعت نصف فدیہ کے رہن رہیگا۔ اور اگر راہن نے اسکا فدیہ دینے سے انکار کیا اور  
مہربن نے فدیہ دیکر اسکو لے لیا تو مثل سابق کے اسکے پاس رہن رہیگا اور مہربن مذکور فدیہ کے حصہ راہن میں لینا  
نصف فدیہ حصہ راہن دینے میں احسان کنندہ ہوگا اور اگر راہن غائب ہو اور مہربن نے اسکا فدیہ دیدیا تو تمام غلام  
کے نزدیک نصف فدیہ کو راہن سے لے لیا احسان کنندہ قرار نہ دیا جائیگا اور صاحب میں رہنے نہ دیکر اس صورت  
میں بھی احسان کنندہ ہوگا اور اگر مال مہربن کوئی مثلی چیز ہو اور مہربن نے فدیہ نہ دیا تو راہن کے فدیہ دیکر لینے کے  
بعد مہربن اسکو راہن سے نہیں لے سکتا ہے یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی غلام نے جنابیت کی پھر کا فدیہ اسکا لیا ہو اور  
اس غلام کو بھی قید کر کے دار الحرب میں لے گئے پھر لشکر اسلام اپنے غالب آیا اور غلام مذکور کو دارالاسلام میں نکال  
لائے اور مالک قدیم نے اسکو نہ لیا چھوڑ دیا اور ولی جنابیت نے اسکو جرم جنابیت سے لینا چاہا حالانکہ غلام نے تقسیم  
ہو چکی ہو تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اس واسطے کہ ولی جنابیت کے واسطے قاضی حق ثابت ہو اور اس سے ملک تورانین  
جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایسا غلام جسکو کفار قید کر لے گئے تھے اور پھر فلیہ لشکر اسلام کے دارالاسلام میں قیمت  
تقسیم ہونے میں وہ کسی شخص کے حصہ میں آیا اور اسکا مولائے قدیم حاضر نہ ہوا یا نہ تھا کہ اس شخص نے اسکو آزاد یا بند کر دیا  
تو رد ہو۔ اور اگر غلام کے باندی تھی کہ اسکو اس شخص نے کسی کے ساتھ قید کیا دیا اور شوہر سے الگ ہوئی تو مالک قدیم کو  
حاضر ہو کر اختیار ہوگا کہ باندی اور اسکی اولاد کو لے لے اور نکاح توڑنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جبکہ حصہ  
میں پڑی ہو اسکا عقرب کیا کسی نے اس باندی پر جنابیت کی تھی اسکا جرم نہ لیا ہو تو مولائے قدیم کو اس باندی کے ساتھ  
اس عقد و جرمانہ کے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی یہ سبوط میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک شخص کی مالک میں ایک کفارائی  
جید چھوڑا رہے میں اسکو کفار نے لیا اور دار الحرب میں لے گئے پھر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب میں داخل ہوا اور اسے  
پہچھو ہا رہے بعد میں دو کفار سی ردی چھوڑا رہے کہ خریدیں اور انکو دارالاسلام میں لے آیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اسکو  
یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس خریدنے والے سے بیعت لے لیا ہی زیادات میں مذکور ہو اور سیچہ میں امام محمد نے ذکر فرمایا کہ  
دو کفار سی چھوڑا رہے دیکر لے سکتا ہو اس واسطے کہ جس نے دشمن سے یہ خرید لیا ہو اسنے بہ خرید بیعت خریدی ہو اس واسطے  
کہ دار الحرب میں مسلمان و عربی کے درمیان رہا جاتی نہیں ہوتا ہے جس جب خرید بیعت ہوئی تو جتنے مشتری کو شری کو وہ خرید  
لے لینے کا استحقاق اسکو حاصل ہوگا جیسے دونوں کے عوض خریدنے کی صورت میں اسقدر درہم دیکر لے سکتا ہو اور یا ذات ہر خرید

[illegible]

مذکور ہو کہ زمین سے یہ کر خرید یا اسے بخرید فاسد فرماید اور اس کے لئے اگر آئندہ حلال  
نے رہو کو مطلقاً حرام کر دیا ہو پس چونکہ اس سے پہلے زمین برباد واقع ہوا ہے فاسد ہوئی اور جو چیز پہلے فاسد خریدی گئی ہو وہ  
مشتري کے پاس منوں باقیمتہ ہو یعنی اسکے مال میں مشتري پر قیمت واجب ہو شریعت میں واجب ہو اور اس صورت میں  
اس خریدی ہوئی چیز کی قیمت یہ ہو کہ اسکے مثل چیز ہمارے دیوے اور اسکے مثل چیز ہمارے دیکھ لینے میں بچہ فائدہ نہیں ہو  
اور ہمارے میں جب فائدہ نہ ہو تو بیع ناروا ہو اور ہمارے دشمن میں سے تحقیق نے فرمایا کہ جو حکم سیر کیس میں مذکور ہو وہ امام  
اعظم و امام محمد کا قول ہو اور جو حکم زیادہ میں مذکور ہو وہ امام ابو یوسف کا قول ہو اس واسطے کہ امام ابو یوسف کے  
مزدیک مسلمان و حرابی کے درمیان دارا کو بیعت میں رہا جاری ہو تا ہی۔ اور اگر صورت مذکورہ میں مسلمان نے حرابی سے کہہ کر خرید کر  
برابر خریدی چیز ہمارے ہاتھوں یا تو دیکھ لے ہو اور اگر اس کو دارالاسلام میں نکال لایا تو سب روایات کے موافق مالک قدیم کو  
اختیار ہو گا کہ اس سے اپنے آپ کو روٹی دیکھ لے۔ اور اگر مشتري نے ہر بیعت سے کہہ کر مذکور بعض شراب یا سور کے خرید کر دیا ہو اور  
دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اس سے لینے کا اختیار ہو گا لیکن اگر پیشتری ذمی ہو تو مالک قدیم کو  
اختیار ہو گا کہ اس کو سور یا شراب کی قیمت لے کر اس سے لے لے اور اگر حریون نے شراب و سور کے لئے اس کو آئی کے مثل دیکھ  
خرید کیا ہو اور دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اس سے لینے کا اختیار ہو گا اور اگر پیشتری  
مذکورہ اس سے کہہ کر خرید کر دیا ہو اور دارالاسلام میں لے آیا تو بھی مالک قدیم کو اس سے لینے کا اختیار ہو گا۔ اور اگر  
کا فروتن نے کسی مسلمان کے ہزار درم ان و بیون میں سے جو بیت المال میں قبول کیے ہاتھ میں لے کر لے کر دے اور ان کو  
دارالحرب یا میں لے کر دے کوئی مسلمان و مان و مل ہو اور اسے غلہ کے ہزار درم دیکھ کر اسے یہ ہزار درم خرید لے اور باقی قرضہ کے  
بعد دو تولیہ منفرد ہوئے چھ دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اختیار ہو گا جیسے درم ذرا سے لے  
زمین اس میں سے مثل دیکھ کر دے مذکورہ لے لے اور اگر ان کو دینار و تین کے بعض بعض سے خرید لیا اور دارالاسلام میں لے آیا  
تو مالک قدیم کو اختیار ہو گا کہ ان میں سے دینار و تین کے مثل دیکھ کر اس سے لے لے۔ اور اسی طرح اگر اس مسلمان نے اس کے ہاتھ ہزار درم  
غلہ کے بعض ہزار درم بیت المال کے نقد کے فروخت کیے اور حریون نے نقد بیت المال میں ہی درم دیکھ کر وہ لوگ ہاتھ سے  
لوٹ لے گئے ہیں اور مسلمان مذکور ان کو دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہو گا کہ مثل دیکھ کر اس سے  
یہ درم لے لے۔ اور اگر کافر لوگ دارالاسلام سے مسلمان کا کرے گئے اور اس کو دارالحرب میں لیا کر اقرار کر لیا ہو ان کو  
کوئی مسلمان دارالحرب میں داخل ہوا اور ایک اگر گھوڑوں کی بیعت مسلم میں ان کو سو درم دے اور یہ بیعت مسلم صحیح قرار پائی ہو  
پھر جب مسلم فیہ ادا کرنے کی بیجا و آئی تو انھوں نے یہی کہ جو دارالاسلام سے لے گئے ہیں اس کو ادا کیا پس اس سے قبضہ کر لیا اور  
اس کو دارالاسلام میں نکال لایا تو مالک قدیم کو اختیار ہو گا کہ اس سے سو درم دیکھ لے لے اور اگر مسلمان نے حریون کے ہاتھ  
کوئی اسباب یا سے ہزار درم کو فروخت کیا جو نقد بیت المال میں ہوں پھر انھوں نے اس کو وہی ہزار درم نقد بیت المال سے لے لیا  
دارالاسلام میں سے کسی مسلمان کے ٹیکے میں اور اپنے حریون کے لیے بیعت میں لے لیا اور ان کو دارالاسلام میں لایا تو مالک قدیم  
کو اختیار نہ ہو گا کہ اس سے یہ درم لے لے اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا ایک کر گئے و لے گئے اور دارالحرب میں لیا کر اپنے حری  
میں کر لیا پھر کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب میں داخل ہوا اور اس کے ہاتھ کوئی اسباب بعض یا کب کر گھوڑوں کے جو بیعت نہیں  
میں بلکہ مشتري کے ذمہ قرار پائے ہیں فروخت کیا پھر مشتري نے وہی کر خرید کر دارالاسلام سے لے گئے ہیں ادا کیا پس باقی نقد کر لیا

مذکور ہو کہ زمین سے یہ کر خرید یا اسے بخرید فاسد فرماید اور اس کے لئے اگر آئندہ حلال  
نے رہو کو مطلقاً حرام کر دیا ہو پس چونکہ اس سے پہلے زمین برباد واقع ہوا ہے فاسد ہوئی اور جو چیز پہلے فاسد خریدی گئی ہو وہ  
مشتري کے پاس منوں باقیمتہ ہو یعنی اسکے مال میں مشتري پر قیمت واجب ہو شریعت میں واجب ہو اور اس صورت میں  
اس خریدی ہوئی چیز کی قیمت یہ ہو کہ اسکے مثل چیز ہمارے دیوے اور اسکے مثل چیز ہمارے دیکھ لینے میں بچہ فائدہ نہیں ہو  
اور ہمارے میں جب فائدہ نہ ہو تو بیع ناروا ہو اور ہمارے دشمن میں سے تحقیق نے فرمایا کہ جو حکم سیر کیس میں مذکور ہو وہ امام  
اعظم و امام محمد کا قول ہو اور جو حکم زیادہ میں مذکور ہو وہ امام ابو یوسف کا قول ہو اس واسطے کہ امام ابو یوسف کے  
مزدیک مسلمان و حرابی کے درمیان دارا کو بیعت میں رہا جاری ہو تا ہی۔ اور اگر صورت مذکورہ میں مسلمان نے حرابی سے کہہ کر خرید کر  
برابر خریدی چیز ہمارے ہاتھوں یا تو دیکھ لے ہو اور اگر اس کو دارالاسلام میں نکال لایا تو سب روایات کے موافق مالک قدیم کو  
اختیار ہو گا کہ اس سے اپنے آپ کو روٹی دیکھ لے۔ اور اگر مشتري نے ہر بیعت سے کہہ کر مذکور بعض شراب یا سور کے خرید کر دیا ہو اور  
دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اس سے لینے کا اختیار ہو گا لیکن اگر پیشتری ذمی ہو تو مالک قدیم کو  
اختیار ہو گا کہ اس کو سور یا شراب کی قیمت لے کر اس سے لے لے اور اگر حریون نے شراب و سور کے لئے اس کو آئی کے مثل دیکھ  
خرید کیا ہو اور دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اس سے لینے کا اختیار ہو گا اور اگر پیشتری  
مذکورہ اس سے کہہ کر خرید کر دیا ہو اور دارالاسلام میں لے آیا تو بھی مالک قدیم کو اس سے لینے کا اختیار ہو گا۔ اور اگر  
کا فروتن نے کسی مسلمان کے ہزار درم ان و بیون میں سے جو بیت المال میں قبول کیے ہاتھ میں لے کر لے کر دے اور ان کو  
دارالحرب یا میں لے کر دے کوئی مسلمان و مان و مل ہو اور اسے غلہ کے ہزار درم دیکھ کر اسے یہ ہزار درم خرید لے اور باقی قرضہ کے  
بعد دو تولیہ منفرد ہوئے چھ دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اختیار ہو گا جیسے درم ذرا سے لے  
زمین اس میں سے مثل دیکھ کر دے مذکورہ لے لے اور اگر ان کو دینار و تین کے بعض بعض سے خرید لیا اور دارالاسلام میں لے آیا  
تو مالک قدیم کو اختیار ہو گا کہ ان میں سے دینار و تین کے مثل دیکھ کر اس سے لے لے۔ اور اسی طرح اگر اس مسلمان نے اس کے ہاتھ ہزار درم  
غلہ کے بعض ہزار درم بیت المال کے نقد کے فروخت کیے اور حریون نے نقد بیت المال میں ہی درم دیکھ کر وہ لوگ ہاتھ سے  
لوٹ لے گئے ہیں اور مسلمان مذکور ان کو دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہو گا کہ مثل دیکھ کر اس سے  
یہ درم لے لے۔ اور اگر کافر لوگ دارالاسلام سے مسلمان کا کرے گئے اور اس کو دارالحرب میں لیا کر اقرار کر لیا ہو ان کو  
کوئی مسلمان دارالحرب میں داخل ہوا اور ایک اگر گھوڑوں کی بیعت مسلم میں ان کو سو درم دے اور یہ بیعت مسلم صحیح قرار پائی ہو  
پھر جب مسلم فیہ ادا کرنے کی بیجا و آئی تو انھوں نے یہی کہ جو دارالاسلام سے لے گئے ہیں اس کو ادا کیا پس اس سے قبضہ کر لیا اور  
اس کو دارالاسلام میں نکال لایا تو مالک قدیم کو اختیار ہو گا کہ اس سے سو درم دیکھ لے لے اور اگر مسلمان نے حریون کے ہاتھ  
کوئی اسباب یا سے ہزار درم کو فروخت کیا جو نقد بیت المال میں ہوں پھر انھوں نے اس کو وہی ہزار درم نقد بیت المال سے لے لیا  
دارالاسلام میں سے کسی مسلمان کے ٹیکے میں اور اپنے حریون کے لیے بیعت میں لے لیا اور ان کو دارالاسلام میں لایا تو مالک قدیم  
کو اختیار نہ ہو گا کہ اس سے یہ درم لے لے اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا ایک کر گئے و لے گئے اور دارالحرب میں لیا کر اپنے حری  
میں کر لیا پھر کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب میں داخل ہوا اور اس کے ہاتھ کوئی اسباب بعض یا کب کر گھوڑوں کے جو بیعت نہیں  
میں بلکہ مشتري کے ذمہ قرار پائے ہیں فروخت کیا پھر مشتري نے وہی کر خرید کر دارالاسلام سے لے گئے ہیں ادا کیا پس باقی نقد کر لیا







لی ہو اسکو واپس کر کے غلام لے لے اور چاہے غلام کسی کے پاس رہنے سے پہلے یا بعد اس کے کہ اس نے فرمایا کہ  
 ہر گاہ مالک قدیم نے خاصہ کا حصہ لے کر اس کے موافق غلام کی قیمت اس سے لے لی ہو پھر اس نے غلام مذکور حرمیوں سے خرید  
 لائے والے کے پاس یا اس نے فانی کے پاس جس کے حصہ میں پڑا ہو دیکھا اور قیمت غلام وہی ہو یا ایک قدیم لکھا تھا یعنی  
 غلام دو روزم تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا اور اگر غلام کی قیمت اس قدر پائی گئی جسے غلام لکھا تھا یا اس سے  
 بھی کم پائی گئی پس آیا مالک قدیم کو اختیار حاصل ہوگا یا نہیں سو اہم مجھے ہے اس صورت کو ذکر نہیں فرمایا ہو اور فقہ  
 ابو جعفر سندوائی سے نقل ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک وایت میں ہو کہ اسکو اختیار حاصل ہوگا اور دوسری ایک وایت میں  
 ہو کہ نہیں حاصل ہوگا پھر واضح ہو کہ جس صورت میں مالک قدیم کو اختیار واپسی قیمت راخذ غلام یا ترک غلام حاصل ہوگا  
 اگر ایسی صورت میں مالک قدیم نے کہا کہ میں یہ قیمت جو مجھے ملی ہو رکھ لیتا ہوں اور اس غلام ظاہر شدہ کے روز غصب یا  
 پوری قیمت تک میں جب قدر اور مجھے زیادہ چاہے ہو وہ خاصہ یا سے لے لوں گا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو بلکہ اس قدر وہ  
 اختیار رکھتا ہو کہ چاہے قیمت واپس کر کے غلام لے لے اور چاہے ہی قیمت رہنے سے یہ خرید لیں ہو۔ اور اگر کوئی مال علی کسی  
 مستاجر کے اجارہ میں یا کسی کے پاس جاریت یا وصیت ہو اور جی کفار غلام لکھا ہو اسکو اپنے خزانہ دار کو حرمیوں کے حصہ میں  
 نہ کہ درالاسلام میں آیا پس کیا مستاجر یا مستفیع یا مستفیر کو خاصہ کر کے واپس لینے کا اختیار شرعی ہو یا نہیں ہر دو اشخاص  
 نے فرمایا کہ اگر وہ مال میں ہمارے کی قیمت میں آیا تو مستاجر کو اختیار ہو کہ اسکو لے کر اپنے قبیلہ کے پاس قبل تقسیم ہونے سے قیمت کے مطابق  
 کرنے سے قیمت بغیر کچھ دینے ہوئے لے لیا اور یہی اختیار مستفیر و مستفوع کو ہو پھر جب مستاجر اسکو لے لیا تو اسکا اجارہ  
 خود کر لیا اور اگر جی اس مدت گذشتہ کی کہ حسین اس نے کوئی انتفاع نہیں پایا ہو اس کے ذریعہ سے یا فقیہ ہوں گی یہ اگر ان  
 میں ہو۔ اور اگر مستاجر کے اس عرصے سے کہ یہ مال غنیمت میں آیا ہو اس کے پاس جارہ میں تھا مسلمانوں نے لے لیا کیا تو  
 مستاجر کو اس امر کے گواہ قائم کرنے ضرور ہو گئے کہ یہ اس کے پاس جارہ میں تھا اور جو چاہے کہ گواہ قبول کرے یا نہ کرے  
 اسکو وہ یا پھر جارہ دینے والا آیا اور اس نے اس کے اجارہ سے انکار کیا اور بیان کیا کہ یہ مال اس کے پاس جاریت یا وصیت  
 تھا تو اس میں قول اس مال کے مالک میں کا مقبول ہوگا اور اگر قیمت تقسیم ہو گئی ہو اس نے کسی غازی کے پاس یا کسی کے  
 حصہ میں پڑا ہو تو بھی اسکو خاصہ کا اختیار ہو پس اگر اس شخص نے جس کے حصہ میں پڑا ہو مدعی کے پاس جارہ میں ہونے  
 سے انکار کیا اور مدعی نے اجارہ پر گواہ قائم کیے تو اثبات اجارہ کے گواہ مقبول ہوں گے اور وہ اثبات اجارہ کے واسطے  
 ختم ہو سکتا ہو پھر اس کے بعد اسکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اس غازی کو اس مال کی قیمت لے کر اس سے لے لیا ہو یا کسی کے پاس پڑا  
 اور اگر بجائے مستاجر کے مستفیر یا مستفوع ہو اور بعد تقسیم قیمت کے اس نے کسی غازی کے پاس جس کے حصہ میں آیا ہو یا تو وہ  
 اس غازی کے مقابلہ میں نہ ہو نہیں ہو سکتا ہو جی کہ اگر اس نے گواہ قائم کیے کہ یہ مال مذکور اس کے پاس جاریت یا وصیت تھا تو  
 اس کے گواہوں کی سماعت نہ ہوگی اور تقسیم ہونے کے بعد ان دونوں کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جس کے حصہ میں پڑا ہو اس سے  
 قیمت دیکر لے لیں اور بعد تقسیم کے یہ دونوں اس مال کی نسبت متعلق نہیں رہیں گے یہ چاہے میں ہو۔ اور اگر کسی قیمت کا غلام  
 اہل حرب یا قید کر کے لے لیا اور اسکو کوئی مشتری دام دیکر خرید لیا یا اس خریدار نے ہو غلام کا مولائے قدیم ہوگا  
 جسکا وارث اسکا فرزند یا قیمت ہو جو تو اس قیمت کے مدعی کو اختیار ہو کہ قیمت کے واسطے مشتری کو اسکا کٹن کر کے لے لیا  
 تو اس کے واسطے نہیں ہو سکتا ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ قیمت کے واسطے بھی مدعی کو مشتری کا من دیکر اس سے لے لینے کا جہتی

ملک  
 ہندیہ  
 کتاب سیر  
 باب خیمہ  
 شہلا کفار  
 ۹۶  
 ترجمہ فتاویٰ  
 عالمگیری  
 جلد دوم

اختیار ہو کہ شخص مذکور اس غلام کی قیمت کے برابر ہو یہ شرط مندرجہ میں ہے کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حب  
 قید کر کے اپنے خزانہ دار یا کھربین لینے یا کسی مسلمان نے دارالخربہ میں داخل ہو کر اپنے یہ غلام خریدا اور دارالاسلام میں  
 نکال لایا اور یہاں کسی عورت سے اس غلام کے رقبہ پر نکاح کیا اور نکاح میں اس غلام کا رقبہ مقرر دیا ہو پھر اسکا مولائے  
 قدیم حاضر آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اس غلام کو اس کی قیمت دیکر لے لے اور اگر مشتری نے بغیر کسی عورت کو  
 اسکے نکاح میں لیا پھر اس عورت سے اس پر صلح کی کہ اسکے ہر کے عوض جو واجب ہوا ہو یہ غلام سپرد کرے گا تو مولائے  
 قدیم سے کہا جائیگا کہ چاہے اس عورت کے ہر مثل کے عوض اس غلام کو لے لے یا چھوڑ دے اور اگر کسی شخص نے مشتری پر  
 کسی مال کا دعویٰ کیا اور دعویٰ بیان نہ کیا پھر مشتری نے اس سے اس کے اس دعویٰ سے اس غلام پر صلح کر لی تو  
 مولائے قدیم اس سے یہ غلام اس کی قیمت دیکر لے سکتا ہو اور اگر دونوں نے مقدار دعویٰ میں اختلاف کیا تو صلح کنندہ کا قول  
 قبول ہوگا۔ اور اگر غلام مسلمان کو قرض اسیر کر کے لے گئے اور اپنے دارالخربہ میں لے کر اپنے اہل زین کو لیا پھر وہ اسے  
 چھوٹ گیا اور انکا کچھ مال بھی لے آیا اور دارالاسلام کی طرف بھاگا پھر کسی مسلمان نے اسکو پکڑ لیا پھر اسکا مولائے  
 قدیم آیا تو پکڑ لینے والے سے یوں ہی لے سکتا ہو کہ اس کی قیمت دیدے اور یہ امام محمد رحمہ کا قول ہے اور جو کچھ مال اس  
 غلام کے پاس تھا وہ اسی کا تو جیسے اسکو گرفتار کیا چنانچہ مولائے قدیم کو اسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور فقہ اس کی  
 امام اعظم رحمہ کے مولائے قدیم اسکو مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیگا کیونکہ جب وہ دارالاسلام میں داخل ہوا تو وہ جامعہ  
 مسلمانوں کے واسطے فدی ہو گیا کہ امام المسلمین اسکو لے لیگا اور اسکا پانچواں حصہ لیکر باقی چار یا پانچویں حصے تمام مسلمانوں  
 میں تقسیم کروں گا اور امام محمد رحمہ نے اپنے اس قول سے رجوع کیا ہو اور کہا کہ جب اسکو پکڑ لیا تو وہ فقیہت ہوا اور اسکے پانچ  
 حصے میں سے ایک حصہ لے لیا جائیگا اگر اسکا مولائے قدیم حاضر نہ آیا اور باقی پانچویں حصے اور جو مال اسکے پاس ہو سب  
 پکڑ لینے والے کو دیا جائیگا پھر اگر اسکے بعد اسکا مولائے قدیم حاضر ہوا تو اس کی قیمت دیکر لے سکتا ہو اور اگر پانچ حصے کی بجائے  
 سے پہلے حاضر آیا تو اسکو مفت لے لیگا۔ اور اگر کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کر کے لے گئے اور اسکے مولائے مسلمان نے  
 اسکو آزاد کر دیا پھر مسلمان لوگ اپنی فالتب جئے اور یہ غلام ہاتھ آیا تو اسکا مولائے قدیم اسکو مفت لے لیگا اور عرق مذکور بالکل  
 اور اگر مسلمان لوگ اسکو دارالخربہ سے نکال لائے پھر مولائے قید نے قبل اسکے تقسیم کیے جانے کے آزاد کر دیا تو اسکا آزاد کرنا  
 جائز ہو۔ ایک حربی دارالاسلام میں مان لیکر داخل ہوا اور یہاں کسی کا کچھ طعام یا کوئی متاع چالی اور اسکو لیکر دارالخربہ  
 میں داخل ہوا پھر اس سے کوئی مسلمان خرید کر کے اسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو اسکا مالک اسکو مفت لے سکتا ہو  
 اسوا سئلے کہ حربی مذکور اس مال کا دارالاسلام سے نکال لیا نہ سے پہلے ضامن تھا پس دارالخربہ میں پہنچا نہ سے اسکا آزاد  
 کر لینے والا ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اس حربی کے پاس کچھ مال فروخت رکھا کہ جباودہ دارالخربہ میں پہنچا نہ سے لے گیا تو حربی  
 مذکور اس مال کا آزاد کر لینے والا ہو جائیگا پھر اگر اہل حرب جب سب مسلمان ہو گئے یا فدی ہو گئے یا شیخ مسلمان یا فدی ہو گیا  
 تو مال مذکور اسی کا ہوگا اسوا سئلے کہ وہ دارالاسلام میں اس مال کا ضامن نہ تھا۔ کوئی حربی ہمارے یہاں مان لیا گیا ہو  
 ہوا حالانکہ اسکے ساتھ کوئی ایسا غلام ہو جسکو اس نے مسلمانوں سے دارالخربہ میں لیا ہو اپنے خزانہ میں اسکو رکھا ہو  
 مذکور سے کسی مسلمان نے خرید لیا تو مالک قدیم کو یہ اختیار ہوگا کہ مشتری کو اسکا ثمن دیکر اس سے یہ غلام لے لے مشتری کو  
 نے امام ابو یوسف سے اطلاع میں روایت کی تہ کہ اگر اسیر کی ہوئی باندی کو اہل حرب سے کسی مسلمان نے خرید لیا اسکے

مسئلہ نکاح  
 سیر باب پنجم  
 مسئلہ نکاح  
 ۱۴۱۰ھ

حضرت یمن آئی اور اس سے اس باندی کو اس کے مولا سے قدیم نے بیکار حاکم لے لیا یعنی قبل گرفتار ہونے کے جو کوئی چلتا  
 یا قرضہ اس باندی کے ذمہ ہو وہ اس باندی کے ساتھ لگے گا اور جس باندی سے مالک قدیم نے اسکو خرید لیا ہو اگر اس سے  
 کسی عیب قدیم ہونے سے واقف ہو تو بائع اقل کو سبب اس عیب کے واپس کر سکتا ہو اور اگر اس میں کوئی ایسا عیب  
 پیدا ہو گیا ہو کہ جس سے واپس نہیں کر سکتا ہو تو عیب قدیم کا نقصان بائع اقل سے لے سکتا ہو اور مولا سے مذکور  
 کون امور کے مطابق اہل حرب سے خرید لانے والے یا جس کے حصہ میں نہیں پڑی ہو اس کی طرف کوئی راہ نہیں ہو لیکن اگر  
 اس میں کوئی ایسا عیب نکلا جو اہل حرب کے پاس پیدا ہو گیا ہو یا اسے خرید لانا نیوالے کے پاس یا جس کے حصہ میں نہیں پڑی ہو  
 اس کے پاس پیدا ہو گیا ہو تو اس عیب کی وجہ سے اسکو واپس کر سکتا ہو اور اگر وہ اس کے پاس مرگئی یا اس میں کوئی عیب  
 اس کے پاس پیدا ہو گیا ہو تو نقصان عیب یمن لے سکتا ہو۔ اور اگر مالک قدیم نے اس سے باندی کو بدولت حاکم کے لیا ہو تو  
 جو کچھ قرضہ اس باندی پر ہوگا وہ اس کے ساتھ آویگا اور ضابطہ جو اس کے گرفتار دن پر ہوگی وہ اس باندی پر ہوگی وہ اس  
 باندی کے پیچھے ساتھ نہ لے گا اور مالک مذکور اس باندی کو کسی عیب قدیم کے پانے سے اس کے بائع اقل کو واپس نہ  
 کر سکیگا مگر جس سے لیا ہو اسکو سبب عیب قدیم یا جدید کے واپس کر سکتا ہو اور اگر باندی مذکورہ اس کے پاس مرگئی ہو یعنی  
 واپس نہ کر سکتا ہو تو جس سے لیا ہو اس سے اس کے نقصان عیب قدیم یا جدید کو لے سکتا ہو اور اگر اس شخص کے پاس سے جیسے  
 اسکو تہیت لے لیا ہو کسی نے استحقاق ثابت کر کے لیا یعنی یہ ثابت کر دیا کہ یہ باندی میری ملک ہو پس اگر اس لینے والے  
 نے اسکو حکم حاکم کے ساتھ لیا ہو تو جس سے یہ باندی لی ہو اسی کو واپس کرے پھر یہ استحقاق ثابت کرنے والا اس سے تہیت  
 یا بشن لے لیا اور اگر اس نے بغیر حکم حاکم کی ہو تو جس نے اس سے اپنا استحقاق ثابت کیا ہو وہ اسی قدر دیکر لے لیا جس قدر دیکر  
 لینے والے نے لیا ہو اور پھر وہ وراثت میں اس استحقاق ثابت کرنے والے کو اختیار ہوگا کہ اگر اس میں کوئی عیب قدیم پایا جائے  
 تو جس بائع سے اسکو خرید لیا ہو اس سے رجوع کرے اور اگر اس شخص نے جسے باندی مذکورہ کو اقل مرتبہ میں دیکر لے لیا ہو  
 باندی مذکورہ کو آزاد کر دیا یا باندی مذکورہ اس سے بچھڑی پس اگر اس نے حکم قاضی اسکو لیا ہو تو جب اس میں اس شخص نے اپنا استحقاق  
 ثابت کیا تھا قاضی اس کے آزاد کرنے کو باطل کر دیکر اور قیاساً وہ شخص اس بچھڑی ہوئی اس کی مان کے اس شخص کی ملک میں  
 رہے واپس کر دیکر لیکن یمن استحقاق نامہ حکم دیتا ہوں کہ جسے اول مرتبہ لیا ہو وہ اپنے اس بچھڑی ہوئی اس کی قیمت دیکر آزاد  
 اپنے پاس رکھے۔ اور اگر وہ غلاموں کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے اور ان دونوں کو ایک شخص یا کسی شخص نے خرید لیا یا  
 تو ان کے مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ چاہے ان دونوں میں سے ایک ہی کو ان کا حصہ میں شری کو اور اگر کے لے لے اور دوسرے کو  
 چھوڑ دے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ ایک شخص کے غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے پھر مولے نے ایک  
 شخص کو حکم کیا کہ غلام مذکور میرے واسطے بچھڑی ہزار درہم کے اتنے خرید کر کہ مولے کو دے اسکو اپنے واسطے خرید تو غلام  
 مذکور اسی حکم دینے والے یعنی مولا سے قدیم کا ہوگا اور اسی طرح اگر مولیٰ نے اس شخص کو حکم کیا کہ میرے واسطے ان لوگوں  
 سے ہب مانگ لے پس ہر مذکور نے اپنے واسطے ہب مانگ لیا تو بھی وہ مولا سے مذکور کا ہوگا اور اسی طرح اگر مولیٰ  
 نے اسکو حکم کیا کہ اہل حرب سے غلام مذکور اس کے مولیٰ کے واسطے مانگ لے پھر مولے کو دے اسکو اہل حرب سے خرید لیا اور  
 خرید بچھڑی شراب کے واقع ہوئی تو بھی یہ غلام اپنے مولیٰ کے واسطے ہوگا اور یہ غلام عربوں کی طرف سے مولا سے مذکور کے  
 لیے ہب ہوگا یہ بی بی یمن ہے۔ اور اگر مولے کو آگاہی چھل ہوئی کہ میں ملک دار اہل حرب سے نکالا گیا ہو پھر اسے ایک عینہ تک

قادی بندہ کتاب السیر باب پنجم استیلا و کفار

اور اگر غلام اسیر شدہ کا وہ مولیٰ جسکے پاس سے غلام مذکور اسیر کیا گیا تھا مشتری کے دار الحرب سے نکال لاسنے کے بعد فرمایا تو امام محمد رحمہ کے قول پر اس کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ مشتری مذکور سے لین مگر فقط بیعتی وارث اگر چاہیں تو نہیں لے سکتے ہیں اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ وارثوں کو لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر کافر حربی کسی مسلمان کا غلام مسلمان اسیر کر کے دار الحرب میں لے گیا اور اپنے احباب میں کر لیا پھر اس کو آزاد یا مدبر یا مکاتب کر دیا یا بچا سے غلام کے باندی تھی کہ اس سے استیلا و کر لیا کہ اس سے اولاد پیدا ہوئی پھر اہل اسلام نے غالب ہو کر ان اسیر شدہ غلو کو کون کو مع اولاد کے پایا تو یہ سب آزاد ہوئے یہ فتاویٰ حاضی خانہ میں ہے ابن سہام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے پھر اس کے کسی شخص نے یہ غلام خرید لیا اور دارالاسلام میں لایا پھر اہل حرب دوبارہ اس کو گرفتار کر کے لے گئے پھر اہل حرب نے غلام مذکور اس مشتری کو رہ کر دیا تو مولیٰ نہیں ہوگا کہ چاہے مشتری سے مشتری کا دشمن اور غلام کی قیمت دونوں دیکھ لے لے اور بیعتی نے اپنی نواہین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ اگر ایک شخص نے ایک غلام خرید لیا اور غلام نے اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے پھر قاصد نے غلام مذکور ایک شخص کے ہاتھ میں پایا جس نے اس کو اہل حرب سے خرید لیا تو اس قاصد کو اس غلام کی جانب کوئی راہ نہیں ہو گی بلکہ کہ اس کا مولیٰ حاضر ہو اور اس راہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر مشتری کون لے کسی نابالغ کا غلام اسیر کر لیا اور دار الحرب میں لے گئے پھر مسلمانوں نے اس ملک پر چڑھا دیا اور غلام مذکور غنیمت میں لیا اور ایک فانی کے حصہ میں ٹپا پھر اس سے فرج کے باب نے قیمت دیکھ کر دیا یا باغی تازی مذکور کے سپرد کیا پھر نابالغ مذکور نابالغ ہو تو آیا اس کا غلام لے لینے کا حق جاتا رہا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ نہیں یہ غلام کی نسبت اپنا حق رکھتا ہے چاہے لے لے پھر میں ہر دفعہ کہے کہ اگر اہل حرب ہمارے آزاد ہو تو میں یا مدبر یا مکاتب یا باندی یا ہمارے ام ولد یا ندیان گرفتار کر کے لے لیا وہ میں تو ہمارے استحقاق کی رو سے وہ ان کے مالک نہ ہو جائیں گے اور اگر ہم لوگ ان کے ان مذکورین کو گرفتار کر لیا وہ میں تو ہم ان سب کے مالک ہو جائیں گے یہ کافی ہیں ہوں اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا غلو مکاتب مدبر یا مکاتب یا ام ولد گرفتار کر لے گئے اور مسلمانوں نے جہاد کر کے غنیمت میں اس کو حاصل کیا اور غنیمت میں وہ کسی کے حصہ میں آیا تو اس کا مولیٰ سے قریب اس کو بیعت و جمع ہونے کے بھی ملت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیا کہ اگرچہ حصہ میں پڑا تھا اس کا امام المسلمین کی قیمت بیعت لہاں سے دیدیگا یہ سوا میں ہوں اور اگر اس کو اہل حرب سے کوئی شخص نام دیکر خرید لیا ہو تو مولیٰ ہے تاہم کو اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے بیعت لے لے اور اگر شخص جس کو حربی گرفتار کر کے لے گئے ہوں شخص آزاد ہو پھر اس کو کوئی شخص حربیوں سے خرید کر کے دارالاسلام میں نکال لایا تو آزاد ہو کر دوسرا ہی آزاد ہوگا مشتری کا اس پر کچھ نہیں ہوا اس صورت میں کہ اسے مشتری مذکور کو اس طرح حربیوں سے غلام خرید کر کے کا حکم کیا ہو ہے تو ایسی صورت میں نہ مذکور اسیر فرم نہ ہوگا اور اگر مسلمان کا غلام دارالاسلام سے حربیوں کی طرف بھاگ گیا اور کوفہ و قسطنطنیہ پر لایا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اس کے مالک نہ ہونگے اور اگر غلام مذکور کی جگہ مکاتب یا مدبر یا ام ولد یا ایسا غلام کہ جہاد کی قیمت ادا کرنے کے واسطے سعادت میں ہو بھاگ گیا اور حربیوں نے اس کو گرفتار کر لیا تو بالاتفاق اس کے مالک نہ ہونگے اور جب ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک بھاگے ہوئے غلام کو بیعت لینے سے اہل حرب اس کے مالک نہیں ہوتے ہیں اور اگر ایسے غلام کو حربیوں سے کوئی شخص خرید لیا یا انھوں نے اس کو خرید لیا یا غنیمت میں آیا خواہ قیمت کچھ کم کر دی گئی یا نہیں

اس کو طلب نہ کیا تو درنگی سے اس کا حق ساقط ہو جائیگا اور امام محمد رحمہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ساقط ہو جائیگا اور اگر غلام اسیر شدہ کا وہ مولیٰ جسکے پاس سے غلام مذکور اسیر کیا گیا تھا مشتری کے دار الحرب سے نکال لاسنے کے بعد فرمایا تو امام محمد رحمہ کے قول پر اس کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ مشتری مذکور سے لین مگر فقط بیعتی وارث اگر چاہیں تو نہیں لے سکتے ہیں اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ وارثوں کو لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر کافر حربی کسی مسلمان کا غلام مسلمان اسیر کر کے دار الحرب میں لے گیا اور اپنے احباب میں کر لیا پھر اس کو آزاد یا مدبر یا مکاتب کر دیا یا بچا سے غلام کے باندی تھی کہ اس سے استیلا و کر لیا کہ اس سے اولاد پیدا ہوئی پھر اہل اسلام نے غالب ہو کر ان اسیر شدہ غلو کو کون کو مع اولاد کے پایا تو یہ سب آزاد ہوئے یہ فتاویٰ حاضی خانہ میں ہے ابن سہام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے پھر اس کے کسی شخص نے یہ غلام خرید لیا اور دارالاسلام میں لایا پھر اہل حرب دوبارہ اس کو گرفتار کر کے لے گئے پھر اہل حرب نے غلام مذکور اس مشتری کو رہ کر دیا تو مولیٰ نہیں ہوگا کہ چاہے مشتری سے مشتری کا دشمن اور غلام کی قیمت دونوں دیکھ لے لے اور بیعتی نے اپنی نواہین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ اگر ایک شخص نے ایک غلام خرید لیا اور غلام نے اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے پھر قاصد نے غلام مذکور ایک شخص کے ہاتھ میں پایا جس نے اس کو اہل حرب سے خرید لیا تو اس قاصد کو اس غلام کی جانب کوئی راہ نہیں ہو گی بلکہ کہ اس کا مولیٰ حاضر ہو اور اس راہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر مشتری کون لے کسی نابالغ کا غلام اسیر کر لیا اور دار الحرب میں لے گئے پھر مسلمانوں نے اس ملک پر چڑھا دیا اور غلام مذکور غنیمت میں لیا اور ایک فانی کے حصہ میں ٹپا پھر اس سے فرج کے باب نے قیمت دیکھ کر دیا یا باغی تازی مذکور کے سپرد کیا پھر نابالغ مذکور نابالغ ہو تو آیا اس کا غلام لے لینے کا حق جاتا رہا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ نہیں یہ غلام کی نسبت اپنا حق رکھتا ہے چاہے لے لے پھر میں ہر دفعہ کہے کہ اگر اہل حرب ہمارے آزاد ہو تو میں یا مدبر یا مکاتب یا باندی یا ہمارے ام ولد یا ندیان گرفتار کر کے لے لیا وہ میں تو ہمارے استحقاق کی رو سے وہ ان کے مالک نہ ہو جائیں گے اور اگر ہم لوگ ان کے ان مذکورین کو گرفتار کر لے لیا وہ میں تو ہم ان سب کے مالک ہو جائیں گے یہ کافی ہیں ہوں اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا غلو مکاتب مدبر یا مکاتب یا ام ولد گرفتار کر لے گئے اور مسلمانوں نے جہاد کر کے غنیمت میں اس کو حاصل کیا اور غنیمت میں وہ کسی کے حصہ میں آیا تو اس کا مولیٰ سے قریب اس کو بیعت و جمع ہونے کے بھی ملت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیا کہ اگرچہ حصہ میں پڑا تھا اس کا امام المسلمین کی قیمت بیعت لہاں سے دیدیگا یہ سوا میں ہوں اور اگر اس کو اہل حرب سے کوئی شخص نام دیکر خرید لیا ہو تو مولیٰ ہے تاہم کو اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے بیعت لے لے اور اگر شخص جس کو حربی گرفتار کر کے لے گئے ہوں شخص آزاد ہو پھر اس کو کوئی شخص حربیوں سے خرید کر کے دارالاسلام میں نکال لایا تو آزاد ہو کر دوسرا ہی آزاد ہوگا مشتری کا اس پر کچھ نہیں ہوا اس صورت میں کہ اسے مشتری مذکور کو اس طرح حربیوں سے غلام خرید کر کے کا حکم کیا ہو ہے تو ایسی صورت میں نہ مذکور اسیر فرم نہ ہوگا اور اگر مسلمان کا غلام دارالاسلام سے حربیوں کی طرف بھاگ گیا اور کوفہ و قسطنطنیہ پر لایا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اس کے مالک نہ ہونگے اور اگر غلام مذکور کی جگہ مکاتب یا مدبر یا ام ولد یا ایسا غلام کہ جہاد کی قیمت ادا کرنے کے واسطے سعادت میں ہو بھاگ گیا اور حربیوں نے اس کو گرفتار کر لیا تو بالاتفاق اس کے مالک نہ ہونگے اور جب ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک بھاگے ہوئے غلام کو بیعت لینے سے اہل حرب اس کے مالک نہیں ہوتے ہیں اور اگر ایسے غلام کو حربیوں سے کوئی شخص خرید لیا یا انھوں نے اس کو خرید لیا یا غنیمت میں آیا خواہ قیمت کچھ کم کر دی گئی یا نہیں



مالک قدیم نے اسکو پایا تو جہان پاد سے مفت رہ گیا لیکن درصورتیکہ غلبہ نہ ہو گئی اور یہ غلام کسی کے حصہ میں آیا  
پھر اس سے مالک قدیم نے بنا بر اتفاق مذکورہ لے لیا تو اس شخص کو جسکے حصہ میں آیا تھا اسکا عوض بیس ہمالی سے دیا گیا  
اور جسکے حصہ میں تھا اسکے لیے غلام مذکور واپس لائے گا جسکی مالک مذکور پر واجب ہوگا اور فقہاء نے فرمایا کہ اگر  
غلام بھاگ گیا اور اسکے پاس ہرگز کمال ہو تو حربی لوگ اس مال کے جو اس کے پاس ہوں مالک سے واپس لے لیں اور خود اس  
غلام کے مالک نہ ہونگے اور اگر کوئی انہیں چھوٹ کر دھتیا نہ اسکے یہاں ہوا گیا اور انہوں نے لے لیا تو اسکے مالک کا حصہ  
اور اگر کوئی آدمی خرید کر اسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو اسکے مالک قدیم کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے شین و دیگر اسکو  
بے لے اور اگر کوئی غلام اپنے ساتھ ایک گھوڑے و متاع لیکر حریوں کی جانب بھاگ گیا اور انہوں نے یہ سب بکھیر لیا اور سی  
شخص نے اسے یہ سب خرید لیا اور دارالاسلام میں نکال لایا تو مولائے قدیم کو اختیار ہوگا کہ غلام کو مقررہ اور مقررہ سے بڑھ کر  
مشتتری کا شین و دیگر بے لے اور یہ امام غلام کے نزدیک اگر کوئی اسے بیع الیوان اور اگر حریوں میں سے کسی کا غلام مسلمان ہو گیا  
پھر ہمارے یہاں تک لکر چلا آیا یا اس مالک پر مسلمان غلام بچے تو وہ آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر حریوں کے غلام ہمارے شکرت میں نکال کر  
چلے آئے تو وہ آزاد ہیں یہ ہر بین ہو اگر حربی ہمارے یہاں انان کے نکال ہو اور انہیں کوئی مسلمان غلام خرید لیا اور کسی طور سے  
اسکو دارالاسلام میں لے گیا تو امام غلام کے نزدیک غلام مذکور اسکی مالک سے آزاد ہو جائیگا اور ہمارے بین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا  
اور امام ابو یوسف سے ایک روایت ملے کہ امام غلام کے بھی حری ہو اور اسی طرح اگر غلام مذکور حری ہو تو وہی ایسا ہی ہوگا  
ہو اور اگر حربی کا غلام دارالاسلام میں مسلمان ہو گیا تو بالاتفاق وہ اس حربی کا غلام ہوگا جیسے تھا پہلے اگر حربی نے اسکو کسی  
مسلمان یا حربی کے ہاتھ فروخت کیا تو امام غلام کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور صاحب بین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا اور اگر کوئی  
حربی دارالاسلام میں مسلمان ہو گیا اور وہ ان کے گھلوں کو جو حریوں پر وہ ہمارے یہاں نکال کر چلا آیا پھر اسکے چھوٹے اسکا کوئی غلام  
بھی مسلمان ہو کر دارالاسلام میں چلا آیا تو وہ مثل سابق کے اپنے مولائے مذکور کا غلام ہوگا اور اسی طرح اگر وہ حالت کفر ہی  
میں نکل آیا تو بھی یہی حکم ہے پھر حریوں میں ہو اور اگر اہل حرب کی مال پر بیکو انہوں نے مسلمانوں سے لیا تھا مسلمانوں نے  
یا سب ذمی ہو گئے تو مال مذکور انھیں کا ہوگا کہ مسلمانوں کو ان سے لے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی حربی  
دارالاسلام سے نکل کر ہمارے یہاں چلا آیا یعنی بین کی ملک میں اختیار کی اور اسکے ساتھ ایسے مال مذکور بین سے کچھ ہو تو اس  
اس مال کی نسبت تعرض نہیں ہو سکتا ہی بیس و طین ہوگا دارالاسلام انوں نے اہل حرب میں سے کچھ لوگ گرفتار کیے اور ہنوز انکو  
باجہ تقسیم نہ کیا اور نہ انکو دارالاسلام میں نکال لائے یہاں تک کہ قیدی انکے ہاتھوں سے چھوٹ کر اپنے ماسن میں بھاگ گئے  
یا اہل حرب نے غلبہ کیا اور انکو چھوڑ کر اپنے ماسن میں لے گئے پھر مسلمانوں میں سے دوسری قوم غالب ہوئی اور خاص ان  
قیدیوں کو بھی گرفتار کر کے دارالاسلام میں نکال لائے خواہ باہم تقسیم کر لیا یا ہنوز تقسیم نہیں کیا پھر اول فریق اور دوم  
فریق نے ان اسیروں کی بابت قاضی کے حضور میں خاصہ کیا تو فریق دوم ہی ان قیدیوں کا مستحق ہوگا اور اگر مسئلہ مذکورہ  
میں فریق اول نے دارالاسلام میں ان قیدیوں کو باہم تقسیم کر لیا تو دیگر انکو دارالاسلام میں نکال کر نہیں لائے اور باقی مسئلہ بحالی فریق  
ہوا تو ایسی صورت میں فریق اول ہی ان اسیروں کا مستحق ہوگا پس اگر فریق اول نے ان اسیروں کو دوسرے فریق کے پاس قبل تقسیم  
کے پایا تو مفت اخیر چھوڑ دیے ہوتے لے لینے اور اگر تقسیم ہونے کے بعد پایا تو انکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہیں قیمت لے کر اس سے لیں  
جیسے انکو اپنی اور مالک کی نسبت بھی اختیار حاصل ہو اور اسی طرح اگر فریق اول انکو دارالاسلام میں نکال لایا اور باہم تقسیم کر لیا

ملک  
حربی  
نہ ہو تو  
دارالاسلام  
میں



بادشاہ نے جان بوجھ کر غدر کیا یا اس کے مال سے لیے یا قید کیا یا اور کسی نے ظلم کیا اور بادشاہ نے جان بوجھ کر منع نہ کیا تو ایسی حالت میں ان تاجروں کو انکی جائزوں والوں سے قرض کرنا سب سے زیادہ مانع اس شخص کے جسکو اہل حرب سے قید کر کے لے گئے یا بطور جیروں کے وہ ان کے ملک میں پوشیدہ داخل ہوا اگر اسکو یہ امور بلحاظ ہوتے ہیں پس اسی طرح اسے تاجروں کو بھی روکا ہو کہ اسکا مال لے لے اور انکو قتل کرے مگر یہ نہیں روا ہو کہ وہ ان کی کسی عورت سے ہلال جان کر و طی کرے اس واسطے کہ قرض کی حالت سوائے ملک کے نہیں ہوتی ہوا اور جب تک کہ اپنے دارالاسلام میں حربیہ عورت کو لا کر اپنے احراز میں نہ کرے تب تک ملک متفق نہیں ہوتی ہو لیکن اگر اسنے دارالاسلام میں اپنی عورت کو جسکو اہل حرب قید کر کے لے گئے ہیں پایا یا اپنی ام ولد یا دربرہ کو پایا اور حال یہ ہو کہ اہل حرب ان عورتوں سے و طی نہیں کی ہو تو یہ و طین اسکی جائز نہیں باقی ہیں اسنے و طی کر سکتا ہو مگر ان عورتوں سے اگر اہل حرب نے و طی کی ہو تو ان عورتوں کے حق میں شہدہ پیدا ہوگا پس ان عورتوں پر عدت واجب ہوگی لہذا جب تک کہ انکی عدت ختم نہ ہو جائے تب تک اسنے و طی کرنا اسکو روا نہیں ہوگا اور اسے اگر قرض مذکور باندی کو اہل حرب قید کر کے لے گئے ہوں اور اسکو اسنے وہاں پایا تو اسے ساتھ اسکو و طی کرنا جائز نہیں ہوگا اگرچہ اہل حرب نے اس سے و طی نہ کی ہو اسنے و طینے کے حربی اسے باندی کے مالک ہو گئے ہیں اور وہی وجہ ہے کہ جو جائز نہیں ہو کہ اس بائیس سے کسی طرح کچھ قرض کرے اسے طے کیا کہ وہاں باندی کے داخل ہوا اور ان کو تیری تیر گئی اور اپنی زوجه و ام ولد و دربرہ سے اسکو قرض جائز ہو چکے ہیں یہی ہے اور اگر تاجر مذکور نے خود غدر کیا اور جیروں کی کوئی چیز لیکر دارالاسلام میں نکال لایا تو اسکا مالک تو وہی جائیگا مگر یہ مالک خبیث یعنی حرام طور پر مالک ہوگا پس اسکو حکم دیا جائیگا کہ یہ چیزیں قرض کرے اور اگر اس نے کسی حربی سے کوئی چیز بیچی یا اسنے کسی حربی کے ہاتھ قرض چھپی یا اس تاجر و حربی میں سے کسی نے دوسرے سے غصب کر لی چیز تاجر مذکور دارالاسلام میں پہنچلا آیا اور حربی مذکور بھی امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوا یا کسی حربی نے دوسرے حربی کے ہاتھ کوئی چیز قرض چھپی یا ایک حربی نے دوسرے حربی کی کوئی چیز غصب کر لی چیز و دونوں امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوئے اور یہاں کے حاکم کے حضور میں ناشن پیش کی تو ان دونوں میں سے کسی کے واسطے دوسرے پر کچھ حکم کسی چیز کا نہ دیا جائیگا اور اگر دونوں حربی مذکور مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آگئے ہوں تو جسکا قرضہ چاہیے ہو اسکے واسطے قرضہ دار پر اسکے قرضہ کا حکم دیدیا جائیگا اور یہی غصب کی صورت ہے جو مذکورہ بالا میں غصب کی بابت فقہائے کچھ تعرض نہ کیا جائیگا لیکن جس صورت میں کہ مسلمان جیروں کے یہاں امان لیکر داخل ہوا اور حربی کی کوئی چیز غصب کر لی ہو اور حربی مسلمان ہو کر یہاں آیا اور ناشن پیش کی ہو تو نا صوب کو ازراہ دیانت مال غصب اسکو واپس کر دینے کا حکم دیا جائیگا مگر قضا و اسیر حکم نہ دیا جائیگا اور اگر دو مسلمان امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوئے پھر ان میں سے ایک نے دوسرے کو عہد یا خطا قتل کیا تو قاتل پر اسکے مال سے مقتول کی وصیت واجب ہوگی اور خطا قتل کرنے کی صورت میں اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا اور باقی قصاص سو قاضی امراء کے موافق قصاص واجب نہیں ہوتا ہے اور اگر یہ دونوں قیدی ہوں یعنی کفار اسکو دارالاسلام سے قید کر کے لے گئے ہوں پھر ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا مسلمان تاجر نے کسی مسلمان اسیر کو قتل کیا تو امام فہم رحمہ کے نزدیک قاتل پر کچھ واجب نہیں ہو سوائے اسکے کہ خطا قتل کرنے کی صورت میں کفارہ قتل ادا کرنا واجب ہو یہ کافی بین امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ خدا اللہ نہیں ہو کہ مسلمان تاجر اہل حرب کے یہاں چاہے جو چیز لکھا ہے سوائے کراع و سلاح دہی کے

ملک  
ظان  
جہاں  
ہندوستان





اور یہاں سے یہ چیز واپس لے جاتا ہو تو ایسی صورت میں وہ منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اہل حرب اپنے لوگ ہوں کہ حرب کوئی تاجر مسلمان یا ذمی ان کے یہاں ان چیزوں میں سے کوئی چیز لیجا تا ہو تو پھر واپس نہیں لاسنہ دیتے ہیں مگر اسکا کٹن اسکو ویدیتے ہیں تو تاجر مسلمان یا ذمی کو ان کے یہاں ہر قسم کے گھوڑے دھنچھیا اور قریق لیجانے سے مانع کیا جائیگی مگر چھ روگہ سے بیل و اونٹ لیجانے سے نہ روکا جائیگا اور اسی طرح ایک کشتی لیجانے سے جسپر سوار ہوتا ہو اور اسباب لاؤ تا ہو منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اسنے دوسری کشتی ان کے ساتھ لیجانے کا قصد کیا تو اس سے روک دیا جائیگا۔ اور یہ سب حکم احسان ہو۔ اور اسی حالت میں وہ اپنے ساتھ کوئی خادم خواہ مسلمان ہو یا کافر نہیں لیجانے پاویگا۔ اور اگر کوئی حربی ہمارے یہاں رہاں لیکر کراغ و سلاح و قیق کے ساتھ داخل ہوا تو جو کچھ ساتھ لایا ہو اسکو لیکر لوٹ جانے سے منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اسنے یہ چیزیں دوسری جگہ کے عوض بیچ ڈالیں پھر اس وقت کے عوض یہاں سے بھی دوسری چیزیں خریدیں خواہ دیکھیں ہی کہ جسکی آگے تھیں یا اسنے فصل یا اپنے ہاتھ سے ہر توفہ ان چیزوں میں سے کسی کو دار الحرب میں نہ لیجانے پاویگا۔ اور اسی طرح اگر اسنے دوسری چیزیں خریدیں جنکو فروخت کیا ہو یا مشتری سے خود خواست کی کہ جسے اقالہ کر لے پس مشتری اس بیع کا قبل قبضہ بیع کے یا بعد قبضہ بیع کے اقالہ کر دیا یا مشتری نے ان خریدی ہوئی چیزوں کو بسبب خیار رد ویت کے یا بسبب خیار شرط کے جو مشتری نے اپنے واسطے شرط کیا تھا حولی نہ کر کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہو کہ حربی نہ کر واپس کو یا نہ نہ لیجانے پاویگا۔ اور اگر حربی نہ کر واپس بیع میں اپنے واسطے خیار شرط کر لیا ہو پھر اس خیار کی وجہ سے بیع کو توڑ دیا تو اسکو کوئی تیار نہ کیا جائے ان چیزوں کو اپنے ساتھ واپس لیجانے میں عیبت نہیں ہو۔ اور اگر حربی کوئی تلوار لایا اور بجائے اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی تو یہاں سے دار الحرب میں نہ لیجانے پاویگا اور اسی طرح اگر اپنی تلوار سے بہتر دوسری تلوار اپنی تلوار سے بدلی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دوسری تلوار اسکی تلوار کے مثل یا خراب ہو تو اسکو ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا یہ بیع میں ہو۔ اور اس شخص کے مسائل میں اہل یہ جو کہ ہر گاہ اسنے اپنے ہتھیار کے عوض دوسری شخص کا ہتھیار بدل لیا تو اسکو نہ لیجانے پاویگا اور سپر جب کہ کیا جائیگا کہ اسکو دارالاسلام میں فروخت کرے خواہ یہ ہتھیار جو اسنے بدل لیا ہو اسکا ہتھیار کی نسبت فائدہ میں بہتر ہو یا نہ بہتر ہو اور اگر اسنے اپنے ہتھیار کے بدل میں اسی شخص کا ہتھیار لیا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا ہتھیار کے مثل یا اس سے خراب ہو تو اسکو لیکر دار الحرب میں لوٹ جاسکتا ہو روکا نہ جائیگا اور اگر اس ہتھیار سے اچھا ہو تو لیجا نہ پاویگا اور اگر اسنے اپنے ہتھیار کے مثل بدل لیا پھر دونوں نے باہم بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو جو ہتھیار اسکو ملا ہو یعنی اسی کا پہلا ہتھیار کہ بعد اقالہ کے ملا ہو اسکو لیکر دار الحرب میں لوٹ جاسکتا ہو اور اگر اسنے بیع مبادلہ میں اپنے ہتھیار سے اچھا یا خراب بدل لیا ہو پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کر لیا تو بیع کا اقالہ کے ہتھیار اسکا اسکے ہاتھ آیا ہو اسکو دونوں صورتوں میں ساتھ لیکر واپس نہیں جاسکتا ہو۔ اور کراغ کا مبادلہ کرنا سب صورتوں میں ہی حکم رکھتا ہو ہتھیار کے مبادلہ میں ہمہ بیان کیا ہو۔ اور اگر اسنے اپنے ہتھیار کے عوض مادہ گدھی بدل لی یا تر گھوڑے کے عوض مادہ گھوڑی بدل لی تو اسکو دار الحرب میں لیجانے سے روکا جائیگا اگر چہ بکریے جاتا ہو قیمت میں اس سے کم ہو جسکو بدل کو چھوڑے جاتا ہو۔ اور اگر اسنے اپنے ہتھیار کے عوض مادہ چیری بدل لی خواہ قیمت میں اسکے مثل ہو یا کم ہو تو چھوڑ دیا جائیگا کہ اسکو لیجاوے۔ اور اگر اسنے اپنی ماویاں کے عوض نہ بدل لیا تو نہیں لیجانے پاویگا اور اگر اسنے اپنے اصل گھوڑے کے عوض برزوں یعنی دو غلا گھوڑا یا برزوں کے عوض اصل گھوڑا بدل لیا تو اسکے ساتھ لیجانے سے روکا جائیگا اور نہ لیجانے پاویگا۔ اور اگر اسنے اپنی مادہ گھوڑی کے عوض دوسری مادہ گھوڑی جو اسکی

اور یہاں سے یہ چیز واپس لے جاتا ہو تو ایسی صورت میں وہ منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اہل حرب اپنے لوگ ہوں کہ حرب کوئی تاجر مسلمان یا ذمی ان کے یہاں ان چیزوں میں سے کوئی چیز لیجا تا ہو تو پھر واپس نہیں لاسنہ دیتے ہیں مگر اسکا کٹن اسکو ویدیتے ہیں تو تاجر مسلمان یا ذمی کو ان کے یہاں ہر قسم کے گھوڑے دھنچھیا اور قریق لیجانے سے مانع کیا جائیگی مگر چھ روگہ سے بیل و اونٹ لیجانے سے نہ روکا جائیگا اور اسی طرح ایک کشتی لیجانے سے جسپر سوار ہوتا ہو اور اسباب لاؤ تا ہو منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اسنے دوسری کشتی ان کے ساتھ لیجانے کا قصد کیا تو اس سے روک دیا جائیگا۔ اور یہ سب حکم احسان ہو۔ اور اسی حالت میں وہ اپنے ساتھ کوئی خادم خواہ مسلمان ہو یا کافر نہیں لیجانے پاویگا۔ اور اگر کوئی حربی ہمارے یہاں رہاں لیکر کراغ و سلاح و قیق کے ساتھ داخل ہوا تو جو کچھ ساتھ لایا ہو اسکو لیکر لوٹ جانے سے منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اسنے یہ چیزیں دوسری جگہ کے عوض بیچ ڈالیں پھر اس وقت کے عوض یہاں سے بھی دوسری چیزیں خریدیں خواہ دیکھیں ہی کہ جسکی آگے تھیں یا اسنے فصل یا اپنے ہاتھ سے ہر توفہ ان چیزوں میں سے کسی کو دار الحرب میں نہ لیجانے پاویگا۔ اور اسی طرح اگر اسنے دوسری چیزیں خریدیں جنکو فروخت کیا ہو یا مشتری سے خود خواست کی کہ جسے اقالہ کر لے پس مشتری اس بیع کا قبل قبضہ بیع کے یا بعد قبضہ بیع کے اقالہ کر دیا یا مشتری نے ان خریدی ہوئی چیزوں کو بسبب خیار رد ویت کے یا بسبب خیار شرط کے جو مشتری نے اپنے واسطے شرط کیا تھا حولی نہ کر کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہو کہ حربی نہ کر واپس کو یا نہ نہ لیجانے پاویگا۔ اور اگر حربی نہ کر واپس بیع میں اپنے واسطے خیار شرط کر لیا ہو پھر اس خیار کی وجہ سے بیع کو توڑ دیا تو اسکو کوئی تیار نہ کیا جائے ان چیزوں کو اپنے ساتھ واپس لیجانے میں عیبت نہیں ہو۔ اور اگر حربی کوئی تلوار لایا اور بجائے اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی تو یہاں سے دار الحرب میں نہ لیجانے پاویگا اور اسی طرح اگر اپنی تلوار سے بہتر دوسری تلوار اپنی تلوار سے بدلی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دوسری تلوار اسکی تلوار کے مثل یا خراب ہو تو اسکو ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا یہ بیع میں ہو۔ اور اس شخص کے مسائل میں اہل یہ جو کہ ہر گاہ اسنے اپنے ہتھیار کے عوض دوسری شخص کا ہتھیار بدل لیا تو اسکو نہ لیجانے پاویگا اور سپر جب کہ کیا جائیگا کہ اسکو دارالاسلام میں فروخت کرے خواہ یہ ہتھیار جو اسنے بدل لیا ہو اسکا ہتھیار کی نسبت فائدہ میں بہتر ہو یا نہ بہتر ہو اور اگر اسنے اپنے ہتھیار کے بدل میں اسی شخص کا ہتھیار لیا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا ہتھیار کے مثل یا اس سے خراب ہو تو اسکو لیکر دار الحرب میں لوٹ جاسکتا ہو روکا نہ جائیگا اور اگر اس ہتھیار سے اچھا ہو تو لیجا نہ پاویگا اور اگر اسنے اپنے ہتھیار کے مثل بدل لیا پھر دونوں نے باہم بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو جو ہتھیار اسکو ملا ہو یعنی اسی کا پہلا ہتھیار کہ بعد اقالہ کے ملا ہو اسکو لیکر دار الحرب میں لوٹ جاسکتا ہو اور اگر اسنے بیع مبادلہ میں اپنے ہتھیار سے اچھا یا خراب بدل لیا ہو پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کر لیا تو بیع کا اقالہ کے ہتھیار اسکا اسکے ہاتھ آیا ہو اسکو دونوں صورتوں میں ساتھ لیکر واپس نہیں جاسکتا ہو۔ اور کراغ کا مبادلہ کرنا سب صورتوں میں ہی حکم رکھتا ہو ہتھیار کے مبادلہ میں ہمہ بیان کیا ہو۔ اور اگر اسنے اپنے ہتھیار کے عوض مادہ گدھی بدل لی یا تر گھوڑے کے عوض مادہ گھوڑی بدل لی تو اسکو دار الحرب میں لیجانے سے روکا جائیگا اگر چہ بکریے جاتا ہو قیمت میں اس سے کم ہو جسکو بدل کو چھوڑے جاتا ہو۔ اور اگر اسنے اپنے ہتھیار کے عوض مادہ چیری بدل لی خواہ قیمت میں اسکے مثل ہو یا کم ہو تو چھوڑ دیا جائیگا کہ اسکو لیجاوے۔ اور اگر اسنے اپنی ماویاں کے عوض نہ بدل لیا تو نہیں لیجانے پاویگا اور اگر اسنے اپنے اصل گھوڑے کے عوض برزوں یعنی دو غلا گھوڑا یا برزوں کے عوض اصل گھوڑا بدل لیا تو اسکے ساتھ لیجانے سے روکا جائیگا اور نہ لیجانے پاویگا۔ اور اگر اسنے اپنی مادہ گھوڑی کے عوض دوسری مادہ گھوڑی جو اسکی

گھوڑی سے دو تین کم ہو بدل لی نہ لیکن بدل ہوئی گھوڑی اسکی گھوڑی کے بہ نسبت مضبوط تر زیادہ ہو اور اس سے نسل  
کی امید زیادہ ہو تو لیجانے سے روکا جائیگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو یہاں فروخت کر دے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ جو  
گھوڑی اسنے دیدی ہو اسکی بہ نسبت یہ گھوڑی جسکو لیے جاتا ہو استقبال حاصل کرنے میں سبب طرح سے کم یا برابر ہو  
تو لیجا سکتا ہو اور یہی باندی و غلام یعنی رقیق سودا کو کسی طرح بے تبدیل کر لینے کے نہیں لیجا سکتا ہو اسپر جبر  
کیا جائیگا کہ فروخت کر دے خواہ جو رقیق بے میں لیا ہو اسی شخص کا بد جو اسنے دیا ہو یا غیر جنس ہو خواہ اسنے سے کچھ کم  
ہو یا بڑھ کر ہو یا برابر ہو۔ اور اگر روم کے دو شخص حربی امان لیکر ہمارے یہاں داخل ہوئے امان دونوں میں سے  
ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ ہتھیار ہیں پھر دونوں نے آپس میں رقیق اور ہتھیاروں کا مبادلہ کر لیا یا  
ہر ایک نے اپنا مال دوسرے کے ہاتھ درمیان کے عوض بیچ ڈالا پھر ہر ایک نے اس چیز کو جو اس نے اس طرح  
حاصل کی ہو دارا کرب میں لیجانا چاہا تو منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر روم کا کوئی حربی یہاں امان لیکر داخل ہوا اور  
اپنے ساتھ کراچی یا سلاح یا رقیق لایا پھر یہاں سے اسنے چاہا کہ تانا یا دیلم وغیرہ کسی ایسے کافروں کے ملک میں  
جو مسلمانوں کے دشمن ہیں ان چیزوں کو لیکر جائے تاکہ انکے ہاتھ فروخت کرے تو اسکو اس سے منع کیا جائیگا اور  
اسی طرح اگر ان چیزوں کو ایسے دارا کرب میں داخل کرنا چاہے مسلمانوں سے مواضع پر تو بھی منع کیا جائیگا اور  
اگر ایسے ملک میں لیجانا چاہا جہاں کے لوگ مسلمانوں کے اہل ذمہ ہیں تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر وہ حربی رہتا ہے ہمارے  
یہاں آئے ایک روم کا ہو اور دوسرا تاتار کا ہو اور ان میں سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ کراچی یا سلاح  
ہیں پھر دونوں نے باہم ان چیزوں کا مبادلہ کر لیا یا ہر ایک نے دوسرے کی شاع کو درمیان کے عوض خریدا تو دونوں  
میں سے کسی کو نہ چھوڑا جائیگا کہ وہ اپنی خریدی ہوئی اس چیز کو اپنے ملک میں لیجائے۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک  
ایکساں صنعت کے ہتھیار بدل لیے تو ہر ایک کو اختیار دیا جائیگا کہ اپنی خریدی ہوئی چیز کو اپنے ملک میں لیجائے  
اور اگر دونوں میں سے ایک نے بہ نسبت دوسرے کے بہتر لیا ہو تو جسے دونوں میں سے خراب لیا ہو وہ اپنے خراب  
ہتھیار کو اپنے ملک میں لیجا سکتا ہو اور جس نے بہتر لیا ہو وہ نہیں لیجا سکتا ہو بلکہ اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو فروخت کر دے  
بہتر لہ اسکے جیسے کہ حربی نے مسلمان سے ایسا مبادلہ کیا چاہے اس میں بھی حکم ہوتا ہو اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ہر ایک  
ہتھیار کے باج کو مشتری نے سبب خیار رومیت یا اپنے خیار شرط یا سبب عیب کے خرید لیا ہو ہتھیار واپس کر دیا ہو  
تو بھی وہ اسکو دارا کرب میں واپس نہیں لیجا سکتا ہو بکالات اسکے اگر دونوں نے باہم رقیق کو رقیق سے مبادلہ کر لیا  
اور یہ دونوں رقیق یکساں ہیں یا ان میں سے ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہو تو اس صورت میں ان دونوں  
کا مبادلہ بہتر لہ مبادلہ مسلمان یا ذمی و مشائیں کے قرار نہ دیا جائیگا۔ پس وہ صورتیکہ ہر دو رقیق میں مساوات متحقق  
ہو تو جسکی ملک میں اس بیچ سے جو رقیق آگیا ہو اسکو اپنے ملک میں لیجانے سے مانعت نہ کی جائیگی اور اگر دونوں میں  
سے ایک افضل ہو اور دوسرا گھٹیا ہو تو جسے گھٹیا لیا ہو وہ منع نہ کیا جائیگا اور جسے افضل لیا ہو اسکو مانعت نہ کی جائیگی  
اور اگر دونوں نے باہم باندی و غلام کا مبادلہ کیا ہو تو دونوں میں سے کسی کو اجازت نہ ہوگی کہ جو اسے لیا ہو اسکو  
اپنے ملک میں لیجائے اس واسطے کہ نرو یا وہ کا اختلاف جنسی ہو کذا فی المحیط فصل دوم حربی کے امان لیکر دارالاسلام  
میں داخل ہونے کے بیان میں۔ اگر حربی امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوا تو اسکو یہ قدرت نہ دی جائیگی کہ یہاں

[illegible]

بہر ملک رہے اور امام مسلمین اس سے فرما دیگا کہ اگر تو سال بھر ملک یہاں رہیگا تو تین چھ ہجریہ ہاں ہر روز دنگا پھر  
اگر امام کے اسطرح اس سے فرمانے کے بعد وہ سال تمام ہونے سے پہلے اپنے ملک کو واپس گیا تو اسپر کوئی راہ نہیں  
ہو اور اگر نہ گیا بہین رہا تو وہ ذمی ہو اور جزیہ کے واسطے سال اس وقت سے شمار ہوگا جب وقت سے امام نے اس سے  
کہدیا ہو نہ اس وقت سے کہ جس وقت سے وہ دارالاسلام میں داخل ہوا ہو اور امام کو یہ بھی روا ہو کہ اگر صلوات دیکھے تو  
اسکے واسطے اس سے کم مدت مقرر کر دے مثلاً عیدین یا دو عیدین چنانچہ اسکے بعد اگر وہ رہا تو ذمی ہو جائیگا پھر و مدت مقرر کر دی  
ہو اگر اسکے بعد گزر جائے کے وہ ذمی ہو گیا تو از سر نو اس سے اس وقت کے بعد سے آئندہ سال کے واسطے جزیہ لیا جائیگا لیکن اگر  
اسکے واسطے یہ شرط کر دی ہو کہ اگر تو سال بھر ملک یا تو جزیہ ہو تو گنا تو ایسی صورت میں سال تمام ہونے پر جزیہ سے لیا  
گذا فی التبتین پھر اسکے بعد وہ نہ چھوڑا جائیگا کہ دارالخبرہ میں لوٹ جاوے یہ کھایہ میں ہو۔ اور اگر کوئی حربی ہمارے ملک  
میں امان لیکر آیا اور اس نے یہاں کوئی زمین خریدی پھر جب اسپر خراج باندھا گیا تب ہی سے وہ ذمی ہو گیا اور اسی طرح  
اگر اس نے زمین عشری خریدی تو وہ زمین بنا بر قول امام محمد کے عشری رہیگی اور بنا بر قول امام اعظم کے کہ خراج ہو جائیگی اس  
خراج باندھے جانے کے وقت سے اس سے آئندہ سال کا جزیہ لیا جائیگا اور اسکے حق میں زمینوں کے احکام ثابت ہونگے چنانچہ  
دارالخبرہ میں جانے سے منع کیا جائیگا اور اسکے مسلمان کے دیوان قصاص جاری ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اس کی شراب یا  
سور کو تلف کر دیا تو اس کی قیمت تا وان دیگا اور اگر وہ خطا سے قتل کیا گیا تو نسکی و میت واجب ہوگی اور واجب ہوگا کہ جو  
چیز اس کو تکلیف دہ ہو وہ اس سے دور کیا جائے چنانچہ اس کی عیدیت حرام ہوگی جیسے مسلمان کی غیبت حرام ہو اور خراج  
باندھنے سے یہ مراد ہو کہ اسپر خراج لازم کر دیا جائیگا اور جب سے اس سے سبب خراج کو کیا ہو اس وقت سے وقت خراج کی  
میعاد پوری ہو جانے پر اس سے لے لیا جائیگا اور سبب خراج اس اراضی کی زراعت ہو یا اس کو اس زمین میں زراعت کی  
قدرت حاصل ہو اگرچہ اس نے بیکار چھوڑ رکھا ہو بشرطیکہ اس کی ملک میں ہو و فتح القدر میں ہو۔ اور خالی خریدنے ہی سے ظاہر و  
کے موافق ذمی نہیں ہو جاتا ہو۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر اس نے اس اراضی کو فروخت کر دیا قبل اسکے کہ اس کا خراج  
واجب ہووے تو اسکے خرید کی وجہ سے ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر خراج زمین کو اجارہ پر لیکر زمین زراعت کی تو ذمی ہوگا  
اور اگر ایسی زمین خراجی ہو کہ جس کا خراج منقوض نہیں ہو بلکہ بٹائی ہو اور حربی نے اپنے بیچوں سے زمین زراعت کی پھر جو کچھ  
پیداوار ہوئی زمین سے امام نے خراج لیا اور خراج کا حکم اس مزارع یعنی حربی پر جاری کیا نہ مالک زمین پر تو امام اس کی  
کو ذمی قرار دینا اور اسپر اس کی جان کا خراج بھی مقرر کر دینا یعنی جزیہ مقرر کر دینا۔ اور اگر حربی مستامن نے ایسی اراضی کو  
خریداجس کا خراج بٹائی پر ہو اور اس کو کسی مسلمان کو اجارہ پر دیدیا اور امام نے اس کا خراج اس مسلمان سے متاخر سے لے لیا اور اس کا  
ندہ یہاں پہنچا کہ خراج مذکور زراعت پر ہوتا ہو تو مستامن مذکور ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر مستامن نے خریدی ہوئی زمین میں  
زراعت کی اور یہ زمین خراجی ہو پھر اس کی کھیتی چھی پھر زراعت کو ایسی آفت ہوئی کہ وہ جاتی رہی تو زمین مذکور پر اس سال  
خراج نہ ہوگا اور حربی مذکور ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر حربی مستامن ایک زمین کا مالک ہوا اور مالک ہونے کے وقت سے  
چھ عیدین سے کم میں اس اراضی پر خراج واجب ہوا تو جس وقت سے اس کی زمین پر خراج واجب ہوا ہو جس کا اوکرنا اسپر  
ہوا ہو اس وقت سے وہ ذمی ہو جائیگا اور اسپر اسکے نفس کا جزیہ واجب ہوگا کہ جس روز سے اس کی زمین پر خراج واجب ہوا  
ہو اسکے بعد سے ایک سال گزرے پر اس سے یہ جزیہ لے لیا جائیگا۔ اور اگر حربیہ عورت امان لیکر ہمارے یہاں داخل ہوئی اور اس نے

کذا فی التبتین  
اگر اس نے زمین عشری خریدی تو وہ زمین بنا بر قول امام محمد کے عشری رہیگی اور بنا بر قول امام اعظم کے کہ خراج ہو جائیگی اس  
خراج باندھے جانے کے وقت سے اس سے آئندہ سال کا جزیہ لیا جائیگا اور اسکے حق میں زمینوں کے احکام ثابت ہونگے چنانچہ  
دارالخبرہ میں جانے سے منع کیا جائیگا اور اسکے مسلمان کے دیوان قصاص جاری ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اس کی شراب یا  
سور کو تلف کر دیا تو اس کی قیمت تا وان دیگا اور اگر وہ خطا سے قتل کیا گیا تو نسکی و میت واجب ہوگی اور واجب ہوگا کہ جو  
چیز اس کو تکلیف دہ ہو وہ اس سے دور کیا جائے چنانچہ اس کی عیدیت حرام ہوگی جیسے مسلمان کی غیبت حرام ہو اور خراج  
باندھنے سے یہ مراد ہو کہ اسپر خراج لازم کر دیا جائیگا اور جب سے اس سے سبب خراج کو کیا ہو اس وقت سے وقت خراج کی  
میعاد پوری ہو جانے پر اس سے لے لیا جائیگا اور سبب خراج اس اراضی کی زراعت ہو یا اس کو اس زمین میں زراعت کی  
قدرت حاصل ہو اگرچہ اس نے بیکار چھوڑ رکھا ہو بشرطیکہ اس کی ملک میں ہو و فتح القدر میں ہو۔ اور خالی خریدنے ہی سے ظاہر و  
کے موافق ذمی نہیں ہو جاتا ہو۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر اس نے اس اراضی کو فروخت کر دیا قبل اسکے کہ اس کا خراج  
واجب ہووے تو اسکے خرید کی وجہ سے ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر خراج زمین کو اجارہ پر لیکر زمین زراعت کی تو ذمی ہوگا  
اور اگر ایسی زمین خراجی ہو کہ جس کا خراج منقوض نہیں ہو بلکہ بٹائی ہو اور حربی نے اپنے بیچوں سے زمین زراعت کی پھر جو کچھ  
پیداوار ہوئی زمین سے امام نے خراج لیا اور خراج کا حکم اس مزارع یعنی حربی پر جاری کیا نہ مالک زمین پر تو امام اس کی  
کو ذمی قرار دینا اور اسپر اس کی جان کا خراج بھی مقرر کر دینا یعنی جزیہ مقرر کر دینا۔ اور اگر حربی مستامن نے ایسی اراضی کو  
خریداجس کا خراج بٹائی پر ہو اور اس کو کسی مسلمان کو اجارہ پر دیدیا اور امام نے اس کا خراج اس مسلمان سے متاخر سے لے لیا اور اس کا  
ندہ یہاں پہنچا کہ خراج مذکور زراعت پر ہوتا ہو تو مستامن مذکور ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر مستامن نے خریدی ہوئی زمین میں  
زراعت کی اور یہ زمین خراجی ہو پھر اس کی کھیتی چھی پھر زراعت کو ایسی آفت ہوئی کہ وہ جاتی رہی تو زمین مذکور پر اس سال  
خراج نہ ہوگا اور حربی مذکور ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر حربی مستامن ایک زمین کا مالک ہوا اور مالک ہونے کے وقت سے  
چھ عیدین سے کم میں اس اراضی پر خراج واجب ہوا تو جس وقت سے اس کی زمین پر خراج واجب ہوا ہو جس کا اوکرنا اسپر  
ہوا ہو اس وقت سے وہ ذمی ہو جائیگا اور اسپر اسکے نفس کا جزیہ واجب ہوگا کہ جس روز سے اس کی زمین پر خراج واجب ہوا  
ہو اسکے بعد سے ایک سال گزرے پر اس سے یہ جزیہ لے لیا جائیگا۔ اور اگر حربیہ عورت امان لیکر ہمارے یہاں داخل ہوئی اور اس نے

کسی ذمی یا مسلمان سے نکاح کر لیا تو وہ ذمی ہو گئی اور اگر کوئی حربی ہمارے یہاں امان لیکر داخل ہوا اور اسے کسی ذمیہ عورت سے نکاح کیا تو اس عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے یہ عورت حربی ذمی نہ ہو جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر حربی مسلمان اپنے دارالحرب میں لوٹ گیا اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس کچھ ودیعت چھوڑ گیا یا اپنے کچھ قرضہ چھوڑ گیا تو حربی مذکور کا خون بعد دارالحرب میں داخل ہونے کے حلال ہو گیا لیکن جو مال اسکا مسلمانوں یا ذمیوں کے پاس دارالاسلام میں ہو وہ دیساری باقی رہیگا کہ اسکا نقص میں لانا حرام ہے بعد اگر حربی مذکور وہاں سے گزرتا کر کے لایا گیا یا لشکر اسلام اس دارالحرب پر غالب ہوا اور حربی مذکور قتل کیا گیا تو اسکا قرضہ ساقط ہو گیا اور جو مال اسکا ودیعت تھا وہ فنی ہو گیا اور اگر اسکا کچھ مال یہاں زمین تھا تو امام ابووسف کے نزدیک اسکو مرقن اپنے قرضہ میں لے لیا اور امام حنفی نے فرمایا کہ یہ مال مرہون فرخت کیا جائیگا اور اسکے مرقن سے مرقن کا قرضہ پورا داکر کے جو کچھ باقی بچے گا وہ بیساک کا ہر تیس میں ہو۔ اور اگر مال اسلام اس دارالحرب پر غالب نہ ہوئے مگر حربی مذکور قتل کیا گیا تو اسکا قرضہ وہ مال ودیعت اسکے وارثوں کا حق ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنی موت سے مر گیا تو بھی یہی حکم ہے اور جو مال اسے اہل حرب کے مسلمانوں کو بقیہ قتل حاصل ہوئے ہیں وہ شل خراج سے مسلمانوں کی مصالحتوں میں صرف کیے جاویں گے۔ اور شل خراج نہ فرمایا کہ اس مال سے شل اس اراضی کے ہو جس سے وہاں کے کافروں کو حلا وطن کر دیا اور شل جریمہ کے ہے۔ اور جو مال چاہیے کہ ایسے مالوں میں باخوارج وہ نہیں ہوتا ہے یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر حربی مسلمان دارالاسلام میں اپنا مال چھوڑ کر مر گیا اور اسکے وارث دارالحرب میں ہیں تو اسکا مال اسکے وارثوں کے واسطے رکھ چھوڑا جائیگا بعد حرب وہ لوگ یہاں آدین تو ضرور ہو گا اپنی وراثت پر گواہ قائم کرین تاکہ مال پادین پھر اگر انھوں نے مال ذمیہ میں سے گواہ قائم کیے تو اسکا مستحق قبول ہونے کے بعد اگر ان گواہوں نے اس طرح بیان کیا کہ حربی مذکور کا ہم کوئی وارث سوائے انکے نہیں جانتے ہیں تو مال مذکور ان لوگوں کو دیا جائیگا مگر ان لوگوں سے قبضہ لے لیا جائیگا بظہر آنکہ مال مذکور کا کوئی مستحق ظاہر ہو تو قبضہ نہ کر ورنہ مرقن رہے۔ اور اگر مرہون کے بادشاہ نے انکی وراثت کا خط لکھ دیا تو مقبول ہوگا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ خط انکے بادشاہ کا ہو پختہ تقدیر میں ہو۔ اور اگر حربی نے اپنا غلام تاجر دارالاسلام میں مان لیکر بھیجا پھر غلام مذکور یہاں مسلمان ہو گیا تو قرضہ و خست کر دیا جائیگا اور اسکا حق حربی مذکور کا ہوگا یہ مبطون میں ہو۔ اور اگر حربی امان لیکر ہمارے یہاں داخل ہوا اور دارالحرب میں اسکی جو رو اور نابالغ ویلغ اولاد اور مال ہو کر بیٹے کچھ کسی ذمی کے پاس ودیعت ہو اور کچھ کسی حربی کے پاس ودیعت ہو اور کچھ کسی مسلمان کے پاس ودیعت ہو پھر حربی مذکور یہاں مسلمان ہوگا حتیٰ کہ وہ آزاد مسلمان رہا پھر اس دارالحرب پر لشکر اسلام غالب آیا تو یہ سب جو مذکور ہوا ہو فنی ہوگا یعنی اسکی جو رو و اولاد و مفار و کبار و جہ مال ودیعت سب فنی ہوگا اور اسی طرح اگر اسکی جو رو حاملہ ہو تو جو لڑکا یا لڑکی اسکے بیٹے میں ہو وہ بھی فنی ہوگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر اس شہر میں اسکی اولاد میں سے کوئی بچہ گزرتا ہو کہ دارالاسلام میں آیا تو وہ اپنے باپ کی بیعت میں مسلمان ہوگا مگر وہ جیسا فنی یعنی مال غنیمت تھا وہی رہیگا اور اسکا مسلمان ہونا اسکے رفیق ہونے کی منافی نہیں ہر تیس میں ہو۔ اور اگر وہ دارالحرب ہی میں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں چلا آیا پھر اس دارالحرب پر لشکر اسلام نے غلبہ پایا تو اسکی اولاد و مفار جو دارالحرب میں ہیں وہ اپنے باپ کی بیعت میں آزاد مسلمان ہونے لگا و جب قدر مال اسے کسی مسلمان یا ذمی کے پاس ہاں ودیعت رکھا تھا وہ سب اسی کا ہوگا اور باقی جو کچھ مال سوائے اسکے ہو وہ سب فنی ہوگا کافی ہیں ہو۔ اور اگر کوئی حربی دارالحرب میں مسلمان ہو چکا ہو اسکو کسی مسلمان نے عدا یا خطا قتل کیا اور اس قتل کے وارث یہاں مسلمان

کسی ذمی یا مسلمان سے نکاح کر لیا تو وہ ذمی ہو گئی اور اگر کوئی حربی ہمارے یہاں امان لیکر داخل ہوا اور اسے کسی ذمیہ عورت سے نکاح کیا تو اس عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے یہ عورت حربی ذمی نہ ہو جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر حربی مسلمان اپنے دارالحرب میں لوٹ گیا اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس کچھ ودیعت چھوڑ گیا یا اپنے کچھ قرضہ چھوڑ گیا تو حربی مذکور کا خون بعد دارالحرب میں داخل ہونے کے حلال ہو گیا لیکن جو مال اسکا مسلمانوں یا ذمیوں کے پاس دارالاسلام میں ہو وہ دیساری باقی رہیگا کہ اسکا نقص میں لانا حرام ہے بعد اگر حربی مذکور وہاں سے گزرتا کر کے لایا گیا یا لشکر اسلام اس دارالحرب پر غالب ہوا اور حربی مذکور قتل کیا گیا تو اسکا قرضہ ساقط ہو گیا اور جو مال اسکا ودیعت تھا وہ فنی ہو گیا اور اگر اسکا کچھ مال یہاں زمین تھا تو امام ابووسف کے نزدیک اسکو مرقن اپنے قرضہ میں لے لیا اور امام حنفی نے فرمایا کہ یہ مال مرہون فرخت کیا جائیگا اور اسکے مرقن سے مرقن کا قرضہ پورا داکر کے جو کچھ باقی بچے گا وہ بیساک کا ہر تیس میں ہو۔ اور اگر مال اسلام اس دارالحرب پر غالب نہ ہوئے مگر حربی مذکور قتل کیا گیا تو اسکا قرضہ وہ مال ودیعت اسکے وارثوں کا حق ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنی موت سے مر گیا تو بھی یہی حکم ہے اور جو مال اسے اہل حرب کے مسلمانوں کو بقیہ قتل حاصل ہوئے ہیں وہ شل خراج سے مسلمانوں کی مصالحتوں میں صرف کیے جاویں گے۔ اور شل خراج نہ فرمایا کہ اس مال سے شل اس اراضی کے ہو جس سے وہاں کے کافروں کو حلا وطن کر دیا اور شل جریمہ کے ہے۔ اور جو مال چاہیے کہ ایسے مالوں میں باخوارج وہ نہیں ہوتا ہے یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر حربی مسلمان دارالاسلام میں اپنا مال چھوڑ کر مر گیا اور اسکے وارث دارالحرب میں ہیں تو اسکا مال اسکے وارثوں کے واسطے رکھ چھوڑا جائیگا بعد حرب وہ لوگ یہاں آدین تو ضرور ہو گا اپنی وراثت پر گواہ قائم کرین تاکہ مال پادین پھر اگر انھوں نے مال ذمیہ میں سے گواہ قائم کیے تو اسکا مستحق قبول ہونے کے بعد اگر ان گواہوں نے اس طرح بیان کیا کہ حربی مذکور کا ہم کوئی وارث سوائے انکے نہیں جانتے ہیں تو مال مذکور ان لوگوں کو دیا جائیگا مگر ان لوگوں سے قبضہ لے لیا جائیگا بظہر آنکہ مال مذکور کا کوئی مستحق ظاہر ہو تو قبضہ نہ کر ورنہ مرقن رہے۔ اور اگر مرہون کے بادشاہ نے انکی وراثت کا خط لکھ دیا تو مقبول ہوگا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ خط انکے بادشاہ کا ہو پختہ تقدیر میں ہو۔ اور اگر حربی نے اپنا غلام تاجر دارالاسلام میں مان لیکر بھیجا پھر غلام مذکور یہاں مسلمان ہو گیا تو قرضہ و خست کر دیا جائیگا اور اسکا حق حربی مذکور کا ہوگا یہ مبطون میں ہو۔ اور اگر حربی امان لیکر ہمارے یہاں داخل ہوا اور دارالحرب میں اسکی جو رو اور نابالغ ویلغ اولاد اور مال ہو کر بیٹے کچھ کسی ذمی کے پاس ودیعت ہو اور کچھ کسی حربی کے پاس ودیعت ہو اور کچھ کسی مسلمان کے پاس ودیعت ہو پھر حربی مذکور یہاں مسلمان ہوگا حتیٰ کہ وہ آزاد مسلمان رہا پھر اس دارالحرب پر لشکر اسلام غالب آیا تو یہ سب جو مذکور ہوا ہو فنی ہوگا یعنی اسکی جو رو و اولاد و مفار و کبار و جہ مال ودیعت سب فنی ہوگا اور اسی طرح اگر اسکی جو رو حاملہ ہو تو جو لڑکا یا لڑکی اسکے بیٹے میں ہو وہ بھی فنی ہوگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر اس شہر میں اسکی اولاد میں سے کوئی بچہ گزرتا ہو کہ دارالاسلام میں آیا تو وہ اپنے باپ کی بیعت میں مسلمان ہوگا مگر وہ جیسا فنی یعنی مال غنیمت تھا وہی رہیگا اور اسکا مسلمان ہونا اسکے رفیق ہونے کی منافی نہیں ہر تیس میں ہو۔ اور اگر وہ دارالحرب ہی میں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں چلا آیا پھر اس دارالحرب پر لشکر اسلام نے غلبہ پایا تو اسکی اولاد و مفار جو دارالحرب میں ہیں وہ اپنے باپ کی بیعت میں آزاد مسلمان ہونے لگا و جب قدر مال اسے کسی مسلمان یا ذمی کے پاس ہاں ودیعت رکھا تھا وہ سب اسی کا ہوگا اور باقی جو کچھ مال سوائے اسکے ہو وہ سب فنی ہوگا کافی ہیں ہو۔ اور اگر کوئی حربی دارالحرب میں مسلمان ہو چکا ہو اسکو کسی مسلمان نے عدا یا خطا قتل کیا اور اس قتل کے وارث یہاں مسلمان



موجود ہیں تو اس قاتل پر کچھ واجب نہ ہوگا سوائے کفارہ کے کہ قتل و خطا سے قتل کرنے کی صورت میں کفارہ قتل واجب ہوگا یہ ہمارے میں ہو۔ اور اگر کسی نے خطا سے ایسے مسلمان کو قتل کیا جسکا کوئی ولی نہیں ہو یا ایسے ہر بی کو قتل کیا جو امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہو کر مسلمان ہو گیا تھا تو ایسے قتل کی دیت اس قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اس دیت کو امام المسلمین وصول کر لیا اور اس قاتل پر کفارہ قتل واجب ہوگا۔ اور اگر خدا ایسے مسلمان کو قتل کیا جسکا کوئی وارث نہیں ہو یا ایسے حربی مستان کو قتل کیا جو مسلمان ہو گیا تھا اور حال یہ ہو کہ اس مستان مسلمان ہو جانے والے کے ساتھ میں اسکا کوئی وارث قصداً مسلمان نہیں ہوا ہو اور نہ تھا مسلمان ہو یا پھر اور کہ اپنے ساتھ اپنا کوئی صحیفہ رکھ لایا ہو تھا تو ایسی صورت میں امام المسلمین کو اختیار ہے کہ چاہے قاتل کو قصاص میں قتل کرے۔ اور چاہے قاتل سے مقتول مذکور کی دیت بطور صلح کے نہ بطور جبر کے لے لے لیکن اگر قاتل کو عفو کر دینا چاہے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو۔ اور اگر مقتول اشیاء ہو اور اسکو ملنے یا کسی دوسرے نے قتل کیا پس اگر خطا سے قتل کیا ہو تو کوئی شہدہ نہیں ہو کہ کسی دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب نہ ہو۔ اگر قاتل پر کفارہ قتل واجب ہوگا اور اگر خدا قتل کیا تو امام کو اختیار ہے چاہے قاتل کو قصاص میں قتل کرے اور چاہے اس سے دیت لے کر صلح کرے اور یہ امام عظام دما و قلوب کے نزدیک ہو یہ فتح القادیر میں ہو۔ اور اصل یہ ہو کہ جو شخص جس دار میں ہو اس کے اہل بیت کے ساتھ ہو اور وہ اہل بیت ہی یعنی جس مقام پر جو شخص پایا گیا وہ مقام اس امر کی دلیل ظاہری ہو کہ جو شخص وہاں کا ہو اور علامات شہادت کے اقویٰ ہوتے ہیں اور گواہ شہادت علامات وغیرہ سب کے اقویٰ ہیں چنانچہ اگر کسی چھوٹے لشکر اسلام نے جو باغی کسی سردار کے سوائے امام المسلمین کے جو ہا و کر کے کسی قوم کو اسیر کیا اور انکو لے آئے پس اس قوم نے دعویٰ کیا کہ ہم اہل اسلام ہیں یا مسلمانوں کے ذیوں میں سے ہیں امدان لوگوں نے ہمو دار الاسلام سے اسیر کیا ہو اور اس لشکر والوں نے کہا کہ یہ لوگ اہل حرب ہیں ہمنے انکو دار الحرب میں گرفتار کیا ہو تو قتل ان اسیروں کا قبول ہوگا اور اگر قیدیوں نے کہا کہ انھوں نے ہمارے دار الحرب میں قید کیا ہو لیکن ہم اہل اسلام یا ذی انہیں اور ہم دار الحرب میں امان لیکر تجارت کے لیے یا ملاقات کے واسطے داخل ہوئے تھے یا ہم لوگ اہل حرب کے پنجہ میں اسیر تھے تو ان لوگوں کا قول قبول نہ ہوگا اور یہ لوگ رقیق قرار دیے جائیں گے لیکن اگر ان لوگوں میں اسلام کی علامتیں مثل خنجر و خضاب و کھنجر کتری ہونے و قرأت قرآن و فقرہ وغیرہ کے پائی جائیں اور انھوں نے اسلام کا دعویٰ کیا تو انہیں گرفتاری و رقیق ہونا و ور کیا جائیگا۔ اور اسی طرح اگر دار الحرب پر غالب ہو جائے کے بعد دار الحرب میں کسی قیدی میں ایسی علامات پائی گئیں تو اسکا بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر اس لشکر میں سے بعض نے ان قیدیوں پر گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ گواہی اپنی ذات نفع کے واسطے ہو اور اگر تاجروں نے ان قیدیوں پر گواہی دی تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ انکی ان قیدیوں میں شرکت نہیں ہو اور اسیر ہیں لہذا اگر اہل لشکر میں سے بعض کی گواہی اسیر مقبول ہوگی۔ اور یہ اختلاف اس وجہ سے ہو کہ وضع مسئلہ مختلف ہو یعنی اسیر کبیر میں صورت مسئلہ میں یہ ہو کہ ثمر لشکر ہوا و کر کے انکو اسیر کر کے لایا پس ایسی صورت میں شرکت عام ہوگی اور ایسی عام شرکت ایسی گواہی قبول ہونے سے مانع نہیں ہے جو فقیروں کی گواہی بہت اہمال کے واسطے ہوتی ہو کہ شرکت تمام فقیروں کی علی العموم ہو اور یہاں وضع مسئلہ چھوٹے لشکر میں ہو اور ایسی شرکت خاص ہو پس یہ قبول گواہی سے مانع ہوگی۔ اور اگر اہل ذمہ نے ان قیدیوں کے نفع کی گواہی دی باہن وار کے لوگ مسلمان یا ذی ہیں تو ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ قیدیوں کی گواہی مسلمانوں کے

مسلمان  
قاتل  
اقتل  
والا  
سند  
عقوبت  
نسی  
مقام  
مسلم  
پایا  
اقتل  
کے  
اور  
اسکا  
کی  
دار  
حرب  
میں  
گرفتار  
کیا  
ہو  
تو  
قبول  
نہ  
ہوگا  
اور  
یہ  
لوگ  
رقیق  
قرار  
دیے  
جائیں  
گے  
لیکن  
اگر  
ان  
لوگوں  
میں  
اسلام  
کی  
علامتیں  
مثل  
خنجر  
و  
خضاب  
و  
کھنجر  
کتری  
ہونے  
و  
قرأت  
قرآن  
و  
فقرہ  
وغیرہ  
کے  
پائی  
جائیں  
اور  
ان  
لوگوں  
نے  
اسلام  
کا  
دعویٰ  
کیا  
تو  
ان  
ہیں  
گرفتاری  
و  
رقیق  
ہونا  
و  
ور  
کیا  
جائیگا۔  
اور  
اسی  
طرح  
اگر  
دار  
الحرب  
پر  
غالب  
ہو  
جائے  
کے  
بعد  
دار  
الحرب  
میں  
کسی  
قیدی  
میں  
ایسی  
علامتیں  
پائی  
گئیں  
تو  
اسکا  
بھی  
یہی  
حکم  
ہو۔  
اور  
اگر  
اس  
لشکر  
میں  
سے  
بعض  
نے  
ان  
قیدیوں  
پر  
گواہی  
دی  
تو  
قبول  
نہ  
ہوگی  
اسواسطے  
کہ  
یہ  
گواہی  
اپنی  
ذات  
نفع  
کے  
واسطے  
ہو  
اور  
اگر  
تاجروں  
نے  
ان  
قیدیوں  
پر  
گواہی  
دی  
تو  
مقبول  
ہوگی  
اسواسطے  
کہ  
انکی  
ان  
قیدیوں  
میں  
شرکت  
نہیں  
ہو  
اور  
اسیر  
ہیں  
لہذا  
اگر  
اہل  
لشکر  
میں  
سے  
بعض  
کی  
گواہی  
اسیر  
مقبول  
ہوگی۔  
اور  
یہ  
اختلاف  
اس  
وجہ  
سے  
ہو  
کہ  
وضع  
مسئلہ  
مختلف  
ہو  
یعنی  
اسیر  
کبیر  
میں  
صورت  
مسئلہ  
میں  
یہ  
ہو  
کہ  
ثمر  
لشکر  
ہوا  
و  
کر  
کے  
انکو  
اسیر  
کر  
کے  
لایا  
پس  
ایسی  
صورت  
میں  
شرکت  
عام  
ہوگی  
اور  
ایسی  
عام  
شرکت  
ایسی  
گواہی  
قبول  
ہونے  
سے  
مانع  
نہیں  
ہے  
جو  
فقیروں  
کی  
گواہی  
بہت  
اہمال  
کے  
واسطے  
ہوتی  
ہو  
کہ  
شرکت  
تمام  
فقیروں  
کی  
علی  
العموم  
ہو  
اور  
یہاں  
وضع  
مسئلہ  
چھوٹے  
لشکر  
میں  
ہو  
اور  
ایسی  
شرکت  
خاص  
ہو  
پس  
یہ  
قبول  
گواہی  
سے  
مانع  
ہوگی۔  
اور  
اگر  
اہل  
ذمہ  
نے  
ان  
قیدیوں  
کے  
نفع  
کی  
گواہی  
دی  
باہن  
وار  
کے  
لوگ  
مسلمان  
یا  
ذی  
ہیں  
تو  
ایسی  
گواہی  
قبول  
نہ  
ہوگی  
اسواسطے  
کہ  
یہ  
قیدیوں  
کی  
گواہی  
مسلمانوں  
کے



اٹھاتے ہیں تو اس میں سے قسمت اسباب سے جتنا دیا وہ ہودہ داخل غنیمت ہے گا۔ رہا بارہ کہ ایسی حالت میں جہیزوں کے ساتھ خدمت کرنا کیسا بڑا نام محمد نے فرمایا کہ مکروہ نہ خواہ کوئی چیز ہو سب چیزیں کا حکم یکساں ہے نہ چھوٹا نہ بڑا۔

ساتواں باب عشر و خراج کے بیان میں۔ اگر زمین سے مال گذاری مقاسمہ یا مؤلفہ لیا جائے یعنی خرچ ہو تو وہ زمین صحابی ہو اور اگر دسواں حصہ لیا جائے تو وہ زمین عشری ہو کذا قال المترجم لغیا المناس۔

اراضی و قسطنطینی ہوتی ہے عشری و خراجی پس زمین عرب سب عشری ہو اور یہ زمین تمامہ حجاز و مکہ و مدین و طائف و عمان و بحرین کی ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ زمین عرب کی غنیمت سے تاکہ مدین تا اقصائے بحر اور سواد عراق کی بھی زمین ایسی ہی ہو پس جو زمین اس میں سے بیسویں کی نہروں سے سجی جائے وہ خراجی ہوگی اور سواد عراق کی جو طولی تجزیم موصول سے نماز میں عبادان حصہ رضی زمین حلو ان کی قطع بچل سے تا اقصائے زمین قاصد و سبب ہو جو متصل پہنچا زار ارضی عرب ہو اور ما سوا اسے ہر ملک جو بجز یمن و نجد کیسے کیا گیا اور وہ ان کے لوگ مسلمان نہ ہونے اور امام نے ان لوگوں پر احسان کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اگر اس زمین کو خراجی پانی پہنچتا ہو اور جو ملک بہ صلح فتح کیا گیا اور اسکے لوگوں نے خرچ قبول کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اور جو ملک کہ بجز فتح کیا گیا اور امام نے اس ملک کو فتح کرنے والے جہادین کے درمیان تقسیم کر دیا تو وہ عشری اراضی ہوگی اور جو ملک بجز صلح فتح کیا گیا اور قبل اسکے کہ امام نے حرم میں کچھ حکم کرے وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو امام کو اس اراضی کی بابت اختیار ہے چاہے اسکو فغانین کے درمیان تقسیم کرے پس وہ عشری ہوگی اور چاہے وہ ان کے لوگوں پر احسان کرے انھیں کے پاس رہنے دے پھر اسکے بعد امام کو اختیار ہوگا چاہے اس اراضی پر خرچ باندھے بشرطیکہ خراجی پانی سے سجی جاتی ہو اور چاہے عشر مقرر کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جس ملک کے لوگ طبع و نفس مسلمان ہو گئے وہ اراضی عشری ہوگی اور اسی طرح اراضی عرب بایں سے اگر کوئی زمین فخر و غلبہ سے فتح کی گئی حالانکہ وہ ان کے لوگ بہت پرست تھے پھر وہ لوگ بعد فتح ہو جانے کے مسلمان ہو گئے اور امام نے اراضی مذکور ان کے پاس چھوڑی تو ان کے پاس وہ اراضی عشری رہی۔ اور اسی طرح بلاد جو یمن سے جو ملک کہ امام نے فخر و غلبہ سے فتح کیا اور اس میں مشرود ہو کر آیا ان لوگوں پر ان کی جان و مال اور اراضی کے ساتھ احسان کرے کہ انکو آزاد کرے ان کی زمین ان کے پاس چھوڑے اور اراضی پر خرچ باندھے یا اراضی کو فغانین کے درمیان تقسیم کرے اس پر عشر باندھے پھر کہا کہ میں نے اس اراضی کو عشری کر دیا پھر اسکی رائے میں آیا کہ اس اراضی کے لوگوں پر ان کی گردنوں اور اراضی کے ساتھ احسان کرنے تو احسان مذکور کے بعد یہ اراضی عشری باقی رہی۔ ایسا ہی امام محمد نے اپنے نوادریں اور کرخی نے اپنی کتاب میں مذکور کیا ہے۔ اور اگر خرچ اگر زمین خراجی سے خرچ کا پانی قطع ہو گیا اور وہ عشری پانی سے سجی جانے لگی تو وہ بھی عشری ہو جائیگی نہ چھوٹا نہ بڑا اور اگر کسی نے ارض موات کو زندہ کیا پس اگر یہ زمین تحت اراضی خراجی سے ہو تو خراجی ہوگی اور اگر تحت عشری سے ہو تو عشری ہوگی اور یہ حکم اس وقت ہو کہ اس زمین کا زندہ کرنے والا اپنے باوجود مروع کرنے والا مسلمان ہو۔ اور اگر زومی ہوگا تو اس پر خرچ باندھا جائیگا اگرچہ وہ تحت عشری سے ہو۔ اور اراضی بصرہ ہمارے نزدیک عشری ہے اسباب جلاء صیاب رضی اللہ عنہ کے پر سرخ دہان میں ہے۔ اور خرچ و قسطنطینی ہوتا ہے خراج مقاسمہ و خراج وظیفہ پس خرچ مقاسمہ یہ کہ زمین کی پیداوار میں سے مثل پانچواں حصہ یا چھٹا حصہ وغیرہ کے باندھ دیا جائے اور خراج وظیفہ یہ کہ مالک زمین کے منہ کچھ واجب کر دیا جائے کہ جب اسکو اراضی سے استفادہ کرنے پر مامور ہو تو خرچ مذکور اس کے ذمہ ملے گا کہ قاضی خان میں ہے۔

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰





بھی بالا جماع نہیں جائز ہو اگرچہ یہ اراضی اس زیادتی کی طاقت رکھتی ہوں اور اگر اسی امام نے اس اراضی پر حضرت عمرؓ کے وظیفہ کے برابر وظیفہ مقرر کر دیا پھر اس وظیفہ پر بنظر طاقت اراضی بڑھانے کا قصد کیا تو اسکو یہ رد نہیں ہو اگرچہ اراضی کو زیادہ خراج موقوف برداشت کرنے کی طاقت ہو۔ اور اسی طرح اگر اسی امام نے چاہا کہ اس وظیفہ سے مستحقوں کے لیے دوسرا وظیفہ مقرر کرے یعنی مثلاً پہلے دسوں سے اسکا خراج تھا اب اسکو تحویل کر کے خراج مقاسمہ باندھنا چاہا یا خراج مقاسمہ بندھا تھا اسکو تحویل کر کے خراج درم باندھنا چاہا تو یہ بھی اسکو روا نہیں ہو۔ اور اگر اسنے وظیفہ مذکورہ سے بڑھا کر مالکان اراضی پر زیادہ باندھ دیا یا تحویل کر کے اپنے دوسرا وظیفہ مقرر کیا اور اپنے اسکا حکم دیدیا اور یہ اسنے اپنی رائے سے کیا پھر اسنے بعد دوسرا شخص والی ہو اور دوسرے کی رائے اسنے خلاف ہو تو دیکھا جائے کہ اگر والی اول نے جو کچھ اپنے کیا ہو وہ انکی خوشی خاطر سے کیا ہو تو جو کچھ اول نے کیا ہو دوسرا بھی اسکو جاری رکھے اور اگر اول والی نے اس امر کو بغیر انکی خوشی خاطر سے کیا ہو تو اراضی کو دیکھا جائے کہ اگر یہ اراضی تھوڑی ہے تو غلبہ سے فتح کی گئی ہو تو پھر امام نے ان لوگوں پر احسان کر کے انکے سپرد کی ہوں تو بھی جو کچھ اول نے کیا ہو دوسرا اسکو جاری رکھے اور اگر غلبہ اسلام سے پہلے صلح ہو کر یہ اراضی فتح ہوئی ہوں اور باقی مسئلہ بجا لہا ہو تو دوسرا امام اس فعل کو جو اول نے کیا ہو تو توڑ دینا۔ اور زمین وہ اراضی جتنی پہلے پہل امام المسلمین خراج باندھنا چاہتا ہو اور اسنے وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ باندھنا چاہا تو امام ابو یوسفؒ سے دو روایتوں میں سے ایک روایت کے موافق دینا برقول امام محمد رحمہ کے جائز ہو اور دینا بر دوسری روایت کے امام ابو یوسفؒ سے اور دینا بر قول امام اعظم رحمہ کے نہیں جائز ہو اور یہی صحیح ہے۔ اور باخرج مقاسمہ و خراج مقاسمہ کی تقدیر امام المسلمین کی رائے کے سپرد ہو و لیکن انھوں نے پیداوار سے زائد نقد انوکے جو شخص زمین خراجی کا مالک ہوا اس سے خراج کیا جائیگا چاہے وہ کافر ہو یا مسلمان ہو و فقیر ہو یا بالغ ہو یا آزاد ہو یا غلام یا دون یا رکاب تب ہو و ہو یا عورت ہو یا یتیم میں ہو۔ اگر اراضی وقف ہو تو اسپر بھی عشر یا خراج جیسی زمین ہو و واجب ہو گا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر کسی اراضی کو جسکا خراج موقوف ہو کسی غاصب نے غصب کر لیا پس اگر غاصب مذکور منکر ہو گا مالک کے پاس گواہ ہوں تو دیکھا جائیگا کہ اگر غاصب نے زمین زراعت نہیں کی تو اسکا خراج کسی پر نہ ہو گا اور اگر غاصب نے زمین زراعت کی ہو اور نہ زراعت نے اسکو کچھ نقصان نہیں پہونچا یا تو اسکا خراج غاصب پر ہو گا اور اگر غاصب کو غصب کر لینے کا اثر کرنا ہو یا مالک کے پاس گواہ ہوں اور زراعت نے زمین مذکور کو نقصان نہیں پہونچا یا تو اسکا خراج مالک زمین پر ہو گا اور اگر زراعت نے اسکو نقصان پہونچا یا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکا خراج مالک زمین پر ہو گا خواہ نقصان قلیل ہو یا کثیر ہو گو مالک نے مقدار نقصان کے عوض جبکہ غاصب نے تاوان لیا اسکو اجارہ پردی ہو۔ اور بیع الوفا کی صورت میں اگر مشتری نے اسپر قبضہ کر لیا تو مشتری بہتر کہ غاصب کے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اپنی خراجی زمین کسی کو اجارہ پردی یا ماریت دی تو اسکا خراج مالک زمین پر ہو گا جیسے فراغت پردی کی صورت میں ہو لیکن اگر اراضی مذکور چار دیواری دار یا غ انکور ہو یا مطالب ہو یا اسکے وخت باہر بہت گنجان ہوں کہ درمیانی زمین قابل زراعت ہو تو یہ حکم نہیں ہو اور اگر اپنی زمین عشری کو اجارہ پردی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکا عشر مالک پر ہو گا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک مستاجر پر ہو گا اور اگر اپنی زمین عشری کسی کو ماریت دی اور مشتری نے زمین زراعت کی تو اس میں امام اعظم رحمہ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں عشر مالک پر اور دوسری میں عشر مستاجر پر ہو گا۔ اور اگر قابل زراعت کو اجارہ پردی ہو

ملک

زمین

موقوف

موقوف

مالک

زمین

ذکر

بکرم

مقرر

کریا

جائز

صحیح

بلا

نہ

صحیح

صحیح

صحیح

صحیح

صحیح

صحیح

صحیح

صحیح

صحیح

لینا پھر مستاجر یا مستغیر نے زمینیں انکسور کے پٹر لگائے یا اسکسور طالب لگا یا تو امام اعظم دامام محمد رحمہ کے نزدیک اسکا  
خراج مستاجر یا مستغیر پر ہوگا۔ اور اگر عشری زمین غصب کر کے زمین زراعت کی اور زراعت نے زمین کو نقصان نہیں  
پہونچایا تو مالک زمین پر اسکا عشر واجب نہ ہوگا اور اگر زراعت نے زمین کو نقصان پہونچایا ہو تو مالک زمین پر  
اسکا عشر واجب ہوگا گو یا مقدار نقصان کے عوض مالک نے غصب کو اجارہ پر دی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔  
اگر کسی نے اپنی خراجی زمین کسی کے ہاتھ فروخت کر دی در حالیکہ وہ زمین فارغ ہو یعنی زمین وغیرہ موجود نہیں ہو  
پس اگر سال میں سے اسقدر مدت باقی ہو کہ زمین مشتری اراضی مذکور میں زراعت کر سکتا ہو تو مشتری مذکور خراج  
واجب ہوگا خواہ زراعت کی ہو یا نہ ہو۔ اور اگر سال میں سے اسقدر مدت کہ زمین مشتری زراعت کر سکتے باقی  
نہ رہی ہو تو اسکا خراج بائع کے ذمہ ہوگا۔ اور زمین گفتگو ہو کہ اس باب میں فقط گہوڑی جو کئی کھیتی کا اعتبار ہو  
یا چاہے کوئی زراعت ہو عام ہو اور نیز معتبر اسقدر مدت ہو کہ کھیتی زمین تیار ہو کہ کٹنے کے لائق ہو جائے یا انہی  
مدت کہ کھیتی زمین خراج سے دو چاند قیمت پر پہونچ جائے چنانچہ ان سب میں اختلاف ہو اور فتویٰ اسپر ہو کہ مقدار  
مدت تین مہینہ ہو پس اگر تین مہینہ باقی ہوں تو مشتری پر خراج واجب ہوگا ورنہ بائع پر واجب ہوگا یہ فتاویٰ کسی  
میں ہو۔ اور اگر کسی نے زمین خراجی خریدی اور مشتری کو اتنا وقت ملا کہ زمین زراعت کر سکے اور سلطان نے مالک  
پر مشتری سے اسکا خراج لے لیا تو مشتری کو یہ اعتبار نہ ہوگا کہ بائع سے اسکو واپس لے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔  
اور اگر مالک نے کاشتکار سے اپنی زمین نکال لی حالانکہ اسے قبضہ میں تھی اور وہ روکنے پر قادر نہیں ہو چکا ہو سلطان  
سال تمام پر کاشتکار سے خراج لے لیا تو وہ مالک سے خراج مذکور کے مثل واپس لے گا اور ظاہر الروایۃ کے موافق وہاں  
نہیں لے سکتا ہو اور یہی صحیح ہو یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور اگر زمین میں دو فصلیں رہیں و خراج پیدا ہوتی ہوں اور  
ان دونوں میں سے ایک بائع کو ملی ہو اور دوسری مشتری کو سپرد کی گئی ہو یا بائع و مشتری دونوں میں سے ہر ایک  
اپنے واسطے ایک ایک پیداوار کو حاصل کر سکتا ہو تو اس زمین کا خراج ان دونوں پر ہوگا ایسا ہی صدر الاسلام نے  
شرح کتاب عشر و اخراج میں ذکر کیا ہو یہ شرط نہیں ہو۔ ایک شخص نے زمین خراجی فروخت کی پھر مشتری نے ایک مہینہ  
کے بعد دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی پھر دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ اسی طرح فروخت کی بنا تک کہ سال گذر گیا  
اور زمین مذکور انہیں سے کسی کے ہاتھ میں نہیں مآد نہیں رہی تو اسکا خراج کسی پر نہ ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اس میں  
صحیح حکم یہ ہو کہ دیکھا جائے کہ اگر اخیر مشتری کے قبضہ میں ہونے کی حالت میں تین ماہ باقی رہے ہوں اور زمین مذکور کا  
خراج اسکی پر ہوگا کسی نے ایسی زمین فروخت کی جس میں کھیتی ہو جو ہنوز تیار نہ ہو زمین کو مع اسکی کھیتی پر  
فروخت کیا تو بہر حال اسکا خراج مشتری پر ہوگا اور اگر کھیتی میں دانہ لیسے ہو کہ کھیتی تیار ہو جانے کے بعد فروخت کی ہو  
تو فقہ ابو الیث نے ذکر فرمایا کہ یہ بمنزلہ ایسی صورت کے ہو کہ جب زمین فارغ یعنی کھیتی وغیرہ سے خالی فروخت کی اور اسکا  
صاف کٹے ہوئے گہوڑے یعنی کٹی ہوئی کھیتی فروخت کی۔ اور یہ سب اسوقت ہو کہ جب خراج لینے واسطے اس سال پر خراج  
لچتے ہوں اور اگر شروع سال میں خراج لے لیتے ہوں بطور تحصیل کے تو یہ شخص ظلم ہو کہ نہ بائع پر واجب ہو نہ تاجر اور نہ مشتری  
پر اور اگر کسی شخص کی زمین خراجی میں اسکا ایک قریہ ہو جس میں بیوٹی منازل ہیں جنکو وہ کرایہ پر چلائے ہو یا نہیں چلائے ہو  
تو اس قریہ کی بابت کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی شخص کی ملک میں مسلمانوں کے شہر و قریہ میں سے کسی شہر میں کوئی دارالخلافہ ہو

عشر و خراج  
مستاجر یا مستغیر  
زمین غصب کر کے  
زراعت کی  
نقصان نہیں پہونچایا  
تو مالک زمین پر  
عشر واجب نہ ہوگا  
اور اگر زراعت نے  
نقصان پہونچایا ہو  
تو مالک زمین پر  
عشر واجب ہوگا  
گو یا مقدار  
نقصان کے عوض  
مالک نے غصب کو  
اجارہ پر دی ہو  
یہ فتاویٰ قاضی  
خان مین ہو۔  
اگر کسی نے اپنی  
خراجی زمین کسی  
کے ہاتھ فروخت  
کر دی در حالیکہ  
وہ زمین فارغ ہو  
یعنی زمین وغیرہ  
موجود نہیں ہو  
پس اگر سال میں  
سے اسقدر مدت  
باقی ہو کہ زمین  
مشتری اراضی  
مذکور میں زراعت  
کر سکتا ہو تو  
مشتری مذکور  
خراج واجب ہوگا  
خواہ زراعت کی  
ہو یا نہ ہو۔  
اور اگر سال میں  
سے اسقدر مدت  
کہ زمین مشتری  
زراعت کر سکتے  
باقی نہ رہی ہو  
تو اسکا خراج  
بائع کے ذمہ  
ہوگا۔ اور زمین  
گفتگو ہو کہ اس  
باب میں فقط  
گہوڑی جو کئی  
کھیتی کا اعتبار  
ہو یا چاہے کوئی  
زراعت ہو عام  
ہو اور نیز معتبر  
اسقدر مدت ہو  
کہ کھیتی زمین  
تیار ہو کہ کٹنے  
کے لائق ہو  
جائے یا انہی  
مدت کہ کھیتی  
زمین خراج سے  
دو چاند قیمت  
پر پہونچ جائے  
چنانچہ ان سب  
میں اختلاف ہو  
اور فتاویٰ  
اسپر ہو کہ  
مقدار مدت  
تین مہینہ ہو  
پس اگر تین  
مہینہ باقی ہوں  
تو مشتری پر  
خراج واجب  
ہوگا ورنہ بائع  
پر واجب ہوگا  
یہ فتاویٰ کسی  
میں ہو۔ اور اگر  
کسی نے زمین  
خراجی خریدی  
اور مشتری کو  
اتنا وقت ملا  
کہ زمین زراعت  
کر سکے اور  
سلطان نے مالک  
پر مشتری سے  
اسکا خراج لے  
لیا تو مشتری  
کو یہ اعتبار  
نہ ہوگا کہ بائع  
سے اسکو واپس  
لے یہ فتاویٰ  
قاضی خان  
مین ہو۔ اور اگر  
مالک نے کاشتکار  
سے اپنی زمین  
نکال لی حالانکہ  
اسے قبضہ میں  
تھی اور وہ روکنے  
پر قادر نہیں  
ہو چکا ہو  
سلطان سال  
تمام پر کاشتکار  
سے خراج لے لیا  
تو وہ مالک سے  
خراج مذکور کے  
مثل واپس لے گا  
اور ظاہر الروایۃ  
کے موافق وہاں  
نہیں لے سکتا  
ہو اور یہی صحیح  
ہو یہ وجہ کروری  
میں ہو۔ اور اگر  
زمین میں دو  
فصلیں رہیں و  
خراج پیدا ہوتی  
ہوں اور ان  
دونوں میں سے  
ایک بائع کو  
ملی ہو اور  
دوسری مشتری  
کو سپرد کی  
گئی ہو یا بائع  
و مشتری  
دونوں میں  
سے ہر ایک  
اپنے واسطے  
ایک ایک  
پیداوار کو  
حاصل کر سکتا  
ہو تو اس  
زمین کا خراج  
ان دونوں پر  
ہوگا ایسا ہی  
صدر الاسلام  
نے شرح کتاب  
عشر و اخراج  
میں ذکر کیا  
ہو یہ شرط  
نہیں ہو۔ ایک  
شخص نے زمین  
خراجی فروخت  
کی پھر مشتری  
نے ایک مہینہ  
کے بعد دوسرے  
کے ہاتھ فروخت  
کر دی پھر  
دوسرے نے تیسرے  
کے ہاتھ اسی  
طرح فروخت  
کی بنا تک کہ  
سال گذر گیا  
اور زمین  
مذکور انہیں  
سے کسی کے  
ہاتھ میں  
نہیں مآد  
نہیں رہی تو  
اسکا خراج  
کسی پر نہ  
ہوگا اور  
مشائخ نے  
فرمایا کہ  
اس میں  
صحیح حکم  
یہ ہو کہ  
دیکھا جائے  
کہ اگر اخیر  
مشتری کے  
قبضہ میں  
ہونے کی  
حالت میں  
تین ماہ  
باقی رہے  
ہوں اور  
زمین  
مذکور کا  
خراج اسکی  
پر ہوگا  
کسی نے  
ایسی زمین  
فروخت کی  
جس میں  
کھیتی ہو  
جو ہنوز  
تیار نہ ہو  
زمین کو  
مع اسکی  
کھیتی پر  
فروخت کیا  
تو بہر حال  
اسکا خراج  
مشتری پر  
ہوگا اور  
اگر کھیتی  
میں دانہ  
لیسے ہو  
کہ کھیتی  
تیار ہو  
جانے کے  
بعد فروخت  
کی ہو تو  
فقہ ابو الیث  
نے ذکر فرمایا  
کہ یہ بمنزلہ  
ایسی صورت  
کے ہو کہ  
جب زمین  
فارغ یعنی  
کھیتی وغیرہ  
سے خالی  
فروخت کی  
اور اسکا  
صاف کٹے  
ہوئے گہوڑے  
یعنی کٹی ہوئی  
کھیتی فروخت  
کی۔ اور یہ  
سب اسوقت  
ہو کہ جب  
خراج لینے  
واسطے اس  
سال پر  
خراج  
لچتے ہوں  
اور اگر  
شروع سال  
میں خراج  
لے لیتے ہوں  
بطور تحصیل  
کے تو یہ  
شخص ظلم  
ہو کہ نہ  
بائع پر  
واجب ہو نہ  
تاجر اور نہ  
مشتری پر  
اور اگر کسی  
شخص کی زمین  
خراجی میں  
اسکا ایک  
قریہ ہو جس  
میں بیوٹی  
منازل ہیں  
جنکو وہ کرایہ  
پر چلائے ہو  
یا نہیں چلائے  
ہو تو اس  
قریہ کی بابت  
کچھ واجب  
نہ ہوگا۔ اور  
اگر کسی  
شخص کی ملک  
میں مسلمانوں  
کے شہر و قریہ  
میں سے کسی  
شہر میں کوئی  
دارالخلافہ  
ہو



مین و دیر سے یہ ذخیرہ مین ہو۔ کتاب عشر و خراج مین فرمایا کہ اگر اراضی خراجیہ مین ہو سکے زمین کو مالک اسکی لکائی سے عاجز ہوا اور اسکو دخل چھوڑ دیا تو امام کو اختیار ہو کہ اسکی قبضہ سے نکال کر ایسے شخص کے قبضہ مین ویدے جو اسکی پرورش کرے اور اسکا خراج ادا کرے۔ اسکو اسلئے مملوائی نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین صحیح حکم یہ ہو کہ پہلے اس زمین کو اجارہ پر دو اور اجرت سے بقدر خراج کے لیکر باقی کو مالک کے واسطے رکھ چھوڑے ایسا ہی امام چھوڑے زیادہ اس مین کہ فرمایا ہو اور اگر اجارہ پر لینے والا کوئی نہ لے تو کسی کو تھائی یا چھوٹائی وغیرہ حصہ کی بٹائی پر جیسے حصہ بٹائی پر ایسی زمین دی جائے ہو دیر سے پھر مالک زمین کے حصہ مین سے بقدر خراج کے لیکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور اگر بٹائی پر لینے والا بھی کوئی نہ لے تو ایسے شخص کو دیر سے جو اسکی پرورش کرے اور اسکا خراج ادا کرے اور اس کے جواز کی وجہ دو باتوں مین سے ایک ہو سکتی ہو کہ جب کوئی ہو وہ زراعت کرنے و خراج ادا کرنے مین قائم مقام مالک کا ہو یا اس کے پاس بقدر خراج کے عوض اجارہ مین ہو جو چھوٹے اس سے لیا گیا وہ امام کے حق مین خراج ہو اور جتنے دیا ہو اس کے حق مین مال اجارہ ہو یعنی آسنے گویا اجرت ادائی ہو۔ پھر فرمایا کہ اگر امام کو ایسا شخص بھی نہ ملے جو اسکو خراج پر لےوے تو امام اسکو فروخت کرے اس کے مین سے بقدر خراج کے مالک باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور بعض نے فرمایا کہ یہ جو ذکر فرمایا ہو کہ امام اس اراضی کو فروخت کرے یہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول ہے اور بنابر قول امام اعظمؒ کے چاہیے کہ اسکو فروخت نہ کرے اس واسطے کہ اس کے مال کو فروخت کر ڈالنے مین اسپر خیر یعنی منع از تصرف لازم آتا ہو حالانکہ امام محمدؒ اس کے نزدیک مروت پر چھوڑ دینا مین ہو اور بعض نے فرمایا کہ زمینیں یہ سب اماموں کا قول ہے اور یہی صحیح ہے اس واسطے کہ امام اعظمؒ کے ایسے موقع پر آراؤ کے حق مین بھی صحیح رہا کرتے ہیں جیسا نفع فائدہ بجا نہ ہو۔ اور بعضی کہتا ہوں مین اس مسئلہ مین مذکور ہو کہ امام المسلمین اور اہل بیتؑ وہیل خرید کر کے کسی آدمی کو دیر سے تاکہ وہ اس سے زراعت کرے پھر جب حاصل آوے تو ان مین سے جو چھوٹے پڑا ہو اور خراج لیکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ امام المسلمین مالک زمین کو پیشال سے اس قدر خرمن کرے کہ جس سے وہ بیل اور اودات کا شکار رہی خریدے اور مضبوطی کرے اور کوئی خرمن کرے تاکہ وہ زراعت کرے پھر جب حاصلات ظاہر ہو تو ان مین سے خراج لے لے اور جو کچھ خرمن و یا ہو وہ مالک زمین پر ادا ہوا ہوگا اور فرمایا کہ اگر بیت المال مین کچھ ہو تو زمین مذکور ایسے شخص کو دیر سے جو اسکی پرورش کرے اور اسکا خراج ادا کیا کرے۔ یہ درود و تنک مالک زمین زراعت سے عاجز ہوا اور امام نے اراضی مذکورہ کے ساتھ ایسا فعل کیا جو چھوٹے بیان کیا ہو پھر مالک مین کو قدرت زراعت و کام کی قوت حاصل ہو گئی تو جبکہ قبضہ مین ہو امام اس سے لیکر مالک مین کو واپس کر دینا سوائے ایک صورت سے کہ اگر کسی کے ہاتھ فروخت کر دی ہو تو اس سے واپس نہ لینگا یہ خط مین ہے۔ اور اگر اہل خراج اراضی چھوڑ کر بھاگ گئے تو جس نے امام اعظمؒ سے روایت ذکر کی ہو کہ امام کو اختیار ہو چاہے اس اراضی کی پرورش بیت المال سے کرے اور جو غلہ حاصل ہوگا وہ مسلمانوں کا ہوگا اور جیسے اور لوگوں کو مقاطعہ پر دیر سے اور جو آسنے لگا وہ بیت المال کا ہوگا اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہو کہ اگر اہل خراج مریگے تو امام المسلمین انکی اراضی زراعت پر دیر سے اور چاہے اس اراضی کو اجارہ پر دے اور اسکی اجرت بیت المال مین مل کرے اور اگر اہل خراج چھوڑ کر بھاگ گئے تو امام اس اراضی کو اجارہ پر دے اور اجرت مین سے بقدر خراج کے لے لے اور باقی کو مالکان اراضی کے واسطے رکھ چھوڑے پھر جب وہ لوگ واپس آوین تو یہ باقیات انکو دیر سے اور جس سال وہ لوگ بھاگے ہیں جب تک وہ سال نہ گزرا ہے تب تک

صحیح ہے امام ابو یوسفؒ کا قول ہے



اجارہ پر نہ ہوگا یہ سراج دہلی میں ہو۔ اور اگر اہل و مسابہ اراضی سے دوسرے ملک میں منتقل کیے گئے تو بعد از حج ہو اور بدون مذمتین حج ہو اور عذر یہ ہو کہ ان لوگوں کو قوت و شوکت حاصل نہیں اہل حرب کی طرف سے ان پر خوف ہو یا آملی طرف سے ہمیشہ خوف ہو یا میں ملو کہ مسلمانوں کے پوشیدہ حالات سے اہل حرب کو آگاہ کر دین اور ان لوگوں کو اہل اراضی کی قیمتیں ملنے یا اس ملک سے جہان منتقل کیے گئے ہیں انکو اراضی کے مثل اراضی ملی اور انہیں اراضی کا جہان منتقل کیے گئے ہیں خراج واجب ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ جہاں منتقل کیے گئے ہیں اس اراضی کا خراج انہیں واجب ہوگا مگر اول الحج ہو اور اہل اراضی سابقہ خراجیہ ہوگی اور اگر کسی مسلمان نے زمین توطن اختیار کیا تو اسپر اس اراضی کا خراج واجب ہوگا یہ کافی میں ہو کسی گاؤں میں اراضی ہو جسکے مالکان مر گئے یا غائب ہو گئے اور اہل قریہ اسکے خراج ادا کرنے سے عاجز ہوئے اور چاہا کہ اسکو سلطان کے سپرد کر دین تو سلطان اس اراضی کے حق میں ہی کرے گا جو پیشہ بیان کیا ہو۔ اور اگر سلطان نے چاہا کہ اس اراضی کو اپنی ذات کے واسطے لے لے تو اس طرح ہو سکتا ہو کہ کسی شہری کے ہاتھ فرو کر کے پھر اس سے خود خرید لے۔ ایک قوم نے ایک قطعہ زمین خریدی جس میں چار دیواری کے باغماے انگور اور کھجور ہیں تو کل کا خرچ بکچائی مشترک داکرین اور اگر انہیں سے ایک نے باغماے انگور اور دوسرے نے اراضی خریدی اور خرچ کی تقسیم چاہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باغماے انگور کا خرچ معلوم ہوا اور نیز خرچ اراضی معلوم ہو تو حکم وہی رہے گا جو قبل خرید کے تھا۔ اور اگر خرچ باغماے انگور معلوم نہ ہوا اور نہ قطعہ مذکور کا خرچ یا کچائی ہو تو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ باغماے انگور دراصل باغماے انگور ہی سے کسوا ہے باغ انگور ہونے کے انکا کچھ اور ہونا ثابت و معلوم نہیں ہوتا ہو یعنی کوئی زمین کو تیار کر کے یہ دراصل اراضی تھی پھر باغ انگور ہو گئی بلکہ سبب یہی کہتے ہیں کہ دراصل یہ باغماے انگور ہی سے ہے اور اس اراضی کا بھی یہی حال ہو تو خرچ باغماے انگور اور خرچ اراضی پر نظر کیا وے پس جب انہیں سے ہر ایک کا خرچ معلوم ہو جائے تو پورے قطعہ زمین کا خرچ ان دونوں پر تقسیم کر دیا جائے پس جیسے ہر ایک کے پرتے ہیں پرتے وہی اسپر واجب ہوگا کسی گاؤں کی اراضی کا خرچ علی التعداد ہو کیساں زمین ہو پھر چلی اراضی کا خرچ زیادہ ہو اس نے درج ہوتا ہو کہ میری اراضی کا خرچ اور وہی کے برابر کر دیا جائے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ معلوم ہو کہ خرچ ابتدا میں برابر تھا یا علی التعداد تھا تو جیسا قبل اسکے ہوتا رہا ہو اسی حال پر چھوڑا جائیگا یہ قنایہ قاضی خان میں ہے۔ اور فتاویٰ میں لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے اپنی خراجی زمین کو مقبرہ یا بھارتے کی کاروان سرائے یا فقیروں کا سکس بنا دیا تو خرچ سابقہ ہو جائیگا۔ اگر خرچ اراضی کسی مسلمان پر ہوتا ہو دو سال کا چھوٹا تو امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما کے نزدیک اس سے گزشتہ ایام کا خرچ لیا جائیگا اور امام اعظم رحمہما کے نزدیک نہیں بلکہ اسی سال کا لیا جائیگا جیسے وہ اب ہر ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح سیر خیر میں ذکر کیا ہے۔ اور صدر الاسلام نے کتاب عشر و خرچ میں امام اعظم رحمہما سے دو روایتیں ذکر کی ہیں اور صدر اسلام نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ اس سے پورا گزشتہ کا خرچ لے لیا جائیگا یہ شیخ ابن حجر اور اگر کسی زمین پر پانی چڑھا یا پانی عرق ہو گئی یا اس سے پانی منقطع ہو گیا یعنی ٹوٹ گیا یا وہ زراعت کرنے سے باز رکھا گیا تو اسپر خرچ واجب نہ ہوگا یہ نہ اتفاق میں ہو۔ اور امام محمد رحمہما نے فرمایا کہ اگر زمین خراجی ہو گئی پھر دو سال خرچ شروع ہونے سے اس قدر مدت پہلے اسکا پانی خشک ہو گیا کہ اتنی مدت میں وہ دوبارہ زراعت کرنے پر قادر ہو گیا تھے زراعت نہ کی تو اسپر خرچ واجب ہوگا اور اگر دو سال شروع ہونے سے پہلے اتنی مدت پانی خشک ہوا کہ اتنے دنوں میں نہ زراعت کر لے

ملک  
مذاہب  
اہل  
کافی  
جہان  
منتقل  
سراج  
دہلی  
میں  
ہو  
اور  
اگر  
اہل  
و  
مسابہ  
ارضی  
سے  
دوسرے  
ملک  
میں  
منتقل  
کیے  
گئے  
تو  
بعد  
از  
حج  
ہو  
اور  
بدون  
مذمتین  
حج  
ہو  
اور  
عذر  
یہ  
ہو  
کہ  
ان  
لوگوں  
کو  
قوت  
و  
شوکت  
حاصل  
نہیں  
اہل  
حرب  
کی  
طرف  
سے  
ان  
پر  
خوف  
ہو  
یا  
آملی  
طرف  
سے  
ہمیشہ  
خوف  
ہو  
یا  
میں  
ملو  
کہ  
مسلمانوں  
کے  
پوشیدہ  
حالات  
سے  
اہل  
حرب  
کو  
آگاہ  
کر  
دین  
اور  
ان  
لوگوں  
کو  
اہل  
ارضی  
کی  
قیمتیں  
ملنے  
یا  
اس  
ملک  
سے  
جہان  
منتقل  
کیے  
گئے  
ہیں  
انکو  
ارضی  
کے  
مثل  
ارضی  
ملی  
اور  
انہیں  
ارضی  
کا  
جہان  
منتقل  
کیے  
گئے  
ہیں  
اس  
ارضی  
کا  
خرچ  
انہیں  
واجب  
ہوگا  
مگر  
اول  
الحج  
ہو  
اور  
اہل  
ارضی  
سابقہ  
خرجیہ  
ہوگی  
اور  
اگر  
کسی  
مسلمان  
نے  
زمین  
توطن  
اختیار  
کیا  
تو  
اسپر  
اس  
ارضی  
کا  
خرچ  
واجب  
ہوگا  
یہ  
کافی  
میں  
ہو  
کسی  
گاؤں  
میں  
ارضی  
ہو  
جسکے  
مالکان  
مر  
گئے  
یا  
غائب  
ہو  
گئے  
اور  
اہل  
قریہ  
اسکے  
خرچ  
ادا  
کرنے  
سے  
عاجز  
ہوئے  
اور  
چاہا  
کہ  
اسکو  
سلطان  
کے  
سپرد  
کر  
دین  
تو  
سلطان  
اس  
ارضی  
کے  
حق  
میں  
ہی  
کرے  
گا  
جو  
پیشہ  
بیان  
کیا  
ہو۔  
اور  
اگر  
سلطان  
نے  
چاہا  
کہ  
اس  
ارضی  
کو  
اپنی  
ذات  
کے  
واسطے  
لے  
لے  
تو  
اس  
طرح  
ہو  
سکتا  
ہو  
کہ  
کسی  
شہری  
کے  
ہاتھ  
فرو  
کر  
کے  
پھر  
اس  
سے  
خود  
خرید  
لے۔  
ایک  
قوم  
نے  
ایک  
قطعہ  
زمین  
خرید  
لی  
جس  
میں  
چار  
دیواری  
کے  
باغماے  
انگور  
اور  
کھجور  
ہیں  
تو  
کل  
کا  
خرچ  
بکچائی  
مشترک  
داکرین  
اور  
اگر  
انہیں  
سے  
ایک  
نے  
باغماے  
انگور  
اور  
دوسرے  
نے  
ارضی  
خرید  
لی  
اور  
خرچ  
کی  
تقسیم  
چاہی  
تو  
مشائخ  
نے  
فرمایا  
کہ  
اگر  
باغماے  
انگور  
کا  
خرچ  
معلوم  
ہو  
اور  
نیز  
خرچ  
ارضی  
معلوم  
ہو  
تو  
حکم  
وہی  
رہے  
گا  
جو  
قبل  
خرید  
کے  
تھا۔  
اور  
اگر  
خرچ  
باغماے  
انگور  
معلوم  
نہ  
ہوا  
اور  
نہ  
قطعہ  
مذکور  
کا  
خرچ  
یا  
کچائی  
ہو  
تو  
اگر  
یہ  
معلوم  
ہو  
جائے  
کہ  
یہ  
باغماے  
انگور  
دراصل  
باغماے  
انگور  
ہی  
سے  
کسوا  
ہے  
باغ  
انگور  
ہونے  
کے  
انکا  
کچھ  
اور  
ہونا  
ثابت  
و  
معلوم  
نہیں  
ہوتا  
ہو  
یعنی  
کوئی  
زمین  
کو  
تیار  
کر  
کے  
یہ  
دراصل  
ارضی  
تھی  
پھر  
باغ  
انگور  
ہو  
گئی  
بلکہ  
سبب  
یہی  
کہتے  
ہیں  
کہ  
دراصل  
یہ  
باغماے  
انگور  
ہی  
سے  
ہے  
اور  
اس  
ارضی  
کا  
بھی  
یہی  
حال  
ہو  
تو  
خرچ  
باغماے  
انگور  
اور  
خرچ  
ارضی  
پر  
نظر  
کیا  
وے  
پس  
جب  
انہیں  
سے  
ہر  
ایک  
کا  
خرچ  
معلوم  
ہو  
جائے  
تو  
پورے  
قطعہ  
زمین  
کا  
خرچ  
ان  
دونوں  
پر  
تقسیم  
کر  
دیا  
جائے  
پس  
جیسے  
ہر  
ایک  
کے  
پرتے  
ہیں  
پرتے  
وہی  
اسپر  
واجب  
ہوگا  
کسی  
گاؤں  
کی  
ارضی  
کا  
خرچ  
علی  
التعداد  
ہو  
کیساں  
زمین  
ہو  
پھر  
چلی  
ارضی  
کا  
خرچ  
زیادہ  
ہو  
اس  
نے  
درج  
ہوتا  
ہو  
کہ  
میری  
ارضی  
کا  
خرچ  
اور  
وہی  
کے  
برابر  
کر  
دیا  
جائے  
تو  
مشائخ  
نے  
فرمایا  
کہ  
اگر  
یہ  
معلوم  
ہو  
کہ  
خرچ  
ابتدا  
میں  
برابر  
تھا  
یا  
علی  
التعداد  
تھا  
تو  
جیسا  
قبل  
اسکے  
ہوتا  
رہا  
ہو  
اسی  
حال  
پر  
چھوڑا  
جائیگا  
یہ  
قنایہ  
قاضی  
خان  
میں  
ہے۔  
اور  
فتاویٰ  
میں  
لکھا  
ہو  
کہ  
اگر  
کسی  
شخص  
نے  
اپنی  
خراجی  
زمین  
کو  
مقبرہ  
یا  
بھارتے  
کی  
کاروان  
سرائے  
یا  
فقیروں  
کا  
سکس  
بنا  
دیا  
تو  
خرچ  
سابقہ  
ہو  
جائیگا۔  
اگر  
خرچ  
ارضی  
کسی  
مسلمان  
پر  
ہوتا  
ہو  
دو  
سال  
کا  
چھوٹا  
تو  
امام  
ابو  
یوسف  
و  
امام  
محمد  
رحمہما  
کے  
دیکھ  
تو  
اس  
سے  
گزشتہ  
ایام  
کا  
خرچ  
لیا  
جائیگا  
اور  
امام  
اعظم  
رحمہما  
کے  
دیکھ  
تو  
نہیں  
بلکہ  
اسی  
سال  
کا  
لیا  
جائیگا  
جیسے  
وہ  
اب  
ہر  
ایسا  
ہی  
شیخ  
الاسلام  
نے  
شرح  
سیر  
خیر  
میں  
ذکر  
کیا  
ہے۔  
اور  
صدر  
الاسلام  
نے  
کتاب  
عشر  
و  
خرچ  
میں  
امام  
اعظم  
رحمہما  
سے  
دو  
روایتیں  
ذکر  
کی  
ہیں  
اور  
صدر  
اسلام  
نے  
فرمایا  
کہ  
صحیح  
یہ  
ہو  
کہ  
اس  
سے  
پورا  
گزشتہ  
کا  
خرچ  
لے  
لیا  
جائیگا  
یہ  
شیخ  
ابن  
حجر  
اور  
اگر  
کسی  
زمین  
پر  
پانی  
چڑھا  
یا  
پانی  
عرق  
ہو  
گئی  
یا  
اس  
سے  
پانی  
منقطع  
ہو  
گیا  
یعنی  
ٹوٹ  
گیا  
یا  
وہ  
زراعت  
کرنے  
سے  
باز  
رکھا  
گیا  
تو  
اسپر  
خرچ  
واجب  
نہ  
ہوگا  
یہ  
نہ  
اتفاق  
میں  
ہو۔  
اور  
امام  
محمد  
رحمہما  
نے  
فرمایا  
کہ  
اگر  
زمین  
خراجی  
ہو  
گئی  
پھر  
دو  
سال  
خرچ  
شروع  
ہونے  
سے  
اسقدر  
مدت  
پہلے  
اسکا  
پانی  
خشک  
ہو  
گیا  
کہ  
اتنی  
مدت  
میں  
وہ  
دوبارہ  
زراعت  
کرنے  
پر  
قادر  
ہو  
گیا  
تھے  
زراعت  
نہ  
کی  
تو  
اسپر  
خرچ  
واجب  
ہوگا  
اور  
اگر  
دو  
سال  
شروع  
ہونے  
سے  
پہلے  
اتنی  
مدت  
پانی  
خشک  
ہوا  
کہ  
اتنے  
دنوں  
میں  
نہ  
زراعت  
کر  
لے

کے لئے جو زمین پر ہوگا اور اگر کسی کو کوئی آفت آسمانی ایسی پہونچی کہ اس سے احتراز  
 ناممکن ہو مثل غرق ہونے کی شدت یا لاوا وغیرہ تو اس پر خراج واجب نہ ہوگا۔ اور اگر غیر آسمانی آفت ایسی پہونچی  
 کہ اس سے احتراز ممکن ہو جیسے کھالینا بندروں یا درندوں یا چوپائوں وغیرہ کا یا اسکے مثل کوئی آفت پہونچی تو خراج  
 ساقط ہوگا اور یہی اصح ہے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے کہ اگر کاشتے سے پہلے کھیتی تلف ہوگئی تو خراج ساقط ہوگا اور اگر  
 کاشتے جانے کے بعد تلف ہوئی تو ساقط ہوگا پھر خراج واجب نہیں ہے اور جو زمین عسری ہو اگر کسی کھیتی قبل کاشتے جانے کے  
 تلف ہوئی تو عشر ساقط ہوگا اور اگر کاشتے جانے کے بعد تلف ہوئی تو جو کچھ نصیب مالک میں تھا وہ اس کے لئے ساقط ہوگا  
 اور جو کاشتکار کے حصہ سے کسی پر حصہ عشر تھا وہ بڑھ کر اس زمین باقی رہیگا۔ اور خراج مقامہ بھی ہنزلہ عشر کے ہوا ساقط  
 کہ آئین بھی اتنی پیداوار میں سے کچھ حصہ واجب ہوتا ہے عشر میں اور اس میں فقط یہی فرق ہے کہ دونوں کا مصرف جدا جدا ہے اور  
 یہ سبب اس وقت ہو کہ کل پیداوار تلف ہوگئی اور اگر اکثر حصہ تلف ہو گیا اور کچھ باقی رہ گیا تو باقی کو دیکھا جائے کہ اگر اتنا  
 رہ گیا ہو کہ وہ عشر و دو و درم تک پہونچتا ہو تو ایک تفری و ایک درم خراج واجب ہوگا اور بالکل ساقط نہ ہوگا اور اگر اس سے  
 کم باقی رہا تو نصف حاصلات واجب ہوگی یہ فتاویٰ کا فی خان میں ہے اور ہر سال شائع نے فرمایا کہ اب اس صورت میں ہے  
 کہ پہلے دیکھا جائے کہ اس شخص نے اس زمین میں کیا کچھ کیا ہو پھر حاصلات کو دیکھا جائے پھر اس حاصلات میں سے  
 جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو وہ اسکو منسوب یا جاوے پھر اگر کچھ باقی رہے تو اس میں اسی طور سے کیا جاوے جیسے پہلے بیان کیا ہو یہ  
 سراج و بلج و محیط میں ہے۔ اور قابل پیداوار تلف ہو جائے سے خراج جب ہی ساقط ہو جاتا ہے کہ سال میں سے اتنی  
 مدت نہ باقی رہی ہو کہ آئین وہ دوبارہ کھیتی کر لینے پر قادر ہوئے اور اگر ایسی مدت باقی رہی ہو تو خراج ساقط ہوگا اور ایسا  
 قرار دیا جائیگا کہ گویا اول تھا ہی نہیں و ایسا ہی حکم کر مینے باغ انگور کا ہو کہ اگر کسی کھیتی قبل آفت سے جاتے رہے پس اگر کچھ  
 جاتے رہے اور کچھ باقی رہے پس اگر باقی اتنے ہیں کہ کسی درم تک پہونچ جائے ہیں یا اس سے زیادہ ہیں تو اس پر دس درم واجب  
 ہوئے اور اگر ان میں درم تین تین پہونچتے ہیں تو باقی میں سے نصف مقدار واجب کی اور یہی حکم رطب کا ہے یہ فتاویٰ کا فی خان  
 میں ہے۔ اکامرہ سے شامان کسی جو جوتی سے انکے افعال پسندیدہ میں سے ایک یہ بات تھی کہ جب کاشتکار کی کھیتی کو کوئی  
 آفت آسمانی انکے عہد میں پہونچتی تھی تو اسکا خرچہ و بیج اپنے خزانہ سے اسکو تادان دیدیتے تھے اور کتنے تھے کہ کاشتکار نفع میں  
 ہمارا شریک ہو پس نقصان میں ہم اس کے شریک کیونکہ نہوں اور سلطان اس ملک کے اختیار کرنے میں بددعا اولیائوں  
 ہر یہ وجہ کروری زمین ہو اگر کسی نے خراجی زمین میں باغ انگور لگا یا تو جٹک باغ انگور بھل نہ دیوے تب تک اس پر زمین نہ راعت کا  
 خراج واجب ہوگا اور اسی طرح اگر دیگر پھلدار درخت لگائے تو بھی درختان مذکورہ کے بھل دینے تک اس پر زمین نہ راعت کا خراج  
 واجب ہوگا اور جب درختان انگور پورے ہو کر بھل لائے پس اگر انگوروں کی قیمت پیش درم یا زیادہ تک پہونچی تو اس پر دس درم  
 واجب ہونگے اور اگر پیش درم سے کم پہونچتی ہو تو اس پر نصف پیداوار حاصلات واجب کی اور اگر نصف حاصلات نہ ہو کر  
 بقدر ایک تفری و ایک درم کے بھی نہ پہونچی ہو تو ایک تفری و ایک درم سے کم نہ کیا جائیگا اس واسطے کہ وہ راعت کرنے پر قادر  
 تھا۔ اور اگر کسی کے ملک میں ایسا قطعہ زمین ہو کہ وہ جٹک ہو حالانکہ اس میں کثرت سے شکار ہو تو اس پر خراج واجب نہیں ہوا اور اگر  
 کسی کی زمین میں نہ کل کھڑا ہو یعنی نہ شکاری ہو یا جھاڑ کا جنگل ہو یا درختان صنوبر یا بید بخون یا دیگر اشجار ایسے لگے ہیں کہ کل نہیں  
 دیتے ہیں تو دیکھا جائے کہ اگر مالک اس میں اسکو قطع کر کے اس کے فروغ نہ کرے پر قادر تھا مگر اسے ایسا نہ کیا تو اس پر خراج واجب کا اور اگر







واضح ہو کہ عورت و بچہ و اندھ و بزرگ و غیرہ اور بڑے بیوس اور فقیر غیر متعلق پر بھی جزیہ نہیں ہوتا۔ جزیہ نہیں ہوتا اور نیز معذور اور ابلہ بچہ پر بھی جزیہ نہیں ہوتا۔ یہ اختیار شیخ مختار میں ہے۔ اور متوفی سے بھی نہ لیا جائیگا یہ مختار میں ہے اور جزیہ لوگوں کے ہاتھ نہ لائے گئے ہوں۔ اپنی جزیہ واجب نہیں ہوتا۔ یہ تاثر ضابطہ میں ہے اور ملوک کے ہاتھ نہ لیا جائیگا۔ ورنہ جزیہ نہیں باندھا جائیگا اور نہ ان کے موٹے انکی طرف سے اور اگر بیکے اور ایسے راسخوں پر بھی جزیہ باندھا جائیگا جو لوگوں سے ان کے راسخین مخالفت نہیں کرتے ہیں یہ ہر ایہ میں ہے اور اولو الجہت نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ نصاریٰ کے بھران پر ان کے روس و اراضی پر سالانہ ہزار روپے ہر جگہ ہر جگہ پچاس درم کا ہوئے باندھا جائیگا جس میں سے ہزار روپے ماہ صفر میں اور ہزار روپے ماہ رجب میں واجب ہوئے گئے اور یہ ان کے روس یعنی ہر ہر نفر پر اور انکی اراضی پر تقسیم کیا جائیگا جس جو کچھ ان کے روس کے ساتھ بلین آوے وہ جزیہ ہوگا اور جو انکی اراضی پر رہے وہ خراج ہوگا اور یہ جو دلوں کو سنبھالنا پڑی ہو اس میں سے کہ حدیث کے موافق ہو گا انکی اتنی بار کہ ہر جگہ پچاس درم کا ہو۔ اور امام ابو یوسف نے کتاب خراج میں فرمایا کہ یہ جگہ سے بیان کردہ شدہ و ہزار روپے جو انکی اراضی اور ان کے روس پر باندھے جائیں گے اور ان کے مردوں کی تعداد ہر ہر نفر پر جو مسلمان نہیں ہوئے ہیں اور بھران کی ہر ہر زمین پر تقسیم کیے جائیں گے اگرچہ بعض نے اپنی زمین پوری یا تھوڑی کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی ہو یا کسی فوجی یا غلامی کے ہاتھ فروخت کر دی ہو اور اراضی کے خراج نہ کر دیں عورت و بچہ سب کی اراضی مثل مردوں کی اراضی کے ہیں مگر جزیہ روس و مردوں پر ہو عورتوں و بچوں پر نہیں ہوتا۔ یہ تاثر ضابطہ میں ہے اور امام ابو یوسف نے کتاب خراج میں جگہ کو بیان کیا ہے جو چنانچہ فرمایا کہ ہر جگہ ایک روپیہ جزیہ ہونی چاہیے اسکی قیمت اس قدر ہو کہ قلت و اوقیہ چالیس درم وزن کا ہوتا ہو اور شاند اس پر پچاس درم جزیہ ہوتے ہوں پس قول لو جزیہ اس کے موافق ہوگا لیکن نہ لائق میں تھا از قبح القدر اس پر اعتراض کیا کہ پس قول و لو انک ہر جگہ پچاس درم ہو جزیہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ اوقیہ چالیس درم ہی اتنی مقدار است الی الجواب فانہم اور ہمارے شائع فرمایا کہ اگر ان کے سب مرد ہو گئے یا مسلمان ہو گئے تو وہ ہزار روپے میں سے کچھ کم ہوگا اور یہ سب قدر یعنی دینار و درم انکی اراضی سے وصول کیا جائیگا یہ فتاویٰ میں ہے اور جو مردان میں سے مسلمان ہو گیا اس کے راس کا جزیہ سا قط ہو جائیگا اور وہ مقدار ان لوگوں پر ڈالی جائیگی جو مسلمان نہیں ہوئے ہیں۔ اور بھران کا آزاد کیا ہو غلام جسکو موٹے کہتے ہیں وہ مثل فوجی کے غلام آزاد کیے ہوئے کے ہو کہ اس پر اسکی ذات کا جزیہ باندھا جائیگا یہ تاثر ضابطہ میں ہے و لو الجہت سے نقل ہو سکتا ہے اور واضح ہو کہ جزیہ نہیں دینا چاہیے اور یہی مختار ہے اور حدیث کے کچھ نہیں ہوں تب تک حد نہ کہلائیگا یہ کھایا میں ہے۔ اور محبت میں لکھا ہے کہ اگر نصاریٰ کو اس کے خراج سے نہیں بچتا ہو تو اس سے جزیہ اس نہ لیا جائیگا یہ تاثر ضابطہ میں ہے اور اگر مسلمان کا آزاد کیا ہو غلام مرد نصاریٰ ہو تو اس پر جزیہ باندھا جائیگا یہ ہر ایہ میں ہے اور قریشی نے اگر کا غلام آزاد کر دیا تو اس سے جزیہ نہ لیا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر وہ میوں میں سے کوئی لڑکا شرف حال میں قبل اس کے کہ ان لوگوں پر جزیہ باندھا جائے متعلق ہو یعنی اسکو اختتام ہوا جو علامت بلوغ ہوا اور حال یہ ہو کہ وہ نہ بڑا ہو تو اس پر جزیہ باندھا جائیگا اور اس سے اس سال کا جزیہ لے لیا جائیگا اور اگر ان لوگوں یعنی فوجی مردوں پر جزیہ باندھے جائے گے بعد وہ متعلق ہو تو اس پر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہ تاثر ضابطہ میں ہے۔ اور اگر شرف حال میں کوئی غلام آزاد کیا گیا حالانکہ اس کے پاس مال اسکی ملک ہو میں اگر ان لوگوں پر جزیہ باندھے جانے سے پہلے آزاد کیا گیا تو اس پر بھی جزیہ باندھا جائیگا اور اس سال کا جزیہ اس سے لیا جائیگا اور اگر مردوں پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ آزاد کیا گیا تو اس پر جزیہ نہ باندھا جائیگا

نہ لیا جائیگا  
وہ جزیہ نہیں  
ہوتا  
اور اگر مسلمان  
کا آزاد کیا ہو  
غلام مرد نصاریٰ  
ہو تو اس پر  
جزیہ باندھا  
جائیگا  
یہ ہر ایہ میں  
ہے  
اور اگر شرف  
حال میں کوئی  
غلام آزاد  
کیا گیا  
حالانکہ اس کے  
پاس مال اسکی  
ملک ہو میں  
اگر ان لوگوں  
پر جزیہ  
باندھے جانے  
سے پہلے آزاد  
کیا گیا تو اس  
پر بھی جزیہ  
باندھا جائیگا

یہاں تک کہ سال گذر جاوے اور اگر حربی قبل اسکے کہ ذمی مردوں کا جزیرہ باندھا جاوے ذمی ہو گیا تو اسپر جزیرہ باندھا جائیگا اور اس سال کا جزیرہ اس سے لیا جائیگا اور اگر ذمی مردوں کا جزیرہ باندھا جائے کے بعد وہ ذمی ہو تو اسپر جزیرہ نہ باندھا جائیگا یہاں تک کہ یہ سال گذر جائے اور جزیرہ کسی ایسے مرض وغیرہ میں گرفتار ہو کہ قابل جزیرہ کے نہیں ہو اگر اسکو افتاقہ ہو گیا تو جب تک یہ سال نہ گذر جاوے اسپر جزیرہ نہ باندھا جائیگا خواہ ذمی مردوں کا جزیرہ باندھا جانے سے پہلے اسکو افتاقہ ہو گیا ہو یا اسکے بعد ہو اور خواہ وہ بعد وضع جزیرہ کے ذمی ہو گیا ہو یا اس سے پہلے ذمی ہو گیا ہو جس جزیرہ و جبالا وادیاں اگر وہ مر گیا یا مسلمان ہو گیا حالانکہ اسپر گذشتہ کا جزیرہ باقی ہو تو ہمارے نزدیک یہ باقی اس سے نہ نکلیجیگی اور اسی طرح اگر وہ اندھا ہو گیا یا بچا یا لٹا یا بجا ہو جس ہو گیا کہ کسی کام کرنے پر قادیان میں ہو یا فقیر ہو گیا کہ اسکو کچھ دسترس نہیں ہو حالانکہ اسپر چلا جزیرہ نفس باقی ہو تو یہ باقی ساقط ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور غایت میں لکھا ہو کہ اگر ذمی سال میں کچھ دونوں ذمی رہا اور کچھ ذمی فقیر رہا تو مشل نے فرمایا کہ اگر زیادہ دونوں ذمی رہا ہو تو اس سے تو ان دونوں کا جزیرہ لیا جائیگا اور اگر اس کے برعکس ہو تو فقیروں کا جزیرہ لیا جائیگا اور اگر آدھے سال تو نگر اور آدھے سال فقیر رہا تو اس سے متوسط الحال والوں کا جزیرہ لیا جائیگا یہ تاتار خانہ میں ہے اور اگر امام کے جزیرہ مقرر کرنے سے پہلے بعض جنگا ہو گئے اسپر جزیرہ باندھا جائیگا اور جزیرہ باندھنے کے بعد اگر وہ جنگا ہو تو اسپر جزیرہ اس سال کا نہ باندھا جائیگا اور جزیرہ جنگی دو سال یا زیادہ کے واسطے ادا کرنا جائز ہو اور اگر ذمی نے دو سال کے واسطے جنگی جزیرہ ادا کیا پھر اسلام لایا تو اس سے ایک سال کا خراج واپس کر دیا جائیگا مگر سال اول کا خراج واپس نہ کیا جائیگا جبکہ یہ سال شروع ہو جانے کے بعد وہ مسلمان ہوا یا مر گیا ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور یہ مسئلہ اس امام کے قول پر ہے جو شروع سال سے جزیرہ واجب ہونے کو فرمانا ہو اور جامع صغیر میں اسی پر تنصیف کر دی ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے کہ یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے اور اگر دو یا چند سال ذمی پر جزیرہ گئے اور اس سے جزیرہ نہ لیا گیا یا ہاتھ تک کہ وہ مسلمان ہو گیا تو ہمارے نزدیک اس سے جزیرہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور اگر ذمی مذکور مسلمان نہ ہوا بلکہ اپنے کفر پر ہمارا تو امام اعظم نے فرمایا کہ اس سے گذشتہ سالوں کے جزیرہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور نیز اس سال کے جزیرہ کا جبین وہ ہو سکتا ہے نہ کیا جائیگا یہاں تک کہ یہ سال پورا ہووے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر ذمی بخراتی و غلبی کے درمیان ایک باندی سے لڑکا پیدا ہوا پس دو اذن نے ساتھ ہی اسکے نسب کا دعویٰ کیا پھر وہ بچہ بڑا یعنی بالغ ہوا تو اسپر نصف خراج بختانیوں کا سا اور نصف خراج غلبیوں کا سا ہو گا یہ سراجیہ میں ہے اور اگر بخراتی و غلبی کے درمیان مشترک باندی سے لڑکا پیدا ہوا اور دونوں نے ساتھ ہی اسکے نسب کا دعویٰ کیا پھر اسکے مرد و باپ مر گئے اور یہ لڑکا بالغ ہوا تو اسپر جبین مذکور ہو کہ اگر پہلے غلبی مرے تو اس سے اہل بخران کا جزیرہ لیا جائیگا اور اگر پہلے بخراتی مرے تو اس سے جبین غلبی کا جزیرہ لیا جائیگا اور اگر دونوں ساتھ ہی مر گئے تو نصف غلبیوں کا سا اور نصف بخراتیوں کا سا لیا جائیگا تو یہ قدرت اسکو نہ دی جائیگی چنانچہ سب روایات میں سے صحیح روایت یہی ہے بلکہ اسکو تاکید کی گئی کہ جزیرہ کو خود حاضر کرے اور گھڑا ہو کر ادا کرے اور اس سے وصول کرنے والا بیٹھا ہو گا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اسکی سہیت کو یکدم خوبیش دیکھا اور دیکھا کہ ای ذمی لا اپنا جزیرہ دے یہ بیٹن میں ہے اور ادا کرنے والے کا ہاتھ نیچے رہا اور لینے والا کا ہاتھ اوپر ہو گا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ امام المسلمین کو اختیار ہو چاہے اراضی و جائیم کو جمع کر کے دونوں کا

یہاں تک کہ سال گذر جاوے اور اگر حربی قبل اسکے کہ ذمی مردوں کا جزیرہ باندھا جاوے ذمی ہو گیا تو اسپر جزیرہ باندھا جائیگا اور اس سال کا جزیرہ اس سے لیا جائیگا اور اگر ذمی مردوں کا جزیرہ باندھا جائے کے بعد وہ ذمی ہو تو اسپر جزیرہ نہ باندھا جائیگا یہاں تک کہ یہ سال گذر جائے اور جزیرہ کسی ایسے مرض وغیرہ میں گرفتار ہو کہ قابل جزیرہ کے نہیں ہو اگر اسکو افتاقہ ہو گیا تو جب تک یہ سال نہ گذر جاوے اسپر جزیرہ نہ باندھا جائیگا خواہ ذمی مردوں کا جزیرہ باندھا جانے سے پہلے اسکو افتاقہ ہو گیا ہو یا اسکے بعد ہو اور خواہ وہ بعد وضع جزیرہ کے ذمی ہو گیا ہو یا اس سے پہلے ذمی ہو گیا ہو جس جزیرہ و جبالا وادیاں اگر وہ مر گیا یا مسلمان ہو گیا حالانکہ اسپر گذشتہ کا جزیرہ باقی ہو تو ہمارے نزدیک یہ باقی اس سے نہ نکلیجیگی اور اسی طرح اگر وہ اندھا ہو گیا یا بچا یا لٹا یا بجا ہو جس ہو گیا کہ کسی کام کرنے پر قادیان میں ہو یا فقیر ہو گیا کہ اسکو کچھ دسترس نہیں ہو حالانکہ اسپر چلا جزیرہ نفس باقی ہو تو یہ باقی ساقط ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور غایت میں لکھا ہو کہ اگر ذمی سال میں کچھ دونوں ذمی رہا اور کچھ ذمی فقیر رہا تو مشل نے فرمایا کہ اگر زیادہ دونوں ذمی رہا ہو تو اس سے تو ان دونوں کا جزیرہ لیا جائیگا اور اگر اس کے برعکس ہو تو فقیروں کا جزیرہ لیا جائیگا اور اگر آدھے سال تو نگر اور آدھے سال فقیر رہا تو اس سے متوسط الحال والوں کا جزیرہ لیا جائیگا یہ تاتار خانہ میں ہے اور اگر امام کے جزیرہ مقرر کرنے سے پہلے بعض جنگا ہو گئے اسپر جزیرہ باندھا جائیگا اور جزیرہ باندھنے کے بعد اگر وہ جنگا ہو تو اسپر جزیرہ اس سال کا نہ باندھا جائیگا اور جزیرہ جنگی دو سال یا زیادہ کے واسطے ادا کرنا جائز ہو اور اگر ذمی نے دو سال کے واسطے جنگی جزیرہ ادا کیا پھر اسلام لایا تو اس سے ایک سال کا خراج واپس کر دیا جائیگا مگر سال اول کا خراج واپس نہ کیا جائیگا جبکہ یہ سال شروع ہو جانے کے بعد وہ مسلمان ہوا یا مر گیا ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور یہ مسئلہ اس امام کے قول پر ہے جو شروع سال سے جزیرہ واجب ہونے کو فرمانا ہو اور جامع صغیر میں اسی پر تنصیف کر دی ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے کہ یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے اور اگر دو یا چند سال ذمی پر جزیرہ گئے اور اس سے جزیرہ نہ لیا گیا یا ہاتھ تک کہ وہ مسلمان ہو گیا تو ہمارے نزدیک اس سے جزیرہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور اگر ذمی مذکور مسلمان نہ ہوا بلکہ اپنے کفر پر ہمارا تو امام اعظم نے فرمایا کہ اس سے گذشتہ سالوں کے جزیرہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور نیز اس سال کے جزیرہ کا جبین وہ ہو سکتا ہے نہ کیا جائیگا یہاں تک کہ یہ سال پورا ہووے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر ذمی بخراتی و غلبی کے درمیان ایک باندی سے لڑکا پیدا ہوا پس دو اذن نے ساتھ ہی اسکے نسب کا دعویٰ کیا پھر وہ بچہ بڑا یعنی بالغ ہوا تو اسپر نصف خراج بختانیوں کا سا اور نصف خراج غلبیوں کا سا ہو گا یہ سراجیہ میں ہے اور اگر بخراتی و غلبی کے درمیان مشترک باندی سے لڑکا پیدا ہوا اور دونوں نے ساتھ ہی اسکے نسب کا دعویٰ کیا پھر اسکے مرد و باپ مر گئے اور یہ لڑکا بالغ ہوا تو اسپر جبین مذکور ہو کہ اگر پہلے غلبی مرے تو اس سے اہل بخران کا جزیرہ لیا جائیگا اور اگر پہلے بخراتی مرے تو اس سے جبین غلبی کا جزیرہ لیا جائیگا اور اگر دونوں ساتھ ہی مر گئے تو نصف غلبیوں کا سا اور نصف بخراتیوں کا سا لیا جائیگا تو یہ قدرت اسکو نہ دی جائیگی چنانچہ سب روایات میں سے صحیح روایت یہی ہے بلکہ اسکو تاکید کی گئی کہ جزیرہ کو خود حاضر کرے اور گھڑا ہو کر ادا کرے اور اس سے وصول کرنے والا بیٹھا ہو گا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اسکی سہیت کو یکدم خوبیش دیکھا اور دیکھا کہ ای ذمی لا اپنا جزیرہ دے یہ بیٹن میں ہے اور ادا کرنے والے کا ہاتھ نیچے رہا اور لینے والا کا ہاتھ اوپر ہو گا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ امام المسلمین کو اختیار ہو چاہے اراضی و جائیم کو جمع کر کے دونوں کا

خراج یکجائی و رسوم یا دیناروں یا نیلی یا ذرنی یا کپڑوں سے مقرر کرنے اور چاہے ہر ایک کو الگ الگ کر دے یعنی  
 ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ خراج مقرر کرے پس اگر امام نے جمع کر کے ایک ہی خراج مقرر کیا تو بقدر حال جماعت دینی  
 تھا اور کے بقدر اراضی کے دونوں پر ہر جزیرہ جو عی عدل و انصاف سے تقسیم کیا جائیگا پس حسب قدر جماعت کے حصہ میں پڑے  
 وہ جزیرہ ہو کہ روس و سیول پر تہ تیغ مذکورہ بالا مقرر ہوگا اور حسب قدر اراضی کے حصہ میں پڑے وہ خراج ہوگا کہ ہر اراضی  
 پر بقدر اسکی پیداوار کے تہ تیغ مذکورہ بالا مقرر کیا جائیگا۔ اور اگر جماعت میں سے بسبب موت یا اسلام لانے کے تعداد  
 کم ہو گئی تو جماعت کے حصہ میں سے اسی قدر حصہ گھٹا کر اراضی منتقل کیا جائیگا بشرطیکہ اراضی اسکو برداشت کر سکے اور اس طرح  
 اگر کل جماعت ہلاک ہو گئے تو انکا حصہ منتقل کر کے اراضی پر بڑھا دیا جائیگا بشرطیکہ اراضی برداشت کر سکے اور اگر اراضی  
 برداشت نہ کر سکے تو یہ مقدار مذکورہ تمام مجموعی خراج سے طرح دیا جائیگا۔ اور اگر جماعت اس کے بعد کثرت سے ہو گئے تو جماعت کا حصہ  
 انکی طرف رو کر دیا جائیگا اور اگر اراضی کی پیداوار میں کمی ہو گئی تو بقدر نقصان کے اس میں سے حصہ کم کر کے جماعت پر دیا جائیگا  
 بشرطیکہ جماعت اسکو برداشت کر سکے پھر اگر اس کے بعد اراضی اپنے حال کمال پر ہو گئی تو حصہ مذکورہ پھر اراضی پر رو کر دیا جائیگا  
 اور اگر اس حصہ کو جماعت نہیں برداشت کر سکتے ہیں تو ساقط ہو جائیگا و لیکن جب پھر اراضی مذکورہ اپنی طاقت پر  
 آ جاوے اور برداشت کر سکے تو پھر پورا کر دیا جائیگا۔ اور اگر اراضی تمام تلف ہو گئیں یا بنو طور کہ غرق ہو گئیں یا بھٹک  
 ہو گئیں یعنی ان میں سے پانی چھوٹنے لگا اور وہ ایسی تڑپ ہو گئی کہ قابل زراعت نہیں ہو اور جماعت باقی رہے تو حصہ اراضی  
 بجانب جماعت منتقل نہ کیا جائیگا اور اگر امام نے علیحدہ علیحدہ جماعت و اراضی کا خراج مقرر کیا پس جماعت پر کسی قدر حصہ معلوم  
 مقرر کیا اور اراضی پر بھی کسی قدر حصہ معلوم بیان کیا تو کسی وغیرہ کی صورت میں یہ نہ ہوگا کہ ہر دو میں سے کوئی دوسرے کا  
 حصہ برداشت کرے بلکہ وہ حصہ جو سرورست نہیں اٹھا سکتا ہو اس مقدار سے جو اس پر مقرر کی گئی ہو طرح دیا جائیگا یا تاکہ  
 کہ پھر اسکی ایسی حالت ہو جائے کہ طرح دیا گیا ہو اسکو برداشت کرے پس پھر اس پر غامد کیا جائیگا۔ اور اگر امام نے ان  
 لوگوں سے اسطور پر صلح کی کہ انکی اراضی سے کل مال لے لیا اور جماعت سے حصہ نہ لیا یا جماعت سے کل لیا اور اراضی سے کچھ  
 نہ لیا تو یہ صحیح نہیں ہو بلکہ کل مال جماعت و اراضی پر تہ تیغ مذکورہ سابق تقسیم کیا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی  
 ملک کے لوگ جیسے امام نے کسی قدر مال معلوم پر صلح کی ہو کہ جسکو وہ اپنے جماعت و اراضی سے دیا کرینگے سب مسلمان ہو گئے تو  
 انکا خراج روس ساقط ہو جائیگا اور خراج اراضی ساقط نہ ہوگا یہ تا تا رقا نیہ میں ہو واللہ اعلم فیصل اگر زمینوں نے جدید  
 بیٹوں یا کنیسوں کا بنانا چاہا یا اجوس نے آتشخانہ بنانا چاہا پس اگر انھوں نے مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر یا قلعے  
 شہر میں آسکا بنانا چاہا تو بالاتفاق سب کے نزدیک منع کیے جاوینگے اور اگر انھوں نے سواد شہر اور دیہات میں ہسکا بنانا  
 چاہا تو اس میں روایات مختلف ہیں اور روایتوں کے خلاف کی وجہ سے مشائخ نے اس میں بھی اختلاف کیا ہو چنانچہ مشائخ  
 مانع نے فرمایا کہ اس سے بھی منع کیے جاوینگے مگر ایسے گاؤں میں جہاں کے اکثر رہنے والے ذمی ہوں منع نہ کیے جاوینگے  
 اور مشائخ بخارا نے جن میں سے امام ابو بکر محمد بن الفضل بھی ہیں فرمایا کہ منع نہ کیے جاوینگے اور کس لاکھ خسی نے  
 فرمایا کہ میرے نزدیک اصح یہ ہو کہ وہ لوگ سواد شہر میں بھی بنانے سے منع کیے جاوینگے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو  
 اور زمین عرب میں شہروں و دیہاتوں سب جگہ اس سے منع کیے جاوینگے یہ ہلایہ میں ہو۔ اور جیسے جدید بیعہ و کنیسہ  
 کا بنانا نہیں روا ہو ایسے ہی جدید بیعہ کا بنانا بھی نہیں روا ہو کہ جس میں تنہا ایک شخص نہیں سے اپنے طریقہ پر عبادت کرے

اور اگر امام نے ان لوگوں سے اسطور پر صلح کی کہ انکی اراضی سے کل مال لے لیا اور جماعت سے حصہ نہ لیا یا جماعت سے کل لیا اور اراضی سے کچھ نہ لیا تو یہ صحیح نہیں ہو بلکہ کل مال جماعت و اراضی پر تہ تیغ مذکورہ سابق تقسیم کیا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی ملک کے لوگ جیسے امام نے کسی قدر مال معلوم پر صلح کی ہو کہ جسکو وہ اپنے جماعت و اراضی سے دیا کرینگے سب مسلمان ہو گئے تو انکا خراج روس ساقط ہو جائیگا اور خراج اراضی ساقط نہ ہوگا یہ تا تا رقا نیہ میں ہو واللہ اعلم فیصل اگر زمینوں نے جدید بیٹوں یا کنیسوں کا بنانا چاہا یا اجوس نے آتشخانہ بنانا چاہا پس اگر انھوں نے مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر یا قلعے شہر میں آسکا بنانا چاہا تو بالاتفاق سب کے نزدیک منع کیے جاوینگے اور اگر انھوں نے سواد شہر اور دیہات میں ہسکا بنانا چاہا تو اس میں روایات مختلف ہیں اور روایتوں کے خلاف کی وجہ سے مشائخ نے اس میں بھی اختلاف کیا ہو چنانچہ مشائخ مانع نے فرمایا کہ اس سے بھی منع کیے جاوینگے مگر ایسے گاؤں میں جہاں کے اکثر رہنے والے ذمی ہوں منع نہ کیے جاوینگے اور مشائخ بخارا نے جن میں سے امام ابو بکر محمد بن الفضل بھی ہیں فرمایا کہ منع نہ کیے جاوینگے اور کس لاکھ خسی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح یہ ہو کہ وہ لوگ سواد شہر میں بھی بنانے سے منع کیے جاوینگے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور زمین عرب میں شہروں و دیہاتوں سب جگہ اس سے منع کیے جاوینگے یہ ہلایہ میں ہو۔ اور جیسے جدید بیعہ و کنیسہ کا بنانا نہیں روا ہو ایسے ہی جدید بیعہ کا بنانا بھی نہیں روا ہو کہ جس میں تنہا ایک شخص نہیں سے اپنے طریقہ پر عبادت کرے

بخلاف اسکے اگر کسی نے اپنے گھر میں کوئی جگہ نماز کے واسطے بنائی کہ اس میں نماز پڑھے تو اس سے منع نہ کیا جائیگا یہ  
غایت البیان میں ہو۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سواد شہر و دیہات میں جو بیچ و کنائس قدیمی بنے ہوں وہ نہ  
ڈھائے جائیں گے اور ہا شہر و دیہات میں سواما محمد نے اجازت میں ذکر کیا ہو کہ شہر میں جو ہوں وہ نہ ڈھائے جائیں گے اور  
کتابا لشہر و الخراج میں ذکر کیا کہ مسلمانوں کے شہروں میں جو ہوں وہ ڈھائے جائیں گے اور مسلمانوں کے شہر میں جو ہوں وہ نہ ڈھائے جائیں گے  
نزدیک اصح اجازت کی روایت ہے کہ قضاوی خان میں ہو۔ اور اگر انکی بیعتوں میں سے یا کنیسوں میں سے کوئی جگہ  
یا کنیسہ قدیمی نہ ہو گیا تو انکو اختیار ہوگا کہ اسی مقام پر جیسا تھا ویسا ہی بنالین اور اگر انھوں نے کہا کہ ہم اسکو یہاں سے  
محو کر کے دوسری جگہ بنا دینگے تو انکو یہ اختیار نہ ہوگا بلکہ اسی مقام پر اسقدر عمارت کا جیسا پہلے تھا بنا سکتے ہیں  
اور پہلی عمارت سے زیادہ کرتے سے منع کیے جائیں گے یہ قضاوی خان میں ہو اور واضح رہے کہ قدیمی سے مراد ہر جگہ  
انام اسلام نے ایک شہر کو فتح کیا یا اسے مصلحت سے لیا کہ خیر یہ دیا کہین اور تاج اسلام ہو کہ اپنے دین پر اپنے ملک پر قائم  
رہیں اس سے پہلے کا بنا ہوا ہو اور یہ شرط نہیں ہو کہ لا محالہ وہ زمانہ تھا کہ رضی اللہ عنہم و آلہم و سلم اللہ کے زمانہ میں جو  
ہو یہ غایت البیان میں ہو اور اگر انکا کوئی کنیسہ کسی گاؤں میں ہو پھر اس کنیسہ والوں کے آئین پرست عمارت بنائی پھر یہ  
انکا توں بھی بخلاف مقام کے ہو گیا تو بنا پر روایت کتابا لشہر کے انکو حکم دیا جائیگا کہ اسکو گرا دیں اور بنا پر مقرر کیا  
کے انکو یہ حکم نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر انکا کوئی کنیسہ کسی شہر سے قریب ہو پھر انھوں نے اسکے گھر و عمارت بنائی تو شہر میں  
اور یہاں تک کہ انھیں کہ یہ موضع اس شہر سے متصل ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ گویا شہر کے محلوں میں سے ایک محلہ ہو تو بھی انکو  
اس کنیسہ کے ڈھانے کا حکم کیا جائیگا اور صحیح وہی حکم ہے جو عائدہ آیات میں مذکور ہے چنانچہ انکا دھانیہ میں ہو اور اگر  
اہل حرب کی کسی قوم نے درخواست صلاح اس شرط پر کی کہ ہم لوگ مسلمانوں کے اہل ذمہ اس شرط سے ہوتے ہیں کہ اگر مسلمانوں  
نے ہمارے ملک میں کوئی شہر اپنے واسطے بنایا یا اختیار کیا تو ہمکو اس میں جہاد یہیہ یا کنیسہ بنانے سے اور علائقہ شہر پر ہر  
فروختہ کرنے سے منع نہ کریں تو مسلمانوں کو اس شرط پر اسے مصلحت نہ کہ نہ چاہیے اور اگر اس شرط پر اسے مصلحت نہ کہ نہ  
انکو اس مصلحت کے ٹوڑنے کا اختیار ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی قوم اہل حرب مسلمانوں سے مصلحت کی بہرین شرط کہ ہم اپنے  
چانوں و دارائی سے مسلمانوں کے اہل ذمہ بدین شرط ہوتے ہیں کہ ہم سے مسلمان لوگ یہ شرط کریں کہ ہمارے ساتھ ہمارے  
گھروں و گائون و قبیلوں و شہروں میں مقاسم کریں حالانکہ اس میں کینسے و بیچ و آتشخانہ ہیں اور ان میں شرابیہ و علاتیہ  
فروختہ کیجاتی ہو اور علائقہ ماؤں و بیٹوں بہنوں سے نکاح کیا جاتا ہو۔ اور جو جس کا ذریعہ وہ دار علائقہ فروخت کیا جاتا ہو  
تو ایسی صلاح میں جو چھوٹا یا بڑا شہر کہ وہ مسلمانوں کا شہر ہو جائیگا کہ اس میں نماز جمعہ قائم کی جائیگی اور عمارت و شہر جاری  
کیے جائیں گے تو ایسے شہر میں ان آدمیوں کو ان سب امور کے اظہار سے حانفت کی جائیگی اور انکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس میں  
کوئی جہاد یہیہ یا کنیسہ یا آتشخانہ بنا دیں جو قبل صلاح کے نہ تھا اور اس میں علائقہ شہر پر ہر پانچنے پانچنے اور نہ سوار اور  
نہ دار اور نہ جو بیٹوں کا فسخ کیا ہوا ہو اور۔ اور نیز یہ بھی اختیار نہ ہوگا کہ اس میں علائقہ ماؤں و دیگر عمارت و بیٹوں کے  
ساتھ نکاح ظاہر کریں اور انکے لیے کچھ بھی روانہ ہوگا الاصل و احدہ۔ اور کنائس و بیچ و آتشخانہ جو کہ اس مقام کے  
شہر اسلام ہو جانے سے پہلے کے تھے وہ اسی حال پر چھوڑ دیے جائیں گے چنانچہ شہر اسلام ہو جانے سے پہلے اہل ذمہ وہاں  
کیا کرتے تھے و لیکن یہ لوگ اپنی صلیبیں اپنے کنائس سے باہر نہ نکالیں گے۔ اور اگر انکے ایسے کنیسوں میں سے کوئی کنیسہ نہ ہو

کتابا لشہر  
باب شہر  
در بیان  
خرج



ہو گیا تو اسکو ویسا ہی بنا لینگے جیسا وہ پہلے تھا اور اگر انھوں نے کہا کہ ہم اسکو یہاں لینگے تو یوں کر کے شہر میں دو حصے بنائے  
 پر بنا دینگے تو انکو یہ اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر امام کسی قوم اہل حریب یا بغال کو یا پھر اسکو مصلحت معلوم ہو کہ انکو ذی بنانے  
 اپنا اور انکی اراحتی پر خراج باندھے اور اس ملک کو غنائین کے درمیان تقسیم نہ کرے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسود کو دیا  
 کے ساتھ کیا تھا تو یہ جائز ہے جس جہاں ایسا کیا تو یہ لوگ ذمی ہو جائیں گے اور منع نہ کیے جائیں گے کیسے بنائے سے اور  
 دوسرے بنائے سے اور نہ آتشخانہ بنائے سے اور نہ بیچ خر سے اور نہ بیچ نذر سے اور نہ اظہار ان تمام افعال سے جو ہمتے انکی  
 ملت کے بیان کیے ہیں یہ سراج و بلج ہیں ہو۔ اور اگر امام نے بلاد اہل شرک میں سے کوئی شہر قہر و غلبہ سے فتح کیا پھر ان  
 لوگوں سے اس شہر پر صلح کی کہ انکو ذمی بناوے حالانکہ اس سرزمین میں قدیمی بیتہ و کنائس و آتشخانہ ہیں یا اہل شرک کے  
 گائوں میں سے کوئی گائوں ایسا ہو پھر یہ گائوں مسلمانوں کے شہروں میں سے ایسا شہر ہو گیا کہ اس میں نماز جمعہ قائم کی جاتی  
 ہو اور حدود و شرعی جاری ہیں تو امام ان اہل ذمہ کو ان کی عیسوی و مجوسی اپنی ملت کی نماز پڑھنے سے ممانعت کر دے گا  
 اور انکو حکم کرے گا کہ ان مکانوں کو اپنے رہنے کے گھر بنالیں کہ ان میں رہا کریں اور امام کو یہ نہ چاہیے کہ انکو مشرک کر دے۔  
 اور اگر اہل حرب میں سے کسی قوم نے ذمی ہو جانے پر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے ذمی ہو جانے کے بعد ہم اپنے دیہاتوں یا  
 شہروں میں کیسے و جیسے و آتشخانہ بناوینگے پھر صلح کے ایسا موضع جہاں انھوں نے بنایا ہو مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک  
 شہر ہو گیا تو مسلمانوں کو رو انہیں ہو کہ اس میں سے کچھ ڈھوا دین اور یہ حکم بنا بر عامہ روایت ہے جو اور بنا بر روایت  
 کتاب عشر و انخراج کے مسلمانوں کو انکے ڈھانے کا اختیار ہے۔ اور اسی طرح اگر انکے شہروں میں سے کوئی شہر مسلمانوں کے  
 واسطے ایسا شہر ہو گیا کہ اس میں جمعہ قائم کیا جاتا ہو اور حدود و شرعی جاری ہیں پھر مسلمانوں نے اس شہر کو چھوڑ دیا اور دوسرے  
 مقام پر چلے گئے اور یہاں کوئی مسلمان نہ رہا سوائے پانچ سات مسلمانوں کے یعنی بہت کم پھر اہل ذمہ نے اسے نو آئین کیسے بنا  
 پھر مسلمانوں نے اپنی مصلحت دیکھ کر عہد کیا اور اسی شہر میں آکر رہے اور یہ شہر ایسا ہو گیا کہ اس میں نماز جمعہ و عیدین قائم کی جاتی ہو  
 اور حدود و شرعی جاری ہیں تو جو کنائس انھوں نے جدید بنالیں گے وہ ہر دم نہ کیے جائیں گے۔ اور شیخ رکن الاسلام علی سفاری نے  
 فرمایا کہ اسی طرح اگر اس شہر کے مسلمانوں کا شہر ہو جائے اور اہل ذمہ نے اس میں کوئی جدید کیسے بنا لیا اور مسلمانوں نے اسکو نہ  
 نہ کیا یہاں تک کہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر مصلحت سے پھر مسلمان لوگ آئیں خود کر کے چلے آئے اور وہ مسلمانوں کا شہر ہو گیا  
 تو بھی کیسے بنائے نہ کر دے ہر دم نہ کیے جائیں گے اور جو شہر ایسا ہو کہ وہ مسلمانوں کا شہر بنایا ہوا ہو اور قبل اسکے شہر بنائے  
 کے آئین سے و کیسے پھر مسلمانوں نے چاہا کہ ذمیوں کو ان میں نماز پڑھنے سے منع کر دیں پس ذمیوں نے کہا کہ ہم لوگ  
 ایسی قوم اہل ذمہ ہیں کہ ہم نے امام المسلمین سے اپنے بلا دیہ صلح کر لی ہے پس تمکو یہ رو انہیں ہو کہ ہر گز ان کیسیوں  
 میں نماز پڑھنے سے منع نہ کرو اور مسلمانوں نے کہا کہ ہمیں بلکہ ہم نے تمھارے مالک کو برو شہر غلبہ کر کے فتح کیا ہو پس  
 تمکو اہل ذمہ کو رو یا پس ہو کہ ہم تمکو ان کنائس میں نماز پڑھنے سے منع کر دیں پس یہ مقدمہ اسل امام کے حضور  
 میں پیش کیا گیا جو اسوقت میں امام ہو اور اس ملک کے فتح کا زمانہ دراز گذر ہو اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ اہل ذمہ میں یہ  
 بات کیونکر ہوتی تھی تو امام موصوف و ریافت کرا دیگا کہ فقہا و اہل خبر کے پاس اس باب میں کوئی اثر ہو پس اگر فقہان  
 نے کوئی خبر بیان کی تو اسکو لیکر اسکے موافق کا ربتہ ہوگا اور اگر فقہیوں کے پاس کوئی خبر نہ ہو یا اخبار مختلف ہوں  
 تو امام اس دیار کو بطریق صلح فتح کیا ہو اقرار دیگا اور قول انھیں اہل ذمہ کا قبول کرے گا کہ انکے قسم لگا اور اگر ایک خبر

وہاں سے لکھا گیا ہے

بیان ہوا کہ یہ صلح سے فتح ہوا ہو اور دوسری خبر میں مذکور ہو کہ یہ قہر و غلبہ سے فتح ہوا ہو تو بھی قول اہل ذمہ قبول ہو گا اور اگر کسی قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت یعنی گواہی دی کہ اس دیار والوں سے صلح کر کے فتح کیا گیا ہو اور دوسری قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت دی کہ یہ دیار قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہو تو قہر و غلبہ سے فتح کیے جانے کی گواہی اولیٰ یعنی مقبول ہوگی۔ اور اگر کوئی اثر کسی ثقہ سے روایت کیا ہوا اطلاق پر دیار صلح سے کیا گیا ہو اور شہادت پر شہادت گذری کہ یہ دیار صلح سے فتح کیا گیا ہو تو جو امر اس گواہی میں مذکور ہو وہی حق یعنی وہی مقبول ہو گا لیکن اس شرط سے کہ گواہان اصل گواہان صرح ہر دو خلیفہ مسلمان ہوں۔ اور اگر اثر کسی ثقہ سے روایت کیا گیا کہ یہ دیار صلح سے کیا گیا ہو اور شہادت پر شہادت گذری کہ قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہو تو بھی گواہی مذکور مقبول ہوگی بلکہ اس صورت میں عام ہر خواہ گوہ لوگ مسلمانوں میں سے ہوں یا ذمیوں میں سے ہوں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور یہ نیز اور ہو کہ کوئی ذمی اس اختیار پر نہ چھوڑ دیا جائے کہ وہ مسلمان سے شہادت پر گواہی دے یعنی ذمی مسلمان سے شہادت کر کے یا ذمی نہ عباس میں اور نہ سواری میں اور نہ وضع و ثبات میں اور ذمیوں کو گھوڑے کی سواری سے منع کیا جائے والا اس وقت سوار ہونے یا دین کے آگے حاجت ہو ورنہ کذا فی المحیط پھر جب اہل ذمہ بسبب ضرورت کے سوار ہونے مثلاً امام کو محاربہ اور مسلمانوں سے برائی دور کرنے میں انکی مدد کی حاجت ہو تو پس سوار ہو کر دشمن سے لڑنے کو گئے تو چاہیے کہ جہاں مسلمانوں کا جمیع ہو ورنہ وہاں سواری سے اتر چڑھیں پھر اگر ضرورت برابر باقی رہے تو انکو حکم کیا جائے کہ اکاف کی ہیأت کی زمین بنو ادین کذا فی الحال مترجم اکاف بالان ترک کذا قالوا وچھوڑ کر سوار ہونے سے منع نہ کیے جائینگے اور نیز اگر حصے کی سواری سے بھی منع نہ کیے جاویں لیکن اس سے مخالفت کیا جائے کہ مسلمانوں کے زمین کے طور کی زمین بنو ادین اور چاہیے کہ انکے قریبوں زمین پر مثل اناس کے ہوا اور شیخ ابو جعفر نے کہا کہ اس سے خلاف یہ ہو کہ انکی قریبوں زمین مثل مقدم اکاف کے مثل اناس کے ہوتا ہو یعنی چاہیے ہوا اور بعض مشائخ نے کہا کہ خلاف یہ ہو کہ انکی زمین مثل مسلمانوں کی زمین کے ہوا لیکن اسکے آگے کی طرف ایک چیز مثل اناس کے ہی ہو ورنہ لیکن قول اول صحیح ہے اور منع کیے جاویں یا ذمی بنے اور عاموں اور دراعہ بننے سے جسکو علماء دین پہنچتے ہیں اور چاہیے کہ وہ لوگ کلاہما سے مضروب اور زمین اور اسی طرح اس سے منع کیے جاویں کہ انکی نفلیں کی شرک مثل شرک مسلمانوں کی نفلیں کے ہوں اور ہمارے دیار میں مردو لوگ نفلیں نہیں پہنچتے ہیں بلکہ مکہ عجب پہنچتے ہیں پس واجب ہو کہ انکے مکہ عجب مثل ہمارے مکہ عجب کے ہوں بلکہ اسکے خلاف ہوں اور چاہیے کہ کچھ دور کھڑے ہوئے بدرنگ ہوں اور زینت دار ہوں۔ اور نیز چاہیے کہ بدنگ پکڑے جاویں تاکہ انہیں سے ہر شخص موئے دورے کے مثل بنا کر اپنی کمر میں باندھے رہے اور چاہیے کہ یہ لپیٹا ہوا ہو ہوا اور برشم سے ہوا اور چاہیے کہ گنہ غلیظ ہوا ایسا واقع نہ ہو کہ بدون نگاہ گرونے کے اس پر نظر نہ پڑے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ چاہیے کہ اسکو اپنی کمر میں گروہ و دیگر باندھے اور اسکے واسطے حلقہ نہ بناوے جیسے مسلمان بیٹی باندھتا ہے بلکہ دائیں بائیں اسکے چھوڑ دیا جائے رہے۔ اور نیز موزہ ہائے زینت دار نہ پہننے یا دینگے اور چاہیے کہ انکے موزے کھڑے چھوڑے ہوئے بدرنگ ہوں اور اسی طرح وہ لوگ قبا ہائے زینت دار قہریم ہائے زینت دار نہ پہننے یا دین بلکہ کرباس کی موٹی قمیضیں جنکے تنکے لائیں لائیں اور وہاں کو تاہ ہوں نہیں اور اسی طرح کرباس کی موٹی قمیضیں جنکے گلے کے چاک سینے پر ہوں مثل عورتوں کے ایسی قمیضیں پہننے یا دینگے۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ جب مسلمانوں نے اپنی زور و شمشیر غلبہ پایا ہو تو

۱۲۰  
۱۱۹  
۱۱۸  
۱۱۷  
۱۱۶  
۱۱۵  
۱۱۴  
۱۱۳  
۱۱۲  
۱۱۱  
۱۱۰  
۱۰۹  
۱۰۸  
۱۰۷  
۱۰۶  
۱۰۵  
۱۰۴  
۱۰۳  
۱۰۲  
۱۰۱  
۱۰۰  
۹۹  
۹۸  
۹۷  
۹۶  
۹۵  
۹۴  
۹۳  
۹۲  
۹۱  
۹۰  
۸۹  
۸۸  
۸۷  
۸۶  
۸۵  
۸۴  
۸۳  
۸۲  
۸۱  
۸۰  
۷۹  
۷۸  
۷۷  
۷۶  
۷۵  
۷۴  
۷۳  
۷۲  
۷۱  
۷۰  
۶۹  
۶۸  
۶۷  
۶۶  
۶۵  
۶۴  
۶۳  
۶۲  
۶۱  
۶۰  
۵۹  
۵۸  
۵۷  
۵۶  
۵۵  
۵۴  
۵۳  
۵۲  
۵۱  
۵۰  
۴۹  
۴۸  
۴۷  
۴۶  
۴۵  
۴۴  
۴۳  
۴۲  
۴۱  
۴۰  
۳۹  
۳۸  
۳۷  
۳۶  
۳۵  
۳۴  
۳۳  
۳۲  
۳۱  
۳۰  
۲۹  
۲۸  
۲۷  
۲۶  
۲۵  
۲۴  
۲۳  
۲۲  
۲۱  
۲۰  
۱۹  
۱۸  
۱۷  
۱۶  
۱۵  
۱۴  
۱۳  
۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

اور اگر انکے ساتھ بعض ان چیزوں پر صلح واقع ہوئی ہو تو وہ لوگ موافق صلح کے رکھے جاویں گے پھر شایع کے خلاف  
 کیا ہو کہ ایسی صورت میں ہمارے اور انکے درمیان مخالفت و صلح فقط ایک علامت کے ساتھ شرط ہو یا وہ علامتوں  
 یا تعین علامتوں سے اور حاکم امام ابو محمد فرماتے ہیں کہ اگر امام نے انکے ساتھ صلح کی اور ایک علامت پر ان کو دیا  
 دیا گیا ہو تو اس علامت پر اور نہ بڑھائی جائیگی۔ اور اگر کسی ملک کو بڑھتی شیعہ قہر سے فتح کیا تو امام کو اختیار  
 ہوگا کہ انہیں بہت سی علامات نہ کرے لازم کرے یہی صحیح ہو چھپتے ہیں۔ اور واجب ہے کہ انکی عورتوں سے بھی مسلمان  
 عورتوں سے تمیز کر دی جائے راہ پہلنے کی حالت اور حاملوں میں داخل ہونے کی حالت میں چنانچہ اس غرض سے انکی  
 عورتوں کی گروہوں میں لونیہ کے طوق ڈالنے جاویں اور مسلمان عورتوں کی ازار سے انکی ازار مخالفت رہے۔  
 اور انکے گھروں کے دروازوں وغیرہ پر ایسے علامات مقرر کر دیے جاویں جن سے مسلمانوں کے گھروں سے تمیز ہو جائے  
 تاکہ یہ نہ ہو کہ انکے دروازوں پر سائل کھڑا ہو کر انکے واسطے منفردت کی دعا کرے پس قائل یہ ہو کہ ایسے امور سے انکی تمیز  
 کر دینی واجب ہو کہ وہ ان کے لوگوں میں یہ امور بحسب رواج و زمانہ کے ذلت و حقارت و مقہوریت پر دلالت کر سکیں  
 تاکہ انکے ذلیل و حقیر و مقہور ہونے پر اشعار ہو جاوے۔ یہ اختیار تشریح فقہاء میں ہے۔ اگر کسی ذمی کسی مسلمان سے بیچو کا  
 راستہ پوچھا تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو بیچے کی راہ بتا دے اسواسطے کہ بیچیت پر راہ بتلانی ہوگی۔ اگر کسی مسلمان کا  
 بائیں یا مان ذمی ہو تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو گھر سے بیچے کو پوچھاوے اور یہ روا ہے کہ اسکو بیچے سے ہاتھ پکڑ کر گھر سے بیچے سے  
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے جو ذمی لوگ اختیار نہ اٹھانے پاویں گے اور جب ستم میں چلیں تو مسلمان لوگ متفق ہو کر اس طرح چلیں کہ ذمی  
 راستہ میں دیکر چلیں اور کوئی مسلمان ان سے سلام کرنے میں ہل نہ کرے ہاں اگر وہ لوگ پہلے سلام کریں تو جواب میں فقط  
 علیکم کے یہ فتح القدر میں ہے۔ اور ذمیوں کے قلام اسواسطے تنگ نہ پکڑے جاویں گے کہ زنا یا نہ ہیں اور یہی مختار ہے یہ فتاویٰ  
 کہیں میں ہے۔ اور نصرائی کو اختیار نہیں ہوگا کہ انکے گھر میں مسلمانوں کے شہر میں نا قوس بجاوے اور اختیار نہیں ہوگا کہ گھر میں  
 کو اپنے گھر میں نماز کے واسطے جمع کرے ہاں اسکو یہ اختیار ہے کہ خود تنہا نماز پڑھے اور نصرائیوں کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اپنے  
 گھر میں سے بیچے بیچے بیچے نکالیں اور اگر انھوں نے پورا یا اخیل پڑھنے میں اپنی آواز بلند کی پس اگر انھیں نظر شرک ہو تو  
 اس سے منع کیے جاویں گے اور اگر اس سے اٹھار شرک واقع نہ ہو تو ممانعت نہ کی جائیگی اور مسلمانوں کی بازاروں میں انکے  
 چہرے سے منع کر دیے جاویں گے اور اسی طرح اسلام کے شہر و قباۃ شہر میں شراب سوار کے فروخت کرے اور شراب سوزن ہار کرے  
 سے منع کیے جاویں گے اور اگر قباۃ شہر سے دور ہو گئے تو وہاں صلیب نہ لگانے و نا قوس بجانے میں ممانعت نہیں ہے۔ اور  
 ہر دو موقع میں جو شہر ہے اسلام سے ہو وہاں ایسے امور سے منع نہ کیے جاویں گے اگرچہ اس مقام میں گنتی سے یہ مسلمان  
 رہا کرتے ہوں ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ سے کہیں میں فرمایا ہے اور بہت سے ائمہ نے فرمایا کہ یہ قول امام محمد رحمہ اللہ ہے  
 ویراستہ کو نہ فرمایا ہو اسواسطے کہ وہاں ان دیہات کے تمام رہنے والے ذمی درو افش ہیں اور ہمارے دیار کے وہاں تو  
 ہیں بھی اہل قوم ایسے امور سے منع کیے جاویں گے جیسے شہروں میں منع کیے جاتے ہیں۔ اور ہمارے شایع نے فرمایا کہ دیہات  
 میں ایسے امور کے اٹھار و احداث سے کسی حال میں منع نہ کیے جاویں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور عیسائی ہر زادہ  
 میں شایع کہ اگر اہل ذمہ سے مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں یا مسلمانوں کے گاؤں میں سے کسی گاؤں میں یا کوئی  
 کیا پیر نہیں کہ جو بیچے درخت صلح نہیں ہو شکل و فواش و غیرہ پر دلیل حدیث و روایت سے روایا اور کتب و بازی

یہ فتاویٰ ہندیہ کتاب فی المسیر باب ششم در بیان فوج  
 اور اگر انکے ساتھ بعض ان چیزوں پر صلح واقع ہوئی ہو تو وہ لوگ موافق صلح کے رکھے جاویں گے  
 کیا ہو کہ ایسی صورت میں ہمارے اور انکے درمیان مخالفت و صلح فقط ایک علامت کے ساتھ شرط ہو یا وہ علامتوں  
 یا تعین علامتوں سے اور حاکم امام ابو محمد فرماتے ہیں کہ اگر امام نے انکے ساتھ صلح کی اور ایک علامت پر ان کو دیا  
 دیا گیا ہو تو اس علامت پر اور نہ بڑھائی جائیگی۔ اور اگر کسی ملک کو بڑھتی شیعہ قہر سے فتح کیا تو امام کو اختیار  
 ہوگا کہ انہیں بہت سی علامات نہ کرے لازم کرے یہی صحیح ہو چھپتے ہیں۔ اور واجب ہے کہ انکی عورتوں سے بھی مسلمان  
 عورتوں سے تمیز کر دی جائے راہ پہلنے کی حالت اور حاملوں میں داخل ہونے کی حالت میں چنانچہ اس غرض سے انکی  
 عورتوں کی گروہوں میں لونیہ کے طوق ڈالنے جاویں اور مسلمان عورتوں کی ازار سے انکی ازار مخالفت رہے۔  
 اور انکے گھروں کے دروازوں وغیرہ پر ایسے علامات مقرر کر دیے جاویں جن سے مسلمانوں کے گھروں سے تمیز ہو جائے  
 تاکہ یہ نہ ہو کہ انکے دروازوں پر سائل کھڑا ہو کر انکے واسطے منفردت کی دعا کرے پس قائل یہ ہو کہ ایسے امور سے انکی تمیز  
 کر دینی واجب ہو کہ وہ ان کے لوگوں میں یہ امور بحسب رواج و زمانہ کے ذلت و حقارت و مقہوریت پر دلالت کر سکیں  
 تاکہ انکے ذلیل و حقیر و مقہور ہونے پر اشعار ہو جاوے۔ یہ اختیار تشریح فقہاء میں ہے۔ اگر کسی ذمی کسی مسلمان سے بیچو کا  
 راستہ پوچھا تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو بیچے کی راہ بتا دے اسواسطے کہ بیچیت پر راہ بتلانی ہوگی۔ اگر کسی مسلمان کا  
 بائیں یا مان ذمی ہو تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو گھر سے بیچے کو پوچھاوے اور یہ روا ہے کہ اسکو بیچے سے ہاتھ پکڑ کر گھر سے بیچے سے  
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے جو ذمی لوگ اختیار نہ اٹھانے پاویں گے اور جب ستم میں چلیں تو مسلمان لوگ متفق ہو کر اس طرح چلیں کہ ذمی  
 راستہ میں دیکر چلیں اور کوئی مسلمان ان سے سلام کرنے میں ہل نہ کرے ہاں اگر وہ لوگ پہلے سلام کریں تو جواب میں فقط  
 علیکم کے یہ فتح القدر میں ہے۔ اور ذمیوں کے قلام اسواسطے تنگ نہ پکڑے جاویں گے کہ زنا یا نہ ہیں اور یہی مختار ہے یہ فتاویٰ  
 کہیں میں ہے۔ اور نصرائی کو اختیار نہیں ہوگا کہ انکے گھر میں مسلمانوں کے شہر میں نا قوس بجاوے اور اختیار نہیں ہوگا کہ گھر میں  
 کو اپنے گھر میں نماز کے واسطے جمع کرے ہاں اسکو یہ اختیار ہے کہ خود تنہا نماز پڑھے اور نصرائیوں کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اپنے  
 گھر میں سے بیچے بیچے بیچے نکالیں اور اگر انھوں نے پورا یا اخیل پڑھنے میں اپنی آواز بلند کی پس اگر انھیں نظر شرک ہو تو  
 اس سے منع کیے جاویں گے اور اگر اس سے اٹھار شرک واقع نہ ہو تو ممانعت نہ کی جائیگی اور مسلمانوں کی بازاروں میں انکے  
 چہرے سے منع کر دیے جاویں گے اور اسی طرح اسلام کے شہر و قباۃ شہر میں شراب سوار کے فروخت کرے اور شراب سوزن ہار کرے  
 سے منع کیے جاویں گے اور اگر قباۃ شہر سے دور ہو گئے تو وہاں صلیب نہ لگانے و نا قوس بجانے میں ممانعت نہیں ہے۔ اور  
 ہر دو موقع میں جو شہر ہے اسلام سے ہو وہاں ایسے امور سے منع نہ کیے جاویں گے اگرچہ اس مقام میں گنتی سے یہ مسلمان  
 رہا کرتے ہوں ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ سے کہیں میں فرمایا ہے اور بہت سے ائمہ نے فرمایا کہ یہ قول امام محمد رحمہ اللہ ہے  
 ویراستہ کو نہ فرمایا ہو اسواسطے کہ وہاں ان دیہات کے تمام رہنے والے ذمی درو افش ہیں اور ہمارے دیار کے وہاں تو  
 ہیں بھی اہل قوم ایسے امور سے منع کیے جاویں گے جیسے شہروں میں منع کیے جاتے ہیں۔ اور ہمارے شایع نے فرمایا کہ دیہات  
 میں ایسے امور کے اٹھار و احداث سے کسی حال میں منع نہ کیے جاویں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور عیسائی ہر زادہ  
 میں شایع کہ اگر اہل ذمہ سے مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں یا مسلمانوں کے گاؤں میں سے کسی گاؤں میں یا کوئی  
 کیا پیر نہیں کہ جو بیچے درخت صلح نہیں ہو شکل و فواش و غیرہ پر دلیل حدیث و روایت سے روایا اور کتب و بازی

وغیرہ تو اس سے منع کیے جاوینگے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہیں اور تجربہ دین لکھا ہوا کہ مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ ان کے یہاں  
 ان کے مسکافوں میں آئین اور نہ چاہیے کہ ان کے گھروں و اراضی میں سے کوئی چیز لیوین الا انکی جانب سے تمنا یک کے ساتھ  
 یعنی جب وہ لوگ بخوشی اجازت دین و مالک کروین تو بے شکتا رہیہ ہاتا خانہ میں ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے اراضی  
 سواست میں جبکہ کوئی مالک نہیں ہو کسی شہر کی بنیاد ڈالی اور اس اراضی کے قریب میں اہل فساد کے کاؤن میں پھر شہر  
 نہ کر رہت ہے پھر کیا یعنی آبادی بہت بڑھی یہاں تک کہ ان کاؤن تک پہنچے اسے متاثر ہو گئی تو یہ وہاں اس شہر میں  
 سے ہو جاوینگے کیونکہ شہر نے ان کے اطراف سے انکو گھیر لیا ہو پھر اگر ان زمینوں کے قدرتی پیچھے و کٹائیں ان میں اتوں میں  
 ہوں تو وہ اپنے حال پر چھوڑ دے جاوینگے اور اگر مسلمانوں کے شہر ہو جائے کہ اسے کھولنے کے لیے دیہاتوں میں جو  
 شہر میں سے ہونے لائیں کوئی بیسہ یا کنبسہ یا پیشخانہ جدید بنانا چاہا تو اس سے منع کر دیے جاوینگے شہر ہائے اسلام  
 میں سے جو شہر ایسا ہو کہ اس میں نماز جمعہ ہوتی ہو اور جو شہر عی قائم ہوں ان کی مسلمان یا فوجی کو نہ چاہیے کہ ہلا غیر  
 شراب یا سور و غل کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے اپنے شہر میں شراب یا سور و غل کی اور کہا کہ میں اس شہر سے ہو کر جانا  
 تھا اور شراب کو میں سر کر بنانے کو لیے جاتا ہوں یا کہ کبیریری نہیں ہو بلکہ دوسرے کی ہو اور یہ نہ تھلا یا کہ کسی ہو تو کیا  
 جائیگا کہ اگر شخص ہر مستدین ہو کہ اسے شراب بخوری کا شہرہ و اتھا نہ ہو تو اس کی راہ تھیوڑوی چاہیگی اور اگر دیا جائیگا کہ اگر  
 سر کر کرے اور اگر مرد و نر شراب بخوری میں تم ہو یعنی اسے شہر سے ہو تو اس کی شراب بہاؤ چاہیگی اور اس کے نزدیک کر کے اگر  
 جلا دیے جاوینگے۔ اور اگر امام نے دیکھا کہ غیر تفریر کے باز نہ آویگا اور قہر کیا کہ اسکو کوڑے مار کر قید کر کے تفریر کیا  
 یہاں تک کہ اس کی توبہ ظاہر ہو تو ایسا کر سکتا ہو اور اگر اسے فقط کوڑے مارنے یا قید کرنے پر اکتفا کیا تو یہ بھی کر سکتا  
 ہو مگر اسکو یہ نہ چاہیے کہ جس شک یا کچے یا ظرف یگر میں شراب تھی اسکو پھاڑ ڈالے یا توڑ ڈالے اور اگر اس شک غیر ہو  
 پھاڑ ڈالا یا ظرف کو توڑ ڈالا تو اسکا خامن ہوگا۔ ہاں اگر امام نے یہ صحت دیکھی کہ یہ بات اس شخص کے میں حق ہو تب تک  
 طور پر کہ اسے پس خود کیا یا کسی دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیا پس اسے کیا تو ضمان لازم نہ ہوگی۔ اور اگر امام نے شراب کی شک  
 یا برتن اور وہ جانور جیسے یہ لے کے تھے بلکہ اس سب کو فروخت کر دیا تو بیع باطل ہو۔ اور اگر شہر ہائے اسلام سے کسی شہر کے  
 اندر شراب لانے والا کوئی آدمی ہو پس اگر شخص جاہل ہو تو امام اس کی متاع اسکو واپس کرے اسکو شہر سے نکال دے گا اور  
 اسکو آگاہ کر دے گا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی تو جھگڑے اور ننگا۔ اور جاہل ہونے سے یہ مدد ہو کہ فرمی نہ جاتا ہو کہ  
 ایسا کرنا نہیں چاہیے یعنی شراب سے شہر کے اندر زمین لانا چاہیے ہو۔ اور اگر آدمی نہ کر دے نہ جان پوچھ کر ایسا کیا تو  
 امام موصوف اس کی شراب نہیں بہاؤ دے گا اور نہ اسے سور و غل کو قتل کریگا لیکن اگر یہ صحت معلوم ہو کہ اسکو واپس نہ کر  
 خواہ کوڑے مارنے یا قید کرنے سے تو ایسا کر سکتا ہو اور اگر کسی مسلمان نے اسکو قتل کر دیا تو وہ فساد میں ہوگا لیکن جو  
 شخص نام ہو اگر اسکا مذہب یہ ہو کہ ایسے بے ادب ہی کے ساتھ بطریق عقوبت ایسا کرنا جائز ہو تو پھر خود کیا و دوسرے  
 کو ایسا کرنے کا حکم دیدیا تو ایسی صورت میں اسے ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر زمینوں میں سے کوئی شخص شرابی و کھانڈ و جلا  
 و بخل دو غیر دین میں روا نہ ہو اور دریا کی راہ میں اسکو لیے ہوئے بغیر او یا مارا اس یا اس کے اندر ہو کہ گزرا تو اس سے منع نہ  
 کیا جائیگا اور اسے طرح اگر شہر اسلام کے اندر راہ سے شراب لیکر گزرا چاہا اور حال یہ ہو کہ سوائے اس کے دوسرا ایسا نہیں  
 ہو تو بھی ممانعت نہ کیا جائیگی امام کو چاہیے کہ ان کے ساتھ کوئی مدد میں بھیجے تاکہ مسلمان میں سے کوئی ایسے شخص نہ کرے اور تاکہ



لوگ مسلمانوں کے مسکنوں میں سے کسی مسکن میں جہان کے مسلمان شرا بخواری سے متعمدین نقل نہ کرنے پادین۔ اور اگر زمینوں کے اپنے گاؤں میں سے کسی گاؤں یا اپنے شہروں میں سے کسی شہر میں ضیق و جور کی ایسی باتوں میں سے جہاں سے واقعہ نہیں ہوتی ہو کوئی بابت اظہار کرنی اور علانیہ کرنی جاہی مثل زنا وغیرہ فواحش کے جنکو اپنے دین کے موافق حرام جانتے ہیں تو وہ لوگ اس سے منع کیے جاویں گے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہیں اور اسی طرح سب سے بھی منع کیے جائیں گے اس واسطے کہ وہ اسکو حلال نہیں جانتے بلکہ اصل شرا بخواری کو حلال جانتے ہیں اور اسی طرح علانیہ اظہار سے ظاہر و ظہورہ لہو وغیرہ فرقت کرنے سے منع کیے جائیں گے اور جیسے انہیں سے کوئی چیز توڑ ڈالی تو اس پر ضمان نہ ہوگی جیسے مسلمان کی ایسی کوئی چیز توڑ ڈالنے سے ضمان نہیں ہوتی ہو اور یہ بتا بر قول صاحبین رحمہم کہ ہو اور بنا بر قول امام اعظم رحمہم کہ توڑنے والا اسکی قیمت کا ہرین حساب کہ یہ تراشیدہ و خراشدہ لکڑی ہو ضمان ہوگا اور اسکو کے واسطے ہونے کے حساب سے قیمت ہوگا اسکا ضمان نہ ہوگا جیسے مسلمان کی ایسی چیز توڑ ڈالنے کی صورت میں حکم ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر کسی مسلمان کی جو روایت ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اسکو شراب پینے سے منع کرے اسواسطے کہ یہ اسکو نزدیک حلال ہو یا ان اسکو یہ اختیار ہو کہ اپنے مکان میں اسکو شراب لانے سے منع کرے اور اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ عورت مذکورہ پر غسل جنابت کے واسطے جبر کرے اسواسطے کہ یہ اسپر واجب نہیں ہو یہ فتاویٰ تاصیخان میں ہو۔ اور کتابا بشردا خراج میں فرمایا کہ انہیں سے کسی کو رو چھوڑا جائیگا کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں کوئی گھریا حویلی خریدے اور نیز کسی کو یہی اختیار نہ دیا جائیگا کہ شہر اسلام میں رہنے کی گنجائش دیکھائی سوائے زمین عرب کے کہ اگر کوئی شہر یا صوبہ عرب ہو مثل حجاز وغیرہ کے تو وہاں انکو رہنے کا قابو نہ دیا جائیگا کذا فی المحیط اور شیخ شمس لائے حلوئی فرماتے تھے کہ بنا بر روایت عامہ کتب کے انکے رہنے پانے کا حکم جب ہی ہو کہ جب یہ لوگ تھوڑے ہوں کہ انکے یہاں رہنے کی وجہ سے تعطل لازم نہ آوے اور مسلمانوں کی کوئی جماعت ہر حال میں انکے قلیل نہ سمجھی جاوے اور اگر کثرت سے ذمیوں نے سکونت شہر اسلام چاہی کہ جس سے تعطل لازم آتا ہو اور مصالح خراج میں خلل پڑتا ہو یا انکی وجہ سے مسلمانوں کی کوئی جماعت قلیل سمجھی جاتی ہو تو انکو منع کیا جائیگا کہ مسلمانوں کے درمیان زمین اور کہا جائیگا کہ ایسی طرف جا کر رہو جہاں مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور یہ حکم امام ابو یوسف رحمہم سے مالی میں محفوظ ہو۔ اور اگر ایسے شہروں میں سے کسی شہر میں ان لوگوں نے گھر خریدے پھر جاہاں ان گھروں میں سے کسی کو بیعہ یا کینسہ یا استشفاء بناوین کہ اپنی عبادت کے واسطے وہاں جمع ہوا کہوں تو انکو اس سے مانعت کی جائیگی اور اگر انھوں نے مسلمانوں سے اس کام کے واسطے کوئی گھریا کوٹھری اجارہ پر لی تو مسلمان کے حق میں مکروہ ہو کہ انکو اجارہ پر دیوے۔ اور اگر مسلمانوں نے انکو گھریا حویلی اجارہ پر دی تا کہ اس میں اتریں پھر انھوں نے اس مکان میں ایسی کوئی بابت ظاہر کی کہ جو سمجھنے ذکر کی ہو تو مالک مکان اور غیر مالک مکان سب کو اختیار ہو کہ انکو اس سے منع کریں اور حقدار اجارہ فتح ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر ذمیوں میں سے کسی نے ادا سے بخریہ سے انکار کیا یا کسی مسلمان کو قتل کیا یا کسی مسلمان عورت سے زنا کیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگوئی سے یاد کیا تو ایسے ذمی کا عہد فترہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر قبول بخریہ سے انکار کیا تو اسنے اپنا عہد ٹوٹا۔ اور ذمی کا عہد جب ہی ٹوٹتا کہ جب وہ دار الحرب میں جاتے۔ یا کسی گاؤں میں کسی تمام پر یا کسی قلعہ یا قصبہ میں یہ لوگ قلعہ کے مسلمانوں سے قتال کریں جیسا کہ ایسا کر کے تو بالکل عہد فترہ ٹوٹ جائیگا اور جب عہد فترہ ٹوٹ گیا تو اسکا

کتابا بشردا خراج میں فرمایا کہ انہیں سے کسی کو رو چھوڑا جائیگا کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں کوئی گھریا حویلی خریدے اور نیز کسی کو یہی اختیار نہ دیا جائیگا کہ شہر اسلام میں رہنے کی گنجائش دیکھائی سوائے زمین عرب کے کہ اگر کوئی شہر یا صوبہ عرب ہو مثل حجاز وغیرہ کے تو وہاں انکو رہنے کا قابو نہ دیا جائیگا کذا فی المحیط اور شیخ شمس لائے حلوئی فرماتے تھے کہ بنا بر روایت عامہ کتب کے انکے رہنے پانے کا حکم جب ہی ہو کہ جب یہ لوگ تھوڑے ہوں کہ انکے یہاں رہنے کی وجہ سے تعطل لازم نہ آوے اور مسلمانوں کی کوئی جماعت ہر حال میں انکے قلیل نہ سمجھی جاوے اور اگر کثرت سے ذمیوں نے سکونت شہر اسلام چاہی کہ جس سے تعطل لازم آتا ہو اور مصالح خراج میں خلل پڑتا ہو یا انکی وجہ سے مسلمانوں کی کوئی جماعت قلیل سمجھی جاتی ہو تو انکو منع کیا جائیگا کہ مسلمانوں کے درمیان زمین اور کہا جائیگا کہ ایسی طرف جا کر رہو جہاں مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور یہ حکم امام ابو یوسف رحمہم سے مالی میں محفوظ ہو۔ اور اگر ایسے شہروں میں سے کسی شہر میں ان لوگوں نے گھر خریدے پھر جاہاں ان گھروں میں سے کسی کو بیعہ یا کینسہ یا استشفاء بناوین کہ اپنی عبادت کے واسطے وہاں جمع ہوا کہوں تو انکو اس سے مانعت کی جائیگی اور اگر انھوں نے مسلمانوں سے اس کام کے واسطے کوئی گھریا کوٹھری اجارہ پر لی تو مسلمان کے حق میں مکروہ ہو کہ انکو اجارہ پر دیوے۔ اور اگر مسلمانوں نے انکو گھریا حویلی اجارہ پر دی تا کہ اس میں اتریں پھر انھوں نے اس مکان میں ایسی کوئی بابت ظاہر کی کہ جو سمجھنے ذکر کی ہو تو مالک مکان اور غیر مالک مکان سب کو اختیار ہو کہ انکو اس سے منع کریں اور حقدار اجارہ فتح ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر ذمیوں میں سے کسی نے ادا سے بخریہ سے انکار کیا یا کسی مسلمان کو قتل کیا یا کسی مسلمان عورت سے زنا کیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگوئی سے یاد کیا تو ایسے ذمی کا عہد فترہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر قبول بخریہ سے انکار کیا تو اسنے اپنا عہد ٹوٹا۔ اور ذمی کا عہد جب ہی ٹوٹتا کہ جب وہ دار الحرب میں جاتے۔ یا کسی گاؤں میں کسی تمام پر یا کسی قلعہ یا قصبہ میں یہ لوگ قلعہ کے مسلمانوں سے قتال کریں جیسا کہ ایسا کر کے تو بالکل عہد فترہ ٹوٹ جائیگا اور جب عہد فترہ ٹوٹ گیا تو اسکا



اگر اس دین سے کسی طرف منتقل ہوا تو بیزار کی تو بھی کافی ہو یہ جیسا کہ میں نے پہلے بتا دیا اور ناظرین سے نصیحت کی کہ اگر ایسا ہوتا تو  
 سے اجناس میں نقل کیا ہو کہ اگر مرتد سے تو یہی اور اسلام کی طرف عود کیا ہو کہ فرہنگ کیا یہاں تک کہ اسے تین  
 مرتبہ ایسا ہی کیا اور پھر بار امام سے حملت مانگی تو امام اسکو تین روز کی حملت دینکا پھر اگر چھ مہینے یا تین مہینے کفر کی  
 طرف عود کیا ہو حملت کی درخواست کی تو امام اسکو مہلت نہ دینکا چنانچہ اگر مسلمان ہو گیا تو غیر مرتد اسکو قبل  
 کر دینکا اور سچ کر ہی نے اپنے مختصر میں فرمایا کہ اگر کسی نے اسلام سے پھر گیا اور امام کے پاس لایا گیا تو  
 بھی اس سے توبہ کرنے کو کہے گا پھر اگر اسے توبہ نہ کی تو اسکو قتل کر دینکا اور اسکو مہلت نہ دینکا۔ اور اگر توبہ کی تو اسکو  
 تکلیف دہ مار مار کر لگا کر اسکو زندہ ہو کر کہ حد شرعی کے درجہ تک پہنچ جائے پھر اسکو قید کر دینکا اور قید خانہ سے نہیں  
 نکال دینکا یہاں تک کہ اسے توبہ نہ کی جائے اگر آثار ظاہر ہوں اور اس کے ظاہر حال سے ایسے شخص کا حال ظاہر ہو کہ جو  
 اخلاص سے کام کرتا ہو پھر چاہئے ایسا کیا تو اسکی راہ چھوڑ دیا جائیگی پھر جب تک کیا گیا پھر اسے ارتداد اختیار کیا تو پھر اسے  
 ساتھ ایسا ہی کیا جائیگا یہاں تک کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرے اور قتل نہ کیا جائیگا الا یہ کہ اسلام لائے سے انکار کرے اور  
 شیخ ابو الحسن کہ فرمایا کہ یہاں سے مسلح صحابہ کا قول ہے کہ مرتد سے ہمیشہ توبہ کرنے کو کہا جائیگا یہ غایت البیان میں ہے اور اگر  
 قبل اس کے کہ اسے اسلام پیش کیا جائے کسی نے اسکو قتل کر دیا یا اسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو یہ مکروہ بہ کراہت تنزیہی ہے یہ  
 فتح القدیر میں ہے۔ اور چونکہ کراہت تنزیہی ہے پس اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قاتل یا قاتل پر ضمان واجب نہ ہوگی لیکن اگر  
 اسے بغیر اجازت امام کے ایسا کیا ہو تو اس کے اس فعل پر اسکو تادیب جائیگی یہ غایت البیان میں ہے۔ اور اگر طفل مرتد ہوا  
 حالانکہ وہ سمجھا رہا ہو تو اسکا مرتد ہونا امام اعظم و امام محمد رحمہما کے نزدیک ارتداد نہیں ہے معتبر صحیح ہے کہ اسے اسلام لائے کے  
 واسطے جبر کیا جائیگا مگر وہ قتل نہ کیا جائیگا۔ یہ سراج و باج میں ہے اور اگر طفل غریب ہو بلوغ جسکو مراہق کہتے ہیں مرتد ہوا تو  
 اسکا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتا دیا اور مرتد عورت کا قتل نہ کیا جائیگا بلکہ قید خانہ میں مجبوس رکھی جائیگی اور ہر تین روز میں  
 ایک بار اسے پانی پانی تاکہ اسلام لائے لیکن اگر کسی نے اسکو قتل کر دیا تو قاتل پر کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ اس میں شہدہ ہو کہ قاتل بہر  
 بالیقین قصاص غیر واجب کا کہ نہیں یا مرتدہ عدم قتل میں متبہ ہے۔ باندی مرتدہ پر اسلام کے واسطے جبر کرنے کا کام اس کے  
 مولیٰ کو دیا جائیگا کیونکہ اس میں حق جمع ہوئے جاتے ہیں بایں طور کہ مولیٰ کا مکان اس مرتدہ کے واسطے قید خانہ کر دیا  
 جاوے اور اسلام لائے کے واسطے اسکو تادیب یا مار دینا اس کے مولیٰ کو سونپ دیا جاوے اور باوجود اس کے مولیٰ نہ کرے  
 اس سے اپنی مرضی سے لیا کر لیا اور اصل میں کر فرمایا کہ باندی مرتدہ اس طرح پر اپنے مولیٰ کو جب سپرد کیا جائیگی کہ مولیٰ کو اسکی  
 خدمت وغیرہ کی حاجت ہو تو اسے اور کچھ یہ کہ مرتدہ نہ کرے اس کے مولیٰ کو سپرد کیا جائیگی خواہ مولیٰ کو حاجت ہو یا نہ ہو خواہ وہ  
 درخواست کرے یا نہ کرے یہ نص میں ہے۔ مگر واضح رہے کہ اسکا مولیٰ اس سے وطی نہ کرے گا۔ اور عورت وغیرہ جو سمجھا رہا ہو  
 مثل یا لقمہ کے ہو اور خدنی شکل مثل عورت کے ہو یہ نہ انفاق میں ہے۔ اور جہ مرتدہ جہ نکاح ارالاسلام میں موجود ہو تب تک  
 گرفتار کر کے قید خانہ میں بنائی جائیگی اور اگر وہ دارالغریب میں جالی ہو وہاں سے گرفتار کر کے لائی گئی تو قید خانہ بنائی جائیگی۔  
 اور امام اعظم رحمہ سے نوادر میں یہ روایت بھی ہے کہ وہ دارالاسلام میں بھی قید خانہ بنائی جائیگی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ اگر اس  
 روایت کے موافق ایسی مرتدہ باندی کے حق میں فتوے دیدیا جائے جسکا شوہر موجود ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اس سے  
 کہ اسکا شوہر اسکو امام سے تعلق نہ ہو بلکہ یا امام اس مرتدہ نہ کرے کہ اس کے شوہر کو سپرد کرے پھر شوہر اسکو قید خانہ میں لے جائیگا

دفعہ  
 ترک  
 دین  
 اور  
 کفر  
 یا کفر کی  
 علامت  
 ہے  
 یا  
 کفر  
 ہے  
 یا  
 کفر  
 ہے







امام عظیم رحمہ اللہ کی اسلام کی کمائی سے اور کچھ بیگنی پھر اگر کچھ کی رہی اور پوری ادا نہ ہوئی تو باقی اسکی روت کی کمائی سے پوری کر دیا جائیگی یہ بیگنی میں ہو اور یہ اسوقت ہے کہ مرتد کو قتل مسلمان ہو جانے کے قتل کیا گیا یا مگر کیا ہو اور اگر وہ بعد مرتد ہونے کے پھر مسلمان ہو کر مر یا نہیں مر تو بالاقافیت ریت نہ کر وہ اسکی دونوں کمائیوں سے دیا جائیگی یہ بیگنی میں ہو اور اگر مرتد نے کچھ مال غصب کر لیا یا کوئی چیز تلف کر دی تو بالاقافیت اسکی ضمان اس مرتد کے مال سے دیا جائیگی اور یہ حکم اسوقت ہے کہ غصب کرنا یا مال تلف کرنا یا بالحدائت نہ جائے ہو اور اگر فقط مرتد کے اقرار سے ثابت ہو تو صاحبین رحمہ کے نزدیک یہ مال تاوان اسکی دونوں حالتوں کی کمائیوں سے دیا جائیگا اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک اسکی ارتداد کی کمائی سے دیا جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ سب چھ صورتیں ہیں کہ خطا کا مرتد ہو ہوئے اور اگر یہ صورت ہو کہ مرتد کسی نے چھاپت کی یا بطور کہ اسکی مرتد ہو جانے کے بعد کسی نے اسکا ہاتھ یا پاؤں مگر کاٹنے والا تو امام محمد رحمہ نے اصل میں بیان فرمایا ہے کہ یہ چھاپت کہنیوالا کچھ ضامن ہو گا خواہ مرتد نہ کر اس قطع کی وجہ سے حالت موت پر ہو گیا یا مسلمان ہو کر ہو۔ اور یہ حکم جب ہو کہ اسکی مرتد ہونے کی حالت میں قطع کیا ہو اور اگر اس طرح ہو کہ اسے مسلمان ہونے کی حالت میں ہی مسلمان نے اسکا ہاتھ کاٹا خواہ عدا یا خطا سے پھر جبکا ہاتھ کاٹا ہو وہ مرتد ہو گیا اور اسی قسم قتل کی وجہ سے حالت موت پر ہو گیا تو کاٹنے والے پر اس عضو کی دیہ واجب ہوگی خواہ خطا سے کاٹا ہو یا عدا کاٹا ہو اور وہ جان تلف شدہ کا ضامن ہو گا پس اگر کاٹنے والے نے عدا کاٹا ہو تو ضمان نہ کر اسے مال سے واجب کی اور اگر خطا سے کاٹا ہو تو اسکی مددگار برادری پر واجب ہوگی۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ جبکا عضو قطع کیا وہ اس قطع کی وجہ سے حالت روت پر مرے ہو اور اگر وہ مسلمان ہو گیا پھر حالت حیات پر اس قطع کی وجہ سے مگر کیا پس اگر وہ شخص وارا حرب میں نہیں گیا تو یا جالا اگر حکم حاکم سے پہلے مسلمان ہو کر خود کاٹا یا ہو تو آخستانا اسکی جان کی دیہ پوری پوری واجب کی خواہ عدا کاٹا ہو یا خطا سے قطع کیا ہو مگر فرق اس قدر ہے کہ خطا سے قطع کرنے کی صورت میں دیہ نہ کر اس قطع کرنے والے کی مددگار برادری پر واجب کی اور عدا کی صورت میں خاصہ ہی کے مال پر واجب ہوگی اور عدا قطع کی صورت میں قطع کر نیوالے پر قصاص واجب نہوگا اور بیٹی امام عظیم و امام ابو یوسف رحمہ نے اختیار کیا ہے یہ بیگنی میں ہو۔ اور اگر وہ وارا حرب میں جا ملا اور قاضی نے اسے حاکم کا حکم دیا پھر تائب ہو کر مسلمان واپس آیا یا پھر سبب قطع نہ کر کے مگر کیا تو قاطع پر نصف دیہ واجب کی یہ قایہ البیان میں ہے۔ اور اگر ہاتھ کاٹنے والا مرتد ہو گیا اور جبکا ہاتھ کاٹا ہو وہ مسلمان باقی رہا اور ہاتھ کاٹنے والا اپنی روت پر قتل کیا گیا پھر مقطوع السید نے جبکا ہاتھ کاٹا گیا ہے وہ بھی مگر کیا تو اصل میں مذکور ہے کہ اگر اسنے عدا قطع کیا ہو تو اسے واسطے کچھ نہوگا اور اگر خطا سے قطع کیا ہو پس اگر اس زخم سے اچھا ہو گیا ہو تو اسکی مددگار برادری پر اس مقطوع کے ہاتھ کی ضمان واجب کی اور اگر مگر کیا ہو تو قاطع کی مددگار برادری بر جان کی دیہ کاملہ واجب کی اور اگر مدبرہ باندی یا ام ولد مرتد ہو گئی اور وارا حرب میں لگی گئی پھر اسکا مولیٰ دارالاسلام میں مگر کیا پھر وہ گرفتار ہو کر پکڑائی تو قوی ہوگی خلاف اسکے اگر ایسی باندی مولیٰ کے قبضہ سے ہے جو یوں کی قیمت میں آگئی ہو پھر وہ اسیر ہو کر آئی تو مولیٰ کو واپس کر دیا جائیگی یہ بیگنی میں ہو۔ اور اگر مکاتب مرتد ہو گیا اور وارا حرب میں جا ملا اور اسنے کچھ مال کما یا پھر وہ مع اس مال کے گرفتار کیا گیا اور اسنے اسلام لانے سے انکا کیا پس قتل کیا گیا تو اس مال سے اسکے مولیٰ کو مال کتابت ادا کر دیا جائیگا اور جو باقی رہا وہ وارشان مسکاتب کا ہو گا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر ایسا ہو کہ کچھ مسکاتب نہ کر مال رہا ہو وہ اسکی ادا کے کتابت کے واسطے کافی نہ ہو تو کچھ ہو وہ اسکے مولیٰ کا ہو گا یہ کافی میں ہے۔

امام عظیم رحمہ اللہ کی اسلام کی کمائی سے اور کچھ بیگنی پھر اگر کچھ کی رہی اور پوری ادا نہ ہوئی تو باقی اسکی روت کی کمائی سے پوری کر دیا جائیگی یہ بیگنی میں ہو اور یہ اسوقت ہے کہ مرتد کو قتل مسلمان ہو جانے کے قتل کیا گیا یا مگر کیا ہو اور اگر وہ بعد مرتد ہونے کے پھر مسلمان ہو کر مر یا نہیں مر تو بالاقافیت ریت نہ کر وہ اسکی دونوں کمائیوں سے دیا جائیگی یہ بیگنی میں ہو اور اگر مرتد نے کچھ مال غصب کر لیا یا کوئی چیز تلف کر دی تو بالاقافیت اسکی ضمان اس مرتد کے مال سے دیا جائیگی اور یہ حکم اسوقت ہے کہ غصب کرنا یا مال تلف کرنا یا بالحدائت نہ جائے ہو اور اگر فقط مرتد کے اقرار سے ثابت ہو تو صاحبین رحمہ کے نزدیک یہ مال تاوان اسکی دونوں حالتوں کی کمائیوں سے دیا جائیگا اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک اسکی ارتداد کی کمائی سے دیا جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ سب چھ صورتیں ہیں کہ خطا کا مرتد ہو ہوئے اور اگر یہ صورت ہو کہ مرتد کسی نے چھاپت کی یا بطور کہ اسکی مرتد ہو جانے کے بعد کسی نے اسکا ہاتھ یا پاؤں مگر کاٹنے والا تو امام محمد رحمہ نے اصل میں بیان فرمایا ہے کہ یہ چھاپت کہنیوالا کچھ ضامن ہو گا خواہ مرتد نہ کر اس قطع کی وجہ سے حالت موت پر ہو گیا یا مسلمان ہو کر ہو۔ اور یہ حکم جب ہو کہ اسکی مرتد ہونے کی حالت میں قطع کیا ہو اور اگر اس طرح ہو کہ اسے مسلمان ہونے کی حالت میں ہی مسلمان نے اسکا ہاتھ کاٹا خواہ عدا یا خطا سے پھر جبکا ہاتھ کاٹا ہو وہ مرتد ہو گیا اور اسی قسم قتل کی وجہ سے حالت موت پر ہو گیا تو کاٹنے والے پر اس عضو کی دیہ واجب ہوگی خواہ خطا سے کاٹا ہو یا عدا کاٹا ہو اور وہ جان تلف شدہ کا ضامن ہو گا پس اگر کاٹنے والے نے عدا کاٹا ہو تو ضمان نہ کر اسے مال سے واجب کی اور اگر خطا سے کاٹا ہو تو اسکی مددگار برادری پر واجب ہوگی۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ جبکا عضو قطع کیا وہ اس قطع کی وجہ سے حالت روت پر مرے ہو اور اگر وہ مسلمان ہو گیا پھر حالت حیات پر اس قطع کی وجہ سے مگر کیا پس اگر وہ شخص وارا حرب میں نہیں گیا تو یا جالا اگر حکم حاکم سے پہلے مسلمان ہو کر خود کاٹا یا ہو تو آخستانا اسکی جان کی دیہ پوری پوری واجب کی خواہ عدا کاٹا ہو یا خطا سے قطع کیا ہو مگر فرق اس قدر ہے کہ خطا سے قطع کرنے کی صورت میں دیہ نہ کر اس قطع کرنے والے کی مددگار برادری پر واجب کی اور عدا کی صورت میں خاصہ ہی کے مال پر واجب ہوگی اور عدا قطع کی صورت میں قطع کر نیوالے پر قصاص واجب نہوگا اور بیٹی امام عظیم و امام ابو یوسف رحمہ نے اختیار کیا ہے یہ بیگنی میں ہو۔ اور اگر وہ وارا حرب میں جا ملا اور قاضی نے اسے حاکم کا حکم دیا پھر تائب ہو کر مسلمان واپس آیا یا پھر سبب قطع نہ کر کے مگر کیا تو قاطع پر نصف دیہ واجب کی یہ قایہ البیان میں ہے۔ اور اگر ہاتھ کاٹنے والا مرتد ہو گیا اور جبکا ہاتھ کاٹا ہو وہ مسلمان باقی رہا اور ہاتھ کاٹنے والا اپنی روت پر قتل کیا گیا پھر مقطوع السید نے جبکا ہاتھ کاٹا گیا ہے وہ بھی مگر کیا تو اصل میں مذکور ہے کہ اگر اسنے عدا قطع کیا ہو تو اسے واسطے کچھ نہوگا اور اگر خطا سے قطع کیا ہو پس اگر اس زخم سے اچھا ہو گیا ہو تو اسکی مددگار برادری پر اس مقطوع کے ہاتھ کی ضمان واجب کی اور اگر مگر کیا ہو تو قاطع کی مددگار برادری بر جان کی دیہ کاملہ واجب کی اور اگر مدبرہ باندی یا ام ولد مرتد ہو گئی اور وارا حرب میں لگی گئی پھر اسکا مولیٰ دارالاسلام میں مگر کیا پھر وہ گرفتار ہو کر پکڑائی تو قوی ہوگی خلاف اسکے اگر ایسی باندی مولیٰ کے قبضہ سے ہے جو یوں کی قیمت میں آگئی ہو پھر وہ اسیر ہو کر آئی تو مولیٰ کو واپس کر دیا جائیگی یہ بیگنی میں ہو۔ اور اگر مکاتب مرتد ہو گیا اور وارا حرب میں جا ملا اور اسنے کچھ مال کما یا پھر وہ مع اس مال کے گرفتار کیا گیا اور اسنے اسلام لانے سے انکا کیا پس قتل کیا گیا تو اس مال سے اسکے مولیٰ کو مال کتابت ادا کر دیا جائیگا اور جو باقی رہا وہ وارشان مسکاتب کا ہو گا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر ایسا ہو کہ کچھ مسکاتب نہ کر مال رہا ہو وہ اسکی ادا کے کتابت کے واسطے کافی نہ ہو تو کچھ ہو وہ اسکے مولیٰ کا ہو گا یہ کافی میں ہے۔

ایک ظلام سے اپنے مولے کے مرتد ہو کر دو فون دارا حرب میں جا ملے پھر مولیٰ وہاں ہر گیا اور غلام مذکور اسیر ہو کر واپس  
 سے دارالاحلام میں لایا گیا تو وہ نئی ہو گیا پھر اگر مسلمان نہ ہوا تو قتل کر دیا جائیگا۔ اور اگر غلام مرتد ہو کر مولیٰ کا مال لیکر  
 دارا حرب میں چلا گیا پھر اس مال کے گرفتار ہو کر آیا تو وہ نئی نہ ہوگا بلکہ اسکے مولیٰ کو واپس کر دیا جائیگا ایک قوم اسلام  
 سے مرتد ہو کر مسلمانوں سے لڑے اور اپنے شہروں میں سے کسی شہر پر غالب ہوئے جو انکی زمینیں حرب میں ہو اور انکے ساتھ کسی  
 عورتین و بچے ہیں پھر مسلمان لوگ ان پر غالب ہوئے تو انکے قتل کیے جائیں گے اور عورتیں بچے اسیر کر کے زمین بنائے جائیں گے  
 یہ مسودہ میں ہے۔ اور اگر جو وہ مرد و عورت و فون مرتد ہو کر دارالاحلام سے دارا حرب میں چلے گئے کسی عورت وہاں حاملہ ہوئی اور  
 اسکے بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ چھپا بلوغ ہوا تو اسکے بھی فرزند ہوا پھر مسلمان لوگ ان پر غالب ہوئے تو ہر دو فرزند نئی ہونگے مگر  
 انہیں سے فرزند اول پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور دوسرے فرزند پر اسلام کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر  
 عورت مذکورہ دارالاحلام میں حاملہ ہو گئی ہو تو کسی ہی حکم پر یہ کافی ہیں۔ اور نوادر میں مذکور ہے کہ اگر جو وہ مرد و فون  
 مرتد ہو کر مع اپنے فرزند صغیر کے دارالاحلام سے دارا حرب میں چلے گئے پھر اس فرزند کے بالغ ہونے پر اسکے بھی فرزند پیدا ہوا  
 پھر اس کے دوسرے فرزند کو مسلمانوں نے فتح پاکر گرفتار کیا تو امام عظم و امام محمد کے نزدیک اس پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا  
 یقیناً میں ہے۔ اور جس شخص کا اسلام بوجہیت اسکے والدین کے قرار پایا ہو اگر وہ مرتد بالغ ہوا تو عورت انکار  
 اسلام کے کیا تا قتل کیا جائیگا اور اس شخص کا قتل نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر صغریٰ میں مسلمان ہوا اور تدبیر بالغ ہوا تو کیا ساقط  
 کیا جائیگا اور اس شخص کا قتل نہ کیا جائیگا۔ اور جو شخص کہ باکرہ اسلام لایا ہو اگر مرتد ہو گیا تو اس شخص کا قتل نہ کیا جائیگا مگر بالغ  
 رہے کہ ان تینوں صورتوں میں اس پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اگر اسلام لانے سے پہلے کسی نے اسکو قتل کیا تو  
 قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور جو کہ دارالاحلام میں قنطیلا پایا گیا ہو وہ محکوم پر اسلام ہوگا یعنی اسے مسلمان ہونے کا حکم  
 بوجہیت دارالاحلام دیا جائیگا پھر اگر وہ کافر بالغ ہوا تو اس پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور قتل نہ کیا جائیگا  
 یہ فتح القدر میں ہے جو حیات کفر چھوڑا تو اس میں الزام و جہد نہیں بوجہیت بائیان اسلام میں چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ  
 مجھے نہیں معلوم کہ میرا ایمان صحیح ہے یا نہیں تو یہ خطائے عظیمہ نہیں اگر کسی نے یہ مراد ہو کہ میرے دل سے شک رہے ہے یا نہیں تو  
 خیر۔ اور جس نے اپنے ایمان میں شک کیا اور کہا کہ میں یا مٹا ہوا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ تو وہ کافر ہی لیکن اگر اس نے یہ مراد بیان  
 کی کہ مجھے نہیں معلوم کہ کوئی سے ایمان کے ساتھ نکلا ہوگا تو ایسی صورت میں اسکے کافر ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور جس  
 شخص نے قرآن یعنی کلام اللہ تعالیٰ کی نسبت کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق ہے تو وہ کافر ہے اور جس نے ایمان مخلوق ہونے کو کہا وہ  
 بھی کافر ہے اور جس نے اعتقاد کیا کہ ایمان کھرا ایک ہے تو وہ کافر ہے اور جو ایمان سے راضی ہو وہ کافر ہے یہ خیرہ میں ہے اور  
 جو شخص اپنی ذات کے کفر پر راضی ہو وہ کافر ہے اور جو دوسرے شخص کے کفر پر راضی ہو اس کے حق میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور  
 کتاب التبیان میں کلمات کفر کے بیان میں لکھا ہے کہ جو دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ وہ ہمیشہ عذاب پایا جاوے تو اسکے کفر کا حکم نہ  
 دیا جائیگا اور اگر دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ اللہ جل شانہ کے حق میں وہ بات کہے جو اسکی صفات کے لائق نہیں ہے تو  
 اسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اسی پر فتویٰ ہے تاتار خانہ میں ہے۔ اور جس نے کہا کہ میں صفت اسلام نہیں جانتا ہوں تو  
 وہ کافر ہے اور قاتل لاکھ لاکھ ہوں گے جس سلسلہ بہت مباہلہ کے ساتھ ذکر فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کا نہ کچھ دین ہے اور نہ نماز اور نہ روزہ  
 اور نہ کوئی طاعت اور نہ نکاح اور نہ کسی اولاد و سبب و ملاقات ہوگی۔ اور چنانچہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی مسلمان نے صغیرہ نصرانیہ سے









نے لوگ تو اسکی تکفیر کجائیگی یہ خلاصہ تین ہو۔ ایک نے جھوٹ بات کی جسکو کسی نے سنا کہ میرا خدا اس تیرے جھوٹ کو  
سچ کر دے یا کہا کہ میرا خدا تیرے اس دروغ میں برکت کرے تو بعض نے فرمایا کہ یہ قریب بہ کفر ہو اور مصباح میں لکھا ہے کہ اگر کسی  
جھوٹ کہا پس دوسرے نے کہا کہ اللہ تیرے جھوٹ میں برکت دے تو اسکی تکفیر کجائیگی۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ  
ایک نے کہا کہ فلان تیرے ساتھ سیدھا نہیں چلتا ہو پس اسنے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی اسکے ساتھ سیدھا نہ چلے تو شیخ نے فرمایا کہ اسکی  
تکفیر کجائیگی قال المرحوم ذبیہ نظر اہل حق میں لکھا ہے کہ میں نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ ایک نے کہا کہ  
خدا تیرا بی زکوہ و دست رکھتا ہو کہ تجھے نہیں دیا ہو تو فرمایا کہ اگر اس کلام سے اسکا قصدا یہ ہو کہ خدا سے عزوجل کی طرف نسبت بخیل  
کی کی تو تکفیر کیا جاوے مگر جو اس قول سے کہ زکوہ و دست رکھتا ہو تکفیر نہ کجائیگی یہ تا تا رہا نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ انشاء اللہ تو  
یہ کام کرے گا پس اسنے کہا کہ میں غیر انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام کرونگا تو اسکی تکفیر کجائیگی یہ نیز اہل حق میں ہو۔ ظالم نے کسی پر ظلم کیا  
پس ظالم نے کہا کہ یہ تقدیر کجائیگی پھر ظالم نے کہا کہ میں بغیر تقدیر الہی کرتا ہوں تو اسکی تکفیر کجائیگی یہ فہول عباد میں ہو۔ اور  
اگر کہا کہ اے خدا اپنی رحمت مجھے درج صحت کر تو یہ انفاق بقرین سے ہو یہ سراجہ میں ہو۔ اور اگر جو روہم کے درمیان جگہ را  
طول کھینچا اور دین تک باہم جھگڑا و سخت کلامی کے ساتھ باتیں میں پس مردے جو روہ سے کہا کہ خدا سے ڈرا اور اپنے آپ کو  
اسکی نافرمانی سے بچا پس عورت نے اسکو جواب دیا کہ میں نہیں اس سے ڈرتی ہوں تو شیخ ابو بکر محمد بن الفاضل نے فرمایا  
کہ اگر شہر نے اسکو مصیبت ظاہرہ پر عتاب کر کے اسکو اللہ تعالیٰ سے خوف دلایا ہو پس اسنے یہ جواب دیا تو اس سے  
مردہ ہو جائیگی اور اپنے شوہر سے بابتہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے اسکو ایسے امر پر عتاب کیا ہو جس میں خدا کی طرف سے  
خوف کا مقام نہیں ہو تو وہ کافر ہوگی لیکن اگر اس نے اپنے اس کلام سے استغفار کیا تو اپنے شوہر سے بابتہ ہو جائیگی  
ایک نے دوسرے کو مارنا چاہا پس اس سے اس بیچارہ نے کہا کہ آیا تو خدا سے تعالیٰ سے نہیں درتا ہو اسنے کہا کہ نہیں تو  
امام محمد سے مروی ہے کہ اگر کسی نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا اسنے کہ وہ کہتا ہے کہ  
تقویٰ اسی میں ہو جو میں کرتا ہوں اور اگر کوئی آدمی گناہ کرتا ہو وہ دیکھا گیا پس دوسرے نے اس سے کہا کہ آیا تو خدا سے نہیں درتا  
ہو پس اسنے کہا کہ نہیں تو کافر ہو جائیگا اسنے کہ اسکی تاویل ممکن نہیں ہو۔ اور اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو خدا سے نہیں درتا  
ہو پس اسنے حالت خصہ میں کہا کہ نہیں تو کافر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ تاملی شوکم بدتر خدا سے  
بامائشہ و بدتر تاملی شوکم نیکوتر خدا سے بامائشہ و نیکوتر یعنی جتنا میں بدتر ہوتا ہوتا ہوں خدا میرے ساتھ بدتر ہوتا جاتا ہو  
اور جتنا میں نیک تر ہوتا ہوں اتنا خدا میرے ساتھ نیک تر ہوتا ہو تو اسکی تکفیر کجائیگی یہ خلاصہ میں ہے قال المرحوم ذبیہ  
اور عتاب میں لکھا ہے کہ اگر کوئی حکم خدا یا شریعت پر غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند کرے مثلاً کسی سے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ نے  
چار عورتیں حلال کر دی ہیں پس وہ کہے کہ میں اس حکم کو نہیں پسند کرتا ہوں تو یہ کفر ہی یہ تا تا رہا نہیں ہو۔ اور اگر عورت  
نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا پس پس نے کہا کہ واللہ میں نے نہیں کیا پس اس عورت نے عصبہ میں کہا کہ مرنو  
واللہ تو شیخ نے اس عورت کی تکفیر میں اختلاف کیا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور جس نے کہا کہ خدا سے عزوجل ہو دے اور کوئی  
چیز نہ دے تو اسکی تکفیر کجائیگی یہ ظہیرہ میں ہو ذبیہ نظر۔ اور اگر کسی نے کہا کہ خدا سے عزوجل نے میرے حق میں سب نیک کی ہو  
بدی میری طرف سے ہو تو اسنے کفر کیا یہ محیط میں ہو ذبیہ نظر۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ باری بازن پس نیامدی پس اسنے کہا کہ  
خدا سے بازن پس نیامدی پس تو اسکی تکفیر کجائیگی یہ غیاثہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ از خدا نے می بینم









کے نزدیک مطلقاً نہیں بلکہ جب اسکی نیت میں اہانت ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدمی تھے یا جنی تو اسکی تکفیر کجا نیکی یہ اصول عام دین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر فلاں پیغمبر سے حق خلیفہ زوہد یا یعنی اگر فلاں پیغمبر کو تو یہی اس سے اپنا حق لے لوں گا تو یہ کفر نہ ہو گا یہ فتوایے قاضیان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ محمد و علیؑ یا کہا کہ عامر بن عبدمنذر یا کہا کہ ان کے ناخون بڑے بڑے تھے تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً اسکی تکفیر کجا نیکی قال المتبرج مؤلف زبان اردو نے کہ یہی اس کے نزدیک بعض نے کہا کہ اگر اسنے بطریق اہانت کے کہا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ اس مرد نے ایسا ویسا کہا ہو تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا قال المتبرج یہی اس سے ہوا کہ نہ وہ ایک اللہ اعلم اور اگر ایسے شخص کو بدزبانی سے یاد کیا جسکا نام محمد یا احمد اور اسکی کنیت ابو القاسم ہو چنانچہ اسکو کہا ابو جحیفال کے بچے کو اور اگر اور کہ خدا کا اس نام یا اس کنیت کا سبب ہو تو بعض مقام پر ذکر فرمایا کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت یاد کرنا تو کفر بھی اسنے ایسا کہا تو اسکی تکفیر کجا نیکی یہ بعض میں ہے اور اگر کسی نے کہا کہ ہر معصیت گناہ کبیرہ ہے والا معاصی انبیاء علیہم السلام کہ انکی معاصی سبب بغیرہ ہیں تو اسکی تکفیر کجا نیکی اور اگر کہا کہ ہر عیب ان جو عیب آہود کبیرہ ہو اور اسکا کہنے والا قاسم ہے اور ساتھ اسکے یہ بھی کہا کہ انبیاء علیہم السلام کبیرہ معاصی عداوت تھے تو اسنے کفر کیا اسراۃ کے یہ قول ہے اور اگر کہا کہ معاصی انبیاء علیہم السلام کے عداوت تھے تو یہ کفر نہ ہو گا یہ شیعہ میں ہے۔ اور فضی اگر حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو کالی دیتا ہو یا شمل کے بدزبانی سے یاد کرتا ہو اور انکو لعنت کرنا ہو بعد وہاں شیعہ تو وہ کافر اور اگر فقط اتنی بات ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر فرمایا ہے دیتا ہو تو وہ کافر نہ ہو گا بلکہ شیعہ ہے اور اگر قریبی شیعہ ہو تو اگر کسی نے کہا کہ اسنے ویدار کھی کا حال چھوڑا کہا تو اسکا کافر ہو گا یہ ظاہر ہے۔ اور اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لعنت کا کالی تو وہ کافر نہ ہو گا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں کو رضی اللہ عنہن ایسی نسبت لگائی تو بدزبان شیعہ تو کافر نہ کہا جائیگا لیکن حق تعالیٰ کا اور اگر کہا کہ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما اصحاب شیعہ تھے تو اسکی تکفیر کجا نیکی لیکن حق تعالیٰ نے لعنت ہو گا یہ نہ انہ الثقلین ہے اور جیسے امامت ابو بکر و حضرت رضی اللہ عنہ سے انکار کیا تو وہ بعض کے نزدیک کافر ہو اور بعض نے کہا کہ شیعہ ہو کا فر نہیں ہے اور جسے یہ ہو کہ وہ کافر ہو اور اسی طرح جسے خلافت عمر رضی اللہ عنہ سے انکار کیا وہ بھی اس قول کے موافق کافر ہو اگرچہ انھیں اقبال اختلافی کئی ہیں کذا فی الظہیر اور جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے و بے پروا نہ تھے رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں انکی تکفیر کرنا واجب ہو لینے کافر کرنا واجب ہے۔ اور سب سے بدیہوں کو کافر کرنا واجب ہے انکے اس اعتقاد پر کہ وہ عجم میں سے ایک نبی ظاہر ہونے کا استعارہ کرتے ہیں کہ انکے اس ناپاک اعتقاد کے موافق وہ ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کو نسخ کر بیگا یہ وجہ کروری ہیں۔ اور رضی اللہ عنہ کو کافر کرنا واجب ہے انکے اس قول پر کہ مرثیہ لوٹ کر دنیا میں آویٹے اور اسے وح میں مٹا دینا ہے یعنی او کو لے ہوتا ہو اور اللہ کی روح امانوں میں منتقل ہوئی اور اس قول پر کہ انہ اطہار میں سے ایک امام پوشیدہ ہو گئے ہیں وہ آخر میں نکلیں گے اور اس قول پر کہ شرعی امر و نہی جنتک امام موصوف تکمیل ہے اور اس قول پر کہ جبریل علیہ السلام نے غلطی سے وحی اتی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وہ بخائی نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور اسے سب لوگ ملت اسلام سے خارج ہیں اور انکے احکام وہی ہیں جو ہر ندون کے احکام ہیں یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور اگر اہل الاصل میں مذکور ہو کہ اگر کسی پر اکراہ کیا گیا کہ حضرت محمد و علی کو شتم کرے پس اسنے کیا تو اس میں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ کہتا ہو کہ میرے دل میں کچھ نہیں گذرا میں نے کچھ نہ کہہ کیا جیسے اکراہ کرنے والوں نے مجھ سے چاہا تھا حالانکہ میں اس پر راضی نہیں ہوں تو ایسی صورت میں اسکی تکفیر کجا نیکی

[illegible]

جیسے کوئی شخص کلمہ کفر کہے پر مجبور کیا گیا پس اسے کہا حالانکہ اسکا دل ایمان سے متعلق ہو تو وہ کافر نہ ہوا اور وہ کہے کہ  
وہ کہتا ہو کہ میری نیت اس وقت ایک نصرتی ہے نہ نام تھا پس میں نے اسکو قسم کیا تو اس صورت میں ہی اسکی تکفیر کیا جائیگی  
اور وہ کہے کہ اس نے کہا کہ میرے دل میں ایک شخص نصرتی محمد نام کا خیال آیا مگر میں نے اسکو قسم نہیں کیا کیا مجھے جی چاہے  
میں اسکو قسم نہ دے تو اسکی تکفیر کیا جائیگی اور میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضور  
ہو گئے تھے تو اسکی تکفیر کیا جائیگی اور میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بوشی طاری کی گئی تھی اسکی تکفیر کیا جائیگی  
یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر کسی نے کہا کہ کاش اگر آدم کیوں نہ بکھاتے تو ہم لوگ شقی نہ ہوتے تو اسکی تکفیر کیا جائیگی یہ خلاصہ  
میں ہو۔ اور جسے خبر متواتر کا انکار کیا تو وہ کافر ہوا یعنی جو حدیث یا جو امر شرعی اسطرح پر روایت کیا گیا اور چلا آتا ہو  
کہ عقل میں نہیں آتا کہ غلطی و سہویا دروغ ہو تو اسکا انکار کرنے والا کافر ہو جیسے بچکا نہ نازوں کی تعداد رکھتا تھا  
اور جو شخص خبر مشہور کا انکار کرے بعض کے نزدیک اسکی بھی تکفیر کیا جائیگی اور عیسیٰ بن ابان نے فرمایا کہ کہا جائیگا کہ گمراہ ہو گیا  
ہو اور تکفیر نہ کیا جائیگی اور یہی صحیح ہو اور جسے خبر واحد سے انکار کیا تو اسکا انکار کرنے والے کی تکفیر نہ کیا جائیگی مگر ایسا شخص  
اسکے قبول نہ کرنے سے گنہگار ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے کسی نبی کی نسبت یہ تمنا کی کہ کاش یہ نبی فوتاتا  
مشیخ نے فرمایا کہ اگر یہ مراد ہو کہ اگر وہ مبعوث نہ ہوتا تو حکمت سے خارج نہ تھا تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر اسے اس  
بزرگ نبی کی نسبت استغاثت و عداوت مل میں کسی ہو تو کافر ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے قال المتزوج من نہیں  
سمجھتا ہوں کہ اس روایت کے ٹیک کیا معنی ہیں اور نہ اسکی وجہ معنی مفہوم ہوتی ہو بالجمہ اگر کسی نبی سے نفرت  
عام مراد ہو جیسے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شامل ہو تو میرا اعتقاد ہے کہ ایسا شخص کافر ہو اور عجیب کہ اگر  
کوئی کہے کہ اگر خدا فلاں پیغمبر کو نہ بھیجا تو خارج از حکمت نہ تھا تو علم الاختلاف اسکی تکفیر کیا جائیگی کہ نسبت حبشہ ہی  
تعالیٰ اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ اسرا فلیتامل فیہ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو مومن  
نہ چھوڑوں تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی اور اگر کہا کہ میں بھی کون تو تکفیر کیا جائیگی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص دوسرے  
سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پسند کرتے تھے مثلاً کہ کدو سے دراز کو پسند فرماتے تھے پس اس دوسرے  
نے کہا کہ میں اسکو نہیں پسند کرتا ہوں تو یہ کفر ہو اور ایسا ہی اماہ ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے اور بعض متاخرین  
نے کہا کہ اگر اسے یہ قول بہ طور امانت کے کہا ہو تو کفر ہو اور بدو ان اسکے کفر نہیں ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضرت  
آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا ہوا پس ہم سب جولاہے کی اولاد ہوئے تو یہ کفر ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی تین انگلیاں اچھالتے تھے پس دوسرے سے کہا کہ یہ سب ادبی ہے تو یہ کفر ہو۔ اگر  
کسی نے کہا کہ دہقانوں کی کیا پاکیزہ رسم ہو کہ کھانا کھاتے ہیں اور ہاتھ نہیں جھوٹے ہیں تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ قول  
طریقہ مستندوں کی امانت کے طور پر کہا ہو تو کافر کہا جائیگا۔ اگر کسی نے کہا کہ یہ کیا رسم ہے کہ مومنین کہہ و اگر یا مہندو اگر  
ہست کروینا اور دستار زبہ بگولانا پس اگر اسے قول مذکور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دل کرنے کے طور پر کہا ہو تو اسے  
کفر کیا یہ عجیب ہیں ہو۔ اگر عاشورا کے روز کسی سے کہا کہ سر مہ لگا لگا اسل فادعت ہو اسے کہا کہ عورتوں کو فتنوں  
کا کام ہو تو کافر ہو جائیگا اور تجھے میں لکھا ہو کہ ایک نے کوئی بات کہی پس دوسرے نے کہا کہ دروغ جی گوید اگر تم ظہیر  
پس جھوٹ کہتا ہو اگر بالکل غلط ہو تو اسپر کفر لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کسی بات پر گرویدہ نہ ہوگا اگر بالکل غلط ہو تو

لکھنا  
گالادینا  
بہت

یہی حکم ہے اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر ان جو ہیست اگر ہم پیغمبر ہست یعنی بدخلق ہو اگر بالکل پیغمبر ہی یا کہ اگر کھیل یا کہ  
فرشتہ بہ قریب است یا کہ اگر مرسل است یا یہ فرشتہ قریب است اگر ان جہاں ہست تو نے الحال کا فر ہو گا۔ ایک نے کہا کہ  
اپنے غلام کو مارے نہیں دوسرے نے اس سے کہا کہ اسکو مت مار پس اس نے جواب دیا کہ اگر مجھ سے ملے فرما دے کہ میں  
تو بھی نہ چڑھوں یا کہ اگر اسان سے آواز آوے کہ ہست مار تو بھی ماروں تو اس پر کفر لازم ہو گا۔ اور شیخ رحمہ اللہ نے  
کہا کہ میں نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ اگر کسی نے ادا وینٹ بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی  
حدیث پڑھی پس دوسرے نے اس سے کہا کہ ہمہ روز غلہ شاخوار تو شیخ نے فرمایا کہ اگر کہنے والے نے اسکی اضافت  
پڑھنے والے کی طرف کی نہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو دیکھا جائیگا کہ اگر ایسی حدیث ہو جو متعلق ہو پرین احکام فقہی  
ہو تو اسکی تکفیر کیا جائیگی اور اگر ایسی حدیث ہو جو اس سے متعلق نہیں ہو تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی اور اسکی گفتگو اس امر سے متعلق  
کیا جائیگی کہ اسکی مراد یہ ہو کہ ایک سے دوسرے کی چیز کا کھانا ادا کی ہو۔ قال المرحوم شیخ ابن یغبر بالضرر لا یوجب اگر کسی  
نے کہا کہ بھرت ہوا ان عربی تو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
ایک وقت پیغمبر تھے اور ایک وقت ایسا تھا کہ پیغمبر نہ تھے یا کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے تو اسکی تکفیر نہ ہو  
یا کافر ہو تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی غرض اجماعی میں مذکور ہو کہ ایک نے اپنی جود سے کہا کہ خلاف است کہ اس نے کہا کہ پیغمبر ان  
خلاف گفتند یعنی پیغمبروں نے خلاف کہا ہو تو شیخ نے فرمایا کہ یہ کلمہ کفر ہو چاہیے کہ کھرت تو یہ کلمہ اور نکاح کی تقدیر کر کے یہ  
تاتار خانہ میں ہو اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے برا دیکھنا چاہیے ملک الموت کا دیکھنا ہو تو یہ خطا ہے فقہم ہو اور اسکی  
تکفیر میں مشابہت کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اسکی تکفیر نہ کیا جائے اور اکثروں نے فرمایا کہ نہیں تکفیر کی جائیگی یہ خطا میں  
ہو اور خانہ میں لکھا ہو کہ بعض نے فرمایا کہ اگر اسنے یہ قول بسبب عداوت ملک الموت کے کہا ہو تو کفار ہو جائیگا  
اور اگر اسنے یہ لفظ بسبب کراہت موت کے کہا ہو تو کافر نہ ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ روئے فلان میں پیدا رہم چوں  
روئے ملک الموت تو اکثر مشائخ کے نزدیک اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی۔ اور پیغمبر میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میں فلان کی گواہی کی  
ساعت نہ کر دنگا اگرچہ جبریل و میکائیل ہو تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی۔ اور اگر کسی نے فرشتوں میں سے کسی کو عیب لگایا تو تکفیر  
کیا جائیگی۔ ایک نے کہا کہ مجھے ہزار درم دے تاکہ میں ملک الموت کو بھیجوں کہ وہ روح فلان کو رفع کیے تاکہ اسکو قتل  
کرے پس آیا ایسے قائل کی تکفیر نہ کیا جائیگی یا نہیں تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شیخ ابو رجند اللہ نے فرمایا ہو کہ فرشتوں  
کے ساتھ آنحضرت کرنا کفر ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرا فرشتہ ہوں فلان مقام میں میرے کام میں ہو  
کر دنگا تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی اور اسی طرح اگر مطلقا کہا کہ میں فرشتہ ہوں تو بھی ہی حکم ہو خلاف اسے اگر  
کہا کہ میں نبی ہوں یا تیرا نبی ہوں تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی یہ تاتار خانہ میں ہے۔ ایک نے ایک سے عداوت سے کلام کیا اور گواہ  
حاضر ہوئے پس اسنے کہا کہ خدا و رسول کو میں نے گواہ کیا یا کہا کہ خدا و فرشتوں کو گواہ کیا تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی۔ اور اگر اسنے  
کہا کہ دائیں ہاتھ کے فرشتے اور بائیں طرف کے فرشتے کو گواہ کیا تو تکفیر نہ کیا جائیگی یہ فصول عداوت میں ہے۔ سبب ان افعال  
کا بیان ہے جو متعلق بہ قرآن ہیں۔ جو نفس قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو وہ اکثر جو یہ فصول عداوت میں ہیں۔ اور جسے  
آیت قرآن میں سے کسی آیت کا انکار کیا یا اس سے تمسخر کیا اور نہ میں لکھا ہو کہ یا عیب لگایا تو کافر ہو یا تاتار خانہ میں  
میں ہو اور اگر قل اعوذ برب المفلک و قل اعوذ برب الناس کے قرآن کا جزو ہونے سے انکار کیا تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی

سبب عداوت میں ہے۔ سبب ان افعال کا بیان ہے جو متعلق بہ قرآن ہیں۔ جو نفس قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو وہ اکثر جو یہ فصول عداوت میں ہیں۔ اور جسے آیت قرآن میں سے کسی آیت کا انکار کیا یا اس سے تمسخر کیا اور نہ میں لکھا ہو کہ یا عیب لگایا تو کافر ہو یا تاتار خانہ میں میں ہو اور اگر قل اعوذ برب المفلک و قل اعوذ برب الناس کے قرآن کا جزو ہونے سے انکار کیا تو اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی



اور بعض متاخرین نے فرمایا کہ تکفیر کجا نیکی کیونکہ بعد صدر اقل کے اسل ہر پر اجماع ہو گیا ہو کہ یہ دونوں صدیقین قرآن میں  
 سے ہیں اور صحیح وہی قول اول ہے اس واسطے کہ اجماع متاخر اختلاف مقدم کو رفع نہیں کرتا ہر یہ ظہر یہ نہیں ہے۔ اگر وہ  
 بجائے پر یا یا نسری بجائے پر قرآن کو پڑھا تو اسے کفر کیا۔ ایک نے قرآن پڑھا پھر کسی نے کہا کہ ایچہ ہاگست طوفان است  
 تو یہ کفر ہی پیچھا میں ہے۔ اور اگر کہا کہ قرآن تو نے بہت پڑھا مگر ہے چہایت کو دور نہ کیا تو اسکی تکفیر کجا نیکی یہ ظاہر میں ہے  
 اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ قتل ہوا اللہ اعدا پوست پاؤں کر دی یعنی تو نے قتل ہوا اللہ اعدا کی کمال کجا نیکی یا کہا کہ الم نشرح  
 را گر بیان کر فتنہ یعنی الم نشرح کا تو نے گریہ بیان کیا تو جو شخص مریت کے پاس آئے پڑھتا تھا اس سے کہا کہ میں مردہ کے منہ  
 میں دست رکھ یا کسی سے کہا کہ ای کو تاہ ترا دانا اعطینا کسینی ادا نا اعطینا کس سے بھی زیادہ کو تاہ یا جو شخص قرآن پڑھتا تو  
 اور کوئی لکھہ اسکو یا دشمن آتا تھا اس سے کہا کہ واقفیت اساق بالاساق یا کسی کے پاس قلع بھر کے لایا اور کہا کہ کامداد  
 یا کسی سے بطریق مزاح کے کہا کہ نکانت سرا یا نا پیا دل کے وقت بطریق مزاح کے کہا کہ داؤ کا لیا اور فرمایا ہم بخیرہ و ان یا کسی  
 کہا کہ تو نے الم نشرح کی پکڑی باندھی ہے اور اسکی مراد یہ ہے کہ تو نے علم کو ظاہر کیا ہے یا کسی سے فرمایا کہ کوئی کو جمع کیا اور کہا  
 جھٹھا ہم جھجایا کہا وحشتنا ہم فلانعا و منہا حد یا کسی سے کہا کہ تو دا نا ز عارت ز عا کیونکہ پڑھتا ہے تو ان کے پاس سے یا زیر سے  
 اور اسکی مراد ظہر ہے یا کسی شخص نے کہا کہ اقر اشک قال اللہ تعالیٰ لکلا بل را ن یعنی تو پڑھتا ہے تاکہ میں تجھے بدگوئی کروں  
 کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر کلا بل را ن۔ تو یہی سخت گستاخی و کفر ہے یا کسی نے دوسرے کو جماعت سے نازا اور کہنے میں بلایا اسے  
 کہا کہ میں تمنا نماز پڑھتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصلوة تنہی یا کسی دوسرے سے کہا کہ تم شیعہ ہو کر فانیان افشیل  
 نیز حسب بالمصرح قال اللہ تعالیٰ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذبذبوا و تنقلبوا یعنی تم شیعہ جاؤ نہ ہو کیونکہ وہ بائی و دیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر  
 ولا تنازعوا فتفشلوا و تذبذبوا و تنقلبوا سب صورتوں میں کوئی تکفیر کجا نیکی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ گھر تو نے ایسا پاک کیا ہے جیسے  
 و السار و الطارق تو بعض نے فرمایا تکفیر کیا جائیگا اور شیخ ابو بکر بن اسحق نے فرمایا کہ اگر کوئی والا جہل ہو تو تکفیر کجا نیکی اور اگر  
 عالم ہو تو تکفیر کجا نیکی اور اگر کہا کہ قاعا صفتھا شدہ است تو اس میں خطر عظیم ہے یعنی شاید تکفیر کجا نیکی اور اسی طرح اگر عادی  
 کی کہ چون یا بقیہ کی نسبت کہا کہ والبا قیات الصالحات تو اس میں بھی خطر عظیم ہے اور اگر کہا کہ قرآن انہی ہو تو تکفیر کجا نیکی اور اگر کہا  
 کہ قرآن میں کلمہ عجبی ہو تو اس کے حق میں نال ہو ایسا ہی شیخ ابوالقاسم نے ذکر کیا ہے فیقول شامدیر میں ہے۔ اور خزانیہ الفقہین کا  
 ہو کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ تو قرآن کیونکہ میں پڑھتا ہوں اسے کہا کہ قرآن ستر میں پڑھا ہوا تو تکفیر کیا جائیگا اور رسالہ صدر العہد  
 و رسالہ قاضی القضاۃ کمال الدین بن نکر کو یہ کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے کوئی سورہ یا ورکھتا ہے اور وہی سورہ جسے پڑھتا  
 ہے پس دوسرے کے کہ اس سورہ راز ہوں گرفتہ یعنی اس سورہ کو تو نے کمزور دیا یا یا ہو تو کافر ہو جائیگا اور تجھ میں لکھا ہو گا اگر  
 نے قرآن کو فارسی میں نظم کیا تو قتل کیا جائیگا اس واسطے کہ وہ کافر ہو یہ تا تار فانیہ میں ہے۔ اب ان الفاظ کافر کا بیان ہے جو  
 روزہ و زکوۃ سے متعلق ہیں کسی نے ایک پیار سے کہا کہ ناز پڑھ لے اسے جواب یا کہ کہی نہیں پڑھو گا پھر اسے نہ پڑھی  
 یہاں تک کہ مر گیا تو کہا جائیگا کہ وہ کافر ہے اور اگر کسی نے کہا میں نہیں پڑھو گا تو اس میں قتال چار صورتوں کا ہو اول یہ کہ  
 نہیں پڑھو گا کیونکہ میں پڑھ چکا ہوں دوم یہ کہ تیرے حکم سے نہیں پڑھو گا کیونکہ ایسے بزرگ نے حکم کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے دوم یہ کہ  
 نہیں پڑھو گا ازراہ فسق و فجارت کے تو یہ دونوں صورتیں کفر نہیں ہیں اور چہارم یہ کہ نہیں پڑھو گا اس واسطے کہ ناز پڑھو گا جب  
 ہو اور میں اسے کرنے کا حکم نہیں یا گیا ہوں تو اسکی تکفیر کجا نیکی پس اگر کسی نے اسی قدر کہا کہ نہیں پڑھو گا تو اس سے نیکی

قال اللہ تعالیٰ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذبذبوا و تنقلبوا  
 و السار و الطارق تو بعض نے فرمایا تکفیر کیا جائیگا اور شیخ ابو بکر بن اسحق نے فرمایا کہ اگر کوئی والا جہل ہو تو تکفیر کجا نیکی اور اگر  
 عالم ہو تو تکفیر کجا نیکی اور اگر کہا کہ قاعا صفتھا شدہ است تو اس میں خطر عظیم ہے یعنی شاید تکفیر کجا نیکی اور اسی طرح اگر عادی  
 کی کہ چون یا بقیہ کی نسبت کہا کہ والبا قیات الصالحات تو اس میں بھی خطر عظیم ہے اور اگر کہا کہ قرآن انہی ہو تو تکفیر کجا نیکی اور اگر کہا  
 کہ قرآن میں کلمہ عجبی ہو تو اس کے حق میں نال ہو ایسا ہی شیخ ابوالقاسم نے ذکر کیا ہے فیقول شامدیر میں ہے۔ اور خزانیہ الفقہین کا  
 ہو کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ تو قرآن کیونکہ میں پڑھتا ہوں اسے کہا کہ قرآن ستر میں پڑھا ہوا تو تکفیر کیا جائیگا اور رسالہ صدر العہد  
 و رسالہ قاضی القضاۃ کمال الدین بن نکر کو یہ کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے کوئی سورہ یا ورکھتا ہے اور وہی سورہ جسے پڑھتا  
 ہے پس دوسرے کے کہ اس سورہ راز ہوں گرفتہ یعنی اس سورہ کو تو نے کمزور دیا یا یا ہو تو کافر ہو جائیگا اور تجھ میں لکھا ہو گا اگر  
 نے قرآن کو فارسی میں نظم کیا تو قتل کیا جائیگا اس واسطے کہ وہ کافر ہو یہ تا تار فانیہ میں ہے۔ اب ان الفاظ کافر کا بیان ہے جو  
 روزہ و زکوۃ سے متعلق ہیں کسی نے ایک پیار سے کہا کہ ناز پڑھ لے اسے جواب یا کہ کہی نہیں پڑھو گا پھر اسے نہ پڑھی  
 یہاں تک کہ مر گیا تو کہا جائیگا کہ وہ کافر ہے اور اگر کسی نے کہا میں نہیں پڑھو گا تو اس میں قتال چار صورتوں کا ہو اول یہ کہ  
 نہیں پڑھو گا کیونکہ میں پڑھ چکا ہوں دوم یہ کہ تیرے حکم سے نہیں پڑھو گا کیونکہ ایسے بزرگ نے حکم کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے دوم یہ کہ  
 نہیں پڑھو گا ازراہ فسق و فجارت کے تو یہ دونوں صورتیں کفر نہیں ہیں اور چہارم یہ کہ نہیں پڑھو گا اس واسطے کہ ناز پڑھو گا جب  
 ہو اور میں اسے کرنے کا حکم نہیں یا گیا ہوں تو اسکی تکفیر کجا نیکی پس اگر کسی نے اسی قدر کہا کہ نہیں پڑھو گا تو اس سے نیکی









ہو پس دوکاندار مذکور نے کہا کہ بڑھئی دستہ سے لکڑی کا ٹٹا ہو اور ہم کتاب سے لوگوں کی گردن کاٹتے ہو پس فقیر  
موصوف نے اس امر کی شکایت حضور شیخ محمد بن فضل رحمہ اللہ کی پیش کی پس شیخ موصوف نے اس کو انداز کے قتل کا حکم دیا  
یہ محیط میں ہو شیخ عبد الکریم و شیخ ابو علی سفیدی ج سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی جو رو پر خفا ہوا کرتا تھا اور ملک کو  
اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کو کہا کرتا تھا اور خدا سے تقائی کی مصیبت سے منع کیا کرتا تھا عیسیٰ عورت سے  
اس سے کہا کہ میں خدا کو کچھ نہیں جانتی اور علم کو کچھ نہیں سمجھتی میں نے اپنے تئیں دوزخ میں رکھ دیا ہو پس ہر دو  
شیخ نے فرمایا کہ اس عورت نے کفر کیا یہ فصول عمادیہ میں ہو ایک شخص سے کہا گیا کہ طالب علم لوگ فرشتوں کے  
پیروں پر چلتے ہیں پس اس نے کہا کہ یہ تو جبریت ہو تو تکفیر کیا جائیگا قال المسترحم ظاہر یہ محمول اس صورت پر ہو کہ قائل  
مذکور جو بعد فی احوال و بیہودہ بین دار و دیو کہ فرشتے طالب علم دین کے واسطے بازو بچھاتے ہیں چکا ہوا اور نیز اس نے علم دین کے  
طالب علموں کے واسطے ایسا کہا ورنہ اگر طالب علم فضول مثل منطوق و فلاسفہ وغیرہ سیکھتا پھرتا ہو تو تکفیر میں کیا جائیگی یا قائل مذکور  
اس خبر سے واقف نہ تھا پس اس نے اس طرح کہا تو امید ہو کہ وہ لائق تکفیر نہ ہوگا واللہ اعلم۔ اگر کسی نے کہا کہ قیاس امام اعظم رحمہ  
کا حق نہیں ہو تو تکفیر کیا جائیگا یہ تا ناظر غایب نہیں ہو قال المسترحم ظاہر اس نے مطلقاً قیاس کی نسبت کہا تو قائلان سے خالی  
نہیں ہو ورنہ قائل ہو واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا علم سے بہتر ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ایک پیالہ  
پلاؤ کا اللہ سے بہتر ہو تو تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہو قال المسترحم ظاہر اس کی وجہ یہ ہو کہ اللہ سے بہتر کچھ  
صورت میں یہ تھی تھی ہو سکتے ہیں کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر و نعمت ہو بخلاف وجہ اول کے کہ اگر  
یہ احتمال نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تاویلی کی وجہ جو جبریت ہو بخلاف صورت دوم کے کہ نظر بغیر و گمان نہ کیا ہے تب بعد رکھا جاتا ہو کہ  
اللہ تعالیٰ غرض چل کی بنسبت بہتر تصور کرے کیونکہ کوئی حق بھی ایسا نہیں جو ہو سکتا ہو اور نیز شیخ متاخرین سے سیکھتے ہیں  
اور اور جو بین بیان کی ہیں مگر بے حکمت و راستہ ہی وجہ ہو جو فقیر نے اپنی وسعت پر بیان کی ہو اگرچہ کسی بزرگ سے بین پائی  
ہو لہذا اگر میرا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ عفو فرمائے واللہ عفوہم رحیم کسی نے اپنے مختصر سے کہا کہ انہی سببی اسے المسترحم یا فارسی  
میں کہا کہ باسن شیعہ روایتی میرے ساتھ شرع کی طرف چل پس اسکے مختصر نے کہا کہ کوئی پیادہ لے آتا کہ چلوں بیجہر نہیں  
جاؤ نکالو اسکی تکفیر کیا جائیگی اس واسطے کہ اسے شرع سے غما کیا اور اگر اس نے کہا کہ میرے ساتھ قاضی کے حضور میں چل پس  
اس نے ایسا جواب یا تو تکفیر نہ کیا جائیگا کیونکہ قاضی کی عناد سے تکفیر نہ ہوگی اور اگر کسی نے کہا کہ میرے ساتھ شہادت د  
یہ جیلے قائمہ نہ دینگے یا کیا پیش نہ جاوینگے یا کہا کہ میرے واسطے دیوس ہو شریعت کو کیا کروں تو یہ سب کفر ہو اور اگر  
کسی نے کہا کہ جس وقت روپیہ لیا تھا اس وقت شریعت و قاضی کمان تھا تو بھی تکفیر کیا جائیگا اور بعض متاخرین نے  
فرمایا کہ اگر قاضی سے روپیہ لیا اس شہد کا قاضی لیا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اس واقعہ میں علم  
شرع یوں ہو پس دوسرے سے کہا کہ میں رقم بچھاتا ہوں شرع پر تو بعض شہاد کے نزدیک تکفیر کیا جائیگا۔ و مجموعہ انوار  
میں مذکور ہو کہ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو کیا کہتی ہو کہ حکم شرع کیا چیز ہو پس عورت نے ایک بڑی سی ڈکاری اور  
کہا کہ ایک شرع راہی اس شرع کو تو وہ کافر ہوگی اور اپنے شوہر سے یا اسے ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے سامنے  
کسی نے اماموں کا فتوہ پیش کیا پس اس نے رو کر دیا اور کہا کہ یہ کیا کفر انبار فتوے لیا ہو تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا  
اس وجہ سے کہ اس نے حکم شرع کو رو کر دیا اور اسی طرح اگر اس نے کچھ نہ کہا فقط فتویٰ زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ یہ کیا شرع ہو

مذکورہ فتاویٰ  
جس سے پکار  
ناری پر پانوی  
"مسئلہ"  
قال المسترحم  
مسئلہ کا حکم فقیر  
مطلق بذات آدمی  
کے بیان میں  
ہونا بہ نسبت  
بیان کے بہتر  
فتاویٰ اگر پیشین  
بہ صفات میں  
ہو اور اس سے  
اولیٰ قائل ہو

تو بھی یہی حکم ہو۔ ایک شخص نے کسی عالم کے پاس ایک صورت پیش کی کہ اس سے میری جو روپر طلاق ہوئی یا نہیں پس  
عالم نے صوفیوں نے فتویٰ دیا کہ واقع ہو گئی پس فتویٰ پوچھنے والے نے کہا کہ میں طلاق ولاق کیا جانوں کیون کی  
مان میرے گھر میں رہنا چاہیے تو قاضی امام علی سفاری نے اس کے کفر پر فتویٰ دیا ہے یہ محصول عادیہ میں جو را اور اگر مدعی  
و مدعا علیہ میں سے یعنی جن دونوں میں باہم جھگڑا ہو ان میں سے ایک شخص عالموں سے حکم شرع کا فتویٰ لکھا کر اپنے  
مخاض کے پاس آیا اور کہا کہ یہ فتویٰ ہے پس اس نے کہا کہ ایسا نہیں ہے جو انھوں نے فتویٰ دیا ہے یا کہا کہ میں اسپر عمل  
نہ کروں گا تو اسپر تفریہ واجب ہو گئی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اب ان کلمات کفر کا بیان ہو جو حلال و حرام فاسقوں فاجروں  
وغیرہ کے کلام سے متعلق ہیں۔ اگر کسی نے حرام کو حلال یا حلال کو حرام اعتقاد کر لیا تو اس کی تکفیر کی جائیگی لیکن اگر اس نے  
کسی حرام کو بدین غرض کہ اس چیز کی تفریح ہو یعنی اچھی فروخت ہو جائے حلال کہا یا نہایت سے اسکو حلال کہا کہ خود  
جانتا نہ تھا تو یہ کفر نہ ہوگا۔ اور اعتقاد کرنے کی صورت میں ہم نے جو حکم ذکر کیا ہے وہ ایسی چیزوں کے ساتھ ہو جائیگا  
حرام ہوں اور اس نے اس بعینہ حرام کو حلال اعتقاد کر لیا جسے کہ کفر ہو گیا اور اگر یہ چیز حرام بغیرہ ہو تو اس کے اعتقاد و عملات  
سے کافر نہ ہوگا اور نیز حرام بعینہ کی صورت میں بھی جب تک اس کا حرام ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو  
اور اگر اخبار احاد سے ثابت ہو تو تکفیر کی جائیگی بغیرا حد میں ہو۔ قال المتحرر حرام چیز میں نہ نظر اپنی ذات کے دو طرح کی  
ہوتی ہیں ایک وہ جو بعینہ حرام ہیں جیسے سور و کتا وغیرہ اور دیگر وہ ہیں کہ بغیرہ حرام ہیں جو نہایت بھی دو ہیں ہیں  
ایک وہ جو قطعی دلیل سے انکار حرام ہونا ثابت ہو جیسے شراب انگوری وغیرہ اور دوم وہ کہ اس کے حرام ہونے پر اخبار  
احاد وغیرہ قطعی دلائل میں اور نیز حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنا دو طرح پر ہے ایک یہ کہ جان بوجہ کہنا ہو دوم یہ  
کہ جاہل ہو نہیں جانتا ہو پھر جان بوجہ کہ بھی دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اعتقاد سے کہے دوم یہ کہ دل سے اعتقاد نہیں ہو  
مگر کسی اپنے مطلب کے واسطے کہتا ہو پس اگر بعینہ حرام کو جان بوجہ کہ حلال اعتقاد کیا تو کافر ہو اور باقی صورتیں  
اور دیگر عبارت مذکورہ سے سمجھ لینا چاہیے کسی شخص سے کہا گیا کہ تیرے نزدیک ایک حلال پسند ہو یا وہ حرام پس اس نے  
کہا کہ دونوں میں سے جو جائز حاصل ہو جائے تو اسپر کفر کا خوف ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ ہال چاہیے خواہ حلال خواہ  
حرام تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ جب تک حرام ہاؤن حلال کے گرد نہ پھروں تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی فقیر کو مال  
حرام میں کچھ دیکر خواہ اس کی امید بھی تو اس کی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر فقیر نے یہ بات جان لی پھر دینے والے کو عادیہ اور  
دینے والے نے اس کی دعا پرائیں گی تو کافر ہوا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ تو حلال سے کھا یا کر پس اس نے کہا کہ میرے نزدیک  
حرام اس سے پسند ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر اس کے جواب میں یوں کہا کہ تو اس جہاں میں ایک سبھی حلال کھانے والا  
ہے اس نے کہ میں اسکو حیدہ کروں تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ حلال کھا پس اس نے کہا کہ مجھے حرام چاہیے ہو تو  
تکفیر کیا جائیگا یہ محیط میں ہو کسی فاسق شرابخوار کے ٹھکانے میں شراب پی پس اس کے اقارب نے اگر اسپر دہم شراب کے  
توسبب کافر ہو جائیگا اور اگر اسکو بشارت نہ دی لیکن کہا کہ سب کب باؤ تو کبھی کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کسی نے کہا کہ  
خمر یعنی شراب حرام کی حدیث قرآن سے نہیں ثابت ہوئی ہو تو اس کی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ شراب کی حدیث  
قرآن شرع سے ثابت ہو اور باوجود اسکے وہ شراب پیتا ہے پس اس سے کہا گیا کہ تو کیون تو نہیں کرتا ہو اس نے کہا  
کہ مان کے دو دھرتے کوئی صبر کر سکتا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگی اس لیے کہ اسے استفادہ ہو یا یہ ہو کہ اسے دو دھرتے شراب کو کیا مان

کفر  
و کفر  
و کفر



جس میں ہندوؤں کے اعمال کیسے ہیں تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر قبروں وغیرہ سے مردے اٹھائے جائے یعنی بعثت کا انکار کیا تو بھی تکفیر کیا جائیگا اور اگر کسی شخص نے بعثت کا اقرار کیا مگر اس سے انکار کیا کہ بعیدہ فلاں شخص نہیں اٹھا یا جائیگا تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی ایسا ہی شیخ زاہد ابواسحق کلابادی نے ذکر کیا ہے یہ ظہیر یہ ہیں تو۔ اور ابن مسلام سے مروی ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یہود و نصاریٰ جب اٹھائے جائیں گے تو خدا اب دو بیچ میں دالے جاویں گے تو ہمارے سبب شائع و مشائخ نے فتویٰ دیا کہ اسکی تکفیر کی جاوے یہ غنابہ میں ہے۔ اور اگر جنت میں داخل ہو کر ویدار اکتی کے ہونے سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر عذاب القبر سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر نبی آدم کے جشر ہونے سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر سوائے نبی آدم کے اور دن کے جشر ہونے سے انکار کیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ ثواب عقاب نقد روح کو دیا جائیگا تو اس سے بھی تکفیر نہ کی جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ ایک دوسرے سے کہا کہ گناہ مست کر کہ دوسرا جہان بھی ہے پس اسے کہا کہ اس جہان کی کس نے خبر دی تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ آتا ہو پس قرضہ نہ دے کہ اگر نہ دے گا تو قیامت میں یہ لوگ پس اسے کہا کہ قیامت برقی تا نہیں اگر اسے روز قیامت کی امانت کی نہ دے کہ تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے دوسرے پر ظلم کیا پس مطالبہ کر کے کہا کہ آخر قیامت میں پس ظالم نے کہا کہ فلاں خر قیامت اندر نبی قیامت میں گدھے کا شاہ تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی یہ ثنائار خانہ میں ہے۔ ایک نے اپنے قرضہ دار سے کہا کہ میرے درم دنیا میں دیدے کہ قیامت میں درم نہیں ہونگے پس قرضہ دار نے کہا کہ لا اوجیہ دیدے اور اس جہان میں بے لینا یا کہا کہ میں بدو نہ تو شیخ فضل نے جواب دیا کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور ہمارے اکثر مشائخ کا بھی یہی قول ہے اور یہی اصح ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے جحش سے کیا کام ہو یا کہا کہ میں قیامت سے نہیں ڈرتا ہوں تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی یہ غلامہ میں ہے۔ اگر کسی نے اپنے منہ سے کہا کہ میں تجھ سے اپنا حق قیامت میں لے لوں گا پس صبر کرے کہ اسے تو اس انبوا میں ہے کہ ان پاویگا تو مشائخ نے اسکی تکفیر میں اختلاف کیا ہوا اور فتاویٰ ابوالیسٹ میں مذکور ہے کہ تکفیر نہ کیا جائیگا نہ جہاد میں ہو اور اگر کسی نے کہا کہ ہمہ بیکوئی بدین جہان بایر بدن جہان ہر چہ خواہی باشد یعنی تمام بھلائی اس جہان میں پسند اور وہ ان اس جہان میں جو چاہے ہو تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ اصول عمادیہ میں ہے۔ ایک نے کسی زائد سے کہا کہ نہیں تا اور بہشت ازان شوقتی یعنی بیٹھتا کہ تو بہشت سے اس طرف نہ جا پڑے تو اکثر اہل علم نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا۔ اگر ایک شخص سے کہا گیا کہ دنیا کو آخرت کی غرض سے چھوڑے اسے کہا کہ میں نقد کو ادھار کے واسطے نہیں چھوڑتا تو تکفیر کیا جائیگا۔ تجھو اتے کے نسخہ میں موجود ہے کہ کسی نے کہا کہ ہر کہ درین جہان بخیر و بود بان جہان چون کیسہ دریدہ بود یعنی جو شخص اس جہان میں بخیر و ہوگا وہ اس جہان میں ایسا ہوگا جیسے کسی کی بیماری کٹ گئی ہو تو شیخ ابو بکر محمد بن افضل نے فرمایا کہ یہ امر آخرت پر نظر اور اسکا مضمحل ہو پس کہنے والے کے حق میں موجب کفر نہ ہو محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرے ساتھ دو بیچ کو جانے گا مگر اندر نہ جاؤں گا تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ قیامت میں جب بافتہ ان کے سامنے کچھ رشوت نہ لیا جائیگا وہ بہشت کا دروازہ نہ کھولے گا تو کافر ہو جائیگا یہ غنابہ میں ہے جو امور شیخ میں ذکر کیا ہیں اگر ایسے امور کے حکم دینے والے کی نسبت کہا کہ یہ غوغا آبد پس اگر اسے بطریق مدعا نکار کے کہا تو اس پر کفر کا ذمہ ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو فلاں شخص کے گھر جا کر اسکو امر معروف کر بیٹھ امور شرعی کرنے کا حکم کر اور مہیا کر دے منع کر پس اسے جواب دیا کہ اسے میرا کیا ہو یا کہا کہ مجھے اس سے اثر کی کیا وجہ ہو یا کہا کہ میں نے عافیت اختیار کر لی



مجھے اس فصول حرکت سے کیا کام ہو تو یہ سب الفاظ کفر میں فیہ فصول عمادیہ میں ہو اور اگر کسی سے کہا کہ فلاں کو مصیبت  
 ہو گئی یا جس کا کوئی مر گیا ہو اس سے کہا کہ تجھے ہر مصیبت ہو گئی تو بعض مشائخ بلخ نے فرمایا کہ کہنے والی کی کفر کیا گئی  
 اور بعض مشائخ نے کہا کہ تکفیر نہ کیا گیا لیکن یہ خطائے عظیم ہو اور بعضوں نے فرمایا کہ نہ کفر ہو اور نہ خطا ہو اور اسی طرح  
 حاکم عبدالرحمن اور قاضی ابو علی سفدی نے فرمایا کہ اور اسی پر تو سے ہو قال المترجم ہی صحیح ہے تو قادیانی اسے الٹ کر فرمایا  
 مافی مثل طغوا اسراج فکیہ فکین مات لم یست وقد قال تم ولشرا الصا بہرین الذین اذا ما صاہم صاہبہ قالوا انما للہ و  
 انما الیہ راجعون لغیرہم لولہم لیسر حجہم لیسر حق نعم الثواب من قولہ تم اولئک علیہم صلوات من ہم ورحمتہ فما قالوا انما یجزل علی ما اوقال انکما  
 از عاصمہ انکما فہما وقع ولکن ہذا کفر صریح لا یشکی ان یختلف فیہ قیلتا ل۔ اور اگر غرور سے کہا کہ ہرچہ از جانی ہی بکاست بہر جان  
 از یادتی کرے تو یہ خطا و جہل ہو۔ اور سہیج اگر کہا کہ از جان فلاں بکاست بہر جان تو یہ سبب یعنی فلاں کی جان کی گھٹی و تیرگی  
 کو بلی تو سچی ہی حکم ہو اور اگر کہا کہ وہ مرا اور جان مجھے سپرد کر دی تو کفر کیا جائیگا۔ ایک فصل پہنچنے میں سے چنگا ہو گیا پس دوسرے  
 نے کہا کہ فلاں میرا فرستاد تو یہ کفر ہو۔ اور اگر کوئی بیارہ ہوا اور اس کا مرض سخت ہو گیا اور بہرہ برہیا روامی ہو انیسویں سے  
 خدا سے تعالیٰ سے کہا کہ اگر چاہے تو مجھے مسلمان وفات سے اور چاہے تو مجھے کافر وفات سے تو اللہ تعالیٰ سے کافر واپس  
 دین سے مرید ہو جائیگا قال لیسر جم عبارت اصل یہ ہو فقال المریض ان شئت تو فی مسلمان وان شئت تو فی کافر  
 یہ صیر کافر بالہمد مرید عن بینہ واثول ہذا کا نہ تصحیح واصل لبارقہ ہذا کہ اگر خدا تو مجھے وفات دے چاہے مسلمان  
 و چاہے کافر تو فی ان شئت مسلمان وان شئت کافر اس واسطے کہ صورت اول میں احتمال ہو کہ خاتمہ غلی مشیت  
 اللہ تعالیٰ ہو خواہ باسلام یا کفر اگرچہ اللہ تعالیٰ کی رضا بر کفر نہیں ہو و ہذا کہا قالوا فی قولہ تعالیٰ ولو اشار الیہم  
 علی الہدے و سخرہ و ما الیہ الا انک فانیہ محکوم بہذا حکم جدا فاصم۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص طرح طرح کی مصیبتوں مبتلا ہو پس  
 اسے کہا کہ تو نے میرا مال بیا اور میری اولاد لی اورچنین وچنان کیا پس وہ کیا ہو کہ اسکو کہہ دیا کہ یہ کیا باتی رہا  
 ہو کہ تو نے اسکو نہیں کیا یا مبتلا کیا اور الفاظ کے تو وہ کافر ہوا یہ خطا میں ہو۔ اب ان الفاظ کفر کا بیان ہو جو متعلق بہ  
 تلقین کفر و حکم یا بار تدا و تعلیم کفر ہیں اور متعلق بتنبیہ کفار وغیرہ از اقرار صریح و کنا یہ ہیں۔ اگر کسی نے دوسرے کو کافر کفر  
 تلقین کیا تو مرد کو کافر ہو جائیگا اگرچہ بطور لعاب کہے ہو۔ اور سہیج اگر کسی مرد نے دوسرے کی عورت کو حکم دیا کہ مرد  
 ہو کہ اپنے شوہر سے یا نہ ہو چاہے یہ حکم دینے والا کافر ہو جائیگا ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہو اور امام عظیم  
 سے مروی ہو کہ جس نے دوسرے کو کافر فرما دیا تو خود کافر ہو جائیگا خواہ مامور سے کفر کیا یا نہ کیا فقیر ابو الیہ نے کہا  
 کہ اگر کسی نے دوسرے کو کلمہ کفر سکھایا تو جب تک کہ اسکو کلمہ کفر سکھایا اور تدا کا حکم کیا تو کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر  
 کسی عورت کو کلمہ کفر سکھایا تو جب تک کہ اسکو مرتد ہو جانے کا حکم کیا ہو یہ قضا ہے قاضی خان بن ہوا امام محمد  
 نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے پر یا نہ اسکو عضو یا جان غیر تلف کرنے کی نحو لپٹا کے ساتھ کہا کہ کلمہ کفر زبان سے کہے  
 پس اسے کلمہ کفر زبان سے نکالا تو اس میں کسی صورت میں اول آنکہ اس نے زبان سے کلمہ کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان  
 سے مطمئن ہو اور اسکی خاطر میں کوئی شے ہو اسے اس چیز کے جیسے کہ راہ کیا ہو نہیں گذری یعنی زبان سے کلمہ کفر کہے  
 تو اس صورت میں اسے کفر کا حکم نہ کیا جائیگا نہ قضا نہ اور نہ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اور وجہ دوم یہ کہ شے غصہ نے

قادی ہندیہ کتابا سیر باب نہم مردوں کے احکام ہیں

بیاں کیا کہ میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ میں اسکو گزشتہ زمانہ میں اپنے کفر سے دروغ خبر دون پس میں نے اسی ارادہ سے زبان سے کلمہ کفر نکالا اور اس کے جواب تہدید سے بارادہ کفر مستقبل کے زبان سے کلمہ کفر نہیں نکالا تو ایسی صورت میں قاضی قضاۃ اس کے کفر کا حکم دیکھا حتیٰ کہ اس کے اور اس کی جو رو کے درمیان تفریق کرویکا اور توجہ سوم یہ کہ اس نے کہا کہ میرے دل میں گزرا تھا کہ دروغ اسکو اپنے زمانہ گزشتہ کے کفر سے خبر دون ولیکن میں نے زبان سے نکالنے میں زمانہ ماضی کے اپنے کفر کی بہ طور دروغ خبر دینے کی نیت میں اس کے جواب کلام پر کفر مستقبل کی نیت کی تو ایسی صورت میں شخص قضاۃ اور فیما بینہ زمین اللہ تعالیٰ و دونوں طرح کا فر ہو جائیگا۔ اور اگر کسی پر اگر کہا گیا کہ اس صلیب کی طرف نماز پڑھے پس اس نے صلیب کے رخ نماز پڑھی تو اس میں میں صورت میں پہن راوی اول اس نے کہا کہ میری خاطر میں کچھ نہیں گذرا مگر میں نے صلیب کی طرف اگر اہ کی وجہ سے مجبور ہو کر نماز پڑھی تو اس صورت میں قضاۃ و فیما بینہ زمین اللہ تعالیٰ اس کی تکفیر نہ کیا جائیگی اور اگر اس نے کہا کہ میرے دل میں گزرا کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے نماز پڑھتا ہوں اور میں نے صلیب کے واسطے نماز نہیں پڑھی تو اس صورت میں بھی قضاۃ و فیما بینہ زمین اللہ تعالیٰ کسی صورت سے تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر اس نے کہا کہ میرے دل میں گزرا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے نماز پڑھتا ہوں مگر میں نے اسکو ترک کیا اور صلیب کے واسطے نماز پڑھی تو اس صورت میں اس کی تکفیر نہ کیا جائیگی قضاۃ اور فیما بینہ زمین اللہ تعالیٰ دونوں طرح سے تکفیر نہ کیا جائیگی یہ جیسا میں ہو۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ بادشاہ کو چہ کر رہا ہے تو اس نے قتل کر دیا تو قتل کر دینا تو قتل ہو جائے اور سیدہ نہ کرے یہ اصول عباد میں ہو۔ اور اگر ہر کوئی شخص کلمہ کفر بولا ولیکن اس نے کفر کا اعتقاد نہیں کیا تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور میرے نزدیک یہ صحیح ہے کہ یہ ہر کوئی نہیں ہو۔ اور جو شخص کلمہ کفر بولا حالانکہ وہ نہیں جانتا ہو کہ یہ کلمہ کفر ہو مگر اس نے اعتقاد سے یہ قتل کیا ہو تو عامہ علماء نے کہا کہ اس کی تکفیر نہ کیا جائیگی اور نادانستگی کا عند قبول نہ ہوگا مگر بعض علماء نے اس کی تکفیر کے جائز میں احتمال کیا ہے جو خلا میں ہو نہ ہل کرنے والے اور استہزاء کرنے والے نے اگر اندازہ استخفاف و استہزاء و مزاح کے کلمہ کفر کہا تو سب کے نزدیک کفر ہوگا اگرچہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو اور اگر کوئی شخص خطا سے کلمہ کفر بولا مثلاً اس کا ارادہ تھا کہ ایسا لفظ بولے جو کفر نہیں ہے جو میرا اس کی زبان خطا کر گئی اور اس کی زبان سے کلمہ کفر نکل گیا تو سب کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا یہ قضاۃ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر مجوس کی ٹوپی اپنے سر پر رکھی تو صحیح قول کے موافق اس کی تکفیر نہ کیا جائیگی الا آنکہ بعض صورت بغرض گری یا سردی دفع کرنے کے ایسا کیا ہو تو تکفیر نہ ہوگی۔ اور اگر اپنی کرپین زنا نہ نہی تو بھی تکفیر نہ کیا جائیگا لیکن اگر لڑائی میں مسلمانوں کے واسطے بھید لائے گیا اور باندھ گیا تاکہ کافر لوگ ہو کا کہیں تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجوس بہتر ہیں اس چیز سے ہمیں ہم ہیں یعنی ہمارے فعل سے فعل مجوس چاہا ہو یا کہا کہ جو سبت سے نصرت بہتر ہے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کہا کہ نصرت سے جو سبت بدتر ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ یہودیت سے نصرت بہتر ہے تو تکفیر کیا جائیگا یا کسی عامل سے کہا کہ جو تو کرتا ہو اس سے کفر بہتر ہے تو بعض کے نزدیک طلاق تکفیر کیا جائیگا اور فقہ ابوالبیٹا نے کہا کہ جب ہی تکفیر کیا جائیگا کہ اس نے حسین کفر کا قصد کیا ہو اور اگر اس شخص کے فعل کی تفسیر بیان کرنی منظور ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر مجوسیوں کے نور و زمین نکلاتا کہ جو وہ لوگ اس مذکر کرتے ہیں اس میں ان کے ساتھ موافقت کرے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر نور و زمین کے دن کوئی چیز ایسی خریدی جسکو عادت کے موافق اور دونوں میں نہیں خریدتا تھا آج بغرض

اعظم نوروز کے نہ بضرص کھانے پینے کے اسکو خریدا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کسی نے نوروز کے دن مشرکوں کو بضرص  
 اعظم نوروز کچھ دے دیا یا کچھ ایک انڈا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر ایسے جو کسی کی دعوت قبول کی جس نے اپنے  
 لئے کافر بننا چاہا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر کفار کی قسمیں کرتا ہو تو بالاتفاق تکفیر کیا جائیگا جیسا کہ مشل نے فرمایا  
 کہ اگر کسی نے کہا کہ کھانے کے وقت جو اس کا خاموش رہنا کلام ترک کرنا اچھا ہے یا حالت حیض میں جو بیویوں کا عورت  
 کے ساتھ نہ لینا اچھا ہے تو وہ کافر ہے یہ بکرا رائق میں ہے۔ اور اگر کسی انسان کے واسطے تین ماہ بروقت غلات یا نوروز کیا  
 یا جلاو وغیرہ بنا یا تو شیخ الاسلام ابو بکر رحمہ اللہ فرمایا کہ یہ کفر ہے اور فوج کیا ہو جائے اور ہر دار پر کہ اسکا کھانا حلال نہیں ہے  
 اور شیخ اسماعیل زہرا نے فرمایا کہ اگر گائے یا اونٹ جو اس میں حایوں یا نازیوں کی آہ کے واسطے ذبح کیا تو علماء کی  
 ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ کفر ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک عورت نے اپنی کمر میں دو بار باندھا اور کہا کہ یہ زنا ہے  
 تو تکفیر کیا جائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے دوسرے فارسی میں کہا کہ گبر کی بہ اڑین کا رکھ لومی گنی لینے کا فر ہونا اس کام سے  
 جو تو کرتا ہو بہتر ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس شخص کے فعل کی تفسیر کا قصد کیا ہو تو کفر نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔  
 ایک نے کہا کافر ی کر دین بہ از خیانت کر دین یعنی چوری کرنے سے کافر ہے کہ بہتر ہو تو اکثر علماء کے نزدیک اسکی تکفیر  
 کیا جائیگی کذا فی المحيط اور شیخ ابو القاسم صفار نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو کو مارا یا  
 جورو نے کہا کہ تو مسلمان نہیں ہو پس مرنے کا کہہ سہیل کی نسبت مسلم یعنی مانا کہ میں مسلمان نہ ہوں تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل  
 نے فرمایا کہ اس سے کافر نہ جائیگا۔ اور ہمارے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ اگر کسی نے کہا گیا کہ کیا تو مسلمان نہیں ہو اسنے کہا کہ  
 نہیں تو یہ کفر ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تجھے کچھ قیمت نہیں ہے اور نہ دین اسلام ہے  
 کہ تو اجنبیوں کے ساتھ مجھے خلوت میں چھوڑنے پر راضی ہوتا ہو پس شوہر نے کہا کہ تجھے قیمت نہیں ہے اور نہ دین اسلام ہے  
 تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیا جائیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ او کافرہ او یہودیہ او مجوسی پس عورت نے کہا کہ  
 میں ایسی ہی ہوں یا کہا کہ میں ایسی ہی ہوں تجھے طلاق دیدے یا کہا کہ اگر میں ایسی نہ ہوں تو تیرے ساتھ کیوں رہتی یا  
 کہا کہ اگر میں ایسی نہ ہوں تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتی یا کہا کہ تو مجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کیا جائیگی اور اگر یوں کہا کہ اگر میں ایسی  
 ہوں تو تجھے مدت رکھ تو اسکی تکفیر کیا جائیگی اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں ہی تکفیر کیا جائیگی مگر اقل اصح ہے اور اسی پر شیخ  
 جمال الدین نے فتویٰ دیا ہے۔ اور علیٰ ہذا اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ او کافرہ او یہودیہ او مجوسی پس شوہر نے کہا کہ میں ایسا ہی  
 ہوں تو مجھے الگ ہو یا کہا اگر میں ایسا نہ ہوں تو تجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کیا جائیگی۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں ایسا ہوں  
 تو تو میرے ساتھ مدت رہ تو اس میں اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی اور اگر یوں کہا کہ ایک راہ کہ چہرہ میں  
 مباحش تو اظہر ہے کہ اسکی تکفیر کیا جائیگی اور بعض نے فرمایا کہ نہیں تکفیر کیا جائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ او کافرہ او یہودیہ  
 پس اسنے کہا کہ ایسا ہی ہوں میرے ساتھ صحبت نہ رکھ یا کہا کہ اگر میں ایسا نہ ہوں تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھنا خلاصہ آنکہ  
 آخر تک وہی الفاظ بیان کیے جو پہلے بیان کیے ہیں تو انکا حکم بھی اسی طرح ہوگا جیسا پہلے جو رو دعوے و بیان ایسے  
 الفاظ جاری ہونے کی صورت میں بیان کیا ہے یہی خلاصہ ہے۔ ایک شخص نے کسی فعل کا ارادہ کیا پس اسکی جورو نے کہا کہ تو  
 کافر ہو اگر ایسا فعل کرے مگر مرنے نہ مانا اور وہ فعل کیا تو تکفیر نہ ہوگی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ او کافرہ پس عورت نے  
 کہا کہ نہیں بلکہ تو ہو یا عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ او کافر پس شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہو تو انکی دونوں میں تفریق ہے

لا  
 یجوز  
 فی  
 حقہ

واقع نہ ہوگی ایسا ہی فقہ ابوالمہر نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ  
 چونکہ منہ چھینا آگندہ شدہ پس شوہر سے کہا کہ اگر تم تک اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ رہی یا کہا کہ تو اتنی مدت  
 آتش پرست کے ساتھ کیوں رہی تو یہ شوہر کی طرف سے کفر ہے اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ اور اگر چند عورت سے یہاں  
 کہ شوہر نے اتنی مدت بھرانہ کو رکھا ہے یا کہا کہ بھرانہ کو کیوں رکھا ہے تو یہ عورت کی طرف سے کفر ہے۔ اور اگر چند عورت سے یہاں  
 یا جنسی ہوس سے کہا کہ اوکا فراوت جس سے کہا ہے اسے کچھ نہ کہا یا اپنی جود سے کہا کہ اوکا فراوت عورت نے کچھ نہ کہا یا جود سے اپنے  
 شوہر سے کہا کہ اوکا فراوت شوہر نے کچھ نہ کہا تو فقہ ابوالمہر نے فرماتے تھے کہ کہنے والا تکفیر کیا جائیگا اور دیگر شخص نے فرمایا  
 کہ تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور فتویٰ کے واسطے اس میں کے مسائل میں مختار یہ ہے کہ ایسے کلمات کہنے والے نے اگر اسکو برا کہنے  
 کی نیت کی اور درواقع اسکو کافر عقدا میں کیا ہو تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور اگر درواقع اسکو کافر عقدا ذکر کے اپنے اعتقاد  
 کے موافق اسکو ان کلمات سے مخاطب کیا ہو تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی یہ فقیر میں ہے اور ایک عورت نے اپنے قریب سے کہا کہ ایسی بچہ  
 یا اسکا فریاد یا اسکو بدبو دیکھ کر تو اکثر علماء نے فرمایا کہ کفر نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ کفر ہوگا اور اگر مرد نے اپنے قریب سے کہا کہ ایسے  
 الفاظ کہے تو اس میں بھی اختلاف ہے اور اس پر یہ کہ اگر مرد نے اپنے نفس کا ارادہ نہیں کیا ہو تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ فتاویٰ میں  
 میں ہے۔ اور اگر اپنے جانور کی نسبت کہا کہ اسکا کفر خداوند والا تھا تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ اسکا کفر  
 بدبو ہی اسکو ہی ہے اسے کہا کہ ایک ایسے جی ہاں تو وہ تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اسے چھین گیرنے ہاں ایسا ہی  
 جان سے تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی۔ اور اگر اس دوسرے سے کہا کہ خود تو ہی ہر یا کچھ نہ کہا بلکہ عامویش ہاں تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر  
 کسی سے کہا کہ مجھے اپنے کافر ہو جانے کا خوف تھا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر یوں کہا کہ تو نے مجھے یہاں تک سے بچ پوچھا کہ اس  
 چاہا کہ کافر ہو جاؤں تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے کہا کہ یہ زمانہ اسلامی اختیار کرنے کا نہیں ہے زمانہ کافری ہے تو بعض نے  
 فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور صاحب مجاہد نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حکم ٹھیک نہیں ہے قال مترجم ہمارے زمانہ میں  
 اگر کسی نے ایسا کہا تو اسپر کفر کا خوف ہو جیسے ہمارے زمانہ میں جو شخص اپنے دل و اعتقاد سے راست اسلام و حق  
 حق و حلال کے موافق زندگی بسر کر جائے اور اعتقاداً اسکا خاتمہ بخیر کرے تو اس پر مستحق ثواب جلیل و جزا ہے بلکہ  
 ہوگا شہید اللہ تعالیٰ ایا نا اہل الاسلام بر حمتہ و راقہ منہ تعالیٰ الصراط القويم بتوفیق الخیر فیہ علی کل شیء مستریر اور  
 واقعات نافذی میں لکھا ہے کہ مسلم و مجوسی دونوں کی مقام پر یکجا جمع تھے پس کسی نے مجوسی کو پکارا کہ ای مجوسی پس مسلمان نہ اسکو  
 جواب دیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس پکارنے والے سے کسی ایک ہی کافر میں و دونوں لگے ہوئے ہوں پس مسلمان نے یہ  
 گمان کر کے کہ وہ اس کام کے واسطے پکارتا ہے جواب دیا ہو تو مسلمان ماکور پر کفر لازم نہ آوے گا اور اگر دونوں ایک ہی  
 کام میں لگے ہوں تو اسپر کفر کا خوف ہے۔ اگر کسی مسلمان نے کہا کہ میں علی ہوں تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر اس نے غدر  
 کیا کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ کفر ہے تو اسکا یہ غدر قبول نہ ہوگا۔ ایک نے کوئی بات کہی کہ قوم نے یہ زعم کیا کہ یہ کفر ہے حالانکہ  
 درحقیقت وہ کفر نہیں ہے پس اس سے کہا گیا کہ تو کافر ہو اور تیری جود و بطلاق واقع ہو گئی پس اس نے کہا کہ کافر شدہ کیوں  
 طلاق شدہ گیر لینے کافر ہوا سہی سمجھے تو کافر ہو جائیگا اور اسکی جود و اس سے بائیں ہو جائیگی یہ فیصلہ حاد میں ہو گیا  
 میں ہے کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں فرعون ہوں یا ابلیس ہوں تو فرمایا کہ ایسی صورت  
 میں کافر کہا جائیگا یہ تانا و خانیہ میں ہے۔ ایک شخص نصیحت کنندہ نے کسی فاسق کو نصیحت کی اور اسکو توبہ کی طرف رجوع

عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ رہی یا کہا کہ تو اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ کیوں رہی تو یہ شوہر کی طرف سے کفر ہے اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ اور اگر چند عورت سے یہاں کہ شوہر نے اتنی مدت بھرانہ کو رکھا ہے یا کہا کہ بھرانہ کو کیوں رکھا ہے تو یہ عورت کی طرف سے کفر ہے۔ اور اگر چند عورت سے یہاں یا جنسی ہوس سے کہا کہ اوکا فراوت جس سے کہا ہے اسے کچھ نہ کہا یا اپنی جود سے کہا کہ اوکا فراوت عورت نے کچھ نہ کہا یا جود سے اپنے شوہر سے کہا کہ اوکا فراوت شوہر نے کچھ نہ کہا تو فقہ ابوالمہر نے فرماتے تھے کہ کہنے والا تکفیر کیا جائیگا اور دیگر شخص نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور فتویٰ کے واسطے اس میں کے مسائل میں مختار یہ ہے کہ ایسے کلمات کہنے والے نے اگر اسکو برا کہنے کی نیت کی اور درواقع اسکو کافر عقدا میں کیا ہو تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور اگر درواقع اسکو کافر عقدا ذکر کے اپنے اعتقاد کے موافق اسکو ان کلمات سے مخاطب کیا ہو تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی یہ فقیر میں ہے اور ایک عورت نے اپنے قریب سے کہا کہ ایسی بچہ یا اسکا فریاد یا اسکو بدبو دیکھ کر تو اکثر علماء نے فرمایا کہ کفر نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ کفر ہوگا اور اگر مرد نے اپنے نفس کا ارادہ نہیں کیا ہو تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ فتاویٰ میں میں ہے۔ اور اگر اپنے جانور کی نسبت کہا کہ اسکا کفر خداوند والا تھا تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ اسکا کفر بدبو ہی اسکو ہی ہے اسے کہا کہ ایک ایسے جی ہاں تو وہ تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اسے چھین گیرنے ہاں ایسا ہی جان سے تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی۔ اور اگر اس دوسرے سے کہا کہ خود تو ہی ہر یا کچھ نہ کہا بلکہ عامویش ہاں تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر کسی سے کہا کہ مجھے اپنے کافر ہو جانے کا خوف تھا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر یوں کہا کہ تو نے مجھے یہاں تک سے بچ پوچھا کہ اس چاہا کہ کافر ہو جاؤں تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے کہا کہ یہ زمانہ اسلامی اختیار کرنے کا نہیں ہے زمانہ کافری ہے تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور صاحب مجاہد نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حکم ٹھیک نہیں ہے قال مترجم ہمارے زمانہ میں اگر کسی نے ایسا کہا تو اسپر کفر کا خوف ہو جیسے ہمارے زمانہ میں جو شخص اپنے دل و اعتقاد سے راست اسلام و حق حق و حلال کے موافق زندگی بسر کر جائے اور اعتقاداً اسکا خاتمہ بخیر کرے تو اس پر مستحق ثواب جلیل و جزا ہے بلکہ ہوگا شہید اللہ تعالیٰ ایا نا اہل الاسلام بر حمتہ و راقہ منہ تعالیٰ الصراط القويم بتوفیق الخیر فیہ علی کل شیء مستریر اور واقعات نافذی میں لکھا ہے کہ مسلم و مجوسی دونوں کی مقام پر یکجا جمع تھے پس کسی نے مجوسی کو پکارا کہ ای مجوسی پس مسلمان نہ اسکو جواب دیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس پکارنے والے سے کسی ایک ہی کافر میں و دونوں لگے ہوئے ہوں پس مسلمان نے یہ گمان کر کے کہ وہ اس کام کے واسطے پکارتا ہے جواب دیا ہو تو مسلمان ماکور پر کفر لازم نہ آوے گا اور اگر دونوں ایک ہی کام میں لگے ہوں تو اسپر کفر کا خوف ہے۔ اگر کسی مسلمان نے کہا کہ میں علی ہوں تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر اس نے غدر کیا کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ کفر ہے تو اسکا یہ غدر قبول نہ ہوگا۔ ایک نے کوئی بات کہی کہ قوم نے یہ زعم کیا کہ یہ کفر ہے حالانکہ درحقیقت وہ کفر نہیں ہے پس اس سے کہا گیا کہ تو کافر ہو اور تیری جود و بطلاق واقع ہو گئی پس اس نے کہا کہ کافر شدہ کیوں طلاق شدہ گیر لینے کافر ہوا سہی سمجھے تو کافر ہو جائیگا اور اسکی جود و اس سے بائیں ہو جائیگی یہ فیصلہ حاد میں ہو گیا میں ہے کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں فرعون ہوں یا ابلیس ہوں تو فرمایا کہ ایسی صورت میں کافر کہا جائیگا یہ تانا و خانیہ میں ہے۔ ایک شخص نصیحت کنندہ نے کسی فاسق کو نصیحت کی اور اسکو توبہ کی طرف رجوع





بیدا کیا ہو پس بالاتفاق سب مہتوں نے جواب دیا کہ اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی اس واسطے کہ بیدا کرنے سے اس مقام پر عباد  
کے موافق ہونا ضروری ہے کہ اگر اسے حقیقت پیدا کر لیں اور لی ہو تو تکفیر کیا جائیگا قال یہ ہمارے عرف کے  
خلافت ہی ہاں اگر یہ کہا کہ میرا بھائی ہوا ہو یا اگلا ہوا ہو تو البتہ یہ جواب ہو سکتا ہو کہ بیدا کیا ہوا ہے یا نہیں لگایا ہوا  
ہمارے عرف میں نہیں ہو فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ رہنے دار کا کہیں آزاد و اجیر پر کھیتی مسافروں کی طرح  
کار کرونگا اور آزادوں کی طرح کھاؤنگا تو بعض نے فرمایا کہ یہ خطا ہے کلام ہی اور وہی ایسا کلام بولتا ہے جو اپنا نہ لگائی  
کمانی سے جانتا ہو قال المسترحم ہمارے نزدیک اس میں کم شرف ہے ہاں اگر اسکی یہ نیت ہو کہ روزی میری کمانی سے  
ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے کہا کہ جب تمہارا فلان مجھے خود موجود ہو یا جب ہاں کہ میں یہ روپیہ کا بازو سلا  
ہو تو روزی کی کچھ کمی نہیں ہو تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس پر کفر کا حوت  
ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ درویشی بدعتی ہو تو یہ خطا ہے عظیم ہو۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ ایک چمبہ خیر کہرا دیا ایک  
سچرہ مجھ کو تو بعض نے کہا کہ اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی قال المسترحم یعنی کمال سخت قریب بہ کفر ہو لیکن تکفیر نہ کیا جائیگی۔ البتہ  
ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے فرمایا کہ میں نے ایک کھیلنا ہو پس اسی جہ سے کہا کہ تو شیطانی ہے کہ اس واسطے کہ میں نے  
عالموں سے نہ سنا ہو کہ انھوں نے کہا کہ جو شیطانی ہے وہ دشمنان خدا سے لڑتا ہے تو میں نے سنا ہے کہ اس نے کہا کہ  
ابو بکر کے من و حق فرمایم و نیز اراحم نس شیخ نے دریافت کر کے دے سے کہا کہ یہ سختی لفظ ہے ہمارے علماء  
کے قول پر جواب دینا کہ اپنی ہر رو سے نکاح کی تجدید کرے اور اسکی جو رو پائے ہو گئی اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اسکی  
تکفیر نہ کیا جائیگی۔ اور شیخ عبد اللہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایک قوم سے چھوڑ کر آتا تھا پس کہا کہ میں درویش  
ہوں تو یہ بھگت ہو یا کہ میں دس چوبیسوں سے بڑھ کر ہوں تو فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی اور اس پر لازم  
ہو کہ توبہ و اعتقاد کرے۔ اور شیخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ یا ایک درم دے تاکہ میری عمر بڑھ  
دیں تو میری کیا ہوا دے یا مسجد میں نماز کے واسطے حاضر ہو پس اس نے کہا کہ میں مسجد میں آؤنگا اور نہ درم دوں گا مجھے سچ  
سے کیا کا ہو اور وہ اسی پر مصر ہے میرا ایسا ہی کرتا ہو تو فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کیا جائیگی لیکن اسکو تیرے پاس سے چھین  
ہو۔ اور اگر کسی نے چاند کے گرد بالہ دیکھ کر دعوے کیا کہ بانی برے گا تو دعویٰ علم غیب سے تکفیر کیا جائیگا یہ بڑا لڑا تو میں  
ہو اور اگر بخوبی نہ کہا کہ تیری جو رو کے پیٹ رہا ہو پس اس نے اس کے قول کا اعتقاد کیا تو کافر ہوا یہ قصہ دل عوامین پر ہوا  
اگر ہمارے آواز کی پس کہا کہ دریں درجہ دیکھا کہ بارگراں ہونے والا ہو یا عقوبت نے آواز کی پس سفر سے لوٹ کر آتا  
مشائخ نے اس شخص کے کفر میں اختلاف کیا ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ امام فہرلی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے دوسرے سے کہا  
کہ یا احمد بنے اس شخص میں اس شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے میرے گروے سے پیدا کیا ہو اور مجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہو اور مٹی  
ایسی نہیں ہوتی ہو پس یا تکفیر کیا جائیگا تو فرمایا کہ ان اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایسا قول کیا جو شرع میں مشروع  
ہو پس اس سے ایک نے کہا کہ تو کیا کرتا ہو تجھے کفر لازم آگیا اس نے کہا کہ میں کیا کروں گا جب تجھے کفر لازم آگیا پس یا تکفیر  
کیا جائیگا تو فرمایا کہ ہاں۔ اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص چنار کی جگہ زار پڑھا ہوا اور اصحاب النار کی جگہ اصحاب  
الجہنم پڑھا ہو تو فرمایا کہ اسکی امامت نہیں جائز ہو اور اگر محمد اسے ایسا کیا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور جامع الصغیر میں مذکور  
ہو کہ شیخ علی رازی فرماتے تھے کہ جو شخص اس طرح قسم کھا کر تہا ہو کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم یا تیری زندگی کی قسم یا تیری

بہت سی باتیں  
ہیں

سرو و غیرہ ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہو میں اس کے حق میں کفر کا خوف نہ کرتا ہوں اور اگر کہا کہ لفظ اللہ کی طرف سے ہو  
 مگر بندہ کی طرف سے نہیں چاہتا ہو تو بعض نے کہا کہ یہ شرک ہے یا ایک نے کہا کہ میں ثواب عذاب سے بڑی ہوں تو بعض  
 نے فرمایا کہ اس کی تکفیر کیا جانیگی۔ اور توازل میں مذکور ہے کہ ایک نے کہا کہ جو فلاں کہے وہی کہہ دینا اگرچہ سراسر کفر ہو تو  
 اس کی تکفیر کیا جانیگی ایک نے فارسی میں کہا کہ از مسلمان بیزارم یا مثلاً اردو میں کہا کہ میں مسلمانیت سے بیزار ہوں تو بعض  
 نے فرمایا کہ اس کی تکفیر کیا جانیگی۔ اور نقل ہے کہ مامون رشید بادشاہ کے وقت میں ایک فقیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک  
 شخص نے ایک جولاہے کو قتل کر ڈالا اس پر کیا واجب ہے اس نے جواب دیا کہ تھا نہیں واجب ہوتا ہے مگر رشید بادشاہ نے حکم دیا کہ اس  
 فقیہ کو مار دینا چاہئے اس کے حکم سے یہاں تک مارا گیا کہ مر گیا اور مامون نے کہا کہ یہ حکم شرع کے ساتھ امتثال ہے اور احکام  
 شرعی سے استہزاء کرنا کفر ہے یہ جملہ میں ہو۔ اور اگر دروغی را گوید یا کفر و فسق کا کلمہ کہے یا کفر کا کلمہ کہے یا کفر کا کلمہ کہے  
 ہو۔ اور اگر کسی نے ہمارے زمانہ کے سلطان کو کہا کہ عادل ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا چنانچہ امام علم الہد سے  
 ابو منصور ناسری نے ایسا ہی فرمایا ہو اور بعض نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا قال المتخرج اگر ہمارے زمانہ کے بادشاہ کو  
 بعض شرعی عادل قرار دیا تو بدرجہ اولیٰ تکفیر کیا جائے وہو الاصح۔ اور اگر جابر و بن میں سے کسی کو فارسی میں کہا کہ  
 خدای تو تکفیر کیا جائے اور اگر کہا کہ اے بار خدای تو تکفیر کیا جائے بنا بر قول اکثر مشائخ کی۔ یا مثلاً کہ لفظ اللہ کا  
 قال المتخرج ہمارے زبان میں ان دونوں سے تکفیر کیا جائیگا واللہ اعلم و لم اجد فیہ لفظ جہان۔ تاہم میں مذکور ہے کہ شیخ محمد رشید  
 سے دریافت کیا گیا کہ جمع کے روز میں برون پر طیب جو الفاظ نسبت بادشاہ وقت سے لے کر تہذیب تک اللہ عادل ال اعظم  
 شہنشاہ اعظم مالک قاسم سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ حسین علیہ السلام یا یہ الفاظ علی الاطلاق اور لفظ حق جائز  
 ہیں یا نہیں تو فرمایا کہ نہیں جائز ہیں اس واسطے کہ نہیں سے بعض الفاظ کفر ہیں اور بعض معصیت و دروغ ہیں چنانچہ شہنشاہ کو  
 بدرون و صفت اعظم کے خصال سارا اللہ تعالیٰ سے ہو اور کسی بندہ کا وصف اس لفظ سے جائز نہیں ہے اور مالک قاسم  
 فیض دروغ ہے اور سلطان ارض اللہ و دیگر ایسے اشمال سو علی الاطلاق محض دروغ ہیں یہاں تا زمانہ میں ہو۔ اور امام  
 ابو منصور نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کے دربار میں کو پوسہ دیا یا اس کے واسطے شل رکوع کے لفظ ختم کر کے کہا یا کفر  
 ایسا کر کے ڈال دیا تو اس کی تکفیر کیا جانیگی۔ اس واسطے کہ اس کی غرض ایسی عبادت نہیں ہے بلکہ تعظیم اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ  
 اگر کسی نے ان قائلوں میں سے کسی کے واسطے سجدہ کیا تو یہ کبیرہ گناہوں میں ایک بڑا کبیرہ گناہ ہے اور آیا اس کی تکفیر کیا جانیگی  
 تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً تکفیر کیا جانیگی اور اکثروں نے فرمایا کہ اس میں چند صورتیں ہیں اول اگر اس نے عبادت کا قصد کیا تو تکفیر  
 کیا جائیگا اور اگر خیریت کا قصد کیا تو تکفیر کیا جائیگا بلکہ اس پر ایسا کرنا حرام ہو بشرطیکہ اس کا ارادہ کفر کا نہ ہو کہ قائلوں کے نزدیک  
 ہے اور ہمارے زمین کا بوسہ دینا تو یہ قریب سجدہ ہو فرق اتنا ہے کہ زمین کو بوسہ دینے میں اعتدال و پیشانی کا زمین پر کھنا  
 نہیں ہو تا ہو چھبے سجدہ میں ہو بلکہ کہ ہو بوسہ دینے میں جو قال المتخرج صح یہ ہو کہ جو افعال کمال تعظیم کے واسطے موقوف ہیں درود  
 و ہر ایک چھتھوں میں عبادت الہی میں اگر انکو کسی بندہ کے ساتھ ہر سہ تو کفر کا حکم دیا جائیگا واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے  
 اعتقاد کیا کہ خراج سلطان کی ملک ہو تو کافر کہا جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور رسالہ صمد شہب میں ہے کہ اگر کسی نے دوسرے  
 سے بی کی پس اس نے کہا کہ میں یہ بڑی تیری طرف سے جانتا ہوں نہ بلکہ خدا سے تو کافر ہو جائیگا اور نیز اس سالہ میں مذکور ہے کہ  
 تہذیب توازل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص شاہی خلعت پہنتے ہو اس کی تلبیہ کے وقت بجز رضامندی بادشاہ کے کسی غریبی

لا  
میں  
میں

کرسے تو کافر ہو جائیگا اور یہ قریبانی ضرور ہوگی اور اسکا کھانا ماروا نہ ہوگا۔ اور ہمارے زمانہ میں ایک ہاں بیگناہ ہوگی اور بیست سے مسلماؤں کی عورتیں اس میں قبلہ ہیں اور وہ یہ ہو کہ جب بچوں کے چمک نکلتی ہو تو اس چمک کے نام پر ہی یا بیگوانی آتا ایک صورت مقرر کی ہو کہ اسکو بچتے ہیں اور بچوں کے اچھے ہو جانے کی اس سے دعا کرتے ہیں اور اعتقاد ہے کہ یہ پتھر انکو اچھا کر دیتا ہے تو یہ عورتیں اس فعل واسطے اعتقاد سے کافر ہو جاتی ہیں اور انکے شوہر جو انکے فعل سے ارفضہ میں ہیں وہ بھی کافر ہو جاتے ہیں قال اور جو عورتیں رضا معتد ہیں انکا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اور دوسرے اسکی بیوی سے یہ ہو کہ پانی جسکے کنارے جاتی ہیں اور اس پانی کو پوچھتی ہیں اور جو نیست نکلتی ہیں اسکے ساتھ ہی اس پانی کے کنارے بکرسے کو بیچ کرتی ہیں یہ پانی کے پوچھنے والی اور بکرسے کے بیچ کرنے والی سمجھا کافر ہیں اور یہ بکری ضرور ہو جاتی ہو اسکا کھانا ماروا نہیں ہوگا اور اسکی طرح جو کھانے میں ایک صورت بنائیتی ہیں پتھر پرستوں کے پوچھا کھانے والی تو کہ اسکی بیوی نکلتی ہے کہتی ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے وقت شکر گاہ سے نقش کرتی ہیں اور وحش ڈالتی ہیں اور اسکو بنام بھوئی کہتی ہیں اور پوچھتی ہیں اور شل اسکے جو بائیں کرتی ہیں ان کا سب سے کافر ہو جاتی ہیں اور اپنے شوہر دن سے ہاتھ ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ اس زمانہ میں جب تک خیمائیت نہ کرے اور تہذیب نہ بولوں جب تک کہ بیگناہ نہ ہو یا کہ جسکے کہ جسکے تو خیر و فقر و سخت میں جھوٹ نہ ہوئے تب تک کھانے کو روٹی نہ پادینگا۔ یا کسی سے کہے کہ تو کھانا خیمائیت نہ کرنا ہو یا کھانے کو جھوٹ نہ بولا کر اور وہ کہے کہ یہ باطل لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ سے کہی زیادہ سچی ہو تو کافر ہو جائیگا اور اگر کوئی غلطہ میں ہو جاوے اور دوسرا کہے کہ کافر ہونا اس سے بہتر ہو تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو شرع میں منسوخ ہو اور دوسرا کہے کہ تو کیا کہتا ہو کہ تمہیں کفر لازم ہوتا ہو وہ کہے کہ تو کیا کہیگا اگر تمہیں کفر لازم آئے تو کافر ہو جائیگا یہ تا نا رضائیت میں ہے۔ اور جس شخص کے دل میں ایسے اندک خطہ گذر جو موجب کفر ہے لیکن گراں دل کو اس سے زبان سے کہا حالانکہ وہ اس بہت کراہیت کر رہا ہو تو یہ فعل بیان ہو۔ اور اگر کسی نے کفر کا حصہ ارادہ کیا اگرچہ سو برس کے بعد کفر کرنے کا ارادہ کیا ہو تو قیال کافر ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے بطور خود اپنی زبان سے کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان پر ہو تو کافر ہو جائیگا اور اللہ کے نزدیک وہ مومن نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ حال المتزوجین میں صدقوں میں بالاتفاق تکفیر کی جاتی ہو ورنہ ان میں سے بہرے کہ تو بہرے کے رجوع کرے اور از سر نو نکاح کرے اور وہ صحیح ہو کہ جن صدقوں میں کفر ہونے میں اختلاف ہو ان میں اسکے ترک سب کو حکم کیا جائیگا کہ وہ تجدید نکاح کرے اور تو بہ کرے اور اس سے رجوع کرے اور یہ بطریق احتیاط کے کہا جائیگا اور جن الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ وہ خطا ہیں اور موجب کفر نہیں ہو تو اسکے کہنے والے کے تجدید نکاح اور اس سے بھر جانے کا حکم نہ کیا جائیگا اگرچہ یہ کہا جائیگا کہ پھر ایسا نہ کہے کیونکہ گنہگار ہوگا یہ عجیب میں ہو۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آوے کہ اس میں کئی وجہیں ایسی ہیں کہ اسکے لحاظ سے یہ حکم ہوتا ہو کہ تکفیر کی جائے اور ایک وجہ ایسی بھی نکلتی ہو کہ تکفیر نہ کیجاوے یعنی شرعا اسوجہ سے تکفیر سے بچ سکتا ہو تو فقہی کو لازم ہو کہ اسی وجہ کی طرف تامل کرے جس سے تکفیر بخیر ہو خلاصہ میں ہو اور نہ از یہ میں لکھا ہو کہ صورت تاویلی کی طرف جس سے تکفیر سے بچ سکتا ہو جب ہی سبیل کرے کہ جب تکفیر نہ کی ہو اور اگر کہنے والے نے تصریح کر دی اور صریح ایسا ارادہ بیان کر دیا جو موجب کفر ہو تو ایسی صورت میں تاویل کچھ فائدہ نہ دے گی یہ بحر الرائق میں ہو پھر اگر کہنے والے کی نیت بھی دہی صورت تاویلی ہو جس سے تکفیر سے بچتا ہو تو وہ مسلمان نہ ہو اور اگر

کفر کا حکم ہے کہ جسکے کہ جسکے تو خیر و فقر و سخت میں جھوٹ نہ ہوئے تب تک کھانے کو روٹی نہ پادینگا۔ یا کسی سے کہے کہ تو کھانا خیمائیت نہ کرنا ہو یا کھانے کو جھوٹ نہ بولا کر اور وہ کہے کہ یہ باطل لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ سے کہی زیادہ سچی ہو تو کافر ہو جائیگا اور اگر کوئی غلطہ میں ہو جاوے اور دوسرا کہے کہ کافر ہونا اس سے بہتر ہو تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو شرع میں منسوخ ہو اور دوسرا کہے کہ تو کیا کہتا ہو کہ تمہیں کفر لازم ہوتا ہو وہ کہے کہ تو کیا کہیگا اگر تمہیں کفر لازم آئے تو کافر ہو جائیگا یہ تا نا رضائیت میں ہے۔ اور جس شخص کے دل میں ایسے اندک خطہ گذر جو موجب کفر ہے لیکن گراں دل کو اس سے زبان سے کہا حالانکہ وہ اس بہت کراہیت کر رہا ہو تو یہ فعل بیان ہو۔ اور اگر کسی نے کفر کا حصہ ارادہ کیا اگرچہ سو برس کے بعد کفر کرنے کا ارادہ کیا ہو تو قیال کافر ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے بطور خود اپنی زبان سے کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان پر ہو تو کافر ہو جائیگا اور اللہ کے نزدیک وہ مومن نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ حال المتزوجین میں صدقوں میں بالاتفاق تکفیر کی جاتی ہو ورنہ ان میں سے بہرے کہ تو بہرے کے رجوع کرے اور از سر نو نکاح کرے اور وہ صحیح ہو کہ جن صدقوں میں کفر ہونے میں اختلاف ہو ان میں اسکے ترک سب کو حکم کیا جائیگا کہ وہ تجدید نکاح کرے اور تو بہ کرے اور اس سے رجوع کرے اور یہ بطریق احتیاط کے کہا جائیگا اور جن الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ وہ خطا ہیں اور موجب کفر نہیں ہو تو اسکے کہنے والے کے تجدید نکاح اور اس سے بھر جانے کا حکم نہ کیا جائیگا اگرچہ یہ کہا جائیگا کہ پھر ایسا نہ کہے کیونکہ گنہگار ہوگا یہ عجیب میں ہو۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آوے کہ اس میں کئی وجہیں ایسی ہیں کہ اسکے لحاظ سے یہ حکم ہوتا ہو کہ تکفیر کی جائے اور ایک وجہ ایسی بھی نکلتی ہو کہ تکفیر نہ کیجاوے یعنی شرعا اسوجہ سے تکفیر سے بچ سکتا ہو تو فقہی کو لازم ہو کہ اسی وجہ کی طرف تامل کرے جس سے تکفیر بخیر ہو خلاصہ میں ہو اور نہ از یہ میں لکھا ہو کہ صورت تاویلی کی طرف جس سے تکفیر سے بچ سکتا ہو جب ہی سبیل کرے کہ جب تکفیر نہ کی ہو اور اگر کہنے والے نے تصریح کر دی اور صریح ایسا ارادہ بیان کر دیا جو موجب کفر ہو تو ایسی صورت میں تاویل کچھ فائدہ نہ دے گی یہ بحر الرائق میں ہو پھر اگر کہنے والے کی نیت بھی دہی صورت تاویلی ہو جس سے تکفیر سے بچتا ہو تو وہ مسلمان نہ ہو اور اگر



کئے والے کی نسبت ایسی وجہ ہو کہ وہ موجود ہے تا کہ غیر تو اسکو اس قسم کی کچھ مفید نہ ہو گا بلکہ اسکو اپنی دیانت  
 کی راہ سے لازم ہو گا کہ ایمان کی راہ و صورت سے اور وہ یہ نہ کہ اسکو حکم کیا جائیگا کہ تو یہ کہ جس کے اس سے رجوع کرے اور  
 اپنی جہت سے نہ کہ اسکو اپنا نکاح کرے یہ محیط میں ہو مسلمان کو چاہیے کہ ہر صبح و شام اس دعا کے پڑھنے کو وظیفہ کرے  
 کہ یہ ایسے درویشوں میں پڑھنے سے بچاؤ کا سبب ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو ہر صبح و شام اس  
 دعا کو پڑھے وہ فقیر نہ رہے گا اور دعا یہ ہے اے اللہ میں ان شرک باب شکیما وانا اعلم وبتفکرک الحمد للہ لا اله الا انت سبحانک انی  
 وسوا ان باب باغیوں کے بیان میں سال یعنی ہر ایسے فرقہ کو کہتے ہیں جو کوئی شہر نہ ہو کہ ان کے لئے ایک مسجد ہو اور  
 کر لین اور مجتمع ہو جائیں اور تاویل کے ساتھ اہل عدل کے ساتھ قتال کریں اور کہیں کہ جس ہمارے ساتھ ہو اور  
 اپنے والی ہونے کا دعویٰ کریں پس اگر چہ وہ یوں ہیں سے کوئی قوم کسی شہر پر غالب ہو گئی اور انھوں نے ہل کے لیا  
 تو یہ لوگ باغی نہ کہ اہل حق نہ ہونگے نہ خزانہ انھیں میں ہو اور جب کوئی قوم اطاعت امام المسلمین سے شریعت پر ہو گئی اور  
 وہ کسی شہر پر غالب کر کے قابض ہو گئی تو امام موصوفہ پہلے انکو جماعت میں لجانے اور بغاوت سے باز کرنے کی جانب  
 بلا دیکھا اور انکا بغیر رفع کر دیکھا اور انکے کیا کہ تو بکر لو یہ کافی میں ہو مگر واضح رہے کہ اس طرح بلانا انکو واجب  
 نہیں ہو اور جب امام المسلمین کو خبر ہو چکے کہ وہ لوگ ہتھیار خیرتے ہیں اور قتال کے واسطے سامان کرتے ہیں تو چاہیے  
 کہ انکو گرفتار کر کے قید کرے یہاں تک کہ وہ اپنے اس ارادے سے باز آویں اور اگر وہ تو یہ کہ جس کے حقوق اسلام کی  
 رعایت کے ساتھ جماعت میں شامل رہیں اور یہ بدین فرض کرے کہ بقدر امکان شرف ہو وہ یہ ہدایہ میں ہو اور  
 امام اہل عدل کو روکا ہو کہ ان سے قتال شروع کرے اگرچہ انھوں نے قتال میں پہل نہ کی ہوئے اور یہ ہمارا مذہب ہے اور  
 اور یہ یہ ثابت ہو کہ ان سے قتال شروع کرنا جسکو منعت حاصل ہو مباح ہو اگرچہ حقیقتاً انکی جہت سے قتال  
 نہ پایا جاتا ہو تو ایسے شخص کا بھی قتل مباح ہو گا جو انکی قوت بازو ہونا چاہتا ہو اور انکی طرف جاتا ہو اور اگر امام المسلمین  
 نے اسی گروہ کو ہجرت دی تو یہ مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ ان بھاگے ہوئے باغیوں کا پیچھا کریں یعنی قتل کرتے جاویں نہ چھوڑ  
 انکے واسطے کوئی ایسا گروہ نہ ہو جس سے نہ رہا ہو کہ اسکی طرف جا لیں اور اگر ان بھاگے ہوئے باغیوں کے واسطے کوئی  
 ایسا گروہ ہو کہ ان سے جا لینگے تو اہل عدل کو روکا ہو گا کہ ان بھاگے ہوئے باغیوں کا پیچھا کریں اور جو شخص ان  
 باغیوں میں سے اسیر ہو گیا ہو تو امام المسلمین کو یہ رو نہیں ہو کہ اسکو قتل کرے بشطریقہ یہ معلوم ہو کہ اگر قتل نہ کیا  
 جائیگا تو ایسے گروہ کو نہیں چھوڑنا جسکو قوت منعت حاصل ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ اگر نہ قتل کیا گیا تو ایسے باغیوں کے  
 گروہ سے چھوڑنا جسکو قوت منعت حاصل ہو تو امام اسکو قتل کر سکتا ہو کذا فی المحیط اور چاہیے اسکو قید میں رکھے  
 یہ ہدایہ میں ہے اور جب باغیوں کی کوئی جماعت باقی نہ رہی ہو اور قتال میں باغیوں میں سے بعض بعض  
 چھوڑ دیں تو اہل عدل کو رو نہیں ہو کہ باغی مجروح کو اجازت کریں یعنی اسکے بدن پر اور زخم ایسا لگا دیں  
 کہ وہ مردہ ہو جاوے اور اگر باغیوں کے واسطے کوئی اور جماعت باقی رہ گئی ہو تو انکا اجازت کر دیوے اور  
 باغیوں کی عورتیں و بچے گرفتار کر کے رقیق نہ بنائے جاویں گے اور انکے اموال جو ملے آئے ہیں وہ ملک میں نہ  
 آویں گے اور اہل عدل نے باغیوں کے لشکر میں جو کراخ و ہتھیار وغیرہ پائے وہ فی الحال انکو واپس نہ دیے جاویں گے  
 اگر اہل عدل ان سے قتال کرتے ہیں انکے ان ہتھیاروں کی کراخ کی حاجت ہو تو ان سے نفع حاصل کریں پس ہتھیار اپنے

مسلمانوں کے احکام  
 ہندوستان میں  
 فتاویٰ عالمگیری  
 جلد دوم  
 باب باغیوں کے احکام  
 مسلمانوں کے احکام  
 ہندوستان میں  
 فتاویٰ عالمگیری  
 جلد دوم  
 باب باغیوں کے احکام

موقع پر رکھے جائیں گے جیسے دیگر اموال کا حکم ہو اور کرایہ فروخت کیے جاویں اور انکا مشن رکھ چھوڑا جائیگا  
کیونکہ کرایہ کو دانہ چارہ دینے کی ضرورت پڑے گی اور بیت المال سے انکو دانہ چارہ نہ دینا اسوجہ سے کہ  
اس میں باغیوں پر الزام ہو۔ اور اگر امام نے بیت المال سے انکو دانہ چارہ دیا تو جس باغی کا جانور ہو اس پر الزام  
قریب ہوگا۔ پھر بیت المال کی زمین ہتھیار رکھ دیے اور باغیوں کی منصف زائل ہو گئی تو یہ اموال ان باغیوں کو  
واپس کر دینا۔ اور حالانکہ بغاوت لڑائی میں باغیوں نے جو ہمارے لوگوں کی جانیں دیا ہیں تلف کی ہیں تو سبب  
انکی منصف زائل ہو جائے تو یہ کر لیں تو ضامن نہ ہونگے اور اسی طرح مردوں نے جو ہماری جانیں مال حال لڑائی  
میں تلف کیے ہوں انکے ضامن نہ ہونگے جب کہ مسلمان ہو چادین اور قبل قتال کے جو ہمارے مال و جانیں تلف ہوئے  
تلف کی ہیں انکے ضامن نہ ہونگے جیسا کہ انکو قوت منصف حاصل ہو لیکن جو مال انکے پاس قائم و موجود ہوگا وہ انکے  
مالک کو واپس کر دیا جائیگا جب کہ انھوں نے تو یہ کر لی اگرچہ ان لوگوں نے ان اموال کی منصف اپنی تائید کے واسطے  
موافق مالک ہو جانے کا اعتقاد کیا تھا اور اس تائید کے واسطے منصف بھی موجود تھی۔ اور اسی طرح اہل عدل نے  
بھی جو انکی جانیں مال تلف کیے ہیں انکے مسلمان ہو جانے کے سبب سے انکے لیے انکے ضامن نہ ہونگے کہ انکی ذمہ داری  
جو انھوں نے قبل سے لیا ہو وہ انکے ضامن نہ ہونگے یہ نہایت عین ہو۔ اور اگر کسی ایسی جماعت نے جو خانہ کعبہ کے رخ پر ہوا  
کی پرستش کرتے ہیں کوئی رائے ظاہر کی اور لوگوں کو اس رائے کی جانب بلایا اور اس رائے پر قتال کیا اور انکے  
واسطے منصف و قوت و شوکت حاصل ہو گئی پس اگر یہ امر اسوجہ سے ہو کہ سلطان نے انکے حق میں ظلم کیا ہو تو سلطان  
کو چاہیے کہ اپنے ظلم نہ کرے اور اگر سلطان انکے حق میں ظلم کرنے سے باز نہ آیا اور اس گروہ نے سلطان سے قتال کرنا شروع  
کیا تو لوگوں کو انکی مدد نہ کرنی چاہیے اور نہ یہ چاہیے کہ سلطان کی مدد کریں۔ اور اگر یہ امر اسوجہ سے ہو کہ سلطان نے  
اپنے حکم کیا ہو بلکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور اپنے واسطے ولایت کا دعویٰ کرتے ہیں تو سلطان کو روا ہو  
کہ ان سے قتال کرے اور لوگوں کو روا ہو کہ سلطان کی مدد گاری کریں یہ سراجیہ میں ہو۔ اور انکے ساتھ قتال کرنا چاہیے  
طریقہ دستیار سے روا ہو جس سے اہل حرب کے ساتھ قتال کرنا روا ہو مثل تیرون سے مارنے اور خنجر پہن لکھا ہو کہ باغیوں کے ساتھ  
عورتوں و بچوں و بوڑھوں و اندھوں میں سے جو کوئی ہو قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر باغیوں میں سے کسی کا قتل  
جو اپنے مولے کے ساتھ لڑتا تھا گرفتار کیا گیا تو وہ قتل کر دیا جائیگا اور اگر اسکی خدمت کیا کرتا تھا قتال نہیں کرتا تھا تو  
قتل نہیں کیا جائیگا مگر قید رکھا جائیگا یہاں تک کہ بغاوت زائل ہو جائے۔ اور اگر باغیوں کی حوثین بھی قتال کرتی  
ہوں تو وہ بھی قتل کی جائیگی یہ تا تا بغاوت نہیں ہو۔ اور اگر معرکہ قتال میں کوئی باغی کسی اہل عدل کا قریب لپسا ہو کہ  
فری رحم مرم ہو تو اہل عدل میں شخص خود اسے قتل کا مرتکب ہو لیکن اگر وہ اس شخص عادل کو ضرر قتل وغیرہ پہنچا  
چاہتا ہو تو اپنی جان سے ضرر دور کرنے کے واسطے اسکو قتل کر سکتا جو ان عادل کو یہ روا ہو کہ اسکی رحم مرم باغی کا  
جانور داری قتل کرے تاکہ باغی مذکور نہ جبر ہو جائے پس کوئی دوسرا اسکو قتل کرے یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر باغیوں نے  
اہل عدل کے ساتھ لڑائی کے واسطے ذمیوں کے کسی گروہ سے مدد مانگی پس ذمیوں نے ان باغیوں کے ساتھ ہو کر اہل عدل  
سے قتال کیا تو یہ ذمیوں کی طرف سے نقص عمد نہ ہوگا اور ذمیوں نے اس قتال میں جو کچھ ہمارا مال سیکر تلف کیا یا جان تلف

میں سے باغیوں کے ساتھ قتال کرنا جائز ہے

کی یا زخمی کیا یا ہینے اسکے ساتھ کیا تو کسی پر اسکی ضمان واجب نہ ہوگی جیسے باغیوں کے حق میں حکم ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر باغی لوگ اپنے لشکر میں ہوں اور وہ ان میں سے کسی نے دوسرے کو قتل کیا تو قاتل پر قصاص لازم نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر باغی لوگ اہل عدل کے کسی شہر پر غالب ہوئے پھر باغیوں میں سے کسی شخص نے اہل شہر میں سے کسی شخص کو قتل کر ڈالا پھر اہل عدل اس شہر پر غالب ہوئے تو قاتل سے قصاص ملے گا اور اس مسئلہ کے معنی یہ ہیں کہ باغی لوگ کسی اہل عدل کے شہر پر غالب ہوئے اور ہنوز باغیوں کا حکم اس شہر میں جاگیر نہیں ہوا تھا کہ پھر امام اہل شہر نے ان باغیوں کو پس پا کر لیا تو یہ حکم مذکور ہوگا۔ اور اگر اس شہر میں باغیوں کا حکم جاری کیا تو اہل عدل کی ولایت و تصرف وہاں سے منقطع ہوگی پس شہر والوں میں سے کسی کے قتل کرنے سے قاتل پر کچھ وجہ نہیں ہوگا اور نیز امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا کہ اگر اہل عدل میں سے کسی نے باغی کو قتل کیا حالانکہ قاتل اسکا وارث ہو تو وارث پر بیگا اور اگر باغی نے اسکو قتل کیا حالانکہ اسکا وارث ہو پھر باغی نے اسکو قتل کیا پس حق پر تھا اور میں اب تک حق پر ہوں تو مقتول کا وارث ہوگا۔ اور اگر باغی مذکور نے کما کہ قصاص میں سے اسکو قتل کیا ہو میں جانتا تھا کہ میں باطل پر ہوں تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اسکا وارث نہ ہوگا مجھ میں ہو اور باغیوں میں سے جو شخص قتل کیا جاوے نہ اسکو غسل دیا جائیگا اور نہ اسپر خاز پڑھی جائیگی۔ اور اہل عدل میں سے جو شخص قتل کیا گیا تو اسکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو شہیدوں کے ساتھ کیا جاتا ہو اور اسکا حکم بھی وہی ہو جو شہید کا ہو یعنی طحاوی میں ہے اگر باغیوں نے عشر و خراج وصول کر لیا تو دوبارہ نہ لیا جائیگا پھر کچھ باغیوں نے جو مال لیا ہو اگر اسکو جس طرح صرف کرنا چاہیے اور جہاں جہاں صرف کرنا چاہیے ہو صرف کیا ہو وہ ہے تو جس سے وصول کیا ہو اس پر قصاص و اعادہ لازم نہیں ہو و لیکن جس سے وصول کیا ہو یعنی مالکان اموال کو فتویٰ دیا جائیگا کہ وہ مال یعنی فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکا اعادہ کر دیں یعنی خود فقہروں کو دیدیں و لیکن ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ خراج میں انہی روایات کی راہ سے بھی اعادہ لازم نہیں ہو۔ اور اسی طرح عشر میں بھی اگر اہل بغاوت فقیر لوگ ہوں تو اعادہ واجب نہیں ہو یہ غایب البیان میں لکھا ہو۔ اور اہل قسنہ کے ہاتھ انکے لشکر میں ہتھیار فروخت کرنا مکروہ ہو اور اگر انکے لشکر میں نہیں بلکہ مشائخ کو فہم میں کسی کے ہاتھ ہتھیار فروخت کیے پس اگر یہ معلوم نہیں ہو کہ یہ اہل قسنہ ہیں ہر تو کچھ مضائقہ نہیں ہو اور یہ حکم نفس سبیل میں ہو یعنی جو ہتھیار بنائے عرف میں ہتھیار کہلاتے ہیں انکے فروخت کرنے میں یہ حکم ہو اور جو چیز ایسی ہو کہ ابھی اس سے قتال نہیں کیا جاسکتا ہو الا بعد ساخت کے یعنی جو چیز ایسی ہو کہ بدوین اس کے بنانے و ڈھالنے کے قتال نہیں کر سکتے ہیں جیسے شخص لوہا و غیرہ تو انکے فروخت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو یہ کافی میں ہو۔ قتال اللہ رحمہ بظاہر یہ کلام دلالت کرتا ہو کہ شخص لوہا و غیرہ مطلقاً انکے لشکر میں لچا کر فروخت کرنا بھی مکروہ نہیں ہو حالانکہ ایسا نہیں ہو

### کتاب القیظ

لقیظ شرع میں ایسے زندہ بچہ کو بولتے ہیں جسکا اسکے اہل نے دروغی کے خوف سے یا شہوت زنا سے بھاگ بچنے کی غرض سے چھپا کر یا ہر جہاں اسکا اس طرح ضائع ہو چکا ہو دالا برا لگتا ہو اور اسکا حفاظت میں لے لینے والا ہے تو اسکا لینے والے کو بھگت دینا ہے ۱۲





مسلمان ہونے والے ہیں، اگر ایسا ہو کہ مذہبی نسب میں ہی ہوتا تو تقیہ اسکا بٹیا قرار دیا جائیگا مگر وہ مسلمان ہوگا اور اگر مسلمان وہی ہے اس کے نسب کا دعویٰ کیا تو مسلمان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں مسلمان ہوں تو جب تک گواہ قائم ہوں اس کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے لیکن ایک نے اس کے بدن کے علامات ٹھیک ٹھیک بیان کیے اور دوسرے نے بیان کیے تو علامات بیان کرنے والے کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی نے علامات بیان نہ کیے تو دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا یہ خاتیا ایسا کی میں ہے۔ اور اگر ایک ہی نے علامات بیان کیے مگر دوسرے ٹھیک اور پھیل میں غلط کی تو بھی دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونوں نے علامات بیان کیے مگر ایک نے ٹھیک کیا اور دوسرے نے غلط تو ٹھیک والے کے واسطے حکم ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے کہا کہ لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ لڑکی ہے تو ٹھیک قول مطابق ہوا اسی کے نام حکم ہوگا اور اگر کتھا ایک ہی مذہبی نسب ہوا اور اس نے کہا کہ لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ لڑکی ہے تو ٹھیک حالانکہ وہ لڑکا ہے تو اس کے واسطے بالکل حکم فرزند ہوگا۔ اگر تقیہ کو دو آدمیوں نے دعویٰ کیا ایک نے کہا کہ میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ میری بیٹی ہے تو ہر دو جھڑپیں نکلا پس اگر خفیہ مشکل ہو تو دونوں کے واسطے اس کے فرزند کا حکم دیا جائیگا اور اگر مشکل ہو بلکہ حکم دیا گیا کہ لڑکا ہے تو اس کے نام حکم ہوگا جو اپنا لڑکا ہونے کا مذہبی یہی بتاتا رہا خاتیا میں ہے۔ اور اگر نسب کے دعویٰ کرنے والے دو آدمیوں سے زیادہ ہوں تو امام اعظم رحمہ اللہ سے دعویٰ ہو کہ انھوں نے پانچ دہائیوں تک جواز کا حکم دیا ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ ایک عورت نے تقیہ کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے پس اگر اس کے شوہر نے اس کی تصدیق کی یا قابلہ نے اس کی گواہی دی یا گواہ قائم ہوئے تو عورت کا دعویٰ صحیح ہوتا ورنہ نہیں اور فقط قابلہ کی گواہی پر جب یہی کتھا کیا جائیگا جب عورت نہ کورہ کا شوہر موجود ہو و لا دت سے منکر ہو اور اگر عورت کا شوہر ہی نہ ہو تو وہ دونوں کی گواہی ضرور ہو یہی جبرالرائق میں ہے۔ اور اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ زانیہ میرا بیٹا ہے تو اس کے نام حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر وہ عورتوں نے تقیہ کا دعویٰ کیا تو بنا بر قول صاحبین کے دونوں میں سے کسی سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے ہر دو عورت سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔ لیکن قاضی و تمانع کے وقت کسی جھڑپ کا ہونا ضرور ہے بنا بر روایت ابو حفص رحمہ اللہ اور فقہ کی گواہی ہو اور بنا بر روایت ابو یوسف کے دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں کی گواہی ہو پس اگر دونوں نے ایسی جھڑپ قائم کی تو دونوں سے اس کا نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔ اور خاتیا میں لکھا ہے کہ اگر ایک نے دوسرا دے دوسری نے دوسری میں گواہ دیے تو جب تک وہ دوسرا گواہ میں اس کا فرزند قرار دیا جائیگا اور شیخ طحاوی میں ہے کہ اگر ایک نے گواہ دیے اور دوسری نے نہیں تو گواہ والی کا فرزند قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دو عورتوں نے تقیہ کا دعویٰ کیا اور ہر ایک عورت علیحدہ علیحدہ ایک ایک مرد میں سے اس کو چنے پر گواہ لاتی ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تقیہ مذکور ان دونوں عورتوں کا دونوں مردوں سے فرزند قرار دیا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ دونوں کا اور نہ دونوں مردوں کا کسی کا فرزند نہ ہوگا یہ تانا خاتیا میں ہے۔ اور اگر ایک مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ تقیہ میرا بیٹا اس آوازہ عورت سے ہوا ورنہ دوسرے مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو جو اس کے فرزند کی مذہبی ہو اس کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے آزادہ عورت سے ہوا ورنہ دوسرے نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی عورت سے ہوا تو آزادہ عورت کے واسطے حکم ہوگا اور اگر دونوں نے

مسلمان ہونے والے ہیں، اگر ایسا ہو کہ مذہبی نسب میں ہی ہوتا تو تقیہ اسکا بٹیا قرار دیا جائیگا مگر وہ مسلمان ہوگا اور اگر مسلمان وہی ہے اس کے نسب کا دعویٰ کیا تو مسلمان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں مسلمان ہوں تو جب تک گواہ قائم ہوں اس کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے لیکن ایک نے اس کے بدن کے علامات ٹھیک ٹھیک بیان کیے اور دوسرے نے بیان کیے تو علامات بیان کرنے والے کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی نے علامات بیان نہ کیے تو دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا یہ خاتیا ایسا کی میں ہے۔ اور اگر ایک ہی نے علامات بیان کیے مگر دوسرے ٹھیک اور پھیل میں غلط کی تو بھی دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونوں نے علامات بیان کیے مگر ایک نے ٹھیک کیا اور دوسرے نے غلط تو ٹھیک قول مطابق ہوا اسی کے نام حکم ہوگا اور اگر کتھا ایک ہی مذہبی نسب ہوا اور اس نے کہا کہ لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ لڑکی ہے تو ٹھیک حالانکہ وہ لڑکا ہے تو اس کے واسطے بالکل حکم فرزند ہوگا۔ اگر تقیہ کو دو آدمیوں نے دعویٰ کیا ایک نے کہا کہ میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ میری بیٹی ہے تو ہر دو جھڑپیں نکلا پس اگر خفیہ مشکل ہو تو دونوں کے واسطے اس کے فرزند کا حکم دیا جائیگا اور اگر مشکل ہو بلکہ حکم دیا گیا کہ لڑکا ہے تو اس کے نام حکم ہوگا جو اپنا لڑکا ہونے کا مذہبی یہی بتاتا رہا خاتیا میں ہے۔ اور اگر نسب کے دعویٰ کرنے والے دو آدمیوں سے زیادہ ہوں تو امام اعظم رحمہ اللہ سے دعویٰ ہو کہ انھوں نے پانچ دہائیوں تک جواز کا حکم دیا ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ ایک عورت نے تقیہ کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے پس اگر اس کے شوہر نے اس کی تصدیق کی یا قابلہ نے اس کی گواہی دی یا گواہ قائم ہوئے تو عورت کا دعویٰ صحیح ہوتا ورنہ نہیں اور فقط قابلہ کی گواہی پر جب یہی کتھا کیا جائیگا جب عورت نہ کورہ کا شوہر موجود ہو و لا دت سے منکر ہو اور اگر عورت کا شوہر ہی نہ ہو تو وہ دونوں کی گواہی ضرور ہو یہی جبرالرائق میں ہے۔ اور اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ زانیہ میرا بیٹا ہے تو اس کے نام حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر وہ عورتوں نے تقیہ کا دعویٰ کیا تو بنا بر قول صاحبین کے دونوں میں سے کسی سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے ہر دو عورت سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔ لیکن قاضی و تمانع کے وقت کسی جھڑپ کا ہونا ضرور ہے بنا بر روایت ابو حفص رحمہ اللہ اور فقہ کی گواہی ہو اور بنا بر روایت ابو یوسف کے دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں کی گواہی ہو پس اگر دونوں نے ایسی جھڑپ قائم کی تو دونوں سے اس کا نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔ اور خاتیا میں لکھا ہے کہ اگر ایک نے دوسرا دے دوسری نے دوسری میں گواہ دیے تو جب تک وہ دوسرا گواہ میں اس کا فرزند قرار دیا جائیگا اور شیخ طحاوی میں ہے کہ اگر ایک نے گواہ دیے اور دوسری نے نہیں تو گواہ والی کا فرزند قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دو عورتوں نے تقیہ کا دعویٰ کیا اور ہر ایک عورت علیحدہ علیحدہ ایک ایک مرد میں سے اس کو چنے پر گواہ لاتی ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تقیہ مذکور ان دونوں عورتوں کا دونوں مردوں سے فرزند قرار دیا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ دونوں کا اور نہ دونوں مردوں کا کسی کا فرزند نہ ہوگا یہ تانا خاتیا میں ہے۔ اور اگر ایک مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ تقیہ میرا بیٹا اس آوازہ عورت سے ہوا ورنہ دوسرے مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو جو اس کے فرزند کی مذہبی ہو اس کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے آزادہ عورت سے ہوا ورنہ دوسرے نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی عورت سے ہوا تو آزادہ عورت کے واسطے حکم ہوگا اور اگر دونوں نے

علاحدہ علیحدہ ایک ایک آزادہ عورت سے اپنا بیٹا ہونے کا لقیط کی نسبت دعویٰ کیا تو دونوں کا بیٹا قرار  
 دیا جائیگا اور آپا ہر دو عورت سے اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں پس بنا بر قول امام اعظم کے ثابت ہوگا اور بنا بر  
 قول صاحبین کے نہیں یہ محیط میں ہو۔ دوم دونوں نے ایک لقیط کے نسب کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور  
 ہر ایک کے حقوق گواہوں نے تسلیم بیان کی ہو تو جسکی تاریخ کا لقیط کا سن نشانہ ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور اگر  
 لقیط کا سن نشانہ ہو کہ ہر دو تاریخ میں سے کسی کے ساتھ متوافق نہ ہو تو بنا بر قول صاحبین کے موافق تمام روایتوں کے تاریخ  
 کا اعتبار ساقط اور دونوں کا فرض نہ ہونے کا حکم دیا جائیگا اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے شیخ الاسلام خواہ زادہ نے ذکر کیا  
 کہ روایت ابو جعفر میں دونوں کا فرض نہ ہونے کا حکم دیا جائیگا اور روایت ابو سیان میں جسکی تاریخ مقدم ہو اسکے نام حکم  
 دیا جائیگا اور بنا بر تاریخ میں اگر نام نہ ہو یا واسطہ کے موافق دونوں کا مشترک فرض نہ ہونے کا حکم دیا جائیگا اور یہی صحیح ہے کہ اگر  
 وکیل میں ہو۔ اور اگر کسی شخص کے قبضہ میں ایک طفل ہو وہ دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اس پر گواہ قائم کرتا ہو اور دوسرے شخص  
 دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اس پر گواہ قائم کرتا ہو تو قاضی کے واسطے حکم ہوگا۔ ایک عورت سے دو بچے پیدا ہوئے ایک طفل جو وہ  
 دعویٰ کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اس پر گواہ پیش کرتی ہو اور دوسری عورت سے دعویٰ کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اس پر گواہ لائی  
 ہو تو جسکے ہاتھ میں ہر کسی کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر قابض کے واسطے ایک عورت نے گواہی دی اور چار بچے واسطے  
 دوم دونوں نے گواہی دی تو چار بچے واسطے حکم دیا جائیگا۔ ایک طفل ایک شخص کے ہاتھ میں ہو اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں  
 ایک آزادہ عورت ہو اس نے دعویٰ کیا کہ طفل مذکور میرا بیٹا اس عورت مذکورہ سے ہو اور اس پر گواہ قائم کیے اور قابض نے  
 گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہو مگر اسنے کسی عورت کی طرف نسبت نہ کی تو دعویٰ کے نام حکم دیا جائیگا۔ اور اگر دعویٰ نے لقیط کے  
 نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے لقیط کا نسب ثابت ہوگا اور لقیط خود مسلمان ہوگا بشرطیکہ دو سیول کے مقام میں نہ پایا گیا  
 ہو اور یہ آج کل کے یمن میں ہو۔ اور جس لقیط کی نسبت دعویٰ نے اپنے پسر ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اس سے نسب  
 ثابت کر دیا گیا کہ وہ لقیط اسکا پسر ہو تو یہ پسر جب ہی مسلمان قرار دیا جائیگا کہ ذی مذکور نے گواہ قائم کیے اسکا نسب  
 ثابت نہ کیا ہو اور اگر اسنے دو مسلمان گواہ قائم کر کے اپنا نسب ثابت کیا ہو تو لقیط کا اسکے نام حکم ہوگا اور وہ ذی مذکور  
 کا وین میں تالیف ہوگا۔ لیکن اگر اسنے ذی گواہ دیے ہوں تو اسکی تبعیت میں ذمی نہ ہوگا یہ بھرا لائق میں ہو۔ اور بدستگاری  
 ہو اور اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو کہ جبکا حال یہ نکلتا ہو کہ مسلمین چار صورت میں پیدا ہوتی ہیں ایک یہ کہ اسکو کوئی  
 مسلمان مسلمانوں کے مقام میں مسلمانوں کے گائوں یا مسلمانوں کے شہر میں پاوے پس اس صورت میں لقیط مسلمان  
 ہوگا اور دوم یہ کہ کافر اسکو اہل کفر کے مقام میں پیدا ہو گیا کسی گائوں میں پاوے پس وہ کافر ہوگا و سوم  
 کافر اسکو مسلمانوں کے مقام میں پاوے اور چارم آنکہ مسلمان اسکو کافروں کے مقام میں پاوے پس ان دونوں صورتوں  
 میں اختلاف روایت ہو چکا ہے کتاب القبط کی روایت میں مذکور ہے کہ پانے والے کا اعتبار نہیں بلکہ نظام کا اعتبار کیا  
 جائیگا کہ ذی القبط میں اور قدری میں اسی پر اعتماد کر کے احکام کو جاری کیا اور یہی ظاہر الروایہ ہے شرافت میں  
 ہو۔ اور اگر لقیط کو کسی کافر نے پایا پس اگر مسلمانوں کے شہر وں میں کسی شہر میں پایا تو وہ مسلمان قرار دیا گیا  
 پس اگر اسنے اس حکم کے برخلاف کفر ظاہر کیا تو قید کیا جائیگا اور اس پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا کہ ذی مذکور  
 یعنی جس لقیط کی نسبت بیٹا مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا اگر وہ بالغ ہو کر کافر ہو تو اس پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا

یعنی صاحبین کے قول سے ثابت ہوگا اور بنا بر قول امام اعظم کے ثابت ہوگا اور بنا بر قول صاحبین کے نہیں یہ محیط میں ہو۔ دوم دونوں نے ایک لقیط کے نسب کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور ہر ایک کے حقوق گواہوں نے تسلیم بیان کی ہو تو جسکی تاریخ کا لقیط کا سن نشانہ ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور اگر لقیط کا سن نشانہ ہو کہ ہر دو تاریخ میں سے کسی کے ساتھ متوافق نہ ہو تو بنا بر قول صاحبین کے موافق تمام روایتوں کے تاریخ کا اعتبار ساقط اور دونوں کا فرض نہ ہونے کا حکم دیا جائیگا اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے شیخ الاسلام خواہ زادہ نے ذکر کیا کہ روایت ابو جعفر میں دونوں کا فرض نہ ہونے کا حکم دیا جائیگا اور روایت ابو سیان میں جسکی تاریخ مقدم ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور بنا بر تاریخ میں اگر نام نہ ہو یا واسطہ کے موافق دونوں کا مشترک فرض نہ ہونے کا حکم دیا جائیگا اور یہی صحیح ہے کہ اگر وکیل میں ہو۔ اور اگر کسی شخص کے قبضہ میں ایک طفل ہو وہ دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اس پر گواہ قائم کرتا ہو اور دوسرے شخص دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اس پر گواہ قائم کرتا ہو تو قاضی کے واسطے حکم ہوگا۔ ایک عورت سے دو بچے پیدا ہوئے ایک طفل جو وہ دعویٰ کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اس پر گواہ پیش کرتی ہو اور دوسری عورت سے دعویٰ کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اس پر گواہ لائی ہو تو جسکے ہاتھ میں ہر کسی کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر قابض کے واسطے ایک عورت نے گواہی دی اور چار بچے واسطے دوم دونوں نے گواہی دی تو چار بچے واسطے حکم دیا جائیگا۔ ایک طفل ایک شخص کے ہاتھ میں ہو اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں ایک آزادہ عورت ہو اس نے دعویٰ کیا کہ طفل مذکور میرا بیٹا اس عورت مذکورہ سے ہو اور اس پر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہو مگر اسنے کسی عورت کی طرف نسبت نہ کی تو دعویٰ کے نام حکم دیا جائیگا۔ اور اگر دعویٰ نے لقیط کے نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے لقیط کا نسب ثابت ہوگا اور لقیط خود مسلمان ہوگا بشرطیکہ دو سیول کے مقام میں نہ پایا گیا ہو اور یہ آج کل کے یمن میں ہو۔ اور جس لقیط کی نسبت دعویٰ نے اپنے پسر ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اس سے نسب ثابت کر دیا گیا کہ وہ لقیط اسکا پسر ہو تو یہ پسر جب ہی مسلمان قرار دیا جائیگا کہ ذی مذکور نے گواہ قائم کیے اسکا نسب ثابت نہ کیا ہو اور اگر اسنے دو مسلمان گواہ قائم کر کے اپنا نسب ثابت کیا ہو تو لقیط کا اسکے نام حکم ہوگا اور وہ ذی مذکور کا وین میں تالیف ہوگا۔ لیکن اگر اسنے ذی گواہ دیے ہوں تو اسکی تبعیت میں ذمی نہ ہوگا یہ بھرا لائق میں ہو۔ اور بدستگاری ہو اور اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو کہ جبکا حال یہ نکلتا ہو کہ مسلمین چار صورت میں پیدا ہوتی ہیں ایک یہ کہ اسکو کوئی مسلمان مسلمانوں کے مقام میں مسلمانوں کے گائوں یا مسلمانوں کے شہر میں پاوے پس اس صورت میں لقیط مسلمان ہوگا اور دوم یہ کہ کافر اسکو اہل کفر کے مقام میں پیدا ہو گیا کسی گائوں میں پاوے پس وہ کافر ہوگا و سوم کافر اسکو مسلمانوں کے مقام میں پاوے اور چارم آنکہ مسلمان اسکو کافروں کے مقام میں پاوے پس ان دونوں صورتوں میں اختلاف روایت ہو چکا ہے کتاب القبط کی روایت میں مذکور ہے کہ پانے والے کا اعتبار نہیں بلکہ نظام کا اعتبار کیا جائیگا کہ ذی القبط میں اور قدری میں اسی پر اعتماد کر کے احکام کو جاری کیا اور یہی ظاہر الروایہ ہے شرافت میں ہو۔ اور اگر لقیط کو کسی کافر نے پایا پس اگر مسلمانوں کے شہر وں میں کسی شہر میں پایا تو وہ مسلمان قرار دیا گیا پس اگر اسنے اس حکم کے برخلاف کفر ظاہر کیا تو قید کیا جائیگا اور اس پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا کہ ذی مذکور یعنی جس لقیط کی نسبت بیٹا مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا اگر وہ بالغ ہو کر کافر ہو تو اس پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا

مردین ہوتا ہے لیکن القیط مذکور استخفاً قتل نہ کیا جائیگا یہ قیط میں ہے اور اگر قتل غلام کے قیط کے نسب کا ہو تو اس سے نسب ثابت ہوگا مگر قیط مذکور آزاد قرار دیا جائیگا اور اگر غلام نہ کہے کہ یہ قیط عیسائی یا میری ہو تو جو حالانکہ وہ باندہ کی ہو قیط غلام کے نسب سے اس غلام کی تصدیق کی تو قیط کا نسب اس غلام سے ثابت ہوگا اور امام محمد ج کے نزدیک قیط آزاد ہی ہوگا۔ اور اگر غلام قیط کے نسب سے قیط کے نسب میں تنازع کیا تو مسلمان اولیٰ ہو بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہو گا تو وہی اس ہے۔ اور قیط رقیق نہ قرار دیا جائیگا الا اگر بون کی گواہی ہو مگر بشرطیکہ جو کہ گواہ مسلمان ہوں الا اگر زبوں کے حکام میں پائے جاتے کی وجہ سے وہ قیط قرار دیا گیا ہو تو یہ شرط نہیں اور اسی طرح اگر قیط نے قبل طلاق کے مدعی رقیق کی تصدیق کی تو قیط کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی غلام اس کے اگر کسی کے قبضہ میں ہو اور اس شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور وہ غیر مذکور ہے اس کی تصدیق کی تو وہ اس کا غلام ہوگا اگرچہ وہ غیر مذکور یا بالغ نہیں ہو اور اگر اسے بعد بالغ ہونے کے تصدیق کی تو یہاں ہاشم کے اگر اس پر حکام اسلام اور ان میں سے کوئی حکم جاری ہو چکا ہو تب بعد بالغ کے مثلاً اس کی گواہی قبول کی گئی یا اس کے قانوں کو ہمداری کی پھر اسے قیط کا اقرار کیا ہوگا ایسا اقرار صحیح ہوگا یہ میں ہے۔ اور اگر قیط عیسائی ہو کہ اس کی تصدیق کی رقیق ہونے کا اقرار کیا اور اس نے مذکورہ اس کی تصدیق کی تو وہ اس کی باندہ کی ہو جائیگی لیکن اگر یہ دعویٰ ہو کہ میں نے اس کی تصدیق کی تو اس کا اقرار کیا اور اس نے مذکورہ اس کی تصدیق کی تو وہ اس کی باندہ کی ہو جائیگی لیکن اگر اس عورت قیط نے اقرار کیا کہ میں شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے اس کی تصدیق کی تو اس سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور کاح باطل ہو جائیگا اور اگر قیط نے اس کو آزاد کر دیا یا جلا کر کسی شوہر کے قبضہ میں ہو تو قیط کھلی باندہ کی کو اختیار حق حاصل ہوتا ہے شوہر اس کو اختیار حق حاصل ہوگا اور اگر شوہر اس کو اسلام ایک طلاق دے دے یا پھر اسے اپنے رقیق ہونے کا اقرار کیا تو اس کی طلاق وہ ہو جائیگی جس سے باندہ کی ہوتی ہے اس کا شوہر اس پر قیط اور ایک طلاق کا مالک ہوگا اور اگر وہ اس کو وطلاق دے چکا ہو پھر اسے رقیق کا اقرار کیا تو وہی شوہر اس پر ایک طلاق کا مالک ہوگا کہ اس کے اختیار ہو چاہے اس سے رجوع کرے اور ایسا ہی عہد میں حکم ہو کہ اگر وہ حیض نہ کرے اسے اپنے رقیق ہونے کا اقرار کیا تو اس کے شوہر کو اختیار ہوگا چاہے شوہر نے اس سے رجوع کر لیا ہو یا نہیں اس سے رجوع کرے۔ اور اگر قیط نے دعویٰ کیا کہ یہ قیط عیسائی غلام ہے حالانکہ اس سے پہلے اس کا قیط ہونا یا نہ ہونا لیا گیا ہو تو ان میں سے کسی کا قیط کا قول ہوگا اور اگر قیط مذکورہ اسے مال چھوڑا یا نہ چھوڑا کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا تھا تو ہر دو میں سے کسی کا قول کی تصدیق ہوگی یہ قیط کا اختیار حق نہیں ہے۔ اور نو خیر میں لکھا ہے کہ ایک طفل قیط ایک شخص عیسائی نے قیط میں ہے کہ وہ اس کی بیٹی ہے عوی نہیں کہتا ہے یہاں اس عورت ہندہ نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ میں اس طفل کو بچہ ہوں مگر باپ کا نام نہیں بیان کیا اور ایک عروسی عروہ نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری فراموشی سے پیدا ہوا ہے اس کی ماں کا نام نہیں لیا تو قیط مذکور اس عروہ کی اس عورت مدعیہ سے بیٹا قرار دیا جائیگا گویا کہ عورت اس کو اس کے فراموشی سے پیدا ہوئی ہو یا ایسا قرار دیا جائیگا اور اسی طرح اگر طفل مذکور ایسی عروہ یا عورت مدعیہ کے قبضہ میں ہو تو باقی مشابہہ کا لیا جائے ہو تو قیط ہی حکم ہوگا اور قبضہ کی وجہ سے کچھ ترجیح نہ ہوگی۔ ایک قیط ایک عوی کے قبضہ میں ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے یا عیسائی یا مسلمان آیا اور اسے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے یا قی گواہ قائم کیے اور قی طالب نے مسلمان گواہ پیش کیے کہ یہ اس کا بیٹا ہے تو قبضہ کی وجہ سے قی کو مسلمان پر ترجیح دی جائیگی یہ تانا نا نہیں میں ہے۔ اور اگر قیط نے

اس کا نسب ثابت ہوگا مگر قیط مذکور آزاد قرار دیا جائیگا اور اگر غلام نہ کہے کہ یہ قیط عیسائی یا میری ہو تو جو حالانکہ وہ باندہ کی ہو قیط غلام کے نسب سے اس غلام کی تصدیق کی تو قیط کا نسب اس غلام سے ثابت ہوگا اور امام محمد ج کے نزدیک قیط آزاد ہی ہوگا۔ اور اگر غلام قیط کے نسب سے قیط کے نسب میں تنازع کیا تو مسلمان اولیٰ ہو بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہو گا تو وہی اس ہے۔ اور قیط رقیق نہ قرار دیا جائیگا الا اگر بون کی گواہی ہو مگر بشرطیکہ جو کہ گواہ مسلمان ہوں الا اگر زبوں کے حکام میں پائے جاتے کی وجہ سے وہ قیط قرار دیا گیا ہو تو یہ شرط نہیں اور اسی طرح اگر قیط نے قبل طلاق کے مدعی رقیق کی تصدیق کی تو قیط کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی غلام اس کے اگر کسی کے قبضہ میں ہو اور اس شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور وہ غیر مذکور ہے اس کی تصدیق کی تو وہ اس کا غلام ہوگا اگرچہ وہ غیر مذکور یا بالغ نہیں ہو اور اگر اسے بعد بالغ ہونے کے تصدیق کی تو یہاں ہاشم کے اگر اس پر حکام اسلام اور ان میں سے کوئی حکم جاری ہو چکا ہو تب بعد بالغ کے مثلاً اس کی گواہی قبول کی گئی یا اس کے قانوں کو ہمداری کی پھر اسے قیط کا اقرار کیا ہوگا ایسا اقرار صحیح ہوگا یہ میں ہے۔ اور اگر قیط عیسائی ہو کہ اس کی تصدیق کی رقیق ہونے کا اقرار کیا اور اس نے مذکورہ اس کی تصدیق کی تو وہ اس کی باندہ کی ہو جائیگی لیکن اگر یہ دعویٰ ہو کہ میں نے اس کی تصدیق کی تو اس کا اقرار کیا اور اس نے مذکورہ اس کی تصدیق کی تو وہ اس کی باندہ کی ہو جائیگی لیکن اگر اس عورت قیط نے اقرار کیا کہ میں شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے اس کی تصدیق کی تو اس سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور کاح باطل ہو جائیگا اور اگر قیط نے اس کو آزاد کر دیا یا جلا کر کسی شوہر کے قبضہ میں ہو تو قیط کھلی باندہ کی کو اختیار حق حاصل ہوتا ہے شوہر اس کو اختیار حق حاصل ہوگا اور اگر شوہر اس کو اسلام ایک طلاق دے دے یا پھر اسے اپنے رقیق ہونے کا اقرار کیا تو اس کی طلاق وہ ہو جائیگی جس سے باندہ کی ہوتی ہے اس کا شوہر اس پر قیط اور ایک طلاق کا مالک ہوگا اور اگر وہ اس کو وطلاق دے چکا ہو پھر اسے رقیق کا اقرار کیا تو وہی شوہر اس پر ایک طلاق کا مالک ہوگا کہ اس کے اختیار ہو چاہے اس سے رجوع کرے اور ایسا ہی عہد میں حکم ہو کہ اگر وہ حیض نہ کرے اسے اپنے رقیق ہونے کا اقرار کیا تو اس کے شوہر کو اختیار ہوگا چاہے شوہر نے اس سے رجوع کر لیا ہو یا نہیں اس سے رجوع کرے۔ اور اگر قیط نے دعویٰ کیا کہ یہ قیط عیسائی غلام ہے حالانکہ اس سے پہلے اس کا قیط ہونا یا نہ ہونا لیا گیا ہو تو ان میں سے کسی کا قیط کا قول ہوگا اور اگر قیط مذکورہ اسے مال چھوڑا یا نہ چھوڑا کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا تھا تو ہر دو میں سے کسی کا قول کی تصدیق ہوگی یہ قیط کا اختیار حق نہیں ہے۔ اور نو خیر میں لکھا ہے کہ ایک طفل قیط ایک شخص عیسائی نے قیط میں ہے کہ وہ اس کی بیٹی ہے عوی نہیں کہتا ہے یہاں اس عورت ہندہ نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ میں اس طفل کو بچہ ہوں مگر باپ کا نام نہیں بیان کیا اور ایک عروسی عروہ نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری فراموشی سے پیدا ہوا ہے اس کی ماں کا نام نہیں لیا تو قیط مذکور اس عروہ کی اس عورت مدعیہ سے بیٹا قرار دیا جائیگا گویا کہ عورت اس کو اس کے فراموشی سے پیدا ہوئی ہو یا ایسا قرار دیا جائیگا اور اسی طرح اگر طفل مذکور ایسی عروہ یا عورت مدعیہ کے قبضہ میں ہو تو باقی مشابہہ کا لیا جائے ہو تو قیط ہی حکم ہوگا اور قبضہ کی وجہ سے کچھ ترجیح نہ ہوگی۔ ایک قیط ایک عوی کے قبضہ میں ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے یا عیسائی یا مسلمان آیا اور اسے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے یا قی گواہ قائم کیے اور قی طالب نے مسلمان گواہ پیش کیے کہ یہ اس کا بیٹا ہے تو قبضہ کی وجہ سے قی کو مسلمان پر ترجیح دی جائیگی یہ تانا نا نہیں میں ہے۔ اور اگر قیط نے











یا پاپا ہو تو ضامن ہو گا چہرہ کہ اسکا مالک بدوین کہے کہ میں نے اسکو دیا نہ کہ دیا تھا تاکہ لوٹ کر لے لوں گا اور اصل میں  
 نہ کہ اگر مالک نے کہا کہ تو نے اسکو مجھ سے غصب کر کے لیا ہے اور ملحقہ نے کہا کہ وہ لفظ تھا اور میں نے اسکو تیرے  
 واسطے لیا ہے تو ملحقہ ضامن ہو اور اس میں کوئی تفصیل نہیں فرمائی ہے اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ میں لفظ ہو اور اسکا  
 نہ دعویٰ کیا اور سپر گواہ قائم کیے اور ملحقہ نے اسکا اقرار کیا یا نہیں اقرار کیا ولیکن یہ کہ میں تجھے اسکو دے رہا ہوں  
 الا قاضی کے حضور میں تو اسکو ایسا اختیار ہے اور اگر ایسی حالت میں اسکے پاس وہ تلف ہو گیا تو سپر ضامن واجب ہوگی  
 اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ میں لفظ ہو اور کسی نے اسکا دعویٰ کر کے دو کا فر گواہ قائم کیے تو ایسی گواہی قبول نہ کی  
 اور اگر لفظ کسی کافر کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ یا لمار ہے تو بھی قیاساً یہی حکم ہے اور اسکا اقرار گواہی قبول ہوگی اور اگر  
 کافر و مسلمان کے قبضہ میں ہو اور دونوں کافروں کی گواہی قیاساً ان میں سے کسی پر جائز نہ ہوگی اور اسکا اقرار نہ ہوگا  
 جائز ہو جائیگی اور جو کچھ کافر کے قبضہ میں ہو اسکی نسبت مدعی کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ خط میں مذکور ہے اور اگر زمین لفظ ہو  
 اقرار نہ ہو سکے واسطے کیا پھر خال نہ گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے تو اس لفظ کی دشمنی مخالفہ کے نام ہو جائیگی یہ فتاویٰ کافی  
 ہیں اور اگر کسی نے لفظ کا دعویٰ کیا اور اسکے خلاف شک بیان کر دے تو ملحقہ کو اختیار ہے کہ اسکو دے دے  
 قبول کرے اور چاہے اس سے گواہ طلب کرے پھر جیسے میں ہے اور اگر ملا مات بیان کرنے پر ملحقہ نے اسکو دے دیا  
 پھر دوسرے نے اسکو گواہ قائم کیے کہ وہ میرا مال ہے نہیں اگر وہ لفظ شخص اول کے ہاتھ میں دیا ہے تو  
 مدعی لینے گواہ قائم کرنے والا ہو اسکا مالک ہو اول سے اسکو لے لیگا اگر قادر ہو اور کسی پر ضمان نہ ہوگی اور اگر وہ  
 اول کے پاس تلف ہو گیا ہے یا مالک کو اس سے لینے کی قدرت نہ ہوئی تو مالک کو اختیار ہے کہ چاہے ملحقہ سے  
 تاوان لے یا اس لینے والے سے ضمان لے اور کتاب میں مذکور ہے کہ اگر ملحقہ نے حکم قاضی سے قول کو دیا ہو تو اسکو  
 نہوگی اور اگر بغیر حکم قاضی دیا ہو تو ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ملحقہ نے کسی کے واسطے لفظ کا  
 اقرار کیا اور بغیر حکم قاضی اسکو دے دیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ وہ میرا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ وہ تو اس سے  
 جس سے چاہے تاوان لے اور اگر حکم قاضی دیا ہو تو ایک روایت کے موافق ضامن نہ ہوگا اور اس میں نے کہا ہے کہ  
 امام ابو یوسف رحمہ کا قول ہے اور اسی پر توتی ہے ہر ہر جیسے میں ہے ایک نے شناخت کرانے کے واسطے لفظ اٹھا لیا پھر اسکو  
 جہان سے اٹھا یا تھا وہیں ڈال دیا تو کتاب میں مذکور ہے وہ ضمان سے بری ہو جائیگا اور تفصیل نہیں ہے کہ وہ  
 اٹھا کر دوسری جگہ سے لیا پھر وہیں لاکر ڈال دیا یا وہیں اٹھا یا اور بدوین اس جگہ سے تحویل کے وہیں دال دیا اور فقیر  
 ابو جعفر نے فرمایا کہ تاوان سے بری جب ہی ہوگا کہ بدوین اس جگہ سے تحویل کے وہیں دال دیا ہو اور اگر بدوین اس جگہ سے  
 تحویل کرے کہ وہیں لاکر ڈال دیا ہو تو ضامن ہوگا اور حاکم شہید رحمہ نے بھی مختصر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور فقیر  
 ہے کہ اس نے شناخت کرانے کے واسطے اٹھا یا ہو لینے مالک کو دینے کے واسطے لیا ہو اور اگر اپنے گناہ سے اسکو دے دیا  
 لیا تو ضمان سے بری نہ ہوگا تا وقتیکہ اسکے مالک کو نہ دیدے اور پھر ایسا ہو جیسے وہ لفظ کوئی گھوڑا تھا کہ سپر ضامن  
 پھر اس سے اتر کر اسکی جگہ اسکو چھوڑ دیا تو بنا بر قول امام ابو یوسف کے ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر لفظ کوئی کپڑا ہو  
 کہ اسکو پہنا پھر اسکو اتار کر جہان سے لیا ہو وہیں رکھ دیا ہو جی ایسا ہی اختلاف ہے اور یہ اس وقت ہے کہ کپڑے کو اس طرح پہنا  
 ہو کہ جیسے عورت کے موافق پہنا کر تہہ میں اور اگر ایسا نہ کیا مثلاً قمیض تھی کہ اسکو اپنے کندھے پر ڈال لیا پھر اسکو جہان سے

یہ فتاویٰ کافی ہیں اور اگر کسی نے لفظ کا دعویٰ کیا اور اسکے خلاف شک بیان کر دے تو ملحقہ کو اختیار ہے کہ اسکو دے دے قبول کرے اور چاہے اس سے گواہ طلب کرے پھر جیسے میں ہے اور اگر ملا مات بیان کرنے پر ملحقہ نے اسکو دے دیا پھر دوسرے نے اسکو گواہ قائم کیے کہ وہ میرا مال ہے نہیں اگر وہ لفظ شخص اول کے ہاتھ میں دیا ہے تو مدعی لینے گواہ قائم کرنے والا ہو اسکا مالک ہو اول سے اسکو لے لیگا اگر قادر ہو اور کسی پر ضمان نہ ہوگی اور اگر وہ اول کے پاس تلف ہو گیا ہے یا مالک کو اس سے لینے کی قدرت نہ ہوئی تو مالک کو اختیار ہے کہ چاہے ملحقہ سے تاوان لے یا اس لینے والے سے ضمان لے اور کتاب میں مذکور ہے کہ اگر ملحقہ نے حکم قاضی سے قول کو دیا ہو تو اسکو نہوگی اور اگر بغیر حکم قاضی دیا ہو تو ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ملحقہ نے کسی کے واسطے لفظ کا اقرار کیا اور بغیر حکم قاضی اسکو دے دیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ وہ میرا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ وہ تو اس سے جس سے چاہے تاوان لے اور اگر حکم قاضی دیا ہو تو ایک روایت کے موافق ضامن نہ ہوگا اور اس میں نے کہا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ کا قول ہے اور اسی پر توتی ہے ہر ہر جیسے میں ہے ایک نے شناخت کرانے کے واسطے لفظ اٹھا لیا پھر اسکو جہان سے اٹھا یا تھا وہیں ڈال دیا تو کتاب میں مذکور ہے وہ ضمان سے بری ہو جائیگا اور تفصیل نہیں ہے کہ وہ اٹھا کر دوسری جگہ سے لیا پھر وہیں لاکر ڈال دیا یا وہیں اٹھا یا اور بدوین اس جگہ سے تحویل کے وہیں دال دیا اور فقیر ابو جعفر نے فرمایا کہ تاوان سے بری جب ہی ہوگا کہ بدوین اس جگہ سے تحویل کے وہیں دال دیا ہو اور اگر بدوین اس جگہ سے تحویل کرے کہ وہیں لاکر ڈال دیا ہو تو ضامن ہوگا اور حاکم شہید رحمہ نے بھی مختصر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور فقیر ہے کہ اس نے شناخت کرانے کے واسطے اٹھا یا ہو لینے مالک کو دینے کے واسطے لیا ہو اور اگر اپنے گناہ سے اسکو دے دیا لیا تو ضمان سے بری نہ ہوگا تا وقتیکہ اسکے مالک کو نہ دیدے اور پھر ایسا ہو جیسے وہ لفظ کوئی گھوڑا تھا کہ سپر ضامن پھر اس سے اتر کر اسکی جگہ اسکو چھوڑ دیا تو بنا بر قول امام ابو یوسف کے ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر لفظ کوئی کپڑا ہو کہ اسکو پہنا پھر اسکو اتار کر جہان سے لیا ہو وہیں رکھ دیا ہو جی ایسا ہی اختلاف ہے اور یہ اس وقت ہے کہ کپڑے کو اس طرح پہنا ہو کہ جیسے عورت کے موافق پہنا کر تہہ میں اور اگر ایسا نہ کیا مثلاً قمیض تھی کہ اسکو اپنے کندھے پر ڈال لیا پھر اسکو جہان سے





جنگل کے راستہ میں ایک اونٹ بچ گیا ہوا یا پاپس اگر انکے گمان میں یہ بات آئی کہ اسکے مالک نے اسکو لوگوں کے واسطے سماج کر دیا ہو تو اسکے لینے اور کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہوگا ایک شخص نے اپنا اونٹ بچ کر کے اسکے لوٹ لینے کی اجازت دیدی تو یہ جاننے پر جو ایک نے شکر لٹائی اور وہ دوسرے کی گود میں گری اور اسکی گود سے ایک نے لے لی تو اسکو لینا روا ہو جبکہ اس شخص نے اپنی گود اسواسطے نہ پھیلانی ہو کہ اس میں شکر آکر گرے اور اگر اسنے اپنی گود اس غرض سے پھیلانی ہو کہ اس میں شکر آکر گرے تو دوسرا اسکے لینے سے اسکا مالک نہ ہوگا۔ ایک نے دوسرے کو درم دیے کہ عروسی ٹٹاوی وغیرہ میں لٹاویے پس اسنے لٹائے تو لٹانے والے کو روانہ نہیں ہو کہ خود بھی لٹے اور اگر مامور نے دوسرے کو دیکھے کہ تو لٹاویے تو مامور دوم کو نہیں روا ہو کہ تیسرے کو دیوے اور نہ یہ روا ہو کہ اپنے واسطے پھر کچھ اور شکر کی صورت میں مامور کو روا ہو کہ لٹانے کے واسطے دوسرے کو دے اور یہ بھی روا ہو کہ اپنے واسطے پھر رکھ لے اور جب مامور دوم نے اسکو لٹایا تو مامور اول کو روا ہو کہ خود لوٹے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوگا ایک شخص نے نہایت پر ایک طشت رکھا اور اس میں بارش کا پانی جمع ہو گیا اور دوسرے شخص نے آکر اس پانی کو نکال لیا پھر دونوں نے جھگڑا کیا پس گر مالک طشت نے اپنا طشت اسی واسطے رکھا تھا تو پانی اسی کا ہو گا کیونکہ اسکے زیر میں وہ غرض ہو گیا اور اگر اس نے طشت اسواسطے نہیں رکھا تھا تو پانی اس نے لینے والے کا ہو گا اسواسطے کہ آپ مذکور براج غیر ضرورتاً نہ ہو اور ہر ایک کے پاس شلہ یا پیریز کے عروسی شلہ سے برف لیکر اپنے شلہ میں داخل کیا پس اگر عروسی نہ ہو جبکہ برف جمع ہونے کے واسطے بنائی ہو بدو ان اسکے گراسین جمع کرنے کی حاجت ہو تو عروسی کو اختیار ہو گا کہ زید کے شلہ سے برف لے لیں اور اس سے برف لیکر اپنے دوسری برف سے غلط نہ کر دیا ہو یا اسکی قیمت اس روز کی بیوسے چھوڑا اسنے دوسری برف میں غلط کیا ہو اور اگر عروسی نے یہ مقام برف جمع ہونے کے واسطے نہ بنایا ہو بلکہ یہ مقام ایسا ہو کہ اس میں خود برف جمع ہو جاتا ہو پس یہ برف کے اس مقام سے نہ اسکے شلہ سے یہ برف لے لیا تو یہ برف زید کا ہو جائیگا اور اگر اسکو عروسی شلہ سے لیا ہو تو صاحب ہو گا پس عروسی کو اسکا برف بعینہ واپس کر دیا جائیگا بشرطیکہ زید نے اسکو دوسری برف میں غلط نہ کیا ہو اور اگر دوسری برف میں غلط کر دیا ہو تو اسکی قیمت کا ضامن ہو گا یہ فتاویٰ کہری میں ہوگا۔ زید ایک قوم کی اراضی میں داخل ہوا کر وہاں سے گو بر و کانٹے جمع کرتا ہو تو ان میں کچھ مضائقہ نہیں ہوگا اسی طرح اگر کسی کی زمین میں گھاس جھیل لینے کے واسطے داخل ہوا یا بالیان بچنے کے واسطے جنگل صاحب اراضی چھوڑ گیا ہو اور اسکا چھوڑ دینا مثل ابا حبت کے ہو گیا تو بھی حکم ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر یہ اراضی تسمیوں کی ہو اور حالت یہ ہو کہ اگر وہ اس کام کے واسطے اجرت پر مقرر کیا جاتا تو بعد اس اجرت کے تسمیہ کے واسطے کچھ باقی رہتا ہو اور یہ ظاہر ہو تو ان بالیوں کا اس طرح چھوڑ دینا روا نہیں ہوگا اور اگر اس میں سے کچھ بچتا نہ ہو یا بہت کم بچت ہو کہ اسکے واسطے قصہ نہیں کیا جاتا ہو تو اس کے چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں ہو اور دوسرے کو انکے چرن لینے میں بھی مضائقہ نہیں ہو تختہ زمین بلا زراعت و عمارت خالی پرا ہو حسین اہل کو چمٹی و گو بر و رکھ وغیرہ ڈالنے میں چنانچہ اسکا ایک ڈھیر وہاں جمع ہو گیا پس اگر صاحب کو چرنے ان زمینوں کو بطور پھینک دینے کے قال دیا ہو اور اس زمین کے مالک نے یہ زمین اسی واسطے مقرر کر دی ہو تو یہ کھاد سب اسی کی ہوگی اور اگر مالک زمین نے اسواسطے مقرر نہ کیا ہو تو جو شخص اسکو پھیلے اٹھائے اسی کی ہو جائیگی جنگلی کی تو ایک شخص کے دار میں رہنے لگا اور وہاں اسنے بچے دیے اور ایک شخص نے گرنے آکر یہ بچے لے لیے پس اگر مالک دار نے دروازہ

اسکے  
دار میں  
بچے  
دے گا  
پس  
اس  
کے  
دار  
میں  
بچے  
دے گا

بند کر دیا اور سورج دلو اور چھوپ دیا ہو تو یہ بچہ مالک مکان کے ہوئے اور اگر مالک مکان نے ایسا نہ کیا ہو تو جس نے  
 لے لیے اسی کے ہو گئے۔ اور اگر کسی کے پاس کبوتر ہوں اور انہیں ایک اور کبوتر آیا اور بچے ہوئے تو یہ بچے اسکے  
 ہونگے جسکی مادہ یعنی کبوتری ہو۔ اور کبوتروں کا رنگنا مکروہ ہے اگر لوگوں کو ضرورت ہو پختے ہوں اور جسے کسی کا دی  
 میں بچہ کبوتران بنا لے یعنی خاتون میں پالے ہوں تو بچہ پتے کی حفاظت کرے اور انکو داؤ دیے جاوے اور بغیر  
 وارنہ چھوڑے حتیٰ کہ وہ لوگوں کو ضرر نہ پہونچائے یا دین۔ اور اگر انہیں کسی دوسرے کے پاؤ کبوتر ملے تو اسکو درجہ چاہیے  
 کہ انکو کچلے اور اگر کچل لیا تو اسکے مالک کو تلافی کرے اور اگر اسنے نہ کچلے بلکہ یہ اسکے بیان رہے اور بچے دیے پس اگر کسی  
 کبوتری ہو تو ان بچوں سے اکثر منکر ہے اسلئے کہ یہ غیر کے ہیں اور اگر کبوتری اسی کی ہو اور ضرر غیر کا ہو تو بچہ اسی کے  
 ہوئے۔ اور اگر اسنے کچلے یا بچے اسکے ہوتے ہیں جنکی کبوتری ہو اور اگر اسنے نہ جانا کہ میرے کبوتروں کے بچے ہیں کوئی اجنبی کبوتر  
 ہی تو اسپر کوئی گناہ نہیں ہے یہ نہ خزانہ انہیں میں ہے اور جس نے باز یا جڑ وغیرہ کے مانند کسی پرند کو شہر یا سو اوٹھ  
 میں پکڑا اور اسکے پانوں میں چبکے یا گنگو وغیرہ ایسی چیز ہو اور وہ سچا ناجاتا ہو کہ پاؤ ہو تو چاہیے کہ اسکی شناخت  
 کر دے تاکہ اسکے مالک کو واپس کر دے اور اسی طرح اگر ہرن پکڑا جسکی گردن میں پٹہ پڑا ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے چھوٹا  
 تین ہوا۔ ایک دن ایک راجہ چند سال مسافر کے واسطے مقام بریلیا اور اس میں سکونت اختیار کی اور اس میں بہت سا گوبر  
 جمع ہو گیا اور اسکو ملکا علی نے جمع کیا ہر توشیح امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ گوہر اسکا ہوگا جس نے مکان مذکور  
 اسی واسطے رکھا ہے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا ہوتا تب پہلے اسکے لیے اسی کا ہوگا اور امام ابو علی ہندی نے فرمایا  
 کہ یہ اسی کا ہوگا جس نے پہلے اسکے لیے یہ مقام اپنے واسطے نہ مہیا کیا ہو حتیٰ کہ فرمایا کہ اگر کسی نے ایک چار  
 دیواری بنا دی اور ایک ایسی جگہ قرار دی کہ جہاں جادو جمع ہو کر رہے تو اسکا گوبر اسی شخص کا ہوگا جو پہلے اسے  
 شخص کا ایک دہرہ کہ اسکوا جاریہ پرویا کہ تا ہی پھر کوئی آدمی آیا اور اس وار میں اپنا اونٹ باندھ دیا اور وہاں اسکی لپٹ  
 کشت سے جمع ہوئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مالک وار نہ بروتہ ابا حستہ اسکو چھوڑ دیا ہو اور یہ اسکی رائے نہیں تھی کہ یہاں  
 گوبر میرے واسطے جمع ہو تو میں نے اسکے لیے لیا ہے اسی اسکا حق ہوگا سو اسلئے کہ وہ مباح ہے اور اگر مالک وار کی رائے یہ تھی کہ  
 گوبر ولیا جمع کیے تو اسکا حق وہی مالک وار ہے۔ ایک عورت نے اپنی چادر ایک مقام پر رکھی پھر دوسری عورت نے  
 اور اسنے بھی اپنی چادر وہاں رکھی پھر پہلی عورت آئی اور دوسری عورت کی چادر اٹھائے لیے چلی گئی تو دوسری عورت کو  
 روا نہیں ہو کہ پہلی عورت کی چادر سے جو بچے اسکی چادر کے وہاں ہو انتفاع حاصل کرے اسلئے کہ یہ انتفاع ہلک  
 غیر ہے اور اگر اسکو منظور ہو کہ اس سے انتفاع حاصل کرے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا طریقہ یہ ہو کہ عورت مذکورہ اس چادر  
 کو اپنی دختر کو بشرا لیکہ فقیر ہو اس قیمت سے صدقہ دیدے کہ اسکا تو اسب اسکی مالکہ عورت کو ہوتے بشرا لیکہ وہ اس صدقہ  
 راضی ہو جاوے پھر دختر مذکورہ اس چادر کو اپنی اس مان کو سب کر دے پھر اس سے انتفاع حاصل کر سکتی ہے اور اگر دختر  
 مذکورہ تو نکاح ہو تو اسکو انتفاع حاصل کرنا ہر حال میں ہوگا اور اسی طرح اگر کسی کا جو اس طرح بدل گیا اور بجائے اسکے دوسرا  
 چھوڑ گیا تو اس میں بھی ایسا ہی حکم ہے کسی شخص کے پریمی چیز لینے لفظ پایا پھر وہ اسکے پاس سے ہی ضائع ہو گیا پھر اسنے کسی دوسرے  
 کے پاس اسکو پایا تو اسکو اس دوسرے کے ساتھ کسی خصوصیت کا اختیار نہیں ہے۔ کوئی مسافر کسی شخص کے مکان میں  
 مر گیا اور اسکا کوئی وارث معروف نہیں ہے اور نہ پراسنے اپنا اسقدر مال چھوڑا کہ پانچ دہم کے مساوی ہو اور مالک

كتاب الایات

قال المترجم آفاق غلام کا مولے کے پاس سے بھاگ جانا ایسا غلام آبق کہلاتا ہے اور جو شخص اس غلام کو پکڑ لے  
 بدین غرض کہ اس کے مالک کو واپس کر دے اس کا فیصلہ ایجا ہے اور نیز مولے پر لازم ہو کہ اسے لے کر اپنے کو اس غلام  
 پر دے جسکو چاہے میں اور تفصیل آگے آتی ہے فاقطر جو شخص غلام آبق کو پاوے اگر اسکو پکڑے تو پکڑ لینا اور  
 وفضل ہو کذا فی السراجیہ پھر پکڑے و اسے کو اختیار ہو چاہے اسکو اپنی حفاظت میں رکھے بشرطیکہ اس پر قاور ہو اور چاہے  
 اسکو امام کو ویدے پس اگر اسنے امام کو دینا چاہا تو امام اس غلام کو اس سے قبول نہ کر سکا مگر جسکو وہ گواہ قائم کرے  
 اور جب اسنے گواہ قائم کر دیے اور امام نے قبول کر لیا تو امام اس غلام کو بغرض تغیر کے قید خانہ میں رکھنے کا اور  
 بدین احوال سے اسکو نفقہ دینا چاہیے میں ہو اور اگر پکڑنے والا اسکو بسبب اختیار رکھنے کے و افق قول بعض  
 مشائخ کے اپنے پاس رکھا اور سلطان کو نہ دیا اور اسنے پاس سے اسکو نفقہ دیا تو جب اسکا مالک ہا حاضر آوے  
 تو اس سے اپنا نفقہ واپس لیکر بشرطیکہ قاضی کے حکم سے اسکو نفقہ دیا ہو ورنہ واپس نہیں دے سکتا ہے اور یہی مختار ہے  
 غیا ثیر میں ہے اور جبکہ ہرے میں سے جو راہ بھول گیا ہو اور پکڑ لیا پھر تاہو اس میں اختلاف ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکا  
 پکڑ لینا بھی فصل ہو اور بعض نے کہا کہ اسکا نہ پکڑنا فصل ہو اور اگر وہ امام کے پاس لایا جائے تو امام اسکو قید نہ  
 رکھ سکا اور اگر اسکی ذات سے کوئی منفعت ہووے تو اسکو اجارہ پر دیدے اور اسکی اجرت میں سے اسکی ذات پر خرچ کرے  
 کذا فی التبتین اور اسکو فروخت نہ کر سکا نیز اگر اسے افسوس میں ہے اور حاکم شہید رحم نے کافی میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک  
 غلام آبق کو پکڑ لیا اور سلطان نے اسکو لیکر قید رکھا پھر کسی نے وغوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام سن ہی کا ہے  
 تو فرمایا کہ سلطان اس سے شہد لیکر کہ میں نے اسکو فروخت نہیں کیا ہے اور نہ ہیہ کیا ہے اسکو ویدے اور میں نے پچھ  
 نہیں کرتا اور نہ کہ اس سے فصل کیا جائے لیکن اگر قاضی نے اس سے فصل لے لیا تو قاضی اس فصل سے بدکر واپس نہوگا



یہ غایت البیان میں ہے۔ اور یہ امر امام محمد رحمہ نے ذکر نہیں فرمایا کہ آیا قاضی اس مدعی کے مقابلہ میں کوئی شخص قائم کرے گا یا نہیں اور جس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہو کہ مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہو بعض دن نے کہا کہ قاضی اس کے مقابلہ میں ایک شخص قائم کرے کہ اسکے روپر وگواہوں کی سماعت کرے گا اور بعض دن نے کہا کہ یہ دونوں اسکے قاضی اسکے مقابلہ میں شخص قائم کرے اس گواہی کی سماعت کرے گا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور غلام نے خود اقرار کیا کہ اس کا غلام ہوں تو فرمایا کہ قاضی اس مدعی کو دیکر اس سے کفیل لے لیگا۔ اور اگر غلام مذکور کا کوئی خواستگار نہ آیا تو فرمایا کہ اگر زمانہ وراز گزر جاوے تو امام اسکو فروخت کرے اور اسکا ثمن کو چھوڑے یہاں تک کہ اسکا خواستگار آوے اور گواہ قائم کرے کہ یہ میرا غلام ہو پس امام اس ثمن کو اسکو دیدے گا اور امام نے جو بیع کر دی ہو وہ نہ ٹوٹے گی اور جب تک امام اسکو قیہ رکھے تو ہمیشہ المال سے اسکا نفقہ دے پھر جب اسکا مالک آوے تو اس سے لے لے یا اگر فروخت کرے تو اسکے ثمن سے نکال لے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور بھاننے والا غلام بسبب خوف اہاق کے اجارہ پر نہ دیا جاوے نیز انہ الفطین میں ہو۔ اور اگر غلام آہق بغیر حکم قاضی کے بوجہ اقرار غلام کے یا بسبب بیان علامات کے کسی خواستگار کو دیدے یا گیا پھر کوئی دوسرا اسکا مستحق ثابت ہوا تو مستحق مذکور دیرینے والے سے تاوان لے لے یا اگر دیرینے والے نے جسکو دیا ہو اس سے واپس لیگا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اور آہق کا پھیر لانے والا ہمارے نزدیک استسنا جمل کا مستحق ہوتا ہو کذا فی الکافی پس جو شخص کہ آہق غلام کو مدت سفر یعنی تین روز کی راہ سے پھیر لایا وہ چالیس درم جمل کا مستحق ہو اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے کم ہو اور یہ امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہی یہی ہیں ہیں۔ اور اگر کوئی شخص شہر میں یا شہر سے باہر سے مدت سفر سے کم مسافت سے آہق کو پکڑ لایا تو بقدر شقت مقام کے جمل کا مستحق ہوگا اور صحیح یہ ہو کہ شفع واجب ہوگا یہ قضاۃ عتابہ میں ہے۔ پھر جب کہ رضح واجب ہو پس اگر پھیر لانے والا اور جسکے پاس پھیر لایا ہو دونوں نے کسی قدر پیر یا ہم رضا مندی سے قرار داد کر لی تو پھیر لانے والے کو اسی قدر ملیگا اور اگر دونوں نے قاضی کے پاس جمع کر پیش کیا تو قاضی بقدر دوری مقام کے رضح کی مقدار مقرر کرے گا ایسا ہی ہمارے بعضی مشائخ نے فرمایا ہو اور اسکی تفسیر یہ ہو کہ تین روز کی راہ سے پھیر لانے والے کے واسطے چالیس درم واجب ہوتے ہیں پس بقا بلہ ہر روزہ مسافت کے پیرہ درم و ایک تہائی درم ہو پس اگر ایک روز کی راہ سے لایا ہو تو اسی قدر واجب ہوگا اور کتاب میں اسی طرح اشارہ کیا ہے۔ اور نیا بیع میں مذکور ہو کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ یہ امام کی راہ پر ہو اور یہ آسان ہے بحسب اعتبار و آبانہ میں مذکور ہو کہ یہی صحیح ہے اور عتابہ میں ہے کہ اسی پر فتوے ہوئے تاتار خانہ میں ہو امام محمد رحمہ نے اصل میں فرمایا کہ غلام صغیر کے واپس لانے کا حکم مثل غلام بالغ کے واپس لانے کے ہو کہ اگر صغیر کو سفر کی دوری سے واپس لایا تو چالیس درم واجب ہونگے اور اگر سفر سے کم دوری سے لایا تو رضح واجب ہوگا لیکن اگر غلام بالغ کے لائے میں شقت زیادہ ہو تو بالغ کا رضح بنسبت صغیر کے زیادہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم صغیر میں مذکور ہو یہ ایسی صورت پر محمول ہو کہ جب صغیر ایسا ہو کہ باق کو بچتا ہو اور اگر ایسا صغیر ہو کہ باق کو نہیں سمجھتا ہو تو راہ بھول ہوا ہوگا اور راہ بھولے ہوئے کا واپس لانے والا مستحق جمل نہیں ہوتا ہو۔ اور اگر ایسی باندی واپس لایا جسکے ساتھ صغیر بچہ ہو تو وہ اپنی مان کے تابع قرار دیا جائیگا پس جمل میں کچھ بڑھایا نہ جائیگا اور اگر بچہ قریب بلوغ ہوئے تو انہی درم واجب ہونگے یہی ہیں میں ہے۔ اور اگر آہق دو شخصوں میں مشترک ہو تو اسکا جمل ان کے واپس بقدر ہر ایک کا

غلام مذکور کی توفیق



پاس دو بیت رکھا اور اسکے پاس سے بھاگ گیا پھر کوئی گرفتار کر کے لایا اور عمر فری اسکے جعل ادا کر دیا تو احسان کنڈا ہوگا یعنی فری سے واپس لینے سے کہتا ہو۔ اور نیز جامع میں ہے کہ ایک غلام بھاگ گیا پھر اسے مولا کسی کو قتل کیا یا اس پر کچھ قرضہ چڑھ گیا پھر اسکو کوئی شخص گرفتار کر کے لایا اور اسی کے پاس غلام مذکور قتل کیا گیا تو وہ جعل کا مستحق نہ ہوگا۔ اور نیز جامع میں مذکور ہے کہ اگر آبق نے گرفتار کر نیوالے کے قبضہ میں جنایت کی یا کسی کا مال تلف کر دیا پس اگر غلام مذکور قتل کیا گیا ولی جنایت کو دیدیا گیا یا مال تلف کرنے میں فروخت کیا گیا تو گرفتار کرنے والا کچھ مستحق جعل نہ ہوگا۔ اور نیز جامع میں ہے کہ اگر گرفتار کرنے والے کے پاس آبق نے جنایت کی مگر خطا سے یا کسی کا مال تلف کر دیا پھر مولیٰ نے گرفتار کرنے والے کو بغیر اس امر سے آگاہ ہی کہ جعل و دیدیا پھر غلام مذکور کو جنایت کے عوض دیدیا پس اگر ارش جنایت اس غلام کی قیمت کے مساوی ہو تو پھر ارش جعل و دیدیا گیا اور اگر ارش جنایت سے قیمت زیادہ ہو تو جعل میں سے بقدر حد جنایت کے واپس لیا خواہ ادا کیا اسکے میں یا دین یا جنایت سے یہ تانا تر خانیہ میں ہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنے باپ یا بھائی یا اور اقربان میں سے کسی کا غلام واپس لایا تو اسکے واسطے جعل واجب ہوگا جب کہ وہ مولا سے غلام کے خیال میں سے ہووے اور اگر مولا سے غلام کے خیال میں سے ہو تو جعل واجب ہوگا سو اسے اسکے کہ اگر بیٹا اپنے باپ کا غلام واپس لایا یا جو رو ورو میں سے کوئی دوسرے کا غلام واپس لایا تو اسکے واسطے جعل واجب نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر تیسیم کا غلام آبق اسکا دھمی واپس لایا تو مستحق جعل نہ ہوگا کیونکہ سلطان و جعل واجب نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر تیسیم کے تین روز کی راہ سے اسکے مولیٰ کو واپس تو اسکے واسطے جعل نہ ہوگا اور فقیر نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اسی طرح اگر راہدار و تاجران کے راہروان سے راہروان میں سے مال چھین لیا اور مالک کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہو پھر عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کسی کے غلام آبق کو اسکا وارث تین روز کی راہ سے لایا تو وارث تین حال سے خالی نہیں اول آنکا اسکا فرزند ہوگا دوم آنکا فرزند نہیں مگر اسکے خیال میں سے ہوگا سوم آنکا اسکا فرزند نہ ہوگا اور نہ اسکے خیال میں ہوگا پس اگر تیسری صورت ہو تو جعل ہوگا کیونکہ اگر اپنے وارث نے آبق کو گرفتار کر کے مورث کی حیات میں اسکو واپس پہنچا دیا تو اسکے لیے جعل واجب ہوگا اور اجمل ہوگا کہ اگر اپنے بعد وفات مورث کے اسکو گرفتار کر کے پہنچا دیا تو مستحق جعل نہ ہوگا۔ اور اگر اپنے مورث کی حیات میں اسکو گرفتار کیا اور اسکے حیات ہی میں اسکو شہر میں لایا مگر مورث کی وفات کے بعد پھر کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد نے فرمایا کہ اسکے واسطے دیگر وارثان بشریک کے حصہ میں جعل واجب ہوگا اور صورت اول و دوم میں کسی حال میں جعل کا مستحق نہ ہوگا یہ ظہیر یہ نہیں ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے اگر تیرا کو کہیں سے تو اسکو پا کر لینا پس نامور نے کہا کہ اچھا پس نامور نے اسکو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا اور اسکے مولے کے پاس لایا تو جعل کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کسی آبق کو تین روز کی راہ سے پکڑ کر اسکے مولیٰ کو واپس کرنے کے واسطے لایا یہاں تک کہ جب اس شہر میں پہنچا تو جہوڑ اسکے مولیٰ تک نہیں پہنچا نہ پایا تھا کہ غلام مذکور اسکے پاس سے بھاگ گیا پس کسی اور شخص نے اسکو اسی شہر میں گرفتار کیا اور اسکے مولیٰ کو واپس لایا تو اول کے واسطے کچھ جعل نہ ہوگا اور دوسرا بقدر اپنی شہادت کے قرض کا مستحق نہ ہوگا۔ اور فقیر میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آبق غلام کو تین روز کی راہ سے پکڑ لیا تاکہ اسکے مولے کو واپس کرے پھر اس کے کسی خاصہ پیشہ میں لایا اور لا کر اسکے مولیٰ کو واپس لیا پھر جعل سے لیا پھر اول گرفتار کرنے والے نے اگر کوہ قائم لیا کہ میں نے اسکو تیس روز کی راہ سے گرفتار کیا ہے تو مولا سے غلام سے دوبارہ قتل سے لیا پھر مولا نے گرفتار کیا تو کچھ اسکو دیا

واپس لیگا۔ اور نیز تنقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے آبق کو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا اور اسکے مولیٰ کو واپس کرنے کے واسطے لیکر ایک روز چلا تھا کہ غلام مذکور اسکے پاس سے بھاگا اور اسی شہر کی راہ جہین اسکا مولیٰ موجود ہو چلا اسکی نسبت پنہین ہو کر اپنے مولیٰ کے پاس لوٹ جاؤں حتیٰ کہ ایک در تک اس راہ پر چلا آیا پھر دوبارہ اسکو پہلے گرفتار کر لیا گئے گرفتار کیا اور تیسرے روز راہ چل کر اسکے مولیٰ تک لا کر مولیٰ کو سپرد کیا تو لاسنے والا روز اول اور روز سوم کے جعل کا مستحق ہوگا یعنی تمام جعل میں سے دو تہائی حصہ کا مستحق ہوگا۔ اور اگر ایسا ہوا کہ غلام مذکور گرفتار کرنے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا پھر اسکو اسکے مولیٰ نے گرفتار کر لیا یا غلام مذکور کی رائے میں خود ہی آیا کہ اپنے مولیٰ کے پاس واپس آیا تو گرفتار کرنے والے کو کچھ جعل نہ ملیگا۔ اور اگر غلام مذکور گرفتار کرنے والے سے جدا ہو گیا اور اپنے مولیٰ کی طرف رخ کر کے آیا کہ اسکا ارادہ آبق کا نہ تھا تو اول گرفتار کرنے والے کو ایک روز کا جعل ملیگا۔ اور نیز تنقی میں ہے کہ اگر کسی نے غلام آبق کو گرفتار کر کے ایک شخص کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو لپیٹ کر اسکے مولیٰ کو واپس لپیٹ کر اس سے جعل وصول کر لینا تو یہ جعل اس گرفتار کرنے والے کا ہوگا۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام کسی شہر کو بھاگ گیا اور کسی نے اسکو گرفتار کیا پھر اس شخص نے خرید اور اسکو اسکے مولیٰ کے پاس لایا تو کچھ جعل کا مستحق نہ ہوگا۔ لیکن اگر اسنے خرید کے وقت گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اس واسطے خریدتا ہوں کہ اسنے مولیٰ کو واپس کر دے تو وہ جعل کا مستحق ہوگا لیکن جو کچھ اسنے کس دیا ہو خواہ قلیل یا کثیر اسکو مولیٰ سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر گرفتار کنندہ نے اسکو ہمہ کر دیا ہو یا اسکے واسطے اس غلام کی وصیت کر دی ہو یا اسنے میراث میں پایا ہو پھر اسکے مولیٰ کے پاس واپس کرنے لایا تو اس میں وہی حکم ہو جو صورت خرید میں مذکور ہوا ہو یعنی مستحق جعل نہ ہوگا۔ اگر کسی نے ایک غلام آبق کو گرفتار کیا اور اسکے مولیٰ کو واپس کرنے لایا پھر جب ہی مولیٰ کی نظر اس پر پڑی تو مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا پھر وہ لاسنے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو لاسنے والا اسکے جعل کا مستحق ہوگا اور اگر اسی مسئلہ میں مولیٰ نے اسکو پھر گرفتار کر دیا ہو تو لاسنے والا مستحق جعل نہ ہوگا۔ اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو تین روزہ قطع کر کے لایا اور سنہ مولیٰ کے پاس نہ پہنچا تھا کہ غلام مذکور اسکے پاس سے بھاگ گیا پھر مولیٰ نے اس غلام کو آزاد کر دیا تو گرفتار کرنے والے کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لاسنے والا نہ ہو جائیگا اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو اسکے مولیٰ کے پاس لایا اور مولیٰ نے اس پر قبضہ کر کے پھر گرفتار کرنے والے کو ہمہ کر دیا تو مولیٰ پر جعل واجب بیگا اور اگر قبل قبضہ کرنے کے اسکو ہمہ کر دیا ہو تو گرفتار کرنے والے کے واسطے جعل نہ ہوگا۔ اور اگر قبل قبضہ کرنے کے لاسنے والے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو مولیٰ پر جعل واجب ہوگا۔ شیخ شمس الامہ حلوائی نے بیان فرمایا ہے کہ واپس لاسنے والا جب ہی جعل کا مستحق ہوتا ہو کہ جب گرفتار کرنے کے وقت اسنے گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اس واسطے گرفتار کرتا ہوں کہ اسکے مولیٰ کو واپس کر دوں۔ اور اگر اسنے اس طرح گواہ کر لینا ترک کیا ہو تو جعل کا مستحق نہ ہوگا اگرچہ اسکے مالک کو لا کر واپس لے یہ محیط میں ہو۔ اگر غلام آبق گرفتار کرنے والے کے پاس قبل اسکے کہ اسکے مولیٰ کو واپس کرے مر گیا یا بھاگ گیا پس گرفتار کرنے والے نے گرفتار کرنے کے وقت گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اسکے مولیٰ کو واپس لینے کے واسطے گرفتار کرتا ہوں تو گرفتار کنندہ پر ضمان ہوگی اور اسی طرح اگر یوں کہا ہو کہ یہ بھاگا ہوا غلام تو میں اسکو گرفتار کرتا ہوں جس شخص کو تم اپنا بھائی گاہو غلام تجو کرتا ہوا پاؤ اسکو میرے پاس راہ بتا دینا تو یہی گواہ کر لینا ہو اور وہ ضامن نہ ہوگا اور شمس الامہ حلوائی نے فرمایا کہ

اگر کسی نے غلام آبق کو گرفتار کر کے ایک شخص کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو لپیٹ کر اسکے مولیٰ کو واپس لپیٹ کر اس سے جعل وصول کر لینا تو یہ جعل اس گرفتار کرنے والے کا ہوگا۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام کسی شہر کو بھاگ گیا اور کسی نے اسکو گرفتار کیا پھر اس شخص نے خرید اور اسکو اسکے مولیٰ کے پاس لایا تو کچھ جعل کا مستحق نہ ہوگا۔ لیکن اگر اسنے خرید کے وقت گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اس واسطے خریدتا ہوں کہ اسنے مولیٰ کو واپس کر دے تو وہ جعل کا مستحق ہوگا لیکن جو کچھ اسنے کس دیا ہو خواہ قلیل یا کثیر اسکو مولیٰ سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر گرفتار کنندہ نے اسکو ہمہ کر دیا ہو یا اسکے واسطے اس غلام کی وصیت کر دی ہو یا اسنے میراث میں پایا ہو پھر اسکے مولیٰ کے پاس واپس کرنے لایا تو اس میں وہی حکم ہو جو صورت خرید میں مذکور ہوا ہو یعنی مستحق جعل نہ ہوگا۔ اگر کسی نے ایک غلام آبق کو گرفتار کیا اور اسکے مولیٰ کو واپس کرنے لایا پھر جب ہی مولیٰ کی نظر اس پر پڑی تو مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا پھر وہ لاسنے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو لاسنے والا اسکے جعل کا مستحق ہوگا اور اگر اسی مسئلہ میں مولیٰ نے اسکو پھر گرفتار کر دیا ہو تو لاسنے والا مستحق جعل نہ ہوگا۔ اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو تین روزہ قطع کر کے لایا اور سنہ مولیٰ کے پاس نہ پہنچا تھا کہ غلام مذکور اسکے پاس سے بھاگ گیا پھر مولیٰ نے اس غلام کو آزاد کر دیا تو گرفتار کرنے والے کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لاسنے والا نہ ہو جائیگا اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو اسکے مولیٰ کے پاس لایا اور مولیٰ نے اس پر قبضہ کر کے پھر گرفتار کرنے والے کو ہمہ کر دیا تو مولیٰ پر جعل واجب بیگا اور اگر قبل قبضہ کرنے کے اسکو ہمہ کر دیا ہو تو گرفتار کرنے والے کے واسطے جعل نہ ہوگا۔ اور اگر قبل قبضہ کرنے کے لاسنے والے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو مولیٰ پر جعل واجب ہوگا۔ شیخ شمس الامہ حلوائی نے بیان فرمایا ہے کہ واپس لاسنے والا جب ہی جعل کا مستحق ہوتا ہو کہ جب گرفتار کرنے کے وقت اسنے گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اس واسطے گرفتار کرتا ہوں کہ اسکے مولیٰ کو واپس کر دوں۔ اور اگر اسنے اس طرح گواہ کر لینا ترک کیا ہو تو جعل کا مستحق نہ ہوگا اگرچہ اسکے مالک کو لا کر واپس لے یہ محیط میں ہو۔ اگر غلام آبق گرفتار کرنے والے کے پاس قبل اسکے کہ اسکے مولیٰ کو واپس کرے مر گیا یا بھاگ گیا پس گرفتار کرنے والے نے گرفتار کرنے کے وقت گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اسکے مولیٰ کو واپس لینے کے واسطے گرفتار کرتا ہوں تو گرفتار کنندہ پر ضمان ہوگی اور اسی طرح اگر یوں کہا ہو کہ یہ بھاگا ہوا غلام تو میں اسکو گرفتار کرتا ہوں جس شخص کو تم اپنا بھائی گاہو غلام تجو کرتا ہوا پاؤ اسکو میرے پاس راہ بتا دینا تو یہی گواہ کر لینا ہو اور وہ ضامن نہ ہوگا اور شمس الامہ حلوائی نے فرمایا کہ



گواہ کر لینے میں یہ شرط نہیں ہو کہ گھر رکھی بار اثبات دکرے بلکہ ایک مرتبہ اگر ایسا کر دیا تو کافی ہو اگر اس طرح ہو کہ جب دریافت کیا جاوے تو اسکے پوشیدہ کرنے پر قادر نہ ہو اور یہی حکم نقطہ میں ہو۔ اور اگر اسنے اثبات کیا تھا یا جو دیکھ گواہ کر لینا ممکن تھا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اس پر ضمان واجب ہوگی اور یہ اس وقت ہو کہ جب یہ معلوم ہو کہ یہ آہن تھا اور اگر یہ معلوم نہ ہوا اور مولے نے اپنے غلام کے آہن ہونے سے انکار کیا تو قول مولیٰ کا قبول ہوگا اور اگر قمار کر نیوالا بالاجماع ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے غلام آہن گرفتار کیا پھر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور غلام نے اسکا اقرار کیا اور گرفتار کرنے والے نے بغیر حکم قاضی کے اسکو دیدیا پس اسکے پاس ہلاک ہو گیا پھر کوئی دوسرا شخص بذریعہ گواہوں کے اسکا مستحق ثابت ہوا ایسے اس نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے اور مستحق ثابت ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس سے چاہے تاوان لے یعنی چاہے اس شخص سے تاوان لے جس نے گرفتار کیا تھا اور چاہے اس شخص سے جسکو غلام کے اقرار پر دیدیا ہو پس اگر اسنے گرفتار کرنے والے سے تاوان لیا تو وہ بے لینے والے سے واپس لیگا اور اگر پکڑنے والے نے اول کو نہ دیا یہاں تک کہ دو گواہوں نے اسکے پاس گواہی دی کہ یہ اسی کا غلام ہے پس اسنے بغیر حکم قاضی کے طلبکار کو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے تو دوسرے کا غلام ہونیکا حکم دیدیا جائیگا پھر اگر اول نے اپنے گواہوں کا اعادہ کیا تو حکم قصار دہ ہوگا۔ و اگر کوئی غلام آہن گرفتار کیا اور بغیر حکم قاضی کے اسکو فروخت کر دیا جسے کہ بیع صحیح نہ ہوئی اور مشتری کے پاس غلام نہ کورہ گیا پھر ایک شخص نے آکر اسکا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کر کے ثابت کیا کہ یہ میرا غلام ہے تو مستحق کو اختیار ہو چاہے مشتری سے تاوان لے پس مشتری یا دشمن بائع سے واپس لیگا اور چاہے بائع سے قیمت تاوان لے اور اس صورت میں بائع کی طرف سے بیع نافذ ہو جائیگی اور دشمن اسکا ہو جائیگا لیکن اگر دشمن میں قیمت کی نسبت زیادتی ہو تو بائع پھر حصہ قہ کرے۔ اور اگر مولے نے انکار کیا کہ میرا غلام بھاگا نہ تھا تو واپس لائے والا مستحق جمل نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ گواہ گواہی دیں کہ اسکا غلام بھاگا ہو یا یہ گواہی دیں کہ مولے نے اقرار کیا کہ میرا یہ غلام بھاگا ہے اور اگر کوئی غلام بھاگا ہے اور اپنے ساتھ مولیٰ کا مال لے گیا پھر اسکو کوئی شخص پکڑ لایا اور کہا کہ میں نے اسے ساقہ اور کوئی چیز نہیں پائی ہے تو قول اسی کا قبول ہوگا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ غلام آہن کا فروخت کرنا انہی کے ہاتھ یا اپنے فرزند صغیر کے ہاتھ نہیں جائز ہے اور جسکے قبضہ میں ہے اسکے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے اور انہی کے واسطے اسکا ہبہ کر دینا نہیں جائز ہے اور انہی سے مراد وہ شخص ہے جسکے پاس یہ بھاگا ہو غلام نہ ہو جسے وہاں امن الہیہ ہے اور اگر مولے نے اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کیا پس اگر غلام مذکور وار لا اسلام ہی میں ہنوز سرگردان ہو تو جائز ہے اور اگر دارالخبرہ میں ہو بیع کیا ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور قاضی حنین نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ نہیں جائز ہے۔ اور اپنے کفارہ لہار سے اسکا آزاد کروینا روا ہے۔ اور اگر مولے نے کسی کو غلام آہن کی حیثیت پر لے کر کے پکڑ لینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اسکو پکڑ پایا پھر مولیٰ نے اسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا یا لاکھ بائع و مشتری دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا ہے کہ وکیل نے اسکو پایا یا تو بیع باطل ہے یہاں تک کہ معلوم ہو وکیل نے اسکو پایا ہے۔ اور اگر غلام آہن کو کسی نے گرفتار کیا اور اسکو بارہ پر دیدیا تو اجرت اسی گرفتار کنندہ کی ہوگی مگر اسکو صدقہ کرے اور اگر اسنے رکھ چھوڑی اور غلام کے ساتھ یہ اجرت بھی اسکے مولیٰ کو واپس کر دی اور کہا کہ یہ میرے غلام کی کمائی ہے اور میں نے تجھے سپرد کر دی تو وہ مولیٰ کی ہوگی مگر مولیٰ کو

گواہ کر لینے میں یہ شرط نہیں ہو کہ گھر رکھی بار اثبات دکرے بلکہ ایک مرتبہ اگر ایسا کر دیا تو کافی ہو اگر اس طرح ہو کہ جب دریافت کیا جاوے تو اسکے پوشیدہ کرنے پر قادر نہ ہو اور یہی حکم نقطہ میں ہو۔ اور اگر اسنے اثبات کیا تھا یا جو دیکھ گواہ کر لینا ممکن تھا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اس پر ضمان واجب ہوگی اور یہ اس وقت ہو کہ جب یہ معلوم ہو کہ یہ آہن تھا اور اگر قمار کر نیوالا بالاجماع ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے غلام آہن گرفتار کیا پھر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور غلام نے اسکا اقرار کیا اور گرفتار کرنے والے نے بغیر حکم قاضی کے اسکو دیدیا پس اسکے پاس ہلاک ہو گیا پھر کوئی دوسرا شخص بذریعہ گواہوں کے اسکا مستحق ثابت ہوا ایسے اس نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے اور مستحق ثابت ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس سے چاہے تاوان لے یعنی چاہے اس شخص سے تاوان لے جس نے گرفتار کیا تھا اور چاہے اس شخص سے جسکو غلام کے اقرار پر دیدیا ہو پس اگر اسنے گرفتار کرنے والے سے تاوان لیا تو وہ بے لینے والے سے واپس لیگا اور اگر پکڑنے والے نے اول کو نہ دیا یہاں تک کہ دو گواہوں نے اسکے پاس گواہی دی کہ یہ اسی کا غلام ہے پس اسنے بغیر حکم قاضی کے طلبکار کو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے تو دوسرے کا غلام ہونیکا حکم دیدیا جائیگا پھر اگر اول نے اپنے گواہوں کا اعادہ کیا تو حکم قصار دہ ہوگا۔ و اگر کوئی غلام آہن گرفتار کیا اور بغیر حکم قاضی کے اسکو فروخت کر دیا جسے کہ بیع صحیح نہ ہوئی اور مشتری کے پاس غلام نہ کورہ گیا پھر ایک شخص نے آکر اسکا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کر کے ثابت کیا کہ یہ میرا غلام ہے تو مستحق کو اختیار ہو چاہے مشتری سے تاوان لے پس مشتری یا دشمن بائع سے واپس لیگا اور چاہے بائع سے قیمت تاوان لے اور اس صورت میں بائع کی طرف سے بیع نافذ ہو جائیگی اور دشمن اسکا ہو جائیگا لیکن اگر دشمن میں قیمت کی نسبت زیادتی ہو تو بائع پھر حصہ قہ کرے۔ اور اگر مولے نے انکار کیا کہ میرا غلام بھاگا نہ تھا تو واپس لائے والا مستحق جمل نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ گواہ گواہی دیں کہ اسکا غلام بھاگا ہو یا یہ گواہی دیں کہ مولے نے اقرار کیا کہ میرا یہ غلام بھاگا ہے اور اگر کوئی غلام بھاگا ہے اور اپنے ساتھ مولیٰ کا مال لے گیا پھر اسکو کوئی شخص پکڑ لایا اور کہا کہ میں نے اسے ساقہ اور کوئی چیز نہیں پائی ہے تو قول اسی کا قبول ہوگا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ غلام آہن کا فروخت کرنا انہی کے ہاتھ یا اپنے فرزند صغیر کے ہاتھ نہیں جائز ہے اور جسکے قبضہ میں ہے اسکے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے اور انہی کے واسطے اسکا ہبہ کر دینا نہیں جائز ہے اور انہی سے مراد وہ شخص ہے جسکے پاس یہ بھاگا ہو غلام نہ ہو جسے وہاں امن الہیہ ہے اور اگر مولے نے اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کیا پس اگر غلام مذکور وار لا اسلام ہی میں ہنوز سرگردان ہو تو جائز ہے اور اگر دارالخبرہ میں ہو بیع کیا ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور قاضی حنین نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ نہیں جائز ہے۔ اور اپنے کفارہ لہار سے اسکا آزاد کروینا روا ہے۔ اور اگر مولے نے کسی کو غلام آہن کی حیثیت پر لے کر کے پکڑ لینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اسکو پکڑ پایا پھر مولیٰ نے اسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا یا لاکھ بائع و مشتری دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا ہے کہ وکیل نے اسکو پایا یا تو بیع باطل ہے یہاں تک کہ معلوم ہو وکیل نے اسکو پایا ہے۔ اور اگر غلام آہن کو کسی نے گرفتار کیا اور اسکو بارہ پر دیدیا تو اجرت اسی گرفتار کنندہ کی ہوگی مگر اسکو صدقہ کرے اور اگر اسنے رکھ چھوڑی اور غلام کے ساتھ یہ اجرت بھی اسکے مولیٰ کو واپس کر دی اور کہا کہ یہ میرے غلام کی کمائی ہے اور میں نے تجھے سپرد کر دی تو وہ مولیٰ کی ہوگی مگر مولیٰ کو



کے درمیان تفویق نہ کیا جائیگی۔ اور جب نوے برس گزر جائیں تو اسکی موت کا حکم دیا جائیگا اور اسی پر فتویٰ دیا اور  
 ظاہر الروایہ کے موافق جب اسکے بھجولی مر جائیں اور کوئی اسکے بھجولینوں میں سے زندہ نہ رہے تو اسکی موت کا حکم  
 دیا جائیگا اور واضح ہو کہ اسکے شہر کے اسکے بھجولینوں کی موت کا اعتبار یہی ہے کافی نہیں ہوا اور ختماریہ ہرگز کہ پھر امام  
 کی رائے کے سپرد ہو کر یہ بین بین ہرگز جب اسکی موت کا حکم دیا جائے تو اسوقت سے اسکی جو روفاات کی عدت میں بیٹھے  
 اور اسوقت میں جو اسکا اسکے وارثوں میں موجود ہوں انکے درمیان اسکا مال تقسیم کیا جائے اور جو اس سے پہلے مر گیا  
 وہ اسکا وارث نہ ہوگا یہ ہرگز نہیں ہرگز پھر اگر اس مدت کے گزر جانے کے بعد اس عورت کا شوہر یعنی مفقود واپس آیا  
 تو وہ اس عورت کا حقدار ہے نہ کہ اس عورت سے کسی اور سے نکاح کر لیا ہو تو اسکو اسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی۔  
 میراث کا حکم ہے کہ اگر وہ اپنے مال کے حق میں مردہ قرار دیا جائیگا اور مال غیر کے حق میں وہ اسی روز سے مردہ  
 قرار دیا جائیگا جب سے مفقود ہونا قرار دیا گیا ہو یہ بتا کر خانیہ میں رکھو۔ اور جو شخص مفقود کے غائب  
 وقت مفقود ہونے کی حالت میں مردہ قرار دیا جائے وہ اسکا وارث نہ ہوگا اور یہ جو بیٹے کہا کہ فقہ و کسی کا وارث نہ ہوگا اسکے یہ بیٹے ہیں کہ  
 مفقود کا حصہ میراث اس مفقود کی ملک میں شامل نہ کیا جائیگا اور ہر حصہ مفقود رکھا جائیگا پھر اگر مفقود کو زندہ ظاہر ہوا تو  
 وہ اسکا سببی ہوگا اور اگر زندہ ظاہر نہ ہوا یہاں تک کہ نوے برس پورے ہو گئے تو جو حصہ اس مفقود کے واسطے رکھا گیا تھا وہ  
 جس بیٹے کی میراث میں سے تھا اسکی موت کے وقت کے وارثوں کو واپس دیا جائیگا یعنی قرار دیا جائیگا کہ اس میں سے فلان کو  
 جو اسوقت زندہ تھا اتنا اور فلان کو اتنا چاہیے اگرچہ بعض ان میں سے مر چکے ہوں یہ کافی نہیں ہوا اور اگر کسی میت نے  
 وقت وفات کے مفقود کے واسطے کسی چیز کی وصیت کر دی ہو تو یہ چیز بھی متوقف رکھی جائیگی یا تا تک کہ مفقود کی موت کا  
 حکم دیا جائے پس جب اسکی موت کا حکم دیا جائیگا تو یہ چیز اس وصیت کنندہ کی اسوقت کے وارثوں کو حصہ رسد دینا جائیگی۔  
 بیبین میں ہرگز اور اگر کوئی مرتد مفقود ہو گیا کہ یہ حاوہ نہ ہوا کہ وہ دارالخبرہ میں پہنچ گیا ہو یا نہیں تو اسکی میراث بھی  
 متوقف رکھی جائیگی یا تا تک کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ دارالخبرہ میں پہنچ گیا اور اگر مرتد کی ادلاو میں سے کوئی مر گیا تو  
 اسکی میراث اسکے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائیگی اور مرتد کے واسطے کچھ بھی متوقف نہ رکھا جائیگا یہ ظہیر یہ نہیں ہوا۔ اور اگر مفقود  
 کے ساتھ کوئی ایسا وارث ہو کہ وہ مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم نہ ہو جائے کہ حصہ میں نقصان ہوتا ہو تو ایسے  
 شخص کو ہر دو حصہ میں سے کم حصہ دیا جائیگا یعنی بچہ حرمان جو اسکا حصہ ہوتا ہو وہ دیا جائیگا اور بلا نقصان حصہ کی مقدار  
 تک جب قدر اور ہر دو حصہ میں سے کم حصہ دیا جائیگا اور اگر کوئی ایسا وارث ہو جو مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم ہوتا ہو تو  
 اسوقت اسکو بالکل نہ دیا جائیگا۔ اس مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ زید مرد اور دختر و ایکس پسر مفقود و ایکس پسر کا پسر و  
 ایکس پسر کی دختر وارث چھوڑے اور مال ترکہ کسی اجنبی کے پاس ہو اور سبب اتفاق اقرار کیا کہ زید کا پسر مفقود ہوا اور  
 ہر دو دختر نے اپنا حصہ میراث طلب کیا تو درحقیقت پسر نہ ہونے کے اسکا حصہ میراث دو تہائی مال ہوا اور ہونے کی صورت میں  
 ہر ایکس کا چارم چارم یعنی نصف کل مال ہو کہ نقصان کے ساتھ جو ہیں ہر دو حصہ میں سے کم حصہ یعنی نصف انکو اسوقت دیا جائیگا  
 اور پسر کے پسر لینے پوتے کو جو پسر کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہو کچھ نہ دیا جائیگا بلکہ باقی سب مال رکھ چھوڑا جائیگا اور جبکہ  
 پاس ہو اسکے قبضہ سے بھی نہ نکالا جائیگا الا آنکہ اس سے خیانت ظاہر ہو کہ اسکی طرف سے مامون نہ ہوں تو وہ امانت  
 نہ رکھا جائیگا پھر جب مدت نہ گزر جائے اور مفقود کی موت کا حکم دیا جائے تو باقی میں سے ایکس چھٹا حصہ کل مال کا

میراث کا حکم ہے کہ اگر وہ اپنے مال کے حق میں مردہ قرار دیا جائیگا اور مال غیر کے حق میں وہ اسی روز سے مردہ قرار دیا جائیگا جب سے مفقود ہونا قرار دیا گیا ہو یہ بتا کر خانیہ میں رکھو۔ اور جو شخص مفقود کے غائب وقت مفقود ہونے کی حالت میں مردہ قرار دیا جائے وہ اسکا وارث نہ ہوگا اور یہ جو بیٹے کہا کہ فقہ و کسی کا وارث نہ ہوگا اسکے یہ بیٹے ہیں کہ مفقود کا حصہ میراث اس مفقود کی ملک میں شامل نہ کیا جائیگا اور ہر حصہ مفقود رکھا جائیگا پھر اگر مفقود کو زندہ ظاہر ہوا تو وہ اسکا سببی ہوگا اور اگر زندہ ظاہر نہ ہوا یہاں تک کہ نوے برس پورے ہو گئے تو جو حصہ اس مفقود کے واسطے رکھا گیا تھا وہ جس بیٹے کی میراث میں سے تھا اسکی موت کے وقت کے وارثوں کو واپس دیا جائیگا یعنی قرار دیا جائیگا کہ اس میں سے فلان کو جو اسوقت زندہ تھا اتنا اور فلان کو اتنا چاہیے اگرچہ بعض ان میں سے مر چکے ہوں یہ کافی نہیں ہوا اور اگر کسی میت نے وقت وفات کے مفقود کے واسطے کسی چیز کی وصیت کر دی ہو تو یہ چیز بھی متوقف رکھی جائیگی یا تا تک کہ مفقود کی موت کا حکم دیا جائے پس جب اسکی موت کا حکم دیا جائیگا تو یہ چیز اس وصیت کنندہ کی اسوقت کے وارثوں کو حصہ رسد دینا جائیگی۔ بیبین میں ہرگز اور اگر کوئی مرتد مفقود ہو گیا کہ یہ حاوہ نہ ہوا کہ وہ دارالخبرہ میں پہنچ گیا ہو یا نہیں تو اسکی میراث بھی متوقف رکھی جائیگی یا تا تک کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ دارالخبرہ میں پہنچ گیا اور اگر مرتد کی ادلاو میں سے کوئی مر گیا تو اسکی میراث اسکے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائیگی اور مرتد کے واسطے کچھ بھی متوقف نہ رکھا جائیگا یہ ظہیر یہ نہیں ہوا۔ اور اگر مفقود کے ساتھ کوئی ایسا وارث ہو کہ وہ مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم نہ ہو جائے کہ حصہ میں نقصان ہوتا ہو تو ایسے شخص کو ہر دو حصہ میں سے کم حصہ دیا جائیگا یعنی بچہ حرمان جو اسکا حصہ ہوتا ہو وہ دیا جائیگا اور بلا نقصان حصہ کی مقدار تک جب قدر اور ہر دو حصہ میں سے کم حصہ دیا جائیگا اور اگر کوئی ایسا وارث ہو جو مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم ہوتا ہو تو اسوقت اسکو بالکل نہ دیا جائیگا۔ اس مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ زید مرد اور دختر و ایکس پسر مفقود و ایکس پسر کا پسر و ایکس پسر کی دختر وارث چھوڑے اور مال ترکہ کسی اجنبی کے پاس ہو اور سبب اتفاق اقرار کیا کہ زید کا پسر مفقود ہوا اور ہر دو دختر نے اپنا حصہ میراث طلب کیا تو درحقیقت پسر نہ ہونے کے اسکا حصہ میراث دو تہائی مال ہوا اور ہونے کی صورت میں ہر ایکس کا چارم چارم یعنی نصف کل مال ہو کہ نقصان کے ساتھ جو ہیں ہر دو حصہ میں سے کم حصہ یعنی نصف انکو اسوقت دیا جائیگا اور پسر کے پسر لینے پوتے کو جو پسر کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہو کچھ نہ دیا جائیگا بلکہ باقی سب مال رکھ چھوڑا جائیگا اور جبکہ پاس ہو اسکے قبضہ سے بھی نہ نکالا جائیگا الا آنکہ اس سے خیانت ظاہر ہو کہ اسکی طرف سے مامون نہ ہوں تو وہ امانت نہ رکھا جائیگا پھر جب مدت نہ گزر جائے اور مفقود کی موت کا حکم دیا جائے تو باقی میں سے ایکس چھٹا حصہ کل مال کا

بھی ہر دو دھن کو دیدیا جائیگا تاکہ انکی دو تہائی پوری ہو جائے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں تو انکے وارث بحسب  
فرائض سخت ہونگے اور جو کچھ مال باقی رہا وہ پسر کے پسر کا ہو۔ اور انکی نظیر حمل ہو یعنی منقود کی نظیریت کا وہ بچہ ہو  
جو ہنوز بیٹ بن ہو اور پیدا نہیں ہوا ہو کہ انکے واسطے ایک پسر کا حصہ رکھ چھوڑا جائیگا چنانچہ یہی فتوے کے واسطے مختار  
ہو اور اگر انکے ساتھ ایسا دوسرا وارث ہو کہ وہی حال میں باقی نہیں ہوتا تو اوپر حمل کی وجہ سے اسکا حصہ غیر بھی  
نہیں ہوتا ہو تو اسکا حصہ اسکو پورا دیدیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو کہ کل کے ہونے کے ہونے اسکا حصہ غیر ہوتا ہو تو اسکو  
ہر دو حصہ میں سے کم حصہ دیا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر منقود جنگل میں ہو گیا تو اسکے ساتھی کو اختیار ہو کہ اسکا جانور سواری  
و اسباب فروخت کرے اور ہونے کو اسکے لوگوں کو پہنچا دے اور اگر کسی شخص نے منقود پر قبضہ یا وادعت یا شرکت یا عقد  
یا طلاق یا عتاق یا نکاح یا رواج یا مطالبہ یا استحقاق میں سے کسی حق کا دعویٰ کیا تو اسکے دعویٰ پر التفات نہ کیا جائیگا  
اور اسکے گواہ مقبول نہ ہونگے اور جبکہ قاضی نے وکیل مقرر کر دیا ہو یعنی وکیل بالقض یا کوئی اسکے وارثوں میں سے ہو  
کے مقابلہ میں خصم قرار نہ دیا جائیگا لیکن اگر قاضی کے نزدیک جائز ہو یعنی قضا علی الخائب کو جائز مانا ہو پس اسکا  
گواہ ہون کی سماعت کر کے حکم دیدیا تو بالا جماع اسکا حکم نافذ ہو جائیگا یہ تانا نا خائیمہ میں ہو

## کتاب الشریک

اسمیں چھ باب ہیں

باب اول شرکت کے اقسام دارکان و شرائط و احکام و مستحقات کے بیان میں۔ اور اسمیں چھ فصلیں ہیں  
فصل اول انواع شرکت کے بیان میں شرکت کی دو قسمیں ہیں اول شرکت ملک اور دہ یہ ہر کہ دو شخص مثلاً  
ایک چیز کے مالک ہو جاویں بدون اسکے کہ دونوں میں عقد شرکت واقع ہوا ہو وے یہ تہذیب میں ہو تو قسم  
شرکت عقد اور دہ اسطرح ہو کہ مثلاً دو آدمیوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ اس میں شرکت کی  
اور دوسرا اسکے کہ میں نے قبول کی یہ کنز الدقایق میں ہو۔ پھر شرکت ملک کی دو قسمیں ہیں اول آنکہ شرکت جس میں  
دو آدمی شرکت اختیار ہو پس شرکت جبر یہ ہو کہ دو شخصوں کے دو مال بغیر اختیار مالکوں کے اسطرح منسلط ہو جاویں  
کہ حقیقہ دونوں میں تین حصے نہ ہو باقی ہر دو مال کی خیر و احد ہو پس اختلاف سے تمیز نہ ہو سکے یا تین حصے نہ ہو مگر  
بڑی کلفت و مشقت سے جیسے کہ ہوں اور جو منسلط ہو جاویں یا دونوں کسی ایک مال کے حصہ رسد وارث ہوں اور  
شرکت اختیار یہ ہو کہ دونوں کو ایک مال ہو کیا جاوے یا دونوں ایک ہی مال کے باسیطہ مالک ہوں یا اپنے  
اختیار سے ہر دو اپنا اپنا مال یا ہم غلط کر دیں کذا فی الذخیرہ یا بطریق خرید کے یا بوجہ صدقہ کے دونوں ایک مال کے  
مالک ہوں کذا فی فتاویٰ قاضی خان یا دونوں کے واسطے ایک مال کی وصیت کیا جاوے پس دونوں اس وصیت کو قبول  
کر لیں یہ اختیار شرح مختار میں ہو اور شرکت اختیار کا کہن ہر دو حصہ کا متع ہونا ہو۔ اور شرکت اختیار یہ ہو کہ مال شرکت  
میں جو زیادتی ہو وہ بھی شرکت پر باندا نہ مالک ہوگی یعنی جسکی ملک ہو تو زیادتی میں کسی اس حساب سے ہر ایک  
کی شرکت ہوگی اور یہ ہو کہ دونوں میں سے کسی کو دانیس ہو کہ دوسرے کے حصہ میں تصرف کرے الا اسکے حکم سے اور دونوں  
میں سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ میں مثل جنبی کے ہو اور ہر ایک کے لیے اپنا حصہ اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کرنا

بھی ہر دو دھن کو دیدیا جائیگا تاکہ انکی دو تہائی پوری ہو جائے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں تو انکے وارث بحسب فرائض سخت ہونگے اور جو کچھ مال باقی رہا وہ پسر کے پسر کا ہو۔ اور انکی نظیر حمل ہو یعنی منقود کی نظیریت کا وہ بچہ ہو جو ہنوز بیٹ بن ہو اور پیدا نہیں ہوا ہو کہ انکے واسطے ایک پسر کا حصہ رکھ چھوڑا جائیگا چنانچہ یہی فتوے کے واسطے مختار ہو اور اگر انکے ساتھ ایسا دوسرا وارث ہو کہ وہی حال میں باقی نہیں ہوتا تو اوپر حمل کی وجہ سے اسکا حصہ غیر بھی نہیں ہوتا ہو تو اسکا حصہ اسکو پورا دیدیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو کہ کل کے ہونے کے ہونے اسکا حصہ غیر ہوتا ہو تو اسکو ہر دو حصہ میں سے کم حصہ دیا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر منقود جنگل میں ہو گیا تو اسکے ساتھی کو اختیار ہو کہ اسکا جانور سواری و اسباب فروخت کرے اور ہونے کو اسکے لوگوں کو پہنچا دے اور اگر کسی شخص نے منقود پر قبضہ یا وادعت یا شرکت یا عقد یا طلاق یا عتاق یا نکاح یا رواج یا مطالبہ یا استحقاق میں سے کسی حق کا دعویٰ کیا تو اسکے دعویٰ پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسکے گواہ مقبول نہ ہونگے اور جبکہ قاضی نے وکیل مقرر کر دیا ہو یعنی وکیل بالقض یا کوئی اسکے وارثوں میں سے ہو کے مقابلہ میں خصم قرار نہ دیا جائیگا لیکن اگر قاضی کے نزدیک جائز ہو یعنی قضا علی الخائب کو جائز مانا ہو پس اسکا گواہ ہون کی سماعت کر کے حکم دیدیا تو بالا جماع اسکا حکم نافذ ہو جائیگا یہ تانا نا خائیمہ میں ہو



تمام صورتوں میں جائز ہو اور کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا بغیر اجازت شریک کے جائز ہو یا بشکنا صورت خلط  
 و اختلاط کے یہ کافی ہیں ہو۔ اور شرکت عقود کی تین قسمیں ہیں ایک شرکت بالمال و دوم شرکت بوجہ و سوم شرکت  
 باعمال۔ اور ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں شرکت مفاد و شرکت عنان یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور شرکت عقد  
 کارکن ایجاب قبول ہو اور یہ اس طرح ہو کہ ایک کے کہیں نے تجھے شریک کیا چنانچہ چنان میں اور دوسرے کے کہیں نے  
 قبول کیا کذا فی الکافی اور اسپر گواہ کر لینا مند و شب ہو یہ نہ الفاظ میں ہو۔ اور ان شرکتوں کے جواز کی شرط یہ  
 کہ جس چیز پر عقد شرکت قرار دیا گیا ہو وہ قابل وکالت ہو کذا فی محیط اور یہ شرط کہ تلفع کی مقدار معلوم ہو پس اگر محمول  
 ہوگی تو شرکت فاسد ہوگی اور یہ شرط ہو کہ جزو تلفع ایک ایسا جزو قرار دیا جائے جو تمام میں شائع ہو ایسا کہ وہ کہیں ہو  
 چنانچہ اگر مانند دس بائیس یا سو وغیرہ کے معین کر دیا تو شرکت فاسد ہوگی یہ بدلے میں ہو۔ اور شرکت عقد کا حکم یہ ہے کہ  
 معقد و عاہلہ اور جو اس عقد و قیاس کے ذریعہ سے مستفاد ہوگا وہ سب دونوں میں مشترک ہوگا یہ محیط شرحی میں ہو۔ واضح ہو کہ  
 شرکت بالمال اس طرح ہو کہ دو آدمی کسی قدر اس مال کو ملا کر دونوں یوں کہیں کہ ہم دونوں نے اس میں باہم شرکت کر لی  
 اس شرط پر کہ ہم دونوں اس سے ایک ساتھ یا جدا جدا خرید و فروخت کریں یا یہ شرط یہ بیان کریں مطلق یہودی کہ ہم  
 باہم اس میں شرکت کر لی۔ بشرط آؤ کہ جو کچھ اشد تہم ہو اس میں نفع روزی کرے وہم دونوں کے درمیان ایسی شرط پر مشترک ہوگا  
 یا دونوں میں سے ایک اس طرح کہے اور دوسرے کہے کہ ان کذا فی الابدان فی فصل دوم ان الفاظ کے بیان میں غلبہ شرکت  
 صحیح ہو اور جیسے نہیں صحیح ہوتی ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر وہ آدمیوں نے بغیر مال کے اس شرط سے شرکت کی کہ جو کچھ  
 دونوں آج کے روز خریدیں وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگا خواہ کسی صنعت یا عمل کی خصوصیت بیان کر دی یا مطلق  
 چھوڑ دیا تو یہ جائز ہو اور اسی طرح اگر بجائے آج کے روز کے اس مہینہ میں کہا تو بھی روا ہو اور اسی طرح اگر شریکیت کیواسطے  
 کوئی وقت نہ بیان کیا جائے تو کہ ہم دونوں نے شرکت کی اس شرط سے کہ جو کچھ ہم دونوں خریدیں وہ ہمارے درمیان  
 میں مشترک ہوگا تو بھی جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر شرکت کے واسطے کوئی وقت مقرر کیا تو بجا مذکورہ بالا جائز ہو لیکن  
 جاننا چاہیے کہ بشرط امام ابو یوسف کے واسطے امام اعظم رحمہ سے روایت کی کہ یہ جائز ہو مگر طحاوی رحمہ نے اس کو رد کیا  
 کو ضعیف کہا اور سوائے طحاوی کے دیگر مشائخ نے اس روایت کی تصحیح کی ہو اور یہی صحیح ہو اور اگر دونوں نے لفظ  
 شرکت کا نہ کہا لیکن ایسا لفظ کہا جس سے استعمال میں شرکت سمجھی جاتی ہو مثلاً ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ  
 میں نے آج خریدا وہ میرے تیرے درمیان ہو اور دوسرے نے اسکی موافقت کی مثلاً کہا کہ اچھا تو آیا شرکت ہوگی یا نہ ہوگی  
 سو امام محمد نے اسکو اصل میں نہیں فرمایا اور ابوسلیمان نے امام محمد سے روایت کی کہ یہ جائز ہو اور اس قدر سے شرکت  
 ثابت ہو جائیگی آیا تو نہیں یکتا ہو کہ اگر وہ دونوں لفظ خرید کو جائیں سے ذکر کرتے تو واقعا اور شرکت ثابت ہوتی  
 باعتبار ذکر حکم شرکت کے اگر یہ لفظ شرکت نہیں کہیں بیان بھی ثابت ہوگی اور یہی صحیح ہو اور یہ شرکت نقطہ خرید میں  
 جائز ہوگی پس دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدا ہو اس کے حصہ میں سے کچھ فروخت کرے الا ان  
 اجازت سے فروخت کر سکے یا غیاثیہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو کوئی چیز میں نے خریدی پس وہ میرے تیرے  
 درمیان ہو یا کہ وہ ہمارے درمیان ہو اور دوسرے نے کہا کہ ہاں اچھا پس اگر اسکی مراد یہ ہو کہ ہم دونوں مجھے ہر دو شریک  
 تجارت ہوویں تو یہ شرکت ہوگی جتنے کہ بدون بیان خرید کردہ شدہ یا نفع یا مقدار میں سے صحیح ہوگی جیسے صحیح لفظ خرید و

لا  
 ہندیہ  
 کتاب الشریک  
 باب اول  
 قسام دارکان  
 ۸۸۴  
 ترجمہ فقہ دینی عالمگیری جلد دوم

کئے میں ہوتا ہو اور اگر یہ مراد لی ہو کہ خرید کر وہ بیعہ خاصہ دونوں میں مشترک ہوا اور اس چیز میں دونوں مانند  
شریک تجارت کے ہو میں بلکہ خریدی ہوئی چیز بیعہ دونوں میں مشترک ہو چنانچہ دونوں نے میراث پائی یا دونوں  
کو بیعہ کی گئی تو اس صورت میں وکالت ثابت ہوگی نہ شرکت پس اگر وکالت صحیح ہونے کی شرط پائی گئی تو وکالت صحیح  
ہوگی ورنہ نہیں اور وکالت دو وجہ سے ہوتی ہے ایک کالت خاصہ دوم عامہ پس وکالت خاصہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے  
کہ خرید کر وہ شدہ چیز کی جنس بیان ہوا اور اس کی نوع اور مقدار میں بیان ہوا اور وکالت عامہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ  
مواکل تمام رائے وکیل کے سپرد کرے یا وقت یا مقدار میں یا جنس بیع بیان کرے کذا فی البدلح اور فقہی میں امام  
ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر دو شخصوں نے کہا کہ جو کچھ ہم دونوں نے خریدی وہ ہم دونوں کے درمیان نصفاً  
ہو تو یہ جائز ہے۔ اور نیز نسقی میں امام عظیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بن زیاد کو رہا کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو  
چیز میں نے اصناف تجارت سے خریدی وہ میرے اور تیرے درمیان ہو پس اسکو دوسرے نے قبول کیا تو یہ جائز ہے  
اور اسی طرح اگر کہا کہ آج کے روز خریدی تو بھی یہی حکم ہو کہ جائز ہو اور جو چیز اس نے روز خریدی وہ دونوں میں  
نصفاً نصف ہوگی قال المترجم لفظ بینی و بنیک علی الاطلاق یعنی مشترک نصفاً نصف ہوتا ہو اور مترجم نے میرے  
تیرے درمیان ہوا اسی معنی میں لیا ہے پس منہو فارکنا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے  
سے کہا اور کوئی وقت بیان نہ کیا تو بھی روا ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے جس قدر آٹا خریدا وہ میرے و تیرے  
درمیان ہو تو بھی روا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدا اس کے حصہ میں  
فرخواست کرے بدون اس کی اجازت کے اس واسطے کہ دونوں نے خریدنے میں شرکت کی ہے نہ فرخواست کرنے میں  
ہاں اگر دوسرے سے اجازت لیکر فرخواست کیا تو جائز ہے یہ شرط میں ہے اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے  
غلام خریدا تو وہ میرے و تیرے درمیان ہو تو یہ فاسد ہوگا لکن نوع بیان کرے مثلاً کہے کہ غلام خراسانی یا ہر قوم خرید  
کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر کہا کہ میں نے جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہو تو امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا  
کہ نہیں جائز ہے اور یہی امام ابو یوسف کا قول ہے کذا فی البدلح اور نسقی میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ بن زیاد کو رہا کہ ایک نے دوسرے سے  
نذکر ہو کہ ایک نے کہا کہ میں نے آج کے روز جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہو تو یہ جائز ہے اور یہی امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا  
کا وقت بیان کیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقت بیان نہ کیا لیکن خریدی چیز کی مقدار بیان کی مثلاً کہا کہ کیوں برس تک  
جس قدر خریدے وہ میرے و تیرے درمیان ہیں تو یہ جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جو چیز میں نے خریدی ہے  
خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہو حالانکہ جسطرف وہ گیا ہو اسی طرف نکال کر جلا یا کہا کہ جو چیز میں نے بصرہ میں  
خریدی تو یہ باطل ہے جب تک میں یا بیع یا ایاام بیان نہ کرے جائز نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے دوسرے کو حکم کیا  
کہ فلاں غلام معین میرے واسطے درمیان مشترک خریدے پس اس نے کہا کہ اچھا پھر خریدنے کے وقت گواہ کر لے کہ میں نے اسکو  
خاص اپنے ہی واسطے خریدا ہو تو غلام مذکور دونوں میں مشترک ہوگا یہ محیط میں ہے اور مجاہدین نے کہا کہ امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا  
کہ جب آئے اسکو خریدنے کا حکم کیا تھا اس وقت آئے اگر اسکو حکم کیا ہاں نہ کہا اور نہ نہیں کہا چنان تک کہ خریدنے کے وقت  
گواہ کر لے کہ میں نے اسکو خاص اپنے ہی واسطے خریدا ہو تو اسی کا ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اسکو  
یعنی حکم دہندہ کے واسطے خریدا پھر اسکو خرید کیا تو وہ حکم دہندہ کا ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اس نے خریدنے کے وقت کہا کہ

منہو فارکنا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو چیز میں نے اصناف تجارت سے خریدی وہ میرے اور تیرے درمیان ہو پس اسکو دوسرے نے قبول کیا تو یہ جائز ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ آج کے روز خریدی تو بھی یہی حکم ہو کہ جائز ہے اور جو چیز اس نے روز خریدی وہ دونوں میں نصفاً نصف ہوگی قال المترجم لفظ بینی و بنیک علی الاطلاق یعنی مشترک نصفاً نصف ہوتا ہو اور مترجم نے میرے تیرے درمیان ہوا اسی معنی میں لیا ہے پس منہو فارکنا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا اور کوئی وقت بیان نہ کیا تو بھی روا ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے جس قدر آٹا خریدا وہ میرے و تیرے درمیان ہو تو بھی روا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدا اس کے حصہ میں فرخواست کرے بدون اس کی اجازت کے اس واسطے کہ دونوں نے خریدنے میں شرکت کی ہے نہ فرخواست کرنے میں ہاں اگر دوسرے سے اجازت لیکر فرخواست کیا تو جائز ہے یہ شرط میں ہے اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے غلام خریدا تو وہ میرے و تیرے درمیان ہو تو یہ فاسد ہوگا لکن نوع بیان کرے مثلاً کہے کہ غلام خراسانی یا ہر قوم خرید کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر کہا کہ میں نے جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہو تو امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے اور یہی امام ابو یوسف کا قول ہے کذا فی البدلح اور نسقی میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ بن زیاد کو رہا کہ ایک نے دوسرے سے نذکر ہو کہ ایک نے کہا کہ میں نے آج کے روز جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہو تو یہ جائز ہے اور یہی امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا کا وقت بیان کیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقت بیان نہ کیا لیکن خریدی چیز کی مقدار بیان کی مثلاً کہا کہ کیوں برس تک جس قدر خریدے وہ میرے و تیرے درمیان ہیں تو یہ جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جو چیز میں نے خریدی ہے خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہو حالانکہ جسطرف وہ گیا ہو اسی طرف نکال کر جلا یا کہا کہ جو چیز میں نے بصرہ میں خریدی تو یہ باطل ہے جب تک میں یا بیع یا ایاام بیان نہ کرے جائز نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے دوسرے کو حکم کیا کہ فلاں غلام معین میرے واسطے درمیان مشترک خریدے پس اس نے کہا کہ اچھا پھر خریدنے کے وقت گواہ کر لے کہ میں نے اسکو خاص اپنے ہی واسطے خریدا ہو تو غلام مذکور دونوں میں مشترک ہوگا یہ محیط میں ہے اور مجاہدین نے کہا کہ امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب آئے اسکو خریدنے کا حکم کیا تھا اس وقت آئے اگر اسکو حکم کیا ہاں نہ کہا اور نہ نہیں کہا چنان تک کہ خریدنے کے وقت گواہ کر لے کہ میں نے اسکو خریدی پھر اسکو خرید کیا تو وہ حکم دہندہ کا ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اس نے خریدنے کے وقت کہا کہ

پھر بعد خریدنے کے کہا کہ تم گواہ رہو کہ میں نے اسکو فلان کے واسطے خریدا ہے تو فلان حکم دہندہ کے واسطے ہوگا بشیرک  
غلام مذکور اسوقت صحیح سالم ہوا اور اگر غلام میں کوئی عیب پیدا ہو جائے یا مر جائے کے بعد اسنے ایسا کہا تو اسکا تول  
قبول نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ حکم دہندہ اسکی تصدیق کرے یہ تاہم غائب نہیں ہو۔ زید نے عرض کیا کہ خالد کا  
غلام میرے اور اپنے درمیان یعنی مشترک خرید کر پس عمرو نے کہا کہ اچھا پھر خریدنے پہلا پھر بکرنے اس سے کہا کہ خالد کا  
غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پس اس نے کہا کہ اچھا پھر اسکو خرید کیا تو وہ زید و بکر کے درمیان مشترک  
ہوگا کذا فی الخلاصہ اور مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ بکری و کالت اسنے بغیر حضور زید کے قبول کی ہو  
اور اگر زید کی حضور میں قبول کی تو یہ غلام بکر و عمرو کے درمیان نصفانصف ہوگا کذا فی المحيط اور اگر اس درمیان  
میں عمرو کو شعیب ملا اور اسنے بھی یہی کہا کہ خالد کا غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پھر عمرو نے اسکو خریدا تو دیکھا جائیگا  
کہ اگر عمرو نے بغیر حضور زید و بکر کے شعیب سے کہا کہ اچھا تو غلام مذکور زید و بکر کے درمیان مشترک ہوگا اور عمرو  
شعیب کے واسطے نہ ہوگا اور اگر دونوں کی حضوری میں اچھا کہا تو غلام مذکور عمرو و شعیب درمیان نصفانصف مشترک ہوگا  
یہ عجیب و غریب مسئلہ ہے اور فقہ میں مذکور ہے کہ ہشام رحمہ نے فرمایا کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ زید نے عمرو کو  
حکم دیا کہ ایک کپڑا جسکا وصف بیان کر دیا ہو میں درم کو میرے اور اپنے درمیان خرید کر بکری بشرط کہ میں ہی درم نقد  
دوں لگا تو فرمایا کہ جائز ہے اور یہ کپڑا دونوں کے درمیان مشترک ہوگا اور بشرط مذکور باطل ہے یعنی میں عمرو ہی اور اگر  
اور زید فقہ میں ابراہیم کی روایت سے امام محمد رحمہ سے مذکور ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلان کی ہانڈی میرے و  
اپنے درمیان خرید کر بکری بشرط کہ میں ہی اسکو فروخت کر دوں لگا تو فرمایا کہ بشرط فاسد ہے اور شرکت جائز ہے اور فرمایا کہ  
شرکت میں ہر شرط فاسد کا یہی حکم ہے یعنی شرکت جائز ہوگی اور بشرط باطل و بیکار ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ بکری بشرط کہ  
اسکو فروخت کر دوں تو یہ جائز ہے اور باندی مذکورہ دونوں میں مشترک ہوگی کہ دونوں اپنی تجارت میں اسکو فروخت کر لیں  
یہ عجیب و غریب مسئلہ ہے اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم دونوں میں سے جس نے اس غلام کو خریدا تو دوسرا اس میں اسکا شریک  
ہو یا دوسرا اسکا اس میں شریک ہو تو ہر جائز ہے لیکن دونوں میں سے جو اسکو خرید لیا نصف اپنے واسطے اور اس میں دوسرے کے  
واسطے خریدنے والا ہوگا پس جب اس پر قبضہ کر لیا تو وہ فلان و لون کے قبضہ کے ہوگا جسے کہ اگر اتفاق سے وہ غلام بکریا تو دونوں کا  
مال گیا۔ اور اگر دونوں نے اسکو ساتھ ہی خریدا یا ایک نے اس میں سے نصف پہلے خریدا پھر دوسرے نے باقی نصف خریدا تو  
بھی دونوں میں مشترک ہوگا اور اگر اس صورت میں دونوں میں سے ایک نے اگرچہ بغیر حکم دوسرے کے پورا میں اوکر دیا تو  
نصف میں دوسرے سے واپس لیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے سے اسکی بیع میں وکالت حاصل کی پھر  
ایک نے اسکو کسی کے ہاتھ اس شرط سے فروخت کیا کہ اسکا فقط نصف ہو تو وہ حصہ شریک کا بجز من نصف میں کے  
فروخت کرنے والا ہوگا اور اگر فروخت کیا یہ غلام الا نصف یعنی باشتنا نصف غلام کے تو جو کچھ میں حاصل ہوا ہو  
پورا میں اور نصف غلام نیز ایک امام اعظم رحمہ کے دونوں میں مساوی مشترک ہوگا اور صاحب میں کے نیز ایک بیع قاضی  
حصہ بائع کی طرف راجع ہوگی یہ عجیب و غریب مسئلہ ہے اور فقہ میں مذکور ہے کہ ہشام رحمہ نے فرمایا کہ میں نے امام ابو یوسف سے سنا کہ فرماتے  
تھے کہ اگر ایک کے دوسرے ایک شخص سے اسکی ملک میں کچھ نہیں ہو تو بکریا کہ اس اور میرے پاس دس ہزار درم ہیں پس انکو  
میرے اور اپنی شرکت مساوی میں لے تو فرمایا کہ یہ جائز ہے اور بیع اور نقصان دونوں پر ہوگا یہ عجیب و غریب

اس مسئلہ میں  
اس شخص سے  
بغیر حضور زید کے  
قبول نہ ہوگا

ایک نے ایک غلام خرید کر اس پر قبضہ کر لیا پھر دوسرے نے اس غلام میں شرکت کی درخواست کی پس مشتری نے اسکو اس غلام میں شریک کر لیا تو شریک کو نصف غلام بعض نصف شریک نہ کور کے یعنی قبضے کو خریدنا ہی ملے گا اس بنا پر کہ مطلق شرکت مساوات کو چاہتی ہو الا انکہ اس کے برخلاف بیان کر کے ظاہر کر دے تو البتہ شرکت موافق بیان ہوگی بیفح القدر میں ہو اور اسی طرح اگر ایک شخص نے دو شخصوں کو شریک کر لیا تو وہ چیز ان تینوں میں مساوی تین تھا فی شرکت ہوگی یہ فتاویٰ فیاض خان میں ہے نیز ایک غلام خرید کر کے اس پر قبضہ کر لیا پھر عمر و نے اس سے کہا کہ مجھے اس میں شریک کر کے پس اس نے شریک کر لیا پھر خالد اسکو لا اور اس نے بھی یہی درخواست کی اور زید نے منظور کیا پس اگر خالد کو عمر و کی مشارکت کا علم ہو تو خالد کے واسطے نصف چارم غلام ہوگا اور چارم زید کا اور نصف عمر و کا ہوگا اور اگر یہ علم نہ ہو تو عمر و کے واسطے نصف اور خالد کے واسطے نصف ہوگا اور زید درمیان سے خارج ہو جائیگا کذا فی فیضان اور اسی طرح اگر ایک غلام فریاد میں عمر و نے اس سے کہا کہ مجھے اس میں شریک کر کے پس مشتری نے اسکو شریک کیا پھر نصف غلام نہ کور کسی اور نے استحقاق ثابت کر کے لیا تو عمر و کو نصف باقی ملیگا اور مشتری درمیان سے خارج ہو جائیگا بیفح القدر میں ہو۔ اور اگر زید نے نصف غلام خرید کر قبضہ حاصل کیا پھر عمر و نے اس سے کہا کہ مجھے اس میں شریک کر کے حالانکہ عمر و جانتا ہو کہ اس نے کل غلام خرید لیا پس زید اسکو شریک کر لیا تو عمر و کو پورا نصف جبکہ زید نے خریدنا ہی ملے گا اور اگر عمر و جانتا ہو کہ زید نے نصف ہی خرید لیا تو اسکو نصف کا نصف ملے گا بیفح القدر میں وقال المرحوم بیضاوی نوادر میں معلوم ہوتا ہے اور اگر وجہ منظور ہو تو اس کے مسئلہ پر غور کرنا چاہیے حیث قال و اگر کسی نے کوئی چیز خریدی پس دوسرے نے کہا کہ مجھے اس میں شریک کر کے پس اسکو شریک کر لیا تو یہ نہیں لے سچ کہ ہو پس اگر مشتری نے اس چیز پر قبضہ کر لینے سے پہلے ایسا کیا تو شریک صحیح ہوگی اور اگر بعد قبضہ کے شریک کیا اور شریک کو سپرد نہ کیا یا جان تاک کہ مشتری کے قبضہ میں باعث ہو گئی تو شریک نہیں لازم نہ ملے گا۔ اور جانتا چاہیے کہ خواستگار شرکت کی درخواست کے بعد جب مشتری نے کہا کہ اچھا میں نے تجھے اس میں شریک کیا تو ضرور یہ ہو کہ بعد خواستگار شرکت قبول کرے اس واسطے کہ میں نے تجھے شریک کیا یہ لفظ ایجاب بیع کو ترجیح دیتا ہے میں ہو۔ اور نئے میں مذکور ہو کہ اگر مشتری نے نصف پر قبضہ کیا اور نصف پر قبضہ نہیں کیا پھر کسی اور کو اس میں نصف کا شریک کیا اور یہ شرکت شائع مقبوضہ وغیر مقبوضہ دونوں میں واقع ہوئی تو مقبوضہ میں صحیح ہو اور شریک کو اختیار ہوگا چاہے لیوے چاہے نہ لیوے کیونکہ اس کے حق میں صفت متفرق ہو گیا ہو یہ محیط خبری میں ہو۔ اور اگر کسی کے گھر میں گھوڑا ہو اور وہ ماری ہو کہ یہ سب میرے ہیں پھر دوسرے کو اس کے نصف کا شریک کر لیا اور شریک نے هنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ اس میں سے نصف جل گئے تو شریک کو اختیار ہو چاہے باقی نصف کو بے یا شرکت کو ترک کر دے اور اگر بچ کر دیے ہوں تو اسی صورت میں بیع میں ہی حکم ہو۔ اور اگر کوئی شخص اس میں سے نصف گھوڑا کا سستی ثابت ہوا تو بیع و شرکت دونوں میں یہاں تختان حکم ہوگا چنانچہ اگر بیع واقع ہوئی ہو تو بیع مذکور باقی نصف پر رہی اور شریک کر کے فی صورت میں باقی نصف میں دونوں شریک بیٹے نہ شریک ہونے والے کو اختیار حاصل ہوگا یہ مزاج و باج میں ہو۔ اور اگر زید و عمر و نے ایک غلام مساوی نصف نصف خرید لیا پھر دونوں نے خالد کو اس میں شریک کیا تو دیکھا جاوے کہ اگر دونوں نے اس کے بیچے اسکو علیحدہ علیحدہ شریک کیا تو خالد کو اس میں سے نصف اور ان دونوں کو چارم چارم ملے گا کذا فی محیط السخری اور اگر دونوں نے اسکو ساتھ ہی شریک کیا باقی طور کہ اسکا دونوں نے اس سے کہا کہ ہم دونوں نے تجھ کو اس غلام میں شریک کیا تو اسکا خالص

۱۰۰



کو اس میں سے ایک تہائی ملیگا کذا فی المحیط اور اگر دونوں مشترک یوں ہیں سے ایک تہائی اسکو اپنے حصہ اور دوسرے کے حصہ میں شریک کیا پھر دوسرے نے اسکی اجازت دیدی تو خالہ کو نصف ملیگا اور دونوں مشترک یوں کو باقی نصف یعنی چارم چہارم ملیگا کذا فی محیط شخصی اور اگر دوسرے شریک نے اجازت نہ دی تو خالہ کو شریک کرنے والے کے حصہ کا نصف یعنی چہارم غلام ملیگا کذا فی المحیط اور اگر ایک مشتری نے دوسرے مشتری کی اجازت سے خالہ کو شریک کیا ہو تو غلام نہ ہو کر ان سب کے درمیان تین تہائی ہوگا کذا فی المیسوا اور اگر خالہ نے درخواست کی کہ تجھے اس غلام میں اپنے ساتھ اور اپنے شریک کے ساتھ شریک کر لے پس اس نے ایسا کیا تو دیکھا جائے کہ اگر شریک نے اجازت دیدی تو خالہ کو تہائی غلام ملیگا اور اگر اجازت نہ دی تو اسکو چھٹا حصہ ملیگا یہ محیط شخصی میں ہے اور اگر دونوں مشترک یوں ہیں سے ایک خالہ سے کہا کہ میں نے تجھے اس غلام کے نصف میں شریک کیا تو ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اس صورت میں شریک کرنے والا اسکو اپنے پورے حصہ کا شریک کر دینے والا ہوگا نیز اس قول کے کہ میں نے تجھے اس کے نصف کا شریک کیا آیا تو نہیں کیونکہ اگر مشتری ایک ہی ہوتا اور وہ کسی شخص سے کہتا کہ میں نے تجھے اس کے نصف میں شریک کیا تو شریک ہونے والے کو نصف غلام ملتا جیسے اس قول میں کہ میں نے تجھے اس کے نصف کا شریک کر لیا بخلاف اس کے اگر کہا کہ میں نے تجھے اپنے حصہ میں شریک کیا تو اس لفظ سے ممکن نہیں ہے کہ اپنے پورے حصہ کا دیدینے والا مالک کرنے والا قرار دیا جاوے اس واسطے کہ اُسے بجائے اپنے حصہ کا کہنے کے اپنے حصہ میں کہا ہے اور اگر وہ یوں کہتا کہ میں نے تجھے اپنے حصہ کا اپنے ساتھ شریک کر لیا تو باطل ہوتا پس اس واسطے شریک ہونے والے کو اس شریک کرنے والے کے حصہ کا نصف ملیگا بشرط تقدیر میں ہے۔ اور اگر زید نے ایک غلام ہزار درم کو خرید کر کے اپنے قبضہ کر لیا پھر عمر سے کہا کہ میں نے تجھے اس میں شریک کر لیا پھر عمر نے کچھ جواب نہ دیا یا نہ تھا کہ زید نے خالہ سے کہا کہ میں نے تجھے اس میں شریک کیا پھر دونوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا تو یہ غلام عمر و خالہ کے درمیان نصفاً نصف ہوگا اور مشتری درمیان سے خارج ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مشتری سے ایک نے کہا کہ تجھے اس میں شریک کر لے پس اس نے شریک کیا مگر خواستگار نے نہ کہا کہ میں نے قبول کیا یا نہ تھا کہ مشتری نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے اس میں شریک کر لیا پھر دونوں نے قبول کیا تو اول خواستگار کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور دوسرے شخص کے واسطے جب کوئی شریک کیا ہو نصف غلام ہوگا اور اسی طرح اگر مشتری نے ایک سے کہا کہ میں نے تجھے اس میں شریک کیا پھر دوسرے سے اسی طرح کہا پھر تیسرے سے یوں ہی کہا اور ان میں سے کسی نے قبول نہیں کیا ہو پس اگر ایک نے قبول کیا تو غلام نہ کو مشتری اور اس قبول کرنے والے کے درمیان ہوگا اور اگر مشتری نے کہا کہ میں نے تم سب کو اس میں شریک کیا پھر ان میں سے ایک نے قبول کیا تو اسکو چہارم ملیگا یہ شرط شخصی میں ہے۔ ایک دوسرے سے کہا کہ میرے پاس دس دینار ہیں پس تجھے تو سونا دے کہ میں سب کا کوئی ساتھ شریک خریدوں اور کوئی مقدار زمین نہ کی پس دوسرے نے اسکو پانچ دینار دیے اور اُسے پندرہ دینار دیا کوئی ساتھ خرید کیا تو یہ ان میں تین تہائی مشترک ہوگا گویا اُسے کہا کہ پندرہ دینار کا ایک ساتھ شرکت میں خرید دینگا اور اس طرح کہنے کی صورت میں تین تہائی ہوتا ہو پس یہاں ہی اس صورت میں ہوگا۔ اور نصف شرکت میں شرکت اٹلا کہ پھر فرمایا کہ یہ اس وقت ہے کہ مانگنے والے نے جنس ساتھ شریک یوں وغیرہ کے معین کر دی ہو اور اگر معین نہ کی ہو تو پورا ساتھ مشتری کا ہوگا اور مشتری پر پانچ دینار اس شخص کے جس نے دینے میں ادا کرنے واجب ہوئے اسوجہ سے کہ تو کس شخص میں نہیں ہونی اس واسطے

لا  
بشرط  
اجازت  
اول  
چونکہ  
بشرط  
میں

کہ جس قبول ہو یہ قیہدین ہی۔ امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو یہ غلام خرید کر اور مجھے اس میں شریک کر  
پس اس نے کہا کہ اچھا پھر اس کو خرید کیا تو وہ دونوں میں مشترک ہوگا اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور یہ عثمان  
ہو یہ محیط میں ہو کمال المسترحم اور قیاس یہ ہو کہ مشتری کا ہو کیونکہ شریک کر لینا اور خرید کے ہوگا و وجہ الاستحسان ہونے  
و ہوا نظر ہر ایک شخص نے ایک گاسے بہ عوض دس دینار کے خریدی پھر قبضہ کرنے کے بعد ایک شخص سے کہا کہ میں نے تجھے  
اس میں اجودن قدر دو دینار کے شریک کیا اور اس نے قبول کیا تو اس کو یا بخوان حصہ گاسے کا یا گاسے کا حصہ مشتری میں ہو پھر اس  
دینار کو ایک فالیر فرخت کی پھر بائع نے اس سے کہا کہ میں اس میں تیرا شریک بن گیا پس مشتری نے کہا کہ ہاں پھر اس میں ہی  
باعت پر دونوں خاموش ہو رہے پھر بائع اس میں سے خر بوزے لایا کرنا تھا اور مشتری نے انکو بازار میں لے گیا کہ تیرا شریک کر  
غلام خر بوزے ہو چکے تو بائع کی محنت راہ گان ہو وہ مشتری کا شریک نہ ہو چاہیے کہ یہ قیہدین ہی۔ امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ  
اور انکی بیوائی ایک درہم دیا پھر اسکی بیوائی ایک درہم دیا پھر اس میں ایک شریک کر لیا تو شریک کا حصہ ہونے والا  
گھوڑوں کا نصف مشتری اور مشتری کا نصف خرچہ دینگا۔ اور اسی طرح اگر روٹی لی اور اسکی کٹائی اور کچھ بٹائی میں خرچ کیا یا لالچ  
اور انکے پروائے میں خرچ کیا تو ایسی صورت میں ہی حکم ہو اور اگر مشتری نے بذراست خود بیسہ لے لیا اور کانا اور بنا ہوا اور  
اسکی کچھ اجرت نہ دی ہو اور باقی مسئلہ کا لھا واقع ہوا تو شریک کا حصہ ہونے والے پر نصف مشتری کے حصہ کے واسطے اس کے کام کے مقابل  
میں اور کچھ لازم ہوگا یہ محوطہ میں ہی۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو میں نے خرچ کر کے خر بوزہ یا وہ میرے اور  
تیرے درمیان ہو تو میں اسے کہا کہ ہاں اچھا پھر اس سے کسی اور شخص نے کہا کہ میرے واسطے یہ غلام میرے اور اس کے درمیان  
خرید کر لیں اس نے کہا کہ اچھا پھر یہ غلام خریدا تو اس میں سے نصف اس دوسرے کا ہوگا جس نے خریدا نہ حکم دیا ہو اور باقی نصف مشتری  
مشتری اور اول کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور اگر پہلے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے یہ غلام میرے اور  
اس کے درمیان خرید کر لیں اس نے کہا کہ اچھا پھر اس سے دوسرے سے کہا کہ جو میں نے خریدا وہ میرے تیرے درمیان ہوگا اور  
اس نے قبول کیا پھر اس نے غلام نہ کو رتیرید تو اس میں سے نصف حکم دہندہ اول کا ہوگا اور باقی نصف مشتری  
مشتری اور دیگر نصف نصف کے شریک ہونگے یہ محیط مشتری میں ہو فصل سوم جو چیز اس المال ہو سکتی ہو اور نہیں  
ہو سکتی ہو اسکے بیان میں واضح ہو کہ جب شرکت بالمال ہو تو خواہ شرکت بالملک یا بملک و فہد یا بطریق غنا ہو جو بیسہ ہی  
جائز ہوگی کہ جب اس المال ایسے مثنون میں سے ہو جو مبادلہ کے عقروان میں نہیں نہیں ہوتے ہیں بیسہ درہم و دینار وغیرہ  
اور اگر ایسے ہوں جو متعین ہوتے ہیں جیسے عووض و حیوان وغیرہ تو ایسے شرکت نہیں صحیح ہو خواہ دونوں کا اس المال  
ہی ہو یا فقط ایک کا ہو یہ محیط میں ہی۔ اور شرکت کے عقد کے وقت یا خرید کے وقت انکا حاضر و سابقہ موجود ہونا شرط  
ہو یہ خزانہ الغنیمین و فتاویٰ قاضی خان میں ہو پس اگر ہزار درہم ایک شخص کو دے دے اور کہا کہ انکے مثل یعنی برابر تو اپنے  
مکال کران سب سے خرید و فروخت کر لیں اسنے نکالے تو شرکت صحیح ہوگی یہ فتاویٰ صفری میں ہو۔ اور اگر مال فاسد  
ہو یا قرضہ ہو تو ہر دو حال میں ایسے مال سے شرکت صحیح نہیں ہو یہ محیط مشتری میں ہو۔ اور وقت عقد کے بعد اس المال  
سے آگاہی ہونا ہمارے نزدیک شرط نہیں ہو یہ بدلے میں ہو اور ہر دو مال کا سپرد کرنا شرط نہیں ہو اور نیز دونوں  
کا غلط کرنا بھی شرط نہیں ہو یہ خزانہ الغنیمین میں ہو اور اگر دونوں میں سے ایک کے پاس ہزار درہم و دوسرے کے پاس سو دینار  
ہوں یا ایک کے دودھیا اور دوسرے کے سیاہ درہم ہوں پس دونوں نے شرکت کرنی تو یہ شرکت جائز ہو یہ محیط مشتری میں ہی۔

اسکے  
درمیان  
خرید کر لیں  
اس نے قبول  
کیا پھر اس  
نے غلام نہ  
کو رتیرید  
تو اس میں  
سے نصف حکم  
دہندہ اول کا  
ہوگا اور باقی  
نصف مشتری  
مشتری اور  
دیگر نصف  
نصف کے شریک  
ہونگے یہ  
محیط مشتری  
میں ہو فصل  
سوم جو چیز  
اس المال ہو  
سکتی ہو اور  
نہیں ہو سکتی  
ہو اسکے بیان  
میں واضح ہو  
کہ جب شرکت  
بالمال ہو تو  
خواہ شرکت  
بالمال یا بملک  
و فہد یا بطریق  
غنا ہو جو بیسہ  
ہی جائز ہوگی  
کہ جب اس المال  
ایسے مثنون میں  
سے ہو جو مبادلہ  
کے عقروان میں  
نہیں نہیں ہوتے  
ہیں بیسہ درہم  
و دینار وغیرہ  
اور اگر ایسے ہوں  
جو متعین ہوتے  
ہیں جیسے عووض  
و حیوان وغیرہ  
تو ایسے شرکت  
نہیں صحیح ہو  
خواہ دونوں کا  
اس المال ہی ہو  
یا فقط ایک کا  
ہو یہ محیط میں  
ہی۔ اور شرکت  
کے عقد کے وقت  
یا خرید کے وقت  
انکا حاضر و سابقہ  
موجود ہونا شرط  
ہو یہ خزانہ  
الغنیمین و فتاویٰ  
قاضی خان میں  
ہو پس اگر ہزار  
درہم ایک شخص  
کو دے دے اور  
کہا کہ انکے مثل  
یعنی برابر تو  
اپنے مکال کران  
سب سے خرید و  
فروخت کر لیں  
اسنے نکالے تو  
شرکت صحیح ہوگی  
یہ فتاویٰ صفری  
میں ہو۔ اور اگر  
مال فاسد ہو یا  
قرضہ ہو تو ہر  
دو حال میں ایسے  
مال سے شرکت  
صحیح نہیں ہو  
یہ محیط مشتری  
میں ہو۔ اور وقت  
عقد کے بعد اس  
المال سے آگاہی  
ہونا ہمارے  
دیکھ شریک نہیں  
ہو یہ بدلے میں  
ہو اور ہر دو مال  
کا سپرد کرنا  
شرط نہیں ہو  
اور نیز دونوں  
کا غلط کرنا بھی  
شرط نہیں ہو  
یہ خزانہ الغنیمین  
میں ہو اور اگر  
دونوں میں سے  
ایک کے پاس  
ہزار درہم و  
دوسرے کے پاس  
سو دینار ہوں  
یا ایک کے  
دودھیا اور  
دوسرے کے  
سیاہ درہم  
ہوں پس  
دونوں نے  
شرکت کرنی  
تو یہ شرکت  
جائز ہو یہ  
محیط مشتری  
میں ہی۔

اور سونے و چاندی کے پیر یعنی بغیر سکہ زدہ ظاہر الروایہ کے موافق مثل عروض کے ہیں یعنی شرکت مالی کا راس المال نہیں ہے بلکہ  
 ہیں کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور صحیح یہ ہو کہ اگر وہ ان کے لوگ کہ پسین ان تہوں سے معاملہ کرتے ہوں تو جائز ہو ورنہ  
 نہیں یہ تہہ سب میں ہوا اور اگر سونے و چاندی کی ڈھالی ہوئی چیز مثل زیور وغیرہ کے ہو یعنی بغیر سکہ زدہ ہو تو وہ جملہ  
 روایات کے موافق بمنزلہ عروض کے ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور رہے پیسے بول گرا پیسے ہیں ہوں جکا  
 چلن جاتا رہا ہو تو ایسے شرکت و مضاربہ نہیں جائز ہے اس واسطے کہ یہ عروض میں اور اگر چلن باقی ہو تو امام غفرلہ و امام  
 ابو یوسف سے مشہور روایت کے موافق آئین بھی دہی حکم ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ایسے بیسوں سے شرکت جائز ہے  
 کذا فی الہدایۃ اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی السراجیۃ فی مضمرات اور مسعودی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ چلن دار بیسوں سے  
 عقد شرکت سبب مامون کے قول کے موافق جائز ہے یہ کافی میں ہے قال المترجم ہمارے دیار میں اسی پر فتویٰ دیا جاوے  
 غایتاں۔ اور یہی شرکت کھائی و زنی چیزوں سے سوجیب ایک غیس کی ہوں تو خلط کرنے سے پہلے اور جب و غنہ مختلف کی ہوں  
 تو قبل خلط کے اور بعد خلط کے بالاتفاق نہیں جائز ہے کذا فی المحیط اور اگر شرکت کر لی تو فاسد ہوگی اور ہر ایک کو اپنی اپنی  
 متاع ملے گی اور اسکا نفع اسی کو اور اسکا نقصان اسی پر ہوگا یہ کافی میں ہے اور اگر ایک ہی شخص کی ہوں اور دونوں نے خلط  
 کر کے شرکت کی تو شرکت عقد فاسد ہے اور شرکت ملک ثابت ہے اور جو کچھ دونوں کو نفع ہو وہ دونوں کا ہوگا اور جو کچھ  
 ہو وہ دونوں پر ہوگی کذا فی محیط السراجیۃ اور یہی ظاہر المراد ہے یہ کافی میں ہے پھر غنہ مختلف ہونے کی صورت میں جب  
 دونوں نے اس خلط کو فروخت کر دیا تو اسکا ثمن ان دونوں کے درمیان بقدر قیمت متاع ہر ایک کے جو خلط کرنے کے روز  
 بلکہ نامتاع خلط کے بقدر قیمت ہر ایک کا کافی المسبوط اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ یوں کیا جاوے کہ سچ کرنے کے  
 روز متاع خلط کے خلط سے شرکت ہوگا یہ محیط سراجیۃ میں ہے اور اگر دونوں کی متاع میں سے ایک کی متاع اسی ہو کہ خلط  
 سے آئین ہستی آجاتی ہو یعنی بلحاظ خلط اسکی قیمت لگانے میں برہتی ہے اور بغیر خلط کے اتنی نہیں ہوتی تو ثمن ہونے  
 کے روز اسکی متاع غیر خلط کے انداز سے جو قیمت ہوتی ہو اسکی حساب سے شرکت کیا جائیگا یہ محیط و فتح القدر میں ہے  
 اور اگر دونوں نے کوئی متاع ایک میں گیموں و ایک میں جو کے عروض خریدی پس ایک نے گیموں کا پیہ اور دوسرے  
 نے اپنے جو ناما پیہ ہے پھر دونوں نے اس متاع کو دھون کے عوض فروخت کیا تو اس ثمن کو جس روز قیمت کرے میں  
 اس روز جو قیمت ایک میں گیموں و ایک میں جو کی ہو اس حساب سے شرکت کیے جائیگے یہ محیط سراجیۃ میں ہے۔ اور جس حد پر  
 متاع شرکت کیا ہو اسکی واسطے ہر ایک کے راس المال کی قیمت معتبر ہوگی جو وقت شرکت کے گئی اور شری کی ملک  
 واقع ہونے کے واسطے دونوں کے راس المال کی وقت شرکت والی قیمت معتبر ہوگی اور دونوں کے حصہ میں یا ایک کے  
 حصہ میں نفع ظاہر ہوئے کیواسطے وقت تقسیم والی قیمت معتبر ہوگی اس واسطے کہ جب تک راس المال نہ ظاہر ہو گا تب تک  
 نفع نہیں ظاہر ہوگا یہ تقسیم میں ہے۔ اور عروض میں ہر ایسے مال میں جو تقسیم سے متعین ہو جاتا ہو عقد شرکت جائز ہوئے گا جیسا  
 یہ کہ ہر ایک اپنا نصف مال دوسرے کے نصف مال کے عوض فروخت کر دے جیسا کہ ہر ایک کے مال میں ہر ایک کا نصف  
 نصف ہوگا پس دونوں میں شرکت ملک حاصل ہو جائیگی پھر اس کے بعد دونوں عقد شرکت قرار دیں پس بلا خلاف عقد شرکت جائز  
 ہو جائیگا کذا فی الہدایۃ اور اگر دونوں کے عوض میں تفاوت ہو مثلاً ایک کے عروض کی قیمت سو روپے اور دوسرے کے  
 عروض کی چار سو روپے ہوں تو چاہے کہ قیمت مثلاً لایسے عروض کے چار یا پانچوں حصہ ہوں دوسرے کے عروض کے پانچوں حصہ کے فروخت

ملک  
 گیموں  
 المال  
 سچ  
 قیمت  
 ہونے  
 ہونے





ہو اور یہ شرط ہے کہ اگر اس مال غنیمت واحد و نوع واحد سے ہو تو نقد ان کی راہ سے مساوی ہو اور اگر وہ غنیمت مختلف سے  
 مثل درم و دینار کے یا غنیمت واحد ہو مگر نوع میں مختلف ہو جیسے درہم کسور و درہم صحاح تو مساوات مقدار کے ساتھ  
 قیمت میں برابر ہونا بھی شرط ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور یہ شرط ہے کہ دونوں میں سے کسی کے واسطے سوائے اس مال کے  
 جس پر عقد قرار دیا ہو کچھ اور ایسا مال جس پر عقد مفاوضہ جائز ہو سکتا ہو ابتدا یا انتہاء نہ ہو ورنہ کذا فی الحیط لیس اگر  
 ہر دو مال وقت شرکت کے مساوی ہوں حتیٰ کہ مفاوضہ صحیح ہو یا پھر دونوں میں سے ایک مال میں قبل کے دونوں  
 خرید کر نہ زیادتی ہو کئی مثلاً قبل خرید کے ہر دو نقد میں سے ایک کی قیمت نرخ بدلتے سے بڑھ گئی تو مفاوضہ ٹوٹ گیا اور  
 شرکت خالی ہو گئی اور اسی طرح اگر ایک سے خریدی کی اور ہنوز دوسرے سے خرید نہیں کی ہے کہ اس میں زیادتی ہو گئی تو بھی  
 یہی حکم ہو اور اگر دونوں مالوں سے خرید ہونے کے بعد زیادتی ہوئی تو مفاوضہ اپنے حال پر رہے گا یہ خزانۃ الغنیمت میں ہے اور  
 اگر ہر دو شرکت میں سے ایک کی ملک میں ایسا مال زیادہ ہے جس پر عقد مفاوضہ نہیں صحیح ہو جیسے عرض و عقار و مکاناں تو  
 مفاوضہ جائز ہو اور اسی طرح اگر کسی کی ملک میں مال غائب یا موجود تو بھی مفاوضہ میں فساد نہیں ہوگا یہ بارئ میں ہے اور  
 اگر دو مالوں میں سے ایک کی ورنہ نقد کسی کے پاس رہی ہو تو مفاوضہ صحیح نہ ہوگا اور اگر ایک کا قرضہ نقد کسی پر ہو تو  
 جب تک اس کا وصول نہ کر لے تب تک مفاوضہ صحیح رہے گا پھر جب قبضہ کر لیا تو مفاوضہ خاسر ہو کر شرکت خالی  
 ہو جائیگی۔ اور اسی طرح نقد میں بھی مساوات شرط ہے اگر دونوں میں سے ایک شرکت کا ایسے نقد شرکت کا مالک ہو  
 جس کا دوسرا مالک نہیں ہو تو مساوات باقی رہے گی یہ فتح القدیر میں ہے و فی فصل دوم احکام مفاوضہ کے بیان میں ہر دو  
 متفاد و غنیمت میں دو شرکت مفاوضہ میں سے ہر ایک جو چیز خریدیگا وہ شرکت پر ہوگی جس کے اپنے مال کے طعاعہ  
 اس کے پاس ہے یا اپنے لباس کے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز یا سائے وغیرہ کے اور یہ استسنان ہے کہ اگر ایک نے اپنے مال سے  
 نقد و نقد بھی ہو حکم ہے کہ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اسی طرح رہنے کے واسطے اجابہ پر لینا اور اجابت زالی مثل رچ  
 وغیرہ کے لینے واری کر لینا بھی ایسا ہی ہے تب میں ہر مال کے واسطے انماج و کپڑا وغیرہ مذکورہ بالا  
 جو چیزیں خریدیگا وہ شرکت میں ہونی چاہیے اور باوجود اسکے بھی اس کا شرکت اس کی طرف سے قبضہ ہوگا حتیٰ کہ  
 جو کچھ اپنے انماج و کپڑا وغیرہ اپنی ذات یا اپنے مال کے واسطے خریدا ہو اس کے لئے کو اختیار ہوگا کہ اسے شرکت  
 دے یا نہ دے۔ لیکن کاملاً البتہ کہ اگر شرکت نے اس کی طرف سے قبضہ کر لیا تو جو کچھ ادا کیا ہو وہ مشتری سے واپس لیگا یہ  
 فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مشتری نے ادا کیا تو اس کا شرکت اس سے اس کا نقد من واپس لیگا یہ غلط فہمی میں ہے۔  
 اور تھا وہی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بغیر اجازت شرکت کے وطنی یا خدمت کے واسطے کوئی باندی خریدے اور اگر خریدی  
 تو اس کو اختیار ہوگا کہ اس سے وطنی کرے اور اس کے شرکت کو بھی یہ اختیار نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ باندی دونوں کی شرکت  
 میں لائی ہو پس کسی ایک کی نہ ہوگی بلکہ دونوں میں مشترک ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شرکت کی اجازت سے کوئی باندی  
 وکیل وطنی کے خریدی تو یہ خاصہ اُسی کی ہوگی اور بائع کو اختیار ہوگا کہ من واپس لے لے واپس لے لے یا خود  
 کرے اور صاحبین کے نزدیک شرکت اس سے اس کا نقد من واپس لیگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ نہیں لیگا یہ  
 جامع صغیر میں بیان کر دیا ہے کذا فی حیط الشریک اور اگر مفاوضہ نے اپنے شرکت کی اجازت سے وطنی کے واسطے کوئی  
 باندی خریدی اور اس سے استفادہ کیا پھر کسی نے اپنا اس باندی پر استحقاق ثابت کیا تو وطنی کرنے کے واسطے اس کا عقد

فہم مال غنیمت شریک مفاد

یا

واجب ہوگا اور حق مذکور اس عقر کے واسطے دونوں میں سے جسکو چاہے موقوف کرے یہ بدلے میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ میراث پائی یا سلطان کی طرف سے کسی نے کچھ جائزہ پایا یا ہبہ پایا یا کسی نے صدقہ دیا تو یہ خاص اسی کا ہوگا اور دوسرا اس میں اسکا شریک نہ ہوگا یہ فتاویٰ کا ضیاع میں ہو اور اگر کسی نے ہدیہ دیا تو بھی وہی حکم ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک کی مالک کسی چیز میں ایسے سبب سے ثابت ہوئی جو شرکت سے پہلے واقع ہو چکا ہو تو دوسرا اس میں شریک نہ ہوگا مثلاً کوئی غلام بائع کے واسطے خیار شرط کر کے خریدتا ہو پھر مشتری نے کسی شخص کے ساتھ شرکت مفادہ کر لی پھر بائع نے اپنا خیار راقط کر دیا تو اس کے شریک کے واسطے اس غلام میں شرکت ثابت نہ ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور جو مال و بیعت کے ان دونوں میں سے ایک کے پاس رکھا ہو وہ دونوں کے پاس مشترک قرار پائے گا چنانچہ اگر وہ بیعت رکھنے والے نے بدوین بیان کے انتقال کیا تو دونوں کے ذمہ لازم ہوگا کہ اگر زندہ شریک کا بیان کیا کہ جس شریک نے رکھی تھی اس کے پاس قبل موت کے انتقال ہو گئی تھی تو اس کی تصدیق نہ کیا جائے گی مان اگر وہ بیعت رکھنے والا بھی زندہ ہو دے تو اس کے قول کی تصدیق کیا جائے گی یہ مبسوط میں ہو اور اگر بیعت کے وقت شریک کے ساتھ بیعت ہوئی میں اسکو رکھا گیا ہو تو اس کی ضمان حاصل ہی پر لازم ہوگی لیکن اگر اس نے اپنے قول پر گواہ قائم کر دے تو ضمان الیہ و دونوں ہونگی یہ بیعت مشتری میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک کے پاس مال مضاربیت ہو جس سے اس نے فائدہ کیا ہو یا مال دیکھتے ہو کہ خلاف اس کے مال مذکور کو اپنے کام میں لاکر نفع اٹھایا ہو تو مضاربین دونوں کا ہر گز ان فی الجسود و قال اکثر جم بکذا فی السنۃ الموجودة و انشد اعظم شمسری فی جعل الیہ امور کے بیان میں جو دونوں میں سے ہر ایک شفا و دفعی ہو کہ مالیت از جانب دیگر لازم آتے ہیں۔ اگر ہر دو شفا و دفعی میں سے ایک نے اپنے شریک کے واسطے جسکی گواہی اس کے حق میں جائز ہو گئی ہو کچھ مال کا اقرار کیا تو اس مال کے واسطے دوسرا شریک بھی موقوف ہوگا اور حق واسطے کو اختیار ہو کہ چاہے ہر ایک سے علیحدہ مطالبہ کرے یا دونوں سے اسکا مطالبہ کرے یہ ضمیمہ اس میں ہو۔ اور اگر ہر دو مفادہ و ضمیمہ میں سے ایک نے اپنے شریک کے واسطے جسکی گواہی اس کے حق میں روایتیں ہو کچھ مال کا اقرار کیا مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا مان یا اس کے ماتر کسی کے واسطے اپنے اوپر قرضہ کا اقرار کیا تو اسکا اقرار اس کے شریک کے حق میں روا نہ ہوگا حتیٰ کہ اسکا شریک اس مال کے واسطے موقوف نہیں ہوگا یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور یہی ائمہ جو کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر اپنی جو رو کے واسطے جو اسکی طرف سے طلاق یا عتد میں ہو اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط میں ہو اور اگر ایک شریک نے نکاح فاسد کر کے عورت سے وتول کیا اور اس کے واسطے جو اقرار کیا تو اس کے شریک پر لازم ہوگا اور اگر کسی دوسرے قرضہ کا اقرار کیا تو دونوں کے ذمہ لازم ہوگا یہ ضمیمہ مشتری میں ہو۔ اور اگر ایک شریک نے اپنی جو رو کی مان کے واسطے یا اپنی جو رو کے ایسے فرزند کے واسطے جو اس کے سولے دوسرے کے نطفہ سے ہو کچھ مال کا اقرار کیا تو دونوں شریکوں پر لازم ہوگا جو اس کے اقرار کا اعتبار گواہی کے ساتھ ہو۔ اور اگر شرکت مفادہ میں ایک شریک کوئی عورت ہو پس اس نے شوہر کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا تو چونکہ اس عورت کی گواہی اپنے شوہر کے حق میں نہیں جائز ہے اسکا اقرار قرضہ ہی اس کے شریک مفادہ میں پر روا نہ ہوگا۔ اور ایسی عورت مفادہ کا اقرار اپنے شوہر کے والدین اور اپنے شوہر کے ایسے فرزند کے واسطے جو اس عورت کے سوا ہے اسکی دوسری جو رو کے پیٹ سے ہو اس عورت پر اور اس کے شریک پر دونوں پر جائز ہے چنانچہ ان لوگوں کی گواہی اس عورت کے حق میں جائز ہے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کسی شریک نے اپنی ام ولد کو آزاد کیا پھر اس کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا تو دونوں شریکوں پر لازم ہوگا اگرچہ ام ولد مذکور

شرکیت میں سے کسی نے کچھ میراث پائی یا سلطان کی طرف سے کسی نے کچھ جائزہ پایا یا ہبہ پایا یا کسی نے صدقہ دیا تو یہ خاص اسی کا ہوگا اور دوسرا اس میں اسکا شریک نہ ہوگا یہ فتاویٰ کا ضیاع میں ہو اور اگر کسی نے ہدیہ دیا تو بھی وہی حکم ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک کی مالک کسی چیز میں ایسے سبب سے ثابت ہوئی جو شرکت سے پہلے واقع ہو چکا ہو تو دوسرا اس میں شریک نہ ہوگا مثلاً کوئی غلام بائع کے واسطے خیار شرط کر کے خریدتا ہو پھر مشتری نے کسی شخص کے ساتھ شرکت مفادہ کر لی پھر بائع نے اپنا خیار راقط کر دیا تو اس کے شریک کے واسطے اس غلام میں شرکت ثابت نہ ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور جو مال و بیعت کے ان دونوں میں سے ایک کے پاس رکھا ہو وہ دونوں کے پاس مشترک قرار پائے گا چنانچہ اگر وہ بیعت رکھنے والے نے بدوین بیان کے انتقال کیا تو دونوں کے ذمہ لازم ہوگا کہ اگر زندہ شریک کا بیان کیا کہ جس شریک نے رکھی تھی اس کے پاس قبل موت کے انتقال ہو گئی تھی تو اس کی تصدیق نہ کیا جائے گی مان اگر وہ بیعت رکھنے والا بھی زندہ ہو دے تو اس کے قول کی تصدیق کیا جائے گی یہ مبسوط میں ہو اور اگر بیعت کے وقت شریک کے ساتھ بیعت ہوئی میں اسکو رکھا گیا ہو تو اس کی ضمان حاصل ہی پر لازم ہوگی لیکن اگر اس نے اپنے قول پر گواہ قائم کر دے تو ضمان الیہ و دونوں ہونگی یہ بیعت مشتری میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک کے پاس مال مضاربیت ہو جس سے اس نے فائدہ کیا ہو یا مال دیکھتے ہو کہ خلاف اس کے مال مذکور کو اپنے کام میں لاکر نفع اٹھایا ہو تو مضاربین دونوں کا ہر گز ان فی الجسود و قال اکثر جم بکذا فی السنۃ الموجودة و انشد اعظم شمسری فی جعل الیہ امور کے بیان میں جو دونوں میں سے ہر ایک شفا و دفعی ہو کہ مالیت از جانب دیگر لازم آتے ہیں۔ اگر ہر دو شفا و دفعی میں سے ایک نے اپنے شریک کے واسطے جسکی گواہی اس کے حق میں جائز ہو گئی ہو کچھ مال کا اقرار کیا تو اس مال کے واسطے دوسرا شریک بھی موقوف ہوگا اور حق واسطے کو اختیار ہو کہ چاہے ہر ایک سے علیحدہ مطالبہ کرے یا دونوں سے اسکا مطالبہ کرے یہ ضمیمہ اس میں ہو۔ اور اگر ہر دو مفادہ و ضمیمہ میں سے ایک نے اپنے شریک کے واسطے جسکی گواہی اس کے حق میں روایتیں ہو کچھ مال کا اقرار کیا مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا مان یا اس کے ماتر کسی کے واسطے اپنے اوپر قرضہ کا اقرار کیا تو اسکا اقرار اس کے شریک کے حق میں روا نہ ہوگا حتیٰ کہ اسکا شریک اس مال کے واسطے موقوف نہیں ہوگا یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور یہی ائمہ جو کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر اپنی جو رو کے واسطے جو اسکی طرف سے طلاق یا عتد میں ہو اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط میں ہو اور اگر ایک شریک نے نکاح فاسد کر کے عورت سے وتول کیا اور اس کے واسطے جو اقرار کیا تو اس کے شریک پر لازم ہوگا اور اگر کسی دوسرے قرضہ کا اقرار کیا تو دونوں کے ذمہ لازم ہوگا یہ ضمیمہ مشتری میں ہو۔ اور اگر ایک شریک نے اپنی جو رو کی مان کے واسطے یا اپنی جو رو کے ایسے فرزند کے واسطے جو اس کے سولے دوسرے کے نطفہ سے ہو کچھ مال کا اقرار کیا تو دونوں شریکوں پر لازم ہوگا جو اس کے اقرار کا اعتبار گواہی کے ساتھ ہو۔ اور اگر شرکت مفادہ میں ایک شریک کوئی عورت ہو پس اس نے شوہر کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا تو چونکہ اس عورت کی گواہی اپنے شوہر کے حق میں نہیں جائز ہے اسکا اقرار قرضہ ہی اس کے شریک مفادہ میں پر روا نہ ہوگا۔ اور ایسی عورت مفادہ کا اقرار اپنے شوہر کے والدین اور اپنے شوہر کے ایسے فرزند کے واسطے جو اس عورت کے سوا ہے اسکی دوسری جو رو کے پیٹ سے ہو اس عورت پر اور اس کے شریک پر دونوں پر جائز ہے چنانچہ ان لوگوں کی گواہی اس عورت کے حق میں جائز ہے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کسی شریک نے اپنی ام ولد کو آزاد کیا پھر اس کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا تو دونوں شریکوں پر لازم ہوگا اگرچہ ام ولد مذکور

اس قرار کنندہ کی عدالت میں ہو یہ محیط مشتری میں ہو اور جو قرضہ کہ انہیں سے ایک شریک پر ہو جو تجارت کے مثل بیع و خرید اور اجارہ وغیرہ اسکے مانند غل غصب و تہاؤن کفالت با کمال حکم مکفول عنہ و اعادہ و سہن کے لازم آیا تو دوسرا اسکا ضمان ہوگا اور اگر مفاد و ض نے بغیر حکم مکفول عنہ کے اسکی طرف سے کفالت کر لی تو شریک اسکے واسطے سب امانوں کے نزدیک مانتا ہوگا یہ کافی بین ہو اور یہی حکم بیع فاسدہ میں ہو محیط میں ہو۔ اور حق واسطے کو اختیار ہو کہ چاہے ہر ایک سے علاحدہ مطالبہ کرے اور چاہے دونوں سے انکشاف مطالبہ کرے یہ ضمانت میں ہو لیکن یہ واضح رہے کہ یہ مال ضمان خاصہ اسی پر ہوگا جو اس تاوان کے فعل کا کریدہ الا ہو حتی کہ اگر دوسرے نے مال شرکت میں سے ادا کیا تو دوسرے سے نقصان واپس لیا یہ بیسوطین ہو۔ بخلاف خرید فاسدہ کے کہ خرید فاسدہ کی صورت میں تاوان فقط مشتری ہی پر ہو سیکر بلکہ دونوں پر ہوگا۔ اور اگر انہیں سے ایک نے کفالت بالنفس کر لی تو بالاجماع اس میں اسکا شریک ماحوذ نہ ہوگا اور اگر دونوں نے ایک مفاد و ض کی طرف سے ہر ارض جنابیت کی کفالت کر لی تو یہ نیز نہ قرضہ کی کفالت کرنے کے ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے خریدی ہوئی باندی سے وطی کی پھر کسی نے اس باندی کا استحقاق ثابت کیا تو مستحق کو اختیار ہوگا کہ حق کے واسطے دونوں میں سے جسکو چاہے ماحوذ کرے یہ قنای قاضیخان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کے ذمہ ایسا تاوان لاحق ہوا جو مشابہ ضمان تجارت میں ہو تو اسکے واسطے اسکا شریک ماحوذ کیا جائیگا جیسے جنایتوں کے جرمانہ اور لقمہ اور بدل خلع اور قصاص سے صلح کا معاوضہ وغیرہ اور علی ہذا اگر جنابیت کنندہ شریک کے فعل سے دوسرے شریک نے انکار کیا تو ولی جنابیت کو اختیار نہ ہوگا کہ شریک منکر سے قسم لیوے بخلاف اسکے اگر مدعی نے دونوں میں سے ایک پر بیع غلام کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے انکار کیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ مدعا علیہ سے قطعی قسم لے اور دوسرے شریک سے اسکے علم پر قسم لے اس واسطے کہ بیان دونوں میں سے ہر ایک ایسا ہو کہ اگر مدعی کا دعویٰ کا اقرار کرے تو دونوں پر لازم آتا ہو بخلاف جنابیت مذکورہ کے کہ اگر ایک اقرار کرے تو دوسرے پر لازم نہ آوے گی یہ فتح القدیر میں ہو اور اسی طرح ہر عمل جو اعمال تجارت سے ہو اگر اسکا کسی مدعی نے انہیں سے ایک شریک پر دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے اس پر قسم لی تو مدعی کو چاہئے تھا کہ دوسرے سے بھی قسم لے کذا فی المحیط پس اگر کسی نے اعمال تجارت میں سے کسی عمل کا ان دونوں پر دعویٰ کیا تو مدعی کو چاہئے تھا کہ دونوں میں سے ہر ایک سے قطعی قسم لے پھر دونوں میں سے جو شخص قسم سے انکار کرے تو دعویٰ مدعی دونوں پر لازم ہوگا۔ اور اگر یہ دعویٰ انہیں سے ایک پر کیا حالانکہ وہ غائب ہو تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ دوسرے سے اسکے علم پر قسم لے پس اگر اس نے قسم کھالی پھر غائب مذکور آگیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ اس سے قطعی قسم لے جیسے دونوں کے حاضر ہونے کی صورت میں ہوتا ہو کہ مدعی علیہ سے قطعی قسم لے سکتا ہو یہ بیسوطین ہو۔ اور اگر ہر دو متقا و ض میں سے ایک نے کسی شخص پر اعمال تجارت میں سے کسی عمل کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور قاضی نے اس سے اس امر پر قسم لے لی پھر دوسرے مفاد و ض نے چاہا کہ اس سے اسی امر پر قسم لے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو محیط میں ہو اور اگر کسی نے ایک مفاد و ض پر جو کفالت کے مال کا دعویٰ کیا اور اس سے اس پر قسم لی تو امام اعظم کے نزدیک مدعی کو چاہئے تھا کہ اسکے شریک سے بھی اس پر قسم لے یہ بیسوطین ہو۔ اور اگر ہر دو متقا و ض میں سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی یا کسی کے ماحوذ قرض کوئی چیز فروخت کی یا اسکے واسطے کسی نے دوسرے کی طرف سے مال کی کفالت کر لی یا اس سے کسی نے غصب کیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہو کہ اس سے مطالبہ کرے یہ قنای قاضیخان میں ہو۔ اور اگر ایک مفاد و ض نے ایک غلام

اجارہ پر دیا تو دوسرے شریک متفاد وض کو اختیار ہو کہ مستاجر سے اجرت کا مطالبہ کرے اور مستاجر اس سے غلام سپرد کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہو اور اگر متفاد وض نے اپنا میراث یا یا ہوا غلام یا فائدتہ اپنی کوئی چیز اجارہ پر دی تو دوسرے شریک کو اجرت کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہو اور نہ مستاجر کو اس سے غلام نہ کر سپرد کرنے کا مطالبہ ہو نہ چنانچہ اگر چنانچہ شریکین ہو اور اسی طرح اگر متفاد وض نے اپنی ذاتی مخصوص کوئی چیز فروخت کی تو شریک کو شری سے شری کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہو اور نہ مشتری اس سے بیع سپرد کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہو یہ قضاے قاضی خان میں ہو اور اگر ہر دو متفاد وض علیحدہ ہو گئے پھر ایک نے کہا کہ میں نے اس غلام کو شرکت میں لے لیا تھا تو حق شریک میں اس کے قول کی تصدیق نہوگی لیکن اپنے حق میں تصدیق کیا جائیگا اور شریک کے حق میں ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا فی الحال اسے عقد کما حقہ قرار دیا ہو پس اس کے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس عقد کما حقہ کو رو کر دے یہ مجتہدین ہیں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاد وض میں سے ایک نے اپنے آپ کو کسی شخص کو کوئی چیز حفاظت کرنے یا کپڑے پہننے یا اور کسی کام کے واسطے اجارہ پر دیا تو جو اجرت ہوگی وہ دونوں میں مشترک ہوگی اور اسی طرح جس فردوری سے ایک نے کچھ کمایا تو اجرت دونوں میں مشترک ہوگی سوائے اسکے کہ اگر ایک نے اپنے آپ کو کسی کی خدمت میں اجرت پر دیا تو اجرت خاصہ اسی کی ہوگی نہ تانا نہ تانیہ میں ہو اور اگر ایک مفاد وض نے کوئی فردور یا جانور اجرت پر لیا تو اجرت پر دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اجرت کے واسطے دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرے لیکن اگر مفاد وض نہ کرے اپنی ذاتی خصوصیت یا حج کے سفر کے واسطے اجارہ پر لیا ہو تو شریک جو کچھ ادا کریگا اسکو حصہ رسد دوسرے سے واپس لیگا یہ مجتہدین ہیں ہو اصل چارہم میں سے مفاد وضتہ باطل ہوئی ہو اور جس سے نہیں باطل ہوئی ہو اسکے بیان میں۔ اگر ہر دو متفاد وضین میں سے ایک کو ایسا مال جبیر عقد شرکت مفاد وضتہ جائز ہو پس میراث یا ہبہ یا عتقہ یا وصیت وغیرہ کے حامل ہو اور اسکے قبضہ میں کیا تو شرکت مفاد وضتہ باطل ہو کہ شرکت عثمان ہو جائیگی کہ اسے السراجیہ اور اگر وہ عروض کا وارث نام دیا دیوں کا وارث ہو تو شرکت مفاد وضتہ باطل نہوگی جب تک کہ دیوں پر قبضہ نہ پاوے کہ فی محیط مشتری قال المشرع اور عروض میں بعد قبضہ پاسنے کے بھی باطل نہ ہوگی اور ہا یہ میں ہو کہ عتقہ کا بھی یہی حکم ہو یعنی اسکے میراث پاسنے سے مفاد وضتہ باطل نہیں ہوتی تو خواہ قبضہ پاسنے یا نہ پاسنے اور اگر دونوں نے دونوں مالوں میں سے ایک سے کوئی چیز خریدی تو قیاساً شرکت مفاد وضتہ باطل نہوگی مگر استحساناً نہیں باطل نہوگی۔ اور اگر فروخت شرکت دونوں کا مال مساوی ہو تو شرکت مفاد وضتہ صحیح ہوگی یہ قبل اسکے کہ دونوں کچھ خریدیں ایک مال میں زیادتی ہوگی یا جن طرہ کہ جن دونوں نے ان پر عقد مفاد وضتہ قرار دیا ہو ایک کے نقد میں قبل خرید کے ازراہ قیمت یعنی نرخ باز اس کے پادتی ہوگی تو مفاد وضتہ ٹوٹ جائیگی قال المشرع مثلاً ہزار درہم ایک کے اور سو دینار دوسرے کے وقت عقد کے مساوی تھے پھر سو دینار کے بارہ سو درہم ہو گئے بسبب نہر یا دتی بجائے و اشرفی کے قبل اسکے کہ اس سے خرید واقع ہووے تو مفاد وضتہ ٹوٹ جائیگی اور مادہ چھ درہم نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ہر دو مال میں سے ایک سے کوئی چیز خریدی پھر دوسرے میں زیادتی ہو گئی تو بھی یہی حکم ہو چنانچہ ہو۔ اور اگر ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی پھر خریدی ہوئی چیز ازراہ قیمت کے طرہ کسی تو قیاساً مفاد وضتہ باطل ہو جائیگی مگر استحساناً باطل نہ ہوگی یہ ضمیر است میں ہو۔ اور اگر ہر دو مال سے خرید واقع ہووے کے بعد ایک میں زیادتی ہو گئی تو مفاد وضتہ اپنے حال پر رہیگی اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مال سے خرید واقع ہوئی اور جس سے

اگر ہر دو متفاد وض میں سے ایک نے اپنے آپ کو کسی کی خدمت میں اجرت پر دیا تو اجرت خاصہ اسی کی ہوگی نہ تانا نہ تانیہ میں ہو اور اگر ایک مفاد وض نے کوئی فردور یا جانور اجرت پر لیا تو اجرت پر دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اجرت کے واسطے دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرے لیکن اگر مفاد وض نہ کرے اپنی ذاتی خصوصیت یا حج کے سفر کے واسطے اجارہ پر لیا ہو تو شریک جو کچھ ادا کریگا اسکو حصہ رسد دوسرے سے واپس لیگا یہ مجتہدین ہیں ہو اصل چارہم میں سے مفاد وضتہ باطل ہوئی ہو اور جس سے نہیں باطل ہوئی ہو اسکے بیان میں۔ اگر ہر دو متفاد وضین میں سے ایک کو ایسا مال جبیر عقد شرکت مفاد وضتہ جائز ہو پس میراث یا ہبہ یا عتقہ یا وصیت وغیرہ کے حامل ہو اور اسکے قبضہ میں کیا تو شرکت مفاد وضتہ باطل ہو کہ شرکت عثمان ہو جائیگی کہ اسے السراجیہ اور اگر وہ عروض کا وارث نام دیا دیوں کا وارث ہو تو شرکت مفاد وضتہ باطل نہوگی جب تک کہ دیوں پر قبضہ نہ پاوے کہ فی محیط مشتری قال المشرع اور عروض میں بعد قبضہ پاسنے کے بھی باطل نہ ہوگی اور ہا یہ میں ہو کہ عتقہ کا بھی یہی حکم ہو یعنی اسکے میراث پاسنے سے مفاد وضتہ باطل نہیں ہوتی تو خواہ قبضہ پاسنے یا نہ پاسنے اور اگر دونوں نے دونوں مالوں میں سے ایک سے کوئی چیز خریدی تو قیاساً شرکت مفاد وضتہ باطل نہوگی مگر استحساناً نہیں باطل نہوگی۔ اور اگر فروخت شرکت دونوں کا مال مساوی ہو تو شرکت مفاد وضتہ صحیح ہوگی یہ قبل اسکے کہ دونوں کچھ خریدیں ایک مال میں زیادتی ہوگی یا جن طرہ کہ جن دونوں نے ان پر عقد مفاد وضتہ قرار دیا ہو ایک کے نقد میں قبل خرید کے ازراہ قیمت یعنی نرخ باز اس کے پادتی ہوگی تو مفاد وضتہ ٹوٹ جائیگی قال المشرع مثلاً ہزار درہم ایک کے اور سو دینار دوسرے کے وقت عقد کے مساوی تھے پھر سو دینار کے بارہ سو درہم ہو گئے بسبب نہر یا دتی بجائے و اشرفی کے قبل اسکے کہ اس سے خرید واقع ہووے تو مفاد وضتہ ٹوٹ جائیگی اور مادہ چھ درہم نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ہر دو مال میں سے ایک سے کوئی چیز خریدی پھر دوسرے میں زیادتی ہو گئی تو بھی یہی حکم ہو چنانچہ ہو۔ اور اگر ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی پھر خریدی ہوئی چیز ازراہ قیمت کے طرہ کسی تو قیاساً مفاد وضتہ باطل ہو جائیگی مگر استحساناً باطل نہ ہوگی یہ ضمیر است میں ہو۔ اور اگر ہر دو مال سے خرید واقع ہووے کے بعد ایک میں زیادتی ہو گئی تو مفاد وضتہ اپنے حال پر رہیگی اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مال سے خرید واقع ہوئی اور جس سے



خرید واقع ہوئی ہو اس میں بعد وقوع خرید کے زیادتی ہو گئی تو مفاوضہ نہ ٹوٹے گی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ہر دو  
مستفاد ضمیمین میں سے کسی ایک نے ایک ہفتی یا ایک ماہ سے کہ جسے ایک درم سے کہ دے اسے ہر کے سپرد کر دیا تو مفاوضہ  
باطل ہو جائیگی اگر ہر اسکا شریک شائب ہووے پس اگر ہر دو مستفاد ضمیمین میں سے ایک نے اپنے شریک مفاوضہ کے غائب  
ہونے کی صورت میں مفاوضہ کا توڑنا چاہا تو اسکا یہی حیلہ ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنا  
ذاتی مخصوص غلام جارہ پر دیا یا فروخت کر دیا تو جب تک اجرت وصول نہ پاوے یا ٹن پر قبضہ نہ پاوے تب تک  
مفاوضہ باطل نہ ہوگی یہ حیلہ میں ہو اور جب ہر دو مستفاد ضمیمین میں سے ایک نے انکار کیا تو مفاوضہ ختم ہو جائیگی اور جب  
ہر کو یہی حکم تمام شریکوں میں ہوئے یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور جس سے شرکت عثمان فاسد ہوتی ہو اس سے شرکت مفاوضہ بھی  
فاسد ہو جاتی ہو یہ بدائع میں ہے فصل پنجم ہر دو مستفاد ضمیمین میں سے ایک کے مال مفاوضہ میں تصرف کرنے کے یہاں  
امام محمد نے فرمایا کہ مستفاد ضمیمین میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ کیلی یا ورنی چیز جو عرض اس شخص کے جو اس کے قبضہ میں ہو  
خرید کرے پس اگر اس نے اس شخص کے عوض خریدی تو جائز ہے یعنی شرکت پر ہوگی۔ اور اگر ایسی نہیں کے عوض خریدی جائے  
تصحبہ میں نہیں ہو مثلاً درسون یا دیناروں کے عوض خریدی حالانکہ مال شرکت میں سے اس کے پاس درم یا دینار نہیں ہیں  
تو خریدی ہوئی چیز خاصہ اسی مشتری کی ہوگی اور شرکت پر اس کی خرید جائز نہ ہوگی۔ اور مستفاد ضمیمین میں سے ہر ایک کو  
روا ہو کہ دونوں کے شرکتی تجارت کے غلام کو مکاتب کرے اور نیز اختیار ہو کہ غلام کو تجارت کی یا اسے کما کی اجازت  
دے یہ حیلہ میں ہو۔ اور تجارتی باندی کا بیاہ کر دے اور غلام کا نکاح نہیں کر سکتا ہو اور نہ غلام کو کسی قدر مال پر انداز کر  
ہر یہ حیلہ خفیہ میں ہو۔ اور اگر مستفاد ضمیمین میں سے ایک نے اپنے دونوں کی تجارت کے ایک غلام کو تجارت کی ایک  
باندی سے بیاہ دیا تو قیاساً جائز ہو اور اجتہاداً نہیں جائز ہو اور یہی ہمارے علماء کا قول ہے یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور مستفاد ضمیمین  
میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ نقد و دھار بطرح چاہے فروخت کرے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور مستفاد ضمیمین میں سے ہر ایک  
کو اختیار ہو کہ قبیل یا اکثریت میں کے عوض فروخت کرے الا اس قدر کی سے نہیں فروخت کر سکتا ہو کہ لوگ اپنے اذکار میں  
ایسا خسارہ فاحش نہیں آٹھائے ہیں یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر مستفاد ضمیمین میں سے ایک نے شرکت مفاوضہ کی چیز اپنے شخص کے ہاتھ فروخت  
کر دی جبکہ گواہی اس کے حق میں غیر مقبول ہوتی ہو تو بالاجماع یہ بیع شرکت مفاوضہ پر نافذ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور  
اگر دونوں میں سے ایک نے اٹھارناج خریدی تو اسکا ٹن ان دونوں پر ہوگا بخلاف شرکت عثمان کے کہ اگر اس کے ایک شریک  
نے ایسا کیا تو یہ حکم نہیں ہو۔ اور اگر مستفاد ضمیمین میں سے ایک نے اٹھارناج کی بیع سلم قبول کی تو یہ دوسرے شریک پر بھی جائز  
ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر ایک نے اٹھارناج لینے کی بیع سلم میں درم دیئے تو یہ دونوں پر جائز ہوگا۔ اور اس طرح  
اگر دونوں میں سے ایک نے عینہ کر لیا تو بھی دونوں پر روا ہوگا اور عینہ کی صورت یہ ہو کہ کوئی مال عین اس کی قیمت سے  
زیادہ داموں کو ادا ہار دین غرض خریدار کہ اسکو نقد اس کی قیمت کے برابر داموں کے فروخت کر کے سروسٹ نقد مال  
محال کرے یہ مبسوط میں ہو۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ مفاوضہ و خدمت کا مال جو عرض قرضہ مفاوضہ کے  
یا اسے اپنے ذاتی قرضہ میں بدوں اجازت اپنے شریک کے رہن کرے اس واسطے کہ ترہ حکما ادا سے قرضہ اور ادا سے قرضہ مفاوضہ  
کا اپنے ذاتی قرضہ مثل ضرر وغیرہ ادا کرنے کا دونوں میں سے ہر ایک کے وں اجازت اپنے شریک کے اختیار رکھتا ہو کما فی حیلہ خفیہ  
پس اگر اس کے شریک نے قرض سے مال مرہون واپس کر لیا چاہا تو وہ اس میں نہیں کر سکتا ہو یہ حیلہ میں ہو۔ چہ اگر قرضہ مذکور دونوں

اس کی وجہ سے  
شریک کے لئے  
مستفاد ضمیمین  
میں سے کسی ایک  
نے ایک ہفتی یا  
ایک ماہ سے کہ  
جسے ایک درم سے  
کہ دے اسے ہر کے  
سپرد کر دیا تو  
مفاوضہ باطل ہو  
جائیگی اگر ہر اس  
کا شریک شائب ہو  
وے پس اگر ہر دو  
مستفاد ضمیمین  
میں سے ایک نے  
اپنے شریک مفاوضہ  
کے غائب ہونے کی  
صورت میں مفاوضہ  
کا توڑنا چاہا تو  
اس کا یہی حیلہ ہو  
یہ ذخیرہ میں ہو  
اور اگر دونوں میں  
سے ایک نے اپنا ذاتی  
مخصوص غلام جارہ  
پر دیا یا فروخت کر  
دیا تو جب تک اجرت  
وصول نہ پاوے یا  
ٹن پر قبضہ نہ پاوے  
تب تک مفاوضہ باطل  
نہ ہوگی یہ حیلہ  
میں ہو اور جب ہر  
دو مستفاد ضمیمین  
میں سے ایک نے انکار  
کیا تو مفاوضہ ختم  
ہو جائیگی اور جب  
ہر کو یہی حکم تمام  
شریکوں میں ہوئے  
یہ ظہیر یہ میں ہو  
اور جس سے شرکت  
عثمان فاسد ہوتی  
ہو اس سے شرکت  
مفاوضہ بھی فاسد  
ہو جاتی ہو یہ بدائع  
میں ہے فصل پنجم  
ہر دو مستفاد ضمیمین  
میں سے ایک کے مال  
مفاوضہ میں تصرف  
کرنے کے یہاں امام  
محمد نے فرمایا کہ  
مستفاد ضمیمین میں  
سے ہر ایک کو اختیار  
ہو کہ کیلی یا ورنی  
چیز جو عرض اس شخص  
کے جو اس کے قبضہ میں  
ہو خرید کرے پس اگر  
اس نے اس شخص کے  
عوض خریدی تو جائز  
ہے یعنی شرکت پر  
ہوگی۔ اور اگر ایسی  
نہیں کے عوض خریدی  
جائے تصحبہ میں  
نہیں ہو مثلاً درسون  
یا دیناروں کے عوض  
خریدی حالانکہ مال  
شرکت میں سے اس کے  
پاس درم یا دینار  
نہیں ہیں تو خریدی  
ہوئی چیز خاصہ اسی  
مشتری کی ہوگی اور  
شرکت پر اس کی خرید  
جائز نہ ہوگی۔ اور  
مستفاد ضمیمین میں  
سے ہر ایک کو روا ہو  
کہ دونوں کے شرکتی  
تجارت کے غلام کو  
مکاتب کرے اور نیز  
اختیار ہو کہ غلام کو  
تجارت کی یا اسے کما  
کی اجازت دے یہ حیلہ  
میں ہو۔ اور تجارتی  
باندی کا بیاہ کر دے  
اور غلام کا نکاح  
نہیں کر سکتا ہو اور  
نہ غلام کو کسی قدر  
مال پر انداز کرے  
ہر یہ حیلہ خفیہ میں  
ہو۔ اور اگر مستفاد  
ضمیمین میں سے ایک  
نے اپنے دونوں کی  
تجارت کے ایک غلام  
کو تجارت کی ایک  
باندی سے بیاہ دیا  
تو قیاساً جائز ہو اور  
اجتہاداً نہیں جائز  
ہو اور یہی ہمارے  
علماء کا قول ہے یہ  
ظہیر یہ میں ہو۔ اور  
مستفاد ضمیمین میں  
سے ہر ایک کو اختیار  
ہو کہ نقد و دھار  
بطرح چاہے فروخت  
کرے یہ خلاصہ میں  
ہو۔ اور مستفاد  
ضمیمین میں سے ہر  
ایک کو اختیار ہو کہ  
قبیل یا اکثریت میں  
کے عوض فروخت کرے  
الا اس قدر کی سے  
نہیں فروخت کر سکتا  
ہو کہ لوگ اپنے اذکار  
میں ایسا خسارہ  
فاحش نہیں آٹھائے  
ہیں یہ بدائع میں  
ہو۔ اور اگر مستفاد  
ضمیمین میں سے ایک  
نے شرکت مفاوضہ کی  
چیز اپنے شخص کے  
ہاتھ فروخت کر دی  
جبکہ گواہی اس کے  
حق میں غیر مقبول  
ہوتی ہو تو بالاجماع  
یہ بیع شرکت مفاوضہ  
پر نافذ ہوگی یہ  
ذخیرہ میں ہو۔ اور  
اگر دونوں میں سے  
ایک نے اٹھارناج  
خریدی تو اسکا ٹن ان  
دونوں پر ہوگا  
بخلاف شرکت عثمان  
کے کہ اگر اس کے ایک  
شریک نے ایسا کیا  
تو یہ حکم نہیں ہو۔  
اور اگر مستفاد  
ضمیمین میں سے ایک  
نے اٹھارناج لینے کی  
بیع سلم میں درم  
دیئے تو یہ دونوں پر  
جائز ہوگا۔ اور اس  
طرح اگر دونوں میں  
سے ایک نے عینہ کر  
لیا تو بھی دونوں پر  
روا ہوگا اور عینہ کی  
صورت یہ ہو کہ کوئی  
مال عین اس کی قیمت  
سے زیادہ داموں کو  
ادا ہار دین غرض  
خریدار کہ اسکو نقد  
اس کی قیمت کے برابر  
داموں کے فروخت کر  
کے سروسٹ نقد مال  
محال کرے یہ مبسوط  
میں ہو۔ اور دونوں  
میں سے ہر ایک کو  
اختیار ہو کہ مفاوضہ  
و خدمت کا مال جو  
عرض قرضہ مفاوضہ  
کے یا اسے اپنے ذاتی  
قرضہ میں بدوں  
اجازت اپنے شریک کے  
رہن کرے اس واسطے  
کہ ترہ حکما ادا سے  
قرضہ اور ادا سے  
قرضہ مفاوضہ کا  
اپنے ذاتی قرضہ مثل  
ضرر وغیرہ ادا کرنے  
کا دونوں میں سے ہر  
ایک کے وں اجازت  
اپنے شریک کے اختیار  
رکھتا ہو کما فی حیلہ  
خفیہ پس اگر اس کے  
شریک نے قرض سے مال  
مرہون واپس کر لیا  
چاہا تو وہ اس میں  
نہیں کر سکتا ہو یہ  
حیلہ میں ہو۔ چہ اگر  
قرضہ مذکور دونوں

کی شرکت میں سے ہوتو راہن پر ضمان نہ ہوگی اور اگر خاصہ راہن کا قرضہ ہو تو شریک کے نصف کو راہن سے واپس لگا اور اگر مال مرہون کی قیمت پر نسبت قرضہ کے زیادہ ہو تو مقدار زیادہ میں اس پر ضمان نہ ہوگی یہ موقوفین ہوا اور اسی طرح اگر مفاد میں نے قرضہ مفاد و ضمانت میں اپنی خاص ذاتی متاع کو مرہون کیا تو تیسرے کرنے والا ہوگا بلکہ اپنے شریک سے نصف قرضہ واپس لے سکتا ہو اگر مرہون مرہون کے پاس تعلق ہو گیا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قرضہ تجارت کے عوض دونوں میں سے کسی نے مرہون لیا تو جائز ہو کہ ذاتی محیط اسخری خواہ بیع کرنے والا یہی ہو جس نے مرہون کیا یا دوسرا ہو یہ موقوفین ہو۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ مرہون لینے یا مرہون لینے کا اقرار کرے یعنی اسکا اقرار اور دونوں کا نافذ ہوگا اور اگر ایسا اقرار اپنے شریک کے مرنے کے بعد یا شرکت مفاد و ضمانت سے دونوں کے الگ ہو جانے کے بعد کیا تو اسکا اقرار شریک کے حق میں جائز نہ ہوگا یہ صراحہ مباح میں ہو۔ اور یہ مفاد و ضمانت کو روا ہو کہ کسی کے پاس واپس لے لے اور اختیار ہو کہ حوالہ قبول کرے یہ بدائع میں ہو اور یہ اختیار ہو کہ مال مفاد و ضمانت میں سے ہر پہر بھیجے اور اس میں سے دعوت تیار کرے دوسری کو ملی مقدار نہیں بیان کی گئی ہو کہ کس قدر تک ہر یہ دو دعوت میں صرف کر سکتا ہو اور بھیجے یہ ہو کہ یہ عرف پر راجع ہوگا اور وہ اس قدر ہو کہ جسکو تاجر لوگ عرف میں اسراف نہیں قرار دیتے ہیں یہ غیاث میں ہو۔ اور دوسروں کو روا ہو کہ مفاد و ضمانت سے ہر پہر قبول کرے اور اسکا کھانا کھا دیں اور اس سے متعارفین اگر چہ انکی دانست میں اسنے بغیر اجازت شریک کے ایسا کیا ہو اور جسنے کھایا یا جسکو اسنے صدقہ دیا ہو اس پر تاوان لازم نہ ہوگا اور یہ اختیار ہو کہ محیط شخصی میں ہو مگر واضح رہے کہ مفاد و ضمانت کو بد یہ دینے میں بھی کھانے کی چیزوں کا ہر پیشل کو شستہ روٹی و فواکہ کا اختیار ہو اور سونے و چاندی کے ہر یہ وسیع کا اختیار نہیں ہو یہ محیط میں ہو اور اگر مفاد و ضمانت نے کسی کو کپڑا دیا یا جانور سہہ کیا یا سونا و چاندی و متاع و اناج سہہ کیا تو اسے شریک کے حصہ میں روا نہ ہوگا اور شریک کے حصہ میں جب ہی روا ہوگا کہ جب ہر پیشل فواکہ و گوشت روٹی کے مانند چیزوں سے ہو یہ فتاویٰ کا منافی خان میں ہو اور ہر ایک مفاد و ضمانت کو اختیار ہو کہ مال کے ساتھ بدرون اجازت اپنے شریک کے سفر کرے اور یہی صحیح نہ سہہ نام و نامہ و فخر کا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ پھر جس امام کے قول پر مسافرت مفاد و ضمانت بطور مرہون مذکور جائز ہو اگر اسے شریک نے اسکو ملکی اجازت دیدی ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ بچہ یا راسل لہال کے اپنے کرایہ دکھانے میں صرف کرے اسکو حسن بن زیاد نے امام اعظم سے روایت کیا ہے کہ اگر اسنے نفع لے لیا تو پھر چہ اس نفع میں سے محسوب ہوگا ورنہ راسل لہال میں سے محسوب ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور مفاد و ضمانت میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ مال کو مضاربیت پر برے کذا فی البدائع اور یہ اصل کی روایت ہو اور یہی صحیح ہو یہ نہر الفائق و ہدایہ میں ہو اور یہی طرح اسکو روا ہو کہ دوسرے سے مال کو مضاربیت پر لے لے اور اسے جو نفع ہوگا وہ خاصہ اسی کا ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور نیز ہر ایک کو اختیار ہو کہ مال کو بضاعت پر وے یہ ظہیر میں ہو اور اگر کچھ مال بضاعت پر دیا پھر ہر دو متفق و ضنین الگ ہو گئے ہو لینے والے نے بضاعت سے کوئی چیز خریدی ہو اسے لینے والے کو دونوں کا انگ جانا معلوم ہو تو جو چیز اسنے خریدی ہو وہ خاصہ اسی کی ہوگی جس نے بضاعت دی ہو اور اگر اسکو دونوں کے جدا ہونے کا حال معلوم ہو پس اگر شریک اس بضاعت قبول کرے تو اسے کو دیا ہو تو اسکی خرید اس حکم دینے والے اور اسے شریک کے دونوں پر روا ہوگی اور اگر شریک اسکو نہیں دیا گیا ہو تو خاصہ حکم دینے والے کے واسطے خریدنے والا ہوگا یہ فتاویٰ کا ضنیان میں ہو۔ اور اگر وہ شریک کو دیا جائے بضاعت کے واسطے نہیں کہا ہے پھر بضاعت پر کام کر دینا قبول کرنے والے نے متاع خریدی ہو تو وہ خاصہ نہ شریک کو لازم ہوگی اگر مستضعف نے لینے جس نے بضاعت پر کام کرنا قبول کیا ہو دینے والے سے شریک ادا کر دیا ہو تو مفاد و ضمانت کے داروں کو اختیار ہو

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

چاہیں مستضعف سے شریک کی ضمان لین اور چاہیں مستضعف یعنی بضاعت کا حکم دینے والے سے تاوان لین پس اگر ان دونوں نے مستضعف سے  
تاوان لینا اختیار کیا تو وہ مستضعف سے واپس لیگا اور چاہیں بالغ سے اپنا ثمن بطریق ضمان وصول کر لیں پس اگر ان دونوں نے  
بالغ سے ضمان لیا تو وہ مستضعف سے رجوع کرے گا پھر مستضعف اپنے مستضعف سے رجوع کرے گا۔ اور اگر متقا وضین میں سے ایک نے  
ہزار درہم جو اسکے اور اسکے شریک عثمان کے ہیں برضا مندی شریک عثمان کے کسی کو بضاعت پر دینے تاکہ مستضعف ان  
دونوں کے واسطے کوئی متاع خریدے پھر ان تینوں میں سے ایک مر گیا پس اگر مستضعف مر گیا پھر مستضعف نے متاع خریدی  
تو وہ متاع اس شریک کی ہوگی اور وہ مال کا ضامن ہوگا جس میں سے نصف مال شریک عثمان کا ہوگا اور نصف دوسرے  
مقا وضین کا۔ اور عثمان و عثمان میت کے درمیان شریک ہوگا۔ اور اگر شریک عثمان مر گیا پھر مستضعف نے کوئی متاع خریدی تو خریدی کوئی  
چیز پوری انھیں دونوں متقا وضین کی ہوگی پھر شریک عثمان میت کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں اپنے حصہ کے واسطے  
ان متقا وضین سے رجوع کر لیں و دونوں میں سے جس سے چاہیں اور چاہیں مستضعف سے رجوع کر لیں پھر مستضعف ان دونوں میں سے  
جس سے چاہے گالے لیگا۔ اور اگر وہ متقا وضین مر گیا پھر بضاعت میں قرار دی ہو پھر مستضعف نے متاع خریدی تو اس میں سے نصف  
شریک عثمان کی ہوگی اور نصف دوسرے متقا وضین کا۔ اور متقا وضین کا حصہ میت کے وارثوں کو لے  
حصہ کی ضمان دے گا اور وارثوں کو اختیار ہوگا چاہیں مستضعف سے اپنے حصہ کی ضمان لین پھر مستضعف اسکو حکم دینے والے سے واپس لیگا  
یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور متقا وضین میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ قرض سے یہ ظاہر الوداع ہو اور یہی صحیح ہے ذخیرہ میں ہے۔  
ولیکن اگر اسکا شریک اسکو تصدیق اجازت قرض لینے کی دیدے تو دے سکتا ہو و لیکن اگر اسقدر کہ اسکا اپنی رائے سے عمل کرے  
اس میں قرض دینے کا اختیار حاصل نہ ہوگا یہ سراج و حاج میں ہے اور اگر اسنے بغیر اجازت شریک کے قرض دیا تو اسکے نصف کا  
ضامن ہوگا اور متقا وضین باطل نہ ہوگی یہ محیط شخصی میں ہے اور شریک نے فرمایا کہ جس قرض میں میں لوگوں کو خطر نہیں ہے  
قرض دینے کا اختیار رہتا ہے چاہے یہ محیط میں ہے۔ اور متقا وضین میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ مال شرکت میں سے بعض مال سے  
کسی دوسرے کے ساتھ شریک عثمان کے لئے کذا فی الملبس و خواہ عقار و متقا وضین و دونوں میں شریک کی ہو کہ ہر ایک اپنی رائے سے  
کام کرے یا ایسی شرط نہ کی ہو کہ کذا فی الذخیرہ پس اگر کسی سے شرکت عثمان کر لی تو یہ شرکت اس پر اور اسکے شریک متقا وضین دونوں  
پر جائز ہوگی خواہ شریک کی اجازت سے اسے شرکت کی ہو یا بغیر اجازت کذا فی محیط اور اگر اس سے شرکت متقا وضین کر لی  
اپنے شریک کی اجازت سے تو دونوں پر جائز ہوگی جبکہ دونوں کسی ثالث سے شرکت متقا وضین کر لیں تو وہاں چاہے وہاں اگر دونوں  
اجازت شریک کے کی ہو تو متقا وضین نہ ہوگی مگر شرکت عثمان ہوگی اور جس سے شرکت کی ہو چاہے وہ اسکا باپ یا بیٹا ہو یا کوئی  
اجنبی ہو کہچہ فرق نہیں ہے بلکہ وہاں ہر ایک پورے اور شریقی میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر متقا وضین میں سے ایک نے کسی سے بروں  
کی تجارت میں شرکت عثمان کر لی تو جائز ہو اور یہ شرکت جو قریب خریدیگا اس میں سے نصف اس شریک کے ہوگی اور باقی نصف عثمان  
و دونوں متقا وضین کے درمیان نصف نصف ہوگی اور اگر متقا وضین میں سے جس نے شرکت عثمان نہیں کی خواہ اسے کوئی غلام خرید  
تو اس میں سے بھی نصف اسکے شریک کے شریک کا ہوگا اور باقی نصف ان دونوں متقا وضین کے درمیان نصف نصف ہوگا  
یہ محیط میں ہے اور ہر متقا وضین کو اختیار ہو کہ کوئی مقرر کرے کہ اسکو مال شرکت سے ال دیکھ کر اسکو ہمارے شرکت کی  
چیزوں میں سے کسی میں خرچ کرے پھر اگر دوسرے شریک اسے اسکو وکالت سے خارج کیا تو خارج ہو جائے گا اگر خرید یا فروخت یا اجارہ  
کا وکیل ہو یہ بالغ میں ہے۔ اور اگر اسے اسکو اس واسطے وکیل کیا کہ وہ میں سے قرضہ آدھا فروخت کرے تو وہ قرضہ آدھا

مل  
بر  
ان  
نفس  
نفس  
نفس  
نفس

کر کے وصول کر لائے تو دوسرے شریک کے خارج کرنے سے خارج نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور مفاد میں کو اختیار ہو کہ عاریف  
 دیکھے اور یہ استحقاق ہو حتیٰ کہ اگر مفاد میں نے مال مفاد میں سے کوئی جائز سواری عاریف دیا اور وہ مستعیر کے پاس تلف  
 ہو گیا تو استحقاق اپنے شریک کے واسطے ضامن نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر ایک مفاد میں نے اپنے دونوں کی شرکت  
 کا جائز سواری مستعار دیا اور مستعیر اس پر سواری ہو کر روانہ ہوا پس جائز نہ ہو کہ شریک کو مر گیا پھر دونوں نے اس مقام  
 میں اختلاف کیا جہاں وہ سواری ہو کر گیا تو پس دونوں میں سے جس کسی نے اس مقام تک کے لیے اسکے عاریف دینے کی  
 تصدیق کی تو مستعیر اسکے ناوان سے بری ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور جو امر کہ ہر دو شریک خندان ہیں سے  
 ہر ایک کر سکتا ہو وہی ہر دو مفاد میں سے ہر ایک کر سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور جو امر کہ ہر دو شریک خندان ہیں سے  
 ایک نے جو عقد کیا اور جو اسکے عقد سے واجب ہوا اس میں دوسرے کے تصرف کے بیان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے  
 دوسرے کی فروخت کی ہوئی بیع کے بیع کا اقالہ کر دیا تو وہ اقالہ دوسرے پر ہی جائز ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے  
 دوسری کی بیع سلم قرار دی ہوئی کا اقالہ کر دیا تو یہ اقالہ دونوں پر جائز ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ہر دو مفاد میں ہیں  
 سے ایک نے اپنی مشترک تجارت کی باندی کسی کے ہاتھ اور دھار فروخت کی تو قبل تمام میں وصول پانے کے دونوں میں سے  
 کسی کو جائز ہوگا کہ اسکو مشتری سے شن سے کم داموں کو خریدے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک  
 نے کوئی چیز اور دھار فروخت کی پھر دیکھا تو دوسرے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری سے اسے اس کے واسطے بھرا کر دے  
 اسکو نصف شن دیدیا تو اس سے بری ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی  
 پھر مشتری کو ہبہ کر دیا یا مشتری کو بری کر دیا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک جائز ہو اور اپنے شریک کے ہبہ کا  
 ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دوسرے نے مشتری کو ہبہ کیا یا بری کر دیا تو اسے ہبہ میں ہائے ہوگا  
 اور اسکے شریک کے ہبہ میں جسے بیع قرار دی گئی بالاجماع جائز نہ ہوگا لکن فی الحقیقہ۔ اور اگر مفاد میں ہیں سے ایک نے اپنے  
 قرضہ میں جو دونوں کے واسطے کسی پر واجب ہوا جسے تاخیر دیدی دیا دوسرے کے فضل سے یا دونوں کے فضل سے یہ  
 خواہ یہ قرضہ اسی مفاد میں کے فضل سے واجب ہوا جسے تاخیر دیدی دیا دوسرے کے فضل سے یا دونوں کے فضل سے یہ  
 ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر دونوں مفاد میں پر مال میعاد او حار ہو یعنی قرضہ ہو جسکے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو پھر دونوں  
 میں سے ایک نے اس میعاد کو ساقط کر دیا یعنی مدت باطل کر دی تو باطل ہو جائیگی اور مالی فی الحال دونوں پر ہو جائیگا  
 ہو جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا تو میت پر بقدر اسکے حصہ کے قرضہ فی الحال واجب الا ادا ہو جائیگا اور  
 دوسرے کا اپنی میعاد پر رہیگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر کسی شخص کا مفاد میں پر مال ہو پس اسے ایک اسکے  
 اسکے حصہ سے بری کر دیا تو دونوں مفاد میں پر مال سے بری ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور جس عقد کا مقولہ ایک  
 ہی ہوا ہی اسکے حقوق دونوں کی طرف راجع ہونگے حتیٰ کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو چاہے باقی سے بیع سپرد  
 کرنے کا مطالبہ ہوگا ویسے ہی دوسرے شریک سے بھی تسلیم بیع کا مطالبہ ہوگا اور اگر دوسرے شریک نے جو بیع  
 نہیں ہوا ہی مشتری سے شن کا مطالبہ کیا تو مشتری پر اسکو شن دینے کے واسطے اسی طرح جبر کیا جائیگا جیسے بائع کو بیع  
 کے واسطے جبر کیا جاتا ہی یہ تانا خانہ میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز خریدی تو چاہے مشتری سے شن کا  
 مطالبہ ہوگا ویسے ہی اسکے شریک سے مطالبہ ہوگا یہ سراج و باقی میں ہو۔ اور دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ بیع چھین

عاریف دیکھے اور یہ استحقاق ہو حتیٰ کہ اگر مفاد میں نے مال مفاد میں سے کوئی جائز سواری عاریف دیا اور وہ مستعیر کے پاس تلف ہو گیا تو استحقاق اپنے شریک کے واسطے ضامن نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر ایک مفاد میں نے اپنے دونوں کی شرکت کا جائز سواری مستعار دیا اور مستعیر اس پر سواری ہو کر روانہ ہوا پس جائز نہ ہو کہ شریک کو مر گیا پھر دونوں نے اس مقام میں اختلاف کیا جہاں وہ سواری ہو کر گیا تو پس دونوں میں سے جس کسی نے اس مقام تک کے لیے اسکے عاریف دینے کی تصدیق کی تو مستعیر اسکے ناوان سے بری ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور جو امر کہ ہر دو شریک خندان ہیں سے ہر ایک کر سکتا ہو وہی ہر دو مفاد میں سے ہر ایک کر سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور جو امر کہ ہر دو شریک خندان ہیں سے ایک نے جو عقد کیا اور جو اسکے عقد سے واجب ہوا اس میں دوسرے کے تصرف کے بیان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کی فروخت کی ہوئی بیع کے بیع کا اقالہ کر دیا تو وہ اقالہ دوسرے پر ہی جائز ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے دوسری کی بیع سلم قرار دی ہوئی کا اقالہ کر دیا تو یہ اقالہ دونوں پر جائز ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ہر دو مفاد میں ہیں سے ایک نے اپنی مشترک تجارت کی باندی کسی کے ہاتھ اور دھار فروخت کی تو قبل تمام میں وصول پانے کے دونوں میں سے کسی کو جائز ہوگا کہ اسکو مشتری سے شن سے کم داموں کو خریدے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز اور دھار فروخت کی پھر دیکھا تو دوسرے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری سے اسے اس کے واسطے بھرا کر دے اسکو نصف شن دیدیا تو اس سے بری ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی پھر مشتری کو ہبہ کر دیا یا مشتری کو بری کر دیا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک جائز ہو اور اپنے شریک کے ہبہ کا ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دوسرے نے مشتری کو ہبہ کیا یا بری کر دیا تو اسے ہبہ میں ہائے ہوگا اور اسکے شریک کے ہبہ میں جسے بیع قرار دی گئی بالاجماع جائز نہ ہوگا لکن فی الحقیقہ۔ اور اگر مفاد میں ہیں سے ایک نے اپنے قرضہ میں جو دونوں کے واسطے کسی پر واجب ہوا جسے تاخیر دیدی دیا دوسرے کے فضل سے یا دونوں کے فضل سے یہ خواہ یہ قرضہ اسی مفاد میں کے فضل سے واجب ہوا جسے تاخیر دیدی دیا دوسرے کے فضل سے یا دونوں کے فضل سے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر دونوں مفاد میں پر مال میعاد او حار ہو یعنی قرضہ ہو جسکے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو پھر دونوں میں سے ایک نے اس میعاد کو ساقط کر دیا یعنی مدت باطل کر دی تو باطل ہو جائیگی اور مالی فی الحال دونوں پر ہو جائیگا ہو جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا تو میت پر بقدر اسکے حصہ کے قرضہ فی الحال واجب الا ادا ہو جائیگا اور دوسرے کا اپنی میعاد پر رہیگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر کسی شخص کا مفاد میں پر مال ہو پس اسے ایک اسکے اسکے حصہ سے بری کر دیا تو دونوں مفاد میں پر مال سے بری ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور جس عقد کا مقولہ ایک ہی ہوا ہی اسکے حقوق دونوں کی طرف راجع ہونگے حتیٰ کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو چاہے باقی سے بیع سپرد کرنے کا مطالبہ ہوگا ویسے ہی دوسرے شریک سے بھی تسلیم بیع کا مطالبہ ہوگا اور اگر دوسرے شریک نے جو بیع نہیں ہوا ہی مشتری سے شن کا مطالبہ کیا تو مشتری پر اسکو شن دینے کے واسطے اسی طرح جبر کیا جائیگا جیسے بائع کو بیع کے واسطے جبر کیا جاتا ہی یہ تانا خانہ میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز خریدی تو چاہے مشتری سے شن کا مطالبہ ہوگا ویسے ہی اسکے شریک سے مطالبہ ہوگا یہ سراج و باقی میں ہو۔ اور دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ بیع چھین







اور اگر مدعا علیہ مذکور پر ایسا حکم ہو جانے کے بعد اسے گواہ پیش کیے کہ یہ اسکے باپ کی میراث سے اسکو ملا تو اس میں دو صورتیں ہیں اول اگر گواہان وارثان میت نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال ان دونوں کی شرکت کا ہو تو گواہ مدعا علیہ مقبول نہونگے و دوم اگر انھوں نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال اس مدعا علیہ کے پاس وقت شرکت کے تھا تو امام ابو یوسف کے نزدیک مثل اول کے اسکے گواہ مقبول نہونگے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مقبول ہونگے یہ شرط مشتری میں ہے اور اگر مال مذکور وارثوں کے قبضہ میں ہوا اور انھوں نے شرکت سے انکار کیا پس مفاد ضمت زندہ نے انہیں گواہ قائم کیے کہ مفاد ضمت تھی اور وارثوں نے گواہ دینے کا باپ ہر اور یہ مال انکے واسطے سوائے اس شرکت کے جو انکے باپ، عی کے درمیان تھی اور جو پور گیا ہو تو وارثوں کے گواہ مقبول نہ ہونگے اور عیسٰی لائے سے تصحیح کی ہو کہ یہ بالاجماع سبب مامون کا قول ہے اور اگر وارثان میت نے کہا کہ ہمارا دادا ہر تھا اور یہ مال ہمارے باپ کے واسطے میراث ہو گیا تھا اور اس پر گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف کے نزدیک مقبول نہونگے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مقبول ہونگے یہ فتح القادی میں ہے اور اگر متفقہ و اسباب دونوں میں سے ایک کے قبضہ میں ہوں پس اسے مفاد ضمت سے انکار کیا تو اسکے انکار سے شرکت مفاد ضمت ٹوٹ گئی اور دونوں جدا ہو گئے پھر جب مفاد ضمت پر گواہ قائم ہونگے تو یہ انکار کرنے والا اس تمام مال کے نصف کا جو اسکے قبضہ میں ہے ضامن ہوگا اس واسطے کہ وہ اس میں تھا پس انکار کرنے سے ضامن ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قاضی مر گیا اور اسکے بعد اسکے وارث نے اس طرح انکار کیا تو وہ بھی اس صورت میں ضامن ہوگا۔ اور اگر دونوں متفاو ضمین مرے اور ہر ایک نے اپنا اپنا حصہ کر دیا ہو تو ہر ایک کے حصے کو اختیار ہوگا کہ جس خرید و فروخت کا انجام دینے والا خود اسکا موصی ہو یا ہوا اسکے مطابق کو پورا کرے پھر جب سبب وصول کر لیا تو اس پر ضامن نہیں ہو اور وارثوں پر بھی کچھ ضامن نہیں ہو مگر یہ ہوقت ہو کہ یہ سبب مفاد ضمت کا اقرار کرے نہیں جیسے خود موصی کی صورت میں ہو کہ اگر اسے ہذا خود سبب وصول کیا اور وہ مفاد ضمت کا اقرار کرتا ہو تو اپنے شریک کے حصہ کی بابت اس میں ہوگا ضامن نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ دو متفاو ضمین میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ دوسرا جو میرے ساتھ شریک ہو وہ ایک تہائی کا شریک ہو اور مدعا علیہ دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرے ساتھ ایک تہائی کا شریک ہو یعنی ہر ایک اپنے واسطے دو تہائی کا دعویٰ کرتا ہو اور مال یہ ہو کہ دونوں مفاد ضمت کا اقرار کرتے ہیں تو تمام مال خواہ عتقار ہو یا اور ہوسب حکم مفاد ضمت ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا سوائے بننے کے کپڑوں و اسباب غار و داری و ذریعہ کھانے پینے کی چیزوں و ایسی باندی کے جس سے وطنی کیا کرتا ہو یہ چیزیں خاصہ اسکی ہونگی جسکے قبضہ میں ہیں اور یہ احسان ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ شرکت سے جدائی کے بعد قبل تقسیم مال کے اس طرح اختلاف واقع ہوا ہو اور اگر دونوں متفق نہوئے لیکن دونوں میں سے ایک مر گیا پھر زندہ اور وارثوں نے مقدار شرکت میں اختلاف کیا تو بھی اس صورت میں یہاں حکم ہو جیسا دونوں کے الگ ہونے کے بعد عتقار شرکت میں اختلاف کرنے کی صورت میں مذکور ہوا ہو یہ فتاویٰ سے قاضیان میں ہے۔ اور اگر زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ میں اسکا شریک بشرکت مفاد ہوں اور جو مال اسکے قبضہ میں ہے وہ میں تہائی ہو اس طرح کہ اس میں سے دو تہائی میرا ہو اور ایک تہائی اسکا ہو اور مدعا علیہ میرے سے مفاد ضمت سے منکر ہو پھر مدعی نے ایسے گواہ قائم کیے جنھوں نے ایسی ہی گواہی دی جیسے مدعی کا دعویٰ بیان کیا ہو تو قیاساً ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اور احتساباً مفاد ضمت پر قبول ہوگی یہ محدثین میں ہے اور اگر مدعی نے یہ مفاد ضمت کا دعویٰ کیا اور دعویٰ میں شرکت نصف نصف بیان کی اور جو گواہ پیش کیے انھوں نے تین تہائی کی شرکت بیان کی تو ایسی گواہی نامقبول ہوگی۔ مدعی نے مفاد ضمت کا دعویٰ کیا اور بس پھر اسکے گواہوں نے تین تہائی کی شرکت کی گواہی دی پھر مدعی نے کہا

اور اگر مدعا علیہ مذکور پر ایسا حکم ہو جانے کے بعد اسے گواہ پیش کیے کہ یہ اسکے باپ کی میراث سے اسکو ملا تو اس میں دو صورتیں ہیں اول اگر گواہان وارثان میت نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال ان دونوں کی شرکت کا ہو تو گواہ مدعا علیہ مقبول نہونگے و دوم اگر انھوں نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال اس مدعا علیہ کے پاس وقت شرکت کے تھا تو امام ابو یوسف کے نزدیک مثل اول کے اسکے گواہ مقبول نہونگے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مقبول ہونگے یہ شرط مشتری میں ہے اور اگر مال مذکور وارثوں کے قبضہ میں ہوا اور انھوں نے شرکت سے انکار کیا پس مفاد ضمت زندہ نے انہیں گواہ قائم کیے کہ مفاد ضمت تھی اور وارثوں نے گواہ دینے کا باپ ہر اور یہ مال انکے واسطے سوائے اس شرکت کے جو انکے باپ، عی کے درمیان تھی اور جو پور گیا ہو تو وارثوں کے گواہ مقبول نہ ہونگے اور عیسٰی لائے سے تصحیح کی ہو کہ یہ بالاجماع سبب مامون کا قول ہے اور اگر وارثان میت نے کہا کہ ہمارا دادا ہر تھا اور یہ مال ہمارے باپ کے واسطے میراث ہو گیا تھا اور اس پر گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف کے نزدیک مقبول نہونگے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مقبول ہونگے یہ فتح القادی میں ہے اور اگر متفقہ و اسباب دونوں میں سے ایک کے قبضہ میں ہوں پس اسے مفاد ضمت سے انکار کیا تو اسکے انکار سے شرکت مفاد ضمت ٹوٹ گئی اور دونوں جدا ہو گئے پھر جب مفاد ضمت پر گواہ قائم ہونگے تو یہ انکار کرنے والا اس تمام مال کے نصف کا جو اسکے قبضہ میں ہے ضامن ہوگا اس واسطے کہ وہ اس میں تھا پس انکار کرنے سے ضامن ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قاضی مر گیا اور اسکے بعد اسکے وارث نے اس طرح انکار کیا تو وہ بھی اس صورت میں ضامن ہوگا۔ اور اگر دونوں متفاو ضمین مرے اور ہر ایک نے اپنا اپنا حصہ کر دیا ہو تو ہر ایک کے حصے کو اختیار ہوگا کہ جس خرید و فروخت کا انجام دینے والا خود اسکا موصی ہو یا ہوا اسکے مطابق کو پورا کرے پھر جب سبب وصول کر لیا تو اس پر ضامن نہیں ہو اور وارثوں پر بھی کچھ ضامن نہیں ہو مگر یہ ہوقت ہو کہ یہ سبب مفاد ضمت کا اقرار کرے نہیں جیسے خود موصی کی صورت میں ہو کہ اگر اسے ہذا خود سبب وصول کیا اور وہ مفاد ضمت کا اقرار کرتا ہو تو اپنے شریک کے حصہ کی بابت اس میں ہوگا ضامن نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ دو متفاو ضمین میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ دوسرا جو میرے ساتھ شریک ہو وہ ایک تہائی کا شریک ہو اور مدعا علیہ دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرے ساتھ ایک تہائی کا شریک ہو یعنی ہر ایک اپنے واسطے دو تہائی کا دعویٰ کرتا ہو اور مال یہ ہو کہ دونوں مفاد ضمت کا اقرار کرتے ہیں تو تمام مال خواہ عتقار ہو یا اور ہوسب حکم مفاد ضمت ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا سوائے بننے کے کپڑوں و اسباب غار و داری و ذریعہ کھانے پینے کی چیزوں و ایسی باندی کے جس سے وطنی کیا کرتا ہو یہ چیزیں خاصہ اسکی ہونگی جسکے قبضہ میں ہیں اور یہ احسان ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ شرکت سے جدائی کے بعد قبل تقسیم مال کے اس طرح اختلاف واقع ہوا ہو اور اگر دونوں متفق نہوئے لیکن دونوں میں سے ایک مر گیا پھر زندہ اور وارثوں نے مقدار شرکت میں اختلاف کیا تو بھی اس صورت میں یہاں حکم ہو جیسا دونوں کے الگ ہونے کے بعد عتقار شرکت میں اختلاف کرنے کی صورت میں مذکور ہوا ہو یہ فتاویٰ سے قاضیان میں ہے۔ اور اگر زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ میں اسکا شریک بشرکت مفاد ہوں اور جو مال اسکے قبضہ میں ہے وہ میں تہائی ہو اس طرح کہ اس میں سے دو تہائی میرا ہو اور ایک تہائی اسکا ہو اور مدعا علیہ میرے سے مفاد ضمت سے منکر ہو پھر مدعی نے ایسے گواہ قائم کیے جنھوں نے ایسی ہی گواہی دی جیسے مدعی کا دعویٰ بیان کیا ہو تو قیاساً ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اور احتساباً مفاد ضمت پر قبول ہوگی یہ محدثین میں ہے اور اگر مدعی نے یہ مفاد ضمت کا دعویٰ کیا اور دعویٰ میں شرکت نصف نصف بیان کی اور جو گواہ پیش کیے انھوں نے تین تہائی کی شرکت بیان کی تو ایسی گواہی نامقبول ہوگی۔ مدعی نے مفاد ضمت کا دعویٰ کیا اور بس پھر اسکے گواہوں نے تین تہائی کی شرکت کی گواہی دی پھر مدعی نے کہا

کہ شرکت یوں ہی تھی تو گواہی آسماناً قبول ہوگی یہ محیط خسر ہی میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوین میں شرکت سے الگ ہو گئے ہوں تو دونوں میں سے ایک نے گواہ قائم کیے کہ کل مال اسکے شریک کے قبضہ میں تھا اور فلان شہر کے قاضی نے اسکے شریک پر اسکا حکم دیا یا ہوا اور ان گواہوں نے مال بیان کر دیا اور گواہی دی کہ قاضی نے کور سے اس مال کا دونوں کے درمیان نصف نصف ہونے کا حکم دیا ہر دو دوسرے نے انہی کے مثل بیان ہی قاضی کے حکم کے یا دوسرے قاضی کے گواہ قائم کیے پس اگر ایک ہی قاضی کا دونوں نے حوالہ دیا اور ہر دو احکام قضائی تاریخ معامد ہو گئی تو اخیر حکم کو لیا جائیگا اور اگر یہ معلوم ہوئی یا حکم قضاء دو قاضیوں کا ہو تو ہر ایک پر وہ حکم قضا لازم ہوگا جو اس پر نافذ کیا گیا ہو اس واسطے کہ ہر میں دونوں میں سے ہر ایک کی پس ہر ایک مدعی دوسرے سے جو اس پر حساب کیے محسوب کرے اور جو کچھ بڑے وہ باہم ایک دوسرے سے لے لیں انھیں میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوین درگت پھر جمیع داروں نے جو کچھ دونوں نے چھوڑا تھا یا ہم تقسیم کر لیا پھر ان لوگوں نے مال کثیر یا بچہ ہر دو فریق میں سے ایک نے کہا کہ یہ ہمارے حصہ تقسیم میں کا ہو تو بدوں گواہوں کے اسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور دوسرے فریق پر قسم عام ہوگی پھر اگر انھوں نے قسم کھائی تو مال مذکور دونوں میں نصف نصف کہا جائیگا اور اگر مال مذکور انھیں درمیان میں ہو پس اگر انھوں نے فریق تانی سے بعد تقسیم کے برائت کے اقرار کے گواہ کر لیے ہوں تو اسکے دعویٰ کی تصدیق کی جائیگی اور اگر انھوں نے برائت کے گواہ نہ کر لیے ہوں تو فریق دیگر سے قسم لیا جائیگی وائے مال اس فریق کے حصہ تقسیم میں نہیں اخل ہوا ہو پس اگر انھوں نے قسم کھائی تو یہ مال ان دونوں میں نصف نصف کیا جائیگا یہ سبوط میں ہو۔ اور اگر مال مذکور ایک فریق کے قبضہ میں ہو پس انھوں نے کہا کہ یہ مال ہمارے باپ کا تھا تو سے پہلے کا ہو اور فریق دیگر نے تکذیب کی تو مال مذکور دونوں فریق میں نصف نصف ہوگا اگرچہ مال شرکت سے بچا ہو تمام وصول پانے کے اقرار برائت کے گواہ کر لیے ہوں اور اگر انھوں نے نہ کرے تو غیر سب سے برائت کا اقرار کیا اور انھوں نے اسکے گواہ کر لیے ہوں تو وہ خاصۃً انھیں کا ہوگا۔ اور اگر مال مذکور ہر دو فریق کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہو تو وہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا (لا انکر کسی فریق کے واسطے گواہ قائم ہوں یہ محیط خسر ہی میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے دس برس سے مفاد صحت کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے یہ گواہی قبول کر لی تو مفاد صحت دس برس سے اور اسکے پہلے سے ثابت ہوگی حتیٰ کہ جو کچھ اسکے قبضہ میں ہو دس برس سے یا پہلے سے سب کی نسبت دونوں میں نصف نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر گواہوں نے دس برس کی ابتداء سے مفاد صحت شروع و قرار پانے کی گواہی دی تو فقط دس برس سے مفاد صحت کا حکم دیا جائیگا اور اس سے پہلے سے مفاد صحت کا حکم نہ دیا جائیگا پس جس مال کی نسبت یہیں معلوم ہو کہ یہ ان دونوں میں سے کسی کا قبل مفاد صحت کا ہو وہ اسی کے ساتھ منکھس ہوگا اور جس مال کی نسبت دونوں احتمال ہوں کہ قبل کا ہو یا مفاد صحت کا ہو وہ مفاد صحت میں قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر یہ دونوں میں سے ایک نے دو شخصوں کو حکم دیا کہ تم دونوں تم دونوں کے واسطے ایک غلام خریدو اور جنس غلام واسکا شن بیان کر دیا پھر دونوں نے ایسا غلام خریدا اور حال یہ ہو کہ دونوں متفاوین شرکت سے جدا ہو گئے ہیں پس حکم دینا ہے کہ کچھ جدا ہو چکے انھوں نے خریدا ہو پس یہ خاصۃً میرا ہو اور دوسرے نے کہا کہ دونوں نے اسکو قبل ہمارے جدا ہونے کے خریدا ہو پس ہم دونوں میں شریک ہوں تو قسم سے حکم دینا ہے کہ تول قبول ہوگا اور گواہ دوسرے کے قبول ہوئے یعنی اگر وہ دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ دوسرے کے قبول ہونے اور واضح رہے کہ اگر ہر دو قبول لے گواہی دی تو قبول نہ ہوگی یہ قسمائے قاضیخان میں ہو۔ اور اگر

۱۔ اگر ہر دو متفاوین میں شرکت سے الگ ہو گئے ہوں تو دونوں میں سے ایک نے گواہ قائم کیے کہ کل مال اسکے شریک کے قبضہ میں تھا اور فلان شہر کے قاضی نے اسکے شریک پر اسکا حکم دیا یا ہوا اور ان گواہوں نے مال بیان کر دیا اور گواہی دی کہ قاضی نے کور سے اس مال کا دونوں کے درمیان نصف نصف ہونے کا حکم دیا ہر دو دوسرے نے انہی کے مثل بیان ہی قاضی کے حکم کے یا دوسرے قاضی کے گواہ قائم کیے پس اگر ایک ہی قاضی کا دونوں نے حوالہ دیا اور ہر دو احکام قضائی تاریخ معامد ہو گئی تو اخیر حکم کو لیا جائیگا اور اگر یہ معلوم ہوئی یا حکم قضاء دو قاضیوں کا ہو تو ہر ایک پر وہ حکم قضا لازم ہوگا جو اس پر نافذ کیا گیا ہو اس واسطے کہ ہر میں دونوں میں سے ہر ایک کی پس ہر ایک مدعی دوسرے سے جو اس پر حساب کیے محسوب کرے اور جو کچھ بڑے وہ باہم ایک دوسرے سے لے لیں انھیں میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوین درگت پھر جمیع داروں نے جو کچھ دونوں نے چھوڑا تھا یا ہم تقسیم کر لیا پھر ان لوگوں نے مال کثیر یا بچہ ہر دو فریق میں سے ایک نے کہا کہ یہ ہمارے حصہ تقسیم میں کا ہو تو بدوں گواہوں کے اسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور دوسرے فریق پر قسم عام ہوگی پھر اگر انھوں نے قسم کھائی تو مال مذکور دونوں میں نصف نصف کہا جائیگا اور اگر مال مذکور انھیں درمیان میں ہو پس اگر انھوں نے فریق تانی سے بعد تقسیم کے برائت کے اقرار کے گواہ کر لیے ہوں تو اسکے دعویٰ کی تصدیق کی جائیگی اور اگر انھوں نے برائت کے گواہ نہ کر لیے ہوں تو فریق دیگر سے قسم لیا جائیگی وائے مال اس فریق کے حصہ تقسیم میں نہیں اخل ہوا ہو پس اگر انھوں نے قسم کھائی تو یہ مال ان دونوں میں نصف نصف کیا جائیگا یہ سبوط میں ہو۔ اور اگر مال مذکور ایک فریق کے قبضہ میں ہو پس انھوں نے کہا کہ یہ مال ہمارے باپ کا تھا تو سے پہلے کا ہو اور فریق دیگر نے تکذیب کی تو مال مذکور دونوں فریق میں نصف نصف ہوگا اگرچہ مال شرکت سے بچا ہو تمام وصول پانے کے اقرار برائت کے گواہ کر لیے ہوں اور اگر انھوں نے نہ کرے تو غیر سب سے برائت کا اقرار کیا اور انھوں نے اسکے گواہ کر لیے ہوں تو وہ خاصۃً انھیں کا ہوگا۔ اور اگر مال مذکور ہر دو فریق کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہو تو وہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا (لا انکر کسی فریق کے واسطے گواہ قائم ہوں یہ محیط خسر ہی میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے دس برس سے مفاد صحت کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے یہ گواہی قبول کر لی تو مفاد صحت دس برس سے اور اسکے پہلے سے ثابت ہوگی حتیٰ کہ جو کچھ اسکے قبضہ میں ہو دس برس سے یا پہلے سے سب کی نسبت دونوں میں نصف نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر گواہوں نے دس برس کی ابتداء سے مفاد صحت شروع و قرار پانے کی گواہی دی تو فقط دس برس سے مفاد صحت کا حکم دیا جائیگا اور اس سے پہلے سے مفاد صحت کا حکم نہ دیا جائیگا پس جس مال کی نسبت یہیں معلوم ہو کہ یہ ان دونوں میں سے کسی کا قبل مفاد صحت کا ہو وہ اسی کے ساتھ منکھس ہوگا اور جس مال کی نسبت دونوں احتمال ہوں کہ قبل کا ہو یا مفاد صحت کا ہو وہ مفاد صحت میں قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر یہ دونوں میں سے ایک نے دو شخصوں کو حکم دیا کہ تم دونوں تم دونوں کے واسطے ایک غلام خریدو اور جنس غلام واسکا شن بیان کر دیا پھر دونوں نے ایسا غلام خریدا اور حال یہ ہو کہ دونوں متفاوین شرکت سے جدا ہو گئے ہیں پس حکم دینا ہے کہ کچھ جدا ہو چکے انھوں نے خریدا ہو پس یہ خاصۃً میرا ہو اور دوسرے نے کہا کہ دونوں نے اسکو قبل ہمارے جدا ہونے کے خریدا ہو پس ہم دونوں میں شریک ہوں تو قسم سے حکم دینا ہے کہ تول قبول ہوگا اور گواہ دوسرے کے قبول ہوئے یعنی اگر وہ دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ دوسرے کے قبول ہونے اور واضح رہے کہ اگر ہر دو قبول لے گواہی دی تو قبول نہ ہوگی یہ قسمائے قاضیخان میں ہو۔ اور اگر



شریک نے جو جدا ہو گئے ہیں کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہ کیوں نے اسکو کسب خریدار ہو تو وہ حکم دہندہ کے واسطے مخصوص ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر حکم دہندہ نے کہا کہ دونوں نے اسکو قبل جدا ہونے کے خریدار ہو اور دوسرے نے کہا کہ ہمارے جدا ہونے کے بعد خریدار ہو تو قبول دوسرے کا اور گواہ حکم دہندہ کے قبول ہونے کے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر متفقہ زمین میں سے ایک نے اپنی شرکت کا غلام آزاد کر دیا تو جسے غیر مفاد میں کا قول آسین ویسے مفاد میں کا قول ہوگا۔ اور اگر متفقہ زمین جدا ہو گئے پھر ایک نے کہا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں مکاتب کیا تھا تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی لیکن اسکا اقرار اسکی خواتین حصہ کی نسبت صحیح ہو اور اسکی شرکت کو اختیار ہوگا کہ اسی وقت اس کتابت کو رد کرے لیکن اس سے پہلے اسکی علم پر قسم لیا جائیگی اور یہ اختیار اسکو اسوجہ سے ہو کہ اسکی ذات سے ضرر نہ ہو اور اسی طرح اگر ایک نے اقرار کیا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں آزاد کر دیا تو یعنی اس صورت میں بھی اسکا اقرار فقط اپنے ذاتی حصہ کی نسبت صحیح ہوگا اور اس صورت میں دوسرے سے قسم لینے میں مشغول نہ ہونا چاہیے بخلاف صورت کتابت کے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر متفقہ زمین جدا ہو گئے اور ہر ایک نے دوسرے سے ہر شرکت سے برارت کے گواہ کر دیے پھر ایک نے کہا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں آزاد کیا تھا پس نصف قیمت جو چھپائی وہ میں نے تجھ سے برارت کرائی پس دوسرے نے اسکی قول اعتقاد میں تصدیق کی لیکن یہ کہا کہ میں نے اسی وقت غلام سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو قبول اسی کا مقبول ہوگا جس نے آزاد نہیں کیا ہو مگر اس سے قسم لیا جائیگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے نصف قیمت تاوان لے لے مگر شریک سے زمین لے سکتا ہو اور یہ امام اعظم کا قول ہو اور اگر شرکت یگہ نے کہا کہ میں نے تجھ سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو آزاد کنندہ اس ضمانت سے بربارت واقع ہونے کے بری ہو گیا اور غلام پر کبھی کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے کچھ اختیار نہیں کیا تھا تو اسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے ضمانت لے لے مگر شریک سے زمین لے سکتا ہو یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر آزاد کنندہ نے گواہ قائم کیے کہ اسنے اسوقت اس مقرر سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو گواہوں سے ثابت ہو جائے گا کہ اس نے جہاں ضمانت قرار دیا جائیگا پس نظر نہ کرنا تاوان سے بری ہوگا اور غلام پر بھی کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر شریک نے کہا کہ اس نے جدا ہونے کے بعد ہی آزاد کیا ہو حالت شرکت میں نہیں آزاد کیا ہو تو اس میں بھی قبول اسی کا قبول ہو پھر اگر آزاد کنندہ نے گواہ قائم کیے کہ اس نے حالت شرکت میں آزاد کیا تھا اور اس شریک نے آزاد کنندہ سے نصف قیمت تاوان لینا اختیار کی تھی اور شریک نے گواہ دیے کہ اس نے بعد جدا ہونے کے آزاد کیا اور شریک نے غلام سے ضمانت کرائی اختیار کی تھی تو گواہ آزاد کنندہ کے مقبول ہونے اور آزاد کنندہ اور غلام دونوں نصف قیمت غلام سے بری ہونے کے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر ان دونوں متفقہ زمین میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں ہزار درم پر مکاتب کر دیا تھا اور یہ مال کتابت اس سے وصول پایا اور غلام مر گیا پس یہ برارت میں داخل ہو گیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ تو نے اسکو بعد جدا ہونے کے مکاتب کیا ہو تو قبول اسی کا قبول ہوگا جسے مکاتب نہیں کیا تھا اور اگر غلام مذکور مر گیا اور مال چھوڑ گیا پس اسنے کہا کہ میں نے اسکو بعد جدا ہونے کے مکاتب کیا ہو اور میں ہی اسکا وارفتہ ہوں اور دوسرے نے کہا کہ تو نے حالت مفاد میں مکاتب کیا پس ہم دونوں اسکی وارث ہیں اور حال یہ ہو کہ مکاتب مذکور نے کچھ اور نہیں کیا تھا تو بھی قبول اسکا قبول ہوگا جس نے مکاتب نہیں کیا ہو یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر مفاد میں سے ایک نے مال مفاد میں سے کچھ مال کسی کے پاس دیعت رکھا پھر مستوع نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے یا تیرے ساتھی کو واپس یا ہوا تو ہم سے ہی کا

قنادی ہندوستان کا ایک شکر کارخانہ

قول قبول ہوگا یہ بوطین ہو چکر اگر اس شخص نے سپر لیا دعویٰ کیا ہو اس امر سے انکار کیا تو وہ ودیعت کے ماتحت ار کے کہنے سے ایک دوسرے شریک کے واسطے اسکے حصہ کا ضامن نہ ہوگا لیکن اس سے قسم لیا گیا کہ دائلہ میں نے وصول نہیں پایا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک دگر گیا مستودع نے میرٹ کو دیدیے کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہو مگر یہاں وارثان میرٹ سے اسکے علم پر قسم لیا گیا کہ دائلہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ ہمارے مورث نے یہ مال ودیعت وصول پایا ہو۔ اور اگر مستودع نے وارثان میرٹ کو دیدیے کا دعویٰ کیا اور انھوں نے قسم کھالی کہ ہم نے نہیں وصول پایا تو مستودع مذکور جو شریک زندہ کا ضامن ہوگا جو شریک زندہ وارثان میرٹ کے درمیان مساوی مشترک ہوگا یہ محیط خسی میں ہو اور اگر مستودع نے کہا کہ جو مال مجھے اسنے ودیعت دیا تھا وہ میں نے اس شریک کے مرنے کے بعد جیسے مجھے ودیعت نہیں دیا تھا واپس کر دیا ہو اور اس پر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہو گیا لیکن زندہ شریک کے ذمہ مال نہ کرنا لازم ہونے کے واسطے اسکی تصدیق نہ کی جائیگی اگر شریک زندہ قسم کھا لیوے کہ میں نے اس مال کو وصول نہیں پایا ہو یہ بوطین ہو اور اگر مستودع مریا پھر شریک پاس ودیعت تھی اس نے کہا کہ میں نے اس میں سے نصف مال شریک زندہ کو اور نصف مال وارثان میرٹ کو واپس پایا اور اس پر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہو گیا لیکن اگر ہر دو فریق میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے نصف وصول پایا ہو تو دوسرا فریق اس میں شریک ہوگا یہ محیط خسی میں ہو اور اگر دونوں شریک زندہ ہوں پس مستودع نے کہا کہ میں نے مال ودیعت دونوں کو واپس پایا ہو پس ایک نے اسکا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مستودع بری ہوگا اور اس پر قسم بھی عائد نہ ہوگی اور اگر دونوں شریک جدا ہونگے ہوں پھر مستودع نے کہا کہ میں نے اسکو واپس پایا جس نے میرے پاس ودیعت رکھا تھا تو وہ بری ہو اور اگر کہا کہ میں نے دوسرے کو واپس دیا ہو اور اسنے تکذیب کی تو وہ نصف اس مال کا جو ودیعت دیا ہو۔ ضامن ہوگا پھر جو کچھ مستودع نے وصول پایا ہو وہ دونوں میں نصفاً نصف ہوگا اور اگر شریک مذکور نے مستودع کی تصدیق کی تو مستودع کو اختیار ہو چاہے اپنے شریک سے ضمان لے اور چاہے مستودع سے ضمان لے یہ بوطین ہو۔ فصل ششم متفاوینین پر ضمان واجب ہونے کے بیان میں۔ اگر متفاوینین میں سے ایک نے کوئی جانور سوار ہو کسی مقام معلوم تک جانے کے واسطے مستعار لیا پھر اسکا شریک اس پر سوار ہو گیا اور جانور نہ کور تھا کہ مریا گیا تو دونوں اسکے ضامن ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک نے کوئی جانور اپنا مخصوص طعام لانے کے واسطے مستعار لیا پھر اس پر شریک نے اپنا اس قدر طعام یا اس سے ہلکا بوجھ لادیا تو وہ ضامن نہ ہوگا یہ محیط خسی میں ہو۔ پھر واضح ہو کہ سوار ہونے کے مسئلہ مذکورہ بالا میں جب دونوں پر ضمان واجب ہوئی اور سوار ہونے والے نے مال شریک میں سے یہ ضمان دانی پس آیا اسکا شریک اسکا نصف اس سے واپس لے سکتا ہو یا نہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں اول اگر وہ دونوں کے کام کے واسطے سوار ہو کر گیا تھا اور اس صورت میں وہ واپس نہیں لے سکتا ہو دوم اگر سوار ہونے والا صرف اپنے ذاتی کام کے واسطے سوار ہو کر گیا تھا تو جو شریک سوار نہیں ہوا تھا وہ اس سے نصف مال ضمان واپس لے سکتا ہو اور جانور کے مالک کو اختیار ہو کہ دونوں میں سے جس سے چاہے مال ضمان وصول کرے یہ محیط میں ہو۔ اور اس طرح اگر متفاوینین میں سے ایک نے کوئی جانور زرعی کپڑوں کی گھڑی بار کرنے کے واسطے مستعار لیا پھر اسکے شریک نے اتنے بوجھ کی دوسری گھڑی اس پر لادی اور مستعار لینے والے نے کچھ نہیں لادیا تو بھی وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر شریک نے اس پر بوسٹین چاوریں غیرہ اور اس کے کپڑے لادے تو وہ ضامن ہوگا کیونکہ خلیفہ تعلق ہوئی اور اسوجہ سے جانور کے حق میں ضرر متفاوت ہو گیا ہو پس اس صورت میں اگر مستعار لینے والا اس طرح

وہ جانور  
جب  
میان  
خسب  
نہ ہو  
جگہ  
جس سے  
شرکت  
میں لادو  
میں خواہ  
میں ہو  
یا دولت  
یا کھورا  
۱۷ ۱۸  
مسند

مختلف الجنس و متفاوت الضرب بار کرتا تو ضامن ہوتا پس ایسا ہی اسکا شریک بھی ضامن ہوگا پھر اس تاوان کو  
 دیکھا جائیگا کہ اگر مال مذکور دونوں کی تجارت کا ہو تو نیز وہ تاوان دونوں پر ہوگا اور اگر مال مذکور لانے والے کے پاس  
 بضاعت ہو تو ضامن اگرچہ دونوں پر لازم ہوگی اسوجہ سے کہ لانے والا غائب ہو اور دوسرا اسکی طرف سے ضامن ہو  
 لیکن جس شریک نے مال نہیں لادیا ہو وہ دوسرے سے اسکا نصف واپس لےگا اگر یہ مال تاوان مال شرکت سے ادا کیا ہو  
 یہ سب سوا میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے دس گون گھوٹ لادنے کے واسطے مستعار لیا پھر دوسرے نے اس پر دس گون  
 جو لادے اور یہ مال ان دونوں کی شرکت کا ہو تو ضامن نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دونوں کے درمیان شرکت عثمان ہوئے اور  
 دونوں میں سے ایک نے مستعار لیا تو اس میں بھی جوابی طرح ہوگا جیسے شرکت مفاد و ضمت میں مذکور ہو بقضائے قاضی خان  
 میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو بخار سے آگے بچانا پھر شریک مذکور آگے نکل گیا اور مال  
 تلف ہو گیا تو وہ ضامن ہوگا یہ سب میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاد و ضمت میں سے ایک در گیا حالانکہ جو مال آگے پاس تھا  
 اسکا مال نہیں بیان کیا ہو تو وہ اپنے شریک کے واسطے اسکے حصہ کا ضامن نہ ہو جائیگا یہ فتح القدر میں ہو۔  
 تیسرا باب شرکت عثمان کے بیان میں۔ اس میں تین فصلیں ہیں فصل اول عثمان کی تفسیر و شرائط و احکام کے  
 بیان میں۔ شرکت عثمان یہ ہے کہ دو آدمی ایک نوع تجارت مثل گھوٹ یا اناج میں شرکت کریں یا عموم تجارت میں  
 شرکت کریں مگر خاصہ کفالت کو ذکر نہ کریں اور نہ مفاد و ضمت کو ذکر کریں کہ جو مقصود معنی و کالت ہوتا کہ بہ شرکت تمام  
 ایسے لوگوں کے درمیان جائز ہو جو تجارت کی اہلیت رکھتے ہیں یہ محیط خشی میں ہو اور جائز ہو ایسی شرکت و بیان  
 مردوں و عورتوں و بالغ و طفل و افرون و آزاد و غلام و افرون و مسلمان و کافر کے کذا فی فتاویٰ قاضی خان فی التجارہ ویر  
 رکا متبہ کے تہذیب میں ہو۔ اور اگر کفالت کو ذکر کیا اور باقی شرط مفاد و ضمت کے پورے پورے پائے جائے ہیں تو مفاد و ضمت  
 مستعار ہوگی اور اگر پورے نہ پائے جاتے ہوں تو چاہیے کہ شرکت عثمان منعقد ہو دوسرے فتح القدر میں ہو۔ اور شرکت عثمان  
 جائز ہے جس کے شرط یہ ہیں کہ مال میں ہو حاضر ہو یا تجانس عقد سے غائب ہو مگر مشارالہ ہو اور حال میں مساوات ہونا  
 شرط نہیں ہو اور نیز باوجود اس مال مساوی ہونے کے نفع میں ایک سے واسطے تہذیب و دوسرے کے زیادتی شرط کرنی  
 جائز ہے یہ محیط خشی میں ہو۔ امام شریعت نے اسکی تحریر کی کہ یہ کفالت و اناج یا تجارت علیہ فلان فلان یعنی  
 وہ چیز ہو کہ اشتراک کیا اس میں فلان و فلان نے کہ دونوں نے اشتراک کیا تقویٰ اللہ تعالیٰ و ادا امانت پر پھر ہر ایک  
 کے راس المال کی مقدار میں کرے اور تحریر کرے کہ ہر سہ سال ان دونوں کے قبضہ میں ہو کہ اس سے دونوں خریدیں  
 و فروخت کریں ہر دو اکٹھا اور نیز علیحدہ علیحدہ اور ہر ایک سے دونوں میں سے اپنی رائے سے کام کریگا اور نقد و دار  
 جیسا چاہیگا فروخت کریگا پھر شریک کرے کہ پس جو کچھ نفع حاصل ہوگا وہ ان دونوں کے درمیان بقدر ہر ایک کے  
 راس المال کے دونوں میں شریک ہوگا اور جو کچھ ضی یا تلف ہو وہ بھی دونوں پر اسی حساب سے ہوگی۔ اور اگر دونوں نے  
 نفع و نقصان میں تفاوت شرط کیا ہو تو اسی طرح نامی طرح شرط کیا ہو اور آخر میں تحریر کرے کہ دونوں نے اس قرار دیا  
 ہر روز فلان ماہ فلان حصہ فلان اشتراک کیا یہ فتح القدر میں ہو۔ اور حکم عثمان یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے شریک کی  
 طرف سے عقد تجارت میں وکیل ہو جاتا ہو لیکن جو کچھ اسکے شریک کے عقد سے واجب ہو وہی اسے استیفا کرے واسطے  
 اپنے شریک کی طرف سے وکیل نہیں ہوتا یہ محیط خشی میں ہو اور شرکت عثمان میں ہر ایک دوسرے کی طرف سے

سلسلہ  
 عمان  
 درکار  
 ہندیہ  
 جلد دوم

کفیل نہیں ہوتا ہو جب کہ کفالت کو بیان نہ کیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان بین ہر فصل دوم نفع و نقصان مال و گھٹی کی شرط کے بیان میں۔ اگر دونوں کی جانب سے مال شرکت عنان میں ہوا اور کام کرنا ایک کے ذمہ ہو پس اگر دونوں نے نفع میں اپنے اپنے راسل مال کی مقدار پر شرط کی تو جائز ہوا اور اسکا نفع اسی کا اور نقصان اسی پر ہوگا۔ اور اگر دونوں نے کام کرنے والے کے واسطے اس کے راسل مال کی مقدار سے زائد نفع شرط کیا تو شرط کے موافق جائز ہو اور کام کرنے والے کے پاس دینے والے مال بطور مضاربت ہوگا اور اگر دینے والے کے واسطے اس کے راسل مال سے زیادہ نفع شرط کیا تو شرط نہیں صحیح ہو اور کام کرنے والے کے پاس دینے والے مال بضاعت ہوگا اور ہر ایک کے واسطے اس کے مال کا نفع ہوگا یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر دونوں پر کام کرنے کی شرط کی گئی تو شرکت صحیح ہوگی۔ اور اگر ایک راسل مال قلیل اور دوسرے کا کثیر ہو اور نفع کی شرط یہ کی کہ دونوں میں مساوی ہو یا ایک کے واسطے کم اور دوسرے کے واسطے زیادہ حصہ ہو تو نفع دونوں میں موافق شرط کے ہوگا اور گھٹی ہمیشہ ہر ایک پر دونوں میں سے بقدر دونوں کے راسل مال کے ہوگی یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر باوجود غفلت دونوں کے ایک نے کام کیا اور دوسرے نے بلا عذر یا بعد از کام نہ کیا تو مثل معاً و دونوں کے کام کرنے کے ہوگا یہ مضاربت میں ہو۔ اور اگر پورا نفع دونوں نے ایک ہی کے واسطے شرط کیا تو یہ نہیں جائز ہو یہ نہ اتفاق میں ہو۔ دو شخصوں نے شرکت کی پس ایک ہزار درہم اور دوسرا دو ہزار درہم لایا اور شرط یہ قرار دی کہ نفع و گھٹی دونوں میں نصف نصف ہو تو عقد جائز ہوا و شرط نہ کر گھٹی کے حق میں باطل ہو پس اگر دونوں نے کام کیا اور نفع اٹھایا تو دونوں میں موافق شرط کے نصف نصف ہوگا اور اگر گھٹی اٹھائی تو گھٹی دونوں میں سے ہر ایک پر بقدر راسل مال کے ہوگی یعنی دو حصہ دو ہزار والے پر اور ایک حصہ ایک ہزار والے پر ہوگی یہ محیطہ خسر میں ہو۔ اور شرکت عنان میں جائز ہو کہ ہر ایک اپنے کل مال میں سے تھوڑے مال پر قرار دے اور تھوڑے مال پر قرار دے یہ بختابیہ میں ہو۔ اور اگر مال شرکت یا دونوں میں سے ایک مال قبل اسکے کہ دونوں اس سے خرید کر تلف ہو گیا تو شرکت باطل ہو جائیگی یہ بختابیہ میں ہو اور ہر دو مال میں سے جو مال قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہوا وہ اپنے مالک کا مال گیا خواہ مالک کے ہاتھ میں تلف ہوا ہو یا دوسرے کے قبضہ میں سے ضائع کیا ہو یہ محض میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک ہزار درہم لایا اور عقد شرکت عنان قرار دیا و بیکر دونوں مالوں کو غلط کر دیا پھر اس مال مخلوط میں سے قبل خرید کے تلف ہوا تو جس قدر تلف ہوا ہر دو مال کا مال گیا اور جو باقی رہا ہو وہ دونوں میں مشترک ہوگا لیکن اگر تلف شدہ میں یا باقی میں سے کچھ بچا نا چاہے کہ وہ ان دونوں میں سے خاص اسکا ہو تو تلف شدہ میں سے یہ بچا نا ہوا اسی کا مال گیا اور باقی میں بچا نا ہوا اسی کا ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنے مال سے خریدا اور دوسرے کا مال تلف ہو گیا تو کچھ خریدا ہو وہ دونوں میں دونوں کی باقی شرط کے موافق مشترک ہوگا یہ جو ہر ذریعہ میں ہو۔ اگر ہر دو دونوں نے وقت عقد کے وکالت کی کہ ہر ایک دوسرے کی طرف سے کپل ہو نصرت کی ہو یہ ضمانت میں ہو جو چھ خریدا ہو وہ دوسرے سے اس خریدی چیز کی ثمن سے جس قدر حصہ سپرد ہوتا ہو اس سے واپس لے گا یہ اختیار شیخ ختم میں ہو۔ پھر واضح ہو کہ اس خریدی ہوئی چیز میں جو دونوں کی شرکت بیان کی گئی یہ امام محمد رحمہ کے نزدیک شرکت بقدر ہونگی پس دونوں میں سے ہر ایک کو اس میں نصرت کر نیک اختیار ہوگا یہ نہ اتفاق میں ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیطہ خسر میں ہو اور یہ اس وقت ہو کہ ایک شریک کے اپنے مال سے خریدنے کے بعد دوسرے کا مال تلف ہو گیا اور اگر قبل خرید



واقع ہونے کے ایک سال تک ہوا پھر دوسرے نے اپنے مال سے خرید کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں نے عقد شرکت میں وکالت کی تصریح کر دی ہو تو خریدی چیز دونوں میں حکم وکالت مفردہ مشترک ہوگی اور خریدی چیز دوسرے سے اسکا حصہ نہیں واپس لینگا اور اگر فقط عقد شرکت ہی بیان کیا ہو اور عقد مشترک میں وکالت کی تصریح نہ کی ہو تو خریدی چیز فقط مشتری کی ہوگی یہ تبیین میں ہر نوادر میں مذکور ہو کہ زید نے عمرو کو ہزار درہم اس شرط پر دیے کہ ان سے کار تجارت کوہ بدین شرط کہ نفع کام کرنے والے کا اور کٹتی بھی اسی پر ہوگی پھر یہ درہم قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہو گئے تو عمرو اسکا ضامن ہوگا اور اگر زید نے اس سے کہا کہ ان سے کام کر بدین شرط کہ نفع ہم دونوں میں اور کٹتی ہم دونوں پر ہوگی پھر قبل اسکے کہ وہ ان درہم سے کام کرے یہ کام تلف ہو گئے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک عمرو نصف مال مذکور کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اس پر ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر عمرو نے اس سے کچھ خرید لیا مگر ہنوز ادا نہ کیا تھا کہ یہ مال تلف ہو گیا تو زید پر نصف مال کی ضمان اور عمرو پر نصف مال دیگر کی ضمان ہوگی یہ شرط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کا راس المال درہم اور دوسرے کا راس المال دینار ہوں اور ان دیناروں کی قیمت ان درہم کے برابر ہو پھر درہم والے نے درہم کے عوض ایک غلام خریدا اور دیناروں والے نے دیناروں کے عوض کوئی باندی خریدی اور ہر دو مال ادا کر دیے گئے اور یہ خرید و صفقوں میں واقع ہوئی پھر غلام و باندی ان دونوں کے قبضہ میں تلف ہو گئے تو دونوں میں سے ہر ایک اپنے مشترک یا اگر سے اپنا نصف راس المال واپس لینگا۔ اور اگر دونوں نے دونوں بیچ کو ایک ہی صفقہ میں خریدا اور باقی مسئلہ محال ہو تو دونوں میں سے کوئی اپنے شریک یا اگر سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ اور اگر دونوں نے درہم کے عوض ایک متاع خریدی پھر اسکے بعد دیناروں سے ایک متاع خریدی پھر دونوں نے ایک میں نفع لیا اور دوسرے میں کٹائی تو خریدی چیز میں خرید کرنے کے روز جب قدر دونوں میں سے ہر ایک کی ملک تھی اسقدر اسکا نفع یا کٹتی ہر ایک کے حق میں ہوگی اور یہی صحیح ہو یہ محیط شخصی و مبسوط میں ہو۔ اور اگر دونوں نے عوض یا کیلی چیز سے شرکت کی پھر اس سے کوئی چیز خریدی تو خریدی چیز میں سے ہر ایک کے واسطے بقدر قیمت اسکی متاع کے ہوگی پھر اگر دونوں نے خریدی چیز کو فروخت کر کے منہم تقسیم کر لینا چاہا پس اگر شرکت ایسی چیز سے واقع ہوئی جو منہم تقسیم نہیں ہو تو اسکی وہ قیمت معتبر ہوگی خریدیہ کے روز تھی اور اگر اسکے واسطے منہم تقسیم ہو یعنی کیلی یا وزنی یا عددی متعارف ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ اسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو تقسیم کا قصد کرنے کے روز اسکی قیمت ہو اور اگر اس میں مذکور ہو کہ خریدیہ کے روز قیمت معتبر ہوگی اور قدری نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو یہ ظہیر یہ ہیں ہو اور دونوں شرکت عمان میں سے ہر ایک کو اختیار ہو چاہے نقد بیچے یا ادھار بیچے اور اسی طرح امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکو اختیار ہو کہ چاہے ایسی چیز کے عوض فروخت کرے جو تقنین کیا ہو اور تحسین کے عوض فروخت کرے یا سراج و باج میں ہو۔ اور ہر شریک عمان کو اختیار ہو کہ اگر اترا یا کر دے یا اترا یا قبول کرے اور چاہے جارہ پر دے یہ تہذیب میں ہو۔ اور زمین اختیار ہو کہ دوسرے نے زمین سے شرکت کرے یا بشرطیکہ عمان میں صحیح یہ شرط نہیں کرنی تھی کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی رائے سے عمل کرے اور یہی صحیح ہو تو خیرہ میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کسی سے شرکت عمان کرنی تو جو شریک سوہم نے خرید لیا اس میں سے نصف مشتری کا ہوگا اور باقی نصف ہر دو شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا اور جو اسکے اس شریک نے خرید لیا جس نے ظہیر سے شرکت عمان نہیں کی تھی وہ فقط اسکے اور اسکے شریک کے درمیان مشترک مساوی ہوگا اور شریک ثالث کو اس میں سے

اگر دونوں نے عقد شرکت میں وکالت کی تصریح کر دی ہو تو خریدی چیز دونوں میں حکم وکالت مفردہ مشترک ہوگی اور خریدی چیز دوسرے سے اسکا حصہ نہیں واپس لینگا اور اگر فقط عقد شرکت ہی بیان کیا ہو اور عقد مشترک میں وکالت کی تصریح نہ کی ہو تو خریدی چیز فقط مشتری کی ہوگی یہ تبیین میں ہر نوادر میں مذکور ہو کہ زید نے عمرو کو ہزار درہم اس شرط پر دیے کہ ان سے کار تجارت کوہ بدین شرط کہ نفع کام کرنے والے کا اور کٹتی بھی اسی پر ہوگی پھر یہ درہم قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہو گئے تو عمرو اسکا ضامن ہوگا اور اگر زید نے اس سے کہا کہ ان سے کام کر بدین شرط کہ نفع ہم دونوں میں اور کٹتی ہم دونوں پر ہوگی پھر قبل اسکے کہ وہ ان درہم سے کام کرے یہ کام تلف ہو گئے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک عمرو نصف مال مذکور کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اس پر ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر عمرو نے اس سے کچھ خرید لیا مگر ہنوز ادا نہ کیا تھا کہ یہ مال تلف ہو گیا تو زید پر نصف مال کی ضمان اور عمرو پر نصف مال دیگر کی ضمان ہوگی یہ شرط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کا راس المال درہم اور دوسرے کا راس المال دینار ہوں اور ان دیناروں کی قیمت ان درہم کے برابر ہو پھر درہم والے نے درہم کے عوض ایک غلام خریدا اور دیناروں والے نے دیناروں کے عوض کوئی باندی خریدی اور ہر دو مال ادا کر دیے گئے اور یہ خرید و صفقوں میں واقع ہوئی پھر غلام و باندی ان دونوں کے قبضہ میں تلف ہو گئے تو دونوں میں سے ہر ایک اپنے مشترک یا اگر سے اپنا نصف راس المال واپس لینگا۔ اور اگر دونوں نے دونوں بیچ کو ایک ہی صفقہ میں خریدا اور باقی مسئلہ محال ہو تو دونوں میں سے کوئی اپنے شریک یا اگر سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ اور اگر دونوں نے درہم کے عوض ایک متاع خریدی پھر اسکے بعد دیناروں سے ایک متاع خریدی پھر دونوں نے ایک میں نفع لیا اور دوسرے میں کٹائی تو خریدی چیز میں خرید کرنے کے روز جب قدر دونوں میں سے ہر ایک کی ملک تھی اسقدر اسکا نفع یا کٹتی ہر ایک کے حق میں ہوگی اور یہی صحیح ہو یہ محیط شخصی و مبسوط میں ہو۔ اور اگر دونوں نے عوض یا کیلی چیز سے شرکت کی پھر اس سے کوئی چیز خریدی تو خریدی چیز میں سے ہر ایک کے واسطے بقدر قیمت اسکی متاع کے ہوگی پھر اگر دونوں نے خریدی چیز کو فروخت کر کے منہم تقسیم کر لینا چاہا پس اگر شرکت ایسی چیز سے واقع ہوئی جو منہم تقسیم نہیں ہو تو اسکی وہ قیمت معتبر ہوگی خریدیہ کے روز تھی اور اگر اسکے واسطے منہم تقسیم ہو یعنی کیلی یا وزنی یا عددی متعارف ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ اسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو تقسیم کا قصد کرنے کے روز اسکی قیمت ہو اور اگر اس میں مذکور ہو کہ خریدیہ کے روز قیمت معتبر ہوگی اور قدری نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو یہ ظہیر یہ ہیں ہو اور دونوں شرکت عمان میں سے ہر ایک کو اختیار ہو چاہے نقد بیچے یا ادھار بیچے اور اسی طرح امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکو اختیار ہو کہ چاہے ایسی چیز کے عوض فروخت کرے جو تقنین کیا ہو اور تحسین کے عوض فروخت کرے یا سراج و باج میں ہو۔ اور ہر شریک عمان کو اختیار ہو کہ اگر اترا یا کر دے یا اترا یا قبول کرے اور چاہے جارہ پر دے یہ تہذیب میں ہو۔ اور زمین اختیار ہو کہ دوسرے نے زمین سے شرکت کرے یا بشرطیکہ عمان میں صحیح یہ شرط نہیں کرنی تھی کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی رائے سے عمل کرے اور یہی صحیح ہو تو خیرہ میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کسی سے شرکت عمان کرنی تو جو شریک سوہم نے خرید لیا اس میں سے نصف مشتری کا ہوگا اور باقی نصف ہر دو شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا اور جو اسکے اس شریک نے خرید لیا جس نے ظہیر سے شرکت عمان نہیں کی تھی وہ فقط اسکے اور اسکے شریک کے درمیان مشترک مساوی ہوگا اور شریک ثالث کو اس میں سے

کچھ نہ لیا گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ ہر دو شریک عنان میں سے اگر ایک نے کسی ثالث کے ساتھ اپنے شریک کی حضور میں شرکت مفاد ضہ کر لی تو مفاد ضہت صحیح ہوگی اور اول کیساتھ اسلی شرکت باطل ہو جائیگی اور اگر بغیر حضور میں شریک کے ثالث سے مفاد ضہت کر لی تو مفاد ضہت صحیح نہ ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ شرکت کے غلام کو مکاتب کرے اور یہ بلا علقہ ہو کذا فی المحیط اور نہ غلام شرکت کو مال پر آزاد کر سکتا ہو خواہ عقد شرکت میں یہ شرط قرار پائی ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے یا نہ قرار پائی ہو اور نیز یہ اختیار نہیں ہو کہ تجارتی شرکت کے غلام کا نکاح کرے اور یہ بالا جماع ہو اور اسی طرح تجارتی باندی کا بھی نکاح نہیں کر سکتا ہو یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بدائع میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے ایک تجارتی شرکتی باندی کی نسبت جو اسکے قبضہ میں ہو اقرار کیا کہ یہ فلان کی ملک ہو تو اسکا اقرار اسکے شریک کے حصہ میں درست نہ ہو گا اگرچہ دوسرے کی طرف سے اسکو اجازت ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور دونوں میں سے کوئی شخص شرکت کی کوئی چیز بعض اس قرضہ کے جو بہر آتا ہو رہن نہیں کر سکتا ہو الا شریک کی اجازت سے یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر ایک نے ایسے قرضہ کے عوض جو دونوں پر آتا ہو تجارتی شرکت کی کوئی چیز رہن کی تو جائز نہیں ہو اور مال مرہون کا ضامن ہو گا کذا فی فتاویٰ قاضی خان و لیکن اگر وہ قرضہ قرضہ کا عادی ہو یا شریک نے اسکو ایسا کرنے کی اجازت دیدی ہو تو یہ حکم نہیں ہو یہ سراج دہاج میں ہو۔ اور اسی طرح اگر قرضہ شرکت کے عوض قرضہ دار سے رہن لیا تو حصہ شریک کے حق میں نہیں جائز ہو الا اس صورت میں کہ موجب قرضہ کسی عقد سے ہو یا متولی عقد نے اسکو اجازت دیدی ہو۔ پھر اگر مال مرہون اسکے پاس تلف ہو گیا اور اسکی قیمت اور قرضہ دونوں مساوی ہیں تو حصہ مرہن یعنی نصف قرضہ ساقط ہو گیا اور دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ قرضہ دار سے اپنا حصہ یعنی نصف قرضہ لے لے پس قرضہ دار نہ کو مرہن سے رہن کی نصف قیمت لے لیا اور چاہے شریک سے جو اسنے وصول پایا ہو اس میں سے اپنا حصہ لے لے یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر شریک عنان نے رہن دینے یا لینے کا اقرار کیا پس اگر وہ بذات خود متولی عقد ہو یا متولی عقد کی وجہ سے قرضہ واجب ہو کہ جسکے عوض رہن دیا یا لیا ہو تو اقرار جائز ہو گا اور اگر خود متولی عقد نہیں ہو گا تو اقرار جائز نہ ہو گا یہ سراج دہاج میں ہو۔ اور اگر ہر دو میں سے ایک شریک عنان نے بذاتِ اقتض شرکت کے رہن دینے یا لینے کا اقرار کیا پس اگر اسکے شریک نے تکذیب کی تو اسکا اقرار صحیح ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے تجارت کے واسطے مال قرض کیا تو دونوں کے ذمہ لازم ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان و بدائع و محیط شخصی میں ہو۔ اور شرح قدوری میں لکھا ہو کہ اگر ہر ایک نے اپنے شریک سے کہدیا کہ تو اس میں اپنی رائے سے کام کر تو دونوں میں سے ہر ایک کو روا ہو گا کہ رہن دینا و لینا اور دوسرے کے مال سے اپنا مال بطریق شرکت ملا دینا وغیرہ جو امور کہ تجارت میں واقع ہوتے ہیں عمل میں لاوے اور رہا بہبہ و قرض دینا اور جو امور کہ اطلاق مال و بلا عوض دوسرے کی ملک میں دیدینا ہوتے ہیں سوائے امور نہیں کر سکتا ہو الا اس صورت میں کہ شریک نے صریح اسکو اجازت دی اور صاف کہدیا ہو اور نیز اسی مقام پر فرمایا کہ اگر شریک نے اس سے یہ نہ کہا ہو کہ اپنی رائے سے کام کر تو اسکو یہ اختیار نہ ہو گا کہ مال شرکت کو اپنے فائدہ ذاتی مال میں مخلوط کرے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور شریک عنان اور انصاف لینے والے اور جسکے پاس ولایت ہو اور ضارب ان سب کو اختیار ہو کہ مال کے ساتھ سفر کریں اور پہلی امام و امام محمد رحمہ اللہ کا صحیح مذہب ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر دو شخصوں میں شرکت بطریق غلط مال کے ہو گئی ہو تو دونوں نے مال

کے  
میں  
اور  
نہ  
۱۱۰

خلاف کر دیا ہو تو دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بدون اجازت شریک کے سفر کرے پس اگر اسے اس مال کو لیکر  
سفر کیا اور وہ تلف ہو گیا پس اگر اس قدر ہو کہ اس کے واسطے بار برداری و خرچہ ہو تو ضامن ہوگا اور اگر اس کے واسطے  
بار برداری و خرچہ نہ ہو تو ضامن نہ ہوگا یہ قضا ہے قاضیان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے مال کے ساتھ سفر  
کیا اور حال یہ ہو کہ اس کے شریک نے مال لیکر سفر کرنے کی اجازت دی ہو یا کہ دیا ہو کہ اپنی رائے سے کام کرے یا کالت شرکت  
مطلوبہ ہونے کے موافق قول امام عظیم و امام محمد کے بنا بر روایت صحیح کے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جہاں مال میں سے مال  
سے اپنے کھانے و کرایہ و ضروری خرچہ میں صرف کرے اور حسن بن زیاد نے امام عظیم رحمہ سے یہ روایت کی ہے اور امام محمد  
نے فرمایا کہ یہ استہسان ہے یہ براءت میں ہے۔ پھر اگر اسے نفع اٹھایا تو نفقہ مذکور نفع میں سے محسوب ہوگا اور اگر نفع  
نہ پایا تو نفقہ راس المال میں سے ہوگا یہ خزانہ مفتین میں ہے۔ اور اگر اتنی دور گیا کہ وہاں سے اپنے گھر اگر شب گذری  
کر سکتا تھا تو اسکا نفقہ مال شرکت سے محسوب نہ ہوگا یہ تنہا میں ہے جو محصل سوہم شریک عنان کا مال شرکت میں  
اور دوسرے شریک کے عقد میں اور جو شریک کے عقد سے واجب ہوا اس میں نفرت کرنے کے اور مصلحتات کے بیان میں  
دونوں شریک عنان میں سے ہر ایک کو روا ہو کہ کسی کو خرید یا فروخت یا اجارہ لینے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے  
کو اختیار ہو کہ اس وکیل کو وکالت سے خارج کر دے اور اگر ایک نے کسی کو اس واسطے وکیل کیا کہ جن کے ہاتھ اسے اڈھار  
فروخت کیا ہو اسے دام تھا خدا کے وصول کر لائے تو دوسرے کو ایسے وکیل کے خارج کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ ظہیر ہے  
میں ہوا و دونوں میں سے عاقد کو یہ اختیار ہو کہ جو بیع اس نے خریدی اس پر قبضہ کر لیا جو بیع ہوا اس کے دام  
وصول کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کرے یہ براءت میں ہوا اور اس واسطے اس کے جو تصرفات ہیں ان میں ہر شریک عنان مثل  
ایک شریک مفاد و ضمت کے ہو کہ جو تصرفات ہر دو شریک مفاد و ضمت میں سے ایک کر سکتا ہو وہی ہر شریک عنان کر سکتا ہو  
یہ محیط میں ہو مگر واضح رہے کہ جو نفرت و دونوں میں سے ہر ایک کر سکتا تھا جب اس نفرت سے اس کے شریک نے اسکو منع کر دیا  
پھر اسے کیا تو حصہ شریک کا ضامن ہوگا اور اسی واسطے اگر شریک نے اسکو و میا طے اس کے برتنے سے منع کر دیا اور یہ  
کہہ دیا کہ و میا طے تک جائے اسے مال لیکر و میا طے سے تجاوز کیا اور مال تلف ہو گیا تو حصہ شریک کا ضامن ہوگا۔ اور اس طرح  
اگر شریک کو اڈھار بیچنے کی اجازت دینے کے بعد پھر اسکو اڈھار بیچنے سے منع کر دیا تو بھی حصہ شریک کا ضامن ہوگا یہ  
نسخ القدر میں ہے۔ اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی پھر دوسرے نے اس بیع کا انکار کر لیا تو  
اقالہ کرتا جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی متاع فروخت کی پھر سبب عیب کے اسکو واپس لے لیا  
اور اسے بغیر حکم قاضی کے قبول کر لی تو دونوں پر واپسی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر سبب عیب کے اسے نشن میں سے  
کچھ گھٹا یا پاشن دینے میں تاخیر و ملت ویدی تو بھی دونوں پر جائز ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اسے بغیر علت یا بغیر  
ایسے امر کے جس سے خوف کرتا ہو نشن میں سے گھٹا دیا تو اس کے حصہ میں جائز اور شریک کے حصہ میں جائز نہ ہوگا  
یہ براءت میں ہے۔ اور اسی طرح اگر مشتری کو نشن عیب کر دیا تو بھی یہ حکم ہو یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور اگر کسی متاع  
میں عیب کا اقرار کر لیا تو اسے دوسرے شریک و دونوں پر جائز ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر علی العموم  
شرکت عنان کے دو شریک ہوں پس ایک اسے دوسرے کو اس میں گیموں کی تجارتی شرکت کی بیع سلم میں و بیع بے  
توصیح نہیں ہو یہ قاضی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بعض نشن حال کے کوئی چیز فروخت کی پھر

سلف  
تاریخ  
اور  
بیچ  
سرف  
بے

دوسرے نے شمن کے واسطے تاجیل دیدی یعنی مہلت دیدی کہ فلاں وقت معلوم پرا داکرے تو مہلت ینا دونوں  
حصوں میں سے کسی میں جائز نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہہ دیا ہو کہ جو  
تیری رائے میں آوے اس پر کام کر اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور صاحب جین نے فرمایا کہ تاجیل و مہلت ینا ہونے  
کے حصہ میں جائز ہوگا دوسرے کے حصہ میں جائز نہ ہوگا۔ اور اگر اس شخص نے جو متولی عقد بیع ہوا ہوتا تیری کو  
مہلت دیدی تو بالاجماع دونوں کے حصوں میں جائز ہوگی یہ ضرورت میں ہو۔ اور اگر دونوں نے بیع ہو کر کسی  
کے ہاتھ تو دھار فروخت کیا پھر دونوں میں سے ایک نے مشتری کو تاخیر دیدی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسکی تاخیر  
جائز نہ ہوگی نہ اسکے حصہ میں اور نہ اسکے شریک کے حصہ میں۔ اور صاحب جین رحمہ اللہ کے نزدیک اسکے حصہ میں جائز اور  
شریک کے حصہ میں ناجائز ہوگی اور اگر دونوں میں سے ایک ہی نے عقد قرار دیا پھر اسی عاقد نے تاخیر دیدی تو  
امام اعظم رحمہ اللہ و امام فقیر رحمہ اللہ کے نزدیک اسکا تاخیر دنیا دونوں حصوں میں جائز ہوگا یہ سراج و راج میں ہے۔ اور صاحب جین رحمہ اللہ  
ہو کہ اسکا تاخیر دنیا بالاجماع جائز ہوگا انتہی میں تاخیر صحیح ہوتی ہو وہاں تاخیر دینے والا فاسق نہ ہوگا یہ  
فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنے دونوں کی تجارت میں شریک کا اقرار کیا اور دوسرے نے اسکا  
کیا تو پورا قرضہ اقرار کرنے والے پر لازم ہوگا بشرطیکہ اسنے بذات خود متولی عقد ہونے کا اقرار کیا ہو مثلاً یوں کہا  
کہ میں نے فلاں شخص سے ایک غلام اسنے درم و فلان کو خریدیا ہو بیعت میں ہو اور اگر اسنے اسطرح اقرار کیا کہ ہم دونوں نے اس  
کیا تو اسکے ذمہ نصف قرضہ لازم ہوگا اور اگر اسنے یوں اقرار کیا کہ میرے شریک نے موجب قرضہ کو منعقد کیا ہو مثلاً یوں کہا  
کہ میرے شریک نے فلاں سے ہزار درم کو غلام خریدیا ہو تو تمام غلام اسکا ہے کہ اسنے اس طرح اقرار کیا کہ ہمارا قرضہ ایک عہدہ کی مینا و پیر و دھار ہو  
یہی صحیح ہے یہ ظہر میں ہے۔ اگر ہر دو شریک عنوان میں سے ایک نے اقرار کیا کہ ہمارا قرضہ ایک عہدہ کی مینا و پیر و دھار ہو  
تو اسکا اقرار اسکے حصہ میں بالاجماع جائز ہو اور اسی طرح اگر ایک نے قرضہ کو بری کر دیا تو اسکے حصہ میں بری کرنا بھی  
جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دونوں کی تجارت کی مشترکہ باندی کی نسبت جو ان میں سے ایک نے قبضہ میں  
ہو قابض نے اقرار کیا کہ یہ فلاں شخص کی ملک ہو تو اسکے شریک کے حصہ میں اسکا اقرار جائز نہ ہوگا اور اسکے حصہ میں  
جائز ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ہر دو شریک عنوان میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے ہم دونوں کی تجارت کے واسطے  
فلاں سے ہزار درم قرض لیے ہیں تو یہ مال فاقہ اسی کے ذمہ لازم ہوگا کہ فی الحقیقہ ولیکن اگر اسنے گواہ قائم کیے اور  
غایت ہوا تو قرض لینے والا اس اقرار کنندہ سے لے لیا پھر اقرار کنندہ اپنے شریک سے بقدر حصہ کے لے لیا یہ تا نا فائید  
میں ہے اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اپنے قرضہ لینے کا اختیار دیدیا تو نہ حصہ اسی پر  
لازم ہوگا جسے قرض دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے اور اسکو اپنے شریک سے واپس لینے کا اختیار ہوگا اور  
یہی صحیح ہے یہ ضرورت و محیط و فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جس عقد کا متولی دونوں میں سے ایک ہوا ہو اسکے حقوق اسی  
عاقد کی طرف راجع ہونگے حتیٰ کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو دوسرے کو اختیار نہ ہوگا کہ شمن میں سے کچھ وصول کرے  
اور اسی طرح ہر قرضہ جس کسی شخص پر ان دونوں میں سے ایک کے عقد کرنے سے لازم آیا تو دوسرے کو اختیار نہ ہوگا کہ اسکو  
وصول کرے اور قرضہ دار کو بھی روا ہو کہ شریک کے لے لے دینے سے اسکا رکبے جیسے وکیل بیع سے خریدنے والے کا حکم ہو کہ بیع  
خریدنے والے کو اختیار ہوتا ہو کہ مکمل کو شمن دینے سے اسکا رکبے اور اگر اس یوں نے شریک کو یہ قرضہ دیدیا حالانکہ دونوں



میں سے ایک دوسرے کا ذیل یا جس کو دیا ہو وہ دوسرے کی طرف سے ذیل نہیں ہو تو خریدار مذکور جس کو دیا ہو اس کے حصہ سے بری ہو جائیگا اور جس نے اس کے ساتھ ادھار عقد کیا تھا اس کے حصہ سے بری ہوگا اور یہ حکم استحسان ہو یہ ہلکے میں ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے شرکتی تجارت کی کوئی چیز خریدی پھر اس میں عیب پایا تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ اس کو بسبب عیب کے بائع کو واپس کرے یہ بسبب میں ہو۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک نے تجارت کی کوئی چیز کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کر دی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ دوسرے شریک کو واپس لے یہ ظہیر میں ہو۔ اور دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جو ادھار معاملہ ایک نے کیا یا فروخت کیا ہو اس میں دوسرا فاضلہ کرے بلکہ خصوصیت کرنے والا وہی ہوگا جس نے معاملہ کیا ہو اور نیز اگر نالاش کیا ہے تو اسی پر ہوگی جس نے معاملہ کیا ہو اور جس نے معاملہ نہیں کیا ہو اس میں سے کوئی ہاسٹ نہیں ہو سکتی ہو اور اس معاملہ میں اسپر گواہ بھی نہ ہونے جائیگے اور نہ اس سے قسم لیجائیگی بلکہ وہ اور اجنبی اس میں یکساں ہیں یہ سرچ و باج میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک نے کوئی چیز اجارہ پر لی جا رہے ہیں دینے والے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے شریک سے اجرت کا مطالبہ کرے یہ محیط میں ہو۔ پھر اگر مستاجر نے مال شرکت سے اجرت ادا کی تو اس کا شریک اس سے اس کا نصف واپس لیگا بشرطیکہ اس نے اپنی ذاتی حاجت کے واسطے اجارہ پر لی ہو اور اگر دونوں میں شرکت خاص کسی چیز میں شرکت ملک ہو تو دوسرا شریک اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو یہ بسبب میں ہو۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک نے اپنی تجارت میں سے کوئی چیز اجارہ پر دی تو دوسرے شریک کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مستاجر سے اجرت کا مطالبہ کرے یہ محیط میں ہو۔ دو شخصوں نے کسی تجارت میں شرکت عنان قرار دی بدین شرط کہ ہر دو دونوں نقد و ادھار خرید و فروخت کریں پھر دونوں میں سے ایک نے سوائے اس چیز تجارت کے دوسری خریدی تو وہ خاصہ اسی کی ہوگی اور اگر اس نوع تجارت کی چیز ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کی بیع یا خرید خواہ نقد ہو یا ادھار ہو اس کے شریک پر نافذ ہوگی لیکن اگر دونوں میں سے کسی نے کبلی یا فروقی یا نقد کے عوض ادھار خریدی اور حال یہ ہو کہ اس جس کا مال شرکت اس کے پاس موجود ہو تو اس کی خریداری شرکت پر جائز ہوگی اور اگر موجود نہیں ہو تو اس کی خرید اس کی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر اس کے پاس نقد میں درم موجود ہیں اور اس نے دیناروں سے ادھار خریدی تو قیاساً وہ اپنی ذات کے واسطے خریدنی والا ہوگا مگر استحساناً شرکت پر خرید جائز ہوگی یہ قیاساً فاضلہ میں ہو۔ اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک نے اپنے آپ کو ایسے کام میں جا رہے ہو یا جو دونوں کی تجارت میں سے ہو تو اجرت دونوں کے درمیان مشترک ہوگی اور اگر ایسے کام میں یا جو دونوں کی تجارت میں سے نہیں ہو یا اپنا ذاتی غلام اجارہ پر دیا تو اجرت خاصہ اسی کی یہ ذخیرہ ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے مضارب پر مال لیا تو نفع خاص اسی کا ہوگا چنانچہ کتاب میں اس طرح علی الاطلاق مذکور ہوگا اس میں تفصیل ہو کہ اگر اس نے مال مضارب ایسے تصرف کے واسطے لیا جو دونوں کی تجارت میں سے نہیں ہو تو نفع خاصہ اسی کا ہوگا اور اگر مال مضارب ایسے تصرف کے واسطے لیا جو دونوں کی تجارت میں سے ہو یا شریک کے غائب ہونے کی حالت میں مطلقاً لیا تو نفع دونوں کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور تفسی میں مذکور ہو کہ اگر کسی دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے ان قبیحوں میں خرید کیا جن کو میں اس سال خریدوں گا پھر اس نے اپنے کفارہ ظہار یا اس کے مانند کے واسطے کوئی بروہ خریدنا چاہا اور وقت خرید کے گواہ کر لیے کہ میں اس کو اپنی ہی ذات کی واسطے خریدتا ہوں تو جائز ہوگا اور اگر یہ کہ اس کے واسطے اس کا نصف ہوگا الا اس صورت میں کہ شریک نے اس کے واسطے ایسی اجازت دیدی ہو اور اس طرح اگر دوسرے طعام کی بابت کہا

کہ جو بین خریدون اسپین میں نے تجھے شریک کیا پھر اپنی ذات کے واسطے افاج خرید اتوا اسپین بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو  
اور جو گھٹی دونوں میں سے کسی کو دونوں کی شرکت کے علاوہ میں لاحق ہو وہ خاصہ اسی پر ہوگی اور علی ہذا اگر دو لوگ  
میں سے ایک نے دوسرے پر سوا سے معاملہ شرکتی کے اور معاملہ میں گواہی دی تو جائز ہوگی یہ مبسوط میں ہو نہ شرکتی میں  
ہو کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر دو شخص بشرکت عنان شریک ہوں کہ انکار اس المال مساوی ہو اور دونوں میں سے  
ہر ایک اپنی رائے پر دوسرے کی اجازت سے عمل کرتا ہو اور تنہا اُسکی خرید و فروخت اسپر اور اُسکے شریک پر جائز ہو پس ایسے  
دونوں شریکوں میں سے ایک نے اپنا حصہ متاع فروخت کیا اور اسپر گواہ کر لیے تو بیع مذکور اسکے اور اسکے شریک کے  
حصہ سے ہوگی اور اسی طرح اگر اپنے شریک کا حصہ بیچا اور اسپر گواہ کیے تو بھی دونوں کے حصہ سے بیع ہوگی یہ محیط میں ہو  
اور جو مال شرکت دونوں میں سے ایک کے ہاتھ سے ضائع ہو گیا تو اسپر اسکے شریک کے حصہ کی ضمان نہ ہوگی اور جو مال اسکے  
قبضہ میں تلف ہوا تو اسپین قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک نے کسی کی  
کوئی چیز غصب کر لی یا اسکا مال تلف کر دیا تو اسکے تادان میں اسکا شریک موقوف نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز بطریق بیع  
فاسد خریدی اور وہ اسکے قبضہ میں تلف ہو گئی تو قیمت کا ضامن ہوگا مگر اپنے شریک سے بقدر اسکے حصہ کے واپس لے لیا  
یہ مبسوط میں ہو۔ اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک مر گیا اور مال اسی کے قبضہ میں تھا اور اسنے بیان و اظہار نہیں کیا  
تو ضامن ہو گیا کہ اسکے ترکہ سے وصول کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک شریک عنان نے کسی سے کوئی  
جانور اپنا ذاتی افاج لاونے کے واسطے مستعار لیا تھا کہ اسکے شریک نے اس جانور پر اپنا افاج مثل اسکے یا اس سے  
ہلکا افاج لاوا اور وہ مر گیا تو شریک ضامن ہوگا یہ محیط سختی میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے تجارتی شرکت  
کا افاج لاونے کے واسطے کسی سے جانور مستعار لیا یا اس جانور پر اسکے شریک نے باہمی تجارت کا افاج مثل اسکے جتنے  
کو مستحضر نہ کیا تو یا اس سے ہلکا لاوا اور جانور مر گیا تو ضامن نہ ہوگا پس چاہل یہ ہو کہ مستعار لینے کی صورت میں جب  
عاریت کی منفعت مخصوص دونوں میں سے ایک ہی کی طرف راجع ہو تو عاریت مخصوص اسی سے قرار دیا جائیگی جسے مستعار  
لیا ہو اور جب عاریت کی منفعت دونوں کی طرف راجع ہو تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا معیر نے دونوں کو عاریت ہی ہو  
یہ محیط میں ہو دو شریک عنان نے چند طرح کی متاع دونوں نے خریدیں ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرے ساتھ  
شرکت میں کام نہیں کروں گا اور غائب ہو گیا یعنی ہلا گیا پھر دوسرے نے اس متاع کی تجارت کی تو جو کچھ جمع ہوا وہ سب  
اسی تجارت کنندہ کا ہوگا اور وہ اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا کذا فی فتاویٰ قافیخان

**چوتھا باب** شرکت وجوہ و شرکت اعمال کے بیان میں شرکت وجوہ اسکو کہتے ہیں کہ دو شخص باہم شرکت کر لیں  
حالانکہ دونوں کے پاس مال نہیں ہو لیکن لوگوں میں انکی وجاہت ہو پس دونوں یوں کہیں کہ ہم دونوں نے  
شرکت کی بدین شرط کہ ہم دونوں آج و جا خریدیں اور نقد فروخت کریں اس شرط سے کہ جو کچھ اللہ عزوجل ہمکو اسپین  
نفع روزی کرے وہ ہم دونوں میں اس شرط سے ہوگا یہ بدائع و مضمرات میں ہو اور یہ شرکت مذکورہ مفاد و ضمت ہوگی  
باین طور کہ دونوں کفالت کی اہلیت رکھتے ہوں اور جو چیز خریدی وہ دونوں میں نصفانہ نصف ہوگی اور دونوں  
میں سے ہر ایک پر اسکا نصف ثمن واجب ہوگا اور نفع میں دونوں مساوی شریک ہونگے خواہ دونوں مفاد و ضمت  
کا لفظ ذکر کریں یا دونوں اسکے تقضیات ذکر کریں پس ثمنون و بیعون میں کالت کفالت متفق ہو جائیگی اور اگر ان میں

ع  
س  
۱  
ج  
و  
ا  
ر  
م  
ک  
و  
ن  
ا  
م  
ش  
ر  
ک  
ب  
ی  
ا  
ن



کام کیونکہ ہر کمائی دونوں میں مشترک ہوگی تو یہ جائز ہو مضر است میں ہو۔ اور اس شرکت کا حکم یہ ہو کہ کام قبول کرنے میں ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل ہوگا اور قبول اعمال کی توکیل جائز ہو خواہ وکیل اس کام کو بخوبی انجام دے سکتا ہو یا نہ دے سکتا ہو یہ ظہیر میں ہے۔ پھر یہ شرکت بھی مفاد و ضمت ہوتی ہے اور بھی عثمان ہوتی ہے چنانچہ اگر شرکت میں لفظ مفاد و ضمت کا یا معنی مفاد و ضمت کے بیان کیے جائیں تو یہ دونوں شرکت اس شرط سے کی کہ دونوں اعمال کو قبول کریں اور دونوں کے دونوں ان اعمال میں یکساں حُصان ہوں اور لفظ اور لفظ میں دونوں مساوی ہوں اور لفظ شرکت کے جو کچھ دونوں میں سے کسی پر لاحق ہو اسکا دوسرا افضل ہو تو یہ مفاد و ضمت ہو اور اگر کام اور اجرت میں باہمی شریعتی شرط کی یا نیلور کہ دونوں نے کہا کہ اس ایک پر دو تھائی کام اور اس دوسرے پر ایک تھائی کام ہو اور اجرت اور لفظ میں دونوں برابر حساب سے ہو تو یہ شرکت عثمان ہو اور اسی طرح اگر صریح لفظ عثمان ذکر کر دیا تو بھی شرکت عثمان ہو اور اسی طرح اگر شرکت کو طلاق کر دیا تو بھی شرکت عثمان ہوگی یہ جملہ خبریں ہیں۔ پھر واضح ہو کہ اگر دونوں نے مفاد و ضمت نہ کی و لیکن طلاق شرکت قرار دی تو یہ بھی انکار کے حق میں شرکت عثمان بھی جائیگی چنانچہ اگر دونوں میں سے ایک نے معاہدوں یا اٹھان وغیرہ کہ جو ملت ہو چکے ہیں ان کے شکن کا اپنے اور اقرار کیا کسی اور کام نفاذ کے یا کسی مزدوری کا یا کہ یہ مکان کا جسکی مدت گذر چکی ہو اقرار کیا تو وہ اپنے شریک کے حق میں تصدیق نہ کیا جائیگا الا بگواری اور بدین گواہی کے خاصہ اسی پر لازم ہوگا اور لفظ احکام میں مفاد و ضمت اعتبار کی جائیگی چنانچہ اگر کسی شخص نے ان میں سے ایک کو یا دونوں کو کوئی کام دیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جسکو چاہے مانفوذ کرے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اس سے کام کی اجرت کا مطالبہ کرے اور اسے دونوں میں سے جسکو دیدی اجرت سے بری ہو جائیگا اور دونوں میں سے جس پر کام کی ضمان واجب ہوئی اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے شریک سے اسکا مطالبہ کرے پس یہ شرکت ان احکام کے حق میں استحساناً مفاد و ضمت اعتبار کی گئی اگرچہ سوا اسے اسوجہ سے اور صورت میں ظاہر ہو دایہ کے موافق مفاد و ضمت نہیں اعتبار کی گئی ہو ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کے ہاتھ سے کام میں چیز کو نقد ان پر بیچا تو اسکا تالوان دونوں پر واجب ہوگا بدین طریق کہ صاحب عمل کو اختیار ہو کہ اس تمام ضمان کے واسطے دونوں میں سے جسکو چاہے مانفوذ کرے یہ جملہ میں ہو۔ اور ہر گاہ یہ شرکت عثمان ہو تو اس ضمان کے واسطے وہی مانفوذ ہوگا کہ جسے سبب ضمان کیا ہو نہ اسکا شریک ہو جو تفضیلہ و کالت کے اور عدم کفالت کے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کام کیا دوسرے نے نہ کیا تو کمائی دونوں میں نصفانصاف ہوگی خواہ شرکت مفاد و ضمت ہو یا عثمان ہو اور اگر حال تقیل اعمال میں باہم نفع میں کسی شریک کی تو جائز ہو اگرچہ دونوں میں سے ایک نسبت دوسرے کے زیادہ کام کرنے والا ہو یہ سراج و ہارچ میں ہے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر دونوں میں سے ایک شریک بیمار ہو گیا یا سفر کو گیا یا بیکار اوقات گذاری اور دوسرے نے کام کیا تو اجرت دونوں میں مساوی ہوگی اور دونوں میں سے ہر ایک کو کام لینے والے سے مطالبہ اجرت کا اختیار ہوگا اور قاس کو دینا بری ہو جائیگا اگرچہ دونوں کی شرکت مفاد و ضمت نہ ہو۔ اور یہ استحسان ہے کہ زانی فتاویٰ قاضی خان اور اسی طرح جو کام طر کرنے والے نے کیا اسکی اجرت کا بھی یہی حکم ہو اسواسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک نے جو کام قبول کیا ہو اسکا کرنا دونوں پر واجب ہو پس جب تنہا ایک نے یہ کام کر دیا تو دوسرے کے واسطے مددگار ہو یا یہ سراج و ہارچ میں ہے۔ اور بیٹا ایک ہی صنعت کا کام انجام دیا کہ تین تین اور دونوں میں سے کسی کا مال نہیں ہو تو پوری کمائی باسپ کی ہوگی جب کہ

میں سے ہر ایک کو کام لینے والے سے مطالبہ اجرت کا اختیار ہوگا اور قاس کو دینا بری ہو جائیگا اگرچہ دونوں کی شرکت مفاد و ضمت نہ ہو۔ اور یہ استحسان ہے کہ زانی فتاویٰ قاضی خان اور اسی طرح جو کام طر کرنے والے نے کیا اسکی اجرت کا بھی یہی حکم ہو اسواسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک نے جو کام قبول کیا ہو اسکا کرنا دونوں پر واجب ہو پس جب تنہا ایک نے یہ کام کر دیا تو دوسرے کے واسطے مددگار ہو یا یہ سراج و ہارچ میں ہے۔ اور بیٹا ایک ہی صنعت کا کام انجام دیا کہ تین تین اور دونوں میں سے کسی کا مال نہیں ہو تو پوری کمائی باسپ کی ہوگی جب کہ



بیٹا اسکے عیال میں سے ہوا سو اسے کہ بیٹا اسکا معین ہوا آیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر بیٹے نے وراثت جہاں تو وہ بابت کا ہوتا ہو اور اسی طرح جو دو دروین ہو کہ اگر دونوں کے پاس مال نہ تھا پھر وہ دونوں کی کوشش و کام سے ہر مال جمع ہو گیا تو یہ دونوں کا ہو گا اور جو دروین کی معینہ ہوگی لیکن اگر عورت کا کام و کمائی علیحدہ ہو تو وہ اسی کا ہو گا یہ قنینہ میں ہو۔ اور جو دروین جس قدر شوق کی روٹی کاتی اور شوہر نہ ہو اسکا کپڑا بنتا ہو وہ بالاجماع شوہر کا ہو گا یہ قنینہ میں ہو۔ اور اگر وہ دونوں نے کام برابر بشروط کیا اور مال تین تہائی تو آستانہ جائز ہو یعنی شیعہ کنز میں ہو اور یہی تیسری ہدایہ و کافی میں ہو اور یہی صحیح ہو یہ سراج و دلچ میں ہو اور اگر وہ دونوں نے باہم ایک کے واسطے زیادہ نفع کی شرط کی حالانکہ کام اسکے ذمہ کم ہو تو اس صحیح ہو کہ جائز ہو یہ نہ الفائق نظیر یہ ہیں ہو۔ اور اگر وہ دونوں نے شرکت کی اور کمائی باہم اپنے درمیان تین تہائی شرط کر لی اور کام کو میان بن گیا تو یہ جائز ہو اور کمائی کی کسی بیٹی کی تصریح کرو یا یہی کام کی کسی بیٹی کے واسطے بیان ہو گا یہ مضمرات میں ہو۔ اور یہی ذمہ خود دونوں کے درمیان مضمان ہی کے قدر یہ ہوگی یہ بدلہ میں ہو اور اگر وہ دونوں نے یہ شرط کر لی ہو کہ جو کچھ وہ دونوں قبول کر لیں پس اسکا دو تہائی کام وہ دونوں میں سے حاصل نہیں اور ایک تہائی اس دوسرے پر ہو گا اور مضمنہ و دونوں پر نصف نصف ہوگی تو شرکت عمل دونوں کی شرط کے موافق ہوگی مگر شرط و ضعیف باطل ہو اور وضیعت اسی حساب سے ہوگی جس قدر وہ دونوں نے قبول کام میں شرط کی ہو یہ سراج و دلچ میں ہو۔ ایک نے اپنا کپڑا ایک درزی کو دیا کہ اسکو خود سی دے اور اس درزی کا درزی گری میں ایک شریک مفاوض ہو تو کپڑے کے مالک کو اختیار ہو کہ جب تک وہ دونوں میں مفاوضت باقی ہو وہ دونوں میں سے جس سے چاہے کام کا مطالبہ کرے اور جب وہ دونوں جدا ہو گئے یا وہ مر گیا جس نے کپڑا لیا تھا تو دوسرا کام کے واسطے ماخوذ ہو گا گزافی المبسوط بخلاف اسکے اگر کپڑے کے مالک نے اسپر یہ شرط نہ کی ہو کہ خود سی دے اور پھر وہ دونوں جدا ہو گئے تو دوسرا شریک اسکے سی نے کے واسطے ماخوذ ہو گا یہ نظیر یہ میں ہو۔ اور فواد میں امام ابو یوسف سے مذکور ہو کہ اگر وہ دونوں میں سے ایک پر ایک شخص نے ایک کپڑے کا جو وہ دونوں کے پاس ہو دعویٰ کیا پس ایک نے وہ دونوں میں سے اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو اسکا اقرار اسکے شریک پر بھی جائز ہو گا اور کپڑا و کپڑا کے لگانے پر استہسان ہو گزافی بخلاف انسبی اور اسی طرح اگر کپڑے میں شگاف ہو کہ جسکی نسبت وہ دونوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ یہ ہماری گزافی کرنے کی وجہ سے ہوا اور دوسرے نے سرے سے طالب کے واسطے کپڑا ہی ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ کپڑا ہمارا ہی تھا تو اقرار کرنے والے کے اقرار کی تصدیق کی جائیگی اس واسطے کہ اگر وہ طالب مذکور کے لیے اقرار کرتا کہ یہ کپڑا اسکا ہو تو تصدیق کی جائیگی۔ اور اگر اقرار کر نہ سکا تو بعد انکار اول کے جو ذکر کیا گیا ہو کسی دوسرے مدعی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ کپڑا اسکا ہو تو دوسرے کے واسطے اسکا اقرار طالب اول کیو واسطے کپڑے کا اقرار ہو گا اور کپڑے کے حق میں دوسرے کے واسطے اسکے اقرار کی تصدیق نہ کی جائیگی مگر اپنی ذات پر تاوان کے حق میں اسکی تصدیق کی جائیگی یعنی دوسرے مدعی کے واسطے مضامن ہو گا ولیکن اس میں سے کچھ اپنے شریک سے واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر وہ دونوں میں سے ایک نے کسی تلف شدہ کپڑے کی نسبت کسی شخص کے واسطے اقرار کیا کہ اسکا کپڑا تھا کہ ہم دونوں کے فعل سے تلف ہوا ہو اور دوسرا اس سے منکر ہو تو مضامن خاصۃً اسی متفرع پر واجب ہوگی اور اسی طرح اگر وہ دونوں میں سے ایک نے شصت یا ہون یا اشتان تلف شدہ کے قرضہ ہونے کا یا فردور کی اجرت یا اجارہ مکان کی اجرت جنگی مدت گذر چکی ہو قرضہ ہونے کا اقرار کیا تو بدون گواہوں کے اسکے اقرار کی تصدیق اسکے شریک کے حق میں نہ کی جائیگی اور یہ مضامن خاصۃً اسی پر واجب ہوگی اور اگر اجارہ گذار نہ ہوا اور بیع تلف ہو گئی ہو تو وہ دونوں پر لازم ہو گا اور اسکا اقرار اسکے شریک پر

سلف  
فایا  
المس  
ملک  
میں یہ  
ادراج  
ہوگا  
نہیں  
ایک  
بہت  
سے  
چوبیس  
بہت

بھی نافذ ہوگا الا اس صورت میں کہ شریک مذکور یہ دعوے کرے کہ یہ چیز میں بغیر خرید کے ہماری قسین توکل اسی کا قبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ دو بیگوں نے حاجیوں کی کتاب میں نقل کر لائے میں اس شرط سے شرکت کی جو کچھ اللہ تعالیٰ ہلکوا میں روزی کرے وہ ہم دونوں میں مساوی مشترک ہو تو اسی شرکت جائز ہو یہ قنیین ہیں ہو۔ اور اگر دو معلوموں نے ایک کوں کو حفظ کرانے یا تحریک سکھانے یا قرآن پڑھانے میں شرکت کی تو صد شہید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ یہ جائز ہو کہ ان فی الخلاصہ اور اسی طرح اگر فقہ سکھانے میں شرکت کی تو بھی جائز ہو یہ نہر الفائق میں ہو۔ اور اگر دونوں نے اپنے کام میں شرکت کی جو حرام ہو تو شرکت صحیح نہ ہوگی یہ خزانہ الفتاویٰ میں ہو اور دلالوں کی شرکت کا رد الی میں یہ جو لوگ مجلس تعزیتوں میں زفر سے پڑھا کرتے ہیں ان کی شرکت نہیں جائز ہو یہ قنیین ہیں ہر اس واسطے کہ یہ فعل ناجائز ہو لیکن ہم نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر تین شخصوں نے جو ہائے کام کرے میں باہم اس شرط پر شرکت کی کہ لوگوں سے اناج ناپنے کا قبول کریں اور ناپن پس جو کچھ انکو حاصل ہو وہ ان میں مساوی مشترک ہو پھر انھوں نے اجرت معلومہ پر ناپ ناپنے کے واسطے قبول کیا پھر ان میں سے ایک دیکھ کر دیکھ بیکار ہو گیا اور باقی دونوں نے کام کیا تو امام محمد نے فرمایا کہ اجرت مذکورہ ان سب کے درمیان مساوی تقسیم ہوگی۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جو وقت ان میں سے ایک ہیما رہا ہو باقی دونوں نے اس کام کر دینے کو گوارا نہ کیا پس اس کی حضور کی میں دونوں نے شرکت توڑ دی یا دونوں نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم نے شرکت توڑ دی پھر دونوں نے پورا اناج ناپ دیا تو دونوں کو اجرت ملے گی اور باقی تہائی کے واسطے انکو کچھ اجرت نہ ملے گی اور وہ اس کے ناپنے میں متعلق یعنی صفت احسان کرنے والے ہونگے اور جو کچھ اجرت دونوں نے پائی ہو اس میں تیسرے شریک نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر تین شخصوں نے جو باہم شرکت پر نہیں ہیں کسی شخص سے ایک کام بعض کچھ اجرت معاوضہ کے قبول کیا پھر ان میں سے ایک نے تنہا یہ کام پورا کر دیا تو اسکو تہائی اجرت ملے گی اور دو تہائی باقی میں وہ متطوع ہوا اس جہت سے کہ کام لینے والے کو یہ اختیار نہیں ہو کہ ان میں سے ایک ہی سے پورے کام کا مواخذہ کرے یہ ظہیر میں ہے۔ تین نفروں نے جنھوں نے باہم شرکت قبل نہیں قرار دی ہو کسی سے کچھ کام لیا پھر ان میں سے ایک ہی نے کہ یہ پورا کام انجام دیدیا تو اسکو تہائی اجرت ملے گی اور باقی دونوں کے واسطے کچھ اشتقاق نہ ہوگا یہ محیط شرعی میں ہو خیاط اور اسکے شاگرد دونوں نے سلائی میں اس شرط سے شرکت کی کہ استاد کپڑے قطع کر دے اور شاگرد سیا کرے اور اجرت دونوں میں نصفانصف ہو یا دو جولا ہوں نے اس شرط سے کہ ایک مانا باہا درست کر دیا کرے اور دوسرا بن دیا کرے تو چاہیے کہ یہ شرکت صحیح ہو جیسے درزی و رنگرہ کی شرکت صحیح ہے یہ قنیین ہیں ہو۔ اور اگر کسی کاریگر نے اپنی دوکان پر ایک شخص کو بٹھلایا کہ آدھے پراسکو کام دیتا ہو تو استئذاناً جائز ہو کہ ان فی الخلاصہ اور علی ہذا مشائخ نے فرمایا کہ اگر شاگرد نے کام لیا تو جائز ہو اور اگر صاحب دکان نے کام کیا تو جائز ہو حتیٰ کہ اگر دکان والے نے یوں کہا کہ قبول میں ہی کیا کرونگا اور تو قبول مت کر اور میں تجھے کام دیا کرونگا کہ آدھے کام کر دینا تو یہ نہیں جائز ہو یہ محیط شرعی میں ہو۔

پانچواں باب۔ شرکت فاسدہ کے بیان میں۔ شرکت فاسدہ وہ ہے کہ جس میں شرائط صحت میں سے کوئی شرط نہ پائی جاوے یہ بدائع میں ہے۔ جلائے کی نکتہ بیان لانے اور شکار کر لانے اور پانی لانے میں شرکت کرنا نہیں جائز ہو کہ ان فی الکافی اور اسی طرح خشک گھاس لانے میں اور اگر کسی نے میں بھی شرکت نہیں جائز ہو اور جو کچھ

۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

دونوں میں سے ایک نے فساد کیا بالکل بیان جمع کر کے لایا یا لگا کر ہی سے پایا وہ اسی کا ہو گا دوسرے کی اُس میں کچھ  
 شرکت نہ ہوگی اور اسی طرح ہر ایسی چیز میں جو شرعاً مباح ہو مثل ہری گانس لاسے یا پھاڑوں سے انجیر داغ و دھبہ  
 دہستہ وغیرہ پھل لاسے میں بھی شرکت نہیں رہا ہو اور اسی طرح مباح زمین سے مٹی لاسے اور اسکے فروخت کر کے پانچ  
 پانچ یا برف یا سرسہ یا جاہلیت کے دفتہ وغیرہ میں شرکت نہیں جائز ہو جب کہ یہ چیزیں بطور مباح ہوں اور اس طرح  
 اگر دو شخصوں نے شرکت کی کہ غیر مملوک مٹی سے عمارت بنادیں یا پختہ زمینیں پکا دیں تو بھی یہی حکم ہو یہ بیخ اقدیر میں  
 ہو اور اگر مٹی یا چونا وغیرہ کسی کی مملوک ہو اور دو آدمیوں نے شرکت کی اس قرار دیا کہ دونوں خرید کر پکا کر اسکو فروخت  
 کریں تو جائز ہے اور یہ شرکت جوہری یا خلاصہ میں ہو اور مباحات میں سے جو جسکے ہاتھ آگئی ہو وہ اسی کی ہوگی یہ بیخ خشری میں ہے  
 اور اگر دونوں نے ساتھ ہی اسکو لیا تو دونوں میں نصفانصاف ہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بی اور دوسرے نے کچھ کام  
 نہ کیا تو سب کا حصہ کر کے دینے کی ہوگی یہ کافی میں ہے اور اگر دوسرے نے اسکو کسی چیز کے لینے میں مدد دی تو مددگار کو اسکا اجر ملے  
 لیگا مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس چیز کے نصف شریک سے تجاوز نہ کرے گا اور امام غزالی رحمہ اللہ کے نزدیک جہاں تک پہنچے  
 پورا اجر ملے لیگا یہ بیخ خشری میں ہے۔ اگر جال وغیرہ مانند پھیلائے اور قائم کرنے میں مدد کی مگر جال میں ایسا کوئی  
 جانور نہ ملا جسکی قیمت ہو تو مددگار کو بلا خلاف اجر ملے لیگا چاہے جس قدر ہو یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور اگر دونوں  
 نے اپنے اپنے ہونے کو غلط کر دیا تو جس قرار دیا کہ دونوں متفق ہوئے اسی پر بیخلو ہو گا اور اگر دونوں کسی متفق میں  
 ہوئے تو ایک نصف تک میں ہر ایک کا قول اپنے ساتھی کے دعوی پر قسم کھانے کے ساتھ قبول ہو گا یہ فقہرات میں  
 ہے۔ اور اگر دونوں نے اسکو غلط کر کے دونوں نے اسکو فروخت کر دیا پس اگر یہ چیز ناجانی یا تولی جاتی ہو تو جس قدر ہر ایک کا حصہ  
 کیل یا وزن سے تھا اسی حساب سے مشن دونوں پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر یہ چیز قیمتی ہو یعنی ہر ایک کی قیمت علیحدہ ہو کر تھی  
 ہو اور شانی نہیں ہو تو حصہ ہر ایک کے حصہ کی قیمت بھی اسی حساب سے مشن تقسیم ہو گا یہ جوہرہ میں ہے اور اگر بیادہ یا وزن  
 یا قیمت معلوم نہ ہوئی تو اس چیز کے نصف تک میں ہر ایک کا قول جس قدر وہ دعوی کرتا ہو مع قسم کے اپنے ساتھی کے دعوی  
 پر قبول ہو گا یہ بدائع میں ہے۔ اور نصف سے زائد میں دعوی شریک پر قسم کے ساتھ بھی اسکا قول قبول نہ کرے الا انکے اپنے  
 دعوی پر گواہ لائے یہ نہرا الفائق میں ہے۔ اور اگر دونوں نے شکار کرنے میں باہم شرکت کی اور دونوں کا ایک کتا ہو  
 کہ اسکو دونوں نے چھڑا یا جال ہو جسکو دونوں نے اسکو پھیلایا تو اسکا شکار دونوں میں مشترک ہو گا یہ بیخ میں ہے۔  
 اور اگر کتا فقط ایک ہی کا ہو اور وہ اسکے قبضہ میں ہو پھر اسکو دونوں نے رہا کیا تو جو شکار اس کے لئے پکڑا وہ کتے کے  
 مالک کا ہو گا لیکن اگر کتے کے مالک نے اپنے کتے کی منفعت دوسرے کے واسطے کر دی ہو یعنی عاریت دیا ہو پس کتے نے شکار  
 کیا تو پورا شکار اسکا ہو گا جسکو عاریت یا یہ بیخ خشری میں ہے۔ اگر دونوں میں سے ہر ایک کا ایک ایک کتا ہو اور  
 ہر ایک نے اپنا کتا چھڑا اور دونوں کتوں نے ایک شکار پکڑا تو یہ شکار دونوں میں نصفانصاف ہو گا اور اگر ہر ایک کے  
 کتے نے علیحدہ علیحدہ ایک ایک شکار پکڑا تو جسکے کتے نے جو شکار پکڑا ہو وہ خاصہ اسی کا ہو گا یہ سراج و حاج میں ہے۔  
 اور اگر ایک کے کتے نے ایک شکار پکڑا اور اسکو زخم کاری سے مجروح کر دیا پھر دوسرے کے کتے نے اگر اس کتے کی مدد کی تو  
 شکار اسکا ہو گا جسکے کتے نے اول گھائل کر دیا ہو اور اگر اول کتے نے گھائل نہ کیا ہو بیان تک کر دوسرے کتا چھڑا اور  
 دونوں نے شکار کو گھائل کیا تو دونوں میں نصفانصاف ہو گا یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور اگر دو آدمیوں نے شرکت کی اور ایک کے پاس

قادی ہند کے کتاب الشراک باب پنجم شرکت فاسدہ

۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

بیل یا چرخ اور دوسرے کے پاس بکھال ہو بدین قرار داد کہ اس بکھال میں بھر کر اس بیل پر لا دکر پانی لاوینا اور جو  
کماٹی ہو وہ دونوں میں مشترک ہو تو شرکت صحیح ہوگی اور کماٹی کل اسی کی ہوگی جو پانی لایا ہو اور اس پر واجب ہوگا کہ  
ایسے بکھال کی جو اجرت ہوتی ہو وہ بکھال دے کوئے بشرطیکہ پانی لانے والا وہ ہو جو بیل کا مالک ہو اور اگر بکھال ملا پانی  
لایا اور یہ کام کیا ہو تو اس پر واجب ہوگا کہ بیل والے کو بیل کا اجر المثل دے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر ایک کے پاس چرخ اور  
دوسرے کے پاس اونٹ ہو اور دونوں نے باہم شرکت کی بدین شرط کہ دونوں کو اجارہ پر دین اور جو کچھ اجرت اُس دوسرے  
دونوں میں مشترک ہو تو نہیں صحیح ہو اور اگر دونوں کو اجارہ پر دین یا تو یہ مال اجارہ دونوں میں خچر کے اجر المثل و اونٹ  
اجر المثل کے حساب سے دونوں پر تقسیم کیا جائیگا یہ فیصلہ نہیں ہے اور اسی طرح اگر فقط خچر کو اجرت پر دیا تو پوری اجرت خچر والے کی ہوگی  
اونٹ والے کو کچھ نہ ملیگا اور اگر دوسرے نے اجارہ دہندہ کی لادنے اور منتقل کرنے میں مدد کی تو جسے مدد کی ہو اس کا اسکا  
اجر المثل ملیگا مگر نصف مقدار اجرت سے جو قرار پائی ہو یا مام بولیوں کے نزدیک زیادہ نہ دیا جائیگا اور مام بخور سے بھی زیادہ  
کہ اجر المثل چاہے جس مقدار تک ہو نہ دیا جائیگا یہ سراج و مانع میں ہے۔ اور اگر دونوں نے جانور کے ساتھ اپنا کام کرنا  
مثل اسکو ہانکنے والا نہ دے وغیرہ کے شرط کیا تو تمام اجرت مذکورہ دونوں کے جانوروں کے اجر المثل اور خود دونوں کے  
اجر المثل پر تقسیم کیا جائیگی یہ محیط میں ہے۔ قال المترجمین ایشیال ذکر کرتا ہوں اسی پر اس شخص کے مسائل کی تقسیم قیاس کی جاتی ہے  
زید کا چرخ بکرا اونٹ دونوں نے شرکت فاسدہ پر بشرط مذکورہ بالا کے (۱۰۲) روپیہ کو اجارہ پر دیا اور کام اپنے اپنے ذمہ  
شرط کیا پس زید نے لا دکر نہ ہانکا اور کام پورا کیا اور اجرت مذکورہ حال کی تو نصف نصف موافق شرکت کے نہ ہوگی  
اس واسطے کہ شرکت فاسدہ ہو پس خچر کے اجر المثل۔ اونٹ کے اجر المثل زید کے کام کے اجر المثل بلکہ کام کے اجر المثل پر تقسیم ہوگی پس  
فرض کرو کہ ایسی شخص کی فردری اتنی دور تک و زمین بار ہو چنانچہ فی (۸) روپیہ ہو اور اونٹ کی بدین نظر (۱۰) روپیہ ہو اور  
زید نے جیسا کام کیا ہو اس کی فردری (۶) روپیہ ہو اگر فی ہو اور بلکہ فی جیسا کام کیا ہو اس کی فردری (۱۰) روپیہ ہو پھر  
پس زید کے جانور کا اور اسکا اجر المثل ملا کر (۱۴) روپیہ اور بلکہ کے جانور کے اور اس کے اجر المثل کا مجموعہ (۲۰) ہوئے کہ  
تمام مجموعہ (۳۴) ہو پس اگر اجرت کل (۳۴) ہوتی تو زید کو (۱۴) اور بلکہ کو (۲۰) ملے چونکہ اجرت کل (۱۰۲) روپیہ ہو لہذا زید  
کے (۲۲) ہوئے اور بلکہ کے (۶۰) ہوئے فافہم۔ اور اگر دونوں نے کچھ بار معلومہ کا باجرت معلومہ کسی مقام پر پہنچنا قبول کیا  
اور خچر و اونٹ کو اجارہ پر نہیں دیا پھر دونوں نے اسی خچر و اونٹ پر لا دکر پہنچا یا جنکی طرف عقد شرکت کو مضائقہ کیا ہو  
تو اجرت دونوں میں نصف نصف ہوگی اس واسطے کہ وجوب اجرت کا سبب اس مقام پر بار مذکور پہنچانے کا قبول کرنا ہی  
اور اس میں دونوں برابر ہیں چنانچہ اگر بار پہنچا قبول کر کے اپنی اپنی گردنوں پر لا دکر پہنچاتے تو اجرت دونوں میں  
نصف نصف ہوتی اور مضمون پر مقدار اجر المثل نہ ہوتی پس ایسا ہی اس مقام پر ہوگا یہ قتائے خواصیخان میں ہے۔ اور اگر دو  
آدمیوں میں سے ایک کے پاس جانور بار برداری اور دوسرے کے پاس اسکا پالان اور دونوں نے اس شرط سے  
شرکت قرار دی کہ دونوں اس جانور کو اجارہ پر دین بدین شرط کہ فردری دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگی تو یہ شرکت  
فاسدہ ہے یہ بسو ط میں ہے پھر اگر جانور مذکور کسی مقام تک اناج پہنچانے کے واسطے اجارہ دیا پھر انھیں دو آلات کے ذریعہ  
سے دونوں نے اناج مذکور وہاں پہنچا یا تو پوری اجرت مالک جانور کی ہوگی اور جانور کے اجر المثل دیا لان و  
گون کے اجر المثل پر تقسیم نہ ہوگی اور اگر دونوں نے اس شرط سے شرکت کی کہ دونوں اناج پہنچانے کی فردری قبول کریں بشرط



کہ یہ اپنے اوقات سے کام کرے اور وہ اپنے اوقات سے کام کرے تو اس میں یہ اجرت دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگی اور اس کے جانور اور دوسرے کی اکافا دو گون کے واسطے کچھ اجرت نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنا جانور ایک شخص کو دیتا کہ وہ اجارہ پر دیا کرے بدین شرط کہ اجرت دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگی تو یہ شرکت فاسدہ ہوگی اگر اس شرکت پر اس نے جانور کو کرایہ پر دیا تو پوری اجرت مالک جانور کی ہوگی اور دوسرے کے واسطے اس کا اجر المثل ہوگا۔ اور اگر کسی کو اپنا جانور دیا کہ اس پر کچھ اجرت لاد کر فروخت کیا کرے بدین شرط کہ منافع دونوں میں نصف نصف ہوگا تو شرکت فاسدہ ہوگی بمنزلہ شرکت بقرض کے اور جب شرکت فاسدہ ہوئی تو نفع تمام اسی کا ہوگا جس کا اناج دیکھتا ہو اور جانور والے کو اس کا اجر المثل ملے گا اور مکان کشتی اس معاملہ شرکت میں مثل جانور کے ہیں یہ قضاے قاضی خان میں ہو۔ اور اسی طرح اگر دوسرے کو جال دیا کہ اس سے مچھلیاں شکار کرے بدین شرط کہ مچھلیاں دونوں میں نصف نصف ہوگی تو تمام مچھلیاں شکار کرنے والے کی ہوگی اور جال والے کو اس کا اجر المثل ملے گا یہ محیط سہری میں ہو۔ اور اگر دو کنڈی کرنے والوں میں سے ایک کے پاس اوقات کنڈی گزی ہوں اور دوسرے کے پاس مکان ہو پس دونوں نے شرکت کی کہ دونوں اس ایک کے اوقات سے دوسرے کے مکان میں کارکنڈی گزی انجام دیں بدین شرط کہ کماٹی دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگی تو یہ جائز ہوگا یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور اسی طرح ہر حرفہ میں یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کی طرف سے کام اور دوسرے کی طرف سے کنڈی گزی کے اوقات ہونے پر شرکت کی تو شرکت فاسدہ ہو اور جو کما یا ہو وہ کام کرنے والے کا ہوگا اور اسپر ان اوقات کا اجر المثل واجب ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور یہ میں مذکور ہو کہ شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ تین یا چار حاکم ہیں انھوں نے شرکت کی بدین شرط کہ بعض ان میں سے گون بھرین اور نصف گون اس کے مالک کے گھر ہو چادین اور بعض گون کا نصف پکڑ کر بیچے پر لادین اس شرط سے کہ جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ ان سب کے درمیان مساوی مشترک ہو تو فرمایا کہ یہ شرکت نہیں صحیح ہو یہ تا تا رخانیہ میں ہو۔ امام محمد بن الحسن نے فرمایا کہ اگر کریم پلہ کے انڈے اور شہتوت کے پتے ایک کی طرف سے اور کام دوسرے کی طرف سے ہو بدین شرط کہ بچے دونوں کے درمیان نصف نصف ہوں یا کمی بیشی کے ساتھ ہوں تو یہ نہیں جائز ہو اور نیز اگر کام بھی دونوں کے ذمہ شرط ہو تو بھی نہیں جائز ہو اور جب جائز ہو کہ انڈے دونوں کی طرف سے ہوں اور کام اور پرداخت بھی دونوں کے ذمہ ہو پھر اگر اس شخص نے جس نے پتے دیے ہیں کام نہ کیا تو کچھ مضرب نہیں ہو یہ قیدہ میں ہو۔ فتاویٰ میں مذکور ہو کہ ایک شخص نے کریم پلہ کے انڈے دوسرے کو دیے کہ وہ انکی پرداخت کرتا رہے اور شہتوت کے پتے کھاتا رہے بدین شرط کہ جو حاصل ہو وہ دونوں میں مشترک ہو گا پس اس شخص نے برابر پرداخت کی یہاں تک کہ انڈے پاس کریم پلہ کے پتے کے تو سب کریم پلہ اسی کے ہونے جیسے انڈے ہیں اور جب پرداخت کی ہو اس کے واسطے دوسرے پر کام کا اجر المثل اور شہتوت کے پتوں کی قیمت جو اس نے کھلائے ہیں واجب ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر انڈے اور پتے ایک کی طرف سے اور کام دوسرے کی طرف سے ہو تو کریم پلہ اسی کے ہونے جیسے انڈے ہوتے اور دوسرے کو اس کے کام کا اجر المثل ملے گا یہ سراجیہ میں ہو اور اسی طرح اگر کام دونوں کی طرف سے ہو تب بھی شرکت روا نہ ہوگی اور یہ سبب یہی جائز ہو کہ جب انڈے دونوں کے اور کام دونوں پر ہو پھر اگر پتے دینے والے نے کام نہ کیا تو کچھ مضرب نہیں ہو چنانچہ شیخ نجندی نے صریح بیان کیا ہو

لا  
ادق  
اسباب  
وہاں  
۱۲  
محل  
۱۳  
محل  
۱۴  
محل  
۱۵  
محل  
۱۶  
محل  
۱۷  
محل  
۱۸  
محل  
۱۹  
محل  
۲۰  
محل  
۲۱  
محل  
۲۲  
محل  
۲۳  
محل  
۲۴  
محل  
۲۵  
محل  
۲۶  
محل  
۲۷  
محل  
۲۸  
محل  
۲۹  
محل  
۳۰  
محل  
۳۱  
محل  
۳۲  
محل  
۳۳  
محل  
۳۴  
محل  
۳۵  
محل  
۳۶  
محل  
۳۷  
محل  
۳۸  
محل  
۳۹  
محل  
۴۰  
محل  
۴۱  
محل  
۴۲  
محل  
۴۳  
محل  
۴۴  
محل  
۴۵  
محل  
۴۶  
محل  
۴۷  
محل  
۴۸  
محل  
۴۹  
محل  
۵۰  
محل  
۵۱  
محل  
۵۲  
محل  
۵۳  
محل  
۵۴  
محل  
۵۵  
محل  
۵۶  
محل  
۵۷  
محل  
۵۸  
محل  
۵۹  
محل  
۶۰  
محل  
۶۱  
محل  
۶۲  
محل  
۶۳  
محل  
۶۴  
محل  
۶۵  
محل  
۶۶  
محل  
۶۷  
محل  
۶۸  
محل  
۶۹  
محل  
۷۰  
محل  
۷۱  
محل  
۷۲  
محل  
۷۳  
محل  
۷۴  
محل  
۷۵  
محل  
۷۶  
محل  
۷۷  
محل  
۷۸  
محل  
۷۹  
محل  
۸۰  
محل  
۸۱  
محل  
۸۲  
محل  
۸۳  
محل  
۸۴  
محل  
۸۵  
محل  
۸۶  
محل  
۸۷  
محل  
۸۸  
محل  
۸۹  
محل  
۹۰  
محل  
۹۱  
محل  
۹۲  
محل  
۹۳  
محل  
۹۴  
محل  
۹۵  
محل  
۹۶  
محل  
۹۷  
محل  
۹۸  
محل  
۹۹  
محل  
۱۰۰  
محل

یہ تفسیر میں ہے۔ اور علی بن ابی طالب کا کسی آدمی کو دی کہ اسکو اپنے پاس سے چارہ دیا کرے بدین شرط کہ جو پیدا ہوگا وہ دونوں میں نصف نصف ہوگا تو شرکت برائین ہو اور جو کچھ پیدا ہوا وہ گاسے مالک کا ہوگا اور اس شخص کو اسکے چارہ کا مثل اور اسکی پرداخت کا اجر المثل ملےگا اور علی بن ابی طالب نے اپنے مالکان کسی شخص کو دی کہ وہ دیا کرے اور شرط کر لی کہ انڈے دونوں میں نصف نصف ہونگے یعنی کہا کہ تو یہ مرغی لیجا اور اسکو اپنے پاس سے داند دیا کر بدین شرط کہ اسکے انڈے دونوں کے درمیان نصف نصف ہونگے تو بھی یہی حکم ہوا اور اس میں حیلہ یہ ہوا کہ نصف گاسے یا نصف مرغی یا نصف کرم بیکے کے انڈے اس شخص کے ہاں مقبوض میں معلوم کے فروخت کرے حتی کہ گاسے یا مرغی یا بیکے کے انڈے دونوں میں شرکت ہو جائے پھر جو کچھ حاصل ہوگا وہ دونوں میں شرکت پر ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور ہر شرکت کو چاہے جو فاسد ہو جسے اس میں نفع ہوگا مقدار اس مال کے ہوگا چنانچہ اگر ہزار ایک کے اور دوازدہ دوسرے کے ہوں تو نفع دونوں کے درمیان تقسیم تھا لیکن ہوگا اگر دونوں نے باہم نصف نصف منافع شراک کیا ہو تو یہ شرط باطل ہوگی اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے مثل اسکے ہو جو دوسرے کے واسطے ہو پھر باہم تقسیم تھا لیکن شرط کیا تو نفع کی کسی شے کی شرط باطل ہوگی بلکہ نفع دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اس واسطے کہ نفع کا وجود تابع مال کے ہو پھر فتح القدیر میں ہے۔ اور واضح ہو کہ بعضی فاسد شرطوں میں شرکت باطل ہوتی ہوا و بعض میں باطل ہوتی ہوا چنانچہ اگر کسی شے کا ہم کی باہم شرط کی تو شرکت باطل ہوگی اور اگر ایک کے واسطے دوسرے میں نفع نہ ہو شرط کیا تو شرکت باطل ہوگی اگرچہ درواقع یہ دونوں شریکین فاسد میں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور ہر دو شرکاء میں سے ایک کے نفع سے شرکت باطل ہو جاتی ہو خواہ دوسرے شریک کو اسکا علم ہوا ہو یا نہ ہوا اور دوسرے کا لفظ یہاں اس صورت کا بھی شامل ہے جو حکم میں مثل موت کے ہو جیسے مرد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا اور اسکے چلے جانے کا حکم دیدیا گیا تو یہ حکم موت میں ہوا اور اگر اسکے چلے جانے کا ہنوز حکم نہیں آیا گیا ہو تو بالاجماع ابھی شرکت منقطع ہو جانے میں توقف ہوگا چنانچہ اگر قبل حکم ہونے کے ہی وہ واپس آیا تو شرکت باقی رہی اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا تو منقطع ہو جائیگی یہ نہرا لفاظی میں ہے اور اگر وہ دار الحرب میں نہیں تھا تو شرکت مفاد منقطع ہوگی چنانچہ اگر قاضی نے باطل ہو جانے کا حکم نہ دیا یا نہ تکلف کر وہ دوبارہ مسلمان ہو گیا تو شرکت مفاد منقطع ہوگی اور اگر وہ مر گیا تو شرکت مفاد منقطع ہوگی مرد ہونے کے وقت سے باطل قرار دیا جائیگی پھر جب شرکت مفاد منقطع ہو تو وقت منقطع ہوگی تو پھر اعمان ہو کر باقی رہی یا نہیں سوا اس میں اختلاف ہوا نام علم نہ فرمایا کہ نہیں اور صاحب میں کے نزدیک عنان ہو کر باقی رہی یا نہ ہو اسکو دلالتی سے ذکر فرمایا ہو پھر فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی نہر انہیں بلکہ دونوں میں سے ایک نے شرکت کو فسخ کر دیا کہ دوسرے شریک کو اسکے فسخ کا علم نہ ہوا تو شرکت فسخ ہو جائیگی اور اگر اسکو علم ہو گیا تو دوسو میں ہیں کہ اگر شرکت کا اس مال نقد و دم و دینا رہوں تو شرکت فسخ ہو جائیگی اور اگر اسباب عروہی ہو تو طحاوی نے ذکر کیا کہ وقت فسخ سے فسخ ہوگی کذا فی الخلاصہ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ فسخ ہو جائیگی اگرچہ اس مال اسباب عروہی ہو یا دینا رہے پھر فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ایک شریک نے شرکت ہونے سے انکار کیا حالانکہ مال شرکت اسباب عروہی ہو تو یہ انکار شرکت کا فسخ ہو کر ظہیر میں ہے۔ اور اگر شریک میں شخص ہوں جس میں سے ایک مر گیا حتی کہ اسکے حق میں شرکت فسخ ہوگئی تو باقیوں کے حق میں فسخ ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر دوسرے یوں میں سے ایک نے اپنے شریک سے کہا کہ میں تیرے ساتھ شرکت یہ کام نہ کروں گا تو یہ بمنزلہ اسکے ہو کہ کہا کہ میں نے تجھ سے شرکت فسخ کر دی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر تین شخص باہم شریک تھا و فضل ہوں جن میں سے ایک غائب ہو گیا اور باقی دوسروں نے یہ چاہا کہ باہم شرکت کو توڑ دیں تو بدین موجودگی غائب کو رکے انکو ایسا اختیار



۲۸  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

قرضدار پر رہا ہو وہ اسکے شریک کا حصہ ہو یہ قیہ میں ہو۔ اور اسی طرح اگر ایک نے کسی کو وصول کرنے کا وکیل کیا اور وکیل نے وصول کیا اور وکیل کے پاس تلفت ہوا تو وکیل کا حصہ کیا اور اگر وہ قائم رہا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس میں شریک کر کے اپنا حصہ بٹا لے یہ قیہ میں ہو۔ اور اگر وصول کرنے والے نے جو کچھ وصول کیا ہو وہ اپنے قبضہ سے باغی طور خارج کیا کہ کسی کو نہیں کروایا اپنے قرض خواہ کو اور اسے قرضہ میں دیدیا یا اور کسی وجہ سے اسکو تلف کر دیا تو اسے شریک کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اسنے وصول کیا تھا اسکے نصف کی اس سے ضمان لے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ مال ب جبکہ پاس بعض موجود ہو اسکے قبضہ سے لے لے یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور حقیقتہ شریک نے اپنے شریک کو وکیل کر کے وصول کے وصول کیے ہوئے ہیں سے لے لیا اسی قدر ضرر دار پر اس وصول کنندہ کا قرضہ رہے گا اور جو کچھ قرضدار پر باقی رہ دو دونوں میں اتنی قدر کے حساب سے شریک ہوگا چنانچہ اگر قرضدار پر دونوں کے ہزار درہم مساوی ہوں ہیں ایک نے پانچ سو درہم اس سے وصول کیے پھر شریک نے لے لے اس وصول کرنے والے سے اس میں سے دوسو پانچ سو درہم اس نے لے لیا تو وصول کرنے والے کا قرضہ دار پر باقی کا نصف ہوگا یعنی دوسو پانچ سو درہم اور باقی قرضہ میں سے شریک نے لے لیا اب بھی باقی بیسگی یہ بدلے میں ہو۔ اور ہر قرضہ کہ دو آدمیوں کے واسطے ایک شخص پر دو سببوں سے جو حقیقتہ و حکماً مختلف ہیں یا حکماً مختلف ہیں قبضہ میں مختلف نہیں ہیں واجب ہوا تو وہ دونوں میں شریک نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر دونوں میں سے ایک نے قرضدار سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس میں شریک کرنے کا اختیار نہ ہوگا جو قبضہ میں ہو۔ اور اگر وہ وکیل نے اپنا ایک غلام جو دونوں میں مساوی شریک ہو بعض میں معلوم کے ایک شخص کے ہاتھ دونوں نے فروخت کیا پھر دونوں میں سے ایک نے مشتری سے میں سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس وصول شدہ میں شریک سے ہٹا لینے کا اختیار ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنے حصہ کا مشن علیحدہ بیان کیا پھر ایک نے مشن میں سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس کے موافق دوسرے کو اس میں بٹا لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اگر زید کا غلام اور بکر کی باندی ہو دونوں نے ان دونوں کو بعض ہزار درہم کے فروخت کیا تو جو کچھ وصول کر میں اس میں دونوں شریک تھے لے کذا فی السراج و اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے غلام کا مشن علیحدہ بیان کیا ہو پھر ایک نے کچھ وصول کیا تو دوسرا اس میں شریک نہیں ہو سکتا ہو یہ ظاہر اور ایہ ہو یہ خزانۃ المفتیین ہو۔ اور اگر ایک شخص نے دو شخصوں کو حکم کیا کہ دونوں میں سے واسطے ایک باندی خریدیں پس دونوں نے اسکے واسطے باندی خریدی اور اسکا مشن ایسے مال سے جو دونوں میں شریک ہو ادا کیا یا اپنے اپنے علیحدہ مال سے ادا کیا تو جو کچھ وکیل سے وصول کر میں اس میں کوئی دوسرے کا شریک نہ ہوگا جو قبضہ میں ہو۔ اور اگر زید کا بکر پر ہزار درہم قرضہ ہو پھر بکر کی طرف سے عمر و خالد نے کفالت کی اور مال ادا کر دیا پھر دونوں میں سے ایک نے بکر سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس میں شریک کا اختیار نہ ہوگا بشرطیکہ دونوں نے اپنے مال شریک سے ادا کیا ہو یہ خزانۃ المفتیین ظہیر میں ہو اور اگر ہر دو کھیل میں سے ایک نے اپنے حصہ کے عوض کوئی کھڑا نہ خریدا بلکہ کفول عنہ سے اپنے حصہ کے عوض سے ایک کھڑا خریدا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اس سے پشرون کے داسون کا آدھتاوان لے مگر کپڑے میں شریک کی اسکو کوئی راہ نہیں ہو ان اگر دونوں نے باہمی رضامندی سے کپڑے میں شریک کرنے پر اتفاق کر لیا تو یہ جائز ہے یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر اس نے اپنے حصہ کے عوض کوئی کھڑا نہ خریدا بلکہ کفول عنہ سے اپنے حصہ کے عوض ایک کپڑے پر صلح کر لی اور اسے قرضہ کر لیا پھر شریک دیگر نے جو اسنے وصول کیا ہو اسکا مطالبہ کیا تو وکیل کو



والے کو اختیار ہو جائے اسکو نصف کپڑا دیئے اور چاہے اسکے نصف حق کے مثل دیا جائے یا نہیں اور اگر دونوں میں سے ایک نے چاہا کہ میں جو کچھ قرضدار سے وصول کروں اس میں دوسرے کو شرکت کا اختیار نہ دوں گا اسکا حیلہ یہ ہو کہ قرضدار اسکو بقدر اسکے حصہ کے مال بہت کر کے دے پھر یہ شخص اس قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کر دے پس جو کچھ اسنے بطریق ہبہ وصول کیا ہو اس میں دوسرے شریک کو شرکت کا اختیار نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور دوسرے طریق حیلہ کا اس طرح مذکور ہے کہ دو شخصوں کا ایک شخص پر ہزار درہم قرضہ ہو اور ایک قرضخواہ نے چاہا کہ اپنا حصہ اسکو وصول کرے کہ اس میں دوسرے کو شرکت کا اختیار حاصل نہ ہو تو شیخ نصیر نے فرمایا کہ قرضدار اسکو باقی سود و منہ سے بری کر کے دے پھر وہ قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کر دے اور شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ قرضدار کے ہاتھ ایک شیخ شمس ثلث ابو فضی اسقدر ثلث کے کہ جتنا اسکا امیر قرضہ ہو فروخت کرے اور شمس اسکے قبضہ میں دے دے پھر وہ کچھ اسکا حصہ اس پر قرضہ ہو اس سے قرضدار کو بری کر دے پھر قرضدار نہ کرے اس شمس کے دام کا مطالبہ کرے نہ قرضہ کا گدافی الخیاط قال المتبرع حیلہ اول اوسے واسطہ ہو کیونکہ بیع کی صورت میں اگر مشتری کو بائنے اپنے حصہ قرضہ سے بری نہ کیا تو دونوں قرضدار ہو گیا بخلاف ہبہ کے کہ اس سے رجوع کر سکتا ہے ولیکن اگر بیع بشرط اختیار لے مشتری ہو تو نظر بخت قرضخواہ تامل ہو ولیکن نظر بتدین بہرہ و یکسان ہیں فافہم۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کر دیا یا اپنا حصہ اسکو بہت کر دیا تو جائز ہو اور اپنے شریک کے واسطے کچھ ضمانت نہ ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو سود و منہ سے بری کر دیا حالانکہ اس پر دونوں کا مساوی مشترک قرضہ ہزار درہم ہو پھر قرضہ میں سے کچھ وصول ہو تو اس میں سے دو اداں بقدر اپنے اپنے حصہ کے بانٹ لینے یعنی وصول شدہ مقدار کے نوجو حصہ کر کے چار حصے بری کر دے اور باقی حصہ دوسرے کو لینے یہ خیط خسری میں ہے۔ اور تیسرے میں لکھا ہے کہ اگر کچھ قرضہ وصول کر لینے کے بعد اور پچیس تقسیم کر لینے کے قبل ایک نے اس طرح یعنی سود و منہ سے بری کر دیا تو بھی وصول شدہ کو بطور مذکورہ بان تقسیم کر لینے اور اگر تقسیم کر لینے کے بعد دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو بری کیا ہو تو تقسیم نہ کر پوری ہو گئی ہو وہ باقی کسی میں نہ لے گی یہ تاتار فانیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنے حصہ کی بابت قرضدار کو تاخیر دیدی تو اس میں اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسکا تاخیر دینا نہیں روا ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اسکا تاخیر دینا اسکے شریک کے حصہ میں روا نہیں ہے بلکہ بدائع میں ہے کہ قال مترجم پس ما جمیع رحمہ اللہ کے نزدیک اسنے اپنے حصہ میں تاخیر دی تو روا ہے اور اسی پر متفرع ہوتا ہے کہ اگر اس شریک نے جس نے نہیں تاخیر دی ہو کچھ وصول کیا تو تاخیر دینے والے کو اس میں شرکت و بٹائی کرنے کا اس وقت تک اختیار نہ ہوگا کہ جب تک اسکی مبیعا د آوے پھر جب اسکے قرضہ کی بھی مبیعا د آئی تو شریک مذکور سے بٹائی کر لے گا اگر وصول شدہ اسکے پاس بعینہ قائم ہو اور اگر اس سے تلف کر دیا ہو تو بقدر اپنے حصہ کے اس تادان لے لے گا یہ ظہیر یہ میں ہے اور اگر دوسرے نے کچھ وصول نہ کیا یہاں تک کہ تاخیر دینے والے کی ممانعت بھی نہ ہو اور مبیعا د آگئی تو جو حال قبل ممانعت دینے کے تھا وہی اب پھر ہو جائیگا چنانچہ اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ اس سے وصول کیا تو دوسرا اس میں شرکت کر لے گا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قرضدار نے اس شریک کو جس نے اپنے حصہ میں تاخیر دیدی ہو سود و منہ بطور تجل و پیشگی کر دیے تو دوسرے شریک کو اختیار نہ ہوگا کہ اس میں سے نصف اس سے لے لے یعنی پچاس درہم پچوبیس درہم شریک نے پچاس درہم لے لے تو اسکو اختیار نہ ہوگا کہ جو کچھ اس سے لے لیا گیا ہو اسکا مثل قرضدار سے بوجہ قرار داد

مذکورہ بالا فتاویٰ مالکی مدبر

۱۰۰

تجیل سو درم کے پھر لے لے یعنی پچاس درم اسکے حصہ سے جسے تاخیر نہیں دی ہو لے تاکہ سو درم پیشگی ہو جاوین اس  
جہت سے کہ جسے تاخیر نہیں دی ہو جب اسے تاخیر دینے والے سے لیا تو اسکے حصہ میں سے اسکے مثل تاخیر دینے والے  
کے واسطے ہو گیا کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر قرضہ دار نے تاخیر دینے والے واسطے اسکے پورے حق کی تجیل کر دی پھر جسے  
تاخیر نہیں دی اسے اسٹین سے نصف لے لیا تو تاخیر دینے والے کو اختیار ہوتا ہو کہ بقدر اس سے لیا گیا ہو اس قدر  
اپنے شریک کے حصہ سے قرضہ دار سے لے لے لیں ایسا ہی بیان بھی ہو یہ ذخیرہ میں ہو پھر جب اسکو وصول کیا تو وہ اور  
اسکا شریک دونوں اسکو دس حصہ کے اس طرح تقسیم کرے کہ جو حصہ اسکا شریک لے گا اور ایک حصہ یہ لے گا یہ ظہیر میں ہو  
دو شخصوں کا ایک شخص پر بیجا دی قرضہ ہو پھر قرضہ دار نے دونوں میں سے ایک کا حصہ قبل میعاد آنے کے ادا کر دیا  
پس دونوں شریکوں نے اسکو بانٹ لیا تو جو باقی رہا وہ دونوں کے واسطے میعاد پر ملے گا یہ سراج میں ہو اور اگر  
دو مردوں کا قرضہ ایک عورت پر ہو پھر دونوں میں سے ایک نے اپنے حصہ کو مقرر کر دیا اس عورت سے نکاح کر لیا تو  
اسکا شریک اس شریک سے کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ شرط شرعی میں ہو۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر شریک  
مذکور نے عورت مذکورہ سے پانچ سو درم پر مطلقاً نکاح کیا یعنی یہ قید نہ لگائی کہ ان پانچ سو درم پر جو میرے حصہ سے  
قرضہ ہیں تو اسکے شریک کو اختیار ہو گا کہ نکاح کرنے والے سے اسکا نصف یعنی دو سو پچاس درم لے لے یہ شرط میں ہو۔  
اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے اپنے حصہ کے بدلے قرضہ دار سے کوئی چیز اجارہ پر لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہو گا  
کہ اس شریک سے بقدر اپنے حصہ کے واپس لے لے اور یہ بالا جماع ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک قرضہ دار  
میں سے ایک پر قرضہ دار کا قرضہ ایسے سبب سے واجب ہو جو ان دونوں کا آپس قرضہ واجب ہونے سے پہلے واقع ہوا  
ہو اور اس شریک کا قرضہ اس قرضہ سے جو قرضہ دار کا اس شریک پر پہلا واجب ہو قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو  
اختیار نہ ہو گا کہ جس شریک کا حصہ قصاص ہو گیا ہو اس سے بقدر اپنے حصہ کے واپس لے لے اور اگر شریک پر قرضہ دار کا قرضہ  
سبب سے واجب ہوا جو ان دونوں کا آپس قرضہ واجب ہونے کے بعد واقع ہوا ہو اور پھر بطور مذکور قصاص ہو گیا تو دوسرے  
شریک کو اختیار ہو گا کہ اپنے شریک مذکور سے رجوع کرے یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے اقرار کیا  
کہ اس قرضہ دار کا مجھ پر میرے حصہ قرضہ کے برابر قرضہ اس وقت کا ہو کہ جب ہم دونوں کا قرضہ اس پر واجب ہوا تھا تو قرضہ دار  
مذکور اسکے حصہ سے بری ہو جائیگا اور اسکا شریک بھی اسکی طرف رجوع نہیں کر سکتا ہو۔ اور امام محمد رحمہ اللہ اگر ایک شریک  
نے قرضہ دار پر ایسی کوئی جنایت کی جسکا ارش یعنی جہانہ پانچ سو درم ہو اور شریک کا حصہ قرضہ بھی پانچ سو درم ہو پس  
قصاص میں ساقط ہوا تو بھی اسکے شریک کو اس سے کچھ رجوع کرنے کا اختیار نہ ہو گا یہ شرط شرعی میں ہو پھر امام  
ابو یوسف سے روایت کی ہو کہ اگر ہر دو شریک قرضہ دار میں سے ایک نے قرضہ دار کو بھی زخم پہونچا یا بھروسہ سے  
اپنے حصہ قرضہ پر صلح کر لی تو اس پر اپنے شریک کے واسطے کچھ نہیں لازم ہو گا اس واسطے کہ شریک مذکور کو کوئی ایسی چیز ہو  
نہیں ہوئی جس میں مشارکت ممکن ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور قدوری میں مذکور ہو کہ اگر ایک شریک نے قرضہ دار کا ایسا  
مال تلف کیا جسکی قیمت اسکے حصہ قرضہ کے مثل تھی پس باقی قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہو گا کہ اس شریک  
سے بقدر اپنے حصہ رسد کے لے لے اور فقہی میں امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر ایک شریک قرضہ دار نے قرضہ دار کی کوئی  
متاع تلف کر دی یا اسکے غلام کو قتل کیا یا اسکے جانور کی کوئی چیز کاٹ ڈالیں پھر جو کچھ اس پر واجب ہوا وہ اسکے

تجیل سو درم کے پھر لے لے یعنی پچاس درم اسکے حصہ سے جسے تاخیر نہیں دی ہو لے تاکہ سو درم پیشگی ہو جاوین اس  
جہت سے کہ جسے تاخیر نہیں دی ہو جب اسے تاخیر دینے والے سے لیا تو اسکے حصہ میں سے اسکے مثل تاخیر دینے والے  
کے واسطے ہو گیا کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر قرضہ دار نے تاخیر دینے والے واسطے اسکے پورے حق کی تجیل کر دی پھر جسے  
تاخیر نہیں دی اسے اسٹین سے نصف لے لیا تو تاخیر دینے والے کو اختیار ہوتا ہو کہ بقدر اس سے لیا گیا ہو اس قدر  
اپنے شریک کے حصہ سے قرضہ دار سے لے لے لیں ایسا ہی بیان بھی ہو یہ ذخیرہ میں ہو پھر جب اسکو وصول کیا تو وہ اور  
اسکا شریک دونوں اسکو دس حصہ کے اس طرح تقسیم کرے کہ جو حصہ اسکا شریک لے گا اور ایک حصہ یہ لے گا یہ ظہیر میں ہو  
دو شخصوں کا ایک شخص پر بیجا دی قرضہ ہو پھر قرضہ دار نے دونوں میں سے ایک کا حصہ قبل میعاد آنے کے ادا کر دیا  
پس دونوں شریکوں نے اسکو بانٹ لیا تو جو باقی رہا وہ دونوں کے واسطے میعاد پر ملے گا یہ سراج میں ہو اور اگر  
دو مردوں کا قرضہ ایک عورت پر ہو پھر دونوں میں سے ایک نے اپنے حصہ کو مقرر کر دیا اس عورت سے نکاح کر لیا تو  
اسکا شریک اس شریک سے کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ شرط شرعی میں ہو۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر شریک  
مذکور نے عورت مذکورہ سے پانچ سو درم پر مطلقاً نکاح کیا یعنی یہ قید نہ لگائی کہ ان پانچ سو درم پر جو میرے حصہ سے  
قرضہ ہیں تو اسکے شریک کو اختیار ہو گا کہ نکاح کرنے والے سے اسکا نصف یعنی دو سو پچاس درم لے لے یہ شرط میں ہو۔  
اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے اپنے حصہ کے بدلے قرضہ دار سے کوئی چیز اجارہ پر لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہو گا  
کہ اس شریک سے بقدر اپنے حصہ کے واپس لے لے اور یہ بالا جماع ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک قرضہ دار  
میں سے ایک پر قرضہ دار کا قرضہ ایسے سبب سے واجب ہو جو ان دونوں کا آپس قرضہ واجب ہونے سے پہلے واقع ہوا  
ہو اور اس شریک کا قرضہ اس قرضہ سے جو قرضہ دار کا اس شریک پر پہلا واجب ہو قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو  
اختیار نہ ہو گا کہ جس شریک کا حصہ قصاص ہو گیا ہو اس سے بقدر اپنے حصہ کے واپس لے لے اور اگر شریک پر قرضہ دار کا قرضہ  
سبب سے واجب ہوا جو ان دونوں کا آپس قرضہ واجب ہونے کے بعد واقع ہوا ہو اور پھر بطور مذکور قصاص ہو گیا تو دوسرے  
شریک کو اختیار ہو گا کہ اپنے شریک مذکور سے رجوع کرے یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے اقرار کیا  
کہ اس قرضہ دار کا مجھ پر میرے حصہ قرضہ کے برابر قرضہ اس وقت کا ہو کہ جب ہم دونوں کا قرضہ اس پر واجب ہوا تھا تو قرضہ دار  
مذکور اسکے حصہ سے بری ہو جائیگا اور اسکا شریک بھی اسکی طرف رجوع نہیں کر سکتا ہو۔ اور امام محمد رحمہ اللہ اگر ایک شریک  
نے قرضہ دار پر ایسی کوئی جنایت کی جسکا ارش یعنی جہانہ پانچ سو درم ہو اور شریک کا حصہ قرضہ بھی پانچ سو درم ہو پس  
قصاص میں ساقط ہوا تو بھی اسکے شریک کو اس سے کچھ رجوع کرنے کا اختیار نہ ہو گا یہ شرط شرعی میں ہو پھر امام  
ابو یوسف سے روایت کی ہو کہ اگر ہر دو شریک قرضہ دار میں سے ایک نے قرضہ دار کو بھی زخم پہونچا یا بھروسہ سے  
اپنے حصہ قرضہ پر صلح کر لی تو اس پر اپنے شریک کے واسطے کچھ نہیں لازم ہو گا اس واسطے کہ شریک مذکور کو کوئی ایسی چیز ہو  
نہیں ہوئی جس میں مشارکت ممکن ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور قدوری میں مذکور ہو کہ اگر ایک شریک نے قرضہ دار کا ایسا  
مال تلف کیا جسکی قیمت اسکے حصہ قرضہ کے مثل تھی پس باقی قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہو گا کہ اس شریک  
سے بقدر اپنے حصہ رسد کے لے لے اور فقہی میں امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر ایک شریک قرضہ دار نے قرضہ دار کی کوئی  
متاع تلف کر دی یا اسکے غلام کو قتل کیا یا اسکے جانور کی کوئی چیز کاٹ ڈالیں پھر جو کچھ اس پر واجب ہوا وہ اسکے

حصہ قرضہ میں تعاملاً ہو گیا تو اسکے شریک کو اختیار نہ ہوگا کہ اس شریک سے اپنے حصہ رسدی کو لے لے کذا فی المحيط و  
 قائل لشرع دہا ہوا لا ظہر وانشاء علم اور اگر شریک مذکور نے لیکر بیع ہلا دیا یا اس سے غصب کر لی تو ایسی صورت میں بالاجل  
 دوسرے شریک کو اس سے لے لینے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح اگر بطریق خرید و فاسد کے اس سے خرید کر قبضہ کے بعد اس کو کسی  
 ہاتھ فروخت کر دیا یا آزاد کر دیا یا اسکے پاس مر گیا یا دونوں میں سے ایک نے قرضہ اس سے اپنے حصہ کے عوض کچھ دین  
 لیا جو اسکے پاس تلف ہو گیا تو ایسی صورت میں دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اس شریک کو وصول ہو یا ہو  
 اٹھیں سے اپنے حصہ رسدی کی اس سے ضمان کے محیط شری میں ہو۔ اور اگر ضمان غصب میں غاصب کے پاس یا خرید  
 فاسد میں مشتری کے پاس یا رسد میں مہتمن کے پاس یعنی شریک قرضہ کے پاس غلام کی ایک نگہ کسی  
 اسٹانی آفت سے جاتی رہی تو وہ اپنے شریک کے واسطے کچھ ضمان نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور نوادرسن سہا میں یا چھ  
 سے مذکور ہو کہ اگر دونوں قرضہ خواہ شریکوں میں سے ایک نے قرضہ کا غلام عہد قتل کیا اور اپنے قصاص واجب  
 ہو اس قرضہ دار نے اس قائل سے پانچ سو درہم لینے اتنی مقدار پر قبضہ اسکا حصہ قرضہ ہو صلح کر لی تو یہ جائز ہے  
 اور قرضہ دار مذکور اس قائل کے حصہ قرضہ سے بری ہو جائیگا پس شریک یا کر کو جو قائل نہیں ہوا اختیار ہوگا کہ قائل سے  
 شرکت کر کے اس سے اس مقدار کا نصف لینے دوسو پچاس درہم لے لے یہ بدائع میں ہو تحقیق میں امام ابو یوسف  
 سے روایت ہے کہ اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے قرضہ دار کے لیے اسکے قرضہ دار کی طرف سے کفالت کر لی تو اسکا  
 حصہ قرضہ اس کفالت میں قصاص ہو جائیگا اور اسکے شریک اگر کو بھی اس سے شرکت کرنے کا اور ضمان لینے کا  
 اختیار نہ ہوگا پھر اگر اس کی شریک نے اپنے کفول عہد سے مال کفالت جو اس کی طرف سے اسکے حکم سے ادا کیا ہو وصول پایا  
 تو بھی اسکے شریک کو اس کی طرف رجوع کر کے اس میں شرکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قرضہ دار  
 نے ایک شریک کو اسکے حصہ کے عوض کوئی کھیل دیدیا یا کسی پر آزمائی کرادی تو جو کچھ اس شریک کو کھیل سے یا  
 آزمائی قبول کرنے واسطے سے وصول ہوگا ان میں دوسرے شریک کو اسکے ساتھ شرکت کرنے کا اختیار ہوگا یہ ذخیرہ میں  
 ہو۔ و شخصلوں کے ایک شخص پر ہر درہم قرضہ میں پچھرونوں میں سے ایک نے قرضہ دار سے ان پور سے ہر درہم میں سے  
 سو درہم پر صلح کر لی اور ادا وصول کر کے قبضہ کر لیا پھر شریک نے جو کچھ اسکے کیا ہو سب کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہو  
 اسکو سو درہم کا نصف ملیگا اور اگر وصول کنندہ نے کہا کہ یہ درہم تلف ہو گئے تو وہ امانت دار تھا کہ اس پر ضمان واجب کی  
 اور قرضہ ابھی بری ہو گیا اور اگر شریک نے قبضہ صلح کی اجازت دیدی اور یہ نہ کہا کہ جو کچھ اسکے کیا سب کی میں  
 اجازت دیدی تو اسکا اختیار ہوگا کہ چاہے قرضہ دار سے پچاس درہم وصول کر لے پھر قرضہ دار مذکور اس وصول کرنے  
 سے پچاس درہم واپس لے لیا اور یہ اسوچ سے ہو کہ صلح کی اجازت دینا قبضہ کرنے کی اجازت نہیں ہو۔ اور اگر دو شخصوں  
 کا تیسرے شخص کے قبضہ میں غلام یا بک ان پچیس دونوں میں سے ایک نے اس سے اس مال سے سو درہم پر صلح کر لی تو  
 امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر تیسرا شخص جسے قبضہ میں غلام ہو وہ اقرار کرتا ہو کہ غلام ان دونوں کی ملک ہو تو دوسرا  
 شریک اس صلح کرنے والے کے ساتھ سو درہم میں شرکت نہ کرے اور اگر وہ اس سے منکر ہو تو شرکت کر سکتا ہو اور امام محمد نے  
 فرمایا کہ دونوں صورتیں یکساں ہیں کہ دونوں صورتوں میں صلح کرنے والے کے ساتھ اس صلح میں شریک نہیں کر سکتا  
 ہوا اس صورت میں کہ غلام مذکور تلف ہو گیا ہو یہ ظہیر میں ہو تحقیق میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے ایک

لا  
 ہند بہ کتاب الشریعہ باب ششم متفرقات کے بیان میں  
 ۹۲۶  
 ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

شخص سے ایک باندی خریدی اسطرح کہ ایک نے نصبت باندی ہزار درم کو اور دوسرے نے نصبت باقی باندی ہزار درم کو خریدی پھر دونوں نے اس میں عیب پا کر دونوں نے اسکو واپس کیا پھر ایک نے اپنا شئ جو اپنے حصہ کی بابت یا تھا وصول کر لیا تو اس میں اسکا دوسرا ساتھی حصہ بٹائی نہیں کر سکتا ہو خواہ ابتداء میں دونوں نے شئ کو ملا کر دیا ہو یا علقہ علقہ ہر اکسے دیا ہو اور اسی طرح اگر باندی مذکورہ کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لی تو بھی اس صورت میں ہی حکم ہو کہ ایک نے جو اپنا حصہ وصول کیا ہو اس میں دوسرا شریک نہیں کر سکتا ہو اور اگر وہ باندی آزاد ہو اور حال یہ ہو کہ ابتداء میں دونوں نے شئ ملا کر دیدیا تھا تو اس صورت میں جو کچھ وصول کرنے والے نے وصول کیا ہو اس میں دوسرا شریک شریک کر سکتا ہو۔ اور نیز شق میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ زید نے اقرار کیا کہ عروہ بکرائی و لون کا قبضہ قرضہ ہزار درم ایک باندی کا شئ ہو جو میں نے ان دونوں سے خریدی تھی پس ان میں سے ایک نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور دوسرے نے کہا کہ تو نے یہ جھوٹ کہا بلکہ تو نے میں بائیس سو درم کا اقرار کیا ہو یہ بائیس سو درم میرے قبضہ کیوں کے دامن میں جو تو نے قبضہ سے خریدے تھے پھر قرضہ دار نے اسکو بائیس سو درم ادا کیے تو دوسرے کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ جو اس نے وصول کیا ہو اس میں شریک کر لے اور قرضہ دار کا یہ قول کہ یہ مال دونوں میں مشترک ہو قصداً نہیں لگایا گیا نہ جو قبضہ میں ہو نہ دوسریوں کا تیسرے پر ہزار درم قرضہ ہو ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے شریک کے واسطے قرضہ دار کی طرف سے ضمانت کر لی تو ضمانت باطل ہو اور اگر اس نے اسی ضمانت پر دوسرے شریک کو ادا کر دیا تو اسکو رجوع کر کے واپس لے لیا اور اگر اس نے اپنے شریک کے واسطے کچھ ضمانت نہ کی و لیکن بغیر کفالت کے شریک کا حصہ شریک کو ادا کر دیا تو ادائیگی صحیح ہو اور جب ہر ایک شریک سے دوسرے کو ادا کرنا صحیح ہوا تو جو کچھ شریک دیکھنے اور کرنے والے سے وصول پایا ہو اس میں ادا کر نیوالا شریک نہیں کر سکتا ہو پھر اگر وہ قرضہ جو قرضہ دار پر تھا و ب گیا تو جو کچھ شریک نے اپنے شریک کی ادائیگی سے وصول کیا ہو اس کی طرف اس داکر نے دے شریک کو کوئی راہ نہ ہوگی بخلاف اسکے اگر قرضہ دار یا اجنبی نے ایک شریک کا حصہ اسکو ادا کیا اور دوسرے شریک نے اس میں بٹائی نہ کی بلکہ اسی کے پاس سلم رکھا ہو جو کچھ قرضہ دار پر رہا تھا وہ و ب گیا تو شریک کو اختیار ہو گا کہ دوسرے نے جو وصول پایا ہو اس کی طرف رجوع کر کے اسکے وصول کردہ میں سے حصہ بٹائے یہ ذخیرہ میں ہو علی بن ابی حمزہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہو کہ اگر قرضہ دار مر گیا اور دونوں قرضہ خواہ دونوں شریکین میں سے ایک اسکا وارث ہو اور میت مذکور نے اس قدر مال نہیں چھوڑا جس سے اسے قرضہ کامل ہو سکے تو دونوں اس مقدار متروک میں حصہ رسد شریک ہو جائیگے یہ بدلہ میں ہو۔ اور اگر تین شخصوں کا مشترک قرضہ ایک شخص پر ہو پھر ان میں سے دو قرضہ خواہ غائب ہو گئے اور تیسرا قرضہ خواہ حاضر آیا اور اس نے قرضہ دار سے اپنا حصہ طلب کیا تو قرضہ دار اسکو دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ صدقہ میں ہو اگر وہ آمیزوں میں ایکل و تین مشترک تھا جیسرا نہیں ہے ایک شریک یہاں سے کوئی پہنچا جائے اس سے شریک کے لاکر شہر کو پہنچا اور راہ میں یہاں تک گزرا کہ شریک نے اسکو فرج کر ڈالا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس وقت تک کی زندگی کی امید تھی تو ضمانت ہوگا اور اگر امید زندگی نہ تھی تو ضمانت نہ ہوگا اور اگر شریک مذکور کے سوا کسی اور نے قرضہ فرج کر ڈالا تو بحال ضمانت ہوگا خواہ اس کی زندگی کی امید نہ ہو یا نہ ہو اور یہی صحیح ہو کہ فی حقیقت العسری اور اسطرح اگر گاہے یا بکری کے چرواہے گاہے یا بکری کو فرج کر ڈالا پس اگر اس کی زندگی کی امید نہ تھی تو ضمانت نہ ہوگا اور اگر امید زندگی تھی تو ضمانت ہوگا اور اگر سولہ چرواہے کے کسی اجنبی نے فرج کی تو بہر حال ضمانت ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ ایک مکان میں دو شخصوں میں شریک ہو جائیں



ایک سین چلا گیا اور غائب ہو گیا تو دوسرے کو روکا ہوگا کہ اُسکے حصہ میں بھی سکونت رکھے پس پورے وار میں سکونت کر سکتا  
 ہو اور اسی طرح اگر خادم اپنے غلام یا باندی و شخصوں میں مشترک ہو پھر دونوں میں سے ایک غائب ہو گیا تو دوسرے  
 کو اختیار ہوگا کہ خادم سے حصہ شریک کی بھی خدمت لے کذا فی خزانہ المقتنین اور اسپر حصہ شریک کی بابت کوئی اجرت  
 واجب نہ ہوگی اگر چہ سکر مکان میں یہ مکان کرایہ پر چلائے کے واسطے رکھا گیا ہو اور اگر اراضی و دونوں میں مشترک  
 ہو تو مفتی بہ قول کے موافق اسکو یوری اراضی میں زراعت کا اختیار ہو بشرطیکہ اس زمین کے حق میں رعیت نفع ہو  
 پھر جب اسکا شریک جائیگا تو وہ بھی اتنی مدت تک اس میں تنہا زراعت کرے گا اور اگر زراعت سے نہیں نفع حاصل ہو پختا ہو یا  
 خالی چھوڑ دینا اسکو نفع دیتا ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ تمام زمین میں زراعت کرے یہ بجز اراضی میں ہو۔ اور جاو مشترک کی  
 صورت میں بجز اجازت شریک کے اسپر سوار ہوگا اسواسطے کہ سواری کا ضرر بسبب اختلاف سوار کے نفع نہ ہوتا ہو یا اسکو  
 سواری کے اور کام میں مل جل جوتے پانی دینے وغیرہ کے کام میں بلا اجازت استعمال کر سکتا ہو کیونکہ اس میں تفاوت نہیں ہو  
 چنانچہ عقد الفرائد میں مذکور ہے۔ اور اگر ایک باندی و شریکوں میں مشترک ہو تو مثلاً نے فرمایا کہ ایک روفر ایک کی خدمت  
 کرے اور دوسرے روفر دوسرے کی اور اگر دونوں میں سے ایک کو اپنے شریک کی طرف سے یہ خوف ہو کہ شائد اسکو  
 اپنے تصرف میں لائے اور اسنے درخواست کی کہ کسی نقد آدمی کے پاس بھی جادے تو یہ درخواست قبول نہ کی جائیگی نیز لائق  
 میں ہو۔ اور اگر چار دیواری کے اندر باغ انگور و اراضی دو آدمیوں میں مشترک ہو تو میں سے ایک غائب ہو یا اراضی ایک بالغ و  
 طفل تیس کے درمیان مشترک ہو تو وہ قاضی کے حضور میں مرافعہ کرے۔ اور اگر حاضر نے قاضی سے مرافعہ نہ کیا اور غائب کے  
 حصہ زمین میں بھی زراعت کر لی تو پھر وار اس کے واسطے حلال ہوگی اور با باغ انگور پس جو حاضر ہو سکی پروخت کرے  
 پھر جب بھل گیا ہو ان کو انکو فروخت کر کے اس کے حصہ میں سے اپنا حصہ لے لے اور غائب کا حصہ میں رکھ چھوڑے لیکن جب  
 غائب حاضر یا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے پیشین سے لے لے اور چاہے اس سے اپنے حصہ کی قیمت کی ضمانت لے لے قادی تالیف  
 میں ہے کہ قادی میں مذکور ہے کہ اگر اناج یا درم دو آدمیوں میں مشترک ہے تو میں سے ایک غائب ہو گیا اور جو حاضر ہو اسکو  
 اختیار ہے پیشین لے لے یا پسین لے لے اس میں سے اپنا حصہ لے لیا تو اناج محمد نے فرمایا کہ بچے اس میں سے کچھ مٹا لے اور فقیر  
 ابو الیاف نے کہہ کر ہم اسی کو لیتے ہیں بقا دی غیاث میں ہے۔ اور کیلی و وزلی و خیر و ن میں سے شریک کو اختیار ہے کہ  
 دوسرے شریک کی غیب میں اپنا حصہ اس میں سے نکال لے اور اسپر کچھ لازم نہ ہوگا بشرطیکہ باقی سالم رہا اور اگر باقی  
 ہو گیا تو اسکی بر بادی و دونوں پر پیرگی یہ نہر لائق میں ہو۔ ایک مکان و شخصوں کے درمیان مقبوض اس طرح ہو کہ ہر ایک  
 کا حصہ جدا کیا ہو تقسیم کیا ہو اور ان میں سے ایک حاضر اور دوسرا غائب ہو تو دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے  
 شریک کے حصہ میں سکونت لے لے اور نہ اسکو اجارہ پر بدون حکم قاضی سے سکونت ہو ان قاضی اگر دیکھے کہ دوسرے اس میں  
 کوئی نہ گیا یہ غائب جائیگا تو اسکو اجارہ پر دیدے اور ہلکی اجرت اس کے مالک غائب کے واسطے رکھ چھوڑے نیز خزانہ المقتنین  
 میں ہے کہ ایک مکان و دو ہائون اور انکی دو ہائون کے درمیان مشترک ہو اور ہائون کی جو روین اور ہائون کے شوہر ہو جو  
 ہیں تو ہائون کو اختیار ہے کہ اگر ہائون کے شوہر انکی جو روین کے ایسے فراتہی رشتہ دار نہ ہون چنگے ساتھ انکی جو روین کا  
 نکاح ناجائز ہو تو انکو اندر اسنے سے منع کریں۔ اور اگر ایک مکان و شخصوں میں مشترک ہو تو میں سے ایک غائب ہو گیا تو  
 دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے کو اسکی اجرت پر پیشین سے لے لے اس واسطے کہ یہ تصرف اسکا حق نہیں ہو

قال المرحوم  
 شافعی  
 لا یجوز  
 فی حق  
 مالک  
 ان یشترک  
 فی شئ  
 مع غیره  
 فی شئ  
 من غیر  
 موافق  
 قول  
 الفقہاء  
 و انما  
 یجوز  
 ان یشترک  
 فی شئ  
 مع غیره  
 فی شئ  
 من غیر  
 موافق  
 قول  
 الفقہاء

اسکا حق ہر قنیین میں ہے۔ ایک کو چہ غیر نافذہ دس آدمیوں میں مشترک ہر جس میں سے ہر ایک کا اس کو چہ میں مکان ہو گمراہ نہیں سے ایک کا مکان دوسرے کو چہ میں ہر جس کا راستہ اس کو چہ میں نہیں ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ اس کو چہ میں اپنے مکان کا دروازہ پھوڑے چنانچہ شیخ ابو القاسم و شیخ ابو جعفر و نقیہ ابو الیوسف رحمہ نے اسی پر فتویٰ دیا اور یہی صحیح ہے کہ یہ فتاویٰ غیاثیہ میں ہے۔ ایک صاحب نے دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک نے اسکی عمارت میں جمع کیا تو وہ مفت ہو بلکہ احسان خرچ کر نیوالا نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر غلام مشترک کو ایک شریک نے لفقہ دیا یا باغ انگور و شریک کا خرما ایک ہی نے ادا کیا تو مفت احسان کرنے والا ہوگا یہ سراجیہ میں ہے۔ ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہو جس میں سے ایک غائب ہو اور دوسرے نے اسکو کرایہ پر دیدیا اور کرایہ وصول کیا تو جو غائب ہو وہ حاضر ہو کر غنما ہو کہ انھیں اسکیساتر حصہ بنائی کر لے یہ قنیین میں ہے شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ ایک زمین چند لوگوں کے درمیان مشترک غیر مقسوم ہو پس بعض نے اس اراضی میں قنوری زمین میں اپنے بیجوں سے زراعت کی اور اسکو ایسے پانی سے سیریا جو ان سب میں مشترک ہو اور چند سال تک بدون اجازت اپنے شریکوں کے زمین کا استعمال کیا تو فرمایا کہ اگر حمایت کے بعد اسکو اپنے حصہ میں اسی قدر حاصل ہوئی ہو اور قبل اسکے یہ سب شریک باری باری کی حمایت کرتے ہوں تو اسپر کچھ ضمان نہ ہوگی اور مشترک میں اسکی شریکوں کو استحقاق شرکت بھی حاصل نہ ہوگا یہ تانا را غنیہ میں ہے۔ اور جو راہن پر واجب ہوا اگر اسکو مرگن نے بدون اجازت راہن کے ادا کر دیا تو متطوع ہوگا یعنی مفت احسان کرنے والا ہوگا اور اسی طرح جو مرگن پر واجب ہوا اگر راہن نے اسکو اس طرح ادا کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دونوں میں سے کسی نے جو دوسرے پر واجب ہوا ہو دوسرے کی اجازت سے یا قاضی کے حکم سے ادا کیا تو اس سے واپس لے سکتا ہے۔ اور امام ابو یوسف و امام شافعی سے روایت ہو کہ اگر راہن غائب ہو اور مرگن نے قاضی کے حکم سے خرچ کیا تو راہن سے یہ خرچہ واپس لے گا اور اگر راہن حاضر ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہے۔ مگر فتویٰ اسپر ہو کہ اگر راہن حاضر ہوا اور اسنے خرچہ دینے سے انکار کیا پھر قاضی نے مرگن کو خرچ کرنے کا حکم دیا پس اسنے خرچ کیا تو راہن سے واپس لے سکتا ہے اور شرکت کے مسائل اسی قنیا میں ہے ہونے چاہیے میں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے جامع میں بیان فرمایا کہ ایک شخص پر دوسرے کے ہزار درہم ہیں اسنے تیسرے و چوتھے دو شخصوں کو حکم دیا کہ میری طرف سے قرضخواہ کو ہزار درہم اسکا قرضہ جو مجھ پر ادا کرے پس دونوں نے ادا کیے پھر ان میں سے ایک نے حکم دہندہ سے پانچ سو درہم وصول کیے پس اگر دونوں نے اسکو اپنے مشترک مال سے ادا کیا ہو تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ وصول کرنے والے سے شرکت کر کے حصہ بانٹ لے اور اگر دونوں نے مشترک مال سے ادا نہ کیا ہو بائین طور کہ ہر ایک نے جو کچھ دیا ہو وہ حقیقت میں الگ اپنا ذاتی مال لایا تھا مگر ادا اسطور سے کیا کہ دونوں نے ساتھ ہی ادا کر دیا تو ایسی صورت میں جو ایک نے وصول پایا ہو انھیں دوسرا شرکت نہیں کر سکتا ہو کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر دونوں نے ایک ہی صفقہ میں ایک نے اپنا غلام دوسرے نے اپنی باندی کسی کے ہاتھ فروخت کیے یا دونوں نے اجارہ پر دیے تو بھی جو کچھ وصول ایک کرے گا انھیں دوسرا شرکت کر سکتا ہو یہ کافی میں ہوا و نیز جامع میں مذکور ہے کہ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنا غلام جو سن دو ہزار درہم کے مالک تھا کیا ہے کہ ایک سال میں یہ مال کتابت ادا کرے اور غلام کی قیمت ہزار درہم ہو پھر دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو مولیٰ کو اختیار ہو کہ چاہے ہر دو گواہ سے غلام کی قیمت ہزار درہم فی الحال لے لے اور چاہے کہ اسکی قیمت بدل کتابت کرنا

۲  
بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله  
والحمد لله رب العالمين

اختیار کرے کہ وہ ایک سال کی مدت پر دہزار درم اس سے لے لیا پھر اگر اسے گواہوں سے ہزار درم فی الحال لے لے تو ہر دو گواہ نہ کرے بجائے مولیٰ کے بدل کتابت کی ملک میں قائم ہونے کے لئے وہ ہزار درم بدل کتابت دونوں گواہوں کی ملک بجا سے مولیٰ کے ہو جائیگے پھر دونوں نے کتابت سے دہزار درم وصول کیے تو اس میں سے ایک ہزار درم انکو حلال ہیں اور باقی ہزار درم صدقہ کر دیں اور کتابت آزاد ہو جائیگا اور اسکی ولاد اس کے مولیٰ کے واسطے ہوگی پھر اگر کتابت نے ہزار درم ان دونوں گواہوں میں سے ایک کو دلیکے تو آزاد نہ ہوگا اور جو کچھ اس نے وصول کیا ہے وہیں دوسرے گواہ کو شرکت کرنے کا بھی اختیار نہ ہوگا خواہ جو مال قیمت گواہوں نے مولیٰ کو دیا کیا ہو وہ اپنے مشترک مال سے دیا گیا ہو یا غیر مشترک سے دیا ہوا درہمی حکم سے کچھ کا بھی ہو چنانچہ اگر دو گواہوں نے زید پر یہ گواہی دی کہ اسے غلام اس بکر کے ہاتھ دہ ہزار درم کو بوجہ ایک سال کے فروخت کیا اور غلام کی قیمت ہزار درم ہو اور بکر اسکا مدی ہو اور وید منکر ہو پس گواہوں کی گواہی پر حکم دیا گیا پھر دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو مولیٰ نے زید کو اختیار ہر چاہے مشتری سے ایک سال کی مدت پر دہ ہزار درم اسکا مشن لینا اختیار کرے اور چاہے گواہوں سے اسکی قیمت ایک ہزار درم فی الحال لے لے پس اگر زید نے گواہوں سے ضمان لینا اختیار کیا تو دونوں گواہ بجائے زید کے ملک میں نہ ملک غلام میں قائم ہونے پس ان دہزار درم مشن میں سے انکو ایک ہزار درم حلال ہونے اور باقی ہزار درم صدقہ کر دیں پھر اگر ان میں سے ایک گواہ نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس کے ساتھ شرکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر کتابت نہ کرے اور اسے کتابت سے عاجز ہو گیا اور کتابت شیخ ہو گئی یا بھانج ہو گئی تو جو کچھ مولیٰ نے غلام سے گواہوں سے بطور ضمان وصول کیا ہو وہ انکو واپس دینا اور جو کچھ انھوں نے ملک سے وصول کیا ہو اسکو مولیٰ ان سے واپس لے لیا یا مشتری اسے جو مشن انھوں نے وصول کیا ہو واپس لے لیا یہ کافی ہیں ہر دو شخصوں میں ایک باندی مشتری کئی جسکو کسی خاصہ نے غصب کر کے زید کے ہاتھ فروخت کر دیا اور زید نے اسکو وام ولد بنایا اپنی اس سے کچھ پیدا ہوا پھر نالش ہونے پر قاضی نے دونوں مالکوں کے واسطے باندی واسطے عقد و بیچ کی قیمت کا معام حکم دیا تو دونوں مالکوں میں سے ایک جو کچھ وصول کرے بکا ان میں دوسرے کو شرکت کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے الگ الگ حکم حاصل ہوا تو قیمت باندی و عقد میں دونوں ایک دوسرے کی شرکت کر سکتے ہیں اور بیچ کی قیمت میں نہیں کر سکتے ہیں چنانچہ اگر دونوں میں سے ایک نے بیچ کی قیمت میں سے اپنا حصہ وصول کیا تو دوسرا ان میں شرکت و بٹائی نہیں کر سکتا ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے بائع یعنی خاصہ سے تاوان لینا اختیار کیا اور دوسرے نے مشتری سے ضمان لینی پس نہ کی تو ایک کے کچھ وصول کیے ہوئے ہیں دوسرا شرکت نہیں کر سکتا ہو اور اگر ایک کے واسطے بیچ کی نصف قیمت کا حکم دیا گیا پھر یہ بیچ دوسرا شرکاء حاضر ہوا تو اس کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر مشتری کے پاس باندی مگر گئی تو مولیٰ کو اختیار ہر چاہے بائع سے باندی کی قیمت تاوان لے لے اور چاہے مشتری سے لے اور ہر دو صورت میں اسکو اختیار ہوگا مشتری سے عقد کی اور بیچ کی قیمت کی ضمان لے لے اور اسی طرح اگر دونوں نے کسی سے ایک مکان خریدا اور ان میں کچھ عمارت بنائی پھر کسی نے اس مکان کو اپنا اتفاق ثابت کر کے لے لیا پھر دونوں کے واسطے بائع پر عمارت نہ کر کے کی قیمت کا حکم دیا گیا تو جو کچھ ایک وصول کرے بکا ان میں دوسرا شرکت کر سکتا ہو اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ حکم دیا گیا تو ایک کے ساتھ دوسرا ان میں شرکت نہیں کر سکتا ہو یہ غلط فہمی میں ہے اور

مستند







مفاوضت کا حال معلوم ہو یا نہیں معلوم ہو تو یہ خرید خاصہ اسکے موکل کے واسطے ہوگی اور پہلے شریک کے واسطے نہیں  
 سے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ شریک اول کی توکیل اس دلیل پر سبب مفاوضت کے ضامن ثابت ہوئی تھی پس جب  
 متضمن یعنی مفاوضت باطل ہوئی تو جو اس سے ضامن ثابت ہوئی تھی یعنی توکیل وہ بھی بلا شرط اسکا ہی باطل ہوگا  
 اسلئے کہ یہ عزل حکمی ہو اور موکل کا اب جو شریک ہو یعنی مفاد من دوم اسکے واسطے بھی نہیں سے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ موکل  
 مذکور کے واسطے اس خریدی چیز یعنی غلام میں جو ملک ثابت ہوئی ہو وہ مفاوضت سے پہلے ایک سبب یعنی توکیل سے ثابت  
 ہوئی ہو چنانچہ اگر یہ توکیل نہ ہوئی تو موکل مذکور کی ملک اس غلام میں ثابت نہ ہوتی اور یہ قاعدہ ہو کہ ہر دو شریک میں سے  
 جب ایک کے واسطے کسی چیز کی ملک ایسے سبب سے ثابت ہو جو شرکت سے پہلے واقع ہوا ہو تو دوسرا شریک نہیں اسکا  
 شریک ہوگا جیسے اگر کوئی غلام بائع کے واسطے خیال کی شرط دیگر خرید یا پیشتر ہی نے کسی سے مفاوضت کر لی پھر بائع نے اپنا  
 خیال ساقط کر دیا تو شریک کے واسطے اس غلام میں شرکت ثابت نہ ہوگی لیکن توکیل کو اختیار ہوگا چاہے مال بخش کے واسطے  
 اپنے موکل کی طرف رجوع کرے اور چاہے اسکے شریک سے رجوع کرے پھر شریک اسکے موکل مذکور سے یہ لیگا یہ کافی نہیں ہوگا  
 اور اس مسئلہ میں اگر موکل نے توکیل کو ایک کر لیا ہو تو اسکے عوض میں سے واسطے ایک غلام خریدے اور باقی مسئلہ موافق  
 مذکورہ بالا ہو پھر توکیل نے اس کے عوض خرید تو قیاساً توکیل مذکور خلاف کرنے والا ہوا اور آتھنا مخالف ہوگا  
 پھر اگر توکیل نے دونوں کے مفاوضت توڑ لینے سے آگاہ ہو کر خرید ہو تو یہ اور اقل دونوں یکساں ہیں اور اگر بخانا تھا تو  
 غلام مذکور اسکے موکل اور موکل کے شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط مشری میں ہوا اور نازل میں ہو کر شیخ ابوالقاسم سے  
 دریافت کیا گیا کہ دو آدمیوں نے باہم شرکت کی پس ایک نے کام کیا اور دوسرا غائب ہو گیا پھر وہ حاضر آیا تو حاضر نے اسکا حصہ  
 اسکو دیا پھر حاضر غائب ہو گیا اور غائب نے جو حاضر ہی کام کیا اور نفع کمایا اور غائب ہو جائیو اسے کو نفع میں سے اسکا  
 حصہ دینے سے انکار کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر دونوں کی شرکت بطور صحیح واقع ہوئی اور باہم دونوں کے کام کرنے کی شرط کر لی  
 تھی کہ اکٹھا یا متفرق کام کریں تو جو نفع ان دونوں کی تجارت سے حاصل ہو خواہ دونوں کے اکٹھا کام کرنے سے یا متفرق کام  
 کرنے سے وہ سبب دونوں میں موافق باہمی شرط کے مشترک ہوگا اور نیز شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصوں نے باہم شرکت  
 کی اس شرط پر کہ دونوں خریدیں اور دونوں فروخت کریں اور نفع دونوں میں نصفاً نصف ہوگا اور ہر ایک کو اس واسطے درم  
 ہیں جو اس تجارت سے علاوہ ہیں پھر ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ ہم مال تقسیم کرینگے اور شرکت توڑینگے اس واسطے کہ مجھے  
 اس میں کچھ منفعت نہیں ہو پھر اسے متناع کا بٹوارہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ پورا دوسرے کے ہاتھ فروخت  
 کر دیا اور کچھ درم وصول کر کے اور کام شروع کر دیا اور دونوں نے باہم یہ نہ کہا کہ ہم دونوں الگ الگ ہو گئے تو شیخ نے فرمایا کہ پہلا  
 کام کہ ہم شرکت کو قطع کرینگے اس پچھلی بیج کے ساتھ قطع شرکت ہوگا یہ تا تا را غائبہ میں ہو۔ دو شخصوں نے کپڑے کے سوچ میں  
 اس طرح شرکت کی کہ ایک کا تانا اور دوسرے کا بانا ہوں دونوں نے کپڑا بنا تو یہ کپڑا دونوں میں بحساب قیمت تانے و بانے  
 کے مشترک ہوگا یہ محیط میں ہو اور شیخ جندی نے فرمایا کہ باپ کو اور دھی کو واپس کہ طفل صغیر کے مال کو اپنے مال کے ساتھ  
 شرکت میں لاویں اور اگر صغیر کا مال بنسبت اسکے اس مال کے زائد ہو اور نفع میں مساوات وغیرہ شرط کی پس  
 اگر گواہ کرے تو نفع دونوں میں موافق شرط کے ہوگا اور اگر گواہ نہ کرے ہوں تو نفع مشروط فیما بینہ و بینہ تھا پھر باپ یا دھی  
 کو حلال ہوگا لیکن قاضی اسکے قول کی تصدیق نہ کرے گا بلکہ نفع کو بھٹا را اس مال قرار دے گا یہ بیج دہا ج میں ہو تھقی میں امام

معاوضت کا حال معلوم ہو یا نہیں معلوم ہو تو یہ خرید خاصہ اسکے موکل کے واسطے ہوگی اور پہلے شریک کے واسطے نہیں سے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ شریک اول کی توکیل اس دلیل پر سبب مفاوضت کے ضامن ثابت ہوئی تھی پس جب متضمن یعنی مفاوضت باطل ہوئی تو جو اس سے ضامن ثابت ہوئی تھی یعنی توکیل وہ بھی بلا شرط اسکا ہی باطل ہوگا اسلئے کہ یہ عزل حکمی ہو اور موکل کا اب جو شریک ہو یعنی مفاد من دوم اسکے واسطے بھی نہیں سے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ موکل مذکور کے واسطے اس خریدی چیز یعنی غلام میں جو ملک ثابت ہوئی ہو وہ مفاوضت سے پہلے ایک سبب یعنی توکیل سے ثابت ہوئی ہو چنانچہ اگر یہ توکیل نہ ہوئی تو موکل مذکور کی ملک اس غلام میں ثابت نہ ہوتی اور یہ قاعدہ ہو کہ ہر دو شریک میں سے جب ایک کے واسطے کسی چیز کی ملک ایسے سبب سے ثابت ہو جو شرکت سے پہلے واقع ہوا ہو تو دوسرا شریک نہیں اسکا شریک ہوگا جیسے اگر کوئی غلام بائع کے واسطے خیال کی شرط دیگر خرید یا پیشتر ہی نے کسی سے مفاوضت کر لی پھر بائع نے اپنا خیال ساقط کر دیا تو شریک کے واسطے اس غلام میں شرکت ثابت نہ ہوگی لیکن توکیل کو اختیار ہوگا چاہے مال بخش کے واسطے اپنے موکل کی طرف رجوع کرے اور چاہے اسکے شریک سے رجوع کرے پھر شریک اسکے موکل مذکور سے یہ لیگا یہ کافی نہیں ہوگا اور اس مسئلہ میں اگر موکل نے توکیل کو ایک کر لیا ہو تو اسکے عوض میں سے واسطے ایک غلام خریدے اور باقی مسئلہ موافق مذکورہ بالا ہو پھر توکیل نے اس کے عوض خرید تو قیاساً توکیل مذکور خلاف کرنے والا ہوا اور آتھنا مخالف ہوگا پھر اگر توکیل نے دونوں کے مفاوضت توڑ لینے سے آگاہ ہو کر خرید ہو تو یہ اور اقل دونوں یکساں ہیں اور اگر بخانا تھا تو غلام مذکور اسکے موکل اور موکل کے شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط مشری میں ہوا اور نازل میں ہو کر شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو آدمیوں نے باہم شرکت کی پس ایک نے کام کیا اور دوسرا غائب ہو گیا پھر وہ حاضر آیا تو حاضر نے اسکا حصہ اسکو دیا پھر حاضر غائب ہو گیا اور غائب نے جو حاضر ہی کام کیا اور نفع کمایا اور غائب ہو جائیو اسے کو نفع میں سے اسکا حصہ دینے سے انکار کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر دونوں کی شرکت بطور صحیح واقع ہوئی اور باہم دونوں کے کام کرنے کی شرط کر لی تھی کہ اکٹھا یا متفرق کام کریں تو جو نفع ان دونوں کی تجارت سے حاصل ہو خواہ دونوں کے اکٹھا کام کرنے سے یا متفرق کام کرنے سے وہ سبب دونوں میں موافق باہمی شرط کے مشترک ہوگا اور نیز شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصوں نے باہم شرکت کی اس شرط پر کہ دونوں خریدیں اور دونوں فروخت کریں اور نفع دونوں میں نصفاً نصف ہوگا اور ہر ایک کو اس واسطے درم ہیں جو اس تجارت سے علاوہ ہیں پھر ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ ہم مال تقسیم کرینگے اور شرکت توڑینگے اس واسطے کہ مجھے اس میں کچھ منفعت نہیں ہو پھر اسے متناع کا بٹوارہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ پورا دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور کچھ درم وصول کر کے اور کام شروع کر دیا اور دونوں نے باہم یہ نہ کہا کہ ہم دونوں الگ الگ ہو گئے تو شیخ نے فرمایا کہ پہلا کام کہ ہم شرکت کو قطع کرینگے اس پچھلی بیج کے ساتھ قطع شرکت ہوگا یہ تا تا را غائبہ میں ہو۔ دو شخصوں نے کپڑے کے سوچ میں اس طرح شرکت کی کہ ایک کا تانا اور دوسرے کا بانا ہوں دونوں نے کپڑا بنا تو یہ کپڑا دونوں میں بحساب قیمت تانے و بانے کے مشترک ہوگا یہ محیط میں ہو اور شیخ جندی نے فرمایا کہ باپ کو اور دھی کو واپس کہ طفل صغیر کے مال کو اپنے مال کے ساتھ شرکت میں لاویں اور اگر صغیر کا مال بنسبت اسکے اس مال کے زائد ہو اور نفع میں مساوات وغیرہ شرط کی پس اگر گواہ کرے تو نفع دونوں میں موافق شرط کے ہوگا اور اگر گواہ نہ کرے ہوں تو نفع مشروط فیما بینہ و بینہ تھا پھر باپ یا دھی کو حلال ہوگا لیکن قاضی اسکے قول کی تصدیق نہ کرے گا بلکہ نفع کو بھٹا را اس مال قرار دے گا یہ بیج دہا ج میں ہو تھقی میں امام







دو کتابت میں کہ دونوں ایک ہی کتابت میں رکاتب ہوئے ہیں ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے پورے مال کی کفالت کر لی تو جو کچھ دونوں میں سے ایک ادا کرے اس کا نصف دوسرے سے واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر دونوں نے کچھ ادا نہ کیا ہو یا تنگ کہ مولیٰ نے دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا تو عتق جائز ہو اور نصف مال کتابت سے دونوں بری ہو جائیں گے اور حصہ باقی کے واسطے مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ وہ دونوں میں سے جس سے چاہے مواخذہ کرے اس لیے کہ آزاد شدہ سے حکم کفالت کے اور دوسرے سے حکم اصالت کے مواخذہ کر سکتا ہے پس اگر مولیٰ نے آزاد شدہ سے لے لیا تو وہ دوسرے سے واپس لے گا اور اگر دوسرے سے لیا تو وہ آزاد شدہ سے کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ جامع صغیر میں ہے۔ اگر جانور مشترک علیہ ہو گیا اور دونوں شریک میں سے ایک فاسق ہو اور بیٹا روئے نہ لے گا کہ اسکو داغ وینا ضرور ہو پس حاضر نے اسکو داغ دلایا پھر وہ مر گیا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر ان دونوں کی مشترک متاع کسی جانور پر لڑائی ہو پس راستہ میں یہ جانور گر گیا پس ایک نے دوسرے کی غیبت میں ایک جانور اس خوف سے کہ لے کر لیا کہ متاع تلف نہ ہو یا ناقص نہ ہو جائے تو جائز ہو اور جو کچھ کرایہ ہو دے اسکا حصہ شریک سے بھی لے لے گا یہ قنہ میں ہے۔ اور اگر دوسرے کی غیبت میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باندی خاص اپنے واسطے خریدوں پس شریک خاموش ہو رہا پھر اسے وہ باندی خریدی تو اسی کے واسطے خاص نہ ہوگی جب تک کہ شریک نے یہ نہ کہا ہو کہ اچھا یہ غلامہ میں ہو۔ فقہی میں لکھا ہے کہ اگر دو شخصوں نے شرکت کر لی کام کہنے میں اس شرط پر کہ ان میں سے ایک کے واسطے دس درم ماہواری ہوئے جو مال شرکت سے نہیں ہیں تو شرط باطل اور شرکت جائز ہو یہ مجتہدین ہے۔ اور اگر شرکت مفاد نصف میں ایک شریک پر کام کرنا شرط کیا گیا ہو تو شرکت باطل ہو یہ تہذیب میں ہے۔ اور دونوں شریک عثمان میں سے اگر ایک نے کسی شخص پر اپنی دونوں کی شرکت کی کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ قسم کھا گیا تو دوسرے شریک کو مدعا علیہ سے دوبارہ قسم لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ عیون میں لکھا ہے کہ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر ایک غلام نے کسی سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور بنور قینہ نہ کیا تھا کہ بائع اسکے دوسرے شریک سے ملا و غلام اس سے واپس نہ لے کر درم ہزارہ پر لیا تو اجارہ جائز ہو اور پہلی خرید لوٹ جائیگی خواہ غلام کو شناخت کیا ہو یا نہیں یہ تاتاری خانیہ میں ہے۔

## کتاب الوقف

اس میں چودہ باب ہیں

باب اول۔ وقف کی تعریف و رکن و شرط کے بیان میں اور جن الفاظ سے وقف پورا ہو جاتا ہے اور جسے پورا نہیں ہوتا ہے ان کے بیان میں۔ امام عظیم رحمہ کے نزدیک وقف شرع میں جس کرنا مال عین کا ملک وقف کنندہ پر اور تصدیق کرنا اسکی منفعت کا فقیروں پر یا اور کسی وجہ خیر پر اور یہ بمنزلہ عواری کے ہو کہ ذاتی اسکا فی پس یہ لازم نہ ہوگا کہ اس سے رجوع نہ کر سکے بلکہ وقف کنندہ کو اختیار ہوگا کہ وقف سے رجوع کرے اور اس مال کو فروخت کرے یہ ضمیرات میں ہے اور کسی طریقہ سے سوائے دو طریقوں کے وقف لازم نہیں ہو جاتا ہے۔ اور دو طریقے یہ ہیں اول آنکہ کوئی قاضی ایسے لازم ہو جانے کا حکم دیدے اور دوم آنکہ خارج بخارج وصیت ہو پس یوں کہ میں نے اپنے اس دار کی آمدنی کی وصیت کر دی تو اسج مدت میں وقف لازم ہوگا یہ نہایت میں ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک شرع میں وقف یہ ہو کہ مال عین کا جس نے

بابت اول و ثانیہ  
کتاب الوقف  
باب اول  
وقف کی تعریف و رکن و شرط کے بیان میں اور جن الفاظ سے وقف پورا ہو جاتا ہے اور جسے پورا نہیں ہوتا ہے ان کے بیان میں۔ امام عظیم رحمہ کے نزدیک وقف شرع میں جس کرنا مال عین کا ملک وقف کنندہ پر اور تصدیق کرنا اسکی منفعت کا فقیروں پر یا اور کسی وجہ خیر پر اور یہ بمنزلہ عواری کے ہو کہ ذاتی اسکا فی پس یہ لازم نہ ہوگا کہ اس سے رجوع نہ کر سکے بلکہ وقف کنندہ کو اختیار ہوگا کہ وقف سے رجوع کرے اور اس مال کو فروخت کرے یہ ضمیرات میں ہے اور کسی طریقہ سے سوائے دو طریقوں کے وقف لازم نہیں ہو جاتا ہے۔ اور دو طریقے یہ ہیں اول آنکہ کوئی قاضی ایسے لازم ہو جانے کا حکم دیدے اور دوم آنکہ خارج بخارج وصیت ہو پس یوں کہ میں نے اپنے اس دار کی آمدنی کی وصیت کر دی تو اسج مدت میں وقف لازم ہوگا یہ نہایت میں ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک شرع میں وقف یہ ہو کہ مال عین کا جس نے

ملک اللہ تعالیٰ پر ایسی وجہ سے کہ اس مال عین کی منفعت بندوں کی طرف محدود کرتی رہے پس صاحبین کے موافق وقف لازم ہوتا ہو اور مال وقف فروخت و ہب نہیں کیا جاسکتا اور نہ وہ میراث ہو سکتا ہو یہ ہر ایک میں ہو۔ اور عین تہیہ میں مذکور ہو کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہو یہ شیخ نقاش شیخ ابوالکارم عظیمی اور امام عظیمی کے نزدیک وقف کرنے والے کی ملک مال وقف سے قاضی کے حکم سے زائل ہو جاتی ہو پس لازم کرنے کا طریقہ یہ ہو کہ وقف کرنے والا متولی کو مال وقف سپرد کرے پھر یہ چھت کرے کہ وقف لازم نہیں ہو اور وقف سے رجوع کرے پس قاضی اسکے لازم ہونے کا حکم دے پس یہ وقف بالاتفاق لازم ہو جائیگا۔ اگر وقف کنندہ اور متولی نے کسی کو حکم مقرر کیا اور حکم نے وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا تو صحیح یہ ہو کہ حکم کے حکم سے اختلاف نہ ہو گا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے کو اپنے وقف کے باطل کیے جانے کا خوف ہو اور اسکو قاضی سے حکم لزوم حاصل کرنا میر نہ واثو وقتنا میں تحریر کرے کہ اگر اس وقف کو کوئی قاضی یا کوئی والی باطل کرے تو یہ اراضی تمام اصل اراضی مذکور مع تمام اس چیز کے حصصین ہر طرف سے وصیت ہو کہ فروخت کی جائے اور اسکا مشن فقیروں پر تقسیم کیا جائے جبکہ متداعی ہو یا نہ ہو ایسی صورت میں دارست کو قاضی کے پاس واقع کرنا اور وقف کا ابطال کرنا کہ پھر مفید نہ ہوگا اور وصیت تقبیح بالشرع کو متحمل ہو کر غلامہ میں تو۔ اور مسال لائے شخصی نے فرمایا کہ یہ جو ہمارے زمانہ میں رسم جاری ہوئی ہو کہ لوگ وقف نامہ میں فروخت کیے ہوئے کا اقرار اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ قاضیوں میں سے ایک قاضی نے اس وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا ہو تو یہ کہ نہیں ہو اور بعض متاخرین مشائخ نے کہا کہ جب آخر وقتنا میں یوں تحریر کیا کہ اس وقف کے صحیح ہونے اور لازم ہونے کا قاضیان اسلام میں سے ایک قاضی نے حکم دیدیا ہو اور قاضی کا نام نہیں لیا تو جائز ہو اور مروی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحیح دہی ہو جو مسال لائے شخصی نے فرمایا ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور صحیح یہ ہو کہ وقف کی تعلیق بموت سے وقفہ کرنے والے کی ملک اس سے زائل ہوگی مگر وہ بالاجماع لازم ہو جائیگا۔ لیکن امام عظیمی کے نزدیک اس مال میں کا قبضہ وقف کرنا اس کی ملک یا اسکے وارثوں کی ملک رہیگا اور صاحبین کے نزدیک و وارثوں میں سے کسی کی ملک ہوگا جیسے اعتبار و مسجد میں ہوتا ہو یہ کفار میں ہو۔ اور اگر وقف کو اپنی موت پر معلق کیا جائے تو کہ کہا کہ جب وقت میں مرا تو ضرور میں نے اپنا مال ان وجہ خیر معلق کیا پھر فرمایا تو وقف صحیح ہوا پس اگر اسکے ترک کی تھائی ہو یا تھائی سے برآمد ہوا تو لازم ہوگا اور اگر تھائی سے برآمد ہوا تو بقدر تھائی کے جائز ہوا اور باقی ابھی باقی رہیگا یہاں تک کہ میت کا کچھ اور مال ظاہر ہو یا دارست لوگ اجازت دیدیں پھر اگر میت کا کچھ اور مال ظاہر نہ ہو اور وارثوں نے اجازت دی تو اسکا غلہ تین تھائی تقسیم ہوگا حسین سے ایک تھائی و اسے وقف کے اور باقی دو تھائی وارثوں کے واسطے اور اگر ایسی حالت میں اپنی موت پر معلق کر کے وقف کیا کہ جب وہ مرض الموت کا درپہن تھا تو بھی یہ حکم ہو اور اگر اسے حالت مرض الموت میں وقف بخیر کو یا یعنی اسکا اپنی موت پر معلق نہ رکھا بلکہ کہہ دیا کہ میں نے اپنی اسکو وقف کر دیا تو امام شافعی کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ بمنزلہ تعلیق بموت کے ہو اور صحیح یہ ہو کہ امام عظیمی کے نزدیک یہ وقف بمنزلہ حالت صحت کے وقف بخیر کے ہو پس لازم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک تھائی سے لازم ہوگا یہ حسین میں ہو چھ واضح ہو کہ جب صاحبین کے نزدیک ملک زائل ہو جاتی ہو تو وارثوں میں یہ اختلاف ہو کہ امام ابویوسف کے نزدیک فقہا قول سے زائل ہو جاتی ہو اور یہی امام شافعی و امام مالک امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہو اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہو اور شافعی مخرج اسی پر ہیں اور قاضیوں میں لکھا ہو کہ اسی پر

ملک اللہ تعالیٰ پر ایسی وجہ سے کہ اس مال عین کی منفعت بندوں کی طرف محدود کرتی رہے پس صاحبین کے موافق وقف لازم ہوتا ہو اور مال وقف فروخت و ہب نہیں کیا جاسکتا اور نہ وہ میراث ہو سکتا ہو یہ ہر ایک میں ہو۔ اور عین تہیہ میں مذکور ہو کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہو یہ شیخ نقاش شیخ ابوالکارم عظیمی اور امام عظیمی کے نزدیک وقف کرنے والے کی ملک مال وقف سے قاضی کے حکم سے زائل ہو جاتی ہو پس لازم کرنے کا طریقہ یہ ہو کہ وقف کرنے والا متولی کو مال وقف سپرد کرے پھر یہ چھت کرے کہ وقف لازم نہیں ہو اور وقف سے رجوع کرے پس قاضی اسکے لازم ہونے کا حکم دے پس یہ وقف بالاتفاق لازم ہو جائیگا۔ اگر وقف کنندہ اور متولی نے کسی کو حکم مقرر کیا اور حکم نے وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا تو صحیح یہ ہو کہ حکم کے حکم سے اختلاف نہ ہو گا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے کو اپنے وقف کے باطل کیے جانے کا خوف ہو اور اسکو قاضی سے حکم لزوم حاصل کرنا میر نہ واثو وقتنا میں تحریر کرے کہ اگر اس وقف کو کوئی قاضی یا کوئی والی باطل کرے تو یہ اراضی تمام اصل اراضی مذکور مع تمام اس چیز کے حصصین ہر طرف سے وصیت ہو کہ فروخت کی جائے اور اسکا مشن فقیروں پر تقسیم کیا جائے جبکہ متداعی ہو یا نہ ہو ایسی صورت میں دارست کو قاضی کے پاس واقع کرنا اور وقف کا ابطال کرنا کہ پھر مفید نہ ہوگا اور وصیت تقبیح بالشرع کو متحمل ہو کر غلامہ میں تو۔ اور مسال لائے شخصی نے فرمایا کہ یہ جو ہمارے زمانہ میں رسم جاری ہوئی ہو کہ لوگ وقف نامہ میں فروخت کیے ہوئے کا اقرار اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ قاضیوں میں سے ایک قاضی نے اس وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا ہو تو یہ کہ نہیں ہو اور بعض متاخرین مشائخ نے کہا کہ جب آخر وقتنا میں یوں تحریر کیا کہ اس وقف کے صحیح ہونے اور لازم ہونے کا قاضیان اسلام میں سے ایک قاضی نے حکم دیدیا ہو اور قاضی کا نام نہیں لیا تو جائز ہو اور مروی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحیح دہی ہو جو مسال لائے شخصی نے فرمایا ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور صحیح یہ ہو کہ وقف کی تعلیق بموت سے وقفہ کرنے والے کی ملک اس سے زائل ہوگی مگر وہ بالاجماع لازم ہو جائیگا۔ لیکن امام عظیمی کے نزدیک اس مال میں کا قبضہ وقف کرنا اس کی ملک یا اسکے وارثوں کی ملک رہیگا اور صاحبین کے نزدیک و وارثوں میں سے کسی کی ملک ہوگا جیسے اعتبار و مسجد میں ہوتا ہو یہ کفار میں ہو۔ اور اگر وقف کو اپنی موت پر معلق کیا جائے تو کہ کہا کہ جب وقت میں مرا تو ضرور میں نے اپنا مال ان وجہ خیر معلق کیا پھر فرمایا تو وقف صحیح ہوا پس اگر اسکے ترک کی تھائی ہو یا تھائی سے برآمد ہوا تو لازم ہوگا اور اگر تھائی سے برآمد ہوا تو بقدر تھائی کے جائز ہوا اور باقی ابھی باقی رہیگا یہاں تک کہ میت کا کچھ اور مال ظاہر ہو یا دارست لوگ اجازت دیدیں پھر اگر میت کا کچھ اور مال ظاہر نہ ہو اور وارثوں نے اجازت دی تو اسکا غلہ تین تھائی تقسیم ہوگا حسین سے ایک تھائی و اسے وقف کے اور باقی دو تھائی وارثوں کے واسطے اور اگر ایسی حالت میں اپنی موت پر معلق کر کے وقف کیا کہ جب وہ مرض الموت کا درپہن تھا تو بھی یہ حکم ہو اور اگر اسے حالت مرض الموت میں وقف بخیر کو یا یعنی اسکا اپنی موت پر معلق نہ رکھا بلکہ کہہ دیا کہ میں نے اپنی اسکو وقف کر دیا تو امام شافعی کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ بمنزلہ تعلیق بموت کے ہو اور صحیح یہ ہو کہ امام عظیمی کے نزدیک یہ وقف بمنزلہ حالت صحت کے وقف بخیر کے ہو پس لازم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ملک زائل ہو جاتی ہو تو وارثوں میں یہ اختلاف ہو کہ امام ابویوسف کے نزدیک فقہا قول سے زائل ہو جاتی ہو اور یہی امام شافعی و امام مالک امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہو اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہو اور شافعی مخرج اسی پر ہیں اور قاضیوں میں لکھا ہو کہ اسی پر

فتویٰ ہو کہ ذانی فتح القدر اور سراج و حاج میں بھی ہے کہ اسی پر فتوے ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ جب تک وقف کر کے اسکا  
متولی کر کے اسکے سپرد نہ کر دے تب تک ملک زائل نہیں ہوتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ سراج میں ہے اور خلاصہ میں لکھا  
ہے کہ امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا جائے پس امام ابو یوسف کے قول کے موافق مشاع یعنی غیر مقسوم و مفترک کا وقف  
صحیح ہے اور امام محمد کے نزدیک صحیح نہ ہوگا اور اسی طرح وقف کی ولایت یعنی متولی ہونا اپنی ذات کے واسطے شرط کرنا  
امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہے اور یہی ظاہر المذہب ہے اور امام محمد کے نزدیک نہیں صحیح ہے اور اس طرح وقف کا شرط  
کرنا کہ جب چاہے دوسری اراضی سے استبدال کرے امام ابو یوسف کے نزدیک ہے جسنا صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور  
اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ شرط تقایہ ابوالکلام میں ہے۔ اور جب امام اعظم کے قول کے موافق بعد حکم قاضی کے اور امام ابو یوسف  
کے موافق مجرور وقف کرنے سے اور امام محمد کے قول کے موافق وقف کرنے اور متولی کے سپرد کرنے کے بعد یہ عین فقیہ  
کرنے والے کی ملک سے نکلتی توجہ وقف کی گئی ہو اسکی ملک میں داخل نہ ہو جائیگی کذا فی الکافی اور یہی مختار ہے یہ  
فتح القدر میں ہے۔ اور وقف کا کرین وہی الفاظ خاصہ ہیں جو وقف پر دلالت کرتے ہیں یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور سبب  
خواہش تقرب بجناب باری عزوجل ہے یہ عنا میں ہے۔ اور ہر حکم وقف کا سبب خاص میں ہے کہ نزدیک کا مال  
عین اپنے وقف کرنے والے کی ملک سے خارج ہو کر اللہ کی ملک حقیقی میں داخل ہوتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک وقف کا حکم  
مال عین کا مجبوس ہونا اسکے وقف کنندہ کی ملک پر اس طرح ہے کہ ایک ملک سے دوسری ملک میں منتقل نہ ہو سکے اور غلبہ و مہ  
کا صدقہ ہونا بمشرطیکہ وقف صحیح ہو باں طور کہ اسنے کہا کہ میں نے اپنی یہ اراضی صدقہ موقوفہ موبدہ کر دی یا میں  
اپنی موت کے بعد کے واسطے اسکی وصیت کر دی پس یہ وقف صحیح ہے حتیٰ کہ اسکی بیع کا مالک نہیں ہو اور نہ اسکی میراث ہو سکتا ہے  
لیکن یہ دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے تہائی ترکہ سے برآمد ہوا تو جائز ہے اور وقف اس میں بقدر تہائی کے ہو یہ محیط حسری میں ہے  
اور ہے شرائط وقف پس زائجر وقف کنندہ کا عاقل ہونا چاہیے یعنی یہ بچہ ہو کہ وقف سے ایسا ہوتا ہے اور بالغ ہونا  
بہی فاعل و مجنون کا وقف صحیح نہیں ہے یہ بدلے میں ہے اگر ایسے طفل نے جو تصرفات سے منع ہے اپنی اراضی وقف کی تو  
فقہ ابو یوسف نے فرمایا کہ اسکا وقف باطل ہے الا آنکہ باجائز قاضی ہو اور فقہ ابو القاسم نے فرمایا کہ اسکا وقف ہر طرح  
باطل ہے اگرچہ قاضی نے اسکو اجازت دی ہو اسواسطے کہ بچہ ہو یا طفل میں ہے۔ ازاں جملہ آزاد دی ہو کہ وقف کنندہ آزاد ہو  
مسلمان ہو ناچھ شرط نہیں ہے اور اگر ذمی نے اپنے فرزند اور اسکی نسل پر وقف کیا اور آخر میں مساکین کو دقل کیا  
تو جائز ہے کہ مسلمان مسکینوں و ذمی مسکینوں کو دیا جائے اور اگر اسنے وقف میں ذمی مسکینوں کی تخصیص کر دی ہو تو  
جائز ہے اور نصرانی و یہودی و مجوسی سب مسکینوں پر بانٹا جائیگا الا اگر اسنے ان میں سے کسی صنف کی خصوصیت کر دی ہو  
اسی صنف کے مسکینوں کو تقسیم ہوگا۔ پھر اگر قیوم نے ان مسکینوں کے سوائے دوسروں کو دیا تو ضامن ہوگا اگرچہ ہمارا قول  
ہے کہ کفر سبب ایک علت ہے۔ اور اگر اسنے اپنی اولاد اسکی نسل پر فقیروں کے واسطے وقف کیا اس شرط سے کہ جو اسکی  
اولاد سے مسلمان ہو یا وہ وہ خارج از حد ہے تو اسکی شرط معتبر لازم ہوگی اور اسی طرح اگر یہ کہ جو نصرانی سے کسی  
دوسری ملت کی طرف منتقل ہو جائے تو بھی اسکی شرط معتبر ہوگی چنانچہ امام خصاف نے صاف صریح اسکو بیان فرمایا  
ہے یہ فتح القدر میں ہے۔ فتاویٰ ابواللیث میں مذکور ہے کہ ایک نصرانی نے اپنی زمین اولاد و اولاد کے واسطے تسلیم کر دی  
ہمیشہ کے واسطے وقف کی اور آخر میں واسطے فقیروں کے کر دی جیسے کہ رسم ہے پھر اسکی اولاد میں سے بعض مسلمان ہو گئے

صلہ  
اشعار  
ایک  
وقف  
میں  
سے  
راد  
لام  
ایک  
اور  
دفع  
الاک  
یہ  
اس  
میں  
بجائز  
میں  
یہ  
نہ  
وقف  
میں  
بجائز  
میں  
یہ  
نہ  
وقف  
میں  
بجائز  
میں  
یہ  
نہ

تو انکو بھی دیا جائیگا یہ محیط زمین ہو۔ اگر انجملہ یہ ہو کہ فی ذاتہ قربت ہو اور وقت تصرف کے قربت ہو پس اگر مسلمان یا ذمی نے بیعہ یا کنیسہ پر یا حربی فقیروں پر وقف کیا تو زمین سے جو یہ ہزار الفاں زمین ہو۔ اور اگر ذمی نے اپنا گھر کسی بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ پر وقف کیا تو یہ باطل ہو گا ذمی المحیط اور اسی طرح اگر اسکی دینی یا اسکے جہل کے تیل کے واسطے وقف کیا تو بھی ہی حکم ہو اور اگر کما کسبت المقدس کی دیت یا اسکی روشنی کے واسطے وقف کیا تو جائز ہو اور اگر کما کسبتی آمدنی سے سال غلام خرید کر آزاد کیے جاوے تو اسکی شرط کے موافق جائز ہو یہ حاوی میں ہو اور اگر کما کما سا غلام فلاں بیعہ پر جاری کیا جاوے پھر اگر وہ بیعہ خراب ہو جائے تو اسکا غلام فقیروں و مسکینوں کے واسطے ہو وے تو اسکی آمدنی فقیروں و مسکینوں پر جاری رکھی جائیگی اور بیعہ مذکورہ پر کچھ خرچ نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسنے کما کما ابواب خیر پر وقف کیا تو ابواب خیر اسکے نزدیک بیوں کی عمارت یا آتشخانہ کی تعمیر اور مسکینوں پر صدقہ کرنا ہو پس انہیں سے مسکینوں پر صدقہ کرنا جاری رہیگا اور باقی باطل کیے جاوے گئے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اسنے کما کما آمدنی اسکی میرے پھر و سیوں کو بانٹ دیا ہے اور اسکے پھر و سیوں میں مسلمان دیہودی و نصرانی و مجوسی ہیں اور آخر میں واسطے فقیروں کے کر دیا ہو تو وقف جائز ہو اور اسکی آمدنی اسکے پھر و سی مسلمان نصاریٰ وغیرہ سب پر بانٹ دیا جائیگی۔ اور اگر ذمی نے کما کما اسکی آمدنی مسکینوں کے کفون یا انکی قبریں کھودنے میں صرف کیا وے تو یہ جائز ہو اور اسکی آمدنی انھیں فیوں کے فقیروں کے کفون اور انکے فقیر مردوں کی قبریں کھودنے میں صرف کیا جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی ذمی نے اپنا دار مسلمانوں کے واسطے مسجد کر دیا اور مثل مسلمانوں کے عمارت مسجد کی اسکی عمارت بنائی اور مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دی پس انھوں نے نماز پڑھی پھر گیا تو یہ مکان اسکے وارثوں کے واسطے میراث ہو گا اور یہ کل اماموں کا قول ہے جو اسرا خلاطی میں ہو۔ اور اگر کسی ذمی نے اپنا مکان بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ کر دیا اور یہی محنت میں کیا پھر مر گیا تو یہ اسکے وارثوں کی میراث ہو جائیگا ایسا ہی خصاف نے اپنے وقف میں اور ایسا ہی امام محمد نے زیادات میں کر فرمایا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کوئی حربی امان لیکر دارالاسلام میں آیا اور یہاں اسنے کچھ وقف کیا تو اس میں سے اسی قدر جائز ہو گا جو زمینوں سے جائز ہوتا ہو یہ حاوی میں ہو۔ اگر انجملہ ہو کہ وقف کرنے کے وقت وقف کرنے والے کی مالک ہوتی کہ اگر کوئی اراضی خصب کر کے وقف کر دی پھر اسکے مالک سے اسکو خرید یا ویشن دید یا یا جو دیا ہو اسپر مالک سے صلح کر لی تو یہ اراضی وقف نہ ہوگی یہ بحر الرائق میں ہو اگر زمین نے عروہ کی اراضی کسی کا خرید میں جو بیان کر دیا ہو وقف کر دی پھر اس زمین کا مالک ہو گیا تو وقف جائز نہ ہوا اور اگر مالک نے اجازت دیدی تو ہمارے نزدیک وقف ہو گیا یہ قاضی خان میں ہو اور اگر زمین نے عروہ کے واسطے ایک اراضی کی وصیت کی پس عروہ نے اسکو فی الحال وقف کر دیا پھر اسکے بعد زمین پر تو زمین وقف نہ ہوگی یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر کوئی زمین خریدی بدین شرط کہ بائع کو بیع میں اختیار ہو پھر اسکو وقف کر دیا پھر بائع نے بیع کو پورا کر دیا اور اجازت دیدی تو وقف جائز نہ ہوا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر زمین اس شرط سے کہ مجھے اختیار حاصل ہو خرید کر وقف کر دی پھر اپنا اختیار ساقط کر کے بیع لازم کی تو وقف صحیح ہو اور اگر کسی نے دوسرے کو اراضی ہبہ کی اور جسکو ہبہ کی ہو اسنے اسپر قبضہ کرنے سے پہلے اسکو وقف کیا پھر اسپر قبضہ کیا تو وقف صحیح نہیں ہے یہ فتح القدر میں ہو اور اگر کسی کو بطور ہبہ فاسد کے اراضی ہبہ کی گئی پس اسنے قبضہ کر کے وقف کر دی تو صحیح ہو اور اسپر اسکی قیمت واجب کی یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر کسی نے بطور خرید فاسد کے کوئی مکان خرید کر قبضہ کر کے اسکو فقیروں و مسکینوں پر وقف کیا تو جائز ہو اور جس پر وقف کیا ہو اسپر وقف ہو جائیگا

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





مین اگر مستاجر یا موجد و نون مین سے ایک دگر کیا تو اجارہ باطل ہو کر اراضی مذکور وقف ہو جائیگی یہ فتح القدر مین ہر انا بجز  
یہ ہو کہ وقف کرنے والا سبب سفاہت یا قرضہ کے مجوز ہو چنانچہ امام خصاف نے اسی طرح مطلقاً بیان فرمایا ہے کہ اگر  
مین ہو۔ اور اگر سفاہت کی وجہ سے مجوز ہونے کی حالت مین اپنے اوپر وقف کیا پھر اسی جہت پر وقف کیا جو منقطع  
نہیں ہوتی ہو تو چاہیے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صحیح ہوئے اور یہی محققین کے نزدیک ہو اور اگر کسی حاکم نے کسی صحیح  
ہونے کا حکم دیا تو کل الامون کے نزدیک صحیح ہو گا یہ فتح القدر مین ہو۔ ازاں جملہ عدم جہالت ہو یعنی جو چیز وقف کرتا ہو وہ اس  
مجمول نہ ہو پس اگر اپنی اراضی وقف کی اور اسکو بیان نہ کیا تو وقف باطل ہو اور اگر اس دارمین سے اپنا تمام حصہ وقف  
کیا اور اپنے تمام بیان نہ کیے تو آخسانا جائز ہو۔ اور اگر یہ زمین یا وہ زمین وقف کی یعنی کہا کہ مین نے یہ زمین یا وہ زمین  
وقف کی اور وجوہ خیر بیان کر دیں تو باطل ہو یہ بحر الرائق مین ہو۔ امام خصاف نے فرمایا کہ اس طرح وقف کہ مین نے کر دیا  
یہ مال صدقہ موقوفہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ کے لیے یا اپنی قرابت پر تو وقف باطل ہو اس واسطے کہ اسنے شک پر وقف  
کیا ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہمیشہ کے لیے زید یا عمر ویر اور لہذا کے  
مساکین پر کر دیا تو یہ بھی باطل ہو یہ محیط مین ہو اگر کسی نے اپنی زمین جہن ذمت میں وقف کی اور اختیاری شئی کہیے تو وقف  
نہیں جائز ہو اس واسطے کہ شئنا در ذمت مین مع موقوفہ و ضمان شئی ہونے سے باقی اراضی جو وقف کرتا ہو جمول رہی ہے  
محیط سرخی مین ہو۔ ازاں جملہ یہ ہو کہ وقف بنجر ہو یعنی کسی شرط پر معلق ہو پس اگر کہا کہ اگر میرا بیٹا آگیا تو میرا یہ دار واسطے مسکینوں  
کے صدقہ موقوفہ ہو پھر اسکا بیٹا آیا تو وقف نہ ہو گا یہ فتح القدر مین ہو۔ اور خصاف نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ اگر  
یون کہا کہ اگر کل کاروز ہوئے تو میری زمین صدقہ موقوفہ ہو تو یہ باطل ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ  
موقوفہ ہو اگر تو چاہے یا پسند کرے تو وقف باطل ہو یہ محیط سرخی مین ہو اور اگر کہا کہ اگر مین چاہوں پس خود کہا کہ مین نے  
چاہا تو باطل ہو اور اگر کہا کہ مین نے چاہا اور اسکو صدقہ موقوفہ کر دیا تو اس کلام متصل سے وقف صحیح ہوا یہ فتح القدر مین ہو  
اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہو اگر فلان نے چاہا اور فلان نے کہا کہ مین نے چاہا تو باطل ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر  
ایک نے کہا کہ اگر یہ دار میری ملک ہو تو صدقہ موقوفہ ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس کلام کے وقت اصلی ملک تھا تو صدقہ وقف صحیح ہو  
اس واسطے کہ موجودہ شرط سے معلق کرنا بھیجی ہو تا ہر وقت قفاوی قافیہ مین ہو۔ ایک شخص کا مال جاتا رہا اسنے کہا کہ اگر  
مین نے اسکو پایا تو اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے واجب ہو کہ اپنی زمین وقف کروں پھر اسکو پایا تو اسپر واجب ہوا کہ اپنی زمین ایسے  
لوگوں پر وقف کرے جو کوہ کواہ کا مال دنیا جائز ہو اور اگر ایسے لوگوں پر وقف کیا جو کوہ کواہ دینی نہیں جائز ہو تو وقف صحیح ہو گا  
مگر نذر ادا نہ ہوگی بلکہ اسپر نذر واجب رہی یہ سرحد مین ہو۔ اور اگر کہا کہ جب فلان آیا یا جب مین نے فلان سے کلام کیا تو میری  
زمین صدقہ ہو تو اسپر لازم آویگا اور یہ بمنزہ قسم و نذر کے ہو اور جب شرط پای گئی تو اسپر واجب ہو گا کہ زمین کو صدقہ کرے  
اور وہ وقف ہوگی یہ محیط مین ہو۔ ایک نے کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض سے مر گیا تو ضرور مین اپنی یہ زمین وقف کر گیا تو وقف مین  
صحیح ہو خواہ مرے یا چھا ہو جائے اور اگر کہا کہ اگر مین مر گیا اس مرض سے تو تم اس میری زمین کو وقف کر دو تو یہ جائز ہو اور  
فرق دونوں مین یہ ہو کہ اخیر صورت مین وقف کے واسطے وکیل کیا اور توکیل کو اپنی موت پر شرط کیا ہو اور یہ جائز ہو  
جو ہر نہ مین ہو۔ ازاں جملہ یہ ہو کہ وقف کے ساتھ اشتراط اسکی بیع کا اور اپنی حاجت مین اسکا مشن صرف کرنے کا ذکر کرے  
اور اگر کہا تو وقف صحیح ہو گا اور یہی مختار ہو چنانچہ ہر ارض مین مذکور ہو یہ نہر الفائق مین ہو۔ ازاں جملہ یہ کہ وقف کے ساتھ خیار شرط

میں اگر مستاجر یا موجد و نون مین سے ایک دگر کیا تو اجارہ باطل ہو کر اراضی مذکور وقف ہو جائیگی یہ فتح القدر مین ہر انا بجز  
یہ ہو کہ وقف کرنے والا سبب سفاہت یا قرضہ کے مجوز ہو چنانچہ امام خصاف نے اسی طرح مطلقاً بیان فرمایا ہے کہ اگر  
مین ہو۔ اور اگر سفاہت کی وجہ سے مجوز ہونے کی حالت مین اپنے اوپر وقف کیا پھر اسی جہت پر وقف کیا جو منقطع  
نہیں ہوتی ہو تو چاہیے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صحیح ہوئے اور یہی محققین کے نزدیک ہو اور اگر کسی حاکم نے کسی صحیح  
ہونے کا حکم دیا تو کل الامون کے نزدیک صحیح ہو گا یہ فتح القدر مین ہو۔ ازاں جملہ عدم جہالت ہو یعنی جو چیز وقف کرتا ہو وہ اس  
مجمول نہ ہو پس اگر اپنی اراضی وقف کی اور اسکو بیان نہ کیا تو وقف باطل ہو اور اگر اس دارمین سے اپنا تمام حصہ وقف  
کیا اور اپنے تمام بیان نہ کیے تو آخسانا جائز ہو۔ اور اگر یہ زمین یا وہ زمین وقف کی یعنی کہا کہ مین نے یہ زمین یا وہ زمین  
وقف کی اور وجوہ خیر بیان کر دیں تو باطل ہو یہ بحر الرائق مین ہو۔ امام خصاف نے فرمایا کہ اس طرح وقف کہ مین نے کر دیا  
یہ مال صدقہ موقوفہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ کے لیے یا اپنی قرابت پر تو وقف باطل ہو اس واسطے کہ اسنے شک پر وقف  
کیا ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہمیشہ کے لیے زید یا عمر ویر اور لہذا کے  
مساکین پر کر دیا تو یہ بھی باطل ہو یہ محیط مین ہو اگر کسی نے اپنی زمین جہن ذمت میں وقف کی اور اختیاری شئی کہیے تو وقف  
نہیں جائز ہو اس واسطے کہ شئنا در ذمت مین مع موقوفہ و ضمان شئی ہونے سے باقی اراضی جو وقف کرتا ہو جمول رہی ہے  
محیط سرخی مین ہو۔ ازاں جملہ یہ ہو کہ وقف بنجر ہو یعنی کسی شرط پر معلق ہو پس اگر کہا کہ اگر میرا بیٹا آگیا تو میرا یہ دار واسطے مسکینوں  
کے صدقہ موقوفہ ہو پھر اسکا بیٹا آیا تو وقف نہ ہو گا یہ فتح القدر مین ہو۔ اور خصاف نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ اگر  
یون کہا کہ اگر کل کاروز ہوئے تو میری زمین صدقہ موقوفہ ہو تو یہ باطل ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ  
موقوفہ ہو اگر تو چاہے یا پسند کرے تو وقف باطل ہو یہ محیط سرخی مین ہو اور اگر کہا کہ اگر مین چاہوں پس خود کہا کہ مین نے  
چاہا تو باطل ہو اور اگر کہا کہ مین نے چاہا اور اسکو صدقہ موقوفہ کر دیا تو اس کلام متصل سے وقف صحیح ہوا یہ فتح القدر مین ہو  
اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہو اگر فلان نے چاہا اور فلان نے کہا کہ مین نے چاہا تو باطل ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر  
ایک نے کہا کہ اگر یہ دار میری ملک ہو تو صدقہ موقوفہ ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس کلام کے وقت اصلی ملک تھا تو صدقہ وقف صحیح ہو  
اس واسطے کہ موجودہ شرط سے معلق کرنا بھیجی ہو تا ہر وقت قفاوی قافیہ مین ہو۔ ایک شخص کا مال جاتا رہا اسنے کہا کہ اگر  
مین نے اسکو پایا تو اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے واجب ہو کہ اپنی زمین وقف کروں پھر اسکو پایا تو اسپر واجب ہوا کہ اپنی زمین ایسے  
لوگوں پر وقف کرے جو کوہ کواہ کا مال دنیا جائز ہو اور اگر ایسے لوگوں پر وقف کیا جو کوہ کواہ دینی نہیں جائز ہو تو وقف صحیح ہو گا  
مگر نذر ادا نہ ہوگی بلکہ اسپر نذر واجب رہی یہ سرحد مین ہو۔ اور اگر کہا کہ جب فلان آیا یا جب مین نے فلان سے کلام کیا تو میری  
زمین صدقہ ہو تو اسپر لازم آویگا اور یہ بمنزہ قسم و نذر کے ہو اور جب شرط پای گئی تو اسپر واجب ہو گا کہ زمین کو صدقہ کرے  
اور وہ وقف ہوگی یہ محیط مین ہو۔ ایک نے کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض سے مر گیا تو ضرور مین اپنی یہ زمین وقف کر گیا تو وقف مین  
صحیح ہو خواہ مرے یا چھا ہو جائے اور اگر کہا کہ اگر مین مر گیا اس مرض سے تو تم اس میری زمین کو وقف کر دو تو یہ جائز ہو اور  
فرق دونوں مین یہ ہو کہ اخیر صورت مین وقف کے واسطے وکیل کیا اور توکیل کو اپنی موت پر شرط کیا ہو اور یہ جائز ہو  
جو ہر نہ مین ہو۔ ازاں جملہ یہ ہو کہ وقف کے ساتھ اشتراط اسکی بیع کا اور اپنی حاجت مین اسکا مشن صرف کرنے کا ذکر کرے  
اور اگر کہا تو وقف صحیح ہو گا اور یہی مختار ہو چنانچہ ہر ارض مین مذکور ہو یہ نہر الفائق مین ہو۔ ازاں جملہ یہ کہ وقف کے ساتھ خیار شرط

پس اگر وقف کیا اس شرط سے کہ مجھے خیار ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک نہیں صحیح ہو خواہ وقت معلوم ہو یا مجهول ہو اور  
 اسی کو ہلال رح نے اختیار کیا ہو یہ بجز ارائق میں ہو اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وقف کنندہ کے واسطے تین روز کا خیار  
 جائز ہے یہ شیخ نقایہ ابو الکاظم میں ہو۔ اور اگر آئسے کہا کہ میں نے اپنا خیار باطل کر دیا تو امام محمدؒ کے نزدیک وقف مذکور  
 منقلب ہو کہ جائز ہو گا چنانچہ ہلال رح نے اپنی وقف میں ذکر کیا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور نوائل میں مذکور ہو کہ اس میں  
 اتفاق ہو کہ اگر کسی نے مسی بنا دیا اس شرط سے کہ مجھے تین روز تک خیار ہو تو مسجد ہونا جائز ہو اور شرط باطل ہو یہ تاثر غایہ  
 میں ہو اور انہی جگہ یہ ہو کہ تا بعد ہوا اور یہ شرط یا الاجماع کل کے نزدیک ہو لیکن اسکا بیان کرنا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک  
 شرط نہیں ہو اور یہی صحیح ہو یہ کافی میں ہو اور اگر کسی نے اپنا مکان ایک روز یا ایک مہینہ یا کسی وقت معلوم کو وقف کیا  
 اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وقف جائز ہو اور یہ وقف ہمیشہ کے واسطے ہو گا اور اگر یوں کہا کہ میری یہ زمین ایک مہینہ  
 کے واسطے وقف ہو پھر جب مہینہ گزر جاوے تو وقف باطل ہو گا تو وقف ابھی سے ہلال رح کے نزدیک باطل ہو گا اس واسطے  
 کہ وقف نہیں جائز ہوتا ہو الا جبکہ ہمیشہ کے واسطے ہو پس جب ہمیشہ کے واسطے ہونا شرط ہو تو کسی خاص وقت تک کی واسطے  
 رو اندوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ زمین بعد میری موت کے سال تک صدقہ وقف ہو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا  
 تو یہ وقف ہمیشہ کے واسطے فقیروں پر جائز ہو اس واسطے کہ اس میں وصیت کے معنی موجود ہیں یہ محیط رخی میں ہو۔ اور اگر  
 کہا کہ میری یہ زمین بعد میری موت کے فلان پر ایک سال تک وقف ہو پھر جب سال گزر جاوے تو وقف باطل ہو تو یہ زمین شکی  
 موت کے بعد سال تک کے واسطے فلان کی وصیت ہوگی اسکے بعد وہ مساکین کے واسطے وصیت ہو جائیگی پس اسکا غلو آمدنی  
 مساکین کو تقسیم ہوگی اور اگر کہا کہ میری یہ زمین میری موت کے بعد فلان پر سال بھر وقف کی گئی ہو اور اس سے زیادہ  
 کچھ نہ کہا تو فلان مذکور کے واسطے سال بھر تک اسکی آمدنی ہوگی اور بعد اسکے یہ اراضی وغلہ واسطے وارثوں کے ہو گا یہ  
 فتاویٰ قاضی خان میں ہو انہی جگہ یہ ہو کہ آمدنی وغلہ حاصلات اجرت جو کچھ ہو وہ ایسی جہت کے واسطے ہو جو کچھ منقطع نہ ہو اور امام محمدؒ  
 و امام محمدؒ کے نزدیک شرط ہو اور اگر اسکو ذکر نہ کیا تو امام محمدؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وقف صحیح نہ ہو گا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک  
 اسکا ذکر کرنا شرط نہیں ہو بلکہ اگر ایسی جہت بیان کی جو منقطع ہو جاتی ہو تو بھی وقف صحیح ہو اور بعد اس جہت سے منقطع ہو جانے  
 کے وہ فقیروں کے واسطے ہو جائیگی اگرچہ ان فقیروں کو بیان نہ کیا ہو اس واسطے کہ وقف کرنے والے کا قصد یہ ہوتا ہو کہ  
 اسکی اجرت فقیروں کے واسطے ہو اگرچہ انکو بیان نہ کیا پس اس شرط کا بیان ہونا از روئے دلالت ثابت ہو یہ بلکہ میں ہو  
 اور انہی جگہ یہ ہو کہ جو چیز وقف کی ہو وہ عمار یا دار ہو پس مال منقولہ کا وقف صحیح نہیں ہو الا اگر اسے وصلاح کا یہ نہا یہ میں ہو  
 فصل جن الفاظ سے وقف پورا ہو جاتا ہو اور جن سے نہیں پورا ہوتا ہو انکے بیان میں۔ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ  
 محررہ موبدہ میری حالت حیات میں بعد وفات کے ہو یا کہا کہ میری یہ زمین صدقہ محبوسہ موقوفہ موبدہ میری حیات  
 و بعد وفات کے ہو یا موقوفہ کا لفظ نہ کہا تو سب مامون کے نزدیک یہ وقف فقیروں پر جائز لازم ہو جائیگا محیط میں ہو  
 لیکن بنا بر قول امام محمدؒ کے جب تک وہ زندہ ہو اسکی طرف سے آمدنی اراضی مذکورہ تصدق کرنے کی نذر ہوگی پس سب وجہ  
 ہو گا کہ اسکو وفا کرے اور کئی وصیت سے اسکو رجوع کا اختیار ہو گا اور وہ قول یہ ہو کہ میری وفات کے بعد لو کہیں اگر اسے رجوع  
 نہ کیا تو یہ اسکی تہائی ترکہ سے جائز ہو گا یہ تلخیص میں ہو۔ اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ موبدہ ہو تو عامہ علماء کے نزدیک جائز ہو لیکن  
 امام محمدؒ کے نزدیک حتمی سب ذکر کرنے کی باقی ہو اور بنا بر قول امام محمدؒ کے آمدنی اراضی کی تصدق کرنے کی نذر ہوگی اور وقف

لا  
 کتاب الوقف  
 بابل دل  
 احکام و شرائط

کرنے والے کی ملک اپنے حال پر باقی رہی چنانچہ بعد اسکے مرنے کے اُسکی طرف سے میراث ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان  
 میں ہو اور اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ یا صدقہ محبوسہ یا صدقہ حبسہ ہو اور یہ نہ کہا کہ ہمیشہ کے واسطے تو عام علما  
 کے نزدیک جو وقف کو جائز رکھتے ہیں وقف ہو جائیگا اس واسطے کہ صدقہ ثابت ہوتا ہو ہمیشہ کے واسطے کہ احتمال فسخ  
 کا نہیں رکھتا ہو اور امام خصاف و اہل بصرہ نے فرمایا کہ وقف نہ ہوگا اس واسطے کہ وقف متعلق بتائید ہو اور اگر کہا کہ  
 میری یہ اراضی مساکین پر صدقہ موقوفہ ہو تو بالاجماع وقف ہو جائیگا اس واسطے کہ مساکین کا ذکر بھی تائید کا ذکر بھی یہ  
 محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ راہ خیر پر یا راہ نیکی پر ہو یا راہ نیکی و ثواب پر ہو تو وقف  
 جائز ہو گا یہ وجہ میں ہو۔ اور اگر صدقہ کا لفظ ذکر نہ کیا لیکن وقف کا لفظ ذکر کیا اور کہا کہ میری زمین وقف ہو یا میں نے اپنی یہ  
 زمین وقف کر دی یا میری زمین موقوفہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک فقہرون پر وقف ہو جائیگا اور شیخ صدر شہید رحم  
 و مشائخ بالغ بقول امام ابو یوسف رحمہم فقہی دیتے ہیں و رسم بھی اسباب عرف کے امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ  
 اس وقت ہو کہ اسے فقہرون کا لفظ بیان نہ کیا اور اگر بیان کیا اور کہا کہ یہ میری زمین فقہرون پر موقوف ہو یا وقف ہو یا میں نے  
 وقف کی تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقف ہوگی اور اسی طرح ہلال کے نزدیک بھی اسوجہ سے کہ فقہرون کے لفظ کی تصریح نہ کرنے سے  
 احتمال جاتا رہا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ موقوفہ ہو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ تو جائز ہو اگرچہ صدقہ کا ذکر نہ کیا اور  
 مساکین پر صدقہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور اگر فقط وقف کا ذکر کیا یا اسکے ساتھ حبس کا بھی ذکر کیا تو بنا بر حاکم  
 اس سے وقف ثابت ہو جائیگا اور یہ امام ابو یوسف کا قول ہو یہ غیثیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ حرمت ارضی ہذا میری حرمت  
 میں نے اپنی یہ زمین حرام کر دی یا میری یہ زمین حرام کی ہوئی ہو تو فقہ ابو جعفر نے کہا کہ بنا بر قول امام ابو یوسف کے یہ  
 قول مثل موقوفہ کہنے کے ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور فتاویٰ میں مذکور ہو کہ اگر کہا کہ موقوفہ محرم حبسہ ہو یا موقوفہ حبسہ محرم  
 ہو تو بیع نہیں کیا سکتی اور نہ میراث اور نہ ہبہ ہو سکتی ہو اور یہ سب اسی اختلاف پر ہے یعنی اس میں بھی اختلاف مذکور جاری ہو اور فتاویٰ  
 قول امام ابو یوسف کا ہو جو ذکر ہوا یہ غیثیہ میں ہو اور اگر کہا کہ میری زمین حبسہ عیاقہ ہو تو شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ چاہیے کہ غیر لہ  
 قول صدقہ موقوفہ کے ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور اگر کہا کہ میری زمین موقوفہ ہو فلاں پر یا میری اولاد پر یا میرے بھائی فقہرون پر  
 حالانکہ یہ لوگ گئے ہوئے ہیں یعنی اگر شمار کیا جائے تو انکا احصاء ممکن ہو یا نہیں اسکی مراد اس سے ہے کہ اگرچہ یہ لوگ گئے ہوئے ہیں  
 جو واقع وقف ہو تو وہ امام محمد کے نزدیک وقف ہو جائیگا اس واسطے کہ اسنے ایسی چیز موقوفہ کیا جو منع اور حرم ہو جائیگی ہمیشہ تک  
 نہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک وقف صحیح ہو جائیگا اس واسطے کہ حبسہ موقوفہ کیا ہو اسکا ہمیشہ جاری رہنا اسنے نزدیک شرط میں  
 یہ محیط خسر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی یا میرا صدقہ موقوفہ ہو فلاں پر یا اولاد فلاں پر تو اسکی حاصلات تک  
 یہ لوگ زندہ ہیں انکا بیگ اور انکی موت کے بعد وہ فقہرون پر حرم ہو گا کہ یہی وجہ کہ وری میں ہو اور اگر کہا کہ میری یہ زمین  
 صدقہ ہو واسطے اللہ تعالیٰ کے یا موقوفہ ہو واسطے اللہ تعالیٰ کے یا اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہو تو وقف ہو جائیگی خواہ یہ  
 کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو محیط خسر میں ہو۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہو جو اللہ تعالیٰ یا صدقہ موقوفہ ہو فلاں پر یا اللہ تعالیٰ  
 ہو تو بھی یہ حکم ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی موقوفہ ہو جو خیر و ثواب ہو تو جائز ہو گیا اسنے کہا کہ صدقہ موقوفہ ہو  
 یہ ظہیر میں ہو اور اگر کہا کہ میری زمین برائے سبیل ہو پس اگر ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگوں میں یہ قطع وقف کیسے  
 متعارف ہو تو زمین مذکور وقف ہو جائیگی اور اگر وہاں کے لوگوں میں یہ متعارف یعنی وقف نہ ہو تو اس سے اسکی مراد دریا

فتاویٰ قاضیان میں ہو  
 اگرچہ یہ لوگ گئے ہوئے ہیں  
 جو واقع وقف ہو تو وہ امام محمد کے نزدیک وقف ہو جائیگا  
 اس واسطے کہ اسنے ایسی چیز موقوفہ کیا جو منع اور حرم ہو جائیگی ہمیشہ تک  
 نہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک وقف صحیح ہو جائیگا  
 اس واسطے کہ حبسہ موقوفہ کیا ہو اسکا ہمیشہ جاری رہنا اسنے نزدیک شرط میں  
 یہ محیط خسر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی یا میرا صدقہ موقوفہ ہو فلاں پر یا اولاد فلاں پر تو اسکی حاصلات تک  
 یہ لوگ زندہ ہیں انکا بیگ اور انکی موت کے بعد وہ فقہرون پر حرم ہو گا کہ یہی وجہ کہ وری میں ہو اور اگر کہا کہ میری یہ زمین  
 صدقہ ہو واسطے اللہ تعالیٰ کے یا موقوفہ ہو واسطے اللہ تعالیٰ کے یا اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہو تو وقف ہو جائیگی خواہ یہ  
 کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو محیط خسر میں ہو۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہو جو اللہ تعالیٰ یا صدقہ موقوفہ ہو فلاں پر یا اللہ تعالیٰ  
 ہو تو بھی یہ حکم ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی موقوفہ ہو جو خیر و ثواب ہو تو جائز ہو گیا اسنے کہا کہ صدقہ موقوفہ ہو  
 یہ ظہیر میں ہو اور اگر کہا کہ میری زمین برائے سبیل ہو پس اگر ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگوں میں یہ قطع وقف کیسے  
 متعارف ہو تو زمین مذکور وقف ہو جائیگی اور اگر وہاں کے لوگوں میں یہ متعارف یعنی وقف نہ ہو تو اس سے اسکی مراد دریا







میں ہوا اور اگر اپنے جانور سوانہ کی پیٹھ یعنی سواری لینا اسکی پشت پر اور اپنے غلام کی کمانی کی آمدنی مسکینوں میں  
وقت کی تو ہمارے علماء کے قول میں نہیں صحیح ہے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے ایک گائے وقت کی اس شرط پر کہ اسکا  
دو دفعہ دھکی دھکیا رہی مسافر وہاں کو دیا جائے پس اگر ایسے مقام پر ہو جہاں کے لوگوں میں یہ مستعار وقت ہو تو جائز ہوگا  
جیسے سقا یہ کاپانی جائز ہوتا ہے یہ نہیں ہے۔ اور بیل یا بکر وغیرہ لڑ جائے اسوقت وقت کرنا کہ اس سے مادہ  
کا نہیں کرائی جائے کہ زمین جائز ہے یہ فقہ میں ہے۔ اور واقعات میں مذکور ہے کہ مال بھری رحمت اللہ نے اپنے وقت میں  
فکر فرمایا ہے کہ اگر کسی نے فقط عمارت کو بدون اصل کے وقت کیا تو زمین جائز ہو اور پھر صحیح ہے اور اسی طرح وقت و بدون  
عقار زمین جائز ہو اور یہی مختار ہے یہ محیط میں ہو۔ اور وقت عمارت کا ایسی زمین میں جو عاریت پر ہو یا اجارہ پر زمین  
جائز ہو یہ فقہ دی قاضی خان میں ہے اور خصائص نے بیان فرمایا کہ بازار کی دکان کا وقت جائز ہے بشرطیکہ زمین اجارہ  
پر یا بیس لوگوں کے قبضہ میں جو خودوں نے ان دکانوں کو بنایا ہو کہ سلطان اسے ہاتھ سے نکال نہ سکتا ہو اور اس سے  
نائبت ہو کہ جو عمارت کہ زمین مختار میں ہو اسکا وقت جائز ہے یہ نہرا لائق میں ہے۔ اگر قطعہ زمین وقت کی ہوئی  
میں کسی نے عمارت بنائی اور اسکو اسی جہت پر وقت کیا جسپر قطعہ زمین وقت ہو تو اسکی تبعیت میں اسکا وقت بھی  
بلا خلاف جائز ہوگا اور اگر قطعہ مذکورہ کی جہت وقت کے سوائے دوسری جہت پر وقت کیا تو اسے جواز میں اختلاف ہے اور  
صحیح یہ ہے کہ جائز ہوگا یہ عینا شیعہ میں ہے۔ اور اگر کوئی درخت بنایا پھر اسکو وقت کروا پس اگر اسکو ایسی زمین میں لگایا  
جو وقت کی ہوئی نہیں ہو اور اس درخت کو مع اس کے موضع زمین کے وقت کیا یا قطعہ زمین پر اسکا قیام ہو تو زمین کی  
تبعیت میں بحکم اتصال کے یہ درخت بھی وقت ہو جائیگا اور اگر فقط درخت کو بدون اصل زمین کے وقت کیا تو زمین  
پر اور اگر وقت کی زمین لگایا ہو تو اگر اسی جہت پر وقت کیا جسپر یہ زمین وقت ہو تو جائز ہے جہت عمارت میں جائز ہو اور  
اگر اس جہت کے سوائے دوسری جہت پر وقت کیا تو اس میں بھی ویسا ہی اختلاف ہے جہت عمارت میں مذکور ہے اس پر نہیں  
ہے اور باطل کے کام کاج کے واسطے غلام و باندیوں کا وقت کرنا جائز ہو اور اگر مالک نے اس وقت کی باندی کا نکاح کر دیا  
تو جائز ہو اور اگر اسکا غلام بیاہ دیا تو زمین جائز ہے اس واسطے کہ غلام بہتر و فقہ لا اکر ہو جائیگا اور اگر وقت کے غلام  
کو وقت کی باندی سے بیاہ دیا تو زمین جائز ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ بدون ان کے عین تلف کرنے کے  
ان سے نفع نہیں حاصل ہو سکتا ہے جیسے کھانے پینے کی چیزیں سونا پاندی وغیرہ تو عام فقہاء نے ان پر زمین جائز ہو اور مرد  
جائز و سونے سے درم دو یا زمین اور جو زیور نہ ہو سے یہ سچا اقدیر میں ہے۔ اور اگر درم یا کسی چیز میں یا کپڑے وقت کیے تو  
زمین جائز ہو اور بعض نے فرمایا کہ جہاں اسکا رواج ہو وہاں جواز کا فتوہ دیا جائیگا تو دریافت کیا گیا کہ کیونکہ تو فرمایا  
کہ درم فقیروں کو قرض دینے جائیگا پھر اسے وصول کر لیا جائیگا یہ مضاربہ ہے یا منکے اور انکا نفع صدقہ  
کیا جائیگا اور کیوں فقیروں کو قرض دینے جائیگا کہ اس سے زراعت کریں پھر اسے لے لیا جائیگا وینکے اور کپڑے  
و لباس فقیروں کو دینے جائیگا کہ اپنی ضرورت کے وقت انکو پہنیں پھر اسے لے لیا جائیگا یہ فتاویٰ عینا  
میں ہے۔ اور زمین صحیح ہے وقت اودیہ کا واجب کہ اسے کہا کہ فقروں کو نگر و ن سبب پر تو جائز ہوگا اور تو مگر لوگ  
فقیروں کی تبعیت میں داخل ہو جائیگا یہ معراج الدرایہ میں ہے اور ناظمی نے کہا کہ اگر سببوں کی اصلاح کے واسطے  
مال وقت کیا تو جائز ہوگا۔ اگر ملکوں کے بنائے ہوئے استخوان کی رستی اور قبروں کے کھودنے اور مالانوں کے لیے سقا فیہ کاروانہ





چکی ہو اور اسی طرح کنوین کے چنچ داخل ہونگے اور چس داخل نہ ہونگے یہ خط بین ہے۔ اور حمام کے وقت میں دیکھیں داخل ہونگی اور وہ مقام بھی جہاں اسکا گوبر و رکھ ڈالی جاتی ہو اور پانی بہنے کی نالی جو زمین ملو کہ کین ہو اور راستہ اگر وقت کا داخل نہ ہوگا یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری زمین فقیروں پر صدقہ موقوف ہو اور اس زمین کے حصہ پانی اور راستہ کا ذکر نہ کیا تو استحساناً اسکا حصہ پانی اور راستہ داخل ہوگا اس واسطے کہ زمین اسی واسطے وقف کی جاتی ہو کہ اس سے پیداوار و حاصلات ملے اور یہ بدون پانی و راستہ کے نہیں ہو سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور دار کے وقف میں اگر اس طرح بیان نہ کیا کہ دار مع اپنے حقوق کے اور نہ یہ ذکر کیا کہ سب قلیل و کثیر کے ساتھ جو اس دار کے واسطے اس میں یا اس سے اسکے حقوق سے ہو تو وہ چیزیں داخل ہونگی جو دار کی بیع میں بدون بیان کے داخل ہو جاتی ہیں اور دوکان کے وقف میں وہ چیزیں داخل ہونگی جو ان کے بیع کرنے میں داخل ہو جاتی ہیں اور دیکھیں بنائے والوں کے ختم اور چھڑا کمانے والوں کی زمینیں وقف میں داخل نہ ہونگی خواہ یہ عمارت میں تہی ہوں یا نہ تہی ہوں یہ ذخیرہ میں ہو اور اس کے بعد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا دار وقف کیا جس میں حمامات ہیں یعنی ایسے کبوتر تہن جو اس کے ساتھ ہیں اور یہ چھڑا تہن تو فرمایا کہ دار کے وقف میں ہا لو کبوتر داخل ہو جاتے ہیں چنانچہ فتاویٰ ابوالایت رح میں ہو کہ اگر کبوتر دار کے برج وقف کیے تو چھڑا اس میں ہو کہ جائز ہو اس واسطے کہ کبوتر اگرچہ مال منقولہ میں سے ہیں۔ لیکن وہ اس مکان وقف کی طبیعت میں داخل ہو جائینگے جیسے اگر کوئی زمین مع ان چیزوں کے جو زمین بیلوں و غلاموں سے وقف کی تو بیلوں و غلاموں کا وقف جائز ہو اور اس طرح اگر ایسا مکان وقف کیا جس میں شہد کی مکھڑوں کے حصے ہیں تو جائز ہو اور شہد کی مکھڑاں تابع مکان و شہد کے ہو جائیں گی۔ اور واضح ہو کہ یہاں تابع وقف ہو جانے کی تاویل اسی طرح واجب ہے کہ مراد یہ ہو کہ مکان کو مع شہد کی مکھڑوں کے جو زمین ہیں یا کبوتروں کے برجوں کو مع ان کبوتروں کے جو زمین ہیں وقف کیا جائے زمین کی صورت میں ہو کہ زمین کو مع اسکے بیلوں و غلاموں کے وقف کیا جائے زمین ہو یہ فصل وقف شائع کے بیان میں قال المترجم شائع ہے مراد یہ ہو کہ تمام زمین وقف پھیلا ہو انہو تقسیم زمین کسی حصہ میں نہ ہو۔ اور واضح ہو کہ محفل شہد یا فقط قابل تقسیم سے مراد یہ ہو کہ تقسیم کے اس سے وہی فائدہ ہو سکے جو قبل بانٹنے کے محفل تھا اور غیر قابل تقسیم سے مراد یہ ہو کہ تقسیم کے وہ فائدہ جو قبل تقسیم کے محفل تھا محفل نہ ہو سکے نا محفل اس میں بیان کتاب کو شروع کرتے ہیں۔ جو چیز کہ غیر قابل تقسیم ہو اگر زمین سے کوئی حصہ وقف کیا جو تقسیم کیا ہو اس سب طرح علیحدہ نہیں ہو بلکہ یہ حصہ تمام میں شائع ہو تو یہ وقف بلا خلاف جائز ہو آیا تو زمین دیکھتا ہو کہ اگر آدھا جامد وقف کیا تو وقف جائز ہو اگرچہ شائع ہو یہ نلیسیر میں ہو۔ اور جو چیز قابل تقسیم ہو اس میں وقف شائع امام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہو اور اسی کو شائع بنانا اس لئے لیا ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ سراجہ میں ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو اور متاخرین شائع نے اسی پر فتویٰ دیا ہو اور یہی مختار ہو یہ خزانة الفقہ میں ہو۔ اور اس پر اتفاق ہو کہ غیر مقسوم کو مسجد یا مقبرہ کر دینا مطلقاً جائز نہیں ہو خواہ اسی چیز ہو جو قابل تقسیم ہو یا اسی ہو جو قابل تقسیم نہیں ہو یہ فتح القدر میں ہو اور اگر کسی قاضی نے غیر مقسوم وقف کر دیا ہو تو اس کا حکم نافذ ہو جائیگا اور وہ اتفاقی ہو جائیگا جس سے اور مسائل مختلفہ میں حکم ہو یہ شیعہ نقایہ ابوالکلام میں ہو۔ پھر جو چیز قابل تقسیم ہو اس میں شائع وقف کے صحیح ہونے کا کسی قاضی نے حکم دیدیا پھر بعض شریکوں نے درخواست کی تو امام اعظم کے نزدیک ہٹوارہ نامنقول ہو گا ہاں وہ لوگ باری باری مقبرہ کر لیں اور صاحبین کے نزدیک ہٹوارہ کر دیا جائیگا یہ خلاف میں ہو۔ اور اس امر پر اتفاق ہو کہ اگر غلہ یا چیز وقف ہو اور بعضوں نے یا سب نے

نقل  
از  
کتاب  
فتاویٰ  
ہند  
کتاب  
الوقف  
باب  
دوم  
وقف  
جائز  
و  
ناجائز  
ج ۲  
ص ۹۴۸  
ترجمہ  
فتاویٰ  
عالمگیری  
جلد دوم

بٹوارہ چاہا تو تقسیم نہ کیا کیلگی اور نیز باری بھی نہیں کر سکتے ہیں یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر عقار میں دو ہزار ایک ہونے پر  
ایک نے اپنا حصہ وقت کیا تو خود ہی اپنے شریک سے بٹوارہ کرے اور اسکی موت کے بعد اسکے وصی کو بٹوارہ کرانے کا حق  
ہو چکا ہو اور اگر اس نے اپنے عقار میں سے نصف کو وقف کر دیا تو اس سے بٹوارہ کرانے والا قاضی ہوگا یا یہ باقی اپنا حصہ  
کے ہاتھ فروخت کر دے پس شری اس سے بٹوارہ کرالیا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر دو شخصوں کے درمیان ایک راضی مشترک ہو  
پس ہر ایک نے اپنا حصہ ایک قوم پر جو معلوم ہیں وقف کر دیا تو یہ جائز ہے اور دونوں کو اختیار ہوگا کہ باہم جس زمین کا بٹوارہ  
کرین پس ہر ایک اپنا حصہ جو وقف کیا جدا کر کے اپنے قبضہ میں کھیگا جسکا خود متولی ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر  
کل کو وقف کر دیا پھر اس میں سے ایک جزو کا کوئی شخص متولی ثابت ہوا تو امام محمد کے نزدیک باقی کا وقف باطل ہوگا  
اس واسطے کہ وقف کے وقت شیوع موجود تھا اور اگر اس میں سے کسی جزو میں کسی کوئی شخص ثابت ہوا تو باقی کا وقف باطل ہوگا  
یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی تمام اراحتی وقف کر دی پھر اس میں سے نصف غیر معین کا کوئی شخص ثابت ہوا اور قاضی نے  
متولی کے واسطے نصف کا حکم دیدیا اور باقی نصف امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بحال خود وقف رہی تو وقف کرانے والے کو اختیار  
ہوگا کہ متولی سے بٹوارہ کرے یہ محیط میں ہے جو پیش واضح ہو کہ بنا بر قول امام محمد کے اگر ایک راضی دو شخصوں میں مشترک ہو جس میں  
نے اسکو صدقہ موقوف خواہ مسکینوں پر یا جن راہ خیر وقف جائز ہو ان میں سے کسی راہ پر وقف کر دیا اور دونوں نے اسکو تقسیم  
سیر کر دیا جو اسکے امور کی پرداخت پر قائم رہتا ہو تو یہ جائز ہے اس واسطے کہ امام محمد رحمہ کے نزدیک وہ شیوع جواز وقف سے مانع ہے جو  
قبضہ کے وقت ہو یا وہ شیوع جو عقد کے وقت ہو اور اس صورت میں شیوع کسی وقت نہیں پایا گیا نہ وقت وقف کے کیونکہ دونوں  
زمین کو ساتھ ہی وقف کیا ہو اور نہ وقت سپردگی تیمم کے کیونکہ دونوں نے اسکو ساتھ ہی سپرد کیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور  
اسی طرح اگر ہر ایک نے اپنا اپنا حصہ علیحدہ وقف کیا اور صدقہ موقوفہ مسکینوں پر کر دیا اور دونوں نے ایک ہی تیمم کو مقرر کیا پس  
تیمم نہ کرنے دونوں کے حصہ پر ایک ساتھ یا جدا جدا قبضہ کر لیا تو بھی روا ہے یہ محیط خیر میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے ساتھ ہی  
دو شخصوں کو متولی مقرر کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو گا لہذا فی الوجیز اور اسی طرح اگر وقف کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک نے اپنی اولاد پر  
اسلامیہ نسل وقف کیا اور کہا کہ جب یہ لوگ کوئی نہ رہیں تو مساکین پر وقف ہو اور دوسرے نے حج پر کہ اس سے ہر سال حج کیا جائے  
پھر دونوں نے ساتھ ہی ایک متولی کو سپرد کی تو جائز ہے اور اسی طرح اگر وقف کرنے والا ایک ہی ہو پس اس سے آدھی غیر مقسوم  
و معین فقیروں و مسکینوں پر وقف کی اور باقی نصف دوسرے امر پر وقف کی تو بھی جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر  
متولی نے دونوں میں سے ایک کے حصہ پر قبضہ کیا اور دوسرے کے حصہ پر قبضہ نہ کیا تو وقف صحیح نہ ہو گا حتیٰ کہ جسکے حصہ پر قبضہ کیا  
ہو اسکو اس سے رجوع کرنے کا اختیار ہوگا کہ واپس لیکر جاوے اسکو فروخت کرے یہ محیط خیر میں ہے۔ اور اگر دو شخصوں  
میں سے ہر ایک نے نصف زمین میں متاع غیر مقسوم حالت میں صدقہ موقوفہ کر دی اور ہر ایک نے اپنے وقف کے واسطے جدا جدا  
دو متولی مقرر کیے تو جائز نہیں ہے کیونکہ وقت عقد کے شیوع پایا گیا ہو اس واسطے کہ ہر ایک علیحدہ عقد کا مباحثہ ہو رہا ہو اور  
وقت قبضہ کے بھی شیوع متکثر تھا اس لیے کہ ہر ایک متولی نے نصف متاع پر قبضہ کیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے متولی  
سے قبضہ کے وقت کہا کہ تو میرے حصہ پر میرے شریک کے حصہ کے قبضہ کر تو وقف جائز ہوگا اور یہ سب امام محمد رحمہ کا  
قول ہے اور بنا بر قول امام ابو یوسف رحمہ کے ان سب صورتوں میں وقف جائز ہے اس واسطے کہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک  
غیر قبضہ کرانے کے وقف جائز نہیں غیر مقسوم کا وقف بھی روا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنے مکان یا زمین پر

۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

ہزار گز وقف کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک ہاں نہ ہو پس تمام دریا زمین بنایا جائیگا پس اگر وہ ہزار گز یا کم نکلا تو سب  
وقف ہوگا اور اگر دو ہزار گز ہو تو اس میں سے نصف وقف ہوگا اور اگر تیس ہزار گز نکلا تو دو تہائی وقف ہوگا اور اگر  
اس میں سے بعض ٹکڑے ہیں درختان خراب ہوں اور بعض میں نہ ہوں تو وقف کے واسطے درختان خراب سے حصہ ہوگا یہ مختلط ہیں  
جو ایک شخص نے ایک زمین سے ایک جزیب مثلاً وقف کی پھر تقسیم واقع ہوئی اور پھر وہ زمین وقف میں ایک جزیب سے  
کم یا اسو بہ سے کہ وقف کے ٹکڑے کی زمین عمدہ تھی پس دو حصے ٹکڑے کے کڑوں یعنی رقبہ میں بڑھا دیا گیا ہو یا اس کے  
برعکس واقع ہوا تو جائز ہو یہ ظہیر میں ہے اور اگر گناہ میں نے اپنا حصہ اس دار میں سے وقف کر دیا اور یہ عام داری  
تھا تو ہو۔ پھر سچو اسکا حصہ اس تمام دار کا آدھا دیا و وثائی نکلا تو یہ وقف ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور  
اگر زمینیں و مکانات و مضافات میں مشترک ہوں پھر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ وقف کر دیا پھر باہر اپنے شریک سے  
بٹوارہ کرے اور تمام وقف کو ایک زمین یا ایک دار میں جمع کرے تو قیاس قبول امام ابو یوسفؒ و شیخ ہلال رحمہما  
جائز ہے یہ ظہیر میں ہے اور اگر دو مضافات میں ایک زمین مشترک ہو پس ایک نے اپنا حصہ وقف کر دیا ہو تو امام ابو یوسفؒ  
کے نزدیک جائز ہے پھر اگر وقف کرنے والے نے اپنے شریک سے بٹوارہ کر لیا اور بٹوارہ میں کسی قدر معدودہ مضافات  
داخل کیے تو اس میں و صورتیں ہیں کہ اگر وقف کرنے والے نے زمین کا ایک ٹکڑا مع ان درمیان کے لیا تو نہیں جائز ہوگا  
کہ وہ وقف میں سے کچھ بعض درمیان کے فروخت کر دیا ہو اور یہ فاسد ہے اور اگر وقف کر کے لے دے دیے ہیں تو جائز  
ہو اور ایسا ہو جائیگا کہ گویا اس نے حصہ وقف لیا اور اس کے ساتھ ایک ٹکڑا اور درمیان کے عوض حصہ شریک میں سے لیا  
پس جائز ہوگا پھر جو حصہ وقف کا ہو وہ وقف ہوگا اور جو اس نے درمیان سے لیا ہو وہ اس کی ملک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان  
میں ہے۔ اگر تقسیم میں کچھ درمیان بچائے گئے ہوں باقی حصوں میں سے ایک حصہ کی زمین عمدہ تھی اور دوسرا حصہ زمین  
اس سے خراب تھا پس بمقام عمدگی کے کچھ درمیان بچائے گئے تو دیکھا جائے کہ اگر وقف کنندہ نے درمیان میں تو جائز نہیں ہے اور  
اگر شریک نے لیے ہیں تو جائز ہے نتیجہ القدر میں ہے۔ ایک دکان و دھڑکیوں میں مشترک ہو زمینیں سے ایک نے اپنا حصہ وقف  
کیا پھر وقف کرنے والے نے جاہا اس حصہ کے دروازہ پر وقف کا تختہ لگا دے اور دوسرے شریک نے اسکو روکا تو وہ وقف  
کا تختہ نہیں لگا سکتا ہوا الا اس صورت میں کہ قاضی نے اسکو بفرض حفاظت وقف کے اسکی اجازت دیدی ہو اور یہ مسئلہ  
امام ابو یوسفؒ کے قول پر ٹھیک پڑتا ہے جسکو مشائخ پنج نے اختیار فرمایا ہے یہ ضمیمہ میں ہے۔ ایک گاؤں میں سے کچھ  
وقف ہو اور کچھ بادشاہت کی زمین ہو اور کچھ دوسروں کی ملک ہو پھر انھوں نے اس میں سے تھوڑی زمین کا بٹوارہ  
بدین غرض جاہا کہ اسکو مقبرہ بنا دیں تو انکو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر کل کی تقسیم جاہی تو جائز ہے یہ وجہ میں ہے  
باب سوم مہارت کے بیان میں یعنی جہاں جہاں مال وقف صرف کیا جاوے اور اس میں اس وقت میں یہ فیصلہ نقل  
کس صورت میں وقف کا مصرف ہوگا اور کون شخص مصرف ہو سکتا ہو کہ اسپر وقف صحیح ہووے اور کون نہیں ہو سکتا  
ہو کہ اسپر وقف صحیح نہ ہووے حاصلات وقف میں سے پہلے وقف کی تعمیر میں صرف کیا جائیگا خواہ وقف کرنے والے  
نے یہ شرط کی ہو یا نہ کی ہو پھر جو اس عمارت سے قریب ہو اور مصلحت میں سب سے نام ہو جس سے واسطے اسکا امام  
اور مدرسہ کے واسطے اسکا مدرسہ پس انکو بقدر انکی کفایت کے دیا جائیگا پھر حرایغ و بوریہ فرش وغیرہ میں صرف کیا جاوے  
پھر اسی طرح آخر تک موقوفین لکھا جائیگا اور یہ اس وقت ہو کہ وقف کا کوئی مصرف میں نہ ہو اور اگر کسی چیز پر

موقوفین لکھا جائیگا اور یہ اس وقت ہو کہ وقف کا کوئی مصرف میں نہ ہو اور اگر کسی چیز پر

معیّن کیا گیا ہو اس وقف کی تعمیر و اصلاح میں صرف کرنے کے بعد اسی مصرف معین کی طرف خرچ کیا جائیگا۔  
 حاوی قادی میں ہو اور اگر وقف کی آمدنی اسنے ایک سال یا دو سال تک فلاں شخص کے واسطے پھر بعد اسکے فقروں کو بے  
 کردی ہو اور آمدنی سے اسکی تعمیر شرط کردی ہو تو ایسی صورت میں فلاں مذکور کے حق سے وقف کی تعمیر بھی کر دیا جائیگی  
 لیکن اگر تعمیر میں دیر کرنے سے وقف کو کوئی کھلا نقصان پہونچتا نظر آوے تو تعمیر مقدم رکھی جائیگی یہ حاوی میں ہو۔  
 اور جن وجوہ پر وقف ہو وقف کی سبب مدنی ان وجوہوں پر ٹانگہ لے کر دیا جائیگی لیکن اگر تاخیر عمارت میں کھلا ضرر  
 پہونچتا ہو تو پہلے تعمیر مقدم کی جائیگی اور رہا ناظرین کے واسطے وقف میں سے کچھ شرط کر دیا گیا ہو تو وہ گویا مستحقون  
 میں سے ایک مستحق ہو اور اگر ایسا نہیں ہو کہ اس کے واسطے وقف میں سے کچھ کام کرنا ہو تو کچھ  
 بنایا و یا فتح تقدیر میں ہو۔ اور اگر وقف ایک شخص معین یا کئی شخصوں معلوم پر ہو اور آخر میں واسطے فقروں کے ہو تو  
 یہ وقف کرنے والے کے مال سے ہو کہ اپنی زندگی میں جس مال سے چاہے وہاں سے کچھ مال انکو اس وقف کی آمدنی  
 سے دیا جائیگا پھر وقف کی تعمیر کسی قدر لازم ہو کہ جس سے وقف کی ہوئی چیز ویسی ہی باقی رہے جیسے وقف کی تھی اور  
 اصل سے بڑھنا ناسویہ واجب نہیں ہو پس بدوں اسکی رضا مندی کے متولی اس سے زیادہ عمارت میں خرچ نہ کرے اور  
 اگر وقف فقروں پر ہو تو بعض کے نزدیک متولی کسی حال میں اس سے زیادہ تعمیر نہ بڑھائیگا جس وصف پر وقف  
 کر دیا جائے وقف کیا ہو اور یہی واضح ہو یہ فتح تقدیر میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنا مکان اپنی اولاد کی سکونت کے لیے  
 وقف کیا ہو جو اس میں رہے اسی پر اسکی تعمیر و مرمت واجب ہو پھر اگر اسنے اس سے انکار کیا یا وہ فقیر ہو تو قاضی اسکو  
 اجارہ پر دیکر اسکی اجرت سے مرمت و تعمیر کا حکم دے گا پھر جب اسکی مرمت ہو جائیگی تو جب وقف تھا پھر اسی کو واپس  
 دے دے گا اور انکار کرنے والے پر تعمیر کے واسطے جبر نہیں کیا جائیگا اور اگر اسی نے اجارہ پر دیا جسکو حق سکونت حاصل  
 ہو تو اسکا اجارہ نہیں صحیح ہو یہ ہمارے میں ہو۔ اور اگر سکونت کے حقدار نے اپنے خاص مال سے وقف میں عمارت بنائی  
 پس اگر اس عمارت میں سے کچھ بعینہ قائم ہو تو وہ اس بنانے والے کے وارثوں کی ہوگی چنانچہ ان لوگوں کو اختیار ہوگا  
 کہ انکو اسے لین بکریں یا اس سے وقف کو کوئی ضرر نہ پہونچے کذا فی الحاقوی اور اسکے وارثوں سے کہا جائیگا کہ  
 اپنی اس عمارت کو یہاں سے دور کر لیا و پس اگر وہ نے گئے تو خیر و غلہ نہ بڑھایا جائیگا اور اگر انھوں نے عمارت کا اس شخص  
 کو مالک کر دیا جس پر اسنے عمارت کے بعد وقف ہو اور قیامت اسکے عوض لے لی تو دونوں فریق کی باہمی رضا مندی سے  
 جائز ہو اور اگر دونوں فریق میں سے ایک نے اس سے انکار کیا تو اس پر اس امر کے واسطے جبر نہیں کیا جائیگا یہ مجاہدین پر  
 اور اگر اس عمارت میں سے بعینہ کچھ قائم نہ ہو تو بنانے والے کے وارثوں کو کچھ نہ ملیگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اس شخص نے  
 جبکہ واسطے سکونت شرط کی تھی مکان موقوفہ کی دیوار میں کئی انشٹین لگائیں اور اسپرنگ کی یا اس مکان میں شہر ڈالے  
 یا وضعیاں پھر وہ مر گیا اور ان میں سے کوئی چیز بغیر ضرر عمارت وقف کے جدا نہیں ہو سکتی ہو تو اسکے وارثوں کو اس میں سے  
 کوئی چیز جدا کر کے لینے کا اختیار نہ ہوگا لیکن اب جسکو سکونت کا استحقاق بوجہ شرط وقف کے حاصل ہوا ہو اس سے  
 کہا جائیگا کہ وارثوں کو انکی عمارت کی قیمت دیدے اور جسکو سکونت کا استحقاق حاصل ہو گا پھر اگر اسنے انکار کیا تو مکان مذکور  
 اجارہ پر دیا جائیگا اور اسکا کرایہ ان وارثوں کو اس وقت تک دیا جائیگا کہ جب تک انکی عمارت کی پوری قیمت انکو مل جائے  
 پھر جب انکو پوری قیمت پہونچ گئی تو مکان مذکور اس شخص کو دیا جائیگا جسکو سکونت کا استحقاق حاصل ہو اور ایسی صورت میں



جسکو اس استحقاق سکونت حاصل ہو یہ اختیار نہیں ہو کہ ان وارثوں کے ساتھ اس امر پر راضی ہو جائے کہ اپنی عمارت کو کوہلو  
توڑ لیا کو یہ ظہیر یہ بین ہو اور عمارت وقف میں سے جو چیز منہدم ہو گئی اور ٹوٹ گئی تو قاضی اسکو عمارت وقف میں صرف  
کر لیا اگر وقف میں اسکی ضرورت ہو ورنہ اسکو رکھ چھوڑ دینا اگر جب وقف میں اسکی ضرورت پیش آوے تو اسکی عمارت میں  
صرف کرے اور اگر بعینہ اسکا عمارت میں صرف کرنا مستعد نہ ہو تو اسکو فروخت کر کے اسکا مٹن دہشت میں صرف کر لیا اور یہ روا  
نہیں ہو کہ مستحقان وقف میں تقسیم کرے یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر رباط کی کوئی چھت گر پڑے یا اسکی کوئی دیوار منہدم ہو گئی  
اور مستحقان وقف نے اس سے نفع لینا چاہا تو انکو یہ اختیار نہیں ہو الا جب کہ اسکی تعمیر سے یاں ہو جائے تو بعض نے  
فرمایا کہ انکو ایسی اجازت حاصل ہو جائیگی بشرطیکہ حاجت مند محتاج ہوں اور یہ قیاس قول امام ابو یوسفؒ ہو اور بعض نے فرمایا  
کہ وقف کرنے والے کے وارثوں کو ملنی اور یہ قیاس قول امام محمدؒ ہو یہ تہذیب میں ہو۔ ایک باطل کے دروازہ پر  
ایک بڑی نہر کا پل ہو کہ اس رباط سے کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا ہو جب تک کہ اس پل پر سے اس پار نہ جاوے اور اس  
پل کی کوئی آمدنی نہیں ہو تو رباط کی آمدنی سے اس پل کی تعمیر میں خرچ کرنا روا ہو بشرطیکہ وقف کرنے والے نے یہ شرط کی  
ہو کہ وقف کی آمدنی ایسے امور میں صرف کیجا جسے رباط کے واسطے بہتری ہو اور اگر اسنے یہ شرط نہ کر دی ہو بلکہ فقط رباط کی  
مرمت کا ذکر کیا ہو تو جائز نہیں ہو اسواسطے کہ یہ رباط کی مرمت نہیں ہو جتے کہ اگر رباط کی حالت ایسی ہو کہ اگر اسکی آمدنی  
سے پل کی مرمت نہ کی جائے تو رباط خراب و شکستہ ہو جائیگی تو علماء نے اتحساناً فرمایا کہ پل کی مرمت ایسی حالت میں باطل  
کی آمدنی سے جائز ہو یہ محیط بشرعی میں ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبیوں پر اگر وقف کیا تو فقہر الفتاویٰ  
میں مذکور ہو کہ یہ جائز ہو اور اسی پر سید امام ابو القاسم نے فتویٰ دیا ہو کہ انی السراجیہ اور مختار یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے قریبیوں پر وقف جائز ہو یہ غیاثیہ میں ہو۔ اور اکیلے تو نگر وں پر وقف نہیں روا ہو اور اگر تو نگر وں پر جو کچھ  
کے ہیں اور بعد انکے فقیر وں پر وقف کیا تو جائز ہو اور حق تو نگر وں کا ہو گا پھر فقیر وں کا یہ محیط بشرعی میں ہو اور سافروں پر  
وقف کیا تو جائز ہو اور یہ فقیر سافروں پر ہو گا نہ تو نگر سافروں پر یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ ہر سال  
کہ اسکی آمدنی سے ہر سال میری طرف سے حج کیا جاوے یا عمرہ کیا جاوے یا میرا قرضہ ادا کیا جاوے تو یہ جائز ہو اور اگر کارہا  
خیر پر وقف کیا چنانچہ وقفنامہ میں بیان کیا کہ اسکی سالانہ آمدنی سے منگے خرید کر کے انہیں پانی بھر دیا جائے یا کوس یا اس سے  
بیوہ عورتوں و یتیموں کا سامان کر دیا جاوے یا اس سے کپڑے خرید کر فقیر وں کو پہنا لے جائے یا کہ میں یا ہر سال صدقہ کیا جائے  
جاسے ان گنا ہوں کے جنہیں حد سے تجاوز کر کے نافرمانی کی ہو تو یہ جائز ہو بشرطیکہ اسکے آخر میں ایسا مصرف مقرر کر دیا ہو  
جو ہمیشہ فقیر وں کے واسطے ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی بریں شرط کہ ہر سال میری طرف سے ایک پورا حج  
یا حج ہزار درم سے کیا جاوے اور سواری کے ساتھ حاجی کا خرچہ فقط ایک ہزار درم پڑتے ہیں تو اس میں سے ہزار درم حج میں صرف  
کیے جاوینگے اور باقی مسکینوں کو دیے جاوینگے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ جہاد اور غازیوں  
پر ہو یا مدروں کے کفنوں پر یا قبر وں کے کھودنے پر یا اور اسی کے مشابہت پر تو جائز ہو کذا فی الذخیرہ اور امام مہارقی نے  
باب الوقف میں فرمایا کہ اگر وہ وقف کہ جو منگے جائز ہو اس طرح کہ میری یہ اراضی الشہر تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہو  
لوگوں پر ہر سال کے واسطے تو وقف باطل ہو اسی طرح اگر کہا کہ میری اوم پر یا اہل فقہاء کو کتب سہار کھپ کر ختم ہو جائیں تو وہ  
مسکینوں پر ہو تو وقف باطل ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ میری اوم پر یا اہل فقہاء کو کتب سہار کھپ کر ختم ہو جائیں تو وہ

الاستیعاب  
مکرم بنی اود  
سار ہو جائے  
عمارت  
دیوار کا  
یا منہدم  
سار  
نہا دیں  
سار واسطے  
بنادیمہ  
میں اور  
دہ حدود  
مصلح ملک  
کفرستان  
ہو جائے  
سار  
مکرم بنی اود  
سار ہو جائے  
عمارت  
دیوار کا  
یا منہدم  
سار  
نہا دیں  
سار واسطے  
بنادیمہ  
میں اور  
دہ حدود  
مصلح ملک  
کفرستان  
ہو جائے

مسئلہ ایک اور مقام پر ذکر کیا اور فرمایا کہ اس وقف کی آمدنی مسکینوں کو ملیگی اور وہ کنوئیں و اندھوں کے واسطے مخصوص نہوگی اور اس طرح اگر قرآن شریف کے قاریوں پر وقف ہوں پر وقف کیا تو کبھی باطل ہو اور ہلال رح کی کتاب لوقت میں مذکور ہو کہ کنوئیں و اندھوں و مسطح لوگوں پر وقف صحیح ہو پس نہیں سے محتاجوں کو ملیگا تو انکے دن کو نہ ملیگا اور جہاں سے مشائخ نے فرمایا کہ مسجد کے معلم پر جو مسجد میں لڑکے پڑھایا کرتا ہو نہیں جائز ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہو۔ اور شیخ شمس لائے حوالی نے فرمایا کہ کاغذی امام استاد نسفی فرماتے تھے کہ علی ہذا القیاس اگر طالب علمان شہر فلان پر وقف کیا تو جائز ہو اگرچہ انہیں سے محتاجوں کی شرط نہ کردی ہو۔ اور شیخ شمس لائے بحسی نے شرح کتاب لوقت میں بیان فرمایا کہ اس مجلس کے مسائل میں حامل قاعدہ یہ ہو کہ جب وقف کرنے والے نے ایسا مصرف کر کیا جس میں ظاہر صاف معلوم ہو تو ہر ایک فقیر و محتاجوں پر وقف ہو تو وقف صحیح ہوگا خواہ یہ لوگ گنتی و شمار سے پہلے ہو یا نہ ہو۔ اور جب سے ایسا مصرف بیان کیا کہ انہیں تو انکے فقیر بیان میں لڑکے ہو کر ہو کر ہوں تو یہ انکے واسطے صحیح ہو یا اعتبار انکے اخیان کے یعنی گو یا ہر فرد میں کو تخلیک کردی اور اگر یہ لوگ شمار میں نہ آتے ہوں تو وقف باطل ہو اور فرمایا کہ لکھنؤ کے لفظ سے باعتبار لوگوں کے استعمال کے نہ باعتبار حقیقت لفظ کے یہ دلالت پائی جاتی ہو کہ محتاجی ہونے کے ساتھ انکو دیا جائے جیسے یتیموں کا لفظ کہا کہ لوگوں کے استعمال میں محتاج لکھنؤ پائی جاتی ہو تو ایسی حالت میں لکھا جائیگا کہ اگر یہ لوگ داخل شمار میں تو انہیں تو انکے فقیر سب کیساں ہیں اور اگر داخل شمار نہ ہوں تو کبھی وقف صحیح ہو مگر انہیں سے فقیروں کو دیا جائیگا تو انکے دن کو نہ ملیگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر اصحاب حدیث پر وقف کیا تو وقف میں کوئی شافعی نہ سب والا جبکہ وہ حدیث کی طالب علمی میں نہ ہو تو داخل ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی زمین یا مکان ہر اس شخص کے واسطے جو اس خاص مسجد کے واسطے موزون مقرر ہووے یا امام مقرر ہووے وقف کیا تو شیخ اسماعیل زاہد نے فرمایا کہ ایسا وقف نہیں جائز ہو اور اگر موزون فقیر ہو تو بھی نہیں جائز ہو اور اس میں جملہ جواز کا یہ ہو کہ وقف نامہ میں یوں تحریر کرے وقف ہذا المنزل علی کل موزون یوزن فقیروں نے ہذا المسجد والحاجۃ فاذا خیر مسجد دخوی من اہل تصرف لفظ بعد ذلک الی فقر المسلمین و محادیہم تو جائز ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے ہر موزون فقیر پر وقف کیا تو یہ مجہول ہو یہ ظہیر میں ہو اور زمین کا وقف کرنا ایسے شخص پر کہ وقف کرنے والے کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرے نہیں صحیح ہو یہ قنیین میں ہو۔ اور شیخ ابو بکر رحم سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی اراضی کو مصحف مجید پر جو وقف کیا ہے وہ میں اس شرط سے وقف کیا کہ ان مصاحف میں سے جو پڑھا پڑھا یا جائے اسکی دستی اس اراضی کی آمدنی سے ہوا کرے تو فرمایا کہ وقف باطل ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر صوفی لوگوں پر وقف کیا تو بعض نے فرمایا کہ نہیں جائز ہو اور بعض نے فرمایا کہ جائز ہو اور انہیں سے فقیروں پر مصرف کیا جائیگا اور یہی صحیح ہو یہ قنیین میں ہو فصل دوم اپنی ذات و اپنی اولاد و انکی نسل پر وقف کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک نے کہا کہ میری یہ اراضی میری ذات پر وقف ہو تو قول ختمائے کے موافق یہ وقف جائز ہو نیز انہیں میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے وقف کی اپنی ذات پر بعد اپنے فلان پر بعد اسکے فقیروں پر تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری اراضی وقف ہو فلان پر بعد اسکے مجھے پڑھا پڑھا یا گیا کہ میرے غلام پر و فلان پر تو فقار یہ صحیح ہو یہ غیاث میں ہو اور اگر کسی نے اپنی زمین اپنے فرزند پر اور بعد اسکے مسکینوں پر جو وقف کیا کی تو وقف میں اسکا نہ ہو فرزند داخل ہوگا جو آمدنی پائے جانے کے روز موجود ہو خواہ وہ وقف کے روز موجود تھا

مسئلہ ایک اور مقام پر ذکر کیا اور فرمایا کہ اس وقف کی آمدنی مسکینوں کو ملیگی اور وہ کنوئیں و اندھوں کے واسطے مخصوص نہوگی اور اس طرح اگر قرآن شریف کے قاریوں پر وقف ہوں پر وقف کیا تو کبھی باطل ہو اور ہلال رح کی کتاب لوقت میں مذکور ہو کہ کنوئیں و اندھوں و مسطح لوگوں پر وقف صحیح ہو پس نہیں سے محتاجوں کو ملیگا تو انکے دن کو نہ ملیگا اور جہاں سے مشائخ نے فرمایا کہ مسجد کے معلم پر جو مسجد میں لڑکے پڑھایا کرتا ہو نہیں جائز ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہو۔ اور شیخ شمس لائے حوالی نے فرمایا کہ کاغذی امام استاد نسفی فرماتے تھے کہ علی ہذا القیاس اگر طالب علمان شہر فلان پر وقف کیا تو جائز ہو اگرچہ انہیں سے محتاجوں کی شرط نہ کردی ہو۔ اور شیخ شمس لائے بحسی نے شرح کتاب لوقت میں بیان فرمایا کہ اس مجلس کے مسائل میں حامل قاعدہ یہ ہو کہ جب وقف کرنے والے نے ایسا مصرف کر کیا جس میں ظاہر صاف معلوم ہو تو ہر ایک فقیر و محتاجوں پر وقف ہو تو وقف صحیح ہوگا خواہ یہ لوگ گنتی و شمار سے پہلے ہو یا نہ ہو۔ اور جب سے ایسا مصرف بیان کیا کہ انہیں تو انکے فقیر بیان میں لڑکے ہو کر ہو کر ہوں تو یہ انکے واسطے صحیح ہو یا اعتبار انکے اخیان کے یعنی گو یا ہر فرد میں کو تخلیک کردی اور اگر یہ لوگ شمار میں نہ آتے ہوں تو وقف باطل ہو اور فرمایا کہ لکھنؤ کے لفظ سے باعتبار لوگوں کے استعمال کے نہ باعتبار حقیقت لفظ کے یہ دلالت پائی جاتی ہو کہ محتاجی ہونے کے ساتھ انکو دیا جائے جیسے یتیموں کا لفظ کہا کہ لوگوں کے استعمال میں محتاج لکھنؤ پائی جاتی ہو تو ایسی حالت میں لکھا جائیگا کہ اگر یہ لوگ داخل شمار میں تو انہیں تو انکے فقیر سب کیساں ہیں اور اگر داخل شمار نہ ہوں تو کبھی وقف صحیح ہو مگر انہیں سے فقیروں کو دیا جائیگا تو انکے دن کو نہ ملیگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر اصحاب حدیث پر وقف کیا تو وقف میں کوئی شافعی نہ سب والا جبکہ وہ حدیث کی طالب علمی میں نہ ہو تو داخل ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی زمین یا مکان ہر اس شخص کے واسطے جو اس خاص مسجد کے واسطے موزون مقرر ہووے یا امام مقرر ہووے وقف کیا تو شیخ اسماعیل زاہد نے فرمایا کہ ایسا وقف نہیں جائز ہو اور اگر موزون فقیر ہو تو بھی نہیں جائز ہو اور اس میں جملہ جواز کا یہ ہو کہ وقف نامہ میں یوں تحریر کرے وقف ہذا المنزل علی کل موزون یوزن فقیروں نے ہذا المسجد والحاجۃ فاذا خیر مسجد دخوی من اہل تصرف لفظ بعد ذلک الی فقر المسلمین و محادیہم تو جائز ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے ہر موزون فقیر پر وقف کیا تو یہ مجہول ہو یہ ظہیر میں ہو اور زمین کا وقف کرنا ایسے شخص پر کہ وقف کرنے والے کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرے نہیں صحیح ہو یہ قنیین میں ہو۔ اور شیخ ابو بکر رحم سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی اراضی کو مصحف مجید پر جو وقف کیا ہے وہ میں اس شرط سے وقف کیا کہ ان مصاحف میں سے جو پڑھا پڑھا یا جائے اسکی دستی اس اراضی کی آمدنی سے ہوا کرے تو فرمایا کہ وقف باطل ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر صوفی لوگوں پر وقف کیا تو بعض نے فرمایا کہ نہیں جائز ہو اور بعض نے فرمایا کہ جائز ہو اور انہیں سے فقیروں پر مصرف کیا جائیگا اور یہی صحیح ہو یہ قنیین میں ہو فصل دوم اپنی ذات و اپنی اولاد و انکی نسل پر وقف کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک نے کہا کہ میری یہ اراضی میری ذات پر وقف ہو تو قول ختمائے کے موافق یہ وقف جائز ہو نیز انہیں میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے وقف کی اپنی ذات پر بعد اپنے فلان پر بعد اسکے فقیروں پر تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری اراضی وقف ہو فلان پر بعد اسکے مجھے پڑھا پڑھا یا گیا کہ میرے غلام پر و فلان پر تو فقار یہ صحیح ہو یہ غیاث میں ہو اور اگر کسی نے اپنی زمین اپنے فرزند پر اور بعد اسکے مسکینوں پر جو وقف کیا کی تو وقف میں اسکا نہ ہو فرزند داخل ہوگا جو آمدنی پائے جانے کے روز موجود ہو خواہ وہ وقف کے روز موجود تھا

یا بعد اسکے پیدا ہوا اور یہ شیخ ہلال رحمہ اللہ کا قول ہے اور اسی کو مشائخ ملت قیام اختیار کیا ہے کذا فی الحیط اور یہی فقہ ہر  
 یہ غیاثیہ میں ہے اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ میرے فرزند پر اور جو میرا فرزند بعد اسکے پیدا ہوا سپرد وقت ہے پھر جب سبب  
 گذر جائے تو بعد اسکے سکینوں پر وقت ہو تو بھی یہی حکم ہے یہی شیخ میں ہے اور اگر کہا کہ میری زمین صدقہ ہو تو میرے  
 اس فرزند پر جو میرا فرزند پیدا ہو حالانکہ اس وقت اسکا کوئی فرزند موجود نہیں ہے تو یہ وقت صحیح ہے جو بہت سبب حاصلات آدمی  
 تو فقیروں کو تقسیم کر دیا کیلئے پھر اگر بعد تقسیم کے اسکا فرزند پیدا ہوا تو اسکے بعد جو حاصلات آدمی وہ اسکے فرزند کو  
 دیا جائے گی جب تک کہ وہ زندہ رہے پھر جب اسکا کوئی فرزند باقی نہ رہے گا تو اسکی حاصلات فقیروں پر تقسیم ہوا کریگی  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے اپنی اولاد پر وقت کیا تو میں نہ کر دوں نہ دینی سبب داخل ہونگے اور اگر پسران پر  
 وقت کی تو میں نہ دینی داخل نہ ہونگے اور اگر دختروں پر وقت کی تو بھی غشی داخل نہ ہونگے اسوقت کہ ہم نہیں جانتے  
 ہیں کہ یہ غشی وقت ہے یا نہ ہے اگر لڑکی ہو یا لڑکا ہو اگر لڑکوں و لڑکیوں پر وقت کی تو غشی داخل ہو جائیگے یہ سراج دہاج  
 میں ہے پھر جہاں اولاد کے واسطے استحقاق ثابت ہو وہاں وہی اولاد داخل ہونگی جبکہ سبب اس وقت گذرے ہوئے  
 معروف ہو اور جہاں نہیں معروف ہو اور صرف وقت گذرے کے قول سے معلوم ہوا ہے تو وہ استحقاق میں ان لوگوں  
 ساتھ داخل ہوگا اسکی مثال یہ ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی میری اولاد پر وقت ہے پھر وقت کرنیوالے کی ایک  
 باندی ایک بچہ لائی یعنی اسکے بچہ پیدا ہوا اور وقت حاصلات سے پہلے یا نہ سے کہ میں ہوا پس وقت کرنیوالے نے اسکے  
 نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا لیکن اس حاصلات میں سے اسکا حصہ ہوگا اور اگر اسکی جوہر یا ام دلو کے  
 وقت غلہ سے پہلے سے کہ میں پیدا ہوا تو اس صورت میں اسکے واسطے اس آمدنی سے حصہ ہوگا یہ حاوی میں ہے اور  
 اگر جب پہلے یا لڑکا یا لڑکی پیدا ہوا تو اسکے ساتھ شریک نہ ہوگا یہ شرط میں ہے اگر آدمی چاہے کہ وقت و وقت  
 کر خود لادہ گیا پھر اسکی جوہر اس وقت سے کہ غلہ تیار ہوا اور دو برس تک کے درمیان میں بچہ پیدا ہوا تو پہلی اولاد کے ساتھ  
 مشارک ہوگا اور اسی طرح اگر بچہ سے موت کے طلاق بائن ہو گئی ہو اور عورت سے طلاق نہ گذر جائے گا اور نہ کیا ہو تو  
 اس صورت میں بھی یہی حکم ہے اور اگر طلاق جہی ہو تو اس میں بھی ویسا ہی حکم ہے پھر جب اسکا حصہ کی صورت میں ہے کہ میرے  
 میں ہے اور اگر وقت سے قبل حاصل ہوئے کے بعد واقعہ زندہ رہا اور ایسا ہو کہ جوہر کے پاس جاسکتا ہے پھر گیا اور غلہ  
 کے حاصل ہوئے کے وقت سے دو برس تک کے درمیان میں جوہر کے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کا اس غلہ میں کچھ حق نہ ہوگا  
 کیونکہ یہ وہم ہو کہ غلہ حاصل ہو جانے کے بعد اسکا غلہ قرار پایا ہو لیکن اگر وہ غلہ سے پہلے سے کہ میں پیدا ہوا ہو تو  
 پہلی اولاد کے ساتھ یہ بچہ بھی شریک ہوگا اور اگر غلہ حاصل ہونے کے ایک یا دو روز بعد وقت کر کے والا گیا پھر اسکی  
 جوہر اس وقت و جوہر سے دو برس کے درمیان میں بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کو اس غلہ سے حصہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
 پھر شیخ نے اس دن کی شناخت میں کہ جس روز آمدنی میں استحقاق واجب ہوا ہو اختلاف کیا ہے شیخ ہلال نے  
 نے بیان کیا ہے کہ وہ روز جو کہ جس روز یہ حاصلات ایسی ہو گئی کہ اسکی کچھ قیمت ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ خیر سے زندہ بچہ  
 قیمت ہوا اور بندوق سے فرمایا کہ وہ روز جو جس روز اسکی قیمت ہو گئی مگر اس قیمت سے کہ خرچہ و خرچ کی دوا ایک قاہرہ  
 مثل قرضہ کے جو غلہ پر واجب ہوا ہے ان سب کو محسوب کر کے اسکی قیمت ہوئے کذا فی الحیط السرخسی اور اسی کو مشائخ ملت  
 بخارا نے اختیار کیا ہے یہ حاوی میں ہے اور اگر کہا کہ میری زمین میری اولاد کا نون و نون پر وقت صدقہ ہے تو وقت

سلسلہ  
 وہ شخص  
 جس میں  
 اولاد  
 اسکی  
 کوئی  
 علامت  
 نہ ہو  
 اسکی  
 قیمت  
 ہو  
 اسکی  
 قیمت  
 ہو  
 اسکی  
 قیمت  
 ہو

وہ

ایسی ہی اولاد کے لیے ہوگا اور ان کے لیے نہ ہوگا اور کا ناواندھا ہونا اس وقت سے معتبر ہوگا جب وقت وقف کیا ہو اور مصلحت اس کے روز کا ناواندھا ہونا شرط و تمیز نہیں ہوگا اگر کہا کہ میری زمین میری اولاد صغار پر صدقہ موقوف ہو تو صدقہ خاصہ اولاد صغار کے واسطے ہوگا اور استحقاق کے واسطے وہ معتبر ہوگا جو وقف کے وقت ضعیف تھا یہ شرط نہیں ہو کہ غلام حاصل ہونے کے وقت بھی نابالغ ہو یہ ظہیر نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری زمین میری اس اولاد پر صدقہ موقوف ہو جو بصرہ میں سکونت پذیر ہوں تو آمدنی انھیں کو بائگی جو ساکن بصرہ ہوں اور ان کو نہ بیگی اور بصرہ کی سکونت غلام حاصل ہونے کے روز کی معتبر ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور حاصل یہ ہے کہ استحقاق اگر ایسی صفت سے ہو جو زائل نہیں ہوتی یا زائل ہوتی ہو مگر بعد زوال کے عود نہیں کرتی تو استحقاق کے لیے وقف کے وقت اس صفت کا ہونا معتبر ہے۔ اور اگر استحقاق ایسی صفت سے ہو جو زائل ہو جاتی ہو اور پھر عود کرتی ہو تو استحقاق غلام کے واسطے غلام موجود ہونے کے وقت اس صفت کا پایا جانا معتبر ہے یہ شرط نہیں ہے۔ اور اگر اپنی زمین فرزند ان زمین پر وقف کی تو ان زمین پر اولاد داخل ہوگی اور اگر ان کے داخل نہ ہونگی اس لیے کہ اس وقت اولاد کو ایسی صفت سے بیان کیا جو زائل نہیں ہوتی یہ شرط نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری اولاد میری اولاد کے لئے ہو تو اس کی شرط کے موافق ہوگا اور وہی لوگ داخل ہونگے جو وقف کے روز اس صفت پر موجود تھے یہ حاوی نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ جو شخص میری اولاد میں سے مسلمان ہو جائے یا جو شخص نکاح کرے اس پر وقف ہو تو وہ شخص داخل ہوگا جو وقف کے بعد مسلمان ہو جائے یا نکاح کرے اور وہ داخل ہونگے جو وقف کے روز مسلمان تھے یا نکاح کرے ہو گیا تھا یہ شرط نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری فقیر اولاد پر اور اس سے زیادہ نہ کہا تو غلام اس کے وقت جو فقیر موجود داخل ہوگا یہ حاوی نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ جو میری اولاد میں سے فقیر ہو تو اس میں سے جو غلام فرمایا کہ جو تو نگہی کے بعد نکاح ہو جائے داخل ہوگا اور سوائے ان کے جو غلام اس کے وقت جو نکاح ہوئے وہ داخل ہوں گے خواہ وہ تو نگہ تھا کہ اب محتاج ہو یا بالکل غنی تھا یہ نہیں کہنا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہی صحیح ہے کہ میری زمین میری اور اگر کہا کہ میری اولاد میری اولاد پر اگر عالم ہو دین وقف کی پھر نہیں ہے کوئی ایک صدقہ میرے چھوٹے بھائی کے چھ سال کے بعد عالم ہوا تو اس کا حصہ پہلے سے نہیں رکھ چھوڑا جائیگا اور اس صفت کے پائے جانے سے پہلے وہ فقیر تھے نہ ہوگا یہ فقیر ہیں۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی میرے فرزند پر صدقہ موقوف ہو تو اس کی مصلحت اس کی پشت کے فرزند پر تقسیم ہوگی خواہ اس کے بھائی یا بھائی کے دو بھائی ہوں سب یکساں ہیں اور چھوٹا یا بڑا وقف جائز ہو گیا تو جب تک اس کی پشت کے فرزند میں سے ایک بھی باا حیا نہ تھا تب تک آمدنی اسی کی ہوگی اور کسی کو نہ بیگی اور جب کوئی اس کی پشت کا لطف نہ رہا تو آمدنی فقیروں پر تقسیم ہوگی اور فرزند کی اولاد پر وقف نہ کیا جائیگا اور اگر وقف کے وقت اس کی پشت سے کوئی فرزند نہ ہو بلکہ اس کے بھائی کی اولاد ہو تو بھائی کی اولاد پر وقف ہو جائیگا اور اگر بھائی نہ ہو بلکہ اس کے چھوٹے بھائی کی اولاد ہو تو چھوٹے بھائی کی اولاد پر وقف ہو جائیگا اور اس کے لطف سے فرزند نہ ہونے کے وقت بھائی کی اولاد داخل اس کی پشت کی اولاد کے ہونے اور اس میں دخلی اور موافق ظاہر الروایہ کے داخل نہ ہوگی اور اسی کو مال جرنے لیا ہے اور ظاہر الروایہ یہ بھی صحیح ہے کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر اس کے بعد اگر اس کے پشت کے لطف سے اس کا کوئی فرزند نہ ہو یا لڑکی پیدا ہو تو آئندہ جو مصلحت آوے گی وہ اس کے صلیبی فرزند کو دی جائیگی یہ ذخیرہ نہیں لکھا ہے۔ اور اگر پشت اول دروہم دونوں میں سے ایک ہو تو میری و چھوٹی پشت پائی گئی اور ان کے بیٹے بھی اول پشت موجود ہیں تو میری پشت اور اس کے بیٹے کی پشتیں سب اس مصلحت میں شریک ہیں مگر اگر پشت سے ہوں

وہ داخل ہوں گے خواہ وہ تو نگہ تھا کہ اب محتاج ہو یا بالکل غنی تھا یہ نہیں کہنا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہی صحیح ہے کہ میری زمین میری اور اگر کہا کہ میری اولاد میری اولاد پر اگر عالم ہو دین وقف کی پھر نہیں ہے کوئی ایک صدقہ میرے چھوٹے بھائی کے چھ سال کے بعد عالم ہوا تو اس کا حصہ پہلے سے نہیں رکھ چھوڑا جائیگا اور اس صفت کے پائے جانے سے پہلے وہ فقیر تھے نہ ہوگا یہ فقیر ہیں۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی میرے فرزند پر صدقہ موقوف ہو تو اس کی مصلحت اس کی پشت کے فرزند پر تقسیم ہوگی خواہ اس کے بھائی یا بھائی کے دو بھائی ہوں سب یکساں ہیں اور چھوٹا یا بڑا وقف جائز ہو گیا تو جب تک اس کی پشت کے فرزند میں سے ایک بھی باا حیا نہ تھا تب تک آمدنی اسی کی ہوگی اور کسی کو نہ بیگی اور جب کوئی اس کی پشت کا لطف نہ رہا تو آمدنی فقیروں پر تقسیم ہوگی اور فرزند کی اولاد پر وقف نہ کیا جائیگا اور اگر وقف کے وقت اس کی پشت سے کوئی فرزند نہ ہو بلکہ اس کے بھائی کی اولاد ہو تو بھائی کی اولاد پر وقف ہو جائیگا اور اگر بھائی نہ ہو بلکہ اس کے چھوٹے بھائی کی اولاد ہو تو چھوٹے بھائی کی اولاد پر وقف ہو جائیگا اور اس کے لطف سے فرزند نہ ہونے کے وقت بھائی کی اولاد داخل اس کی پشت کی اولاد کے ہونے اور اس میں دخلی اور موافق ظاہر الروایہ کے داخل نہ ہوگی اور اسی کو مال جرنے لیا ہے اور ظاہر الروایہ یہ بھی صحیح ہے کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر اس کے بعد اگر اس کے پشت کے لطف سے اس کا کوئی فرزند نہ ہو یا لڑکی پیدا ہو تو آئندہ جو مصلحت آوے گی وہ اس کے صلیبی فرزند کو دی جائیگی یہ ذخیرہ نہیں لکھا ہے۔ اور اگر پشت اول دروہم دونوں میں سے ایک ہو تو میری و چھوٹی پشت پائی گئی اور ان کے بیٹے بھی اول پشت موجود ہیں تو میری پشت اور اس کے بیٹے کی پشتیں سب اس مصلحت میں شریک ہیں مگر اگر پشت سے ہوں







جو وقت کے روز موجود تھا اور ہر فرزند جو وقت کے بعد غلہ پیدا ہونے سے پہلے پایا گیا اور اولاد کی اولاد ہمیشہ سب سے اصل ہونگی اور جو شخص انہیں سے غلہ کے وجود سے پہلے مر گیا اسکا حصہ ساقط ہو جائیگا اور جو غلہ موجود ہونے کے بعد مرے گا اسکا حصہ اس کے وارث مستحق ہونگے کیونکہ وہ اپنے حصہ کا مستحق ہو چکا ہو اور اس صدقہ میں نیچے اور اوپر کی پشتیں سب برابر ہونگی لیکن اگر اسنے اپنے وقت میں کم دیا ہو کہ پہلے یہ صدقہ انہیں سے اول پشت سے شروع کیا جائے پھر اس پشت کو جو انکے نیچے متصل ہو علیٰ ہذا الترتیب تو یوں ہی کیا جائیگا پھر اگر اسنے اسطور پر کم دیا ہو پھر اول پشت کے سب گئے سوائے ایک تو تمام آمدنی اسی ایکے باقی کو ملیگی اور دوسری پشت والوں میں کسی کو کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر دونوں کہا کہ اُمّی آمدنی پہلے اول پشت سے شروع کیا جائے پھر انکے گزر جانے کے بعد دوسری پشت والوں کو دیا جائے مگر اس شرط پر کہ انہیں سے مذکور کدو سے دو چند دیا جائے کہ سب سے پھر اس وقت کی آمدنی حاصل ہوئی اور اول پشت میں سب مذکور ہی مذکور ہیں انکے ساتھ کوئی پشت نہیں ہو یا سب مومنٹ ہیں کوئی مذکور نہیں ہو تو سب غلہ انکے درمیان میں مساوی تقسیم ہوگا یہ ذخیرہ و تحفظ میں ہو۔ اور اگر کوئی کنندہ نے کہا ہو کہ میری اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر ہمیشہ جب تک نسل باقی رہے صدقہ موقوف ہو اور یہ نہ کہا کہ بطن بعد بطن مگر یہ کہا کہ ہر گاہ انہیں سے ایک سادہ گیا تو اصل آمدنی میں سے اسکا حصہ اسکی اولاد کا ہوگا تو انہیں سے کسی کے مرنے سے پہلے وہی حکم ہو جو بیان ہوا کہ آمدنی اسکی سب اور اولاد کی اولاد و نسل کے درمیان مساوی ہوگی پھر اگر اسکی پشت کا کوئی فرزند مرے اور کوئی فرزند چھوڑا آمدنی آئی تو ان سب کی تعداد پر یعنی اولاد اولاد کی اولاد چاہے جب قدر یہی پشت کے ہوں اور اس فرزند صلی پر جو ملے ہو سب کی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی پھر جو حصہ اس میریت کے پرستے میں پڑا ہو وہ اسکی اولاد کو دیدیا جائیگا پس ولادت کے واسطے دو حصہ ہوئے ایک تو انکا خود حصہ جو وقف کرنے والے کی شرط پر انکو ملا اور دوسرا انکے والد کا حصہ یہ خلاصہ میں ہوا اگر اسنے کہا کہ میری اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اور انکی نسل پر اور انکی اولاد پر جب تک نسل ہے برین شرط کہ پہلے یہ اول پشت سے دینا شروع کیا جاوے پھر انکے گزرنے کے بعد دوسری پشت جو انکے متصل نیچے ہو انکو دیا جاوے علیٰ ہذا الترتیب بطن بعد بطن ملے اور ہر گاہ کہ انہیں سے کوئی مر جائے اور فرزند چھوڑے تو میریت کا حصہ اسکے فرزند کو اور اسکے فرزند و نسل کو ہمیشہ جب تک نسل رہے ملا کر سب بطن شرط کہ علی بطن قدم کیا جائے اور ہر گاہ انہیں سے کوئی مرے اور کوئی فرزند نہ چھوڑے اور نہ فرزند کا فرزند اور نہ نسل چھوڑے تو اس صدقہ میں سے اسکا حصہ اس صدقہ والوں پر دیا جائے پس غلہ چند سال تک بطن علیٰ تقسیم کیا گیا پھر اسکے بعد انہیں سے بعض کا انتقال ہو گیا اور اسنے فرزند و فرزند کا فرزند چھوڑا تو وقف کی آمدنی وقف کر نیوالے کی اولاد پر جو وقف کے وقت موجود تھی یا اسکے بعد پیدا ہوئی سب تقسیم کیا جائیگا پھر بطن انہیں سے زندوں کو ملا ہو وہ انکا ہوگا کہ اسکو ملے لیکن اور جو کچھ مردوں کو پہنچا تو موافق شرط وقف کنندہ کے اسکے فرزند کو ملے گا مگر اسکے فرزند و فرزند کے فرزندیں بطن اول قدم کیا جائیگا موافق شرط وقف کنندہ کے اور اگر پہلی پشت سے جو شخص مرے اسنے اپنی پشت کا کوئی فرزند نہ چھوڑا بلکہ فرزند کا فرزند چھوڑا تو آمدنی میں سے میریت کا حصہ اسکے فرزند کے فرزند کو ملے گا جو وقف کنندہ کی اولاد میں تیسری پشت سے ہوا اور آئی طرح اگر تیسری سے بھی بچا ہو تو وہ بھی پایا گیا اس واسطے کہ وقف کنندہ نے یوں ہی شرط کر دی ہو اور اگر اول پشت کی تعداد میں لغو ہوں پھر انہیں سے دوسرے اور کوئی فرزند یا فرزند کا فرزند وغیرہ نہ چھوڑا پھر اسکے بعد دو لغو اور مر گئے اور ہر ایک نے فرزند اور فرزند کا فرزند چھوڑا پھر ان دونوں کے بعد دو اور مر گئے اور کوئی فرزند نہ چھوڑا اور نہ فرزند کا فرزند چھوڑا پھر چاروں باقیوں نے اور اولاد دوسریت نے تنازع کیا تو سب وقت غلہ اسے ہو وقت طرح

تقسیم کیا جائیگا کہ سب غلامان چاروں باقیوں اور ان دونوں میتوں پر جو اولاد چھوڑ مرے ہیں چھ حصہ پر تقسیم کیا جائیگا  
 چھوڑ چاروں باقیوں کے حصہ میں پڑا وہ انکو مل جائیگا اور جو ان دونوں میتوں کے پڑے ہیں آیا جنھوں نے اولاد  
 چھوڑی ہو تو یہ ان دونوں کی اولاد کو ملے گا اور باقی چار میتوں نے اولاد نہیں چھوڑی ہو ساقط ہو گئے یہ حیط  
 میں ہو ایک شخص نے اپنی زمین اپنی اولاد پر وقف کی اور آخر میں اسکی آمدنی فقیروں کیواسطے کی پھر ان ولاد میں سے بعض  
 توبہ ہلائی ہے فرمایا کہ تمام آمدنی باقیوں پر صرف کی جائیگی پھر جب باقی بھی مر جائے تو آمدنی فقیروں پر صرف کی جائیگی اور ان  
 اولاد کی اولاد کو نہ ملے گی اور اگر اسنے اپنی اولاد پر سطح وقف کیا کہ ہر ایک کا نام لے لیا کہ فلاں پر فلاں یہ اور آخر وقف فقیروں پر کیا  
 پھر ان میں سے کوئی مر تو اسکا حصہ فقیروں پر صرف ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ عبد اللہ وزید و عمر و اور انکی نسل  
 پر تو اسحقا ق غلام میں عبد اللہ وزید و عمر و اور انکی اولاد اولاد کی اولاد ہمیشہ جتنی نسل ہو شامل ہوگی اور اگر کہا کہ عبد اللہ وزید و عمر و  
 اور انکی نسل تو اسحقا ق میں عبد اللہ وزید و عمر و اور انکی اولاد عمر و سے خاصہ ظاہر ہوں شامل ہو گئے اور اگر کہا کہ عبد اللہ وزید و عمر و  
 اور ان دونوں کی نسل پر تو اسحقا ق میں عبد اللہ وزید و عمر و اور انکی اولاد عمر و سے ہوں شامل ہو گئے۔ اور اگر کہا کہ اولاد عبد اللہ  
 پر اور اولاد زید پر یا لاکھ زید کا کوئی فرزند نہیں ہو تو پوری آمدنی اولاد عبد اللہ کیواسطے ہوگی یہ بھی یقین ہو۔ اور اگر داتا پد پر  
 وقف کیا اور زید زندہ موجود ہو تو اسکے وارثوں کیواسطے کچھ ہوگا اور کل غلہ فقیروں کیواسطے ہوگا پھر جب مرے تو غلہ مذکور اسکے وارثوں  
 کے درمیان انکی تعداد پر حصہ کر دیا جائیگا کہ عمر و سے اسکی بیوی یا بیٹے میرا کہ ان میں سے بعض مرے تو اسکا حصہ سا قط ہو گیا اور جو لوگ غلہ  
 حاصل ہونے کے روز موجود ہوں ان میں تقسیم ہوگا اور اگر ان میں سے ایک باقی رہ گیا تو نصف اسکا ہوگا اور باقی نصف فقیروں پر تقسیم ہوگا  
 اور اگر کہا کہ اولاد زید پر اور وہ فلاں فلاں فلاں فلاں فلاں فلاں یا بیچ کو شل گئی یا تو ان یا بیچ کے سواے اور ان کو خواہ اسوقت جو  
 ہوں یا اسکے بعد پیدا ہوں اس غلہ سے کچھ نہ ملے گا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری بیلا رضی مساکین پر صدقہ ہو تو وہ اس شرط پر کہ چیلے  
 آئین سے میری پشت کی اولاد پیشہ شروع کیا جائے پس اس وقت کا غلہ اپنے جاری کیا جائے پھر انکے بعد کو انکی اولاد انکی نسل پر جاری  
 رکھا جائے تو غلہ انکی پشت کی اولاد کیواسطے ہوگا اور انکی اولاد کے واسطے تمام انکی شرط کے موافق رہے پھر سکینوں پر تقسیم ہوا کہ اگر  
 اسی طرح اگر کہا کہ میرے اس صدقہ کا غلہ واسطے مساکین کے ہو کہ اسنے خارج نہ ہوگا اور باوجود اسکے یہ کہا کہ اور اس شرط سے کہ اس وقت کا  
 غلہ میرے شرایتی پر جاری رکھا جائے جب تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی رہے تو بھی اس وقت کا غلہ برابر اسکے قریبی کیواسطے رہے گا  
 پھر جب ایک بھی نہ رہے تو پھر سکینوں پر جاری ہو جائیگا قال المسترحم میرے نزدیک یہ شرط وقف کا بہت تجسین ہو یعنی تقدیم شرط  
 مساکین فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر اسنے کہا کہ اس شرط پر کہ اسکا غلہ واسطے عبد اللہ بن جعفر اور واسطے اولاد زید کے ہو جب تک کہ ان میں سے  
 ایک بھی باقی رہے پھر جب سب گزر جائیں تو یہ مساکین پر ہو تو غلہ مذکور اولاد زید کی تعداد اور عبد اللہ بن جعفر پر تقسیم کیا جائیگا پس  
 اگر اولاد زید یا بیچ نفر ہوں تو غلہ چھ حصہ پر تقسیم کیا جائیگا چھ میں ہے اور اگر کہا کہ میری زمین بعد میری وفات کے صدقہ ہو تو  
 ہو میری اولاد اولاد کی اولاد انکی نسل پر پھر دیا تو اسکی پشت کی اولاد پر وقف مذکور جائے نہ ہوگا اور اولاد کی اولاد پر  
 جائے نہ ہوگا مگر جب تک پشت کی اولاد میں سے کوئی زندہ ہو تب تک اسکل غلہ اولاد کی اولاد کے واسطے نہ دگا بلکہ تقسیم ہر سال اس سطح  
 ہوگی کہ سالانہ غلہ سب کی تعداد پر حصہ لگا یا جائیگا پس جو کچھ اولاد کی اولاد کے پڑے ہیں پڑا وہ انکے واسطے وقف تصور ہوگا  
 اور جو کچھ وقف کی پشت کے فرزندوں کے پڑے ہیں وہ وارثوں کے درمیان میراث ہوگا حتیٰ کہ شوہر و زوجہ کی بھی شریعت کی  
 جیلے اور وارثوں کی شرکت ہوگی۔ اور اگر انکی پشت کے فرزندوں کے بعض مرے تو غلہ مذکور انکی پشت کے باقی فرزندوں اور اولاد کی

قال المسترحم  
 اسنے اولاد کو  
 اور ایک پر اولاد کو  
 اولاد میں سے جو کچھ  
 اسکی بیوی یا بیٹے  
 سب حصہ میں ہے  
 اور باقی انکی بیوی  
 یا بیٹے کے واسطے  
 ہے اور اگر داتا پد پر  
 وقف کیا اور زید زندہ  
 موجود ہو تو اسکے  
 وارثوں کیواسطے کچھ  
 ہوگا اور کل غلہ فقیروں  
 کیواسطے ہوگا پھر جب  
 مرے تو غلہ مذکور اسکے  
 وارثوں کے درمیان انکی  
 تعداد پر حصہ کر دیا  
 جائیگا کہ عمر و سے اسکی  
 بیوی یا بیٹے میرا کہ ان  
 میں سے بعض مرے تو اسکا  
 حصہ سا قط ہو گیا اور جو  
 لوگ غلہ حاصل ہونے کے  
 روز موجود ہوں ان میں  
 تقسیم ہوگا اور اگر ان میں  
 سے ایک باقی رہ گیا تو  
 نصف اسکا ہوگا اور باقی  
 نصف فقیروں پر تقسیم  
 ہوگا اور اگر کہا کہ اولاد  
 زید پر اور وہ فلاں فلاں  
 فلاں فلاں فلاں فلاں یا  
 بیچ کو شل گئی یا تو ان یا  
 بیچ کے سواے اور ان کو  
 خواہ اسوقت جو ہوں یا  
 اسکے بعد پیدا ہوں اس  
 غلہ سے کچھ نہ ملے گا یہ  
 حاوی میں ہے۔ اور اگر  
 کہا کہ میری بیلا رضی  
 مساکین پر صدقہ ہو تو وہ  
 اس شرط پر کہ چیلے  
 آئین سے میری پشت کی  
 اولاد پیشہ شروع کیا  
 جائے پس اس وقت کا غلہ  
 اپنے جاری کیا جائے پھر  
 انکے بعد کو انکی اولاد  
 انکی نسل پر جاری رکھا  
 جائے تو غلہ انکی پشت  
 کی اولاد کیواسطے ہوگا  
 اور انکی اولاد کے واسطے  
 تمام انکی شرط کے موافق  
 رہے پھر سکینوں پر  
 تقسیم ہوا کہ اگر اسی  
 طرح اگر کہا کہ میرے  
 اس صدقہ کا غلہ واسطے  
 مساکین کے ہو کہ اسنے  
 خارج نہ ہوگا اور باوجود  
 اسکے یہ کہا کہ اور اس  
 شرط سے کہ اس وقت کا  
 غلہ میرے شرایتی پر  
 جاری رکھا جائے جب تک  
 کہ ان میں سے ایک بھی  
 باقی رہے تو بھی اس وقت  
 کا غلہ برابر اسکے قریبی  
 کیواسطے رہے گا پھر جب  
 ایک بھی نہ رہے تو پھر  
 سکینوں پر جاری ہو جائیگا  
 قال المسترحم میرے  
 نزدیک یہ شرط وقف کا  
 بہت تجسین ہو یعنی تقدیم  
 شرط مساکین فافہم  
 واللہ اعلم۔ اور اگر اسنے  
 کہا کہ اس شرط پر کہ اسکا  
 غلہ واسطے عبد اللہ بن  
 جعفر اور واسطے اولاد  
 زید کے ہو جب تک کہ ان  
 میں سے ایک بھی باقی رہے  
 پھر جب سب گزر جائیں تو  
 یہ مساکین پر ہو تو غلہ  
 مذکور اولاد زید کی  
 تعداد اور عبد اللہ بن  
 جعفر پر تقسیم کیا جائیگا  
 پس اگر اولاد زید یا بیچ  
 نفر ہوں تو غلہ چھ حصہ  
 پر تقسیم کیا جائیگا  
 چھ میں ہے اور اگر کہا  
 کہ میری زمین بعد میری  
 وفات کے صدقہ ہو تو  
 ہو میری اولاد اولاد کی  
 اولاد انکی نسل پر پھر  
 دیا تو اسکی پشت کی  
 اولاد پر وقف مذکور  
 جائے نہ ہوگا اور اولاد  
 کی اولاد پر جائے نہ  
 ہوگا مگر جب تک پشت کی  
 اولاد میں سے کوئی زندہ  
 ہو تب تک اسکل غلہ  
 اولاد کی اولاد کے واسطے  
 نہ دگا بلکہ تقسیم ہر  
 سال اس سطح ہوگی کہ  
 سالانہ غلہ سب کی  
 تعداد پر حصہ لگا یا  
 جائیگا پس جو کچھ  
 اولاد کی اولاد کے پڑے  
 ہیں پڑا وہ انکے واسطے  
 وقف تصور ہوگا اور جو  
 کچھ وقف کی پشت کے  
 فرزندوں کے پڑے ہیں وہ  
 وارثوں کے درمیان میراث  
 ہوگا حتیٰ کہ شوہر و زوجہ  
 کی بھی شریعت کی جیلے  
 اور وارثوں کی شرکت  
 ہوگی۔ اور اگر انکی  
 پشت کے فرزندوں کے بعض  
 مرے تو غلہ مذکور انکی  
 پشت کے باقی فرزندوں  
 اور اولاد کی



اولاد کی تعداد پر تقسیم ہوگا پھر جو کچھ پشت کے باقی فرزندوں کے پڑنے میں پڑا ہو وہ سب وارثوں کے درمیان حصہ رسد  
تقسیم ہوگا خواہ یہ وارث زندہ ہوں یا مرچے ہوں بشرطیکہ وہ وقت کرنے والے کی موت کے وقت زندہ ہوتے ہو یا مرنے  
پر۔ اور وقت اطلاق میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے اپنی اولاد پر وقت کیا اور وقت میں کر لیا کہ یہ وقت دوسری حیات میں اور  
بعد میری وفات کے تو اسکا یہ قول کہ بعد میری وفات کے یہ کچھ وجہ فساد نہ ہوگا اور یہی اصح ہے اور یہ ہوگا کہ اس قول  
سے یہ وقت وارثوں کے واسطے وصیت ہونا قرار دیا جائے بلکہ اس پر محمول ہوگا کہ اس نے تا بعد یعنی ہیشہ ایسا کہنے کا قصد  
کیا ہے۔ و نیز میں یہ فصل سوم قرابت پر وقت کرنے اور قرابت کی شناخت کے بیان میں مثال مترجم چونکہ اس فصل و باب  
میں مسائل کی بنا بیشتر زبان عرب پر ہو لہذا اعتدال نہ ہو کہ اسکو زبان عرب پر محمول کہیں بان جا بجائیں اپنی زبان کے  
مواظقت تفسیر و اشارہ کرونگا واللہ الموفق العین۔ امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ قرابت ہر ایسے شخص پر صادق ہوگی  
جو اسلام میں اس کے نسبت اعلیٰ انتہائی باپ کی وجہ سے کسی طرف نسبت سے نہ ہو۔ و جب ہونا خواہ پھر اعلیٰ از جانب اس کے باپ کے ہو یا  
از جانب اس کی ماں کے ہو اور محرم وغیرہ خرم و قریب و بعد و تبع و مفرد و سبب یکساں جو سبب اگر اپنی قرابت پر یا صاحبان  
قرابت پر وقت کیا تو دونوں صورتوں میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ سبب جو مذکور ہوئے ہیں تحقیق  
وقت میں داخل ہونگے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس نے بلفظ المفرد وقت کیا جیسے میری قرابت پر یا میرے  
صاحب قرابت پر تو تحقیق وقت میں ہی قرابت والے داخل ہونگے جو وقت کنندہ سے اقرب و اس کے محارم میں سے ہوں  
اور اگر بلفظ الجمع وقت کیا جیسے میرے صاحبان قرابت پر یا میرے اقرباؤں پر تو باوجود اقرب ہونے و محارم ہونے کی یہ  
بھی معتبر ہوگا کہ جمع ہونے کے لفظ مذکور و بیان زیادہ کی طرف راجع ہوگا۔ اور شاخ نے نے صاحبین کے اس قول کے معنی میں  
کہ اسلام میں اس کے سبب سے اعلیٰ انتہائی باپ کے ان اختلاف کیا ہو چنانچہ بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی میں کہ سب سے اول  
اس کے اجداد میں سے جو مسلمان ہوا ہو اور بعض نے فرمایا کہ اس کے اجداد میں سے سب سے سبب اور چنانچہ اسلام کا زمانہ پایا خواہ مسلمان  
ہو گیا ہو یا نہ ہو اور اس اختلاف کا ثمرہ جب ظاہر ہوتا ہو کہ ایک ملوے نے اپنی قرابت پر وقت کیا تو بنا بر قول ثانی کے  
اولاد عقل بن ابی طالب جعفر بن ابیطالب اہل وقت ہونگے اور بنا بر قول اول کے فقط اولاد علی کرم اللہ وجہہ داخل ہونگی۔  
اور اگر وقت کنندہ کے دو چچا دو داماد ہوں اور اس نے بلفظ جمع وقت کیا تو بر قول امام اعظم رحمہ اللہ وقت کی آمدنی اس کے دونوں  
چچا کی ہوگی اس واسطے کہ امام جعفر رحمہ اللہ اقرب کو پیشیت اعتبار کرتے ہیں اور صاحبین کے نزدیک آمدنی مذکور ہر دو چچا اور ہر دو  
داماد کے درمیان چچا جیسے ہونگی اس واسطے کہ صاحبین جہاں اللہ اقرب کا کچھ اعتبار نہیں کرتے ہیں۔ اور اگر وقت کنندہ کے  
ایک چچا و دو داماد ہوں تو امام کے نزدیک آمدنی میں سے نصف چچا کو اور باقی نصف ہر دو داماد کو برابر ملیگی یہ خطہ میں ہے  
اور قرابت کے استحقاق میں سبب امون کے نزدیک بالاتفاق مذکور و مؤلف مسلمان و کافر و آزاد و مملوک سبب یکساں ہیں لیکن جو کچھ  
مملوک کے واسطے واجب ہوگا وہ اس کے مولیٰ کو ملے گا جو غلام پیدا ہونے کے روز اسکا مالک تھا مگر قبول کا اختیار اس غلام  
کو ہوگا مولیٰ کو نہ ہوگا اور اگر آزاد ہو جائے اسکا حصہ اسی کا ہوگا یہ حارثی میں ہے۔ اور قرابت پر وقت ہونے  
کی صورت میں قرابت داران کی تعداد پر غلام تقسیم ہوگا جیسے وغیرہ مذکور و مؤلف فقیر و فقیہ و فقیہ سبب یکساں ہیں کیونکہ اقرب  
سبب پر یکساں صادق ہے و نیز میں ہے۔ اور وقت کرنے والے کا باپ اور اس کی پشت کی اولاد اس میں داخل نہ ہوگی اور  
داوا کے حق میں دو درجہ میں پانچ ایک میں ہو کہ داخل ہوگا اور ظاہر ہے کہ وہ نہیں داخل ہوگا یہ ترجیح القدرین ہے

سبب  
قرابت  
میں  
سبب  
امون  
کے  
دور  
میں  
سبب  
امون  
کے  
دور  
میں  
سبب  
امون  
کے  
دور  
میں

ایک سنے اپنے قرابت کے قریب جوں پر کچھ وقت کیا پھر مر گیا پس آیا قیوم کو یہ اختیار ہو کہ واقعہ کے وقت کو جبکہ وہ فقیر ہو تو اس میں سے دوسرے یا نہیں ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول پر نہیں دے سکتا ہو اس واسطے کہ ہوتا ان دونوں اماموں کے نزدیک قرابت میں سے نہیں ہوئے فتاویٰ قاضی خان میں ہوا ہے اپنے صاحبان قرابت و اقربائے انفا و نفقہ وقت کرنے میں جو حکم پہنچا بیان کیا ہو وہی اپنے ارحام اور صاحبان ارحام اور اپنے اصحاب صاحبان صاحب کے لفظ سے وقت کرنے میں ہو یہ محیط میں ہو اور اگر کہا کہ میرے موجب قرابت پر وقت ہو تو قیاس سے یہ لفظ ایک ہی واقعہ ہونا چاہیے جی کہ اگر اسکا ایک چار و ناموں ہوں تو آمدنی تمام اس ایک چار کو لیکر اس واسطے کہ لفظ مذکور باقرباء صنف کے مشرور ہو اور اسکا نام یہ صنف مساوی ہوئے اس واسطے کہ اس سے مجلس مراد نہ ہو بلکہ یہ حاوی میں ہو اور اگر اپنے قرابتیوں یا اپنے اقربا و لون یا اپنے اصحاب یا اپنے ارحام پر اس شرط سے کہ پہلے اقرب کو پھر آگے جو اقرب ہوں اسی ترتیب سے وقت کیا تو جو سب سے زیادہ قریب ہو اسی پر وقت ہوگا اگرچہ وہ ایک ہو اور اس میں لفظ جمع کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور یہ بالاتفاق ہی یہ نہ خیرہ میں ہو اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہو تو قرابت میں یا قرابت پر اور یہ نہ کہا کہ میری قرابت پر تو قیاس کہ یہ دونوں لفظ یکساں ہیں پس اسکی قرابت پر وقت ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اقارب کے واسطے یا اصحاب کے واسطے یا ذوی الارحام کے واسطے اور اپنی ذات کی طرف نسبت نہ کی تو یہ وقت اسکی قرابت پر ہوگا جو جس کے عرف میں ایسا ہوئے ہیں یہ محیط میں ہو اور اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا مان کی جانب سے میری قرابت پر وقت ہو تو اسکی قول کے موافق ہوگا اور آمدنی ان سب کی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی اور اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر اور یا باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا کہا کہ باپ و مان کی جانب سے میری قرابت پر اور مان کی جانب سے میری قرابت پر وقت ہو تو آمدنی ان سب کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس میں مان و باپ کی جانب کے قرابت دار اور فقط باپ کی جانب کے یا فقط مان کی جانب کے قرابت دار و دونوں یکساں ہونگے کہ مان و باپ و دونوں کی جانب والے قرابتیوں کو ترجیح نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ درمیان میرے باپ کی جانب والے قرابتیوں اور درمیان میری مان کے جانب والے قرابتیوں کے وقت ہو تو نصف آمدنی باپ کی جانب والوں کے واسطے ہوگی اور نصف آمدنی اسکی مان کے جانب والے قرابتیوں کی ہوگی یہ خیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہو میری قرابت پر یا قرابت پر پھر اقرب کے تو وقت کی آمدنی ان میں لوگوں کے واسطے واجب ہوگی جو اسکے قرابتیوں میں سب سے زیادہ اس سے قریب رکھتے ہیں پھر اگر سب سے قریب ایک ہی شخص ہو تو پورا غلہ اسی کا ہوگا اگرچہ دوسو درم سے زائد ہو اور اگر ایک جماعت ہو تو سب غلہ ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا جس میں مرد و عورتین برابر حقدار ہوں گی۔ پھر جب یہ لوگ گذر جائیں تو پھر جو لوگ سب سے زیادہ قریب ہوں اگرچہ ان گذر ہو تو ان کی نسبت ایک درجہ دور ہونگے وہ اس غلہ کے مستحق ہونگے اسی طرح ترتیب ارہو چھتے ہو چھتے ایسے لوگوں کو پہنچایا جو دور کے قرابت دار تھے اگرچہ اپنے وقت میں باقیوں کی نسبت سب سے زیادہ قریب ہونگے اور یہ امام شہرح کا قول ہے اور اسی کو ہلال رحمہ اللہ نے لیا ہے اور امام ابو یوسف نے قریب یا قرابتیوں میں سے وقت کرنے والے سے قریب یا قرابتیوں میں سے سب کے واسطے آمدنی یکساں واجب ہوگی جو ان میں مساوی تقسیم ہوگی۔ اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ میری قرابت دار آمدنی پر تو بھی ایسا ہی حکم اختلافی ہے پھر اگر بعض نے فرمایا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو اسکا حصہ ساقط ہو جائیگا اور غلہ باقیوں کے واسطے ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اسکی آمدنی سے دیا جائے

۱۱۳  
مسئلہ  
میرے باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا میری قرابت پر وقت ہو تو اسکی  
قول کے موافق ہوگا اور آمدنی ان سب کی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی اور اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر اور یا باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا کہا کہ باپ و مان کی جانب سے میری قرابت پر اور مان کی جانب سے میری قرابت پر وقت ہو تو آمدنی ان سب کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس میں مان و باپ کی جانب کے قرابت دار اور فقط باپ کی جانب کے یا فقط مان کی جانب کے قرابت دار و دونوں یکساں ہونگے کہ مان و باپ و دونوں کی جانب والے قرابتیوں کو ترجیح نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ درمیان میرے باپ کی جانب والے قرابتیوں اور درمیان میری مان کے جانب والے قرابتیوں کے وقت ہو تو نصف آمدنی باپ کی جانب والوں کے واسطے ہوگی اور نصف آمدنی اسکی مان کے جانب والے قرابتیوں کی ہوگی یہ خیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہو میری قرابت پر یا قرابت پر پھر اقرب کے تو وقت کی آمدنی ان میں لوگوں کے واسطے واجب ہوگی جو اسکے قرابتیوں میں سب سے زیادہ اس سے قریب رکھتے ہیں پھر اگر سب سے قریب ایک ہی شخص ہو تو پورا غلہ اسی کا ہوگا اگرچہ دوسو درم سے زائد ہو اور اگر ایک جماعت ہو تو سب غلہ ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا جس میں مرد و عورتین برابر حقدار ہوں گی۔ پھر جب یہ لوگ گذر جائیں تو پھر جو لوگ سب سے زیادہ قریب ہوں اگرچہ ان گذر ہو تو ان کی نسبت ایک درجہ دور ہونگے وہ اس غلہ کے مستحق ہونگے اسی طرح ترتیب ارہو چھتے ہو چھتے ایسے لوگوں کو پہنچایا جو دور کے قرابت دار تھے اگرچہ اپنے وقت میں باقیوں کی نسبت سب سے زیادہ قریب ہونگے اور یہ امام شہرح کا قول ہے اور اسی کو ہلال رحمہ اللہ نے لیا ہے اور امام ابو یوسف نے قریب یا قرابتیوں میں سے وقت کرنے والے سے قریب یا قرابتیوں میں سے سب کے واسطے آمدنی یکساں واجب ہوگی جو ان میں مساوی تقسیم ہوگی۔ اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ میری قرابت دار آمدنی پر تو بھی ایسا ہی حکم اختلافی ہے پھر اگر بعض نے فرمایا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو اسکا حصہ ساقط ہو جائیگا اور غلہ باقیوں کے واسطے ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اسکی آمدنی سے دیا جائے



اپنی قرابت کی تفسیر کرنے کی حاجت نہوگی جسے کہ اول کو اس تفسیر کی حاجت ہوئی تھی اور اسی طرح اگر گواہ کہے کہ یہ اُسکا  
 مادر پدر کی طرف سے بھائی ہو تو بھی یہ حکم ہو گا نہافی اتحادی اور بیحد اگر وہ شخص جس کے واسطے اول حکم دیا گیا ہو کوئی عورت  
 ہو اور باقی مسئلہ موافق مذکورہ بالا واقع ہو تو بھی یہ حکم ہو فی خیرہ میں ہو۔ اور اگر دوسرے نے گواہ دیے کہ یہ اول مرد کا  
 جس کے واسطے حکم ہو چکا ہو باپ کی طرف سے بھائی ہو پس اگر قاضی نے اول کے واسطے یہ حکم دیا ہو کہ وہ وقف کنندہ کا باپ کی طرف سے  
 بھائی ہو تو دوسرے کے واسطے بھی قرابت کا حکم دیدیگا اور اگر اول کی نسبت وقف کنندہ کا مان کی جانب سے بھائی ہونے کا  
 حکم دیا ہو تو دوسرا مدعی وقف کنندہ سے غائب ہوگا اور اسی سے اس شخص کے مسائل کو نکال لینا چاہیے یہی طریقہ میں ہو۔ اور اگر  
 وقف کنندہ کے دو بیویوں نے ایک مدعی کی نسبت گواہی دی کہ یہ ہمارے باپ کا قرابت دار ہو اور قرابت بیان کر دی تو گواہی  
 قبول نہوگی یہ فی خیرہ میں ہو۔ اور اگر دو مردوں نے دو مردوں کے واسطے قرابت کی گواہی دی اور ان دونوں نے ان دونوں  
 کے واسطے قرابت کی گواہی دی پس ہر ایک فریق نے دوسرے فریق کے واسطے گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ میں ہے اور اگر  
 قاضی نے پہلے دونوں گواہوں کی گواہی پر دونوں مدعیوں کے واسطے حکم دیا ہو تو دونوں مدعیوں نے دونوں گواہوں کے واسطے  
 گواہی دی تو مدعیوں کی گواہی ان گواہوں کے حق میں قبول نہ ہوگی مگر پہلے مدعیوں کے حق میں گواہ ہاں اول کی گواہی کا خود  
 صحیح باقی رہے گی یہ فی خیرہ میں ہو۔ اور اگر دو اہل قرابت نے ایک شخص کے واسطے قرابتی ہونے کی گواہی دی مگر گواہوں کی شہادت  
 ثابت نہوئی یعنی تعدیل نہ کی گئی تو ان اہل قرابت گواہوں کے پاس غلبہ جو وقف ہوگا اُن میں سے شخص جس کے واسطے گواہی  
 دی ہو شرکت کر لے گا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اپنی زمین اپنی قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص یا اور اس نے دعویٰ کیا کہ میں  
 وقف کنندہ کی قرابت سے ہوں اور وقف کر نیوا لے اقرار کیا اور اُن کی قرابت کو بنسب معلوم بیان کیا اور کہا کہ میں  
 میں سے ہوں جس میں نے وقف کیا ہو پس اگر وقف کنندہ کے کوئی قرابت واسطے معروف لوگ ہوں اور یہ ان میں سے معروف نہ ہو  
 اُسکا اقرار صحیح ہوگا اور یہ اس وقت ہو کہ وقف کر نیوا لے نے بعد وقف کرنے کے ایسا اقرار کیا اور اگر اس نے وقف میں ایسا اقرار  
 کیا بائیں طور کہ کہا کہ یہ ان میں سے ہوں جس میں نے وقف کیا ہو تو یہ اقرار اُن کی طرف سے قبول ہوگا۔ اور اگر وقف کنندہ کے  
 قرابتی معروف لوگ نہ ہوں تو استحضار اُسکا قول قبول ہوگا یہی طریقہ میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ وقف کر نیوا لے  
 نے اُن کی نسبت اقرار کیا ہو کہ میرا یہ قرابت دار ہو اور حالانکہ وقف کر نیوا لے کے قرابتی لوگ معروف نہ ہوں تو یہ گواہی قبول  
 نہ ہوگی اور اگر اُس کے قرابت واسطے معروف نہ ہوں تو استحضار میں کہتا ہوں کہ اُس کو وقف کے غلبہ میں سے دیا جائے  
 بشرطیکہ گواہوں نے اقرار میت کی مع تفسیر قرابت کے گواہی دی ہو یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اپنی اولاد و اپنی نسل پر  
 وقف کیا پھر ایک مرد کے واسطے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہو تو اس نے اسے گذشتہ کی بابت تصدیق نہ کیا جائیگا اور نہ یہاں  
 پیوستہ یعنی آئندہ میں تصدیق کیا جائیگا یہ فی خیرہ میں ہو۔ اور اگر ایک نے اپنی قرابت پر وقف کیا پھر ایک مرد یا  
 اور دعویٰ کیا کہ میں اس کی قرابت سے ہوں اور گواہ قائم کیے ہوں نے گواہی دی کہ وقف کر نیوا لے اپنی زندگی میں  
 قرابت کے ساتھ اس شخص کو بھی ہر سال کچھ دیا کرتا تھا تو ایسی گواہی سے کچھ حجت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ  
 فلان قاضی اُس کو قرابت والوں کے ساتھ ہر سال کچھ دیا کرتا تھا تو بھی کچھ حجت نہ ہوگا یہی طریقہ میں ہو۔ اور اگر وقف کیا  
 ایسوں پر جو سب لوگوں سے زیادہ اُس کا قریب ہو پھر بعد اُس کے بعد ایسے ایسے لوگ ہیں اور اُس کا بیٹا یا پسر ہو تو استحقاق وقف میں  
 ہوگا اور اگر قرابتیوں میں سے کسی سے زیادہ اُس کا قریب ہو پھر وقف کیا تو یہ دونوں اہل استحقاق نہ ہوں گے اور اگر اُس کا بیٹا اور



والدین ہوں تو غلام بیٹے کا ہوگا اور اسی طرح اگر بچے بیٹے کے دختر ہو تو بھی ایسا ہی ہو پھر چرب بنایا یا بیٹی مگر  
 تو غلام سائین کا ہوگا اور والدین کے لیے کچھ نہ ہوگا اور اگر فقط اسکے والدین ہوں تو آمدنی دونوں میں  
 نصف نصف ہوگی پھر اگر دونوں میں سے ایک مگر کیا تو باقی کے واسطے نصف ہوگا اور نصف سائین پر صدقہ ہوگا اور اس طرح  
 اگر اولاد ہوں اور میں ہوں پھر ایک مگر کیا تو اس کا حصہ سائین پر صدقہ ہوگا اور اگر وقف کنندہ کی مان اور بھائی  
 ہوں تو غلام مان کا ہوگا نہ بھائیوں کا اور اسی طرح اگر اس کا سگا دادا یا نانا اور مان ہوں تو مان انی و لون سے قریب تر ہوا  
 بھائیوں سے بھی قریب تر ہوا اور نسل مان کے باپ کا بھی حکم ہو اور اگر دادا یعنی باپ کا باپ ہو اور بھائی ہوں تو بھائی مان کے  
 نزدیک دادا بچا ہے باپ کے ہونے کی رستہ میں غلام دادا کا ہوگا اور دیگر علماء کے قول میں بھائی دین کا ہوگا دادا کا نہ ہوگا یہ ذخیرہ  
 مین ہو۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو بھائی ہوں ایک سگا ایک مان باپ سے اور دوسرا فقط باپ کی طرف یا فقط مان کی  
 طرف سے تو جو مان و باپ دونوں کی طرف سے ہو وہ اولیٰ و مقدم ہوگا۔ اور اسی طرح بھائیوں و بھائیوں کی اولاد اور چچا اور  
 پھوپھیوں اور ماموں خالائین اور انکی اولاد جو بھائی ایک مان یا باپ کی طرف سے ہوں وہ اسے جو فقط مان کی طرف یا فقط  
 باپ کی طرف سے ہوں اولیٰ ہوں گی۔ اور اگر اس کے تین ماموں ہوں جن میں سے ایک مان و باپ دونوں سے اور دوسرا باپ کی  
 طرف اور تیسرا مان کی طرف سے اور ایک چچا باپ کی طرف سے تو پہلے وہ ماموں یا دیکھا جو مان و باپ دونوں کی طرف سے ہو  
 اور اگر اس کا ایک بھائی باپ کی طرف سے اور ایک بھائی مان کی طرف سے ہو تو امام افضل کے اول قول کے دافق باپ کی  
 طرف والا بھائی مقدم ہوگا اور امام عظمیٰ کے دوسرے قول کے موافق اور یہی صاحبین کے قول ہو کہ یہ دونوں یکساں برابر  
 ہیں اور علیٰ ہذا تمام اقارب میں جو باپ کی طرف سے ہو وہ مان کی طرف سے اولیٰ ہے امام عظمیٰ کے اول قول کے موافق مقدم  
 ہوگا اور دوسرے قول کے موافق دونوں برابر ہیں اور یہی صاحبین کا قول ہو کہ یہ دونوں یکساں برابر ہیں اور اگر وقف کنندہ مان  
 کا باپ ہو اور سپر کا سپر ہو تو غلام وقف باپ کا ہوگا یوستے کا نہ ہوگا۔ اور اگر اس کا ایک بھائی مان باپ کی طرف سے  
 ہو اور دوسرا اپنے بیٹے کا بیٹا ہو تو غلام یوستے کا ہوگا اور اگر اسکی دختر ہو اور سپر کے سپر کا سپر ہو تو غلام ایک و دوسرے  
 مذکور سے بچا ہو تو وقف کا غلام دختر کی دختر کا ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اگر بچا سے وقف کے واسطے ہو تو وہ بیٹے میں بھی ایسا  
 صورتوں میں ہی حکم ہے۔ اور اگر ایک مان و باپ سے سگی بہن ہو اور دختر کی دختر کی دختر ہو تو دختر کی دختر میں بھی ایسا  
 ہوگی کذا فی النہیٰ لیس حاصل یہ ہے کہ پہلے وقف کنندہ کی اولاد سے شروع کیا جائیگا اور وہ مقدم رکھے جائے پھر جب وہ  
 نہ ہوں تو باپ کی اولاد پھر دادا کی اولاد سے ابتدا ہوگی۔ اور اگر نانا یعنی مان کا باپ ہو اور سگے بھائی کی دختر یا فقط مان  
 کی جانب والے بھائی کی ہو تو امام عظمیٰ کے نزدیک نانا مقدم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک سگے بھائی کی دختر مقدم ہوگی اور  
 اگر بچا سے بھائی کے دختر کی دختر کی دختر ہو تو یہ دختر بالاتفاق مقدم ہوگی۔ اور اگر اس کا باپ کی طرف سے یا مان کی طرف سے  
 بھائی ہو اور مان باپ کی طرف سے سگے بھائی کا بیٹا ہو تو وقف کی آمدنی بھائی کی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور مان کی  
 طرف سے والے بھائی کا بیٹا اتفاق وقف مین باپ کی طرف سے والے چچا سے مقدم ہوگا یہاں میں ہو۔ اور اگر کسی سے اپنے اپنے اقارب  
 جو مقیم شہر فلاں ہیں آخر میں فقہوں پر وقت کیا پس اگر یہ لوگ خل شمار ہوں تو وہ جہاں جہاں ان کا حصہ ان کے ساتھ جائیگا  
 اور اگر یہ لوگ و خل شمار نہ ہوں تو وقف مین سے دوسرے شہر و مقام مین وقف کر لیا کہ یہ وہ خرقہ ہو جائیگا اور اگر ان میں سے  
 کوئی باقی نہ رہا تو غلام فقہوں پر وقت کیا جائیگا اور اگر یہ لوگ اس شہر میں ہی رہا یا تو انہیہ غلام اس کا سکا اور اگر سکا کا سخی ہوگا

والدین ہوں تو غلام بیٹے کا ہوگا اور اسی طرح اگر بچے بیٹے کے دختر ہو تو بھی ایسا ہی ہو پھر چرب بنایا یا بیٹی مگر تو غلام سائین کا ہوگا اور والدین کے لیے کچھ نہ ہوگا اور اگر فقط اسکے والدین ہوں تو آمدنی دونوں میں نصف نصف ہوگی پھر اگر دونوں میں سے ایک مگر کیا تو باقی کے واسطے نصف ہوگا اور نصف سائین پر صدقہ ہوگا اور اس طرح اگر اولاد ہوں اور میں ہوں پھر ایک مگر کیا تو اس کا حصہ سائین پر صدقہ ہوگا اور اگر وقف کنندہ کی مان اور بھائی ہوں تو غلام مان کا ہوگا نہ بھائیوں کا اور اسی طرح اگر اس کا سگا دادا یا نانا اور مان ہوں تو مان انی و لون سے قریب تر ہوا بھائیوں سے بھی قریب تر ہوا اور نسل مان کے باپ کا بھی حکم ہو اور اگر دادا یعنی باپ کا باپ ہو اور بھائی ہوں تو بھائی مان کے نزدیک دادا بچا ہے باپ کے ہونے کی رستہ میں غلام دادا کا ہوگا اور دیگر علماء کے قول میں بھائی دین کا ہوگا دادا کا نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو بھائی ہوں ایک سگا ایک مان باپ سے اور دوسرا فقط باپ کی طرف یا فقط مان کی طرف سے تو جو مان و باپ دونوں کی طرف سے ہو وہ اولیٰ و مقدم ہوگا۔ اور اسی طرح بھائیوں و بھائیوں کی اولاد اور چچا اور پھوپھیوں اور ماموں خالائین اور انکی اولاد جو بھائی ایک مان یا باپ کی طرف سے ہوں وہ اسے جو فقط مان کی طرف یا فقط باپ کی طرف سے ہوں اولیٰ ہوں گی۔ اور اگر اس کے تین ماموں ہوں جن میں سے ایک مان و باپ دونوں سے اور دوسرا باپ کی طرف اور تیسرا مان کی طرف سے اور ایک چچا باپ کی طرف سے تو پہلے وہ ماموں یا دیکھا جو مان و باپ دونوں کی طرف سے ہو اور اگر اس کا ایک بھائی باپ کی طرف سے اور ایک بھائی مان کی طرف سے ہو تو امام افضل کے اول قول کے دافق باپ کی طرف والا بھائی مقدم ہوگا اور امام عظمیٰ کے دوسرے قول کے موافق اور یہی صاحبین کے قول ہو کہ یہ دونوں یکساں برابر ہیں اور علیٰ ہذا تمام اقارب میں جو باپ کی طرف سے ہو وہ مان کی طرف سے اولیٰ ہے امام عظمیٰ کے اول قول کے موافق مقدم ہوگا اور دوسرے قول کے موافق دونوں برابر ہیں اور یہی صاحبین کا قول ہو کہ یہ دونوں یکساں برابر ہیں اور اگر وقف کنندہ مان کا باپ ہو اور سپر کا سپر ہو تو غلام وقف باپ کا ہوگا یوستے کا نہ ہوگا۔ اور اگر اس کا ایک بھائی مان باپ کی طرف سے ہو اور دوسرا اپنے بیٹے کا بیٹا ہو تو غلام یوستے کا ہوگا اور اگر اسکی دختر ہو اور سپر کے سپر کا سپر ہو تو غلام ایک و دوسرے مذکور سے بچا ہو تو وقف کا غلام دختر کی دختر کا ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اگر بچا سے وقف کے واسطے ہو تو وہ بیٹے میں بھی ایسا صورتوں میں ہی حکم ہے۔ اور اگر ایک مان و باپ سے سگی بہن ہو اور دختر کی دختر کی دختر ہو تو دختر کی دختر میں بھی ایسا ہوگی کذا فی النہیٰ لیس حاصل یہ ہے کہ پہلے وقف کنندہ کی اولاد سے شروع کیا جائیگا اور وہ مقدم رکھے جائے پھر جب وہ نہ ہوں تو باپ کی اولاد پھر دادا کی اولاد سے ابتدا ہوگی۔ اور اگر نانا یعنی مان کا باپ ہو اور سگے بھائی کی دختر یا فقط مان کی جانب والے بھائی کی ہو تو امام عظمیٰ کے نزدیک نانا مقدم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک سگے بھائی کی دختر مقدم ہوگی اور اگر بچا سے بھائی کے دختر کی دختر کی دختر ہو تو یہ دختر بالاتفاق مقدم ہوگی۔ اور اگر اس کا باپ کی طرف سے یا مان کی طرف سے بھائی ہو اور مان باپ کی طرف سے سگے بھائی کا بیٹا ہو تو وقف کی آمدنی بھائی کی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور مان کی طرف سے والے بھائی کا بیٹا اتفاق وقف مین باپ کی طرف سے والے چچا سے مقدم ہوگا یہاں میں ہو۔ اور اگر کسی سے اپنے اپنے اقارب جو مقیم شہر فلاں ہیں آخر میں فقہوں پر وقت کیا پس اگر یہ لوگ خل شمار ہوں تو وہ جہاں جہاں ان کا حصہ ان کے ساتھ جائیگا اور اگر یہ لوگ و خل شمار نہ ہوں تو وقف مین سے دوسرے شہر و مقام مین وقف کر لیا کہ یہ وہ خرقہ ہو جائیگا اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہ رہا تو غلام فقہوں پر وقت کیا جائیگا اور اگر یہ لوگ اس شہر میں ہی رہا یا تو انہیہ غلام اس کا سکا اور اگر سکا کا سخی ہوگا

تقاضے غیاثیہ میں ہو اور اگر انہی اراضی وقفہ کی اور حکم کیا کہ میرے اقربا کو بقدر انکی کفایت کے دیا جاوے اور حال یہ ہو کہ اسکے اقربا کثرت سے ہیں کہ داخل شمار نہیں ہیں پس اگر اسنے اولاد کا ذکر نہ کیا تو اولاد اقربا دہنکی اولاد سے داخل ہونگی ایسیلئے کہ وہ بھی وقفہ کرے اسلئے کے قریبوں میں سے ہیں اور اگر اسنے ذکر کیا اور یوں کہا کہ پھر ان اقربا کو ان کے بعد انکی اولاد کو ملے تو یہ اولاد اپنے باپوں کی زندگی میں داخل استحقاق نہ ہونگے۔ پھر قدر کفایت کی حد یہ ہو کہ انکی ذات واسکے اہل و اولاد اور ایک خادم کی حاجت کے لائق دیا جاوے یہ حضرات میں ہو۔ ایک وقفہ اپنے وقفہ کرنے والے کے قبضہ میں ہو اور وہ آمدنی و حاصلات کو اپنے اقرباؤں اور اپنے آزاد کیے ہوئے غلاموں پر صرف کرتا ہو اور بقضوں کو بہ نسبت و درجہ کے زیادہ دیتا ہو اور جہاں چاہتا ہو صرف کرتا ہو پھر وہ مرا اور اسنے دوسرے کو وصی مقرر کیا اور یہ بیان نہ کیا کہ وقفہ مذکور کا صرف کیونکر تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ جبکو وقفہ کنندہ دیا کرتا تھا انھیں کو وصی بھی دیا کرتے اور اگر وصی پر یہ امر مشتبہ نہ ہو کہ وقفہ کنندہ اپنے اقرباؤں اور آزاد کیے ہوئے غلاموں میں سے کسی کو زیادہ دیتا تھا تو وہ زیادہ دینے کو اپنے حق پر تقسیم کیا کرتے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے فصل چہارم فقہ سے قرابت پر وقفہ کرنے کے بیان میں۔ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہو میرے قریبی فقیروں پر یا کہا کہ میری اولاد کے فقیروں پر اور چہ اسکے مساکین پر تو یہ وقفہ صحیح ہو اور وقفہ کا مستحق وہ ہوگا جو غلہ یا سب سے جانے کے روز فقیر ہو اور یہ ہلال حج کے نزدیک ہو اور ہم اسی کو لینے ہیں کراچی المصنعات اور اسی پر فتویٰ ہو اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہو میری قریب میں سے مسکینوں یا میری قریب کے محتاجوں پر تو بھی یہی حکم ہو جو قریبی فقیروں پر صدقہ کرنے کی صورت میں بیان ہوا ہو اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہو میرے قریبی فقیروں کے یا میرے قریبی فقیروں میں تو ایسا ہے جیسے کہا کہ میرے قریبی فقیروں پر صدقہ کہ حد وقفہ صلاحت ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے ہیں اور اگر کہا کہ میری قریب کے مسکینوں پر تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ان میں یوں میں سے غلہ حاصل ہو جانے کے بعد کوئی محکم ہو انہی بالغ ہو گیا تو اسکو اس غلہ میں سے حصہ دینا اور اس حصہ سے نہ دینا کا اور اگر اسکے اور دوسرے فقیروں میں سے کسی کے درمیان خصومت واقع ہوئی پس دوسرے حق نے کہا کہ تو غلہ حاصل ہونے سے پہلے بالغ ہوا ہو پس نیز سے واسطے حصہ نہ ہوگا اور اسنے کہا کہ نہیں بلکہ میں غلہ حاصل ہونے کے بعد حصہ ہوا ہوں تو قسم سے قول اسی کا قبول ہوگا اور اسی طرح اگر تیس لڑکی کو حیض آیا اور اسلئے نہ خدمت واقع ہوئی تو قسم سے لڑکی کا قول قبول ہوگا اور اگر اہل قریب میں سے کوئی شخص غلہ حاصل ہونے کے بعد مرا و وغیرہ ولا چھوڑی کہ جتیم ہوئی تو انکو اس غلہ میں سے حصہ دینا کہ یہ فقہائے قاضیان میں ہوا ہے اپنی قریب کے محتاجوں پر وقفہ کیا اور انرا اس وقفہ کا فقیروں کے واسطے قرار دیا ہو جو مرا اور اسکا ایک بیٹا فقیر ہو تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قریب کی نفقہ میں داخل نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے کہ یہ فتاویٰ غیاثیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میرے قریبی فقیروں میں سے جو مسکین ہوں وہ صرف ہر وقت ہوں تو مصالح ہر وقت ہوں کوئی برائی نہیں ملے گی ظاہر نہ ہو اور اسکا حال مسکین سیدھی راہ پر پہنچا سیکم انما حیہ ہو کہ ادھر والے لوگوں میں سے سیدھ ہوا اور کمال آدمی ہو کہ اسکا کسی کو بیچ پہنچا نا مانا نہ ہو بلکہ ہر ہر شہر اسکا گھما ہوا قلیل ہوا و درست شہر کی ہنسک کرے والا نہ ہو اور صاحب زمین نہ ہو کہ فقیر ظاہر ہو اور فقیر نہ نہ غنیہ پاک و یوں کا نہ انکی طرف نسبت دینے والا نہ ہو اور جب وہ بولنے میں معروف ہو پس جو ایسا شخص ہو وہ صاحب ہو یعنی ایسے لوگوں کو جو انکی قریب سے فقیر ہوں دینا اور اگر اسنے کہا کہ اہل غاف پر یا اہل نیل یا اہل فصل پر وقفہ ہو تو مثل اہل مصالح کہنے کے ہو یہ حاوی ہیں ہو اور اگر کہا کہ میری قریب کے فقیروں پر وقفہ ہو اور انکی قریب میں سے فقیروں جو اس شہر کے سوا جہتین

[illegible]

وقف کر دیا اور دوسرے شہر میں رہتے ہیں تو یہاں سے ایک شہر میں نہ بھیجا جائیگا بلکہ اس شہر میں جو اسکے قریبی فقیرین  
انہیں پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر قریب یہاں سے اس شہر میں انکو بھیجا یا تو اس شہر میں لانے نہ ہوگی یہ محیط میں ہو اور اگر کما کر  
وقف ہو میری قرابت کے فقیروں پر اس طرح کہ شروع ان لوگوں سے کیا جاوے جو سب زیادہ قریب میں ہیں پھر ان کے بعد جو سب  
زیادہ قریب ہوں علیٰ ہذا القیاس تو جب غلہ چل ہو تو جو انہیں سے وقف کر دیاے سے سب سے زیادہ قریب ہوں ان سے  
شروع کیا جائیگا اس میں دوسو درم دیے جاوینگے اس سے زیادہ نہ دیا جائیگا پھر جو نزدیک ہیں ان کے متصل ہیں انکو دوسو درم دیے  
جاوینگے اسی طرح آخر تک تقسیم ہوگا پس اگر غلہ تین سو درم ہوں تو اول کو دوسو درم دیے جاوینگے اور دوم کو سو درم لینے اور اگر  
غلہ صنایع ہو گیا تو اس میں سے اول کو پورا دیا جائیگا اور صنایع شدہ کی کسی دوسرے درجہ والوں کے حصہ میں نہ رہے گی یہ جاوے میں جو پھر  
اگر اسے انہیں سے ہر ایک کو دوسو درم دیے اور آمدنی سے کچھ باقی رہا تو اسے آٹھ سو درم تقسیم کر دیا جائیگا یہ چھ سو درم ہو اور اگر  
اسے کما کر وقف ہو میرے فقر و قرابت پر اس شرط سے کہ پہلے تمام غلہ سب قریب والوں کو دیا جائیگا کہ پھر جو ان کے بعد سب قریب  
ہوں علیٰ ہذا الترتیب تو ایسی صورت میں تمام آمدنی ان کے سب قریب والوں کو دیدی جائیگی اور اگر کما میری قرابت کے فقیروں پر  
وقف ہو کہ ان میں سے سب قریب والوں کو دیا جائے پھر جو ان کے بعد سب سے قریب ہوں اسی ترتیب سے تو آمدنی میں سے سب  
قریب کو دوسو درم لینے اور پوری آمدنی نہ دیکجائیں گی یہ تا سارا خانیہ میں ہو اور واضح ہو کہ جو شخص باب کوۃ میں فقیر قرار دیا گیا ہو  
وہ یا ہی باب وقف میں بھی قرار دیا گیا ہو اور یہی مشہور ہو کہ ذاتی الحاق و یا سبب شخص کی ملک میں فقط رہنے کا ٹھکانا ہو  
اور کچھ نہیں ہو۔ یا جسکی ملک میں رہنے کا ٹھکانا اور ایک باندی یا غلام ہو اور کچھ نہیں ہو وہ زکوۃ و وقف دونوں میں فقیر  
قرار دیا گیا ہو اور اسی طرح اگر باوجود رہنے کے مکان و غلام کے اسکے ملک میں بقدر کفایت لباس ہو اس پر زیادتی نہ ہوگی  
فقیر ہو اور اسی طرح اگر باوجود مسکن و غلام و لباس قدر کفایت کے اسکے ملک میں متاع خانہ داری میں سے ایسی چیزیں ہوں  
جنکے بغیر چارہ نہیں ہو تو بھی فقیر ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی قرابتی کی ملک میں دوسو درم یا میں شغل ہو تو اس کے  
لیے وقف سے کچھ حصہ نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر اسکی ملک میں متاع خانہ داری یا کپڑوں میں قدر کفایت سے زائد ہو  
اور زائد اس قدر ہو کہ اسے کم اسکی قیمت دوسو درم ہو تو وہ شخص تو نگہ ہو کہ اسکو زکوۃ اور وقف لینا حلال نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضیان  
میں ہو اور اگر اسکی ملک میں دو مسکن اور دو غلام ہوں اور جو مسکن و خادم کہ اسکی حاجت سے فاضل ہو وہ دوسو درم قیمت  
کے ہوتے ہیں تو وہ تو انگر ہو کہ اسکو زکوۃ و وقف لینا حلال نہیں ہو اگرچہ وہ اس معنی کر کے تو نگہ نہیں ہو کہ اس پر زکوۃ ادا کرنی  
واجب ہو اور یہ ہمارے اصحاب کا مذہب یہ یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسکی ملک میں کپڑوں میں سے کچھ حاجت سے زائد ہو  
اور کچھ متاع بیت میں سے زائد ہو اور کچھ مسکن حاجت سے زائد ہو اور ان زیادتیوں میں سے ہر ایک زیادتی دوسو درم  
قیمت کو نہیں ہو چکنی ہو مگر سب کا مجموعہ کہ سے کم دوسو درم کا ہو تو وہ اس باب میں تو نگہ ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور اگر  
اسکی ملک میں دوسو درم قیمت کی زمین ہو حالانکہ ان میں سے غلہ اس قدر حاصل ہو تا ہو جو ان کے واسطے کافی ہو تو بابرقتار کے وہ غنہ  
ہو یہ خزائنہ مفتین میں ہو اور اگر اسکی ملک میں مال شہر ہو مگر وہ سب غائب ہو یا اسکا مال لوگوں پر قرض ہو جسکے وصول کرنے پر  
قادر نہ ہو تو اسکو زکوۃ و وقف دونوں سے دیا جائیگا اس واسطے کہ وہ بمنزلہ ابن السبیل کے ہو اور اگر اسکا مال اس سے غائب ہو یا  
لوگوں پر قرض ہو جسکو وصول کرنے پر قدرت نہیں ہو مگر وہ قرض سے سکتا ہو تو نہ وقف قبول کرے نہ اسکو قرض لینا ہوتا ہے  
لیکن اگر اسے قرض نہ لیا اور زکوۃ نہ لی تو نہ مال فقیر نہیں ہو اور وقف کا مال اسے فقیر کو دیا جائے جو کافی کرنا ہو اور کچھ مضائقہ

نہیں ہو مگر اسکو زکوۃ لینا مکروہ ہے یہ فقہ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اسکا مال کسی غفلت پر ہو تو وہ اس فرض کی وجہ سے غنی نہ ہوگا بلکہ فقیر ہوگا اور اگر اسکا مال کسی مالدار پر ہو جو اقرار کرتا ہو تو غنی ہو اور اگر وہ انکار کرتا ہو اور اسے گواہ موجود نہ ہو تو غنی ایسا ہی ہو اور اگر گواہ نہ ہوں تو فقیر ہو یہ فقیرین ہیں۔ ایک شخص نے اپنی اراضی اپنے اٹھادین سے اپنے جو فقیر ہوتے وقت کی حالانکہ اسے بعض اٹھادیسے میں کہ اسے پاس گھوڑا ہو تو دیکھا جائے کہ اگر حنفیہ نے اس گھوڑے کو جہاد کے واسطے رکھا ہو یا بی سواری کے لیے بسبب بچے ہونے کے رکھا ہو تو اسکو وقف میں سے دیا جائیگا اور اگر اپنی بی بی یا بی کے واسطے باندھا ہو تو اسکو نہ دیا جائیگا بشرطیکہ یہ گھوڑا دوسو درم کا ہو اور اس پر فرض دھرم نہ ہو یعنی ضرورت میں ہو۔ اور ہر ایسا شخص جسکا نفقہ کسی دوسرے کے مال میں واجب ہو اور جو اسکو بغیر حکم قاضی اور بغیر رضا مندی اس دوسرے کے لے سکتا ہو اور دوسرے کی غلبت میں قاضی اسے دے دے دوسرے کے مال سے نفقہ کا حکم دیتا ہو اور اطلاق کے منافع دونوں کے درمیان تقسیم ہیں جسے کہ ان دونوں میں سے کسی کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہ ہوگی تو نفقہ دینے والے کی مالدار کی وجہ سے یہ بھی وقف کا مال نہ جائز ہونے کے حق میں تو نگر قرار دیا جائیگا اور اسکی مثال مثل والدین و اولاد و اجداد کے ہو۔ اور ہر ایسا شخص جسکا نفقہ دوسرے کے مال میں قاضی کے فرض کرنے سے واجب ہو اور یہ خود اسکو اسے مال سے بدو حکم قاضی یا بدو حکم رضا مندی کے نہیں لے سکتا ہو اور اس مال و مال کے غائب ہونے کی صورت میں قاضی اسے مال سے نفقہ کا حکم نہ دیکھا اور اطلاق کے منافع جدا جدا ہیں جسے کہ دونوں میں سے ہر ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں مقبول ہو تو وقف کا مال لینے کے حق میں یہ شخص اپنے نفقہ دینے والے کی تو فکری سے تو نگر شمار نہ ہوگا اور مثال اسکی جیسے بھائی و بہنیں و دیگر حرام ہیں اور اسی اصل پر اس شخص سے کہا جائیگا کہ یہ غیظ میں ہو۔ اور اگر اپنی زمین اپنے قریبی فقیروں پر وقف کی اور حال یہ ہو کہ اسکا ایک یا قریب ایک شخص غنی ہو جسکی اولاد فقیر ہیں پس اگر یہ اولاد فقیر ہوں یا مذکور ہوں یا مونث ہوں یا بالغ عورتیں ایسی ہوں جنکے شہر نہیں ہیں یا بالغ مرد ایسے ہوں جو یا بیچ یا بھون ہوں تو انکو اس وقف سے حصہ نہ دیکھا اور اگر اس تو نگر نہ کرے کہ بھائی یا بہنیں فقیر ہوں یا کوئی اولاد بالغ فقیر کمائی کرتی ہو تو انکو اس وقف سے حصہ دیکھا یہ غیظ سختی میں ہے۔ اور اگر عورت فقیر ہو مگر اسکا شہر ہو تو انکو اس عورت کو وقف سے نہ دیا جائیگا اور اگر شہر فقیر ہو تو اسکو دیا جائیگا اگرچہ اسکی عورت تو انکر ہو مگر وقف کرنے والے کے قریب کا فرزند بالغ ہو اور وہ یا بیچ نہیں ہو مگر وہ فقیر ہو اور اس فرزند کی اولاد بالغ موجود ہیں کہ وہ بھی فقیر ہیں تو اس فرزند کی اولاد کو اس وقف سے حصہ نہ دیا جائیگا اسوقت کہ قاضی اسکا نفقہ انکے دادا کے مال میں فرض کرے گا اور ان اولاد کا باپ یعنی انکے دادا کا بچہ اسکو وقف میں سے حصہ دیکھا اسواسطے کہ اسکا نفقہ اسے باپ پر نہیں ہو کیونکہ وہ بالغ ہو اور یا بیچ نہیں ہو اور اگر قریبیوں میں سے کسی کا بچہ تو انکو اس عورت کو اس وقف سے نہ دیا جائیگا یہ فقیر ہیں۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی میرے قریبی فقیروں پر وقف ہو اور انہیں ایک امر فقیر ہو اور جب غلہ حاصل ہوا تو اس بچے فقیر تھا مگر شہر یا حصہ لینے نہ پایا تھا کہ وہ تو انکو دیکھا تو اپنے حصہ کا حق ہوگا اور اگر اسکی قرابت میں سے کوئی عورت بعد حصول غلہ کے چند حصہ لینے میں اپنی اولاد میں سے اس بچے کا حصہ نہ ہوگا یہ غیظ میں ہو اور اسے حصہ حاصل میں سے یہ بچہ بھی سبقت ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہر اس شخص پر ہو جو نسل فلان یا اہل فلان میں سے فقیر ہو حالانکہ فلان مذکور کی نسل یا اہل فلان سے ایک ایک سو اسے کوئی فقیر نہیں ہو ایک ہی فقیر ہو تو تمام غلہ اسی کا ہوگا بخلاف اسے اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ فقیر





بھائی ایسا شخص ہو کہ ان نامہ انھوں کا حصہ غلام جو وقت سے انکو ملے گا اسکے پاس رکھا جاسکتا ہو تو صفیر کو جو غلام ملے گا  
 انکو دیا جائیگا اور حکم کیا جائیگا کہ اس میں سے اسکے فقر میں خرچ کریں اور اسکے لائق بن ہوں تو یہ غلام کسی مرد فقیر کے  
 پاس رکھ دیا جائیگا اور اسکو حکم دیا جائیگا کہ اس صفیر میں خرچ کرے یہ شرط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی اراضی اپنی قرابت کے  
 فقیروں پر وقت کی بھر سکی قرابت کے بعض فقیروں نے بعض دیگر سے قسم لینی چاہی کہ یہ لوگ تو غلام نہیں ہیں تو اگر ان  
 لوگوں نے دوسروں پر خرچ دعویٰ کیا یا منطوق کر اپنا ایسے مال کا دعویٰ کیا کہ جس سے وہ تو غلام بن جائیں تو انکو انھیں غلام  
 کہ دوسروں سے قسم لیں اور اگر یہ لوگ جن سے قسم لینا چاہتے ہیں انکی طرف قسم کا میلان نہ ہو پس ان لوگوں نے قسم سے تم سے کیا  
 کہ وہ اسکو نہیں جانتا ہو کہ یہ لوگ غلام ہیں تو انکو یہ اختیار نہیں ہو کہ وہ اسکو اسامیہ ہو اور اگر ایک شخص نے قاضی کے پاس اپنی قرابت  
 و فقر کو گواہوں سے ثابت کر دیا اور قاضی نے حکم دیا یا پھر اسے ایک دوسرے وقت میں سے جو قرابت کے فقیروں پر وقت لگا کر  
 قرابت و فقر کے درجہ سے اپنا تحقیق طلب کیا تو اسکو وہ بارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اس واسطے کہ جو شخص اپنے وقت  
 میں فقر ہو وہ سب فقیر ہوں اس فقر پر اسی طرح اگر اسے گواہوں سے اپنی قرابت و فقر کے گواہوں کے ساتھ فقر کے حکم  
 کیا پھر اس وقت کنندہ کے ایک سال یا اس سے اسے بھائی کے وقت میں سے جو قرابت پر وقت لگا کر اسکو اس واسطے کہ اسکو  
 دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اور اس طرح اگر اس شخص کا جبکہ واسطہ قرابت کا حکم دیا گیا ہو یا کسی سال و باپ سے اسکا  
 بھائی آیا تو اسکو بھی قرابت ثابت کرنے کی ضرورت نہ ہوگی یہ وجہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے قاضی کے سامنے گواہ پیش کیا کہ  
 مجھ سے پہلے جو قاضی تھا اسنے اس شخص کے قرابت و فقر کا حکم اس درجہ سے پہلے دیا تھا تو قیاساً یہ شخص غلام وقت کا حق ہوگا  
 اگرچہ قرابت وراثت لگائی ہو لیکن ہم اسکا کوئی اور دیکھتے ہیں کہ اگر مدت زیادہ گزری ہو تو اس سے فقر ہونے کے گواہ دوبارہ  
 مانگیگا کہ اب یہ فقیر ہو اس واسطے کہ یہ سال غلام پائے جانے کے وقت میں کا فقر ہو تا شرط یہ ہے جو قبل اسکے فقر تھا وہ اس سال  
 کے اس غلام سے حق ہوگا اور جو بعد اسکے فقر ہوا وہ اس غلام سے حق نہ ہوگا ان آئندہ دوسرے غلام سے حق ہوگا پھر اگر قاضی نے  
 اسکے فقر ہونے کا حکم دیا یا پھر اسکے بعد وہ غلام مانگتا ہو یا حالانکہ وہ غلام ہی ہو اور اسے کہا کہ میں غلام پیدا ہو جانے کے بعد حق ہو گیا  
 ہوں اور اسکے شریکوں نے کہا کہ نہیں بلکہ تو غلام پیدا ہونے سے پہلے غلام ہی ہوا ہو تو قیاس یہ ہو کہ اسکا قول قبول ہو لیکن جس سال  
 اسکے شریکوں کا قول قبول ہوگا اور اگر قاضی نے اسکے فقر ہونے کا حکم نہ دیا ہو پھر وہ غلام مانگتا ہو یا حالانکہ وہ غلام ہی ہو اور کہا  
 کہ میں غلام حاصل ہونے کے بعد غلام ہی ہوں تو قیاساً و تحقیقاً اسکا قول قبول نہ ہوگا۔ اور اگر غلام مانگتا ہو یا حالانکہ وہ غلام ہی ہو اور دعویٰ کرتا ہو  
 کہ میں فقیر ہوں اور شریکوں نے کہا کہ یہ تو غلام ہی ہو اور اس سے قسم لینی چاہی تو انکو یہ اختیار حاصل ہے اور قاضی اس سے قسم  
 لے گا کہ ورنہ آج کے روز اس وقت کے فقیروں کے ساتھ داخل ہونے سے اور اس وقت کا یہ غلام لینے سے بے پروا نہیں ہو۔  
 اور اگر گواہوں نے اسکے فقر ہونے پر گواہی دی اور یہ غلام پیدا ہو جانے کے بعد واقع ہوا تو وہ اس غلام میں شریکوں کے ساتھ  
 داخل نہ ہوگا ان آئندہ غلام میں داخل کیا جائیگا لیکن اگر گواہوں نے اسکے فقر ہونے کا وقت بھی بیان کر دیا ہو کہ فلاں وقت  
 سے فقیر ہو اور یہ وقت بھی اس غلام کے پیدا ہو جانے سے پہلے واقع ہوا تھا تو ایسی صورت میں اس غلام میں اسکا حق ثابت  
 ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر فقرے قرابت پر وقت کیا گیا اور قرابت کے بعض لوگوں نے بعض دیگر کے واسطے گواہی دی  
 پس گران دونوں فرقوں میں سے ہر ایک نے دوسرے فرقوں کے واسطے گواہی دی ہو تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہ لوگ  
 غلام ہوں اور انھوں نے اپنی قرابت میں سے ایک شخص کے واسطے گواہی دی کہ وقت کنندہ کا قریب ہے فقیر ہو اور سب

اس شخص نے اپنی اراضی اپنی قرابت کے  
 فقیروں پر وقت کی بھر سکی قرابت کے  
 بعض فقیروں نے بعض دیگر سے قسم  
 لینی چاہی کہ یہ لوگ تو غلام نہیں  
 ہیں تو اگر ان لوگوں نے دوسروں پر  
 خرچ دعویٰ کیا یا منطوق کر اپنا ایسے  
 مال کا دعویٰ کیا کہ جس سے وہ تو  
 غلام بن جائیں تو انکو انھیں غلام  
 کہ دوسروں سے قسم لیں اور اگر یہ  
 لوگ جن سے قسم لینا چاہتے ہیں انکی  
 طرف قسم کا میلان نہ ہو پس ان  
 لوگوں نے قسم سے تم سے کیا کہ وہ  
 اسکو نہیں جانتا ہو کہ یہ لوگ غلام  
 ہیں تو انکو یہ اختیار نہیں ہو کہ  
 وہ اسکو اسامیہ ہو اور اگر ایک  
 شخص نے قاضی کے پاس اپنی قرابت  
 و فقر کو گواہوں سے ثابت کر دیا  
 اور قاضی نے حکم دیا یا پھر اسے  
 ایک دوسرے وقت میں سے جو قرابت  
 کے فقیروں پر وقت لگا کر اسکو اس  
 واسطے کہ اسکو دوبارہ گواہ پیش  
 کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اور اس  
 طرح اگر اس شخص کا جبکہ واسطہ  
 قرابت کا حکم دیا گیا ہو یا کسی  
 سال و باپ سے اسکا بھائی آیا تو  
 اسکو بھی قرابت ثابت کرنے کی  
 ضرورت نہ ہوگی یہ وجہ میں ہو۔  
 اور اگر ایک شخص نے قاضی کے  
 سامنے گواہ پیش کیا کہ مجھ سے  
 پہلے جو قاضی تھا اسنے اس شخص  
 کے قرابت و فقر کا حکم اس درجہ  
 سے پہلے دیا تھا تو قیاساً یہ شخص  
 غلام وقت کا حق ہوگا اگرچہ  
 قرابت وراثت لگائی ہو لیکن ہم  
 اسکا کوئی اور دیکھتے ہیں کہ اگر  
 مدت زیادہ گزری ہو تو اس سے  
 فقر ہونے کے گواہ دوبارہ  
 مانگیگا کہ اب یہ فقیر ہو اس  
 واسطے کہ یہ سال غلام پائے  
 جانے کے وقت میں کا فقر ہو تا  
 شرط یہ ہے جو قبل اسکے فقر  
 تھا وہ اس سال کے اس غلام سے  
 حق ہوگا اور جو بعد اسکے فقر  
 ہوا وہ اس غلام سے حق نہ ہوگا  
 ان آئندہ دوسرے غلام سے حق  
 ہوگا پھر اگر قاضی نے اسکے فقر  
 ہونے کا حکم دیا یا پھر اسکے  
 بعد وہ غلام مانگتا ہو یا حالانکہ  
 وہ غلام ہی ہو اور اسے کہا کہ  
 میں غلام پیدا ہو جانے کے بعد  
 حق ہو گیا ہوں اور اسکے شریکوں  
 نے کہا کہ نہیں بلکہ تو غلام  
 پیدا ہونے سے پہلے غلام ہی ہوا  
 ہو تو قیاس یہ ہو کہ اسکا قول  
 قبول ہو لیکن جس سال اسکے  
 شریکوں کا قول قبول ہوگا اور  
 اگر قاضی نے اسکے فقر ہونے کا  
 حکم نہ دیا ہو پھر وہ غلام  
 مانگتا ہو یا حالانکہ وہ غلام  
 ہی ہو اور کہا کہ میں غلام  
 حاصل ہونے کے بعد غلام ہی ہوں  
 تو قیاساً و تحقیقاً اسکا قول  
 قبول نہ ہوگا۔ اور اگر غلام  
 مانگتا ہو یا حالانکہ وہ غلام  
 ہی ہو اور دعویٰ کرتا ہو کہ میں  
 فقیر ہوں اور شریکوں نے کہا کہ  
 یہ تو غلام ہی ہو اور اس سے  
 قسم لینی چاہی تو انکو یہ  
 اختیار حاصل ہے اور قاضی اس  
 سے قسم لے گا کہ ورنہ آج کے  
 روز اس وقت کے فقیروں کے ساتھ  
 داخل ہونے سے اور اس وقت کا  
 یہ غلام لینے سے بے پروا نہیں  
 ہو۔ اور اگر گواہوں نے اسکے  
 فقر ہونے پر گواہی دی اور یہ  
 غلام پیدا ہو جانے کے بعد واقع  
 ہوا تو وہ اس غلام میں شریکوں  
 کے ساتھ داخل نہ ہوگا ان آئندہ  
 غلام میں داخل کیا جائیگا لیکن  
 اگر گواہوں نے اسکے فقر ہونے  
 کا وقت بھی بیان کر دیا ہو کہ  
 فلاں وقت سے فقیر ہو اور یہ  
 وقت بھی اس غلام کے پیدا  
 ہو جانے سے پہلے واقع ہوا  
 تھا تو ایسی صورت میں اس  
 غلام میں اسکا حق ثابت ہوگا  
 یہ محیط میں ہو۔ اور اگر فقرے  
 قرابت پر وقت کیا گیا اور  
 قرابت کے بعض لوگوں نے بعض  
 دیگر کے واسطے گواہی دی پس  
 گران دونوں فرقوں میں سے ہر  
 ایک نے دوسرے فرقوں کے واسطے  
 گواہی دی ہو تو قبول نہ ہوگی۔  
 اور اگر گواہ لوگ غلام ہوں  
 اور انھوں نے اپنی قرابت میں  
 سے ایک شخص کے واسطے گواہی  
 دی کہ وقت کنندہ کا قریب ہے  
 فقیر ہو اور سب

[illegible]

وہاں کے اسکے پڑوسیوں کے واسطے ہوگی اور اگر وہ حج یا عمرہ ادا کرنے کو نکلا تھا تو غلام اسکے شہر واسطے پڑوسیوں کے واسطے ہوگا یہ ظہیر یہ مین ہوگا اور اگر اسکے دو مکان ہوں جن میں سے ایک میں رہتا ہو اور دوسرا کرایہ پر چلتا ہو تو جس مکان میں رہتا ہو غلام اسی کے پڑوسیوں کے واسطے ہوگا یہ محیط مین ہوگا اور اگر اسکے دو مکان ہوں جن میں سے ہر ایک میں اصلی ایک یا کئی جو رہتی ہو تو غلام دونوں میں دو مکانوں کے پڑوسیوں کو ملیگا اگر یہ وہ ان دونوں میں سے چاہے کسی مکان میں مرا ہو کذا نے اٹھا دی اور اسی طرح اگر اسکا ایک مکان کو فہ مین ہو اور دوسرا بصرہ مین ہو اور ان دونوں میں سے ہر ایک میں اصلی ایک ایک جو رہے ہو تو وہی یہی حکم ہوگا اور اگر اپنے پڑوسی فقیر دن پر وقت کیا اور مر گیا پھر اسکے وارثوں نے یہ مکان فروخت کر دیا اور کسی دوسرے غلام مین اٹھ گئے تو جہاں وہ مرا ہو وہیں کے پڑوسی فقیر غلام کے مستحق ہوں گے اور وارثوں کے فروخت کر دینے کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا یہ خزانہ المفقین مین ہوگا اور اگر پڑوسی فقیر دن پر وقت کیا اور یہ نہ کہا کہ میرے پڑوسی فقیر دن پر لینا اپنی طرف نسبت نہ کی تو یہ ایسا ہو جیسے اپنے پڑوسی فقیر دن پر وقت کیا یہ ظہیر یہ مین ہوگا اور اگر مریض ہوئے پر اسکا بیٹا اسکو دوسرے غلام یا گاون میں اٹھائے کیا اور وہاں وہ مر گیا تو غلام فقیر کے مستحق اسکے پڑوسی ہیں اور یہ سکونت منتقل کر لینے کے مانند نہیں ہوگا یہ محیط مین ہوگا ایک عورت کسی مکان میں رہا کرتی تھی اور اسنے پڑوسیوں پر کچھ وقت کیا پھر اسنے کسی مرد سے نکاح کر لیا اور شوہر کے مکان میں گئی اور وہیں اسکا انتقال ہوا تو وقت کے مستحق اسکے پڑوسی وہ ہوں گے جو اسکے شوہر کے پڑوسی ہیں اور اسی طرح اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا حالانکہ اپنے پڑوسیوں پر وقت کر چکا ہو پھر اسنے عورت نکادہ اپنی جگہ کے یہاں سکونت اختیار کر لی تو اسکا پہلا پڑوس منتقل ہو گیا یہ ظہیر یہ مین ہوگا اور و شاخ نے فرمایا کہ اگر اسکا اسباب پہلے گھر مین ہو تو اسی گھر کے پڑوسی غلام وقت کے مستحق ہوں گے یہ محیط مین ہوگا اور اگر وہ اپنے مکان سے عورت جو رو کے مکان میں اٹھ نہ گیا ہو کہ وہیں رہنا اختیار کر لیا بلکہ جاتا آتا ہو تو اسکے پڑوسی اسکے مکان کے پڑوسی ہوں گے جو رو کے پڑوسی ہوں گے یہ حاوی مین ہوگا اور اگر پڑوسی فقیر دن پر وقت کیا تو یہ شوہر عورت مین اس احتقاق مین داخل ہوگی اگر پڑوسی ہوں اور شوہر و ایمان داخل ہوگی یہ ظہیر یہ مین ہوگا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کون اسکے پڑوسی مین تو غلام تقسیم نہ کیا جائیگا یا نہ تکلف کر گواہ لوگ کو ابھی دین کہ وہ خان مکان مین مرا ہو پس اسی مکان کے پڑوسیوں کو تقسیم ہوگا اور اگر کسی پڑوسی نے دعویٰ کیا کہ میں فقیر ہوں اور وقت نہیں ہو یعنی شناخت نہیں ہو کہ ہو یا نہیں تو تو اسکو تکلیف دیک جائیگی کہ اپنے فقیر ہونے پر گواہ قائم کرے اور اگر وقت کرنے والے یا دسی نے کہا کہ میں نے غلام پڑوسی فقیر دن کو دیا ہو تو تقسیم سے قول اسی کا قبول ہوگا اگر یہ پڑوسی فقیر اس سے انکار کیا کرے یہ حاوی مین ہوگا **فصل ششم** اہل بیت و آل و خنس و عقب پر وقت کرنے کے بیان مین قال المتبرجہ اہل بیت گھر واسطے و کنبہ والے۔ اہل یعنی اولاد و اہل کسبت و سر و مرد و کنبہ والے و خنس معروف ہو اور عقب چچے چھوڑے ہوئے یعنی بعد موت کے اگر کسی نے اپنی اراضی اپنے اہل بیت پر وقت کی تو اس وقت مین ہر وہ شخص داخل ہو جو اس سے اسکے اجداد کی طرف سے نسب سے اپنے باب تک جو اسلام مین تھا متصل ہو جسے مین سلمان کا قریذہ و موزنی شرم و غیر محرم و مریضہ بعد سبب داخل مین مگر سبب اونچا باب اس مین شامل آئوگا اور اس مین قطع کرنے والے کی اولاد و اسکا باب بھی داخل ہوگا مگر اسکی دوسری اولاد کی اولاد داخل نہ ہوگی اور اسکے سوا سہ دیگر عورتوں کی اولاد بھی داخل نہ ہوگی و لیکن اگر ان عورتوں کے شوہر اس وقت نہ کرنا چاہے کہ کسی انعام ہر وہ اپنے اسی کے چچا دادا وغیرہ کی اولاد سے ہوں تو ان عورتوں کی اولاد بھی داخل ہوگی یہ ظہیر یہ مین ہوگا اور

۱۲  
کتابخانه  
موسسه  
تاریخ و جغرافیه  
تهران







کی دختر و بیوی کی دہ اولاد جنگی دلاور قوم کی طرف راجع ہوتی ہو داخل ہوگی۔ اور اگر اسنے کہا کہ میں نے یہ وقف کیا  
ان لوگوں پر جو میں نے آزاد کر دیا ہو یا میری طرف سے انکو آزادی حاصل ہوئی ہو تو اسین اس مولیٰ کی اولاد جنگی  
طرف سے آزادی ملی ہو داخل ہوگی یہ حاوی میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی اراضی یا مکان کو اپنے مولیٰ اور انکی اولاد پر وقف کیا پھر  
مولیٰ میں سے کسی کے بچے پیدا ہوئے تو اولاد سے چھ مہینے سے کم مدت پہلے مکان کا جو کہ یہ آدمی حاصل ہوئی ہو اسین اس بچہ  
کا حصہ ہو اور جو اس سے قبل حاصل ہو گیا ہو اسین اسکا حصہ میں ہو اور زمین کی آمدنی میں سے دلاور سے چھ مہینے سے  
کم مدت پہلے جو غلہ حاصل ہوا ہو اسین اس بچہ کا حصہ ہو یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میرے آزاد کیے ہو تو ان  
وقف ہو پھر کسی کو اسنے دلاور اسنے بھائی نے آزاد کیا ہو تو وہ وقف میں داخل ہوگا اور اگر کہا کہ ان مولادوں پر جنگی دلاوری  
طرف رجوع کرنے اور حال یہ ہو کہ اسنے باپ نے ایک غلام آزاد کیا تھا اسنے اسکی دلاور کا یہ اور اسکا بھائی وارث ہوا تو یہ  
آزادہ شدہ غلام اس وقف میں داخل ہوگا اور اگر کہا کہ ان آزاد کیے ہو تو ان پر جو میرے فرزند کے ساتھ لازم رہیں تو ان  
کے ہوون میں سے جو اسنے فرزند کے ساتھ رہیں انکو ملیگا اور جسے ساتھ دنیا چھوڑ دیا پھر مستحق ہوگا پھر اگر کسی کے ساتھ دنیا شریعت  
کیا تو اسکا استحقاق عود کرے گا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اسنے کہا کہ میں نے وقف کیا اپنے مولیٰ کے مولیٰ پر اور مولیٰ کے مولیٰ پر  
اور مولیٰ کے مولیٰ پر تیسرے فریق کو بھی ذکر کیا تو مسئلہ فرزند پر کیا اس بچہ پر فریق چارم و پنجم وغیرہ بقدر نیچے ہر ایک  
داخل ہونگے یہ محیط میں ہو شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی اراضی اپنے آزاد کیے ہوون و انکی  
اولاد پر بطریق اربعین اور کسی شخص کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا پس ان دونوں فریقوں میں سے ایک مر گیا اور اولاد  
چھوڑی تو اسکا حصہ کسکو ملیگا آیا اسکی اولاد کو یا پہلے پشت میں سے ہو لوگ زندہ ہیں انکو تو شیخ نے فرمایا کہ اولیٰ یہ ہو کہ اسکا  
حصہ اسکی اولاد کو دیا جائے یا تادم غائبہ میں ہو اور اگر وقف کرنے والے نے ایک شخص جمہول النسب کی نسبت اقرار کیا کہ یہ میرا  
آزاد کیا ہوا ہوا اسنے بھی تصدیق کی اور حال یہ ہو کہ اس تصدیق کرنے والے کا کوئی نسبت عروف نہیں اور نہ کسی کی طرف  
اسکی دلاور عروت ہو تو وہ وقف کا مستحق ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور جو حکم ذکر فرمایا ہو یہ وقف کی ان حاصلات میں ٹھیک  
ہو جو آئندہ یعنی بعد اس وقت کے حاصل ہوں و جب پہلے حاصل ہو چکی ہوں ان میں ٹھیک نہیں ہو اور نیز جو قبل اس قرار کے پیدا ہوئے  
ہو نیز فقہ میں ہوں ان میں اسکی بابت بھی ٹھیک نہیں ہو یہ محیط میں ہو حال میں جو چھ مہینے یعنی یہ چار سینہ پیدا ہونے والے غلات کی بابت  
مرا ہو اور یہ غرض نہیں ہو کہ صاحب کتاب نے غلطی ہوئی ہو فافہم۔ اور اگر کسی نے اپنے مولیٰ پر وقف کیا تو مولیٰ اسکو بھی  
کہتے ہیں جسے آزاد کیا اور اسکو بھی جسکو آزاد کیا ہو پھر اگر وقف کرنے والے کے مولیٰ ایسے ہوں جنہوں نے اسکو آزاد کیا ہو اور  
ایسے بھی ہوں جنکو اسنے آزاد کیا ہو اور وقف کنندہ مر گیا ہو تو ان دونوں فریقوں میں سے کسی فریق کو کچھ نہ دیا جائے گا یہ ظہر  
میں ہو اور اسکی آمدنی فقیروں پر تقسیم ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ امشدہ کے واسطے یہ صدقہ موقوفہ ہمیشہ میری ام و  
باندیوں و میری مدبرہ باندیوں پر ہو تو وقف جائز ہو پھر اس کے وہ غلام و باندیان ہر جنکو کتاب کیا ہو یا جنکو مال پر  
آزاد کیا ہو پھر حسب وقف صحیح ہوا تو استحقاق میں دام و دلد و دبرہ داخل ہو انکی جو اسکے پاس ہوں اگر چہ اسنے انکا نکاح  
کر دیا ہو اور زمین دام و دلد باندیان جنکو اس وقف سے پہلے اپنی زندگی میں آزاد کر چکا ہو تو انکا وقف نہیں ہو پھر جو حق ہوگا  
کیونکہ ان باندیوں کو نام مولیا تھا تو وہ اس وقف میں داخل نہیں ہوتی بلکہ اس میں لا اس صورت میں کہ وقف کرنے والا اس سے پہلے ان  
پر لاج و حاجت میں ہو اور اگر اسکی کوئی ام و دلد ہوا لا کر وہ اسکی حیاتیات میں آزاد ہوئی ہو تو اسے وقف کرنے والا اس سے پہلے ان

ہو گئی تو اسکو وقف سے بیگا یہ حاوی میں ہوا اگر اسنے کہا کہ میں نے وقف کیا زید کی ام ولد باندیوں پر اور اسکی آزاد  
کی ہونی باندیوں پر اور حال یہ ہو کہ زید کی باندیوں میں سے کچھ اسکی ام ولد باندیاں موجود ہیں اور کچھ ام ولد باندیوں  
کو اسنے آزاد کر دیا ہو تو وقف کی آمدنی اسکی ام ولد باندیوں اور اسکی آزاد کی ہونی باندیوں کے درمیان تقسیم ہوگی اور  
جن باندیوں کو اسنے آزاد کیا ہو وہ بھی احتقاق وقف میں داخل ہونگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری زین صدقہ موقوف  
بعد میری وفات کے میرے آزاد کیے ہوئے مملوکوں پر ہو تو اس وقف میں سے اسکی ام ولد باندیوں اور باندیوں پر غلام و باندیوں  
کو جو اسکے مرنے پر آزاد بھی ہو چکے ہوں حصہ بیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو یا کچھ شخص نے کہا کہ یا راضی میری ہندو تو  
زید کے مملوک سالم نام پر ہو پھر زید نے اسکو اپنی ملک سے نکال دیا یا میں طور کہ اسکو فروخت کر دیا تو وقف مذکور کی  
آمدنی اس سالم کی ہوگی جہاں جاوے اسکے ساتھ ہوگی اور قبول کرنے کا اختیار اس سالم کا ہوگا سالم کے مالک کا نہ ہوگا  
پس جو غلام پیدا ہونے کے وقت سالم کا مالک ہووے یہ غلام اسی کا ہوگا یہ حاوی میں ہوا اگر کسی نے کہا کہ میری یہ راضی  
سالم غلام زید پر اور بعد اسکے مسکینوں پر وقف ہو پھر زید نے سالم کو وقف کر دیا تو غلام کو سالم کا ہو چاہے جہاں  
رہے اور اگر وقف کر نیوالا اس سالم کا مالک ہو گیا تو سالم پر جو وقف کیا تھا وہ باطل ہے یہ خزانہ الفقہاء میں ہے۔ اور اگر کہا کہ سالم  
میرے مملوک پر اور بعد اسکے مسکینوں پر وقف ہو تو آمدنی مسکینوں کی ہوگی سالم کی کچھ نہ ہوگی اور نہ وقف کنندہ کی ہوگی  
اور اگر اسنے اس سالم کو کسی کے ساتھ فروخت کیا تو بھی سالم یا اسکے مالک کے واسطے وقف ہے کچھ نہ ہوگا پس واضح ہے کہ وقف  
کنندہ کی ام ولد باندیوں و باندیوں پر وقف جائز ہو اور جو اسکے محض مملوک ہوں اس پر جائز نہیں ہوا اور امام محمد  
نے اسکے فرق کی طرف اشارہ کیا ہو کہ ام ولد و باندیوں کا علق ہو اور محض مملوک میں یہ بات نہیں ہے یہ نظمیر  
میں ہے۔ اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک راضی کسی نے اپنے آزاد کیے ہوؤں پر وقف کی پھر ان لوگوں نے اس  
راضی کی تعمیر و صلاح کی واسطے اسکی تقسیم کا ارادہ کیا تو شیخ نے فرمایا کہ ان اگر حفاظت تعمیر و اصلاح کے واسطے تقسیم کا قصد کیا تو  
تقسیم جائز ہو اور اگر مالک ہو جانے کے واسطے بیوارہ چاہا تو نہیں جائز ہو یہ تا تاریخانیہ میں ہے۔ آٹھویں فصل اگر فقیر و  
پر وقف کیا پھر جو دیا اسکی بعض اولاد یا قرابت محتاج ہو گئی جنکو اس وقت کی حاجت ہوئی تو ایسی صورتوں کے احکام کے  
بیان میں فتاویٰ میں مذکور ہو کہ اگر کوئی زمین فقرا و مساکین پر صدقہ موقوفہ کر دی پھر اسکے بچے قرابتی یا وہ خود محتاج ہوا  
پس اگر وہ خود محتاج ہوا تو اسکو اس وقت کے غلہ سے سبب ماموں کے نزدیک کچھ نہ دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہوا اور اگر  
اسنے اپنی محبت میں کہا کہ میری راضی میرے بچے فقیر و بچہ موقوفہ ہوا اور حال یہ ہو کہ یہ راضی اسکی تنہا بیٹے کا ہے تو  
یا اسنے اپنے مرض میں ایسا کہا کہ پھر گیا اور اسکی ایک لڑکی صغیرہ ہو تو اسکا غلہ اس لڑکی کے صرف میں لانا نہیں جائز ہو  
اور یہ فیصلہ شیخ ابو القاسم سے مروی ہوا اور صدیق شہید حسام الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے یہ غیاثہ میں ہوا اور اگر اسکی  
قرابت میں سے بعض یا اسکے بچے فرزند اسکے محتاج ہوئے اور وقف مذکور حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو اس میں چند احکام  
ہیں ایک یہ کہ وقف کا غلہ قرابتی فقیر و بچہ صرف کرنا دے ہو پھر اگر کچھ باقی رہے تو اجنبی فقیر و بچہ تقسیم ہو و دوم یہ کہ  
غلہ پیدا ہونے کے روز محتاج جو نہ نظر نہ کیا گئی بلکہ جس روز غلہ تقسیم ہوتا ہو اس روز والے محتاجوں پر نظر ہوگی اور سوم یہ کہ وقف  
کرنے والے سے قرابت میں ترتیب وار سب سے قریب پھر سب سے قریب طرح دیکھا جائیگا جو اسکے نسب سے پیدا ہو وہ اول ہوگا  
پھر اسکے فرزند کی اولاد پھر میری نسبت پھر چوتھی نسبت اور چوتھی کے ساتھ پانچویں چھٹی جب قدر ہے تاکہ ہر اول اصل ہو

یہ نظمیر میں ہے۔ اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک راضی کسی نے اپنے آزاد کیے ہوؤں پر وقف کی پھر ان لوگوں نے اس راضی کی تعمیر و صلاح کی واسطے اسکی تقسیم کا ارادہ کیا تو شیخ نے فرمایا کہ ان اگر حفاظت تعمیر و اصلاح کے واسطے تقسیم کا قصد کیا تو تقسیم جائز ہو اور اگر مالک ہو جانے کے واسطے بیوارہ چاہا تو نہیں جائز ہو یہ تا تاریخانیہ میں ہے۔ آٹھویں فصل اگر فقیر و پر وقف کیا پھر جو دیا اسکی بعض اولاد یا قرابت محتاج ہو گئی جنکو اس وقت کی حاجت ہوئی تو ایسی صورتوں کے احکام کے بیان میں فتاویٰ میں مذکور ہو کہ اگر کوئی زمین فقرا و مساکین پر صدقہ موقوفہ کر دی پھر اسکے بچے قرابتی یا وہ خود محتاج ہوا پس اگر وہ خود محتاج ہوا تو اسکو اس وقت کے غلہ سے سبب ماموں کے نزدیک کچھ نہ دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہوا اور اگر اسنے اپنی محبت میں کہا کہ میری راضی میرے بچے فقیر و بچہ موقوفہ ہوا اور حال یہ ہو کہ یہ راضی اسکی تنہا بیٹے کا ہے تو یا اسنے اپنے مرض میں ایسا کہا کہ پھر گیا اور اسکی ایک لڑکی صغیرہ ہو تو اسکا غلہ اس لڑکی کے صرف میں لانا نہیں جائز ہو اور یہ فیصلہ شیخ ابو القاسم سے مروی ہوا اور صدیق شہید حسام الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے یہ غیاثہ میں ہوا اور اگر اسکی قرابت میں سے بعض یا اسکے بچے فرزند اسکے محتاج ہوئے اور وقف مذکور حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو اس میں چند احکام ہیں ایک یہ کہ وقف کا غلہ قرابتی فقیر و بچہ صرف کرنا دے ہو پھر اگر کچھ باقی رہے تو اجنبی فقیر و بچہ تقسیم ہو و دوم یہ کہ غلہ پیدا ہونے کے روز محتاج جو نہ نظر نہ کیا گئی بلکہ جس روز غلہ تقسیم ہوتا ہو اس روز والے محتاجوں پر نظر ہوگی اور سوم یہ کہ وقف کرنے والے سے قرابت میں ترتیب وار سب سے قریب پھر سب سے قریب طرح دیکھا جائیگا جو اسکے نسب سے پیدا ہو وہ اول ہوگا پھر اسکے فرزند کی اولاد پھر میری نسبت پھر چوتھی نسبت اور چوتھی کے ساتھ پانچویں چھٹی جب قدر ہے تاکہ ہر اول اصل ہو



پھر اگر ان میں سے کوئی نہ دیا ہو اور بعد اسکے غائب ہو رہا تو وہ قراہت کے فقیروں پر تقسیم ہوگا اور ان میں سے قراہت کی راہ سے سب سے قریب کا اعتبار ہوگا پس پہلے اسی کو دیا جائیگا جو ان سب میں سے وقت کرنے والے سے قراہت میں قریب ہو یہ حاوی میں ہو پھر اسکے بعد وقت کرنے والے کے آزاد کیے ہوں کا مرتبہ ہو پھر اسکے بعد وقت کرنے والے کے کچھ ہوں کا مرتبہ ہو پھر ان کے بعد وقت کنندہ کے شہر والوں کا مرتبہ ہو مگر ان میں بھی وہ مقدم ہوں گے جو اپنی سکونت کی راہ سے وقت کنندہ سے قریب زیادہ نزدیک ہوں یہ محیط مشرقی و محیط مغربی قاضیان میں ہیں اور چارم یہ کہ جن لوگوں کو دیا جائیگا ان میں سے ہر ایک کو دوسو درم سے کم دیا جائیگا اور یہ شیخ ہلال رح کا قول ہے یہ حاوی میں ہو اور یہ اس وقت ہے کہ اس نے فقیروں پر وقت کیا اور اسکے بعضے قراہتی محتاج ہوئے ہیں اور اگر اس نے اپنی قراہت کے فقیروں پر وقت کیا تو سب آمدنی ان میں تقسیم ہوگی اگرچہ اس میں سے ہر ایک کو دوسو درم سے زیادہ ہو سکے اور اگر اس نے فقراے قراہت میں ترتیب محتاج کی کر دی ہو کہ اول سب سے فقیر کو پھر جو اسکے بعد سب سے زیادہ فقیر ہو علیٰ ہذا ترتیب تو ایسی صورت میں کل حصہ رسید ہو جائیگا بلکہ اسکو دوسو درم سے کم دیے جائیں گے یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر فقیروں پر وقت تھا تو اس میں سے قاضی نے جو فقیروں کو کچھ دیا تو اس میں دو صد تین میں ایک یہ کہ قاضی نے اسکے دینے کا حکم نہیں دیا کہ ان کے واسطے کچھ واجب ہو جائے گا سب سے زیادہ واجب ہوگا جسے کہ اگر اسکے بعد دوسرا قاضی آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ یہ طریقہ توڑ دے اور ان قراہتیوں کو کچھ نہ دے دوم یہ کہ اول قاضی نے اسکا حکم دیدیا اور تیسرے سے کم دیا کہ میں نے اسکا حکم دیدیا اور یہ ان کے واسطے وظیفہ مقرر کر دیا وقت سے برابر تو یہ لوگ بربت اور فقیہوں کے زیادہ حقدار ہو جائیں گے اور قاضی اسکے بعد آئے اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اسکو توڑ دے یہ حاوی میں ہو اور اگر اپنی اراضی اس شرط پر وقت کی کہ اس میں سے نصف دسٹے سکینوں کے اور نصف دسٹے قراہتی فقیروں کے پھر اسکے قراہتی فقیروں کو ارضیات کے مطابق ہونی اور بقیہ قدر انکو ملتا ہو وہ ان کے واسطے کافی نہیں ہو تو جو پھر اسے سکینوں کے واسطے شرط کیا ہو اس میں سے انکو دیا جاوے یا نہیں تو شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ ان میں اور یہی یوسف بن خالد سستی کا قول ہے اور اسے ابراہیم بن یوسف بنی اور علی بن احمد فارسی اور فقیہ ابو جعفر بن ابیانی نے کہا کہ انکو مساکین کے حصہ سے دیا جائیگا اس واسطے کہ وہ لوگ اسکے قراہت کے مساکین ہیں کہ دونوں جہت سے مستحق ہیں جیسے اباس نے اپنی ایک اراضی اپنی قراہت پر اور دوسری اراضی اپنے بزرگیوں پر وقت کی اور بزرگیوں میں حصے اسکے قراہت دہن تو یہ لوگ دونوں فقیہوں میں سے دونوں حصوں کی جہت سے مستحق ہوں گے اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر وقت کرنے والے نے وقت میں شرط کی ہو کہ اسی قراہت کے فقیروں کے واسطے آٹنا اور مساکین و فقرا کے واسطے آٹنا تو قراہت والے فقیروں کو فقرا کے حصہ سے دیا جائیگا اور اگر اس نے یہ شرط کی ہو کہ اسی قراہتی فقیروں کے واسطے اس قدر اور باقی مساکین فقرا کے واسطے ہو تو قراہتی فقیروں کو حصہ فقرا میں سے نہ دیا جائیگا اور اسی کو محمد بن مسلمہ ابو نصر محمد بن مسلمہ بنی نے اختیار کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر وقت کرنے والے نے وقت کی آمدنی اس واسطے مشروط کر دی ہو کہ مسلمان جو قرضدار ہیں میں بھنسا ہو اسکے جھٹکار سے میں یا مسافروں کے لیے یا فی سبیل اللہ یعنی جہاد کے واسطے یا حج یا مسلمان غلاموں کی گردنیں آزاد کرانے کے لیے صرف کیا جائے پھر اسکی بعض دلاویق قراہتی فقیر اسکے حاجت مند ہوں تو انکو اس میں سے کچھ نہ دیا جائیگا مساکین اگر اولاد یا قریب ہی ایسے لوگوں میں سے ہو پس قرضدار کے کو جبہ میں بھنسا ہو یا مسافر ہو تو ایسی صورت میں پہلے اسی کو دیا جائیگا یہ حاوی میں ہو اور اگر کسی نے اپنی ایک اراضی اپنے قراہتی فقیروں پر وقت کی اور دوسری اراضی مساکین پر

وقف کی اور حال یہ ہو کہ جو قراہتی فقیر و نادر وقف کی ہو وہ انکے حق میں کافی نہیں ہوتی ہو پس اگر یہ وقف الگ الگ دو عقار میں واقع ہوا تو قراہت دوسرے فقیر و نادر کو سوا کین کے وقف سے بقدر کفایت یا جائیگا اور اگر ایک ہی عقد میں اسنے دونوں کو وقف کیا ہو تو وہ دیا جائیگا پھر جو حکم کہ ایک عقار میں وقف ہونے کی صورت میں بیان فرمایا کہ قراہتیوں کو سوا کین کے وقف سے نہیں یا جائیگا پھر ضرور ہو کہ شیخ ہلال علیہ السلام جو یوسف بن خالد کے قول پر یہ حکم ہوئے یہ محیط میں ہو اور اگر اسکے قراہتی فقیر و نادر میں سے ایک کو دوسو درم سے کم دیا گیا پس اسنے یہ سبب حرج کر ڈالے اور حال یہ ہو کہ غلہ وقف میں سے ابھی باقی رکھا ہو تو اسکو دوبارہ دیا جائیگا بشرطیکہ اسنے برے کام میں نہ خرچ کیا ہو یہ عادی میں ہو۔ اور اس فصل کے مشتملات سے یہ ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنی یہ اراضی ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ کر دی زیر پر اسکی اولاد اور اولاد اولاد پر برابر جب تک اسکی نسل ہوتی رہے کر دی اور انکے بعد مسکینوں پر کر دی اس شرط سے کہ میری قراہت میں سے جو اسکا حاجت مند ہو یہ وقف ان پر دیا جائیگا اور اسکا غلہ انھیں کا ہوگا۔ اور حال یہ ہو کہ انکی قراہت میں ایک جامعہ ہو جنہیں سے بعضے شراج اور بعضے تو نگار ہیں تو جو حاجت مند ہوا اس پر دیا جائیگا اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ اس شرط سے کہ میرے آزاد کیے ہوں میں سے جو حاجت مند ہوا اس پر دیا جائیگا پھر اسکے بعضے آزاد کیے ہوئے حاجت مند ہوئے تو ان پر دیا جائیگا اور اگر اسنے کہا کہ اولاد زیر پر پھر جب وہ مر جائیں تو عمر دیر وقف ہو پھر زیر کی بعضی اولاد میری اور بعض باقی ہیں تو غلہ وقف عمر دیر دیا جائیگا یا جائیگا کہ کل اولاد زیر مر جائیں ایسا ہی امام خصائص نے بیان فرمایا تو یہ ذخیرہ میں ہر شیخ ہلال نے اپنے وقف میں فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ بعد میری موت کے فقیر و نادر پر کر دی پھر اگر میرے فرزند یا میرے فرزند کے فرزند میں سے کوئی اسکی حاجت مند ہوا تو قدر کفایت اسکو دیا جائے تو جیسا اسنے کہا ہے ویسا ہی ہوگا پس اگر اسکی پشت کے فرزند و نادر میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو جیسا اسکو کفایت کرے دیا جائے تو جیسا اسنے کہا ہے ویسا ہی ہوگا پس اگر اسکی پشت کے فرزند و نادر میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو جیسا اسکو کفایت کرے ایسا قدر اسکو دیا جائیگا پس یہ قدر تمام داروں کے درمیان ہر شراک ہو جائیگی اور اگر فرزند و نادر کے فرزند میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو اسکو بعد اسکی کفایت کے دیا جائیگا جو اسی کا ہوگا اور اگر اسکے نسب کے فرزند و نادر میں سے کوئی فرزند اور اسکے فرزند و نادر میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو وہ دونوں کو انکا قدر کفایت دیا جائیگا پھر جو کچھ اسکے نسب کے فرزند کو ہو جائیگی تو تمام داروں کے درمیان ہر شراک ہوگا اور جو فرزند کے فرزند کو ملا ہے وہ اسی کا ہوگا اور اگر اسکے فرزند و نادر کے فرزند سب محتاج ہوں تو غلہ وقف ان سب کی تعداد تقسیم ہوگا جو کچھ اسکی پشت کے فرزند و نادر کو ملا ہو وہ وقف نہیں بلکہ میراث ہوگا کہ جیسے میراث شراک کے اور جو فرزند و نادر کے فرزند و نادر کو ملا ہو وہ ان کا ہوگا پھر اگر وہ شخص جو محتاج تھا غنی ہو گیا تو اسکو نہ دیا جائیگا اور نہ ملا ہوگا اور اگر غلہ وقف مذکور ہر دو فریق کی قدر کفایت سے کم پڑا اور حال یہ ہو کہ ہر دو فریق محتاج ہیں ولیکن ایک فریق کی واسطے کافی ہوتا ہو تو پہلے فرزند و نادر کے فرزند و نادر کو دیا جائیگا یہ جیسا کہ میں نے فرمایا۔

**باب چہارم۔** وقف میں شرط کرنے کے بیان میں۔ ذخیرہ میں یہ کہ اگر اراضی یا اد کوئی چیز وقف کی اور کل اپنے واسطے شرط کرنی یا بعض اپنے واسطے شرط کر لی جب تک کہ زندہ ہو اور بعد اسکے فقیر و نادر کے واسطے کر دی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وقف صحیح ہوا اور شیخ نے امام ابو یوسف کا قول لیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ تاکہ لوگ وقف کرنے میں رغبت نہ کریں اور ایسا ہی فتاویٰ صغریٰ و کبریٰ و مشہرات میں ہے۔ اور اس پر بھی واضح ہے کہ واسطے فقر و کسالت کی صورت میں سے یہ بھی ہو کہ یوں کہا کہ اس شرط سے کہ میرا قرضہ اس وقف کی آمدنی سے ادا کیا جائے یا کہا کہ جب میں مردن اگر قرضہ میرا ہو تو پہلے اس وقف کی آمدنی سے جو قرضہ ہوا ادا کیا جائے پھر باقی رہے وہ وقف کی راہ پر صرف ہوں تو یہ سب جائز ہے اور اس طرح اگر

وقف کی اور حال یہ ہو کہ جو قراہتی فقیر و نادر وقف کی ہو وہ انکے حق میں کافی نہیں ہوتی ہو پس اگر یہ وقف الگ الگ دو عقار میں واقع ہوا تو قراہت دوسرے فقیر و نادر کو سوا کین کے وقف سے بقدر کفایت یا جائیگا اور اگر ایک ہی عقد میں اسنے دونوں کو وقف کیا ہو تو وہ دیا جائیگا پھر جو حکم کہ ایک عقار میں وقف ہونے کی صورت میں بیان فرمایا کہ قراہتیوں کو سوا کین کے وقف سے نہیں یا جائیگا پھر ضرور ہو کہ شیخ ہلال علیہ السلام جو یوسف بن خالد کے قول پر یہ حکم ہوئے یہ محیط میں ہو اور اگر اسکے قراہتی فقیر و نادر میں سے ایک کو دوسو درم سے کم دیا گیا پس اسنے یہ سبب حرج کر ڈالے اور حال یہ ہو کہ غلہ وقف میں سے ابھی باقی رکھا ہو تو اسکو دوبارہ دیا جائیگا بشرطیکہ اسنے برے کام میں نہ خرچ کیا ہو یہ عادی میں ہو۔ اور اس فصل کے مشتملات سے یہ ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنی یہ اراضی ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ کر دی زیر پر اسکی اولاد اور اولاد اولاد پر برابر جب تک اسکی نسل ہوتی رہے کر دی اور انکے بعد مسکینوں پر کر دی اس شرط سے کہ میری قراہت میں سے جو اسکا حاجت مند ہو یہ وقف ان پر دیا جائیگا اور اسکا غلہ انھیں کا ہوگا۔ اور حال یہ ہو کہ انکی قراہت میں ایک جامعہ ہو جنہیں سے بعضے شراج اور بعضے تو نگار ہیں تو جو حاجت مند ہوا اس پر دیا جائیگا اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ اس شرط سے کہ میرے آزاد کیے ہوں میں سے جو حاجت مند ہوا اس پر دیا جائیگا پھر اسکے بعضے آزاد کیے ہوئے حاجت مند ہوئے تو ان پر دیا جائیگا اور اگر اسنے کہا کہ اولاد زیر پر پھر جب وہ مر جائیں تو عمر دیر وقف ہو پھر زیر کی بعضی اولاد میری اور بعض باقی ہیں تو غلہ وقف عمر دیر دیا جائیگا یا جائیگا کہ کل اولاد زیر مر جائیں ایسا ہی امام خصائص نے بیان فرمایا تو یہ ذخیرہ میں ہر شیخ ہلال نے اپنے وقف میں فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ بعد میری موت کے فقیر و نادر پر کر دی پھر اگر میرے فرزند یا میرے فرزند کے فرزند میں سے کوئی اسکی حاجت مند ہوا تو قدر کفایت اسکو دیا جائے تو جیسا اسنے کہا ہے ویسا ہی ہوگا پس اگر اسکی پشت کے فرزند و نادر میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو جیسا اسکو کفایت کرے دیا جائے تو جیسا اسنے کہا ہے ویسا ہی ہوگا پس اگر اسکی پشت کے فرزند و نادر میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو جیسا اسکو کفایت کرے ایسا قدر اسکو دیا جائیگا پس یہ قدر تمام داروں کے درمیان ہر شراک ہو جائیگی اور اگر فرزند و نادر کے فرزند میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو اسکو بعد اسکی کفایت کے دیا جائیگا جو اسی کا ہوگا اور اگر اسکے نسب کے فرزند و نادر میں سے کوئی فرزند اور اسکے فرزند و نادر میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو وہ دونوں کو انکا قدر کفایت دیا جائیگا پھر جو کچھ اسکے نسب کے فرزند کو ہو جائیگی تو تمام داروں کے درمیان ہر شراک ہوگا اور جو فرزند کے فرزند کو ملا ہے وہ اسی کا ہوگا اور اگر اسکے فرزند سب محتاج ہوں تو غلہ وقف ان سب کی تعداد تقسیم ہوگا جو کچھ اسکی پشت کے فرزند و نادر کو ملا ہو وہ وقف نہیں بلکہ میراث ہوگا کہ جیسے میراث شراک کے اور جو فرزند و نادر کے فرزند و نادر کو ملا ہو وہ ان کا ہوگا پھر اگر وہ شخص جو محتاج تھا غنی ہو گیا تو اسکو نہ دیا جائیگا اور نہ ملا ہوگا اور اگر غلہ وقف مذکور ہر دو فریق کی قدر کفایت سے کم پڑا اور حال یہ ہو کہ ہر دو فریق محتاج ہیں ولیکن ایک فریق کی واسطے کافی ہوتا ہو تو پہلے فرزند و نادر کے فرزند و نادر کو دیا جائیگا یہ جیسا کہ میں نے فرمایا۔



یہ شرط نہ کی ہو کہ جو حصہ اسکی اولاد کا ہو جسے میں اس صورت میں اسکا حصہ سب دار ہوں کی طرف رو کر دیا جائیگا یہ کبریٰ میں ہو۔ ایک نے اپنی اراضی وقف کی بانی طور کہ اس میں سے نصف اپنی جوہر پر اور نصف باقیہ ایک معین خزانہ پر باین شرط کہ اگر جوہر مر جاوے تو اسکا حصہ میری اولاد پر صرف کیا جائے اور آخر یہ وقف واسطے فقیروں کے ہو پھر اسکی جوہر مگر تو اسکی حصہ میں سے یعنی اس خزانہ معین کا خیر نصف زمین وقف ہو حصہ ہوگا یہ فقیرانہ میں جو ایک نے اپنی اراضی ایک مرد پر اس شرط سے وقف کی کہ اسکی آمدنی میں سے اسکو بقدر کفایت ماہوار دی جائے یا جائے اور حال یہ ہو کہ اس مرد کے عیال نہیں ہیں پھر اسکے عیال ہو گئے تو اسکو اور اسکے خیال دونوں کی قدر کفایت اس میں سے دیا جائے کہ یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو۔ اور اگر زمین نے عمر و پر اس شرط سے وقف کیا کہ عمر و تو اسکو کچھ درم معلوم وقف ہو تو وقف جائز اور شرط باطل ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اصل وقف میں یہ شرط کی کہ جب چاہیگا اس اراضی کی جگہ دوسری اراضی بدل لیگا جو بجائے اسکے وقف ہوگی تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقف اور شرط دونوں جائز ہیں اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اسکو فروخت کر لیا اور اسکے من سے دوسری زمین خرید لیگا جو اسکی جگہ وقف ہوگی تو بھی جائز ہو اور واقعات قاضی امام فخر الدین رحمہ اللہ میں امام ابو یوسف کے قول کے ساتھ شیخ ہلال کا قول بھی مذکور ہے اور یہی یہ فتویٰ ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور ایک مرتبہ اسکی استدلال کے بعد اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوبارہ بدلے اسکو جسے اسکی شرط ایک مرتبہ استدلال کرنے سے منتهی ہوگی لیکن اگر اسنے ایسی عبارت بیان کی ہو جو سیدہ اسکے واسطے اسکے استدلال کے اختیار کو مقید ہو تو اختیار محال ہوگا نیز فقہ القدر میں ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے نے محل وقف میں یوں کہا ہو کہ اس شرط ہے کہ میں اس وقف کو جب قدر قلیل یا کثیر من کے عوض میری رائے میں آوے فروخت کر دوں گا یا کہا کہ اس شرط ہے کہ میں اسکو فروخت کروں اور اسکے من کے عوض غلام خریدوں یا کہا کہ اس شرط ہے کہ میں اسکو فروخت کروں اور اس سے زیادہ نہ کرنا تو شیخ ہلال نے فرمایا کہ یہ شرط فاسد ہو اس سے وقف فاسد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہمیشہ کے واسطے اس شرط پر ہو کہ اسکی جگہ میں دوسری بدل سکتا ہوں تو استثنائاً وقف جائز ہوگا اگر پہلی اراضی کے من سے دوسری کی خرید واقع ہووے یہ خط مشرعی میں ہو اور دوسری اراضی کو جیسے ہی خریدادیسے ہی بجائے اول کے اسی شرائط کے ساتھ وقف ہو جائیگی اور دوسری کے وقف کرنے اور شرائط وقف بیان کرنے کی حاجت نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اسنے فقط استدلال کی شرط کی اور یہ بیان نہ کیا کہ بدل کر زمین یا دار کر لینگا اور اسنے اول وقف کو فروخت کیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ جس عمارت سے جو چاہے خواہ زمین یا مکان بجائے اسکے بدلے اور اسی طرح اگر اسی شہر کی قید نہ لگائی ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے جس شہر میں استدلال کرے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہدیا کہ اس شرط سے کہ میں بجائے اسکے دوسری زمین بدل سکتا ہوں تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ بجائے اسکے مکان بدلے اور اسی طرح اسکے برعکس بھی نہیں جائز ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور یہ اسکو اختیار ہوگا کہ اسکے من کے عوض خراجی زمین دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا باین شرط کہ بجائے اسکے حصہ کی اراضی سے بدل سکتا ہوں تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ سوائے بصرہ کے دوسری جگہ سے بدل کرے مگر چاہیے یہ ہو کہ اگر دوسری جگہ کی زمین اسکے بدلے میں تہر کی ہو تو جائز ہووے اسواسطے کہ یہ خلاف کرنا بہتری کی جانب ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور فقہ میں مذکور ہے کہ مکان وقف کا دوسرے مکان سے مبادا کرنا بھی جائز ہو کہ جب محلہ ایک ہی ہو یا جو بدلے میں آتا ہو اسکا محلہ نسبت وقف کے



محاکمے بہتر ہو اور اگر اسکے برعکس ہو تو نہیں جائز ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر اپنے واسطے اسنے استبدال کا اختیار شرط کیا پھر استبدال کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو جائز ہو اور اگر اس واسطے کسی کو اپنی موت کے وقت وصیت کردی تو وصی کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اور اگر استبدال کا اختیار اپنے واسطے مع دوسرے شخص کے اسطرح شرط کیا کہ دونوں ساتھ ہی تبدال کریں پھر اس دوسرے نے تنہا استبدال کیا تو نہیں جائز ہو اور اگر وقت کنندہ نے تنہا استبدال کر دیا تو جائز ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے نے استبدال کا اختیار ہر ایسے شخص کے واسطے شرط کر دیا جو اسکا متولی ہو تو یہ صحیح ہے اور جو شخص اسکا متولی ہوگا اسکو اس وقف کی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار ہوگا اور اگر وقف کرنے والے نے یہ کہا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اسکی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار ہو پھر وقف کرنے والا مر گیا تو بعد اسکے فلان مذکور کو اختیار استبدال حاصل نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ وقف کنندہ نے اپنی وفات کے اسکا اختیار شرط کیا ہو یہ فتاویٰ کا فیضان میں ہے اور کسی تیمم کو اختیار استبدال نہیں حاصل ہے الا اس صورت میں کہ تیمم اسکے واسطے یہ شرط کیا جاوے اور اگر وقف کنندہ نے تیمم کے واسطے اختیار شرط کیا اور اپنے واسطے شرط نہ کیا تو وقف کنندہ کو اختیار ہوگا کہ خود استبدال کرے یہ فتح القدیر میں ہے پھر جب وقف جائز ہو اور اس میں اسے بیع و استبدال میں شرط کی شرط کی پھر اسکو استبدال میں عوض یا جتنے میں لوگ اپنے انداز میں خسار نہیں جانتے ہیں تو بیع جائز ہو اور اگر اسے نہیں کو بیجا کر اپنی انداز سے لوگ اس میں خسارہ جانتے ہیں تو بیع باطل ہے چھپ میں ہے اور اگر اسکو عوض کے عوض فروخت کیا تو بقیاس قول امام رحمہ اللہ بیع ہو پھر اس عوض کو عوض عقار کے فروخت کرے اور امام ابو یوسف و ہلال نے فرمایا کہ فقط نقد ہی کے عوض فروخت کر سکتا ہے کہ فی البحر الرائق یا بعض کسی زمین کے فروخت کرے جو بیجا ہے اسکے وقف ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر وقف کی زمین فروخت کرے اسکے استکشاف وصول کیا پھر مر گیا اور میں کا حال بیان نہ کیا تو بیعت اسکے ترکہ پر فرض ہوگا کہ فی فتاویٰ کا قاضی خان اور اسی طرح اگر اسے میں کو تلف کر دیا ہو تو میں اسکے اوپر فرض ہوگا جو وصول کیا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر اسے مال وقف کو فروخت کیا اور میں اسکے پاس سے جاتا رہا تو ضامن ہوگا اور وقف باطل ہو گیا یہ شیعہ شری میں ہے۔ اور اگر اسے میں کے عوض اسباب عرض میں سے کوئی ایسی چیز خریدی جو وقف نہیں ہو سکتی ہو تو وہ اسی کی ہوگی اور میں اس پر فرض ہوگا اور اگر اسے میں شری کو بیع کر دیا تو یہ صحیح ہے اور وہ ضامن ہوگا اور لے امام عظیم رحمہ قول ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں کر سکتا ہے اور اگر اسے میں وصول کر کے بیعت شری کو بیع کیا تو بالاتفاق یہ باطل ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اسے وقف کو فروخت کیا پھر اسکے پاس ایسے سبب سے واپس لایا جو یہ شرط ہے تو اسکو دوبارہ فروخت کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر اسکے پاس ایسا عقد جدید ہو اس کی بات کو دوبارہ اس کی بیعت نہیں کر سکتا ہے الا اس صورت میں کہ اسنے اپنے واسطے استبدال کی شرط تعین کر لی ہو لیکن ہر بار اسے اختیار ہے تو دوبارہ بیع کر سکتا ہے اور اگر سبب بیع کے حکم قاضی یا بغیر حکم قاضی بعد قبضہ شری کے یا قبل قبضہ شری کے اسکے پاس واپس لایا تو وقف اس ہوگا اور اسی طرح اگر اسکے مشتری سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ ہو جائے کہ اتنا کہ کر لیا تو بیعت وقف واپس لایا تو بیعت قبضہ میں ہو اور بعد اقالہ کے اسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اس وقف کو دوبارہ فروخت کرے الا اسی صورت میں کہ اسنے دوبارہ کی یا ہر بار اسکے اختیار کی شرط کر لی ہو یہ نہیں ہے۔ اور اگر اسے زمین وقف کو فروخت کیا اور اسکے میں سے کوئی زمین خریدی ہو پھر وہی زمین بیعت بیع کے حکم قاضی واپس دینی تو بیعت وقف ہوگی اور وہ شری کے ساتھ جو چاہے

قال المرحوم  
المرکون  
سے ایک  
چیز کی قیمت  
انداز سے  
میں اختلاف  
کیا کہ  
دیکھنا  
یہ کہ اور  
سے اسکا  
تیمم سے  
لوگ اس  
امکان میں  
دونوں کو  
ایک ہی

کرے۔ اور اگر پہلی زمین اُسکو بغیر حکم قاضی دیکھی اور اُسے واپس کر لی تو اوّل کی بیع فسخ نہ ہوگی پس دوسری زمین بچا  
 اوّل کے بدلہ باقی رہی پس دوسری زمین سے وقف ہونے کی صفت باطل نہوگی اور پہلی زمین کا اپنے واسطے خریدنے والا  
 ہو جائیگا اور دوسری زمین کا خریدنے والا اور اپنے واسطے وقف کرے والا نہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو اور اگر  
 پہلی زمین کو بچا اور دوسری خریدی پھر پہلی زمین استحقاق مین لے لیگی تو قیاس یہ ہو کہ دوسری زمین کا وقف باطل نہ ہو  
 اور استحقاقاً دوسری زمین وقف نہوگی یہ شرط شرعی مین ہو۔ اور اگر وقف مسل ہو یعنی اس مین تبدل کی شرط نہ ہو کہ  
 بچے بجائے اسکے دوسری زمین مثلاً بدل لینے کا اختیار ہو تو اسکو اس وقف کے بیچ کرنے اور اسکی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار  
 حاصل نہوگا اگرچہ زمین مذکور جو وقف کی ہو لوٹیا ہو کہ اس سے ارتفاع حاصل نہیں ہو سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو  
 مگر قاضی کے بدلے مین امام قاضی خان کا کلام مختلف ہو چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہو کہ قاضی اگر مصلحت دیکھے تو بدول  
 وقف کنندہ کی شرط کے قاضی کو استبدال جائز ہو اور دوسرے مقام پر اس سے منع فرمایا ہو اگرچہ زمین لیس ہو جائے  
 کہ اس سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا ہو اور اعتماد اس پر ہو کہ قاضی کو بدل ڈالنا روا ہو بشرطیکہ زمین قابل ارتفاع ہوئے  
 بیچ بالکلیہ منکوحا وے اور وہاں مال وقف سے کچھ مال بھی نہ ہو کہ اس سے اس زمین کی اصلاح ہو سکے اور نیز اسکی  
 بیع فسخ فاحش کے ساتھ نہو یہ بحر الرائق مین ہو۔ اور اسلاف مین یہ شرط لگائی کہ بدلنے والا قاضی اخبہ ہو اور  
 قاضی اخبہ کی یہ تفسیر ہو کہ قاضی عالم ہو اور وقتہ سے علم پر عمل کرتا ہو یہ نہرا لائق مین ہو۔ اور اگر مال ائمہ جمہور و چندی  
 سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور اسے کہا کہ اگر تم اسکے کہنے سے عاجز ہو تو اسکو فروخت کر دو تو بیچ  
 لے فرمایا کہ اگر وقف مین یہ شرط ہو تو وقف باطل ہو اور واجب ہو کہ جو اس مال محمد کے قول پر ہوئے اور امام ابو یوسف کے  
 قول پر وقف جائز ہو اور شرط باطل ہو۔ اور اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہو اس شرط پر کہ اصل زمین مذکور میری یا اس  
 شرط پر کہ میری ملک اسکی اہلی سے زائل نہوگی یا اس شرط پر کہ مین اصل زمین کو فروخت کر دوں اور اسکے ثمن کو صدقہ کر دوں  
 تو وقف باطل ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور اگر یہ شرط کی کہ اسکو فروخت کر دوں اور اسکا ثمن اس سے فضل و عین کر دوں  
 تو اگر حاکم شہسکی فروخت مین بہتری دیکھے تو اسکی اجازت دیکھا کہ ایسا کرے یہ چیز مین ہو اور امام خصاف نے اپنی وقفہ مین بیان  
 فرمایا ہو کہ اگر یہ شرط کی کہ بیچ اختیار ہو کہ اسکو فروخت کر کے اسکا ثمن کارہائے خیر مین چاہوں صرفت کر دوں تو وقف باطل  
 ہو اور اگر اصل وقف مین اسکی بیچ کے اختیار کی شرط کی تھی مگر اسنے فروخت نہ کیا تو جو حاصل ہو سکے بعد متولی ہو اسکو اختیار  
 نہ ہوگا کہ وقف مذکور کو فروخت کرے یہ چیز مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہو اس شرط پر کہ بیچ اس صدقہ  
 کے باطل کر دینے کا اختیار ہو تو ہلال کے نزدیک وقف باطل ہو اور یوسف بن خالد کے نزدیک وقف جائز ہو اور شرط باطل  
 ہو اور امام ابو یوسف سے آئین کوئی روایت نہیں ہو اور ان کے مذہب کے موافق کہنے والا کہ سکتا ہو کہ ایسا وقف اسکے  
 نزدیک جائز ہوگا اس واسطے کہ یہ بہتر شرط اختیار کیے اپنے واسطے ہو اور دوسرا کہنے والا کہ سکتا ہو کہ وقف کے نزدیک  
 جائز نہوگا یہ شرط شرعی مین ہو۔ امام خصاف نے امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر اپنی کتاب الوقف مین چند مسائل ذکر فرمائے مین  
 چنانچہ فرمایا کہ اگر وقف کنندہ نے وقف نامہ مین تحریر کیا کہ یہ وقف فروخت نہ کیا جائیگا اور نہ ہیہ کیا جائیگا اور نہ ملک مین  
 آویجا پھر لکھا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اسے بیچ کرنے اور اسکی جگہ اسکے مین سے ایسی چیز جو وقف ہوئی ہو خرید کر قافلہ  
 کرنے کا اختیار ہو تو یہ جائز ہو اور اگر اسنے اول مین یہ تحریر کیا کہ اس شرط سے کہ فلان کو اسکی بیچ کرے اسکی جگہ دوسری

یہ شرط شرعی ہے  
 امام خصاف نے امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر اپنی کتاب الوقف میں چند مسائل ذکر فرمائے میں  
 چنانچہ فرمایا کہ اگر وقف کنندہ نے وقف نامہ میں تحریر کیا کہ یہ وقف فروخت نہ کیا جائیگا اور نہ ہیہ کیا جائیگا اور نہ ملک میں  
 آویجا پھر لکھا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اسے بیچ کرنے اور اسکی جگہ اسکے میں سے ایسی چیز جو وقف ہوئی ہو خرید کر قافلہ  
 کرنے کا اختیار ہو تو یہ جائز ہو اور اگر اس نے اول میں یہ تحریر کیا کہ اس شرط سے کہ فلان کو اسکی بیچ کرے اسکی جگہ دوسری



ہو جائیگا یہ محیط خرسی میں ہو۔ اور اگر ایک سال تک اسکا غلہ کسی شخص معین کے واسطے کر دیا تو جائز ہو اور اس کے بعد اسکو اختیار ہوگا کہ جسکے واسطے چاہے کرے اور اگر اسکا غلہ دو شخصوں کے واسطے کر دیا تو جب تک دونوں زندہ رہیں غلہ نہ کور  
دونوں میں نصف نصف ہوگا پھر اگر دونوں میں سے ایک مر گیا تو زندہ کے واسطے نصف غلہ ہوگا اور اگر اُس نے کہا کہ  
میں نے اسکا غلہ اپنے والدین کے واسطے کر دیا تو صحیح ہو جیسے ابتدا سے اگر اُس نے والدین کے واسطے اسکا غلہ وقف کیا تو  
صحیح ہوتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اُس نے وقف کا غلہ اپنے فرزند کے واسطے کر دیا تو جائز ہو یہ حاوی میں ہو۔ ایک شخص نے  
اپنی زمین وقف کی اور یہ شرط کی کہ مجھ اسکا غلہ جسکو چاہے دیا کرے تو جائز ہو اور قیام کو اختیار ہوگا کہ تو نگران کو اور  
فقیروں کو جسے یہ فائدہ تھا قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنے مرض میں وقف کیا اس شرط پر کہ فلان اسکا غلہ جسکو چاہے دے  
پس وصی نہ کرے یہ چاہا کہ وقف کنندہ کے فرزند کو دیا کرے تو نہیں جائز ہو اور قیام سنا وقف باطل ہوگا مگر اختیار تھا تو  
صحیح رہیگا اسواسطے کہ اصل وقف تو فقیروں کے واسطے صحیح واقع ہوا ہو مگر وقف کنندہ نے غلہ کی بابت فلان کو اختیار  
دیدیا ہو پس اگر اُس نے ایسا امر اختیار کیا جس سے وقف صحیح رہتا ہو تو اسکا اختیار بھی صحیح ہوگا ورنہ اسکا اختیار باطل ہوگا  
یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ فلان اسکا غلہ جسکو چاہے دے تو یہ جائز ہو اور فلان نہ کو کو اختیار ہوگا کہ وقف  
کنندہ کی زندگی میں اور بعد اسکی موت کے اسکا غلہ جسکو چاہے دے پس گویا اُس نے کہا کہ میری زندگی میں بعد میری وفات  
کے جسکو چاہے دے اور قیاس یہ ہو کہ اسکی وفات کے بعد فلان کو یہ اختیار نہ رہے پھر اگر وہ شخص جسکو اختیار دیا تھا مر گیا  
تو غلہ نہ کور فقیروں کے واسطے ہوگا اور جسکو اختیار دیا ہو کہ جسکو چاہے دے اسکو اختیار ہو کہ چاہے اپنی اولاد و نسل کو دے  
چاہے وقف کنندہ کی اولاد و نسل کو لیکن اسکو یہ رو نہیں ہو کہ اپنے آپ کو دے اور اگر اُس نے یوں کہا کہ میں نے اپنے  
آپ کو دیا تو اس کہنے سے اسکا اختیار اس کے ہاتھ سے خارج نہ ہوگا اور اگر اُس نے وقف نہ کر کا غلہ وقف کر نیو اسکو واسطے  
کر دیا تو جو امام فرماتا ہو کہ آدمی کا وقف اپنی ذات پر نہیں جائز ہو اس کے قول پر یہ جائز نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایک  
سال تک غلہ نہ کور وقف کنندہ کے واسطے کر دیا تو بھی نہیں جائز ہو یہ حاوی میں ہو۔ خلافت کے واسطے اگر وقف کنندہ نے اس کے غلہ  
دینے کا اختیار اپنے ہاتھ میں لیا پس اُس نے اپنے آپ کو دیا تو وقف باطل نہ ہوگا اور اگر فلان نہ کو جسکے اختیار میں غلہ  
دینے کی مشیت رکھتی تھی اُس نے کہا کہ میں نے اسکا غلہ تو نگرانوں کے واسطے کر دیا تو وقف باطل ہو گیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی  
زمین نبی فلان پر وقف کی اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ اسکا غلہ جسکو چاہوں یا کور وں پھر اُس نے نبی فلان میں سے ایک  
معاہدین کو دینا چاہا تو اسکا چاہنا جائز ہو اور اگر اُس نے ان سب پر صرف کرنا چاہا تو بھی اسکا چاہنا جائز ہو اور غلہ نہ کور ان  
سب پر دینا وہی قسم ہوگا اسواسطے کہ اسکا یہ قول کہ جسکو چاہوں غلہ عام ہو پس کل کو شامل ہوگا اور اگر سوا سے نبی فلان کے ہا  
کسی کے صرف میں کرنا چاہا تو اسکا چاہنا باطل ہو یہ محیط خرسی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی نبی فلان پر مقدمہ موقوف ہو اس  
شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ ان میں سے جسکو چاہوں غلہ وں تو اسکو اختیار ہو کہ ان میں سے جسکو چاہے دیوے اور اگر اُس نے کہا کہ میں  
ان میں سے کسی کو دینا نہیں چاہتا ہوں تو فلان سب کا ہوگا اور اسکی مشیت باطل ہو گئی پس ایسا ہو گیا کہ گویا اُس نے اپنے  
واسطے کوئی مشیت بشرط انہیں کی تھی اور اگر وقف کنندہ مر گیا یا اُس نے فقط اسی قدر کہا کہ میری یہ اراضی نبی فلان پر مقدمہ موقوف  
ہو اور خاموش رہا تو غلہ نہ کور سب نبی فلان کے واسطے ہوگا۔ اور اگر اُس نے کہا کہ میں نے اسکا غلہ ابن فلان کے واسطے کر دیا تو اسکا  
بھائیوں کے واسطے تو جائز ہو اور وہ اس سے نہیں سکتا ہو اور اسکو اختیار ہو کہ ان میں سے بعض کو نہ یا دہ سے اور بعض کو کم





کہ اسکو نکالنے کا اختیار حاصل ہوا داخل کرنے کا اختیار نہیں ملا تھا یہ حاوی میں ہر پھر اگر نکالنے کے وقت وقف میں غلہ موجود تھا تو ہلال نے ذکر فرمایا ہو کہ وہ مخصوص اسی غلہ سے خارج ہوگا اور جو دھن یا ہے اصل جامع صدقہ میں مذکور ہو اس پر قیاس کرنے سے یہ حکم ثابت ہوتا ہو کہ وہ ہمیشہ کے غلہ سے خارج ہو جائیگا چنانچہ اگر اسنے اپنے باغ کے حاصلات کی کسی کے لیے وصیت کر دی اور وصیت کنندہ کی موت کے روز باغ میں غلہ موجود ہو تو جسکے لیے وصیت کی ہو اسکو یہ موجودہ غلہ اور جو آئندہ ہمیشہ پیدا ہوا کرے سب ملے گا اور نہایت ہلال کے (اسکو غلہ موجودہ ملے گا نہ وہ غلہ جو آئندہ پیدا ہوگا اور یہی ہمارے بعض اصحاب سے روایت کیا گیا ہے یہ محیط سخی میں ہے اور اگر اسنے اس کلام سے نکالا کہ میں نے فلان کو یا فلان کو اس وقت سے خارج کیا تو جائز ہو اور بیان کا اختیار کہ تو نے ان دونوں میں سے کس کو نکالا ہے اسی کو ہوگا پھر اگر اسنے بیان نہ کیا یہاں تک کہ مرگیا تو غلہ مذکور باقیوں کی تعداد پر مساوی حصہ لگایا جائیگا اور ان دونوں کے واسطے ایک حصہ لگایا جائیگا پھر اگر دونوں نے باہم صلح کر لی تو اس حصہ کو دونوں آدھا آدھا لے لیں اور اگر دونوں نے انکار کیا یا ایک نے انکار کیا تو یہ حصہ رکھ پھیرا جائیگا کسی کو نہ ملے گا یہاں تک کہ وہ دونوں کسی امر پر اتفاق کریں اور باہم صلح کر لیں یا بھلا کر التوق میں ہو۔ اور اگر وقت کرنے والے نے یوں کہا کہ میں نے فلان کو خارج کیا نہیں بلکہ فلان کو تو دونوں خارج ہو جاوے گا۔ اور اگر وقت کنندہ نے شرط لگائی کہ مجھے اختیار ہو کہ میں جسکو چاہوں داخل کر لوں تو اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے داخل کرے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ انہیں سے جسکو چاہے خارج کرے۔ پھر اگر قبل اسکے کہ کسی کو داخل کرے وہ مرگیا تو غلہ ان سب کا ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میں نے فلان کو اسکے غلہ میں ہمیشہ کے واسطے داخل کیا تو جیسا اسنے کہا ویسا ہی ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ اراضی اولاد عبد اللہ پر صدقہ وقف ہو اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ میں انہیں دلا دیر کو داخل کر لوں تو اسکو سوائے اولاد دیر کے کسی اور کے داخل کرنے کا اختیار نہ ہوگا ہاں یہ اختیار نہ ہوگا کہ چاہے اولاد دیر یا سب کو داخل کرے اور یہ سب اولاد عبد اللہ کے ساتھ مساوی شریک ہونگے۔ پھر اگر اسنے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ انکو داخل کر دوں تو اسکی مشیت سے اسنے داخل کرنے کے چاہنے کا اختیار منقطع ہو گیا اور یہ وقف فضول و لا وعبد اللہ کے واسطے ہو گیا یہ حاوی میں ہو۔ ایک نے اپنی ام ولد باندیوں پر بچہ وقف کیا یا ششما سے اسکے جسے نکاح کر لیا کہ اسکے واسطے بچہ نہ ہوگا پھر انہیں سے بعض نے نکاح کر لیا پھر اسکے شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو اس میں دو صورتیں ہیں اول اسنے وقف کرنے والے سے یہ شرط نہیں کی کہ انہیں سے جسے نکاح کیا اور اسکے شوہر نے اسکو طلاق دیدی پھر اسکو بھی ملے دوم یہ کہ اسنے یہ شرط کر دی تھی جس کو اول بچہ ہو تو ایسی ام ولد کو جو بعد نکاح کے مطلق ہو گئی ہو کچھ نہ ملے گا اس واسطے کہ وقف کنندہ نے ہر ایسی ام ولد کو جو نکاح کر کے مستثنیٰ کر دیا ہو اور دوم صورت ہو تو اسکو ملے گا اس مستثنیٰ میں سے بھی اسنے ایسی ام ولد کو جو نکاح کر کے پھر طلاق دیا ہو ان سے استثناء کر دیا ہو اور نفی سے استثناء انتہا ہے ہوتا ہو۔ اور اسی طرح اگر اسنے نبی فلان پر وقف کیا اور اس میں سے اسکو استثناء کیا جو شہر سے خارج ہو جاوے پھر انہیں سے بعضے یہ شہر چھوڑ کر چلے گئے پھر اسی شہر میں واپس آکر رہے تو اس میں بھی انہیں دو وجہ مذکورہ بالا کے لحاظ پر حکم ہوگا اور اسی طرح اگر نبی فلان میں سے انہیں جو علم سکھائے وقف کیا پھر بعض نے علم سکھانا چھوڑ دیا پھر علم سکھانے میں مشغول ہوا تو اس میں بھی دونوں مذکورہ بالا صورتوں کے لحاظ سے حکم ہوگا یہ واقعات حساب میں ہیں۔ اور وقف انحصار میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے اپنی اراضی اپنی اولاد و نسل و عقب پر ہمیشہ کے واسطے حبس انکی نسل ہوتی رہے اور پھر انکے بعد فقیر و ن و مساکین پر صدقہ موقوف کر دی اور وقف میں یہ شرط کی کہ جو انہیں سے نہ ملے

چھوڑ کر شافعی مذہب ہو جائے وہ وقف سے خارج ہوگا تو اسکی شرط کے موافق عمل ہوگا چنانچہ جو شخص مذہب خفی چھوڑ کر  
شافعی مذہب ہو جائیگا وہ وقف سے خارج ہوگا۔ اور اگر انہیں سے بعض نے دوسرے بعض پر یہ دعویٰ کیا کہ جو شخص مذہب  
خفی چھوڑ کر شافعی مذہب میں چلا گیا ہو اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قول مدعا علیہ کا قبول ہوگا اور مدعی پر  
اسکے گواہ پیش کرنے پر واجب ہوئے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ شرط کی کہ جو شخص مذہب معتزلہ  
اختیار کر لیا وہ وقف سے خارج ہوگا تو جو شخص انہیں سے معتزلی ہوا وہ خارج ہو گیا اور اسطرح اگر وقف کنندہ معتزلہ مذہب  
ہوا اور اسنے شرط کی کہ جو معتزلہ مذہب چھوڑ کر اہل سنت کا مذہب اختیار کر لیا وہ وقف سے خارج ہو جائیگا تو اسکی شرط کی پابندی  
کیجا نیگی اور اگر یہ شرط کی کہ جو شخص اہل سنت کے مذہب سے اسکے سوائے اور کسی کی طرف انتقال کر لیا پس خارج یا رخصتی  
ہو جائیگا تو وہ وقف سے خارج ہوگا پھر اگر انہیں سے کوئی شخص دین اسلام سے پھر کر مذہب ہو گیا تو بوجہ اللہ تعالیٰ منہ وہ وقف  
سے خارج ہو جائیگا اور واضح رہے کہ اس میں عورت مرد و لون کا حکم یکساں ہے اور اگر شرط کی کہ جو شخص مذہب قدر یہ چھوڑ کر  
دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہوا وہ وقف سے خارج ہوگا پھر انہیں سے کوئی مذہب قدر یہ چھوڑ کر دوسرے مذہب میں گیا  
یہ اسکو ترک کر کے قدر یہ مذہب میں آ گیا تو استحقاق وقف عود نہ کرے گا الا اسی صورت میں کہ وقف کنندہ نے شرط  
کر دی ہو جس سے ثابت ہو کہ اگر پھر لوٹ آئے تو پھر حق ہوگا اور اسی طرح اگر وقف کنندہ نے مذہبوں میں سے کسی مذہب  
کو معین کر دیا کہ جو اس مذہب سے دوسرے میں منتقل ہوا وہ وقف سے خارج ہوگا تو اسکی شرط کا اعتبار کیا جائیگا اور  
اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ میری قرابت میں سے جو شخص شہر بغداد سے رہنا چھوڑ کر کے دوسرے شہر میں جا بسیدگا وہ وقف  
سے خارج ہوگا کہ اسکا پھر حق ہوگا تو بھی اسکی شرط کا اعتبار کیا جائیگا و لیکن اتنا فرق ہے کہ اس صورت میں اگر واپس  
ہو کر آئے بغداد میں سکونت اختیار کی تو اسکا استحقاق وقف بھی عود کرے گا اور وقف میں شامل کیا جائیگا یہ بالرائے میں  
ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی اللہ تعالیٰ کے واسطے زید پر عمر و یہ حبیبان و لون زندہ رہیں اور ان دونوں کے بعد  
مسکینوں پر ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہو اس شرط پر کہ زید سے پہلے کجا دے کہ اسکو ہر سال اسکے غلہ سے ہزار  
درم دیے جاویں اور عمر و کو سالا نہ قیمت دیا جاوے تو یہ اسکے قول کے موافق جائز ہے پھر اگر ایسا کرنے کے بعد آمدنی میں  
سے کچھ بچا تو وہ دونوں کے درمیان نصفاً نصف ہوگا اور اگر اسکی آمدنی فقط ہزار درم ہوں تو وہ سب بچا کو دے جائیگا  
اسی طرح اگر ہزار درم سے بھی کم ہوں تو سب زید کو دیے جاویں گے پھر اگر زید مر گیا اور وقف کی سالانہ آمدنی آئی تو انہیں سے  
عمر و کو ایک سال کا قیمت دیا جائیگا پھر اگر آمدنی تین ہزار درم ہو اور عمر و کا سالانہ روزانہ ایک ہزار درم ہوں تو اسکو  
ایک ہزار درم دیے جاویں گے۔ اور نصف آمدنی سالانہ یعنی ڈیڑھ ہزار درم تک جو اسکی قوت ہے اور زیادہ بڑھتی جائے سو وہ  
بھی دیے جاویں گے اور باقی ڈیڑھ ہزار درم مسکینوں پر تقسیم ہونگے اور اگر زید میں ہر سال عمر و مر گیا تو زید کو وہ ہزار درم جو اسکے واسطے  
بیان کیے ہیں دیے جاویں اور نصف آمدنی اسکا جب قدر اور اس سے زیادہ ہو وہ بھی دیا جاوے اور باقی نصف آمدنی مسکینوں  
تقسیم ہوگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہے زید و خالد و عمر و پر کہ زید سے شروع کیا جاوے پس جب تک زندہ  
رہے اسکو صدقہ کی آمدنی دیا جائے پھر اسکے بعد عمر و کو جب تک زندہ رہے اس صدقہ کی آمدنی دیا جاوے پھر بعد اسکے خالد کو جب تک  
زندہ رہے اسکی آمدنی دیا جاوے پھر بعد اسکے مسکینوں پر صدقہ ہو تو جس طرح آئے بعض کو بعض پر مقدم کیا ہو اسی طرح پھر  
خالد را آمد ہوگا پھر جب زید و عمر و خالد سب مر جاویں تو اسکی آمدنی فقیروں پر صدقہ ہوگی یہ شرط میں ہے۔ سیر العیون





مرد ہو یا عورت ہو خواہ آنکھوں والا ہو یا اندھا ہو اور اسی طرح اگر محبہ و واقفیت ہو بشرطیکہ تو یہ کہ حکم ہو تو بھی مصلحت  
 نہیں ہو اور بتولی وقت ہو نہ کی صحت کے واسطے یہ شرط ہو کہ غافل و بالغ ہو یہ بزرگوارین میں ہر ذرا اگر کسی وقت  
 کر نیوے لے نہ یہ شرط کر دی ہو کہ اس وقت کی ولایت میری اولاد میں سے ہو میرے پیچھے رہے اسکو جو تو قاضی اس وقت  
 کندہ کے فرزند صغیر کا ایک شخص غایب تھو کہ بزرگ بزرگ بشرطیکہ وہ لائق ولایت ہو پس اصل ولایت اسکے فرزند کو ہوگی اور یہ  
 استعجال ہو اگر چہ قیاساً باطل ہو اور اسی طرح اگر وقت کندہ نے کسی نفل کو اپنے وقت کا وصی مقرر کیا تو قیاساً باطل ہو مگر  
 استعجالاً میں حکم دیتا ہوں کہ ولایت اسکو حاصل ہوگی جب بالغ ہو جاوے۔ اور اگر کسی غائب کو وصی مقرر کر دیا تو قاضی اپنی طرف  
 سے ایک شخص کو چند روز کی واسطے مقرر کر دینا ہر تمنا کہ جب یہ شخص غائب ہوگا تو اسکو موقوف کیا یہ حادی میں ہو۔ اور ولایت  
 وقت صحیح ہونے کے واسطے آزاد ہونا اور سامان ہونا شرط نہیں ہے چاہے اس وقت میں مذکور ہو اور اگر غلام ہو تو قیاساً و استعجالاً جائز  
 ہو اور قاضی حکم میں نفل غلام کے ہو و لیکن اگر قاضی نے غلام یا ذمی متولی کو ولایت وقت سے خارج کر دیا یہ غلام آزاد کیا گیا یا ذمی سامان  
 ہو گیا تو ان دونوں کی ولایت خود کو کر لے یہ بزرگوارین میں ہر قضاوی محمد بن الفضل میں مذکور ہو کہ شیخ نے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی  
 وقت کندہ نے اصل وقت میں اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے ولایت شرط کر دی ہو تو فرمایا کہ بالاجماع جائز ہو یہ بتا کر غایب  
 میں ہو۔ اگر کسی نے کچھ وقت کیا اور ولایت کسی کے واسطے ذکر نہ کیا تو بعض نے فرمایا کہ ولایت قضا کندہ کے لیے ہوگی اور یہ  
 بنا پر قول ابو یوسف رحمہ اللہ کہ اسکو واسطے کہ اسے نزدیک سے کر دینا شرط نہیں ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ وقت صحیح ہوا اور اسی  
 پر فتویٰ ہے یہ سراج میں ہو کسی شخص نے ایک راضی ازہ و وقت کر کے اپنے قبضہ سے نکال کر کسی غیر کے قبضہ میں دیدی  
 پھر حاکم اس کے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لے لے اس اگر اپنے اصل وقت میں یہ شرط کر لی ہو کہ قبضہ قیوم کے مغرول  
 کر لے اور اس کے قبضہ سے نکال لینے کا اختیار ہوگا تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر یہ شرط نہ کی ہو تو بنا پر قول امام  
 محمد رحمہ اللہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور بنا پر قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ اسکو اختیار ہے اور شاخ مینے بقول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہ فتویٰ  
 دیتے ہیں اور اسی کو فقیر ابو اللیث نے لیا اور شاخ بخارہ بقول امام محمد رحمہ اللہ کے فتویٰ دیتے ہیں اور اسی پر فتویٰ بابائیکہ  
 یہ شرط میں ہو۔ اور اگر وقت کندہ نے اپنے واسطے ولایت شرط کر لی ہو حالانکہ وقت کندہ اس وقت کے حق میں نہیں  
 نہیں ہو چکا جاتا ہو تو قاضی کو اختیار ہو کہ اس کے قبضہ سے نکال لے یہ ہر میں ہر ذرا اور اگر متولی نے تعمیر و وقفہ ترک کی حالانکہ اس کے  
 پاس مامولات و وقفہ سے ہر ذرا کہ اس سے تعمیر و اصلاح وقت کر سکتا ہو تو قاضی اسکو تعمیر و اصلاح پر مجبور کرے گا پس اگر اس نے  
 کیا تو خیر ورنہ اس کے ہاتھ سے نکال لیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر وقت کندہ نے اپنے واسطے ولایت شرط کی اور یہ شرط کی کہ  
 سلطان یا قاضی کو اس کے مغرول کرنے کا اختیار نہ ہوگا پس اگر شخص ولایت وقت کے واسطے امانت دار نہ ہو تو یہ شرط باطل ہوگی  
 اور قاضی کو اختیار ہوگا کہ اسکو مغرول کرے اور دوسرے کو متولی مقرر کرے یہ قاضی خان میں ہو۔ اور نیز قاضی کو  
 اختیار ہوگا کہ اگر وقت کے حق میں بہتر حلوم ہو تو سب وار وقت نہ مقرر کیا ہو اسکو مغرول کر کے دوسرے لائق مقرر کر دے یہ  
 فصول عماد میں ہو۔ اور اگر یہ شرط قرار دی کہ سلطان اسکا متولی ہو اور نہیں اس کے خارج کرنے کا اختیار نہ ہوگا تو متولی کرنا جائز ہو مگر  
 شرط عدم اختیار خارج باطل ہو چیلہ خشی میں ہو۔ اور اگر وقت کندہ کسی شخص کے واسطے شرط کی کہ میری حیات و بعد وفات کے یہ  
 متولی ہو تو جائز ہو پس اس کی حیات میں اس کی طرف سے ذیل ہوگا اور بعد موت کے وصی ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اس وقت  
 کا متولی کیا تو اس کی حیات میں اس کا متولی ہوگی اور بعد موت وقت کندہ کے واسطے نہ رہے گی۔ اور اگر کہا کہ میں نے

قضاوی ہند پر کتاب لایق باب پنجم ولایت قضا و تصرف قضا

جیسے اپنے اس صدقہ پر اپنی زندگی میں اور بعد موت کے وکیل کیا تو یہ جائز ہو اور یہ شخص اسکی زندگی میں وکیل ہوگا اور بعد موت کے وصی ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر واقعہ نے وقت کا کوئی قسم مقرر نہ کیا بیان ملک کہ اسکی وفات کا وقت آگیا پس اسنے وفات کے وقت ایک شخص وصی مقرر کیا تو اسکے اموال کے واسطے وصی ہوگا اور اسکے اہل و عیال کے واسطے قسیم ہوگا اور اگر اسکے بعد دوسرے کو وصی کیا تو یہ دوسرا اسکے اموال کیواسطے ہوگا یعنی اموال کیواسطے دو وصی ہو جاویں گے مگر دوسرا اسکی اوقات کے واسطے قسیم ہوگا اور اگر وقت کنندہ نے کسی کو قسیم نہ کیا یا تھک کہ قاضی نے ایک شخص کو قسیم مقرر کیا اور اسکے قسیم ہونے کا حکم جاری کر دیا تو واقعہ کو اپنا پار ہوگا کہ اسکو موقوف کر کے اپنے آپ متولی ہو دے یہ قضا و سے غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو خاصہ وقت کا وصی کر گیا تو یہ شخص اسکے جملہ اموال کا وصی ہوگا یہ ظاہر الروایہ کے موافق امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور علیٰ ہذا اگر ایک شخص کو خاصہ وقت کے واسطے قسیم کیا اور دوسرے کو اپنی اولاد کیواسطے وصی کیا یا ایک کو ایک وقت خاص کا وصی کیا اور دوسرے کو دوسرے وقت میں کا وصی کیا تو دونوں ان دونوں چیزوں کے واسطے وصی ہوں گے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنی اراضی وقت کی اور اسکی ولایت پانی زندگی و بعد وفات کے ایک شخص کو وصی مقرر کیا تو وقت کے وقت اسکے اہل و عیال کو وصی مقرر کیا تو پانی رہے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ وصی نہ کر قسیم نہ کر کے ساتھ امر وقت میں شریک نہ کرے گا گویا اسنے ان دونوں کو وقت کا متولی کیا ہے جو غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر دو اراضی وقت کی اور ہر ایک کیواسطے ایک متولی مقرر کیا تو ان میں سے کوئی دوسرے کے ساتھ قسیم نہ کرے گا اور اگر اپنی وقت کی ولایت ایک شخص کیواسطے کر دی پھر ایک شخص کو اپنا وصی مقرر کیا تو وصی مذکور امر وقت میں قسیم کا شریک ہوگا لیکن اگر اسنے اس طور سے کہا کہ میں نے اپنی زمینیں جو چاہوں پر وقت کر کے اسکا متولی فلان کو مقرر کر دیا اور فلان کو میں نے اپنے اموال ترک کر دیا جو بیچ و خرید کے واسطے وصی مقرر کیا تو اس صورت میں دونوں سے ہر ایک وقت کا متولی ہے اور جب ایک وقت کا متولی ہوگا جو اسکو سپرد کی گئی ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر یہ شرط قرار دی کہ میری موت کے بعد فلان متولی ہو پھر اسکے بعد فلان متولی ہو تو ایسی شرط جائز ہے یہ تحفہ مستر میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے فلان کو وصی کیا اور ہر وقت میں جو زمین سے جو چیز کی تو وقت کا متولی بھی ہوگا اور جو متولی قضا و سے قسیم ہو جائیگا اور جب قسیم کنندہ نے وقتوں کی ولایت کر دی یا وصی و متولی دونوں کے اختیار میں وقت کی ولایت ہے پھر کسی کو ان دونوں میں سے ایک کو اختیار نہ ہوگا کہ غلہ وقت کو فروخت کرے اور بنا بر قول امام اعظم کے چاہیے کہ اسکو یہ اختیار ہوئے۔ اور جب دونوں میں سے ایک نے غلہ وقت فروخت کیا اور دوسرے نے جائز بیچ یا ایک نے دوسرے کو اپنی طرف سے اسکا وکیل کیا تو بیچ جائز ہوگی یہ حادی میں ہے۔ اور اگر کسی نے وقت میں ایک شخص کو متولی کیا اور پھر یہ شرط کر لی کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کو اپنی طرف سے وصی کرے تو شرط جائز ہے یہ ظہیر میں ہے اور اگر دو وصیوں میں سے ایک نہ لگیا اور اسنے ایک جماعت کو وصی مقرر کیا تو ان میں سے کوئی کتبنا تصرف کا مختار ہوگا اور تصرف غلہ اس جماعت کے قبضہ میں ہوگا جو بچا ہے وصی فوت شدہ کے قائم ہوئی ہے یہ حادی میں ہے۔ اور اگر وقت کرے بیواسطہ نے قرار دیا کہ میری موت کے بعد فلان فلان و شخص اسکے متولی ہیں پھر دونوں میں سے ایک مراد دوسرے متولی کو اپنی طرف سے امر وقت کا وصی کر گیا تو زندہ کا تصرف دونوں کی طرف سے تمام وقت میں جائز ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دو وصیوں کو اپنا وصی کر گیا پھر ایک قبول کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو قاضی بجائے اسکے دوسرا شخص مقرر کر دیا تاکہ دورا میں جمع ہو جائیں کہ جو وقت کنندہ

کی غرض تھی اور اگر قاضی نے تمام ولایت اسی ایک کو جسے قبول کیا ہو دیدی تو جائز ہو اور چاہیے کہ یہ بلا خلاف ہو دے  
یہ نظیر یہ ہیں ہو۔ اور اگر وقف نے ایک مرد اور ایک طفل کو وصی کیا تو قاضی بجائے طفل کے ایک مرد مقرر کر دے گا یہ حاوی  
ہیں ہو۔ اور اگر ولایت وقف اس طرح قرار دی کہ فلاں شخص تنہا اس کا متولی ہو یا فلاں ملک کہ میرا فرزند باغ ہو یا بھرتی باغ ہو  
تو اس کا شریک ہوگا تو جو اس نے اپنے فرزند کے واسطے قرار دیا ہو وہ حسن کی روایت کے موافق نہیں جائز ہو اور امام ابو یوسف  
نے فرمایا کہ جائز ہو۔ اور اگر کسی شخص کو وصی کیا یا بن طور کہ اس قدر مال معلوم کے عوض ایک زمین خرید کر کے سکون ان  
وجہ پر وقف کرے اور اس کو شریعت پر گواہ کر دے تو جائز ہو اور شریعت متولی ہو جائیگا اور اس کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ دوسرے  
کو وصی کرے۔ اور اگر وقف پر ایک شخص کو متولی کر دیا پھر دوسرا وقف کیا اور اس پر کوئی شخص متولی نہ کیا تو پہلا متولی  
اس وقف دوم کا متولی نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ وقف نے اس سے یوں کہا ہو کہ تو میرا وصی ہو پھر اگر لائق  
میں ہو اور اگر اس نے ولایت وقف کی شرط اپنی اولاد کے واسطے اس شرط سے کی کہ اولاد میں سے جو افضل ہو وہ متولی  
ہو پھر اسکے بعد جو افضل ہو وہ متولی ہو یا کسی ترتیب سے تو اس کی ولایت وقف کی اولاد میں سے افضل کو ہوگی پھر اگر  
افضل نہ ہو تو قاضی ہوگا تو ولایت اس شخص کو حاصل ہوگی جو فضیلت میں اس کے مثل یا قریب قریب ہو پھر اگر افضل نے  
شرعی حیثیت کو تو بہ کر لی اور دوسرے کی بہ نسبت اعدل و افضل ہو گیا تو ظاہر روایت کے موافق ولایت اس کی طرف منتقل  
ہو جائیگی یہ محیط مشرعی میں ہو۔ اور اگر وقف نے کہا کہ اس وقف کی ولایت میری اولاد میں سے افضل کو ہو پھر اسکے بعد جو  
افضل ہو یا کسی ترتیب سے پھر افضل نے اسکے قبول سے انکار کیا تو استیفاء ولایت وقف اس کی جو فضیلت میں اس سے ملتا ہو  
اس واسطے کہ افضل کا انکار کرنا اس باب میں بمنزلہ اسکے نہ ہونے دھر جانے کے قرار دیا جائیگا یہ جمیع میں ہو۔ اور اگر کسی نے ولایت  
وقف اپنی افضل اولاد کے واسطے قرار دی اور یہ سب فضیلت میں مساوی ہیں تو یہ ولایت اس شخص کو حاصل ہوگی جو سب میں  
ان سب سے بڑا ہو خواہ نہ کہ ہو یا مؤنث ہو اور اگر ان سب میں کوئی ولایت کے واسطے لائق نہ ہو تو قاضی کسی انہی کو متولی  
مقرر کر دے گا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی اسکے لائق ہو جائے پس اس کو واپس کر دے گا اور اگر وقف نے ولایت وقف اپنی  
اولاد میں سے دو آدمیوں کے واسطے قرار دی حالانکہ ان میں ایک مذکر و ایک مؤنث دو لائق ولایت ہیں تو مؤنث اسکے  
ساتھ ولایت میں مشارک ہوگی کیونکہ فرزند کا اطلاق دختر پر بھی ہو بخلاف اسکے اگر کہ میری اولاد میں سے دو لڑکوں  
یا مردوں کو تو ایسی صورت میں دختر کا کچھ حق نہ ہوگا یہ بجز لائق میں ہو۔ اور اگر قاضی نے ان میں سے افضل کو متولی کیا پھر وقف کا  
کی اولاد میں کوئی بچہ ایسا نکلا کہ وہ اول سے بھی افضل ہو تو ولایت اسی کو حاصل ہوگی اور اگر اولاد میں سے دو شخص باقی رہ  
سے افضل مگر آپس میں دونوں برابر ہوں تو ان میں سے جو شخص امر وقف سے زیادہ دانا ہو وہ متولی ہوگا اور اگر دو میں سے  
ایک پر بہتر گاری و صلاحیت میں زیادہ ہو اور دوسرا مرد و مؤنث میں برابر ہو تو دانا تر یا پھر وقف حق ہوگا بشرطیکہ  
اس کی جانب سے امن حاصل ہوئے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور حاوی میں لکھا ہو کہ نوادر بن ساعد بن امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے  
کہ اگر کسی نے اپنے پسر بغیر کو وصی مقرر کیا پس قاضی نے اس کا ایک وصی مرد باغ مقرر کر دیا تو جب یہ پسر بغیر باغ ہو تو  
اس کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وصی مذکور کو خارج کرے لاجلہ قاضی یہ تاثر فانیہ میں ہو۔ اور اگر ولایت وقف واسطے عبد اللہ  
کے قرار دی یہاں تک کہ زید آ جاوے تو ایسا ہی ہوگا جیسا اس نے کہا ہو پھر جب زید آ جاوے گا تو امام عظیم کے نزدیک  
دونوں متولی ہونگے کذا فی النظر یہ ولیکن اگر اس نے یہ بھی کہا کہ پھر جب زید آ جاوے تو ولایت وقف اسی کو ہوگی پس

قال ابو یوسف  
عالمگیری  
اس کا  
مقرر کر دے  
گا یہ حاوی  
میں ہو۔ اور  
اگر قاضی نے  
ان میں سے  
افضل کو  
متولی کیا  
پھر وقف کا  
کی اولاد میں  
کوئی بچہ  
ایسا نکلا کہ  
وہ اول سے  
بھی افضل  
ہو تو ولایت  
اسی کو حاصل  
ہوگی اور اگر  
اولاد میں سے  
دو شخص باقی  
رہے

اس صورت میں زید کے آنے پر عبداللہ کو ولایت وقف نہ ہوگی اور ہلال دامام ابو یوسف نے فرمایا کہ اول صورت میں بھی ولایت وقف زید کی طرف منتقل ہوگی یہ محیط شخصی میں ہوگا اور اگر اسے کہا کہ ولایت وقف عبداللہ کے واسطے ہو جب تک وہ بصرہ میں ہو تو اسکی شرط کے موافق رکھا جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ میری جہود کو ہو جب تک وہ کسی سے نکاح نہ کرے پھر جب نکاح کرے تو اسکے واسطے ولایت نہ ہوگی تو اسکے قول کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ ولایت وقف عبداللہ کے واسطے ہو پھر اسکے بعد زید کے واسطے ہووے پھر عبداللہ مر گیا اور ایک شخص وصی مقرر کیا تو ولایت وقف زید ہی کو حاصل ہوگی یہ حاوی میں ہوگا اور اگر متولی مر گیا اور وقف کرنے والا زندہ ہو تو دوسرے متولی مقرر کرنے کی رائے وقف کے اختیار میں ہو قاضی کو نہ ہوگی اور اگر وقف مر گیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار درجہ اول میں اسکے وصی کو ہوگا کہ وہی قاضی سے اولی ہوگا اور اگر میت نے کسی کو وصی نہ کیا ہووے تو اسکا اختیار قاضی کو ہوگا یہ فتاویٰ صفیری میں ہے اصل میں مذکور ہو کہ جب واقعہ کے گھرانے میں سے کوئی شخص متولی وقف ہونے کے لائق موجود ہو تو جب تک قاضی کسی اور اجنبی کو متولی مقرر نہ کرے اور اگر واقعہ کے گھرانے میں کوئی اس لائق نہ ہو پس قاضی نے کسی اجنبی کو متولی مقرر کر دیا پھر اسکے گھرانے میں کوئی ایسا پایا گیا جو متولی ہونے کے لائق ہو تو اجنبی سے منتقل کر کے اسکو دیکھا یہ وجہ میں ہوگا حاوی میں مذکور ہو کہ انصاری نے اپنی کتاب وقف میں ذکر فرمایا کہ اگر حاکم نے وقف کنندہ کے مقرر کیے ہوئے متولی کو سبب اسکے فساد کے خارج کر دیا پھر اسکے بعد وہ صالح ہو گیا تو کیا آپ کے نزدیک یہ ہو کہ حاکم اسکو پھر متولی کرے فرمایا کہ ہاں۔ اور اگر وقف کنندہ کے قریبیوں یا پڑوسیوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہو کہ بغیر روزینہ کے متولی وقف ہووے اور دیگر جنسیوں میں بعض ایسے لوگ ملتے ہیں کہ بغیر روزینہ کے ہوئے کار وقف انجام دینے کو قبول کرتے ہیں تو فرمایا کہ یہ قاضی کی رائے پر ہو کہ وقف ادرجن لوگوں کو وقف کا نفع پہنچتا ہو اسکے حق میں جو بہتر دیکھے وہ کہے یہ تاثر غامض میں ہو۔ جامع الفقہ ولین میں مذکور ہو کہ اگر واقعہ نے یہ شرط کی کہ متولی میری اولاد یا اولاد کی اولاد میں سے ہو پس یا قاضی کو اختیار ہو کہ بلاظہور خیانت دوسرے کو متولی کرے اور اگر کر دیا تو متولی ہوگا یا نوگ توشیح الاسلام برہان الدین نے اپنے فوائد میں فرمایا کہ نہیں یہ نہر لائق میں ہو۔ اور اگر قاضی مر گیا یا مغرول کیا گیا تو جب کو وقف جرتولی مقرر کیا ہو وہ اپنے حال پر متولی رہے یہ قینہ میں ہو۔ اور متولی وقف کو اختیار ہو کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو ولایت وقف سپرد کر دے جیسے وصی کو روا ہو کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کر جاوے لیکن اگر واقعہ نے متولی مذکور کے واسطے کچھ مال مسمی مقرر کیا ہوگا تو وہ اس شخص کے واسطے جسکو متولی نے مقرر کیا ہو ہوگا بلکہ اس امر کا مداخلہ قاضی کے حضور میں کرے جبکہ اسکے تبرع سے کام لیا ہوتا کہ قاضی اسکے واسطے اجر مثل مقرر کر دے لیکن اگر وقف کر دیا ہے تو یہ اختیار ہر متولی کو دیدیا ہو تو متولی مذکور کے مقرر کرنے ہی سے اسکے واسطے مال مسمی و اجرت معلوم ہو متولی اول کے واسطے تھی اس دوسرے کے واسطے مقرر ہو جائیگی اور قاضی سے مداخلہ کی ضرورت نہوگی اور قاضی کو نہیں پہنچتا ہو کہ جسکو متولی نے داخل کیا ہو اسکے واسطے وہی قرار دے جو وقف کر نیوالے نے اپنے مقرر کیے ہوئے کے لیے قرار دیا تھا یہ فتح اللہ یرمین ہو۔ اور اگر متولی نے چاہا کہ اپنی صحت و حیات میں بجائے اپنے دوسرے کو مقرر کر دے تو نہیں جائز ہو الا اس صورت میں کہ ولایت اسکے سبیل تقسیم سپرد کی گئی ہو محیط میں ہو۔ اور اگر چند گنتی کے معلوم لوگوں پر وقف ہووے پس انھوں نے بدون حکم قاضی کے اپنا ایک متولی مقرر کر دیا تو اس میں بہت گفتگو ہو چنانچہ صدر الشہید جسام الدین نے فرمایا

وہی قاضی کی رائے پر ہو کہ وقف ادرجن لوگوں کو وقف کا نفع پہنچتا ہو اسکے حق میں جو بہتر دیکھے وہ کہے یہ تاثر غامض میں ہو۔ جامع الفقہ ولین میں مذکور ہو کہ اگر واقعہ نے یہ شرط کی کہ متولی میری اولاد یا اولاد کی اولاد میں سے ہو پس یا قاضی کو اختیار ہو کہ بلاظہور خیانت دوسرے کو متولی کرے اور اگر کر دیا تو متولی ہوگا یا نوگ توشیح الاسلام برہان الدین نے اپنے فوائد میں فرمایا کہ نہیں یہ نہر لائق میں ہو۔ اور اگر قاضی مر گیا یا مغرول کیا گیا تو جب کو وقف جرتولی مقرر کیا ہو وہ اپنے حال پر متولی رہے یہ قینہ میں ہو۔ اور متولی وقف کو اختیار ہو کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو ولایت وقف سپرد کر دے جیسے وصی کو روا ہو کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کر جاوے لیکن اگر واقعہ نے متولی مذکور کے واسطے کچھ مال مسمی مقرر کیا ہوگا تو وہ اس شخص کے واسطے جسکو متولی نے مقرر کیا ہو ہوگا بلکہ اس امر کا مداخلہ قاضی کے حضور میں کرے جبکہ اسکے تبرع سے کام لیا ہوتا کہ قاضی اسکے واسطے اجر مثل مقرر کر دے لیکن اگر وقف کر دیا ہے تو یہ اختیار ہر متولی کو دیدیا ہو تو متولی مذکور کے مقرر کرنے ہی سے اسکے واسطے مال مسمی و اجرت معلوم ہو متولی اول کے واسطے تھی اس دوسرے کے واسطے مقرر ہو جائیگی اور قاضی سے مداخلہ کی ضرورت نہوگی اور قاضی کو نہیں پہنچتا ہو کہ جسکو متولی نے داخل کیا ہو اسکے واسطے وہی قرار دے جو وقف کر نیوالے نے اپنے مقرر کیے ہوئے کے لیے قرار دیا تھا یہ فتح اللہ یرمین ہو۔ اور اگر متولی نے چاہا کہ اپنی صحت و حیات میں بجائے اپنے دوسرے کو مقرر کر دے تو نہیں جائز ہو الا اس صورت میں کہ ولایت اسکے سبیل تقسیم سپرد کی گئی ہو محیط میں ہو۔ اور اگر چند گنتی کے معلوم لوگوں پر وقف ہووے پس انھوں نے بدون حکم قاضی کے اپنا ایک متولی مقرر کر دیا تو اس میں بہت گفتگو ہو چنانچہ صدر الشہید جسام الدین نے فرمایا





اگر یہ مغزول کیا گیا اور دوسرا بجائے اسکے مقرر کیا گیا تو مقرر شدہ کو اس بیع کے اقالہ کا اختیار ہو اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہو یہ بجز الرائق میں ہو اگر وقف کنندہ نے وقف کے واسطے کوئی قیمت مقرر کیا پھر قیمت مذکور ہو گیا تو اسکو ختم ہوا کہ بجائے اسکے دوسرا مقرر کرے اور اسکی موت کے بعد قاضی کو اختیار ہوگا کہ قاضی مقرر کرے اور افضل یہ ہو کہ جیسر وقف ہو اسکی اولاد یا اقرار میں سے جتنا کوئی اتنا پایا جاوے جو اس کام کے لائق ہو تب تک اسی کو مقرر کرے یہ تہذیب میں ہو۔ اور اگر اراضی موقوفہ میں کوئی درخت خراب ہوا تو قیمت کو خوف ہوگا کہ یہ تلف ہو جائیگا تو قیمت کو اختیار ہوگا کہ وقف کی آمدنی میں سے فصل خرید کر کے اسکو جھاوے تاکہ وہ منقطع نہ ہو جائے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور یہ سب لکھنؤ کی اسکی ہو کہ اگر کوئی دار وقف کیا گیا تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ لکڑیاں اور فستین جو اسکی مرمت کے واسطے درکار ہوں داخل کرے تاکہ وہ خراب نہ ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر اس اراضی میں سے کوئی قطعہ بیچ کر اس میں کچھ پیدا ہو تو اس میں اسکی کچھ اصلاح کی ضرورت ہو تاکہ اس میں پیداوار ہو تو قیمت کو اختیار ہوگا کہ جملہ اراضی کی حاصلات سے پہلے اس قطعہ میں کی اصلاح کرے یہ بیچ میں ہو یہ بھی واضح ہو کہ قیمت میں آمدنی وقف سے ہوگی کہ جب خرابی کسی شخص کے فعل سے نہ ہو اور اسی وجہ سے دوا الجیہ میں فرمایا کہ ایک شخص نے وقف دار کو اجارہ دیا پس مستاجر نے اسکے رواق کو جانوروں کا مرط بنایا کہ وہاں باندھا کرتا تھا پس اسکو خراب کیا تو وہ ضامن ہوگا یہ بجز الرائق میں ہو۔ اگر اراضی موقوفہ کے قیمت میں چاہا کہ اس اراضی میں کوئی قریہ آباد کرے کہ اس میں لوگ نہ زیادہ ہوں اور حفاظت کریں اور اس میں غلہ کی پیداوار نہ ہو کیونکہ اسکی ضرورت ہو تو اسکو ایسا اختیار ہوگا اور پیشل اسکے ہو کہ ایک کاروان سرائے فقیروں پر وقف ہو اور وہاں ایک خانہ ورم کی ضرورت ہو کہ کاروان سرائے کو چھار ہزار کرنا مقادیر کے اور دروازہ کھولے اور بند کرے پس متولی نے اس میں سے ایک کوٹھری کسی شخص کو رہنے کے واسطے دیدی اور اسکی اجرت کا عوض یہ ہو کہ ایسا کیا کرے اور اسکی پروا میں مشغول رہے تو چار ہزار ہو یہ ظہیر میں ہو اور اگر اراضی موقوفہ متصل آبادی شہر ہو کہ لوگ اسکے مکانات کرایہ پر لینے پر رغبت رکھتے ہوں اور اسی طرح کرایہ سے آمدنی بہ نسبت پیداواری زراعت و درختوں کے زیادہ ہو تو قیمت کو اختیار ہوگا کہ اس میں مکانات بنوادے کہ انکو اجارہ پر دیا کرے بخلاف اسکے اگر زمین موقوفہ عمارت شہر سے دور ہو تو ایسی ضرورت میں قیمت کو اختیار نہ ہوگا کہ اس میں مکانات بنوادے کہ انکو اجارہ پر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر غلہ اراضی کی مشروطہ ایک جماعت ہر جن میں سے بعض اس امر پر راضی ہوئے کہ متولی اسکی مرستال وقف سے کرے اور بعض نے انکار کیا پس جو راضی ہوئے متولی اسکا حصہ حصہ آمدنی سے تعمیر کرے گا اور جو انکار کرتا ہو اسکا حصہ اجارہ پر دے گا اور اسکی آمدنی اسکی عمارت میں صرف کرے گا یہاں تک کہ تعمیر پوری ہو جائے پھر بحال سابق اسکی طرف عود کرے گی یہ خزانہ افستین و حامی میں ہو۔ اور فتاویٰ ابواللیث میں مذکور ہو کہ ایک دوکان فقیروں پر وقف کی گئی ہو اور اسکا ایک قیمت ہو پھر ایک شخص نے بغیر اجازت قیمت کے اس میں کوئی عمارت بنائی تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکا خرچہ قیمت سے واپس لے پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر بنانے والا اپنی عمارت اس طرح رفع کرے کہ بچا سکتا ہو کہ بنائے قدیم کو مضرت نہ پہنچے تو اسکو اختیار ہوگا کہ رفع کرے یا جوے اور اگر بدون مضرت بنائے قدیم کے رفع کرے یا نہ کرے نہیں بچا سکتا ہو لیکن یہاں تک اسکو اتنا ہمار دیا جائیگا کہ اسکا مال تحت عمارت سے خلاص ہو کر نکل آوے پھر اسکو وہ لے لے گا اگر وہ اس امر پر راضی نہ ہو کہ قیمت مذکور قیمت دیکر وقف کے واسطے اسکا مالک ہو جائے اور اگر دونوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ ہندو و حاضریہ دیکر وقف کے واسطے قیمت اسکا مالک ہو جائے

مذکورہ بالا فتاویٰ قاضی خان میں ہیں اور اگر اس میں اختلاف ہو تو اس میں سے ایک کو اختیار کرے اور اگر اس میں اختلاف ہو تو اس میں سے ایک کو اختیار کرے

تو جائز ہے ولیکن یہ دیکھا جائیگا کہ بنے ہوئے کی حالت میں اسکی کیا قیمت ہو اور توڑی ہوئی حالت میں اسکی کیا  
 قیمت ہو پس جو قیمت دونوں میں سے کم ہو اس سے زیادہ معاوضہ دینے پر روا ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے  
 اپنا گھر اس شرط سے وقف کیا کہ فلاں شخص اپنی زندگی بھر اس میں رہے یا دس برس یا زیادہ مدت حالہ تک اس میں رہے پھر  
 بعد اسکے یہ گھر مسکینوں پر وقف ہو تو یہ جائز ہے۔ اور فلاں مذکور کو یہ اختیار ہوگا کہ اس دار کو کرایہ پر دے یا نہ اختیار  
 ہوگا کہ خود اس میں سے اپنے اہل و عیال و خادموں کے رہنے پھر جن لوگوں پر وقف کیا ہو اگر وہ ایک جماعت جو جن میں سے  
 بعض اس میں رہنا چاہتے ہیں اور بعض اسکو اجرت پر دیا چاہتے ہیں تو قاضی انکو حکم دےگا کہ تمہارے لوگوں میں سے چند روز کی باری  
 کر لین پھر جو شخص رہنا چاہتا ہو وہ باری کے ایام بھر اس میں رہے اور جو شخص اجارہ پر دینا چاہتا ہو وہ اپنی باری پر اسکو  
 کرایہ پر دے یہ حاوی میں ہو اور اگر وقف کنندہ نے یہ شرط کی کہ اسکی آمدنی فلاں شخص کیواسے ہو تو اسکی کوئی روایت  
 متقدمین سے نہیں پائی جاتی ہو اور اگر ایک شخص کے واسطے کرایہ مکان کی وصیت کی گئی ہو اور اسے چاہا کہ میں اس میں رہا  
 کروں تو متاخرین نے اس میں اختلاف کیا ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو پس کرایہ کی وصیت کی صورت میں  
 اختلاف ہوئے سے بہ طریق دلالت وقت میں بھی اختلاف ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اعتیاد یہ ہو کہ قیم اسکو سوائے  
 اس شخص کے جس پر وقف کیا گیا ہو دوسرے کو اجارہ پر دیکر اسکا کرایہ وصول کرے جس پر کرایہ وقف کیا گیا ہو اسکو ویرے  
 یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر وقف کنندہ نے یہ شرط لگائی کہ بدین شرط کہ وہ لوگ اسکو کرایہ پر چلاویں اور انکو اس میں رہنے کا  
 اختیار نہیں ہو تو اسکی شرط کے موافق عمل نہ کرے اور ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور قیم کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جو وقف ہو جس  
 تعمیر مدرسہ تھا اور باقی بوجہ فقر اسکی آمدنی سے تعمیر مدرسہ کی جو خصل بچا ہو اسکو بطور دین یا کیرفقیہوں پر صرف کرے اگرچہ  
 وہ لوگ اسکے حاجت مند ہوں یہ قیہ میں ہو۔ اور اگر ارادتی وقف کی آمدنی سے قیم کے پاس مال جمع ہو گیا ہو اور اسکو کوئی وجہ  
 غیر نظر آئی مگر وقف میں بھی تعمیر و اصلاح کی ضرورت ہو اور قیم کو خوف ہو کہ اگر میں وقف کی تعمیر و اصلاح میں صرف کرتا ہوں  
 تو یہ نیکی یا نفع سے جاتی ہو تو دیکھا جائے کہ اگر ارادتی وقف کی اصلاح و درست میں دوسری آمدنی وصول ہونے تک تاخیر  
 کرنے میں مکمل ہوا ایسا ضرر نہ ہو کہ جس سے وقف کے خراب ہو جائے کا خوف ہو تو وہ درست و اصلاح وقف میں حاصل  
 آمدنی دیگر تاخیر کرے اور موجودہ مال کو اس وجہ خیر کی طرف صرف کرے اور وجہ خیر سے یہاں یہ مراد ہو کہ ایسی وجہ  
 خیر ہو کہ ایک نوع فقیر و ن پر آمدنی صرف ہوتی ہو جیسے کاغذوں کے ہاتھ میں مسلمان قید ہو گئے ہوں انکی رہائی میں  
 یا جو شخص جہاد سے شطیح ہو گیا ہو اسکی دستگیری میں صرف کرے اور ہر تعمیر مجد یا رباط یا اسکے مانند ایسی وجہ خیر جن میں  
 اہلیت تملیک نہیں ہو یعنی ایسی زمین میں کہ صدقہ انکے ملک میں کر دیا جائے تو ایسے وجہ کی جانب غلط وقف کا صرف کرنا  
 اسکو نہیں روا ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر متولی نے وقف کی آمدنی مستحقین میں صرف کر دی حالانکہ وقف میں  
 تعمیر و اصلاح کی ایسی ضرورت ہو کہ تاخیر روا نہیں ہو تو متولی مذکور ضامن ہوگا اور حسب اسے ضمان بیدی تو چاہیے کہ جو  
 مستحقین کو دیا ہو اسکو مستحقین سے واپس نہ لے سکے برقیاس موضوع یعنی جیسے پیر کا مال اگر کسی کے پاس دیت ہو اور اسے  
 بغیر اجازت پیر کے یا قاضی کے پیر کے والدین کو انکے لفظ میں دیا تو مشائخ نے فرمایا ہو کہ وہ ضامن ہوگا اور پیر کے والدین  
 سے واپس نہیں لے سکتا ہو یہ خبر الرالوق میں ہو۔ وقف کی ایکے مکان بازار میں اپنے قریب کی دوسری دوکان پر بیکس پڑی  
 اور دوسری دوکان تیسری دوکان پر بیکس پڑی اور قیم نے دوکان وقف کی تعمیر سے انکار کیا تو مشائخ نے فرمایا ہو کہ اگر وقف کی

آمدنی استقدر موجود ہو کہ اس سے دوکان وقف کی تعمیر ہو سکے تو دونوں دوکانوں کے مالکوں کو اختیار ہوگا کہ وہ قیم کو ماخوذ کریں کہ آمدنی وقف سے اس دوکان کو مرمت و تعمیر کرائے اور اسے موقع پر کرایہ دے اور ان کے مانتے اس شافل کو دور کرے اور اگر وقف میں اتنی آمدنی نہ ہو کہ اس سے اسکی تعمیر و اصلاح ممکن ہو تو دونوں دوکان والوں کو چاہیے کہ قاضی کے حضور میں مراجعہ کریں پس قاضی اس قیم کو اس تعمیر کی واسطے قرضہ لینے کا حکم دیگا جو آمدنی وقف سے ادا کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا اور وقف کے پڑے ہوئے میدان میں اگر متولی نے کوئی عمارت بنائی تو وہ وقف کی ہوگی اگر اسکو وقف کے مال سے بنایا ہوا اپنے ذاتی مال سے بنایا اور وقف کی واسطے نہ کی یا کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اسنے اپنے واسطے بنائی اور گواہ کر دیے ہیں تو اسی کی ہوگی اور اگر کسی اجنبی نے کوئی عمارت بنائی اور کچھ نیت نہ کی تو اسی کی ہوگی اور یہی حکم و رخصت لگانے میں ہر قیاس میں ہو۔ اور اگر وقف کے درمیان بنی جائے پس صرف کر لے اور اسے شافل وقف کی عمارت و مرمت میں خرچ کرے تو ضمان سے بری ہو جائیگا۔ اگر وقف کے مکان میں قیم کوئی شہرہ و اخل کیا بدین قصہ کہ اسکی آمدنی سے اسکو لے لوں گا اسکو اختیار ہو۔ اور اگر متولی نے اپنے مال سے وقف پر خرچ کیا اور واپس لینے کی ضرورت نہ کی تو واپس لے سکتا ہو یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر قیم نے یا مالک نے مکان کے متاجر سے لے کر کچھ لینے چاہے اسکی تعمیر کی اجازت دی پس اسنے اس میں کوئی تعمیر یا جائز قیم یا مالک بنائی تو اسکا خرچہ مالک یا قیم سے واپس لیا اور یہ اسوقت ہو کہ جو عمارت بنائی ہو اسکا بڑا فائدہ مالک کی طرف راجع ہو اور اگر متاجر کی طرف راجع ہو اور مکان کے حق میں اس سے ضرر ہو جیسے چوبیس یا کچھ مکان اس تعمیر میں بکھنس جائے جیسے متور تو واپس نہیں لے سکتا ہو تا وقتیکہ اسنے واپس لینے کی شرط نہ کر لی ہو یہ قیام میں ہو شیخ ابو الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف کی جو تھا فی آمدنی تعمیر در سہ میں اور تین جو تھا فی فقیروں پر وقف تھی اسنے آمدنی اسی طرف صرف کی مگر در سہ کی تعمیر کی اس سال کوئی ضرورت نہ تھی پس وہ بچا ہوا رکھا ہو پس یا قیم کو جائز ہو کہ اسکو فقیروں یعنی در سہ میں یا در سہ کو بطور قرضہ کے دیدے کہ آئندہ سال کی انکی آمدنی سے وضع کرے اور حال یہ ہو کہ ان لوگوں کو حاجت ہو تو شیخ نے فرمایا کہ نہیں اور شیخ ابو جاد سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا یہ تاتا خانہ میں ہو۔ ایک شخص نے اراضی فرو و عہد اس طور پر وقف کی کہ میرے فراتی محتاجوں کو اور میرے گائون کے محتاجوں کو پھر جو بچے وہ سب کو دیا جائے تو جائز ہو خواہ وہ لوگ داخل شمار ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر متولی نے چاہا کہ ان میں سے بعض کو تفصیل دے تو اس سائے میں چند صورتیں ہیں اول آنکہ وقف اسکی فراتی محتاجوں اور گائون کے محتاجوں پر ہوا اور ہر دو فریق داخل شمار نہیں ہیں دوم آنکہ ہر دو فریق داخل شمار ہیں سوم آنکہ ہر دو فریق میں سے ایک داخل شمار ہو اور دوسرا داخل شمار نہیں ہو پس یہ اول میں نصف آمدنی واسطے فقرا سے قرابت کے اور نصف واسطے فقرا سے گائون کے الگ کرے پھر ہر فریق کے حصہ میں سے جسکو چاہے دے اور ہر فریق تفصیل کے ساتھ چاہے دے اسواسطے کہ وقف کرے مال کا مقصد دو صدقہ ہو اور صدقہ میں یوں ہی حکم ہو اور دوسری صورت میں اسکی آمدنی ان سب کی تعداد پر مساوی تقسیم کر کے بانٹ دے اور اسکو تفصیل دینے کا اختیار نہیں ہو اسنے کہ واقعہ تھا قصہ و وصیت ہو اور وصیت کا حکم یوں ہی ہوتا ہو اور تعمیر صورت میں پہلے اسکی آمدنی کے دو حصے کرے پھر ہر فریق کے لوگ داخل شمار ہیں انکو مساوی انکی تعداد پر بلا تفصیل تقسیم کرے اور جو فریق داخل شمار نہیں ہو اسکا حصہ چوبیسویں حصہ پھر ان میں سے جسکو چاہے اور ہر طرح چاہے اس مجموعہ میں سے ہر شخص تفصیل کا محتاج ہو جیسے کہ ہم نے بیان کیا اور یہ فریق

اس سے ضرر ہو جیسے چوبیس یا کچھ مکان اس تعمیر میں بکھنس جائے جیسے متور تو واپس نہیں لے سکتا ہو تا وقتیکہ اسنے واپس لینے کی شرط نہ کر لی ہو یہ قیام میں ہو شیخ ابو الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف کی جو تھا فی آمدنی تعمیر در سہ میں اور تین جو تھا فی فقیروں پر وقف تھی اسنے آمدنی اسی طرف صرف کی مگر در سہ کی تعمیر کی اس سال کوئی ضرورت نہ تھی پس وہ بچا ہوا رکھا ہو پس یا قیم کو جائز ہو کہ اسکو فقیروں یعنی در سہ میں یا در سہ کو بطور قرضہ کے دیدے کہ آئندہ سال کی انکی آمدنی سے وضع کرے اور حال یہ ہو کہ ان لوگوں کو حاجت ہو تو شیخ نے فرمایا کہ نہیں اور شیخ ابو جاد سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا یہ تاتا خانہ میں ہو۔ ایک شخص نے اراضی فرو و عہد اس طور پر وقف کی کہ میرے فراتی محتاجوں کو اور میرے گائون کے محتاجوں کو پھر جو بچے وہ سب کو دیا جائے تو جائز ہو خواہ وہ لوگ داخل شمار ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر متولی نے چاہا کہ ان میں سے بعض کو تفصیل دے تو اس سائے میں چند صورتیں ہیں اول آنکہ وقف اسکی فراتی محتاجوں اور گائون کے محتاجوں پر ہوا اور ہر دو فریق داخل شمار نہیں ہیں دوم آنکہ ہر دو فریق داخل شمار ہیں سوم آنکہ ہر دو فریق میں سے ایک داخل شمار ہو اور دوسرا داخل شمار نہیں ہو پس یہ اول میں نصف آمدنی واسطے فقرا سے قرابت کے اور نصف واسطے فقرا سے گائون کے الگ کرے پھر ہر فریق کے حصہ میں سے جسکو چاہے دے اور ہر فریق تفصیل کے ساتھ چاہے دے اسواسطے کہ وقف کرے مال کا مقصد دو صدقہ ہو اور صدقہ میں یوں ہی حکم ہو اور دوسری صورت میں اسکی آمدنی ان سب کی تعداد پر مساوی تقسیم کر کے بانٹ دے اور اسکو تفصیل دینے کا اختیار نہیں ہو اسنے کہ واقعہ تھا قصہ و وصیت ہو اور وصیت کا حکم یوں ہی ہوتا ہو اور تعمیر صورت میں پہلے اسکی آمدنی کے دو حصے کرے پھر ہر فریق کے لوگ داخل شمار ہیں انکو مساوی انکی تعداد پر بلا تفصیل تقسیم کرے اور جو فریق داخل شمار نہیں ہو اسکا حصہ چوبیسویں حصہ پھر ان میں سے جسکو چاہے اور ہر طرح چاہے اس مجموعہ میں سے ہر شخص تفصیل کا محتاج ہو جیسے کہ ہم نے بیان کیا اور یہ فریق



بنابر قول امام انظر و امام ابو یوسف کے ہوا اور بنا بر قول امام محمد رحمہ اللہ کے حامل نہیں ہو سکتی ہو یہ دہیہ کہوری میں ہو۔ اور اگر وقعت کنندہ سے فقر ہے اس شہر پر وقت کیا پس اگر یہ لوگ داخل شمار نہ ہوں تو قسیم کو اختیار ہو کہ انہیں سے جملہ چاہے دیدے اور اگر داخل شمار ہوں تو انکی تھاویہ مساوی تقسیم کر دے کہ جس میں مرد و عورت سب برابر ہوں گے اور اگر قسیم نے انہیں سے جملہ داخل شمار میں ہی ایک کا حصہ اپنی ذات پر خرچ کر لیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے قسیم سے ضامن یا اپنے شریکوں سے اپنا حصہ وصول کرے پھر وہ لوگ قسیم سے لے لینگے۔ اور اگر وقت کنندہ نے شرط کی ہو کہ محتاج کو اسکا قوت دیا جاوے تو اسکی آمدنی سے جیسا کھانا اور کپڑا اور رہنے کا مکان جسکے ہونگا دینگا پھر اگر اراضی وقت تو ہر ایک کا کو بشرط امکان سالانہ قوت دیدے اور دیگر اوقات جو کرایہ پر چلائے جاسکتے ہیں انہیں از عاری قوت دینگے۔ قتاوری غیا مغیر میں ہو۔ اور اگر اراضی وقت خراب ہو گئی اور متولی نے چاہا کہ اس میں سے کچھ قوری زمین فروخت کر کے اسکی زمین سے باقی کی مرمت کرے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ اگر متولی نے عمارت میں سے کوئی عمارت فروخت کرے یا کھلے یا پھلدار درخت بیچا تا کہ مشتری کا شے تو بیع باطل ہو پھر اگر مشتری نے عمارت کو گرا دیا یا درخت کو کاٹ لیا تو قاضی کو لازم ہو کہ اس قسیم کو اس وقت سے خارج کر دے اسواسطے کہ وہ خائن ہو گیا ہو قاضی کو اختیار ہو چاہے اس بیع کی قیمت اس بالغ سے تاوان لے اور چاہے مشتری سے تاوان لے پس اگر بالغ سے تاوان لے تو اسکی بیع نافذ ہو گئی اور اگر مشتری سے تاوان لی تو بیع باطل ہو گئی مشتری اپنا ثمن اس سے واپس لے فی غیرہ۔ اور ایک اراضی وقت ہر جیسے متولی کو وقت کنندہ کے وارث سے یا ظالم سے نہ ہوتا ہو تو اسکو اختیار ہو کہ اراضی مذکور کو فروخت کر کے اسکا ثمن عہدہ کرے یا اسے نازل میں مذکور ہوا وقت ہی اس اہر ہو کہ پینہ جائز ہو پھر جیہ میں ہو۔ وقتی درخت اگر پھلدار ہوں تو انکو فروخت کر دینا نہیں جائز ہوا الا جبکہ وہ اکثر گئے ہوں اور اگر ایسے درخت ہوں کہ پھل نہیں دیتے ہیں تو قبل اکثر سے انکی بیع جائز ہو یہ ضرورت میں ہو۔ اور درختان وقت یعنی جو باغ انکو رسک اندر ہیں انکی بیع کر نے میں یہ حکم ہو کہ دیکھا جاوے اگر انگوروں کے پھل انکے سایہ سے ناقص ہوتے ہوں تو انکی بیع میں جائز ہو اور اگر انگوروں کے پھل انکے سایہ سے ناقص ہوتے ہوں تو دیکھا جائے کہ اگر ان درختوں کے پھل نسبت انگوروں کے نازد ہوں تو متولی کو روا نہیں ہو کہ انکو فروخت کرے اور قطع کرے۔ اور اگر نسبت انگوروں کے کم ہوتے ہوں تو متولی کو انکی بیع کا اختیار ہو۔ اور اگر یہ درخت ایسے ہوں کہ پھل نہ دیتے ہوں اور انگوروں کے پھل انکے سایہ کی وجہ سے کم ہوتے ہوں تو متولی کو اختیار ہو کہ انکو فروخت کر کے قطع کر اوسے اور اگر انگوروں کے پھل انکے سایہ سے کم نہ ہوتے ہوں تو متولی کو اختیار نہیں ہو کہ انکو فروخت کر کے قطع کر اوسے اور اگر یہ درخت مثل لہجہ دبید وغیرہ کے ہوں تو انکی بیع جائز ہو اسواسطے کہ یہ درخت ہمیشہ پھل دے ہیں ایسیلئے کہ دبید و لب جب تلخ کیے جاتے ہیں تو دوبارہ اگلے ہیں اور پھر کاٹے جاتے ہیں تو پھر اگلے ہیں اسی طرح جب کاٹے جاتے ہیں پھر اگلے ہیں اور اسی طرح اگر درختان توڑے گئے فروخت کر دیے جاتے ہیں تو پھر اگلے ہیں اور اگر مشتری نے ان درختوں کے پاؤں قطع کر دیے چاہے تو متولی اسکو عمارت کرے اور اگر متولی نے مشتری کو پاؤں کاٹنے سے منع فرما دیا تو یہ منع باطل اسکا خیانت ہوگا۔ قسیم شخصی میں ہو اور اگر کائنات میں جو کاد درخت ہو پھر یہ مکان جواب ہو گیا تو قسیم کو روا نہیں ہو کہ مکان کی تعمیر دے اس وقت اس درخت کو فروخت کر دے یا اسکی تعمیر کرے اور اگر ایسے سے اسکی تعمیر کرے اور درخت مذکور کے پھل ان کو





کیا تو دیکھا جاوے کہ اگر بر تقدیر یکہ یہ عمارت یہاں سے دور کر دی جاوے تو یہ زمین اس سے زیادہ کرایہ پر لیجا سکی جتنا یہ  
 دیتا ہو تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ اپنی عمارت یہاں سے دور کر کے لیجاوے ورنہ اسی اجرت پر اس کے پاس چھوڑی جائیگی  
 یہ سراجیہ میں ہو۔ اگر کسی نے زمین وقت کی اراضی جو میدان شہری ہوئی ہو کسی قدر مدت معلومہ تک کے واسطے اجرت  
 معلومہ پر جو ایسی زمین کی اجرت کے برابر ہو متولی سے اجارہ پر لی اور اس میں متولی کی اجازت سے عمارت بنائی پھر جب مدت  
 گزر گئی تو دوسرے شخص نے اس اراضی کا آئندہ اسی قدر مدت تک کے لیے زیادہ کرایہ منظور کیا پس پہلا مستاجر اس قدر بارہ  
 دینے پر راضی ہو گیا پس یا پہلا مستاجر اپنے ہاتھ اس دوسرے بڑھاتے واسطے کے ادلی ہوگا تو جواب دیا گیا ہو کہ ہاں وہ ادلی ہو  
 یہ فصول عموماً یہ ہیں ہو وقت اختلاف میں نہ کو رہو کہ اگر وقت کر نیوالے نے وقت کو اجارہ طویلہ پر اجارہ دیا پس اگر اس قدر  
 طویل اجارہ دینے سے اصل رقبہ وقت کے تلف ہو گیا تو جو حکم کو اختیار ہوگا کہ اصل عمارت کو باطل کر دے یہ وغیرہ  
 ہی فتاویٰ اہل سمرقند میں نہ کو رہو کہ اگر کوئی سراسرے یا باطلی تبدیل یا سبب بفرستی کے کھنڈل ہوئے کو آگئی تو وہ کرایہ پر  
 چلائی جاوے اور کرایہ سے اس کی مدت کیا دے پھر جب اس کی تعمیر و رستی پوری ہو جاوے تو آئندہ اجارہ پر جو دیکھاوے یہ  
 محیط میں ہو اور اگر وقت خراب ہو گیا اور متولی اس کی تعمیر سے عاجز ہوا تو قاضی اسکو کرایہ پر دے دے اور اس کے کرایہ سے اس کی تعمیر  
 و مدت کے پھر جب تعمیر سے دست بردار ہو جاوے تو متولی کے قبضہ میں واپس کر دے یہ تہذیب میں ہو اور اگر متولی نے وقت کی  
 مدت کے واسطے ساڑھے پانچ آنہ پر ایک مزدور مقرر کیا حالانکہ ایسے مزدور کی اجرت پانچ آنہ تو اور متولی نے مال وقت  
 سے اس کی مزدوری دی تو جو کچھ دیا ہو سب کا ضامن ہوگا یہ تعمیر یہ میں ہو۔ اور وقت کا عاریت دینا ایسا نہیں کسی کو  
 بسا ہا نہیں جائز ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ وقت کے متولی نے اگر کسی کو وقت کے مکان میں بلا اجرت بسا یا تو شیخ ہلال رح نے  
 فرمایا کہ رہنے واسطے پر کچھ اجرت نہ ہوگی اور متاخرین عامہ مشائخ کے نزدیک رہنے واسطے پر اجرا مثل واجب ہوگا خواہ  
 یہ مکان کرایہ پر چلائے کے واسطے رکھا گیا ہو یا ایسا نہ ہو اور یہ بغرض وقت کی ننگا ہداشت کے ہو اور اسی پر فتویٰ ہوا ایسا  
 ہی ان مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص وقت کے مکان میں بدون حکم قیم کے رہا تو اس پر اجرا مثل واجب ہوگا چاہے جس قدر ہو  
 یہ مضمرات میں ہو۔ اور اگر متولی نے وقت کو بوضو قرضہ کے رہن کیا تو نہیں صحیح ہو اور اسی طرح اگر کسی کے وقت کو اہل عجم  
 نے یا ان میں سے ایک نے رہن کیا تو نہیں صحیح ہو پھر اگر مدت نے اس دار میں سکونت رکھی تو اس پر اجرا مثل واجب ہوگا چاہے  
 جس قدر ہو خواہ یہ مکان کرایہ پر چلائے کے واسطے رکھا گیا ہو یا نہیں اور شیخ صدر شہید حسام الدین نے فرمایا کہ فتویٰ کیواسطے  
 ہی مختار ہو یہ غیاثیہ میں ہو۔ اور متولی مسجد نے اگر ایسے مکان کو جو مسجد پر وقت ہو قرضہ کیا اور مشتری نے اس میں سکونت  
 رکھی پھر یہ متولی مغزول کیا گیا اور دوسرا متولی مقرر ہوا پس دوسرے متولی نے مشتری پر اس مکان کا دعویٰ کیا اور قاضی  
 نے پہلے متولی کی بیج باطل کر دی اور مکان نہ کو دوسرے متولی کو سپرد کیا تو مشتری پر جو ایسے مکان کا کرایہ اس قدر مدت کا  
 ہووے واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر وقت کے متولی نے وقت کا مکان اس کے اجرا مثل سے اس قدر کم کرایہ  
 جس قدر لوگ اپنے انداز میں خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں کرایہ پر دیدیا حتیٰ کہ اجارہ جائز نہ ہو پھر مستاجر اس میں رہا کیا تو بنابر فقہ  
 متاخرین مشائخ کے مستاجر پر پورا اجرا مثل واجب ہوگا چاہے جس قدر ہو اور اسی طرح اگر اسکو اجارہ فاسدہ پر دیا تو بھی صحیح ہو  
 ہو یہ فصول عموماً یہ ہیں ہو۔ اور اگر تعمیر نے وقت کی اراضی کو اجارہ پر دی پھر اس اراضی پر پانی چڑھا یا تو اجرت سا قدر ہو جائیگی  
 اور اگر مستاجر نے اس پر قبضہ کر کے اس میں زراعت نہ کی تو مستاجر پر اجرت واجب ہوگی۔ اور اگر اجارہ فاسدہ ہو اور مستاجر نے

یہاں سے  
 دیکھا جاوے  
 کہ اگر کوئی  
 سراسرے یا  
 باطلی تبدیل  
 یا سبب بفرستی  
 کے کھنڈل ہوئے  
 کو آگئی تو وہ  
 کرایہ پر  
 چلائی جاوے  
 اور کرایہ سے  
 اس کی مدت  
 کیا دے پھر  
 جب تعمیر و  
 رستی پوری  
 ہو جاوے تو  
 آئندہ اجارہ  
 پر جو دیکھاوے  
 یہ محیط میں  
 ہو اور اگر  
 وقت خراب ہو  
 گیا اور متولی  
 اس کی تعمیر  
 سے عاجز ہوا  
 تو قاضی اسکو  
 کرایہ پر دے  
 دے اور اس کے  
 کرایہ سے اس  
 کی تعمیر و  
 مدت کے پھر  
 جب تعمیر سے  
 دست بردار ہو  
 جاوے تو متولی  
 کے قبضہ میں  
 واپس کر دے  
 یہ تہذیب میں  
 ہو اور اگر  
 متولی نے وقت  
 کی مدت کے  
 واسطے ساڑھے  
 پانچ آنہ پر  
 ایک مزدور  
 مقرر کیا  
 حالانکہ ایسے  
 مزدور کی  
 اجرت پانچ  
 آنہ تو اور  
 متولی نے مال  
 وقت سے اس  
 کی مزدوری  
 دی تو جو کچھ  
 دیا ہو سب کا  
 ضامن ہوگا  
 یہ تعمیر یہ  
 میں ہو۔ اور  
 وقت کا عاریت  
 دینا ایسا  
 نہیں کسی کو  
 بسا ہا نہیں  
 جائز ہو یہ  
 محیط سرخی  
 میں ہو۔ وقت  
 کے متولی نے  
 اگر کسی کو  
 وقت کے مکان  
 میں بلا اجرت  
 بسا یا تو شیخ  
 ہلال رح نے  
 فرمایا کہ  
 رہنے واسطے  
 پر کچھ اجرت  
 نہ ہوگی اور  
 متاخرین عامہ  
 مشائخ کے  
 نزدیک رہنے  
 واسطے پر  
 اجرا مثل  
 واجب ہوگا  
 خواہ یہ مکان  
 کرایہ پر  
 چلائے کے  
 واسطے رکھا  
 گیا ہو یا  
 ایسا نہ ہو  
 اور یہ بغرض  
 وقت کی ننگا  
 ہداشت کے ہو  
 اور اسی پر  
 فتویٰ ہوا  
 ایسا ہی ان  
 مشائخ نے  
 فرمایا کہ  
 جو شخص وقت  
 کے مکان میں  
 بدون حکم قیم  
 کے رہا تو اس  
 پر اجرا مثل  
 واجب ہوگا  
 چاہے جس  
 قدر ہو یہ  
 مضمرات میں  
 ہو۔ اور اگر  
 متولی نے وقت  
 کو بوضو قرضہ  
 کے رہن کیا تو  
 نہیں صحیح ہو  
 اور اسی طرح  
 اگر کسی کے  
 وقت کو اہل  
 عجم نے یا ان  
 میں سے ایک نے  
 رہن کیا تو  
 نہیں صحیح ہو  
 پھر اگر مدت  
 نے اس دار میں  
 سکونت رکھی  
 تو اس پر اجرا  
 مثل واجب ہوگا  
 چاہے جس قدر  
 ہو یہ فصول  
 عموماً یہ ہیں  
 ہو۔ اور اگر  
 تعمیر نے وقت  
 کی اراضی کو  
 اجارہ پر دی  
 پھر اس  
 اراضی پر  
 پانی چڑھا  
 یا تو اجرت  
 سا قدر ہو  
 جائیگی اور  
 اگر مستاجر  
 نے اس پر  
 قبضہ کر کے  
 اس میں زراعت  
 نہ کی تو  
 مستاجر پر  
 اجرت واجب  
 ہوگی۔ اور  
 اگر اجارہ  
 فاسدہ ہو اور  
 مستاجر نے



تجہ کر لیا پھر اس زمین میں زراعت نہ کی یا مکان بنایا کہ زمین نہ رہا تو اسپر جو واجب نہ ہو گا اور بعض شایع نے وقف  
 زمین بغیر عقد کے اجارہ میں اجرائی و اسباب پر نہ کی یا جو حدی میں نہ رہا تو اس میں زمین نہ ہو کر اگر  
 متولی سے وقف کا مکان اپنے بالغ بیٹے یا باپ کو اجارہ پر دیا تو امام اعظم کے نزدیک زمین جائز ہو الا اس وقت کہ اجرائی  
 سے زائد ہو یا جو تو جائز ہو اور اسی طرح اگر متولی سے خود اجارہ پر لیا پس اگر اسے اجرائی سے کر لیا زائد یا تو صحیح ہو ورنہ  
 نہیں اور اسی پر فتویٰ دیا جاوے یہ بھرائی میں ہو۔ اور اگر قلم نے وقف کا مکان بدو میں اسباب کے گراہ پر دیا تو امام  
 کے نزدیک جائز ہو اور بعض شایع نے فرمایا کہ وقف کے اجارہ میں وقف واجب کے جسٹہ اجارہ ان میں سے  
 جائز ہو چنانکہ لوگ اپنے زمین میں زمین کا حق و اجارہ کی اجرت قرار دیتے ہیں جیسے گاون و جو وغیرہ اور بعض زمین  
 پر حق کپڑے و غلام وغیرہ کے تو ان کے بعض اجارہ بالاجتماع زمین جائز ہو یہ غیاثی میں ذکر ہے جب وقف کا اجارہ بعض  
 شایع کے بنا پر قول اس امام کے جو جائز ہونے کا حکم دیتا ہو جائز ہو تو قلم اس مقام کو بہ اجرت قرار پائی ہو ورنہ کچھ  
 اور اس کا حق اس وجہ میں صرف کر لیا کہ وقف کے بیٹے میں ہو۔ اور بعض اس وقت کا قلم قرار پایا ہو اسکا اختیار ہو کہ  
 زمین وقف میں وقف کے واسطے خود زراعت کرے اور اس کا حق کے واسطے ضرور مقرر کرے اور انکی اجرت اس کے واسطے  
 ادا کرے یہ عادی میں ہو۔ اور اگر قلم نے وقف کو اجارہ پر دیا اور مستاجر بہ بدست کی شرط کی تو اجارہ باطل ہو لیکن اگر  
 ایسے کسی قدر درج معلوم بیان کیے اور مستاجر کو حکم دیا کہ انکو اسکی بدست میں صرف کرے تو جائز ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور  
 وقف کو اجارہ پر لینے والے کو زمین ہو کہ زمین اپنے واسطے نہ بنائے الا اس صورت میں کہ وہ جو کہ اجرت میں  
 لے رہا ہو اور عمارت وقف میں کسی طرح ضرور ہو۔ اور اگر یہ وقف اکثر متعلق رہتا ہو اور بدو ان اسوجہ کے کوئی اجارہ  
 لینے پر رغبت نہ کرتا ہو تو زمین میں زیادہ کر کے کسی جائز جو یہ فقہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنا مکان ایک قوم  
 میں وقف کیا اور زمین اسکا قیدون پر قرار دیا پھر متولی نے اس مکان کو ان میں ادا کیا تو اجارہ پر دیا جس پر وقف  
 تو اجارہ جائز ہے چند زمین ہو لیکن یہ واضح رہے کہ مستاجر کا حق یہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے یا بیٹے کو یا کسی اور کو وقف کرے مکان میں  
 اجارہ پر رہا جو فقہ میں ہے وقف ہو اور جو اسکا حق واجب ہو اور وہ حساب لگا کر جو اسپر واجب ہو اس سے دلا کر دیا جائے  
 مثلاً اس وقف میں سے سالانہ سو روپے اسکے واسطے واجب ہو ورنہ اور اسپر سو روپے کر لیا واجب ہو واپس برابر کر دیا گیا تو یہ جائز  
 اس واسطے کہ مالک علماء سے یہ روایت منقول ہو کہ جب اسحق بیٹے مالک میں واجب ہو اگر اسپر زمین کا خارج جیسے اسکی بیعت مالک کے  
 حق کے حساب سے چھوڑ دیا گیا تو جائز ہے چنانچہ اس وقف کے اجارہ میں ہو۔ اور اگر اس شخص نے چھ  
 وقف کر دیں وقف کو خود اجارہ پر دیا تو فقہ ابو جعفر نے اسکا قاعدہ یوں فرمایا جو کہ ہر جگہ یہاں پوری اجرت اس اجارہ  
 دینے والے کی ہو یا میں اور کہ وقف نہ کرے میں فقہ میں کی حاجت نہ ہو اور اس کے ساتھ کوئی اور شریک نہ ہو تو اسکو  
 اختیار ہو کہ مکان سے دو کا نام سے وقف کو خود اجارہ پر دے اور اگر وقف راغنی ہو تو دیکھا جائے کہ اگر وقف کنندہ  
 نے شرط کر دی ہو کہ اسکی آمدنی سے پہلے خرچ و عشر ادا کیا جاوے پھر جو کچھ عشر و خرچ و خیر عمارت سے بچے وہ اس شخص  
 کو جس پر وقف ہو دیا جائے تو اس شخص کو جس پر وقف ہو یہ اختیار ہو کہ اس ارغشی وقفی کو خود اجارہ پر دے یا فقہ  
 قاضی خان میں ہو۔ اگر ایسے شخص نے شرط نہ کی ہو کہ چھ آئین سے خرچ و عشر ادا کیا جائے تو واجب ہو کہ جس پر وقف ہو اسکا خود  
 اجارہ پر دے یا جائز ہو پس خرچ و عشر اس شخص کو جس پر وقف ہو واجب ہو۔ اور اگر وقف کی

مسلک فقہ  
 حنفی  
 مالک  
 شافعی  
 حنبلی





یہ ظہیر میں جو اور یہ اس وقت ہو کہ اس سال وقف میں غلہ نہ ہو اور اگر غلہ تھا تو قہم نے تمام غلہ مستحقوں کو بانٹ دیا اور خزانہ کا حصہ نہ رکھا تو وہ حصہ خراج کا مناسبت ہو گا یہ ذیہ میں ہو۔ اور اگر وقف کے قہم سے خراج و دیگر جو اس وقت پر بانٹ سے گئے ہیں طالب کیے گئے حالانکہ قہم کے پاس وقف کے مال سے کچھ نہیں ہو پس اسے قرض لینا چاہا تو اگر وقف کنندہ نے وقف پر قرضہ لینے کی اجازت دی ہو تو اسکو یہ اختیار ہو گا اور اگر اجازت نہ دی ہو تو اس میں اختلاف ہو اور اس میں جو کہ اگر قہم ناچار ہو جاوے تو یہ امر قاضی کے حضور میں پیش کرے تاکہ وہ اسکو قرضہ لینے کا حکم دے ایسا ہی فقہ ابو جعفر نے فرمایا ہے پھر جب غلہ حاصل ہو تو اس میں سے یہ قرضہ ادا کر دے گا یہ مضرات میں جو۔ اور جب تعمیر کی ضرورت پیش آوے کہ ناچار ہی ہو تو قاضی کے حکم سے قرضہ لے اور سوائے تعمیر و مرمت کے اور اہل کے واسطے پس اگر مستحقوں پر صرفت کے واسطے لینا چاہا تو نہیں جائز ہو اگرچہ قاضی کے حکم سے ہو یہ بحر الرائق میں جو۔ اور اگر قہم نے وقف پر قرضہ اس غرض سے لینا چاہا کہ اسکی کاشت کے بیجوں کے دام دے تو قاضی کے حکم سے بالاتفاق جائز ہو اور اگر اسے بدون غرض قاضی کے خود ایسا کیا تو اس میں دو روایتیں ہیں یہ خیال نہ ذیہ میں جو۔ اور اگر متولی نے وقف پر قرضہ لینا اس غرض سے چاہا کہ رہن کا قہم ادا کرے یعنی سبکے عوض رہن ہو پس اگر قاضی نے حکم دیا تو ایسا کر سکتا ہو ورنہ نہیں یہ سہرا جیہ ثبت ہو اور قرضہ پیش کی تفسیر ہو کہ وقف کا غلہ نہ ہو پس اسکو قرضہ لینے کی ضرورت ہوئی اور اگر وقف کا غلہ ہوا اور اسے لینے والے سے وقف کی بھرتی میں صرف کیا تو یہ مال غلہ وقف سے واپس لے سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں جو۔ وقف کی اراضی ایک کاشتکار کے پاس ہو جو اس میں بٹائی پر زراعت کرتا ہو اور اس زمین میں روئی تھی پھر وہ روئی چوری گئی پھر کاشتکار نے یہ روئی کسی آدمی کے مکان میں پائی پس کاشتکار نے اسکو مواخذہ میں لے کر اور اس سے مخاطب کیا پس مکان والے نے کہا کہ میں تیرے لیے ضامن ہوا کہ میں شکے پانچ من روئی دوں گا پس آیا قہم کو ملال ہو کہ یہ اس سے لے تو اس میں تھوڑے ہیں اول یہ کہ یہ معلوم ہو کہ مکان والا اپنی بدنامی و بے آبروئی کے خوف سے اسکو دیتا ہو ورنہ اگر یہ معلوم ہو گیا کہ اسے اس قدر یا زیادہ چرائی یا اسے اقرار کر دیا ہو کہ میں نے اس مقدار روئی چرائی جو سوم آگاہ معلوم ہو کہ کتنے چرائی و لیکن جس قدر رویتا ہے اس سے کم چرائی تھی۔ تو اول صورت میں اسکو لینا نہیں جائز اور دوسری صورت میں جائز ہو اور تیسری صورت میں جس قدر کاشتکار کا مال غلہ تھا وہی اتنی قدر کا لینا جائز ہو اور زیادہ نہیں جائز ہو یہ محیط میں جو۔ اگر کاشتکار نے مال وقف سے کچھ لکھ لیا اور متولی نے اس سے کسی چیز پر صلح کر لی پس اگر متولی کے پاس اس کے دعویٰ کے جو کاشتکار پر کرتا ہو گواہ ہوں یا کاشتکار ضرر ہو تو متولی کو روا نہیں ہو کہ اس میں سے کچھ چھوڑ کر صلح کرے بشرطیکہ کاشتکار تو نگر ہو اور اگر کاشتکار فقیر ہو تو گھٹاتا جائز ہے بشرطیکہ جو کاشتکار پر جو اسکی نسبت کر کے جس پر صلح ہوئی ہو نہایت حاجت ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں جو۔ اور اگر وقف کرنا اس نے وقف کے کارپرداز کے واسطے اسکی کارپردازی کے عوض سالانہ کچھ مال معلوم مقرر کیا ہو تو جائز ہو اور اس کا پردانہ کو اس کاموں کی جو اس کے مثل آدمی کرتا ہو اور کرنے کی عادت ہوئی آئی ہو تکلیف دیکھا گیا جیسے وقف کی تعمیر و مرمت کرنا اور اس کا گرایہ پر چلانا اور اسکی آمدنی وصول کرنا اور بن و جون پر وقف ہو ان پر تقسیم و صرفت کرنا کافرانہ دی۔ اور اسکو نجاس ہے کہ ان کاموں میں کچھ تعمیر کرے اور وہ جو وکیل لوگ یا مزدوروں کو کہتے ہیں تو اسکو ایسا کرنا نہیں پہونچتا جو یہ محیط میں جو۔ حتیٰ کہ اگر اس نے کسی عورت کو متولی کیا اور اس کے واسطے کوئی اجرت معلوم نہ مقرر کی تو اسکو ویسی ہی تکلیف دیکھا گیا جیسے رواج کے موافق عورتیں کر سکتی ہیں۔ اور اگر وقف کے مستحقان نے قہم سے نزاع کیا اور حکم سے کہا کہ وقف کنندہ نے یہ مال اس کے واسطے

علا قاضی التعمیم بعض  
نہ کہ کہ تفتت ازاد  
نہین فاضل جو رہ  
نہین کے کہ کہ کہ  
نہین کے کہ کہ کہ  
نہین کے کہ کہ کہ  
نہین کے کہ کہ کہ



بمقابلہ اسکے کام کے قرار دیا ہو اور یہ شخص کام نہیں کرتا تو حاکم اسکو ایسے کام کرنے کی تکلیف نہ دیگا جو متولی لوگ نہیں کیا کرتے  
میں یہ شرائط ہیں جو - اور متولی کو کوئی مرض مثل جنون یا اندھے ہو جانے یا گمے ہو جانے کے لاحق ہوا پس اگر باوجود اسکے  
وہ کام کرنے کا حکم دے سکتا اور نہانت کر سکتا ہو تو اجرت قائم رہے گی اور اگر اس سے یہ ہو سکے تو اسکو اجرت نہ ملیگی - اور  
اگر متولی میں کسی نے ظن کیا تو قاضی اسکو متولی ہونے سے خارج نہ کرے گا الا جبکہ اُس سے کوئی ضمانت ظاہر ہو پس جب اسکو  
خارج کیا تو اُس سے وہ اجرت جو وقت کرنے والے نے اسکے واسطے وقت کا کام انجام دینے کے مقابلہ میں مقرر کی تھی قطع  
کر دیگا اور جس متولی کو قاضی نے خارج کیا اگر وہ پھر صلح ہو جاوے تو پھر اسکو ولایت و قضاء دیجیگا یہ حاوی میں ہو - اور  
اگر چاہا کہ اسکے ساتھ دوسرا آدمی کار و قضاء میں داخل کرے لینے دونوں آدمی کام انجام دین اور اس مال میں سے منظور اسکے  
واسطے ہو تو اسکا مضائقہ نہیں ہوگا اور اگر یہ مال چوتھے بیان کیا ہو وہ قلیل ہو طبعی اول کے لیے تنگی ہو پس حاکم کی رائے  
میں آیا کہ اس دوسرے کے واسطے جسکو داخل کیا ہو وقت کے غلہ میں سے کچھ مقرر کر دے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہوگا - اور  
اگر وقت کرینو اسے نے اس متولی کے واسطے جو وقت کا کام کرتا ہو اسکے کام کے مقابلہ میں سالانہ چھ مال معلوم مقرر کیا اور یہ  
مال جو وقت کرنے والے نے اسکے واسطے مقرر کیا ہو اسکے اجرائی سے نہ لے کر تو یہ جائز ہو اور ایسی صورت میں اسکے اجرائی کو  
نہ دیکھا جائیگا اور جو شخص وقت کا نگہبان مقرر کیا گیا ہو اسکو اختیار ہو کہ وقت کے امور میں سے جو کام اسکے اختیار میں ہو  
اسکے واسطے کسی کو وکیل کر دے جو چاہے اسکے اس کام کو انجام دے اور وقت میں سے جو اسکو ملتا ہو اس میں سے اس وکیل  
کے واسطے کچھ مقرر کر دے - اور اسکو اختیار رہے گا کہ جب چاہے اس وکیل کو معزول کر دے اور چاہے اسکی جگہ دوسرا  
پہلے سے یہ فتح القدر میں ہو - اور اگر وقت کرنے والے نے امر و وقت کے کام سر انجام دینے والے قیم کے واسطے مال مقرر  
کر دیا ہو اس قیم کے کسی دوسرے کو قیم مقرر کیا اور یہ مال اسی کے واسطے کر دیا تو یہ جائز نہیں ہو الا اُس صورت میں کہ وقت  
کرنے والے نے اسکو ایسا اختیار وید یا ہو یہ حاوی میں ہو اور اگر اس قیم کے کسی کو وقت کے کام میں وکیل کیا یا کسی کو اسے  
ایجاد ہی کر دیا اور جو کچھ وقت کرنے والے نے اسکے لیے مقرر کیا تھا وہ سب یا اس میں سے کچھ اس وکیل یا بھی کے واسطے  
کر دیا ہو اسکو جو کچھ بطریق ہو گیا تو اسکی توکیل و وصیت باطل ہو جائیگی اور مال میں سے جو کچھ اسے وہی یا وکیل کے واسطے  
مقرر کیا ہو وہ وقت کے غلہ میں واپس جائیگا لیکن اگر وقت نے یہ شرط کر دی ہو کہ جب یہ مال قیم کی طرف سے  
منقطع ہو تو فلاں راہ میں صرف کیا جاوے تو یہ مال اسی راہ میں صرف کیا جائے گا اور وقت کے غلہ میں واپس داخل  
نہ کیا جائے گا یہ شرائط ہیں جو اور قاضی کی طرف رجوع کیا جائیگا کہ وہ کسی قیم کو مقرر کر دے یہ فتح القدر میں ہو اور واضح  
ہو کہ جن لوگوں نے بطریق ایسا جنون ہو جو ایک سال کامل برابر ہووے یہ حاوی میں ہو - اور اگر ایک سال اسکی عقل زائل رہی اور  
کار و قضاء کے سر انجام میں سے عاجز رہا پھر اسکی عقل اسکی طرف خود کرائی اور وہ دنگا ہو گیا تو عقل سابق کے وہ اس وقت کے  
انجام میں مقرر ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر حاکم کے نزدیک یہ بات صحیح ٹھہری کہ یہ متولی اس وقت کے کام کے لائق نہیں ہو پس  
اسکو حاکم کے خارج کر دیا اور یہاں سے اسکے دوسرا متولی مقرر کیا پھر حاکم کی جگہ دوسرا حاکم آیا پس معزول شدہ متولی نے دعویٰ کیا  
کہ جو قاضی نے اسے قتل کر دیا اسکا بدلہ اس کے بھائی کوئی باثبات شخص سے میں خارج کیا جانے کا مستوجب ہوں تبھی اس وقت  
سے خارج کیا ہو تو اسکا دعویٰ مسترد ہوگا و قائل قبول نہ ہوگا و لیکن دوسرا حاکم اس سے فرماوے گا کہ تو میرے سامنے یہ امر  
نفاذ کر کہ تو اس وقت کے کام سر انجام دینے کے لائق ہو تا کہ میں سننے اس کے قیام میں واپس مقرر کر دوں پھر اگر

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰





یہ بیگناہ بچھاؤ میں ہو۔ اور اگر اس نے کہا ہو کہ پس وہ واسطے عبد اللہ و مساکین کے ہو تو نصف واسطے عبد اللہ کے اور نصف واسطے مسکینوں کے ہو گا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہو پس جو کچھ اللہ تعالیٰ اسکی آمدنی پیدا فرماوے پس یہ عبد اللہ و فقیروں و مسکینوں کے واسطے ہو تو امام ابو یوسف کے قول پر نصف حاصلات عبد اللہ کی اور نصف واسطے فقیروں و مسکینوں کے ہوگی اور یہی شیخ ہلال کا قول ہو اور امام اعظم کے قول پر ایک تنہا عبد اللہ کی اور تنہا فقیروں کی اور تنہا مسکینوں کی ہوگی اور بنا بر قول امام محمد کے آمدنی کے پانچ حصے کیے جائیں گے جس میں سے ایک حصہ عبد اللہ کا اور دو حصے فقیروں کے اور دو حصے مسکینوں کے ہوں گے اور اسکی نظیر جامع کی کتاب الوصایا میں ہے یہ ظہیر یہ میں ہو اور اگر کہا کہ واسطے میری قربت اور میرے پڑوسیوں اور میرے آزاد کیے ہوؤں اور مسکینوں کے ہو تو قربت میں سے ہر ایک اور پڑوسیوں میں سے ہر ایک اور آزاد کیے ہوؤں میں سے ہر ایک شخص ایک ایک حصہ کے ساتھ اور مساکین سب کے سب ایک حصہ کے ساتھ شریک کیے جائیں گے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے اور اگر کہا کہ واسطے میری قربت اور واسطے مساکین کے ہو تو قربت میں سے ہر ایک شخص ایک ایک حصہ سے اور ہر مساکین ایک حصہ سے شریک کیے جائیں گے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ فقیروں اور قرضہ سے لے لے ہوؤں اور فی سبیل اللہ اور گردن آندا کرنے کے واسطے ہو تو امام محمد رحمہ کے نزدیک ان میں سے ہر فرد کو دوہم سے شریک کیا جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ایک حصہ سے شریک کیا جائیگا یہ بیضاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ وجوہ صدقات پر ہو تو وجوہ صدقات وہ ہیں جو قرآن مجید میں آیت زکوٰۃ میں مذکور ہیں چنانچہ کتاب الزکوٰۃ میں بابا بصرفت میں مفصل ذکر ہوا ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ وقف کی صورت میں عاملوں کو نہ دیا جائیگا اور جنکی تالیف تالوب مقصود ہوتی ہے وہ تو زکوٰۃ و وقف سب سے جاتے رہے ہیں پس ان کے سوا جو باقی تین رہی ہیں ان پر تقسیم کیا جائیگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر اس نے کہا ہو کہ وجوہ صدقات وجوہ الہر پر وقف ہو تو فقراء و مساکین ایک حصے سے اور گردن آندا کرنے کے واسطے ایک حصہ سے اور قرضہ سے لے لے ہوؤں کے واسطے ایک حصہ سے اور فی سبیل اللہ ایک حصہ سے اور ابن سبیل اپنے سفر کے لیے ایک حصہ سے اور وجوہ الہر کے واسطے تین حصے سے شریک رکھی جائیگی۔ اور اگر اس نے کہا کہ واسطے فقیروں و قرضہ سے لے لے ہوؤں اور فی سبیل اللہ اور حج کے صدقہ موقوفہ ہو اور ان میں سے ہر ایک کے واسطے کچھ درم معلوم بیان کر دیے پھر اسکی آمدنی اس سے زیادہ ہوئی تو بقدر زائد ہو وہ ان سب وجوہ کی تعداد پر تقسیم ہو کر ہر وجہ میں مساوی ہو جائیگا یہ حاوی میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی اراضی کسی شخص پر وقف کی اور شرط کی کہ اسکو ماہوار ہی بقدر اسکی کفایت کے دیا جائے حالانکہ اس شخص کے عیال نہین ہیں پھر اسکے عیال ہو گئے تو اسکو اسکی اور اسکے عیال کی کفایت کے لایق دیا جائیگا یہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کسی نے ایک قوم پر وقف کیا مگر انھوں نے قبول نہ کیا تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سب نے رد کر دیا دوم آنکہ بعض نے رد کیا پس اگر سب نے رد کر دیا تو وقف جائز رہے گا اور غلہ فقیروں پر تقسیم ہوگا اور اگر بعض نے رد کیا تو دیکھا جاوے کہ جس لفظ سے ان پر وقف کیا ہے یہ لفظ ان باقیوں پر جنھوں نے قبول کیا ہے بولا جاتا ہے تو پورا غلہ انہیں باقیوں کا ہوگا اور اگر یہ لفظ ان باقیوں پر نہین بولا جاتا ہے تو جنھوں نے نہین قبول کیا ہے ان کا حصہ فقیروں پر صرف کیا جائے گا اور اسکی مثال یہ ہے کہ اگر اس نے اولاد عبد اللہ پر وقف کیا پس بعض اولاد نے قبول نہ کیا تو تمام غلہ باقیوں پر تقسیم ہوگا اور اگر اس نے زید و عمر پر وقف کیا پس زید نے قبول نہ کیا تو اسکا حصہ فقیروں پر تقسیم ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اس نے کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ اولاد عبد اللہ و اس کی نسل پر ہے پس سب نے ایک بارگی



قبول نہ کیا تو یہ غلہ فقیروں کا ہوگا پھر غلہ اسکے بعد پیدا ہوا پس انھوں نے قبول کیا تو غلہ اسکے واسطے ہو جائیگا یہ ظہیر میں ہو۔  
اور اگر اسکے بعد اسکا کوئی بچہ پیدا ہوا پس اسے قبول کیا تو غلہ اسکا ہوگا یہ محیط میں ہو۔ پس اگر اسے ایک سال غلہ قبول کیا پھر کہا کہ  
میں نہیں قبول کرتا ہوں تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اسکا رد کرنا کچھ موثر نہ ہوگا اور فقیر ابو جعفر نے فرمایا کہ لی ہوئی آمدنیوں  
کے حق میں یہ جواب صحیح ہو اس واسطے کہ وہ سب اسکی ملک ہو گئی ہیں پس انکو رد نہیں کر سکتا ہو اور یہ وہ غلات جو آئندہ  
پیدا ہونگے تو ان میں اسکی کچھ ملک نہیں ہوں ان قطعی اسکا انہیں ثابت ہو اور خالی حق اگر رد کیا جاوے تو رد ہو سکتا ہو  
یہ فقیر وہ ہیں جو۔ اور اگر زید پر اور اسکے بعد اسکی نسل پر وقت کیا ہو پس زید سے کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں نہ اپنے نفس  
کے واسطے اور نہ اپنی نسل کے واسطے تو اپنے نفس کے واسطے اسکا رد کرنا جائز ہو اور اسکی نسل و اولاد کے حق میں اسکا رد کرنا  
نہیں جائز ہو اگرچہ اسکا فرزند جعفر ہو یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اسے کہا کہ میں ایک سال قبول کرتا ہوں تو ایسا ہی ہوگا جیسا  
اسے کہا ہو اور اسکا قبول کرنا فقط ایک سال کے واسطے ہو مگر اسکا اور اسے ملے اگر اسے کہا کہ اسکا واسطہ میں قبول  
نہیں کرتا ہوں تو یہی حکم ہو کذا فی الذخیرہ۔ اس طرح اگر کہا کہ میں نہ اپنی آمدنی قبول کرتا ہوں اور نہ منہ نہیں قبول  
کرتا ہوں تو یہی اسکے قول کے موافق ہوگا۔ اور اگر وقت کرنے کے واسطے یہ کہا کہ عبد اللہ زید پر جب تک دونوں زندہ رہیں پھر  
دونوں میں سے ایک مر گیا تو دوسرے کا نصف اسکو بحالہ ملے گا اور اسکا یہ کہنا کہ جب تک دونوں زندہ رہیں اس سے  
دوسرے کا حصہ باطل نہ ہوگا۔ اور اگر اسے کہا کہ عبد اللہ اور اسکے بعد زید پر وقت ہو پھر عبد اللہ سے اس وقت کے  
قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ زید کے واسطے ہوگا اور اگر عبد اللہ سے کہا کہ میں نے قبول کیا اور زید سے کہا کہ میں نہیں  
قبول کرتا ہوں تو وہ عبد اللہ کے واسطے جیسا کہ زندہ رہتا برابر جاری رہے گا اور جب عبد اللہ مر جاوے تو وہ فقیروں  
کے واسطے ہوگا یہ حاوی میں ہو۔

ملاحظہ فرمائیے کہ اگر فقیر نے غلہ قبول کیا تو وہ غلہ اسکا ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسے ایک سال غلہ قبول کیا پھر کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اسکا رد کرنا کچھ موثر نہ ہوگا اور فقیر ابو جعفر نے فرمایا کہ لی ہوئی آمدنیوں کے حق میں یہ جواب صحیح ہو اس واسطے کہ وہ سب اسکی ملک ہو گئی ہیں پس انکو رد نہیں کر سکتا ہو اور یہ وہ غلات جو آئندہ پیدا ہونگے تو ان میں اسکی کچھ ملک نہیں ہوں ان قطعی اسکا انہیں ثابت ہو اور خالی حق اگر رد کیا جاوے تو رد ہو سکتا ہو یہ فقیر وہ ہیں جو۔ اور اگر زید پر اور اسکے بعد اسکی نسل پر وقت کیا ہو پس زید سے کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں نہ اپنے نفس کے واسطے اور نہ اپنی نسل کے واسطے تو اپنے نفس کے واسطے اسکا رد کرنا جائز ہو اور اسکی نسل و اولاد کے حق میں اسکا رد کرنا نہیں جائز ہو اگرچہ اسکا فرزند جعفر ہو یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اسے کہا کہ میں ایک سال قبول کرتا ہوں تو ایسا ہی ہوگا جیسا اسے کہا ہو اور اسکا قبول کرنا فقط ایک سال کے واسطے ہو مگر اسکا اور اسے ملے اگر اسے کہا کہ اسکا واسطہ میں قبول نہیں کرتا ہوں اور نہ منہ نہیں قبول کرتا ہوں تو یہی حکم ہو کذا فی الذخیرہ۔ اس طرح اگر کہا کہ میں نہ اپنی آمدنی قبول کرتا ہوں اور نہ منہ نہیں قبول کرتا ہوں تو یہی اسکے قول کے موافق ہوگا۔ اور اگر وقت کرنے کے واسطے یہ کہا کہ عبد اللہ زید پر جب تک دونوں زندہ رہیں پھر عبد اللہ سے اس وقت کے قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ زید کے واسطے ہوگا اور اگر عبد اللہ سے کہا کہ میں نے قبول کیا اور زید سے کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو وہ عبد اللہ کے واسطے جیسا کہ زندہ رہتا برابر جاری رہے گا اور جب عبد اللہ مر جاوے تو وہ فقیروں کے واسطے ہوگا یہ حاوی میں ہو۔

چھٹا باب فقیروں دعویٰ و شہادت کے بیان میں۔ اور امین و ذمہ دارین فصل اول دعویٰ کے بیان میں  
اگر کسی نے ایک زمین فرشتہ کی پھر کہا کہ میں اسکو وقف کر چکا ہوں یا کہا کہ یہ زمین میرے اوپر وقت ہو پس اگر اسے گواہ  
قائم نہ ہو پس اسے اس وقت سے فقیر یعنی چاہی تو ایسا نہیں کر سکتا ہو اس واسطے کہ قسم لینے کی شرط یہ ہو کہ پہلے صحیح  
دعویٰ ہو بلکہ حالہ نہ بیان بسبب تناقض کے دعویٰ صحیح نہ ہو اس لیے کہ وقت معنی عدم ملک و بطلان حق ہو اور خود  
بیان حق کی ہو جو معنی ملک ہو اور اگر اسے وقف ہوئے پر گواہ قائم کیے تو فقیر یہ کہ گواہ سے جاوینگے اس واسطے کہ  
دعویٰ اگر یہ بسبب تناقض کے باطل ہو اور اگر گواہی باقی رہی ہو کہ وقف پر بدون دعویٰ کے گواہی سنی باقی رہی یہ غیاثیہ  
میں ہو اور جب گواہی سنی قبول ہوئی تو بیچ ٹوٹ جائیگی یہ واقعات حسامید میں ہو۔ اور فتاویٰ فقہی میں یہ ذکر فرمایا کہ  
وقف پر گواہی بدون دعویٰ کے صحیح ہو اور اسکو مطلقا فرمایا کوئی تفصیل نہیں فرمائی مالا کہ علی الاطلاق یہ جواب صحیح  
نہیں ہو بلکہ صحیح اس تفصیل سے ہو کہ یہ وقت جو حق ارضہ تعالیٰ ہو اس پر بدون دعویٰ کے گواہی صحیح ہو اور ہر وقت جو حق العباد  
ہو تو اسکے وقف ہونے پر۔ دن دعویٰ کے گواہی صحیح نہیں ہو کذا فی الذخیرہ اور شیخ رشید الدین نے یہ تفصیل ذکر کر کے  
کہا کہ امام فضلی رحمہ نے اسی طرح تفصیل فرمائی جو اور سی مختار ہو اور یہ امام ابو الفضل کرمانی کا فتوہ ہے یہ فصول عمادیہ میں ہو  
اور اس صورت میں شہری کو یہ اختیار نہیں ہو کہ تم قبول کر لینے کی غرض سے اس ارضی کو اپنے قبضہ میں روک رکھے  
یہ تا تا غایہ میں ہو۔ اور اگر بائیس نے دعویٰ کیا کہ یہ ارضی فلان مسجد پر وقف ہو اور گواہ پیش کیے تو قبول ہونگے

اور بیع ٹوٹ جائیگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ بائع کے کام میں تناقض نہ ہوگا اور وہ تناقض نہیں قرار دیا جائیگا اور اول اصح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر آئسٹے یہ نہ کہا کہ یہ زمین مجبّر وقت ہے تو شیخ نسفی نے اس پر فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ ایسا دعویٰ بالکل میرے سے سموع نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر آئسٹے دوسرے سے کہا کہ یہ ارانی مجبّر وقت ہے پھر اسکے بعد دعویٰ کیا کہ مجبّر وقت ہے تو اسکا دعویٰ سموع نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ملک ہے میں نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہے پھر دعویٰ کیا کہ اسکو میرے باپ نے مجبّر وقت کیا ہے تو بسبب تناقض اسکے دعویٰ سموع نہ ہوگا۔ اور اگر وقت کیے ہوئے مکان کا متولی ہونا قبول کیا کسی ترکہ کا وہی ہونا قبول کیا اور یہ قبول کرنا بعد اس امر سے آگاہ ہونے اور یقین پانے کے تھا کہ یہ ترکہ ہوا وقت ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے تو دعویٰ سموع نہ ہوگا اور اگر پہلے وقت ہونے کا دعویٰ کیا پھر میراث ہونے کا دعویٰ کیا تو بھی دعویٰ سموع نہ ہوگا لیکن اگر آئسٹے دونوں دعویٰ میں اس طرح توفیق دی اور بات بنائی کہ میرے باپ نے پہلے مجبّر وقت کیا تھا لیکن یہ وقت لازم نہیں ہونے پایا تھا کہ یہ ایسا میراث ہے تو یہ دعویٰ قبول ہوگا اور اگر کسی مکان یا زمین کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ وقت ہے تو صحیح جواب یہ ہے کہ اگر آئسٹے اس عقار کے رقبہ کا دعویٰ بسبب اس پیش متولی ہونے کے کیا تھا تو دونوں دعویٰ توفیق ہو سکتی ہے اور اس کے بعد اس کے موافق وقت کو متولی اپنی طرف نسبت کرتا ہے بدین اعتبار کہ اسکو اپنی تصرف کا اور اسکی بابت خصوصیت کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور اگر کسی مکان کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ وقت ہے تو اسکو فلان شخص نے فلان مسجد پر وقت کیا ہے تو وقت کا دعویٰ سموع نہ ہوگا یہ خزانۃ المصنفین و فصول عمادیہ میں ہے۔ اور فتاویٰ حنفی میں مذکور ہے کہ اگر زمین کے مشتری نے بائع پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین وقت ہے اور آئسٹے میرے ہاں تھا اسکو جب فروخت کیا تو بغیر حق فروخت کیا ہے تو فرمایا کہ مشتری کو اس خصوصیت کا اختیار نہیں ہے بلکہ اسکا اختیار متولی کو ہے اور اگر اسکا کوئی متولی نہ ہو تو حاکمینی ایک متولی مقرر کرے گا پھر اس سے خلاصہ کرے گا اور وقتا ہونے کو ثابت کرے گا پھر جب یہ بات ثابت ہوگئی تو بیع کا باطل ہونا ظاہر ہو جائیگا پس جس مشتری اپنا من اپنے بائع سے واپس لے گا یہ مجبّر میں ہے۔ اور اگر کسی متولی نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان وقت ہے فلان کی اولاد پر اور آئسٹے مشتری پر اتفاق ثابت کیا پس مشتری نے چاہا کہ بائع سے من واپس لے پس بائع نے کہا کہ ہاں فلان نے اسکو فلان مذکور کی اولاد پر وقت کیا تھا لیکن جب وقت کرنے والا مر تو اسکے وارثوں نے قاضی کے حضور میں مقدمہ پیش کیا حتیٰ کہ قاضی نے آئسٹے وقت کے باطل ہونے کا حکم دیدیا اور میں وقت کنندہ کا وارث تھا پس ہم سب نے ترکہ کو باہم تقسیم کیا تو یہ مکان میرے حصہ میں آیا پس میری بیعت صحیح واقع ہوئی جو تو اس سے دعویٰ وقت منفعہ ہو جائے گا اور مشتری کے قبضہ میں باقی رہے گا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر وقت کا دعویٰ کیا یا گواہوں نے وقت کی گواہی دی اور انھوں نے وقت کر دیا تو اسے کو بیان نہ کیا تو خصمانہ نے ادباً قاضی کے باب قبض الحاضرین دیوان القاضی المفرد میں ذکر فرمایا ہے کہ وقت کا دعویٰ اور وقت پر گواہ بدین بیان وقت کرنے والے کے صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ ارانی مجبّر وقت ہے تو دعویٰ سموع نہ ہوگا اور یہ جو مذکور ہے کہ دعویٰ سموع ہوگا تو یہ اسی شخص سے سموع ہوگا جو متولی ہووے اور فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر آئسٹے دعویٰ کیا کہ مجبّر وقت ہے تو دعویٰ سموع ہوگا لیکن اول اصح ہے اور اسی پر فتوے ہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ اور شیخ رشید الدین نے فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ جبہ وقت ہے انھیں نے دعویٰ کیا کہ یہ مجبّر وقت ہے پس اگر اسکا دعویٰ باجارت قاضی ہو تو بالاتفاق صحیح ہوگا اور اگر قاضی کی بغیر اجازت ہے تو انھیں میں و درواستین میں

یہ دعویٰ سموع نہ ہوگا  
اور اگر کسی مکان یا زمین کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ وقت ہے تو صحیح جواب یہ ہے کہ اگر آئسٹے اس عقار کے رقبہ کا دعویٰ بسبب اس پیش متولی ہونے کے کیا تھا تو دونوں دعویٰ توفیق ہو سکتی ہے اور اس کے بعد اس کے موافق وقت کو متولی اپنی طرف نسبت کرتا ہے بدین اعتبار کہ اسکو اپنی تصرف کا اور اسکی بابت خصوصیت کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور اگر کسی مکان کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ وقت ہے تو اسکو فلان شخص نے فلان مسجد پر وقت کیا ہے تو وقت کا دعویٰ سموع نہ ہوگا یہ خزانۃ المصنفین و فصول عمادیہ میں ہے۔ اور فتاویٰ حنفی میں مذکور ہے کہ اگر زمین کے مشتری نے بائع پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین وقت ہے اور آئسٹے میرے ہاں تھا اسکو جب فروخت کیا تو بغیر حق فروخت کیا ہے تو فرمایا کہ مشتری کو اس خصوصیت کا اختیار نہیں ہے بلکہ اسکا اختیار متولی کو ہے اور اگر اسکا کوئی متولی نہ ہو تو حاکمینی ایک متولی مقرر کرے گا پھر اس سے خلاصہ کرے گا اور وقتا ہونے کو ثابت کرے گا پھر جب یہ بات ثابت ہوگئی تو بیع کا باطل ہونا ظاہر ہو جائیگا پس جس مشتری اپنا من اپنے بائع سے واپس لے گا یہ مجبّر میں ہے۔ اور اگر کسی متولی نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان وقت ہے فلان کی اولاد پر اور آئسٹے مشتری پر اتفاق ثابت کیا پس مشتری نے چاہا کہ بائع سے من واپس لے پس بائع نے کہا کہ ہاں فلان نے اسکو فلان مذکور کی اولاد پر وقت کیا تھا لیکن جب وقت کرنے والا مر تو اسکے وارثوں نے قاضی کے حضور میں مقدمہ پیش کیا حتیٰ کہ قاضی نے آئسٹے وقت کے باطل ہونے کا حکم دیدیا اور میں وقت کنندہ کا وارث تھا پس ہم سب نے ترکہ کو باہم تقسیم کیا تو یہ مکان میرے حصہ میں آیا پس میری بیعت صحیح واقع ہوئی جو تو اس سے دعویٰ وقت منفعہ ہو جائے گا اور مشتری کے قبضہ میں باقی رہے گا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر وقت کا دعویٰ کیا یا گواہوں نے وقت کی گواہی دی اور انھوں نے وقت کر دیا تو اسے کو بیان نہ کیا تو خصمانہ نے ادباً قاضی کے باب قبض الحاضرین دیوان القاضی المفرد میں ذکر فرمایا ہے کہ وقت کا دعویٰ اور وقت پر گواہ بدین بیان وقت کرنے والے کے صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ ارانی مجبّر وقت ہے تو دعویٰ سموع نہ ہوگا اور یہ جو مذکور ہے کہ دعویٰ سموع ہوگا تو یہ اسی شخص سے سموع ہوگا جو متولی ہووے اور فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر آئسٹے دعویٰ کیا کہ مجبّر وقت ہے تو دعویٰ سموع ہوگا لیکن اول اصح ہے اور اسی پر فتوے ہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ اور شیخ رشید الدین نے فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ جبہ وقت ہے انھیں نے دعویٰ کیا کہ یہ مجبّر وقت ہے پس اگر اسکا دعویٰ باجارت قاضی ہو تو بالاتفاق صحیح ہوگا اور اگر قاضی کی بغیر اجازت ہے تو انھیں میں و درواستین میں

جنہیں سے ملے ہیں جو کہ ایسا دعویٰ نہیں صحیح ہوا ہے کہ اسکا حق قضا اسکی آمدنی سے متعلق ہو اور کچھ نہیں ہو پس اور کسی چیز کے واسطے  
ختم نہیں ہو سکتا ہو۔ اور اگر ایک جماعت پر وقف ہو پس انہیں سے ایک نے بدو ان اجازت قاضی کے دعویٰ کیا کہ  
یہ وقف ہو تو نہیں صحیح ہوا اور اس میں بھی ایک روایت ہو کہ کوئی تعلق روایت نہیں ہو اور نیز فتاویٰ سے رشید الدین  
میں مذکور ہو کہ جو شخص وقف کی آمدنی کا مستحق ہو تو اسکی آمدنی کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہو بلکہ اس کا دعویٰ مقولی  
کر سکتا ہو یہ فصول عامہ ہیں جو۔ وقف والے نے اگر چاہا کہ وقف کے معاملات میں دعویٰ کی سماعت کرے اور  
گواہوں پر یا قسم سے باز رہے نہ پر حکم کرے تو دیکھا جائے گا کہ اگر سلطان نے اسکو یہ اختیار دیا ہو خواہ صریح یا بدلت  
ثابت ہو تو اسکا حکم جائز ہوگا ورنہ نہیں یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ ایک زمین ایک حاضر کے قبضہ میں ہو اور دوسری  
زمین ایک دوسرے کے قبضہ میں ہو جو غائب ہو پس زمین اس حاضر پر دعویٰ کیا کہ یہ دونوں زمینیں مجھے وقف ہیں کہ  
ان دونوں کو اس کے دادا نے مجھے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا ہو تو شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اگر  
گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ دونوں زمینیں وقف کرنے والے کی تھیں اور اس نے ان دونوں کو ایک ساتھ وقف کیا ہو تو دونوں  
زمینوں کے وقف ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اگر گواہوں نے اس کے جدا جدا وقف کرنے کی گواہی دی تو فقط اسی زمین  
کے وقف ہونے کا حکم دیا جائے گا حاضر کے قبضہ میں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ دو بھائیوں کے درمیان ایک وقف ہو جنہیں  
سے ایک مرگیا اور یہ وقف میت کی اولاد اور دوسرے زندہ کے پاس رہا پھر زندہ نے اپنے بھائی کی اولاد میں سے  
ایک کے اوپر گواہ قائم کیے کہ یہ وقف بطناً بعد بطن ہو یعنی جب اول پشت والے گذر جائیں تب دوسری پشت والوں کو  
ملے اور حال یہ ہو کہ باقی اولاد برابر میت غائب ہیں اور وقت کہ فیہ الا ایک اور وقف ایک ہو تو گواہ مقبول ہونگے اور بھائی کا  
یہ فرزند جو حاضر ہے دعویٰ کیا کہ یہ سب باقیوں کی طرف سے ہے بھی قسم ہوگا اور اگر برابر میت کی اولاد نے گواہ دیے کہ یہ وقف  
ہو پھر ورنہ بطناً بعد بطن کی قید نہیں ہو تو برابر زندہ اپنے بطن بطناً بعد بطن وقف کے گواہ قائم کیے ہوں اس کے  
گواہ اولے ہو گئے یعنی وہی مقبول ہو گئے یہ قیہ میں ہو۔ ایک باغ انور زید کے قبضہ میں ہو اس کا عمر و نے دعویٰ کیا  
پس زید نے کہا کہ میں نے اس باغ کو وقف کے شرائط کے ساتھ وقف کیا جو اور عمر و کے پاس گواہ نہیں ہیں پس عمر و  
نے زید سے قسم طلب کی تو اگر عمر و نے اس غرض سے قسم چاہی ہو کہ اگر یہ قسم ہے انکار کرے تو میں باغ مذکور لے لوں  
تو زید پر قسم فائدہ ہوگی اور اگر اس غرض سے قسم چاہی کہ اگر انکار کرے تو اس سے قیمت لے لوں تو زید پر قسم عاید ہوگی  
یہ مضمرات میں ہو۔ ایک بیٹ کے اوپر دوسرا بیٹ ہو اور یہ بیٹ متصل بسجد ہو کہ مسجد کی صفہ فیچے والے بیت کی صفہ  
سے متصل ہو اور فیچے والے بیت میں گریبون و جاز و ان میں نماز پڑھی جاتی ہو پھر اہل مسجد نے اور ان لوگوں نے جو  
اوپر والے بیت میں رہتے ہیں اختلاف کیا اور اوپر کے بیت والوں نے کہا کہ یہ ہماری ملکیت میں بطریق میراث آیا ہے تو قول  
انہیں کا قبول ہو گا یہ فیچہ میں ہو۔ زید نے ایک مکان پر جو عمر و کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ یہ مکان اپنی اصل و عمارت سے  
میری ملک ہے اور دعا علیہ نے اس سے انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ فلاں مسجد کی حاجات و اصلاح کے واسطے وقف ہو  
پس مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے اور اس کے نام حکم دیدیا گیا اور اس کے واسطے اسکی ملکیت کا سچل قاضی نے لکھ دیا پھر  
مدعی نے اقرار کیا کہ اہل مکان اپنی زمین در قبہ اسکا وقف ہو اور اسکی عمارت میری ہو تو اسکا دعویٰ اور حکم و سچل سب باطل  
ہو گیا ایسا ہی فتاویٰ سے اہل سمرقند میں لکھا کہ کذا فی المضمرات۔ ایک نے ایک مکان کا دعویٰ کیا اور اس کے نام اسکی

بیت مذکور ہے  
جو جو جہاد پڑی  
اور وقت اور زمانہ  
برابر ہے

ملکیت کا حکم ہو گیا پھر متولی نے دعویٰ کیا کہ اسکی زمین وقف ہو اور گواہ قائم کیے پس اگر مدعی مذکور نے مکان کا دعویٰ نہیں  
 و عمارت سمیت کیا تھا تو متولی کے گواہ قبول نہو گے اور اگر آئے دعویٰ مکان مع اسکی عمارت کے نہیں کیا تھا تو زمین وقف  
 رہیگی۔ اور اگر ایک مکان کا دعویٰ کیا اور قبضہ حاصل کر لیا پھر متولی نے رقبہ مکان کا استحقاق ثابت کر دیا تو اسکی عمارت  
 مدعی کی ملک میں باقی رہیگی یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک مکان دو بھائیوں پر وقت ہو جس میں سے ایک غائب ہو گیا اور  
 جو حاضر رہا آئے نو بیس تک اسکی آمدنی وصول کی پھر جو حاضر تھا یہ مر گیا اور اپنا وصی چھوڑا پھر جو غائب ہو گیا تھا  
 وہ حاضر آیا اور آئے وصی سے اپنے حصہ غلہ کا مطالبہ کیا تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ جو حاضر تھا جسے آمدنی وصول  
 کی ہو اگر وہی اسکا متولی تھا تو غائب مذکور کو اختیار ہو گا کہ اپنے حصہ حاصلات کو اسکے ترکہ سے وصول کرے اور اگر  
 خاص وصول کر نیوالا اس وقف کا متولی نہ ہو لیکن بات یہ تھی کہ دونوں بھائیوں نے ساتھ ہی اس وقف کو اجارہ پر  
 دیا تھا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اسکو اجارہ پر فقط اسی حاضر نے دیا تھا تو قصاً پوری اجرت اسی حاضر کی ہوگی مگر سب اسکو  
 حلال نہو گی بلکہ جو وصول کی ہو انہیں سے بقدر حصہ غائب کے صدقہ کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ زید کے قبضہ  
 میں نصف مکان جو عمر و نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس دار کو وقف کیا ہو اور حال یہ کہ وہ میری ملک تھا اور پورے مکان  
 کے وقف کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہو گئے اس واسطے کہ مدعی نے پورے دار کے وقف کا دعویٰ کیا ہو لگاتار اتنی ہو کہ آئے  
 گواہ قائم کیے ایک قابض پر تھا اسکے قبضہ میں تھا پس کل میں یہ بھی آگیا اور کل اسکا مقبوضہ وقف کیا ہو ثابت ہو یا یہ  
 مسخرات میں ہے۔ اور اگر کسی نے وقف میں کچھ دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ ان لوگوں کے مقابلہ میں نہیں وقت ہو سموع نہ ہو گا بلکہ  
 بمقابلہ قیم کے یا وقف کنندہ کے سموع ہو گا یہ فتاویٰ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر متولی نے وقف ہونے پر گواہ قائم کیے اور  
 کسی مدعی نے اپنی ملک ہونے پر گواہ دیے اور فی الحال قبضہ متولی کا ہو تو قابض کے گواہ سموع نہ ہونگے بلکہ غیر قابض مدعی کے  
 گواہوں پر حکم ہو گا پھر اگر اسکے بعد متولی نے فاج ہو کر وقف ہونے کے گواہ دیے تو سموع نہ ہونگے اور امام ابو یوسف  
 سے روایت ہو کہ متولی قابض کے گواہ وقف ہونے کے قبول ہونگے اور مدعی غیر قابض کے گواہ ملک مقبول نہ ہونگے مگر  
 فتویٰ امام اعظم و امام محمد کے قول پر یہ فصول عادیہ میں ہے۔ اور اگر خالد نے ایک مکان کی ملک کا دعویٰ کیا اور مکان  
 مذکور ایک متولی کے قبضہ میں ہو اور وہ کتا ہو کہ اسکو زید نے فلاں مسجد پر وقف کیا ہو اور قاضی نے مدعی یسے خالد کے ہم  
 حکم دیدیا پھر دوسرا متولی آیا اور آئے خالد یعنی مدعی مذکور پر دعویٰ کیا کہ اسکو عمر و نے فلاں مسجد پر وقف کیا ہو تو دعویٰ و گواہ  
 مقبول ہونگے اور اگر قاضی نے کسی کو حکم دیا کہ مکان وقف کو ما ہواری کر ایہ پر دیا کرے تو یہ شخص کسی مدعی کا خصم نہیں ہو گا اور  
 اس طرح اگر اراضی کا کاشتکار ہو تو اس پر بھی دعویٰ نہیں صحیح ہوتا جو خواہ اراضی وقف کا کاشتکار ہو یا غیر وقف کا اور پہلے اگر  
 کاشتکار کے پاس اراضی کی آمدنی جمع ہوتی ہو مکان وقف کی آمدنی جمع ہوتی ہو اگر اسکا کسی نے دعویٰ کیا تو اس کاشتکار  
 یا غلہ دار کے اور نہیں صحیح ہو یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ فصل دوم گواہی کے بیان میں۔ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر  
 گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقف کی ہو اور گواہوں نے اس زمین کے حدود بیان نہ کیے تو گواہی باطل ہو اسی طرح اگر  
 دونوں میں سے ایک نے حدود بیان کیے اور دوسرے نے نہ بیان کیے تو بھی یہی حکم ہو کہ گواہی باطل ہو اور اگر دونوں  
 نے گواہی دی کہ اسنے اپنی وہ زمین جو فلاں مقام پر ہو وقف کی اور دونوں نے کہا کہ ہم سے اسنے اسکے حدود بیان  
 نہ کیے تو گواہی باطل ہو اور امام خصام نے فرمایا لیکن اگر یہ اراضی مشہور ہو کہ اسکی شہرت کی وجہ سے اسکے حدود



بیان کرنے کی حاجت نہ رہی ہو تو ایسی صورت میں اسکے وقت ہونے کا حکم دو گنا اور اگر گواہوں نے اسکی دو حدیں بیان کی ہوں تو ہمارے نزدیک مشہور قول یہ ہے کہ گواہی غیر مقبول ہو اور اگر گواہوں نے تین حدیں بیان کی ہوں تو ہمارے علم کے تحت اس کے نزدیک گواہی مقبول ہوگی یہ فیصلہ بین ہوا۔ اور اگر گواہوں نے اسکی تین حدیں بیان کیں اور کہا کہ ہمارے سامنے آتے نقطہ انھیں تین حدوں کا اقرار کیا تھا تو گواہی جائز ہوگی یہ حاوی بین ہوا۔ اور امام حضرات سے دریافت کیا گیا کہ جب ہم نے تین حدوں کی گواہی قبول کی تو چوتھی حد کی منیت کیونکر حکم کریں تو فرمایا کہ بقابلہ تیسری حد کے قرار دو گنا کہ وہ عادل کے مشرع تک پہنچ جاوے یہ فیصلہ بین ہوا۔ اگر دونوں گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام پر ہو وقت کی اور ہم سے اسکے حدود بیان کیے تھے مگر ہم بھول گئے ہیں تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ بین ہوا۔ اور اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقت کی اور ہم سے اسکے حدود بیان نہیں کیے و لیکن ہم اسکے حدود جانتے ہیں تو بالکل سنے ذکر فرمایا کہ قاضی انکی گواہی قبول نہ کرے گا اور قاضی امام ابو زید مشرعی نے فرمایا کہ اسکی تاویل یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ گواہوں نے قاضی سے اسکے حدود بیان نہیں کیے اور اگر بیان کیے اور ٹیکسٹ میں تو گواہی قبول ہوگی اور امام حضرات نے فرمایا کہ میں اس گواہی کو جائز رکھتا ہوں اور حکم دو گنا کریں نہ کہ واپس نہ دوں وقت ہو اور گواہوں سے کو گنا کہ حدود بیان کر دیں جو حدود بیان کر چکے انھیں کے ساتھ حکم دو گنا یہ فیصلہ بین ہوا۔ اور شیخ ہلال نے فرمایا کہ اور اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ اس شخص کی اس شہر میں سوائے اس زمین کے اور زمین نہ تھی تو بھی قبول ہوگی یہ فیصلہ بین ہوا۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقت کی اور ہم سے اسکے حدود بیان نہیں کیے و لیکن ہم اسکی زمین کو پہچانتے ہیں تو قبول ہوگی کیونکہ شاید وقت کرنے والے کی اور زمین میں ہو سوائے اسکے جبکہ وقت کیا ہو اور جبکہ گواہ پہچانتے ہیں اور اسی طرح اگر گواہوں نے یہ کہا ہو کہ ہم اسکی اور کوئی زمین نہیں جانتے ہیں تو بھی گواہی مقبول نہ ہوگی ایسی کہ شاید اسکی اور زمین ہو مگر اسکو یہ دونوں گواہ نہ جانتے ہوں یہ فتاویٰ سے قاضی خان بین ہوا۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے ہمارے گواہ کیا تھا کہ اسنے اپنی وہ زمین وقت کی جہاں میں یہ ہو اور اسنے ہم سے حدود بیان نہیں کیے تھے تو گواہی جائز ہو یہ ذخیرہ بین ہوا اور امام رحمان نے فرمایا کہ اسکی تاویل یہ ہے کہ گواہوں نے اسکو قاضی سے بیان کر دیا کہ فلان زمین ہو اور اسکو گواہ جانتے تھے اور اگر انھوں نے انکار نہ کیا ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ بین ہوا۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ اسنے ہم سے اسکے حدود بیان کیے تھے مگر ہم نے باوجود اس کے کہ اس نے ہم سے کہا حدود بیان کیے تھے تو گواہی باطل ہو یہ فیصلہ بین ہوا اور دونوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنی زمین وقت کی اور زمین کے حدود بیان کیے و لیکن ہم نے نہیں جانتے ہیں کہ یہ زمین کہاں واقع ہو تو انکی گواہی جائز ہو اور مدعی کو تکلیف دینا چاہی کہ گواہ قائم کرے کہ جبکہ حاوی کرتا ہو وہ ہی زمین جو یہ فتاویٰ سے قاضی خان بین ہوا۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے کہا کہ ہمارے سامنے آتے حدود کو نام رکھ کر بیان نہیں کیا تو گواہی مقبول ہو پس اگر گواہوں نے حدود پر گواہی دی اور کہا کہ ہم پہچانتے ہیں ان تو گواہی جائز ہو اور مدعی کو تکلیف دینا چاہی کہ اسنے گواہ لاوے جو حدود کو پہچانتے ہوں یہ حاوی بین ہوا۔ اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے ہمارے سامنے اقرار کیا کہ اسنے اپنا حصہ اس اراضی میں سے جو فلان مقام پر ہو جسکے حدود بیان و چنانچہ انہی کے واسطے مدد موقوفہ کر دیا اس وقت پر اور آخر میں مساکین پر مدد موقوفہ کیا اور یہ حصہ پیرا اس جمیع اراضی میں سے ایک تہائی ہو پھر جب حاکم نے معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اسکا

اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے ہمارے گواہ کیا تھا کہ اسنے اپنی وہ زمین وقت کی جہاں میں یہ ہو اور اسنے ہم سے حدود بیان نہیں کیے تھے تو گواہی باطل ہو یہ فیصلہ بین ہوا اور دونوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنی زمین وقت کی اور زمین کے حدود بیان کیے و لیکن ہم نے نہیں جانتے ہیں کہ یہ زمین کہاں واقع ہو تو انکی گواہی جائز ہو اور مدعی کو تکلیف دینا چاہی کہ گواہ قائم کرے کہ جبکہ حاوی کرتا ہو وہ ہی زمین جو یہ فتاویٰ سے قاضی خان بین ہوا۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے کہا کہ ہمارے سامنے آتے حدود کو نام رکھ کر بیان نہیں کیا تو گواہی مقبول ہو پس اگر گواہوں نے حدود پر گواہی دی اور کہا کہ ہم پہچانتے ہیں ان تو گواہی جائز ہو اور مدعی کو تکلیف دینا چاہی کہ اسنے گواہ لاوے جو حدود کو پہچانتے ہوں یہ حاوی بین ہوا۔ اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے ہمارے سامنے اقرار کیا کہ اسنے اپنا حصہ اس اراضی میں سے جو فلان مقام پر ہو جسکے حدود بیان و چنانچہ انہی کے واسطے مدد موقوفہ کر دیا اس وقت پر اور آخر میں مساکین پر مدد موقوفہ کیا اور یہ حصہ پیرا اس جمیع اراضی میں سے ایک تہائی ہو پھر جب حاکم نے معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اسکا

حصہ اس اراضی میں سے ایک تہائی سے زائد ہو تو امام خصان نے فرمایا کہ اسکا تمام حصہ وقت گردانا جائیگا انہیں جو وہ پر جہیز اُسے  
وقت کیا ہو یہ ظہیر یہ میں ہو اور اگر اسکا غلہ ایک قوم پر چکویا بیان کیا ہو اور بعد اُنکے مسکینوں پر وقت کیا ہو چھ لوگوں پر وقت  
کیا ہو انہوں نے اُسکی تصدیق کی اور انہوں نے کہا کہ اُسے نقطہ تہائی ہم پر صدقہ کی ہو تو امام خصان نے فرمایا کہ انکی  
تصدیق کرنا یا خاموش رہنا اسہیں یکساں ہو اور حکم دیا جائے گا کہ اُسے اپنا سبب حصہ وقت کیا ہو مگر اس تمام میں سے  
نقطہ زمین کے تہائی حصہ کی آمدنی ان سب لوگوں کو چکویا عین بیان کیا ہو دیکھا جائیگی اور باقی مسکینوں پر صدقہ ہوگی یہ  
ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اُسے اس دار میں سے اپنا حصہ یا اس دار میں سے جو کچھ اُسے اپنے  
باپ سے میراث پایا ہو وقت کیا ہو اور یہ معلوم نہیں کہ وہ کس قدر ہو تو قیاساً گواہی جائز نہیں ہو اور استحضاراً جائز ہو  
یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے وقت کر پڑا ہے پر گواہی دی کہ اُسے اس اراضی یا دار میں سے اپنا حصہ وقت  
کرنے کا اقرار کیا ہو اور گواہوں کو یہ نہیں معلوم کہ اسکا حصہ اسہیں سے کس قدر ہو تو قاضی اس وقت کرنے والے کو  
ماخوذ کر لیا کہ اسہیں سے اپنے حصہ کی مقدار بیان کرے پس جو کچھ حصہ اُسے بیان کیا اسہیں قول اسی کا قبول ہوگا اور  
اس قدر کے وقت ہونے کا اس پر حکم دیا جائیگا اور اگر وقت کرنے والا کہتا ہو کہ اس بیان کے واسطے اسکا وارث اس کے قائم مقام  
ہوگا پس جو کچھ اُسے بیان کیا اسی قدر کو وقت ہونا اس پر لازم ہوگا بیان تک کہ قاضی کے نزدیک اس کے بیان کے سوا اسے کچھ اور  
صحیح ہو پھر جب قاضی کے نزدیک جو کچھ صحیح ہو اُس کے وقت ہونے کا حکم دیا یہ فصول عادیہ میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے  
ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسے اپنی زمین وقت کی ہو مگر دونوں نے اسکا مقام بیان کرنے میں باہم اختلاف کیا پس  
ایک نے کہا کہ اسے اپنی زمین جو فلاں مقام پر واقع ہو وقت کی اور دوسرے نے کہا کہ اسے اپنی زمین جو فلاں مقام دیگر  
میں واقع ہو وقت کی ہو تو گواہی قبول نہوگی اور اگر دونوں نے اس طرح اختلاف کیا کہ اسے اپنی زمین جو فلاں مقام پر  
واقع ہو وقت کی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسے یہ زمین اور ایک دوسری زمین وقت کی ہو تو چہرہ دونوں نے اتفاق  
کیا ہو اُسکی بابت گواہی قبول ہوگی اور اس کے وقت ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اسے  
یہ زمین پوری وقت کی ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے یہ زمین نصف وقت کی ہو تو نصف پر گواہی قبول ہوگی اور  
نصف زمین مذکور کے وقت ہونے کا حکم دیا جائیگا ایسا ہی شیخ بلال و امام خٹا نے ذکر فرمایا ہو اور اگر دونوں میں سے  
ایک گواہ نے کہا کہ اسے اس شخص یا اس کا رخیر کے واسطے تہائی غلہ مقرر کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ اس کے واسطے نصف غلہ  
قرار دیا ہو تو ان دونوں عالوں کے نزدیک اسی کی بابت گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ان دونوں میں سے  
ایک نے گواہی دی کہ اسے نصف اس زمین کا مستاع پٹے بے بانٹا ہوا اور جدا تیز کیا ہوا وقت کیا ہو اور دوسرے نے  
کہا کہ اُس زمین کا نصف بانٹا ہوا الگ مبز کیا ہوا وقت کیا ہو تو گواہی مذکور باطل ہو یہ ظہیر یہ میں ہو اور اگر ایک نے  
گواہی دی کہ اسے حصہ کے روز وقت کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے ہفت کے روز وقت کیا ہو یا ایک نے  
کہا کہ اسے کو فہ میں وقت کی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسے بصرہ میں وقت کی ہو تو گواہی جائز ہو یہ حاوی میں ہو۔  
اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسے اپنی زمین بعد میری وفات کے وقت قرار دی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسے اپنی زمین  
وقت صحیح قطعی فی الحال قرار دی ہو تو گواہی باطل ہو اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسے اسکو اپنی صحت میں وقت کیا ہو  
دوسرے نے کہا کہ اپنے مرض میں وقت کیا ہو تو دونوں کی گواہی جائز ہو یہ قفا و سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر

یہ حکم اس وقت ہے جب تک کہ گواہوں نے اتفاق کیا ہو  
وہ جس وقت کہ اس کے واسطے اس کا وارث اس کے قائم مقام  
ہوگا پس جو کچھ اُسے بیان کیا اسی قدر کو وقت ہونا اس پر لازم ہوگا بیان تک کہ قاضی کے نزدیک اس کے بیان کے سوا اسے کچھ اور  
صحیح ہو پھر جب قاضی کے نزدیک جو کچھ صحیح ہو اُس کے وقت ہونے کا حکم دیا یہ فصول عادیہ میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے  
ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسے اپنی زمین وقت کی ہو مگر دونوں نے اسکا مقام بیان کرنے میں باہم اختلاف کیا پس  
ایک نے کہا کہ اسے اپنی زمین جو فلاں مقام پر واقع ہو وقت کی اور دوسرے نے کہا کہ اسے اپنی زمین جو فلاں مقام دیگر  
میں واقع ہو وقت کی ہو تو گواہی قبول نہوگی اور اگر دونوں نے اس طرح اختلاف کیا کہ اسے اپنی زمین جو فلاں مقام پر  
واقع ہو وقت کی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسے یہ زمین اور ایک دوسری زمین وقت کی ہو تو چہرہ دونوں نے اتفاق  
کیا ہو اُسکی بابت گواہی قبول ہوگی اور اس کے وقت ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اسے  
یہ زمین پوری وقت کی ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے یہ زمین نصف وقت کی ہو تو نصف پر گواہی قبول ہوگی اور  
نصف زمین مذکور کے وقت ہونے کا حکم دیا جائیگا ایسا ہی شیخ بلال و امام خٹا نے ذکر فرمایا ہو اور اگر دونوں میں سے  
ایک گواہ نے کہا کہ اسے اس شخص یا اس کا رخیر کے واسطے تہائی غلہ مقرر کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ اس کے واسطے نصف غلہ  
قرار دیا ہو تو ان دونوں عالوں کے نزدیک اسی کی بابت گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ان دونوں میں سے  
ایک نے گواہی دی کہ اسے نصف اس زمین کا مستاع پٹے بے بانٹا ہوا اور جدا تیز کیا ہوا وقت کیا ہو اور دوسرے نے  
کہا کہ اُس زمین کا نصف بانٹا ہوا الگ مبز کیا ہوا وقت کیا ہو تو گواہی مذکور باطل ہو یہ ظہیر یہ میں ہو اور اگر ایک نے  
گواہی دی کہ اسے حصہ کے روز وقت کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے ہفت کے روز وقت کیا ہو یا ایک نے  
کہا کہ اسے کو فہ میں وقت کی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسے بصرہ میں وقت کی ہو تو گواہی جائز ہو یہ حاوی میں ہو۔  
اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسے اپنی زمین بعد میری وفات کے وقت قرار دی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسے اپنی زمین  
وقت صحیح قطعی فی الحال قرار دی ہو تو گواہی باطل ہو اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسے اسکو اپنی صحت میں وقت کیا ہو  
دوسرے نے کہا کہ اپنے مرض میں وقت کیا ہو تو دونوں کی گواہی جائز ہو یہ قفا و سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر

ایک نے گواہی دی کہ اس نے اس فقیر کو فقیروں پر صدقہ وقف کیا گیا قرار دیا جو دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اس کو سکینوں پر صدقہ موقوفہ قرار دیا جو تو گواہی مقبول ہوگی اور حاصل یہ ہو کہ جب دونوں گواہ اس کے صدقہ موقوفہ ہونے پر متفق ہوئے مگر دونوں میں سے ایک کی گواہی میں کوئی زائد بات ہو جسکو دوسرا اپنی گواہی میں نہیں کہتا تو سبقت پر دونوں متفق ہیں اس قدر ثابت ہو گا جتنے فقیروں پر اسکا صدقہ ہونا ثابت ہو گا اور اسی سے ہم نے نکالا کہ اگر دونوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اس نے اسکو عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ قرار دیا جو دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اسکو زید پر صدقہ موقوفہ قرار دیا جو فقیروں پر وقت ثابت ہوگی یہ ذخیرہ میں جو اور اگر دونوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اس نے اسکو عبد اللہ واسکی اولاد پر وقف کیا ہو اصدقہ قرار دیا جو اور دوسرے نے گواہی دی کہ عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ قرار دیا جو تو میں اسکو عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ ہونے کا حکم دوں گا یہ نظیر یہ میں جو۔ امام خصاف نے اپنی وقت میں بیان فرمایا کہ اگر ایک نے گواہی دی کہ اس شخص نے اسکو عبد اللہ زید پر صدقہ موقوفہ کر دیا جو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے خاصہ عبد اللہ پر صدقہ وقف کیا جو ہم اس میں سے نصف کا واسطے عبد اللہ کے اور نصف باقی کا واسطے فقیروں کے حکم دین گے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو امام خصاف نے فرمایا کہ ہم عبد اللہ کے واسطے فقیروں پر وقف قرار دیا کہ حکم دینگے یہ سب اماموں کے قول پر ہونا واجب ہے یہ محیط میں جو۔ اور اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ فقیروں پر وقف قرار دیا دوسرے نے گواہی دی کہ یہ ثواب کے کاموں پر وقف ہو تو گواہی جائز ہوگی اور وقت مذکور کی حاصلات فقیروں پر صدقہ ہوگی یہ حاوی میں جو۔ امام خصاف نے اپنی وقت میں بیان فرمایا کہ اگر دونوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اس نے اس زمین کو فقیروں و سکینوں پر صدقہ موقوفہ کیا جو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اسکو فقیر و سکینوں کو کار سے خیر و ثواب پر صدقہ موقوفہ کیا جو تو ایسی گواہی مقبول ہوگی اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اس نے اپنی اراضی کو فقیروں و سکینوں پر صدقہ موقوفہ قرار دیا جو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اپنی اراضی کو فقیروں و سکینوں اور اپنی قرابت کے فقیروں پر صدقہ موقوفہ کیا جو تو فرمایا کہ یہ زیادتی میں کار سے ثواب کے زیادتی کے نہیں جو اس واسطے کہ جس نے قرابت کے فقیروں کو زیادہ کیا جو اس کے فقیروں و سکینوں کے واسطے تمام حاصلات کی گواہی نہ دی یہ محیط میں جو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ زمین اس نے وقف کی ہم دونوں پر باہم میں سے ایک پر یا ہماری اولاد پر یا ہماری عورتوں پر یا ہمارے والدین پر یا اپنی قرابت پر حالانکہ یہ دونوں گواہ اس کی قرابت میں سے ہیں یا آل عباس پر حالانکہ یہ دونوں آل عباس سے ہیں یا اسپہ آزاد کیے ہو ان پر حالانکہ یہ دونوں بھی اسکے آزاد کیے ہو ان میں سے ہیں تو ایسی گواہی باطل ہو اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اس نے یہ زمین ہم دونوں اور فلان قوم پر وقف کی تو پوری گواہی باطل ہو پھر اگر دونوں نے کہا کہ جو کچھ اس نے ہمارے واسطے قرار دیا جو ہم اسکو قبول نہیں کرتے ہیں تو یا قیوں سیف فلان قوم کے حق میں انکی گواہی جائز ہوگی کہ انکو جو ان کے واسطے بیان کیا ہو دیا جائے گا اور ان دونوں گواہوں کا حصہ فقیروں کے واسطے قرار دیا جائے گا یہ حاوی میں جو اور اگر دونوں گواہوں نے وقف کرنے والے کی قرابت کے لیے گواہی دی حالانکہ دونوں خود بھی اس کی قرابت سے ہیں اور دونوں نے کہا کہ جو کچھ اس نے ہمارے واسطے کیا جو ہم نے اسکو قبول نہیں کیا جو تو بھی انکی گواہی مقبول نہ ہوگی اگرچہ ان دونوں کی اولاد نہ ہو یہ ذخیرہ میں جو۔ اور اگر وقت میں نصرت واقع ہوئی پس دو گواہوں نے گواہی دی

قال الزم علیہم  
حاصلات فقیران  
سکینوں پر صدقہ  
ہوگی اس سے  
کہ اگر ایک نے  
فقیروں پر یا  
سکینوں پر صدقہ  
قرار دیا تو  
وہ اس کے  
قرابت سے  
ہوگا اور اگر  
دونوں نے  
فقیروں پر  
صدقہ قرار  
دیا تو وہ  
تمام حاصلات  
پر صدقہ قرار  
دیا جائے گا

کہ یہ وقت کنندہ کے پڑوسیوں پر صدقہ موقوفہ ہو حالانکہ دونوں گواہ بھی اسکے پڑوسی فقیروں میں سے ہیں تو ان کی گواہی جائز ہو اور اگر دونوں ہوں نے ایک اراضی کی نسبت گواہی دی کہ یہ وقت کنندہ کے قریبی فقیروں پر صدقہ ہو حالانکہ یہ دونوں بھی اسکے قریبی فقیروں میں سے ہیں تو دونوں کی گواہی قبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دو شخصوں سے گواہی دی کہ ایسے یہ زمین اپنی قرابت کے فقیروں پر صدقہ موقوفہ کی ہو حالانکہ یہ دونوں بھی اسکی قرابت سے ہیں مگر گواہی دینے کے روز دونوں تو گواہ ہیں تو گواہی جائز نہ ہوگی اس واسطے کہ اگر دونوں فقیر ہو جائیں تو انکے واسطے اُس وقت سے حصہ ہو گا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر دونوں ہوں نے گواہی دی کہ ایسے اپنی یہ اراضی اپنی مسجد کے فقیروں پر وقت کی ہو حالانکہ یہ دونوں اسکی مسجد کے فقیروں میں سے ہیں تو گواہی جائز ہے۔ اور اسی طرح اگر اہل مدرسہ نے مدرسہ کے واسطے وقت ہونے کی گواہی دی تو انکی گواہی قبول ہوگی۔ اور اگر کسی نے ایک چوکی ایک مسجد پر قرآن شریف پڑھنے کے واسطے یا اہل مسجد پر وقت کی اور اہل مسجد نہ کرنے اس چوکی کے وقت کی گواہی دی تو یہ مسئلہ ہر دو مسئلہ مذکورہ بالا کی نظیر ہے یعنی اہل مدرسہ نے مدرسہ کے واسطے وقت کی گواہی دی یا اہل محلہ نے اس محلہ کے واسطے وقت کی گواہی دی اس صورت میں کہ اہل مسجد نے چوکی کے وقت کی گواہی دی تو قبول ہوتی جاسکتی ہے۔ اور مشائخ نے ان مسکنوں میں جو اب میں تفصیل فرمائی ہے پنا پنا اہل مدرسہ کی گواہی میں فرمایا کہ اگر گواہ لوگ اس وقت مدرسہ سے دیکھ لیتے ہوں تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر خود دیکھ لیتے ہوں تو گواہی قبول ہوگی اور اسی طرح اہل محلہ کی گواہی میں بھی اسی طرح تفصیل فرمائی ہے اور اسی طرح اگر مکتب پر وقت ہونے کی گواہی دی اور گواہ کا شکر اس مکتب میں ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ ان سب صورتوں میں گواہی مقبول ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ فضول عماد یہ ہیں۔ ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ ایسے یہ اراضی مساکین پر وقت کی ہو حالانکہ وہ اس سے انکار کرتا ہے پس مدعی نے اسکے اس طرح اقرار کرنے کے گواہ قائم کیے تو میں اس پر حکم دے گا کہ یہ اراضی اُسے مساکین پر وقت کی ہو اور اراضی مذکور اسکے ہاتھ سے نکال لوں گا یہ محیط میں ہے۔ جامع الفتاویٰ میں ہیں کہ گانوں میں ایک مکتب واسکے معلم پر کوئی اراضی مثلاً وقت صبح کے ساتھ وقت کی ہوئی ہو اور اسکو ایک شخص نے غصب کر لیا پس گانوں والوں میں سے ایسے لوگوں نے جبکہ اس مکتب میں نہیں ہو گواہی دی کہ یہ وقت ہو بنو فلان بن فلان نے اس مکتب اور اسکے معلم پر وقت کیا ہے تو انکی گواہی جائز ہوگی یہ تائید ثانیہ میں ہے۔ دو گواہوں نے ایک اراضی کی بابت گواہی دی کہ فلان نے اسکو مسجد یا مقبرہ یا کاروان سرائے کر دیا ہے پھر دونوں نے اس سے رجوع کیا تو یہ اراضی جسکی بابت اس طرح وقت ہونے کی گواہی دی تھی وہ وقت سہیگی اور جس شخص پر انھوں نے یہ گواہی دی تھی اسکو اس اراضی کی اس روز کی قیمت جس روز قاضی نے مدعا علیہ پر حکم دیا جو تادان دینگے۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے گواہی دی کہ ایسے مساکین پر اور فلان پر پھر مساکین پر وقت کیا ہے پھر دونوں نے رجوع کیا تو یہی حکم ہے یہ حاوی میں ہے۔ وقت پر گواہی دینا شہرت پر جائز ہے یعنی مشہور ہو کہ وقت ہو تو گواہ کو جائز ہے کہ اسکے وقت ہونے پر گواہی دے اور اسکے شرائط پر اس طرح گواہی دینا نہیں جائز ہے یہ سراجہ میں ہے۔ اور شیخ ظہیر الدین مرغینانی فرماتے تھے کہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ کس جہت پر وقت ہو مثلاً گواہی دیں کہ مسجد پر وقت ہو یا مقبرہ پر وقت ہو یا اسکے مانند اور جہت بیان کرین گئے کہ اگر گواہوں نے جہت کو اپنی گواہیوں میں بیان نہ کیا تو گواہی قبول نہ ہوگی اور یہ جو مشائخ نے فسر فرمایا کہ وقت کے شرائط پر گواہی قبول نہیں ہو اسکے یہ معنی ہیں کہ جب گواہوں نے جہت و وقت کو بیان کیا اور یوں گواہی دی کہ اس جہت پر وقت ہو تو انکو یہ نہ جاسکتا ہے کہ کہیں کہ اسکی آمدنی سے پہلے اس جہت پر صرف کیا جائے گا پھر اس جہت پر علی بن ابی نقیاس دینی شہر پر ہے

اور اگر وقت نہ ہو  
مقتضی ہے



اور اگر انھوں نے اس طرح بھی بیان کیا تو انکی گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور وقت میں گواہان اصل کی گواہی پر  
 گواہی بھی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اسی طرح شہادت بالتسامع بھی مقبول ہو یعنی حال سکر استناد کر کے اس کے موافق گواہی  
 اور اگر فی جائز ہو پس اگر گواہوں نے تسامع سے گواہی دی اور دونوں نے کہا کہ ہم تسامع سے گواہی دیتے ہیں تو دونوں کی  
 گواہی قبول ہوگی اگرچہ انھوں نے یہ تصریح کر دی کہ ہم تسامع سے گواہی دیتے ہیں اس لیے کہ بسا اوقات گواہ کا سن گئی  
 میں برسر کا ہو اور وقت کی تاریخ سویرس ہو یعنی سویرس ہو سے جیسے وقت جزو قاضی کو یقیناً معلوم ہوگا کہ یہ  
 گواہ آنکھ سے دیکھی ہے یا نہیں کرتا ہو بلکہ تسامع سے بیان کرتا ہو پس ایسی صورت میں تصریح کر دینا اور خاموش رہنا  
 دونوں یکساں ہیں اور شیخ ظہیر الدین نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور یہ بخلاف دیگر معاملات کے جہاں تسامع سے گواہی  
 جائز ہوتا ہے بلکہ دیکھ معاملات میں جہاں تسامع سے گواہی جائز ہو اگر گواہ نے تصریح کر دی کہ میں تسامع سے  
 گواہی دیتا ہوں تو مقبول نہ ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ نواز میں مذکور ہے کہ شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک صاحب  
 موافق پر ایک عالم نے قسم سے قبضہ کیا اور اسکے وقت ہوئے سے انکار کیا پس آیا اس کا نوٹ والوں کو جائز ہے کہ یہ گواہی میں  
 کہ یہ فقیروں کے واسطے ہے تو فرمایا کہ جسے وقت کرنے والے سے سنا ہو اسکو ایسی گواہی دینی جائز ہے اور جسے نہیں سنا ہو  
 اسکو نہیں جائز ہے یہ آثار تالیف میں ہے۔ ایک زمین ایک شخص کے قبضہ میں ہے اور ایک قوم نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے  
 یہ زمین ہیر وقت کی تھی تو اب ایک شخص نے نہ ہو گئے اس واسطے کہ شاید اس نے اپنی ملک وقت نہ کی ہو کیونکہ آدمی کسی اپنی غیر ملک  
 چیز وقت کرنا ہر حال میں وہ وقت صحیح نہیں ہوتا ہے اور اسی طرح اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے یہ زمین وقت کی دیا ایک  
 اسکے قبضہ میں ہے تو بھی کچھ تاثر نہ ہوگا اس واسطے کہ شاید اسکے قبضہ میں بہت دوریت یا غصب کے ہوتے ہوں اگر گواہوں  
 نے گواہی دی کہ فلاں نے اس زمین کو ان پر وقت کیا دے حالیکہ وہ اسکا مالک تھا تو اس زمین کے وقت ہونے کا حکم دیا  
 جانے لگا اور وقت کرنے والے کے وارث یا وہی کی حاجت کی ضرورت نہ ہوگی یہ عمادیہ میں ہے۔ متعلقات اس فصل کے  
 متعلقات سے ذیل کے مسائل ہیں۔ ایک شخص ایک شہر کے قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے پہلے جو قاضی یہاں تھا  
 میں اسکا امین تھا اور میرے قبضہ میں ایک شخص کا ایک نام فلاں بن فلاں تھا صدر قہر تو مجھ کو اس نے ایک قوم معلوم پر  
 وقت کیا اور ان لوگوں کو اسے بیان کر دیا تو اسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ وقت کرنے والے کے وارث نہ ہوں اور  
 سوائے اس شخص کے قول کے اس حد تک کی بات اور کچھ معلوم نہ ہو۔ اور اگر وقت کرنے والے کے وارث ہوں اور  
 انھوں نے کہا کہ یہ ہمارے درمیان میراث ہے وقت نہیں ہو تو قول وارثوں کا قبول ہوگا اور وہ اسکے درمیان میراث ہوگا  
 اور اگر وارثوں نے کہا کہ یہ ہمارا درجہ نسل پر اور بعد اسکے مساکین پر وقت ہو اور جس شخص کے قبضہ میں ہے اسے کہا  
 کہ یہ سوائے ہمارے فقیروں و مسکینوں پر وقت ہو تو قول وارثوں کا قبول ہوگا۔ اور اگر اس شخص نے جس کے قبضہ میں یہ  
 اراضی ہے کہا کہ یہ فقیروں و مسکینوں پر وقت ہو اور یہ نہ کہا کہ اسکو فلاں شخص نے وقت کیا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ یہ  
 (اور ہماری نسل پر وقت ہو اسکو جائز ہے یا نہیں) وقت کیا ہے تو قاضی اسکے وقت ہونے کا حکم دے گا اور وارثوں کے  
 قول پر لحاظ نہ کرے گا یہ سب اجناس نامظنی میں مذکور ہے۔ جہاں وقفوں پر زمانہ دراز گزر گیا اور اسکے وارث  
 اور وہ گواہ جو اسکے وقت ہونے پر گواہ ہونے سے مراد ہے اگر اسکے رسوم قاضیوں کے دفتر میں موجود ہوں کہ انہیں  
 عمل درآمد ہوتا ہو تو جیسے اس وقت کے لوگوں میں تنازع ہوگا تو انھیں رسوم کے موافق عمل کیا جائے گا جو قاضیوں کے

بشرطیکہ  
 وارثوں کے  
 قبضہ میں

دفتر میں موجودین اور اگر کسی رسوم قاضیوں کے دفتر میں نہ ہوں کہ ان پر عمل ہوتا ہو تو یہ وقت صدقہ موقوفہ قرار دیا جائے گا۔ اپنے اسکے مصرف کی بابت حکم منوگا پھر جس شخص نے اس وقت میں اپنا حق ثابت کیا اسکے واسطے حکم دیا جائیگا اور یہ سب اس وقت ہو کہ وقت کرنے والے کے وارثوں میں باقی منوں اور اگر باقی ہوں اور اہل وقت نے نتائج کیا تو دونوں صورتوں میں واقعہ کے وارثوں کی طرف رجوع کیا جائے گا پھر جیسا منوں نے کچھ اقرار کیا تو انکے اقرار کو لیا جائے گا پھر اگر یہ متعذر ہوا تو دفتر قاضی کے رسوم کی طرف رجوع کیا جائے گی اور اگر یہ بھی متعذر ہوا تو یہ صدقہ موقوفہ کر کے چھوڑ دیا جائیگا یہاں تک کہ اسکے رسوم پر دلیل قائم ہو یہ مصرفات میں ہو۔ پھر اگر ان لوگوں نے جو باہم جھگڑا کرتے ہیں ۲ ہنس میں صلح کر لی اور اسکو لینا چاہا تو احتساباً قاضی کو رواج کہ اسکی آمدنی ان میں تقسیم کر دے یہ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اراضی ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور وہ کہتا ہو کہ یہ اراضی فلاں شخص کی تھی اُسنے اسکو اس جہت پر وقت کیا اور وارثوں نے کہا کہ نہیں بلکہ میرے لئے اس کو چھوڑ دھاری نسل پر اور بعد ان کے مسکینوں پر وقت کی جو اور یہ جو وارثوں نے کہا جو یہ اس قاضی کے بیان کے برخلاف ہو تو قاضی اسکو اسی طریقہ پر جاری رکھے گا جو وارثوں نے اقرار کیا ہو بشرطیکہ قاضی کو دفتر محکمہ قضا ریضے سابق کے قاضی کے دفتر سے ایسی تحریر و قضا نامہ ملے جس میں اُس کے رسوم مذکور ہوں اور نہ یہ وقت کسی امین کے قبضہ میں ہو بلکہ ایک قابض کی طرف سے ایسا اقرار ثابت ہوا ہو۔ اور اگر یہ وقت امینوں کے قبضہ میں ہو اور اسکے رسوم سابق قاضی کے دیوان میں پائے جاتے ہوں تو اس وقت میں سے وارثوں کے قبضہ میں نہیں ہو اسکی بابت وارثوں کا قول قبول نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقت مشہور ہو کر اسکے مصارف کماں کماں صرف کیا جائے گا اور اس کے مستحقوں کو جو مقدار دیکھائے گی وہ مشتبہ ہوتی ہو تو فرمایا کہ زمانہ سابق میں جو اسکا برتاؤ رہا جو وہ دیکھا جاوے کہ اُس کے قیم لوگ کیونکر عذر آدر کرتے تھے اور کن لوگوں پر صرف کرتے تھے اور کتنا دیتے تھے پس اسی بنا پر عمل کیا جاوے یہ نتیجہ میں ہو۔ فتا و اسے فضلی میں مذکور ہو کہ اوقات والے کے قبضہ میں ایک وقت جو اور اسکے وقتنامہ میں مذکور ہو کہ جو اسکے نفقہ سے بچے وہ اس کو چہرے کے فقیروں پر جس میں وقت واقع ہو اور ان کے سوائے دیگر مسلمان فقیروں پر صرف کیا جاوے تو جو کچھ بچے گا وہ کو چہرے مذکور کے ان معین فقیروں پر جو وقت کے روز موجود ہوتے اور دیگر فقیروں پر اس طرح صرف کیا جائے گا کہ کو چہرے مذکور کے فقیروں میں سے ہر ایک کا ایک ایک حصہ اور باقی فقیروں کا فقط ایک حصہ اس میں لگایا جائے گا اور کو چہرے کے فقیروں میں سے جو رہ جائے گا اس کا حصہ ساقط ہو کر باقیوں اور دیگر فقیروں کے درمیان مذکورہ بالا طریقہ تقسیم ہوگا پھر جب وقت کے روز کے موجود فقیر اس کو چہرے کے سب رعایوں تو بعد اسکے جو لوگ اس کو چہرے فقیر ہوں وہ اور دیگر مسلمان فقیر سب استحقاق میں برابر ہونگے یہ ذخیرہ میں جو وقت انحصار میں مذکور ہو کہ ایک نے اپنی اراضی وقت کی پس کہا کہ میں نے اپنی زمین مشہور و باہر نام کو صدقہ موقوفہ ان وجوہ پر کر دیا اور ان وجوہ کو اُس نے بیان بھی کر دیا اور آخر اس وقت کا مسکینوں کے واسطے کہا جو اور یہ اراضی ایسی مشہور ہو کہ اسکی شہرت سے اسکے حدود بیان کرنے کی حاجت نہیں ہو تو یہ وقت جائز ہو پھر اگر وقت کرنے والے نے دعویٰ کیا کہ اس میں سے فلاں کھیت اس میں داخل نہیں ہوا ہو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس اراضی کے حدود مشہور و معروف ہوں اور یہ کھیت اس حد کے اندر داخل ہو

[illegible]

تو یہ کھیت بھی وقف میں داخل ہوگا اور اسی طرح اگر یہ اراضی اپنے پڑوسی پر ہیزگار لوگوں کے نزدیک معروف ہو اور یہ کھیت ان کے نزدیک اس اراضی کی طرف منسوب و معروف ہو تو وہ وقف میں داخل ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ بیان کیا ہے تو اس میں قول وقف کرنے والے کا قبول ہوگا اور یہ کھیت اس وقف میں داخل نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔

مسائل ثان باب وقفہ کے متعلق مسائل کے بیان میں شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف نامہ میں پیر مذکور ہے کہ وقف کیا فلان شخص نے اس چیز کو اپنے آزاد کیے ہوئے اور فلان مدرسہ معلومہ کے مدرس پر اور اس وقف نامہ میں متدارون کا اور محنت کی شرطوں کا بیان ہے اور یہ مذکور ہے کہ آخر یہ وقف فقیروں پر ہے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ تحریر نہیں صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی اراضی وقف کی اور اس کا وقف نامہ لکھا اور اپنے اوپر اس کے گواہ کر دیے پھر وقف کرنے والے نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو اس شرط پر وقف کیا تھا کہ میرے واسطے اس کو بیع کرنا جائز ہے اور یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس شرط کو لکھنے والے نے وقف نامہ میں لکھا ہے یا نہیں لکھا ہے تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ مرد فقیر ہو کہ عربی زبان ابھی طرح سمجھتا ہو اور یہ وقف نامہ اس کو پڑھ سنا گیا تھا اور وقف نامہ میں لکھا تھا کہ میں نے بوقت صحیح اس کو وقف کیا ہے اور اسے اقرار کیا کہ جو کچھ اس میں ہے سب صحیح اور میرا کیا ہوا ہے تو اس کا یہ قول قبول ہوگا اور اگر وقف کرنے والا مرد لکھی ہوئے غیر فقیر ہو کہ عربی ابھی طرح نہ سمجھتا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ وقف نامہ اس کو فارسی میں پڑھ سنا گیا اور اسے جو کچھ اس میں ہے سب کا اقرار کیا تو بھی اس کا قول قبول نہ ہوگا اور اگر گواہوں نے ایسی گواہی نہ دی تو اس کا قول قبول ہوگا یہ نصرات میں ہے اور یہ بات ایسی نہیں ہے کہ فقط وقف کی تحریر کے ساتھ چلوں ہو بلکہ سب مسائل کی تحریرات کے ساتھ عام ہے یہ نہیں ہے۔ اور فتاویٰ سے ابواللیث میں مذکور ہے کہ فقیہ ابو جعفر سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت سے اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ تو یہ دار وقف کر دے بدین شرط کہ جب تجھے اسکے فروخت کی حاجت پیش آوے تب تو اس کو فروخت کر دے پھر لکھنے والوں نے وقف نامہ بغیر اس شرط کے تحریر کر کے عورت مذکورہ سے کہا کہ ہم نے یہ کام کر دیا اور عورت نے اسے گواہ کر دیا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ وقف نامہ عورت کو فارسی میں پڑھ سنا گیا اور وہ سننی تھی اور اسے اسے گواہ کر دیا تو یہ مکان وقف ہو جائے گا اور اگر عورت مذکورہ کو نہیں پڑھ سنا گیا تو مکان مذکور وقف نہ ہوگا۔ اور واضح ہو کہ دونوں مسالوں میں ذکر کیا گیا ہے وہ امام محمد کے قول پر ہے اور امام ابو یوسف کے قول پر نہیں ہو سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے ایک زمین قابل زراعت وقف کی اور وقف نامہ لکھنے کی اجازت دیدی پس کاتب نے اس کی دو حدیں تو عینک لکھیں اور دو حدیں کے لکھنے میں غلطی کی تو اس میں دو حدیں تین ہیں کہ اگر وہ دونوں حدیں جس کے لکھنے میں کاتب غلطی کر گیا ہے اسی جانب میں ہوں ولیکن ان دونوں حدوں اور اس زمین حد و حد کے درمیان میں کسی نیز کی زمین یا باغ انگو ریا مکان ہو تو وقف صحیح ہوگا اور اگر یہ دونوں حدیں زمین غلطی کی ہے اس جانب میں پائی جاتی ہوں تو وقف باطل ہے لیکن اگر یہ زمین ایسی مشہور ہو کہ بوجہ اپنی شہرت کے حد و حد بیان کرنے کی متعلق نہ تو ایسی حالت میں وقف مذکور جائز ہوگا یہ وجہ میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی تمام اراضی جو کسی گاؤں میں واقع ہو کسی قوم پر وقف کرنی چاہی اور اپنے زمین کی حالت میں اس کا وقف نامہ لکھنے کا حکم دیا پس کاتب اس تمام اراضی میں سے کھیت یا باغ انگو رے کے بغیر قلعہ

لکھا بھول گیا پھر یہ وقف نامہ اُس وقت کرنے والے کو پڑھ سنایا گیا اس میں یہ لکھا تھا کہ فلان بن فلان نے اپنی تمام اراضی جو اس گائون میں واقع ہو اور وہ کذا و کذا قطعاً میں فلان بن فلان پر وقف کی اور اس میں اُس کے حدود بیان کیے گئے ہیں مگر وہ قطعاً میں جب کو کتب لکھا بھول گیا ہر وقف نامہ مذکور پڑھنے کی حالت میں اُس شخص کو نہیں سنا گئے پھر وقف کرنے والے نے اس سب کا اقرار کیا تو شیخ ابو نعیم رحمہ اللہ نے فرمایا اگر وقف کرنے والے نے اپنی صحت کی حالت میں وقف کیا ہو اور اُس نے یہ خبر دی کہ میری مراد یہ تھی کہ جو کچھ میری ملک اس گائون میں ہو مذکورہ وغیرہ مذکورہ سب میں نے وقف کی تو یہ وقف تمام اس ملک پر واقع ہوگا جو اُس نے مراد رکھی ہو اور اسی طرح اگر وقف کرنے والا مر گیا حالانکہ وہ قبل مرنے کے اپنی نیت کی خبر دے چکا ہو تو جیسے اُس نے بیان کیا ہو اسی طرح وقف ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر متولی و وصی کے واسطے وصایت نامہ تحریر کیا اور اس تحریر میں اسکی وصایت و تولیہ کی جہت کو ذکر نہیں کیا تو یہ تحریر صحیح نہیں ہو اور اگر یوں تحریر کیا کہ یہ شخص از جانب حاکم وصی یا متولی از جانب حاکم ہو مگر اس قاضی کو ذکر نہ کیا جس نے اسکو مقرر کیا تو جائز ہو یہ واقعات جسامید و فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ فتاویٰ اہل سمرقند میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے وقف کے متولی سے زمین وقف کو جو معلوم لوگوں پر وقف ہو اجارہ پر لیا اور اجارہ نامہ میں یوں لکھا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے جو ایسے وقفوں کا متولی ہے جو فلان کی طرف منسوب ہیں اور اس نام سے مشہور ہیں اور وقف کرنے والے کے باب و داد کا نام نہ لکھا جسکی اسکی شہادت نہ ہوئی تو یہ تحریر جائز ہو اس واسطے کہ اگر اس تحریر میں لکھا جاتا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے جو اس طرح متولی وقف ہو حالانکہ یہ وقف معلوم لوگوں پر ہو اجارہ لیا تو جائز تھا اگر یہ وقف کرنے والے کا نام بالکل ذکر نہ کیا جاتا تو صورت مذکورہ بالا میں بدرجہ اولے جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص مثلاً زید کے قبضہ میں ایک زمین ہو اور ایک شخص مثلاً عمرو آیا اور اُس نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین وقف ہو اور ایک تحریر لایا جس میں عادل لوگوں و قاضیوں کی تحریریں ہیں مگر یہ لوگ مر چکے ہیں پھر اُس نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکے وقف ہونے کا حکم دیا جاوے تو قاضی کو روایتیں ہو کہ اس تحریر کا حکم قضا جاری کرے یہ غلط ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی مکان کے دروازہ پر ایک لوح جڑی ہو جس پر اس مکان کا وقف ہونا تحریر ہو تو بھی قاضی اس لوح کے موافق اسکے وقف ہونے کا حکم نہ دے گا بلکہ کہ گواہان عادل اُس کے وقف ہونے کی گواہی نہ دیں کذا فی محیط

**آٹھواں باب اقرار وقف کے بیان میں جس شخص کے قبضہ میں ایک زمین ہو اگر اُس نے اقرار کیا کہ یہ وقف ہے تو یہ وقف کا اقرار ہو اور ابتدائی وقف نہیں ہوتا کہ وقف کے واسطے جو شرائط ہیں وہ اس میں مشروط نہ ہو گئے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی مقبوضہ زمین کے وقف ہونے کا اقرار کیا اور اُس کے وقف کرنے والے کو بیان نہ کیا اور نہ اُس کے مستحق کو بیان کیا تو اسکا اقرار صحیح ہو اور یہ زمین فقیروں پر وقف ہو جائیگی اور میں یہ حکم نہ دوں گا کہ یہ اقرار کرنے والا ہی اُس کا وقف کرنے والا ہو اور نہ یہ حکم دوں گا کہ یہ وقف کرنے والا نہیں ہو ولیکن اگر گواہ لوگ ہو گواہی دیں کہ اس اقرار کرنے والے نے جس وقت اقرار کیا ہو اس وقت یہ زمین اسکی ملک تھی تو اقرار کرنے والا ہی اسکا وقف کرنے والا ہو دیا جائے گا یہ محیط شخصی و فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور استخساناً اسکا متولی بھی اقرار کرنے والا قرار دیا جائے گا جسکی اسکی آمدنی و حاصلات کو وہ فقیروں پر تقسیم کرے گا ولیکن اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے کو اسکا وصی مقرر کرے**



ذخیرہ میں ہو مترجم کہتا ہو کہ اس مسئلہ میں یہ اعتراض کے قابل بات باقی رہی کہ ایسی گواہی کیونکر قبول ہوگی تو کتاب میں اسکا جواب یوں ذکر کیا کہ ایسی گواہی قبول ہونے کی تاویل اس صورت سے ہو کہ اس اقرار کرنے والے کے سوا کسی دوسرے شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ میں اسکا وقت کرنے والا ہوں اور چاہا کہ اقرار کرنے والے کے قبضہ سے اپنے قبضہ میں ملے پس اقرار کرنے والے نے اس طرح گواہ قایم کیے کہ اسکا وقت کرنے والا یہی ہے گواہی قبول ہوگی اور دعویٰ کی خصوصیت دفع کی جائے گی اور اقرار کرنے والے کے واسطے اس وقت کی ایسی ولایت ثابت ہوگی جیسر عمری وارد نہیں ہو سکتا ہے یعنی وہ معزول ہو سکے گا اور اگر اس اقرار کنندہ نے ایسے اقرار کے بعد یوں اقرار کیا کہ اسکا وقت کرنے والا فلاں شخص ہو تو اسکی طرف سے یہ اقرار قبول نہ ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ اسکا وقت کرنے والا میں ہوں تو اسکا قول قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وقت کا اقرار کیا اور وقت کرنے والے کو بیان کیا مگر اس وقت کے مستحق کو بیان نہ کیا مثلاً یوں کہا کہ یہ اراضی میرے باپ کی طرف سے صدقہ موقوفہ ہو اور اسکا باپ ہجرا ہو تو یہ حکم ہو کہ اگر اسکے باپ پر قرضہ ہو تو یہ زمین اس قرضہ میں فروخت کی جائے گی اور اگر اسکے باپ نے کچھ وصیت کی ہو اسکی تمامی سے اسکی وصیت پوری کی جائے گی پھر جو کچھ ان دونوں سے بچ رہا ہو وہ فقیروں پر وقف ہوگی بشرطیکہ اس اقرار کرنے والے کے ساتھ کوئی دوسرا وارث مقرر نہ ہو اور اگر اسکے ساتھ دوسرا وارث بھی اقرار کرتا ہو تو جائز ہو گا کہانی محض شخصی پھر دیکھا جائے گا کہ اگر اقرار کرنے والے نے اپنے واسطے اسکے متولی ہونے کا دعویٰ نہ کیا تو ولایت اسکے واسطے ہوگی اور قاضی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اس وقت کا متولی کہے اور اگر اسنے اپنے واسطے اسکے متولی ہونے کا دعویٰ کیا تو اسکا اصرار صحت پر معمول کر کے احتساب اسکا قول قبول ہوگا کہانی انھیں اور اگر اس اقرار کرنے والے کے ساتھ دوسرا وارث ہو جو اس وقت سے انکار کرتا ہو تو اس اراضی میں سے انکار کنندہ کا حصہ انکار کنندہ کا ہوگا کہ وہ اپنے حصہ پر حسب طرح چاہے تصرف کرے اور زمین سے اقرار کنندہ کا حصہ موافق اسکے اقرار کے وقت ہوگا کہانی فتاویٰ قاضی خان اور اسی طرح اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ یہ اراضی میرے دادا کی طرف سے وقف ہو تو بھی میں حکم ہو قال المترجم فی بیان میں یہ سب اس صورت میں ہو کہ اسنے یوں کہا کہ ذہ الارض صدقہ موقوفہ میں اپنی اومن جدی اور اگر اسنے بھلے لفظ میں عمن کہا یعنی یوں کہا کہ ذہ الارض صدقہ موقوفہ عمن الی یعنی یہ اراضی میرے باپ سے تھجا ہو کر وقف ہو تو اسکا قول اپنے باپ کے واسطے اسکی ملک کا اقرار ہوگا اور وقت جائز ہوگا خواہ اسکے باپ پر قرضہ ہو یا نہ ہو خواہ اسکے باپ نے کچھ وصیت کی ہو یا نہیں اور خواہ اسکے ساتھ دوسرا وارث مقرر ہو یا نہ ہو یہ دعویٰ میں ہو اور یہ شخص اقرار کنندہ یا کوئی دوسرا اسکا وقت کرنے والا قرار نہیں دیا جائے گا مگر اسکی ولایت احتساب اس مقرر کے واسطے ہوگی یہ خیال میں ہو اور اگر اقرار کنندہ نے وقت کو کسی شخص اجنبی کی طرف منسوب کیا پس اگر شخص معروف کو ذکر کیا اور اسکو بعینہ بیان کیا اور امانت بھی ایسے وقت کے ساتھ بیان کی جو ملک پر دلالت کرے مثلاً عربی میں حرفہ میں سے بیان کی تو دیکھا جائے کہ اگر یہ شخص معین معروف زندہ موجود ہو اور وہ حاضر ہو تو اسکی طرف سے جو کر کے دریافت کیا جائے گا کیونکہ اقرار کرنے والے نے اسکی ملک ہونے کا اقرار کیا اور اسپر وقت کرنے کی گواہی دی ہو پس اگر شخص مذکور نے ان دونوں باتوں میں اقرار کنندہ کی تصدیق کی تو یہ سب ان دونوں کی باہمی تصدیق سے ثابت ہو جائے گا اور اگر شخص مذکور نے اقرار ملک میں اسکی تصدیق کی اور وقت کرنے میں اسکی تکذیب کی تو ملک ان دونوں کی باہمی تصدیق سے ثابت ہو جائے گی اور وقت

لاہ اہل ولایت  
وہ سب ایسا  
اگر کوئی دعویٰ ملک  
ہو کہ اسکا وقت کرنے  
والا میں ہوں تو اسکا  
قول قبول ہوگا کہانی  
انھیں اور اگر اس  
اقرار کرنے والے کے  
ساتھ کوئی دوسرا  
وارث مقرر نہ ہو تو  
اس اراضی میں سے  
انکار کنندہ کا حصہ  
انکار کنندہ کا ہوگا  
کہ وہ اپنے حصہ پر  
حسب طرح چاہے  
تصرف کرے اور زمین  
سے اقرار کنندہ کا  
حصہ موافق اسکے  
اقرار کے وقت ہوگا  
کہانی فتاویٰ قاضی  
خان اور اسی طرح  
اگر اقرار کنندہ نے  
کہا کہ یہ اراضی  
میرے دادا کی طرف  
سے وقف ہو تو بھی  
میں حکم ہو قال  
المترجم فی بیان  
میں یہ سب اس  
صورت میں ہو کہ  
اسنے یوں کہا کہ  
ذہ الارض صدقہ  
موقوفہ میں اپنی  
اومن جدی اور  
اگر اسنے بھلے  
لفظ میں عمن  
کہا یعنی یوں  
کہا کہ ذہ الارض  
صدقہ موقوفہ  
عمن الی یعنی  
یہ اراضی میرے  
باپ سے تھجا ہو  
کر وقف ہو تو  
اسکا قول اپنے  
باپ کے واسطے  
اسکی ملک کا  
اقرار ہوگا اور  
وقت جائز ہوگا  
خواہ اسکے باپ  
پر قرضہ ہو یا  
نہ ہو خواہ  
اسکے باپ نے  
کچھ وصیت کی  
ہو یا نہیں اور  
خواہ اسکے  
ساتھ دوسرا  
وارث مقرر ہو  
یا نہ ہو یہ  
دعویٰ میں ہو  
اور یہ شخص  
اقرار کنندہ  
یا کوئی دوسرا  
اسکا وقت  
کرنے والا  
قرار نہیں  
دیا جائے گا  
مگر اسکی  
ولایت  
احتساب  
اس مقرر  
کے واسطے  
ہوگی یہ  
خیال میں  
ہو اور اگر  
اقرار  
کندہ نے  
وقت کو  
کسی  
شخص  
اجنبی  
کی  
طرف  
منسوب  
کیا  
پس  
اگر  
شخص  
معروف  
کو  
ذکر  
کیا  
اور  
اسکو  
بعینہ  
بیان  
کیا  
اور  
امانت  
بھی  
ایسے  
وقت  
کے  
ساتھ  
بیان  
کی  
تو  
دیکھا  
جائے  
کہ  
اگر  
یہ  
شخص  
معین  
معروف  
زندہ  
موجود  
ہو  
اور  
وہ  
حاضر  
ہو  
تو  
اسکی  
طرف  
سے  
جو  
کر  
کے  
دریافت  
کیا  
جائے  
گا  
کیونکہ  
اقرار  
کرنے  
والے  
نے  
اسکی  
ملک  
ہونے  
کا  
اقرار  
کیا  
اور  
اسپر  
وقت  
کرنے  
کی  
گواہی  
دی  
ہو  
پس  
اگر  
شخص  
مذکور  
نے  
ان  
دونوں  
باتوں  
میں  
اقرار  
کندہ  
کی  
تصدیق  
کی  
تو  
یہ  
سب  
ان  
دونوں  
کی  
باہمی  
تصدیق  
سے  
ثابت  
ہو  
جائے  
گا  
اور  
اگر  
شخص  
مذکور  
نے  
اقرار  
ملک  
میں  
اسکی  
تصدیق  
کی  
اور  
وقت  
کرنے  
میں  
اسکی  
تکذیب  
کی  
تو  
ملک  
ان  
دونوں  
کی  
باہمی  
تصدیق  
سے  
ثابت  
ہو  
جائے  
گی  
اور  
وقت

اسوجہ سے ثابت ہوگا کہ گواہ ایک ہی ہو۔ اور اگر شخص مذکور مرچکا ہو تو اس تصدیق و تکذیب کا مدار شخص مذکور کے وارثوں پر ہوگا جیسے ہنسنے شخص مذکور کے زندہ ہونے کی صورت میں بیان کیا ہو پینے سب وارث تصدیق و تکذیب میں متفق ہوں تھے کہ ہنزلہ ایک شخص کے ہوا جو میں اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ بیٹے وارثوں نے ملک اور وقف کرنے دونوں باتوں میں اسکی تصدیق کی اور بعضوں نے ملک میں تصدیق اور وقف کرنے میں تکذیب کی تو تصدیق کرنے والے کا حصہ وقف ہوگا اور تکذیب کرنے والے وارث کا حصہ اسکی ملک ہوگا کہ اس میں صبطرح چاہے تصرف کرے کذا فی محیط پھر اگر سب وارثوں نے اسکی تصدیق کی تو وقف مذکور کی ولایت اس اقرار کنندہ کے واسطے ہوگی اور اگر بعض نے تصدیق اور بعض نے تکذیب کی تو قیاساً اس کے واسطے ولایت ثابت نہ ہوگی اور شیخ ہلال نے فرمایا کہ ہم قیاس ہی کو اختیار کرتے ہیں اور اسی طرح اگر وقف میں سب وارثوں نے اس کی تصدیق کی مگر اس وقف کی ولایت اس مقرر کے واسطے ہونے سے بعض وارثوں نے انکار کیا تو قیاساً اسکے لیے ولایت ثابت نہ ہوگی کذا فی الظہیر یہ مگر شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر انکار کرنے والے وارثوں پر وہ گواہ یہ گواہی دین کہ یہ اقرار کرنے والا اسکا مقبول ہو تو اسکے واسطے ولایت ثابت ہوگی اور وارثوں کی گواہی اس باب میں مقبول ہو کذا فی محیط اور اگر مقرر مذکور نے اجنبی کی طرف ایسے حرف سے اضافت کی جو ملک پر یقیناً دلالت نہیں کرتا جو مثلاً عربی میں حرفت عرب سے اضافت کی تو مقرر کا قول اس اجنبی کے واسطے ملک ہی کا اقرار نہیں ہو کذا فی خزائن المستنیر۔ اور اگر اسنے شخص اجنبی مذکور کو بطور معین بیان نہ کیا خواہ اضافت ایسے حرف سے کی جو ملک پر دال ہو یا اور حرف سے کی مثلاً عربی میں کہا کہ مذہ الارض صدقہ موقوفہ من محمد اوعن محمد تو اراضی مذکور وقف ہو جائے گی کذا فی الظہیر یہ پھر اگر اسکے بعد اسنے کسی شخص کو بطور معین بیان کیا تو جبکہ اسنے اقرار اول سے جدا کر کے بیان کیا اور پہلے اقرار میں اس اجنبی کی طرف اضافت ایسے حرف سے تھی جو ملک پر دال ہو مثلاً عربی میں حرفت من تھی تو اس کے اسکے دوسرے قول کی تصدیق نہ کی جائے گی اور اگر اول اقرار میں اضافت حرفت تھی یعنی ایسے حرف سے جو ملک پر قطعی دال نہیں ہو تو تصدیق کجائے گی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسنے وقف کرنے والے اور متفق وقف دونوں کو بیان کیا تو اسکا حکم یہ کہ وقف کنندہ کی طرف تصدیق کے واسطے رجوع کیا جائے اگر وہ زندہ ہو یا اسکے وارثوں کی طرف رجوع کیا جائے اگر وہ مر گیا ہو پس اگر وقف کنندہ نے یا اسکے وارثوں نے اسکے وقف ہونے اور وقف کی شرطوں میں اس مقرر کی تصدیق کی تو اسکے اقرار کے موافق وقف ہوگا یعنی اسکے وقف ہونے کا اور انہیں شرطوں واستحقاق پر وقف ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اگر وقف کنندہ نے یا اسکے وارثوں نے اسکے اقرار کی تکذیب کی تو نہ وقف ثابت ہوگا اور نہ شرطیں یہ حاوی قدسی میں ہو۔ اور اگر وقف ہونے کا اقرار کیا اور اسکے وقف کرنے والے کو ذکر نہ کیا اور جو لوگ اس وقف کے مستحق ہیں انکو بیان کیا مثلاً یوں کہا کہ یہ اراضی میرے نفس اور میری اولاد اور میری نسل پر وقف ہو تو اسکا اقرار قبول کیا جائے گا یہ محیط سرخسی میں ہو اور اس وقف کی ولایت اسی مقرر کے واسطے مستحکم ہوگی اگرچہ قیاساً ہوگی پھر اگر کسی دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ اراضی مجھے وقف ہو اور پہلے اقرار کرنے والے نے اسکی تصدیق کی تو وہ فقط اسنے حصہ میں تصدیق کیا جائے گا اور اپنی اولاد و اپنی نسل کے حصہ میں تصدیق نہ کیا جائے گا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی مقبولہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ یہ اراضی قوم معلوم پر منکوحہ اسنے بیان کر دیا وقف ہو پھر اسکے بعد اسنے اقرار کیا

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

کہ یہ اراضی دوسروں پر وقت ہو چکے ہوں بیان کیا تھا وہ زمین بلکہ اوروں پر وقت ہو یا جگہ پہلے بیان کیا تھا انہیں کچھ  
اور لوگ بڑھا دیے یا انہیں سے کچھ لوگ کم کر دیے تو اسے دوسرے اقرار کی طرف التفات نہ کیا جائے گا بلکہ اس کے پہلے  
اقرار پر عمل درآمد ہوگا یہ قناوسے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اقرار کیا کہ یہ اراضی اس جہت پر صدقہ موقوفہ ہو اور جہت  
کو بیان کر دیا پھر اس کے بعد جہت صدقہ دوسری بیان کی تو قیاساً و احتساباً اس کا دوسرا قول قبول نہ ہوگا اور حاصلات  
وقت اسی جہت پر صرف ہوتی ہے گی جس کو اس نے پہلے بیان کیا تھا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت بیان  
کیا کہ یہ وقت ہو اور اس کا ذکر خاموش ہو رہا پھر کہا کہ یہ زمین فلان و فلان پر وقت ہو لینے کا نام لیا تو قیاساً اس کا  
دوسرا قول قبول نہ ہوگا اور احتساباً قبول ہوگا یہ قناوسی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ اراضی صدقہ موقوفہ فلان شخص میں پر  
ہو پھر اس کے بعد جدا کر کے کہا کہ پہلے فلان شخص میں سے شروع کیا جائے گا تو اس کا قول قبول نہ ہوگا اور اگر دوسرا قول  
اس نے پہلے قول سے ظاہر ہوا کہ قناوسے قاضی خان میں ہے کہ نزدیک دوسرا قول بھی قبول ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اس کا  
دوسرا قول قبول نہ ہوگا یہ محیط سرحدی میں ہو۔ اور اگر اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ فلان قاضی نے مجھے اس زمین  
کا ہتولی کیا ہو اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ہو تو قیاساً اس کا متولی ہونے کا قول قبول نہ ہوگا اور احتساباً یہ حکم ہو کہ جس قاضی کے  
حضور میں یہ اقرار ہو وہ قاضی ایک زمانہ تک انتظار کرے پھر اگر قاضی کے نزدیک سولے اسکے برائے اقرار کیا ہو کچھ اور  
ظاہر ہو تو جس طرح برائے اقرار کیا ہو اسی طرح اس کا اقرار جائز کر دے یہ قناوسے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اس نے  
اقرار کیا کہ قاضی نے اس زمین پر میرے والد کو متولی کر دیا تھا پھر میرے والد نے وفات پائی اور میرے اس کا وصی مقرر  
کیا اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ان سبیلوں پر ہے تو اس کا قول قبول نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اس نے یوں اقرار کیا کہ یہ اراضی  
میرے والد کے قبضہ میں تھی یا کہا کہ یہ اراضی فلان شخص کے قبضہ میں تھی پھر اس نے قبضہ وصی مقرر کر دیا اور یہ زمین صدقہ  
موقوفہ ہو تو بھی اس کا قول قبول نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ زمین فلان شخص کے قبضہ میں تھی اور اس نے سب کے اس کا  
وصی مقرر کر دیا ہو تو بھی اس کا قول قبول نہ ہوگا اور اس کو حکم دیا جائیگا کہ اس زمین کو فلان مذکور کے وارث کو سپرد کر دے  
یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی شخص غیر کی زمین کو کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہو پھر خود اس کا مالک ہو گیا تو وہ وقت ہو جائیگی یہ قناوسی  
معاہدہ میں ہو۔ ایک زمین ایک شخص کے وارثوں کے قبضہ میں ہو جنہوں نے اقرار کیا کہ ہمارے باپ نے اس کو وقف  
کیا ہو مگر ہر ایک وارث نے جہت وقت مختلف بیان کی یعنی ہر ایک نے بیان کی ہو دوسرے نے اس کی غیر جہت بیان کی  
تو قاضی ان سب کا اقرار قبول کرے گا اور ہر ایک کے حصہ کی حاصلات کو اسی جہت میں صرف کرے گا جو اس نے بیان کی ہو  
اور اس وقت کے متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی کو ہوگا کہ جس شخص کو چاہے اس کا متولی مقرر کر دے یہ قناوسے  
قاضی خان میں ہو۔ پھر اگر ان وارثوں میں کوئی شخص غیر ہو یا غائب ہو تو قاضی حصہ سفیر کو روکے گا بیان تک کہ وہ بالغ  
ہو اور حصہ غائب کو بھی روکے گا بیان تک کہ وہ لوٹ آوے اور اگر وارثوں میں سے بعض نے اقرار کیا کہ ہمارے  
والد نے ہماری اولاد و نسل پر وقف کیا ہو اور بعضوں نے اس سے انکار کیا تو جنہوں نے وقت کا اقرار کیا ہر ایک کا حصہ  
اسی جہت پر وقف ہوگا جو انہوں نے اقرار کی ہو اور جنہوں نے انکار کیا ہو ان کا حصہ ان کی ملک ہوگا مگر اقرار کرنے والوں کے حصہ کی  
آمدنی میں انکار کرنے والے داخل نہ ہوں گے پھر اگر انکار کرنے والوں نے اپنے حصوں میں سے کچھ فروخت کر دیا پھر  
اقرار کرنے والوں کی تصدیق کی طرف رجوع کیا پھر اقرار کرنے والوں کے قول کی تصدیق کی تو جس قدر

نہادی ہندی کتاب الوتف باقیہم اقرار وقت  
اقرار کیا ہو  
اولاد و نسل پر وقف  
کیا ہو  
نہادی ہندی کتاب الوتف باقیہم اقرار وقت  
اقرار کیا ہو  
اولاد و نسل پر وقف  
کیا ہو  
نہادی ہندی کتاب الوتف باقیہم اقرار وقت  
اقرار کیا ہو  
اولاد و نسل پر وقف  
کیا ہو

ملک اور بیگ  
مشرقی ملک کا رہنے والا  
وہاں سے بیگ

ملک ان کے قبضہ میں باقی ہو اسی قدر کے حق میں انکی تصدیق کی جائیگی اور جس قدر انھوں نے فروخت کر دی ہو اسکے حق میں تصدیق نہ ہوگی و لیکن اگر خریدنے والا ان کے قول کی تصدیق کرے تو جس قدر فروخت کیا ہو وہ بھی وقت میں شامل ہوگا اور اگر مشتری نے ان کے قول کی تکذیب کی تو فروخت کرنے والے اس قدر ملک کی قیمت جس قدر انھوں نے فروخت کی ہو نامہ داخل کریں گے اور اس قیمت سے دوسری زمین خرید کی جائے گی جو باقی ماندہ زمین کے ساتھ اسی بہت بروقت ہوگی جو انھوں نے اقرار کی ہو (قال المترجم ثم اعلم ان العبارۃ التی وجدت فی النسخۃ بعد ذلک وہی اما وہ غیر موطا کا ہونا مضمونہ فانظر مقدمہ) اسلئے کہ ان باتوں سے یہ اقرار کیا ہو اور اس پہچنے والے نے انکی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو جو غلہ پہلے حاصل ہو چکا ہو وہ اس قیمت کا نقص نہ ہوگا جو اس پر لازم آئی یہ حاوی ہیں جو۔ امام خصافہ نے اپنی کتاب لوقت میں بیان کیا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ زید بن عبد اللہ اور اسکی اولاد اور اسکی نسل کی اولاد اور اسکے عقب پر ہو چکی کہ انکی نسل رہے پھر ان کے بعد مسکینوں پر ہو پھر زید بن عبد اللہ کے کما کہ وقت کنندہ نے یہ وقت مجھ پر اور میری اولاد پر اور میری اولاد کی اولاد پر اور میری اولاد پر تو زید کے قول کی تصدیق فقط اسکی ذات پر ہوگی اور اسکے سوا کسی دوسرے پر نہ ہوگی پس نہ تقسیم ہونے کے وقت دیکھا جائے گا کہ کون موجود ہو پس پیدا ہوگی اولاد اور اولاد کی اولاد و اسکی نسل میں سے جو لوگ موجود ہوں ان پر غلہ تقسیم کر دیا جائے گا پھر جو کچھ زید کے حصہ میں پڑا ہو عمر و اسکے ساتھ داخل کر دیا جائے گا پس زید کا حصہ زید و عمر و کے درمیان تقسیم ہوگا اور جب تک زید زندہ رہے گا یوں ہی ہوتا رہے گا پھر جب زید مر جائے تو اسکا اقرار باطل ہو جائے گا اور پھر عمر و کے واسطے اس صدقہ میں کوئی حق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر وقت کرنے والے نے یہ صدقہ زید پر اور بعد زید کے مساکین پر وقف کیا پھر زید نے عمر و کے واسطے جس طرح ہونے بیان کیا ہو شرکت کا اقرار کیا تو بھی جب تک زید زندہ ہو عمر و کو اختیار ہوگا کہ وقت مذکور کے غلہ میں زید کے ساتھ شرکت کرے پھر جب زید مر جائے گا تو پورا غلہ مسکینوں کا ہو جائے گا پھر میں جو۔ ایک شخص دو پسر چھوڑ کر مر گیا جن میں سے ایک کے پاس ایک زمین ہو اور وہ کہتا ہو کہ یہ میرے باپ کی طرف سے مجھ پر وقت ہو اور دوسرا بیٹا کہتا ہو کہ ہمارے باپ کی طرف سے ہم دونوں پر وقت ہو تو اسی کا قول قبول ہوگا اور یہ زمین ان دونوں پر وقت رہے گی یہی مختار ہو یہ مضرات میں جو۔ امام خصافہ نے اپنی کتاب لوقت میں بیان کیا کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک زمین یا دار ہو اس پر دوسرے شخص نے قاضی کے یہاں دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو اور میں شخص کے قبضہ میں ہو وہ کہتا ہو کہ یہ وقف ہو اسکو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے مسکینوں پر وقف کیا ہو اور میرے قبضہ میں دیدی ہو تو قاضی اس زمین کو اسی بہت بروقت قرار دے گا جو اسنے اقرار کی ہو و لیکن اس حکم سے مدعا علیہ کے ذمہ سے خصوصیت منفعہ نہ ہوگی تے کہ اگر مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مدعا علیہ سے قسم لیا جائے کہ یہ زمین میری نہیں ہو تو قاضی اس سے قسم لے گا کہ یہ زمین اس مدعی کی ملک نہیں ہو پس اگر اسنے قسم کھانے سے انکار کیا مدعی کی ملک ہونے کا اقرار کر لیا تو قاضی اس مدعا علیہ کو اس زمین کی قیمت کا ضامن قرار دے گا اور اس کے وقت ہونے کا حکم دے گا جو اسکو باطل نہ کرے گا یہ ذخیرہ میں جو۔ پھر اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین اسی مدعی کی ہو تو مدعی کی ملک ہونے کا حکم دے گا جو اسکو باطل نہ کرے گا اور وقت کا اقرار باطل ہو جائے گا۔ اور اگر اقرار کیا کہ فلان شخص معروف نے اسکو وقف کیا ہو اور یہ شخص حاضر ہوا اور اسنے وقت کرنے کا اقرار کیا تو وہ مدعی کا خصم قرار پائے گا۔ اور اگر قابض نے ایک قوم کو بیان کیا کہ یہ ارٹھی



انہر وقت جو تو وہ سب مدعی کے ختم ہونگے پس اگر قوم مذکور نے مدعی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ ارا منی اسی کی ملک ہو تو اقرار  
مذکور غلہ کے حق میں انکی نفیس فرستہ پر قبول ہوگا پھر جب یہ لوگ مرادین گئے تو غلہ مذکور مسکینوں کا ہوگا مدعی کا ہوگا  
اور اگر زمین مذکور کسی قسم کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو وہ مدعی کا ختم ہوگا کہ مدعی کے گواہ اسکے مقابلین  
سے جاویں گے اور قیسم سے قسم نہ لی جائے گی اس واسطے کہ قیسم کا اقرار کر دینا صحیح نہیں خواہ قاضی کے امین کا بھی یہی حکم ہو مدعی  
میں جو۔ اور اگر قابض نے جسکے قبضہ میں دار جو اس اقرار کے بعد کہ یہ فلان و فلان و انکی اولاد پر اور اسکے بعد ساکین  
پر وقت جو یون اقرار کر دیا کہ یہ دار اس مدعی کی ملک ہو پھر سب سلطان حاضر ہوئے اور انھوں نے قابض کے اس  
اقرار کی کہ یہ دار اس مدعی کا ہو ملک مذہب کی اور کہا کہ یہ دار ہم لوگوں پر وقت ہو تو یہ لوگ دعویٰ مدعی کے یا بین مدعی  
کے ختم ہونگے پس اگر مدعی نے اپنے دعویٰ کے گواہ قائم کیے کہ یہ دار اس مدعی کا ہو تو مدعی کے واسطے اس دار کے  
مالک ہونے کا حکم دیدیا جائے گا اور جسکے قبضہ میں دار مذکور تھا اسکا یہ اقرار کہ یہ وقت ہو باطل ہوگا اور اگر مدعی مذکور  
کے پاس اسکے دعویٰ کے گواہ نہ ہوں اور اسنے قسم چاہی تو ان لوگوں سے قسم لے سکتا ہو پس اگر ان لوگوں نے  
اقرار کر دیا کہ یہ دار اسی مدعی کا ہو یا قسم کھانے سے انکار کیا تو ان لوگوں کا اقرار انکی ذات پر جائز ہوگا اور انکا اقرار  
انکی اولاد و اولاد کی اولاد و مسکینوں پر جائز ہوگا اور اسی طرح انکا اقرار اپنی شخص پر بھی اس باب میں جائز نہ ہوگا  
یہ شرط میں جو۔ ایک شخص نے وقت صحیح کا اقرار کیا اور اپنے قبضہ سے خارج کر دینے کا اقرار کیا حالانکہ اسکا وارث  
جانتا ہو کہ اسنے اپنے قبضہ سے خارج نہیں کیا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا اقرار اسکی نفس پر جائز ہو ولیکن اسکے  
وارثوں کو اختیار ہوگا کہ اس وقت کو لے لیوں اور ملک تصامین وارثوں کا دعویٰ مسموع نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان  
میں جو۔ ایک شخص نے اپنی محنت میں اپنی زمین فقیروں پر وقت کر دی پھر مر گیا پھر ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ  
یہ زمین میری ہو اور وارثوں نے اسکا اقرار کر دیا تو اس سے وقت مذکور باطل ہوگا ولیکن امام محمد رحمہ کے قول میں  
وارث لوگ ترک میت سے اس زمین کی قیمت کے ضامن ہونگے اور قبیح نے فرمایا کہ منان واجب ہونا سب اماموں کے  
نزدیک بلا خلاف ہو اور یہی ٹھیک ہو اور اگر وارثوں نے اس سے انکار کیا اور مدعی نے انکی قسم طلب کی پس  
اگر مدعی کی غرض یہ ہو کہ اس زمین کو لے لیں تو وارثوں پر قسم نہیں آتی جو اگر یہ غرض ہو کہ اگر یہ لوگ قسم  
سے انکار کریں تو ترک میت سے اسکی قیمت ضامن ہوں تو اسکو ایسا اختیار ہو یہ شرط سترسی میں جو۔ ایک شخص کے  
قبضہ میں ایک دار ہو اسنے اقرار کیا کہ یہ دار وقت ہو جسکو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ابواب خیر اور مسکینوں  
پر وقت کیا جو اور مجھے سپرد کیا ہو اور مجھے سپرد کر دیا ہو پھر ایک شخص آیا اور قابض کو قاضی کے پاس لایا اور  
کہا کہ میں نے ہی اس دار کو ان وجود قبیل پر وقت کیا اور اس قابض کو سپرد کر دیا اور اسکو اسکی غور پر و اخت کا  
متولی مقرر کیا جو اگر قابض کے قبضہ سے نکال لے تو دیکھا جائے گا کہ جسکے قبضہ میں جو اگر اسنے اسکی تصدیق کی کہ  
اسی نے اسکو وقت کیا ہو تو مدعی مذکور کو اختیار ہوگا کہ قابض سے اسکو نکال کر اپنے قبضہ میں لے لے قال المترجم اور  
ایک شخص میں اسکے آگے یوں لکھا ہو کہ اگر اس نے اسے مدعی نے کہا کہ میں اس زمین کا مالک ہوں اور میں نے اسکو  
وقت نہیں کیا ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ قابض سے اپنے قبضہ میں لے لے۔ اور اگر مدعی مذکور نے کہا کہ میں نے یہ  
دار و زمین اس قابض کے پاس و دیعت رکھی ہو اور قابض کہتا ہو کہ یہ اسی کی تھی مگر اسنے اس کو ان وجہ

یہ شرط میں جو۔

یہ شرط میں جو۔

مذکورہ بالا پر وقت کر دیا تو قاضی اس قابض کے اس قول کو کہ یہ واروزین، اسی مدعی کی جتنی قبول فرما دیا یہ ذخیرہ  
 میں ہو ایک زمین ایک شخص کے قبضہ میں ہو پس دو گواہوں نے اس قابض کے اس قرار کی گواہی دی کہ زمین زید بن  
 عمرو و اسکی نسل پر وقت ہو اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس قابض نے اقرار کیا کہ یہ بکر بن خالد پر وقت ہو  
 تو کتاب میں مذکور ہو کہ اگر یہ دریا فٹ ہو جاوے کہ دونوں اقراروں میں سے کون پہلے واقع ہوا تو پہلا جائز ہوگا اور  
 دوسرا باطل ہوگا اور اگر یہ دریا فٹ نہ ہو کہ کون اقراران دونوں میں سے اول واقع ہوا تو ان دونوں اقراروں میں  
 واسطے حکم دیا جائیگا یعنی یہ حکم دیا جائیگا کہ دونوں فریق پر وقت ہو اور اسکا غلہ دونوں فریق کے درمیان تقسیم  
 ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ ایک دفعی کے قبضہ میں ایک زمین ہو اسنے اقرار کیا کہ ایک مسلمان نے اسکو سکینوں  
 پر یا جہاد پر یا حج پر وقت کیا ہو یا اور کوئی ایسی راہ بیان کی جس سے مسلمان لوگ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کر سکیں تو قاضی  
 مذکور کا اقرار جائز ہوگا اور اسکی حاصلات انہیں وجہ پر جو اسنے بیان کی ہیں جاری رکھی جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ مسلمان نے  
 اسکو راہ حج پر وقت کیا ہو یا اور کوئی ایسی راہ بیان کی جس سے مسلمان لوگ اللہ تعالیٰ کا تقرب نہیں پا سکتے ہیں تو قاضی مذکور کا اقرار  
 باطل ہوگا اور زمین مذکور اسکی قبضہ سے نکال کر مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دی جائیگی یہ حادی میں ہے۔  
**قوان** باب وقف کو غصب کر لینے کے بیان میں۔ ایک شخص نے زمین یا دار کو وقف کیا اور اسکو ایک شخص کے  
 سپرد کیا اور اسکو اسکی خود برداشت کا متولی مقرر کیا پھر جس شخص کو سپرد کی تھی وہ اس سے انکار کر گیا تو وہ غاصب ہو  
 کہ زمین اسکی قبضہ سے نکال بیجا بیگی اور اس مقدمہ میں خصم دہی وقف کر نہیوالا ہوگا اور اگر وقف کرنے والا مر گیا ہو  
 اور اس وقف کے متعلق لوگ اسنے کہ انھوں نے اپنا استحقاق طلب کیا تو قاضی اس مقدمہ میں ایسے شخص کو مقرر کر دیا  
 جو خصم ہووے۔ پس اگر غاصب کے پاس اس وقفی چیز میں نقصان آگیا تو اسے انکار کر جانے کے بعد جو نقصان اس میں آیا ہو  
 غاصب اسکا ضامن ہوگا اور جو کچھ اس میں سے نہام ہوا اس مال سے اسکی تعمیر کرائی جائیگی۔ اور اگر غصب کنندہ نے  
 وقف کرنے والے سے غصب کی ہو نہ اس شخص سے جو اسپر متولی ہو تو غاصب پر واجب ہوگا کہ وقف کر نہیوالے کو  
 واپس دیدے۔ اور جب غاصب نے انکار کیا اور قاضی کے پاس اسکا غصب کرنا ثابت ہو گیا تو قاضی اسکو جس  
 رکھیکہ یہاں تک کہ وہ مضمون چیز کو واپس کرے اور اگر وقف میں کوئی نقصان آگیا ہو تو نقصان کا ضامن ہوگا اور یہ مال  
 ضامن اس وقف کی وراثت اور شریعت کی تعمیر میں صرف کیا جائیگا اور جو لوگ اس وقف کی حاصلات کے مستحق ہیں  
 ان میں تقسیم نہ ہوگا یہ حادی میں ہے۔ اور اگر غاصب نے وقف کی چیز میں اپنی طرف سے بڑھایا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر یہ  
 زیادتی مال منقولہ نمونہ غاصب نے اس زمین میں ہی چلا دیا یا نہر کھودی ہو یا اس زمین میں کھا ڈالی ہو اور کھاوا اسکی  
 مٹی میں بکریں نہر شہاد کے ہو گئی تو اس وقف کا قیام اسکی غاصب سے اسکو مفت واپس لیگا اور زیادتی مذکورہ کے  
 مقابلہ میں کچھ دینا اور اگر زیادتی مذکورہ مال منقولہ نمونہ درخت لگایا ہو یا اس میں عمارت بنائی ہو تو غاصب کو حکم  
 دیا جائیگا کہ اپنا درخت جڑ سے نکال لے اور عمارت کو توڑے اور زمین واپس کرے بشرطیکہ ایسا کرنے سے زمین وقف  
 کو نقصان نہ پہنچتا ہو اور اگر اس سے زمین وقف کو نقصان پہنچتا ہو مثلاً درخت جڑ سے کھود ڈالنے سے زمین  
 مذکور خراب ہوئی جاتی ہو یا عمارت توڑ لینے سے دار مذکور کھنڈل ہوا جاتا ہو تو غصب کرنے والے کو یہ اختیار ہوگا کہ  
 عمارت کو توڑ لے یا درخت کو جڑ سے اکھاڑ لے پھر اس وقف کا قیام اس عمارت کی ٹوٹی ہوئی کے حساب سے اور اس درخت

یہاں سے  
 زمین  
 وقف  
 میں  
 غصب  
 کرنے  
 والے  
 کو  
 غاصب  
 قرار  
 دیا  
 جائیگا  
 اور  
 اس  
 کے  
 مال  
 سے  
 اس  
 کے  
 نقصان  
 کا  
 قیام  
 ہوگا  
 اور  
 اگر  
 غاصب  
 نے  
 وقف  
 کی  
 چیز  
 میں  
 اپنی  
 طرف  
 سے  
 بڑھایا  
 ہو  
 تو  
 دیکھا  
 جاوے  
 کہ  
 اگر  
 یہ  
 زیادتی  
 مال  
 منقولہ  
 نمونہ  
 غاصب  
 نے  
 اس  
 زمین  
 میں  
 ہی  
 چلا  
 دیا  
 یا  
 نہر  
 کھودی  
 ہو  
 یا  
 اس  
 زمین  
 میں  
 کھا  
 ڈالی  
 ہو  
 اور  
 کھاوا  
 اسکی  
 مٹی  
 میں  
 بکریں  
 نہر  
 شہاد  
 کے  
 ہو  
 گئی  
 تو  
 اس  
 وقف  
 کا  
 قیام  
 اسکی  
 غاصب  
 سے  
 اسکو  
 مفت  
 واپس  
 لیگا  
 اور  
 زیادتی  
 مذکورہ  
 کے  
 مقابلہ  
 میں  
 کچھ  
 دینا  
 اور  
 اگر  
 زیادتی  
 مذکورہ  
 مال  
 منقولہ  
 نمونہ  
 درخت  
 لگایا  
 ہو  
 یا  
 اس  
 میں  
 عمارت  
 بنائی  
 ہو  
 تو  
 غاصب  
 کو  
 حکم  
 دیا  
 جائیگا  
 کہ  
 اپنا  
 درخت  
 جڑ  
 سے  
 نکال  
 لے  
 اور  
 عمارت  
 کو  
 توڑ  
 لے  
 اور  
 زمین  
 واپس  
 کرے  
 بشرطیکہ  
 ایسا  
 کرنے  
 سے  
 زمین  
 وقف  
 کو  
 نقصان  
 نہ  
 پہنچتا  
 ہو  
 اور  
 اگر  
 اس  
 سے  
 زمین  
 وقف  
 کو  
 نقصان  
 پہنچتا  
 ہو  
 مثلاً  
 درخت  
 جڑ  
 سے  
 کھود  
 ڈالنے  
 سے  
 زمین  
 مذکور  
 خراب  
 ہوئی  
 جاتی  
 ہو  
 یا  
 عمارت  
 توڑ  
 لینے  
 سے  
 دار  
 مذکور  
 کھنڈل  
 ہوا  
 جاتا  
 ہو  
 تو  
 غصب  
 کرنے  
 والے  
 کو  
 یہ  
 اختیار  
 ہوگا  
 کہ  
 عمارت  
 کو  
 توڑ  
 لے  
 یا  
 درخت  
 کو  
 جڑ  
 سے  
 اکھاڑ  
 لے  
 پھر  
 اس  
 وقف  
 کا  
 قیام  
 اس  
 عمارت  
 کی  
 ٹوٹی  
 ہوئی  
 کے  
 حساب  
 سے  
 اور  
 اس  
 درخت

کائے ہوئے کے حساب سے قیمت ادا کرے گا بشرطیکہ اس وقت کی اس قدر آمدنی اس متولی کے پاس ہو جو اس تادان ادا کرنے کو کافی ہو۔ اور اگر ایسی صورت میں وقت مذکور کی آمدنی کچھ جمع نہ ہو تو وقت مذکور جاریہ پر دیدیا جائیگا پس اس اجرت میں سے یہ تادان ادا کیا جائیگا یہ قناری قاضیان میں ہی۔ اور اگر غاصب نے چاہا کہ وہ آخری درجہ سے مقام سے ہر درخت کو کاٹ لے کہ جس سے زمین کو کچھ خرابی نہ ہوئے تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ پھر بقدر زمین وقفی کے اندر درختوں میں سے ہمارا گیا ہو قیمت اسکی قیمت غاصب کو ضمانت دے گا بشرطیکہ اسکی کچھ قیمت ہوتی ہو یہ چھپا میں ہی اور اگر اس مسئلہ میں متولی نے غاصب کے پوروں سے کسی چیز پر غاصب کے ساتھ صلح کر لی تو جائز ہو بشرطیکہ اس صلح میں وقف کے واسطے بھلائی ہو اور یہی حکم عمارت کی صورت میں بھی ہو یہ حادی میں ہی اگر کسی غاصب نے اراضی وقفی کو در حالیکہ اسکی قیمت نہ ہر درم وقفی غصب کیا پھر وہ ہر درم اسکی قیمت ہو جائے کے بعد غاصب مذکور سے اسکو دوسرے غاصب نے غصب کر لیا تو قیام پانچ غاصب کا دامنگیر ہوگا۔ بلکہ دوسرے ہی کا بیچا پکڑے گا جبکہ دوسرا غاصب تو نگر ہو۔ شیخ نے کہا کہ امام کی مراد اس کلام سے یہ ہے کہ دوسرے ہی کا دامنگیر اسوقت ہوگا کہ جب دوسرے غاصب سے تیسرے نے غصب کر لیا اور اس سے واپس لینا متعذر ہو گیا ہو تو ایسی صورت ہو جائے میں اول و دوم میں سے غاصب دوم ہی کا دامنگیر ہووے جبکہ وہ بنسبت اول کے تو نگر ہو۔ پھر فرمایا کہ اور اگر پہلا غاصب بنسبت دوسرے کے زیادہ مالدار ہو تو پہلے ہی کا بیچا پکڑے۔ اور جب قیمت نے دونوں غاصبوں میں سے کسی ایک کا بیچا پکڑ لیا تو دوسرا غاصب بری ہو گیا اور جب قیمت نے دونوں میں سے کسی ایک سے قیمت وصول کر لی تو اس قیمت سے دوسری زمین خرید کر بجائے اراضی اول کے وقفی قائم کرے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر قیمت نے دونوں میں سے کسی ایک غاصب سے قیمت وصول کر لی پھر اصل زمین اسکو واپس دی گئی تو وہ بھی قیمت وصول کر دے کو واپس کر دے اور زمین مذکور اپنے حال پر وقفی ہوگی اور ایسی صورت میں غاصب کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنی قیمت واپس یا نے تاکہ زمین کو روک رکھے کذا فی المحیط پھر اگر قیمت نے غاصب سے قیمت وصول پائی اور وہ اسکے ہاتھ سے ضائع ہو گئی تو اسے کچھ ضمان لازم نہ ہوگی اور ضائع ہونے میں قسم سے قیمت ہی کا قول قبول ہوگا کذا فی الخاوی اور اگر قیمت نے قیمت وصول کر کے پنہاں اس سے دوسری زمین خریدی نہیں تھی کہ اسکے پاس سے قیمت ضائع ہو گئی پھر اصل زمین وقفی اسکو واپس دی گئی تو زمین مذکور جیسے وقفی تھی اسی حال پر رہے گی اور قیمت نے جو قیمت وصول کر لی تھی اسکو اپنے ذاتی مال سے پھر نابرداشت کرے پھر استسنا اس قدر مال کو حاصلات وقف سے واپس لیوے لیکن یہ ہوگا کہ جن لوگوں پر حاصلات اراضی وقف ہوئے انکے دیگر اموال سے سوائے حاصلات وقف کے واپس لیوے بلکہ انکے اسی مال حاصلات وقف سے واپس لے سکتا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر یہ ہوا کہ قیمت نے قیمت وصول کر کے اسکے عوض دوسری زمین بجائے وقف اول کے خرید لی پھر اسکو اصل زمین وقفی واپس دی گئی تو وہ بحال خود وقف ہوگی اور دوسری زمین جو خریدی ہو وقف ہونے سے خارج ہو جائیگی پس قیمت کو اختیار ہوگا کہ اسکو فروخت کر کے اسکے داموں سے وہ قیمت جو وصول کر لی تھی ادا کرے اور اگر اس میں کمی پڑے تو کمی قیمت کے ذاتی مال پر ہوگی اسکو قیاساً کہ استسنا نادونوں طرح حاصلات وقف سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اگر وقف کرنے والے نے وقف ساتھ استبدال کر لینا شرط کر دیا ہو یعنی شرط میں لکھ دیا ہو کہ استبدال روا ہے پس قیمت نے اسکو فروخت کر کے





ٹھٹھاک رہا تو اس پر قیمت وقف مذکور ادا کرنے کا حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر باقیوں نے اُسپر گواہ قائم کیے تو بھی ثابت ہو جائے پر یہی حکم دیا جائیگا کیونکہ وقفی مکانات و اراضی وغیرہ جو از قسم عقار ہوں ان کے غصب کی صورت میں وقف پر نظر کر کے یہی فتویٰ ہو گا غاصب ضامن ہو جیسے کہ وقف کے منافع غصب کر لینے کی صورت میں بنظر وقف یہی فتویٰ ہے کہ منافع وقف کا غاصب ضامن ہو اور یہی ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہے۔ اور جب اس غاصب پر قیمت کا حکم دیا گیا تو قیمت اُس سے وصول کر کے اس کے عوض دوسری اراضی خرید کی جائیگی پس وہ بجائے اصل کے وقف ہو سکی۔ یہ شرط کسی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے اپنی زندگی و وصیت میں ایک موقع وقف کر کے اپنے قبضہ سے نکال کر متولی کے قبضہ میں دیدیا پھر اُس پر ایک غاصب متولی ہو کر وقف مذکور و متولی کے درمیان حائل ہو گیا تو غاصب سے اس کی قیمت لیکر اس دوسرے موقع خرید کر اول کے شرائط پر وقف کیا جائیگا کیونکہ جب غاصب انکار کر گیا تو وہ چیز گواہ مستحکم ہو گئی اور وقفی چیز جب تلف ہو جائے تو اس کے قائم مقام دوسری بدل لینا واجب ہو جیسے وقف گھوڑا اگر جہاد میں مار ڈالا جائے تو اس کی قیمت سے استبدال کیا جاتا ہے اور یہ حکم بدلیل استحسان ہے جس کا ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہے یہ ضرائع میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے اپنا کھیت وقف کیا پھر اُس نے اس میں زراعت کی اور خرچ کیا اور کھیتی نکلی اور بچے اُسی کی طرف سے ہیں پس اُس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹوں سے اپنے واسطے یہ زراعت کی ہے اور خیر وقف ہوا انھوں نے کہا کہ تو نے وقف کے لیے یہ زراعت کی ہے تو اس بارہ میں وقف کرنے والے کا شکار کا قول قبول ہو گا اور کھیتی اُسی کی ہوگی اور اگر وقف والوں نے قاضی سے درخواست کی کہ اس کے قبضہ سے نکال لے اُس نے اپنے واسطے زراعت کی ہے حالانکہ اس کو یہ استہقاق نہ تھا تو قاضی اُس کے قبضہ سے زمین نکالے گا و لیکن وقف کے لیے زراعت کرنے میں اُس سے تقدیم کر دینا پھر اگر اُس نے کہا کہ وقف کا کچھ مال میرے پاس نہیں اور نہ بچے ہیں تو قاضی اُس سے کہیگا کہ وقف پر خرچہ نہ لے اور اس کو بیجوں و مزدوری وغیرہ مصارف زراعت میں خرچ کر کے حاصلات سے لے لینا۔ پھر اگر اُس نے کہا کہ مجھ سے یہ زمین ہو سکتا ہے تو قاضی اہل الوقف سے فرمایگا کہ تم قرضہ حاصل کر کے بیج خرید دو اور خرچہ پھر حاصلات سے ادا کر دینا پھر اگر اہل الوقف نے کہا کہ ہم کو کھیت کا جو کچھ ہم قرضہ لیکر بیج خریدیں اور خرچہ کریں تو جب یہ سب وقف کرنے والے کے پاس پہنچ جائے تو وہ انکار کر جائے لیکن ہم خود اس میں زراعت کریں تو قاضی کو یہ نہ چاہیے کہ علی الاطلاق ان کو یہ حکم دیدے کیونکہ جسے وقف کیا ہے وہی اہل حق اُسی پر زراعت کا ہو لیکن اگر اُسی ذات پر یہ خوف ہو کہ وقف کو تلف کر ڈالے گا تو اس کو استہقاق میں اولیت نہیں ہے اگر وقف کنندہ نے اس میں زراعت کی اور خرچہ کیا یا پھر کھیتی کو ادا لایا یا وغیرہ اسی کوئی آفت پہنچی کہ کھیتی جاتی رہی پس وقف کنندہ نے کہا کہ میں نے قرضہ لیکر یہ زراعت جو جاتی رہی ہے وقف کے واسطے ہونی چاہیے دوسری پیداوار سے حاصلات آئی پس اُس نے چاہا کہ میں اس پیداوار سے وہ قرضہ و خرچہ کر لوں جس کا وہ اپنے تلف شدہ پیداوار کے واسطے قرضہ لینا بیان کیا تھا اور اہل وقف نے کہا کہ اس نے اپنے ہی واسطے کھیتی ہونی چاہی تو اس میں وقف نہ کرے تو اسے کا قول قبول ہو گا اور اس کو اختیار ہو گا کہ اس پیداوار سے اس قدر قرضہ جس کا دعویٰ کرتا ہے وصول کرے پھر اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ میں نے ہزار درہم لیکر اُس کے بیجوں و دیگر ضروریات میں خرچ کیے ہیں اور اہل الوقف نے کہا کہ تو نے فقط پانچ سو درہم سب اس کے بیجوں و مزدوری و ضروریات میں اٹھائے ہیں تو فرمایا کہ

ملہ  
بہار میں  
لکھا جائیگا  
مفتی کا وقف  
میں نہیں ہے  
اگر اہل  
لکھا جائیگا  
میں نہ لکھا  
ہوگا



تہائی ترکہ سے برآمد ہوئی اگر وارثوں نے وقت کی اجازت دیدی تو وقت جائز ہوا اور غلہ ان سب میں برابر تقسیم ہوگا۔ ان میں مذکور اولاد کو مورث سے کچھ زیادتی سے نہیں دیا جائیگا اور اس غلہ سے زود ہوا اور والدین کو کچھ نہیں دیا اور اگر وارثوں نے وقت کی اجازت نہ دی تو تہائی سے وقت جائز ہوگا پس تہائی رقبہ فقیروں کے لیے وقت ہوگا اور غلہ تمام وارثوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقسیم ہوگا اور یہ جو حصے ذکر کیا ہو شیخ ہلال دقاضی ابو بکر اخلاص وقت فقیر ابو بکر لامش و فقیر ابو بکر الاسکان کا قول ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر اپنی زمین کو اپنی قرابت پر وقف کیا پس اگر اسکے قرابت واسے اسکے وارث ہوں تو یہ صورت اور اولاد پر وقف کرنے کی صورت یکساں ہے اور اگر یہ قرابت واسے اسکے وارث نہ ہوں تو اپنے وقت جائز ہے اور وقت کی راہ سے وہ لوگ حاصلات وقت کے مستحق ہوں گے اور اگر اسنے اپنے وارثوں میں سے فقط بعض پر وقف کیا تو اس صورت میں اگر سب وارثوں نے اجازت دی تو وقت جائز ہوگا اور اگر نہ اجازت دی تو زمین مذکور فقیروں پر وقف ہو جائیگی مگر تہائی مال ترکہ سے اعتبار کیا جائیگا اور حاصلات اس وقت کی بنا پر قول ہلال رحمہ اللہ تہائی واسے تابعین سے کہ وارثوں کے لیے بقدر انکی میراث کے ہوگی یہ وجہ وہ وارث مر جائے جس پر وقت ہے تو غلہ اسکا فقیروں کے لیے ہوگا اور اگر وقف کرنے والے کے بعض وارث مر گئے لیکن وہ وارث جس پر وقف ہے زندہ موجود ہے تو غلہ مذکور تمام وارثوں کا ہوگا اور جو ان میں سے مر اسکا حصہ اسکے وارثوں میں میراث ہو جائیگا یہ فیصلہ میں لکھا ہے۔ اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میری نسل پر اور آخر اسکا فقیر پر ہے یا اسنے اسکی وصیت کردی اور یہ زمین اسکے تہائی مال سے برآمد ہوئی ہو پس اگر وارثوں نے اجازت دی تو اسکا غلہ درمیان وارث و اولاد اولاد کے اسکے عہد و بیعت پر تقسیم ہوگا اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو غلہ درمیان اولاد صاحبی و اولاد اولاد کے اسکے عہد و بیعت پر تقسیم ہوگا پھر حسب قدر اولاد اولاد کے حصے میں پڑے وہ انکو سادی تقسیم ہوگا اور حسب قدر وارثوں یعنی اولاد صاحبی کے حصہ میں آئے وہ تمام وارثوں میں بحساب میراث تقسیم ہوگا اور اگر بعض اولاد صاحبی اور بعض اولاد کی اولاد مر گئی اور بعض اولاد کی اولاد میں پیدا ہوئے تو حسب غلہ حاصل ہوا سدن انکی تعداد بشمار نفرو کبھی جاوے پھر حسب قدر اولاد صاحبی کے حصے میں آئے وہ ان میں تمام وارثوں بحساب میراث تقسیم ہوگا جو وقت کنندہ کی موت کے روز موجود تھے پھر حسب قدر ان میں سے مرنے والوں کے حصہ میں علیحدہ علیحدہ پڑے وہ ہر ایک کے وارثوں کو ملے گا پھر اگر اولاد صاحبی سب گزر گئے تو غلہ مذکور اولاد اولاد اور نسل پر تقسیم ہوگا اور باقی وارثوں کے لیے کچھ نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اگر بعض نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہر اس شخص پر ہے جو محتاج ہووے میری اولاد و نسل سے ہر ایک کو اس قدر دیا جاوے جو اسکے نفقہ کو کنبائش دیوے اور اگر میری اولاد و نسل میں کوئی فقیر نہ ہو تو پورا غلہ فقیروں کے واسطے ہے تو ایسی صورت میں اگر اسکی اولاد و نسل میں فقر نہ ہوں تو انکی تعداد پر غلہ کے درمیان اسطرح تقسیم ہوگا کہ ہر ایک کو اس قدر دیا جاوے جو اسکی ذات و اولاد و جوہر و اخراجات کے لیے بطور معروف کافی ہو پھر بدون اسراف و تنگی کے روٹی واسکے ساتھ کھانے کی چیز و کپڑے کے لیے سالانہ کافی ہو پھر اس حساب سے حسب قدر غلہ اسکے نطفہ کی اولاد کے حصہ میں آئے اسکو مجموعہ کر کے ان اولاد و صاحبی اور باقی تمام وارثوں میں جو وقت کنندہ کی موت کے روز موجود تھے موافق ہوا

قادی ہند کی کتابہ وقت باب ہر وقت مرقم

فرائض آتی تہ کے تقسیم کر دیا جائیگا پھر اگر فرزند صلیبی کے حصہ کفایت میں کچھ دیگر وارثوں کی تقسیم میں لے لیا گیا اور جو باقی رہا وہ اسکو کافی نہیں ہو سکتا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اولاد والا دلاؤ اس کے حصہ میں جو کچھ آیا آئیں یہ ہندو کی کے واپس کر لے۔ اور اگر انہیں تو نگر لوگ ہوں تو انکی اولاد اور نسل میں سے تو نگر و ن کو کچھ نہیں دیا جائیگا اور پٹنہ لوگ فقیر ہیں انھیں کی تعداد دس پر تقسیم ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہے اور اگر اپنے مرض الموت میں اپنی زمین وقف کی اور کچھ وصیتیں کیں تو اسکا تہائی مال اسکے وقف مدد پر وصایا میں تقسیم ہوگا اس طرح کہ وصیتوں والے اپنی اپنی وصیت کے حساب سے اور وقف والے اس زمین کی قیمت کے حساب سے حصہ دار ٹھہرائے جاویں گے پھر ہمائی میں سے ہندو و ہندوتوں والوں کے حصہ میں پڑے ہوئے ہیں اور ہندو راجہ کی وصیت کو پھر بچے اسکے حساب سے اس زمین سے حصہ الگ کر کے چھپر وقف کیا ہو وقف کر دیا جائے۔ اور وقف کی تفصیل مقدم نمونہ کی کذا فی الخیرہ اور وقف ہائندو متق و مدبر کرنے کے نہیں ہو پٹنہ چھپر متق و مدبر کو مقدم کر کے پہلے آئیں دو نون کو تاغذکر ہائندو متق کیا جاتا ہو پھر اگر کچھ بچتا ہو تو باقی وصیتوں فانذ کیجائی ہیں درہ نہیں تو وقف کا حکم ہائندو متق و مدبر کے مقدم میں نہیں ہوگا فی النجادی لقا سی۔ اگر کسی نے کہا کہ میری زمین ہے اسکا غلہ میری وفات کے بعد اولاد عبد اللہ دہنکی نسل کو دیا جاوے تو یہ غلہ کی وصیت ان لوگوں کے واسطے ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ میری اس زمین کو میں کر رکھو میری وفات کے بعد اولاد عبد اللہ پر تو یہ بھی غلہ کی وصیت قرار دیجائیگی اسی طرح اگر کہا کہ میری زمین میری وفات کے بعد فلان و انکی نسل پر وقف ہو تو وقت نہ کیجائے تو یہ سب صورتیں یکساں ہیں یعنی ان سب میں غلہ کی وصیت ہی ہے احکام وصیت معتبر ہونے اور وقف نہیں ہو اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ زمین میری وفات کے بعد صدقہ موقوفہ برسا کین ہو یا کہا کہ اسکو سا کین پر جس رکھو تو یہ وقفہ الکتبہ جائز ہے پھر میری زمین ہو۔ اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ اس قوم پر وانکے بعد اسکا غلہ میرے وارثوں کے لیے کیا جاوے تو حاصلات اس قوم کے واسطے ہوگی جبکہ واسطے اسکے قرار دی ہو پھر جب یہ لوگ گذر جاویں تو وارثوں کے لیے انکی میراث کے حساب سے ہوگا پھر جب وارث مر جاویں تو غلہ فقیروں کے لیے ہو جائیگا یہ خزانۃ المفلتین و محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میری اولاد اور اولاد والا دلاؤ اور نسل پر ہو پھر جو کوئی میرے غلہ کے فرزندوں سے مرے اسکا جو کچھ حصہ بطریق میراث تھا وہ بھی میری اولاد والا دلاؤ پر وقف ہو تو یہ جائز ہو اور جو غلہ حاصل ہو وہ اولاد کی اولاد کی تعداد اور زندہ اولاد صلیبی کے عدد دوس اور جو وقف کی موت کے بعد مرے میں اسکے عدد دوس پر تقسیم ہوگا پس فرزند صلیبی سے مردہ فرزند کو جو پونچے وہ بھی اولاد کی اولاد پر وقف ہوگا پھر جو کچھ زندوں کو پہونچا وہ انہیں اور مردوں میں تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردوں کو پہونچا وہ انکے وارثوں کو اسکے میراث پہونچیگا۔ قال المترجم حاصل یہ ہے کہ وقف کنندہ نے اولاد صلیبی میں سے مرے والے کا حصہ میراث جو اولاد والا دلاؤ کے واسطے کر دیا ہو اسکے یہ معنی نہیں ہے جاویں گے خاصہ اسکا حصہ میراث اسکے وارثوں سے منتقل ہو کر اولاد والا دلاؤ کو دیا جاوے کیونکہ یہ تشریح باطل خلاف منصوص فرائض ہے بلکہ یہ معنی ہے جاویں گے اولاد والا دلاؤ کو اسقدر حصہ فریضی دیا جاوے جسقدر اولاد صلیبی کے مرنے والوں کا میراثی حصہ آگاہ ہو چکا تھا اسی واسطے اولاد تقسیم غلہ کے وقت تعداد اولاد والا دلاؤ اور تعداد زندہ اولاد صلیبی اور تعداد مردہ

۱۰۳۱  
 ہندو و ہندوتوں والوں کے حصہ میں پڑے ہوئے ہیں اور ہندو راجہ کی وصیت کو پھر بچے اسکے حساب سے اس زمین سے حصہ الگ کر کے چھپر وقف کیا ہو وقف کر دیا جائے۔ اور وقف کی تفصیل مقدم نمونہ کی کذا فی الخیرہ اور وقف ہائندو متق و مدبر کرنے کے نہیں ہو پٹنہ چھپر متق و مدبر کو مقدم کر کے پہلے آئیں دو نون کو تاغذکر ہائندو متق کیا جاتا ہو پھر اگر کچھ بچتا ہو تو باقی وصیتوں فانذ کیجائی ہیں درہ نہیں تو وقف کا حکم ہائندو متق و مدبر کے مقدم میں نہیں ہوگا فی النجادی لقا سی۔ اگر کسی نے کہا کہ میری زمین ہے اسکا غلہ میری وفات کے بعد اولاد عبد اللہ دہنکی نسل کو دیا جاوے تو یہ غلہ کی وصیت ان لوگوں کے واسطے ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ میری اس زمین کو میں کر رکھو میری وفات کے بعد اولاد عبد اللہ پر تو یہ بھی غلہ کی وصیت قرار دیجائیگی اسی طرح اگر کہا کہ میری زمین میری وفات کے بعد فلان و انکی نسل پر وقف ہو تو وقت نہ کیجائے تو یہ سب صورتیں یکساں ہیں یعنی ان سب میں غلہ کی وصیت ہی ہے احکام وصیت معتبر ہونے اور وقف نہیں ہو اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ زمین میری وفات کے بعد صدقہ موقوفہ برسا کین ہو یا کہا کہ اسکو سا کین پر جس رکھو تو یہ وقفہ الکتبہ جائز ہے پھر میری زمین ہو۔ اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ اس قوم پر وانکے بعد اسکا غلہ میرے وارثوں کے لیے کیا جاوے تو حاصلات اس قوم کے واسطے ہوگی جبکہ واسطے اسکے قرار دی ہو پھر جب یہ لوگ گذر جاویں تو وارثوں کے لیے انکی میراث کے حساب سے ہوگا پھر جب وارث مر جاویں تو غلہ فقیروں کے لیے ہو جائیگا یہ خزانۃ المفلتین و محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میری اولاد اور اولاد والا دلاؤ اور نسل پر ہو پھر جو کوئی میرے غلہ کے فرزندوں سے مرے اسکا جو کچھ حصہ بطریق میراث تھا وہ بھی میری اولاد والا دلاؤ پر وقف ہو تو یہ جائز ہو اور جو غلہ حاصل ہو وہ اولاد کی اولاد کی تعداد اور زندہ اولاد صلیبی کے عدد دوس اور جو وقف کی موت کے بعد مرے میں اسکے عدد دوس پر تقسیم ہوگا پس فرزند صلیبی سے مردہ فرزند کو جو پونچے وہ بھی اولاد کی اولاد پر وقف ہوگا پھر جو کچھ زندوں کو پہونچا وہ انہیں اور مردوں میں تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردوں کو پہونچا وہ انکے وارثوں کو اسکے میراث پہونچیگا۔ قال المترجم حاصل یہ ہے کہ وقف کنندہ نے اولاد صلیبی میں سے مرے والے کا حصہ میراث جو اولاد والا دلاؤ کے واسطے کر دیا ہو اسکے یہ معنی نہیں ہے جاویں گے خاصہ اسکا حصہ میراث اسکے وارثوں سے منتقل ہو کر اولاد والا دلاؤ کو دیا جاوے کیونکہ یہ تشریح باطل خلاف منصوص فرائض ہے بلکہ یہ معنی ہے جاویں گے اولاد والا دلاؤ کو اسقدر حصہ فریضی دیا جاوے جسقدر اولاد صلیبی کے مرنے والوں کا میراثی حصہ آگاہ ہو چکا تھا اسی واسطے اولاد تقسیم غلہ کے وقت تعداد اولاد والا دلاؤ اور تعداد زندہ اولاد صلیبی اور تعداد مردہ



اولاد صلبی تین مجموعہ لیے گئے انہیں سے اولاد والا دوا کو انکا مجموعہ اور نیز مردہ اولاد صلبی کا مجموعہ دونوں کے جاذب  
 پھر اولاد صلبی کے پرستے ہیں جو کچھ آوے وہ وقت کنندہ کے مرنے کے وقت بہ قدر اولاد صلبی موجود تھی اور بقدر وارث  
 تقسیم سب کے درمیان بحساب فرائض تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردہ فرزند یا وارث کے حصہ میں آوے وہ انکے وارثوں کو کچھ  
 میراث دیا جائیگا خانہ و اللہ تعالیٰ اعلم بالھوا و البواب۔ اور اگر وقت کنندہ نے چاہا کہ حصہ میراث مردہ فرزند صلبی جو اس کا کچھ  
 ارث ملا ہو وہ بھی اولاد والا دوا وراثت پر وقت کرے چنانچہ اسے یوں کہا کہ پھر جو کچھ میرے نطفہ کے زندہ فرزندوں  
 کے حصہ میں سے انہیں سے مردوں کو پونچھ دے بھی میری اولاد کی اولاد پر وقت ہو تو یہ وقت جائز نہیں ہے جو یہ خطہ میں  
 لکھا ہو۔ اگر کسی نے اپنے مرض میں اپنی زمین اپنی اولاد اور اولاد والا دوا پر وقت کی اور سوائے اس زمین کے اس کا کچھ  
 مال نہیں ہو تو تھائی زمین اسکی اولاد والا دوا پر وقت ہو جائیگی خواہ وارث لوگ اجازت دین یا نہ دیں اور یہی دو  
 تھائی سواگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو اس قدر وارثوں کی ملک ہوگی اور اگر وارثوں نے اجازت دیدی تو اس قدر  
 زمین اولاد صلبی اور اولاد والا دوا کے درمیان مساوی تقسیم ہوگی یہ ظہیر ہے زمین۔ اگر اپنی زمین اپنے مرض میں وقف  
 کی اور وہ اس کے تھائی مال سے برآمد ہوئی جو پھر اس کے میراث سے پہلے غیر کا کچھ مال تھا جسے نہ دیا پھر اس بعد تھائی مال سے  
 کے وہ زمین اسکی تھائی سے برآمد نہیں ہوتی یا مرنے پر اس شخص کے ذمہ نہ لیت کو قبول چھوڑ مرنے وغیرہ کے مانگنے  
 سبب سے تھائی مال لازم آیا قبل اس کے کہ وارثوں کو پہنچ جائے پس وہ زمین اس کے تھائی مال سے برآمد نہ رہی  
 تو تھائی زمین وقف ہوگی اور دو تھائی وارثوں کی ملک ہوگی یہ پھر ایسا کہ زمین برابر ہے نہ قبول ہو اگر مریض  
 نے وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اسکی زمین فقرا و مسکین پر وقف کیا جائے پس اگر وہ زمین اس کے تھائی مال سے برآمد  
 ہوئی یا تھائی سے برآمد نہ ہوئی کی صورت میں وارثوں نے اجازت دیدی تو وہ زمین پوری وقف رکھی جائیگی اور  
 اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو بقدر ایک تھائی کے وقف ہوگی۔ اور اگر پوری زمین اس کے تھائی مال سے برآمد  
 ہوئی اور اس میں بھلا دار و خیرت میں اس موت کے بعد اس میں بھل آئے تو بھل اس کے وارثوں میں میراث ہونگے یہ  
 وقف میں داخل ہونگے اور اگر مریض کی موت سے پہلے اس میں بھل آئے تو بھل اس کے وارثوں میں میراث ہونگے یہ  
 محیط مریض میں ہے۔ اگر مریض نے اپنے مرض میں وقف حق کے ساتھ اپنی زمین وقف کی اور قبل اس کے وفات کے اس میں بھل  
 پیدا ہوئے تو بھل حیات و زمین وقف ہوگی۔ اور اگر اس کے وقف کرنے کے روز اس میں بھل ہوں اور حالت مرض میں اس وقت  
 تھی تو بھل اس کے وارثوں کی میراث ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر مریض نے کہا کہ میں نے اپنی زمین اللہ تعالیٰ کے لیے  
 وقف کر دی ہے ہمیشہ کے واسطے زید اور اسکی اولاد اور اولاد والا دوا پر ہمیشہ جب تک اس میں تداخل نہ ہو اور ان کے بعد  
 مساکین پر پھر اگر محتاج ہو میری اولاد یا میری اولاد کی اولاد تو اس زمین کا غلہ انھیں کے واسطے ہو گا نہ کسی اور کے  
 واسطے اور وہی لوگ اس کے حق ہونگے جب تک اس کے حق میں تداخل نہ ہو۔ قال المترجم بیان تکس وقت کر نہیو ایہ کلام  
 ہی پر ضرورت یہ ہوتی کہ اسکی وفات کے بعد اس کے نطفہ کی اولاد کو اس زمین کے غلہ کی طرف محتاجی ہوئی تو تمام غلہ انہیں  
 کو دیدیا جائیگا اور اگر وقف کرنے والے کے بعد وارث مرنے پھر اس غلہ کی طرف اس کے نطفہ کی اولاد کو محتاجی ہوئی تو  
 غلہ انھیں کی طرف رد کر دیا جائیگا پس تمام غلہ اسکی اولاد کے محتاجوں میں اور اس کے باقی وارثوں میں بانٹ دیا جائیگا  
 اور جو مرنے انکی طرف خاطر نہ کیا جائیگا یہ ظہیر ہے زمین۔ اور اگر وقت کنندہ نے اس سوائے یوں کہا ہو کہ پھر اگر محتاج ہو

مردہ  
 مریض  
 جب تک  
 مریض  
 مریض  
 مریض

کوئی میرے مطلقہ کی اولاد میں سے تو جو محتاج ہوا اسپر اس صدقہ کے غلام میں سے بطریق معروضہ اسکے نفقہ کی تہہ سہتہ جاری رکھا جائے اور باقی غلام اس صدقہ کا اہل الوقت کے درمیان تقسیم ہوا کرے تو یہ جائز ہے۔ پھر اگر اسکی اولاد غلامی میں سے مثلاً یا بیچ آدنی اسکے محتاج ہووے تو دیکھا جائے کہ انکو ایک سال کے لیے آئندہ غلام حاصل ہونے تک کد قدر نفقہ کفایت کرے گی۔ اگر فرض کر دو کہ یہ مقدار سو دینار ہیں تو یہ سو دینار ان پانچوں میں اور وقت کفایت نہ کرنے والی وارثوں میں سیسب کے درمیان بجا سب میراث تقسیم ہونگے۔ پھر جب میراث تقسیم کر دیے اور انہیں سے محتاجوں کو جو کچھ پہونچا وہ انکی سالانہ قدر کفایت نفقہ سے کم ہو تو اپنا اس وقت کے غلام سے یہاں تک روکھا جائیگا کہ اسکے حصہ میں سو دینار مقدار کفایت سالانہ انکو پہونچے۔ یہ ٹیڈل حکم ہے۔

گیا رکھوان یا سب جہاد اسکے متعلقات کے بیان میں۔ اس میں دو فضیلتیں ہیں فیصل اول ان امور کے بیان میں چنانچہ مسجد ہو جائی تو اور اسکے احکام اور جو اس میں ہو اسکے احکام کے بیان میں چنانچہ مسجد بنانی اسکی ملک اس میں داخل نہ ہو جائیگی یہاں تک کہ اسکو اپنے ملک کے لگاؤ سے منع راستہ کے الگ کر دے اور اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دے یعنی عام اجازت دے دے پس لگاؤ سے الگ کر دینا اسوجہ سے واجب ہے کہ وہ اسی سے خاص ہو جائی تو بدین اسکے استدلال سے کہ واسطے خاص نہ ہو جائیگی یہ ہر ایہ میں ہو۔ پس اگر کسی نے اپنے درمیان احاطہ یا مکان کو مسجد کر دیا اور لوگ ان کو اس میں داخل ہوئے اور اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت دے دی پس اگر اسکے ساتھ راستہ شرط کر دیا تو وہ بالاتفاق مسجد ہو جائیگی اور اگر راستہ شرط نہ کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک مسجد نہ ہوگی اور صاحبین میں کہہ کہ مسجد ہو جائیگی اور راستہ بدون شرط کے اسکے جہتوں سے ہو جائیگا یہ فقہ میں ہو سنی میں کہہ ہو کہ اگر اسکے دروازہ پڑھے راستہ کی طرف جہاد کے بنا دیا تو وہ مسجد ہو جائیگی ایسا ہی امام قاضی خان رحمہ نے ذکر کیا ہے یہ آثار زمانہ میں ہے۔ اگر کسی نے مسجد بنانی چاہے کہ دریا یعنی یہ خانہ ہو یا اسکے اوپر یا لا خانہ ہو اور مسجد کا دروازہ پڑھے راستہ کی طرف بنا دیا اور اسکے اوپر جہاد کر دے اور جب مر جاوے تو یہ مکان اسکے وارثوں کی میراث ہوگا۔ اور اگر اسکے خانہ پر عرض مصالح مسجد ہو چکے مسجد بیت المقدس میں ہو تو یہ جائز ہو یعنی وہ مسجد ہو جائیگی یہ ہر ایہ میں ہے۔ اگر کسی نے چاہا کہ مسجد کے نیچے یا اسکے اوپر کرایہ کی دوکانیں بنوادے چنانچہ کرایہ مسجد کی حرمت ہو کرے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو یعنی یہ جائز نہیں ہو کذا فی التذیہ قال المسترحم اوپر لکھا کہ جس مکان کو مسجد بنوادے اس سے ملک داخل نہ ہوگی یہاں تک کہ اپنی ملک کے لگاؤ سے الگ کر دے اور نماز کی عام اجازت دے دے پس لگاؤ سے الگ کرنے کی وجہ اور اسکے متعلق مسائل ذکر کر دیے اور رہا امر دوم یعنی نماز تو اسکی وجہ بیان فرمائی کہ اذان نماز اسوجہ سے ضرور ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ امام محمد رحمہ کے نزدیک تسلیم امر ضروری ہو کافی البتہ الزائن اور مسجد کا تسلیم یعنی سپرد کرنا اسلحہ مستحق ہوتا ہو کہ بنانے والے کی اجازت سے اس میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جاوے اور امام ابو حنیفہ رحمہ سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک وہ جو حسن بن یاقوت نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت کی کہ اسکی اجازت سے اس میں جماعت کی نماز دویاز یا دہ آدمیوں کی جماعت سے شرط ہو جیسا کہ امام محمد رحمہ کا قول ہو اور صحیح حسن بن زیاد ہی کی روایت ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور ما وجود اسکے یہ بھی شرط ہو کہ یہ نماز اس میں اذان واقامت کے ساتھ یا گھر ہو یعنی بالسر نہ جی کہ

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

اگر آئین ایک جماعت نے بدوین اذان و اقامت کے خفیہ بغیر ہر کی جماعت کی نماز پڑھ لی تو وہ امام ابو حنیفہ رحمہ  
امام محمد رحمہ کے نزدیک مسجد ہو جائیگی یہ محیط و کفار میں ہو اور اگر ایک شخص نے ایک ہی مرد کو دونوں امام مقرر  
کر دیا آئین اذان دی اور اقامت کی اور تنہا نماز پڑھ لی تو وہ بالافتاح مسجد ہو جائیگی یہ کفار یہ وہاں فتح القدر  
میں ہو۔ اگر مسجد کسی ایسے متولی کو سپرد کر دی جو اسکے مصالح کے سر انجام پر قائم رہتا ہو تو یہ جائز ہو اگرچہ وہ متولی  
اس مسجد میں نماز پڑھتا ہو اور یہی صحیح ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور یہی اصح ہو یہ حدیث میں ہے اور اسی طرح  
اسکو قاضی یا اسکے نائب کو سپرد کر دیا تو بھی جائز ہو یہ بجز الرافق میں لکھا ہے جو تین مکان کو مسجد کرنا چاہتا ہو اسے مسجد  
ہو جانے کے واسطے امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہو کہ یوں کہے کہ یہ میری موت کے بعد مسجد ہو جائیگی  
و وصیت کرے پس امام کے نزدیک بعد موت کی طرح وصیت کرنا نہ اسکی صورت کی شرط ہو اور نہ  
اسکے لازم ہونے کی شرط ہو بخلاف دیگر اوقات کے آئین امام رحمہ کے مذکور ہے یہ ایسی اضافیت یا وصیت شرط  
ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ صاحب الشہداء نے واقعات کی کتاب النہد و اوصاف میں لکھا ہے کہ ایک شخص کے نکاح میں  
خالی زمین ہو زمین کوئی عمارت نہیں ہو آئین ایک قوم کو حکم دیا کہ تم آئین جماعت سے نماز پڑھو تو آئین تین  
صورتیں ہیں اول یہ کہ ان لوگوں کو آئین نماز پڑھنے کے لیے ہمیشہ کے واسطے صریح اجازت دیدی یا بن طور کہ  
مثلاً آئین کہا کہ تم آئین ہمیشہ نماز پڑھا کر دیا دوئم آئین انکو مطلقاً بدوین کسی قید کے نماز پڑھنے کی اجازت دی  
اور تیس یہ کہ ہمیشہ کے واسطے اجازت ہو تو ان دونوں صورتوں میں وہ خالی زمین اگرچہ بلا عمارت ہو مسجد  
ہو جائیگی چنانچہ جب وہ شخص مرجع ہو تو یہ زمین اسکی میراث نہوگی اور صورت سوم یہ کہ آئین نماز کی اجازت  
دینے کا کوئی وقت مقرر کر دیا مثلاً ایک دن یا تین دن یا یہ سال مثلاً تو اس صورت میں وہ زمین مسجد ہو جائیگی چنانچہ  
جب وہ مرجع ہو تو اسکی میراث نہوگی یہ ذخیرہ اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مسجد کے متولی نے ایک گھر کو  
جو مسجد پر وقت کیا گیا تھا مسجد کر دیا اور لوگوں نے آئین برسوں نماز پڑھی پھر لوگوں نے آئین نماز پڑھنا  
چھوڑ دیا پھر وہ اپنی حالت سابقہ پر کر آیا پر پٹنے لگا پھر گھر کر دیا گیا تو یہ جائز ہو کیونکہ متولی کا اسکو مسجد کر دینا  
صحیح نہیں ہوا تھا یہ واقعات صاحبیہ میں ہو۔ ایک مریض نے اپنا احاطہ مسجد کر دیا پھر مر گیا اور یہ احاطہ اسکے  
تھائی ترکہ سے برآمد نہیں ہوتا ہو اور وارثوں نے اسکے فعل کی اجازت نہ دی تو وہ پورا احاطہ مسجد ہو جائیگا اور  
اسکا مسجد کر دینا باطل ہو گیا۔ کیونکہ آئین وارثوں کا حق ہو پس وہ بدوین کے حقوق کے لگاؤ سے ایک نہیں  
ہوا تھا تو آئین ایک جزو شائع کو مسجد کیا پس یہ باطل ہو جیسے کسی شخص نے اپنی زمین کو مسجد کر دیا پھر کوئی شخص اس  
زمین میں سے تھائی یا جو تھائی یا آٹھویں یا بارہویں وغیرہ کسی ایسے جزو کا مستحق ہو جو تمام زمین میں شائع ہو  
یعنی اس جزو کے واسطے اس زمین کا کوئی مقام متعین نہیں ہو تو ایسی صورت میں باقی زمین بھی عود کے اس  
شخص کی ملک میں ہو جاتی ہو پس ایسا ہی اس مسئلہ میں ہو۔ بخلاف اسکے اگر آئین وصیت کی کہ میرے احاطہ  
میں سے ایک تھائی مسجد کر دیا جائے تو یہ صحیح ہو کیونکہ تھائی اگرچہ اس وقت جزو شائع ہو لیکن جب وقت مسجد  
کیا جاوے گا تو علحدہ متعین ہو جائیگا اسلئے کہ وہ احاطہ تقسیم کر کے آئین سے ایک تھائی الگ کر کے مسجد کیا جائیگا  
یہ محیط سرحدی میں ہو۔ چنانچہ کی نماز کے لیے جو جگہ بنا دی گئی ہو اسکا حکم مسجد ہو جتنے کہ نجاسات وغیرہ

فتاویٰ ہند پر کتاب الوقت باب یازم احکام مسجد

جن چیزوں سے مسجد کو دور رکھتے ہیں اس سے اسکو بھی بچا دینگے ایسا ہی فقیر رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے مگر شیخ کا  
 آئین اختلاف ہے۔ اب رہا وہ مقام جو نماز عید کے واسطے بنایا گیا ہو تو مختار یہ ہے کہ اقتدا جائز ہونے کے حق میں  
 اسکا حکم مسجد کا ہو چنانچہ وہاں اقتدا جائز ہو اگرچہ صفوں کے درمیان انفصال ہوا اور اقتدا کے سوا بے دیگر  
 احکام میں اسکا حکم مسجد کا نہیں ہو اور یہ لوگوں پر آسانی کے لحاظ سے ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر لوگوں کی جماعت  
 پر مسجد تنگ ہو اور اسکے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہو تو باکراہ بھی پوری قیمت دیکر اس سے وہ زمین لے لی جاوے گی  
 یہ قائمے قاضی خان میں ہے۔ ایک مسجد کے پہلو میں ایک زمین ہو جو اسی مسجد پر وقف ہو اور لوگوں نے کہا کہ  
 اس زمین میں سے کچھ اس مسجد میں بڑھا دین تو جائز ہے ولیکن یہ باب قائمے کے سامنے پیش کر دین تاکہ وہ انکو  
 اجازت دے اور وقف کا ٹکڑا دوکان جو آمدنی کے واسطے ہوا اسکا بھی یہی حکم ہو یہ خلاصہ میں ہے کبرے میں ہے  
 کہ ایک مسجد والوں نے چاہا کہ رجبہ کو مسجد اور مسجد کو رجبہ کر دیں اور چاہا کہ اسکا چہرہ دروازہ بنا دیں اور چاہا کہ  
 دروازے کو اپنے مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کر دیں تو انکو یہ اختیار ہے پھر اگر اس مسجد والوں نے باہم اختلاف  
 کیا تو دیکھا جائے کہ کون گروہ زیادہ اور افضل ہو پس اسی کو اختیار ہوگا یہ حضرت امین میں ہے فقہی میں امام احمد  
 سے روایت ہے کہ ایک چوڑا راستہ ہو اس میں محلہ والوں نے مسجد بنائی اور اس سے راستہ کو ضرر نہیں ہو پھر  
 انکو ایک شخص نے منع کیا تو انکو ہٹانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ کذا فی الحاوی۔ وقال المترجم و فی نظر من یطالع  
 قتال۔ اجناس میں ہے کہ ہشام نے اپنی نواد میں کہا کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک قصبہ میں رہنے والے  
 بہت لوگ ہیں کہ انکے حدود داخل حصہ یعنی داخل شمار و حفظ نہیں ہیں۔ اور اس قصبہ کی ایک نہر ہو اور وہ نہر کارز  
 یا جنگل کا نالہ ہو اور وہ خاصۃً اقلین کی ہو اور ایک قوم نے یہ چاہا کہ اس نہر کے بعض ٹکڑے پر تعمیر کر کے مسجد بنا دیں  
 اور اس سے نہر کو کچھ ضرر نہیں ہوتا ہو اور نہر والوں میں سے بھی کوئی اس قوم سے متفرق نہیں ہوتا تو امام محمد  
 نے فرمایا کہ ہاں اس قوم کو اختیار ہے کہ ایسی مسجد چاہے محلہ والے کے واسطے چاہے عام لوگوں کے واسطے  
 بنایوں یہ محیط میں ہے کہ ایک قوم نے ایک مسجد بنائی چاہی اور انکو جگہ کی ضرورت ہوئی تاکہ یہ مسجد کشادہ ہو جائے  
 پس انھوں نے راستہ میں سے ایک ٹکڑا لیکر مسجد میں داخل کر دیا۔ پس اگر راستہ والوں کو کچھ ضرر ہو چکا ہو تو جائز  
 نہیں ہے اور اگر ضرر نہ ہو چکا ہو تو مجھے امید ہے کہ اس میں کچھ مضائقہ نہ ہو کذا فی المنہات اور یہی مختار ہے نیز امام  
 میں ہے۔ اگر لوگوں نے کہا کہ مسجد میں سے کوئی ٹکڑا مسلمانوں کے لیے عام راستہ کر دیں تو کہا گیا ہے کہ انکو یہ  
 اختیار نہیں ہے اور یہ قول صحیح ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مسجد میں سے کوئی ٹکڑا مسلمانوں کے لیے عام راستہ  
 گزرگاہ بنائی تو جائز ہے کیونکہ شرفوں کے لوگوں میں جامع مسجدوں میں ایسا متعارف اور ہر ایک کو اس سے  
 گزرنے کا اختیار ہوگا حتیٰ کہ کافر بھی یہ راہ چل سکتا ہو مگر جو شخص چاہے وہ عورت جو فیض و نفاس میں ہو اس راہ سے نہیں گزرتی  
 اور لوگوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس راہ میں اپنے جائز لیاوین یہ بین میں ہے۔ سلطان نے ایک قوم کو حکم دیا کہ  
 شہر کی زمین میں سے ایک زمین کو ایک مسجد پر وقف ہونے کے واسطے دوکانیں بنادیں اور انکو حکم دیا کہ اپنی  
 مسجدوں میں بڑھا دیں تو دیکھا جاوے گا کہ اگر یہ شہر بزرگ شہر فتح ہوا ہو تو اسکا حکم جائز ہوگا بشرطیکہ  
 اس سے راہگیروں کو مضرت نہ ہو کیونکہ جو شہر بزرگ شہر فتح ہوا ہو وہ فاریوں کی ملک ہو جائے گا تو اس میں سلطان کا



حکم جاری ہو گا اور اگر وہ شہر بطور صلح فتح ہوا ہو تو وہ شہر اپنے لوگوں کی ملک پر باقی رہا پس اس میں سلطان کا حکم جاری  
 نہوگا یہ جیٹہ خیر میں ہو۔ ایک خاصہ میں ایک سے زیادہ لوگوں پر تنگ ہو اور ان لوگوں کو اس میں پڑھانے کی  
 گنجائش حاصل نہیں ہوتی ہو پس بعض پڑوسیوں نے اسے اس سوال کیا کہ یہ مسجد ہمارے واسطے کرو تو ہم اس کو اپنے  
 مکان میں داخل کر دیں۔ اس مسجد کو مکان میں بڑھا کر مکان کر لیں اور ہم کو اس سے بہتر مکان دیدیں پس اس میں  
 اہل محلہ سے اس کے لئے تو امام مسجد نے فرمایا کہ مسجد واسطے ایسا نہیں کر سکتے ہیں یہ تو غیرہ میں ہو سکتا ہے میں ہوں کہ  
 ایک مسجد بنی ہوئی ہو پس ایک شخص نے چاہا کہ اس کو توڑ کر دوبارہ اس کو اس عمارت سے منقطع عمارت کے ساتھ بنادے  
 تو اس کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اس کو کوئی دلائل سے ثابت کرے کہ اس میں کوئی عمارت ہے یا نہیں ہو قال مترجم امین شادہ ہو کہ اگر  
 اس کو دلائل سے ثابت ہو تو اس کو اجازت دیدہ جیتہ تو در صورت ہجرت کے مکان تقاضا فاقہ واضعہ و اعلم اور  
 نوازلی میں اس مسئلہ میں لکھا ہو کہ وہ نہیں نہیں توڑ سکتا مگر ایسی صورت میں تو سکتا ہے کہ اگر چاہے گا تو وہ اس کو  
 نہ گرائی جاوے یہ تاثر غلط نہیں ہو۔ اور اس مسئلہ کی تاویل یہ ہو کہ یہ حکم اس صورت میں ہو کہ مسجد وہاں ہے والا اس  
 محل کا بنوا اور اگر چاہے گا ہو تو محلہ والوں کو اختیار ہو کہ اگر اگر چاہے گا تو مسجد کو اس کو بنوا دین اور اس میں پڑھانے کی  
 بجائے دین اور قعدہ میں لکھا دین لیکن اس پر قاضی مال سے ایسا کر سکتے اور اگر مسجد کے مال سے ایسا کرنا چاہیں تو ان کو یہ  
 اختیار نہیں ہو کہ مسجد کا حصہ ان کو ایسی اجازت دیدہ کہ ان کی اختراع اور بنامہ والوں کو اختیار ہو کہ مسجد میں پانی کے سنگے  
 اس غرض سے رکھیں کہ اسے پانی چاہو اسے دیکھو کیا چاہو دیکھو کہ یہاں کا بنامہ والا معلوم نہ ہوتا ہو اور اگر وہ  
 شخص معلوم ہو تو قاضی اسے قویہ ذخیرہ میں ہو۔ ابن سہاح نے امام شافعی سے روایت کیا کہ ایک شخص نے مسجد  
 بنوائی پھر مسجد کے مسجد والوں نے چاہا کہ اس کو توڑ کر اس میں پڑھانے کو یہ اختیار ہے اور اس میں پڑھانے کو یہ اختیار  
 نہیں کر سکتے ہیں اور اگر مسجد والوں نے چاہا کہ اس میں پڑھانے کو یہ اختیار ہے اور اس میں پڑھانے کو یہ اختیار  
 سرحد میں ہو۔ اگر کسی نے اپنی زمین کو مسجد کر دیا اور اس میں پڑھانے کو یہ اختیار ہے اور اس میں پڑھانے کو یہ اختیار  
 نہیں صحیح ہو جیٹہ میں ہو۔ اور اگر اس نے مسجد بنائی اور یہ شرط لگائی کہ اس کو مسجد یا زیادہ یا کم بنانا اختیار ہو  
 جیسے بچہ وغیرہ میں اختیار شرط کر لیں تو علمائے اتفاق کیا کہ وقت جائز ہو گا جیسے وقت مسجد بنائی ہو اور شرط پائل  
 ہو یہ اختیار اقتضای میں ہو۔ اور وقت اختتام میں ہو کہ اگر اپنی زمین کو مسجد کر دیا اور اس میں پڑھانے کو یہ اختیار  
 کہ مجھے اختیار ہو کہ اس کا وقت پائل کروں اور اس کو فروخت کروں تو یہ شرط پائل ہو اور وہ مسجد بنائی ہو  
 اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک مسجد بنوائی کہ میں نے یہ مسجد خاص کر اسی مالہ والوں سے لے کر دی تو شرط پائل ہو  
 اور دوسرے محلہ والوں کو بھی اختیار ہو گا کہ اس میں نماز پڑھیں یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر کوئی مسجد خراب ہو گئی اور مسجد واسطے  
 اس سے بچہ پروا ہو گئے اور وہ مسجد خراب ہو کر ایسی ہوئی کہ اس میں نماز نہیں پڑھی جاتی ہو تو اس مسئلہ وقت کے لئے واسطے  
 کی ملک میں یا اس کے وارثوں کے ملک میں ہو کہ اگر چاہے گا کہ چاہے اس کو فروخت کر دیں یا اس کو  
 گھر بنادیں اور بعض نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ کے واسطے مسجد ہو اور یہی صحیح ہو یہ شرط اس میں مترجم لکھا ہو  
 کہ یہی صحیح ہو اور قول اول خطا رہی والمشاہدہ لا اطلاع علی ما صح فی الحدیث قاضی علامہ و احفظہ و اللہ اعلم  
 دوسرے میں سے ایک قاضی احمد دوسری مسجد پر ہو پھر قدیم والی مسجد پر پانی ہونے کے لئے خراب ہو گیا

مسئلہ  
 مسجد  
 بنائی  
 ہو  
 اور  
 اس  
 میں  
 پانی  
 کے  
 سنگے  
 رکھے  
 ہو

ہوئے کو کئی پس اہل محلہ کو بچہ سے چاہا کہ اسکو فروخت کر کے اسکے وام چہ پیر سچدین صرف کرین تو نہیں جاننا  
 چنا چہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر اسوہ سے نہیں کہ سجد اگر چہ خراب ہو جائے اور اسکے لوگ اس سے بے پروا  
 ہو جائیں وہ بھی اپنے بنائے واسطے کی ملک میں عود نہیں کرتی ہوا اور بنا بر قول امام محمد رحمہ اللہ اگر چہ بے پروائی کے  
 باوجود وہ ملک میں عود کرتی ہو لیکن اپنے بنائے واسطے یا اسکے وارثوں کے ملک میں عود کرتی ہو پس سجد و نمازوں  
 کو دونوں میں سے کسی قول پر فروخت کر کے کی ولایت محل نہیں اور فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہو کہ وہ بھی  
 ملک میں عود نہیں کرتی ہو کذا نقل فی المصنف عن ابن ماجہ۔ ہاوی میں ہر کسب ابو بکر اسکاٹ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے  
 اپنے وارث کے دروازے پر اپنے بچے سے بیوی اور اسکی اصلاح و تعمیر کے لیے ایک زمین وقف کی پھر وہ مر گیا اور  
 سجد خراب ہو گئی اور اسکے وارثوں نے اسکی بیوی کا فتویٰ طلب کیا پس فتویٰ دیا گیا کہ بیچ جائز ہو پھر کسی قوم نے  
 اس بچہ کو بیٹا لیا اور بچہ تعمیر کیا اس ارادت وقف کو طلب کیا تو فرمایا کہ انکو مصلوب کا حق نہیں ہو چکا ہو نہ تانا خان  
 میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے مال سے سجد میں فرش ڈالوا یا پھر سجد خراب ہو گئی اور لوگ اس سے سختی ہو گئے  
 تو یہ فرش اس شخص کا ہو گا اگر زمرہ عود ہو یا اسکے وارث کا ہو گا اگر مر گیا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا  
 وہ فروخت کر کے اسکا ثمن مسجد کی ضروریات میں خرچ کیا جاوے اور اگر اس مسجد کو اسکی کچھ ضرورت نہ ہو تو کسی  
 دوسری مسجد میں خرچ کیا جاوے اور پھر قول امام محمد رحمہ اللہ اور اسی پر فتویٰ ہو۔ اگر کسی نے ایک مردہ کو کفن دیا  
 پھر لاش کو کسی درندہ نے کھا ڈالا اور اسے کیا تو کفن اسی شخص کا ہو جسے کفن دیا تھا اگر زمرہ ہو یا اسکے وارثوں  
 کا ہو اگر مر گیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہو۔ ابو اللیث رحمہ اللہ اپنے نوازل میں ذکر کیا کہ سجد کا فرش اگر  
 کہتے ہو گیا اور سجد واسطے اس سے سختی ہو گئے حالانکہ اسکو ایک شخص نے ڈالوا یا کھا پس اگر وہ شخص درندہ  
 ہو تو اسی کا ہو اور اگر مر گیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا تو سجد اس کے امیر ہو کہ اس میں کچھ مضائقہ ہو گا کہ وہ فرش کسی  
 فقیر کو دیدین یا مسجد کے لیے دوسرا فرش خریدنے میں اس سے استمداد حاصل کرین اور ختماریہ ہو کہ بدوین حکم  
 قاضی انکو ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ مجاہد مصری ہو۔ شیعہ میں ہو کہ اگر مسجد کے بورے کہتے ہو کہ ایسے ہو گئے کہ بیان  
 کا نہیں دیتے ہیں پھر جسے بچھا یا تھا اسے چاہا کہ انکو لیکر مدقہ کر دے یا انکے عوض بجائے اسکے دوسرے خریدے  
 تو اسکو یہ اختیار ہو اور اگر وہ غائب ہو پس اہل محلہ نے چاہا کہ ان یوریوں کو صدقہ کر دیں جبکہ وہ کہتے تاکارہ  
 ہو گئے ہیں تو انکو یہ اختیار ہو گا جبکہ انکی کچھ قیمت ہو اور اگر انکی کچھ قیمت نہ ہو تو اسکا مضائقہ نہیں ہو یہ ذخیرہ  
 میں ہو۔ مسجد کا پیالہ جب قیمت میں سجد سے نکالا جاوے اگر اسکی کچھ قیمت نہ ہو تو مسجد کے باہر ڈال دینے میں  
 کچھ مضائقہ نہیں ہو۔ اور جو کوئی اسکو اٹھا لیا وہ اس سے منع آگیا دے یہ واقعات مسامحہ  
 میں ہو مسجد کی گھاس یعنی پیالہ وغیرہ جو ادا دینے میں اگر اسکی کچھ قیمت نہ ہو تو اہل مسجد کو اختیار ہو کہ اسکو  
 فروخت کر دیں اور اگر قاضی کے پاس اسکا مرقعہ کرین تو اس سے نزدیک زیادہ پسند ہو پھر اسکے حکم سے اسکو  
 فروخت کر دیں یہی مختار ہو یہ چارہ اخلای میں ہو اگر کسی نے مسجد کی گھاس اٹھا لی اور کر دیا اسکو پارہ پارہ ہوا  
 تو شاخ نے فرمایا کہ اسپر عثمان واجب ہوگی کیونکہ اسکی قیمت ہوتی ہے کہ کتب ابو حنفیہ السنہ وری نے اپنی آخر عمر  
 میں شیش اسجد کے لیے پچاس درہم کی وصیت کی یہ واقعات مسامحہ میں ہو۔ چنانچہ لافش کسی مسجد کو واسطے

ترجمہ فتاویٰ حاکمیری بکاردوم  
 باب بار دوم  
 سجد کا فرش اگر زمرہ عود ہو یا اسکے وارث کا ہو گا اگر مر گیا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا  
 وہ فروخت کر کے اسکا ثمن مسجد کی ضروریات میں خرچ کیا جاوے اور اگر اس مسجد کو اسکی کچھ ضرورت نہ ہو تو کسی  
 دوسری مسجد میں خرچ کیا جاوے اور پھر قول امام محمد رحمہ اللہ اور اسی پر فتویٰ ہو۔ اگر کسی نے ایک مردہ کو کفن دیا  
 پھر لاش کو کسی درندہ نے کھا ڈالا اور اسے کیا تو کفن اسی شخص کا ہو جسے کفن دیا تھا اگر زمرہ ہو یا اسکے وارثوں  
 کا ہو اگر مر گیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہو۔ ابو اللیث رحمہ اللہ اپنے نوازل میں ذکر کیا کہ سجد کا فرش اگر  
 کہتے ہو گیا اور سجد واسطے اس سے سختی ہو گئے حالانکہ اسکو ایک شخص نے ڈالوا یا کھا پس اگر وہ شخص درندہ  
 ہو تو اسی کا ہو اور اگر مر گیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا تو سجد اس کے امیر ہو کہ اس میں کچھ مضائقہ ہو گا کہ وہ فرش کسی  
 فقیر کو دیدین یا مسجد کے لیے دوسرا فرش خریدنے میں اس سے استمداد حاصل کرین اور ختماریہ ہو کہ بدوین حکم  
 قاضی انکو ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ مجاہد مصری ہو۔ شیعہ میں ہو کہ اگر مسجد کے بورے کہتے ہو کہ ایسے ہو گئے کہ بیان  
 کا نہیں دیتے ہیں پھر جسے بچھا یا تھا اسے چاہا کہ انکو لیکر مدقہ کر دے یا انکے عوض بجائے اسکے دوسرے خریدے  
 تو اسکو یہ اختیار ہو اور اگر وہ غائب ہو پس اہل محلہ نے چاہا کہ ان یوریوں کو صدقہ کر دیں جبکہ وہ کہتے تاکارہ  
 ہو گئے ہیں تو انکو یہ اختیار ہو گا جبکہ انکی کچھ قیمت ہو اور اگر انکی کچھ قیمت نہ ہو تو اسکا مضائقہ نہیں ہو یہ ذخیرہ  
 میں ہو۔ مسجد کا پیالہ جب قیمت میں سجد سے نکالا جاوے اگر اسکی کچھ قیمت نہ ہو تو مسجد کے باہر ڈال دینے میں  
 کچھ مضائقہ نہیں ہو۔ اور جو کوئی اسکو اٹھا لیا وہ اس سے منع آگیا دے یہ واقعات مسامحہ  
 میں ہو مسجد کی گھاس یعنی پیالہ وغیرہ جو ادا دینے میں اگر اسکی کچھ قیمت نہ ہو تو اہل مسجد کو اختیار ہو کہ اسکو  
 فروخت کر دیں اور اگر قاضی کے پاس اسکا مرقعہ کرین تو اس سے نزدیک زیادہ پسند ہو پھر اسکے حکم سے اسکو  
 فروخت کر دیں یہی مختار ہو یہ چارہ اخلای میں ہو اگر کسی نے مسجد کی گھاس اٹھا لی اور کر دیا اسکو پارہ پارہ ہوا  
 تو شاخ نے فرمایا کہ اسپر عثمان واجب ہوگی کیونکہ اسکی قیمت ہوتی ہے کہ کتب ابو حنفیہ السنہ وری نے اپنی آخر عمر  
 میں شیش اسجد کے لیے پچاس درہم کی وصیت کی یہ واقعات مسامحہ میں ہو۔ چنانچہ لافش کسی مسجد کو واسطے

تھی وہ خراب ہو گئی پس اہل مسجد نے اسکو فروخت کر دیا تو مشائخ نے فرمایا ہو کہ قاضی کے حکم سے بیع ہونا بہتر ہے اور  
صحیح یہ ہو کہ قاضی کے حکم بغیر اسکی بیع جائز نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ذکر کعبہ کی دیباچہ اگر کعبہ ہو گئی تو  
انکالے لیتا جائز نہیں ہو لیکن سلطان اسکو فروخت کر کے اس سے کعبہ کے امور میں استعانت لےوے یہ بہتر ہے  
میں ہو اگر کعبہ کے قبل کے واسطے کسی نے وقف کیا تو تمام راست اسکا جانا جائز نہیں ہو بلکہ اسی قدر جلا دے  
جبکہ نماز یوں کی ضرورت نہ ہو تو راست ایک جائز یا آدھی راست تک جبکہ اس میں نماز کے لیے اتنی ضرورت  
ہو یہ سراج الودیع میں ہے اور یہ جائز نہیں ہو کہ تمام راست اس میں جلتا چھوڑا جاوے مگر ایسی جگہ جہاں سکی  
عادت جاری ہو کہ تمام راست اس میں چراغ جلتا ہے جیسے بیت المقدس کی مسجد اور رسول اللہ علیہ السلام  
کی مسجد اور سب احرام پہننے والے کعبہ کی مسجد تو ان میں تمام راست جائز ہو یا وقف کنندہ نے تمام راست اس میں جلتا چھوڑنے  
کی مشرک کر دی ہو جیسے ہمارے زمانہ میں عادت جاری ہے یہ بھرا لائق میں ہے۔ اگر کسی نے مسجد کے چراغ  
سے کتاب پڑھائی چاہی پس اگر مسجد کا چراغ اس میں نماز پڑھنے کے لیے جل رہا ہو تو بعض نے کہا کہ اس  
ضرورت میں جو مضائقہ نہیں ہو اور اگر نماز کے لیے اس میں جلتا ہو مثلاً نمازی لوگ اپنی نماز سے فارغ ہو کر اپنے  
اپنے گھروں میں چلے گئے ہوں اور مسجد میں چراغ جلتا رہ گیا ہو تو مشائخ نے کہا کہ تھائی راست تک اس  
سے کتاب کی پڑیس میں مضائقہ نہیں ہو اور تھائی سے زائد میں اسکو تدریس کا حق حاصل نہیں ہو۔ یہ فتاویٰ  
قاضی خان میں ہے۔ **وہم** یہ وقت اور اس کے مال میں قیم وغیرہ کے نقصان کرنے کے بیان میں۔  
اگر کسی نے چاہا کہ اپنی زمین کو مسجد اور اسکی عمارت میں یا اسکی ضروریات مانند تیل و چٹائی وغیرہ پر اس طرح  
وقف کرے کہ اسکو کوئی باطل نہ کر سکے تو یوں کہ نہ وقف کر دی میں نے اپنی یہ زمین را اور اس کے حدود بیان  
کر دیے مع اس کے حقوق و مرافق کے وقف ہو یا اپنی حیات میں اور بعد موت کے بدین مشرک اس سے فائدہ  
حاصل کیا جاوے اور اس کے فائدے پہلے اسکی نماز اس میں اور اس کے قوام کی اجرت میں اور اسکی منشیوں میں خرچ  
کیا جاوے پھر ہوا اس سے بڑے وہ مسجد فلان کی عمارت میں واسطے تیل و بوریا میں اور ہر ایک کام  
میں مسجد کی بہتری و مناسبت ہو صرف کیا جاوے اس شرط سے کہ قیم کو اختیار ہو کہ اس میں اپنی رائے  
سے تصرف کرے اور جب یہ چاہے اس مال سے مستغنی ہو تو مسلمانوں کے فقرار پر صرف کیا جاوے۔ جب  
اس طرح وقف کرے گا تو یہ وقف جائز لازم ہوگا کہ کبھی باطل نہیں ہو سکتا ہو یہ نہیں ہو ایک شخص  
نے اپنی زمین ایک مسجد پر وقف کی اور آخر اس کا مساکین کے لیے نہیں کیا تو مشائخ نے اس میں کلام کیا اور  
فتاویٰ میں ہو کہ بالا جماع سب کے قول میں یہ وقف جائز ہو یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ اگر کوئی زمین کسی  
مسجد کی عمارت یا مقابر کی مرمت پر وقف ہو تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک مسجد یا مقبرہ  
بنانے کے لیے مقام مہیا کیا اور اسکو بنانے سے پہلے اس پر کوئی عمارت وقف کیا تو اس میں متاخرین نے اختلاف  
کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ جائز ہو اور جب تک شکر تیار ہو اس وقت تک اسکا فائدہ فقروں پر صرف کر دیا جائے  
پھر جب بنادے تو اسکی طرف پھیر دیا جائے گا یہ فقیر میں ہو بعد از شہید رہنے لگا کہ اگر کسی نے  
اپنا گھر کسی مسجد یا مسلمانوں کے راستہ پر وقف کیا تو اس میں متاخرین نے کلام کیا ہوا اور متاخرین نے کلام کیا

فتاویٰ ہند پر کتاب وقت باب یازدہم اور کام

کے جائز ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے درم دیا مسجد کی عمارت یا مسجد کے فقیر یا مسجد کی مصالحتوں میں تو صحیح ہو گیا ونگہ اسکی تصحیح اگر بطریق وقف ممکن نہ ہو تو مسجد کو سبب کرنے کے طور پر تملیک کی تصحیح ممکن ہو اور مسجد کو اس طور پر مالک کر دینا صحیح ہو پس قبضہ سے سبب ہو یا ہو جائیگا یہ واقعات حسامہ میں ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ مسجد کے لیے زمین اپنے مال کی وصیت کی تو یہ جائز نہیں ہو مگر انکے یوں کہ مسجد پر خرچ کیا جاوے یہ خزانہ المقتنین میں ہو۔ نواد بن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنے ثنائی مال کی چراغ مسجد کے واسطے وصیت کی تو نہیں جائز ہو یہاں تک کہ یوں بھی کہے کہ اس سے مسجد میں چراغ جلا یا جائے یہ ذخیرہ میں ہو اگر کہا کہ میں نے اپنے دار کو مسجد کے لیے سبب کر دیا یا مسجد کے لیے دیدیا تو صحیح ہو اور یہ تملیک ہوگی اور زمین سپرد کر دینا شرط ہو جیسے کسی نے کہا کہ میں نے یہ سوا واسطے مسجد کے وقف کیے تو بہ طریق تملیک صحیح ہو جبکہ اسکے قیام کو سپرد کر دے یہ فتاویٰ عتابیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ درخت مسجد کے لیے ہو تو ہو نہیں جائیگا یہاں تک کہ قیام کو سپرد کر دے پختہ میں ہو۔ اگر کوئی زمین کسی مسجد پر اس شرط سے وقف کی کہ جو کچھ اسکی عمارت سے ہرے وہ فقیروں کے لیے ہو پس غلہ جمع ہو گیا اور مسجد کوئی الحال عمارت کی ضرورت نہیں ہو تو کیا یہ غلہ فقیروں کی طرف صرف کر دیا جائیگا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور مختار یہ ہو کہ اگر غلہ اس قدر ہو کہ ضرورت مسجد یا زمین وقف کو ضرورت تعمیر پیش آنے کے جتنی ضرورت ہو اس قدر سے اور نہ یادہ جمع ہو تو بقدر زیادہ سے صرف فقرا کو دیا جائے تاکہ وقف بھی محفوظ رہے اور وقف کرنے واسطے کی شرط بھی پوری ہو جاوے یہ محیط مرخصی میں ہو ایک مسجد منہدم ہو گئی اور اسکے غلہ سے اس قدر جمع ہو کہ اسکی تعمیر ہو سکتی ہو تو خصمانہ نہ نے کہا کہ غلہ مذکور اسکی تعمیر میں نہیں آٹھا یا جائیگا کیونکہ وقف کنندہ نے اسکی مرمت پر وقف کیا تھا اور یہ حکم نہیں دیا کہ اس سے یہ مسجد بنوائی جاوے قال المترجم یہ حکم غور کے قابل ہو کیونکہ قیاس علی بیان امر مفاد میں کا معارضہ ہو اسی واسطے کہ کتاب میں فرمایا کہ فتویٰ اس باب پر ہو کہ اس غلہ سے بنانا بھی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو شیخ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ کسی نے اپنے ثنائی مال کی نیک کاموں کے لیے وصیت کی تو کیا اس سے مسجد میں چراغ جلا یا جاوے فرمایا کہ مان جائز ہو اور فرمایا کہ چراغ مسجد سے بڑھانا نہیں جائز ہو خواہ ماہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ ہو اور فرمایا کہ اس سے مسجد کی مرمت نہ کیجاویگی یہ محیط میں ہو۔ ایک مسجد کا دروازہ ہوا کہ کے رخ بہر ہو پس دروازہ میں بوجھار سے بیٹھ کا پانی پوچھا ہو پس وہ خراب ہو جاتا ہو اور لوگوں پر سجدہ میں جانا دشوار ہو جاتا ہو تو قیام کو روا ہو کہ وقف کی آمدنی سے مسجد کے دروازے پر چھا بنواوے بشرطیکہ راستہ والوں کو اس جگہ سے ضرر نہ ہو یہ سر اجیہ میں ہو۔ فقیہ ابو القاسم سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد کا ایک قیام ہو جسکو قاضی نے اسکے غلہ سے قیام مقرر کیا ہو اور سالانہ اسکے لیے کچھ مقدار معلوم مقرر کر دی ہو تو فرمایا کہ اگر اسکے کام کے اجر مثل کے برابر ہو تو اسکے لینا حلال ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قاضی نے مسجد کے واسطے کوئی خادم مقرر کیا پس اگر وقف کنندہ نے اپنے وقف میں اسکی شرط کر دی ہو تو جائز ہو اور خادم کو اجرت لینا حلال ہوگا اور اگر وقف نے شرط کی ہو تو جائز نہیں ہو یہ سر اج میں واقعات سے نقل ہو مثنوی کو روا ہو کہ مسجد میں چھا و دینے وغیرہ کاموں کے لیے کوئی خادم اتنی اجرت پر مقرر کر دے جو ایسے کام کی اجرت ہو اگر تھی ہو اور اگر کچھ زیادتی ہو تو اتنی ہی ہو کہ

کتاب  
الوقت  
باب  
بارہم  
احکام  
۱۷









تعمین سے واپس لیا گیا یہ واقعات حسامیہ میں ہوئے۔

پارہ ہوان یا سب رباطات و مقابر و خانات و حیات و طرق و سقایات کے بیان میں اور مقبرہ کے یا زمین وقف کے اشیاء وغیرہ کی طرف رجوع ہونے والے مسائل کے بیان میں رباطات جمع رباط جو سرحد اسلام میں ملک کفار پر جو سرحد کے طور پر وقف ہو کہ آسمان جا پڑیں زمین واسطے گھوڑے باندھیں اور کبھی جہاد کے سفر میں فہر کھانے کے لئے زمین بھی آتا ہو گا مگر فی الحقیقت رباط یوم فی سبیل اللہ حیرت الدنیا و الدنیا مقابر جمع مقبرہ و گورستان خانات جمع خان یعنی کاروان سراسرے اور وہ بھی وقف ہوتی ہو اور اسکا بڑا ثواب ہو حیاض جمع حوض ہوائی پینے کے واسطے جائے بنا دینے ہیں۔ طریق جمع طریقہ راستہ سقایات جمع ستایا جو پانی لینے دینے کے لیے بنا دینے ہیں کہ مسافر وغیرہ آدمی اس سے پانی پینیں بھلاوت حوض کے کہ اس سے جانوروں کو بھی پلاستے ہیں اور شکل میں اختلاف ہوا اور بشرائط کبھی متحد ہو جاتے ہیں وقف ہر فی سوا خد شتی ماقبہ کفار جس کی نے مسلمانوں کے لیے کوئی سقا یہ بنا یا یا کاروان سراسرے بنا فی زمین مسافر رہتے ہیں یا رباط ہوائی یا اپنی زمین مقبرہ کروئی تو اسکی ملک اس سے زائل نہ ہوگی یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک کوئی قاضی حاکم اسکا حکم دیا کہ کذا فی الہدایہ یا وہ شخص اپنی موت کے بعد ایسا کرنے کو یا وقف کے تاکہ وصیت ہو جاوے پس بعد موت کے لازم ہو جائیگا اور اسکو اختیار ہو کہ موت سے پہلے اس سے رجوع کرے بنا برہنہ جو وقف الفقراء میں گذر چکا کذا فی فتح القدیر اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے قول ہی سے اسکی ملک ان چیزوں سے زائل ہو جائیگی جیسا کہ انکی اصل ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اگر لوگوں نے سقا یہ سے پانی پیا اور خان میں ہے یا رباط میں اترے اور مقبرہ میں مردہ دفن کیا تو وقف کنندہ کی ملک زائل ہوگئی اور ایک ہی آدمی کے فعل پر اکتفا کیا جائیگا کیونکہ نفس انسان تمام کا فعل مستعد ہو اور یہی حال کنوین و حوض میں ہو قال المیر حماد بن محمد امام کے نزدیک اس شخص کے قول کے ساتھ جنہ وقف ہو انہیں سے کسی کا فعل بطریق انتفاع بھی پایا جاوے گا فہم اور اگر اسے ان وجوہ میں متولی کو سپرد کر دیا تو تسلیم صحیح ہے۔ کذا فی الہدایہ اور مسوط میں مذکور ہے کہ ان مسائل میں صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہو اور اسی پر امت کا اجماع ہو یہ حضرات میں ہو مضائقہ نہیں کہ حوض و کنوین سے پانی پیے اور اپنے جو پانی کو بلا وسع خواہ اونٹ و گھوڑا وغیرہ کوئی ہو اور اس سے وضو کرے یہ ظہر میں ہے اگر سقا یہ پانی پینے کے واسطے کر دیا ہو پس کسی نے اس سے وضو کرنا چاہا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ اور اگر وضو کے لیے وقف ہو تو اس سے پینا نہیں جائز ہو اور جو پانی کہ پینے کے واسطے ہیا کیا گیا ہو چنانچہ حوض ملک تو اس سے وضو کرنا نہیں جائز ہے یہ خزانۃ الحقیقین میں ہے۔ اور اسی طرح اگر اپنے دار کو مساکین کے لیے مسکن کر دیا اور کسی متولی کے سپرد کر دیا جو اسکی پرداخت کرتا ہو تو وقف کنندہ کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کہ زمین کسی کا گھر ہو پس اسے حج کرنے والوں یا عمرہ کرنے والوں کے لیے مسکن کر دیا اور کسی متولی کو دیدیا کہ اسکی اصلاح پر قیام کرے اور جبکہ چاہے بسا ہے تو اسکو آسمان رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر مسعود السلام ملحق بیدر حد کفار پر اسکا کوئی احاطہ ہو جسکو اس نے غازیوں و رباط والوں کے لیے مسکن کر دیا اور اسکو ایک متولی کو دیدیا جو اسکی پرداخت کرے تو وہ اس سے رجوع نہیں کر سکتا اور جب وہ مر جائے تو اس سے میراث

میں سے پانی پینے کے لیے وقف ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے پانی پینے کے لیے وقف کرے تو اس سے رجوع کرے۔



نہو کا اگرچہ اس اعلیٰ میں کسی نے سکونت نہ کی ہو چھپا میں تو بھیران پتروں سے نفع اٹھانے میں غنی و فقیر کے  
 درمیان کچھ فرق نہیں ہے یہاں تک کہ کاروان میرا سے دریا میں اترنا اور ستاپہ سے پانی پینا اور مقبرہ میں دفن  
 کرنا ہر ایک کے جائز ہو خواہ غنی ہو یا فقیر ہو چھپا میں تو کسی دریا میں کاغذ اگر غازیوں کے لیے کر دیا گیا تو  
 اس میں سے نہیں لے سکتا مگر وہی غازی جو تھا جو ان کے شمار میں ہی بیزارانہ آئیں وہ تھا جسے قاضی خان میں ہی خصاف  
 تھے اس وقت میں لکھا کہ اگر کوئی نے اپنا غازیوں کے رہنے کو اس کے کر دیا پس گھر کے بعض ٹکڑے میں بعض غازی ہے  
 اور بعض ٹکڑے میں غازی خالی ہے رہنے کے لیے اس میں رہا تو اس وقت کے قہم کو چاہیے کہ اس گھر میں سے  
 جس ٹکڑے میں رہنے کی حاجت نہیں ہو اس کو گرایہ ہو ورنہ اس اجرت کو اس گھر کی عمارت میں صرف  
 کرے یہ گھر جو اس کے چند خاص ہے اس کو فقیروں و مسکینوں پر صرف کرے یہ چھپا میں ہو۔ اور میں ہو کہ اگر کوئی  
 خان بنایا اور اس کی مرمت کی ضرورت ہوئی تو امام خود سے مدد کرے کہ وہ اس میں سے ایک کو تہ ایک بیت یا  
 دو بیت لائے کہ اس کو گرایہ دے اور اس گرایہ کو اس پر خرچ کر دے اور امام خود سے دو سہری روایت  
 میں ہو کہ لوگوں کو ایک سال اس میں اترنے کا اعلان کر دے اور دوسرے سال اس کو گرایہ دے اور اسی کی اجرت  
 سے اس کی مرمت کرے اور ایسے ہی اگر اپنے گھر سے کو راہ الکی میں جس کو دیا پس اگر اسپر کوئی جہاد کر دے والا  
 سوار ہو تو وہ سوار ہو اور اس کو دے چارہ دیوے اور اگر کوئی سوار ہونے والا نہیں ملا تو اس زمانہ میں ہر  
 اجارہ دیکر اس کی اجرت سے دے چارہ دے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور غنی میں ہو کہ اگر کوئی اجارہ لینے والا ہے تو اس  
 تو امام اس کو فروخت کر کے اس کے دام رکھ دے تاکہ جب ضرورت ہو تو اس سے داری ہو تو ان داموں سے گھڑا خریدا  
 دے کہ اسپر جہاد کیا جاوے چھپا میں تو اس سے اس کے گھر کو اگر اپنے گھر کو حاجت ہو کہ مسکن کر دیا تو مجاہدین  
 کو اس میں رہنے کا اختیار نہیں ہے اور یہ دیکھ کر جو اس کو گرایہ پر دیکر اس کی اجرت سے اس کی مرمت  
 میں خرچ کرے اور جو کچھ رہے اس کو حساب کیلئے پر بانٹ دے یہ نہیں ہے ایک سال سامانوں کے لیے رہا  
 بنایا اس شرط پر کہ جب تک وہ زندہ ہو اسی کے قبضہ میں رہے تو کوئی شخص اس کے قبضہ میں سے نہیں نکال سکتا  
 ہو جب تک اس سے کوئی ایسا اور ظاہر ہو جو اس کے ہاتھ سے نکال دے کہ اس کو سبب ہو جیت مشاؤون اس میں شراستیا  
 ہو یا اسی کے ماتھے اور کوئی شخص کا خیمہ میں نہ اس کے ماتھے کی طرف سے نہ اس کے ماتھے کی طرف سے نہ اس کے  
 کی زمین ہو چھپا میں اس کو مقبرہ کر دیا اور اس میں مردہ دفن کر دیا گیا پھر کاٹوں والوں میں سے ایک نے  
 اس مقبرہ میں کوئی عمارت بنائی تاکہ اس میں بھی اس میں اور قبر کے اندر دیواروں کے آلات رکھے اور اس میں  
 ایسے شخص کو بنایا جو اسباب مذکور کی حفاظت کرے اور یہ کام سب کاٹوں والوں یا بعض فی بغیر فدا مندی کیا  
 تو مشائخ نے کہا کہ اگر مقبرہ میں وصیت ہو اسی کہ اس مکان کی زمین چھپا میں سے ملے نہ اس کے کچھ مضائقہ نہیں ہو  
 اور بنانے کے بعد پھر اگر لوگوں کو اس جگہ کی ضرورت ہو تو عمارت دور کر کے اس میں دفن کیا جاوے یہ تھا وہ  
 قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے وصیت کر دی کہ میرے مال سے تمہاری نماز اس میں سے ایک جو تھائی تو فلاں  
 شخص کو دیدو اور میں جو تھائی میرے اقرباء اور فقراء کو دو دیکر اسے کہا کہ اس رابطہ والوں کو خردم نہ چھوڑنا  
 اور یہ لوگ مسکین ہیں جو اس رابطہ میں رہتے ہیں تو اس میں وہ وصیتیں ہیں ایک یہ کہ قرابت واسطے

نہو کا اگرچہ اس اعلیٰ میں کسی نے سکونت نہ کی ہو چھپا میں تو بھیران پتروں سے نفع اٹھانے میں غنی و فقیر کے درمیان کچھ فرق نہیں ہے یہاں تک کہ کاروان میرا سے دریا میں اترنا اور ستاپہ سے پانی پینا اور مقبرہ میں دفن کرنا ہر ایک کے جائز ہو خواہ غنی ہو یا فقیر ہو چھپا میں تو کسی دریا میں کاغذ اگر غازیوں کے لیے کر دیا گیا تو اس میں سے نہیں لے سکتا مگر وہی غازی جو تھا جو ان کے شمار میں ہی بیزارانہ آئیں وہ تھا جسے قاضی خان میں ہی خصاف تھے اس وقت میں لکھا کہ اگر کوئی نے اپنا غازیوں کے رہنے کو اس کے کر دیا پس گھر کے بعض ٹکڑے میں بعض غازی ہے اور بعض ٹکڑے میں غازی خالی ہے رہنے کے لیے اس میں رہا تو اس وقت کے قہم کو چاہیے کہ اس گھر میں سے جس ٹکڑے میں رہنے کی حاجت نہیں ہو اس کو گرایہ ہو ورنہ اس اجرت کو اس گھر کی عمارت میں صرف کرے یہ گھر جو اس کے چند خاص ہے اس کو فقیروں و مسکینوں پر صرف کرے یہ چھپا میں ہو۔ اور میں ہو کہ اگر کوئی خان بنایا اور اس کی مرمت کی ضرورت ہوئی تو امام خود سے مدد کرے کہ وہ اس میں سے ایک کو تہ ایک بیت یا دو بیت لائے کہ اس کو گرایہ دے اور اس گرایہ کو اس پر خرچ کر دے اور امام خود سے دو سہری روایت میں ہو کہ لوگوں کو ایک سال اس میں اترنے کا اعلان کر دے اور دوسرے سال اس کو گرایہ دے اور اسی کی اجرت سے اس کی مرمت کرے اور ایسے ہی اگر اپنے گھر سے کو راہ الکی میں جس کو دیا پس اگر اسپر کوئی جہاد کر دے والا سوار ہو تو وہ سوار ہو اور اس کو دے چارہ دیوے اور اگر کوئی سوار ہونے والا نہیں ملا تو اس زمانہ میں ہر اجارہ دیکر اس کی اجرت سے دے چارہ دے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور غنی میں ہو کہ اگر کوئی اجارہ لینے والا ہے تو اس تو امام اس کو فروخت کر کے اس کے دام رکھ دے تاکہ جب ضرورت ہو تو اس سے داری ہو تو ان داموں سے گھڑا خریدا دے کہ اسپر جہاد کیا جاوے چھپا میں تو اس سے اس کے گھر کو اگر اپنے گھر کو حاجت ہو کہ مسکن کر دیا تو مجاہدین کو اس میں رہنے کا اختیار نہیں ہے اور یہ دیکھ کر جو اس کو گرایہ پر دیکر اس کی اجرت سے اس کی مرمت میں خرچ کرے اور جو کچھ رہے اس کو حساب کیلئے پر بانٹ دے یہ نہیں ہے ایک سال سامانوں کے لیے رہا بنایا اس شرط پر کہ جب تک وہ زندہ ہو اسی کے قبضہ میں رہے تو کوئی شخص اس کے قبضہ میں سے نہیں نکال سکتا ہو جب تک اس سے کوئی ایسا اور ظاہر ہو جو اس کے ہاتھ سے نکال دے کہ اس کو سبب ہو جیت مشاؤون اس میں شراستیا ہو یا اسی کے ماتھے اور کوئی شخص کا خیمہ میں نہ اس کے ماتھے کی طرف سے نہ اس کے ماتھے کی طرف سے نہ اس کے کی زمین ہو چھپا میں اس کو مقبرہ کر دیا اور اس میں مردہ دفن کر دیا گیا پھر کاٹوں والوں میں سے ایک نے اس مقبرہ میں کوئی عمارت بنائی تاکہ اس میں بھی اس میں اور قبر کے اندر دیواروں کے آلات رکھے اور اس میں ایسے شخص کو بنایا جو اسباب مذکور کی حفاظت کرے اور یہ کام سب کاٹوں والوں یا بعض فی بغیر فدا مندی کیا تو مشائخ نے کہا کہ اگر مقبرہ میں وصیت ہو اسی کہ اس مکان کی زمین چھپا میں سے ملے نہ اس کے کچھ مضائقہ نہیں ہو اور بنانے کے بعد پھر اگر لوگوں کو اس جگہ کی ضرورت ہو تو عمارت دور کر کے اس میں دفن کیا جاوے یہ تھا وہ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے وصیت کر دی کہ میرے مال سے تمہاری نماز اس میں سے ایک جو تھائی تو فلاں شخص کو دیدو اور میں جو تھائی میرے اقرباء اور فقراء کو دو دیکر اسے کہا کہ اس رابطہ والوں کو خردم نہ چھوڑنا اور یہ لوگ مسکین ہیں جو اس رابطہ میں رہتے ہیں تو اس میں وہ وصیتیں ہیں ایک یہ کہ قرابت واسطے

داخل احصار و شمار ہیں دوم آنکہ داخل شمار نہیں ہیں پس پہلی صورت میں ہر ایک قرا بہت کو ایک عدد شمار کیا جاوے  
اور فقرا کو ایک عدد اور باطیوں کو ایک عدد چنانچہ اگر قرا بہت دس ہوں تو تہائی مال کے تین چوتھائی کے  
بارہ جزو کیے جاویں جہاں سے دس جزو تو اہل قرا بہت کو اور ایک حصہ فقرا کو اور ایک جزو باطیوں کو دیا جائے  
اور دوسری صورت میں اس میں چوتھائی کے تین سہام کیے جاویں قرا بہت و فقرا و باطیوں میں سے ہر ایک کو  
ایک حصہ دیدیا جاوے یہ واقعات حسامیہ ہیں ہر۔ اگر کسی شخص نے ایک موضع خریدا اور اسکو مسلمانوں کا راستہ کر دیا  
اور اسپر گواہ کر دینے تو یہ صحیح ہو اور اسوقت کے پورے ہونے کے لیے مسلمانوں میں سے ایک کا گزہ جانا ایسے عالم  
کے قول پر شرط ہو جو اوقات میں سپرد کرنا شرط کہتا ہو یہ ظہیر یہ ہیں ہر۔ ہلال رح نے کہا کہ اسی طرح جو کوئی مسلمانوں  
کے لیے پل بناوے اسکا بھی یہی حکم ہو اور لوگ اس میں راستہ چلیں اور اسکی عمارت و ارشادان واقف کی میراث نہوگی  
در حالیکہ وہ واقف ہو چکی ہو پس بطلان میراث میں صغیر پل کی عمارت کو قصود میں کر دیا کذا فی الذخیرہ اور حاکم ہدیہ  
سے منقول ہو کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے سنا اور میں روایت پائی کہ امام نے مسجد کی طرح مقبرہ و راہ کا واقف  
بھی جائز چاہا اور ایسے ہی چھوٹا پل جسکو کوئی مسلمانوں کے لیے بناوے اور اس میں لوگ گزہ جاویں اور اسکی  
عمارت و ارشادان واقف کی میراث نہوگی پس بطلان میراث کے لیے پل کی عمارت کو خاص کیا اور مشائخ نے  
کہا کہ اس شخص میں تاویل یہ ہو کہ یہ یا عمارت و ارشادان کے ہو کہ زمین وہاں کی وقف کنندہ کی ملک نہیں ہے پس  
جب پل کا مقام اسکی ملک نہوا تو عمارت کی ٹوٹن میں میراث کا احتمال تقابلاً نہیں ہے کہ بطلان میراث کی نفی  
کی اور ظاہر یہ ہو کہ آدمی نہ عام پل بنا دیتا ہو پس موضع کے سولے خالی عمارت اسکی ملک ہوتی ہو جسکو واقف  
کر دیتا ہو۔ اور یہی مسئلہ دلیل ہو کہ عمارت کا وقف بدون اصل کے جائز ہو باوجودیکہ دارین عمارت کا وقف بدون  
زمین کے نہیں جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے مشرکون کا ایک مقبرہ تھا اسکو لوگوں نے مسلمانوں کا مقبرہ  
بنانا چاہا پس اگر مشرکین کے قبور اور اجسام کے نشانات مٹ گئے ہوں تو ایسا کرنے کا مضائقہ نہیں ہے اور اگر ایسے  
آثار باقی رہے ہوں مثلاً انکی ہڈی کچھ نکل آوے تو کھود کر وہ دفن کر دیا جائے پھر وہ مسلمانوں کا مقبرہ کر دیا جاوے  
کیونکہ مدینہ منورہ میں جہاں سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ مشرکون کا مقبرہ تھا پس کھود کر وہ مسجد کر دیا  
گیا یہ مصدقات میں ہے۔ اگر ایک شخص کسی مفتی کے پاس آپا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں  
تقرب حاصل کروں پس کہا میں مسلمانوں کے لیے رباط بناؤں یا غلاموں کو آزاد کروں اور یا اسے مفتی سے کہا کہ  
میں اپنے احاطہ تقرب حاصل کرنا چاہتا ہوں پس کہا کہ میں اسکو فروخت کر کے اسکے دام صدقہ کر دوں یا داموں  
سے غلام خرید کر انکو آزاد کر دوں یا میں اسکو مسلمانوں کے لیے گھر کر دوں ان میں سے کون افضل ہو تو مشائخ نے  
کہا کہ اسکو جواب دیا جاوے کہ اگر تو رباط بناوے اور اسکی عمارت کے لیے آمدنی کی کوئی چیز وقف کر دے  
تو رباط افضل ہو کیونکہ یہ دائمی ہو اور اسکا نفع عام ہو اور اگر تو رباط کے لیے آمدنی کا کوئی وقف نہ کر سکے  
تو رباط نہیں بلکہ اسکو فروخت کر کے اسکے دام مساکین پر صدقہ کر دے کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اس سے  
اتر کر فضیلت میں یہ ہو کہ کہا اسکے داموں سے غلام خرید کر انکو آزاد کر دے یہ ظہیر یہ ہیں ہر۔ بنائے یہ ہیں ہر  
کہ اراضی کا وقف کر دینا اسکو بچ کر اسکے دام صدقہ کر دینے سے اچھا ہو یہ بجا الرافق میں ہے ہیبت کو دفن

حکایت  
کی  
نہ



تو وہ قریب نہیں آگیا اور ایک دوسرا شخص اس کے گھوڑے کی قیمت بیعت اجرت کا دیا میں ہو گا پس ایسے حکم سے دونوں کا حق محفوظ ہو گا کذا فی نوائی فقہین و المحیط ایک قوم سے دریا سے بیچوں کے کنارے جو زمین مردہ پڑی تھی اس کو زندہ و تصور کیا اور سلطان اسے عشر لیا کر دیا تھا اور اس کے قریب میں ایک رباط تھو اس رباط کے متولی نے سلطان سے گزارش کی پس سلطان نے یہ عشر اس کے واسطے چھوڑ دیا تو کیا متولی کو اختیار ہے کہ اس عشر کو اس رباط کے مودن پر صرف کرے یعنی اس کے کھانے کے پڑے میں اس عشر سے بدلے اور کیا مودن کو روا ہے کہ جو عشر سلطان نے مباح کر دیا ہو اس کو لیے تو فقہ ابو جعفر نے کہا کہ اگر مودن محتاج ہو تو اس کو حلال ہے اور متولی کو روا نہیں ہے کہ اس عشر کو تعمیر رباط میں صرف کرے بلکہ فقط فقرا پر صرف کر سکتا ہے اور اگر اسے محتاجوں پر صرف کیا پھر انھوں نے اپنی طرف سے رباط کی تعمیر میں صرف کیا تو جائز اور بہتر ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اسی طرح زکوٰۃ کا مال ہے کہ اگر متولی نے اس کو مسجد بنانے میں یا اہل بنا سے نہیں صرف کرنا چاہا تو نہیں جائز ہے اور اگر اس کا حلیہ چاہا تو حلیہ یہ ہے کہ متولی اس کو فقیروں پر صدقہ کر دے پھر فقیر لوگ اس کو متولی کو دیدیں پھر متولی اس کو اس عمارت میں صرف کرے یہ ذخیرہ میں ہے ایک رباط میں بھی ہے تو کیا اس میں اثر ہے والوں کو روا ہے کہ اس میں سے متبادل کریں تو اس میں دو صورتیں ہیں اول یہ کہ ان فقیروں کی قیمت ہدیہ شریف و غیرہ ہو دوم یہ کہ ان کی قیمت ہوس اول صورت میں کہا لینا روا ہے اور دوسری صورت میں اس سے احتیاط کرنا اور راہ دیانست و تقویٰ کے بہرہ ہو کیونکہ احتمال ہے کہ شاید وقت کنندہ سے پہچان کرے والوں کے لیے نہیں بلکہ فقیروں کے لیے وقف کیے ہوں اور یہ اس وقت ہے کہ یہ معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو کہ فقیروں پر وقت ہوا ترسے والوں پر وقت نہیں ہو تو فقیروں کے سوا کسی کو ان کا کھانا حلال نہیں ہو کذا فی الواقعات بحسامیہ قلت اس میں اشارہ ہے کہ والا اگر فقیر ہو تو اس کو بھی روا ہے قاضی خان و اللہ اعلم فتاویٰ قاضی خان کے ایسا شخص نے دار عمارت کے خادم کو درم دے کہ اس کے عوض گوشت روٹی خرید کر اس دوسرے رہنے والوں کو تقسیم کرے اور دار عمارت وہ دار ہے جس میں فقرا و مساکین رہتے ہیں پھر خادم کو اس روز گوشت روٹی کی ضرورت نہ دے اور خادم نے اس سے پہلے اوصار گوشت روٹی خریدی تھی پس اس نے یہ درم اوصار میں ادا کر دیے تو وہ ضامن ہو گا کذا فی المحیط مسائل جو مقبورہ زمین وقف کے اثاثہ وغیرہ کی طرف رائج ہیں ایک مقبرہ میں پڑے پڑے درخت ملے ہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زمین کو مقبرہ بنانے سے پہلے اس میں یہ درخت آگے ہوں دوم یہ کہ مقبرہ بنانے کے بعد آگے ہوں پس اول صورت میں مسئلہ کی دو قسم ہیں قسم اول آنکہ اس زمین کا کوئی مالک تھا جس نے مقبرہ کر دیا قسم دوم یہ کہ زمین موات تھی اس کا کوئی مالک نہ تھا اس کو گاون والوں نے مقبرہ بنا لیا پس قسم اول میں یہ درخت مع جڑوں کے اس کے مالک کی ملک میں جو چاہا ہوا اس کے ساتھ بحال کرے اور قسم دوم میں درخت مع جڑوں کے اپنے قدیم حال پر رہے صورت دوم میں بھی مسئلہ کی دو قسمیں ہیں قسم اول آنکہ انکا لگانے والا معلوم ہو قسم دوم آنکہ انکا لگانے والا معلوم نہ ہو پس قسم اول میں لگانے والے کے ہونے اور قسم دوم میں اس کا حکم با اختیار قاضی ہے اگر اس کی رائے میں اسے کہ انکو فروخت کر کے ان کے دام مقبرہ کی عمارت میں صرف کیے جائیں تو ایسا حکم دے سکتا ہے یہ واقعات بحسامیہ میں ہے۔ اگر مسجد میں درخت

وہاں سے لے کر اس کے قریب میں ایک رباط تھا اس رباط کے متولی نے اس عشر کو تعمیر رباط میں صرف کر دیا تھا اور اگر اسے محتاجوں پر صرف کیا پھر انھوں نے اپنی طرف سے رباط کی تعمیر میں صرف کیا تو جائز اور بہتر ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اسی طرح زکوٰۃ کا مال ہے کہ اگر متولی نے اس کو مسجد بنانے میں یا اہل بنا سے نہیں صرف کرنا چاہا تو نہیں جائز ہے اور اگر اس کا حلیہ چاہا تو حلیہ یہ ہے کہ متولی اس کو فقیروں پر صدقہ کر دے پھر فقیر لوگ اس کو متولی کو دیدیں پھر متولی اس کو اس عمارت میں صرف کرے یہ ذخیرہ میں ہے ایک رباط میں بھی ہے تو کیا اس میں اثر ہے والوں کو روا ہے کہ اس میں سے متبادل کریں تو اس میں دو صورتیں ہیں اول یہ کہ ان فقیروں کی قیمت ہدیہ شریف و غیرہ ہو دوم یہ کہ ان کی قیمت ہوس اول صورت میں کہا لینا روا ہے اور دوسری صورت میں اس سے احتیاط کرنا اور راہ دیانست و تقویٰ کے بہرہ ہو کیونکہ احتمال ہے کہ شاید وقت کنندہ سے پہچان کرے والوں کے لیے نہیں بلکہ فقیروں کے لیے وقف کیے ہوں اور یہ اس وقت ہے کہ یہ معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو کہ فقیروں پر وقت ہوا ترسے والوں پر وقت نہیں ہو تو فقیروں کے سوا کسی کو ان کا کھانا حلال نہیں ہو کذا فی الواقعات بحسامیہ قلت اس میں اشارہ ہے کہ والا اگر فقیر ہو تو اس کو بھی روا ہے قاضی خان و اللہ اعلم فتاویٰ قاضی خان کے ایسا شخص نے دار عمارت کے خادم کو درم دے کہ اس کے عوض گوشت روٹی خرید کر اس دوسرے رہنے والوں کو تقسیم کرے اور دار عمارت وہ دار ہے جس میں فقرا و مساکین رہتے ہیں پھر خادم کو اس روز گوشت روٹی کی ضرورت نہ دے اور خادم نے اس سے پہلے اوصار گوشت روٹی خریدی تھی پس اس نے یہ درم اوصار میں ادا کر دیے تو وہ ضامن ہو گا کذا فی المحیط مسائل جو مقبورہ زمین وقف کے اثاثہ وغیرہ کی طرف رائج ہیں ایک مقبرہ میں پڑے پڑے درخت ملے ہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زمین کو مقبرہ بنانے سے پہلے اس میں یہ درخت آگے ہوں دوم یہ کہ مقبرہ بنانے کے بعد آگے ہوں پس اول صورت میں مسئلہ کی دو قسمیں ہیں قسم اول آنکہ اس زمین کا کوئی مالک تھا جس نے مقبرہ کر دیا قسم دوم یہ کہ زمین موات تھی اس کا کوئی مالک نہ تھا اس کو گاون والوں نے مقبرہ بنا لیا پس قسم اول میں یہ درخت مع جڑوں کے اس کے مالک کی ملک میں جو چاہا ہوا اس کے ساتھ بحال کرے اور قسم دوم میں درخت مع جڑوں کے اپنے قدیم حال پر رہے صورت دوم میں بھی مسئلہ کی دو قسمیں ہیں قسم اول آنکہ انکا لگانے والا معلوم ہو قسم دوم آنکہ انکا لگانے والا معلوم نہ ہو پس قسم اول میں لگانے والے کے ہونے اور قسم دوم میں اس کا حکم با اختیار قاضی ہے اگر اس کی رائے میں اسے کہ انکو فروخت کر کے ان کے دام مقبرہ کی عمارت میں صرف کیے جائیں تو ایسا حکم دے سکتا ہے یہ واقعات بحسامیہ میں ہے۔ اگر مسجد میں درخت





میراث سے کفن خریدا اور اس کی تعمیر تکفین کر دی تو وہ عورت ان درختوں کو فروخت کر کے اور ان کے داموں سے  
 مشتری کے ذمہ سے بقیہ کفن کے گھٹا کٹے اور باقی کو روٹھوں و چراغ کے تیل میں صرف کر کے یہ محیط میں بیک  
 نے اپنی زمین ایک سو ہشتہ معلوم ہوا یا ایک قوم معلوم ہو وقت کی بھر وقت کر نیوالے نے اس میں درخت بونے تو  
 مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس نے غلہ وقف سے بونے یا اپنے مال سے لیکن بیان کرو یا کہین وقف کے لیے جانا انہوں  
 تو یہ درخت وقف کے ہونے اور اگر اپنے مال سے بونے اور کچھ بیان نہ کیا تو درخت اسکے اور مے تو اسکے  
 وارثوں کے ہونے اور وقف کے نہ ہونے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک  
 مقبرہ میں درخت ہیں تو کیا روا ہو کہ وہ کسی مسجد کی عمارت میں صرف کیے جاویں فرمایا کہ ہاں اگر وہ کسی اور مسجد  
 پر وقف ہوں پھر پوچھا گیا کہ اگر مقبرہ کی دیوار میں گر جانے اور خراب ہو جائے تو ہو گئیں تو اس میں صرف کیے  
 جاویں یا تعمیر مسجد میں تو کہا کہ جب وقف ہوں اسی پر صرف ہوں بشرطیکہ معلوم ہو جاوے اور اگر مسجد کا متولی  
 اور مقبرہ کا متولی ہوں اور عوام کو یہ اختیار نہیں ہو کہ بدولت حکم قاضی کے اس میں تصرف کریں یہ ظہر میں ہے کہ زمین  
 سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد میں پودہ بویا پھر چند سال میں وہ بڑا ہو گیا پھر متولی مسجد نے چاہا کہ اس درخت کو  
 اسی کو چھ کے کٹوین کی تعمیر میں صرف کرے اور جانے والا کہتا ہے کہ یہ میرا ہے میں نے اس کو مسجد پر وقف نہیں کیا تو  
 کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ اگر جانتے دانے نے اس کو مسجد ہی کے واسطے جایا تو کٹوین کی تعمیر میں اس کو صرف کرنا نہیں جائز ہے  
 اور جانے دانے کو بھی اپنی ضرورت میں صرف کرنا نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ ثنائی اہل سمرقند میں ہوا کہ ایک  
 مسجد میں سیب کا درخت ہو تو کیا لوگوں کو روا ہو کہ اسکے پھلوں سے اپنے اظہار کریں تو صدر الشہید نے کہا کہ خیار یہ ہے  
 کہ مباح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے عام رہ گذر یہ ایک درخت ہو وہ راہ گزروں پر وقف کیا گیا تو راہ گزروں کو اسکے  
 پھل کھانے مباح ہیں اور اس میں غنی و فقیر یکساں ہیں اسی طرح جو پانی کہ سید انون میں رکھا گیا ہو اور ستا یہ کا پانی  
 اور چنار کا خشک اور اس کے کپڑے اور وقف کا قرآن مجید ان سب چیزوں سے انتفاع حاصل کرنے میں غنی و  
 فقیر دونوں برابر ہیں گزافی فتاویٰ قاضی خان

پھر چھو ان پاسیت ان اوقاف کے بیان میں جن سے استفادہ ہو جاوے اور اسکے متعلقات یعنی اوقات کے  
 غلہ کو دیکھو دیگر یہ صرف کر کے بیان میں اور کافروں کے وقف کے بیان میں سہ ایک چھوٹے پل پر کچھ  
 وقف ہو پھر وہ وادی خشک ہو گیا اور پانی اسی محلہ کے دوسرے نالہ کی طرف پھر گیا پس اس نالہ پر پل باندھنے  
 کی ضرورت ہوئی تو پھر وہاں پر پل کے غلہ کے وقف کو اس دوسرے پل کی طرف پھیریں تو وہ پل باندھا  
 کہ اگر دوسرا پل بھی دام لوگوں کے واسطے ہو اور وہاں دوسرا پل اس سے قریب عام لوگوں کے لیے نہ تو پل  
 پل کا غلہ اس کی طرف پھیرا نہ ہو یہ اوقاف حسامیہ میں ہو پل لا کر علوانی سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد یا محض  
 خراب ہو گیا کہ اس کی حاجت نہ رہی کیونکہ لوگ متفرق ہو گئے تو کیا قاضی کو روا ہو کہ ان چیزوں کے اوقات کو  
 دوسری مسجد یا محض کی طرف پھیرے تو فرمایا کہ ہاں۔ اور اگر لوگ متفرق نہیں ہوتے لیکن وہ جس کو تعمیر کی  
 ضرورت نہیں ہو اور وہاں ایک مسجد ہو جس کو عمارت کی ضرورت ہو یا اسکے برعکس واقع ہو تو کیا قاضی کو روا  
 ہو کہ جس کو عمارت کی حاجت نہیں ہو اسکے وقف کو دوسرے کی طرف جس کو عمارت کی حاجت ہو صرف

میراث سے کفن خریدا اور اس کی تعمیر تکفین کر دی تو وہ عورت ان درختوں کو فروخت کر کے اور ان کے داموں سے مشتری کے ذمہ سے بقیہ کفن کے گھٹا کٹے اور باقی کو روٹھوں و چراغ کے تیل میں صرف کر کے یہ محیط میں بیک نے اپنی زمین ایک سو ہشتہ معلوم ہوا یا ایک قوم معلوم ہو وقت کی بھر وقت کر نیوالے نے اس میں درخت بونے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس نے غلہ وقف سے بونے یا اپنے مال سے لیکن بیان کرو یا کہین وقف کے لیے جانا انہوں تو یہ درخت وقف کے ہونے اور اگر اپنے مال سے بونے اور کچھ بیان نہ کیا تو درخت اسکے اور مے تو اسکے وارثوں کے ہونے اور وقف کے نہ ہونے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک مقبرہ میں درخت ہیں تو کیا روا ہو کہ وہ کسی مسجد کی عمارت میں صرف کیے جاویں فرمایا کہ ہاں اگر وہ کسی اور مسجد پر وقف ہوں پھر پوچھا گیا کہ اگر مقبرہ کی دیوار میں گر جانے اور خراب ہو جائے تو ہو گئیں تو اس میں صرف کیے جاویں یا تعمیر مسجد میں تو کہا کہ جب وقف ہوں اسی پر صرف ہوں بشرطیکہ معلوم ہو جاوے اور اگر مسجد کا متولی اور مقبرہ کا متولی ہوں اور عوام کو یہ اختیار نہیں ہو کہ بدولت حکم قاضی کے اس میں تصرف کریں یہ ظہر میں ہے کہ زمین سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد میں پودہ بویا پھر چند سال میں وہ بڑا ہو گیا پھر متولی مسجد نے چاہا کہ اس درخت کو اسی کو چھ کے کٹوین کی تعمیر میں صرف کرے اور جانے والا کہتا ہے کہ یہ میرا ہے میں نے اس کو مسجد پر وقف نہیں کیا تو کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ اگر جانتے دانے نے اس کو مسجد ہی کے واسطے جایا تو کٹوین کی تعمیر میں اس کو صرف کرنا نہیں جائز ہے اور جانے دانے کو بھی اپنی ضرورت میں صرف کرنا نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ ثنائی اہل سمرقند میں ہوا کہ ایک مسجد میں سیب کا درخت ہو تو کیا لوگوں کو روا ہو کہ اسکے پھلوں سے اپنے اظہار کریں تو صدر الشہید نے کہا کہ خیار یہ ہے کہ مباح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے عام رہ گذر یہ ایک درخت ہو وہ راہ گزروں پر وقف کیا گیا تو راہ گزروں کو اسکے پھل کھانے مباح ہیں اور اس میں غنی و فقیر یکساں ہیں اسی طرح جو پانی کہ سید انون میں رکھا گیا ہو اور ستا یہ کا پانی اور چنار کا خشک اور اس کے کپڑے اور وقف کا قرآن مجید ان سب چیزوں سے انتفاع حاصل کرنے میں غنی و فقیر دونوں برابر ہیں گزافی فتاویٰ قاضی خان

کر دے فرمایا کہ زمین کذا فی الحیطہ ایک رباط سے لوگ مستثنیٰ ہوئے ہیں مگر ہذا قمار پر رباط یعنی دو ملک بھی  
 دارالاسلام ہو گیا اور اس رباط کے لیے وقف کی آمدنی اشیاء پر اگر کسی نے قرب میں دوسری رباط ہو تو یہ آمدنی  
 اس رباط میں صرف کی جائے اور اگر قرب میں رباط ہو تو یہ قمار پر رباط کی طرف سے دیکھ کر جسے باہر  
 بنائی جاتی رہی ہے یہ مسئلہ فقہاء سے ابوالیسنہ میں مذکور ہے اور صدر شہید نے اپنے وقت میں کہا کہ اس میں نظر ہو تو  
 فتویٰ کے وقت متامل کرنا ضروری ہو گا فی الذمیرہ و مسترحم کہتا ہے کہ صدقہ شریفہ کے نزدیک ظاہر ہے کہ حکم ہے کہ قرب  
 رباط قرب میں ہو تو یہ فقیروں و مسکینوں پر صرف کیا جائے گا حال فیہ الفقیرہ اور یہی قول قرب و اکتساب ہو کر  
 بنا بر قول فقیر کے وقف نہ کرنا لازمی نہ تھا بلکہ صحیح تھا کیونکہ صدقہ شریفہ میں کوئی پابندی نہ تھی نہ وہ اور یا مال مسئلہ  
 یہ ہو کہ وقف نہ کرنا اس کے آخر وقف کا فقیروں کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ یہ صدقہ شریفہ میں کہ رباط کا وقف بدون  
 اس قید کے صحیح ہے اور اس میں یہ امام مشائخ اور اس میں یہ فقہی ہے اس وقت میں صدقہ شریفہ میں تاویل نہیں فرمائی تھے  
 و انشد اعلم فماتے لسانی میں ہے کہ شیخ الاسلام نے پوچھا کیا کہ ایسا قانون ہے کہ لوگ وقف کر دے اور وہ ان کی سب  
 منہدم و خراب ہوئے کو اگر کسی اور جگہ زبردستی قائم کرے تو اس میں کیا عیب ہے کہ عیب کی گڑبان اپنے گروں کو اٹھایا جائے  
 شریع کیا تو گناہوں میں سے کسی کو اختیار ہو کہ قاضی کی اجازت دیکھ کر کسی ملک یا ان کو فروخت کر کے اس کے دھرم  
 غرض سے دیکھو چھوڑ دے کہ کسی دوسری جگہ یا کسی وقف اس جگہ میں صرف کرے تو شیخ نے کہا کہ ہاں یہ جائز ہے  
 ہے۔ ایک نے اپنا چوپایہ یا کوئی تار کسی رباط میں دباؤ کی بیٹے اس وقت کی کہ اس سے راہ انہی میں کام آجائے  
 پھر رباط خراب ہو گئی اور لوگ اس سے مستثنیٰ ہوئے تو یہی چیز دوسری رباط میں ہو اس رباط سے سبب نہ پیدا  
 قریب ہو مگر دباؤ کیا ہے یہ فیہ میں ہے نو اور میں ہو کہ ایک وقف بنا لا خانہ منہدم ہو گیا اور اس کا کوئی غائبین  
 ہو جس سے اسکی عمارت ممکن ہو تو وقف باطل ہو جائیگا اور اس کا اس وقت کوٹے والے کی طرف عود کر گیا اگر زندہ ہو  
 یا اسکے وارثوں کی طرف اگر مر گیا دینیہ یا شرعی میں ہو۔ ایک غائبین یا بانی کا حوض وقف ہو خراب ہو گیا کہ اسکی تعمیر  
 نہیں ہو اور محلہ والے اس سے بے پروا ہو گئے ہیں اگر اس کا وقف کریند والا دھرم ہو تو اسکی طرف عود کر گیا اگر زندہ ہو  
 اور اگر مر گیا ہو تو اسکے وارثوں کی طرف عود کر گیا اور اگر اس کا وقف کریند والا دھرم ہو تو وہ ان لوگوں کے قبضہ میں نہیں  
 نظر کے ہو گا کہ اسکو کسی فقیر پر صدقہ کر دے یا فقیر اسکو فروخت کرے اسکے دھرم سے استیفاء حاصل کرے۔ اور اسی  
 جنس سے یہ مسئلہ کہ ایک دوکان وقف شیخی پھر بازرگ اس دوکان کے آگ لگنے سے جل گیا پس دوکان ایسی رہ گئی  
 کہ اس سے استیفاء ممکن نہیں ہو اور کسی مال کے عوض اجارہ نہیں لیا جاسکتی ہو تو وقف ہوئے سے خارج ہو جائیگی اور اسی  
 جنس سے یہ مسئلہ ہے کہ ایک وقف رباط آگ لگنے سے جل کر رہی ہو گئی تو وقف باطل ہو کر سیرت ہو جائیگی اور اسی جنس سے  
 دہلی ایک مقبرہ پہلے بروج وقف ہے پھر جو ملی خراب ہو کر رہی ہو گئی یہ ایک شخص نے اگر بدون کسی کی اجازت کے  
 اسکو آباد کر کے اپنے مال سے تعمیر کیا تو اصل زمین وقف کلمند کے وارثوں کی ہوگی اور عمارت اس بنائے والے  
 یا اسکے وارثوں کی ہوگی کذا فی المستقرات اسی طرح ایک وقف ایک قوم پر جسکے نام شرعی دھرم میں وقف صحیح ہو  
 بر باد ہو کر بیکار ہو گئی اور گناہوں سے دور رہی ہو اسکی تعمیر میں کوئی رعایت نہیں کرتا اور نہ اسکی اصل کو اجارہ دیتا  
 ہو تو وقف باطل ہو کر اسکی بیع یا ہب ہو جائیگی اور اگر اسکی اصل زمین کو کوئی شخص کسی قدر قلیل جرت پر اجارہ لے لے

صلو  
 بلکہ وقف  
 بالامان  
 وقف  
 لکن اگر  
 غیر  
 اس  
 میں  
 عیب  
 نہ ہو





دونوں کی ضرورت ہو تو دونوں برابر ہیں فیصلہ میں زیادتی دینی اور چیز کی حاجت میں زیادتی دینی اور قوت و صنعت حاجت اور دوام احتیاج پر نظر کرنی چاہیے پس علیٰ ہذا علم ہندو کے واسطے پر اوپر کی راہوں میں فقیروں کے فکرمیں جمع کرانے پر صرف کرنا تو اقل عبادات میں مشغول ہونے سے اولیٰ ہو اور ایسا ہی ہمیشہ و تفسیر میں تمام راہوں سے توجہ صرف کرنا مشکل ہو کیونکہ ان چیزوں کا نصف ہمیشہ باقی ہو پس اولیٰ راہیہ ضرورت میں تو ایک شے بھی وقف کیا فلاں مدرسہ کے رہنے والوں پر طالب علموں میں سے ہیں اس میں ایک آدمی رہا لیکن وہ اس میں رہتا ہے نہ میں رہتا ہے اور رات کو حراست میں مشغول رہتا ہے تو وہ اس سے بھر دے گا اگر کسی کو ٹھکانوں و تجربوں میں سے کسی تجربہ میں جگہ لیتا ہو اور اسکے پاس سکونت کے اسباب ہو تو اس میں سے بھر دے گا اس لیے کہ وہ اس مقام کے رہنے والوں میں شمار ہو رہی ضرورت میں ہو اور اگر وہ راستہ کو حراست میں مشغول رہتا ہو تو طالب علموں میں سے شمار نہیں کرتا ہو تو وہ دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ دن میں کسی دوسرے کام میں مشغول رہتا ہو تو طالب علموں میں سے شمار نہیں ہوتا ہو تو اسکو وظیفہ کا حق نہیں ہو اور اگر دوسرے کام میں یا اقل نہیں مشغول رہتا ہو تو طالب علموں میں سے شمار ہوتا ہو تو اسکو وظیفہ ملے گا یہ محیط شری میں ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہو کہ وہ وقت فقیر سے یہ کہا ہو کہ فلاں مدرسہ کے رہنے والوں پر طالب علموں میں سے۔ اور اگر ایسے خانی ہو گیا کہ فلاں مدرسہ کے رہنے والوں پر اور یہ میں کہا کہ طالب علموں میں سے۔ تو یہی حکم ہی ہو گا کہ طالب علموں کے سوا کسی دوسرے مدرسہ میں رہتا ہو اسکو وظیفہ نہیں ملے گا کیونکہ وقفہ سے یہی مفہوم ہو کہ یہ قیاد سے قائمی خانی میں جو طالب علم علم اگر علم سکھنے کو فقہار کے پاس نہ جاتا ہو پس اگر شہر میں ہو اور اپنی ضرورت ادا کر کے کتابا وقت وغیرہ کی اپنے واسطے لکھتے ہیں مشغول ہو تو اسکو وظیفہ لینے میں مضائقہ نہیں ہو اور اگر شہر میں ہو اور اسکو سکھانے اور کام میں مشغول ہو تو وظیفہ نہ لےوے میں مضائقہ نہیں ہو۔ اگر علم سکھانے والا شہر سے چند روز کل گیا ہے واپس ہو کر طلب کیا پس اگر سفر کی دوری پر چلا گیا تھا تو گذشتہ ایام کا وظیفہ طلب کرنا اسکو نہیں ہو چکا ہو اسی طرح اگر نکال کر کہیں چند روز تک اقامت کی ہو تو یہی حکم ہو اور اگر مسافت سفر سے کم ہو اور ایسے کام کے واسطے گیا کہ ہفتہ جوری ہو اس سے پارہ نہیں جیسے روزیہ و زرق وغیرہ تو اسقدر فقیر ہو اور کسی دوسرے کو مال نہیں ہو کہ اسکا تجربہ لےوے اور اسکا وظیفہ اپنے حال پر رہا جبکہ غائب ہونا ایک سادہ عینہ سے تین عینہ تک ہو چکا ہے اس سے زیادہ مدت ہو جائے تو دوسرے کو روا ہو کہ اسکا تجربہ و وظیفہ لےوے یہ تجربہ الرائق میں ہو فقیر رحم سے کہا کہ جو کوئی پر حرات والے طالب علم سے ایسے دن میں اجرت لےوے جس روز درس نہیں ہو تو جب امید ہو کہ جائز ہو چکا ہے اس میں جو نقد سکھانے والا عینہ یا دو عینہ غائب رہا تو بلا خلاف اس پر سزا دینا چاہیے اگر ماہوار ہو اور اگر سالانہ ہو تو اس پر سزا دینا چاہیے اور وقت آیا اور وہ سال میں سے زیادہ عینہ دیکھ رہا ہو تو اسکو سالانہ لینا حلال ہے یہ فقیر میں ہوتا ہے فقیر بول کر کہتا ہے بلکہ کسی کے رہنے والے عادی لوگوں پر وقت کو بوجہ کیا گیا ہے کسی نے اس طرح وقف کیا کہ یہ عمارت علویہ یا کائنات میں ہر وقت ہر عینے اولاد حضرت علی کریم اللہ وجہہ جوں میں سکونت رکھتے ہیں اپنے وقف ہو حالانکہ ان میں سے بعضے غائب بھی ہو جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ جو کوئی ان میں سے باہر چلا گیا اور اپنا سکھن فر وقت نہیں کیا اور نہ کہیں دوسرا سکھن بنایا تو وہ کچھ کے رہنے والوں میں شمار ہو اسکا وظیفہ یا وقت پڑے گا

تہذیبی ہندو کی عالمی جلد دوم

باطل ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر کسی نے زمین کو بطور فاسد خرید کر اس پر قبضہ کر کے اسکو مسجد کروا دیا اور لوگوں نے اس میں نماز پڑھنی تو ہلال چلنے اپنے وقت میں لکھا کہ وہ مسجد ہو گئی اور ششتری کے ذمہ اسکی قیمت واجب ہوا اور وہ بائع کو واپس نہیں لیا جائیگی اور ہلال چلنے کہا کہ یہ ہمارے اصحاب کا قول ہے اور اگر اُسے اس زمین کو وقف کر دیا تو مسجد کر دینے پر قیاس کر کے اسکا بھی یہی حکم ہو اور کتاب الشفعہ میں مذکور ہے کہ اگر بطور فاسد خریدی ہوئی زمین کو مسجد بنا دیا اور اس میں عمارت بنائی تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور عمارت بنانے سے وہ ستمناک کی ہوئی شمار ہوگی اور صاحب جہنم کے نزدیک عمارت توڑ کر زمین اس کے بائع کو واپس کی جائیگی پس عمارت کی شرط لگانا بنا بر روایت کتاب الشفعہ کے اس امر کی دلیل ہے کہ جب وہ بنائی ہو تو خالی مسجد کر دینے سے بلا خلاف وہ مسجد نہ ہو جائیگی اور روایت ہلال کے موافق عمارت کی شرط نہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ بدون عمارت کے وہ بلا خلاف مسجد ہو جائیگی۔ حاکم شہید رحمہ نے کہا کہ کتاب الشفعہ میں امام محمد رحمہ کی روایت ہے کہ عمارت روایت ہلال کے لایق ہے بلکہ وہ فی نظر اخصانہ فی الحاشیہ اگر زمین کو بخریدہ مسجد خرید کر قبضہ کر کے اسکو فقرا پر وقف کیا پھر اس میں عیب پایا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے لیکن نقصان عیب واپس لینا بخلاف اس کے اگر زمین خرید کر اسکو مسجد کروا دیا پھر اس میں عیب پایا تو نقصان عیب بھی واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محض زمین ہے اگر غلام کے عوض ایک دار خرید کر یا تہی قبضہ کر لیا پھر دار کو وقف کر دیا پھر وہ غلام کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو وقف جائز ہے اور ششتری پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز زمین کی جو کچھ قیمت تھی وہ اس کے بائع کو واپس دے دے حاوی میں ہے۔ اور اگر غلام و آزاد پایا گیا تو وقف باطل ہو گیا یہ محض زمین ہے جو وقف نے تمام غلہ جمع کر کے ارباب الوقف کو بانٹ دیا مگر زمین سے ایک کو موقوف کیا اور اسکا حصہ اپنی ذاتی حاجت میں صرف کر ڈالا پھر جب دوسرا غلہ آیا تو خر و دم نہ چاہا کہ اس میں سے اگلے سال کا حصہ بھی لے لیں اگر اُس نے پہلے قیمت سے ضامن لینا اختیار کیا ہو تو اس غلہ میں سے اپنا حصہ نہیں لے سکتا ہے اور اگر اُس نے غلہ اول کے شرکاء سے اس کے حصوں سے لے لینا اختیار کیا کیا ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے غلہ میں سے ان کے حصوں میں سے اپنے حصہ کے مثل لے لیں پھر جب اُس نے لیا تو سب کے سب مالک قیمت سے اس حصہ کی ضمانت لینے جو اُس نے پہلے سال میں محروم کا حصہ تلف کیا ہے کہ انی المصبرات اقول غلہ آمدنی وقف ہے پس اگر روپیہ ہو تو اپنے حصہ کے مثل لینے میں رہا ہو جانا ہر جگہ بخلاف سب کا فہم مسجد کے امام نے غلہ لیا اور چلا گیا اور بیسویں سال زمین گذری تو اس سے سال میں سے کسی قدر حصہ کا غلہ واپس نہ لیا جائیگا اور اعتبار غلہ کاٹے جانے کے وقت کا ہے پس اگر کاٹے جانے کے وقت وہ مسجد میں امام ہو تو غلہ کا مستحق ہوگا یہ وجہ زمین ہے۔ اب رہا حال مسجد کے امام کا کہ سال میں سے جس قدر مالٹا چلا گیا اُس کے حصہ کا غلہ کھانا حلال ہے یا نہیں پس اگر فقیر ہو تو حلال ہے اور یہی حکم طالب علموں میں ہے کہ انکو ہر سال غلہ تیار ہونے کے وقت کچھ مقدار معلوم غلہ سے دی جاتی تھی پس انہیں سے ایک نے وقت تیار ہی غلہ کے اپنا حصہ اس میں سے لیا پھر اس مدرسہ سے چلا گیا تو افسند امام کے اسکا بھی حکم ہے یہ محض زمین ہے۔ ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے ترکہ میں سے اس قدر درم متوقف کر کے جاوین بنیال کسی قرض کے جو مجھ پر ظاہر ہو تو وصیت باطل ہے خواہ اسکا وقف مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو پھر اگر اس سے یہ بھی کہا ہو کہ بشرطیکہ وصی کی

قال محمد بن حنفیہ  
 اگر زمین کو بخریدہ مسجد خرید کر قبضہ کر کے اسکو مسجد کروا دیا اور لوگوں نے اس میں نماز پڑھنی تو ہلال چلنے اپنے وقت میں لکھا کہ وہ مسجد ہو گئی اور ششتری کے ذمہ اسکی قیمت واجب ہوا اور وہ بائع کو واپس نہیں لیا جائیگی اور ہلال چلنے کہا کہ یہ ہمارے اصحاب کا قول ہے اور اگر اُسے اس زمین کو وقف کر دیا تو مسجد کر دینے پر قیاس کر کے اسکا بھی یہی حکم ہو اور کتاب الشفعہ میں مذکور ہے کہ اگر بطور فاسد خریدی ہوئی زمین کو مسجد بنا دیا اور اس میں عمارت بنائی تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور عمارت بنانے سے وہ ستمناک کی ہوئی شمار ہوگی اور صاحب جہنم کے نزدیک عمارت توڑ کر زمین اس کے بائع کو واپس کی جائیگی پس عمارت کی شرط لگانا بنا بر روایت کتاب الشفعہ کے اس امر کی دلیل ہے کہ جب وہ بنائی ہو تو خالی مسجد کر دینے سے بلا خلاف وہ مسجد نہ ہو جائیگی اور روایت ہلال کے موافق عمارت کی شرط نہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ بدون عمارت کے وہ بلا خلاف مسجد ہو جائیگی۔ حاکم شہید رحمہ نے کہا کہ کتاب الشفعہ میں امام محمد رحمہ کی روایت ہے کہ عمارت روایت ہلال کے لایق ہے بلکہ وہ فی نظر اخصانہ فی الحاشیہ اگر زمین کو بخریدہ مسجد خرید کر قبضہ کر کے اسکو فقرا پر وقف کیا پھر اس میں عیب پایا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے لیکن نقصان عیب واپس لینا بخلاف اس کے اگر غلام کے عوض ایک دار خرید کر یا تہی قبضہ کر لیا پھر دار کو وقف کر دیا پھر وہ غلام کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو وقف جائز ہے اور ششتری پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز زمین کی جو کچھ قیمت تھی وہ اس کے بائع کو واپس دے دے حاوی میں ہے۔ اور اگر غلام و آزاد پایا گیا تو وقف باطل ہو گیا یہ محض زمین ہے جو وقف نے تمام غلہ جمع کر کے ارباب الوقف کو بانٹ دیا مگر زمین سے ایک کو موقوف کیا اور اسکا حصہ اپنی ذاتی حاجت میں صرف کر ڈالا پھر جب دوسرا غلہ آیا تو خر و دم نہ چاہا کہ اس میں سے اگلے سال کا حصہ بھی لے لیں اگر اُس نے پہلے قیمت سے ضامن لینا اختیار کیا ہو تو اس غلہ میں سے اپنا حصہ نہیں لے سکتا ہے اور اگر اُس نے غلہ اول کے شرکاء سے اس کے حصوں سے لے لینا اختیار کیا کیا ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے غلہ میں سے ان کے حصوں میں سے اپنے حصہ کے مثل لے لیں پھر جب اُس نے لیا تو سب کے سب مالک قیمت سے اس حصہ کی ضمانت لینے جو اُس نے پہلے سال میں محروم کا حصہ تلف کیا ہے کہ انی المصبرات اقول غلہ آمدنی وقف ہے پس اگر روپیہ ہو تو اپنے حصہ کے مثل لینے میں رہا ہو جانا ہر جگہ بخلاف سب کا فہم مسجد کے امام نے غلہ لیا اور چلا گیا اور بیسویں سال زمین گذری تو اس سے سال میں سے کسی قدر حصہ کا غلہ واپس نہ لیا جائیگا اور اعتبار غلہ کاٹے جانے کے وقت کا ہے پس اگر کاٹے جانے کے وقت وہ مسجد میں امام ہو تو غلہ کا مستحق ہوگا یہ وجہ زمین ہے۔ اب رہا حال مسجد کے امام کا کہ سال میں سے جس قدر مالٹا چلا گیا اُس کے حصہ کا غلہ کھانا حلال ہے یا نہیں پس اگر فقیر ہو تو حلال ہے اور یہی حکم طالب علموں میں ہے کہ انکو ہر سال غلہ تیار ہونے کے وقت کچھ مقدار معلوم غلہ سے دی جاتی تھی پس انہیں سے ایک نے وقت تیار ہی غلہ کے اپنا حصہ اس میں سے لیا پھر اس مدرسہ سے چلا گیا تو افسند امام کے اسکا بھی حکم ہے یہ محض زمین ہے۔ ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے ترکہ میں سے اس قدر درم متوقف کر کے جاوین بنیال کسی قرض کے جو مجھ پر ظاہر ہو تو وصیت باطل ہے خواہ اسکا وقف مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو پھر اگر اس سے یہ بھی کہا ہو کہ بشرطیکہ وصی کی

مفقور ہونے میں پس اخیر حکم انکی نسبت کر دینا







بیع جائز صحیح کے ساتھ فروخت کیا تو قاضی کی خبر پر اس وقف کے باطل ہونے کا حکم ہوگی یہ نذرانہ میں ہر متولی نے  
جاہا کہ وقف کے غلہ میں سے جو بڑھیا اسکو قرض دے تو وہاں یا سے قتا واسے ابوالمیث رحمہ میں ہو کہ تجھے امید ہو  
کہ متولی کو اس فعل کی گنجائش ہو بشرطیکہ غلہ کے واسطے رکھ چھوڑنے کی بہ نسبت قرض دیدینا بہتر و مصلحت ہو اور  
اگر اسنے جاہا کہ بڑھتی غلہ کو اپنی ضرورت یا سے اس شرط سے بیع کرے کہ حسب وقف کو عمارت کی ضرورت ہوگی تو  
اسنے مال سے واپس دینا تو اسکا یہ اعتنا نہیں ہو اور اسکو چاہیے کہ کمال درجہ پر ہنر کے بعد اگر باوجود اسکے اسنے  
ایسا کیا پھر ضرورت تعمیر کے وقت اسی قدر افسوس کے مثل اسنے مال سے وقف پر خرچ کر دیا تو تجھے امید ہو کہ جو کچھ اس پر واجب  
تھا اس سے اسکا مواخذہ چھوڑ دینا جائیگا اور قتا دے رفتی میں ہو کہ وہ مطلقاً ضمان سے بری ہو جائیگا یہ محض بیان ہو۔  
قال المترجم یعنی اول قول پر وہ وبال سے چھوٹ گیا مگر ضمان اس پر فائدہ رہی اور قول دوم پر وہ وبال اور ضمان دونوں  
سے بری ہو گیا و فقیر شیخ قائل ہوا اور اگر فقیر سے جو خرچ کر لیا ہو اس کے مثل لیکر وقف کے درون میں غلط کر دیا تو کل مال  
کا ضمان ہو جائیگا مگر اگر کل مال عمارت کی ضرورت ہو جائے تو ضمان سے بری ہو جائیگا یا قاضی کے پاس اس امر کا  
مراقبہ کرے تاکہ وہ کسی شخص کو حکم دے کہ متولی سے سب مال لیکر اپنے قبضہ میں لاوے پھر یہ مال اسی متولی کے قبضہ  
میں دے دے یہ محتاج یہ نہیں ہو۔ وقف کو اپنی ہیات سے متغیر کر دینا نہیں جائز ہے پس اگر مکان یا احاطہ ہو تو وہ بارخ  
نہیں بنایا جائیگا اور اگر سراسر ہو تو حرام نہ کیا جائے اور باطل ہو تو وہ مکان نہ کر دینا و سے و علی نذر القیاس لیکن اگر وقف  
کنندہ نے متولی کو اختیار دیا ہو کہ جس وقف کی ہتھری دیکھے وہ کرے تو اللہ تعالیٰ کر سکتا ہو یہ سراج الیوم میں ہو۔  
شمس الاسلام محمود افروز جندی رح سے جو چاہا گیا کہ ایک شخص نے وقف کیا پھر خود محتاج ہو گیا اور چاہا کہ اپنے وقف سے رجوع  
کرے تو فرمایا کہ اسکو چاہیے کہ قاضی کے سامنے یہ امر پیش کرے تاکہ قاضی اس وقف کو فسخ کرے کذا فی الذخیرہ اقول اول  
کتاب الوقف میں شرط اوقات میں جو بیان ہوا کہ اپنی ذات یا سہلی ماحلات یا حیات مشرک و کافر یا نذر ہو تو اس شرط سے  
وقف کرے میں کوئی مشکل نہیں ہو لیکن جب یہ شرط نہ ہو تو اسکی صورت اس مسئلہ میں مذکور ہوئی قاضی جامع الفقہاء  
میں ہو کہ اگر باغ انکو فروخت کیا اور زمین قدیمی مسجد پر نہیں اگر مسجد مذکور آبا و ہو تو باقی کی بیع فاسد ہوگی اور اگر زمین  
ہو تو بیع فاسد ہوگی یہ تاہم تاہم میں ہو کہ اگر زمین کو زمین کے نزدیک مسجد ہوئے سے خارج نہیں ہو سکتی کما ہو  
قول الامام ابی یوسف و اہل الحدیث انکے نزدیک سہلی بیع جائز نہیں ہو قاضی نے اپنے وقف میں لکھا کہ اگر ایک سال  
مکان میں سے ایک سہیتہ وقف کیا پس اگر بیتہ مع اسکے راستہ کے وقف کیا تو جائز ہو اور اگر مع راستہ کے اسکو وقف نہ کیا  
تو نہیں جائز کذا فی المحیط مترجم کہتا ہو کہ شاید یہ باعتبار اہم خصائص رح ہو یا بقول امام ابی حنیفہ رح ورنہ صاحبین میں سے  
ایک کے قول پر راستہ ثابت اور وقف جائز ہونا چاہیے کذا فی قطبہ ارض و قدرت المسئلۃ مکر۔ ایک نے مسجد بنائی یا اپنی  
زمین کو وقف کر دیا یا اسے بنائی زمین کو اگر زمین کے نزدیک مسجد ہوئے یا بنیو الا غائب ہو تو مسجد کی  
سہیتہ میں سے کچھ زمین کو اگر غائب ہو اور اپنی مسجد میں سے کچھ زمین کو اگر غائب ہو یا بنیو الا غائب ہو تو مسجد کی  
سہیتہ میں سے کچھ زمین کو اگر غائب ہو اور اپنی مسجد میں سے کچھ زمین کو اگر غائب ہو یا بنیو الا غائب ہو تو مسجد کی  
سہیتہ میں سے کچھ زمین کو اگر غائب ہو اور اپنی مسجد میں سے کچھ زمین کو اگر غائب ہو یا بنیو الا غائب ہو تو مسجد کی

یعنی بیع  
قول امام  
ابو یوسف  
اور شہاب  
مصرحاً کہ  
بیع صحیح  
ہے

ثم الحمد لله في وانعم الله على الامم والعزیز الحكيم والصالحين والصلوات على عبده ورسوله الكريم وعلى آل رسول الله و  
اصحابه اجمعين وعلى جميع عباد الله الصالحين اكل صلوات الله وفضل التسليم واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

### خاتمہ الطبع

الحمد لله والمنة کہ مدت سے جس نعمت باقیہ صالحہ کی تمنا تھی آج اُس نے اپنے سایہ دولت سے اہل دارین کو  
سرفراز کیا یعنی جلد دوم کتاب مستطاب فتاویٰ عالمگیری از کساح تا وقف جو استیضاح جزئیات اور فقہ  
مانند فتاویٰ قاضی خان و قدوری و ہادیہ و دیگر متون و شروح و مسائل متوسلات مشمل مشاہیر فتاویٰ و فقہ  
کرنی و غیرہ اور محتویات مسائل و مسائل مانعہ محیط برہانی و غیرہ کے مع تصحیح و تنقیح یا قوال مشائخ بہ تعلیم اور  
غایت شہرت اور نہایت تدریسی و اعتبار علماء عصر سے مزید توفیق کو بھی ممکن نہیں بلکہ غایت و قدوری سے اس جلد  
تعاریف اُس کے حق میں بالانشائی ہیں بارہم مطبع نامی فنی نو گشت و گشت ہرین سبب بہا کے فنی نو گشت و گشت ہرین صاحب  
بہار کو الیک مطبع ہذا بابو موہن لال صاحب بہار کو فنی نو گشت و گشت ہرین سبب بہا کے فنی نو گشت و گشت ہرین صاحب  
چھپو اگر شائع کی۔ کتاب موصوف پر اگر تمام نظر ہو تو بلا مبالغہ فقہ حست کی لیاقت والا ہر چاہے اور اگر یا اصول  
خاص مقدمہ ہو تو بہت کچھ امید ہی اہل اسلام اس دولت لازوال کو ہاتھ سے جانے نہ دینگے بلکہ ہاتھوں ہاتھ  
سے بیٹھنے والے تعالیٰ ہو فوق العالمین

اعلان - حق ترجمہ اس کتاب کا بحق نول کشور پر اس محفوظ ہو۔



قیمت	نام کتاب
۱۱ ر	شرح سفر السعادت از مولانا عبدالحق دهلوی مدظلہ العالی
۱۱ ر	چرخ بخت - مسملی بہ غایت الشہور از ملا محمد شاہ
۹ پائی	مذکرہ الحجۃ - احکام جمعہ از مولوی عبد السلام
۹ پائی	بیان - در حکم تہاکو و حقہ از ملا معین الدین
۱۲ ر	بدائع منظوم - مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی
۹ پائی	نام حق - مشہور درسی از شیخ اشرف الدین بخاری
۱۳ ر	ماہ مسائل - سو مسائل از مولانا احمد قادری رحمہ اللہ
۱۳ ر	شرح وقایہ فارسی - مع حاشیہ ثقی الاکابر از شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳ ر	مسکات المتقین - مرغوب علماء ولایت از مولوی اکبر یار خان
۱۳ ر	فتاویٰ برہنہ - جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین
۱۳ ر	قدوری - مترجمہ لانا ابوالقاسم
۱۵ ر	شرح فارسی مختصر وقایہ از عبدالحق بخاری
۹ ر	کنز فارسی - تفسیر الدین کرمانی مختصی مع ترجمہ مالا بدینہ - اتقانی شاہ رحمہ اللہ
۱۵ ر	مع وصیت نامہ
۱۵ ر	شرح مختصر وقایہ کوہ میری - از مولانا جلال الدین مرقندی
۱۳ ر	رسالہ تہذیب الانسان - در طاعت و حرمت جانوران
۹ پائی	رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان
۳ پائی	فقہ عربی
۱۳ ر	ابوالکارم - شرح مختصر وقایہ از عبد اللہ بن محمد معروف
۱۳ ر	برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبدالحق

قیمت	نام کتاب
۱۰ روپے	برجندی معتبر شرح -
۱۰ روپے	جامع الرموز شرح مختصر وقایہ از ملا شمس محمد تہستانی مستاد اول -
۱۰ روپے	فتح القہر شرح تہن بخط جلی اور حاشیہ بخط خنی از امام کمال الدین بن الہام نہایت مستند و با غلطی شرح مشہور و معروف اور آخرین تکرار زین الدین آفندی کمال چار مجلد ضخیم تفصیل ذیل -
۱۰ روپے	کافہ سفید گندہ -
۱۰ روپے	ایضاً - کافہ زمینی -
۱۰ روپے	ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد پر بخشی مولانا محمد حسن بن علی مرحوم ہر چہار جلد کمال دو مجلدات ہیں شرح ذیل -
۱۰ روپے	۱ - جلدین اولین عبادات -
۱۰ روپے	۲ - جلدین آخرین معاملات -
۱۰ روپے	قتا و اسے عالمگیری - ہر چہار جلد کمال و رسمہ مجلد کاغذ حنائی و سفید -
۱۰ روپے	ہدایہ مع شرح الکفایہ از سیہ جلال الدین کرمانی بہت معروف و مستند مستاد اول چار جلدین اس شرح ہدایہ پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہیں کاغذ سفید تفصیل فی الج -
۱۰ روپے	ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر مکمل -
۱۰ روپے	ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -
۱۰ روپے	قتا وے قاضی خان مع سراجیہ - از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند و معروف مستاد اول دو مجلد کمال -
۱۰ روپے	فوقیہ العقول - حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن خلیفہ علی مستاد اول معروف -







CALL No.

194. 103

ACC. No.

88-

AUTHOR

12

علامہ

TITLE

مکتبہ

✓	URDU STACKS	✓
---	-------------	---

URDU STACKS



MAULANA AZAD LIBRARY  
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :-

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Rs. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books lent over-due.

